روشن باتیں

پیارے بچو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بچپن میں آنکھوں کی بینائی کا چلے جانا' بچے اور ماں دونوں کے لئے پریشان کن تھا۔ دنیا اندھیری ہو جانے کا احساس جہاں بچے کو خوف کی لپیٹ میں لے رہا تھا' وہاں ماں بھی سخت صدمے سے دوچار تھی۔ یہ بچہ ازبکستان کے مشہور شہر بخارا کا رہنے والا تھا۔ باپ نے اس کا نام محمد رکھا۔ وہ محمد بن اسماعیل کے نام سے جانا جاتا تھا۔ محمد کا ابھی بچپن ہی تھا کہ والد وفات پا گئے۔ یہ سب باتیں بیوہ ماں کے لئے بہت پریشان کن تھیں۔ ماں نے امید کا دامن نہ چھوڑا۔ یوں بھی ماں کی دعا اولاد کے حق میں قبول ہوتی ہے۔ ماں خالق ارض وسما کے حضور اپنے بیٹے کی آنکھوں کی بینائی کے لئے اکثر دعائیں مانگتی۔ ایک رات محمد کی ماں نے خواب دیکھا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور کہہ رہے ہیں "نیک بخت! خوش ہو جا۔ اللہ نے بیٹے کے لئے تیری دعا قبول کر لی ہے۔ محمد کی والدہ جب نیند سے بیدار ہوئیں تو دیکھا کہ بیٹے کی آنکھیں ٹھیک ہو چکی ہیں۔

پیارے بچو!

کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ بچہ کون تھا؟ یہ بچہ بڑا ہو کر امام محمد بن اسماعیل البخاری بنا۔ جنھوں نے صحیح بخاری تالیف کی۔ صحیح بخاری حدیث کی وہ کتاب ہے جسے امت نے کتاب اللہ کے بعد صحیح ترین کتاب ہونے کا مقام دیا ہے۔

پیارے بچو!

اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم اپنے والدین کی دعائیں لیں۔ والدین کی دعاؤں میں کامیابی ہے۔ اللہ ہمیں عمل کی توفیق دے۔ آمین

والسلام

آپ کا پیو بھائی جان

روشنی کا مینار

ایک شخص محمد دین نے ضلع لدھیانہ کے کسی گاؤں میں آٹا پیسنے کی چکی لگائی ہوئی تھی۔ کلیم میں اس نے چکی کی مالیت دو ہزار دو سو روپے درج کی۔ مشین خریدنے کی اصل رسید بھی درخواست کے ساتھ منسلک تھی۔ ہمارا بورڈ پانچ ہزار روپے سے زیادہ مالیت کے اثاثوں کا فیصلہ کرتا تھا۔

میں نے محمد دین سے کہا کہ اگر اس نے اپنی مشین کی قیمت دو ہزار دو سو کی جگہ پانچ ہزار روپے درج کی ہوتی' تو بورڈ اسے ضرور معاوضہ دے دیتا کیونکہ اس کے کاغذات بڑے صاف اور سچے ہیں۔

اس نے جواب دیا "اچھا میری قسمت! قیمت ہی دو ہزار دو سو ہے تو میں پانچ ہزار کیسے لکھ دیتا؟"

میں نے کہا "تم نے یہ مشین آٹھ برس پہلے خریدی تھی' اب تو قیمتیں بڑھ چکی ہیں' اب اس کی قیمت پانچ ہزار سے اوپر ہوگی۔"

محمد دین ہنسا اور بولا "صاحب! آپ بھی بڑے بھولے ہیں۔ پرانی مشین کی قیمت گھٹتی ہے' بڑھا نہیں کرتی۔"

محمد دین کو تو ہم کچھ نہ دے سکے لیکن وہ ہمیں بہت کچھ دے گیا۔ صبح سے لے کر شام تک ہمارے بورڈ کو جھوٹ' فریب اور لالچ کے جس طوفانِ بدتمیزی کا سامنا کرنا پڑتا تھا' اس ماحول میں محمد دین جیسے انسان دیانت' امانت اور پاکیزگی کے وہ ستون تھے جن کی برکت سے قومیں زندہ رہتی اور پروان چڑھتی ہیں۔ (شہاب نامہ' از قدرت اللہ شہاب)

(مرسلہ! قدسیہ بتول)

ہچکیاں کیوں آتی ہیں

ہچکیاں سب کو آتی ہیں۔ آپ کو بھی آتی ہوں گی۔ مسلسل ہچکیاں آتی رہیں تو بہت الجھن محسوس ہوتی ہے۔ بعض لوگ انہیں روکنے کے لئے ٹوٹکے آزماتے ہیں۔ ان میں سے کچھ کارگر ہوتے ہیں اور کوئی اپنا اثر نہیں دکھاتے۔ مثلاً اچانک جھٹکا دینا' پیٹھ پر کوئی ٹھنڈی چیز رکھنا' پانی پینا وغیرہ۔ مشہور یہ ہے کہ جس شخص کو مسلسل ہچکی آ رہی ہو' اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اسے کوئی چاہنے والا یاد کر رہا ہے۔ ممکن ہے ایسا ہو۔ یہ خیال ابھی سائنس کے ذریعے سچ ثابت نہیں ہوا۔ ویسے کیا آپ جانتے ہیں کہ ہچکیاں کیوں آتی ہیں؟ ہوتا یہ ہے کہ جب ہم گرم کھانا کھائیں تو غذائی نالی اور معدے کی گزرگاہ میں کچھ جلن ہوتی ہے اور پیٹ میں گیس جمع ہو جاتی ہے۔ گیس حجاب حاجز (Diaphragm) کو دباتی ہے۔ حجاب حاجز وہ جھلی ہے جو پیٹ کو سینے سے الگ کرتی ہے۔

گیس کے دباؤ سے چونکہ یہ جھلی تن جاتی ہے' اس لئے ہوا پوری طرح پھیپھڑے میں نہیں جاتی اور جھلی کے قریب آ کر رک جاتی ہے۔ جب ایسا ہوتا ہے' تو ہم اپنے پیٹ میں دھچکے سے محسوس کرتے اور اسی احساس کو ہچکی کہتے ہیں۔ ہچکیاں دراصل ہمیں یہ بتاتی ہیں کہ ہمارا جسم پیٹ میں موجود گرم کھانے یا گیس سے نجات حاصل کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔

(سعدیہ ناز' لاہور)

الحرمین

ستر ہزار فرشتوں کی دعائیں

محسن انسانیت محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالیشان ہے

آدمی جب اپنے مسلم بھائی کی بیمار پرسی کے لئے جاتا ہے تو وہ جنت کے میووں میں چلتا ہے یہاں تک کہ بیٹھ جائے۔ جب وہ بیٹھ جاتا ہے تو اسے رحمت ڈھانپ لیتی ہے۔ اگر صبح کا وقت ہو تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں اور اگر شام کا وقت ہو تو ستر ہزار فرشتے صبح تک دعا کرتے رہتے ہیں۔'' (ابن ماجہ' مسند احمد)

(انتخاب سجاد الرحمٰن تاج۔ ملتان)

گفتگو کے آداب:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں'' اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:'' جب تم تین آدمی ہو تو دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی نہ کریں۔ حتٰی کہ تم دوسرے لوگوں میں مل جاؤ۔ اس وجہ سے کہ یہ (بات سرگوشی کرنا) اس کو پریشان کر دے گی۔'' (مسلم)

(امیر حمزہ ابودجانہ دانش' خانیوال)

کام کی باتیں:

1- دیوار میں چنی ہوئی ہر اینٹ دیوار ہے۔ اگر وہ اینٹ بھی نکل جائے تو دیوار نہیں کھنڈر کہلائے گی۔

2- کشتی لے کر سمندر میں اترنے والا انسان اس سے بھی بڑا ہوتا ہے۔

3- ہوا میں تعمیر کردہ محل نہایت پائیدار ہوتے ہیں۔ وہ آپ خود بناتے ہیں' کسی ٹھیکیدار سے نہیں بنواتے۔

4- خیالات کی آمدنی کم ہو تو لفظوں کی فضول خرچی سے پرہیز کرو۔

5- وقت ایک ایسا آوارہ گرد ہے جس کے پاس جگہ پر قیام کرنے کے لئے کوئی خیمہ نہیں۔

6- کوشش کر کے ناکام ہو جانا بہتر ہے' بجائے اس کے کہ کوشش ہی نہ کی جائے۔

7- دانا کی دانائی صرف کتابوں میں ہی نہیں زندگی کی اونچی نیچی چٹانوں کے پیچ و خم میں چھپی ہوتی ہے۔

(ام اسامہ عبدالرحمٰن)

میرا پسندیدہ شعر

آسمان بولا ستاروں سے مزین ہے میرا سینہ
زمین بولی مجھ پہ ہے مکہ اور مدینہ
آسمان بولا مجھ پہ رحمۃ للعالمین بھی آئے تھے
زمین بولی اس نے مجھ پہ ہی پہلے قدم جمائے تھے
آسمان بولا مجھ سے آب رحمت برستا ہے
زمین بولی تو قرب محمدؐ کو ترستا ہے

(نعیم اقبال واہ کینٹ)

☆ ☆

عجیب رنگ میں گزری ہے زندگی اپنی
مجاہدین سے پیار کیا لیکن شہادت کو ترسے

(مجاہد حنیف' ضیاء الرحمٰن کبیر والا)

☆ ☆

یہ روز اول سے روشن ہے روشن ہی رہے گا محشر تک
ضرب مومن کی سہہ جانا کافر کے بس کی بات نہیں

(عذرا شفیع' شمائلہ اشرف' عظمٰی شفیع آف تلواڑہ)

☆ ☆

(امریکہ کی حالت زار)

یہ جو دنیا ہے تغیر کی عجب وادی ہے
حکم دیتا تھا جو کل آج وہ فریادی ہے

سجاد الرحمٰن تاج۔ ملتان

☆ ☆

نہ لے چل خانقاہوں کی طرف شیخ حرم مجھ کو
مجاہد کا تو مستقبل ہے میدانوں سے وابستہ

(قاریہ ام حبیبہ' قاریہ قرۃ العین چکوال)

☆ ☆

شہادت سے آشنا تھا وہ سبھی کے دل دکھا گیا
وہ ایک دیا تھا بجھا تو سینکڑوں دیئے جلا گیا

(بادیہ غلام رسول)

☆ ☆

دہشت گردی صرف ایک بہانہ تھا
خطرہ کفر کو ہے تو صرف ایمانوں سے ہے
بدلہ لینا چاہئے صلیبی جنگوں کا
نفرت شاتم الرسول کو صرف مسلمانوں سے ہے

(ابوعمر عبدالرحمٰن کامران احمد۔ صوابی)

☆ ☆

یا رب میرے مرکز پہ رحمت کے سائے رکھنا
دشمن کی ہر نظر سے اس کو بچائے رکھنا
اس کلمے والے پرچم کو یونہی اڑائے رکھنا
یا رب اسے امن و سکون کا مسکن بنائے رکھنا

(اخت ابوحذیفہ۔ اختر آباد)

☆ ☆

وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا
شباب جس کا ہو بے داغ اور ضرب ہو کاری

(عثمان، خالد، ساجد، نوراللہ، مانجھی آف لاہور)

گزشتہ ماہ کے درست جوابات

1- مدینہ آنے کے پانچ ماہ بعد انصار و مہاجرین میں مواخات ہوا۔

2- بھائی چارہ کی بنیاد تھی ''انصار و مہاجرین ایک دوسرے کے غمخوار ہوں گے اور موت کے بعد نسبتی رشتہ داروں کی بجائے یہی (مسلمان) ایک دوسرے کے وارث ہوں گے''

3- جن انصار و مہاجرین کے درمیان مواخات ہوا ان کی تعداد 90 تھی۔

4- رئیس المنافقین کا نام عبداللہ بن ابی سلول تھا۔

5- سوال نمبر 5 کا جملہ مجلّہ الدعوۃ کے صفحہ 35 پر ہے اور مضمون نگار ہیں فادر عبداللہ

ذہن ساز انعامی کوئز

1- دھوکہ دینے والے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا؟ حدیث ترجمہ سمیت لکھیں

2- بدعتی کے لئے کیا فرمان نبوی ہے؟

3- تکبر کی بنا پر چادر لٹکانے والے کے لئے آپ کا کیا فرمان ہے

4- قطعہ رحمی کرنے والے کے لئے کیا وعید ہے؟

5- پاکستان کے پانی پر بھارتی قبضہ نے بھارتی کسان کو خوشحال اور پاکستانی عوام کو مفلوک الحال بنا ڈالا ہے'' یہ جملہ مجلّہ الدعوۃ کے کس صفحہ پر ہے نیز مضمون نگار کا نام لکھیں

بذریعہ قرعہ اندازی انعام یافتگان

1- اخت سلیمان عبداللطیف

2- حافظ محمد عمر' شکر گڑھ

3- فردوس جبیں میانوالی

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن......

ہرقل روم کا بادشاہ تھا۔ جس کو نبی اکرم ﷺ نے دحیہ کلبی کے ذریعے دعوت اسلام ایک خط کے ذریعے دی مگر اس نے اسلام قبول نہ کیا۔ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان جو جنگیں ہوئیں ان میں ہزار ہا رومی قید بنالئے گئے۔ کچھ مسلمان بھی قیدی ہوئے مگران کی تعداد بہت تھوڑی تھی۔

ہرقل کے حکم سے چند ایک مسلمان قیدیوں کو قید خانے میں رکھا گیا۔ باقی سب مسلمان قیدیوں کے ساتھ بہت برا سلوک ہو رہا تھا۔ وہ بھوکے مر رہے تھے اور وہ چند قیدی جنہیں قید خانے میں رکھا گیا تھا ان کی دیکھ بھال ہوتی اور اچھا کھانا بھی دیا جاتا۔ ہرقل کو امید تھی کہ وہ قیدی اس کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر اپنی فوج کے راز اس کو دے دیں گے۔ ہرقل نے ان میں سے ایک قیدی جس کا نام حدید تھا اس کو بلایا اور اس سے کہا "ہم نے تمہیں معزز مہمان بنا کر رکھا ہے میں تم سے راز کی بات معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ اگر تم بتادو تو میں تمہیں آزاد کردوں گا ورنہ میں تمہیں قتل کروادوں گا۔

مسلمان قیدی نے کہا تم بادشاہ ہو یا سپہ سالار مجھ پر یہ بات اثر نہیں کرتی۔ اگر تمہارے جلاد کی تلوار میری گردن پر ہوگی تو پھر بھی راز کی بات نہیں بتاؤں گا۔ اگر خزانے کے ڈھیر لگا دو تو پھر بھی اپنی قوم سے غداری نہیں کروں گا۔ اگر ہم قتل ہونے سے ڈرنے والے ہوتے تو آج تم ہم سے شکست نہ کھاتے۔ ہم نے اپنی جانیں اللہ کے سپرد کر رکھی ہیں۔

ہرقل نے کہا کہ میں تجھ سے کوئی فوجی راز نہیں پوچھتا میں صرف تم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم سمجھدار آدمی ہو میری فوج کے خلاف لڑے ہو مجھے صرف یہ بتادو کہ تمہاری فوج میں کونسی خوبی ہے جو میری فوج میں نہیں۔ اور میری فوج میں کونسی خامی ہے جو وہ اتنی تعداد میں ہونے کے باوجود شکست کھا گئی۔ حدید نے کہا میں یہ راز تمہیں دے سکتا ہوں۔ وہ کہنے لگا ہم متحد اور دیندار قوم ہیں۔ ہمارے رسول نے ہمیں اس بات کی تعلیم دی ہے کہ ساری دنیا کے مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں۔ اس جسم میں صرف ایک دماغ ہوتا ہے جس کا حکم سارا جسم مانتا ہے۔ اگر تم نے ہمیں نماز پڑھتے دیکھا ہو تو اسی سے سمجھ جاؤ گے کہ ہم اللہ کے حضور جھکتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں تو ایک جسم کی مانند کرتے ہیں۔ ہم ایک امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ میدان جنگ میں ہمارا سپہ سالار امامت کے فرائض سرانجام دیتا ہے۔ پھر ہماری یہ خوبی ہے کہ ہم زندگی سے کم اور موت سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ اور فخر وتکبر کی بجائے عجز وانکساری کو پسند کرتے ہیں۔ ہماری فوج میں سپہ سالار ہیں۔ ان کے ماتحت کماندار ہیں۔ اس طرح اور بھی چھوٹے چھوٹے عہدے ہیں۔ لیکن ہم اکٹھے بیٹھتے ہیں تو ہم میں کوئی حاکم اور محکوم نہیں ہوتا۔ اس وقت تمام رتبے ختم ہوجاتے ہیں۔ ہمیں قتل کی دھمکی دو یا دولت کا لالچ ہم سب سے پہلے اللہ کی ذات کی طرف دیکھتے ہیں اور اس کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ اور تیری فوج کی سب سے بڑی خامی تیرا وجود ہے۔ اگر تو اپنے دل سے حکمرانی کا غرور نکال دے تو دیکھ تیرے اندر وہ خوبی پیدا ہوتی ہے کہ نہیں۔ ہم اللہ کی خوشنودی کی خاطر لڑا کرتے ہیں اور تیری فوج تیری خوشنودی کے لئے لڑتی ہے۔ اور تو پیچھے ہٹ گیا تو ساری فوج تتر بتر ہوگئی۔ ہمارا اللہ پیچھے نہیں ہٹا کرتا۔ ہم اس کے نام پر ہی بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ ہم میں شہید ہوتے ہیں ان کی جگہ اور مجاہدین آجاتے ہیں اور وہ اپنے آپ کو کبھی حکم نہیں دے گا کہ تم بھاگ جاؤ۔ اگر وہ اکیلا رہ جائے تو خود اپنا سپہ سالار بن جائے گا۔"

عنایت اللہ کی کتاب اور نیل بہتا رہا (حصہ اول) سے انتخاب (فریحہ انجم پسرور)

تھوڑا سا مسکرایئے

تقریباً 2003ء کی بات ہے اس وقت میں ششم کلاس کی طالبہ تھی۔ ہماری دکان میں چوری ہوگئی۔ میرے بھائی کی چچی ساس جو میری ٹیچر بھی تھی ہمارے گھر آگئی۔ چوری کا افسوس کرتے ہوئے کہنے لگیں "آپ لوگ پیر صاحب کے پاس جائیں وہ آپ کو بتادیں گے کہ کس نے چوری کی ہے؟ میں نے فوراً ایک لمحہ ضائع کئے بغیر جواب دیا" میرے ابوجان کہتے ہیں کہ جب پیر صاحب حج کرنے گئے تھے تو ان کا سامان چوری ہوگیا تھا ان کا وہ سامان آج تک نہیں ملا جب وہ اپنے چوری شدہ سامان کے بارے میں نہیں جانتے تو ہمارے چوری شدہ سامان کے بارے میں کیسے بتا سکتے ہیں؟ آج بھی جب مجھے یہ بات یاد آتی ہے تو بے اختیار ہنسی آجاتی ہے۔

(ثمینہ یاسمین۔لیہ)

عقلمند بیوی کی تلاش میں تین سوال

اس کا نام "شن" تھا عرب میں اس کی پہچان ایک نہایت ذہین وفطین اور ذکی انسان کی سی تھی۔ لوگ اس کی خوبصورت حکمت بھری ذومعنی گفتگو سنتے اور خوش ہوتے۔ دور دور تک اس کی عزت تھی اب اس کی عمر شادی کی تھی۔ اس کی خواہش تھی کہ ایسی بیوی ملے جو اس کی طرح سمجھدار اور ذہین ہو۔ اس نے کہا میں اپنے علاقے میں مختلف جگہوں پر جاؤں گا اور اپنے لئے بیوی تلاش کروں گا ایک دن اس نے اسی مقصد کے لئے قریبی گاؤں کا ارادہ کیا ابھی اپنے گاؤں سے نکلا ہی تھا کہ ایک آدمی مل گیا وہ بھی اسی گاؤں کو جانے کا ارادہ رکھتا تھا دونوں چلنے لگے تو شن کہنے لگا۔ ساتھی تم مجھے اٹھاؤ گے یا میں تمہیں اٹھاؤں۔

وہ آدمی جواب میں بولا۔ اے جاہل! بھلا کسی سوار نے کسی دوسرے سوار کو اٹھایا ہے۔ ذرا آگے بڑھے ایک کھیتی نظر آئی جس کی فصل پک چکی تھی۔ شن کہنے لگا "تمہارا کیا خیال ہے اس کھیتی کا اناج کھایا گیا ہے یا نہیں۔ اس نے کہا' اے جاہل! کیا تجھے نظر نہیں آتا کہ فصل کھڑی ہے۔ ذرا آگے بڑھے تو انہیں ایک جنازہ جاتا دکھائی دیا۔ شن نے اپنے ساتھی سے پوچھا "تمہارا کیا خیال ہے یہ جنازہ والا شخص زندہ ہے یا مردہ؟

اب تو اس کے ہمسفر کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوچکا تھا' کہنے لگا "دنیا میں بڑے بڑے جاہل لوگ دیکھے ہیں مگر تیرے جیسا نہیں دیکھا' کیا تم نے کبھی زندہ شخص کا جنازہ قبرستان جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس دوران ان کا مطلوبہ گاؤں آگیا وہ شخص گھر پہنچا تو اس نے اپنے گھر والوں سے اس شخص کا ذکر کیا اور باتیں بتائیں۔ اس کی ایک بیٹی تھی جس کا نام "طبقہ" تھا وہ لڑکی کہنے لگی "ابا جان! اس شخص کا یہ کہنا کہ تم مجھے اٹھاؤ گے یا میں تمہیں اٹھاؤں؟ اس کا مفہوم یہ تھا کہ وہ آپ سے گفتگو کرنا چاہتا تھا تاکہ کہتے سنتے سفر کٹ جائے۔ اس شخص کا یہ کہنا کہ اس کھیتی کا اناج کھایا گیا ہے یا نہیں اس سے مراد یہ تھی کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ اس کھیتی کے مالکان نے اس کھڑی فصل کو فروخت کرکے اس کی قیمت کھالی ہو۔ جہاں تک مسافر کا یہ سوال تھا کہ "جنازہ زندہ یا مردہ کا" تو اس کا مقصد یہ تھا کہ اس مردے نے اپنے پیچھے نیک اولاد یا قابل قدر کارنامہ چھوڑا ہے جس سے اس کا ذکر خیر باقی رہے۔

لڑکی کا باپ شن کو تلاش کرتے ہوئے اس سے جا ملا اور اسے اپنی بیٹی کی باتیں سنائیں شن کہنے لگا" مجھے اس طرح کی عورت کی تلاش تھی چنانچہ اس نے اس لڑکی کا رشتہ طلب کیا اور پھر شادی کرکے اسے گاؤں لے آیا۔ لوگوں نے جب اس لڑکی کی عقل اور ذہانت دیکھی تو بے اختیار کہہ اٹھے۔

وافق شن طبقة

ہوشیار نوجوان شن کو ذہین وفطین دوشیزہ طبقہ ہاتھ لگ گئی۔

... پھر اس کے بعد لوگوں میں یہ ضرب المثل رائج ہوگئی۔ (فرزانہ سحر بھوانہ)

حرفِ خیر

لڑکی پر کوڑے مارنے کی متنازعہ وڈیو......

پاکستان کے نجی ٹی وی چینلوں پر حال ہی میں ایک متنازعہ وڈیو فلم چلائی گئی ہے۔ اس وڈیو کے حوالے سے دعویٰ کیا گیا ہے کہ سوات میں ایک 17 سالہ لڑکی کو ناجائز تعلقات کے الزام میں سینکڑوں لوگوں کی موجودگی میں 35 کوڑے مارے گئے۔

وڈیو سے اگرچہ یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ اس واقعہ کا تعلق کہاں سے ہے اور یہ واقعہ ہوا کب ہے' آیا سوات میں امن معاہدہ سے پہلے کا یہ واقعہ ہے یا بعد کا اور کیا یہ وڈیو حقیقی بھی ہے یا نہیں؟ لیکن ان تمام باتوں سے قطع نظر اس متنازعہ وڈیو کو پورے اہتمام اور خاص منصوبہ بندی کے ساتھ ٹی وی چینلوں پر مسلسل کئی دن تک اس طرح نشر کیا جاتا رہا کہ جیسے دنیا میں اس سے بڑا ظلم کہیں نہیں ہوا۔ یہ فلم ایک مغرب زدہ این جی او کی طرف سے پہلے پہل ایک مخصوص میڈیا گروپ کے ٹی وی چینل پر چلائی گئی اور بعد ازاں باقی چینلوں کو بھی یہ فلم فراہم کر دی گئی۔ اس مخصوص میڈیا گروپ کا مشن ہی یہ ہے کہ پاکستان میں ہر ممکن طریقے سے عدم استحکام اور انتشار کو فروغ دیا جائے۔ خاص طور پر جس دن سے اس میڈیا گروپ کا ٹی وی چینل معرض وجود میں آیا ہے' تب سے اس کے مشن میں خاص تیزی آ گئی ہے۔ حدود آرڈیننس میں تبدیلی کا مسئلہ ہو یا وکلاء کی تحریک' چیف جسٹس عبدالحمید ڈوگر کی لڑکی کے نمبروں کا مسئلہ ہو یا اجمل قصاب کو پاکستانی ثابت کرنے اور اب سوات میں لڑکی کو کوڑے مارنے کا قضیہ ہو' یہ میڈیا گروپ ہر ایسے مسئلے میں پیش پیش رہتا ہے' جس سے پاکستان میں انتشار کی کیفیت قائم رہے یا دنیا بھر میں جس سے پاکستان کی سبکی ہو۔ یہ میڈیا گروپ اگرچہ لبرل ہے لیکن بعض اوقات یہ لبرل لوگوں کے خلاف بھی ایسی تحریک میں حصہ دار بن جاتا ہے' جس سے ملک میں انارکی اور بے چینی پیدا ہو کیونکہ ملک میں عدم استحکام پیدا کرنا اس گروپ کا اصل مشن ہے۔ یہ مقصد لبرل لوگوں کے حق میں مہم چلا کر حاصل ہو یا ان کے خلاف تحریک چلا کر انہیں' اسے اس سے کوئی غرض نہیں...... جیسا کہ پہلے حدود آرڈیننس کے خلاف مہم چلائی گئی اور بعد ازاں مشرف کی لبرل حکومت کے خلاف وکلاء کی حمایت کے نام پر مہم چلائی گئی...... چیف جسٹس ڈوگر کی بیٹی کے نمبروں کا مسئلہ چاہے کس قدر ہی جائز کیوں نہ ہو لیکن اسے بھی اس انداز میں اچھالا گیا کہ جس سے پاکستان کے اداروں کے آپس میں ٹکرانے کے خطرات پیدا ہو گئے اور ملکی سلامتی کو بھی خطرہ لاحق ہو گیا۔ اجمل قصاب کے پاکستانی ہونے کے بارے میں بھی سب سے زیادہ اسی چینل نے ثبوت فراہم کیے جس سے پوری دنیا میں پاکستان مجرموں کی صف میں کھڑا ہو گیا اور یوں دنیا بھر کے ممالک پاکستان کے خلاف صف آراء ہو گئے۔

آج یہ اور اس کے ہمنوا چینلوں نے سوات میں مبینہ طور پر لڑکی کو کوڑے مارنے کے معاملے کو خوب اچھالا ہے۔ اس مخصوص میڈیا گروپ کا تو مشن ہی یہ ہے کہ پاکستان کو انارکی کا شکار رکھا جائے لیکن بعض دوسرے چینل اور اخبارات بھی محض سستی شہرت اور پیچھے نہ رہنے کی دوڑ میں ہر اچھی بُری خبر کو بغیر کسی تحقیق کے نشر کر دیتے ہیں حالانکہ اگر کوئی خبر صحیح بھی ہو' تب بھی ہر ملک کا میڈیا اسے نشر کرنے سے پہلے یہ ضرور دیکھتا ہے کہ آیا اس سے لوگوں کی اکثریت کے عقائد و جذبات تو متاثر نہیں ہوتے یا اس سے ملکی وقار و سلامتی کو کوئی دھچکا تو نہیں لگتا۔ غیر مسلم ممالک تو کسی خبر کی اشاعت کے لئے اس ضابطۂ اخلاق کی پابندی کریں لیکن ہمارے ہاں ہر چیز کا باوا آدم ہی نرالا ہے۔ یہاں الٹی گنگا بہہ رہی ہے۔ نہ یہاں کسی خبر کی پوری تحقیق کر کے اسے نشر کیا جاتا ہے' نہ ملک کے وقار کا کوئی خیال رکھا جاتا ہے۔ ملک تباہ ہوتا ہے' برباد ہوتا ہے' ان کی بلا سے...... انہیں تو صرف اور صرف اپنے چینل اور اخبار کی شہرت مطلوب ہے۔ باقی سب کچھ بے شک جائے بھاڑ میں۔

شہرت کے ان بھوکوں کو شاید یہ بھی یاد نہ ہو کہ افغانستان پر جب عالمی بدمعاشوں نے یلغار کی تو انہوں نے کس بات کی آڑ لی تھی۔ نائن الیون کے واقعے کے کچھ عرصہ بعد مغربی ٹی وی چینلز پر افغانستان کے حوالے سے ایک فلم بار بار چلائی گئی۔ اس فلم میں دکھایا گیا تھا کہ ایک مرد ایک برقع پوش خاتون کو لاٹھیوں سے مار رہا ہے۔ یہ فلم مسلسل کئی دنوں تک چلائی جاتی رہی۔ مقصد یہ تھا کہ افغان معاشرہ اور حکومت کو ظالم اور وحشی ثابت کیا جائے تاکہ اس طرح افغانستان پر حملے کا اخلاقی جواز حاصل ہو جائے۔ چنانچہ پھر ایسا ہی ہوا۔ جب یہ فلم بار بار دکھا کر مغرب کے جذبات بھڑکا دیئے گئے' تب افغانستان کو تاخت و تاراج کر دیا گیا' ایک عورت کی آڑ میں لاکھوں عورتوں کو شہید اور بیوہ بنا دیا گیا جبکہ لاکھوں مرد اور بچے بھی اس تباہی کی زد میں آئے۔ آج کے حالات میں دیکھا جائے تو صاف نظر آ رہا ہے کہ ایسا ہی خوفناک ڈرامہ اب پاکستان پر حملے کے لئے رچایا جا رہا ہے اور یہ متنازعہ وڈیو فلم اسی بھیانک سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

سوات میں امن معاہدہ عالمی جنگجوؤں اور بدمعاشوں کو ایک دن بھی پسند نہیں آیا۔ پاکستان میں امن اور سکون ہو جائے' یہ دشمن کبھی بھی نہیں چاہتا۔ امریکی صدر اوباما اور افغانستان' پاکستان کے نمائندہ خصوصی ہالبروک علی الاعلان اس معاہدہ پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کر چکے ہیں۔ علاوہ ازیں امریکی جرنیل پاکستان میں نام نہاد انتہا پسندی کے بڑھتے ہوئے خطرے کا واویلا مچا کر پہلے ہی پورے ملک میں حملوں کی گھنٹی بجا چکے ہیں۔ اس تناظر میں ٹی وی چینلوں کی طرف سے ایسی وڈیو فلم جو ہے بھی مشکوک اور متنازعہ' کا بار بار نشر کرنا 'آ بیل مجھے مار' کے مترادف ہے یا پھر یہ ایک سوچی سمجھی بین الاقوامی سازش کا حصہ معلوم ہوتی ہے' جس طرح کہ افغانستان پر حملے سے پہلے ایسی فلم چلائی گئی تھی۔

حفظ اللسان

ام مریم

اَلرَّحْمٰنُ ○ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ○ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ○.

رب رحمٰن کا اعلان ہے۔

میں نے اپنے بندوں کو بولنا سکھایا، خالق نے اپنی مخلوق میں سے انسان کو ممتاز کیا کہ اپنے جذبات کو بیان کرے اپنے ذہن کو واضح کرے۔

زبان رب رحمٰن کی نعمت عظیم ہے۔

ہر چیز کے ازل سے دو پہلو ہیں۔

ہر انسان کی کوششیں مختلف ہوتی ہیں کوئی خیر کی جستجو میں، کوئی شر کی جستجو میں، اس طرح ایک انسان کے مختلف اعضاء

مختلف

کوششوں

...ں لگے

ہوئے ہیں۔ چھوٹا

...سا گوشت کا ٹکڑا جسے

...ان" کہتے ہیں۔ اس کے

...ت بولنے سے کوئی صدیق بن گیا، کوئی

...ذاب بن گیا، کوئی منافق بن گیا۔

یہ دو پہلو رب کائنات کی پوری کائنات میں ہیں۔ اسی لیے تو "سورۂ فلق" میں اللہ رب العالمین نے فرمایا "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ○". (الفلق: ۱،۲)

ترجمہ: ہر مخلوق کے شر سے رب کی پناہ میں آتی ہوں۔

محمد ﷺ عربی کی پاکیزہ تعلیم نے ایک مسلمان کو ہر اس بات سے دور رہنے کا حکم دیا ہے جس سے کسی انسان کے دل کو تکلیف محسوس ہو خوش بیانی، خندہ پیشانی، کلمہ خیر کو جنت میں لے جانے کا سبب کہا گیا ہے۔

رسول کائنات ﷺ نے فرمایا:

"من يضمن لي ما بين لحيه و ما بين رجليه اضمن له الجنة".

ترجمہ: جو مجھے زبان کی ضمانت دے میں اس کے لیے جنت کا ضامن بنتا ہوں۔

ہمارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان سلامت رہے مرنے کے بعد روز حشر جب ہر راز کھول دیا جائے گا، ہر ہر لفظ کے اتار چڑھاؤ کو دکھایا جائے گا۔

عضو عضو بول کر گواہی دے گا۔ اعمال نامہ گلے کا ہار بن جائے گا۔

"وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا". (بنی اسرائیل: ۱۳)

مزید شرمندہ کرنے کے لیے کہا جائے گا۔

"اِقْرَاْ كِتٰبَكَ"

"لو پڑھو اپنے اعمال نامے، اپنی چرب زبانیاں، اپنی حماقتیں، اپنے جھوٹ"۔

"كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا". (بنی اسرائیل: ۱٤)

ترجمہ: "تیرا نفس ہی آج کافی ہے تیرا حساب لینے والا"۔

زبان کو گفتگو کے وقت احتیاط سے استعمال کریں۔ اچھے رویے، اچھے الفاظ استعمال کریں کیونکہ زبان کی ذرا سی بے اعتدالی فتنہ برپا کر دیتی ہے۔ کئی سلجھتے ہوئے مسائل اور معاملے الجھ جاتے ہیں۔ بعض اوقات گالی، بدزبانی تو درکنار جذباتی رنگ میں باآواز بلند مخاطب ہونے سے بات کا اثر اور اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ شاید اسی لیے باپ نے بیٹے کو نصیحت کرتے وقت کہا۔

"وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ"۔ (لقمان: ۱۹)

ترجمہ: اپنی آواز کو نیچا رکھو بلاشبہ سب سے زیادہ نفرت کی گئی آواز گدھے کی آواز ہے۔

حافظ ابن کثیر ؒ فرماتے ہیں۔

"واغضض من صوتك" کا مطلب کلام میں مبالغہ کرنا اور بے فائدہ باتوں پر اپنی آواز کو اونچا کرنا مراد ہے۔

بغیر ضرورت کے شور ڈالنا اور اونچا بولنا اس قدر برا فعل ہے کہ اس کو گدھے کی آواز سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جو اس کی حرمت کو ظاہر کرتی ہے۔ لیکن افسوس آج ہر چھوٹا بڑا اس بات کو اپنا حق سمجھ بیٹھا ہے بڑا کہتا ہے کہ میں بڑا ہوں، میرے لیے جائز ہے (مت دے رہا ہوں)۔

چھوٹا کہتا ہے میں تو بچہ ہوں میری کوئی سنتا ہی نہیں۔

قرآن ہمیں "قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا"۔ (الاحزاب: ۷۰)

سیدھی بات کہو۔

"قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا"۔ (البقرۃ: ۸۳)

لوگوں سے اچھی بات کہو۔

محمد عربی ﷺ کا فرمان ہے۔

"سباب المسلم فسوق"

ترجمہ: مسلمان کو گالی دینا فسق (گناہ) ہے۔

اے امت مسلمہ کی جدید تعلیم یافتہ نوجوان نسل! قرآن کا فاسق کے بارے میں فیصلہ ہے۔

"فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ". (التوبہ: ۹٦)

ترجمہ: "پس بے شک اللہ تعالیٰ فاسق قوم سے راضی نہیں ہوتا"۔

"وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ". (المائدہ: ۱۰۸)

ترجمہ: اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا"

"فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ". (الاحقاف: ۵۳)

ترجمہ: فاسق لوگوں کے سوا کوئی ہلاک نہ ہوگا۔

غور فرمائیں! اس حدیث کی روشنی میں ہمارے معاشرے میں کتنے فیصد لوگ فاسق ہیں؟

گالی کیا ہے؟

زبان کا بے ہودہ، غلط اور ناجائز استعمال خواہ کسی بھی رنگ یا حالت میں کیا جائے عربی میں اسے "شتم وسب" کہا جاتا ہے۔

اہل علم کے نزدیک۔

"وھو مشافهة الغير بما يكره"

"کسی دوسرے کے سامنے وہ بات کہنا جس کو وہ ناپسند کرتا ہے"

یعنی جس سے اس کی عزت پر آنچ پر حرف آتا ہو۔

اہل لغت کے نزدیک۔

"وھو کل کلام قبیح"

ہر گندی بات کو گالی کہتے ہیں۔

عیب جوئی، الزام تراشی، لعن طعن یہ سب گالی کے مفہوم میں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"وَ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ

جی مجھے بلڈ پریشر ہے، اس لیے بولتے ہوئے پتہ نہیں چلتا، مجھے شوگر ہے اس لیے طبیعت میں گھبراہٹ ہے، مجھے ٹینشن ہے اس وجہ سے ایسا ہوتا ہے۔

انسان کی زبان سے جو بھی بات نکلتی ہے کل روز محشر حساب دینا ہوگا۔

ہر بات کو لکھنے کے لیے رب کے نگہبان موجود ہیں، کراماً کاتبین نے لکھ رکھا ہے۔

سارے کے سارے دفتر کھول کر رکھ دیئے جائیں گے ہر بات کے پیچھے چھپا مقصد سامنے آجائے گا، ہر بات کو جھوٹ کا پردہ چڑھا کر گول مول کر کے چھپا لینے والو! اللہ تعالیٰ جو علیم و خبیر ہے وہ فرمائے گا۔ یہ "یوم الدین" ہے حساب کا دن ہے۔

نمایاں خوبی تھی، کیوں نہ ہوتی جس کے بارے میں رب کائنات خود قسم کھا کر فرمائے۔

" اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ". (القلم:٤)

ترجمہ: میرے محبوب آپ تو عظیم اخلاق کے مالک ہیں

رسول اللہ ﷺ نے ایمان اور نفاق کی پہچان کیا بتائی تھی۔

شرم اور کم بولنا ایمان کی شاخیں ہیں اور بے ہودگی، فحش بیانی نفاق کا حصہ ہیں۔

اس حدیث مبارکہ کو پڑھ کر ہم اپنے ایمان کا ضمیر کی عدالت میں خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کسی اور سے فیصلہ کروانے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔

اے اللہ کے بندو! اپنے ایمان کے درخت کی حفاظت کرو، درخت کی حفاظت تب ہوگی، جب اس کی شاخوں کو ہرا رکھا جائے گا۔ ورنہ وہ درخت بس ایک لکڑی کی حیثیت ر... گا۔ بے فائدہ ہونے کی وجہ سے اکھیڑ کر ایندھن کے طو... میں لایا جائے گا۔

یہی درخت شاخوں کے ساتھ قیمتی تھا۔ سایہ ... پھل دیتا تھا، پرندے چہچہاتے تھے، ٹہنیاں دلوں کو مس... تھیں۔ اپنے ایمان کے درخت کی حفاظت شاخوں کی ... کے ساتھ کریں۔ اپنی زبان کو "قال رسول اللہ ﷺ ... بھرا کریں۔

قرآن کی بولی سے تر کریں، حسن کلام کے ا... نرمی سے مزین کریں، لعنت سے بچائیں، ورنہ ی... میں اس کا نفاق ظاہر ہو کر رہے گا، عزت و وقار ختم ہو... دنیا میں بھی ذلت اور آخرت میں تباہی مقدر ...

زبان کو گفتگو کے وقت احتیاط سے استعمال کریں۔ اچھے رویے، اچھے الفاظ استعمال کریں کیونکہ زبان کی ذرا سی بے اعتدالی فتنہ برپا کر دیتی ہے۔ کئی سلجھتے ہوئے مسائل اور معاملے الجھ جاتے ہیں۔

مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا"۔ (الاحزاب:۵۸)

بغیر کسی جرم کے جو لوگ مومنوں کو تکلیف دیں وہ بہتان اور واضح گناہ کو اپنے اوپر اٹھاتے ہیں۔

آج احساس نہیں، جو منہ میں آتا ہے وہ کہتے ہیں، بعد میں کہہ دیا جی دل کا برا نہیں، بس زبان سے ایسا کہتا ہے۔

کوئی یہ کہتا نظر آتا ہے۔

حضرت محمد ﷺ تو ہمیشہ سچی، سیدھی اور صاف ستھری گفتگو فرماتے تھے، آپ ﷺ نے کبھی اپنی زبان سے نہ گالی دی اور نہ ہتک آمیز بات کی۔

دس سال آپ ﷺ کی خدمت کرنے والے صحابی رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ "واللہ ما سبنی سبة قط"

ترجمہ: اللہ کی قسم مجھے نبی اکرم ﷺ نے کبھی گالی نہیں دی تھی۔

بلکہ نرم اور حوصلہ افزاء کلام کرنا ہمارے پیغمبر ﷺ کی

بقیہ پاکستان قرآن کے آئینے میں

یوں ہمارے اسلاف کی قربانیوں اور عزائم کی سرگزشت رمضان المبارک کی مخصوص فضاء میں پڑھنے کو ملتی اس ماہ میں شیطان جکڑا ہوا اور انسان نیکی کی طرف مائل ہوتا ہے لہٰذا اس مہینے میں یہ پڑھنے سے عمل کو مہمیز ملتی پھر...... ہمارے قول و فعل میں تضاد کیوں ہوتا؟ دین سے غداری کی نوبت کیوں آتی؟ آہ...... علامہ اقبال مرحوم کی فریاد

دیں ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملت
ہے ایسی تجارت میں مسلمان کا خسارا

دین اسلام سے غداریوں کے نقطہ آغاز سے آج تک ہم مخالفت احکامات الٰہیہ کی ایک طویل فہرست مرتب کرتے ہوئے بدنصیبی کو اپنا انجام بنا رہے ہیں مگر یاد رہے۔

قدرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

15 اکتوبر 1937ء کو قائد اعظم کا دیا گیا یہ بیان ہمیں اپنے موجودہ حالات ک... میں 59 سال قبل کا نہیں آج ہی کا محسوس ہوتا ہے اور یقیناً آج بھی اس میں ہم سب کے ... پیغام پوشیدہ ہے۔

"صرف ایک چیز مسلمانوں کو بچا سکتی ہے اور ان میں اپنا کھویا ہوا وقار بحال کرنے کی قوت پیدا کر سکتی ہے پہلے تو انہیں اپنی روحوں کو تسخیر کر کے ان عظیم روایات اور اصولوں پر سختی سے جم جا... چاہیے جو ان کے زبردست اتحاد کی بنیاد ہیں اور جو ان کو ایک ہی سیاسی جماعت کے رشتے میں منسلک کرتے ہیں اگر مسلمانوں کو فرقہ پرست ٹوڈی یا رجعت پسند یا ایسے ہی دوسرے القابات سے نوازا جائے تو آپ اس کی ہرگز پرواہ نہ کریں ان اصلاحوں، گالیوں اور غلط ملط لفظوں کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں میں احساس کمتری پیدا کیا جائے انہیں کمزور اور بزدل بنایا جائے ان کا مقصد ... ہے کہ بدنام کیا جائے ہم اس قسم کے پروپیگنڈے سے شدید نفرت کرتے ہیں۔

اجلاس مسلم لیگ لکھنؤ 18 اکتوبر 1937

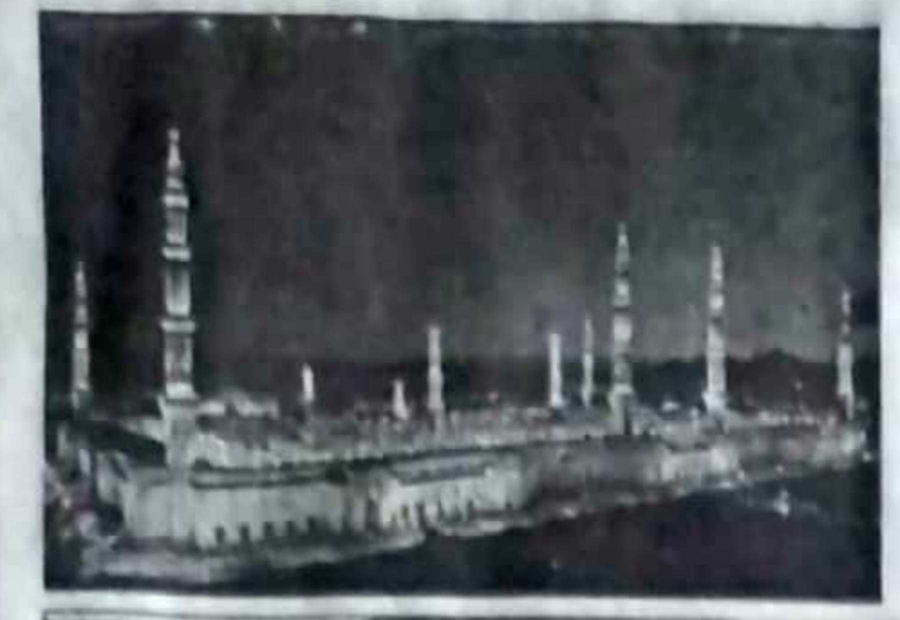

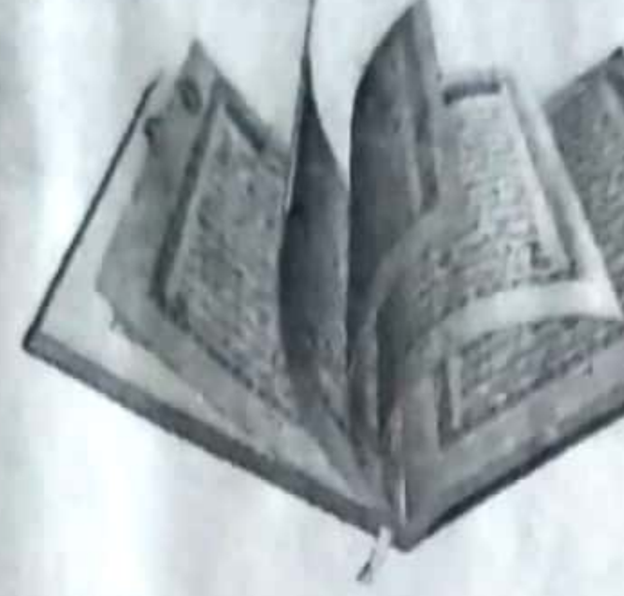

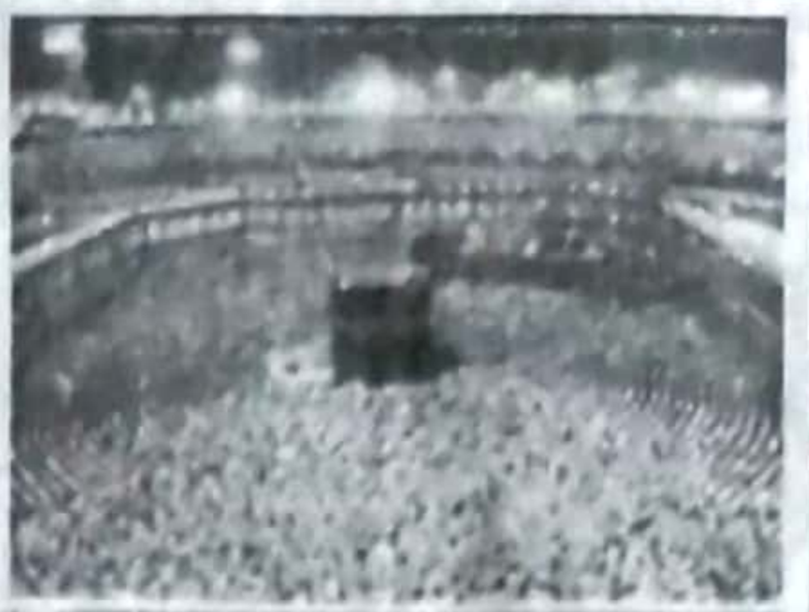

سورۃ المومنون کی روشنی میں

فلاح کا راستہ

آج جب کہ مشرق کے افق سے ابھرتے ہوئے سورج کے باوجود، چاند ستاروں کے جھرمٹوں کے باوجود دنیا اندھیروں کے ظلمت کدہ میں ڈوبتی جارہی ہے۔ گھر پریشانی اور اداسی کی آماجگاہ بن چکے ہیں۔ گلیاں مظلوموں کے لہو سے سرخ ہیں، فضائیں سناٹوں سے بھرپور اضطراب کی کیفیت میں سائیں سائیں کر رہی ہیں۔ سمندر کا سکوت بے چین ہو چکا ہے امیدوں کے آخری چراغ سسکتے سسکتے دم توڑ رہے ہیں۔ جہاں احساس کی آنکھ سے گرم گرم آنسو نکل کر رخسار کو چھوتا ہوا گریبان تر کر رہا ہے۔

مایوسی وامید کی کیفیت میں گھرا انسان انجانی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ وہاں ابھی بھی راکھ میں بجھی ہوئی ایک چنگاری، سلگتے ہوئے انگارے کا آخری کونہ، غفلت کے بھاری پردوں کے پیچھے امید کا مسکراتا پیغام ہماری راہ تک رہا ہے۔ انتہائی توجہ اور انہماک سے کسی چاہنے والے کا منتظر ہے۔ جس کا دل ایمان کی حرارت سے پگھلنے کے لیے بے تاب ہو۔ دعا کے لیے اٹھتے ہوئے ہاتھ لوہے کی طرح مضبوط ہوں۔ قدم انگاروں پر چلنے کے بعد نوید صبح کا پیغام دیتے ہوں۔

انسان کو ایمان کی حرارت سے روشناس کروانے کے لیے اس اندھیر نگری میں سرور کونین حضرت محمد ﷺ نور اور روشنی کا وہ مینار بن کر آئے کہ جس کے بعد کسی اور نبی کسی اور روشنی کی ضرورت نہ رہی۔ وہ خاتم النبیین بن کر آئے۔ اگر بھیجنے والے نے آپ ﷺ کو خاتم النبیین کہا تو آنے والے (آپ ﷺ) نے بھی اس کا حق ادا کر دیا۔

مشکلات سہہ کر اللہ کی رضا کے لیے قربانیاں دیں۔ تبھی تو وہ نوازشات جو آپ ﷺ کے حصے میں آئیں کسی اور کے حصے میں نہیں آئیں۔ وہ محفل ادھوری جس میں آپ ﷺ پر درود نہ بھیجا جائے۔ دعائیں قبولیت کا درجہ نہیں پاسکتیں جب تک کہ آپ ﷺ پر درود نہ بھیجا جائے۔ ہم لاکھوں کروڑوں ہونے کے باوجود آپ ﷺ کے احسانوں کا بدلہ نہیں چکا سکتے۔

آج آپ ﷺ کو آئے ہوئے 1450 سال ہو چکے ہیں اور اللہ قرآن میں فرمارہا ہے سورج کو میں نے چمکتا ہوا چراغ بنایا چاند ستاروں کو روشنی کا ذریعہ بنایا ہر روز سورج نکلتا ہے اپنی روشنی اور حرارت دنیا والوں کو پہنچاتا ہے۔ رات کو ستارے اور چاند روشنی کا سامان ہیں۔

ڈاکٹر آمنہ ہارون آباد

ہر چیز موجود ہے۔ سورج اور چاند کی روشنی ہے اس سب کے باوجود دنیا اداس، چہرے غمگین، گھر پریشان حال، گھر جو سکون کے لیے بنائے گئے تھے نہ گھر میں سکون نہ باہر سکون، سکون ناپید ہو چکا ہے کہیں ہمارے دوستوں کے خون سے زمین رنگین کی جارہی ہے کہیں بم دھماکہ کہیں کچھ، کہیں کچھ ہر طرف بے سکونی اور افراتفری کا عالم ہے۔ اگر ہم اس بے سکونی اور افراتفری سے نکلنا چاہتے ہیں تو اس کا ایک راستہ ہے۔ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف جاتا ہے۔ آپ ﷺ کو قرآن کے ساتھ زبان اور علم کا ایسا ہتھیار دیا گیا ہے جو روشنی اور زندگی ہے۔ آپ ﷺ کی زبان سے نکلنے والا ہر لفظ حکمتوں کا سرچشمہ ہے۔ الفاظ مختصر ہیں مگر کس قدر جامع ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ دین کی ابتداء اجنبیوں، غریبوں سے ہوئی اور عنقریب یہ پلٹ جائے گا۔ انہی کی طرف جہاں سے اس کی ابتداء ہوئی۔ پس خوشخبری ہے اجنبیوں کے لیے۔ (رواہ الترمذی)

لوگ جب شراب اور گناہوں میں ڈوبے ہوئے تھے، انسانیت پستی کی گہرائیوں میں گری ہوئی تھی، اپنے پرائے کی پہچان ختم ہو چکی تھی، حلال وحرام کی تمیز نہیں تھی، ایسے میں آپ ﷺ اللہ کی واحدانیت کا پیغام لے کر آئے۔ ان میں وہ لوگ بھی موجود تھے جو یہ سمجھے یہ کلام اجنبی تو ہے مگر یہ وہ پیغام ہے جو ہمیں پستی سے نکال کر عروج کی بلندیوں تک لے جائے گا۔ وہ عقل مند لوگ جنہوں نے اس کلام کو سمجھا تاریخ شاہد ہے وہ لوگ دنیا اور آخرت کی بلندیوں تک پہنچے، اس پیغام کو اجنبی سمجھ کر حضرت ابوبکر ؓ نے گلے لگایا تو ''صدیق'' کہلائے اسے حضرت عمر ؓ نے جگہ دی تو ''فاروق'' کا لقب پایا۔ حضرت عثمان ؓ نے یہ پیغام سن کر اپنے خزانوں کے منہ کھولے تو ''غنی'' کا لقب پایا۔ حضرت علی ؓ نے اس کی اجنبیت سے حیدر کرار کا لقب پایا۔ پھر حالات اور تاریخ نے کروٹ لی۔ اسی اجنبیت کے میدان سے طارق بن زیاد، یوسف بن تاشفین صحرائی حبشی نے جنم لیا۔ اسی اجنبیت سے صلاح الدین ایوبی ؒ اور محمود غزنوی ؒ جیسے لوگ پروان چڑھے۔ جن کی جوانیاں صحراؤں میں گھوڑوں پر سوار اللہ کے کلمے کو بلند کرتے گزریں دنیا کا ہر باطل ان جیسے لوگوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہوگیا۔

لوگ پوچھتے ہیں ان لوگوں نے اس کی اجنبیت کو کیسے

> **زندگی کے جو لمحات اس نے ہمیں دیئے ہیں ان سے فائدہ اٹھالیں۔ اللہ سے تعلق جوڑنے کا مؤثر اور بہترین ذریعہ اللہ کا قرآن ہے۔ اس کا پڑھنا روح کو تازہ اور ایمان کو زندہ کر دیتا ہے۔**

پہچانا۔ یہ سبق کہاں سے سیکھا۔ کس چیز نے ان کو اتنی طاقت و قوت دی؟ وہ طاقت وقوت یہ اللہ کا قرآن ہے۔ فرق اتنا ہے کہ انہوں نے قرآن کو اپنے سینوں میں جگہ دی اور ہم نے خوب صورت الماریوں میں محفوظ کر دیا۔

ارشادالٰہی ہے۔

"اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا". (سورة محمد: ٢٤)

اگر تم چاہتے ہو کہ تم کامیاب ہو جاؤ تو کامیابی کے لیے پہلا قدم / کام

1۔ ایمان باللہ

لا الہ الا اللہ کا اقرار کرو! دل و جان سے اللہ تعالیٰ کو مان لو کہ اس کے علاوہ کوئی اور ہستی کام نہیں آ سکتی۔ وہ خالق ارض وسماء اور رازق کل جہاں ہے۔ وہ مالک، وہ قادر، وہ مولا ہے۔ وہی رہبر ہے۔ کائنات کا سارا نظم وضبط اس کے ہاتھ میں ہے۔ دنیا

اسلام ایک تبلیغی دین ہے۔ یہ عالمگیر مذہب ہے۔ اس کا مقصد لوگوں کی زندگیوں کو اس انداز میں سنوارنا کہ وہ دنیا اور آخرت میں کامیابی سے ہمکنار ہوں اور کامیابی سے ہم کنار ہونے کے لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ہتھیار انتہائی ضروری ہے

ترجمہ: کیا تم قرآن پاک میں غور نہیں کرتے یا تمہارے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔

کیا بات ہے؟ تم قرآن پاک میں غور کیوں نہیں کرتے دل سے غفلت کے پردے اتار کیوں نہیں دیتے اس کے بند قفل کھولو! اس کی دھول صاف کرو! اس کو نکھار دو! اور دیکھو! قرآن تمہارے لیے کیا فرماتا ہے۔

"سورۃ المومنون" میں اللہ تعالیٰ کامیابی کا راستہ بتاتا

اور آخرت کے تمام کام اس کی معیت میں ہوتے ہیں۔

اب ہمارا کام یہ ہے کہ ہم اپنے پروردگار سے تعلق قائم کریں۔ اس کا ڈر اپنے دل میں پیدا کریں تمام باطل قوتوں کو دل سے نکال دیں۔

زندگی کے جو لمحات اس نے ہمیں دیئے ہیں ان سے فائدہ اٹھالیں۔ اللہ سے تعلق جوڑنے کا مؤثر اور بہترین ذریعہ اللہ کا قرآن ہے۔ اس کا پڑھنا روح کو تازہ اور ایمان کو زندہ کر

ہے۔ آپ ﷺ کی نمازوں کا کیا کہنا۔ سارا دن اللہ کا پیغام پہنچانے میں مصروف اور رات اللہ کے حضور سربسجود۔ ہمیں روزانہ پانچ دفعہ ملاقات کے لیے بلایا جاتا ہے۔ مگر ہم سنتے ہی نہیں۔ حالانکہ جس سے بار بار ملا جاتا ہے۔ وہ زیادہ یاد رہتا ہے۔ کبھی کبھی ملنے والا اکثر بھول جاتا ہے اگر ہم کسی سے ناراض ہیں وہ بندہ ایک دفعہ آئے دو دفعہ آئے ساتھ لجاجت اور فریاد بھی کرے تو ہم بھی اسے گلے لگاتے ہیں کہ اس نے اتنی دفعہ فریاد کی ہے۔ کیا ہمیں اللہ گلے نہیں لگائے گا؟ روٹھے ہوئے اللہ کو لجاجت اور آنسوؤں سے منائیں تو وہ ضرور مان جائے گا۔ (ان شاءاللہ)

نماز کا ذکر قرآن پاک میں 700 بار آیا ہے کیوں کہ یہ رب کو منانے کا سب سے بہترین ذریعہ ہے۔ نماز کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ خشوع بھی ہو اور حفاظت بھی ہو۔

"خشوع" خشع سے مراد ایسی عاجزی جو دل میں ڈر اور ہیبت طاری ہونے کی وجہ سے ہو۔ پھر اس ڈر اور عاجزی کے اثرات اعضاء سے ظاہر ہوں۔ آنکھیں ہیبت سے جھک جائیں۔ زبان پست ہو جائے اس لیے خشوع کا تقاضا یہ ہے کہ باادب ہوں کسی اور طرف دھیان نہ ہو۔

"جو لوگ ڈرتے ہوئے میرے سامنے حاضر ہوتے ہیں نماز میں کیے گئے وعدوں کا خیال رکھتے ہیں"۔

وہ سمجھیں کہ وہ کامیابی کی دوسری سیڑھی پر آ گئے ہیں اور

زندگی میں ایسے بہت سے کام ہم سے ہو جاتے ہیں جن کو کرنے کا ارادہ نہیں ہوتا مگر ہم اپنے دوستوں کے کہنے پر کر لیتے ہیں۔ تبھی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعائیں یہ ہوتی تھیں۔ "اے اللہ! صالحین کو ہمارا دوست بنا۔ جن کو دیکھ کر تو یاد آئے"

ہے۔ کامیابی کہاں ہے؟ اللہ تعالیٰ پکار پکار کر کامیابی کے راستوں کی طرف بلا رہا ہے۔

"قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ"۔ (المومنون:١)

تحقیق مومن فلاح پا گئے۔

دنیا والو! کامیابی کا راستہ بتایا جا رہا ہے۔ بند دروازے کھولے جا رہے ہیں۔ فلاح کے راستے پر چلنے کے لیے پہلے فلاح کو سمجھنا ضروری ہے۔ فلاح سے مراد

❂ پھاڑنا ❂ کامیابی ❂ بقاء

عربی زبان میں فلاح "کسان" کو کہا جاتا ہے جو زمین کو پھاڑتا ہے۔ فصل پکنے پر کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے اور اس سے فائدہ اٹھا کر اپنی مراد پاتا ہے۔ یعنی فلاح سے مراد ایسا کامیاب ہونا ہے جو اپنی محنت و عمل کے نتیجے میں ہو۔

دیتا ہے۔

مگر افسوس! ہم نے اسے پڑھنا ہی چھوڑ دیا۔ اگر آج بھی مسلمان اس قرآن کو پڑھنا شروع کر دے اس پر عمل شروع کر دے تو پوری دنیا پر حکمرانی اسی کی ہوگی یہ اللہ کا وعدہ ہے۔

"اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ"۔ (آل عمران:١٣٩)

تم ہی سربلند ہوگے اگر تم مومن ہو۔

2۔ نمازوں میں خشوع اور حفاظت

"اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ"۔ (المومنون:٢)

نماز ہماری منزل کی دوسری سیڑھی اور کامیابی کا اگلا قدم

منزل کے اور قریب ہو گئے ہیں۔

3۔ بے ہودہ باتوں سے پرہیز

"وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ". (المومنون:٣)

ترجمہ:

اگر ہم اپنی زندگی کو کامیاب بنانا چاہتے ہیں تو لغو باتوں سے احتراز ضروری ہے۔

لغو سے مراد نامعقول بے کار کام وہ باتیں جو اللہ سے دور کر دیں۔ فضول کام اور بے ہودہ مشاغل جیسے کھیل کود، شطرنج، لڈو، رسالے، اخبار جن کو پڑھ کر ہماری نسلیں بگڑتی ہیں۔ اسی بے ہودہ بیماری میں ڈش، کیبل، وی سی آر، ٹی وی

وغیرہ شامل ہیں اور وہ لوگ بھی شامل ہیں جن کے دلوں پر مہریں لگی ہوئی ہیں۔ ان کے پاس بھی نہ بیٹھا جائے۔ جن کو خود ڈر نہیں وہ تمھیں بھی اپنی طرف کھینچ لیں گے۔

زندگی میں ایسے بہت سے کام ہم سے ہو جاتے ہیں جن کو کرنے کا ارادہ نہیں ہوتا مگر ہم اپنے دوستوں کے کہنے پر کر لیتے ہیں۔ تبھی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعائیں یہ ہوتی تھیں۔

''اے اللہ! صالحین کو ہمارا دوست بنا۔ جن کو دیکھ کر تیری یاد آئے'' ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہم کلمہ کا اقرار تو کرتے ہیں مگر لغو باتوں سے پرہیز نہیں کرتے۔ نمازی بھی ہیں ٹی وی بھی دیکھ رہے ہیں، شطرنج اور لڈو بھی چل رہی ہے۔

مشہور مقولہ ہے کہ ایک میان میں دو تلواریں نہیں رہ سکتیں اسی طرح ایک دل میں فرمانبرداری اور نافرمانی نہیں ہو سکتی۔ ایمان اور کفر اکٹھا نہیں ہو سکتا۔ محبت اور نفرت نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا درست رویہ اپنائیں تا کہ حقیقی کامیابی نصیب ہو۔

4۔ زکوٰۃ کی ادائیگی

''وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ''۔ (المومنون:۴)

اگلا قدم اپنے مالوں سے زکوٰۃ ادا کرنا ہے۔ مال اور اولاد ایسا ''فتنہ'' ہے جس کی نشاندہی اللہ نے بار بار فرمائی ہے اور اس سے بچنے کے انداز کی نصاحت فرمائی ہے۔

''زکوٰۃ'' سے مراد نشوونما پاکیزگی۔ عمدہ بنانا اور ارتقاء ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا''۔ (سورۃ الشمس:۹)

کامیاب ہوا وہ شخص جس نے اپنے آپ کو پاکیزہ بنایا۔ زکوٰۃ مال کو بھی پاک کرتی ہے اور جسم کی تطہیر کا باعث ہے۔

مال کے فتنے سے نجات کا بہترین ذریعہ اس کو ایسے خرچ کرنا۔ جیسے کہ اللہ نے فرمایا۔

وہ ہی مال جو اللہ تعالیٰ نے دیا اس کی زکوٰۃ اور صدقات کی ادائیگی سے دونوں جگہ کامیاب ہو سکتے ہو۔ زکوٰۃ کی ادائیگی نہ کرنے کی وجہ سے مال ہلاک ہو جاتا ہے۔ قومیں قحط سالی اور مسائل کا شکار ہو جاتی ہیں۔ کیا آج پھر ایسے نہیں ہو رہا ہے۔ زکوٰۃ ارتکاز دولت کو روکنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

مگر آج زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وجہ سے غریب بے چارہ کوڑے کے ڈھیر سے غلاظت سے اٹی سوکھی روٹی کا ٹکڑا کھانے پر مجبور ہے۔ اس کا ننگا جسم ستر کو بھی ڈھانپنے سے قاصر ہے آپ خود سوچ سکتے ہیں کیا کامیابی ایسے ہی مل سکتی ہے...... آپ کے لیے؟

مایوسیوں سے نکل کر دیکھو کامیابی تمہارے قدم چومنے کے لیے بے تاب، فلک تمہارے جشن کا منظر دیکھنے کے لیے بے چین ہے۔

کامیابی کی اصل منزل پانے کے لیے زکوٰۃ کی ادائیگی کی ایک مستقل اور پختہ عادت ہونی چاہیے جس کا مقصد اللہ کی اطاعت اور رضا ہو۔

5۔ عزت کی حفاظت

''وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ''۔ (المومنون:۵)

اگلا قدم اپنی عزت کی حفاظت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم مجھے دو چیزوں کی ضمانت دو میں تمھیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں ایک جو دو جبڑوں کے درمیان (زبان) اور دوسری دو ٹانگوں کے درمیان (شرمگاہ) ہے۔ مومن اپنی عزت کی حفاظت کرتا ہے۔ اپنے ضروری جسمانی اعضاء کو ڈھانپ کر رکھتا ہے۔ عریانی، فحاشی اور بے حیائی سے دور رہتا ہے۔ اس کے قریب بھی نہیں جاتا۔ اپنی اور اپنے مسلمان بہن بھائیوں کی عزت کا محافظ ہوتا ہے۔ دنیا میں خواہشات کو پورا کرنے کے لیے وہ جائز راستہ اپناتا ہے۔ جس کی اجازت اللہ تعالیٰ نے دی اور ہر غلط کاری سے رک جاتا ہے۔

اگر اس کا موازنہ آج کے حالات کے ساتھ کیا جائے تو کامیابی کا راستہ کہیں دور جا چکا ہے۔ ہر طرف فحاشی اور بے حیائی کا راج ہے۔ (نعوذ باللہ)

اس لیے ہمیں اس راستے سے جلد واپس پلٹنے کی ضرورت ہے۔

6۔ امانت کی پاسداری

''وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ''۔ (المومنون:۸)

امانت سے مراد وہ چیز جو اللہ تعالیٰ اور معاشرے میں سے کسی فرد کی طرف سے کسی کے سپرد کی گئی ہے۔ امانت کا تعلق

* منصب (عہدہ) * قول (راز) * مال

سے ہو سکتا ہے۔ ہر صورتحال میں امانت کا خیال ضروری ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مومن خائن نہیں ہو سکتا'' رسول ﷺ نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں۔

① جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

② وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔

③ جب امانت دی جائے تو خیانت کرے۔ (رواہ البخاری)

اگر ہم غور کریں تو انسان کے پاس اللہ تعالیٰ کی کتنی امانتیں ہیں۔

❁ منصب

''وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً''۔ (البقرۃ:۳۰)

اور تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں نائب بنانے والا ہوں۔

ہمیں اللہ نے زمین میں اپنا نائب ہونے کا عہدہ امانت کے طور پر عطا فرمایا کیا ہم پر فرض نہیں کہ ہم اس امانت کا خیال کر کے سرخرو ہوں اس زمین کی خلافت ایسے سرانجام دیں جیسی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ جب کہ آج حالات اس کے برعکس ہیں۔

❁ قرآن

ارشاد الٰہی ہے۔

''اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا''۔ (الاحزاب:۷۲)

ترجمہ: بے شک ہم نے اپنی امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا کہ وہ اسے اٹھائیں مگر انہوں نے انکار کر دیا اور وہ ڈر گئے اس سے اور اس امانت کو اٹھا لیا انسان نے۔ بے شک انسان مظلوم اور جاہل ہے۔

قرآن اللہ کی ایسی امانت ہے، جس کی ذمہ داری انسان نے لی ہے مگر آج وہ اس سے کوتاہی برت رہا ہے بقول آپ ﷺ کے مومن خائن نہیں ہو سکتا۔

ذرا سوچیں! کیا ہم خائن نہیں ہو گئے ہیں۔ کبھی اس قرآن کو یہودی اور عیسائی جلایا کرتے تھے؟ کبھی اس کو فلش میں بہا دیتے تھے۔ (نعوذ باللہ)

کبھی ٹشو کے طور پر استعمال کرتے ہیں وہ ہاتھ جنہوں نے ان کو روکنا تھا قرآن کو عزت عطا کرنی تھی خود اس وجہ سے معزز بننا تھا وہ ہی ہاتھ اس جرم میں خود ہی ملوث ہو گئے ہیں۔ کبھی مظفر آباد میں مسلمان ہی اس قرآن کو (نعوذ باللہ) جلا

رہے ہیں کبھی لال مسجد اور جامعہ حفصہ میں قرآن اپنے ہی مسلمان بھائیوں کی لگائی ہوئی آگ میں جل کر خاک ہو رہے ہیں اور ملبے کے نام پر جلے ہوئے اوراق گندے نالے میں پھینکے جا رہے ہیں کیا امانت ہمیں پکارتی نہیں.....؟ کیا قرآن کے الفاظ ہمارے کانوں میں گونجتے نہیں.....؟

❁ مال

مال جو اللہ تعالیٰ کی عطا ہے پھر اس کے جائز استعمال کا حق دے کر اس کے استعمال کا طریقہ بھی بتا دیا۔

ارشاد الٰہی ہے۔

"مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ". (البقرة:۳)

مومن وہ ہیں جو ہمارے دیے گئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں۔

مال صرف اس لیے نہیں کہ اس کو بے دریغ دنیاوی

مراد وہ قول یا بات جو دو لوگوں کے درمیان طے پا جائے۔ چاہے اس کا تعلق اللہ سے ہو یا بندوں سے ہو۔ اس کا پورا کرنا لازم ہے۔

قرآن پاک میں آتا ہے۔" اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا "۔(بنی اسرائیل:۳۴)

وعدوں کو پورا کرو بے شک وعدوں کے بارے میں پرسش ہوگی۔

"اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ". (المائدہ:۱)

وعدوں کو پورا کرو۔

منافق کی نشانی ہے کہ وہ وعدوں کو پورا نہیں کرتا۔ اللہ سے ہم نے وعدہ کیا ہے۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

وعدے کے دو جز ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ایمان لانے والے، نمازوں میں خشوع کرنے والے، بے ہودہ باتوں سے پرہیز کرنے والے، زکوٰۃ کی ادائیگی کرنے والے، اپنی عزت کی حفاظت کرنے والے، امانتوں کا خیال رکھنے والے، عہدوں کی پاسداری کرنے والے، یہی لوگ، یہی لوگ

"اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ". (المومنون:۱۰)

یہی لوگ وارث ہیں۔

"اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ". (البقرة:۵)

یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

"اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ". (المومنون:۱۰)

یہی لوگ وارث ہیں۔

کس چیز کے وارث؟

مال صرف اس لیے نہیں کہ اس کو بے دریغ دنیاوی خواہشات پر لٹا دیا جائے، بے ہودہ محفلیں سجائی جائیں، فحاشی کے بازار گرم کیے جائیں جب کہ ہمارے اپنے بھائی بہن پانی کی ایک ایک بوند کے لیے ترس رہے ہوں۔ اور کھانے سے محروم ہوں اور وہ امید بھری نظروں سے کبھی بلوچستان، سرحد، افغانستان، عراق، فلسطین میں ہماری راہیں تکتے ہوں۔

خواہشات پر لٹا دیا جائے، بے ہودہ محفلیں سجائی جائیں، فحاشی کے بازار گرم کیے جائیں جب کہ ہمارے اپنے بھائی بہن پانی کی ایک ایک بوند کے لیے ترس رہے ہوں۔ اور کھانے سے محروم ہوں اور وہ امید بھری نظروں سے کبھی بلوچستان، سرحد، افغانستان، عراق، فلسطین میں ہماری راہیں تکتے ہوں۔

❁ زندگی

ہمارے پاس یہ زندگی اللہ کی امانت ہے۔ جس کو اس انداز میں بسر کرنا ہے جو اللہ کا بتایا ہوا ہے۔ آنکھ، کان اور ہونٹ جو اس کی عطا ہے۔ اس کو ایسے ہی اطاعت میں لگانا ہے۔

جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:" اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا "۔(بنی اسرائیل:۳۶)

" وَهُوَ الَّذِیْ ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ وَاِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ "۔(المومنون:۷۹)

ترجمہ: وہی ذات ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا اور اسی کی طرف تمہیں جمع ہونا ہے۔

7۔ ایفائے عہد

کامیابی کی اگلی سیڑھی "وعدہ کا پورا کرنا" ہے۔ عہد سے

(۱) اللہ تعالیٰ کو معبود اور مختار کل سمجھنا۔

(۲) رسول ﷺ کی رسالت کا اقرار اور ان کی اطاعت

مگر ہم دونوں میں نعوذ باللہ ناکام ہو رہے ہیں۔

سوچیے! کل قیامت کے دن ہم کیا منہ دکھائیں گے۔

8۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر

اسلام ایک تبلیغی دین ہے۔ یہ عالمگیر مذہب ہے۔ اس کا مقصد لوگوں کی زندگیوں کو اس انداز میں سنوارنا کہ وہ دنیا اور آخرت میں کامیابی سے ہمکنار ہوں اور کامیابی سے ہم کنار ہونے کے لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ہتھیار انتہائی ضروری ہے کیوں کہ ارشاد الٰہی ہے۔

کہ "پہلے لوگ اس لیے ناکام ہو گئے کہ انہوں نے نیکی کا حکم دینا چھوڑ دیا بلکہ خود بھی برائیوں میں ملوث ہو گئے تھے"۔

اگر ہم کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو ہمیں سب سے پہلے اپنے آپ کو نیکی کے راستے پر گامزن کرنا ہوگا۔ اور دوسروں کو بھی برائی سے روکنا اور نیکی کی طرف مائل کرنا ہوگا کیونکہ دنیا میں کامیاب اور آخرت میں سرخرو ہونے کے لیے ہمیں اپنے دنیا میں آنے کا مقصد پہچاننا ہوگا اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا دامن تھامنا ہوگا۔ تبھی کامیابی ہمارا مقدر بنے گی۔ ان شاء اللہ

"اَلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ". (المومنون:۱۱)

یہی لوگ جنت الفردوس کے وارث ہیں اور ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

"جنت الفردوس" جنت کا سب سے بلند درجہ اور عین وسط کی جگہ ہے جو درختوں کی گھنی چھاؤں، خوشبو سے معطر اور ہر قسم کے پھلوں سے بھری جگہ ہے۔ سبحان اللہ

مایوسیوں سے نکل کر دیکھو کامیابی تمہارے قدم چومنے کے لیے بے تاب، فلک تمہارے جشن کا منظر دیکھنے کے لیے بے چین ہے۔ کل قیامت کا نقشہ تم آج بدل دینے کی صلاحیت رکھتے ہو۔ گرم کھولتے ہوئے پانی کو شراب اور دودھ کی نہر سے بدل لو۔ آگ کے بستروں کو فوم کے گدوں دبیز ریشم سے بدل لو آگ کے لباس کو آج بدلوا لو، کانٹے دار جھاڑیوں سے جان چھڑوا لو، منہ کو جھلنے اور انتڑیوں کو کٹنے سے بچا لو، جہنم کے داروغہ کی بجائے اپنے اللہ سے اور اس کے ملائکہ سے استقبال کروا لو، سمجھو! سمجھو!

سنو! سنو! مخلص دوست کی پکار، مہربان رب کی پکار، قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ...... اللہ ہمیں توفیق دے۔ (آمین)

اللھم توفیقنا لاحول ولا قوۃ الا باللہ. (آمین)

کبھی تو سچ کہو!

سچائی میں رسوائی بہت

امّ سلیک احمد (سیالکوٹ)

عہد جدید اور سچ یہ تو ممکن ہی نہیں۔ سچ یہ تو عجیب بات کی ہے۔ یہ جھوٹ کہاں چھوٹتا ہے اتنا تو چلتا ہی ہے ادھر سچا کون ہے؟ اتنا سچ بولو گے تو ہر طرف سے مارے جاؤ گے۔ جان بچاؤ کام چلاؤ اتنی باریکیوں میں کیا رکھا ہے۔ سچے ایمان دار ہی سب سے زیادہ ذلیل ہو رہے ہیں۔ سارے بھید اب کیا دوسروں کو بتا دیں؟ ایسے سیدھے اور بھولے لوگوں کو پاگل کہتے ہیں نام ومقام چاہیے تو ہوشیار، چالاک بنو اپنا کام نکالو، صدق وامانت مکتبوں، مدرسوں کی باتیں ہیں۔ یہ سب عملی زندگی میں محال ہے۔ یہ ہمارے مروجہ دلائل وجواز جو ہم جھوٹ بولنے کے حق میں دیتے ہیں۔

آج یہ گناہ ہمارے لئے نہ صرف آسان و مؤثر ہے۔ بلکہ زندگی کی رعنائیوں، دلفریبیوں کا مرکز ومحور ہے انسان کے سارے اخلاق ذمیمہ میں سب سے زیادہ مذموم عادت جھوٹ ہے یہ وہ گناہ عظیم ہے جو بے شمار رذائل اور گناہوں کی جڑ اور بنیاد ہے۔

جھوٹ کی اساس فریب کاری ہے۔ یہ برائی ایک فرد کی ذات سے شروع ہو کر افراد اور معاشرے تک پہنچتی ہے۔ اور پھر ملک وملت کا شعار اختیار کر لیتی ہے۔ یہ وہ مذموم حرکت وفعل ہے۔ جسے ہر مذہب اور ہر انسانی

معاشرے نے یکساں طور پر برائی کہا ہے کیونکہ اس سے دوسروں کے حقوق میں تعدی لازم آتی ہے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی پہلی صفت یہ بیان کی ہے کہ وہ سچا ہوتا ہے جو کاذب ہے وہ نبی ﷺ نہیں ہو سکتا۔

وَاِنْ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیْهِ کَذِبُهٗ وَاِنْ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ. (مومن:۸۲)

اگر یہ جھوٹا ہوگا تو۔ اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا اگر سچا ہوگا۔ تو تم پر پڑے گا کوئی وعدہ جو تم کو دیتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ اس کو راہ نہیں دکھاتا جو بے باک جھوٹا ہو۔

روم کے سفیر نے اپنے دربار میں ابوسفیان سے رسول اللہ کے بارے میں جو باتیں پوچھی تھیں۔ ان میں ایک یہ تھی کہ کیا مکہ کا مدعی اپنے دعوائے نبوت سے پہلے جھوٹ بولا کرتا تھا؟

ابوسفیان نے جواب دیا نہیں" سفیر نے کہا: جو بندوں پر جھوٹ نہیں باندھتا وہ خدا پر جھوٹ باندھے گا؟

(صحیح بخاری بدء الوحی)

جھوٹے کے دل کی روشنی اصل نور ہدایت اللہ تعالیٰ چھین لیتے ہیں اور وہ جھوٹوں کی پیروی کرتا ہے۔

"تَنَزَّلُ عَلٰی کُلِّ اَفَّاکٍ اَثِیْمٍ ۝ یُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَکْثَرُهُمْ کٰذِبُوْنَ ۝" (الشعرآء: ۲۲۲،۲۲۳)

شیطان اترتے ہیں ہر جھوٹے گناہ گار پر لا ڈالتے ہیں۔ سنی بات اور ان میں بہت جھوٹے ہیں۔

"اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ کٰذِبٌ کَفَّارٌ" (الزمر:۳)

بے شک اللہ اس کو راہ نہیں دکھاتا جو جھوٹا ہے نہ ماننے والا ہے۔

جھوٹ ایک وسیع برائی ہے جو کہ انسان کو کفر کے درجے تک لے جاتی ہے اور یہ نجات کے تمام دروازوں کو بند کرنے کا باعث بنتا ہے۔

یہ جھوٹ ہی ہے جو آج ہمارے رگ وپے میں اس طرح سرایت کر چکا ہے کہ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، خود بخود ہماری زبان سے نکلتا رہتا ہے۔ ہمارے رویوں سے ظاہر ہوتا ہے ہمارے اعمال میں جھلکتا ہے آج ہم اپنی اس خصلت کے ہاتھوں مجبور محض ہیں اس لیے کوئی حاکمانہ اقدام نہیں رکھتے۔ بلکہ یہ ہمارے حق میں خطرات ثانیہ سے بھی بڑھ چڑھ کر ہے۔

ہمارے روز مرہ کے معمولات سے لے کر معاملات زندگی تک ہر جگہ جھوٹ داخل ہے اس کی رسائی اخلاق وکردار سے لے کر تہذیب ومعاشرت تک ہے گھریلو زندگی کا چھوٹے سے چھوٹا معاملہ ہو یا حکومت وسیاست کا بڑے سے بڑا معمہ جھوٹ کے بغیر حل نہیں ہو سکتا کبھی جذبہ خود پسندی ہمیں جھوٹ بولنے پر مجبور کرتا ہے، تو کبھی اس کے سہارے محفلوں کو گرمایا جاتا ہے۔ کبھی دنیاوی منفعتیں اور فوائد آڑے آجاتے ہیں تو کبھی سیر طبع کیلئے جھوٹ بولے جاتے ہیں تو کبھی حسد وبغض میں آکر مذاقاً اور کبھی رواجاً۔

شوہر بیویوں سے جھوٹ بولتے ہیں تو بیویاں شوہروں سے مالک نوکروں سے جھوٹ کہتے ہیں۔ تو نوکر مالکوں سے، بڑے چھوٹوں سے چھوٹے بڑوں سے، جھوٹ سے کام لیتے ہیں۔ تو ملازمان وکارکنان کا سہارا بھی جھوٹ ہے حتیٰ کہ آج دینی علماء وطلباء بھی جھوٹ کی زد سے نہیں بچ سکتے۔ ہمارے ٹی وی، ریڈیو اخبارات ورسائل جھوٹ کا بڑا منبع ہیں۔

جھوٹ کی مدد سے دوسروں پہ دھاک بٹھانے کا کام لیا جاتا ہے اسکینڈل تیار ہوتے ہیں پروپیگنڈوں کو ہوا دی جاتی ہے کبھی اس کی غرض وغایت دوسروں کو بدنام کرنا ہے۔ تو کبھی

غلطیوں کو پس پردہ رکھنا ہے اسلام نے اپنی لغت کے سخت ترین لفظ لعنت کا مستحق جھوٹوں کو قرار دیا ہے۔

اور کسی گناہ پہ ایک مومن کو یہ وعید نہیں سُنائی گئی جو جھوٹ بولنے اور جھوٹا الزام لگانے والے پہ لعنت بھیجنا جائز ہے۔ مباہلہ کے موقع پر فرمایا کہ دونوں فریق اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا مانگیں کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہو اس پر خدا کی لعنت ہو۔

"ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔ (آل عمران:٦١)

پھر دعا کریں پھر جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت بھیجیں۔ جھوٹ اتنی بری چیز ہے کہ کافروں، منافقوں کی طرح جھوٹا بھی بددعا کا مستحق بن جاتا ہے۔

اسی طرح عملاً جھوٹ بولنے والوں کو جان کر انجان بن جانے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے جھوٹوں سے ہی نسبت دی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَ الْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ (البقرة:١٥٩)

ترجمہ: بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں جو ہم نے صاف حکم نازل فرمائے اور راہ کے نشان اسکے بعد کے ہم نے کتاب میں ان کو انسانوں کے لئے کھول کر کہہ دیا ہے ان پر اللہ تعالیٰ لعنت بھیجتا ہے اور لعنت کرنیوالے لعنت کرتے ہیں۔

زبان جب بے سوچے سمجھے سبقت کر جائے تو جھوٹ اپنی جگہ ضرور بنالیتا ہے رسماً یا عادتاً زبان کا جھوٹا ہونا دل کے جھوٹا ہونے کی علامت ہے یہ خطرے کی گھنٹی ہے کہ ہمارے جذبات و نظریات میں بگاڑ آچکا ہے۔

دل کی بیماریوں، وعدہ خلافی، خیانت و بددیانتی، حسد و بغض، غداری و دغا بازی میں ظاہر ہونے والی پہلی علامت جھوٹ ہی ہے۔

اس بیماری کا پھیلاؤ چونکہ غیر محسوس انداز سے ہوتا ہے اس لئے انسان اس حال میں رہتا ہے کہ میرا کچھ نہیں بگڑا ہے۔ حالانکہ وہ قابل علاج حالت میں داخل ہو رہا ہوتا ہے۔

ہم تنہائی میں بیٹھ کر جھوٹ کے مسودے تیار کرتے ہیں اور مجالس میں انہیں بیان کرتے ہیں۔ ایک مجلس کی باتیں بلا تحقیق دوسری مجلس میں سنا دیتے ہیں۔ ذاتی طور پہ ایک واقعہ یا خبر کا نتیجہ اخذ کر کے اسے واقعہ کا لازمی و منطقی انجام بتاتے ہیں۔ اپنی اختراعی، خیالی باتوں کو حقیقت کا لباس پہناتے ہیں۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے جھوٹ کو بدترین گناہ قرار دیا ہے۔

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ" (الحجرات:١٢)

ترجمہ: اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان سے بچا کرو بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں رسولؐ نے فرمایا "بدگمانی سے بچو۔ کیونکہ یہ سب سے بڑی جھوٹی بات ہے" (بخاری کتاب الادب)

جھوٹ کے بہت مرتبے ہیں اکثر لوگ بے ضرر جھوٹ کو برا نہیں سمجھتے۔

جھوٹ زیادہ اسی وقت خطرناک ہوتا ہے۔ جب ایک شخص دوسرے کو سچا اور قابل اعتبار سمجھے لیکن وہ جھوٹ بول کر اس کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائے۔

رسول ﷺ نے فرمایا "یہ ایک بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے ایک جھوٹی بات کہو حالانکہ وہ تم کو سچا سمجھتا ہو"۔ (ابوداؤد)

آج سچ کہیں ڈھونڈنے بھی نہیں ملتا۔

ہماری عدالتوں کا سارا نظام جھوٹے شاخسانے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ جھوٹے مقدمات جھوٹی گواہیاں بول کر لوگ قتل، چوری، ڈاکے اور شراب تک کے مقدمات سے بری ہو جاتے ہیں بددیانت، غدار، لیٹرے بھی جھوٹ کی بدولت عزت داروں کی صف میں کھڑے ہوتے ہیں۔ رشوت وسفارش نے جھوٹ کی جڑوں کی مزید آبیاری کی ہے۔

عدالت میں جھوٹ بھیانک گناہ ہے جو معاشرتی نظام میں خلل انداز ہو کر بہت سے لوگوں کی زندگی برباد کر دیتا ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے اس کو شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ قرار دیا ہے۔

"کیا میں تم کو سب سے بڑا گناہ نہ بتلاؤں" صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ رسولؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک اور والدین کی نافرمانی" آپؐ نے ٹیک لگائی ہوئی تھی۔ تو بیٹھ گئے اور کہا "جھوٹی شہادت اور جھوٹی گواہی" اور آپ ﷺ برابر کہتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا کاش کہ آپؐ خاموش ہو جائیں۔

(ترمذی باب البر والصلۃ)

آج وکالت جھوٹ کا دوسرا نام ٹھہری ہے۔ پیسے کی دوڑ میں شامل ہونے کے لئے لوگ آن واحد میں اپنا قومی تشخص، نام، برادری فرقہ، کنبہ قبیلہ سب کچھ جھوٹ کی نذر کر دیتے ہیں۔ قادیانی، سید درویش نہ جانے کیا کچھ بن جاتے ہیں۔ کبھی بیوی، بچوں کے منکر ہو جاتے ہیں۔ اور کبھی لاکھوں، کروڑوں کی جائیداد کے مالک بن جاتے ہیں آزاد قوم جھوٹ کے سبب ہر معاملہ میں آزاد ہو چکی ہے۔

مکتب و مدرسہ میں بھی جھوٹ کی آندھی داخل ہو گئی ہے۔ مہذب ترین اساتذہ کرام بھی بہت پیچھے نہیں رہ گئے ہیں۔ ان کی جنبش لب، جھوٹی تعریف مبالغہ آرائی، بے جا مدح وتوصیف، اور تذلیل واہانت کرتی نظر آتی ہے۔ غم ہائے روزگار نے ان سے اقدار و روایات، پیغمبرانہ معلمی ذمہ داریوں کا احساس ہر چیز چھین لی ہے۔ اب تو ان کے دلوں میں بھی فرض و وفا کے دیئے نہیں ٹمٹماتے۔ یہ قوم کے معمار، پاسدار کون کس سے آس لگائے گا۔ کس کو رہبر و رہنما مانے گا۔ قوم کی مسیحائی کا دم بھرنے والے ڈاکٹر مطلق العنان حکمرانی کا ناقوس بجاتے سنائی دیتے ہیں۔ انکے ہاتھوں جسمانی نظام میں ان گنت باریکیوں اور پیچیدگیوں نے جنم لیا ہے۔

موت سے خوفزدہ زندگی کے حریص انکی بتائی ضروری وغیر ضروری ادویات کا استعمال پہلی ترجیح و ضرورت مانتے ہیں یہاں تک کہ جسم کی چیر پھاڑ کروانا بھی امر محال نہیں گردانتے۔ دل کی غداری و چوری، بدنیتی کے لیے جھوٹی تشخیص، جھوٹے مشورے اور پھر جھوٹا علاج ان جرائم کی دہائی کے لیے تو کسی عدالت عدل نے کوئی زنجیر نہ بنائی۔ جھوٹے، کھوکھلے، نعرے

بقیہ صفحہ 41 پر

ہماری عدالتوں کا سارا نظام جھوٹے شاخسانے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ جھوٹے مقدمات جھوٹی گواہیاں بول کر لوگ قتل، چوری، ڈاکے اور شراب تک کے مقدمات سے بری ہو جاتے ہیں بددیانت، غدار، لیٹرے بھی جھوٹ کی بدولت عزت داروں کی صف میں کھڑے ہوتے ہیں۔ رشوت وسفارش نے جھوٹ کی جڑوں کی مزید آبیاری کی ہے۔

پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

اخت ابرار (میرپور)

میرے سامنے اخبار پڑا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ اسلام کی بیٹیوں کو تلاشی کے لئے نقاب اتارنے پر مجبور کیا گیا۔ یہ خبر ایک اسلامی مملکت کی ہے جس کا نام پاکستان ہے اور تلاشی کس کی لی جارہا ہے ان پاکباز بیٹیوں کی جو قرآن وحدیث کے علم کے حصول کے لئے اسلامی درسگاہ ''جامعہ حفصہ'' میں زیر تعلیم تھیں۔

مجھے اس خبر پر پریشان ہونا چاہیے تھا لیکن مجھے کوئی فرق نہیں پڑا کیونکہ یہ سب تو بہت عرصے سے ہو رہا ہے بالخصوص جب سے ہم نے ''اتحادیوں کی صف میں شمولیت اختیار کی بلکہ شمولیت بھی ایسی کہ ہراول دستے کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ شاید یہ اخباری خبر بھی نظر انداز کر دیتی اگر میں ایک دوسری خبر نہ پڑھ لیتی وہ ایک طمانچہ ہے ان روشن خیالوں کے چہرے پر جنہوں نے اسلامی شعار کی تذلیل کو اپنا مقصد بنالیا ہے جن کی آنکھوں میں داڑھی اور حجاب جیسی اسلامی صفات کانٹے کی طرح کھٹکتی ہیں۔ یہ خبر آپ بھی پڑھیں۔

مغربی دنیا کی تمام یونیورسٹیوں'' میں حجاب ڈے منایا گیا۔ اس کو پنک (گلابی) حجاب کا نام دیا گیا تقریباً اکثریت خواتین (جو حجاب نہیں بھی کرتی تھیں) نے اپنے دفاتر کام کرنے والی جگہوں، بازاروں، سڑکوں اور تعلیمی اداروں میں حجاب اوڑھا اس روز خواتین نے ایک دوسرے کو حجاب کے تحفے دیے اور فرانس سے آمدہ ایک ای میل کے مطابق اس روز پورے مغرب پر حجاب نے روحانیت طاری کردی'' (بحوالہ اردو پوائنٹ)

اور میرے قارئین شاید یہ بات آپ کو مزید حیرت زدہ کردے کہ دنیا بھر میں حجاب کی اس تحریک کی محرک کوئی مسلمان نہیں بلکہ ایک غیر مسلم عیسائی مذہب سے تعلق رکھنے والی فرانس کی ایک یونیورسٹی کی استاد پروفیسر میریل واکر ہیں۔ جب مغرب میں پہلی بار حجاب پر پابندی کی بات چلی تو مذکورہ خاتون نے اس کے خلاف تحریک چلائی۔

حجاب ڈے کے روز پروفیسر میریل واکر نے بی بی سی سے بات کرتے ہوئے کہا کہ ابھی اسلام قبول کرنے کا ارادہ نہیں ہے وہ اسلام کا مطالعہ کررہی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اسلامی دنیا کے سکالرز سے بات چیت چل رہی ہے ایسی کوئی بھی بات قبل از وقت ہوگی (بحوالہ اردو پوائنٹ)

میری دعا ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ انہیں اسلام قبول کرنے اور اس پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

اور اس حقیقت سے انکار ممکن ہی نہیں کہ مغربی دنیا تیزی سے اسلام کی طرف راغب ہو رہی ہے مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ عراق پر امریکہ کے غاصبانہ قبضے اور دہشت گردانہ کاروائیوں پر ایک بھی مسلم ملک جرأت مندانہ قدم نہ اٹھا سکا اگر اس کے خلاف احتجاج بلند ہوا تو کفر کے ایوانوں سے خواتین کے، وقار حجاب پر پابندی لگنی شروع ہوئی صدائیں کفر کے ایوانوں سے بلند ہوئیں شاید میری طرح آپ کی نظر سے بھی وہ خبر گزری ہو جس میں بتایا گیا کہ حکومت پنجاب نے یہ فرمان'' جاری کیا کہ برقعے والی خواتین خودکش حملے کر سکتی ہیں۔ لیکن یہ بات میں پورے وثوق سے کہوں گی کہ باحجاب خواتین اتنا گھناؤ نا کام نہیں کرسکتیں۔ کیونکہ جہاں سے انہیں یہ تعلیم ملی ہے کہ پردہ فرض ہے اسی قرآن سے یہ حکم بھی ملا کہ ایک انسان کا قاتل پوری انسانیت کا قاتل ہے۔

اور ویسے بھی مسلمان کا مسلمان کو قتل کرنا شریعت میں بالکل ممنوع ہے۔ اگر فلسطین، عراق اور باقی مقبوضہ ممالک کی بات ہو تو اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے مسلم خواتین کا اسلحہ اٹھانا ان کا بنیادی حق ہے لیکن اگر اپنے مقاصد کے حصول کے لئے وہ اپنی جان کی بازی لگا دیں تو اسے خودکش حملہ نہیں بلکہ فدائی کاروائی کا نام دیں گے۔

آج آزاد پاکستان کے'' غلام حکمرانوں کی غلامانہ سوچ دیکھ لیں عالم اسلام کے مسلم حکمرانوں کی بے حسی دیکھ لیں کہ ڈالروں کی چمک دمک نے آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی ہے۔ ایک بھی مسلم حکمران حجاب پر پابندی کے خلاف سراپا احتجاج نہ بنا ایک بھی اسلامی ملک اس کے خلاف تحریک نہ چلا سکا آواز بلند بھی ہوئی تو کہاں سے غاصبوں کے اپنے ہی گھر سے۔ میں خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ محترمہ میریل واکر کو جنہوں نے حجاب کی تحریک چلا کر مسلم خواتین کے جذبات کی ترجمانی کی اور اہل مغرب کو اپنی پالیسی پر نظر ثانی پر مجبور کردیا۔ میریل واکر بھی اسلام کا

بقیہ صفحہ 38 پر

فکر ونظر

مریم خنساء

آخری قسط

پاکستان قرآن کے آئینے میں

محرم، رجب، ذی قعدہ اور ذی الحجہ جیسے باحرمت مہینوں، ربیع الاول جیسے پیغام برسعاد مہینے اور شعبان ورمضان جیسے بابرکت مہینے پر مشتمل مشرکانہ تقویم گلے لگالی۔ عیسوی تقویم کا مہینہ جنوری رومن دیوتا جینس سے، فروری رومی ریوی خیبرو آسے، مارچ رومنوں کی دیوی میّیا سے، جون جونو دیوی سے، جولائی رومن بادشاہ جولیس سیزر سے اور اگست آگسٹس سیزر سے منسوب ہے۔

(بحوالہ الشمس والقمر بحسبان، مصنف عبدالرحمٰن کیلانی)

لہٰذا اب ہمارے ذہن بابرکت اسلامی مہینوں کی یاد سے معطر رہنے کی بجائے انگریزی مہینوں کے حصار ہی میں گردش کرتے رہتے ہیں اسلامی تقویم سے اب ہمارا تعلق صرف شب برأت کے حوالہ وغیرہ سے باقی ہے۔ یوں ہم نے سیاست اور دین کے درمیان سیکولرانہ خط تفریق کھینچ دیا۔ ایسے میں اقبال کا شعر صدائے احساس بلند کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

جلال بادشاہی ہو یا جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

اپنے دین سے غداری کا نتیجہ کلاشنکوف کلچر اور دہشت گردی پر مشتمل چنگیزی ثقافت کی شکل میں رونما ہوا۔ جدید دور کے حالات کے مطابق کبھی اسے کلاشنکوف کلچر اور کبھی دہشت گردی کا نام دیا گیا۔ چیز تو وہی تھی، کراچی اور سابق مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش) دین اسلام سے غداری کر کے ہم نے اپنوں ہی کے ہاتھوں اذیت ناک زخم کھائے کراچی میں ایم کیو ایم کے بنائے گئے عقوبت خانوں، ڈرل مشینوں سے چھیدے گئے جسموں اور کیلوں سے دیواروں کے ساتھ پیوست کیے گئے جسموں کی تفصیلات چنگیزی ظلم وستم کو بھی مات کر رہی ہیں۔

27 رمضان المبارک کو نعمت پاکستان ہمارے لیے ایک اعزاز تھا، جس کی ناقدری میں کوئی کسر نہ چھوڑی گئی، وہ بابرکت دن ہے جس کی رات کی عبادت ہزار راتوں کی عبادت سے بھی زیادہ فضیلت کی مستحق قرار پائی جس کی مقدس رات میں مانگی گئی دعا کو قبولیت کی خصوصی سند عطا ہوئی، جسے مغفرت، رحمت اور دوزخ سے نجات دلانے والے مہینے رمضان کا دن ہونے کا شرف حاصل ہے، جس میں حق و باطل میں خط امتیاز کھینچنے والا یوم الفرقان یعنی غزوہ بدر کا اہم دن آیا۔ اس قابلِ رشک دن کو یومِ نزول قرآن مجید ہونے کی سعادت حاصل ہے۔ قرآن مجید جو تا قیامت ضامن ہدایت وسعادت ہے اپنے اوپر یقین رکھنے والوں کے لیے نوید فلاح ہے جو عمل کرنے والوں کو زوال کی پستیوں سے نکال کر عروج کی بلندیوں تک پہنچانے والا عروۃ الوثقیٰ ہے جو رہتی دنیا تک کے لیے ایک ایسا سدا بہار ضابطۂ حیات ہے جس پر نہ تو جغرافیائی حدود اثر انداز ہوتی ہیں اور نہ ہی تیزی سے گھومتا ہوا چرخ وقت جو عرب جیسی بدو قوم کو بھی گمنامی اور لاقانونیت کی دلدل سے نکال کر دنیا کی اعلیٰ ترین متمدن قوم بنا دینے کا اعجاز رکھتا ہے جس کا دامن تھام لینے والوں کو ہر دور میں تمغۂ عزت وشرف حاصل ہوا مگر چھوڑنے والوں کا مقدر ذلت ونکبت کے کلنک کا ٹیکہ بنا جو یومِ نزول سے تا قیامت ایمان والوں کو تمام غلاموں کی بیڑیوں سے آزاد کرا کے ایک اللہ کے در پر جھکا کر انہیں ابدی تکریم کا مستحق بناتا ہے۔

27 رمضان المبارک انہی برکتوں، سعادتوں کا سحاب رحمت بن کر ہمارے لیے کفار کی غلامی کے بدترین دور سے رہائی کا پیغام لایا تھا مگر ہم نے اس کی قدر نہ کی قرآن مجید سے نسبت رکھنے والے اس اہم دن سے نسبت باقی رکھ کر اس صورت میں حاصل ہونے والے عزت وشرف کا استقبال کرنے کی بجائے اس سے ہمیشہ کے لیے ناطہ ہی توڑ لیا کاش ہم ذرا سوچنے کی زحمت تو گوارا کریں کہ اگر ہمارا یوم تاسیس 14 اگست کی بجائے 27 رمضان المبارک...... قیامِ پاکستان کی یادوں کے ذریعے ہمارے احساس کے جذبوں کو جھنجھوڑتا۔

ہر 27 رمضان المبارک یاد دلاتا ہے کہ ہمارے اسلاف نے قرآن مجید کے ''حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کے نفس اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں وہ اللہ کی راہ میں لڑتے اور مارتے مرتے ہیں'' کو کس طرح سچ کر دکھایا یہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ قیام پاکستان کا سبب نہ نسلی تشخص کی حفاظت بنا نہ وطنی تشخص کی حفاظت، اس کا واحد سبب امتِ محمدیہ ﷺ کی حیثیت سے اپنے تشخص کی حفاظت تھا۔

ہر 27 رمضان المبارک یہ یاد دلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم ''يَآ اَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً'' کی تعمیل میں کس طرح ایسی مملکت کے حصول کے لیے قربانیاں دیں جہاں قصر اسلام میں مکمل دخول ممکن ہو سکے۔

ہر 27 رمضان المبارک ہمیں اپنے اسلاف کے کردار اور اپنے اعمال میں موازنے اور محاسبے کا موقع فراہم کرتا اور یقیناً اس کے لیے نیکیوں کے موسم بہار میں رمضان المبارک کے علاوہ اور کون سی فضا اور ماحول زیادہ سازگار ہو سکتا ہے۔

قیام پاکستان اور تحریک پاکستان نیز مقصد پاکستان کے حوالے سے آنے والی بے شمار یادیں ہمیں اللہ کے حضور صدق قلب سے دعائیں مانگنے پر مجبور کر دیتیں یہ ہمارا تعلق اپنی ملتِ اسلامیہ، اپنے منبع شکوہ وقوت، قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور اپنی ثقافت سے استحکام تعلق کا سبب بنتا جرائد کے نمبر اگست کی بجائے رمضان المبارک میں شائع ہوتے

بقیہ صفحہ 0

مسلمان آپس میں "بھائی بھائی کا اتحاد و اتفاق بھلا کر ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہیں" دلوں میں اس قدر نفرت پیدا ہو چکی ہے کہ خون کے رشتوں میں بھی کشش باقی نہیں رہی...... آج بھائی بھائی کے ہاتھوں مر رہا ہے۔

پاکستان کی اندرونی حالت اس قدر کشیدہ اور منتشر ہو گئی ہے...... کہ ریاستی عناصر اب خانہ جنگی پر آمادہ ہو چکے ہیں...... انتہا پسندی کا رنارنا یا راگ الاپ کر بندوق سے مسئلہ حل کرنے کی شوقین سیاست ہر بار کھیل بگاڑ دیتی ہے...... اب یہ کہنا چاہیے کہ شیر کے منہ کو خون لگ چکا ہے اب ہر رکاوٹ کا انجام "گولی" پہ ختم ہوتا ہے......

کون لایا......؟ اور انہی کے مطابق...... ہماری اس بربادی کے کھلاڑی پانچ ہیں جن میں سرفہرست امریکہ ہے...... اور امریکہ تو وہ سبز قدم ہے کہ جہاں بھی گیا...... منافرت اور انتشار کے سوا کچھ نہیں پھیلایا...... کروڑوں لوگ امریکی خانہ جنگی اور قتل وغارت کے نتیجے میں مارے گئے...... لاکھوں اپنے ہی ہم وطن شہریوں کی نفرت سے سنگسار ہوئے۔ آج بھی دنیا کے نقشے میں 13 بدقسمت ممالک ایسے ہیں جو امریکہ سے دوستی کا تاوان موت کی صورت میں ادا کر رہے ہیں...... اور ہمارا جرم بھی یہی دوستی ہے جس کا تاوان وصولنے کے لیے امریکہ نئی بساط بچھا کر اپنی مرضی کے مہرے کھیلنا چاہتا ہے...... بقیہ چار کھلاڑی اسی کی عیاری اور مکار فطرت سے جنم لیتے ہیں۔ ڈکٹیٹر...... سیاست دان...... سرکاری ملازم اور آخری کھلاڑی خود عوام ہیں...... اس بساط کی آخری چال ہمیں خود چلنی ہے...... ہم یعنی 16 کروڑ عوام وہ آخری امید اور چراغ شب آخر ہیں جنہوں نے اس وطن کی زخم خوردہ سالمیت کو پھر سے نوید زیست دینی ہے۔ اس شعور اور بیداری کو اپنے اندر زندہ کرنا ہے۔ جو ساٹھ برسوں میں اپنی موت آپ مر گیا...... اپنی بقا کی فکر ہمیں خود ہی کرنی ہے۔ اقبال نے برسوں پہلے مسلمانوں کو باور کروایا تھا۔

اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے
سرِّ آدم ہے ضمیرِ کن فکاں ہے زندگی

اور اس زندگی کو خود جینے کے لیے ہمیں بے حسی کے قبرستان سے باہر نکلنا ہوگا...... ہم زندہ لاشے بن کر مرگ وحشت کے خوف سے لرزتے رہیں گے۔ سپر پاور امریکہ پر بھی 9/11 کا قہر ٹوٹا تھا اور وہ مقابلے پر اٹھ آیا...... اس نے ہماری طرح خود کو مٹی کی صورت نہیں جانا...... چند ہزار لوگوں کا بدلہ اس نے ایک عالم سے لیا...... اور ہم نے...... ہمارے لوگ اتنے "بہادر" ہیں کہ فوج کو ذبح کر دیتے ہیں...... خودکش حملوں میں خود کو "قربان" کر دیتے ہیں...... سینوں پر بم باندھ کر ہزاروں لوگوں میں بے خوفی سے ملک الموت بن کر کھڑے ہو جاتے ہیں مگر...... ایک نہیں ہوتے...... کوئی سندھی، کوئی پنجابی...... کوئی پٹھان اور کوئی بلوچی...... سب کے الگ نظریات...... علیحدہ فرقے...... مختلف اقدار و روایات...... جنہیں سینے سے لگا کر انہوں نے جینے کا ہنر بھلا دیا...... ہم ایک دوسرے کے دشمن بن گئے تو اغیار ہم پر عقاب کی طرح جھپٹ پڑیں گے...... 1971ء میں ہماری ایسی منافرت نے ہمارا مشرقی بازو ہم سے جدا کر دیا...... ہم کیا کر سکے؟...... آپس میں لڑتے رہے...... ایک دوسرے کو الزام دیتے رہے...... اور وقت اس موڑ پر لے آیا کہ آج بھی پاکستان بکھرتا نظر آ رہا ہے...... ہمیں ایک گھاٹ میں پینے کی عادت نہیں...... ہماری نیچ ذہنیت نے ہمیں برہمن اور اچھوت کی تفریق سے نکلنے نہیں دیا...... ہم بھی تو خود کو بہت اعلیٰ اور دوسروں کو کمتر اور حقیر جانتے ہیں...... اس لیے تو اتنے لوگوں کے مرنے کا ہمیں کوئی غم نہیں ہوتا...... وقتی طور پر دو چار آنسو بہا لیتے ہیں اور پھر سے بے حسی کا لبادہ اوڑھ کر ذات پات...... رنگ نسل کے مفروضوں میں الجھ جاتے ہیں۔ ہم جیسی قومیں برباد ہی اس لیے ہوتی ہیں کہ ان میں سے اتحاد و اتفاق کی برکتیں اٹھ جاتی ہیں۔ آج ہم ایک ہو جائیں تو پاکستان امن کا گہوارہ بن جائے...... ہماری مساوات اور اتحاد ہمیں کسی سپر پاور سے خائف نہیں ہونے دے گی...... ہماری حکومت ہمیں کھیت کی مولی سمجھ کر اپنی مرضی کے فیصلے ہم پر ٹھونسنے کی کوشش نہیں کرے گی...... ہمیں خالی خولی دعوؤں اور وعدوں پر نہیں ٹرخائے گی...... ہمیں مسلم لیگی، پی پی، تحریک انصاف، اے این پی، ایم ایم اے، جے یو آئی کا نعرہ لگانے کی بجائے "پاکستانی" ہونے کا ثبوت دینا ہوگا...... اپنی مسلمانیت کو اجاگر کرنا ہوگا...... اپنے اسلامی تشخص کو برقرار رکھنا ہوگا۔ اپنے ناخداؤں سے اچھائی یا بہتری کی امید رکھنا اب عبث ہے صاحب اقتدار کوئی بھی ہو اپنی قسمت کو ہم نے خود بدلنا ہے۔ ہماری سرکار کو تو بس واہ واہ سے رغبت ہے۔ لال مسجد آپریشن کی کامیابی کے بعد حکومت ایک بار پھر داد کے ٹوکرے وصولنے کی خواہش مند ہے...... اپنے کردار کو "معتبر" ثابت کرنے کے لیے "دہشت گردوں" کے خاتمے کی فضائی مہم جاری ہے اور اس کی زد میں آنے والے بے گناہ لوگ جانے کس کی زندگی کا تاوان ادا کر رہے ہیں...... یورپی یونین کی تسلی کی خاطر مذہبی انتہا پسندوں کے خلاف جاری مخاصمت عوامی مزاحمت تشکیل دے رہی ہے...... 80 فیصد لوگ حکومتی پالیسیوں کو مورد الزام ٹھہرا رہے ہیں جو کسی طور بھی غلط نہیں ہے...... امریکہ کے تلوے چاٹنے والی حکومت سے اتنی ہی سفاکیت اور جارحیت کی توقع کی جا سکتی ہے...... انتہا پسندی اور دہشت گردی کا واویلا مچا مچا کر امریکہ نے پاکستان کو وحشت زدہ کر دیا ہے...... حالات اس قدر نازک ہیں کہ صحیح حل بھی سجھائی نہیں دیتا۔ گو کہ یہ مشکل امر نہیں...... (امن کا حصول مشکل ہی سہی ناممکن نہیں ہوتا)...... تاہم سادہ سی بات کو پیچیدہ تر بنانا ہماری سرکار کا شیوہ ہے...... اسی لیے دہشت گردی کو تقویت مل رہی ہے...... عدلیہ آٹھ برسوں سے حکومت کے مسائل حل نہیں کر پائی...... حکومت صورتحال کا حل نکالنے پر آمادہ ہی نہیں ہوتی اور شرپسند عناصر کو کھلی چھوٹ مل رہی ہے...... اور اس کی ذمہ داری بھی مذہبی انتہا پسندوں پر ڈالی جاتی ہے حالانکہ حکومت سنجیدگی سے نوٹس لے تو کچھ نہ کچھ نتائج حاصل ہو ہی جائیں...... ان "پڑھی لکھی" عدالتوں سے بہتر تو پشتون قبائل کا وہ "جرگہ" سسٹم ہے جہاں انصاف ملے نہ ملے فیصلہ تو مل ہی جاتا ہے...... اور ہم تو یہی دعا کر سکتے ہیں۔

یارب کہیں سے بھیج دے سورج کا سائبان
بادل کی آنکھ ہے میرے کچے مکان پر

قیامت کی نشانیاں

سعدیہ بنیش مشتاق

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمۡ اِنَّ زَلۡزَلَةَ السَّاعَةِ شَیۡءٌ عَظِیۡمٌ ۝ یَوۡمَ تَرَوۡنَهَا تَذۡهَلُ كُلُّ مُرۡضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرۡضَعَتۡ وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمۡلٍ حَمۡلَهَا وَ تَرَی النَّاسَ سُكٰرٰی وَ مَا هُمۡ بِسُكٰرٰی وَ لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیۡدٌ ۝ (سورۃ الحج: ۱،۲)

"اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو۔ بے شک قیامت کا زلزلہ بڑا ہی سخت ہوگا۔ جس دن تم دیکھو گے کہ ہر دودھ پلانے والی عورت دودھ پیتے بچے سے غافل ہو جائے گی۔ بلکہ ہر حمل والی عورت اپنا حمل گرا دے گی اور تم لوگوں کو دیکھو گے کہ وہ (نشہ بازی) کی طرح بے ہوش ہو رہے ہوں گے۔ حالانکہ وہ بے ہوش نہیں ہوں گے"۔

دراصل قیامت اس دن کا نام ہے۔ جس دن یہ عالم فنا ہو کر تباہ ہو جائے گا اور ایک دوسرا عالم بپا ہوگا۔ جس میں سارے انسان جو حضرت آدم سے لے کر قیامت تک پیدا ہو کر مر چکے ہوں گے۔ وہ زندہ کر کے دربار الٰہی میں حاضر کر دیئے جائیں گے۔ اور ان سے زندگی بھر کے اعمال کا حساب لیا جائے گا۔ جس کی نیکیاں زیادہ ہوں گی وہ جنت میں داخل ہو گی۔ جس کی برائیاں زیادہ ہوں گی دوزخ اس کا مقدر ٹھہرے گا۔ قیامت کے قائم ہونے کا عقیدہ برحق ہے جس کے متعلق قرآن مجید کی بہت سی آیات میں اللہ تعالیٰ نے بندوں کو خبردار کیا بلکہ کئی آیتوں میں قسم کھا کر اللہ نے فرمایا کہ قیامت کا قائم ہونا بالکل حق اور سچ ہے مگر اس وقت کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں۔ کوئی نہیں جانتا اس کی تاریخ، سال یا مہینہ کیا ہے؟ ہاں البتہ اتنا ضرور ہے کہ قیامت جمعہ کے دن قائم ہوگی اور اس کے قائم ہونے کی بہت سی نشانیاں ہیں جو وقوع پذیر ہوں گی۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ

اِقۡتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمۡ وَ هُمۡ فِیۡ غَفۡلَةٍ مُّعۡرِضُوۡنَ. (الانبیاء:۱)

لوگوں کے حساب کا وقت قریب آن پہنچا (یعنی قیامت کا دن) اور وہ غفلت میں منہ موڑے ہوئے ہیں۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قیامت کے متعلق بتاتے ہوئے فرمایا: "کہ میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں آپ ﷺ نے اس انگلی سے اشارہ کیا جو انگوٹھے کے نزدیک ہے اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کیا۔

رسول اللہ ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا لیکن اس کی نشانیاں میں تم سے بیان کرتا ہوں۔

جب لونڈی اپنے مالک کو جنے گی تو یہ قیامت کی نشانی ہے۔ جب ننگے پاؤں اور ننگے بدن پھرنے والے لوگوں کو سردار بنایا جائے گا تو یہ قیامت کی نشانی ہے۔ جب بکریاں یا بھیڑیں چرانے والے بڑی بڑی عمارتیں بنائیں گے"۔

اس حدیث میں ایک اہم نقطہ یہ بھی ہے کہ رسول ﷺ کو جو لوگ عالم الغیب سمجھتے ہیں وہ غلط ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ خود فرما رہے ہیں کہ جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔

قیامت سے پہلے فتنوں کا ظہور

بخاری میں ہے کہ حضرت اسامہ بن زید ؓ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ کے محلات میں سے ایک محل پر چڑھے اور صحابہ کرام ؓ سے پوچھا: "جو میں دیکھتا ہوں کیا تم دیکھتے ہو؟" صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا "نہیں"!

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں فتنوں کو تمہارے گھر میں بارش کے قطروں کی طرح گرتا دیکھ رہا ہوں۔

قیامت کے نزدیک ہر طرف فتنے ہی فتنے اور مصیبتیں ہی مصیبتیں ہوں گی جیسے جیسے قیامت قریب آئے گی۔ ویسے ویسے فتنے بڑھتے جائیں گے۔ حتیٰ کہ قیامت سے پہلے ظاہر ہونے والے فتنے اتنے شدید ہوں گے کہ زندہ لوگ مردہ لوگوں پر رشک کریں گے حدیث میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کی قبر پر سے گزرے گا تو یہ کہے گا کاش! میں اس کی جگہ ہوتا"۔

ابن ماجہ کی روایت میں یہ بھی وضاحت موجود ہے کہ "انسان یہ تمنا اپنی دین داری کی وجہ سے نہیں کرے گا۔ بلکہ دنیا کے مصائب و آلام سے تنگ آ کر کہے گا"۔

قیامت سے پہلے ایسے ایسے فتنے ظاہر ہوں گے۔ جن کا

دراصل قیامت اس دن کا نام ہے۔ جس دن یہ عالم فنا ہو کر تباہ ہو جائے گا اور ایک دوسرا عالم بپا ہوگا۔ جس میں سارے انسان جو حضرت آدم سے لے کر قیامت تک پیدا ہو کر مر چکے ہوں گے۔ وہ زندہ کر کے دربار الٰہی میں حاضر کر دیئے جائیں گے۔

انسان تصور تک نہیں کر سکتا۔ بعض ایسے تند و تیز ہوں گے کہ وہ مسلمانوں کی ہر چیز مثلاً دین، ایمان، معاشرت، تہذیب وتمدن وغیرہ کو بہا کر لے جائیں گے۔ بعض فتنے ایسے شدید ہوں گے کہ ان کی طرف دور سے جھانکنے والا بھی فتنوں میں مبتلا ہو جائے گا۔ فتنوں کے دوران ایمان پر قائم رہنا اتنا مشکل ہوگا جتنا آگ کا انگارہ ہاتھ پر لینا مشکل ہوتا ہے۔ قیامت کے فتنوں کی شدت اس قدر ہوگی کہ لوگ دجال کی تمنا کرنے لگیں گے تاکہ جلدی جلدی قیامت قائم ہو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے لوگ ہی ان فتنوں سے بچ پائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ ہمیں خطبہ دے رہے تھے۔ ''مجھ سے پہلے تمام انبیاء پر اپنی امتوں کو نیکی کی باتیں بتانا اور برائی سے ڈرانا واجب تھا۔ اس امت کی ابتداء میں تو عافیت ہے لیکن آخر وقت میں ایسی ایسی مصیبتیں اور تکلیفیں آئیں گی۔ جن کا تم اندازہ نہیں کر سکتے پھر ایک ایسا فتنہ آئے گا۔ جس کا ایک حصہ دوسرے کو خوشنما بنائے گا (یعنی پہلے فتنے میں اضافہ کر دے گا) مومن کہے گا'' یہ فتنہ تو مجھے ہلاک کر ڈالے گا'' لیکن وہ فتنہ گزر جائے گا۔ پھر دوسرا فتنہ آئے گا۔ اور مومن پھر یہی کہے گا کہ '' یہ فتنہ مجھے ہلاک کر ڈالے گا''۔ لیکن وہ پھر بھی گزر جائے گا پس جسے جہنم سے بچنا اور جنت میں داخل ہونا پسند ہو اسے موت اس حال میں آنی چاہیے کہ وہ اللہ اور روز آخرت پر یقین رکھتا ہو۔ لوگوں کے ساتھ وہی سلوک کرے جو اپنے ساتھ پسند کرتا ہو۔ اور جس امام (یعنی حاکم) کی بیعت کرے اور عہد دے دے اور پھر جہاں تک ہو سکے اس کی اطاعت کرے اور اگر انہیں کے مقابلے میں کوئی دوسرا امام (بغاوت کر کے) آئے تو دوسرے کی گردن مار دو۔ تاکہ مزید فتنے پیدا نہ ہوں۔

خون ریزی کی کثرت

قیامت سے قبل خون ریزی اور قتل عام ہو جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''قیامت قائم نہ ہوگی جب تک فتنے نہ ظاہر ہوں۔ جھوٹ کی کثرت ہو جائے گی۔ تجارتی مراکز عام ہو جائیں گے۔ وقت گھٹ جائے گا۔ حرج بہت زیادہ بڑھ جائے گا۔ عرض کیا گیا ''حرج کیا ہے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''قتل کرنا'' آج اگر گردوپیش پر نظر دوڑائی جائے تو حالات ایسے ہی نظر آتے ہیں قتل بہت زیادہ ہو رہے ہیں۔ روزانہ اخبارات قتل سے بھرے ملتے ہیں جن میں قاتل کو پتہ نہیں کہ اس نے قتل کیوں کیا؟ اور مقتول کو پتہ نہیں کہ وہ قتل کیوں ہوا؟ یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے انسان اپنے ہی عزیز و اقارب اپنے ہی بھتیجے، بھانجوں اور اپنے ہی اڑوس پڑوس کے لوگوں کو قتل کرے گا۔ کیا آج ایسا ہی نہیں ہو رہا؟

خطبہ حجۃ الوداع اور قیامت کی نشانیاں

حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ، کعبۃ اللہ کے دروازے کا کنڈا پکڑ کر کھڑے ہوئے اور یہ خطبہ فرمایا: ''لوگو! کیا تمہیں قیامت کی علامتیں اس کی نشانیاں اور شرطیں نہ بتلاؤں؟ اس پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ''ہمارے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں ضرور بتلایئے'' آپ ﷺ نے فرمایا ''نمازوں کا ضائع کرنا، خواہش کی طرف جھکنا، مال داروں کی تعظیم ان کے مال کی وجہ سے کرنا، یہ سن کر حضرت سلیمان نے تعجب سے دریافت کیا کہ ''یارسول اللہ! کیا ایسا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! بخدا ایسا ہو کر رہے گا اور سنو! اس وقت زکوٰۃ کو مثل تاوان سمجھا جائے گا اور مال غنیمت کو اپنی دولت گن لیا جائے گا اور جھوٹے آدمیوں کو سچا سمجھا جائے گا۔ اور سچے آدمیوں کو جھوٹا کہا جائے گا اور خیانت کرنے والے امانت دار مشہور ہوں گے۔ اور امین کو خائن سمجھا جائے گا اور لوگ جنہیں بولنے کا ڈھنگ بھی نہ ہوگا مولوی، عالم، خطیب اور واعظ ہو جائیں گے۔ حق کے دس حصوں میں سے نو کا انکار ہونے لگے گا۔ اسلام کا فقط نام رہ جائے گا، قرآن کے فقط حروف رہ جائیں گے، قرآن کو سونے سے منڈھا جائے گا، موٹاپا مردوں میں بڑھ جائے گا، لونڈیوں سے مشورے ہونے لگیں گے، منبروں پر کم عمر کے لوگ خطبے کہیں گے کام کی بات عورتوں کے ہاتھ میں ہوگی، مسجدیں خوب بناؤ سنگھار سے خوب صورت کی جائیں گی، جیسے گرجے اور خانقاہیں منارے بہت بلند کیے جاتے ہیں، نمازیوں کی صفیں تو بہت زیادہ ہوں گی لیکن دل اور خیالات الگ الگ ہوں گے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے پھر تعجب سے دریافت کیا'' یارسول اللہ! کیا ایسا ہو جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، ہاں اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے یہی ہوگا، مومن عام لوگوں کی نگاہوں میں لونڈی سے بھی زیادہ ذلیل ہوگا اور یہ کڑھتا رہے گا کیونکہ اللہ کی نافرمانیاں دیکھتا ہے اور انہیں اصلاح پر لانے کی کوئی طاقت نہ ہوگی اس لیے دل میں پیچ و تاب کھا کھا کر ایسا گھلتا جائے گا جیسے نمک پانی میں، مرد مردوں سے بے حیائی اور بدکاری کرنے لگیں گے، عورتیں بھی آپس میں ہی مشغول ہو جائیں گی۔ نوجوان لڑکوں پر ٹھیک اس طرح رشک ہونے لگے گا۔ جیسے کنواری نوجوان عورتوں پر ہوتا ہے۔ اس وقت فاسق لوگ امام بن بیٹھیں گے۔ ان کے وزیر بدکردار اور بدکار ہوں گے امین خیانت کرنے لگیں گے۔ نمازیں ضائع کر دی جائیں گی۔ خواہشات نفسانی کی پیروی کی جانے لگے گی۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ ایسے وقت میں تم نماز کو اس کے وقت پر پڑھ لیا کرو۔ اس وقت مشرق ومغرب سے لوگ آئیں گے۔ جن کے جسم تو انسانی ہوں گے لیکن دل شیطانی ہوں گے۔ نہ چھوٹوں پر رحم کریں گے نہ بڑوں کی عزت کریں گے۔ اس وقت حج تجارتی فائدے کی خاطر کیا جائے گا، مسکینوں کا حج سوال مانگنے اور کھانے کی خاطر بادشاہوں کا حج سیر وتفریح کی خاطر، قاریوں کا حج ریاکاری اور دکھاوے کے طور پر ہوگا، اس وقت جھوٹ پھیل جائے گا۔ دم دار ستارہ نمودار ہوگا عورتیں مردوں کے ساتھ تجارت میں شریک ہوں گی۔ بازار قریب قریب ہو جائیں گے یعنی کساد بازاری ہوگی تیز آندھیاں چلیں گی۔ جن میں زرد سانپ ہوں گے اور وہ سانپ اس وقت ان کے سردار اور علماء کو چٹ جائیں گے کیونکہ انہیں نے برائیاں دیکھیں اور اور انکار نہ کیا''۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: ''یارسول اللہ! کیا یہی ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں یہ سب قیامت کے قریب قائم ہوگا اس اللہ کی قسم جس نے حق کے ساتھ مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے''۔

رسول اللہ ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔

قیامت قائم ہونے سے پہلے دنیا کے جو حالات ہونے والے ہیں اس حدیث مبارکہ میں اس کا پورا پورا نقشہ موجود ہے۔ جس قدر نشانیاں آپ ﷺ نے بتائی ہیں۔ ان میں سے چند ایک کو چھوڑ کر کون سی ایسی ہے جو آج کل ظاہر نہ ہو رہی ہو!

بقیہ صفحہ 26 پر

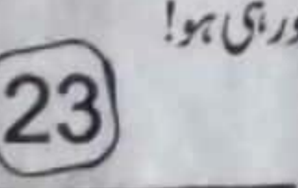

ارضِ فلسطین

سُبحٰنَ الَّذِیٓ اَسرٰی بِعَبدِہٖ

کبریٰ رسول

کچھ لکھنے کا ارادہ کریں تو قلم سے لہو ٹپکنے لگتا ہے۔ لفظ بلک بلک جاتے ہیں۔ سیاہی بے رنگ سی ہو جاتی ہے اور ذہن عظمت رفتہ کا سراغ ڈھونڈنے کبھی علم کے شہر بغداد پہنچ جاتا ہے، کبھی اندلس کے نخل شیریں کو یاد کرنے لگتا ہے کبھی مسجد قرطبہ کے وسیع ہالوں، دریچوں اور پر شکوہ میناروں کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے بے قرار ہو جاتا ہے اور کبھی دیوانہ وار بیت المقدس کی طرف دیکھنے لگتا ہے۔

اور آج کل تو ذہن ودل کی فصیلوں پہ بیت المقدس...... مسجد اقصیٰ...... اور سنہری گنبد صخرۃ کے ماضی وحال کا پہرہ ہے بالکل ایسے ہی جیسے بیت المقدس کے در و بام پر ستم گار موسموں کا پہرہ ہے جب سے یہ خبر پڑھی ہے کہ مسجد اقصیٰ کے صحن کے

آج کل تو ذہن ودل کی فصیلوں پہ بیت المقدس...... مسجد اقصیٰ...... اور سنہری گنبد صخرۃ کے ماضی و حال کا پہرہ ہے بالکل ایسے ہی جیسے بیت المقدس کے در و بام پر ستم گار موسموں کا ہرہ ہے

نیچے کھدائی کا عمل اوّلین بنیادوں تک پہنچ گیا ہے تو سینے میں فگار دھڑکنوں کا شور ہے بے بسی دل کو چھیدتی ہے اور لبوں پہ شکوہ مچل جاتا ہے کہ ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے 61 حکمران بشمول او آئی سی اور عرب لیگ یہود و نصاریٰ کی قدم بوسی میں مشغول ہیں جبکہ مسجد اقصیٰ کے محراب و منبر صیہونی کھدائی سے لرز رہے ہیں۔ قبۃ الصخرہ سے پھوٹتی چاندنی کی کرنیں افق تا افق اپنے درد کا درماں تلاشتی پھر رہی ہیں انبیاء کی سرزمین آنسو بھری آنکھوں سے کسی صلاح الدین ایوبی کی راہ تک رہی ہے۔

فلسطین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں (16ھ) 636ء میں فتح ہوا جب مسلمانوں نے بیت المقدس پر قبضہ کیا تو عیسائی آبادی نے شرط عائد کی کہ وہ بیت المقدس کی چابیاں خلیفۃ المسلمین کو خود پیش کریں گے۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق خود یہاں تشریف لائے اور بیت المقدس کی چابیاں وصول کیں۔ بعد ازاں تقریباً پانچ سو سال تک فلسطین پر مسلمان حکمران رہے۔ صلیبی جنگوں کے دور میں 80 سال تک بیت المقدس پر عیسائی قابض رہے۔ یہاں تک کہ 1192ء میں صلاح الدین ایوبی فاتح بن کر اس شہر میں داخل ہوئے مسلمانوں کا یہ تسلط 1948ء تک قائم رہا۔

فلسطین کا کل رقبہ 10429 مربع میل ہے پہلی جنگ عظیم سے قبل یہاں مسلمانوں کی تعداد سات لاکھ جبکہ یہودیوں کی تعداد چند ہزار تھی۔

پہلی جنگ عظیم 19-1914 کے بعد یہودیوں نے شاہ برطانیہ سے کہا کہ جس جگہ یہودی آباد ہیں اس علاقے میں یہودی ریاست قائم کرنے میں اگر وہ ان کی مدد کریں تو وہ جنگ عظیم کے تمام جنگی اخراجات برطانیہ کو ادا کر دیں گے چونکہ فلسطین اس وقت برطانیہ کے کنٹرول میں تھا اس طرح ایک معاہدے کے تحت اسرائیل کے قیام کی بنیاد رکھی گئی اور روس پولینڈ مشرقی یورپ اور بالٹک ریاستوں سے یہودی بلا کر آباد کیے گئے۔ یہ معاہدہ 20 نومبر 1917 کو ہوا اس معاہدے کو معاہدہ بالفور کہا جاتا ہے۔

1918ء تک یہودیوں کی تعداد 50,000 تک پہنچ گئی اس خطہ میں 1927ء تک یہودیوں کی چھوٹی بڑی دوسو بیس بستیاں قائم ہو چکی تھیں۔ یہ آباد کاری ایک منصوبے کے تحت بحیرہ روم کے ساتھ ساتھ کی گئی اور سالانہ اوسطاً دو لاکھ یہودی یہاں آتے رہے برطانوی حکومت کو یہ اختیار اقوام متحدہ کی طرف سے دیا گیا تھا۔ 1935ء میں یہودیوں کی تعداد 3 لاکھ ہو گئی اور ان کی آبادکاری کا سلسلہ مسلمانوں کی سرزمین پر جاری رہا۔

مئی 1948ء میں فلسطین کا رقبہ تقسیم کر کے 7993 مربع میل یہودیوں اور 2436 مربع میل فلسطینی مسلمانوں کو دیا گیا۔ یعنی کل رقبہ میں سے یہودیوں کو 10 فیصد اور فلسطینیوں کو 3 فی صد زمین دی گئی۔

اعلان بالفور کے بعد سے فلسطین کا 87 فیصد علاقہ یہودیوں کے پاس ہے

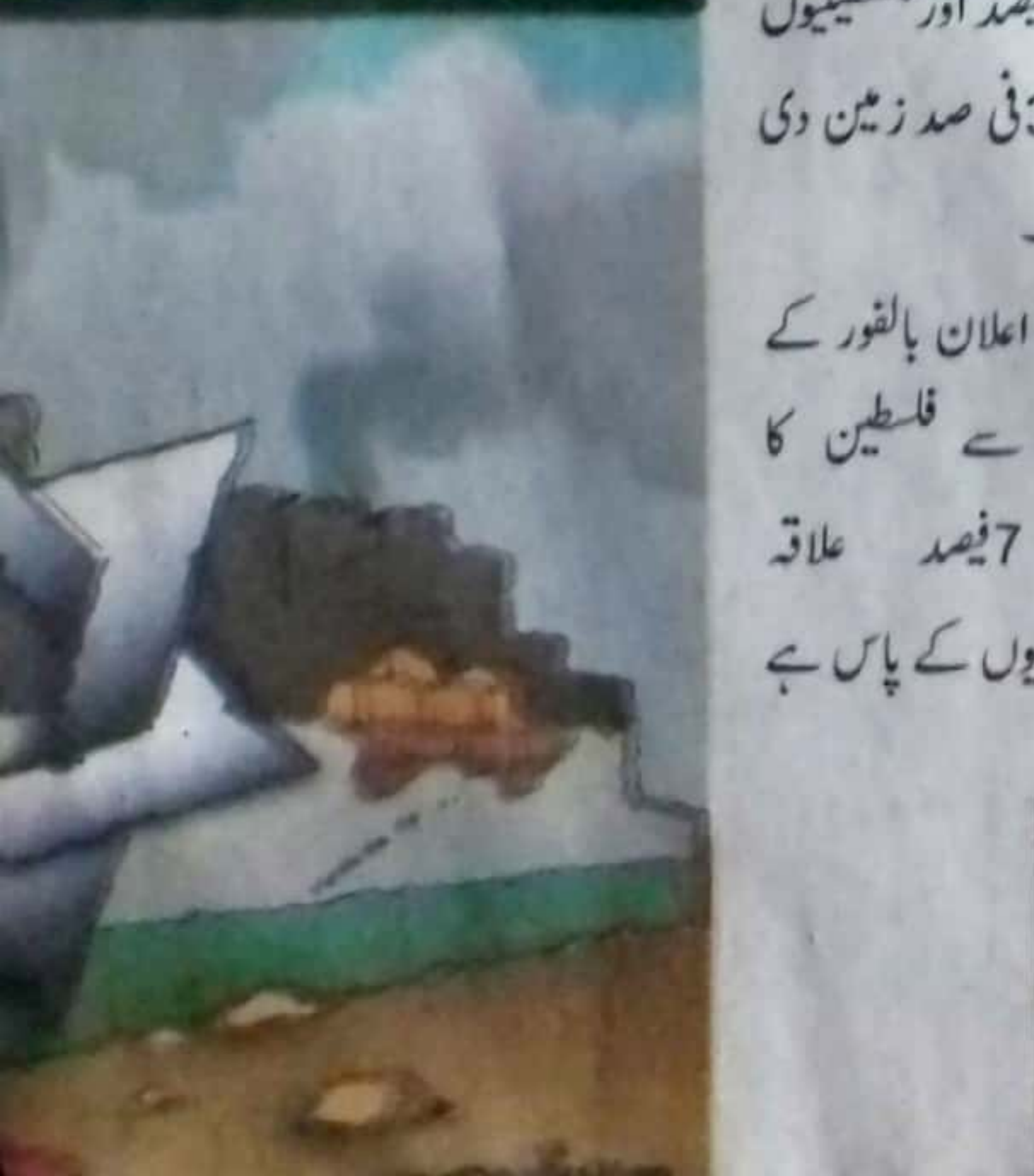

اللہ رب العزت نے خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کو نسل انسانی کے ظاہر و باطن کے ساتھ ساتھ جسمانی فلاح اور حفظانِ صحت کے متعلق علم فرما کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا قبول فرمائی۔

"یعلمھم الکتاب و الحکمۃ" پھر نبی اکرم ﷺ کو ایک طبیب کی حیثیت سے ان الفاظ سے متعارف فرمایا: "وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا"۔ (النساء:۱۱۳)

اللہ علیم و حکیم بھی ہے اور شافی بھی جو حکمت نبی ﷺ کو عطا فرمائی اس میں کسی کمی کا سوال ہی ناممکن ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حکمت کے متعلق امام محمد بن ابو بکر رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ علم طب ایک قیافہ ہے۔ معالج گمان کرتا ہے کہ مریض کو فلاں بیماری ہے اور اس کے لیے فلاں دوا کامیاب ہوگی وہ ان میں سے کسی چیز کے بارے میں بھی یقین سے نہیں کہہ سکتا اس کے مقابلے میں نبی اکرم ﷺ کا علم طب اور ان کے معالجات قطعی اور یقینی ہیں۔ کیونکہ ان کے علم کا دارومدار وحی الٰہی پر مبنی ہے۔ جس میں کسی غلطی و ناکامی کا کوئی امکان نہیں۔

آپ ﷺ نے اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کی اہمیت و افادیت سے روشناس کروایا۔ آپ ﷺ نے پھلوں کی خداداد صلاحیتوں سے آگاہی بخشی۔ قرآنِ حکیم میں شہد، کھجور، انجیر، انار، زیتون اور دیگر پھلوں کا متعدد بار ذکر آیا ہے۔ آج سے تقریباً چودہ صدیاں پہلے نبی اکرم ﷺ نے انہیں غذا کے ساتھ ساتھ دوا بھی تجویز فرمادیا۔

موجودہ دور میں سائنس نے ترقی کی بے شمار منازل طے کی ہیں مختلف امراض کے لیے اسپیشلسٹ ڈاکٹر موجود ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک مرض کا علاج کیا جائے تو اس دوا سے کئی دوسری بیماریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور فائدے کی بجائے نقصان ہوتا ہے۔ جبکہ اس کے برعکس محسن انسانیت نے ایسے علاج تجویز فرمائے جن سے کسی قسم کی ری ایکشن کا کوئی خطرہ نہیں۔ آپ ﷺ نے سب سے زیادہ تعریف شہد کی فرمائی۔ شہد کے متعلق قرآن حکیم میں ارشاد ہوا۔ "فیہ شفاء للناس" شہد ایک جامع اور مکمل غذا ہے۔ آپ ﷺ نہار منہ شہد کا شربت پیتے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "پینے والی چیزوں میں آپ ﷺ کو شہد سب سے زیادہ پسند تھا"۔ (بخاری) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص ہر مہینہ میں کم از کم تین دن شہد چاٹ لے اس کو مہینہ اس کو کوئی بڑی بیماری نہ ہوگی"۔

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ

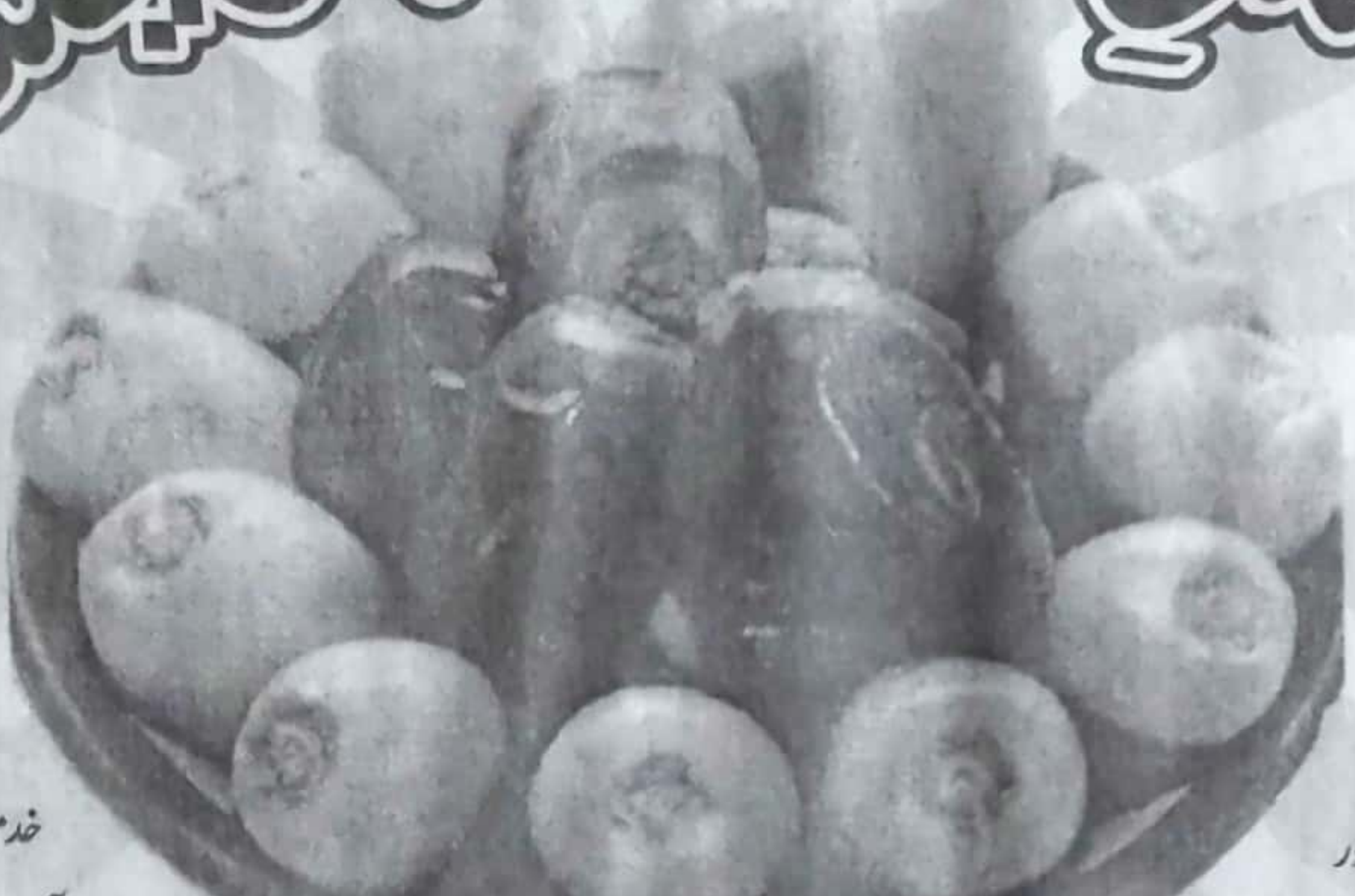

شہد کے طبی فوائد

فیہ شفاء للناس

- ✿ جسم سے فاسد مادوں کو نکالتا ہے اور زہریلے اثرات سے محفوظ رکھتا ہے۔
- ✿ شہد مثانہ اور گردہ کی پتھری کو توڑ کر نکالتا ہے۔
- ✿ یرقان، فالج، لقوہ اور امراض سینہ میں مفید ہے۔
- ✿ شہد کھانے سے جگر کو تقویت ملتی ہے یہ جگر کے فعل کو بیدار کرتا ہے۔
- ✿ عورتوں کے لیے شہد بہترین علاج ہے جو کہ دودھ اور حیض میں اضافہ کرتا ہے۔
- ✿ شہد کو سرکے میں حل کر کے دانتوں پر لگایا جائے تو مسوڑھوں کے ورم دور کرنے کے علاوہ دانتوں کو چمکدار بھی بناتا ہے۔
- ✿ عرق گلاب میں شہد کو حل کر کے لگانے سے جوئیں مرجاتی ہیں۔
- ✿ دمہ کے مرض میں نالیوں کی گھٹن کو دور کرنے اور بلغم نکالنے کے لیے گرم پانی میں شہد سے بہتر کوئی دوا نہیں۔
- ✿ گلے کی سوزش کے لیے گرم پانی میں شہد ملا کر غرارے کرنا مفید ہے۔
- ✿ نہار منہ اور عصر کے وقت شہد گرم پانی کے ساتھ توانائی مہیا کرتا ہے اور سانس کی نالیوں کے ورم بھی دور کرتا ہے۔
- ✿ شہد زخموں کے نشانات دور کر دیتا ہے۔

انجیر

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں کہیں سے انجیر سے بھرا تھال آیا: آپ ﷺ نے فرمایا: کھاؤ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں کہتا کہ جنت سے ایک کھانا آیا ہے۔ تو میں کہتا یہ انجیر ہیں۔ (مشکوۃ شریف)

وَ التِّيْنِ وَ الزَّيْتُوْنِ

- ✿ نبی اکرم ﷺ نے انجیر کے دو بڑے فائدے بتائے فرمایا: ① یہ بواسیر کو ختم کرتی ہے۔ ② جوڑوں کے درد میں مفید ہے۔
- ✿ انجیر سے جگر اور تلی کو تقویت ملتی ہے۔
- ✿ نہار منہ کھانے سے پتے اور خون کی نالیوں سے پتھریاں اور سدے باہر نکل جاتے ہیں۔
- ✿ انجیر پتہ کی سوزش اور پتھری کا بہترین علاج ہے۔
- ✿ انجیر سے بھوک بڑھتی ہے سکون آور۔ دافع سوزش اور ورم ہے۔
- ✿ انجیر جسم کو ٹھنڈک پہنچانے والی مخرج بلغم ہے۔

✿ ہاضمہ کو درست کرتی ہے پیٹ کو چھوٹا کرتی ہے۔

✿ انجیر کا مسلسل استعمال جسم سے زائد چربی گلا کر خارج کر دیتا ہے۔

✿ ہائی بلڈ پریشر کا بہترین علاج ہے۔

✿ خشک انجیر کو توے پر جلا کر اس کی راکھ سے دانتوں پر منجن کیا جائے تو دانتوں سے زنگ اور میل کے داغ اتر جاتے ہیں اور مسوڑھوں کی سوزش بھی ختم ہو جاتی ہے۔

زیتون

اللہ علیم وحکیم نے زیتون کے درخت کو مبارک یعنی برکت والا کہا ہے۔ اس کے پھل کو اہمیت عطا فرمائی۔ اس میں بے شمار فوائد ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے زیتون کو بیشتر بیماریوں کا علاج قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ نے زیتون کی تعریف فرمائی۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”زیتون کا تیل کھاؤ“ اسے لگاؤ کیونکہ یہ پاک، صاف اور مبارک ہے“۔

زیتون کے طبی فوائد

شجرہ مبارکہ

✿ زیتون کے تیل کی مالش کرنے سے اعضاء کو قوت حاصل ہوتی ہے۔ پٹھوں کا درد جاتا رہتا ہے۔

✿ عرق النساء کا بہترین علاج ہے۔

✿ زیتون کے تیل کو مرہم میں شامل کر کے لگانے سے زخم جلد بھر جاتے ہیں۔ ناسور (ہمیشہ رسنے والا پھوڑا) کو مندمل کرنے میں زیتون سے بڑھ کر کوئی دوا بہتر نہیں۔

✿ زیتون کا تیل تیزابیت کو ختم کرتا ہے اور جھلیوں کی حفاظت کرتا ہے۔

✿ معدہ میں کینسر یا زخم کی صورت میں زیتون کا تیل شافی علاج ہے۔

✿ خالی پیٹ زیتون کا تیل زخموں پر دوا کا کام کرتے ہوئے معدے کو درست کرتا ہے۔

✿ بدن کی خشکی کو دور کرنے اور جلدی امراض مثلاً چنبل اور خشک گنج میں مفید ہے۔

✿ یہ تیل پرانی قبض کا بہترین علاج ہے۔

✿ سانس کے ہر قسم کے امراض کا بہترین علاج ہے۔ دمہ کے مرض کا اس سے بہتر کوئی علاج نہیں۔

✿ انفلوئنزا اور نمونیہ کے خلاف قوت مدافعت پیدا کرتا ہے۔

✿ زیتون کا تیل کلونجی میں ملا کر ناک میں ڈالنا نکسیر کے لیے مفید ہے۔

کھجور

✱ کھجور کا ذکر قرآن وحدیث میں متعدد بار آیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی۔ حضرت رافع بن عمر المزنی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ”عجوہ کھجور اور بیت المقدس کی مسجد کے گنبد (صخرا) دونوں جنت سے آئے ہیں“۔ (ابن ماجہ)

آپ ﷺ نوزائیدہ بچوں کے لیے کھجور کی گھٹی پسند فرماتے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میرے گھر لڑکا پیدا ہوا میں اسے لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے کھجور چبا کر اس کے منہ میں ڈالی۔ (بخاری)

کھجور کے طبی فوائد

فِيهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْأَكْمَامِ

✿ کمزوری کو دور کرنے والی قوت بخش غذا بھی ہے دوا بھی۔

✿ قولنج سے محفوظ رکھتی ہے۔

✿ نہار منہ کھانے سے پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں۔

✿ جگر کو زہروں کے اثرات سے بچانے کے لیے اور شراب کے اثر کو زائل کرنے کے لیے کھجور ایک لاجواب تحفہ ہے۔ جگر کی بیماریوں کی بہترین دوا ہے۔

✿ جگر کو تقویت دیتی ہے اور جگر کی صلاحیت میں اضافہ کرتی ہے۔

✿ اسہال کو دور کرتی ہے۔

✿ یرقان کا بہترین علاج ہے۔

✿ جسم کو فربہ (موٹا) کرتی ہے۔

✿ کھجور کی جڑ یا پتوں کی راکھ سے منجن کرنا دانتوں کے درد میں مفید ہے۔

✿ کھجور کی گٹھلی جلا کر دانتوں پر ملی جائے تو منہ کے تعفن کو دور کرتی ہے۔ دانتوں سے میل اتارتی ہے۔ بہتے خون کو روک لیتی ہے۔ زخم کو جلدی ختم کرتی ہے۔

انار

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے انار کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی انار ایسا نہیں جس میں جنت کے اناروں کا دانہ نہ ہو“۔ یہ جنت کا میوہ ہے۔ جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ انار کی تعریف میں بھی فرماتے ہیں ہیں۔ یہ جنت کا میوہ ہے اور دل کو روشن کرنے والا ہے۔

انار کے طبی فوائد

فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَّ نَخْلٌ وَّ رُمَّانٌ

✫ کھانسی کا بہترین علاج انار ہے۔

✫ امراض دل میں فائدہ مند ہے۔

✫ اسہال سے چھٹکارا دلاتا ہے۔

✫ قے کو روکتا ہے۔ مریضوں کو توانائی فراہم کرتا ہے۔

✫ انار کا چھلکا پیٹ کے کیڑوں کا بہترین علاج ہے اور قبض کشا ہے۔

✫ انار کے درخت کو لگنے والے پھول اسہال، پیٹ کے کیڑوں اور خونی بواسیر کا شافی علاج ہے۔

✫ انار جگر کی اصلاح کرتا ہے۔

✫ خون پیدا کرتا ہے۔ جسم کو طاقت فراہم کرتا ہے۔

انار کے پھل کے ساتھ اس کے درخت کو لگنے والے پھول اور درخت کا چھلکا مختلف طبی نسخوں میں استعمال ہوتا ہے۔

اس ترقی یافتہ دور میں انجکشن، گولیاں اور سیرپ ہی کو علاج سمجھا جاتا ہے اور بعض بیماریوں کا علاج صرف آپریشن ہی گردانا جاتا ہے۔ جو کہ تکلیف دہ بھی ہے اور مہنگا بھی۔ آپ ﷺ کا طریقہ علاج ہمارے لیے وسیلۂ رحمت ہے۔ آپ ﷺ ایک ایسے درد مند طبیب کہ آپ ﷺ نے آسان طریقہ علاج سے متعارف فرمایا: تاکہ انسان صحت وتندرستی کی نعمت سے ہمیشہ مالا مال رہے۔

اسأل اللہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیک. (آمین ثم آمین)

آپ ﷺ کا طریقہ علاج ہمارے لیے وسیلۂ رحمت ہے۔ آپ ﷺ ایک ایسے درد مند طبیب کہ آپ ﷺ نے آسان طریقہ علاج سے متعارف فرمایا: تاکہ انسان صحت وتندرستی کی نعمت سے ہمیشہ مالا مال رہے۔

بقیہ — کبھی تو سچ کہو

دعوے اب کسی دفتر میں بھی جگہ نہیں پاتے۔ اربوں، ڈالروں کے لٹیرے، عوام کے خون پسینے کی کمائی سے محلات تعمیر کرنے والے، آسائشوں کے انبار لگانے والے مفاد اجتماعی کی باتیں دہرانے والے، ہر وقت اپنی ضد زور خواہشوں کا دسترخوان وسیع کرتے رہتے ہیں۔ جب لب کشائی کریں جھوٹ کے پلندے کے سوا کچھ پیش نہیں کرتے ایمان واخلاق تو دور کی بات ہے ان کے ہاتھوں تو اخلاقی قرینے اور تہذیبی ضابطے بھی برباد ہو گئے ہیں۔

اور ہماری عوام کا ہی ایک طبقہ ہے۔ جو ان کی تعریف وتوصیف کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ یہ خوشامد وچاپلوسی جھوٹ ہی کی ایک شکل ہے۔ رسول ﷺ اس سے منع فرمایا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا "جب تم مدح سرائی میں مبالغہ کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے چہروں پر مٹی پھینکو"

(صحیح مسلم کتاب الزھد)

اللہ کے رسول ﷺ مدح وتعریف کے سب سے زیادہ حقدار بھی تھے۔ لیکن آپ ﷺ نے اپنے لیے بھی مبالغہ آرائی سے منع فرمایا ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔

میری تعریف میں مبالغہ سے کام نہ لو جس طرح عیسائیوں نے ابن مریم کی تعریف میں مبالغہ کیا پس میں تو صرف اللہ کا ایک بندہ ہوں پس تم مجھے اسکا بندہ اور رسول ﷺ کہو۔

(متفق علیہ فی احادیث الانبیاء)

نبوی پیشے سے وابستہ تاجر جھوٹ کو تجارت کا اصول اوّلین مانے ہوئے ہیں اور کیوں نہ ہو اس عہد فسوں کار میں مکتب حکمت کی باتوں کا رخ کون کرے۔ تجارت میں امانت ودیانت، حق وانصاف محکم کرداری کے نظریات خال خال بھی نظر نہیں آتے۔

جھوٹ نے ان کے لیے ملاوٹ، نقل وجعلسازی، دھوکہ دہی کو آسان کر دیا ہے جھوٹی قسموں سے ناخالص کو خالص اور نقل کو اصل بتاتے انکی زبانیں نہیں جھکتیں۔ سچا ہونے کے جھوٹے دعویدار اللہ کے عذاب سے بھی نہیں ڈرتے رسول ﷺ نے فرمایا۔

"قیامت کے دن تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ کلام نہیں کریں گے۔ اور نہ ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھیں گے۔ (ان میں سے) ایک وہ آدمی جس نے عصر کے بعد جھوٹی قسم کھائی تاکہ کسی مسلمان آدمی کا مال لے اڑے (بخاری کتاب المساقاۃ)

عورتوں نے تو بانگ دہل جھوٹ بولنے کی روایت کو زندہ وتابندہ رکھا ہوا ہے انھیں اپنے مقام ومرتبے کا کوئی لحاظ ہے نہ خاندانی بگاڑ کی فکر شوخیوں سے بھرپور عورتوں کی محفلوں کی سترفی صد باتیں جھوٹ پہ ہی مبنی ہوتی ہیں کبھی اپنی خریداری پر جھوٹی قسمیں اٹھائی جا رہی ہوتی ہیں۔ تو کبھی خاندان میں اپنے منظورِ نظر ہونے کے قصے سنائے جا رہے ہوتے ہیں۔ کبھی کسی کی معمولی غلطی پہ بڑے بڑے بدنام زمانہ اسکینڈلز تیار کیے جاتے ہیں۔ جھوٹی تہمتیں وشنام طرازیاں، الزام تراشیاں ہوتی ہیں۔ افواہوں پہ کہانیاں تیار کی جاتی ہیں۔ شوہروں سے اپنی غلطیاں چھپانے کے لیے جھوٹ کو ضروری مصلحت خیال کیا جاتا ہے وہ کانامے زبان زد ہوتے ہیں۔ جو کبھی کئے ہی نہیں واقعات میں سنسنی خیزی کے لیے جھوٹ کا استعمال معمولی بات ہے۔ بچوں سے کام ہم جھوٹ کے سہارے لیتے ہیں۔ مبالغہ آرائی عین سچ قرار پائی ہے۔ جھوٹے خواب بیان کئے جاتے ہیں۔ جھوٹا رونا رویا جاتا ہے عورتیں ہر وقت جھوٹی توبہ کرتی نظر آتی ہیں۔ حتیٰ کہ ہم جھوٹی دعائیں مانگتے ہیں

لطف وسرور کے لیے مزاح ولطافت کے نام پہ جھوٹ کو ہمارے ہاں جھوٹ کے درجے میں رکھا ہی نہیں گیا ہے ہر وقت جھوٹے تکلفات اور ظاہر داریاں دکھانے میں پیش پیش ہوتے ہیں۔

اعمال سچے ہیں نہ رویوں میں کوئی صداقت ہے یہ جھوٹی کہانیاں، ڈرامے، فلمیں اور جھوٹے ڈائجسٹ ہی ہیں جو ہماری تنہائیوں کے ساتھی اور دلچسپی کا مرکز ومحور ہیں۔

آیئے! اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ ہم جھوٹ کیوں بولتے ہیں اپنے کن نظریات کے اسیر ہیں۔ کیسے تحفظات کا شکار ہیں۔ کیا بن جانا چاہتے ہیں۔

خود سوچیں کیا دنیا کی بڑی سے بڑی منفعت آخرت کی ایک نعمت کا بھی مدمقابل ہے فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

اے مہربان رفیق مرے ایمان کے ساتھی

کبریٰ رسول

اے مہربان رفیق مرے ایمان کے ساتھی
تمہیں یاد ہو گا یہ وعدہ ہوا تھا
چراغ محبت دلوں میں جلا کر
صدق و صفا کے علَم کو اٹھا کر
کہا تھا ہم نے کہ آگے بڑھیں گے
حالات کے ڈر سے نہ پیچھے ہٹیں گے
تمہیں یاد ہے وہ جان دینے کی خواہش
اللہ کے رستے میں کٹنے کی خواہش
جامِ شہادت کو پینے کی خواہش
جنت کے باغوں میں اڑنے کی خواہش
اے مہربان رفیق مرے ایمان کے ساتھی
تمہیں یاد ہو گا یہ وعدہ ہوا تھا
وہ شب و روز ایمانی حلاوت کی باتیں
جہاد کی باتیں، شہادت کی باتیں
وہ راتوں کو اٹھ کر مصلّے پہ رونا
وہ اللہ سے تعلق، عبادت کی باتیں
جب کوئی فکر فردا نہ ماضی کے غم تھے
خیالوں میں رکھنا وہی سارے لمحے
دعا کی تھی ہم نے ملا کے ہتھیلی
اللھم ارزقنا شھادۃ فی سبیلک
اے مہربان رفیق مرے ایمان کے ساتھی
تمہیں یاد ہو گا یہ وعدہ ہوا تھا
ہمیں بھول جانا ہمیں چھوڑ دینا
گلہ کوئی کریں گے نہ شکوہ ہی ہو گا
مگر التجا ہے ایسا نہ کرنا
جو باندھے تھے اللہ سے عہد یاد رکھنا
جہاں بھی رہو تم جہاں بھی بسو تم
نہ مقصد کو ہرگز فراموش کرنا
وہ جذبے، وہ وعدے، وہ پیماں رب سے
سنو! بھولنا مت سدا یاد رکھنا
اے مہربان رفیق مرے ایمان کے ساتھی
تمہیں یاد ہو گا یہ وعدہ ہوا تھا
نہ ٹوٹنا کبھی ہے نہ جھکنا ہے ہم کو
نہ تھکنا کبھی ہے نہ رکنا ہے ہم کو
ہمیں چلنا ہو گا طلوعِ سحر تک
شب کی قید سے نکلنا ہے ہم کو
تم دعا کرنا ہاتھ اٹھا کے
مجھ پہ کبھی ایسا لمحہ نہ آئے
عہد کوئی بھولوں بھٹک جاؤں راہ سے
تمہارے لیے بھی لبوں پہ دعا ہے
اے مہربان رفیق مرے ایمان کے ساتھی
تمہیں یاد ہو گا یہ وعدہ ہوا تھا

ابو ایاز
شعیب خالد شہید رحمۃ اللہ علیہ

لشکر طیبہ کے شہداء کی تاریخ مرتب کرنے کا جب خیال آیا پھر اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کے لیے امیر محترم کی اجازت سے میں پاکستان کے دیہاتوں اور شہروں میں بکھرے ہوئے ان موتیوں کو یکجا کرنے کے لیے گھر سے نکلی جن کو لشکر نے ایک لڑی میں پرو کر ایک صف میں کھڑا کر کے شہادت کے آسمان پر قیامت تک کے لیے چمکنے والے ستارے بنا دیا۔ انہیں ستاروں میں ایک تابندہ ستارہ، ایک چمکتا ہوا آفتاب ابوایاز شعیب خالد جس نے شہیدوں کی اس تاریخ کو مرتب کرنے کے لیے میرے ہی قلم کو اپنے لہو کی سیاہی نذر کر دی۔ اگر یہ لہو نہ بہتا تو شاید ماؤں کے جگر پاروں کا ذکر، ماؤں کے لہجے، ماؤں کے جذبے اور ماؤں کی آپ بیتیاں لکھنے کا سلیقہ قلم کو نہ آتا جو نہ جانے اب بھی کتنی غلطیاں سرزد کرے گا۔ لیکن ابوایاز کی شہادت کا گھاؤ دل پر ایک ایسے آئینے کی طرح چمک رہا ہے۔ جس میں ہر اس ماں کے دل کا زخم دیکھ سکتی ہوں۔ ہر اس ماں کا درد محسوس کر سکتی ہوں۔ جس کی آنکھوں کا نور جہاد کشمیر کے سیلاب میں بہہ گیا جس کا جگر گوشہ قربانیوں کی آدرش پر سرخرو ہو گیا۔ جس کی امیدوں کا چراغ جہان عدم کا مہمان بن گیا۔ کشمیر کے شہید کی وہ ماں جو متاعِ زندگی قربان کر کے بھی خود کو غنی سمجھتی ہے جو اپنی ممتا اجاڑ کر بھی کامیابی کے سرور سے سرشار ہے۔ اس لیے کہ وہ صرف اپنی کوکھ سے جنم لینے والے بیٹے کی ماں نہیں۔ وہ بیٹے جو عقوبت خانوں کے عذاب سہہ رہے ہیں جو اسلام کی بقاء کے لیے اپنی جوانیوں کی بھینٹ کفر کے خون آشام داروغوں کے چرنوں میں چڑھا رہے ہیں، جنہوں نے اپنی ساری چاہتوں پر اللہ برتر کی محبت کو غالب کر لیا ہے۔ یہی وہ ماں ہے جو کشمیر کے مسلمانوں کی ماں ہے۔ صومالیہ کے قحط زدہ امریکی شکنجے میں سسک سسک کر مرنے والوں کی ماں ہے فلسطین وفلپائن کے کلمہ گو محکوموں کی دردمند ماں اور رنگ و نسل زباں اور سرحد کی قید سے آزاد دنیا کے ہر خطے میں بسنے والے مظلوم مسلمان کی ماں ہے۔ اور جس کی صرف اور صرف ایک ہی آرزو ہے، ایک ہی کسک ہے، ایک ہی التجا ہے، ایک ہی دُعا ہے۔

ہر ماں کے دل میں ایک زخم ہر ماں کے لب پر ایک دُعا
میرا نخلِ تمنا کٹ جائے ، رہے گلشن دین ہرا بھرا

شعیب ابوایاز بہت چھوٹا سا تھا مشکل سے تین چار سال کا تھا جب اس کی پیاری ماں ایک معصوم ہستی کو عالم وجود میں لانے کی کشمکش میں خالق حقیقی سے جا ملی اور درجہ شہادت کی حق دار ہوئی چھوٹا شعیب اپنے دوسرے تین بھائیوں کے ہمراہ بہت تنہا رہ گیا۔ ان کے والد نے نہیں تنہا نہ ہونے دیا۔ دادی نے ان کے سروں پر اپنی شفقت کا سایہ پھیلا دیا۔ اور باپ نے دوسری شادی کی ہر پیش کش کو سختی سے ٹھکرا کر اپنے معصوم بچوں کو ماں کی ممتا دینے کا عزم کر لیا یہ بچے ہر طرح کی آسائش اور لاڈ و پیار کے ماحول میں پروان چڑھے۔ نانی اور دادی کے علاوہ دونوں خاندانوں نے محبتوں کو نچھاور کر ڈالا اور ایک ماں کی کمی کے احساس کے سبب دس ماؤں جتنی محبت اور ممتا نصیب ہوئی۔ اسی عالم بچپن میں لڑکپن آیا دونوں بڑے بھائی تعلیم مکمل کر کے اپنے والد صاحب کے ساتھ کاروبار میں لگ گئے۔ جب کہ شعیب کے میٹرک کے امتحان نزدیک تھے اس کے والد نے فیصلہ کیا کہ گاؤں میں دوستیاں بہت ہیں گھومنا پھرنا فضول خرچیاں کرنا اور نت نئی شراتوں میں لگے رہنا معمول ہے۔ لہٰذا ابوایاز کو لاہور بھیج دیا تا کہ یہاں یہ اپنے چچا زاد بھائیوں اور پھوپھو کے بچوں ساتھ مل کر اچھی طرح تیاری کر کے میٹرک کا امتحان یکسوئی سے دے سکے۔ شعیب زندگی میں پہلی مرتبہ گھر سے جُدا ہوا تھا۔ لیکن اپنے ہم جولی بھائیوں کے ساتھ بہت خوش تھا ہر وقت ہنسی مذاق، بیت بازیاں چٹکلے تیاری تو برائے نام تھی، آخر جوں توں کر کے حماد، جنید، خلیل الرحمٰن، اور شعیب نے میٹرک کا امتحان دے ہی لیا۔ فارغ ہونے کے بعد گھر سے بلاوا آ گیا لیکن شعیب جو کہ جہاد کشمیر کی تحریک سے آشنا ہو چکا تھا۔ اور اس کے دل و دماغ میں ہلچل مچی تھی اس نے گھر سے اجازت لی اور معھد العالی مرید کے میں داخلہ لے لیا۔ لیکن یہاں بھی دل نہ لگا اور ٹریننگ کرنے کے لیے افغانستان چلا گیا۔ یہاں سے مظفر آباد آیا۔ (دورہ خاصہ) کمانڈو ٹریننگ کی پھر اسلام آباد آیا وہاں سے تربیت حاصل کر کے سیالکوٹ اور برنالہ سیکٹروں پر خدمات سرانجام دیتا رہا۔

اس دوران ملنے کے لئے گھر آتا تو سب بچے اس کے گرد گھیرا ڈال لیتے۔ بچوں سے بہت پیار کرتا کھانے کے لئے بیٹھتا تو پوچھتا کیا کچھ ہے کھانے کو جو کچھ بھی ہے لے آئیں اور پھر سارے بچوں کو آس پاس بٹھا کر کہتا آؤ بھئی کھاؤ پیو عیش کرو خوب کھاؤ اور بچے بھی خوب کسر نکالتے۔ رات دیر تک باتیں کرنا نصیحتیں کرنا اور کیسٹ پر ترانے اور تلاوت سنتے رہنا، اسکی عادت تھی جب بہت دیر ہو جاتی اور نیند ستانے لگتی تو وضو کرتا اور قیام میں کھڑا ہو جاتا۔ اور نجانے کب تک اللہ کے سامنے دُعا و فریاد میں مشغول رہتا۔

کبھی کبھی باتیں کرتے کرتے بہت اُداس ہو جاتا اور کہا کرتا کہ: کاش ہماری بھی ماں ہوتی، نجانے اب اسے ماں کیوں یاد آنے لگی تھی۔ حالانکہ اتنے برسوں سے کبھی میں نے اس کو ماں کا ذکر کرتے نہ دیکھا تھا۔

جب گفتگو کرنے بیٹھتا تو بالکل بزرگوں کا سا انداز اختیار کرتا اور بہت حکیمانہ انداز سے کہتا کہ: زندگی بہت عارضی ہے دنیاوی رنجشوں میں پڑ کر اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کرنا چاہیے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ سارے خاندان والوں کی اصلاح کر دوں لیکن کیسے کروں؟ آپ سب کو سمجھائیں کہ آخرت کی فکر کریں۔ اور دنیا کو عارضی سمجھیں بہت سے شکوے، بہت سی نصیحتیں اور بہت سی حقیقتیں وہ سناتا جاتا کبھی آنکھیں بھر آتیں، کبھی لہجہ بھڑک اٹھتا عجیب عجیب انداز سے بولتا جاتا۔ اس بچے کے اندر کیسے کیسے طوفان [illegible] کر سوچا کرتی تھی، کبھی پُر سکو [illegible]

شاید اس کا نمبر لگ چکا تھا لیکن اس نے چھپا رکھا تھا۔ اب یقین ہوتا ہے کہ اس کی نصیحتیں کرنے کا انداز، اس کی گہری سوچیں اور چہرے پر پھیلی ہوئی مسرت یہ سب کچھ شاید اس لئے تھا کہ اس کے دل کی مراد بر آئی تھی اور اس کو اپنے اساتذہ اور امیر اور کمانڈروں سے جو شکوہ رہتا تھا وہ اپنی منزل کو روانہ ہونے والا تھا عید الاضحیٰ گزر گئی، وہ چلا گیا اور گھر سے جاتے ہی وہ وادی میں جا پہنچا۔ گرمی بھی عروج پر تھی اور ہندو بنیا بھی مجاہدین کے ہاتھوں بھاری تعداد میں جہنم واصل ہو رہا تھا۔ شہادتوں کی [illegible]

قریب تھی دوسرے بچوں سے سنتے سناتے میں نے بھی سیکھ لیا اور حویلی میں بچوں کے ساتھ میں نے نعرہ لگانا شروع کر دیا۔ پاکستان کا مطلب کیا، لا الہ الا اللہ، بن کے رہے گا پاکستان، بٹ کے رہے گا ہندوستان، سکھ چوہدری سن سن کر مسکرانے لگے۔ والد صاحب نے خفت محسوس کرتے ہوئے مجھے ڈانٹنا شروع کر دیا اور کہنے لگے بھاگ جاؤ یہاں سے اس پر سردار صاحبان بولے ملک صاحب اسے مت روکیں بچوں کی زباں خدا کی زبان ہوتی [illegible] تو ہمارے گھروں کے [illegible]

اس کی بے شمار باتیں اور ان گنت یادیں ہیں۔ جو تصور میں آ کر کبھی آنسو بن جاتی ہیں اور کبھی امید کی روشنی جو غم فرقت کی شام میں ہمارے جذبوں اور ولولوں کو گرمانے کا کام کرتی۔

ہمارا عزمِ مصمم بن کر ہمارے لہو میں دوڑنے لگتا ہے۔ اپنے رب سے اپنے نبی ﷺ سے اور اپنے شہیدوں سے عہد کی تجدید کرتے ہیں۔

ہم کو قسم خدا کی ہم اس لہو کا انتقام لیں گے
جو بہا ہند کی سر زمین پر یا ارض فلسطیں پر
لیں گے نہ چین ہرگز نہ ہم آرام لیں گے
ہم کو قسم خدا کی ہم اس لہو کا انتقام لیں گے

ابو ایاز کی اچانک آمد کی عادت سی ہوگئی تھی اور اس کا انتظار رہنے لگا تھا پھر وہ آجاتا، کسی ضروری کام سے مرکز آتا تو تھوڑی دیر ملنے کے لئے ضرور آتا گھر میں بہت رونق ہو جاتی۔ ابو ایاز سے آخری ملاقات ہمیشہ کے لئے یادگار بن گئی۔ عید الاضحیٰ پر ملنے کے لیے گھر آیا بالکل اچانک حسب عادت حسب معمول ہنستا مسکراتا سرخ وسفید سرو قد شعیب کے چہرے پر عجیب بہار تھی جدھر سے گزرتا۔ وعظ و نصیحت، دعوت و تبلیغ، دوست یار سب حیران کہ اس نے کون سی دنیا دیکھ لی ہے۔ اس کی نگاہیں اللہ تعالیٰ کی جنت دیکھ رہی تھیں، وہ رات دیر تک بیٹھا رہا، بہت سی باتیں، دین کی باتیں، نصیحتیں کرتا رہا کہنے لگا دین کا کام بہت بے لوث ہو کر کرنا ہے۔ کوئی دنیاوی مفادات اور اغراض حاصل نہیں کرنے۔ تنظیمی وقار کو مجروح نہ ہونے دینا غرض وہ گہرے لہجے میں بولتا جا رہا تھا، لیکن مجھے یہ گمان تک نہ تھا کہ یہ آواز یہ لب ولہجہ سماعتوں سے آخری بار ٹکرا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے معدوم ہو جانے والا ہے۔ اتنی جلدی بارگاہ الٰہی میں مقبول ہو جانے والا ہے۔ پھر وہ اسی طرح ہنستا مسکراتا رخصت ہوگیا اور یہ تاکید کی کہ میری شہادت کی دُعا ضرور کرنی ہے۔

جھپٹ کر اس کی تکا بوٹی کر رہے تھے اور اسی آنکھ مچولی میں ابو ایاز شعیب بھی دشمن کے مقابلے پر آیا۔

تیرہ کلو وزنی گرینوف اٹھا کر جب وہ تھنہ منڈی (جموں) کی چوٹیوں پر عقابی پرواز کر رہا تھا تو اپنے تین ساتھیوں ابو صفی اللہ، شاہ جی اور ابو اسامہ کے ساتھ دشمن سے مڈ بھیڑ ہوئی۔ اس معرکے میں زندہ بچ نکلنے والا غازی ابو اسامہ بتاتا ہے کہ ابو ایاز شعیب نے چھ سو گولیاں فائر کیں۔ شدید بخار زکام کی حالت میں آخری دم تک ڈٹا رہا آخر کار چار ساتھی 36 ظالموں کو مردار کر کے فردوس کو عازم سفر ہوئے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کی ملاقات اس کی والدہ سے کرائے اور انہیں اکٹھا کر دے۔ آمین

وہ چھوڑ کے آیا اپنا گھر لایا تھا اپنی جان کی نذر
اے اللہ پسند فرما اس کو اے اللہ ہو رحمت کی نظر

تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ نوشہرہ (ککے زئیاں) کا یہ مایہ ناز بیٹا جس کا تعلق گاؤں کے جری خاندان سے ہے اور گاؤں کی بہو بیٹیاں ہمیشہ اس غیور خاندان کو اپنا محافظ سمجھتی ہیں۔ ان کی جرات اور شجاعت خاندانی طور پر مانی ہوئی ہے کہ انگریز کے زمانے میں اگر کوئی قتل، کوئی جھگڑا یا کوئی بھی مقدمہ ہو جاتا تو ابو ایاز کے دادا اعلانیہ گواہی پر تیار ہو جاتے تھے۔ اور ہمیشہ سچی شہادت بھری پنچایت میں کھڑے ہو کر دیتے جب کہ کوئی آدمی پولیس سے بات تک کرنے کو تیار نہ ہوتا تھا یہی وجہ ہے کہ انگریزی پولیس اور دیگر اہل منصب کی نگاہوں میں انہیں بہت معتبر مقام حاصل تھا۔ اور ہندوؤں، سکھوں کا کرپانوں اور برچھیوں سے لیس قافلہ کلاس والہ میں رکا ہوا تھا جس کو معززین علاقہ کے ساتھ یہ خود سرحد تک چھوڑنے گئے،

ابو ایاز شعیب کے والد اپنے بچپن کا ایک واقعہ سناتے ہوئے کہتے ہیں کہ والد صاحب کی حویلی میں چند سردار صاحبان (سکھ چوہدری) بیٹھے باتوں میں مصروف تھے اور میں بہت چھوٹا سا تھا چار یا پانچ سال کا، ہندوستان کی تقسیم

آنسو آ گئے۔

ابو ایاز شعیب خالد شہید کا پیغام

پیارے بھائیو اور پیاری دادی جان اسلام علیکم

عرض ہے کہ ابا جان میرا دل بھی چاہتا تھا کہ دنیا کے عیش وعشرت میں مصروف ہو جاؤں لیکن اللہ کا قرآن اللہ کے بھیجے ہوئے نبی ﷺ کی باتیں ایسا کرنے سے روکتی ہیں۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ٹریننگ کروں اور دشمن کے خلاف لڑوں میرا دل اس معاشرے میں لگ نہیں رہا تھا، اگر کوئی کام غلط ہو جاتا تو قرآن کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتا تو اللہ کا عذاب وہاں سے چلنے پر مجبور کرتا۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے اس نے وہاں سے اٹھا کر جنت کے راستے پر چلا دیا۔ تو بھائی جان: آپ لوگ سوچ رہے ہوں گے کہ میں گھر میں بھی نہیں آتا بھائیو! گھر آنے کو دل نہیں چاہتا دل بس یہی چاہتا ہے کہ کفر سے معرکہ برپا ہو تو میں شہید ہو جاؤں اور اللہ مجھے جنت میں لے جائے تو میری آپ کو وصیت ہے کہ اللہ کے لئے پانچ وقت کی نماز پڑھیں اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے دنیا کے کاموں کو خیر باد کہہ کر دعوت وجہاد کے میدانوں میں نکل پڑیں اسی میں بہتری ہے۔ اگر جنت مل سکتی ہے تو ایک راستہ، دعوت و جہاد بہترین راستہ ہے۔

جب میری شہادت کی خبر آپ کو ملے تو صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا۔ بلکہ اللہ نے ہم میں سے ایک کو چن لیا اور اللہ سے میری شہادت کی قبولیت کی دعا کرنا۔

میری آپ بھائیوں کو وصیت ہے کہ اللہ کے لئے اپنی جوانیاں غلط کاموں میں ضائع نہ کریں۔ اللہ نے اس کفر وشرک کے دور میں ایک مختصر راستہ جنت جانے کا کھول دیا ہے۔

آپ کا بیٹا اور بھائی
ابو ایاز شعیب خالد

قرطاس مستورات

فرمان الٰہی
جلّ شانہٗ

اے ایمان والو! بہت بدگمانیوں سے بچو، یقین مانو کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں اور بھید نہ ٹٹولا کرو اور نہ تم میں سے کوئی ایک دوسرے کی غیبت کرے۔

فرمان نبوی
صلّی اللہ علیہ وسلّم

حسد سے بچو! حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے۔ جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

کل اور آج

- کل پردہ عورت کی زینت تھا مگر آج کھڑکی اور دروازے کی زینت ہے۔
- کل نوجوان بزرگوں کا کہا مانتے تھے مگر آج بزرگ نوجوانوں کا کہا مانتے ہیں۔
- کل کھڑے ہو کر کھانا بدتمیزی سمجھا جاتا تھا مگر آج فیشن سمجھا جاتا ہے۔
- کل صرف ذہانت اور صلاحیت چلتی تھی مگر آج فیشن، رشوت اور سفارش چلتی ہے۔
- کل انسان درندوں سے ڈرتا تھا مگر آج درندہ انسان سے ڈرتا ہے۔
- کل گھروں سے قرآن مجید پڑھنے کی آوازیں آتی تھیں مگر آج گھروں سے گانے کی آوازیں آتی ہیں۔
- کل طالب علموں کے ہاتھ میں علمی کتابیں ہوا کرتی تھیں مگر آج طالب علم کے ایک ہاتھ میں موبائل فون ہوتا ہے۔

زندگی

زندگی حروف کا مجموعہ ہے اس میں ہر حرف اپنے اندر ایک نیا رنگ اور جذبہ لیے ہوئے ہے۔

آیئے ذرا دیکھتے ہیں! کہ زندگی کن الفاظ کی رنگینیوں کا مجموعہ ہے۔

ز...... زندہ دلی سے رہو۔

ن...... نعمتوں پر شکر کرو۔

د...... دشمنوں کو معاف کرو۔

گ...... گمراہی سے بچو۔

ی...... یاد رکھو اپنے ماضی کو۔

اہم معلومات

- آواز کی رفتار 1100 فٹ فی سیکنڈ ہے۔
- نیم کے جھاگ سے کونین بنتی ہے۔
- گلاب کا عطر ملکہ ترنم نور جہاں کی ایجاد ہے۔
- آگ بجھانے والا محکمہ سب سے پہلے روم میں قائم ہوا۔
- انسانی دل چار حصوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

چھوٹی سی بات

① خوش نصیبی ایک ایسا پرندہ ہے جو تکبر کی منڈیر پر زیادہ دیر تک نہیں بیٹھتا۔

② انسان کی صحت دستر خوان پر بنتی ہے اور دستر خوان پر ہی بگڑتی ہے۔

③ ایک چھوٹا سا کنکر جب آپ کے پاؤں تلے آ کر آپ کو تکلیف دیتا ہے تو کہتا ہے مجھے حقیر مت جانو۔

④ تکبر سے تنی ہوئی گردن دشمن کا نشانہ وسیع کر دیتی ہے۔

⑤ اگر کوئی شخص علم کا سمندر ہے تو وہ کبھی نہ کبھی اس میں ڈوب جائے گا۔

اقوالِ زریں

- جو چیز کسی چار دیواری کے سائے میں نہ ہو دھوپ اس پر ضرور اثر انداز ہوتی ہے۔
- طاقتور اور بہادر وہ ہے جو اپنی خواہشات اور زبان کو قابو میں رکھے۔
- زندگی پریشانیوں کا نام ہے اور ان کا مقابلہ کرتے رہنا کامیابی کی علامت ہے۔
- قلم سے لکھا گیا ایک لفظ ہتھیار سے زیادہ طاقت رکھتا ہے۔
- مشورے تو بہت سے لوگ سنتے ہیں لیکن ان سے فائدہ ذہین لوگ ہی اٹھا سکتے ہیں۔
- نقصان اٹھانے کے بعد جو چیز حاصل ہوتی ہے اس کا نام تجربہ ہے۔
- وہی تجربہ، تجربہ ہوتا ہے کہ جس کا عمل اور انجام اچھی طرح ذہن میں سمجھا جائے۔
- ایک دوسرے سے پرخلوص انداز میں ملنے جلنے سے ہی محبت پیدا ہوتی ہے۔
- وقت اور عمر گنوانے کے بعد تجربہ حاصل ہوتا ہے۔ یہ مفت میں نہیں ملتا۔

رنگا رنگ کرسپی پکوڑے

اشیاء:

بیسن	دو پیالی
نمک	حسب ذائقہ
لہسن (پسا ہوا)	ایک چائے کا چمچ
لال مرچ (پسی ہوئی)	آدھا چمچ
زیرہ بھون کر کٹا ہوا	ایک چائے کا چمچ
دھنیا بھون کر کٹا ہوا	دو چائے کے چمچ
ہلدی پسی ہوئی	آدھا چائے کا چمچ
بیکنگ پاؤڈر	آدھا چائے کا چمچ
انار دانہ پسا ہوا	ایک چائے کا چمچ
لیموں کا رس	دو چائے کے چمچ

ملی جلی سبزیاں	دو پیالی
کوکنگ آئل	تلنے کے لیے

ترکیب:۔
سبزیوں کو ایک سائز کے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ لیں تمام خشک مسالوں کو ملا کر آدھی مقدار میں کٹی ہوئی سبزیوں پر مل لیں۔ بیسن اور میدے کو چھان کر بیکنگ پاؤڈر اور بقیہ آدھے مسالے ملا کر پانی کی مدد سے گاڑھا پیسٹ بنالیں سبزیوں کو اس پیسٹ میں ڈبو کر کوکنگ آئل میں گولڈن فرائی کرلیں۔ مزید خستہ بنانا چاہیں تو سبزیوں پر مسالہ لگاتے ہوئے دو سے تین کھانے کے چمچ ڈبل روٹی کا چورا بھی لگادیں۔

﴿فرحت ناز، گوجرانوالہ﴾

نمکین سلائس

اشیاء:۔

ڈبل روٹی	درمیانی ایک عدد
گھی	125 گرام
سیاہ مرچ پاؤڈر	حسب ضرورت
نمک	حسب ذائقہ
ادرک پاؤڈر	ذرا سا
دودھ	ایک لیٹر

ترکیب:۔ دودھ میں ڈبل روٹی سلائس بھگودیں۔ ذرا سا گھی گرم کر کے بھگوئے ہوئے سلائس میں ڈال دیں۔ ان میں دودھ اور گھی والے سلائس کو دھیمی آنچ پر اتنا پکائیں کہ دودھ خشک ہو جائے۔ نمک، مرچ، ادرک اوپر چھڑک دیں۔ یہ سلائس میٹھے بھی تیار کیے جاسکتے ہیں۔

چکن کباب

اشیاء:۔

لہسن (پسا ہوا)	ایک چائے کا چمچ
سفید مرچ پاؤڈر	ایک چائے کا چمچ
تھائم	۳/۴ چائے کے چمچ
نمک	حسب ذائقہ
پارسلے	ایک چائے کا چمچ
پیاز	دو عدد آملیٹ کی طرح کٹے ہوئے
ڈبل روٹی کا چورا	نصف کپ

ترکیب:۔
تمام اشیاء ملا لیں۔ شامی کباب کی شکل دے کر ڈیپ فرائی کرلیں۔ لذیذ چکن کباب تیار ہیں۔

پسندیدہ اشعار

کبھیں سوتے میں نہ کروٹ یہ مجاہد بدلے
اب بھی اس خوف سے ہیں لرزہ براندام ہنود
﴿عائشہ عبدالرحمٰن، گوجرانوالہ﴾

یہ تو سچ ہے کہ اندھیروں کا تسلط ہے مگر
شمعیں بجھنے نہ دو ظلم کے ایوانوں میں
آندھیاں جبر و تشدد کی بہت تیز سہی
وہ دیپ تم ہو جنہیں جلنا ہے طوفانوں میں
﴿عائشہ محمد علی، لاہور﴾

ایک جان حزیں لہو تو ہو گی
اے زیست تو سرخرو تو ہو گی
مقتل جو افق تا افق بنے گا
اک روشنی کو بہ کو تو ہو گی
﴿کلثوم عبداللہ، قصور﴾

دل کی کچھ پروا نہیں زخم جگر کا غم نہیں
غم اگر ہے تو وطن کا، ہم کو گھر کا غم نہیں
اس جہادِ زندگی میں ہم تو سمجھے ہیں یہی
وہ بشر ہی کیا جسے نوع بشر کا غم نہیں
﴿سمیہ شبیر، گجرات﴾

رستہ کہاں سورج کا کوئی روک سکا ہے
ہوتی ہے کہاں رات کے زنداں میں سحر بند
﴿مریم نازش، قصور﴾

زندگی اپنے پیروں پہ چلا کرتی ہے محسن
اوروں کے سہارے پہ جنازے چلا کرتے ہیں
﴿حفصہ اسماعیل، ڈیرہ غازی خان﴾

جاگو کہ جاگنے سے تقدیر جاگتی ہے
اٹھو تمہاری منزل تم کو پکارتی ہے
باطل سے دب کر رہنا توہین زندگی ہے
اب دل میں آگ بھر دو اب ختم رات کردو
﴿نائلہ اسلم، شیخوپورہ﴾

ہمیں کو جرأت اظہار کا سلیقہ ہے
صدا کا قحط پڑے گا تو ہم ہی بولیں گے
﴿امتیاز شوکت، نارنگ منڈی﴾

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مردِ مسلماں
اللہ کرے تجھ کو عطا جدت کردار
﴿جویریہ، راجن پور﴾

زندگی کے حسین ترکش میں
کتنے بے رحم تیر ہوتے ہیں
﴿آمنہ ظفر، قصور﴾

مرے ہاتھ میں قلم ہے مرے ذہن میں اجالا
مجھے کیا دبا سکے گا کوئی ظلمتوں کا پالا
مجھے فکرِ امن عالم تجھے اپنی ذات کا غم
میں طلوع ہو رہا ہوں تو غروب ہونے والا
﴿طیبہ ابراہیم، جام پور﴾

میڈیکل کالم

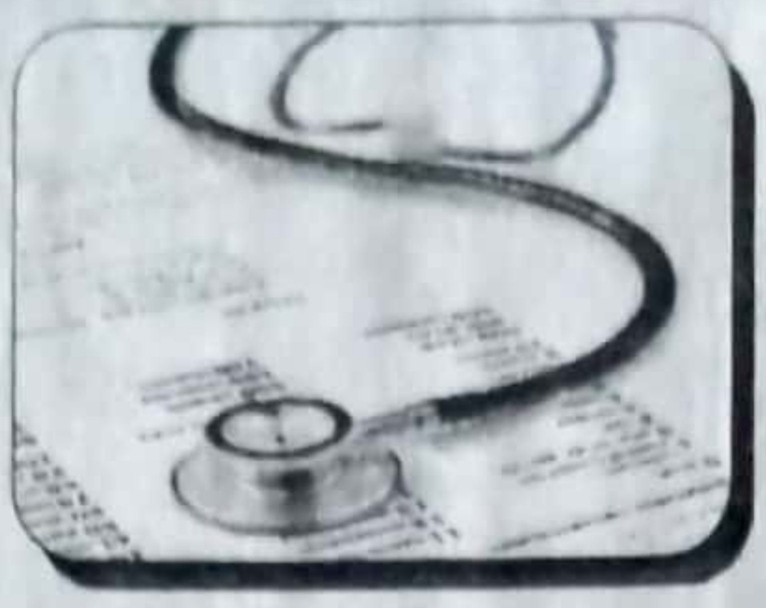

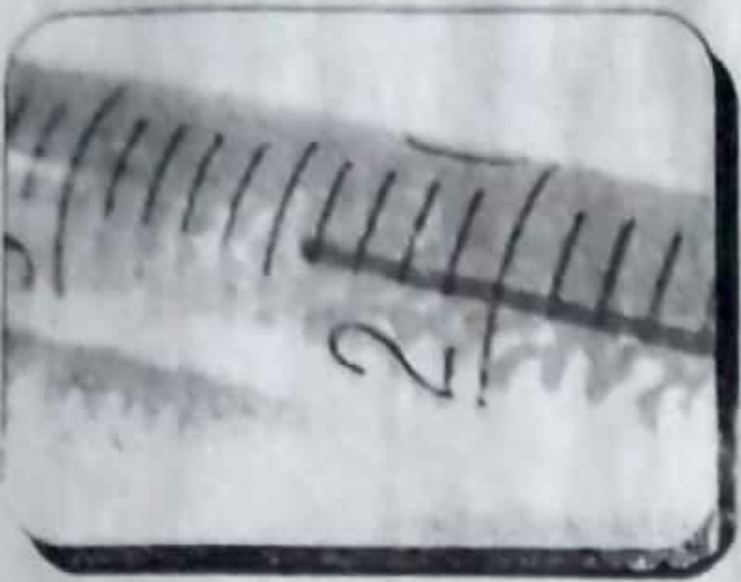

سوال: ڈاکٹر صاحبہ میری عمر 45 سال ہے مجھے معدے کا السر ہے۔ ڈاکٹر اور حکیم کی دوائیں استعمال کر چکی ہوں۔ مگر وقتی طور پر آرام آتا ہے۔ پرہیز بھی مکمل کرتی ہوں۔ معدے میں ہر وقت جلن رہتی ہے۔ کھانا کھانے کے بعد معدہ سخت ہو جاتا ہے۔ پھر ہلکا ہلکا درد ہونے لگتا ہے بعض دفعہ کڑوے اور ترش پانی کی قے بھی ہو جاتی ہے۔ دو، دو گھنٹے قے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ پھر سینے میں جلن شروع ہو جاتی ہے۔

جواب: معدہ پورے جسم میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ پھر دوسرے حصوں میں غذا کی غذائیت پہنچاتا ہے۔ چونکہ آپ نے السر کے لیے بے شمار ادویات استعمال کر لی ہیں۔ اس لیے آپ کو ہومیو کی دوا استعمال کرنے سے پہلے چند دن ہومیو کی ایسی میڈیسن استعمال کرنی ہوں گی جس سے دوسری دوائیوں کا اثر زائل ہو جائے۔ نکس وامیکا IM میں صبح ناشتے کے بعد۔

معدے کی تکالیف گونا گوں ہیں۔ مثلاً بھوک کا کم و بیش لگنا۔ قے، متلی، ڈکار جن کے ساتھ اکثر کھٹا یا کڑوا مادہ خارج ہوتا ہے۔ زبان پر میل اور بدبودار سانس خصوصاً صبح کی وقت۔ قبض یا اسہال۔

معدہ کی خرابی کی وجہ زیادہ کھانا، دو کھانوں کے درمیان تھوڑا وقفہ، بے قاعدہ غذا، غذا ثقیل، ناقابل ہضم، زیادہ چربیلی، ترش، نفاخ یا ناقص، جلد جلد کھانا کھانا اور اچھی طرح نہ چبانا۔ گرم سرد غذاؤں اور مشروبات کا اکٹھا استعمال، اسہال دور کرنے والی ادویہ کا استعمال، ورزش باقاعدہ نہ کرنا۔

یاد رہے! کہ معدہ آسانی سے اور معمولی بدپرہیزیوں سے بہت کم خراب ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ قدرت نے اسے بہت مضبوط بنایا ہے۔ لیکن متواتر بدپرہیزیوں سے ایک مرتبہ خراب ہو جائے تو پھر اس کا ٹھیک ہونا اتنا آسان کام نہیں۔ لہٰذا معدہ کی خرابیوں میں علاج سے بھی مقدم امر یہ ہے کہ ایسی خوراک کھائی جائے جو زود ہضم اور معدہ کے لیے بہتر ہو۔ معدہ کو مشقت میں نہ ڈالے ورنہ علاج بے سود ہے۔

مندرجہ ذیل ادویہ کے استعمال سے ان شاء اللہ شفا ہو گی۔

1) نکس وامیکا ۳۰: صبح، دوپہر، شام

2) اناکارڈیم ۳۰: صبح، دوپہر، شام

3) لائیکوپوڈیم ۳۰: صبح، دوپہر، شام

4) چائنا: صبح، دوپہر، شام

5) کاربوویجی ٹیبلٹس: صبح، دوپہر، شام

6) سلفر نہار منہ استعمال کرنی ہے اس کے علاوہ نہیں۔

سوال: مجھے تقریباً پچھلے دو ماہ سے چکر آتے ہیں۔ سر کبھی ہلکا اور کبھی بھاری محسوس ہوتا ہے۔ غنودگی طاری رہتی ہے۔ چکر گدی سے شروع ہو کر تمام سر میں پھیلتے ہیں۔ بعض اوقات آنکھوں کے آگے اندھیرا آ جاتا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے گر جاؤں گی۔ گرمی میں نظر کی کمزوری بھی محسوس ہوتی ہے۔ آنکھوں کے ماہر ڈاکٹر کو دکھایا نظر بالکل ٹھیک ہے۔ رنگ پیلا ہے جسمانی کمزوری بھی محسوس ہوتی ہے۔

جواب: آپ جلسیمیم کے پانچ قطرے ایک گھونٹ پانی میں ڈال کر صبح شام ایک ہفتہ استعمال کریں نظر کی کمزوری کے لیے کالی فاس 6m میں چار گولیاں صبح، دوپہر، شام استعمال کریں۔

سوال: میری عمر 27 سال ہے۔ میرا جسم دن بدن موٹا ہوتا جا رہا ہے۔ میرے پاؤں بستر میں ٹھنڈے ہوتے ہیں۔ سر پر بہت پسینہ آتا ہے جس سے تکیہ بھیگ جاتا ہے۔ میرا رنگ پیلا ہے۔ بعض اوقات ماہواری کم اور دیر سے آتی ہے اور بعض دفعہ جلد اور زیادہ ہو جاتی ہے۔ کچھ دنوں سے رات کو دماغ میں بہت سے خیالات کا اجتماع ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے میں سو نہیں پاتی۔ اگر نیند آتی ہے تو ذرا سی آہٹ پر جاگ جاتی ہوں۔ بہت پریشان ہوں کوئی اچھی سی دوا تجویز کریں۔

جواب: آپ کلکیریا کارب 200 کے چار قطرے ایک گھونٹ پانی میں ڈال کر ہفتہ میں دو دفعہ لیں۔ چار ہفتہ استعمال کریں چکنائی، میٹھی اشیاء اور گوشت کم استعمال کریں، سبزیاں، پانی اور سلاد کا استعمال زیادہ کریں۔

سوال: تقریباً ایک ماہ سے میرے پیٹ میں درد ہے۔ درد پیٹ کے دائیں جانب سے شروع ہو کر مثانہ کی طرف جاتا ہے۔ بار بار پیشاب کی حاجت ہوتی ہے۔ ایلوپیتھک ڈاکٹرز کے مطابق کولہوں کی سوزش ہے۔ تھوڑی سی خوراک کھانے پر پیٹ غبارے کی طرح پھول جاتا ہے۔ ایسی حالت میں پیٹ دبانے سے یا کپڑا لگنے سے احساس ہوتا ہے۔ میٹھی چیزیں کھانے کو دل کرتا ہے اور گرم مشروبات سے آرام ملتا ہے تکلیف زیادہ دوپہر کے کھانے کے بعد ہوتی ہے۔

جواب: آپ لائیکوپوڈیم ۳۰ کے چار قطرے ایک گھونٹ پانی میں ڈال کر استعمال کریں۔ شدید درد کی صورت میں میگنیشیا فاس 6X کی چار گولیاں نیم گرم پانی میں حل کر کے پی لیں۔ ان شاء اللہ افاقہ ہوگا۔ بادی اور خشک چیزوں سے پرہیز کریں۔ پانی کا زیادہ استعمال کریں۔

سوال: میری بچی کی عمر چودہ سال ہے ایک سال سے دورے پڑتے ہیں۔ دورہ کے ابتداء میں آنکھوں کے ڈھیلے اوپر کی طرف بائیں جانب چڑھ جاتے ہیں۔ سر ایک طرف جھک جاتا ہے۔ آنکھیں اندر کو دھنس جاتی ہیں۔ چہرے کے عضلات سے جھٹکے شروع ہو کر پورے جسم میں پھیل جاتے ہیں۔ چہرہ پسینہ سے شرابور ہو جاتا ہے۔ دورے سے پہلے روشنی اچھی نہیں لگتی۔ یہ زیادہ تر نیند کے دوران ہوتے ہیں۔ بہت کمزور ہو گئی ہے۔ بھوک کم لگتی ہے۔ وزن بتدریج کم ہوتا جا رہا ہے۔ احساس کمتری کا شکار ہو رہی ہے۔ پڑھائی میں دل نہیں لگتا۔ مہربانی فرما کر میری بیٹی کے لیے کوئی اچھا سا نسخہ تجویز کریں۔ اگر مجھے بالمشافہ آپ سے ملنے کی ضرورت ہو تو بھی میں آ جاؤں گی۔

بقیہ صفحہ 38 پر

قصہ غازی پرندوں کا

الم تر کیا تم نے نہیں دیکھا کیف فعل کیسا سلوک کیا ربک تمھارے رب نے باصحب الفیل ہاتھی والوں کے ساتھ۔ الم یجعل کیا نہیں ڈال دیا کیدھم فی تضلیل ان کی چال کو ناکامی میں و ارسل علیھم اور بھیجے ان کی طرف طیرا ابابیل پرندے جن کا نام ابابیل تھا۔ ترمیھم بحجارۃ من سجیل ان کو (پرندوں کو) مسلح کیا سجیل کے پتھروں کے ساتھ۔ فجعلھم کعصف ماکول پس بنا دیا ان کو جیسے کھایا ہوا بھس۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمھارے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ ہاتھی والے کون تھے، یمن کے حاکم کا نام ابرہہ تھا، نجاشی شاہ حبشہ کی طرف سے ابرہہ کو یمن کا حاکم اور حبشہ کی فوج کا کمانڈر بنایا گیا تھا۔ نجاشی کو خوش رکھنے کے لیے ابرہہ نے نجاشی کے نام سے ایک چرچ (کلیسا) تعمیر کرایا۔ اس کلیسا کو بہت محنت سے اور خوبصورتی سے تعمیر کیا گیا تھا۔ اس کی دیواروں کو خوبصورتی سے مزین کیا گیا تھا۔ اس کی بلندی اتنی تھی کہ اگر اس کی بلندی کو دیکھنے کے لیے کوئی شخص سر اٹھاتا تو اس کی ٹوپی اس کے سر سے سرک کر گر جایا کرتی تھی۔ ابرہہ اپنی اس تعمیر سے بہت خوش تھا۔ خانہ کعبہ اس وقت بھی قبائل عرب کے لیے مقدس و محترم سمجھا جاتا تھا۔ لوگ دور دور سے اس کا طواف (حج) کرنے کے لیے حجاز مقدس آتے تھے، ان لوگوں کی آمد سے مکہ کے رہائشی قبائل کی تجارت کو فروغ ملتا تھا اور ان میں معاشی خوشحالی بھی آتی تھی۔ علاوہ ازیں کعبۃ اللہ ان لوگوں کے بزرگان یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے بنایا تھا، لہٰذا وہاں کے لوگوں کا روحانی مرکز تھا۔ اس کے علاوہ وہاں پر لات اور منات کے بت تھے جن کی عرب کے لوگ پرستش کرتے تھے۔ ابرہہ کو یہ بات گراں گزرتی تھی، اس کے کلیسا کے خوبصورت، دراز قد، وسیع و عریض اور شاندار ہونے کے باوجود عرب کے لوگوں نے خانہ کعبہ کو نہیں چھوڑا۔ ابرہہ نے اعلان کروا دیا کہ آئندہ سے سب لوگ خانہ کعبہ کی بجائے اس کلیسا کا حج کریں گے۔ (نعوذ باللہ) مگر اس کا یہ خواب پورا نہیں ہوا۔ عرب کے دو قبائل عدنان اور قحطان نے اس کو مسترد کر دیا۔

ایک دن عرب کا ایک شخص اس کلیسا میں داخل ہوا اور وہاں پر حاجت کر دی اور بھاگ گیا۔ جب محافظوں نے ابرہہ کو بتایا کہ ایک عرب اس کلیسا میں کیا کر گیا ہے تب ابرہہ کا غصہ عروج پر پہنچ گیا اور وہ کعبۃ اللہ کو تباہ کرنے نکل پڑا۔ مقاتل بن سلیمان سے روایت ہے کہ ایک دن ہوا تیز چل رہی تھی، جب قریش کا ایک گروہ اس کلیسا میں داخل ہوا اور اس کو آگ لگا دی، تیز ہوا کے باعث کلیسا کو آن کی آن میں لپٹوں نے لپیٹ میں لے لیا اور جلد ہی ابرہہ کا یہ خواب زمین بوس ہو گیا۔ ابرہہ کو اس پر شدید غصہ آیا اور وہ کعبۃ اللہ کو تباہ کرنے کی غرض سے نکل کھڑا ہوا۔ اس نے اپنے ساتھ ایک لشکر جرار تیار کیا۔ اس لشکر میں ایک قوی ہیکل ہاتھی تھا جس کا نام محمود تھا۔ یہ ہاتھی شاہ حبشہ نے خصوصاً اس مہم کے لیے ابرہہ کو بھیجا تھا۔ علاوہ ازیں ان کے ساتھ مزید آٹھ یا بارہ ہاتھی موجود تھے۔ ابرہہ کا ارادہ یہ تھا کہ کعبۃ اللہ کے ستونوں کو زنجیروں کی مدد سے باندھ کر دیو قامت ہاتھی محمود کے ذریعے کھینچا جائے گا جس سے خانہ کعبہ زمین بوس ہو جائے گا۔ ابرہہ کے ان عزائم کو سن کر عرب قبائل میں سنسنی کی ایک لہر دوڑ گئی کعبہ کے منہدم ہونے کا خیال ہی ان کے لیے روح فرسا تھا۔ انھوں نے ایک میٹنگ کی۔ یمن میں رہائش پذیر عرب قبائلیوں نے کعبہ پر حملہ کو برداشت نہ کرتے ہوئے ابرہہ سے ٹکرا جانے کا فیصلہ کیا، ایک سردار کی قیادت میں ان قبائلیوں نے ابرہہ کا مقابلہ کیا مگر ان کو شکست

ہوئی اور ابرہہ فتح کے نشے میں چور مزید جوش کے ساتھ آگے بڑھنے لگا۔ آگے جا کر مزید ایک جگہ پر کچھ قبائل نے مزاحمت کی مگر ابرہہ کے لشکر کے سامنے وہ کھڑے نہ رہ سکے اور ان کو شکست ہوئی، ابرہہ کا لشکر طائف سے ہوتا ہوا المغمس نامی میدان میں پہنچا۔ یہاں پہنچ کر انھوں نے خیمے ڈال لیے اور ابرہہ نے اپنی فوج کو لوٹ مار کرنے قریبی کھیتوں میں بھیج دیا جہاں سے وہ قریش کے بے شمار مویشی اٹھا لائے جن میں دو سو کے قریب اونٹ عبدالمطلب کے تھے۔ پھر ابرہہ نے ایک قاصد قریش مکہ کے سردار کی طرف بھیجا کہ وہ (قاصد) قریش کے سردار کو اپنے ہمراہ لائے، وہ قاصد عبدالمطلب کے پاس پہنچا اور ابرہہ کا پیغام پہنچایا۔ حضرت عبدالمطلب اس کے ساتھ چل پڑے، عبدالمطلب دراز قد اور خوبصورت شخصیت کے حامل تھے، ابرہہ آپ کی شخصیت سے متاثر ہوا اور اپنی مسند سے نیچے آ کر آپ کے ساتھ نیچے ہی بیٹھ گیا، ابرہہ نے مترجم کے ذریعے پوچھا: ’’بولیے کیا چاہیے۔‘‘ عبدالمطلب نے فرمایا: ’’میں چاہتا ہوں کہ بادشاہ میرے دو سو اونٹ مجھے واپس کر دے۔‘‘ ابرہہ بولا: ’’میں تو آپ کو دیکھ کر متاثر ہوا تھا مگر اب مجھے افسوس ہے کیونکہ تم اپنے دو سو اونٹوں کی بات کر رہے ہو جبکہ تم اپنے اور اپنے باپ دادا کے مذہب (کے مرکز) کی بات نہیں کر رہے جس کو میں تباہ کرنے کی غرض سے آیا ہوں۔‘‘ یہاں عبدالمطلب نے جو الفاظ ارشاد کیے وہ سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ آپ نے فرمایا: ’’میں اونٹوں کا مالک ہوں اس لیے میں نے اونٹوں کا مطالبہ کیا ہے، جہاں تک کعبہ کا تعلق ہے اس کا مالک اس کا دفاع کرے گا۔‘‘ ابرہہ نے کہا: ’’مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔‘‘ عبدالمطلب بولے: ’’پھر جو چاہے کرو۔‘‘ کہا جاتا ہے کہ اس موقع پر کافی سرداران مکہ موجود تھے، انھوں نے ابرہہ کو مال و دولت کی پیشکش بھی کی جسے ابرہہ نے مسترد کر دیا اور عبدالمطلب کے اونٹ انھیں واپس کر دیے، عبدالمطلب نے واپس جا کر ایک جم غفیر سمیت کعبہ کے سائے میں دعا مانگی اور خدا سے اپنے گھر کو بچانے کے لیے درخواست کی، اس کے بعد مکہ کے لوگوں کو پہاڑوں پر چلے جانے کے لیے کہہ دیا کیونکہ ابرہہ کی ظالم فوج سے کچھ بعید نہ تھا۔

صبح ہوتی ہے، ابرہہ اپنے لشکر کو شہر مکہ میں داخل ہونے کے لیے تیار کرتا ہے۔ دیو قامت ہاتھی محمود کو اٹھایا جاتا ہے مگر وہ اٹھنے سے انکار کر دیتا ہے، اس کو مارا گیا پیٹا گیا مگر کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ اس کے سر میں کلہاڑیوں سے وار کیے گئے مگر وہ نہیں اٹھا۔ تب اس کو یمن کی طرف موڑا گیا تو وہ تیزی سے چلنے لگا۔ پھر شام کی طرف موڑا گیا تو وہ چلنے لگا مگر جب مکہ کی طرف موڑا جاتا تو وہ بیٹھ جاتا۔ اس صورتحال سے لشکر میں سراسیمگی پھیلی ہوئی تھی، ابھی وہ اسی تعجب کا شکار تھے جب انھوں نے ابابیل نامی پرندوں کو سمندر کی جانب سے لشکر کے لشکر کی شکل میں آتے دیکھا۔ ہر پرندے کے پاس تین کنکریاں تھیں، ایک ایک ہر پنجے میں اور ایک چونچ میں، ان پرندوں نے وہ پتھر ابرہہ کے لشکر کے اوپر پھینکنا شروع کر دیے۔ اب اندازہ کیجیے اللہ کی شان کا یہ چھوٹے چھوٹے پرندے ایف سولہ کی مانند ظالموں کے اوپر بمباری کرتے رہے اور جس کو بھی پتھر لگتا وہیں گر جاتا۔ روایات میں ہے کہ ہر شخص جس کو پتھر لگتا وہیں پر نہیں گر جاتا تھا بلکہ ان میں سے کچھ تو موقع پر مر گئے جبکہ باقی بچے ہوئے لوگوں کا ایک ایک عضو الگ الگ ہو جاتا تھا اور اس طرح وہ مرتے تھے، ابرہہ کا حشر بھی یہی ہوا، اس کے آدمیوں نے اس کو اٹھایا اور واپس بھاگنے لگے۔ کچھ دور جا کر ابرہہ کے تمام عضو جھڑ گئے، کہتے ہیں ابرہہ اس وقت تک زندہ رہا

جب تک اس کا دل اس کے جسم میں سے گر نہیں گیا، اندازہ کیجیے کتنی اذیت ناک موت سے دو چار ہوا وہ...... ابرہہ کے لشکریوں کی لاشیں، ان کے اعضاء تمام سڑکوں پر، راستوں پر اور ندیوں کے کنارے پڑے تھے، اتنے بڑے لشکر کا کیا انجام ہوا، مکمل تباہی۔

یہ تھا اللہ سے ٹکر لینے کا انجام۔ ان کو ایسے بنا دیا جیسے کھایا ہوا بھس یعنی ان کو الگ الگ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ سوچنے میں یہ بات کیسی لگتی ہے کہ ایک چھوٹا سا پرندہ (ابابیل) نہایت چھوٹے چھوٹے کنکریوں کے ساتھ اتنے بڑے بڑے ہاتھیوں اور اتنے بڑے لشکر جرار کا خاتمہ کیسے کر سکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ہم نے ان (ابابیل) کو مسلح کیا سجیل سے۔''

سجیل کیا ہے؟ سجیل کو مختلف علماء نے مختلف طریقے سے بیان کیا ہے مگر اس کے اصل معنوں پر علماء متفق نہیں ہو سکے۔ رسول پاک ﷺ نے اس میدان کے بارے میں فرمایا کہ وہاں سے جلدی سے گزر جایا کرو اور وہاں قیام نہ کرو۔ عقل کی گرہیں کھولنے والے کچھ لوگ، کچھ سائنسدان اس جگہ پر گئے اور وہاں سے مٹی اور پتھروں کے نمونے حاصل کیے۔ ان کو لا کر لیبارٹری ٹیسٹ کیا گیا۔ سائنسدان یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ نتائج حیران کن تھے۔ ان میں سے زیادہ تر پتھر ریڈیو ایکٹو تھے، یعنی تابکاری عناصر جو ایٹم بم اور کیمیائی بم بنانے میں آج کے سائنسدان استعمال کر رہے ہیں۔ گویا اپنی حدود (کعبہ) کو بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس وقت آج سے پندرہ سو سال پہلے ایٹم بم کا کامیاب تجربہ کیا تھا۔ کیریئر کون تھے وہ چھوٹے چھوٹے پرندے جن کو ابابیل کہتے ہیں اور جن کی نسل آج بھی کعبہ میں اس واقعہ کی شہادت دیتی ہے، کیا منظر ہوگا وہ جب چھوٹے چھوٹے یہ پرندے اپنے خالق کے حکم پر ایسے مہلک ہتھیاروں سے لیس دشمن کو نیست و نابود کرنے کی غرض سے ہزاروں کے جھنڈ کی شکل میں چلے جا رہے ہوں گے۔ بلاشبہ اس وقت ان کے ذہن میں بھی یہی نعرہ ہوگا۔ (لبیک اللھم لبیک) واہ امیرے اللہ تیری شان، تیری قدرت۔

جاپان میں جب ایٹمی حملہ ہوا تو وہاں کے لوگوں کی حالت بھی ایسی ہی تھی لوگوں کے اعضاء پگھل پگھل کر گرتے جاتے اور وہ پانی پینے جاتے تھے اور پانی پیتے ہی مر جاتے تھے۔ واقعات و شواہد نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ آج سے پندرہ سو سال پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنی حدود (کعبہ) کعبہ کو بچانے کے لیے اس لشکر کا کیا حال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حدود بیان کر دیں، ان کو توڑنے والے کی سزا بھی مقرر کر دی تو پھر ہمارے اربابِ اختیار کن خیالات کا شکار ہیں۔ وہ کیوں حدود اللہ سے کوتاہی برت رہے ہیں۔ کیا وہ ہاتھی والوں کا انجام بھول چکے ہیں۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ یہ سورۃ قرآن پاک میں ایسے ہی لوگوں کی ہدایت کے لیے قرآن پاک میں موجود ہے، ارے نادانو! تم سے تو اچھا تو وہ ہاتھی محمود تھا جس نے اللہ تعالیٰ کے ڈر سے کعبۃ اللہ کی طرف بڑھنے سے انکار کر دیا۔ اس نے برچھیوں اور کلہاڑیوں کے وار سہہ لیے مگر کعبۃ اللہ کی طرف نہ بڑھا۔ تم سے تو اچھے وہ معصوم پرندے تھے جو اللہ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے آن کی آن میں خدا کے دشمنوں کو نیست و نابود کرنے کے لیے آن پہنچے، کیا تم اپنے انجام سے بے خبر ہو چکے ہو؟ کیا تمھیں آخرت میں جواب نہیں دینا؟ کیا تمھیں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے جان، مال اور ایمان کا امین نہیں بنایا؟ کیا اس ملک میں ہونے والے تمام برے کاموں کی ذمے داری بالواسطہ طریقے سے تم پر عائد نہیں ہوتی؟ تم میں اور ان میں (ہاتھی والوں میں) ایک بات مشترک ہے وہ یہ کہ انھوں نے بھی اللہ کی حدود کو چیلنج کیا تھا اور تم نے بھی!! اگر ہمارے نبی ﷺ کی دعائیں نہ ہوتیں تو آج تمھارا حال بھی وہی ہوتا جو ان کا ہوا تھا۔ تو کیا تم نے نہیں دیکھا............؟ وما علینا الا البلاغ

احسن بخاری

پنجاب یونیورسٹی

فتح قبرص

اسکندریہ کی فتح کے بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر برقہ اور طرابلس کو فتح کر لیا۔ پھر خلیفہ سوم نے ایک لشکر جرار تیونس کی فتح کے لئے روانہ کیا جس میں حضرت حسن حسین، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن جعفر اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ اور مجاہد شامل تھے۔ رومیوں نے ایک لاکھ بیس ہزار سپاہیوں سے مسلمانوں کا مقابلہ کیا۔ بہت شدید لڑائی ہوئی۔ مسلمانوں کو کامیابی نصیب ہوئی۔ مال غنیمت کی اس قدر بہتات تھی کہ ایک سوار کو تین ہزار دینار اور پیادہ فوج کو ایک ہزار دینار فی کس ملے۔ اس کے بعد مسلمان شہروں اور قلعوں کو فتح کرتے ہوئے جبل الطارق تک پہنچے جو مراکش کا آخری سرا ہے۔ اس طرح مصر سے مراکش تک اسلامی پرچم لہرانے لگا۔

اب مسلمان بحری جنگ کی طرف متوجہ ہوئے کیونکہ جزیرہ قبرص ایک بڑی چھاؤنی بن جانے سے (رومیوں کی چھاؤنی) اسلامی مملکتوں کے لئے زبردست خطرہ تھا۔ مسلمانوں کی سلامتی کے لئے اس کی تسخیر ضروری تھی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس اجازت کا مطالبہ کرتے تھے کہ جزیرہ قبرص کو فتح کر لیں مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میرے اور مسلمانوں کے درمیان سمندر حائل نہیں ہونا چاہیے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اس بات کی اجازت دو شرائط پر حاصل کر لی۔

1- اس مہم میں بیوی کو ہمراہ لے جائیں۔
2- بحری جنگ میں شرکت کے لئے کسی کو مجبور نہ کریں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک مضبوط لشکر لے کر حملہ آور ہوئے مگر اہل قبرص نے سات ہزار دینار سالانہ دے کر صلح کر لی اور شرائط عائد کیں۔

1- مسلمان اہل قبرص کی حفاظت کریں گے۔

عظیم ماں

ماں ایک مختصر سا لفظ ہے لیکن کہنے سے دل کو سکون ملتا ہے۔
یوں محسوس ہوتا ہے جیسے دھوپ میں کھڑا انسان چھاؤں میں آ جائے۔
ماں ایک ابرِ رحمت اور چھاؤں کی طرح ہے۔
ماں اس گھنے درخت کی مانند ہے جس کے نیچے بیٹھ کر انسان فرحت محسوس کرتا ہے۔
ماں ایک ڈالی ہے جو اپنے پھولوں کے سبب خوبصورت دکھائی دیتی ہے۔
اگر ڈالی ٹوٹ جائے تو پھول بھی بکھر جاتا ہے۔
اور اگر پھول ٹوٹ جائے تو ڈالی ویران ہو جاتی ہے۔

(محمد ارشد پو. 110/12 چیچہ وطنی)

عکاشہ رضی اللہ عنہ
تم پر سبقت لے گیا!!!

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کہ میری امت میں سے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔'' صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا وہ اللہ کے بندے ہوں گے جو نہ داغ لگواتے ہیں نہ منتر کرتے ہیں اور نہ کرواتے ہیں اور نہ ہی بدشگونی لیتے ہیں، بس اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ اس پر سیدنا عکاشہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا'' دعا فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے انہی میں سے بنا دیں۔ فرمایا تم انہی میں سے ہو۔ پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ دعا کر دیں کہ اللہ مجھے بھی انہی میں سے کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا'' عکاشہ رضی اللہ عنہ تم سے سبقت لے گیا۔''

(صحیح مسلم)

(حفصہ بنت مقبول احمد، بادامی باغ لاہور)

اس حدیث کے علاوہ بھی کئی روایات سے جمعہ کے غسل کا واجب نہ ہونا ثابت کیا جاتا ہے مگر حق یہ ہے کہ ان میں سے کسی سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے غسل کا وجوب ختم کر کے اسے چھوڑنے کی رخصت دی ہو۔

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری (کتاب الجمعہ باب فضل الغسل یوم الجمعہ میں اور شوکانیؒ نے نیل الاوطار (۱/۲۲۴۔۲۲۶) میں جمعہ کے دن غسل واجب نہ ہونے کے تمام دلائل ذکر کر کے ان کا جواب دیا ہے۔ شوکانیؒ بحث کے آخر میں فرماتے ہیں۔ ''اس بحث سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ جمہور غسل واجب نہ ہونے کے جو دلائل بیان کرتے ہیں وہ اس مقصد کے لئے دلیل نہیں بن سکتے۔ نہ ہی غسل واجب نہ ہونے کے دلائل اور غسل واجب ہونے کی احادیث کے درمیان تطبیق ممکن ہے۔ جو شخص اس فن حدیث سے تھوڑا سا تعلق بھی رکھتا ہے وہ اس بات میں شک نہیں کرے گا کہ وجوب کی احادیث واجب نہ ہونے کی احادیث سے بہت زیادہ راجح ہیں کیونکہ ان میں سب سے زیادہ واضح دلالت کرنے والی حدیث سمرہ کی ہے اور وہ گفتگو سے سالم نہیں ہے۔ رہیں باقی احادیث تو ان میں کمزور استنباطات کے علاوہ کچھ نہیں'' اھ

شارح مشکوٰۃ مولانا عبیداللہ رحمانیؒ فرماتے ہیں۔ میرے نزدیک راجح بات یہ ہے کہ ان احادیث کی وجہ سے جمعہ کا غسل فی نفسہٖ مستقل واجب ہے۔ البتہ نماز درست ہونے کے لئے شرط نہیں ہے جو غسل نہ کرے اس کی نماز درست ہوگی اور واجب ادا نہ کرنے کی وجہ سے کوتاہی کا مرتکب ہوگا۔'' مرعاۃ المفاتیح (۲/۲۳۶)

ضرورت اساتذہ

ہمیں اپنے ادارے ''طیبہ انسٹیٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز مرکز طیبہ شرقپور'' کے لئے کوالیفائڈ اساتذہ کرام کی ضرورت ہے جو کہ حفظ وقرأت کے ساتھ ساتھ کم از کم ایف اے ہوں اور وہ طلباء کو مڈل تک عصری تعلیم پڑھانے کی استعداد رکھتے ہوں۔ انٹرویو کے لئے 23 ستمبر بروز اتوار صبح 10 بجے مرکز میں تشریف لائیں۔

3 سال میں حفظ مع مڈل:

طیبہ انسٹیٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز شرقپور میں پرائمری پاس طلباء کے لئے (3 سالہ کورس) حفظ القرآن مع مڈل میں 15 رمضان المبارک سے داخلے کا آغاز ہو رہا ہے جنہیں 3 سال میں کوالیفائیڈ اساتذہ کی زیرنگرانی حفظ کے ساتھ مڈل بھی کروایا جائے گا۔ ذہین طلباء اپنے سرپرست حضرات کے ہمراہ جلد رابطہ فرمائیں۔

رابطہ: طیبہ انسٹیٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز مرکز طیبہ شرقپور **0562590978-0301-4820611, 0300-8816193**

رمضان المبارک کی مقدس ساعتوں میں مساجد کی تعمیر میں دل کھول کر حصہ لیں

انما یعمر مساجدالله من آمن بالله ولیوم الاخر (القرآن)

ترجمہ۔ مسجدوں کو تو وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ جگہیں مساجد اور بدترین جگہیں بازار ہیں۔

مسجد کی آبادکاری میں حصہ لینا ایمان کی علامت ہے، مسجد عبادت الٰہی کا مقام ہے، مسجد تعلیم دین اور تربیت کا درجہ رکھتی ہے، مسجد مسلمانوں کی معاشرتی زندگی کو کنٹرول کرتی ہے، مسجد مسلمانوں میں مئودت ورحمت، پیار ومحبت، ایثار وقربانی کے جذبوں کو کنٹرول کرتی ہے، مسجد اسلامی ریاست وسیاست کو تمام طرح کی رہنمائی مہیا کرتی ہے اسی لئے نبی اکرم ﷺ نے محلوں میں مساجد تعمیر کرنے کا حکم دیا، اور تعمیر مساجد کی فضیلت بیان کرتے ہوئے جنت میں محل کی خوشخبری سنائی۔

الحمدللہ شعبہ مساجد جماعۃ الدعوۃ پاکستان انہی خطوط پر چلتے ہوئے ملک بھر میں مساجد کی تعمیر کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے۔

1۔ بیسیوں مساجد کی تعمیر ہو چکی ہے۔ 2۔ درجنوں مساجد جن کی تعمیر اس وقت جاری ہے۔

3۔ ملک بھر میں سینکڑوں پلاٹ شعبہ مساجد کے پاس ہیں۔

رمضان المبارک کی بابرکت ساعتوں میں اہل خیر وثروت لوگوں سے اپیل ہے کہ اس ماہ میں دل کھول کر مساجد کی تعمیر وترقی میں حصہ لیں۔

کم سے کم مسجد کی لاگت -/600000 چھ لاکھ روپے

الدعی الی الخیر شعبہ مساجد جماعۃ الدعوۃ 4۔لیک روڈ چوبرجی لاہور۔ پاکستان

رابطہ نمبر...... 0301-8423301 , 0300-6093879 , 042-7230547

عطیات کے لئے...... اکاؤنٹ نمبر 0102931-2 برانچ ریواز گارڈن لاہور پاکستان۔ کوڈ نمبر 0352

ایمانی بہار کا مہینہ

ماہِ رمضان

فضائل رمضان المبارک

تلاوت قرآن' سخاوت اور رمضان:

عبداللہ بن عباس ؓ روایت کرتے ہیں کہ

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ وَكَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ فَلَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ

رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور سب سے بڑھ کر آپ ﷺ رمضان میں سخاوت کرتے۔ جب جبریل علیہ السلام آپ کے ساتھ ملاقات کرتے تھے اور جبریل علیہ السلام رمضان میں ہر رات آپ ﷺ سے ملتے اور آپ ﷺ سے قرآن کا دور کرتے اور تب آپ ﷺ تیز آندھی سے بھی بڑھ کر سخاوت کرتے تھے۔

تلاوت قرآن خصوصاً رمضان میں کیونکہ اس ماہ میں قرآن نازل کیا گیا اور نبی اکرم ﷺ جبریل علیہ السلام سے قرآن سنتے سناتے۔ اس کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے۔ ماہ مبارک میں مجاہدین کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔ سخاوت اور اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرنا جس طرح تیز ہوا ہر جگہ پہنچتی ہے' اس طرح آپ ﷺ کی سخاوت ہر شخص تک پہنچا کرتی تھی۔ ہمیں بھی چاہیے کہ اس مہینہ میں مال خرچ کرنے کا خاص اہتمام کریں۔ ہر مرد' عورت' جوان' بوڑھا اور بچہ اپنی ہمت کے مطابق مال خرچ کرے اور سخاوت کرے۔ اپنے دل سے مال کی محبت نکال کر اللہ کی محبت اور ایمان کی محبت کا ثبوت دے۔

سیدنا ابو ہریرہ ؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

جس نے رمضان کی راتوں کا قیام کیا' اپنے ایمان کو پختہ کرنے اور اللہ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے تو اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف کر دیئے گئے۔

رمضان المبارک اسلامی سال کا نواں مہینہ ہے' جسے اللہ تعالیٰ نے بہت خصائل و فضائل کی وجہ سے دوسرے مہینوں کے مقابلے میں ایک ممتاز مقام عطا کیا ہے۔ اس کے آغاز سے ہی جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ گمراہ کن شیاطین اور سرکش جنوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ نیکی وخیرات' تلاوت قرآن مجید' ذکر باری تعالیٰ انفاق فی سبیل اللہ' قیام اللیل اور دیگر نیک اعمال میں بکثرت حصہ لیتے ہیں۔ اس ماہ مبارک کی آمد پر مساجد کی رونق اس قدر دوبالا ہو جاتی ہے کہ باقی ایام میں اتنی رونق دکھائی نہیں دیتی۔ اس مہینے میں عبادت گزار مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ اور نیکی کا اجر دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ اس مہینے میں لیلۃ القدر وہ عظیم رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر عبادت کے اجر و ثواب کو متضمن ہے۔ غرض جتنے فضائل اس ماہ کو حاصل ہیں وہ کسی اور کو حاصل نہیں پھر بھی اس شخص سے بڑا بد نصیب کون ہوگا جو اس ماہ مبارک کے انوار و تجلیات سے بہرہ مند نہیں ہوتا اور نیکیوں کے اس موسم بہار میں بھی اس کے فکر و نظر اور عقیدہ و عمل کی ویرانی نہیں جاتی۔ اس کی چند ایک اہم خصوصیات درج ذیل ہیں۔

رمضان شہر القرآن

اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید کو نازل کرنے کے لئے اس مبارک ماہ کا انتخاب کیا ہے۔ اس لئے قرآن مجید کا رمضان المبارک سے گہرا تعلق ہے۔ جسے هُدًى لِّلنَّاسِ اور شِفَاءٌ الْمُؤْمِنِينَ بنایا جس کے مدمقابل آج تک کوئی کتاب نہیں پائی گئی اور نہ ہی قیامت تک کوئی ایسی کتاب لا سکتا ہے جس کا ایک ایک حرف لاریب فیہ اور اعجاز سے بھرا ہوا ہو۔ یہ کتاب صراط مستقیم اور ہدایت کی راہ کو واضح کرتی ہے اور مومنین کے لئے سراپا رحمت و نور ہے جسے رمضان المبارک کی خیر و برکت سے پر عظمت رات کو نازل کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل میں تمیز کی نشانیاں ہیں تم میں سے جو شخص اس مہینے کو پالے تو اسے روزے رکھنے چاہئیں۔

قرآن کریم کو اس ماہ مبارک کی لیلۃ القدر میں ایک ہی مرتبہ لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل کیا گیا پھر حسب ضرورت نبی ﷺ پر نازل ہوتا رہا ہے۔

مجموعہ افادات: مبشر احمد ربانی۔ ابو مرجان حافظ انس مدنی۔ احسان الحق شہباز۔ ابو حمزہ ظفر اقبال حفظہم اللہ

رمضان کے فضائل احادیث نبویہ کی روشنی میں:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ" (بخاری جلد نمبر ا کتاب الصوم) جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

سیدنا ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَعَرَفَ حُدُودَهُ وَتَحَفَّظَ مِمَّا كَانَ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَتَحَفَّظَ فِيهِ كَفَّرَ مَا كَانَ قَبْلَهُ

"جس نے رمضان کے روزے رکھے اس کی حدود کو سمجھا اور جن چیزوں سے احتیاط و حفاظت کرنا چاہئے تھی کی تو گذشتہ زندگی کے سارے گناہوں کا کفارہ ہوجائے گا۔" (احمد، بیہقی)

رمضان المبارک اور عمرہ

سیدنا عطاء بن ابی رباح فرماتے ہیں میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری عورت سے کہا: (ابن عباس نے اس کا نام لیا لیکن میں اس عورت کا نام بھول گیا ہوں) تمہیں ہمارے ساتھ حج پر جانے میں کون سی چیز مانع ہے تو اس عورت نے کہا کہ ہمارے پاس صرف دو اونٹ ہیں ایک پر میرا شوہر اور بیٹا دونوں حج پر گئے ہیں اور ہمارے پاس باقی ایک اونٹ ہے جس پر ہم پانی وغیرہ لاد کر لاتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے اس عورت سے کہا

فَإِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَاعْتَمِرِي فَإِنَّ عُمْرَةً فِيهِ تَعْدِلُ حَجَّةً

جب رمضان المبارک کا مہینہ آئے تو عمرہ کرلینا کیونکہ رمضان المبارک کا عمرہ حج کے برابر ثواب رکھتا ہے۔" (صحیح مسلم ح/۳۰۲۸)

جنت کے دروازوں کا کھلنا اور دوزخ کے دروازوں کا بند ہونا

رمضان المبارک کی آمد ہوتے ہی روئے زمین سے شر میں کمی واقع ہوجاتی ہے اس لئے شیاطین سرکش جنوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے اور جس قدر وہ غیر رمضان میں فساد برپا کرتے ہیں اس ماہ مبارک میں نہیں کرپاتے اور لوگ روزہ، تلاوت قرآن اور تمام ایسی عبادات میں مشغول ہوتے ہیں جو نفس کی تہذیب و تعمیر کرتی ہے، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتْ الشَّيَاطِينُ

جب ماہ رمضان المبارک کی آمد ہوتی ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔

(بخاری۔ ح ۳۲۷۷)

اور یہ سارے معاملات رمضان کی پہلی رات میں ہی انجام پاجاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس ماہ کی ہر رات اپنے بندوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتْ الشَّيَاطِينُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ

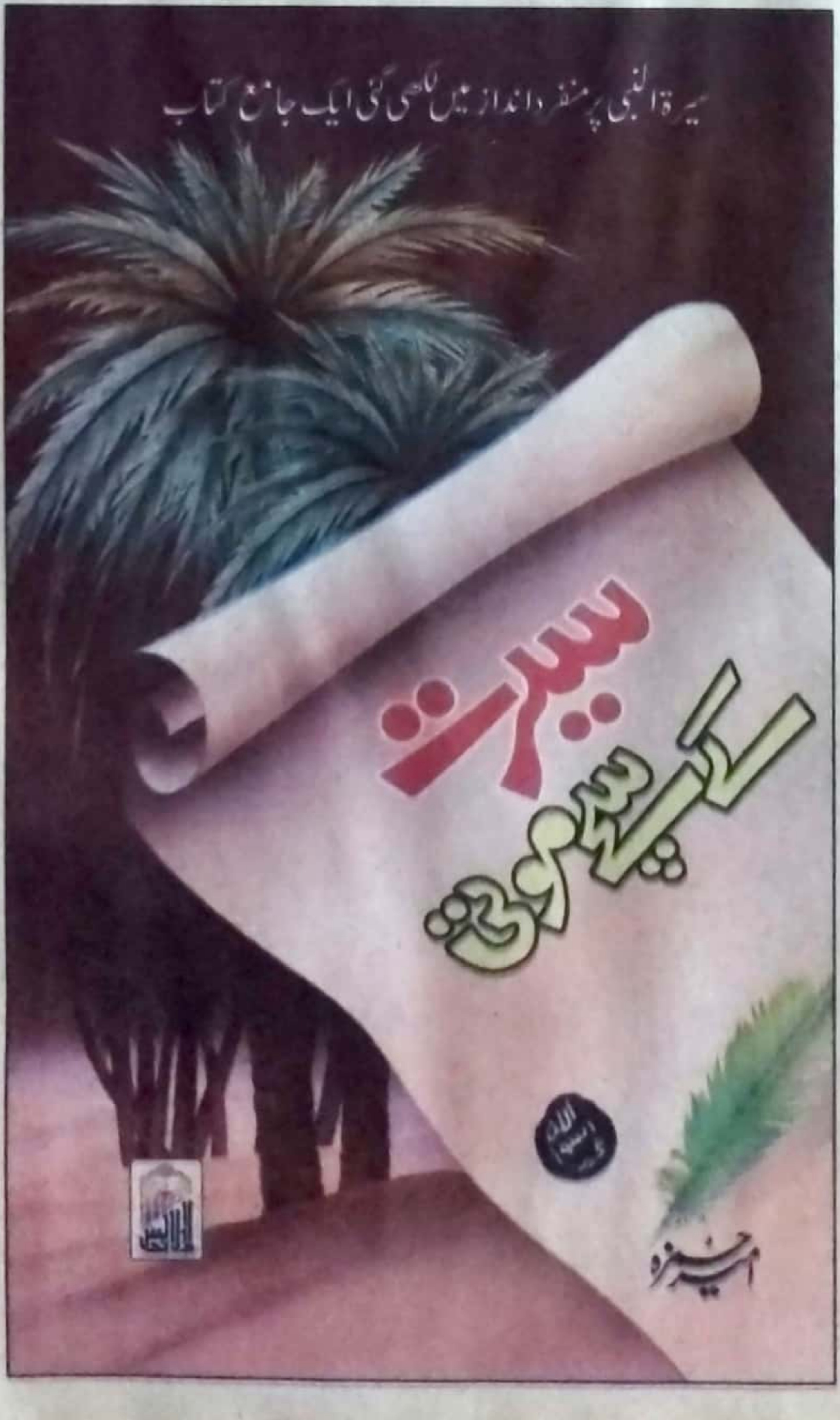

يُغْلَقُ مِنْهَا بَابٌ وَيُنَادِي مُنَادٍ يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ وَلِلَّهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذَلِكَ كُلُّ لَيْلَةٍ

جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطانوں اور سرکش جنوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے اور آگ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی دروازہ بھی نہیں کھولا جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ان میں سے کوئی دوازہ بھی بند نہیں کیا جاتا اور آواز لگانے والا آواز دیتا ہے اے خیر کے طالب آگے بڑھ اور اے برائی کے طالب رک جا اور اللہ کے لئے کچھ لوگ آگ سے آزاد کئے جاتے ہیں اور یہ (آزادی کا عمل) ہر رات ہوتا رہتا ہے۔ (ترمذی۔ح ۶۷۲)

رمضان شہر الجهاد

جہاد اسلام کی کوہان اور چوٹی ہے تا قیامت دین اسلام کی حفاظت کے لئے ایک اہم رکن و عمل کی حیثیت رکھتا ہے اور یہ عمل بہت فضیلت و عظمت کا حامل ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے افضل اعمال کے بارہ میں سوال کیا گیا تو فرمایا

إِيمَانٌ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ قِيلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قِيلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَبْرُورٌ

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور حج مبرور کرنا۔ (بخاری ح/۱۵۱۹)

صحیح بخاری میں ہی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَاسْأَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ

جنت میں سو درجے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لے تیار کیا ہے ہر دو درجوں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان و زمین میں ہے تو اللہ سے جب تم سوال کرو تو فردوس مانگو کیونکہ وہ جنت کا سب سے اونچا اور بیچ کا حصہ ہے۔ (بخاری۔ح ۲۷۹۰)

ماہ رمضان المبارک رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ سے لے کر سلف صالحین تک جہادی تاریخ سے بھرا پڑا ہے۔ اور اسلام کے دو عظیم معرکے جو جناب رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں لڑے گئے، وہ اسی جہادی مہینے میں ہوئے جن میں پہلا معرکہ جو غزوہ بدر کبری کے نام سے موسوم ہے، اسی ماہ کی سترہ تاریخ کو لڑا گیا جس سے اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کے درمیان فرق واضح کر دیا اور یہ غزوہ بجناب رسول اللہ ﷺ اور اس میں شرکت کرنے والے مومنین کے لئے عظیم خوشخبری ثابت ہوا کہ اللہ نے انہیں آج سے معاف کر دیا وہ جیسے بھی عمل کریں، ان پر کوئی مواخذہ نہیں اور دنیا میں ہی انہیں جنت کا سرٹیفکیٹ جاری کر دیا اور یقیناً یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں جہاد و قربانی کا ثمرہ ہے اور دوسرا معرکہ بھی اسی ماہ رمضان میں لڑا گیا جو فتح مکہ کے نام سے موسوم ہے۔ یہ بھی خطرناک اور اہم ترین معرکوں میں سے ایک تھا کیونکہ مکہ جزیرہ عربستان کا مرکز تھا اور اسلام کے اہم رکن حج و عمرہ کی ادائیگی کا ماویٰ و مکان اور مرجع الخلائق ہے۔ اس کے علاوہ تاریخ اسلامی ایسے بے شمار معرکوں سے بھری پڑی ہے جو اس پر عظمت مہینے میں لڑے گئے تھے۔

لیکن آج مسلمانوں کے ایک طبقہ کے ہاں یہ سارے مفہوم الٹ ہو کر رہ گئے ہیں۔ ان کے ہاں رمضان المبارک کو جہاد و قربانی کا مہینہ شمار ہی نہیں کیا جاتا۔ ان کے ہاں یہ مہینہ سستی و کاہلی اور بے جا نیند و استراحت جیسے بے مقصد اہداف پر مشتمل ہو کر رہ گیا ہے۔ بلاشبہ یہ ان کی طرف سے بڑی بھول اور فضول نظریہ ہے۔ تو ایسے لوگوں کو چاہئے کہ وہ اپنے اس عقیدہ و نظریہ کو درست کریں اور اس ماہ مبارک میں جہاد جیسے عظیم عمل کی آبیاری کے لئے خصوصاً اور باقی ایام میں عموماً کوشاں ہوں اور وہ دعوت و صحافت کا میدان ہو یا جہاد کے محاذ، وہ اپنے وسائل کو بروئے کار لائیں۔ آج بھی الحمد للہ کتنے ہی اہل توحید پختہ عقیدہ کے مالک فدائیان اسلام، اسلام کی سربلندی، اعلائے کلمۃ اللہ اور غلبہ دین کے لئے رب کائنات کے حکم اور امام المجاہدین محمد ﷺ کی سنت کے مطابق اپنا مال و جان پیش کر رہے ہیں جو کشمیر، فلسطین، اریٹیریا، شیشان، فلپائن وغیرہ مقبوضہ علاقوں میں اللہ اور دین اسلام کے دشمن ظالم ہندو بنیا، یہود و نصاریٰ سے مصروف جہاد ہیں۔ یہ مجاہدین ان کٹھن حالات میں بے سروسامانی میں بھی طاغوتی طاقتوں سے نبرد آزما ہیں، اہل ایمان سے دعا اور مالی و جانی تعاون اور مختلف دوسرے وسائل کے طلب گار ہیں۔ قبل اس کے کہ جو مشکل وقت ان پر آیا ہوا ہے وہ کسی اور پر آئے ان کی دل کھول کر مالی و جانی مدد کی جائے خصوصاً رمضان جیسے بابرکت مہینے میں جس میں ہر نیکی کا اجر دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھ جاتا ہے۔

رمضان کے روزوں کی فضیلت

رمضان کے روزے افضل ترین عبادت الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام سابقہ امتوں پر بھی اس کے روزے فرض قرار دیئے جس کی وجہ سے ان کو متقی بنانا تھا اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے جملہ احکامات پر عمل پیرا ہو اور جن کاموں سے اسے منع کیا گیا ہے ان سے رک جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (سورہ بقرہ ۱۸۳)

اے ایمان والو تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو"

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

قَالَ اللَّهُ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ابن آدم کے ہر عمل کا صلہ (دس گنا سے سات سو گنا تک) ہے مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ روزہ (گناہوں سے بچنے کے لئے) ڈھال ہے جب تم میں سے کوئی روزہ دار ہو تو نہ جھگڑا کرے نہ فحش کلامی کرے۔ اور کوئی اسے گالی دے یا مارے پیٹے تو کہہ دے میں روزے سے ہوں اور قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں

محمد ﷺ

کی جان ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے پاکیزہ ہے۔ روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہیں۔ ایک افطاری کے وقت' دوسری (روزے کی جزاء کے لئے) اپنے رب سے ملاقات کے وقت ہوگی۔ (بخاری ح/۱۹۰۴)

یہ حدیث مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر روزوں کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔

ا۔ عبادت صیام کی جزاء و ثواب کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے اور فرمایا "اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ" جس سے روزوں کی عظمت واشرفیت معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ روزہ بندے اور اس کے رب کے درمیان ایک پوشیدہ امر ہے جس پر اس کے علاوہ کوئی اور مطلع نہیں ہو سکتا اور عبادت میں کس قدر اخلاص ہے کہ روزہ دار استطاعت کے باوجود خفیہ طور پر اپنا روزہ نہیں توڑتا اسے معلوم ہے کہ رب تعالیٰ اس کے ظاہر و باطن سے خوب واقف ہے۔

روزہ ڈھال ہے:

☆۔ روزہ ڈھال ہے' قیامت کے دن روزہ اپنے صاحب کے لئے شفاعت کرے گا اور آگ سے اس کے لئے ڈھال ہوگا۔

روزہ دار کے منہ کی مہک:

☆۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے پاکیزہ ہے یہ بو معدہ کی خوراک سے خالی ہونے کے وقت پیدا ہوتی ہے۔ یہ بو مخلوق کے ہاں ناگوار لیکن خالق حقیقی کے ہاں بہت محبوب ہے۔

روزہ دار کے لئے دو خوشیاں:

☆۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک افطاری کے وقت اور دوسری حقیقی خوشی قیامت کے دن اللہ کے ہاں اپنے اعمال حسنہ کی پوری پوری جزاء کے ملنے سے' جس دن کوئی دوسری چیز کام نہیں آئے گی

(یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ (۸۸) اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ (سورہ شعراء ۸۹)

جس دن کہ مال اور اولاد کچھ کام نہیں آئے گی

لیکن فائدہ والا وہی ہوگا

جو اللہ کے سامنے بے عیب دل لے کر جائے۔"

ہدایت میں پختگی:

ترمذی کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے فرمایا "اِسْتَحْیُوْا مِنَ اللّٰہِ حَقَّ الْحَیَاءِ" اللہ سے اس طرح حیا کرو جس طرح حیا کرنے کا حق ہے۔ تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا الحمدللہ ہم تو اللہ سے حیا کرتے ہیں۔ جس طرح اس سے حیا کرنے کا حق ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا جو آدمی اللہ سے اس طرح حیا کرنا چاہتا ہے جس طرح حیا کرنے کا حق ہے تو اسے چاہئے کہ دماغ اور اس میں آنے والے خیالات واحساسات کو بھی صحیح رکھے اور پیٹ اور اس میں جمع ہونے والی غذا و خوراک کو بھی صحیح رکھے' یعنی اللہ کی نافرمانی والا خیال بھی نہ لائے اور حقوق العباد کو بھی غصب نہ کرے۔ یہ اللہ سے حیا کرنے کا اصل حق ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ حیا ایمان سے ہے۔ اب دوسری طرف روزہ ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو خیالات وخواہشات سے پاک کرے۔ جو اسے اللہ کی نافرمانی پر ابھارتی ہیں۔ یہ ان سے بچاؤ کے لئے ایک ڈھال ہے۔ اس طرح ایمان اور روزے کا تعلق بھی واضح ہو گیا کہ روزہ ایمان کو جلا دینے والا' ایمان بڑھانے والا عمل ہے اور ایمان کی راہ میں آنے والی رکاوٹوں کو ختم کرنے کے لئے ڈھال ہے۔

شفاعت اور روزہ:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا

الصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ الصِّيَامُ أَيْ رَبِّ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِي فِيهِ وَيَقُولُ الْقُرْآنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِي فِيهِ قَالَ فَيُشَفَّعَانِ

"روزہ اور قرآن قیامت والے دن انسان کی سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا اے میرے رب میں نے اسے دن بھر کھانے پینے اور شہوات سے منع رکھا اور قرآن کہے گا اے میرے رب میں نے اسے راتوں کو نیند سے منع رکھا تو دونوں کی شفاعت قبول کرلی جائے گی۔

روزہ شہوات سے بچنے کا علاج ہے:

بخاری و مسلم میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ

اے نوجوانوں کی جماعت تم میں سے جو شادی کے اسباب کی طاقت رکھتا ہو اسے ضرور شادی کرنی چاہئے اور جو استطاعت نہیں رکھتا اس پر روزہ رکھنا ضروری ہے کیونکہ روزہ اس کی شہوات کو توڑنے والا ہے۔ (بخاری ح ۵۰۶۵۔ مسلم ح/۱۴۰۰)

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے نوجوانوں کی ایسی جماعت جو شادی کرنے کی طاقت نہیں رکھتی انہیں زیادہ سے زیادہ روزے رکھنے کا حکم دیا ہے کہ وہ روزہ رکھنے سے اپنی شہوت پر قابو پائیں کیونکہ روزہ شہوت کو عارضی طور پر کچل دیتا ہے۔

روزہ دار جنت میں داخلے کا راستہ ہے

روزہ دار کے لئے جنت میں داخلے کے لئے ایک خاص دروازہ ہے' بخاری و مسلم میں سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ أَيْنَ الصَّائِمُونَ فَيَقُومُونَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ

جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہتے ہیں روزہ دار لوگ جنت میں اس دروازہ سے جائیں گے' پکارا جائے گا روزہ دار کہاں ہیں وہ اٹھ کھڑے ہوں گے ان کے سوا اس میں کوئی اور نہ جائے گا جب وہ جا چکیں گے تو یہ دروازہ بند ہو جائے گا اور کوئی اس میں نہ جا سکے گا۔ (بخاری ح/۱۸۹۶ مسلم ح/۱۱۵۲)

روزہ گناہوں سے مغفرت اور کفارہ ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے

إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ (سورہ ہود ۱۱۴)

یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں

اور روزہ میں قسم قسم کی نیکیاں پائی جاتی ہیں جو

گناہوں کا کفارہ ہوں گی۔ ان شاء اللہ (بخاری و مسلم) میں سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّوْمُ وَالصَّدَقَةُ

آدمی کے بیوی ومال، اولاد اور پڑوسی کے حقوق کی ادائیگی میں کمی کا کفارہ روزے، نماز اور صدقہ وخیرات بنتے ہیں۔

اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

جس نے رمضان المبارک کے روزے ایمان اور ثواب سمجھ کر رکھے اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے گئے ہیں۔ (بخاری ۳۷)

الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ مَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ

(مسلم ح/ ۲۳۳)

پانچ نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک درمیان والے گناہوں کا کفارہ ہیں بشرطیکہ وہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرتا ہے۔

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ روزہ گناہوں سے مغفرت و کفارہ کا سبب ہے لیکن شرط یہ ہے کہ کبیرہ گناہوں سے بچاجائے کیونکہ کبیرہ گناہ صرف سچی توبہ سے معاف ہوتے ہیں۔

روزہ دار کے اوصاف

روزہ دار کو چاہئے کہ وہ تمام امور زندگی میں دین اسلام کو پیش نظر رکھے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت سے بال بال بچے، قول و عمل میں جھوٹ، غیبت، چغل خوری گالی گلوچ، لوگوں پر زیادتی، خیانت، دھوکا بازی، ناجائز طریقہ سے مال جمع کرنا فہم وبصیرت کے ہوتے ہوئے قول وعمل میں جہالت سے کام لینا وغیرہ رذائل سے اجتناب کرے وگرنہ اللہ کو روزہ دار کے بھوکے پیاسے رہنے سے کوئی سروکار نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ

جو شخص قول وعمل میں جھوٹ، جہالت کے کام نہیں چھوڑتا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ (بخاری ح/ ۲۰۵۷)

روزہ کے طبی فوائد:

حدیث نبوی ہے کہ "روزے رکھو۔ صحت مند ہو جاؤ گے۔" [الترغیب والترہیب (۲/ ۸۳)]

عصر حاضر کی جدید سائنسی تحقیق یہ کہتی ہے کہ جسم انسانی پر سال بھر میں لازماً کچھ وقت ایسا آنا چاہیے جس میں اس کا معدہ کچھ دیر فارغ رہے۔ کیونکہ مسلسل کھاتے رہنے سے معدے میں مختلف قسم کی رطوبتیں پیدا ہوجاتی ہیں جو آہستہ آہستہ زہر کی صورت اختیار کرلیتی ہیں۔ لیکن روزے سے یہ رطوبتیں اور ان سے پیدا ہونے والے کئی مہلک امراض ختم ہوجاتے ہیں اور نظام انہضام پہلے سے قوی تر ہوجاتا ہے۔ روزہ شوگر، دل اور معدے کے مریضوں کے لیے نہایت مفید ہے اور مشہور ماہر نفسیات سگمنڈ فرائیڈ کا کہنا ہے کہ روزے سے دماغی اور نفسیاتی امراض کا کلی خاتمہ ہوجاتا ہے۔ [مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: سنت نبوی اور جدید سائنس (۱/ ۱۶۲)]

آج مسلمانوں کے ایک طبقہ کے ہاں رمضان کا مفہوم صرف سستی وکاہلی اور بے جانیند واستراحت جیسے بے مقصد اہداف تک محدود ہوکر رہ گیا ہے

ڈاکٹر عبد الحمید دیان (AbdulHamid Dian) اور ڈاکٹر احمد قارا قز (Ahmad Qara Quz) اپنے ایک آرٹیکل "Medicine in the Glorious Quran" میں لکھتے ہیں کہ

"روزہ انسان کی جسمانی، نفسیاتی اور جذباتی بیماریوں کے لیے مؤثر علاج ہے۔ یہ آدمی کی مستقل مزاجی کو بڑھاتا ہے، اس کی تربیت کرتا ہے اور اس کی پسند اور عادات کو شاندار بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ روزہ انسان کو طاقتور بناتا ہے اور اس کے اچھے اعمال کو پختہ عزم دیتا ہے۔ تاکہ وہ لڑائی وفسادات کے کاموں، چڑچڑے پن اور جلد بازی کے کاموں سے اجتناب کرسکے۔ یہ تمام چیزیں مل کر اس کو ہوشمند اور صحت مند انسان بناتی ہیں۔ علاوہ ازیں اس کی ترقی، قوت مدافعت اور قابلیت کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے تاکہ وہ مشکل حالات کا سامنا کرسکے۔ روزہ انسان کو کم کھانے کا عادی بناتا ہے اور اس کے موٹاپے کو کنٹرول کرتا ہے جس سے اس کی شکل وشباہت میں نکھار پیدا ہوجاتا ہے۔

روزے کی وجہ سے انسان کی صحت پر جو اثرات وفوائد مرتب ہوتے ہیں وہ یہیں ختم نہیں ہوتے بلکہ روزہ انسان کو بہت سی مہلک بیماریوں سے بھی محفوظ رکھتا ہے جن میں اہم و قابل ذکر نظام انہضام کی بیماریاں ہیں مثلاً جگر کی بیماریاں، بدہضمی وغیرہ۔ علاوہ ازیں موٹاپا، بلڈ پریشر، دمہ، خناق اور ان جیسی دیگر بہت سی بیماریوں کا علاج ہے۔ روزے کی حالت میں بھوک کی وجہ سے انسان کے جسم میں موجود خون کے خراب خلیوں کے ٹوٹنے کا عمل شروع ہوجاتا ہے اور ان کی جگہ خون کے نئے خلیے بننے شروع ہوجاتے ہیں۔"

ڈاکٹر شاہد اطہر جو کہ امریکہ کی ایک یونیورسٹی "انڈیانا یونیورسٹی سکول آف میڈیسن" کے ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں، وہ فوائد رمضان کے متعلق اپنے ایک آرٹیکل "The Spiritual and Health Benefits of Ramadan Fasting" میں لکھتے ہیں کہ

"روزہ ان لوگوں کے لیے بہت مفید ہے جو نرم مزاج، اعتدال پسند اور مثالی بننا چاہتے ہیں ۱۹۹۴ء میں ایک بین الاقوامی کانفرنس "رمضان اور صحت" جو کہ کاسابلانکا (افریقہ)، میں منعقد ہوئی۔ اس میں طبی حوالے سے روزے کی وسعت وپھیلاؤ کے بارے میں پانچ اہم نکات پر روشنی ڈالی گئی۔ جس سے نظام طب کے حوالے سے بہت سے اچھے اثرات سامنے آئے حتی کہ یہ چیز بھی سامنے آئی ہے کہ روزہ مریضوں کے لیے کسی بھی طریقے سے نقصان دہ نہیں ہے۔ جو لوگ روزہ رکھتے ہیں وہ اس میں سکون اور صبر وتحمل کا درس لیتے ہیں۔ روزہ کی حالت میں انسان کی نفسیاتی بیماریاں کم ہوجاتی ہیں اور انسان کئی اور دوسرے جرائم سے بچ جاتا ہے۔"

احکام رمضان

فقہ الصوم

فرضیت روزہ

روزہ اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک اہم رکن ہے جس کے بجالانے کا اہل اسلام کو حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (سورۃ بقرہ ۱۸۳)

اے ایمان والو تم پر روزے لکھ دیئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلی امتوں پر لکھے گئے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

دوسرے مقام پر فرمایا

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (سورہ بقرہ ۱۸۵)

تم میں جو رمضان المبارک کے مہینے کو پالے تو اسے اس کے روزے رکھنے چاہئیں۔

فَلْيَصُمْهُ کی ضمیر منصوب یہاں مفعول بہ واقعہ ہو کر تمام مہینہ کے روزوں کی فرضیت ثابت کر رہی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود (برحق) نہیں ہے اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا، حج بیت اللہ کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ (بخاری ح/۸)

اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک اعرابی (دیہاتی) آیا اور کہا مجھ کو کوئی ایسا عمل بتلادیں کہ جس پر میں عمل پیرا ہو کر جنت میں داخل ہو جاؤں، تو آپ نے فرمایا

تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ (بخاری ح/۱۳۴۷)

تو صرف اللہ کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر، فرض نماز قائم کر اور فرضی زکوٰۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ۔

مذکورہ بالا حدیث میں حج کا ذکر نہیں ہوا اس لئے کہ وہ اعرابی ان دنوں حالات احرام میں ہی تھا جب یہ سوال کیا تو آپ ﷺ نے اس کے پیش نظر حج کا ذکر نہیں کیا۔ (فتح الباری)

اور تمام مسلمانوں کا رمضان کے روزوں کی فرضیت پر اجماع ہے جبکہ ان کا انکاری کافر و مرتد ہے الا یہ کہ جہالت کی بنا پر انکار کر بیٹھے۔ اس سے توبہ کروائی جائے گی اگر وہ توبہ کر لے تو درست وگرنہ اسے حالت کفر میں قتل کیا جائے گا ان آیات واحادیث سے معلوم ہوا کہ رمضان کے روزے بھی دوسری عبادات کی طرح اہل ایمان پر فرض ہیں۔

رمضان کے روزے کس پر فرض ہیں؟

رمضان المبارک کے روزے مسلمان، مکلف، بالغ، عاقل آدمی پر سال میں ایک مرتبہ فرض ہیں جبکہ اس کے علاوہ نفلی روزے رکھنا بھی مسنون ہے۔

> **ملاحظہ**: کافر پر روزے نہیں اور نہ ہی اس سے قبول ہوں گے یہاں تک کہ وہ اسلام قبول کر لے۔

بچوں پر بھی روزے فرض نہیں جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو جائیں ہاں اگر وہ بغیر کسی مشقت و تکلیف کے اس کی طاقت رکھتے ہوں تو ان کو روزے رکھوائے جا سکتے ہیں تاکہ وہ اس کے عادی ہو جائیں۔

روزے کب فرض ہوئے؟

محدث امیر یمانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

كَانَ مَبْدَا فَرْضِهِ فِي السَّنَةِ الثَّانِيَةِ مِنَ الْهِجْرَةِ

روزے کی فرضیت کی ابتداء سن دو ہجری میں ہوئی (سبل السلام)

اور رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت کے بعد نو دفعہ اس مبارک مہینے کے روزے رکھے۔

روزے کا معنی و مفہوم:

لغت عربی میں صوم وصیام کا معنی مطلق رکنا کے ہیں۔ امام ابو عبید رحمہ اللہ نے لکھا

كُلُّ مُمْسِكٍ عَنْ كَلَامٍ اَوْ طَعَامٍ اَوْ سَيْرٍ فَهُوَ صَائِمٌ ۔ (مختار الصحاح)

ہر اس شخص کو جو بات کرنے یا کھانے سے یا سفر کرنے سے رک جائے اسے صائم کہتے ہیں۔

اور امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ نے لکھا:

الصوم فی الاصل الامساک عن الفعل

کہ صوم اصل میں کام سے رک جانے کو کہتے ہیں۔ (فتح الباری)

اور اسی سے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا) اے مریم صدیقہ تم کہہ دینا کہ میں نے رحمان کے لئے (بات کرنے سے رک جانے کی) نذر مانی ہے۔ (مریم)

اور شریعت اسلامیہ میں صوم سے مراد مخصوص رکن ہے اور وہ کھانے پینے اور جماع اور دوسرے مفطرات جن کے بارہ میں شرع میں ذکر آیا ہے، دن بھر علی وجہ المشروع رکنا ہے۔ (سبل السلام)

رمضان کا چاند اور شک کا روزہ:

رمضان المبارک کا مہینہ یا تو شعبان المعظم کے ۳۰ دن پورے کر لینے سے یا رمضان کا چاند دیکھ لینے سے شروع ہوتا ہے۔ اگر مطلع ابر آلود ہو تو شعبان المعظم کے ۳۰ دن پورے کر لینے چاہئیں کیونکہ اسلامی مہینہ یا تو ۲۹ دن کا ہوتا ہے یا پورے ۳۰ دن کا ہوتا ہے اس سے زائد کا نہیں ہوتا۔

> **چاند دیکھنے کی دعا:**
>
> اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ هِلَالُ خَيْرٍ وَّرُشْدٍ
>
> "اے اللہ! اس کو ہم پر امن و ایمان اور سلامتی و اسلام کے ساتھ نکال۔ اے چاند! میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ اے اللہ! یہ چاند ہدایت اور بھلائی کا چاند ہو۔"
>
> (جامع ترمذی ومسند احمد)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ (بخاری ح/۱۹۰۹)

چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی افطار (عید الفطر)

کرو۔ اگر تم پر مطلع ابر آلود ہو تو شعبان کے ۳۰ دن پورے کرلو۔

اور شعبان کے آخری دن میں رمضان کے لئے احتیاطاً شک کا روزہ رکھنا جائز نہیں ہے کیونکہ شریعت نے رمضان کے روزوں کی ابتداء کو اس کے چاند دیکھ لینے پر موقوف کیا ہے تو ایسا کرنے والا صریح نص کے امراً اور نہیاً

رمضان المبارک کا آغاز ہوتے ہی جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جبکہ سرکش شیاطین جنوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے روئے زمین پر شر و فساد میں کمی ہو جاتی ہے

مخالف ہے۔ ہاں اگر اتفاقاً کسی شخص کی ایسے دن میں موافقت ہو جائے کہ وہ اس میں روزہ رکھتا ہے تو وہ روزہ رکھ سکتا ہے۔

سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمَهُ فَلْيَصُمْ ذَلِكَ الْيَوْمَ

تم میں سے کوئی رمضان المبارک سے پہلے ایک یا دو دن ہرگز روزہ نہ رکھے ہاں ایسا آدمی مستثنیٰ ہے جو روزہ رکھتا ہو تو وہ اس دن میں روزہ رکھے۔ (بخاری ح/۱۹۱۴)

روزے میں نیت کا بیان

روزے کے لئے نیت ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ (بخاری و مسلم)

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے صحیح سند کے ساتھ حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

مَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهُ

جس نے طلوع فجر سے پہلے روزے کی نیت نہ کی اس کا کوئی روزہ نہیں ہے۔ (جامع ترمذی ح/۷۳۰)

مذکورہ حدیث سے صاف ظاہر ہو گیا کہ رمضان المبارک کے روزے کے لئے نیت ضروری ہے اس کے بغیر روزہ نہیں ہوتا اور روزہ دار کو روزہ کی نیت رات سے ہی کرلینی چاہئے اگر رات کو نہ کرسکے تو طلوع فجر سے پہلے بہر کیف کرلینی چاہئے جبکہ نفلی روزہ میں طلوع آفتاب کے بعد بھی نیت کی جا سکتی ہے نیت دل کے ارادہ کو کہتے ہیں اس میں عربی یا کسی بھی زبان میں مخصوص عبارت بنا کر زبان سے ادا کرنا درست نہیں ہے اور نہ ہی ایسا رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سلف صالحین رحمھم اللہ سے ثابت ہے اس لئے ایسا کرنا خلاف سنت اور بدعت پر مبنی عمل ہے۔

سحری

نبی ﷺ نے سحری کھانے کا حکم دیا ہے جیسا کہ بخاری و مسلم میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً

سحری کھاؤ کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔ (بخاری ح/۱۹۲۳، مسلم ح ۱۰۹۵)

اور صحیح مسلم میں عمرو بن العاص سے ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحَرِ

ہمارے اور اہل کتاب کے درمیان حد فاصل سحری کھانا ہے

معلوم ہوا کہ یہود و نصاریٰ سحری نہیں کھاتے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی مخالفت میں اہل ایمان کو حکم دیا کہ وہ سحری کھایا کریں تو سحری ضرور کرنی چاہئے اگرچہ پانی کا ایک گھونٹ ہی کیوں نہ میسر ہو۔

تاخیر سحری

سحری تاخیر سے کھانا مستحب ہے۔ سیدنا زید بن ثابت سے مروی ہے کہ

تَسَحَّرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالسَّحُورِ قَالَ قَدْرُ خَمْسِينَ آيَةً (بخاری ح/۱۹۲۱، مسلم ح/۱۰۹۷)

رسول اللہ ﷺ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے سحری کھائی جب سحری سے فارغ ہوئے تو نبی ﷺ نماز ادا کرنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ کے سحری سے فارغ ہونے اور فجر کی نماز کی ادائیگی میں اتنا وقفہ تھا کہ آدمی تقریباً پچاس آیات تلاوت کرلیتا۔

نوٹ: یاد رہے کہ سحری کی کوئی خاص دعا صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

افطاری:

روزہ جلد افطار کرنا اور سحری میں تاخیر کرنا مستحب ہے سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

افطاری کی دعا:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ افطاری کے وقت یہ دعا کرتے تھے۔

ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ

پیاس چلی گئی۔ رگیں تر ہو گئیں اور اگر اللہ نے چاہا تو اجر ثابت ہو گیا۔ (ابوداؤد ح ۲۳۵۷)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ

اس وقت تک لوگ ہمیشہ بھلائی میں رہیں گے جب تک وہ افطاری میں جلدی کریں گے۔ (بخاری ح/۱۹۵۷، مسلم ح/۱۰۹۸)

سیدنا عمرو بن میمون الاودی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ لوگوں سے جلد افطاری کرنے والے اور سحری میں تاخیر کرنے والے تھے۔ (فتح الباری)

لہٰذا روزہ دار کو سورج غروب ہوتے ہی افطاری کر لینی چاہئے۔ کسی قسم کے شک و شبہ میں نہیں پڑنا چاہئے جبکہ تاخیر سے افطاری کرنا یہود و نصاریٰ کا عمل بتایا گیا ہے۔

افطاری کس چیز کے ساتھ کی جائے؟

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نماز (مغرب) پڑھنے سے قبل تازہ کھجوروں کے

ساتھ روزہ افطار کرتے اور اگر تازہ کھجوریں میسر نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں (چھوہارے) سے روزہ افطار کرتے اور اگر خشک کھجوریں نہ ملتیں تو پانی کے چند گھونٹ بھر لیتے۔ (ابوداؤد ح/۲۳۵۶۔ترمذی ح۶۹۶)

افطاری کے وقت دعا قبول ہوتی ہے:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِهِ لَدَعْوَةً مَا تُرَدُّ (رواہ ابن ماجہ ح ۱۷۵۳)

روزہ دار کی افطاری کے وقت دعا رد نہیں کی جاتی۔

لہٰذا روزہ دار کو دین و دنیا کی بہتری کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں۔

روزہ افطار کروانا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْئًا

جس نے کسی روزے دار کا روزہ کھلوایا تو اس کو بھی روزے دار کی مثل اجر ملے گا بغیر اس کے کہ اللہ روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی کرے۔ (ترمذی ح/۸۰۷)

ایک دوسری حدیث میں فرمایا

مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا أَوْ جَهَّزَ غَازِيًا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ

جس نے کسی روزے دار کا روزہ کھلوایا یا کسی مجاہد کو تیار کیا (سامان حرب مہیا کیا) تو اس کے لئے بھی اس کی مثل اجر ہے۔

مباحات روزہ

۱۔خود بخود قے کا آجانا۔ (ترمذی ح/۷۲۰)

۲۔حالت روزہ میں سینگی لگوانا۔ (بخاری ح ۱۹۳۸)

۳۔مسواک کرنا بخاری۔ (مسلم ح ۲۵۳۔۲۵۲ ترمذی ۷۲۵)

۴۔حالت جنابت میں سحری کھا کر روزہ رکھنا اور بعد میں نماز کے لئے غسل کرنا۔ (بخاری ۱۹۲۶، مسلم ۱۱۰۹)

۵۔کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا تاہم مبالغہ نہ کیا جائے۔ (سنن ابی داؤد ۲۳۶۶)

۶۔بیوی کا بوسہ لینا اور اس سے بغل گیر ہونا بشرطیکہ اپنے آپ پر کنٹرول ہو۔ (بخاری ۱۹۲۷، مسلم ۱۱۰۶)

۷۔سر کے بالوں اور داڑھی پر مہندی لگانا۔

۸۔ضرورت کے تحت کھانا چکھنا بشرطیکہ حلق میں نہ جائے۔ (بخاری۔۱۲۰۹)

۹۔سرمہ لگانا اور کان یا آنکھ میں دوائی ڈالنا۔ (بخاری ۱۵۳/۴)

۱۰۔گوشت یا رگ میں بغیر طاقت والا ٹیکہ لگوانا۔

۱۱۔غسل کرنا۔ (سنن ابی داؤد۔۱۸۱۰)

۱۲۔گرد و غبار یا مکھی وغیرہ کا حلق میں چلے جانا۔ (فتح الباری ۱۵۵/۱)

۱۳۔بھول چوک سے کھانا پینا اور جماع کرنا۔ (بخاری و مسلم)

۱۴۔احتلام (خواب میں منی خارج ہو جانا) کیونکہ یہ غیر اختیاری فعل ہے۔

مفسدات روزہ:

۱۔حالت روزہ میں جان بوجھ کر کھانا پینا۔ (بخاری۔ترمذی ح۷۲۳)

۲۔جان بوجھ کر قے کرنا۔ (ترمذی ۷۲۵ ابوداؤد ح ۲۳۸۵۰ ابن ماجہ ح۱۶۷۶)

۳۔حیض و نفاس۔ (بخاری ح/۱۹۵۱۔مسلم ح/۳۵۵)

۴۔حالت روزہ میں عمداً جماع کرنا۔ (بخاری ح۱۹۳۵۔مسلم ح/۱۱۱۱)

۵۔گلوکوز یا خون یا کوئی اور غذائی مواد کسی ذریعے سے داخل کرنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

رخصت برائے روزہ

☆ایسا مریض جسے شفایاب ہونے کی امید ہو اور مسافر کو قضا کے ساتھ روزہ رکھنے کی رخصت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ (بقرہ ۱۸۵)

اور جو کوئی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو دیگر ایام میں گنتی پوری کرے۔

☆حائضہ اور نفاس والی عورت نہ نماز پڑھے گی نہ روزہ رکھے گی لیکن بعد میں صرف روزہ کی قضا دے گی۔ (مسلم ح/۳۳۵۔ترمذی ح۷۸۷)

☆حاملہ اور مرضعہ (دودھ پلانے والی) کو اگر روزہ سے جنین یا بچہ کو نقصان کا اندیشہ ہو تو اسے روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے۔ پھر قضا دیں (ابوداؤد ح/۲۳۱۸۔ترمذی ح/۷۱۵)

☆بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت جو روزہ کی استطاعت نہ رکھتے ہوں وہ ہر دن کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلادیں۔ (ابوداؤد ح/۲۳۱۸) دار قطنی۔مستدرک حاکم)

کفارہ

جو شخص اپنی بیوی سے رمضان المبارک میں روزہ کی حالت میں جماع عمداً کرے تو اس پر روزے کی قضاء اور کفارہ لازم ہے۔ کفارہ کی تفصیل۔

۱۔ایک غلام آزاد کرے۔

۲۔اگر غلام آزاد کرنے کی استطاعت نہیں تو دو ماہ کے متواتر روزے رکھے۔

۳۔اگر اس کی بھی استطاعت نہیں تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلادے۔ (کفارہ کی ادائیگی میں مذکورہ ترتیب ضروری ہے)۔ (بخاری ح ۱۹۳۲۔مسلم ح/۷۲۴)

روزہ کی قضا

☆جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ روزے ہوں تو وارث اس کی طرف سے روزے رکھے۔

قیام اللیل

قیام اللیل کو صلوۃ تراویح، قیام رمضان، صلوۃ اللیل وغیرہ بھی کہا جاتا ہے۔ قیام اللیل کا مطلب یہ ہے کہ راتوں کو اللہ کی عبادت اور اس کی بارگاہ میں عجز و انکساری کا اظہار ہو۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی جو صفات بیان فرمائی ہیں۔ ان میں ایک یہ بھی ہے۔

وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا (فرقان ۲۳)

ان کی راتیں اپنے رب کے سامنے قیام و سجود میں گزرتی ہیں

اور نبی ﷺ نے فرمایا

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

جس نے رمضان المبارک کا قیام ایمان اور ثواب سمجھ کر کیا اس کے سابقہ گناہ معاف کردیے گئے۔ (بخاری ح/۲۵۵۹۔مسلم ح/۷۵۹)

رمضان المبارک
کے
10 غزوات وسرایا

محسن فارانی

رمضان عبادتِ صیام کے باعث ایک بابرکت مہینہ ہے اور اس سے بھی بڑی فضیلت اس مہینے کی یہ ہے کہ اس میں قرآن کریم نازل ہوا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

شھر رمضان الذی انزل فیه القرآن.

''رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔''

اور جب قرآن میں کفار کے خلاف جہاد کرنے کا حکم نازل ہوا تو نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اعلائے کلمۃ الحق کے لئے فریضۂ جہاد کی ادائیگی میں تن من دھن سے مصروف ہوگئے۔ یہ فرض انہوں نے رمضان المبارک میں بھی اسی جوش وجذبہ سے ادا کیا۔ یہاں ہم ان غزوات اور سرایا کا مختصر تذکرہ قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں جو ماہ رمضان میں پیش آئے تھے۔

1- غزوۂ بدر الکبریٰ (17 رمضان 2 ہجری):

رمضان المبارک 2 ہجری میں رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی کہ ابوسفیان کا تجارتی قافلہ شام سے لوٹ رہا ہے۔ آپ نے اس قافلے کی واپسی کی اطلاع پاتے ہی بطور حفظِ ماتقدم صحابۂ کرام کو نکلنے کی دعوت دی' چنانچہ 313 صحابہ رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے ہمراہ نکلے۔

ذفران کے قریب پڑاؤ ڈالا تو خبر ملی کہ قریش مکہ اپنے تجارتی قافلے کی حفاظت کے لئے نکلے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو قریش مکہ کے عزائم سے آگاہ کیا تو ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے یکے بعد دیگرے اچھے جذبات کا اظہار کیا' پھر مقداد بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے' انہوں نے کہا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ اپنے رب کے حکم سے لڑیں۔ ہم بھی آپ کے ساتھ لڑیں گے۔ اللہ کی قسم! آپ ہمیں ''برک الغماد'' تک لے کر جائیں گے تو بھی ہم آپ کے ساتھ جانے کو تیار ہیں۔'' (مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنے مربی اسود کی نسبت سے مقداد بن اسود بھی کہلاتے تھے۔)

اس دوران میں قریش کا قافلہ ساحل کی طرف سے ہوکر مکہ کی طرف نکل گیا تھا مگر ابوجہل نے جو ایک ہزار قریشیوں کی قیادت میں مکہ سے چلا تھا' پیش قدمی جاری رکھی حتی کہ وہ بدر پہنچ گئے۔ جب فدائیان اسلام بدر پہنچے تو دیکھا کہ دشمن کا لشکر جوان سے تعداد میں تین گنا اور سامان میں ہزار گنا ہے' اُترا ہوا ہے۔ مسلمان خیمہ زن ہوئے اور نبی ﷺ نے رات کو بارالٰہی میں سجدے میں پڑ کر گزارش کی کہ ''اے اللہ! اگر آج یہ چھوٹی سی جماعت مٹ گئی تو قیامت تک دنیا میں تیرا نام لینے والا کوئی نہ رہے گا۔''

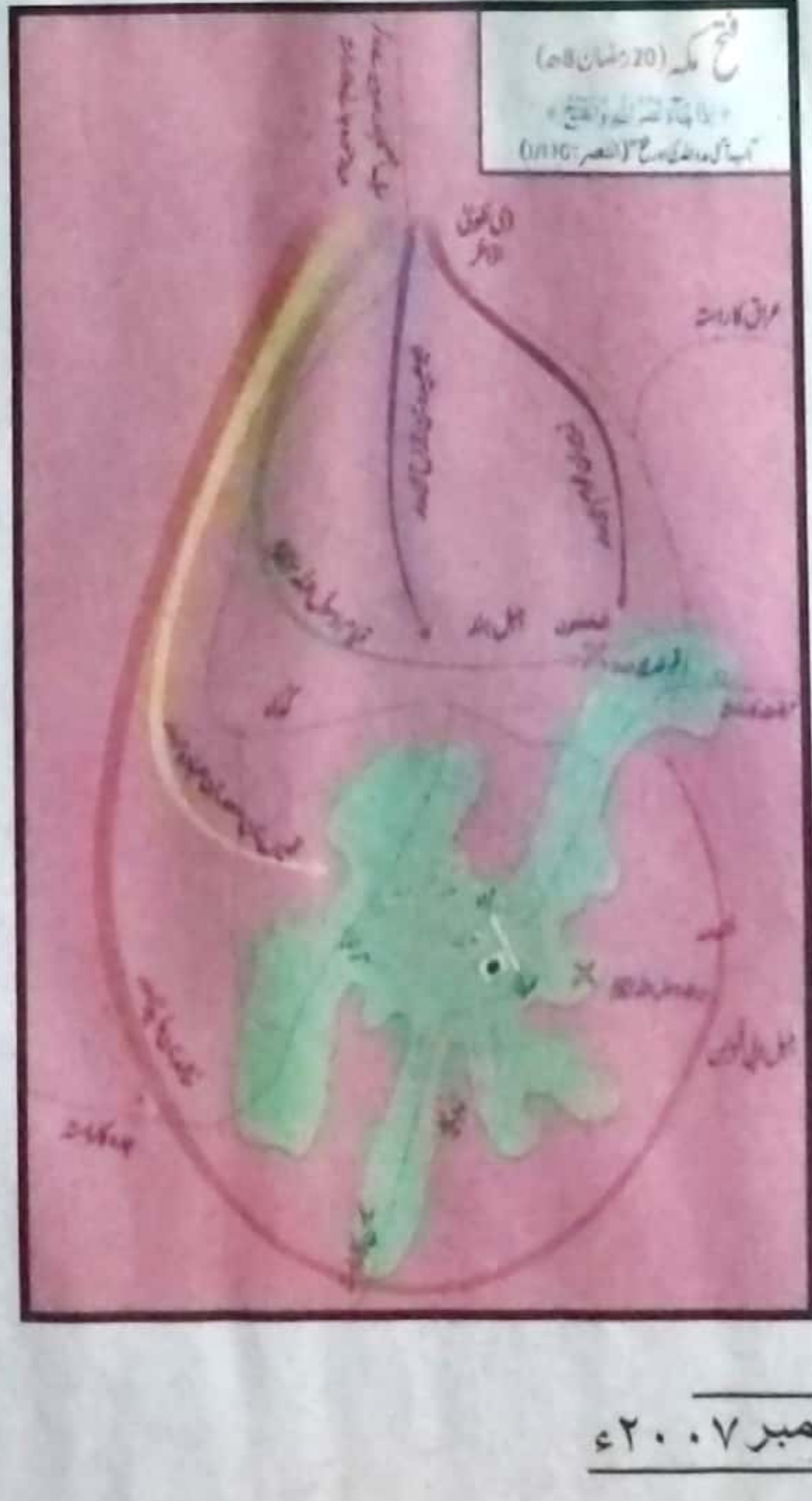

17 رمضان 2 ہجری بروز جمعہ حق وباطل میں ایک فیصلہ کن معرکہ برپا ہوا۔

عام رن پڑا تو دو انصاری نوجوان معاذ اور معوذ رضی اللہ عنہما نے ابوجہل کو تاک لیا۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی نشاندہی پر دونوں اس ملعون پر جھپٹ پڑے اور اسے بری طرح زخمی کر دیا۔ بعد میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی گردن کاٹ دی۔

کفر واسلام کے اس معرکے میں چودہ مسلمان شہید ہوئے جن میں چھ مہاجر تھے اور آٹھ انصاری۔ مشرکین کے 70 آدمی مارے گئے اور اتنے ہی قید ہوئے۔ ان میں سے 24 سربرآوردہ مقتولوں کے لاشے کھینچ کر بدر کے ایک گندے کنویں میں پھینک دیے گئے۔ نبی ﷺ نے فدیہ لے کر قریش مکہ کے سارے قیدی چھوڑ دیے۔ بعض اسیروں کا فدیہ یہ مقرر فرمایا کہ وہ مسلمانوں کے دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں۔

غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی فتح سے اسلام سربلند ہوا اور ریاست مدینہ کو استحکام ملا۔

2- سریۂ عمیر بن عدی (رمضان' 2 ہجری):

عصما بنت مروان ایک شاعرہ تھی جو اپنے کلام سے

اسلام میں عیب لگاتی اور رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچاتی تھی۔ اسی لئے رسول کریم ﷺ نے اس کے قتل کی اجازت دے رکھی تھی' چنانچہ عمیر بن عدی ؓ نے اس دریدہ دہن شاعرہ کو ٹھکانے لگانے کا قصد کیا۔ انہوں نے اس کی حالت نیند میں تلوار اس کے سینے میں گھونپ کر کمر سے نکال دی' پھر مدینہ پہنچ کر صبح کی نماز نبی ﷺ کے ساتھ ادا کی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا مروان کی بیٹی کو قتل کر آئے ہو؟'' عمیر ؓ نے جواب دیا: ''ہاں'' اور ساتھ ہی پوچھا ''کیا اس بارے میں مجھ پر کوئی عتاب وغیرہ ہے؟'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جو کام کر آئے ہو اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔'' (طبقات ابن سعد)

3- سریۂ عبداللہ بن عتیک (رمضان 6 ہجری):

ابورافع سلام بن ابی حقیق ایک تاجر اور یہود خیبر کا رئیس تھا جو اہل مدینہ کے خلاف کفار کے قبائل کو اکساتا رہتا تھا' چنانچہ جب مسلمان غزوۂ احزاب اور غزوۂ بنوقریظہ سے فارغ ہو چکے تو خزرج کے پانچ آدمی اس شخص کو قتل کرنے کے لئے تیار ہوئے۔ جب وہ خیبر کے اطراف میں واقع اس کے قلعے کے پاس پہنچے اس وقت سورج غروب ہو چکا تھا۔ ان کے قائد عبداللہ بن عتیک ؓ تنہا بڑی رازداری سے قلعے میں داخل ہوئے اور اس کے حجرے میں جا کر آواز دی 'ابورافع!' اس نے پوچھا کون ہے؟ عبداللہ ؓ نے آواز کا رخ کیا اور تلوار کی ایک ضرب لگائی مگر ضرب کاری نہ لگی اور اس نے چیخ ماری۔ اس پر وہ جھٹ باہر نکل گئے اور آواز بدل کر آئے گویا مدد کرنے آئے ہوں۔ کہا: ''ابورافع! یہ کیسی آواز تھی؟'' اس نے کہا: ''تیری ماں برباد ہو۔ کسی نے ابھی مجھ پر تلوار ماری ہے۔''

اب عبداللہ بن عتیک ؓ نے دوبارہ اس بدنہاد کے پاس جا کر تلوار کی ایسی بھرپور ضرب لگائی کہ وہ خون میں لت پت ہو گیا' پھر اس کے پیٹ پر تلوار رکھ کر دبادی جو پیٹھ تک جا نکلی۔ اس کے بعد بعد وہ قلعے سے باہر نکلے مگر دروازے کی سیڑھی سے گرنے سے پاؤں میں چوٹ آ گئی۔

نبی ﷺ کے پاس پہنچ کر انہوں نے واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے ان کے پاؤں پر دست مبارک پھیرا اور انہیں ایسا لگا گویا کبھی کوئی تکلیف ہوئی ہی نہیں۔

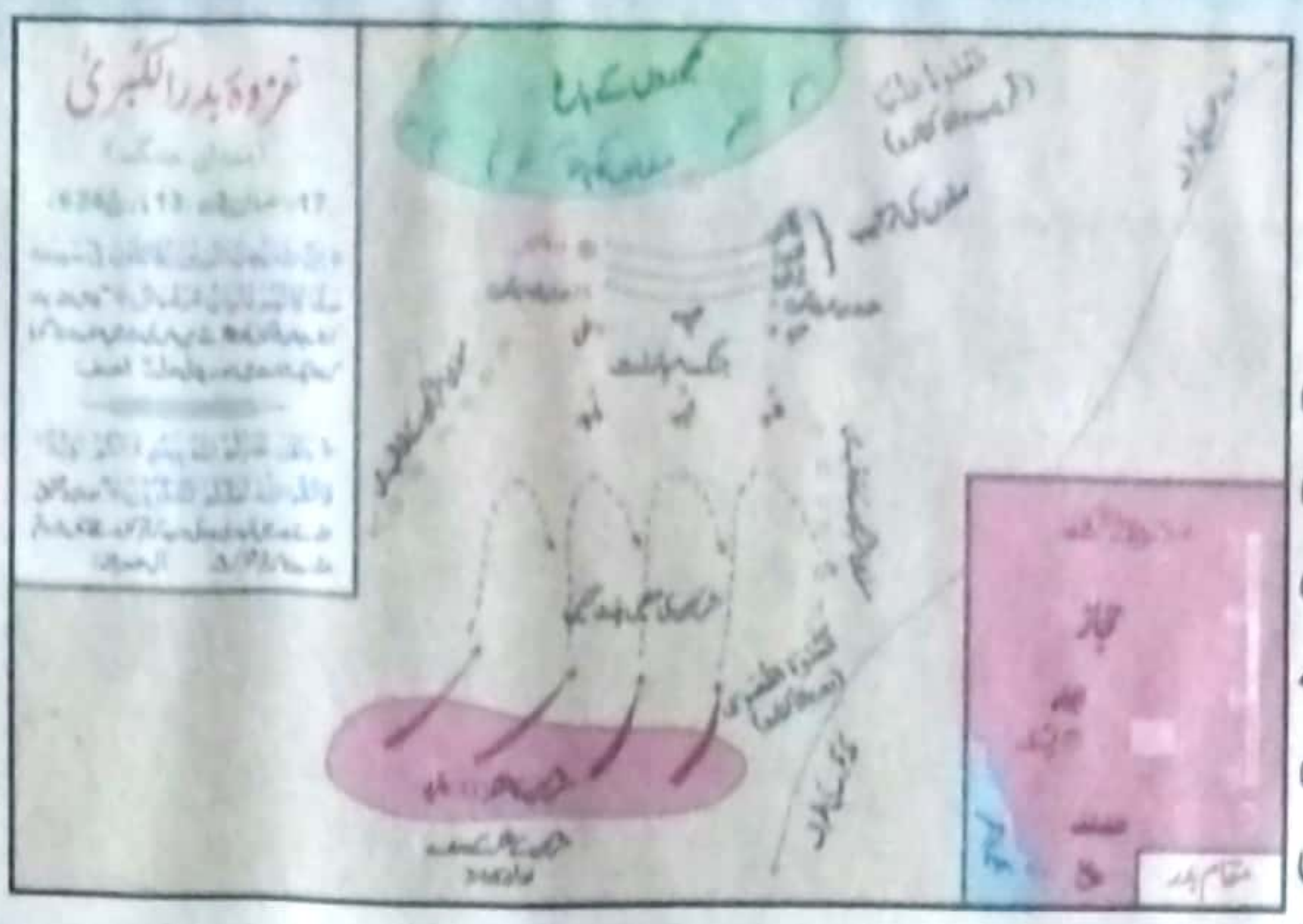

4- سریۂ غالب بن عبداللہ لیثی (رمضان 7 ہجری):

رسول اللہ ﷺ نے رمضان 7 ہجری میں 130 افراد پر مشتمل ایک جماعت غالب بن عبداللہ لیثی ؓ کی زیر قیادت میفعہ (نجد) کی طرف بھیجی۔ جہاں وادیٔ نخل کے پیچھے بنوعوال اور بنوعبد مسلمانوں کے خلاف جمع تھے۔ مجاہدین نے ان لوگوں پر حملہ کر کے کئی افراد قتل کر دیئے اور بہت سے اونٹ اور بکریاں لے کر مدینہ لوٹ آئے۔

5- سریۂ ابوقتادہ بن ربعی انصاری ؓ (رمضان 8 ہجری):

جب نبی ﷺ نے مکہ پر حملے کا ارادہ کیا تو ابوقتادہ انصاری ؓ کو بطن اضم کی طرف بھیجا تاکہ لوگ سمجھیں کہ آپ ﷺ اس طرف پیش قدمی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس لشکر میں محلم بن جثامہ لیثی ؓ بھی تھے۔ عامر اشجعی ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے مجاہدین کو سلام کیا۔ اوروں نے تو انہیں کچھ نہ کہا مگر محلم ؓ نے انہیں قتل کر دیا اور ان کا ساز وسامان

علوم اسلامیہ کے طلباء کیلئے خوشخبری
مرکز باب الاسلام حیدر آباد
کے زیر اہتمام
ان شاء اللہ
دورہ نحو
دورانیہ
22 شعبان المعظم تا
24 رمضان المبارک
معلم فضیلۃ الشیخ مفتی محمد یوسف صارم صاحب حفظہ اللہ
خصوصیات
★ ......قرآن مجید کے مخصوص حصہ کا اجراء
★ ......ابواب، تعلیلات اور صیغوں کی پہچان پر خصوصی توجہ
★ ......دورہ کے اختتام پر امتحان کا بندوبست کیا جائے گا اور نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء میں انعامات بھی تقسیم کئے جائینگے۔ ان شاء اللہ
طلباء کیلئے قیام وطعام کا بندوبست ہوگا جبکہ شریک طلباء کو وظیفہ بھی دیا جائیگا۔ ان شاء اللہ
نوٹ: مرکز باب الاسلام میں شعبہ تعلیم الکتاب والسنۃ اور شعبہ تحفیظ القرآن میں داخلے جاری ہیں شعبہ تعلیم الکتاب والسنۃ میں داخلہ کے خواہشمند طلباء کیلئے اردو لکھنا، پڑھنا جاننا ضروری ہے
رابطہ کیلئے
مرکز باب الاسلام، جمالی چیک پوسٹ نزد اسری یونیورسٹی ہالا ناکہ حیدر آباد 0321-3033763 0301-4528358

دورۂ تفسیر، صرف ونحو
دونوں دوروں کا آغاز 25 شعبان بروز ہفتہ اختتام 25 رمضان المبارک
اس سال بھی جامعۃ الدعوۃ الاسلامیہ مرکز طیبہ مریدکے کے زیر اہتمام دورۂ تفسیر اور دورۂ صرف ونحو کرایا جا رہا ہے
دورۂ تفسیر
محترم استاذ محمد افضل صاحب اور محترم استاذ رضوان کوثر صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کرائیں گے
دورۂ صرف ونحو
محترم استاذ ابوسیف صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کرائیں گے
مدارس کے طلبہ اور عوام الناس کو شرکت کی دعوت ہے، دورہ کے اختتام پر امتحان ہوگا اور انعامات واسناد تقسیم کی جائیں گی
برائے رابطہ 042-7991084

لے لیا۔ جب وہ نبی ﷺ کے پاس پہنچے تو یہ آیت نازل ہوئی:

''اے مومنو! جب تم زمین میں سفر کرو تو تحقیق کر لیا کرو اور جو تمہیں سلام کہے اس سے یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو۔ تم دنیا کا سازوسامان چاہتے ہو اور اللہ کے پاس بہت سے غنائم ہیں۔'' (النساء: 54/4)

6- فتح مکہ (20 رمضان 8 ہجری):

حدیبیہ میں جو معاہدہ فریقین کے مابین طے پایا تھا اس میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ دس سال تک جنگ نہیں ہوگی۔ نیز قبائل عرب کو اختیار ہے کہ وہ جس فریق کے ساتھ چاہیں مل سکتے ہیں اور فریقین میں سے کسی کو دوسرے کے حلیف پر ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہیں ہوگی۔ اس کے باوجود قبیلہ بنوخزاعہ جو مسلمانوں کا حلیف بن گیا تھا اس کے حریف بنی بکر قریش کے معاون بن گئے اور انہوں نے مل کر حرم کے اندر بنی خزاعہ کو قتل کیا۔ اس سانحہ کے بعد بنی خزاعہ کے لوگ شکایت لے کر دربار محمدی ﷺ میں حاضر ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے قریش کے پاس قاصد بھیجا کہ وہ مقتولین کا خون بہا ادا کریں یا بنی بکر کی حمایت چھوڑ دیں ورنہ پھر اعلان کر دیں کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا ہے۔

یہ شرائط سن کر قریش کی جانب سے قرظہ بن عمر نے کہا کہ ہمیں تیسری شرط منظور ہے۔ بعد میں قریش کو ندامت ہوئی۔ انہوں نے فوراً ابوسفیان کو تجدید عہد کے لئے مدینہ بھیجا۔ وہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے مگر اب نبی ﷺ کعبہ شریف کو بتوں کی نحوست سے پاک کرنے کا فیصلہ کر چکے تھے۔ اسی لئے آپ نے تجدید عہد سے گریز کیا اور ابوسفیان کے لوٹ جانے کے بعد تطہیر کعبہ کی تیاریاں شروع فرما دیں۔ غرض مسلمان 10 رمضان المبارک 8 ہجری کو مکہ مشرفہ کی طرف بڑھے۔ دس ہزار مسلح جانثار ہمرکاب تھے۔ مرالظہران میں جو مکہ معظمہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر تھا محمدی فوج فروکش ہوئی۔ آپ ﷺ کے ارشاد کے مطابق تمام فوج نے الگ الگ آگ روشن کی جس سے تمام صحرا وادئ نور بن گیا۔ قریش کو بھی خبر پہنچ چکی تھی۔ انہوں نے تحقیق حال کے لئے حکیم بن حزام (سیدہ خدیجہ ؓ کے بھتیجے) ابوسفیان اور بدیل بن ورقاء کو بھیجا۔ خیمہ نبوی کے محافظ دستہ نے انہیں گرفتار کر کے بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا۔ سیدنا فاروق اعظم ؓ گویا ہوئے کہ اب کفر کے استیصال کا وقت آ گیا ہے مگر سیدنا عباس ؓ نے ان کی جان بخشی کی استدعا کی جسے شرف قبولیت سے نوازا گیا۔ خلق عظیم کا اثر قلب ابوسفیان پر اس قدر جلد ہوا کہ وہ فوراً حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد لشکر اسلام موج در موج مکہ مکرمہ کی طرف بڑھا۔

قریش میں اس لشکر جرار کے مقابلہ کی جرأت نہیں تھی۔

آپ ﷺ نے اپنے جانثاروں سے ارشاد فرمایا کہ جب تک کوئی شخص حملہ آور نہ ہو اس پر تلوار نہ اٹھائی جائے۔ جو شخص ہتھیار ڈال دے اسے قتل نہ کیا جائے۔ جو آدمی ابوسفیان کے گھر پناہ لے اسے امان دی جائے۔ جو آدمی اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے اس پر چڑھائی نہ کی جائے۔ جو کوئی کعبہ شریف میں داخل ہو جائے اسے امن دیا جائے اور جو شخص بھاگ جائے اس کا تعاقب نہ کیا جائے۔

کعبۃ اللہ جو سیدنا ابراہیم خلیل اللہ ؑ کی عظیم الشان یادگار تھی اس کی آغوش میں بت جاگزیں تھے جنہیں امام الانبیاء ﷺ لاٹھی کی ٹھوکر سے گراتے اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے:

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا.

آپ ﷺ نے فاروق اعظم ؓ سے فرمایا کہ کعبہ کی دیواروں پر جتنی تصویریں بنی ہیں انہیں مٹا دیں۔ جب کعبہ شریف شرک کی آلائشوں سے پاک صاف ہو گیا تو نبی ﷺ نے عثمان بن طلحہ ؓ سے چابی طلب فرمائی اور حضرت بلال اور حضرت طلحہ ؓ کے ساتھ کعبہ شریف میں داخل ہو کر نماز شکرانہ ادا فرمائی۔ (بخاری جلد اول)

اس کے بعد آپ ﷺ نے قریش کے لئے معافی کا اعلان ان الفاظ میں فرمایا:

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ

''تم سے آج کوئی مواخذہ نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔''

20 رمضان المبارک 8 ہجری بروز جمعہ مکہ معظمہ فتح ہوا اور دس یا پندرہ دن وہاں قیام کرنے کے بعد آپ ﷺ حنین تشریف لے گئے۔

7- سریۂ خالد بن ولید ؓ (رمضان 8 ہجری):

نبی ﷺ نے رمضان 8 ہجری میں حضرت خالد بن ولید ؓ کو 30 سواروں کے ہمراہ عزیٰ نامی بت کو گرانے کے لئے بطن نخلہ کی طرف بھیجا۔ خالد ؓ اس بت کو گرا کر واپس آئے تو نبی اکرم ﷺ نے پوچھا: ''تم نے کچھ دیکھا؟'' وہ کہنے لگے: نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اسے نہیں گرایا جاؤ دوبارہ گرا کر آؤ۔ خالد ؓ واپس گئے۔ اپنی تلوار میان سے نکالی تو ایک ننگی سیاہ فام بکھرے بالوں والی عورت سامنے آئی۔ دربان چیخنے لگا۔ خالد بن ولید ؓ نے اس عورت کو تلوار مار کر دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور واپس آ کر نبی ﷺ کو بتایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں وہ عزیٰ تھی۔ وہ اس بات سے مایوس ہو گئی تھی کہ اب تمہارے شہروں میں اس کی پوجا ہو۔''

باقی صفحہ 53 پر

فتح سندھ (10 رمضان 93 ہجری) یوم باب الاسلام

خلیفہ ولید بن عبدالملک کے عہد میں دیبل (سندھ) کے ڈاکوؤں نے سری لنکا سے بصرہ جانے والے مسلمانوں کا بحری جہاز لوٹ لیا تھا اور مسلمان خواتین کو قید کر لیا تھا۔ ایک خاتون نے گورنر عراق حجاج بن یوسف کے نام کی دہائی دی تھی چنانچہ حجاج بن یوسف ثقفی نے اپنے 17 سالہ عم زاد محمد بن قاسم کو چھ ہزار کا لشکر دے کر بھیجا۔ محمد بن قاسم نے شیراز کے راستے مکران پر دھاوا بولا اور قنز پور اور پھر ارمائیل فتح کر لئے۔ اس کے بعد انہوں نے دیبل پر لشکر کشی کی اور شدید لڑائی کے بعد وہ فتح ہو گیا۔ پھر انہوں نے دریائے سندھ کی ایک شاخ مہران ندی پار کی اور راوڑ کے مقام پر مہاراجہ سندھ داہر بن چچ کے ساتھ خونریز جنگ ہوئی۔ داہر اپنے ہاتھی پر سوار تھا۔ گھمسان کا رن پڑا تو وہ عماری سے اتر کر پیدل کمان کرنے لگا۔ اس اثنا میں ایک مجاہد نے اسے قتل کر دیا اور اس کی فوج نے شکست کھائی۔ یہ جنگ 10 رمضان 93 ہجری/ 27 جون 712ء کو ہوئی تھی۔ پھر شدید لڑائی کے بعد برہمن آباد فتح ہو گیا وہاں دشمن کے 8 ہزار افراد ہلاک ہوئے۔ اس کے بعد سندھ کا دارالحکومت ارور (نزد روہڑی) فتح ہو گیا اور بغرور اور ساوندرا والوں نے صلح کر لی۔

پھر محمد بن قاسم نے سکہ پر لشکر کشی کی جو دریائے بیاس (ستلج) کے پاس تھا۔ اس کے بعد انہوں نے دریائے بیاس پار کر کے ملتان پر ہلہ بول دیا۔ ملتان والوں نے شدید مزاحمت کی اور خونریز جنگ کے بعد انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔

رمضان اور جہاد کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ غزوہ بدر الکبریٰ اور فتح مکہ کے واقعات رمضان کے مہینہ میں پیش آئے

اسلام میں زکوٰۃ کی اہمیت و فرضیت

حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ

زکاۃ کی فضیلت و برکت کی چند آیات واحادیث:

1:۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ يُرْبِي الصَّدَقٰتِ ﴾ (البقرہ:276)

''اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔''

2:۔﴿ وَ مَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ وَ مَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴾ (سورہ الروم:39)

''اور جو سودی قرض تم اس لئے دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں افزائش ہو تو وہ اللہ کے ہاں نہیں بڑھتا اور اللہ کی رضا چاہتے ہوئے جو تم زکاۃ دو گے تو یہی لوگ ہیں جو (اپنے مال کو) بڑھانے والے ہیں۔''

3:۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴾ (سورہ البقرہ:261)

''جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس طرح ہے کہ ایک دانے نے سات خوشے اگائے ہر خوشے میں سو دانے ہیں اور اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے اس سے بھی کئی گنا بڑھا دیتا ہے۔ اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔''

4:۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی صدقہ کسی مال کو کم نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ معاف کر دینے کے ساتھ بندے کی عزت میں اضافہ ہی کرتا ہے۔ اور کوئی شخص اللہ کے لئے نیچا نہیں ہوتا مگر اللہ تعالیٰ اسے اونچا کر دیتے ہیں۔

(صحیح مسلم : کتاب البر والصلة. رقم الحدیث:69)

5:۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دفعہ ایک آدمی ایک جنگل بیابان جگہ میں تھا کہ اس نے بادل کے ایک ٹکڑے سے آواز سنی کہ فلاں آدمی کے باغ کو پانی پلاؤ وہ بادل ایک طرف ہو گیا اور ایک پتھریلی زمین میں برس پڑا۔ ان نالیوں میں سے ایک نالی نے وہ تمام پانی اکٹھا کر لیا یہ شخص بھی اس پانی کے پیچھے چل پڑا آگے جا کر دیکھتا ہے کہ ایک آدمی اپنے باغ میں کھڑا اپنی کسّی کے ساتھ کیاریوں میں پانی لگا رہا ہے۔ اس نے اس سے پوچھا: ''اللہ کے بندے! تمہارا نام کیا ہے اس نے اپنا نام بتایا یہ وہی نام تھا جو اس نے بادل میں سنا تھا کہنے لگا اللہ کے بندے تم مجھ سے میرا نام کیوں پوچھ رہے ہو؟ اس نے کہا جس بادل میں سے یہ پانی آ رہا ہے میں نے اس میں ایک آواز سنی ہے کوئی تمہارا نام لے کر کہہ رہا تھا کہ فلاں شخص کے باغ کو پانی پلاؤ تو (بتاؤ) تم اس میں کیا عمل کرتے ہو؟ اس نے کہا: ''جب تم نے یہ بات کہی ہے تو سنو اس میں سے جو کچھ نکلتا ہے میں اسے دیکھتا ہوں پھر اس کا تیسرا حصہ صدقہ کر دیتا ہوں، میں اور میرے گھر والے تیسرا حصہ کھا لیتے ہیں اور اس کا تیسرا حصہ اسی باغ پر دوبارہ خرچ کر دیتا ہوں۔ (صحیح مسلم : کتاب الزهد والرقائق .رقم الحدیث :45)

وہ اموال جن میں زکاۃ فرض ہے

اللہ تعالیٰ نے چار قسم کے اموال میں زکاۃ فرض فرمائی ہے جن پر انسانی زندگی کا دارومدار ہے۔

1:۔ چوپائے جانور، اونٹ، گائے، بکری وغیرہ

2:۔ سونا چاندی اور نقدی وغیرہ

3:۔ ہر قسم کی تجارت کا سامان جس کی تجارت شرعاً جائز ہے۔

4:۔ زمین سے حاصل ہونے والی چیزیں غلہ، پھل، سبزیاں، معدنیات، دفینے وغیرہ

اب ان چاروں کا بیان قدرے تفصیل سے کیا جاتا ہے۔

﴿جانوروں کی زکاۃ﴾

جانوروں کی زکاۃ ادا نہ کرنے پر وعید:

«عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُوْنُ لَهُ اِبِلٌ اَوْ بَقَرٌ اَوْ غَنَمٌ لَا يُؤَدِّيْ حَقَّهَا اِلَّا اُتِيَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَعْظَمَ مَا يَكُوْنُ وَاَسْمَنَهُ تَطَؤُهُ بِاَخْفَافِهَا وَ تَنْطَحُهُ بِقُرُوْنِهَا كُلَّمَا جَازَتْ اُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ اُوْلَاهَا حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ»

(بخاری باب زکاۃ البقر : 1460، مسلم، رقم الحدیث :990)

''ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی آدمی جس کے پاس اونٹ، گائے یا بکریاں ہوں اور وہ ان کا حق (زکاۃ) ادا نہ کرتا ہو قیامت کے دن وہ جانور زیادہ سے زیادہ قد آور اور موٹے ہونے کی حالت میں لائے جائیں گے اسے اپنے پاؤں سے روندتے اور سینگوں سے مارتے ہوئے گزریں گے جب آخر والے گزر جائیں گے تو پہلے والے دوبارہ لائے جائیں گے یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا۔''

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

«فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيْلَهُ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَ اِمَّا اِلَى النَّارِ»

(مسلم باب اثم مانع الزکاۃ)

''کہ اسے یہ سزا اس دن میں ملتی ہی رہے گی جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے اس کے بعد وہ جنت یا جہنم کی طرف جانے کا اپنا راستہ دیکھے گا۔''

وہ جانور جن کی زکاۃ لی جاتی ہے:

رسول اللہ ﷺ اور خلفاء نے جن جانوروں کی زکاۃ لی ہے وہ تین قسم کے ہیں۔ اونٹ، گائے اور بکری، واضح رہے کہ زکاۃ میں بھینس گائے کی جنس میں اور بھیڑ اور دنبہ بکری کی جنس میں شمار ہوتے ہیں۔

مویشیوں کی زکاۃ کے لئے شرطیں:

مویشیوں پر زکاۃ فرض ہونے کی دو شرطیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ نصاب کو پہنچنے کے بعد ان پر ایک سال گزر جائے دوسری یہ کہ ان کی پرورش سارا سال یا سال کے اکثر حصے میں جنگلوں، پہاڑوں یا سبزے کے میدانوں میں چرانے سے ہوتی ہو۔ اگر زیادہ انحصار چرانے پر ہو لیکن کبھی کبھار گھر پر بھی چارا ڈالا جائے تو زکاۃ میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

اونٹوں کی زکاۃ جو رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمائی:

پانچ اونٹوں سے کم میں زکاۃ نہیں ہے۔ مالک اپنی مرضی سے دینا چاہے تو الگ بات ہے۔ چوبیس اونٹوں تک کی زکاۃ بکریوں کی صورت میں ادا کی جائے گی۔ پانچ سے نو

اونٹوں تک ایک بکری' دس سے چودہ تک دو' پندرہ سے انیس تک تین اور بیس سے چوبیس اونٹوں تک چار بکریاں زکاۃ میں لی جائیں گی۔

پچیس سے پینتیس اونٹوں تک ایک بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنی جس کی عمر کا دوسرا سال شروع ہو)

36 سے 45 اونٹوں تک ایک بنت لبون (دوسالہ اونٹنی جس کی عمر کا تیسرا سال شروع ہو)

46 سے 60 اونٹوں تک ایک حقہ (تین سالہ اونٹنی جس کی عمر کا چوتھا سال شروع ہو)

61 سے 75 اونٹوں تک ایک جذعہ (چار سالہ اونٹنی جس کی عمر کا پانچواں سال شروع ہو)

76 سے 90 تک 2 بنت لبون

91 سے 120 تک 2 حقہ

''120 سے آگے ہر دس کے بعد کل تعداد چالیس یا پچاس پر تقسیم ہو جاتی ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اونٹ 120 سے زیادہ ہو جائیں تو ہر چالیس میں ایک بنت لبون اور ہر پچاس میں ایک حقہ ہوگا۔'' (صحیح بخاری عن انس)

گائے (بھینس) کی زکاۃ:

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف بھیجا تو انہیں حکم دیا کہ ہر تیس گایوں میں سے ایک تبیع یا تبیعہ (ایک سال کا بچھڑا یا بچھڑی جو دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو) لیں اور ہر چالیس گایوں میں سے ایک مُسِنّہ (دو سال سے زیادہ کا نر یا مادہ جس کا سامنے کا دانت گر چکا ہو) لیں۔

(ابو داؤد' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ' احمد)

تیس سے کم گایوں میں زکاۃ نہیں۔ اونٹوں کی طرح یہاں بھی 60 سے آگے ہر دس کے بعد کل تعداد' تیس یا چالیس کے ہندسوں پر تقسیم ہو جاتی ہے۔ تفصیل اس طرح ہوگی:

30 سے 39 تک	ایک تبیع یا تبیعہ
40 سے 59 تک	ایک مسنہ
60 سے 69 تک	دو تبیع یا تبیعہ'
70 سے 79 تک	ایک تبیع یا تبیعہ اور ایک مُسِنّہ
80 سے 89 تک	دو مُسِنّہ
90 سے 99 تک	تین تبیع یا تبیعہ

الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ہر تیس میں سے ایک تبیع یا تبیعہ اور ہر چالیس میں سے ایک مسنہ لیا جائے گا۔

گائے بھینس کی زکاۃ میں نر اور مادہ دونوں دیئے جا سکتے ہیں۔ یہاں صرف تبیع اور مسن کی عمر مقرر ہے۔ مالک اپنی خوشی سے بڑی عمر کا جانور دے تو جائز ہے۔

چرنے والی بکریوں کی زکاۃ:

چالیس سے کم بکریوں میں زکاۃ نہیں ہے۔ چالیس سے ایک سو بیس تک ایک بکری ہے۔ ایک سو بیس سے دو سو تک دو بکریاں ہیں' دو سو ایک سے تین سو تک تین بکریاں ہیں اس کے بعد ہر سو پر ایک بکری زکاۃ پڑے گی جیسا کہ تین سو میں تین بکریاں' چار سو میں سے چار اور پانچ سو میں سے پانچ ہوں گی۔ 300 کے بعد جو سینکڑہ کم ہو گا اس میں زکاۃ نہیں۔ جیسا کہ 300 سے 399 تک تین اور 400 سے 499 تک چار بکریاں ہوں گی۔ (صحیح بخاری عن انس عن رسول اللہ ﷺ)

نوٹ: ''صدقہ میں بوڑھا یا عیب دار جانور یا سانڈھ نہ نکالا جائے۔ ہاں صدقہ لینے والا عامل چاہے تو جائز ہے اسی طرح اعلیٰ درجے کا قیمتی جانور بھی نہ لیا جائے۔'' (صحیح بخاری)

البتہ مالک اپنی خوشی سے دے تو جائز ہے (ابو داؤد)

اگر کسی کے پاس ایک ہی عمر یا ایک ہی جنس یا ایک ہی درجے کے جانور ہوں تو زکاۃ بھی اسی قسم سے لی جائے گی مثلاً سبھی اعلیٰ یا ادنیٰ ہیں یا سبھی نر یا مادہ ہیں تو انہی میں سے زکاۃ لی جائے گی۔

پالتو جانوروں کی زکاۃ:

اونٹ بکریوں' یا گائے اور بھینسوں کی پرورش اگر چارہ ڈال کر کی جاتی ہو تو ان میں زکاۃ نہیں ہے ان سے حاصل ہونے والی آمدنی اگر ساتھ ہی ساتھ خرچ ہوتی رہے تو اس پر بھی زکاۃ نہیں البتہ اگر جمع ہو جائے تو دوسرے مال کی زکاۃ ادا کرتے وقت اس کے ساتھ اس میں سے بھی زکاۃ ادا کی جائے گی اگر یہ جانور تجارت کے لئے رکھے گئے ہیں تو ہر سال ان کی قیمت کا اندازہ کر کے اڑھائی فیصد زکاۃ ادا کی جائے گی۔ مرغیوں اور دوسرے جانوروں کے فارموں کا بھی یہی حکم ہے۔

گھوڑوں' گدھوں اور خچروں کی زکاۃ:

یہ جانور خواہ جنگل میں چرنے والے ہوں یا چارے پر پرورش پاتے ہوں اسی طرح خواہ سواری کے لئے ہوں یا افزائش نسل کے لئے ان پر زکاۃ نہیں۔ البتہ اگر ان سے حاصل ہونے والی آمدنی آدمی کے مال میں جمع ہوتی رہی ہے تو سال کے آخر میں دوسرے مال کی زکاۃ ادا کرتے وقت اس کی زکاۃ بھی ادا کرے گا۔ اسی طرح اگر یہ جانور تجارت کے لئے ہیں تو دوسرے سامان تجارت کی طرح ان کی قیمت کا اندازہ کر کے اڑھائی فیصد زکاۃ ادا کرے۔

نقدی اور سونے چاندی کی زکاۃ:

مال کی دوسری قسم جس میں زکاۃ فرض ہے سونا اور چاندی ہے اس میں سونے اور چاندی کے زیور بھی شامل ہیں اور نقدی (روپیہ پیسہ) کا بھی یہی حکم ہے۔

نقدی کی زکاۃ ادا نہ کرنے کی وعید:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ☆ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوبُهُمْ وَ ظُهُورُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ﴾

''اور جو لوگ سونا اور چاندی خزانہ کر کے رکھتے ہیں اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے انہیں درد ناک عذاب کی بشارت دے دے۔ جس دن ان کے اس مال کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیوں' پہلوؤں اور پشتوں کو داغ دیا جائے گے (اور کہا جائے گا) یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لئے خزانہ بنایا تھا تو اب چکھو جو تم خزانہ بناتے تھے۔'' (سورہ توبہ: 35)

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِي شِدْقَيْهِ فَيَقُولُ أَنَا مَالُكَ' أَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا ((وَ لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

(صحیح بخاری= کتاب الزکاۃ' باب اثم مانع الزکاۃ)

''جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکاۃ ادا نہ کی قیامت کے دن اس کے لئے اس کے مال کو ایک (نہایت زہریلے) گنجے سانپ کی شکل دی جائے گی جس کی آنکھوں کے اوپر دو سیاہ نقطے ہوں گے وہ اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا پھر وہ اس کے منہ کے دونوں کناروں (باچھوں) کو پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں پھر یہ آیت پڑھی: ''جو لوگ اس چیز میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمائی ہے وہ اسے اپنے لئے

اچھا ہرگز خیال نہ کریں بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے جلد ہی جس میں انہوں نے بخل کیا ہے وہ قیامت کے دن ان کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔"

سونے چاندی کا نصاب اور زکاۃ کی مقدار:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ))

(صحیح بخاری۔ کتاب الزکاۃ)

"پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں صدقہ نہیں ہے۔ (پانچ اوقیہ کے دو سو درھم ہوتے ہیں)

((عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فَإِذَا كَانَتْ لَكَ مِائَتَا دِرْهَمٍ، وَ حَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ فَفِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ، وَ لَيْسَ عَلَيْكَ شَيْءٌ، يَعْنِي فِي الذَّهَبِ حَتَّى يَكُونَ لَكَ عِشْرُونَ دِينَارًا فَإِذَا كَانَ لَكَ عِشْرُونَ دِينَارًا وَ حَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ فَفِيهَا نِصْفُ دِينَارٍ فَمَا زَادَ فَبِحِسَابِ ذَالِكَ)) (سنن ابی داؤد باب زکاۃ السائمۃ: کتاب الزکاۃ و صححہ الالبانی)

"علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب تمہارے پاس دو سو درھم ہوں اور ان پر سال گزر جائے تو ان میں پانچ درہم ہیں اور تم پر کچھ لازم نہیں جب تک تمہارے پاس بیس دینار یعنی سونے میں سے نہ ہوں جب تمہارے پاس بیس دینار ہوں اور ان پر سال گزر جائے تو ان میں نصف دینار ہے پھر جو زیادہ ہو وہ اس کے حساب سے ہوگا۔"

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سونے چاندی اور نقدی کی زکاۃ کے لئے دو شرطیں ہیں ایک یہ کہ چاندی دو سو درہم اور سونا بیس دینار یا اس سے زیادہ ہو دوسری یہ کہ اس پر سال گزر چکا ہو تب اس میں سے چالیسواں حصہ یعنی اڑھائی فیصد زکاۃ فرض ہوگی۔

موجودہ اوزان کے لحاظ سے چاندی اور سونے کا نصاب:

دو سو درہم کی مقدار کے متعلق پاک و ہند کے علماء میں مشہور یہی ہے کہ وہ ساڑھے باون تولے چاندی کے برابر ہیں جو گراموں کے لحاظ سے تقریباً 611 گرام بنتے ہیں اور بیس دینار ساڑھے سات تولے سونے کے برابر ہیں جو سوا ستاسی 87.27 گرام بنتے ہیں لیکن تحقیق سے بیس دینار سونے اور دو سو درہم چاندی کا وزن مندرجہ بالا مقداروں سے کم بنتا ہے۔ چنانچہ شیخ ابو بکر الجزائری نے "الجمل فی زکاۃ العمل" صفحہ 27، 28 میں اور دکتور عبد اللہ بن محمد بن احمد العطار نے "الزکاۃ" میں بیس دینار کو ستر گرام سونے کے برابر اور دو سو درہم کو 460 گرام چاندی کے برابر قرار دیا ہے ان حضرات نے ایک دینار کا وزن ساڑھے تین گرام سونا اور ایک درھم کا وزن 2.3 گرام چاندی قرار دیا ہے۔

مفتی عبد الرحمن الرحمانی نے بھی اپنے رسالہ "المیزان فی الاوزان" میں اسی کو درست قرار دیا ہے۔ یہ مقدار عام معروف مقدار ساڑھے باون تولے چاندی اور ساڑھے سات تولے سونے سے کافی کم ہے مگر تحقیق پر مبنی ہے اور احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ سونا یا چاندی اس نصاب کو پہنچ جائیں تو زکاۃ ادا کی جائے۔

اوزان کے متعلق مفتی عبد الرحمٰن الرحمانی صاحب کی تحقیق کا خلاصہ:

ابن خلدون فرماتے ہیں:

"صدر اسلام اور عہد صحابہ و تابعین سے لے کر آج تک اس بات پر اجماع ہے کہ درہم شرعی وہ ہے جس کے دس درہم سات مثقال (دینار) سونے کے برابر ہوں اور اس کا ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اس کے مطابق ایک درہم $\frac{7}{10}$ دینار کے برابر ہوگا۔ اور سونے کا ایک مثقال (دینار) بہتر (72) جو کے دانوں کے برابر ہوتا ہے اس کے مطابق وہ درھم جو $\frac{7}{10}$ دینار کے برابر ہے۔ وہ $50\frac{2}{5}$ جو کے دانوں کے برابر ہوگا اور یہ تمام اندازے اجماع سے ثابت ہیں۔" (مقدمہ ابن خلدون: ۲۱۹/۱)

شربینی نے مغنی میں فرمایا:

"مثقال میں جاہلیت اور اسلام میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی وہ 72 دانے درمیانے جو کے برابر ہے جن کا چھلکا اترا ہوا نہ ہو اور دونوں طرفوں سے لمبا باریک حصہ کاٹ دیا گیا ہو۔ درہم اسلامی وہ ہے جس کے دس درہم سات مثقال کے برابر ہوں...... آگے چل کر لکھا ہے: اور درہم $50\frac{2}{5}$ جو کے دانے کے برابر ہے۔ (مغنی المحتاج: ۳۸۹/۱)

اور دیکھئے نیل الاوطار: ۱۴۸/۴ و ۲۱۰/۵، والسیل الجرار: ۲۳/۲ و المنتقی شرح الموطا: ۱۸۶/۲، وسبل السلام: ۲۵۷/۲ والعدۃ شرح العمدۃ لابن قدامۃ ص: ۱۰۵، ورد المختار: ۳۹/۲ والمنجد ص: ۱۲۸۸)

ابن حزم نے اپنے تجربے کے مطابق دینار کو $82\frac{3}{10}$ معتدل جو کے دانے کے برابر اور درہم کو 57.61 (ستاون اعشاریہ اکسٹھ) جو کے برابر لکھا ہے۔ دیکھئے المحلی: ۳۶۵/۵)

صاحب قاموس نے لفظ (المکوک) کی تشریح میں درہم کو 48 حبہ کے برابر لکھا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اکثر محدثین و فقہاء کے مطابق دینار 72 دانے جو اور درہم $50\frac{2}{5}$ دانے جو کے برابر ہے۔ صاحب قاموس کے مطابق درہم اڑتالیس جو کے برابر ہے۔ پچاس اور اڑتالیس کا فرق معمولی ہے جو دانوں کے اختلاف کی وجہ سے ہو جاتا ہے۔ اس تحقیق کے مطابق 72 دانے جو تولے جائیں تو ساڑھے تین گرام کے برابر ہوتے ہیں لہذا ایک دینار ساڑھے تین گرام اور بیس دینار ستر گرام سونے کے برابر ہوں گے اگر کسی شخص کے پاس ستر گرام سونا ہے تو اس پر زکاۃ فرض ہے۔

اس طرح $50\frac{2}{5}$ جو کے دانے تولے جائیں تو 2.3 (دو اعشاریہ تین) گرام کے برابر ہوتے ہیں یہ ایک درہم کا وزن ہے لہذا دو سو درہم 460 گرام چاندی کے برابر ہوں گے اور یہی چاندی کا نصاب ہے۔

نقدی کا نصاب:

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بیس دینار اور دو سو درہم کی قیمت تقریباً برابر تھی موجودہ دور میں 460 گرام چاندی کی قیمت 70 گرام سونے کی قیمت سے بہت ہی کم ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس دور میں زکاۃ فرض ہونے کے لئے 460 گرام چاندی کی قیمت نصاب ہوگی یا 70 گرام سونے کی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ فقراء کے لئے زیادہ مفید یہی ہے کہ چاندی کی قیمت کو نصاب بنایا جائے اور احتیاط بھی اسی میں ہے لیکن اگر کوئی شخص سونے کی قیمت کو نصاب بنا کر اس سے کم نقدی ہونے کی صورت میں زکاۃ ادا نہ کرے تو اسے گناہ گار نہیں کہا جاسکتا۔

مسئلہ۔1: اگر کسی کے پاس چاندی بھی ہو اور سونا بھی مگر چاندی دو سو درہم سے کم ہو اور سونا بیس دینار سے کم ہو تو نہ سونے پر زکاۃ ہوگی نہ چاندی پر۔ دونوں کی قیمت جمع کر کے نصاب نہیں بنایا جائے گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں کا الگ الگ نصاب مقرر فرمایا ہے۔

البتہ اس کے پاس اگر کچھ نقدی بھی ہو اور سونا اور چاندی بھی تو سونے یا چاندی میں سے جس کے ساتھ روپے ملانے سے نصاب پورا ہوتا ہو اس میں سے زکاۃ دی جائے گی۔

مسئلہ۔2: اگر بیوی کا مال الگ ہے تو نصاب کو پہنچنے پر اسے اپنے مال کی زکاۃ خود ادا کرنا ہوگی۔

دوران سال حاصل ہونے والے مال کی

زکاۃ:

جب کسی شخص کے پاس نصاب کے برابر مویشی یا سونا چاندی یا نقدی ہو پھر سال کے دوران اسے مزید مال حاصل ہو جائے تو کیا اس کی زکاۃ پہلے مال کے ساتھ دی جائے گی یا ان کیلئے الگ سال کا حساب ہوگا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر وہ مال پہلے مال کے نتیجے میں ملا ہے مثلاً پہلے جانوروں کے بچے دینے کی وجہ سے مال بڑھ گیا یا پہلے مال کے نفع میں مزید مال مل گیا تو اس کی زکاۃ پہلے مال کے ساتھ ہی دی جائے گی کیونکہ یہ پہلا مال ہی ہے جو بڑھ گیا ہے اور اگر وہ کسی الگ ذریعے سے حاصل ہوا ہے مثلاً وراثت یا ہبہ میں کچھ مال مل گیا یا دوران سال مزدوری سے حاصل ہوا تو اس پر زکاۃ اس وقت فرض ہوگی جب اس پر سال گزر جائے گا۔

کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((مَنِ اسْتَفَادَ مَالًا فَلَا زَكَاةَ عَلَيْهِ حَتَّى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ)) (ترمذی و صححه الالبانی، کتاب الزکاۃ)

"جس شخص کو کوئی نیا مال ملے تو جب تک اس پر سال نہ گزرے اس پر زکاۃ نہیں"

ہاں اپنی سہولت اور زیادہ ثواب کے لئے پہلے مال کے ساتھ ملا کر زکاۃ دے دے تو جائز ہے بلکہ بہتر ہے۔

﴿مال تجارت کی زکاۃ﴾

مال تجارت میں زکاۃ کی فرضیت:

مال کی تیسری قسم جس میں زکاۃ فرض ہے تجارت کا مال ہے خواہ کسی بھی قسم کا ہو جب اس پر سال گزر جائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ﴾ (البقرہ: 267)

"اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو ان پاکیزہ چیزوں میں سے خرچ کرو جو تم نے کمائی ہیں"

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

معدودے چند افراد کے سوا ائمہ اربعہ اور دیگر تمام ائمہ محدثین اس بات پر متفق ہیں کہ تجارت کے سامان میں زکاۃ واجب ہے خواہ تاجر مقیم ہوں یا مسافر ارزانی کے وقت سامان خرید کر گرانی کا انتظار کرنے والے تاجر ہوں یا عام دکاندار جو ہر وقت اور ہر نرخ پر خرید و فروخت میں مصروف رہتے ہیں ۔ تجارت کا مال نئے یا پرانے کپڑے ہوں یا کھانے پینے کا سامان، ہر قسم کا غلہ، پھل فروٹ، سبزی، گوشت وغیرہ، مٹی، چینی، دھات وغیرہ کے برتن ہوں یا جاندار چیزیں، غلام، گھوڑے، خچر اور گدھے وغیرہ، گھر میں پلنے والی بکریاں ہوں یا جنگل میں چرنے والے ریوڑ غرض تجارت کے ہر قسم کے مال میں زکاۃ فرض ہے۔ ("القواعد النورانية الفقهيه لابن تيميه" ص:90 منقول از مقالہ زکاۃ حافظ محمد اسحاق صاحب حسینوی)

مال تجارت سے زکاۃ ادا کرنے کا طریقہ:

سال گزرنے پر جب زکاۃ ادا کرنی ہو تو آدمی کو چاہیے کہ وہ نقدی جو اس کے پاس موجود ہے اور وہ سامان تجارت جو اس کی دکان یا کارخانے یا گودام وغیرہ میں فروخت کیلئے یا خام مال کی صورت میں موجود ہے۔ اس کی قیمت کا اندازہ کر کے جمع کر لے۔ اس کے ساتھ وہ قرض بھی جو اس نے کسی سے لینا ہے اور آسانی سے اس کے ملنے کی امید ہے۔ جمع کر لے پھر اگر کسی کا قرض ادا کرنا ہے تو وہ اس رقم میں سے نکال دے۔ باقی جو کچھ بچے اس میں سے اڑھائی فیصد کے حساب سے زکاۃ ادا کر دے۔

مسئلہ: جس قرض کے واپس ملنے کی امید نہ ہو اس میں ہر سال زکاۃ نہیں ہے کیونکہ وہ اس کے پاس موجود مال کے حکم میں نہیں ہے جب وہ واپس ملے تو اس میں سے ایک سال کی زکاۃ ادا کر دے۔

مسئلہ: دکان یا کارخانے کی عمارت، مشینری، فرنیچر اور الماریاں وغیرہ جن کی خرید و فروخت نہیں کی جاتی ان پر زکاۃ نہیں ہے۔ اسی طرح گاڑیوں یا کرایہ پر چلنے والی دوسری چیزوں کی قیمت پر زکاۃ نہیں ہے البتہ زکاۃ ادا کرتے وقت دوسرے مال کے ساتھ ان سے حاصل ہونے والے مال کی بھی زکاۃ ادا کی جائے گی۔

ہاں دکان، مکان، گاڑی، مشینری یا کوئی بھی چیز جو تجارت کے لئے ہو اس کی قیمت کا اندازہ کر کے ہر سال زکاۃ ادا کرنا ہوگی۔

زمین کی پیداوار کی زکاۃ (عشر)

زکاۃ وعشر کن لوگوں پر خرچ کیے جائیں؟

قرآن مجید میں اللہ عزوجل نے صدقات خرچ کرنے کی آٹھ جگہیں بیان فرمائی ہیں۔

﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾ (سورہ التوبۃ: 60)

"صدقات تو صرف فقراء اور مساکین کیلئے ہیں اور ان کے لئے ہیں جو اس (کی وصولی کے کام) پر مقرر ہیں اور وہ جن کی دلجوئی مقصود ہے۔ اور گردنوں (کو آزاد کروانے) میں اور تاوان بھرنے والوں میں اور اللہ کے راستے میں اور راہگیروں میں (خرچ کرنے کے لئے) ہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے فریضہ ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔"

1:۔ فقراء:

جن کے پاس کچھ نہ ہو یہ مسکین سے بھی بدتر حالت والے لوگ ہیں جو کمائی کر ہی نہیں سکتے۔

2:۔ مساکین:

وہ لوگ جن کی آمدنی ان کے اخراجات سے کم ہو جیسا کہ موسیٰ اور خضر علیہما السلام کے واقعہ میں فرمایا کہ کشتی چند مساکین کی ملکیت تھی جو سمندر میں کام کرتے تھے۔ کشتی کا مالک ہونے اور کام کرنے کے باوجود انہیں مساکین کہا گیا۔ مسکین کی مزید تشریح کے لئے زکاۃ فطر کے آخر میں دیکھیں۔

3:۔ والعاملین علیہا:

زکاۃ وعشر جمع کرنے پر مامور لوگ خواہ اسے جمع کرنے والے ہوں یا تقسیم کرنے والے یا اس کا حساب رکھنے والے۔ غرض زکاۃ وعشر کے کسی بھی شعبہ میں کام کرنے والے ہوں۔ امیر انہیں ان کے کام کی جتنی مزدوری دے لے سکتے ہیں خواہ وہ غنی ہوں کیونکہ یہ ان کے کام کی مزدوری ہے۔

4:۔ والمؤلفة قلوبهم:

وہ ضعیف الایمان مسلمان جن کی دلجوئی اور مالی اعانت نہ کی جائے تو ان کے اسلام سے منحرف ہونے کا خطرہ ہو یا ایسے مائل بہ اسلام کافر جن کی مالی اعانت سے ان کے اسلام قبول کر لینے کی امید ہو۔ بعض لوگوں کے خیال میں دور حاضر میں اس مد میں خرچ کرنا جائز نہیں مگر صحیح یہی ہے کہ اب بھی ان لوگوں پر خرچ کیا جائے گا بلکہ شاید اب اس کی ضرورت پہلے سے بھی زیادہ ہے کیونکہ مسیحی مشنریاں روپے کے زور پر لوگوں کو عیسائی بنا رہی ہیں۔

5:۔ وفی الرقاب:

گردنیں چھڑانے میں۔ یعنی غلاموں کو آزاد کروانے میں صدقات خرچ کیے جائیں خواہ ان کی پوری قیمت ان کے مالکوں کو ادا کر کے آزاد کروایا جائے یا مکاتب یعنی (قسطوں میں

اپنی قیمت ادا کر کے آزاد کر دیئے جانے کے معاہدہ) کی صورت میں قسطوں کی ادائیگی میں مدد کی جائے۔

وہ مسلمان جو کفار کی قید میں ہوں ان کا فدیہ بھی '' و فی الرقاب '' میں آتا ہے اسی طرح اگر کوئی بے گناہ مسلمان قید ہے تو اسے قید سے چھڑوانے میں خرچ کرنا بھی '' وفی الرقاب '' میں داخل ہے۔

6:۔ والغارمین:

اس سے مراد وہ مقروض ہیں جن پر اتنا قرض چڑھ گیا ہو جس کے ادا کرنے کی سکت ان میں نہ ہو ان کی تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ جنہوں نے اپنی ذاتی ضرورتوں یا کاروبار کے لئے قرض لیا مگر ادا کرنے کے قابل نہ رہے۔ دوسرے وہ جن کے مال کسی ناگہانی آفت' مثلاً سیلاب آجانے یا آگ لگنے یا چوری ہوجانے سے برباد ہوگئے اور وہ قرض کے بوجھ تلے دب گئے۔ تیسرے وہ جنہوں نے صلح کروانے کے لئے کسی رقم یا دیت وغیرہ کی ادائیگی کی ذمہ داری اٹھالی یا کسی مقروض کی ضمانت دی جس پر انہیں تاوان پڑ گیا۔ ان تمام صورتوں میں زکاۃ خرچ کی جاسکتی ہے بشرطیکہ اس نے وہ قرض کسی گناہ کے کام کے لئے نہ لیا ہو۔ ہاں توبہ کرلے تو اسکی اعانت کی جائے گی۔ اگر کوئی شخص مقروض فوت ہو جائے اور قرض ادا کرنے کے لئے کچھ نہ چھوڑے تو زکاۃ کی مد سے اس کا قرض ادا کیا جاسکتا ہے۔

7:۔ و فی سبیل اللّٰہ:

بعض لوگ اس سے نیکی کا ہر کام مراد لیتے ہیں اس میں شک نہیں کہ پورا اسلام ہی سبیل اللہ یعنی اللہ کا راستہ ہے۔ مگر اس مقام پر اس سے نیکی کا ہر کام مراد نہیں۔ ورنہ فقراء مساکین وغیرہ کو الگ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں تھی وہ سب بھی فی سبیل اللہ ہیں بلکہ یہاں فی سبیل اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنے والے ہیں کیونکہ قرآن وحدیث میں سبیل اللہ کا لفظ یا تو عام معنی میں آیا ہے جس سے مراد اسلام اور اللہ کی رضا کا راستہ ہے۔ یا پھر جہاد فی سبیل اللہ کے لئے۔ جیسا کہ سورہ بقرہ:54 میں فرمایا:

﴿لِلْفُقَرَاءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾

'' صدقات وعشران فقراء کے لئے ہیں جو اللہ کی راہ (یعنی جہاد) میں روکے گئے ہیں۔ ''

اسی طرح ﴿وَاَنْفِقُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ میں بھی جہاد مراد ہے جیسا کہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے صراحت فرمائی۔ (ابو داود' ترمذی' نسائی)

صحیح بخاری: کتاب الجہاد میں ہے' خالد بن ولید کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا: ((قَدِ احْتَبَسَ اَدْرَاعَهٗ وَ اَعْتُدَهٗ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ))

'' اس نے اپنی زرہیں اور جنگی ساز وسامان فی سبیل اللہ وقف کر رکھا ہے۔ ''

اس لئے مفسرین نے یہاں فی سبیل اللہ سے مراد جہاد وقتال ہی لیا ہے چنانچہ قرطبی فرماتے ہیں:

((هُمُ الْغُزَاةُ وَ هَذَا قَوْلُ اَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ وَ هُوَ تَحْصِيْلُ مَذْهَبِ مَالِكٍ))

'' اس سے مراد لڑنے والے ہیں اور اکثر علماء کا قول یہی ہے۔ اور امام مالک کے مذہب کا حاصل بھی یہی ہے ''

بداية المجتهد میں ہے:

((وَ اَمَّا فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ مَالِكٌ سَبِيْلُ اللّٰهِ مَوَاضِعُ الْجِهَادِ وَ الرِّبَاطُ وَ بِهٖ قَالَ اَبُو حَنِيْفَةَ وَ قَالَ الشَّافِعِىُّ هُوَ الْغَازِى جَارُ الصَّدَقَةِ ١٥)) ((بداية المجتهد (الجملة الخامسة فيمن تجب له الصدقة))

'' فی سبیل اللہ کے متعلق مالک رحمہ اللہ نے فرمایا اس سے مراد جہاد اور رباط (دشمن کے مقابلے میں چھاؤنی ڈال کر بیٹھنے) کی جگہیں ہیں۔ ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے بھی یہی فرمایا۔ اور شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا اس سے مراد وہ غازی ہے جو اس صدقہ کے پڑوس میں ہو۔ ''

معالم میں ہے:

((اَرَادَ بِهَا الْغُزَاةَ فَلَهُمْ سَهْمٌ مِنَ الصَّدَقَةِ))

'' اس سے مراد غازی لئے ہیں ان کے لئے صدقہ کا ایک حصہ ہے۔ ''

شیخ المفسرین ابن جریر طبری فرماتے ہیں:

((فَاِنَّهٗ يَعْنِى وَ فِى النَّفَقَةِ فِى نُصْرَةِ دِيْنِ اللّٰهِ و طَرِيْقِهٖ وَ شَرِيْعَتِهِ الَّتِى شَرَعَهَا لِعِبَادِهٖ بِقِتَالِ اَعْدَائِهٖ وَ ذَالِكَ هُوَ غَزْوُ الْكُفَّارِ)) (تفسير طبرى ج٦ ص١٦٥)

'' یعنی فی سبیل اللہ سے مراد اللہ کے دین' اس کے راستے اور اس کی شریعت میں خرچ کرنا ہے جو اس نے اپنے بندوں کے لئے اپنے دشمنوں سے لڑنے کے لئے مقرر فرمائی ہے اور وہ کفار سے جنگ ہے۔ ''

فی سبیل اللہ کی تفسیر میں ابن کثیر نے فرمایا:

((فَمِنْهُمُ الْغُزَاةُ الَّذِيْنَ لَا حَقَّ لَهُمْ فِى الدِّيْوَانِ))

'' ان میں وہ غازی بھی شامل ہیں جن کا دیوان میں حصہ نہیں ہے۔ ''

ابن کثیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے کہ فی سبیل اللہ میں حج کرنے والے بھی شامل ہیں۔

خلاصہ یہ کہ یہاں فی سبیل اللہ سے مراد اسلام کی سربلندی کے لئے جہاد وقتال کرنے والے لوگ ہیں اس میں وہ تمام لوگ شامل ہیں جو کسی بھی طرح دنیا میں اسلام کو غالب اور کفر کو مغلوب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں خواہ وہ دلیل وبرہان کے ساتھ ہو یا ہاتھ اور زبان کے ساتھ۔ البتہ اس مد کا اولین مصداق وہی لوگ ہیں جو کفار سے لڑائی میں مصروف ہیں یا کفار کے خلاف لڑائی کے کسی بھی شعبہ میں شریک ہیں۔

فائدہ:۔ غازی فی سبیل اللہ کو صدقات میں سے دینے کے لئے ضروری نہیں کہ وہ فقیر یا مسکین ہو بلکہ غنی کو بھی دیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِىٍّ اِلَّا لِخَمْسَةٍ لِغَازٍ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ)) (ابو داود' الزكوة: باب من يجوز له اخذ الصدقة۔ ودیگر کتب احادیث)

'' پانچ آدمیوں کے علاوہ کسی غنی کے لئے صدقہ حلال نہیں جن میں سے پہلا اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے۔ ''

8:۔ وابن السبیل:

بعض اہل علم کے مطابق اس سے مراد وہ مسافر ہے جو اگرچہ اپنے وطن میں غنی ہے مگر سفر میں اس کے پاس خرچ ختم ہو گیا ہے۔ اور اس کے لئے گھر پہنچنا مشکل ہو گیا ہے۔ ایسے مسافر پر زکاۃ خرچ کرنا جائز ہے۔

الفاظ کے عموم اور لفظ (فی) کو مدنظر رکھیں تو مسافروں کے لئے ہر قسم کی ضروریات مثلاً سڑکوں اور آرام گاہوں اور پانی وغیرہ کے انتظام پر صدقات کی اس مد میں سے خرچ کیا جاسکتا ہے۔ اسے صرف ان مسافروں کے ساتھ خاص کرنا جو دوران سفر فقیر کے حکم میں ہوں لفظ کے عموم کو بلا دلیل محدود کرنا ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ کی اہمیت

اس بات میں کسی شخص کو اختلاف کی گنجائش نہیں کہ جہاد فی سبیل اللہ کی جتنی صورتیں بھی ہوسکتی ہیں ان میں سب سے ضروری مسلمانوں کے ان علاقوں کو آزاد کروانا ہے۔ جو کفار کے قبضے میں ہیں خواہ وہ کشمیر وہندوستان ہو یا فلسطین وترکستان' اندلس ہو یا فلپائن وشیشان' اس کے لئے ہمیں ہر اس قوت سے لڑنا ہوگا جو ہماری ایک بالشت بلکہ ایک انچ پر بھی قابض ہے اور ہمارے مسلمان بھائیوں پر ظلم کر رہی ہے یا اس میں شریک ہے خواہ وہ یہودی ہوں یا ہندو' عیسائی ہوں یا لادین جمہوری یا کمیونسٹ۔ اللہ کا حکم ہے:

﴿ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَ اَخْرِجُوْهُمْ مِنْ حَيْثُ

”خُدا کے لئے“ (یا شیطان کے لیے)

فلم میں موسیقی کے حق میں پیش کردہ بے بُنیاد شرعی دلائل کا علمی جائزہ

عصرِ حاضر کے جیّد علماء کے تحقیقی مقالات کی روشنی میں

فلم کا پس منظر:

حال ہی میں ایک مخصوص میڈیا گروپ کے اخبار و چینل نے حدود اللہ کے خلاف ایک کامیاب ڈرامہ سٹیج کرنے کے بعد اب دو قدم مزید آگے بڑھتے ہوئے ایک گمراہ کن فلم نمائش کے لئے پیش کی ہے اور اسے بھی باکس آفس پر بڑی ہٹ اور کامیاب قرار دیا جا رہا ہے۔ ظاہر ہے جس فلم کے پیچھے الیکٹرونک و پرنٹ میڈیا کا ہاتھ ہو، اس کو طویل اور بڑے بڑے اشتہارات کے لئے جگہ اور وقت کھل کر میسر ہو اور سب سے بڑھ کر اس کی سرپرستی صلیبی و کروسیڈی ڈونرز کر رہے ہوں تو وہ شہرت و ”کامیابی“ کی منزلوں کو کیوں نہیں چھوئے گی؟ ایسی فلمیں کامیاب ہوتی نہیں، کامیاب کرائی جاتی ہیں۔ پیسے اور پروپیگنڈے کے زور پر دنیا میں کیا کچھ نہیں ہو جاتا۔ میڈیا کے دور کی یہی سب سے بڑی خوبی ہے کہ اس میں رات کو بھی بآسانی دن ثابت کر دیا جاتا ہے اور دن کو بھی رات۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

جن دنوں حدود اللہ کے خلاف میڈیا کے اس نیوز گروپ نے مہم چلائی تھی تو ان دنوں نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر ایک باوثوق ذریعے نے ہمیں بتایا تھا کہ ایک میٹنگ میں اس نیوز گروپ کے چیئرمین سے سوال کیا گیا کہ آپ کی ان پالیسیوں سے ملک میں انتشار پھیل رہا ہے اور کیا اس طرح خانہ جنگی کا شکار ہو کر ملک کے ٹوٹنے کا خطرہ نہیں تو موصوف جو ویسے محبِ وطن اور پاکستانی ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں، فرمانے لگے: اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ ہم اس طرح اپنا اخبار ممبئی سے بھی نکالنے کے قابل ہو جائیں گے اور ہماری سرکولیشن مزید بڑھ جائے گی۔ اسی طرح جب ان سے سوال کیا گیا کہ آپ حدود اللہ، ملکی تشخص اور اسلامی کلچر کے خلاف جس طرح شب و روز سرگرم رہتے ہیں اور اس مہم کے لئے اپنے اخبار و چینل میں زبردست سرمایہ کاری کر رہے ہیں تو آپ کو آخر اس کا فائدہ (Return) کیا ملے گا تو اس پر بھی موصوف کا کہنا تھا کہ اگر ہماری مہم کے نتیجے میں مسئلہ کشمیر اس طرح حل ہو جاتا ہے کہ جس کے نتیجے میں دونوں طرف کی سرحدیں بے معنی ہو جاتی ہیں تو اس طرح ہمیں بھارت کی صورت میں ایک وسیع منڈی مل جائے گی اور یہی ہمارا اصل فائدہ (Return) ہوگا۔ ان کا کہنا تھا، یہاں ہمارے پاس صرف 16 کروڑ کی منڈی ہے۔ جبکہ دوسری صورت میں ہمارے پاس ایک ارب سے زائد افراد کی منڈی ہوگی۔ موصوف کی اس گفتگو سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام سے وابستگی تو دور کی بات ہے، انہیں اپنے کاروباری مفادات کے لئے پاکستان کی سلامتی کی بھی کوئی پرواہ نہیں بلکہ اکھنڈ بھارت کا قیام ان کے مفادات کی تکمیل کا بہترین ذریعہ ہے اور اس کے لئے وہ ملکی سلامتی کی قیمت پر بھی ہر کام کرنے کو تیار ہیں۔ اور وہ کیوں نہ تیار ہوں، جس کی بیوی ہی قادیانی پس منظر رکھتی ہو اور وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے خلیفہ حکیم نورالدین کے خاندان سے وہ پاکستان کے خلاف کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ قادیانیوں کا تو ویسے بھی اکھنڈ بھارت کا قیام ازلی مشن رہا ہے۔

قارئین کرام! یہ وہی میڈیا گروپ ہے جس کے ٹی وی چینل پر ”وائس آف امریکہ“ پیش کیا جاتا ہے اور یوں امریکہ اس پروگرام کے ذریعے اس میڈیا گروپ کو خصوصی فنڈ مہیا کرتا ہے۔ سپریم کورٹ کے جسٹس (ر) خلیل الرحمٰن خان سابق چیئرمین شریعت اپیلیٹ بنچ نے بھی کچھ عرصہ قبل مجلہ الدعوۃ کے ساتھ ایک انٹرویو میں انکشاف کیا تھا کہ حدود اللہ کے خلاف مہم کے لئے اس نیوز گروپ کو امریکہ نے 100 ملین ڈالر فراہم کئے تھے۔

چنانچہ انہی آقاؤں کے مشوروں اور ہدایات کی روشنی میں فلم ”خدا کے لئے“ تیار ہوئی۔ جو حقیقتاً ”خدا کے لئے“ نہیں بلکہ ”شیطان کے لئے“ ہے۔ اس فلم کے لئے میڈیا رپورٹوں میں بظاہر یہ تاثر دیا گیا ہے کہ یہ فلم ہدایتکار شعیب منصور نے سابق معروف گلوکار جنید جمشید کے موسیقی سے تائب ہونے کے ردِّعمل میں بنائی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جنید جمشید کو گلوکاری کے میدان میں لانے والا اور اس کا کیریئر بنانے والا شعیب منصور تھا۔ جنید جمشید نے جب اچانک گلوکاری کو خیرباد کہا تو شعیب منصور کو اپنی پندرہ سولہ سال کی محنت ضائع ہوتے دیکھ کر بڑا دھچکا لگا۔ چنانچہ اسی ردِّعمل میں فلم بنائی گئی۔ مقصد یہ ہے کہ آئندہ کوئی اور گلوکار اس شیطانی صنعت کو دھچکا نہ پہنچا دے۔ تاہم بہت سے حلقوں کا کہنا ہے کہ یہ فلم محض جنید جمشید کے ردِّعمل میں نہیں بنائی گئی بلکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ جنید جمشید کی وجہ سے اس شیطانی صنعت کی Elite کلاس کے بہت سے دوسرے اہم لوگ بھی متاثر ہو رہے تھے۔ چنانچہ ان اثرات کو ختم کرنے کے لئے اور مغربی و امریکی ایجنڈے کی تکمیل کے لئے اس فلم کو خاص مقاصد کے لئے منصۂ شہود پر لایا گیا۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ اس کے باوجود امریکہ اور بھارت نے اپنے ہاں اس فلم کی ریلیز کی اجازت نہیں دی کیونکہ یہ فلم ان کے نزدیک ابھی بھی ان کے معیار پر سو فیصد پوری نہیں اترتی۔

فلم ”خدا کے لئے“ پہلی فلم ہے جس میں نام نہاد شرعی دلائل کے ذریعے عوام کو یہ پیغام دینے کی کوشش کی گئی کہ اسلام میں موسیقی حرام نہیں بلکہ نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی معاذ اللہ موسیقی کے رسیا تھے۔

قارئین کو یاد ہوگا کہ 2003ء اور 2006ء میں ایک معروف امریکی تھنک ٹینک رینڈ کارپوریشن کی ایک رپورٹ منظر عام آئی تھی۔ اس میں امت مسلمہ کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا یعنی بنیاد پرست، روایت پرست، جدّت پسند اور سیکولر۔ اس رپورٹ میں یہ سفارش کی گئی تھی کہ جدّت پسند حضرات کو سب سے زیادہ سپورٹ دی جائے۔ ان کے ذریعے اسلام کی

حدود اللہ کے بعد اسلامی شعائر کا مذاق اڑانے کی نئی مہم

امریکی ایما پر ایک مخصوص میڈیا گروپ کی گمراہ کن فلم

قاضی کاشف نیاز

فلم میں موسیقی کے حق میں دلائل تحریف شدہ زبور سے دیئے گئے ہیں۔ اسی تحریف شدہ زبور اور بائبل میں نوحؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور لوطؑ کو شرابی لکھا گیا ہے۔ کیا پھر ان دلائل کو بھی (نعوذ باللہ) درست مانا جائے گا؟

روایتی تشریحات کو چیلنج کیا جائے اور مسلم نوجوانوں کے سامنے لبرل کلچر کو متبادل کلچر کے طور پر پیش کیا جائے۔ اس امریکی و یہودی منصوبے کی بہت سی شقوں پر مختلف انداز میں عالم اسلام بالخصوص پاکستان میں عملدر آمد جاری ہے۔ دین کا لبادہ اوڑھے ہوئے جدت پسند افراد کو میڈیا پر بھرپور کوریج دی جا رہی ہے۔ ہمارے نصاب تعلیم کو اسی منصوبے کے مطابق آزاد خیال، سیکولر اور ''روشن خیال'' بنایا جا رہا ہے۔

میراتھن ریس بھی اسی منصوبے کا حصہ تھی۔ امریکی منصوبے کے تحت مذکورہ میڈیا گروپ کی طرف سے سب سے بڑی مہم حدود آرڈیننس کے خلاف چلائی گئی۔ حدود اللہ کے خلاف اس مہم میں امریکی و یہودی لابی کس قدر دلچسپی لے رہی تھی، اس کا اندازہ اس سے لگائیں کہ اس مہم کو کامیاب کرنے کے لئے عورت فاؤنڈیشن نے حدود آرڈیننس کے خلاف ایک کتاب تیار کرائی جس کے لئے آئی سی سی او (Inter-Church Organization for Development co-operation) نامی غیر ملکی ڈونر نے 7 کروڑ روپے مہیا کئے۔ ان کا اصل ہدف اس آرڈیننس کا مکمل خاتمہ تھا۔ تاہم اب بھی وہ حدود آرڈیننس میں بہت ساری ترامیم کرا کر عملاً حدود آرڈیننس کو ختم کرانے میں کامیاب ہو چکے ہیں اور اب فلم ''خدا کے لئے'' ان کی دوسری بڑی مہم ہے تاکہ اسلام اور اسلامی تہذیب کی بچی کھچی اقدار کو بھی نشانہ بنایا جا سکے۔

فلم کی کہانی:

مختلف میڈیا رپورٹوں میں اس فلم کی جو کہانی اور مکالے منظر عام پر آئے ہیں، ان کی روشنی میں قارئین خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ یہ فلم مکمل طور پر امریکی ایجنڈے کی آئینہ دار ہے۔

فلم کی کہانی اس طرح ہے کہ دو نوجوان سرمد اور اس کا بھائی منصور (اداکار شان) گانے گاتے تھے۔ اس دوران سرمد کا رابطہ موسیقی کی ایک محفل الٹانے والے مولانا سے ہو جاتا ہے جس کی دعوت پر سرمد گانے گانا چھوڑ دیتا ہے۔ کہانی میں ایک کردار حسین کا ہے جو لندن میں ایک عورت کے ساتھ بغیر نکاح کے رہتا ہے۔ حسین ''میری'' نامی بیٹی کا باپ بھی ہے جو ایک عیسائی نوجوان سے محبت کرتی ہے۔ حسین یہ برداشت نہیں کرتا اور اسے جھانسا دے کر پاکستان لاتا ہے اور اس کی شادی اس کے عم زاد سرمد سے کرا دیتا ہے۔ سرمد ایک مسلمان لڑکی کو عیسائی مرد کے ساتھ شادی کرنے سے بچانے کے لئے حامی بھر لیتا ہے لیکن نکاح وزیرستان کی غاروں میں جا کر کرتا ہے اور اسے وہیں رکھتا ہے۔ گویا ''میری'' کے ساتھ زبردستی کی جاتی ہے اور اس کا حق مہر 32 روپے رکھا جاتا ہے (حالانکہ یہ شرعی حق مہر نہیں۔ شرعی حق مہر تو مرد کی استطاعت کے مطابق عورت جتنا چاہے لے سکتی ہے) ادھر منصور امریکہ جا کر موسیقی کی کلاسوں میں داخلہ لیتا ہے اور مشرقی موسیقی کا جادو جگاتا ہے۔ اس دوران 9/11 کے واقعہ کے بعد ایک ہندو کی شکایت پر منصور کو گرفتار کر کے گوانتانامو بھیج دیا جاتا ہے۔ دوسری طرف سرمد افغانستان میں ایک جھڑپ میں شمالی اتحاد کے آدمی کو کلمہ پڑھتے ہوئے مرتے دیکھتا ہے تو وہ جہاد کے بارے میں پریشان ہو جاتا ہے۔ اس طرح دو سال کا عرصہ گزر جاتا ہے کہ سرمد کا باپ قبائلی علاقوں میں اسے ڈھونڈ کر واپس لاہور لاتا ہے۔ یہاں ''میری'' سرمد کے خلاف زبردستی اور اغوا کا مقدمہ کر دیتی ہے۔

عدالت میں بھارتی اداکار نصیر الدین شاہ ایک طویل ریش ''مولانا ولی'' کے روپ میں پیش ہوتا ہے جو موسیقی، تصویر اور پینٹ شرٹ وغیرہ کے حق میں نام نہاد شرعی دلائل دے کر سرمد کو مزید کنفیوز کر دیتا ہے۔ سرمد ''میری'' سے معافی مانگ لیتا ہے۔ یوں دونوں کی صلح ہو جاتی ہے لیکن اس پاداش میں طالبان سرمد پر تشدد کرتے دکھائے جاتے ہیں۔ آخر میں منصور رہا ہو کر پاکستان آ جاتا ہے۔ میری اور سرمد بچیوں کا سکول کھول لیتے ہیں۔ سرمد گٹار پر دھن بجاتا ہے۔ یوں پورا خاندان پھر ایک ہو جاتا ہے۔ سرمد جین پہن کر مسجد میں اذان دیتا ہے اور فلم ختم ہو جاتی ہے۔

فلم کے مکالمے اور داؤد علیہ السلام:

اب موسیقی کے حق میں جو فلم کا اصل موضوع ہے، عدالت میں بھارتی اداکار کی زبانی کس طرح نام نہاد شرعی دلائل گھڑے جاتے ہیں۔ چند مکالمے ملاحظہ کیجئے۔

''دلائل کا ایک انبار ہے میرے پاس موسیقی کے حق میں لیکن میں صرف ایک دلیل دینا چاہتا ہوں جس کے بعد کوئی دلیل ہو ہی نہیں سکتی۔ (وکیل سے مخاطب ہو کر) آپ یہ بتائیے کہ دنیا میں کتنے پیغمبر اتارے گئے ہیں؟ وکیل: ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ مولانا ولی۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار میں سے کتنوں پر کتابیں نازل ہوئی ہیں؟ وکیل: جی صرف چار پر۔ مولانا ولی: ''تو گویا یہ تو طے ہو گیا کہ چار تو ایسے ہیں جو باقی ایک لاکھ تیئس

فلم ''خدا کے لئے'' پیش کرنے والے میڈیا گروپ نے کچھ عرصہ پہلے حدود اللہ کے خلاف بھی شدید پروپیگنڈا کیا

جسٹس (ر) خلیل الرحمٰن کے مطابق اس کے عوض اس گروپ کو امریکہ نے 100 ملین ڈالر فراہم کئے

ہزار نو سو چھیانوے پیغمبروں سے زیادہ برگزیدہ ہیں۔'' وکیل: بے شک۔ مولانا ولی: ''ان چاروں کو اللہ نے معجزے عطا فرمائے۔ حضور ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ خود قرآن ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو اس قابل کیا کہ وہ لاٹھی سے دریا کے دو ٹکڑے کر دے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو یہ طاقت دی کہ مردے کو دوبارہ زندہ کر دے اور داؤد علیہ السلام کو کیا دیا؟ موسیقی! ایسی سریلی آواز' سازوں اور راگوں پر اتنا عبور کہ سُر لگے تو پہاڑ ساتھ گانے لگیں۔ دنیا بھر کے پرندے مدہوش ہو کر آواز کی جانب کھنچے چلے آئیں۔ زبور اٹھا کر دیکھئے' یہ تک لکھا ہے کہ داؤد علیہ السلام نے کن راگوں اور کن سازوں پر گا کر اللہ کی حمد و ثناء کی۔ کیا یہ ممکن ہے کہ خدا اپنی تعریف سننے کے لئے ایک حرام چیز کا انتخاب کرے اور اپنے ایک برگزیدہ پیغمبر کو ایک حرام چیز معجزے میں دے۔''

''کیا یہ ممکن ہے کہ نبی کریم ﷺ موسیقی کو حرام بھی سمجھیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ پوچھیں کہ بارات جس قبیلے میں گئی ہے' وہ انصار ہیں اور انصار ''موسیقی'' کے بہت ''رسیا'' ہیں۔ تم نے بارات کے ساتھ کوئی گانے والی بھی بھیجی ہے یا نہیں؟''

''کیا یہ ممکن ہے کہ وہ موسیقی حرام بھی سمجھیں اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی قرأت پر خوش ہو کر اس سے یہ بھی کہیں کہ لگتا ہے کہ تمہارے گلے میں داؤد علیہ السلام کا ''ساز'' رکھ دیا گیا ہو؟''

قارئین کرام! یہ ہیں موسیقی کے حق میں فلم کے چند گمراہ کن مکالمے۔

داؤد علیہ السلام کو حسنِ صوت سے نوازا گیا تھا یا وہ آلاتِ موسیقی سے کام لیتے تھے' اس کے بارے میں کتاب و سنت کی روشنی میں علمی تحقیق تو ہم آگے پیش کر رہے ہیں لیکن یہاں اتنا بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ فلم میں زبور کے حوالے سے جو ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ داؤد علیہ السلام معاذ اللہ آلات موسیقی استعمال کرتے تھے۔ تو یہ بات ہمیں یاد رکھنی چاہئے کہ زبور آج ایک تحریف شدہ کتاب ہے۔ دوسرے نمبر پر یہ بات بھی ہمیں معلوم ہونی چاہئے کہ یہود نے اپنی تحریف شدہ کتابوں میں انبیاء کو موسیقی کا ہی نہیں بلکہ دنیا کی ہر برائی کا رسیا ثابت کیا ہے۔

اسی تحریف شدہ زبور اور بائبل میں نوح علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام کو شرابی لکھا گیا ہے۔ یعقوب علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کو شرابی اور بدکار بتایا گیا ہے۔ ہارون علیہ السلام کو شرک کا مرتکب لکھا گیا ہے۔ داؤد علیہ السلام کو موسیقی کا رسیا ہی نہیں بلکہ بدکار بھی معاذ اللہ ثابت کیا گیا ہے۔ یہی بائبل عیسیٰ علیہ السلام کو بھی بدکار' ناپاک' گنہگار اور ملعون قرار دیتی ہے...... بائبل کی کتاب پیدائش اور دیگر ابواب ایسی خرافات سے بھرے پڑے ہیں۔ غرض تحریف شدہ بائبل اور زبور کو بنیاد بنائیں تو انبیاء کرام کی مقدس ترین ہستیاں صرف موسیقی ہی نہیں بلکہ دنیا کی ہر برائی کی معاذ اللہ رسیا نظر آتی ہیں۔ انبیاء جیسی ہستیوں کو اس طرح داغدار کرنا یہود کا خاص شغل رہا ہے۔ فلم ''خدا کے لئے'' میں بھی مسلمانوں کو یہود کی اسی ناپاک روش پر چلانے کی گھناؤنی سازش کی گئی ہے۔ اسی یہودیانہ روش پر چل کر تو موسیقی ہی نہیں' دنیا کی ہر برائی جائز ٹھہرے گی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک تحریف شدہ آسمانی کتاب کے حوالے فلم میں دینے کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی...... کیا مسلمانوں کے لئے یہ کتاب اب کوئی حجت ہے؟

فلم میں بے شمار دیگر اسلامی عقائد اور شعائر کا مذاق اڑانے کی بھی بھرپور سعی کی گئی ہے۔ یہاں تک کہا گیا ہے کہ ''خدا تمہیں مرد بنا کر پشیمان ہوا ہوگا'' (نعوذ باللہ) یقیناً خدا کے بارے میں اس طرح کے عقائد خالص ہندوانہ ہیں۔ خدا کے بارے میں ایسے توہین آمیز عقائد بھارتی گانوں کے ذریعے اب ہمارے ہاں عام ہو رہے ہیں۔ فلم میں موسیقی' مغربی لباس' داڑھی' جہاد' مرتد کی سزا' تصویر کشی' مسلم لڑکی سے غیر مسلم لڑکے کی شادی' مسلمانوں کی اوباش زندگی سمیت بہت سے موضوعات پر بحث کی گئی ہے اور غیر اسلامی شعائر کو اسلامی ثابت کرنے کی مذموم کوشش کی گئی ہے اور بعض کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا ہے جیسے لباس کا مسئلہ۔ اسلام میں لباس کے معاملے میں ستر و حجاب کے چند آداب کی پابندی ضرور ہے لیکن عمومی طور پر ان تقاضوں کو پورا کرنے والے ہر قوم کے ہر لباس کی آزادی ہے۔ کسی پر کوئی پابندی نہیں۔ پینٹ بھی اگر زیادہ چست نہ ہو تو اس کے پہننے پر کوئی پابندی نہیں لیکن فلم میں یوں تاثر دیا گیا ہے جیسے علماء کے ہاں شلوار قمیض کے علاوہ باقی تمام لباس غیر اسلامی ہیں۔ غرض فلم کا ہر کردار اور ہر منظر رینڈ کارپوریشن کے منصوبے کے عین مطابق تراشا گیا ہے۔ اگرچہ فلم ''خدا کے لئے'' کے تمام موضوعات ایک تفصیلی بحث کے طالب ہیں لیکن فلم کا مرکزی موضوع چونکہ موسیقی کو جائز قرار دینے کے بارے میں ہے' فلم بنائی بھی اسی ردِ عمل میں گئی ہے' اس لئے ہم بھی اپنی بحث کا مرکزی موضوع موسیقی کو ہی بنا رہے ہیں۔ ←

AL-HAMRA

اس سے پہلے کہ ہم فلم ''خدا کے لئے'' میں موسیقی کے حق میں پیش کردہ بے بنیاد دلائل کا شرعی جائزہ پیش کریں، ہم یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہماری اطلاعات کے مطابق فلم کے لئے موسیقی کے حق میں شرعی دلائل مہیا کرنے والی شخصیت جاوید احمد غامدی مکتبۂ فکر کی ہے جو اس وقت دین کا لبادہ اوڑھے ہوئے روشن خیالی کی دوڑ میں غالباً مشرف سے بھی آگے ہے...... رینڈ کارپوریشن کی رپورٹ کے مطابق ایسی شخصیات ہی امریکی ایجنڈے کی تکمیل کے لئے مطلوب ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے جاوید احمد غامدی کو اس مخصوص نیوز گروپ کے ٹی وی چینل پر اسلامی مسائل کی نام نہاد ترجمانی کے لئے سب سے زیادہ پیش کیا جاتا ہے اور ان کے نام ''غامدی'' کے عنوان سے پورا پروگرام پیش کیا جاتا ہے۔ فلم میں بھی انہی کے دلائل کو کام میں لایا گیا ہے۔ جاوید احمد غامدی نے کچھ عرصہ قبل موسیقی کے حق میں اپنے رسالہ اشراق کا خصوصی نمبر بھی شائع کیا تھا۔ ان کے دلائل کا حافظ مبشر حسین لاہوری ﷾ نے اپنی کتاب ''کیا موسیقی حرام نہیں؟'' میں تفصیلی شرعی محاکمہ پیش کیا تھا اور کتاب وسنت کی روشنی میں ان کے بے بنیاد دلائل کا تار و پود بکھیر دیا تھا۔ ہم نے اپنی طرف سے جواب دینے کی بجائے فلم میں موسیقی کے حق میں دیئے گئے دلائل کا جواب انہی کی کتاب کے منتخب اور متعلقہ حصوں سے یکجا کر کے پیش کیا ہے۔ اس کے علاوہ داؤد علیہ السلام اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے فلم میں جو گمراہ کن تصویر کشی کی گئی ہے، اس کا ازالہ شیخ الحدیث مولانا ارشاد الحق اثری ﷾ کی کتاب ''اسلام اور موسیقی'' سے پیش کیا ہے۔ یہ کتاب بھی دراصل موسیقی کے حوالے سے غامدی نکتۂ نظر کا زبردست اور مسکت جواب ہے۔ ان دونوں مقالوں کا جواب غامدی مکتبۂ فکر آج تک نہیں دے سکا۔

علاوہ ازیں محدث عصر شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کا ایک مختصر مضمون بھی ذیل میں ہم پیش کر رہے ہیں جس میں وہ گانے بجانے کی حرمت پر سات صحیح ترین احادیث لائے ہیں اور جن کے ہوتے ہوئے موسیقی کے جواز پر کوئی استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے ساتھ ہم نے ''اسلام اور موسیقی'' کے عنوان سے علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کا ایک نادر و نایاب مقالہ بھی شامل کر دیا ہے جس میں انہوں نے قرآن وحدیث کی روشنی میں موسیقی کی حرمت ثابت کی ہے۔ یوں اب موسیقی کے موضوع پر کتاب وسنت کی روشنی میں عصر حاضر کے جید علماء کی تحقیق اور دلائل یکجا طور پر ہم نے ذیل میں پیش کر دیئے ہیں۔ اب اس کے بعد بھی اگر کوئی ان صریح دلائل کو جھٹلائے تو یہ گویا سورج کو دیکھ کر آنکھیں بند کرنے والی بات ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو کتاب وسنت کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

کیا موسیقی حرام نہیں؟

موسیقی کو جائز قرار دینے کے غامدی نقطۂ نظر کا ایک جائزہ

حافظ مبشر حسین، لیکچرر/ریسرچ ایسوسی ایٹ، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔

گانے (موسیقی) کی شرعی حیثیت:

'گانے' کو 'موسیقی' بھی کہا جاتا ہے جو کہ یونانی زبان کا لفظ ہے۔ لیکن گانے اور موسیقی میں ایک فرق ہے۔ گانا تو مجرد گیت، یا 'اشعار' کو کہتے ہیں جب کہ موسیقی کے لفظ میں ان معانی کے علاوہ دو مفہوم اور بھی شامل ہیں:

(i) ایسا گانا جس کے ساتھ میوزک شامل ہو۔

(ii) یا ایسا میوزک جو گانے کے بغیر ہو۔

ہمارے ہاں لفظ موسیقی سے یہی دو مفہوم مراد لیے جاتے ہیں۔ مجرد گانے اور میوزک کے ساتھ گانے کے چونکہ الگ الگ احکام ہیں اس لیے ہم 'موسیقی' کی جگہ 'گانے' اور 'میوزک' کی جگہ 'آلات موسیقی' کا استعمال کریں گے۔ آلات موسیقی کی بحث تو آگے آئے گی۔ یہاں ہم صرف 'گانے' کی شرعی حیثیت واضح کریں گے۔

گانے کی مختلف اقسام ہیں مثلاً گیت، اشعار، نظم وغیرہ پھر ان میں سے ہر ایک کی آگے کئی قسمیں ہیں مثلاً:

حمد یہ گیت، نعتیہ گیت، قومی و ملی گیت، رمزیہ گیت، لوک گیت، عشقیہ گیت، فحش گیت، حدی خوانی، حمد، نعت، غزل، مرثیہ اور ہجو وغیرہ۔

گیت سنگیت کی مذکورہ بالا اقسام واصناف میں سے کسی قسم یا صنف میں اگر کفر و شرک، فحش و عشق، فتنہ وفساد، لعن وطعن اور اسی طرح کی کسی اور اخلاقی برائی پر مبنی کلمات نہ ہوں تو انہیں گانے میں کوئی حرج نہیں مگر اس شرط کے ساتھ کہ وہ آلات میوزک (موسیقی) کے بغیر گایا جائے اور ان کے گانے میں کسی اور فتنے کا اندیشہ بھی نہ ہو۔ ان شرائط اور حدود و قیود پر مبنی گانوں کے حوالے سے غامدیوں کو بھی تقریباً اتفاق ہے ماسوائے آلات موسیقی اور مغنیات کا گانا سننے کے، اس لیے آئندہ سطور میں ان پر سیر حاصل بحث کی جائے گی۔ ان شاء اللہ!

اجنبی عورت (یا فنکارہ اور گلوکارہ) سے گانا سننا:

قرآنِ مجید میں حضور نبی اکرم ﷺ کی بیویوں کے حوالے سے یہ بات بیان ہوئی ہے کہ **فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ** [الاحزاب: ۳۲] ''نرم لہجے میں (یعنی لوچ دار انداز) سے گفتگو نہ کرو۔''

اس کا یہ معنی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے لیے لوچ دار گفتگو کرنا منع اور دیگر عورتوں کے لیے جائز ہے بلکہ اس حکم میں تمام مسلمان عورتیں شامل ہیں۔ اس قرآنی ضابطے کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ جب عورت کے لیے مرد کے سامنے لوچ دار آواز سے گفتگو جائز نہیں تو پھر انہیں گیت سنانا کیسے جائز ہو سکتا ہے کیونکہ گیت اور نغمے وغیرہ اس وقت تک گائے ہی نہیں جا سکتے جب تک کہ

جنگ بعاث کا جنگی ترانہ گانے والی انصاری کم عمر بچیوں کو غامدیوں نے آج کی پیشہ ور ماہر فن مغنیات کے روپ میں پیش کرنے کے بعد موسیقی کو جائز ہی نہیں بلکہ نبی ﷺ کی سنت ثابت کر رکھا ہے

ان میں لے، سُر اور لوچ دار انداز اختیار نہ کیا جائے۔

اسی طرح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اجنبی عورتوں حتیٰ کہ باندیوں کے گانے بجانے کے پیشہ و مشغلہ کو آنحضرت ﷺ نے ناپسند قرار دیتے ہوئے اسے بالتدریج ختم فرما دیا۔ آپ ﷺ کے متعدد فرامین میں یہ بات موجود ہے کہ: لَا تَبِیْعُوْا الْقَیْنَاتِ وَلَا تَشْتَرُوْهُنَّ وَلَا تُعَلِّمُوْهُنَّ [السلسلة الصحیحة: ۲۹۲۲] ''مغنیہ لونڈیوں کی خرید و فروخت نہ کرو۔'' اور نہ ہی انھیں یہ (ناچ گانے کا فن) سکھاؤ۔''

صحابہ کرام ؓ بھی اس ممانعت کو بخوبی سمجھتے اور مدنظر رکھتے تھے۔ جیسا کہ آئندہ تفصیلات سے واضح ہوگا مگر غامدیوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اجنبی عورتوں کے گانے سننا جائز ہے۔ خواہ وہ آزاد عورت ہو یا باندی، پیشہ ور مغنیہ ہو یا عام گانے والی۔ اس سلسلہ میں انھوں نے معنوی تحریف سے کام لیا ہے اور وہ روایات جن میں 'بچیوں' کے گیت گانے اور آنحضرت ﷺ کا انھیں سننے کا تذکرہ ہے، انھیں معنوی اعتبار سے توڑ مروڑ کر بطور دلیل پیش کیا ہے پھر اس معنوی تحریف کو 'مستند' ثابت کرنے کے لیے ذخیرۂ احادیث میں سے کچھ جعلی اور جھوٹی روایات بھی 'دریافت' کرلی ہیں جو انھیں نہ 'قرآن کے خلاف' محسوس ہوئیں، نہ 'عقل عام کے خلاف' اور نہ اسلام کے مجموعی مزاج کے منافی!

عید کے موقع پر پیشہ ور مغنیات کے گانے سننا:

غامدیوں نے یہ ثابت کرنے کے لیے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام ؓ نے [معاذ اللہ] عید جیسے مبارک موقع پر پیشہ ور مغنیات کے گانے سنے، بطور دلیل یہ روایت پیش کی ہے:

''عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَعِنْدِی جَارِیَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثٍ فَاضْطَجَعَ عَلَی الْفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ وَدَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ فَانْتَهَرَنِیْ وَقَالَ مِزْمَارَةُ الشَّیْطَانِ عِنْدَ النَّبِیِّ فَاَقْبَلَ عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ دَعْهُمَا فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا وَكَانَ یَوْمُ عِیْدٍ'' [بخاری: ۹۰۸]

''سیدہ عائشہ ؓ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے۔ اس موقع پر دو (مغنیہ) لونڈیاں جنگ بعاث کے گیت گا رہی تھیں۔ آپ ﷺ بستر پر دراز ہو گئے۔ اور اپنا رخ دوسری جانب کرلیا۔ (اسی اثنا میں) حضرت ابوبکر ؓ گھر میں داخل ہوئے۔ (گانے والیوں کو دیکھ کر) انہوں نے مجھے سرزنش کی اور کہا: نبی ﷺ کے سامنے یہ شیطانی ساز (کیوں)؟ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ متوجہ ہوئے اور فرمایا: انہیں (گانا بجانا) کرنے دو۔ پھر جب حضرت ابوبکر ؓ دوسرے کام میں مشغول ہو گئے تو میں نے ان (گانے والیوں کو چلے جانے کا) اشارہ کیا تو وہ چلی گئیں۔ یہ عید کا دن تھا۔'' [اشراق: ص، ۱۹-۲۰]

اس حدیث کے تحت یہ صاحب لکھتے ہیں کہ ''یہ گیت نبی ﷺ کے گھر میں گائے جا رہے تھے...... گانے والیاں ماہر فن مغنیات تھیں...... آپ ﷺ نے گانے والیوں کو گانا گانے سے نہیں روکا۔ بخاری کی اس روایت سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ نبی ﷺ عید کے موقع پر موسیقی کو ناجائز نہیں سمجھتے تھے۔'' [ایضاً: ص، ۲۱]

گویا 'غامدی حضرات' یہ ثابت کرنا چاہ رہے ہیں کہ عید کے موقع پر ماہر فن مغنیات کا گانا پیش کرنا اور سامعین کا ان سے لطف اندوز ہونا جائز ہی نہیں بلکہ نبی ﷺ کی 'سنت' بھی ہے [معاذ اللہ]

پھر انھوں نے اپنے اس استدلال کو مزید 'قوی' بنانے کے لیے اس حدیث پر یہ حاشیہ بھی لگایا ہے:

''روایت میں 'جاریتان' (دو لونڈیاں) کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس سے بعض لوگوں نے 'بچیاں' مراد لیا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ جاریہ کا لفظ ''بچی'' کے معنی میں بھی آتا ہے مگر یہاں لازم ہے کہ اس سے ''لونڈیاں'' ہی مراد لیا جائے اور لونڈیاں بھی وہ جو ماہر فن مغنیات کی حیثیت سے معروف تھیں۔ روایت کے اسلوب بیان کے علاوہ اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ دوسرے طریق میں جاریتان کے بجائے قینتان کے الفاظ نقل ہوئے ہیں۔ قینة کا معلوم و معروف معنی ''پیشہ ور مغنیہ'' ہے۔ روایت یہ ہے:

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَابَكْرٍ دَخَلَ عَلَیْهَا وَالنَّبِیُّ ﷺ عِنْدَهَا یَوْمَ فِطْرٍ اَوْ اَضْحٰی وَعِنْدَهَا قَیْنَتَانِ تُغَنِّیَانِ بِمَا تَقَاذَفَتِ الْاَنْصَارُ یَوْمَ بُعَاثٍ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ مِزْمَارُ الشَّیْطَانِ مَرَّتَیْنِ فَقَالَ النَّبِیُّ دَعْهُمَا یَا اَبَابَكْرٍ اِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِیْدًا وَاِنَّ عِیْدَنَا هٰذَا الْیَوْمُ. [بخاری: ص، ۳۸۰۶]

''سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں: ''ابوبکر ؓ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے روز ان کے پاس آئے۔ نبی ﷺ بھی وہاں موجود تھے۔ اس وقت دو مغنیہ لونڈیاں وہ گیت گا رہی تھیں جو انصار نے جنگ بعاث میں پڑھے تھے۔ سیدنا ابوبکر ؓ نے دو مرتبہ کہا: یہ شیطانی ساز (کیوں)؟ نبی ﷺ نے سن کر ابوبکر ؓ سے فرمایا: انھیں گانے دو۔ ہر قوم کا ایک عید کا دن ہوتا ہے اور آج ہماری عید کا دن ہے۔'' [ص، ۲۰-۲۱]

مذکورہ روایات کے حوالے سے سب سے پہلے تو میں غامدی حضرات سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آپ کی وہ 'عقل' جس میں نہایت درجہ صحیح روایت بھی اگر فٹ نہ بیٹھے تو آپ فوراً اسے خلاف عقل، خلاف قرآن یا خلاف مسلمات قرار دے کر رد کر دیتے ہیں، اس 'عقل سلیم' نے آخر اس طرح کی روایات کو کیسے قبول کرلیا جن سے آپ ہی کے ترجموں کی روشنی میں یہ 'ثابت' ہو رہا ہے کہ معاذ اللہ! حضور ﷺ بھی ماہر فن مغنیات کے گانے سننے کو جائز سمجھتے تھے۔ آخر ایسی روایات جو آپ کے ترجموں کی روشنی میں حضور ﷺ کی سیرت و کردار میں سیاہ دھبہ لگا رہی ہیں، قرآنِ مجید کے احکام (فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ اور یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وغیرہ) کے خلاف جا رہی ہیں، ایک عام مسلمان کی عقل بھی جنھیں تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں...... آخر وہ آپ کے نزدیک حجت، دلیل اور لائق استدلال کیسے بن گئی ہیں؟!

دوسرا یہ کہ بخاری کی حدیث میں جاریہ کا لفظ آیا ہے جس کا معنی بچی بھی ہوتا ہے اور لونڈی بھی۔ غامدیوں نے اس سے بچیاں مراد لینے کی بجائے باندیاں (لونڈیاں) مراد لیا ہے (جو کہ غلط ہے) پھر انھوں نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ اسے اور آگے بڑھا کر اس سے ماہر فن مغنیات مراد لیا ہے اور اس کی دلیل یہ پیش کی کہ ایک روایت میں جاریتان کی جگہ قینتان کے الفاظ نقل ہوئے ہیں اور قینة کا معلوم و معروف معنی ''پیشہ ور مغنیہ'' ہے۔'' حالانکہ اگر اس روایت کے کسی ایک طریق میں قینتان کے الفاظ نقل ہو گئے ہیں تو بیسیوں دیگر طرق میں جاریتان من جواری الانصار کے الفاظ ہی نقل ہوئے ہیں جس کا معنی صرف اور صرف یہ ہے کہ ''انصار کی لڑکیوں میں سے دو لڑکیاں۔''

ذیل میں چند ایک ایسے مراجع کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے جہاں قینتان کی بجائے صرف جاریتان یا جاریتان من جواری الانصار کے الفاظ موجود ہیں۔

1- بخاری: کتاب العیدین: باب سُنَّةُ الْعِیْدَیْنِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ (۹۵۲)

2- بخاری: کتاب الجهاد:

نبی اکرم ﷺ نے تمام آلات موسیقی کی مذمت و ممانعت فرمائی البتہ دف کو آپ ﷺ نے خوشی و تفریح اور شادی بیاہ وغیرہ کے مواقع کے لئے مستثنیٰ کیا ہے

باب الارق: (۲۹۰۶)

3- بخاری: کتاب المناقب: باب قصۃ الحبش (۳۵۲۹)

4- مسلم: کتاب صلاۃ العیدین: باب الرخصۃ فی اللعب (۸۹۲-۲۰۶۱)

5- مسلم: کتاب صلاۃ العیدین: باب الرخصۃ فی اللعب (۲۰۶۳)

6- مسلم: کتاب صلاۃ العیدین: باب الرخصۃ فی اللعب (۲۰۶۴)

7- ابن ماجہ: کتاب النکاح: باب الغناء والدف (۱۸۹۸)

8- مسند احمد: ص۲۲، ج۶، رقم الحدیث (۲۳۹۳۱)

مذکورہ آٹھ مقامات پر جاریتان کے لفظ ہیں اور ان کے مقابلہ میں قینتان کے الفاظ شاذ ہیں۔

3- پھر بعض روایات میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے خود ہی یہ واضح کر دیا کہ یہ گانے والیاں ماہرِ فن مغنیات ہرگز نہیں تھیں مثلاً صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ کے یہ الفاظ موجود ہیں:

وَعِنْدِیْ جَارِيَتَانِ مِنْ جَوَارِی الْاَنْصَارِ تُغَنِّيَانِ...... وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ (بخاری: ۹۵۲)

''میرے پاس انصار کی لڑکیوں میں سے دو لڑکیاں (بچیاں) تھیں جو گا رہی تھیں...... وہ مغنیات نہیں تھیں۔''

اسی طرح صحیح مسلم (۸۹۲) میں آپؓ کے یہ الفاظ منقول ہیں:

وَعِنْدِیْ جَارِيَتَانِ مِنْ جَوَارِی الْاَنْصَارِ تُغَنِّيَانِ...... وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ

اسی طرح سنن ابن ماجہ (۱۸۹۸) میں بھی یہی الفاظ ہیں کہ

وَعِنْدِیْ جَارِيَتَانِ مِنْ جَوَارِی الْاَنْصَارِ تُغَنِّيَانِ...... وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ

اب قارئین خود ہی فیصلہ فرمالیں کہ حضرت عائشہؓ کی یہ بات تسلیم کی جائے کہ یہ مغنیات نہیں تھیں، یا غامدیوں کی وہ بات کہ یہ ماہرِ فن مغنیات تھیں......!

۴) یہ دراصل وہی بچیاں تھیں جو حضرت عائشہؓ کی سہیلیاں بنی ہوئی تھیں اور خود سیدہ عائشہؓ کی عمر بھی کم تھی چنانچہ آپؓ ان سہیلیوں کے ساتھ مل کر بچوں کی طرح کھیلتیں، ان سے گیت اور نغمے سنتیں، جب آنحضرت ﷺ تشریف لاتے تو یہ بچیاں باہر نکل جاتیں، اس کی تائید درج ذیل روایت سے بھی ہوتی ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

كُنْتُ اَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ فَرُبَّمَا دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَعِنْدِی الْجَوَارِی فَاِذَا دَخَلَ خَرَجْنَ وَاِذَا خَرَجَ دَخَلْنَ.

[ابو داؤد: کتاب الآداب: باب فی اللعب بالبنات (۴۹۲۳) صحیح ابن ماجہ (۱۹۸۲)]

''میں لڑکیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھی کبھی کبھار ایسا ہوتا کہ اللہ کے رسولؐ میرے ہاں تشریف لاتے تو وہ لڑکیاں بھی میرے پاس ہی بیٹھی ہوتیں، چنانچہ جب آپ آتے تو وہ لڑکیاں چلی جاتیں اور جب آپ باہر نکل جاتے تو وہ لڑکیاں پھر (گھر میں) آجاتیں۔''

مذکورہ بالا قرائن اور اس واقعہ سے متعلقہ تمام روایات کا سیاق وسباق بتا رہا ہے کہ یہ انصار کی بچیاں ہی تھیں جو اپنے آباؤ اجداد کی شان پر مبنی گیت گا رہی تھیں۔ لیکن اس کے باوجود اگر بالفرض یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ یہ بچیاں نہیں بلکہ لونڈیاں تھیں تو اس سے زیادہ سے زیادہ یہی جواز نکل سکتا ہے کہ عید وغیرہ کے موقع پر باندیاں اس نوعیت کے گیت گا سکتی ہیں۔ لیکن اس سے جو استدلال غامدی حضرات کرنا چاہتے ہیں وہ تو پھر بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ:

1) یہ عام لونڈیاں تھیں، پیشہ ور مغنیات ہرگز نہیں تھیں جیسا کہ حضرت عائشہؓ نے خود ہی اس کی وضاحت فرمادی۔

2) عام لونڈیوں کا گیت سننا سنانا بھی غامدیوں کے نزدیک جائز نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ان کے نزدیک کسی کو لونڈی اور غلام بنا کر رکھنے کا حق ہمیشہ کے لیے منسوخ ہو چکا ہے۔ (دیکھیے ماہنامہ، اشراق، جون 2001ء ص24)

3) لونڈیوں پر دیگر عورتوں کو قیاس نہیں کیا جا سکتا کیونکہ لونڈیوں کے احکام الگ اور آزاد عورتوں کے الگ ہیں۔ خواہ کوئی آزاد عورت کتنے ہی نچلے طبقہ کی کیوں نہ ہو اسے لونڈی پر بہرحال قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

شادی/خوشی کے موقع پر 'مغنیات' کا گانا بجانا:

شادی بیاہ پر موسیقی کے عنوان کے تحت غامدیوں نے درج ذیل دو روایتیں نقل کی ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ اَنْكَحَتْ عَائِشَةُ ذَاتَ قَرَابَةٍ لَهَا مِنَ الْاَنْصَارِ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَهْدَيْتُمُ الْفَتَاةَ قَالُوا نَعَمْ قَالَ اَرْسَلْتُمْ مَعَهَا مَنْ يُغَنِّی قَالَتْ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ الْاَنْصَارَ قَوْمٌ فِيْهِمْ غَزَلٌ فَلَوْ بَعَثْتُمْ مَعَهَا مَنْ يَقُوْلُ:

اَتَيْنَاكُمْ اَتَيْنَاكُمْ
فَحَيَّانَا وَحَيَّاكُمْ

(ابن ماجہ، رقم ۱۹۰۰)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انصار میں سے اپنی ایک عزیزہ کا نکاح کیا۔ اس موقع پر نبی ﷺ بھی وہاں تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے (لوگوں سے) دریافت کیا: کیا تم نے لڑکی کو رخصت کر دیا ہے؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں! آپ ﷺ نے پوچھا: کیا اس کے ساتھ کوئی گانے والا بھی بھیجا ہے؟ سیدہ عائشہؓ نے کہا: جی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انصار گانا پسند کرتے ہیں۔ یہ بہتر ہوتا کہ تم اس کے ساتھ کسی گانے والے کو بھیجتے جو یہ گیت گاتا:

''ہم تمہارے پاس آئے ہیں، ہم تمہارے پاس آئے ہیں۔ ہم بھی سلامت رہیں تم بھی سلامت رہو۔''

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ فِیْ حِجْرِیْ جَارِيَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَزَوَّجْتُهَا قَالَتْ فَدَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ عُرْسِهَا فَلَمْ يَسْمَعْ غِنَاءً وَلَا لَعِبًا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ هَلْ غَنَّيْتُمْ عَلَيْهَا اَوْ لَا تُغَنُّوْنَ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ اِنَّ هٰذَا الْحَیَّ مِنَ الْاَنْصَارِ يُحِبُّوْنَ الْغِنَاءَ. (ابن حبان ۵۸۷۵)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میرے زیر کفالت ایک انصاری لڑکی رہتی تھی۔ میں نے اس کی شادی کر دی۔ شادی کے روز نبی ﷺ میرے ہاں تشریف لائے۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے کوئی گیت سنا اور نہ کوئی کھیل دیکھا۔ (یہ صورتِ حال دیکھ کر) آپؐ نے فرمایا: عائشہ! کیا تم لوگوں نے اسے گانا سنایا ہے یا نہیں؟ پھر فرمایا: یہ انصار کا قبیلہ ہے جو گانا پسند کرتے ہیں۔'' [اشراق: ص۲۲-۲۳]

مذکورہ دونوں روایتوں میں شادی بیاہ کے موقع پر گیت گانے کا مطلق طور پر ذکر ہے اور یہ وضاحت یا اشارہ ان روایات میں ہرگز نہیں ہے کہ اجنبی عورتوں یا ماہرِ فن مغنیات کو بھی اگر مخلوط محفل میں اپنے فن کا مظاہرہ کرنے کے لیے مدعو کیا جائے تو جائز ہے، تاہم آگے چل کر ''آلاتِ موسیقی'' کے زیر عنوان ایک روایت کے ضمن میں 'غامدیوں' نے کچھ یہی تاثر دینے کی کوشش کی ہے اور وہ روایت درج ذیل ہے:

غامدیوں نے اجنبی عورتوں کے گانے سننے کو سندِ جواز بخشنے کے لئے احادیث کے تراجم میں معنوی تحریف کر کے بدترین خیانت کا ارتکاب کیا ہے

عَنِ الرُّبَیِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ النَّبِیُّ ﷺ غَدَاةَ بُنِیَ عَلَیَّ فَجَلَسَ عَلٰی فِرَاشِی کَمَجْلِسِکَ مِنِّی وَجُوَیْرِیَاتٌ یَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَیَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِهِنَّ یَوْمَ بَدْرٍ حَتّٰی قَالَتْ جَارِیَةٌ وَ فِینَا نَبِیٌّ ﷺ یَعْلَمُ مَا فِی غَدٍ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَا تَقُولِی هٰکَذَا وَقُولِی مَا کُنْتِ تَقُولِینَ. [بخاری، رقم ٣٧٧٩]

''ربیع بنت معوذ بیان کرتی ہیں: جب میری رخصتی ہوئی تو نبی ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور میرے بچھونے پر اس طرح بیٹھے جس طرح تم میرے سامنے بیٹھے ہو۔ اس وقت ہماری (گانے والی) باندیاں دف پر بدر میں قتل ہونے والے اپنے آباء کا نوحہ (اشعار کی صورت میں) گا رہی تھیں۔ ان میں سے ایک باندی نے (گاتے ہوئے) کہا: اس وقت ہمارے درمیان وہ نبی موجود ہیں جنہیں آنے والے دنوں کی باتیں بھی معلوم ہیں۔ اس پر نبیؐ نے فرمایا: یہ (مصرع) نہ کہو، وہی کہو جو پہلے کہہ رہی تھی۔''

اس کے بعد غامدی لکھتے ہیں کہ ''اس روایت سے حسب ذیل باتیں معلوم ہوئیں:

- نبیؐ شادی کی کسی تقریب میں گئے تو باندیاں گیت گا رہی تھیں۔
- آپ ﷺ کی آمد کے باوجود گانے کا سلسلہ جاری رہا۔
- گانے والیاں گانے میں دف کا استعمال کر رہی تھیں۔
- نبی ﷺ توجہ سے گانا سن رہے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے انھیں بعض اشعار پڑھنے سے منع فرمایا۔
- چند اشعار سے منع کر کے نبی ﷺ نے گیت جاری رکھنے کا ارشاد فرمایا۔'' [اشراق: ص، ٢٩-٣٠]

اس روایت کے ترجمہ میں بھی اسی تحریف معنوی کا مظاہرہ کیا گیا ہے جو اس سے پہلے ہر جگہ نمایاں ہے حالانکہ اس روایت میں بھی 'جویریات' سے مراد بچیاں ہیں نا کہ باندیاں اور مغنیات!

اس کی دلیل یہ ہے کہ اسی روایت کے ایک طریق میں یہ الفاظ ہیں:

فَجَعَلَتْ جُوَیْرِیَاتٌ لَنَا یَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَیَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِی یَوْمَ بَدْرٍ. [بخاری: ٥١٤٧]

''پھر ہماری کچھ بچیاں دف بجانے لگیں اور میرے جو آباء جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے، ان کا مرثیہ پڑھنے لگیں۔''

اب اس روایت اور گزشتہ سطور میں غامدیوں کی طرف سے پیش کردہ بخاری کی روایت کو سامنے رکھیں تو ان کی دھوکہ دہی اور تحریف معنوی واضح ہو جائے گی۔ دونوں روایتیں حضرت ربیع ہی سے مروی ہیں اور انھی الفاظ کے ساتھ یہ روایت ترمذی (١٠٩٠) ابوداود (٤٩٦٢) مسند احمد (٦/٣٥٩) وغیرہ میں بھی موجود ہے۔ ان سب میں 'جویریات' کا لفظ ہے جس کا معنی غامدیوں نے گانے والی باندیاں (یعنی مغنیات) کیا ہے حالانکہ درج ذیل وجوہات کی بنا پر یہ ترجمہ صریح طور پر غلط ہے:

١- جویریات، جویریة کی جمع ہے اور جویریة، جاریة کی تصغیر ہے۔ جاریة کا ترجمہ بچی اور باندی دونوں طرح کیا جاتا ہے اور جب اس کی تصغیر کی جائے تو پھر اس سے مراد ''چھوٹی چھوٹی بچیاں'' ہوگا کیونکہ جاریة بمعنی چھوٹی لڑکی کا معنی بھی بچی ہے اور جاریة بمعنی باندی کی تصغیر جویریة سے مراد بھی چھوٹی باندی یعنی بچی اور لڑکی ہی ہو سکتا ہے۔

٢- بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ یہ بچیاں میرے (یعنی حضرت ربیع کے) آباء کا مرثیہ پڑھ رہی تھیں اور دوسری میں بھی ہے کہ یہ اپنے آباء کا مرثیہ پڑھ رہی تھیں۔ اب ظاہر ہے کہ جن کا مرثیہ پڑھا جا رہا تھا وہ حضرت ربیع کے بھی رشتہ دار تھے اور ان بچیوں (جویریات) کے بھی۔ اور یہ رشتہ داری کا تعلق تبھی سمجھ آتا ہے جب جویریات سے مراد انصار کی لڑکیاں/بچیاں لیا جائے۔ لیکن اگر اس سے باندیاں مراد لیا جائے تو پھر یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ ان باندیوں کے بارے میں یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ وَیَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِهِنَّ یَوْمَ بَدْرٍ کہ وہ جنگ بدر میں مقتول ہونے والے اپنے آباء کا مرثیہ پڑھ رہی تھیں۔ کیا یہ وہ باندیاں تھیں جن کے آباء جنگ بدر میں مقتول ہوئے؟ اگر ایسا ہی ہے تو پھر یہ سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ:

١) جنگ بدر میں کفار کی عورتیں کب لونڈیاں بنائی گئیں؟ [جواب مطلوب ہے!]

٢) اگر یہ لونڈیاں اپنے آباء کا مرثیہ پڑھ رہی تھیں تو مسلمانوں نے ان کے مرثیہ کو کیسے برداشت کر لیا؟ کیونکہ 'مرثیہ' میں مرنے والوں کے فضائل بیان کیے جاتے ہیں اور اگر یہ لونڈیاں ابوجہل وغیرہ جیسے کفار کے فضائل ومحاسن بیان کر رہی تھیں تو مسلمان کیسے برداشت کر سکتے تھے؟

٣) غامدیوں نے اس روایت کے الفاظ یندبن (ندبة) کا ترجمہ 'نوحہ' سے کیا ہے جو صریح طور پر غلط ہے کیونکہ نوحہ کا مطلب رونا پیٹنا اور بے صبری کا اظہار کرنا ہے۔ اس لحاظ سے ندبہ اور نوحہ ایک دوسرے سے مختلف مفہوم رکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان بچیوں کے جو اشعار احادیث میں نقل ہوئے ہیں ان سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ تعزیتی نوعیت کے اشعار کہہ رہی تھیں۔

٤) اس روایت کے یہ الفاظ کہ وَ فِینَا نَبِیٌّ ''اور ہم (مسلمانوں میں) ایک نبی ہیں۔'' بھی یہی ظاہر کرتے ہیں کہ یہ باندیاں نہیں بلکہ مسلمان بچیاں تھیں۔ لیکن ان الفاظ کے ترجمہ میں بھی غامدیوں نے تحریف کی اور ''اس وقت'' کے الفاظ اپنے مذموم مقصد کی تکمیل کے لیے بڑھا دیے ہیں۔

٥) شارحین حدیث نے بھی یہاں بچیاں ہی مراد لیا ہے۔ مثلاً دیکھیے: [تحفة الاحوذی ٤/٢١٧]

اگر بالفرض اس سے لونڈیاں مراد لے بھی لیا جائے تو تب بھی اس سے 'مغنیات' کا مفہوم بہر صورت نہیں نکلتا!

کیا 'دف' کے علاوہ آلاتِ موسیقی کا استعمال جائز ہے؟

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے متعدد فرامین میں مطلق طور پر تمام آلات موسیقی کی مذمت وممانعت فرمائی ہے البتہ ان میں صرف 'دف' کو آپ ﷺ نے خوشی وتفریح اور شادی بیاہ وغیرہ کے مواقع کے لیے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ 'دف' ایک ایسا آلہ تھا جس کی ایک طرف خالی ہوتی اور اس کو دوسری طرف سے بجانے پر تھپ تھپ کی بے ہنگم سی آواز پیدا ہوتی مگر ساز اور نغمے کی لہر اس سے پیدا نہیں ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ عہد نبویؐ میں دیگر تمام آلات موسیقی ایسے تھے جن سے نغمے اور ساز کی کیفیت پیدا ہوتی تھی مگر ان میں سے کسی چیز کو بھی آپ نے مستثنیٰ قرار نہیں دیا حتیٰ کہ گھنٹی کو بھی اسی لیے ناپسند فرماتے ہوئے شیطان کا باجا کہا کہ اس سے 'ساز' کی آواز پیدا ہوتی تھی۔

'دف' کو مستثنیٰ قرار دینے والی روایات سے فی الحقیقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے آلات موسیقی

عام لونڈیوں کا گیت سننا سنانا کبھی غامدیوں کے نزدیک جائز نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ان کے نزدیک کسی کو لونڈی اور غلام بنا کر رکھنے کا حق ہمیشہ کے لئے منسوخ ہو چکا ہے

کی حوصلہ شکنی فرمائی ہے اور انتہائی آخری درجے میں اگر استثنائی طور پر کسی چیز کی اجازت دی بھی تو وہ ایسی تھی جس میں دیگر آلات موسیقی کی بنیادی خصوصیات نہیں پائی جاتی تھیں۔ اب یہ تو ہے آخری اور استثنائی صورت جس کی شریعت نے بالکل آخری درجہ کے طور پر اجازت دی، مگر غامدیوں نے اسے ابتدائی اور پہلی سیڑھی قرار دے کر دیگر تمام آلات موسیقی کو بھی علی الاطلاق جائز قرار دے لیا اور پھر اپنی اس 'ہوائے نفس' کے خلاف آنے والی کثیر صحیح احادیث کی یا تو عجیب و غریب تاویلات کردیں یا پھر بعض کا صاف ہی انکار کردیا!

''آلات موسیقی'' کے عنوان کے تحت 'غامدیوں' نے 'دف' سے متعلقہ بخاری کی یہ روایت پیش کی ہے:

''حضرت ربیع بنت معوذؓ بیان کرتی ہیں: جب میری رخصتی ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے اور میرے بچھونے پر اسی طرح بیٹھے جس طرح تم میرے سامنے بیٹھے ہو۔ اس وقت ہماری کچھ بچیاں دف پر جنگ بدر میں قتل ہونے والے اپنے آباء واجداد کا مرثیہ (اشعار کی صورت میں) گا رہی تھیں۔ [بخاری: ۴۰۰۱]

اس روایت کے بعد غامدی حضرات لکھتے ہیں کہ ''اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے عرب میں کثرت سے استعمال ہونے والے آلۂ موسیقی 'دف' پر کوئی پابندی عائد نہیں فرمائی تھی...... دف کے آلۂ موسیقی ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ یہ ہاتھ سے بجانے والا ایک ساز ہے۔'' [ص: ۳۰-۳۱]

دف کے جواز پر ہمیں بھی کوئی اختلاف نہیں مگر اسے ساز قرار دینا غلط ہے اس لیے کہ اس سے ساز تو پیدا ہی نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کی ایک طرف خالی ہوتی ہے [جیسا کہ لسان العرب وغیرہ میں دف کی تعریف میں لکھا ہے۔ ج۹، ص۱۰۶] اور جو چیز ایک طرف سے خالی ہو اسے بجانے سے صوت (یعنی آواز) تو پیدا ہوتی ہے مگر ساز اور تال (طنین وغیرہ) پیدا نہیں ہوتی۔ اس لیے زیادہ سے زیادہ 'دف' پر قیاس کرتے ہوئے ان چیزوں کو مستثنیٰ قرار دیا جاسکتا ہے جن میں 'دف' کی خصوصیات ہوں۔ یعنی وہ ایک طرف سے خالی ہوں اور ان کے بجانے سے ساز کی کیفیت پیدا نہ ہو۔ اس لیے ڈھول (طبل) وغیرہ کو بھی 'دف' پر قیاس کرنا غلط ہے۔ اور یہ غلطی غامدیوں نے اس مضمون میں جا بجا کی ہے، بلکہ الٹا دوسروں کو بھی اس مؤقف کو تسلیم کرنے پر مجبور کرنے کی کوشش کی ہے۔ احادیث میں چونکہ 'دف' کے علاوہ اور کسی آلۂ موسیقی کے جواز واستثناء کی کوئی دلیل نہیں بلکہ دیگر آلات موسیقی کی تو احادیث میں صریح حرمت مذکور ہے۔ اس لیے غامدیوں نے 'دف' سے متعلقہ روایات سے جگہ جگہ مطلق آلات موسیقی کا جواز پیدا کرنے کی بے جا کوشش کی ہے مثلاً 'دف' سے متعلقہ ایک روایت ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:

''یہ بات پورے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ جشن یا خوشی کی تعریف کے موقع پر گیت گائے جاسکتے ہیں اور آلات موسیقی کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔'' (ص: ۲۶)

حالانکہ 'دف' پر دیگر آلات موسیقی کو کسی صورت بھی قیاس نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ گزشتہ سطور میں واضح کیا جاچکا ہے۔ لیکن اگر بالفرض 'دف' اور دیگر آلات موسیقی کو 'میوزک' کی بعض خصوصیات کے پیش نظر ایک ہی قرار دے بھی لیا جائے تو پھر بھی اس پر قیاس کرتے ہوئے دیگر آلات کو جائز قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ آلات موسیقی کی حرمت علی الاطلاق احادیث میں بیان کردی گئی ہے اور 'دف' کو ان سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا ہے، اس لیے یہ قیاس نصوص کے بالمقابل ہونے کی وجہ سے قیاس فاسد کے سوا کچھ نہیں!

کیا داؤد علیہ السلام کو ''ساز'' دیئے گئے تھے؟

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ والی روایت کی تحقیق

از: شیخ الحدیث مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

حسن وخوبصورتی جہاں بھی ہو بھلی معلوم ہوتی ہے اور ہر سلیم الفطرت انسان اس کی تحسین کرتا ہے بشرطیکہ اس میں حرمت کا پہلو نہ ہو۔ یہ خوش الحانی قرآن پاک پڑھنے میں مطلوب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خوش الحانی سے قرآن پاک پڑھنے کی تحسین فرمائی ہے بلکہ حکم دیا ہے کہ ''زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ'' ''اپنی آوازوں سے قرآن کی تزئین کرو۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ:

مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ فَلَيْسَ مِنَّا. (بخاری)

''جو کوئی قرآن کو اونچی اور خوبصورت آواز سے نہیں پڑھتا' وہ ہم میں سے نہیں۔''

گویا قرآن پاک انگریزی قانون کی کتاب نہیں کہ اس کا محض خاموشی سے مطالعہ کیا جائے بلکہ یہ پڑھنے کی کتاب ہے' اسے خوبصورتی سے پڑھو' یہاں ''یتغن'' کے معنی غنا اور گانے کے نہیں بلکہ حسن صوت کے ہیں۔ جیسا کہ امام احمدؒ نے فرمایا ہے: (المغنی ۱۰/۱۶۱) امام شافعیؒ' ابن ابی ملیکہ' عبداللہ بن مبارکؒ وغیرہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ انما هو تحسين الصوت اس سے مراد آواز کی خوبصورتی ہے۔ (فتح الباری: ۹/۷۰) علامہ ابن منظور نے امام ابن العربی سے نقل کیا ہے کہ عرب سفر کے دوران عادتاً سفری گانے گاتے' اپنی محفلوں اور مجلسوں میں بھی گنگناتے مگر نبی کریم ﷺ نے اس کی بجائے قرآن مجید کو خوش الحانی سے پڑھنے کا حکم فرمایا (لسان العرب ۱۹/۳۷۳) یہی قول علامہ زبیدی نے تاج العروس (۱۰/۲۷۲) میں بھی نقل کیا ہے اور حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری (۹/۷۰) میں اسی کو ''قول حسن'' قرار دیا ہے۔

گویا رسول اللہ ﷺ نے غنا اور گانے کی بجائے قرآن مجید کو خوش الحانی سے پڑھنے اور اس کو اپنی عادت بنانے کا حکم فرمایا ہے۔ یوں اس روایت سے گانے کی مذمت کا پہلو نکلتا ہے مگر ''گانے'' کے دیوانے الٹا اس سے بھی گانے کے جواز پر استدلال کرتے ہیں۔ حافظ ابن قیمؒ نے بھی فرمایا ہے کہ اس حدیث میں غنا کی ترغیب نہیں بلکہ اس طریقہ پر قرآن پڑھنے کا حکم ہے کہ یہ شوق پورا کرنا ہے تو قرآن پاک کو پڑھ کر پورا کرلو' کوئی اور طریقہ اختیار نہ کرو۔ (کشف الغطاء: ص ۲۰۳' ۲۰۴)

اسی طرح بعض حضرات کو ایک اور روایت کے ظاہری الفاظ سے بھی دھوکا لگا جس میں بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کی تلاوت سن کر فرمایا:

لَقَدْ أُوتِيتَ مِزْمَارًا مِّنْ مَزَامِيرِ آلِ

باقی صفحہ 34 پر

احوال عالم

ابو غزوان

طاقتور یہودی لابی نے امریکہ میں اپنے متعلق کتاب کی افتتاحی تقریب روک دی:

امریکہ کے دو معروف دانشوروں اور مصنفوں کے ہاتھوں یہودی لابی کے امریکن خارجہ پالیسی انتظامیہ اور عدلیہ پہ اثرات کے حوالے سے لکھی گئی کتاب امریکہ میں شجر ممنوعہ قرار دے دی گئی۔

''اسرائیلی لابی اور امریکن خارجہ پالیسی'' کے نام سے لکھی گئی کتاب کی افتتاحی تقریب سے قبل ہی کئی ایک نامور کالجوں' یونیورسٹیوں اور دوسرے تعلیمی اداروں نے یہودی لابی کے زیر اثر کتاب کے موضوع پر گفتگو یا بحث اور رائے زنی سے انکار کر دیا تھا۔

مصنف ''جان جے میر شیمر'' (John J. Mearsheimer) جو کہ یونیورسٹی آف شکاگو میں پولیٹیکل سائنس کے پروفیسر ہیں اور ''سٹیفن ایم والٹ'' (Stephen M.Walt) جو کہ ہاورڈ یونیورسٹی کے جان آف کینڈی سکول میں پروفیسر ہیں' وہ اس ردعمل سے حیران نہیں ہوئے۔ چونکہ وہ پہلے ہی یہودی لابی کی قوت اور اس کے اثر ونفوذ سے آگاہ ہیں۔ پچھلے سال جب سابق صدر کارٹر کے ہاتھوں لکھی گئی کتاب ''فلسطین' امن نہ کہ نسلی امتیاز'' نام سے چھپی تو یہودیوں کی طرف سے ردعمل اس قدر تھا کہ بارنز (Barnes) اور نوبل (Noble) بک سٹورز نے احتجاج کے ڈر سے اپنے سٹورز سے اس کتاب کو دور رکھا۔ یہاں تک کہ نیو یارک میں کئی اہم مقامات پہ یہودیوں نے احتجاج کیا۔ یہی نہیں بک سٹورز کے منتظمین کو نتائج کے بارے میں دھمکی دی۔

پروفیسر میر شیمر اور پروفیسر والٹ نے اپنی اس کتاب کے مارکیٹ میں آنے سے قبل جب لندن (انگلینڈ) کے رسالے ''لندن ریویو آف بکس'' میں ایک مضمون شائع کیا جس میں ذکر کیا کہ امریکہ میں یہودی لابی کا ''امریکن پالیسیز'' پر کس قدر گہرا اثر ہے تو جواباً یہودیوں کی طرف سے مصنفین پہ جارحانہ حملے کیے گئے کہ یہ لوگ علم سے خالی ہیں اور یہ بعض یہودیوں کے خلاف تعصب کا اظہار ہے۔

اکثر سیاسی اور علمی حلقوں کا یہ تاثر ہے کہ یہودیوں نے اپنی مضبوط لابی کو استعمال کرتے ہوئے منفی تشہیر اور احتجاج کر کے صدر کارٹر کی کتاب کو علمی طور پہ دفن کر دیا ہے اور اسی انداز میں پیشتر اس کے کہ ان دو مصنفین کی کتاب منظر عام پہ آئے۔ ان دونوں کا نقطہ نظر بھی درگور ہو جائے گا۔

فلپائن: مجاہدین کے زبردست معرکے۔ سرکاری افواج پسپا

فلپائن کے جزائر باسیلان اور جولو میں آج کل ابو سیاف گروپ کے مجاہدین اور سرکاری افواج میں زبردست لڑائی جاری ہے۔ اس لڑائی میں سرکاری افواج کو شدید جانی ومالی نقصان اٹھانے کے بعد پسپا ہونا پڑا ہے جسے گزشتہ کئی برسوں بعد فلپائنی افواج کی بڑی شکست سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔

عالمی ذرائع ابلاغ اور اداروں کے مطابق دونوں صوبوں میں مجاہدین کی کل تعداد 180 کے لگ بھگ ہے لیکن انہوں نے سرکاری افواج کو نگنی کا ناچ نچا رکھا ہے۔ سرکاری افواج کا حوصلہ بڑھانے کے لئے 24 اگست کو فلپائنی صدر گلوریا ارویو نے جنگ زدہ علاقے کا دورہ کیا اور فوج کے ساتھ کھانا کھایا۔ یہاں اب مجاہدین کے مقابلے کے لئے 17 بٹالین فوج تعینات کی گئی ہے۔ امریکی میرین بھی فلپائنی فوج کے ہمراہ ہیں پھر بھی انہیں کامیابی حاصل نہیں ہو رہی ہے۔ فلپائنی فوج کے کمانڈوز کی بڑے پیمانے پر ہلاکتوں اور ہیلی کاپٹر کی تباہی نے سرکاری افواج کے حوصلے توڑ رکھے ہیں جبکہ حکومت دیگر اسلامی تحریکوں مورو اسلامک لبریشن فرنٹ اور مورو نیشنل فرنٹ پر الزام عائد کر رہی ہے کہ وہ ابو سیاف گروپ کے مجاہدین کی مدد کر رہے ہیں کیونکہ مورو مجاہدین نے تسلیم کیا تھا کہ باسیلان میں قتل ہونے والے 14 فلپائنی میرین کی ہلاکت میں ان کا بھی ہاتھ تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ فلپائنی فوج معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ان کے علاقے میں گھس آئی تھی جسے مارنا ضروری تھا۔ اس حملے نے فلپائنی حکومت کو ہلا دیا ہے اور اب ملائیشیا ستمبر میں مورو مجاہدین اور فلپائنی حکومت میں مذاکرات شروع کروا رہا ہے۔ جن میں مسلم اکثریتی علاقے کے معاشی کنٹرول کے اختیار پر بات ہوگی جس کے بارے میں مجاہدین کا اصرار ہے کہ دیگر امور اور اختیارات کی طرح یہ اختیار بھی انہیں دے دیا جائے۔ فلپائنی صدر نے ابو سیاف گروپ کے خلاف کارروائی کے دوران مورو اسلامک لبریشن فرنٹ کے ساتھ معاہدوں کی مکمل پاسداری کا حکم دیا ہے۔

ترکی میں تجدید واصلاح کی علمبردار جسٹس پارٹی کی کامیابی۔ایک نئے عہد کا آغاز:

ترکی میں 22 جولائی 2007ء کو ہونے والے پارلیمانی انتخابات کے نتیجے میں تجدید واصلاح کی علمبردار طیب اردگان کی حکمران جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی 550 میں سے 341 نشستیں حاصل کر کے غالب اکثریتی پارلیمانی پارٹی کی حیثیت سے ابھر کر سامنے آئی جبکہ مصطفیٰ کمال کی قائم کردہ سیکولرازم کی علمبردار ریپبلکن پارٹی نے 550 میں سے صرف 112 نشستیں حاصل کی ہیں اور اس سے بھی اہم تربات یہ ہے کہ انتخابات میں جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی نے پہلے کے مقابلے میں تقریباً 15% ووٹ زیادہ لئے ہیں۔یہ انتخابات شیڈول کے مطابق نومبر 2007ء میں ہونا تھے لیکن ترکی میں سیکولرازم کی علمبردار فوج اور صدر کی طرف سے جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی کے نامزد صدارتی امیدوار جناب عبداللہ گل کے انتخاب کے سلسلے میں کھڑی کی جانے والی رکاوٹوں کی وجہ سے پارٹی کو قبل از وقت پارلیمانی انتخابات کا فیصلہ کرنا پڑا جس کے نتیجے میں جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی پہلے کے مقابلے میں تقریباً ڈیڑھ گنا زیادہ ووٹ حاصل کر کے غالب اکثریتی پارٹی کی حیثیت سے سامنے آئی ہے۔

اگرچہ صدارتی امیدوار عبداللہ گل کو پہلے مرحلوں میں دوتہائی ووٹ نہیں مل سکے لیکن ان کے مقابلے میں کوئی مضبوط امیدوار بھی سامنے نہیں آیا ہے اور ان کے 341 ووٹوں کے مقابلے میں دوسرے امیدوار 70 اور 13 ووٹ لے سکے۔چنانچہ وہ باآسانی صدر منتخب ہوگئے۔

اسلامی فکر اور محبت رکھنے والی اس جماعت کو ملک کے اقتدار سے دور رکھنے کے لئے فوج نے بھی دھمکیاں دے رکھی ہیں کہ وہ اقتدار پر قبضہ کرے گی۔سیکولر پارٹیاں انتخابات کے موقع پر کئی شہروں میں لاکھوں لوگوں کے بڑے بڑے اجتماع منعقد کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتی رہیں کہ ترکی آج بھی سیکولر ہے لیکن اب منظر بدل رہا ہے اور نظر آرہا ہے کہ اتاترک کا قائم کردہ ترکی سو سال بھی مکمل نہیں کر سکے گا۔ترکی میں اسلام سے محبت کی زبردست بڑھتی ہوئی لہر سے اب یہ کہا جاسکتا ہے کہ جلد ہی ترکی پھر سے اسلام کا مرکز بن سکتا ہے۔

صومالیہ:اسلامی تحریک کا مرکز اریٹیریا میں قائم:

براعظم افریقہ کے 100 فیصد مسلم آبادی رکھنے والے ملک صومالیہ میں آج کل جہاں جہادی تحریک عروج پر ہے اور مسلمانوں کے گماشتے اس کوشش میں ہیں کہ یہاں اسلامی تحریک ''دارالقضاۃ'' کی دوبارہ حکومت نہ بن سکے۔اس سلسلے میں موغادیشو میں گزشتہ دنوں ایک کانفرنس ہوئی جس میں دعویٰ کیا گیا کہ اس میں سارے ملک سے عوامی نمائندے اور قبائلی سردار شریک ہیں جو امن وامان قائم کر کے یہاں مشترکہ حکومت تشکیل دیں گے۔یہاں مجاہدین نے حملہ کر دیا جس سے ہر طرف افراتفری پھیل گئی۔اسلامی تحریک کے سربراہ شیخ شریف احمد آج کل اریٹیریا میں مقیم ہیں اور امریکہ نے اریٹیریا کو دھمکی دی ہے کہ اسے صومالی مسلمانوں کی حمایت کی وجہ سے جلد ہی دہشت گرد ڈکلیئر کر دے گا لیکن اریٹیریا نے اس دھمکی کو مسترد کر دیا ہے۔شیخ شریف احمد نے چند روز قبل کہا کہ ہمیں طاقت سے ملک سے نکالا گیا اور ہم دوبارہ طاقت سے اقتدار حاصل کر لیں گے۔ہمیں اپنے ملک میں جانے اور حکومت کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔صومالیہ میں مجاہدین کے حملے،امریکہ کی پسپائی اور ایتھوپیا کی بوکھلاہٹ سے محسوس ہوتا ہے کہ یہاں مسلمانوں پر سختی کا دور ختم ہونے والا ہے۔ان حالات میں اریٹیریا جیسے کمزور ملک کو خراج تحسین پیش کرنا اور اس کی سلامتی کے لئے دعائیں کرنا بھی ضروری ہے کہ جو اتنے سخت حالات میں مسلمانوں اور مجاہدین کا پشتیبان بن گیا ہے اور اسلامی تحریک کے سربراہ کو بھی پناہ دے دی جنہوں نے اریٹیریا کے دارالحکومت اسمارہ میں جلد اسلامی کانفرنس بلانے کا اعلان کیا ہے جس میں ملک پر حکومت کے لئے تمام نمائندوں اور قبائل کو شریک کیا جائے گا تا کہ یہاں سے ایتھوپیا کو نکال کر عوام کی مرضی سے دوبارہ اسلامی حکومت قائم کی جاسکے۔

بقیہ "خدا کے لئے" (یا شیطان کے لئے)

اگر ابوموسیٰ اشعری ؓ کے بارے میں آپ ﷺ کے اس فرمان سے کہ انہیں آل داوٗد علیہ السلام کے مزمار (موسیقی) سے نوازا گیا ہے' حسن صوت مراد نہ لی جائے تو پھر آپ ﷺ کے اس فرمان سے کہ بعض بیان جادو ہوتے ہیں تو کیا یہاں بھی بعض بیانوں کو حقیقی جادو سمجھا جائے گا؟

داوٗد۔ (بخاری وغیرہ)

کہ اے ابوموسیٰ تجھے تو آل داوٗد کے سازوں میں سے ایک ساز دیا گیا ہے۔

روایت میں "مزمار" کا لفظ ہے۔ جس سے ظاہر بینوں اور موسیقی پرستوں کو دھوکا لگا ہے' اسی بنا پر اس کا یہاں معنیٰ "ساز" کیا گیا ہے اور محرف بائبل کے بعض بیانات کی بنیاد پر یہ بھی کہا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بائبل کی تصدیق فرمادی ہے جن کے مطابق وہ اللہ کی حمد وثنا کے لئے آلات موسیقی استعمال کرتے تھے۔ (اشراق: ص ۳۸)

بلاشبہ مزمار کے معنی ساز کے ہیں لیکن اس سے مراد یہاں حسن صوت ہے۔ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

والمراد بالمزمار الصوت الحسن واصله الالة اطلق اسمه على الصوت للمشابهة. (فتح الباری: ۹/۹۳)

مزمار سے مراد حسن صوت ہے۔ مزمار آلہ ہے' اس کا آواز پر اطلاق اس کی خوبصورتی کی مشابہت کی بنا پر ہے۔

یہی معنی علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری (ج ۲۰' ص ۵۶) میں اور دیگر شارحین نے بیان کیے ہیں۔ یوں نہیں کہ حضرت ابوموسیٰ ؓ "مزمار" بجاتے اور قرآن پڑھتے تھے یا حضرت داوٗد علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے گیت آلات موسیقی پر گاتے تھے۔ حافظ ابن کثیرؒ نے حضرت داوٗد علیہ السلام کی اسی صفت کے بارے میں لکھا ہے:

وذلك لطيب صوته بتلاوة كتابه الزبور وكان اذا ترنم به تقف الطير فى الهواء. الخ. (ابن کثیر: ۳/۲۵۲' الانبیاء: ۷۹)

حضرت داوٗد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑوں اور پرندوں کو مسخر کردینا' ان کی اچھی آواز کے ساتھ زبور کی تلاوت کرنے کی بنا پر تھا۔ جب وہ ترنم سے پڑھتے تو پرندے ہوا میں رک جاتے۔

یہی معنی عموماً حضرات مفسرین نے کیے ہیں۔ مولانا مودودیؒ رقمطراز ہیں:

"حضرت داوٗد علیہ السلام جب اللہ کی حمد وثنا کے گیت گاتے تھے تو ان کی بلند اور سریلی آواز سے پہاڑ گونج اٹھتے تھے۔ پرندے ٹھہر جاتے اور ایک سماں بندھ جاتا تھا۔ اس معنی کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں ذکر آیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ جو غیر معمولی طور پر خوش آواز بزرگ تھے۔ قرآن کی تلاوت کررہے تھے۔ نبی ﷺ ادھر سے گزرے تو ان کی آواز سن کر کھڑے ہوگئے اور دیر تک سنتے رہے۔ جب وہ ختم کر چکے تو آپ نے فرمایا:

لَقَدْ اُوْتِیَ مِزْمَارًا مِّنْ مَزَامِیْرِ آلِ دَاوٗدَ

"یعنی اس شخص کو داوٗد کی خوش آوازی کا ایک حصہ ملا ہے۔"

مزمار کے معنی یہاں "ساز" کرنا اور اسے آلات موسیقی کے ساتھ تسبیح وتحمید اور زبور پڑھنے کے طور پر ذکر کرنے کے تو یہ معنی بھی ہوئے کہ معاذ اللہ قرآن مجید کی تلاوت اور تسبیح وتحمید کے وقت آلات موسیقی کا اہتمام ہونا چاہئے۔ ممکن ہے مستقبل قریب میں اسی بناء پر (موسیقی کے حامی) ارباب اشراق اس کا فتویٰ بھی صادر فرمادیں۔ کیونکہ ان کے استدلال کا پہلو یہ ہے کہ:

1- آپ نے خوش الحانی سے تلاوت قرآن کو ساز سے تعبیر کیا۔

2- آپ نے مثبت انداز میں قوم داوٗد کے سازوں کا ذکر فرمایا۔ (اشراق: ص ۳۷)

جب امر واقع یہ ہے تو ساز اور آلات موسیقی سے قرآن پڑھنے کے لئے کسی اور دلیل کی ضرورت ہی کیا رہ جاتی ہے؟ حالانکہ علامہ علی قاریؒ لکھتے ہیں:

وفى الخلاصة من قرأ القرآن على ضرب الدف والقضيب يكفر' قلت: ويقرب منه ضرب الدف والقضيب مع ذكر الله تعالىٰ ونعت المصطفى ﷺ وكذا التصفيق على الذكر. (شرح فقه الاكبر: ص ۱۶۷)

الخلاصہ میں ہے کہ جو دف اور لکڑی بجاکر قرآن پڑھتا ہے' وہ کافر ہے۔ میں (علی قاری) کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کی نعت پڑھتے ہوئے دف اور لکڑی بجانا بھی اس کے قریب ہے۔ اسی طرح ذکر اللہ پر تالی بجانے کا بھی یہی حکم ہے۔

"مزمار" کے لفظ سے یہ دھوکا اس وقت زائل ہوجاتا ہے جب یہی حدیث ان الفاظ سے بھی مروی ہے۔

لَقَدْ اُوْتِیَ اَبُوْمُوْسیٰ مِنْ اَصْوَاتِ آلِ دَاوٗدَ.

(صحیح الجامع: رقم: ۵۱۲۳)

ابوموسیٰ کو آل داوٗد کی خوش آوازی کا کچھ حصہ ملا ہے۔

علاوہ ازیں حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ مشرق سے دو آدمی مدینہ طیبہ حاضر ہوئے' انہوں نے وعظ کیا تو صحابہ کرام ؓ نے ان کے وعظ وخطبہ پر بڑے تعجب کا اظہار کیا۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْراً. (بخاری: رقم: ۵۷۶۷)

"کہ بعض بیان جادو ہوتا ہے۔"

یہاں بھی خوش بیانی اور حسن صوت کو جادو سے تعبیر کیا گیا ہے تو کیا یہاں بھی یہ کہا جائے گا کہ آپ نے خوش بیانی اور خوش الحانی کو جادو سے تعبیر کیا اور آپ نے مثبت انداز میں ان کی خوش الحانی کے جادو کا ذکر کیا۔ لہٰذا جادو اور سحر بھی حرام نہیں۔ حالانکہ معمولی سمجھ بوجھ رکھنے والا انسان بھی جانتا ہے کہ دونوں جگہ صرف خوش الحانی کی تحسین وتوصیف ہے۔ مزامیر یا سحر کی نہیں۔

پھر اس خوش الحانی کی تحسین بھی قرآن پڑھنے کے حوالے سے ہے جس کا کون انکار کرتا ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ کو حضرت عمر ؓ فرمایا کرتے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد ہونی چاہئے تو وہ قرآن مجید کی تلاوت فرماتے۔ اسی طرح حضرت عقبہ بن عامر ؓ بھی بڑے خوش الحان تھے۔ حضرت عمر ؓ انہیں بھی قرآن پاک سنانے کا حکم فرماتے۔ وہ قرآن پڑھتے تو حضرت عمر ؓ زار وقطار رونے لگتے۔ صحابہ ؓ وتابعین ؒ قرآن سننے سنانے کا اہتمام کرتے۔ مگر بحث تو گانوں اور پیشہ ورانہ گویوں کے خوش الحانی سے گانے میں ہے۔ پھر اس فن کا مظاہرہ کرنے والے عموماً مرد وزن اپنے فن کا مظاہرہ مخلوط مجلسوں میں کرتے ہیں۔ بتلایئے خوش الحانی سے قرآن پاک کی تلاوت کرنا اور عشق ومعاشقہ کی داستانیں مخلوط مجلسوں میں خوش الحانی سے پڑھنا برابر ہے؟ مگر افسوس کہ ارباب اشراق قرآن پاک کی خوش الحانی سے فن کاروں کے فن کو سند جواز پیش کررہے ہیں۔

گانے بجانے کی حرمت پر مشتمل سات 7 صحیح احادیث

از: محدث عصر الشیخ ناصر الدین البانیؒ

اے میرے مسلمان بھائی! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ گانے بجانے اور آلات موسیقی کی حرمت کے بارے میں بہت سی احادیث موجود ہیں۔ حافظ ابن حزمؒ اور امام ابن قیمؒ کے نزدیک ایسی احادیث کی تعداد دس سے زائد ہے۔ جو شخص ان احادیث کے بارے میں علم رکھتا ہے وہ اس بات سے بخوبی واقف ہوگا کہ ان ساری احادیث میں جو بات مشترکہ طور پر بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ موسیقی حرام ہے اور اس کی حرمت آنحضرتﷺ سے حتمی وقطعی طور پر ثابت ہے..... آئندہ سطور میں ہم حرمت موسیقی سے متعلقہ صحیح احادیث درج کر رہے ہیں۔

حرمت موسیقی کی پہلی حدیث:

حضرت ابو مالک اشعریؓ یا حضرت ابو عامرؓ سے مروی ہے کہ

((لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْحِرَ وَالْحَرِيرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ))

[صحیح بخاری :کتاب الأشربة .باب ماجاء فیمن یستحل الخمرویسمیه بغیر اسمه (ح٥٥٩٠)]

"نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو شرمگاہ (یعنی زنا)، ریشم، شراب اور سازوں (گانوں، باجوں، آلات موسیقی وغیرہ) کو حلال کرلیں گے۔"

دوسری حدیث:

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((صوتان ملعونان فی الدنیا والآخرة مزمار عندنعمة ورنة عند مصیبة))

[مسند البزار ج١ص ٣٧٧ حدیث (٧٩٥) سلسلة الاحادیث الصحیحة ج٢ ص ٧٩٠ حدیث (٤٦٧)]

"دنیا اور آخرت میں دو آوازیں ملعون ہیں: ایک تو خوشی کے موقع پر باجوں کی آواز اور دوسری مصیبت کے موقع پر ہلاکت (نوحہ گری وغیرہ) کی آواز۔"

اس حدیث کی تائید ایک دوسری روایت سے بھی ہوتی ہے جو "جابر بن عبداللہ عن عبدالرحمٰن بن عوف" کے طریق سے مروی ہے اس میں ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسولﷺ نے فرمایا:

((انی لم أنه عن البکاء ولکنی نهیت عن صوتین أحمقین فاجرین: صوت عند نعمة لهوولعب ومزا میرالشیطان وصوت عند مصیبة لطم وجوه وشق جیوب ورنة شیطان))

[مستدرک حاکم (ج ٤ص ٤٠) سنن الکبری البیهقی (ج ٤ص ٧٩) "شعب الایمان "للبیهقی (ج٧ص ٢٤١) حدیث (١٠٧٤،١٠٧٣) ذم الملاهی "لابن أبی الدنیا" (ق١٥٩/ظاهریة) "تحریم النرد" للآجری (٧٣/٢٠١) "شرح السنة" للبغوی (ج ٥ ص٤٣٠-٤٣١) "مسند الطیالسی" حدیث (١٧٨٣) "الطبقات" لابن سعد (ج١ص ١٣٨) "مصنف ابن ابی شیبه" (ج ٣ص ٣٩٣) السلسلة الصحیحة ج٢ص ٧٩٠ حدیث (٤٦٧)]

"یقیناً میں نے رونے سے منع نہیں کیا البتہ میں نے دو احمقانہ اور فاجرانہ آوازوں سے منع کیا ہے ایک خوشی کے موقع پر لہو ولعب اور شیطانی باجوں کی آواز اور دوسری مصیبت کے وقت چہرہ پیٹنے اور گریبان چاک کرنے۔" (یعنی نوحہ کرنے) کی آواز

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اپنی کتاب "الاستقامة" میں رقمطراز ہیں:

((هذا الحدیث من أجود مایحتج به علی تحریم الغناء کمافی اللفظ المشهور عن جابر بن عبدالله صوت عندنعمة :لهوولعب ومزامیر الشیطان فنهی عن الصوت الذی یفعل عند نعمة کمانهی عن الصوت الذی یفعل عند المصیبة والصوت الذی عند نعمة هوصوت الغناء))

"موسیقی کی حرمت پر یہ حدیث بہترین دلیل ہے جیسا کہ جابر بن عبداللہؓ سے مروی مشہور الفاظ یہ ہیں: "ایک آواز وہ ہے جو خوشی کے موقع پر لہو ولعب اور شیطانی باجوں کی ہوتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے خوشی کے موقع والی آواز سے ایسے ہی منع کیا جس طرح مصیبت (یعنی نوحہ) والی آواز سے منع کیا گیا۔ خوشی کے موقع والی آواز سے مراد گانے بجانے (موسیقی) کی آواز ہے۔"

تیسری حدیث:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيَّ أَوْ حَرَّمَ الْخَمْرَ وَالْمَيْسِرَ وَالْكُوبَةَ قَالَ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ))

[ابوداؤد: کتاب الأشربة .باب فی الأوعیة (ح٣٧٩٢) مسند البیهقی (ج١٠ص ٢٢١) مسند احمد (٩ج ١ص ٢٧٤) "الأشربة" لأحمد (١٩٣) مسندابی یعلیٰ (ح٢٧٦٩) صحیح ابن حبان (ح٥٣٤١) المعجم الکبیر للطبرانی (ج١٢ص ١٠١-ح ١٢٥٩٨، ١٢٥٩٩) السلسلة الصحیحه (ح١٨٠٧)]

"میرے رب نے مجھ پر شراب، جوئے اور طبلہ (ڈھول) کو حرام ٹھہرا دیا ہے اور ہر نشہ آور چیز بھی حرام ہے۔"

المعجم الکبیر میں امام طبرانیؒ نے ایک روایت "سفیان عن علی بن بذیمة" کے طریق سے بیان کی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں: "سفیان بیان کرتے ہیں کہ میں نے علی بن بذیمة سے پوچھا: "ماالکوبة؟" کوبہ سے کیا مراد ہے؟" علی بن بذیمة نے فرمایا: "الطبل" کہ کوبہ سے مراد ڈھول ہے۔"

امام طبرانیؒ نے دوسری روایت "عن عبدالکریم الجزری عن قیس بن حبتر" کے طریق سے ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عليهم الْخَمْرَ وَالْمَيْسِرَ وَالْكُوبَةَ وَهُوَ الطَّبْلُ وَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ))

[مسند احمد (ج١ص ٢٨٩) "الاشربة" لأحمد (١٤) الطبرانی (ح١٦٧٠١) البیهقی (ج١٠ص ٢٢١،٢١٣)]

"اللہ تعالیٰ نے شراب، جوئے اور کوبہ کو حرام قرار دیا ہے۔ کوبہ سے مراد ڈھول ہے۔" مزید فرمایا: "ہر نشہ آور چیز

بھی حرام ہے۔"

چوتھی حدیث:

عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ الْخَمْرَ وَالْمَيْسِرَ وَالْكُوبَةَ وَالْغُبَيْرَاءَ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ))

[(ابوداود۔۳۶۹۶) "شرح المعانی" للطحاوی (ج۲ص ۳۲۵) البیھقی (ج۱۰ص ۲۲۱،۲۲۲)مسند احمد (ج۲ص ۱۵۷و۱۷۰)"الاشربۃ" لاحمد (۲۰۷) "التمھید" لابن عبد البر (ج۵ص ۱۶۷)"التھذیب للمزی (ج۳۱ص ۴۵۔۴۶)]

"اللہ رب العزت نے شراب، جوئے، طبلہ اور چینا(ایک قسم کا پودا) کی شراب کو حرام قرار دیاہے اور ہر نشہ آور چیز بھی حرام ہے۔"

حضرت ابوہریرۃؓ اور عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے یہ روایت بعض دیگر اسناد سے اس طرح مروی ہے کہ ایک روز اللہ کے رسولؐ صحابہؓ کے پاس آئے، صحابہ کرامؓ مسجد میں تشریف فرماتھے آپؐ نے فرمایا:

«إِنَّ ربي حَرَّمَ عَلَيَّ الْخَمْرَ وَالْمَيْسِرَ وَالْكُوبَةَ وَالقِنِّينَ وَالطَّبْلُ »

[البیھقی (ج۱۰ص ۲۲۲)مسند احمد (ج۲ص ۱۷۲)]

"میرے رب نے مجھ پر شراب' جوئے' طبلہ اور رباجے کو حرام قرار دیاہے"...... "کوبہ سے مراد طبلہ (ڈھول) ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

((إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى أُمَّتِي الْخَمْرَ وَالْمَيْسِرَ وَالْمِزْرَ وَالْكُوبَةَ وَالْقِنِّينَ وَزَادَنِي صَلَاةَ الْوَتْرِ قَالَ يَزِيدُ الْقِنِّينُ الْبَرَابِطُ

[مسند احمد (ج۲ص ۱۶۵،۱۶۷)"الاشربۃ" لاحمد (۲۱۲، ۲۱۳) "المعجم الکبیر" للطبرانی (ج۱۳ص ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۱۲۷)]

"اللہ تعالیٰ نے میری امت پر شراب، جوا، جو اور گیہوں کی شراب، اور طبلے اور قنین کو حرام قرار دیاہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے نماز وتر اضافی طور پر عطا فرمائی ہے۔" یزید بن ہارون (راوی) کہتے ہیں: "قنین سے مراد باجے ہیں۔"

پانچویں حدیث:

حضرت قیس بن سعدؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا:

إِنَّ رَبِّي حَرَّمَ عَلَيَّ الْخَمْرَ وَالْكُوبَةَ وَالْقِنِّينَ وَالْغُبَيْرَاءَ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ

[سنن البیھقی (ج۱۰ص ۲۲۲)الطبرانی الکبیر (ج۱۳ص ۱۵)]

"میرے رب نے مجھ پر شراب، جوئے، کوبہ (ڈھول)، باجے اور چینا(ایک قسم کا پودا) کی شراب کو حرام قرار دیا ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔"

یہ حدیث ایک اور سند سے بھی مروی ہے جس میں عبیداللہ بن زحر نے بکر بن سوادۃ سے اور بکر نے قیس بن سعد سے مرفوعاان الفاظ سے روایت کیاہے:

((إِنَّ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى حَرَّمَ عَلَيَّ الْخَمْرَ وَالْكُوبَةَ وَالْقِنِّينَ وَإِيَّاكُمْ وَالْغُبَيْرَاءَ فَإِنَّهَا ثُلُثُ خَمْرِ الْعَالَمِ

[مصنف ابن ابی شیبۃ (ج۸ص ۱۹۷)حدیث (۴۱۳۲)مسند احمد (ج۳ص ۴۲۲)الاشربۃ (۲۷)'فتوح مصر" لابن عبدالحکم (۲۷۳)المعجم الکبیر (ج۱۸ص ۳۵۲۔حدیث ۸۹۷)]

"اللہ تعالیٰ نے مجھ پر شراب، طبلے او رباجے کو حرام قرار دیاہے چینا کی شراب کو حرام ٹھہرایاہے۔ تم اس شراب سے بچو، یہ زمانے کی شراب کا ایک تہائی ہے۔"

چھٹی حدیث:

حضرت عمران بن حصینؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَكُونُ فِي أُمَّتِي قَذْفٌ خَسْفٌ وَمَسْخٌ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَتَى ذَاكَ قَالَ إِذَا ظَهَرَتِ الْمَعَازِفُ كَثُرَتِ الْقِيَانُ وَشُرِبَتِ الْخُمُورُ))

[ترمذی :کتاب الفتن -باب ماجاء فی علامۃ حلول المسخ والخسف (ح۲۲۱۲)"ذم الملاھی" لابن ابی الدنیا (ق۱/۲) "السنن الواردۃ" لابن عمروالدانی (ق۳۹/۱، ۴۰/۲)]

"میری امت میں پتھروں کی بارش، صورتیں مسخ ہونے او رزمین میں دھنسنے کے واقعات رونماہونگے ۔ آپؐ سے سوال کیاگیا: یارسول اللہ ﷺ!ایساکب ہوگا؟آپؐ نے فرمایا: جب باجوں اور گانے والی عورتوں کا عام رواج ہو جائے گا اور کثرت سے شرابیں پی جائیں گی۔"

غازی بن ربیعہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ

((لَيَمْسَخَنَّ قَوْمٌ وَهُمْ عَلَى أَرِيكَتِهِمْ قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ لِشُرْبِهِمِ الْخَمْرَ وَضَرْبِهِمْ بِالْبَرَاطِ وَالْقِيَانِ))

[ذم الملاھی (ق۲/۲)"تاریخ دمشق" لابن عساکر (ج۱۲ ص ۵۸۲)واضح رہے کہ شیخ البانیؒ نے متابع کے طور پر اس روایت کو ذکر کیاہے...... (حافظ مبشر لاہوری)]

"لوگ اپنے بستروں پر ہوں گے اور ان کے چہرے مسخ ہوجائیں گے، انہیں بندروں اور خنزیروں کی شکل میں بدل دیاجائے گا۔ اس کا سبب ان کا شراب پینا اور گانے باجے بجانا ہوگا۔"

ایک دوسری روایت میں ہے کہ

((يَكُونُ فِيْ آخِرِ أُمَّتِي الْخَسْفُ وَالْقَذْفُ وَالْمَسْخُ" قَالُوا:بِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ :"بِاتِّخَاذِهِمُ الْقَيْنَاتِ وَشُرْبِهِمُ الْخُمُوْرَ))

["الکنی" للدولابی (ج۱ص ۵۳)تاریخ دمشق (ج۱۴ص ۱۲۴،۱۲۵)واضح رہے کہ شیخ البانیؒ نے اسے بھی متابع کے طور پر ذکر کیاہے...... (حافظ مبشر لاہوری)]

ترجمہ: میری امت کے آخری لوگوں میں خسف (زمین میں دھنسایا جانا) قذف (پتھروں کی بارش ہونا) اور مسخ (شکلیں بگڑ جانا) ہوگا۔ لوگوں نے کہا اللہ کے رسول ﷺ ایسا کیوں ہوگا؟ آپ نے فرمایا: اس لئے کہ وہ لوگ گانے بجانے والیاں رکھیں گے اور شرابیں پئیں گے۔

ابوامامہؓ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ

((يَبِيتُ قَوْمٌ مِنْ هٰذِهِ الأُمَّةِ عَلَى طَعَامٍ وَشَرَابٍ فَيُصْبِحُوْنَ وَقَدْ مَسَخُوْا قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ ...... لِشُرْبِهِمُ الْخَمْرَ وَأَكْلِهِمُ الرِّبَا وَاتِّخَاذِهِمُ الْقَيْنَاتِ وَلُبْسِهِمُ الْحَرِيْرَ وَقَطِيْعَتِهِمُ الرَّحِمَ))

[حاکم (ج۴ص ۵۱۵)شعب الایمان (ج۵ص ۱۶)مسند احمد (ج۵ص ۳۳۹) الترغیب والترھیب لاصبھانی (ج۱ص ۴۹۸،۴۹۹)مسند الطیالسی (۱۱۳/۷،۱۵۵)"الحلیۃ" لابی نعیم (ج۶ص ۲۹۵)تاریخ دمشق (ج۸ص ۶۵۹)السلسلۃ الصحیحۃ (ح۱۶۰۴)]

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کا ایک گروہ شراب و کباب (اور لھو ولعب 'میوزیکل شو) میں رات گزارے گا پھر صبح کو وہ بندر اور خنزیر بن چکے ہوں گے۔ یہ سزا انہیں اس لئے ملے گی کہ انہوں نے شراب پینے' سود کھانے' گانے بجانے اور گانے والیاں فاحشہ (کنجریاں) رکھنے' ریشم پہننے اور رشتہ داریاں توڑنے کو حلال کر لیا ہوگا۔"

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِذَااسْتَحَلَّتْ اُمَّتِیْ سِتًّا،فَعَلَیْهِمُ الدَّمَارُ: اِذَا ظَهَرَ فِیْهِمُ التَّلَاعُنُ وَشَرِبُوْا الْخُمُوْرَ وَلَبِسُوْا الْحَرِیْرَ وَاتَّخِذُوْا الْقِیَانَ وَاکْتَفَی الرِّجَالُ بِالرِّجَالِ وَالنِّسَاءُ بِالنِّسَاءِ))

[المعجم الاوسط "للطبرانی (ج۱ص ۵۹) حدیث(۱۰۶۰) "شعب الایمان (ج۵ص ۳۷۷،۳۷۸)ذم الملاھی (ق ۲/۱، ۳/۱)]

"میری امت کے لوگ جب چھ چیزوں کو حلال ٹھہرا لیں گے تو وہ تباہ و برباد ہو جائیں گے۔(وہ چیزیں یہ ہیں) آپس میں لعن طعن کریں گے، شرابیں پیئں گے، ریشم پہنیں گے، گانے بجانے والیاں عام ہو جائیں گی، مرد مردوں کے ساتھ اور عورتیں عورتوں کے ساتھ بے حیائی کریں گی۔"

ساتویں حدیث:

حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَایَحِلُّ بَیْعُ الْمُغَنِّیَاتِ وَلَاشِرَاؤُهُنَّ وَلَاتِجَارَةٌ فِیْهِنَّ وَثَمَنُهُنَّ حَرَامٌ وَقَالَ اِنَّمَا اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآیَةُ فِی ذٰلِكَ : ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَیَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ﴾ ......وَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ مَا رَفَعَ رَجُلٌ عَقِیْرَتَهٗ بِالْغِنَاءِ اِلَّابَعَثَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عِنْدَ ذٰلِكَ شَیْطَانَیْنِ یَرْتَقِیَانِ عَلٰی عَاتِقَیْهِ ثُمَّ لَایَزَالَانِ یَضْرِبَانِ بِاَرْجُلِهِمَا عَلٰی صَدْرِهٖ،وَاَشَارَ اِلٰی صَدْرِنَفْسِهٖ حَتّٰی یَکُوْنَ هُوَالَّذِیْ یَسْکُتُ))

[المعجم الکبیر (ج ۸ ح ۷۷۴۹ ـ ۷۸۰۵ ـ ۷۸۲۵ـ ۷۸۵۵ـ ۷۸۶۱)السلسلۃ الصحیحۃ(ح ۲۹۲۲)]

"گانے بجانے والی عورتوں کی خرید و فروخت جائز نہیں اور ان کی تجارت میں کوئی بھلائی نہیں اور ان کی قیمت لینا حرام ہے۔ ابوامامہؓ نے فرمایا: انہی چیزوں کے متعلق قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی کہ

اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو "لغو" باتوں کو مول لیتے ہیں تاکہ بے علمی کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اسے ہنسی بنائیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کن عذاب ہے" (لقمن۔۶) پھر نبی ﷺ نے فرمایا:

اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا، جو شخص گانے بجانے کے لئے اپنے راگ نکالتا ہے اللہ تعالیٰ دو شیطان اس پر مسلط فرما دیتے ہیں جو اس شخص کے کندھوں پر چڑھ جاتے ہیں اور اس کے سینے پر وہ شیطان اپنے پاؤں مارنا شروع کر دیتے ہیں اور جب تک وہ گانے سے خاموش نہیں ہوتا تب تک وہ اس پر اپنے پاؤں مارتے رہتے ہیں۔"

قسط نمبر 1

حرمت موسیقی کے لئے ایک آیت ہی کافی ہے

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کا ایک نادر و نایاب تحقیق آفریں مقالہ

موسیقی یونانی لفظ ہے۔ یونانی سے عربی میں آیا اور پھر عربی سے اردو، فارسی میں بھی اسی نام سے مستعمل ہوا۔ انگریزی میں اسے میوزک (Music) فرانسیسی میں میوزیق (Musique) لاطینی میں میوزیکا (Musica) اور جرمنی میں میوزیکے (Musicay) کہتے ہیں۔

موسیقی کس کی، کب کی اور کہاں کی ایجاد ہے؟ اس میں اختلاف کثیر ہے۔ تمدن قدیم کے وارثین اسے یونان کی پیداوار کہتے ہوئے اسے اپنے دیوتا میوزس کی نو بیٹیوں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ہندو اس کا انتساب اپنے دیوتا خالق کائنات کی طرف کرتے ہیں کہ برہمانے اسے ایجاد کیا ہے اور رگ وید، سام وید، اتھروید اور یجروید چار الہامی کتابوں کے ذریعے اس کی تشہیر کی۔ یا یوں کہ برہما موجد، بھرت رشی اپسراؤں کے استاد اور نارد رشی معلم عوام الناس۔ بعض کے ہاں خالق سنگیت مہادیو اور اس کے ماتحت چھ دیو اور تین پریاں۔ پریوں کا کام گانا بجانا ہے اور دیو ذیل میں مذکورہ چھ راگ بھیروں، مالکوس، ہینڈدل، دیپک، میگھ اور بسری۔ پریاں رام کلی، ٹوڈی اور اسادری الاپتے ہیں۔ ویسے آج کل سات سریں ہی مشہور ہیں۔ ایرانی موسیقی کو حکیم فیثا غورث کی تخلیق بتلاتے ہیں۔ مصری اپنے دیوتاؤں کو موجد قرار دیتے ہیں تو کوئی زرتشت کو خالق اول کہتا ہے۔ بعض عصائے موسیٰ کو سبب تخلیق قرار دیتے ہیں۔ یہودی بحوالۂ تورات ثوبال نامی شخص کو جو آدم علیہ السلام کی ساتویں پشت میں سے تھا، موجد کہتے ہیں اور کچھ ان تمام سے الگ ایک پرندہ کو جسے یونانی میں قیقنس، عربی میں طیطفش، فارسی میں آتش زن اور سنسکرت میں دیپک لاٹ کہتے ہیں، موسیقی کا خالق مانتے ہیں کہ جب اس پرندہ کی عمر ایک ہزار سال ہو جاتی ہے تو یہ گھاس تنکے اکٹھے کر کے اس کے گرد رقص کناں ایک راگ الاپتا ہے چونکہ اس کی ناک میں سات سوراخ ہوتے ہیں۔ بدیں وجہ ان سات منخروں سے سات مختلف قسم کے راگ نکلتے ہیں۔ انتہائے کار جب اس کا راگ و رقص پورے شباب پر پہنچتا ہے تو ایک سوراخ سے نکلنے والا راگ جسے دیپک راگ کہتے ہیں، اس ڈھیر کو الاؤ میں بدل دیتا ہے۔ پھر مستی اور جنون میں وہ خود بھی اس دہکتے ہوئے الاؤ میں گر کر ختم ہو جاتا ہے اور پھر اسی آگ کی خاک سے اس پرندے کی پیدائش ہوتی ہے۔ غرض اسی طرح اس کی پیدائش، جائے تخلیق اور موجد میں مختلف اقوال و آراء ہیں۔

موسیقی میں مستعمل آوازوں کو ہندی میں سر کہتے ہیں۔ ان کی کل تعداد بائیس (22) ہے اور ان میں سے ہندی میں سات اور عربی میں بارہ متداول ہیں۔ پھر راگ تین قسموں پر منقسم ہے۔

☆...... رات بارہ بجے سے صبح بارہ بجے تک راگوں کو اتر راگ کہا جاتا ہے اور

☆...... صبح بارہ بجے سے رات بارہ بجے تک گائے جانے والے راگوں کو پورو راگ اور

☆...... جو دونوں وقتوں کے ملاپ میں گائے جائیں انہیں پرکاش راگ کہا جاتا ہے۔

راگوں کی کل تعداد بعض کے نزدیک لامعدود ولامحدود ہے اور بعض ان کی تعداد چونتیس ہزار آٹھ سو اڑتالیس بتلاتے ہیں لیکن ان میں سے عموماً بیس پچیس راگ گائے جاتے ہیں۔ بہر حال موسیقی کا اطلاق تین چیزوں پر ہوتا ہے۔ گانا' بجانا اور رقص۔ ان تینوں چیزوں کا ملاپ موسیقی کی انتہا ہے۔

زندہ قوموں کی موسیقی رنگ وروپ نہیں بلکہ تلواروں کی جھنکار' تیروں کی بوچھاڑ' نیزوں کی لچک اور بھالوں کی چمک دمک کا نام ہے۔ علامہ ظہیر شہیدؒ

عربوں کے ہاں ظہور اسلام سے پہلے موسیقی رائج اور مدون ومرتب نہیں تھی بلکہ اس کے چند اجزاء متفرق ومنتشر صورت میں موجود تھے۔ یعنی نہ تو ان میں اس وقت کوئی سرتال تھی اور نہ کوئی راگ ورقص۔ جب عرب تجارت وغیرہ کے لئے اکناف واطراف عالم میں گھومے تو روم وایران نے جو اس وقت دنیا کے عیاش ترین ممالک میں شمار ہوتے تھے' ان کی تہذیب وتمدن پر کافی اثر ڈالا اور عرب ان کے (Culture) سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اسی نتیجے میں ان کے پاس باجے' مزامیر اور گانے بجانے کی تعلیم پہنچی۔ روم وایران کے محلات سے نکلی ہوئی اور یونان کے معابد کی پروردہ موسیقی جب صحرائے عرب میں پہنچی تو اس نے ایک نیا روپ دھار لیا۔ خالق فیاض نے فلکِ نیلی فام کے نیچے اور فرش راملہ کے اوپر بسنے والوں کو آواز بھی خوب دی تھی۔ راگ جب رنگ وبو میں غوطہ زن ہوا تو پھولوں کی طراوت اور شراب کی مستی لے کر نمودار ہوا۔ مے ساقی وموسیقی نے انہیں ہر چیز سے بے پرواہ اور مستغنی کر دیا اور دنیا کی دلیر ترین اور زور آور قوم ان کے فیضان سے چند ہی دنوں میں اپنا وقار کھو گئی۔

کبھی اسے کسریٰ کے شاہسواروں نے روندا تو کبھی قیصر کے گھوڑوں کے سموں تلے کچلی گئی اور کسی وقت اسے نعمان بن منذر کا باجگذار بن کر رہنا پڑا لیکن عرب پھر بھی گیت وسنگیت کی مستی میں مستغرق اور سرود و رود سے آویزاں اور چمٹے رہے۔

اسی زمانہ میں اسلام کا ظہور ہوا اور وہ ایک عمل' ایک کردار اور ایک مکمل ضابطۂ حیات لے کر نمودار ہوا۔ اس نے بتلایا کہ یہ راگ ورنگ اور طاؤس ورباب تمہاری تباہی کا سبب' تمہاری بربادی کی وجہ اور تمہارے انحطاط وتنزل کا ذریعہ ہیں۔ زندہ قوموں کی موسیقی رنگ وروپ نہیں بلکہ تلواروں کی جھنکار' تیروں کی بوچھاڑ' جھنڈوں کی سرسراہٹ' نیزوں کی لچک اور بھالوں کی چمک دمک کا نام ہے۔ مسرت وخوشی خدمت موسیقی میں نہیں بلکہ مریضوں کی دیکھ بھال' یتامیٰ کی پرورش' بیواؤں کی نگہبانی' مساکین کی نگہداری' حفاظت وطن اور معاشرتی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے میں ہے۔

اسلام اور موسیقی دو متضاد چیزیں ہیں۔ اسلام نام ہے عمل کا اور موسیقی کو قرآن میں بے عملی' لہو اور فضول چیز کہا گیا ہے۔ اسلام ہمہ وقتی کام کی دعوت دیتا ہے اور موسیقی ضیاع وقت کی۔ اسلام عمل کا پیامبر اور موسیقی اہمال کی داعیہ۔ چنانچہ قرآن کریم میں خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ. (سورہ لقمان.6)

''کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو لہو حدیث کو اختیار کر کے جہالت سے لوگوں کو بھٹکاتے ہیں اور آیات اللہ کو نشانہ مذاق بناتے ہیں' ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔''

تحقیق لفظ لہو الحدیث:

یہاں لفظ ''لہو الحدیث'' قابل تذکرہ ہے۔ لہو' اَلْھٰی کا مصدر ہے۔ لغت عرب کی مشہور ترین اور اہم کتاب قاموس میں لکھا ہے۔

''اَلْھٰی کے معنی ہیں اِشْتَغَلَ بِالْغِنَاءِ گانے میں مشغول ہوا۔''

تقریباً یہی کچھ ابن منظور الافریقی نے لسان العرب اور زبیدی نے تاج العروس میں لکھا ہے۔

حبر الامت ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس ؓ جن کے متعلق حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی تھی:

اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْقُرْآنَ وَفَقِّهْهُ فِی الدِّيْنِ كَمَا يَنْبَغِیْ

''اللہ اسے علم دین اور قرآن کا فہم عطا فرما۔''

لہو الحدیث کا معنی بیان کرتے ہیں:

ان المراد بلهو الحديث الغناء.

لہو الحدیث سے مراد گانا بجانا ہے۔

اسی طرح تفسیر ابن کثیر تیسری جلد میں ہے:

عن ابی الصهباء البكری انه سمع عبدالله بن مسعود وهو يسئل عن هذه الآية ومن الناس من يشتری لهو الحديث الخ فقال عبدالله بن مسعود الغناء والله الذی لااله الاهو يرددها ثلاث مرات.

ابو الصہباء بکری روایت کرتے ہیں کہ ان کے سامنے حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے سوال کیا گیا کہ لہو الحدیث سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے تین مرتبہ قسم کھا کر کہا کہ موسیقی۔

اگر راگ کے ساتھ ہو تو گانے بجانے والے آلات کی تعلیم اور اگر آلات نہ ہوں اور صرف گانے ہی کی تعلیم ہو تو اس کا نام گانا ہے۔

اسی طرح حضرت جابر' عکرمہ' سعید بن جبیر' مجاہد' مکحول' عمرو بن شعیب اور علی بن خزیمہ رحمہم اللہ ایسے دور اول کے مشہور ترین مفسرین اور قرآن فہم لوگوں سے بھی لہو حدیث کا معنی غناہی منقول ہے بلکہ ابن کثیرؒ اور حافظ ابن قیمؒ نے واحدیؒ وغیرہ سے یہ بھی نقل کیا ہے۔

اكثر المفسرين علی ان المراد بلهو الحديث الغناء.

مفسرین کی اکثریت اس بات کی طرف ہے کہ لہو حدیث سے مراد گانا بجانا ہے۔

امام ابو اسحاقؒ بھی یہی کچھ کہتے ہوئے لکھتے ہیں:

اكثر ماجاء فی التفسير ان لهو الحديث ههنا هو الغناء لانه يلهی عن ذكر الله.

تفاسیر میں اکثر وبیشتر یہی منقول ہے کہ آیت وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ سے مراد گانا بجانا ہی ہے کیونکہ یہ اللہ کے ذکر سے غافل کر دیتا ہے۔

مزید استفادہ کے لئے میں معتبر ترین تفاسیر کے اقتباسات پیش کرتا ہوں۔ تاکہ امام ابن کثیر وابو اسحاق کے اس قول کی بھی تحقیق ہو جائے کہ اکثر تفاسیر میں لہو حدیث سے مراد غنا ہی ہے۔

امام زمخشری جو لغت وبلاغت کے امام سمجھے جاتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

لهو الحديث نحو السمر والاساطير والاحاديث التی لا اصل لها نحو الغناء والموسيقار وماشبه ذلك. (تفسير كشاف ج ٣)

اور حواشی پر...... موسیقار کا معنی بیان کیا گیا ہے۔

هو بالراء العلم بصنعة الة الغناء وبغير راء صنعة الغناء ومعرفة النغم وهی من الالفاظ اليونانية.

(تفسیر کشاف)

کہ موسیقار گانے بجانے کے آلات کی تعلیم کا نام ہے اور راہ کے بغیر یعنی موسیقی گانوں کا علم۔ اسی طرح مشہور ترین مفسر امام قرطبیؒ جن کی ثقاہت وفقاہت اور فن تفسیر میں مہارت مسلم ہے اپنی مایہ ناز تفسیر میں متعدد اقوال نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ان اولیٰ ماقیل فی هذاالباب هو تفسیر لهو الحدیث بالغناء ثم یقول وهو قول الصحابة والتابعین. (تفسیر قرطبی)

لہوحدیث کی سب سے بہتر تفسیر...... گانا بجانا ہے اور پھر کہتے ہیں کہ یہی صحابہ اور تابعین کا قول ہے۔

علامہ آلوسی حنفیؒ ''روح المعانی'' میں بھی اسی طرح کہتے ہوئے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وہ روایت پیش کرتے ہیں جو پہلے گزر چکی ہے اور پھر ادب المفرد للبخاری سے روایت کرتے ہوئے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ بھی لہو حدیث کو گانے بجانے سے تعبیر کرتے تھے اور ساتھ ہی بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کو صرف بخاری نے ہی ادب المفرد میں نقل نہیں کیا بلکہ ابن مردویہ، ابن ابی حاتم، بیہقی وغیرہ نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ امام ابوجعفر طبری نو مختلف طریقوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہی روایت نقل کرتے ہیں اور دو روایتیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور ایک روایت حضرت جابر سے اور اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے تقریباً تمام شاگردوں سے جن کے اسماء پہلے گزر چکے ہیں اور ان تمام کے بعد حضور اکرم ﷺ کی حدیث سے لہوالحدیث کا معنی بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے بھی لہو حدیث کو گانے بجانے سے ہی تعبیر کیا ہے۔ (جامع البیان للطبری)

امام بیہقی رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارہ میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

هو رجل یشتری جاریة تغنیه لیلا ونهارا. (سنن کبری للبیهقی)

یہ اس آدمی کے بارہ میں نازل ہوئی جس نے ایک گانے والی لونڈی اس لئے خریدی کہ اس سے دن رات گانا سنے۔

علامہ آلوسی حنفی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وهذه الایة نزلت فی النضر بن حارث کما ذکره ابن عباس انه اشتری جاریة مغنیة فکان لا یسمع باحد یرید الاسلام الا انطلق به الی قینة فیقول اطعمیه واسقیه وغنیه ویقول هذا خیر لک مما یدعوک الیه محمد ﷺ من الصلاة و الصیام. (تفسیر روح المعانی)

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت نظر بن حارث کے بارہ میں نازل ہوئی کہ اس نے ایک مغنیہ خریدی اور جب بھی کسی کے متعلق سنتا کہ وہ مسلمان ہوگیا ہے تو اسے لے کر مغنیہ کے پاس آتا اور اسے کہتا کہ اسے کھلاؤ پلاؤ اور گانا سناؤ اور پھر مسلمان سے مخاطب ہوتا کہ یہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف محمد ﷺ بلاتے ہیں کہ نماز پڑھو اور روزے رکھو۔

اسی طرح ابن حبان بحرالمحیط میں لکھتے ہیں:

نزلت فی رجل اشتری جاریة تغنی وقال بهذا فسر لهو الحدیث المعازف والغناء.

کہ یہ آیت اس آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جس نے ایک گانے والی لونڈی خریدی اور پھر کہتے ہیں کہ اسی لئے لہوالحدیث کا معنی گانا بجانا کیا جاتا ہے۔

اس کی تائید وہ حدیث بھی کرتی ہے جسے ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

شراء المغنیات وبیعهن حرام وقرأ هذه الایة ومن الناس من یشتری لهو الحدیث. (تفسیر طبری)

گانے والی لونڈیوں کی خرید وفروخت حرام ہے اور پھر یہ آیت پڑھی۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ

ابن کثیر رحمہ اللہ سے بھی یہ روایت منقول ہے۔ چنانچہ اس آیت کا شان نزول بھی یہی بتلاتا ہے کہ آیت غناء کے بارہ میں اتری ہے اور لہوالحدیث کے معنی گانا بجانا ہے جیسا کہ پہلے صحابہ، تابعین اور ائمہ مفسرین سے نقل کیا جاچکا ہے۔ اس لئے بعض ائمہ نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ حرمت موسیقی کے لئے یہی ایک آیت کافی ہے۔ (جاری ہے)

خطبا اور مبلغین کے لیے نادر تحفہ

دُروس المساجد

تالیف محمد عظیم حاصل پوری حفظہ اللہ

☆ مختصر تشریحات اور عام فہم مطالب حدیث کا مجموعہ ☆ تیار شدہ دروس جو کہ ہر مسجد کی ضرورت ہیں ☆ مختلف عنوانات کا بہترین معلوماتی خزانہ ☆ آفسٹ پیپر، خوبصورت سرورق، بہترین طباعت

آج ہی طلب فرمائیں

ناشر مکتبہ اسلامیہ

غزنی سٹریٹ بالمقابل رحمان مارکیٹ اردو بازار لاہور
042-7244973
بیرون امین پور بازار کوتوالی روڈ فیصل آباد
041-2631204

عربی سیکھنے والوں کے لیے انمول تحفہ

الثمرات النقية للدورة النحوية

تالیف محمد ادریس اثری حفظہ اللہ

ایسا علمی نحوی مجموعہ جس میں مسائل نحو کو احسن انداز سے پیش کیا گیا ہے اور بعض رموز وغموض کی نقاب کشائی بھی کی گئی ہے جس سے مبتدی ومنتہی ذہین وفطین اور سطحی ذہن رکھنے والے تمام طلبا یکساں فائدہ اٹھا سکتے ہیں

بذریعہ ڈاک منگوانے کی سہولت موجود ہے

بقیہ: احکام رمضان

اور صحیح مسلم میں ہے نبی ﷺ فرمایا

أَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ قِيَامُ اللَّيْلِ

فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز ہے (مسلم ح ۱۱۶۳)

راتوں کا قیام نبی ﷺ کا بھی مستقل معمول تھا' صحابہ کرام اور تابعین عظام بھی اس کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے اور ہر دور کے اہل علم 'اصحاب زہد و تقویٰ کا یہ امتیاز رہا ہے خصوصاً رمضان المبارک میں اس کی بڑی اہمیت و فضیلت ہے اور اس کا وقت نماز عشاء سے لے کر نماز فجر تک ہے۔ رات کے کسی حصہ میں بھی پڑھی جا سکتی ہے جبکہ امام کے ساتھ شروع نماز سے آخر تک قیام کرنا پوری رات کے قیام کے برابر ہے۔

نماز تراویح کی مسنون رکعات:

نبی آخر الزمان ﷺ نماز تراویح مع وتر گیارہ رکعت پڑھا کرتے تھے جس پر مندرجہ ذیل احادیث دلالت کرتی ہیں۔ سیدنا ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ کی رمضان میں نماز کے متعلق دریافت کیا جس پر ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا

مَا كَانَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً

رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں (قیام اللیل) گیارہ رکعت سے زائد نہ کرتے تھے۔ (بخاری ح ۲۰۱۳۔ (مسلم ح ۷۳۸)

صحیح مسلم میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ

نبی ﷺ نماز عشاء اور نماز فجر کے درمیان گیارہ رکعت ادا کرتے اور ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے اور ایک رکعت وتر ادا کرتے اور اس بات میں مفصل معلومات کے لئے دیکھئے شیخ مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ تعالیٰ کا اشتہار جس میں انہوں نے نماز تراویح کے متعلق متعدد دلائل کا احاطہ کیا ہے۔

لیلۃ القدر کی دعا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ لیلۃ القدر ہے تو کیا پڑھا کروں؟ فرمایا یہ دعا پڑھا کرو۔

اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي

(ترمذی ح/ ۳۵۱۳'ابن ماجہ)

روزہ مومن کے لئے روز محشر آگ سے ڈھال ہے۔ اس لئے ہر شخص کو چاہئے کہ وہ قول و عمل میں تفاوت 'غیبت 'چغل خوری 'گالی گلوچ' ظلم و زیادتی' خیانت' دھوکا بازی اور دیگر رذائل سے اجتناب کرے ورنہ اللہ کو اس کے بھوکے پیاسے رہنے سے کوئی سروکار نہیں

لیلۃ القدر

وہ عظیم رات ہے جو ماہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی بھی ہو سکتی ہے جس کی رات بھر عبادت ہزار مہینوں سے بہتر ہے اسے طاق راتوں میں کسی ایک کے ساتھ مختص کرنا درست نہیں ہے اور اسے مخفی رکھنے میں یہی حکمت معلوم ہوتی ہے کہ ایک مومن اس کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے آخری عشرے کی تمام طاق راتوں میں اللہ تعالیٰ کی خوب عبادت کرے۔ اس کی فضیلت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (١) وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ (٢) لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ (٣) تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ (٤) سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ (٥) (سورۃ القدر)

ہم نے اس قرآن کو قدر والی رات میں نازل کیا ہے اور آپ کو کیا معلوم قدر والی رات کیا ہے؟ شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس میں (ہر کام) کے سرانجام دینے کیلئے اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور روح (جبرائیل) اترتے ہیں یہ رات سراسر سلامتی کی ہوتی ہے اور فجر کے طلوع ہونے تک (رہتی ہے)

ایک دوسرے مقام پر فرمایا

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِينَ (٣) فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ (سورۃ دخان۔ ۳۔۴)

ہم نے اس قرآن کو مبارک رات میں نازل کیا بے شک ہم ڈرانے والے ہیں۔ اس رات پر ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

لیلۃ القدر کے قیام کا ثواب

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ (بخاری)

جس نے شب قدر میں قیام کیا۔ (یعنی اللہ کی عبادت کی) اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

لیلۃ القدر کی تلاش:

ماہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے ایک رات لیلۃ القدر ہے جس کی تلاش و جستجو میں طاق راتوں کو قیام کرنے اور ذکر و عبادت میں رات گزارنے کی تاکید ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ (بخاری ح/ ۲۰۱۷)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرنے کی کوشش کرو۔

سو آپ ﷺ کا بھی رمضان کے آخری عشر میں یہ معمول تھا کہ خود بھی عبادت کے لئے کمر کس لیتے اور اپنے

گھر والوں کو بھی حکم دیتے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهُ وَأَحْيَا لَيْلَهُ وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ (بخاری ح ۲۰۲۴ مسلم ح/۱۱۷۴)

جب (رمضان کا آخری) عشرہ شروع ہوتا رسول اللہ ﷺ اپنا تہبند کس لیتے اپنی رات کو زندہ کرتے اور اپنے گھر والوں کو بیدار کرتے۔

اعتکاف

اعتکاف رمضان المبارک کے آخری عشرے کی خصوصی عبادات میں سے ایک ہے۔ نبی اکرم ﷺ اس کا بھی خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ آپ اتنی پابندی سے اعتکاف فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ آپ اعتکاف نہ بیٹھ سکے تو آپ نے شوال کے آخری دس دن کا اعتکاف فرمایا۔ (صحیح بخاری)

اور جس سال آپ کی وفات ہوئی اس سال آپ نے رمضان میں دس دن کی بجائے بیس دن اعتکاف فرمایا۔

اعتکاف کا لغوی معنی کسی چیز کو لازم پکڑنا اور نفس کو اس امر پر بند رکھنا خواہ وہ چیز اچھی ہو یا بری اور شریعت اسلامیہ میں اعتکاف سے مقصود تقرب الٰہی کی نیت سے مسجد کو لازم پکڑنا اور اس میں اقامت گزیں ہونا ہے۔ (فقہ السنہ)

اعتکاف کی شرعی حیثیت:

رمضان وغیر رمضان کے کسی دن بھی اعتکاف کیا جاسکتا ہے۔ نبی ﷺ سے شوال میں بھی ثابت ہے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت میں مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف بیٹھنے کی نذر مانی تھی تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا

أَوْفِ نَذْرَكَ فَاعْتَكِفْ لَيْلَةً (بخاری ح ۲۰۴۳، مسلم)

تو اپنی نذر پوری کر اور ایک رات کے لئے اعتکاف بیٹھ۔

لیکن سب سے افضل اعتکاف رمضان المبارک کا ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ (بخاری)

نبی اکرم ﷺ رمضان المبارک کے آخری دس دن اعتکاف کیا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فوت کر لیا۔ پھر آپ کے بعد آپ کی بیویوں نے اعتکاف کیا۔ (بخاری)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي كُلِّ رَمَضَانَ عَشْرَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ اعْتَكَفَ عِشْرِينَ يَوْمًا (بخاری ح/۲۰۴۴)

رسول اللہ ﷺ ہر رمضان میں دس دن اعتکاف بیٹھتے تھے جس سال فوت ہوئے آپ نے بیس دن کا اعتکاف کیا۔

☆ اعتکاف کے لئے مسجد کا ہونا شرط ہے چاہے وہ مرد ہو یا عورت اسے مسجد میں اعتکاف کرنا لازم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ (سورۃ البقرہ ۱۸۷)

اور تم عورتوں (اپنی بیویوں یا لونڈیوں) سے مجامعت نہ کرو اس حال میں کہ تم مسجدوں میں اعتکاف بیٹھنے والے ہو۔

لہٰذا عورتیں اگر اعتکاف کرنا چاہیں تو مسجد کو ہی اختیار کریں گھروں میں اعتکاف نہ بیٹھیں اور مسجدیں ایسی اختیار کریں جہاں پردے کا اہتمام وغیرہ اچھی طرح موجود ہو۔ اعتکاف کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ رمضان المبارک کی بیس تاریخ کی مغرب کی نماز مسجد میں ادا کی جائے رات کو مسجد میں قیام کیا جائے اور اکیس ۲۱ رمضان کو نماز فجر کے بعد اعتکاف گاہ میں داخل ہو اور شوال کا چاند نظر آنے تک اپنا اعتکاف جاری رکھے۔

صدقہ فطر:

۱۔ صدقہ فطر ہر مسلمان، مرد، عورت، آزاد، غلام، چھوٹے، بڑے پر ادا کرنا فرض ہے۔ (بخاری ح/۱۵۰۳ مسلم ح/۹۸۴) حتیٰ کہ نماز عید سے پہلے پیدا ہونے والے بچے کی طرف سے بھی ادا کیا جائے گا۔

۲۔ صدقہ فطر اپنے علاقے کی معروف خوراک سے ایک صاع ادا کیا جائے۔ (بخاری ح/۱۵۰۶۔ مسلم ح۹۸۵۔ صحیح ابن خزیمہ ح/۲۴۱۶)

۳۔ صدقہ فطر نماز عید کی ادائیگی سے پہلے ادا کر دینا چاہئے۔ (بخاری ۱۵۰۹۔ مسلم ح/۹۸۶)

۴۔ صدقہ فطر روزہ دار کے لئے لغویات اور فحش گوئی سے طہارت و کفارہ اور فقراء و مساکین کے لئے کھانا ہے نماز

صدقہ فطر کس جنس سے ادا کیا جائے؟

صدقۃ الفطر ہر اس جنس سے دیا جاسکتا ہے جو انسان بطور خوراک استعمال کرتا ہے، (جیسے گیہوں، چنے، جو، مکئی، باجرہ، جوار، چاول وغیرہ اجناس خوردنی ہیں) لہٰذا ان میں سے جو جنس زیادہ استعمال کرتا ہے، اس سے وہ صدقۃ الفطر ادا کر سکتا ہے۔

مقدار صدقۃ الفطر:

اس کی مقدار ایک صاع حجازی ہے جو ڈھائی کلو کا ہوتا ہے۔ ہر شخص کی طرف سے ڈھائی کلو غلہ ادا کیا جائے۔ (صحیح مسلم، ۹۸۵)

اگر قیمت دی جائے تو کتنی:

اگر کسی کے پاس صدقۃ الفطر ادا کرنے کے لئے غلہ موجود نہ ہو یا جو شخص اس کے سامنے ہو، وہ غلے کی بجائے دیگر ضروریات کا حاجت مند ہو تو دونوں صورتوں میں غلے کے بجائے اس کی قیمت دی جاسکتی ہے۔ (فتاویٰ علماء حدیث ۷/۲۰۴) لیکن یہ قیمت اس غلے کے اعتبار سے دی جائے جو انسان استعمال کرتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص دیسی گندم زیادہ استعمال کرتا ہے تو وہ ڈھائی کلو گندم یا اس کی قیمت ادا کرے۔ چاول زیادہ استعمال کرنے والا ڈھائی کلو چاول یا اس کی قیمت ادا کرے۔ اسی طرح دیگر اجناس علیٰ ہذا القیاس۔

صدقہ فطر کن لوگوں کا حق ہے؟

حافظ ابن قیمؒ لکھتے ہیں۔ صدقہ فطر کی تقسیم میں رسول اللہ ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ ﷺ نے اسے صرف مساکین کے ساتھ ہی خاص رکھا اور (قرآن میں مذکور) آٹھ قسموں پر اسے مٹھی مٹھی کر کے تقسیم نہیں کیا اور نہ اس کا حکم ہی دیا اور نہ آپ ﷺ کے بعد صحابہؓ و تابعین نے ایسا کیا۔ (زاد المعاد ۱/۱۵۱)

اور یہ سب کو معلوم ہے کہ مجاہدین میں مساکین بھی شامل ہوتے ہیں۔ اگر یہ صدقہ فطر مجاہدین پر لگایا جائے

بقیہ: غزوات وسرایا

8- سریہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ (رمضان 8 ہجری):

رسول اللہ ﷺ نے رمضان 8 ہجری میں عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو بنو ہذیل بن مدرکہ کے بت سواع کو گرانے کے لئے بھیجا جس کا ذکر سورۃ نوح میں آیا ہے۔ عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب میں وہاں پہنچا تو ایک دربان کو پایا۔ وہ پوچھنے لگا: ''کیا چاہتے ہو؟'' میں نے کہا: نبی ﷺ نے مجھے سواع کو گرانے کے لئے بھیجا ہے۔ وہ کہنے لگا: تم اسے نہیں گرا سکتے۔ میں نے کہا: افسوس! تم ابھی تک باطل پر قائم ہو۔ کیا یہ دیکھ اور سن سکتا ہے؟ پھر میں نے اسے توڑ دیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا: اس کا بیت المال بھی توڑ دو لیکن اس میں کچھ نہیں تھا۔ پھر میں نے دربان سے کہا: اب تمہارا کیا خیال ہے؟ وہ بولا: میں اللہ پر ایمان لاتا ہوں۔ (طبقات ابن سعد: 146/2)

9- سریہ سعد بن زید اشہلی (رمضان 8 ہجری):

نبی ﷺ نے رمضان 8 میں سعد بن زید اشہلی رضی اللہ عنہ کو 20 سواروں کے ہمراہ مناۃ کو گرانے کے لئے بھیجا جو کہ مشلل نامی جگہ پر نصب تھا اور اوس، خزرج اور غسان اس کی پوجا کرتے تھے۔ جب یہ لشکر وہاں پہنچا تو مناۃ کے خدمتگار کہنے لگے: ''کس مقصد سے آئے ہو؟'' سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: مناۃ کو گرانے کے لئے'' وہ بولا: ''تم میں اتنی طاقت کہاں؟'' سعد رضی اللہ عنہ بت کی جانب بڑھے تو ایک سیاہ رنگ کی بکھرے بالوں والی برہنہ عورت بین کرتی سامنے آئی۔ سعد رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔ پھر ان سب نے مل کر بت گرا دیا۔

10- سریہ علی بن ابی طالب (رمضان 10 ہجری):

رسول اکرم ﷺ نے رمضان، 10 ہجری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجتے ہوئے فرمایا: ان کے علاقے میں قیام کرو۔ جب تک وہ خود لڑائی شروع نہ کریں، تم نہ کرنا۔

علی رضی اللہ عنہ 300 سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یہ پہلا لشکر تھا جو مذحج کے علاقے میں داخل ہوا۔ علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے پتھر اور نیزے پھینکنے شروع کر دیئے۔ مسلمانوں نے اہل مذحج پر حملہ کر دیا۔ ان میں سے 20 آدمی قتل ہوئے تو وہ شکست کھا کر منتشر ہو گئے۔ علی رضی اللہ عنہ نے ساتھیوں کو تعاقب کرنے سے روک دیا۔ پھر ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔

جماعۃ الدعوۃ لاہور کے 11 رکنی وفد کا سیلاب زدہ علاقوں کا دورہ

گزشتہ ہفتے امیر جماعۃ الدعوۃ لاہور بھائی ابوالہاشم کی قیادت میں لاہور کے مسئولین کے 11 رکنی وفد نے سیلاب زدہ علاقوں کا دورہ کیا۔ اپنے دورہ کے دوران وفد نے خاران، خضدار اور تربت میں جا کر متاثرین میں خشک راشن اور دیگر ضروریات زندگی کی اشیاء تقسیم کیں۔ مکانات اور مساجد کی تعمیر کے لئے لاکھوں روپے کے فنڈز بھی دیئے۔ دورہ سے واپسی پر محترم ابوالہاشم نے قادسیہ مسجد میں تحصیلی مسئولین و شعبہ جاتی مسئولین کو بریفنگ دیتے ہوئے کہا کہ لاکھوں لوگ بے گھر ہوئے ہیں۔ سینکڑوں لوگ سیلاب کی نذر ہوئے ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں گاؤں سیلاب میں بہہ گئے ہیں، ان کو ہماری مدد کی اشد ضرورت ہے۔ اس وقت مصائب میں گھرے بلوچ بھائیوں کی مدد کرنے سے ان کے اندر موجود لسانی و صوبائی عصبیت کا خاتمہ ہوگا۔ اور ہمارے تعاون سے ان میں موجود علیحدگی کی تحریکیں دم توڑ دیں گی۔

◆ ◆ ◆

اشاعت دین کا عظیم مرکز

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور

تعاون کی خصوصی اپیل

تعارف: ادارہ ھذا ملک بھر میں منفرد ادارہ ہے۔ جس کی طرف سے بڑے پیمانے پر دینی لٹریچر چھپوا کر مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ مختلف مسائل پر 337 سلسلہ ہائے تبلیغ شائع کر کے لاکھوں کی تعداد میں تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ دیگر اداروں سے حاصل کر کے تقسیم کیا گیا لٹریچر اس کے علاوہ ہے۔ موجودہ دور میں دینی و اصلاحی لٹریچر کی اشاعت اور مفت تقسیم صدقہ جاریہ و عظیم جہاد ہے۔ راہ حق سے بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہ ہدایت پر لانے کی تبلیغ کا یہ موثر ذریعہ ہے۔

جامعہ محمدیہ ادارہ ہذا کے زیر اہتمام علاقہ کی معروف درس گاہ جامعہ محمدیہ اہلحدیث بھی قائم ہے۔ جس میں زیر تعلیم اقامتی و مقامی طلباء کے تمام تعلیمی اخراجات ادارہ برداشت کرتا ہے اقامتی طلبہ کے طعام، علاج، کپڑے و ماہانہ وظائف کا بھی انتظام ادارہ کی طرف سے کیا جاتا ہے طالبات کے لئے دینی تعلیم کا الگ معقول انتظام ہے۔

تبلیغی پروگرام: ادارہ کی زیر سرپرستی جام پور میں عظیم الشان سالانہ اہلحدیث کانفرنس ہر سال باقاعدگی سے منعقد کی جاتی ہے جس میں ملک کے معروف علماء کرام تشریف لا کے اپنے مواعظ حسنہ سے عوام کو مستفید فرماتے ہیں۔ دور و نزدیک سے ہزاروں لوگ کانفرنس میں شرکت کرتے ہیں مبلغین کے اخراجات بھی ادارہ برداشت کرتا ہے

غریب فنڈ: ادارہ کے زیر اہتمام غریب فنڈ بھی قائم ہے جس میں وصول شدہ عطیات سے نادار اور غریب طلباء و عوام کی مالی اعانت کی جاتی ہے۔ غریب اور مستحق مریضوں کے علاج معالجہ کیلئے بھی تعاون کیا جاتا ہے۔

خصوصی اپیل: تمام مخیّر و صاحب مال احباب سے پرزور اپیل ہے کہ رمضان المبارک و دیگر ایام میں زکوۃ عشر و دیگر صدقات فنڈ سے ادارہ کی مالی اعانت فرما کر عند الناس مشکور اور عند اللہ ماجور ہوں۔ بذریعہ بنک اکاؤنٹ نمبر 8-1660 حبیب بنک آف جامپور بنام ادارہ تبلیغ اسلام

مولانا محمد یاسین راہی (مدیر) ادارہ تبلیغ اسلام جام پور ضلع راجن پور پنجاب پاکستان
0604-567218
0333-8556473

بقیہ: اسلام میں زکوۃ کی اہمیت و فرضیت

اَخۡرَجُوۡکُمۡ﴾ (البقرہ: 191)

"مسلمانو! ان (لڑنے والے کافروں) کو جہاں پاؤ قتل کرو اور جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے وہاں سے انہیں نکالو۔"

اور اس وقت تک کفار سے لڑتے رہنے کا حکم ہے جب تک تمام دنیا میں کفر مغلوب اور ایک اللہ کا دین غالب نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ﴾ (الانفال: 31)

صدقات کے جو مصارف اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں ان تمام میں بقدر ضرورت زکاۃ و عشر کو خرچ کرنا چاہئے۔ مگر حالات کے مطابق جس مد میں زیادہ ضرورت ہو اس کا زیادہ خیال رکھنا چاہئے۔

اہل علم کا اتفاق ہے کہ جب کفار سے جہاد شروع ہو اس وقت مجاہدین کی ضروریات کا خیال رکھنا ہر ضرورت سے زیادہ ضروری ہے کیونکہ اللہ نہ کرے اگر ان کو شکست ہوئی یا پسپائی اختیار کرنا پڑی تو فقراء و مساکین اور دوسرے مستحقین کو ان کے فقر و مسکنت کے باوجود آزادی کی جو نعمت میسر ہے وہ بھی چھن جائے گی۔

زکاۃ و عشر کے علاوہ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہئے

یہ بات یاد رہنی چاہئے کہ زکاۃ و عشر ادا کر دینے کے بعد بھی آدمی کے مال میں کچھ حقوق باقی رہتے ہیں جن کا ادا کرنا ضروری ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص کے پاس مال ہے اور اس کے والدین ضرورت مند ہیں تو اس پر ان کی ضروریات پوری کرنا فرض ہے اسی طرح مہمان کی ضیافت فرض ہے وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں زکاۃ ادا کر چکا ہوں اس لئے مجھ پر والدین کی خدمت یا مہمان کی مہمان نوازی لازم نہیں ہے۔ والدین کے علاوہ رشتہ داروں، مسکینوں، یتیموں کے حقوق کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔

اگر اس کا ہمسایہ بھوکا ہے اور اس کے پاس مال موجود ہے تو اس کے لئے سیر ہو کر کھانا جائز نہیں خواہ وہ زکاۃ ادا کر ہی چکا ہو۔

کفار سے لڑائی کے وقت اگر مجاہدین کو ضرورت ہو تو اسے پورا کرنا ہر اس مسلمان پر لازم ہے جو اس کی استطاعت رکھتا ہو۔

مال مویشیوں والے لوگوں پر زکاۃ کے علاوہ حاجتمندوں کو کچھ نہ کچھ دودھ وغیرہ دے دینا بھی ان کے مال میں اللہ کا حق ہے۔

باغات اور فصلوں میں سے آنے جانے والوں اور مساکین کو کچھ نہ کچھ دے دینا اللہ کا حق ہے۔ سورہ قلم میں اللہ تعالیٰ نے ایک باغ والوں کا قصہ ذکر فرمایا ہے جو مساکین کو کچھ دینے سے بخل کرتے ہوئے علی الصبح پھل توڑنے کے ارادے سے چلے دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے آسمانی آفت کے ذریعے پہلے ہی سارا باغ نیست و نابود کر دیا تھا۔ اس لئے صحابہ کرام اپنی کھجوروں کے پھلوں میں سے ایک آدھ خوشہ مسجد میں لا کر لٹکا دیتے تھے تاکہ فقراء مہاجرین تازہ پھل کھالیں۔

اس لئے ہمیں زکاۃ و عشر ادا کرنے کے بعد بھی اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ ہمارا حقیقی مال وہی ہے جو ہم نے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا۔

اور ہم جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کریں گے اس سے ہمارے مال میں دنیا میں اضافہ ہوگا اور آخرت میں بھی وہ ہمارے لئے ذخیرہ بنے گا۔

نوٹ: بعض لوگوں نے مختلف مہینوں مثلاً شعبان، رمضان کو زکوۃ کے مہینے سمجھ رکھا ہے جو کہ بلا دلیل اور ناجائز ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جب کسی کے پاس مال زکوۃ نصاب کو پہنچ جائے اور اس پر سال گزر جائے تو جس ماہ میں زکوۃ کا نصاب مکمل ہوا تھا اسی میں زکوۃ ادا ہوگی اور ہر شخص کو اس کا ریکارڈ رکھنا ضروری ہے۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ معاشرے میں ضرورتمند زکوۃ کے مستحقین کا سرکل بھی سارا سال چلتا رہے۔

حیدر آباد زون میں جماعۃ الدعوۃ کے زیر انتظام

الدعوۃ آئی ویژن کیمپس

دو سال میں 3000 سے زائد مفت آپریشن

ادارہ خدمت خلق جماعۃ الدعوۃ پاکستان اس وقت دنیا بھر میں اپنی فلاحی اور رفاہی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہے، سری لنکا انڈونیشیا میں آنے والا سونامی طوفان ہو یا بام ایران میں آنے والا زلزلہ...... ادارہ خدمت خلق کے رضا کار دکھی انسانیت کی خدمت کے لئے پہنچنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ ادارہ خدمت خلق کی فلاحی سرگرمیوں کا خصوصی مرکز ارض پاکستان ہے بدین میں آنے والا سیلاب ہو یا آزاد کشمیر میں آنے والا ہولناک زلزلہ، ادارہ خدمت خلق جماعۃ الدعوۃ کی خدمات ایک تاریخی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس کے علاوہ ملک بھر کے دور دراز علاقوں میں میڈیکل کے شعبے میں ہسپتال، ڈسپنسریاں، میڈیکل سنٹر، لیبارٹریز، موبائل میڈیکل کیمپ اور الدعوۃ آئی ویژن پروگرام کے تحت غریب اور نادار افراد کو آنکھوں کے علاج کے حوالے سے معیاری سہولیات کی مفت فراہمی ادارہ خدمت خلق جماعۃ الدعوۃ کی سرگرمیوں کا حصہ ہے، اسی طرح قحط اور خشک سالی کے شکار علاقہ جات میں کنوؤں کی کھدائی، بیوگان، یتیموں کی کفالت فلاحی پروگراموں کا ایک نمایاں حصہ ہے یہ بات ادارہ خدمت خلق جماعۃ الدعوۃ پاکستان کے مدیر حافظ عبدالرؤف نے حیدر آباد پریس کلب میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ اس موقع پر ملک کے نامور آئی سرجن ڈاکٹر مسرت حسین (صدارتی گولڈ میڈلسٹ) بھی موجود تھے۔ حافظ عبدالرؤف نے حیدر آباد کے علاقہ جات نیو سعید آباد، سکرنڈ، شہداد پور، ٹنڈو الہ یار اور حیدر آباد شہر میں لگنے والے آئی سرجیکل کیمپوں کے حوالے سے تفصیلات بتائیں۔ ان کیمپوں میں ملک کے نامور آئی سرجنز نے شرکت کی۔ 3,876 مریضوں کی آنکھوں کا معائنہ کر کے ادویات دی گئیں۔ اس کے علاوہ ان آئی کیمپوں میں 515 موتیے کے آپریشن بالکل مفت کئے گئے۔ اس موقع پر ڈاکٹر مسرت حسین نے بتایا کہ ملک بھر میں 40 سال سے زائد عمر کے 50% سے زائد لوگ اس وقت سفید موتیا کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ اگر ان مریضوں کی تشخیص بروقت ہو تو چھوٹے سے آپریشن کے ذریعے ان کے مرض کا علاج ممکن ہے۔ مگر عام طور پر لوگ اس علاج کے مالی اخراجات برداشت نہیں کر پاتے۔ اگر فری آئی سرجیکل کیمپ کا انعقاد مستقل کیا جاتا رہے تو غریب و نادار لوگوں کے مسائل احسن طریقے سے حل ہو سکتے ہیں۔ فیصل ندیم امیر جماعۃ الدعوۃ حیدر آباد نے اس موقع پر صحافیوں کو بتایا کہ نومبر دسمبر میں سندھ کے مزید علاقوں میں آئی ویژن پروگرام کے تحت سرجیکل کیمپ منعقد ہوں گے۔ (ان شاء اللہ) جماعۃ الدعوۃ کی جانب سے ملک بھر میں آئی ویژن پروگرام کے تحت دو سال میں 3000 سے زائد آپریشن کئے گئے۔ جبکہ 28000 آنکھوں کے مریضوں کا علاج ممکن ہوا۔

بزم اطفال

عرفی چاچو

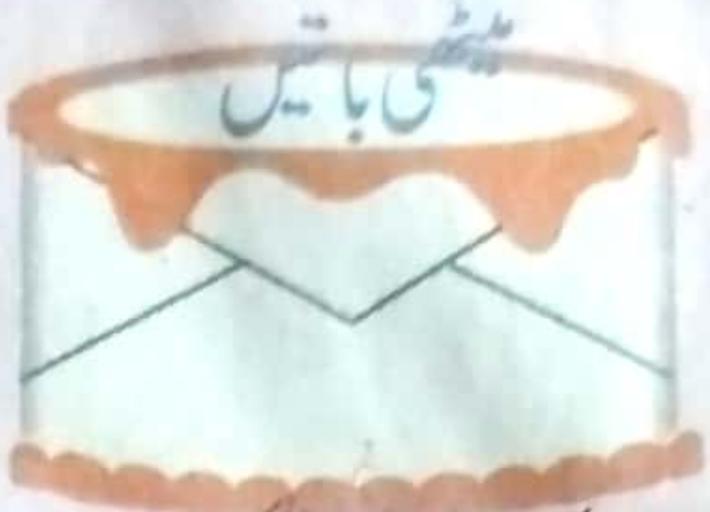

پیارے بہن بھائیو! السلام علیکم

جب گھر میں کوئی مہمان آنے والا ہو تو اس مہمان کے شایان شان استقبال کی تیاریاں کی جاتی ہیں۔ رمضان المبارک مہمان مہینہ ہے جو قسمت والوں کو نصیب ہوتا ہے۔ رمضان کی آمد آمد ہے۔ کیا آپ اس مقدس مہمان کے استقبال کے لئے تیار ہیں؟ اگر نہیں تو ابھی سے تیاری شروع کردیں۔ فرضی عبادات کے ساتھ زیادہ سے زیادہ نفلی عبادات اور تلاوت قرآن کا ارادہ کرلیں۔

اب بزم اطفال کے لئے تجاویز بھرا ایک خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم عرفی چاچو

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں بزم اطفال کی ایک خاموش قاریہ ہوں۔ پیارے پیارے ننھے مجاہدوں کی تحریروں کو دل میں اترتا محسوس کرکے میں نے لکھنے کے لئے قلم اٹھایا۔

عرض یہ ہے کہ آپ نے بزم اطفال میں اپنی میٹھی باتوں میں سحاب میر سلفی گجرات کی تجاویز پیش کی ہیں۔ میں اس کے بارے میں یہ کہوں گی۔

1۔ میرا پسندیدہ شعر کا سلسلہ ختم نہ کیا جائے۔ آپ وہ شعر شائع نہ کریں جو عام سے ہوں۔ اس طرح ننھے مجاہدوں میں شاعرانہ فن پیدا ہوگا اور وہ اپنے دل کی بات زبان پر لاسکیں گے۔ بقول اقبال

ہو صداقت کے لئے جس دل میں مرنے کی تڑپ
پہلے اپنے پیکر خاکی میں جاں پیدا کرے
پھونک ڈالے یہ زمین و آسمان مستعار
اور خاکستر سے آپ اپنا جہاں پیدا کرے

جہاں تک سلسلہ مصوری کا تعلق ہے تو اس کے لئے روضۃ الاطفال ٹھیک ہے۔ اب جگہ جگہ سلسلہ مصوری تو اچھا نہیں لگتا نا۔

۲۔ انعامی کہانی کا سلسلہ بھی روضۃ الاطفال میں رکھیں۔ یہ ساری بچوں کی چیزیں ہیں' اسے بڑوں کے رسالے میں نہیں آنا چاہئے۔

3۔ سائنسی معلومات کی تجویز بھی مجھے (بوجوہ) پسند نہیں آئی' کیونکہ یہ سب تو روضۃ الاطفال میں ہوتا ہے۔

پیارے بہن بھائیو! آپ کی کیا رائے ہے ان تجاویز کے بارے میں؟ اگلے ماہ ہمیں ضرور آگاہ کریں۔

والسلام

آپ کا عرفی چاچو

اسلام کی بہادر صحابیہ

غزوہ خندق میں مدینہ کی تمام خواتین اور بچوں کو سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اس قلعہ میں محفوظ کردیا گیا جو انہیں اپنے اجداد سے ورثہ میں ملا تھا۔ یہ قلعہ ہر طرف سے انتہائی محفوظ تھا مسلمان خندق کے کنارے قریش کے مقابلے میں ڈٹے ہوئے تھے۔ لہٰذا مسلمان دشمن کے بالمقابل ہونے کی وجہ سے عورتوں اور بچوں کی طرف مکمل توجہ نہ دے سکے۔ ایک صبح منہ اندھیرے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کیا دیکھتی ہیں کہ قلعہ کے نزدیک ایک سایہ متحرک ہے اور کسی کے پاؤں کی آہٹ بھی سنی۔ غور سے دیکھا تو انہیں ایک یہودی قلعے کی جانب بڑھتا ہوا دکھائی دیا۔ اس کی حرکت دیکھ کر سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو یقین ہوگیا کہ یہ تو اپنی قوم کے لئے جاسوسی کررہا ہے اور معلوم کرنا چاہتا ہے کہ قلعے کے اندر مرد بھی ہیں یا عورتیں اور بچے ہی ہیں۔ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دل میں کہا کہ بنو قریظہ نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ کئے گئے عہد و پیمان کو پامال کرکے مسلمانوں کے خلاف قریش سے تعاون کرنا شروع کردیا' اب قلعہ کے اندر کوئی مرد نہیں جو عورتوں اور بچوں کے دفاع کے لئے آگے بڑھے۔ اگر یہ دشمن قلعے کی اندرونی صورت حال سے آگاہ ہو کر اپنی قوم کو بتانے میں کامیاب ہوگیا تو یہودی موقع کو غنیمت جانتے ہوئے عورتوں اور بچوں کو قید کرلیں گے اور یہ اندوہناک صورت حال مسلمانوں کے لئے تکلیف دہ ثابت ہوگی۔ اس نازک ترین موقع پر سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنا دوپٹہ سر پر باندھا اور ایک پٹکہ کمر میں کس لیا۔ لاٹھی ہاتھ میں لی اور قلعہ کے دروازے پر پہنچ گئیں۔ بڑی احتیاط کے ساتھ دروازے میں ایک چھوٹا سا سوراخ کرلیا اور اس میں سے دشمن کا بڑی احتیاط اور بے چینی کے ساتھ انتظار کرنے لگیں۔ جب وہ قریب آیا تو انہوں نے بڑے زور سے لاٹھی اس کے سر پر دے ماری' وہ چکرا کر گر پڑا۔ اس کے بعد تابڑ توڑ لاٹھیوں کی بوچھاڑ کردی یہاں تک کہ وہ موت کے منہ میں چلا گیا۔ آپ نے آگے بڑھ کر چھری سے اس کی گردن کاٹی اور قلعے سے سر نیچے پھینک دیا' وہ لڑھکتا ہوا ان یہودیوں کے سامنے جا گرا جو اس کا شدت سے انتظار کررہے تھے۔ اپنے ساتھی کا سر دیکھ کر وہ گھبرا گئے اور انہیں یقین ہوگیا کہ قلعے کے اندر بھی مجاہدین موجود ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو قلعے میں اکیلا نہیں چھوڑا۔ یہ صورت حال دیکھ کر وہ الٹے پاؤں پیچھے مڑ گئے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے راضی ہوگیا۔ انہوں نے مسلمان خواتین کے لئے ایک روشن مثال قائم کی۔ اللہ ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کے توفیق عطا فرمائے۔ آمین (بحوالہ حیات صحابہ کے درخشاں پہلو) (رخسانہ مجاہدہ خان فیروز پور شکر گڑھ)

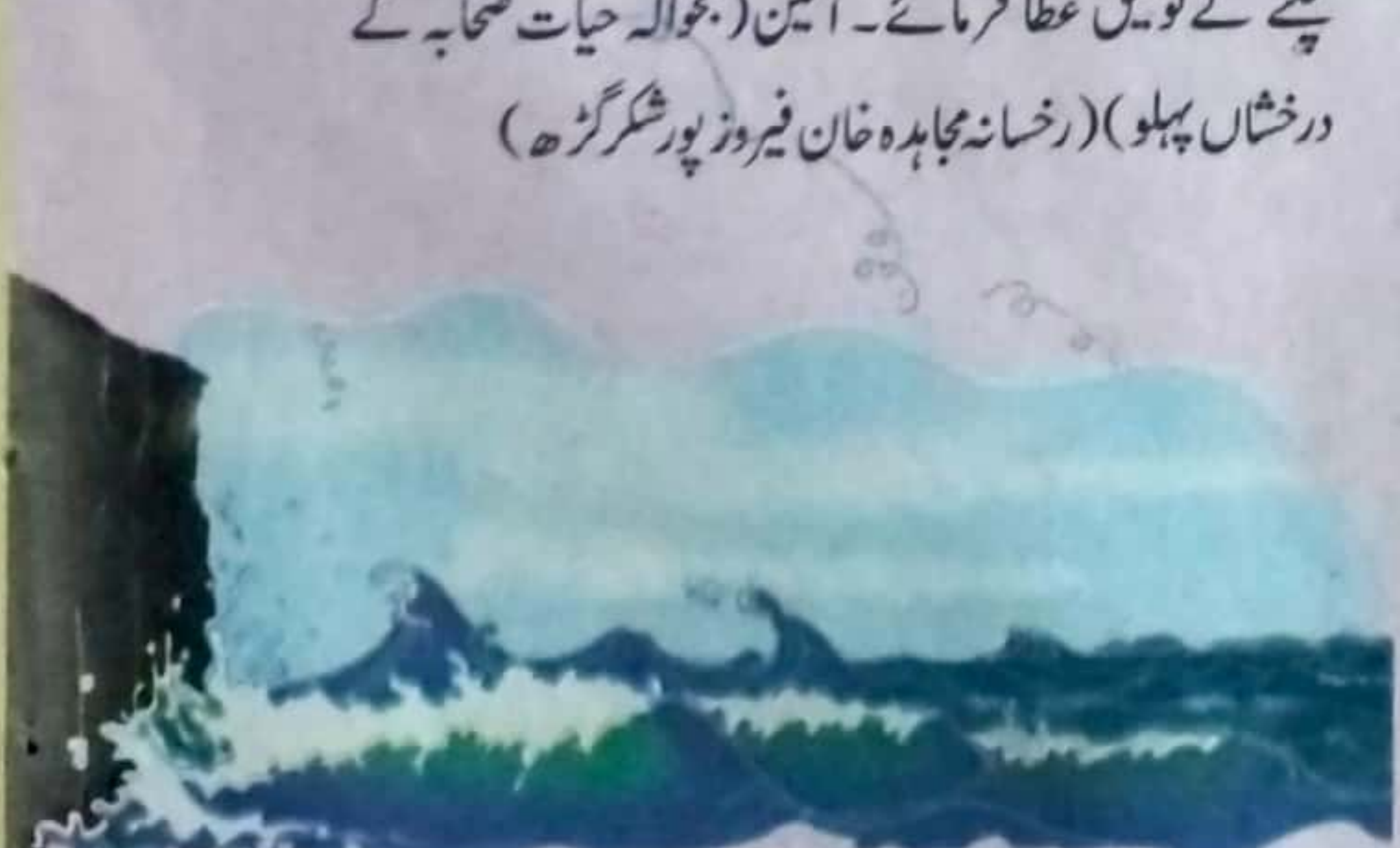

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے

سورج آگ برسا رہا تھا اور افریقہ کا صحرا تانبے کی بھٹی کی طرح تپ رہا تھا۔ پانی ختم ہوئے تین دن ہوچکے تھے۔ دور دور تک ریت کے سمندر کے سوا کوئی چیز نظر نہ آتی تھی۔

اسلامی فوج کے سپاہی پیاس کے مارے نڈھال ہو رہے تھے اونٹ تو کئی ہفتے بغیر پانی کے گزارا کر سکتے تھے مگر گھوڑوں کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ فوج کے کمانڈر عقبہ بن نافع سخت مضطرب تھے۔ پانی نہ ملنے کی صورت میں فوج کا ہلاک ہو جانا یقینی تھا۔ مسلمان کا آخری سہارا اللہ کی ذات ہوتی ہے۔ عقبہ گھوڑے سے اترے۔ ساری فوج رک گئی۔ دو رکعت نماز پڑھی اور بارگاہ الٰہی میں ہاتھ اٹھا دیئے یا اللہ! تیرے بندے تیری راہ میں نکلے ہیں۔ تیرا کلمہ بلند کرنے' تیرے دشمنوں سے لڑنے اور تیرے باغیوں کو سرنگوں کرنے کے لئے۔ یا اللہ! تو انہیں ہلاک نہ کر ان پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ اے ناامیدوں اور مضطرب دلوں کے سہارے۔ عقبہ دیر تک رو رو کر دعا کرتے رہے ابھی وہ دعا ختم بھی نہ کر پائے تھے کہ ان کا گھوڑا اپنا سم زور زور سے زمین پر مارنے لگا اور پھر پانی کا چشمہ ابل پڑا۔ صحرا کی پہنائیوں میں اللہ اکبر کی آواز گونج اٹھی۔ اگلے ہی لمحے عقبہ اپنے اللہ کے حضور سر بسجود پڑے تھے۔ اس کے بعد عقبہ پیش قدمی کرتے کفار کو شکست دیتے بحر اٹلانٹک کے کنارے پہنچ گئے اور فرط جوش سے اپنا گھوڑا سمندر میں ڈال دیا اور کہا! اے اللہ اگر یہ سمندر بیچ میں حائل نہ ہوتا تو جہاں تک تیری زمین ہوتی تیری راہ میں جہاد کرتا چلا جاتا۔ اسی لئے علامہ اقبال نے کہا تھا۔

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

(دعا گو شوکت محمود ڈنڈوت شاہد آباد)

انسانی دل

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ معیار پر فائز تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی زبان سے نکلے ہوئے روشن' درخشاں اور حکمت و دانائی سے لبریز نصیحت آموز کلمات نے دنیا کے ماحول کو منور کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ دلوں کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

دل چار قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ دل ہے جس پر پردے پڑے ہوئے ہوں' یہ کافر کا دل ہے' ایک وہ دل جس میں ایمان و نفاق کی آمیزش ہو' یہ منافق کا دل ہے۔ ایک وہ دل ہے جو روشن چراغ میں بے جھاگ دودھ کی مانند دکھائی دیتا ہے۔ یہ مومن کا دل ہے۔ اور ایک وہ دل ہے جس میں نفاق بھی ہوتا ہے اور ایمان بھی۔ ایمان کی مثال اس پودے کی سی ہے جسے عمدہ پانی سیراب کرتا اور پروان چڑھاتا ہے۔ نفاق کی مثال اس زخم کی سی ہے جس میں پیپ اور خون پروان چڑھتے ہیں۔ جو کیفیت بھی اس پر غالب آ جائے تو وہ مغلوب ہو جائے گا۔ (شہسوار صحابہ رضی اللہ عنہم)

(عابد علی' ایف جی بوائز ہائی سکول نمبر 6' واہ کینٹ)

جنت اور دوزخ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا کہ جنت اور دوزخ آپس میں جھگڑا کرنے لگیں۔ دوزخ نے کہا کہ میں ظالم اور متکبر لوگوں کو عذاب دینے کے لئے مخصوص کی گئی ہوں۔ جنت نے کہا' معلوم نہیں کیا وجہ ہے' مجھ میں تو وہ لوگ آئیں گے جو غریب محتاج اور نظر سے گرے ہوئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا' تو میری رحمت ہے' اپنے نیک بندوں میں سے جس کو میں چاہوں گا' تیرے ذریعہ رحمت سے فیض یاب کروں گا۔ دوزخ سے فرمایا' تو میرے عذاب کی جگہ ہے۔ اپنے بندوں میں جس کو چاہوں گا تیرے ذریعہ عذاب کروں گا۔ ان دونوں میں سے ہر ایک کے بھرنے کی حد مقرر ہے لیکن دوزخ نہ بھرے گی یہاں تک کہ اللہ اس پر اپنا قدم رکھ دے گا۔ اس وقت دوزخ کہے گی' بس بس' وہ اس وقت بھر جائے گی اور سمٹ جائے گی۔ رہی جنت تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ ایک اور مخلوق پیدا کرے گا۔ (تاکہ اس مخلوق کے ذریعہ جنت کو بھر دے۔ (بخاری)

اخت ابو عبدالرحمٰن مدثر 29 جنوبی سرگودھا

لقمہ جو گر جائے

نبی کریم ﷺ نے اس بات کی بھی تعلیم دی ہے کہ اگر کھانا کھاتے ہوئے کوئی نوالہ زمین پر گر جائے تو اسے اٹھا کر جو مٹی وغیرہ لگی ہو اسے صاف کر کے اور ضرورت ہو تو دھو کر کھا لینا چاہئے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

جب تم میں سے کسی سے لقمہ گر جائے تو جو ناپسندیدہ چیز اس پر لگ گئی ہو اس کو دور کر کے کھا لے اور اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑے۔ پھر فارغ ہونے پر اپنی انگلیاں چاٹ لے کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔ (مسلم)

اس حدیث کی رو سے معلوم ہوا۔ رزق کی ناقدری شیطانی عمل ہے اور اٹھا کر کھا لینے میں رزق میں برکت ہے۔ چنانچہ ان اعمال پر ان شاء اللہ ثواب مل جائے گا لہٰذا ان اعمال کا اہتمام کرنا چاہئے اور اس سلسلے میں شرم نہ کریں کیونکہ یہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کا حکم ہے۔ ہاں اگر لقمہ اس طرح گر جائے کہ اسے صاف کرنا ممکن نہ ہو تو بات دوسری ہے۔ پھر نہ

دنیا اور آخرت کا امتحان......ایک جائزہ

#	دنیا کا امتحان	#	آخرت کا امتحان
1	لائن نہیں چھوڑنی	1	نماز نہیں چھوڑنی
2	حاشیہ نہیں چھوڑنا	2	دین میں کمی بیشی نہیں کرنی
3	رف عمل کے لئے امتحانی شیٹ پر آدھی لائن لگانا	3	دنیا میں رہنے کے لئے دنیا کو دین کے مطابق ڈھال کر زندگی بسر کرنا
4	اپنا نام' جگہ وغیرہ کہیں ظاہر نہیں کرنا	4	ریا نہیں کرنا
5	صاف ستھرا پیپر حل کرنا	5	دین میں ملاوٹ سے بچنا
6	اگر کوئی لفظ غلط ہو جائے تو (×) اس طرح غلطی کو ظاہر کرنا تاکہ برا نہ لگے	6	اگر کوئی غلط کام ہو جائے تو اللہ سے استغفار کرنا تاکہ اللہ خوش ہو جائے اور کہہ دے میرے بندے نے کتنے اچھے طریقے سے غلطی کو تسلیم کیا ہے۔
7	جو حصہ شروع کیا ہے اس کو مکمل کر کے آگے بڑھنا ہے	7	جب جس کام کا وقت آئے تو اسے اس کے وقت پر کرنا ہے جیسے' جہاد' حج' نماز' روزہ اور زکوۃ وغیرہ
8	جو کوئی سوال جتنے صفحوں یا لائنوں کو پر کرنے کا کہا گیا ہے۔ اسے اتنا ہی پر کرنا۔	8	جو اللہ نے حدیں متعین کی ہیں ان سے بڑھنا نہیں بلکہ اتنا ہی کرنا ہے جتنا اللہ نے کہا ہے
9	رول نمبر سلپ امتحانی کمرہ میں جاتے وقت موجود ہونی چاہئے ورنہ بے دخل کر دیا جائے گا۔ (امۃ الصمد۔ گڈو بیراج)	9	توحید' نماز' روزہ' زکوۃ وغیرہ کی پکی ضمانت اعمال نامے میں موجود ہونی چاہئے' ورنہ جنت سے بے دخل کر دیا جائے گا

کھائیں۔

اخت ابوصارم چھنیانوالہ

جھاگ

بارش کا نفع عام ہے۔ اسی طرح قرآن جو ہدایت اور بیان کا جامع ہے اس کا بھی نفع عام ہے۔

بارش کا پانی ہر جگہ پہنچتا ہے اور زمین کو سیراب کرتا ہے۔ خشک زمین سرسبز کرتا ہے اور بعض جگہوں پر پانی جا کر ٹھہرتا ہے۔ اسی طرح قرآن اور ایمان مومنوں کے دلوں میں قرار پکڑتا ہے اور بعض لوگوں کو اندھیرے سے روشنی کی طرف لاتا ہے۔ کچھ جگہوں پر پانی نہیں پہنچتا اور نہ بارش کا اثر ہوتا ہے جیسے قرآن کا اثر کچھ دلوں پر نہیں ہوتا۔ ان کی مثال اس جھاگ کی طرح ہے جو پانی کے اوپر آ جاتی ہے۔ جھاگ مضمحل ہے جو ختم ہو جاتی ہے اور اسے ہوائیں اڑا لے جاتی ہیں۔ جب تانبے پیتل سیسے یا سونے چاندی کو زیور یا سامان وغیرہ بنانے کے لئے آگ میں تپایا جاتا ہے تو اس پر جھاگ آ جاتا ہے اس جھاگ سے مراد میل کچیل ہے جو ان دھاتوں کے اندر ہوتا ہے۔ آگ میں تپانے سے وہ جھاگ کی شکل میں اوپر آ جاتا ہے۔ پھر یہ جھاگ بھی دیکھتے دیکھتے ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح باطل کو ثبات اور دوام نہیں ہوتا۔

سونا' چاندی' تانبہ' پیتل یہ چیزیں باقی رہتی ہیں' جن سے لوگ متمتع اور فیضیاب ہوتے ہیں۔ اس طرح حق باقی رہتا ہے جس کے وجود کو کبھی زوال نہیں اور نفع بھی دائمی ہے۔ (نامعلوم)

اسلامی معلومات

☆ سیدنا ابوایوب انصاری کا اصل نام خالد تھا

☆ صحابہ کرام میں سے سب سے پہلے قرآن پاک خلیفہ سوم عثمان رضی اللہ عنہ نے حفظ کیا۔

☆ قرآن پاک کی سورۃ اخلاص میں صرف ایک زیر ہے۔

☆ قرآن شریف میں صرف ایک عورت مریم علیہا السلام کا نام آیا ہے۔

☆ ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور محمد ﷺ کے حواری سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔

☆ اسلام کے پہلے پرچم بردار سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ تھے

عثمان ارشد۔ فیصل آباد

نماز کی فضیلت اور اس کو چھوڑنے پر ڈانٹ ڈپٹ

1۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

اور جو لوگ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں یہ لوگ عزت کے ساتھ جنت میں عیش وعشرت کریں گے۔ (العنکبوت 5,4)

2۔ تباہی ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں۔ (الماعون 5,6)

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

مسلمان آدمی اور کفر وشرک کے درمیان نماز ہی کا تو فرق ہے۔ (کومل سلیم.....)

مہکتی کلیاں

1۔ نصف عمر امیدوں کو پانے پر اور بقیہ نصف نامرادی کے ماتم میں کٹ جاتی ہے۔

2۔ بنیادی اینٹ اگر ٹیڑھی رکھی جائے تو آسمان تک دیوار ٹیڑھی بنے گی۔

3۔ جو شخص ہر چیز کو بے یقینی کی نظر سے دیکھتا ہے' وہ موقع ملنے پر ہیرے کو پتھر سمجھ کر پھینک دیتا ہے۔

مصیبت سب سے بہترین کسوٹی ہے، جس پر دوست پرکھے جاسکتے ہیں۔ (عمر خالد' مانسہرہ)

پسندیدہ شعر

آج کی عورت دوپٹے کو سمجھتی ہے پھندا
مغرب کی تقلید نے اسے کردیا ہے اندھا
پونیاں ڈالی ہیں لڑکوں نے پینٹ پہنی ہے لڑکی نے
سمجھ نہیں آرہی بندی جا رہی ہے یا بندہ
(اخت عبدالواحد)

جہاد میرے بھائیو ایمان کی دلیل ہے
اٹھو جہاد کے لئے یہ زندگی قلیل ہے
(R-A)

جو دین کے لئے دکھ سہتے ہیں کب ان کے آنسو بہتے ہیں
جسے جام شہادت کہتے ہیں اسے پی کر زندہ رہتے ہیں
(مجاہد حنیف' ضیاء الرحمن کبیروالا)

زنجیر جنوں کا تحفہ ہے' زنجیر سے کیا گھبرانا ہے
ہم ہاتھ بڑھاتے رہتے ہیں پہنائے جسے پہنانا ہے
(حفصہ اشرف)

کافر روشن خیالوں کو یہ ماننا پڑا آخر
مانتے ہیں روشنیوں کا ہے مینار مصطفیٰ ﷺ
(رحمت اللہ زلمی' ژوب' بلوچستان)

گزشتہ ماہ کے درست جوابات

1۔ کوئی وقت سے پہلے آتا اور کوئی وقت کے بعد اور نماز باجماعت سے محروم ہو جاتے۔

2۔ عبداللہ بن زید الخزرجی الانصاری رضی اللہ عنہ

3۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ

4۔ جن مہاجرین وانصار میں بھائی چارہ قائم ہوا ان کی کل تعداد 90 تھی۔

5۔ سوال نمبر 5 کا جملہ مجلہ الدعوۃ کے صفحہ نمبر 26 پر ہے اور مضمون نگار ہیں علی عمران شاہین

ذہن ساز کوئز

1۔ مدینہ میں پہلی نماز جمعہ کہاں ادا کی گئی؟

2۔ پہلی نماز جمعہ میں کل کتنے صحابی شریک ہوئے؟

3۔ ہجرت کے وقت مکہ سے مدینہ پہنچنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کہاں بیٹھی تھی؟

4۔ وہ کون سے صحابی ہیں جنہوں نے اپنے مہاجر بھائی کو کہا' میرا نصف مال تمہارا اور میری دو بیویاں ہیں۔ ایک کو طلاق دیتا ہوں۔ تم اس سے شادی کر لو۔

5۔ معرکہ یرموک میں 2 لاکھ عیسائیوں کے لشکر کو مسلمانوں نے بری طرح کاٹ کر رکھ دیا"۔ یہ جملہ مجلہ الدعوۃ کے کس صفحے پر ہے نیز مضمون نگار کا نام لکھیں۔

بذریعہ قرعہ اندازی انعام یافتگان

1۔ اسماء بنت ماسٹر محمد یونس

2۔ حافظ محمد عمار' گجرات

3۔ حافظ محمد بلال' شکرگڑھ

دیگر قارئین محفل

ام ولید' شورکوٹ۔ مریم شہزادی' کراچی۔ آصف علی میمن' گڈو کشمور۔ عبدالھادی' سانگھڑ۔ ام ملیحہ' ام رومان' کراچی۔ اکرام اللہ' نصر اللہ' احمد غفران' کراچی۔ ابوعبداللہ محمد زاہد' حمید احمد' ہادیہ فاطمہ' سعدیہ' سرگودھا۔ حفصہ بنت مقبول سبحان شاہد' عائشہ اکرم' سدرہ نور' دانش عارف' سلمان' لاہور۔ محمد عدیل' محمد نبیل' کراچی۔ عمران مختار' حیدر آباد۔ ثمن عابد' حامد علی' حافظ آباد۔ احمد اشفاق' جہانزیب' ایبٹ آباد۔ زین' کومل' اورنگ زیب' مانسہرہ۔ احمد قاسم' آمنہ عبداللہ' راولپنڈی۔ طارق' حنان امتیاز' اسلام آباد۔ محمد ابرار' حسین احمد' جہلم۔ سمیر' ابوبکر' لاڑکانہ۔ بلال احمد' عارف والا۔ حفصہ اشفاق' لودھراں۔ شاہ زیب' عنصر ڈار' جاوید بٹ' گوجرانوالہ۔ میمونہ' رابعہ' ساہیوال۔ انعام' ملتان۔ عثمان' کاشف' حبیب الرحمن' مانسہرہ۔ عباد علی' ہری پور۔ رفعت آراء' ٹیکسلا' فائزہ مشتاق' واہ کینٹ۔ اصغر بٹ' ندیم گورایہ' سیالکوٹ۔ عبدالغنی' محمد شکیل' انعم فردوس' فیصل آباد۔ سعدیہ' اسماء' لبنیٰ' عارف والا۔ محمد توصیف ملک' جلال پور۔ نزہت جبین' طلعت جبین' چنیوٹ۔ منیبہ انور' واربرٹن۔ حفصہ اشرف' چشتیاں۔ ابتسام ساجد' نوکھر۔ زنیرہ منظور' واہنڈو۔ عظمیٰ شفیع۔ عذرا شفیع' سوہدرہ۔

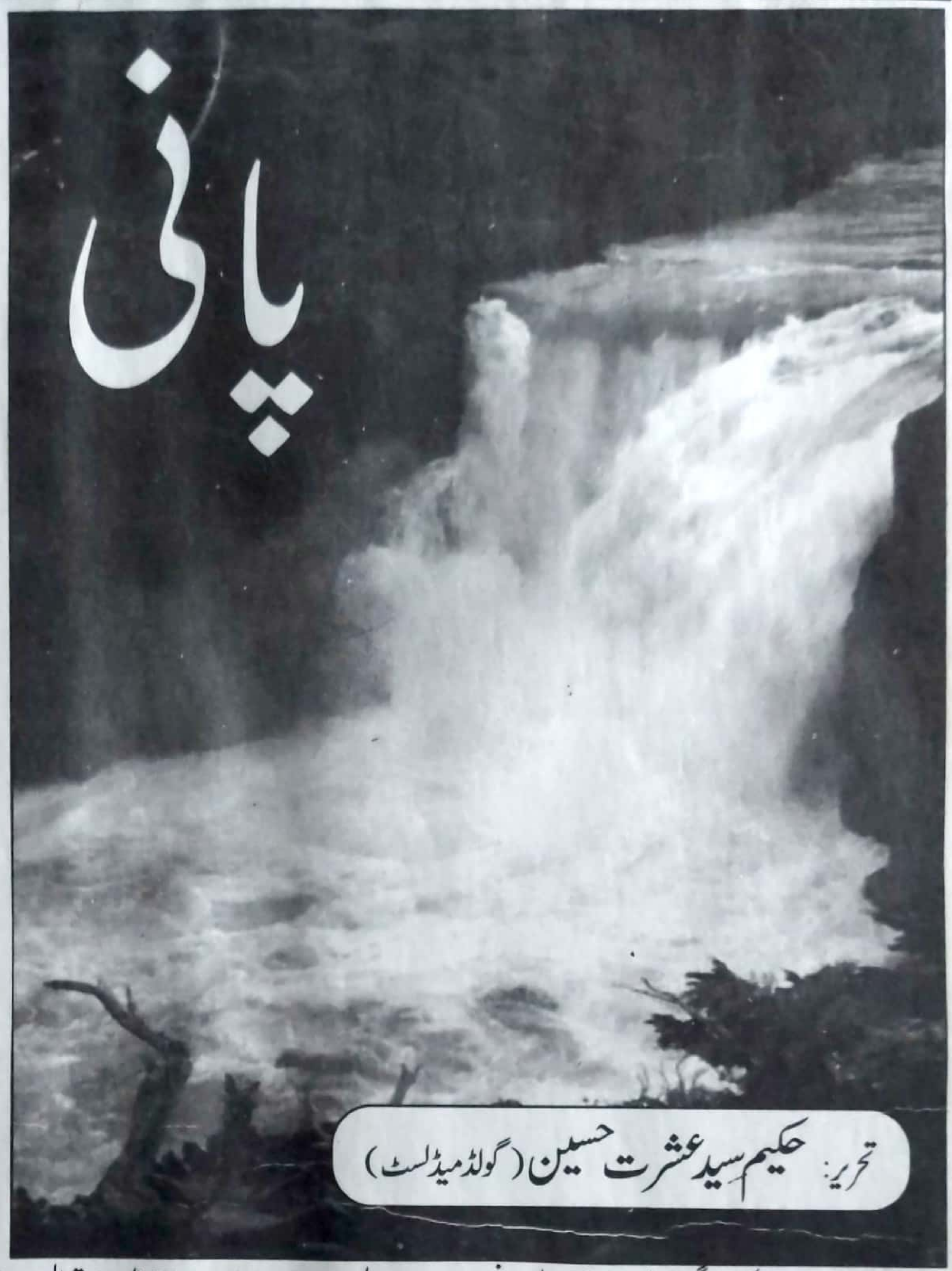

پانی

تحریر: حکیم سید عشرت حسین (گولڈ میڈلسٹ)

حیوانات ونباتات کی زندگی اور نشو ونما کے لئے پانی نہایت ضروری ہے۔ اس کی اہمیت ہوا کے بعد ہے۔ پانی منفی چار درجہ پر جم جاتا ہے۔ اور 100 درجہ سینٹی گریڈ پر جوش کھانے لگتا ہے۔ انسان کے جسم میں ستر فیصد پانی ہوتا ہے۔ ایک بالغ شخص کے بدن سے روزانہ سانس، پسینہ بول و براز (پیشاب پاخانہ) کے ذریعہ تقریباً تین کلو (3000 ملی لیٹر) پانی خارج ہوتا ہے۔ یہ اخراج جلد سے پسینہ کی صورت میں تین پاؤ (750 ملی لیٹر)، سانس کے ذریعہ پھیپھڑوں سے ایک پاؤ (250 ملی لیٹر)، گردوں اور آنتوں سے بول و براز کے ہمراہ دو کلو (2000 ملی لیٹر) ہوتا ہے۔ پانی کی اس کمی پورا کرنا انتہائی ضروری اور اہم ترین ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پانی مندرجہ ذیل امور (Functions) میں استعمال ہوتا ہے۔

☆ انسانی جسم کے تمام کیمیائی اعمال پانی ہی کے محتاج ہیں۔

☆ غذا کا ہضم ہو کر بدن (جسم) کا جزو بننے کیلئے اس کا تحلیل ہونا ضروری ہے۔ پانی غذا میں بدرقہ کا کام دیتا ہے۔ یعنی غذا کو ملائم (پتلا/باریک) اور قابل ہضم بناتا ہے اور جسم سے خارج کرتا ہے۔

☆ خون کو رقیق (پتلا) حالت میں رکھتا ہے۔ (خون میں پانی کی مقدار تقریباً 80 فیصد ہوتی ہے)

☆ جسم کا درجہ حرارت یکساں رکھتا ہے۔

☆ خارجی طور پر کھانا پکانے، پینے، غسل کرنے اور صفائی کے کام آتا ہے۔

پینے کا پانی

صاف شفاف، بے ذائقہ، بے بو اور بے رنگ ہو۔

☆ کثافتوں سے پاک ہو

☆ جراثیم کے امراض نہ ہوں

پانی حاصل کرنے کے ذرائع

فی الحقیقت پانی حاصل کرنیکا واحد ذریعہ بارش ہے۔ بارش کا کچھ پانی دریاؤں اور ندیوں میں آتا ہے۔ کچھ زمین میں جذب ہو کر نیچے کی تہوں میں چلا جاتا ہے جہاں سے وہ کنویں یا بورنگ کے ذریعہ نکالا جاتا ہے یا چشموں کی صورت میں خود بخود ابلنے لگتا ہے۔

نل کا پانی

شہروں میں بالعموم نل کا پانی استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ پانی دریا یا جھیل کا ہوتا ہے۔ اس پانی کو کسی جگہ جمع کرلیا جاتا ہے اور پھر وہاں سے موٹروں کے ذریعہ اس کی تقسیم کی جاتی ہے۔ دریا یا جھیل کا پانی تقسیم سے پہلے مقطر (Filter) کیا جاتا ہے۔ گو کہ یہ پانی بہتر اور صاف ہوتا ہے مگر پائپ لائن پرانی اور زنگ آلود ہو کر ٹوٹ پھوٹ جائیں تو اس پانی میں امراض کے جراثیم حتیٰ کہ گندگی یا گندا غلیظ پانی شامل ہو کر اسے ناقابل استعمال بنا دیتا ہے۔ چونکہ یہ عمل ہماری نظروں سے اوجھل ہوتا ہے لہٰذا بے خبری میں ہم آلودہ پانی استعمال کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے ہم متعدد بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔

پانی کی کثافتیں

پانی میں بہت سی نباتاتی، حیوانی اور نامیاتی کثافتیں شامل ہو جاتی ہیں۔ یہ دو قسم کی ہوتی ہیں:

☆ محلول یا حل شدہ کثافتیں:

اس میں معدنی اشیاء اور گیس شامل ہیں۔ یہ اگر قلیل ہو تو ضرررساں (نقصان دہ) نہیں ہوتیں لیکن اگر ان کی مقدار زیادہ ہو تو پانی مضر صحت ہو جاتا ہے۔ اور مختلف امراض کے پیدا ہونے کا سبب بنتا ہے۔

☆ معلق کثافتیں:

ان میں نباتاتی اور حیوانی کثافتیں، ریت، کیڑوں کے تخم اور دوسرے جراثیم شامل ہیں۔ پانی دو قسم کا ہوتا ہے،

ہلکا اور بھاری۔

ہلکا پانی: عام پانی ہے جس میں صابن اچھی طرح جھاگ بناتا ہے۔

بھاری پانی: اس پانی میں چونے اور میگنیشیم کے نمکیات حل شدہ ہوتے ہیں۔ جب اس پانی میں صابن ملایا جائے تو یہ نمکیات صابن سے مل کر ناقابل حل مادہ بنا دیتے ہیں اور جھاگ کی بجائے پھٹکیاں سی بن جاتی ہیں۔ یہ پانی دھونے یا کھانا پکانے کے قابل نہیں ہوتا اور اس پانی میں غذا (گوشت، دالیں وغیرہ) بھی نہیں گلتیں لیکن اسے پیا جاسکتا ہے۔

بھاری پانی کی اقسام

بھاری پانی کی دو اقسام ہیں۔

عارضی بھاری پانی اور مستقل بھاری پانی

عارضی بھاری پانی: اس میں چونے اور میگنیشیم کے بائی کاربونیٹس شامل ہوتے ہیں۔ اس پانی کو جوش دینے سے یہ محلول مرکبات کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اور پانی چھاننے سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔

☆ مستقل بھاری پانی: اس میں چونے اور میگنیشیم کے نمکیات حل ہوتے ہیں۔ اس پانی کو جوش دینے سے ان میں فرق نہیں پڑتا البتہ کپڑے دھونے کا سوڈا (کاسٹک) شامل کرنے سے یہ جاتے رہتے ہیں۔

معدنی پانی

پانی میں معدنی محلول کی مقدار زیادہ ہو تو اسے معدنی پانی کہتے ہیں۔ بالعموم اسے ان معدنیات سے منسوب کیا جاتا ہے جو اس میں نمایاں ہوں۔ مثلاً اگر گندھک یا اس کے مرکبات زیادہ ہوں تو اسے گندھک کا پانی کہتے ہیں۔ اس کے چشمے کراچی، ہزارہ، میانوالی اور نتھیا گلی وغیرہ میں ہیں۔ ان کا پانی خارش اور دیگر جلدی امراض میں مفید ہوتا ہے اور اگر پانی میں کڑوے نمکیات، اپسم سالٹ (میگنیشیم سلفیٹ) محلول ہوں تو اسے کڑوا پانی کہا جاتا ہے۔ یہ مسہل ہوتا ہے اور گٹھیا وغیرہ کے لئے سودمند ہوتا ہے۔

جن چشموں کے پانی میں لوہے کے نمکیات حل ہوں اسے آہنی پانی کہا جاتا ہے۔

ناقص پانی کے امراض

کڑوا پانی پینے سے پیٹ کی متعدد بیماریاں جنم لیتی ہیں، اسہال آتے ہیں۔ میگنیشیم کے نمکیات سے ملھڑ ہو جاتا ہے۔ پانی میں طفیلی اجسام اور ان کے تخم ہوں تو بدہضمی اور درد معدہ ہو سکتا ہے۔ ہیضہ، پیچش وغیرہ کے جراثیم پانی میں ہوں تو مختلف امراض پیدا ہو سکتے ہیں۔

پانی کی صفائی

پانی سے کثافتیں دور کرنے اور اسے صاف کرنے کے تین طریقے ہو سکتے ہیں۔

طبعی طریقہ: اس کے بھی دو طریقے ہیں:

عمل کشید اور جوش دینا

☆ عمل کشید: اس طریقہ میں پانی کو بخارات بنا کر عرق (Extract) کی طرح کشید کر لیا جاتا ہے۔ اس سے پانی میں موجود کثافتیں دور ہو جاتی ہیں۔ بحری جہازوں میں اس طرح سمندر کے پانی کو قابل استعمال بنایا جاتا ہے۔

☆ جوش دینا: پانی کو جوش دینے سے اس کی تمام نباتاتی و حیوانی کثافتیں دور ہو جاتی ہیں۔ امراض کے جراثیم ہلاک ہو جاتے ہیں۔ چونے اور میگنیشیم کے نمکیات تہہ میں بیٹھ جاتے ہیں۔ پانی کشید کرنے یا ابالنے سے اس میں موجود ہوا خارج ہو جاتی ہے اور یہ خوش ذائقہ نہیں رہتا۔ یہ نقص دور کرنے کیلئے پانی کو چند بار کسی قدر فاصلہ سے کسی صاف ڈونگے کی مدد سے الٹ پلٹ (اوپر سے نیچے) کر لینا چاہئے۔ اس طرح پانی میں ہوا (آکسیجن) کی مقدار شامل ہو جائے گی اور پانی کا ذائقہ بہتر ہو جائیگا۔

کیمیائی طریقہ

☆ رسوب کرنا: پانی میں بعض کیمیائی اشیاء مثلاً پھٹکری اور چونا شامل کرنے سے جراثیم ہلاک ہو جاتے ہیں اور پانی کے محلول، مادے اور نامیاتی کثافتیں بیٹھ جاتی ہیں۔ ایک گیلن پانی میں تقریباً ایک رتی پھٹکری ملائی جاتی ہے۔

☆ جراثیم کش ادویات پانی میں شامل کرنے سے پانی صاف ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے عموماً بلیچنگ پاؤڈر اور پوٹاشیم پرمیگنٹ استعمال کیا جاتا ہے۔

☆ بلیچنگ پاؤڈر چائے کا آدھا چمچ، دس چھٹانک کی مقدار ایک کلو پانی میں حل کر دیں۔ پھر اس محلول میں سے ایک چائے کا چمچ تقریباً دس گیلن پانی صاف کر سکتا ہے۔

☆ پوٹاشیم پرمیگنٹ کنوؤں اور تالابوں کا پانی صاف کرنے کے لئے بہت مفید ہے۔ اسے اتنی مقدار میں ملانا چاہئے کہ پانی کا رنگ گہرا ارغوانی ہو جائے۔

☆ آلاتی طریقہ: عمل تقطیر (Filter) / پانی چھاننا:

اس طریقہ میں پانی کو مخصوص آلات کے ذریعہ صاف کیا جاتا ہے لیکن اس سے صرف نامیاتی کثافتیں دور ہوتی ہیں۔ اس لئے یہ قابل استعمال نہیں ہوتا۔ بہتر یہ ہے کہ پہلے پانی میں بلیچنگ پاؤڈر کا محلول ملایا جائے پھر مقطر کیا جائے۔

عمل تقطیر کے دو طریقے ہیں

☆ حوض: شہروں میں پانی صاف کرنے کے لئے خاص حوض بنائے جاتے ہیں۔ ان حوضوں میں دریا یا کنوؤں کا پانی 24 سے 48 گھنٹے تک رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے پانی کی تمام کثافتیں تہہ نشین ہو جاتی ہیں۔ یہ پانی نلوں کے ذریعہ دوسرے حوضوں میں منتقل کر کے مقطر کیا جاتا ہے۔

☆ آلات تقطیر (Filter): خانگی ضروریات کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ ان میں پاسچر چیمبر لین فلٹر عمدہ ترین ہوتا ہے۔

چاندی ایک ایسی دھات ہے جو پانی کی صفائی اور صحت کے لئے بہترین ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پہلے کے لوگ گھڑوں کا پانی اور چاندی کے کٹوروں کا استعمال کرتے تھے۔ آج بھی جدید فلٹر میں یہی عناصر استعمال کئے جا رہے ہیں۔ یعنی ریت اور چاندی۔

مبارکباد

پاکستان ورکرز ٹریننگ اینڈ ایجوکیشن ٹرسٹ کے ممبر جناب شمس الدین خالد ایڈووکیٹ صاحب کی بیٹی کی شادی پر ادارہ الکاسب انہیں مبارکباد پیش کرتا ہے۔ نیز جناب ریحان اطہر (پاکستان اسٹیل)، جناب عزیز جعفری (سوئی گیس) اور جناب محمد الیاس (پاکستان اسٹیل) کی بیٹیوں اور جناب سلیم رضا (اینٹی یو ایف) کے بیٹے کی شادی پر بھی ادارہ الکاسب دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہے۔

ڈاکٹر سخاوت علی

سیلاب نوح علیہ السلام کا تحقیقی ثبوت
قرآنی حقائق کی سائنس تصدیق کرتی ہے

اس وقت بہت سے دانشور، سائنس دان اور مختلف ماہرین قرآن کریم اور اس میں ذکر کیے گئے واقعات پر تحقیقات کرنے میں مصروف ہیں۔ وہ اس کھوج میں ہیں کہ آیا کہ قرآن کریم میں بیان کیے گئے واقعات حقائق پر مبنی ہیں یا کوئی افسانوی اختراع ہیں۔

آیئے دیکھیں کہ ماہرین کی تحقیقات کیا کہہ رہی ہیں۔

قرآن کریم میں دوسرے واقعات کے ساتھ ایک واقعہ حضرت نوح علیہ السلام کا بھی ہے۔ قرآن کریم میں حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر آنے والے طوفان کا واقعہ ''سورہ ہود'' میں موجود ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام قبل از طوفان ساڑھے نو سو برس اس غرق ہونے والی قوم میں رہے۔ شب و روز سراً اور اعلانیہ انہیں نصیحت کرتے رہے۔ ہر شبہ کا جواب دیتے، تبلیغ و تفہیم اور بحث ومناظرہ کا سلسلہ جاری رہتا۔ اسی جھگڑے میں صدیاں گزر گئیں۔ منکروں نے ان کی حقانی بحثوں اور شب و روز کی روک ٹوک سے عاجز ہو کر کہا کہ اب یہ سلسلہ بند کیجئے۔ پس اگر تم سچے ہو تو جس عذاب کی دھمکیاں دیتے رہے ہو وہ فوراً لے آؤ تاکہ یہ روز روز کا جھگڑا ختم ہو۔

جب اس قوم کی نافرمانیاں اور سیدنا نوح علیہ السلام کو دی جانے والی ایذائیں حد سے گزر گئیں تو حضرت نوح علیہ السلام نے سینکڑوں برس ظالموں کی زہرہ گداز جفائیں جھیلنے کے بعد اللہ کے آگے شکوہ کیا۔

''اَنِّی مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ'' (القمر-10)

ترجمہ: ''کہ میں مغلوب اور کمزور ہوں۔ میری مدد کر۔''

چنانچہ اللہ کریم کی طرف سے ارشاد ہوا کہ

ترجمہ: ''اور ایک کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے تیار کر اور ظالموں کے بارے میں ہم سے کوئی بات چیت نہ کر۔ وہ پانی میں ڈبو دیئے جانے والے ہیں۔'' (ھود-37)

چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے اس حکم کے مطابق ایک بہت بڑی کشتی تیار کی۔ روایت ہے کہ یہ کشتی سالہا سال کی محنت سے تیار ہوئی اور اس دوران جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی بنا رہے تھے تو اس وقت کے مذہب بیزاروں یعنی ''روشن خیالوں'' نے آپ کا ہر طرح سے مذاق اڑایا۔ وہ کہتے تھے کہ دیکھو یہ پیغمبر سے بڑھئی بن گیا۔ کبھی وہ عجیب سی چیز دیکھ کر حضرت نوح علیہ السلام سے پوچھتے کہ یہ کیا بناتے ہو؟ آپ فرما دیتے کہ ایک گھر بناتا ہوں جو پانی پر چلے گا اور ڈوبنے سے بچائے گا۔ وہ سن کر ہنسی اڑاتے کہ خشک زمین پر ڈوبنے کا بچاؤ کر رہے ہیں۔

لیکن ان باتوں کے باوجود اپنے کام میں مگن رہے اور کشتی بنائی اور یہاں تک کہ وعدہ کے مطابق اللہ کا حکم آن پہنچا۔ آخر اوپر سے بارش آئی اور نیچے زمین کی سطح سے چشموں کی طرح جوش مار کر پانی ابلنے لگا۔ چنانچہ اللہ کے حکم کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام نے ہر جاندار کا جوڑا اپنی کشتی پر سوار کر لیا اور اپنے گھر کے افراد کے علاوہ کچھ اور اہل ایمان ان کے ساتھ تھے۔ اس طوفان میں حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا بھی غرق ہوا جو منکر تھا۔ ایک مدت تک اتنی قدر پانی برسا گویا آسمان کے دہانے کھل گئے۔ زمین کے پردے الگ پھٹ پڑے اور تاحد نظر پانی ہی پانی تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی یہ کشتی اس طوفانی پانی کی بڑی بڑی لہروں کو چیرتی پھاڑتی بے خوف وخطر چلتی رہی اور پھر یہ کشتی ''جودی'' پہاڑ پر جا لگی۔

سر لیونارڈ وولی نے سیلابِ نوح کی تحقیق کے سلسلہ میں عراق کے مختلف علاقوں کی کھدائی کی جس میں سیلاب کی جمی ہوئی گار کی مختلف موٹائی کی تہیں برآمد ہوئیں جن سے اس عظیم سیلاب کی مکمل تصدیق ہوگئی

یہ تو ہے وہ مختصراً واقعہ جو قرآن پاک میں حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق ہے۔ اب ماہرین کی تحقیقات ملاحظہ فرمائیں۔

لیکن اس سے پہلے یہ بتادوں کہ سائنسدانوں کے دعوے کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے شکستہ سے تختے دریافت ہو چکے ہیں جو اس وقت آثار قدیمہ کے ماہرین کے قبضہ میں ہیں۔ قرآن کریم کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کوہ جودی پر رک جاتی ہے۔

جودی ایک مقام کا نام ہے جو عراق کی شمالی سرحد پر واقع ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس واقعہ کی کوئی تاریخی حیثیت بھی ہے یا یہ ایک فرضی قصہ تھا۔ کیا عراق میں واقعی کبھی اتنا بڑا سیلاب آیا تھا جس سے دجلہ وفرات کی پوری وادی یا وادی کا بڑا حصہ غرق ہو گیا؟

محققین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ سیلاب اگر کسی دریا میں آ سکتا تھا تو وہ دریائے فرات تھا جس کی طغیانی سے ہر شخص واقف ہے چنانچہ سیلاب نوح کا سراغ پانے کے لئے کام شروع ہو گیا۔

چنانچہ سر لیونارڈ وولی نے ''ار'' کے شاہی مقبروں کی کھدائی سے فارغ ہو کر 1929ء میں سیلاب نوح کی تہہ تک پہنچنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔

سر لیونارڈ مزید لکھتے ہیں ''خورد بینی جائزہ سے پتہ چلا کہ 11 فٹ موٹی گار کی تہہ پانی کی تلچھٹ سے بنی تھی اس میں دریائے فرات کے وسطی علاقوں کی چیزوں کے اجزاء بھی شامل تھے۔ گار کے نیچے انسانی آبادی کے آثار ملے ہیں

اس نے قبرستان سے متصل 75 فٹ لمبا 60 فٹ چوڑا اور 65 فٹ گہرا ایک گڑھا کھدوایا۔ اس میں بیس فٹ کی گہرائی تک ایک کے اوپر ایک آٹھ تہیں نکلیں۔ اس کے بعد 18 فٹ تک مٹی کے ٹوٹے ہوئے برتنوں کا ڈھیر ہی ڈھیر ملتا گیا۔ وہاں کسی زمانے میں

کمہاروں کی بھٹی رہی ہوگی۔ اس انبار کی بالکل نچلی تہوں میں سرلیونارڈ وولی نے بہت کچھ دیکھا۔ وہ لکھتے ہیں۔

''ہمیں پکی مٹی کا ایک وزنی چاک بھی ملا۔ اس چاک کا قطر تین فٹ تھا۔ ایک سوراخ چاک کے وسط میں بنا تھا اور دوسرا اگر کے پاس۔ یہ سوراخ چھوٹا سا تھا اور موٹھ لگانے کے لئے بنایا گیا تھا۔ یہ انسان کی سب سے قدیم ایجاد کا نمونہ تھا جس کی بدولت وہ خالص دستکاری کے دور سے نکل کر مشین کے دور میں داخل ہوا تھا۔''

برتنوں کے ٹکڑے چاک کے تھوڑی دور نیچے تک بھی ملتے گئے۔ پھر یہ برتن بالکل غائب ہو گئے اور ہماری توقع کے مطابق

نوح علیہ السلام کی یہ کشتی اس طوفانی پانی کی بڑی بڑی لہروں کو چیرتی پھاڑتی بے خوف وخطر چلتی رہی پھر یہ کشتی قرآن کے مطابق جودی پہاڑی پر جالگی جس کے ملنے والے شکستہ تختے آج یہ سبق دے رہے ہیں کہ اللہ کے دین پر مکمل عمل کرنے ہی میں نجات ہے وگرنہ تباہی ہے

سیلاب کی لائی ہوئی گار کی دبیز تہہ صاف نظر آنے لگی۔ گار کی یہ تہہ 11 فٹ موٹی تھی۔ خوردبین سے دیکھا گیا تو پتہ چلا کہ یہ گار پانی کی تلچھٹ سے بنی تھی اور اس میں دریائے فرات کے وسطی علاقوں کی چیزوں کے اجزاء شامل تھے۔ گار کے نیچے پھر انسانی آبادی کے آثار ملے۔ مثلاً کچی مٹی کی شکستہ اینٹیں' راکھ' برتنوں کے ٹکڑے اور مٹی کی مورتیاں۔ ان کی تین تہیں نکلیں۔ گار کے بالکل نیچے کی تہہ میں پتھر کی دو مالائیں بھی ملیں۔ اس قسم کے پتھر کا ذخیرہ قریب ترین ''کوہ نیل گری'' میں ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیلاب سے غرق ہونے والی یہ قوم بڑی شوقین مزاج تھی۔ ان کی پتھر کی مورتیاں بھی بڑی نازک تھیں۔

''گیارہ فٹ موٹی گار کا یہ مطلب ہوا کہ دریائے فرات اور بارش کی صورت میں آنے والا یہ سیلاب کم از کم 25 فٹ سے اونچا ضرور تھا اور اس سیلاب کی وجہ سے عراق کے نشیبی علاقوں میں تین سو میل لمبا اور ایک سو میل چوڑا خطہ ضرور غرقاب ہو گیا ہوگا یعنی ایران کی سرحد سے ملک شام کی سرحد کے درمیان کا سارا علاقہ' گاؤں سب کے سب بہہ گئے ہوں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سیلابِ نوح غالباً درست ہے مگر یہ کوئی عالمگیر سیلاب نہ تھا۔ البتہ اتنا بڑا سیلاب ضرور تھا جس نے وادیٔ دجلہ وفرات کو غرقاب کر دیا لیکن جو لوگ اس علاقے میں آباد تھے' ان کی ساری دنیا تو یہی تھی۔'' (سرلیونارڈ وولی :ار کی کھدائی' ص 36)

مگر اکثر روشن خیال مفکرین اور ماہرین نے سرلیونارڈ وولی کے اس دعویٰ اور تحقیق کو قبول نہ کیا۔ ان کا اعتراض تھا کہ جنوبی عراق کے نشیبی علاقے میں ایک گڑھا کھودنا اور اس کے آثار کی بناء پر پورے ملک کے بارے میں حتمی فیصلہ کرنا سائنسی طریقہ کار کے منافی ہے۔ چونکہ اس اعتراض میں وزن تھا۔ اس لئے سرلیونارڈ وولی نے عراق کے مختلف حصوں میں مزید کھدائیاں کروائیں اور ان کھدائیوں کے نتیجے میں بات مزید واضح ہوتی چلی گئی۔ ہر کھدائی والی جگہ پر سیلاب کے آثار موجود تھے۔ لیکن فرق صرف یہ تھا کہ گار کی تہیں چھوٹی بڑی تھیں۔ اعتراض کرنے والوں نے پھر شور مچایا تو معترضین کو جواب دیتے ہوئے سرلیونارڈ وولی نے بڑی روشن دلیل دی کہ سیلاب کی گار ہر جگہ نہیں بنتی بلکہ کسی جگہ اگر پانی کا دھارا بہت تیز ہو تو وہ زمین کو اور گہرا کر دیتا ہے۔ گار وہیں جمتی ہے جہاں دھارے کی روانی میں کوئی رکاوٹ پیدا ہوتی ہو۔ اپنی اس دلیل کی تائید میں سرلیونارڈ وولی نے ''ار'' کے مختلف حصوں میں گڑھے کھودے لیکن ہر

باقی صفحہ نمبر 59 پر

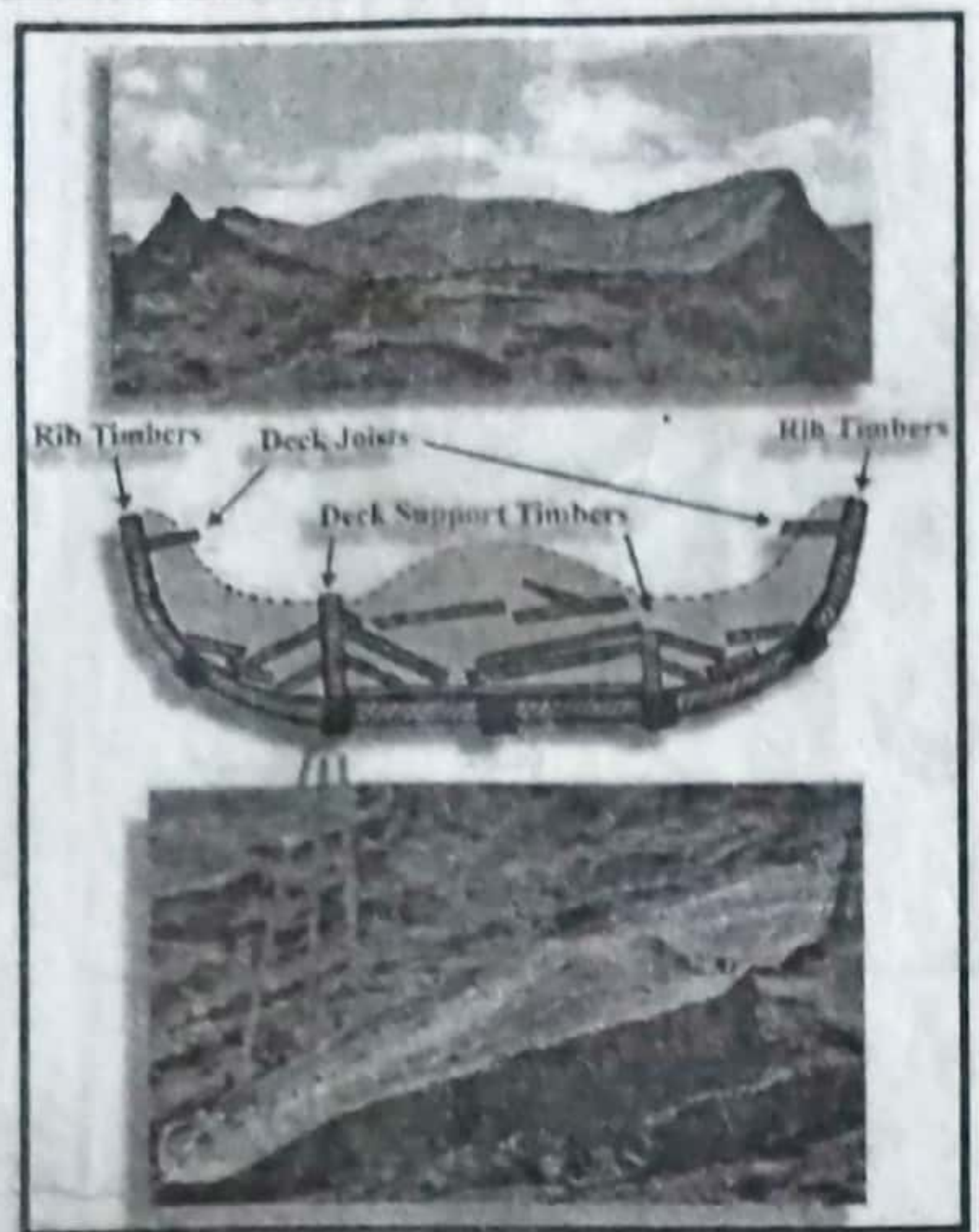

کشتی نوحؑ اور اس کی مکمل ساخت پر مبنی نقشہ

ترکی میں ماہرین کے مطابق ملنے والی کشتی نوحؑ کا ایک تختہ

عیدالفطر اور اس کے تقاضے

محمد امین الرحمٰن بن حنیف

دیکھنا رمضان کی ساری نیک کمائی اس ایک دن میں ہی رائیگاں نہ ہو جائے

عید کا مستحق کون؟

عید...... اس لفظ کا معنی ہے لوٹ کر آنے والا...... یعنی یہ ایسی خوشی ایسا موقعہ ہے جو کہ ہر سال لوٹ کر آتا ہے۔ فطر کا معنی افطار یعنی روزہ کھولنا ہے۔ مراد اس ترکیب سے یہ ہے کہ رمضان کے روزے کا ایک ماہی سالانہ پیریڈ ختم ہوا...... آج مسلمان مسنون خوشی کا اظہار کریں گے جس کا اپنا ایک ضابطہ اخلاق اور دائرہ ہے۔ یہ خوشی اس بات کی ہے کہ مسلمین نے روزہ رکھ کر اپنے رب کو خوش کر کے جنت میں داخلے کے امیدواران میں اندراج کروالیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

للصائم فرحتان فرحة عند فطره وفرحة عند لقاء ربه۔

روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک اس وقت جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور ایک خوشی اس وقت ہوگی جب اللہ تعالیٰ سے اس کی ملاقات ہوگی۔

تو عید درحقیقت روزے کے مقاصد کو پالینے ہی کی خوشی ہے۔ روزوں کے دوران روزہ دار نے بعض حلال کام بھی ایک ماہ کیلئے روزے کی حالت میں اللہ کے حکم پر ترک کئے رکھے۔ وہ چاہتا تو لوگوں کی نگاہوں سے چھپ کر یہ کام کر سکتا تھا لیکن یہ درجہ احسان پر فائز ہونے کا نتیجہ ہے کہ وہ ایسے کام بھی نہیں کرتا۔

تقویٰ کے حصول کے لئے یہ ایک نادر تربیت ہے۔ رمضان میں نفلی قیام' صدقہ اور تلاوت کلام حکیم کا اپنا ایک مزہ ہے اور اس کا ثواب دیگر مہینوں کی عبادت مالی و بدنی سے ستر گناہ زیادہ ہوتا ہے تو نماز میں بھی اعلیٰ حیثیت درجہ احسان کی ہے اور وہ ہر وقت اپنے آپ کو اللہ کی نگرانی میں تصور کرنا ہے حدیث جبریل میں ہے۔

ما الاحسان یا رسول صلى الله عليه وسلم؟

اے اللہ کے رسول! عبادت کا اعلیٰ درجہ کیا ہے

تو رسول اللہ ﷺ نے جبرئیل کو جواب دیا'

ان تعبد الله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك

یہ کہ تو اللہ کی عبادت یہ تصور رکھتے ہوئے کرے گا کہ تو خود اسے دیکھ رہا ہے پس اگر تو ایسا نہ کر سکے پس بے شک وہ تو تجھے دیکھ ہی رہا ہے۔

اسلام چاہتا ہے کہ رمضان میں بندہ تقویٰ کو پا کر متقی بن جائے۔ تقویٰ کے معانی: گناہوں سے بچنا' اللہ کی ناراضگی سے بچنا' اس کے پسندیدہ کام کو انجام دینا اور ناپسندیدہ کام سے بچنا' اس سے رحمت کی امید رکھنا' مایوسی ناامیدی سے بچنا' اس کے احکام کو بجالانا' اس کے منع کردہ کاموں سے بچنا۔

> کیا وہ شخص جسے ہم صدقہ فطر کا مستحق سمجھتے ہیں وہ کیا صرف عید کے موقعہ پر ہی تعاون کا مستحق ہے؟ نہیں بلکہ مواخاۃ مدینہ سے یہ درس ملتا ہے کہ اس کے مستقل روزگار کی کوئی راہ نکالنا ہوگی

تو اللہ نے متقین کو جو نصائح فرمائے ہیں اور تقویٰ کے مفہوم پر جو آیات قرآن میں وارد فرمائی ہیں' وہ تقریباً 259 ہیں۔ اور تقویٰ کے مترادف الفاظ خشی' خاف' اشفق' حذر' خشع' راع' اوجس' وجف وجل' رھب کے الفاظ بھی تفاوت معانی کے ساتھ بیسیوں آیات میں استعمال ہوئے جو کہ اپنے اندر معانی و مفاہیم کے ابلاغ کا بحر ذخار ہیں۔ ہر آیت ایک خطبہ کی حیثیت رکھتی ہے اور ایک ایک آیت پر اگر چاہیں تو کتاب لکھی جا سکتی ہے۔

ہونا تو یہ چاہئے کہ ہم عید والے دن تقوی سے لبریز ہو چکے ہوں اور اللہ کے رنگ میں صحیح طور پر رنگے ہوئے ہوں۔ ہم خلوت و جلوت میں اللہ سے ڈرنے والے اور لوگوں کو بھی اللہ سے ڈرانے والے بن جائیں۔ اللہ کی رضا کو تلاش کرنے والے بنیں۔ اپنا احتساب کرنے والے بنیں اور مواسات پر عمل پیرا ہونے والے بنیں اور اپنے پاس سے نئی نئی خوشیاں عیدیں جشن نہ ایجاد کرتے پھریں۔ اگر ہم نے ایسا تقویٰ پیدا کر لیا تو گویا ہم نے رمضان کا حق ادا کیا اور عید کے مستحق بن گئے۔

صدقہ فطر اور اس کے تقاضے:

عید کا دن آنے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا ضروری ہے ایک صاع وزن غلہ جو کہ روزمرہ خوراک ہو' وہ ادا کرنا چاہئے۔ یہ مہاجرین' مجاہدین یا قریبی یتیم مسکین ہمسایہ ہو ان کا حق ہے جو کہ انہیں ادا کرنا ضروری ہے۔ روزوں کے دوران جو سستی و کوتاہی ہو جاتی ہے' اس کے کفارے کا سبب بنتا ہے۔ اور یہی چیز ہمیں سارا سال جاری رکھنی چاہئے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ شخص جس کو ہم صدقۂ فطر کا مستحق سمجھتے ہیں اور اسے صدقہ فطر ادا کرتے ہیں' وہ کیا صرف عید کے موقعہ پر ہی تعاون کا مستحق ہے؟ نہیں اس کے مستقل روزگار کی کوئی صورت نکالنا ضروری ہے۔ اخوت اسلامی کا یہ تقاضا ہے۔ مواخاۃ مدینہ کا منظر پیش نظر رکھئے کس طرح کی عظیم الشان و نادر مثال اسلام نے پیش کی ہے۔ مہاجرین و انصار میں بھائی چارہ قائم کیا۔ انصار بھائی اپنے مہاجر بھائی کو گھر لے گیا اور کہا میرے دو کمرے ہیں ایک کمرہ تم لے لو۔ باغیچے میں سے آدھے درخت تیرے آدھے میرے۔ کس قدر افسوس ہے کہ آج ہماری سستی کوتاہی کی وجہ سے کافر اپنی NGOs کے ذریعے بے روزگار نوجوان کو پیسے روزگار' یورپ امریکہ کے ویزے اور بیوی کے لالچ دے کر قادیانی' عیسائی بنا رہے ہیں۔ ان کے تعلیمی ادارے اسلام سے نفرت کرنے والے' نام کے مسلمان پیدا کر رہے ہیں کیا ہمارے صاحب حیثیت لوگوں کو اس طرف توجہ کرنے کا وقت ابھی نہیں آیا؟

ایک طرف یہ کافر ثقافتی غزوہ فکری میں مسلمانوں کو مرتد بنا

رہے ہیں تو دوسری طرف مختلف قسم کی فیملی پلاننگ کے ذریعے فحاشی وزنا کاری کو پھیلا رہے ہیں۔ نیز رہی سہی کسر وہ مسلمان ملکوں پر بمباری کرکے انہیں ختم کرنے میں نکال دیتے ہیں۔ ہندوستان' برما' افغانستان' کشمیر' چیچنیا' فلپائن' عراق' فلسطین میں ہر جگہ مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جارہی ہے تو ان کے مقابلے کے لئے مجاہدین کے شانہ بشانہ کھڑا ہونا بھی تقویٰ کا حصہ ہے۔ کافروں کے ستائے ہوئے مہاجرین جن کی نسلیں کیمپوں میں جنم لے کر جوان ہو چکی ہیں' ان کے گھر بنانے اور بسانے کی ضرورت ہے۔ ہم نے ان کے بارے میں کیا سوچا ہے؟ ہم نے عید پہ اپنے کپڑے اچھے اچھے بنالیئے لیکن اپنے ان بھائیوں کو بھول گئے جو آٹھ لاکھ ہندو آرمی کے مقابلہ میں صف آراء ہیں اور اپنی عید جنتوں میں جاکر منانے کا عزم رکھتے ہوئے دن رات اپنی جانیں ہتھیلیوں پر لئے ہوئے کٹ رہے ہیں اور کافروں کو بھی کاٹ رہے ہیں۔ ہم نے ان عورتوں کے لئے کیا

> ہم صبح وشام ہر طرح کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن ہمیں کافروں کے گھیرے میں آئے ہوئے مسلمان یاد نہیں آتے جن پہ امریکہ وبرطانیہ بی باون طیاروں کے ذریعے کروز میزائلوں ڈیزی کٹر' تھرموبیرک ایسی بموں کی مائیں دن رات برسا کر انہیں ختم کر رہے ہیں...... ہم کب جاگیں گے؟

کیا جو عید پہ سارا سارا دن کمروں میں بند ہو کر روتی ہیں۔ اس لئے روتی ہیں کہ انہیں ہندوؤں' سکھوں کی قید سے بچانے کے لئے کوئی محمد بن قاسم نہیں آیا۔ ہم نے سحری میں بھی گھروں میں نعمتوں کے ڈھیر خوب لگائے خوب کھایا اتنا کھایا کہ شام کے وقت تک بھی بھوک قریب نہیں آتی تھی اور پھر شام کے وقت ڈھیر لگاتے ہیں۔ انواع واقسام کے کھانے ہیں لیکن ہمیں کافروں کے گھیرے میں آئے ہوئے مسلمان یاد نہیں آتے جن پہ امریکہ اور برطانیہ B-52 بمبار طیاروں کے ذریعے کروز میزائلوں' ڈیزی کٹر تھرمو بیرک (آکسیجن ختم کر ڈالنے والے اور انتہائی مہلک بموں کی ماں) ایسے بم دن رات برسا کر انہیں ختم کر رہے ہیں۔ ظلم کی جدید سے جدید ترین تکنیک آج یہ کافر اپنے قید خانوں میں مسلمانوں پہ آزما رہے ہیں۔ پھر بھی ہمیں ان کی یاد نہیں آتی۔ ہم نئی نئی عیاشی ڈھونڈنے میں مشغول ہیں۔ نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ نے ابھی پہلے رمضان کے 16 روزے ہی رکھے تھے کہ اللہ نے ان کی تربیت آزمانے کا فیصلہ کرلیا اور سترہ رمضان کو دنیا نے یوم الفرقان کا منظر دیکھا کہ دنیا کا سب سے بڑا جاہل اور اس وقت کا فرعون اور بش ابوجہل موت کے گھاٹ اتر گیا۔ صحابہ کے پاس کھانے کے لئے جو کا موٹا آٹا ہوتا تھا' گندم کی روٹی تو شاید انہوں نے دیکھی تک نہ ہو۔

ہم نے کتنے ہی رمضان گزار دیئے لیکن ہم کوئی بدر کوئی احد نہ سمجھ سکے۔

رمضان کیسا عظیم الشان ماہ ہے کہ اس کی آخری طاق راتوں میں اللہ نے لوگوں کے لئے ہدایت یعنی وحی قرآن وحدیث کے نزول کا آغاز فرمایا اور رمضان میں ہی کافروں پہ فتح عطا فرمائی۔ عید الفطر دراصل تنزیل وحی کے آغاز کی بھی خوشی ہے۔ 27 رمضان کو مکہ فتح ہوا۔ محمد بن قاسم سندھ کو رمضان میں فتح کرتا ہے۔ پاکستان 27 رمضان میں قائم ہوا۔ بہت کم پاکستانی مسلمان ہوں گے جنہیں اس بات کا پتہ ہو۔ افسوس جس سن ہجرت سے ہمیں اسلام کی پہچان حاصل ہوناتھی ہم نے اسے صلیبی نصاب کی سولی پر چڑھادیا۔

چاہئے تو یہ تھا کہ ہمارے تعلیمی اداروں میں قرآن وحدیث پڑھایا جاتا...... عربی جس کے ذریعے قرآن وحدیث کے قریب ہونا تھا' اس کے فروغ کے لئے بکثرت حکومتی لیول پر ادارے بنتے لیکن اگر حکومت اس بات کا اہتمام نہیں کرتی تو ہم کیوں سوئے ہوئے ہیں؟ ہمیں اگر نبی ﷺ سے واقعی سچی محبت ہے تو پھر ہم ان کی پیاری زبان عربی سے اتنا دور کیوں ہیں اور جس طرح آج انگریزی زبان وثقافت کو پوجا جارہا ہے' کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ ہمیں نعوذ باللہ نبی ﷺ سے زبانی کلامی منافقانہ انداز کی محبت ہے؟ ہر موقعے کی دعا عربی میں ہے۔ نماز عربی میں' افطار کی دعا عربی میں' عید کے تین دن چلتے پھرتے تکبیرات عربی میں' گھر داخل وخروج کی دعائیں عربی میں کھانے کی دعا عربی میں لیکن اس سب کے باوجود ہم پوری قوم پہ ایک نکمی زبان کو مسلط کر رہے ہیں جو کہ عیسائی کلچر کے فروغ اور اسلام سے غداری کرنے والوں کی فوج تیار کر رہی ہے اور قوم کی اکثریت کو نالائق بنارہی ہے۔ رمضان کے روزوں کا اہتمام قیام' قیام کے دوران تلاوت کلام حکیم اور لیلۃ القدر کی تلاش میں طاق راتوں کے قیام کے بارے میں فرداً فرداً نبی ﷺ نے فرمایا۔ (جو یہ کام کرے) اللہ ان کے پہلے گناہوں کو معاف کردیں گے بشرطیکہ ایمان اور احتساب نفس ساتھ ساتھ ہوں۔

احتساب نفس:

یہ بھی اپنے آپ کو رسمی مسلمان بننے کی بجائے عملی مسلمان بنانے کی ترغیب ہے ہم نے عمل والا دین بے عملی کی علامت بنا کے رکھ دیا ہے۔ عرب کے بگڑے ہوئے معاشرے کو جونہی ہدایت کی روشنی ملی تو ان کی زندگیاں کس طرح بدل گئیں' تاریخ اس سے بھری پڑی ہے۔ آج ہم ایک ایک رات میں غیر شرعی طور پر سارا قرآن پڑھ جانے کی کوشش تو کرتے ہیں لیکن دو آیات روزانہ سمجھ کر پڑھنے کا' اس پر غور وفکر کرنے اور اس پر عمل کرنے کا وقت ہمارے پاس نہیں۔

روزہ رکھ کر فلمیں دیکھ کر' گانے سن کر یا ٹی وی دیکھ کر یا باتصویر رنگین ناول ورسائل پڑھ کر وقت گزاری کرتے ہیں۔ حالانکہ جس گھر میں کتے اور جاندار کی تصاویر ہوں اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے خیر سے ہمارے بڑے لوگ کتوں کو پالنے کا شوق رکھتے ہیں نبی کے گھر میں کتا گھس گیا تو ہفتوں تک جبریل وحی لے کر نہ آئے۔ نماز کا ترجمہ نہیں سیکھیں گے اور بچوں کو انگلش میڈیم میں پڑھائیں گے۔ اگر گھر میں کوئی معذور بچہ ہوا تو اسے مدرسہ میں بھیج دیں گے۔ سودی بنکوں میں رقم جمع ہے۔ کاروبار میں سود ہے۔ ملٹی نیشنل کمپنیوں کی جو اسکیموں میں سرمایہ لگا ہے۔ رشوت کا چلن اسی طرح جاری ہے۔ رمضان میں عارضی طور پر بند کر بھی لیا تو باقی گیارہ مہینوں میں اس کی کسر نکال دیتی ہے۔ نماز بھی صرف رمضان میں پڑھنی ہی ہے۔ گلے میں تعویذ' ہاتھ میں کڑا' پاؤں میں کڑا' زبان پہ غیر اللہ کی پکار' شرکیہ عقائد' بدعی اعمال کی بھرمار' ذوق عبادت اور دگانے کی عادت پھر کیسے پائیں ہم کیمیائے سعادت؟

انہیں ذوق عبادت بھی ہے اور گانے کی عادت بھی
دعائیں ان کے منہ سے نکلتی ہیں ٹھمریاں ہو کر

تو ہمیں اپنے عقائد واعمال کا احتسابی جائزہ لیتے رہنا چاہئے اور اسے اپنی عادت میں شامل کرلینا چاہئے تاکہ پورا سال ہم اپنے آپ کو اللہ کی نگرانی میں سمجھتے ہوئے گناہوں سے باز رہیں۔ بعض لوگ انما الاعمال بالنیات کا انتہائی ردی اور بازاری معنی کرتے ہیں اور دوسروں سے اسے منوانے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی واضح غیر شرعی حرکت میں مبتلا ہے تو اسے تحفظ دینے کے لئے کہیں گے کہ جی ہوسکتا ہے کہ اس کی نیت اچھی ہی ہو۔ ہم عرض کریں گے کہ اللہ کی رضا والے سارے اعمال شریعت میں موجود ہیں۔ اس کے مطابق عمل ہو اور نیت اللہ کی رضا ہو تب وہ عمل قبول ہوگا۔ اب ساز بجانا شریعت میں حرام ہے' اس سے کس طرح اللہ کو منایا جاسکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے روزوں کے احکام کے درمیان میں قبولیت دعا کا مژدہ سنایا ہے۔ فرمایا

واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیومنوا بی لعلهم یرشدون

اے پیارے نبی! میرے بندے آپ سے میرے متعلق دریافت کرتے ہیں پس بے شک میں تو قریب ہوں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارے پس اسے چاہئے کہ میری بات (قرآن وحدیث) کو مان لے اور میرے ساتھ کما حقہ

ایمان لائے تا کہ وہ ہدایت پا جائیں۔

اس میں بھی بڑی واضح حکمت ہے کہ رمضان میں دعا قبول ہونے کے مواقع بہت ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں قریب ہوں۔ اللہ کا ایک اسم صفاتی بھی ''قریب'' ہے۔ ایک آیت میں ہے میں تمہاری شہ رگ سے بھی قریب تر ہوں۔ اب اکثریت عوام دین سے بے بہرہ اللہ کے علاوہ اوروں کو پکارتی ہے۔ بدعی اعمال کرتی اور جادو کو گناہ نہیں سمجھتی۔ جادوگروں' نجومیوں' کالے پیلے عاملوں کو کافر سمجھنے کی بجائے ان کے زیر اثر ہے تو دعائیں کیسے قبول ہوں گی؟

آج لمحۂ فکریہ ہے ان لوگوں کے لئے جو داڑھیاں منڈواتے ہیں یا کٹواتے ہیں کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ کسی نبی یا صحابی نے یہ کام کیا ہو؟ تاریخ سے ثابت ہے کہ یہ کام لوط علیہ السلام کی قوم نے کیا اور اس کے بعد پھر صلیبیوں نے بیت المقدس پر حملوں کے دوران کیا۔ تو کیا رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن ایسے لوگوں کو دیکھنا گوارا کریں گے جبکہ آپ نے ایسے داڑھی منڈے لوگوں سے چہرہ پھیر لیا تھا۔ داڑھی دین کا شعار ہے فطرت ہے۔ جہاں ختنہ کا حکم ہے اسی حدیث میں داڑھی کا حکم ہے۔ اگر بغیر ختنوں کے لوگ غیر مسلم کہلاتے ہیں تو داڑھی منڈے لوگوں کو فکر کرنی چاہئے اور رمضان کے تقوے کا تقاضا ہے کہ ہم اپنی اس روش کو بدلیں۔ عید کے دن رستہ بدلنے کی حکمت بھی یہی کہ ہم اپنی غلطیوں کوتاہیوں سستیوں والی ڈگر ترک کریں۔

عیدالفطر کے مسنون وغیر مسنون اعمال

عیدالفطر کے دن کچھ نہ کچھ میٹھی چیز کھا کے جائیں۔ جس راستے سے جائیں' واپسی کسی دوسرے راستے سے آئیں۔ تکبیرات بلند آوازوں میں پڑھیں۔ اللہ اکبر اللہ اکبر کبیرا الحمد للہ کثیرا سبحان اللہ بکرۃ واصیلا اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے۔ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہی ہیں بہت بہت تعریفیں میں پاک ہے اللہ اس کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں اور کروں گا۔

راستے میں آتے جاتے یہ پڑھنا ہے گھر میں یا باہر بیٹھے ہوئے وقفے وقفے سے یہ پڑھنا ہے۔ اس کے معنی بھی ہم غور سے سمجھیں۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ یہی ترجمہ صحیح ہے اور بہت بڑا والا ترجمہ غلط ہے۔ ہم اللہ کو اگر سب سے بڑا سمجھتے ہیں تو پھر ہم اپنا حاجت روا مردوں کو کیوں سمجھتے ہیں؟ اگر ہم صدق دل سے اللہ کو بڑا سمجھتے ہیں تو امریکہ اور دیگر کافر ممالک کو بڑا کیوں سمجھتے ہیں؟ اگر ہم صدق دل سے اللہ کی بڑائی کو مانتے ہیں اور صرف اسی سے ڈرتے ہیں اور صرف اسی سے مدد چاہتے ہیں اور اسی کی عبادت کرتے ہوں تو پھر اللہ نے مومنین کی ایک صفت یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ مومن اللہ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتے۔ اللہ اکبر نبی ﷺ کا نعرہ تھا اور جب یہود کی خیبر سے نکالنے لگے تو یہ نعرہ لگایا:

الله اكبر خربت خيبر. واذا نزلنا في ساحة قوم فساء صباح المنذرين۔

اللہ سب سے بڑا ہے خیبر کی خرابی ہو۔ اور جب ہم کسی قوم کی صحن میں اترتے ہیں تو ایسی ڈرائی جانے والی قوم کی صبح بری ہوتی ہے۔

آپ اندازہ لگائیں شیطان نے ہمیں کہاں کہاں بھٹکایا۔ اللہ اکبر کے نعرے کی بجائے یا علی' یا فرید یا باہو یا ہجویری حق ہو' ہو ہو ایسے نعرے رواج دیئے گئے ۔ تو تقوےٰ کا یہ تقاضا ہے کہ ہم اپنے عقائد کی اصلاح کریں دین کا پختہ علم حاصل کریں۔ بچوں کو دین کی تعلیم اس شوق سے دلائیں جس شوق سے انگلش میڈیم پڑھا رہے ہیں کہ یہی تعلیم دنیا میں عزت کا باعث بنے گی اور آخرت میں بھی صرف اور صرف یہی دینی تعلیم کام آئے گی۔

عید پہ تحفے تحائف کا تبادلہ کرنا چاہئے۔ خوشبو' کپڑے' اچھے کھانے' دینی کتب (تفسیر وحدیث) اس ذیل میں آتے ہیں۔ عید کے دن جنگی وجہادی کھیلیں اور اسلحے کی نمائش ہونی چاہئے۔ صحابہ

> **مسلمان دوکانداروں نے عیسائیوں کے کرسمس کارڈز دیکھے تو انہوں نے کہا ہم کیا کسی سے کم ہیں انہوں نے عید کارڈز نکال لئے جن میں سے اکثر لچر پن ہوتا ہے یہ فضول خرچی اور بدعت وگمراہی اور غیر مسلموں کی مکمل مشابہت ہے جو کہ حرام ہے**

کرام ایک عید کے دن مسجد نبوی میں جنگی کھیلیں کھیل رہے تھے اور نبی ﷺ مسجد کی دیوار کے ساتھ لگ کر دیکھ رہے تھے۔ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی آپ ﷺ کے کندھے کے سہارے ان جنگی مشقوں کا معائنہ کیا۔ یہ تھا صحابہ کا عید منانے کا انداز۔

آج ہم پوری کوشش کرتے ہیں کہ ماہ رمضان کی کمائی ہوئی نیکیاں آج عید کے دن عید رات میں ہی برائیوں کے سمندر میں خوب اچھی طرح غرق کر کے رہیں گے۔ نوجوان جوئے اور بدکاری تک پہنچنے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔ گینگ ترتیب پاتے ہیں اور کسی گندی سے گندی جگہ پر عیاشی پروگرام کے لئے پہنچتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مترفین' اونچے طبقے کی بابت بتایا ہے کہ جب ہم کسی قوم کو تباہ کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس قوم کے طبقہ امراء کو برائیوں' اللہ کی نافرمانیوں کی چاٹ لگا دیتے ہیں۔ سپارٹا چھوٹی سی ریاست تھی۔ چاروں طرف سے دشمنوں میں گھری ہوئی جب تک جنگی تربیت میں ہر گھرانا اپنے بچے بھیجتا رہا تو اس وقت تک وہ ناقابل شکست رہے اور جونہی کچھ لوگوں نے اس پروگرام کی مخالفت کی' یہ تربیتی مشقتی پروگرام نہ چل سکا۔ یہ ریاست دشمنوں کے سامنے نہ ٹھہر سکی اور وہ لوگ جو دنیا میں مانے ہوئے سخت جنگجو اور مارشل قوم تھے' نیست ونابود ہو گئی اور کہا جاتا ہے اسے عیاشی نے تباہ کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا مجھے تمہاری مسکینی غریبی کا کچھ خوف نہیں مجھے ڈر ہے کہ جب مال کی فراوانی ہو جائے گی اس وقت دین میں کمزور ہو جاؤ گے۔

چاندرات کو مردوں اور خواتین کی بڑی تعداد خریداری کے لئے نکلتی ہے اور اس قدر رش ہو جاتا ہے کہ جس میں حیاء وایمان کے سب پیمانے ٹوٹ جاتے ہیں حالانکہ اگر خریداری کے لئے عام دنوں میں نکلا جائے تو چیزیں بھی سستی ملتی ہیں اور ایمان کی خرابی بھی کم ہوتی ہے۔

عید کارڈز......ایک صلیبی نقالی

ہمارے بچپن میں انگریزی قاعدہ کے حروف تہجی میں ایکس فار کرسمس کارڈ تھا ہمیں اس کی کچھ سمجھ نہ تھی کہ یہ کیا ہوتا ہے جب ہم ذرا بڑے ہوئے تو عیسائیوں کے کارڈ دیکھے کہ 25 دسمبر کو ایک دوسرے کو دیتے ہیں اس لئے ہمیں یہ کام برا لگتا تھا۔ پھر وہ گرجوں کو جھنڈیوں سے سجاتے تھے پھر جب ہم ذرا جوان ہوئے تو مسلمان دوکانداروں نے سوچا ہم کیا کسی سے کم ہیں انہوں نے عید کارڈز نکال لئے۔ اور آج ایک روپے سے لے کر سینکڑوں روپوں تک کے کارڈز موجود ہیں ان میں قرآنی آیات والے بھی ہوں گے مگر لچر پن لئے کارڈز بھاری تعداد میں ہیں۔ بہر حال عید کارڈز عیسائیوں کی نقالی ہے اور کافروں کی نقالی سے بچنا دین کا حصہ ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا من تشبه بقوم فهو منهم۔ جو کوئی بھی کسی قوم کی نقالی کرتا ہے یعنی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انہی میں سے ہوگا۔

تو ہمیں ان فضول چیزوں پہ خرچ کرنے سے بچنا چاہئے ہم پر تو بہت سے قرض ہیں وہ قرض چکانے ہیں۔ ان شاء اللہ۔ ہمیں یہ پیسہ' رقم اللہ کے دین کی سربلندی پہ لگانی چاہئے۔ یہ جان اللہ نے دی مال اللہ نے دیا۔ ان کے متعلق سوال ہوگا تو پھر ہم اللہ کو کیا جواب دیں گے؟ جوانی اور مال کے بارے میں بالخصوص سوال ہوگا۔ تو پھر ہمیں ہر غیر مسلم قوم کی مشابہت سے بچنا ضروری ہے۔ ہر روز نماز میں ہم پڑھتے ہیں۔ اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔ آمین۔ یا اللہ ہمیں سیدھی رات راہ (دین حق) پہ چلا۔ ان لوگوں کی راہ پہ کہ جن پہ تو نے انعام کیا (انبیاء صدیقین صحابہ کرام اور اعمال صالح کرنے والے) علاوہ ان لوگوں کی راہ کے جن پر تیرا غضب ہوا اور جو گمراہ ہیں۔ الٰہی قبول فرما۔

تو اس میں انبیاء صحابہ کرام اور ان صحابہ میں سے شہداء اور صالح ترین لوگوں غازیوں کی راہ پر چلنے کی دعا کرتے ہیں غیر مسلموں کی راہ سے بچائے جانے کی دعائیں کرتے ہیں جن پہ اللہ

نے غصہ فرمایا اور جو کہ صریحاً گمراہ ہیں۔ قرآن و حدیث اور محمد ﷺ پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ پہلی کتابوں میں محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بہت زیادہ خبریں تھیں اور آج بھی یہ خبریں ہندوؤں عیسائیوں یہودیوں کی کتب میں موجود ہیں۔ طرفہ تماشا یہ ہے کہ وہ لوگ تو اسلام قبول نہیں کرتے اور عیاش مسلمان ان کی نقالی کرتے ہیں اور ان کے کلچر سے متاثر ہیں۔ بجائے اس کے کہ ہم مسلمان ان غیر مسلموں کو مسلمان کریں الٹا ہم ان کے سامنے لیٹ رہے ہیں اور اپنے بھائیوں کو ان کے ہاتھوں مروا رہے ہیں اور گرفتار کر کے ان کے حوالے کر رہے ہیں۔ یہ صریحاً منافقت اور غداری ہے۔ ہمیں آج عید کے دن اللہ کے حضور توبہ کرنی چاہئے حکمرانوں کو بھی توبہ کرنی چاہئے اور پہلے کئے ہوئے گناہوں کے دھبے بڑی عظیم نیکیاں کر کے دھونا ہوں گے اور اپنے اعمال ناموں کی ساری سیاہیاں دھو ڈالنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

دامان توکل کی یہ خوبی ہے کہ اس میں
پیوند تو ہو سکتے ہیں مگر دھبے نہیں ہوتے

علی رضی اللہ عنہ عید کے دن سوکھی روٹی کھا رہے تھے پرانے کپڑے ہی پہنے ہوئے تھے تو کسی نے وجہ دریافت کی تو فرمایا

ہمارا وہ دن عید ہوتا ہے جس دن ہم اللہ کی نافرمانی سے بچ جائیں۔ عید نئے کپڑے سے نہیں بلکہ اللہ کی رضا پانے سے ہوتی ہے۔

بہر حال اپنے بچوں کو خرچ دیتے وقت ان بچوں کا خیال ضرور رکھئے گا جن کے والدین کافروں نے قتل کر دیئے ان باؤں کا خیال ضرور رکھئے گا جن کے بچوں کو کافروں نے قتل کر دیا یا جن کی آنکھیں نکال کر ٹانگیں کاٹ کر اپاہج بنا دیا گیا۔ ان بوڑھوں کا خیال ضرور رکھئے گا جن کی بچیاں کافر فوج اٹھا لے گئی اور آج تک ان کا پتہ نہیں چل سکا یا اجتماعی زیادتیاں کرنے کے بعد قتل کر دی گئیں۔ ایک فلسطینی ماں کو آنکھوں سے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ پاکستانی مجاہدہ کو اپنی بپتا سناتی ہے کہ اسرائیلی فوجی گھر میں آئے بچیوں سے زیادتی کر کے شہید کر دیا میں نے کہا مجھ بڑھیا کو بھی یہ منظر دیکھنے سے پہلے قتل کر دیا ہوتا۔ تو ایک اسرائیلی درندے نے چاقو نکالا اور میری دونوں آنکھوں کو چیر کر ان کا پانی بہا دیا اسی وقت سے اندھی ہوں ہاں میرے عزیز بھائی! بیان کی تلخی معاف' ان تلخ حقائق کو ضرور سامنے رکھنا خود عید مناؤ لیکن اپنے ذہنوں سے ان مظلوموں کی یاد کو محو نہ کر دینا جن کا دکھ تیرا ہے' جن کے درد تیرے درد ہیں۔

بقیہ غازی

ہی نہ رہے تھے۔ ابھی وہ تذبذب میں کھڑے سوچ رہے تھے کہ کیا کریں تو اچانک ہم سے 200 میٹر نیچے کی طرف ہمارے اور فوجیوں کے درمیان ایک ہندو چرواہا نمودار ہوا۔ اس نے کندھے پر کلہاڑی رکھی ہوئی تھی جیسے ہی وہ کلہاڑی سورج کی روشنی پڑنے سے چمکی تو فوجیوں نے اسے مجاہد سمجھ کر فائر کھول دیا۔ بہت سی گولیاں لگنے سے وہ ادھر ہی ہلاک ہو گیا اور اس کی دس بارہ بکریاں بھی گولیوں کی نظر ہو گئیں۔ صوبیدار نے پھر فوجیوں کو ترش لہجے میں اوپر چڑھنے کا حکم دیا تو ایک فوجی نے اپنی گن کی ساری گولیاں صوبیدار کے سینے میں اتار دیں۔ اب کچھ تو اسی راستے سے جہاں سے وہ آئے تھے واپس چل پڑے اور کچھ دوسرے راستہ سے نالے کے ساتھ چلنے لگے۔ میں نے بھائیوں سے کہا کہ ہم نالے پہ اوپر بیٹھ کر گھات لگا کر ان کو شکار کرتے ہیں چنانچہ فوراً ہم تیزی سے نالے پہ ایک جگہ بیٹھ گئے۔ دس منٹ کے بعد فوجی باتیں کرتے ہمارے قریب پہنچے تو ہم نے ان پہ فائر کھول دیا۔ ہماری یلغار ان کے آٹھ بندے مردار کر گئی باقی جو بچے انہوں نے پیچھے کی جانب دوڑ لگا دی اور جسے جہاں پوزیشن ملی وہیں پہ ہم سے مقابلہ شروع کر دیا۔ فائرنگ کی آواز سن کر جو اوپر ان کی پوسٹیں تھیں انہوں نے اندھا دھند ہمیں مارنے کے لئے مارٹر شیلنگ شروع کر دیں لیکن صیاد آپ ہی اپنے جال میں پھنس گیا اور ان کے مزید چھ فوجی مردار ہو گئے۔ یہ لڑائی شام تک چلتی رہی رات کا اندھیرا ہوتے ہی ہم اس علاقے سے دور نکل گئے۔ اس طرح مخبروں کی ہلاکت کے ساتھ صوبیدار اور چودہ فوجیوں کی ہتیا ہو گئی۔

جولائی 2003ء کی بات ہے ہم تین بھائی نوشہرہ کے علاقے میں سفر کر رہے تھے۔ ہم آرام کی غرض سے ایک دریائی نالے کے پل کے نیچے بیٹھ گئے۔ اس نالے کے ساتھ ساتھ نوشہرہ جانے والی سڑک تھی اور جس جگہ پل کے نیچے ہم بیٹھے تھے ادھر ارد گرد کی مقامی آبادی کا مین شاپ تھا۔ شاپ سے نوشہرہ کا بریگیڈ ہیڈ کوارٹر صرف تین کلو میٹر تھا۔ جب ہم آرام کے لئے بیٹھے تو گیارہ بجے کا وقت تھا۔ اسی دوران ہم نے دیکھا کہ ایک لڑکی نے ہمیں بغور دیکھا پھر دیکھنے کے بعد وہاں سے دوڑ لگا دی۔ لڑکی کی عمر بمشکل دس بارہ سال ہو گی۔ یہ علاقہ ایسا تھا کہ یہاں سے کبھی کوئی مجاہد سلامت نہ گیا تھا۔ قریب ہی کیمپ تھا اور ظالمانہ LOC بھی قریب تھا سلئے چاروں طرف ان کی پوسٹیں تھیں' معمول کا گشت بھی ہوتا تھا۔ پھر سب سے بڑی بات کہ یہاں کی مکمل آبادی ہندو اور سکھ تھی اور ہر گھر مخبروں کا اڈہ تھا۔ میں نے بھائیوں سے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ اب یہ لڑکی اپنے گھر جا کر بتائے گی اور گھر کے مرد سیدھے ہیڈ کوارٹر جائیں گے۔ لہٰذا اب مقابلہ اور شہادت یقینی لگتی ہے۔ تو میرا مشورہ یہ ہے کہ مخبروں کے اس گڑھ میں مقابلہ نہ کر سکیں گے لہٰذا آؤ ہم خود آگے بڑھ کر ہیڈ کوارٹر پہ فدائی ایکشن کرتے ہیں۔ یہ طے کر کے ہم وہاں سے ہیڈ کوارٹر کی طرف چل پڑے ابھی ہم دو کلو میٹر ہی چلے تھے کہ ہمیں دور سے آرمی آتی نظر آئی۔ ہم ادھر ہی گل عباسی اور آدمی کے قد کے برابر اُگی جھاڑیوں میں چھپ گئے۔ آرمی سے دس میٹر آگے آگے مخبر چل رہا تھا اور 80 کے قریب فوجی خوش گپیاں کرتے اس خیال سے اپنے گنیں کندھوں پہ لٹکائے آ رہے تھے کہ ہم لوگ پل کے نیچے بیٹھے ہوں گے اور وہ آتے ہی ہمارا محاصرہ کر کے ہمیں شہید کر دیں گے اور پھر میڈیا میں دکھایا جائے گا ہماری لاشیں میدان میں پڑی ہوں گی اور وہ لوگ سینہ تانے کھڑے ہوں گے کہ ہم نے اگر وادیوں کا صفایا کر دیا۔ جب آرمی ہم سے سو میٹر دور رہ گئی تو میں نے بھائیوں سے کہا جیسے ہی مخبر میرے سامنے آئے گا میں گرنیڈ آرمی پہ پھینک کر جمپ کر کے مخبر کو پکڑ کر اس کا گلا کاٹوں گا۔ آپ نے گرنیڈ پھٹتے ہی بدحواس فوجیوں پر فائر کھول دینا ہے اور انہیں نشست لیکر جوابی فائر کا موقعہ ہی نہیں دینا۔ چنانچہ جیسے ہی مخبر میرے سامنے آیا میں نے آرمی پہ گرنیڈ پھینکا اور جمپ کر کے مخبر کو دبوچ کر نہایت پھرتی سے تیز دھار خنجر سے اس کی شہ رگ کاٹ دی۔ ایک طرف مخبر کی لاش تڑپ رہی تھی اور دوسری طرف آرمی دم دبا کر پیچھے کی طرف بھاگ رہی تھی اور ساتھی ان کو نشانہ لے کر گرا رہے تھے میں بھی فوراً اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کار خیر میں شامل ہو گیا۔ آرمی نے کچھ دور جا کر خود کو سنبھالا اور جوابی فائر کھول دیا۔ تین بجے تک لڑائی ہوتی رہی۔ ہم جھاڑیوں کی اوٹ میں پوزیشنیں تبدیل کر کے مقابلہ کرتے رہے۔ ہم لوگ حسبنا اللہ ونعم الوکیل کا ورد زبان کئے گولیوں کی بارش میں چلتے رہے۔ ہم لوگ روڈ پہ چل رہے تھے قریب کوئی جنگل یا مضبوط اوٹ نہ تھی۔ سڑک پہ چلتے چلتے ہم نے دیکھا کہ بڑی تعداد میں بلیک کیٹ کمانڈوز بلندی سے نیچے اتر رہے ہیں۔ میں نے بھائیوں سے کہا کہ اس رجھ پہ چڑھ کر نالے میں چلتے ہیں اور پھر آرمی کو دھوکہ دے کر دوسرے نالے میں چلے جائیں گے۔ ہمیں نالے میں اوپر چڑھتا دیکھ کر انہوں نے قریبی پوسٹ سے وکرس گن کا فائر تیز کر دیا۔ ہم اتنی دیر میں پہلے والے نالے کو چھوڑ کر دوسرے نالے میں داخل ہو چکے تھے۔ اب ہم نے مزید چلنے کی بجائے بہتر یہی سمجھا کہ کسی جگہ پوزیشن لے کر بیٹھ جائیں یہاں جنگل یا جھاڑیاں تو تھیں نہیں ہم نے دیکھا قریب ہی دو تین بڑے بڑے پتھر ہیں اور ان کے ساتھ انجیر کا درخت تھا ہم ادھر ہی بیٹھ گئے اور قرآن کی یہ آیات بار بار تلاوت کرنے لگے۔

وجعلنا من بين ايديهم سدا ومن خلفهم سدا فاغشيناهم فهم لايبصرون

اسی دوران بلیک کیٹ کا ایک گروپ ہمیں تلاش کرتے ہوئے ہمارے پاس پہنچا اور ہم سے چھ میٹر کے فاصلے تک آ کر باتیں کرتے کرتے وہ دوسری طرف نکل گئے۔

شام کے وقت صوبیدار کی قیادت میں فوج نیچے سے اوپر سرچنگ کرتے ہوئے آئی اور ہم سے چند میٹر کے فاصلے پہ ہمیں ان کی باتیں سنائی دیتی رہیں۔ صوبیدار نے وہیں کھڑے کھڑے علاقے کا کریک ڈاؤن کرنے کے بعد پارٹیاں متعین کیں۔ مجھے پتہ چل گیا کہ یہ لوگ کہاں کہاں کھڑے ہوں گے تو میں نے بھائیوں سے کہا اب ہمیں رات چاند کے ڈوبنے تک یہیں بیٹھنا ہے۔ چنانچہ رات کے ساڑھے گیارہ بجے ہم وہاں سے بحفاظت نکل آئے اس معرکے میں مخبر سمیت ان کے گیارہ بندے مردار ہوئے۔

قربانی کا مقصد اور فلسفہ

وجیہا تبسم قصور

ادیان عالم میں "دین اسلام" کو ایک امتیاز یہ بھی حاصل ہے کہ اس کے نظام عبادات کے مقاصد میں ایک روحانی، اخلاقی، معاشرتی، معاشی اصلاح و انقلاب بھی شامل ہے۔ یہ احساس جس قدر شعور پذیر ہوتا چلا جاتا ہے اس کے اثرات بھی اسی قدر گہرے اور اثر پذیر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ تلخ حقیقت بھی پیش نظر رہنی چاہئے کہ اگر عبادات کا یہ اصلاحی و انقلابی تصور ہمارے دل و دماغ سے محو ہو جائے تو پھر جملہ عبادات نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور قربانی غیر موثر، بے مقصد اور ایک مشقت محض بن کر رہ جاتی ہے۔ مثلاً قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

ترجمہ: کہہ دیجئے اے پیغمبر ﷺ میری نماز، میری قربانی اور میرا جینا مرنا سب اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ (سورۃ انعام۔162)

نیز ایک مقام پر اسی تربیت بیان کو قائم رکھتے ہوئے فرمایا "فصل لربک وانحر" (الکوثر)

"بس آپ ﷺ اپنے رب کے لئے نماز پڑھیے اور قربانی دیجئے۔"

آج ہمیں اپنے ایمان کو مضبوط کرنا ہے کیونکہ ہم نے قربانیاں تو کیں مگر اس کے حقیقی مقصد کو بھول گئے کہ آخر جو اللہ نے ہم سے قربانی مانگی ہے، اس کا مقصد کیا ہے۔ ہم اس کے مقصد کو کیسے سمجھیں گے کیونکہ ہم میں تو ایمان و یقین کی بہت کمی ہے۔ عمل کا محرک ایمان ہوتا ہے۔ یہ جس قدر محکم ہوتا ہے عمل اتنا ہی "پیہم" ہوتا ہے۔

یقین محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

جب توحید، رسالت، آخرت جزا و سزا اور جنت و دوزخ پر یقین کامل نہ ہوگا تو ان کی بنیاد پر ہونے والا عمل کیونکر مؤثر ہوگا اور یہ یقین کامل اخلاص سے پیدا ہوتا ہے۔ آج ہماری عبادات کی بنیاد صرف ایمان اور اخلاص نہیں بلکہ اس میں شرک اور ریاکاری کا عنصر بھی شامل ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے (سورہ حج) میں ایک آیت میں ہی قربانی کا مقصد اور فلسفہ بتا دیا کہ

لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقوی

ترجمہ "مجھے تمہاری قربانی کا گوشت اور خون نہیں بلکہ تقویٰ اور اخلاص مطلوب ہے۔"

کیا ہم نے کبھی سوچا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کی حقیقت کیا ہے؟ کیا وہ مال کی قربانی تھی؟ جان کی قربانی تھی؟ یا پھر محبت اور انسانی جذبات کی قربانی تھی؟ وہ مال کی قربانی تھی نہ جان کی بلکہ یہ ابراہیم علیہ السلام کے لئے اس محبت کی قربانی تھی جو 86 سال کے بعد پروان چڑھی تھی۔ بوڑھے والدین کے لئے اکلوتی اولاد کے کیا معنی ہوتے ہیں یہ سب جانتے ہیں۔ لیکن یہ "خلیل اللہ" ہیں یہ اللہ کے دوست ہیں۔ اس دوستی میں آپ علیہ السلام نے پہلے اپنے والدین کو قربان کیا پھر وطن کی محبت پھر بیوی اور نومولود بیٹے کی محبت کو قربان کر دیا۔ اب جب یہ بیٹا چلنے پھرنے کے قابل ہوا اور اس کی محبت آپ کے دل میں جوش مارنے لگی تو آخر اس کو بھی اللہ کی محبت میں قربان کر دیا۔ آپ نے اپنا خواب سچ کر دکھایا اور اللہ کے ہاں انعام یافتہ اور کامیاب قرار پائے۔ اسی کو کہتے ہیں محبت اور جذبہ کی قربانی جو بڑی سخت اور جان لیوا ہوتی ہے۔ یہ "محبت" عمل کا بہت بڑا محرک بھی ہوتی ہے اور اس کو نیکی بھی کہتے ہیں جو اس وقت تک حاصل نہیں ہوتی جب تک اپنی محبوب ترین چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ نہ کی جائیں۔

> **جانور کو اللہ کا نام لے کر ذبح کرنا اور اس کی گردن نہ مروڑنا اس کے علاوہ اس کی حرام مغز والی سفید بتی کو نہ کاٹنا اور تا دیر آرام سے اس کی روح کو نکلنے دینا ہی ذبیحہ کا اصل اسلامی طریقہ ہے۔**

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون......

ہرگز تم اس وقت تک نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک اپنی محبوب ترین چیز اللہ کے رستے میں خرچ نہ کر دو۔ غالباً اسی لئے کہا گیا ہے کہ قربانی کے جانور کو اپنے سے مانوس اور پھر اللہ کے نام پر خود اپنے ہی ہاتھوں سے قربان کر دیا جائے یہ گویا اس بات کا عہد ہوتا ہے کہ جو لوگ اللہ کی رضا اور سنت ابراہیم علیہ السلام کی پیروی میں قربانی کرتے ہیں وہ اپنی ہر چیز اللہ کی راہ میں قربان کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں۔

ذبح کا اسلامی طریقہ:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قربانی کے دن یعنی عید الاضحیٰ کو دو سینگوں والے مینڈھے ذبح کیے جن میں سفیدی غالب تھی اور وہ خصی تھے جب آپ ﷺ نے انہیں قبلہ رخ کیا تو یہ دعا پڑھی

ترجمہ: "میں اپنا چہرہ اس اللہ رب العزت کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں و زمین کو پیدا فرمایا، میں ملت ابراہیمی پر قائم ہوں اور مشرکین سے نہیں ہوں۔ میری نماز، قربانی، جینا مرنا سب اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ اللہ تیرے نام سے تیرے لئے محمد ﷺ کی اور ان کی امت کی طرف سے اللہ کے مبارک نام کے ساتھ اور اللہ بہت بڑا ہے۔" پھر آپ نے ذبح کیا۔

عورت کے ہاتھ کا ذبیحہ:

مسلمان عورت ذبح کرنے کا سلیقہ رکھتی ہو تو وہ اپنی قربانی خود ذبح کر سکتی ہے۔ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنی قربانیاں ذبح کریں۔ (بخاری کتاب الاضاحی، باب من ذبح ضحیہ غیرہ)

چھری وغیرہ کو جانور سے چھپانا چاہیے:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے چھریوں کو تیز کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ اسے جانوروں سے چھپایا جائے اور کہا کہ جب تم کسی جانور کو ذبح کرو تو چھری پھیرنے میں جلدی کرو۔ (ابن ماجہ' کتاب الضبائح)

نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بکری کے سامنے چھری کو تیز کر رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم تو جیتے جی ہی اسے مار رہے ہو۔

کھال جلد نہ اتاری جائے:

جانور ذبح ہو جائے' حتی الوسع تمام خون نکل جائے طبعاً ٹھنڈا ہو کر بے حس وحرکت اور ساکت ہو جانے تک اس کی کھال اتارنے میں جلد بازی نہ کی جائے۔ جیسا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''جانور کی روح نکالنے میں جلدی نہ کرو حتیٰ کہ خود نکل جائے۔''

ان تعلیمات نبوی کا خلاصہ یہ ہے کہ جانور کو پہلے کھلا پلا کر خوش کر کے' آرام واطمینان سے اسے کسی بھی طرح سے دہشت زدہ کیے بغیر نرم زمین پر لٹایا جائے' چھری کو کسی اوٹ یا پردے وغیرہ سے نکالا جائے۔

شرعی وروحانی حقائق:

ایک سائنسی تجربے میں ایک جانور کا جھٹکا کیا گیا جبکہ دوسرے کو شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا اور جانور کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کے حرام مغز کی بتی نہیں کاٹی گئی۔ اس کی کھال جلد نہیں اتاری گئی۔

پھر دونوں جانوروں کا خون لے کر یعنی ایک وہ جانور جس کو ذبح کرنے کے فوراً بعد ہی اس کی گردن مروڑنے سے اس کے حرام مغز سے خون کا ایک زہر پورے جسم میں پھیل جاتا ہے۔ دوسرا وہ جانور جس کی کچھ دیر کے بعد کھال وغیرہ اتاری گئی' گردن وغیرہ مروڑی گئی۔ جب ان دونوں جانوروں کا خون لے کر ان دونوں نمونوں کا کیمیاوی تجزیہ کیا گیا تو جھٹکے والے جانور کے معمولی بہنے والے خون میں کافی ہسٹامین (زہر) پائی گئی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ باقی سارا زہر اس کے جسم میں ہی رہا کیونکہ خون جو اس کے جسم میں ہے جبکہ دوسرے ذبیحہ والے جانور کا خون بہت زیادہ مقدار میں خارج ہوا اس کے بدن میں برائے نام خون تھا جو کہ نارمل تھا۔

قصائی حضرات جانور کو چھری پھیرنے کے فوراً بعد اس کی گردن مروڑنا شروع کر دیتے ہیں تو پھر بہت زیادہ خون جانور کے جسم میں رہ جاتا ہے۔ جس سے زہر پھیلتی ہے۔ یہ قصائی وغیرہ پورا خون اس لئے نہیں نکلنے دیتے کیونکہ اس طرح گوشت کا وزن زیادہ رہتا ہے۔ لیکن ایسا گوشت صحت کے لئے بہت نقصان دہ ہے۔ اگر ایک گائے کا وزن 325 کلو ہو تو اس میں 25 کلو خون ہوتا ہے۔

اسی طرح ایک دوسرے تجربے میں دو جانوروں کو ذبح کیا گیا۔ ایک پر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھی گئی اور دوسرے پر نہیں پڑھی گئی۔ باقاعدہ تکبیر پڑھ کر ذبح کیے جانے والے جانور کا (ECG) معائنہ بہتر تھا جبکہ بغیر تکبیر کیے جانور کا ECG منتشر تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی مخلوق جانور بھی ذبح کے وقت اللہ کا نام لیے جانے سے اطمینان سے جان دیتے ہیں۔ اللہ کے نبی محمد ﷺ نے آج سے ''ساڑھے چودہ سو سال پہلے فرمایا تھا کہ جانور کو ذبح کرنے کے بعد اس کی گردن مروڑنے اور کھال اتارنے میں جلدی نہ کرو اور سائنس آج تحقیقات کے بعد بتا رہی ہے۔ میرے ربّ رحمٰن نبی ﷺ کا کلام 'دین سچا اور حق ہے۔ ان شاء اللہ غالب رہے گا۔

قربانی کے بارے میں چیدہ احکام:

قربانی کا اہتمام اخلاص اور کسب حلال سے کرنا چاہیے۔

قربانی کا جانور درج ذیل عیوب سے پاک ہونا چاہیے۔

1- لنگڑا۔ جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو۔
2- ایسا بیمار جس کی بیماری نمایاں ہو۔
3- جس کی آنکھ خراب اور بینائی سے محروم ہو۔
4- ایسا کمزور اور لاغر جس کی ہڈیوں میں گودا نہ رہا ہو۔
5- جس کا کان پھٹا ہوا یا سینگ ٹوٹا ہوا ہو۔

اس کے علاوہ قربانی کا جانور دو دانتہ ہونا چاہیے۔ دو دانتہ نہ ملنے کی صورت میں ایک سالہ مینڈھا یا دنبہ قربانی دیا جا سکتا ہے۔

اونٹ کی قربانی میں دس اور گائے کی قربانی میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔ (بھیمۃ الانعام) جس سے مراد یہاں اونٹ' گائے' اور بھیڑ بکری ہیں جن کی تعریف قرآن کی دوسری آیت سے معلوم ہوتی ہے۔

ومن الانعام حمولۃ و فرشاً..... ومن البقر اثنین ط

(سورہ انعام 142-144)

انعام کی قید اللہ تعالیٰ نے اس لئے لگائی کہ قربانی انعام کے سوا اور کسی جانور کی درست نہیں اگرچہ اس کا کھانا حلال ہی ہو اور انعام میں یعنی بھیمۃ الانعام سے مراد اونٹ' گائے اور بھیڑ' بکری ہے انہی کی قربانی کرنی چاہیے۔ قربانی کرنے والا ذوالحجہ کا چاند دیکھ کر اپنے بال اور ناخن نہ کٹوائے اور قربانی دس ذوالحجہ سے لے کر 13 ذوالحجہ تک کی جا سکتی ہے لیکن دس ذوالحجہ افضل ہے۔

ملحوظ:

قربانی کا جانور خود پال کر اپنے سے مانوس کر لینا بہتر ہے اور خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا چاہیے کہ یہی مسنون ہے۔ نیز عورتیں بھی خود ذبح کر سکتی ہیں اس میں کئی حکمتیں ہیں جو غور کرنے پر اور عمل کے بعد سمجھ میں آئیں گی۔ ان شاء اللہ

مناسب ہے کہ گوشت کے تین حصے کیے جائیں۔ اپنے استعمال کے لئے...... عزیز واقارب میں تقسیم کرنے کے لئے...... غرباء ومساکین اور مجاہدین وغریب طالبان دین کو دینے کے لئے...... قربانی کی کھال یا اس کی قیمت فقراء ومساکین اور مجاہدین ومہاجرین اور غریب طالبان دین کو دینی چاہیے۔

جہاد بالمال کے نظارے

ابو عمر شہید کی والدہ نے دو ہزار روپے دے کر کہا کہ مجاہدین کے اسلحہ فنڈ میں جمع کروا دیں۔ کئی جوڑے گرم کپڑے اور دو ہزار روپے صرف وادی میں جانے والے مجاہدین کے اسلحہ فنڈ میں جمع کروا دیں۔ ان میں گرم جیکٹس بھی تھیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

ابو حنظلہ نے تمہیں حوروں کی سردار بنایا ہے۔

ام ماشطہ:

ایک سالہ بیٹے اسامہ کو ساتھ لے کر جب ہم ابو حنظلہ شہید کی بیوہ کے ساتھ ان کے گھر پہنچے۔ ابو حنظلہ شہید کی والدہ نے اپنے بیٹے کی شہادت کی خبر وصول کرنے کے بعد اپنی بہو کو سینے سے لگا کر تسلی دیتے ہوئے کہا کہ تم کسی بات کی فکر نہ کرنا تجھے میں کوٹھی بنا کر دوں گی۔ ہر طرح کی آرام و آسائش مہیا کروں گی۔ ابو حنظلہ نے تم کو حوروں کی سردار بنایا ہے تو میں تمہیں سردارنی بنا کر ہی رکھوں گی۔ ہم ان کے گھر پہنچے تو اس صبر آزما مرحلے پر ان کی ضعیف اور بیمار والدہ نے عظیم الشان صبر کا مظاہرہ پیش کرتے ہوئے خوشی سے ہمارا استقبال کیا' پھر وہ کہنے لگیں دعا کرو اللہ تعالیٰ مجھے صحت عطا کر دے تو میں وہاں جا کر شکرانے کے نفل ادا کروں جہاں میرے بیٹے کو شہادت کا رتبہ عطا ہوا ہے۔

86 سالہ ابراہیم علیہ السلام کا وطن کی قربانی' بیوی اور نومولود کو پہلے بے آب وگیاہ وادی میں تنہا چھوڑ جانا پھر بیٹے کے حلق پہ چھری رکھ دینا انہی قربانیوں کا صلہ تھا کہ وہ خلیل اللہ کہلائے اور آج ہمارا قربانی دینا ایسے ہی جذبات کا عکاس ہونا ضروری ہے۔

مقام رسالت

رسالت کا لغوی معنی پیغام یا پیغامبری ہے۔ شرعی اصطلاح میں اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے خاص بندوں کے ذریعے عام انسانوں تک اپنا پیغام بھیجنا۔ اللہ تعالیٰ نے جب سے اس کائنات کی تخلیق کر کے بنی نوع انسان کو پیدا کیا' نبوت و رسالت کا سلسلہ بھی تب سے ہی شروع کر دیا ہے اور یکے بعد دیگرے بہت سے رسل دنیائے فانی میں بھیجے تا کہ وہ لوگوں کو دنیائے اخروی تک پہنچنے کا اصل راستہ بتائیں۔ انہیں ان کے دو ٹھکانوں جنت اور جہنم کی پہچان کروائیں اور اس سے بڑھ کر انہیں ان کے خالق حقیقی سے آگاہ کریں۔ ہر مسلمان کے لئے اللہ کے بعد ان انبیاء کو افضل و اشرف جاننا لازم ہے۔ سورہ البقرہ میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی چند خصوصیات کا تذکرہ یوں کیا ہے۔

كل امن بالله وملئكته وكتبه ورسله لا نفرق بين احد من رسله وقالوا سمعنا واطعنا غفرانك ربنا واليك المصير ○

"وہ سب کے سب اللہ' اس کے فرشتوں' اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور بولے کہ ہم اللہ کے کسی رسول کے ماننے میں فرق نہیں کریں گے اور بولے کہ ہم نے دل لگا کر سنا اور اطاعت کی۔ اے ہمارے اللہ ہم تیری ہی بخشش چاہتے ہیں اور تیری ہی طرف پھرنا ہے۔"

سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا محمد ﷺ تک ہمیں یکساں ایمان رکھنا چاہئے کہ وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور معصوم لوگ تھے۔ انہوں نے جو کچھ پیغام دیا' اپنی امتوں کو جن باتوں کی تبلیغ کی وہ حکم الٰہی اور وحی الٰہی کے عین مطابق تھیں۔ ان کی امتوں اور زمانوں کے موافق تھیں۔ ہاں البتہ تمام انبیاء کرام کی تعلیمات کی پیروی ہم پر لازم نہیں۔ ماسوائے سیدنا محمد ﷺ کے بشرطیکہ جو کچھ نبی اکرم ﷺ کے ذریعے ہم تک پہنچا۔ اس سے ملتی جلتی باتیں دوسرے ادیان میں ہوں تو مانی جا سکتی ہیں کیونکہ یہ الہامی فیصلہ ہے کہ توحید و رسالت کی تعلیم مکمل ہو چکی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بنی نوع انسان کو اس سے آگاہ کر دیا اور واضح طور پر فرما دیا کہ

"اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام دينا. (المائدہ-3)

"آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور اسلام کو دین کی حیثیت سے میں نے تمہارے لئے پسند کیا۔ لہٰذا جو شخص رسالت پر ایمان رکھتا ہے اس کو دین اسلام اور محمد ﷺ پر بھی ایمان لانا ہوگا۔ بصورت دیگر وہ کافر کہلائے گا۔"

کلمۂ رسالت:

ایک نومسلم آدمی کے لئے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار لازم ہے۔ اس کے دو حصے ہیں کلمۂ توحید اور کلمۂ رسالت۔ یعنی کہ

اگر نبی اکرم ﷺ ہمارے لئے ضابطۂ حیات لے کر نہ آتے تو آج ہم "شرّ الدوآب" کی سی زندگیاں بسر کر رہے ہوتے لہٰذا ہم ہر عمل میں آپ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کا خیال رکھیں

محمد رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد قیامت تک آنے والی نسلوں کے لئے جس ہستی کو رب کائنات نے رہبر و رہنما بنا کر بھیجا وہ سیدنا محمد ﷺ ہیں۔ نبی اکرم ﷺ سلسلۂ نبوت کی آخری کڑی ہیں۔ جو باقی انبیاء پر ایمان لائے اور نبی اکرم ﷺ کا انکار کرے وہ کافر ہے اور جو اس آخری رسول ﷺ کے بعد کسی اور نبی کا اقرار کرے وہ بہت بڑا کذاب' لعین اور مرتد ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے کے دلائل:

آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کے بارے میں قرآن مجید کی واضح نص موجود ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورہ الاحزاب کی آیت نمبر 40 میں ارشاد فرمایا

ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبين ○

"محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر ہیں اور نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔"

مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میں اللہ کے نزدیک آخری نبی اس وقت سے ہوں جب کہ آدم ابھی مٹی کی صورت میں تھے۔ میں تمہیں اپنا ابتدائی امر بتاتا ہوں۔ میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا...... سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی ماں کا خواب ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' "نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم ہو گیا اب میرے بعد نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ ہی رسول۔"

آپ ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء کیا کرتے تھے لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا بلکہ خلفاء ہوں گے۔

آپ ﷺ نے فرمایا اگر عیسیٰ علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو وہ بھی میری نبوت پر ایمان لے آتے۔ یعنی کہ حکم الٰہی سے اپنی نبوت سے دستبردار ہو کر آپ ﷺ کی اطاعت میں آ جاتے۔

افضل الانبیاء:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا۔

تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض منهم من كلم الله ورفع بعضهم درجت ط (البقرہ' پارہ سوم)

"یہ رسول ﷺ جن میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دے رکھی ہے ان میں سے بعض وہ ہیں جن کے اللہ تعالیٰ نے درجے بلند کیے اور بعض سے بات چیت کی ہے۔"

نبی اکرم ﷺ کو بھی بعض خصوصیات کی بنا پر باقی انبیاء سے اونچا درجہ دیا۔ مثلاً

آپ ﷺ کو خاتم الانبیاء بنایا۔

آپ ﷺ کو سید المرسلین بنایا۔

نبی اکرم ﷺ امام الانبیاء ہیں۔ آپ ﷺ نے بیت المقدس میں تمام انبیاء کی امامت کی۔

آپ ﷺ "شفیع" ہیں۔ آپ ﷺ قیامت کے روز اپنی امت کی سفارش باذن اللہ کریں گے۔ قیامت کے روز آپ اللہ کے دربار میں آخری فیصلہ کرنے کے لئے استدعا اور سفارش کریں گے۔

آپ ﷺ جنت کے سردار ہوں گے اور سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مقام محمود عطا کرنے کا وعدہ کیا جو باقی تمام انبیاء کے جنتی مقامات سے بالا اور اعلیٰ ہے۔

آپ انبیاء کی بعثت کے بروز قیامت شاہد ہوں گے۔ جن سے آپ کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ قرآن آگاہ کیا۔

باقی رسولوں کی رسالت محدود تھی جبکہ آپ ﷺ کی رسالت لامحدود اور پوری دنیا کے لئے ہے۔

بخاری کے باب التیمم میں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا' مجھے پانچ چیزیں ایسی ملیں جو مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہیں ملیں۔

ایک یہ کہ ایک مہینے کی راہ سے دشمنوں پر میرا رعب پڑتا ہے...... دوسری یہ کہ ساری زمین میرے لئے نماز کی جگہ اور پاک کرنے والی بنائی گئی تو میری امت کا ہر آدمی اس کو (جہاں) نماز کا وقت آ جائے وہ نماز پڑھ لے...... تیسری یہ کہ لوٹ (مال غنیمت) کے مال میرے لئے درست حلال ہوئے اور مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کے لئے درست نہیں تھے...... چوتھی یہ کہ مجھ کو شفاعت ملی...... پانچویں یہ کہ ہر پیغمبر خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا گیا اور میں عام سب لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

نبی اکرم ﷺ لاتعداد فضیلتوں کے باوجود اس قدر عاجز اور منکسر المزاج تھے کہ دوسرے انبیاء کے مقابلے میں اپنی تعریف کرنے سے صحابہ کو منع کیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ ایک یہودی اور مسلمان کا آپس میں اس بات پر جھگڑا ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا

لا تفضلونی بینا لانبیاء لله (متفق علیہ)

کہ مجھے اللہ کے نبیوں کے درمیان فضیلت نہ دو کیونکہ اس سے دوسرے نبی کی شان گھٹتی ہے۔ فضیلت دینا صرف اللہ تعالیٰ کی قضاء اور قدر کا نمونہ ہیں نہ کہ کسی انسان کا۔

اطاعت رسول ﷺ، محبت اور تعظیم مصطفی ﷺ:

سیدنا محمد ﷺ خاتم الانبیاء' اشرف الانبیاء' امام الانبیاء' فخر کائنات' سید الکونین اور محسن انسانیت بن کر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا جو پیغام ہم تک پہنچایا وہ نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ غیر مسلموں کے لئے بھی (جو ہدایت کا متلاشی ہو) رشد و بھلائی کا سرچشمہ ہے۔ اگر نبی اکرم ﷺ ہمارے لئے ایک ضابطۂ حیات لے کر نہ آتے تو آج ہم "شر الدواب" کی سی زندگیاں بسر کر رہے ہوتے۔ تعلیم و تربیت کا جو احسان نبی اکرم ﷺ نے ہم پر کیا اس کا ادنیٰ سا بدلہ یہ ہے کہ ہم آپ پر محبت و عقیدت کے پھول نچھاور کریں۔ ہر ہر عمل میں آپ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کا خیال رکھیں۔ نبی اکرم ﷺ کی تعظیم اس طرح ہو سکتی ہے کہ ہم ان کی تعلیمات کو ہاتھوں ہاتھ لیں۔ زبان سے اقرار کرنے کے علاوہ عمل سے اس اطاعت کا اظہار کریں جن کا دعویٰ ہم اپنی نعتوں اور تقریروں میں کرتے ہیں۔

چند اہم نکات:

نبی اکرم ﷺ کی اطاعت کا تقاضا یہ ہے کہ ہمارے ہر قول' ہر فعل میں اسوہ حسنہ کا رنگ نظر آئے کیونکہ قرآن مجید میں فرمان الٰہی ہے۔

"لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة"

"البتہ تحقیق تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔"

ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے۔

قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله O

اے نبی ﷺ! کہہ دیجئے' اگر تم اللہ کی محبت چاہتے ہو تو میری اطاعت کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

صحابہ کرام کی زندگیوں کی نقالی کریں جو نبی اکرم ﷺ کی ایک ایک ادا کو نوٹ کرتے۔ عبادات' اخلاقیات اور زندگی کے ہر طرح کے معاملات آپ ﷺ کی ہدایات کے مطابق سنوارتے۔ بلا چوں و چرا مشکل اور گراں احکامات پر بھی پورا اترنے کی کوشش کرتے۔

نبی اکرم ﷺ قیامت تک کے لئے آخری نبی ہیں جو باقی انبیاء پر ایمان لائے لیکن محمد ﷺ پر ایمان نہ لائے وہ کافر اور جو آپ ﷺ کے بعد کسی اور نبی کا اقرار کرے وہ بہت بڑا مرتد کذاب اور لعین ہے

نبی اکرم ﷺ کی اطاعت کے دو پہلو قول اور فعل ہیں یعنی زبان سے نبی اکرم ﷺ کا اقرار کرنا اور دوسرا عمل سے آپ ﷺ کی اطاعت کا اظہار کرنا۔

قرآن مجید کو بار بار پڑھنا' اس پر غور و فکر کرنا' عبادت میں زیادہ وقت گزارنا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یہ سب اطاعت رسول ﷺ میں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی یاد کے بعد نبی اکرم ﷺ کی یاد کو سینے سے لگائے رکھیں اور تمام دنیاوی رشتوں پر آپ کی محبت کو ترجیح دیں۔

سچے عاشق رسول ﷺ بنیں...... زبانی کلامی' نظموں' نعتوں میں ہی نہیں بلکہ دلی تعظیم کے ذریعے۔ جب ہم نبی اکرم ﷺ کی مکمل اتباع کریں گے تو تعظیم خود بخود ہو جائے گی۔

نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے کی فضیلت:

اللہ عزوجل کا فرمان عالیشان ہے۔

ان الله وملئکته یصلون علی النبی یایها الذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما O (سورۃ الاحزاب)

"بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی پر۔ اے ایمان والو ان پر خوب درود و سلام بھیجو۔

درود کے بارے میں نبی ﷺ کے فرامین:

1- قیامت کے دن لوگوں میں مجھ سے قریب تر وہ شخص ہو گا جس نے مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھا ہو۔

2- جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ اس پر 10 رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اس کے 10 گناہ مٹاتا ہے اور 10 درجات بلند کرتا ہے۔

3- تمہارا درود پاک پڑھنا قیامت کے دن تمہارے لئے نور ہو گا۔

4- جو مجھ پر درود پاک پڑھے گا قیامت کے روز میں اس کی شفاعت کروں گا۔

5- تمہارا مجھ پر درود پڑھنا تمہاری دعاؤں کا محافظ ہے اور تمہارے لئے پروردگار کی رضا کا باعث اور اعمال کی طہارت ہے۔

6- جس شخص نے میری طرف سے کوئی علم کی بات لکھی اور اس کے ساتھ درود پاک لکھ دیا تو جب تک وہ کتاب پڑھی جائے گی اس شخص کو ثواب ملتا رہے گا۔

7- جس نے قرآن پڑھا اور اپنے پروردگار کی حمد کی اور پھر مجھ پر درود پڑھا تو اس نے خیر کو اپنی جگہوں میں تلاش کیا۔

8- جس نے مجھ پر دن میں 50 بار درود پڑھا تو قیامت کے دن میں اس سے مصافحہ کروں گا۔

9- ہر چیز کے لئے طہارت اور غسل ہے اور ایمان والوں کے دلوں کے زنگ کی طہارت مجھ پر درود پڑھنا ہے۔

10- آپ ﷺ نے فرمایا' "سیدنا جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا جو آپ پر درود نہ پڑھے اس پر لعنت ہو تو میں نے کہا آمین۔

نبی اکرم ﷺ سے صحابہ کرام نے پوچھا ہم آپ ﷺ پر کس طرح درود بھیجیں تو آپ ﷺ نے فرمایا' تم پڑھا کرو

اللھم صل علی محمد وعلیٰ ال محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ ال ابراھیم انک حمید مجید O اللھم بارک علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انک حمید مجید O

اس کو درود ابراہیمی کہتے ہیں...... یہ درود ہمیں نمازوں میں اور دینی و دنیوی مجالس میں بکثرت پڑھنا چاہئے تاکہ ہم دنیا و آخرت کے اجر سے ہمکنار ہو سکیں۔

درختوں سے گر جائیں وہ پتے نہیں ہم
جاؤ آندھیوں سے کہہ دو اوقات میں رہیں
عائشہ عبدال

پراسرار باطل مخفی علوم اور خواتین

تحریم انور

قلم اس لئے پکڑا ہے کہ شاید اپنی معمولی سی سمجھ اور کوشش سے اپنی قوم کے ان معصوم لوگوں کو جو لاعلم ہونے کی وجہ سے اپنی قیمتی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں‘ وہ جانیں جو اگر اللہ کی راہ میں یا دہ خون جو اگر اللہ کی رضا جیسے عظیم مقصد کے لئے بہے تو ان کا انجام یقیناً

> **توہم پرست عورتیں جعلی پیروں اور عاملوں کے کہنے پر اپنے بچوں اور شوہر کوٹھوکر مارتی ہوئی ان بے غیرت درندوں کے پاؤں میں گر جاتی ہیں اور اپنی دنیا و آخرت تباہ کر بیٹھتی ہیں**

نعمتوں والے باغات کی صورت میں ہو‘ افسوس تو اس بات پر ہے کہ شرک کرنے والی اکثریت اس بات سے ناواقف اور بے خبر ہوتی ہے کہ ان کا انجام کیا ہوگا۔ وہ کس راستے کی طرف چل پڑے ہیں۔ ”پراسرار باطل مخفی علوم“ ہماری نظروں سے ایسی کئی خبریں گزری ہوں گی کہ زائچہ نکلوانے‘ فال نکلوانے یا کسی نجومی کو ہاتھ دکھا کر مایوسی کی صورت میں فلاں شخص نے خودکشی کرلی۔ یا شاید ایسے ہزاروں لوگ بھی ہوں گے جو ان‘ باطل علوم کی بے بنیاد باتوں پر یقین کر کے بے سکونی کی زندگی گزار رہے ہوں گے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ وجہ یہی ہے کہ

زبان سے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل
دل ونگاہ اگر مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

اللہ پر توکل نہ ہونے‘ عقیدہ اور ایمان کی کمزوری کی وجہ سے اس معاشرے کے ہزاروں افراد بے سکونی کی زندگی گزارنے کے ساتھ ساتھ اپنا ہزاروں روپیہ اپنا عقیدہ کمزور ہونے کی وجہ سے جعلی پیروں‘ نجومیوں‘ نذر و نیاز اور اس طرح کی کئی سو خرافات پر ضائع کر کے اپنی دنیا و آخرت تباہ کر بیٹھے ہیں۔ آج ہمارے معاشرے میں کئی باطل علوم ہیں جنہوں نے لوگوں کو اپنے شکنجے میں لے رکھا ہے ایک دست شناسی ہے جس کے زیر اثر نہ صرف ان پڑھ طبقہ ہے بلکہ پڑھے لکھے باشعور لوگ بھی ہاتھوں کی لکیروں میں اپنی قسمت تلاش کرتے ہیں۔ یونیورسٹی و کالجز کی باشعور طالبات وطلباء اس میں بری طرح گرفتار ہیں۔ پامسٹ حضرات نے مسلمان قوم کو اس حد تک بے وقوف بنا رکھا ہے کہ لوگ اپنی قسمت کا حال معلوم کرنے کے لئے ان کے پاس جاتے اور اپنا ہزاروں روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ اور مطلوبہ نتائج یا اپنی خواہش کے مطابق اپنی قسمت نہ پانے کی صورت میں زہریلی گولیاں کھا لیتے ہیں۔ یوں یہ معصوم جانیں اپنے کچے عقیدہ کی بناء پر ان دھوکے باز پامسٹوں کے ہاتھوں اپنی دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی اپنا حصہ کھو بیٹھتے ہیں۔ شیطان نے اپنے مختلف حربے استعمال کر کے مسلمان قوم خاص طور پر نوجوان نسل کے ذہنوں کو اس حد تک قید کرلیا ہے کہ وہ اندھا دھند اعتماد کر لیتے ہیں۔ میں آپ کو بتانا چاہوں گی کہ کچھ عرصہ قبل مجھے کالج کی چند لڑکیوں سے جو کہ میری سہیلی کی کلاس فیلوز تھیں سے ملنے کا اتفاق ہوا جو شاید اس دن کالج کا فن فیئر اٹینڈ کر کے آئی تھیں۔ دورانِ گفتگو انہوں نے بتایا کہ آج ان کے کالج میں ایک پامسٹ آیا ہوا تھا جس نے اپنا باقاعدہ سٹال لگا رکھا تھا۔ پامسٹ اپنی مقررہ فیس وصول کرتا اور طالبہ کا ہاتھ دیکھ کر اسے اس کی قسمت کا حال بتاتا۔ سو کئی طالبات نے بیوقوف بنتے ہوئے اپنا جیب خرچ ضائع کر دیا اور بے پردگی کا الگ سے موجب بنیں۔ قابل افسوس بات تو یہ ہے کہ ان

> **روزانہ اخبارات میں لوگوں کو بے وقوف بنانے کیلئے لکھا ہوتا ہے آپ کا یہ ہفتہ کیسا رہے گا یا ستارے کیا کہتے ہیں؟ کیا انسانی قسمت اتنی فضول ہے کہ جس کا علم ہر شخص کو ہوسکتا ہے اور کیا ستاروں سے قسمت بدل سکتی ہے؟**

طالبات نے پامسٹ کی بتائی ہوئی باتوں پر مکمل بھروسہ بھی کرلیا۔ یہ چیز اللہ کی وحدانیت اور اس کی عظمت میں شرک ہے۔ غیب کو جاننے والا صرف اللہ ہے۔ قسمت کا حال صرف اللہ جانتا ہے اگر ہمیں اپنی قسمت معلوم ہو جائے تو ہم بہت سے نقصانات اور بہت سے پیش آنے والے برے واقعات کے لئے محتاط ہو جائیں۔ ہمارا کوئی نقصان نہ ہو۔ اللہ کے نبی ﷺ ساری امت کے سردار ہونے کے باوجود غیب نہیں جانتے تھے۔ صرف نیک خواب ہی ایسی چیز ہے جن سے موجودہ دور میں انسان کو پیش آنے والے مختلف واقعات کے بارے میں اشارہ مل سکتا ہے جیسا کہ نبی ﷺ فرمایا:

سچا خواب نبوت کا چالیسواں حصہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ان ہاتھوں کی لکیروں میں کوئی راز پنہاں نہیں ہوتے بلکہ بات صرف اتنی ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کو خوبصورت شکل دی۔ آنکھیں بنائیں تو اس کے اوپر خوبصورتی کیلئے بھنویں بنا دیں‘ ہاتھوں کی خوبصورتی کے لئے ناخن‘ سر کی خوبصورتی کیلئے بال بنائے غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو خوبصورت تخلیق کیا۔ ہم ہاتھوں کی لکیروں کو قسمت کا حال کہتے ہیں تو پاؤں کی لکیروں کے بارے میں ہمیں کیا کہنا چاہئے۔ یہ سب ہماری خود ساختہ‘ من گھڑت باتیں ہیں اگر ہمارے ذہن اب بھی مطمئن نہیں ہوتے اور ہم شک رکھتے ہیں کہ ان ہاتھوں کی لکیروں کی کوئی وجہ تو ہے تب بھی ہمیں یہ یقین کر لینا چاہئے کہ غیب جاننے والی صرف اللہ کی ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر تیسرے شخص کو انسانوں کی قسمت نہیں پکڑائی۔ دوسری بات جس نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ برجوں کا علم ہے۔ ہر شخص کو کبھی تو اس کے نام کے پہلے حرف کو مدنظر رکھ کر برج بتایا جاتا ہے اور کبھی اس کی تاریخ پیدائش کو لے کر۔ عجیب بات ہے کہ ایک شخص کی دو قسمتیں کیسے ہوسکتی ہیں لیکن کوئی سمجھے تو تب بات ہے۔ روزانہ اخبارات میگزین میں لوگوں کو بے وقوف بنانے کے لئے لکھا ہوا ہوتا ہے آپ کا یہ ہفتہ کیسا رہے گا یا ستارے کیا کہتے ہیں وغیرہ‘ کیا انسان اور اس کی قسمت اتنی عام اور فضول چیز ہے جس کا علم ہر شخص کو ہوسکتا ہے اور کیا ستاروں کے ساتھ قسمت بدل جاتی ہے۔

کیا یہ ہمارا ایمان کمزور نہیں کہ ہم اپنی قسمت کا حال معلوم کرنے کے لئے اپنے جیسے افراد کے پاس نہ صرف جاتے ہیں بلکہ ہزاروں روپے خرچ کرتے ہیں۔ میری ایک دوست جواب کافی حد

میت کے کپڑے

س: میت کو کتنے کپڑوں میں کفن دینا چاہئے۔ نواب وحید الزمان حیدر آبادی نے تیسیر الباری ۲/۲۵۳ میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو پانچ کپڑوں میں کفن دیا تین لفافے ایک قمیص اور ایک عمامہ۔ کیا یہ روایت صحیح ہے۔ (ایک سائل دیوال)

ج: میت کو کفن دینے کے لئے اتنا کپڑا ہونا چاہئے جس میں اس کا وجود چھپایا جاسکے جیسا کہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ایک چادر میں کفنایا گیا جب وہ جنگ احد میں شہید کردیئے گئے۔ (ترمذی فی مناقب مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ (۳۸۶۲) صحیح البخاری کتاب الجنائز باب اذالم یجد کفنا الاما یواری راسہ او قدمیہ غطی بہ راسہ (۱۲۷۶)

سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کو بھی ایک کپڑے میں کفن دیا گیا۔ (مسند احمد ۴۵/۱۹۲ (۲۷۲۱۹) ۳۴/۵۵۰ (۲۱۰۷۲)

اس طرح کئی ایک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں احادیث صحیحہ موجود ہیں کہ انہیں ایک کپڑے میں کفن دیا گیا البتہ مرد کو اگر تین کپڑوں میں کفن دیا جائے تو بہتر ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

"كُفِّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ سُحُولٍ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَاعِمَامَةٌ

(صحیح البخاری بابُ الکفن بغیر قمیص ۳/۱۴۰ مع فتح الباری رقم (۱۲۷۱)

رسول اللہ ﷺ کو تین سوتی کے سفید دھوئے کپڑوں میں کفن دیا گیا ان میں قمیص اور عمامۃ نہیں تھا۔ اس صحیح حدیث سے واضح ہوگیا کہ مسنون یہی ہے کہ میت کو تین کپڑوں میں کفن دیا جائے اور اگر تنگی ہو تو ایک بھی کفایت کر جاتا ہے رہا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے بیٹے کو پانچ کپڑوں میں کفن دینا بیہقی میں یہ روایت سند کے بغیر مرقوم ہے۔ البتہ ابن ابی شیبہ باب ما قالوا فی کم یکفن المیت اور عبدالرزاق باب الکفن میں موصولا مروی ہے۔ ہماری نظر میں راجح یہی ہے کہ تین کپڑوں میں کفن دیا جائے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ اور ابو بکر و عمر رضی عنہما کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا۔

علی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت مروی ہے جس میں ہے کہ نبی ﷺ کو سات کپڑوں میں کفن دیا گیا یہ روایت ابن ابی شیبہ ۲/۴۶۵ رقم ۱۱۰۸۴ مطبوعہ دار التاج بیروت مسند احمد ۲/۱۳۲ رقم (۷۲۸) کتاب المجروحین ۲/۱۳ الکامل فی ضعفاء الرجال ۴/۱۴۴۸ العلل المتناھیہ ۲/۸۹۷۔۸۹۸ طبقات ابن سعد ۲/۲۸۷) مسند بزار (۶۴۶ مسند احمد ۲/۱۸۲ رقم (۸۰۱)

اس روایت کا دارومدار عبداللہ بن محمد عقیل پر ہے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وابن عقیل سیئی الحفظ یصلح حدیثہ للمتابعات فاما اذا انفرد فیحسن اما اذا خالف فلا یقبل وقد خالف ھو روایۃ نفسہ۔ (التلخیص الحبیر کتاب الجنائز ۲/۲۰۵ تحت رقم (۷۴۵) ط جدید)

ابن عقیل خراب حافظے والا ہے اس کی روایت متابعات میں درست ہے جب یہ منفرد ہو تو حسن ہے اور جب یہ مخالفت کرے تو اس کی روایت قبول نہیں ہے۔ اس کی روایت کی خود مخالفت کی ہے۔

تقریب میں فرماتے ہیں "صدوق فی حدیثہ لین" سچا ہے اس کی روایت میں کمزوری ہے اور دکتور بشار عواد لکھتے ہیں "بل ضعیف یعتبر بہ" بلکہ ضعیف ہے متابعات و شواہد میں اس کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ (تقریب مع تحریر ۲۰/۲۶۴) اس کی مذکورہ روایت صحیحین کی روایت کے خلاف ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کے کفن کے تین کپڑے بیان ہوئے ہیں۔

نیز امام بزار فرماتے ہیں: اس روایت میں ابن عقیل کی کسی نے متابعت کی ہو ہمارے علم میں نہیں ہے۔ ابن حبان اور ابن عدی نے بھی اس روایت کو ابن عقیل کی وجہ سے معلل قرار دیا ہے۔ (نصب الرایہ ۲/۲۶۲)

علامہ عبید اللہ الرحمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "وفیہ رد علی من قال "ان المشروع فی کفن الرجل الی سبعۃ ثیاب" حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں ان لوگوں کا رد ہے: مرد کے کفن کے لئے بھی سات کپڑوں کو مشروع قرار د تے ہیں۔ (مرعاۃ المفاتیح ۵/۳۴۳)

تنبیہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے "التلخیص الحبیر" میں میں عبداللہ بن محمد عقیل کی روایت کی تقویت کے ے حاکم کے حوالے سے ایوب عن نافع عن ابن عمر کی سند سے یک روایت کا تذکرہ کیا ہے کہ سات کپڑوں میں کفن دیا جاسکتا ہے۔

یاد رہے کہ سنن ابن ماجہ (۱۴۷۰) میں سلیمان بن موسی عن نافع عن ابن عمر کے طریق سے مروی اس روایت کے معارض ہے جس میں ہے کہ "کفن رسول اللہ ﷺ فی ثلاث ریاط بیض سحولیہ"

رسول اللہ ﷺ کو تین سفید دھلی ہوئی سوتی چادر ں میں کفن دیا گیا۔

علامہ بوصیری نے زوائد ابن ماجہ میں اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس حدیث کی اصل صحیحین میں عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہا سے موجود ہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں

"وقد روی فی کفن النبی ﷺ روایات مختلفۃ وحدیث عائشہ اصح الحادیث التی رویت فی کفن النبی ﷺ

(ترمذی مع تحفۃ الاحوذی ۴/ ۵۳، ۵۴)

نبی مکرم ﷺ کے کفن کے بارے میں مختلف روایات مروی ہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی نبی ﷺ کی کفن کے بارے میں سب سے زیادہ صحیح ہے۔

امام حاکم فرماتے ہیں۔ انها تواترت الاخبار عن علي وابن عباس وابن عمر و عبدالله بن مغفل وعائشه في تكفين النبي ﷺ في ثلاثة اثواب بيض ليس فيها قميص ولا عمامة"

نبی ﷺ کے کفن کے تین سفید کپڑوں کے بارے میں علی، ابن عباس، ابن عمر، عبداللہ بن مغفل اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے متواتر اخبار مروی ہیں ان کپڑوں میں قمیص اور عمامہ نہیں تھا۔ (مرعاۃ المفاتیح ۵/ ۳۴۳ نیل الاوطار ۴/ ۴۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

قاضی شوکانی رقمطراز ہیں "واما عدد الاكفان فلم يرد في ذلك شئي يعتمد عليه الا ما ثبت في الصحيحين وغيرهما من حديث عائشه " ان النبي صلى الله عليه وسلم كفن في ثلاثة اثواب بيض سحولية ليس فيها قميص ولا عمامة " ولم يثبت في تكفينه صلى الله عليه وسلم ما يخالف هذا وكل ما روي في ذالك فهو لا يصلح للمعارضة هذا مع كونه في نفسه غير صحيح لايحل العمل به فضلا عن ان يعارض ما في الصحيحين وغيرهما (السیل الجرار ۱/ ۶۹۱)

کفن کے کپڑوں کی تعداد کے بارے میں کوئی قابل اعتماد روایت وارد نہیں ہوئی سوائے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے جو صحیحین وغیرھما سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ کو تین سفید دھلے ہوئے سوتی کے کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں قمیص اور عمامہ نہیں تھا اس کے خلاف نبی ﷺ کے کفن کے بارے کوئی بات ثابت نہیں اور اس کے بارے جو بھی روایت بیان کی گئی ہے وہ معارضہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی جبکہ وہ فی نفسہ صحیح بھی نہیں اس پر عمل کرنا حلال نہیں چہ جائے کہ وہ صحیحین وغیرھما کی روایت کا معارضہ کرے بہر کیف سب سے زیادہ صحیح اور درست قول یہی ہے کہ میت مرد کو تین کپڑوں میں کفن دیا جائے گا اور اگر قلت و تنگی ہو تو کم از کم اتنا کپڑا ہو جس سے اس کے بدن کو ڈھانپ دیا جائے جیسا کہ اوپر دلائل سے واضح کر دیا گیا ہے۔

روایت کی تحقیق

س: میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ کیا یہ روایت صحیح ہے؟ اور اس کا مطلب و معنی کیا ہے؟ (مزمل احمد ڈھلوں، گل پارک شاہدرہ لاہور)

ج: بعض لوگ حب علی رضی اللہ عنہ میں غلو سے کام لیتے ہوئے ضعیف و موضوع قسم کی روایات کو بنیاد بنا کر غلط قسم کے نظریات و عقائد کا اختراع کرتے ہیں اور تاویلات باطلہ اور آرائے کاسدہ و خیالات فاسدہ کے ذریعے عامۃ الناس کو گمراہ کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ رسول اللہ دار حکمت اور مدینۃ العلم ہیں اور اس دار اور گھر کا دروازہ علی رضی اللہ عنہ ہیں اور گھر میں داخل ہونے کے لئے دروازہ استعمال کیا جاتا ہے لہٰذا حکمت و علم کا حصول علی رضی اللہ عنہ سے مختص ہے اللہ بھی فرماتے ہے۔

واتوا البيوت من ابوابها (بقرہ ۱۸۹)

تم گھروں میں ان کے دروازوں کی جانب سے داخل ہو جاؤ۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ کی وفات کے بعد متصل خلیفہ علی رضی اللہ عنہ ہیں اس لئے کہ گھر میں داخلے کیلئے دروازہ ہے اس لئے علم نبوت کے وارث علی رضی اللہ عنہ ہیں اور وہی خلیفہ بلا فصل ہیں۔ ان کی یہ بات کئی وجوہ سے غلط ہیں۔

۱۔ علامہ طیبی شارح مشکوۃ فرماتے ہیں "ولا حجة لهم فيه اذليس دار الجنة اوسع من دار الحكمة ولها ثمانية ابواب"

اس روایت میں ان کے حق میں کوئی دلیل نہیں ہے اس لئے کہ دار الجنتہ دار الحکمہ سے زیادہ وسیع نہیں ہے اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ (شرح الطیبی علی المشکوۃ ۱۲/ ۲۸۸۷) یعنی دار جنت جو دار حکمت سے وسیع نہیں ہے، اس کے آٹھ دروازے ہیں تو دار حکمت اور مدینۃ العلم کا صرف ایک ہی دروازہ کیوں؟

ملا علی قاری رقمطراز ہیں " والمعنى علي باب من ابوابها (مرقاۃ ۱۰/ ۴۶۹)

اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ علی اس شہر کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔

۲۔ یہ روایت اپنی جمیع اسانید کے ساتھ ضعیف ہے بلکہ علامہ البانی نے اس پر موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے۔ (سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ (۲۹۵۵)

اس کی ایک سند میں ابو الصلت عبدالسلام بن صالح الھروی متہم بالکذب ہے۔ یہ سند مستدرک حاکم، طبرانی کبیر، تاریخ بغداد، تھذیب الاثار اور تاریخ دمشق میں موجود ہے۔ عبدالسلام کے حالات کے بارے ملاحظہ ہو المغنی فی الضعفاء ۱/ ۳۲۴ الجرح والتعدیل ۶/ ۲۵۷ میزان الاعتدال ۲/ ۶۱۶ لسان المیزان ۷/ ۲۸۷ الضعفاء الکبیر ۳/ ۷۰ وغیرھا

دوسری سند میں شریک بن عبداللہ سیئی الحفظ راوی ہے یہ سند ترمذی (۳۷۲۳) حلیۃ الاولیاء ۱/ ۶۴ وغیرھا میں مروی ہے۔

یہ روایت جابر رضی اللہ عنہ سے مستدرک حاکم اور تاریخ بغداد میں مروی ہے اس کی سند میں احمد بن عبداللہ بن یزید الحرانی دجال وکذاب ہے۔ (تلخیص المستدرک ۳/ ۱۲۷، ۱۲۹)

مزید تفصیل کے لئے سلسلہ ضعیفہ ملاحظہ کریں اور الفوائد المجموعہ للشوکانی رقم ۵۲

۳۔ اس ضعیف و موضوع روایت کو اگر تسلیم بھی کرنا ہے تو اس کے پہلے حصے کو بھی مد نظر رکھیں۔ عبداللہ بن سعید کی روایت میں ہے کہ "انا مدينة العلم وابو بكر بابها وعمر حيطانها وعثمان سقفها وعلي بابها ولا تقولوا في ابي بكر وعلي وعثمان الا خيرا

میں علم کا شہر ہوں ابو بکر اس کی بنیاد ہیں۔ عمر اس کی دیوار ہیں عثمان اس کی چھت ہیں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ تم ابو بکر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے بارے میں خیر کے سوا کچھ نہ کہو۔

(المسند الفردوس رقم (۱۰۵) ص ۴۳، ۴۴) نیز دیکھیں تاریخ دمشق ۹/ ۲۰، ۴۵/ ۳۲۱ کشف الخفاء و مزیل الالباس ۱/ ۲۰۴ مرقاۃ ۱۰/ ۴۷۰، ۴۷۴)

لیکن مدینۃ العلم والی روایت کو لے کر شور و غوغا کرنے والے اس روایت کے اس حصے کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ ہوں گے۔

۴۔ عقلی طور پر بھی معلوم ہوتا ہے کہ دروازے کا نمبر پہلا نہیں ہوتا بلکہ چوتھا ہی ہوتا ہے جب بھی کوئی دار، گھر، مکان، تعمیر کرتا ہوتا ہے پہلے اس کی نیو، بنیاد رکھی جاتی ہے، پھر دیواریں بنتی ہیں پھر چھت ڈالتے ہیں اور بعد میں پھر دروازوں کا نمبر آتا ہے۔ یہ ہمارے روز مرہ کے مشاہدے اور معائنے میں ہے۔ کوئی کم عقل ایسا نہیں ہو گا جو نیو، دیواریں اور چھت ڈالنے کے بغیر ہی دروازہ لگا کر بیٹھ جائے گا۔ اس لحاظ سے بھی علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا نمبر چوتھا بنتا ہے۔

۵۔ بعض علماء نے اس روایت کا ترجمہ یوں بھی کیا ہے کہ "میں علم کا شہر ہوں اور اس کا دروازہ بہت بلند و عالیشان ہے۔ انہوں نے "علی" کو علم کی بجائے صفت کا صیغہ قرار دیا ہے۔ بہر حال یہ بات شاذ و نادر ہے۔

مذکورہ بالا مختصر سی توضیح سے واضح ہو گیا کہ یہ روایت درست نہیں اور اس کا مقصود و مطلوب وہ نہیں جو بعض لوگ لیتے ہیں اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین

اقامت والی احادیث میں تطبیق کا مسئلہ

س: سائل عرض گزار ہے کہ بندہ ناچیز کو مندرجہ ذیل احادیث میں بظاہر تعارض نظر آتا ہے لہٰذا ابہام اور اشکال کی وضاحت فرمائیں۔

۱۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب نماز کی تکبیر ہو تو کھڑے نہ ہو جب تک مجھے نہ دیکھ لو۔

۲۔ ابو ھریرہ کہتے ہیں کہ ایک بار نماز کی تکبیر کہی اور ہم نے صفیں برابر کیں نبی ﷺ کے نکلنے سے پہلے۔

۳۔ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کی تکبیر آپ کے واسطے کہی جاتی اور لوگ صفوں میں اپنی جگہ لے لیتے تھے قبل اس کے کہ نبی ﷺ اپنی جگہ کھڑے ہوں۔ (مسلم کتاب المساجد باب متی یقوم الناس للصلوۃ)

حدیث نمبر ۱ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی ﷺ کے نکلنے

یونٹ نمبر 1

الدعوۃ اوپن یونیورسٹی کے زیر اہتمام آیئے قرآن سیکھیں

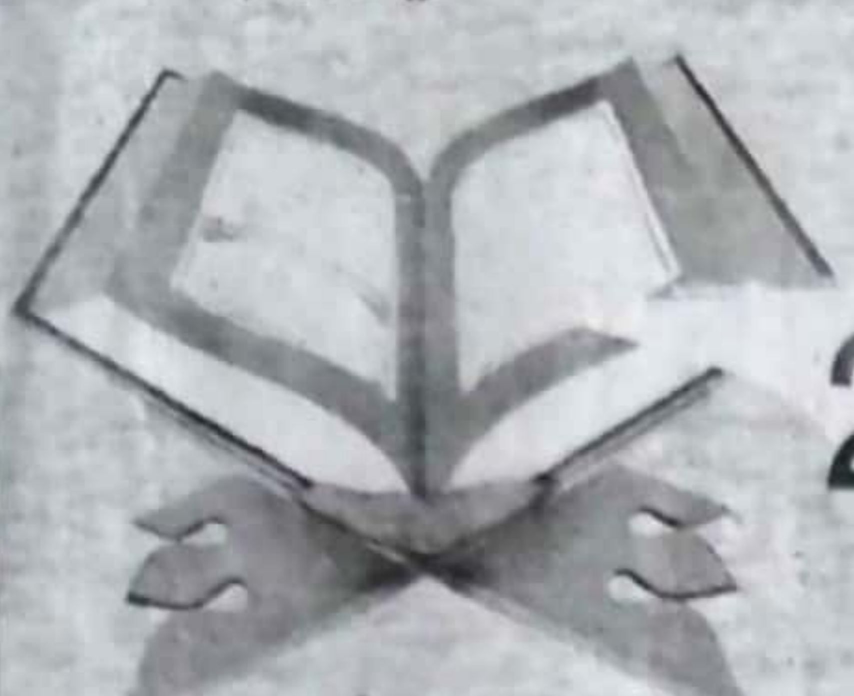

فہم قرآن سبق نمبر 2

معلم: احسان الحق شہباز

(ناگزیر حالات کی وجہ سے سبق نمبر 2 دوبارہ پیش خدمت ہے۔ گزشتہ ہدایات کے مطابق 20 اگست تک مشق بھیج دیں)

ابتدائی مقدمہ

علم نحو کا پس منظر وضرورت:

جب دین اسلام کو تمام ادیان ومذاہب پر غلبہ حاصل ہوا اور مختلف زبانوں والے لوگ اسلام میں داخل ہوئے تو عرب وعجم کے اس اختلاط کی وجہ سے عربی زبان متاثر ہونے لگی۔ لوگ جب ناواقفیت کی وجہ سے غلط سلط بولتے تو اس کا مفہوم بگڑنے لگا۔ نئے مسلمانوں کے لئے اپنا قرآن اور دین سیکھنے کے لئے مشکل پیش آنے لگی۔

اپنی مادری زبان ہونے کی وجہ سے عربوں کو تو خاص ضرورت نہ تھی مگر جب غیر عرب آئے تو انہیں سمجھانے کے لئے ضرورت پیش آئی کہ عربی زبان سیکھنے کے کچھ قواعد وضوابط مقرر کئے جائیں تاکہ قرآن کی خدمت ہو۔ سب لوگ اسے صحیح طور پر پڑھ بھی لیں، سمجھ بھی لیں۔ کئی واقعات بھی اس طرح کے پیش آئے جن کی وجہ سے اس ضرورت کا احساس شدید ہو گیا مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک دیہاتی شخص نے کہا' مجھے کوئی قرآن پڑھا دے تو ایک شخص اسے سورۃ توبہ کی آیات پڑھانے لگا اور یہ آیت

"أَنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ (آیت نمبر 3)

اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول مشرکوں سے بری ہیں (ان سے کوئی معاہدہ نہیں ہوگا) لیکن اس دیہاتی کو وَرَسُولُهُ کے لام پر پیش کی بجائے زیر پڑھا دی۔ جس سے معنی اس طرح بن گیا کہ اللہ تعالیٰ مشرکوں سے اور اپنے رسول سے بری ہے۔ تو اس دیہاتی نے پوچھا' کیا اللہ اپنے رسول سے بھی بری اور لاتعلق ہے؟ اگر ایسا ہے تو میں بھی اس رسول سے بری ہوں...... معاملہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچا تو آپ نے خود اس دیہاتی کو بلا کر سمجھایا کہ اس پڑھانے والے کو غلطی لگ گئی ہے۔ اصل اس طرح پڑھنا ہے اور یہ اس کا صحیح مفہوم ہے۔ جس طرح اردو میں ایک نقطے سے لفظ کچھ کا کچھ بن جاتا ہے' اس طرح عربی میں بھی زیر' زبر کے اختلاط سے معنی ومفہوم بدل جاتا ہے۔ اس ضرورت کی بنیاد پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوالاسود الدؤلی جو عربی میں بڑی مہارت رکھتے تھے' کو بلایا اور ایک رقعہ دیا۔ انہوں نے پوچھا' یہ کیا ہے؟ تو وہ کہنے لگے' میں نے عربی زبان کے حوالہ سے بہت غور وخوض کیا اور عجمیوں کے آنے کی وجہ سے جو مشکل و پریشانی آرہی ہے' اس پر سوچ وبچار کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ عربی سیکھنے سکھلانے کے لئے کچھ قواعد وضوابط مقرر کئے جائیں تو اس رقعہ کو پڑھو۔ اس میں لکھا تھا۔

الکلام کله اسم و فعل و حرف۔ فالاسم ما انبئا عن المسمی والفعل ما انبئی به والحرف ما افاد معنی

کہ عربی زبان میں تین ہی چیزیں ہیں۔

اسم' فعل اور حرف۔

اسم' وہ ہوتا ہے جو کسی چیز پر بولا جاتا ہے۔

فعل' جس کے ساتھ کسی کام کی خبر دی جاتی ہے۔

اور حرف' جو اسم اور فعل کے ساتھ مل کر معنی (رابطہ) کا فائدہ دیتا ہے۔

اور کہا' اس طرح کے قوانین مقرر کرو تو میں نے ان کی روشنی میں کافی سارے ضابطے لکھے اور ان سے صلاح مشورہ بھی لیتا رہا حتی کہ اچھا خاصہ مجموعہ تیار ہو گیا۔ پھر وہ مجموعہ آپ کی خدمت میں پیش کیا تو دیکھ کر فرمایا:

" مَا أَحْسَنَ هَذَا النَّحْوَ الَّذِيْ قَدْ نَحَوْتَ "

یہ طریقہ بہت خوبصورت ہے جس کو آپ نے اختیار کیا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں' اس علم کا نام علم نحو رکھا گیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس طریقہ سے عربی سمجھنے اور قرآن سمجھنے کو نحو کہا تھا لیکن اس سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی یہ نام منقول ہے صاحب الکھلین نے لکھا ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ حکم دیا تھا۔ "تعلموا النحو کما تعلمون السنن والفرائض" علم نحو کو بھی اسی طرح سیکھو جس طرح سنن اور فرائض کا علم حاصل کرتے ہو۔ بہرحال فہم قرآن کے لئے اور غلطی سے محفوظ رہنے کے لئے اس علم کو لازمی سمجھا گیا ہے۔

بعد میں ابوالاسود الدولی کے شاگردوں نے آہستہ آہستہ اس علم کو بہت ترقی دی جن میں عنبسۃ الفیل م 93ھ میمون الاقران م 102ھ نہایت قابل ذکر ہیں۔ کچھ عرصہ بعد ابو عمرو بصری اور ان کے شاگرد خلیل بن احمد نے اسے باضابطہ مرتب کیا۔ پھر خلیل کے مشہور شاگرد سیبویہ م 161ھ نے اس پر ایک جامع کتاب لکھی جس کا نام "الکتاب" رکھا۔ اس طرح ہر دور میں علم نحو اور لغت کے امام اس فن کو ترقی دیتے رہے اور اب بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں باقاعدہ لغت کو ایک بنیادی حیثیت حاصل ہے اور اس کے لئے الگ کالجز ہیں۔

علم نحو کی تعریف:

ان اصول وقواعد کا علم حاصل کرنا جن کی روشنی میں اسم' فعل اور حرف کو آپس میں جوڑنے' ان پر زبر زیر یا پیش پڑھنے کا شعور حاصل ہوتا ہے۔

علم نحو کا موضوع: ۔اس علم کا موضوع کلمہ اور کلام ہے۔

علم نحو کا فائدہ وغرض وغایت: ۔عربی بول چال اور لکھنے پڑھنے میں غلطی سے حفاظت ہو۔

ضمہ: ۔حرف پر پیش (ُ) کو ضمہ کہتے ہیں۔

فتحہ: ۔حرف پر زبر (َ) کو فتحہ کہتے ہیں۔

کسرہ: ۔ حرف کے نیچے زیر (ِ) کو کسرہ کہتے ہیں۔

سکون: ۔لفظ پر جزم (ْ) کو سکون کہتے ہیں۔

علم صرف

صرف کا معنی گردان ہوتا ہے۔ اصطلاح میں عربی لفظ سے مختلف معانی لینے کے لئے مختلف صورتیں بنانا اور انہیں سمجھنا ہے۔ مثلاً قراءت کا معنی پڑھنا ہے اور اس سے ماضی میں پڑھنا بیان کرنا ہو حال میں یا مستقبل میں پڑھنے کا اظہار کرنا ہو۔ پڑھنے والے اور پڑھے گئے کے متعلق بتانا ہو' پڑھنے کا حکم یا ممانعت کا معنی لینا ہو' پھر اس کے ساتھ واحد' تثنیہ' جمع اور مذکر ومونث وغیرہ کے لئے یا باتیں بیان کرنا ہوں تو اسی لفظ سے مختلف شکلوں کے الفاظ بنانا اور انہیں دیکھ کر سمجھنا کہ یہ الفاظ فلاں لفظ سے نکلے ہوئے ہیں۔ اس سارے فن کو علم صرف کہا جاتا ہے۔

گویا اس سے ذخیرہ الفاظ کا علم ہوتا ہے۔ دراصل یہ علم نحو کی ہی ایک شاخ ہے مگر اس علم میں ترقی وکمال نے اسے بھی ایک الگ حیثیت دے دی ہے۔

فائدہ وغرض وغایت:

اس کا فائدہ' لفظ کی ساخت' تلفظ میں درستگی اور پھر معانی کی صحیح پہچان ہے۔

حصہ صرف

پچھلے سبق میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ لفظ کی دو قسمیں ہیں ایک بامعنی لفظ اور دوسری ہے بے معنی یا مہمل۔ یاد رکھیں بامعنی لفظ کی دو قسمیں ہیں

مفرد اور مرکب

مفرد: جو لفظ اکیلا ہو اسے کلمہ یا مفرد کہتے ہیں اور اس کی تین قسمیں ہیں۔ اسم، فعل اور حرف۔ جن کے متعلق آپ پڑھ چکے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی علامات بھی جان چکے ہیں۔

کلمہ اگر اپنا معنی واضح طور پر سمجھا دے اور کسی زمانے کا محتاج نہ ہو تو اسم اور اگر اپنا معنی تو سمجھا سکے مگر زمانے کا محتاج ہو یعنی اس میں کوئی زمانہ پایا جائے تو فعل اور اگر اپنا معنی ہی نہ سمجھا سکے تو اسے حرف کہتے ہیں۔

ان تینوں میں سے پہلی صورت دوسری صورتوں سے بلند ہے اس بلندی کی وجہ سے اس کا نام اسم رکھا گیا کیونکہ عربی میں اس کا معنی بلند ہونا اور نمایاں ہونا ہوتا ہے۔ اسی سے سماء یعنی آسمان ہے۔ دوسری صورت میں چونکہ کسی زمانہ میں کسی کام کا ہونا یا کرنا پایا جاتا ہے اور کام کو فعل کہا جاتا ہے اس لئے اس کو فعل کا نام دیا گیا ہے اور تیسری صورت چونکہ مقصود بالذات نہیں ہوتی نہ وہ اپنا معنی سمجھا سکتا ہے نہ کسی کام کا کرنا یا ہونا بتاتا ہے اس لئے اسے کنارے پر کر کے اسم اور فعل کو زیادہ اہمیت دی گئی چنانچہ اسے حرف کا نام دیا گیا کہ یہ ہماری اہم بحث سے ایک کنارے پر ہے۔

مفرد کے حوالے سے یہ تین بحثیں ہیں جو آہستہ آہستہ ان شاء اللہ سمجھیں گے۔ یاد رہے کہ چونکہ کسی بھی زبان میں ذخیرہ الفاظ اور الفاظ کی مختلف صورتوں کو سمجھنے کی زیادہ اہمیت ہوتی ہے اسی طرح عربی زبان میں بھی فعل کی بحث ذرا زیادہ ہے۔ اسم کی اس سے کم اور حرف کی اس سے بھی کم۔

فعل کی بنیادی طور پر تین قسمیں ہیں۔

ماضی، مضارع اور امر

ماضی:۔ جس میں گزشتہ زمانہ کے اندر کسی کام کے ہونے یا کرنے پر دلالت ہو۔

مضارع:۔ جس میں حال یا مستقبل کے اندر کسی کام کے ہونے یا کرنے کا پتہ چلے۔

اور امر جس میں مستقبل یعنی آئندہ زمانہ میں کوئی کام کرنے کا حکم دیا جائے۔ ان کی آگے پھر مختلف صورتیں ہیں جو آہستہ آہستہ ان شاء اللہ بیان ہوں گی سر دست آپ فعل کے متعلق یہ ذہن میں رکھیں کہ اس کے صرف بیس ابواب عام استعمال ہوتے ہیں اور پوری عربی زبان کے جتنے بھی الفاظ ہیں، وہ انہیں ابواب میں سے ہی ہوتے ہیں۔

ذیل میں ہم پہلے باب سے صرف فعل ماضی کی ایک گردان پیش کر رہے ہیں۔ کیونکہ فعل ماضی کی گردان سے ہی باقی گردانیں بنانا آسان ہوتی ہیں۔ اس گردان کا نام فعل ماضی معروف (ثلاثی مجرد صرف تین حروف والی) ہے۔ اس کے چودہ صیغے ہیں۔ پہلے تین مذکر غائب کے لئے استعمال ہوتے ہیں دوسرے تین مونث غائب کے لئے اگلے تین مذکر حاضر اور اس سے اگلے تین مونث حاضر کے لئے پھر ایک واحد متکلم کا ہے اور دوسرا تثنیہ اور جمع متکلم کے لئے ہے خواہ مذکر ہو یا مونث۔ ان کے صیغوں کو اچھی طرح ذہن میں بٹھانا ہے۔ اس سے ترجمہ کرنے کی اور بات کو سمجھنے کی بصیرت پیدا ہو گی۔ ان شاء اللہ اور الفاظ کے متعلق علم ہو گا کہ یہ کیسا لفظ ہے اور کون سا فعل ہے۔ اس سے پہلے ایک ضروری بات سمجھ لیں۔

واحد، تثنیہ اور جمع میں فرق۔ عربی میں واحد ایک کو کہتے ہیں۔ دو ہوں تو تثنیہ کہتے ہیں۔ دو سے زیادہ کو جمع کہتے ہیں۔

فعل ماضی معروف

مذکر غائب ——

فَعَلَ (اس ایک مرد نے کیا) واحد مذکر غائب زمانہ ماضی میں ایک غائب آدمی کے کام کرنے پر دلالت کرتا ہے۔

فَعَلَا (ان دو مردوں نے کیا) تثنیہ مذکر غائب زمانہ ماضی میں دو غائب آدمیوں کے کام کرنے پر دلالت کرتا ہے۔

فَعَلُوا (ان سب مردوں نے کیا) جمع مذکر غائب زمانہ ماضی میں بہت سے غائب آدمیوں کے کام کرنے پر دلالت کرتا ہے۔

مونث غائب ——

فَعَلَتْ (اس ایک عورت نے کیا) واحد مونث غائب زمانہ ماضی میں ایک غائب عورت کے کام کرنے پر دلالت کرتا ہے۔

فَعَلَتَا (ان دو عورتوں نے کیا) تثنیہ مونث غائب زمانہ ماضی میں دو غائب عورتوں کے کام کرنے پر دلالت کرتا ہے۔

فَعَلْنَ (ان سب عورتوں نے کیا) جمع مونث غائب زمانہ ماضی میں بہت سی غائب عورتوں کے کام کرنے پر دلالت کرتا ہے۔

مذکر حاضر: ——

فَعَلْتَ (تم ایک مرد نے کیا) واحد مذکر حاضر زمانہ ماضی میں ایک حاضر شخص کے کام کرنے پر دلالت کرتا ہے۔

فَعَلْتُمَا (تم دو مردوں نے کیا) تثنیہ مذکر حاضر زمانہ ماضی میں دو حاضر آدمیوں کے کام کرنے پر دلالت کرتا ہے۔

فَعَلْتُمْ (تم سب مردوں نے کیا) جمع مذکر حاضر زمانہ ماضی میں بہت سے حاضر آدمیوں کے کام کرنے پر دلالت کرتا ہے۔

مؤنث حاضر ——

فَعَلْتِ (تو ایک عورت نے کیا) واحد مؤنث حاضر زمانہ ماضی میں ایک حاضر عورت کے کام کرنے پر دلالت کرتا ہے۔

فَعَلْتُمَا (تم دو عورتوں نے کیا) تثنیہ مونث حاضر زمانہ ماضی میں دو حاضر عورتوں کے کام کرنے پر دلالت کرتا ہے۔

فَعَلْتُنَّ (تم سب عورتوں نے کیا) جمع مؤنث حاضر زمانہ ماضی میں بہت سی حاضر عورتوں کے کام کرنے پر دلالت کرتا ہے۔

متکلم ——

فَعَلْتُ (میں ایک مرد یا عورت نے کیا) واحد متکلم خواہ مذکر ہو خواہ مونث زمانہ ماضی میں میرے کام کے کرنے پر دلالت کرتا ہے۔

فَعَلْنَا (ہم سب مردوں یا دو مردوں نے کیا یا ہم سب عورتوں یا دو عورتوں نے کیا) تثنیہ و جمع متکلم خواہ مذکر ہوں خواہ مونث زمانہ ماضی میں ہمارے کام کرنے پر دلالت کرتا ہے۔

اس گردان کو یاد کرنا ہے۔ ان سارے الفاظ و صیغوں کی پہچان کرنا ہے۔ اس طرح اس باب کے جتنے بھی الفاظ ہیں مثلاً نَصَرَ (اس ایک مرد نے مدد کی) اَکَلَ (اس ایک آدمی نے کھایا) قَتَلَ (اس ایک آدمی نے قتل کیا) ذَهَبَ (وہ ایک آدمی گیا) وغیرہ سب کی اس طرح گردان بنے گی۔ اس طرح مذکر و مونث، غائب، حاضر اور متکلم کے صیغے بنیں گے۔ گردان میں آخری الفاظ کی تبدیلی کو خاص طور پر ذہن میں رکھیں۔ اس طرح آپ عربی سے اردو اور اردو سے عربی سمجھنے کی صلاحیت اپنے اندر ان شاء اللہ پیدا کر لیں گے۔

اب ضَرَبَ (مارنا) کی گردان ملاحظہ فرمائیں

	واحد	تثنیہ	جمع
مذکر غائب	ضَرَبَ	ضَرَبَا	ضَرَبُوْا
مؤنث غائب	ضَرَبَتْ	ضَرَبَتَا	ضَرَبْنَ
مذکر حاضر	ضَرَبْتَ	ضَرَبْتُمَا	ضَرَبْتُمْ
مؤنث حاضر	ضَرَبْتِ	ضَرَبْتُمَا	ضَرَبْتُنَّ
متکلم	ضَرَبْتُ	ضَرَبْنَا	

باقی صفحہ نمبر 59 پر

مشق نمبر 2

س1۔ بَلَدٌ (کوئی شہر) اَلْفَرَسُ (گھوڑا) جَاهَدَ (اس نے جہاد کیا) يَقْتُلُ (وہ قتل کر دے گا) مِنْ (سے) عَلٰى (اوپر) صَلِّ (نماز پڑھو) تَصَدَّقْ (صدقہ کرو) اَلسَّيْفُ (تلوار) سے اسم، فعل اور حرف الگ الگ کریں۔ (20)

س2۔ صَلّٰى (اس نے نماز پڑھ لی ہے) يَذْهَبُ (وہ جاتا ہے یا جائے گا) آمَنُوْا (تم سب ایمان لاؤ) اِضْرِبُوْا (مارو) يَقُوْلُ (وہ کہتا ہے یا کہے گا) فَتَحَ (اس نے فتح کیا) ان الفاظ سے فعل ماضی، مضارع اور امر کو الگ الگ لکھیں۔ (20)

س3۔ نَصَرَ (اس نے مدد کی) کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔ نَصَرَتْ کا صیغہ واحد مونث غائب ہے۔ درج ذیل افعال کے صیغے کیا ہوں گے؟ ذَهَبَتْ، بَعَثْنَا، جَلَسْتُمْ، رَجَعَا، وَعَدُوْا، قَتَلْتِ، ضَرَبْتُمَا، صَدَقْنَ، كَذَبَتَا۔ ان کے صیغے لکھیں؟ (20)

س۔4۔ لفظ کی کتنی قسمیں ہیں اور ہر ایک کی تعریف کے ساتھ یہ بھی لکھیں کہ ان کے آگے کون کون سی قسمیں ہیں؟ (20)

س5:۔ مرکب مفید اور غیر مفید پہچانیں۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ (اللہ سب سے بڑا ہے) اَلزَّكٰوةُ فَرِيْضَةٌ (زکوۃ ایک فریض ہے) صَلِّ (تم نماز پڑھو۔) اَلصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ (سیدھا راستہ) قَوْلُ اللّٰهِ (اللہ کا حکم) (20)

آج کا فیشن

شادی کے موقع پر لاگ کی غیر اسلامی رسم

ماریہ عبدالرشید

اسلامی معاشرے کے باوجود ہمارے آج کے معاشرے میں اسلام صرف نام کا ہی رہ گیا ہے۔ اسلامی طرز زندگی اپنانے کی بجائے غیر اسلامی طرز زندگی کو شعار بنایا جا رہا ہے۔ اسلام کی بجائے بے ہودہ اور فضول امور کو ترجیح دی جا رہی ہے۔ کچھ امور کو تو بطور رسومات کے بجالایا جاتا ہے کہ یہ کام یا رسم ہمارے خاندان کی ہے یا پھر یہ کہا جاتا ہے کہ ہمارے بڑوں سے چلی آ رہی ہے۔ اس کو ضرور کرنا ہے۔ ورنہ بدشگونی ہوگی یا پھر بڑوں کی تذلیل ہوگی۔ ان کی روایات کو توڑنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ بے شک ایسا کرنے سے اسلام کے دائرہ کار سے خارج ہو جائیں۔ اسلام کی حدود کے اندر رہتے ہوئے تو ان کی تقلید جائز وگرنہ دوسری صورت ہو ہی نہیں سکتی۔ ایسے ہی دقیانوسی خیالات کے حامیوں کے بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ○ (البقرہ، آیت نمبر-170)

''اور جب انہیں کہا جاتا ہے اس کی پیروی کرو جو اللہ نے اتارا تو وہ کہتے ہیں بلکہ ہم اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو بھلا اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ نہ سمجھتے ہوں اور ہدایت یافتہ نہ ہوں۔''

آج ہمارے معاشرے میں کچھ امور کو تو باپ دادا کی روایات اور کچھ تبدیل کر کے فیشن (رواج) کا نام دے کر سرانجام دیئے جا رہے ہیں۔

شیشہ دکھائی (آرسی رسم):

شیشہ دکھائی (آرسی رسم) بارات کے استقبال' دولہے کو دودھ پلانے' دیور کا گود میں بیٹھنے پر لاگ وصول کرنے اور ان رسموں کو بجالانے کا فریضہ بڑے جذبے سے سرانجام دیا جاتا ہے۔ ان میں سے کچھ تو شادیوں پر کام کرنے والے وصول کرتے ہیں اور کچھ کی نوعیت بدل دی گئی ہے۔ جیسے بارات کی روانگی سے پہلے گھر والوں سے کچھ رقم ہتھیانا کہ بارات خیر وعافیت سے واپس آئے اور یہ کہ بیٹا دلہن لینے جا رہا ہے' خوشی کا موقع ہے۔ لڑکے اور لڑکی کی رسم حنا اور ابٹن وغیرہ کی رسوم ادا کرتے ہوئے بھی یہ افراد قریب کھڑے ہو کر اپنی جیبیں گرم کرتے ہیں۔ بارات کے دلہن والے گھر پہنچنے پر استقبال کے موقع پر دروازے پر دولہا سے لاگ (انٹری ٹیکس) لے کر اندر جانے دیا جاتا ہے۔ پھر اسی طرح بارات کی واپسی پر جو پہلے پہنچ کر یہ اطلاع دے کہ بارات دلہن لے کر آ رہی ہے۔ اس کو خوشخبری دینے کے عوض ٹھوٹھی (ناریل) یعنی کچھ پیسے مٹھائی اور سوٹ وغیرہ سے نوازا جاتا ہے۔ اس قسم کے بہت سے لاگوں کا سلسلہ دلہا اور دلہن دونوں طرف چلتا ہے۔ یہ لاگ لینے اور دینے دونوں لازم اور ملزوم کی طرح سمجھتے جاتے ہیں۔ اکثر ان موقعوں پر لڑائی جھگڑا ہو جاتا ہے۔ سنگین صورت حال پیدا ہونے کی صورت میں بارات کی واپسی اور فائرنگ کے باعث افراد کے زخمی یا مرنے (قتل) تک نوبت پہنچتی ہے۔ اسی لئے مشہور کہاوت ہے کہ ''لاگیاں نوں لاگ چاہیدا بے شک جاندی رنڈی ہو جاوے۔'' (لاگیوں کو لاگ چاہئے بے شک جاتے ہی بیوہ ہو جائے)

آج ان لاگوں کو جدید رنگ دے دیا گیا ہے کہ کچھ وصول کرنے والوں کے چہرے بدل دیئے گئے ہیں اور ساتھ اسراف کی بھی انتہا کر دی۔ کہ رسم حنا اور ابٹن جیسی بے ہودہ رسموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ہزاروں مالیت کی سجی کرسیاں اور پنگھیں خریدی جاتی ہیں۔ چند دن پہلے ملنے والی خالہ جان سے اس موضوع پر بات ہوئی تو وہ کہنے لگیں۔ ان خباثتوں نے تو مسلمانوں کو ایسا گھیرے میں لیا ہے کہ ہوش ہی اڑا دیا ہے۔ ہمارے اپنے بالکل قریبی رشتہ داروں میں شادی تھی...... لڑکا لڑکی دونوں طرف رشتہ داری تھی۔ لیکن ہم لڑکی کی طرف گئے تو انہوں نے رسم حنا اور ابٹن وغیرہ کے لئے تیس (30) ہزار کی تازہ پھولوں سے سجی چادر اس کے سر کے اوپر ڈالنے کے لئے خریدی۔ عام طور پر تو کام دردو پٹے سے کام چلایا جاتا ہے۔ اسی طرح پہلے ڈولی میں دلہن کو سسرال رخصت کیا جاتا تھا۔ اب اس کو جدید پن دے کر شیشے کی تیار پہیوں والی ڈولی میں بٹھا کر گاڑی (دولہے کی کار) تک لے جایا جاتا ہے۔ جہاں سے حیا کے پردے چاک کرتے ہوئے ڈولی گزرتی ہے ہر شخص (محرم نامحرم) اس کے دیدار کا شرف حاصل کرتا ہے۔ ایسی شادیوں کا انتظام سٹیڈیم یا پارکوں میں ہوتا ہے۔ اس نام کی ڈولی کو چار مرد روبوٹوں کی طرح ہاتھ لگا کر چلتے ہیں۔ ہر ایک موقع پر بے حیائی اور فحاشی کو سرعام بڑی بہادری سے آزادانہ انداز میں فروغ دیا جاتا ہے۔ بارات کے استقبال کے موقع پر پہلے کام کرنے والے کھڑے ہو کر دولہے سے لاگ لے کر اندر جانے دیتے تھے جہاں بارات کے بیٹھنے کا انتظام کیا جاتا ہے۔ لیکن اب دلہن کی بہنیں اور سہیلیاں دوپٹہ پکڑ کر دروازے پر راستہ روک کر کھڑی ہو جاتی ہیں۔ وہاں پھر بے ہودہ فقروں اور

جملوں کے تبادلے اور لاگ وصول کرنے کے بعد اندر جانے دیا جاتا ہے۔ اس بے ہودہ رسم کی بھی انتہا ہوگئی کہ ہم شادی پر گئے۔ بارات کے استقبال پر انتہائی افسوس ناک واقعہ دیکھنے کو آیا کہ جہاں سے دولہا اور باراتیوں نے گزرنا تھا وہاں اوپر دلہن کی رشتہ دار لڑکی بیٹھی تھی۔ جب دولہا اندر جانے لگا تو اوپر سے لڑکی چھلانگ لگا کر دولہے کے کندھوں پر سوار ہوگئی اور اندر جانے کا لاگ لینے کے لئے تکرار شروع کر دی۔ اللہ ایسی بے غیرت قوم کی آنکھوں سے فیشن ایبل اور جدید پن کی آڑ میں فحاشی اور عریانیت پھیلانے کے پردے چاک کر کے آخرت میں حساب دینے کی فکر پیدا کرے۔ اللہ کے نبی ﷺ کی دعا ہی اس قوم کو عبرتناک عذاب سے بچا رہی ہے۔ ورنہ اس قوم نے اپنے برے انجام کے لئے کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔

کچھ خرافات ہندوستان میں اکٹھے رہنے سے (دو قوموں کے) آباؤ اجداد سے ورثے میں ملی ہیں۔ باقی بچی کچھی کسر انڈین 'ڈرامے' پروگرامز اور فلمیں دیکھ کر پوری کر رہے ہیں۔ جیسے ان کے رسم ورواج اور کلچر کو دیکھتے ہیں پھر ان کی پوری پوری بلکہ ان سے بڑھ کر نقل (تقلید) کرنے کی مکمل کوشش کی جا رہی ہے۔ کچھ افعال تو ایسے سرانجام دیئے جا رہے ہیں کہ ان کو بھی مات دے دی ہے۔ ان رسومات کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن معاشرے کے چند افراد ہی ان کا نشانہ بننے سے بچے ہیں۔ آج معاشرے میں معزز اور اونچے (بڑے) لوگ بننے کا حل نئی نئی رسمیں ادا کرنے کو سمجھ لیا گیا ہے۔

والدین کے گھر میں دولہا دلہن کو اکٹھا بٹھایا جائے۔ اس کے لئے شاندار قسم کا صوفہ سیٹ، سٹیج اور پھر دودھ پلانے کے لئے سجے ہوئے قیمتی گلاس، گڑوی اور مختلف قسم کے برتنوں کا انتظام کیا جائے۔ جہاں پر وہ دولہا دلہن کو بٹھائیں پھر ان کے پیچھے اور سامنے رشتہ دار خواتین اور کپل (جوڑے) کھڑے ہونے کے ساتھ دودھ پلانے' جوتا چھپانے وغیرہ کی رسمیں ادا کر سکیں۔ پہلے کیا اب بھی کچھ تو شادی کے بعد پہلی مرتبہ دولہا کے سسرال آنے پر جوتا چھپائی اور مختلف بے ہودہ ذہنی آزمائش بطور ہنسی مذاق بجالائی جاتی ہیں۔

لیکن اب کچھ فیشن ایبل کہلوانے کے لئے لڑکیاں سٹیج پر دلہن کے پیچھے غبارے لے کر کھڑی ہو جاتی ہیں۔ پھر دولہا کے تشریف لانے پر کچھ لڑکیاں جلتی موم بتیوں کو غباروں سے ٹکراتی ہیں جس سے غبارے پھٹتے اور جلتے ہیں اور ان کے اندر بھری ہوئی پھولوں کی پتیاں ان پر گرتی ہیں۔ پھر دودھ پلایا جاتا ہے اور جوتا چھپائی کی رسم بھی......

اب اسی وقت دودھ پلانے کے بعد کی جاتی ہے۔ ان کاموں کے عوض پھر کچھ رقم کیا بھاری رقم بطور لاگ ہتھیائی جاتی ہے۔ یہ کام دلہن کی قریبی رشتہ دار لڑکیاں کر رہی ہوتی ہیں۔ ساتھ ساتھ ایک دوسرے پر فقرے یعنی دولہا کے ساتھ آئے ہوئے لڑکوں کے ساتھ کسے جا رہے ہوتے ہیں۔ ایسے ہی مواقع کی باتیں مرنے مارنے تک پہنچتی ہیں جو پھر اخباروں کی زینت بنتی ہیں۔ بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی بلکہ اور بھی بے ہودہ رسموں کو بڑھایا جا رہا ہے۔ دن بدن ان میں اضافہ ہو رہا ہے۔ کچھ رسمیں دیکھنے کو ملی تھیں اور کچھ دیکھنے والوں سے اب سننے کو مل رہی ہیں۔ شیشہ دکھائی بھی سننے کو ملی تھی۔

لیکن مزید علم میں اضافے کے ساتھ اب اس طرح ہے کہ دولہا صاحب جب دلہن لے کر واپس گھر آ رہا ہوتا ہے تو راستے میں کوئی دریا یا نہر وغیرہ آتی ہے تو وہاں گاڑی روک کر دونوں کو اتار کر پانی میں کنارے پر ایک دوسرے کا عکس دکھایا جاتا ہے۔ نہیں تو پھر دوسری صورت میں گھر پہنچنے پر ایک دوسرے کو آئینہ دکھاتے ہیں اور ساتھ بازوؤں میں بندھے ہوئے قیمتی گانوں کو ایک دوسرے سے کھلوایا جاتا ہے۔

افسوس! مسلمانوں کے جاہل پن پر کہ ان فضول اور بے ہودہ کاموں میں اپنا قیمتی وقت برباد کرنے کے ساتھ پیسہ اور ایمان جیسی نعمت بھی کھونے میں دریغ نہیں کرتے۔ گانے باندھنے والی رسم ہی لے لیں اس کو مخصوص وقت میں کھولا اور باندھا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اگر اس کو اس سے پہلے کھول دیا جائے تو کوئی خوشی کے موقع پر بدشگونی ہو سکتی ہے۔ ان شکوک وشبہات کی بنا پر اس کو خاص وقت ہی میں کھولا جاتا ہے۔ جس سے یہ لوگ شرک جیسے گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔

میرے ملنے والی ایک خالہ نے بتایا کہ اس کے عزیزوں کی شادی میں رسم حنا اور ابٹن کی رسم ادا کرنے کے لئے لڑکی کے لئے 30 ہزار کی پھولوں کی چادر خریدی گئی

اس کے علاوہ دین سے دوری کا حال دیکھیں کہ بے ہودہ سے بے ہودہ اور بے حیائی والے امور سرانجام دیتے ہوئے لمحہ بھر کے لئے بھی شرم ان کا ساتھ نہیں دیتی کہ مسلمان ہونے کے ناطے یہ کام زیب نہیں دیتے ہیں کئی نامور مسلمان گھرانوں میں دیور کے دلہن کی گود میں بیٹھنے پر اتنی شرم کی جاتی ہے کہ گود میں بیٹھانے کی بجائے قریب بٹھا دیا جاتا ہے اور پھر رسم پوری کرنے کے لئے دیور اس سے پیسے مانگتا ہے۔ یہ بھی بحث وتکرار سے معاملہ حل ہو جاتا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے تو دیور کو موت قرار دیا ہے۔

حدیث کا مفہوم ہے۔

"عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔ ایک انصاری آدمی کہنے لگا کہ یارسول اللہ ﷺ! دیور اور جیٹھ کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دیور اور جیٹھ تو موت ہے۔" (بخاری ومسلم)

اس حدیث سے یہ بات عیاں ہوگئی ہے کہ جس طرح موت سے ڈرا اور خوف کھایا جاتا ہے اسی طرح دیور سے بچا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے تو قرآن مجید کی سورہ نور کے اندر رشتہ دار مردوں کے بارے میں وضاحت سے بیان کر دیا کہ کن سے پردہ کیا جائے اور کن سے نہ کیا جائے۔ یعنی کون سے محرم رشتہ دار ہیں اور کون سے نامحرم۔

لیکن آج فیشن ایبل اس کو کہا جاتا ہے جو نامحرم رشتہ دار تو دور کی بات دولہے کے دوستوں اور دوسرے تیسرے غیر محرم مردوں سے بنی سنوری بے پردہ باتیں کرنے کے ساتھ ان رسومات اور خرافات میں پیش پیش ہوتی ہیں...... مٹک مٹک کر چلتی ہیں...... خود کھنچی چلی جاتی ہیں اور دوسروں کی توجہ کا مرکز بنتی ہیں۔ ایسی عورتوں کو ایسی ویسی (بے حیا) کہا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کامل ایمان کے ساتھ صحیح معنوں میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے اطاعت گزار بنا دے کیونکہ ابھی ہمارے دل ان کی محبت سے خالی ہیں۔ زبان سے اقرار تو کیا ہے لیکن دلوں میں محبت دنیا کی بسی ہوئی ہے۔ دل میں دنیا کی محبت بسا کر اس کو خوب سے خوب تر کرنے کے چکر میں دین اسلام سے دور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ہمارے افعال سنت رسول ﷺ اور محبت رسول ﷺ کی گواہی نہیں دے رہے بلکہ ابلیس اور کفار کی تقلید میں دلیل ثابت ہو رہے ہیں۔ ہمیں اپنے ایمان کی فکر کرنا ہوگی۔ اسی میں حقیقی خوشیوں اور فلاح کا راز پوشیدہ ہے نہ کہ ان بے ہودہ اور فرسودہ رسم ورواج میں۔

امین الامت

یہ ایک پررونق نورانی مجلس تھی۔ نبی اکرم ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما تھے اور ان کے پاس اہل نجران کا ایک گروہ بیٹھا تھا۔ یہ لوگ آپ ﷺ کے پاس اسلام قبول کرنے کی غرض سے آئے تھے۔ قبول اسلام کے بعد اہل نجران نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ آپ ﷺ ہم سے جو چاہیں خراج لے لیں، ہم ہمیشہ دیتے رہیں گے۔ آپ ﷺ کسی امانت دار آدمی کو ہمارے ساتھ کر دیجیے۔ جو ہمیں دین کی تعلیم بھی دے اور صدقات کی وصولی کا فریضہ بھی سرانجام دے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا! "میں تمہارے ساتھ ایسے امین کو بھیجوں گا جو انتہا درجہ امانت دار ہے۔"

نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی سن کر وہاں پر موجود تمام صحابہ نہایت شوق وتجسس سے دیکھنے لگے کہ یہ شرف کس خوش بخت کو نصیب ہوتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنے ایک جانثار کی طرف شفقت بھری نظر سے دیکھا اور ان کا نام لے کر فرمایا "کھڑے ہو جاؤ۔" نبی اکرم ﷺ نے ان صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اہل نجران سے مخاطب ہو کر کہا "یہ اس امت کے امین ہیں۔" یہ صحابی رسول جن کو زبان نبوت سے "امین الامت" کا عظیم لقب مرحمت ہوا۔ سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے۔

ام علی، بہاولنگر

نجات وفلاح کا ذریعہ
نماز

تحریر از (ش زوجہ شفیق لودھی)

اسلام عمل کا دین ہے۔ یہ محض نظریات اور عقائد کا نام نہیں ہے۔ لیکن آج کا مسلمان نام کا مسلمان رہ گیا ہے۔ وہ اپنے دین سے بے توجہی اور فانی دنیا کی شدید محبت کا شکار ہے۔ مغرب اور غیر اقوام کی نقالی نے اسلامی معاشرے کا تصور ختم کر دیا ہے۔ مسلمان بحیثیت جماعت کمزور ہو کر رہ گئے ہیں اور غیر مسلم لوگ ان پر آسانی سے مسلط ہو رہے ہیں۔ ان حالات میں امت مسلمہ کے بچاؤ اور کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دین کا گہرا مطالعہ کریں اور قرآن وسنت کی تعلیمات پر عمل کر کے نجات وفلاح حاصل کر سکیں۔

(اسلام عبادات کا جامع نظام پیش کرتا ہے۔ عبادات میں اوّلین اور اہم ترین عبادت نماز ہے۔ نماز ایک ایسا فرض ہے جو کسی بھی حالت میں معاف نہیں) مگر غور کریں کتنے مسلمان آج ایسے ہیں جو نماز باقاعدگی سے ادا کرتے ہیں یا اس کی اہمیت وافادیت سے بخوبی آگاہ ہیں۔ ہمارا تو یہ حال ہے کہ مسلمان گھرانوں میں اذان کے وقت بھی گانا بجانا اور شیطانی کام جاری ہوتے ہیں۔ کسی کو پرواہ نہیں کہ اللہ اپنی طرف بلا رہا ہے۔ لہٰذا اس کی آواز پر لبیک کہیں۔ نماز انسان کو شر سے محفوظ رکھتی ہے۔ یہ مسلمانوں کے باہمی اتحاد و اتفاق کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ۝

''اور میں نے جن اور انسان کو اس واسطے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔''

انسان اپنی تخلیق کے مقصد کو بھولے ہوئے دنیا میں غرق ہے۔ لیکن اپنے خالق کے حضور سرخرو ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ہم دن میں پانچ مرتبہ خدائے بزرگ و برتر کے حضور سجدہ ریز ہو کر اپنی بندگی کا اظہار کریں۔

نماز کی اہمیت قرآن وحدیث کی روشنی میں:

نماز کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن پاک میں سات سو سے زائد مقامات پر نماز کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

واقیموا الصلوٰة واتوا الزکوٰة وارکعوا مع الراکعین ۝ (سورة البقرہ: 43)

''تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رکوع کیا کرو، رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔''

اقیموا الصلوٰة ولا تکونوا من المشرکین ۝ (سورة الروم)

''نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔''

واستعینوا بالصبر والصلوٰة ۝ (البقرہ)

''اور مدد مانگو صبر اور نماز کے ساتھ۔''

ان الصلوٰة تنهی عن الفحشاء والمنکر ۝

''بے شک نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔''

وامر اهلک بالصلوٰة ۝ (سورة طه)

''اپنے اہل خانہ کو نماز کا حکم دیجئے۔''

اہمیت از روئے حدیث:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے۔ اگر تم میں سے کسی کے دروازے کے سامنے نہر بہتی ہو اور وہ اس نہر میں روزانہ پانچ مرتبہ نہائے تو کیا اس کے بدن پر میل کچیل باقی رہ جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے۔ اللہ ان نمازوں کے ذریعے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان اور کافر کے درمیان (حد فاصل) چیز نماز ہے۔ (مسلم)

(سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کی نماز عصر فوت ہو جائے اس کی حالت اس شخص کی طرح ہے جس کا اہل وعیال اور مال واسباب ہلاک ہو گیا۔) (بخاری ومسلم)

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ مدینہ سے باہر تشریف لے گئے۔ خزاں کا موسم تھا۔ آپ ﷺ نے ایک ٹہنی کو ہلایا تمام پتے نیچے گر گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا نماز سے بھی گناہ اسی طرح جھڑ جاتے ہیں۔ (مسند احمد، سندہ حسن)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرا دل چاہتا ہے کہ چند جوانوں سے کہوں کہ وہ ایندھن اکٹھا کر کے لائیں پھر میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو بلا عذر گھروں میں نماز نہیں پڑھتے ہیں اور جا کر ان کے گھر جلا دوں

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی اس نے کافرانہ روش اختیار کی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز دین کا ستون ہے۔ جس نے نماز قائم کی اس نے دین کو قائم کر لیا اور جس نے اسے گرایا اس نے دین کو گرایا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا اگر نماز درست ہوئی تو سب اعمال درست ہوں گے اور اگر نماز خراب رہی تو سب اعمال خراب ہوں گے۔ (الترمذی)

کب نماز پڑھنی شروع کرنی چاہئے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تمہارے بچے سات برس کے

ہو جائیں تو انہیں نماز پڑھنے کا حکم دو۔ جب دس برس کے ہو جائیں اور نماز باقاعدگی سے نہ پڑھیں تو نماز پڑھانے کے لئے انہیں مارو۔ نیز دس برس کی عمر کے بچوں کو علیحدہ علیحدہ سلاؤ۔ (ابوداؤد)

مردوں کے لئے باجماعت نماز کی فضیلت:

نماز کے لئے مسجد کی طرف بڑھنے والے ہر قدم پر اجرو ثواب ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جماعت کی نماز اکیلی پڑھی جانے والی نماز سے ستائیس درجے زیادہ ہوتی ہے۔ (مسلم)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد میں نماز کے لئے جائے اور وہاں پہنچ کر معلوم ہو کہ جماعت ہو چکی تو بھی اس کو جماعت کی نماز کا ثواب ہوگا۔ (ابوداؤد)

سیدنا سہیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اندھیرے میں مسجدوں میں بکثرت جاتے ہیں ان کو قیامت کے دن پورے نور کی خوشخبری سنا دیجئے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ روزِ قیامت فرمائیں گے کہ میرے پڑوسی کہاں ہیں۔ فرشتے عرض کریں گے کہ آپ ﷺ کے پڑوسی کون ہیں۔ ارشاد ہوگا مسجدوں کو آباد کرنے والے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منافقوں پر فجر اور عشاء سے بھاری کوئی نماز نہیں ہوتی۔ اگر انہیں پتہ چل جائے کہ دونوں نمازوں کا ثواب کتنا زیادہ ہے تو لوگ ان دونوں نمازوں میں ضرور آتے خواہ گھٹنوں کے بل ہی آنا پڑتا۔ (بخاری ومسلم)

باجماعت نماز ادا نہ کرنے پر وعید:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص اذان کی آواز سنے اور بلا کسی عذر کے نماز کو نہ جائے (وہیں پڑھ لے) تو وہ نماز قبول نہیں ہوتی۔ (دارقطنی، سندہ صحیح)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرا دل چاہتا ہے کہ چند جوانوں سے کہوں کہ وہ ایندھن اکٹھا کر کے لائیں پھر میں ان لوگوں کے پاس جاؤں، جو بلا عذر گھروں میں نمازیں پڑھتے ہیں اور جا کر ان کے گھر جلا دوں۔ (بخاری ومسلم)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس گاؤں یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور وہاں باجماعت نماز ادا نہ ہو تو ان پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔ اس لئے جماعت کو ضروری سمجھو۔ بھیڑیا اکیلی بکری کو کھا جاتا ہے اور آدمیوں کا بھیڑیا شیطان ہے۔ (مسند احمد، سنن ابی داؤد، نسائی)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص دن بھر روزہ رکھتا ہے اور رات بھر نفل پڑھتا ہے مگر جمعہ اور جماعت میں شریک نہیں ہوتا۔ اس کے متعلق کیا حکم ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ شخص جہنمی ہے۔

عورتوں کی نماز:

سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی زوجہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا جی چاہتا ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ (مسجد نبوی) میں نماز پڑھوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے تمہاری خواہش معلوم ہے لیکن تیرا ایک گوشے میں نماز پڑھنا اپنے کمرے میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور تیرا کمرے میں نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ (ابوداؤد)

یعنی عورت کو گھر میں نماز پڑھنا چاہئے۔ اگرچہ بوڑھی عورتیں فجر اور عشاء کی نماز ادا کرنے کے لئے نکل سکتی ہیں۔ لیکن عورتوں کے لئے نماز کی بہترین جگہ ان کے گھر ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا "عورتوں کے لئے ان کے گھر مساجد سے بہتر ہیں۔"

بے نمازی کی سزا:

قرآن مجید میں ہے کہ لوگوں کے لئے جہنم میں جانے کا سبب ان کا نماز نہ پڑھنا ہے۔ سورۃ مدثر میں ہے۔

قالوا لم نك من المصلين

"وہ بولے یعنی ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے۔"

اسلام عبادات کا جامع نظام پیش کرتا ہے۔ عبادات میں اوّلین اور اہم ترین عبادت نماز ہے، نماز ایک ایسا فرض ہے جو کسی بھی حالت میں معاف نہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک دن نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا جس شخص نے نماز کی حفاظت نہ کی اس کے لئے نہ نور ہوگا، نہ برہان اور نہ نجات نیز قیامت کے روز اس کا انجام قارون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ (حسن)

ایک قضا نماز کی سزا:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نماز کو قضا کر دے گا۔ وہ بعد میں پڑھ بھی لے پھر بھی اپنے وقت پر نہ پڑھنے کی وجہ سے ایک حقب جہنم میں جلے گا اور ایک حقب کی مقدار 80 (اسی) برس ہوتی ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ کو کچھ تنگی وغیرہ پیش آتی تو وہ گھر والوں کو نماز کا حکم فرماتے اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا بھی یہی معمول تھا مگر آج ہم لوگ اس اہم چیز سے غافل اور بے نیاز ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ نماز کو اپنی وسعت اور طاقت کے مطابق توجہ اور خشوع وخضوع سے ادا کریں۔ لیکن اگر زیادہ خشوع وخضوع اور زیادہ توجہ کی کیفیت حاصل نہ بھی ہو تو تب بھی بہر حال نماز پڑھنی چاہئے کیونکہ اس کے نہ پڑھنے کا سخت عذاب ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نماز قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ انٹرنیٹ

حاصل ہو جائے مگر آخرت کا منافع کبھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا

ان الذين يحبون ان تشيع الفاحشة في الذين امنو لهم عذاب اليم في الدنيا والآخرة ۝ (النازعات 38,39)

"اور جو لوگ یہ بات پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی پھیلے ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔"

آج ہماری نوجوان نسل میں جو بے غیرتی، بے حیائی، ڈھٹائی، لچر پن و بے ہودگی پائی جاتی ہے اس میں بہت بڑا کردار انٹرنیٹ کے گندے پروگرامز، ان پروگرامز کو دکھانے والے ذرائع یعنی نیٹ کلبز اور انہیں بآسانی سہولت مہیا کرنے والے کلبوں کے مالکوں کا ہے اور یہی وہ چیزیں ہیں جو ہمارے معاشرے کی بنیادوں کو دیمک کی طرح چاٹ کر کھوکھلا کر رہی ہیں۔ آج ہمیں شرم وحیا اور غیرت کے قحط کا سامنا ہے حالانکہ یہی خوبیاں ایک مسلمان کا اصلی سرمایہ ہیں، یہی سرمایہ ہاتھ سے نکل جائے تو پھر قوم کا بیڑہ غرق ہونے میں کوئی کسر باقی نہیں رہتی۔ اسی لئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اگر تجھ میں حیا نہیں رہی تو پھر جو جی میں آئے کر۔" (ترمذی)

آج ہمارا معاشرہ تیزی سے تباہی وبربادی کے جس عمیق گڑھے کی طرف بڑھ رہا ہے، ہمارے ارباب اختیار اور عوام سب کے لئے لمحۂ فکریہ ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہوش وعقل سے کام لیتے ہوئے یہود وہنود کے ان تنخواہ داروں کو بے نقاب کیا جائے جو ایسے تمام اسباب وذرائع کی سرپرستی کر رہے ہیں جو معاشرے میں بے حیائی و بے راہ روی پھیلانے کے ذمہ دار ہیں اور انٹرنیٹ کلبز ان میں سرفہرست ہیں۔

اس سلسلے میں حکومت کو قانون سازی کرنے کی سخت ضرورت ہے جس کے تحت پورے ملک میں غیر اخلاقی ویب سائٹس کو بین (Ban) کیا جائے، کلب کے مالکان کو صاف ستھرا اور معیاری ماحول فراہم کرنے اور مشکوک جرائم پیشہ افراد کے متعلق اپنے اپنے حلقۂ اقتدار کے لوگوں کو رپورٹ کرنے کا پابند کیا جائے، اس کے علاوہ لڑکے اور لڑکیوں کے علیحدہ علیحدہ نیٹ کلبز ہونے چاہئیں تاکہ نیٹ پر سنجیدہ، بامقصد اور معیاری کام کرنے والوں کو کوئی پریشانی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان کے تمام ہتھکنڈوں سے بچائے اور نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین یارب العالمین

عقیدہ

وسیلہ اور اس کا مفہوم

قرآن وحدیث کی روشنی میں

محمد یوسف شاہد

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات (Code of life) ہے اور اس کے ماننے والوں کا من حیث المجموع یہ عقیدہ رہا ہے کہ اسلام یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مجموعہ کو سب سے زیادہ بہتر اگر کسی نے سمجھا ہے تو وہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام ہیں۔

وسیلہ کا مروجہ نظریہ توحید کے تصور کو ہمیشہ تعدد اور اشراک کی منزل کی طرف گامزن کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ رہا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وسیلہ کی اصطلاح جن معانی میں صحابہ اور تابعین میں مستعمل تھی' ان معنوں میں اس کا استعمال بعد کے زمانوں میں اس طرح برقرار نہیں رہا۔ چنانچہ اس لفظ کو قصداً غلط رنگ دیا جاتا رہا ہے۔ پورے قرآن پاک میں صرف دو مقامات ایسے ہیں جہاں پر وسیلہ کا لفظ استعمال ہوا۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

(اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔ اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔(المائدہ:۳۵)

أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا(بنی اسرائیل:۵۷)

(جن لوگوں کو یہ پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے پروردگار کے پاس وسیلہ (قرب) چاہتے ہیں کہ کون زیادہ مقرب ہے اور اسی کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اسی کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ تیرے رب کا عذاب واقعی ڈرنے کی چیز ہے)

پس اللہ کی طرف سے جس وسیلہ کا حکم دیا گیا ہے اور جس کے متعلق بتایا گیا ہے' وہ عبادات کے ذریعہ سے اس عظیم الشان ہستی کا تقرب ہے۔ پس یہ وسیلہ جس کی تلاش کا اللہ نے مومنوں کو حکم دیا ہے' تمام مسنون عبادات پر مشتمل ہے۔ لہٰذا وسیلہ جس کی جستجو کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ پس یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تابعداری کے ذریعہ سے اللہ کا قرب حاصل کیا جائے بجز اس کے اللہ تک کسی کیلئے کوئی وسیلہ ہے ہی نہیں۔

اب اہل بدعت اور ضعیف الاعتقاد لوگ معاملے کی گہرائی تک نہ پہنچ سکے اور ارادتاً یا لاشعوری طور پر قرآن پاک کی تشریح و تفسیر میں اپنی رائے کو ٹھونس کر قرآن پاک کے مفہوم کو سبوتاژ کیا گیا۔ قرآن پاک کے مفسر اول محمد ﷺ' جن کے بارے میں خود رب العالمین نے ارشاد فرمایا:

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ

کے فرامین اور ان کے صحابہ کے آثار سے یہ بات ہم تک پہنچی ہے کہ وسیلہ جو کہ ذریعہ قربت الٰہی ہے' اس کی تین اقسام ہیں جن کو مشروع قرار دیا جا سکتا ہے۔ دیگر جتنی اقسام ہیں' سب شرک وبدعت کے زمرے میں آتی ہیں۔ مشروع اقسام حسب ذیل ہیں۔

۱۔ اسماء وصفات الٰہی کا وسیلہ۔ ۲۔ نیک اعمال کا وسیلہ
۳۔ صلحاء سے دعا کروانے کا وسیلہ۔

> نیک اعمال کا وسیلہ بھی وسیلہ کی ایک بنیادی قسم ہے اس کی تشریح میں غار والوں کا واقعہ بہت اہم ہے۔ اسماء وصفات الٰہی کا وسیلہ بھی ثابت ہے جس کی دلیل وہ دعائیں ہیں جن میں اللہ کو صفاتی نام سے پکارا جاتا ہے اور صلحاء سے دعا کروانا بھی وسیلے کی قسم ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے لئے کوئی وسیلہ نہیں ہے

۱۔ اسماء وصفات الٰہی کا وسیلہ:

اللہ رب العزت کی ذات لامتناہی اور ان گنت صفات کی حامل ہے اور اس کے خوبصورت اور شان والے نام ہیں ان میں سے بعض صفات اس ذات باری کے اپنے ناموں سے بھی واضح ہیں۔ مثلاً رحمان سے رحمت' غفور سے مغفرت' علیم سے علم وغیرہ اور بعض دوسری صفات جو ذرا سی تشریح طلب ہیں اور بعض وہ صفات ہیں جو خاص اس کی ہستی سے متعلق ہیں۔ یعنی اس کا علم' اس کی عزت اس کی قدرت وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کی ان متذکرہ صفات کے حوالے سے اس کی ذات کو پکارنا خود نبی رحمت ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام سے ثابت ہے۔ مثلاً آپ ﷺ کی مندرجہ ذیل دعاؤں میں اس وسیلہ کا استعمال کیا گیا ہے۔

۱۔ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ

اے دلوں کے پھیرنے والے' میرا دل اپنے دین پر جما دے

يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ

ترجمہ: اے حی' اے قیوم میں تیری رحمت کے ذریعے فریاد کرتا ہوں

ان مذکورہ بالا دعاؤں میں اللہ تعالیٰ کو اس کے کسی اسم یا کسی صفت کا واسطہ دے کر پکارا گیا ہے۔ مثلاً مقلب القلوب اللہ کی یہ صفت ہے کہ وہ دلوں کو پھیرتا ہے اور قائم کرتا ہے۔ دوسری دعا میں حی وقیوم' اس کے ہمیشہ زندہ ہونے اور قائم رہنے والا ہونے کا اعتراف کرنے کے بعد اس کی رحمت کو بطور استغاثہ یا وسیلہ استعمال کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس وسیلہ کو پسند کیا اور ایک مقام پر اس لئے یہ ارشاد فرمایا

وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا

یہ ایک عام کلیہ ہے کہ جس قسم کا کام مطلوب ہو' اس قسم کی صفت سے پکارا جائے۔

۲۔ نیک اعمال کا وسیلہ:

نیک اعمال کا وسیلہ بھی وسیلہ کی ایک بنیادی قسم ہے اور اس کی تشریح میں غار والوں کا واقعہ بڑی اہمیت کا حامل ہے جنہوں نے اپنے اپنے نیک اعمال کا اللہ کو واسطہ دیا تو غار کا پتھر ہٹ گیا۔ اسی طرح کئی اور تصریحات ہیں جو قرآن وسنت میں اس وسیلے کی تائید میں وارد ہوئی ہیں۔ ان میں سے کچھ حسب

ذیل ہیں۔

ا۔رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ

اے ہمارے رب ہم نے ایک اعلان کرنے والے کو سنا جو ایمان کے لئے پکار رہا تھا کہ تم اپنے رب کے ساتھ ایمان لاؤ۔ پس ہم اپنے رب کے ساتھ ایمان لائے پس تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہم سے ہماری خطاؤں کو مٹادے اور ہمیں نیکوکاروں کے ساتھ پورا پورا اجر عطا فرمایا۔

اب اس دعا میں ہمیں نیک اعمال کے وسیلہ کے ساتھ مانگنے کا طریقہ بتلایا گیا ہے۔ سب سے پہلے اپنے ایمان کا ذکر کیا گیا چونکہ اعمال صالحہ کی بنیاد ایمان کامل ہے اور ویسے بھی بذات خود ایمان کامل افضل ترین نیکیوں میں سے ایک ہے۔ چنانچہ اس وسیلہ کے بعد اس بات کی قوی تر امید ہے کہ اللہ اس کے گناہوں کو معاف کردیں گے۔

اسی طرح کتب احادیث میں یہ حدیث بھی موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ قاریٔ قرآن کو مانگنے والوں سے بھی زیادہ دیتا ہے تو اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ قرآن کا قاری اپنے نیک عمل کے ذریعے اللہ کی قربت تلاش کر رہا ہے۔

۳۔ صلحاء سے دعا کروانے کا وسیلہ:

صلحاء سے دعا کروانے کا وسیلہ' وسیلے کی ایک نہایت اہم اور بنیادی قسم ہے اور یہی وہ قسم ہے جس کے صحیح مفہوم کو نہ سمجھنے کی بنیاد پر بہت سے لوگ گمراہی کا شکار ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ سے محبت کے آداب کو بھی جب نظر انداز کیا گیا تو یہ چیز بھی ٹھوکر لگنے کا سبب بنی۔ احادیث میں جہاں کہیں بھی توسل نبی ﷺ کا ذکر کیا گیا وہاں پر آپ ﷺ کی دعا کے ساتھ توسل مقصود ہے نہ کہ آپ ﷺ کی ذات کے ساتھ اس بات کو تقویت ان ارشادات سے پہنچتی ہے جو امیر المومنین عمر فاروق اور امیر معاویہ سے صادر ہوئے ہیں کہ جب بارش کی دعا کے لئے ان دو عظیم ہستیوں کو ضرورت پڑی تو ان ہستیوں نے جو الفاظ کہے' وہ مسئلے کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے کافی ہیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ کہے

اَللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِيْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ

(صحیح بخاری)

اے اللہ ہم تیرے نبی (کی دعا) کے ذریعے تیرا واسطہ طلب کرتے تھے تو تو ہمیں بارش عطا کرتا تھا اور اب ہم تیرا وسیلہ اپنے نبی کے چچا کے ذریعے چاہتے ہیں (راوی نے کہا) کہ انہیں بارش عطا ہو جاتی تھی۔

وسیلے کا مسئلہ سمجھنے میں عام لوگوں کو مغالطہ بھی اس وجہ سے ہوا کہ جہاں بھی حدیث میں توسل نبی ﷺ کا ذکر آیا تو اسے آپ ﷺ کی دعا کا توسل سمجھنے کی بجائے آپ ﷺ کی ذات کو توسل سمجھا گیا جو کہ غلط ہے

یہ الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب زندہ تھے تو ان کے ذریعے دعا کرائی جاتی تھی جب آپ فوت ہوگئے تو پھر اگر ذات کا وسیلہ جائز ہوتا تو آپ کی ذات کو اب بھی وسیلہ بنایا جاتا لیکن صحابہ نے یہ وسیلہ اختیار نہیں کیا بلکہ آپ کے چچا سے دعا کرائی گئی گویا وسیلہ ذات نبی ﷺ کا نہیں تھا بلکہ دعائے نبی ﷺ کا تھا کیونکہ ذات رسول اللہ ﷺ مدفون حالت میں موجود تھی جبکہ دعائے نبی موجود نہ تھی۔ اس ضمن میں یہ بات ضروریاد رکھنی چاہئے کہ رسول اللہ کی وہ دعائیں جو بعض اعمال کرنے والوں کے حق میں یا خلاف کی گئی ہیں' وہ دعائیں اپنے اثرات کے لحاظ سے جاری وساری رہیں گی اور ہر صاحب عمل ان سے فیض یاب ہوگا۔ مثلاً آپ ﷺ کی یہ دعا کہ

اگر نبی ﷺ کی ذات کا وسیلہ درست ہوتا تو صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کی ذات کو وفات کے بعد وسیلہ بناتے لیکن صحابہ آپ کی وفات کے بعد دعا کرنے کروانے لئے آپ ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے

اللہ اس شخص کو تروتازہ رکھے جو میری حدیث کو آگے پہنچائے۔ اسی طرح جبرئیل نے جب ماہ رمضان کو ضائع کرنے والے آپ ﷺ کے نام پر درود نہ پڑھنے والے اور والدین کی فرمانبرداری نہ کرنے والے کے لئے ہلاکت وعید کا ذکر کیا اور آپ نے ہر بار آمین کیا تو یہ وعید بھی تاقیامت ہے۔

اگر کوئی رسول اللہ کی ذات کا وسیلہ چاہے تو جائز نہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ کی ذات ہمارے اعمال کے اجزاء میں سے ہے نہ صفات الٰہیہ میں سے اور نہ صلحاء سے کرائی گئی دعا میں سے ہے' تاہم بعض صورتیں ایسی ہیں جہاں تک آپ ﷺ کی ذات سے تعلق ہمارے کام آسکتا ہے مثلاً نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس پر جب درود بھیجا جائے تو اس درود پاک کا وسیلہ نیک اعمال کے وسیلے کے زمرے میں آئے گا۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو صحیح عقیدہ ومنہج پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

اذان کے بعد وسیلہ والی دعا

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ

ترجمہ: اے اللہ اس مکمل دعوت اور قائم ہونے والی نماز کے رب' محمد ﷺ کو مقام وسیلہ (اپنا قرب) عطا فرما اور اسے مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے اس کے ساتھ وعدہ فرمایا۔

اس حدیث میں وسیلہ سے مراد قرب الٰہی کا ترین مقام (مقام محمود) ہے کہ جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ مقام محمود وہ مرتبہ جو اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندے کو عطا فرمائے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں۔

بقیہ انٹرویو

کمرے میں داخل ہوا تو پولیس والا آگیا۔ اس نے دور سے کہا او پاکستانی آؤ تھانے میں۔ اس طرح اسے رات تھانے میں گزارنا پڑی۔ اسی طرح کا واقعہ ہندوستانی تاجر نے سنایا جو اس کے ساتھ کراچی میں پیش آیا۔ پھر دونوں تاجر کمیٹیوں کے نمائندوں نے بات چیت کی اور اس نتیجے پر پہنچے کہ ان حالات میں جب تک کشمیر کا مسئلہ ہے تجارت ممکن نہیں۔ تاجر خواہ پاکستانی ہو یا ہندوستانی' ہم اپنی بے عزتی نہیں کرا سکتے۔ اس لئے ضروری ہے کہ جب تک اس پاکستانی تاجر یا ہندوستانی تاجر کے لئے اس ملک میں یا بھارت میں شکوک سے بالاتر ماحول نہ ہوگا تب تک ٹریڈ ممکن نہیں اور یہ ماحول پیدا کرنے کے لئے مسئلہ کشمیر کو حل کرنا ہوگا۔ اسی طرح جب تک شکوک سے بالاتر ماحول نہ ہوگا تب تک کھیلوں کا میدان بھی جنگ کا میدان بن جائے گا۔

آپ کے جریدے کے نام کے حوالے سے کہوں گا کہ موجودہ صورتحال میں تبلیغ بھی ممکن نہیں۔ ہندوستان تبلیغ کے لئے بہت زرخیز زمین ہے مگر یہ جو مخالفت ومخاصمت ہے' اس میں تبلیغ کا ماحول ممکن نہیں۔ ہندوستانی قائدین اور مہاجنوں کو اندازہ ہے کہ اگر امن ہوگیا تو اسلام پھیل جائے گا۔ دلتوں میں اسلام پھیلے گا اور مذاہب کا تقابلی مطالعہ کرنے والے اسلام قبول کرلیں گے۔ میرے خیال میں یہ تبلیغ میں رکاوٹ کے لئے نفرت کی دیوار کھڑی کی گئی ہے۔

مجلہ الدعوۃ کا سائنسی سلسلہ

القرآن وعلم الافلاک

قسط نمبر 2

سورج تاروں اور سیاروں کی مختلف حرکات

potelmy اور Hipparchus نے حساب لگایا کہ زمین ساکن ہے جبکہ سورج چاند اور سیارے اس کے گرد گھوم رہے ہیں David bergamini and the editors of life: The universe 13: published by time life International (netherland) N.v1964

بالکل زمانہ قریب تک جدید سائنس دان یہ نظریہ رکھتے تھے کہ سورج ساکن ہے اور زمین گھوم رہی ہے۔ پس بعض جدید لوگ قرآن میں یہ پڑھ کر حیران ہوتے تھے کہ سورج بھی متحرک ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم نے 1500 سال پہلے یہ اعلان کر دیا تھا کہ تمام سماوی اجرام اور خود زمین بھی لگاتار متحرک ہیں۔ مزید اللہ تعالی ان کی حرکات کو کنٹرول کرتا ہے اور انہیں ان کی حدود سے باہر نہیں جانے دیتا۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

ان اللہ یمسک السماوات والارض ان تزولا. ولئن زالتا ان امسکھما من احد من بعدہ (فاطر۔41)

یعنی اللہ تعالی نے ہی زمین وآسمان کو کنٹرول میں رکھا ہے۔ پس وہ اپنی راہ سے ہٹ نہیں سکتے۔ اور اگر وہ اپنی راہ سے ہٹ جائیں تو اللہ کے علاوہ کون ان کو قابو میں لاسکتا ہے۔

اب قرآنی آیت کل فی فلك يسبحون یعنی ان میں سے ہر ایک اپنے دائرہ میں گھوم رہا ہے' کا تفصیلی معنی زیر غور لایا جاسکتا ہے۔ اس آیت میں لفظ کل قابل غور ہے یعنی زمین بھی دیگر اجرام فلکی کی مانند ہے' گول اور اپنے اپنے افلاک میں رواں دواں ان طاقتوں کی وجہ سے جو اللہ تعالی نے پیدا کی ہیں' وہی ان کو قابو کئے ہیں۔

ایسیماو Asimov لکھتا ہے

The extinctions should, therefore, occur at random. The 30-million-year period of galactic Plane-crossing for the Sun does not seem to translate into a 30-million-year cycle of mass extinctions on Earth.

p34 exploring the earth and the (cosmos

ترجمہ! پس یہ اس سے بھی پیچیدہ معاملہ ہے۔ کیونکہ نہ صرف زمین ہی سورج کے گرد حرکت کر رہی ہے بلکہ وہ سورج کو ساتھ لئے کہکشاں کے مرکز کے گرد حرکت کر رہی ہے۔ پھر سورج اور زمین کہکشاں سمیت قریبی کہکشاؤں کے درمیان ایک خاص راستے (path) پر چلے جارہے ہیں۔ بلکہ عام طور سے کہکشاؤں کے درمیان ایک خاص راہ پر چل رہے ہیں۔ ان تمام اشیاء جن کا اوپر ذکر ہوا ہے' ان میں سب سے آسانی سے دن کو محسوس نظر آنے والی چیز

ریاض الحسن نوری

مشیر وفاقی شرعی عدالت پاکستان

> زمانہ قریب میں سائنسدان یہ نظریہ رکھتے تھے کہ سورج ساکن ہے اور زمین گھوم رہی ہے۔ پس بعض جدید لوگ قرآن مجید میں پڑھ کر حیران ہوئے تھے کہ سورج بھی متحرک ہے

سورج ہے۔ پس اللہ تعالی نے خاص طور پر اسی کا ذکر مندرجہ ذیل آیت میں کیا ہے تاکہ عام لوگ بھی اس کا ادراک کر سکیں۔

والشمس تجری لمستقر لھا ذالک تقدیر العزیز العلیم (یٰسین 39)

یعنی سورج اپنے ایک بتائے ہوئے مستقر پر چل رہا ہے۔ یہ اس کی حرکات اللہ تعالی کی مقرر کردہ ہیں جو عزیز بھی ہے اور علیم بھی ہے۔

ڈیوڈ برگامینی David bergamini اور لائف کے ایڈیٹر حضرات سورج کی حرکت کا ذکر کرتے ہوئے اس کی سوانح کے ذکر کے دوران سورج کے راستے کا خاکہ/نقشہ یوں کھینچتے ہیں جس کی تصویر درج ذیل ہے۔

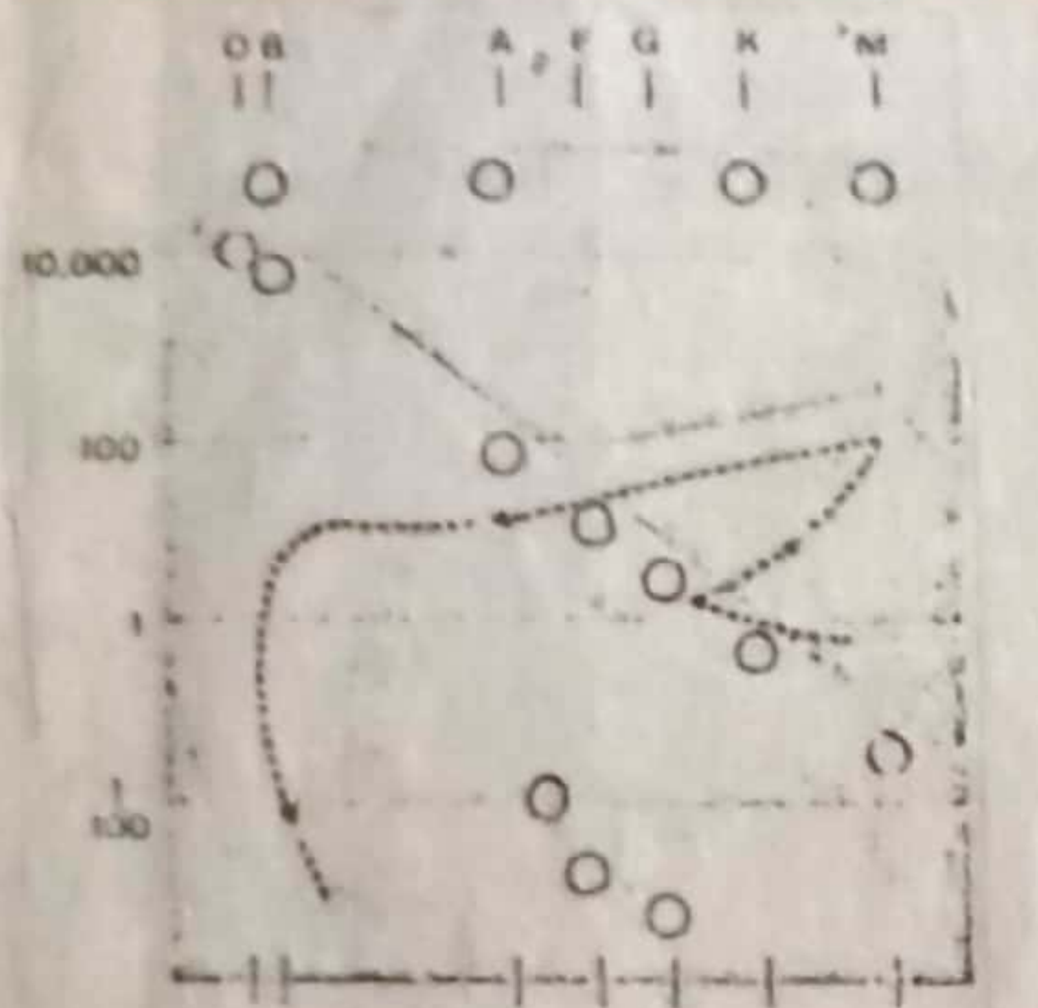

The sun's evolution, plotted on the colour-brightness graph (on pages 118-119), is shown from birth to death. It coalesced 5,000 million years ago from a gas cloud into a smallish red star, which quickly heated up to assume its present form as a yellow star on the main sequence. Here it will remain, unchanged, for another 5,000 million years before its nuclear activities become unstable and swell it into red gianthood. This turbulent phase will quickly pass, and the sun's course will be to the left and downwards on the graph, indicating a tendency to get smaller and hotter before it slides slowly towards white dwarfism.

(David Bergamini: The Universe: 132 published by Time-Life International 1964).

انہوں نے سورج کی پیدائش سے اس کی موت (اگر یہ موت حکم الٰہی سے وقت سے پہلے نہ آجائے) تک کا گراف کھینچا ہے کہ سورج آج سے پانچ ہزار ملین سال پہلے گیس کے بادل کے سمٹ جانے سے معرض وجود میں آیا تھا۔ شروع میں یہ چھوٹا سا سرخ ستارہ تھا جو پھر جلد ہی گرم ہو کر موجودہ زرد ستارہ کی شکل اختیار کر گیا۔ اس موجودہ حالت میں اس کے پانچ ہزار ملین سال اور گزر جائیں گے۔ قبل اس کے کہ نیوکلیائی (nuclei) عمل کی بنا پر اس کا استحکام قائم نہ رہ سکے اور یہ پھیل اور پھول کر سرخ رنگ کا دیو بن جائے۔ اس کی یہ حالت بھی جلد گزر جائے گی اور یہ اس راستہ پر چل پڑے گا جو گراف

تزکیہ و تربیت

مقام و ماحول کی سازگاری

سیّدہ سعدیہ یعقوب

انسان کی فکری و عملی تربیت میں اس کے ماحول کو بڑا دخل ہوتا ہے۔ خواہ وہ ماحول گھر کا ہو یا مدرسہ کا یا کسی بستی کا' انسان جیسے ماحول میں رہتا ہے اس کے اثرات وہ لاشعوری طور پر ضرور قبول کرتا ہے۔ ہم تو آئے دن دیکھتے ہیں' کوئی شخص بہت صالح اور نیک ہے مگر اس کو کچھ ایام غلط لوگوں میں گزارنے پڑے تو اس غلط صحبت نے اس کی بہت سی اچھائیوں کو ختم کر کے بہت سی برائیوں کو نشوونما دے دی۔ اسی طرح کوئی بہت خراب آدمی ہے اس کو اچھے لوگوں کی معیت نصیب ہوگئی تو وہ گناہوں سے توبہ کر کے نیک راستہ پر گامزن ہو جاتا ہے۔ اسی حقیقت کو نبی کریم ﷺ نے اس طرح بیان فرمایا ہے

کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ اوینصرانہ اویمجسانہ. (بخاری)

پاکیزہ معاشرہ اور اچھی صحبت انسان کو نیک بننے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ نیک بننے پر آمادہ کرتی ہے اور معاون و مددگار ہوتی ہے جبکہ بگڑا ہوا معاشرہ اور صحبت انسان کو بگاڑ کی طرف لے جاتی ہے۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا

المرء علی دین خلیلہ فلینظر احدکم من یخالل. (ترمذی)

''انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ اس لئے تم میں سے ہر ایک کو غور کرنا چاہئے کہ اس کی دوستی کس سے ہے۔''

(اگر کسی بیج کو اچھی زمین میں بویا جائے' مناسب آب و ہوا پہنچائی جائے' وقت پر کھاد دی جائے' ترائی کی جائے تو یقیناً وہ بہترین پیداوار دے گا۔) لیکن جب بیج کو اچھی زمین نہ ملے' نہ ہی مناسب ہوا کا انتظام ہو' کھاد اور ترائی سے بھی وہ محروم رہے تو ایسا بیج گل سڑ کر رہ جائے گا اور اس سے کوئی نفع ظاہر نہ ہو سکے گا۔ یہی حال انسانی فطرت کا بھی ہے۔

اسی لئے نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کی تربیت کے سلسلہ میں اس بات کا بھرپور خیال رکھا کہ ان کے لئے ایک ایسا معاشرہ اور ماحول فراہم کیا جائے جہاں ان کی صلاحیتیں تعمیری رُخ پر پروان چڑھ سکیں۔ پہلے پہل آپ نے کوشش کی کہ مکہ کی فضا کو اس کے لئے سازگار بنایا جائے مگر جب مکہ کی اجتماعی فضا نے یہ ثابت کردیا کہ مکہ اس کے لئے تیار نہیں ہے۔ اس کے دامن میں جو موتی تھے انہیں وہ اسلام کے حوالے کرچکا ہے۔ اس کے پاس خس و خاشاک کے سوا کچھ نہیں اور وہ اپنی گلیوں اور وادیوں کی فضا کو یہ اجازت دینے کے لئے تیار نہیں کہ وہ تعمیری و ایجابی پہلو سے دعوت و تربیت کے لئے مفید ہوں۔ تو آپ ﷺ کی نگاہ طائف کی طرف اٹھی مگر وہاں کی سنگدل قیادت نے پہلے ہی مرحلہ میں یہ ثابت کردیا کہ طائف کی زمین ظاہری شادابی اور تروتازگی کے باوجود روحانی تربیت کے لئے سنگلاخ ہے۔ تو آپ ﷺ کی نگاہیں حبش کی طرف گئیں اور آپ ﷺ نے یہ سوچ کر اپنے اصحاب کو حبش کی جانب ہجرت کی اجازت دے دی کہ حبش کی سرزمین کچھ اصلاح و تربیت اور دعوت و تبلیغ کے نقطہ نظر سے مکہ سے بہتر ہوگی۔ اگرچہ حبش میں شاہ نجاشی کا بلند کردار سامنے آیا۔ مگر وہاں کی عیسائی قیادت نے یہ واضح کردیا کہ حبش کی زمین میں بھی رذالت و کمینگی اور مکر و سیہ کاری سے خالی نہیں ہے۔ تب آپ ﷺ کی نگاہ یثرب کی جانب اٹھی اور یثرب نے بادِ نسیم کے پہلے جھونکے کے آتے ہی یہ ثابت کردیا کہ اسلام کو پروان چڑھنے اور ایک مستحکم ریاست کے وجود میں لانے کے لئے جو ماحول اور فضا درکار ہے وہ مدینہ میں بہم پہنچ سکتی ہے۔ اگرچہ اس کے لئے قربانیوں کی ضرورت پڑے گی۔ چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے اصحاب کو مدینہ کی جانب ہجرت کی اجازت دے دی اور آخر میں خود بھی اپنے رفیق خاص سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ تشریف لے آئے۔ ہجرت کا یہ مبارک سفر محض مجبوری و بے بسی کی وجہ سے نہیں کیا گیا تھا محض مکہ والوں کے مظالم و مصائب سے تنگ آ کر نہیں اختیار کیا گیا تھا بلکہ اس ہجرت کے پس منظر میں ایک عظیم مقصد پوشیدہ تھا اور وہ یہ تھا تحریک اسلامی کامیابی کے آخری مرحلے تک پہنچانے اور اپنے اصحاب کو اقامت دین کے لئے مکمل طور پر تیار کرنے کے لئے ایسی جگہ کی ضرورت تھی۔ جہاں کی اجتماعی فضا اس کے لئے سازگار ہو اور یہ سعادت یثرب کے حصے میں آئی جسے بعد میں مدینۃ الرسول ﷺ کے نام سے پکارا جانے لگا۔

تاریخ اسلامی کا یہ واقعہ تحریک اسلامی کے لئے ایک نیا رخ اور ایک نیا موڑ تھا۔ نبی اکرم ﷺ اپنے اصحاب کے لئے ایک ایسا مقام چاہتے تھے۔ جہاں آپ ﷺ ان کے اندر کردار کے تمام پہلوؤں کو اجاگر کرسکیں اور اسلامی حکومت سے متعلق تمام ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی صلاحیتیں ان میں پیدا کرسکیں اور ان کی عملی تربیت کر سکیں۔ اپنے اصحاب کی تربیت کے سلسلہ میں آپ ﷺ نے مقام و ماحول کی سازگاری کا کس قدر اہتمام کیا اس کا اندازہ کرنے کے لئے ہجرت کا واقعہ ہی کافی ہے۔

انسان کی اصلاح و تربیت میں مقام و ماحول کو کتنا دخل ہوتا ہے اس کی وضاحت خود نبی کریم ﷺ نے ایک واقعہ سنا کر فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص تھا۔ اس نے ننانوے آدمیوں کو قتل کر ڈالا پھر اس نے پوچھا کہ زمین پر سب سے زیادہ علم رکھنے والا شخص کون ہے؟ چنانچہ اس کو ایک راہب کا پتہ بتا دیا گیا۔ وہ راہب کے پاس گیا اور کہا کہ میں ننانوے آدمیوں کو قتل کرچکا ہوں' کیا میرے لئے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ راہب نے کہا نہیں...... یہ سن کر اس شخص نے راہب کو بھی قتل کردیا اور اسی طرح سو کا عدد پورا ہو گیا۔ اس نے پھر پوچھا کہ سب سے زیادہ علم رکھنے والا کون ہے؟ لوگوں نے اسے ایک عالم کا پتہ بتا دیا۔ وہ ان کے پاس آیا اور بولا کہ میں سو آدمیوں کو قتل کرچکا ہوں تو کیا میرے لئے توبہ کی کوئی شکل ہے؟ عالم نے کہا ''ہاں! توبہ اور تمہارے درمیان کون حائل ہوسکتا ہے؟ تم ایسا کرو کہ فلاں بستی کی طرف جاؤ۔ کیونکہ وہاں کچھ لوگ اللہ کی عبادت کرتے ہیں تم ان کے ساتھ اللہ کی عبادت کرو اور اپنی قوم کی بستی کی طرف نہ آنا کیونکہ یہ بری بستی ہے۔

باقی صفحہ 10 پر

مسنون شادی اجرِ و ثواب کا باعث

عاتکہ بشیر ملک‘ شاہدرہ لاہور

عورت اور مرد کا ازدواجی تعلق‘ درحقیقت انسانی معاشرے کا سنگ بنیاد ہے۔ اسی سے ابتداء میں خاندان کی تشکیل ہوتی ہے جو معاشرے کا چھوٹا یونٹ ہوتا ہے پھر ان یونٹس کے اجتماع سے معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ شریعت اسلامی نے مسلمانوں کی ازدواجی زندگی کے لئے ایک ایسا نظام عطا کیا جو سادہ اور پاکیزہ ہونے کے علاوہ تمام سابقہ نظاموں سے بہتر تھا۔

اب اسلام کا مقدس فریضہ‘ شادی مذہبی سے غیر مذہبی فریضے کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ شادی اسی صورت میں باعث اجر ہوسکتی ہے جس طرح نبی کریم ﷺ نے نہ صرف خود کیں بلکہ اپنی صاحبزادیوں کی کیں۔ نبی کریم ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَه

”بے شک تمہارے لئے نبی کریم ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔“

گویا نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ کی پیروی کر کے ان کے ارشادات و احکامات کی روشنی میں ہی اس فریضہ کو سرانجام دے کر اجر حاصل کر سکتے ہیں۔ شادی کے سلسلہ میں پہلا مرحلہ انتخاب کا ہوتا ہے جو کہ لڑکی والوں اور لڑکے والوں دونوں کی طرف سے ہوتا ہے اور جسے ایجاب و قبول کہا جاتا ہے۔ انتخاب کے سلسلہ میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ

ترجمہ! ”عورت سے نکاح چار چیزوں کی بناء پر کرو...... حسب و نسب...... مال...... حسن...... دینداری...... مگر ترجیح دینداری کو دو۔“ (متفق علیہ)

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ

ترجمہ! ”عورتوں سے ان کے حسن کی وجہ سے نکاح نہ کرنا کیونکہ ممکن ہے کہ ان کا حسن تمہیں ہلاکت میں ڈال دے اور ان کے مالوں کی وجہ سے بھی ان سے نکاح نہ کرو کیونکہ ممکن ہے کہ ان کے اموال تمہیں سرکش بنا دیں تم عورتوں سے نکاح ان کے دین کے سبب کرو۔ ایک دیندار سیاہ فام لونڈی نکاح کے لئے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔“ (ابن ماجہ)

اسی طرح مرد کے انتخاب کے بارے میں ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ

ترجمہ! ”سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ...... جب تمہارے یہاں کوئی ایسا نکاح کا پیغام بھیجے جس کے دین و اخلاق سے تم مطمئن ہو تو اس سے شادی کر دو۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین میں زبردست فتنہ و فساد پھیل جائے گا۔“ (ترمذی)

اس سلسلہ میں نبی کریم ﷺ کی لخت جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی بہترین نمونہ ہے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر ابھی پندرہ سال کی تھی کہ کئی بڑے بڑے گھرانوں سے پیام آئے لیکن نبی کریم ﷺ خاموش رہے لیکن جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنا مدعا ظاہر کیا تو نبی کریم ﷺ نے خوشی سے فوراً قبول کر لیا جبکہ اس وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ملکیت میں صرف ایک گھوڑا اور زرہ کے سواء کچھ نہ تھا۔

ماں باپ کے لڑکے‘ لڑکی کے انتخاب کے ساتھ ساتھ اسلام نے خود لڑکی اور لڑکے کو بھی اختیار دیا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ لیں اور خود ماں باپ اس کا بندوبست کریں

مگر افسوس! ہندوؤں سے علیحدہ اسلامی مملکت میں رہنے کے باوجود آج ہم مسلمانوں کے شادی کے انتخاب یکسر تبدیل ہو چکے ہیں اور حتیٰ کہ اپنی بیٹی یا اپنے بیٹے کے لئے رشتہ کی تلاش میں سرگرداں والدین نے کبھی لڑکی‘ لڑکے سے پوچھا تک نہیں کہ کبھی اس نے نماز‘ قرآن بھی پڑھا ہے یا نہیں...... یا وہ اسلامی شرعی احکامات سے آگاہ بھی ہیں یا نہیں۔

ماں باپ کے لڑکے‘ لڑکی کے انتخاب کے ساتھ ساتھ اسلام نے خود لڑکی اور لڑکے کو بھی اختیار دیا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ لیں اور خود ماں باپ اس کا بندوبست کریں۔

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ”میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور ایک عورت کا ذکر کیا کہ میں اس سے نکاح کرنا چاہتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا

”جاؤ جا کر اسے دیکھو اس سے تمہارا آپس میں پیار بڑھ جائے گا۔“

تو میں اس انصاری عورت کے گھر آیا اور اس کے والدین سے رشتہ مانگا‘ ساتھ ہی نبی کریم ﷺ کا فرمان بھی بتایا تو ایسے معلوم ہوا جیسے انہوں نے بیٹی دکھانے میں کچھ کراہت محسوس کی۔ اس عورت نے پردے سے بات سن لی تو وہ کہنے لگی

ان كان رسول الله احرك ان تنظر‘ فانظر والافانشدك كانها اعظمت ذلك

”اگر اللہ کے رسول ﷺ نے تجھے حکم دیا ہے تو دیکھ لے‘ ورنہ میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتی ہوں‘ گویا اس نے مرد کے سامنے آنا بہت برا سمجھا۔“ اللہ اکبر

سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے اسے دیکھا اور اس سے شادی کی تو اللہ نے اتنی محبت پیدا کر دی کہ مدینہ میں اس کی محبت کا چرچا ہو گیا۔ (مسند احمد‘ ابن ماجہ‘ نسائی)

عام رواج ہے کہ لڑکے اور لڑکی کی رضامندی کے بعد منگنی کی جاتی ہے۔ شریعت اسلامی کی رو سے منگنی کا کوئی تصور موجود نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے نہ کبھی خود منگنی کی اور نہ ہی اپنی صاحبزادیوں میں سے کسی کی منگنی کی اور نہ ہی ایسا کرنے کا حکم کسی کو دیا۔ بلکہ رضامندی کے بعد نکاح ہی قائم کیا۔ اس کے بعد رخصتی کا مرحلہ آتا ہے۔ تاہم نکاح کے بعد رخصتی میں کچھ عرصہ تاخیر کی جاسکتی ہے مگر شرعی عذر کے بغیر نکاح کے بعد رخصتی میں تاخیر کرنا بھی تاریخ سے ثابت نہیں۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مثال اس سلسلے میں روشن ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور رخصتی کچھ عرصہ کے بعد ہوئی کیونکہ اس میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کم سنی عذر تھا۔

لغوی مفہوم:

لفظ نکاح عربی لغت میں جماع‘ مباشرت‘ مجامعت اور بیاہ

شادی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

اصطلاحی مفہوم:

اصطلاح میں مختلف آئمہ مسالک کی تعبیرات مختلف ہیں جیسا کہ فقہ کی کتاب میں ہے کہ "نکاح ایک ایسا معاملہ ہے، جس میں نکاح، تزویج یا اس کا ہم معنی لفظ استعمال کیا جاتا ہے تاکہ اس سے مباشرت کا اختیار حاصل ہو۔"

> رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ "جو شخص دو بیویاں رکھے اور وہ ایک کی طرف مائل ہو جائے تو قیامت کے دن وہ آئے گا اور اس کی ایک طرف فالج زدہ ہوگی۔"

قرآن وحدیث کی روشنی میں:

قرآن وحدیث میں نکاح کا حکم واضح الفاظ میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنی وثلث وربع. (النساء)

"پس عورتوں میں سے جو تمہیں پسند ہوں ان میں سے دو، دو یا تین تین یا چار چار سے تم نکاح کرلو۔"

اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

"اگر تمہیں خطرہ ہو کہ آپ عدل نہ کرسکو گے تو ایک ہی بیوی رکھو۔" (النساء)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ

ترجمہ: "جو شخص دو بیویاں رکھے اور وہ ایک کی طرف مائل ہو جائے تو قیامت کے دن وہ آئے گا اور اس کی ایک طرف فالج زدہ ہوگی۔" (رواہ ابوداؤد)

اسی طرح نکاح کی فضیلت بیان کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ

ترجمہ! "اس عورت سے نکاح کرو جو خاوند سے محبت کرے اور بہت بچے جنے...... میں تمہاری کثرت اولاد کی وجہ سے باقی امتوں پہ فخر کروں گا۔" (رواہ ابوداؤد والنسائی)

نبی کریم ﷺ کثرت امت پر اسی وقت فخر کریں گے جب امت ٹھیک الٰہی طریقوں کی پیروکار ہوگی جو نبی کریم ﷺ نے بتائے ہیں لیکن امت میں اگر کثرت گلوکاروں، اداکاروں اور فحاشی پسند لوگوں کی ہوگی تو یقیناً نبی کریم ﷺ فخر کی بجائے لعن وطعن کریں گے۔"

نبی کریم ﷺ کی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کی خواہش نبی کریم ﷺ نے خوشدلی سے قبول کرلی اور دریافت فرمایا "علی! تمہارے پاس کچھ مال بھی ہے؟"

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم ﷺ ایک گھوڑا اور زرہ کے سواء کچھ بھی نہیں ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گھوڑا تو سپاہی کے پاس رہنا ہی چاہئے۔ جاؤ اپنی زرہ بیچ ڈالو۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ گئے اور کم وبیش چارسو درہم میں اپنی زرہ بیچ آئے۔ اسی رقم سے نبی کریم ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے دو چاندی کے بازو بند، ایک پیالہ، ایک چکی، ایک گھڑا اور کچھ اشیاء خریدیں اور چارسو مثقال چاندی پر اپنی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کردیا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسے قبول کرلیا اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھادیئے۔

آپ ﷺ نے دعا فرمائی

"اے اللہ ان دونوں میں محبت اور موافقت پیدا فرمائیے، برکت بخشئے اور صالح اولاد عطا فرمائیے۔"

تمام عورتوں کی سردار اور خاتون جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے زرہ کی رقم سے ہی کیا گیا جو جہیز اور حق مہر کے کام آیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ گویا جہیز کی ساری ذمہ داری مرد کے ذمہ ہی ہے۔

مگر موجودہ دور میں یہ کیسی بات ہے کہ جہیز کی ذمہ داری لڑکی والوں پر ڈال دی جاتی ہے۔ حالانکہ نبی کریم ﷺ نے حق مہر کا حرف ایک عملی مثال کے ذریعے سمجھایا کیونکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق شادی کے تمام اخراجات اور دلہن کے زیورات اور کپڑے مہیا کرنا خاوند کی ذمہ داری ہے اور اس مقصد کے لئے اسے مطلوبہ اخراجات شادی سے پہلے دلہن کے گھر والوں کو مہیا کرنے چاہئیں اسی کو شرعی حق مہر کہا جاتا ہے لیکن آج جہالت کی وجہ سے حق مہر کی رقم کو شادی کے اخراجات سے علیحدہ کوئی رقم سمجھا جاتا ہے۔

لڑکیوں کو والدین کی جانب سے قیمتی جہیز دینے کی جو رسم ہے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ یہاں تک کہ اسلام کی زبان یعنی عربی میں اس رسم کے لئے سرے سے کوئی لفظ ہی نہیں ویسے خود 'جہیز' عربی زبان کا لفظ ہے لیکن اس کے معنی وہ نہیں جو ہم لیتے ہیں۔ اس کے معنی ہلکے تیز رفتار کا گھوڑا" کے ہیں۔

اگر لڑکیاں ایسے گھروں میں بیاہی جائیں جہاں گھر کی ضرورت کا سامان پہلے ہی موجود ہو تو اس کے لئے نیا سامان خریدنے کی سرے سے ضرورت کا سامان موجود نہیں ہاں اگر شادی کے بعد لڑکی نے نیا گھر بسانا ہے، جس میں ضرورت کا سامان موجود نہیں تو اس کے لئے یہ سامان مہیا کیا جاسکتا ہے لیکن یاد رہے کہ یہ سامان مہیا کرنا لڑکی کے والدین کی ذمہ داری نہیں، اسے حق مہر کی اس رقم سے مہیا کیا جائے گا جو خاوند شادی سے پہلے ادا کرے گا۔

رسول اللہ ﷺ کی دوسری بچیاں، ایسے گھروں میں بیاہی گئی تھیں جہاں ضرورت کا سامان پہلے سے موجود تھا اس لئے آپ ﷺ کو ان کے ساتھ ضرورت کا سامان مہیا کرنے کا تردد نہیں کرنا پڑا لیکن سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا چونکہ نیا گھر بسنا تھا جہاں ضرورت کی چیزیں موجود نہیں تھیں اس لئے آپ ﷺ نے ان کا بہتر بندوبست مہر کی رقم سے کیا جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے شادی سے پہلے ادا کردی تھی۔

عجیب بات ہے کہ ایک گھرانے میں پہلے سے اپنے پانچ سات فیملی ممبر ایک نئی آنے والی لڑکی کو رہنے کے لئے چند چیزیں مہیا نہیں کرسکتے کہ وہ لڑکی اپنے ساتھ لاکھوں کا سامان لے کر آتی ہے کیا اس آنے والی لڑکی کو اتنے سارے سامان کی ضرورت ہوتی ہے؟ نہیں بلکہ وہ اس بھرے ہوئے گھر میں موجود افراد کے لئے سامان اٹھائے آتی ہے۔

حق مہر کی ادائیگی پر قرآن وسنت نے بہت زور دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ۔

واتوا النساء صدقتهن نحلة (سورۃ النساء-4)

> **شادی کے تمام اخراجات اور دلہن کے زیورات اور کپڑے مہیا کرنا خاوند کی ذمہ داری ہے اور اس مقصد کے لئے اسے مطلوبہ اخراجات شادی سے پہلے دلہن کے گھر والوں کو مہیا کرنے چاہئیں، اسی کو شرعی حق مہر کہا جاتا ہے**

"اور تم عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دو"

اسی طرح ایک اور جگہ فرمایا۔

فانکحوھن باذن اھلھن واتوھن اجورھن بالمعروف

ترجمہ:

"تم ان سے ان کے مالکوں کی اجازت سے نکاح کرو اور تم ان کا مہر دستور کے مطابق ادا کرو"

شریعت کا یہ اصول ہے کہ کسی کا ذرا سا مال بھی کسی دوسرے کے لئے نہیں جب تک کہ طیب نفس سے اجازت نہ ہو۔ نبی کریم

ﷺ نے فرمایا کہ:

ترجمہ:

''خبر دار ظلم نہ کرو اور اچھی طرح سمجھ لو کہ کسی شخص کا مال دوسرے کے لئے حلال نہیں جب تک کہ اس کے نفس کی خوشی سے حاصل نہ ہو'' (مشکوٰۃ)

اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ حق مہر کا تقرر صحت نکاح کے لئے ضروری ہے اور اس کے بغیر تعلقات زوجیت قائم کرنا جائز نہیں۔ گویا مہر ہر صورت میں ادا کرنا ہوگا۔ اگر مہر ادا نہ کیا جائے تو عورت کو حق حاصل ہے کہ اپنے آپ کو اس سے روک لے۔

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ہمشیرہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی طرف سے نجاشی شاہ حبشہ نے چار سو دینار سنہری اشرفیاں بطور مہر دیئے۔ اسی طرح سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رخصتی کے وقت نبی کریم ﷺ کے پاس مہر کی رقم موجود نہ تھی تو انہوں نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ادھار رقم لے کر مہر ادا کیا۔ اس طرح مہر کی ادائیگی نبی کریم ﷺ نے لازمی قرار دی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ

> شریعت اسلامی کی رو سے منگنی کا کوئی تصور موجود نہیں نبی ﷺ نے نہ کبھی خود منگنی کی اور نہ ہی اپنی صاحبزادیوں میں سے کسی کی منگنی کی اور نہ ہی ایسا کرنے کا حکم دیا

ترجمہ: ''یعنی جس نے مہر کے عوض جس سے نکاح کیا اور نیت نہ رکھی کہ مہر ادا کرے گا تو وہ دراصل زانی ہے۔''

تاہم مہر کی مقدار میں علماء کا اختلاف ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے قرآن کی سورۃ کے عوض بھی ایک شخص کا نکاح ایک عورت سے کیا۔ (صحیح مسلم)

تاہم مہر کی رقم نہ ہونے کے باوجود نبی کریم ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو 500 درہم مہر ادا کیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے محبت کے سبب نبی کریم ﷺ ان کو اچھے مہر کے عوض گھر لائے۔ اس طرح زیادہ سے زیادہ مہر کی رقم اور کم سے کم کی بھی کوئی مقدار مقرر نہیں اور یہ روایت کہ مہر کی رقم 32 روپے 8 آنے ہے۔...... صحیح احادیث سے ثابت نہیں۔

ہجرت مدینہ کے بعد نبی کریم ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے کپڑوں پر زرد رنگ کے نشانات دیکھے تو فرمایا' عبدالرحمٰن! یہ کس چیز کے نشان ہیں؟ بولے' اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے شادی کی ہے' یہ خوشبو زعفران کے نشان ہیں۔ پوچھا' حق مہر کتنا ہے؟ بولے' کھجور کی ایک گٹھلی کے برابر سونا۔ آپ ﷺ نے برکت کی دعا دی۔ (صحیح بخاری)

اس سے ایک اور بات بھی واضح ہوتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی شادیاں کس قدر سادہ تھی۔ مدینے کی چھوٹی سی بستی میں آپ ﷺ کے جانثار صحابی رضی اللہ عنہ نے شادی کر لی تو نہ آپ ﷺ کو بلایا اور نہ بتانے کی ضرورت محسوس کی ہے اور پھر نبی کریم ﷺ نے ذرہ برابر ناراضگی کا اظہار نہ کیا بلکہ برکت کی دعا فرمائی۔ گویا اسلام نے شادی کو اتنا سادہ اور آسان بنادیا ہے' جتنا کہ روٹی و پانی کا حصول آسان ہے۔

تاہم کثرت سے مہر سے منع فرماتے ہوئے فرمایا کہ

''مہر میں مبالغے سے کام نہ لو۔''

تاہم دولہا' دلہن کے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوتے ہی وہ کچھ حقوق و فرائض سے منسلک ہو جاتے ہیں جو حقوق العباد میں سے ہیں

عمرہ ویزہ
سعودی عرب کے ویزے ہمارے لائسنس 0962 پر لائیں
مناسب ترین ریٹ تیز ترین سروس
بیرون ملک افرادی قوت بھجوانے کا قابل اعتماد ادارہ
تمام ایئر لائنز کی کمپیوٹرائزڈ بکنگ اینڈ ٹکٹنگ
حافظ محمد اینڈ سنز
دین پلازہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ
فون: 252191 252292
فیکس: 252393
رانا محمد ابراہیم نفیس
0300-8644444

عالم کفر کے منہ پر طمانچہ

آپا نجمہ

بچہ بچہ ساڈا کردا تیاری
امریکہ تینوں نئیں چھڈنا

آپ جانتے ہیں کہ جس طرح بچوں نے 2003 میں مٹھائی مہم کا آغاز کیا تھا۔ اسی طرح بچوں نے اس سال مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ عیدالاضحیٰ کے موقع پر ہم نے فنڈ بکس رکھا۔ جو بھی بچہ ملنے آتا وہ اس میں مجاہدین کے لئے عیدی ڈالتا۔ انہوں نے 10 سے 20 روپے تک ڈالے اور وہ تقریباً 1000 روپے سے بھی بڑھ گئیں۔ جب بھی ہمارے گھر کوئی مہمان آتا تو بچے انہیں بھی کہتے کہ آپ صرف ہمیں نہ ملیں بلکہ فنڈ بکس سے بھی ملیں کہ وہ کیا کہتا ہے۔ اس طرح وہ بھی اس میں فنڈ ڈالتے اور ہمیں بہت خوشی ہوتی۔ ہمارے مہمان کہتے کہ ماشاء اللہ ان بچوں میں کتنا جذبہ ہے۔ میرا طیبات پڑھنے والی بہنوں سے بھی التماس ہے کہ وہ بھی تھوڑی تھوڑی محنت شروع کریں پھر بڑی محنت کا جذبہ پیدا ہوگا۔ دنیا کے دھندے تو ہوتے ہی رہتے ہیں۔ اس سال بچوں نے غزوہ اور طیبات کا 1500 روپے منافع جمع کروایا۔ ان سب بچوں کے لئے بہت سے دعائیہ کلمات لکھے جائیں۔ تاکہ سارے عالم کفر کو پتہ چلے کہ ہمارا ایک ایک بچہ مجاہدین کے ساتھ تعاون کرتا ہے اور جہاد کی تیاری کرتا ہے۔ ان شاء اللہ

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری ادنیٰ سی محنت کو قبول فرمائے۔ آمین

مٹھائی مہم:

نام	روپے	نام	روپے
مریم بنت عبدالرحمٰن	150	حمادالرحمٰن بن عبدالرحمٰن	100
وردہ بنت محمد آصف	100	حبیب الرحمٰن محمد آصف	100
سحر بنت محمد رفیق	100	شاکر بن عبدالرشید	100
رمشاء' کنزیٰ بنت شوکت	100	زنیرہ بنت محمد جمیل	100
حراء' بریرہ بنت محمد جمیل		عمر فاروق' علی بن محمد جمیل	100
عائشہ' مریم' سحر بنت اسلم		حمزہ بن محمد اسلم	100
جویرۃ' ثانیہ بنت اسحاق		ابوبکر' عثمان بن محمد اسحاق	100
مہوش' ہنبش بنت یٰسین		بلال بن محمد یٰسین	100
خدیجہ بنت محمد لیاقت		عمر بن محمد لیاقت	100
صباء' رداء بنت عبدالرزاق	100	عمر حیات' عثمان بن محمد نعیم	100
ثناء بنت محمد اشرف		آصف بن محمد اشرف	100
بلال بن محمد مقبول	50	کاشف بن محمد خالد	50
کشمالہ' گل لالہ بنت محمد اسلم	50	خضر بن محمد غلام یٰسین	50
آصفہ' اقصیٰ بنت محمد اقبال	50	ثمرین' مزمل' امرین بنت ندیم	60

اولاد کی تربیت کیسے کریں؟

ابن سرور فیصل آباد

واذ قال لقمان لابنه وهو يعظه يبنى لاتشرک بالله ان الشرک لظلم عظيم

اور جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے بیٹا اللہ کا شریک کسے کو بھی مت بنانا۔ بیشک شرک بڑا ظلم ہے۔

قرآن پاک کی سورۃ لقمان کی ان آیات میں لقمان کی اپنے بیٹے کو نصیحت کرنے کا ذکر ہے۔ اسی سورت میں چند آیات کے بعد مزید نصیحت کی کہ: اے بیٹے نماز قائم کرنے کا حکم برائی سے منع کر۔ اور مصیبت پر صبر کر بیشک یہ پر عزیمت کام ہیں۔ لوگوں سے اپنا منہ نہ پھلا اور زمین پر اکڑ کر نہ چل کیونکہ اللہ متکبر شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا۔

تمام والدین کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کی اولاد کی تربیت ایسی ہو کہ وہ ایک نظام کے خوگر ہو جائیں۔ مصائب کو برداشت کرنے کا حوصلہ' اپنی ذات پر اعتماد ہو اپنے پاؤں پر خود کھڑے ہو سکیں۔ اپنی عقل سے کام لیں۔ ان کی رائے نپی تلے ہو۔ اپنے ہاتھوں سے بوجھ اٹھا سکیں اور عملی زندگی میں کامیاب ہوں۔

تمام انبیاء کی بعثت کا مقصد انسانیت کی اصلاح وفلاح اور تربیت انسان تھا۔ تمام نبی اپنی امتوں کی تربیت کے لئے مبعوث ہوئے اور اس فرض کی ادائیگی میں کوشاں رہے تا آنکہ امت میں اصلاح کی گنجائش موجود رہی یا ان کی آنے والی نسلوں میں ہی خیر کی کوئی کرن دکھائی دی۔

سیدنا نوح علیہ السلام نو سو سال اولوالعزمی سے اپنی امت کی تربیت کے لئے کوشش کرتے رہے لیکن قوم اپنی اصلاح کرنے کو تیار نہ تھی اور مزید ان کی اولاد بھی انہی کے نقش قدم پر رواں دواں تھی۔ چنانچہ نوح علیہ السلام نے ایسی بے توفیق قوم کے لئے عذاب کی دعا مانگی اور رب قہار نے سیلاب سے قوم نوح کو برباد کر دیا۔

قوم ثمود جن میں سیدنا صالح علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر مبعوث کیا گیا تھا یہ قوم بھی وعظ ونصیحت کے باوجود سرکشی پر آمادہ رہی اور اسی سبب سے عذاب کا شکار ہو کر نیست ونابود ہو گئی۔

نبی آخر الزمان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب مکہ کے رویہ سے دلبرداشتہ ہو کر وادی طائف میں بسلسلہ تبلیغ اسلام اور دعوت واصلاح تشریف لائے کلمہ وحدانیت سنانے کی پاداش میں اور جرم حق گوئی میں سردار دو عالم رحمت عالم ﷺ کے جسم اطہر کو پتھر برسا کر لہولہان کر دیا گیا۔ اس موقع پر آپ سے اہل طائف کی تباہی کے لئے دعا مانگنے کی استدعا کی گئی لیکن طائف والوں کی اولاد میں خیر اور اصلاح کی امید پر آپ نے ان کی تباہی کیلئے بددعا نہ فرمائی۔

دین اسلام کے آنے والے دنوں میں اسی طائف سے قبول اسلام کے بعد تربیت حاصل کرنے والوں نے پیغام ربانی کو ارض معلوم تک پہنچانے کا فریضہ سرانجام دیا۔ عظیم مسلم جرنیل' فاتح سندھ' نوجوان مسلم محمد بن قاسم اسی طائف کے ثقفی قبیلے کا ایک فرد تھا۔

ہر نبی کی امت اس کی روحانی اولاد کہلاتی ہے اور اس امت کی اصلاح وتربیت نبی کے ذمہ ہوتی ہے انبیاء کے پیروکار اپنے راہبر وراہنما سے مسائل حیات کا حل سیکھتے ہیں اور اپنی اصلاح کے ساتھ آنے والی نسلوں کی تربیت وتعلیم کے لئے بھی لائحہ عمل وضع کرتے ہیں۔

> **تربیت اولاد کے ضمن میں معلم اور ادارہ کے انتخاب کی اہمیت صحابیہ رسول ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اس طرح واضح کی کہ اپنے بیٹے انس رضی اللہ عنہ کو تربیت کی خاطر کائنات کے سب سے عظیم انسان رحمت عالم ﷺ کے سپرد کر دیا**

مسلمان تمام انبیاء ورسل کو برحق سمجھ کر محمد ﷺ کو آخری رسول مانتے ہوئے شریعت محمدیہ کی پیروی واتباع کرتے ہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ مسلمانوں کے لئے نمونہ ہے اور آپ کے ساتھیوں' صحابہ کا طرز عمل مشعل راہ ہے کیونکہ انہوں نے زندگی بسر کرنے کا ڈھنگ براہ راست پیغمبر آخر الزماں ﷺ سے سیکھا۔

تربیت اولاد کے ضمن میں معلم اور ادارہ کے انتخاب کی اہمیت صحابیہ رسول ام سلیم نے اس طرح واضح کی کہ جب انہیں اپنے بیٹے انس کی تربیت وتعلیم کے لئے ایک مربی ومعلم کی ضرورت محسوس ہوئی تو اپنے جگر گوشے کو انگلی سے پکڑ کر کائنات کے سب سے عظیم انسان' گفتار وکردار میں ہم آہنگ شخصیت' وحی الٰہی کے ترجمان کے پاس لا کر اس رحمت عالم ﷺ کے سپرد کر کے حقیقت تربیت بیان کر دی کہ!

آغوش صدف جس کے نصیبوں میں نہیں
وہ قطرہ نیساں کبھی گوہر نہیں بنتا

اسی آغوش تربیت نے کم سن معوذ ومعاذ کو حق وباطل کا شعور بخش کر چلتی تلواروں اور برستے تیروں میں حیات جاوداں کے حصول میں سرگرم ہونے کا حوصلہ بخش کر ابوجہل کو پیام اجل سنانے کا اہتمام فرمایا۔

آغوش تربیت اور مناسب نگہداشت وپرداخت ننھے معصوموں کے کردار عمل میں تحرک پیدا کر کے کارزار حیات میں انہیں وسعت افلاک سے ہمکنار ہونے کا حوصلہ بخش دیتی ہے۔ حرمت اسلام پر اپنے چار جواں سال بیٹے قربان کرنے والی ماں خنسا رضی اللہ عنہا آغاز معرکہ سے قبل بیٹوں سے خطاب کر کے نصیحت کرتی ہیں۔ میرے بیٹو! تمہاری ماں عفت وعصمت کا پیکر مجسم ہے کہ نہ اپنے بھائیوں کو رسوا کیا نہ ہی شوہر کی عزت داغدار کی۔ میدان قتال میں تم ایسے ہی دین اسلام کی عزت وحرمت کا پاس رکھنا۔

ان جیسی ہی عظیم باکردار ماؤں نے امام مالک' امام ابوحنیفہ' امام شافعی اور امام احمد بن حنبل' امام بخاری اور امام ابن تیمیہ رحمہم اللہ جیسے علماء وفقیہان دین کو آغوش محبت میں پروان چڑھایا جو آسمان علم ودانش پر چاند بن کر طلوع ہوئے اور سورج بن کر چمکے۔

عبدالمالک اصمعی' ابن الہیثم' جابر بن حیان' علی ابن طبری' محمد بن موسیٰ الخوارزمی' ابن مسکویہ اور ابن خلدون ایسے عظیم سائنس دان ڈاکٹرز' فلاسفرز اور ہیئت دان انہیں عظیم ماؤں کی گود میں پروان چڑھے جن کی تربیت نے انہیں عمل پیہم اور حقائق کو پرکھ کر جہاں نو آباد کرنے کی جستجو اور حوصلہ سے نوازا۔

دین حق کے پیروکار' آخری رسول کے امتی' روشن تاریخ اور شاندار ماضی وروایات کے حامل' ہر شعبہ زندگی میں انفرادیت کے

حامل افراد' فطری اعلیٰ تربیتی نظام رکھنے والے مسلمان' کارزار حیات میں دینی اور دنیوی ہر دو میدان میں ایسے اعلیٰ اور عظیم لوگ پیدا کرنے سے آج قاصر کیوں ہیں؟

سبب اس کا یہ ہے کہ دین کو عمل کے بجائے محض عقیدت واحترام اور تقدیس کا محور قرار دے کر نظام زندگی غیروں سے مستعار مانگ کر کامیابی وکامرانی کے حصول کی احمقانہ روش اختیار کی جا رہی

آغوش تربیت اور مناسب نگہداشت ننھے معصوموں کے کردار عمل میں تحریک پیدا کر کے کارزار حیات میں انہیں وسعت افلاک سے ہمکنار ہونے کا حوصلہ بخش دیتی ہے۔ خنساء رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹوں کو جنگ میں بھیجنے سے پہلے اپنے کردار اور دینی غیرت پر درس دیا

ہے۔ غلامانہ روش اور فکری انحطاط کا یہ عالم ہے کہ مسلمان بچوں کے ہیرو اور نمونہ ابوبکر' عمر' عثمان' علی' خالد بن ولید' ابوعبیدہ اور سعد بن ابی وقاص کی بجائے ہالی وڈ اور بالی وڈ کے مشرک' کافر اور اداکار وگلوکار اور کرکٹ کے کھلاڑی ہیں۔ عائشہ' فاطمہ' خولہ اور خنسا جیسی عظیم پاکباز خواتین کے کردار کی وارث امت محمدیہ کی بچیاں جو عفت وعصمت وحیا کا پیکر مجسم تھی اداکاراؤں' فاحشاؤں اور رسوائے زمانہ عورتوں کے نقش قدم پر چلنے پر فخر محسوس کرتی ہیں۔

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمین پر آسماں نے ہم کو دے مارا

مسلمان بچہ گالی دے تو اس کی خود اعتمادی پر ناز کیا جاتا ہے۔ بزرگوں کی توہین کرے تو اس کی ماڈرن سوچ کے قصیدے پڑھے جاتے ہیں۔ کافروں کی نقالی کرے تو اس کی ترقی پسندی پر باچھیں کھل کھل جاتی ہیں۔

اسلام نے ایک مکمل اور جامع نظام تربیت دیا لیکن مسلمان اسے چودہ سو سال پرانا دین قرار دے کر فطری قوانین وضوابط کو فرسودہ اور دقیانوسی سمجھ کر عیسائیت' یہودیت اور ہندوازم کے ملاوٹ شدہ' انسانی ذہن کی تخلیق بظاہر ماڈریٹ نظام میں پناہ ڈھونڈتے نظر آتے ہیں۔ حالانکہ اسلام تمام ادیان سے زیادہ ماڈرن دین ہے۔ تمام ادیان اسلام کے مقابل فرسودہ ہیں۔ ان کے قوانین بوگس' تعلیمات مسخ شدہ اور عیسائیت ویہودیت کی کتب اگرچہ الہامی مگر تحریف شدہ اور ناقابل اعتبار ہیں اسلام آخری الہامی دین ہے جس کی الہامی کتاب قرآن مجید اپنی اصل شکل میں محفوظ ہے۔ اسلام امن وآشتی کا پیامبر جامع دین ہے جو تمام مسائل حیات کا حل پیش کرتا ہے۔ اسی سلسلہ میں اسلام کے نظام تربیت اولاد کا ایک جائزہ حسب ذیل ہے۔

بچے کی تربیت کے چار ادوار

ماہرین بچے کے تربیتی کے مراحل کو چار ادوار میں تقسیم کرتے ہیں

i۔ پیدائش سے دو سال کی عمر۔
ii۔ دو سے سات سال کی عمر۔
iii۔ سات سے بارہ سال کی عمر۔
iv۔ بارہ سے ستائیس سال کی عمر۔

بچپن انسانی زندگی کی تمہید ہے اور ایام شیر خوارگی اس کا دیباچہ ہے یہی وہ نازک اور اہم عمر ہے جو بچے کے لاشعور پر ماحول کے گہرے اثرات مرتب کر کے اس کی پوری زندگی کے عروج وزوال کی داستان ترتیب دیتی ہے انہی بشری تقاضوں کے پیش نظر قرآن مجید میں حکم دیا گیا۔

والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعة وعلی المولود له رزقهن وکسوتهن بالمعروف

''مائیں اپنے بچوں کو دو سال کی عمر تک دودھ پلائیں۔ جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہیں۔ بچے کے باپ پر ہمت واستطاعت کے مطابق معروف طریقہ سے ان کیلئے خوراک اور کپڑا مہیا کرنا فرض ہے۔''

ماہرین تسلیم کرتے ہیں کہ ماں کا دودھ نہ صرف بچے کی جسمانی صلاحیتوں بلکہ اس کے ذہنی اور فکری رویوں پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ ایک صالح ماں بچے کو دودھ پلاتے ہوئے' محبت کی آغوش میں لے کر اسے کامیاب انسان بنانے کا آغاز کرتی ہے۔ عقائد کی پختگی اور اسلامی شعائر کی پابندی کو لازم ٹھہرا کر وہ بچے کے لاشعور میں غیر محسوس طریقہ سے اللہ کی وحدانیت وحقانیت اور حق وباطل کے امتیازات کا نقش بٹھانا شروع کرتی ہے۔ بچے کا والد حلال رزق کما کر بچے پر خرچ کرتا ہے اور یوں ایک کامیاب وکامران انسان کی پرورش کا عمل شروع ہوتا ہے۔

جوں جوں عمر بڑھتی ہے بچے میں ارتقائی عوامل ظہور پذیر ہوتے ہیں وہ بولنا شروع کرتا ہے۔ ابتدا میں ایک دو الفاظ پھر توتلی باتیں اور بالآخر صاف اور واضح الفاظ میں اظہار مطلب ادا کرنے لگتا ہے۔ بچہ بولنا شروع کرے اور اس کی زبان سے ادا ہونے والے پہلے الفاظ لا الہ الا اللہ ہوں۔ آغاز سے ہی اللہ کا نام ورد زبان کیا جائے۔ ذکر الٰہی کی طرف مائل کیا جائے۔ کیونکہ جس کا اول وآخر کلمہ لا الہ الا اللہ ہو وہی دنیا وآخرت میں کامیاب وکامران ٹھہرے گا۔

سات سال کی عمر سے بچوں کو نماز کی تلقین کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ زندگی کے سفر میں قدم قدم پر انسان کو سہارے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ تکالیف ومصائب میں تشفی وسکون کی طلب ہوتی ہے۔ جس شخص کا تعلق اپنے پیدا کرنے والے رب سے مضبوط ہو۔ زندگی میں رب تعالیٰ سے مصائب ومشکلات میں وہ اتنا ہی زیادہ رجوع کرنے والا ہوگا اور اللہ سے بڑھ کر انسان کو صبر وسکون دینے والا کون ہے۔ یہاں یہ نکتہ قابل غور ہے کہ عموماً سمجھا جاتا ہے چونکہ بچے کو سات سال کی عمر سے نماز کا حکم ہے' اس لئے اس عمر سے قبل اسے مسجد میں لے جانا ضروری نہیں۔ مسجد مسلمانوں کا مرکز ومحور ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ اور صحابہ مسجد میں بیٹھ کر ہی عظیم الشان سلطنتوں کے تختے الٹنے کی کی منصوبہ بندی کر کے لشکر روانہ کرتے تھے۔ مسجد ہی سے انسانی حیات کے جملہ مسائل اور ان کے حل کے لئے دعوت وتبلیغ کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اس لئے بچے کو ابتدائی سات سال (جو کہ عمر انسانی کا ایک اہم مرحلہ ہے) مسجد سے دور رکھنا قطعاً مفید نہیں بلکہ جب وہ چلنے پھرنے لگے تو والد کی ذمہ داری ہے کہ خود وضو کر کے مسجد کی طرف جائے تو اپنے بیٹے کو بھی انگلی پکڑ کر ساتھ لے جائے تاکہ بچہ مسجد کے ماحول سے مانوس ہو اور اسے یہ حقیقت ذہن نشین ہو جائے کہ مسجد اس کی زندگی کا مرکز ومحور ہے۔

دس سال کی عمر دور بلوغت کا آغاز ہے۔۔ اس عمر میں بچہ حقائق کو تجربات کی کسوٹی پر پرکھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اچھائی برائی کا ایک واضح تصور ذہن میں ابھر چکا ہوتا ہے۔ اس حصہ عمر میں جن عادات واطوار کو لازمہ شخصیت بنا دیا جائے' تا عمر وہ انسانی اعمال اور رویوں میں دخیل رہتی ہیں۔ پس دس سال کی عمر سے نماز فرض کردی گئی تاکہ خالق ومالک ارض وسما کی عبودیت وبندگی' اطاعت ووفاشعاری انسانی طبیعت میں رچ بس جائے۔ بچے کو شعوری طور پر یہ تصور اور عقیدہ دیا جاتا ہے کہ وہ رحمان کا بندہ ہے۔ اس کے تمام اعمال وافعال کی نگرانی ہو رہی ہے اور روز حساب اسے جواب دہ ہونا ہے۔ وہ اپنی مرضی کا مالک نہیں بلکہ اس کی معیشت' معاشرت' تمدن' تہذیب' رسم ورواج' عادت واخلاق سب ایک خاص احاطہ کے پابند ہیں۔

دس سال کی عمر میں نماز فرض کردی گئی تاکہ خالق کی عبودیت وبندگی اطاعت ووفاشعاری انسانی طبیعت میں رچ بس جائے آغاز بلوغت سے جنسی انگیخت کے پیش نظر بچوں کے بستر علیحدہ کرنے کا حکم اور لڑکے لڑکیوں کو اکٹھا سلانے کی ممانعت وارد ہوئی ہے

آغاز بلوغت ایک نازک مرحلہ ہے۔ انسانی جسم میں متنوع

تبدیلیاں اس عمر میں رونما ہوتی ہیں اور جنسی جذبات میں انگیخت پیدا ہوتی ہے۔ جسمانی وروحانی تقاضوں کی پیش نظر دس سال کی عمر سے بچوں کے بستر علیحدہ کرنے اور لڑکے لڑکیوں کو اکٹھا سلانے کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ انسانی فطرت میں تجسس کا عنصر وافر پایا جاتا ہے اور نا معلوم حقائق تک رسائی کا داعیہ ہر انسان میں موجود ہے۔ اسی لئے جنسی جذبات میں اعتدال اور متوازن شخصیت کی تعمیر کے لئے مندرجہ بالا حکم پر سختی سے عمل درآمد اشد ضروری ہے۔

اجزاء کے ملنے سے کسی شے کی مکمل ہیئت سامنے آتی ہے اور تربیت کے مراحل میں ہر پہلو اور رویے سے بچوں کی نگرانی اور تربیت ضروری ہے۔ اس ضمن میں سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی تربیت وشخصیت ایک واضح مثال ہے۔

جناب خلیل اللہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے لخت جگر جناب ذبیح اللہ سیدنا اسماعیل السلام سے مخاطب ہیں

یبنی انی اری فی المنام انی اذبحک

میرے بیٹے میں نے خواب میں تجھے اپنے ہاتھوں ذبح ہوتے ہوئے دیکھتا ہوں۔

سیدنا اسماعیل علیہ السلام جواب دے رہے ہیں

قال یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شآء اللہ من الصابرین

ابا جان جو حکم آپ کو ملا ہے اسے پورا کیجئے مجھے آپ ان شاء اللہ صبر کرنے والا پائیں گے

دس سال کی عمر میں سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی تربیت کا یہ معیار ہے کہ اللہ کے حکم پر اپنی جان بھی قربان کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔

یہ فیضان نظر تھا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

بارہ سال کی عمر سے بچپن کی دہلیز پار کر کے بچہ جوانی کی حدود میں داخلہ کی تیاری کرتا ہے۔ مغربی مفکرین بالغ بچے کو خود مختار قرار دے کر اسے مکمل آزادی دینے کی حمایت کرتے ہیں۔ ان کے بقول بچہ اب اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے اور اسے مزید تربیت کی حاجت نہیں ہے۔ جبکہ تربیت انسانی ایسا ہمہ جہت عمل ہے جو زندگی کے کسی موڑ پر جمود کا شکار نہیں ہوتا۔ نصیحت انسان کو فائدہ دیتی ہے۔ یاددہانی اور اصلاح سے اعمال میں درستگی اور بہتری پیدا ہوتی ہے۔ سیدنا یعقوب علیہ السلام بستر مرگ پر پڑے ہیں اور اپنے جوان بیٹوں سے دریافت کرتے ہیں۔

ما تعبدون من بعدی

میرے بعد کس کی عبادت کرو گے

قالوا نعبد الٰھک والہ آبائک ابراھیم واسماعیل واسحق

بیٹوں نے جواب دیا۔ ہم آپ کے رب آپ کے آباء ابراہیم' اسماعیل اور اسحق علیہم السلام کے پروردگار کی عبادت کریں گے۔

سیدنا یعقوب علیہ السلام نے عمر عزیز کے آخری لمحات میں بھی بیٹوں کی تربیت اور عبودیت الٰہی کے فریضہ کی یاددہانی کرا کے یہ حقیقت واضح کی کہ تربیت ایک عمل مسلسل ہے۔

اسلام محض مجموعہ عبادات نہیں بلکہ دین فطرت ہے اور دین کی پابندی میں ہی کامیابی ہے۔ چونکہ ہر شخص اپنی اولاد کو نیک اور کامیاب دیکھنے کا آرزو مند ہوتا ہے اور یہ مقاصد اسلامی شعائر واحکام کی پابندی اور صالح تربیت سے ہی حاصل ہو سکتے ہیں اور اسی طریق سے اسلاف کے منہج پر داعیان حق کی وہ جماعت تیار ہو سکے گی جو ایک طرف منبر ومحراب کے وارث بن کر دین حق کو تمام دنیا میں پھیلانے کے لئے دعوت واصلاح اور جہاد وقتال کا فریضہ سرانجام دیں گے اور دوسری طرف ستاروں پر کمندیں ڈالنے کا عزم لے کر سائنس وٹیکنالوجی کے میدان میں کارہائے نمایاں سرانجام دینے کے قابل ہوں گے۔

> **دس سال کی عمر میں بچہ حقائق کو تجربات کی کسوٹی پر پرکھنے کے قابل ہوجاتا ہے' اچھائی برائی کا ایک واضح تصور ذہن میں ابھر چکا ہوتا ہے' اس عمر کی عادات تاعمر انسانی اعمال اور رویوں میں دخیل رہتی ہیں**

بچوں کی نفسیات اور چند باتیں

1۔ اولاد آپ کا اثاثہ ہے اس کی قدر کریں۔

2۔ اپنے بچے کو گھر میں بھرپور توجہ' پیار اور اپنائیت کا ماحول فراہم کریں تا کہ گھر سے باہر دلچسپیوں کی تلاش میں وہ غلط سوسائٹی کا شکار ہونے سے بچ سکے۔

3۔ بچے کی غلطیوں کی اصلاح کریں نہ کہ سرزنش اور بے جا سزا سے اسے منفی ردعمل کا شکار بنائیں۔

4۔ جیسا رویہ' لہجہ اور بول چال کا انداز آپ بچوں کے سامنے اپنائیں گے لامحالہ بچے بھی اسی کو اختیار کریں گے۔ اس لئے اپنے رویہ کو نرم' لہجہ کو شستہ اور بول چال کو آداب واخلاق سے مزین کریں۔

5۔ بچوں کو گھر پر مناسب وقت دیں۔ عدم اختلاط سے دوریاں بڑھتی ہیں اور یوں رشتوں کی اہمیت ہی ختم ہو کر رہ جاتی ہے۔

6۔ بچے کی عمر اور عقل کے مطابق گھریلو امور میں اس سے مشورہ لیں۔ گھر کے چھوٹے چھوٹے کاموں میں اسے شریک کریں تا کہ بچے میں خود اعتمادی اور قوت فیصلہ پروان چڑھے۔

7۔ بچے کے جائز مطالبات حتی الوسع پورے کریں اور ناجائز مطالبات پورے کرنے سے انکار کرتے ہوئے ہمیشہ خیال رکھیں کہ بچے عموماً جائز اور ناجائز کا فرق نہیں سمجھتے اس لئے انہیں مطمئن کرنا ضروری ہے تا کہ احساس محرومی جنم نہ لے۔

8۔ بچے کو کسی محرومی کا طعنہ دیں نہ ہی کبھی اس کا مذاق اڑائیں۔

9۔ بچے کی غلطیوں سے حتی الامکان صرف نظر کریں۔ دوسروں کے سامنے کبھی مت ڈانٹیں۔ تنہائی میں احسن طریقہ سے اصلاح کریں۔

10۔ مہمانوں' رشتہ داروں کے سامنے بچے کی خامیاں بیان نہ کریں بلکہ اس کی تعریف کریں۔

11۔ بچہ کوئی نقصان کر دے تو اسے یہ احساس نہ دلائیں کہ ٹوٹنے والی چیز بچے سے زیادہ اہم ہے اسلئے اس کی پٹائی اور ڈانٹ ضروری ہے۔

12۔ بچے کے علم میں لائے بغیر اس کی اندرون خانہ اور گھر سے باہر سرگرمیوں کی نگرانی ضرور کریں۔ بچوں کے سکول بیگ اور کتابوں کاپیوں کا جائزہ لیتے رہا کریں۔ اگر خرابی نظر آئے تو حکمت سے اصلاح کریں۔

13۔ بچوں کو درسی کتب کے علاوہ بھی معلوماتی' تاریخی اور اصلاحی کتب ورسائل کے مطالعہ کی عادت ڈالیں۔

14۔ بچہ خود کو اہم سمجھتا ہے اور آپ اسے پوری اہمیت دیجئے۔

15۔ بچے کو اتنا اعتماد دیں کہ وہ اپنے تمام مسائل آپ سے بیان کر سکے۔

مخیّر احباب سے تعاون کی اپیل

مرکز الدعوۃ المحمدیہ میں عرصہ سات سال سے دینی تعلیم (درس نظامی) حفظ القرآن کے شعبے کام کر رہے ہیں۔ نیز طلباء کو میٹرک تک دنیاوی پڑھانے کا بھی اہتمام ہے۔ الحمدللہ اس جامعہ کو کفر کے خلاف پانچ نوجوانوں کی شہادت پیش کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ مرکز الدعوۃ المحمدیہ کے فارغ التحصیل طلباء میدان عمل میں بھرپور خدمات پیش کر رہے ہیں۔

اب مدرسہ کی نئی عمارت کی تعمیر کا کام شروع ہے۔ مخیّر احباب سے گزارش ہے کہ دل کھول کر تعاون کریں۔

برائے رابطہ: ابوشہید محمد عابد 53 گ ب منصور پور ڈھیسیاں تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد

منیر احمد' ٹریڈ سنٹر فلیٹ نمبر 9 چوک یتیم خانہ 180 ملتان روڈ لاہور فون نمبر 042-7466342

جادو ٹونے اور جنات کی شرعی حیثیت اور نکالنے کا طریقہ

آپ کے دینی مسائل

قرآن وسنت کی روشنی میں

مبشر احمد ربانی

س: آج کل معاشرے میں جنات نکالنے کا کاروبار عروج پر ہے عام طور پر خوبصورت کنواری جوان لڑکیوں پر جنات کا حملہ ہوتا ہے اور مختلف قسم کے لوگ ٹونے ٹوٹکے کر کے جنات نکالتے ہیں اور عوام کی جیبیں صاف کرتے ہیں۔ کیا اس قسم کے حالات نبی ﷺ یا دور صحابہ رضی اللہ عنہم میں وقوع پذیر ہوتے تھے۔ نیز جنات کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کتاب وسنت کی رو سے وضاحت فرمائیں۔(مہر عبید اللہ فروکہ سرگودھا)

ج: جنوں کا وجود انبیاء علیہم السلام کی متواتر خبروں سے بالضرورۃ معلوم ہے اور یہ بھی ضروری طور پر معلوم ہے کہ وہ زندہ 'ذی عقل اور ارادہ کے مطابق عمل کرنے والے' نیکی کا حکم دیئے گئے اور برائی سے روکے گئے ہیں۔ ان کی کوئی خاص صفت یا لمبائی چوڑائی مقرر نہیں ہے جیسا کہ بعض ملحدوں کا دعویٰ ہے چونکہ جنوں کا معاملہ انبیاء علیہم السلام سے متواتر ثابت ہے اس لئے ہر خاص وعام اسے متواتر اً جانتا ہے اور لہٰذا یہ ناممکن ہے کہ کوئی گروہ جو رسولوں کی طرف اپنی نسبت کرتا ہو اور وہ ان کے وجود کا انکار کرے۔(مجموع الفتاوی ۱۹/ ۹۔ ۱۰ بحوالہ جادو کی حقیقت ص ۱۳۷'۱۳۸)

کتاب وسنت اور اجماع امت سے یہ بات بالکل عیاں اور ظاہر وباہر ہے کہ جنات کا وجود ہے اور یہ آگ کے شعلے سے پیدا کئے گئے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کو جس طرح انسانوں کی طرف رسول بنا کر مبعوث کیا گیا اسی طرح جنات کی طرف بھی آپ ﷺ اللہ کے پیغمبر بن کر مبعوث ہوئے ہیں۔ جنات میں بھی نیک وبد ہر طرح کے لوگ موجود ہیں' جو ان میں شیطنت کی صفت کے حامل ہوتے ہیں وہ انسانوں کو گمراہ کرنے کے لئے مختلف قسم کے وساوس وخطرات پیدا کرتے رہتے ہیں۔ اس صورت میں انسانوں کو تعوذ پڑھنا چاہئے اور اللہ پاک کی پناہ پکڑنی چاہئے۔ معاشرے میں جو عمومی صورتحال ہے' جوان لڑکیوں کو جنات کی شکایت ہوتی ہے' اکثر اوقات ہوتا ہے کہ لڑکی کی پسند کی شادی والدین نہیں کرتے تو وہ جنات کے سایہ کی شکایت کرنے لگ جاتی ہے اور والدین پریشان ہو کر جنات نکالنے والے عاملوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور وہ آکر جوان لڑکی کو مس بھی کرتے ہیں اور رقم بھی بٹورتے ہیں اور یہ دھندہ عروج پر ہے اکثر جنات نکالنے والے زر اور زن کے پیاسے ہوتے ہیں۔ پھر وہ طرح طرح کے ڈرامے رچا کر اپنا مقصود پورا کرتے ہیں۔ جب لڑکی کی مرضی سے اس کے آشنا سے رشتہ قائم ہو جاتا ہے تو جنات کا معاملہ ختم ہو جاتا ہے۔ بعض روایات میں صراحتاً جنات کے وجود انسانی میں داخلے کا تذکرہ ملتا ہے۔ جیسا کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ میں نکلا آپ قضائے حاجت کے لئے نہیں آتے تھے یہاں تک کہ غائب ہو جاتے' دکھائی نہ دیتے۔ ہم ایک چٹیل میدان میں اترے نہ اس میں درخت تھے اور نہ ہی پہاڑ۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے جابر اپنے برتن میں پانی ڈال پھر ہمارے ساتھ چل۔ جابر رضی اللہ کہتے ہیں ہم چل پڑے یہاں تک کہ ہم دکھائی نہ دیتے تھے۔ ہم ایک چٹیل میدان میں اترے نہ اس میں درخت تھے اور نہ ہی پہاڑ۔ اچانک دو درخت نظر آئے جن کے درمیان چار ہاتھ کا فاصلہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اے جابر! اس درخت کی طرف چل پڑ اور کہہ۔ اللہ کے رسول ﷺ تمہیں کہتے ہیں تو اپنے ساتھی (یعنی دوسرے درخت) کے ساتھ مل جا یہاں تک کہ میں تمہارے پیچھے (حاجت کے لئے) بیٹھوں۔ جابر ؓ کہتے ہیں' میں نے ایسے کہا وہ درخت اس کی طرف پلٹ آیا۔ تو رسول اللہ ﷺ ان دونوں درختوں کے پیچھے بیٹھ گئے۔ پھر وہ دونوں اپنی جگہ کی طرف پلٹ آئے۔ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ سوار ہوگئے اور اللہ کے رسول ﷺ ہمارے درمیان ایسے تھے گویا ہمارے اوپر پرندوں نے سایہ کیا ہوا ہے۔ آپ ﷺ کے سامنے ایک عورت آئی۔ اس کے پاس اس کا بچہ تھا۔ کہنے لگی اے اللہ کے رسول' بلاشبہ میرے اس بیٹے کو ہر روز تین دفعہ شیطان پکڑ لیتا ہے۔ آپ ﷺ نے اس بچے کو لے لیا آپ نے اسے اپنے اور کجاوے کے اگلے حصے کے درمیان رکھ دیا۔ پھر فرمایا اللہ کے دشمن ذلیل ہو جا' میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں۔ اللہ کے دشمن! ذلیل ہو جا' میں اللہ کا رسول ہوں۔ تین مرتبہ آپ نے ایسا کہا۔ پھر بچہ اس عورت کے حوالے کر دیا جب ہم نے اپنا سفر تمام کر لیا۔ ہم اس جگہ سے گزرے تو عورت اپنے بچے سمیت ہمارے سامنے آگئی۔ اس کے ساتھ دو مینڈھے تھے جنہیں وہ ہانک کر لا رہی تھی۔ کہنے لگی "اے اللہ کے رسول ﷺ! میری طرف سے ہدیہ قبول کر لیں۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا' اس کے بعد وہ شیطان واپس نہیں لوٹا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک مینڈھا اس سے لے لو اور دوسرا اسے واپس کر دو۔

سنن الدارمی باب ما اکرم اللہ تعالیٰ بہ نبیہ ﷺ من ایمان الشجر بہ والبھائم والجن (۱۷) ۱/ ۱۶۷۔ ۱۶۸ ابن ابی شیبہ ۱۱/ ۴۹۰' ۴۹۲ (۱۱۸۰۳) التمہید ۱/ ۲۲۳۔ ۲۲۴ دلائل النبوۃ لابی نعیم (۲۸۲) عبد بن حمید (۱۰۵۲)

اس روایت کی سند میں اسماعیل بن عبدالملک ہے امام ابو حاتم رازی' امام نسائی' امام ابن حبان' ابوداؤد' محمد بن عمار' عقیلی دولابی' ابوالعرب القیروانی' ابن شاہین' نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (تہذیب الکمال ۳/ ۱۴۲' ۱۴۳) مع تعلیق دکتور بشار عواد المعروف)

یعلی بن مرۃ ثقفی رضی اللہ عنہ کی ایک طویل روایت میں ہے کہ دوران سفر رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک عورت بچہ لے کر حاضر ہوئی۔ اس بچے کو جنّ کی شکایت تھی نبی ﷺ نے اس کی ناک کو پکڑا پھر فرمایا: نکل جا بے شک میں محمد (ﷺ) اللہ کا رسول ہوں۔ کہتے ہیں پھر ہم سفر پر روانہ ہوگئے جب ہم اپنے سفر سے واپس پلٹے' ہم اس پانی والی جگہ کے پاس سے گزرے تو وہ عورت اونٹ اور دودھ لے کر آئی آپ نے اونٹ واپس کرنے کا حکم دیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا' انہوں نے دودھ پی لیا۔ آپ ﷺ نے اس عورت سے بچے کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے' آپ کے بعد ہم نے اس میں کوئی بے قراری نہیں دیکھی۔ (مسند احمد ۴/ ۱۷۳ (۱۷۷۰۸) شرح السنۃ ۱۳/ ۲۹۶)

اس کی سند میں عطاء بن السائب ہیں جنہیں اختلاط ہو گیا تھا اور معمر کی روایت ان سے اختلاط کے بعد کی ہے اور عبداللہ بن حفص مجہول راوی ہے۔

عطاء کے اختلاط کے متعلق ملاحظہ ہو (تہذیب الکمال ص ۹۱/ ۲۰ نہایۃ الاغتباط)

اور عبداللہ بن حفص کی جہالت کے بارے میں دیکھیں (تقریب' تاریخ الدارمی (۲۶۴) الکامل لابن عدی' نہایۃ السول' الکاشف وغیرہا)

یہ روایت المستدرک للحاکم ۲/ ۶۱۵' ۶۱۶ میں بطریق احمد بن عبدالجبار از یونس بن بکیر از اعمش از المنہال بن عمرو از یعلی بن مرہ مروی ہے۔ لیکن اس سند میں احمد بن عبدالجبار ہے۔ ابو حاتم رازی نے کہا (لیس بقوی) "(الجرح والتعدیل)

محمد بن عبداللہ الحضرمی نے کہا "کان یکذب" جھوٹ بولتا تھا۔ خود حاکم کہتے ہیں "لیس بالقوی عندھم" محدثین کے ہاں قوی نہیں ہے۔ ابواحمد بن عدی فرماتے ہیں "اھل عراق اس کے ضعف پر متفق ہیں" الغرض یہ راوی ضعیف ہے۔۔ (تھذیب الکمال ۱/۸۷۳۔۳۸۲ پھر اس کی سند میں اعمش کی تدلیس بھی ہے اور روایت معنعن ہے۔

یہ روایت مسند احمد ۴/۱۷۰ (۱۷۶۹۰) میں عبداللہ بن نمیر از عثمان بن حکیم از عبداللہ بن عبدالعزیز از یعلی بن مرہ کے طریقے سے بھی مروی ہے۔ اور یہ عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز غیر معروف ہے۔ (تعجیل المنفعۃ لابن حجر عسقلانی ص ۲۵۳)

اگر اس عبدالرحمٰن سے عبداللہ بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن عثمان بن حنیف الانصاری مراد ہوں تو یہ سند منقطع ہوگی کیونکہ اس کی وفات ۱۶۲ھ ہے اور اس کی عمر ۷۰ سال سے کچھ زیادہ تھی تقریباً یہ ۹۰ھ کے قریب پیدا ہوا تھا اور یعلی بن مرۃ ثقفی رضی اللہ عنہ سے اس کی ملاقات کا کوئی ثبوت موجود نہیں۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت اپنا بیٹا لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی "اے اللہ کے رسول! بلاشبہ میرے بیٹے کو جنون ہے اور وہ اسے صبح اور شام کے کھانے کے وقت پکڑ لیتا ہے اور ہمارے اوپر خباثت کرتا ہے رسول اللہ ﷺ نے اس کے سینے کو نرم کیا اور دعا کی' اس نے ایک بار قے کی۔ اس کے پیٹ سے سیاہ پلے کی طرح کی کوئی چیز نکلی تو اس نے دوڑ لگادی۔

(سنن الدارمی (۱۹) ۱/۱۷۰ مسند احمد ۱/۲۳۹' ۲۵۴' ۳۶۸ طبرانی کبیر ۱۲/۵۷ دلائل النبوۃ للبیہقی ۶/۱۸۲)

مسند احمد اور طبرانی کی روایت کے آخر میں ہے اس بچہ نے شفا پالی۔ لیکن اس کی سند میں فرقد السبخی ہے۔ جمہور محدثین کے ہاں فرقد بن یعقوب السبخی ابو یعقوب ضعیف ہے۔ تھذیب الکمال ۲۳/۱۶۶۔۱۶۷)

اس طرح کی روایت مطر بن عبدالرحمٰن الاعنق عن ھند بن الوازع' عن الوازع کی سند سے اتحاف المھرہ لابن حجر ۱۳/۶۵۶ اطراف المسند لہ ۵/۴۴۵ اور جامع المسانید والسنن لابن الکثیر ۱۲/۳۴۶ میں بھی موجود ہے۔ لیکن اس کی سند میں ھند ام ابان بنت الوازع کی توثیق معلوم نہیں۔

ایک روایت عثمان بن ابی العاص سے بھی مروی ہے جس کا ذکر علامہ ہیثمی نے مجمع الزوائد ۹/۳ میں کیا ہے اور کہا ہے کہ "اس کی سند میں عثمان بن بسر ہے جسے میں نہیں پہچانتا اور اس کے بقیہ راوی ثقات ہیں"

البتہ اس سلسلے کی ایک صحیح السند روایت امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں ذکر کی ہے کہ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے کہا جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے طائف کے اوپر عامل بنایا میری نماز میں کوئی چیز مجھے پیش آنے لگی یہاں تک کہ میں نہیں جانتا تھا جو نماز میں نے پڑھی۔ جب میں نے یہ صورتحال دیکھی تو رسول اللہ ﷺ کی طرف کوچ کیا۔ آپ نے فرمایا اے ابن ابی العاص۔ میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا کونسی چیز تمہیں لائی ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کوئی چیز مری نماز میں مجھے پیش آتی ہے یہاں تک کہ میں نہیں جانتا جو نماز میں نے پڑھی۔ آپ نے فرمایا: وہ شیطان ہے' قریب ہو۔ میں آپ کے قریب ہوا میں اپنے قدموں کے سروں پر بیٹھ گیا آپ نے میرے سینے پر اپنا ہاتھ مارا اور میرے منہ میں لعاب لگایا اور فرمایا "اخرج عدو اللہ" اللہ کے دشمن نکل جا۔ آپ نے یہ کام تین مرتبہ کیا۔ پھر فرمایا "الحق بعملك" اپنے کام کے ساتھ الحاق کرلے۔ عثمان رضی اللہ عنہ قسم کھا کر کہتے ہیں میں گمان نہیں کرتا کہ اس کے بعد کبھی اس نے میرے ساتھ اختلاط کیا ہو۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الطب' باب الفزع والأرق وما یعوذ منہ ۳۵۴۸) مصباح الزجاجۃ۔ المسند الجامع ۱۲/۴۱۸)

اس حدیث کو علامہ البانی نے بھی صحیح کہا ہے۔

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان انسان میں داخل ہوتا ہے اس لئے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اخرج عدو اللہ اللہ کے دشمن نکل جا:

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں۔ انسان کے بدن میں جن کے داخل ہونے پر اہل سنت والجماعت کے ائمہ متفق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ (البقرہ:۲۷۵)

سود خور نہ کھڑے ہوں گے مگر اس طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خبطی بنادے۔

اور صحیح حدیث میں ہے نبی ﷺ نے فرمایا "شیطان انسان کے جسم میں اس طرح گردش کرتا ہے جس طرح کہ خون دوران کرتا ہے"

(صحیح البخاری (۳۲۸۱) صحیح مسلم (۲۱۷۵) ملاحظہ ہو (مجموع الفتاویٰ ۲۴/۲۷۶)

'عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے اپنے والد (احمد بن حنبل) سے کہا بہت سے لوگ ایسے کہتے ہیں کہ کوئی جن کسی المصروع (جس پر جن سوار ہو) کے بدن میں داخل نہیں ہوتا تو انہوں نے کہا: اے میرے بیٹے وہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں اصلاً یہ شیطان ہی ہے جو ان کی زبان سے (یہ جھوٹ) بولتا ہے۔ (مجموع الفتاویٰ ۲۴/۲۷۷' ۱۶' ۱۲)

ایک مقام پر امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں۔

بعض جاہل اور گمراہ لوگوں نے جنہیں علم نہیں ہے اس بات کا انکار کیا ہے۔ چنانچہ معتزلہ میں سے ایک گروہ مثلاً الجبائی اور ابو بکر الرازی وغیرہ نے مصروع کے بدن میں جن کے داخل ہونے کا انکار کیا ہے مگر وہ بھی جن کے وجود کا انکار نہیں کرتے۔ (المجموع الفتاوی ۱۹/۱۲) مزید تفصیل کیلئے "جادو کی حقیقت" ص ۱۸۹ تا ۱۹۱ از غازی عزیر مبارکپوری حفظہ اللہ مطبوعہ مکتبہ دار السلام ملاحظہ ہو۔

اگر کسی بھی شخص کو شیطانی وساوس وخطرات لاحق ہوں تو وہ ان کا شرعی طریقہ کار سے علاج کرے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات پر پختہ اعتقاد رکھے۔ توکل وبھروسہ اسی کی ذات پر کرے اور نفع ونقصان کا مالک اسے سمجھتے ہوئے اس سے صدق دل سے دعا مانگنے اور شیاطین سے بچنے کے لئے استعاذہ سے کام لے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو پناہ پکڑنے کی ہدایت یوں فرمائی۔

وَقُلْ رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ (۹۷) وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَنْ يَحْضُرُونِ (المومنون ۹۷۔۹۸)

اور آپ کہہ دیں۔ اے میرے پروردگار میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ پکڑتا ہوں اور اے میرے رب میں اس بات سے بھی تیری پناہ پکڑتا ہوں کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں۔

اس طرح فرض نمازوں کے بعد ذکر واذکار سونے اور بیدار ہونے کے اذکار اور صبح وشام کے اذکار کے علاوہ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ ۔ (بخاری ومسلم)

غصہ کے وقت أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ (صحیح البخاری وصحیح مسلم)

گدھے کے ہینکتے وقت' الغرض مختلف مقامات پر تعوذ پڑھتا رہے تو اللہ تعالیٰ ضرور شفا عطا کرے گا۔ کتاب وسنت میں موجود ذکر واذکار سے ہٹ کر شیطانی عمل کرنے والوں' غیر محرم عورتوں کے سر یا شہ رگ کو پکڑ کر جن نکالنے والے عاملوں کے ہتھے نہ چڑھیں۔ وہ آپ کی عزت بھی برباد کریں گے اور دولت بھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر قسم کے شیطانی ہتھکنڈوں اور ابلیسی کارروائیوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین

بقیہ دعوت کے میدان میں

مسئول ادارہ خدمت خلق پاکستان نے ریڈیو پاکستان گلگت کو 15 منٹ کا انٹرویو دیا۔ یہاں سے دعوت وخدمت کا یہ قافلہ سکردو میں میڈیکل کیمپنگ کے لئے روانہ ہوا۔ سکردو تک دریائے سندھ کے کنارے انتہائی کم چوڑی اور خطرناک سڑک کافی حیرت انگیز ہے۔ رات سکردو مرکز اسلامی میں بھائیوں نے قیام کیا اور پھر ڈاکٹرز کو ٹیموں کی شکل میں سکردو کے گردونواح میں بھیج دیا گیا۔

غانچے سکردو کا پہلا شہر ہے۔ یہاں جماعت اہلحدیث کا ایک بڑا مدرسہ' مسجد اور الاثر پبلک سکول ہے۔ ظہر کے بعد یہاں درس قرآن ہوا۔ جس میں اہل علاقہ نے بھرپور شرکت کی کیمپ میں بے پناہ رش تھا۔

اگلے دن یوگو براہ' خپلو اور کیرس میں میڈیکل کیمپ لگائے گئے۔ یوگو میں گندم کی کٹائی عروج پر تھی۔ اس مصروفیت کے باوجود شام تک مریضوں کا تانتا بندھا رہا۔ یہ گاؤں بھی دعوت وجہاد کے غازیوں اور شہیدوں کا مسکن ہے۔ سب سے زیادہ مریض شیگر اور غواڑی میں دیکھے گئے بلتستان میں 90 فیصد سے زائد لوگ پیٹ کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔

ملتان میں روزانہ ہزاروں روپے غریبوں میں تقسیم کرنیوالے

ایک "قلندر" سے ملاقات

حال ہی میں ملتان میں ایک ایسا "قلندر" منظر عام پر آیا ہے جس کے بارے میں شہر بھر میں مشہور ہو گیا کہ وہ روزانہ غریبوں میں سینکڑوں ہزاروں روپے تقسیم کرتا ہے۔ یقیناً آج کے دور میں ایسے کسی انسان کا وجود لوگوں کے لئے بڑے اچنبھے اور حیرت کی بات ہوتی ہے۔ لیکن اہل ملتان کے لئے شاید یہ کوئی اتنی بڑی حیرت وششدر ہونے والی بات نہ ہو۔ ملتان کے بارے میں ویسے تو مشہور ہے۔

ایں چہار چیز تحفہ است ملتان
گرد ، گدا ، گرما ، گورستان

لیکن ایک اور چیز کا ذکر اس شعر میں رہ گیا ہے جو ہمارے خیال میں نہ صرف اہم ترین ہے بلکہ اس معاملے میں ملتان شاید دنیا کے تمام علاقوں سے زیادہ خود کفیل ہے۔ وہ ہیں ولی۔ ملتان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ اڑھائی لاکھ ولیوں کا شہر ہے۔ اس میں سوا لاکھ زندہ اور سوا لاکھ مردہ ولی شامل ہیں۔ اور یہ مردہ ولی بھی انہیں اس لحاظ سے نہیں کہا جاتا کہ وہ واقعی مردہ ہیں بلکہ اس لحاظ سے کہ یہ مردہ ولی دنیاوی اور ظاہری جسم کے لحاظ سے ہمارے سامنے موجود نہیں ورنہ حقیقتاً انہیں زندہ ولیوں سے بھی زیادہ زندہ، زیادہ کرنی والا اور زیادہ قوت وطاقت والا اور مشکلیں حل کرنے والا سمجھا جاتا ہے۔ یہ بات ایسے تو نہیں مشہور کہ

زندہ لکھ دا مردہ سوا لکھ دا

غرض ایسے "کرنی والے" اور "مشکل کشا" ولیوں کے شہر میں اس طرح کے قلندر، ولی اور حاتم طائی پیدا ہو جائیں تو ملتانیوں کو کم از کم اس بارے میں کوئی حیرت نہیں ہوتی۔ یہاں کے ایک ولی شاہ شمس کے بارے میں مشہور ہے کہ انہیں جب ملتان کے نانبائیوں نے بوٹی بھون کر نہ دی تو حضرت سورج کو ہی نیچے اتار کر بوٹی بھوننے لگے۔ اس پر اہل ملتان جھلسنے لگے تو انہوں نے حضرت صاحب سے معافی مانگی۔ تب انہوں نے سورج کو واپس کیا اور اہل ملتان نے سکھ کا سانس لیا۔ پندرہ بیس سال پہلے یہاں کے ایک پیر سپاہی ملک بھر میں مشہور تھے۔ یہ لوگوں کو بوتلوں میں پانی بھر کر لانے کا کہتے اور پھر موصوف سپیکر پر ہی پھونک مارتے تو سب کے پانی پر دم ہو جانے کا اعلان کر دیتے۔ بیماروں اور مصیبت زدوں کو کہتے کہ یہ پانی پی لیں۔ سب کے مسئلے حل ہو جائیں گے۔ اب جن کا اتفاق سے مسئلہ حل ہو جاتا، وہ اسے پیر سپاہی کی کرامت قرار دیتا اور یوں یہ پیر صاحب پورے ملک میں مشہور ہو گئے۔ پیر صاحب کو دراصل اپنی "کرامتوں" کی حقیقت معلوم تھی اس لئے بالآخر ایسی توہمات وخرافات سے تائب ہو گئے اور مسلک حق کتاب وسنت اختیار کر کے اب وہ لاہور میں صاف ستھری زندگی گزار رہے ہیں لیکن ان کے مریدوں نے ایسے پیروں فقیروں کو ابھی بھی نہیں چھوڑا کہ

تو نہیں تو اور سہی، اور نہیں اور سہی

ابھی ڈیڑھ سال پہلے ہی کی بات ہے کہ ملتان میں مدد کمیٹی کے نام سے اسی طرح کا ایک "ولی" کھڑا ہو گیا اور اس نے اعلان کیا کہ جو کوئی اس کے پاس جتنی رقم جمع کرائے گا، اسے ایک ہفتہ بعد اتنی ہی رقم کے ساتھ مزید 45 فیصد بھی مل جایا کرے گا۔ آج تک دنیا کے کسی بھی بینک نے کسی بھی رقم پر اتنی بڑی شرح سود اور وہ بھی صرف ایک ہفتے بعد کبھی ادا نہیں کی تھی۔ چنانچہ پھر کیا تھا۔ اس کے پاس رقم جمع کرانے والے امیروں غریبوں کے ٹھٹ لگ گئے۔ لوگوں نے اپنے گھروں کا سامان بیچ کر اور عورتوں نے اپنے زیور بیچ کر اس کے پاس لاکھوں کروڑوں روپے جمع کرا دیئے۔ اس کے پاس پیسے جمع کرانے والوں کی اتنی لمبی لائنیں لگ گئیں کہ امیر لوگوں کے لئے رقم جمع کرانا مسئلہ بن گیا چنانچہ مزدور اور غریب امیروں سے پیسے لے کر ان کے لئے لائن میں کھڑے ہوتے اور یوں انہیں اتنی رقم مل جاتی جو وہ سارا دن مزدوری کر کے بھی نہ کما سکتے تھے۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ ملتان شہر کے بینک بھی خالی ہونے لگے اور پرائز بانڈ کا جوئے کا سب سے بڑا کاروبار بھی ٹھپ ہو گیا۔ جب صورتحال یہاں تک پہنچی تو پھر انتظامیہ کو حرکت میں آنا پڑا۔ لوگوں نے مدد کمیٹی کے چیئرمین طاہر شریف کے حق میں زبردست مظاہرے کئے۔ رقم جمع کرانے والوں کو اپنا سرمایہ ڈوبنے کا خطرہ پیدا ہوا تو انہوں نے طاہر کے مکان پر دھاوا بول دیا۔ اس کے گھر کے ایک ایک کونے سے لوگ پیسے لوٹ کر فرار ہو گئے۔ سینکڑوں ہزاروں روپے لوگوں کی چھینا جھپٹی میں فضا میں اڑتے رہے۔ پولیس بکتر بند گاڑیاں لے کر آ گئی۔ زبردست شیلنگ ہوئی۔ لوگ پھر بھی طاہر شریف کو ولی اللہ اور ان داتا سمجھ کر اس کے حق میں مظاہرے کرتے رہے۔ بالآخر بڑی تگ ودو کے بعد پولیس طاہر کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہوئی۔ آج وہ ایک عرصہ سے حوالۂ زنداں ہے۔

اس کے پاس اتنے پیسے کہاں سے آتے تھے یا وہ مستقبل میں لوگوں کی اتنی رقوم اکٹھی کر کے اچانک فرار ہونے کا ارادہ رکھتا تھا، اس بارے میں ابھی تک کوئی حقیقت سامنے نہیں آئی۔ البتہ اس ڈرامے کا اتنا ڈراپ سین ضرور ہوا کہ پہلے آنے والے خوب تر گئے اور بعد میں آنے والوں کی رقمیں اسی طرح ڈوب گئیں جس طرح کہ جواری ہار جاتا ہے کیونکہ رقم لگانے والے ہر شخص کو یہ بھی عموماً یقین تھا کہ یہ شخص ایک نہ ایک دن بھاگ ضرور جائے گا لیکن ان کا خیال تھا کہ شاید ابھی یہ نہ بھاگے۔ لہٰذا انہوں نے رقم ڈوبنے کے رسک کے باوجود یہ جوا کھیلا اور پھر وہی کچھ ہوا جو ہر جوئے میں ہوتا ہے۔ کچھ جیتے اور بہت سے ہارے اور انہوں نے اپنی جانوں کو پیٹا۔

لیکن اس دفعہ کا کھیل تماشہ سب سے مختلف تھا۔ اس میں کسی سے کچھ لینے کی تو بات ہی نہ تھی۔ صرف دینا ہی دینا تھا۔ اب کوئی اتنا اعتراض بھی نہ کر سکتا تھا کہ بھائی یہ کہیں فراڈ ہی نہ کر جائے۔ فراڈ کا کوئی سوال ہی نظر نہ آتا تھا۔ کوئی غیر شرعی یا سودی کام بھی نظر نہ آتا تھا۔ اس کے معتقد بھی یہی کہتے کہ بھئی وہ لوگوں کو دے ہی رہا ہے نا۔ کسی سے کچھ لے تو نہیں رہا۔ جب کسی سے وہ کچھ لینا شروع کرے گا، آپ پھر اعتراض کرنا۔ محض خیرات کرنا تو کوئی جرم قرار نہیں دیا جا سکتا تھا۔

اشفاق قلندری نامی اس شخص نے اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ ملتان سے غربت ختم کر کے دم لے گا۔ اس نے سب سے پہلے بچوں میں ٹافیاں اور سکے تقسیم کرنے شروع کئے۔ پھر ایک سو، پانچ سو اور ہزار ہزار روپے کے نوٹ بھی تقسیم کرنے لگا چند ہی دنوں میں اس کی

شہرت جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی۔ اس کے تنگ اور بند سی گلی میں مکان کے باہر لوگوں کے ٹھٹ لگ گئے۔ لوگ ملتان اور قریبی اضلاع سے سفر کر کے آنے لگے۔ کوئی کسی کام سے بھی ملتان شہر آتا تو شہر والے ریلوے سٹیشن اور سٹی مال گودام کے پاس واقع اس کے محلے میں بھی ضرور ہوتا جاتا کہ شاید اسے بھی نوٹ مل جائیں۔ لوگوں کا اس کی گلی میں اس قدر اژدھام ہوگیا کہ محلے دار بھی بری طرح تنگ آگئے۔ ان کا آرام اور سونا جاگنا' آنا جانا محال ہوگیا۔ مریضوں کی حالت الگ دیدنی تھی۔ چنانچہ محلے داروں کی مسلسل درخواستوں پر بالآخر انتظامیہ کو حرکت میں آنا پڑا۔ کہاں تو اشفاق قلندری یہ اعلان کرتا تھا کہ وہ سہون والی سرکار لال شہباز قلندر کے حکم سے یہ سب کچھ کر رہا ہے اور یہ اس کی اپنی رقم ہے۔ چاہے اسے آگ لگائے چاہے جو بھی کرے۔ کسی کو کیا لیکن جب پولیس کا دباؤ پڑا تو اس نے فوراً اعلان کر دیا کہ سرکار نے اسے اب یہ سخاوت بند کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ اور دوبارہ حکم ملنے تک رقم تقسیم نہیں کرے گا۔ یہیں سے اس کا معاملہ مشکوک ہوگیا۔ اس کے ساتھ ہی اخبارات نے اس کے ''چلے'' میں بیٹھنے کی خبر دے دی اور یہ بھی بتایا کہ وہ اب کسی سے نہیں ملتا۔ ہمیں اشفاق قلندری سے ملنے کا بہت تجسس پیدا ہو چکا تھا لیکن اس کے چلے کی خبر سے ہم ذرا پریشان ہوگئے کہ اب وہ ملے گا بھی یا نہیں۔ بہر حال ہم پھر بھی قسمت یاوری کے لئے اشفاق قلندری کے محلے کی طرف چل پڑے۔ میرے پرانے دوست محترم اقبال حسن فاروقی بھی ساتھ تھے۔ ہمیں زیادہ پریشانی یہ تھی کہ اس کے محلے میں جا کر لوگ یہ نہ سمجھیں کہ ہم بھی دوسروں کی طرح شاید پیسے لینے آئے ہیں۔ بہر حال جو بھی صورتحال ہوتی' ہم نے جانا تو تھا۔ چنانچہ ہم پوچھتے پوچھتے اس کی گلی میں پہنچ گئے۔ وہاں ایک پولیس والے اور اس کے قریب کچھ لوگوں کو دیکھ کر اندازہ ہوگیا کہ یہیں کہیں اشفاق قلندری کا گھر ہے۔

سب سے پہلے پولیس کانسٹیبل سے ہی گپ شپ ہوئی۔ اسے ہم نے پہلے تو یہ بتانا ضروری سمجھا کہ ہم پیسے لینے نہیں آئے۔ ہمارا پریس سے تعلق ہے اور صرف حقیقت حال معلوم کرنی ہے۔ اس پر کانسٹیبل ہم سے کھل کر گفتگو کرنے لگا۔ اس کی باتوں سے معلوم ہوا کہ وہ اشفاق قلندری کو ایک ڈرامہ سمجھتا ہے۔ اس کے بقول ایسے لوگ پیر بننے اور لوگوں کو پھنسانے کیلئے ایسے چکر چلاتے رہتے ہیں۔ ہم جب تھانے میں ان کی تھوڑی دیر مہمانی کرتے ہیں تو سب کچھ منٹوں میں ٹھیک ہو جاتے ہیں اور یہ بندے کے پتر بنکر باہر آتے ہیں۔ ساتھ کھڑا ہوا ایک چھوٹی داڑھی والا نوجوان بھی ان باتوں کی تائید کر رہا تھا۔ تعارف پر معلوم ہوا کہ وہ ان کا ہمسایہ ہے۔ اس کے بقول بھی پورا محلہ اشفاق قلندری کی حرکتوں سے بہت تنگ ہے۔ یہاں لوگوں کا جینا حرام ہوگیا ہے۔ اس کے ساتھ کا ہمسایہ دل کا مریض ہے۔ اس کا سکون ختم ہوگیا ہے۔ اس غریب ہمسائے کو تو اشفاق قلندری نے پوچھا تک نہیں لیکن ساری دنیا میں سخاوتیں کرتا پھرتا ہے۔ ہم نے جب ان سے اشفاق قلندری کے بارے میں پوچھا کہ وہ کہاں مل سکتا ہے۔ وہ ''چلے'' میں بیٹھا ہے یا نہیں؟ کیا وہ اب بھی پیسے تقسیم کر رہا ہے اور کیا ہم اس سے مل سکتے ہیں یا نہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ وہ پیسے تو تقسیم نہیں کر رہا البتہ انہوں نے گلی میں ایک گھر کی طرف اشارہ کیا کہ یہاں وہ دیگیں پکوا رہا ہوگا۔ شاید یہاں موجود ہو اور آپ کو مل جائے۔

وہ دیگیں کس لئے پکوا رہا ہے؟

دیگیں وہ روزانہ پکواتا ہے۔ انہیں وہ یہاں آنے والے لوگوں میں یا پھر ساتھ ہی دربار شیدی لال پر تقسیم کر آتا ہے۔

ہم جب دیگوں والے گھر پہنچے تو وہاں سے معلوم ہوا کہ حضرت باہر کسی دکان پر گئے ہیں۔ شاید ابھی آجائیں۔ اب ہمیں ملنے کی امید پیدا ہوگئی کہ وہ جو سنتے تھے کہ موصوف ''چلے'' میں بیٹھے ہیں اور کسی سے ملتے نہیں تو ایسی صورتحال نہیں ہے۔ چنانچہ ہم باہر گلی میں گئے۔ تھوڑی دیر بعد اچانک کسی نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور ہمیں سلام کر کے کہنے لگا کہ جی بتائیں آپ نے کس سے ملنا ہے۔ یہ ایک سانولے رنگ کا 25' 26 سالہ نوجوان تھا جس کے چہرے پر چھوٹی سی داڑھی بھی تھی۔ ہم نے جب اپنا تعارف کرایا کہ ہمارا پریس سے تعلق ہے تو اس نے کہا کہ میں دراصل اشفاق قلندری صاحب کا خلیفہ ہوں۔ پریس والوں سے ملنے کی ڈیوٹی میری ہے۔ مجھے آپ بتائیں کہ آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں۔

ہمارا اس سے پہلا سوال ہی یہ تھا کہ کیا اسے اشفاق قلندری نے خود خلیفہ بنایا ہے؟

اس کا کہنا تھا کہ حضرت نے خود مجھے اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ ابھی ہم اس خلیفہ سے باتیں کر رہے تھے کہ اچانک وہ کسی کو اشارہ کرنے لگا۔ ہم نے دیکھا تو ایک نوجوان لڑکی اور ایک درمیانی عمر کی عورت تھوڑے فاصلے پر اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ خلیفہ صاحب ہمارے ساتھ گفتگو کو چھوڑ کر فوراً ان کی طرف روانہ ہو گئے اور کہنے لگے آپ بیٹھیں' میں ایک منٹ میں آتا ہوں۔ وہ انہیں لے کر دوسری گلی میں غائب ہوگیا۔ ہم دس پندرہ منٹ انتظار کرتے رہے لیکن خلیفہ صاحب کا ایک منٹ ختم نہ ہوا۔ ہم سوچنے لگے اشفاق قلندری چاہے جیسا بھی ہو لیکن اس کے خلیفے اسے ضرور لے ڈوبیں گے۔ ہمیں کانسٹیبل سے معلوم ہو چکا تھا کہ علاقے کے کچھ نوجوانوں نے لوگوں کے انتظامات اپنے ہاتھ میں لینے کیلئے ایک قلندری فورس بھی بنالی ہے۔ اس فورس کے ذریعے یہ نوجوان زیادہ تر اپنے ہی لوگوں کو پیسے دلوانے کے لئے آگے کر دیتے ہیں۔ لیکن یہاں اب پیسوں سے بھی معاملہ کچھ آگے بڑھتا دکھائی دے رہا تھا۔ ہم خلیفہ صاحب کا انتظار کر رہے تھے لیکن اسے عورتوں سے فرصت ہی نہ مل رہی تھی۔

اس اثناء میں ہمیں معلوم ہوا کہ اشفاق قلندری صاحب گھر کی طرف جا رہے ہیں۔ ہم فوراً ان کے پیچھے روانہ ہوئے اور بالآخر ان کے گھر پر ان سے ملاقات ہوگئی۔ یہ کوئی 50 سالہ شخص تھے۔ چہرے پر چھوٹی داڑھی بھی موجود تھی جبکہ ان کے گھر پر جو کرائے کا گھر تھا' نیا نیا سرخ رنگ کا پینٹ کیا ہوا تھا اور کسی دربار کا منظر پیش کر رہا تھا۔ یہاں بھی عورتیں ہی زیادہ جمع تھیں۔ مظفر گڑھ اور دوسرے ضلعوں سے بھی آئی ہوئی تھیں اور وہ قلندری صاحب سے اپنی اپنی مجبوریاں بتا کر پیسوں کا تقاضا کر رہی تھیں۔ لیکن قلندری صاحب کا سب کو ایک ہی جواب تھا کہ ابھی حکم نہیں ہے۔ آپ دعا کریں جب حکم ہوگا' پھر ملیں گے۔ عورتیں کہتیں' ہم تو دن رات آپ کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ اللہ آپ کو اور زیادہ دے۔ قلندری صاحب

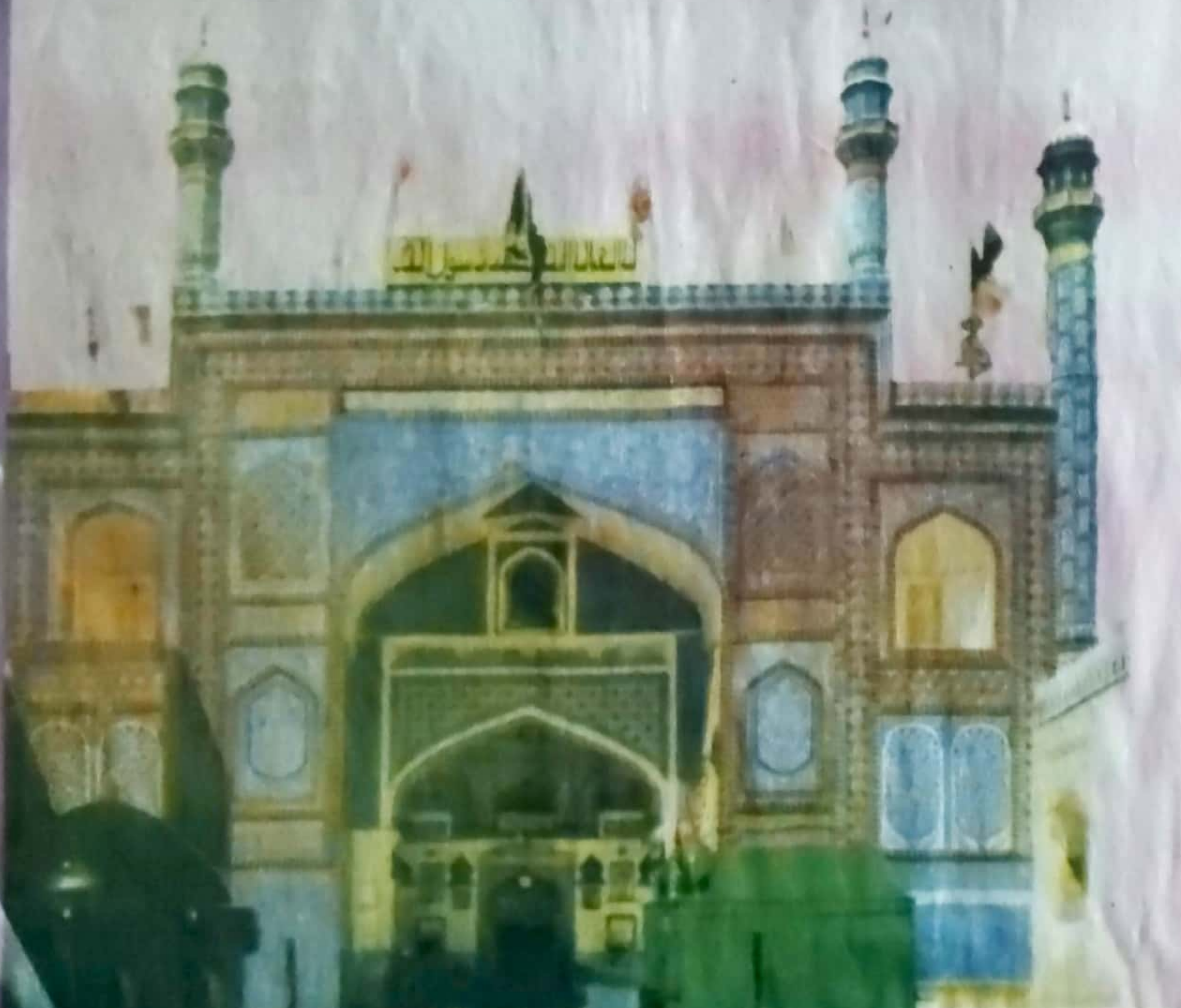

شہباز قلندر کے مزار پر روزانہ ہزاروں روپے سے بھرے جانے والے ''گلے'' کو دیکھ کر اشفاق قلندری نے سوچا کیوں نہ اپنے گھر کو بھی قلندر کا دوسرا گھر بنا دیا جائے اس طرح خوب آمدنی ہوگی

نہیں ہوتی۔

کیا آپ کے گھر والے آپ کے اس طریقے سے خوش ہیں؟

جی ہاں اللہ کا فضل ہے۔ سارے ہی خوش ہیں۔ میری بیوی بھی خوش ہے۔ بچے بھی خوش ہیں۔ کسی کو کوئی اعتراض نہیں۔

حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ اشفاق قلندری نے اپنا ایک بیٹا بھی مارا جو گیارہ بارہ سال کی عمر کا تھا۔ اب اس چھوٹے سے بچے کو باپ کے کاموں اور اس کے نفع نقصان کا کتنا شعور ہو سکتا تھا۔ یہ قارئین خود اندازہ لگا سکتے ہیں جبکہ اس کے بڑے لڑکے کا اخبارات میں بیان آیا تھا کہ وہ باپ کے اس طریقے کے سخت خلاف ہے۔ اور باپ کو پاگل قرار دیتا ہے۔ آج کل باپ کی دکان پر وہی بیٹھتا ہے۔ ہم نے جب اشفاق قلندری سے اس کے بڑے لڑکے سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی تو اس نے جو جواب دیا' اس سے معلوم ہوا کہ گڑ بڑ ضرور ہے۔

اشفاق قلندری کہنے لگا' آپ اس کو چھوڑیں۔ اس سے مل کر کیا کرنا ہے۔ مجھ سے ہی ملیں۔ میں خود جو موجود ہوں۔ جو بات پوچھنی ہو' مجھ سے پوچھ لیں۔

قارئین کرام! اشفاق قلندری صاحب اپنے مریدوں اور مریدنیوں میں گھرے ہوئے تھے۔ وہ بڑی مشکل سے ہمارے سوالات کے جواب دے رہے تھے۔ اس اثناء میں مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا چنانچہ ہمیں واپس آنا پڑا اور ورنہ ہم انہیں تفصیل سے بتاتے کہ نبی ﷺ نے ہر چیز کی طرح سخاوت کے بارے میں بھی ایسا اسوہ پیش کیا ہے جو ہر افراط و تفریط سے پاک ہے۔ آپ نے مال کی ہوس سے منع فرمایا لیکن حلال طریقے سے مال جمع کرنے سے منع نہیں فرمایا۔ صدقات کی بہت زیادہ ترغیب دی لیکن اس کی بھی ایک حد مقرر کر دی۔ ہم اس بحث میں تو نہیں پڑتے کہ اشفاق قلندری کے پاس رقم کہاں سے آتی ہے۔ لیکن یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اس طرح اپنے ورثاء کی مرضی کے بغیر سارے مال کو لٹا دینا نبی ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے اسوہ کے خلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا

اور اپنے ہاتھ کو نہ تو گردن سے بندھا ہو (بہت تنگ کر لو اور بخیل بن جاؤ) اور نہ بالکل کھول ہی دو (کہ سبھی کچھ خرچ کر ڈالو اور انجام یہ ہو) کہ ملامت زدہ اور درماندہ ہو کر بیٹھ جاؤ۔ (بنی اسرائیل۔ ۲۹)

رسول ﷺ سے صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ آپ نے مال کو ضائع کرنے سے منع فرمایا۔ سعدؓ کو ارشاد فرمایا' تمہارے لئے اپنے وارثوں کو خوشحال چھوڑ کر جانا اس سے بہتر ہے کہ ان کو ایسی حالت میں چھوڑ جاؤ کہ محتاج ہو کر لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ کعب بن مالکؓ نے بھی جب اپنا کل مال اللہ اور رسول ﷺ کی نذر کرنے کی خواہش ظاہر کی تو آپ ﷺ نے انہیں بھی یہی کہا کہ کچھ مال تھام لینا چاہئے۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ (ترمذی) نیز نبی ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو ابوبکرؓ کے مال سے بڑھ کر کسی کے مال نے نفع نہیں پہنچایا۔ یہ یاد رہے کہ ابوبکرؓ نے اپنا سارا مال اپنے ورثاء کی رضامندی سے ہی دیا تھا۔ انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے خیر و برکت کی دعا کی اور دعا کے آخری الفاظ تھے۔

اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَبَارِكْ لَهٗ

اے اللہ انس کو مال اور اولاد زیادہ عطا فرما۔ اور اس میں برکت دے۔

یہ بھی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ اگرچہ اپنے مال میں سے ہر چیز صدقہ کر دیتے تھے۔ لیکن آپ ﷺ اپنی ازواج مطہرات کے لئے سال بھر کا ذخیرہ رکھتے تھے۔ ان کا حصہ انہیں دیتے اور پھر ان پہ چھوڑ دیتے کہ جتنا چاہیں صدقہ کریں۔ اسی طرح آپ نے صاحب مال کو اپنا ایک تہائی سے زائد مال وصیت کے ذریعے صدقہ کرنے سے منع فرما دیا تاکہ اولاد اور ورثاء کو ان کا حق مل سکے اور وہ اس کے بعد اچھے طریقے سے گزران کر سکیں۔ اشفاق قلندری اگر بہت زیادہ سخاوت کرنا بھی چاہتا تھا تو پھر بھی اس کا یہ طریقہ ہرگز درست نہ تھا کہ یوں لوگوں کے ہجوم اکٹھے کر کے ان میں اپنی داد و دہش اور سخاوت کی نمائش کرتا۔ بہتر اور مسنون طریقہ تو یہی ہے کہ

> **ضعیف الاعتقاد لوگ اسے لعل شہباز قلندر کا فیض اور اشفاق قلندری کی کرامت ہی سمجھتے رہیں گے لیکن جو خود کرائے کے مکان میں رہتا ہو' وہ اپنی رقم بقائمی ہوش و حواس کیوں لٹائے گا۔ ایسے لوگ عموماً نفسیاتی مریض ہوتے ہیں**

مستحق لوگوں' ہمسایوں' رشتہ داروں اور غریب لوگوں تک خود جا کر ان کی اس طرح خاموشی سے مالی مدد کرتا کہ انہیں محسوس بھی نہ ہوتا۔ ہسپتالوں' یتیم خانوں میں جا کر اور مستحقین کے لئے کام کرنے والے سرکاری اور غیر سرکاری اداروں و تنظیموں کے ذریعے بھی مدد کی جا سکتی تھی۔ آپ ﷺ کی تعلیم بھی یہی ہے کہ اللہ کی راہ میں دائیں ہاتھ سے دو تو تمہارے بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہ لگے۔

ہم اشفاق قلندری کے بارے میں یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ وہ کوئی پاگل شخص ہے۔ اس سے ملاقات میں بھی یہ اندازہ نہیں ہوتا تھا کہ وہ کسی ذہنی خرابی کا شکار ہے۔ ایسے لوگوں کو دراصل مناسب دینی رہنمائی نہیں ملی ہوتی اور وہ جب کسی نفسیاتی مسئلے یا معاشرتی مشکل کا شکار ہو جاتے ہیں تو پھر معاشرے کی عام روایات کی رو میں بہہ کر جو جی میں آتا ہے' کر گزرتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ اچھا بھلا آدمی اچانک خودکشی کر جاتا ہے۔ بعض لوگ ایسے نفسیاتی مریض ہوتے ہیں کہ بظاہر کوئی آسانی سے محسوس نہیں کر سکتا کہ یہ کوئی غیر متوازن ذہن کا شخص ہے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ بعض لوگوں کا کوئی نہ کوئی پیچ کہیں سے ڈھیلا ضرور ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو ہم معاشرے میں عام دیکھتے ہیں اور بظاہر ان نارمل اشخاص کے بارے میں اچانک حیران ہو جاتے ہیں کہ اس شخص نے فلاں عجیب کام کیوں کر دیا۔ فلاں عجیب حرکت کیوں کر دی۔

ہمارے ایک ساتھی بھائی مصطفیٰ فارابی جنہوں نے ایم ایس سی سائیکالوجی کی ہوئی ہے' وہ بتا رہے تھے کہ معاشرے میں دو قسم کے نفسیاتی مریض پائے جاتے ہیں۔ ایک کو **Psychotics** کہا جاتا ہے۔ اس مرض کا شکار تقریباً پاگل ہوتا ہے جبکہ دوسرے کو **Neurotics** کہا جاتا ہے۔ یہ ہلکے درجے کا نفسیاتی مریض ہوتا ہے اور عام طور پر کوئی شخص اندازہ نہیں لگا سکتا کہ یہ کوئی نفسیاتی مریض ہے۔ وہ بتا رہے تھے کہ اسی طرح کا لاہور میں بھی نوجوان تھا جس کا کروڑ پتی خاندان سے تعلق تھا۔ اسے اپنی ایک کلاس فیلو سے عشق ہو گیا۔ لیکن ایک دن اس نے اپنی اس کلاس فیلو کو کسی اور لڑکے کے ساتھ کار میں دیکھا تو اسے شدید ذہنی صدمہ پہنچا۔ وہ ایک دن اپنی دکان سے 50 ہزار لے کر نکلا تو ایک چوک میں کھڑے ہو کر اچانک اس نے یہ سارے نوٹ نکالے اور تقسیم کرنا شروع کر دیے۔ گھر والوں کو معلوم ہوا تو وہ بڑے خفا ہوئے لیکن انہوں نے سمجھا کہ شاید اس نے خود کہیں استعمال کر لئے ہیں لیکن بتا نہیں رہا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد اس نے پھر اسی طرح ایک لاکھ تقسیم کر دیا تو بالآخر اسے والدین کو مینٹل ہسپتال داخل کرانا پڑا اور وہ ابھی تک مینٹل ہسپتال میں ہی ہے۔

اشفاق قلندری تو اپنے بارے میں شاید کبھی صحیح بات نہ بتائے لیکن ضعیف الاعتقاد لوگ اسے لعل شہباز قلندر کا فیض اور اشفاق کی قلندری کرامت ہی سمجھتے رہیں گے۔ جو خود کرائے کے مکان میں رہتا ہو' وہ اپنی رقم یوں بقائمی ہوش و حواس کیوں لٹائے گا؟ لیکن اس کے معتقد یہی کہیں گے کہ عام ظاہر بین لوگوں کو قلندروں کے کام اور باتیں سمجھ نہیں آ سکتیں۔ ہمیں بھی معلوم ہے کہ قلندروں کی باتیں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ لال شہباز قلندر کا مصنف قلندر کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

''طریقت کے ان سالکوں کو قلندر کہا جاتا ہے جن کا ظاہری عمل عام طور پر عوام الناس کی نظروں میں اتنا زیادہ نظر نہیں آتا یعنی ظاہری طور پر ان کو عبادت میں مشغول نہیں دیکھا جاتا۔ (لعل شہباز قلندر ص 50)

گویا قلندروں کا عبادت کرنا یا نماز پڑھتے نظر آنا کسی کو ضروری نہیں ہوتا کیونکہ وہ یہ سب کام باطنی طور پر ہی کر لیتے ہیں۔ کسی کو محسوس بھی نہیں ہوتا۔ اس کے باوجود ان کا قلبی عمل اس قدر تیز ہوتا ہے کہ یہ لوگوں کے دلوں کے راز اور حال تک جان جاتے ہیں جیسا کہ نور جہاں کا مشہور گانا ہے۔

شہباز کرے پرواز   تے جانے راز دلاں دے

ایسے لوگوں کو اولیاء قرار دے کر لوگوں کو ان کی درگاہوں سے چمٹے رہنے کے لئے انہیں سمجھایا جاتا ہے کہ دراصل ہر ولی کا اپنا طریقہ کار ہوتا ہے۔'' کوئی اللہ کا ولی تو دنیا کی تمام آسائشوں کو ترک کر کے درویشی اختیار کرتا ہے اور کوئی ولی اللہ ان تمام آسائشوں کو حاصل کر کے اپنا تزکیہ نفس کرتا ہے۔ اس لئے اولیائے کرام اور علمائے

باقی صفحہ نمبر 12 پر

نہ آتی تھی لیکن جب رہا ہوا تو وہ ایک امام کی طرح تھا اور ہمارا صف اول کا جوشیلا جنگجو بن چکا تھا۔

جہاد کا مستقبل:

امریکہ کو یقین نہیں ہے کہ بغاوت کوئی بہت زیادہ منظم ڈھانچہ رکھتی ہے چاہے الزرقاوی جیسا نیٹ ورک ایک غیر منظم دہشت گروپ سے زیادہ ایک ملٹری یونٹ کے قریب شکل اختیار کر چکا ہے۔ عراقی کمانڈوز کہتے ہیں کہ نیٹ ورک کی شکل مسلسل بدلتی رہتی ہے اور کسی گروپ کی کوئی باقاعدہ رسمی ممبر شپ نہیں ہے۔ مزاحمتی تحریک کی اس بے قاعدہ شکل کا مطلب یہ ہے کہ یہ تحریک سنی مرکز کے علاقوں میں بآسانی پھیل سکتی ہے جہاں امریکی فوجیں ابھی تک کنٹرول حاصل کرنے کی جدوجہد کر رہی ہیں۔ فلوجہ پہلے ہی دہشت گردوں (مجاہدوں) کا مرکز ہے۔ باغیوں (مجاہدین) کے ذرائع کا کہنا ہے کہ یہ محفوظ پناہ گاہ باقوبہ اور سماراتک کام پھیلانے کے لئے موزوں ہے۔

فلوجہ مجاہدین کا مرکز ہے' مجاہد ذرائع کے مطابق یہ محفوظ پناگاہ باقوبہ اور سماراتک کام پھیلانے کے لئے موزوں ہے

امریکی فوجیں جواب سکڑ چکی ہیں اور عراقی سکیورٹی فورسز کو ابھی تک اپنا کنٹرول قائم کرنے کے لئے کئی مہینے درکار ہیں' اس صورتحال میں خوف یہ ہے کہ الزرقاوی کی قیادت میں چلنے والے جہادی ملک میں اپنی حکومت بنا سکتے ہیں جہاں سے وہ اپنی جدوجہد کے لئے بنیاد پرستوں کو اسی طرح بھرتی کر سکتے ہیں اور انہیں تربیت یافتہ بنا سکتے ہیں جس طرح کہ القاعدہ نے پاکستان کے شمال مغربی سرحدی صوبہ کو ایک محفوظ پناہ گاہ میں بدلا ہوا ہے۔

کتائب کے ایک اوسط درجے کے لیڈر عبداللہ کا کہنا ہے کہ باغیوں کے چاہنے والے بڑھ رہے ہیں۔ وہ خوش ہے کہ امریکی فوجیں عراق میں آئی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ اب جہاد میں حصہ لے سکتا ہے۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ اگر امریکی فوجیں عراق سے مکمل طور پر نکل جاتی ہیں تو جہادی کیا کریں گے' اس کے ایک ساتھی نے جواب دیا۔

''ہم ان کا امریکہ تک تعاقب کریں گے''

(ان شاء اللہ)

(عراق کے مزاحمتی گروپوں سے متعلق یہ ٹائم کے زیادہ تر اپنے خیالات ہیں جو ضروری نہیں' سارے درست ہوں۔ادارہ)

بقیہ قلندر

کرام نے کسی بزرگ کو برا کہنے سے منع کیا ہے خواہ وہ کسی رنگ میں ہی کیوں نہ ہو۔'' (چاہے وہ نماز روزہ اور فرائض وسنن چھوڑ دے یا نہ چھوڑے' ہر صورت اسے ولی اللہ ہی سمجھنا چاہئے۔) (لعل شہباز قلندر ص 68)

اس لئے کسی کو ان قلندروں کے ظاہری اعمال پر نہیں جانا چاہئے نہ ہی انہیں شریعت کے کسی حکم پر پرکھنا چاہئے۔ مثلاً قلندری سلسلہ کے لوگ داڑھی مونچھ وغیرہ نہیں رکھتے اور شادی بھی نہیں کرتے کیونکہ قلندری سلسلہ کے بانی اور لعل شہباز قلندر کے مرشد کے مرشد سید جمال مجرد بھی داڑھی مونچھ منڈواتے تھے۔ ان کے نام سے اب یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت مجرد یعنی کنوارے بھی تھے۔ ان کے متعلق لکھا گیا کہ وہ بہت بڑے عالم تھے۔ ایک خاتون ان پر فریفتہ ہوئی تو اس کے فتنہ سے بچنے کیلئے داڑھی مونچھ منڈوا کر قبرستان میں بے ہوش ومبہوت ہو کر بیٹھ گئے۔ خاتون نے جب انہیں اس حالت میں دیکھا تو ان سے بے زار ہوگئی۔ اس کے بعد جو بھی درویش ان کا قائم مقام ہوا ہے' وہ صرف داڑھی مونچھیں ہی نہیں بلکہ بھنویں بھی صاف کراتا ہے۔ (لعل شہباز قلندر ص 48)

قارئین کرام! سنت رسولؐ کی یہ کھلی خلاف ورزی تو ایک طرف رہی' داڑھی مونچھ اور بھنویں تک صاف کروا کر ایسا انسان کیسا عجیب نمونہ لگتا ہوگا' وہ آپ خود بآسانی تصور کر سکتے ہیں۔ حقیقت میں وہ انسان ہی نہیں' کوئی اور عجیب مخلوق لگتا ہوگا۔ آپ اسے قلندر ہی کہہ لیجئے۔ انہیں قلندر ہی کہنا پڑے گا کیونکہ قلندر کی یہی تعریف کی گئی ہے۔ ہمارے ہاں تو چوروں' ڈاکوؤں اور مجرموں کو پکڑ کر ایسا سلوک کیا جاتا ہے۔ نجانے ان قلندروں کو کس جرم کی سزا ملی ہے کہ انہوں نے اپنی داڑھی' مونچھیں اور بھنویں تک صاف کرا دیں۔ اور شادی سے بھی انکاری ہیں۔ یقیناً یہ سنت رسول کی خلاف ورزی کی سزا ہی ہے۔ دین اسلام عین دین فطرت ہے اور اس سے ہٹنے کا نتیجہ ہر صورت میں غلط نکلتا ہے۔ نبی ﷺ کے دور میں جب تین آدمیوں نے خود کو زیادہ گنہگار سمجھ کر یہ عہد کیا کہ وہ ساری رات عبادت کریں گے۔ ہمیشہ روزہ رکھیں گے اور کبھی شادی نہ کریں گے تو آپ ﷺ نے اس افراط وتفریط کو سخت ناپسند کیا اور فرمایا' اللہ کی قسم! میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور پرہیزگار ہوں۔ اس کے باوجود میں روزہ رکھتا بھی ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں۔ (یعنی نفلی روزے مسلسل نہیں رکھتا) رات کو نماز پڑھتا ہوں' سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں تو جو کوئی میری سنت کو ناپسند کرے' اس کا مجھ سے کوئی واسطہ نہیں۔ (بخاری)

افسوس آج ان سب سنتوں کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ولی اللہ' غوث' قلندر اور نجانے کیا کیا خطاب دیئے جاتے ہیں۔ اب اگر آج یہ کوئی کہے کہ ان قلندروں سے منسوب باتیں تو سنت رسول ﷺ کے خلاف ہیں تو کہا جاتا ہے کہ وہ دراصل ان قلندروں کی شان نہیں سمجھ سکا۔ اسے بتایا جاتا ہے کہ ان کے مقام کے بارے میں اندازہ لگانا ہو تو اس سے لگائیں کہ پورے سلسلہ تصوف میں صرف اڑھائی قلندر گزرے ہیں۔ ایک شہباز قلندر' دوسرے بوعلی قلندر (پانی پت) اور آدھی رابعہ بصری۔ اب نجانے لعل شہباز قلندر کے مرشد اور ان کے بعد بے شمار سجادہ نشین قلندر کس کھاتے میں جاتے ہیں اور انہیں قلندر کہہ کے بھی قلندروں کی لسٹ میں شامل کیوں نہیں کیا جاتا۔ بہرحال بتایا یہی جاتا ہے کہ ساری کائنات انہی اڑھائی قلندروں کے سر پر چل رہی ہے اور ہر ایک کی یہ مشکلیں حل کرتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ 1994ء میں جب شدید سیلاب آیا تو اس کی زد سے بوعلی قلندر کا مزار محفوظ رہا نہ شہباز قلندر کا بلکہ شہباز قلندر کا تو گنبد ہی زمین بوس ہوگیا۔ اور اس کے نیچے آ کر گیارہ افراد مارے گئے۔ (نوائے وقت 26 جولائی 1994ء)

لیکن شہباز قلندر کے معتقد ارتضی علی کرمانی نے اپنی کتاب میں ایک جگہ تو لکھا کہ گنبد کی چھت گرنے سے کسی کو خراش تک نہیں آئی اور دوسری جگہ لکھا کہ صرف ایک دو عقیدت مند فوت ہوئے۔ باقی کسی عقیدت مند کو کسی قسم کا کوئی گزند نہ پہنچا۔ یعنی یہ بھی لال شہباز قلندر کی کرامت تھی کہ صرف ایک دو کو مرنے دیا گیا۔ باقی کسی کو گزند نہ آنے دی۔ اب یہ ظاہر ہے معرفت کی باتیں ہیں۔ ہم جس طرح اشفاق قلندری کو نہیں سمجھ سکے کہ قلندر ہو کر بھی ابھی اس کی داڑھی مونچھیں سلامت تھیں اور اس نے شادی بھی کی ہوئی تھی لیکن پھر بھی وہ اپنے نام کے ساتھ قلندری کا لفظ لگاتا ہے تو ہم ان کی سرکار لعل شہباز قلندر کی باتوں کو کیسے سمجھ سکتے ہیں۔ اس طرح تو اعتراض کرنے والا پھر یہ بھی اعتراض کر سکتا ہے کہ حضرت لال شہباز قلندر نے اگرچہ زندگی بھر شادی نہ کی تھی لیکن ان کی وفات کے بعد ہر سال شادی (عرس) کی تقریب کیوں ہوتی ہے اور پھر ان کی مہندی بھی نکالی جاتی ہے۔ اور یہ مہندی بھی ہندو مول چند نکالتا ہے۔ مہندی ہے بھی خالص ہندوانہ رسم۔ پھر مزار پر دھمال بھی ڈالی جاتی ہے' یہ بھی اصل میں ہندوانہ ثقافت ہے۔ اس کے بارے میں خود شہباز قلندر کا معتقد اپنی کتاب میں لکھتا ہے۔

''دھمال ایک سر کا نام ہے جو ہولی کے زمانے میں الاپا جاتا ہے'' (لعل شہباز قلندر ص 160)

اب ظاہر ہے یہ ساری باتیں معرفت کی ہیں چاہے ہندوانہ ہیں۔ عام مسلمان انہیں کہاں سمجھ سکتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ قرآن نے ہمیں صاف صاف بتا دیا ہے کہ یہ قلندر' داتا' مشکل کشا' غوث الاعظم وغیرہ سارے ہمارے اپنے ہی خود ساختہ اور گھڑے ہوئے نام ہیں۔ ان کی کچھ حقیقت نہیں۔ کائنات ان کے دم سے نہیں چل رہی۔ اللہ سب مخلوق سے بے نیاز ہے۔ وہ اکیلا ہی ساری کائنات چلاتا ہے اور وہ اکیلا ہی سب کی مشکلیں حل کرتا ہے۔ اس کے اختیار میں کوئی شریک نہیں۔ صرف اسی سے مانگنا چاہئے اور صرف اکیلے اسی سے بغیر کسی واسطے وسیلے کے مانگنا چاہئے۔ وہ کسی کے وسیلے' واسطے اور سفارش کا محتاج نہیں۔

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ

یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا ان (ولیوں بزرگوں) کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ (یونس 18)

کے قبولِ اسلام کی ایمان افروز داستان

بیوی کے ساتھ رہنے لگے اور اپنا سارا وقت اسلامی دعوت' اسلامی کتب لکھنے اور مغربی تہذیب کی بے ثباتی اور تباہی پر کتب لکھنے میں گزارنے لگے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ اپنا سارا وقت مستقبل الاسلامی کی کتاب کے لئے وقف کرنا چاہتے ہیں جو کہ عربی ترجمہ کے آخری مراحل میں ہے۔

انہوں نے مزید کہا کہ وہ اپنی ایک کتاب The road to Makkah & Madinah'' کا کسی اور زبان میں ترجمہ کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ اور یہ کتاب محمد اسد کی کتاب سے ملتی جلتی ہوگی جس سے میں نے بہت کچھ سیکھا اور میری یہ بحث اس چیز کی وضاحت کرے گی کہ مسلمانوں کو اسلام کی دعوت کس طرح دینی چاہئے کس طرح مقابلہ کرنا چاہئے اور کس طرح غیر مسلم لوگوں خاص طور پر عیسائیوں کے ساتھ مناظرہ کرنا چاہئے۔

مغرب میں اسلام کی طرف دعوت دینے کا مناسب انداز

ڈاکٹر مراد ہوف مین نے بتایا کہ مغرب میں اسلام کی تبلیغ

اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہمیں اس بات کا پتہ ہو کہ جس گروہ یا کمیونٹی کو ہم نے اسلام کی دعوت دینی ہے' اس کی فطرت کیا ہے؟ سیدھی سیدھی اسلام قبول کرنے کی دعوت دینے سے قبل یہ ضروری ہے کہ ہم متعلقہ غیر مسلم شخص کو اپنے اخلاقیات اور کردار کے بارے میں بتائیں۔ مغرب میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اللہ کی ذات کے وجود کے سرے سے ہی انکاری ہیں لہٰذا ایسے لوگوں کو تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اللہ نے یوں کہا ہے اور یوں کیا ہے۔ ہمیں سیدھا سیدھا سائنسی اصولوں کی طرح دلائل کی مدد سے قرآن وحدیث اور سائنس

> **نومسلم ڈاکٹر مراد ہوف مین نے کہا کہ مغربی میڈیا اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے میں مصروف ہے۔ ضروری ہے کہ اسلامی مدارس میں مغربی ثقافت اور تہذیب کو جاننے والے اساتذہ بھی رکھے جائیں۔ داعی کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان لوگوں کی زبان پر مکمل دسترس حاصل کریں**

کے آپس میں تعلق کے حوالے سے یہ بتانا چاہئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کیا فرمایا ہے یعنی یورپ میں اسلام کی تبلیغ کو ماڈرن ازم درکار ہے۔ کسی بھی مبلغ کے لئے یہ بات کسی بھی طرح مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے مقابل کی ذاتیات اور نفسیات کو جانچے یا سمجھے بغیر اس پر مذہبی آیات واحادیث کی بوچھاڑ کردے۔ ورنہ اس کی ساری کوشش بے کار ہو جائے گی۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ یورپین عوام کو پہلے قائل کرنے کی ضرورت ہے۔ پھر ان کو خالص اسلام کی دعوت دی جائے۔ جب ایک فرد اس بات کی طرف مائل ہو جاتا ہے کہ وہ آپ کی بات کو کارآمد سمجھ کر غور سے سنے تو پھر اس وقت بڑی سہولت ہوگی کہ آپ اس کو بھی حکمت اور شریفانہ انداز میں اسلام کی دعوت دیں۔

رکاوٹیں obstacles

ڈاکٹر مراد ہوف مین نے مزید کہا کہ اشاعت اسلام میں جو رکاوٹیں اور مشکلات ہیں' ان میں سے سب سے بڑی مشکل یا رکاوٹ وہ مخصوص پراپیگنڈہ ہے جو میڈیا کے ذریعے اسلام کے خلاف کیا جا رہا ہے۔ مغربی لوگوں کے ذہنوں میں اسلام کا تصور پروپیگنڈہ کے ذریعے بگاڑا گیا ہے اور یہی تصور یورپی ذہنیت کا حصہ بن چکا ہے۔ دوسری مشکل بہت سے حوالوں سے اسلامی تعلیمی اداروں کی ہے۔ ان میں سے اہم یہ ہے کہ وہ ایسے تعلیم یافتہ اور قابل لوگوں کو مدارس میں نہیں رکھتے جن کو مغربی ثقافت اور تہذیب کا گہرا علم ہو۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ ایک داعی کے لئے یہ بات از حد ضروری ہے کہ وہ ان لوگوں کی زبان پر مکمل عبور حاصل کرے جن کو اس نے دعوت دینی ہے۔

ان سب مشکلات کے باوجود مغرب میں اسلام کا مستقبل بہت اچھا ہے۔ اور یہ اتنی تیز رفتاری سے پھیل رہا ہے کہ جس نے مغربی لوگوں کو حیران کر دیا۔ اور میں اس بات پر بھی یقین رکھتا ہوں کہ مغربی لوگوں میں اسلام کی تیزی سے پھیلنے کی وجہ یہ ہے کہ مغربی عوام مغرب کی اس مادہ پرست زندگی کے خلاف اٹھنے لگے ہیں جو کہ صرف اور صرف تعیش اور مادیت کے علاوہ کچھ نہیں۔

ڈاکٹر ہوف مین نے مسلمانوں پر زور دیا کہ وہ ہمیشہ پرامید رہیں اور ناامید نہ ہوں اور اپنے مذہب کو تقویت دینے کیلئے ہر قسم کے وسائل اور سہولیات سے ہر ممکن فائدہ اٹھائیں۔ انٹرنیٹ سے ہم یہ فائدہ بہتر طریقے سے حاصل کر سکتے ہیں کہ ہم ان کی سکرین پر ان کو اسلام کا سچا پیغام سمجھائیں۔

ڈاکٹر مراد ہوف مین نے دہشت گردی Terrorism پر اپنی بات کو سمیٹتے ہوئے کہا کہ ہمیں مغربی دنیا کو یہ بتانا چاہئے کہ جہاد اور دہشت گردی میں کیا فرق ہے اور یہ بتانا چاہئے کہ اسلام کسی مسلمان یا غیر مسلم کے مال کو تباہ کرنے یا ناجائز لوٹنے کا قائل نہیں بلکہ جہاد تو کیا ہی مظلوموں کی حمایت کے لئے جاتا ہے۔ چاہے وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں۔ (ترجمہ: ماہنامہ الدعوۃ انگلش اگست 2002ء)

ام المومنین عائشہؓ کے حوالے سے بخاری کی روایت پر نظر

پیپلز پارٹی پاکستان کے مرکزی قائم مقام صدر مخدوم امین فہیم کے بھائی مخدوم محمد سعید زماں کا استفسار

س: ایک حدیث میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے غسل جنابت کا طریقہ پوچھا گیا تو انہوں نے پانی منگوا کر پردے کے پیچھے غسل کر کے بتایا۔ کچھ فرقے اس بات کو غلط رنگ دے رہے ہیں اور تاثر یہ دے رہے ہیں کہ ام المومنین نے بغیر کپڑوں کے غسل کر کے دکھایا۔ براہ کرم اس حدیث کی مفصل تشریح کر کے باطل فرقے کا منہ بند کریں اور دین سے بے خبر سادہ لوگوں کو گمراہ ہونے سے بچائیں؟ (مخدوم محمد سعید زمان' عاطف' مخدودم ہاؤس ہالہ حیدر آباد سندھ)

ج: اللہ تبارک وتعالیٰ کا دین قرآن وحدیث میں محصور ہے ہمارے اوپر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت وفرماں برادری لازم ہے۔ اللہ کی اطاعت کا مقصود ومطلوب ہے کہ اللہ کے قرآن کو صحیح طور پر تسلیم کیا جائے اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا معنی ہے کہ آپؐ کی حدیث وسنت کو تسلیم کیا جائے آپؐ کے طریقہ کار کے مطابق زندگی بسر کی جائے۔ آپؐ کی سیرت اور اسوہ کاملہ کو اپنی زندگیوں میں جگہ دی جائے۔ بعض لوگ قرآن حکیم کے نام پر آپؐ کی احادیث مبارکہ کو غلط رنگ دے کر قرآن وحدیث میں ٹکراؤ کے درپے ہیں اور بعض جعلی قواعد وضوابط وضع کر کے کتب احادیث میں موجود احادیث رسول کو رد کرنے کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ اور اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو عربی علوم سے نابلد وناواقف ہیں۔ اور عربی کتاب کا ایک صفحہ بھی پڑھنے پر قدرت نہیں رکھتے بلکہ بعض نادان قرآن حکیم کے الفاظ بھی صحیح طور پر نہیں پڑھ سکتے۔ ہمارے ساتھ کئی ایسے نادانوں کا سابقہ پڑا ہے جو بالخصوص صحیح البخاری اور صحیح مسلم کو ہدف تنقید بناتے ہیں لیکن ان میں صحیحین کی ایک لائن پڑھنے کی بھی سکت وہمت نہیں ہوتی بلکہ ایک دفعہ سوال میں پوچھی گئی حدیث پر معترض بن کر ایک آدمی ہمارے پاس آیا اور کچھ سادہ لوح عوام کو گمراہ کرنے کے لئے ساتھ لایا۔ ہم نے صحیح البخاری اصل عربی والا نسخہ سامنے رکھ دیا اور کہا' یہ حدیث صحیح البخاری سے نکالو۔ اللہ شاہد ہے' وہ آدمی حدیث نہ نکال سکا بلکہ ہمیں کہنے لگا۔ آپ ہی نکال کر دیں۔ جب ہم نے اس کی مزعومہ حدیث نکالی تو پھر اس سے کہا' اس کا ترجمہ کرو۔ وہ ایک لفظ بھی نہ پڑھ سکا اور فبھت الذی کفر کا مصداق ہو کر واپس لوٹ گیا اور آج تک ملاقات کے لئے نہیں آیا۔ بہر کیف چند گمراہ اور گمراہ گر' رسول اللہ ﷺ کی احادیث صحیحہ کا مفہوم بگاڑ کر عوام کو متنفر اور گمراہ کرنے کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں ہدایت نصیب کرے۔ امین

ان پر رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی صادق آتا ہے آپ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا

(صحیح البخاری کتاب العلم باب کیف یقبض العلم (۱۰۰) صحیح مسلم ترمذی ۲۶۵۲ مسند احمد وغیرھا)

بلاشبہ اللہ تبارک وتعالیٰ بندوں سے چھین کر علم قبض نہیں کرتا لیکن وہ علم کو علماء کے قبض کرنے کے ساتھ قبض کرتا ہے یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا' لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے' وہ سوال کئے جائیں گے' بغیر علم کے فتویٰ دیں گے' خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

سوال میں درج کردہ حدیث کے بارے میں بعض شر پسند عناصر' منکرین حدیث اور معاندین بہت غلط پروپیگنڈہ کرتے ہیں اور حدیث کا مفہوم بگاڑ کر محدثین کرام رحمھم اللہ اجمعین اور کتب احادیث کے بارے میں زبان درازی کرتے ہیں۔ سب سے پہلے صحیح البخاری سے اس حدیث کا متن درج کرتے ہیں پھر اس کی تفصیل عرض کرتے ہیں۔

ابو بکر بن حفص کہتے ہیں۔ سمعت اباسلمة

يَقُولُ دَخَلْتُ أَنَا وَأَخُو عَائِشَةَ عَلَى عَائِشَةَ فَسَأَلَهَا أَخُوهَا عَنْ غُسْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَتْ بِإِنَاءٍ نَحْوًا مِنْ صَاعٍ فَاغْتَسَلَتْ وَأَفَاضَتْ عَلَى رَأْسِهَا وَبَيْنَنَا وَبَيْنَهَا حِجَابٌ

(صحیح البخاری کتاب الغسل باب الغسل بالصاع ونحوہ ۲۵۱)

میں نے ابو سلمہ کو کہتے ہوئے سنا: میں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھائی عائشہ ضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ ان کے بھائی نے ان سے نبی ﷺ کے غسل کے بارے میں سوال کیا۔ انہوں نے ایک صاع کی مقدار برتن منگوایا۔ پھر غسل کیا اور اپنے سر پر پانی بہادیا اور ہمارے درمیان اور ان کے درمیان حجاب تھا۔

اس حدیث کے بارے میں جو غلط فہمی پھیلائی گئی ہے' اس کیلئے درج ذیل امور پر غور فرمائیں۔

۱۔ دونوں سائل ان کے محرم رشتہ دار تھے غیر محرم نہ تھے۔ ابو سلمہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما ان کے رضاعی بھانجے تھے۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان کی خالہ تھیں۔ اسلئے کہ ان کی بہن ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے انہیں دودھ پلایا تھا۔ (فتح الباری ۱/۳۶۵) شرح صحیح مسلم للنووی ۴/۴)

اور دوسرے بھی ان کے رضاعی بھائی تھے۔ صحیح البخاری میں تو "اخو عائشه" ہے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا" کے بھائی اور صحیح مسلم ۴۲/۳۲۰ سنن النسائی (۲۲۷) اور مسند ابی عوانہ (۸۴۹) میں شعبہ کے طریق سے مروی حدیث میں "اخوها من الرضاعة" کا ذکر ہے یعنی وہ ان کے رضاعی بھائی تھے۔ امام نووی اور محدثین کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ وہ رضاعی بھائی عبداللہ بن یزید ہیں۔ ان کی دلیل صحیح مسلم کتاب الجنائز ۹۴۷/۵۸ میں "ابوقلابه عن عبدالله بن يزيد رضيع عائشه" ہے

بعض کے ہاں رضاعی بھائی کثیر بن عبید ہیں۔ ان کی روایت الادب المفرد للبخاری اور سنن ابی داؤد میں موجود ہے۔ عبداللہ بن یزید بصری ہیں جبکہ کثیر بن عبید کوفی ہیں۔

بہر کیف ان دونوں میں سے کوئی ایک ہو یا کوئی اور رضاعی بھائی ہو' اس سے نفس مسئلہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ رضاعی رشتے بھی اس طرح حرام ہیں جیسے نسبی رشتے حرام ہیں۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا:

"يَحْرُمُ مِنْ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنْ الْوِلَادَةِ"
(صحیح البخاری (۵۰۹۹) صحیح مسلم ۲/ ۴۴۴ الموطا کتاب الرضاع 'امشکوۃ (۳۱۶۱)

جو رشتے ولادت سے حرام ہوتے ہیں' وہ رضاعت سے بھی حرام ہوتے ہیں۔

لہٰذا وہ دونوں سائلین غیر محرم نہیں تھے۔

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ حدیث کا مقصود غسل کے لئے پانی کی مقدار بتانا ہے۔ امام بخاری نے اس حدیث پر باب منعقد کیا ہے۔ (باب الغسل بالصاع ونحوہ۔ صاع اور اس کے برابر برتنوں سے غسل کرنا۔ اور مسلم شریف میں اس پر یوں باب باندھا گیا ہے "باب القدر المستحب من الماء فی غسل الجنابة غسل جنابت میں مستحب پانی کی مقدار کا بیان

اور زیر بحث حدیث میں "غسل النبی ﷺ" سے مراد نہانے کی بجائے نہانے کا پانی" بھی ہو سکتا ہے اور ان معانی میں یہ لفظ صحیح البخاری میں کئی جگہ استعمال ہوا ہے۔

صحیح البخاری باب المضمضة الاستنشاق فی الجنابة (۲۵۹) میں میمونہ رضی اللہ عنہا سے حدیث ہے کہ صَبَبْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا اور حدیث نمبر (۲۶۶) میں ہے

وَضَعْتُ لِرسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا (الحدیث)

میں نے رسول ﷺ کے لئے غسل رکھا یعنی غسل کرنے کا پانی رکھا۔

اس بنیاد پر حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے نہانے کے لئے غسل کے پانی کے بارے سوال کیا کہ اس کی مقدار کتنی تھی۔ اس کے جواب میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک برتن منگوایا جس میں ایک صاع کی مقدار پانی آتا تھا اور انہیں بتا دیا کہ اتنے پانی سے رسول اللہ ﷺ غسل کیا کرتے تھے۔ ان کی مراد رسول اللہ ﷺ کے غسل کی نمائش نہ تھی۔ غسل کی کیفیت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے زبانی بتائی۔ ابو سلمہ ہی کی روایت میں ہے کہ

قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ بَدَأَ بِيَمِينِهِ فَصَبَّ عَلَيْهَا مِنْ الْمَاءِ فَغَسَلَهَا ثُمَّ صَبَّ الْمَاءَ عَلَى الْأَذَى الَّذِي بِهِ بِيَمِينِهِ وَغَسَلَ عَنْهُ بِشِمَالِهِ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ ذَلِكَ صَبَّ عَلَى رَأْسِهِ
(صحیح مسلم کتاب الحیض ۴۳/ ۳۲۱)

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا' رسول اللہ ﷺ جب غسل فرمانے کا ارادہ کرتے' دائیں ہاتھ سے شروع کرتے۔ اس پر پانی ڈالتے اور اسے دھوتے۔ پھر دائیں ہاتھ سے گندگی والی جگہ پر پانی ڈالتے اور اسے بائیں ہاتھ سے دھوتے جب اس سے فارغ ہوتے تو اپنے سر پر پانی انڈیل دیتے۔ اور سنن النسائی (۲۴۶) میں ہے کہ ابو سلمہ کہتے ہیں۔

وضعت عائشه غسل النبی ﷺ من الجنابة......

عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کا غسل جنابت بیان کیا۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سائلان کی اصل غرض غسل کی کیفیت پوچھنا نہ تھی بلکہ غسل جنابت کیلئے پانی کی مقدار پوچھنا تھی۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے جب غسل جنابت کے لئے پانی کی مقدار کا بتایا کہ آپ ﷺ ایک صاع پانی سے غسل کر لیا کرتے تھے تو ان دونوں محرم رشتہ داروں نے اس مقدار پر تعجب کیا' کہا کہ اتنے کم پانی سے کیسے نہایا جا سکتا ہے۔ پھر بی بی عائشہ نے ان کو سمجھایا کہ یہ بالکل ممکن ہے۔ وہ پردے کے پیچھے گئیں اور غسل کر کے آ گئیں اور ثابت کر دیا کہ تقریباً ایک صاع کی مقدار سے غسل ہو سکتا ہے اور یہ تعجب کئی لوگوں کو پہلے بھی ہوا اور آج بھی بعض لوگ کرتے ہیں کہ اتنے کم پانی سے غسل کیسے ہو سکتا ہے۔

جیسا کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنْ جَنَابَةٍ صَبَّ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ مِنْ مَاء فَقَلَ لَهُ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ إِنَّ شَعْرِي كَثِيرٌ قَلَ جَابِرٌ فَقُلْتُ لَهُ يَا ابْنَ أَخِي كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ مِنْ شَعْرِكَ وَأَطْيَبَ
(صحیح مسلم کتاب الحیض ۳۲۹/۵۷)

رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت کرتے تھے تو اپنے سر پر تین لپیں پانی ڈالتے۔ حسن بن محمد نے انہیں کہا بلا شبہ میرے بال زیادہ ہیں۔ جابر رضی اللہ عنہا نے کہا۔ میں نے اسے کہا' اے بھتیجے رسول اللہ ﷺ کے بال تیرے بالوں سے زیادہ اور صاف ستھرے تھے۔

اس صحیح حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ تھوڑے پانی کے استعمال پر لوگ متعجب ہوتے تھے۔ لیکن اللہ کے رسول ﷺ ایسے مقامات پر بھی اسراف نہیں کرتے تھے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی غسل کے پانی کی مقدار ایک صاع بتائی اور ان کے متعجب ہونے پر پردے کے پیچھے جا کر غسل کر کے آئیں اور نا محرموں کو سمجھا دیا کہ ایک صاع پانی سے غسل کرنا صحیح اور درست ہے اور عملاً ممکن ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ حدیث میں "بيننا وبينها حجاب" کے الفاظ ہیں۔ ہمارے اور ان کے درمیان حجاب تھا۔ اس سے یہ بات قطعاً ثابت نہیں ہوتی کہ انہوں نے اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کو غسل کرتے دیکھا۔ اگر ان کو دکھانا ہوتا تو حجاب و پردے میں جانے کا کوئی مطلب نہیں رہتا۔ اور ہمارے علم میں کوئی ایسی صحیح حدیث موجود نہیں جس میں یہ ہو کہ انہوں نے ام المومنین کو غسل کرتے دیکھا۔ جو لوگ یہ مفہوم نکالتے ہیں ان کے پاس اس کی پشت پر کوئی پختہ دلیل موجود نہیں۔

اگر حجاب کرنے کے بعد بھی نظر آتا ہو تو اس آیت پر غور فرمائیں۔ اللہ فرماتا ہے۔ "اذا سالتموهن متاعا فسئلوهن من وراء حجاب"

جب تم ان سے کسی متاع کا سوال کرو تو حجاب کے پیچھے رہ کر سوال کرو۔

آپ غور فرمائیں اگر حجاب کرنے کے بعد بھی خاتون نظر آئے تو اس حجاب کا کیا فائدہ' پھر حجاب کے بغیر ہی سوال کی اجازت دے دی جاتی۔ اور حدیث میں بھی لفظ حجاب ایسے لوگوں کے ابطال کے لئے نمایاں اور واضح ہے اور ان کی خود تراشیدہ باتوں پر پانی پھیر رہا ہے۔ بہر کیف شر پسند منکرین حدیث بلکہ اصلاً منکرین قرآن اور گمراہ گر لوگوں کا استدلال اور طریقہ کار انتہائی غلط ہے اور مسلمان آدمی کے لئے روا نہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی احادیث کا استہزاء اور مذاق کرے۔ بلکہ ایسے لوگ احادیث صحیحہ کے استہزاء کی بناء پر مسلمان نہیں رہتے۔ اللہ پاک ہدایت نصیب کرے۔ آمین

معاذ بن جبل ایجوکیشنل ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کے زیر اہتمام

مدرسہ معاذ بن جبل لتحفیظ القرآن الکریم مرکز طیبہ مرید کے میں داخلے جاری ہیں

تین سال میں جدید عصری علوم' کمپیوٹر' ششم' ہفتم' ہشتم کے ساتھ ساتھ مکمل قرآن پاک حفظ...... جدید کمپیوٹر لیب (انتہائی قابل اساتذہ کی زیر نگرانی)...... شعبۂ حفظ (تجربہ کار قابل اساتذہ)...... روایتی مار پیٹ سے مبرا...... قیام وطعام کی بہترین سہولت...... صاف ستھرا پاکیزہ ماحول' ائیر کنڈیشنڈ کلاس روم...... گرمیوں میں ائیر کنڈیشنڈ رہائش...... طالب علم کی تربیت ونگرانی کا بہترین انتظام...... صحت پہ خصوصی توجہ (ایم بی بی ایس ڈاکٹر کی خدمات حاصل ہیں)...... نشستیں محدود ہیں...... جسمانی تربیت کے لئے گھڑ سواری اور تیراکی بھی کروائی جاتی ہے۔

رضاء اللہ خان پرنسپل مدرسہ ھذا مرکز طیبہ مرید کے فون نمبر 042-7990781

اے صاحبان سمع و نطق ذرا دیکھتے رہنا
ہوتا ہے جادۂ پیما اب کارواں ہمارا

جہاد کشمیر کی تاریخ میں پہلی بار دو گونگے بہرے مجاہدین کی کارروائی

ترجمانی : حاجی اطہر عزیز۔لقمان احمد   مرتبہ : عبیدالرحمن محمدی

ایک گونگے بہرے معذور غازی مجاہد کے سفر جہاد اور معرکے کی ایک جھلک پیش کرنے سے قبل یہ بات قارئین کرام کے ذہن نشین کرانا ضروری ہے کہ:

اللہ تعالیٰ اپنے دین کا کام جس سے چاہے لے لے۔ وہ نہ کمزور ہے اور نہ ہی کسی کا محتاج۔ اس کے بے شمار لشکر ہیں۔ ان میں سے جس کو وہ حکم دیتا ہے، وہ تعمیل ارشاد کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

> پانچ دنوں کا بھوکا پیاسا مجاہد جب مقامی ساتھیوں سے واپس آ کر ملا تو وہ بڑے حیران اور خوش ہوئے اور صحت مند ہو کر بھی جہاد میں پیچھے رہ جانے پر اپنے اوپر افسوس کرنے لگے

☆ بنی اسرائیل خوف زدہ تھے اور فرعون سے نجات حاصل کرنے کے لئے موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ رات کی تاریکی میں گھروں سے نکل پڑے تھے۔ فرعون نے سورج نکلتے ہی تعاقب کیا تو قوم نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا

فلما تراء الجمعان قال اصحاب موسی انا لمدر کون.
(الشعراء 61:26)

جب دونوں گروہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے کہا کہ اب تو ہم پکڑے گئے۔

جابر فرعون اور اس کے لشکر کی ہلاکت کے لئے اللہ تعالیٰ نے پانی سے کام لیا اور ظالموں کو غرق کر دیا۔

☆ ابرہہ ہاتھیوں کا لشکر لے کر بیت اللہ کو گرانے کے لئے مکہ مکرمہ پہنچ گیا۔ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے اہل مکہ میں سے کوئی بھی تیار نہ تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے لشکروں میں سے ایک لشکر ابابیل روانہ کیا ان چڑیوں نے ہاتھیوں کا بھرکس نکال کر رکھ دیا۔

☆ نمرود کا غرور خاک میں ملانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی کمزور مخلوق مچھروں سے کام لیا۔

☆ ابو جہل کی اکڑی گردن کو تن سے جدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے دو ننھے ننھے بچوں کو توفیق عطا فرمائی جنہوں نے میدان بدر میں آگے بڑھ کر اس کا کام تمام کیا۔

بالکل اسی طرح آج کے فرعون، ہامان، نمرود اور ابو جہل جیسے لوگوں اور لشکروں کی تباہی اور ہلاکت کیلئے اللہ تعالیٰ اپنے لشکروں سے کام لے رہا ہے اور عنقریب یہ کفار کے لشکر بھی شکست کھا کر بھاگنے والے ہیں۔ ان شاءاللہ

آیئے ہم ایک معرکے کی داستان آپ کے سامنے رکھتے ہیں تاکہ آپ یقین کر سکیں کہ واقعی اللہ تعالیٰ جس سے چاہتا ہے خواہ وہ صحت مند ہو یا معذور، طاقتور ہو یا کمزور، کام لے لیتا ہے۔

اس وقت میرے سامنے غازی ابو سعید ماجد علی گونگا بیٹھا ہے

> میں نے راستہ میں عورتوں کو دیکھا جو کہ بکریاں چرا رہی تھیں۔ میں نے ان سے اشاروں میں کھانا مانگا اور انہیں بتایا کہ میں مجاہد ہوں اور گونگا بہرہ ہوں تو انہوں نے مجھے روٹی تو نہ دی البتہ اشاروں سے رستہ سمجھایا اور ہاتھ جوڑ کر کہا، یہاں سے بھاگ جاؤ کیونکہ ادھر فوج ہے

اشاروں کی زبان میں اپنے سفر جہاد کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ 19 رمضان 1424ھ ہفتے کا دن تھا۔ ہم پانچ مجاہد جن میں ہم دو گونگے شامل تھے۔ انڈین آرمی کے پونچھ میں واقع لاتو بیس بریگیڈ ہیڈ کوارٹر پر یلغار کے لئے روانہ ہوئے۔ امیر نے ہم گونگوں کے بہت زیادہ اصرار سے مجبور ہو کر بڑے تردد سے روانہ کیا تھا۔ کیونکہ یہ جہاد کشمیر کی تاریخ کا انوکھا واقعہ تھا کہ جس میں گونگوں کو بھی موقع دیا گیا۔ ہم نے ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھا۔ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں۔ سفر جاری رکھا۔ سورج سورج غروب ہونے والا تھا۔ امیر نے ایک جگہ رکنے کا حکم دیا۔ سب جمع ہو کر بیٹھے دعاؤں میں مصروف تھے کیونکہ یہ قبولیت دعا کا بہترین سفر اور وقت تھا۔

افطاری کا وقت ہوا تو کھجوریں اور سیب جو پہلے سے ہمارے پاس موجود تھے، کھائے اور پانی پئے بغیر افطار کر لی۔ پھر نماز مغرب اور عشاء جمع کر کے پڑھ لیں۔ امام نے دعائے قنوت کرائی۔ ہچکیوں اور سسکیوں کے ساتھ ہم دعائیں کر رہے تھے اور میں کچھ یوں کہہ رہا تھا۔

"اے اللہ میں تیرا معذور اور کمزور بندہ ہوں، ہماری مدد فرما۔ اے اللہ میں نہ سن سکتا ہوں اور نہ بول سکتا ہوں۔ تو خوب سننے اور جاننے والا ہے۔ ہماری مدد فرما:

اے اللہ آج تربیت یافتہ اور جدید ہتھیاروں والے کافروں سے مقابلہ ہے۔ ہمیں ثابت قدم رکھ۔ اے اللہ ہم تیرے کمزور بندے ہیں۔ تو طاقت والا ہے، ہمیں فتح عطا فرما۔

"اے اللہ دشمن کے غلبہ اور اس کی قید سے ہماری حفاظت فرما...... آمین"

بڑے فخریہ انداز میں نوخیز کلیوں (Teen Ages) کو دسویں تک مخلوط "تعلیم" دی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں مختلف شہروں میں امریکن سکولز بھی مثال ہیں۔

5۔ لسانی لحاظ سے

اقسام

(الف) اردو میڈیم

(ب) انگلش میڈیم مثلاً اکثر نجی ادارے بالخصوص عیسائی مشنری ادارے اور طبقاتی تعلیمی ادارے۔

(ج) ثنائی لسانی: اردو انگریزی/ انگریزی اردو
عربی انگریزی/ انگریزی عربی (مثلاً I.I.U.I)

علم اور تعلیم جیسے اتنے بنیادی سیدھے سادے معاملے کو یوں پیچیدہ بنادیا گیا کہ ایک عام آدمی تو بہت دور کی بات ہے' پروفیسر ڈاکٹر (M.B.B.S, Ph.D) حضرات تک اپنے بچوں کو تعلیم دینے کے لئے چکرا جاتے ہیں کہ کونسی تعلیم اپنے بچہ کو دینی چاہیے۔ کس ترتیب و ترجیح (پہلے کون' بعد میں کون) اور کتنی کتنی' کس کس ادارے سے' کن کن استادوں' کس کس طریقے سے اور پھر کئی تعلیمی ادارے ایسے ہیں کہ وہاں پر داخلے کے لئے وزیروں بلکہ بعض اوقات گورنروں تک کی سفارش کروانی پڑتی ہے لیکن وہ بات نہیں مانتے۔ بچہ رہ جاتا ہے۔

ان حالات میں اپنے ملک میں رائج نظام تعلیم کی خرابیوں کو دور کرنے بلکہ اس نظام تعلیم کو سرے سے ختم کرنے کیلئے ملک کے ہمدرد' غم خوار' خیر خواہ' سوز دل رکھنے والے سر جوڑ کر بھی بیٹھے ہیں Meetings کرتے ہیں۔ سیمینار منعقد کروائے جاتے ہیں۔ کانفرنسیں ہوتی ہیں۔ تجاویز دی جاتی ہیں۔ کئی سفارشات پیش کی جاتی ہیں۔ لیکن لارڈ میکالے کے اس نظام تعلیم میں وہ بنیادی جکڑ بندیاں' خرابیاں' دین سے دوری بلکہ بیزاری' الحاد اور دین سے نفرت کے اتنے بیج بودیئے گئے ہیں۔ جھوٹ' بدعہدی' بددیانتی' خیانت' رشوت ستانی' اقربا پروری' ناجائز سفارشوں کے جال اور اتنی جکڑ بندیاں ہیں کہ قیام پاکستان سے اب تک ایسی تمام کاوشیں مسلسل ناکامی کا منہ دیکھ رہی ہیں۔ ان حالات میں ایک عام شخص تو اس طرف سوچ ہی نہیں سکتا۔ البتہ غمخوار بسا اوقات یہ سوچتے ہیں کہ کیا یہ دین بیزار دنیاوی تعلیم ہی ہمارا اور ہمارے بچوں کا مقدر رہے گی؟ کیا ہمارے بچوں کی صحیح باقاعدہ ٹھوس' گہری اسلامی تربیت ہمیشہ کے لئے خواب ہی رہے گی؟ اور ہمارے بچے اسی آرزو کو دل میں لئے قبروں میں جا پہنچیں گے؟ کیا امت مسلمہ میں بالعموم اور پاکستان وسعودی عرب میں بالخصوص دینی و دنیاوی تعلیم وفن کا دوبارہ ایک چھت تلے حسین امتزاج قائم نہیں ہوسکتا اور دینی اور دنیاوی تعلیم کے درمیان حائل خلیج کو پاٹا اور پُر نہیں کیا جاسکتا؟

کیا اسلام اور مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ اب نہیں ہوسکتی۔ اس کیلئے ہمیں دجال اور سیدنا عیسیٰ ﷺ کے دور تک کتنی نسلوں کو برباد کرنا پڑے گا......

کیا پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کا خواب تاقیامت شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکتا؟

ہر طرف سے مایوسی کے اتھاہ اندھیروں میں دیواروں سے ٹکرا ٹکرا کر مر جانے والے حالات سے پالا پڑتے رہنے کے بعد روشنی اور امید کی بہت نمایاں کرن آتی دکھائی دیتی ہے لیکن اس سے پہلے ہمیں اس سنگین مسئلے کا تجزیہ کرنا پڑے گا کہ آخر یہ سانحہ ہوا کیسے؟

باب سوم

بگاڑ کا تاریخی پس منظر کیا؟ کیوں؟ کیسے؟

اس عظیم نظام تعلیم میں بگاڑ کی وجہ درج ذیل ہے۔

اسلام کو حقیر جاننا' اس سے دور رہنا۔ شیطان کا ہم پر مسلط ہوجانا اور دینی و دنیاوی شعبوں کا اس حد تک الگ الگ ہوجانا کہ دونوں شعبے آپس میں نفرتوں اور کدورتوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ دونوں شعبوں سے کوئی بھی کسی کے ساتھ بیٹھنا گوارا ہی نہیں کرتا۔ کوئی مصالحت' کوئی افہام وتفہیم' تبادلہ خیال' تبادلہ تعلیم تو دور کی بات ہے۔

اسلام اور العلم کا ایسا چولی دامن کا ساتھ ہے کہ عہد جاہلیت کو ہمیشہ اسلام کے مقابلے میں استعمال کیا جاتا ہے گویا جب اسلام آیا تو جاہلیت بالکل ختم ہوگئی

تاریخی پس منظر:

بنی نوع انسان کی تاریخ کے پہلے دن ہی سے لے کر نبی کریم ﷺ کی وفات کے قریباً 40/30 برس بعد تک بلکہ بڑی حد تک سقوط بغداد سے پہلے پہلے تک مسلمانوں کے ہاں صحیح اسلامی اور عصری علوم وفنون کی یکجا تعلیم دی جاتی رہی۔ طوالت کے خوف سے محض نمایاں نکات پیش کیے جاتے ہیں:

1۔ سب سے پہلے انسان بلکہ بنی نوع انسان کے جد امجد' سیدنا آدم ﷺ جو سب سے پہلے نبی بھی تھے' ان کو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے برعکس دنیا میں خلیفہ بنا کر بھیجنے کے لئے علوم نبیہ /اسلامیہ کے ساتھ دنیا میں تمدنی ترقی کے لئے خود پورا علم الاسماء (اصطلاحات علوم) سکھایا' تمام علوم کا طریق تدریس اصطلاحات پر ہی مبنی ہے حتیٰ کہ سائنس کا بڑا حصہ علمی تھیوری پر مبنی ہے) یہ محض چیزوں کے نام نہیں تھے۔ بلکہ تمام روزمرہ پیش آنے والی چیزوں کے نام' پہچان' خواص' فوائد' استعمال وطریقہ استعمال غرض ان کی پوری پوری ماہیت اور انہیں مسخر کرکے اپنے کام میں لانے کا فن تھا جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے جد امجد کو خود سکھایا۔ اور انہیں خاکی ہونے کے باوجود نوری مخلوق فرشتوں سے نہ صرف افضل بلکہ مسجود ملائکہ بنایا۔ (واذ قال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ ...... وعلم آدم الاسماء کلھا..... وکان من الکافرین) کے تحت انہیں پیغمبر صرف علوم نبیہ وعصریہ کی وجہ سے بنایا۔

سیدنا ادریس ﷺ جو بابل (عراق) میں مبعوث ہوئے نہ صرف صدیق نبی تھے' بہت بلند عظمتوں کے حامل تھے۔ بلکہ درزی بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس فن کی مبادیات وحی کے ذریعے انہیں سکھائی تھیں۔ حدیث پاک میں آیا ہے۔ بہترین کھانا وہ ہے جو آدمی اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتا ہے اور اللہ کے نبی سیدنا ادریس ﷺ نے اپنے ہاتھ کی کمائی کھائی (خیاطی/ درزی کا کام کرکے ہی کھاتے تھے) بلکہ اس کے علاوہ علم ہندسہ' حساب اور علم فلکیات کے بھی ماہر تھے۔ اور بلند پایہ خطیب تھے (مفردات القرآن صفحہ 908)

سیدنا نوح ﷺ نبی ہونے کے علاوہ ترکھان بڑھئی بھی تھے۔ یہ فن اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی کے ذریعے سکھایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کشتی تیار کی جس میں تمام مسلمان اور تمام جانداروں کا ایک ایک جوڑا رکھ کر روئے زمین پر آنے والے عالمی سیلاب/ طوفان سے ان کی نسل بچائی گئی۔ (واصنع الفلک باعیننا ووحینا)

ابوالانبیاء خلیل اللہ سیدنا ابراہیم حنیف علیہ السلام صاحب شریعت رسول ہونے کے علاوہ معمار بھی تھے۔ بیت اللہ شریف کی تعمیر میں ان کے بیٹے سیدنا اسماعیل ﷺ بھی پوری طرح ان کے شریک کار تھے۔ (واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت واسماعیل...... العلیم)

سیدنا یوسف ﷺ وقت کے نبی ہونے کے علاوہ تدبیر ملک (C.S.S) کے عظیم ماہر بھی تھے یعنی نبی کیساتھ ساتھ بادشاہ بھی تھے۔ اور تعبیر الرویاء کے بھی ماہر تھے۔ بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے غالباً سب سے پہلے نبی مع بادشاہ تھے۔ اور ان کو اللہ تعالیٰ نے تدبیر ملک (C.S.S)' سیاست کے قوانین بذریعہ وحی خود سکھائے تھے۔ (کذالک کدنا لیوسف ...... العلم)

سیدنا داؤد ﷺ وقت کے نبی ہونے کے علاوہ بادشاہ اور فن آہن گری (Metallurgy) کے بھی ماہر تھے۔ اور زرہ' خود' ڈھالیں بناتے تھے۔ (النا لہ الحدید)

سیدنا سلیمان علیہ السلام بھی وقت کے نبی ہونے کے علاوہ نہ صرف بادشاہ بلکہ روئے زمین پر بنی نوع انسان کی تاریخ کے سب سے بڑے بادشاہ تھے۔ ان کے کنٹرول میں تمام انسان' جن' حیوانات' چرند پرند اور ہوائیں تھیں۔ جانوروں کی بولیاں بھی جانتے تھے (قال رب اغفرلی وھب لی ملکا لاینبغی لاحد من بعدی انک انت الوھاب) یا ایھا الناس علمنا المنطق

باقی صفحہ 47 پر

گونگا مجاہد: میں کئی دنوں سے بھوکا پیاسا ہوں۔ کوئی چیز ہے تو مجھے دو۔

بوڑھی اماں: پانی لے آئی اور کہا' میں ابھی آٹا گوندھتی اور روٹی پکا کر دیتی ہوں۔

گونگا مجاہد: میرے تعاقب میں فوج ہے۔ آپ کے گھر زیادہ دیر ٹھہرنا مناسب نہیں۔

دو تین گلاس پانی پی کر میں نے ان کے گھر کا دروازہ کھول دیا تو بوڑھا بابا دوڑتا ہوا دروازے کو سختی سے بند کر کے مجھے پیچھے دھکیلتے ہوئے کہتا ہے کہ اگر دشمن نے دیکھ لیا تو ہمارے اوپر ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں گے۔ بابا جی نے صبر کے ساتھ رکنے کا اشارہ کیا اور دروازہ کو تھوڑا سا کھولا اور اندر ہی سے راستہ سمجھانے لگے۔ پھر وہ ایک پگڑی لے آئے اور میرے سر پر اس کو باندھ دیا اور ایک کشمیری کا روپ دے کر مجھے سمجھایا کہ میں تمہیں محفوظ جگہ چھوڑ آتا ہوں۔ بابا جی نے سختی سے تاکید کی کہ ادھر ادھر اور اوپر کی طرف بالکل نہیں دیکھنا۔ بابا جی آگے آگے اور میں ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ تین بجے کا وقت تھا۔ بابا جی نے اپنی پگڑی واپس لی اور مجھے سمجھایا کہ اس راستہ پر سیدھے چلتے جاؤ تمہاری منزل آ جائے گی۔ بابا جی واپس پلٹنے لگے تو میں نے ان کے لئے دعائیں کیں' یا اللہ اس نے میری مدد کی ہے۔ تو اس کی مدد فرما۔ یا اللہ اس نے مجھے سیدھا راستہ بتایا ہے۔ تو بھی اس کو صراط مستقیم پر چلا۔

بابا جی گھر کو واپس اور میں ان کے بتائے ہوئے راستے پر چلتا ہوا دوپہر دو بجے اپنی منزل آن پہنچا۔ اللہ کا شکر ادا کیا اور کسی آبادی میں پہنچنے کے لئے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اس دوران کچھ بھائی نظر آئے میں بے ساختہ ان کی طرف چلنے لگا۔ ملاقات ہوئی اور میں نے اشاروں کی زبان میں وہ سب کچھ بتانے کی کوشش کی مگر وہ میری باتیں ماننے کے لئے تیار نہ ہوئے تو پھر میں نے اپنی جیب سے کارڈ نکالا جس پر نشان بنا ہوا تھا میں نے بتایا کہ میرا تعلق انہی سے ہے اور میں انڈین آرمی کے ایک بڑے کیمپ میں فدائی کارروائی کر کے بخیر و عافیت وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہوا ہوں۔ پانچ دنوں سے بھوکا پیاسا ہوں مجھے کھانے پینے کے لئے کچھ دیں تو اب وہ بھائی رونے لگے اور کہہ رہے تھے کہ ہم صحت مند ہیں اور دشمن کے قریب ہونے کے باوجود جہاد میں شریک نہیں ہو رہے۔ آپ بڑے خوش نصیب ہیں۔ پریشان نہ ہوں۔ ہم آپ کی خدمت کرتے ہیں۔ ان بھائیوں نے میرے لئے کھانے کا بہترین انتظام کیا۔ میرے کپڑے دھوئے۔ استری کی۔ آرام کے لئے جگہ دی اور مجھے ساتھیوں تک پہنچانے میں رہنمائی اور مدد کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین بدلہ عطا فرمائے اور انہیں بھی جہاد میں عملاً حصہ لینے کی توفیق دے۔ آمین

بقیہ — تعلیم

الطیر واوتینا من کل شی...... وحشر سلیمان جنودہ من الجن والانس والطیر فھم یوزعون (النمل۔ پارہ: 19)
ولسلیمن الریح غدوھا شھر ورواحھا شھر واسلنا لہ عین القطر

8۔ سیدنا لقمان علیہ السلام (نبوت میں اختلاف ہے) بظاہر حبشی' بدصورت غلام تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں جو حکمت' دانائی' بصیرت' فہم و فراست' دور اندیشی اور غالباً طب کا علم بھی عطاء کیا تھا' اس کی بنا پر ان کی مدح قرآن پاک میں فرمائی ہے۔ پوری ایک سورت ان کے نام منسوب کی گئی۔ اس میں پورا ایک رکوع ان کے کردار اور اقوال کے لئے مختص کیا گیا۔ (ولقد اتینا لقمن الحکمۃ ان اشکر للہ .... حمید)

9۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام...... اللہ تعالیٰ کی یہ ہمیشہ سے سنت رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انبیاء بھیجنے کے موقع پر وقت کی دنیا میں جس بات کی اہمیت سب سے زیادہ سمجھی جاتی تھی' اسی میں سب سے اعلیٰ درجہ کے معجزات عطا فرمائے گئے تا کہ لوگ دنیاوی و تمدنی لحاظ سے اسی کے پیچھے لپکیں تو نبی کو باقی سب پر اس چیز میں فائق پائیں اور پھر لوگ نبی پر ایمان لائیں۔ اور خاص طور پر اس معنوں میں کہ اس نبی نے کسی شخص سے کچھ سیکھا نہیں ہے تو یہ وقت کے بڑے بڑے عالموں کو عاجز کر دیتا ہے۔

چنانچہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں جادو کا بہت چرچا تھا۔ ان کے معجزات کو جادو ہی سمجھتے ہوئے جادوگروں کو ان کے مقابلے پر لایا گیا۔ پھر ان جادوگروں نے یہ گواہی دی کہ ان کا معاملہ جادو سے بھی بالاتر چیز ہے اور یوں وہ ایمان لے آئے۔

اسی طرح سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں مادر زاد اندھا پن اور کوڑھی کے مریض وباء کی طرح پھیلے ہوئے تھے۔ علاوہ ازیں طب کا بھی بہت چرچا تھا۔ صاحب تیسیر القرآن لکھتے ہیں ''سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں طب کا فن اپنے عروج پر پہنچا ہوا تھا۔ بڑے بڑے حکمائے یونان بقراط' سقراط اور ارسطاطالیس وغیرہ نے اسی دور میں شہرت پائی تھی۔ لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام کو بھی ایسے معجزات عطا فرمائے گئے جو اطباء کی دسترس سے باہر تھے۔ مثلاً آپ مٹی سے ایک پرندہ کی شکل بناتے۔ پھر اس میں پھونک مارتے تو وہ زندہ ہو کر اڑنے لگتا۔ مردوں کو کہتے کہ اللہ کے حکم سے اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ تو وہ اٹھ جاتے اور باتیں کرنے لگتے' مادر زاد اندھوں کی آنکھوں اور کوڑھی کے جسم پر ہاتھ پھیرتے تو وہ تندرست ہو جاتے۔ علاوہ ازیں وہ بذریعہ وحی لوگوں کو بتا دیتے تھے کہ وہ گھروں سے کیا کھا کر آئے ہیں۔ اور کیا چھوڑ کر آئے ہیں۔ اور یہ سب باتیں ان کے منجانب اللہ ہونے اور آپ کے پاکباز ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ (آل عمران 49)

(اور تو اور ہمارے ملک میں تا حال رائج درس نظامی کے نصاب میں عرصہ دراز تک باقاعدہ طب بھی شامل ہوا کرتی تھی اور مدارس سے فارغ التحصیل علماء ان اجری الا علی اللہ کے تحت کسی قسم کے چندہ یا معاشی احتیاجگی کے بغیر اپنے معاش کے لئے طبابت' کتابت کو ذریعہ بناتے تھے اور آزادانہ طور پر کسی معاشی تنگی کے خدشہ کے بغیر بے باکی سے کلمۂ حق کہا کرتے تھے۔ راقم الحروف اللہ کا شکر ادا کرتا ہے کہ اس کی پچھلی دس پشتوں سے خطابت' امامت' کتابت' طبابت بکھار رہی ہے۔ ہمارے والد عبدالرحمٰن کیلانی کے قرآن کی کتابت ہی کو سعودی حکومت نے منتخب کر کے پوری دنیا میں چھپوا کر تقسیم کیا ہے اور ہمارے دادا نور الٰہی کی کتابت کے قطعات آج بھی عجائب گھر لاہور میں نمبر 199 اور 200 کے تحت محفوظ ہیں۔ اس میں کذر کرم آباء کم والی بات نہیں بلکہ تحدیث نعمت کے طور پر ذکر کیا ہے)

10۔ سیدالانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں بھیجے جانے کے وقت عرب میں سب سے زیادہ شہرہ' چرچا یا اہمیت اظہار بیان کی تھی۔ سبع معلقات اور باقاعدہ زباندانی کے مقابلے اس پر شاہد ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے قرآن پاک کی سب سے چھوٹی سورہ کوثر وہاں پر لٹکا دی تو ان کا جج اسے دیکھ کر پڑھتا ہی رہ گیا۔ بار بار پڑھنے کے بعد آخر میں لکھا

ما ھذا قول البشر یہ کسی انسان کا کلام نہیں

اور یہ واحد معجزہ ہے جو صاحب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تا قیامت ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے۔ جسے ہم نہ صرف دیکھ سکتے ہیں بلکہ چھو سکتے ہیں بلکہ اس کو ہم پڑھ کر' سمجھ کر' عمل کر کے آگے بھی پہنچا سکتے ہیں۔ اور یہ اس کے ہم پر حق ہیں اور جس میں کبھی اس جیسا پورا قرآن' کبھی دس سورتیں کبھی ایک سورت لانے کا چیلنج کیا گیا ہے۔ جسے اب تک نہ کوئی پورا کر سکا ہے نہ تا قیامت کوئی کر سکے گا۔

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا...... للکافرین (البقرہ: 24,23)

مسجد سے تعاون فرمائیں...... جنت میں گھر بنائیں

اوکاڑہ شہر میں فیصل آباد روڈ پر ماڈل ٹاؤن میں 23 مرلہ رقبہ پر جماعۃ الدعوۃ کی زمین پر انتہائی خستہ حال جامع مسجد تقویٰ کا چھوٹا سا کمرہ اور ایک کمرہ دفتری استعمال میں ہے۔ چونکہ اوکاڑہ جماعۃ الدعوۃ کی ضلعی سرگرمیوں کا مرکز بھی ہے اور یہاں پر بڑے پروگرام کے لئے مسجد کا مؤثر انتظام بھی نہیں۔ ہم نے یہاں پر مسجد کی تعمیر کا فیصلہ کیا ہے تا کہ ضلع میں مرکزی مسجد اور دفاتر تعمیر ہو سکیں۔

تخمینہ لاگت 20 لاکھ روپے ہے۔ مخیر احباب نقدی' سیمنٹ' سریا' بجری کی صورت میں تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

برائے رابطہ: حافظ ابو موسیٰ' مسئول ضلع اوکاڑہ

0300-6952137' محمد ارشد راشدی فون 513492

گوہر شاہی کے "دینِ الٰہی" کی خرافات

اور چاند سورج، حجرِ اسود اور شیو مندر پر گوہر شاہی کی شبیہ کی حقیقت

گوہر شاہی پر ہم نہ لکھتے کیونکہ یہ فتنہ اکبر کچھ عرصہ پہلے اپنے کعبہ لندن میں انگیزیزوں کے ہسپتال میں اپنی موت آپ مر چکا تھا لیکن اس کا بیٹا اور اس کے چیلے گوہر شاہی کے گمراہ کن افکار اور دعووں کو اس کے "دین الٰہی" کی صورت میں پیش کر رہے ہیں اور اسے انٹرنیٹ پر بھی بڑے زور وشور سے پیش کر رہے ہیں چنانچہ اس کے بد افکار کا پوسٹ مارٹم کرنا ضروری ہو گیا۔

مغل بادشاہ اکبر کے دین الٰہی کو ختم کرنے کیلئے اللہ نے مجدد الف ثانی سے کام لیا اور مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی کا ابطال کرنے کے لئے علمائے ہند میں سے بہت سے علماء نے مرزا کا خوب علمی تعاقب کیا۔ ان علماء میں سے عبداللہ معمار امرتسریؒ اور مولانا محمد حسین بٹالویؒ اور بالخصوص مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے معرکۃ الآراء کام کیا۔

تو اب آتے ہیں جدید فتنہ کی طرف جو کہ ریاض احمد گوہر شاہی کا بپا کردہ ہے۔ پہلے یہ تنظیم انجمن سرفروشان اسلام کے ٹائٹل سے کام کرتی تھی اور اس کے اشتہارات و کتب پر ایک دل کی تصویر ہوتی تھی۔ لگتا یہ تھا کہ سر بیچنے والے دل بیچنے پر مجبور ہو گئے ہوں۔ دل بیچنے والوں کو عموماً ضمیر فروش کا نام دیا جاتا ہے۔ ان کے دل پر ایک شعر بڑا موزوں ہے۔

"وہ جو بیچتے تھے دوائے دل، دکاں اپنی بڑھا گئے"

اب ایک کتاب "دین الٰہی" کے نام سے ان کی تنظیم کی طرف سے پھیلائی جا رہی ہے۔ کتاب کے ٹائٹل پر بڑا سا دل بنا کر اس میں ہر مذہب کے خصوصی نشانات ہیں۔ دائیں طرف سے اس دل میں داخل ہوں تو سب سے پہلے صلیب کا نشان ہے۔ اس کے نیچے کسی بدھ مذہب کے پگوڈے کا اور اس سے آگے یہودیوں کا چھ کونی ستارہ ہے، آگے گول دائرے میں دو مچھلیوں کو دکھایا گیا ہے غالباً یہ بھی کسی باطل مذہب کا ہی نشان ہے۔ اس کے بعد دو غیر معروف نشانات جو غالباً ہندوؤں کے لگتے ہیں، اس سے آگے اوپر کو ہندوؤں کے ترنگے پرچم ایسا نشان ہے اور پھر اس کے اوپر چاند تارا ہے۔ اس کے اوپر زمین کی تصویر ہے اور اس کے اوپر گوہر شاہی کے نام نہاد دین الٰہی کی کتاب ہے۔ شاید ایسے ہی کسی دل کے بارے میں کہے گئے شعر کو بادنیٰ تصرف ہم دہرائیں گے۔

دل ہے صدر کوئی بیماری ہے
یہ دل ہے یا کوئی الماری ہے

اللہ سے محبت کے داعی تو کہتے ہیں کہ دل اللہ نے ایک ہی بنایا ہے اور اس میں بس اسی کی محبت ہی سما سکتی ہے۔ جب اس کی محبت اس میں آ گئی۔ باقی کسی کی محبت کیلئے جگہ کہاں؟ دل میں جب ایک دین "دین اسلام" کی محبت آ گئی تو پھر دیگر مذاہب سے بھی اتنی ہی محبت کیسے ہو سکتی ہے؟ گوہر شاہی کا سب سے بڑا دعویٰ اس کے مہدی ہونے کا ہے۔ یہ دعویٰ پہلے مرزا قادیانی نے بھی خوب کیا اور ان پڑھ مسلمانوں کو انگریزوں کی ملی بھگت اور معاشی تعاون کے بل بوتے پر دھوکا دیا حالانکہ امام مہدی کے بارے میں مستند احادیث میں جو علامتیں ذکر کی گئی ہیں، ان میں سے کوئی بھی علامت اس جاہل

سورج کو دیکھ کر گوہر شاہی کے عکس کا دعویٰ

پر منطبق نہیں ہوتی۔ امام مہدی کے بارے میں جو سب سے مشہور ترین روایت ہے، اس میں تو یہاں تک ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے عظیم الشان کام لیں گے اور وہ یہ ہے کہ دنیا کو انصاف سے ایسے بھر دیں گے کہ جس طرح وہ پہلے ظلم سے بھری ہوئی ہو گی اور سات سال تک کا عرصہ وہ حکومت کریں گے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام مسلمان ایک ہو جائیں گے۔ سب مسلم ممالک ایک ملک کی طرح ہو جائیں گے اور سارے مسلمان ان کی بادشاہت تسلیم کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت بہت زیادہ ہو گی۔ لوگ اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہوں گے۔ فماذا بعد الحق الا الضلال۔ حق کے بعد تو صرف گمراہی ہی ہے۔

اس طرح احادیث میں امام مہدی کے والد کا نام عبداللہ ثابت ہے جبکہ گوہر شاہی کی کتاب "دین الٰہی" میں اس کا سارا ذاتی تعارف کروایا گیا ہے لیکن اس کے والدین کا نام چھپا لیا گیا ہے۔ البتہ صفحہ 67 پر اس علامت سے یہ کہہ کر جان چھڑائی گئی ہے کہ گوہر شاہی کی روح معاذ اللہ نبی ﷺ کی روح کا حصہ ہے۔ اس لئے وہ بھی عبداللہ کا فرزند اور آمنہ کا لعل ہے۔ غرض یہ تو ہے اس کے مہدی ہونے کی حقیقت۔

نیز اس صفحے پر یہ بھی لکھا ہے کہ "تمام انسانوں کی ارضی ارواح اس دنیا میں کئی بار دوسرے جسموں میں جنم لیتی ہیں" ظاہر ہے۔ سراسر ہندوؤں کا عقیدہ تناسخ ہے لیکن مسلمانوں میں یہ ہندووانہ و مشرکانہ نظریات پھیلانے کی سوچی سمجھی سازش کی گئی ہے۔ اب اس کی کتاب "دین الٰہی" میں سے اس کی دیگر خرافات اور ان کی حقیقت ملاحظہ کیجئے۔

ص 8 پر سات جنتوں کے نام دیے ہیں حالانکہ جنتیں آٹھ ہیں اور دوزخیں سات ہیں۔

آدم علیہ السلام کو شنکر جی قرار دیا ہے حالانکہ یہ خالصتاً ہندو دیو مالائی کردار ہے اور لکھا ہے کہ جنت کی مٹی سے ان کا جسم بنایا گیا ہے جبکہ اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔ متصلاً بعد لکھا پھر روح انسانی کے علاوہ کچھ اور مخلوقیں بھی اس میں ڈال دی گئیں۔ اس کا بھی انہوں نے کوئی حوالہ نہیں دیا اور نہ ہی ان مخلوقوں کی نشاندہی کی ہے۔ پھر لکھتا ہے جب آدم کا جسم بنایا جا رہا تھا تو شیطان نے حسد سے تھوکا تھا جو کہ ناف کی جگہ پر گرا اور اس تھوک کے جراثیم بھی اس جسم میں شامل

ہو گئے ہیں۔ بڑی عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور یہ کہتے ہیں کہ جب انہیں بنایا جا رہا تھا تو شیطان نے ان کی ناف پہ تھوکا۔ ان باتوں کا شریعت سے کوئی حوالہ نہیں دیا' اپنے پاس سے ہی یہ چیزیں انہوں نے لکھ دیں۔ پھر اسی پر بس نہیں۔ آگے بغیر کسی حوالے کے صفحہ نمبر 9 پر لکھا ہے کہ "جب انسان پیدا ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ایک ایک شیطان جن بھی پیدا ہوتا ہے۔ جسم تو صرف مٹی کا مکان تھا جس کے اندر 16 مخلوقوں کو بند کر دیا جبکہ خناس اور چار پرندے بھی ہیں۔.........واہ کیا کہنے یعنی ریاض احمد گوہر شاہی 16 مخلوقوں اور خناس اور چار پرندوں کے مرقع تھے۔ اب فیصلہ یہ کیسے ہو کہ ریاض گوہر شاہی نے یہ جو بغیر حوالے کے باتیں لکھی ہیں' خود کیس یا خناس کے زیر اثر یہ باتیں ہوئی ہیں۔

ص 21 پر ہندوؤں کے ناگ دیوتا کے متعلق دیومالائی کہانی ملاحظہ کریں "آخری لائن سد سکندری (جو ذوالقرنین نے دیوار بنائی تھی) سمندر میں سکندر کی بیوی جو کہ دراصل ناگن تھی' اسے پھینک دیا گیا اس کا نشان اب بھی موجود ہے اسے سد سکندری کہتے ہیں۔ ان کی نسل (یعنی وہ جو سانپ کی شکل میں تبدیل کر دیئے گئے تھے' گوہر شاہی نے یہ نہیں بتایا کہ یہ لوگ تھے کون) بھی اس دنیا میں موجود ہے۔ عام سانپوں کے کان نہیں ہوتے لیکن اس نسل والے سانپ کے کان ہوتے ہیں۔ یاجوج ماجوج کو چینی پہاڑوں میں بند قرار دیا ہے۔ قارئین کرام یہ سبھی باتیں بلا حوالہ اور بالکل بے سروپا ہیں اور انداز بالکل سپیروں والا ہے جو سانپ دکھانے کے بہانے اپنی جعلی دوائیاں بیچتے ہیں اور سانپ کے منہ میں سرمہ رکھ کر بنانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ شام تک لوگوں کی جان نہیں چھوڑتے راقم خود ایسی مجلس کا عینی شاہد ہے اور یہ باتیں بچپن میں سنی ہوئی تھیں بھول گئی تھیں' آج دین الٰہی نامی کتاب دیکھ کر مجھے شیخوپورہ کا سائیں مرنا سپیرا یاد آ گیا ہے جس نے بڑے نوجوانوں کو مجمع بازی پہ ٹرینڈ کیا۔ آئے دن کوئی نیا سے نیا نوجوان اس کے لئے مجمع جمع کرتا اور اصل شو تو سائیں مرنے نے آ کر خود کرنا ہوتا تھا۔ نوجوانوں کی جیبوں سے سارا جیب خرچ صاف کرنے میں اس سپیرے کو ید طولیٰ حاصل تھا اور بہت سال تک اس نے لوگوں کو لوٹا۔ یہ صاحب مجھے تو اس جیسے لٹیرے سے بھی زیادہ خطرناک ایمان کے لٹیرے لگتے ہیں کہ وہ صرف جیبیں صاف کرتے ہیں اور یہ دولت لوٹنے کے ساتھ ساتھ ایمان کا محل بھی زمین بوس کر دیتے ہیں۔ مال اور ایمان کے لٹیرے ریاض احمد گوہر شاہی کا "دین الٰہی" اکبر بادشاہ کا ایجاد کردہ دین الٰہی ہی لگتا ہے۔ جس میں گوہر شاہی کی شبیہوں کا بہت چرچا کیا جا رہا ہے کہ چاند سورج میں ان کی تصاویر آئی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا جاندار تصاویر کی اشاعت اس طرح کرنا جائز ہے؟ دوسرا یہ کہ کیا امام مہدی کے بارے میں جو علامات احادیث نبویہ میں آئی ہیں' ان میں یہ علامات بھی ہیں اور پھر یہاں ہم مہدی کے بارے میں اصل احادیث کے حوالے دیں گے۔ اور یہ سوال کہ کیا جو کام رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں کہ وہ امام مہدی کریں گے تو وہ کام اس نام نہاد مہدی کے مرنے سے پہلے مکمل ہو گئے ہیں؟ مثلاً عیسیٰ علیہ السلام کا ان کے پیچھے نماز پڑھنا اور پھر عیسیٰ علیہ السلام کا دجال کو قتل کرنا اور ان کے نام پر بننے والے مذہب عیسائیت کا مکمل خاتمہ کہ وہ سارے عیسائی جو کہ ان کے نام لیوا ہیں' مسلمان ہو جائیں گے۔ اور وہ تمام لوگ جو جعلی عیسیٰ اور جعلی مہدیوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں' وہ اسلام میں داخل ہو جائیں گے اور یہودیوں کا تو بیج ہی ختم کر دیں گے۔ تو یہ سارے کام تشنہ چھوڑ کر آج تک بیسیوں جھوٹے کذاب جعلی عیسیٰ اور سینکڑوں جھوٹے مہدی اس دنیا سے جا چکے ہیں اور اسی طرح یہ جعلی مہدی بھی ایسی کوئی علامت پوری کئے بغیر مر چکا ہے تو پھر بھی اس کے چیلوں کو سمجھ نہیں آتی۔ نبی ﷺ نے فرمایا تھا تیس دجال بہت جھوٹ بولنے والے ہوں گے ثلاثون دجالون کذابون...... مہدیوں کا سلسلہ تو بہت وسیع چلا۔ عباسیہ کے دور میں تو آئے دن کسی علاقے میں کوئی جعلی مہدی اٹھتا اور حکومت کے خلاف تحریک کھڑی کر دیتا۔ برصغیر میں جھوٹے مہدی جھوٹے عیسیٰ بڑی تعداد میں ہوئے۔ مرزائے قادیان کے بعد اس سے متاثر ہونے والے سینکڑوں لوگ ہیں کہ جنہوں نے مہدویت اور ان میں سے بعض نے عیسیٰ نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس موضوع پہ میں نے ایک کتاب دیکھی تھی جس کے آخر میں ان لوگوں کے نام تھے جنہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور بعض نے تو نبی ہونے کا دعویٰ بھی کیا۔

ص 22 پر ایک آدم کی اولاد کو بیت المعمور تک رسائی کا تذکرہ کیا ہے۔ آگے انہوں نے 25,20 سال میں دنیا کی تباہی کی پیش گوئی بھی کر دی ہے تا کہ لوگ ڈر کے مارے انہیں مہدی مان لیں۔

ص 23 پہ ازلی جہنمی لوگوں کے بارے میں لکھا کہ یہی لوگ گستاخ انبیاء' جلیس اولیاء اور مذاہب میں فتنہ ہیں۔

اب جلیس کا معنی ہم تو ابھی تک دوست' مجلس رکھنے والے' ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے کو کہتے اور لکھتے رہے ہیں۔ پتہ نہیں گوہر شاہی کی ڈکشنری میں اس کا معنی کیا سے کیا ہو گیا۔ یہ ہے اس نام نہاد مہدی

بوجھو تو جانیں

شیو مندر کے پتھر پر عکس کا دعویٰ

چاند پر عکس کا دعویٰ

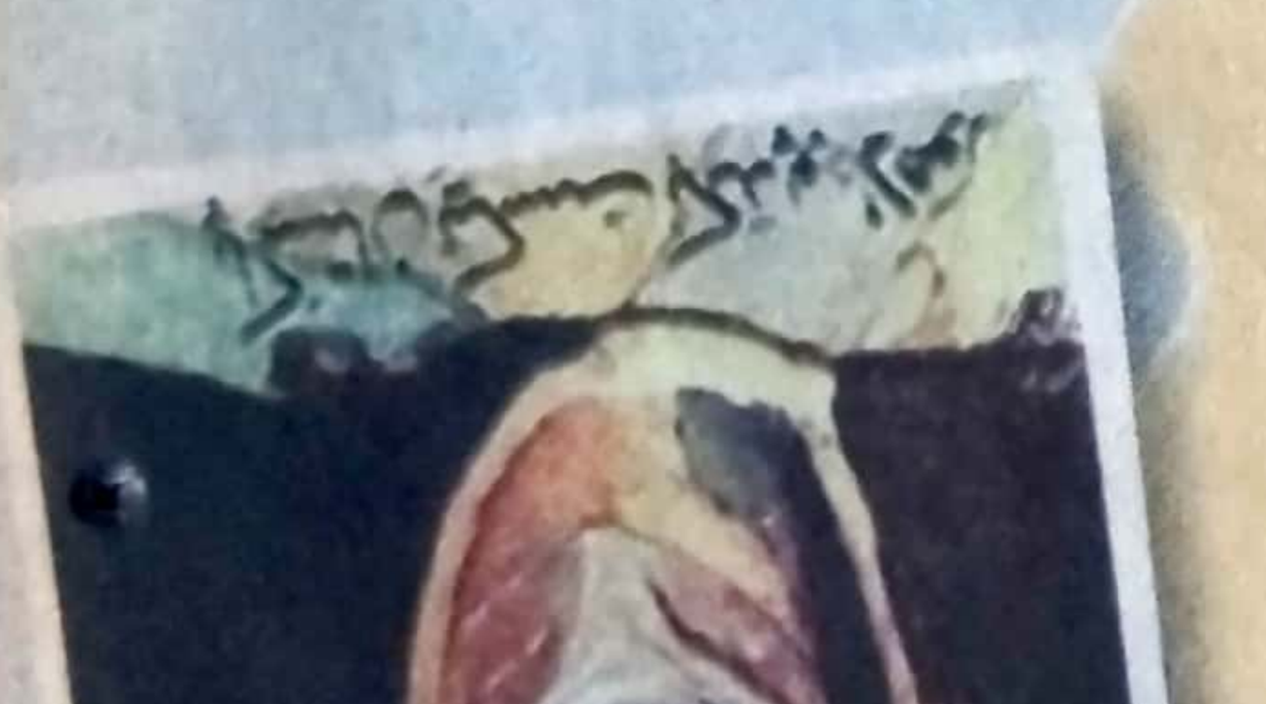

حجر اسود کو الٹا دیکھنے سے عکس کا دعویٰ

کی جاہلیت کا ثبوت۔ محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی۔

گوہر شاہی کی سکھا شاہی

ص نمبر 26 پر اپنے مذہب اور سلسلے کی خصوصیات ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"کیونکہ اس سلسلے میں مختلف مذاہب سے آکر خاصی روحیں شامل ہوں گی جنہوں نے روز ازل میں رب کی گواہی میں کلمہ پڑھ لیا تھا۔ اس لئے کسی بھی مذہب کی قید نہیں ہوگی۔ ہر شخص اپنے مذہب کی عبادت کر سکے گا لیکن قلبی ذکر سب کا ایک ہوگا یعنی مختلف مذاہب کے باوجود دلوں سے سب ایک ہو جائیں گے۔ پھر جب دلوں میں الہ آیا تو سب اللہ والے ہو جائیں گے۔ اس کے بعد رب کی مرضی ہے' انہیں اپنے تئیں رکھے یا کسی بھی مذہب میں ہدایت کے لئے بھیج دے یعنی کوئی مفید ہوگا' کوئی منفرد' کوئی سیاسی ہوگا اور کوئی سارا دھوکا۔ ان کی مدد اور ساتھ دینے والے گناہگار بھی کسی نہ کسی مرتبے میں پہنچ جائیں گے' جو لوگ اس ٹولے میں شامل نہ ہو سکے۔ ان میں سے اکثر شیطان (دجال) کے ساتھ مل جائیں گے خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم ہوں۔ آخر میں ان دونوں ٹولوں کی زبردست جنگ ہوگی عیسیٰ علیہ السلام مہدی کالکی اوتار والے مل کر انہیں شکست دیں گے۔ بہت سے دجالی قتل کر دیئے جائیں گے' جو بچیں گے وہ خوف اور مجبوری کی وجہ سے خاموش رہیں گے۔ مہدی اور عیسیٰ کا لوگوں کے قلوب پر تسلط ہو جائے گا۔ پوری دنیا میں امن قائم ہو جائے گا۔ جدا جدا مذہب ختم ہو کر ایک ہی مذہب میں تبدیل ہو جائیں گے۔ وہ مذہب رب کا پسندیدہ' تمام نبیوں کے مذاہب اور کتابوں کا نچوڑ' تمام انسانیت کیلئے قابل قبول' تمام عبادات سے افضل حتیٰ کہ اللہ کی محبت سے بھی افضل عشق الٰہی ہوگا۔"

مندرجہ بالا عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ اب بھی کسی نہ کسی نبی کو مختلف علاقوں میں اور مختلف مذاہب میں بھیجتا ہے اور بھیجے گا۔ حالانکہ نبی ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ ہاں عیسیٰ علیہ السلام اپنی بقیہ مدت پوری کرنے اور امت محمدیہ کی مدد و نصرت کے لئے آئیں گے اور وہ بھی امام مہدی کے پیچھے ہی نماز پڑھیں گے جبکہ یہ یہاں تک بتا رہے ہیں کہ کسی بھی مذہب کی قید نہیں ہوگی اور ہر شخص اپنے مذہب کی عبادت کر سکے گا۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ان الذین آمنوا والذین هادوا والنصریٰ والصابئین من امن بالله والیوم الآخر وعمل صالحا فلهم اجرهم عند ربهم ولا خوف علیهم ولا هم یحزنون.

بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ جو یہودی' عیسائی' بے دین جو بھی ایمان لایا اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور نیک عمل کئے' ان کے لئے ان کا اجر ہے ان کے رب کے پاس اور ان پر کچھ خوف و غم نہ ہوگا۔ (البقرہ 62)

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ اگر آج موسیٰ بھی آجائیں تو ان کو بھی میری پیروی کئے بغیر کچھ چارہ نہ ہوگا۔

ایک دوسری حدیث میں نبی ﷺ قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تم اس کی پیروی نہ کرو جو کہ میں لایا ہوں۔ (یعنی قرآن و حدیث)

تو کہاں ان کا یہ بیان کہ کسی مذہب کی قید نہ ہوگی اور ہر شخص اپنے مذہب کی عبادت کر سکے گا لیکن قلبی ذکر سب کا ایک ہوگا"' یہ قلبی ذکر ان کو کہاں سے الہام ہو گیا۔ کیا نبی ﷺ کے صحابہ اس طرح لوگوں کو من گھڑت باتیں بتایا کرتے تھے یا کہ قرآن و حدیث سے ثابت شدہ باتیں بتاتے؟ یقیناً انہوں نے دین کو خوب سمجھا اور دین کو انہوں نے من و عن پیش کر دیا وہ علیحدہ علیحدہ فرقے بنانے والے نہ تھے۔ آگے جا کر انہوں نے ایک من گھڑت حدیث ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کی ہے (مجھے نبی ﷺ) سے دو علم عطا ہوئے ایک تمہیں بتا دیا۔ اگر دوسرا بتاؤں تو تم مجھے قتل کر دو۔ متصل آگے لکھتے ہیں۔ (نوٹ انہوں نے کہیں بھی درود نہیں لکھا۔ یہ ان کا عشق ہے۔)

مزید لکھتے ہیں:

باقی صفحہ 23 پر

چاند سورج' حجر اسود اور شیو مندر کے پتھر پر شبیہ کی حقیقت
عینی شاہدوں کے بیانات کے آئینے میں

گوہر شاہی کی کتاب "دین الٰہی" اور اس کی ویب سائٹ پر جابجا یہ لایعنی دعوے کئے گئے ہیں کہ گوہر شاہی کی شبیہ چاند' سورج' مریخ' حجر اسود اور شیو مندر کے پتھر پر نظر آئی ہے۔

چاند کے بارے میں کوئی بھی شخص ان کی ویب سائٹ (www.Goharshah!.com) پر جا کر خود حقیقت ملاحظہ کر سکتا ہے۔ ویسے چاند پر تو صدیوں سے ہی لوگوں کو کوئی بڑھیا چرخا کاتتی ہوئی نظر آتی ہے کسی کو کچھ نظر آتا ہے اور کسی کو کچھ۔ اب کسی جگہ پڑے ہوئے دھبوں' بادلوں یا پرچھائیوں کو کوئی جونسا چاہے رنگ دے دے' اور اپنا راز انحصار اسی کرلے تو اس پر کوئی پابندی تو نہیں لگا سکتا۔ خود اسی کتاب "دین الٰہی" میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ چاند پر ان تصویروں کو عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام اور مریم کی تصویر بھی قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ کریں صفحہ 66,59)

اب ظاہر ہے دھندلکوں کو جس طرح چاہے کوئی جوڑے اور جیسا چاہے انہیں روپ دے دے...... ویسے ہم نے تو ان دھندلکوں کو بھی ہر طرح سے جوڑ کر دیکھ لیا لیکن کوئی گوہر شاہی اور کسی عیسیٰ و مریم تو کیا کسی عام انسان کی تصویر بھی بنتی نظر نہیں آتی...... ایک اور مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ (صفحہ 59) پر لکھا گیا ہے کہ مریخ کی تصاویر کو سیدھی طرف سے دیکھیں تو یہ عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر ہے اور الٹی تصویر میں "حضرت گوہر شاہی" نظر آئیں گے...... اب اسے دماغی خلل کے سوا اور کیا کہا جائے۔ سورج میں شبیہ ڈھونڈنا بھی انہی کا کمال ہے۔ ہم نے تو سنا تھا کہ سورج کو دیکھنے والا اندھا ہو جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے بے بصیرتی کی یہ منزل پا جانے کے بعد ہی انہیں سورج پر یہ شبیہ نظر آئی ہو۔ حجر اسود کے بارے میں کتاب میں یہاں تک پروپیگنڈہ کیا گیا کہ اس پر "حضرت گوہی شاہی" کی شبیہ تو نظر آگئی تھی لیکن سعودی حکومت نے اس پر رنگ پھیر دیا...... اس بہتان کی تفصیل ہم نے خود سعودیہ میں مقیم بھائیوں کے ذریعے کرائی۔ بھائی ابو احمد اور جماعۃ الدعوۃ کے مسئول مالیات محترم حاجی اشرف صاحب نے خاص طور پر جا کر حجر اسود کو کئی بار صرف اس نکتۂ نظر سے دیکھا۔ نہ وہاں کوئی شبیہ نظر آتی تھی نہ وہاں پینٹ کا نشان تھا۔ مسجد الحرام میں گذشتہ 35 سال سے درس دینے والے بزرگ محترم قاری محمد انور مکی سے بھی ہم نے رابطہ کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ انہوں نے آج تک حجر اسود پر نہ تو ایسی کوئی شبیہ دیکھی اور نہ ہی وہاں سعودی حکومت نے کبھی کوئی پینٹ کیا۔ صدیوں پہلے قرامطہ فرقہ حجر اسود کو چرا کر لے گیا تھا اور بعد میں یہ ٹکڑوں کی صورت میں برآمد ہوا جنہیں لاکھ کے ذریعے جوڑ دیا گیا۔ اب اس لاکھ کو کوئی پینٹ کہہ دے تو یہ بہت بڑی کذب بیانی ہے۔ شیو مندر کے پتھر پر شبیہ کے بارے میں ہمارے سندھ کے ذمہ دار بھائی اور ماہنامہ مجلہ باب الاسلام کے مدیر خالد سیف' عمر کوٹ کے رہائشی سومار لنڈ اور عبدالرحیم بلوچ کے مطابق انہوں نے خود یہ پتھر دیکھا ہے۔ اس میں کوئی حقیقت نہیں اور محض ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی سازش ہے۔ ویسے ایک دلچسپ بات ہے کہ یہ شبیہ جس پتھر پر آنے کا دعویٰ کیا گیا ہے' وہ پتھر دراصل ہندوؤں کے شیو دیوتا کا لنگ ہے۔ اب جس نام نہاد مہدی کی تصویر ایسی چیز پر ہو افسوس انہیں خود شرم سے ڈوب مرنا چاہئے نہ کہ وہ اسے حق کی نشانی بناتے پھریں۔ ایسی جگہ پر تصویر کسی شیطان کی ہی ہو سکتی ہے...... اللہ ایسے گمراہ لوگوں کو حق سمجھنے اور قبول کرنے کی توفیق دے۔ آمین

بقیہ گوہرشاہی

''تاریخ گواہ ہے کہ جنہوں نے بھی اس علم کو کھولا' شاہ منصور اور سرمد کی طرح قتل کر دیے گئے۔ اور آج گوہر شاہی بھی اس علم کی وجہ سے قتل کے دھانے پر کھڑا ہے۔''

یہاں پر گویا وہ کھل کر اقرار کر رہے ہیں کہ وہ وحدۃ الوجودی منصور کو ہر چیز میں خدا ہونے کے باطل نظریے کی تبلیغ ایسے قبیح جرم کی

گوہر شاہی کتاب کے مطالعہ سے لگتا ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی ایسے خیالات رکھتے تھے جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے عیسیٰ علیہ السلام کے حمل اٹھانے کا دعویٰ کیا اسی طرح گوہر شاہی نے نطفہ نور کو داخل کروایا پھر نطفہ نور طفل نوری یعنی بچہ بن گیا

پاداش میں قتل کر دیا گیا تو آج ''میں بھی اسی طرح قتل کے دھانے پر کھڑا ہوں۔'' گوہر شاہی اپنے خبث باطن کو ظاہر کر رہے ہیں۔ گویا یہ بتا رہے ہیں کہ میرا افرقہ بھی ہمہ اوستی بت پرستانہ مشرکانہ ہے۔ اور اس منصور کے متعلق میں نے پروفیسر یوسف سلیم چشتی کی کتاب تاریخ تصوف میں پڑھا تھا کہ وہ ہر چیز کو سجدہ کرتا تھا۔ بکری کی میں میں پر وہ لبیک لبیک کہتا اور محرمات کا لحاظ نہ رکھتا تھا۔ اور ایک آدمی نے اسے ٹانگیں اوپر اور سر نیچے کر کے دعا کرتے بھی دیکھا۔ جب اس کی زندیقانہ کارروائیوں اور مشرکانہ تبلیغ کا دائرہ وسیع ہونے لگا اور وقت کے موحد حکمرانوں کو اس کے باطل نظریہ کا پتہ چل گیا تو اسے دربار میں طلب کر لیا گیا اور اپنے نظریہ کی وضاحت کرنے کا موقع دیا گیا۔ جب اس کے نظریات سنے گئے تو وقت کے بڑے بڑے علماء نے اس کے عقیدہ کی غلطیاں بتائیں لیکن وہ اس کے باوجود بھی توبہ پر مائل نہ ہوا۔ چنانچہ اسے ارتداد کے جرم میں قتل کر دیا گیا جو کہ صحیح

گوہر شاہی نے لکھا ہے کہ جب انسان پیدا ہوتا ہے تو ایک شیطان بھی پیدا ہوتا ہے جسم تو مٹی کا مکان تھا جس کے اندر مخلوقیں اور خناس اور چار پرندے بھی شامل ہیں

اسلامی سزا ہے۔

گوہر شاہی کے شاہی گوہر

اسی صفحہ نمبر 28 پر ہے امام مہدی علیہ السلام کے آنے کے بعد ان مجددوں کی تجدید ختم ہو جائے گی اور سب مذاہب کے مطابق امام مہدی کی اپنی تجدید ہوگی۔ کچھ کتابوں میں ہے وہ ایک نیا دین بنائیں گے۔

اصل مطلب کی بات اس عبارت میں اپنے پیروؤں کو سمجھائی جا رہی ہے کہ میں مہدی ہوں اور نیا دین بناؤں گا۔ اور اس کتاب کا عنوان بھی ''دین الٰہی'' ہے۔

تو یہ نیا مذہب ہے جس میں گوہر شاہی کی تصاویر بنا بنا کر دکھائی جا رہی ہیں۔ کبھی بادلوں میں اور کبھی ستاروں میں اور جناب کبھی چاند میں جو ہیولہ سا نظر آتا ہے۔ وہ گوہر شاہی کا عکس قرار دیا جا رہا ہے۔

گوہر شاہی قرآن مجید کے معنی میں تحریف کا مجرم

دین الٰہی صفحہ نمبر 31 پر ایک آیت کا ترجمہ کرتا ہے

''جب تمہاری نمازیں قضا ہو جائیں تو اللہ کا ذکر کر لینا اٹھتے بیٹھتے حتی کہ کروٹوں کے بل بھی۔ (القرآن)

یہ سورۃ النساء کی آیت نمبر 103 کا ترجمہ دیا ہے جس میں نمازوں کو قضا پڑھنے کی گنجائش ہی ختم کر دی ہے حالانکہ معانی و ترجمہ یہ ہے۔ ''پس جب تم پورا کر چکو نماز کو بس یاد کرو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اوپر کروٹوں اپنی کے۔ پس جب آرام پاؤ تم پس قائم کرو نماز کو۔ بے شک نماز اوپر مسلمانوں کے لکھی ہوئی وقت مقرر کی ہوئی ہے۔''

تو معنی تو یہ بنتا ہے کہ جب تم نماز پوری کر چکو...... انہوں نے معنوی تحریف کر ڈالی کہ جب تم قضا کر چکو' کتنا بڑا فرق ہے۔ اس آیت سے اگلی اور پچھلی آیات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب جنگ میں خط اول پر نماز پڑھو تو اپنی حفاظت کا بھی خیال رکھو۔ ایک جماعت امام کے پیچھے ایک رکعت پڑھے اور دوسری حفاظت کے لئے کھڑی ہو اور پھر جب یہ جماعت ایک رکعت پڑھ کر سلام پھیر لے (امام سلام نہ پھیرے) تو دوسری رکعت پہ دوسری جماعت آ کر دوسری رکعت پڑھے گی اور پہلی جماعت ان مجاہدوں کی حفاظت کرے گی اور امام دوسری رکعت پہ سلام پھیرے گا اور بعد میں شامل نماز ہونے والی جماعت اس کے ساتھ ہی سلام پھیر دے گی۔ یوں امام دو رکعت اور مجاہدین ایک ایک رکعت پڑھیں اور جب دشمن کی طرف سے خطرہ نہ ہو اطمینان ہو تو پھر نماز پوری پڑھنے کا حکم ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تو یہ صوفی صاحب کم از کم کسی قرآن مجید سے ترجمہ ہی دیکھ لیتے۔ اگر نہیں آتا تو اتنی بڑی غلطی کیوں کی؟

گوہر شاہی کی باطنی شخصیت کے چند حقائق

یہ سرخی مولفین کتاب نے لگائی تھی اپنی طرف سے لیکن راقم مضمون نگار اسی سرخی کو گوہر شاہی پر اسی طرح الٹائے گا جس طرح وہ تصویری مواد میں لکھتے ہیں۔ اس تصویر کو الٹا کر دیکھیں' تھوڑا سا گھمائیں وغیرہ۔ جس شخص نے بھی مرزا قادیانی مسیلمہ پنجاب کا لٹریچر پڑھا ہوگا۔ وہ یہ دین الٰہی کتاب کا صفحہ نمبر 40 پڑھ کر فوراً مرزا قادیانی کے مشہور جھوٹ کو اپنے سامنے دیکھے گا۔ مرزا نے لکھا تھا'' میں نے دیکھا کہ میں گویا مریم ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھ سے قوت رجولیت (نعوذ باللہ نقل کفر کفر نباشد) کا مظاہرہ کیا (یعنی جماع کیا) جس سے مجھے حمل ٹھہر گیا جس کی مدت دس ماہ سے زیادہ نہ تھی اور مجھ سے عیسیٰ پیدا ہوا اور میں نے دیکھا کہ میں وہی ہوں'' اب گوہر شاہی بچتے بچاتے بات ایسی ہی لکھ گئے ہیں' لکھتے ہیں' 35 سال کی عمر میں 15 رمضان 1976ء کو ایک نطفہ نور قلب میں داخل کیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد تعلیم' و تربیت کے لئے کئی مختلف مقامات پر بلایا گیا 15 رمضان 1985ء میں جبکہ آپ دنیاوی ڈیوٹی پر حیدر آباد مامور ہو چکے تھے' وہی نطفہ نور طفل نوری کی حیثیت پا کر مکمل طور پر حوالے کر دیا گیا جس کے ذریعے دربار رسالت میں تاج سلطانی پہنایا گیا۔ طفل نوری کو بارہ سال کے بعد مرتبہ عطا ہوتا ہے لیکن دنیاوی ڈیوٹی کی وجہ

اگر تو برائیوں میں گم ہے تو پھر تو وہی ہے جس کے لئے بھیڑیئے نے کہا تھا کہ اگر میں نے یوسف کھایا ہو تو مجھے اللہ قیامت والے دن چودھویں صدی کے عالموں کے ساتھ اٹھائے۔ گوہر شاہی کی نصیحت

سے یہ مرتبہ 9 سال میں ہی عطا ہو گیا۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ گوہر شاہی نہ صرف گمراہ بلکہ جاہل اور پاگل ہے۔ جو مرزا قادیانی ایسے جھوٹے نبی کی نقل کرتا ہے کیا ایسے شخص کو مہدی کہا جا سکتا ہے؟ اس کے پیروکار غیرت پکڑیں اور اپنی اصلاح کریں۔

اور اب کچھ دنوں پیشتر ایک شخص نے دعویٰ کیا ہے کہ مجھ پر بھی وہی فرشتہ نازل ہونا شروع ہو گیا ہے جو کہ مرزا غلام احمد قادیانی پر نازل ہوتا ہے کیونکہ اس فرشتے نے مجھے اپنا نام ٹیچی ٹیچی بتایا ہے۔

آخر میں اللہ سے دعا ہے کہ یا اللہ ہماری قوم کو دین کی سمجھ عطا فرما اور ان جھوٹے مہدیوں اور عیسیٰ ہونے کے جھوٹے مدعیوں سے ہماری جان چھڑا۔ آمین

۱۰ سال تک اداکاری کرنے والا فنکار دعوت و جہاد کے منہج پر گامزن

مجلہ الدعوۃ سے خصوصی انٹرویو

مرتبہ: عبدالغفار منصور۔ ایبٹ آباد

سوال: آپ کا تعارف

ج طاہر بیگ چغتائی: تعلیم بی اے ' ہومیوڈاکٹر۔ شہر: حویلیاں ہزارہ

س: آپ کتنے سال ڈراموں میں کام کرتے رہے؟

ج: میں نے دس سال اسٹیج اور ٹی وی ڈراموں میں کام کیا۔

س: اداکاروں کی زندگی پر مختصر روشنی ڈالیں؟

ج: اداکاروں کی زندگی مصنوعی ہوتی ہے۔ منافقت سے بھرپور خود غرضی کی انتہاء۔ مختصر یہ کہ اسٹیج ٹی وی اور فلم جرائم' فحاشی و عریانی کی

> **ہر اداکار ڈپریشن کا شکار رہتا ہے۔ منشیات کا استعمال اور تمام برائیاں اداکاروں میں پائی جاتی ہیں اور وہ ان پہ فخر کرتے ہیں۔ شوبز کی دنیا گناہوں کی دلدل اور تباہی و ذلت کی زندگی ہے اور اس جیسا انتہائی گھٹیا اور گندا شعبہ میں نے کوئی اور نہیں دیکھا**

فیکٹریاں ہیں۔ اور اداکار ان فیکٹریوں میں کام کرتے ہیں تو خود اندازہ لگائیں کہ ان کا اپنا کردار کیسا ہوگا۔ ہر اداکار ڈپریشن کا شکار ہوتا ہے۔ منشیات کا استعمال تو انتہائی معمولی بات سمجھی جاتی ہے غرضیکہ وہ تمام برائیاں جن سے اسلام نے واضح طور پر منع کیا ہے' اداکاروں میں پائی جاتی ہیں۔ اور ان برائیوں پر فخر کیا جاتا ہے۔ شوبز کی دنیا گناہوں کی دلدل ہے۔ تباہی کا راستہ ہے۔ ذلت کی زندگی ہے۔ میں نے اس جیسا انتہائی گھٹیا اور گندا شعبہ کوئی اور نہیں دیکھا۔ اس میں صرف ظاہری چمک دمک ہے اور اس کا باطن انتہائی گھٹیا اور ذلت آمیز ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے مسلمانوں کی نسل کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کو دین سے دور کیا جا رہا ہے۔ افسوس ہوتا ہے قومی اخبارات پر کہ وہ اداکاروں اور فنکاروں کو ہیرو کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔

ہاں اداکار اسلام کی طرف آ جائیں تو بہترین مسلمان بن سکتے ہیں۔ بہترین داعی اسلام اور مجاہد بن سکتے ہیں۔

س: آپ میں تبدیلی کیسے آئی؟

ج: جماعۃ الدعوۃ کے جرائد باقاعدگی سے پڑھتا تھا۔ ایک دن پروفیسر حافظ سعید صاحب کا بیان کہ 'نوجوانوں کو فرقوں سے بالاتر ہو کر اجتماع میں شرکت کی دعوت دی جائے اور اجتماع میں تین دن مکمل اسلام کا نفاذ ہوگا' پڑھا' ان دو باتوں نے مجھے بے حد متاثر کیا لہٰذا میں نے فیصلہ کیا کہ جماعۃ الدعوۃ کے اس اجتماع میں ہر حال میں شرکت کروں گا۔ لہٰذا میں نے شرکت کی اور وہاں دیکھا کہ اجتماع ایک مکمل اسلامی ریاست کا نمونہ پیش کر رہا تھا۔ مجاہدین گھوڑوں پر سوار اس اسلامی ریاست کی سرحدوں کی حفاظت کر رہے تھے۔ ہر طرف اسلام عملاً نافذ نظر آ رہا تھا۔ نظم و ضبط' ایثار و محبت' با اخلاق مجاہدین' امیر کی اطاعت' نماز کی پابندی یہاں تک کہ نماز تہجد بھی پابندی کے ساتھ ادا ہوتی اور نماز کے وقت بازار بند۔ اس کے ساتھ اسلام کی معلومات بھی ملیں۔ اصل اسلام کی روح سے آگاہی ہوئی۔ علماء حق کی تقریروں سے بہت کچھ حاصل ہوا۔ غرضیکہ جماعۃ الدعوۃ ''اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ'' پر عملاً گامزن ہے۔

ان کے عالم باعمل ہیں۔ مجاہدین دشمن کے لئے فولاد اور اپنوں کے لئے ریشم کی طرح نرم۔ یہ سب کچھ دیکھ کر میں نے فیصلہ کیا کہ شوبز کی گندی اور ذلت آمیز زندگی کو چھوڑ کر مجاہدانہ زندگی گزاروں گا سو میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس دلدل سے نکال کر بہتر زندگی کی طرف لوٹا دیا اور مجھے ہدایت عطا کی۔ اجتماع ختم ہوا تو میرا دل چاہا کہ کاش ساری زندگی ایسے ہی اجتماع کے ماحول میں بسر ہو۔ بہرحال میری بہت سے مجاہدین سے ملاقات ہوئی اور میں ان سے مل کر بے حد خوش ہوں۔ میں ان کے شانہ بشانہ کام کروں گا اور دین اسلام کی حقیقی روح بھی سمجھ میں آئی۔ غرضیکہ میرے پاس وہ الفاظ نہیں کہ میں جماعۃ الدعوۃ کی تعریف کروں۔ میری زندگی یکدم بدل گئی ہے۔ اور میں بہت خوش ہوں اور اپنے آپ کو بے حد خوش قسمت سمجھ رہا ہوں کہ جن لوگوں کے واقعات میں تاریخ اسلام میں پڑھتا تھا' وہ لوگ مجھے اس دور میں مل گئے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔

مسلمان کی زندگی مجاہدانہ ہونی چاہئے اور آج بھی مجاہدین اسلام قرآن و سنت کی تصویر ہیں۔

س: تبدیلی کے بعد جو لوگ آپ سے ملے' وہ کیا کہتے ہیں؟

ج: لوگ جو مجھے تبدیلی کے بعد ملے' وہ کہتے ہیں کہ طاہر بیگ کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ اچھا بھلا ڈراموں میں کام کرتا تھا۔ بہترین آرٹسٹ تھا۔ یہ کیا دہشت گردوں کے ساتھ مل گیا ہے۔ میں حیران ہوں کہ میں نے 10 سال ڈراموں میں کام کیا تو اس دوران میری ملاقات کئی ''مذہبی'' قسم کے لوگوں سے ہوتی تو وہ میری حوصلہ افزائی کرتے رہے ہیں اور میں خوش ہوتا کہ واقعی ڈراموں میں کام کرنا بہت اچھا ہے۔ مجھے کسی مذہبی بندے نے نہیں روکا کہ طاہر بیگ یہ ڈرامے نہ کرو وغیرہ بلکہ حوصلہ افزائی کرتے۔ اب جبکہ اوپر والے نے مجھے ہدایت عطا کی اور میں نے توبہ کر لی تو وہ لوگ برا مان گئے۔ اور اب مجھے روک رہے ہیں کہ جہاد کی طرف نہ جاؤ۔ یہ دہشت گردی کا راستہ ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ بہرحال میں تو اب ہوش میں آیا ہوں۔ اب سب کچھ اسلام پر قربان ہے۔ ان شاء اللہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسلام کو خطرہ ایسے منافقوں سے ہے جو مسلمان نوجوانوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔

> **افسوس کہ میں نے دس سال تک شوبز کی دنیا میں کام کیا۔ مجھے مذہبی قسم کے لوگ بھی ملتے رہے۔ وہ میری اصلاح کی بجائے الٹا حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ اب میری توبہ پہ وہ برا مان گئے ہیں علامہ اقبالؒ نے اس نقالی ڈرامہ بازی کو کاروبار لات و منات قرار دیا ہے**

حیرانی کی بات ہے کہ مجھے ڈراموں سے کسی نے منع نہیں کیا۔ الٹا حوصلہ افزائی کرتے رہے لیکن آج میں اسلام اور جہاد کی طرف آیا تو یہ لوگ روک رہے ہیں۔ مجھے اس پر بے حد افسوس ہے۔ بہر حال اوپر والا ایسے مسلمانوں کو ہدایت دے۔

س: آپ اداکاروں کے لئے کیا پیغام دیتے ہیں؟

ج: یہ تباہی کا راستہ ہے' دلدل ہے' ذلت کا راستہ ہے' فحاشی و عریانی کا کام ہے۔ ڈرامے' گانا بجانا' یہ یہودیوں' عیسائیوں اور ہندوؤں کا کام ہے۔ مسلمانوں کا کام نہیں لہٰذا میری تمام اداکار ساتھیوں سے اپیل ہے کہ اس کام سے توبہ کر لیں۔ دنیا و آخرت سنور جائے گی۔

اصل میں آج کل ہم مسلمان ایسے گناہوں کے عادی ہو چکے ہیں کہ ہمیں گناہ گناہ نہیں بلکہ اچھائی لگتے ہیں۔ بہر حال علماء حق کا یہ کام ہے کہ وہ معاشرہ میں شعور پیدا کریں۔ الحمد للہ یہ کام تبلیغ' دعوت' جہاد کا کام جماعۃ الدعوۃ بہترین اور احسن طریقے سے کر رہی ہے۔ آج کے دور میں ڈرامہ اور نقالی کو فن اور فنکاری میں اعلیٰ ترین جگہ دی جا رہی ہے۔ نقالوں کو معاشرہ کے معزز ترین طبقے میں شمار کیا جا رہا ہے جو کہ لمحہ فکریہ ہے۔

ڈرامے گانے بجانے یہ یہودیوں عیسائیوں اور ہندوؤں کا کام ہے مسلمانوں کا کام نہیں' علمائے حق معاشرہ میں شعور پیدا کریں۔ جماعۃ الدعوۃ دعوت وتبلیغ اور جہاد کا کام بہترین اور احسن طریقے سے کر رہی ہے

علامہ اقبال نے ڈرامہ کو کاروبار لات ومنات سے تعبیر کیا ہے اور فرماتے ہیں۔

حریم تیرا' خودی غیر کی معاذ اللہ
دوبارہ زندہ نہ کر کاروبار لات ومنات
یہی کمال تمثیل کا کہ تو نہ رہے
رہا نہ تو تو نہ سوز خودی نہ ساز حیات

اور سینما اور اداکاری کے متعلق فرماتے ہیں کہ

وہی بت فروشی وہی بت گری ہے
سینما ہے یا صنعت آذری ہے
وہ مذہب تھا اقوام عہد کہن کا
یہ تہذیب حاضر کی سوداگری ہے
وہ دنیا کی مٹی' یہ دوزخ کی مٹی
وہ بت خانہ خاکی' یہ خاکستری ہے

بال جبریل

یہ شعر علامہ اقبال کے ہیں اور اخباروں میں شائع ہونے چاہئیں تا کہ اداکاروں کو حقیقت کا پتہ چلے۔

مارماڈیوک محمد پکتھال نے اپنی کتاب Muhammad pekthali Cultural and side Islam ''اسلام کا ثقافتی پہلو'' میں لکھا ہے کہ ''اسلامی کلچر میں ڈرامہ کو مسترد کیا گیا ہے' کیونکہ یہ بات مسلمان کے شایان شان نہیں ہے کہ کسی اور لباس میں ملبوس ہو اور منافقانہ طور پر کسی اور شخص کا روپ دھارے۔ مسلمان عورت کے بارے میں تو یہ بات قطعی طور پر اس کی عزت اور عصمت کے خلاف ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ سیٹلائٹ ٹی وی اسلامی ثقافت کے خلاف ایک ایسا حربہ ہے جو مسلمانوں کے سروں پر دو دھاری تلوار کی طرح لٹک رہا ہے اور یہ یہودیوں کا مشن ہے کہ مسلمان نوجوان کو اس طرح ذہنی اور اخلاقی پستیوں میں دھکیل دیا جائے۔

حویلیاں کے ساتھیوں عبدالرحمٰن بھائی' شاہنواز بھائی نے میری بہت حوصلہ افزائی کی۔ بہت خلوص اور محبت دی جو میرے لئے کسی دولت سے کم نہیں۔ مجھے ایک بہترین اور نیا ماحول ملا جس کا میں نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔ آج کل ساتھیوں سے رہنمائی حاصل کر رہا ہوں۔

پروفیسر حافظ محمد سعید اور دیگر علماء حق کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ وہ لوگ مسلمانوں کو اس دور میں خواب غفلت سے بیدار کر رہے ہیں جو یقیناً ایک عظیم مشن ہے۔ اللہ ان کا سایہ ہم پر ہمیشہ رکھے۔ آمین

مجاہدین اسلام ہی وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں کے خون کا بدلہ لے رہے ہیں اور اسلام کا پرچم بلند کر رہے ہیں۔

بقیہ صدام

there was Justice in the news that Saddam Hussein had Survived by Being buried alive. Like a Pharaoh in his tomb, he had Surrounded himself with Symbols of his lost Power two AK-47s, a Pistol,$ 750,000 in $ 100 bills.

اس سے پہلے کہ صدام کو عدالت میں پیش کیا جاتا' خبروں کے مطابق اس کے ساتھ پہلے ہی انصاف ہو گیا کہ وہ زندہ در گور پایا گیا۔ اس کے مقبرے میں ایک فرعون کی طرح اس کے پاس اس کی بچی کچھی طاقت کی علامت کے طور پر دو کلاشنکوفیں' ایک پستول اور سو ڈالروں کے نوٹوں کی صورت میں ساڑھے سات لاکھ ڈالر پائے گئے۔ (ٹائم۔22 دسمبر 2003ء)

ٹائم کے اس تبصرے پر اب اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ چور بھی کہے چور چور...... وقت کے فرعون دوسروں کو فرعون کہہ کر سمجھتے ہیں کہ شاید اس طرح دنیا کی توجہ اصل فرعون سے ہٹ جائے لیکن وہ یاد رکھیں کہ اس طرح کی رنگ بازی سے دنیا کی آنکھوں میں دھول نہیں جھونکی جا سکتی۔ دو کلاشنکوفیں اور ایک پسٹل والے صدام کو تو یہ لوگ فرعون کہہ رہے ہیں لیکن جس نے ایٹم بم' ہائیڈروجن بم' ایٹمی میزائل اور دنیا کے خطرناک ترین ہتھیاروں کے انبار لگائے ہوئے ہیں اور جس نے عراق وافغانستان میں بمباری کر کے لاکھوں بے گناہ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارا' وہ انسانیت کا محسن ہے۔ ایسے انصاف پر یقیناً آسمان بھی رو دیا ہو گا......

اور آخری بات یہ کہ صدام کو بغیر مزاحمت کے گرفتار کرنے کی من گھڑت خبر نشر کرنے کا صیہونی مقصد بھی دنیا کو یہی بتانا ہے کہ یہ داڑھی والے خدانخواستہ بنیادی طور پر بزدل ہی ہوتے ہیں...... یہاں تک پروپیگنڈہ کیا گیا ہے کہ صدام حسین کے پاس خود کشی کرنے کا بھی کافی موقع تھا لیکن اس نے اس موقع سے بھی کوئی فائدہ نہ اٹھایا...... حالانکہ ان ظالموں کو یہ معلوم نہیں کہ یہ تو ایک مایوس' بزدل اور شکست خوردہ آدمی کی نشانی ہوتی ہے۔ خود کشی کرنا بہادروں کا نہیں' بزدلوں کا شیوہ ہوتا ہے اور یہ خودکشی کرنے والے دراصل وہ کافر امریکی اور بھارتی فوجی ہیں جو آئے دن مجاہدین کی بہادرانہ فدائی یلغاروں سے تنگ آ کر اپنے ساتھیوں سمیت خود کو گولی مار کر اور فرینڈلی فائر کرتے ہوئے جہنم رسید ہو جاتے ہیں۔ سچا مسلمان کبھی خودکشی نہیں کر سکتا۔ خودکشی تو غیر مسلموں میں بھی جرم ہے تو مسلمانوں کے دین میں جو کہ دین فطرت ہے' کیسے جائز ہو سکتی ہے۔ خودکشی کرنے والے اپنے دنیاوی حالات سے مایوس ہو کر اپنی جان ضائع کرتے ہیں جبکہ مسلمان وہ اپنی جان اعلیٰ ترین روحانی واخلاقی اور انسانی ومذہبی جذبے کے تحت نچھاور کرتے ہیں۔ کافر اپنی جان غربت اور مالی و مادی پریشانیوں سے نجات پانے کے لئے دیتے ہیں جبکہ مسلمان اپنی جان راہ اللہ میں دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک صرف اللہ کی رضا کا حصول اور دنیا سے ظلم و باطل کا خاتمہ مقصود ہوتا ہے...... بقول اقبالؒ

یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی
شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

ضرورت سائنس ٹیچر

9th کلاس کو کیمسٹری اور بیالوجی پڑھانے کے لئے شریعت کے پابند بھائی کی ضرورت ہے۔ معقول وظیفہ دیا جائے گا۔

الدعوۃ ماڈل سکول 212 گلبرگ A فیصل آباد
فون نمبر 041-615813'
مجاہد میڈیکل سٹور۔ 0300-6634878

مہاراجہ وہاں سے بھاگ کر جموں گیا اور بھارتی حکومت نے مہاراجہ ہری سنگھ کی طرف سے بھارت کے پہلے گورنر جنرل لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے نام ایک جعلی درخواست کی۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے یہ درخواست منظور کرلی کیونکہ یہ انگریزوں اور ہندوؤں کی سازش کا حصہ تھی۔ ریاست جموں وکشمیر کا بھارت کے ساتھ یہ جبری اور جعلی الحاق 27 اکتوبر 1947ء کو ہوا اور اسی روز بھارتی مسلح افواج کشمیر

''کمانڈو'' نے امبور کیمپ مظفر آباد میں مکا لہراتے ہوئے کہا
''کشمیری خود کو تنہا نہ سمجھیں پاکستانی بھائی ان کے ساتھ ہیں
لیکن آج وہ کہتے ہیں' کیا ہم نے ساری دنیا کا ٹھیکہ لے رکھا ہے؟

میں داخل ہوگئیں اور ڈوگرہ فوج کے ساتھ مل کر کشمیریوں کا قتل عام کرنے لگیں۔ لیکن مجاہدین نے جلد ہی بھارتی فوج کے دانت کھٹے کردیئے اور قلیل وسائل کے باوجود پیش قدمی جاری رکھی اور پے درپے کامیابیاں حاصل کیں۔ بھارت نے مجاہدین کی کامیابیوں سے گھبرا کر جنوری 1948ء میں مسئلہ کشمیر اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے سامنے پیش کیا اور سلامتی کونسل میں بھارتی مندوب نے کہا تھا۔

''ہم پوری دنیا کو یقین دلاتے ہیں کہ کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ کشمیریوں کے آزادانہ فیصلے پر ہوگا۔ ریاست میں حالات معمول پر آتے ہی انہیں اس کا موقع فراہم کیا جائے گا۔''

بھارت کے بانی وزیراعظم نے زیادہ کھلے الفاظ میں کہا تھا کہ کشمیر کا بھارت سے الحاق عارضی ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں۔

''خواہ کچھ بھی ہو' بھارت نے پہلے دن سے ہی اپنے اس اصول کی پابندی کا عہد کیا ہے کہ ریاست کے بارے میں آخری فیصلہ خود کشمیری عوام نے کرنا ہے۔ ہم اپنے اس عہد سے کسی صورت پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اکتوبر 1947ء میں کشمیر کے بھارت کے ساتھ الحاق کو ''عارضی'' اور ''مشروط'' طور پر منظور کیا تھا۔ الحاق کے بارے میں حتمی فیصلہ کشمیری عوام کو اپنی آزادانہ مرضی

جنرل مشرف نے پہلے تو کافروں کے خلاف جنگ کو جہاد اصغر قرار دیا اور پھر جہاد اکبر کی بھی ایسی نئی تشریح کی جس پر صوفی طبقہ بھی حیرت زدہ رہ گیا

سے کرنا ہے اور یہ فیصلہ ابھی ہونا ہے۔''

لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے جب الحاق کی منظوری دی تھی تو یہ شرط عائد کی تھی کہ ''ہماری اس پالیسی کے مطابق کہ جس ریاست کا الحاق متنازعہ ہو' اس کا فیصلہ عوام کی خواہشات کے مطابق ہونا چاہئے' میری حکومت یہ چاہتی ہے کہ ریاست جموں وکشمیر میں نظم ونسق کی بحالی اور ریاست کو حملہ آوروں (مجاہدین) سے پاک کرنے کے بعد ریاست کے الحاق کا مسئلہ عوام کی رائے پر چھوڑ دیا جائے۔''

مندرجہ بالا دو بیانات توان درجنوں بیانات اور یقین دہانیوں میں سے محض نمونے کے طور پر نقل کیے گئے ہیں۔ ورنہ بھارتی حکمرانوں کی طرف سے کشمیر میں استصواب رائے یا رائے شماری کرانے کے وعدے جنوری 1948ء سے 60ء کی دہائی تک مسلسل کیے جاتے رہے۔ پھر بھارتی حکمرانوں نے ایسی قلابازیاں لگائیں کہ دنیا حیران رہ گئی۔ پہلے کہا گیا کہ پاکستان چونکہ نیٹو کا رکن بن گیا ہے' اس لئے صورتحال بدل گئی ہے۔ لہٰذا کشمیر میں رائے شماری نہیں ہوسکتی' پھر دوسرا بہانہ یہ بنایا گیا کہ کشمیر کی کٹھ پتلی اسمبلی نے چونکہ بھارت سے الحاق کی توثیق کردی ہے لہٰذا رائے شماری کی اہمیت ختم ہوگئی۔

1972ء میں شملہ معاہدہ ہوا اور پھر بھارتی حکمرانوں نے اس معاہدے کی من مانی تعبیر کرکے کہنا شروع کردیا کہ اقوام متحدہ کی قرار دادیں خود بخود ختم ہوگئی ہیں...... ان بہانوں کے تناظر میں بھارت نے کشمیر کو اٹوٹ انگ قرار دیا اور جنرل پرویز مشرف کے حالیہ ''جرأتمندانہ'' انٹرویو کے جواب میں بھارتی وزیر خارجہ نے کہا کہ پاکستان کے موقف میں تبدیلی حوصلہ افزا ہے لیکن کشمیر ہمارا اٹوٹ انگ ہے۔

گویا بھارتی حکمران کشمیر پر اپنا قبضہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ ان کی راہ میں اب نہ تو اقوام متحدہ کی قرار دادیں رکاوٹ ہیں اور نہ ہی کسی قسم کا عالمی دباؤ...... اگر بھارتی نیتا پریشان اور خوفزدہ ہیں تو صرف جہاد سے...... اقوام متحدہ کی قراردادوں کے علاوہ اگر مسئلہ کشمیر کا کوئی حل ہے تو وہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ کیونکہ جہاد کے ذریعے ہی ایک تہائی کشمیر آزاد ہوا' جہاد نے ہی بھارت کو سلامتی کونسل میں جانے پر مجبور کیا اور جہاد نے ہی چالیس سال بعد مسئلہ کشمیر کو عالمی سطح پر نمایاں حیثیت دلائی۔ لہٰذا جہاد ہی مسئلہ کشمیر کا حقیقی اور پائیدار حل ہے۔ جہاں تک مذاکرات کا تعلق ہے تو مذاکرات صرف اسی صورت میں ہمارے حق میں ہوسکتے ہیں جب ہمارا جہاد مضبوط ہو اور جہاد کی مضبوطی کے لئے حکومت پاکستان کو تمام تر عالمی دباؤ کو بالائے طاق رکھ کر عملی کردار ادا کرنا ہوگا۔ بصورت دیگر پاکستان کشمیر میں اپنے محسنوں سے بھی محروم ہوجائے گا اور بھارت کی خطے میں چودھراہٹ بھی ہمیشہ کے لئے قائم ہوجائے گی۔

ہم اپنے ''کمانڈو'' صدر سے التماس کرتے ہیں کہ '' Pleas come back'' آپ کی کامیابی اسی جہاد میں ہے۔ جس کی آپ وکالت کیا کرتے تھے۔ جس کے اسباق آپ نے فوجی تربیت کے دوران پڑھے۔ جہاد سے فرار نہ صرف اجتماعی موت ہوتی ہے بلکہ شخصی اعتبار سے بھی انسان گھر کا رہتا ہے نہ گھاٹ کا...... قوم توقع رکھتی ہے کہ آپ حقیقی کمانڈو بن کر حقیقی جرأتمندی کا ثبوت دیں اور اعلان کریں گے کہ اگر بھارت مسئلہ کشمیر کا اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق پرامن طریقے سے حل قبول نہیں کرتا تو پھر ہماری طرف سے بھی کھلا اعلان ہے کہ ''ہم کشمیر کی آزادی کے لئے جو کرسکے' کریں گے'' آپ گھبرائیں نہ' کچھ نہیں ہوگا۔ بھارت کے تلوں میں جو تیل تھا' وہ ہم نے دیکھ لیا۔ اب صرف ایک جاندار ''کمانڈو کارروائی'' کی ضرورت ہے پھر دیکھیں کیا بنتا ہے...... بنئے کی دھوتی کا۔

بقیہ کورٹ میرج

سزا دی جاسکے گی۔

دفعات 21 اور 22 میں واضح کیا گیا ہے کہ غلط یا جھوٹا بیان (یا اجازت نامہ وغیرہ) داخل کرنے والا ضابطہ فوجداری کی دفعہ 199 کے تحت مجرم تصور ہوگا اور اسے حسب ضابطہ سزا دی جاسکے گی۔

مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ سپیشل میرج ایکٹ کے تحت پسند کی عدالتی شادی کرنے والے جوڑے کو حسب ذیل طریقہ کار سے گزرنا ہوگا۔

1- اپنے مذہب سے لاتعلقی کا تحریری اعلان۔
2- 21 سال سے کم عمر ہونے پر اپنے والد یا ولی کی طرف سے اجازت نامہ حاصل کرکے عدالت میں داخل کرنا۔
3- عدالتی شادی سے قبل کنوارا ہونے کا اعلان (یا رنڈوا' مطلقہ وغیرہ ہونے کا ثبوت واعلان)
4- کم ازکم تین گواہوں اور رجسٹرار کی موجودگی میں شادی کا اقرار
5- شادی کی مجوزہ تاریخ سے کم ازکم دو ہفتہ قبل رجسٹرار کو واضح نوٹس کے ذریعے شادی کے ارادے سے مطلع کرنا۔
6- شادی کے ارادے کو اعتراضات کے لئے عام کرنا اور اعتراض آنے پر شادی کے التواء وعدم انعقاد کے لئے تیار رہنا۔

اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ گھر سے فرار ہوکر عدالتی شادی کے خواہشمندوں کے لئے شادی کا یہ طریقہ قطعاً وہ سہولت مہیا نہیں کرتا جس کے وہ متلاشی ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس اس شادی میں 21 سال سے کم عمر ہونے پر والد یا ولی کی رضامندی بھی لازمی قرار پاتی ہے اور اس کا اعلان عام بھی...... اور یہ تمام صورتیں خفیہ شادی کے خواہش مند حضرات کے لئے قابل قبول نہیں ہوتیں۔ ویسے بھی عدالتی شادی کا مذکورہ بالا تمام تصور ہی اسلامی قوانین سے متصادم ہے اور ایسی شادی کرنے والے دائرہ اسلام سے خارج ہوکر مرتد قرار پائیں گے۔

حالاتِ حاضرہ

صدّام کی گرفتاری

پسِ پردہ اصل کہانی اور مذموم مقاصد

مکمل تفصیلات کیا تھی

امریکہ نے 9 ماہ کی محنت شاقہ کے بعد بالآخر اپنے صدام کو دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ صدام کی مبینہ طور پر دوبارہ آمد کے بعد سے اب پوری دنیا کے دانشور اور صحافی دو سوالوں کے جواب اور ان کی تحقیق میں مصروف ہیں۔ اوّل یہ کہ امریکہ نے جس صدام حسین کو گرفتار کیا ہے آیا واقعی وہ اصلی صدام حسین ہے یا اس کی کوئی ڈمی...... اور دوئم یہ کہ صدام حسین کو ابھی گرفتار کیا گیا ہے یا وہ پہلے سے ہی امریکہ کی تحویل وحراست میں تھے اور مناسب موقع آنے پر انہیں دنیا کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ پہلے ہم ان دو پہلوؤں اور ان سے متعلق دلائل کا جائزہ لیتے ہیں۔ پھر ان میں سے نکھرتی ہوئی اصل کہانی بیان کریں گے۔

صدام حسین کے نقلی ہونے پر درج ذیل دلائل دیئے جا رہے ہیں۔

1- یہ کہ صدام حسین کے جس ڈی این اے ٹیسٹ کے ذریعے دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ یہ اصلی صدام ہے' ماہرین نے جواباً ناقابل تردید دلائل کے ساتھ ہی اس دعوے کے تار و پود بکھیر کر رکھ دیئے ہیں۔ ان کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ بظاہر امریکی ڈاکٹروں نے صدام کی گرفتاری کی ویڈیو فلم میں صدام کا گائے کی طرح معائنہ کرتے ہوئے اس کے منہ کا لعاب دہن بھی حاصل کیا تاکہ اس کا ڈی این اے ٹیسٹ کر کے معلوم کیا جا سکے کہ یہ اصلی صدام ہے یا نہیں۔ اور پھر فوراً اگلے دن بتایا جاتا ہے کہ ہم نے یہ ٹیسٹ کر کے اس بات کی تصدیق کر لی ہے کہ گرفتار شدہ صدام واقعی اصلی صدام ہے...... حالانکہ ایسے ٹیسٹ کی رپورٹ کم از کم ایک ہفتے بعد آتی ہے جبکہ اس نام نہاد تحقیق میں یہ بات بھی نظر انداز کر دی گئی کہ اصلی صدام کی تصدیق کے لئے ضروری ہے کہ اس کا پہلے سے ڈی این اے ٹیسٹ کا ایک نمونہ بھی موجود ہو کیونکہ اسی سے موازنہ کر کے ہی بتایا جا سکتا ہے کہ موجودہ حاصل کردہ نمونہ اس کے مطابق ہے یا نہیں۔ لیکن امریکی خبروں میں جان بوجھ کر اس پہلو کو چھپا لیا گیا اور کہیں بھی یہ تذکرہ سامنے نہ آیا کہ صدام حسین کا پہلے سے کوئی ڈی این اے ٹیسٹ موجود تھا یا نہیں...... حیرانی ہے کہ امریکہ نے ایسے ابتدائی نمونے کی موجودگی کے بغیر ہی کس طرح یہ جان لیا کہ اس نے اصلی صدام کو ہی گرفتار کیا ہے؟...... جبکہ عراق میں صدر صدام کے دور میں ڈی این اے ٹیسٹ کی کوئی سہولت بھی موجود نہ تھی۔ اور نہ اب ہے ڈی این اے ٹیسٹ کی ایجاد بھی کوئی زیادہ پرانی نہیں۔ یہ سہولت گذشتہ 5-7 سال میں منظر عام پر آئی ہے...... جبکہ صدام حسین گذشتہ تیرہ سال سے 1990ء کی جنگ خلیج اوّل سے عراق میں ہی محصور ہیں اور ایسی کوئی شہادت بھی نہیں کہ انہوں نے اس دوران کسی ایسے ملک کا دورہ کیا ہو جہاں ایسی سہولت میسر ہو اور اگر میسر بھی ہوتی تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا صدام نے ایسا ٹیسٹ خود ہی کروا کر اس کا نمونہ بش بہادر کو بھیج دیا تھا تاکہ بوقت ضرورت سند رہے...... یاللعجب!

گرفتار صدام حسین کے نقلی ہونے کے بارے میں آسٹریا کے سیاستدان جورج ہیڈر نے بھی یہی بات کہی ہے۔ اے ایف پی کے مطابق انہوں نے قومی او آر ایف ٹیلی ویژن سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ گرفتار ہونے والا شخص صدام حسین کے ہم شکل لوگوں میں سے ایک ہے۔ ڈی این اے ٹیسٹ سے اس وقت تک یہ درست ثابت نہیں ہو سکتا جب تک پہلے سے کوئی حقیقی نمونہ موجود نہ ہو...... یہ یاد رہے کہ ہیڈرر آسٹریا کی انتہائی دائیں بازو کی فریڈم پارٹی کا سابق سربراہ ہے۔ وہ فروری 2002ء میں بغداد گیا تھا اور صدام حسین سے ملا تھا اور جب امریکہ نے عراق پر حملہ کیا تو اس نے صدام حسین کو پناہ دینے کی پیشکش بھی کی تھی۔ انٹرویو میں جارج ہیڈرر نے یہ بھی کہا کہ اخلاقی طور پر صدام اور امریکی صدر جارج بش ایک جیسے ہیں۔ دونوں نے بین الاقوامی قانون اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں کی ہیں۔ اتفاق سے ایک شخص عالمی طاقت کا سربراہ اور دوسرا غریب ڈکٹیٹر ہے۔ ہیڈرر نے کہا کہ صدام حسین دنیا کے دوسرے ڈکٹیٹروں سے زیادہ برا نہیں ہے۔ وہ چین اور اسرائیل کے ڈکٹیٹروں سے بہتر ہے۔

2- گرفتار صدام حسین کے نقلی ہونے کے بارے میں دوسری بڑی دلیل اس کے چہرے کی کچھ ظاہری علامتیں ہیں جو اصلی صدام سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ مثلاً اصل صدام کی پرانی تصویریں دیکھیں تو اس کی ٹھوڑی اور ناک پر گڑھا ہے جبکہ تازہ تصویر میں یہ چیز مفقود

قاضی کاشف نیاز

ہے۔ اس طرح اصلی صدام کے گال پر ایک ابھرا ہوا تل تھا جبکہ تازہ تصویر میں یہ تل بھی غائب ہے حتیٰ کہ داڑھی والے صدام کے بائیں ابرو پر گولی یا چوٹ کا نشان ہے لیکن اسی صدام کی جب داڑھی صاف کر کے تصویر دکھائی جاتی ہے تو اس میں یہ چوٹ کا واضح نشان بھی غائب ہے۔ (دیکھئے نیوز ویک 22۔ دسمبر 2002ء) اسی طرح ماہرین نے اور بھی کئی تضادات ثابت کئے ہیں جو ہم خوف طوالت سے نقل نہیں کر سکتے...... اصل بات یہ ہے کہ صدام کو اب تک صرف ویڈیو فلم میں دکھایا گیا ہے اور فلم میں آج کل کیا کچھ ممکن نہیں۔ یہ سب دنیا جانتی ہے۔ یہاں تک کہ حقیقت میں بھی کسی کے چہرے پر پلاسٹک سرجری کرا کر شکل تبدیل کرنا کچھ مشکل نہیں تو پھر فلم میں تو یہ کام بہت آسان ہے۔

3- صدام حسین کی گرفتاری کی کہانی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ خود گھڑی گئی ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے یہ بچوں کی کہانی ہو کیونکہ اس میں بہت سے جھول ہیں۔ اس کہانی کے مطابق صدام حسین جیسا شخص بغیر مزاحمت کے گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ اوّل تو یہ کہ جس شخص کے دو بیٹے امریکی فوج سے لڑ کر جان دینے کی پالیسی اپناتے ہیں' کیا ان کے باپ کی پالیسی اپنے بیٹوں سے مختلف ہو سکتی ہے...... خصوصاً بیٹوں کی شہادت کے بعد تو کوئی بھی باپ اس انداز میں خود کو دشمنوں کے سپرد نہیں کر سکتا...... جبکہ صدام کی جاری کردہ

داڑھی والی تصویر میں اس کے بائیں ابرو پر چوٹ کا ایسا نشان نظر آ رہا ہے جو کسی گولی کا ہی معلوم ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید صدام نے مزاحمت کی کوشش کی تھی جس کے جواب میں اس کے ماتھے پر گولی لگی یا یہ کوئی اعصاب شکن گولی بھی ہو سکتی ہے۔ امریکہ کی اپنی رپورٹوں کے مطابق صدام حسین کی گرفتاری کے وقت کچھ گولیاں چلنے کی آوازیں بھی سنی گئیں تھیں۔ اس سے بھی اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ صدام کی گرفتاری بہر حال اتنی آسانی سے نہ ہوئی ہوگی۔

4- امریکہ کی جاری کردہ سٹوری کے مطابق صدام حسین تہہ خانے کا سوراخ کھلتے ہی ہاتھ اٹھا دیتا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے وہ امریکی فوجیوں کا انتظار کر رہا تھا کہ جوں ہی وہ آ کر سوراخ کھولیں، وہ فوراً ہاتھ کھڑے کر دے۔ پھر صدام حسین جیسا حکمران آدمی باڈی گارڈز کے بغیر کسی جگہ نہیں رہ سکتا۔ لیکن صدام حسین کی گرفتاری کی ویڈیو اور ابتدائی کہانی میں نہ تو باڈی گارڈز کی موجودگی کا کوئی تذکرہ ہے اور نہ ہی ان کی طرف سے کسی معمولی مزاحمت کی کوئی بات ذکر کی گئی ہے۔

امریکہ کی جاری کردہ تصویر میں کچی کھجوریں اس کے دعووں کا صاف منہ چڑا رہی ہیں کہ صدام کو 14 دسمبر کو گرفتار کیا گیا ہے

5- صدام حسین کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ ایک 8 فٹ گہرے اور چھ فٹ چوڑے تہہ خانے میں رہ رہا تھا...... لیکن اس کے ساتھ یہ بھی بتایا جاتا رہا ہے کہ صدام حسین عراق میں مزاحمتی تحریک کی کمان کر رہا تھا...... کیا اتنی بڑی تحریک کی کمان کرنے والے شخص کے لئے ممکن ہے کہ وہ اتنی چھوٹی سی جگہ میں رہ سکے جہاں کمیونیکیشن کی کوئی بھی سہولت میسر نہ ہو۔

اور اب آیئے اس پہلو کی طرف کہ صدام حسین تو شاید اصلی ہی گرفتار ہوا ہے لیکن اسے کم از کم تین چار ماہ پہلے ہی گرفتار کیا جا چکا تھا۔ البتہ اسے ظاہر اب کیا گیا ہے۔

اس سلسلے کے دلائل زیادہ قوی بھی ہیں۔ ملاحظہ کیجئے۔

1- جاسوسی کہانیوں میں اکثر ہم پڑھتے ہیں کہ قاتل اپنے کسی شکار کو ٹھکانے لگانے سے پہلے یا مجرم کوئی واردات کرنے سے پہلے بڑی ذہانت سے پلاننگ کرتا ہے اور اسے جو بھی مطلوبہ رنگ دینا چاہتا ہے اس کے مطابق سارے بندوبست اس صفائی سے کرتا ہے کہ ہر ایک کا ذہن اسی طرف جائے جس طرف کہ مجرم لے جانا چاہتا ہے۔ وہ اپنے طور پر پورا مطمئن ہو کر تمام کارروائی کرتا ہے اور بظاہر اپنے خلاف ثبوت کا ایک نشان بھی پیچھے نہیں چھوڑتا لیکن پھر اچانک ایسا ہوتا ہے کہ وہ پکڑا جاتا ہے۔ اس کے مخالفوں کو دراصل ایسا ثبوت ہاتھ آ جاتا ہے کہ جو مجرم کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا کہ اس سے ایسی کوئی غلطی سرزد ہو سکتی ہے۔ یہی کچھ ذہین امریکی فوج کے ساتھ ہوا...... بظاہر صدام حسین کی گرفتاری کا ڈرامہ اس طرح سٹیج کیا گیا کہ معلوم ہوتا تھا کہ واقعی ابھی صدام کو گرفتار کیا گیا ہے لیکن ایک نشان پھر بھی ایسا پیچھے رہ گیا ہے جس کے بارے میں امریکی منصوبہ ساز دماغ سوچ ہی نہ سکے...... قارئین امریکی ڈرامے کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے وہ تصویر سامنے رکھیں جس میں درختوں کا وہ جھنڈ سا دکھایا گیا ہے کہ جس کے قریب ایک تہہ خانے میں امریکی دعوے کے مطابق صدام حسین رہ رہے تھے...... یہ تصویر انٹرنیٹ، عالمی ٹی وی چینلز اور اخبارات کو بھی جاری کی گئی...... اس تصویر پر قارئین بھی ایک نظر ڈالیں جو اس مضمون میں شامل ہے۔ تہہ خانے سے کچھ فاصلے پر آپ کو کھجور کے درخت بھی نظر آ رہے ہیں۔ ان گچھوں پر غور کیجئے...... درخت کی ٹہنیاں اور ان کے پتے آپ کو کچھ زردی مائل سے نظر آ رہے ہوں گے۔ کھجور کے درختوں کے قریب رہنے والے اور اس کے ماہرین جانتے ہیں کہ جب کھجور کے درختوں کا رنگ زردی مائل سا ہو جائے تو یہ دراصل اس چیز کی علامت ہوتی ہے کہ کھجور ابھی کچی ہے یعنی یہ ڈوکوں کی حالت میں ہے یا ابھی پک رہی ہے یعنی مکمل طور پر نہیں پکی۔ ڈوکوں کے یہ گچھے تصویر میں نظر بھی آتے ہیں۔ عراق میں اس طرح کا موسم اگست ستمبر کا ہوتا ہے جبکہ آج کل یعنی دسمبر میں تو کھجور مکمل پک چکی ہوتی ہے...... اس موسم میں کھجور کا رنگ زردی مائل نہیں ہو سکتا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ صدام کی گرفتاری کی یہ تصویر کم از کم تین چار ماہ پہلے کی ہے۔

لندن سے شائع ہونے والے عربی جریدہ ''القدس العربی'' نے بھی اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس کے الفاظ بھی اسی حقیقت کی غمازی کرتے ہیں۔

حیث یظهره باحدی هذه الصور "بلح" غیر ناضج علی نخلة وهو ما یقود الی الاستنتاج بان عملیة القبض کانت فی اشهر الصیف 'ای قبل توقیت نضوج هذه الفاکهة ولیس وقت الاعلان عنها

ترجمہ: ''جس وقت یہ تصاویر لی گئیں جیسا کہ ان میں سے ایک تصویر سے ظاہر ہوتا ہے 'ڈوکا' کھجور درخت پر تھی۔ اس ڈرامے کی نشاندہی کرتی ہے کہ گرفتاری گرمیوں میں ہوئی جو کہ کھجور کے پکنے سے پہلے کا موسم ہوتا ہے نہ کہ اس وقت کو ظاہر کرتا ہے جب اعلان کیا

صدام کی گرفتاری کے باوجود جہاد تیز تر گذشتہ صرف 17 دنوں میں 239 اتحادی فوجی ہلاک' 411 زخمی 19 ٹینک اور 75 فوجی گاڑیاں تباہ

قارئین کرام! امریکی ذرائع ابلاغ یہ باور کراتے رہتے تھے کہ عراق میں امریکی قبضے کے خلاف تحریک صرف صدام حسین کے چند فدائین چلا رہے ہیں اور عوام یا عام مجاہدین کا اس سے کوئی سروکار نہیں۔ اگرچہ عراق پر امریکہ کے قبضے کے فوراً بعد ہی صدر بش کے یہ دعوے اور امیدیں ہوا ہوگئی تھیں۔ وہ جو سمجھتے تھے کہ شاید عراقی عوام امریکی فوجیوں کے استقبال کی منتظر پھولوں کے ہار لئے کھڑی ہوگی لیکن جب ایسا کچھ نہ ہوا اور عراقی عوام کی طرف سے بش کو امریکی فوجوں کے استقبال کی حسرت ہی رہی یہاں تک کہ صدر امریکہ کو عراق کا دورہ بھی رات کی تاریکی میں کسی کو بتائے بغیر کرنا پڑا۔ اس سے یہ ثابت ہوگیا کہ عراق کا ہر کونہ امریکی حکام کے لئے نفرت اور خطرے کا سگنل بن چکا ہے۔ امریکہ کے خلاف عراقی عوام کی ناپسندیدگی کی اس قدر واضح صورتحال کے باوجود پھر بھی دنیائے سیاست میں امریکی پروپیگنڈے کی ایک چادر تنی ہوئی تھی اور وہ یہ شکوک و شبہات اب بھی برابر پھیلا رہے تھے کہ امریکہ کے خلاف جہادی کاروائیاں صرف صدام کے چند فدائین کر رہے ہیں ورنہ عوام تو امریکی قبضے پر شاید خوشی کے شادیانے بجانا چاہتے ہیں۔ تاہم صدام حسین کی گرفتاری کے بعد معمولی سا دھندلکا بھی اب ختم ہوگیا ہے۔ گذشتہ صرف سترہ دنوں میں 239 فوجی ہلاک 411 زخمی ہوئے جبکہ 19 ٹینک اور 75 فوجی گاڑیاں و ٹرک تباہ ہوئے۔ صدام کی گرفتاری کے باوجود امریکی اتحادی فوجوں کا یہ مسلسل نقصان بتا رہا ہے کہ یہ تحریک مزاحمت محض صدام کے چند فدائین کا کام نہیں اور نہ ہی محض صدام اس کی کمان کر رہے تھے بلکہ اس کی کمان پوری عراقی عوام اور مجاہدین کر رہے ہیں اور محض کسی شخصیت کی گرفتاری سے یہ تحریک جہاد اب رکنے والی نہیں۔ حقائق سامنے ہیں۔

دسمبر	ہلاک	زخمی	نقصانات
11	14 میرین فوجی	29 امریکی	دو ٹینک' تین بکتر بند گاڑیاں
	3 // // //	2 // //	تین فوجی گاڑیاں
	1 // // //	1 // // //	فوجی جیپ
	4 // // //	3 // // //	ٹینک
	2 // // //	1 // // //	فوجی ٹرک
	1 پولش	2 پولش	فوجیوں کو منتقل کرنے والی بس
12	1 امریکی	1 امریکی	فوجی گاڑی
	3 // // //	2 // // //	آٹومیٹک فوجی گاڑی
	ایک پولش	3 پولش	فوجی جیپ
	2 امریکی فوجی	4 امریکی فوجی	فوجیوں کو منتقل کرنے والی بس
	1 امریکی	2 امریکی	ٹرک' جیپ
13	3 امریکی	6 امریکی	ٹرک' جیپ
	1 امریکی	2 امریکی	فوجی ٹرک
	1 امریکی	5 امریکی	فوجی ٹرک' فوجی گاڑی
14	2 امریکی	1 امریکی	بکتر بند گاڑی
	1 امریکی	4 امریکی	فوجی ٹرک' فوجی جیپ
	2 امریکی	2 امریکی	فوجی جیپ
	3 امریکی	5 امریکی	ٹینک' 3 بکتر بند گاڑیاں
	9 امریکی	2 امریکی	ٹینک' 3 فوجی گاڑیاں
	1 امریکی	5 امریکی	ٹینک فوجی گاڑی اور ٹرک
	2 امریکی		فوجی گاڑی' ٹرک
15	1	1	حموی گاڑی تباہ
	4	3	ٹینک' 3 گاڑیاں
	2	4	ٹینک' حموی گاڑی' فوجی ٹرک
16	3	2	حموی گاڑی' فوجی بس
	9	5	ٹینک' حموی گاڑی' فوجی بس
	8	3	ٹینک' حموی گاڑی' فوجی بس
17	2	متعدد (2)	فوجی مرکز جل گیا
	1	3	ہمیر گاڑی جل گئی
	2	1	ہمیر گاڑی جل گئی
18	5	4	2 ٹینک' ٹرک' فوجی گاڑی تباہ
	1		
	2	1	ہمیر گاڑی تباہ
	1	2	ہمیری گاڑی تباہ
19	3	5	ٹینک ہمیر' گاڑی' فوجی بس
20	1	2	جیپ' تباہ
	1	2	ٹینک ہمیر تباہ

دسمبر	ہلاک	زخمی	نقصانات
21	2	4	ایک حموی گاڑی' فوجی گاڑی تباہ
	4	3	ایک ٹینک' اور ایک فوجی بس
	2	5	ہمیر اور ایک فوجی بس
	6	10	ایک ٹینک' تین فوجی گاڑیاں
22	4	34	ایک ٹینک' تین فوجی گاڑیاں
	6	2	ایک ٹینک' حموی گاڑی تباہ' دو جیپیں
	1	3	حموی گاڑیاں تباہ
	1	4	ایک لینڈ روور تباہ
			آئل پائپ لائن تباہ
23	4	8	2 ٹینک' 4 فوجی گاڑیاں
	1	5	3 فوجی گاڑیاں تباہ
	3	6	1 ٹینک' 2 حموی اور 1 فوجی گاڑی تباہ
	3	2	دو حموی گاڑیاں شعلوں کی لپیٹ میں آگئیں
24	3	4	1 ٹینک' 1 ہمیر گاڑی' فوجی بس
	25	50	7 فوجی گاڑیاں
	1	3	حموی گاڑی تباہ
	15	30	4 ٹینک' 1 ہمیر' 1 فوجی گاڑی تباہ
	3	5	1 ٹینک' ہمیر' فوجی بس تباہ
	2	4	ایک موٹر بوٹ غرق ہوگئی
			ہوٹل کی دو منزلیں تباہ ہوگئیں
25	1	3	1 فوجی گاڑی تباہ
			شیراٹن ہوٹل' فلسطین' ریڈ پیلس کو جزوی نقصان پہنچا
26	4	2	1 ٹینک' دو ہمیر ا فوجی بس تباہ
	3	(2) متعدد	1 فوجی ٹینک' 1 فوجی بکتر بند گاڑی تباہ
	5	3	1 ٹینک' 1 حموی گاڑی' فوجی بس اور ٹرک تباہ
	1	1	1 فوجی گاڑی تباہ
	1	1	1 حموی گاڑی تباہ
27	4	2	2 فوجی گاڑیاں تباہ
	1	3	2 فوجی گاڑیاں تباہ
	3	4	1 ٹینک' 3 فوجی گاڑیاں تباہ
	1	2	1 فوجی جیپ تباہ
	1	3	1 فوجی بکتر بند گاڑی تباہ' 1 فوجی جیپ
	(2) متعدد	(2) متعدد	شعلے بھڑک اٹھے
	1	3	1 ہمیر گاڑی تباہ
	1	2	2 ہمیر گاڑی تباہ
	20	75	2 ٹینک' 5 فوجی گاڑیاں' ایک عمارت تباہ
ٹوٹل	239 ہلاک	411 زخمی	75 گاڑیاں' 19 ٹینک

(بحوالہ www.almokhtsar.com)

گیا“

یہی خبر عربی جریدہ ”العکاظ“ نے بھی جاری کی

علاوہ ازیں لندن سے شائع ہونے والے ایک اخبار کے مطابق صدام حسین گذشتہ نومبر سے گرفتار تھے۔ یہ بات اس نے عراق کے ایک انٹیلی جنس آفیسر کے حوالے سے لکھی۔ اس کے مطابق صدام حسین کو الجبور قبیلے نے ایک پرانے کنویں میں پھینک دیا تھا اور بعد ازاں کرد لیڈر جلال طالبانی نے انہیں نشہ آور دوائی کھلا کر امریکی فوج کے حوالے کر دیا۔ (روزنامہ جنگ لاہور 24 دسمبر 2003ء)

ایک عام کلیہ قاعدہ بھی ہے کہ آج کل کوئی بھی ایجنسی یا حکومتی ادارہ جب اپنا کوئی خاص مجرم حاصل کرتی ہے تو اس کا فوری طور پر کبھی افشاء نہیں کیا جاتا بلکہ اسے سوچ سمجھ کر کسی مناسب موقع پر ہی پیش کیا جاتا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ امریکہ اپنا اتنا بڑا ہدف حاصل کرے اور اسے بغیر سوچے سمجھے فوری طور پر ظاہر کر دے۔

-3 25 نومبر 2003ء کو صدر بش اچانک خفیہ دورہ پر بغداد پہنچتے ہیں۔ یہ دورہ اتنا خفیہ رکھا گیا کہ صدر بش کے اہلخانہ اور سیکرٹ سروس کے اہلکاروں کو بھی اس کا پتہ نہ چلنے دیا گیا اور دورے سے واپسی کے بعد ہی اس کا انکشاف کیا گیا۔ ساری دنیا حیران تھی کہ آخر وہ کونسا ایسا خفیہ مشن تھا جس کی انجام دہی کے لئے صدر بش کو یوں بغداد کے چور کا کردار ادا کرنا پڑا۔ حالانکہ ان دنوں عراق کے حالات امریکی فوجیوں کے لئے شدید ترین خراب ہو چکے تھے اور امریکہ کو اپنی فوجوں کی جلد واپسی اور عراقی عوام کو اقتدار جلد منتقل کرنے کے لئے وعدے کرنا پڑ رہے تھے۔ اس قدر شدید سکیورٹی رسک کے باوجود صدر بش کا عراق کا دورہ کرنا ظاہر کرتا ہے کہ انہیں کسی بہت بڑے مشن پر ہی عراق جانا پڑا تھا اور یہ محض امریکی فوجیوں کے ساتھ مل کر کھانا کھانے کا فنکشن نہیں ہو سکتا۔ ظاہر ہے صدام کی گرفتاری سے بڑا اور کوئی ایونٹ نہیں ہو سکتا کہ جس کی وجہ سے انہیں عراق کا صرف اڑھائی گھنٹے کے لئے دورہ کرنا پڑا ہو...... یوں معلوم ہوتا ہے کہ صدر بش صرف اپنی ذاتی تسلی کے لئے عراق کے دورہ پر پہنچے تا کہ انہیں صدام کی گرفتاری کے معاملے کا مکمل اطمینان ہو سکے۔ بعض مغربی ممالک کی ایجنسیوں کے مطابق صدام کو 23 نومبر کو گرفتار کر لیا گیا تھا اور دورۂ بغداد میں فوجیوں سے خطاب کرتے ہوئے صدر بش کے منہ سے بے ساختگی سے 23 نومبر کہتے کہتے 3 1 نکل گیا تھا اور پھر وہ بات گول کر گئے۔ (خبریں 16 دسمبر 2003ء) اور پھر اس دورہ کے بعد صدام کی گرفتاری کو دنیا کے سامنے ظاہر کرنے کے لئے مزید پندرہ دن کا وقفہ رکھا گیا تا کہ لوگ بش کے دورۂ بغداد کو فوری طور پر صدام کی گرفتاری سے منسلک نہ کر سکیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی اطلاعات ہیں کہ انہی دنوں اسرائیلی وزیر اعظم شارون نے بھی بغداد کا دورہ کیا تھا۔ اگرچہ اسرائیلی میڈیا کے مطابق صدام کی گرفتاری کے تین دن بعد شارون نے عراق کا دورہ کیا' تاہم غالب امکان یہی ہے کہ بش اور شیرون نے ایک ہی دن یہ دورہ کیا تھا۔

-4 اب آخری سوال صرف یہ رہ جاتا ہے کہ صدام کو اگر تین چار ماہ پہلے ہی گرفتار کر لیا گیا تھا تو پھر اتنا عرصہ اس کو خفیہ رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ تو اب ہم قارئین کو بتاتے ہیں کہ اتنا طویل وقفہ آخر کیوں رکھا گیا؟

اس کی پہلی وجہ تو یہی تھی کہ صدر بش اس پتے کو آئندہ الیکشن کے قریب ظاہر کرنا چاہتے تھے تا کہ ان کی کامیابی یقینی ہو جائے اور ان کی مقبولیت کا گرتا ہوا گراف اچانک بلند ہو جائے۔ لیکن اندرونی اطلاعات یہ ظاہر کرتی ہیں کہ اسرائیلی خفیہ ایجنسی موساد نے بش کو اتنا طویل وقفہ دینے کی اجازت نہ دی کیونکہ اسرائیل کو بذات خود امریکہ اور صدر بش کا استحکام زیادہ پسند نہیں۔ صیہونیوں نے تو یہ ساری گیم ہی اس بنیاد پر شروع کی ہے کہ ایک تیر سے دو شکار کیے جائیں۔ یعنی امریکہ کے ہاتھوں مسلمانوں کو مروایا جائے اور مسلمانوں کے ہاتھوں امریکہ کا بھی خاتمہ کیا جائے تا کہ امریکہ کے بعد دنیا کا ایسا منظر نامہ بن جائے کہ دنیا کی کوئی طاقت بھی اس پوزیشن میں نہ ہو کہ وہ اسرائیل کی مرضی کے خلاف معمولی سی بات بھی کر سکے یا اس پر فلسطینی مسئلے کا کوئی حل ٹھونس سکے۔ چنانچہ اس گیم کی تکمیل کے لئے ضروری تھا کہ صدام کی گرفتاری کا معاملہ زیادہ دیر اخفاء میں نہ رکھا جائے......

اور ایسی اطلاعات موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ موساد اس گرفتاری کو اس سے زیادہ خفیہ رکھنے پر ہرگز تیار نہ تھی بلکہ اگر امریکہ اسے اب ظاہر نہ کرتا تو موساد خود ہی اس کا انکشاف کرنے والی تھی...... چونکہ صدام کی گرفتاری میں موساد کا گہرا کردار رہا ہے' موساد نے امریکہ کے بعد دنیا کے کسی دوسرے ملک میں اب اپنا دفتر کھولا ہے تو وہ عراق ہے' اور اسرائیلی ٹی وی یہ بات نشر کر چکا ہے کہ صدام حسین کی گرفتاری سے چند دن پہلے موساد کے ایک اہم اہلکار نے عراق کا دورہ کیا تھا۔ اس نے وہاں چودہ گھنٹے کا قیام کیا اور اس دوران عراقی حکام سے حساس قسم کے آپریشنز کے لئے موساد کی شرکت کا طریقہ کار بھی طے کیا۔ اسی کے تحت موساد صدام کی گرفتاری میں شریک ہوئی اور اب موساد اس گرفتاری کو زیادہ دیر خفیہ رکھنے پر ہرگز تیار نہ تھی۔ علاوہ ازیں صدام کی گرفتاری پر اسرائیلی وزیر دفاع نے کہا کہ 1948ء کے بعد وہ جو تہذیب اس خطے میں پھیلانا چاہتے تھے' اس کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ دور ہو گئی ہے۔ یہ اطلاعات بھی ہیں کہ یہودی بڑی تعداد میں عراق آ رہے ہیں۔ یہاں حساس مقامات پر جائیدادیں خرید رہے ہیں اور عراقی عورتوں سے زبردستی شادیاں بھی کر رہے ہیں۔ دریں اثناء اسرائیل کی کئی پارٹیوں نے صدام کی گرفتاری کے دن کو عید کا دن منانے کا مطالبہ بھی کیا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر بھی کم از کم تین چار ماہ تک بھی صدام کی گرفتاری کو کیوں خفیہ رکھا گیا؟ اب ہم اس اصل سوال کی طرف آتے ہیں کیونکہ یہی وہ نکتہ ہے جس پر ہم آج کے مضمون میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔

تو قارئین! ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ امریکہ اور موساد کے درمیان صدام کی گرفتاری کو کم از کم تین ماہ کی مدت تک خفیہ رکھنے کا جو اتفاق ہوا تو شنید یہ ہے کہ اس کی بھی صرف ایک ہی وجہ تھی اور وہ یہ کہ یہ عالمی گماشتے اور شیطان کے پیروکار صدام کو اپنی ایک مطلوبہ ہیئت کذائی میں پیش کرنا چاہتے تھے۔ اس نکتے کو سمجھنے کے لئے قارئین یہ بات ذہن میں لائیں کہ 11 ستمبر 2001ء کے واقعے کے بعد سے امریکہ اور اس کے ہمنواؤں نے نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جو مہم شروع کی ہے' اس کا مرکزی ہدف مسلمان اور خاص طور پر بنیاد پرست مسلمان ہیں۔ امریکہ کے نزدیک بنیاد پرست مسلمانوں سے مراد وہ مسلمان ہیں جن کی ظاہری نشانی اور پہچان داڑھی ہوتی ہے اور عورتوں میں وہ مسلمان عورتیں بنیاد پرست ہوتی ہیں جنہوں نے حجاب یا برقعہ لیا ہوتا ہے...... چنانچہ وہ ہر داڑھی اور برقعے والے مسلمان کو دہشت گرد کے روپ میں پیش کرتے ہیں۔ گویا داڑھی اور برقعے کو انہوں نے دہشت گردوں کی پہچان بنا دیا۔ اب ان کے لئے مسئلہ یہ تھا کہ صدام کی شہرت تو ایک سیکولر اور کیمونسٹ حکمران کی ہے۔ اس نے اپنی بعث پارٹی کے تحت ہمیشہ کیمونزم اور سیکولرازم کو رواج دیا۔ آخری وقت میں اگرچہ اس نے اپنے پرچم پر اللہ اکبر کے الفاظ کا اضافہ کر لیا تھا اور خاص طور پر اس نے اپنا ملک نہ چھوڑ کر اور اس کے بیٹوں نے لڑتے ہوئے جان دے کر ثابت کیا کہ وہ کم از کم بزدل نہیں بلکہ ایک بہادر آدمی ہے لیکن پھر بھی وہ کٹر اور مخلص مسلمانوں کی اس قدر ہمدردیاں حاصل نہ کر سکا اور نہ وہ بنیاد پرست مسلمانوں کا اس طرح نمائندہ سمجھا جا سکا جیسا کہ اسامہ بن لادن کو یہ حیثیت حاصل ہے۔ چنانچہ صدام حسین کو اسی کیٹیگری میں لانے کے لئے تین ماہ تک انتظار کیا گیا...... اس دوران انہوں نے مختلف رپورٹوں میں صدام حسین کو ایک ایسے شخص کے روپ میں بھی پیش کرنا شروع کر دیا اور اس سے ایسی باتیں بڑے مبالغہ کے ساتھ منسوب کی جانے لگیں جس سے یہ ظاہر ہو کہ صدام حسین واقعی ایک بڑا بنیاد پرست اور کٹر مسلمان تھا اور اس کے دور میں گویا اسلام کے

شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ صدّام کو تین ماہ قبل گرفتار کر لیا گیا تھا اور پھر صدّام کو جان بوجھ کر اتنے عرصہ بعد ایسی حالت میں پیش کیا گیا تا کہ وہ الجھے ہوئے بالوں اور بکھری ہوئی داڑھی کے ساتھ بنیاد پرست اور وحشی نظر آئے

فروغ اور غیر اسلامی شعائر کی بڑی سخت ممانعت کا ماحول تھا جیسا کہ افغانستان میں طالبان کی حکومت میں تھا۔ اب آخری کسر صرف ایک داڑھی کی رہ گئی تھی۔ سو وہ بھی تین ماہ تک انتظار کر کے پوری کر لی گئی...... اور پھر صدام حسین کو نہ صرف داڑھی کے روپ میں پیش کیا گیا بلکہ اسے جان بوجھ کر ایسی ہیئت کذائی میں دکھایا گیا جس میں اس کے داڑھی اور سر کے بال بری طرح بکھرے ہوئے اور پریشان نظر آئیں۔ حالانکہ صدام کو جس تہہ خانہ میں روپوش دکھایا گیا ہے' نظر آتا ہے۔ امریکی وصیہونی منصوبہ ساز دماغ جانتے تھے کہ وہ جب داڑھی والا ایسا صدام پیش کریں گے تو پوری دنیا کے میڈیا میں صدام کی یہی داڑھی والی تصویر ہی ہر جگہ چلے گی اور لوگ داڑھی منڈے صدام کو بھول جائیں گے۔ آئندہ بھی ہر جگہ میڈیا میں جب بھی صدام کا تذکرہ ہوگا تو اس کی عموماً یہ تصویر بھی ضرور شائع ہوگی اور یوں ہر جگہ داڑھی ہی نشانہ بنے گی...... اور دنیا یہ سمجھے گی کہ صدام بھی اصل میں اندر سے داڑھی والا ہی تھا اور یہ داڑھی والے ہی دہشت گرد

موساد نے امریکہ کے بعد دنیا میں اپنا دوسرا دفتر اب عراق میں قائم کیا ہے۔ اسرائیل کی کئی پارٹیوں نے صدّام کی گرفتاری کے دن کو عید کے طور پر منانے کا مطالبہ کیا ہے

اس میں میز کرسی سمیت ضروریات زندگی کی کم از کم بنیادی چیزیں تمام موجود نظر آتی ہیں بلکہ ایسی چھوٹی سی غار میں دنیا کی ہر جدید سہولت اور تمام کاغذات و کتب کے پلندوں کی موجودگی بھی ثابت کی جا رہی ہے تو جب صدام کے پاس اتنا کچھ موجود تھا تو کیا پھر وہ اپنے آپ کو ایسی حالت میں جان بوجھ کر رکھتا تھا یا اسے ایک کنگھی شیشہ بھی دستیاب نہ ہو سکتا تھا...... پھر یہی نہیں بلکہ صدام کو مسلسل نیم خوابی میں رکھ کر پیش کیا گیا تا کہ اس کی آنکھیں سرخ نظر آئیں اور یوں انہوں نے ایسا داڑھی والا صدام پیش کیا جس کی آنکھوں میں گویا خون اترا ہوا ہے اور وہ پہلی نظر میں ہی کوئی قابل نفرت دہشت گرد انسان اور آمر ہوتے ہیں۔ امریکی وصیہونی میڈیا نے اپنے اس تعصب کو چھپا بھی نہیں رہنے دیا۔ انہوں نے اپنے اس خبث باطن کا یہاں تک اظہار کیا ہے کہ داڑھی والے صدام کو نہ صرف ایک دہشت گرد اور آمر کے روپ میں پیش کیا بلکہ کئی قدم آگے بڑھ کر اسے فرعون سے بھی تشبیہ دینے میں کوئی عار و شرم محسوس نہیں کی۔ اپنے آپ کو غیر متعصب اور سیکولر کہلانے والے اسلام اور مسلمانوں کے شعائر سے کس قدر نفرت کرتے ہیں اور خود کتنے متعصب اور کٹر مذہبی وصلیبی ہیں' یہ سب کچھ اگرچہ امریکہ اور مغرب کے بیشتر اقدامات و بیانات سے اب تک بڑا واضح ہو چکا ہے لیکن صدام کی گرفتاری کے معاملے میں بھی انہوں نے اپنے مذہبی تعصب کا پورا پورا اظہار کیا ہے۔ ذرا امریکی جریدہ ٹائم (22 دسمبر 2003ء) کے یہ الفاظ ملاحظہ کیجئے جو اس نے صدام حسین کی گرفتاری پر لکھے......

His Captors Picked Through his shaggy hair, the raccoon beard. They scraped his throat, Checked his teeth. ``Merry Christmas'' said the soldiers to one another and they lit cigars and took pictures and smiled.

اسے پکڑنے والوں نے اسے بکھرے ہوئے ناہموار بالوں اور جھاڑی دار بڑھی ہوئی داڑھی کی حالت میں پایا۔ انہوں نے اس کے گلے سے کھرچا (ڈی این اے ٹیسٹ کے لئے اس کا لعاب لیا) اس کے دانتوں کو چیک کیا' پھر فوجیوں نے ایک دوسرے کو کرسمس کی مبارک دی' اپنے سگار جلائے' تصویریں لیں اور مسکرا دیے......

دیکھئے کس طرح توہین آمیز انداز میں صدام کا معائنہ کیا گیا جیسے وہ کوئی گائے ہو اور پھر سر کے بالوں اور داڑھی کا کس قدر کھردرے انداز میں تذکرہ کیا جاتا ہے اور پھر یہی نہیں بلکہ اس موقع پر امریکی فوجیوں نے ایک دوسرے کو کرسمس کی مبارک باد دینا بھی ضروری سمجھی۔ گویا صدام کو جان بوجھ کر کرسمس کے قریب ظاہر کیا گیا تا کہ دنیا پر یہ ثابت کیا جائے کہ یہ سب کچھ کرسمس کی برکت ہے۔ پہلے افغانستان پر بھی کرسمس کے قریب حملہ کیا گیا تھا اور وہاں طالبان کی حکومت کے خاتمے پر اسے بھی امریکہ نے کرسمس کا تحفہ قرار دیا تھا۔ اور اب بھی اسی صلیبی تعصب کے اظہار کا پورا پورا بندوبست کیا گیا۔ اسی طرح نیوز ویک (22 دسمبر 2003ء) میں بھی تحریت

> **1948ء کے بعد ہم اس خطے میں جو تہذیب پھیلانا چاہتے تھے' اس کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ دور ہوگئی ہے۔**
> **اسرائیلی وزیر دفاع**

میں امریکہ کہ 4th انفنٹری ڈویژن کے فوجیوں کو صدام کی گرفتاری سے متعلق ٹی وی پر پریس کانفرنس دیکھتے ہوئے دکھایا گیا ہے اور ان فوجیوں کے ساتھ ایک کرسمس ٹری بھی پڑا ہوا خصوصی طور پر دکھایا گیا۔ غرض دوسروں کو سیکولر اور غیر متعصب ہونے کا درس دینے والوں نے مذہبی امتیاز و تعصب کا کوئی موقع بھی خالی نہ جانے دیا بلکہ ہر ایسے موقع کو بڑے زہریلے انداز میں استعمال کیا۔

ہفت روزہ ٹائم اپنے اسی مذکورہ بالا مضمون میں آگے چل کر بڑے زہریلے متعصبانہ انداز میں لکھتا ہے

Even before, he is brought to trial,

باقی صفحہ 52 پر

عراق میں آزادی یا فحاشی:

لوگوں کو اب اظہار نفرت کی مکمل آزادی ہے۔ بش

عراق پہ قبضے اور صدام حسین کی گرفتاری پر صیہونی آلۂ کار جرائد لکھ رہے ہیں کہ عراقی اب آزاد ہو چکے ہیں لیکن ان کی آزادی کیا ہے' اس کی حقیقت بھی ملاحظہ کریں۔

جس شمارے میں نیوز ویک (22 دسمبر 2002ء) نے صدام کی گرفتاری پر مضمون دیا' اسی میں اگلا مضمون اس بات پر ہے کہ عراقی اب مکمل طور پر آزاد ہیں۔ اس کے ساتھ عراق کے سینما گھروں اور تھیٹروں پر لگی ہوئی وہ فحش تصویریں دکھائی گئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہے وہ آزادی جس سے عراقی عوام کو نوازا جا رہا ہے۔ بلکہ نیوز ویک کا مضمون نگار کرسچین کیرائل پوری بے باکی سے لکھتا ہے کہ ایسے غریب عراقی نوجوان جو مالی پریشانیوں کی وجہ سے شادی کرنے سے قاصر تھے' اب محض ڈیڑھ ڈالر میں پندرہ منٹ تک عورت کی صحبت سے بآسانی مستفید ہو سکتے ہیں۔ اب یہاں شراب عام دستیاب ہے۔ صرف 70 سینٹ میں پورا دن سینما دیکھنے کا ٹکٹ مل جاتا ہے اور اگر سینما والا عریاں فلم نہ دکھائے تو لوگ شور مچا دیتے ہیں...... تھیٹر والے بھی اب یہی کہتے ہیں کہ ہمیں یہ سب کچھ دکھانا پڑتا ہے۔ ویسے بھی ہم نے سیٹلائٹ دور کا مقابلہ کرنا ہے۔ لوگ اب گھر بیٹھے ڈش' وی سی آر پر سب کچھ دیکھ لیتے ہیں تو ہم کیوں پیچھے رہیں۔ امریکہ کے ابتدائی قبضے کے بعد لیفٹیننٹ کرنل عمر زید کے بقول انہوں نے فحاشی پھیلانے والے کچھ عصمت فروشوں کو پکڑا تھا لیکن پھر امریکی فوج کے حکم پر انہیں رہا کر دیا گیا۔ اس کے بعد سے انہیں کھلی آزادی ہے۔ اس کے ردِ عمل میں اسلام پسند ایسے تھیٹروں پر برابر حملے بھی کر رہے ہیں۔ لیکن امریکہ عراقی عوام کو اس آزادی سے محروم نہیں کرنا چاہتا۔ اس آزادی کی حقیقت کے بارے میں جب لندن میں بش سے سوال کیا گیا کہ لوگ آپ سے اتنی زیادہ تعداد میں نفرت کیوں کرتے ہیں؟ تو اس پر صدر بش تھوڑی دیر کے لئے تو پہلے لاجواب سے ہو کر سکتہ میں چلے گئے اور پھر یہ عذر لنگ تراشا کہ مجھے نہیں معلوم کہ وہ مجھ سے نفرت کیوں کرتے ہیں مگر میں یہ جانتا ہوں کہ بغداد میں کچھ عرصہ پہلے تک لوگ اپنا اظہار نفرت نہیں کر سکتے تھے۔ اسے کہتے ہیں

"عذر گناہ بدتر از گناہ"

غرض یہ ہے وہ "آزادی" جو جناب صدر بش نے عراقی فوج کو عطا کی ہے۔ اگرچہ یہ آزادی صرف صدام کے خلاف نفرت کے لئے استعمال کرنے کی حد تک ہے اور بش کے خلاف اظہار نفرت کی عراق میں ابھی اجازت نہیں۔ لیکن پھر بھی عراقی عوام یقیناً ان کی مشکور ہوگی کہ چلیں کسی سے نفرت کرنے کی اجازت تو انہیں ملی۔ اب انہیں امید ہوئی ہے کہ اگر صدام سے نفرت کرنے کی آزادی صدام کے جانے کے بعد ملی ہے تو بش کے خلاف نفرت کرنے کی آزادی بھی بش کے جانے کے بعد انہیں جلد ملے گی۔ ان شاء اللہ

اور مناسب ہے کہ ہمیں عورتوں کو مرد بنا دینے سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ اس کی وجہ سے وہ بہت بڑی خوبی اور بہتری کو ہاتھ سے کھو بیٹھیں گی اور ہم بھی تمام باتوں کو گنوا دیں گے۔ بلاشبہ فطرت نے اپنی تمام مصنوعات کو کامل اور اکمل بنایا ہے ہمیں ان کی حالت پر غائر نظر ڈالنے اور صرف ان کے عمدہ بنانے کی ضرورت ہے۔ جس کے ساتھ ہی جو امور ہم کو توانین قدرت سے دور ڈالنے والے ہیں یا اس کی مثل ہوں ان سے بچنے کی بھی ضرورت ہے۔ بعض فلاسفر کہتے ہیں کہ زندگی مصائب میں مبتلا ہونے کا نام ہے مگر شائد ان کے قول کا موجب یہ ہے کہ انہوں نے اپنی تمام زندگی میں کبھی محنت کا ذائقہ نہیں چکھا لیکن میں کہتا ہوں کہ بے شک یہ زندگی کے بڑے لطف اور خوبی کی چیز ہے مگر اس شرط پر کہ عورت و مرد میں ہر ایک اس محل اور موقع کو اچھی طرح جان جائے جسے اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ہر ایک کے لئے خاص بنایا ہے۔''

اقتصادیات کا مشہور ماہر ژول سیماں تو سرزمین یورپ میں چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ کارخانوں اور فیکٹریوں نے عورت کو اس کے گھرانے سے نکال دیا ہے اور منزلی زندگی کے اصول کو توڑ کر پارہ

> جو دستور عورتوں کو کارخانوں میں کام کرنے کی اجازت دیتا ہے اس سے خواہ ملکی ثروت کتنی ہی ترقی نہ کر جائے لیکن اس میں شک نہیں کہ اس کا نتیجہ حیات منزلی کی بنیادیں متزلزل کر دینے والا ثابت ہوا ہے

پارہ کر ڈالا ہے۔ مگر ہم پھر بھی یہ کہتے ہیں کہ عورت کے کاروباری و خارجی زندگی میں شریک ہونے سے ان کی منزلی زندگی پر کوئی برا اثر نہیں پڑا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اکیلا ژول سیماں ہی اس حقیقت کا ادراک کرنے والا نہیں پایا جاتا بلکہ بلا استشہاد تمام علمائے عمران و تمدن اسی کے ہمسفر اور ہم خیال ہیں۔ چنانچہ مزید استدلال اور مخالفین کو قائل کرنے کے لئے ہم ذیل میں ''سام ویل سمائل'' کا وہ قول بھی نقل کرتے ہیں جو اس نے اپنی کتاب ''الخلاق'' میں لکھا ہے ''جو دستور عورتوں کو دخانی کارخانوں میں کام کرنے کی اجازت دیتا ہے اس سے خواہ ملکی ثروت کتنی ہی کیوں نہ ترقی کر جائے لیکن اس میں شک نہیں کہ اس نظام کا نتیجہ منزل حیات کی بنیادیں متزلزل کر دینے والا ثابت ہوا ہے۔ وہ کارخانہ داروں کے طرز زندگی پر حملہ آور ہوا ہے اور اس نے گھرانے اور کنبے کی شاندار عمارت کو منہدم کر کے معاشرت کی بندشیں بالکل توڑ پھینکی ہیں۔ اس حالت نے بیوی کو شوہر اور اولاد کو ان کے رشتہ داروں سے چھین کر ایک ایسی خاص نوعیت اختیار کر لی ہے جس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ عورت کی اخلاقی

> یورپین عورتوں میں جانگسل تنگدستی اور قابل رحم حالت مشرقی ممالک کی عورتوں سے اس قدر زیادہ ہے کہ جس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ گھریلو دائرے سے نکل کر خارجی مصروفیات کی وجہ سے بے پردہ مغربی عورتیں نہایت المناک اور ناقابل بیان مصائب کا شکار ہو رہی ہیں

حالت ابتر ہو جائے۔ کیونکہ عورت کا حقیقی عمل واجبات منزلی کو ادا کرنا تھا۔ اپنے مکان، رہائش کی تربیت و آراستگی، اپنے بچوں کی تربیت اور خانگی ضرورتوں کا لحاظ رکھتے ہوئے وسائل معیشت میں انتظام و کفایت شعاری برتنا، مگر کارخانہ نے عورت کو ان تمام امور سے الگ کر دیا ہے۔ اب گھر گھر نہیں رہ گئے، اولاد کی تربیت نہیں ملتی وہ لاپروائی کے عالم میں پڑی رہتی ہے۔ زن و شوئی کی آتش محبت سرد ہو گئی ہے اور عورت کی وہ حالت نہیں رہ گئی کہ وہ ایک خوش مزاج بیوی اور مرد کی محبوب مانی جائے بلکہ وہ محنت و مشقت برداشت کرنے میں مرد کی مدمقابل اور حریف بن گئی ہے۔ اس سے اس قسم کی تاثیرات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو اکثر حالتوں میں دماغی اور اخلاقی فروتنی کو محو کر دیتی ہیں۔ وہ دماغی و اخلاقی تواضع جس پر اس کی فضیلت کی حفاظت کا دارومدار تھا۔''

اس عبارت کو پڑھ کر کیا شک رہ جاتا ہے کہ یورپین عورتوں میں جانگداز تنگدستی اور قابل رحم حالت مشرقی ممالک کی عورتوں سے اس قدر زیادہ پائی جاتی ہے جس کا اندازہ کرنا مشکل ہے اور یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ وہ عورتیں منزلی دائرے سے نکل کر خارجی کاموں میں مصروف ہونے کی وجہ سے نہایت المناک اور ناگفتنی حالت میں مبتلا ہو رہی ہیں۔ جس کا پتہ علمائے یورپ ہی کی تحریروں سے چلتا ہے اور ہمیں اس بات کا کوئی اختیار نہیں کہ ہم خود گھر کے مالکوں کو اپنے گھر کے بارے میں غلط بیانی کرنے والا تصور کریں۔ اس لئے اگر پردہ نہ کرنا عورتوں کی خوشحالی یا کم از کم ان کی مصیبتوں کو کم کرنے والا امر ہوتا تو یورپ کی عورتوں پر ایسی آفت ہرگز نہ آتی۔

یہ تو تھے اہل یورپ کے اہل علم حضرات کے چند اقوال جن سے عورت کی بیجا آزادی کے نقصانات کو سمجھنے اور اسلام کی حقانیت کو تسلیم کرنے میں مدد ملتی ہے۔ ویسے تو ایک کلمہ گو مسلمان کے لئے فقط حکم الٰہی اور فرمانِ نبوی ﷺ ہی کافی ہے۔ لیکن اگر کوئی مسلمان بن کر دکھائے۔ یہ باتیں تحریر کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ اہلِ یورپ کی نقالی کرنے والے حضرات فقط بے حیائی اور غلط کاموں میں ان کی پیروی کرنے سے پہلے قرآن و سنت کے ساتھ ساتھ ان اہل علم حضرات کی تحریریں بھی پڑھ لیں شاید کہ ان کو اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرما دے۔

حجاب النساء گارمنٹس

چادر، اسکارف، مکنہ، گاؤن/برقعہ

فروغ حجاب کے پیش نظرِ آسان وسادہ شرائط پر بیرونِ ملک واندرون ملک (شہروں، قصبوں) سے کم سرمایہ کاری کی بنیاد پر

ایجنسی ہولڈر/ ڈیلر درکار ہیں

خواہش مند خواتین وحضرات رابطہ فرمائیں۔

وائیڈ وانس ● سیکورٹی ● ممبر شپ فیس

سکولوں، کالجوں اور مدارس کے طلباء و طالبات اور اساتذہ کیلئے آرڈر کے مطابق رعائتی نرخوں میں یونیفارم تیار کیے جاتے ہیں

خط/فون کے ذریعے آرڈر دیجئے اور بذریعہ V.P.P. (ڈاکخانہ) مال حاصل کیجئے۔

حجاب النساء گارمنٹس رابطہ: ام عاکف، طارق محمود احسن

132-M ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان فون: 0333-4279638,5169699

URL: hijab.8k.com E-mail: hijabunnisaa@hotmail.com

زبان کی خرابیاں

مشہور مقولہ ہے کہ تلوار کا زخم بھر جاتا ہے۔ مگر زبان کا دیا ہوا زخم نہیں جاتا۔ خواہ اس زخم کو لگے کئی سال ہی کیوں نہ بیت گئے ہوں؟ زبان ایک ایسا تیر بھدف ہتھیار ہے جو تلوار سے کئی گنا زیادہ تیز ہے جو بظاہر تو کوئی زخم نہیں دیتی "مگر" اندرونی طور پر انسان کو

فقیہا صفدر

ایسا گہرا زخم دیتی ہے کہ انسان ساری زندگی اسے چاٹتا رہتا ہے۔ اور اسی طرح انسان ختم ہو جاتا ہے مگر زخم نہیں جاتا۔ حدیث میں ارشاد ہوتا ہے۔

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ

ترجمہ: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے۔

اس حدیث کو مسلم اور بخاری نے روایت کیا۔

زبان ہڈی کے بغیر گوشت کا ایک ایسا لوتھڑا ہے۔ جو پورے جسم پر حاوی رہتا ہے اور دوسروں کو زخم دیتے ہوئے تلوار سے بھی زیادہ تیزی دکھاتا ہے۔ زبان تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ معاشرے کے اندر ہزاروں خرابیاں اس کی ہلکی سی جنبش سے ہو جاتی ہیں۔ جھوٹ لڑائی، جھگڑا، فسق وفجور، غیبت گالی گلوچ اور چغل خوری اور بہت سی خرابیاں معاشرے میں اس قدر عام ہیں کہ ہم لوگ اب ان چیزوں کو گناہ نہیں سمجھتے بلکہ معمولی سی عام بات سمجھتے ہیں۔ اس لئے زبان کی برائی و خرابی ہمارے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ حالانکہ اصل میں یہی معاشرے کا بگاڑ ہے کہ ہم وہ باتیں جن کو پوشیدہ رکھنا چاہتے ہیں یا جن کو لوگ بیان کرتے وقت حیا محسوس کرتے تھے اب ان باتوں کو سرعام اخبارات، TV ریڈیو میں لکھتے اور سنتے ہیں۔ یہ لوگ ان برائیوں کا ارتکاب کرتے ہوئی بالکل شرم محسوس نہیں کرتے۔ جھوٹ زبان کی خرابیوں میں سرفہرست ہے۔

جھوٹ:

اپنے مفاد اور دوسروں کو دھوکہ دینے کے لئے سچ بات کو چھپانا اور اپنے مطلب کی بات کرنا جھوٹ کہلاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں انسان حقیقت کو چھپا کر اپنے عیب پر پردہ پوشی کرنے کے لئے، اپنے پاس سے جو من گھڑت قصے بناتا اور سناتا ہے وہ جھوٹ کہلاتا ہے اور یہ بیماری تقریباً ہر انسان کے اندر پائی جاتی ہے خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا، بات بات پر جھوٹ بولنا، جھوٹا مزاح کرنا، بچوں کو جھوٹے جن بھوتوں سے ڈرانا دھمکانا ہماری روزمرہ زندگی کا معمول بن چکا ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ (ال عمران ۔٦١)

ترجمہ: جھوٹ بولنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو

قارئین کرام! لعنت کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ آپس میں بھی لعن طعن کرنے کو آپ ﷺ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ اور

> جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو رحمت کا فرشتہ اس سے دو میل دور چلا جاتا ہے یعنی یہ جھوٹ بولنا اللہ کی رحمت سے دوری یعنی لعنت کا باعث ہے

یہاں پر اللہ تعالیٰ خود فرما رہے ہیں کہ جھوٹ بولنے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ اور جھوٹ ہی تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ ایک مرتبہ ایک شخص اللہ کے نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ میرے اندر ہر برائی پائی جاتی ہے۔ "مگر" میں ان برائیوں میں سے صرف ایک برائی چھوڑ سکتا ہوں جس برائی کو چھوڑنے کا آپ ﷺ حکم صادر فرمائیں گے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرے اندر کون کونسی برائیاں ہیں وہ کہنے لگا بہت سی ہیں۔ جھوٹ، چوری ڈاکہ، زناکاری وغیرہ وغیرہ، تو آپ نے فرمایا ٹھیک ہے تو ان سب برائیوں میں سے صرف جھوٹ چھوڑ دے۔ اس نے وعدہ کیا کہ وہ آئندہ جھوٹ نہیں بولے گا، اور چلا گیا۔ رات ہوئی چوری کے لئے چل پڑا راستے میں اسے یاد آیا کہ میں چوری کیلئے جا رہا ہوں اور چور کی سزا اس کا ہاتھ کاٹنا ہے۔ اگر آپ ﷺ کو میری چوری کا علم ہوا تو آپ ﷺ مجھ سے پوچھیں گے۔ جھوٹ میں نے بولنا نہیں سچ بولنے پر میرا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اس طرح اس نے چوری کا ارادہ ترک کر دیا۔

پھر اسی طرح اس نے ڈاکہ وزناکاری کے لئے جاتے وقت سوچا کہ زنا کی سزا اسی کوڑے ہیں، اور پھر اس سزا سے بھی بچنے کے لئے اس نے ان تمام برائیوں کو چھوڑ دیا۔ نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی اُے اللہ کے رسول ﷺ میں قربان جاؤں، آپ کے مشورے پر جس مشورے نے میرے اندر سے تمام برائیوں کو جڑ سے ختم کر دیا ہے۔ قارئین کرام جھوٹ جو کہ تمام برائیوں اور خرابیوں کی جڑ ہے۔ اور صحابی رسول کے اندر سے جھوٹ کے خاتمہ کے ذریعے تمام برائیوں کا صفایا ہو گیا کیوں نہ ہم بھی ان تمام برائیوں کو اپنے اندر سے ختم کرنے کے لئے جھوٹ چھوڑ دیں۔ "مگر" اس کے برعکس ہم تو بندوق کو ہمیشہ دوسروں کے کاندھوں پر رکھ کر چلانے کے عادی ہیں اور اس چیز میں خوب مہارت بھی رکھتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی کسی دوسرے کو یاد کروادے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو تو ہم شرمندہ ہونے کی بجائے الٹا اس پر بگڑ جاتے ہیں۔ (الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے) کہتے ہیں آج کل تو جھوٹ بڑے بڑے عالم بولتے ہیں۔ ہم نے بول دیا تو کونسی آفت آگئی ہے۔ اور پھر اس طرح برائی کو برائی نہ سمجھتے ہوئے برائی کو فروغ دیتے چلے جاتے ہیں۔ اور جھوٹ بولتے چلے جاتے ہیں۔ جھوٹ کی بے شمار قسمیں ہیں جن میں سے چند ایک کا ذکر یہاں پر کرتے ہیں۔

مزاح میں جھوٹ بولنا۔

مزاح میں جھوٹ بولنے والی بیماری بہت عام ہے۔ جھوٹ بول کر ہنسنے ہنسانے کو جینے کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ اور اس قدر یہ جھوٹ عام ہے کہ ہر غیر سنجیدہ آدمی اس جھوٹ کو بولنا اور جھوٹی ہنسانے والی محفلوں میں شامل ہونا اپنا حق سمجھتا ہے۔ اخبارات، ٹی وی ریڈیو میں اس کی باقاعدہ طور پر ترغیب دی جاتی ہے۔ یہ سارے

لطیفے وغیرہ جھوٹ پر مبنی ہوتے ہیں۔ اور یہ مزاح کی محفلیں جھوٹ کا پلندہ ہوتی ہیں اور ہم لوگ اس چیز کو جائز سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مزاح تو محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی کیا تھا مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ نبی اکرم ﷺ نے جب کبھی مزاح کیا تو سچا مزاح کیا۔ قصہ کچھ یوں ہے کہ ایک صحابیہ کہ جو بوڑھی تھی نبی اکرم ﷺ کے پاس آئی اور پوچھنے لگی اے اللہ کے رسول ﷺ جنت میں کون لوگ جائیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اماں جی! جنت میں بوڑھے نہیں جائیں گے بلکہ صرف جوان جائیں گے۔ بوڑھی عورت رونے لگی تو آپ مسکرائے اور کہنے لگے۔ اللہ کی بندی اللہ تعالیٰ سب بوڑھوں کو خواہ وہ عورت ہو یا مرد جوان کر دیں گے۔ دیکھئے! قارئین کرام اللہ کے رسول ﷺ نے مزاح بھی کیا تو سچا کیا" مگر ہمارے مزاح میں توجہ دور دور تک نظر نہیں آتا۔ ہم ایک دوسرے کو تنگ کرنے کے لئے ہر وقت جھوٹ سے کام لیتے ہیں۔

یہود و نصاریٰ کی ہر بات میں نقالی ہماری قوم کا شیوہ بن چکا ہے۔ یہاں تک کہ ان کے بیہودہ رسوم و رواج کو بھی ہم بڑے فخر سے مناتے ہیں۔ اور اپنی اسلامی تعلیمات کو یکسر پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ اس بے ہودہ مذاق میں سے ایک اپریل فول بھی ہے۔ یہ یکم اپریل کو منایا جاتا ہے۔ اور ہمارے پاکستان کے لوگ اس رسم کو بڑے زور و شور سے مناتے ہیں اور اس کے منانے کا طریقہ سراسر جھوٹ پر مبنی ہے کہ کسی آدمی کے گھر میں اس کے متعلق ایسی جھوٹی خبر دی جاتی ہے جس کو سن کر اس کے گھر والے پریشان ہو جاتے ہیں۔ یا رونے پیٹنے لگ جاتے ہیں۔ مثلاً ٹیلیفون پر خبر دے دی کہ آپ کا جواں سال بیٹا فلاں جگہ ایکسیڈنٹ میں فوت ہو گیا ہے یا شدید زخمی ہے اور فلاں فلاں ہسپتال میں ہے تو گھر والے مارے پریشانی کے جائے وقوع پر پہنچتے ہیں تو واقعہ جھوٹا نکلتا ہے۔ اگر آپ ان دنوں اخبارات کا مطالعہ کریں تو ان جھوٹے یکم اپریل فولنگ پر بڑے بڑے نقصان ہو جاتے ہیں اور مذاق کرنے والے اس بے ہودہ رسم کو منا کر بڑے خوش ہوتے ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا

لَا يُؤْمِنُ الْعَبْدُ الْإِيمَانَ كُلَّهُ حَتَّى يَتْرُكَ الْكَذِبَ مِنَ الْمُزَاحَةِ وَيَتْرُكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ صَادِقًا

ترجمہ: بندے کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا جب تک وہ جھوٹ کو مزاح میں بھی نہ چھوڑے۔ اور سچا ہونے کے باوجود جھگڑا نہ کرے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مزاح میں بھی جھوٹ بولنے والا اپنے اندر ایمان نہیں رکھتا ہے۔ جھوٹ جب تک انسان کے اندر ہے خواہ وہ مزاح میں ہی کیوں نہ بولا جائے۔ اس کا ایمان نامکمل ہے۔ اور لوگوں کا یہ حال ہے کہ وہ اپنی زندگی کو نامکمل سمجھتے ہیں جب تک جھوٹ نہ بول لیں۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا

ترجمہ: ہنسو کم اور اپنے گناہوں پر رویا زیادہ کرو

کاروبار میں جھوٹ بولنا:

ہمارے اوپر دنیا دن بدن تاریک ہوتی جا رہی ہے تمام شعبہ ہائے زندگی بداعتمادی کا شکار ہوتے جا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ پہلی قوموں کی طرح ہم بھی ان کے نقش قدم پر چل نکلے ہیں۔ کاروبار میں دھوکہ 'فریب' دغابازی ہمارے ہاں معمولی چیز ہے۔ ہر چیز میں ملاوٹ کرنا ہم اپنا جدی پشتی حق سمجھتے ہیں۔ اصلی چیز کی نقل کرنا ہمارے بائیں ہاتھ کا کام ہے۔ اور پھر ان چیزوں پر لوگوں کا اعتماد حاصل کرنے کے لئے ہم جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں۔ اور جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں۔ اللہ کی قسم قرآن کی قسم اور محمد رسول اللہ کی جھوٹی قسم کھاتے ہیں صبح سے جھوٹ شروع کرتے ہیں تو رات ہو جاتی ہے مگر یہ لوگ اپنی آخرت کو خراب کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنے دعوے میں جھوٹے ہوتے ہیں اور چند ٹکوں کے عوض جھوٹی قسم کھاتے ہیں۔ پہلے تو ہم گھٹیا چیز کو تیار کرتے ہیں اور پھر اس کو فروخت کرنے کے لئے اس کی جھوٹی تعریفوں کے پل باندھنے شروع کرتے ہیں۔ جیسے تیسے ہوا اپنے گاہک کو پھانس کر گھٹیا سودا دھوکے سے دے دیتے ہیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ

ترجمہ: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے کلام نہیں کریں گے۔ اور نہ ہی ان کی طرف دیکھے گا۔ ایک وہ آدمی جس نے عصر کے بعد جھوٹی قسم اٹھائی تا کہ کسی کا مال لے اڑے۔ (مسلم)

اور ایک حدیث نبوی میں ہے۔ جو سیدنا ابو ہریرہ سے ہی مروی ہے۔

ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ رَجُلٌ يُبَايِعُ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ بِاللَّهِ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ فَأَخَذَهَا وَلَمْ يُعْطَ بِهَا

ترجمہ: "قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے کلام نہیں کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف دیکھے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہو گا۔ ایک وہ آدمی جو عصر کے بعد بازار میں اپنے سامان کا سودا کرتا ہے۔ قسم اٹھاتا ہے کہ مجھے اتنے اور اتنے ملتے ہیں۔ اور وہ اسے سچا سمجھ لیتا ہے اور اسے خرید لیتا ہے۔ حالانکہ اسے اتنے نہیں ملتے تھے"۔ سودا فروخت کرنے میں کئی طرح کی قسمیں اٹھائی جاتی ہیں۔ نقلی سامان کو اصلی بنانے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ جب انسان جھوٹی قسم اٹھاتا ہے تو رحمت کا فرشتہ اس جھوٹ بولنے والے انسان سے دو میل دور چلا جاتا ہے۔ اب ذرا سوچئے کہ ہم دن میں اور ایک ہی وقت میں سینکڑوں جھوٹ بول جاتے ہیں۔ اور پھر دیکھیں رحمت کا فرشتہ کتنی دور چلا جاتا ہو گا اور جس کے پاس سے اللہ کی رحمت اٹھ جائے تو...... اور جس طرح بچے کے بچپن میں ہی والدین فوت ہو جاتے ہیں اور وہ شفقت سے محروم ہو جاتا ہے اور پھر در در کی ٹھوکریں کھاتا ہے بالکل اسی طرح جھوٹے انسان کا جھوٹ بولتے وقت حشر ہوتا ہے۔

مزاح میں بھی احتیاط رکھنی چاہئے، اس میں جھوٹ کی آمیزش سخت گناہ ہے کیونکہ جھوٹ مسلمان کی شان کے خلاف ہے لیکن مسلمان کا راز چھپانے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے

مصلحتاً جھوٹ بولنا:

یہ ایک ایسا جھوٹ ہے جس کو عموماً لوگ جائز سمجھتے ہوئے ہر طرح کا جھوٹ بول جاتے ہیں اور اگر ان کو جھوٹ پر ٹوکا جائے تو کہتے ہیں کہ مصلحتاً جھوٹ جائز ہے۔ خواہ بولا جانے والا جھوٹ مصلحتاً ہو یا عادتاً ہو۔ پنجابی کی مشہور کہاوت ہے۔ (کھلون دی جگہ توں دے بہہ میں آپئی جاواں گا) کہ کھڑا ہونے کی جگہ آپ دے دیں اور بیٹھنے کی جگہ میں آپ خود بنالوں گا۔ یعنی جھوٹ کی گنجائش آپ نکال دیں باقی جھوٹ ہم اس گنجائش سے نکال لیں گے۔ اور بالکل اسی طرح موجودہ معاشرے میں ہم ہر بات میں جھوٹ بڑی دلیل کے ساتھ بولتے ہیں۔ اور سنگین سے سنگین جھوٹ کو مصلحت کہہ کر بول جاتے ہیں۔ اگر ایک نظر سے دیکھا جائے تو ہر بات کو ہم مصلحتاً جھوٹ بنا سکتے ہیں۔ حالانکہ جھوٹ قطعاً بولنا نہیں چاہئے۔

مثلاً جب چور پکڑا جاتا ہے اور اس سے تفتیش کی جاتی اور بتایا جاتا ہے کہ چوری کی سزا تم جانتے ہو۔ شریعت کے مطابق چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے تو چور سوچے گا کہ اگر میں نے سچ بولا تو میرا دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا تو وہ جھوٹ بولے گا کہ میں نے چوری نہیں کی۔ اور پھر بعد میں اس جھوٹ کو مصلحتاً کہہ کر ٹال دے گا کہ اگر میں جھوٹ نہ بولتا تو میرا ہاتھ کاٹ دیا جاتا۔ تو اس لئے مجھے مصلحتاً جھوٹ بولنا پڑا یعنی ایک تو چوری اور پھر سینہ زوری اسی طرح کاروباری آدمی بھی یہی کہتے ہیں کہ ہم تو مصلحت کے طور پر جھوٹ بولتے ہیں کہ ہماری چیز فروخت ہو جائے۔ حالانکہ یہ بالکل جائز نہیں ہے۔ خواہ وہ جھوٹ مصلحتاً ہو یا دوسرا کوئی ہو۔

جھوٹی گواہی دینا

یہ جھوٹ عموماً ہماری انصاف کرنے والی عدالتوں میں ڈنکے کی چوٹ پر بولے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ لڑائی جھگڑوں اور قتل وغارت پر بھی بولا جاتا ہے۔ جھوٹ ایک ایسا خطرناک ہتھیار ہے جس سے لوگوں کی عزت وآبرو کو بھی نقصان پہنچتا ہے عدالتیں جہاں عدل وانصاف اور سچائی کی امید ہوتی ہے' وہ بھی جھوٹ کا گڑھ بن چکی ہیں۔ اور انگریزی قانون کی بالادستی کی وجہ سے کسی کو کوئی حق نہیں ملتا۔ اور پھر فریقین کو انصاف ڈھونڈنے کیلئے بھاری رقم دے کر اپنا وکیل لازمی طور پر بنانا پڑتا ہے۔ وکلاء میں اعلیٰ وادنیٰ کا معیار بھی ہوتا ہے۔ اعلیٰ اسے سمجھا جاتا ہے جو سب سے زیادہ قانونی جھوٹ اور ہیر پھیر جانتا ہو' جتنی اس کو ہیر پھیر اور جھوٹ میں مہارت ہوگی۔ اتنا ہی اس کو اعلیٰ وبرتر سمجھا جاتا ہے اور اس کی فیس بھی سب سے زیادہ ہوگی غور وفکر کیا جائے تو مقدمات کو لمبے عرصے تک گھسیٹنا جج کا نہیں وکیل کا کام ہوتا ہے۔ وکیل واقعہ کی اصل حقیقت کو مسخ کر کے جھوٹ پہ جھوٹ بولتے ہیں' ایسی وکالت کرنے والے کے متعلق اللہ نے فرمایا۔

إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ وَلَا تَكُن لِّلْخَائِنِينَ خَصِيمًا (القرآن)

ترجمہ یقیناً ہم نے تمہاری طرف حق کے ساتھ اپنی کتاب نازل فرمائی تاکہ تم لوگوں میں اس چیز کے مطابق فیصلہ کرو جس سے اللہ نے تم کو شناسا کیا ہے اور خیانت کرنے والے کی حمایت نہ ہو"

لیکن آج کل کی عدالت میں فیصلہ ہمیشہ اونچی اپروچ والے کے حق میں ہوتا ہے۔ اور دولت کے لالچ میں جھوٹے گواہ گواہی دے جاتے ہیں۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

ترجمہ: کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتادوں۔ اور وہ جھوٹی گواہی ہے۔ (مسلم)

خوشامداً جھوٹ بولنا!

کسی انسان کی اس کی اوقات سے بڑھ کر جھوٹی تعریف کرنے کا نام خوشامد ہے۔ یہ جھوٹ بھی قطعاً جائز نہیں ہے۔ مثال کے طور پر کوئی انسان نیا لباس پہنتا ہے۔ اور وہ اس کو اچھا نہیں لگتا مگر دیکھنے والا اسے خوش کرنے کی خاطر اس کی خوشامد کرتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ کتنے اچھے لگ رہے ہیں۔ اور وہ آدمی سمجھتا ہے کہ واقعی میں اچھا لگ رہا ہوں گا اور پھر وہ تکبر سے پھول جاتا ہے۔ خوشامد ہمیشہ جھوٹ سے مرصع ہوتی ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے خوشامد کرنے سے سختی سے منع کیا مگر ہمارے معاشرے میں یہ کثرت سے پائی جاتی ہے۔ خوشامد انسان کے اندر بگاڑ پیدا کرتی ہے۔ اور انسان کو اپنی غلطیاں کوتاہیاں دیکھنے کا موقع ہی فراہم نہیں کرتی کیونکہ لوگ اس کی خوشامد کر کے اس کے نقص پر پردہ ڈال دیتے ہیں۔ اس طرح انسان اپنی اصلاح نہیں کر سکتا۔

ہمارے حکمران جناب چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف صاحب کے غلط فیصلوں کو ان کے وزیر مشیر خوشامد کا خول چڑھا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ بڑے سمجھ دار ہیں' امریکہ کی بات مان کر پاکستان کی عوام کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آپ نے زبردست دوراندیشانہ فیصلے کئے ہیں حالانکہ تاریخی یا موجودہ دور کے حوالے سے دیکھیں تو جنرل مشرف نے کوئی فیصلہ صحیح نہیں کیا۔ جب کوئی کسی کے غلط کام یا غلط لباس یا غلط مشورے کی اصلاح کرنے کی بجائے۔ اس کی واہ واہ کرتا ہے اور خوشامد کے طور پر اس کی اصلاح نہیں بلکہ داد دیتا ہے۔ اور وہ بیچارہ خوش فہمی میں رہ کر اپنی اصلاح نہیں کر پاتا۔ اس لئے اس کے اندر مزید خرابیاں پیدا ہوتی اور بڑھتی جاتی ہیں۔ اور خوشامد کرنے والوں کو جھوٹ اور اس کا گناہ ملتا رہتا ہے۔

> اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین آدمیوں سے کلام تک نہ کریں گے بلکہ ان کی طرف دیکھیں گے بھی نہیں ان میں ایک وہ آدمی ہے جو کہ عصر کے بعد کسی کا مال ہڑپ کرنے کے لئے جھوٹی قسم کھائے

ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو سنا' وہ دوسرے شخص کی بے حد تعریف کر رہا تھا' آپ ﷺ نے فرمایا تونے اس کو تباہ کیا یا اس کی کمر توڑ ڈالی۔

عادتاً جھوٹ بولنا:

یہ جھوٹ عموماً ہر چھوٹے بڑے میں پایا جاتا ہے۔ یہ جھوٹ ماں بچے کو بچپن میں بے خبری میں ہی سکھا دیتی ہے۔ اور پھر اس بچے کی یہ عادت پختہ ہوتی چلی جاتی ہے۔ جب بچہ اپنی ماں کو تنگ کرتا ہے تو ماں بچے کو بہلانے کی خاطر کتے سے ڈراتی ہے یا کہتی ہے جن بابا آگیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ اور پھر بچہ یہ باتیں اپنے ذہن میں بٹھا لیتا ہے۔ (ذہن نشیں کر لیتا ہے) اور پھر اسی طرح اپنے سے چھوٹے بچے یا اپنے ہی چھوٹے بھائی کو جھوٹ سے ڈراتا ہے کہ کتا (dog) آگیا ہے وغیرہ وغیرہ اور پھر یہی عادت وقت کے ساتھ ساتھ پختہ ہوتی جاتی ہے۔ بچہ بھی ڈرپوک بزدل بن جاتا ہے اور پھر انسان جھوٹ کا اس قدر عادی ہو جاتا ہے کہ وہ ہر قسم کا جھوٹ بڑی بے باکی سے بول جاتا ہے۔

ایک دفعہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو پتہ چلا کہ فلاں فلاں حدیث فلاں فلاں شخص کے پاس ہے اور وہ آدمی امام بخاری کے شہر سے کئی میل دور رہتا تھا۔ سیدنا امام بخاری پیدل سفر کرتے ہوئے اس کے گھر پہنچے گھر سے پتا چلا وہ آدمی کھیتوں میں گیا ہوا ہے۔ کئی میلوں کا سفر طے کر کے جب امام بخاری اس آدمی کو ملنے کے لئے اس کے کھیتوں میں جارہے تھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آدمی جس سے حدیث نبوی لینا تھی وہ اپنے دامن کو چارے کی تھیلی بنا کر اپنی سواری (گھوڑے) کو بلا رہا تھا جب اس کی سواری اس کے قریب آگئی تو اس نے وہ کپڑا چھوڑ دیا اور سواری کو پکڑ لیا۔ جب امام بخاری نے دیکھا کہ آدمی نے دھوکے اور جھوٹ سے اپنی سواری کو بلایا ہے۔ تو واپس چل دیئے یہ سوچتے ہوئے کہ اگر ایک آدمی اپنی سواری یا جانور کے ساتھ جھوٹ بول سکتا ہے تو وہ حدیث نبوی میں کیونکر جھوٹ نہیں بول سکتا ہے۔ اس لئے وہ واپس آگئے۔ سیدنا امام بخاری کو جھوٹ سے اس قدر نفرت تھی کہ آپ نے میلوں کا سفر طے کیا مگر صرف جانور کے ساتھ جھوٹ بولنے کی بنا پر حدیث کو اس شخص سے نہ لیا آج اگر ہم اپنے گریبان میں جھانکیں اور مسلمان ہونے کے ناطے اپنا محاسبہ کریں تو ہماری پوری زندگی جو ہے وہ جھوٹ سے بھری پڑی ہے۔ اور پھر ہم اپنی عادت کے مطابق بڑی صفائی سے جھوٹ بولتے ہیں۔ اور نتیجتاً ہمارے چھوٹے بڑے اس بیماری کا شکار ہیں ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ کہیں جارہے تھے کہ راستہ میں ایک عورت اپنی مٹھی کو دکھا کر بچے کو یہ کہہ کر بلا رہی تھی آؤ میں تمہیں کھجور دوں' آپ نے پوچھا تمہارے پاس کھجور ہے تو کہنے لگی جی ہاں ہے تو آپ نے فرمایا اگر آپ کے پاس کھجور نہ ہوتی تو تمہارا ایک گناہ لکھا جاتا تھا (تاریخ ابن کثیر) مگر ہم تو ہزاروں جھوٹ بول جاتے ہیں اور نہ جانے کتنے گناہ ہمارے اعمال نامے میں لکھے جاتے ہیں۔

غیبت:

حدیث نبوی ﷺ ہے جس کو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟ انہوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا تمہارے اپنے بھائی کا ذکر ایسی چیز کے ساتھ جسے وہ ناپسند کرتا ہے عرض کیا گیا۔ آپ بتائیں اگر وہ چیز میرے بھائی میں پائی جائے۔ جو میں کہہ رہا ہوں تو کیا پھر بھی غیبت ہے؟ آپ نے فرمایا اگر وہ چیز اس میں موجود ہے جو تم کہہ رہے ہو تو یقیناً تم نے اس کی غیبت کی اور اگر وہ چیز اس میں موجود نہیں تو تم نے اس پر بہتان لگایا۔ (صحیح مسلم)

غیبت بھی زبان کی خرابیوں میں سے بہت بڑی خرابی ہے۔ اور یہ خرابی بھی عام ہے اور ہم اپنے دوسرے بھائی کی عیب جوئی کرنا اپنا سب سے بڑا حق سمجھتے ہیں۔ اور اس کی غلط حرکت کو چھپانے اور اس پر پردہ ڈالنے کی بجائے اس کی غلطی کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتے

ہیں اور پھر جس مسلمان بہن یا بھائی کی غیبت کرتے ہیں حدیث نبوی کے مطابق اپنی نیکیاں اسے دے دیتے ہیں اور اس کے گناہ اپنے سر لے لیتے ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ایک مسلمان گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کی انتہائی کوشش یہ ہوتی ہے کہ میرے گناہ کا کسی کو پتا نہ چل جائے اس طرح اگر وہ گناہ کرتا بھی ہے تو موقع کی مناسبت سے اگر اس کو موقع نہ بھی ملے تو وہ گناہ کا ارتکاب نہیں کرتا اور اگر کسی کو اس کے گناہ کا پتہ چل جائے تو اس کو چاہئے کہ وہ اس پر پردہ ڈالے اور اس کو سمجھائے اور اس گناہ کا انجام بتائے اور اسے عذاب الٰہی سے آگاہ کرے۔ اگر وہ ایسا کرنے کی بجائے وہ اس کے گناہ کو لوگوں میں پھیلائے اور بتائے کہ فلاں آدمی ایسا ہے اور ایسا ہے تو اس کا گناہ لوگوں کی نظروں میں آجائے گا۔ تو وہ گناہ کرنے والا شخص اب اپنے گناہوں کو چھپ کر نہیں کرے گا بلکہ سر عام کرے گا۔ اسی لئے کہ وہ سمجھتا ہے کہ اس کے گناہ کا اب پتا تو چل ہی گیا ہے تو اب چھپ کر کرنے کا کیا فائدہ اور پھر اس کی دیکھا دیکھی کئی دوسرے مسلمان بھی اس گناہ کو اختیار کرنا شروع کر دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں فلاں شخص بھی تو کرتا ہے' اس لئے ہمیں دوسرے بھائی کے گناہ کی تشہیر کرنے کی بجائے اس کی اصلاح کرنی چاہئے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ (الحجرات۔۹)

ترجمہ: کہ تم میں سے کوئی دوسرے کی غیبت نہ کرے کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے سو تم اس کو برا جانو گے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے اولے نہایت مہربان ہیں۔

محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ

ترجمہ: تمہارا اپنے بھائی کا اس چیز کے ساتھ ذکر کرنا جس (کے ساتھ ذکر کئے جانے) کو وہ ناپسند کرتا ہے۔ (مسلم)

خواہ وہ چیز اس کے بدن سے تعلق رکھتی ہو یا دین سے یا دنیا سے اس کی شکل وصورت کے بارے میں ہو یا اخلاق کے بارے میں اس کے مال' اولاد یا والدین کے بارے میں ہو یا بیوی بچوں کے بارے میں ہو' اس کے لباس کے بارے میں' چال ڈھال سے متعلق ہو' پھر ذکر زبان سے کیا جائے یا تحریر سے کیا جائے یا اشارے سے کیا جائے' تمام صورتوں میں غیبت کہلائے گی۔

غیبت کرنا اور بہتان لگانا انتہائی مذموم اور قابل تعزیر جرائم ہیں بہتان تراشی پر اسی کوڑے سزا ہے اگر چار گواہ نہ لا سکے اور چغل خور جنت میں نہیں جا سکتا یہ بات حدیث سے ثابت ہے

چغل خور:

چغل خوری یہ ہے مثلاً ایک فرد دوسرے فرد کی کسی تیسرے فرد کے سامنے ایسی ناگوار باتیں کہے جو کہ ان کے درمیان لڑائی جھگڑا کروائیں۔ چغل خوری کا لفظ عام طور پر اسی معنی میں استعمال ہوتا ہے کہ فلاں تمہارے متعلق اس طرح کہتا ہے۔ اور پھر اسے بڑھا چڑھا کر بیان کرتا ہے تاکہ ان دونوں کے درمیان فساد برپا ہو' یہ پردہ دری زبانی تحریر' اشارے کنائے اور کسی کے ایماء سے بھی ہو سکتی ہے۔ چغل خوری کی اصل حقیقت یہ ہے کہ راز فاش کیا جائے اور یہ زبان کی خطرناک خرابی ہے۔

ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ دوسروں کے اندر جب کوئی ناگوار باتیں دیکھیں تو اس وقت تک اس کی بابت خاموشی اختیار کریں جب تک کہ اس کے اظہار سے مسلمانوں کا فائدہ نہ ہو۔ یا اس معصیت کا دفعیہ مقصود نہ ہو مثلاً اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کا مال ناجائز طریقے سے لے رہا ہو تو متعلقہ آدمی سے کہہ دے تاکہ اس کے حق کی معیت ہو۔ اس کے برعکس اگر کوئی شخص یہ دیکھے کہ کوئی شخص اپنا مال چھپا کے رکھ رہا ہے اور پھر اس نے کسی کو کہہ دیا ہے تو یہ چغل خوری اور پردہ دری ہو گی۔ اور اگر جو بات کہی گئی ہو تو وہ متعلقہ آدمی کے اندر وہ نقص اور عیب موجود ہو تو اس کو غیبت کہتے ہیں۔ یہ واضح رہے کہ چغل خوری کا محرک عام طور پر متعلقہ آدمی سے یا تو بدسلوکی یا دل کی کوئی خلش ہوتی ہے یا جس سے بات کہی جائے اس سے اظہار محبت مقصود ہوتی ہے یا ذہنی عیاشی مقصود ہوتی ہے یا پھر بے ہودگی اور باطل میں وقت گزاری مقصود ہوتا ہے۔

چغل خوری کبیرہ گناہ ہے اس گناہ کا مرتکب انسان جہنمی ہو گا۔ جیسے میاں بیوی میں تفرقہ' باپ بیٹے میں' دوستوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے والا' رشتہ داروں کے درمیان تفرقہ ڈالنے والا۔ دوزخ کا ایندھن بنے گا۔ اور یہ بھی ہے اگر کسی شخص کے خلاف کسی حاکم کے کان بھرے تاکہ حاکم کا غصہ اس کے خلاف تیز ہو۔ اور مظلوم کے خلاف کسی تحقیق کے بغیر ظالم کی شنوائی ہو جائے تو یہ بدترین چغل خوری ہو گی اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ (الحجرات)

ترجمہ: اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تم اس کی بات کی تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ کسی بے خبری کے عالم میں تم دوسری قوم سے الجھ پڑو' پھر خود ہی اپنے کئے ہوئے پر شرمندہ ہو جاؤ۔

مگر افسوس! دین سے عاری عیش و آرام میں مصروف ہمارے حکمرانوں نے مخبری کی اطلاعات کے نام پر بڑی بڑی حکومتوں سے بھاری رقموں پر چغل خوری کے اڈے کھول رکھے ہیں۔ اور چغل خور ایک ایک بات کے اندر سو سو باتوں کے اضافے کر کے حکمرانوں کے دل عوام کی طرف سے بدظن کر دیتے ہیں۔

آج یہ حال ہے کہ چغل خور (جاسوس) ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں یہاں تک کہ مسجدیں بھی ان سے خالی نہیں۔ حدیث نبوی ہے۔

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ وفي رواية قَتَّاتٌ (بخاری)

ترجمہ: چغل خور جنت میں داخل نہیں کیا جائے گا:

ایک روایت میں نمام کی جگہ قتات بھی استعمال ہوا ہے۔

قتات اور نمام کے ایک معنی ہیں "مگر" بعض کہتے ہیں کہ لوگ گروہ بنا کر بات چیت کرتے ہیں تو وہ شخص ان کی سن سنا کر چغلی کھاتا ہے۔ جب کہ قتات لوگوں میں اس طرح بیٹھتا ہے۔ گویا ان کی سنتا نہیں اور لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اسے اس بات کا علم ہی نہیں اور پھر وہ ان کی چغلی کھاتا ہے۔ سیدنا ابن عباس سے مروی ہے۔

مَرَّ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ وانه لكبير كان أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وكان الْآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ (بخاری)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کا گزر دو قبروں پر سے ہوا۔ آپ نے فرمایا ان دونوں قبروں والوں کو عذاب ہو رہا ہے کسی بڑی بات سے نہیں تاہم وہ بڑی بھی ہیں ایک تو ان میں سے چغل خوری کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔ اس روایت کو امام بخاری نے نقل کیا الفاظ انہی کے ہیں۔ مسلم ابوداؤد ترمذی اور نسائی ابن ماجہ نے بھی اس کو نقل کیا۔

سیدنا عبدالرحمن بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا

خِيَارُ عِبَادِ اللَّهِ الَّذِينَ إِذَا رُءُوا ذُكِرَ اللَّهُ وَشِرَارُ عِبَادِ اللَّهِ الْمَشَّاءُونَ بِالنَّمِيمَةِ الْمُفَرِّقُونَ بَيْنَ الْأَحِبَّةِ الْبَاغُونَ الْبُرَآءَ الْعَنَتَ

ترجمہ: اللہ کے بہتر بندے وہ ہیں جن پر نظر پڑ جائے تو اللہ یاد آجائے اور ان میں سے بدترین وہ ہیں کہ جو چغلی کھاتے ہیں احباب کے درمیان پھوٹ ڈالتے ہیں' بے گناہوں کو دشواری میں ڈال دینا چاہتے ہیں۔

ایمان دار اور پاکدامن عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانا

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (٢٣) يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (٢٤) يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ (النور)

ترجمہ: جو لوگ پاک دامن بے خبر اور ایماندار عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں تو دنیا اور آخرت میں ان پر اللہ کی لعنت ہے اور ان کو بہت بڑا عذاب ہوگا جس دن خود ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے کاموں کی خبر دیں گے۔ اس روز اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کا بدلہ ان کو پورا پورا دے گا۔ اور وہ جان لیں گے کہ بے شک اللہ ہی کسی فنا کے بغیر حق تھا۔

کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتا دوں؟ اور وہ جھوٹی گواہی ہے۔ مسلم

یہ وہ آیت کریمہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی صفائی میں اتارا اور ہمیں بتادیا کہ پاکدامن اور ایماندار عورتوں پر تہمت لگانا کس قدر گناہ عظیم ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بہت بڑا عذاب رکھا ہے۔ اور ان پر اللہ تعالیٰ کی دنیا میں لعنت ہے بلکہ آخرت میں بھی ان پر لعنت کی ہے زبان کی یہ بھی عظیم خرابی ہے کہ ہم اپنی زبان کے دھانے کو جب چاہیں اور جس پر چاہیں اور جیسے چاہیں کھول دیں۔ اور اللہ کی پاکباز اور پاکدامن عورتوں کو بھی نہیں بخشتے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (٤) إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (النور)

ترجمہ: اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں اور پھر چار گواہ نہ لائیں تو ان مفسدوں کو اسی (۸۰-۸۰) درے رسید کرو اور آئندہ کو کبھی بھی ان کی شہادت کو قبول نہ کرنا کیونکہ یہ لوگ بدکار ہیں مگر جو لوگ اس کے بعد توبہ کرلیں اور نیکی کو اختیار کریں تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

علمائے کرام کا اس مذکورہ آیت پر اتفاق ہے کہ رمی سے مراد زنا کی تہمت ہے۔

جب انسان کو اس کا اعمال نامہ دیا جائے گا تو دیکھ کر کہنے لگے گا اس نے نہ چھوٹی بات چھوڑی اور نہ ہی بڑی بات چھوڑی مگر گن گن کر لکھ لیا اس کو

جان بوجھ کر جھوٹی قسم اٹھانا:

جھوٹی قسموں کی عادت ہمارے اندر کثرت سے پائی جاتی ہے۔ بات بات پر قسم اٹھانے کی عادت ہماری زندگی کا حصہ بن چکی ہے۔ حالانکہ ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہم جھوٹے ہیں۔ ہماری بات سچائی پر مبنی نہیں ہے۔ مگر اس کے باوجود قسم اٹھاتے وقت آخرت کو بھول جاتے ہیں۔ اگر ہمیں یہ یاد ہو کہ ہم آج جو کچھ زبان سے بولیں گے کل اللہ کے ہاں اس کے جواب دہ ہوں گے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الْكَبَائِرُ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ

کبیرہ گناہ یہ ہیں کہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا والدین کی نافرمانی کرنا قتل کرنا اور جان بوجھ کر جھوٹی قسم اٹھانا۔ (بخاری)

ایک اور روایت میں ہے۔

جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْكَبَائِرُ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْيَمِينُ الْغَمُوسُ قُلْتُ وَمَا الْيَمِينُ الْغَمُوسُ قَالَ الَّذِي يَقْتَطِعُ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا كَاذِبٌ

ایک دیہاتی نے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا اے اللہ کے رسول کبیرہ (گناہ) کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اس نے کہا اور کون سا گناہ ہے؟ آپ نے فرمایا جان بوجھ کر جھوٹی قسم اٹھانا۔ اس نے عرض کیا جھوٹی قسم کونسی ہے؟ فرمایا جس کے ذریعے کسی مسلمان کا مال ہتھیا لیا جائے یعنی جھوٹی قسم کھا کر مال ہڑپ کرلیا جائے۔ (اس روایت کو بخاری، ترمذی اور نسائی نے بیان کیا مذکورہ حدیث سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ شرک اور والدین کی نافرمانی ہی کبیرہ گناہ نہیں بلکہ جھوٹی قسم کھانا بھی کبیرہ گناہ ہے۔

قارئین کرام یمین غموس کے معنی ہیں کہ جان بوجھ کر یعنی معلوم ہونے کے باوجود تہمت لگانا۔ یہ لواطت کی تہمت بھی ہوسکتی ہے۔ لواطت سے مراد جیسے کسی عورت کو کہا جائے اے زناکار یا اے زانیہ یا کسی مرد کو کہا جائے اے زانی یا پھر اس کے برعکس الا نفس المحصنات (پاکدامن نفوس) کے ہیں۔ کیا محصنات کا لفظ عورت اور مرد کے لئے یکساں طور پر استعمال کیا جائے اور احصان سے مراد آزاد بالغ عاقل اور ایسا عفت شعار ہے جس پر کسی الزام کے تحت کوئی حد لاگو نہ ہوئی ہو۔ اور اگر کسی ایک مسلمان شخص یا غیر مسلم شخص نے کسی مسلم پر جو آزاد بالغ عاقل 'لواطت اور زنا سے محفوظ آدمی پر تہمت لگائی اور پھر اس نے اس پر چار گواہ پیش نہ کئے تو اس جھوٹے دعویدار کو اسی ۸۰ درے مارے جائیں۔ اس جھوٹی تہمت لگانے والوں پر یہ مادی سزا ہے۔ رہی معنوی سزا تو وہ یہ ہے کہ اس کی گواہی مردود ہوگی اور اس کا نام فاسق کی لسٹ میں درج کیا جائے گا۔ اب اگر باشعور آدمی اس تہمت کی بابت مذکورہ سزاؤں کو دیکھے تو اس کو معلوم ہو جائے گا کہ کسی پاکدامن عورت پر یا مرد پر تہمت لگانا کس قدر بڑا گناہ ہے اور دیکھیں کہ ہماری ہلکی سی زبان چلانے پر کسی پاک دامن عورت پر حرف آجائے اور پھر دنیا میں بھی ہمارے لئے سزا اور آخرت میں ہمارے لئے سخت عذاب ہوگا۔ اور تہمت دھرنے والا سخت سے سخت عذاب کا مستحق ہے "مگر" ہم

جھوٹوں پہ اللہ نے لعنت فرمائی ہے
ایک صحابی صرف جھوٹ چھوڑنے پر ہی ہر گناہ سے بچنے میں کامیاب رہا

نے کبھی بھی سوچا ہے کہ ہم کس طرح بے دردی سے کسی کو ذلیل ورسوا کرنے کی خاطر تہمت لگاتے ہوئے نہ شرماتے ہیں اور نہ ہچکچاتے ہیں۔ اور ہم کبھی بھی یہ سوچنا گوارا نہیں کرتے کہ یہاں پر تو ہم اس زبان کو جیسے چاہیں اور جس طرح چاہیں اور جس پر چاہیں استعمال کر سکتے ہیں مگر کل قیامت والے دن ہمارا کیا حشر ہوگا؟ ہماری یہ زبان ہمیں بہت سے گناہوں اور عذابوں کی طرف دھکیل رہی ہے۔ اور ہم بھی بنا سوچے سمجھے بولے جاتے ہیں۔ اچھائی برائی کو ایک پلڑے میں رکھ دیتے ہیں مگر کل قیامت والے دن جب انسان کے اعمال نامے اس کے سامنے لائے جائیں گے تو وہ کہے گا:

لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا (سورہ کہف)

"نہیں چھوڑا اس نے کوئی چھوٹا یا بڑا گناہ مگر شمار کرلیا اور پالے گا موجود جو عمل کیا اس نے اور نہیں ظلم کرتا تیرا رب کسی ایک پر"

جھوٹی قسم کھالینا ہے۔ یہ ایک مہلک ترین کبیرہ گناہ ہے۔ اس لفظ کو غموس اس لئے کہا گیا ہے بلکہ یوں سمجھئے کہ یہ قسم اپنے کھانے والے کو جہنم میں غوطے لگائے گی۔ یاد رہے بات بات پر جھوٹی قسم کھانے والے انسان پر سے اعتماد اٹھ جاتا ہے۔ اور لوگ اس کی سچی بات کو بھی جھوٹی سمجھ کر رد کر دیتے ہیں اور پھر اس کو جھوٹا سمجھا جاتا ہے۔ دنیا میں تو وہ جھوٹ بول کر سزا سے بچ سکتا ہے اور کسی مومن مسلمان کا مال ہتھیا سکتا ہے مگر قیامت والے دن اس

کا کیا حشر ہو گا' اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں

إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (آل عمران)

ترجمہ: جو لوگ قول و قرار اور اللہ کی قسموں کو بیچ کر حقیر سی قیمت خریدتے ہیں ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور نہ اللہ تعالیٰ ان سے کوئی بات کرے گا۔ اور قیامت کے دن ان کی طرف دیکھے گا نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہو گا۔

جھوٹی قسم کھانے والا دردناک عذاب کا مستحق ہوتا ہے'

کل قیامت کے دن جب کوئی ماں اپنی بیٹی کو اور باپ اپنے بیٹے کو پہچاننے سے انکار کر دیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف نہیں دیکھیں گے۔ آج دنیا کی عارضی زندگی کو ہم آرام دہ بنانے کیلئے دن رات دنیاداری میں مصروف ہیں اور یتیموں کا مال ناحق کھائے جاتے ہیں۔ مومن کا مال جھوٹی قسموں سے کھا جاتے ہیں۔ سیدنا ابوامامہ ایاس بن ثعلبہ حارثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ فَقَدْ أَوْجَبَ اللَّهُ لَهُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَإِنْ قَضِيبًا مِنْ أَرَاكٍ

ترجمہ: جس نے اپنی قسم کے ذریعے کسی مسلمان کا حق مار لیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوزخ واجب فرمائے گا۔ اور جنت اس پر حرام کر دے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ اگرچہ وہ کوئی معمولی چیز ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں اگرچہ وہ پیلو کی کوئی شاخ کیوں نہ ہو۔ (اس روایت کو مسلم' نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کیا)

مگر ہم کس کے مال کو ہتھیانا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ آخرت کو یکسر طور پر بھول چکے اور دنیا میں مستقل طور رہنے کے لئے اپنے بڑے بڑے محلات تیار کرتے ہیں مگر جب انسان ختم ہو جاتا ہے۔ تو وہ محلات اس کا کچھ ساتھ نہیں دے پاتے بلکہ الٹا اس کے لئے عذاب بن جاتے ہیں۔ حدیث نبوی ہے کہ انسان کا صرف وہ ہے جو اس نے استعمال کر لیا یا کھا لیا باقی اس کے ورثاء کا ہے اس لئے ہمیں جھوٹی قسم کھاتے وقت آخرت کے انجام کو اپنے سامنے رکھ لینا چاہئے۔

> جس نے اپنی قسم کے ذریعے کسی مسلمان کا حق مار لیا اللہ اس پر دوزخ واجب کر دے گا اور جنت حرام فرما دے گا کسی معمولی حق عنصبی کے سوال پر فرمایا اگرچہ پیلو کی شاخ ہی کیوں نہ ہو

والدین کو گالی دینا:

علماء کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ تمام گناہ جو انسان سے سرزد ہوتے ہیں کبیرہ ہیں اور بعض علماء کرام کا خیال ہے۔ گناہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے کبیرہ اور صغیرہ ہیں۔ والدین کو گالی دینا اس پر تمام علماء ہی متفق ہیں کہ یہ ملک کبیرہ گناہ ہے۔ ضروری نہیں کہ انسان براہ راست اپنے والدین کو گالی دے۔ بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ کوئی ایسا بھی شخص ہے جو اپنے والدین کو گالی دے آپ نے فرمایا ہاں اگر کوئی شخص کسی کے والدین کو گالی دیتا ہے گویا اس نے اپنے والدین کو گالی دی ہے نہ کہ کسی اور کے والدین کو نافرمانی اور گالی گلوچ کرنا ہمارا شیوہ بن چکا ہے ایک مرتبہ ایک آدمی نے اپنے چھوٹے بیٹے کو کہا کہ اس چیز کو مد نظر رکھو جس کو کرنے کے لئے تمہیں کہا ہے اور جس کی بابت تم سے پوچھا جائے گا۔ بیٹا خاموش رہنے کی بجائے برابر جواب دیتا ہے کہ آپ بھی ان باتوں کو مد نظر رکھیں جس کے لئے آپ کو اللہ نے حکم دیا۔ آج کل کے معاشرے پر نظر دوڑائیں۔ تو پھر مرد کا یہ شیوہ ہے کہ بات کرتے وقت یا کسی کو مخاطب کرتے وقت یا کسی سے کوئی چیز لیتے وقت اسے بلانا ہو تو پہلے اسے ماں بہن یا بیٹی کی گالی دیتا ہے پھر بات کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق کوئی شخص کسی کی ماں بہن یا بیٹی کو گالی نہیں دیتا بلکہ اپنے والدین بہن' بیٹی کو گالی دیتا ہے۔ اس لئے جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو گالی دیتا ہے تو پھر اس شخص کو جواب میں بھی وہی گالی سننی پڑتی ہے۔ خواہ وہ گالی ماں کی ہو بہن کی ہو یا بیٹی ہو۔ جواب میں وہ شخص بھی گالی دے گا۔ اور والدین کو گالی دینے والا نہ صرف کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہے بلکہ آخرت میں اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہو گا۔ نعوذ باللہ (جاری ہے)

عظیم فاتح محمد بن قاسم

جنہوں نے اپنے اخلاق سے غیر مسلموں کے دل جیت لئے محمد بن قاسم عظیم مسلمان جرنیل تھے۔ جنہوں نے اسلام کی روشنی ہندوستان تک پہنچائی۔ آپ وہ نامور مسلم نوجوان شخصیت ہیں۔ جنہوں نے تھوڑی سی فوج کے ساتھ سندھ کو فتح کیا اور مسلمانوں کی دلیری کا ثبوت فراہم کیا۔ محمد بن قاسم کا اصل نام عمادالدین تھا اور وہ عرب کے مشہور شہر طائف میں 69 ھجری میں پیدا ہوا۔ وہ ابھی بچے ہی تھے کہ ان کے والد انتقال کر گئے۔

محمد بن قاسم کے چچا حجاج بن یوسف اس وقت ملک عراق کے گورنر تھے۔ تھوڑے عرصے کے بعد حجاج بن یوسف نے اپنے بھتیجے محمد بن قاسم کو اپنے پاس بلا لیا۔ چنانچہ حجاج بن یوسف نے اپنے بھتیجے کو فنون جنگ سے آگاہ کیا۔ حجاج بن یوسف بہت سخت طبیعت کے مالک تھے۔ محمد بن قاسم کا سندھ میں داخل ہونے کا واقعہ اس طرح ہے کہ مسلمانوں کا ایک بحری جہاز سندھ کی بندرگاہ دیبل سے گزر رہا تھا۔ کہ اسے سندھ کے ڈاکوؤں نے لوٹ لیا۔ عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا اور مردوں کو قتل کر دیا۔ قیدی عورتوں میں سے ایک عورت نے قید سے رہائی کے لئے ایک خط حجاج بن یوسف کو لکھا۔ حجاج بن یوسف نے خط ملتے ہی سندھ کے راجہ داہر کو حکم دیا کہ وہ ڈاکوؤں کو گرفتار کرے اور قیدیوں کو رہا کرے۔ لیکن راجہ داہر نے اس حکم کو ماننے سے انکار کر دیا۔ حجاج بن یوسف نے اپنے نوجوان بھتیجے محمد بن قاسم کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ دیبل روانہ کیا۔ جے پور کے مقام پر لڑائی ہوئی۔ راجہ داہر کی فوج 40 ہزار ہاتھیوں پر سوار تھی اور پیدل فوجی بھی لڑ رہے تھے۔ لیکن مسلمانوں نے آگ لگانے والے تیروں کے ذریعے ہاتھیوں میں بھگدڑ مچا دی۔ جنہوں نے راجہ داہر کی فوج کو روند ڈالا۔ راجہ داہر زخمی ہو کر 2 جون 712ء کو دریا میں ڈوب گیا۔ محمد بن قاسم کی عمر اس وقت سترہ سال تھی۔ فتح سندھ کے بعد محمد بن قاسم نے ملک کا انتظام بڑی خوبی سے چلایا۔ محمد بن قاسم کی رواداری کو دیکھ کر سندھ کے بہت سے ہندو اس کی فوج میں شامل ہو گئے۔

اسلام امن و سلامتی کا مذہب ہے یہ کسی دوسرے پر بلاوجہ ظلم و زیادتی کی اجازت نہیں دیتا۔ محمد بن قاسم علاقے فتح کرتے ہوئے اوچ کے راستے ملتان پہنچا۔ راستے میں اسے اپنے چچا حجاج بن یوسف کی موت کی خبر ملی اور ساتھ ہی یہ حکم ملا کہ جہاں بھی ہو رک جاؤ اور سپہ سالاری کا عہدہ چھوڑ دو۔ محمد بن قاسم نے حکم کی تعمیل کی۔ اس وقت سلیمان بن عبدالمالک خلیفہ بن گیا تھا۔ وہ حجاج کے خاندان کا دشمن تھا۔ اس نے محمد بن قاسم کو 97 ھجری میں گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور یہیں نامور سپہ سالار 22 یا 24 سال کی عمر میں انتقال کر گیا۔

برائے زونل آفس

الانفال ٹرسٹ (رجسٹرڈ) زیر انتظام جماعۃ الدعوۃ جنوبی لاہور فرسٹ فلور فلیٹ نمبر 13 گرین وڈ مارکیٹ نزد سنٹرل پلازہ برکت مارکیٹ گارڈن ٹاؤن لاہور۔ 0333-4349761

0300-9424846-PH-5830183

ایک قطرۂ شہید

سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کی پردرد شہادت کا واقعہ

سیدنا خبیب بن عدی اصحاب بدر میں سے تھے۔ اس عظیم الشان معرکے میں انہوں نے حارث بن عامر کو کیفر کردار تک پہنچایا تھا۔ قبیلہ عضل اور قارۃ کے لوگوں نے اس بدری مجاہد کو دھوکہ دے کر قید کرلیا اور مکہ مکرمہ میں لے جاکر حارث کے بیٹوں کے ہاتھ بیچ دیا۔

اخت آفتاب خان

عقبہ بن حارث نے انہیں اپنے گھر لاکر قید کردیا تاکہ بدر میں قتل ہونے والے باپ کے خون کا بدلہ چکا سکے۔

حالانکہ یہ بدلہ کیسے اتارا جاسکتا تھا۔ وہ آزاد تھا جب قتل ہوا اور آج خبیب قید میں تھے۔ خبیب کے جواہر اس دن کھل کر سامنے آئے تھے اور آج اس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے اور سب سے بڑھ کر تو یہ کہ وہ قتل ہوکر جہنم کا ایندھن بن گیا جبکہ جنت خبیب کی راہ تک رہی تھی۔

اشہر حرم کے احترام کے باعث حارث کے بیٹوں نے انہیں قید کر رکھا تھا تاکہ ان حرمت والے مہینوں کے گزرنے کے بعد اس مجاہد کی پھانسی کا جشن منایا جاسکے۔

خبیب ؓ نے اپنے خریداروں سے کہا قید میں تم سے صرف تین سہولتیں چاہتا ہوں

۱۔ پینے کے لئے صاف اور ٹھنڈا پانی

۲۔ کھانے میں ایسے جانور کا گوشت مت کھلانا جو کسی بت کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔

۳۔ جب قتل کرنا ہو تو پہلے مجھے بتا دینا۔

اس مجاہد کی شرائط کیا کہہ رہی ہیں اسے حرام حلال کی کس قدر تمیز ہے، جس صحبت میں اس نے پرورش پائی ہے۔ اس کے گہرے اثرات اس کی شخصیت پر اپنا نقش جمائے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ ان اشیاء کو جو دراصل حلال تھیں مگر اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے نامزد ہونے کی وجہ سے حرام ٹھہریں۔ ان کا استعمال بھی درست نہیں سمجھا' کجا وہ چیزیں جنہیں اصل کے اعتبار سے ہی اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہو۔ مثال کے طور پر شراب کو لے لیجئے اللہ تعالیٰ نے شراب کو اصلاً حرام قرار دیا ہے نیت درست ہو یا غلط شراب پینے سے بہر حال گناہ ہوگا۔ مجاہد اپنے کردار کی تعمیر میں ان اشیاء سے بھی پرہیز کرتا ہے جو کسی عارضی علت کی وجہ سے ناجائز ہوں کجا یہ کہ وہ منع کردہ اشیاء کا ارتکاب کرنے لگے۔ جس یوسف ثانی کو مکہ مکرمہ میں لاکر فروخت کیا گیا تھا وہ اعلیٰ اخلاق و کردار کا مالک تھا کہ حارث جس کے عوض انہیں قتل کرنے کو رکھا گیا تھا اس کی بیٹی زینب جو کہ بعد میں مسلمان ہوگئی تھیں' فرماتی تھیں کہ خبیب نے استرا طلب کیا جو کہ اسے دے دیا گیا۔ میرا ننھا سا بیٹا وہاں کھیل رہا تھا۔ مجھے خیال نہیں رہا اور بچہ اس کے پاس پہنچ گیا پلٹ کر دیکھا تو میں سہم گئی۔ میرا بچہ اس نے اپنے زانو پر بٹھا رکھا تھا اور دوسرے ہاتھ میں استرا تھا۔ گھبراہٹ کے آثار مجھ پر نمایاں ہوگئے تو خبیب بولے "تمہیں اس بات کا ڈر

> **بدر میں مارے گئے کافروں کے چالیس یتیم بچوں کو نیزے پکڑائے گئے اور قیدی خبیب کو ان کے باپوں کا قاتل باور کرایا گیا اور ان کی نعش نیزوں سے چھلنی کردی گئی**

ہے کہ میں بچے کو قتل کردوں گا' اس سے انتقام لوں گا۔ مجھ سے ممکن ہی نہیں کہ ایسا کرسکوں۔"

وہ جو دنیا سے ظلم مٹانے آئے تھے خود کیسے ظلم کا ارتکاب کرسکتے تھے۔ کمزوروں اور بے سہارا لوگوں کے جو ملجا و ماویٰ تھے کسی کمزور' ضعیف اور وہ بھی بچے پر کیسے ہاتھ اٹھاتے؟ یہ ان کے لئے ممکن ہی نہیں تھا۔ ہیرے پر مٹی اور دھول پڑ جائے تو اس سے اس کی آب و تاب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ کا تربیت یافتہ انسان خواہ وہ کیسے ہی کٹھن حالات سے گزر رہا ہو وہ اپنے اخلاق اور کردار کو کیسے تج سکتا ہے؟ یہ تو اس کے اخلاق اور کردار کی بلندی کا حال تھا۔ اللہ کی کس قدر رحمتیں اور شفقتیں اس کے شامل حال تھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی صفت ربوبیت کا کس قدر شاندار مظاہرہ اپنے بندے پر فرما رہے تھے۔ اس کا اندازہ اس بیان سے کسی حد تک لگایا جاسکتا ہے' جو زینب بنت حارث سے بعد ازاں منسوب ہوا۔ وہ فرماتی تھیں

"میں نے سیدنا خبیب ؓ سے بہتر قیدی آج تک نہیں دیکھا میں نے دیکھا کہ ایک دن انگور کا خوشہ لئے کھا رہا ہے حالانکہ مکہ میں انگور ڈھونڈے سے نہیں ملتے تھے اور وہ خود لوہے کی بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے' کہیں جاکر لا نہیں سکتے تھے۔ یہ رزق ان کے پاس اللہ کی جانب سے آیا تھا جسے وہ تناول فرما رہے تھے"

ہم کوتاہ عقل و علم اسباب سے ماوراء کا تصور نہیں کرسکتے اور وہ جو اس ذات مقدسہ پر مرمٹا تھا' اس کی پذیرائی کیسے خزانہ غیب سے کی جارہی تھی' جس راہ پر یہ حضرات چل رہے تھے' وہ بہت ہی عقل اور سمجھ بوجھ کے بعد اختیار کی گئی تھی۔

اتنے نادان بھی نہ تھے جاں سے گزرنے والے
ناصحو' پند گرو' راہ گزر تو دیکھو

آخر کار حرمت والے مہینے گزر گئے اور وہ وقت آگیا جس دن کے لئے انہیں لوہے کی زنجیروں میں جکڑا گیا تھا۔ بہت اہتمام سے مقتل کی طرف لے جایا گیا۔ مشرکین مکہ تنعیم' حدود حرم سے باہر یوں جمع ہونے لگے گویا کہ میلہ ہے۔ بچے' بوڑھے عورتیں سبھی تماشائی بنے ہوئے تھے اور خبیب ؓ زبان حال سے کہہ رہے تھے۔

یہ جرم عشق تو ام می کشند کہ غوغائیست
تو تیز بر سر بام آکہ تماشا نیست

ترجمہ۔ تیرے عشق کے جرم میں پھانسی پر چڑھایا جارہا ہوں تو بھی آکر دیکھ کہ عجیب تماشا ہے۔

فرمایا مجھے اتنی مہلت دے دو کہ دو رکعتیں پڑھ لوں اجازت مل گئی۔ نماز مکمل کی' اور کہنے لگے دل چاہتا تھا کہ لمبی نماز پڑھوں مگر سوچا تم کہو گے کہ موت سے گھبرا کر بہانہ ڈھونڈ رہا ہے۔ قتل ہوجانے سے پہلے نماز پڑھنے کا طریقہ سب سے پہلے سیدنا خبیب ؓ نے ہی شروع کیا تھا۔

فقہ کی کتابوں میں یہ مسئلہ جو آتا ہے کہ جب مسلمان کو قتل کیا جانے لگے تو چاہئے کہ اگر ممکن ہو تو دو رکعتیں پڑھ لے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے تاکہ اس کا آخری عمل نماز اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا ہو جائے۔ اس کی ابتدا اسی مجاہد' شہید فی سبیل اللہ سے ہوئی ہے۔ آپ نے غور کیا اس مجاہد نے نماز طویل کیوں نہیں کی؟ اس وجہ سے کہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ یہ موت سے گھبراتا ہے۔ موت کے نام سے ہم کیوں گھبراتے ہیں' وہ کیوں استقبال کیلئے تیار رہتے تھے۔ اس لئے کہ ہم نے دنیا کو آباد کر رکھا ہے اور آخرت موہوم ہے انہوں نے اپنی عقبیٰ آباد کرلی تھی۔ سرسبز و شاداب باغات لگا لئے تھے اور اپنے مالک کو راضی کرلیا تھا اس لئے وہاں جانے سے گھبراہٹ کیسی؟ پھر دعا مانگی اور دعا بھی مظلوم کی تھی۔

اللھم احصھم عددا واقتلھم بددا ولا تبق منھم احدا

ترجمہ:۔ اللہ انہیں ایک ایک کرکے گن لے۔ پھر انہیں الگ الگ

کر کے موت دے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی باقی نہ رہنے دے۔

یہ بددعا انہوں نے کس درد سے مانگی تھی اس کا اندازہ اس بات سے کیجئے۔ سیدنا سعید بن عامر جو اس موقع پر موجود تھے سیدنا عمر ؓ نے انہیں شام کے ایک علاقے کا امیر مقرر کیا۔ امیر المومنین کسی کو امیر مقرر کرنے کے لئے یہ ضروری سمجھتے تھے کہ وہ کسی دماغی بیماری میں مبتلا نہ ہوں۔

سعید بن عامر ؓ کو یہ شکایت تھی کہ وہ بیٹھے بیٹھے بے ہوش ہو جایا کرتے تھے۔ لوگوں نے اسے مرگی سمجھا اور امیر المومنین سے شکایت کی مگر جب عمر فاروق ؓ نے خود ان سے دریافت کیا تو یہ کہنے لگے۔ ''امیر المومنین جب سیدنا خبیب ؓ کو پھانسی دی جا رہی تھی' تو میں وہاں موجود تھا۔ اس وقت ان کی دعا کے کلمات کچھ ایسے پر درد تھے کہ جب بھی مجھے ان کا خیال آتا ہے' میں اپنے قابو میں نہیں رہتا اور بے ہوش ہو جاتا ہوں۔''

عربوں میں یہ بات مشہور تھی کہ جب کسی کو بددعا دی جائے اور وہ فوراً زمین پر لیٹ جائے تو بددعا کا اثر نہیں ہوتا۔ سیدنا معاویہ ؓ فرماتے ہیں کہ جب سیدنا خبیب ؓ کو پھانسی دی جا رہی تھی تو میں اس وقت بچہ تھا' اپنے والد ابوسفیان کے ہمراہ موجود تھا بددعا کے کلمات سیدنا خبیب ؓ نے کہنے شروع کئے تو میرے والد کی حالت یہ تھی کہ وہ گھبرا کر جلدی جلدی مجھے زمین پر لٹا رہے تھے کہ کہیں خبیب ؓ کی بددعا مجھے نہ لگ جائے۔

جس بددعا سے لوگ ڈر کر بچوں کو زمین پر لٹانے لگیں اور حاضرین میں ایک صاحب کو یاد آ جاتا تو بے ہوشی کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی' تو وہ بددعا ایک غازی کی تھی جو بدر کا معرکہ جیت چکا تھا اور ایک ایسے صحابی رسول کی تھی جو ظلم سے شہید کیا جا رہا تھا۔ اثر دکھائے بغیر کیسے رہتی؟ ایک سال کے اندر اندر اس کے اثرات ظاہر ہونا شروع ہو گئے اور جن جن کے لئے وہ بددعا کی تھی انتہائی کسمپرسی میں مارے گئے

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را
چنداں اماں نہ داد کہ شب راسحر کند

ترجمہ۔ تم نے دیکھا کہ پروانے کے ناحق خون نے شمع کو بالکل مہلت نہ دی کہ وہ رات سحر میں بدل سکے۔

سولی تیار ہو چکی تھی سیدنا خبیب ؓ نے شعر پڑھنے شروع کئے۔

لقد اجمع الاحزاب حولی والبو
قبائلهم واستجمعوا كل مجمع
وقد قربوا ابناءهم ونساءهم
وقربت من جزع طويل ممنع
الى الله اشكو غربتى بعد كربتى
وما جمع الاحزاب لى عند مضجعى
فذا العرش صبرنى على مايراد بى
فقد بضعوا لحمى وقد بوس مطمعى
وقد خيرونى الكفر والموت دونه
وفقد ذرفت عيناى من غير مدمع
ولست ابالى حين اقتل مسلما
على اى شق كان لله مضجعى
وذلك فى ذات الالٰه وان يشاء
يبارك على اوصال شلو ممزع

ترجمہ:۔ لوگ گروہ در گروہ میرے گرد جمع ہو گئے ہیں اور اپنے قبیلوں کو بھی اکٹھا کر لیا ہے۔ اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بھی (اس پھانسی کو تماشا سمجھ کر) قریب لے آئے ہیں اور مجھے بھی ایک لمبے اور مضبوط تنے کے قریب (پھانسی دینے کے لئے) کر دیا ہے۔ اے اللہ! میں آپ سے فریاد کرتا ہوں۔ اپنے گھر سے دور ہونے کی' اپنی بے کسی کی اور میری پھانسی کی جگہ کے پاس جو گروہ جمع ہیں ان سے ملنے والی مصیبتوں کی۔ اے عرش کے مالک میرے خلاف جو عزائم میرے دشمنوں کے ہیں' ان پر مجھے صبر کرنے کی توفیق دے۔ انہوں نے مجھے (دکھ دے دے کر) بوٹی بوٹی کر دیا ہے اور میرا کھانا پینا خراب ہو گیا ہے۔ یہ کفر (قبول کرنے) کا اختیار دے رہے ہیں حالانکہ (کفر اختیار کرنے سے تو) موت کم درجہ کی چیز اور آسان ہے۔ میری آنکھیں آنسوؤں کے بغیر رو رہی ہیں۔ (میرے اللہ) میں مسلمان ہونے کی حالت میں مارا جاؤں تو کوئی پروا نہیں کہ پھانسی میں میری لاش اللہ کی راہ میں کسی پہلو پر قتل کی جائے گی۔ یہ مرنا تو اللہ کے لئے ہے اور وہ ذات مقدسہ چاہے تو ٹکڑے ٹکڑے کئے ہوئے اعضاء کے جوڑ جوڑ پر برکت نازل فرما دے۔

اس دین کے تقاضے آج بھی وہی ہیں جو صحابہ کے دور میں تھے
خبیب ایسے با اخلاق فرزانوں کی آج شدید ضرورت ہے جو اللہ کی نصرت کو کھینچ سکیں جن کے لئے فطرت کے قوانین کوامت کا رنگ اختیار کر لیں

وہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے کہ سولی کی طرف لے جایا گیا۔ تلوار سے گردن اتار دینے میں ان کے جوش انتقام کی تسکین کا سامان نہیں تھا۔ اس لئے یہ وحشت ناک طریقہ چنا گیا۔ سولی مکہ مکرمہ میں یہ تھی کہ ایک کھمبے میں اوپر کی طرف لکڑی جوڑ دیتے تھے پھر مجرم کی کمر کو کھمبے سے اور دونوں آڑی لکڑیوں سے باندھ دیتے تھے پھر' کر ہاتھ اور پاؤں میں میخیں ٹھوک دی جاتی تھیں اور مجرم تڑپ تڑپ کر جان دے دیتا تھا۔

سیدنا خبیب ؓ کو سولی پر باندھنا شروع کر دیا گیا جب یہ باندھ رہے تھے تو انہوں نے آخری دعا کی

انا قد ابلغنا رسالة رسولك فبلغه العزاة ما يصنع بنا

اے اللہ ہم نے رسول اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچا دیا اب جو ہمارے ساتھ کیا جا رہا ہے اس کی خبر تو اپنے رسول کو پہنچا دے۔

عقبہ اپنے باپ کا انتقام لینے کے لئے آگے بڑھا مگر اس قدر کم عمر تھا کہ قتل کرنا اس کے بس کی بات نہ تھی۔ پھر بنو عبدالدار کا ایک شخص ابو میسرہ آگے بڑھا۔ خنجر اس بچے کے ہاتھ میں سے پکڑا خود اس کا ہاتھ چلانے لگا' یہاں تک کہ خبیب ذبح کر دیئے گئے اور آخری سانس چل رہے تھے۔ مکہ مکرمہ کے جو لوگ بدر میں مارے گئے تھے ان کے بچوں کو بھی اکٹھا کیا گیا تھا اور ان کی تعداد چالیس تک جا پہنچی تھی۔ ہر ایک نے نیزہ پکڑ رکھا تھا ان سب کو یہ سبق سکھلایا گیا تھا کہ اس نے تمہارے باپ کو مارا ہے ہر ایک اپنے باپ کا یہ انتقام سیدنا خبیب ؓ سے لینا چاہ رہا تھا۔ ایک کے بعد ایک کی باری آتی چلی گئی اور خبیب ؓ کی لاش نیزوں سے چھلنی کر دی گئی۔

کیا عجیب منظر تھا جو اپنے گھر سے اللہ کا دین سکھلانے کے لئے نکلا تھا غریب الوطنی میں کس سفاکی کا شکار ہوا وہ جس نے بدر میں اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر حق کی آواز بلند کی اور کفر کی صورت میں ہونے والے ظلم کے خلاف لڑا' آج خود ظلم کا شکار ہو گیا تھا۔ آخری دعا قبول کر لی گئی اور بذریعہ وحی رسول ﷺ نے اس واقعہ کی تفصیل صحابہ کرام کو سنائی اور فرمایا ''اے خبیب تجھ پر سلام ہو''

اس مجاہد اور غازی کی شہادت بھی عجیب تھی اور اللہ کے ساتھ تعلق بھی عجیب۔ جس مقصد اور دین کے لئے اس نے یہ سب کچھ کیا وہی ہمارا دین ہے۔ اس کے تقاضے آج بھی وہی ہیں' جو اس وقت تھے اسے آج بھی ایسے جیالوں کی ضرورت ہے جو اپنی جان کی نذر پیش کر سکیں کہ زندہ رہنے کا حق انہیں حاصل ہے جو اس دین پر پوری طرح عمل پیرا ہیں۔

یہ دور آج بھی اس سیدنا خبیب ؓ کا منتظر ہے جو اعلیٰ اخلاق و کردار کا مالک ہو۔ جو اللہ کی نصرت کو کھینچ سکے جس کے لئے فطرت کے قوانین کرامت کا رنگ اختیار کر لیں اور وہ یہ دعویٰ کر سکیں کہ اس نے اللہ کا دین اور اس کا پیغام اپنی استطاعت کی حد تک پہنچا دیا ہے۔

(ماخوذ از حکیم کائنات)

(وما علینا الا البلاغ المبین) (ماخوذ)

نیا دفتر ننکانہ

تحصیل ننکانہ میں جماعۃ الدعوۃ کا نیا دفتر ریلوے روڈ دو آبہ چوک بالائی منزل میاں نمبر سٹور فون نمبر 04941-876313 ننکانہ

فاتحۃ الکتاب دعا، دوا اور شفاء

سورۃ فاتحہ کی افادیت پر مبنی تحریر

وجیہا تبسم قصور

اعوذباللہ من الشیطن الرجیم

''میں پناہ مانگتی ہوں اللہ کے نام کے ساتھ شیطان راندے ہوئے سے۔''

ان کلمات میں اسی سے پناہ مانگی گئی ہے جس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ جب آدم علیہ السلام کو اس نے تعظیمی سجدہ نہ کیا۔ اس نے تکبر کیا تو پھر اللہ نے اس کا غرور و تکبر توڑ کر اسے جنت سے باہر نکال دیا پھر یہی وہ شیطان ہے جس نے قسم کھا کر ہمارے باپ سیدنا آدم علیہ السلام سے کہا تھا کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں تو آپ خیال کر لیجئے کہ ہمارے ساتھ اس کا کیا معاملہ ہوگا؟ ہمارے لئے تو وہ حلف اٹھا کر آیا ہے کہ عزت خداوندی کی قسم میں ان سب کو بہکاؤں گا۔ ہاں ان میں سے جو مخلص بندے ہیں، وہ محفوظ رہ جائیں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

''فاذاقرأت القران فاستعذ باللہ من الشیطن الرجیمo'' (النحل-98)

''جب قرآن کی تلاوت کرو تو اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کر لیا کرو۔ شیطان راندھے ہوئے سے۔''

ہاں ایماندار اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والوں پر اس کا کوئی زور نہیں چلتا۔ اس کا زور تو ان پر ہے جو اس سے دوستی رکھیں اور اللہ کے ساتھ شرک کریں۔

مسند ابی یعلیٰ میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے سامنے دو شخص لڑنے جھگڑنے لگے، غصہ کے مارے ایک کے نتھنے پھول گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ اعوذباللہ من الشیطان الرجیم کہہ لے تو اس کا غصہ ابھی جاتا رہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ جو نہایت رحم کرنے والا بہت مہربان ہے

تفسیر ابن ابی حاتم میں ہے کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بسم اللہ کی نسبت سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بڑے نام ہیں اور اس میں اس قدر نزدیکی ہے جیسے آنکھ کی سیاہی اور سفیدی میں۔

ابن مردویہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر ایک ایسی آیت اتری ہے کہ کسی نبی پر سوائے سیدنا سلیمان علیہ السلام کے ایسی آیت نہیں اتری وہ آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت اتری بادل مشرق کی طرف چھٹ گئے۔ ہوائیں ساکن ہو گئیں۔ سمندر ٹھہر گیا۔ جانوروں نے کان لگا لیے۔ شیاطین پر آسمان سے شعلے گرے اور پروردگار عالم نے اپنی عزت و جلال کی قسم کھا کر فرمایا کہ جس چیز پر میرا یہ نام لیا جائے گا۔ اس میں ضرور برکت ہوگی۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جہنم کے انیس داروغوں سے جو بچنا چاہئے وہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے۔ اس کے بھی انیس حروف ہیں۔ ہر حرف ہر فرشتے سے بچاؤ بن جائے گا۔

مسند احمد میں ہے آنحضرت ﷺ کی سواری پر آپ ﷺ کے پیچھے جو صحابی سوار تھے ان کا بیان ہے کہ حضور ﷺ کی اونٹنی ذرا پھسلی تو میں نے کہا شیطان کا ستیاناس ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسے نہ کہو اس سے شیطان پھولتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ گویا اس نے اپنی قوت سے گرایا۔ ہاں بسم اللہ کہنے سے وہ مکھی کی طرح ذلیل و پست ہو جاتا ہے۔

یہ بسم اللہ کی برکت ہے۔ اس لئے ہر کام اور ہر بات کے شروع میں بسم اللہ کہہ لینا مستحب ہے۔ خطبہ کے شروع میں بھی بسم اللہ کہنی چاہئے۔ حدیث میں ہے کہ جس کام کو بسم اللہ سے شروع نہ کیا جائے وہ بے برکت ہو جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم کا ایک ایک حرف اپنے دامن میں ہمارے لئے دعا، دوا اور شفا کی نعمتیں سمیٹے ہوئے ہے۔ ہماری کوئی مشکل ہو، کوئی الجھن ہو اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے چاہئے کہ اس کی تکرار اور اس کے مفہوم پر یقین کو اپنے معمول کا حصہ بنا لیں۔

بسم اللہ، دعا، دوا اور شفاء کیسے؟

دعا! اس کا لفظی مطلب مانگنا ہے۔ انسان ہر کام کے آغاز میں بسم اللہ کہہ کر در حقیقت اللہ سے استقامت و مدد طلب کرتا ہے۔ اپنے کام میں نیکی کی خوشبو، خیر کی مانگ، راہنمائی کا نور، تکمیل کے اسباب اور بعد از تکمیل اسکے پائیدار وجود کی مانگ کرتا ہے۔

دوا! بسم اللہ بندے کے لئے اللہ کی طرف سے یہ ضمانت نامہ ہے کہ تم نے اپنے کام کے متعلقات اللہ کے حوالے کر دیئے ہیں اور جو چیز اللہ کے حوالے ہو جائے اس پر شیطان تصرف نہیں کر سکتا۔

بسم اللہ کی اسی دوائیہ حیثیت کے بارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

''اگر انسان کھاتے وقت اور گھر داخل ہوتے ہوئے بسم اللہ نہ کہے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے تمہارے لئے یہاں کھانے کا انتظام بھی ہو گیا اور رات بسر کرنے کا ٹھکانہ بھی مل گیا۔'' (صحیح مسلم)

شفاء! بیماری سے تندرستی کی طرف لوٹنے کا نام شفا ہے۔ جب کام کا آغاز بسم اللہ سے ہوگا تو پھر اس کام میں کامیابی پر آدمی انتہائی مسرت محسوس کرتا ہے۔ اسی مسرت بخش، ٹھنڈک آمیز احساس تکمیلِ کار کا نام شفا ہے۔

بیت الخلاء میں جاتے وقت بھی بسم اللہ پڑھ لے

وضو کرتے وقت بسم اللہ کی اہمیت! ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جس نے بسم اللہ کہہ کر وضو نہیں کیا وہ وضو سے محروم رہا۔'' (مسند احمد) اس شخص کا کوئی وضو نہیں جس نے اللہ کا نام نہیں لیا اور جس کا وضو نہیں اس کی نماز کیسے ہوگی۔ (صحیح بخاری)

ایک بار رسول اللہ ﷺ نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا وضو کرنے کا اعلان کرو۔ یعنی صحابہ سے کہو وضو کریں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا'' جابر پانی لو اور بسم اللہ کہہ کر مجھ پر ڈالتے جاؤ'' چنانچہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بسم اللہ پڑھ کر پانی ڈالنا شروع کیا۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت، نکلتے وقت، طواف بیت اللہ کے وقت، حجر اسود کو بوسہ دینے سے قبل، جانور ذبح کرتے وقت، عقیقہ کرتے وقت، دودھ دھوتے وقت، کھانا پکاتے وقت، کھانا شروع

کرتے وقت' کپڑے اتارے وقت (مسند ابن ابی شیبہ میں ہے کہ "اگر ہم کپڑے اتارتے وقت بسم اللہ کہہ لیں تو شیطان سے پردہ ہو جاتا ہے") بیوی کے پاس آتے وقت' نیند کے وقت' گھر سے باہر نکلتے ہوئے' گھر میں داخل ہوتے ہوئے' کسی کے کام آتے وقت' کوئی تحریر وغیرہ لکھتے ہوئے مثلاً خط وغیرہ لکھتے وقت۔

بسم اللہ کی بجائے 786 لکھنا:

اعداد کا علم حاصل کرنا' اس کی تاثیر کا قائل ہونا' اسے استعمال میں لانا کفر ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ ۷۸۶ بھی اسی زمرے میں آتا ہے۔ اگر اعداد کی کچھ اہمیت ہے تو پھر یہ طریقہ رسول اللہ ﷺ نے کیوں نہ اختیار کیا۔ نبی اکرم ﷺ کی سنت کے بعد کوئی نیا طریقہ دین میں جاری کرنا بدعت ہے کیونکہ ۷۸۶ نیا طریقہ ہے لہٰذا بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔

کسی جگہ مکمل بسم اللہ پڑھنا اور کسی جگہ صرف بسم اللہ

جس جگہ مکمل بسم اللہ پڑھنے کا حکم ہے وہ یہ ہیں

تلاوت سورۃ کے آغاز اور تحریر سے قبل ان دو مواقع کے علاوہ نبی اکرم ﷺ نے مکمل بسم اللہ الرحمن الرحیم کی بجائے صرف بسم اللہ ہی پڑھا ہے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ آپ ﷺ کا یہ ارشاد کہ "ہر کام کا آغاز اللہ کے نام سے کرو' چاہئے کھانا کھانے لگو' دروازہ بند کرو یا برتن ڈھانکنے لگو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جن کاموں کے لئے باقاعدہ الفاظ نہیں ملتے ان سے پہلے بھی بسم اللہ پڑھنا لازمی ہے۔ مثلاً کتاب کھولتے ہوئے' کوئی چیز اٹھاتے یا دیتے لیتے ہوئے وغیرہ۔

سورۃ فاتحہ کی فضیلت:

مؤطا امام مالک" میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابی بن کعب کو آواز دی وہ نماز میں تھے۔ فارغ ہو کر آپ ﷺ سے ملے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں رکھا' مسجد سے باہر نکل ہی رہے تھے تو فرمایا میں چاہتا ہوں کہ مسجد سے نکلنے سے پہلے میں تجھے ایسی ایک سورت بتاؤں کہ تورات' انجیل اور قرآن میں اس کی مثل نہیں۔ اب میں نے اس امید پر چال نرم کر دی اور پوچھا حضور ﷺ وہ سورت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نماز کے شروع میں تم کیا پڑھتے ہو؟ میں نے کہا الحمدلله رب العالمین پوری سورت تک آپ ﷺ نے فرمایا وہ یہی سورت ہے سبع مثانی اور قرآن عظیم جو مجھے دیا گیا ہے وہ بھی یہی ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ جب ہم امام کے پیچھے ہوں تو؟ فرمایا پھر بھی چپکے چپکے پڑھ لیا کرو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں نے نماز کو اپنے بندے کے درمیان آدھوں آدھ کر دیا ہے اور میرا بندہ مجھ سے جو مانگتا ہے وہ میں دے دیتا ہوں۔ جب بندہ کہتا ہے۔

الحمد لله رب العلمين

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

حمدنی عبدی

میرے بندے نے میری ثنا بیان کی پھر بندہ کہتا ہے۔

ملک یوم الدین

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مجدنی عبدی

میرے بندے نے میری ثناء بیان کی۔ پھر بندہ کہتا ہے۔

ایاک نعبدو ایاک نستعین

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ ہے میرے اور میرے بندے کے درمیان اور میرا بندہ مجھ سے جو مانگے گا میں دوں گا۔ پھر بندہ آخر سورت تک پڑھتا ہے جو شخص سورہ فاتحہ کو نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہے۔ سورہ فاتحہ کا پڑھنا جس طرح امام پر واجب ہے' اسی طرح

انعام والے لوگ جن کا راستہ ہم ہر نماز میں مانگتے ہیں۔ انبیاء صدیقین' شہداء اور صالحین ہیں اور عمل صالح دین کے علم قرآن وحدیث پر اخلاص کے ساتھ عمل کا نام ہے۔

مقتدی پر بھی واجب ہے۔

صحیح بخاری شریف فضائل القرآن میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم ایک مرتبہ سفر میں تھے۔ ایک جگہ اترے ہوئے تھے کہ ناگہاں ایک لونڈی آئی اور کہا کہ یہاں قبیلہ کے سردار کو سانپ نے کاٹ کھایا ہے۔ ہمارے آدمی یہاں موجود نہیں' آپ میں سے کوئی ایسا ہے کہ جھاڑ پھونک کر دے؟ ہم میں سے ایک شخص اٹھ کر اس کے ساتھ ہولیا۔ ہم نہیں جانتے تھے کہ یہ کچھ دم جھاڑ بھی جانتا ہے۔ اس نے وہاں جا کر کچھ پڑھ کر دم کیا۔ اللہ کے فضل سے وہ بالکل اچھا ہو گیا۔ تیس بکریاں انہوں نے دیں اور ہماری مہمانی کے لئے دودھ بھی بہت سارا بھیجا۔ جب وہ واپس آئے تو ہم نے کہا کہ کیا تم کو اس کا علم یاد تھا؟ اس نے کہا میں نے صرف سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا ہے۔ ہم نے کہا اس آئے ہوئے مال کو ابھی نہ چھیڑو پہلے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھ لو۔ مدینہ میں آ کر ہم نے حضور ﷺ سے ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے کیسے معلوم ہو گیا کہ یہ پڑھ کر دم (رقیہ) کرنے کی سورت ہے۔ اس مال کے حصے کر لو۔ میرا بھی ایک حصہ نکالنا۔ مسلم کی بعض روایتوں میں ہے کہ دم کرنے والے سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ہی تھے۔

مسلم اور نسائی میں حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک مرتبہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے کہ اوپر سے ایک زور دار دھماکے کی آواز آئی۔ جبرائیل علیہ السلام نے اوپر دیکھ کر فرمایا آج آسمان کا وہ دروازہ کھلا ہے جو پہلے کبھی نہیں کھلا تھا۔ پھر وہاں سے نبی اکرم ﷺ کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے خوش ہو جائیے۔ دو نور آپ ﷺ کو ایسے دیئے گئے ہیں کہ آپ ﷺ سے پہلے کسی نبی ﷺ کو نہیں دیئے گئے۔ سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی آخری آیتیں' ایک ایک حرف ان میں سے نور ہے۔ صحیح مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنی نماز میں ام القرآن نہ پڑھے اس کی نماز ناقص ہے' ناقص ہے' ناقص ہے' پوری نہیں ہے۔

تفسیر سورہ فاتحہ:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس سورت کا نام سورہ فاتحہ ہے۔ فاتحہ کہتے ہیں شروع کرنے کو چونکہ قرآن کریم میں سب سے پہلے یہی سورت لکھی ہے۔ اس لئے اسے سورۃ فاتحہ کہتے ہیں اور اس لئے بھی کہ نماز میں قرأت بھی اسی سے شروع ہوتی ہے۔ اس کا نام ام الکتاب بھی ہے۔

سورہ فاتحہ کے نام:

ام الکتاب! ام الکتاب اس سورت کا نام اس لئے ہے کہ قرآن کریم کی کتابت اسی سے شروع ہوتی ہے۔ (صحیح بخاری)

ام القرآن! قرآن عظیم' اس سورت کا نام سورت الحمد اور سورۃ صلوٰۃ بھی ہے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے میں نے صلوٰۃ کو (یعنی سورہ فاتحہ کو) اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھوں آدھ تقسیم کر دیا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ سورہ فاتحہ کا نام صلوٰۃ بھی ہے۔ اس لئے کہ اس سورہ کا نماز میں پڑھنا شرط ہے۔ اس سورہ کا نام سورت شفاء بھی ہے۔ سورہ فاتحہ ہر زہر کی شفا ہے اور اس کا نام سورۃ الرقیہ بھی ہے۔

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے جب سانپ کے کاٹے ہوئے شخص پر اس سورت کو پڑھ کر دم کیا اور وہ اچھا ہو گیا۔ تب حضور ﷺ نے ان سے فرمایا تھا' تمہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ یہ رقیہ ہے۔ یعنی پڑھ کر پھونکنے کی سورت ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ اسے اساس القرآن کہتے تھے یعنی قرآن کی جڑ اور نیو...... یحییٰ بن کثیر کہتے ہیں کہ اس کا نام کافیہ بھی ہے۔ اس لئے کہ یہ اپنے ماسوا سے کفایت کرتی ہے اور دوسری کوئی سورۃ اس سے کفایت نہیں کرتی۔ اسے سورہ صلوٰۃ اور سورۃ الکنز بھی کہا گیا ہے۔ سبع مثانی بھی اس کا نام ہے۔

کلمات:

اس سورۃ کے کلمات پچیس ہیں۔

حروف ایک سو تیرہ ہیں۔

بعض سلف کا فرمان ہے کہ سارے قرآن کا راز سورۃ فاتحہ میں ہے اور پوری سورت کا راز اس آیت ایاک نعبد وایاک نستعین میں ہے۔ آیت کے پہلے حصے میں شرک سے بیزاری کا اعلان ہے اور دوسرے جملے انسان کا اپنی طاقتوں اور قوتوں کا انکار ہے اور اللہ عزوجل کی طرف اپنے تمام کاموں کی سپردگی ہے۔

اھدنا الصراط المستقیم

ہمیں سیدھی راہ دکھا۔

اب پہلے تو انسان اللہ کی تعریفیں، عظمتیں، بڑائیاں اور کبریائی بیان کرتا ہے پھر اللہ سے سوال کرتا ہے کہ اے اللہ ہمیں سیدھی راہ دکھا۔

امام ابوجعفر ابن جریر فرماتے ہیں مراد اس سے واضح اور صاف راستہ ہے جو کہیں سے ٹیڑھا نہ ہو۔

اس کی بہت سی تفسیریں منقول ہیں اور ان سب کا خلاصہ ایک ہے وہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی اور تابعداری ہے۔ ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ صراط مستقیم کتاب اللہ ہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صراط مستقیم سے مراد اسلام ہے جو ہر اس چیز سے جو آسمان اور زمین کے درمیان ہے وسعت والا ہے۔

مسند احمد کی ایک حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی ایک مثال بیان کی کہ اس کے دونوں طرف دو دیواریں ہیں۔ ان میں کئی ایک کھلے ہوئے دروازے ہیں اور دروازوں پر پردے لٹک رہے ہیں۔ صراط مستقیم کے دروازے پر ایک پکارنے والا مقرر ہے جو کہتا ہے کہ اے لوگو! تم سب کے سب اسی سیدھی راہ پر چلے جاؤ۔ ٹیڑھی ترچھی ادھر ادھر کی راہوں پر نہ لگ جاؤ۔ ایک پکارنے والا اس راستے کے اوپر ہے۔ جب کوئی شخص ان دروازوں میں سے کسی کو کھولنا چاہتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ خبردار اسے نہ کھولنا اگر کھولا تو اسی راستے پہ لگ جائے گا اور سیدھی راہ سے ہٹ جائے گا...... پس صراط مستقیم تو اسلام ہے اور دیواریں۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَo

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے اور افضل دعا الحمد للہ ہے۔ (حسن)

الحمد میں الف لام استغراق کا ہے۔ یعنی حمد کی ہر جنس اور قسم سب کی سب صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ثابت ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ باری تعالیٰ تیرے ہی لئے تمام تعریفیں ہیں اور تمام بادشاہی تیری ہی ہے۔ تیرے ہاتھ تمام بھلائیاں اور تمام کام تیری ہی طرف لوٹتے ہیں۔

الرحمن الرحیم

وہ رحمٰن اور رحیم ہے۔

رحمٰن سے مراد دنیا اور آخرت میں رحم کرنے والا اور رحیم سے مراد آخرت میں رحم کرنے والا ہے۔

ترمذی کی صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں رحمٰن ہوں میں نے رحم کو پیدا کیا اور اپنے ناموں میں سے ہی اس کا نام مشتق کیا۔ اس کے ملانے والے کو میں ملاؤں گا اور اس کے توڑنے والے کو میں توڑوں گا۔ ابن المبارک فرماتے ہیں رحمٰن اسے کہتے ہیں کہ جب اس سے جو مانگا جائے عطا فرمائے اور رحیم وہ ہے کہ جب اس سے نہ مانگا جائے وہ غضبناک ہو۔

ملک یوم الدین

قیامت کے دن کا مالک ہے۔ (جزا و سزا کا دن)

اس دن تو ملکیت کا کوئی دعویدار بھی نہ ہوگا بلکہ بغیر اس حقیقی مالک کی اجازت کے کوئی زبان تک نہ ہلا سکے گا۔ جیسے فرمایا جس دن روح اور فرشتے صف بستہ کھڑے ہوں گے اور کوئی کلام نہ کر سکے گا یہاں تک کہ رحمٰن اسے اجازت دے اور وہ ٹھیک بات کہے۔ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا کہ سب آوازیں رحمٰن کے سامنے پست ہوں گی اور سوا

> **رحمٰن اسے کہتے ہیں کہ جب اس سے جو مانگا جائے عطا فرمائے اور رحیم وہ ہے کہ جب اس سے نہ مانگا جائے وہ غضبناک ہو (ابن المبارک)**

گنگناہٹ کے کچھ نہ سنائی دے گا۔ کوئی بغیر اجازت کے کلام نہ کر سکے گا۔ بعض ان میں سے بدبخت ہوں گے، بعض سعادت مند، ہر نیکی پر جزا اور برائی پر سزا دی جائے گی مگر جس سے رب چاہے حساب نہ لے۔

ایاک نعبدو ایاک نستعین

ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ کسی کی رضا کے لئے انتہائی تذلل و عاجزی اور کمال خشوع کا اظہار اور بقول ابن کثیر شریعت میں کمال محبت، خضوع اور خوف کے مجموعے کا نام ہے۔

اللہ کی حدیں ہیں اور کھلے ہوئے دروازے اللہ کی حرام کردہ چیزیں ہیں اور دروازے پر پکارنے والا قرآن کریم ہے اور راستے کے اوپر سے پکارنے والا وہ کھٹکا ہے جو ہر ایماندار کے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور واعظ کے ہوتا ہے۔ یہ حدیث ابن ابی حاتم، ترمذی، نسائی میں بھی ہے۔

صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین

ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا۔ نہ ان کی راہ جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کی۔

انعام یافتہ لوگ

۱۔ انبیاء ۲۔ صدیقین

۳۔ شھداء ۴۔ صالحین

مطلب یہ ہے کہ اللہ تو مجھے ان فرشتوں، نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کی راہ پر چلا۔ جن پر تو نے اپنی اطاعت وعبادت کی وجہ سے انعام نازل فرمایا۔ یہ وہی لوگ تھے جو ہدایت اور استقامت والے تھے۔ اللہ، رسول کے اطاعت گزار اس کے حکموں پر عمل پیرا ہونے والے اس کے منع کیے ہوئے کاموں سے رک رہنے والے تھے۔

مغضوب لوگ:

اللہ ان کی راہ سے بچا جن پر غصہ کیا گیا، جن کے ارادے فاسد ہو گئے، حق کو جان کر پھر اس سے ہٹ گئے اور گم گشتہ راہ لوگوں کے طریقے سے بھی ہمیں بچالے جو مارے مارے پھرتے ہیں۔ راہ سے بھٹکے ہوئے حیران و سرگرداں ہیں۔

یہاں پر مغضوب سے مراد یہود اور ضالین سے مراد نصاریٰ ہیں۔ یہودیوں نے کہا عزیز علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔ عیسائی جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنا رکھا تھا۔

نماز میں آمین کہنا:

نبی ﷺ نے فرمایا تم امین کہو یہودی جتنا تمہارے سلام سے اور امین سے چڑتے ہیں اتنا کسی سے نہیں چڑتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا کہنا ہے کہ نمازی خواہ اکیلا ہو خواہ مقتدی ہو خواہ امام، ہر حالت میں امین کہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام آمین کہے تم بھی آمین کہو۔ جس کی امین فرشتوں کی آمین سے مل جائے اس کے تمام اگلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

مسلم شریف میں ہے کہ تم میں سے جب کوئی آمین کہتا ہے اور فرشتے آسمان میں آمین کہتے ہیں اور ایک کی آمین دوسرے کی آمین سے موافقت کر جاتی ہے، موافقت کا مطلب قبولیت میں موافق ہونا یا اخلاص میں۔

ابن ماجہ کی ایک حدیث میں ہے کہ آمین کی آواز سے مسجد گونج اٹھتی تھی۔ یعنی نبی ﷺ بلند اور دراز آواز سے آمین کہتے، مقتدی بھی کہتے۔ امین، قبول فرما

کریلے کی کڑواہٹ دور کرنا:

کریلے فریزر میں دو دن رکھ کر فریز کرلیں۔ جب پکانے ہوں تو نکال کر 5 منٹ کے لئے رکھ دیں اور پھر چھیل لیں۔ 10 منٹ بعد اسے کاٹ کر بیج وغیرہ نکال لیں اور اچھی طرح صاف کریں اور نمک لگا کر آدھے گھنٹے کے لئے رکھ دیں۔ اب اسے مسل کر دھوئیں اور پکائیں کڑواہٹ بالکل نہیں رہے گی۔

محرم الحرام
فضیلت اور مروجہ رسومات و بدعات

آصف عثمانی مدرس جامعۃ الدعوۃ الاسلامیہ مریدکے

ان الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبی بعده اما بعد: فرمان الٰہی ہے۔

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ(التوبہ:۳۶)

مہینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک کتاب اللہ میں بارہ ہے۔ اسی دن سے جب سے اس نے آسمان وزمین کو پیدا کیا۔ ان میں چار مہینے ادب واحترام والے ہیں۔ یہی سیدھا و درست دین ہے۔ تم ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو اور تم تمام مشرکوں سے جہاد کرو جیسے کہ وہ سب تم سے لڑتے ہیں اور جان رکھو! کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔

مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہے۔ جن میں سے چار حرمت والے ہیں اس بات کی وضاحت نبی کریم ﷺ نے یوں فرمائی

إِنَّ الزَّمَانَ قَدْ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللَّهُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ

زمین وآسمان کی تخلیق کے دن سے زمانہ گردش میں ہے۔ سال بارہ مہینوں کا ہے جن میں سے چار حرمت والے ہیں۔ تین مسلسل ہیں۔ ذوالقعدہ' ذوالحجہ اور محرم جبکہ ایک مہینہ رجب ہے۔

(صحیح البخاری کتاب بدء الخلق باب ما جاء فی سبع ارضین حدیث نمبر (۳۱۹۷) صحیح مسلم: کتاب القسامۃ والمحاربین باب تغلیظ الدماء والاعراض والاموال (۴۳۸۳)

ان مہینوں کو حرمت والا اس لئے کہتے ہیں کہ ان میں ہر ایسے کام سے جو فتنہ وفساد اور امن عامہ کی خرابی کا باعث ہو بالخصوص منع فرمادیا ہے۔ مثلاً آپس میں لڑائی جھگڑا اور ظلم زیادتی وغیرہ نافرمانی کے کام کر کے اپنی جانوں پر ظلم کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ ان حرمت والے مہینوں میں قتال کر کے ان کی حرمت پامال کر کے اللہ کی نافرمانی کا ارتکاب نہ کرو۔ ہاں اگر کفار ان مہینوں میں بھی تمہیں لڑنے پر مجبور کردیں تو لڑائی کرنا درست ہی نہیں بلکہ فرض بھی ہے جیسا کہ موجودہ دور میں ہر جگہ مسلمانوں پر کفار کی یلغاریں ہو رہی ہیں تو اس صورت میں حرمت والے مہینوں میں بھی لڑنا ضروری ہو جاتا ہے۔

محرم الحرام کی فضیلت:

ماہ محرم الحرام اسلامی سن ہجری کا پہلا مہینہ ہے جس کی بنیاد نبی کریم ﷺ کے واقعہ ہجرت پر ہے اس اسلامی سن کا تقرر اور آغاز استعمال ۱۸ ہجری میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوا۔ اس لحاظ سے یہ مہینہ تاریخی اہمیت کا حامل ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا شہادت حسین رضی اللہ عنہ کا اس مہینے کی حرمت سے کوئی تعلق ہے؟ خیال رہے کہ اس مہینے کی حرمت کا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے واقعہ شہادت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ مہینہ اس لئے قابل احترام ہے کہ اس میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ دلگداز پیش آیا۔ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ یہ واقعہ شہادت تو نبی کریم ﷺ کی وفات سے پچاس سال بعد پیش آیا جبکہ اس بات سے ہر مسلمان بخوبی واقف ہے کہ دین اسلام نبی کریم ﷺ کی زندگی ہی میں مکمل ہو گیا تھا۔ فرمان الٰہی ہے۔

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا(المائدہ ۳)

آج میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کردیا اور تم پر اپنا انعام کامل کردیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضا مند ہو گیا ہوں۔

تکمیل دین کے بعد کوئی ایسا کام کرنا جس کا نہ تو شریعت اسلامیہ سے کوئی تعلق ہو اور نہ نبی کریم ﷺ سے کوئی نسبت ہو' سراسر غلط اور ناجائز ہے۔ اس لئے یہ تصور اس آیت قرآنی کے سراسر خلاف ہے۔ پھر خود اسی مہینے میں اس سے بڑھ کر ایک اور واقعہء شہادت' پیش آیا تھا یعنی یکم محرم کو خلیفہ ثانی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ اگر بعد میں ہونے والی ان شہادتوں کی شرعاً کوئی حیثیت ہوتی تو شہادت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس لائق تھی کہ اہل اسلام اس کا اعتبار کرتے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ایسی تھی کہ اس کی یاد منائی جاتی جبکہ یہ تمام واقعات تکمیل دین کے بعد پیش آئے ہیں۔ نہ تو نبی ﷺ کا یوم وفات صحابہ نے کبھی منایا اور نہ باقی خلفاء وصحابہؓ کا یوم شہادت منایا گیا۔ اس لئے ان شخصیات کی یاد میں مجالس عزا اور محافل قائم کرنا دین میں اضافہ کرنا ہے جس کی قطعاً اجازت نہیں۔

> ماہ محرم کی بے حرمتی یوں بھی کی جاتی ہے کہ شہادت حسین اور واقعات کربلا کے حوالے سے پیشہ ور خطیب بازاروں' دوکانوں' ریڈیو' ٹی وی اور دیگر مجالس میں لوگوں کے سامنے جھوٹی اور من گھڑت وخود ساختہ داستانیں اور قصے' بڑی رنگ آمیزی سے بیان کرتے ہیں

محرم الحرام میں مسنون عمل:

ماہ محرم میں مسنون عمل بالخصوص روزے ہیں۔ نبی کریم

ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ ماہ محرم میں بکثرت روزے رکھتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس مہینے میں روزے رکھنے کی ترغیب دلاتے جیسا کہ حدیث نبوی میں رمضان کے علاوہ نفلی روزوں میں محرم کے روزوں کو افضل قرار دیا گیا ہے فرمان نبوی ہے (افضل الصیام بعد رمضان شهر الله المحرم) ماہ رمضان کے بعد افضل ترین روزے اللہ کے مہینے محرم کے روزے ہیں۔ (صحیح مسلم کتاب الصیام باب فضل صوم المحرم (حدیث ۱۱۶۳۔ (۲۷۵۵)

محرم کا شہادت حسین سے کچھ تعلق واسطہ نہیں ہے کیونکہ یہ واقعہ تو نبی ﷺ کی وفات سے پچاس سال بعد رونما ہوا اور دین نبی ﷺ کی وفات سے پہلے ہی مکمل ہو چکا تھا

عاشوراء محرم کے روزے کی فضیلت:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَوَجَدَ الْيَهُودَ صِيَامًا يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هَذَا الْيَوْمُ الَّذِي تَصُومُونَهُ فَقَالُوا هَذَا يَوْمٌ عَظِيمٌ أَنْجَى اللَّهُ فِيهِ مُوسَى وَقَوْمَهُ وَغَرَّقَ فِرْعَوْنَ وَقَوْمَهُ فَصَامَهُ مُوسَى شُكْرًا فَنَحْنُ نَصُومُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَحْنُ أَحَقُّ وَأَوْلَى بِمُوسَى مِنْكُمْ فَصَامَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ

نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے اور یہود کو عاشوراء (دس محرم) کا روزہ رکھتے ہوئے پایا۔ آپ نے ان سے کہا' یہ کون سا دن ہے جس کا تم روزہ رکھتے ہو۔ انہوں نے کہا' یہ بڑا عظیم دن ہے۔ اللہ نے اس دن موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی۔ فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا تو موسیٰ علیہ السلام نے شکرانے کے طور پر روزہ رکھا۔ اس لئے ہم بھی اس دن روزہ رکھتے ہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہم تم سے زیادہ حق رکھتے ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ قریب ہیں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس دن روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم فرمایا: (صحیح مسلم : کتاب الصیام۔ باب صوم یوم عاشوراء حدیث / ۱۱۳۰ (۲۶۵۸) مسند احمد ۲ / ۳۶۰)

اسی طرح بالخصوص یوم عاشوراء کی فضیلت بتلاتے ہوئے فرمایا (يكفر السنة الماضية) وہ پچھلے ایک سال کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (صحیح مسلم: کتاب الصیام باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام حدیث / ۱۱۶۲)

لیکن بعد میں نبی کریم ﷺ کو خبر ملی کہ یہود اب بھی اس دن کی تعظیم میں روزہ رکھتے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(لَئِنْ بَقِيتُ إِلَى قَابِلٍ لَأَصُومَنَّ التَّاسِعَ)

اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو میں ضرور ۹ تاریخ کا روزہ رکھوں گا" (صحیح مسلم: کتاب الصیام باب ای یوم یصام فی عاشوراء؟ حدیث / ۱۱۳۴) لیکن ماہ محرم سے پہلے ہی آپ ﷺ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

حدیث لئن بقیت الی قابل کے راوی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول مصنف عبدالرزاق اور بیہقی میں موجود ہے جس سے یہی مفہوم بنتا ہے کہ ۹ اور ۱۰ محرم دونوں روزے رکھنے چاہئیں تو محدثین کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ راوی حدیث کا اس روایت سے اخذ واستنباط زیادہ معتبر ہے تو ۹' ۱۰ محرم دونوں کے روزے رکھنے صحیح و درست ہیں۔

۱۔ ۱۰ محرم کا روزہ آپ ﷺ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے نجات پانے کی خوشی میں رکھا تھا اور صحیح حدیث میں واضح طور پر اعلان کیا فنحن احق واولى بموسى منكم اور اس امر سے آپ کی دستبرداری مروی نہیں لہٰذا اس اعتبار سے ۱۰ محرم کا روزہ بہر حال مسنون ہے۔

۲۔ کسی دن کی تاریخی حیثیت کو بدلا نہیں جا سکتا بصورت دیگر اس کی مقررہ فضیلت و ثواب سے محروم ہونا لازم آتا ہے۔

قابل عمل صورت:

عاشورا محرم کے روزے سے فیض یاب ہونے والے کے لئے درج ذیل صورت قابل عمل ہے۔ عاشوراء (دس محرم کے روزے سے پہلے ۹ نو محرم کا روزہ۔ یہ افضل صورت ہے یا ۱۰ محرم کے ساتھ "۱۱ محرم کا روزہ یا ۹۔ ۱۰ اور ۱۱ محرم پے در پے تین روزے رکھ لئے جائیں۔

ماہ محرم اور مروجہ بدعات ورسومات:

واقعہ کربلا نبی کریم ﷺ کی وفات اور دین محمدی ﷺ کی تکمیل کے تقریباً ۵۰ سال بعد پیش آیا۔ ایک تاریخی سانحہ ہے لیکن واقعہ شہادت حسین رضی اللہ عنہ کی وجہ سے شیطان کو بدعتوں اور ضلالتوں کے پھیلانے کا موقعہ مل گیا چنانچہ کچھ لوگ ماہ محرم کا چاند نظر آتے ہی اور بالخصوص دس محرم میں نام نہاد محبت کی بنیاد پر سیاہ کپڑے زیب تن کرتے ہیں۔ سیاہ جھنڈے بلند کرتے ہیں۔ نوحہ وماتم کرتے ہیں۔ تعزیے اور تابوت بناتے ہیں۔ منہ پیٹتے اور روتے چلاتے ہیں۔ بھوکے پیاسے رہتے ہیں۔ ننگے پاؤں پھرتے ہیں۔ گرمی ہو یا سردی' جوتا نہیں پہنتے۔ نوحہ اور مرثیے پڑھتے ہیں۔ عورتیں بدن سے زیورات اتار دیتی ہیں۔ ماتمی جلوس نکالے جاتے ہیں۔ زنجیروں اور چھریوں سے خود کو زخمی کیا جاتا ہے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور دیگر شہداء کی نیاز کا شربت بنایا جاتا ہے۔ پانی کی سبیلیں لگائی جاتی ہیں۔ (حالانکہ اس دن روزہ رکھنا نبی کا مسنون اور افضل عمل ہے جیسا کہ پیچھے مذکور ہے) عاشوراء محرم کے دوران خوشی کی تقاریب نہ کرنا (جبکہ شریعت محمدی میں اس کی کوئی ممانعت نہیں ورنہ باقی سارا سال بھی دیگر جید صحابہ کی شہادت کے سوگ مناتے گزر جائے گا) شہادت کا سوگ ہر سال منانا یہی نہیں بلکہ عظیم صحابہ واسلاف کو گالیاں دینا۔ طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا اور دیگر مختلف قسم کی خود ساختہ خرافات ان صحابہ واسلاف کی طرف منسوب کرنا اور ان بے گناہ لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لینا جو دین اسلام کے اولین راوی ہیں' جن کے بغیر دین اسلام کا کوئی شعبہ مکمل نہیں ہوتا' جنہیں واقعات شہادت سے دور و نزدیک کا بھی کوئی تعلق نہیں تھا۔ پھر واقعہ شہادت کی جو کتابیں پڑھی جاتیں ہیں۔ وہ زیادہ تر اکاذیب واباطیل کا مجموعہ ہیں جن کا مقصد فتنہ وفساد کے نئے دروازے کھولنا اور امت میں پھوٹ ڈالنا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ یہ تمام بدعات وخرافات ایک خاص مذہب کی ترویج و تبلیغ اور اس کو سہارا دینے کے لئے ایک سوچی سمجھی پلاننگ کا نتیجہ ہیں۔ جن کی ادائیگی میں امن عامہ قائم نہیں رہ سکتا جیسا کہ سب جانتے ہیں اسلام امن و آشتی کا دین ہے۔ دیکھا دیکھی' ہمارے اہل سنت بھائیوں نے بھی اس نسبت سے ایسے کام شروع کر دیئے جن کا شریعت اسلامیہ میں کوئی وجود نہیں جو سراسر بدعات وضلالت پر مبنی امور ہیں جن کی دین اسلام قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ یہ حضرات اپنے زعم میں اس مہینے کا احترام کرتے ہوئے اس کی تقدیس واحترام کو پامال کر دیتے ہیں اور ثواب حاصل کرنے کی

تم نے اسلام کو بدل ڈالنے والی بہت سی رسمیں اپنا رکھی ہیں مثلاً تم دسویں محرم کو باطل قسم کے اجتماع کرتے ہو کئی لوگوں نے اس دن کو نوحہ وماتم کا دن بنا لیا ہے...... کیا ہوا جو حسینؓ اس دن مظلومانہ شہید کئے گئے تو وہ کونسا دن ہے جس دن کوئی نہ کوئی اللہ کا نیک بندہ فوت نہیں ہوا۔ شاہ ولی اللہؒ

بجائے گناہوں کا بوجھ اپنے اوپر مسلط کر لیتے ہیں اور گنہگار بن کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نافرمانوں کی لسٹ میں اپنا نام درج کروالیتے ہیں۔ زیر نظر مضمون میں نیک نیتی کی بنا پر انہی بدعات وخرافات سے نقاب کشائی کی گئی ہے تاکہ حقیقت حال سے عام واقفیت رکھنے والے ہمارے بھائی اصل حقیقت سے روشناس ہو جائیں اور اہل ایمان کا لباس تقوی اور ان کی ردائے ایمان ان منحوس کانٹوں میں الجھنے نہ پائے اور ان کا یہ نورانی لباس بفضل اللہ تعالی ہمیشہ کے لئے ایسے بدنما سیاہ داغ دھبوں سے محفوظ رہے۔ کسی فرقہ وگروہ کی دل آزاری قطعاً مقصود نہیں البتہ جو کوئی قرآن وسنت کی زد میں آجائے' اس کو اپنے بارے میں خود سوچنا چاہئے۔ اپنے انداز فکر کو قرآن وسنت کے مطابق تبدیل کرنا چاہئے کہ اسی میں دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔

ماہ محرم الحرام میں عام دستور ورواج کے مطابق شہادت حسین رضی اللہ عنہ اور واقعات کربلا کے حوالہ سے' بازاروں دوکانوں' ریڈیو' ٹی وی اور دیگر مجالس میں لوگوں کے سامنے مکذوبہ' موضوعہ اور ضعیفہ من گھڑت خود ساختہ داستانیں اور قصے بڑی رنگ آمیزی سے بیان کئے جاتے ہیں جس میں وہ خود بھی روتے ہیں اور سننے والوں کو بھی رلاتے ہیں۔ ذاکرین تو اس ضمن میں جو کچھ کرتے ہیں' وہ کسی پہ مخفی نہیں لیکن بد قسمتی سے بہت سے اہل سنت کے واعظین خوش گفتار اور خطیب حضرات گرمئ محفل اور عوام سے داد وتحسین وصول کرنے کیلئے ان واقعات کا تذکرہ کرتے ہیں جو ذاکرین کی مخصوص ایجاد اور ان کی انفرادیت کے غماز ہیں۔ سنی عوام گریہ وزاری آہ وبکاء کا وہی منظر پیش کرتے ہیں جو ان کی مجالس سے زیادہ مختلف نہیں ہوتا۔ سب سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ جو لوگ کربلا کا فسانہ اور شہید مظلوم کی خود ساختہ داستانیں اور ان پر پانی بند ہونے کے جھوٹے قصے لوگوں کو سنتے سناتے ہیں' وہی محرم کے مہینے شربت کے مٹکے اور قسم قسم کے گانوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ شہادت تو ایک انمول اعزاز کو کہتے ہیں جس پر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ فائز ہوئے۔ شہید زندہ ہوتا ہے نہ کہ مردہ۔

ہمارے بہت سے سنی بھائی' بہن رافضی حضرات کی دیکھا دیکھی بھی اور کچھ ان کے وسیع پروپیگنڈے کے شکار ہو کر بھی درج ذیل بدعات کا ارتکاب کرتے ہیں۔

یہود کے دسویں محرم کے روزہ رکھنے پر نبی ﷺ نے ان سے وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا اللہ نے اس دن موسیٰ اور ان کی قوم کو نجات دی تھی تو (اس خوشی میں) شکرانے کے طور پر موسیٰ علیہ السلام نے روزہ رکھا تو آپ ﷺ نے بھی اس دن روزہ رکھا اور اس کا حکم بھی جاری کیا

۱۔ مجالس شہادت جن میں سنی عوام گریہ وزاری کا وہی منظر پیش کرتے ہیں جو مجالس روافض سے زیادہ مختلف نہیں ہوتا۔

۲۔ ریڈیو۔ ٹی وی اور دیگر مجالس میں سنی گویے نوحے اور مرثیے پڑھتے ہیں۔

۳۔ محرم کی دس تاریخ کو چولہے اوندھے کر دیے جاتے ہیں۔

۴۔ بیاہی عورتیں یوم عاشورا اپنے اپنے میکے میں گزارتی ہیں۔

۵۔ زیورات کا پہننا شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے غم میں ترک کر دیتی ہیں۔

اس کے علاوہ توہم پرست لوگوں نے اور بھی بہت سے باطل خیال قائم کر لئے ہیں۔ مثلاً مہینہ کے پہلے دس دنوں میں اگر کوئی اپنی بیوی سے ہم بستری کرے گا تو اولاد منحوس ہوگی یا ناقص العقل ہوگی۔ شادی ہو تو مبارک نہ ہوگی۔ کچھ اس قسم کا خیال عرب کے جاہل لوگوں کا تھا۔ وہ ماہ شوال کے مہینہ کو منحوس سمجھتے اور اس میں شادی نہیں کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے اس خیال باطل کو توڑنے کے لئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی ماہ شوال میں کی اور رخصتی بھی اسی مہینے میں ہوئی۔ اسلام میں اس قسم کی مشقتوں کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ دوسری طرف ایسے حضرات کو عاشوراء محرم کے دوران شادیاں بھی کرنی چاہئیں جیسا کہ ان کے بیان کردہ افسانوں کے مطابق سیدنا قاسم کی مہندی میدان کربلا میں عاشورا کی شب لائی گئی تھی جبکہ معلوم ہونا چاہئے کہ دولہا اور دلہن کی رسم مہندی ایک خالصتاً ہندی رسم ہے۔ عرب کے علاقوں میں آج بھی مہندی نام کی کوئی رسم نہیں پائی جاتی۔ اسلام میں کسی بھی شخص کی موت یا شہادت پر تین دن سے زیادہ کا سوگ نہیں۔ ماسوائے بیوہ عورتوں کے۔ وہ اپنے خاوندوں کی اموات وشہادت پر چار ماہ دس دن سوگ کے لئے زیب وزینت کو ترک کرتی ہیں لیکن اس سوگ کا ہر سال اعادہ نہیں کرتیں۔

ماہ محرم کے حوالہ سے ایک اور کام جس کا قرآن وحدیث میں کوئی ثبوت نہیں ہے' کونڈے' ٹھوٹھیاں بھرنا ہے' معلوم نہیں اس چیز کا شہادت حسین رضی اللہ عنہ سے کیا تعلق ورشتہ ہے دس محرم کا سورج طلوع ہوتے ہی عورتیں اور مردان کونڈوں میں لسی یا دودھ ڈالتے ہیں ٹھوٹھیوں میں حلوہ یا کھیر بھرتے ہیں اور بچوں میں بانٹنا شروع کر دیتے ہیں۔ کچھ حضرات مٹی کے کچے پیالے لے کر ان میں کھیر ڈال کر بانٹتے ہیں۔ کچھ حلیم کی دیگیں پکا کر تقسیم کرتے ہیں۔ ماہ محرم میں ایک اور خلاف شرع کام یہ کیا جاتا ہے کہ محرم کے آغاز سے ہی قبروں کی لیپا پوتی کا کام شروع ہو جاتا ہے۔ جوں جوں ۱۰ محرم قریب آتا جاتا ہے' قبرستانوں میں رونق کے اندر اضافہ ہو جاتا ہے۔ ۱۰ محرم کا سورج طلوع ہوتے ہی لوگ جوان بہو' بیٹیوں کو لے کر قبرستانوں کی جانب نکل پڑتے ہیں۔ پھولوں اور اگربتیوں کے سٹال لگائے جاتے ہیں۔ قبروں کی لیپا پوچی کی جاتی ہے۔ ان پر مرد وزن اکٹھے مٹی ڈالتے ہیں۔ جس سے کئی ایک غیر شرعی قباحتیں لازم آتی ہیں مثلاً بے پردگی' محرم کے بغیر گھر سے نکلنا وغیرہ۔ پھر مٹی ڈالنے کے بعد قبر پر کھڑے ہو کر شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے اگر کوئی مٹی ڈالنے کے بعد شیرینی تقسیم نہ کرے تو قبر والے پر بوجھ رہتا ہے۔ یہ سب من گھڑت اور بدعات وخرافات پر مبنی افعال ہیں۔ قبروں کی زیارت کا حکم تو نبی ﷺ نے اس لئے دیا ہے کہ اس سے آخرت کی یاد تازہ ہوتی رہے۔ اگر وہاں پر اس قدر پر رونق سماں پیدا کیا جائے تو بلاشبہ یہ شرعی مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ اور شریعت اسلامیہ نے قبروں کی زیارت کے لئے کوئی خاص دن بھی مقرر نہیں کیا لہٰذا کسی خاص دن میں زیارت کو مقید کر دینا بھی شریعت اسلامیہ کے منافی عمل ہے۔ دنیا میں جنت البقیع بہترین قبرستان ہے۔ دور نبوی ﷺ یا دور صحابہ رضی اللہ عنہم میں کبھی وہاں دس محرم کو اس طرح میلہ نہیں لگایا گیا اور نہ مٹی اور پھول ڈالنے کا اہتمام کیا گیا۔

رسومات محرم پر سلف علماء کرام رحمہم اللہ کا تبصرہ:

۱۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ترجمہ اے بنی آدم تم نے اسلام کو بدل ڈالنے والی بہت سی رسمیں اپنا رکھی ہیں مثلاً تم دسویں محرم کو باطل قسم کے اجتماع کرتے ہو۔ کئی لوگوں نے اس دن کو نوحہ وماتم کا دن بنا لیا ہے حالانکہ اللہ تعالی کی مشیت سے حادثے ہمیشہ رونما ہوتے ہی رہتے ہیں۔ اگر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اس دن (مظلوم شہید کے طور پر) قتل کئے گئے تو وہ کون سا دن ہے جس میں کوئی نہ کوئی اللہ کا نیک بندہ فوت نہیں ہوا (لیکن تعجب کی بات ہے کہ) انہوں نے اس سانحہ شہادت مظلومانہ کو کھیل کود کی چیز بنا لیا۔ تم نے ماتم کو عید کے تہوار کی طرح بنا لیا۔ گویا اس دن زیادہ کھانا پینا فرض ہے اور نمازوں کا تمہیں کوئی خیال نہیں جو فرض عین ہے۔ ان کو تم نے ضائع کر دیا۔ یہ لوگ ان ہی من گھڑت کاموں میں مشغول رہتے

ہیں۔ نمازوں کی توفیق ان کو ملتی ہی نہیں۔ (بحوالہ تفہیمات الالٰہیہ ۱/ تفہیم:۶۹/ ۲۸۸۔ طبع حیدر آباد سندھ ۱۹۷۰ء)

۲۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ۳۵۴ ہجری کے واقعات میں ماتمی جلوسوں کے سلسلے میں لکھتے ہیں۔

ترجمہ: یہ (ماتمی مجالس وغیرہ) کی رسمیں اسلام میں ان کی کوئی ضرورت نہیں۔ واقعتاً اگر یہ اچھی چیز ہوتی تو خیر القرون اور اس امت کے ابتدائی اور بہتر لوگ اس کو ضرور کرتے۔ وہ اس کے سب سے زیادہ اہل تھے۔ (بات یہ ہے) کہ اہل سنت (سنت نبویؐ کی) اقتداء کرتے ہیں۔ اپنی طرف سے بدعتیں نہیں گھڑتے۔ (البدایہ والنہایہ ۱۱/ ۲۷۱)

شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ نے اپنی کتاب صراط مستقیم صفحہ ۵۹ پر تحریر فرمایا ہے۔ (فارسی عبارت کا خلاصہ یہ ہے)

پاک وہند میں تعزیہ سازی کی جو بدعت رائج ہے یہ شرک تک پہنچا دیتی ہے کیونکہ تعزیے میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کی شبیہ بنائی جاتی ہے اور پھر اس کو سجدہ کیا جاتا ہے اور وہ سب کچھ کیا جاتا ہے جو بت پرست اپنے بتوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ اور ان معانی میں یہ پورے طور پر بت پرستی ہے۔ (اعاذنا اللہ منہ)

امام احمد رضا خان صاحب بریلوی

ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وخلفائے مرسلین ذیل میں۔ ۱۔ بعض اہل سنت وجماعت عشرہ محرم میں نہ تو دن بھر روٹی پکاتے ہیں اور نہ جھاڑو دیتے ہیں اور کہتے ہیں بعد دفن تعزیہ روٹی پکائی جائے گی۔

۲۔ ان دس دنوں میں کپڑے نہیں بدلتے۔ ۳۔ ماہ محرم میں کوئی شادی بیاہ نہیں کرتے۔ ۴۔ ان ایام میں سوائے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کے کسی کی نیاز فاتحہ نہیں دلاتے۔ یہ جائز ہے یا ناجائز۔ (بینوا توجروا)

جواب: پہلی تینوں باتیں سوگ ہیں سوگ حرام ہے اور چوتھی بات جہالت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (حوالہ احکام شریعت مسئلہ نمبر ۱۵۰۔ محرم الحرام (۱۳۲۸ھ)

دعوت فکر:

مکرم ومحترم قارئین! یہ قانون فطرت ہے کہ ہر ایک چیز نے فنا ہونا ہے اور ہر ایک متنفس چیز نے موت کا منظر دیکھنا ہے اور اس سے کسی کو انکار نہیں خواہ کوئی نبی ہو یا ولی۔

الموت کاس کل ناس شاربوها
والقبر باب کل ناس داخلوها

لیکن بعض اموات ایسی ہولناک اور پریشان کن ہوتی ہیں کہ جن کے حزن وملال کی داستان الفاظ سے نہیں بیان کی جا سکتی اور ایسے اندوہناک حادثات کے احساس وشعور کو تعبیر کرنے سے زبان وقلم عاجز ہوتے ہیں صرف ایک ہی حکم ہے جس سے ان احساسات کی تعبیر ممکن ہے اور وہ یہ کلمہ ہے جسے مسلمان اپنے رب کے حکم کی تعمیل میں ایسے موقعوں پر بار بار دہراتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ یعنی اس صدمہ کے احساسات کو تعبیر کرنے اور اس کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے جل شانہ نے ایک نسخۂ کیمیا بتایا ہے جس میں انسانی زندگی کی حقیقت مضمر ہے کہ انسان کی آمد ورفت تمام کچھ اللہ ہی کے لئے ہے۔ لیکن افسوس اکہ بعض نفس پرست لوگوں نے اللہ کے اس بتائے ہوئے نسخہ کو چھوڑ کر اپنے زخموں کی مرہم کرنے کے لئے نئے نئے طریقے ایجاد کر لئے ہیں۔ ان متفرق طریقوں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ بعض لوگ محبت اور غلو عقیدت یا مکر وفریب اور دھوکہ دہی کی وجہ سے سینہ کوبی اور ماتم وغیرہ شروع کر دیتے ہیں اور اپنے جسم اور جسم کے بالوں کو نوچنا اور اپنے گریبانوں کو چاک کرنا اپنا علاج سمجھتے ہیں اور بآواز بلند نوحہ کرنے اور آوازہ کسنے' واویلا کرنے میں اپنی شفا تصور کرتے ہیں۔ حالانکہ تمام چیزیں اسلام میں ممنوع اور حرام ہیں لیکن اس کے باوجود بھی بعض لوگ انہی میں اپنی شفا سمجھتے ہیں۔ اور اس کو اپنے لئے باعث افتخار اور خاص شعار سمجھتے ہیں۔ درحقیقت یہ سب کچھ اسلام سے دوری اور پہلو تہی کا نتیجہ ہے اور پھر اس انسان پر جس کی موت بھی شہادت کی موت ہو اور اس پر مستزاد یہ کہ اس کو دنیا ہی میں جنت کی بشارت مل چکی ہو اور بشارت بھی اس درجہ کی کہ کسی اور کے نصیب بھی نہ ہو اور پھر اس انسان پر جس نے اپنی تمام زندگی خرافات کے قلع قمع کرنے میں گزاری ہو اور مرتے دم بھی زبان پر ان کے خلاف ہی الفاظ ہوں اس کی موت پر ایسا کرنا کسی منصف مزاج انسان کے نزدیک اس کے ساتھ محبت والفت کا طریقہ نہیں ہو سکتا بلکہ عدل وانصاف کے منافی اور اس پر زیادتی ہے۔ جبکہ ان سے محبت کا تقاضا تو یہ ہے کہ ہم وہ کام کریں جو وہ کرتے تھے۔ بقول شاعر

لوکنت صادقا فی حبه لاطعته
لان المحب لمن یحب مطیع

اگر تجھے اپنے محبوب سے سچی محبت ہوتی تو اس کی باتیں مانتا کیونکہ محبت کرنے والا اپنے محبوب کا اطاعت گزار ہوتا ہے۔

محترم قارئین! اگر ہماری محبت واقعی سچی اور مبنی بر خلوص ہے تو چاہئے کہ ان کی باتیں مانی جائیں۔ وہ کام کئے جائیں جو وہ پسند کرتے تھے۔ نماز سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی محبوب ترین چیز تھی۔ انہوں نے ساری زندگی باقاعدگی سے نماز ادا کی۔ نماز ترک کرنا تو در کنار کبھی نماز کی ادائیگی میں ذرا سی سستی وکاہلی کا مظاہرہ بھی نہیں کیا نہ کسی سے دھوکہ کیا' انہوں نے داڑھی بھی سنت کے مطابق رکھی ہوئی تھی۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر فائز تھے۔ خشیت الٰہی ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ غرضیکہ انہوں نے زندگی بھر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی کبھی خلاف ورزی اور نافرمانی کا سوچا بھی نہیں لیکن ہم تمام کاموں سے عاری ہیں۔ ہماری زندگیاں ہمارے روز مرہ کے معمولات بالکل ان کی زندگی کے برعکس ہیں اور یہاں ہم ایک دوسرے پر فتوے لیتے ہیں اور ان کی محبت کے کھوکھلے دعوے کرتے ہیں۔ ان کی محبت میں بڑے بڑے عظیم وبزرگ صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی طعن وتشنیع کا نشانہ بنانے سے باز نہیں حالانکہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے بذات خود اپنی پوری زندگی صحابہ رضی اللہ عنہم تو در کنار' کسی عام آدمی سے بھی ہتک آمیز سلوک نہیں کیا۔ ایک طرف تو اتنے بڑے بڑے دعوے اور دوسری طرف زندگیوں میں اتنا تفاوت' یہ کہاں کا انصاف ہے؟ ہم ہیں کہ اس قسم کی رسومات' بدعات خرافات واختراعات میں اپنا وقت' مال اور وسائل برباد کر رہے ہیں جبکہ دین اسلام کے دشمنوں پر ہر وقت اسلام اور اس کے ماننے والوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کے لئے طرح طرح کی سازشوں میں مصروف ہیں۔ امریکہ میں مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے فلسطین' بھارت چیچنیا' بوسنیا' کشمیر' اریٹیریا' افغانستان' عراق غرضیکہ پوری دنیا میں جس بے دردی سے مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے' جس طرح سے ان کی عزتوں کو برباد کیا جا رہا ہے' ہونا تو یہ چاہئے کہ ہم سب کفار کے اس ظلم وستم کے سامنے آہنی دیوار بن جائیں اور اتحاد ویگانگت کی ایسی مثال پیش کریں کہ دشمن پر ہماری دھاک بیٹھ جائے لیکن ہم میں ان جذبات کا تاحال فقدان ہے۔ حیرانی ہے کہ حسین کی مثال تو بڑی بڑھ چڑھ کر دی جاتی ہے کہ انہوں نے باطل کے آگے سر جھکانے سے انکار کر دیا لیکن آج وقت کے بڑے فرعون امریکہ کے آگے ہمارے حکمرانوں نے جو سر جھکاتے ہوئے ہیں' اس پر کوئی احتجاج نہیں کیا جا سکتا۔ آج ہم سب کو مل کر یہ ثابت کر دینے کی ضرورت ہے کہ ہمیں اللہ ورسول ﷺ تمام صحابہؓ' تمام خلفاء راشدین اور اہل بیت سے سچی محبت ہے۔ آخر میں اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس مہینے کا حقیقی احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور فضول رسومات اور بدعات وخرافات سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین

15 مارچ بروز سوموار بعد از نماز عشاء
سیرت رسول ﷺ کانفرنس
بمقام: کوڑے کوٹ تحصیل کوٹ مومن ضلع سرگودھا
مقررین:
مولانا قاری عبدالحفیظ حفظہ اللہ فیصل آبادی
مولانا لٰیسین بلوچ حفظہ اللہ
نوٹ: احباب کے لئے طعام کا اہتمام ہوگا
منجانب: جمعیت اہلحدیث وجماعۃ الدعوۃ کوڑے کوٹ سرگودھا

عورت کی آواز سننا

س: کیا عورت کی آواز کو سننا حرام ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت کیجئے۔ (السائل۔ محمد سلیمان کیڈٹ ہائی سکول رائیونڈ روڈ قصور پاکستان)

ج: عورت کی آواز کا پردہ نہیں ہے۔ عورت شرعی حدود کا لحاظ رکھتے ہوئے مردوں سے بات کر سکتی ہے۔ اس کی آواز شیریں اور لوچدار نہیں ہونی چاہئے بلکہ سنجیدگی اور معقول حد تک بلند ہو تاکہ مخاطب اگر دل میں کسی قسم کا روگ رکھتا ہو تو وہ کسی قسم کے غلط خیالات اور تصورات دل میں نہ جما سکے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کئی ایک مسائل ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے جا کر پوچھتے تھے اور وہ حجاب وپردہ کے پیچھے ان کے مسائل سن کر جوابات دیا کرتی تھیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا "اے نبی کی عورتو تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم اللہ سے ڈرتی ہو تو نرم گفتگو نہ کرو تاکہ جس آدمی کے دل میں روگ ہے وہ کسی قسم کا طمع رکھے اور تم اچھی بات کرو۔ (احزاب:۳۲)

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اگرچہ خطاب ازواج النبی ﷺ سے کیا لیکن یہ حکم عام ہے اور ہر عورت کو شامل ہے کہ وہ اجنبی مردوں سے گفتگو کرتے وقت نرم اور لوچدار طریقہ سے بات نہ کریں بلکہ اچھے طریقے سے بات کر سکیں "وقلن قولا معروفا" کہہ کر اللہ تبارک وتعالیٰ نے معروف اور عمدہ طریقے سے گفتگو کی اجازت دی ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں اس کا مفہوم یہ لکھا ہے "انها تخاطب الاجانب بكلام ليس فيه ترخيم اى لا تخاطب المراة الاجانب كما تخاطب زوجها"

عورت اجنبی مردوں سے ایسے کلام سے مخاطب ہو جس مین نرمی نہ ہو یعنی عورت اجنبی مردوں سے اس طرح بات نہ کرے جیسے اپنے شوہر سے کرتی ہے۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہو گیا کہ عورت کی آواز جو شرعی حدود کے دائرے میں مرد سن سکتا ہے اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ سلف صالحین کے منہج سے بھی اس بات پر روشنی پڑتی ہے کیونکہ بڑے بڑے محدثین نے کئی ایک حدیث کی کتب خواتین محدثات سے پڑھی ہیں امام مزی کے اساتذہ میں زینب رحمہا اللہ اور کریمہ بنت احمد المروزیہ سے صحیح البخاری کا درس کئی ایک محدثین نے لیا۔ اگر کتب رجال کا مطالعہ کیا جائے تو ان کے آخر میں کتاب النساء میں بے شمار صحابیات وتابعیات وغیرہا کا ذکر خیر ملتا ہے جن سے مرد حدیث روایت کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ بات صحیح ودرست ہے کہ شرعی دائرہ کار میں رہتے ہوئے مرد حضرات خواتین سے مسائل سن سکتے ہیں اس پر شرعا کوئی حرج نہیں ہے اور عورت بھی مسائل بیان کرتے ہوئے سنجیدگی کو لازم تھامے۔

قربانی کے گوشت پر قرآن پڑھنا

س: کیا رسول اللہ ﷺ قربانی کے گوشت پر قرآن پڑھا کرتے تھے جس طرح بعض لوگ کرتے ہیں اور کیا ایسا گوشت کھانا جائز ہے۔ (نذیر احمد ننکانہ)

ج: نبی کریم ﷺ کے بارے میں ہمیں کسی صحیح حدیث کا علم نہیں کہ آپ ﷺ نے قربانی کرنے کے بعد اس کے گوشت پر کبھی قرآن مجید پڑھا ہو۔ بعض لوگوں کا عمل دین میں حجت نہیں ہوتا۔ دین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے احکامات کا نام ہے۔ ہمیں اس بات کی اجازت نہیں کہ اپنی طرف سے شرعی مسائل میں کمی بیشی کریں۔ رسول اللہ کا ارشاد گرامی ہے۔ "جس شخص نے ہمارے دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اس میں نہیں ہے وہ مردود ہے۔ (متفق علیہ) ایک حدیث میں ہے کہ جس نے ایسا عمل کیا جس پر ہمارا امر نہیں وہ مردود ہے" (صحیح مسلم) لہٰذا ایسے تمام امور سے اجتناب کیا جائے جو شریعت سے ثابت نہ ہوں۔

کیا خضرؑ زندہ ہیں؟

س: سیدنا خضر علیہ السلام کون تھے؟ حنفی مذہب کے نزدیک وہ ابھی تک زندہ ہیں۔ وہ کہتے ہیں خضر علیہ السلام نے آب بقا پی کر ہمیشہ کی زندگی حاصل کر لی۔ قرآن وحدیث کی رو سے وضاحت فرمائیں۔ (قاری عبدالظاہر عازب، قاری عبدالمتین عابد چھانگا مانگا ضلع قصور)

ج: خضر علیہ السلام اللہ کے بندے تھے اور کئی ایک محدثین نے بادلائل ثابت کیا ہے کہ وہ اللہ کے نبی تھے۔ امام قرطبی نے کہا وہ جمہور کے نزدیک نبی تھے۔ اس بات کی شہادت قرآنی آیات دیتی ہیں اس لئے بھی کہ نبی اپنے سے کم مقام والے سے علم نہیں سیکھتا اور باطن کے حکم پر انبیاء ہی کو اطلاع دی جاتی ہے۔ اور ان کے آب بقا پینے والی کہانی بلا دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کے لئے بھی ہیشگی نہیں رکھی ہر ایک نے موت کا جام پینا ہے اور خضر علیہ السلام کی موت پر امام بخاری، ابراہیم الحربی، ابو جعفر ابن المنادی، ابو یعلی بن الفراء، ابو طاہر العبادی اور ابو بکر ابن العربی وغیرہم محدثین نے قطعی حکم صادر کیا ہے۔ اور ان کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے جو آپ نے آخری ایام میں فرمایا۔ ایک صدی بعد سطح زمین پر جو لوگ آج موجود ہیں ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا" اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ نے جو بھی نبی بھیجا اس سے میثاق لیا کہ اگر اس کی زندگی میں محمد ﷺ مبعوث کیے گئے تو وہ ان پر ضرور ایمان لائے اور ان کی ضرور مدد کرے۔ اور کسی بھی صحیح خبر میں موجود نہیں کہ خضر علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے ہوں اور نہ ہی یہ ثابت ہے کہ انہوں نے آپ کے ساتھ مل کر قتال کیا ہو۔ اور آپ ﷺ نے بدر والے دن فرمایا تھا "اے اللہ اگر یہ گروہ ہلاک کر دیا گیا تو تیری زمین میں عبادت نہیں کی جائے گی" اگر خضر علیہ السلام موجود ہوتے تو یہ نفی صحیح نہ ہوتی۔ مزید تفصیل صحیح البخاری مع فتح الباری ۶/ ۴۳۴ وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔ لہٰذا خضر علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ یہی بات دلائل کی رو سے قوی اور مضبوط ہے۔ اس سلسلے میں کئی شعروں اور حکایتوں میں خضر کی تا قیامت زندگی اور عمر خضر کی جو باتیں کی جاتی ہیں وہ سراسر غیر شرعی ہیں۔

اعلان

مرکز طیبہ مریدکے میں انتہائی موقع کا دس مرلے کا پلاٹ برائے فروخت طیبہ ہسپتال کے عقبی گیٹ کے بالکل سامنے ...... ایجنٹوں سے معذرت رابطہ: 0300-9645994

آغوش اسلام میں اے امیرہ تو کتنی خوش قسمت ہے!

ایک امریکی خاتون کے قبول اسلام کی داستان

ام مصعب الکویت

میں امیرہ کو ہرگز نہیں بھولوں گی۔ وہ امریکی نومسلم دوشیزہ جو اپنے اسلام' اپنے عقیدہ اور تاریخ اسلام پر فخر کرتی ہے۔

امیرہ اپنی عمر کی اٹھائیس بہاریں دیکھ چکی ہے۔ وہ امریکی ریاست آرکنساس میں پیدا ہوئی۔ ایک متعصب عیسائی خاندان میں پرورش پائی مجھے اس کا علم انٹرنیٹ کے ذریعے اسلام آن لائن پر ہوا۔ میں اس کی پیش کی ہوئی قربانیوں پر محو حیرت ہوں اسلام کے ساتھ اس کی محبت اور لذت ایمانی کا شعور اس کی رگ و پے میں سرایت کر چکا ہے۔ اسے اس بات پر فخر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اسلام کے لئے چن لیا اور اسے ہدایت دے دی۔ گویا اس کی ہمت تمام ہمتوں سے ارفع ہے۔ اور جس بلندی پر وہ فائز ہو چکی ہے وہ سب بلندیوں سے عظیم تر ہے۔

مختصر گفتگو کے بعد اس نے مجھے بتایا کہ وہ پیشہ وکالت سے منسلک ہے لیکن وہاں مرد وزن کے اختلاط کی وجہ سے اس نے استعفیٰ دینے کا پختہ عزم کر لیا! قبول اسلام کے کچھ عرصہ بعد جونہی اس نے اسلام کا اظہار کیا تو اسے اپنے خاندانی گھر سے علیحدہ کر دیا گیا اب وہ اپنی ایک سہیلی کے ہاں رہتی ہے۔

وہ کتنی خوش ہوئی جب اسے پتہ چلا کہ میں کویت کی شہری ہوں لیکن اس کی خوشی کا اصل سبب مجھے تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوا۔

وہ مجھ سے اکثر اوقات کویت کے متعلق پوچھتی اور میں اسے بتاتی۔ جب میں نے اسے اپنے ہاں آ کر رہنے کی دعوت دی کہ وہ ایسے اسلامی ملک میں آ جائے جہاں دعوت واصلاح اور رشد وہدایت نمایاں ہے۔

جب میں نے اس کے اسلام لانے کا واقعہ جاننے کا مطالبہ کیا تو اس نے مجھے اپنا ای میل اڈریس دیا کہ وہاں بالتفصیل یہ واقعہ موجود ہے۔ میں آپ کے سامنے اس کا قصہ بغیر کسی کمی بیشی کے پیش کرتی ہوں اور یہ خوشخبری بھی پڑھ لیں کہ مستقبل میں اسلام کا سورج اپنی تابنا کی چہار سو ضرور پھیلائے گا۔ اللہ کی محبت ورحمت کے جلوے کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔ جوں جوں دن گزرتے جائیں گے ہم زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اسلام کی سچی دعوت قبول کرتے ہوئے دیکھیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ''۔ جو لوگ ہماری راہ میں جہاد مسلسل کرتے ہیں' ہم انہیں اپنی راہوں کی طرف ہدایت دیتے ہیں (سورہ عنکبوت۔ 69)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ لو کرہ الکافرون ''(سورہ الصف)

وہ (کفار) چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور (اسلام) کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے نور (اسلام) کو پورا کرے گا۔ اگرچہ کافروں کو ناپسند ہو۔

قبول اسلام کی روداد۔ امیرہ کی زبانی:

متعدد لوگ مجھ سے میرے اسلام لانے کا واقعہ پوچھتے ہیں۔ اس لئے اللہ سے مدد چاہتے ہوئے میں یہ واقعہ لکھنے کی کوشش کروں گی۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ میں کوئی معروف ادیبہ نہیں۔

> **میں یہ ماننے کے لئے تیار ہی نہ تھی کہ مسلمان لڑکیاں اپنے سر کے بال تک ڈھانپتی ہیں لیکن جب میں نے اپنی آنکھوں سے یہ دلربا منظر دیکھا تو ایک عجیب حیرت میں ڈوب گئی۔ اس پہلی ملاقات نے ہی میری زندگی کا منہج یکسر تبدیل کر دیا!!**

میں ارکنساس کے ایک کیتھولک عیسائی گھرانے میں پیدا ہوئی اور وہیں پرورش پائی۔ میں نے لڑکپن اپنے زرعی فارم پر گزارا۔ میرا باپ بنیادی طور پر کاشتکار ہے اور کنیسے میں خطابت کا فریضہ بھی انجام دیتا ہے۔ میری والدہ گھریلو خاتون ہے۔ میں اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھی جس بستی میں میری پرورش ہوئی' وہ خالصتاً عیسائی بستی تھی' اور وہاں کسی دوسرے مذہب یا دین کا کوئی پیروکار نہ تھا۔

مسلم معاشرہ کی معرفت:

ارکنساس یونیورسٹی میں پہلی بار مجھے مسلم طالبات کو دیکھنے کا موقع ملا۔ مجھے اس بات کا اعتراف کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں ہوتی کہ میں مسلم طالبات کے عجیب وغریب لباس کو چبھتی ہوئی نگاہوں سے دیکھتی تھی۔ میں یہ ماننے کے لئے تیار ہی نہ تھی کہ مسلمان لڑکیاں اپنے سر کے بال تک ڈھانپتی ہیں لیکن جب میں نے اپنی آنکھوں سے یہ دلربا منظر دیکھا تو ایک عجیب حیرت میں ڈوب گئی۔

پہلی بار لیکچر کے دوران مجھے ایک مسلمان دوشیزہ کے ساتھ بیٹھنے کا موقع ملا۔ اس پہلی ملاقات نے ہی میری زندگی کا منہج یکسر تبدیل کر دیا!!

وہ کون تھی؟

میں اسے ہرگز' ہرگز نہیں بھول سکتی۔ وہ ایک فلسطینی دوشیزہ تھی۔ اس کا نام یاسمین تھا۔ اس کے بعد تو میری یہی تمنا ہوتی کہ میں اس کے ساتھ گھنٹوں بیٹھی رہوں۔ وہ ہمیشہ مجھ سے اپنی سرزمین' ثقافت' خاندان اور اپنی سہیلیوں کے بارے میں گفتگو کرتی تھی جن کے ساتھ وہ بہت زیادہ محبت کرتی تھی۔ اور سب سے بڑھ کر وہ اپنے دین کے ساتھ محبت کرتی تھی۔

طمانیت قلب کسے کہتے ہیں؟

میں نے اپنی زندگی میں کسی انسان کو اس قدر مطمئن نہیں دیکھا جس قدر یاسمین ظاہری وباطنی طور پر مطمئن تھی۔ وہ مطمئن کیوں نہ ہوتی وہ اپنے دین اور عقیدے کی ہر بات کو دلائل سے ثابت کر کے مجھے مطمئن کر دیتی تھی۔

وہ مجھے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت وربوبیت اسلامی عقیدہ کے مطابق دلائل سے سمجھاتی اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کے واقعات سناتی۔ جب مجھے پتہ چلا کہ مسلمان صرف ایک الٰہ حقیقی کی عبادت کرتے ہیں تو مجھے اپنی حالت پر افسوس ہوا۔ میرے اندر سے یہ آواز اٹھی کہ میں اللہ کی عبادت کیوں نہیں کرتی اور عیسیٰ کی عبادت کیوں کرتی ہوں؟ لہذا یاسمین کی ہر بات میں کیونکہ وہ منطقی طور پر مجھے مطمئن کر دیتی اور اپنی ہر بات کی وضاحت کرتی۔ عیسائی گھرانے میں پرورش پانے کے باوجود آج تک میں نے کسی اور کو تو کیا' اپنے والدین کو بھی یہ درجہ نہ دیا تھا کہ ان کی ہر بات مان لیتی اور مطمئن ہو جاتی اگرچہ میں تثلیث کے عقیدہ والی عیسائیت پر کبھی بھی مطمئن نہ

آیئے قرآن سیکھئے

قسط نمبر 12

ام صلاح الدین قصور

وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ
تَهْتَدُونَ ﴿53﴾ وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ يَاقَوْمِ إِنَّكُمْ
ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوا إِلَى
بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ عِنْدَ
بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ
الرَّحِيمُ ﴿54﴾ وَإِذْ قُلْتُمْ يَامُوسَى لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى
نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ وَأَنْتُمْ
تَنْظُرُونَ ﴿55﴾ ثُمَّ بَعَثْنَاكُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُونَ ﴿56﴾ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا
عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَى كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا
رَزَقْنَاكُمْ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ
يَظْلِمُونَ ﴿57﴾ وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا
مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا
وَقُولُوا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ وَسَنَزِيدُ
الْمُحْسِنِينَ ﴿58﴾ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ
الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا
مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿59﴾

اور ہم نے موسیٰ کو تمہاری ہدایت کے لئے کتاب اور معجزے دیئے اور جس وقت کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے۔ اے میری قوم بچھڑے کو معبود بنا کر تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اب تم اپنے پیدا کرنے والے سے توبہ کرو اور اپنے آپ کو آپس میں قتل کرو۔ یہی بہتر ہے تمہارے لئے تمہارے رب کے نزدیک وہ تمہاری توبہ قبول کرے گا وہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اور جب کہا تم نے اے موسیٰ ہم ہرگز نہیں ایمان لائیں گے جب تک دیکھ نہ لیں رب کو ظاہر' پس پکڑا تم کو بجلی نے اور تم دیکھتے تھے۔ پھر ہم نے تم کو اس موت کے بعد بھی زندہ کر دیا تاکہ تم شکر گزاری کرو۔ اور ہم نے سایہ کیا تمہارے اوپر بادلوں کا اور نازل کیا ہم نے تمہارے لئے من اور سلویٰ تاکہ ہماری دی ہوئی پاکیزہ چیزیں کھاتے رہو' انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا البتہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کیا کرتے تھے۔ اور جس وقت کہا ہم نے تم سے' داخل ہو جاؤ اس بستی میں اور جو کچھ جہاں کہیں سے چاہو کھلا کھاؤ اور دروازے میں سے سجدہ کرتے ہوئے گزرنا اور حطہ کہتے جانا۔ ہم تمہاری خطائیں معاف کردیں گے اور نیکو کاروں پر مزید فضل کریں گے مگر ان ظالموں نے وہ بات ہی بدل دی جو ان سے کہی گئی تھی۔ سو ہم نے ان ظالموں پر ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے آسمان سے عذاب نازل کیا۔

تفسیر:

سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۵۳ میں کتاب سے مراد تورات ہے اور فرقان ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو حق و باطل ہدایت وضلالت میں فرق کرے۔

اگلی آیت میں ان کی توبہ کا طریقہ بیان ہورہا ہے انہوں نے بچھڑے کو پوجا اور اس کی محبت نے ان کے دلوں میں گھر کر لیا پھر سیدنا موسیٰ کے سمجھانے سے ہوش آیا' شرمندگی اٹھانی پڑی اور پھر اپنی غلطی کا اعتراف کر کے توبہ استغفار کرے گا تب انہیں حکم ہوا کہ تم آپس میں قتل کرو۔ چنانچہ انہوں نے یہی کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کرلی۔ قاتل مقتول دونوں کو بخش دیا۔ موسیٰ اپنی قوم سے کہنے لگے کہ اس سے بڑھ کر اور ظلم کیا ہوگا کہ تمہیں پیدا تو اللہ تعالیٰ کرے اور تم پوجو غیروں کو۔ جب بنی اسرائیلیوں کو سزا ملنے لگی تھی تو ان کے تین گروہ بن گئے تھے ایک وہ جنہوں نے بچھڑے کی پوجا کی تھی' دوسرے وہ جو ان پوجا کرنے والوں کو منع کرتے تھے۔ تیسرے گروہ نے نہ بچھڑے کی پوجا کی اور نہ ہی پوجا کرنے والے والوں کو منع کیا۔ لہٰذا پھر حکم یہ دیا گیا کہ منع کرنے والے پوجا کرنے والوں کو قتل کردیں اور تیسرے گروہ کو معاف کر دیا گیا۔ موسیٰ جب کوہ طور سے کتاب لے کر واپس آئے اور اس کتاب کو جب قوم کے سامنے پیش کیا تو قوم کہنے لگی۔ ہمیں یہ کیسے معلوم ہو کہ یہ کتاب واقعی اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ واقعی آپ سے ہم کلام ہوا تھا۔ اس صورت حال سے موسیٰ سخت پریشان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو کہا کہ تم اپنے ساتھ ستر آدمیوں کو بھی طور پر لے آؤ چنانچہ موسیٰ نے قوم سے ستر آدمی منتخب کئے اور انہیں اپنے ہمراہ طور پر لے گئے کہ وہ خود اپنے کانوں سے کلام الٰہی سن لیں پھر جب انہوں نے کلام الٰہی سن لیا تو کہنے لگے موسیٰ پردے میں سننے کا ہمیں کچھ اعتبار نہیں اور ہم تو جب تک اللہ کو صاف صاف دیکھ نہ لیں تمہاری بات پر اعتبار نہیں کریں گے۔ اب یہ تو صاف ظاہر ہے کہ موسیٰ کی قوم کا یہ مطالبہ انتہائی جہالت پر مبنی تھا۔ موسیٰ جب خود اللہ کی تجلی کی تاب نہ لا سکے تھے حالانکہ وہ پیغمبر کلیم اللہ تھے۔ پھر بھی قرآن نے کہا ہے۔

ترجمہ: پس گر پڑے موسیٰ بے ہوش ہو کر

تو پھر یہ لوگ کس کھیت کی مولی تھے۔ ان کے اس مطالبہ پر ان پر بجلی گری اور آن کی آن میں انہیں بھسم کر ڈالا اب موسیٰ انتہائی پریشان ہوگئے اور پھر اس پریشانی کے عالم میں اپنے رب سے دعائیں کرنے لگے اور کہنے لگے! اے اللہ اگر تیری یہی مرضی تھی تو آج سے پہلے انہیں اور مجھے بھی ہلاک کر دیا ہوتا کیا آج تو نادان لوگوں کی بات پر ہمیں ہلاک کرتا ہے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کی دعا قبول فرماتے ان سب کو دوبارہ زندہ کر دیا۔

پہلی آیت میں گناہوں مصیبتوں پریشانیوں اور شرمندگی وغیرہ کا تذکرہ کر کے پھر توبہ کا تذکرہ کردیا کہ ہم نے اب سب کو معاف کردیا۔ اب ان آیات میں یہ بیان ہورہا ہے کہ فلاں فلاں نعمتیں بھی ہم نے تمہیں عطا کی۔ اس آیت میں غمام سے مراد ایک سفید رنگ کا بادل تھا جو وادی تیہ میں ان کے سروں پر سایہ کئے رہتا تھا جیسے نسائی میں بھی ایک کی حدیث موجود ہے۔

موسیٰ جب بنی اسرائیل کو لے کر کر وادی سینا میں پہنچے تو اس وقت یہ قوم لاکھوں کی تعداد میں تھی۔ موسیٰ نے ملک شام پر حملہ کرنے کے لئے کہا اور یہی وہ ملک تھا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا تو کہنے لگے! موسیٰ وہاں تو جابر قسم کے لوگ رہتے ہیں۔ لہٰذا ہم ان سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور اگر یہ حملہ اتناہی ضروری ہے تو تم اور تمہارا پروردگار دونوں جاکر ان سے جنگ کرو ہم تو یہاں ہی بیٹھتے ہیں۔ ان کا یہ جواب دراصل ان کی بزدلی کی وجہ سے تھا جو سالہا سال فرعون کی غلامی میں رہنے کی وجہ سے ان میں پیدا ہو چکی تھی۔ اس جواب پر اللہ تعالیٰ نے ملک شام کی فتح چالیس سال تک ان کے لئے موخر کردی۔ تاکہ اس عرصے میں یہ بزدل نسل مرکھپ جائے اور آئندہ جو نسل اس بیابان اور آزادانہ فضا میں پیدا ہو۔ اس میں کچھ ہمت اور جرات پیدا ہو اور جہاد کے قابل بن جائیں اب سوال یہ تھا کہ اس بیابان میں نہ کوئی مکان تھے اور نہ ہی کوئی کھانے پینے کا سامان تھا اور لوگ لاکھوں کی تعداد میں تھے اندریں صورت اللہ تعالیٰ نے اس طویل مدت کیلئے آسمان کو ابر آلود رکھا ورنہ یہ سارے لوگ دھوپ کی شدت سے تباہ و برباد ہو جاتے اور خوراک کا یہ انتظام فرمایا کہ کثیر تعداد میں من وسلویٰ نازل فرمایا۔ من ایک ایسی چیز جو دھنئے کے بیج جیسی تھی اور رات کو اوس کی شکل میں نازل ہوتی تھی اور سلویٰ بٹیر کی قسم کے پرندے تھے جنہیں یہ لوگ بھون کر اور کباب بنا کر کھاتے تھے۔ اور یہ غذائیں بغیر محنت انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کثیر مقدار میں اس طویل عرصہ میں ملتی رہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قوم پر خاص انعام تھے۔ ورنہ جو مایوس کن جواب انہوں نے موسیٰ کو دیا تھا۔ اگر اللہ چاہتا تو اس کی پاداش میں انہیں ہلاک کردیتا اور پھر اس جزیرہ میں اس طرح زندگی بسر کرنا بھی ان کے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے ہوا تھا۔ اس جنگل میں سیدنا ہارون علیہ السلام کی وفات ہوئی پھر ایک سال بعد موسیٰ علیہ السلام کی بھی وفات ہوگئی۔ صحیح بخاری کی حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کھمبی من میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لئے شفاء ہے۔

اب یہاں اس آیت میں اس بات کا تذکرہ ہو رہا ہے کہ جب تربیت کا عرصہ گزر گیا اور انہوں نے ایک بستی کو فتح کرلیا تو ہم نے انہیں ہدایت کی کہ اس شہر میں اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو کر منکسرانہ انداز سے داخل ہونا اور اللہ تعالیٰ سے استغفار بھی کرنا یعنی بدنی اور قولی دونوں طرح کی عبادات بھی کرنا اور حطۃ کا ایک یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ جن لوگوں پر تم فتح پاؤ ان میں قتل وغارت نہ شروع کرنا بلکہ انہیں معاف کردینا۔

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا کہ وہ سجدہ کرتے ہوئے اور حطۃ کہتے ہوئے دروازے میں داخل ہوں لیکن انہوں نے الفاظ کو بدل دیا اور اپنی رانوں پر گھسٹتے ہوئے حطۃ کی بجائے حبۃ فی شعرہ کہتے ہوئے جانے لگے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے ذات الحنظل نامی گھاٹی کے قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ اس گھاٹی کی وہ مثال بھی بنی اسرائیل کے اس دروازے جیسی ہے جہاں انہیں سجدہ کرتے ہوئے حطۃ کہتے ہوئے معافی مانگنے کا وعدہ کیا گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے کہ ہم نے ظالموں پر ان کے فسق کی وجہ سے آسمانی عذاب نازل فرمایا۔ رجز سے مراد عذاب ہے کسی نے کہا ہے غضب ہے کسی نے طاعون کہا ہے۔

ایک مرفوع حدیث میں ہے طاعون رجز ہے اور یہ عذاب ہے اور یہ عذاب تم سے اگلے لوگوں پر اتارا گیا تھا

بخاری ومسلم میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ دکھ اور بیماری رجز ہے تم سے پہلے لوگ انہی سے عذاب دیئے گئے تھے۔

بقیہ توبہ استغفار

تجھ سے کئے ہوئے عہد اور وعدہ پر قائم ہوں۔ ان بری حرکتوں کے عذاب سے جو میں نے کی ہیں۔ تیری پناہ مانگتا ہوں مجھ پر تیری نعمتیں ہیں اس کا اقرار کرتا ہوں۔ میری مغفرت کردے کہ تیرے سوا اور کوئی بھی گناہ معاف نہیں کرتا۔" (بخاری)

نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے دل سے ان کو کہہ لیا اور اسی دن اس کا انتقال ہوگیا شام ہونے سے پہلے تو وہ جنتی ہے اور جس میں اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے رات میں ان کو پڑھ لیا اور پھر صبح ہونے سے پہلے فوت ہوگیا تو وہ جنتی ہے۔

سنن میں علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس سواری لائی گئی تاکہ وہ سوار ہو جائیں۔ جب انہوں نے رکاب میں قدم رکھا تو کہا بسم اللہ جب پیٹھ پر بیٹھ گئے تو کہا

الحمدللہ سبحن الذی سخرلنا ھذا وما کنا لہ مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون

پھر تین بار کہا۔ الحمدللہ، پھر سبحان اللہ (تو پاک ہے) پھر تین بار کہا اللہ اکبر اور پھر کہا میں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا ہے لہٰذا مجھے بخش دے۔ بے شک گناہ تو ہی بخشتا ہے۔ پھر ہنس پڑے تو پوچھا گیا کہ اے امیر المومنین! آپ کس چیز سے ہنسے؟ فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ نے اسی طرح کیا جس طرح میں نے کیا ہے۔ پھر آپ ﷺ ہنس پڑے تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کس چیز سے ہنسے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا

"بے شک تیرا رب اپنے بندے سے تعجب کرتا ہے۔ جب بندہ کہتا ہے اے میرے پروردگار مجھے بخش دے۔ تو رب کہتا ہے میرا بندہ جانتا ہے کہ میرے سوا گناہ کوئی نہیں بخشتا۔"

فسبح بحمد ربك واستغفرہ انه كان توابا ○

"تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو اور اس سے مغفرت کی دعا مانگو۔ بے شک وہ بڑا قبول کرنے والا ہے۔"

اللہ نے اپنے نبی ﷺ سے کہا کہ اپنے رب سے دعا مانگو کہ جو خدمت اس نے تمہارے سپرد کی تھی اس کو انجام دینے میں تم سے جو بھول چوک یا کوتاہی بھی ہوئی ہو اس سے درگزر فرمائے۔ یہ ہے وہ ادب جو اسلام میں بندے کو سکھایا گیا ہے۔ کسی انسان سے اللہ کے دین کی خواہ کیسی بڑی سے بڑی خدمت انجام پائی ہو اس کی راہ میں خواہ کتنی ہی قربانیاں اس نے دی ہوں اور اسی کی عبادت و بندگی بجالانے میں خواہ کتنی جانفشانیاں اس نے کی ہوں، اس کے دل میں کبھی یہ خیال تک نہیں آنا چاہئے کہ میرے اوپر میرے رب کا جو حق تھا وہ میں نے پورے کا پورا ادا کردیا ہے بلکہ اسے ہمیشہ یہی سمجھنا چاہئے کہ جو کچھ مجھے کرنا چاہئے تھا وہ میں نہیں کرسکا اور اسے اللہ سے یہی دعا مانگنی چاہئے کہ اس کا حق ادا کرنے میں جو کوتاہی بھی مجھ سے ہوئی ہو اس سے درگزر فرما کر میری حقیری خدمت قبول فرمائے۔ یہ ادب جب رسول اللہ ﷺ کو سکھایا گیا جن سے بڑھ کر اللہ کی راہ میں سعی وجہد کرنے والا کسی انسان کا تصور تک نہیں کیا جاسکتا تو دوسرے کسی کا یہ مقام کیا ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے عمل کو کوئی بڑا عمل سمجھے اور اس غرے میں مبتلا ہو کہ اللہ کا جو حق اس پر تھا وہ اس نے ادا کردیا ہے۔ اللہ کا حق اس سے بہت بالا و برتر ہے کہ کوئی مخلوق اسے ادا کرسکے۔ (تفہیم القرآن تفسیر سورہ نصر)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے یہ سبق دیتا ہے کہ اپنی عبادت و ریاضت اور کسی خدمت میں دین کو بڑی چیز نہ سمجھیں بلکہ اپنی جان راہ اللہ میں کھپا دینے کے بعد بھی یہی سمجھتے رہیں کہ "حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا" اسی طرح جب کبھی انہیں کوئی فتح نصیب ہو اسے اپنے کسی کمال کا نہیں بلکہ اللہ کے فضل ہی کا نتیجہ سمجھیں اور اس پر فخر وغرور میں مبتلا ہونے کی بجائے اپنے رب کے سامنے عاجزی کے ساتھ سر جھکا کر حمد و تسبیح اور توبہ و استغفار کریں۔

دہشت اگر ہماری ہے کفار پر جناب
ہمیں تو اس الزام پہ ہے ناز
اللہ شہادتوں کی سعادت ہمیں ملے
انجام اگر یہ ہو تو اس انجام پر ہے ناز.

اخت طاہر عاشق، خانیوال

مومن کا شعار..... توبہ واستغفار

فائزہ افضل

اللہ کی طرف رجوع کے لئے عام طور پر دولفظ استعمال ہوتے ہیں ایک ''استغفار'' اور ایک ''توبہ'' اصل ان میں توبہ ہے اور ''استغفار'' اس توبہ کی طرف جانے والا راستہ ہے۔ اس سے یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ محض زبان سے استغفر اللہ پڑھ لینے سے ہر صغیرہ اور کبیرہ گناہ معاف ہو جائے گا تو یہ نادانی ہے کیونکہ استغفر اللہ پڑھنا توبہ نہیں ہے' صرف ایک درخواست اور دعا ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے قانون کے مطابق رد یا قبول فرماتا ہے جبکہ توبہ کے معنی پلٹنا' رجوع کرنا وغیرہ یعنی بندے کا اس معصومیت کی طرف پلٹنا جس پر اس کے خالق بزرگ و برتر نے اسے پیدا کیا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں تین طرح کے نفسوں کا ذکر کیا ہے۔ (i) نفس امارہ۔ (ii) نفس لوامہ۔ (iii) نفس مطمئنہ

نفس امارہ انسان کو ہر برائی کی طرف ابھارتا ہے اور انسان گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ گناہ کرنے کے بعد اگر انسان کا نفس اس کو ملامت کرے تو اس شخص کے لئے خوشخبری ہے کہ اس کے اندر نفس لوامہ موجود ہے۔ نفسِ لوامہ کا معنی بہت ملامت کرنے والی جان ہوتا ہے۔ اس نفس کی بدولت انسان توبہ واستغفار کو اپناتا ہے اور نفس مطمئنہ کے درجات کو پہنچ جاتا ہے۔ جو اللہ کی قربت کی طرف ایک راستہ ہے۔ جیسا کہ سورہ بقرہ میں فرمایا ''اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔'' (222:2)

اغر مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میرے دل پر بھی (بعض دفعہ) پردہ سا آ جاتا ہے اور میں دن میں سو مرتبہ اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔'' (صحیح مسلم)

مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ ہر وقت اللہ کی یاد میں مشغول رہتے تھے لیکن کسی وقت کثرت ہجوم یا عوارض بشری کے تحت دل پر غفلت کا پردہ بھی پڑ جاتا۔ یہ کیفیت اگرچہ لمحہ گزاراں کی طرح ہوتی پھر بھی آپ جس مقام پر فائز تھے اتنی سی غفلت بھی آپ کو بہت بڑی محسوس ہوتی اور اسے اپنی کوتاہی گردان کر اللہ سے استغفار کرتے جبکہ ہم کثرت ذنوب ومعاصی کے باوجود اللہ کی طرف رجوع نہیں کرتے اور اس سے استغفار نہیں کرتے۔

توبہ کرنے کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں' ایک فکر آخرت یعنی اللہ سے ملاقات کا یقین' جس کی بنیاد پر انسان اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ گویا آخرت پر یقین' توبہ کی طرف مائل کرتا ہے اور آخرت

> **حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے قحط' دوسرے نے محتاجی اور تیسرے نے بے اولادی کا شکوہ کیا تو انہوں نے ہر ایک کو استغفار کا حکم دیا اس پر کسی نے اعتراض کیا تو جواباً انہوں نے سورہ نوح والی آیت استغفار تلاوت کر دی**

سے بے فکری انسان کو بے عمل بلکہ بدکردار بنا دیتی ہے۔ دوسری وجہ پریشانیاں اور مشکلات ہیں۔ سورہ شوریٰ میں فرمایا ''جو مصیبت تم کو پہنچتی ہے' وہ تمہارے اعمال کا نتیجہ ہے اور وہ بہت سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔'' (30:25)

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''بلا اور آزمائش صرف گناہ کی وجہ سے نازل ہوتی ہے اور توبہ کے ذریعے سے اس کا ازالہ ہوتا ہے۔''

استغفار سے حاصل ہونے والے دنیوی فوائد:

سورہ نوح میں فرمایا ''میں نے کہا کہ اپنے ربّ سے معافی مانگو بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا' تمہیں مال اور اولاد سے نوازے گا۔ تمہارے لئے باغ پیدا کرے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری کرے گا۔'' (نوح 71 :10-12)

استغفار کے دنیا میں حاصل ہونے والے ایسے فوائد کا ذکر قرآن میں اور بھی کئی مقامات پر آیا ہے۔ مثلاً سورہ مائدہ میں فرمایا'' اور اگر اہل کتاب تورات' انجیل اور جو کچھ ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل کیا گیا تھا' پر عمل پیرا رہتے تو ان کے اوپر سے بھی رزق برستا اور نیچے سے بھی نکلتا۔'' (66:55)

اور سورہ اعراف میں فرمایا'' اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔'' (96:7)

ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ استغفار کا دنیا میں بھی یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اس سے تنگدستی اور کئی دوسری پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ حسن بصریؒ سے ایک شخص نے قحط کا شکوہ کیا' دوسرے نے محتاجی کا اور تیسرے نے اولاد نہ ہونے کا شکوہ کیا تو انہوں نے تینوں کو استغفار کا حکم دیا۔ کسی نے کہا کہ ان کے شکوے تو الگ الگ ہیں لیکن آپ ہر ایک کو استغفار کا ہی حکم دے رہے ہیں؟ اس جواب میں آپ نے یہی آیات سورۃ نوح والی پڑھ کر اسے مطمئن کر دیا بلکہ بعض علماء تو کہتے ہیں کہ ہر مقصد کے حصول کے لئے اللہ کے حضور استغفار کرنا چاہئے۔ چنانچہ ایک دفعہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بارش کی دعا کرنے کے لئے باہر نکلے اور صرف استغفار پر اکتفا فرمایا۔ کسی نے عرض کیا' امیر المومنین! آپ نے بارش کے لئے دعا تو کی ہی نہیں؟ تو فرمایا

''میں نے آسمان کے ان دروازوں کو کھٹکھٹا دیا ہے جہاں سے بارش نازل ہوتی ہے۔''

پھر آپ نے سورہ نوح کی یہی آیات لوگوں کو پڑھ کر

سنادیں۔

استغفار کے اُخروی فوائد:

سورہ تحریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے ایمان والو! اللہ کے حضور خالص توبہ کرو کچھ بعید نہیں کہ اللہ تمہاری برائیاں تم سے دور

> **جو استغفار کو لازم کر لیتا ہے اللہ اس کے لئے ہر مصیبت سے نکلنے کا راستہ اور ہر غم سے نجات دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ جہاں سے اسے وہم و گمان بھی نہ ہو۔ (ابوداؤد)**

کر دے اور تمہیں اپنی جنتوں میں داخل فرما دے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔'' (8:66)

اس آیت میں توبہ نصوحا کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ نصح کے معنی عربی زبان میں خلوص اور خیر خواہی کے ہیں۔ لغت کے اعتبار سے یا توبہ ہوگا کہ آدمی ایسی خالص توبہ کرے جس میں ریاء اور نفاق کا شائبہ تک نہ ہو۔ یا یہ کہ آدمی خود اپنے نفس کے ساتھ خیر خواہی کرے اور گناہ سے توبہ کر کے اپنے آپ کو بدانجامی سے بچائے یا یہ کہ گناہ سے اس کے دین میں جو شگاف پڑ گیا ہے توبہ کے ذریعہ سے اس کی اصلاح کر دے یا یہ کہ توبہ کر کے وہ اپنی زندگی کو اتنا سنوارے کہ دوسروں کے لئے نصیحت کا موجب ہو اور اس کی مثال کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی اس کی طرح اپنی اصلاح کر لیں اور سورہ نور میں فرمایا ''اے مومنو! تم سب مل کر اللہ سے توبہ کرو، توقع ہے کہ فلاح پاؤ گے۔'' (31:24)

اس آیت کے پہلے حصے میں پردے کے متعلق احکامات ہیں۔ آخر میں فرمایا کہ توبہ کرو مطلب یہ کہ زمانہ جاہلیت میں اگر ان احکام کی جو خلاف ورزی ہوئی ہے وہ چونکہ اسلام سے قبل کی باتیں ہیں اس لئے تم سچے دل سے توبہ کرو اور ان احکام کے مطابق پردے کا صحیح اہتمام کرو تاکہ فلاح وکامیاب اور دنیا وآخرت کی سعادت حاصل کر سکو۔ ہمیں بھی چاہئے کہ اب تک ہم نے جو پردے میں کوتاہیاں کی ہیں ان سے توبہ کر کے پردے کا صحیح اہتمام کریں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو استغفار کو لازم کر لیتا ہے۔ اللہ اس کے لئے ہر مصیبت سے نکلنے کا راستہ اور ہر غم سے نجات دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے وہم و گمان بھی نہ ہو۔'' (ابوداؤد)

توبہ کی شرائط:

توبہ نام ہے اس ندامت کا جو عزم اور قصد (ارادہ) پیدا کرے اور یہ ندامت شریعت کے علم سے پیدا ہوتی ہے کہ گناہ انسان اور اللہ کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور ندامت دل کی اس تکلیف کا نام ہے جو اللہ کی دوری سے پیدا ہوتی ہے اور اس کی علامت طویل غم اور رونا ہے مثلاً جس آدمی کو اپنے بیٹے یا کسی عزیز کی مصیبت کا حال معلوم ہوتا ہے تو وہ بہت دیر تک روتا ہے۔ غور کرنا چاہئے اپنی جان سے زیادہ کون عزیز ہے؟ اور آگ سے زیادہ سخت سزا اور کون سی ہے؟ اور گناہ سے زیادہ مصیبت آنے کا سبب اور کیا ہے؟ اور رسول اللہ ﷺ سے زیادہ سچی خبر دینے والا اور کون ہے؟ اگر کسی آدمی کو طبیب خبر دے کہ اس کا بیٹا بیماری سے شفایاب نہ ہوگا تو وہ فوراً غم میں مبتلا ہو جائے گا' اگرچہ اس کا بیٹا اس کی اپنی جان سے زیادہ عزیز نہیں ہے اور نہ طبیب اللہ اور رسول ﷺ سے زیادہ جاننے والا ہے اور نہ موت آگ سے زیادہ سخت ہے اور نہ بیماری اتنی موت پر دلالت کرتی ہے جتنی کہ گناہ خدا کی ناراضگی اور آگ کے داخل ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ (منہاج القاصدین)

توبہ کرنے والے کو چاہئے کہ جو برائیاں کی ہیں ان کے بدلے میں نیکیاں کرے کہ وہ برائیوں کا کفارہ بنیں اور ان کو مٹا دیں۔ کفارہ بننے والی نیکیاں دل' زبان اور اعضاء سے ہوتی ہیں جیسا کہ برائیاں بھی انہیں اعضاء سے ہوتی ہیں۔ دل کی نیکیاں اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کرنا اور اس کے حضور پست ہونا ہے۔ زبان کی نیکیاں گناہ کا اقرار کرنا اور پھر استغفار کرنا ہے۔ حدیث میں مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''جو آدمی گناہ کرے پھر اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور اللہ سے بخشش مانگے تو اللہ اس کو معاف کر دیتا ہے۔''

بدنی نیکیوں کی صورت' عبادات اور طاعات بجالانا اور صدقات دینا یا درہے کہ صرف ایک بار ہی نہیں بلکہ ہمیشہ اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہنا اہل ایمان کی صفت ہے۔

علماء نے کہا ہے کہ توبہ ہر گناہ سے واجب ہے۔ اگر گناہ کا تعلق اللہ سے ہے' کسی آدمی کے حق کا اس سے تعلق نہیں ہے تو ایسے گناہ سے توبہ کی قبولیت کے لئے تین شرطیں ہیں۔ پہلی یہ کہ اس گناہ کو چھوڑ دے' جس سے وہ توبہ کر رہا ہے..... دوسری یہ کہ اس پر ندامت کا اظہار کرے..... تیسری یہ کہ وہ پختہ ارادہ کرے کہ آئندہ کبھی یہ گناہ نہیں کرے گا۔ اگر تین شرطوں میں سے ایک شرط بھی پوری نہ ہوگی' تو توبہ صحیح نہیں ہوگی اور اگر اس گناہ کا تعلق دوسرے آدمیوں سے ہے تو اس کے لئے چار شرطیں ہیں۔ تین وہی جو ابھی مذکور ہوئیں اور چوتھی ہے کہ وہ صاحب حق کا حق ادا کرے۔ اگر کسی کا مال یا اسی قسم کی کوئی چیز ناجائز طریقے سے ہی ہو تو اسے واپس کرے' کسی پہ تہمت وغیرہ لگائی ہو تو اس کی حد اپنے نفس پر لگوائے یا اس سے معافی طلب کر کے اس کو راضی کرے اگر کسی ایک یا چند ایک گناہوں سے توبہ کرے گا تو اہل سنت کے نزدیک توبہ تو صحیح ہے لیکن یہ توبہ صرف اسی گناہ سے ہوگی' دوسرے گناہ اس کے ذمے باقی رہیں گے' جب تک کہ ان سے بھی بشرائط مذکورہ توبہ نہیں کرے گا۔

استغفار کے لئے چند دعائیں:

رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ○

''اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے ہیں اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم یقیناً خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔''

لا اله الا انت سبحنك انى كنت من الظلمين ○

''تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں تو پاک ہے بے شک میں ظالم ہوں۔''

رکوع اور سجدے کی دعا

سبحانك اللهم ربنا وبحمدك اللهم اغفرلى

''تو پاک ہے اے اللہ! اے ہمارے رب اور تیری حمد ہے اے اللہ مجھے بخش دے۔'' (بخاری)

سجدے کی دعا:

اللهم اغفرلى ذنبى كله' دقه وجله واوله واخره وعلانيته وسره○

اے اللہ! ''میرے سارے گناہ بخش دے' چھوٹے کیا بڑے کیا اگلے کیا' پچھلے کیا' کھلے کیا چھپے کیا' تھوڑے کیا زیادہ کیا۔''

> **سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بارش کی دعا کے لئے باہر نکلے اور صرف استغفار پر اکتفا فرمایا'' کسی نے عرض کیا امیر المؤمنین! آپ نے بارش کے لئے دعا تو کی نہیں؟ تو فرمایا میں نے آسمان کے ان دروازوں کو کھٹکھٹا دیا ہے جہاں سے بارش نازل ہوتی ہے**

صبح وشام کی دعا:

اللهم انت ربى لا اله الا انت خلقتنى وانا عبدك وانا على عهدك ووعدك ما استطعت اعوذبك من شرما صنعت ابوء لك بنعمتك على وابوء بذنبى فاغفرلى فانه لا يغفر الذنوب الا انت

اے اللہ! ''تو میرا رب ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں' تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا ہی بندہ ہوں۔ میں اپنی طاقت کے مطابق

باقی صفحہ نمبر 6 پر

مسجد کی پکار

عاتکہ بشیر ملک، شاہدہ لاہور

رمضان گزرتے ہی مسجد نے زبان دل سے پکارا ''کیا مجھے صرف رمضان کی عبادات کے لئے ہی بنایا گیا؟ کیا میں صرف رمضان کے لئے بنی ہوں......''؟

مسجد کی لغوی معنی ہیں سجدہ کرنے کی جگہ۔ مسجد اس جگہ کو کہا جاتا ہے جسے نماز ادا کرنے کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہو اور جہاں باجماعت نماز ادا کی جاتی ہو۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ

''ہمارے لئے ساری زمین مسجد بنائی گئی ہے۔''

جس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان ہر پاک وصاف جگہ پر سجدہ کر سکتا ہے۔ رمضان کا بابرکت مہینہ اپنی تمام تر رحمتوں وبرکتوں کے ساتھ رخصت ہو گیا۔ ہر مسلمان خواہ وہ کسی مکتبہ فکر یا فرقے سے تعلق رکھتا ہو اس مہینہ میں عبادات کی ادائیگی کے لئے آتا ہے۔ خاص طور پر جمعۃ المبارک کے دن مساجد میں اس قدر لوگ آتے ہیں کہ جگہ کم پڑ جاتی ہے اور مسجد کی زبان سے یہ پکار بے ساختہ نکلتی ہے کہ

''کیا میں صرف رمضان کے لئے بنی ہوں؟''

آخر کیا وجہ ہے کہ عام دنوں میں تو مساجد میں نمازیوں کی ایک یا دو سے زیادہ صفیں نہیں ہوتیں۔ فجر اور عشاء کی نماز میں ایک صف بھی نہیں ہوتی۔ ادھر رمضان میں مساجد میں جگہ کم پڑنے لگتی ہے۔ اگرچہ احادیث اس بات کو بیان کرتی ہیں کہ رمضان کے مبارک مہینہ میں شیطان کو زنجیزوں میں جکڑ دیا جاتا ہے اور عبادات کی فضیلت اور ثواب بھی ستر درجے زیادہ ہے۔ مگر پھر بھی آخر انسان مؤذن کی اس پکار کو۔

حَيَّ عَلَى الصَّلٰوۃ

''نماز کی طرف آؤ۔''

حَيَّ عَلَى الْفَلَاح

''فلاں کی طرف آؤ۔''

کو کیوں نظر انداز کر دیتا ہے؟ اور دنیاوی مصروفیات میں ہی گم رہتا ہے جبکہ فلاح صرف نماز ہی کو قرار دیا گیا ہے۔ یہ دنیا جس کی حقیقت آخرت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں، اسی کی رنگینیوں کے پیچھے کیوں پڑے رہتے ہیں؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ

''دنیا کی مثال آخرت کے مقابلہ میں اسی طرح ہے جس طرح سمندر کے مقابلے میں پانی کا ایک قطرہ۔''

اگرچہ رمضان میں شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے تو نبی کریم ﷺ کے ایک ارشاد کا مفہوم یہ بھی ہے کہ

''شیطان جب نماز کے لئے اذان سنتا ہے تو مقام روحاء تک دور چلا جاتا ہے۔ سیدنا سلیمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے (جو حدیث کے راوی ہیں) مقام روحاء کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ مدینہ سے چھتیس میل دور ہے۔'' (مسلم)

مسجد تک چل کر آنے کی فضیلت میں ''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ یہ روایت کرتے ہیں کہ مسجد نبوی کے اردگرد کچھ خالی زمین پڑی تھی۔ بنوسلمہ (جو مدینہ میں ایک قبیلہ تھا ان کے مکانات مسجد سے دور تھے انہوں) نے ارادہ کیا کہ مسجد کے قریب ہی کہیں منتقل ہو جائیں۔ یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا۔

''مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم لوگ مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! بے شک ہم یہی چاہ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بنوسلیم وہیں رہو! تمہارے (مسجد تک آنے کے) سب قدم لکھے جاتے ہیں' وہیں رہو! تمہارے (مسجد تک آنے کے) سب قدم لکھے جاتے ہیں۔'' (مسلم)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا

''جو شخص نماز کے لئے کامل وضو کرتا ہے پھر فرض نماز کے لئے چل کر جاتا ہے اور لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتا یا آپ ﷺ نے فرمایا جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے یا فرمایا نماز مسجد میں ادا کرتا ہے تو اللہ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔'' (مسلم)

مسجد نبوی سے زیادہ فاصلے پہ رہنے والے قبیلہ بنوسلیم نے مسجد نبوی کے نزدیک آ کر بسنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنوسلیم تم وہیں رہو' تمہارے مسجد تک آنے کے سب قدم لکھے جاتے ہیں۔ (مسلم)

سب سے پہلی صف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

''اگر لوگوں کو اذان اور پہلی صف کا ثواب معلوم ہو جاتا تو انہیں اذان اور پہلی صف قرعہ اندازی کے بغیر حاصل نہ ہوتی تو وہ ضرور قرعہ اندازی کرتے۔'' (بخاری)

باجماعت نماز ادا کرنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

رمضان کے بعد مساجد خالی ہوتی دیکھ کر مساجد زبان حال سے پکار کر کہتی ہیں کیا ہم رمضان میں عبادات کے لئے ہی بنائی گئی ہیں جبکہ جان بوجھ کر ایک نماز چھوڑنا بھی کفر وشرک ہے

''اگر لوگوں کو ظہر کی نماز کے لئے دوپہر کی گرمی میں چل کر مسجد جانے کی فضیلت معلوم ہو جاتی تو وہ ظہر کی نماز کے لئے دوڑتے ہوئے جاتے اور اگر انہیں عشاء اور فجر کی نمازوں کی فضیلت معلوم ہو جاتی تو وہ ان نمازوں کے لئے مسجد جاتے چاہے انہیں (کسی بیماری کی وجہ سے) گھسٹ کر ہی جانا پڑتا۔'' (بخاری)

نماز عصر کی فضیلت کے متعلق ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ

''جس نے عصر کی نماز چھوڑی گویا اس کا گھر بار سب لٹ گیا۔'' (بخاری)

ایک ارشاد ربانی کا مفہوم ہے۔

''اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا ان ہی لوگوں کا کام ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور نماز کی پابندی کی اور زکوٰۃ دی اور (اللہ پر ایسا توکل کیا کہ) سوائے اللہ کے کسی اور سے نہ ڈرے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں امید ہے کہ یہ لوگ ہدایت پانے والوں میں سے ہوں گے۔'' (سورۃ توبہ' 18)

باقی صفحہ نمبر 31 پر

حالات حاضرہ

محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان

عائشہ عبدالرشید

میں یہ مضمون لکھنا چاہتی تھی۔ میرے پاس وقت بھی تھا۔ تقریباً مضمون لکھنے کے لئے ہر چیز مہیا تھی اور جو چیز نہیں تھی وہ حوصلہ تھا اور وہ حوصلہ جو آج ہمارے حکمرانوں کے پاس ہے اور وہ یہ سب کچھ اس ڈھٹائی سے کر رہے ہیں کہ ان کی پالیسیوں کو پڑھ کر یا سن کر ذہن اور سر گھومتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

آج سے تینتیس (33) سال قبل بلجیئم کی یونیورسٹی میں زیر تعلیم ایک 35 سالہ طالب علم نے روتے ہوئے اپنے وطن عزیز کو ناقابل تسخیر بنانے کا عہد کیا تھا۔ قدرت نے اس نوجوان کو بے شمار

امریکہ اور اسرائیل اس سال کے آخر تک بھارت کو پاکستان کے نیوکلیئر پروگرام کو جام کرنے کے لئے جدید آلات فراہم کرے گا

صلاحیتوں سے نوازا تھا جن کی بدولت وہ جلد ترقی کی تمام منازل طے کر لیتا تھا۔ مغرب والے گوہر شناس تو ہیں ہی چنانچہ تعلیم مکمل کرنے کے بعد انہوں نے جوہری کی طرح ہیرے کی قدر کرتے ہوئے اس لڑکے کو واپس نہیں آنے دیا اور اپنے ہاں مصروفیت دینا چاہی تاکہ وہ ان کے ملک کی مزید ترقی میں اپنا کردار ادا کرے لیکن اس نے تو اپنے ملک کو ناقابل تسخیر بنانے کا عزم کیا تھا اور اللہ کے فضل سے اس نے اس کو ایسا کر کے دکھایا۔ اس نے اپنے وطن عزیز پاکستان کو ناقابل تسخیر بنانے کے لئے دو یا چار سال نہیں بلکہ پورے تیس سال صرف کیے ہیں۔

چوبیس گھنٹوں میں سے اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے مسلسل یورینیم کی افزودگی کے فارمولوں سے الجھتا رہا۔ یہ وہ لمحے ہیں جب وہ دن رات کی تمیز کھو بیٹھا تھا۔ ایٹمی صلاحیت کے حصول کے لئے پیہم انگاروں پہ لوٹتا رہا اور یہی وہ لمحے ہیں جب وہ پہروں میزائل ٹیکنالوجی کی گتھیاں سلجھاتا رہا۔ جب وہ ساری دنیا کی پابندیوں کے باوجود ریزہ ریزہ جوڑ کر دفاع وطن کی فصیل تیار کرتا رہا۔

حقیقت تو یہ ہے کہ اس محسن پاکستان سمیت کہوٹہ میں کام کرنے والے سائنس دانوں کی ایک بڑی تعداد بیرونی ممالک میں پرکشش تنخواہوں اور مختلف دوسری مراعات پر کام کرتی تھی لیکن اس محسن پاکستان یعنی ڈاکٹر قدیر خان کے کہنے پر اس وقت حکومت کی درخواست پر وطن کے لئے کچھ کرنے کی خواہش میں وہ تمام سہولتیں اور مراعات چھوڑ کر وطن عزیز آئے اور ڈاکٹر کی قیادت میں تنکا تنکا جوڑ کر انہوں نے اپنے ایٹمی پروگرام کو منزل تک پہنچایا۔ یہ سائنسدان بیرون ملک تو دور کی بات اندرون ملک بھی حکومت کی اجازت اور سکیورٹی کے بغیر کہیں نہیں جا سکتے تھے۔ ان کی زندگیاں شیشے کی طرح صاف تھیں اور ہیں۔ ان کے گرد سکیورٹی ایجنسیوں کا حصار ہوتا تھا۔ ان کے بچے اپنے ملک میں پڑھتے تھے۔ بیرون ملک ان کے لئے کوئی بھی چیز پرکشش نہ تھی۔ وہ سب ان چیزوں کو ٹھوکر مار کر اپنے وطن کی خاطر آئے تھے اور اب ان پر ایسے ایسے الزام لگائے جا رہے ہیں کہ خود سے شرم محسوس ہو رہی ہے۔ کیا ہم نے ان کو یہ دینے کے لئے پاکستان بلوایا تھا؟

ایک طرف تو غیر ملکی اخبارات (کافر ہونے کی وجہ سے) سائنس دانوں کے خلاف پروپیگنڈہ کر رہے ہیں تو دوسری طرف حکومت کی سرپرستی میں بعض پاکستانی صحافی بھی سائنس دانوں کی کردار کشی کی مہم میں شامل ہو گئے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ہمارے سائنس دان انتہائی غیر ذمہ دار' کرپٹ اور شہرت کے بھوکے تھے۔ اس لئے ان سائنس دانوں نے ایٹمی راز بیچ کر کروڑوں ڈالر دوبئی کے ایک بنک میں جمع کرائے ہیں اور مزید بہت کچھ لکھ رہے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ ایران اور لیبیا کے اس اعتراف کے بعد ہو رہا ہے کہ بعض پاکستانی سائنسدان اور یورپی کمپنیوں اور افراد نے انہیں ایٹمی معلومات فراہم کیں۔

امریکہ کو تو صرف پاکستان یاد رہا جن یورپی کمپنیوں نے ان دونوں ممالک کو معلومات فراہم کیں وہ سب بھول گئیں۔ ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جا رہی اور نہ ہی کوئی گرفتاری عمل میں آئی ہے۔ یہ وہ پاکستانی سائنس دان ہیں جنہوں نے اپنی تمام زندگی پاکستان کے لئے وقف کر دی۔ جو ہمیشہ بھارت اور اسرائیل کی ہٹ لسٹ پر رہے ہیں۔ آج ان کو ہی مجرم ثابت کیا جا رہا ہے اور ان سے دشمنوں جیسا سلوک کیا جا رہا ہے۔

ایک اعلیٰ پاکستانی عہدیدار نے اسلام آباد میں ایک مقامی رپورٹر کو بتایا کہ ڈاکٹر عبدالقدیر نے 12 صفحات پر مشتمل اقبالی بیان پر دستخط کئے ہیں۔ (کیے نہیں کرائے گئے ہیں) جس میں انہوں نے سینٹری فیوج کا ڈیزائن اور پارٹس فراہم کرنے کا اعتراف کیا تاہم ڈاکٹر عبدالقدیر نے دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے یہ اقدام پاکستان کے

حالات وواقعات اس بات پہ غماز ہیں کہ دشمنان ملک وملت ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو شہید کر کے خودکشی کا ڈرامہ رچانا چاہتے ہیں

ایٹمی پروگرام پر مغربی دباؤ کم کرنے اور اس ہتھیار کی دوسرے مسلم ممالک کو منتقلی کی خواہش کے تحت کیا۔

معروف سیاستدان اور سابق وفاقی وزیر معراج محمد خان نے ایک اہم انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ موجودہ حالات فلم کا پہلا حصہ ہیں اگلا حصہ بہت خوفناک ہے لیکن جو کچھ ہو رہا ہے اس کو اتنی بے حیائی اور ڈھٹائی کے ساتھ کیا جا رہا ہے کہ جس کا تصور بھی سوہان روح تھا۔ چند دستاویزات اور معمولی الزامات کی بنا پر رائی کا پہاڑ کھڑا کر دیا گیا ہے۔ آئی ایس پی آر اسی طرح انکشافات کر رہا ہے کہ جس طرح کسی غیر ملکی جاسوس کو پکڑ کر ایٹم بم بنانے کا فارمولا حاصل کر لیا گیا ہو۔ میرا

کو شیطانی عمل کا نام ہی دیا جا سکتا ہے۔ T.V کے علاوہ ریڈیو پر بھی پروگرامز کا کوئی حال نہیں رہ گیا اکثریت ایسے موسیقی پروگراموں کی ہے جو دن رات چلتے ہیں مگر آفرین ہے ان ارباب اختیار پر جو ان کو چلاتے چلاتے نہیں تھکتے۔ میرا تو خیال ہے کہ وہ خود ان پروگراموں کو نہیں سنتے ہوں گے اگر سنتے ہوتے تو اکتا کر کب کے ختم کروا چکے ہوتے؟

بے حیائی کو فروغ دینے کے لئے شیطان نے کئی عنوانات تلاش کر لئے ہیں ماڈل شوز' فینسی ڈریس شوز کیٹ واک' مینا بازار کو خوبصورت فیشن اور فن اور روزگار کے طور پر اپنانے کی ترغیب دی جارہی ہے یہ بھی اللہ کے عذاب کو دعوت دینے والے کام ہیں

مسلمانوں کو چاہئے تو یہ تھا کہ الیکٹرانک میڈیا سے دشمن کی ثقافتی یلغار کا جواب دیتے۔ ان کے باطل کلچر کے مقابلے میں حق کا کلچر متعارف کروایا جاتا۔ ان جدید الیکٹرانکس کو اسلامی معیشت اور با مقصد کام میں لایا جاتا' ملکی صورت حال پر تشویش اور دشمنوں کے عزائم کے پردے چاک کیے جاتے۔ ایسے پروگرام اور تبصرے نشر کیے جاتے جس سے قوم کا مورال بلند ہوتا۔ مسلمان نوجوانوں میں جہاد کی تربیت پیدا ہوتی۔ دشمنوں کی چالوں سے بچنے کے لئے گر سکھائے جاتے مگر افسوس ہم نے ایسا کرنا تو دور کی بات ہم نے تو ایسا سوچا بھی نہیں۔ ہم نے تو کم ہمتی' اور بزدلی کی راہ اختیار کی اور کر رہے ہیں۔ اسلام کے محافظوں کو عیش پرستی' جشن بہاراں جیسے تہواروں میں مبتلا کر رکھا ہے اور فحاشی' عریانی کے راستے پر مسلمانوں کو ڈالا ہوا ہے۔

اخبارات کے ذریعے

اخبارات بھی معاشرے کا آئینہ دار ہوتے ہیں۔ اور بدقسمتی سے ہمارے پرنٹ میڈیا پر بھی ایسے افراد کا قبضہ ہے جو پڑوسی ممالک اور یورپی دنیا کی ثقافت سے مرعوب ہیں۔ ان کا یہ مرعوبانہ انداز اخبارات کی خبروں میں بھی جھلکتا ہے جہاں پر خبریں کم اور فلمی سیاہ کارستاروں کی کہانیاں اور دیگر فحاشی کا مواد زیادہ ہوتا ہے جو بھی تہوار ہوتا ہے اخبارات میں اس کی خبروں کی سیاہی ہر سو پھیلی ہوتی ہے کہ فلاں تہوار کو منانے کے لئے کیا کیا انتظامات ہو رہے ہیں اور ان میں کون کون سے فنکار اور مشہور شخصیتیں کہاں کہاں اس تہوار کو منا رہے ہیں اور پھر جب یہ تہوار گزر جاتا ہے ایک ہفتے تک اخبارات پھر اسی کو اچھالتے ہیں۔ اس کو منانے کی بڑی بڑی سرخیاں اور منانے والوں کی بڑی بڑی تصاویر شائع کی جاتی ہیں کہ کوئی دوسرا تہوار آ جاتا ہے اور اخبار والے اس تہوار کی خبروں کو (بمع تصاویر شائع کرنے میں مصروف ہو جاتے ہیں جیسے یہ خبریں ہر خبر سے اہم ہیں۔ عالم اسلام کے مسائل حل ہوں یا نا ہوں' بابری مسجد تعمیر ہو یا نہ ہو' مسجد اقصی آزاد ہو یا نہ ہو مگر بسنت' نیو ائر نائٹ' کرسمس ڈے اور ویلنٹائن ڈے جیسے تہواروں کی خبریں ضرور اشاعت پذیر ہوں گی۔ ان کے بغیر اخباروں کا پیٹ نہیں بھرتا اور نہ ہی اخباری نمائندوں کے دل مطمئن ہوتے ہیں۔

مقابلہ حسن

19 جنوری کے نوائے وقت کے سب سے آخری صفحے پر ایک خبر بمع تصویر شائع ہوئی جس میں پانچ حسیناؤں کی تصویر ہے جو کھلے گریبان والے زیب تن کیے ہوئے بڑی اداؤں سے بیٹھی ہوئی تھیں۔ ساتھ ہی ایک خبر شائع ہوئی۔

ملتان میں ''سمارٹ'' کا مقابلہ 10 ماڈلز شریک ہوئیں۔ لمبے قد' لمبے بالوں' اور لڑکیوں میں تیز گنتی کے مقابلے بھی ہوئے آرٹس کونسل میں ہونے والی تقریب میں سرکاری افسر اور ممتاز شخصیات بھی شریک تھیں۔

یہ وہ خبر تھی جس نے ہر سچے مسلمان کے دل و دماغ پر میزائل گرا دیئے۔ دل خون کے آنسو رونے لگا کہ کلمہ طیبہ کے نام پر حاصل کیے گئے پاکستان میں بھی اس فحش مقابلے کا آغاز ہو گیا۔ ایسا پاکستان میں پہلی مرتبہ ہوا اور یہ تمام کوشش غیر مسلم ایجنٹوں کی ہے جو مسلمانوں میں نہ صرف الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے مسلمانوں کے ذہنوں میں مغربی اور ہندی ثقافت کا زہر انڈیل رہے ہیں بلکہ یہ کام خود انہی مسلمانوں کے ضمیر کو خرید کر ان سے ہی کروا رہے ہیں۔ اور ضمیر فروش مسلمان اس کام کو ایجنٹوں کی توقعات سے بھی زیادہ احسن طریقے سے سرانجام دیتے ہیں۔ اب اس خبر کو ہی دیکھئے کہ اس سے مقابلہ حسن میں سرکاری افسر اور ممتاز شخصیات شامل تھیں جن کی زیر نگرانی یہ شیطانی کھیل کھیلا گیا۔ ''اس گھر کو آگ لگ گئی اس گھر کے چراغ سے'' یعنی مسلمانوں کے حقوق اور ایمان پر ڈاکہ خود مسلمان ہی ڈال رہے ہیں۔ پاکستان کے محافظ ہی پاکستان کی عزت پہ ڈاکہ ڈال رہے ہیں۔ ہونا تو یوں چاہئے تھا کہ پاکستان میں کوئی عورت ننگے منہ گھر سے باہر نہ نکلے اور کسی مرد کا چہرہ داڑھی کے بغیر نہ ہوتا مگر یہاں ننگے منہ کو چھوڑ ننگے سر اور ننگے بدن کے ساتھ عورت کو گھمایا پھرایا جا رہا ہے اور اب تو مسلمان اپنے لباس اور اداؤں سے مسلمان کم اور ہندی و مغربی ثقافت کے دلدادہ زیادہ لگتے ہیں اور رہی سہی کسر اخبار اور ٹی وی پوری کر دیتا ہے اور ان فحاشیوں پر شرمندگی کا اظہار کرنے کی بجائے یہ تمام الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا اس کو بڑے فخریہ انداز میں منظر عام پر لاتے ہیں اور اس کو اپنی کامیابی بتاتے ہیں۔

اسٹیج و تھیٹر کے ذریعے

کافی عرصہ ہوا ایک فنکارہ کا انٹرویو میری نظروں سے گزرا جو کہ بیک وقت فلمی صنعت اور سٹیج تھیٹرز میں کام کر رہی ہے۔ نام اس کا ''مدیحہ شاہ'' ہے جو بڑے فخر سے کہہ رہی تھی کہ اب ہم بھارت کو فلمی میدان میں بھی شکست دیں گے اور ہم فن و ثقافت میں ہالی وڈ' لالی وڈ اور ہالی وڈ کو فلمی صنعت کے ہر میدان میں شکست دیں گے اور ساتھ اس نے یہ بھی کہا کہ اللہ تعالی نے میری بڑی مدد کی اور مجھے عزت دی شہرت دی اور میں اپنے پرستاروں کے دلوں کی دھڑکن ہوں اور انہی پرستاروں کی دعاؤں سے آج میں اس مقام پر ہوں۔

بس پھر کیا تھا جیسے جیسے خبر (انٹرویو) پڑھتی گئی دل و دماغ پر بجلیاں گرتی گئیں۔ لگتا ہے کہ انہوں نے کوئی کالی وڈ بنائی ہوئی ہے جو کوئی خاص مواقع پر ان حریفانِ فن لوگوں کی راہ روکنے کے لئے رکاوٹ یا دیوار کا کام دیتی ہو۔ پہلا یہ کہ بھارت کو فحاشی (فلمی) میدان میں شکست دینا۔ ہمارے ملک کی فنکاریں ایسا کر بھی رہی ہیں کہ پاکستانی فنکاروں کے لباس بھارتی فنکاروں سے بھی مختصر ہو گئے ہیں اور جتنا ان سے ہو سکتا اپنے آپ کو اتنا ہی عریاں کر لیتی ہیں اور پھر نعوذ باللہ اوپر سے کہتی ہیں کہ یہ عزت' شہرت اللہ تعالی نے دی ہے۔ جھوٹ...... سراسر اللہ تعالی پر بہتان لگاتی ہیں اور اللہ تعالی ان کو شہرت نہیں دیتا بلکہ ان کی رسی کو دراز کرتا ہے ان کو ڈھیل دیتا ہے کہ دنیا میں جو کچھ (نافرمانیاں کرنی ہیں کر لو۔ ولا هم ينظرون وہ ڈھیل نہ دیئے جائیں گے۔

رہی عزت کی بات تو اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

ان العزة لله جميعا - ترجمہ بے شک ساری عزت اللہ تعالی کے لئے ہے۔

یعنی عزت دین اسلام میں ہے اللہ تعالی کی اطاعت و فرمانبرداری میں ہے جو دین اسلام کو اپنا مقصد حیات بناتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اللہ اس کو عزت دے گا۔

اداکارائیں جو اللہ اور اس کے رسول کے تمام احکام کو پس پشت ڈال کر فحاشی اور بے حیائی کا مجسم بن کر اپنے بدن کا دیدار کرواتی ہیں۔ اسٹیج اور تھیٹرز پر تو فحاشی کا خوب دور دورہ ہے۔ اس فلمی شعبے میں ہنسی مذاق میں عورت کی تذلیل کی جاتی ہے۔ (جاری ہے)

بقیہ خوشامد

کرتے ہیں اور اس طرح اپنے اور دوسروں کے وقت کو ضائع کرنے کا سبب بنتے ہیں اور جو لوگ وقت کو ضائع کرتے ہیں' وقت انہیں ضائع کر دیتا ہے۔ محنتی اور حوصلہ مند افراد برے حالات کو شکست دیتے ہیں اور اپنا مقام خود بناتے ہیں۔ مگر سہل پسند لوگ حالات سے شکست کھا جاتے ہیں' محنت کو اپنا شعار بناتے ہوئے خوشامد اور خوشامدی لوگوں سے بچیں اور با مقصد زندگی گزاریں۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے غافل مسلمانو
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

تربیتی واصلاحی کالم

اہل ایمان کے لیے جنت کی خوشخبریاں

اہلیہ حافظ عبدالسلام بھٹوی

میرا دل چاہتا ہے کہ جنت کی نعمتوں کا ذکر کروں تاکہ جنت کے حصول کی ہماری کوششیں تیز تر ہو جائیں۔ سورۃ طور میں ہے۔

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَعِيمٍ(١٧)فَاكِهِينَ بِمَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ وَوَقَاهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ(١٨)كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ(١٩)

یقیناً پرہیزگار لوگ وہاں باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے ان چیزوں سے جو ان کا رب ان کو دے گا اور بچالیا ان کو ان کے رب نے جہنم کے عذاب سے کھاؤ اور پیؤ خوشی خوشی اس چیز کے بدلے جو تم عمل کرتے تھے“

اسی طرح سورۃ النبا میں ہے۔

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا(٣١)حَدَائِقَ وَأَعْنَابًا(٣٢) وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا(٣٣)وَكَأْسًا دِهَاقًا(٣٤)لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا كِذَّابًا(٣٥)جَزَاءً مِنْ رَبِّكَ عَطَاءً حِسَابًا(٣٦)

یقیناً پرہیزگاروں کے لئے کامیابی ہے باغات اور انگور نوجوان ہم عمر لڑکیاں‘ اور چھلکتے ہوئے پیالے ہیں‘ نہیں اس میں لغویات اور نہ جھوٹ سنیں گے تیرے رب کی طرف سے ایسا عطیہ ملے گا جو کافی ہوگا“

سورۃ الغاشیہ میں اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاعِمَةٌ(٨)لِسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ(٩)فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ(١٠)لَا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً(١١)فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ(١٢) فِيهَا سُرُرٌ مَرْفُوعَةٌ(١٣)وَأَكْوَابٌ مَوْضُوعَةٌ (١٤) وَنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ(١٥)وَزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ

کئی چہرے اس دن تر و تازہ ہوں گے اپنی کوشش پہ خوش عالیشان جنت میں ہوں گے نہیں سنیں گے اس میں کوئی لغویات اس میں چشمے جاری ہوں گے اس میں بلند تخت ہوں گے۔ آب خورے رکھے ہوئے گاؤ تکئے قطاروں میں لگے ہوئے نفیس فرش بچھے ہوئے“

سورۃ الحاقہ میں اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ(١٩)إِنِّي ظَنَنْتُ أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَهْ(٢٠)فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ(٢١)فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ(٢٢)قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ(٢٣)كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ(٢٤)

جس شخص کو اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا وہ کہے گا آؤ پڑھو میرا اعمال نامہ بے شک میں یقین رکھتا تھا کہ میں اپنے حساب سے ملنے والا ہوں‘ وہ ایک خوشی والی زندگی میں ہوگا۔ بلند جنتوں میں جس کے میوے قریب ہوں گے کھاؤ پیو مزے سے اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم نے گزرے ہوئے دنوں میں آگے بھیجے تھے۔“

> دنیا میں انسان محنت و جہد سے مال و منال جاہ و مراتب‘ مقام و ناموری حاصل کر تو لیتا ہے مگر انہیں دوام نہیں جبکہ جنت کی نعمتیں ابدی ہیں اور ان میں سب سے بڑی نعمت دیدار رب ذوالجلال ہے

سورۃ محمد میں فرمان الٰہی ہے۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ فِيهَا أَنْهَارٌ مِنْ مَاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِنْ لَبَنٍ لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِنْ خَمْرٍ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى وَلَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ

مثال جنت کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے پرہیزگاروں سے اس کی شان یہ ہے کہ اس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی ستھرے پانی کی اور نہریں بہہ رہی ہوں گی ایسے دودھ کی جس کے مزے میں ذرا فرق نہ آیا ہوگا۔ اور نہریں شراب کی جو پینے والوں کے لئے لذیذ ہوں گی اور صاف شفاف شہد کی نہریں اور ان کے لئے ہر قسم کے پھل اور ان کے رب کی طرف سے بخشش“

سورہ رحمٰن میں ہے۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ(٤٦)فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ(٤٧)ذَوَاتَا أَفْنَانٍ(٤٨)فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ(٤٩)فِيهِمَا عَيْنَانِ تَجْرِيَانِ(٥٠)فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ(٥١)فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجَانِ(٥٢)فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ(٥٣)مُتَّكِئِينَ عَلَى فُرُشٍ بَطَائِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ(٥٤)فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ(٥٥)فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ(٥٦)فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ(٥٧)كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ(٥٨)فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ(٥٩)هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ

ہر اس شخص کے لئے جو اپنے رب کے سامنے پیش ہونے کا خوف رکھتا ہے۔ اس کے لئے دو باغ (جنتیں) ہیں۔ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ٹہنوں والے دونوں باغوں میں چشمے رواں ہوں گے۔ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ دونوں باغوں میں ہر پھل کی دو قسمیں ہیں۔ جنتی لوگ اپنے فرشوں پہ تکیہ لگائے بیٹھے کہ جن کے استر سبز ریشم کے ہوں گے اور باغوں کی ڈالیاں پھلوں سے جھکی ہوں گی۔ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اور ان میں نیچی نگاہوں والیاں ہوں گی۔ جنہیں اس سے پہلے کسی انسان نے چھوا ہوگا اور نہ ہی جن نے۔ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو

جھٹلاؤ گے۔ ایسی خوبصورت جیسے ہیرے موتی' نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔"(۶۰)

بخاری مسلم کی حدیث ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ نعمتیں تیار کی ہیں جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھیں نہ کسی کان نے سنی نہ ہی کسی کے دل میں اس کا خیال آیا آپ نے فرمایا تم اگر چاہو یہ آیت پڑھو۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (السجدہ:۱۷)

نہیں جانتا کوئی نفس جو چھپا کر رکھا گیا ہے ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک"

جنت کی نعمتیں بے شمار ہیں میں نے ان میں سے چند ایک لکھی ہیں۔ ان نعمتوں کے حق دار لوگ کون ہیں؟ جو اللہ کے بتائے ہوئے راستے پر چلتے ہیں۔ اس کی ناراضگی سے بچتے ہیں۔ جنت اور جہنم دو مقام ہیں۔ جن کا تعلق ہماری آخروی زندگی سے ہے۔ موت کے بعد ہمارے عمل کی زندگی ختم پھر اس کے بعد جزا یا سزا۔ جزا اچھے عملوں کا بدلہ ہے جن کا ذکر اوپر کیا ہے اور جو انسان کو جنت کی صورت میں ملے گا۔

جو کام اللہ کو ناراض کرنے والے ہیں۔ اس نافرمانی کی سزا جہنم کی صورت میں اللہ تعالی نے رکھی ہے۔ دنیا میں انسان کی خوشی کے لئے بہت سی چیزیں ہیں مثلاً علم' مال' اولاد' خوبصورت شکل' مرتبہ' مقام' ناموری' ان کے حصول کے لئے بہت سی جدوجہد اور محنت درکار ہے۔ پھر اتنی جدوجہد کے بعد بھی اگر اللہ چاہے۔ انسان کو ملتی ہیں ورنہ نہیں۔ بالفرض یہ نعمتیں مل بھی جائیں تو ان کو بقا نہیں ہر وقت ان کے زوال سے لرزاں ترساں رہنا چاہئے۔

اس کے برعکس جو کچھ جنت میں ملے گا وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حاضر موجود ہو گا۔ پھر ان سب نعمتوں سے بڑھ کر جو نعمت ملے گی وہ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالی کا دیدار ہو گا مومن جب اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے تو ان کو اس سے بڑی خوشی اور کوئی نہیں ہو گی۔

ایک اور نعمت جس کا قرآن کریم میں کئی جگہ ذکر ہے کہ وہاں انسان کوئی لغو بات کوئی جھوٹ' غیبت طعن تشنیع تمسخر نہیں سنیں گے ہر ذوق سلیم رکھنے والے انسان کو پتہ ہے کہ یہ سب کچھ سننا کتنا عذاب ہے جو خواہ مخواہ اسے سہنا پڑتا ہے۔

وہاں رنجش' رقابت' عداوت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا یہاں پر رہ کر انسان کو ان رشتوں سے واسطہ پڑتا ہے تو اس کی جان کو یہ رشتے ایک جونک کی طرح چمٹ کر اس کا خون چوستے رہتے ہیں۔ وہاں ان سب چیزوں سے پاک ماحول ہو گا ہر طرف سلامتی اور امن کا راج ہو گا۔ کس قدر اعلیٰ وارفع ماحول ہو گا جنت کا۔ اللہ ہم کو اس جنت کا قدردان بنادے جو اللہ نے اپنے نیک بندوں کے لئے تیار کی ہے۔ موت آئے تو اس طرح جیسا کہ اللہ تعالی نے سورہ الفجر میں فرمایا ہے۔

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ (۲۷) ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً

اے اطمینان والی جان لوٹ جا اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ وہ تجھ سے راضی اور تو اس سے راضی' داخل ہو جا"

تو میری بہنو! ہم نے اس جنت اور اللہ تعالی کی رضا حاصل کرنے والے نیک اعمال کرنے ہیں۔ (ان شاء اللہ) اللہ ہماری مدد کرے۔ آمین (وماعلینا الاالبلاغ المبین)

بقیہ: مسجد کی پکار

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

''اللہ تعالی کو سب جگہوں سے زیادہ محبوب مساجد ہیں اور سب سے زیادہ ناپسند جگہیں بازار ہیں۔''(مسلم)

اللہ تعالی اور نبی آخرالزمان ﷺ نے منافق اس شخص کو قرار دیا جو نماز باجماعت میں سستی کرتا ہے۔

اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ

''جب وہ (منافقین) نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو سست کھڑے ہوتے ہیں۔''(النساء ۱۴۲)

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

''منافق کی پہچان یہ ہے کہ مسجد میں جماعت کے ساتھ باقاعدہ نماز کے اہتمام میں سستی کرتا ہے۔''

باجماعت نماز پڑھنے کے ثواب کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

''جماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے اجروثواب میں ستائیس درجے زیادہ ہے۔''

نماز باجماعت کی رسول ﷺ نے اتنی تاکید فرمائی کہ

''آپ ﷺ نے ان لوگوں کے گھروں کو جلادینے کی خواہش فرمائی جو گھروں میں نماز پڑھتے ہیں۔''

جب رمضان کا مہینہ ختم ہو جاتا ہے تو مساجد میں نمازیوں کی تعداد بہت کم ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ رمضان المبارک کی آخری رات (چاندرات) کو ہی عشاء کی نماز کے لئے بہت کم لوگ مساجد میں آتے ہیں۔ اگرچہ مسلمان عورتوں پر مساجد میں نماز باجماعت ادا کرنا فرض نہیں ہے لیکن خواتین کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے خاوندوں' بچوں کو باجماعت نماز ادا کرنے کی تلقین کریں اور انہیں فضیلت بیان کر کے مساجد میں بھیجیں...... کیونکہ اسی میں فلاح و کامرانی کا راز ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ

''ہر کوئی نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔''

اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے اور برے کاموں سے بچنے کی توفیق دے۔ آمین

بقیہ: بیوٹی پارلر

جائے اور اس کے گنوانے کا گناہ اور عذاب ان کے ذہن میں ڈالا جائے تاکہ وہ اپنی سیکھنے کی عمر میں اس عمل کو پکا کر لیں۔ یاد رکھیں اولاد کی تربیت ایک مکمل ذمہ داری ہے۔ جس کے بارے میں آپ سے سوال ہو گا۔

دوسری صورت میں ہر موسم میں اپنا خیال رکھئے۔ زیادہ کیمیکل چہرے کو خراب کرتے ہیں۔ ضرورت سے زیادہ میک اپ چہرے کی جلد میں مزید مسئلے پیدا کرتا ہے۔ سادی غذا اور خوب پانی جلد کے لئے بہترین ہے اور سب سے زیادہ حسن اور خوبصورتی حاصل کرنے کا فارمولا یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ وضو کریں۔ آپ یقین کریں کہ اس سے آپ کا چہرہ ہی نہیں پاؤں' ہاتھ' منہ اور سر بھی چمکے گا اور زیادہ سے زیادہ سجدہ کریں۔ یہی چہرے کی خوبصورتی کے اضافے کے ساتھ ساتھ جسم کے لئے بہترین ورزش ہے اور دوسرے کام جو ہم پارلر سے لیتے ہیں وہ میرے خیال میں ضروری نہیں کیونکہ یہ اللہ کی بنائی ہوئی چیزوں میں تبدیلی کا نام ہے اور ایسا کرنا منع ہے۔

اللہ تعالی قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

فتبرك الله احسن الخالقين

میرے خیال میں ان تمام باتوں کے بعد شاید بیوٹی پارلر کی ضرورت نہیں رہتی۔ خواتین جتنا روپیہ پیسہ بیوٹی پارلر پر خرچ کرتی ہیں۔ اگر صدقہ خیرات میں استعمال کریں۔ تو اس سے جہاں دوسروں کے دل کو خوشی ہو گی۔ صدقہ کرنے والی کو بھی دلی مسرت وراحت ملے گی۔ خوش مزاجی سے بھی انسان توانا اور خوبصورت نظر آتا ہے۔ اپنی بچیوں کو یہ کام نہ سیکھنے دیں کیونکہ کل جب ان کو عذاب ہو گا تو آپ کو بھی برابر کا حق دار بنایا جائے گا۔ کیا آپ یہ پسند کریں گی کہ آپ اور آپ کی اولاد ایسا سفر شروع کرے جس کی منزل تباہی و بربادی کے علاوہ کچھ نہیں۔ اپنے اپنے گھروں سے بے پردگی' بیہودہ فیشن کا خاتمہ کریں۔ میں نے اکثر دیکھا ہے کہ خواتین اپنے گھر کے بڑوں یا اپنے شوہر سے چھپ کر کوئی بہانہ بنا کر بچیوں کو بیوٹی پارلر کا کورس کرواتی ہیں جو کہ ان کے لئے کسی طرح مناسب نہیں۔

کل قیامت والے دن والدین یا سرپرست سکھانے والا' کام کروانے والا اس جگہ کا حاکم اور کئی دوسرے لوگ جو کہ اس میں شامل ہو گئے وہ اپنے اللہ کے حضور جواب دے ہوں گے۔ ابھی وقت ہاتھ میں ہے کچھ کر لو۔

ہر نماز کے بعد اپنے لئے اور دوسرے تمام مسلمانوں کے لئے رحمت اور مغفرت کی دعا کریں۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ○

''اے ہمارے رب ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا (تو بخش دے) اگر ہم کو نہ بخشے گا تو ہم برباد ہو جائیں گے۔

خوشامد بری بلا ہے

ام ایمن

خوشامدی لوگوں کا نفسیاتی تجزیہ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک کوا کسی درخت پر بیٹھا تھا۔ وہ کہیں سے روٹی کا ایک ٹکڑا اٹھا لایا تھا اور اب اس درخت پہ بیٹھا شغل فرما رہا تھا کہ اچانک درخت کے نیچے سے کسی لومڑی کا گزر ہوا۔ اس نے جب کوے کو روٹی کھاتے ہوئے دیکھا تو اس کے بھی منہ میں پانی بھر آیا۔ لومڑی نے سوچا کہ وہ کوے سے کسی طرح روٹی کا یہ ٹکڑا حاصل کرلے۔ چنانچہ اس نے ایک ترکیب سوچی اور اس پر یوں رطب اللسان ہوئی۔

''کوے میاں تم کتنے اچھے ہو۔ تمہارے پر کتنے خوبصورت ہیں۔ تمہارے یہ کالے کالے سے پر دھوپ میں کس قدر چمکیلے لگتے ہیں۔ تمہاری چونچ کتنی پیاری ہے اور اگر تمہاری چونچ اس قدر پیاری ہے تو تمہاری آواز کتنی پیاری ہوگی؟ مجھے ذرا اپنی خوبصورت سی آواز میں کوئی ''ترانہ'' تو سناؤ۔''

کوے میاں لومڑی کے منہ سے اپنی خوشامد سن کر پھولے نہ سمائے اور اپنی بھونڈی سی آواز میں کائیں کائیں کرنے لگے۔ اسی اثناء میں روٹی کا ٹکڑا نیچے گر پڑا تو لومڑی نے جھٹ اٹھالیا اور کوے میاں سے یہ کہتے ہوئے بھاگ گئی کہ ''خوشامد بری بلا ہے۔''

محترم قارئین کرام! آپ نے ضرور یہ کہانی بچپن میں سنی یا پڑھی ہوگی' یہاں مقصد آپ کو کہانی سنانا نہیں بلکہ وہ سبق بتانا ہے جو اس کہانی کے اندر مذکور ہے۔ یقیناً آپ کو اپنے اردگرد معاشرے میں لومڑی جیسے کردار والے افراد سے واسطہ پڑا ہوگا۔ اگر خود واسطہ نہیں پڑا تو کسی دوسرے شخص کو ضرور جتلا دیکھا ہوگا۔

خوشامد کرنے والے لوگ فطرتاً بھی ہوتے ہیں اور عادتاً بھی..... ان لوگوں کو پہچاننا جس قدر ضروری ہے اسی قدر آسان بھی۔

ایسے افراد یا لوگ جو حسد کے مرض کا شکار ہوں اور کسی دوسرے فرد کے پاس اس چیز کو ہرگز برداشت نہ کریں جو کہ خود ان کے اپنے پاس موجود نہ ہو۔ اسی طرح ایسے افراد بہت زیادہ غلو سے کام لینے والے ہوتے ہیں۔ یہ لوگ بے انتہا باتونی واقع ہوتے ہیں۔ خوشامدی لوگ سہل پسند بھی ہوتے ہیں۔ وہ کسی بھی چیز کو محنت سے حاصل نہیں کرتے بلکہ اپنی چرب زبانی سے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پنجابی کا مشہور مقولہ ہے کہ

''گلاں دا کھٹیا کھاندے نیں۔''

مبالغہ آرائی بھی ان کی فطرت میں شامل ہوتی ہے۔ ایسے افراد زبانی جمع خرچ سے بہت زیادہ کام لیتے ہیں۔ نیز اپنی باتوں سے افسانوں میں حقیقت کا رنگ بھر دینے کے ماہر ہوتے ہیں۔ ایسے افراد موقع پرست اور خود غرض بھی واقع ہوتے ہیں۔

ایسے تمام افراد جن میں مندرجہ بالا خصوصیات موجود ہوں' بلا شک وشبہ ان افراد کا شمار خوشامدی لوگوں میں ہوگا اور یہ کچھ ایسی پسندیدہ عادت بھی نہیں کہ اسے سراہا جائے یا اسے مستقل اختیار کیا جائے۔ اس لئے اس قبیح عادت سے پیچھا چھڑانا ضروری ہے اور اس کام کے لئے آپ کو کچھ ضروری امور پر بھی عمل کرنا ہوگا۔ تبھی آپ ایک اچھے اور کامیاب انسان کے طور پر زندگی گزار سکتے ہیں اور دوسرے افراد کے لئے بھی مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔

1- سب سے پہلے آپ اپنے اندر سے حسد کو نکال دیں۔ کوئی ایسی چیز جو آپ دوسرے افراد کے پاس دیکھیں جو کہ آپ کے پاس موجود نہ ہو' سے ہرگز حسد محسوس نہ کریں۔ بلکہ ان کے پاس اس چیز کی عمدہ طریقے سے تعریف کریں۔ نیز اس میں برکت کی دعا دیں۔ اس عمل سے نہ صرف آپ کو سکون حاصل ہوگا بلکہ آپ کو قلبی روحانیت بھی محسوس ہوگی۔

2- کسی بھی شخص کی منہ پر تعریف کرنے سے بچیں' کیونکہ یہ اچھا فعل نہیں ہے۔ اگر تعریف کرنا ہی ہے تو اس کے پیٹھ پیچھے سر محفل اس کی تعریف کریں۔ ہم لوگ پیٹھ پیچھے برائی کرنے میں تو بہت تیز ہوتے ہیں' لیکن تعریف کرنے میں کنجوسی سے کام لیتے ہیں۔

اگر آپ کسی شخص کا اس کی غیر موجودگی میں اس کے دوستوں کے درمیان اچھے الفاظ سے ذکر کریں گے تو یقیناً ایسا کرنے سے اس شخص کی محبت وعزت آپ کے دل میں پیدا ہوگی۔ پھر آپ اس شخص سے حقیقی قلبی تعلق محسوس کریں گے۔ جو یقیناً باہمی خوشگوار تعلقات میں سنگ میل ثابت ہوگا۔

میں نے ایسے بہت سے افراد کو دیکھا ہے جو منہ پر کسی کی خوشامد میں رطب اللسان تو ہوتے ہیں لیکن اس شخص کے چلے جانے کے بعد اسی محفل میں اس کی مذمت شروع کر دیتے ہیں۔ ایسے افراد کا یہ طرز عمل دیکھ کر میں اکثر سوچا کرتی تھی کہ ابھی یہ اس شخص کی اس طرح تعریف کر رہا تھا کہ جیسے وہ کوئی غیر معمولی شخصیت ہے اور اب

> **اگر آپ کسی شخص کی اس کی غیر موجودگی میں تعریف کریں گے تو اس سے آپ کے دل میں اس کی محبت پیدا ہوگی اور باہمی تعلقات خوشگوار رہیں گے۔**

یہ اس کی مذمت بیان کر رہا ہے۔ یہ منفی رویہ دیکھ کر ایک بات سمجھ میں آئی ہے کہ جو لوگ دوسرے افراد کے دلوں میں یا معاشرے میں اگر کوئی مقام اپنی محنت یا قابلیت سے حاصل نہیں کر پاتے تو پھر وہ اسی طرح خوشامد کا ہی سہارا لیا کرتے ہیں اور اپنے تئیں کامیابی کی سیڑھی چڑھنا شروع کر دیتے ہیں اور یہ بات بھول جاتے ہیں کہ یہ کامیابی عارضی ہے' دائمی نہیں اور جب وہ اس سیڑھی سے گرتے ہیں تو بری طرح چوٹ کھاتے ہیں اور دوبارہ کبھی وہ مقام وہ مرتبہ حاصل نہیں کر پاتے۔ محنت سے انسان کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کر لیتا ہے مگر خوشامدی اور موقع پرست افراد خسارے میں ہی رہتے ہیں۔ پھر یہ وقتی کامیابی کس کام کی؟ جس شخص کا انجام اچھا ہے' اصل میں وہ کامیاب ہے اور جس کا انجام اچھا نہیں اگر اس کا حال اچھا بھی ہو تو اسے ہم کامیاب قرار نہیں دے سکتے۔ خود غرض اور مفاد پرست انسان کتنی دیر تک لوگوں سے مفاد حاصل کرتا رہے گا۔ آخر انجام کار ذلت ورسوائی اس کا مقدر ہے۔

3- زیادہ باتیں وہ لوگ کرتے ہیں جن کے پاس کرنے کو کچھ کام نہیں ہوتا۔ اسی لئے وہ زبانی جمع خرچ سے کام چلانے کی کوشش

باقی صفحہ نمبر 29 پر

> **خوشامدی لوگ محنت سے جی چراتے ہیں بلکہ چرب لسانی اور چکنی چوپڑی باتوں سے اپنا مطلب حاصل کرتے ہیں۔ انہی کے بارے میں پنجابی کی یہ ضرب المثل ہے کہ ''گلاں دا کھٹیا کھاندے نیں۔''**

آپ کے دینی مسائل

قرآن وسنت کی روشنی میں

مولانا مبشر احمد ربانی

خطیب منبر پر دعا کرے تو کیا آمین کہنا جائز ہے؟

س: کیا خطیب کے منبر پر دعا کرتے وقت آمین کہنا درست ہے یا نہیں؟ کتاب وسنت کی روشنی میں جواب دے کر عند اللہ ماجور وعند نا مشکور ہوں۔ (محمد اصغر سلفی کراچی)

ج: خطیب کا منبر پر دعا کرنا بھی صحیح و درست ہے اسی طرح اس کی دعا پر سامعین اگر آمین کہہ دیں تو یہ بھی شرعاً جائز ہے اس میں کوئی قباحت نہیں ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ حبیب بن مسلمہ الفہری رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات تھے وہ ایک لشکر کے امیر بنائے گئے انہوں نے اپنی سواری کو چاک وچوبند کیا جب دشمن سے سامنا ہوا تو لوگوں سے کہنے لگے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے (لایجتمع ملأ فیدعو ویؤمن سائرھم الا أجابھم اللہ) کوئی بھی گروہ جمع نہیں ہوتا کہ ان میں سے کوئی شخص دعا کرتا ہے اور باقی سارے آمین کہتے ہیں مگر اللہ ان کی دعا کو قبول کرتا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اللہ کی حمد وثنا کی اور کہا اے اللہ ہمارے خونوں کی حفاظت فرما اور ہمیں شہداء کے اجر کی طرح اجر عطا فرما......
(طبرانی کبیر ۴/۲۲ مستدرک حاکم ۴/۱۷/۴۱ طبع جدید مجمع الزوائد (۷/۴۳۴/۱۷) ۱۰/۲۶۷)

علامہ ہیثمی فرماتے ہیں اسے طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں سوائے عبداللہ بن لھیعہ کے وہ حسن الحدیث ہے۔ یہ سند حسن ہے کیونکہ عبداللہ بن لھیعہ سے اس حدیث کو ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن یزید المقری نے بیان کیا ہے اور وہ ان عبادلہ اربعہ میں سے ہیں جن کا سماع ابن لھیعہ میں اختلاط سے پہلے کا ہے اور ان کی حدیث اس سے صحیح ہوتی ہے۔
اس حدیث کے عموم سے معلوم ہوا کہ جس وقت بھی کوئی آدمی دعا کرے اور دیگر لوگ اس پر آمین کہیں تو اللہ تعالیٰ دعا قبول کرتا ہے اور اس عموم میں خطبہ کے دوران دعا بھی آجاتی ہے۔ لہذا خطیب کی دعا پر آمین کہنا جائز ومشروع ہے اور نماز استسقاء کے لئے نبی ﷺ نے جب خطبہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا کی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے جیسا کہ صحیح بخاری میں مذکور ہے۔

کیا شوال میں شادی درست ہے؟

س: کیا عیدین کے درمیان یعنی عید الفطر کے بعد شوال کے مہینہ میں آدمی شادی کر سکتا ہے۔ بعض مفتیہ فکر کے لوگوں سے یہ بات سننے میں آئی ہے کہ اس وقت شادی کرنا مکروہ ہے۔ کتاب وسنت کی روشنی میں جواب دے کر عند اللہ ماجور ہوں (سنت اللہ سعادت کراچی)

ج: شوال اور محرم سمیت اسلام کے تمام مہینوں کے تمام دنوں میں شادی کی کوئی ممانعت نہیں۔ عید الفطر کے بعد ماہ شوال میں شادی کرنا بھی جائز ودرست ہے خود رسول اللہ نے شوال کے مہینے میں شادی کی ہے۔ عہد جاہلیت میں اسے بہتر نہیں سمجھا جاتا تھا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ"
تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَوَّالٍ وَبَنَى بِي فِي شَوَّالٍ فَأَيُّ نِسَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَحْظَى عِنْدَهُ مِنِّي
فکانت تستحب اندتدخل نساء ھافی شوال۔
(مسند احمد ۴۰/۳۱۹ صحیح مسلم کتاب النکاح (۱۴۲۳) ترمذی ابواب النکاح (۱۰۹۳) نسائی کتاب النکاح باب التزویج فی شوال ۵۳۵۳) ابن ماجہ کتاب النکاح (۱۹۹۰) عبدالرزاق (۱۰۴۵۹) مسند عبد بن حمید (۱۵۰۸) مسند اسحٰق بن راہویہ (۷۲۴) صحیح ابن حبان (۴۰۵۸) طبرانی کبیر ۲۳/۶۸) بیہقی ۷/۲۹۰ طبرانی اوسط (۶۹۵۵)

رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ شوال میں شادی کی اور شوال میں ہی آپ ﷺ نے میرے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم کئے۔ آپ ﷺ کی ازواج میں سے کونسی عورت آپ کے ہاں مجھ سے زیادہ نصیب والی تھی۔
عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی (رشتہ دار) عورتوں کے لئے بھی پسند کرتی تھیں کہ شوال میں ان کے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم کئے جائیں۔ علامہ سندھی مسند احمد کے حاشیہ میں رقمطراز ہیں کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد اس سے ان لوگوں کا رد ہے جو دو عیدوں کے درمیان نکاح کو جائز نہیں سمجھتے۔ (مسند احمد ۴۰/۳۱۹)

امام ابن کثیر فرماتے ہیں
وفی دخولہ ﷺ بھا فی شوال رد لما یتوھمہ بعض الناس من کراھیۃ الدخول بین العیدین خشیۃ المفارقۃ بین الزوجین وھذا لیس بشئی (البدایہ والنھایہ ۳/۴۱)
رسول اللہ ﷺ کا ماہ شوال میں بی بی عائشہ کے پاس آنے میں ان لوگوں کا رد ہے جو اس وہم کا شکار ہیں کہ عیدین کے درمیان شادی کرنا مکروہ ہے۔ وہ اس ڈر سے شادی نہیں کرتے تھے کہ شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی ہو جائے گی اور یہ کوئی بات نہیں ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے صحیح مسلم کی اس حدیث پر یوں تبویب کی ہے۔
باب استحباب التزوج والتزویج فی شوال واستحباب الدخول فیہ
ماہ شوال میں شادی کرنے کرانے کا مستحب ہونا اور اس ماہ میں عورت کے پاس داخل ہونے کا استحباب
پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی شرح میں فرماتے ھیں (فیہ استحباب التزویج والدخول فی شوال وقد نص اصحابنا علی استحبابہ واستدلوا بھذا الحدیث وقصدت عائشہ بھذا الکلام رد ما کانت الجاھلیۃ علیہ وما یتخیلہ بعض العوام الیوم من کراھۃ التزوج والتزویج والدخول فی شوال وھذا باطل لا اصل لہ وھو من اثار الجاھلیۃ کانوا یتطیرون بذالک لما فی اسم شوال من الا شالۃ والرفع)
(شرح صحیح مسلم ۹/۱۷۹) دار الکتب العلمیہ بیروت)

اس حدیث سے شوال میں شادی کرنے کرانے اور بیوی کے پاس داخل ہونے کا استحباب معلوم ہوتا ہے اور ہمارے اصحاب نے اس کے مستحب ہونے کو نصاً ذکر کیا ہے اور انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کلام کے ذریعے دور جاہلیت اور آج کے بعض عوام کے اس خیال کے رد کا قصد کیا ہے کہ شوال میں شادی کرنا کرانا اور بیوی کے پاس جانا مکروہ ہے۔ یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ جاہلیت کے آثار میں سے ہے لوگ اس سے بدشگونی لیتے تھے اس لئے کہ شوال کا نام اشالہ اور رفع سے ماخوذ ہے۔ یعنی اس ماہ میں کیا ہوا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔
دور جاہلیت کی بدشگونی کی وجہ یہ تھی کہ شوال کا معنی بلند کرنا، متفرق کرنا اور خشک ہونا وغیرہ کے ہیں اس نام سے بدشگونی لیتے ہوئے وہ لوگ سمجھتے تھے کہ شوال میں کیا ہوا نکاح درست نہیں خاوند اور بیوی کے درمیان جدائی پڑ جاتی ہے۔

علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ ماہ شوال خصوصیت کے ساتھ "شالت الابل" سے ماخوذ ہے جس کے معنی اونٹوں کے مستی سے دم اٹھانے کے ہیں چونکہ اونٹنیاں ان دونوں میں مستی سے نروں کی تلاش میں دم اٹھائے پھرا کرتی تھیں اس مناسبت سے ان دنوں کو ماہ شوال کے دنوں سے موسوم کر دیا گیا گو عربوں کا شکار کے لئے اپنے گھروں کو خالی چھوڑ کر باہر چلے جانا اور جنگلوں اور شکار گاہوں میں متفرق ہو جانا نیز ان کی اونٹنیوں کا دودھ خشک ہو جانا بھی اتفاق سے انہی ایام میں واقع ہوا کرتا تھا۔ (تکوین کائنات ص ۱۷۲)

علامہ ابن منظور رقم طراز ہیں

كانت العرب تطير من عقد المناكح فيه وتقول ان المنكوحة تمتنع من ناكحها كما تمتنع طروقة الجمل اذا لقحت وشالت بذنبها فابطل النبی ﷺ طیرتهم وقالت عائشه رضى الله عنها تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَوَّالٍ وَبَنَى بِي فِي شَوَّالٍ فَأَيُّ نِسَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَحْظَى عِنْدَهُ مِنِّي (لسان العرب ۷/۲۴۳)

عرب اس ماہ میں شادی کرنے والے سے بدشگونی لیتے تھے اور کہتے تھے کہ منکوحہ کو اس کے شوہر سے دور کر دیا جائے گا جیسا کہ اونٹ کی جفتی سے اونٹنی کو دور کر دیا جاتا ہے اس کا دودھ خشک ہو جاتا ہے اور وہ اپنی دم اونچی کرتی ہے۔ نبی ﷺ نے ان کے شگون کو باطل کر دیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ شوال میں نکاح کیا اور شوال میں ہی میرے پاس آئے آپ کی ازواج میں سے کون سی عورت آپ ﷺ کے ہاں مجھ سے زیادہ نصیب والی تھی۔ نیز دیکھیں تاج العروس ۱۴/۳۹۸) وغیرہ اور یہ بھی یاد رہے کہ اسلام میں بدشگونی باطل و حرام ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے

لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ

کوئی بیماری متعدی نہیں اور نہ ہی بدشگونی ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الطب ۵۷۵۷)

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا "الطیرۃ شرک" بدشگونی شرک ہے بدشگونی شرک ہے۔

(مسند احمد ۱/۲۵۰ (۴۱۹۴)(ترمذی ۱۶۱۴)(ابن ماجہ ۳۵۳۸) مسند ابی یعلیٰ (۵۲۱۹) الادب المفرد (۹۰۹) المستدرک للحاکم ۱/۱۷، ۱۸ ابوداؤد (۳۹۱۰) بیہقی ۸/۱۳۹ امام حاکم نے اسے صحیح کہا اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ بدفالی و بدشگونی شرکیہ امور میں سے ہے اور جاہلیت کا کام ہے ماہ شوال میں شادی سے رکنا یا روکنا بالکل ناجائز ہے۔ نبی کریم ﷺ نے خود شوال میں شادی کی ہے اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا بھی اپنی لڑکیوں اور عورتوں کی شادیاں شوال میں بہتر سمجھی تھیں۔ اس لئے جاہلیت، توہم پرستی اور مشتبہ امور سے کلی اجتناب کیا جائے اور سنت رسول اللہ ﷺ سے محبت کی جائے۔

لواطت کی سزا

س: ہمارے معاشرے میں فعل قوم لوط کی کثرت عروج پر پہنچی ہوئی ہے ایسی صورت میں ایک گروہ علم کی آڑ میں یہ بات پھیلا رہا ہے کہ اس بارے میں جو فاعل اور مفعول پر حد کی احادیث ہیں وہ ضعیف ہیں براہ مہربانی اس مسئلے کی وضاحت کریں اور اس سلسلے میں فاعل کا اور راضی مفعول کا کیا حکم ہے۔ (ڈاکٹر ابو عبداللہ عبدالرشید کورنگی کراچی)

ج: عمل قوم لوط اتنا گھناؤنا اور مبنی بر خباثت عمل ہے اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے اللہ نے اس عمل کو فحش قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ (النمل: ۵۴)

اور لوط علیہ السلام نے جب اپنی قوم سے کہا کیا تم فحاشی پر اتراتے ہو اور تم دیکھتے ہو۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ (العنکبوت: ۲۸)

اور لوط علیہ السلام نے جب اپنی قوم سے کہا بے شک تم البتہ فحاشی کو آتے ہو جہان والوں میں سے کسی نے بھی اس فعل پر تم سے سبقت نہیں کی۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ یہ عمل فحاشی و بے حیائی پر مبنی ہے اس کی سزا احادیث صحیح میں قتل کی وارد ہوئی ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

مَنْ وَجَدْتُمُوهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ

جسے تم قوم لوط کا عمل کرتے ہوئے پاؤ تو کرنے والے اور کروانے والے دونوں کو قتل کر دو۔

(المنتقی لابن الجارود (۸۲۰) ابوداؤد ۴۴۶۲) ترمذی (۱۴۵۶) ابن ماجہ (۱۵۶۱) مسند احمد ۱/۳۰۰ دار قطنی ۳/۱۲۲ المستدرک ۴/۳۵۵ بیہقی ۸/۲۳۲ زاد المعاد ۵/۴۰ طبرانی کبیر ۱۱/۱۶۹ (۱۱۵۲۷) شرح السنۃ ۱۰/۳۰۸ الحاوی للفتاوی ۲/۱۱۰ ارواء الغلیل (۲۳۵۰) ۸/۱۶، ۱۷) اس حدیث کو امام حاکم، امام ذہبی، امام ابن الجارود امام ضیاء مقدسی امام ابن قیم، علامہ سیوطی، علامہ البانی، علامہ ابواسحٰق الحوینی وغیرھم نے صحیح کہا ہے۔

بعض لوگوں نے اس کی سند میں عمرو بن ابی عمرو پر کچھ کلام کیا ہے۔ لیکن امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "**حدیثه صالح حسن منحط عن الرتبة العلیاء من الصحیح** (میزان ۳/۲۸۲) تہذیب ۴/۳۲۹)

اس کی حدیث صالح حسن صحیح کے اعلیٰ رتبہ سے نیچے اترتی ہے۔

ابن حجر فرماتے ہیں ثقه ربما وهم (تقریب) ثقہ ہے بسا اوقات اسے وہم ہو جاتا ہے۔

دکتور بشار عواد ابن حجر پر تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

بل صدوق حسن الحدیث فقد وثقه ابوزرعه والعجلی واحتج به البخاری ومسلم فی صحیحیهما وقال ابوحاتم واحمد وابن عدی لاباس به (تحریر تقریب التہذیب ۳/۱۰۲)

بلکہ یہ صدوق حسن الحدیث ہے ابوزرعہ رازی، عجلی نے اس کی توثیق کی ہے اور بخاری و مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں اس سے حجت پکڑی ہے اور ابو حاتم، احمد اور ابن عدی نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بہرکیف جمہور ائمہ محدثین کے ہاں عمرو بن ابی عمرو حسن الحدیث ہے لہٰذا یہ روایت قابل حجت ہے اور اس کے بعض متابع بھی ہیں جیسا کہ داؤد بن الحصین کی روایت ابن ماجہ، دار قطنی، بیہقی اور احمد وغیرہ میں اور عباد بن منصور کی روایت حاکم بیہقی اور ابن عساکر کے ہاں موجود ہے۔

اس کے علاوہ اس کے شواہد بھی ہیں جیسا کہ حدیث ابی ہریرۃ ہے ابویعلیٰ نے اپنی مسند میں بایں سند بیان کیا ہے۔

حدثنا عبدالغفار بن عبدالله بن الزبیر حدثنا علی بن مسهر عن محمد بن عمرو عن ابی سلمة عن ابی هریرة قال قال رسول الله من وقع علی بهیمة فاقتلوه واقتلوها معه

جو شخص کسی چوپائے سے بدفعلی کرے اسے قتل کر دو اور اس کے ساتھ چوپائے کو بھی قتل کر دو۔ (ابویعلیٰ ۱۰/۳۸۹ (۵۹۸۷)

علامہ ہیثمی فرماتے ہیں:

فیه محمد بن عمرو بن علقمه وحدیثه حسن بقیه رجاله ثقات (مجمع الزوائد ۶/۲۷۳ طبع قدیم ۶/۴۲۱ (۱۰۶۴۱) طبع جدید

اس کی سند میں محمد بن عمرو بن علقمہ ہے اور اس کی حدیث حسن ہے اور اس کے باقی راوی ثقہ ہیں علامہ سیوطی نے اس کے اور بھی شواہد ذکر کئے ہیں جس کی تفصیل الحاوی للفتاوی میں موجود ہے اور سید بدیع الدین شاہ راشدی نے "القندیل المشعول" میں اس پر مفصل بحث لکھی ہے۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی المصنف کتاب الحدود ۶/۴۹۵ طبع ملتان میں ذکر کیا ہے کہ جن دنوں عثمان رضی اللہ عنہ کو گھر میں محصور کر دیا گیا تو انہوں نے لوگوں سے کہا **اما علمتم انه لایحل دم امری مسلم الا باربعة رجل عمل عمل قوم لوط**

کیا تمہیں علم نہیں کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں سوائے چار لوگوں کے۔ ایک آدمی وہ ہے جس نے قوم لوط کا عمل کیا

علامہ سیوطی نے لکھا ہے "اسنادہ صحیح" اس کی سند صحیح ہے۔

ابن ابی شیبہ اور الہیثم بن خلف الدوری نے (ذم اللواط" (۴۸، ۸۲) میں صحیح سند کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ "**سئل ابن عباس ماحد اللوطی قال ینظر اعلی بناء فی القریة فیرمی به منکسا ثم یتبع بالحجارة**."

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ لواطت کرنے والے کی حد کیا ہے تو انہوں نے فرمایا، دیہات میں اونچی عمارت

دیکھی جائے اور اس کے اوپر سے اسے اوندھا گرادیا جائے پھر اس پر پتھر برسائے جائیں۔ امام ابن قیم رقمطراز ہیں۔

وقال ابن القصار وشيخنا اجمعت الصحابه على قتله وانما اختلفوا فی کیفیة قتله فقال ابوبکر صدیق یرمی من شاهق وقال علی رضی الله عنه یهدم علیه حائط وقال ابن عباس یقتلان بالحجارة فهذا اتفاق منهم على قتله " (زاد المعاد ۵/۴۰)

ابن القصار اور ہمارے شیخ امام ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ لواطت کرنے والے کے قتل پر صحابہ کا اجماع ہے۔ صرف انہوں نے اس کے قتل کی کیفیت میں اختلاف کیا ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اسے بلند پہاڑ سے گرادیا جائے۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا اس پر دیوار گرادی جائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا دونوں کو پتھروں سے قتل کردیا جائے۔ یہ لواطت کرنے کے قتل پر ان کی جانب سے اتفاق ہے۔

لہٰذا اس عمل شنیع کے مرتکب کی سزا قتل ہے اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو چکا ہے۔

خطباء وواعظین کے لطیفے

س: آج کل بعض خطباء اپنی تقاریر و دروس میں لطیفے سنا کر قرآنی آیات کے ساتھ مذاق کرتے ہیں مثلاً ایک مشہور بات ہے کہ ایک مولوی صاحب نماز پڑھا رہے تھے۔ حلوہ سامنے تھا۔ اچانک بلی اسے کھانے آگئی۔ وہ ولاتقربا هذه الشجرة والی آیت پڑھ رہے تھے انہوں نے شجرۃ کی شین کو کھینچ کر پڑھا اور بلی بھگادی۔ اس طرح کہتے ہیں کہ بھوک کی وجہ سے انتڑیاں قل ھو اللہ پڑھ رہی ہیں اس کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ (ڈاکٹر عبدالرشید کورنگی کراچی)

ج: خطبا اور واعظین کو اپنے وعظ و نصیحت میں جھوٹی باتیں بیان کر کے عوام کو ہنسانے سے گریز کرنا چاہئے اور سنجیدگی و متانت سے تبلیغ کرنی چاہئے۔ جو لوگ جھوٹی باتیں بیان کر کے عوام کو ہنساتے ہیں ان کے لئے تباہی و بربادی ہے۔

بھز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ کی سند سے رسول اللہ کا فرمان ہے۔

وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ بِالْحَدِيثِ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ فَيَكْذِبُ وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ

ویل ہے اس شخص کے لئے جو بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے تاکہ اس کے ساتھ لوگوں کو ہنسائے۔ ویل ہے اس کے لئے۔ پھر ویل ہے اس کے لئے (ابوداؤد (۴۹۹۰) ترمذی ۲۳۱۵) مشکوۃ (۴۸۳۸)

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے جھوٹی بات بیان کر کے ہنسانے والے کے لئے تین مرتبہ ویل یعنی تباہی، بربادی و ہلاکت بیان کی ہے۔ اسی طرح قرآن کی آیات کے ساتھ لطیفے بنا کر ہنسانا اور جھوٹی کہانیاں گھڑنا کفر ہے۔ ایسی مجالس جن میں اللہ اور اس کی آیات کا استہزاء کیا جا رہا ہو اس میں شرکت نہیں کرنی چاہئے۔ ارشاد باری تعالی ہے

قُلْ أَبِاللّٰهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ (توبہ ۶۵)

کہہ دیجئے کیا اللہ اس کی آیات اور اس کے رسول کے ساتھ تم استہزاء کرتے ہو۔ پھر فرمایا (لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ (توبہ ۶۶)

تم عذر نہ کرو۔ تم تو ایمان لا کر کفر کر چکے ہو

لہٰذا قرآنی آیات کے ساتھ استہزاء اور ٹھٹھا حرام ہے ایسا کرنے والے کفر کے مرتکب ہیں۔ انہیں اپنے عمل سے سچی توبہ کرنی چاہئے۔

قبر میں روح کے لوٹائے جانے کا حکم

س: کیا قبر میں میت سے سوال وجواب ہوتے ہیں اور روح کو لوٹایا جاتا ہے صحیح حدیث سے ثابت کریں (عبدالرحمٰن مکان نمبر ۲ گلی نمبر ۴۰ گولڈن مارکیٹ یتیم خانہ ملتان روڈ لاہور)

ج: قبر کے اندر سوال وجواب بالکل برحق ہیں سوائے معتزلہ کے ان کا کسی نے انکار نہیں کیا عقائد کی کتب میں آئمہ محدثین نے اس کا بھرپور ذکر کیا گیا ہے۔ براء بن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا

الْمُسْلِمُ إِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وفي رواية عن النبي صلي الله عليه وسلم قَالَ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ قَالَ نَزَلَتْ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ فَيُقَالُ لَهُ مَنْ رَبُّكَ فَيَقُولُ رَبِّيَ اللّٰهُ وَنَبِيِّي مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(متفق علیہ۔ مشکوۃ المصابیح باب اثبات عذاب القبر الفصل الاول ص ۲۴)

مسلم آدمی سے جب قبر میں سوال کیا جاتا ہے وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلاشبہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں یہی اللہ کا قول ہے "اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو قول ثابت کے ساتھ مضبوط کرتا ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور نبی ﷺ سے ایک روایت ہے کہ آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو قول ثابت کے ساتھ پختہ رکھتا ہے' عذاب قبر کے بارے نازل ہوئی ہے اسے کہا جاتا ہے تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور میرے نبی محمد ﷺ ہیں صحیح البخاری اور صحیح مسلم کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ " يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ (ابراہیم: ۱۴/۲۷) رسول اللہ ﷺ کی صراحت کے مطابق قبر کے سوال وجواب اور عذاب قبر کے بارے نازل ہوئی ہے۔ لہٰذا قبر کے سوال برحق ہیں اور عذاب قبر بھی برحق ہے۔ اسی طرح وہ احادیث صحیحہ جن میں عذاب قبر سے پناہ مانگی گئی ہے وہ بھی اس کے حق ہونے اور روز روشن کی طرح ظاہر و باہر ہیں۔ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی صحیح کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "عذاب القبر حق" "عذاب قبر حق ہے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث جسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں درج کیا ہے میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو۔

رہا اعادہ روح کا مسئلہ تو اس کے متعلق براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی ایک مفصل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "ویعاد روحه فی جسده" "اس کے جسم میں روح لوٹائی جاتی ہے اس حدیث کو امام احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ مشکوۃ المصابیح باب اثبات عذاب القبر ص ۲۶) اسی طرح الفقہ الاکبر جو امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب ہے اس میں بھی اعادہ روح کا ذکر ہے اور یہ عقیدہ کا مسئلہ سمجھا گیا ہے بہر کیف کتاب وسنت کے بے شمار دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ اس بات پر موجود ہیں کہ عذاب قبر حق ہے قبر میں اعادہ روح ہوتا ہے اور سوال وجواب ہوتے ہیں اور اس سے مجال انکار نہیں جو لوگ تاویلات فاسدہ اور خیالات کاسدہ اور حجج باردہ سے اپنے غلط عقائد کو ترویج دے رہے ہیں ان کے پاس قرآن وحدیث سے کوئی بھی دلیل موجود نہیں جو عذاب قبر کی نفی کرتی ہو اور ایسے لوگوں کا اہل سنت واہل حدیث سے کوئی تعلق نہیں وہ معتزلی افکار کے حامل لوگ ہیں۔

شہداء کا قرض چکانا ہے

دیس کے بیٹو باہر نکلو دین کی آن بچاؤ تم
گر جینا ہے عزت سے تو فرض جہاد نبھاؤ تم
آج ستم کے گھور اندھیرے دھرتی سے منہ موڑیں گے
ظلم و ستم کو سہنے والے زنجیروں کو توڑیں گے
ظلم کا سورج ڈوب رہا ہے لاؤ امن کی ناؤ تم
گر جینا ہے عزت سے تو فرض جہاد نبھاؤ تم
اب کشمیر کی اس وادی کی آگ بجھانا ہے تم نے
اور اسلام کے سب شہداء کا قرض چکانا ہے تم نے
ظالم کے پنجے سے مسجد اقصیٰ کو چھڑواؤ تم
اگر جینا ہے عزت سے تو فرض جہاد نبھاؤ تم
امن کا شور مچانے والے دھرتی کے غدار بھی ہیں
بزدل ہیں بے مذہب ہیں اسلام سے یہ بیزار بھی ہیں

(ابو جابر محمد ظہیر، وزیر آباد)

عید میلاد النبی ﷺ

قرآن وحدیث اور عمل صحابہ کے آئینے میں

حافظ عبدالغنی آل حسن

اس میں کوئی شک نہیں کہ ربیع الاول کا سارا مہینہ اور خصوصاً 12 ربیع الاول کا دن نہایت ہی مسرت اور شادمانی کا دن ہے کیونکہ اسی اسی دن رحمۃ للعالمین محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اس لئے یہ دن تمام کائنات کے لئے خیر وبرکت اور سعادت کا دن ہے کیونکہ آفتاب نبوت کے طلوع ہونے سے قبل دنیا کا گوشہ گوشہ تاریک اور حق وصداقت کی روشنی سے محروم تھا۔ رشد وہدایت کا چراغ گل اور تہذیب وتمدن کا ستارہ غروب ہو چکا تھا۔ شراب خوری' قمار بازی اور دختر کشی کا رواج عام تھا۔ خاندانی تنازعات اور دشمنیاں نسل درنسل چلتی تھیں۔ الغرض مذہبی' معاشی اور معاشرتی لحاظ سے لوگ پستی کے گڑھے میں گر چکے تھے۔ بقول حالی مرحوم

ناواقف تھے انسان قضا اور جزاء سے
نہ آگاہ تھے مبداء ومنتہا سے
لگائی تھی اک اک نے لوما سوا سے
بڑے تھے بہت دور بندے خدا سے

آخر غفور الرحیم کو اپنی مخلوق پر رحم آیا اور اپنی بھولی بھٹکی مخلوق کو راہ راست پر چلانے کے لئے سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ امام الانبیاء کی ولادت باسعادت پر جس قدر بھی خوشی کا اظہار کیا جائے اتنا ہی کم ہے اور جتنا بھی جشن منایا جائے تھوڑا ہے لیکن یہ کہ جشن منا کر بازار میں جلوس اور گھروں میں چراغاں کر کے کیا ہم شریعت کے تقاضے پورے کر رہے ہیں؟ چاہئے تو یہ تھا کہ کلمہ طیبہ پڑھ کر دائرہ اسلام میں آنے کے بعد ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت میں زندگی گزارتے اور خلاف شرع ہر کام سے دور رہتے مگر اس کے برعکس ہم نے اپنے من گھڑت رسم ورواج اور بدعات کو عین اسلام سمجھ کر اپنا لیا اور اطاعت رسول کو پس پشت ڈال کر میلاد النبی منانے کو عین اسلام سمجھ کر سال میں ایک بار اس کی محفل منعقد کر کے مطمئن ہو کر بیٹھ جاتے ہیں کہ ہم نے شریعت کے تمام تقاضے پورے کر دیئے اور اب مزید نیکی کرنے کی ضرورت نہیں۔

اے اللہ کے بندو! کچھ تو سوچنا اور غور وفکر کرنا چاہئے کہ قرآن وحدیث میں میلاد النبی منانے کا حکم دیا گیا ہے یا اطاعت رسول پر زور دیا گیا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں مروجہ میلاد النبی کے منانے کا سرے سے ذکر ہی نہیں نہ اشارتاً نہ وضاحتاً مگر اس کے باوجود المیہ یہ ہے کہ ہمارے بھولے بھالے مسلمان 12 ربیع الاول کو گلے میں ہار ڈال کر بیل اور گدھا گاڑی سجا کر سارا دن شہر بازار اور گلی کوچوں میں گھوم کر گھروں اور مساجد کے سامنے فرقہ ورانہ نعرے بازی کر کے اپنے خیال میں حب رسول کا حق ادا کر رہے ہیں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ! کریں نبی کی مخالفت اور دعوی کریں حب رسول ﷺ کا شیخ سعدی نے کہا خوب تھا۔

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی
ایں راہ کہ تو مے روی بترکستان است

اے اعرابی جس راستہ پر تو چل رہا ہے مجھے ڈر ہے۔ یہ راستہ کعبہ بیت اللہ کی بجائے ترکستان کو جاتا ہے۔

آیئے دیکھیں اللہ تعالیٰ نے اطاعت رسول کو کامیابی کا راستہ قرار دیا ہے یا میلاد النبی ﷺ کے منانے کو؟

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں ہی نجات ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

نبی ﷺ اعلان نبوت کے 23 سال بعد تک زندہ رہے ہر سال ربیع الاول کا مہینہ آتا رہا اور بارہ تاریخ بھی آتی رہی لیکن آپ ؐ نے جشن عید میلاد نہیں منایا آپ ؐ کے بعد خلفائے راشدین اور تابعین عظام کے بعد تک بھی اس میلاد کا ثبوت نہیں ملتا

1۔ انما کان قول المومنین اذا دعوا الی اللہ ورسولہ لیحکم بینھم ان یقولوا سمعنا اطعنا اولئک ھم المفلحون

ایمان دار لوگوں کا تو قول ہی یہ ہے کہ جب ان کو بلایا جاتا ہے کہ آؤ تمہارے درمیان اختلافات کا فیصلہ اللہ کے رسول کریں تو وہ کہتے ہیں ہم نے سنا اور اس کی اطاعت کی یقیناً یہی لوگ کامیاب ہیں۔ (سورۃ النور 51)

2۔ ومن یطع اللہ ورسولہ ویخش اللہ ویتقہ فاولئک ھم الفائزون۔ (سورۃ النور 52)

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں اور اللہ سے ڈرتے ہیں اور اس کی نافرمانی سے بچتے ہیں بس ایسے لوگ ہی کامیاب ہیں۔

3۔ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی دل سے اطاعت کی ان کو ہم ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے یہ سب سے بڑی کامیابی ہے۔

ایک صحابی کا واقعہ

اسلام میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری میں کتنا ثواب اور کامیابی ہے اس کا اندازہ حسب ذیل واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن رواحہ کہتے ہیں مجھے رسول ﷺ نے ایک دفعہ ایک چھوٹی سی جماعت کا امیر بنا کر حکم فرمایا کہ فلاں مقام پر جنگ کرنے کیلئے چلے جاؤ۔ چنانچہ میں نے جماعت کو حکم دے کر روانہ کر دیا خود جمعہ کی نماز مسجد نبوی میں نبی ﷺ کے پیچھے پڑھ کر جانے کے ارادے سے مدینہ منورہ میں ہی رک گیا۔ نماز جمعہ کے بعد آپ کی نظر مجھ پر پڑی اور پوچھا آپ گئے نہیں؟ تو میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ میں نے سوچا شاید یہ میری زندگی کا آخری جمعہ ہو لہٰذا آپ کے پیچھے اور مسجد نبوی میں جمعہ پڑھ کر میں قافلہ کو جلد ہی مل جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا جو لوگ میرا حکم سن کر چلے گئے' تم ان کے ثواب کو نہیں پہنچ سکتے۔ اگرچہ تم زمین کے برابر سونا اور چاندی بھی خرچ کر ڈالو۔ (ترمذی)

اس سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کی اطاعت کا جب مقام ہو تو پھر یہ آپ کی مجلس اور زیارت سے بھی زیادہ اہم ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے آگے قیاس اور تاویل کی کوئی حقیقت نہیں چاہے اس کی ظاہری شکل کیسی ہی خوبصوت کیوں نہ ہو اور آپ کی اطاعت کو چھوڑ کر مروجہ میلاد النبی کو اپنی رائے اور قیاس میں ثواب سمجھ کر منانے والے بھائیو! اس واقعہ سے عبرت پکڑو اور اللہ اور اس

نبی ﷺ نے ایک قافلے کو جہاد کے لئے روانہ کیا تو عبداللہ بن رواحہ آپ کے پیچھے نماز جمعہ پڑھنے کے لئے رک گئے اس پر نبی ﷺ نے فرمایا جو لوگ میرا حکم سن کر اسی وقت جہاد پر چلے گئے تم ان کے ثواب کو نہیں پہنچ سکتے اگرچہ تم زمین کے برابر سونا اور چاندی بھی خرچ کر ڈالو۔ اس لئے اصل اہمیت اطاعت کی ہے نہ کہ جشن کی

کے رسول کے فرمان کے مطابق عمل کرو۔

سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ اعلان نبوت کے بعد 23 سال زندہ رہے۔ ہر سال ربیع الاول کا مہینہ آتا رہا اور ربیع الاول کی بارہ تاریخ بھی آتی رہی لیکن نہ آپ نے میلاد النبی کی کوئی مجلس منعقد کی اور نہ ایسا کرنے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام اور تابعین عظام کے بعد تک بھی اس میلاد کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ اگر میلاد النبی کا جلوس نکالنا ثواب کا کام ہوتا تو سب سے پہلے خلفائے راشدین اپنی سرپرستی میں یہ کام انجام دیتے۔ جب صحابہ کرام کو نبی ﷺ سے ہم جیسی محبت اور عقیدت نہیں تھی اور انہوں نے (نعوذ باللہ) بخل سے کام لیا حالانکہ یہ عقیدہ رکھنا کفر ہے۔ اور تاریخ اسلام گواہ ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں آج تک میلاد النبی ﷺ کا کوئی جلوس نہیں نکالا گیا۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین

سعودی عرب کے مرحوم مفتی اعظم کا فیصلہ ساز فتویٰ

سعودی عرب کے مفتی اعظم سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز مرحوم فرماتے ہیں بہت سے افراد نے مجھ سے بار بار میلاد النبی کے جشن، مجالس اور اس کے دوران آپ کے لئے قیام، صلوۃ والسلام اور میلاد النبی کے نام سے جو کچھ کیا جاتا ہے، اس کے شرعی حکم کے بارے میں پوچھا ہے کہ یہ سب کچھ ناجائز ہے؟

جواب۔ میلاد النبی کے موقع پر جشن منانا اور اس سلسلہ میں محفلیں منعقد کرنا شریعت میں قطعاً جائز نہیں۔ یہ کام سراسر بدعت اور دین میں نئی ایجاد ہے کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے خود ایسا کام کیا اور نہ خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام نے ایسا کیا۔ اس کے علاوہ قرون اولیٰ سے بھی اس بات کا ثبوت نہیں ملتا (التحذیر من البدعۃ طبع کراچی)

محفل میلاد مجدد الف ثانی کی نظر میں

مجدد الف ثانی سرہندی اپنے ایک مکتوب میں اپنے مریدوں کو محفل میلاد کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔

بہ نظر انصاف بیند اگر حضرت ایشان فرضا دریں زمان موجود بودند ودردنیا زندہ بودند وایں مجالس واجتماع منعقد مے شد آیا بہ ایں راضی سے شدند وایں اجتماع رامے پسندیدہ یا نہ؟ یقین فقیر آنست کہ ہرگز این معنی را تجوز نہ مرمودند بلکہ انکار فرمودند۔ فقیر اطلاع بود قبول کنند یا نہ کنند بیچ مضائقہ نیست وگنجائش مشاجرہ نہ۔ اگر مخدوم زادان ویاران آنجابرہمان وضع مستقیم باشند مافقیران از صحبت ایشان غیر احد حرماں چار نیست۔

ترجمہ: ذرا انصاف سے دیکھ کر بتایئے اگر بالفرض اس زمانہ میں خود نبی ﷺ زندہ ہوتے تو کیا وہ تمہاری ان مجالس اور محافل کو پسند فرماتے اور ان کو دیکھ کر راضی ہوتے؟ مجھے تو یقین ہے کہ ہرگز ہرگز ان کو جائز نہ سمجھتے بلکہ اس سے منع فرماتے۔ مجھے تو صرف بتلانا مقصود ہے، آپ مانیں یا نہ مانیں، مجھے اس کی پروا نہیں اور نہ اس مسئلے پر لڑائی جھگڑے کی ضرورت ہے ہاں البتہ اگر تمہاری یہی روش رہی اور اس پر بضد رہے تو میرے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ تم سے لاتعلقی کا اعلان کروں۔ (مکتوبہ ص 273)

مفتی محمد حسین نعیمی اور دیگر بریلوی علماء کا فتویٰ

وفاقی مجلس شوریٰ کے سابق رکن جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور کے مہتمم اور بریلوی مکتب فکر کے معروف عالم دین مولانا محمد حسین نعیمی مرحوم نے کہا ہے کہ عاشورہ اور بارہ ربیع الاول کے جلسے جلوس جو یادگاروں کے سلسلے میں نکالے جاتے ہیں۔ یہ مذہبی نقطہ نظر سے فرض ہیں نہ واجب۔ انہوں نے کہا کہ انسانیت کو قتل عام سے بچانے کے لئے مستحسن چیزوں کو ترک کیا جاسکتا ہے۔ ایسے جلسے جلوس دنیا کے دیگر اسلامی ممالک میں صرف اس لئے نہیں نکالے جاتے کہ یہ دین کا حصہ نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آج کے حالات میں ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسے جلوسوں پر فوری طور پر پابندی عائد کردی جائے۔ (روزنامہ جنگ لاہور 13 اکتوبر 1984 صفحہ اول)

مولانا عبدالستار نیازی نے کہا کہ جب تک مضبوط و مستحکم بنیاد پر امن قائم نہ ہوجائے ایسے جلوسوں اور جلسوں پر پابندی عاید کردی جائے جس کی بنیاد پر فرقہ وارانہ فسادات بھڑکنے کا اندیشہ ہو (روزنامہ امروز ملتان 14 اکتوبر 1986ء)

مولانا مفتی غلام سرور قادری بریلوی نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ہر قسم کے مذہبی جلوسوں کی سڑکوں پر آنے کی ممانعت کی جائے اور مساجد کے لاؤڈ اسپیکروں کو صرف اذان کے لئے استعمال کیا جائے۔

اے عاشقان رسول ﷺ کیا آپ کو معلوم ہے؟

سید الانبیاء محمد رسول ﷺ کی ولادت باسعادت کی وجہ سے ربیع الاول کا مہینہ جہاں مسرت اور خوشی کا مہینہ ہے۔ وہاں صدمہ اور افسوس کا باعث بھی کیونکہ یہ مہینہ بیک وقت آپ کی ولادت باسعادت اور وفات کا مہینہ ہے۔

بلکہ ولادت کی تاریخ میں اختلاف ہے۔ 9 ربیع الاول ہے یا 12 ربیع الاول مگر اس بات پر سب متفق ہیں کہ 12 ربیع الاول کو آپ کی وفات ہوئی اس لئے یہ مہینہ مسلمانوں کے لئے بیک وقت مسرت وشادمانی اور غم وحزن سے پر مہینہ ہے۔ اور جب خوشی اور غمی اکٹھے ہوجائیں تو غمی خوشی پر غالب آجاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ 12 ربیع الاول کو آپ کی وفات کے دن سیدہ فاطمہ نے کیا خوب کہا خادم رسول سیدنا انس کہتے ہیں کہ جب آپ کی تکلیف نے شدت اختیار کی تو سیدہ فاطمہ نے بے بسی سے کہا، ہائے میرے ابا کی تکلیف تو میں نے تسلی دیتے ہوئے کہا آج کے بعد تیرے ابا پر کوئی تکلیف نہیں آئے گی۔ اس کے بعد جب آپ کی وفات ہوئی تو سیدہ فاطمہ نے فرمایا

یا ابتاہ اجاب ربا دعاہ
یا ابتاہ من جنۃ الفردس ماواہ
یا ابتاہ لی جبرائیل ننعاہ

اے ابا جان آپ نے اللہ کی پکار کو قبول فرمایا ہائے میرا ابا! جنت الفردوس تیرا ٹھکانہ ہوا۔ ہم جبرائیل کو تیری وفات کی خبر دیتے ہیں۔

ذرا انصاف سے بتایئے کہ اگر بالفرض اس زمانہ میں خود نبی ﷺ زندہ ہوتے تو کیا وہ تمہاری ان مجالس ومحافل کو پسند فرماتے اور ان کو دیکھ کر راضی ہوتے۔
مجدد الف ثانی

پھر جب آپ کو قبر میں دفن کیا گیا تو مجھے سیدہ فاطمہ نے کہا اے انس تمہارے دل نے کیسے برداشت کیا کہ میرے ابا کے اوپر مٹی ڈالی ہے؟ (بخاری)

سیدہ فاطمہ کا مشہور شعر ہے۔

صبت علی مصائب لو انا صبت علی الایام صرنا لیالیا

باقی صفحہ 60 پر

آپ کے دینی مسائل

قرآن وسنت کی روشنی میں

مبشر احمد ربانی

چالیس نمازوں والی حدیث

س رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں لگاتار ادا کرے۔ تو دوزخ کی آگ اور نفاق سے بری ہو جاتا ہے۔ (ترمذی) کیا یہ حدیث صحیح ہے؟

ج آپ نے ترمذی شریف کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے یہ اس طرح نہیں ہے بلکہ ترمذی شریف ابواب الصلوۃ میں باب ماجاء فی فضل التکبیرۃ الاولی رقم ۲۴۱ میں یوں ہے کہ

حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ عَنْ طُعْمَةَ بْنِ عَمْرٍو عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى لِلَّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا فِي جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيرَةَ الْأُولَى كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَتَانِ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِنَ النِّفَاقِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کے لئے چالیس دن جماعت کے ساتھ نماز ادا کی وہ تکبیر اولی کو پالیتا ہے۔ اس کے لئے دو خلاصیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ ایک خلاصی آگ سے اور دوسری نفاق سے۔

یہ روایت انس رضی اللہ عنہ سے مختلف طرق کے ساتھ مروی ہے۔ ایک طریق حبیب بن ابی ثابت عن انس رضی اللہ عنہ سے اور حبیب سے یہ روایت طعمہ بن عمرو نے بیان کی ہے جیساکہ (ترمذی الکامل لابن عدی ۲/۸۱۰' ۳/۸۹۱ ذخیرۃ الحفاظ ۴/۲۱۸۹ شعب الایمان للبیہقی ۶/۱۶۱' ۱۶۲ العلل المتناھیہ لابن الجوزی' ۱/۴۳۵' رقم ۷۳۵ تاریخ واسط از بحشل واسطی (۶۶) اور اسی طرح خالد بن طہمان ابوالعلاء الخفاف نے بھی حبیب سے یہ روایت بیان کی ہے خالد کی روایت ترمذی تحت (۲۴۱) الکامل لابن عدی ۲/۸۱۰' ۳/۸۹۱' ذخیرۃ الحفاظ ۴/۲۱۸۹ تاریخ بغداد ۱۱/۳۷۵' الکنی للدولابی ۲/۵۰ طبع آخر ۲/۷۷ رقم (۲۰۲۲) بیہقی ۶/۱۶۲' ۱۶۳ میں موجود ہے۔

پھر اس روایت کو موقوف ومرفوع دونوں طرح بیان کیا گیا ہے جب موقوف ومرفوع میں جھگڑا ہو تو روایت مرفوع سمجھی جاتی ہے۔ اگر موقوف مان لیں تو پھر بھی حکماً مرفوع ہوگی کیونکہ اس میں رائے وقیاس کو دخل نہیں ہے۔ یہی روایت انس رضی اللہ عنہ سے عمارہ بن غزیہ نے بھی بیان کی ہے جیساکہ ابن ماجہ (۷۹۸) اور شعب الایمان بیہقی ۶/۱۲۳ المسند الجامع ۱۳/۵۰۶۔ لیکن یہ سند ضعیف ہے اس میں انقطاع ہے۔ عمارہ بن غزیہ کی ملاقات انس رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں ہے اور اسماعیل بن عیاش حمصی وشامی کی روایت غیر شامیوں سے ضعیف ہوتی ہے اور اس روایت میں اس کے استاذ عمارہ بن غزیہ شامی نہیں بلکہ مدنی ہیں۔ الغرض اس کی کئی اسانید ہیں اور سب سے بہتر اوپر ذکر کردہ سند ہے جس کی بنیاد پر یہ حدیث حسن درجہ کی ہے۔

آپ کی بیان کردہ روایت میں جو مسجد نبوی کا ذکر ہے تو اس تذکرے کے ساتھ یہ ترمذی شریف میں نہیں بلکہ مسند احمد ۲۰/۴۰ رقم (۱۲۵۸۳) اور طبع قدیمی ۳/۱۵۵ اور طبرانی اوسط ۶/۲۱۱ (۵۴۴۰) مجمع البحرین ۳/۲۸۰ (۱۸۲۰) میں موجود ہے۔ مگر اس کی سند میں نبیط بن عمر مجہول راوی ہے اور عبدالرحمن بن ابی الرجال اس سے بیان کرنے میں متفرد ہے۔ لہذا چالیس روز تکبیر اولی کے ساتھ نماز ادا کرنے والے کے بارے میں یہ فضیلت ہے کہ اسے دوزخ کی آگ اور منافقت سے بری کر دیا جاتا ہے۔ مسجد نبوی کے حوالے سے اس کی سند درست نہیں۔

کیا حج کے موقع پر کی جانے والی قربانی سنت ابراہیمی ہے؟

س۔ بعض لوگوں کے نزدیک حج کے موقع پر جو قربانی کی جاتی ہے وہ سنت ابراہیمی والی قربانی نہیں ہوتی جو اپنے اپنے ملک میں دی جاتی ہے بلکہ یہ دم شکرانہ یعنی ھدی ہے۔ یہ حج تمتع والوں پر واجب ہوتی ہے اسے دم تمتع ودم شکر بھی کہتے ہیں۔ اس کی وضاحت فرمائیے۔

ج: حج کے موقع پر جو قربانی کی جاتی ہے وہ سنت ابراہیمی ہے قرآن حکیم کے مفسر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ابوالطفیل نے سوال کیا کہ "یزعم قومك ان رسول الله سعی بین الصفا والمروة وان ذلك سنة"

آپ کی قوم کا کہنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفا ومروہ کے درمیان سعی کی ہے اور یہ سنت ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا انہوں نے سچ کہا ہے۔

ان ابراهیم لما امر بالمناسك عرض له الشيطان عند المسعى فسابقه فسبقه ابراهیم ثم ذهب به جبرئيل الى جمرة العقبه فعرض له شيطان فرماه بسبع حصيات حتى ذهب ثم عرض له عند الجمرة الوسطى فرماه بسبع حصيات قال قد تله للجبين وعلى اسماعيل قميص ابيض وقال يا ابت انه ليس لى ثوب تكفننى فيه غيره فاخلعه حتى تكفننى فيه فعالجه ليخلعه فنودى من خلفه (ان يا ابراهيم قد صدقت الرؤيا)

بلاشبہ جب ابراہیم علیہ السلام کو ارکان حج کا حکم دیا گیا تو سعی کے مقام پر شیطان ان کے سامنے آیا اس نے آگے نکلنے کی کوشش کی تو ابراہیم علیہ السلام اس پر سبقت لے گئے پھر جبرئیل علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کو جمرہ عقبہ کے پاس لے گئے پھر ان کے سامنے شیطان آگیا تو انہوں نے اسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ چلا گیا پھر جمرہ وسطی کے پاس سامنے آگیا پھر انہوں نے اسے سات کنکریاں ماریں۔ پھر اسماعیل علیہ السلام کو پیشانی کے بل لٹادیا اور اسماعیل علیہ السلام نے سفید قمیص زیب تن کی ہوئی تھی۔ اور کہنے لگے اے میرے ابا جان میرے پاس اس کے علاوہ کوئی کپڑا نہیں جس میں آپ مجھے کفن دے سکیں۔ ابراہیم علیہ السلام وہ قمیص اتارنے کی کوشش کرنے لگے تو انہیں پچھلی جانب سے آواز دی گئی "اے ابراہیم بلاشبہ تم نے خواب سچا کر دکھایا" ابراہیم علیہ السلام نے جب مڑ کر دیکھا تو اچانک ایک سفید' سینگوں والا مینڈھا موجود تھا......

(مسند احمد ۱/۲۹۷ طبع جدید ۴/۴۳۷' ۴۳۸ المعجم الکبیر للطبرانی ۱۰/۲۶۸ مسند طیالسی ۲۶۹۷ طبع آخر (۲۸۲۰) بیہقی ۵/۱۵۳' ۱۵۴ شعب الایمان (۴۰۷۷ تفسیر ابن کثیر ۵/۳۵۲ تہذیب الآثار ص ۶۰ یہ روایت دیگر طرق کے ساتھ تفسیر طبری ۱۰/۵۱۶ وغیرہ میں بھی موجود ہے۔

اس صحیح روایت سے معلوم ہو گیا کہ ابراہیم علیہ السلام کو ارکان حج کا جب حکم ملا تھا اور شیطان کو جمرات کے پاس کنکریاں ماری تھیں اس موقع پر اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کیلئے تیار ہوئے تو اللہ نے ایک سفید مینڈھا قربانی کرنے کے لئے دے دیا اور ان کے خواب کو سچا کر دیا لہٰذا حج کے موقع پر قربانی کرنا سنت ابراہیمی ہے اس میں کسی بھی اہل علم کو اختلاف نہیں یہ چند متجددین کے ناقص اجتہاد کا کرشمہ ہے اور ایسے شوشے چھوڑ کر اسلام کی تعلیمات پر پانی پھیرنا چاہتے ہیں لیکن یہ چراغ پھونکوں سے بجھایا نہ جائے گا اور تا قیامت یہ سنت ابراہیمی زندہ رہے گی۔

کیا فجر کی جماعت کے ہوتے ہوئے سنتیں پڑھنا جائز ہے؟

س: جب فرض نماز کی اقامت ہو جائے تو کیا بعد میں آنے والا سنت پڑھ سکتا ہے خصوصا فجر کی نماز کے وقت بعض لوگ مسجد کے کونے میں یا صفوں کے پیچھے سنت پڑھتے رہتے ہیں کیا ان کا یہ عمل درست ہے۔

ج: جب فرض نماز کے لئے اقامت کہہ دی جائے تو کوئی نماز فرض کے علاوہ نہیں ہوتی۔ اگر سنت پڑھ رہا ہو تو انہیں توڑ ڈالے اور فرض جماعت میں شامل ہو جائے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

إِذَا أُقِيمَتْ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ

(صحیح مسلم کتاب صلوۃ المسافرین ۲۳/۱۰۷ ترمذی مع التحفہ (۴۲۱) ۲/۴۹۵ ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب اذا ادرک الامام ولم یصل رکعتی الفجر (۱۲۶۶) نسائی (۸۶۴۔۸۶۵) ابن ماجہ (۱۱۵۱) مسند احمد ۲/۲۳۱، ۴۵۵ ابن خزیمہ (۱۱۲۳) شرح السنۃ ۳۶/۱۳)

جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں۔

عبداللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا وَقَدْ أُقِيمَتْ الصَّلَاةُ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاثَ بِهِ النَّاسُ وَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ أَرْبَعًا الصُّبْحَ أَرْبَعًا

(صحیح البخاری کتاب الاذان باب اذا اقیمت الصلوۃ فلا صلوۃ الا المکتوبہ (۶۶۳) صحیح مسلم کتاب صلوۃ المسافرین ۶۵/۷۱۱)

بے شک رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا حالانکہ نماز کے لئے اقامت کہی گئی وہ دو رکعت پڑھ رہا تھا جب رسول اللہ ﷺ نماز سے پھرے تو اسے لوگوں نے گھیر لیا اسے رسول اللہ ﷺ نے کہا کیا صبح کی چار رکعات پڑھتا ہے۔ کیا صبح کی چار رکعات پڑھتا ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے"

ان النبی ﷺ دخل المسجد لصلوۃ الغداۃ واذا رجل یصلی رکعتی الفجر فقال رسول اللہ اتصلی الصبح اربعا

کشف الاستار (۵۱۸) ۱/۲۵۱ صحیح ابن حبان (۲۴۶۹) ۶/۲۲۱ مسند احمد ۱/۲۳۸) ابن خزیمہ (۱۱۲۴) طبرانی کبیر ۱۱۲۲۷) المستدرک للحاکم ۱/۳۰۷ بیہقی ۲/۴۸۲ اسے حاکم وذہبی نے صحیح کہا ہے۔

بے شک نبی ﷺ صبح کی نماز کے لئے مسجد میں داخل ہوئے تو ایک آدمی فجر کی دو رکعت پڑھ رہا تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تو صبح کی چار رکعت پڑھتا ہے؟

بعض لوگ صبح کی نماز کے وقت بالخصوص سنت پڑھتے رہتے ہیں یہ بات درست ہے کہ صبح کی سنت کی اہمیت بہت زیادہ ہے لیکن اس کو فرض سے پہلے ادا کرنا بتایا گیا ہے لہٰذا نماز کے لئے وقت پر بیدار ہو کر فرض سے قبل سنت پڑھ لینی چاہئیں اگر جماعت کھڑی ہو تو پھر کوئی بھی نماز فرض کے علاوہ نہیں ہوتی خواہ فجر کی سنت ہوں یا کسی اور نماز کی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مسجد کے ایک کونے میں سنت پڑھ لے پھر فرض جماعت میں شامل ہو جائے ایسے لوگ اس حدیث پر غور کریں۔ عبداللہ بن سرجس سے روایت ہے۔

قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فِي جَانِبِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا فُلَانُ بِأَيِّ الصَّلَاتَيْنِ اعْتَدَدْتَ أَبِصَلَاتِكَ وَحْدَكَ أَمْ بِصَلَاتِكَ مَعَنَا

(صحیح مسلم ۶۷/۷۱۲ ابوداؤد (۱۲۶۵) نسائی ۸۶۸ ابن ماجہ (۱۱۵۲) مسند احمد ۵/۸۲ نسائی کبریٰ (۸۵۱) ابن خزیمہ (۱۱۲۵) ابو عوانہ ۲/۳۵ ابن حبان (۲۱۹۱، ۲۱۹۲ بیہقی ۲/۴۸۲ المسند الجامع ۸/۳۱۷۔۳۱۸)

ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز میں تھے اس نے مسجد کے ایک کونے میں دو رکعت پڑھیں پھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں شامل ہو گیا جب رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا فرمایا اے فلاں تم نے دو نمازوں میں سے کونسی نماز شمار کی ہے کیا وہ نماز جو تو نے اکیلے ادا کی یا وہ نماز جو ہمارے ساتھ ادا کی؟

اس صحیح حدیث سے واضح ہو گیا کہ فرض جماعت کے ہوتے ہوئے مسجد کے کونے میں بھی نفلی نماز سنت وغیرہ نہیں پڑھ سکتے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا

اقیمت الصلوۃ فقمت اصلی الرکعتین فجذبنی رسول اللہ ﷺ فقال اتصلی الصبح اربعا

(المستدرک للحاکم (۱۱۹۵) ۱/۶۱۲ ابوداؤد الطیالسی (۲۷۳۶) ص ۳۵۸ ابن حبان ۶/۲۲۱)

نماز کے لئے اقامت کہی گئی میں دو رکعتیں پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا رسول اللہ نے مجھے کھینچ لیا اور کہا کیا تم صبح کی چار رکعت پڑھتے ہو؟

علامہ غلام رسول سعیدی صحیح مسلم کی شرح میں رقمطراز ہیں:

امام شافعی اقامت کے وقت مطلقاً سنتیں پڑھنے سے منع کرتے ہیں بظاہر اس حدیث سے امام شافعی کی تائید ہوتی ہے کیونکہ فجر کی سنتوں کی تاکید بھی رسول اللہ ﷺ کی ہے اور خود رسول اللہ ﷺ نے ہی اقامت فجر کے وقت سنتیں پڑھنے پر ناراضگی کا اظہار فرمایا اس لئے اتباع حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ اقامت فجر کے وقت سنت پڑھنا شروع نہ کرے کیونکہ جن کے حکم سے سنتیں پڑھی جاتی ہیں وہ خود منع فرما رہے ہیں...... علامہ وشتانی لکھتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس شخص کو مارتے جو اقامت فجر کے وقت سنتیں پڑھتا تھا کیونکہ سرکار نے اس سے منع کیا ہے یہ انتہائی غلط طریقہ مروج ہے کہ مسجد میں فجر کی جماعت کھڑی ہوتی ہے اور لوگ جماعت کی صفوں سے متصل کھڑے ہو کر سنتیں پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس میں ایک خرابی یہ ہے کہ امام باآواز بلند قرآن پڑھ رہا ہے جس کا سننا فرض ہے اور سنتوں میں مشغول شخص اس فرض کو ترک کر رہا ہے دوسری خرابی یہ ہے کہ سنتوں میں مشغول شخص بظاہر فرض اور جماعت سے اعراض کر رہا ہے اور تیسری خرابی یہ ہے کہ اس کا یہ عمل اس باب کی احادیث کی مخالفت کو مستلزم ہے۔ (شرح صحیح مسلم ۲/۴۲۰، ۴۲۱ مطبوعہ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور)

علامہ غلام رسول سعیدی بریلوی کی اس توضیح سے معلوم ہوا کہ فرض نماز کے ہوتے ہوئے جو لوگ سنت میں مشغول ہوتے ہیں وہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی مخالفت کرتے ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک پٹائی کے لائق ہیں اور سنت ادا کر کے فرض سے اعراض کر رہے ہیں لہٰذا ہر نمازی کو چاہئے کہ نماز کے لئے پوری مستعدی کے ساتھ حاضر ہو اور سنت کو اس کے وقت پر ادا کرے جب فرض جماعت کے لئے اقامت ہو تو نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے جیسے رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی نماز توڑ دی تھی اور انہیں کھینچ کر جماعت میں شامل کیا اللہ تعالیٰ صحیح عمل کی توفیق بخشے۔ آمین

ہاں تو پھر کیا فیصلہ کیا آپ نے؟ اب ہچکچاہٹ کیسی؟ کیا ان کافروں کے جمع کیے ہوئے مادی اسباب سے مرعوب ہو؟ کیا ان

حق اور باطل کے دو کیمپ شروع ہی سے بن چکے ہیں حق کے کیمپ میں انبیاء صلحاء صدیق اور شہداء ہیں تو باطل کے کیمپ میں ابلیس اور اس کے سارے وہ گماشتے ہیں جو کہ دین وانسانیت کے دشمن ہیں

کافروں جنہوں نے اللہ کے ساتھ بغاوت کی ہوئی ہے کی عددی قوت سے مرعوب ہو؟ یا ان کی صنعتی ترقی اور دفاعی حصاروں سے پریشان ہو؟ تو سنو! صنعتی ترقی میں تو ہم سب نے ان کا خوب ہاتھ بٹایا ہے۔ کیا ان کی مصنوعات کو ہم نے اپنی مصنوعات پر ہمیشہ ترجیح نہیں دی؟ کیا ان سے قرضے لے کر سود کے ذریعہ سے ہم کما کما کر انہیں خود اپنے ہاتھوں سے مضبوط نہیں کرتے رہے؟ کیا یہ اپنے ہاتھوں سانپ کے بچوں کو دودھ پلانے کے مترادف نہیں ہے؟ ظاہری سی بات ہے جب ہم ان کی صنعت کو ترقی دینے میں بھرپور مدد کریں گے تو کسی اور شعبہ میں انہیں مدد لینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ہماری ہی دانستہ' نادانستہ یا لاشعوری طور پر کی ہوئی مدد کی وجہ سے وہ اپنا دفاع مضبوط کر رہے ہیں۔ اپنی فوج کو پال پوس رہے ہیں ان کی ہر ترقی ہماری ہی مرہون منت ہے۔ تیل ہمارا ہے دام وہ مقرر کرتے ہیں دو روپے والی بوتل پہ نو روپے منافع لیتے ہیں اور ہم دن رات ان کے جوس ان کی کولڈ ڈرنکس صرف اس لئے استعمال کرتے ہیں کہ لوگ ہمیں اپ ٹو ڈیٹ سمجھیں اور اگر کبھی فلسطینیوں پہ ہونے والے مظالم کی تصویریں دیکھ کر غیرت میں آ کر پیپسی' کوک وغیرہ کا بائیکاٹ کر بھی لیں تو ان کی دی ہوئی انعامی سکیم کو دیکھ فوراً پھسل جاتے ہیں۔

میری بہنو! یہ کبھی نہ سوچنا کہ میرے اکیلے کے بائیکاٹ سے کیا ہوگا؟ یقین مانیں جب عورت کسی چیز کا بائیکاٹ کرے گی تو سمجھو پوری فیملی کا ہوگیا' اگر وہ خود بختی سے ان کی کولڈ ڈرنکس۔ ان کی کمپنیوں میں تیار ہونے والی چائے کی پتی' صابن' ٹوتھ پیسٹ' ان سب چیزوں اگر ایک عورت نے بائیکاٹ کیا تو اگر ایک گھر کے آٹھ یا دس افراد جو ہیں سب کا بائیکاٹ ہوگیا۔

رہ گئی بات دفاع کی' ایٹمی طاقت کی میزائل اور ٹینکوں کی تو آپ کو کس نے کہا کہ اپنے بچے کو سائنسی تعلیم سے دور رکھیں؟ آپ اور میں ہم سب۔ بسم اللہ کر کے تیاری تو شروع کریں اپنے بچوں کو سائنسدان بنائیں' اسلحہ بنانے کے ماہر' چلانے کے بھی ماہر بنائیں صرف بنانے سے کچھ نہیں ہوگا اگر چلانے کی جرأت نہ ہو۔ اپنے بچوں کو اللہ کے کیمپ میں داخل کر کے شیطان کی عدد برتری کم کریں' بچوں کو اسلحہ سازی میں مہارت دلوا کر ان کی دفاعی برتری کم کریں۔ بچوں کو ملاوٹ اور دو نمبر کام سے متنفر کر کے ان کی معاشی برتری کم کریں۔ کیونکہ کافروں کی مصنوعات کے مکمل بائیکاٹ میں ہماری پراڈکٹس کا بھی بہت ہاتھ ہے۔ اگر اپنے ہی ملک کی بنی ہوئی چیز ایک نمبر ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اپنے دشمنوں کی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ نہ کر سکیں۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ہر سطح پر مقابلے کے لئے کمر باندھ لیں۔ ہماری گودوں میں پلنے والے بچے کل کے حکمران ہیں۔ سپہ سالار ہیں سائنسدان ہیں' قانون دان ہیں اگر ہم اپنی گودوں سے ان کی تربیت اس نہج پر کر کے میدان میں اتاریں کہ اگر حکمران ہیں تو اپنے مسلم بھائیوں کے لئے بنو قریظہ کا کردار ادا نہ کریں جیسا کہ پاکستان کے موجودہ حکمرانوں نے افغانیوں کے ساتھ کیا۔ اگر چیف آف آرمی سٹاف ہیں تو کسی پریشر میں کسی دھونس' دھاندلی میں آنے والے نہ ہوں جیسا کہ موجودہ حکمران پریشر میں بھی آئے' دھونس میں بھی آئے' اگر قانون دان ہوں تو ایک ایک مسلمان کے حق کے لئے لڑنے مرنے والے ہوں۔

آج اسلامی اخوت کا وہ کردار دوہرانے کی ضرورت ہے جیسا کہ بیعت رضوان میں سیدنا عثمان غنی کے لئے تمام صحابہ لڑ مرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ اسی طرح ہر مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے لئے لڑنے مرنے پر تیار ہو جائے تو مسلمانوں کو پستیوں سے نکل کر بلندیوں پر پہنچنے میں صرف اتنا وقت لگے گا جتنا صلح حدیبیہ کے بعد فتح مکہ میں لگا تھا۔

آج امت بہت سے کیمپوں میں بٹ چکی ہے' کوئی تاویلیں پیش کرنے والوں کا کیمپ ہے۔ کوئی جواز گھڑنے والوں کا کیمپ ہے کوئی فرض کفایہ اور فرض عین کے فتوے دینے والوں کا کیمپ ہے جب اتنے کیمپوں میں مسلمان تقسیم ہو جائیں تو دشمنوں کو انہیں جماعت سے توڑنا آسان ہو جاتا ہے اور جب ایسی صورتحال ہوگی تو ایسے ہی ہوگا جیسے اب ہو رہا ہے کہ کمزور مسلمان اپنے طاقتور مسلم بھائیوں کو کافروں کی صفوں میں کھڑا دیکھ کر' ان کی سپورٹ اپنے اڈے اپنی معلومات سے مدد کرتا دیکھ کر حسرت و یاس کی تصویر بنے ہوئے ہیں۔ تو تمام تر صورتحال اور دنیا میں موجود دونوں کیمپوں سے متعارف تو آپ یقیناً ہو گئے ہوں گے۔ اب بتائیں کہ آپ کون سے کیمپ میں جانا پسند کریں گے۔ یاد رہے کہ ایک کیمپ میں شمولیت کے بدلے اللہ کی جنتیں اور دوسرے کے بدلے جہنم کی اتھاہ گہرائیاں ہیں۔ اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

بقیہ | کیا سیدنا عمرؓ گانے سنتے تھے

کا خوف ہے' شرم وحیا سد راہ بنی ہوئی ہے۔ شوہر کی عزت کا پاس ولحاظ ہے۔ (تحفۃ العروس ص ۲۷۵)

رعایا کا خیال رکھنا چونکہ خلیفہ کی ذمہ داری ہوتی ہے چنانچہ عمر فاروقؓ نے اس عورت کے اشعار سنے تو دیگر لوگوں سے معلومات حاصل کیں۔ پتہ چلا کہ اس کا شوہر ایک عرصہ ہوا جہاد فی سبیل اللہ میں گیا ہے اور ابھی تک واپس نہیں آیا۔ سیدنا عمرؓ نے اس کے شوہر کو جہاد سے واپس بلوایا بلکہ بعض روایات میں یہ وضاحت بھی ہے کہ اس عورت کے اشعار سن کر آپ اپنی بیٹی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور فرمایا: بیٹی! شوہر کے بغیر عورت کتنے دنوں تک صبر کر سکتی ہے؟ انہوں نے کہا سبحان اللہ (حیرت ہے کہ) آپ جیسا (باپ) مجھ جیسی (بیٹی) سے یہ سوال کرتا ہے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر عام مسلمانوں کی مصلحت اور مفاد کا مجھے خیال نہ ہوتا تو میں تجھ سے یہ سوال ہرگز نہ کرتا۔ انہوں نے کہا' پانچ' چھ ماہ! تب عمر نے لوگوں کے لئے جہاد کی مدت میں چھ ماہ (کی رخصت) مقرر فرمائی۔ (ایضاً)

یہ تو تھا حقوق زوجین سے متعلقہ ایک اہم مسئلہ جسے عمر فاروق جیسے دردمند خلیفہ نے انتہائی ذمہ داری سے حل کیا اب اس سے اگر کوئی ان کی شان کے منافی کوئی مسئلہ اخذ کرنے کی کوشش کرتا ہے یعنی گانا سننے کا جواز تلاش کرتا ہے تو اس کے خبث باطن پر افسوس ہی کیا جا سکتا ہے۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ بھی عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مشہور ہے کہ رات کو بھیس بدل کر پہرہ دیتے ہوئے ایک مرتبہ کسی گھر سے انہیں گانے بجانے کی آواز سنائی دی تو آپ وہاں رک گئے۔ پھر دیوار پھلانگ کر اندر چلے گئے' دیکھا تو برائی ہو رہی تھی...... اب اس واقعہ میں بھی عمر رضی اللہ عنہ نے برائی کے انسداد ہی کا اقدام کیا ہے لیکن اسے بھی اگر کوئی اس انداز سے پیش کرے کہ "آپ شوق سے گانا سنتے رہے" تو یہ سراسر ناانصافی ہے! اور شان عمر رضی اللہ عنہ پر بہتان عظیم ہے۔ لہٰذا غلط فہمی پھیلانے والے ایسے اقتباسات نصاب سے یا تو فوراً نکالنے چاہئیں تاکہ خواہشات کے پجاری اس سے ناجائز فائدہ اٹھا کر نئی نسل کے اذہان کو مغربی ثقافت کے دلدادہ نہ بنائیں یا پھر ایسے اقتباسات پوری تشریح اور سیاق وسباق کے ساتھ بیان ہونے چاہئیں۔

جماعۃ الدعوۃ سے وابستہ ریاض الحسن نوری کے بھائی کے داماد اور معروف صنعتکار آصف محمود شیخ کی نجی طیارے کے حادثے میں وفات

گذشتہ دنوں سیالکوٹ کے معروف صنعتکار آصف محمود شیخ اپنے نجی طیارے میں گھر آ رہے تھے کہ طیارہ لینڈ کرتے ہوئے کریش کر گیا اور وہ موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ایک باعمل اور دین دار شخصیت تھے اور جماعۃ الدعوۃ سے بھی خصوصی محبت رکھتے تھے۔ جناب آصف شیخ معروف سکالر ریاض الحسن نوریؒ کے بھائی جناب ارشاد الحسن کے داماد تھے۔ ادارہ دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

کیا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ گانے کے شوقین تھے......؟

حافظ مبشر حسین لاہوری

محکمہ تعلیم کی طرف سے تجویز کردہ جماعت دہم کے نئے نصاب میں شامل اردو کی کتاب 'بہار اردو' کا پہلا مضمون معروف مؤرخ جناب شبلی نعمانی کی سیرت عمرؓ پر لکھی ہوئی کتاب "الفاروق" سے لیا گیا ہے۔ اس مضمون کا عنوان ہے "حضرت عمر فاروق ؓ کی سیرت" اس میں ایک سرخی ہے "زندہ دلی" جس کے تحت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ سطور لکھی گئی ہیں۔

غلط فہمی پھیلانے والے اقتباسات فوراً نصاب سے نکالنے چاہئیں تاکہ ہوا و ہوس کے پجاری اس سے ناجائز فائدہ اٹھاکر نئی نسل کے اذہان کو مغربی ثقافت کا دلدادہ نہ بنا سکیں

"اگرچہ خلافت کے افکار نے ان کو خشک مزاج بنادیا تھا لیکن یہ ان کی طبعی حالت نہ تھی، کبھی کبھی موقع ملتا تو زندہ دلی کے اشغال سے جی بہلاتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عباس سے رات بھر اشعار پڑھوایا کیے۔ جب صبح ہونے لگی تو کہا کہ "اب قرآن پڑھو' محدث ابن الجوزی نے "سیرۃ العمرین" میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ رات کو گشت کررہے تھے۔ ایک طرف سے گانے کی آوز آئی۔ ادھر متوجہ ہوئے اور دیر تک کھڑے سنتے رہے۔ ایک دفعہ سفر حج میں حضرت عثمان' عبداللہ بن عمر' عبداللہ بن زبیر وغیرہ کے ساتھ تھے۔ عبداللہ بن زبیر اپنے ہم سنوں کے ساتھ چہل کرتے تھے اور حنظل کے دانے اچھالتے چلتے تھے۔ حضرت عمر صرف اس قدر فرماتے تھے کہ دیکھو اونٹ بھڑکنے نہ پائیں۔ لوگوں نے رباح سے حدی گانے کی فرمائش کی۔ وہ حضرت عمر کے خیال سے رکے لیکن جب حضرت عمر نے کچھ ناراضی نہ ظاہر کی تو رباح نے گانا شروع کیا۔ حضرت عمر بھی سنتے رہے۔ جب صبح ہو چلی تو فرمایا کہ "بس اب خدا کے ذکر کا وقت ہے" ایک دفعہ سفر حج میں ایک سوار گاتا جاتا تھا۔ لوگوں نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ آپ اس کو منع نہیں کرتے' فرمایا گانا شتر سواروں کا زادِ راہ ہے' خوات بن جبیر کا بیان ہے کہ ایک دفعہ سفر میں' میں حضرت عمر کے ساتھ تھا' ابوعبیدہ اور عبدالرحمٰن بن عوف بھی ہمرکاب تھے' لوگوں نے مجھ سے فرمائش کی کہ ضرار کے اشعار گائیں۔ چنانچہ میں نے گانا شروع کیا اور ساری رات گاتا رہا۔ (بہار اردو ص ۴)

یہ طویل اقتباس حرف بحرف پیش کرنے کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی کہ چند دنوں سے یہی اقتباس دینی وسیاسی حلقوں میں زیر بحث ہے۔ اس اقتباس کی وجہ سے محکمہ تعلیم پر یہ الزام عائد کیا جارہا ہے کہ اس طرح عمر فاروق ؓ کی شان میں گستاخی کی گئی ہے جبکہ دوسری طرف شجاعت حسین وغیرہ کا بیان ہے کہ اس کتاب کی ترسیل روک دی گئی ہے۔ مگر اس بیان کے باوجود یہ کتاب بازار میں بیچی جارہی ہے۔ مذکورہ اقتباس میں عمر فاروق ؓ کی شان میں گستاخی کا تاثر ہے یا نہیں؟ ہم ذیل میں اس کے بارے میں اظہار خیال کریں گے۔

بعض لوگ کسی کلام کو گنگنا کر پڑھنے کو گانا کہہ دیتے ہیں لیکن عرف عام اور ہماری مروجہ اصطلاح میں گانا" صرف اس گیت کو کہا جاتا ہے جس میں فحش' جملے' میوزک اور عشقیہ کلمات ہوں۔ لغت اور عرف کے اس فرق کی بناء پر لوگ شکوک وشبہات کا شکار ہوئے ہیں کیونکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مذکورہ اقتباس میں چند گانوں کے سننے کا ذکر ہوا ہے۔ وہ فحش' عشقیہ کلمات پر مبنی کوئی گیت نہیں تھے نہ ہی اس میں میوزک تھا اور نہ ہی ان کے بارے میں یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ وہ ایسے گانے سنتے ہوں گے۔ اس کی ضمنی وضاحت مذکورہ اقتباس ہی میں موجود ہے کہ وہ عام اشعار اور حدی خوانی کی صنف کا کلام تھا۔

رعایا کی خبر گیری کے لئے سیدنا عمر عموماً گشت کرتے اور لوگوں کے مسائل واحوال پر توجہ کرتے۔ اس دوران میوزک کے بغیر حدی خوانی کے شعر انہیں سنائی دیئے یا کچھ ایسے شعر' اسے گانا قرار دینا یا ان کا شوق قرار دینا بہت بڑی جسارت ہے

البتہ اس کے باوجود اس کے لئے لفظ "گانا" استعمال کرنا موزوں نہیں۔ شبلی نعمانی نے "الفاروق" ایسی کتاب لکھ کر اگرچہ ایک گرانقدر کام کیا لیکن دینی معاملات کے بارے میں ان کی کئی دینی آراء سے امت مسلمہ کی اکثریت کو کل بھی اختلاف تھا اور آج بھی ہے۔ مذکورہ تحریر سے جو نتیجہ نکلتا ہے' شاید وہ خود بھی ایسا نہ چاہتے ہوں لیکن اس سے خواہ مخواہ ایک غلط فہمی ضرور پیدا ہوتی ہے اور شان عمرؓ پر حرف بھی آتا ہے۔ اس لئے مناسب یہی ہے کہ اس کہانی کو متعلقہ کتاب سے نکال دیا جائے تاکہ نسل نو لفظ گانے کے مروجہ مفہوم کے پیش نظر کہیں غلط سوچ نہ اختیار کرلے۔

مذکورہ اقتباس ہی میں ایک اور جملہ کہ "ایک طرف گانے کی آواز آئی' ادھر متوجہ ہوئے اور دیر تک کھڑے سنتے رہے" بھی قابل وضاحت ہے۔ شبلی نعمانی نے اس کا پورا سیاق اپنی کتاب میں بھی نقل نہیں کیا لیکن اگر تاریخ واحادیث میں سیرت عمرؓ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا رعایا کی خبر گیری کے لئے راتوں کو گشت کرنا ایک معمول تھا۔ اس دوران جس گھر سے کوئی بھی آواز سنائی دیتی تو وہ اس پر ضرور توجہ کرتے کہ مبادا اگر کوئی شخص کسی مشکل میں مبتلا ہے تو وہ بحیثیت خلیفہ فوراً اس سے آگاہ ہوسکیں اور اس کا مداوا کرسکیں چنانچہ راتوں کے گشت کرنے کے دو ایسے واقعات ہمیں ملتے ہیں جن میں انہوں نے مذکورہ " گانے" کے الفاظ بھی سنے۔ ان میں سے پہلے واقعہ کی حقیقت یہ ہے کہ ایک رات گشت کرتے ہوئے ایک گھر سے عورت کی آواز سنی جو اپنے خاوند کی یاد میں یہ اشعار پڑھ رہی تھی۔

تطاول هذا الليل وازور جانبه...... وارقني ان لاضجيج الاعبه ...... ان کا ترجمہ یہ ہے:

رات گزرتی چلی گئی اور اس کا سرا دراز ہوا۔ مجھے اس چیز نے رقت میں مبتلا کردیا کہ یہاں کوئی شور یا ہنگامہ نہیں جس سے میں دل ہی بہلا سکوں۔ میں لمحہ لمحہ اس سے ایسے کھیلوں جیسے رات کے اندھیرے میں بادل کی اوٹ سے چاند نکل کر آنکھ مچولی کرتا ہے۔ اس سے نزدیک رہ کر جو اس سے کھیلتا ہے' اسے خوشی ہوتی ہے۔ نرم ونازک پسلیوں والا' اس کے خویش واقارب یہاں جمع نہیں ہوتے۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ کا خوف نہ ہوتا' جس کے علاوہ اور کوئی نہیں۔ تو اس چارپائی کے پائے کبھی کے ہل چکے ہوتے۔ لیکن میں اس نگران کار سے ڈرتی ہوں جو ہمارے اوپر موجود ہے۔ کبھی کسی وقت اس کا قلم سست نہیں پڑتا نیز پروردگار

باقی صفحہ 63 پر

امام مہدی کا ظہور کب ہوگا؟

امام مہدی کا ظہور ایک یقینی امر ہے کیونکہ مہدی کے متعلق اس کثرت سے احادیث ملتی ہیں جن کی حد تواتر تک پہنچ جاتی ہے جیساکہ نواب صدیق حسن خاان قنوجی نے بیان کیا ہے کہ مہدی کے بارے میں مختلف سندوں سے اس کثرت سے احادیث موجود ہیں کہ جو حد تواتر تک پہنچ جاتی ہیں۔ (الاذاعۃ لما کان وما یکون بین یدی الساعۃ (ص / ۱۱۳۰)

لیکن یہ مہدی وہ نہیں ہے جس کا شیعہ حضرات انتظار کر رہے ہیں اور بزعم خویش یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مہدی منتظر امام محمد بن حسن عسکری ہیں جو پانچ برس کی عمر میں سامراء کے تنگ سے غار میں چھپ گئے تھے اور وہ قیامت کے قریب ظہور کریں گے۔ بلکہ جس مہدی کا انتظار کیا جا رہا ہے وہ خلیفہ راشد اور مسلمانوں کے ہدایت یافتہ امام ہوں گے۔ وہ نبی ﷺ کی اولاد میں سے ہوں گے اور ان کا نام اور ان کے والد کا نام نبی ﷺ اور آپ کے والد کے نام جیسا ہوگا یعنی محمد بن عبداللہ۔ امام مہدی کے متعلق کچھ تفصیل حسب ذیل ہے۔

مہدی کا ظہور اور صفات:

۱۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا

لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي

قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی عرب کا حکمران بن جائے گا۔ اس کا نام میرے نام کے مشابہ ہوگا۔ (ترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی المہدی (۲۲۳۰) ابوداؤد (۴۲۸۲) طبرانی کبیر ۱۰/ ۱۳۳) حاکم (۴/ ۴۸۸)

۲۔ سیدہ ام سلمہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا

الْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِي مِنْ وَلَدِ فَاطِمَةَ

مہدی میرے خاندان اور سیدہ فاطمہ کی اولاد سے ہوں گے۔"

(ابوداؤد کتاب المہدی (۴۲۸۴) ابن ماجہ (۴۰۸۶)

۳۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

الْمَهْدِيُّ مِنِّي أَجْلَى الْجَبْهَةِ أَقْنَى الْأَنْفِ يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَظُلْمًا يَمْلِكُ سَبْعَ سِنِينَ

مہدی میری اولاد میں سے ہوگا۔ چوڑی پیشانی والا ہوگا اور باریک لمبی ناک والا ہوگا۔ وہ زمین کو عدل وانصاف سے یوں بھر دے گا جیسے وہ ظلم وجور سے بھر دی گئی تھی اور وہ سات سال تک حکومت کرے گا" (ابوداؤد کتاب المہدی (۴۲۸۵) حاکم (۴/ ۵۵۷)

حافظ عمران ایوب لاہوری

۴۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الْمَهْدِيُّ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ يُصْلِحُهُ اللَّهُ فِي لَيْلَةٍ

مہدی میرے اہل بیت سے ہوگا اللہ تعالیٰ اس کی ایک ہی رات میں اصلاح فرمادیں گے۔ (ابن ماجہ کتاب الفتن باب خروج المہدی ۴۰۸۵) احمد ۱/ ۱۰۲) التاریخ الکبیر (۱/ ۳۱۷) ابو یعلی (۴۶۵) مسند بزار (۲/ ۲۴۳)

ظہور مہدی کی علامات:

۱۔ امام مہدی کے ظہور کے وقت ساری دنیا میں بہت زیادہ ظلم وجور اور فتنہ وفساد برپا ہوگا۔ پھر امام مہدی ظاہر ہوں گے اور دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جیساکہ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہدی میری اولاد میں سے ہوگا۔

يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَظُلْمًا

وہ زمین کو یوں عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسے اسے ظلم وجور سے بھر دیا گیا تھا۔ (ابوداؤد کتاب المہدی (۴۲۸۵)

۲۔ علاوہ ازیں ایک روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جس دن امام مہدی کا ظہور ہوگا وہ عام دنوں سے کچھ طویل ہوگا جیساکہ رسول اللہ نے فرمایا:

لَطَوَّلَ اللَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ

اللہ تعالیٰ اس ظہور مہدی کے دن کو طویل کردیں گے"

(ابوداؤد کتاب المہدی (۴۲۸۲)

۳۔ ظہور مہدی کی سب سے بڑی علامت یہ ہوگی کہ

لَيَؤُمَّنَّ هَذَا الْبَيْتَ جَيْشٌ يَغْزُونَهُ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ يُخْسَفُ بِأَوْسَطِهِمْ وَيُنَادِي أَوَّلُهُمْ آخِرَهُمْ ثُمَّ يُخْسَفُ بِهِمْ فَلَا يَبْقَى إِلَّا الشَّرِيدُ الَّذِي يُخْبِرُ عَنْهُمْ

ایک لشکر اس گھر (یعنی بیت اللہ) پر چڑھائی کا قصد کرے گا حتی کہ جب وہ کھلی جگہ میں پہنچے گا۔ اس کا درمیانی حصہ زمین میں دھنس جائے گا۔ پہلا حصہ آخری حصے کو بلائے گا پھر وہ بھی دھنس جائیں گے۔ ان کی خبر بتانے کے لئے سوائے بھگوڑے کے کوئی باقی نہیں رہے گا۔ (مسلم کتاب الفتن باب الخسف بالجیش الذی یؤم البیت (۲۸۸۳)

آج تک امام مہدی کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہوئی جھوٹے دعویداروں کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے امام مہدی کی جو علامات وصفات بتلائی ہیں، انہیں یاد کیا جائے تاکہ جھوٹے مہدیوں سے بچا جا سکے

یہ لشکر بیت اللہ پر چڑھائی کے لئے اس وجہ سے آرہا ہوگا کیونکہ وہاں ایک نیک آدمی نے پناہ لے رکھی ہوگی اور وہی امام مہدی ہوگا جب اس کی طرف بغرض جنگ آنے والے لشکر کی بربادی لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے تو اسے امام مہدی تسلیم کرلیں گے اور اس کی بیعت کے لئے اکٹھے ہوجائیں گے۔

احادیث کے مطابق امام مہدی اپنے ظہور کے بعد پانچ، سات یا نو سال تک زندہ رہیں گے

ظہور مہدی نزول عیسیٰ سے پہلے ہوگا:

جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ اس وقت نماز فجر کا وقت ہوگا اور امام مہدی نماز پڑھانے کیلئے کھڑے ہوں گے لیکن سیدنا عیسیٰ کو دیکھ کر انہیں نماز پڑھانے کے لئے کہیں گے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام انکار کردیں گے اور پھر وہ بھی امام مہدی کی امامت میں نماز ادا کریں گے جیسا کہ سیدنا جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔

لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَيَقُولُ لَا إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هَذِهِ الْأُمَّةَ

میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کی خاطر لڑتا رہے گا۔ وہ گروہ قیامت تک غالب رہے گا۔ جب سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے تو مسلمانوں کا امیر (مہدی) سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے گزارش کرے گا: تشریف لائیں اور ہمیں نماز پڑھائیں۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جواب میں فرمائیں گے نہیں تم خود ہی آپس میں ایک دوسرے کے امام ہو۔ یہ اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ اعزاز ہے۔

(مسلم کتاب الایمان: باب بیان نزول عیسی بن مریم علیہ السلام (۳۹۵) ابو عوانہ (۱/۱۰۶)

ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت نماز پڑھانے والے امام کا نام مہدی ہوگا۔ (المنار المنیف لابن القیم (ص/۱۴۷)

مہدی کے لشکر کی کیفیت:

امام مہدی پہلے انتہائی کمزور ہوں گے۔ ان کے پاس سامان حرب کی قلت ہوگی۔ سواریاں کم ہوں گی اور وسائل بہت کم ہوں گے جس وجہ سے وہ جنگ کرنے کی صلاحیت واستعداد سے عاری ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائیں گے اور مخالف لشکر کو زمین میں دھنسا دیں گے۔

عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَيَعُوذُ بِهَذَا الْبَيْتِ يَعْنِي الْكَعْبَةَ قَوْمٌ لَيْسَتْ لَهُمْ مَنَعَةٌ وَلَا عَدَدٌ وَلَا عُدَّةٌ يُبْعَثُ إِلَيْهِمْ جَيْشٌ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ خُسِفَ بِهِمْ

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" عنقریب اس گھر یعنی بیت اللہ میں کچھ لوگ پناہ لیں گے جن کے پاس دشمن کا حملہ روکنے کی طاقت نہیں ہوگی نہ ان کی تعداد کافی ہوگی نہ ان کے پاس اسلحہ ہوگا۔ ایک لشکر (انہیں ختم کرنے کے لئے) بھیجا جائے گا وہ بیداء مقام پر پہنچیں گے تو زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے"

(مسلم کتاب الفتن باب خسف بالجیش الذی یوم البیت (۲۸۸۳)

مہدی کی بیعت:

امام مہدی کی بیعت مسجد حرام میں ہوگی جیسا کہ سیدہ ام سلمہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

يكون اختلاف عند موت خليفة فيخرج رجل من بني هاشم فياتي مكة فيستخرجه الناس من بيته بين الركن والمقام فيجهز اليه جيش من الشام حتى اذا كانوا بالبيداء خسف بهم فياتيه عصائب العراق وابدال الشام

ایک خلیفہ کی وفات کے وقت لوگوں میں اختلاف ہو جائے گا۔ (بنو ہاشم کا ایک آدمی مدینہ سے) مکہ آئے گا لوگ اس کو

ظہور مہدی کی سب سے بڑی علامت یہ ہوگی کہ ایک لشکر بیت اللہ پر چڑھائی کرے گا جب وہ کھلی جگہ (بیداء) پہنچے گا تو اس کا درمیانی حصہ زمین میں دھنس جائے گا پھر پہلا حصہ آخری حصے کو بلائے گا وہ بھی دھنس جائے گا

گھر سے نکال کر مسجد حرام میں لے آئیں گے اور مقام ابراہیم اور حجر اسود کے درمیان اس کی بیعت کریں گے۔ شام سے ایک لشکر مکہ مکرمہ پر چڑھائی کیلئے آئے گا جب وہ بیداء مقام پر پہنچے گا تو اسے دھنسا دیا جائے گا۔ اس کے بعد عراق اور شام سے علماء و فضلاء امام مہدی کے پاس بیعت کیلئے لے آئیں گے۔ (مجمع الزوائد (۷/۱۲۳۹۹) کتاب الفتن باب ماجاء فی المھدی)

ایک روایت میں تو یہاں تک موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے امام مہدی کو دیکھنے والے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ لازماً اس کی بیعت کریں حدیث نبوی ہے کہ

فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَبَايِعُوهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ فَإِنَّهُ خَلِيفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيُّ

جب تم اسے دیکھو تو اس کی بیعت کرلینا خواہ تمہیں برف پر گھسٹ کر ہی جانا پڑے کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔ (ابن ماجہ کتاب الفتن باب خروج المھدی (۴۰۸۴) حاکم (۴/۴۶۳) البدایۃ والنھایۃ (۶/۲۷۸) السلسلۃ الصحیحۃ (۸۵)

مہدی کے لشکریوں کے پاس سیاہ جھنڈے ہوں گے

سیدنا ثوبان سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

يَقْتَتِلُ عِنْدَ كَنْزِكُمْ ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ ابْنُ خَلِيفَةٍ ثُمَّ لَا يَصِيرُ إِلَى وَاحِدٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَطْلُعُ الرَّايَاتُ السُّودُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ فَيَقْتُلُونَكُمْ قَتْلًا لَمْ يُقْتَلْهُ قَوْمٌ

تمہارے (کعبہ کے) خزانہ پر تین آدمی لڑیں گے۔ وہ تینوں خلیفہ کے بیٹے ہوں گے لیکن وہ خزانہ ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں ملے گا پھر مشرق کی جانب سے سیاہ جھنڈے ظاہر ہوں گے اور وہ تمہیں ایسا قتل کریں گے جیسا کہ کسی نے قتل نہ کیا۔ (ابن ماجہ کتاب الفتن باب خروج المھدی (۴۰۸۴) حاکم (۴/۴۶۳) السلسلۃ الصحیحۃ (۸۵)

امام ابن کثیر رقمطراز ہیں کہ مذکورہ خزانے سے مراد کعبہ کا خزانہ ہے...... امام مہدی کا ظہور بلاد مشرق سے ہوگا سامراء کے علاقے سے نہیں...... مہدی کا نام محمد بن عبداللہ علوی فاطمی حسنی ہے جسے اللہ تعالیٰ ایک رات میں درست فرمادیں گے یعنی اس کی توبہ قبول فرمائیں گے اسے فہم و فراست، رشد و ہدایت سے نواز دیں گے جبکہ وہ پہلے ایسا نہیں ہوگا۔ پھر مشرق کے لوگ اس کی مدد کریں گے۔ اس کی بادشاہت کو قائم کریں گے اور اس کے ارکان کو مضبوط کردیں گے۔ (وتكون راياتهم سوداء" اور ان کے جھنڈے سیاہ ہوں گے

(النھایۃ فی الفتن (۱/۴۴-۴۵)

مہدی کی مدت حکومت:

امام مہدی ظہور کے بعد پانچ سے لے کر نو سال تک زندہ رہیں گے۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

خَشِينَا أَنْ يَكُونَ بَعْدَ نَبِيِّنَا حَدَثٌ فَسَأَلْنَا نَبِيَّ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ فِي أُمَّتِي الْمَهْدِيَّ يَخْرُجُ يَعِيشُ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا أَوْ تِسْعًا

ہمیں نبی ﷺ کی وفات کے بعد حادثات کا خدشہ لاحق ہوا تو ہم نے اللہ کے رسول سے دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مہدی میری امت میں ظاہر ہوں گے جو پانچ سال یا سات سال یا نو سال تک زندہ رہیں گے۔ (ترمذی کتاب الفتن باب فی عیش المهدی وعطائه (۲۲۳۲) ابن ماجہ کتاب الفتن باب خروج المہدی (۴۰۸۳) حاکم (۵۵۸/۴)

۲۔ سنن ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَكُونُ فِي أُمَّتِي الْمَهْدِيُّ إِنْ قُصِرَ فَسَبْعٌ وَإِلَّا فَتِسْعٌ

میری امت میں امام مہدی پیدا ہوں گے اگر وہ دنیا میں کم رہے تو بھی سات برس رہیں گے ورنہ نو برس رہیں گے۔

(ابن ماجہ کتاب الفتن باب خروج المہدی (۴۱۵۷)

۳۔ ایک روایت میں یہ لفظ ہیں

يعيش سبعا او ثمانيا

وہ سات یا آٹھ برس تک زندہ رہیں گے۔ (حاکم (۵۵۷/۴) السلسلۃ الصحیحۃ (۳۳۶/۲)

مہدی کا دور خوشحالی کا دور ہوگا:

سیدنا ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ خَلِيفَةٌ يَقْسِمُ الْمَالَ وَلَا يَعُدُّهُ

آخری زمانے میں ایک خلیفہ ہوگا جو مال تقسیم کرے گا اور اسے شمار نہیں کرے گا۔ (مسلم کتاب الفتن) باب لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل بقبر الرجل (۲۹۱۴)

ایک روایت میں یہ لفظ ہیں

يَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي خَلِيفَةٌ يَحْثِي الْمَالَ حَثْيًا لَا يَعُدُّهُ عَدَدًا

میری امت کے آخر میں ایک خلیفہ ہوگا جو بغیر گنے اور شمار کئے مال کو چلو بھر بھر کر تقسیم کرے گا۔ (مسلم کتب الفتن باب لا یقوم الساعۃ حتی یمر الرجل بقبر الرجل...... (۲۹۱۳)

۳۔ سیدنا ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا

يَكُونُ فِي أُمَّتِي الْمَهْدِيُّ إِنْ قُصِرَ فَسَبْعٌ وَإِلَّا فَتِسْعٌ فَتَنْعَمُ فِيهِ أُمَّتِي نِعْمَةً لَمْ يَنْعَمُوا مِثْلَهَا قَطُّ تُؤْتَى أُكُلَهَا وَلَا تَدَّخِرُ مِنْهُمْ شَيْئًا وَالْمَالُ يَوْمَئِذٍ كُدُوسٌ فَيَقُومُ الرَّجُلُ فَيَقُولُ يَا مَهْدِيُّ أَعْطِنِي فَيَقُولُ خُذْ

میری امت میں مہدی پیدا ہوں گے۔ اگر وہ دنیا میں کم رہے تو بھی سات برس تک رہیں گے اور نہیں تو نو برس رہیں گے۔ ان کے زمانے میں میری امت ایسی خوش ہوگی کہ ویسی کبھی خوش نہیں ہوئی گی اور زمین کا یہ حال ہوگا کہ اپنا سارا میوہ اگا دے گی اور کچھ ذخیرہ کر کے نہ رکھے گی۔ اس دن مال کا تو ڈھیر لگا ہوگا۔ ایک شخص کھڑا ہو کر کہے گا اے مہدی! مجھے کچھ دو وہ کہیں گے لے لو'

(ابن ماجہ کتاب الفتن باب خروج المہدی (۴۱۵۷) شیخ البانی نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ (صحیح ابن ماجہ ۳۳۱۵)

(۴) ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

يخرج فی آخر امتی المهدی يسقيه الله الغيث وتخرج الارض نباتها ويعطی المال صحاحا وتكثر الماشية تعظم الامة

میری امت کے آخر میں مہدی کا ظہور ہوگا۔ اللہ اسے بارش سے سیراب فرمائے گا۔ زمین اپنی نباتات اگائے گی۔ وہ مال کی صحیح تقسیم کرے گا۔ مویشی بکثرت ہوں گے اور امت عظیم ہو جائے گی۔

(حاکم (۵۵۷/۴) السلسلۃ الصحیحۃ (۳۳۶/۲)

دنیا امن وسلامتی کا گہوارہ بن جائے گی۔

سیدنا ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا

الْمَهْدِيُّ مِنِّي أَجْلَى الْجَبْهَةِ أَقْنَى الْأَنْفِ يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَظُلْمًا يَمْلِكُ سَبْعَ سِنِينَ

مہدی میرے (اہل بیت) سے ہوگا جو فراخ پیشانی اور اونچے ناک والا ہوگا۔ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسا کہ وہ اس سے پہلے ظلم وجور سے بھری ہوئی تھی۔ وہ سات سال خلافت کرے گا۔ (ابوداؤد کتاب المہدی (۴۲۸۵) حاکم (۵۵۷/۴) شیخ البانی نے اسے حسن کہا ہے اور امام حاکم اور امام ذہبی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ (ہدایۃ الرواۃ (۱۲۰/۵)

چند ضروری وضاحتیں

امام مہدی کا ظہور بلاد مشرق سے ہوگا اور جس روایت میں ہے کہ امام مہدی کا لشکر خراسان کی طرف سے آئے گا' وہ روایت ضعیف ہے۔ (ترمذی کتاب الفتن: باب (۲۲۶۹) مسند احمد (۳۶۵/۲) البدایۃ والنھایۃ (۲۷۹/۶) شیخ البانی نے اس روایت کو ضعیف الاسناد قرار دیا ہے۔ (ضعیف ترمذی)

ایک روایت میں ہے کہ سیدنا انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

"ولا المهدی الا عیسی بن مریم"

سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہی امام مہدی ہوں گے۔ (ابن ماجہ کتاب الفتن باب شدۃ الزمان (۴۰۳۹) کنز العمال (۳۸۶۵۲) کشف الخفاء (۲۲۱/۴)

اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ہی امام مہدی ہوں گے لیکن یہ بات صحیح نہیں کیونکہ مذکورہ روایت ضعیف ہے جیسا کہ شیخ البانی نے اسے ضعیف جداً قرار دیا ہے۔ (ضعیف ابن ماجہ (۸۰۵) السلسلۃ الضعیفۃ (۷۷) اس روایت کی سند میں محمد بن خالد جندی صنعانی راوی ہے جسے حافظ ابن حجر نے مجہول قرار دیا ہے۔ تقریب التھذیب (۵۸۴۹)

جبکہ شیخ شعیب ارناؤط نے اسے ضعیف کہا ہے۔ (تحریر التقریب التھذیب (۲۳۵/۳)

آخر میں یاد رہے کہ آج تک امام مہدی کی کوئی نشانی ظاہر نہیں ہوئی۔ اگر کوئی مہدی ہونے کا دعویٰ کرے گا تو وہ جھوٹا ہوگا اور دنیا وآخرت میں ذلیل ورسوا ہوگا۔ مزید یہ کہ لوگوں کو چاہئے کہ رسول اللہ ﷺ نے امام مہدی کی جو علامات وصفات بتلائی ہیں' انہیں یاد کریں تاکہ جھوٹے مہدیوں سے بچ سکیں۔

بقیہ تمباکونوشی

4- بے فائدہ اور اسراف:

تمباکونوشی کا کوئی فائدہ نہیں' بلکہ الٹا نقصان ہی نقصان ہے۔ تو جس چیز کا فائدہ ہی نہ ہو تو وہ فضول اور اسراف ہے اور "مسرفین" کو قرآن نے شیطان کے بھائی قرار دیا ہے۔ (دیکھئے سورۃ الاسراء آیت ۲۷) اور اس سے پچھلی آیت میں "نہی" بھی آئی ہے "ولا تبذر تبذيرا" "اسراف اور فضول خرچی نہ کرو اور "نہی" تحریم کے لئے ہوتی ہے۔" (فتاویٰ اہلحدیث۔ ص۔ ۵۵۹ جلد ۲)

علاوہ ازیں پاکستان کے سنجیدہ علماء کے علاوہ سعودی کبار علماء کی کمیٹی نے بھی اسے حرام کہا ہے۔ سماحۃ الشیخ عبداللہ بن بازؒ فتویٰ دیتے ہوئے لکھتے ہیں "سگریٹ نوشی حرام...... تمباکونوشی اپنی تمام قسموں سمیت پاکیزہ چیزوں سے نہیں بلکہ گندی چیزوں سے ہے۔" اسی طرح تمام نشہ آور اشیا بھی گندی چیزوں میں ہیں۔ تمباکو پینا جائز ہے نہ اس کی بیع جائز ہے اور نہ ہی اس کی تجارت جائز ہے جیسا کہ شراب کی صورت ہے۔ جو شخص سگریٹ پیتا ہے یا اس کی تجارت کرتا ہے اسے جلد ہی اللہ تعالیٰ کے حضور رجوع اور توبہ کرنی چاہئے۔ (فتاویٰ ابن بازؒ اردو ص ۲۳۸)

محترم بھائیو! درج بالا اسباب کی وجہ سے تمباکونوشی قطعاً حرام ہے اور ہمیں حرام کے ارتکاب سے باز آجانا چاہئے۔ یہ سطور صرف ہمدردی اور دینی اخوت کی وجہ سے ضبط تحریر میں لائی گئیں ہیں۔ اگر ہم میں بھی یہ مذموم عادت ہے تو اسے درج بالا دلائل کی وجہ سے فی الفور ترک کر دینا چاہئے۔

تمباکو نوشی کی شرعی حیثیت اور اس کے زہریلے اثرات

ابوحذیفہ حافظ فیض الرحمٰن، منڈی بہاؤالدین

ہمارے معاشرے کے بگاڑ کے جو اسباب ہیں ان میں ایک سبب ''تمباکو نوشی'' بھی ہے اور مزے کی بات ہے کہ عوام الناس اسے برا بھی خیال نہیں کرتے بلکہ عجیب وغریب اور اُلٹی سیدھی منطقیں بیان کرتے ہیں مثلاً یہ ایک مخصوص بوٹی ہے جسے حکیم لقمان نے دمہ، کھانسی اور دیگر بلغمی امراض کے لئے تشخیص (Treat) کیا تھا۔ وغیرہ وغیرہ

حالانکہ اس کے پیچھے کسی قسم کی دلیل نہیں ہے بلکہ سیدنا لقمان علیہ السلام پر اتہام ہے۔ ذیل میں ہم اس کے مضر اثرات اور شرعی حیثیت کا جائزہ لیتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

''نهى رسول الله عن كل مسكر و مفتر''

'ہر نشہ آور چیز اور ہر وہ شے جس سے دماغ میں فتور پیدا ہو وہ حرام ہے۔''

اس حدیث مبارکہ میں دو الفاظ ''مسکر اور مفتر'' استعمال ہوئے ہیں۔ ''سکر'' کی بابت صاحب منجد لکھتے ہیں

''سَكِرَ سَكْرًا وَسُكْرًا وَسُكُرًا وَسَكَرَانًا مِنَ الشَّرَابِ'' اَسْكَرَہ مست کرنا، مدہوش کرنا' لفظ مسکر اس باب سے اسم فاعل ہے معنی ہوا' نشے سے مدہوش کردینے والا۔ (ص۔۴۸۲)

''اسكر حالة تعرض بين امرء و عقله'' ''سکر ایک ایسی حالت کا نام ہے جو انسان اور اس کی عقل کے درمیان پردہ کردیتی ہے۔''

دوسرے لفظ ''مفتر'' کی بابت ہے۔ فترا فتوراً ''تیزی کے بعد ساکن ہونا اور سختی کے بعد نرم پڑنا''

اَفْتَرَ الداءُ اَوِالسُّكرا

بیماری یا نشہ کا کسی کو ضعیف کردینا۔ (المنجد عربی اردو ص۔۷۲۷) نیز مجمع البحار میں ہے ''هو الذى اذا شرب احمى الجسد و صار فيه فتور و هو ضعف و انكسار'' ''مفتر وہ ہے کہ جب پیئے تو جسم کو گرم کردے اور اس میں فتور پیدا ہوجائے اور فتور کمزوری اور شکستگی کو کہتے ہیں۔ ان ہردو الفاظ کی لغوی وضاحت سے معلوم ہوا کہ مسکر اور مفتر سے انسانی جسم میں خلل پیدا ہوتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ تمباکو نوشی (خواہ حقہ میں ہو یا سگریٹ میں یا پان میں) سے تو جسم کی تھکان وغیرہ دور ہوتی ہے اور اس سے نشہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ حقہ نوش اور سوکر بہکتا نہیں ہے۔ اس لغویات کا جواب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''ما اسكر كثيره فقليله حرام'' ''جس چیز کی زیادتی نشہ لائے تو اس کا تھوڑا استعمال بھی حرام ہوگا۔'' اب شراب خوب نشہ لاتی ہے۔ لیکن اگر اس کا ایک آدھ گھونٹ پیا جائے تو عموماً اس سے نشہ پیدا نہیں ہوتا' لیکن چونکہ شرعی قاعدہ ہے اس لئے اس کا تھوڑا اپنا بھی قطعی حرام ہے۔ ذیل میں ہم اس کا چند وجوہ کی وجہ سے حرام ہونے کا جائزہ لیتے ہیں۔

1- تمباکو کا نشہ آور ہونا اور دماغ میں فتور پیدا کرنا:

ابوداؤد میں حدیث ہے۔

نهى رسول الله عن كل مسكر و مفتر

رسول کریم ﷺ فداہ انا وابی وامی نے ''نشہ والی اشیاء اور عقل میں فتور پیدا کرنے والی شے سے منع فرمایا ہے'' اور اس (نہی) میں کوئی شبہ نہیں کہ حقہ' سگریٹ سے دماغ میں فتور پیدا ہوتا ہے اور اس ''نہی'' میں اصل تحریم ہے۔ کیونکہ کوئی بھی سلیم الفطرت شخص اگر تمباکو نوشی کرتا ہے تو اس کے جسم و عقل میں فتور پیدا ہوتا ہے اور معاملہ مدہوشی تک پھیل جاتا ہے۔ مثلاً آپ سگریٹ سلگائیں اور کسی ایسے شخص یا بچے کو جو اس کا عادی نہ ہو' کش لگوائیں آپ دیکھیں گے کہ ابھی کش پورا بھی نہ ہوگا کہ اسے یکدم ''اتھو'' لگ جائے گا اور سانس اکھڑ جائے گی۔ لہٰذا اس وجہ سے تمباکو نوشی حرام ثابت ہوئی۔

تمباکو نوشی کا جزنکوٹین ایسا زہریلا مادہ ہے جس کا 70ml کا انجکشن کسی شخص کو ہلاک کردینے کے لئے کافی ہے۔ یہ نکوٹین ایک سگریٹ میں 2ml تک موجود ہوتا ہے جسے سگریٹ نوش دھوئیں کے ذریعے اپنے پھیپھڑوں تک پہنچا کر اپنی موت کا خود سامان کرتا ہے

2- تمباکو میں زہر کا استعمال:

واضح رہے کہ تمباکو میں دو قسم کے زہر پائے جاتے ہیں۔ نکوٹین' کیفین......ان ہر دو زہروں میں زیادہ موثر زہر ''نکوٹین'' ہے۔ یہ ایک ایسا زہریلا مادہ ہے جس کا ستر ملی گرام کا انجکشن بھی کسی شخص کو ہلاک کردینے کے لئے کافی ہے اور یہ ''نکوٹین'' 0.5 سے 2 ملی گرام ایک سگریٹ میں موجود ہوتا ہے۔ جو شخص سگریٹ کا دھواں اندر کھینچے اس سے امکان ہے کہ یہ زہر نوے فیصد تک اس کے خون میں تحلیل ہوجائے۔ تمباکو کے مسلسل استعمال سے دل ودماغ اور پھیپھڑوں پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ چنانچہ اس کے کثرت استعمال سے ضعف حافظ' بے خوابی' بھوک نہ لگنا وغیرہ کے عوارضات پیدا ہوجاتے ہیں۔ اب زہر کے متعلق شریعت کے احکام بالکل واضح ہیں کیونکہ اسے کھانا خودکشی کے لئے ہوتا ہے اور خودکشی اسلام میں بالاتفاق حرام وممنوع ہے۔ لہٰذا اس وجہ سے تمباکو نوشی حرام ہوئی۔ (ملخص از امراض قلب' صابر ملتانی ص ۱۴۵)

3- سخت بدبو سے مسلمان کو ایذاء پہنچانا:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''جو شخص کچا پیاز یا کچا لہسن کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب بھی نہ پھٹکے۔'' نیز ایک موقع پر فرمایا ''جو اسے کھائے اسے بقیع (قبرستان) کی طرف دھکیل دیا جائے۔'' اب پیاز اور لہسن کی بابت یہ حکم کیوں صادر کیا گیا' حالانکہ یہ حلال اشیاء ہیں' صرف اس لئے کہ ان سے منہ میں سخت بدبو پیدا ہوتی ہے جو دیگر لوگوں کے لئے بہت تکلیف دہ ہوتی ہے اور جس شے سے بنی آدم ایذا پائیں اس سے فرشتے بھی ایذا پاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان امن میں رہیں۔'' ''اصحاء بينهم کے قاعدے کے تحت'' تمباکو نوشی'' کی سخت گندی بو سے تکلیف دینا غلط اقدام ہے۔ اگر ''سموکر'' نماز باجماعت ادا کر رہا ہے تو ساتھ والے نمازی کو اس کی بو سے سخت اذیت محسوس ہوگی' اس کا تجربہ وہ لوگ کرسکتے ہیں جو سگریٹ نوش نہ ہوں اور کسی سگریٹ نوش کے قریب کھڑے ہوں۔ ایک مرتبہ راقم کے ایک عزیز کے ساتھ اس نوعیت کا واقعہ پیش آچکا ہے۔ وہ بھائی ایک سموکر تھے' ایک مرتبہ وہ اپنے چھوٹے بچے کو اٹھا کر پیار کرنے لگے تو بچے نے فوراً منہ پرے کرلیا اور کہا ''ابو آپ کتنے گندے ہیں' برش بھی نہیں کرتے' آپ کے منہ سے کتنی گندی بو آرہی ہے'' اس بھائی کو فوراً اپنے اس عمل پر ندامت ہوئی اور آئندہ کے لئے اس نے اس عمل گناہ سے توبہ کرلی۔ بعض لوگ کہتے ہیں' حقہ پی کر بعد میں کلی وغیرہ کرلیں تو......بو جاتی رہتی ہے۔ یہ بالکل لغویات ہے کیونکہ یہ بو معدے سے آتی ہے جس کا واحد حل ترک تمباکو نوشی ہے۔ اس دلیل سے معلوم ہوا کہ ''تمباکو'' اپنی سخت بدبو کی وجہ سے بھی حرام ہے۔

باقی صفحہ 30 پر

طہارت اور باشرف کاموں میں دائیں طرف سے ابتداء کرنا

41/13 عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ فِي تَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَطُهُورِهِ وَفِي شَأْنِهِ كُلِّهِ (متفق علیہ)

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی ﷺ کو دائیں طرف سے شروع کرنا پسند تھا۔ آپ کے جوتا پہننے اور آپ کے کنگھی کرنے اور آپ کے وضوء کرنے میں اور آپ کے تمام کاموں میں۔ بخاری و مسلم

تخریج: بخاری (ح ۱۶۸) مسلم (رقم ۲۶۸)

فوائد نمبر۔ ۱۔ دائیں طرف کو اللہ تعالیٰ نے خاص شرف عطا فرمایا ہے حتی کہ جنتی اصحاب الیمین اور جہنمی اصحاب الشمال ہوں گے اسی لئے رسول اللہ ﷺ اپنی عام عادات میں بھی باشرف کاموں میں دائیں طرف سے ابتداء کو پسند کرتے تھے۔ جسم انسانی میں سب سے اوپر سر ہے اور نیچے پاؤں باقی اعضاء درمیان میں ہیں۔ سر میں کنگھی کرنے پاؤں میں جوتا پہننے اور وضوء کے تمام اعضاء دھوتے وقت دائیں طرف سے پہل کرنے سے ظاہر ہے کہ نبی ﷺ کو اپنے تمام کاموں میں دائیں طرف سے ابتداء کرنا پسند تھا یہی بات صاف الفاظ میں حدیث کے آخر میں و فی شانہ کلہ یعنی آپ کو اپنے تمام کاموں میں دائیں طرف شروع کرنا پسند تھا۔

۲۔ ابو داؤد میں شعبہ سے اسی روایت ہیں "سواکہ" کے لفظ بھی ہیں یعنی مسواک میں بھی آپ اس کا خیال رکھتے تھے۔ سر منڈاتے وقت بھی آپ دائیں طرف سے ابتداء فرماتے تھے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ جب آپ جمرہ کو کنکر مار چکے اور قربانی کر لی تو سر مونڈنے والے کے سامنے اپنا سر کا دایاں حصہ پیش کیا اس نے مونڈ دیا تو آپ نے وہ بال ابو طلحہ کو بلا کر دے دیئے پھر سر کا دوسرا حصہ اس کے سامنے کیا اس نے مونڈ دیا تو وہ بھی ابو طلحہ کو دے دیا اور فرمایا لوگوں میں تقسیم کر دو۔ (صحیح مسلم کتاب الحج حدیث نمبر ۳۱۵۵)

بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ پہلے سر کا بایاں حصہ مونڈنا چاہئے کیونکہ وہ مونڈنے والے کے دائیں ہاتھ کی طرف ہوتا ہے۔ ان کا کہنا درست نہیں کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے عمل کے خلاف ہے۔

۴۔ کھاتے پیتے وقت دائیں ہاتھ سے کھانا پینا آپ ﷺ کو صرف پسند ہی نہ تھا بلکہ آپ نے اس کا حکم دیا اور بائیں ہاتھ سے کھانے پینے کو شیطان کا فعل قرار دیا۔ (دیکھئے صحیح مسلم کتاب الاشربہ ص ۱۰۵)

۵۔ بعض اہل علم نے اس حدیث سے امام اور مسجد کی دائیں جانب نماز کے مستحب ہونے پر استدلال فرمایا ہے چنانچہ بخاری رحمہ اللہ نے اس مقام پر بھی یہ حدیث ذکر کی ہے۔

۶۔ وہ کام جن میں رسول اللہ ﷺ بائیں طرف سے ابتداء کرتے وہ اس حدیث سے مستثنیٰ ہیں مثلاً بیت الخلاء جاتے وقت بایاں پاؤں پہلے رکھنا، مسجد سے نکلتے وقت پہلے بائیں پاؤں نکالنا، جوتا اتارتے وقت پہلے بایاں پاؤں سے اتارنا اگر غور سے دیکھا جائے تو ان تمام کاموں میں آدمی مرتبہ کی کمی...... کی طرف جا رہا ہوتا ہے اس لئے بائیں طرف سے آغاز کیا گیا جبکہ مسجد میں داخل ہونا شرف کا کام ہے جوتا پہننا، کنگھی کرنا، سر دھونا، سر کی حجامت، غسل کرنا، وضوء کرنا، سب انسان کے لئے باعث زینت کام ہیں یا عبادت ہیں اس لئے ایسے تمام کاموں میں دائیں جانب سے آغاز کیا جاتا ہے۔

۷۔ صحیح بخاری کتاب الصلوۃ میں شعبہ کی روایت میں ہے كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ الخ یعنی نبی ﷺ جس قدر کر سکتے اپنے تمام کاموں میں دائیں سے شروع کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی عذر یا مانع ہو تو بائیں طرف سے ابتداء کی پابندی نہیں۔

نہیں ڈرتے واجپائی کے شراروں سے

محمود اختر

نہ روکے تھے نہ روکے ہیں نہ روکیں گے جو روکو گے
نہیں رکتے قدم ان کے طلب جن کی شہادت ہو
پہاڑوں برف باروں سے نہ صحرا ریگ زاروں سے
سمندر بے کناروں سے نہ دریا تیز دھاروں سے
نہ جنگ بندی اشاروں سے نہ باڑوں خارداروں سے
نہیں ڈرتے فدائی واجپائی کے شراروں سے
نہ روکے تھے نہ روکے ہیں نہ روکیں گے جو روکو گے
نہیں رکتے قدم ان کے طلب جن کی شہادت ہو
اٹھو جلدی مسلمانوں کیوں بیٹھے ہو گھبرائے
ہوا کیا جو عدو سارے اکٹھے ہو کے ہیں آئے
اٹھاؤ کوئی کلاشن کوئی شمشیر لے آئے
بڑے ہاتھی میرے ربّ نے ابابیلوں سے مروائے
نہ روکے تھے نہ روکے ہیں نہ روکیں گے جو روکو گے
نہیں رکتے قدم ان کے طلب جن کی شہادت ہو
گرے مندر کبھی تم نے جو گنگا پار دیکھے تھے
پڑے ٹوٹے صلیبوں پر ایوبی وار دیکھے تھے
دلاؤ یاد لوگوں کو جو اندلس پار دیکھے تھے
وہی منظر چہار اطراف دنیا دار دیکھیں گے
نہ روکے تھے نہ روکے ہیں نہ روکیں گے جو روکو گے
نہیں رکتے قدم ان کے طلب جن کی شہادت ہو
بڑا بھرے کفر محمود! اسے حق سے عداوت ہے
تمہیں کیسا تردد ہے تمہیں کیسی رکاوٹ ہے
بہت مقبول ہے حق میں جہاد ایسی عبادت ہے
بڑی قسمت شہیدوں کی مبارک یہ سعادت ہے
نہ روکے تھے نہ روکے ہیں نہ روکیں گے جو روکو گے
نہیں رکتے قدم ان کے طلب جن کی شہادت ہو

دینی لٹریچر حاصل کیجئے

1- غیر اللہ کی نذر و نیاز حرام و شرک ہے: نیاز حسین، پیروں، ولیوں کے درباروں، آستانوں کے چڑھاوے اور عرس کے تبرکات سب ناجائز اور حرام ہیں۔

2- اطاعت نبی ﷺ ضروری ہے یا میلاد النبی ﷺ؟ آیئے دیکھیں قرآن و حدیث میں اطاعت نبی ﷺ کا حکم دیا گیا ہے یا جشن میلاد منانے کا۔ تفصیل تازہ لٹریچر میں۔

3- اذان کے وقت صلوٰۃ والسلام پڑھنا ناجائز اور بدعت ہے: فتویٰ از جماعت علی شاہ، احمد رضا خان بریلوی اور مفتی محمد حسین نعیمی لاہور...... یہ فتویٰ کسی وہابی عالم کا نہیں بلکہ خود بریلوی مسلک کے جید علماء کا ہی ہے۔ تفصیل اشتہار اور پمفلٹ میں دیکھئے

4- حکم حقانی اور مسئلہ تیجہ، چہلم اور قل خوانی: اس میں ہر مکتبہ فکر کے جید علماء کے فتاویٰ جات سے ثابت کیا ہے کہ یہ رسمیں خالصتاً ہندووانہ ہیں جن کا اسلام میں کوئی وجود نہیں۔

مذکورہ تمام اشتہارات اور پمفلٹ /60 روپے نقد یا اس کی ڈاک ٹکٹیں بھیج کر طلب کیجئے۔ اپنا نام و پتہ صاف اور مکمل تحریر کیجئے۔ ڈاک نہ ملنے کی صورت میں دوبارہ خط لکھئے یا فون پر رابطہ کیجئے۔

(نوٹ: لٹریچر کا مکمل سیٹ بمعہ ڈاک خرچ 300 روپے بھیج کر طلب کریں)

منجانب: حافظ عبدالغنی آل حسن (پوسٹ بکس نمبر 45
ڈیرہ غازیخان، پاکستان فون نمبر 0641-466650)

نذر کی شرعی حیثیت

پروفیسر نجیب الرحمٰن کیلانی

اگر کوئی انسان کسی کام کو اپنے اوپر لازم کر لے جو پہلے اس پر لازم نہیں تھا یا کسی حادثہ کی وجہ سے غیر واجب چیز کو اپنے اوپر لازم کر لینا نذر کہلاتا ہے۔ بعض اوقات انسان کو کسی چیز کے ملنے یا نہ ملنے کا امکان برابر برابر ہوتا ہے تو وہ اپنے اوپر خود ہی کسی چیز کو لازم قرار دے لیتا ہے۔ اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو میں اتنا صدقہ کروں گا یا اتنے نفل ادا کروں گا۔

> نذر و نیاز صرف اللہ کے لئے جائز ہے۔ اللہ کے علاوہ کسی کے نام کی نہ نذر جائز ہے نہ نیاز چاہے وہ کوئی نبی ﷺ ہو، اہل بیت ہو یا پیر و مرشد ہو

اگرچہ نذر عام طور پر حالات سے مشروط ہوتی ہے تاہم نذر یا منت کی ادائیگی ضروری ہوتی ہے بشرطیکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کی رضا مطلوب ہو جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ (الحج ۲۹)

(حاجی لوگ قربانی کے بعد) چاہئے کہ اپنا میل کچیل دور کریں اور نذریں پوری کریں انہیں چاہئے کہ پرانے گھر (بیت اللہ) کا طواف کریں۔

اگر نذر میں شرک پایا جائے اور غیر اللہ کی رضا مطلوب ہو تو ایسی نذر کی ادائیگی حرام ہے۔ جیسا کہ قبروں یا مزاروں پر جا کر صاحب قبر کے لئے جانور قربان کرنے یا قبر پر صفائی کے لئے ہفتہ دس دن ٹھہرنے کی منت ماننا۔ اسی طرح اگر کوئی یہ نذر مانتا ہے کہ اگر میرا فلاں جگہ رشتہ نہ ہوا تو کبھی اپنے والدین کا منہ نہ دیکھوں گا۔ ایسی نذر کا ماننا بھی کار معصیت اور اس کا پورا کرنا بھی باعث عذاب ہے۔ ایسی نذر اگر کوئی مان چکا ہو تو اس کے عوض اسے استغفار کرنا چاہئے اور وہ کام نہ کرنا چاہئے۔

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے روایت کی میں نے کہا یا رسول اللہ! مجھے میرے چچا کے بیٹے کے بارے میں بتائیں۔ جب میں اس کے پاس کسی ضرورت کے لئے جاتا ہوں تو وہ مجھے دیتا نہیں۔ نہ ہی مجھ سے حسن سلوک کرتا ہے۔ جب وہ ضرورت مند ہوتا ہے تو میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے مانگتا ہے میں نے قسم کھائی ہے کہ اس کو نہ دوں گا اور نہ حسن سلوک کروں گا۔ رسول اکرم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں وہ چیز کروں جو بہتر ہے اور قسم کا کفارہ دے دوں۔ ارشاد نبوی ہے۔

مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللَّهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِهِ

جو اللہ کی اطاعت کی نذر مانے وہ اسے پورا کرے اور جو اللہ کی نافرمانی کی نذر مانے وہ اس کی نافرمانی نہ کرے۔

اسی سلسلے میں چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے لگے کہ ایک آدمی کو کھڑے دیکھا۔ اس کے بارے پوچھا۔ لوگوں نے کہا یہ ابو اسرائیل ہے۔ اس نے نذر مانی ہے کہ کھڑا رہے گا نہ بیٹھے گا۔ نہ سایہ میں آئے اور نہ ہی بولے گا بلکہ اسی حالت میں روزہ رکھے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اس سے کہو کہ بولے۔ سایہ میں آئے بیٹھے اور اپنا روزہ پورا کرے۔ (بخاری)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک بوڑھے کو دیکھا جو اپنے دو بیٹوں کے سہارے چل رہا تھا۔ پس نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اس کا کیا حال ہے؟ صحابہ نے عرض کیا اس نے پاپیادہ جانے کی نذر مانی ہے۔ آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ اس بات سے بے پرواہ ہے کہ یہ اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالے اور اس کو سوار ہونے کا حکم دیا۔"

۳۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ عقبہ بن عامر کی بہن نے نذر مانی کہ پیدل حج کرے حالانکہ وہ اس کی استطاعت نہیں رکھتی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تیری بہن کے پاپیادہ چلنے سے بے پرواہ ہے۔ اسے چاہئے کہ سوار ہو اور ایک بدنہ (اونٹ) ذبح کرے۔ ابوداؤد کی روایت میں ہے تحقیق اللہ تعالیٰ کو تیری بہن کے مشقت میں پڑنے سے کچھ غرض نہیں ہے۔ اسے چاہئے کہ سوار حج کرے اور اپنی قسم کا کفارہ دے۔

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر نذر درست نہ ہو یا پوری کرنے کی طاقت نہ ہو تو نذر چھوڑ دے اور قسم کا کفارہ دے۔ اگر نذر درست ہو اور با آسانی پوری کر سکتا ہو تو ضرور پوری کرنا چاہئے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث سے واضح ہے۔

۱۔ سعد بن عبادہ نے نبی اکرم ﷺ سے نذر کے بارے فتویٰ پوچھا جو ان کی ماں نے مرنے سے پہلے مانی تھی اور وہ اسے پورا نہ کر سکیں۔ نبی اکرم ﷺ نے سعد کو فتویٰ دیا کہ ماں کی طرف سے نذر پوری کرے۔ (متفق علیہ)

۲۔ ثابت بن ضحاک سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ کے زمانہ میں نذر مانی کہ کہ بوانہ نامی مقام پر اونٹ ذبح کرے گا۔ اس نے نبی اکرم ﷺ (کو اپنی نذر کے بارے میں بتایا تو آپ ﷺ نے پوچھا۔ کیا وہاں پر جاہلیت کے بتوں میں سے کسی بت کی پوجا کی جاتی تھی؟ صحابہ نے کہا نہیں "فرمایا کیا وہاں کفار کی عیدوں میں سے کوئی عید منائی جاتی تھی کہا نہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اپنی نذر پوری کرو۔ تحقیق معصیت میں نذر پوری کرنا جائز نہیں نہ ہی وہاں نذر پوری کرنا ضروری ہے جہاں استطاعت نہ ہو۔ (ابوداؤد)

۳۔ ایک عورت نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میری ماں نے مسجد قبا میں نماز پڑھنے کی نذر مانی تھی اور اسے پورا کئے بغیر فوت ہو گئی تو ابن عمر نے اسے مسجد قبا میں نماز پڑھنے کا حکم دیا۔

نذر کا کفارہ:

اگر کوئی اپنی نذر پوری نہ کرے یا پوری کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو قسم کا کفارہ دے۔ یہی نذر کا کفارہ ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ جب کوئی کسی چیز پر قسم کھائے پھر اس سے بہتر دیکھے تو چاہئے کہ اپنی قسم کا کفارہ دے اور

> صدقہ و خیرات اور نیک اعمال بغیر کسی شرط اور خالص اللہ کی رضامندی کے لئے ہونے چاہئیں

بہتر کام پر عمل کرے۔ (مسلم) اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "گناہ کے کام میں نذر پوری کرنا جائز نہیں ہے اور اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی)

نذر اور قسم توڑے کا کفارہ:

کفارہ کا لغوی معنی وہ نیکی کا کام کرنا ہے جو کسی پہلے کئے ہوئے برے کام کا عوض بن کر اس کو ڈھانپ دے یا ختم کردے۔ قرآن کریم اور احادیث میں بہت سے ایسے گناہوں کا ذکر آیا ہے جن کے کفارے بیان کئے گئے ہیں۔ مثلاً قتل خطا کا کفارہ۔ فرضی روزہ توڑنے کا کفارہ، ظہار کا کفارہ یا قسم توڑنے کا کفارہ وغیرہ۔ قسم توڑنے کا کفارہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ میں فرمایا

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ

> رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "گناہ کے کام میں نذر پوری کرنا جائز نہیں ہے اور اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔
> (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذَلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (المائدہ ۸۹)

اللہ تمہاری فضول قسموں پر گرفت نہیں کرے گا۔ اس کا کفارہ دس مسکینوں کا اوسط درجے کا کھانا ہے جو تم اپنے اہل و عیال کو کھلاتے ہو یا ان کی پوشاک ہے یا ایک غلام آزاد کرنا ہے جسے یہ میسر نہ ہو تو وہ تین دن کے روزے رکھے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھا کر توڑ دو اور اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو۔

اکثر کفاروں میں قدر مشترک غلام آزاد کرنا ہے، جیسا کہ قسم توڑنے کے کفارہ میں بھی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی نقطہ نظر سے غلامی کا رواج ایک مذموم چیز تھی۔ جسے آہستہ آہستہ ختم کر دیا گیا۔ آج الحمدللہ غلامی کا رواج نہیں رہا۔ لہٰذا قسم کا کفارہ کی تین متبادل صورتیں رہ گئی ہیں۔ ایک دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا دس مسکینوں کو پوشاک مہیا کرنا یا تین روزے رکھنا۔ کھانے کی قیمت لگا کر دس مسکینوں کو اکٹھی رقم بھی دی جا سکتی ہے۔ یہی صورت حال پوشاک کی ہے۔ یا تین روزے رکھنا یا کھانے کی قیمت لگا کر دس مسکینوں کو اکٹھی بھی دی جا سکتی ہے۔ یہی صورت حال پوشاک کی ہے۔ روزے ضروری نہیں کہ اکٹھے رکھے جائیں اس میں گنجائش موجود ہے کہ یہ روزے الگ الگ دنوں میں بھی رکھے جا سکتے ہیں۔

نذر ماننا مستحسن فعل نہیں ہے

نذر ماننا شرعی نقطہ نگاہ سے کوئی اچھا کام نہیں۔ صدقہ و خیرات اور نیک اعمال بغیر کسی شرط اور خالص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے ہونا چاہئے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے۔ سیدنا ابوہریرہ اور عبداللہ بن عمر سے روایت ہے۔ کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تم نذر نہ مانو۔ اس لئے کہ نذر تقدیر سے کسی چیز کو رد نہیں کرتی۔ البتہ اس طرح بخیل سے کچھ مال نکال لیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

یہ عقیدہ رکھنا عبث ہے کہ نذر سے تقدیر کا لکھا ٹل سکتا ہے۔ اگر یہ اعتقاد نہ ہو تو نذر درست ہے۔ بعض نے کہا کہ نذر کو آپ ﷺ نے اس لئے مکروہ جانا کہ وہ بخیلی کی علامت ہے اور سخی تو بغیر نذر کے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ جو لوگ خالص اللہ کی رضامندی کے لئے خرچ کرتے ہیں ان کے لئے تو دس گنا سے سات سو گنا تک اجر و ثواب کی خوشخبری ہے۔

بقیہ عراق

شادی دفتر بنا کر رہنے پر مجبور ہو گیا۔ آثار و قرائن بتا رہے ہیں کہ پال بریمر عنقریب بیرون عراق فرار ہونے والا ہے۔

تیل کی چوری کے خلاف حملے

عراق کی اس جنگ میں مجاہدین کا ہدف جہاں زیادہ تر امریکی فوجی ہوتے ہیں، وہاں ان کا ایک اور بڑا ہدف اتحادی فوج کے تیل کی سپلائی لائن بھی ہے۔ ہم مجاہدین کی روزانہ کی کارروائیاں پڑھیں تو معلوم ہوگا، بہت سے حملے تیل لانے لے جانے والی گاڑیوں اور کنوؤں پر بھی مجاہدین متواتر کرتے رہتے ہیں۔ یہ ایک اہم ترین محاذ ہے جس سے مجاہدین غافل نہیں کیونکہ عراق پر امریکی قبضے کا ایک بڑا مقصد تیل کا حصول ہی ہے۔ امریکی اب یہاں سے بڑی مقدار میں تیل کو نکال کر لے جا رہے ہیں کیونکہ امریکہ کو ہر ہفتہ ایک ارب ڈالر اس جنگ پر خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اس حساب سے امریکہ کو سالانہ 52 ارب ڈالر کا خسارہ بھی اس تیل سے ہی پورا کرنا ہے۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ پوری دنیا کے میڈیا میں اتحادی ہلاکتوں کی چھوٹی موٹی خبریں تو پھر بھی دے دی جاتی ہیں لیکن تیل کی جس طرح یہ امریکی قذاق چوری کر رہے ہیں، اس کی کوئی ایک خبر بھی میڈیا میں نہیں آنے دی جاتی چنانچہ اس خاموش چوری کو روکنے کے لئے دیگر کارروائیوں کے ساتھ ساتھ مجاہدین نے اب حال ہی میں ایک بڑی کارروائی بھی کی ہے۔

14۔ اپریل کو بصرہ میں ایک ٹرمینل پر 3 کشتیوں کے ذریعے فدائی حملے کئے گئے جس کے بعد ٹرمینل کو بند کر دیا گیا۔ برطانوی فوج کے ترجمان نے بتایا کہ ساحل سے سات میل دور سمندر میں ٹرمینل سے بندھے جہاز کے ساتھ ایک کشتی زوردار دھماکے سے پھٹ گئی۔ دوسری کشتی کا امریکی جہاز نے اس وقت پتہ چلایا جب وہ ٹرمینل کے گرد خاص زون میں داخل ہوئی۔ کشتی کو گھیر لیا گیا تاہم جیسے ہی اس میں امریکی فوجی داخل ہوئے تو یہ کشتی بھی زوردار دھماکے سے پھٹ گئی۔ آئل کمپنی نے بتایا کہ ان دھماکوں کے بعد ٹرمینل کو بند کر دیا گیا ہے۔ تمام عملہ کو واپس بلا لیا گیا۔ فوری طور پر ٹرمینل کو پہنچنے والے نقصان کا اندازہ نہیں ہو سکا تاہم ان حملوں میں بڑی تعداد میں اتحادی فوجیوں کے ہلاک ہونے کا امکان ہے۔ واضح رہے کہ عراق 1.9 بلین بیرل تیل کی برآمد کے لئے بصرہ کے ٹرمینل پر ہی انحصار کرتا ہے۔ برطانوی فوج کے ترجمان کیلن ہشام ایچ ہلادی نے بتایا کہ دو فدائی کشتیاں عراقی بندرگاہ ام قصر سے 9 میل دور ایبٹ آئل تنصیب کے قریب آئل ٹینکروں کیساتھ دھماکوں سے پھٹ گئیں جس سے ٹینکر بھی زوردار دھماکوں سے پھٹ گئے۔

غرض مجاہدین ہر محاذ پر پوری پامردی سے لڑ رہے ہیں اور طاقت کے نشے میں ڈوبا ہوا امریکہ جو عراق کو حلوہ سمجھ کر اسے ہڑپ کرنے کے لئے یہاں آیا تھا، اب اس کیلئے وہی عراق ایک چھچھوندر بن گیا ہے جسے وہ نہ تو نگل سکتا ہے نہ ہی اگل سکتا ہے۔ اسے نہیں معلوم کہ عراقیوں نے تو اپنے حکمرانوں کی معمولی زیادتیوں کو بھی کم ہی برداشت کیا ہے۔ مسلمانوں میں بھی حجاج بن یوسف کے سوا کم ہی کوئی امن و سکون سے یہاں حکومت کر سکا ہے تو بھلا وقت کے سب سے بڑے ظالم کی حکومت کو وہ کیسے برداشت کر سکتے ہیں۔ امریکہ عالم اسلام کو جس طرح شیعہ سنی میں تقسیم کر کے باہم لڑا کر ختم کرنا چاہتا تھا، اس کے یہ سارے خواب بھی چکنا چور ہو گئے ہیں اور اب ان شاء اللہ خود امریکہ کے چور چور ہونے کا وقت دور نہیں۔ عراقی سرزمین ابراہیم علیہ السلام کے پیروکاروں اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے فدائیوں کی سرزمین ہے۔ وہ وقت قریب ہے جبکہ عراق نمرود وقت امریکہ کا قبرستان بن کر رہے گا بلکہ بن چکا ہے۔

ضرورت رشتہ

اعلیٰ تعلیم یافتہ ہنرمند کاروباری بیٹے اور بیٹیوں کے معیاری اور آئیڈیل رشتوں کے لئے والدین / سرپرست رابطہ فرمائیں۔ جہادی خاندانوں کے بچے اور بچیوں کے لئے خدمات بلامعاوضہ ہیں۔ بے شمار چانس موجود ہیں۔

ادارہ بندھن انجینئر حاجی انور سرور کمبوہ
شاہ فرید آباد لاہور فون نمبر 7830950

مشکوک اشیاء سے پرہیز

آخری قسط

قلب کی اصلاح یہ ہے کہ اس میں اللہ اور جس سے محبت رکھتا ہے۔ اس کی محبت کے سوا کچھ نہ ہو۔ جسم کی اصلاح یا ٹھیک ہونا یہ ہے۔ کہ اسے حلال خوراک دی گئی ہو تو وہ پاکیزہ رہے گا۔ اس کی پاکیزگی کا اثر قلب پر پڑے گا۔ نتیجۃً نور قلب سے جسم بھی منور ہو جائے گا۔ اور اس سے اعمال صالحہ کا صدور بھی ہو گا۔ اور اگر جسم کی پرورش حرام سے ہوگی۔ تو وہ شیطان کا گھر بن جائے گا۔ اور پراگندہ ہو جائے گا۔ اس سیاہی کا عکس بدن پر پڑے گا۔ تو اس سے گناہ سرزد ہوں گے جسم کے فساد سے یہاں بھی یہی چیز مراد ہے۔ شرح اربعین نووی مجلہ الدعوہ (اسلام آباد اکتوبر 2003ء)

عوام اور مشتبہات

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لوگوں پر ایسا زمانہ بھی آئے گا۔ آدمی اس بات کی پرواہ نہیں کرے گا۔ جو مال اس کے ہاتھ آجاتا ہے وہ حلال ہے یا حرام؟

رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان میں جس زمانے کی نشان دہی کی گئی ہے۔ وہ واقعتاً اس وقت آچکا ہے۔ حرام اور مشکوک اشیاء ہی چاروں طرف نظر آرہی ہیں۔ لوگ بغیر کسی خوف اور کھٹک کے ان میں گرے ہوئے ہیں۔ ڈھٹائی کا یہ عالم ہے کہ لوگ قرآن وحدیث کے متن اور مفہوم ہی کو جوڑ توڑ کر حرام کو حلال ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ موسیقی، سود، جھوٹ، بے پردگی، بے حیائی، شراب، رقص ایسے لوگوں کے لئے نبی کریم ﷺ کی وعید ہے کہ

لوگوں میں سے بدترین شخص وہ ہے جو شبہات اور حیلوں کے ذریعے حرام کردہ اشیاء کو حلال بنائے۔ (سنن ترمذی، عن اسماء بنت عمیس، طبرانی عن نعیم بحوالہ سود ورشوت)

فتنوں کا یہ وہ دور ہے۔ جس میں مکروہات ومشتبہات سے بچنے کے لئے لوگوں سے کٹ جانے کے سوا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔

امام نووی نے ریاض الصالحین میں باب باندھا ہے۔

لوگوں اور زمانے کے بگاڑ کے وقت یا دین میں فتنے کے خوف سے اور حرام ومشتبہ چیزوں میں مبتلا ہونے کے اندیشے سے گوشہ نشینی کے پسندیدہ ہونے کا بیان

ام عبد منیب

گویا ہمارے محدثین اور فقہائے کرام نے فتنوں اور دین میں بگاڑ نیز حرام اور مشتبہ امور میں مبتلا ہو جانے کے وقت جب اور کوئی چارہ کار نہ رہے۔ تو اس کا علاج گوشہ نشینی تجویز کیا ہے۔ اس کی مثال اصحاب کہف کے عمل سے بھی ملتی ہے۔ انہوں نے جب اہل کفر وشرک کے سامنے اپنی بے بسی محسوس کی تو گوشہ نشینی کو اختیار کر لیا۔ یوسف علیہ السلام نے جب دیکھا کہ ان کا دین اور ان کی عصمت وعزت خطرے میں ہے تو انہوں نے قید کو اس فتنے اور شر کے مقابلے میں ترجیح دی۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ دور حاضر میں عوام تو درکنار علماء بھی مکروہات ومشتبہات کو اپناتے جارہے ہیں۔

منیر قمر سیالکوٹی عوام الناس کی حالت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عوام الناس میں سے کسی کو کوئی مسئلہ درپیش ہو۔ کہ یہ چیز کیسی ہے؟ اس کا کھانا جائز ہے یا حرام؟ اگر ایسی صورت پیش آجائے تو تھوڑا سا غور کرنے کے بعد چلو مسئلہ بعد میں دیکھا جائے گا کہتے ہوئے وہ چیز کھا نہیں لینا چاہیے۔ اور نہ ہی وہ کام کر گزرنا چاہیے بلکہ ایسے آدمی کے لئے ضروری ہے۔ کہ صاحب علم وفضل سے دریافت کرے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اور پھر جو بات سامنے آئے اس پر عمل کرے حلال ہو تو حلال سمجھے حرام ہو تو حرام سے بچ جائے کم علمی میں یہی تقویٰ اور پرہیزگاری کی علامت ہے کہ مشکوک ومشتبہ امور سے بچنے پر توقف کیا جائے۔ (سود ورشوت 21)

اضطراری حالت اور مشتبہ امور

اگر اضطراری حالت ہو تو قرآن حکیم کی اس آیت کے مطابق حرام کی اتنی مقدار استعمال کی جا سکتی ہے جس سے جان کو خطرہ درپیش ہے وہ ٹل سکے

فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ

لہذا جب کوئی مشکل درپیش اور مشتبہ امر کا استعمال کرنا پڑ جائے تو کر لیا جائے گا۔ بلکہ حرام کے مقابلہ میں مشتبہ امر کو اختیار کیا جائے گا کیونکہ اس کے حرام اور حلال کا علم نہ ہونے کی وجہ سے دونوں احتمال ہیں۔

(۱) شاید وہ حرام ہو۔ (۲) شاید کے وہ حلال ہو

نیز انسانی زندگی میں مشتبہ امور سے جب ایک انسان کو سابقہ پڑتا ہے تو اس کے لئے بہترین طریق یہی ہے کہ وہ ان سے توقف کرے یعنی ان کا ارتکاب نہ کرے۔ لیکن زندگی میں جب ایسا موڑ آجائے کہ

نہ کرے۔ لیکن زندگی میں، جب ایسا موڑ آجائے کہ مشتبہ امور کو اختیار کئے بغیر چارہ نہ ہو تو پھر اسے اختیار کیا جاسکتا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جس کو حلال ٹھہرایا ہے وہ حلال ہے اور جس کو حرام ٹھہرایا ہے وہ حرام ہے۔ اور جن چیزوں کے بارے میں سکوت فرمایا ہے وہ معاف ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی فیاضی کو قبول کرو۔ اللہ سے بھول چوک صدور نہیں ہوتا اس کے بعد سورۃ مریم کی آیت 64 کی تلاوت کی (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ سے کبھی بھول سرزد نہیں ہوتی دراصل

> **رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:**
> **لوگوں پر ایسا زمانہ بھی آئے گا۔ آدمی اس بات کی پرواہ نہیں کرے گا۔ جو مال اس کے ہاتھ آجاتا ہے وہ حلال ہے یا حرام؟**

اس فرمان نبوی سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جس چیز میں اشتباہ موجود نہ ہو کہ وہ حلال ہے یا حرام؟ اس کے بارے میں جو فیصلہ شریعت حقہ میں موجود ہے وہی قابل عمل اور حرف آخر ہے۔ از خود اس میں اشتباہ پیدا کرنا یا اس کو حلال ہونے کی صورت میں حرام سمجھنا پرلے درجے کی حماقت کے ساتھ ایمانی سقم کی علامت ہے۔ اسے دور کرنا چاہیے۔

خلاصہ کلام

امام ابوداؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے پانچ لاکھ احادیث رسول جمع کیں ہیں اور ان میں سے چار ہزار آٹھ سو اپنی کتاب سنن ابی داؤد میں درج کیں لیکن انسان کو اپنے دین کے حوالے سے ان میں چار احادیث کافی ہیں۔

۱) اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

۲) فضول کاموں کو چھوڑ دینا انسان کے اچھا مسلمان ہونے کی علامت ہے۔

۳) کوئی مومن صحیح معنوں میں اس وقت تک مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہ چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرے۔

۴) حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے۔

امام ابوداؤد کی مراد یہ ہے کہ مندرجہ بالا احادیث میں ایک مسلمان کے تمام امور کا اختصار اور جامعیت سمٹ کر آگئی ہے۔ اس لحاظ سے گویا حدیث متذکرہ شرعی احکامات کا خلاصہ ہے۔ (وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ)

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ اَلَیْہِ وَ تَوَکَّلْتُ وَاَلَیْہِ اُنِیْبُ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ الْھُدٰی وَالْعَفَافَ وَالتُّقٰی۔

اے اللہ میں تجھ سے ہدایت، پاکبازی اور تقویٰ کی مانگ کرتا ہوں۔ (آمین)

قرآن

قرآن کا کوئی متبادل نہ بدل ہے
قرآن ہر ایک عقدۂ دشوار کا حل ہے
قرآن رسالت کا محافظ بھی خبر بھی
قرآن بصیرت بی بصارت بھی بصر بھی
قرآن نظائر بھی، نظارت بھی نظر بھی
قرآن تاثیر بھی، مؤثر بھی اثر بھی
قرآن میں صحرا بھی سمندر بھی حجر بھی
محشر کی مقالیں بھی ہیں سدرہ کے ثمر بھی
قرآن مصدق بھی مظاہر بھی مبین بھی
قرآن کے حفاظ ہیں جبرائیل امین بھی
قرآن منور بھی مطہر بھی صدا بھی
قرآن معظم بھی مکرم بھی ضیاء بھی
قرآن خزینہ بھی مخزن بھی عطاء بھی
قرآن نوازش بھی عنائیت بھی سخا بھی
قرآن متعین بھی قوانین خدا بھی
قرآن تحور بھی تفکر بھی صلہ بھی
قرآن معلم بھی مدرس بھی جزاء بھی
قرآن مفکر بھی ہدایت بھی ہدی بھی
کونین کا مقصد بھی ہے کونین کی حد بھی
قرآن کی آیت میں ہے ازل بھی ابد بھی
قرآن میں دہشت بھی ہے نصیحت بھی دعا بھی
قرآن میں افکار بھی جرأت بھی غذا بھی
قرآن میں انکار بھی آداب وفا بھی
قرآن میں انعام بھی رحمت بھی سزا بھی
قرآن عجوبہ بھی عجائب بھی عجب بھی
قرآن قرینہ بھی، سلیقہ بھی ادب بھی
اللہ کی عرض بھی پیغمبر کی رضا بھی
عیسیٰ کا نفس حضرت موسیٰ کا عصا بھی
داؤد کی لے یوسف کنعان کی قبا بھی
بے تابی یعقوب بھی آدم کی دعا بھی
قرآن میں شیاطین بھی انسان بھی جن بھی
قرآن کی آیات میں راتیں بھی دن بھی
قرآن معاون بھی مداوا بھی مدد بھی
قرآن مسند بھی محمد ﷺ کی سند بھی
قرآن خود احکام بھی حاکم بھی حُکم بھی
قرآن محمد ﷺ کی صداقت کا بھرم بھی

انتخاب: عائشہ امین برنالہ

عذاب سے اور مومنوں کو جنت کی خوشخبری دیں۔

حمد اس کی۔

١۔ جس میں تمام اچھی صفات ہیں۔ جو لامحدود اور غیر مشروط ہیں۔

٢۔ جو عالم الغیب، قادر مطلق اور اپنے ارادے پر قائم ہے۔ دونوں جہانوں کا واحد مالک و مختار ہے۔

٣۔ آسمانوں اور زمینوں میں صرف اس کی بادشاہت ہے۔

٤۔ جو عجز و بے بسی اور تمام نقائص سے پاک و مبرہ ہے۔

٥۔ جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

٦۔ جو لازوال و غیر فنا ہے۔

جو الحی القیوم ہے۔ اور اونگھ اور نیند سے پاک بے مثل و بے مثال ساری دنیا اس اکیلے کی محتاج وہ کسی کا محتاج نہیں۔

لہٰذا ہر قسم کی تعریف کا جائز حقدار صرف ''اللہ'' ہے۔

وہ اللہ جس نے اپنی کتاب کو اپنی حمد سے شروع کیا اس نے اپنی مخلوقات کا ذکر بھی ایسے ہی حمد سے شروع کیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ. (الانعام:١)

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور بنائے اندھیرے بھی اور روشنی بھی۔

مخلوق کے خاتمہ کا ذکر بھی الحمدللہ سے کرتا ہے۔

وَ تَرَى الْمَلٰٓىٕكَةَ حَآفِّیْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ قُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَ قِیْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. (الزمر:٧٥)

اور تو دیکھے گا فرشتے اللہ کے عرش کے گرد گھیرا باندھے ہوئے اپنے رب کی تسبیح اور حمد بیان کر رہے ہوں گے۔ اور تمام فیصلے (اللہ تعالیٰ) حق کے ساتھ کر دیئے جائیں گے اور کہا جائے گا تمام تعریف صرف اللہ کے لئے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

جب اللہ ابتداء سے لے کر انتہا تک ہر کام الحمد سے کر رہا ہے تو ہم کیوں نہ کریں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک لاکھ 24 ہزار پیغمبران اس دنیا میں بھیجے مگر کسی کے نام میں ''احمد'' نہیں یہ شرف صرف اور صرف سیدالمرسلین شرف الانبیاء ﷺ کو حاصل ہے کہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ سرور کونین وثقلین نے اللہ کی اتنی تعریف کی کہ اللہ نے آپ کا نام ''احمد'' رکھا۔

آپ ﷺ کا نام جو پہلی کتابوں میں ذکر کیا گیا وہ ''احمد'' ہے۔

اسی احمد ﷺ کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی۔ آپ کا نام ''محمد'' تعریف کیا گیا ہے۔

خود تعریف کیے گئے ہیں اور اللہ کی تعریف سب سے زیادہ کرنے والے ہیں۔ سبحان اللہ

آپ ﷺ سے پہلے نہ کسی کا نام محمد ﷺ ہوا نہ احمد ﷺ ہوا گویا آپ سے پہلے حمد وثناء کرنے والا پیدا ہی نہ ہوا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن لوائے حمد (حمد کا جھنڈا) میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اس دن تمام انبیاء کرام میرے جھنڈے تلے جمع ہوں گے۔''

ذرا غور کریں! سب سے پہلے انسان و پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام ابوالانبیاء، کلیم اللہ، روح اللہ، ذبیح اللہ سب کے سب ایک جھنڈے تلے جمع ہوئے ہیں اور جھنڈا کس کے ہاتھ میں ہے۔ آج 1 لاکھ 24 ہزار پیغمبر ایک حمد کے اس جھنڈے تلے جمع ہو رہے ہیں۔

وہ جھنڈا احمد مجتبیٰ ﷺ کے ہاتھ میں ہے۔ (سبحان اللہ۔ الحمدللہ)

کیوں نہ شکر ادا کریں اس رب کریم کا کہ نبی ''احمد ﷺ'' ہے اور امت ''حمادون''

امت محمدیہ ﷺ کا ذکر دوسری کتابوں میں حمادون کے نام سے کیا گیا کہ وہ اللہ کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والی ہوگی۔

ہمیں چاہے کہ اپنے نام کو پہچان کر اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔

سب سے پہلے انسان وپیغمبر حضرت آدم علیہ السلام ابوالانبیاء، کلیم اللہ، روح اللہ، ذبیح اللہ سب کے سب ایک جھنڈے تلے جمع ہوئے ہیں اور جھنڈا کس کے ہاتھ میں ہے۔

قال رسول اللہ ﷺ: ''ایسا کوئی نہیں جسے اللہ سے بڑھ کر اپنی تعریف پسند ہو اس لئے اللہ نے اپنی تعریف سب سے زیادہ کی ہے۔ (بخاری)

کائنات کی کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ کی حمد وثناء میں رطب اللسان نہ ہو۔

وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ. (بنی اسرائیل:٤٤)

ہر شے اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد بیان کرتی ہے۔

یہ تو بے جان چیزیں جو اللہ کی حمد وثناء میں ہمہ وقت مصروف ہیں اور خود انسان غور کرے۔

اللہ تو کہتا ہے۔

'' وَ هُوَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِی الْاُوْلٰى وَ الْاٰخِرَةِ. '' (سُوْرَةُ الْقَصَص:٧٠)

وہی اللہ ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں تمام اول وآخر تعریف صرف اسی کے لئے ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ وَ هُوَ

الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ (سُوْرَۃُ سَبَا:۱)

تمام تعریفات اس اللہ کے لئے جس کے لئے ہروہ کچھ ہے جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے۔ آخرت میں بھی تمام تعریف اللہ کے لئے وہ جو حکمتوں والا اور باخبر ہے۔

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ كُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ. (سورۃ الحجر:۹۸)

پس اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرو اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہوجاؤ۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ. (النمل:۹۳)

اور کہہ دیجئے تمام تعریف اللہ کے لئے ہیں۔

وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ الْغُرُوْبِ. (سورۃ قٓ: ۳۹)

وَ مَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ (سورۃ لقمٰن:۱۲)

ترجمہ: اور جو کوئی شکر ادا کرے تو وہ اپنے نفس کی بھلائی کے لئے کرتا ہے اور جو کوئی انکار کرے تو اللہ تو بے پرواہ ہے اور تمام تعریف کے لائق ہے (تعریف کیا گیا ہے) وہ تو ہماری تعریف کرنے کے بغیر ہی تعریف شدہ ہے فائدہ تو ہمارا ہی ہے۔

الحمدللہ کے فضائل

۱۔ قال رسول اللہ ﷺ:

الحمد لله تملا المیزان. (مسلم)

الحمدللہ کہنا میزان کو بھر دیتا ہے۔

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص

> کتنا شکر کتنا احسان اس ہستی کا کہ جس کے قبضہ قدرت میں ہماری ہر سانس ہے۔ وہ جو رحمت ہے کیوں نہ احسان مانیں ہم اس کا۔ کہ نیند موت کی طرح ہے کیسے اس نے اس عارضی موت سے نکال کر ہمیں بیدار کر دیا۔

اور اپنے رب کی تسبیح حمد کے ساتھ بیان کرو سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے۔

وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ. (سورۃ الطور:۴۸)

اور تسبیح بیان کرو اپنے رب کی حمد کے ساتھ جس وقت تم کھڑے ہو۔

اللہ جو اپنے بندے سے حمد کرنے کے لئے کہہ رہا ہے اس کا مطلب ہرگز یہ سمجھنا چاہیے کہ نعوذ باللہ اللہ تعریف میں ہمارا محتاج ہے۔

بلکہ وہ کہتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَ اللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ (سورۃ فاطر:۱۵)

ترجمہ: اے لوگو! تم سب اللہ کے در کے فقیر ہو۔ اور اللہ تو غنی حمید ہے۔ بے پرواہ اور تعریف والا۔

آیا اور نماز کی صف میں اس حال میں داخل ہوا کہ اس کا سانس چڑھا ہوا تھا اس نے کہا:

الحمد لله حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیه.

نماز سے فراغت کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: کہ یہ والے کلمات کس نے کہے۔

اس شخص نے کہا کہ میں آیا میرا سانس چڑھا ہوا تھا تو میں نے یہ کلمات کہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: کہ میں نے دیکھا کہ ان الفاظ کو لینے کے لئے 12 فرشتے آسمان سے اترے۔ (سبحان اللہ)۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ اسی اثناء میں ایک شخص نے کہا۔

اللہ اکبر کبیرا والحمد لله کثیراً و سبحان الله بکرۃ و اصیلا.

تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب اس شخص نے یہ الفاظ کہے تو آسمان کے وہ دروازے کھل گئے جو اس سے پہلے کبھی نہیں کھلے تھے۔ (مسلم)

بتائیں ہم اللہ کا شکر کس طرح ادا نہ کریں۔ اس کی تعریف کیوں نہ ہماری زبانوں سے ادا ہو کہ اس نے مخلوقات میں سے ہم کو انسان چنا اور "احسن تقویم" بنایا۔

ضروریات زندگی کی ہر چیز بغیر کہے مہیا کی۔

یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے ہر موقع پر الحمدللہ کہا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطاب کیا تو اللہ کی حمد بیان کی۔

لوگوں سے کہا کہ خطاب سے پہلے اللہ کی حمد وثناء کرو۔ خطبہ مسنونہ شروع ہی اس کی تعریف سے ہوتا ہے۔

ان الحمد لله نحمدہ و نستعینه..........

کیوں نہ شکر ادا کریں کہ اس نے ہمیں بولنا سکھایا، علّمه البیان. (الرحمن)

پھر اسے لوگوں کے سامنے بیان کرنے کے قابل کر کے ہم پر احسان کیا۔

آپ ﷺ کی پوری زندگی اللہ کی حمد وثناء میں گزری۔

❁ آپ ﷺ احرام باندھتے تو کہتے۔

الحمد لله سبحان الله لا اله الا الله الله اکبر.

❁ سواری پر چڑھتے تو کہتے الحمدللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جب سواری پر چڑھنے کے لئے رکاب پر اپنا پاؤں رکھتے تو کہتے 'بسم اللہ' جب بیٹھ جاتے تو کہتے 'الحمدللہ' پھر یہ دعا پڑھتے۔

سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ. وَ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ.

❁ سونے کے لئے بستر پر جاتے تو کہتے الحمدللہ۔

"الحمد لله الذی اطعمنا و سقانا و کفانا و اٰوانا فکم ممن لا ما فی له ولا مووی."

ترجمہ: سب تعریف اللہ کے لئے ہیں جس نے

ہمیں کھلایا پلایا اور ہمیں کافی ہو گیا۔ اور ہمیں پناہ دی بہت سے لوگ ایسے ہیں جنہیں کوئی کفایت کرنے والا نہیں اور نہ کوئی پناہ دینے والا ہے۔

کتنا شکر ہے اس پروردگار کا کہ سونے کے لئے آرام دہ بستر، چھت اور ہر آسائش مہیا کی۔ ہماری اوقات سے بڑھ کر آسائشیں دیں۔

جب نیند سے بیدار ہوتے تو کہتے الحمدللہ۔

کتنا شکر کتنا احسان اس ہستی کا کہ جس کے قبضہ قدرت میں ہماری ہر سانس ہے۔ وہ جو رحمت ہے کیوں نہ احسان مانیں ہم اس کا۔ کہ نیند موت کی طرح ہے کیسے اس نے اس عارضی موت سے نکال کر ہمیں بیدار کر دیا۔

جس نے رات ہمارے لئے پر سکون بنا دی۔ جس نے تمام رات ہمیں اپنے حصار میں رکھا۔

- کھانا کھانے کے بعد بھی اللہ کی حمد۔

الحمد لله الذی اطعمنا و سقانا و جعلنا من المسلمين.

ہر ہر لقمے پر تیرا شکر تو نے کیسے یہ کھانا ہمارے لئے پیدا کیا۔ ہمیں صحت و تندرستی کے ساتھ اسے کھانا نصیب کیا کھانے کے لئے ہاتھ اور منہ عطا کیے اور سب سے بڑھ کر ہمیں مسلمانوں میں سے بنایا۔ جب دسترخوان اٹھایا جاتا تو کہتے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا مُبَارَکًا فِیْهِ غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًی عَنْهُ رَبَّنَا.

- نیا لباس پہنتے تو کہتے۔

الحمد لله الذی کسانی هذا ورزقنيه من غير حول منی ولا قوة.

تیرا ہی شکر کہ جس نے ہمیں تن ڈھانپنے کے لئے لباس مہیا کیا۔ ہر موسم کے لئے۔

تمام مخلوقات سے ہمارا نمایاں وصف لباس ہے۔ جو زیب و زینت کے لئے ہمیں دیا۔

- چھینک آئے تو پہلے الحمدللہ۔

کیسے غلیظ مادے خارج ہوتے ہیں چھینک کے ذریعے اللہ ہی جانتا ہے کہ کیا داخل ہوا اور کیا خارج ہوا۔ جو صحت و تندرستی کا باعث بن جائے۔

- نیا چاند دیکھتے تو آپ ﷺ کہتے الحمدللہ۔
- اچھا خواب دیکھتے تو کہتے الحمدللہ۔ (بخاری)
- جب کوئی بہتری و بھلائی دیکھتے تو کہتے الحمدللہ۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”جب کوئی شخص بھلائی پائے تو کہے الحمدللہ اور جو کوئی اس کے علاوہ پائے تو اپنے نفس کے سوا کسی کو ملامت نہ کرے۔

- بارش آتی تو کہتے الحمدللہ۔
- خوشی اور غم کا موقع ہوتا تو کہتے الحمدللہ۔

ہر موقع پر اللہ کی حمد، ہر منزل پر اللہ کی حمد، سفر پر جاتے تو الحمد واپس لوٹتے تو کہتے۔

آئبون تائبون عابدون لربنا حامدون. (مسلم)

ترجمہ: ہم واپس آنے والے، توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے اور اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں۔

- نماز میں تسبیح کے بعد کا آغاز کرتے تو کہتے الحمد لله رب العالمين.

رکوع سے اوپر ہوتے تو کہتے سمع الله لمن حمده کھڑے ہوتے تو کہتے ربنا لك الحمد حمدًا كثيرًا طيبًا مباركًا فيه.

اللهم ربنا لك الحمد ملأ السموات و ملأ الارض و ملأ ماشیت من شی بعده.

آقا جی سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا:

افضل الذکر لا الہ الا الہ ہے اور افضل الدعا الحمد للہ ہے۔ (ترمذی)

جنت میں جنتیوں کی زبان الحمدللہ ہوگی ہر سانس کے ساتھ اللہ کی تسبیح بیان ہوتی ہوگی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یَهْدِیْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِیْمَانِهِمْ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ (۹) دَعْوٰىهُمْ فِیْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. (۱۰). (سُوْرَةُ یُوْنُس)

شکر و تعریف ہے اللہ کی جس نے آپ ﷺ کو آخری نبی بنا کر بھیجا۔

الحمد الله الذی ارسل رسله مبشرين و منذرين لئلايكون للناس على الله حجة بعد الرسل.

تمام تعریف اللہ کے لئے جس نے رسول بھیجے۔ خوشخبری سنانے کے لئے اور ڈرانے کے لئے تاکہ رسولوں کے آجانے کے بعد اللہ کے ساتھ جھگڑا نہ کریں۔

اے اللہ تیرا ہی شکر کہ تو نے ہمیں لازاوال و لاتعداد انعامات و احسانات کا وارث بنایا۔ ہمیں اپنی اطاعت کے اسباب عطا کئے۔ تیرا بھی شکر کہ تو نے ہمیں اپنی تعریف کرنا سکھایا۔ جنت میں جانے والوں کے اعمال بتلائے۔ بے شک تو واقعی اس قابل ہے کہ تیری تعریف کی جائے۔

اے اللہ تیرا شکر کہ تو نے ہمیں یہ کلمہ ادا کرنے والا بنایا تو نے توفیق دی۔ سب سے بڑھ کر تیرا شکر کہ تو نے ہمیں ان لوگوں میں شامل فرمایا جو آج تیرا قرآن سننے والے ہیں۔ پڑھنے والے ہیں۔ تیری ہی تعریف کہ تو نے ہمیں دنیا سے چھڑا کر اپنے تعریف پر لگا دیا۔

الٰہی ہمیں اس پر ثابت قدم رکھنا۔

الحمدللہ رب العالمین

آمین ثم آمین

اے اللہ تیرا ہی شکر کہ تو نے ہمیں لازاوال ولاتعداد انعامات و احسانات کا وارث بنایا۔ ہمیں اپنی اطاعت کے اسباب عطا کئے۔

''گناہ'' اور ''نیکی'' کی پہچان

نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول ﷺ سے نیکی اور گناہ سے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: نیکی عادت کا اچھا ہونا ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے اور تو اس بات کو ناپسند کرے کہ لوگ اس پر اطلاع پائیں۔[بلوغ المرام: کتاب الجامع]

حسنِ خلق مومنین کی صفات میں سے ایک ہے۔ مومنین وہ ہیں کہ جن کے بارے میں قرآن میں ارشاد فرمایا:

اللہ کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے گفتگو کرتے ہیں تو سلام کہتے ہیں۔[الفرقان :۶۳] یعنی اچھے اخلاق سے بات کرتے ہیں۔ انسانی شخصیت کی اصل تصویر ایک آئینہ بھی اتنی صاف پیش نہیں کرتا جتنا اس کا اخلاق۔ جب ایک انسان دوسرے سے معاملات کے دوران حسن خلق سے پیش آتا ہے تو اس کی شخصیت کا ظاہر اور باطن مکمل طور پر واضح ہوجاتا ہے۔

ویسے تو حسن خلق کو نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام انسانیت کو اپنانا چاہیئے۔ مگر مسلمانوں کے لئے نبی ﷺ نے حسن خلق کو ایمان کی تکمیل کا پیمانہ قرار دیا ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّ اَکْمَلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا''۔ یقیناً مومنوں میں سے کامل ترین ایمان والا وہ ہے جو ان میں اخلاق کے لحاظ سے سب سے اچھا ہے۔

حسن خلق دراصل روز مرّہ زندگی میں اللہ، اس کے رسول ﷺ، اپنے نفس اور مخلوقِ رب العظیم کے ساتھ ایک مسلمانوں کے طرزِ عمل اور رویے کا نام ہے۔ اگر یہ طرزِ عمل اور رویہ اچھا ہے تو اسے حسن خلق کہا جائے گا۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ حسن خلق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور رسول ﷺ کی سنت کو اپنی زندگی میں اس طرح داخل کر لینا کہ تمام احکام انسان کی پیدائشی عادت بن جائیں اور تمام احکام کی بجا آوری بغیر کسی مشقت کے ہوتی جائے۔

مثال کے طور پر رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ہمارے لئے نمونہ ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کیا ہیں تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ جو

قراۃ العین یاسین: (گوجرانوالہ)

کچھ قرآن میں ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق ہیں۔

یعنی آپ ﷺ نے قرآن کے آداب اس طرح اختیار کر لئے تھے کہ وہ آپ ﷺ کی زندگی کا حصہ بن گئے۔

انسان کی فطرت میں نیکی یا بدی، دونوں کا شعور رکھا گیا ہے۔ اس لئے عربی میں نیکی کو 'معروف'' کہا جاتا ہے۔ کہ اس کام کا اچھا ہونا سب کے ہاں پہچانی ہوئی چیز ہے۔

اور برائی کو منکر کہتے ہیں جس کا معنی ہے''نہ پہچانی ہوئی چیز'' یعنی فطرت انسانی اس کام کو قبول نہیں کرتی اور نہ پہچانتی ہے۔

گناہ کی پہچان:۔

''رسول ﷺ نے فرمایا: گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے اور تو اس بات کو ناپسند کرے کہ لوگ اس کو جانیں''

اس حدیث میں گناہ کی دو علامتیں بیان ہوئی ہیں۔

① کہ وہ تیرے سینے میں کھٹکتا ہو کہ یہ کام صحیح ہے یا غلط یا یہ کام کرلوں یا نہ کروں اس کی صاف ممانعت تو نہیں کہیں ملتی۔ دوسری بات یہ ذہن میں آتی ہے کہ اس سے اللہ تو نہیں ناراض ہوں گے۔ حالانکہ رسول ﷺ کی مندرجہ ذیل حدیث مکمل وضاحت کرتی ہے۔

جو چیز تمہیں شک میں ڈالے اسے چھوڑ دو اور وہ اختیار کرو جو تمہیں شک میں نہ ڈالے کیونکہ سچ اطمینان اور جھوٹ بے چینی کا باعث ہے۔[صحیح ترمذی]

جب کہ ہمیں پتہ ہوتا ہے کہ فلاں کام غلط ہے اور ہمارا ضمیر ہمیں جھنجھوڑتا ہوتا ہے کہ یہ کام غلط ہے دوسری طرف شیطان ہمیں اکساتا ہے اور کہتا ہے کہ چل یہ کام کر! یہ صحیح ہے اور ہم ہیں کہ اپنی ڈھٹائی پر اُتر آتے ہیں اور اپنے ایمانوں کا جنازہ نکالتے ہوئے شیطان کی باتوں میں آجاتے ہیں اور بد سے بدتر عمل بھی کر گزرتے ہیں۔

② گناہ کی دوسری علامت یہ بتائی کہ تمہیں یہ بات ناپسند ہو کہ لوگ اس کو جانیں سب لوگ جب ایک کام کو برا جانیں تو کام بھی گناہ کا ہو گا اس لئے ہر آدمی کی دِلی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی اچھی عادت کو لوگ جانیں اور برے کام نہ جانیں۔

جن کاموں کے جائز اور ناجائز ہونے میں صاف وضاحت موجود ہو۔ جس کے کرنے پر دل میں کھٹکا ہو اور جن کاموں کی صاف ممانعت وضاحت کے ساتھ کی گئی ہو ان کے گناہ ہونے میں کیا شُبہ ہے؟

اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں اچھائی اور برائی دونوں کی پہچان رکھ دی ہے اس لئے انسان کو چاہیئے کہ وہ ارادہ و اختیار کے باوجود برائی کے کاموں سے اجتناب کرے دوسرا یہ کہ اپنے جذبات، خیالات، احساسات کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مرضی کے مطابق ڈھال لے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سیدھے رستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے نبی ﷺ کا سچا پیروکار بنائے۔ (آمین)

آئیں "حمد" سیکھیں!

ڈاکٹر آمنہ ہارون آباد

قسط نمبر 1

لامحدود کو تحریر میں محدود نہیں کیا جا سکتا۔ مگر اس کے ذکر کے بغیر رہا بھی نہیں جاسکتا ہر دل میں اس کا احساس اور ہر روح میں اس کی تڑپ ہونا ہی اس کے وجود کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔

بات کرتے ہیں۔ ''الحمدللہ۔ حمد اللہ کی'' الحمد کا لفظ قرآن پاک میں 27 مرتبہ استعمال ہوا ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ

حمد کسے کہتے ہیں؟

حمد کا مطلب ہے ''تعریف''

تعریف یا حمد کے لئے دو وجوہات کا ہونا ضروری ہے۔

① محمود جس کی تعریف کی جا رہی ہو، بذاتِ خود اس کی ذات اس قابل ہے کہ تعریف کی جائے۔ بالائے طاق کہ وہ اپنے اندر کیا خصوصیات رکھے ہوئے ہے۔

② محمود کی تعریف اس بناء پر کی جائے کہ وہ اچھی صفات کا حامل ہے اور ایسے اچھے وصف اس کے اختیار میں ہیں۔

حمد سے مراد وہ تعریف جو محمود کی تعظیم کے ارادے سے کی جائے۔ پر ضروری نہیں کہ تعریف کسی نعمت کے مقابلے میں ''جواباً'' ہو۔

الحمدللہ کا لفظ جو زیر بحث ہے اس کی اہمیت کا اندازہ لگانے کے لئے تو یہی کافی ہے کہ قرآن کی ابتداء اس اہم اور خوبصورت لفظ سے ہو رہی ہے۔ ابتداء کسی بھی چیز کی ہو۔ (Normally) ہماری توجہ اس کی طرف جاتی ہے۔ جبھی ہمیشہ ابتداء پر خاص توجہ دی جاتی ہے۔

تو کیا خیال ہے اس (اللہ) (Powerfull) اور حکیم ہستی کے بارے میں جس کی کتاب ہمارے ہاتھوں اور ہماری بحثوں میں ہے اس نے اس پر غور نہ کیا ہوگا۔

حمد کا مطلب ''شکر'' بھی ہے۔

مگر حمد مدح اور شکر سے بلند تر ہے۔

اگر ہم حمد کے متضاد پر غور کریں تو ہمارے ذہن میں یہ بات کھل کر سامنے آئے گی کہ حمد کیا ہے ''متضاد'' سے چیز کی پہچان کرانے کا انداز بھی خود قرآن نے دیا ہے۔ جیسے اس نے فرمایا:

> **محمود جس کی تعریف کی جا رہی ہو، بذاتِ خود اس کی ذات اس قابل ہے کہ تعریف کی جائے۔ بالائے طاق کہ وہ اپنے اندر کیا خصوصیات رکھے ہوئے ہے۔**

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ
وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ وَ الْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ
فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ
السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ
بَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ۪ وَّ تَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَ
السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ
لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ (آل عمران:١٦٤)

ترجمہ: بے شک زمین و آسمان کی پیدائش اور رات دن کے آنے جانے میں اور کشتیاں بنجر زمین کو فائدہ پہنچانے کے لئے دریا میں چلتی ہیں۔ اور وہ پانی جو اللہ تعالیٰ آسمان سے اتار کر بنجر زمین کو زندہ کرتا ہے۔ اور ہر طرح کے جانور (زمین) میں پھیلائے ہواؤں کا چلنا۔ زمین و آسمان کے درمیان بادلوں کا مسخر ہونا عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

حمد کا متضاد ''کفر'' ہے۔ کفر کا مطلب ہے ''انکار''

اب انکار کیسا؟

1)۔ انعامات کا 2)۔ احسانات کا

حمد کا لفظ ظاہر کر رہا ہے کہ بہت خاص بات تھی کہ ابتداء یہاں سے ہوئی۔ پہلے شکر ادا کریں پھر آگے بات بڑھائیں۔

اگر ہم اس کی گہرائیوں میں اتریں بلکہ اگر اوپر کی سطح پر بھی ہوں پر ذرا اس کا تصور کریں تو بات سمجھ آتی ہے۔ کہ قرآن جیسی کتاب کا ہمارے ہاتھوں میں ہونا ہمیں مجبور کرتا ہے کہ سب سے پہلے اس رب کریم کا شکر کیا جائے کہ

1۔ تو نے قرآن نازل کرکے ہمیں شکریہ کا موقع دیا۔

2۔ صاحب قرآن کی امت میں داخلہ دیا۔

3۔ امت مسلمہ بنایا۔

4۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اس قرآن کی طرف رجوع کرنے والا بنایا۔

واقعی الحمدللہ ورنہ بندہ ناچیز تو کسی قابل نہ تھا۔

تعریف تو ہے مگر کس کی؟ الحمدللہ ''اللہ'' کی۔

کیوں نہ حمد بیان کریں اس اللہ کی کہ جس نے قرآن نازل کیا جس میں کوئی کجی نہیں۔

جو ہمیشہ دین کو قائم رکھنے والا ہے۔ جس نے انبیاء علیہم السلام کو اپنے پیامبر بنا کر دنیا میں بھیجنے کا سلسلہ قائم کیا۔

تا کہ وہ کفر کرنے والوں کو ڈرائیں اس کے

مسکراہٹیں

طائف کا محاصرہ

فتح مکہ اور غزوہ حنین کی کامیابی کے بعد جب مسلمانوں نے طائف کا محاصرہ کیا تو مسلمانوں کو سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر کامیابی نہ ہوئی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کل ان شاء اللہ محاصرہ اٹھا کر واپس چلیں گے۔ آپ کا ارشاد لوگوں پر گراں گزرا۔ انہوں نے فرمایا اللہ کے رسول کیا فتح کیے بغیر ہی واپس چلیں گے تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اچھا تو کل لڑو۔ چنانچہ دوسرے دن مسلمان پھر لڑے تو فتح کی بجائے الٹے بہت زخمی ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کل ان شاء اللہ ختم کر کے واپس چلیں گے اس دفعہ لوگوں نے واپس لوٹنا بخوشی قبول کر لیا۔ اور عرض کیا ٹھیک ہے جو حضور ﷺ کا ارشاد ہو۔ صحابہ کے جواب پر رسول اکرم ﷺ مسکرا پڑے کہ اب مار کھا کر بات مانی۔ (بخاری شریف)

❀❀❀

حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا کا لڑکا فوت ہو گیا تو وہ اس قدر بدحواس ہو گئیں کہ بیٹے کو غسل دینے والے سے کہنے لگیں کہ میرے بچے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دینا ورنہ مر جائے گا۔ حضور اکرم ﷺ کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپ مسکرائے اور ان کو لمبی زندگی کی دعا دی۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا نے تمام عورتوں سے زیادہ عمر پائی۔ (نسائی)

❀❀❀

ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری تھی رحمت عالم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں مقیم تھے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ کا کھانا آنحضرت ﷺ کو بہت پسند تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو اپنی توہین سمجھا اور غصے میں آ کر وہ بھرا ہوا پیالہ توڑ دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فعل دیکھا تو بے ساختہ مسکرا دیئے اور ہنس کر اس معاملہ کو ٹال دیا۔ (بخاری، کتاب النکاح)

بنتِ محمد رفیق ضیاء چونیاں

بقیہ: کاروکاری، ونی اور سوارا

إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ . (الشوریٰ)

''صرف ان لوگوں پر گرفت ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں۔''

لوگوں پر ظلم خواہ ان کی جان پر ہو، مال پر یا عزت پر ہر طرح حرام ہے۔

حکمرانوں کو عصمت دری کے نئے باب کھولنے کے لئے تحفظ حقوق نسواں بل نافذ کر کے حاکم اعلیٰ کے عذاب کو دعوت نہیں دینی چاہیے۔

جو کوئی امیر مسلمانوں کی حکومت کا ولی بنے، ان کے ساتھ نہ پوری کوشش کرے نہ ان کی خیر خواہی کرے تو وہ ان کے ساتھ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

حاکم قیامت کے دن اپنی رعیت میں تمام لوگوں کا حق ادا نہیں کر سکے گا۔ جس کی وجہ سے وہ جہنم میں جائے گا۔ (مسلم / متفق علیہ)

رعایا کے لئے خیر خواہی کیا ہے۔ ان کی جان، مال، عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔ اس مقصد کے لئے قتل، ڈاکے، چوری، زنا، بہتان اور شراب نوشی پر اللہ کی قائم کردہ حدیں نافذ کرے۔ بے حیائی کو پھیلنے سے روکے، مظلوم کی فریاد سنے، رعایا سے علیحدگی اور فاصلہ اختیار نہ کرے، فیصلہ کرتے وقت اور قوانین نافذ کرتے وقت اپنی خواہش اور روشن خیالی کے فارمولے سے حق تعالیٰ کی شریعت میں تحلیل و تحریف کرنے کی بجائے اس ذات کو حاکم اعلیٰ مانتے ہوئے قولی و فعلی اقرار کرتے ہوئے اپنے لیے جنت کو حرام نہ کریں۔

حدیث مبارکہ میں رعیت کو دھوکہ دینے والے حاکموں کے لئے سخت وعید آئی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

بقیہ: اپنا احتساب

آج خود کو ترقی یافتہ کہلانے والے معاشرے جو طاقت کے نشے میں چور خود کو ناقابل تسخیر قومیں قرار دیتے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جو کسی دور میں جہالت کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ان کے طالب علم ہم مسلمانوں کی درسگاہوں میں حصول علم کے لئے آیا کرتے تھے۔ اور اسی علم کی بدولت آج ہم ترقی کی راہوں پر گامزن ہیں۔ اس لئے جارج برنارڈ شاہ نے کہا تھا۔ کہ ''موجودہ انسانی مصائب سے نجات پانے کی واحد صورت یہی ہے کہ محمد ﷺ اس دنیا کے حکمران بنیں۔

یہ ایک غیر مسلم شخص کے الفاظ ہیں اس ہستی کے بارے میں جو ہمارے راہبر و رہنما ہے۔ جسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ساری کائنات کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

اور ہم روشن خیالی کے زعم میں اپنے بچوں اور نوجوان نسل کو اسلام سے دور کرتے چلے گئے۔ ہم نے انہیں یہ تو سمجھا دیا کہ فلاں سائنسدان یہ سمجھا تا ہے۔ فزکس یہ کہہ رہی ہے۔ کیمسٹری اور بائیالوجی یہ سمجھا رہی ہے۔ ریاضی اور شماریات کیا بتا رہی ہے۔

لیکن افسوس، ہم انہیں یہ نہ بتا سکے کہ قرآن عظیم میں رب جلیل کہتا ہے ''کہ میں نے یہ کائنات تمہارے لیے مسخر کی'' اور حقیقت بات ہے کہ یہ سارے مضامین، سارے اعداد و شمار، ساری تھیوریز قرآن سے ہی اخذ کی گئی ہیں۔

للہ اے امت مسلم اے اہلیان پاکستان! اپنے اصل کی طرف لوٹ آیئے۔ اپنے بچوں کی تربیت اسلامی نہج پر کیجیے۔ تاکہ وہ باحیا و باکردار مسلمان کے روپ میں سامنے آسکیں۔ انہیں غیرت و حمیت کے وہ دروس سنائیں کہ ہماری نسلوں میں گلوکاروں اور فنکاروں کی بجائے صالح مومن مجاہد تیار ہو سکیں۔ ہماری ترقی کا معیار قرآن و حدیث بنے اسی میں ایک مسلم معاشرے کی بھلائی ہے۔

وما علینا الا البلاغ

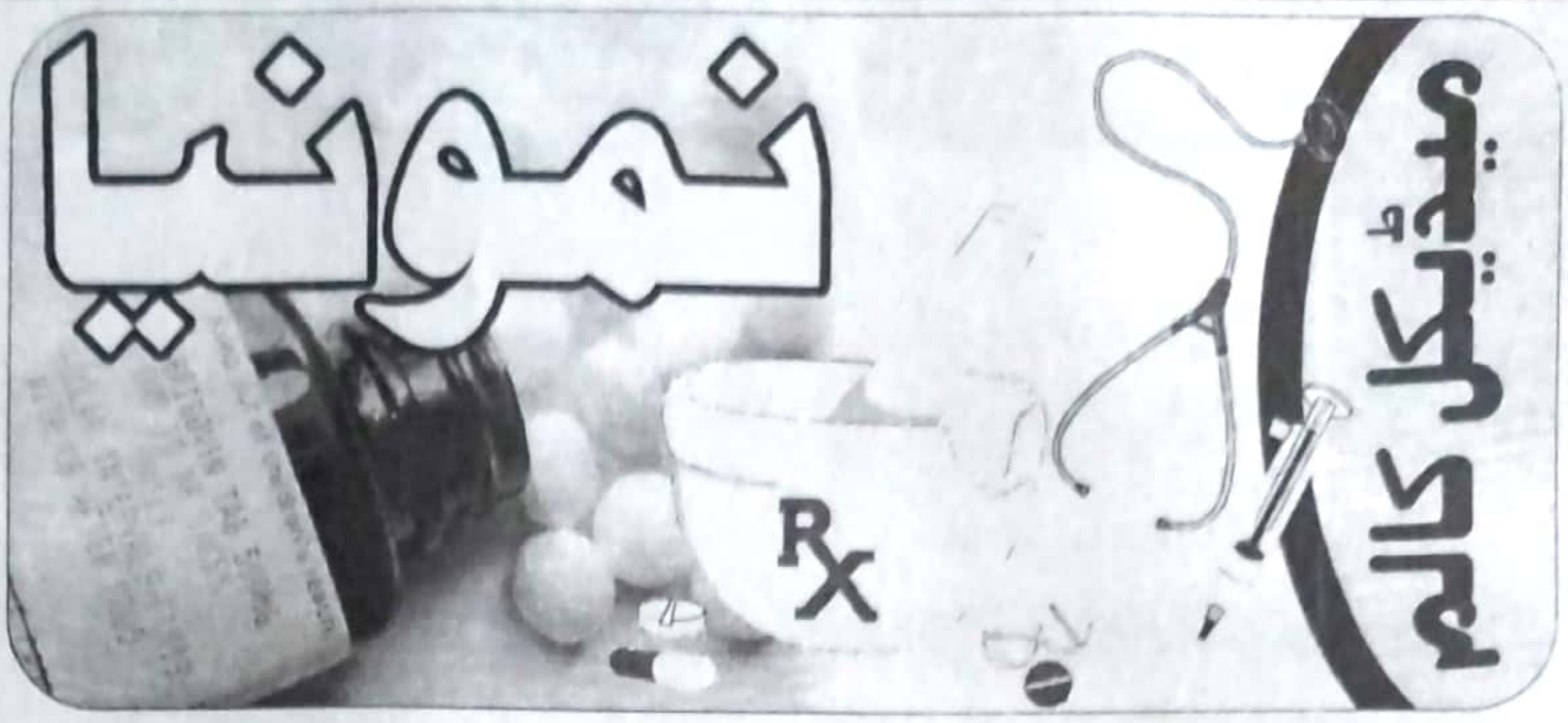

نمونیا کا مرض زیادہ تر موسم سرما میں ہوتا ہے۔ اس میں پھیپھڑوں کی ساخت میں ایک مخصوص التہابی مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے پھیپھڑوں کے خلیات انجماد کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یعنی جب موسم سرما کی سرد ہوائیں لگتی ہیں اور ان میں نمی کی موجودگی کی وجہ سے ناک کے ذریعے ہوائیں سینے میں داخل ہو جاتی ہیں جو کہ سینے کے ساتھ ساتھ پھیپھڑوں کو بھی نقصان پہنچاتی ہیں۔

موسم سرما کے شروع میں اکثر لوگ لاپرواہی کرتے ہیں اس آتی سردی کو معمولی سمجھ لیتے ہیں اور اپنی حفاظت نہیں کرتے۔ شروع میں تو انسان میں قوت مدافعت زیادہ ہوتی ہے جو کہ نمونیا کے جراثیم کو بڑھنے نہیں دیتے مگر جیسے جیسے سردی زیادہ ہوتی ہے اور جراثیم پروان چڑھ جاتے ہیں۔ انسان بیمار پڑ جاتا ہے باوجود اتنی حفاظت کے انسان نمونیا جیسی خطرناک بیماری کی زد میں آجاتا ہے۔

نمونیا بڑوں کی نسبت بچوں میں زیادہ پایا جاتا ہے۔ عام طور پر ماؤں کی لاپرواہی کے سبب بچے اس بیماری کا شکار ہو جاتے ہی۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں 65 فیصد بچے ہر سال سردیوں میں نمونیا کی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔ بچوں کے لئے نمونیا جان لیوا ثابت ہوتا ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ نمونیا کو شروع میں سنجیدگی سے نہیں لیتے اور جب مرض اپنی جڑیں مضبوط کر چکا ہوتا ہے تو پھر ڈاکٹر کی طرف بھاگتے ہیں۔

نمونیا کی اقسام

نمونیا کی بنیادی طور پر دو اقسام ہیں۔

۱)۔ ذات الریہ فصی Broncho Pneumo

۲)۔ ذات الریہ فصیصی Lober Pneumoniq

Lober Pneumoniq

اس قسم میں پھیپھڑوں کا سارا حصہ متاثر نہیں ہوتا بلکہ پھیپھڑوں کا ایک لوتھڑا یا کوئی خاص حصہ بتلائے مرض ہو جاتا ہے اس مرض میں خاص قسم کا جراثیم جس کا نام Pneumococci ہے بہت تیزی سے پھیپھڑوں کے کسی حصے کو متاثر کرتے ہیں یہ بہت پر اسرار طریقے سے اپنا کام کرتے ہیں۔ اس قسم کا نمونیا جلدی ٹھیک ہونے کا نام نہیں لیتا۔ اس کا اثر اس وقت ہوتا ہے جب وہ پھیپھڑے کا لوتھڑا متاثر کر چکا ہوتا ہے۔

ذات الریہ فصیصی Broncho Pneumo NIA

نمونیا کی اس قسم میں پھیپھڑوں کے چھوٹے لوتھڑوں (فصیات) یعنی Broncho اور ہوائی تھیلوں Airvesicles کے التہاب کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ برونکو نمونیا Pneumococci اور کرویات عفید یہ Strep Tococci کی تعدیہ Infection سے پھیلتا ہے بعض اوقات ذات الریہ فصی میں ایک التاب فصیصی Supparative Branchiolotis بطور مرض پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے پھیپھڑوں میں چھوٹے لوتھڑوں میں پیپ پیدا ہو جاتی ہے۔ جو کہ شدید بیماری کا سبب بنتی ہے۔ اور ان سے خون پالش کرویات عفید یہ Streo Tococcus Hemolytic اور ہیمو فلیکس انفلوائنزا Hemp lilus influenza جیسے جراثیم بھی تیزی سے پھیلتے ہیں۔ نمونیا کو کسی بھی قسم میں نقصان دہ نہیں سمجھنا چاہیے۔

علامات:

① نمونیا میں تیز بخار ہوتا ہے۔

② بخار کے ساتھ مریض شدید سردی اور لرزہ محسوس کرتا ہے۔

③ بخار 103 اور 104 درجے تک پہنچ جاتا ہے۔

④ مریض کو متلی اور قے بھی شروع ہو جاتی ہے۔

⑤ بعض مریضوں میں تشنجی (Convalsion) کی کیفیات پیدا ہو جاتی ہیں۔

⑥ سانس لیتے ہوئے پہلوؤں میں شدید درد ہوتا ہے۔ کھانسی کے ساتھ گلابی رنگ کا بلغم بھی خارج ہوتا ہے۔

⑦ مرض کے بڑھنے کی صورت میں مریض کی پیشانی اور گال تمتمانے لگتے ہیں۔

⑧ رفتار تنفس بڑھ کر فی 40، 50 یا پھر 80 تک بھی ہو جاتی ہے۔

⑨ خون میں سفید خلیات تعداد میں بڑھ کر دوگنا ہو جاتی ہیں جسے اصطلاحاً Lecocytosis کہتے ہیں۔ Complication اگر مرض کا صحیح طور پر علاج نہ کیا جائے اور مرض بگڑ کر مزمن مرض کی صورت اختیار کر جائے تو تصیح العدر Empema ہو سکتا ہے کہ جس میں جوف صدر میں پیپ ہونے کا یہ عمل بائیں جانب

باقی صفحہ 18 پر

ان سے بڑی مفاخرت کی مجالس سجانے والے بھی کبھی یہاں بستے تھے۔ اور حق کے دھاروں کا رخ موڑنے کے لئے طاقت وتشدد کے جیکارے لگانے والے اس سے پہلے بھی بہت یہاں آئے تھے۔ جو بوریے بستر گول کر گئے۔ اور اب جو کچھ آج کے نمرودوں، بشوں، بلیئروں اور ان کے حواریوں کے پاس ہے۔ وہ تو ان شاہوں کا عشر عشیر بھی نہیں۔

وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَیْنٰھُمْ فَکَذَّبُوْا رُسُلِیْ فَکَیْفَ کَانَ نَکِیْرِ. (سُوْرَۃُ سَبَا)

تاریخ کے پراسرار افق پر لاکھوں نمرود، فرعون، قارون، شداد کبھی موجود تھے۔ لیکن آج صرف ان کے آثار پکار رہے ہیں۔ ھل من مذکر، فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَار.

ہی جاتے ہیں۔ یہ جھکے ہوئے سر کبھی تو تھک ہی جاتے ہیں۔ عجز و نیازی کے قدم کبھی تو بوجھل ہو ہی جاتے ہیں۔ پھر دیکھتے ہیں۔ ھل من محیص، کوئی خفیہ ٹھکانا ہو۔ کوئی ناصر و مددگار ہو۔ لیکن قرآن ان کی دنیا کی اور آخرت کی بے بسی کا نمونہ اپنے سینہ پر رقم کئے ہوئے ہے۔ فَنَادَوْا وَّ لَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ.

ہمارے حکمرانوں کی تابعداری کی لسٹ تو شاید صدام سے بھی زیادہ طویل ہے۔ اس نے تو پھر بھی آخری عہد میں کچھ جرأت وغیرت کا ثبوت دے بھی دیا تھا۔ جب 1991 میں سینئر بش کو خلیجی جنگ کے موقع پر خط لکھ کر للکارا تھا۔ اور اسی موقعہ پر اپنی قوم کو خطاب کرتے ہوئے اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل کو کھری کھری سنائی تھیں۔ ہمارے مظلوم شکست خوردہ

مسلمانوں کو دہشت گرد ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ ثبوت کے طور پر مدارس بند کرنے کے اقدام کرنے لگتے ہیں۔ وہ میڈیا سے پابندی ہٹا کر فحاشی و عریانی عام کرنے کا حکم نامہ بھیجتے ہیں۔ یہ بیچارے اپنے ہی کپڑے کھینچنے لگتے ہیں۔ کہ کہیں حکم کی بجا آوری میں دیر نہ ہو جائے۔ وہ جہادی تنظیموں کو بین کرنے کے منصوبے دیتے ہیں۔ یہ انہیں فوراً پابند سلاسل کر دیتے ہیں۔ باجوڑ پر وہ سفید چمڑی والے بارود کی بارش کر کے قرآن وحدیث کے طلباء کو خاک وخون میں نہلا دیتے ہیں۔ یہ ان کی صفائیاں پیش کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے نہیں ہم نے کیا وہ معصوم نہیں دہشت گرد تھے۔ وہ اپنا گندا کلچر مسلمانوں میں سپلائی کرنے کے لئے مخلوط میراتھن ریسیں منعقد کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ یہ

اگر طویل حکمرانی اور مطلق العنانی کے باوجود صدام کو اس انجام سے پالا پڑ سکتا ہے۔ تو ان حکمرانوں کو بھی ہوش وخرد کا دامن تھام کے رکھنا چاہیے۔ امریکہ کی ہر خوشی کو بھی پورا کرنے والے کہیں نہ کہیں تو خطا کر ہی بیٹھتے ہیں۔ یہ حمایتی جذبے کہیں نہ کہیں تو سرنگوں ہو ہی جاتے ہیں۔ یہ جھکے ہوئے سر کبھی تو تھک ہی جاتے ہیں۔ عجز و نیازی کے قدم کبھی تو بوجھل ہو ہی جاتے ہیں۔

صدام کی سیاست، حکومت اور موت میں امریکہ کی دہلیز پر سجدہ ریز ہونیوالے مسلمان حکمرانوں کے لئے بھی درس عبرت ہے۔ کہ اس کے منہ کو انسانی خون لگ چکا ہے۔ اس کی درندگی، سفاکی عروج پر ہے۔ یہ اپنے حمایتی آمروں کو بھی معاف نہیں کرتا۔ بلکہ انہیں انجام بد سے دوچار کرتا ہے۔

اگر طویل حکمرانی اور مطلق العنانی کے باوجود صدام کو اس انجام سے پالا پڑ سکتا ہے۔ تو ان حکمرانوں کو بھی ہوش وخرد کا دامن تھام کے رکھنا چاہیے۔ امریکہ کی ہر خوشی کو بھی پورا کرنے والے کہیں نہ کہیں تو خطا کر ہی بیٹھتے ہیں۔ یہ حمایتی جذبے کہیں نہ کہیں تو سرنگوں ہو

حکمرانوں سے تو اتنی توقع بھی بے جا ہے۔

انہیں تو جب وائٹ ہاؤس سے آرڈر وصول ہوتا ہے افغانستان پر حملوں کے لئے **ہمیں اڈے** دے دو، وگرنہ تمہارے **ملک کی اینٹ سے اینٹ** بجا دیں گے۔ یہ سمعنا و اطعنا کی **تسبیح الاپنے لگتے** ہیں۔ اور اپنے کندھے پیش کرتے **ہیں۔ وہ پاکستان** میں اسامہ اور ایمن الظواہری کے **موجود ہونے کا** الزام دھرتے ہیں۔ یہ جی ہے۔ جی **کہہ کر ان کی ہاں** میں ہاں ملاتے ہیں۔ وہ دہشت گردی **کے خلاف** جنگ کا اعلامیہ پیش کرتے ہیں۔ یہ بیچارے اپنا تن من دھن لٹا دیتے ہیں۔ وہ دینی مدارس کو **دہشت** گردی کے اڈے قرار دیتے ہیں

عورتوں کو سڑکوں پر دوڑا دیتے ہیں۔ کوئی احتجاج کرے تو آنکھیں بند کر کے رکھو کی وصیتیں جاری کر دیتے ہیں۔ وہ یونیورسٹی کے طلباء کو سائنس وٹیکنالوجی سے بیگانہ کر کے موسیقی کی کلاسز کے اجراء کا حکم دیتے ہیں۔ یہ ہنس ہنس کر قبول کر لیتے ہیں وہ نصاب تعلیم کو **بدلنے کا** حکم نامہ جاری کرتے ہیں۔ یہ جلدی جلدی نصاب **سے** جہادی آیات چننے لگتے ہیں۔ انہیں مسلمانوں کی قدامت پسندی چبھتی ہے۔ یہ انہیں **اعتدال پسندیوں** اور روشن خیالوں کی راہیں سمجھا دیتے ہیں **ان کی آنکھوں** میں حدود بل کھٹکتا ہے یہ تحفظ حقوق نسواں کا **ایشو دیکر** حذف وترمیم کے راستے سے فحاشی کی راہ ہموار کر دیتے

ہیں۔ انہیں مسلمانوں کی انتہا پسندی سے خوف آتا ہے۔ یہ صوفی ازم اور دین مشرفی کی بنیاد رکھ دیتے ہیں۔ انہیں دو قومی نظریہ خوفناک لگتا ہے۔ یہ فی الفور اسے کھرچنے لگتے ہیں۔ انہیں کشمیر میں مجاہدین کی کاروائیاں پریشان کرتی ہیں یہ مسئلہ کشمیر پر یوٹرن لیکر انہیں تسلی دے دیتے ہیں۔ انہیں پاک فوج کے لوگوں میں لفظ جہاد برا لگتا ہے یہ اس کی جگہ تنظیم لگا کر اسے راضی کر لیتے ہیں۔ وہ اسلام آباد کی سڑکوں پر پاؤں رکھتے ہیں یہ فیصل مسجد کی اذانیں روک دیتے ہیں۔ کہ کہیں ہمارے خودساختہ رب ناراض نہ ہوجائیں۔

کافروں کے وڈیروں سے قتال کرو۔

فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ.

امام المجاہدین نے ان بچھوؤں کا ساری زندگی تعاقب کیا ان کے ڈنگ نکالے۔ اور فرمایا قیصر وکسریٰ کے بچھوؤں کا ہم نے خاتمہ کردیا۔ اب یہ بچھو نہیں رہیں گے۔

ان ہاتھیوں کی سونڈھوں کو جب تک کاٹا نہ گیا۔ یہ بپھرتا ہی جائیگا۔ تم اپنی بے حسیوں، بے بصریوں، بے خبریوں کو چھوڑو۔ مجاہدین کی کاروائیوں اور قربانیوں کو

انہیں کشمیر میں مجاہدین کی کاروائیاں پریشان کرتی ہیں یہ مسئلہ کشمیر پر یوٹرن لیکر انہیں تسلی دے دیتے ہیں۔ انہیں پاک فوج کے لوگوں میں لفظ جہاد برا لگتا ہے یہ اس کی جگہ تنظیم لگا کر اسے راضی کر لیتے ہیں۔ وہ اسلام آباد کی سڑکوں پر پاؤں رکھتے ہیں یہ فیصل مسجد کی اذانیں روک دیتے ہیں۔ کہ کہیں ہمارے خودساختہ رب ناراض نہ ہوجائیں۔

"نوشتہ دیوار ہے کوئی کہنے کی بات نہیں"

ہمارے ان حکمرانوں کو مشرفوں، شجاعتوں، پرویزوں کو اچھی طرح یاد کر لینا چاہیے کہ یہ بپھرا ہاتھی ان چونچلوں سے مزید بپھرتا تو ہے۔ سدھا یا نہیں جا سکتا۔ وہ وقت قریب ہے جب تم بھی اس کی سونڈھ پر سوار ہوگے۔ اس لئے کہ اسے بچھو کی طرح ڈسنے کی عادات پڑ چکی ہے۔ اور یہ عادت ڈنگ سہتے رہنے سے ختم نہیں ہوگی۔ بلکہ ڈنگ نکالنے سے ختم ہوگی۔ اور اس ڈنگ کو نکالنے کا طریقہ اب سے پندرہ سو سال پہلے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں سکھایا تھا۔

فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ.

جانو اور مانو۔ یہ تمہارا آقا صرف ان کی کاروائیوں سے خوفزدہ اور ہراساں ہے۔ تمہاری تابعداریاں اس کے آگے کچھ حیثیت نہیں رکھتیں۔ مجاہدین ان کی ناکوں میں نکیل ڈال رہے ہیں۔ اور ہر جگہ یہ اسلام کے دشمن منہ کے بل گر رہے ہیں۔ دیکھنا ان کے بدبودار لاشے تمہارے اوپر نہ آ گریں۔

علامہ اقبال نے بھی یہی فکر دی تھی۔

بہت آزمایا ہے غیروں کو تونے
مگر آج ہے وقت خویش آزمائی
خریدیں نہ ہم جس کو اپنے لہو سے
مسلمان کو ہے ننگ وہ پادشاہی

بقیہ: میڈیکل کالم

واقع ہو تو منشاء القلب Pericadilis کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ نمونیا کے ساتھ کھانسی اور زکام بھی شروع ہو جاتا ہے۔ یہ دراصل پھیپھڑوں کی کوشش ہوتی ہے۔ جس کے ذریعے وہ بلغمی رطوبت وغیرہ خارج ہوتی ہے جس کے ذریعے پھیپھڑے صاف ہو جاتے ہیں۔ نزلہ جب پھیپھڑوں میں اتر جاتا ہے تو انسان نمونیا میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ سانس کی نالیوں میں تشنج کی کیفیت ہو جاتی ہے۔ دونوں پسلیوں کے نیچے گڑھا سا پڑ جاتا ہے اور سانس جلد جلد آتا ہے۔

علاج:۔

۱۔ موسم سرد ہو تو مریض کو گرم آب و ہوا میں رکھنا چاہیے۔

۲۔ تھوڑے سے نیم گرم دودھ میں شہد ملا کر پلانے سے بھی فائدہ ہوتا ہے۔

۳۔ سہاگا بریاں 10 گرام کے برابر لونگ 6 گرام اور ایلوا 31 گرام باریک پیس کر چنے کے برابر گولیاں بنا کر روز ایک گولی گرم دودھ سے کھا لینی چاہیے۔

۴۔ بیلا ڈونا 30:۔ مریض کا چہرہ سرخ ہونے پر دیں۔

۵۔ ایکونائٹ:۔ موت کا خوف، سرد خشک ہوا لگنے سے خشک کھانسی کا پیدا ہونا۔

۶۔ فاسفورس 30:۔ چھاتی کے اوپر کے حصے پر کھچاؤ درد اور بوجھ، اگر چھاتی کا بوجھ گفتگو سے زیادہ ہو۔

۷۔ سینگو نیریا 30:۔

۸۔ اپی کارک 30: متلی اور قے ہونا

۹۔ کالی بائیکروم 30:۔ شدید درد میں

۱۰۔ ڈیکامارا 30:۔

۱۱۔ سلفر 30:۔ بخار کی صورت میں

علامات سخت ہوں تو فوری طور پر ڈاکٹر سے رجوع کریں۔

قسط نمبر 2

عید میلاد النبی ﷺ

ام عبد منیب

قرآن میں ولادت یحییٰ وعیسیٰ علیہما السلام کا ذکر میلاد منانے والوں کا کہنا ہے کہ قرآن حکیم نے بھی ولادت یحییٰ اور ولادت عیسیٰ کا ذکر کیا ہے۔ لہذا منانا درست ہے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ:

اللہ تعالیٰ نے ان دو انبیاء کی ولادت کا ذکر اس لیے کیا کہ دونوں ہی معجزانہ طور پر پیدا ہوئے تھے۔ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کنواری مریم علیہا السلام کے بطن سے اور یحییٰ علیہ السلام بانجھ ماں کے بطن اور انتہائی بوڑھے اور کمزور باپ کی صلب سے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی ولادت کا ذکر اپنی قدرت دکھانے کے لیے کیا یہ اس لیے ذکر نہیں کیا کہ ان دونوں کا میلاد منایا جائے نیز اللہ نے ان کی ولادت کا ذکر کہیں اکٹھے ہو کر 'اسپیکر پر چیخ چیخ کر بیان کرنے کا کوئی حکم نہیں دیا۔

جس قرآن حکیم میں جا بجا اطاعت رسول ﷺ پر زور دیا گیا ہے۔ افسوس! ان لوگوں کو یہ دور کی کوڑی لانا تو یاد رہا لیکن باقی تمام احکام بھول گئے۔ عربی کا مقولہ ہے:

("حفظت شیئا وغابت عنک اشیاء")

تو نے ایک عام چیز تو یاد رکھی اور دوسری تمام اشیاء کو نظر انداز کر دیا اللہ تعالیٰ نے خود خوشی منانے کا حکم دیا۔

يَاأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ○ (یونس:58-59).

"لوگو! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نصیحت آ چکی یہ دلوں کے امراض کی شفاء اور ہدایت اور رحمت ہے۔ آپ ﷺ لوگوں سے کہیے: کہ یہ (کتاب) اللہ کے فضل اور اس کی مہربانی سے (نازل کی گئی ہے) لہذا انہیں اس پر خوش ہو جانا چاہیے۔ یہ ان چیزوں سے بہتر ہے جو وہ جمع کر رہے ہیں"۔

میلاد منانے والوں کا کہنا ہے کہ اللہ کے فضل اور رحم پر خوشی منانے کا حکم اللہ نے خود دیا اور رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر اور فضل و رحمت کیا ہو سکتی ہے؟

لیکن بات تو یہ ہے کہ ان آیات میں فضل و رحمت سے مراد قرآن حکیم ہے اگر رسول اللہ کی ذات گرامی ہی مراد لی جائے تو بھی دیکھنا یہ ہے کہ فرحت کا طریقہ کیا ہے رسول اللہ جن کی ذات گرامی پر قرآن حکیم نازل ہوا۔ اور

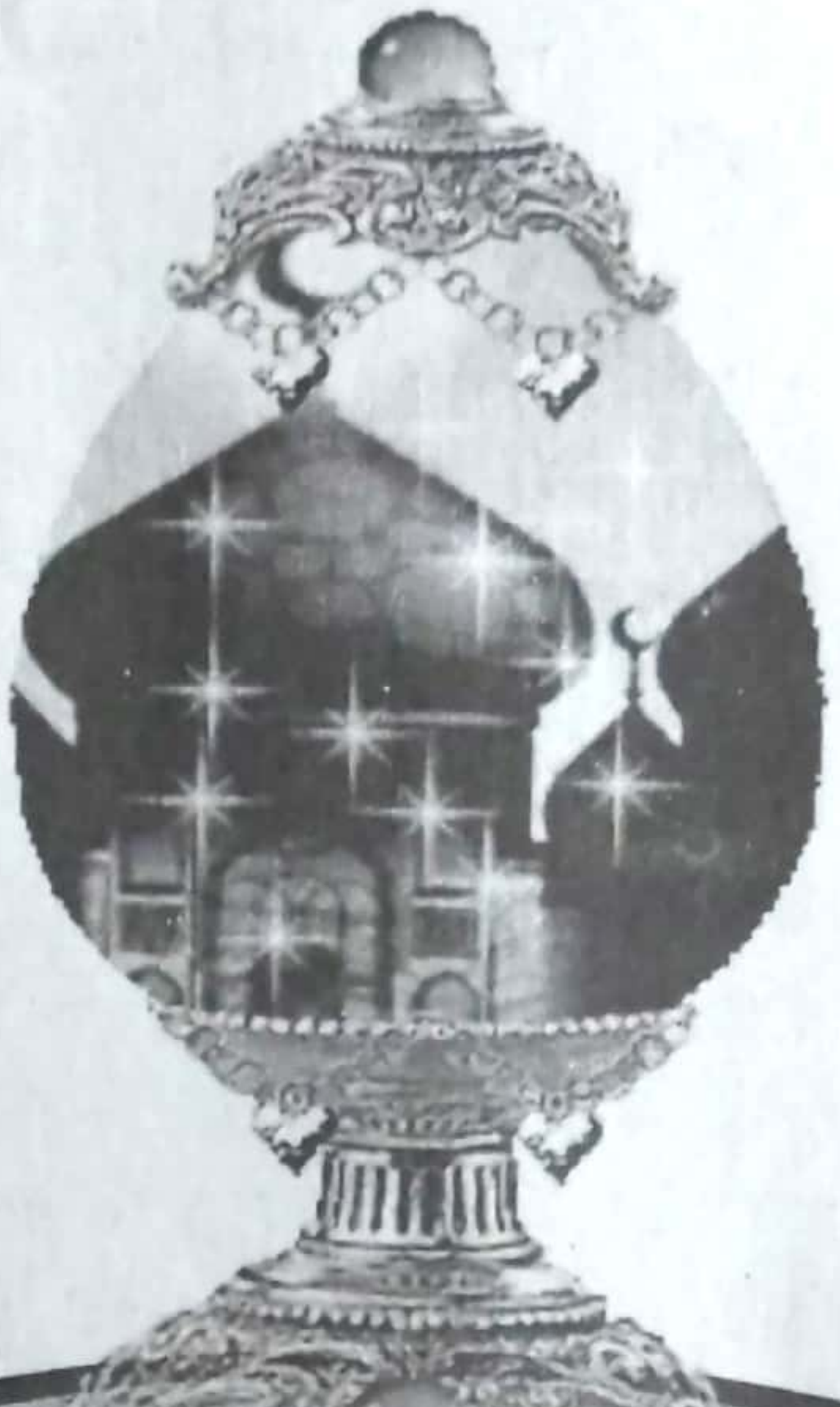

جنہوں نے اپنے عمل اور قول سے قرآنی احکامات کی تشریح پیش کی انہوں نے کسی بھی خوشی کے موقع پر یا نعمت کے حصول پر اس انداز سے خوشی نہیں منائی جس انداز سے رسول اللہ ﷺ کی ولادت کی خوشی جیسی میلاد النبی منانے والے مناتے ہیں زیر نظر آیت میں جس خوشی کا حکم ہے اس سے مراد یہ ہے کہ رب کریم اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات کے اندر رہ کر شکر نعمت کیا جائے۔

" وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ"

عید میلاد النبی منانے والے مندرجہ ذیل آیات کو بھی وجہ جواز بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا جب اللہ نے ذکر بلند کیا تو ہم آپ کا ذکر کیوں نہ کریں۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ذکر کو پانچ وقت کی اذان میں ہر نماز کے آخری تشہد میں درود شریف کی صورت، کلمہ طیبہ میں شہادت توحید اور شہادت رسالت کی صورت میں بلند کیا۔ نیز ایک مسلمان کو پابند کیا کہ وہ ہر کام میں اپنے محبوب نبی ﷺ کی سنت کو پیش نظر رکھے اور اس میں بال برابر بھی کمی بیشی نہ کرے۔ اپنا لباس' اپنا کھانا' اپنی چال ڈھال اپنے معمولات اپنا حلیہ اپنی عبادت سب کچھ ٹھیک آپ ﷺ کی ہدایت کے مطابق کرے نیز آپ ﷺ کے امتی قیامت تک دنیا کے تمام اہل مذاہب سے زیادہ رہیں گے۔

قیامت کے روز بھی آپ ﷺ ہی شفاعت کریں گے مقام محمود آپ ﷺ ہی کو عطا ہو گا غرض آپ کا ذکر ہر لمحہ ہر جگہ بلند ہے اور ان شاء اللہ بلند رہے گا آپ ﷺ کے ہر امتی پر یہ فرض ہے کہ وہ تعلیمات نبوی کو ہر اس شخص تک پہنچائے جس تک یہ تعلیمات نہیں پہنچیں: " بلّغو اعنّی ولو آیۃ"۔ میری طرف سے پہنچادو چاہے ایک بات ہی کیوں نہ ہو۔ (بخاری کتاب احادیث الانبیاء) کا یہی مفہوم ہے نیز جس مسلمان کو دیکھے کہ وہ کوئی کام خلاف سنت کر رہا ہے اسے فوراً یاد دلائے کہ وہ اپنے پیارے نبی ﷺ کی سنت کے مطابق اپنا کام درست کر لے نبی ﷺ کے ذکر کو بلند کرنے کا یہی طریقہ ہے۔

میلاد النبی کی ابتداء

سب سے پہلے اسے ملا عمر بن محمد نے شروع کیا جو موصل کا ایک صوفی بزرگ تھا۔ لیکن اس کی ترویج 604ھ میں اربل کے والی ابوسعید کوکبوری بن حسن بن بلکتکین بن محمد کے ذریعے ہوئی جس کا لقب الملک المعظم مظفر الدین والی اربل تھا۔ یہ ایک عیاش فاسق وفاجر' کذاب اور جھوٹا شخص تھا۔

امام شامی نے اپنی "سیرت میں" ابو شامہ نے "ندا الباعث علی انکار البدع والحوادث" میں امام احمد بن محمد بن محمد مالکی نے اپنے رسالہ " القول

"المعتمد" میں امام سیوطی نے اپنے "رسالہ حسن المقصد" اور "تدریب الراوی" میں ابن خلکان نے "وفیات الاعیان" میں علامہ ابن جوزی نے "مرأۃ الزمان" میں اس بادشاہ کی اس ایجاد کردہ رسم میلاد النبی کا ذکر کر کے اس کے برے کردار کے بارے میں لکھا ہے اور اس کی اس رسم میلاد النبی کا بھی رد کیا ہے۔

پاکستان میں میلاد النبی کا آغاز

رسول اللہ ﷺ کی اس دنیا سے رحلت کی تاریخ متفقہ طور پر بارہ ربیع الاول ہے۔ ہندوستان کے ختم دلانے کے شوقین عوام اس روز وفات کے نام سے ختم دلایا کرتے تھے۔ بلکہ گھریلو خواتین ربیع الاول کے مہینے کو بارہ وفات کا مہینہ کہا کرتی تھیں۔

تقویم (جنتری) بنانے والے اور کیلنڈر چھاپنے والے ۱۲ ربیع الاول کی تاریخ کو بارہ وفات کی چھٹی لکھا کرتے تھے۔

روزنامہ "کوہستان مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۶۴ء میں احسان بی اے لکھتے ہیں" لاہور میں عید میلاد النبی کا جلوس سب سے پہلے ۵ جولائی ۱۹۳۳ء بمطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ کو نکلا۔ اس کے لیے انگریزی حکومت سے باقاعدہ لائسنس حاصل کیا گیا اس کا اہتمام انجمن فرزندان توحید موچی دروازہ نے کیا۔ اس انجمن کا مقصد ہی اس جلوس کا اہتمام کرنا تھا۔ انجمن کی ابتدا ایک خوب صورت جذبے سے ہوئی۔ موچی دروازہ لاہور کے ایک پر جوش نوجوان حافظ معراج الدین اکثر دیکھا کرتے تھے کہ ہندو اور سکھ اپنے محترم بڑے بڑے آدمیوں کی یاد بڑے شاندار طریقے سے مناتے ہیں اور ان دنوں میں ایسے لمبے لمبے جلوس نکلتے ہیں کہ کئی بازار ان کی وجہ سے بند ہو جاتے ہیں حافظ معراج دین کے دل میں خیال آیا کہ دنیا میں رحمت بن کر آنے والے حضرت محمد ﷺ کی یاد میں اس سے بھی زیادہ شاندار جلوس نکلنا چاہیے۔

انہوں نے ایک انجمن قائم کی.....اس میں مندرجہ ذیل عہدے دار تھے۔ (1) صدر مستری حسین بخش (۲) نائب صدر ظہور معراج دین (۳) حافظ معراج الدین (۴) پروپیگنڈہ سیکرٹری میاں خیر دین بٹ (بابا خیرا) (۵) خزانچی حکیم غلام ربانی۔

روزنامہ مشرق مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۸۴ء ۱۲ ربیع الآخر ۱۴۵۴ھ میں مصطفیٰ کمال پاشا یوں لکھتے ہیں :- آزادی سے بیشتر ہندوستان میں حکومت برطانیہ ۲۵ دسمبر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یوم پیدائش کو بڑے تزک واحتشام کے ساتھ منانے کا انتظام کرتی اور اس روز کی فوقیت کو دوبالا کرنے کے لیے اس دن کو "بڑے دن" کے نام سے منسوب کیا گیا.... تاکہ ثابت کیا جاسکے۔ کہ حضرت مسیح ہی نجات دہندہ تھے۔ حضور پاک ﷺ ۱۲ ربیع الاول کو اس دنیا میں آئے اور اسی روز وفات پائی۔

کچھ لوگ اس یوم کو بارہ وفات کے نام سے پکارتے ہیں۔ آزادی سے قبل اس یوم کے تقدس کے پیش نظر مسلمانان لاہور نے اظہار مسرت وعقیدت کے طور پر جلوس نکالنے کا فیصلہ کیا......

ان دنوں کانگریس اپنے اجتماع موری دروازہ میں منعقد کیا کرتی تھی۔ اور اس کے مقابلہ میں مسلمان اپنے اجتماع موچی دروازہ لاہور میں منعقد کرتے تھے۔ لہذا موچی دروازے کو سیاسی مرکز ہونے کے علاوہ سب سے پہلے عید میلاد النبی کا جلوس نکالنے کا بھی شرف حاصل ہے۔ عملی طور پر اس کی قیادت انجمن فرزندان توحید موچی گیٹ کے سپرد ہوئی جس میں حافظ معراج دین...وغیرہ شامل تھے۔

انجمن کی زیر قیادت جلوس کو دلہن کی طرح سجایا جاتا۔ جلوس میں شامل نوجوانوں پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کی جاتیں۔ سیاسی اور سماجی کارکنوں کے علاوہ جلوس کے آگے پہلوانوں کی ٹولی بھی شمولیت کرتی...الخ

اس سے یہ پتا چلتا کہ برصغیر میں میلاد النبی منانے کا آغاز ۱۹۳۳ء میں ہوا۔ اس سے پہلے یہ روز رسول اللہ ﷺ کی وفات کے طور پر جانا جاتا تھا۔

قارئین غور کریں:-

میلاد النبی کا جلوس غیر مسلموں کی مذہبی شخصیات کے دن منانے کی تقلید میں نکالا گیا۔ جب کہ ہم ہر نماز میں دعا کرتے ہیں:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ۝ (الفاتحہ)

"ہمیں سیدھے راستے پر چلا ان لوگوں کا راستہ نہیں جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ ہی گمراہ لوگوں کا راستہ"۔

گویا انعام یافتہ افراد (صحابہ اور اسلاف) کا طریقہ چھوڑ کر مغضوب اور گمراہ اقوام کا طریقہ اپنایا گیا۔ جن لوگوں نے میلاد منانے کا فیصلہ کیا وہ ہندوستان کے علماء یا فقہاء نہیں تھے۔ بلکہ عام کاروباری لوگ تھے۔ میلاد میں پیش پیش سیاسی اور سماجی کارکن پہلوان اور نوجوان ہوتے تھے۔ الحمد للہ علماء کا دامن اس بدعت سے پاک ہے۔

فرحت یا غم

غور کیجئے بارہ ربیع الاول کو ہی وفات ہوئی اور پہلے بارہ وفات ہی اس دن کا جانا پہچانا نام تھا۔ اس لحاظ سے یہ دن خوشی منانے کا ہے یا غم کرنے کا؟ آپ ﷺ کی وفات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے ایک ایسا سانحہ تھا جس کے سبب پورے مدینہ منورہ کے در و دیوار پر سکتہ طاری ہو گیا' امہات المومنین کی دنیا اندھیر ہو گئی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے عظیم والد اس دنیا سے اٹھ گئے۔ عمر رضی اللہ عنہ غم کے باعث جوش وحواس کھو بیٹھے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہنے لگے۔

یاد رہے کہ اسلام نہ میلاد (سالگرہ) منانے کی اجازت دیتا ہے اور نہ یوم وفات منانے کی اجازت دیتا ہے۔

تاریخ پیدائش بارہ ربیع الاول یا....؟

رسول اللہ ﷺ کی تاریخ ولادت میں اہل سیر اور مؤرخین کا خاصا اختلاف ہے۔ اہل تشیع ۱۷ ربیع الاول۔ زرقانی۔ ربیع الآخر۔ عبدالقادر جیلانی ۱۰ محرم (غنیۃ الطالبین میں) لکھتے ہیں۔ امام حمیدی' ابن کثیر' ابن تیمیہ' ابن قیم' حافظ ابن حجر عسقلانی کے علاوہ شاہ اکبر نجیب آبادی (تاریخ اسلام میں) محمد طلعت عرب (دول العرب والاسلام میں) علامہ شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی (سیرۃ النبی میں) شاہ معین الرحمٰن ندوی (تاریخ اسلام) میں اور سید سلیمان منصور پوری (رحمۃ للعالمین میں) ۹ ربیع الاول تاریخ ولادت قرار دیتے ہیں۔

سید سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں: "ہمارے نبی ﷺ موسم بہار میں' دوشنبہ کے دن ۹ ربیع الاول عام الفیل بمطابق یکم جیٹھ ۲۲۷ بکرمی کو مکہ معظمہ میں بعد از صبح صادق قبل از طلوع نیر عالم تاب پیدا ہوئے"۔

دور حاضر کے مشہور ماہر فلکیات محمود پاشا فلکی نے پوری تحقیق کیساتھ آپ کی ولادت ۹ ربیع الاول دوشنبہ کو قرار دیا گیا ہے۔ اور دوشنبہ کا دن ۹ ربیع الاول ہی کو پڑتا ہے۔

قرطاس مستورات

ماریہ عبدالرشید

فرمانِ الٰہی

فرمان الٰہی: اے مومنو! کھاؤ پاکیزہ چیزوں سے جو ہم نے تمہیں دی ہیں۔ (البقرہ)

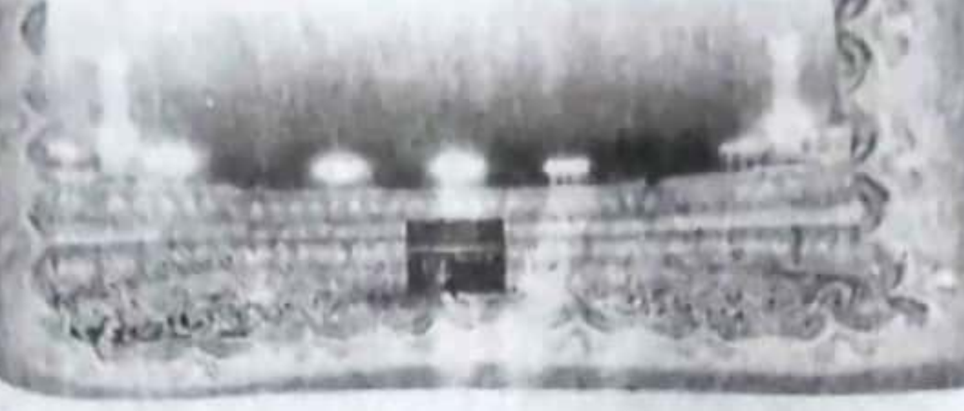

فرمانِ نبوی ﷺ

فرمان نبوی ﷺ: جس کے پاس زمین ہے وہ اسے خود کاشت کرلے یا اپنے بھائی کو (خواہ صرف فائدہ حاصل کرنے کے لیے) دے دے۔ (صحیح بخاری)

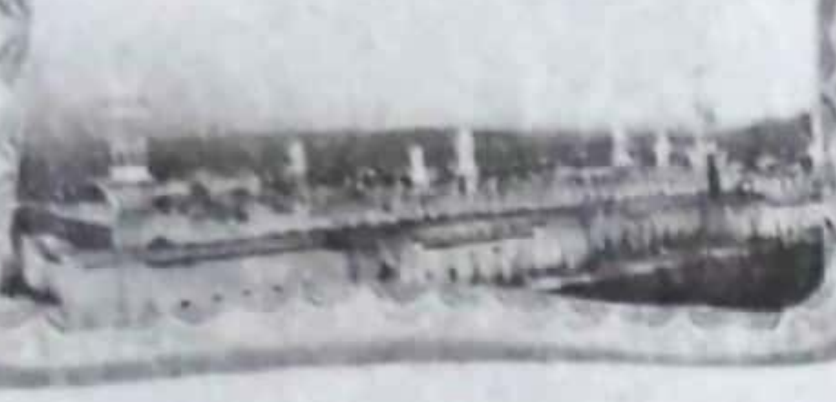

اقوال زریں

- اللہ تعالیٰ کی ناشکری سے رزق کم ہو جاتا ہے۔
- اچھی بات پر عمل کرنا بھی صدقہ ہے۔
- علم وعمل والے اللہ سے ڈرتے ہیں۔

رفعت ناز، گوجرانوالہ

- دشمن سے ہمیشہ اور دوست سے اس وقت تک ڈرو جب وہ تمہاری تعریف کرنے لگے۔
- بری صحبت سے تنہا رہنا بہتر ہے۔
- خاموشی غصے کا بہترین علاج ہے۔

عظمیٰ اصغر، سرکیاں

مخزن اخلاق

- جو شخص علم رکھے اور اس پر عمل نہ کرے وہ ایک بیمار ہے جس کے پاس دوا ہے مگر علاج نہیں۔
- جو انگلیاں کانٹوں کی نوک سے ڈرتی ہیں وہ پھولوں کی نرمی سے کبھی لطف اندوز نہیں ہوسکتیں۔
- اگر بات کو دہرایا نہ جائے تو بات جلد ختم ہو جاتی ہے۔

ربیعہ نصر، لاہور

قناعت

- قناعت کرنے سے امانت پیدا ہوتی ہے۔
- امانت سے شکر کا احساس پیدا ہوتا ہے۔
- شکر سے زیادہ عطا ہوتا ہے۔
- زیادہ عطا ہونے سے دائمی نعمتیں ملتی ہیں اور حیا تمام بھلائی کے کاموں کی ضمانت دیتی ہے۔

عظمیٰ مختار، لاہور

حرف حرف خوشبو

☆ کسی حالت میں اپنے دل کو مت گرائیں لوگ گرے ہوئے مکانوں کی اینٹیں بھی اٹھا کرلے جاتے ہیں مگر سیدھی کھڑی ہوئی عمارت کو کوئی ہاتھ بھی نہیں لگاتا۔

☆ بے جا بحث ومباحثہ ہمیشہ خطرناک ہوتا ہے اس سے اکثر سرد مہری اور غلط فہمی بڑھتی ہے ممکن ہے تم اپنے ساتھی سے جیت جاؤ مگر ساتھ ہی تم اپنے قریبی ساتھی کو بھی کھودو گے۔

خالص شہد کی پہچان

دھاگے کو لہسن میں سے گزار کر شہد میں سے گزاریں اگر لہسن کی بو مر جائے تو شہد خالص ہے۔

خالص شہد میں سے بھینی خوشبو آتی ہے اس میں سے کبھی بد بو نہیں آتی۔

خالص شہد جتنا مرضی پرانا ہو وہ خراب نہیں ہوگا۔

روبینہ کوثر، کنگن پور

میٹھا

کوکونٹ سویٹ

کوکونٹ	تین کپ، کدوکش کیا ہوا
گھی	آدھا کپ
چینی	ایک کپ
سبز الائچی	آٹھ عدد
بادام، پستے	حسب منشاء

ترکیب:۔

گھی میں چینی، سبز الائچی اور باقی میوہ جات شامل کر کے شیرا بنالیں۔ چینی حل ہو جانے کے بعد کوکونٹ بھی شامل کرلیں۔ جب بالکل خشک ہو جائے تو چھوٹے چھوٹے پیڑے بنالیں۔ سویٹ کوکونٹ تیار ہے۔

نمکین

کوکونٹ چکن

مرغی کا گوشت	آدھا کلو
کوکونٹ	آدھا کپ
نمک	ایک چمچ
مرچ	ایک چمچ
گھی	ایک کپ
خشک دھنیا	ایک چمچ

ہرا دھنیا — ایک گٹھی

ہری مرچ — دو عدد

گھی میں پیاز ہلکے براؤن کر لیں۔ ٹماٹر، نمک، مرچ، دھنیا اور گوشت ایک ساتھ ڈال لیں۔ گوشت گل جائے تو کوکونٹ کدو کش کر کے شامل کر لیں۔ اچھی طرح بھون کر سبز مرچ اور سبز دھنیا باریک کاٹ کر دو منٹ دم پر رکھنے کے بعد چولہا بند کر لیں۔

عفت اعوان

پسندیدہ اشعار

تیری زمین سے اٹھیں گے تو آسماں ہوں گے
ہم جیسے لوگ زمانے میں پھر کہاں ہوں گے
ہمارے جانے کے بعد پکارو گے سدا ہم کو
نجانے کتنی زبانوں سے ہم بیاں ہوں گے

حفصہ بنت مقبول احمد، بادامی باغ لاہور

بے کاری و عریانی و مے خواری و افلاس
کیا کم ہیں فرنگی مدنیت کی فتوحات

سلمیٰ ریاض، دیپالپور

میں شجر ہوں شہر ملال کا میری ٹہنیوں کو نہال کر
کبھی بھیج اپنی نوازشیں کسی جام ابر میں ڈال کر
مجھے خار خار مسافتوں کی ستم گری نے تھکا دیا
مجھے منزلوں کا پیام دے میرے حوصلوں کو بحال کر

ام حبیبہ قرۃ العین، چکوال

نثار میں تیری گلیوں کے اے وطن کے جہاں
چلی ہے رسم کے کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے

سمیعہ شبیر گجرات

متاع لوح و قلم چھن گئی تو کیا غم ہے
کہ خون دل میں ڈبولی ہیں انگلیاں میں نے
لبوں پہ مہر لگی ہے تو کیا کہ رکھ دی ہے
ہر ایک حلقۂ زنجیر پہ زبان میں نے

سمعیہ اجمل، لاہور

کسے خبر ہے کہ امجد بہار آنے تک
خزاں نے چاٹ لیے ہوں گے گلستان کیا کیا

راحیلہ رسول، شیخوپورہ

ٹھہری ہوئی ہے شب کی سیاہی وہیں مگر
کچھ کچھ سحر کے رنگ پر افشاں ہوئے تو ہیں

ان میں لہو جلا ہو ہمارا، کہ جان و دل
محفل میں کچھ چراغ فروزاں ہوئے تو ہیں

امامہ توحیدی، سیکھم

حفاظت پھول کی ممکن نہیں ہے
اگر کانٹے میں ہو خوئے حریری

امامہ ثاقب، کسوال

برا نہ مان ذرا آزما کے دیکھ اسے
فرنگ دل کی خرابی، خرد کی معموری

اخت محمد اسماعیل، راجن پور

ان کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوت مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تیری

کوثر زجاجہ، پاکپتن

اے مادرِ عصرِ حاضر

آج کی ماں اپنا فرض منصبی اک بار دیکھ
کھو چکی ہے ملتِ اسلامیہ اقدار دیکھ

کس قدر محسن ہے ملت کے لیے تیرا وجود
تیرے اوپر منحصر ہے آدمیت کی نمود
چھا گیا ہے کیوں ضمیر مسلماں پر اب جمود
طعنہ زن ہیں بے حسی پر نصاریٰ و یہود

بیٹھ خلوت میں اپنا شیشۂ کردار دیکھ
آج کی ماں اپنا فرض منصبی اک بار دیکھ

اے نگاہ پاک ماں اے باحیاء اے نیک خو
عظمتِ نسلِ رواں ہے بڑوں کی آبرو
آ رہی ہے تجھ سے خولہ بنت ازور کی بو
اپنے ہاتھوں سے بدل مغرب زدہ اطوار تو

غور سے اپنے وطن کے کوچہ و بازار دیکھ
آج کی ماں اپنا فرض منصبی اک بار دیکھ

ہے ترقی کی تڑپ کچھ اس قدر سرکار میں
باؤ جی گھر میں بیبیاں بازار میں
ننگے سر ننگ وطن اغیار دیکھ
آگے جانے کی پڑی ہے فیشنی رفتار دیکھ

کفر کی تقلید میں آزادی اظہار دیکھ
آج کی ماں اپنا فرض منصبی اک بار دیکھ

نسلِ نو کافر رہے گرویدۂ حسن و شباب
روح کی خوراک بن کر رہ گئے چنگ و رباب
ہاتھ میں پکڑی نہیں نور و ہدایت کی کتاب
کھول کر دیکھا نہ اس نے ساقی کوثر کا باب

اس قدر بگڑی ہوئی اولاد کے افکار دیکھ
آج کی ماں اپنا فرض منصبی اک بار دیکھ

ابن قاسم تڑپ اٹھے سن کر ایک فریاد کو
ایسی تربیت دے اے ماں اپنی اس اولاد کو
رونقیں لوٹا دے پھر اس شہر عدم آباد کو
بزدل کو جنم نہ دے جنم دے فولاد کو

آگرے کی خود زمین پر ظلم کی دیوار دیکھ
آج کی ماں اپنا فرض منصبی اک بار دیکھ

انتخاب: ام حبیبہ قرۃ العین۔ چکوال

سونے کے آداب
سونا درست کیجئے

ڈاکٹر آمنہ ہارون آباد

نیند صحت کے لئے ایسے ہی ضروری ہے جیسے کھانا زندگی کے لئے، نیند اللہ کی وہ نعمت ہے جس پر جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ ورنہ ذرا بے خوابی کے مریضوں سے پوچھئے ہر کام کا ایک انداز ہوتا ہے اگر کام کو احسن انداز سے کیا جائے تو بھر پور فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ سنتِ نبوی ﷺ سے بے اعتنائی اور بے رغبتی ہمارے مسائل میں اضافہ کر رہی ہے۔ سونے کے طریقہ کار میں ہم دیکھیں گے کہ سنتِ نبوی ﷺ سے ہٹ کر ہمارے لئے کیا مسائل پیدا ہو رہے ہیں اور ان سے نجات کیسے مل سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی ہستی مبارکہ میں نمونہ فراہم کر کے ہر کام آسان کر دیا ہے مگر لاعلمی کی وجہ سے ہم مناسب انداز میں فائدہ نہیں اُٹھا رہے۔

''بہترین نیند کے لئے بہترین طریقہ کار'' آیئے دیکھتے ہیں۔

سونے سے پہلے ضروری امور

① دروازے وغیرہ اللہ کا نام لیکر بند کریں۔

سونے سے پہلے تمام دروازے اور کچن (باورچی خانہ) وغیرہ چیک کر لیں۔ اور ''بسم اللہ'' پڑھ کر بند کریں۔ کیونکہ جہاں ''بسم اللہ'' نہیں پڑھی جاتی وہاں شیطان آجاتا ہے اور برکت نہیں رہتی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''بسم اللہ'' پڑھ کر گھر کا دروازہ بند کرو۔ (حصن حصین)

ہر کام سے پہلے ''بسم اللہ'' پڑھیں۔

② کھلے برتن ڈھانپ دیں۔

کھلے برتن ڈھانپ دیں تا کہ شیطان داخل نہ ہو۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا نام لے کر برتنوں کو ڈھانپ دو اگر ڈھکن نہ ہو تو ایک آری لکڑی ہی اس پر رکھ دو۔ (بخاری، ابوداؤد)

آپ خود دیکھیں اگر برتن نہ ڈھانپے جائیں گے۔ تو کیڑے مکوڑے چھپکلیاں برتن میں داخل ہو کر جراثیم سے بھر دیں گے۔ جو کہ ہماری صحت کے لئے خطرناک اور مسائل میں اضافہ ثابت ہوگا۔

عموماً ہمارے ہاں یہ دیکھا گیا ہے کہ ہم فریج میں برتن ڈھانپنے کا اتنا خیال نہیں رکھتے ضروری ہے کہ فریج میں بھی برتن ڈھانپ کر رکھیں جائیں۔ کیونکہ فریج کی گیس صحت کے لئے نقصان دہ ہے۔ چیز ڈھانپ کر رکھنے سے ایک یہ بھی فائدہ ہوگا کہ نظر بد سے محفوظ رہے گی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نظر بد حق ہے اگر تقدیر سے کوئی چیز سبقت لے جاتی تو وہ نظر بد ہوتی'' (صحیح الجامع)

③ گھر کا چراغ:۔

ایک دفعہ مدینہ منورہ میں رات کے وقت کسی کے گھر کو آگ لگ گئی۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''آگ تمہاری دشمن ہے جب سویا کرو تو آگ بجھا دیا کرو''۔ (بخاری)

ایسے ہی جلنے والی چیزیں جیسے موم بتی، لالٹین، دیا وغیرہ ان کو بجھا کر سوئیں۔ استری، گیس والے چولھے خاص طور پر چیک کر کے سوئیں تا کہ رات سونے میں کوئی چیز آپ کے لئے پریشانی کا باعث نہ ہو۔

جلتی ہوئی لائٹ، بلب وغیرہ آپ کی نیند میں خلل ڈالیں گے۔

جسکی وجہ سے آپ نیند سے مناسب طور پر لطف اندوز نہ ہو سکیں گے۔ لہذا نیند کا مقصد پورا نہ ہوگا۔ اور بے سکونی برقرار رہے گی۔ جو اگلے دن تک اثر انداز ہوگی۔

④ وضو کریں:۔

صفائی کو نصف ایمان کہا گیا ہے۔ ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''صفائی نصف ایمان ہے''

رسول اللہ ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ آپ سونے سے پہلے وضو کرتے تھے۔ سونے سے پہلے وضو کرنے والے پر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ (بحوالہ حدیث مسلم)

وضو اور سکون کا گہرا تعلق ہے پریشانی (Depression) سے نجات کے لئے اور سکون لینے کے لئے وضو کریں۔ وضو آپ کو سکون پہنچا کر جلد اچھے اور بہترین انداز میں نیند کی وادی میں لے جائے گا۔ اور آپ بے خوابی (Insomnia) یعنی نیند نہ آنا جیسی بیماریوں سے محفوظ ہو جائیں گے۔

دیکھیں سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق سونا ایک فن بھی ہے اور علاج بھی۔ (سبحان اللہ)

⑤ سونے سے قبل مسواک کریں:۔
حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ سونے سے قبل مسواک کیا کرتے تھے۔
اب دیکھیں کہ ڈاکٹرز سونے سے پہلے برش کرنے کا کہتے ہیں۔ تاکہ ساری رات منہ صاف رہے۔ کیونکہ وہ گندہ مادہ (پلاک) جو دانتوں پر جم جاتا ہے۔ پھر ساری رات منہ کی صفائی نہ ہونے کی وجہ سے معدہ کو بھی نقصان پہنچاتا ہے۔
لیکن دیکھیں ہمارے پیارے نبی ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے ہمیں مسواک کرنے کی ترغیب دی۔
(ایک دفعہ ملکہ برطانیہ سے کسی نے ان کے دانتوں کا راز پوچھا تو انہوں نے کہا کہ سونے سے پہلے اور اٹھنے کے بعد برش کرنا)
رات کو جب سو جاتے ہیں تو تمام کام رک جاتے ہیں اور منہ بند رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے گندہ مادہ جو دانتوں پر جم جاتا ہے ساری رات کام کرتا ہے۔ جو دانتوں اور معدہ کے لئے نقصان کا باعث ہے آپ ﷺ کی جدت پسندی کا اندازہ ایک ایک بات سے لگایا جا سکتا ہے۔
⑥ سونے سے قبل لباس تبدیل کریں:۔
آپ ﷺ سونے سے پہلے قبل لباس تبدیل کرتے تھے۔ (بحوالہ حدیث)
اگر غور کریں تو اس میں کتنی بڑی حکمت پوشیدہ ہے کہ لباس کی تبدیلی آپ کی ساری تھکن اتار دیتی ہے۔ پھر دن کا گندا لباس آپ کی صحت پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔
پھر جس بستر پر آپ گندے لباس سے سوئیں گے وہ بھی گندا ہو جائے گا۔ اگر سنتِ مبارکہ ﷺ پر عمل ہو گا۔ تو ماحول کی آلودگی سے نجات ملے گی۔ دوسرا یہ کہ آپ کے وہ ملبوسات جو آرائش و زینت کے لئے ہیں۔ پہن کر سونے کی وجہ سے خراب ہو جائیں گے اور اس طرح آپ کے کپڑے دیر تک چل سکیں گے۔ (یعنی جلد بوسیدہ نہ ہوں گے)
وہ لوگ جو ورکشاپ، تیل، ادویات وغیرہ کا کام کرتے ہیں۔ خاص طور پر ان کی طرف توجہ کریں۔ کہ ان چیزوں کی بو کپڑوں میں رچ بس جاتی ہے۔
آج کل انگریز کا ''Nighty'' اور ''نائٹ ڈریس'' حضور ﷺ کی سنتِ مبارکہ سے لیا گیا ہے۔
⑦ رات کو حاجت کا انتظام کریں:۔
آپ ﷺ سوتے وقت اپنے پاس ایک ''حاجتی'' (وہ برتن جس میں پیشاب کیا جاتا ہے) رکھتے تھے۔ جس میں آپ رات کو اٹھ کر حاجت پوری کر لیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد، نسائی)
کمروں کے ساتھ منسلک باتھ روم (Attach Bath) کا تصوّر اسی سے متاثر ہو کر ماڈرن دنیا میں یورپ نے متعارف کروایا سرد رات میں گرم بستر سے اچانک باہر جانے سے ٹھنڈی ہوا کی وجہ سے لقوہ، فالج اور جوڑوں کا درد ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔
⑧ سونے سے قبل حاجت کریں:۔
رسول ﷺ سونے سے پہلے قضائے حاجت کر لیتے تھے۔
سونے سے پہلے باتھ روم کی ضرورت سے فارغ ہو کر جائیں۔ اگر آپ ایک دفعہ باتھ روم چلے جائیں گے تو فراغت کی صورت میں آپ کی نیند میں خلل نہیں آئے گا۔ اور آپ تھوڑے وقت میں آرام زیادہ کر سکیں گے۔
خصوصاً یہ عادت بچوں میں ضرور پختہ کرنی چاہیے۔ ماؤں کو بھی احتیاط لازم ہے اس طرح سے بچے رات کو اکثر بستر پر پیشاب کر دیتے ہیں۔ ان کی عادت میں کمی آئے گی۔ (ان شاء اللہ)
⑨ آنکھوں میں سرمہ ڈالیں:۔
سونے سے پہلے آنکھوں میں ''سرمہ'' لگایا جائے۔
سرمہ پہلے دائیں آنکھ میں تین مرتبہ اور پھر بائیں آنکھ میں تین بار لگائیں۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نظر تیز کرنے کے لئے آنکھوں کے لئے ''سرمہ'' سے بہتر اور کوئی دوا نہیں''۔
سرمہ لگانے سے دن بھر کی غلاظت آنکھوں سے دور ہو جاتی ہے اور دوسرا بینائی بھی تیز ہو جاتی ہے۔
⑩ چند ضروری اشیاء کا انتظام:۔
سونے سے قبل وہ چیزیں جن کی آپ کو ضرورت پڑ سکتی ہے۔ ان کو اپنے قریب رکھیں اگر مائیں چھوٹے بچوں والی ہیں تو بچے کا ضروری سامان اپنے پاس موجود رکھیں۔ ورنہ رات کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا۔
رسول اللہ ﷺ جب آرام فرماتے تو سات چیزیں آپ سرہانے ہوتیں۔
(۱۔تیل، ۲۔کنگھا، ۳۔سرمہ دانی، ۴۔قینچی، ۵۔مسواک، ۶۔آئینہ، ۷۔لکڑی کی سیخ، (خارش کے لئے)
اس کے علاوہ ایک جگہ آتا ہے کہ آپ اپنے وضو کے پانی کا بھی بندوبست فرما لیتے۔ جائے نماز تہجد کے لئے بھی آپ ابھی سے ہی تیار کر لیجئے۔)

سونے کے لئے وقت کا انتخاب

رب کریم کی مہربانیوں کو دیکھیں کہ سونے کے لئے وقت کا بتا کر ہمیں کتنا پُرسکون (Relax) کر دیا۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر کام میں ''انتخاب'' کی کتنی اہمیت ہوتی ہے۔
دعوت پر جا رہے ہیں تو لباس کا انتخاب، ملنے جا رہے ہیں تو لباس کا انتخاب، ہوٹل کی میز پر بیٹھ کر کھانے کا انتخاب وغیرہ وغیرہ۔
نیند کے لئے بہترین وقت ''رات'' ہے۔ وَّ جَعَلْنَا الَّیْلَ لِبَاسًا۔ (الانبیاء)
''اور ہم نے رات کو پردہ پوش بنایا''
حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کے شروع میں سوتے تھے۔ (بخاری) (یعنی رات کو جلد سو جاتے تھے) رات کو جلد سونا عقل مندی اور محنت کا ضامن ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اس کو آدھی رات جاگنے کا ثواب ملے گا'' (ترمذی)
① عشاء سے قبل سونے کی ممانعت:۔
آپ ﷺ نے عشاء سے پہلے سونے سے منع فرمایا۔ (عشاء سے قبل سے مراد مغرب کے بعد کا وقت ہے)
حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عشاء سے قبل سونے کو اور عشاء کی نماز کے بعد جاگنے کو ناپسند فرمایا ہے۔
ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عشاء سے پہلے سونے کو اور عشاء کی نماز کے بعد باتیں کرنے کو مکروہ جانتے تھے۔ (متفق علیہ)
تحقیقات نے ثابت کیا ہے کہ ''عصر'' کے بعد زمین کی گردش میں کمی کی وجہ سے ایک خاص قسم کی گیس زمین سے نکلتی ہے۔ جس سے آدمی کے دل و دماغ پر بوجھ پڑتا ہے۔ لہذا سونے کے لئے یہ وقت مناسب نہیں۔
② دوپہر کے وقت سونا:۔
رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت آرام فرمایا کرتے تھے۔
دوپہر کا آرام کرنا دن بھر کی تھکن اتارتا ہے۔ اور رات کو تہجد کے لئے اٹھنے کے قابل بناتا ہے۔
③ بستر کا انتخاب:۔
قرآن الحکیم میں آتا ہے۔
''اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا'' ۔ (النباء)
''اور ہم نے زمین کو تمہارے لئے بچھونا بنایا'' اسلام جو فطرت کے عین مطابق ہے۔ اس میں رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے سونے کے لئے ''فرش'' پسند فرمایا۔
تحقیقات نے ثابت کیا ہے کہ فرش پر لیٹنے سے قد بڑھتا

ہے اور کمر اور جوڑوں کے درد کا علاج فرش پر لیٹنا ہے۔

(۱) آپ ﷺ کا بستر کھجور کی چٹائی ہوتی تھی۔

عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کھجور سے بنی چٹائی پر سوئے جب آپ بیدار ہوئے تو آپ ﷺ کے جسم مبارک پر اس (چٹائی) کی وجہ سے نشان پڑ گئے تھے۔ (ترمذی)

(۲) رسول اللہ ﷺ کا بستر ٹاٹ تھا۔

رسول اللہ ﷺ ٹاٹ (بوریا) بچھا کر سوتے تھے جسے ایک دفعہ حضرت حفصہ ؓ نے چار تہہ کر کے بچھا دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا بات تھی کہ آج بستر کی نرمی نے مجھے صبح بیدار نہیں ہونے دیا (یا بیداری میں خلل ڈالا) (بحوالہ حدیث)

سبحان اللہ کیسا وہ نمونہ جو آپ ﷺ نے ہمارے سامنے پیش کیا۔ کہ ٹاٹ کی چار تہیں آپ کو نرم بستر محسوس ہوئیں۔

اگر طبی لحاظ سے آپ کو کوئی مسئلہ ہے تو آپ چار پائی استعمال کر سکتے ہیں اس لئے کہ چار پائی ہماری فطرت سے مطابقت رکھتی ہے۔

بچے کی وہ عمر جس میں اس کی ذہنی و جسمانی نشو و نما ہوتی ہے (Growing age) میں بچے کو فوم کے گدے (Matress) پر مت لٹائیں اس لئے کہ طبی نقطۂ نظر سے بچے کی نشو نما رک جاتی ہے۔ اور بچے کے سر کے نیچے تکیہ مت رکھیں اس سے بچے کے دماغ (Brain) کی نشو نما رک جاتی ہے۔

تکیہ: آپ ﷺ کے بستر میں دوسرا اہم عنصر ''تکیہ'' تھا۔ اور آپ ﷺ کے تکیہ میں کھجور کی چھال تھی۔

ایک اور بات یہ کہ رسول اللہ ﷺ اپنا کام خود کرتے تھے۔ دیکھ لیں یہاں پر بھی مرد اور عورت کی تخصیص نہیں کی۔ لہذا آپ بھی کوشش کریں کہ اپنا بستر خود بچھائیں۔ تا کہ ایک تو گھر والوں کی مدد ہو جائے اور دوسرا رسول اللہ ﷺ کی سنت کی ادائیگی کا ثواب ملے گا۔ اور گھر والے بھی خوش ہو جائیں گے۔

ہم آج پھر ۱۴۰۰ سال پہلے کی طرف لوٹ رہے ہیں اور آج کل کمر کے مریضوں کو ڈاکٹر Hard Bad استعمال کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔

آج کل فوم کے گدے ہمیں اٹھنے ہی نہیں دیتے۔ جہاں وہ اللہ کے ساتھ ملاقات میں خلل ڈالتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ ہماری صحت کا بھی نقصان کر رہے ہیں اور آج کل پھر کمر کے لئے آرتھو فوم ایجاد کئے گئے ہیں۔

اس طرح یہ پیسے کا ضیاع اور سنت مبارکہ ﷺ سے دوری تھی۔

رات کو جلد سوئیں اور صبح جلد اٹھیں:۔

مؤذن کی آواز سن کر سونا یعنی عشاء کے بعد اور مؤذن کی ہی آواز سن کر اٹھنا چاہیے۔ پھر یہ جو آج کل آلارم وغیرہ ہیں ان کی ضرورت نہ ہوگی۔

بستر پر لیٹنے سے قبل اسے جھاڑنا:۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بستر پر جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی لنگی (تہبند) کے کنارے سے تین بار بستر جھاڑ لے۔ اس لئے کہ وہ نہیں جانتا بستر پر کیا چیز آ گئی ہے۔''

سونے کا مسنون طریقہ

(۱) الٹے (اوندھے منہ) نہیں لیٹنا۔

آپ ﷺ نے اوندھے منہ لیٹنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ یہ شیطان کا سونا ہے۔ کیونکہ شیطان الٹا لیٹتا ہے۔ (بحوالہ حدیث) حضرت ابو ذر غفاری ؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں مسجد میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا۔ کہ کسی صاحب نے پاؤں سے مجھے ہلایا اور کہا کہ اس طرح لیٹنا اللہ کو نا پسند ہے۔ اور وہ صاحب اللہ کے رسول اللہ ﷺ تھے۔ (ابوداؤد)

(۲) بغیر منڈیر کے چھت پر نہ سوئیں:۔

آپ ﷺ نے بغیر منڈیر کی (جس کے عرف عام میں پردے نہ ہوں) چھت پر سونے سے منع فرمایا۔ کیونکہ انسان جب حاجت کے تحت اچانک بیدار ہوتا ہے تو نیند سے بوجھل ہونے کی وجہ سے اندھیرے میں پتہ نہیں چلتا جس کی وجہ سے گرنے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ اب اکثر لوگ گرل (Gril) لگواتے ہیں۔

اگر ہم سنتِ رسول ﷺ کے مطابق عمل کریں اور گھروں کے پردے کریں اور اس سے ایک تو نیند والا مسئلہ حل ہو جائیگا یعنی گرنے وغیرہ یا کسی اور نقصان سے بچ جائیں گے اور دوسرا یہ ہمارا گھر لوگوں کی نظروں سے محفوظ ہوگا۔ اور ہماری نظر ان سے محفوظ ہوگی۔ سبحان اللہ کتنی پیاری سنتِ مبارکہ ﷺ ہے۔

(۳) دائیں کروٹ لیٹیں:۔

حضرت براء ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے کے لئے بستر پر تشریف لاتے تو داہنی کروٹ لیٹتے۔ (بخاری)

(۴) اپنا رخ قبلہ کی طرف کر لیں۔

(۵) دایاں ہاتھ، دائیں رخسار کے نیچے رکھیں۔

حضرت براء ؓ فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ آرام فرماتے تو اپنا دایاں ہاتھ، دائیں رخسار کے نیچے رکھتے۔ (بخاری)

غور سے دیکھیں جو انداز حدیث شریف میں آپ ﷺ کا نقل کیا جا رہا ہے۔ وہ کتنا Relax اور آرام دہ ہے یہاں تک کہ اگر سونے یا نیند کے حوالے سے کوئی تصویر ہماری نظر سے گزرے تو ایسا ہی انداز ہوتا ہے۔ یا ہم سونے یا نیند کا اشارہ ہمیشہ دائیں گال کے نیچے ہاتھ رکھ کر کرتے ہیں۔

(۶) سونے کے لئے دعائیں:۔

✿ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اَمُوْتُ وَاَحْيٰ.

✿ اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تُبْعَثُ عِبَادَكَ.

✿ بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ.

✿ آیت الکرسی پڑھیں۔

✿ سورۃ بقرہ کی دو آخری آیات تلاوت کریں۔

جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے کہ جس نے سونے سے پہلے یہ دو آیات تلاوت کیں وہ اس کی کفایت کے لئے کافی ہوں گی۔

✿ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ بستر پر تشریف لاتے تو معوذتین (سورۃ الناس، الفلق، اخلاص) پڑھ کر اپنی ہتھیلیوں پر پھونک مارتے اور پھر اپنے چہرے پر پھیرتے اور جسم کے جتنے حصے تک پہنچا سکتے ہاتھ پھیرتے۔

✿ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نماز کے بعد اور سونے سے قبل 33 مرتبہ سبحان اللہ، 33 مرتبہ الحمد للہ، اور 34 مرتبہ اللہ اکبر کہو۔

جگہ جگہ آپ کو احساس ہوا ہوگا کہ سنتِ نبوی ﷺ کے بتائے اور دکھلائے گئے طریقہ کار کے مطابق سونا نہ صرف نیند کو لانے کا سبب بنتا ہے بلکہ ساتھ ساتھ صحت کی بھی حفاظت کرتا ہے۔

تو آیئے! جلد اپنے آپ کو درست انداز کی طرف لائیں تا کہ دنیا و آخرت میں فائدہ پائیں۔ (آمین)

موجودہ دور ذرائع ابلاغ کا دور ہے۔ ہر فرد کسی نہ کسی طرح اپنا بیشتر وقت ذرائع ابلاغ کی صحبت میں گزارتا ہے۔ ذرائع ابلاغ اس کے فکر وعمل پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔ ''نیک ہم جلیس کی مثال اور برے جلیس کی مثال ایسی ہے جیسے خوشبو بیچنے والے عطار اور بھٹی دھونکنے والے (لوہار) کی خوشبو والا تو تمہیں خوشبو دے گا (تحفتاً) یا تم اس سے خوشبو خرید کر اپنے آپ کو معطر کرو گے اور بھٹی پھونکنے والا یا تو تمہارے کپڑے جلا دے گا یا تمہیں بدبو سونگھنی پڑے گی''۔ (مسلم)

معلوم ہوا کہ اپنے ماحول سے آدمی کسی طرح بے نیاز نہیں رہ سکتا۔ اس کے شعوری یا لاشعوری اثرات اس کی نفسیات پر ضرور اثر انداز ہوتے ہیں۔ ذرائع ابلاغ پر بھی یہی مثال صادق آتی ہے۔ ابلاغ کے اسی تاثیری پہلو کی بنا پر ماہرین ابلاغ کے ہاں نفسیات ایک اہم مقام حاصل کر چکی ہے۔ ابلاغ کے طلبہ کو بطور خاص مخاطب کی نفسیات متاثر کرنے کے گر بتائے جاتے ہیں۔ جدید ذرائع ابلاغ اخبارات ہوں، ٹیلی ویژن، ریڈیو یا فلم ......ان کا ڈھانچہ پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے تشکیل دیا جاتا ہے۔

بلاشبہ اگر ارباب ابلاغ چاہیں تو معاشرے کو نیکی کی خوشبو سے معطر کرنے کا فریضہ سرانجام دے سکتے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارے مروّجہ ذرائع ابلاغ کی مناسبت عطار سے زیادہ بھٹی پھونکنے والے لوہار سے ہے۔ ذرائع ابلاغ مثبت اثرات کی بجائے مضر نفسیاتی اثرات مرتب کر رہے ہیں۔ جس کے چند اہم پہلو پیش خدمت ہیں۔

احساس گناہ کا خاتمہ

ذرائع ابلاغ برائی اور بے حیائی کی تشہیر کا ذریعہ بن چکے ہیں۔ نفسیات کا اصول ہے کہ کسی بھی گھناؤنے عمل کی تکرار اس کی سنگینی کا احساس ختم کر دیتی ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے پہلی بار قتل کرنے والے اور بار بار قتل کرنے والے کے احساسات یکسر مختلف ہوتے ہیں۔

اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''ایک بار گناہ کرنے سے دل پر سیاہ داغ پڑھ جاتا ہے جو بار بار گناہ کرنے پر پورے دل کو سیاہ کر دیتا ہے''۔ (ترمذی، ابواب التفسیر)

یوں برائی کا احساس اور ضمیر کی ملامت ختم ہو جاتی ہے۔ ذرائع ابلاغ کی بے راہ روی نے جرائم اور فحاشی کی سنگینی کا احساس مٹا دیا ہے۔ مثلاً نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ ''زبان کا زنا بلاضرورت (نامحرم سے) گفتگو کرنا، کان کا زنا سننا ہے پاؤں کا زنا ملنے کے لئے چل کر جانا ہے اور دل خواہش کرتا ہے۔ شرمگاہ اس کی تصدیق کر دیتی ہیں یا تکذیب۔'' (مسلم، ابوداؤد)

مریم خنساء

ایک دور تھا جب گناہ کے ان تمام مدارج کی سنگینی کا احساس دلوں میں موجود تھا مگر اب ان گناہوں کے کثرت کے ساتھ نظارے نے یہ احساس ختم کر دیا ہے۔ ٹی وی کا ہر ڈرامہ، اخبار کی ہر کہانی جرائم کی خبریں اس سے کہیں زیادہ گھناؤنے نقشے پیش کر رہی ہوتی ہیں۔ لہٰذا اب یہ تمام گناہ محسوس ہی نہیں ہوتے۔

ڈیپریشن

ذرائع ابلاغ نے نفسیاتی بیماری ڈیپریشن کو فروغ دیا ہے۔ ذہنوں میں وہ جن اشیائے غیر ضروری کی خواہش پیدا کرتے ہیں، ان کا حصول ہر فرد کے بس کی بات نہیں۔ روزانہ نت نئی اشیاء کے اشتہارات، ٹی وی ڈراموں میں عالی شان گھر، لان، فرنیچر، ملبوسات، زیورات وغیرہ کے حصول کی خواہش بڑھ کر جنون اور ڈیپریشن کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ یہاں ایک مشہور ماہر نفسیات کی رائے نقل کرنا بے جا نہ ہوگا۔ جس کا کہنا ہے۔ ''بیسویں صدی کی بے چینیوں کے اسباب میں سے تنہا اشتہار بازی نے کسی بھی دوسرے عامل سے زیادہ کام کر دکھایا ہے۔'' (کلیدبار ندجونیئر)

لامحدود ضرورتوں کا احساس ذرائع ابلاغ کے موجودہ دور سے قبل افراد میں قناعت اور محدود ضرورتوں کا تصور تھا۔ تھوڑا ملنے پر بھی شکرگزاری کے احساسات بہت زیادہ ہوتے تھے۔ اکثر کی نگاہیں اپنے سے اوپر والوں کی بجائے نیچے والوں کی طرف ہوتی تھیں۔ لہٰذا تھوڑا بھی زیادہ محسوس ہوتا تھا لیکن ذرائع ابلاغ نے عوام کے سامنے حوائج ضروریہ کی ایک لامتناہی فہرست رکھ دی ہے۔ حوائجِ ضروریہ بھی صرف ضروریہ نہیں ناگزیر ضرورت کی حیثیت اختیار کر چکی ہیں۔ ہر اشتہار کسی نہ کسی نئی ضرورت کا احساس دلاتا ہے جن کا حصول ممکن نہیں ہوتا۔ یوں معاشرے سے قناعت اور تشکرِ الٰہی کے جذبات رخصت ہو رہے ہیں۔

آمدنی کے ناجائز ذرائع

لامحدود ضرورتیں آمدنی کے ناجائز ذرائع اختیار کرنے پر اکساتی ہیں۔ White Caller جرائم کی ایک بڑی بنیاد ذرائع ابلاغ بھی ہیں جو قناعت کے جذبات ختم کر کے لوگوں میں ''ھَلْ مِنْ مَّزِیْد'' (زیادہ سے زیادہ کے حصول) کی آگ بھڑکا رہی ہیں۔

خوابوں کی حقیقت

ام سلیک سیالکوٹ

خوابوں کی اقسام (عربی لغت کے لحاظ سے)

عربی زبان میں خواب کے لئے دو لفظ ہیں۔

ایک حلم: جس کی جمع احلام ہے۔اس کے معنی خواب وخیال کے ہیں۔یعنی محض وہم وتخیل ایسے خواب میں شیطانی وسوسہ غالب ہے۔

دوسرا رویاء: یہ اس خواب کو کہتے ہیں جس میں حقیقت بینی اور فرض شناسی ہو۔اس میں وسوسات کو دخل نہیں ہے۔

خوابوں کی اقسام (حدیث نبوی کی رو سے)

"آنحضرت نے فرمایا خواب تین قسم کے ہوتے ہیں۔

ایک رویائے صالحہ: یہ خدا کی طرف سے خوش خبری ہوتی ہے۔

دوسرا غم پیدا کرنے والا خواب: یہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔

تیسرا وہ خواب ہوتا ہے: جو انسان کی اپنے دل کی باتیں اور خیالات ہوتی ہیں۔(صحیح بخاری ومسلم وترمذی)

آپ کا معمول تھا کہ صبح کی نماز کے بعد آپ جائے نماز پہ ہی صحابہ ؓ کی طرف رخ مبارک کرتے اور دریافت فرماتے کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے۔لوگ بیان کرتے اگر وہ رویائے صالحہ ہوتی تو آپ اس کی تعبیر کرتے اگر وہ محض وہم وخیال ہوتا تو کہہ دیتے کہ یہ محض خواب وخیال ہے۔اسی طرح اگر آپ نے خود کوئی خواب دیکھا ہوتا تو آپ لوگوں کو سنا کر اس کی تعبیر بتاتے۔(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

رویائے صالحہ (نیک خوابوں) کی اقسام

① حقیقی ② تمثیلی

حقیقی خواب: وہ ہوتے ہیں۔جس میں بعینہٖ واقعہ اور حقیقت کی جھلک ہوتی ہے۔

نبی ﷺ نے ان کو بیان کرتے وقت ان کی تاویل و تشریح نہیں فرمائی ہے۔خواہ ایسے خوابوں کے ذریعے رسول اللہ کو دنیا کے بعض واقعات کے متعلق پیش گوئی کی گئی۔غیب کی خبروں سے مطلع کیا گیا۔یا بعض احوالِ آخرت کی پردہ دری کی گئی۔

تمثیلی خواب: وہ ہے جس میں انسان کی موجودہ و آئندہ زندگی سے متعلق بعض کیفیت، حالات، واقعات، مشاہدات مثالی روپ میں نظر آتے ہیں۔اور ان کو اپنی اصل سے کامل مشابہت اور مماثلت ہوتی ہے۔یہ وہ خواب ہیں جن کی تعبیر وتشریح نبی ﷺ نے خود اپنی زبان سے کی ہے۔دنیا کے تمام مذاہب میں رویاء کا وجود رہا ہے اسلام نے اس کو سچے دین کا حصہ قرار دیا۔اس کی منتشر جزئیات کو تکمیلیت بخشی۔

نیک لوگوں کے خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیک آدمی کے اچھے خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔(صحیح بخاری)

قرآن مجید کی جب یہ آیت اتری:

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ(٦٣) لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِى الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ(٦٤).(سورۃ یونس)

جو لوگ ایمان لائے اور متقی ہیں ان کے لئے اس دنیا میں بشارت ہے اور آخرت میں بھی خدا کی باتوں میں تبدیلی نہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

تو صحابہ اکرام ؓ نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اس دنیا میں بشارت کیا ہے فرمایا کہ وہ رویائے صالحہ ہے جو ایک فرد مسلم دیکھتا ہے۔(صحیح ترمذی کتاب الرؤیاء)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ نبوت ورسالت ختم ہوگئی۔لیکن صرف ایک چیز باقی رہ گئی ہے اور وہ مبشرات (خوش خبریاں) ہیں لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا مسلم کی رویائے صالحہ یہ نبوت کے اجزا میں سے ایک جز ہے۔(صحیح ترمذی کتاب الرؤیاء)

کس کا خواب سچا ہوتا ھے

(اصدقکم رویاء اصدقکم حدیثا) تم میں سے سب سے سچا خواب دیکھنے والا وہ ہے جو سب سے زیادہ سچ بولتا ہے۔(صحیح مسلم، جامع ترمذی)

انسان کا مظاہر وہ آئینہ ہے۔جس میں ہم اس کے باطن کا مکمل عکس دیکھ سکتے ہیں۔جب ایک انسان کی زبان سچ بولتی ہے۔تو اس کی روح بھی یقیناً سچ دیکھے گی۔

پہلے نمبر پہ انبیاء کے خواب ہیں۔جو حق وصدق کے بلند ومقام پہ فائز ہیں۔ان کے اندر جھوٹ کا مشابہ تک نہیں

ہوتا بلکہ انبیائے کرام کے خواب وحی کا درجہ رکھتے ہیں۔

حضرت ابن عباس ؓ کا قول ہے۔(الانبیاء وحی)انبیاء کا خواب وحی ہوتا ہے۔(صحیح ترمذی)انبیاء کی ارواح طیبات ہوتی ہیں۔ ان کے دل ہمیشہ بیدار رہتے ہیں۔ عام بندوں کی نسبت جسمانی و مادی عالم کی گرفتاریوں سے بھی کسی حد تک آزاد و بے تعلق ہوتے ہیں۔ ان کا تعلق وانس، دل بستگی، مشغولیت روحانی عالم کے ساتھ زیادہ ہوتی ہے۔ لہٰذا ان کی اطلاع و واقفیت زیادہ صحیح اور سچی ہوتی ہے۔ حقائق واسرار ان پر کھلتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام نے خواب میں ملنے والے احکامات کو بھی اسی طرح ہی واجب العمل سمجھا جیسے مخاطبات الٰہی کی دوسری صورتوں کو سمجھتے ہیں۔

ابراہیم علیہ السلام جیسے مخاطبات الٰہی کی دوسری صورتوں کو سمجھتے تھے۔

ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بیٹے کے بارے میں جو خواب دکھائی دیا تو فوراً اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے تیار ہو گئے۔ خود رسول اللہ ﷺ کو رویاء میں جو احکام وعلوم ملے آپ ﷺ نے اس کی صحت وصداقت پہ کسی شبہ کا اظہار نہ کیا اور اس پہ عمل کے لئے کمر بستہ ہو گئے۔

نبی ﷺ پہ وحی کا آغاز رویائے صالحہ سے ہوا آپ ﷺ کو جو چیزیں رویاء میں دکھائی جاتی تھیں وہ سپیدۂ سحر کی طرح ٹھیک واقع ہو جاتی تھیں۔(صحیح بخاری بدءالوحی کتاب التعبیر)

انبیاء اکرام کو وہ خواب نہیں آتے جو ہر شخص ہر شب کو دیکھا کرتا ہے۔ صرف لفظ رویاء مشترک ہے ورنہ نبی اور عام آدمی کے خواب کی نوعیت و کیفیت، نقش وتاثر، فائدہ ونتیجہ، علم وحکم پر چیز بالکل جداگانہ ہوتی ہے۔

عام انسانوں کی آنکھیں جب سوتی ہیں تو کم وبیش ان کے دل بھی سو جاتے ہیں۔ لیکن انبیاء کی آنکھیں تو سوتی ہیں۔ لیکن ان کے دل جاگتے ہیں۔

حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ ایک دفعہ آپ ﷺ نے بڑی دیر تک تہجد کی نماز پڑھی لیکن ابھی وتر نہیں پڑھے تھے تو لیٹ گئے حضرت عائشہ ؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ بے وتر پڑھے سوتے ہیں۔ فرمایا: اے عائشہ میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔(صحیح مسلم و ترمذی کتاب الرویاء)

دوسرے نمبر پہ نیک و پارسا لوگوں کے خواب ہیں۔ چونکہ ان کے دل گناہوں میں آلودہ نہیں ہوئے ہوتے۔ ایمان کی حرارت میں تروتازہ ہوتے ہیں۔ بصارت کے ساتھ بصیرت بھی رکھتے ہیں۔ لہٰذا ان کے خواب صحت و صداقت کے رنگ میں رنگے ہوتے ہیں۔

تیسرے نمبر پہ کم پرہیزگار لوگوں کے خواب۔ جو ملے جلے ہوتے ہیں۔ سچ اور جھوٹ ہو سکتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے رویائے تمثیلی

① نبی ﷺ مکہ معظمہ میں تھے۔ اسلام سختیوں اور مصیبتوں میں گم تھا۔ آپ ﷺ کے ساتھیوں کی تعداد بہت کم تھی کہ آپ کو خواب میں دکھایا گیا کہ آپ اپنی جماعت کے ساتھ عقبہ بن رافع کے گھر میں ہیں اور ابن طاب کی تروتازہ کھجوریں لا کر آپ کو آپ کے رفقاء کو دی گئی ہیں۔ آپ ﷺ نے اس کی یہ تعبیر کی کہ دنیا میں مسلمانوں کو ترقی اور آخرت میں عاقبت بخیر ہوگی اور ان کا مذہب پھلے اور پھولے گا۔(صحیح مسلم کتاب الرویاء، کتاب الرویاء وصحیح بخاری، کتاب التفسیر)

② قرب ہجرت کے زمانہ میں آپ ﷺ کو ہجرت اور ہجرت کے بعد تمام واقعات خواب میں دکھائے گئے۔ آپ نے فرمایا: کہ میں نے دیکھا کہ میری ہجرت کی سرزمین میں کھجوروں کا باغستان ہے میرا خیال تھا کہ یہ یمامہ یا ہجر کا شہر ہوگا۔ لیکن وہ یثرب نکلا۔ اسی خواب میں نظر آیا کہ میرے ہاتھ میں تلوار ہے۔ میں نے اس کو ہلایا تو وہ ٹوٹ گئی یہ احد کی شکست کی طرف اشارہ تھا پھر میں نے اس کو ہلایا تو وہ ایک نہایت عمدہ تلوار ہو گئی یہ اس واقعہ کی تمثیل تھی کہ احد کے بعد اللہ تعالیٰ فتح وکامیابی اور مسلمانوں کا اجتماع نصیب کرے گا۔ میں نے اسی خواب میں گائے کو ذبح ہوتے دیکھا یہ وہ مسلمان ہیں جو احد میں شہید ہوئے اس کے بعد بھلائی دیکھی یہ وہ بھلائی ہے جو اسلام کو نصیب ہوئی۔(صحیح مسلم کتاب الرویاء)

③ مسلمانوں نے جب مدینہ کو ہجرت کی تو یہاں کی آب و ہوا ان کے موافق نہ تھی۔ وباء بھی پھیلی تھی۔ مہاجرین میں اضطراب سا تھا آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک کالی سیاہ عورت جس کے سر پر بال الجھے اور پریشان ہیں وہ مدینہ سے نکل کر جحفہ کی طرف جا رہی ہے۔ اس کی تعبیر یہ ارشاد فرمائی کہ مدینہ کی وباء جحفہ منتقل کر دی گئی۔(صحیح بخاری وترمذی کتاب الرویاء)

④ ایک دفعہ آپ ﷺ کو رویاء میں دکھایا گیا کہ آپ کے دونوں ہاتھوں میں سونے کا ایک ایک کنگن ہے اس سے آپ ﷺ کو تکلیف ہوئی حکم ہوا کہ ان کو پھونک دو آپ ﷺ نے پھونکا تو دونوں کنگن ہاتھوں کے علیحدہ ہو کر اڑ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ یہ نبوت کے دو جھوٹے مدعی ہیں۔(مسیلمہ اور اسود عنسی) جو میرے بعد پیدا ہوں گے۔(صحیح بخاری ومسلم و ترمذی کتاب الرویاء والتعبیر)

⑤ آپ ﷺ نے دیکھا کہ آپ کے سامنے دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا۔ آپ نے اس کو اس قدر سیر ہو کر پیا کہ انگلیوں سے دودھ بہنے لگا۔ پیالہ کا بچا ہوا دودھ آپ نے حضرت عمر ؓ کو عطا فرمایا۔ آپ ﷺ نے لوگوں سے جب یہ خواب بیان کیا تو انہوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ اس کی تعبیر آپ ﷺ نے کیا کی؟ فرمایا علم۔(صحیح بخاری کتاب التعبیر ومناقب عمر ؓ)

⑥ اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا: آج شب کو جب میں سویا تھا میرے سامنے کچھ لوگ پیش کیے گئے۔ ان میں سے کسی کے بدن پر کرتہ سینے تک تھا۔ کسی کا اس سے نیچے تک۔ عمر ؓ جب سامنے آئے تو ان کے جسم پر کرتہ اتنا بڑا تھا کہ اس کے دامن زمین پر لوٹ رہے تھے۔ سننے والوں نے پوچھا! آپ ﷺ نے اس کی تعبیر کی۔ فرمایا دین۔(صحیح بخاری کتاب التعبیر ومناقب عمر ؓ)

⑦ آنحضرت نے فرمایا: رات میں نے دیکھا کہ میں جنت میں ہوں سامنے ایک محل ہے ایک عورت اس میں بیٹھی وضو کر رہی ہے۔ میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے۔ جواب دینے والے نے جواب دیا کہ یہ عمر ؓ کا مسکن ہے۔ میں نے چاہا کہ اندر جاؤں۔ مگر عمر ؓ کی غیرت یاد آئی تو الٹا پھر گیا۔ حضرت عمر ؓ سن کر رو پڑے اور کہا یا رسول اللہ میں آپ ﷺ سے غیرت کرتا۔(صحیح بخاری و مسلم و ترمذی کتاب التعبیر وکتاب الرویاء مناقب عمر ؓ)

⑧ ایک دفعہ آپ نے حضرت بلال ؓ سے پوچھا! تم کون سا ایسا نیک عمل کرتے ہو کہ میں جنت میں گیا تو

تمہارے جوتوں کی چاپ کی آواز سنی۔ عرض کیا یا رسول اللہ ہمیشہ باوضو رہتا ہوں اور جب نیا وضو کرتا ہوں۔ دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہوں۔ (بخاری و مسلم مناقب بلال ؓ)

⑨ حضرت خدیجہ ؓ نے پوچھا! کہ یا رسول اللہ ورقہ بن نوفل جنت میں گئے یا دوزخ میں انہوں نے آپ کی تصدیق کی تھی۔ لیکن آپ کے ظہور سے پہلے مرگئے۔ فرمایا مجھے وہ خواب میں دکھائے گئے کہ وہ سپیدہ کپڑے پہنے ہیں۔ اگر وہ دوزخ میں ہوتے تو ان کے جسم پر یہ لباس نہ ہوتا۔ (ترمذی کتاب الرویاء مسند احمد)

⑩ آپ ﷺ نے صحابہ ؓ کے مجمع میں ایک دن فرمایا کہ رات مجھے ایک رویاء دکھائی گئی۔ میں نے دیکھا کہ میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہوں۔ اسی اثناء میں میں نے ایک شخص کو دیکھا۔ جس کا رنگ گندم گوں تھا۔ بہتر سے بہتر گندم گوں آدمی جو آدمی جو تم نے دیکھا ہو اس کے گیسو بڑھے ہوئے تھے۔ بہتر سے بہتر گیسو جو تم نے دیکھے ہوں۔ کنگھی سے بال درست کئے تھے۔ اور ان سے پانی قطرے ٹپک رہے تھے۔ دو آمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر وہ طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے۔ جواب ملا مسیح بن مریم ؑ میں ادھر دیکھنے کو مڑا تو ان کے پیچھے ایک اور آدمی نظر آیا۔ سرخ رنگ موٹا بھلا بالوں میں بہت گھونگر پڑے ہوئے۔ ایک آنکھ سے کانا۔ آنکھ ایسی معلوم ہوتی تھی۔ کہ گویا ابھرا ہوا انگور ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ معلوم ہوا دجال ہے۔ (صحیح بخاری کتاب التعبیر و صحیح مسلم باب الاسرا)

⑪ ام المومنین زینب بنت جحش ؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ آپ ﷺ سونے سے جاگ اُٹھے۔ چہرہ مبارک سرخ تھا اور زبان پر یہ کلمات تھے لا الٰہ الا اللہ افسوس ہے عرب پر برائی نزدیک آگئی۔ یاجوج وماجوج کی دیوار میں آج اتنا سوراخ ہوگیا۔ (صحیح بخاری کتاب الفتن)

اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے

حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے۔ جب تم میں سے کوئی شخص ایسا خواب دیکھے جو اس کو اچھا معلوم ہو تو سمجھ لے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے سو وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور آگے بھی بیان کردے اور اگر کوئی اس کے علاوہ خواب دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہو تو وہ شیطان کی طرف سے ہے۔ پس اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے اور کسی سے بیان نہ کرے کیونکہ ایسا کرنے سے پھر وہ نقصان نہیں دے گا۔ (بخاری)

مخلص دوست اور دلی ہمدرد کو ہی اپنا خواب سنانا چاہیے جو آپ سے محبت رکھتا ہو آپ سے حسد نہ کرے۔ حضرت یعقوب ؑ نے یوسف کو تاکید کی تھی کہ بیٹا اپنا خواب کسی کو نہ سنانا۔ برا خواب آنے پہ بائیں طرف تین دفعہ تھوکنا۔ شیطان اور اپنے خواب کی برائی سے تین مرتبہ اللہ کی پناہ مانگنا چاہیے۔ اور ایسا خواب کسی کو نہیں سنانا چاہیے اور پہلو بدل کر سونا چاہیے۔ (مسلم)

خواب کے بارے میں جھوٹ بولنے کی سخت مذمت

ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ انسان اپنی آنکھوں کو ایسی چیز دکھائے جو انہوں نے نہ دیکھی ہو۔ یعنی جھوٹا خواب بیان کرے۔ (بخاری)

خواب چونکہ نبوت کا حصہ ہیں۔ اور نبوت اللہ کی طرف سے ہے اور جھوٹا خواب بیان کرنا اللہ پہ جھوٹ باندھنا ہے۔ جو مخلوق کے ساتھ جھوٹ بولنے سے بھی زیادہ برا ہے۔

خواب اور تعبیر

ایک حدیث میں ہے کہ خواب کی وہی تعبیر ہوتی ہے جو پہلے تعبیر کرنے والا بیان کردے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ خواب پرندے کے پاؤں سے اٹکا ہوتا ہے۔ جب تک اس کی تعبیر نہ کی جائے جب تعبیر کی جائے تو واقع ہو جاتا ہے۔ (فتح الباری)

خواب کی تعبیر بیان کرنا نبوت کے کمالات اور خوبیوں میں سے ہے۔ یہ ملکہ ہر کسی کو حاصل نہیں یہ مقام علم و تقویٰ اور حق و صداقت کی بناء پر ہی ملتا ہے۔

خواب کی تعبیر ہمیشہ کسی مستند و ماہر باعمل عالم دین سے ہی کروانی چاہیے۔

خواب زندگی کا حصہ ہیں

اجزائے نبوت میں سے ہیں۔ ان کی قدر و قیمت سے انحراف ممکن ہے نہ ہی یہ کبھی متروک ہو سکتے ہیں۔

ہم سب خواب دیکھتے ہیں۔ اپنے خوابوں سے محبت بھی رکھتے ہیں۔ بے شمار تمنائیں لاتعداد خواہشات ہیں۔ دن رات جن کے پورا ہونے کے خواب بُنتے ہیں۔

لیکن خواب اور حقیقت دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ خواب دیکھنے چاہئیں لیکن خوابوں میں رہنا نہیں چاہیے۔ خوابوں کے اتنے اسیر نہ ہوں کہ حقیقی زندگی میں دم گھٹنے لگے یا چھوٹی چھوٹی حقیقتوں کا سامنا بھی مشکل ہو جائے۔

خواب خواب ہیں۔ زندگی کے لئے عذاب نہیں ان کے ٹوٹنے کا غم کہیں فرائض زندگی سے غافل نہ کردے۔

خواب اور نیند کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ خواب ہمیشہ بند آنکھوں سے ہی دیکھنے چاہیے۔ خود ساختہ تصورات، خیالات، قیاسات، جذبات کو کھلی آنکھوں دیکھے خواب نہ بنائیں ان کے ٹوٹ جانے کی چبھن آنکھوں کو ایسا اندھا کرتی ہے کہ حق و باطل کا فرق مٹ جاتا ہے۔

یہ خواب نہیں بلکہ امراض کہن بن جاتے ہیں۔

ہم مسلمان ہیں۔ اللہ کی بنائی حدود و قیود کے پابند ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے جذبات، توقعات، دلچسپیاں، پسند ناپسند اللہ تعالیٰ کے دین کے تابع کرلیں۔

دنیاوی خواہشات کو دل کی گہرائیوں میں پیوست کرنے کے بجائے اللہ کی توحید ایمان و عمل، تقویٰ و اخلاص، رسول کی محبت کو دلوں میں جگہ دیں اور یقین کامل رکھیں کہ جو خواب ہماری دنیا و آخرت کے لئے بہتر ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کو ان شاء اللہ ضرور پورا کرے گا۔ اور جو خواب دنیا و آخرت میں ہمارے لیے شقاوت و تکلیف کا باعث ہیں۔ ان کو ہم سے دور فرما دے گا۔ اگر چہ اپنی لاعلمی و کم فہمی کی وجہ سے ہم انہیں آنکھوں میں سجائے بیٹھے ہیں۔

آیئے کوشش کریں کہ اللہ کے احکامات کی پابندی، رسول اللہ ﷺ دین کی سربلندی ہی ہمارا خواب رہ جائے۔ ہم نیکیوں میں سبقت کے رویائے صالحہ دیکھیں شیطان پہ اس قدر غلبہ پالیں کہ خوابوں میں بھی ہمیں غمگین نہ کرے۔ ہمارے دل باتیں اور خیالات ایمان و عمل کی کہانیاں ہوں۔ حقیقی منزلوں کی کسک خواب بھی نہ مٹا سکیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے۔ آمین

بقیہ: تمہاری داستان

انہیں اگر تنہا کر دیا جائے گا یا قبرستانوں سے ڈرایا جائیگا۔ تو شاید یہ اپنی جدوجہد سے رک جائیں گے۔ مستقبل کی حکومتیں ہمارے قدم چومیں گی، ہمارے وائٹ ہاؤس آنے جانے کے راستے ہموار ہوں گے انہیں بھی شاید یہ یاد نہیں کہ میدان میں یکہ و تنہا رہ جانا اگر افسوس ناک ہے تو وجہ تفاخر بھی ہے۔ دو بھلائیوں میں سے ایک ہمیشہ حق کے راہیوں کے ساتھ رہے گی۔ اور اس کی شہادت قرآن دیتا ہے۔ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ۔

اور تمہارے جیسی منافقانہ پالیسیاں اختیار کرنے والے کا انجام بھی کلام الٰہی کے سینے پر رقم ہے۔ وَ نَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ۔ (التوبہ)

باقی رہا تم جرنیلوں، واعظوں، شجاعتوں کی پیٹھ ٹھونکنے والا تمہارا آقا تو وہ بیچارہ ابھی تک القاعدہ کے لگائے زخم بھرنے میں مصروف ہے اور خوف کے مارے اب عراق سے نکلنے کی تدبیریں سوچ رہا ہے۔ لیکن اب کمبل پکڑنے والے کو کمبل نہیں چھوڑ رہا۔ اس بیچارے نے کبھی سوچا تھا افغانستان جاؤں گا۔ ملا عمر اور اسامہ پر ڈیزی کٹر گراؤں گا۔ وہ وہیں ڈھیر ہو جائیں گے۔ میری سپر پاوری کی دھاک بیٹھ جائے گی۔ کوئی اونچی سانس نہ لے سکے گا۔ نتیجہ میں وہاں کا بچہ بچہ جذبہ جہاد سے سرشار ہوا، کئی عمر اور اسامہ کی راہ کے ہمراہی بنے۔ اس نے سوچا عراق پر قدم رکھوں گا۔ صدام فی الفور گرفتار ہو گا۔ عراقی ہمارے گلوں میں پھولوں کے ہار لٹکائیں گے۔ ان کی آنکھیں ہمارے لئے فرش راہ ہوں گی۔ زرقاوی ختم ہو گا۔ سارے جہادی دم سادھ لیں گے۔ ادھر لبنان میں اپنے دم چھلے کی پیٹھ ٹھونک دی۔ وہ بیچارہ حزب اللہ کے ہاتھوں وہ پٹا کہ چیخ اُٹھا۔ ابھی نہیں ابھی نہیں میں نے تو ابھی تیاری نہیں کی تھی۔

اب تو اس تمہارے سفید مالک کا ان سرفروشوں سے بچاؤ کا سہارا تمہارے جیسے ایمان فروش ہی ہیں۔ جو اس بیچارے کو بیساکھیوں کے سہارے پھر کھڑا کر دیتے ہیں لیکن یہ یاد رکھنا کہ یہ اپنے وفا شعاروں کو یہ بھی معاف نہیں کرتا۔ یہ وفائیں مہنگی پڑیں گی۔

اس انجام بد سے بچنا چاہتے ہو۔ تو آج بھی قرآن کی طرف لوٹ آؤ قرآن ہمیں بریف کرتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ. الخ

کیا یہ کم اعزاز ہے کہ خالق عالم تمہارے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھتا ہے اور تمہیں نصیحت کرتا ہے۔

اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ. (انفال)

قرآنی احکام کے ساتھ وفاؤں کا صلہ دارالخلد میں نعمتوں کی صورت میں ملے گا۔

بابائے قوم نے اپنے جانشینوں میں جذبہ جہاد ابھارنے کے لئے کہا تھا۔ کہ یہ ہندو بنیا کشمیر پلیٹ میں رکھ کر تمہیں خیرات نہیں کرے گا۔ وہ کیا جانتے تھے کہ میرے ناخلف اور نااہل جانشین خود پلیٹ میں رکھ کر انہیں کشمیر پیش کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔

لہٰذا ہم ایک بار بصد شکریہ ایسی ہمدردیاں کرنے والوں کی ہمدردیاں واپس کرتے ہیں۔ اس لئے کہ اب یہ فیصلہ کرنے کا حق کشمیر کے شہداء کے ورثاء کا ہے۔ کیونکہ کشمیر کی قدر و قیمت جو وہ سمجھتے ہیں۔ وہ اسلام آباد کی خوشگوار فضاؤں میں سخت سیکیورٹیوں اور حفاظتی دستوں میں رہنے والے حکمرانوں کو نہیں ہو سکی۔

کشمیری شہداء کے ورثاء بھی ان کی ہمدردیوں کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں۔ آپ ان کی مشکلات اور تنہائیوں سے خوف نہ کھائیں۔ ان کا اللہ ان کے ساتھ ہے۔ اور ویسے بھی وہ اپنی منزل جانتے ہیں۔

پاتے نہیں جب راہ تو چڑھ جاتے ہیں نالے
رکتی ہے میری طبع تو ہوتی ہے رواں اور

محب وطن پاکستانی مسلمانوں کے نام!

میں آپ کے کثیر الاشاعت جریدے کی توسط سے اپنے مسلمان بہن، بھائیوں سے مخاطب ہوں۔ اہل وطن! کچھ عرصے سے ہمارے نام نہاد حکمرانوں نے وسائل کی کمی اور مسائل کی بے انتہا زیادتی کا جو شور مچایا ہوا ہے۔ ہر مسلمان بھی اب اسی طوفان میں گھرا ہوا نظر آتا ہے۔ حالانکہ مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ اسباب پہ نگاہ نہیں رکھتا بلکہ مسبب الاسباب کی بے پایاں رحمت پر یقین رکھتا ہے۔ وسائل کی کمی کا رونا رونے کا ایک رخ یہ ہے کہ حکومت "نئی روشن پسند" پالیسیوں کے ذریعے مخلوط تعلیم کو عام کر رہی ہے۔ اور وجہ وسائل کی کمی بتائی جاتی ہے۔ چھوٹے چھوٹے قصبوں تک میں مخلوط تعلیم کے ادارے بنائے گئے ہیں۔ جن کے برگ و بار آشکار ہو ہی رہے ہیں۔ اگر حکومت کو قوم کی تعلیم کے ساتھ کوئی دلچسپی ہوتی تو میلوں رقبے پر پھیلی ہوئی یونیورسٹیز اور وسیع و عریض کالجز میں الگ الگ عمارتوں اور کمروں میں لڑکیوں، لڑکوں کو تعلیم دینا چنداں مشکل نہیں۔ لیکن حد تو یہ ہے کہ اب بوائز سکولز میں گرلز اساتذہ کا تعین اور گرلز سکولز میں مرد اساتذہ کا تعین کیا گیا ہے۔ جبکہ دونوں طرف اداروں میں برابر ضرورت ہے اور اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ تو کیا ضرورت ہو سکتی ہے ان اقدامات کی؟ یہی کہ یورپی تہذیب کے دلدادہ اور پروردہ یہاں وہ تہذیب لانا چاہتے ہیں جس میں جرائم کی کثرت اور تباہی ہی تباہی ہے۔ ایسے حالات میں بے حس اور غافل مسلمانوں سے اپیل ہے کہ خدارا جاگ جائیے۔ اپنی معصوم کلیوں کو ایسے اداروں میں مسلے جانے سے بچانے کے لیے متحد ہو جائیے۔ کہیں ہماری غفلت ہمیں لے نہ ڈوبے اور اسفل السافلین نہ بنا دے۔

از: مریم خان، ملت پبلک سکول جام پور

کاش تم نے ابرہہ کا انجام دیکھا ہوتا

بنت محمد مسکین

ہر دور میں فرعون آتے رہے۔ ہر دور میں نمرود پیدا ہوتے رہے، ہر دور میں محمد بن صباح جیسے لوگ (جو دنیا میں جنت بنانے کا دعویٰ کرتا تھا) پیدا ہوتے رہے۔ ہر دور میں ابرہہ جیسے ذہن کعبہ کے خلاف سازشیں تیار کرنے کے لئے دنیا میں آتے رہے۔ لیکن جب اللہ رب العزت کی طاقت جلال میں آئی تو فرعون کے گھر میں موسیٰ علیہ السلام نے پرورش پائی۔ اور پھر فرعون کا نام ونشان باقی نہ رہا۔ نمرود کی چال کے باوجود ابراہیم پیدا ہوئے۔ اور پھر مچھر نے اس کو مار ڈالا (اللہ کے حکم سے) محمد بن صباح نے جنت بنائی۔ لیکن آج دنیا میں نہ اس کا نام ونشان باقی ہے اور نہ اس کی جنت کہیں نظر آتی ہے۔

ابرہہ کعبہ کو مسمار کرنے کے لئے گیا۔ لیکن ابابیلوں نے پتھروں کی بارش برسا کر اسے تہس نہس کر ڈالا۔ آج نہ اس کا نام ہے نہ اس کے گرجا کا۔ ایسا ہی ایک شیطان آج بھی پیدا ہوا ہے۔ جو اپنے آپ کو ڈاکٹر انس شروش (Dr Anis Shorrwsh) کہتا ہے۔ جس کا دعویٰ ہے کہ اس نے چودہ سو سال میں پہلی دفعہ قرآن اور محمد کے چیلنج کو قبول کیا ہے کہ کوئی بھی انسان اس جیسا کلام نہیں بنا سکتا۔ لیکن شاید وہ نہیں جانتا۔

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ

ترجمہ: بے شک ہم نے قرآن کو اتارا اور بے شک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اگر جانتا ہوتا تو اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی کتاب کو قرآن پاک سے تشبیہ نہ دیتا۔ اور اس کو ''The True Furqan'' فرقان الحق کبھی نہ کہتا۔ اس شیطان کا کہنا ہے کہ اس کا یہ قرآن اس کے ایک عیسائی عرب دوست نے لکھا ہے۔ اور اس نے اسے انگلش میں ترجمہ کیا ہے۔ اپنی اس شیطانی کتاب میں اس نے 77 سورتیں لکھی ہیں۔ جن کو سورتیں کہنا سورتوں کی توہین ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اس نے قرآن کو صرف سات سال کے عرصے میں مکمل کیا ہے اور محمد ﷺ کا قرآن 23 سال کے عرصے میں مکمل ہوا۔ وہ کہتا ہے کہ عربوں کے رسول نے تمام دنیا کو چیلنج کیا تھا۔ کہ وہ قرآن کی طرح کی کتاب لے کر آئیں۔ اور اس نے اس چیلنج کو قبول کر لیا ہے۔ اس کی اس کتاب میں شاعری اور نثر دونوں کو شامل کیا گیا ہے۔ جہاں تک تمہاری پہلی بات کا تعلق ہے۔ کہ تم نے قرآن (برائے نام قرآن) کو سات سال کے عرصے میں مکمل کیا ہے۔ اور محمد ﷺ کا قرآن

23 سال کے عرصے میں مکمل ہوا۔ تو تمہارا چیلنج اس پہلی بات سے ہی فیل ہو جاتا ہے۔ جانتے ہو قرآن کو مکمل ہونے میں 23 سال کیوں لگے۔ کیوں کہ جب بھی سورۃ یا آیت نازل ہوتی تھی۔ محمد ﷺ اس کو خود نہیں لکھتے۔ اللہ کے حکم سے جبرائیل ان کے پاس لیکر آتے تھے۔ تو اس کے نازل ہونے کے بعد اسے Implement کیا جاتا تھا۔ مطلب یہ کہ اگر اس آیت میں ممانعت کا کوئی حکم ہوتا تو مسلمان فوراً اس سے رک جاتے۔ اور جیسے شراب کی ممانعت کی آیات نازل ہوئیں۔ تو حدیث میں آتا ہے۔ کہ مدینے کی گلیوں میں شراب ایسے بہہ رہی تھی۔ جیسے سیلاب، اور اگر کسی اصول کو لاگو کرنے کا حکم آتا تو اس پر فوراً عمل کیا جاتا۔ جیسے نماز کا حکم آیا تو مسلمان پانچ وقت کی نماز کے لئے تیار ہو جاتے۔ جہاد کا حکم آیا تو جہاد کے لئے تیار ہجرت کا حکم آیا تو ہجرت کے لئے تیار۔

سب سے پہلے محمد ﷺ اس پہ عمل کرتے۔ اور پھر سارے صحابہ اس لئے اس قرآن کو مکمل ہونے میں اتنے سال لگے۔ تو تم مجھے یہ بتاؤ کہ ان سات سالوں میں تم نے جو کتاب تیار کی ہے۔ ان میں کسی چیز کو کیسے اور کہاں Implement کرنا ہے۔ کیا کسی شیطان کے علاوہ کسی اور نے اس پر عمل کیا۔ عمل کیسے ہوتا کہ

ترجمہ: ہم نے آج کے دن تمہارا دین تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے۔ دین تو مکمل ہو چکا۔ پھر نئی چیز پر کون کیسے عمل کرتا۔

دوسرے قرآن کی جب بھی کوئی سورۃ اور کوئی آیت نازل ہوتی تو اس کے پیچھے اس کا کوئی نہ کوئی شانِ نزول ہوتا۔ جیسے سورۃ اخلاص نازل ہوئی تو اس کا شان نزول کیا تھا۔ وہ کون سا واقعہ تھا۔ جس کی وجہ سے سورۃ اخلاص نازل ہوئی۔ کہ جب یہود نے کہا کہ عذیر اللہ کا بیٹا ہے۔ (نعوذ باللہ)

اور عیسائیوں نے کہا کہ عیسیٰ اللہ کا بیٹا ہے (نعوذ باللہ) اور فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ (ثم نعوذ باللہ) تو اللہ رب العزت نے محمد ﷺ کے ذریعے تمام دنیا کو کیا بتایا:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ.

ترجمہ: کہہ وہ اللہ ایک ہے۔

میں جانتی ہوں سارے مسلمان جانتے ہیں کہ تم ایسا کوئی کلام نہیں لکھ سکتے۔ کہ یہ کلام اگر پہاڑوں پر اتارا جاتا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتے۔ ارے عرب کہ جن کی زبان عربی تھی۔ وہ ایسا کوئی کلام نہ لا سکے شاید اس وقت بھی کوئی ڈاکٹر انس شروش ہوا ہو۔ جس نے ایسا کرنے کی جرأت کی ہو۔ اور پھر دنیا نے اس کا عبرت ناک انجام دیکھا ہو۔ عربوں نے بھی جب اس کلام کو دیکھا۔ تو دل میں کہہ اُٹھے یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہو سکتا۔ میں نے انس شروش تمہاری کتاب دیکھی ہے۔ انٹرنیٹ کے ذریعے تم اپنی کتاب پھیلا کر دنیا کو گمراہ کرنا چاہتے ہو۔ لیکن اس رب کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ جب میں نے اس کے اس صفحہ کو کھولا جس کو تم نے سورۃ فاتحہ کا نام دیا ہے۔ تو اس کو پڑھتے ساتھ ہی مجھے لگا۔ یہ تو صاف اور واضح الفاظ میں کسی انسان کا کلام لگتا ہے۔ یہ میرے قرآن کا مقابلہ کیسے کر سکتا ہے۔ قارئین اس کی سورۃ فاتحہ کی کچھ آیات میں آپ کے سامنے بھی رکھتی ہوں۔ اسے پڑھئے اور پھر بتایئے کہ کیا کہیں کوئی گنجائش نکل سکتی ہے۔ اس کی قرآن کے ساتھ مقابلے کی۔ نہیں۔ بالکل نہیں۔

سورۃ الفاتحہ The Opening

بسم الآب الكلمة الروح الا له الواحد الآوحد.

اس کا ترجمہ لکھ کر میں اپنے صفحات کالے نہیں کرنا چاہتی یہ اس کی Starting ہے آگے لکھتا ہے۔

هو ذا الفرقانُ الحق نحبّه نبلّغه للصالحين.

من عبادنا وللناس كافة ولا تحش القوم المعتدين.

آپ اس کو پڑھیں گے۔ تو آپ کو یہ ایک کفریہ کلام لگے گا۔ اور اس نے کیا کیا ہے۔ قرآن پاک کی مختلف جگہوں سے الفاظ چن چن کر ان کو ملا دیا ہوگا۔ اور کہہ رہا ہے کہ میں نے خود سورت بنائی ہے۔ چیلنج تو تب پورا ہوتا نا جب تم ایسے الفاظ لکھتے جو قرآن پاک میں کہیں ہیں ہی نہیں۔ جیسے کسی کو نیا نیا رائٹر بننے کا شوق ہوتا ہے۔ اور وہ مختلف جگہوں سے چیزیں نقل کر کے اپنی ایک تحریر بنا لیتا ہے۔ انس شروش نے بھی ایسے ہی کیا۔ اب اس کے آگے میں تمہیں کیا دلائل دوں۔ تمہاری کتاب کو جھوٹا کہتے ہیں۔

قارئین سات سال پہلے اس نے اس کتاب کو لکھا۔ 1999ء میں پہلی بار اس کی کتاب شائع ہوئی یہاں یہ بتاتی چلوں کہ انس شروش ایک عیسائی ہے۔ وہ امریکہ میں مقیم ہے۔ ایک بوڑھا شخص ہے۔ اس کے چار بچے اور آٹھ پوتے، پوتیاں ہیں۔ اس کتاب کے لکھنے میں اس کی بیوی نے بھی اس کی مدد کی ہے۔

2004ء میں شاید پہلی بار ایک پروفیسر مصطفیٰ بکری نے اس کے خلاف ایک کالم لکھا تو اس کے جواب میں وہ لکھتا ہے۔ کہ تم لوگوں کو پانچ سال بعد اس کا جواب دینا تھا۔ اصل میں شروش تمہاری کتاب اس قابل ہی نہیں کہ اس کے بارے میں کچھ لکھا جائے۔ اور نہ ہی مسلمانوں کو اس سے خطرہ ہے۔ کیونکہ اگر مسلمان قرآن کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ تو اللہ خود اس کی حفاظت فرمائے گا۔ بالکل ویسے جیسے کعبہ کی حفاظت اس نے خود کی تھی۔ لیکن میں دنیا کو یہ بتانا چاہتی تھی۔ کہ تم نے محمد ﷺ کے چیلنج کو قبول کیا۔ اور اس چیلنج میں تم کس بری طرح فیل ہوئے ہو۔ میں نے دلائل سے ثابت کر دیا ہے۔

ایک اور بات جو اس نے مصطفیٰ بکری کے جواب میں لکھی۔ وہ یہ تھی کہ جب اس کی شیطانی کتاب پہلی بار شائع ہوئی تو اس نے اسے سعودی شہزادے، کویتی شہزادے تمام مسلمان ایمبیسوں اور احمد دیدات جو کہ ساؤتھ افریقہ کے رہنے والے ہیں ان کو بھیجی۔ احمد دیدات کے بارے میں لکھتا ہے۔ کہ انہوں نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ عیسائیت کے خلاف تبلیغ میں گذارا۔ اور اس شخص کے ساتھ بھی ان کی کئی جگہوں پر مجمع کے سامنے بحث ہوئی۔ ان کے بارے میں اس کے الفاظ ہیں کہ اللہ نے انہیں فالج میں مبتلا کر دیا۔ جس کی وجہ سے وہ نہ بول سکتے ہیں نہ چل سکتے ہیں۔ شاید وہ انہیں سزا سمجھ بیٹھا ہے۔ لیکن وہ نہیں جانتا کہ ایک مسلمان کی زندگی اس دنیا میں آزمائشوں سے بھری پڑی ہے۔ آزمائشیں اور بیماریاں تو پیغمبروں پہ بھی آتی رہی ہیں۔ اور اللہ رب العزت انہیں اس کا کتنا اجر دے گا۔ تمہارے جیسے لوگ اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ تمہیں تو ابرہہ کے انجام سے عبرت پکڑ کر اپنے انجام کی فکر کرنی چاہیے۔ کہ آخرت میں تو آگ تمہارا مقدر بنے گی ہی دنیا بھی تمہارا برا اور خوفناک انجام دیکھے گی۔ (ان شاء اللہ)

قارئین کرام میں نے انٹرنیٹ سے بہت سے لوگوں کے خیالات اس کتاب کے بارے میں پڑھے۔ ایک شخص جو کہ شاید مسلمان ہے وہ لکھتا ہے کہ یہ کتاب مجھے بہت اچھی لگی ہے۔ اور اس کی وجہ سے مجھے قرآن میں کنفیوژن ہونے لگی ہے تو ایسے لوگوں کو اپنے ایمان کی حفاظت کرنی چاہیے اور قرآن کو سمجھ کر اس پر تدبر کرنا چاہیے۔ تاکہ وہ کفار کی سازشوں کا شکار ہو کر اپنے ایمان کو برباد کرنے کا باعث نہ بنیں۔

اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

سیرت

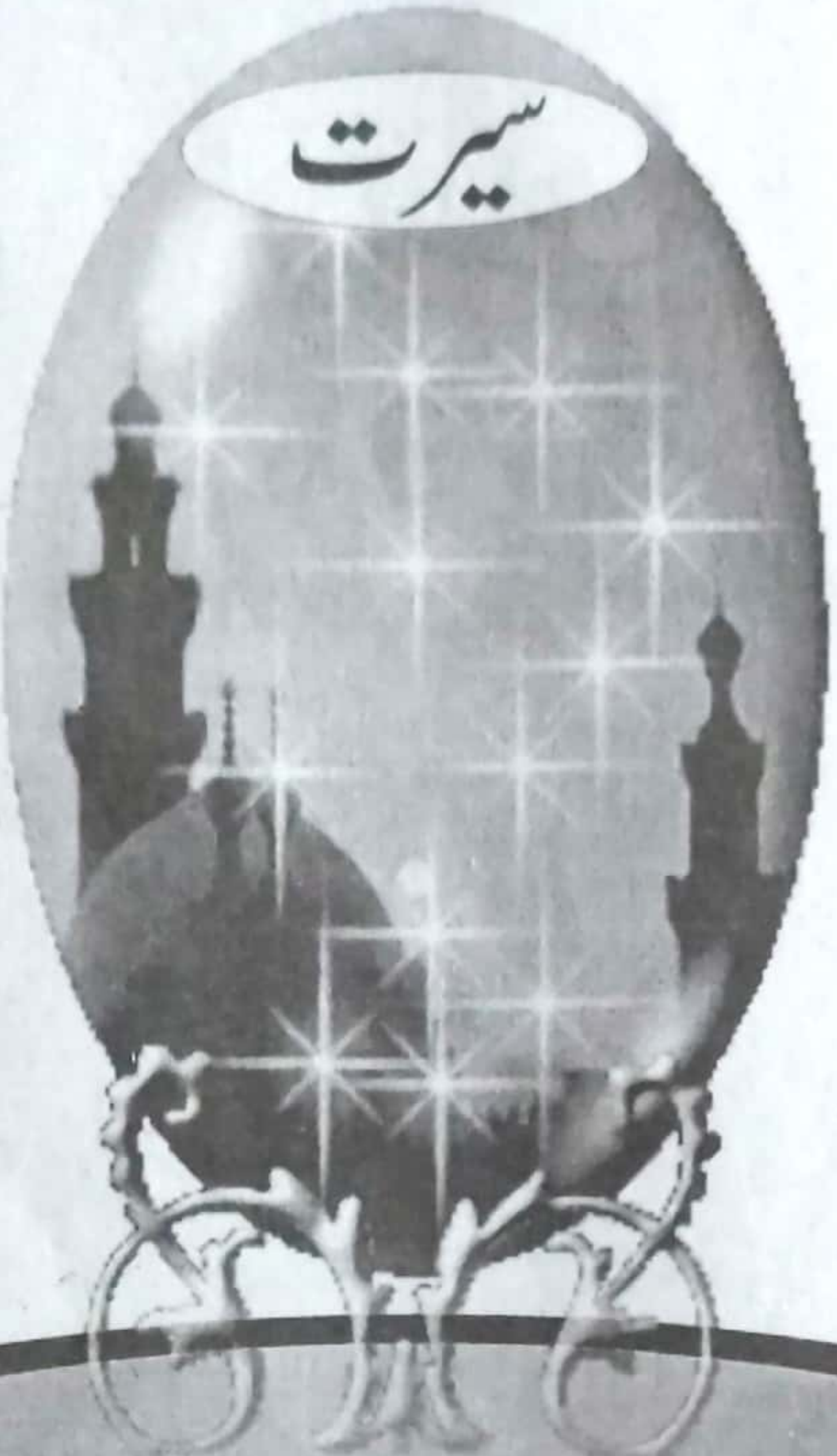

عید میلاد النبی ﷺ

ام عبد منیب

ملک عزیز میں جہاں اور بہت سے تہوار منائے جاتے ہیں۔ وہاں عید میلاد النبی بھی بڑی دھوم دھام سے منائی جاتی ہے۔ اور عوام اس میں جوش وخروش سے حصہ لیتے ہیں۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم اس بات کے پابند ہیں کہ ہم صرف وہی کام کریں جس کی اجازت ہمیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دی ہے۔ آیئے دیکھیں کہ اس تہوار کے بارے میں ہمیں شریعت کیا حکم دیتی ہے۔

عید میلاد النبی ﷺ کا مطلب

عید کا لفظی مطلب ہے۔ بار بار لوٹ کر آنا وہ جشن جو کسی مخصوص مدت کے بعد یا کسی مخصوص تاریخ یا کسی مخصوص دن کے آنے پر کوئی برادری، کوئی قوم یا کسی مذہب کے لوگ اجتماعی طور پر منائیں۔ اسے اردو میں جشن اور ہندی میں تہوار کہا جاتا ہے۔

میلاد کا مطلب ہے ولادت۔ عید میلاد النبی ﷺ کا مطلب ہے نبی ﷺ کی پیدائش کے دن منایا جانے والا تہوار۔

رسول اللہ ﷺ نے دین قیم کا ہر حکم من وعن لوگوں تک پہنچا دیا اگر اس میں کسی قسم کا شک کیا جائے تو رسول اللہ ﷺ کی شان مبارک میں بہت بڑی گستاخی بھی ہے اور ایمان کے ضائع ہوجانے کا خطرناک اشارہ بھی۔

ہم دیکھتے ہیں کہ احادیث کے تمام مجموعوں میں دو عیدوں کا ذکر موجود ہے اور اس کا نام ''کتاب العیدین'' یا ''ابواب العیدین'' کے نام سے ظاہر کیا گیا ہے۔ عیدین تثنیہ کا صیغہ ہے۔ جس کا مطلب ہے۔ ''دو عیدیں'' اس سے پتا چلتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ہمیں عید کے حوالے سے جو کچھ بتایا یا جو کچھ کہا وہ صرف دو عیدیں ہیں۔ تیسری عید کا کوئی وجود نہیں۔ پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ احادیث کے مجموعوں میں میلاد النبی ﷺ کے نام سے بھی کوئی عنوان نہیں۔ جس سے یہ پتا چلتا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے یوم ولادت کے کوئی خاص احکام، آداب یا ہدایات اپنی امت کو عطا نہیں کیے۔

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اہل مدینہ کے ہاں دو دن مقرر تھے۔ جن میں وہ کھیلتے اور خوشیاں مناتے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں دریافت فرمایا۔ عرض کیا گیا ہم جاہلیت کے زمانے سے یہ دن مناتے چلے آرہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے بہتر دو دن عطا کئے ہیں۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ (سنن نسائی ۱۴۶۵)

اس حدیث سے مندرجہ ذیل امور کا پتا چلتا ہے۔

- اسلام نے خوشی منانے کے لیے سال بھر میں صرف دو دن عطا کئے ہیں۔ اب ان میں کسی قسم کا اضافہ نہیں کیا جاسکتا۔ نہ کسی مذہبی جشن اور تہوار کا، نہ کسی قومی یا علاقائی جشن اور تہوار کا۔
- رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی رو سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو دو دن عطا کئے وہ غیر مسلموں کے تہواروں اور جشنوں سے بدرجہا بہتر ہیں۔ اور یہ ہمارے لیے غیر مسلموں کے تمام جشنوں کے مقابلے میں کفایت کرتے ہیں۔

کیا میلاد النبی منانا معیار محبت ہے؟

میلاد النبی منانے والوں کا کہنا ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ سے محبت کے اظہار کا ذریعہ ہے۔

دیکھنا یہ ہے کہ رسول سے سب سے زیادہ محبت کس کو ہے؟ یقیناً اس کا جواب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کو رسول اللہ ﷺ اللہ کے حبیب بھی ہیں اور محبوب بھی...... لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کے باوجود میلاد منانے کا کوئی حکم نہیں دیا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ محبت صحابہ کرام ﷢ کو تھی۔ یہ محبت ہی کے انداز اور اظہار تھے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد انہیں گرم کوئلوں پر لٹایا گیا۔ صحرا کی تپتی ریت پر گھسیٹا گیا۔ ان پر کھانا پینا بند کیا گیا۔ انہیں طعنے

دیئے گئے۔ برا بھلا کہا گیا، صحابہ نے محبتِ رسول اللہ ﷺ میں اپنے گھر بار چھوڑے، ماں، باپ اور بھائی، بہن چھوڑے، دولت اور کاروبار چھوڑے، پردیس اور فاقوں کی زندگی قبول کرلی۔

اپنوں نے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت اور اسلام کے تحفظ کے لیے گردنیں کٹادیں، سولی پر چڑھنا گوارا کرلیا لیکن یہ پسند نہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاؤں مبارک میں ایک کانٹا بھی چبھے...... رسول اللہ ﷺ نے جو حکم دیا فوراً اس پر عمل کرلیا۔

صحابہ کرام کی یہی وہ جان نثاری، دین پر عمل اور اسے دل وجان سے قبول کرلینے کی انتہا تھی کہ اللہ نے فرمایا: رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ...... رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کی رہنمائی کے لیے اپنی وفات کے وقت تقریباً ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ صحابہ کرام کی جمعیت چھوڑی۔ انہوں نے دین کی تبلیغ اور اشاعت کے لیے جو قربانیاں دیں تاریخ اس کی مثال نہ اس سے قبل کسی کے زمانہ میں پیش کرسکتی ہے اور نہ کبھی بعد کے زمانہ میں پیش کرسکے گی۔

غور طلب بات یہ ہے کہ صحابہ کرام کی اس کثیر تعداد میں سے کسی ایک نے بھی رسول اللہ ﷺ کی محبت کے اظہار کے لیے میلاد النبی منانے کا نہیں سوچا حالانکہ خلفائے راشدین کا زمانہ خلافت چالیس سال پر محیط ہے۔ صحابہ کرام کے بعد تابعین کا دور آیا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے فرمودات کو سننے اور دوسروں تک پہنچانے کے لیے دن رات ایک کردیا۔ ایک ایک سنت پر عمل انہیں دنیا ومافیھا سے زیادہ محبوب تھا۔ بعض حدیث بیان کرنے والے رسول اللہ ﷺ کی شدت محبت سے آبدیدہ ہوجاتے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ صحابہ کرام کی اس کثیر تعداد میں سے کسی ایک نے بھی رسول اللہ ﷺ کی محبت کے اظہار کے لیے میلاد النبی منانے کا نہیں سوچا حالانکہ خلفائے راشدین کا زمانہ خلافت چالیس سال پر محیط ہے۔

لیکن تعجب ہے کہ انہیں بھی محبتِ رسول ﷺ کے اظہار کے لیے میلاد منانے کا خیال نہ سوجھا، غرض پانچ صدیاں گزر گئیں، اسلام کی نعمت ساری دنیا میں پھیل گئی۔ عظیم محدثین کبار فقہاء اور نامی گرامی علماء میں سے کسی نے بھی میلاد النبی منانے کا نہ سوچا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین وہ لوگ ہیں جو میرے زمانے میں ہیں، پھر ان کے بعد والے لوگ (تبع تابعین) پھر وہ قومیں آئیں گی۔ جن کی شہادت قسم سے اور قسم شہادت سے سبقت لے جائے گی۔ (مسلم: کتاب فضائل الصحابہ، باب: ۲۶۵ بخاری)

غرض ان بہترین لوگوں میں سے کسی کے دل میں بھی میلاد النبی منانے کا خیال نہیں گزرا۔

سوموار کا روزہ: رسول اللہ ﷺ کی پیدائش سوموار (دوشنبہ) کو ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے اس دن کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: فِيْهِ وُلِدْتُ وَفِيْهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ. (مشکوٰۃ)

''اس دن میں پیدا ہوا۔ اور اس دن مجھ پر قرآن کا نزول (شروع) ہوا۔''

میلاد النبی منانے والے اس حدیث سے میلاد منانے کا جواز لیتے ہیں۔ غور طلب بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بارہ ربیع الاول کی بجائے دوشنبہ (سوموار) کا ذکر کیا اور سوموار ہر آٹھویں دن آتا ہے نہ کہ سال کے بعد ۱۲ ربیع الاوّل تو ہر سال کبھی کسی دن آتی ہے اور کبھی کسی دن لہٰذا حدیث کی مطابقت نہیں رہتی۔ آپ ﷺ نے دوشنبہ (سوموار) کے دن ختم دلانے، حلوہ بریانی پکانے، جلسے جلوس نکالنے، مولود گانے، گلیاں اور بازار سجانے کی بجائے ایک ایسی عبادت اختیار کی جو اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ایک راز کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور جو سحری سے لے کر شام تک انسان کو جائز نعمتوں سے فائدہ اٹھانے سے بھی روک دیتی ہے۔ جب کہ میلاد منانے والے جائز نعمتیں تو کیا ناجائز امور بھی میلاد منانے کے چکر میں خوب دھڑلے سے کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ سے سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: سوموار اور جمعرات کے روز (اللہ کے حضور) اعمال پیش کیے جاتے ہیں میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل پیش ہو تو میرا روزہ ہو۔ (سنن ترمذی، ابواب الصوم، باب ماجاء فی یوم الاثنین والخمیس: (۷۴۷)

خود رسول اللہ ﷺ نے ہی یہ واضح کردیا کہ سوموار کا روزہ میں اس لیے نہیں رکھتا کہ اس روز میری پیدائش ہوئی۔ بلکہ اس روز اعمال اللہ کے حضور پیش ہوتے ہیں۔

اور پھر سوموار ہی کو یہ تخصیص حاصل نہیں بلکہ یوم الخمیس (جمعرات) بھی اس میں شامل ہے۔

بہرحال اگر اس حدیث سے میلاد النبی کا استدلال کرنا ہے تو مشروع ومسنون طریقہ یہ ہے کہ ہر سوموار کو انفرادی طور پر روزہ رکھا جائے۔ اور الحمدللہ صحابہ کرام، فقہاء، محدثین، علماء اور آج کے دور میں بھی سنت پر عمل کرنے والے لوگ سوموار اور جمعرات کو یہ مسنون روزے رکھتے ہیں۔

عید کے روز روزہ: عید کے روز روزہ رکھنا ممنوع ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عیدین کے دن روزہ رکھنے سے منع کیا۔ ''ان میں سے ایک دن تو ایسا ہے کہ جس میں (رمضان کے) روزوں سے افطار ہوتا ہے۔ اور دوسرا دن ایسا کہ اس روز تم اپنی قربانیوں کا گوشت کھاتے ہو۔ (متفق علیہ)

رسول اللہ ﷺ کی ولادت کی خوشی اور ابولہب: امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں یہ روایت دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پیدائش پر ابولہب نے اپنی لونڈی اس خوشی میں آزاد کردی تھی۔ میلاد منانے والے اس سے میلاد کی خوشی منانے کا جواز لیتے ہیں۔

بچے کی ولادت پر والدین اور عزیز واقرباء خوش ہوا ہی کرتے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں کہ ابولہب نے لونڈی کو آزاد

کیا۔ میلاد النبی منانے والے مندرجہ ذیل باتوں پر غور کریں۔

❁ کیا ابولہب کا یہ عمل بعثت کے بعد وقوع میں آیا تھا؟ کیونکہ دینی احکام تو بعثت کے بعد اترنے شروع ہوئے نہ کہ بعثت سے قبل۔

❁ کیا ابولہب رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آیا اور آپ ﷺ نے اس کے لونڈی کے آزاد کرنے کی تحسین کی؟

ابولہب رسول اللہ ﷺ پر ایمان رکھتا تھا یا آپ ﷺ کا جانی دشمن؟

❁ قرآن حکیم میں جس ابولہب کو نام لے کر عذاب کی وعید سنائی گئی کیا اس کے عمل سے استدلال کوئی محب رسول ﷺ کرے گا یا دشمن رسول ﷺ؟

❁ کیا میلاد منانے والوں کو سنتِ مصطفوی ﷺ کے مقابلے میں سنت ابولہبی پسند ہے؟

❁ امام بخاری رحمہ اللہ جنہوں نے یہ روایت اپنی صحیح حدیث میں بیان کی کیا وہ خود میلاد منانے کے قائل تھے؟ یا ان کی نظر میں ابولہب لونڈی آزاد کرنے کی وجہ سے صاحب فضیلت شخص تھا یا معتوب ومغضوب؟

شوکت اسلام کا اظہار: میلاد النبی منانے والوں کا کہنا ہے کہ اس طرح شوکتِ اسلام کا اظہار ہوتا ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا عہد صحابہ میں شوکتِ اسلام کے اظہار کی ضرورت نہیں تھی؟ اگر اس دور میں ضرورت تھی تو پھر صحابہ نے میلاد منانے کا طریقہ اختیار کیوں نہ کیا؟ جلسے جلوس نکالنے، ختم دلانے اور چراغاں کرنے کا طریقہ کسی بھی خوشی کے موقع پر کیوں اختیار نہ کیا؟

آپ ﷺ نے دوشنبہ (سوموار) کے دن ختم دلانے، حلوہ بریانی پکانے، جلسے جلوس نکالنے، مولود گانے، گلیاں اور بازار سجانے کی بجائے ایک ایسی عبادت اختیار کی جو اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ایک راز کی حیثیت رکھتی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ شوکتِ اسلام کے اظہار کی سب سے بڑی عبادت اسلام میں حج ہے، جس میں دنیا بھر کے مسلمان ہر زبان، ہر رنگ، ہر شکل، ہر قبیلے کے جمع ہو کر مناسکِ حج ادا کرتے ہیں۔

نیز ہر جمعہ کی نماز اور ہر سال نماز عید کے دو اجتماع شوکتِ اسلام کے اظہار ہی کے مظہر ہیں۔ نماز عید تو وہ نماز ہے جس میں عورتوں اور بچوں کو بھی شامل ہونے کی تاکید کی گئی ہے۔

کیا میلاد منانے والوں کو سنتِ مصطفوی ﷺ کے مقابلے میں سنت ابولہبی پسند ہے؟

شوکتِ اسلام کے لیے رب کریم نے جہاد کی تیاری کا حکم دیا ہے۔ فرمایا: وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ۔

ترجمہ: ''اور جہاں تک ممکن ہو کافروں کے مقابلے کے لیے قوت اور جنگی گھوڑے تیار رکھو، جن سے تم اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو خوف زدہ کر سکو جنہیں تم نہیں جانتے مگر اللہ جانتا ہے۔''

اگر شوکتِ اسلام مقصود ہے تو جہاد کی مہارت حاصل کریں۔ میدانِ جنگ میں آئیں۔

فلسطینی بچوں کے کٹے ہوئے حلقوم، بوسنیا کی لٹی پٹی مسلمان عورتیں، چیچنیا کے مجبور ومحروم مسلمان، افغانستان کی اجڑی ہوئی بستیاں، انڈیا میں ہندو کے ہاتھوں مسلمانوں کے جلے ہوئے گھر، عروس البلاد کی امریکی بارود سے کھنڈر بنی ہوئی عمارتیں، شوکتِ اسلام کا درد رکھنے والوں کو اپنی مدد کے لیے پکار رہی ہیں۔ دنیا بھر میں محبوب نبی ﷺ کے امتیوں پر جینے کے تمام راستے بند کیے جا رہے ہیں۔ ان کے گھر، ان کے ملک، ان کے املاک، ان سے چھین کر دشمنوں کے حوالے کی جا رہی ہیں۔

مسلمان کہلانا ایسے ہو چکا ہے جیسے ہاتھ میں انگارہ رکھا ہو یہ شوکتِ اسلام ہی کا دور تھا کہ صحابہ نے میدان بدر میں اپنے بیٹوں، اپنے بھائیوں، اپنے قریبی عزیزوں کو اس لیے تہِ تیغ کیا کہ وہ ان کے محبوب نبی ﷺ کے خون کے پیاسے تھے۔

اگر واقعی محبت رسول ہے تو محبت کے انداز صحابہ کرام سے سیکھیے۔ جنہوں نے میلاد منانے کی آڑ میں پیٹ کا دوزخ بھرنے کی بجائے کئی کئی دن بھوکے رہ کر، ٹڈیاں کھا کھا کر، شعب ابی طالب میں سوکھے چمڑے کو بھون کر گزارہ کیا میدان جنگ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے ڈھال بن کر کھڑے ہو جاتے خود زخم کھاتے لیکن آپ ﷺ کو بچا لیتے۔

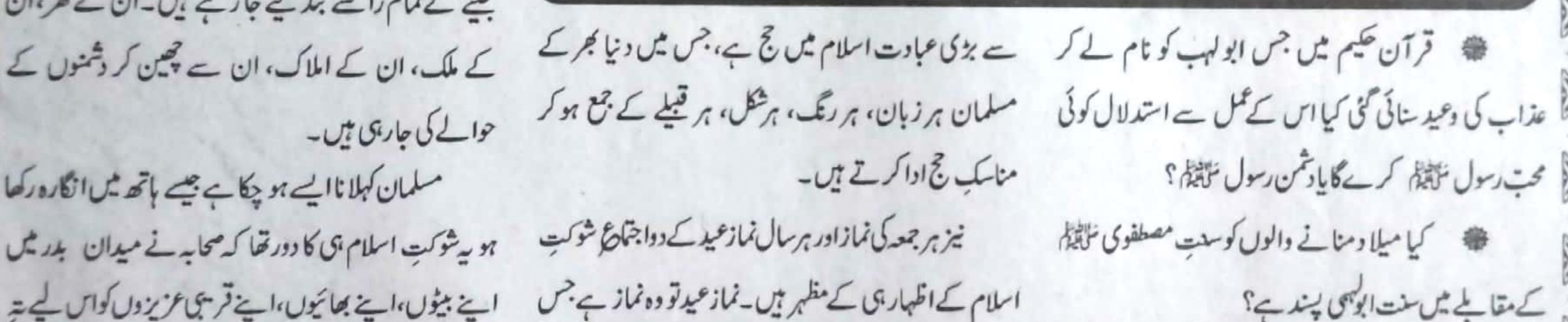

کہاں میں اور کہاں نکہت گل
نسیم سحر یہ تیری مہربانی

کائنات کی سب سے عظیم شخصیت، محسن انسانیت کا تذکرہ نوک قلم پر آیا۔ قلم کی درماندگی، چہرہ قرطاس کی بیچارگی، اپنی علمی کم مائیگی کا پورا احساس ہے۔ نیر تابان کی سیرت کماحقہ احاطہ تحریر میں لائی جائے۔ انسان کی یہ بساط کہاں...... قلم اور سیاہی اس کی شان کے لئے موزوں کہاں......

لیت الکواکب تدنولی فانظمها
عقود مدح فما ارضیٰ لهم کلمی

ترجمہ: کاش آسمان کی بلندی پر ٹمٹماتے ستارے میرے اختیار میں ہوتے۔ میں انہیں جوڑ کر محسن انسانیت کی تعریف اور مدح کرتی۔ تب بھی سیرت کا حق ادا نہیں ہوسکتا تھا۔ وہ خود کامل کائنات کے رہبر اور معلم پیغام الٰہی کے مبلغ اعظم، ان کی مثل اس سطح زمین پر نہ کوئی پیدا ہوا نہ قیامت تک پیدا ہوگا۔ ان کی ذات قدسی تمام انسانوں کے لئے کامل اور اکمل نمونہ ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ .

آپ کی صورت بے مثال، سیرت بے داغ، جذبات بے لوث، ذھانت، فطانت، فراست، سلاست سب کچھ بے مثال ہے روئے زمین کی طرف جتنے انبیاء ورسل مبعوث کئے گئے۔ سب کے نفوس پاکیزہ تھے۔ سیر میں قابل نمونہ اور قابل اطاعت تھیں۔ لیکن محسن انسانیت کی سیرت طیبہ اس لحاظ سے منفرد ہے کہ آپ کی سیرت تمام نوع انسانی کے لئے ابدی اور دائمی نمونہ ہے۔ اور انسانیت کی قیادت اور رہبری کی مکمل ضامن ہے۔ تمام انبیاء میں آپ کی حیثیت آسمان پر جگمگاتے بے شمار ستاروں کے درمیان ماہتاب کی سی ہے۔ آپ کی سیرت کا ہر پہلو روشن اور جامع ہے آپ کی ذات ہر خوبی اور ہر حسن کا مرقع ہے۔ تمام انبیاء کی خوبیوں کا مجموعہ ہے۔ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری آپ کی خوبیوں، صداقتوں، فضیلتوں کا اعتراف اپنے بیگانے بھی کرتے تھے۔ الفضل لما شهدت به الاعداء ان تمام اوصاف حمیدہ کا مجموعہ بنا کر منصب اور مشن کی ذمہ داری پر آپ کو مامور فرمایا گیا۔ وہ منصب بھی جلیل تھا، اہم تھا، جس کی تکمیل ضروری تھی، فرض دشوار تھا، عمل طویل تھا، دورانیہ مختصر تھا، کافۃ للناس کی رہنمائی کا مشن عظیم تھا۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا. (سبا)

اس کی ادائیگی کے لئے خالق عالم نے جوامع الکلم عطا فرما دیئے۔ اعطیت جوامع الکلم تھوڑی بات ہوگی۔ زیادہ معانی ومفاہیم پر مشتمل ہوگی۔

نازل کردہ دین کو دین مکمل کا رتبہ عطا فرما گیا۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا. (المائدہ)

دعوت پوری کائنات کے لئے فوز وفلاح کا ضامن ٹھہری۔

هدی للعلمین. ذکریٰ للعلمین.

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا. (الفرقان)

کتاب الٰہی الفرقان کی دعوت وپیغام کو پوری دھرتی کے باسیوں تک پہچانا تھا۔ دیگر انبیاء کو تبلیغ دین کے لئے صدیوں پر محیط دورانیہ عطا کیا گیا۔ مگر سرور رسولاں کو یہ کام دہائیوں کے عرصہ میں کرنا تھا۔ چونکہ پیغام ہمہ گیر اور عالمگیر تھا۔ روئے زمین پر انقلاب برپا کرنا تھا۔ جہالت اور تاریکیوں میں مستغرق زندگیوں کی کایا پلٹنا تھی زندگی کے ہر گوشے اور ہر پہلو کی اصلاح کار فرما تھی۔ اس انقلابی پیغام کے ذریعے، افکار وعقائد، اخلاق وکردار، معیشت ومعاشرت، سیاست و قیادت کے تصورات بدلنے تھے۔ اور پھر ہمہ گیری دعوت کے متبعین کو پوری دنیا کی امانتوں کے منصب سنبھالنا تھے۔

یاایها الناس قولوا لااله الا الله تفلحوا تملکون العرب والعجم.

یہ کوہ صفا کی پہلی دعوت تھی۔ عرب وعجم کی قیادتیں اور سربراہیاں اس حقیقت کو ماننے والوں کی منتظر تھیں۔ لیکن دعوت کے آغاز میں حالات تشویشناک تھے۔ انسانیت حیوانیت کا روپ دھار چکی تھی۔ جہالت کا دور دورہ تھا۔ انسانیت مختلف صورتوں میں غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی۔ مذہب واخلاق پر تمدن ومعاشرت پر سیاست و معیشت پر خود غرضی کا تسلط تھا۔ نیکی اور بدی کی قدریں مسخ ہو چکی تھیں۔ حقوق کا استحصال تھا۔ انسان انسان کے خون کا پیاسا تھا۔ ماں، بہن اور بیٹی کا فرق مٹ چکا تھا۔ غرضیکہ اندھیرا تھا۔ گھٹاٹوپ تاریکیاں تھیں، ظلمت بعضها فوق بعض کا عملی رنگ تھا۔ فضا سخت محبوس تھی۔ ماحول میں گھٹن تھی۔ انسان نے اپنی زندگی کا اصل مقصد ومصرف فراموش کر دیا تھا۔ حالات خود بتا رہے تھے کہ حالات کے دھارے رُخ بدلنے کو ہیں۔ اس سخت گھٹن کے بعد ہوا کے ٹھنڈے یخ جھلے چلنے والے ہیں۔ ان سخت تاریکیوں کا سینہ چاک ہونے والا ہے۔ افق سے روشنی کی کرن نمودار ہونے کو ہے۔ جو انسانیت کو حیات نو بخشے گی۔ مظلوموں کو ان کے حقوق دے کر ظالموں کو ان کے انجام پر پہنچائے گی۔ آگ کے گڑھے پر کھڑی انسانیت کو حقیقت کی راہیں دکھلائے گی۔ پوری کرۂ ارضی بقعۂ نور بن جائے گی۔ انسانیت کو اخلاقی قدروں سے روشناس کرائے گی۔ یہ پیغام کسی ایک ملک، قوم، رنگ ونسل

سیرت

زمانے کی نگاہوں نے بشر ایسا کہاں دیکھا

آسیہ گیلانی

رسول اکرم ﷺ وہ ہستی اقدس و مقدس و مطہر ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے تمام اوصاف حمیدہ اور صفات عالیہ سے نوازا دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے مگر ایسی صفات و اوصاف کسی میں نہ پائی گئیں اللہ نے آپ ﷺ کو تمام صفات و کمالات کا حامل بنا کر دنیا کے سامنے نمونہ پیش کر دیا قرآن مجید میں آپ ﷺ کی صفات کو مختلف مواقع پر کمال شان کے ساتھ بیان فرمایا کہیں آپ ﷺ کو رحمت للعٰلمین کہا گیا کہیں شاھدًا، مبشرًا و نذیرًا کہا گیا کہیں سراجًا منیرًا کا لقب دیا گیا الغرض تمام خوبیوں اور صفتوں کا مالک پیغمبر ہمیں یعنی امتِ محمدیہ کو ہی عطا کیا اللہ کے اس احسان عظیم پر جس قدر بھی شکر بجا لایا جائے کم ہے۔ آپ میں وہ تمام اوصاف حمیدہ موجود تھے جو ایک کامل انسان میں ہونے چاہیں۔ آیئے رسول اکرم ﷺ کی صفات کاملات کا مختصر جائزہ لیں۔

حسن اخلاق

آپ ﷺ نہایت نرم مزاج، خوش اخلاق و خوش طبع تھے۔ آپ ﷺ کا چہرہ مسکراتا چہرہ تھا وقار، متانت سے گفتگو فرماتے تھے کسی کی خاطر شکنی نہیں کرتے تھے۔ معمول یہ تھا کہ کسی سے ملتے وقت ہمیشہ خود سلام و مصافحہ فرماتے کوئی شخص جھک کر آپ کے کان میں کوئی بات کہتا تو اس وقت تک اس کی طرف سے رخ نہ پھیرتے جب تک وہ خود منہ نہ ہٹا لیتا۔ مصافحہ میں بھی یہی معمول تھا یعنی کسی سے ہاتھ ملاتے تو جب تک وہ خود ہاتھ نہ چھوڑتا آپ اس کا ہاتھ نہ چھوڑتے کسی شخص کی کوئی بات ناپسند ہوتی تو اس کے سامنے اس کا تذکرہ نہ فرماتے ایک دفعہ ایک شخص عرب کے دستور کے مطابق زعفران لگا کر خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے کچھ نہ فرمایا جب وہ اُٹھ کر چلا گیا تو لوگوں سے فرمایا کہ اس سے کہہ دینا کہ یہ رنگ دھو ڈالے ایک دفعہ ایک شخص نے باریابی کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا اچھا آنے دو وہ اپنے قبیلے کا اچھا آدمی نہیں ہے لیکن جب وہ خدمت مبارک میں حاضر ہوا تو نہایت نرمی کے ساتھ اس سے گفتگو فرمائی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس پر تعجب ہوا انہوں نے آپ ﷺ سے دریافت فرمایا کہ آپ ﷺ تو اس کو اچھا نہیں سمجھتے تھے پھر اس رفق و ملاطفت کے ساتھ کلام کیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک سب سے برا شخص وہ ہے جس کی بدزبانی سے لوگ اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیں۔

سادگی اور بے تکلفی

آپ کو کھانے پینے، اوڑھنے پہننے کسی چیز میں تکلّف نہ تھا کھانے کو جو مل جاتا تناول فرما لیتے پہننے کو جو چھوٹا موٹا ہوتا پہن لیتے زمین پر چٹائی پر جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے معمول تھا کہ مجلس سے اُٹھ کر گھر میں تشریف لے جاتے تو کبھی ننگے پاؤں چلے جاتے اور جوتا وہیں چھوڑ جاتے جو اس بات کی علامت ہوتی کہ پھر واپس تشریف لائیں گے ہر روز کنگھی کرنا ناپسند فرماتے ارشاد فرماتے کہ ایک دن چھوڑ کر کنگھی کیا کرو۔ لباس میں نمائش کو ناپسند فرماتے غرض ہر چیز میں سادگی اور بے تکلفی پسند خاطر تھی۔

مہمان نوازی

عرب کے لوگ مختلف اطراف اور صوبوں سے جوق در جوق بارگاہ نبوی میں آیا کرتے تھے رملہ رضی اللہ عنہا ایک صحابیہ تھیں ان کا گھر دارالضیوف تھا یہیں لوگ مہمان اترتے تھے مخصوص لوگ مسجد نبوی میں اتارے جاتے تھے چنانچہ آنحضرت ﷺ خود بہ نفسِ نفیس ان مہمانوں کی خاطر داری اور تواضع فرماتے اور یہ لوگ کچھ کھائے پیئے بغیر واپس نہ آتے تھے۔ فیاضی میں کافر مسلمان کا امتیاز نہ تھا مشرک و کافر سب آپ ﷺ کے مہمان ہوتے اور آپ ﷺ یکساں ان کی مہمان نوازی فرماتے جب اہل حبشہ کا وفد آیا تو آپ نے خود انہیں اپنے ہاں مہمان اتارا اور ان کی خدمت کا کام سرانجام دیا کبھی ایسا ہوتا کہ مہمان آجاتے اور گھر میں جو کچھ موجود ہوتا وہ سب ان مہمانوں کی نذر ہو جاتا اور تمام اہل و عیال فاقہ کرتے آپ ﷺ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر اپنے مہمانوں کی خبر گیری کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک کافر مہمان ہوا آپ ﷺ نے بکری کا دودھ اسے پلایا وہ سارے کا سارا پی گیا آپ ﷺ نے دوسری بکری منگوائی وہ بھی کافی نہ ہوئی غرض سات بکریوں تک نوبت آئی جب تک وہ سیر نہ ہوا آپ پلاتے گئے۔

عدل و انصاف

نبی ﷺ کو عرب کے سینکڑوں قبائل سے کام پڑتا تھا یہ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے ایک کے موافق فیصلہ کیا جاتا تو دوسرا دشمن بن جاتا اسلام کی اشاعت کی غرض سے

ہمیشہ آپ ﷺ کو تالیف قلوب سے کام لینا پڑتا ان سب مشکلات کے باوجود انصاف کا پلہ کبھی کسی طرف جھکنے نہ پاتا اس عدل وانصاف کا یہ اثر تھا کہ مسلمان ایک طرف یہود بھی جو آپ کے شدید دشمن تھے اپنے مقدمات آپ ﷺ کی ہی بارگاہ میں لاتے تھے ابو حدرد اسلمی ؓ ایک صحابی تھے جن پر ایک یہودی کا قرض تھا اور ان کے پاس بدن پر جو کپڑے تھے اس کے سوا کچھ نہ تھا یہ وہ زمانہ تھا جب نبی ﷺ خیبر کی مہم کا ارادہ کر رہے تھے ابو حدرد ؓ نے یہودی سے کچھ مہلت طلب کی لیکن وہ نہ مانا وہ ان کو پکڑ کر نبی ﷺ کی خدمت میں لے آیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا قرض ادا کردو انہوں نے عذر کیا آپ ﷺ نے پھر فرمایا انہوں نے پھر وہی جواب دیا اور عرض کی یارسول اللہ! غزوہ خیبر قریب ہے شاید وہاں سے واپسی پر کچھ ہاتھ آئے تو میں اس کو ادا کردوں آپ ﷺ نے پھر یہی حکم دیا کہ فوراً ادا کردو آخر اپنا تہبند اس یہودی کو قرض میں نذر کیا اور سر سے جو عمامہ بندھا تھا اس کو کھول کر کمر سے لپیٹ لیا۔

مساوات

آپ ﷺ کی نظر میں امیر وغریب، صغیر وکبیر، آقا و غلام سب برابر تھے غزوہ بدر میں دوسرے قیدیوں کے ساتھ آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس ؓ بھی گرفتار ہوئے قیدیوں کو زر فدیہ لے کر رہا کیا جاتا تھا۔ بعض نیک دل انصار نے اس بنا پر کہ وہ آپ ﷺ سے قریبی قرابت رکھتے تھے عرض کی کہ یارسول اللہ! اجازت دیں کہ ہم اپنے بھانجے (عباس) کا زر فدیہ معاف کردیں آپ ﷺ نے فرمایا نہیں ایک درہم بھی معاف نہ کرو۔ مجلس میں جو چیزیں آتیں ہمیشہ دائیں طرف سے اس کی تقسیم شروع فرماتے اور اس میں ہمیشہ امیر وغریب، صغیر وکبیر کی مساوات کا لحاظ ہوتا۔ صحابہ جب مل کر کوئی کام کرتے تو ہمیشہ آپ ﷺ ان کے ساتھ شریک ہوجاتے اور ایک عام مزدور کی طرح کام انجام دیتے مدینہ میں آکر سب سے پہلا کام مسجد نبوی کی تعمیر تھی اس مسجد اقدس کی تعمیر میں دیگر صحابہ کی طرح خود نبی ﷺ بھی بہ نفسِ نفیس شریک تھے۔ خود اپنے دست مبارک سے اینٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے تھے صحابہ عرض کرتے ہماری جانیں آپ ﷺ پر قربان آپ کیوں زحمت فرماتے ہیں۔ لیکن آپ ﷺ اپنے فرض سے باز نہ آتے۔ غزوۂ احزاب کے موقع پر بھی جب تمام صحابہ مدینہ کے چاروں طرف خندق کھود رہے تھے آپ ﷺ بھی ایک ادنیٰ مزدور کی طرح کام کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ شکم مبارک پر مٹی اور خاک کی تہہ جم گئی تھی۔ غزوہ بدر میں سواریوں کا انتظام کم تھا تین تین آدمیوں کے بیچ میں ایک ایک اونٹ تھا لوگ باری باری چڑھتے اترتے تھے۔ نبی ﷺ بھی عام آدمیوں کی طرح ایک اونٹ میں دو اور آدمیوں کے ساتھ شریک تھے ہمراہ جان نثارانہ اپنی باری پیش کرتے اور عرض کرتے کہ یارسول اللہ! آپ سوار رہیں نبی ﷺ کے بدلہ میں ہم پیادہ چلیں گے۔ آپ ﷺ ارشاد فرماتے کہ تم مجھ سے زیادہ پیادہ چل سکتے ہو اور نہ میں تم سے کم ثواب کا محتاج ہوں۔

زھد و قناعت

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں ولا یطویٰ لہ ثوبٌ کبھی آپ کا کوئی کپڑا تہہ کر کے نہیں رکھا گیا یعنی صرف ایک جوڑا (کپڑا) ہوتا تھا دوسرا نہیں تھا جو تہہ کر کے رکھا جا سکتا۔ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ گھر کی دیوار مرمت کر رہے تھے۔ اتفاقاً آپ ﷺ کسی طرف سے آگئے پوچھا کیا شغل ہے؟ عبداللہ بن عمر ؓ نے عرض کی دیوار کی مرمت کر رہا ہوں ارشاد ہوا کہ اتنی مہلت کہاں؟ گھر میں اکثر فاقہ رہتا تھا اور رات کو تو اکثر آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل وعیال بھوکے سو رہتے تھے دو دو مہینے تک گھر میں آگ نہیں جلتی تھی۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں۔ کہ تمام عمر یعنی مدینہ کے قیام سے وفات تک آپ ﷺ نے کبھی دو وقت سیر ہوکر روٹی نہیں کھائی۔ حضرت انس ؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک دن خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ ﷺ نے شکم کو کپڑے سے کس کر باندھا ہوا ہے۔ سبب پوچھا گیا تو حاضرین میں سے ایک صاحب نے کہا بھوک کی وجہ سے ایسی حالت ہے۔ حضرت ابوطلحہ ؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے رسول ﷺ کو دیکھا کہ مسجد میں زمین پر لیٹے ہوئے ہیں اور بھوک کی وجہ سے بار بار کروٹیں بدلتے ہیں ایک دفعہ صحابہ نے حضور کی خدمت میں فاقہ کشی کی شکایت کی اور پیٹ کھول کر دکھایا کہ پتھر بندھے تھے۔ آپ ﷺ نے جب شکم کھولا تو ایک کی بجائے دو پتھر بندھے تھے۔ ایک دن بھوک میں ٹھیک دوپہر کے وقت گھر سے نکلے راستے میں ابوبکر اور عمر ؓ دونوں ملے یہ دونوں بھی بھوک سے بے تاب تھے۔ آپ ﷺ سب کو لے کر حضرت ایوب انصاری کے گھر آئے ان کا معمول تھا کہ نبی کے لیے دودھ مہیا رکھتے تھے آج آپ ﷺ کے آنے میں دیر ہوئی تو انہوں نے بچوں کو پلا دیا نبی ﷺ ان کے گھر پہنچے تو وہ نخلستان میں چلے گئے تھے ان کی بیوی کو خبر ہوئی تو باہر نکل آئیں اور عرض کی نبی ﷺ کا آنا مبارک ہو آپ ﷺ نے پوچھا ابو ایوب کہاں ہیں نخلستان پاس ہی تھا وہ آواز سن کر دوڑے آئے اور مرحبا کہہ کر عرض کی یہ نبی ﷺ کے آنے کا وقت نہیں آپ نے حالت بیان کی وہ نخلستان میں جا کر کھجوروں کا ایک خوشہ توڑ لائے اور کہا میں گوشت تیار کرواتا ہوں ایک بکری ذبح کی اور سالن تیار کروایا کھانا سامنے لاکر رکھا تو نبی ﷺ نے ایک روٹی پر تھوڑا سا گوشت رکھ کر فرمایا کہ فاطمہ ؓ کو بھجوا دو کئی دن سے اس کو کھانا نصیب نہیں ہوا پھر خود صحابہ کے ساتھ مل کر کھانا نوش فرمایا متعدد قسم کے کھانے دیکھ کر آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا کہ خدا نے جو کہا ہے کہ قیامت کے دن نعیم سے سوال ہوگا وہ یہی چیزیں ہیں۔ یہ تھی آپ ﷺ کی زہد و قناعت بھوک میں کئی کئی دن گزر جاتے مگر زبان پر شکوہ شکایت نہیں آیا اللہ نے جتنا دیا اسی پر گزارہ فرمایا وافر رزق و دولت کی کبھی خواہش نہ فرمائی فرمایا کرتے کہ یہ آرائش ولذتیں مومنوں کے لیے نہیں وہ تو صرف اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور جنت کے طلب گار ہیں۔ اللہ انہیں جنت میں قسم قسم کی نعمتوں سے نوازے گا۔ یہ دنیا کی نعمتیں آرائشیں کافروں کے لیے ہیں۔ ہمارا حصول جنت ہے ارشاد فرماتے کہ دنیا میں اس طرح رہو جیسا کہ مسافر رہتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے زندگی کے ہر شعبے میں مکمل صفات وکمالات کا مظاہرہ فرمایا آپ ﷺ کی صفات سے مشرکین مکہ بھی منکر نہ تھے۔ غرضیکہ ہر کوئی چاہے وہ دشمن ہی کیوں نہ ہو آپ ﷺ کی رسالت وتوحید کا اقرار کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بہترین اوصاف وکمالات سے متاثر ہوکر دشمن بھی آپ ﷺ کی رسالت وتوحید کا اقرار کر لیتے اور آپ ﷺ کو صادق الامین جیسے لقب سے پکارتے تھے۔ آج کے مسلمان اگر نبی پاک ﷺ کی توحید ورسالت پر ایمان رکھتے ہیں تو نبی ﷺ کی سیرت وصفات کو کیوں نہیں اپناتے۔ محبت وعقیدت کے خالی خولی نعرے تو ہر سو لگاتے نظر آتے ہیں۔ انہیں یہ معلوم ہی نہیں کہ حقیقی محبت کا تقاضا آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا اور آپ ﷺ کی سیرت کو اپنانا ہی ہے آپ ﷺ نے بحیثیت باپ، بحیثیت بیٹا، بھائی غرض ہر معاملے میں مکمل صفات حاصل کیں۔ اور اپنی امت کو باور کروایا کہ اگر ایک کامل انسان بننا چاہتے ہو تو ان صفات کو اپنالو تمہاری دنیا وآخرت سنور جائے گی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں نبی ﷺ کی سیرت وصفات اپنانے اور آپ ﷺ کی سنت و تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

سیرت

نبوی دستر خوان

رسول اللہ ﷺ کے دستر خوان کے عام آداب تھے۔ ان سے بلند اخلاق اور اعلیٰ ذوق کی پرورش ہوتی اور ایمان باللہ مضبوط ہوتا تھا۔

اس کے بعد مومن شخص ایمان کی حالت میں صبح کرتا ہے اور اپنا دن اسی مضبوطی کے ساتھ گزارتا ہے۔

"نبی ﷺ کھانے میں عیب نہیں نکالتے تھے۔ اگر پسند ہوتا تو کھالیتے وگرنہ چھوڑ دیتے اور خاموش ہوجاتے تھے۔"

✦ نبی ﷺ کے دستر خوان پر رنگا رنگ کے کھانے نہیں ہوتے تھے۔ نبی ﷺ کے دستر خوان پر کبھی دو کھانے جمع نہیں ہوئے تھے۔" نبی ﷺ کو تھوڑا کھانا کفایت کر جاتا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ دو دن مسلسل آل محمد ﷺ جو کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ نبی ﷺ فوت ہوگئے۔"

"ایک مرتبہ نبی ﷺ نے اہل بیت سے سوال کیا" کیا تمہارے پاس سالن ہے" وہ کہنے لگے "سرکہ کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔" نبی ﷺ اسے کھانے لگے اور فرمایا: "سرکہ ایک اچھا سالن ہے۔"

✦ نبی ﷺ کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھویا کرتے تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "کھانے سے پہلے اور بعد میں وضو کرنا برکت کا سبب ہے۔" یہاں وضو سے لغوی معنی مراد لیے گئے ہیں یعنی دونوں ہاتھوں کا دھونا اس سے شرعی معنی مراد نہیں ہیں۔ شرعی سے مراد "مکمل وضو" ہے۔

✦ نبی ﷺ کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھتے تھے۔ اور دوسروں کو بھی حکم دیا کرتے تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: جب تم کھانا کھاؤ تو اللہ کا نام لے لیا کرو۔ اگر شروع میں بسم اللہ کہنا بھول جاؤ تو بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَ اٰخِرَہٗ کہا کرو۔"

✦ جو شخص بسم اللہ نہ پڑھے اس کے کھانے اور پینے میں شیطان شریک ہوجاتا ہے۔

✦ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ایک شخص کا "بسم اللہ" کہنا باقی تمام کی طرف سے کافی ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرام اس کی مثال ویسے ہی لیتے تھے جیسے سلام کا جواب دینا چھینک کا جواب دینا وغیرہ۔ بعض علماء کا کہنا ہے جس کھانے پر "بسم اللہ" کہہ دی جائے اس میں شیطان کی شرکت ختم ہوجاتی ہے۔

✦ رسول اللہ کو کھانے پر بلایا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کو کھانے پر بلایا گیا تو آپ کے ساتھ ایسا شخص بھی آگیا جس کو میزبان جانتا تھا۔ نبی ﷺ نے اسے کہا یہ شخص ہمارے ساتھ آیا ہے اگر تو چاہے تو اسے اجازت دے وگرنہ یہ شخص لوٹ جائے۔ وہ کہنے لگا یا رسول اللہ میں اسے اجازت دیتا ہوں۔

✦ نبی ﷺ کھانے کے دوران باتیں کیا کرتے تھے۔

✦ نبی ﷺ کے دستر خوان پر بیٹھنے والے آداب طعام جانتے تھے۔ "عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں رسول اللہ کی پرورش میں تھا۔ میرا ہاتھ پلیٹ میں گھوما کرتا تھا۔ میں اس کے اردگرد سے کھاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا: بچے بسم اللہ کہو دائیں ہاتھ سے اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔"

✦ نبی ﷺ کھانے پر بار بار لوگوں کو بلاتے تھے۔ جیسے صاحب ثروت لوگ کرتے ہیں۔ اور نبی ﷺ بہت زیادہ سخاوت کرنے والے تھے۔

"تم پیو" آپ انہیں یہی کہتے رہے "تم پیو" حتیٰ کہ ابو ہریرہ نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے میں اب جگہ نہیں پاتا ہوں۔

✦ جب لوگوں کے ساتھ کھانا کھاتے تو ان کے لئے دعا کیے بغیر وہاں سے نہ نکلتے تھے۔ "نبی ﷺ نے عبداللہ بن بُسر کے لئے دعا کی تھی۔ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ۔ اے اللہ جو تو نے انہیں دیا ہے اس میں برکت عطا کر انہیں بخش دے اور ان پر رحم فرما۔ نبی ﷺ نے سعد بن عبادہ کے گھر میں دعا کی افطر عندکم الصائمون و اکل طعامکم الا برار وصلت علیکم الملائکۃ۔ روزہ دار تمہارے پاس افطار کریں تمہارا کھانا نیک لوگ کھائیں فرشتے تمہارے لئے دعائیں کریں۔

✦ نبی دائیں ہاتھ سے کھاتے، پیتے تھے۔ اور اس کے مخالف کام سے منع کیا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔

✦ نبی ﷺ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو کہتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ جَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔

✦ نبی ﷺ کے سامنے سے جب دستر خوان اٹھالیا جاتا تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ۔

مومنوں کو حکم دیا گیا کہ وہ نبی کریم ﷺ کی سنت میں اقتداء کریں۔ جو انہیں دیا گیا اسے عزم و قوت سے پکڑ لیں اسی میں بھلائی، کامیابی، عزت اور نصرت ہے۔ وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: میری اور خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو جو ہدایت یافتہ ہیں۔ دانتوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑو اور نئی باتیں نکالنے سے بچو کیونکہ ہر نئی بات گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں لے جائے گی۔

(ترجمہ: میمونہ ظفر)

نبی ﷺ کا صبر و حلم و عفو و رحم

اہلیہ حافظ عبدالسلام بھٹوی

آئیے ہم دیکھیں کہ جس نبی ﷺ کا ہم کلمہ پڑھتے ہیں اور اس کا نام آتے ہی درود شریف پڑھتے ہیں۔ اور بڑی محبت کا دعوی کرتے ہیں اب یہ دیکھنا ہے کہ یہ دعویٰ زبانی کلامی ہے یا نبی ﷺ کے فرمان پر عمل بھی ہے۔ ہم جب مسلمان ہوتے ہیں تو لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ بھی کہتے ہیں اس کلمہ کا اقرار کرنے کے بعد گویا ہم پر یہ بات فرض ہو جاتی ہے۔ جو آپ ﷺ نے فرمائی عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي تم پر فرض ہے میرے طریقے کی پیروی کرنا۔ اب ہم نظر ڈالتے ہیں آپ ﷺ کے صبر و حلم پر اور عفو و درگزر پر، اس کے بعد ہم اپنے اعمال پر غور کریں کہ ان سنتوں پہ کتنا عمل کرتے ہیں۔ عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے کبھی اپنی ذات کے لئے بدلہ نہیں لیا ہاں جب اللہ کی حدوں میں سے کسی حد کو توڑا جاتا تو پھر اللہ کے لئے بدلہ لیتے تھے۔

نبی ﷺ طائف کی جانب نکلتے ہیں دین کی دعوت دیتے ہیں وہاں کے لوگ پتھر مار مار کر لہولہان کر دیتے ہیں۔ پھر بھی آپ ﷺ ان کے لیے کوئی برا کلمہ یا بد دعا نہیں کرتے فرماتے ہیں۔ ''اگر یہ لوگ ایمان نہ لائے تو ان کی آنے والی نسلیں ضرور ایمان لائیں گی۔ (صحیح مسلم)

جنگ احد میں کافروں نے نبی ﷺ کے دندانِ مبارک شہید کر دیئے اور سر اقدس سے خون بہنے لگا۔ آپ ﷺ نماز میں گر گئے صحابہ نے کہا ان پر بد دعا کیجئے فرمایا مجھے لعنت کرنے کے لئے نہیں بھیجا مجھے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے پھر دعا کی ''اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے وہ مجھے نہیں جانتے (شفا قاضی عیاض)

ایک جنگ کی واپسی پر آپ ایک درخت کے نیچے آرام کرنے کے لیے سو گئے تلوار درخت کے ساتھ لٹکا دی ایک کافر نے آ کر نبی ﷺ کو جگا کر گستاخانہ لہجے میں کہا ''آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں ''اللہ'' وہ کافر چکرا کر گر پڑتا ہے آپ ﷺ نے تلوار اٹھائی اور پوچھا ''اب تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ تو کافر تھر تھر کانپنے لگا۔ آپ ﷺ نے کہا'' جاؤ میں اپنی ذات کے لئے بدلہ نہیں لیا کرتا (شفا قاضی عیاض)

ھبار نے حضرت زینب ؓ آپ ﷺ کی صاحبزادی کو نیزہ مارا زینب ؓ ہودج سے گر گئیں حمل ضائع ہو گیا۔ اور یہی صدمہ حضرت زینب ؓ کی موت کا سبب بنا۔ ھبار نے آ کر معافی مانگی۔ آپ نے معاف کر دیا۔ آپ ﷺ زید بن سعنہ سے قرض لیا کرتے تھے ایک دن وہ آیا اور آتے ہی آپ ﷺ کی چادر کو شانے سے اتارا اور جسم کے کپڑے کھینچنے اور بکنے لگا۔ عمر فاروق ؓ آپ ﷺ کے پاس تھے۔ انہوں نے زید کو سختی سے جھڑکا اور پھر زید بن سعنہ سے کہا ابھی تو وعدہ میں تین دن باقی ہیں۔ پھر عمر فاروق ؓ سے فرمایا اس کا قرض ادا کرو۔ اور بیس صاع زیادہ دینا اس لئے کہ تم نے اسے ڈرایا دھمکایا بھی ہے۔ (شفا)

یہودیوں کو نبی ﷺ سے بہت دشمنی تھی اور ہر طریقے سے وہ آپ ﷺ کو تکلیف دینے کی کوشش کرتے تھے۔ وہ جب آپ ﷺ کی مجلس میں آتے۔ تو بظاہر تو وہ آ کر یہ دھوکہ دینے کی کوشش کرتے کہ ہم سلام کہہ رہے ہیں۔ لیکن در پردہ وہ اپنے خبث باطن کا اظہار کرتے اور زبان دبا کر کہتے سَامٌ عَلَيْكَ کہتے سام کا معنی موت یعنی تجھے موت آئے۔ آپ جواب میں صرف یہ کہتے علیک تم پر۔

ایک دفعہ حضرت عائشہ ؓ پاس بیٹھی تھیں۔ انہوں نے سنا تو برداشت نہ ہوا تو کہنے لگیں تمہیں موت آئے اور تم پر اللہ کی لعنت ہو، اور اللہ کا غضب ہو۔ تو آپ ﷺ نے کہا اے عائشہ (عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ) نرمی کر پھر آپ ﷺ نے نرمی کے فوائد اور سختی کے نقصان بتائے۔

إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ. (مسلم)

فرمایا ''نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اسے (مزین) خوبصورت بنا دیتی ہے اور جس چیز سے چھین لی جائے اسے داغ دار کر دیتی ہے۔''

پھر فرمایا إِنَّ اللَّهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ وَمَا لَا يُعْطِي عَلَى مَا سِوَاهُ. (مسلم)

یقیناً اللہ تعالیٰ نرم ہیں اور نرمی کو ہی پسند کرتے ہیں۔ جو نرمی پر دیتے ہیں وہ سختی پر نہیں دیتے اور نہ اس کے سوا کسی اور چیز پہ دیتے ہیں۔

ہم آپ ﷺ کی ہر بات اور ہر کام کو غور سے دیکھیں تو ہمیں سمجھ آ جائے گی کہ نبی ﷺ نے نرمی اور تحمل کے ساتھ کس قدر لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کیا اور کتنے بڑے بڑے دشمن آپ ﷺ کے نرم رویے سے متاثر ہو کر اسلام لائے اور اسلام کے بنیادی ستون ثابت ہوئے

آج ہم اگر غور کریں تو ہماری گھریلو زندگیاں اور معاشرتی معاملات اور بین الاقوامی حالات ان سب کی خرابی کا باعث زیادہ تر ہمارا ایک دوسرے کو برداشت نہ کرنا اور تحمل اور بردباری اختیار نہ کرنا اور ایک دوسرے کو معاف نہ کرنا اور انتقامی رویہ رکھنا ہی فساد کی جڑ ہے۔ یہ جو چند ایک واقعات لکھے ہیں۔ نبی ﷺ کے، اس کی روشنی میں ہمیں اپنے آپ میں ان صفات کو پیدا کرنا چاہیے۔ اور اپنی طبیعت اور مزاج کے خلاف جو چیزیں ہمیں گوارا نہ ہوں وہاں ہمیں آپ ﷺ کے حلم و صبر کو دیکھ کر اس کے مطابق چلنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ میری دعا ہے کہ اللہ میاں مجھے اور میری سب دینی بہنوں اور بھائیوں کو اسوۂ رسول اللہ ﷺ پر چلنے کی توفیق دے۔ (آمین)

روشن خیال، اعتدال پسند مغربی معاشرے کی حقیقی تصویر مغربیت کے شکنجے میں جکڑے لوگ، مغرب کے اعتدال پسند معاشرے میں متاثر انسان مغرب کے حقیقی چہرے کو نہ پہچان پائے اور نہ ہی پہچاننا چاہتے ہیں۔ آج یورپ اور امریکہ کو انسانی حقوق کا علمبردار تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہ جانے سوچے اور دیکھے بغیر کہ حقیقت کیا ہے؟

آج میں مغربی معاشرے کا نقاب اُتار کر اس کا حقیقی چہرہ سامنے لانا چاہتی ہوں۔ وہ چہرہ جو دس جون 2005ء کو دنیا کے سامنے آیا۔ وہ چہرہ جس نے طارق کو جیکب بنا دیا۔ وہ چہرہ جس نے یورپ و امریکہ کا سر جھکا دیا۔ اس چہرے کو دکھانے کو میں آپ کے سامنے وہ کہانی رکھتی ہوں۔ وہ ایک گروپ میں مجھے ملی۔ آیئے! اسے پڑھئے اور فیصلہ کیجئے آپ کو وہ اعتدال پسند، جدید امریکی و یورپی معاشرہ زیادہ عزیز ہے یا پھر اسلام کا نظام قرآن و سنت۔ یہ کہانی ایسا سچ ہے جسے مغربی چاہتے ہوئے بھی تبدیل نہیں کر سکے۔

اُس کے سارے دوست اچھی پوسٹوں پر تعینات ہو گئے۔ لیکن وہ کال کا انتظار کرتا رہا۔ یہ معاملہ اس کے لئے حیران کن تھا۔ وہ ایک آوٹ سٹینڈنگ طالب علم رہا تھا۔ اس کا کیریئر بھی شاندار تھا۔ وہ ایک قانون پسند شہری اور امن پسند انسان تھا۔ لیکن اس کے باوجود برطانوی کمپنیاں اسے نظرانداز کر رہی تھیں وہ مسلسل اس کی وجوہات تلاش کرتا رہا۔

لیکن اسے کوئی مضبوط وجہ نہ ملی ایک روز اس نے اس پریشانی کا ذکر ایک برطانوی دوست سے کیا تو وہ مسکرا کر بولا ''خرابی تم میں، تمہاری ڈگری۔ تمہاری پرفارمنس اور تمہارے سی وی میں نہیں۔ خرابی تمہارے نام میں ہے۔ شیخ طارق نے حیران ہو کر اپنے دوست کی طرف دیکھا۔ دوست بولا تمہارے نام میں اسلامی دہشت گردی چھپی ہے۔ گیارہ ستمبر کے بعد پوری دنیا کے مسلمانوں پر برا وقت آ گیا ہے۔ اب یورپ، امریکہ اور مشرق بعید کی کمپنیاں مسلمانوں کو ملازم رکھنے سے کتراتی ہیں۔ جب تم اپنا سی۔ وی بھجواتے ہو۔ وہ لوگ تمہارا نام پڑھ کر اسے ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتے ہیں۔ شیخ کے لئے یہ نیا انکشاف تھا۔ وہ یورپ کو اعتدال پسند سمجھتا تھا اس کا خیال تھا۔ یورپ انسانی حقوق، مساوات اور برابری کی سرزمین ہے۔ اس پر سب کچھ ممکن ہے۔ لیکن جانبداری، نسل پرستی اور ناانصافی نہیں۔

مگر جب اس نے اپنے دوست کی بات پر غور کیا۔ تو اس کا یقین متزلزل ہو گیا۔ اس کا سارا تاثر، سارا خیال بکھر گیا۔ اس وقت اس نے ایک عجیب فیصلہ کیا۔ اس کے فیصلے نے آنے والے دنوں میں پوری مغربی دنیا کو ہلا کر رکھ دیا۔

شیخ علی طارق نے اپنا نام تبدیل کر دیا۔ اس نے برطانیہ کے رجسٹریشن آفس میں اپنا نام رجسٹرڈ کروا دیا اس کا نام ڈینیکل جیکب تھا۔

ایک خالصتاً یہودی نام اس نے ایک بار پھر تمام کمپنیوں میں اپلائی کیا اور اگلا دن اس کے لئے حیرت اور مسرتیں لے کے آیا۔ ستر فیصد کمپنیوں نے نہ صرف اسے جواب دیا۔ بلکہ انٹرویو کا وقت اور دن بھی بتا دیا۔ یہ جون 2005ء کا پہلا ہفتہ تھا۔ جیکب نے ایک عالمی نشریاتی ادارے سے رابطہ کیا۔ اور انہیں اپنی کہانی سنائی۔ یہ اپنی نوعیت کا انوکھا کیس تھا۔ اس ادارے نے جیکب کے ساتھ کیمرہ لگا دیا۔ وہ جہاں بھی گیا۔ اس کے یہودی نام کی برکت سے اس پر جو دروازے کھلے سب ریکارڈ ہو گیا۔ اس جون 2005ء کو اس ادارے نے یہ فلم چلا دی۔ اس فلم میں جیکب نے یورپ امریکہ اور مشرق بعید میں رہنے والے مسلمانوں سے یہ درخواست کی ''اگر آپ جدید دنیا میں رہنا چاہتے ہیں تو...... اپنا تشخص مٹا دیں۔ آپ تمام لوگ یہودی، عیسائی نام رکھ لیں۔ ورنہ آپ بھوکے مر جائیں گے۔ ڈینیکل کے الفاظ یورپی معاشرے پر ایک طنز ہے۔ جن نے یورپی معاشرے کا سر جھکا دیا۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق برطانوی کمپنیاں اسے دوبارہ جیکب سے طارق بننے پر مجبور کر رہی ہیں لیکن

جیکب مسکرا کر جواب دیتا ہے ''نو نو آئی ایم جیکب ناؤ''

طارق کی یہ کہانی مغربی معاشرے کا فکری انحطاط پیش کرتی ہے۔ یہ کہانی ثابت کرتی ہے کہ عالم اسلام کے پاس صرف دو راستے بچے ہیں۔ سب لوگ یا تو ٹام، ڈک، ہنری، جیکب یا جوزف بن جائیں یا پھر وہ راستہ منتخب کریں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے پسند کیا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا تھا۔

''مومن اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معبود نہیں مانتا۔ وہ اللہ ہی ہے۔ جو رحم و کرم فرماتا ہے۔ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت۔

اور کہنے والوں نے کہا تھا جو انسان ایک اللہ کو سجدہ نہیں کرتا۔ اسے ہزاروں خداؤں کو سجدے کرنا پڑتے ہیں۔ راستہ ہمارے سامنے ہے۔

جیکب بن جائیں یا عبداللہ

یہ ہے وہ حقیقت جو آج ہم دیکھتے ہوئے ہی انجان بن جاتے ہیں یہ واقعہ 7/7 کے بعد کا نہیں پہلے کا ہے۔ جو یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ مغربی رویہ مسلمانوں کے ساتھ ہمیشہ غیر منصفانہ رہا ہے۔ 7/7 تو محض ایک بہانہ ہے۔ وہ لوگ کبھی یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ مسلمان کسی بھی میدان میں ترقی کریں ان کے نزدیک ترقی کا حقدار وہی ہے جس کا نام، کام اور جس کا کردار منافقانہ ہو۔

اگر کوئی عبدالقدیر یا کوئی عبداللہ زندگی کے کسی میدان میں ان سے آگے نکل جاتا ہے۔ تو وہ ایڑی چوٹی کا زور لگا کر بھی اسے برباد کر دیتے ہیں۔ کفار کی یہ جاہلانہ روش، اسلام کی جدیدیت کا مقابلہ نہ کبھی کر پائی ہے اور نہ ہی کر سکے گی۔ ان شاء اللہ

اسلام سب سے روشن، جدید اور تعصب سے بالاتر مذہب ہے جو نہ ہی مذہبی، لسانی تعصب کی اجازت دیتا ہے اور نہ ہی اپنے مقاصد کے حصول کے لئے دہشت گردی کی۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی پاکستان میں اقلیتوں کو مکمل مذہبی، معاشرتی آزادی میسر ہے۔ ان کی ڈگریوں کو غیر مسلم ہونے کی وجہ سے رد نہیں کیا جاتا۔ بلکہ ہر کسی کو اس کی صلاحیتوں کے مطابق عہدہ و مقام دیا جاتا ہے۔ اسی لئے اسلام کو مکمل ضابطہ حیات کہا گیا۔ جو نہ صرف ہمیں یہ بتاتا ہے کہ ہم نے زندگی کس طرح گزارنی ہے بلکہ یہ بھی کہ ہمارا رویہ دوسرے مذاہب کے ساتھ کیسا ہونا چاہیے۔

اسلام نہ کسی پر زبردستی مسلط کیا جاتا ہے اور نہ ہی کسی جیکب کو عبداللہ بننے پر مجبور کرتا ہے۔ قطع نظر اس بات کے کہ کوئی اپنی خوشی، اپنی مرضی سے اللہ کے پسندیدہ دین کو اختیار کرتا ہے۔ کیونکہ ''لا اکراہ فی الدین'' دین میں کوئی جبر نہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ آج بے انصافی سے تنگ لوگ تیزی سے اسلام کی طرف آ رہے ہیں۔ اور وہ دن دور نہیں جب پوری دنیا میں اسلام کا غلبہ ہوگا۔ ان شاء اللہ

سیرت

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہماری زندگی ہیں

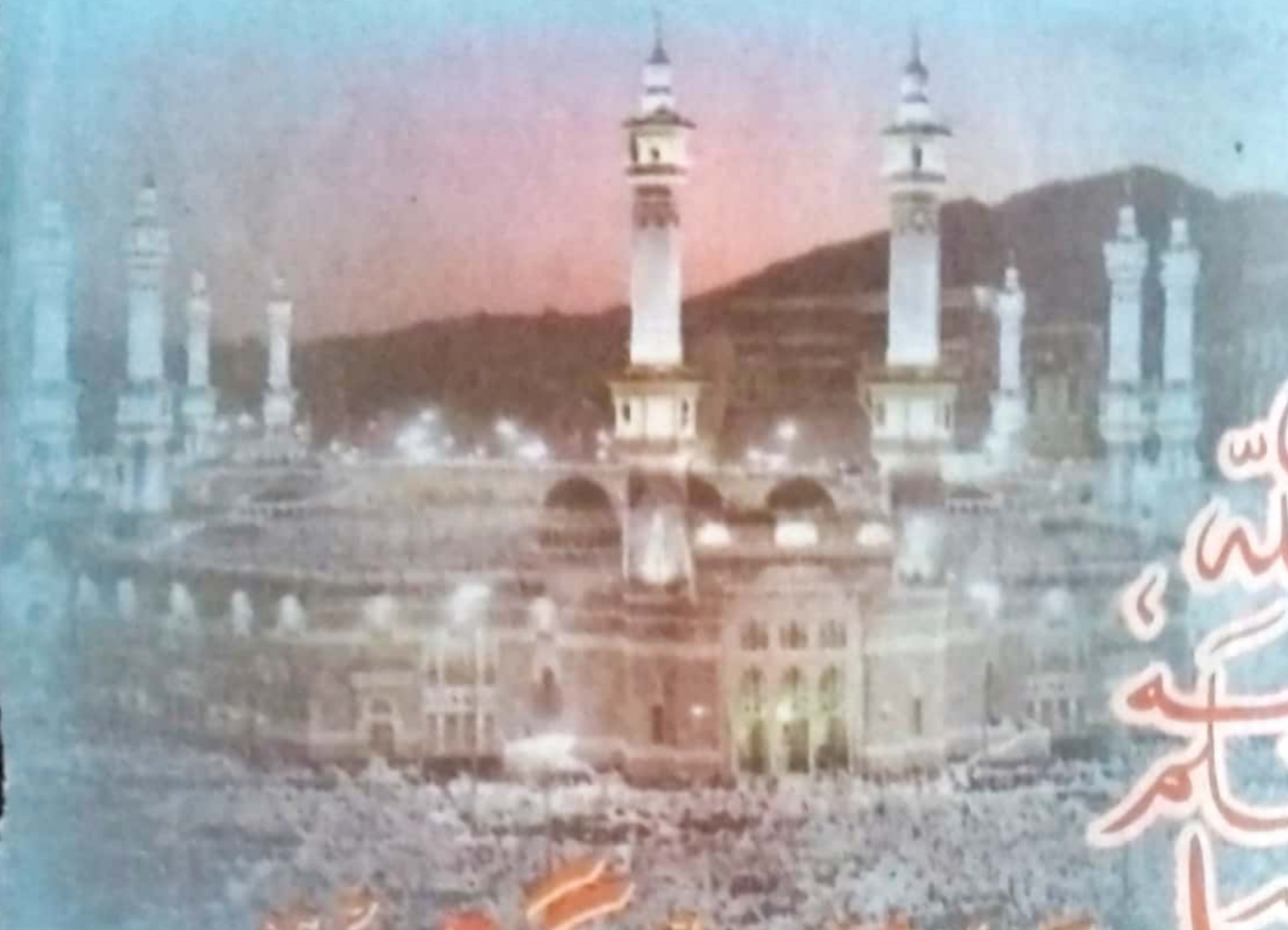

کبریٰ غلام رسول

یہ صدیوں قبل کی بات ہے جب بہت سے کارواں مقام توقیر کی تلاش میں نکلے اور بھٹک گئے۔ رستہ رستہ چلنے والے راہیں قطع نہ کر سکے منزل منزل پکارنے والے بے منزل ہی رہے۔ فاصلے پھیل کر سمٹتے اور سمٹ کر پھیلتے رہے گزرگاہ حیات میں کوئی روشنی کا دیا نہ تھا۔ آس کا ہر جگنو بند مٹھیوں کا رزق بن چکا تھا۔ جہالتوں اور وحشتوں کی خاردار جھاڑیوں نے دامن انسانیت کو چھلنی کر دیا تھا چہار سو ناانصافی اور بدنظمی کا دور دورہ تھا۔ زندگی فرسودہ زنگ آلود اور توہمات کا شکار تھی اس کے شب و روز لہو ولعب میں ڈوبے اور کینہ و نفرت میں لتھڑے تھے رفعتیں زمین بوس تھی اور بے مہر رتوں کے حصار میں سانسیں جیسے آزاد بن گئی تھیں۔ دل کے آنگنوں میں دور دور تک ویرانیاں پھیلی تھیں۔ بے حسی، بے بسی اور بے قراری کی یہ گھڑیاں طویل تر ہوتی گئیں اور پھر......

پھر یوں ہوا کہ خدائے واحد و برتر کی رحمت بے کنار جوش میں آئی وہ ایک بہت حسین اور تابناک صبح تھی جب بادصبا ایک انجانی خوشی سے مسرور اٹھکیلیاں کرتی پھر رہی تھی۔ خوشبو خوشبو سی ہوائیں یوں جیسے کسی کے آنے کی شدت سے منتظر ہوں اور آسمان جیسے تھک تھک کر اس سحر کے آثار دیکھ رہا ہو جو اس کے مہر و ماہ سے زیادہ اجالے سمیٹ کر صفحۂ دہر پر اترنے والی تھی۔ مبارک ساعتیں قریب آئیں، لازوال برکتیں آگے بڑھیں اور 9 ربیع الاول 20 یا 22 اپریل (571ء) کی وہ صبح جمال طلوع ہوئی جس کے جلو میں رحمت کمال اور حسن بے مثال تھا۔ اسی لمحۂ موجود میں رشد و ہدایت کے آفتاب و ماہتاب نے کائنات ارضی کو مژدہ جانفزاء سنایا اور موسموں کے اطوار بدل گئے۔ دھول اڑاتے صحرا شبنمی پھوار میں بھیگ بھیگ گئے۔ گلاب رتوں نے دھرتی پر ڈیرے ڈال دیئے۔ باد معطر کے جھونکے قریہ قریہ کو مہکانے لگے۔ یہ بہار آفرین لمحے قرنوں کو پھلانگ کر قیامت کی دیواروں تک پھیل گئے اور ایک ہمہ گیر انقلاب کی بنیاد بنے پوری انسانیت کی فلاح، ارتقاء اور ذہن و فکر کی جلا کے ضامن ہوئے۔

آپ کا اسم گرامی محمد ﷺ اور احمد رکھا گیا۔ آپ ﷺ کی ایک ایک ادا اور حیات کا ایک ایک لمحہ رضائے الٰہی کا مظہر اور پیغمبرانہ اوصاف کا حامل تھا۔ آپ کو حرف حرف صادق اور امین پکارا گیا اسی طرح گھڑیوں، دنوں، ہفتوں اور سالوں کا سفر طے ہوا یہ 21 رمضان المبارک (610ء) کا دن تھا جب سورج کی تمازت کم ہوئی شام قریب آئی تو نیلگوں آسمان سے جبرائیل حرا کے پر سکون اور پر کیف ماحول میں آپ ﷺ کے پاس آئے اور اللہ کا پیام سنایا۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ. پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے تجھے پیدا کیا یہی وہ پیغام تھا جس نے انسان کے ظاہر و باطن کو بدل دیا۔ اس کے خیال و ذہن اور علم و عمل کو نئی جہتوں سے روشناس کروایا۔

کوہ حرا سے وہ روشنی پھوٹی جس نے عالم کو بقعۂ نور کر دیا۔ اندھیرے کافور ہوئے اور ایمان و اسلام کی جگمگاہٹوں نے دنیا کو ضوفشاں کر دیا۔ اسلام کا یہ سرمدی پیغام سارے زمانوں کے لیے تھا۔ عرصہ قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لیے تھا حسب و نسب، ذات پات اور علاقہ و وطن کی کوئی قید نہیں تھی۔

آپ ﷺ گھبرائے ہوئے گھر لوٹے تو مونس و غم خوار زوجہ سیدہ خدیجہ طاہرہ ؓ کو اپنا منتظر پایا۔ اور ان سے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ انہوں نے کمال یقین و اعتماد سے کہا۔

"بخدا اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو رسوا نہیں کرے گا۔ آپ ﷺ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ تہی دستوں کی مدد کرتے ہیں اور مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت خدیجہ طاہرہ آپ ﷺ کو اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ اور ان کو اس خبر سے آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا "یہ وہی ناموس ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا آپ اس امت کے نبی ہیں۔"

حضرت خدیجہ طاہرہ نے سب سے پہلے آپ ﷺ کی

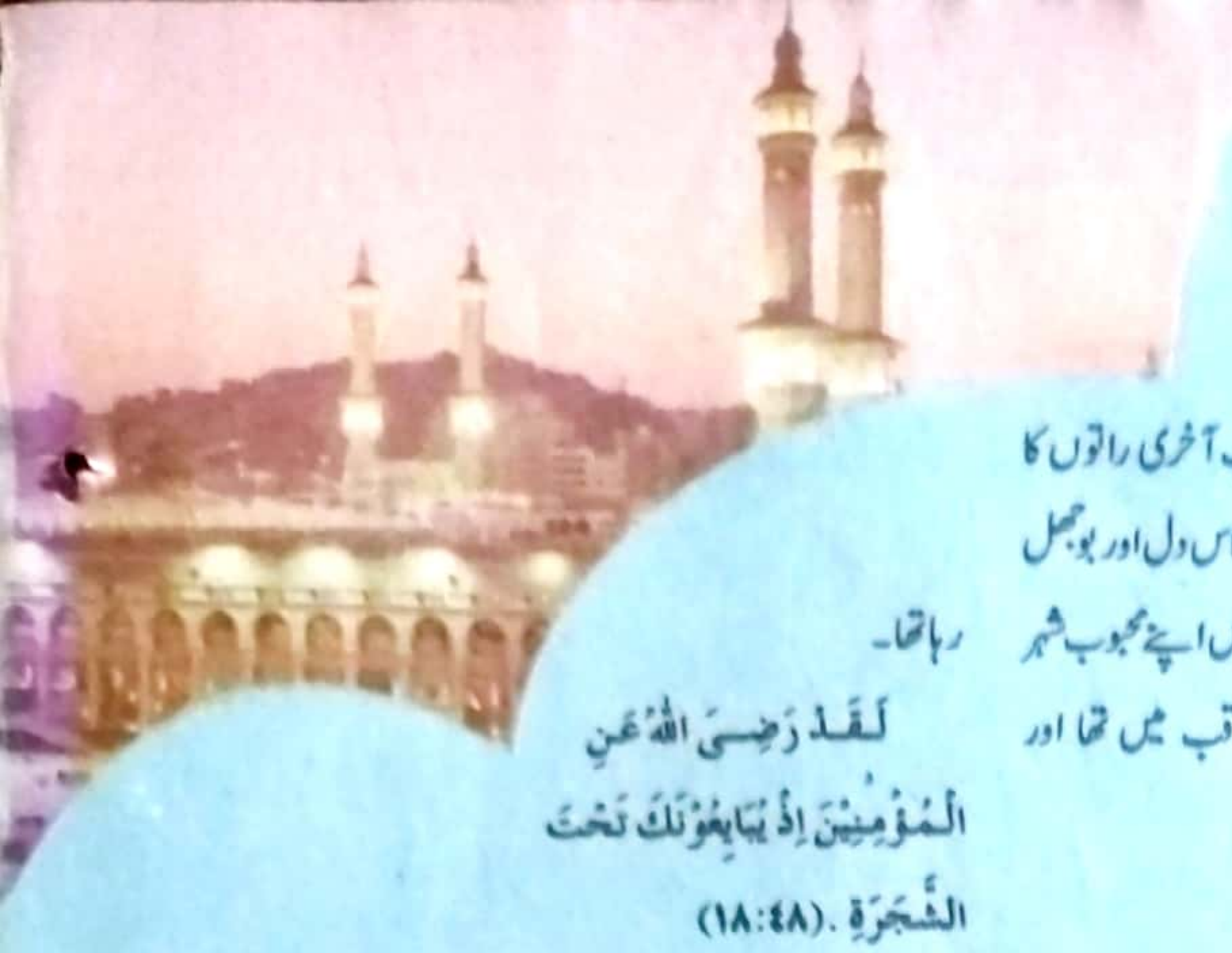

دعوت پر لبیک کہا اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہوگئیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مردوں میں سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے۔

خفیہ دعوت کا سلسلہ تین سال تک جاری رہا پھر حکم آیا۔

وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ.

آپ ﷺ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے۔

علی الاعلان تبلیغ شروع ہوتے ہی مصائب ونوائب کا بھی آغاز ہوگیا۔

اعدائے دین ایذائیں دیتے، برے ناموں سے پکارتے، راہوں میں کانٹے بچھاتے جب آپ ﷺ حالتِ نماز میں ہوتے تو وہ نت نئی شرارتیں کرتے۔ آپ ﷺ کو جان سے مار دینے کے منصوبے بناتے۔ اور جب آپ ﷺ کو کسی بھی طرح دعوت سے نہ روک پائے تو آپ ﷺ کو اہل وعیال سمیت شعب ابی طالب میں محصور کر دیا۔ جب یہ مدت ختم ہوئی تو اس سے بھی کڑا امتحان پیش آیا۔ یعنی آپ ﷺ کے پیارے چچا ابو طالب وفات پا گئے اور تھوڑے عرصے بعد آپ ﷺ کی خیر خواہ وغم گسار رفیقۂ حیات خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا داغ مفارقت دے گئیں۔ آپ ﷺ نے اس سال کو ”عام الحزن“ کا نام دیا۔ اس کے بعد مشرکین کی طرف سے ایذاء رسانی میں اضافہ ہوگیا۔ بے پایاں مظالم کا سلسلہ دراز ہوگیا۔ مگر اہلِ ایمان نے ان ستم رانیوں کو معجزانہ حد تک برداشت کیا۔

دعوت اسلام کی غرض سے طائف گئے تو اہل طائف نے سنگ باری کر کے وجود اطہر کو تھکا دیا۔ پاؤں میں زخم آگئے اور خون سے جوتے لتھڑ گئے۔ دل فگار واپس ہو کر انگور کی بیل کے سائے میں آبیٹھے زبان اطہر پر یہ دعا جاری تھی۔

اللھم الیك اشکو ضعف قوتی و قلة حیلتی وھوانی علی الناس یا ارحم الراحمین، انت رب المستضعفین، وانت ربی......

آپ ﷺ نہایت رنجیدہ اور غمزدہ واپس مکہ لوٹے جب اہل وطن کی طرف سے تکلیفیں اور اذیتیں بہت بڑھ گئیں تو ہجرت کا حکم آگیا۔ ۲۷ صفر ۱۴ نبوت بمطابق 12 یا 13 ستمبر 620ء کی درمیانی شب جب آخری راتوں کا چاند ابھی طلوع نہیں ہوا تھا۔ آپ ﷺ اداس دل اور بوجھل قدموں کے ساتھ صدیق اکبر کی ہمراہی میں اپنے محبوب شہر کو الوداع کہہ کر چل پڑے دشمن تعاقب میں تھا اور آپ ﷺ رفیق سفر سے کہہ رہے تھے۔

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا.

مدینے کو وطن بنالیا تو کچھ امن وسکون میسر آیا اور آپ پھر اللہ کا پیغام پہنچانے میں مشغول ہوگئے لیکن اعدائے دین کو کب گوارا تھا کہ آپ ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ پرامن ماحول میں رہیں۔ اہل مکہ کی ریشہ دوانیوں نے جنگ بدر کے اسباب پیدا کر دیے۔ آپ ﷺ ۳۱۳ کی نفری کے ساتھ بدر کے میدان میں اترے دشمن زرہ اور جدید ہتھیاروں سے لیس تھا۔ آپ ﷺ نے بارگاہ ایزدی میں ہاتھ اُٹھا دیے۔

اَللّٰھُمَّ اِنْ تُھْلِكْ ھٰذِہِ الْعِصَابَةُ الْیَوْمَ لَا تُعْبَدْ.

اَللّٰھُمَّ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْیَوْمِ اَبَدًا.

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو وحی کی۔

اَنِّیْ مَعَکُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ...... (۱۲/۸)

ترجمہ: میں تمہارے ساتھ ہوں، تم اہل ایمان کے قدم جماؤ میں کافروں کے دل میں رعب ڈال دوں گا۔

جبرائیل امین نے رسول امین کو خوشخبری سنائی۔

اَنِّیْ مُمِدُّکُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُرْدِفِیْنَ. (۹/۳)

ترجمہ: میں ایک ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا۔

اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو سرخرو کیا۔ بدر کے دن کو یوم الفرقان کہا گیا۔

ہجرت کے بعد کے ایام پر نگاہ دوڑائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ سفر ہجرت کے لیے گھر سے اکیلے ہی نکلے تھے۔ لیکن جب شہر سے باہر آئے تو دو ہوگئے۔ بدر کا معرکہ بپا ہوا تو ۳۱۳ فدایان دین ساتھ تھے۔ احد میں بڑھ کر ۷۰۰ ہو گئے۔ صلح حدیبیہ میں ۱۴۰۰ سو صحابہ آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے۔ اور آسمان سے قرآن نازل ہو رہا تھا۔

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ. (۱۸:۴۸)

ترجمہ: البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ مومنین سے راضی ہوگیا۔ جب وہ درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کر رہے تھے۔

جب مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے تو ۱۰۰۰۰ مردان باصفا آپ ﷺ کے ہمراہ تھے اور آپ ﷺ جذبہ تشکر سے سرشار اونٹنی پر بیٹھے ہی سجدہ شکر بجالائے اور بآواز بلند

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا. پڑھنے لگے۔

حنین کی طرف چلے تو بارہ ہزار کی تعداد تھی اور ۹ ہجری میں ۳۰۰۰۰ کے لشکر جرار کے ساتھ تبوک کی طرف عازم سفر تھے۔

۱۰ ہجری میں آپ ﷺ ہزاروں صحابہ کے جلو میں حج بیت اللہ کے لیے روانہ ہوئے۔ اتوار ۴ ذی الحجہ ۱۰ ہجری کو مکہ میں داخل ہوئے اور ۹ ذی الحجہ کو میدانِ عرفات میں خطبہ ارشاد فرمایا۔

لوگو! یاد رکھو میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں لہٰذا اپنے رب کی عبادت کرنا، پانچ وقت نماز پڑھنا، رمضان کے روزے رکھنا، اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا، اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرنا، ایسا کرو گے تو اپنے اللہ کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ اس وقت ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ آپ ﷺ کے اردگرد موجود تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا جب تم سے میری بابت پوچھا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے سب نے کہا: ”آپ ﷺ نے حق ادا کر دیا۔“

آپ ﷺ نے انگشت شہادت کو آسمان کی طرف اُٹھا کر فرمایا: ”اے اللہ گواہ رہنا۔“

آپ ﷺ خطبہ سے فارغ ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام یہ پیام ربی لے کر حاضر ہوئے۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا. (۳.۵)

آج میں نے تمہارے لیے دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا۔

حجۃ الوداع میں آپ ﷺ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں شاید میں اس سال کے بعد اپنے اس مقام پر تم لوگوں سے کبھی نہ مل سکوں۔

آپ ﷺ کا اسوہ کامل ہر دور میں امت مسلمہ کے لیے قابلِ فخر اور باعث خیر وفلاح ہے۔

حق آ گیا اور باطل مٹ گیا دعوت و تبلیغ کا کام مکمل ہو گیا۔ آپ ﷺ نے یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ. قُمْ فَاَنْذِرْ کے حکم کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا۔

سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَ یُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ کا وعدہ پورا ہو گیا۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ کی صداقت کو آپ ﷺ نے اپنی نگاہ پاک سے دیکھ لیا۔

آپ ﷺ نے اپنی مختصر حیات طیبہ کے ۲۳ سال بار امانت، دعوت، عزیمت اور جدوجہد، مشقت کے ساتھ گزارے۔

اور پھر رفیق اعلیٰ کی طرف سے روانگی کا پیام آ گیا۔

بیماری کی کل مدت ۱۳ یا ۱۴ دن تھی۔ وقت وداع آ پہنچا۔ عمر مبارک 63 سال اور ۴ دن تھی۔ زبان اطہر سے تین مرتبہ اللھم الرفیق الاعلیٰ کے الفاظ ادا ہوئے آپ ﷺ نے حیات ابدی کا دامن تھام لیا۔ انا للہ وانا الیہ رجعون یہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ دوشنبہ کا دن اور چاشت کا وقت تھا۔ مگر تاریکیاں جیسے یکلخت زمین پر اتر آئی تھیں۔ اور مدینہ کے بام و در جیسے بے نور ہو گئے تھے اور غم وحزن کے سائے احساسات کو محمل کر گئے تھے۔ حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ جس دن رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اس سے بہتر اور تابناک دن میں نے کبھی نہیں دیکھا اور جس دن رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اس سے زیادہ قبیح اور تاریک دن بھی میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

آپ ﷺ نے اپنی مختصر حیات طیبہ کے ۲۳ سال بار امانت، دعوت، عزیمت اور جدوجہد، مشقت کے ساتھ گزارے۔ پیہم معرکہ آرائی میں سر کٹے۔ سنگین ترین حالات پیش آئے راہوں کو خار خار کیا گیا۔ دعوت الی اللہ سے باز رکھنے کے لیے ہر حربہ آزمایا گیا، معرکہ در معرکہ الجھایا گیا۔ مگر آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ نے صبر جمیل کے ساتھ ہر تنگی و ترشی اور جبر وتعدی کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ روئے زمین پر ایک ایسے دور کا آغاز ہوا جس نے حیات انسانی کو یکسر بدل کر رکھ دیا۔

طبقوں، تعصبوں اور فرقوں کے بت پاش پاش ہو گئے۔ رنگ ونسل، عرب وعجم، گورے اور کالے کے امتیازات مٹ گئے۔ امن ومحبت اور مساوات کے نغمے کو بکو پھیل گئے۔ علم وفضل کے چشمے اور دانش وحکمت کے زمزمے تشنہ لبوں کو سیراب کرنے لگے۔ نوع انسانی کو ضلالت و گمراہی، فساد و گندگی اور محکومی و غلامی سے چھٹکارا ملا تو محمود و ایاز ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے۔

ترقی آزادی ، خوشحالی، روشن خیالی اور انسانیت نوازی کے راستے ہموار ہوئے، توحید کے ترانے چار سو گونجنے لگے۔ شبستان ہائے وجود اذانوں سے لرزنے لگے، جاہلیت کے اندھیرے ختم ہوئے تو حق کی روشنی سے ذرے ذرے بھی چمک اُٹھے۔

اوّلین و آخرین کی سیادت سے سعادت مند پیغمبر حضرت محمد ﷺ نے حق کا پیغام پہنچا دیا۔ اور زمین پر ایک انقلاب برپا ہو گیا۔ آپ ﷺ کے انداز فکر، سوچ بچار، رفتار وگفتار اور طرز حیات نے ایک قابل فخر انسانی تمدن اور تہذیب کو جنم دیا۔ ملتِ اسلامیہ کو ایک امتیازی وجود اور مخصوص شعار عطا کیا۔

انسانی زندگی کے ہر لمحے، ہر معاملے اور ہر شعبے کے لیے ایک معیار قائم کر کے نوع انسانی کو حیات نو سے ہمکنار کیا۔

آپ ﷺ کا اسوہ کامل ہر دور میں امت مسلمہ کے لیے قابل فخر اور باعث خیر وفلاح ہے۔

آپ ﷺ کی عظیم وجلیل زندگی کا ہر پہلو مرکز اطاعت ومحبت ہے۔ اس اسوہ کامل کی روشنی میں زندگی کو ایک ہمہ جہت نصب العین دے کر بسر کرنا ذرا بھی دشوار نہیں قوت محرکہ کو پابند رضا کرتے ہوئے منزل مقصود تک پہنچنا محال نہیں کہ طالبان صدق وصفا کے لیے محمد ﷺ کی تابناک شخصیت کا اور ذات بابرکت میں ایک بے نظیر نمونہ ہے۔ بے مثال قرینہ ہے اور رہنمائی کے لیے اسوۂ حسنہ ہے (ﷺ)

بلاشبہ محمد ﷺ ہی ''حبل اللہ'' ہے۔

اور تاریخ گواہ ہے کہ جب تک ہم اسے
پورے شعور اور خلوص کے ساتھ تھامے رہے
گردش دوراں کی بھاگ دوڑ بھی
ہمارے ہی ہاتھوں میں رہی
اور جب ہم نے اطاعت محمد ﷺ کے اس رشتے کو توڑا
ہم ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ ہمارا شیرازہ بکھر گیا
زمانے کی ٹھوکروں نے ہم کو غبار راہ بنا کر اڑا دیا
محمد ﷺ ہماری زندگی ہیں
اس چشمہ حیات سے دوری ہماری موت ہے
امت مسلمہ جیسے جیسے
اس آب حیات سے دور ہوتی جاتی ہے
عالم اسلام پر ایک نظر ڈال کر دیکھ لو
کہ وہ قریب المرگ ہوتی جاتی ہے
اس لیے آج محمد ﷺ کے نام کو زندہ رکھنے کے لیے نہیں
کیونکہ اس کو زندہ وتابندہ رکھنے والا
تو رب العالمین ہے
بلکہ اپنے آپ کو زندہ رکھنے کے لیے ضروری ہے
کہ ہم شانِ نبوت کی حفاظت کے لیے اُٹھیں
اور شرط اطاعت کو مان کر عمل اختیار کر لیں

بیدار ہونے کے آداب

ڈاکٹر آمنہ ہارون آباد

نیند ایک ایسا اضطراری عمل ہے کہ لاکھ چاہنے کے باوجود آپ اس پر قادر نہیں۔ کہ آپ اپنے آپ کو مسلسل جگائے رکھنے پر مجبور کر دیں۔ نیند اللہ کی ایسی نعمت ہے اور ایسا نظام ہے کہ جسم میں توڑ پھوڑ کا نظام جاری ہے۔ اس کی بحالی کے لیے نیند ضروری ہے۔ کچھ کام ایسے ہیں جو صرف نیند کی حالت میں انجام پاتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کا نظام ایسا خود کار ہے کہ جب (Reconstruction) کا کام مکمل ہو جاتا ہے تو انسان از خود بیدار ہو جاتا ہے۔

اس دفعہ ہم بات کریں گے کہ رسول اللہ ﷺ کا وہ بیدار ہونے کا پیارا اور محفوظ طریقہ کون سا تھا۔ جو آپ ﷺ نے ہم کو دیا۔ تاہم کوشش سے اپنے آپ کو کم یا زیادہ سونے کا عادی بنا سکتے ہیں۔ انسان کو وہی کام زیبا ہیں جو خالق انسان نے اس کے لیے مقرر کر دیے ہیں۔

بیدار ہونے کا انتخاب

جی ہاں! بیداری کے لیے وقت بھی بڑا اہم عنصر ہے۔ مسلمان کی زندگی اتنی منظم (Manage) ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ہر کام کے لیے وقت کا بھی ایک شیڈول مرتب کر دیا ہے۔ جو اس کی رحمت اور مہربانی ہے۔ بیداری کا بہترین وقت تہجد ہے۔ جس وقت خالق کائنات اللہ تبارک وتعالیٰ آسمان دنیا پر تشریف لے آتے ہیں۔ اس لیے تہجد کی نماز پڑھنے کی عادت ڈالیے کیونکہ یہ نفس کی تربیت، تزکیہ نفس اور کنٹرول کے ساتھ ساتھ اپنے اللہ تعالیٰ سے تعلقات بنانے کا بہترین وقت ہے۔

آپ کے لیے دلچسپ اور حیران کن بات یہ ہے کہ تحقیقات نے ثابت کیا ہے کہ تہجد پڑھنا ڈپریشن (Depression) کے امراض کے علاج کے لیے بے حد مؤثر علاج ہے۔ اگر آپ تہجد کے وقت نہ اُٹھ سکیں تو فجر کی نماز سے پہلے اُٹھنے کا ہر حال میں اہتمام کریں۔

ہمارے ہاں یہ مقولہ مشہور ہے۔

Early To Bed, Early To Rise.
Moke The man Healthy, Wealthy
& Wise.

(رات کو جلد سونا اور صبح جلد بیدار ہونا انسان کو صحت مند اور عقل مند بنا دیتا ہے)

جدید تحقیقات کے مطابق کہ جو بندہ صبح سویرے بیدار ہوگا وہ تمام دن کے معمولات بہتر انداز میں سرانجام دے سکے گا۔ برعکس اس شخص کے جو ''شیطان'' کی طرح دن چڑھے تک سوتا رہتا ہے۔ (یہ بات ہر ایک کے لیے ہے چاہے وہ مسلم ہو یا غیر مسلم)

جس طرح سونے کے کچھ آداب ہیں اسی طرح بیدار ہونے کے بھی آداب ہیں۔ (دیکھ لیجیے! اسلام جو ایک مکمل دین ہے اور فطرت کے عین مطابق ہے ہر جگہ ہماری راہنمائی کے لیے موجود ہے)

اس سے پہلے کہ آپ چھلانگ مار کر بستر سے اتریں مندرجہ ذیل امور کا خیال کریں۔

ماہرین نے تحقیقات سے ثابت کیا ہے کہ جسم کو ماحول سے مطابقت حاصل کرنے کے لیے کچھ وقت چاہیے اس لیے بہترین انداز وہ خوبصورت نمونہ ہے۔ جو رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے چھوڑا۔

آیئے دیکھتے ہیں۔ اپنے پیارے نبی ﷺ کی پیاری سنتِ مبارکہ۔

آنکھیں ملیں

آنکھ کا نیند سے بے حد گہرا تعلق ہے بلکہ آنکھ ہی وہ اصل حصہ ہے جو ہمیں نیند کی وادیوں میں لے جا کر آرام پہنچاتا ہے اب چونکہ آنکھ ساری رات بند رہتی ہے اسی لیے اسے دنیا سے ہم آہنگ کرنے کے لیے ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے آہستہ آہستہ ملیں۔

عبداللہ بن عباس کی روایت میں ہے کہ ایک رات آپ ﷺ نے اپنی اہلیہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر آرام فرمایا۔ جب آدھی رات ہوئی تو آپ ﷺ بیدار ہو گئے اور بیٹھ کر اپنی آنکھیں ہاتھ سے ملنے لگے۔ (بخاری)

ناک جھاڑنا

آنکھیں ملنے کے بعد ناک کو تین مرتبہ جھاڑیں کیونکہ سونے کے بعد انسان کا رابطہ دنیا کے ساتھ ناک کے ذریعے قائم رہتا ہے۔ اور شیطان انسان کی ناک پر رات بسر کرتا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو تین مرتبہ اپنا ناک جھاڑے۔ اس لیے کہ شیطان ناک کے نتھنوں کی ہڈی پر رات بسر کرتا ہے۔

بستر پر لیٹے لیٹے کچھ دیر آرام کرنا

ناک جھاڑنے کے بعد آپ ﷺ بستر پر لیٹے لیٹے کچھ دیر آرام فرماتے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات

آپ ﷺ نے اپنی اہلیہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر آرام فرمایا۔ جب آدھی رات ہوئی یا اس سے کم و بیش تو آپ ﷺ بیدار ہوگئے اور بیٹھ کر اپنی آنکھیں ہاتھ سے ملنے لگے اور پھر سورۃ آل عمران کی آخری دس آیات (۱۹۰ تا ۲۰۰) کی تلاوت فرماتے۔

جدید تحقیقات نے ثابت کیا ہے کہ آپ بیدار ہونے کے فوراً بعد بستر سے نہ اتریں۔

بیدار ہونے کی دعا پڑھیں

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَمَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ"

بستر سے اترنے کا انداز

بستر سے اترتے وقت پہلے بایاں پاؤں اور پھر دایاں پاؤں اتاریں۔

ہاتھ دھونا

بستر سے اترنے کے بعد پہلے ہاتھ دھوئیں کیونکہ آپ کو نہیں پتا کہ آپ کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی نیند سے بیدار ہو تو اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ کو کسی برتن میں ڈالنے سے پہلے تین مرتبہ دھولے۔ کیونکہ اسے یہ معلوم نہیں کہ رات بھر ہاتھ کہاں کہاں گردش کرتا رہا۔ اور کس کس چیز کو چھوتا اور مَس کرتا رہا۔

ہاتھ دھونے کے بعد پھر اپنی حاجت سے فارغ ہوں۔

باتھ روم جانا یا حاجتِ ضروریہ سے فراغت

ہاتھ دھونے کے بعد باتھ روم جائیں۔ (جو کہ ایک اہم انسانی ضرورت ہے۔ (بیت الخلاء جاتے ہوئے آداب کا خیال مدنظر رکھیں)

ایک بات کا خاص خیال رکھیں کہ وقت پر اٹھیں اکثر دیکھا گیا ہے کہ ہم لوگ سورج کے ساتھ اٹھتے ہیں پھر فٹافٹ آفس کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور اسی جلدی میں "باتھ روم" ادھورا رہ جاتا ہے۔ جو کہ ہماری صحت کے لیے نقصان دہ ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ آپ کے کاموں میں خلل ڈالتا ہے۔

مناسب انداز سے فارغ نہ ہونا آپ کو نفسیاتی مریض بھی بنا سکتا ہے۔ اور آج کل آپ دیکھ رہے ہیں کہ امراض میں کتنی تیزی کے ساتھ اضافہ ہو رہا ہے۔ تو بس پھر سمجھ لیجئے آپ کی صحت آپ کے ہاتھ۔

مسواک کرنا

رات کو سونے سے پہلے مسواک کرنا سنتِ رسول ﷺ ہے تو بیداری کے وقت بھی مسواک کرنا ہمارے پیارے نبی ﷺ کی سنتِ مبارکہ ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب رات کو اٹھتے تو پہلے اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسواک سے اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور منہ کی صفائی بھی ہوتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

وضو کریں

اس کے بعد وضو کریں کیونکہ وضو آپ کا باہر کی دنیا سے تعلق قائم کرتا ہے۔ گرمی اور سردی سے بھی بچاتا ہے۔

کیونکہ وہ آپ کو Relax کر دے گا۔ اور ماحول کی مطابقت میں مددگار ہوگا۔

قطع نظر اس کے آپ مسلمان نہیں پھر بھی اٹھنے کے بعد لامحالہ آپ اپنی توجہ چہرہ اور ہاتھوں کی طرف دیں گے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ آپ مسلمان بن کر سنتِ رسول ﷺ پر عمل کر کے دنیا میں بھی فائدہ پائیں اور آخرت میں جنت کمائیں۔

نمازِ فجر

وضو کے بعد جائے نماز پر کھڑے ہو جائیں۔ فجر کی نماز میں دو سنت اور دو فرض ہیں۔ ہلکی سی نماز ہے اس میں حکمت ہے کیونکہ اللہ کو پتا ہے کہ میرے بندے نے رات بڑی محنت کی ہے۔

تحقیق نے ثابت کیا ہے کہ صبح کی ہلکی پھلکی ورزش آپ کو سارا دن فریش (Fresh) رکھتی ہے۔

نمازِ فجر کے بعد سورج طلوع ہونے تک سونا منع ہے۔ کیونکہ اس وقت رزق کی تقسیم ہو رہی ہوتی ہے۔

جو شخص صبح دیر تک سوتا رہتا ہے شیطان اس کی عقل پر تین گرہیں لگا دیتا ہے۔ ماہرین نے ثابت کیا ہے کہ سورج کی کرنیں انسان کی صحت خراب کر دیتی ہیں۔

نماز فجر کے بعد قرآن پاک کی تلاوت کریں۔ نماز اور تلاوت قرآن پاک جہاں آپ کی روح کو معطر کریں گے۔ وہاں سارا دن کے کام میں معاون و مددگار رہوں گے۔

کیونکہ صادق المصدوق ہستی رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے کہ جو شخص فجر کی نماز پڑھ لیتا ہے۔ اللہ اس کے سارے دن کا ذمہ لے لیتا ہے۔ (سبحان اللہ)

کبھی بھی بے خوابی کی صورت میں ڈاکٹر سے رجوع نہ کریں۔ سونے اور نیند کی گولیاں ہرگز استعمال نہ کریں۔ یہ آپ کے اور آپ کی آئندہ نسلوں کے لیے بھی خطرناک ہے۔ بلکہ سنتِ رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع آپ کے اصل مسئلہ کا حل ہے۔

سنتِ رسول اللہ ﷺ کے مطابق سونا اور بیدار ہونا ہی اچھی صحت کا ضامن ہے جو آپ کو بے خوابی سے نجات دلاتا ہے۔ چند منٹ آرام کرنے کے بعد آپ اللہ کا نام لے کر دنیا کے کاموں میں مصروف ہو جائیں۔ ہم 100% یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ کا سارا دن اللہ کی مہربانیوں سے نہایت اچھا، پرسکون گزرے گا۔ کیونکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی باتوں میں کوئی شک نہیں۔ سچ ہی فرمایا ہے اللہ نے

"وَ جَعَلْنَا نَوْمَکُمْ سُبَاتًا. (النباء)

"اور ہم نے تمہارے لیے نیند کو آرام کی چیز بنایا"

"وَ جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا." (النباء)

"اور ہم نے دن کو ذریعہ معاش بنایا"

آئیں اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں ہر روز ایسے ہی بیدار ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) تا کہ ہم دین اور دنیا میں فوزِ عظیم (عظیم کامیابی) حاصل کر سکیں۔ (آمین ثم آمین)

نوٹ: آداب میں رسول اللہ ﷺ نے جگہ جگہ ہمیں دعا سکھائی اس لیے دعاؤں کا خصوصی اہتمام کریں اس کے لیے آپ کسی کتاب الدعا سے راہنمائی لے سکتے ہیں۔

ورنہ: ڈاک خرچ (۱۰ روپے) بھیج کر دعا کی کتاب مفت حاصل کریں۔

پتہ: خیر الکثیر قرآن اکیڈمی ۱۰، غلام نبی مکان نمبر ۴۸ گلشنِ اقبال ہارون آباد ضلع بہاولنگر

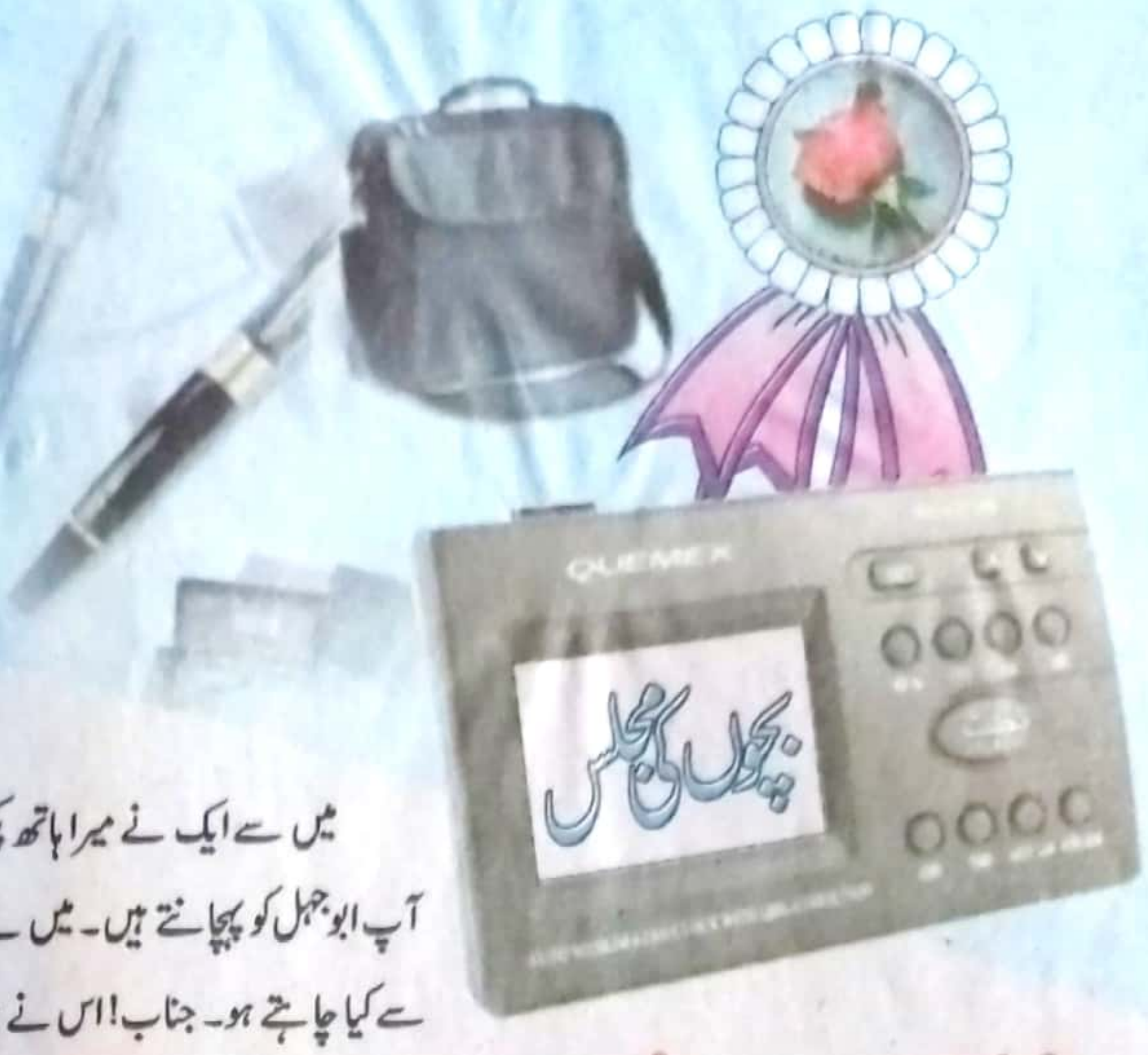

ننھے مجاہد

نزہت اسلم

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ بڑے مشہور صحابہ میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر کی لڑائی میں میدان جنگ میں لڑنے والوں کی صف میں کھڑا تھا۔ میں نے دیکھا میرے دائیں اور بائیں جانب دو کم سن انصار کے لڑکے ہیں۔ میں بڑا پریشان ہوا اور مجھے خیال ہوا کہ اگر میں قوی اور مضبوط لوگوں کے درمیان ہوتا تو اچھا ہوتا کہ ضرورت کے وقت ایک دوسرے کی مدد کر سکتے لیکن میرے تو دونوں جانب بچے ہیں۔ یہ کیا میری مدد کر سکیں گے۔

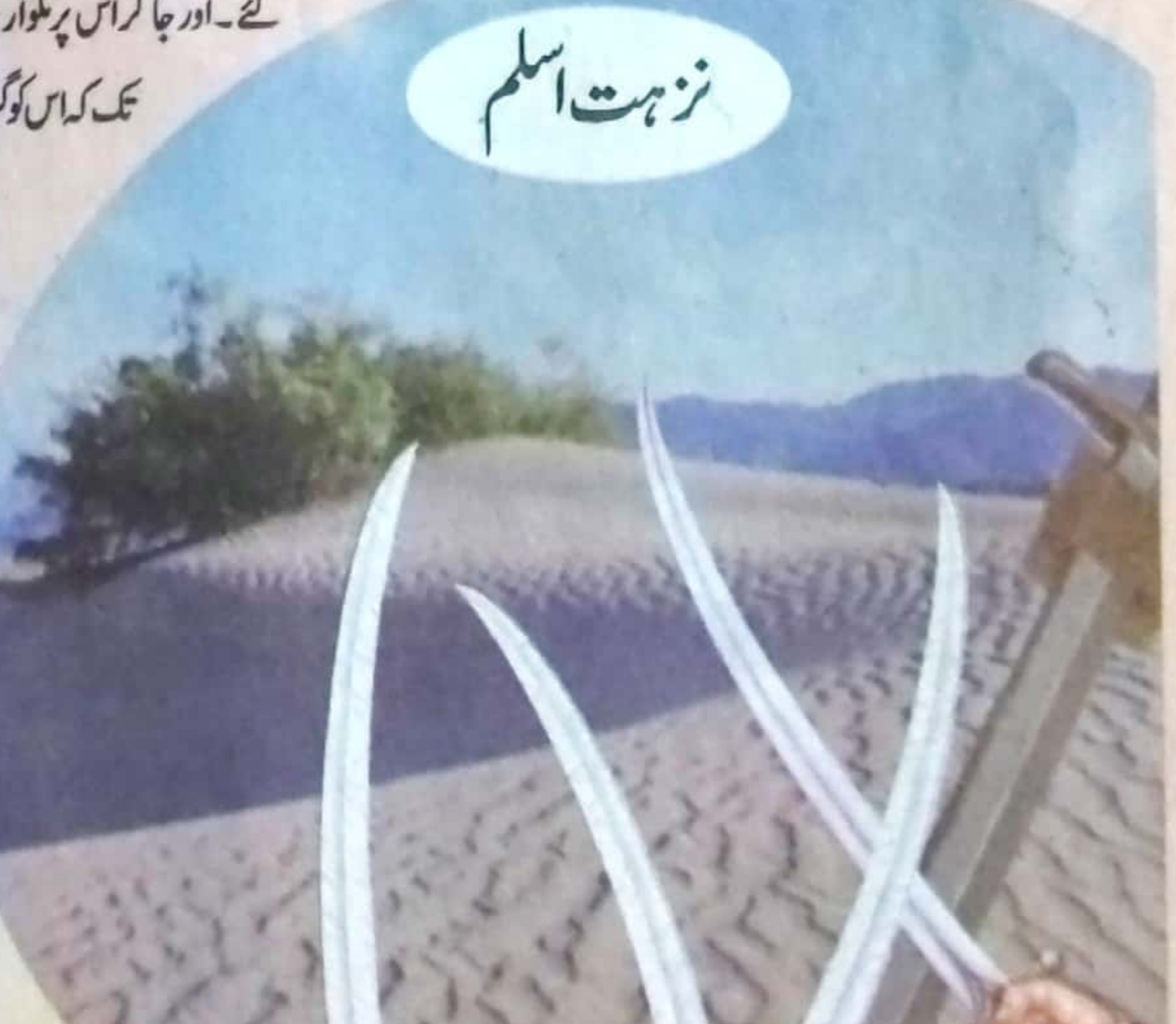

اتنے میں دونوں میں سے ایک نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ چچا جان کیا آپ ابو جہل کو پہچانتے ہیں۔ میں نے کہا ہاں! لیکن تم اس سے کیا چاہتے ہو۔ جناب! اس نے جواباً کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ رسول ﷺ کی شان میں گالیاں بکتا ہے۔ اس پاک ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ میں اگر اس کو دیکھ لوں تو اس وقت تک اس سے جدا نہ ہوں گا یہاں تک کہ وہ مر جائے یا میں مر جاؤں۔

مجھے اس کے سوال اور جواب پر تعجب ہوا اتنے میں دوسرے نے بھی یہی کہا۔ جو پہلے نے سوال کیا تھا۔ اس نے بھی یہی سوال کیا۔ اتفاقاً اس وقت میدان میں مجھے ابو جہل دوڑتا ہوا نظر آ گیا۔ میں نے ان دونوں سے کہا وہ رہا تمہارا مطلوب جس کے بارے میں تم سوال کر رہے تھے۔ یہ سننا تھا۔ کہ ان دونوں بچوں نے اپنی اپنی تلواروں کو سیدھا کیا اور بھاگتے ہوئے چلے گئے۔ اور جا کر اس پر تلوار چلانا شروع کر دی۔ یہاں تک کہ اس کو گرا دیا۔

یہ دو صاحبزادے معاذ اور معوذ ؓ تھے۔

حضرت معاذ ؓ کہتے ہیں۔ کہ میں جب لوگوں سے سنتا تھا۔ کہ ابو جہل کو کوئی نہیں مار سکتا۔ وہ بڑی حفاظت میں رہتا ہے۔ تو مجھے اسی وقت خیال تھا کہ میں ابو جہل کو مار دوں گا۔

یہ دونوں بچے پیدل تھے۔ اور ابو جہل گھوڑے پر سوار تھا۔ صفوں کو درست کر رہا تھا۔ عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ یہ دونوں دوڑے لیکن گھوڑ سوار پر براہ راست حملہ مشکل تھا۔ اس لئے ایک نے گھوڑے پر حملہ کیا اور دوسرے نے ابو جہل کی ٹانگ پر۔ جس کی وجہ سے گھوڑا بھی گر گیا اور ابو جہل بھی گرا اور پھر اُٹھ نہ سکا۔ یہ دونوں اس کو زخمی کر کے چھوڑ آئے تھے۔ کہ اُٹھ نہ سکے اور وہیں کراہتا رہے۔ لیکن جان سے نہ مارا۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن بن مسعود ؓ نے بالکل ہی سر تن سے جدا کر دیا۔

حضرت معاذ ؓ کہتے ہیں۔ میں نے جس وقت اس کی ٹانگ پر حملہ کیا تو اس کا لڑکا عکرمہ ساتھ تھا۔ اس نے میرے مونڈھے پر حملہ کیا جس سے میرا ہاتھ کٹ کر میرے بازو کے تسمے سے لٹک گیا۔ میں اسے اپنے ساتھ ساتھ گھسیٹتے ہوئے سارا دن لڑا۔ لیکن جب وہ مجھے اذیت پہنچانے لگا تو میں نے اس پر اپنا پاؤں رکھا اور اسے زور سے کھینچ کر الگ کر دیا۔

عزیز بچو! ہم اس واقعہ سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ آخر وہ دین کی محبت کا جذبہ کیسا ہوگا۔ جو چھوٹے چھوٹے بچوں سے اتنے بڑے بڑے کام کروا دیتا ہے۔

آج پھر امت مسلمہ کو بہت سے ابو جہلوں کا سامنا ہے۔ جو نبی ﷺ کی شان میں گستاخیاں کر رہے ہیں۔ اور آج پھر انہی معاذ اور معوذ ؓ کی ضرورت ہے۔ جو ہاتھ میں تلوار لئے پوچھتے ہیں کہ ہمیں ابو جہل دکھا دو۔ ہمیں پتہ چلا ہے کہ وہ ہمارے نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔

اللہ ہم سب کو نبی ﷺ سے سچی محبت کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

کام کا آغاز دائیں جانب سے

اے لڑکے! بسم اللہ پڑھ اور دائیں ہاتھ سے کھا! اور وہ کھا جو تیرے سامنے ہے۔ (بخاری و مسلم)

جب تم کوئی چیز پہنو یا وضو کرو تو دائیں جانب سے شروع کرو۔ (ابوداؤد)

چاہیے کہ تمہارا ایک دائیں ہاتھ سے کھائے اور چاہیے کہ دائیں ہاتھ سے پیئے۔ اور چاہئے کہ دائیں ہاتھ سے پکڑے پس بے شک شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔ اور بائیں ہاتھ سے دیتا اور لیتا ہے۔ (سنن نسائی)

جب تم میں سے ایک جوتا پہنے تو دائیں پاؤں سے ابتداء کرے اور جب اتارے تو بائیں جانب سے اتارنا شروع کرے۔ تاکہ دایاں پہلے پہنا جائے۔ اور بعد میں اتارا جائے۔ (مسلم)

اور جب تم میں سے کوئی استنجاء کرے تو دائیں ہاتھ سے نہ کرے۔ بلکہ چاہیے کہ بائیں ہاتھ سے استنجاء کرے۔ (سنن ابی داؤد)

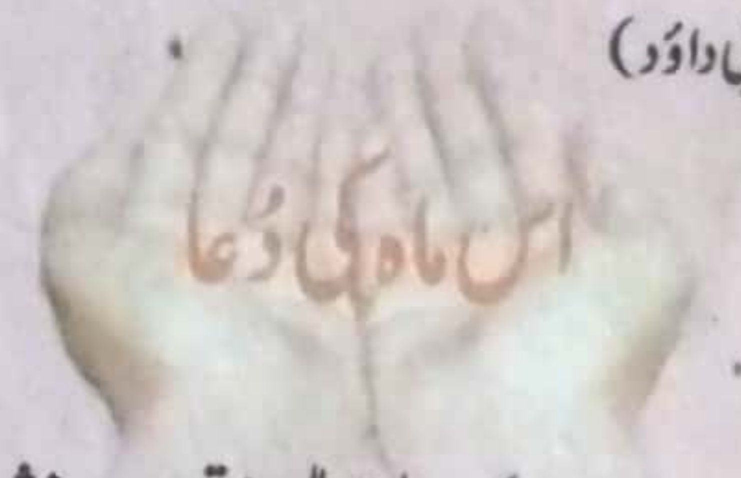

پیارے بچو! بے شک اللہ تعالیٰ اپنی تعریف پر خوش ہوتا ہے۔ جو ہم کھانے پینے کے بعد اللہ کی حمد و ثناء کرتے ہیں۔ تو کیوں نہ اپنے پیارے اللہ کو خوش کرنے کے لئے ایک دعا مزید یاد کر لی جائے۔ تو یہ دعا نیا کپڑا پہننے کے بعد کی ہے۔

جب اللہ کے پیارے نبی ﷺ نئے کپڑے پہنتے تو دائیں جانب سے بسم اللہ پڑھ کر آغاز کرتے۔ اور جب پہن لیتے تو یہ دعا پڑھتے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ هٰذَا (الثَّوْبَ) وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ۔

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ وہ ذات جس نے پہنایا مجھ کو یہ (کپڑا) اور رزق دیا مجھ کو میری کسی قسم کی قوت اور طاقت کے بغیر۔''

سوالات و جوابات

① مردوں میں سے سب سے زیادہ اللہ کے نبی ﷺ کو کس نے ستایا؟

② عورتوں میں اللہ کے نبی ﷺ کو سب سے زیادہ کس نے ستایا؟

③ آپ ﷺ کی آخری وصیت کیا تھی؟

④ آپ ﷺ کا آخری عمل کیا تھا؟

پیارے بچو! کیا آپ بتا سکتے ہیں۔ کہ یہ اللہ کے کون سے برگزیدہ نبی کے دو نام ہیں۔

	ا	
د		ح
	م	

مسکراہٹ

ایک دفعہ عہد نبوی ﷺ میں مدینہ اور اطراف مدینہ میں سخت قحط پڑا انہی دنوں آنحضرت ﷺ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے۔ کہ اس حالت میں ایک صاحب نے کھڑے ہو کر کہا! اے اللہ کے رسول مویشی ہلاک ہو گئے اور لوگ بھوک سے نڈھال ہیں۔ اللہ سے دعا فرمائیے کہ بارش برسائے۔ آپ ﷺ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اس وقت آسمان آئینہ کی طرح صاف تھا۔ آپ کا دعا کرنا تھا کہ یکا یک پہاڑوں جیسے بادل امڈ آئے۔ اور آسمان کا دھانہ کھل گیا۔ لوگ مسجد سے نکلے تو موسلا دھار بارش شروع ہو چکی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک پر بھی بارش کے قطرے نظر آ رہے تھے۔ پھر پورا دن بارش ہوئی۔ اگلے روز بھی یہی حالت رہی۔ یہاں تک کہ لوگ گھبرا گئے۔ اور دوسرے ہفتے کو اسی آدمی نے یا کسی اور آدمی نے کہا۔ دعا کیجیے! کہ اللہ اب بارش روک دے۔ آنحضرت ﷺ مسکرائے اور دعا فرمائی بادل پھٹ گئے اور مدینہ پر سے مطلع صاف ہو گیا۔ (بخاری و مسلم)

مارچ کے پزل کا جواب

وہ دو نام حضرت ایوب اور حضرت یعقوب ؑ کے تھے۔

درست جواب دینے والوں کے نام

عبداللہ شاہ (نبی پور پیراں)۔ ایمن فراز ، عبداللہ (مریدکے)۔ طوبیٰ (وہاڑی)۔ سدرہ منور (سیالکوٹ)۔ رضیہ بخاری (عارف والا)۔

مارچ کے سوالات کے جوابات

① ابوطالب کی وفات پر نبی ﷺ نے فرمایا میں جب تک روکا نہ گیا۔ اپنے چچا کے لیے دعائے مغفرت کروں گا۔

② بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

③ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے شہادت سے قبل دو رکعت نماز کی ابتداء کی۔

④ کعب بن اشرف شاعر تھا وہ اپنے اشعار میں رسول اللہ ﷺ، صحابہ رضی اللہ عنہم کی ہجو کرتا تھا۔ اور مسلمان عورتوں کے متعلق غزلیہ اشعار کہتا تھا۔

درست جواب دینے والوں کے نام

عبداللہ شاہ (نبی پور پیراں)۔ طاہرہ بتول۔ نسیم اختر۔ شفیق اختر۔ حمیدہ منور۔ ام ذوالقرنین۔ عبداللہ۔ ایمن (لاہور)

الدعوۃ اوپن یونیورسٹی کے زیر اہتمام آیئے قرآن سیکھیں

فہم قرآن سبق نمبر 10

15 جنوری 2006ء تک حل شدہ مشق نمبر 8 ضرور بھیج دیں

یونٹ نمبر 1

معلم: احسان الحق شہباز

حصہ صرف

عربی میں کسی کام کے کرنے والے کے متعلق بیان کرنا ہوتو اس کے لئے ایک اسم بنایا جاتا ہے جسے اسم فاعل کہتے ہیں چونکہ اس کا وزن فَاعِلٌ ہوتا ہے اس لئے اسی مناسبت سے اسے اسم فاعل کہہ دیتے ہیں۔ مثلاً ضَرْبٌ کا معنی مارنا ہوتا ہے تو اس سے مارنے والے کو بیان کرنے کے لئے ضَارِبٌ کہیں گے۔ اسی طرح مدد کرنے والے کو نَاصِرٌ علم والے کو عَالِمٌ وغیرہ کہیں گے۔

اسم فاعل بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ فعل مضارع کا صیغہ لے لیں۔ اس سے علامت مضارع کو حذف کر دیں۔ پھر فاء کلمہ کو فتحہ دے دیں اور اس کے بعد الف جسے اسم فاعل کا الف کہا جاتا ہے لگا دیں اور عین کلمہ کو کسرہ دے دیں اور لام کلمہ کو تنوین دے دیں۔ مثلاً یَمْنَعُ سے یاء علامت مضارع گرا دی اور میم جو فاء کلمہ ہے اور ساکن ہے اسے فتحہ دے دی اور اس کے بعد الف فاعل لگا دیا۔ پھر عین کلمہ یعنی نون کو کسرہ دے کر لام کلمہ یعنی عین کو تنوین دے دی تو مَانِعٌ بن گیا۔ اب یہی منع کا اسم فاعل ہے۔ جس کا معنی ہوگا' روکنے والا۔ اس کے بنیادی طور پر چھ صیغے ہیں۔ (البتہ ان میں سے جمع' مبالغے اور تصغیر کے صیغے ملا کر بیس الفاظ بنالیتے ہیں۔)

فَاعِلٌ واحد مذکر اسم فاعل

فَاعِلَانِ تثنیہ مذکر اسم فاعل

فَاعِلُوْنَ جمع مذکر اسم فاعل

فَاعِلَةٌ واحد مونث اسم فاعل

فَاعِلَتَانِ تثنیہ مونث اسم فاعل

فَاعِلَاتٌ جمع مونث اسم فاعل

ہماری اردو زبان میں اسم فاعل کے الفاظ کثرت سے استعمال ہوتے ہیں مثلاً عاقل' بالغ' زاہد' تائب' زاہدان' عاملون' صائم' عابدہ' زاہدہ' خالدہ' عابدات' صالحات وغیرہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ

(النساء 34)

نیک عورتیں وہ ہوتی ہیں جو فرمانبردار ہوں اور کسی کی عدم موجودگی میں بھی اس چیز (جسم وحسن) کی حفاظت کرتی ہیں جسے اللہ نے بھی محفوظ رکھا ہوا ہے۔ (لباس میں اور محفوظ رکھنے کا حکم دیا ہے)

پیچھے مذکورہ بیس الفاظ کی گردان یہ ہے۔

ضَارِبٌ ضَارِبَانِ ضَارِبُوْنَ ضَرَبَةٌ

ضُرَّابٌ ضُرَّبٌ ضُرُبٌ ضُرَبَاءُ ضُرْبَانٌ

ضِرَابٌ اَضْرَابٌ ضَرَبٌ ضُرُوْبٌ ضُوَيْرِبٌ

ضَارِبَةٌ ضَارِبَتَانِ ضَارِبَاتٌ ضَوَارِبُ

ضُرَّبٌ ضُوَيْرِبَةٌ

ان میں ضِرَابٌ اور ضُرَّبٌ مبالغہ کے صیغے ہیں جن کا معنی ہوگا' بہت زیادہ مارنے والا اور ضُوَيْرِبٌ اور ضُوَيْرِبَةٌ تصغیر کے صیغے ہیں جو چھوٹا ہونے پر دلالت کرتے ہیں یعنی تھوڑا سا مارنے والا اور تھوڑا سا مارنے والی۔ باقی سارے الفاظ اس فاعل کے جمع کی ہی مختلف شکلیں ہیں ان کو بھی یاد کرلیں تو بہتر ہے اس طرح جب آپ قرآن پڑھیں تو فوراً ذہن میں آ جائے گا کہ یہ لفظ کیا ہے جیسے فَجَرَةٌ بَرَرَةٌ وغیرہ فاجر اور بار کی جمع ہیں۔

اس طرح وہ شخص جس کے متعلق بیان کرنا ہو کہ اس کے ساتھ کوئی کام ہوا ہے تو اس کے لئے عربی میں اسم مفعول ہے مثلاً ضَرْبٌ مارنا کے حوالے سے آپ نے اس شخص کو بیان کرنا ہے جسے مار پڑی تو اس کے لئے مَضْرُوْبٌ کا لفظ بولیں گے۔ اسی طرح مَنْصُوْرٌ مدد کیا گیا مَمْنُوْعٌ روکا گیا مَعْلُوْمٌ جس کا علم ہو چکا مَحْمُوْدٌ جس کی تعریف کی گئی وغیرہ ہے۔

اسم مفعول فعل مضارع مجہول سے بنایا جاتا ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ فعل مضارع سے علامت مضارع کو گرا کر میم مفتوح لگا دیتے ہیں۔ پھر عین کلمہ کو ضمہ دے کر اس کے بعد واؤ لگا دیتے ہیں اور لام کلمہ کو تنوین دے دیتے ہیں جیسے

يُضْرَبُ سے مَضْرُوْبٌ۔ يُنْصَرُ سے مَنْصُوْرٌ يُشْهَدُ سے مَشْهُوْدٌ يُغْلَبُ سے مَغْلُوْبٌ وغیرہ

اللہ پاک نے فرمایا:

جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِنَ الْاَحْزَابِ

گزشتہ گروہوں میں سے یہ بھی ایک شکست کھایا ہوا گروہ ہے۔ اس آیت میں مَهْزُوْمٌ اسم مفعول ہے جو هَزْمٌ سے نکلا ہے۔

اسم مفعول کے بھی بنیادی طور پر چھ صیغے ہوتے ہیں۔ جو یہ ہیں

مَفْعُوْلٌ واحد مذکر اسم مفعول

مَفْعُوْلَانِ تثنیہ مذکر اسم فعول

مَفْعُوْلُوْنَ جمع مذکر اسم مفعول

مَفْعُوْلَةٌ واحد مونث اسم مفعول

مَفْعُوْلَتَانِ تثنیہ مونث اسم فعول

مَفْعُوْلَاتٌ جمع مونث اسم مفعول

ان کے ساتھ تین صیغے مزید مَفَاعِيْلُ' مُفَيْعِيْلٌ' مُفَيْعِيْلَةٌ استعمال ہوتے ہیں۔ پہلا جمع کا ہی صیغہ اور دوسرا و تیسرا تصغیر کے مذکر و مونث کے صیغے ہیں۔

اسی طرح کسی کام کا حکم دینے کے لئے جو الفاظ بنائے جاتے ہیں' انہیں فعل امر کے صیغے کہا جاتا ہے۔

فعل امر کی چار گردانیں ہوتی ہیں۔

فعل امر حاضر معلوم' امر حاضر مجہول' امر غائب معلوم اور امر غائب مجہول۔

ان کی تفصیل سبق نمبر 4 اور سبق نمبر 5 میں پڑھ چکے ہیں۔ وہاں سے دوبارہ ذہن نشین کرلیں اور معلوم و مجہول کی صورتیں بھی بنالیں۔ ان کے قواعد اگلے سبق میں پڑھیں گے۔ ان شاء اللہ

حصہ نحو

حصہ نحو سے ہم نے مفرد' مرکب سے مرکب مفید وغیر مفید کی بحث' جملہ فعلیہ واسمیہ کی بحث' پھر نواخ ابتداء میں سے چند عوامل' حروف مشبہ بالفعل' افعال ناقصہ' افعال قلوب' ما ولا مشبہتان بلیس اور لاء نفی جنس کے اسباق پڑھے ہیں اور جملہ فعلیہ کی تھوڑی سی بحث پڑھی ہے۔ مبتدا وخبر اور جملہ فعلیہ کے اسباق میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ کچھ اسم مرفوع پڑھے جاتے ہیں اور کچھ منصوب۔ خلاصہ کے طور پر اس طرح کہا جاتا ہے کہ عربی میں مرفوع پڑھے جانے والے الفاظ عموماً آٹھ قسم کے ہیں انہیں **مرفوعات** کہا جاتا ہے جو درج ذیل ہیں۔

1۔ اسم فاعل۔ 2۔ نائب الفاعل۔ 3۔ مبتدا۔ 4۔ خبر 5۔ حروف مشبہ بالفعل کی خبر۔ انہیں اِنَّ وَاَخوَاتھَا کی خبر بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ یعنی اِنَّ اور اس جیسا عمل کرنے والے دوسرے عاملوں کی خبر۔ 6۔ افعال ناقصہ کا اسم۔ انہیں کَانَ وَ اَخوَاتھَا کا اسم بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ 7۔ لاء نفی جنس کی خبر۔ 8۔ ماولا المشبھتان بلیس کا اسم۔

اسی طرح وہ اسماء جو منصوب پڑھے جاتے ہیں' انہیں **منصوبات** کہا جاتا ہے۔ یہ بارہ قسم کے ہیں جو یہ ہیں۔

1۔ اِنَّ وَاَخوَاتھَا کا اسم۔ 2۔ کَانَ وَ اَخوَاتھَا کی خبر۔ 3۔ لاء نفی جنس کا اسم۔ 4۔ ماولا کی خبر 5۔ مفعول جو کہ پانچ قسم کے ہوتے ہیں۔ مفعول مطلق' مفعول بہٖ' مفعول لَهٗ' مفعول فِیْهِ اور مفعول مَعَهٗ۔ (ان کی تھوڑی تھوڑی تفصیل ان شاء اللہ بیان کردی جائے گی) اس طرح یہ کل نو ہو گئے۔ 10۔ حال: یہ وہ اسم ہے جو فاعل یا مفعول یا دونوں کی حالت بیان کرتا ہے جیسے جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا زید سوار ہو کر آیا۔ اس میں رَاکِبًا سے زید کے آنے کی حالت معلوم ہوئی۔ اور جیسے رَاَیْتُ زَیْدًا مَضْرُوْبًا میں نے زید کو مار کھاتے ہوئے دیکھا۔ اس مناسبت سے رَاکِبًا اور مَضْرُوْبًا کو حال کہتے ہیں اور جن کی حالت بیان ہوئی' انہیں ذوالحال کہتے ہیں۔ 11۔ تمییز۔ یہ وہ اسم ہوتا ہے جو سابقہ کلام میں سے کسی بھی قسم کے پیدا ہونے والے ابہام کو دور کرتا ہے اور کلام کی وضاحت کر دیتا ہے۔ 12۔ مستثنیٰ یہ وہ لفظ ہے جسے اِلَّا اور دوسرے حروف استثناء کے ذریعے الگ کیا جاتا ہے۔ (ان کی بھی تفصیل ان شاء اللہ بیان کی جائے گی)

اور وہ اسماء جو مجرور استعمال ہوتے ہیں' وہ دو قسم کے ہیں۔ نمبر 1۔ مضاف الیہ اور نمبر 2۔ وہ اسماء جن پر حروف جارہ میں سے کوئی حرف داخل ہو جائے' انہیں مجرور کہتے ہیں۔

تمرین

س1: مرفوعات کے متعلق بیان کریں کہ انہیں مرفوعات کیوں کہتے ہیں اور یہ کون کون سے ہیں۔ دو مرفوعات جملوں میں استعمال کریں۔

س2: منصوبات کے متعلق بیان کریں کہ انہیں منصوبات کیوں کہتے ہیں اور یہ کون کون سے ہیں۔ دو مختلف منصوبات کے جملے بنائیں۔

س3: اسم فاعل کے صیغے بمع حرکات لکھیں اور تصغیر کے کہتے ہیں۔ ایک مثال دیں۔

س4: اسم مفعول بنانے کا طریقہ لکھیں۔ اور پانچ اسمائے مفعول کے جملے بنائیں۔

س5: جَمَعَ ' فَتَحَ ' جَهِلَ ' كَتَبَ ' هَزَمَ اور نَصَرَ سے اسم فاعل اور اسم مفعول بنائیں۔ اور حرکات بھی لگائیں۔

نوٹس بورڈ

الدعوۃ اوپن یونیورسٹی

خوشخبری

مشق نمبر 5,6 کا نتیجہ بھی تیار

نتائج بذریعہ ڈاک حاصل کیجئے

یونٹ نمبر 1 کی صرف تین مشقیں باقی ہیں

بحمد اللہ مشق نمبر 5,6 کا نتیجہ بھی تیار ہو گیا ہے۔ انٹرنیٹ پر بھی عنقریب ملاحظہ فرمائیں۔ تاہم بذریعہ ڈاک خط میں 10 روپے ڈال کر آپ اب تک تمام مشقوں کے تیار نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔

نیز اب یونٹ نمبر 1 کی ان شاء اللہ صرف تین مشقیں باقی ہیں۔ طلبہ اب پہلے سے زیادہ مستعدی کے ساتھ اپنی اپنی مشقیں بروقت بھیجیں۔ پھر نہ کہنا کہ ہمیں خبر نہ ہوئی۔ ادارہ

یونٹ نمبر 1 مشق نمبر 9

گزارشات

1۔ بار بار گزارش کے باوجود بعض طلباء وطالبات نام و پتہ اور رول نمبر نہیں لکھتے۔ عزیز طلبہ سے گزارش ہے کہ نام و پتہ اور رول نمبر میں کوتاہی نہ کیا کریں کیونکہ اگر نام و پتہ یا رول نمبر نہیں لکھیں گے تو آپ کی مشق ضائع ہو جائے گی۔

2۔ بعض طلباء کہتے ہیں کہ ہماری کچھ مشقیں رہ گئی تھیں اس لئے ہم نے کورس چھوڑ دیا کہ اب ہماری مشق قبول نہیں ہوگی۔ تو ان سب طلبہ سے گزارش ہے کہ جو مشقیں رہ گئی ہیں' حل کر کے بھیج دیں اور کم از کم آخری مشق کے ساتھ مونوگرام ضرور لگائیں۔

3۔ بعض طلباء مونوگرام کی بہت کوتاہی کرتے ہیں بعض تو لگاتے ہی نہیں اور بعض چسپاں نہیں کرتے۔ محض لفافے میں ڈال دیتے ہیں تو گزارش ہے کہ اس سلسلہ میں احتیاط کریں اور مونوگرام اپنی حل شدہ مشق کے ساتھ چسپاں کیا کریں۔ ورنہ مشق کے ضائع ہونے کا خدشہ ہے۔

یونٹ نمبر 1 کی آخری دو مشقیں

جی ہاں! طلباء وطالبات کے لئے خوشخبری ہے کہ یونٹ نمبر 1 کا کورس ختم ہونے والا ہے۔ صرف دو مشقیں باقی ہیں۔ آپ اپنی رہ جانے والی مشقیں جلد از جلد بھیج دیں۔ اب سستی کی کوئی گنجائش نہیں۔ کورس کے خاتمے کے فوراً بعد امتحان ہوگا اور آپ رہ گئے تو آپ کی محنت اکارت جائے گی۔ اپنے حوصلے مجتمع کریں اور تازہ دم ہو کر کورس کی تیاری شروع کر دیں۔

مدیر الدعوۃ اوپن یونیورسٹی

ضرورت کوالیفائیڈ ڈسپنسر

جامعۃ الدعوۃ کے ادارہ شعبہ خدمت خلق کو کوالیفائیڈ ڈسپنسر کی ضرورت ہے۔ معقول مشاہرہ دیا جائے گا۔

رابطہ: طاہر ربانی۔ 0300-4666313

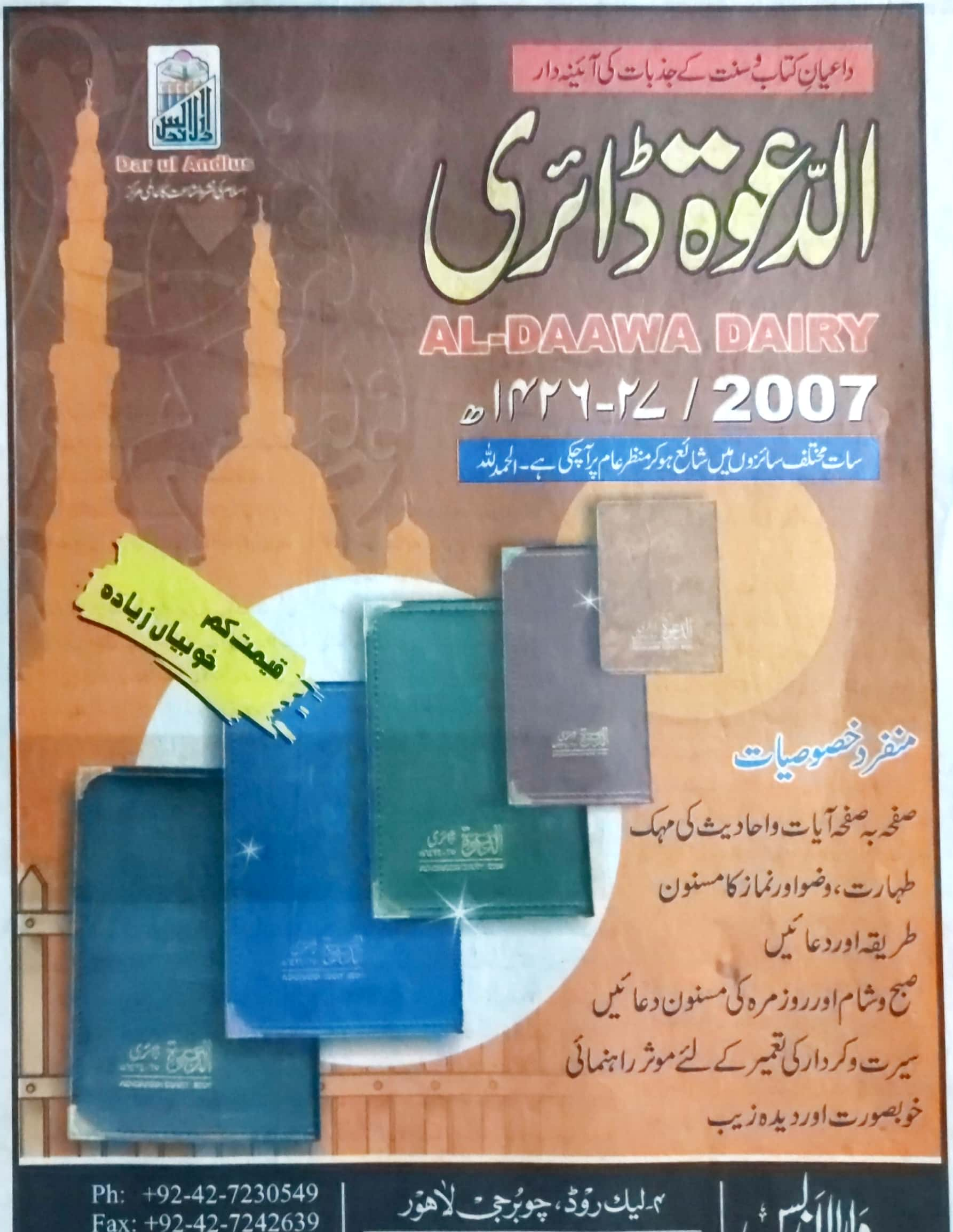

داعیانِ کتاب و سنت کے جذبات کی آئینہ دار
Dar ul Andlus
الدعوۃ ڈائری
AL-DAAWA DAIRY
2007 / ۱۴۲۶-۲۷ھ
سات مختلف سائزوں میں شائع ہو کر منظر عام پر آچکی ہے۔ الحمدللہ
قیمت کم
خوبیاں زیادہ
منفرد خصوصیات
صفحہ بہ صفحہ آیات واحادیث کی مہک
طہارت، وضواور نماز کا مسنون
طریقہ اور دعائیں
صبح وشام اور روزمرہ کی مسنون دعائیں
سیرت وکردار کی تعمیر کے لئے موثر راہنمائی
خوبصورت اور دیدہ زیب
Ph: +92-42-7230549
Fax: +92-42-7242639
www.dar-ul-andlus.com
۴۔لیک روڈ، چوبرجی لاہور
4- Lake road Chauburji Lahore (Pakistan)
دارالاندلس

فرسٹ کزن

سے شادی کرنے سے کوئی قباحت رونما نہیں ہوتی

پروفیسر حکیم محمد انور' جامعہ طبیہ اسلامیہ فیصل آباد

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ یہ اپنے ماننے والوں کو ہر ہر پہلو خواہ وہ معاشی ہو یا معاشرتی' اخلاقی ہو یا تمدنی میں مکمل راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ ایک مسلمان کا تعلق خواہ زندگی کے کسی بھی شعبہ سے ہو اسے کسی قسم کی راہنمائی درکار ہو' دین اسلام اسے ہر طرح کی راہنمائی فراہم کرتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا" (المائدہ۔3)

"آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کا دین پسند کیا۔"

مذکورہ فرمانِ خداوندی پر غور کریں تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت امت محمدیہ ﷺ پر پوری کر دی۔ وہ نعمت جس کا نزول کرہ ارض پر بسنے والے پہلے انسان (آدم علیہ السلام) سے شروع ہوا۔ اس کی تکمیل آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر کر دی گئی۔ قرآن پاک کے دائرہ کار کے بارے میں ارشاد ہے:

ولا رطب ولا یابس الافی کتب مبین.

"نہ کوئی ہرا اور نہ کوئی سوکھا مگر وہ کھلی کتاب میں موجود ہے۔" (الانعام۔59)

ایک مسلمان ہوتے ہوئے جب ہمارا اس پر ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ہم پر مذکورہ نعمت مکمل کر دی اور کوئی بھی ایسا معاملہ یا مسئلہ جو کہ اسلام کے کسی پیروکار کو پیش آیا ہو یا قیامت تک پیش آئے' اس کے بارے میں قرآن مجید' فرقان حمید' برہان رشید کے اندر واضح احکامات مل جاتے ہیں۔ قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں بہت سے ایسے پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے جنہیں آج کی سائنس نے عصر حاضر کے اصولوں کے عین مطابق نہ صرف تسلیم بلکہ ثابت کیا ہے۔ اسلام کے اصول طہارت کو لے لیں۔ آج کی نام نہاد ترقی یافتہ اقوام جو کہ اسلام کے ہر اصول کو پرانا اور ہر نظریے کو دقیانوسی قرار دیتی ہیں انہوں نے اسلام کے طریقۂ طہارت کے برعکس اپنی ناقص عقل کو بروئے کار لا کر پانی سے طہارت کی بجائے ٹشو کو زیر استعمال لا کر اپنی جدت پسندی کو روشناس کروایا مگر کچھ ہی دیر بعد ان کو فطرت (اسلام دین فطرت ہے) سے ٹکراؤ کے انجام سے دوچار ہونا پڑا۔ اسی طرح دائیں ہاتھ سے کھانے' پینے اور بائیں ہاتھ کو نجاست دور کرنے کے لئے استعمال کرنے کو دنیا کے نام نہاد دانشور چھوڑ کر اذیت و کرب میں مبتلا ہیں۔ علاوہ ازیں بیٹھ کر کھانے' پانی کے اندر سانس نہ لینے' مشکیزہ یا کھانے کے برتن کا منہ کپڑے سے ڈھانپنے' ٹوٹے ہوئے کنارے والا مشکیزہ یا پیالہ استعمال نہ کرنے کے بارے میں وہ احکامات جو آج سے چودہ سو سال قبل آئے تھے' آج کے اس ترقی یافتہ دور (اسلام کے پسماندہ ترین دور کیونکہ فرمان نبوی ﷺ ہے کہ سب سے اچھا زمانہ میرا' میرے بعد خلفائے راشدین (صحابہؓ) کا' ان کے بعد تابعینؒ کا' ان کے بعد تبع تابعینؒ کا اب جبکہ مذکورہ دور گزر چکے ہیں اور قرب قیامت کے آثار نمودار ہو رہے ہیں تو یہ دور ترقی یافتہ کیسے کہلا سکتا ہے؟) میں مذکورہ احکامات کا سو فیصد درست ہونا' اسلام کے برحق دین ہونے کا سائنسی ثبوت ہے۔

آج ہمیں ایسا محسوس ہو رہا ہے' شاید مذکورہ فرامین آج کے دور کے لئے ہی نازل ہوئے ہیں کیونکہ ان پر پابندی کی آج اشد ضرورت ہے۔ اسی طرح شادی کے حوالے سے مغربی محققین کا یہ پروپیگنڈہ کہ "فرسٹ کزن کے ساتھ شادی کرنے سے ایسی قباحت رونما ہوتی ہے جس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچے ابنارمل ہوں گے" اسلام کے اصولوں کے برعکس ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے بعض دانشور مغرب سے درآمد کردہ ہر نظریے کو آسمانی "صحیفے" کا درجہ دیتے ہیں اور بلا سوچے سمجھے اندھا دھند اس کی تقلید شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات ہر سائنسدان نہ صرف تسلیم کرتا ہے بلکہ تاریخی اعتبار سے متفقہ طور پر طے و تسلیم شدہ کہ کوئی نظریہ بھی حتمی نہیں ہوتا۔ نئی تحقیقات سے کسی وقت بھی اس کا رد ہو سکتا ہے۔ بہت سے ایسے نظریات ہیں جن کے موجد نامور سائنسدان تھے مگر آنے والے دور کی تحقیقات نے ان کو نہ صرف رد کیا بلکہ ان پر زبردست تنقید بھی کی۔ مثلاً بقراط کا نظریہ "جاندار بے جان اجسام سے پیدا ہو سکتے ہیں" کو بعد میں اس کے پیروکاروں نے ہی نہ صرف ماننے سے انکار کیا بلکہ اس پر زبردست تنقید بھی کی۔ اس کے برعکس اسلام کے نظریات جو کہ خدا تعالیٰ اور اس کے نبی ﷺ (جن کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ سورہ النجم کی آیت نمبر 3,4 میں فرماتے ہیں۔

"ومایںطق عن الھوی ان ھوالا وحی یوحی"

"اپنی خواہش سے نہیں بولتے مگر وحی الٰہی سے" کے قائم کردہ ہیں۔ یہ نظریات ازل سے تا ابد نہ صرف درست بلکہ ہر دور کے تقاضوں کے عین مطابق ہیں۔ اسلام کے طلاق دینے کے طریقہ کار کی ہی مثال سامنے رکھیں۔ یورپ میں طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح کو روکنے کے لئے ان کے دانشوروں نے اس کا ایک ہی حل نکالا ہے اور وہ یہ ہے کہ "اس سلسلہ میں ہمیں اسلام کے طلاق دینے کے طریقہ کار کو رائج کرنا ہوگا۔ بصورت دیگر اس کی بڑھتی ہوئی شرح پر قابو پانا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے۔" شادی کے سلسلہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے:

> فرسٹ کزن کے ساتھ شادی کرنے سے روکنے کے بارے میں کہیں بھی کوئی ہدایات نہیں ملتیں بلکہ نبی کریم ﷺ نے خود اپنی پھوپھی زاد حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی۔ اگر اس بارے میں کوئی قباحت ہوتی تو یقیناً نبی ﷺ اس کی وضاحت کر دیتے

وتر کی تیسری رکعت میں رفع الیدین

س: کیا وتر کی تیسری رکعت کو اٹھتے ہوئے رفع الیدین کرنا چاہئے؟ صحیح حدیث کی رو سے جواب عنایت فرمائیں۔

ج: وتر کی تیسری رکعت کو اٹھتے ہوئے رفع الیدین کرنا چاہئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ جب دوسری رکعت سے اٹھتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب دو رکعتوں سے اٹھتے تو رفع الیدین کرتے تھے نافع سے روایت ہے۔

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ "وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَفَعَ ذَلِكَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بلاشبہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز میں داخل ہوتے تو تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے تھے جب رکوع کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب دو رکعتوں سے اٹھتے تو رفع یدین کرتے تھے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ نے اس عمل کو نبی ﷺ تک پہنچایا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الاذان (۷۳۹) امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اس حدیث پر باب باندھا ہے "باب رفع الیدین اذا قام من الرکعتین" جب دو رکعتوں سے اٹھے تو رفع یدین کرنے کا بیان۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دو رکعتوں سے اٹھ کر رفع یدین کرنا نبی ﷺ کا طریقہ ہے۔

علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں بھی ہے

فَإِذَا قَامَ مِنْ سَجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذَلِكَ فَكَبَّرَ

صحیح ابن خزیمہ '/۲۹۵) ترمذی کتاب الدعوات ۳۴۲۳) امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس حدیث کو امام احمد وغیرہ نے بھی صحیح کہا ہے۔ (نصب الرایہ ۴۱۲/۱)

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے دس صحابہ میں نبی ﷺ کی جو نماز بیان کی اس میں بھی ہے۔ اذا قام من الرکعتین رفع یدیہ" جب دو رکعتوں سے اٹھتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ (صحیح ابن حبان ۱۷۱/۳)

امام ابن قیم فرماتے ہیں

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث صحیح ہے اور اسے تلقی بالقبول حاصل ہے اس میں کوئی علت نہیں اور ایک قوم نے اسے معلول قرار دیا ہے جس سے اللہ نے ائمہ حدیث کو بری قرار دیا ہے۔ (تھذیب الامام ابن قیم الجوزیہ ۳۵۵/۱ طبع دار المعرفہ بیروت)

ان احادیث صحیحہ ثابتہ سے معلوم ہو گیا دو رکعت ادا کر کے اٹھتے وقت رفع یدین کرنا نبی مکرم ﷺ کا طریقہ ہے اور جب آدمی وتر کی دو رکعتوں سے اٹھے گا تو اس حدیث کے مطابق عمل کرتے ہوئے رفع یدین کرے گا۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے سنن میں ایک باب باندھا ہے "باب رفع الیدین للقیام الی الرکعتین الاخریین حذو المنکبین

پچھلی دو رکعتوں کے لئے اٹھتے وقت کندھوں کے برابر رفع یدین کرنے کا بیان' پھر اس میں وہ حدیث لائے ہیں جو سالم نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے اور اس میں دو رکعتوں کے لئے اٹھتے ہوئے رفع یدین کا بیان ہے۔ دیکھیں نسائی (۱۱۸۱) صحیح ابن خزیمہ ۳۴۴/۱ عبدالرزاق ۶۷/۲ ابن حبان ۱۷۸/۴ جزء رفع یدین (۷۷) ص ۱۶۶)

رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ

س: کیا رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ پڑھی گئی؟

ج: نبی ﷺ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الموطا میں کتاب الجنائز باب ماجاء فی دفن المیت میں لکھتے ہیں۔

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَدُفِنَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَصَلَّى النَّاسُ عَلَيْهِ أَفْذَاذًا)

بلاشبہ رسول اللہ ﷺ سوموار کے دن فوت ہوئے اور منگل والے دن دفن کئے گئے اور لوگوں نے اکیلے اکیلے آپ پر نماز پڑھی۔ شیخ سلیم الھلالی حفظہ اللہ نے اس روایت کو الموطا کی تحقیق و تخریج میں صحیح قرار دیا ہے۔ (الموطا بروایات الثمانیہ ۲۰۳/۲)

امام ابن عبدالبر فرماتے ہیں۔

هذا الحديث لا اعلمه يروى على هذا النسق بوجه من الوجوه غير بلاغ مالك هذا ولكنه صحيح من وجوه مختلفه۔(التمہید ۳۹۴/۲۴)

میں اس حدیث کو اس ترتیب سے مالک کی اس بلاغ کے سوا کسی بھی سند سے نہیں جانتا لیکن یہ مختلف طرق سے صحیح ثابت ہے۔

پھر آگے لکھتے ہیں

واما صلوة الناس عليه افذاذاً فمجتمع عليه عند اهل السير وجماعة اهل النقل لايختلفون فيه (التمہید ۳۹۷/۲۴)

رہا لوگوں کا آپ پر اکیلے اکیلے نماز ادا کرنا تو اہل السیر اور اھل النقل کی ایک جماعت کے ہاں اتفاقی ہے اس میں وہ اختلاف نہیں کرتے۔

لہٰذا یہ بات اجماعی و اتفاقی ہے کہ نبی ﷺ کا جنازہ انصار و مہاجرین تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پڑھا ہے اور فرداً فرداً پڑھا گیا سب نے اجتماعی صورت میں نماز جنازہ ادا نہیں کی۔

جمعہ کے دن فوت ہونے والا

س: کیا یہ بات کسی حدیث میں موجود ہے کہ جمعہ کی شب یا جمعہ کے دن فوت ہونے والا قبر کے فتنہ سے بچالیا جاتا ہے؟

ج: جو بھی مسلم جمعہ والے دن یا رات کو فوت ہو جائے تو اس کو فتنہ قبر سے بچانے کے متعلق ایک حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے۔

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ إِلَّا وَقَاهُ اللهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ

(مسند احمد (۶۵۸۲) ترمذی ۱۰۷۴)

نہیں ہے کوئی بھی مسلمان جو جمعہ والے دن یا شب جمعہ کو مر جاتا ہے مگر اللہ اسے فتنہ قبر سے بچالیتا ہے۔

امام ترمذی اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں اس کی سند متصل نہیں ہے اسی طرح اس کی سند میں ربیعہ بن سیف اور ہشام بن سعد ضعیف ہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے جو مشکوٰۃ کی تعلیق میں طبرانی سے اس کے موصول بیان ہونے کا ذکر کیا ہے اس کی سند میں بھی ربیعہ بن سیف ہے علاوہ ازیں اس کے ضعیف شواہد بھی ہیں۔ واللہ اعلم

نماز میں کپڑے تہہ کرنا

س: نماز میں کپڑے وغیرہ کو فولڈنگ کر کے ادا کرنا کیسا ہے خاص طور پر

۱۔ بازو کے کپڑے کو اندر یا باہر کی طرف فولڈنگ کر کے نماز ادا کرنا۔

۲۔ پینٹ وغیرہ پہننے کی صورت میں پائینچے فولڈ کرنا تاکہ وہ ٹخنوں سے نیچے نہ ہو جائیں۔

۳۔ فولڈنگ اندر کی طرف ہو یا باہر کی طرف شلوار یا تہبند وغیرہ پہننے کی صورت میں نیفے سے کپڑا اندر کی طرف موڑنا وغیرہ (معین مغل لاہور)

ج: حالت نماز میں کپڑے فولڈ کرنا یا نماز میں داخل ہونے سے قبل کپڑے سمیٹنا خواہ اندر کی طرف فولڈ کرنا یا باہر کی طرف خواہ تہبند ہو یا شلوار' پاجامہ ہو یا پینٹ درست نہیں جمہور ائمہ محدثین رحمہ اللہ کا یہی موقف ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا:

قَالَ أُمِرْنَا أَنْ نَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ وَلَا نَكُفَّ ثَوْبًا وَلَا شَعَرًا

صحیح البخاری (۸۰۱) صحیح مسلم (۴۹۰)

ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم سات ہڈیوں پر سجدہ کریں اور نہ کپڑے سمیٹیں اور اکٹھا کریں اور نہ ہی بالوں کو ایسے کریں۔

مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کو بھی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ان کے سر کے بال پیچھے اکٹھے کئے ہوئے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما اٹھے اور اسے کھولنے لگے۔ جب عبداللہ بن حارث نے سلام پھیرا تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے آپ کو میرے سر کے بارے کیا ہوا؟ فرمانے لگے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔

إِنَّمَا مَثَلُ هَذَا مَثَلُ الَّذِي يُصَلِّي وَهُوَ مَكْتُوفٌ

اس کی مثال ایسے ہے جیسے وہ شخص جو نماز پڑھتا ہے اور اس کی مشکیں بندھی ہوئی ہیں۔ (صحیح مسلم ۴۹۲)

اس حدیث پر صحیح مسلم میں یوں باب باندھا گیا "باب اعضاء السجود والنھی عن کف الشعر والثوب وعقص الراس فی الصلوۃ" اعضائے سجدہ کا بیان اور نماز کی حالت میں بالوں اور کپڑے کو سمیٹنے اور جوڑا باندھنے کی ممانعت

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں "اس حدیث کے ظاہر کا تقاضا یہی ہے کہ حالت نماز میں ممانعت ہے اور داؤدی بھی اس کی طرف مائل ہیں اور امام بخاریؒ نے اس کے تھوڑا بعد ہی باب باندھا ہے لا يكف ثوبه فى الصلوة نماز میں اپنے کپڑے کو نہ اکٹھا کرے۔ یہ باب بھی اس بات کی تائید کرتا ہے۔ قاضی عیاضؒ نے اس بات کا رد کیا ہے یہ جمہور کے خلاف ہے انہوں نے نماز کے لئے اس کو مکروہ سمجھا ہے خواہ حالت نماز میں کرے یا نماز میں داخل ہونے سے قبل کرے۔ (فتح الباری ۲۹۶/۲) نیز دیکھیں اکمال المعلم بفوائد مسلم ۴۰۶/۲ از قاضی عیاض

رہا کپڑوں کا ٹخنوں سے اوپر رکھنا تو یہ مسلمان مرد کو ہر حالت میں ضروری ولازمی ہے۔ نماز وغیر نماز میں کپڑوں کا ٹخنوں سے نیچے لٹکانا حرام ہے اور اگر اس میں تکبر کی نیت شامل ہو جائے تو گناہ کبیرہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی

وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الْإِزَارِ فَإِنَّهَا مِنَ الْمَخِيلَةِ "

(ابوداؤد بیہقی ۲۳۶/۱۰ سلسلۃ الصحیحہ (۱۱۰۹)

چادر کو لٹکانے سے بچو بلاشبہ یہ تکبر میں سے ہے بلکہ اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ وارفع ازارك الى نصف الساق" اپنی چادر نصف پنڈلی تک اوپر اٹھا۔ آپ ﷺ کا ایک ارشاد گرامی یہ ہے "ازرة المومن الى انصاف ساقيه" مومن کی چادر نصف پنڈلیوں تک ہے۔ (مسند احمد ۷۳/۱۷ (۱۱۰۲۹) آپ نے فرمایا

وَلَا جُنَاحَ عليه فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ مَا كَانَ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ هُوَ فِي النَّارِ يقول ثلاث مرات (حوالہ سابق)

نصف پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان میں کوئی حرج نہیں ہے اور جو ٹخنوں سے نیچے ہے وہ آگ میں ہے آپ نے یہ ارشاد تین مرتبہ دھرایا۔

معلوم ہوا کہ ٹخنوں سے نیچے جانے والا حصہ جہنم میں جائے گا۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لاينظر الله الى صلوة رجل رجر ازاره بطرا (صحیح ابن خزیمہ ۷۸۱)

اللہ اس آدمی کی نماز کی طرف نہیں دیکھتا جو اپنی چادر تکبر کرتے ہوئے لٹکاتا ہے۔ مذکورہ بالا احادیث صحیحہ سے یہ بات

واضح ہوگئی کہ نمازی آدمی کو حالت نماز میں اپنے کپڑے فولڈ نہیں کرنا چاہئیں اس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے اور جو آدمی اپنی چادر' تہہ بند وغیرہ ٹخنوں سے نیچے لٹکا لیتا ہے اس کے اندر تکبر کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کی نماز کو دیکھتا بھی نہیں ہے۔ اس لئے تمام مسلمان مردوں کو چاہئے کہ اپنا لباس شرعی رکھیں اور اپنی چادریں ازار بند' تہبند' دھوتی' پائجامہ' شلوار' پینٹ ٹخنوں سے اوپر رکھنی چاہئے۔ ائمہ مساجد کو چاہئے کہ وہ اپنے مقتدیوں کو اس مسئلہ کی سنگینی سے آگاہ کرتے رہیں اور شرع میں وارد وعیدیں بیان کرتے رہیں تاوقتیکہ نمازی حضرات کی اصلاح ہوجائے اور شرع کے مطابق لباس پہننے کے عادی ہو جائیں اللہ توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔ اس مسئلہ کی تفصیل کے لئے فضیلۃ الاستاذ شیخ عبدالرحمن الذھبی کی کتاب ازرۃ المومن کا مطالعہ فرمائیں۔

ظہر کی سنتیں کیسے پڑھیں؟

س: اگر کسی آدمی کی نماز ظہر سے قبل چار رکعات رہ جائیں اور اس نے جماعت میں آکر فرض پڑھ لئے تو پھر وہ فوت شدہ سنتیں کب ادا کرے۔ (عبید اللہ طاہر مہر برادرز سرگودھا)

ج: جس شخص کی ظہر سے پہلے والی رکعات رہ جائیں وہ انہیں بعد میں ادا کرے جیسا کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا لَمْ يُصَلِّ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ صَلَّاهُنَّ بَعْدَهُ

یقیناً نبی ﷺ جب ظہر سے قبل چار رکعات نہیں پڑھتے تھے تو انہیں بعد میں پڑھ لیتے تھے۔ (ترمذی (۴۲۶) امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن غریب ہے۔

علامہ عبدالرحمان محدث مبارکپوری علیہ الرحمہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

یہ حدیث فرائض سے قبل سنن کی محافظت کے مشروع ہونے پر دلالت کرتی ہے اور اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ سنن کے وقت کی توسیع فرض کے آخری وقت تک ہے۔ (تحفۃ الاحوذی ۲/ ۵۱۳)

یعنی مسلمان شخص کو چاہئے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی سنن کی حفاظت کرے۔ ان کا خیال رکھے' سنت کو ہلکا نہ سمجھے بلکہ اپنی نجات کو رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر مرکوز رکھے اور اگر کسی شخص کی سنن بروقت ادا نہ ہوسکیں اور فرض کی جماعت کھڑی ہوجائے تو اس کا یہ معنی نہیں کہ وہ سنت نہ پڑھے بلکہ بعد میں ادا کرے ان کی ادائیگی کا وقت فرض نماز کے وقت کے اندر ہے۔ جب فرض نماز کا وقت ختم ہوجاتا ہے تو ان کا وقت بھی ختم ہوجاتا ہے جب تک فرض کے ادا کرنے کا وقت ہے سنن ادا کرے۔ واللہ اعلم

کیا گوتم بدھ نبی تھا؟

س: بعض جدید ذہن کے لوگ گوتم بدھ کو انبیاء میں سے شمار کرتے ہیں یہ کہاں تک درست ہے؟ (ابو اسامہ آف راجووال)

ج: اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن حکیم میں' نبی مکرم ﷺ نے اپنے فرامین واحادیث میں اس کا کہیں ذکر نہیں کیا اس لئے ہم اس کے بارے میں خاموش ہیں۔ شریعت کے مطابق جن انبیاء ورسل کا نام لے کر اللہ نے ذکر فرمایا اور ان کے حالات بیان کئے ہیں ان پر تفصیلاً ایمان لانا لازمی و ضروری ہے اور جن کا مجملاً ذکر کیا ہے ان پر اجمالاً ایمان رکھنا چاہئے کیونکہ ایمان بالرسل عقائد دینیہ میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ الاية (بقرہ:۲۸۵)

رسول ﷺ اس چیز پر ایمان لایا جو اس کی طرف اس کے رب کی جانب سے نازل کی گئی اور جو ایمان والے ہیں انہوں نے بھی اس وحی کو قبول کیا' سب اللہ پر فرشتوں پر' اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے والے ہیں ہم اس کے رسولوں میں سے کسی ایک کے درمیان بھی تفریق نہیں ڈالتے۔

یعنی تمام رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے سچے رسول تھے اور انہوں نے تبلیغ رسالت کا حق ادا کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء آیت نمبر ۱۶۴ میں فرمایا ہم نے ان رسولوں پر بھی وحی نازل کی جن کا ذکر ہم اس سے پہلے آپ سے کرچکے اور ان رسولوں پر بھی جن کا ذکر ہم نے آپ سے نہیں کیا۔ اسی طرح سورۃ المومن آیت نمبر ۷۸ میں ارشاد فرمایا اور ہم نے آپ سے پہلے بھی رسول بھیجے جن میں سے بعض کے حالات ہم نے آپ کو بتائے اور بعض کے نہیں بتائے۔ لہٰذا جس قدر بھی اللہ تعالیٰ نے پیغمبر بھیجے ان پر ایمان لانا چاہئے جن کے حالات بیان فرمائے اور کچھ تفصیل ذکر کردی ان پر تفصیلاً ایمان لانا چاہئے جن کے حالات بیان نہیں کئے ان پر اجمالی ایمان رکھنا چاہئے۔

انبیاء ورسل کی کل تعداد کتنی ہے؟

س: انبیاء ورسل کی کل تنی تعداد ہے۔ (سیف اللہ جاوید۔ احمد کلینک سبزہ زار لاہور)

ج: اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن حکیم میں انبیاء ورسل علیہم السلام کی تعداد معین بیان نہیں فرمائی مطلق طور پر انبیاء و رسل علیہم السلام پر ایمان لانے کا امر فرمایا ہے۔ چند ایک انبیاء ورسل علیہم السلام کے اسماء ذکر فرمائے ہیں اور اختصار کے ساتھ ان کے احوال بیان کردیئے ہیں اسی طرح رسول مکرم ﷺ کی کسی بھی صحیح حدیث میں ان کی تعداد بیان نہیں ہوئی۔ عام طور پہ یہ مشہور ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اس دنیا میں تشریف لائے۔ ۳۱۳ ان میں رسول تھے۔ اس معنی کی چند ایک ضعیف روایات ہیں جیسے ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ایک لاکھ بیس ہزار انبیاء اور ان میں سے ۳۱۳ رسل ہیں یہ روایت صحیح ابن حبان (۳۶۱) میں ہے اور حلیۃ الاولیاء ۱۵۵) والی روایت میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کا ذکر ہے لیکن اس کی سند ابراہیم بن ہشام بن یحیٰی الغسانی کی وجہ سے موضوع ہے۔ (میزان الاعتدال ۴/ ۳۷۸'۱/ ۷۳ ۔ یہ روایت ایک دوسرے طریق سے مسند احمد (۲۱۵۴۶'۲۱۵۵۲) وغیرہ میں موجود ہے اس کی سند عبید بن خشخاش کی جہالت اور ابوعمر الدمشقی کے ضعف کی وجہ سے ناقابل حجت ہے اور مستدرک حاکم (۴۲۲۲) بیہقی ابوداؤد طیالسی' مسند احمد و بزار میں بھی موجود ہے اس میں یحیی بن سعید السعدی البصری ضعیف ہے۔

تعداد انبیاء والی روایت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی ہے جسے امام احمد نے ۵/ ۲۶۵' ۲۶۶ ط قدیم میں روایت کیا ہے اس کی سند میں علی بن یزید الھانی ضعیف ہے۔ انبیاء کی تعداد والی کئی ایک ضعیف روایات مستدرک حاکم باب بعث رسول اللہ بعد ثمانیۃ الاف من الانبیاء میں مذکور ہیں لیکن ناقابل حجت ہیں۔ الغرض صحیح تعداد کسی بھی صحیح حدیث میں موجود نہیں۔ ہمیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی نبی اور رسول بھیجے ہیں ہمارا سب پر ایمان ہے۔ ہم ایمان لانے میں ان کے درمیان تفریق نہیں کرتے کہ بعض کو مان لیں اور بعض کا انکار کردیں۔ ایک پیغمبر کا بھی انکار کرنے سے آدمی کافر ہوجاتا ہے۔

حاجی صاحب کا فیشن ایبل گھرانہ

فاذا قضیتم مناسککم فاذکروا اللہ کذکرکم اباء کم او اشد ذکراً (البقرہ-200)

پھر جب حج کے کام پورے کر چکو تو جس طرح اپنے باپ دادا کو یاد کرتے تھے اتنا ہی بلکہ اس سے زیادہ اللہ کی یاد کرو۔

اسلام سے پہلے اہل عرب حج سے فارغ ہوتے تو منیٰ میں میلہ لگاتے اور اپنے آباؤ اجداد کا خوب تذکرہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس طرح ذکر الٰہی کیا کرو۔ (شوکانی)

> شادی کی ان بے ہودہ رسموں کی وجہ سے کئی ننھی کلیاں اپنے گھروں کو جانے کی بجائے باپ کے گھر کی دہلیز پر جوانی گزار دیتی ہیں

اللہ تعالیٰ تو اپنے بندے سے اپنی یاد کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اس کا انداز بھی بتا دیا یعنی یہ کہ صرف یادِ الٰہی ہی اول و آخر ہو اس سے بڑھ کر اور نہیں۔ لیکن ادھر ہماری زندگی دیکھیں۔ ادھر حج بیت اللہ کا فریضہ سرانجام دیا اور ساتھ ہی اولاد کے مطالبات اور بیوی کی فرمائش بھوت کی طرح سر پر سوار ہوگئی یہ مانا کہ اللہ رب العزت نے حج کے دوران خرید و فروخت کو جائز قرار دیا ہے۔ لیکن شیطانی کھیل تماشے اور بے ہودہ خرافات کی خریداری کہاں کا انصاف ہے؟ پائی پائی جوڑ کر بیت اللہ جائیں زندگی کے گناہ بخشوانے اور آتے ساتھ لائیں، حیا کو گھول کر پینے والا (T.V)۔ اوپر سے کہلوائیں۔ فلاں فلاں حاجی صاحب۔

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔

وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ واحسنوا ان اللہ یحب المحسنین (البقرہ-195)

اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنی جانوں کو ہلاکت میں مت ڈالو اور نیکی (احسان) کرو۔ بے شک اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

آیت کریمہ مفہوم کے اعتبار سے عام ہے۔ کہ سب نیک کاموں میں مال خرچ کرنے کا حکم ہے اور دنیوی خطروں سے دور رہنے کا حکم ہے۔

لیکن آج کا مسلمان مدہوشی کے عالم میں دنیاوی خواہشات کے نشے میں دھت اخروی خطروں سے بے گانہ عالمی فحاشی کے ریکارڈ رقم کروا رہا ہے۔ جو آنے والی نسلوں کے لئے گندگی سے لبریز طمانچہ ہوگا۔ پہلے تو دلیر اور جانثار مجاہدوں کی شہادتوں کے کارنامے سن کر دل جذبہ ایمان سے سرشار ہوتے تھے اور مائیں بھی خنساء، خولہ اور عمارہ جیسی سیرت سے متاثر ہو کر اپنی گودوں سے غیرت مند شاہین تیار کر کے دشمن کا سر جھکایا کرتی تھیں۔ بہنیں بھی ایسے چراغوں کے لئے موزوں ماحول مہیا کیا کرتی تھیں۔ آج کے دور کی جدید فیشن ایبل بہن کی طرح نہیں جس نے انڈین فلم سے متاثر ہو کر گھر میں ایسا ماحول پیدا کیا کہ باپ نے حج سے واپسی پر بیٹی کے لئے رنگین ٹی وی، وی سی آر (امپورٹڈ) اُٹھایا اور بھائی نے بہن کی رسم حنا اور مائیوں کے لئے بازار سے سجی کرسی کو اُٹھایا ہوا ہے۔

ادھر باپ اور ماں کو نچایا کہ ''مہندی تاں سجدی جے نچے منڈے دی ماں...... مہندی تاں سجدی جے نچے منڈے دا پیو'' یہی کہہ کر بیٹی کی مہندی پر بھی نچایا جاتا ہے۔

اسلام میں تو نکاح، رخصتی اور دعوت ولیمہ کے علاوہ دوسری تیسری فضول اور بے ہودہ خرافات کا نام ہی نہیں۔ لیکن آج ہمارے ہاں شادی خانہ آبادی کیا...... خانہ بربادی تک نوبت لے آئی ہے۔

> پائی پائی جوڑ کر حاجی صاحب زندگی بھر کے گناہ بخشوانے بیت اللہ جاتے ہیں مگر واپسی پہ بصد شوق گناہوں کا پنڈورا رنگین ٹی وی اور وی سی آر ساتھ لے آتے ہیں

قبل از شادی دس یا پندرہ دن کے لئے گھریلو کام کاج سے کنارہ کر کے لڑکے، لڑکی کو مائیوں (تیل کی رسم) بٹھا دیا جاتا ہے۔ یہ رواج آج کل کے فیشن ایبل گھرانوں سے کچھ حد تک ختم ہو گیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے جدید طریقے ڈش، فلموں سے سیکھ کر ان پہ عمل درآمد شروع کر دیا ہے کہ وہ رخصتی سے چند گھنٹے پہلے بازاروں اور پالر کے چکر کاٹ رہی ہوتی ہیں۔ دو دن سے پہلے مائیوں کی رسم پھر شادی کی رات رسم حنا، رخصتی اور پھر ولیمہ اور آخر پر مکلاوا (یعنی منہ کالا) اس ہنگامہ خیز شادی کے دورانیے میں دنیا جہاں کی ذلالتیں اور خرافات کہ اللہ کی پناہ......

(اگر یہی حال رہا تو وہ دن دور نہیں جس دن یہ لوگ فیشن ایبل ہونے کے نشے میں مدہوش نکاح مسنونہ کو بھول کر ہندوؤں کی طرح پھیرے لگا کر شادی کی رسم مکمل کر لیا کریں گے۔ شادی کی ان بے ہودہ رسموں کی وجہ سے کئی ننھی کلیاں اپنے گھروں کو جانے کی بجائے باپ کے گھر کی دہلیز پر ہر گزرنے والے کی باتوں کا نشانہ بنتی ہیں کہ فلاں بیٹی کے ساتھ کیا ظلم کیا واقعہ ہوا۔ شادی کی رات انکار ہو گیا۔ بات کچھ نہ بھی ہو تو بھی زمانہ بنا دیتا ہے۔ بات معمولی ہو اور کسی کو علم بھی ہو لیکن سنسنی پھیلا کر بڑھا دیا جاتا ہے۔

اصل بات کیا ہوتی ہے کہ شرعی حدود کی خلاف ورزی کرنے کی صورت میں انجام بد کی سزا ملتی ہے۔ کسی کو اسی وقت اور کسی کو تاخیر سے...... شرعی حدود کی پامالی بھی بے دریغ ہو رہی ہے۔ کہ شادی اور رسم حنا پر لڑکے والوں کی طرف سے لڑکی کی طرف مہندی لے جائی جاتی ہے۔ اسی طرح کا تبادلہ پھر لڑکی والوں کی طرف سے بھی ہوتا ہے۔ شیطانی الجھاؤ میں بلا امتیاز لڑکے لڑکیاں رسم حنا کو چار چاند گرہن لگا رہے ہوتے ہیں کہ کسی کا دوپٹہ جل گیا یا کسی نے جلا دیا...... کسی نے لڑکی کو چھیڑ دیا...... کسی نے فقرہ بول دیا...... کہیں انا کا مسئلہ آ گیا...... مقابلہ بازی ہو گئی...... مہندی پہ کھانا اچھا نہ دیا وغیرہ وغیرہ۔ کسی بھی لمحے شیطانی کام اثر دکھا جاتا ہے۔ جس سے مسئلہ بڑھ کر سنگین صورت اختیار کر جاتا ہے اور آخر یہ کہ ہم کل بارات نہیں لائیں گے اور ہم اپنی بیٹی کی رخصتی نہیں کریں گے......

جب بھی مسلمان اسلام کی زنجیر کو توڑے گا، رسوائی جینا دشوار

باقی صفحہ نمبر 22 پر

بیٹا آنکھوں کا تارا اور بیٹی؟

ساجدہ اسلم

للہ ملك السموات والارض یخلق مایشآء ط یھب لمن یشاء اناثاویھب لمن یشاء الذکور ہلا اویزوجھم ذکرانا واناثاً ج ویجعل من یشاء عقیماط انہ علیم قدیر ہ(الشوریٰ:50-49)

"اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی۔ وہ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہے لڑکے عطا کرتا ہے یا پھر ملا کر دیتا ہے لڑکے اور لڑکیاں اور جسے چاہے بانجھ کر دیتا ہے۔ بے شک وہ (سب کچھ) جاننے والا اور (ہر چیز پر) قدرت رکھنے والا ہے۔"

نبی ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کی رضامندی والدین کی رضامندی میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔"

اس لئے کہ والدین کی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہیں۔ مثلاً

1- اولاد کو پڑھانا۔
2- ان کی اچھی تربیت کرنا۔
3- ان کی ضروریات کا خیال رکھنا۔
4- بیمار ہو جائے تو ان کی دیکھ بھال کرنا۔
5- مکمل نگہداشت سے ان کی پرورش کرنا۔
6- جب جوان ہو جائے تو یہ خیال رکھنا کہ باہر کس قسم کے لوگوں کے ساتھ میری اولاد کے تعلقات ہیں۔

بہت سے والدین ایسے ہیں جو اپنے فرائض بھول جاتے ہیں اور اولاد کے فرائض ان کو یاد رہتے ہیں کہ ہم تو بچوں کے والدین ہیں ہم نے انہیں جنم دیا اور اس لئے جو جی چاہے ہم کریں' چاہے ان کو پڑھائیں یا کام کاج کروائیں۔ ایسے والدین کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا جنہوں نے اپنی اولاد پر ظلم کیا۔ اگر بیٹا تھوڑا سا بڑا ہوتا ہے تو والد کام کاج چھوڑ کے فارغ ہو کر گھر بیٹھ جاتا ہے۔ اگر بیٹی بڑی ہوئی تو ماں آرام سے گھر کے کام کاج چھوڑ کر بیٹھ جاتی ہے۔ سارا گھر کا بوجھ بیٹی پر ڈال دیتی ہے۔ بہت سے ایسے والدین ہیں جو کہ صرف بیٹوں کو ہی پیار کرتے ہیں۔ بیٹے کو بیٹی پر ترجیح دیتے ہیں۔ ان کی نظروں میں بیٹی ایک بے وقعت چیز سمجھی جاتی ہے اور اس کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ بیٹی کو ہر وقت گھر کے کاموں میں مصروف رکھتے ہیں۔ نہ تو بیٹی کی تعلیم کا خیال اور نہ ہی بیٹی کی صحت کا خیال۔ اگر بیٹا بیمار ہو جائے تو ماں کی جان پر بن جاتی ہے اگر بیٹی بیمار ہو جائے تو اس کی کوئی پروا نہیں۔ ایسے والدین غلطی پر ہیں جو اپنی بیٹی کو جان بوجھ کر اس سے پیار نہیں کرتے اور بیٹے کو اتنا پیار کرتے ہیں کہ اگر وہ غلطی بھی کریں تب بھی بڑے پیار سے سمجھانا...... اگر بیٹی سے کوئی چھوٹا سا نقصان ہو جائے تو سخت سے سخت سزا دیتے ہیں۔ پھر جو بیٹے ہوتے ہیں ان کا بھی اپنی بہنوں سے پیار نہیں ہوتا۔ وہ یہی سمجھتے ہیں کہ یہ ایسے ہی ہیں۔ ہمارے کام کاج کرنے کے لئے پیدا ہوئی ہیں۔ بغیر کسی وجہ کے بہن پر رعب ڈالنا بھائی اپنا حق سمجھتا ہے۔ بہن سے اپنا جوتا صاف کروانا' بہن کو چھوٹی چھوٹی بات پر مارنا' گندی گندی گالیاں نکالنا' ماں سامنے بیٹھی دیکھ رہی ہے کہ میرا بیٹا ناجائز بہن کو مار رہا ہے 'گالیاں نکال رہا ہے' اس کو منع کرنے کی بجائے بیٹی کا ہی قصور نکالتی ہے۔ کیا ایسی ماں کو وہ مظلوم بیٹی اپنی ماں سمجھے گی' اپنا سہارا تسلیم کرے گی؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کے دل میں تو ایسی ماں کے لئے نفرت ہی نفرت ہو گی۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس کی ایک بچی ہو وہ اسے زندہ درگور کرے نہ اس کی توہین کرے اپنے بیٹے کو اس پر فوقیت بھی نہ دے تو اس کام کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ (حدیث)

"جس شخص نے دو لڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں تو قیامت کے دن میں اور وہ اس طرح کھڑے ہوں گے یہ فرما کر نبی اکرم ﷺ نے اپنی شہادت اور اس کے ساتھ والی انگلی کو جوڑ دیا۔" (مسلم)

نبی اکرم ﷺ کے ایک صحابی جناب قیس رضی اللہ عنہ ایک دن آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جب سے میں اسلام لایا ہوں' سخت پریشان رہتا ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں آٹھ بچیوں کو زندہ دفن کر چکا ہوں۔ اب مجھے احساس ہوتا ہے کہ میں نے کتنے بڑے جرم کا ارتکاب کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ اسلام لانا پہلے کئے ہوئے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

اس دور میں بھی بہت سے والدین ایسے ہیں جو اسلام لانے کے بعد بیٹی کے ساتھ زمانہ جاہلیت والا سلوک کرتے ہیں۔ اگر ان کو اللہ تعالیٰ سات بیٹے بھی عطا کر دے تب بھی وہ کہتے ہیں کہ کہیں بیٹی نہ آ جائے۔ بیٹی کو تو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے بہت بڑا مقام عطا کیا ہے۔ بیٹی کو رحمت بنایا اور بیٹے کو نعمت' سوچنے کی بات ہے نعمتیں تو بے شمار ہوتی ہیں جب تک رحمت نہ ہو تو نعمتوں کا کوئی فائدہ نہیں۔ بہت سی مائیں جو اپنے بیٹے کو بڑے نازوں' نخروں سے پالتی ہیں' اس کی ہر جائز ناجائز خواہش کو پورا کرتی اور اس کی ہر چھوٹی بڑی غلطی نظر انداز کر دیتی ہیں جبکہ بیٹی کو حقارت سے دیکھتی اور اسے ہر کام میں روک ٹوک کرتی رہتی ہیں۔ ایسی لڑکیاں بے چاری کسی بھی میدان میں کامیاب نہیں ہوتیں۔ ان میں اعتماد بالکل ختم ہو جاتا ہے اور وہ سہمی سہمی سی رہتی ہیں کہ کہیں میرے منہ سے ایسی بات نہ نکل جائے جس کی وجہ سے مجھے ماں باپ یا بھائی سے ڈانٹ پڑے۔ وہ خاموشی اختیار کر لیتی ہے اور اگر بیمار ہے تو تب بھی والدین کو نہیں بتاتی پھر وہ آہستہ آہستہ بڑی ہوتی ہے۔ ان کے متضاد رویے کو سمجھنے لگتی ہے۔ ان کی اپنے اوپر پڑنے والی چبھتی نظروں کو پہچان لیتی ہے مگر پھر بھی ظاہر نہیں کرتی۔ سارا دن گھر کے کاموں میں گزار دیتی ہے نہ والدین کو اس کی صحت کی پروا نہ تعلیم کی' بات بات پر ڈانٹنا ایسی لڑکی نہ تو تعلیم کے میدان میں کامیاب ہو سکتی ہے اور نہ اچھی ذمہ دار ثابت ہو سکتی ہے بلکہ احساس کمتری کا شکار ہو جاتی ہے۔ اس میں اس کا نہیں بلکہ والدین کا قصور ہے اس کے ذہن میں صرف یہی بات سما جاتی ہیں کہ میں کوئی کام نہیں کر سکتی بہت ہی حقیر سی ہوں جب تک بیٹی کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے تو وہ بچی کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتی۔ جب تک والدین اور بھائیوں کا اس کے ساتھ اچھا سلوک نہ ہو۔ اس کی ذہنی جسمانی نشوونما صحیح نہیں ہو سکتی۔ ایسے والدین جو بیٹی کو بوجھ سمجھتے ہیں اور بیٹے کو اپنا سہارا بیٹی کو اپنے اوپر بوجھ سمجھ کر اس کا حق نہیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے تو بیٹی

کو رحمت اور بیٹے کو نعمت قرار دیا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ ایک روز ایک عورت اپنی دو بچیوں کے ساتھ میرے پاس آئی۔ اس نے کچھ مانگا میرے پاس صرف ایک کھجور تھی وہ میں نے اس عورت کے ہاتھ پر رکھ دی۔ اس عورت نے کھجور کے دو ٹکڑے کیے اور آدھی آدھی دونوں میں بانٹ دی۔ خود نہ کھائی اس کے بعد وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور باہر نکل گئی اس وقت نبی ﷺ گھر تشریف لائے۔ میں نے آپ ﷺ سے یہ سارا ماجرا کہہ سنایا۔ آپ ﷺ نے سن کر فرمایا جو شخص بھی لڑکیوں کی پیدائش کے ذریعے آزمایا گیا اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کر کے اس آزمائش میں کامیاب رہا تو یہ بچیاں اس کے لئے قیامت کے روز جہنم کی آگ سے بچنے کے لئے پردہ ثابت ہوں گی۔ (بخاری ومسلم)

جو شخص بھی بیٹیوں کی پیدائش کے ذریعے آزمایا گیا اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کر کے اس آزمائش میں کامیاب رہا تو یہ بیٹیاں قیامت کے روز اس کے لئے جہنم کی آگ سے بچنے کے لئے پردہ ثابت ہوں گی۔ (بخاری ومسلم)

یہ حدیث کتنی زبردست ہے کہ اگر ہمیں بیٹی کی اچھی تربیت پر جنت مل جائے تو اس سے بڑی اور کیا بات ہو سکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا اپنی چاروں بیٹیوں کے ساتھ بہت زیادہ پیار تھا۔ آپ ﷺ نے اپنی بیٹیوں کو بے حد پیار دیا۔ ان کی اچھی تربیت کی۔ ان کو دین کی تعلیم سکھائی لیکن اس معاشرے میں بہت سے ایسے والدین ہیں جن کو اللہ تعالیٰ تین یا تین سے زیادہ بیٹیاں دیں وہ شخص اپنے آپ کو مظلوم سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر ظلم کیا اتنی زیادہ بیٹیاں دے کر۔ نعوذ باللہ من ذلک اللہ ایسے والدین کو سمجھنے کی توفیق عطا کرے جو کہ قرآن وحدیث سے بالکل غافل ہیں اور زمانہ جاہلیت والا سلوک بیٹی کے ساتھ کرتے ہیں۔

سورۃ النحل میں اللہ تعالیٰ کافروں کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ

واذا بشر احدھم بالانثی ظل وجھہ مسودا وھو کظیم ○ یتوارٰی من القوم من سوء ما بشر بہ ایمسکہ علی ھون ام یدسہ فی التراب الا سآء ما یحکمون ○

"اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ غم سے بھر جاتا ہے۔ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے۔ اس خبر کی وجہ سے جو اسے دی گئی (سوچتا ہے) کیا ذلت کے ساتھ بیٹی کو لئے رہے یا اسے مٹی میں دبا دے خبر دار بہت برا ہے وہ ایسا فیصلہ کرتے ہیں۔"

بڑے افسوس کی بات ہے کہ قرآن پاک میں ذکر ہوتا ہے یہودیوں، عیسائیوں، مشرکوں، کافروں اور منافقوں کی باتوں کا مگر بدقسمتی سے ان میں سے اکثر باتوں کا اطلاق مسلمانوں پر ہوتا ہے۔

زمانہ جاہلیت میں بعض عرب قبائل اور ہندوستان میں جب کسی کے گھر بیٹی پیدا ہوتی تو وہ اسے زندہ درگور کر دیتے تھے۔ زندہ درگور کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ جب بچی چھٹے سال میں داخل ہوتی تو اس کو خوب نہلا دھلا کر بہترین چمکیلے کپڑے پہنا کر باہر جنگل میں لے جاتے۔ جہاں اس کام کے لئے پہلے سے ایک گڑھا کھود آتے۔ بچی کو گڑھے میں پھینک کر اوپر مٹی ڈال دیتے۔ بعض ظالم بچی کو پانی میں ڈبو کر ہلاک کر دیتے اور بعض کسی پہاڑی پر لے جا کر نیچے گرا دیتے۔ زمانہ جاہلیت میں بچیوں کے دل پر کیا گزرتی ہوگی جب انہیں زندہ دفن کرنے کے لئے جاتے ہوں گے بلکہ ایک واقعہ تو ایسا ہے کہ جب بھی ذہن میں آتا ہے دل کانپ اٹھتا ہے اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ ایک شخص نے ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ سے اپنے عہد جاہلیت کا یہ واقعہ بیان کیا کہ

"میری ایک بیٹی تھی جو مجھ سے بہت زیادہ پیار کرتی تھی۔ جب میں اس کو بلاتا وہ دوڑی میرے پاس آتی۔ ایک روز میں نے اس کو بلایا اور اپنے ساتھ لے کر چل پڑا۔ راستہ میں کنواں آیا میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کنویں میں دھکا دے دیا۔ یارسول اللہ ﷺ اس کی آخری آواز جو میرے کانوں میں آئی وہ تھی ہائے ابا! ہائے ابا! یہ سن کر نبی اکرم ﷺ رو دیئے۔ آپ ﷺ کے آنسو بہنے لگے۔ حاضرین میں سے ایک نے کہا اے شخص تو نے نبی اکرم ﷺ کو غمگین کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اسے مت روکو جس چیز کا اسے احساس ہے اس کے بارے میں اسے سوال کرنے دو۔ پھر آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اپنا قصہ پھر بیان کرو۔ اس نے دوبارہ اسے بیان کیا آپ ﷺ سن کر اس قدر روئے کہ آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔"

تیری بیٹی جو طلاق پا کر یا بیوہ ہو کر تیری طرف پلٹ آئے اور تیرے سوا اس کے لئے کمانے والا کوئی نہ ہو اس کی خدمت ہی سب سے بڑا صدقہ ہے۔ (ابن ماجہ)

بیٹی کو زندہ درگور کرنے کا آغاز اس طرح ہوا کہ دو قبیلے تھے ان کا آپس میں جھگڑا ہوا۔ ایک قبیلہ جس کا نام ربیعہ تھا۔ ربیعہ قبیلے کے سردار کی بیٹی تھی اور اسے دوسرے قبیلے والے اٹھا کر لے گئے۔ انہوں نے سردار کی بیٹی کو تکلیف دینے کی بجائے پیار و محبت سے رکھا۔ باپ سے زیادہ لڑکی کو پیار ملا۔ آہستہ آہستہ لڑکی کو بھی ان کے ساتھ پیار ہو گیا۔ جب دونوں قبیلوں کے درمیان صلح ہوئی تو لڑکی کو بھی واپس کر دیا گیا۔ اسے اختیار دیا گیا کہ چاہے اپنے باپ کے پاس رہے یا چاہے تو اسیری میں جس کے ساتھ رہتی تھی اس کے پاس واپس چلی جائے۔ جن کے پاس لڑکی اسیر تھی۔ ان کا دل بھی نہیں چاہتا تھا کہ لڑکی واپس چلی جائے اور نہ لڑکی کا۔ جب لڑکی کو اختیار ملا تو اس نے فوراً باپ کے پاس جانے سے انکار کر دیا۔ اس کے باپ کو بڑا غصہ آیا۔ اس نے اپنے قبیلے میں یہ رسم جاری کر دی کہ جب کسی کے ہاں بیٹی پیدا ہو تو اس کو زندہ دفن کر دیا جائے تاکہ آئندہ ایسی رسوائی نہ ہو۔ آہستہ آہستہ دوسرے قبائل میں بھی یہ رواج مقبولیت اختیار کرتا گیا۔ ان کے ہاں جب بچی پیدا ہوتی تو ماں خود ہی گڑھے میں گرا دیتی اور اوپر مٹی ڈال دی جاتی۔ جب اس ننھی جان پر ظلم بڑھتا گیا۔ اللہ رب العزت سے یہ بات برداشت نہ ہوئی اور قرآن پاک میں فرمایا

واذا الموءدۃ سئلت . بای ذنب قتلت

"اور جب زندہ گاڑھی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس قصور میں ماری گئی تھی۔"

اس رسم کا خاتمہ اس وقت ہوا جب اللہ کے رسول ﷺ رحمت بن کر دنیا میں تشریف لائے اور بیٹی کو وہ شان بخش دی کہ وہ ذلت کی بجائے باعث رحمت بن گئی۔

لیکن آج اس معاشرے میں بہت سے لوگ اس حدیث کو الٹ لیتے ہیں وہ بیٹی کو رحمت کے بجائے زحمت سمجھتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے سراقہ بن مالک بن جعشم سے فرمایا کیا میں تمہیں سب سے بڑے صدقے سے آگاہ نہ کروں۔ عرض کیا ضرور مہربانی فرمائیے۔ فرمایا تیری بیٹی جو (طلاق پا کر یا بیوہ ہو کر) تیری طرف پلٹ آئے اور تیرے سوا اس کے لئے کمانے والا کوئی نہ ہو اس کی خدمت ہی سب سے بڑا صدقہ ہے۔ (ابن ماجہ)

ایک اور حدیث ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس کی ایک بچی ہو وہ اسے زندہ درگور کرے نہ اس کی توہین کرے، اپنے بیٹے کو اس پر فوقیت بھی نہ دے تو اس کام کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ ان شاء اللہ

اللہ کی قسم! یہ بیٹیاں بیٹوں سے زیادہ پیار کرنے والی ہوتی ہیں۔ والدین کے حق میں بیٹوں سے زیادہ خیر خواہ ہوتی ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ بچیاں آخرت میں کامیابی کی نشانی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام والدین کو نبی ﷺ کی سنت کے مطابق بیٹی کی پرورش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

5 نومبر: 1 مارِ آستین جہادی بوٹ تلے کچلا گیا‘ مالِ غنیمت کی بڑی مقدار دے گیا

بارہمولہ‘ تحصیل بانڈی پورہ کے علاقہ لانگرش پورہ میں انڈین آرمی کے بدنام ترین مخبر کوبرا کو مجاہدین کرام نے گرفتار کرلیا۔ تفتیشی یونٹ نے تحقیقات کرنے کے بعد اسے گولی مار کر ہلاک کر دیا اور اس کے قبضہ سے انڈین آرمی کی طرف سے دی گئی۔ ایک گن 3 عدد میگزین 250 راؤنڈز ایک عدد پوچ اور ایک گھڑی برآمد کرلی۔

5 نومبر: 8 انسان دشمن بھارتی فوجی موت کے گھاٹ اتار دیئے‘ 1 زخمی

بارہمولہ‘ تحصیل بانڈی پورہ کے علاقہ میں فدائیان کتاب وسنت حرکت میں تھے کہ انڈین آرمی نے دن کے 12:00 بجے گھات لگا کر حملہ کر دیا۔ تمام مجاہدین اللہ کے فضل سے محفوظ رہے۔ بعد میں مجاہدین نے واپس جانے والی آرمی پر ایک مشترکہ گھات لگا کر حملہ کر دیا۔ 4 گھنٹے تک مجاہدین کرام اور دشمن میں فائرنگ ہوتی رہی جس میں 8 بھارتی مارے گئے اور ایک زخمی ہوا۔ تمام مجاہدین اللہ کے فضل سے کامیاب کارروائی کے بعد محفوظ ٹھکانے پر پہنچ گئے۔

الحمدللہ علی ذالک

بھارتی فوجی ہیڈ کوارٹر پہ فدائی حملہ۔ 3 فوجی ہلاک۔ اننت ناگ 3 فوجی مردار 4 مجاہد شہید

مقبوضہ جموں کشمیر میں مجاہدین نے سری نگر بادامی باغ ہیڈ کوارٹر پہ فدائی حملہ کر دیا۔ بھارتی ذرائع اور کشمیر میڈیا سروس کے مطابق بھارت نے 3 فوجیوں کی ہلاکت کی تصدیق کر دی ہے۔ اس فدائی حملہ کی ذمہ داری المنصورین‘ الناصرین اور اسلامی فرنٹ نے قبول کی ہے۔ ادھر اننت ناگ میں مجاہدین نے گھات لگا کر موبائل ٹیم پہ راکٹوں سے حملہ کر دیا جس میں بھارتی فوج کے مطابق ان کے تین فوجی مردار ہو گئے اور اسی جھڑپ میں چار مجاہد بھی جام شہادت نوش کر گئے۔

بقیہ — اختلاف مطالع

کو خود ہی تسلیم بھی کر لیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ:

’’مشرق ومغرب کی رویت میں اتنا فرق ضرور ہے کہ جس دن مغربی دنیا میں چاند نظر آئے گا‘ مشرق میں نظر نہیں آئے گا‘‘

نیز یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ حجاز میں جب غروب آفتاب کا وقت ہوتا ہے‘ ہمارے یہاں رات کے دس بج چکے ہوتے ہیں۔ اہل حجاز چاند دیکھ سکتے ہیں لیکن ہم نہیں دیکھ سکتے‘‘

گویا ہماری رویت اہل حجاز کے مقابلہ میں دوسرے دن ہو گی۔ اب اس دورنگی کا جسے آپ علماء کی معتبری‘ تنگ نظری اور فساد فی الارض سے تعبیر کرتے ہیں‘‘ کا یہ حل پیش فرمایا ہے کہ

’’حکومت حجاز رویت ہلال کے بعد فوراً اعلان کر دے‘ ہمیں گو اس اعلان کی خبر عشاء کے بعد ملے گی اور ہم ذرا دیر سے اعلان کر سکیں گے۔ تاہم اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ مشرق سے مغرب تک رات کی گردش زیادہ سے زیادہ 12 گھنٹوں میں ختم ہو جاتی ہے۔ تمام زمین اتنی ہی ہے۔ دن کی گردش بھی 12 گھنٹوں میں پوری ہوتی ہے چوبیس گھنٹوں میں دونوں گردشیں (یہ رات اور دن کے الگ الگ گردشوں والا لطیفہ بھی کیا خوب بیان فرمایا ہے اور اس کی حقیقت کو بھی یہ رئیس المفکرین ہی بہتر جان سکتے ہیں) ختم ہو جاتی ہے۔ اس لئے رات کے کسی حصہ میں ساری دنیا کو مطلع کیا جا سکتا ہے۔ دن نکلنے اور تاریخ بدلنے سے پہلے ہم اپنی تاریخ ایک بنا سکتے ہیں۔‘‘

اس حل میں الفاظ کے چکر میں پڑ کر کوئی مطمئن ہو جائے یا اپنے آپ کو مطمئن کرنے کی کوشش کرلے تو الگ بات ہے ورنہ تھوڑا سا غور کرنے سے اس حل کی سطحیت کھل کر سامنے آ جاتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ ضروری تو نہیں کہ سب سے پہلے چاند اہل حجاز ہی کو نظر آئے (جیسے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں چاند شام میں نظر آ گیا لیکن حجاز میں نظر نہیں آیا) یہ بھی تو ممکن ہے کہ چاند سب سے پہلے لندن میں نظر آئے۔ اگر ایسی صورت ہو تو دنیا بھر کے لئے اعلان کون کرے گا؟ اور کہاں سے ہو گا؟

ہم بفرض تسلیم سمجھ لیتے ہیں کہ لندن کے مسلمان حجاز کی حکومت کو فوراً رویت ہلال سے مطلع کرتے ہیں تو جب لندن میں شام کے چھ بجے ہوں گے‘ حجاز میں 9 بجے رات کا وقت ہو گا اور پاکستان میں 11 بجے رات‘ جاپان میں صبح کے 4 بجے جب وہ لوگ روزہ رکھ چکے ہوں گے اور آسٹریلیا میں 10 بجے جبکہ یہاں کے لوگوں کو روزہ رکھے 6 گھنٹے گزر چکے ہوں گے۔ جب یہ اعلان آسٹریلیا میں سنا جائے گا تو وہاں کا مسلمان کیا کرے گا؟ آیا روزہ توڑ دے اور اسی دن عید پڑھے یا دوسرے دن؟ اہل حجاز سے دونوں صورتوں میں مطابقت ناممکن ہے۔ پہلی صورت تو واضح ہے کہ یہ لوگ ایک دن پہلے عید پڑھیں گے۔ دوسری صورت میں یہ لوگ اس وقت عید پڑھیں گے جب اہل حجاز عید کا دن گزار کر رات کا ایک حصہ سو چکے ہوں گے۔ تو پھر یہ کیسا اتحاد اور کیا وحدت ہوئی؟ سوچنے کی بات ہے کہ اگر یہ وحدت ممکن ہوتی تو پھر گھڑیوں کو آگے پیچھے کرنے اور بین الاقوامی تاریخی خط تجویز کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ صاحب رسالہ مذکورہ نے اس مشکل کا حل پیش کرتے وقت صرف حجاز اور پاکستان ہی کو کیوں ملحوظ رکھا ہے؟ ظاہر ہے کہ اگر وہ امریکہ یا جاپان یا آسٹریلیا کے وقت کا حجاز کے وقت سے مقابلہ کرتے تو اس مشکل کے حل میں مزید مشکل پیدا ہوتی تھی۔ لہٰذا انہوں نے اس طرف سے صرف نظر میں ہی عافیت سمجھی۔

مذہبی تہواروں میں وحدت واتحاد:

یہ سب تجاویز ’’اتحاد بین المسلمین‘‘ کے نام پر پیش کی جاتی ہیں۔ سوچنے کی بات ہے کہ آیا اسلام نے تہواروں میں اس قسم کی وحدت کو کچھ اہمیت بھی دی ہے؟ ظاہر ہے کہ اگر فی الواقعہ یہ کوئی اہم چیز ہوتی تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام‘ خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین ضرور اس اہم کام کی طرف توجہ فرماتے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تیسویں رمضان روزہ رکھا تھا۔ رویت ہلال کی آس پاس سے شہادت مل گئی تو آپ نے روزہ افطار کرنے کا حکم دیا اور بوجہ دیر عید دوسرے روز کی۔ اگر وحدت عید اتنی ہی اہم چیز تھی تو آپ عید کی نماز دیر سے بھی پڑھ سکتے تھے۔ عید کی نماز آخر نفلی نماز ہے۔ (اور عید الاضحیٰ تو حجاج کے پروگرام میں سرے سے شامل ہی نہیں) تو معمولی تاخیر کے لئے اتحاد بین المسلمین جیسے ’’عظیم مقصد‘‘ کا کیوں لحاظ نہ رکھا گیا؟

حضرت کریب والے واقعہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو جب مکمل شرعی شہادت کا ثبوت مل گیا تو کیا آپ نے یا معاویہ رضی اللہ عنہ نے وحدت عید کی کوشش فرمائی؟ وہ لوگ اسلامی روح کو ہم سے بدرجہا بہتر سمجھتے تھے اور بھلائی کے کاموں پر حریص بھی بہت زیادہ تھے اور اس کام کو سرانجام دینے کے لئے وقت بھی موجود تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے مفکر اور مدبر‘ جو مصالح عامہ کے بے شمار امور کے موجد سمجھے جاتے ہیں‘ مدینہ منورہ کی لاکھوں میل پھیلی ہوئی سلطنت پر حسن وخوبی سے کنٹرول کیا۔ آپ اگر چاہتے تو کیا ’’اتحاد بین المسلمین‘‘ کے اس ذریعہ پر عمل درآمد نہ کرا سکتے تھے؟ بات بات پر مجلس شوریٰ بلا کر فوری فیصلہ صادر فرما دیا کرتے تھے مگر کبھی وحدت عید یا رمضان کا مسئلہ زیر بحث نہ آیا۔ اگر اس دور میں بھی ایسی مثال نہیں ملتی تو آج اس مسئلہ پر اس قدر اصرار کیوں ہے؟

اسلام میں عیدین کی حیثیت عبادت اور شکرانہ کی نماز ادا کرنے کی ہے‘ جشن منانے کی نہیں ہے۔ اسلام نے ان دنوں میں عید کی نماز کے علاوہ اور کوئی پروگرام پیش نہیں کیا۔ اور حجاج کرام کے لئے تو سرے سے نماز عید الاضحیٰ حج کے ارکان میں شامل ہی نہیں ہے۔

اتحاد بین المسلمین کے لئے شریعت مطہرہ نے جن امور کی تاکید فرمائی ہے‘ ان میں فرقہ پرستی سے اجتناب‘ فرض نمازوں کی باجماعت ادائیگی‘ نظام زکوٰۃ کا قیام‘ حج کا اجتماع اور ایسے دوسرے بہت سے امور ہیں‘ ان پر تو آج کا مسلمان کچھ توجہ دینے کو تیار نہیں ہے لیکن دوسرے مذاہب کی دیکھا دیکھی جن کی مذہبی دلچسپی کی انتہا ہی مذہبی تہوار منانے تک محدود ہے‘ عیدین وغیرہ میں وحدت پر زور دے رہا ہے اور یہ مذہب سے بیگانگت کا لازمی نتیجہ ہے کہ انسان اہم امور سے قطع نظر کر لیتا ہے اور اپنا سارا زور غیر اہم امور پر صرف کرنے لگتا ہے۔ (جاری ہے)

کیا ایک ہی دن تمام مسلمان عید وغیرہ منا سکتے ہیں؟

ایک جذباتی خواہش کا شرعی، عقلی اور سائنسی جائزہ

رؤیت ہلال اور اختلاف مطالع

نیا چاند اور رؤیت ہلال:

موجودہ نظریہ کے مطابق یہ امر مسلمہ ہے کہ سورج، چاند اور زمین ایک قمری ماہ میں دو بار ایک سیدھ میں آ جاتے ہیں اور یہ واقعات اس وقت ہوتے ہیں جب چاند زمین کے گرد گردش کرتا ہوا زمین کے مدار کو قطع کرتے ہوئے گزرتا ہے۔ جب زمین سورج اور چاند کے درمیان واقع ہو تو یہ چودھویں رات کا موقعہ ہوتا ہے اور جب چاند سورج اور زمین کے درمیان واقع ہوتا ہے تو عموماً ۲۸ ویں رات (قمری ماہ) کا موقعہ ہوتا ہے۔ تاہم ۲۷ اور ۲۹ قمری تاریخ کو بھی ہو سکتا ہے۔ چاند گرہن جب کبھی لگتا ہے تو پہلی صورت یا چودھویں رات کو لگتا ہے اور سورج گرہن دوسری صورت میں لگتا ہے لیکن یہ موقع کبھی کبھار پیش آتا ہے جس کی وجوہ دوسری ہیں۔

نیا چاند:

دوسری صورت میں جب چاند اہل زمین سے مکمل طور پر غائب ہو جاتا ہے تو قمری حساب میں اس کا یہ مطلب سمجھا جاتا ہے کہ پچھلا قمری مہینہ ختم ہو گیا۔ اس موقع کو اجتماع نیرین یا قران اور انگریزی میں "Conjunction" کہتے ہیں۔ جب چاند مکمل طور پر غائب ہو جاتا ہے۔ تو یہ محض ایک لمحہ کا وقت ہوتا ہے۔ اس کے بعد تقویم (کیلنڈر) کے حساب سے نیا چاند شروع ہو جاتا ہے۔ ایک قران سے دوسرے قران تک کا درمیانی وقفہ اوسطاً ۲۹ دن ۱۲ گھنٹے ۴۴ منٹ ہے۔ یہ وقفہ کسی ماہ پانچ چھ گھنٹے تک بڑھ بھی سکتا ہے اور اسی طرح کسی ماہ اتنا ہی کم بھی ہو سکتا ہے۔ لہذا اس کا کوئی معین وقت نہیں۔ یہ صبح 9 بجے بھی ہو سکتا ہے اور رات کے 11 بجے بھی مگر یہ صورت ممکن نہیں کہ جس دن یہ قران واقع ہوا ہے اسی رات چاند نظر آ جائے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو چاند انتہائی باریک ہوتا ہے۔ دوسرے مغربی افق پر شفق کی سرخی جو تقریباً پون گھنٹہ تک اثر انداز رہتی ہے ایسے چاند کے نظر آنے میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔

ایک دن کی یا پورے چوبیس گھنٹے کی عمر کا چاند کتنا پتلا ہوتا ہے، اس کا اندازہ یوں ہو سکتا ہے کہ آپ ایک خربوزہ لیں۔ اس پر قاشوں کی صرف آٹھ دس لکیریں ہوتی ہیں۔ اگر آپ اس خربوزہ کو اسی رخ 30 برابر حصوں میں کاٹ دیں تو ایک قاش کی جتنی موٹائی درمیان سے ہو گی، وہی ایک دن کے چاند کی موٹائی ہے لیکن لمبائی پورا نصف دائرہ نہیں بلکہ بہت کم ہو گی۔

چاند کی اپنی چال مغرب سے مشرق کو ہے جو ایک قمری ماہ میں زمین کے افق پر چکر لگاتا ہے۔

بالفاظ دیگر چاند روزانہ $360 / 29\frac{1}{2} =$ تقریباً 12 درجے مغرب سے مشرق کو سفر کرتا ہے اور جب قران واقع ہوتا ہے تو اسی لمحہ بعد چاند سورج سے پیچھے رہنا شروع ہو جاتا ہے۔

ہندی تقویم کے مطابق جب تک چاند اور سورج کے

مولانا عبدالرحمن کیلانی رحمہ اللہ

درمیان 12 درجے کا فاصلہ نہیں ہو جاتا، چاند کے نظر آنے کا کوئی امکان نہیں ہوتا۔ البتہ یونانی تقویم میں اسے $11\frac{1}{2}$ درجے تسلیم کیا

> **نئے چاند کا واقع ہونا اور بات ہے اور اس کا نظر آ جانا یا رؤیت ہلال اور چیز ہے۔ شرعی طور پر اس بات کو نہ سمجھنے والے محکمۂ فلکیات و موسمیات کو اس مسئلہ میں ملوث کرنا چاہتے ہیں**

گیا ہے۔ لیکن یہ تو نظریاتی بحث ہے۔ عملاً یہ ہوتا ہے کہ 30 گھنٹے سے پہلے یا 15 ڈگری فاصلے سے کم پر چاند کم ہی نظر آتا ہے۔

مندرجہ بالا تصریحات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ نئے چاند کا واقع ہونا اور بات ہے اور اس کا نظر آ جانا یا رویت ہلال (پہلی کا چاند دیکھنا) چیزے دگر ہے۔

ہم ایک نقشہ پیش کر رہے ہیں جس سے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں۔
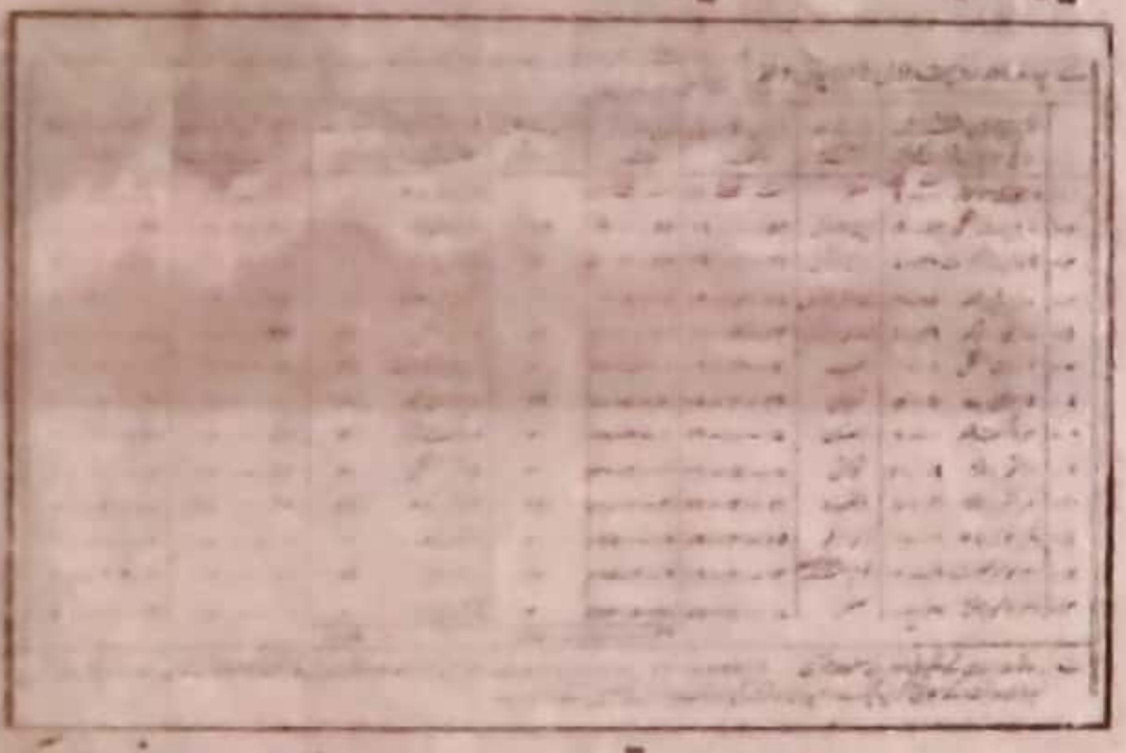
1- ہمارے علاقہ میں قران اور رویت ہلال کا درمیانی وقفہ کم از کم 2 دن تین گھنٹے اور چالیس منٹ ہے اور زیادہ سے زیادہ 2 دن اکیس گھنٹے اور 48 منٹ ہے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے۔ یہ بحث تو آگے چل کر آئے گی۔ سردست یہ بتلانا مطلوب ہے کہ نیا چاند ہونا الگ چیز ہے اور نئے چاند کا نظر آنا الگ چیز ہے۔ نیز یہ کہ قران اور رویت میں کم از کم دو دن کا فرق ضرور ہوتا ہے۔

2- 1398ھ دور صغیر ہجری کا اٹھارواں سال ہے جو لیپ کا سال ہے اور اس کے دن 354 کے بجائے 355 ہوں گے۔ یہ بحث بھی آگے چل کر تفصیل سے پیش کی جا رہی ہے۔

3- قران کے لحاظ سے ایک قمری مہینہ 29 دن کا ہو تو وہی مہینہ رویت کے لحاظ سے 30 دن کا ہو سکتا ہے اور اس کے برعکس بھی، مگر قمری سال ہر صورت میں برابر دنوں کا ہو گا۔

4- اس نقشہ میں 30 دن کے دو ماہ اکٹھے آئے ہیں اور ایسا اکثر ہوتا رہتا ہے بلکہ کبھی کبھار 30 دن کے تین ماہ بھی آ سکتے ہیں۔ اسی طرح کبھی کبھار 29 دن کے بھی دو ماہ اکٹھے آ سکتے ہیں۔

سب سے پہلے رویت کہاں ہوتی ہے؟

قران کا وقت تو محض ایک لحہ ہوتا ہے اور ساری دنیا کے لئے

چاند کا مسئلہ کیسے حل ہو سکتا ہے

قران کا یہی وقت ہے لیکن رویت ہلال کا معاملہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ اس زمین کے کون سے حصہ میں پہلے چاند نظر آئے گا' اس کا انحصار تین باتوں پر ہے۔ ایک یہ کہ چاند قابل دید عمر (27 گھنٹے سے 30 گھنٹے تک) کو پہنچ چکا ہو اور دوسرے یہ کہ اس وقت سورج کون سے مقامات طول بلد پر غروب ہو رہا ہے اور تیسرے یہ کہ غروب آفتاب تک چاند کم از کم 15 درجے بلند ہو۔ (1412ھ یکم شوال کو عید الفطر پاکستان میں بھی جمعہ کو ہوتی ہے اور سعودی عرب میں بھی۔ اس کی وجوہ بھی وہی ہیں جو اوپر ذکر کی گئی ہیں مگر ایسا اتفاق کبھی کبھار ہی ہوتا ہے) 15 درجے طے کرنے میں چاند کو تقریباً ایک گھنٹہ لگ جاتا ہے اور تقریباً پون گھنٹہ تو شفق کی سرخی ہی ایسے باریک چاند کو دیکھنے میں رکاوٹ بنی رہتی ہے۔ اسی لئے یہ علاقہ دراصل متنازعہ فیہ علاقہ ہوتا ہے۔ اس علاقہ سے مغرب کے علاقوں میں تو چاند بہرحال نظر آ جائے گا اور مشرق کے علاقوں میں یقیناً نظر نہیں آئے گا اور اس متنازعہ فیہ علاقہ کی حد اندازاً 5 درجے طول بلد ہی ہو سکتی ہے۔ یعنی شفق کی سرخی زائل ہونے پر اگر چاند پانچ سات درجے بلند ہو اور مطلع بھی ابر آلود یا غبار آلود نہ ہو تو چاند نظر آ جائے گا۔ ورنہ نہیں۔ چاند کے اس طرح مختلف مقامات پر مختلف اوقات میں نظر آنے کو اختلاف مطالع کہا جاتا ہے۔ (اختلاف مطالع کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنے کے لئے طول بلد اور عرض بلد کا علم ہونا ضروری ہے۔ اس سے متعلق کتاب کا مضمون ہم یہاں بغرض اختصار دینے سے قاصر ہیں۔ ادارہ)

معیاری وقت:

موجودہ نظریہ کے مطابق زمین اپنے محور کے گرد 24 گھنٹے میں ایک چکر پورا کرتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں دن رات پیدا ہوتے ہیں۔ گویا زمین 24 گھنٹے میں 360 درجے طول بلد گھوم جاتی ہے۔ بالفاظ دیگر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ زمین ایک گھنٹہ میں 15 درجے طول بلد گھومتی ہے اور یہ رفتار خط استوا پر 1038 میل فی گھنٹہ بنتی ہے۔ خط سرطان یا جدی پر یہ رفتار 67x15=1005 میل فی گھنٹہ ہوگی اور ایک درجہ طول بلد 4 منٹ میں طے ہوتا ہے۔ اس سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ

ایک مخصوص (ا) پر جو 30 درجے طول بلد مشرق میں واقع ہے۔ مقام (ب) سے جو 40 درجے مشرق میں واقع ہے' سورج 40-30=10 درجے 4x منٹ =40 منٹ بعد طلوع ہوگا کیونکہ حقیقتاً مقام (ا) مقام (ب) سے 10 درجے مغرب میں واقع ہے۔

اسی طرح مقام (ب) 10 درجے طول بلد مغرب میں واقع ہوگا تو وہاں سورج مقام (ا) سے 30 + 10 = 40 x 4 منٹ =160 منٹ یا 2 گھنٹہ 40 منٹ بعد طلوع ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زمین کی محوری گردش کلاک کی سوئیوں کے برعکس (Anticlock Wise) حرکت کرتی ہے جو بائیں سے دائیں یا مغرب سے مشرق کو گھومتی ہے۔

یعنی جو مقامات مشرق کی جانب واقع ہوں گے' وہاں سورج 4 منٹ فی درجہ کے حساب سے پہلے نمودار ہوگا اور جو مقامات مغرب میں ہیں' وہاں اسی حساب سے بعد میں طلوع ہوگا۔ مثلاً لاہور کا درجہ طول بلد 75 درجہ مشرق ہے اور مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ 40 درجے مشرق' تو سورج مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں لاہور کی نسبت 75-40= 35x4=140 یا 2 گھنٹے 20 منٹ بعد میں طلوع ہوگا۔

مطلع کیا ہے:؟

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ایک ہی خط طول بلد پر واقع تمام مقامات پر سورج اور چاند ایک ہی وقت طلوع ہوں گے اور ایک ہی وقت غروب ہوں گے۔ مثلاً حیدر آباد سندھ' کابل اور تاشقند کا طول بلد تقریباً ۶۸ درجہ مشرق ہے تو اگر حیدر آباد میں سورج صبح چھ بج کر ۲۲ منٹ پر طلوع ہوگا تو کابل اور تاشقند میں بھی اسی وقت ہوگا اور اگر تاشقند میں چاند غروب آفتاب کے بعد نظر آ گیا ہے تو ان مقامات پر ضرور نظر آنا چاہئے۔ بشرطیکہ ابر یا فضا کی کثافت آڑے نہ آئے۔ لہٰذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حیدر آباد' کابل اور تاشقند کا مطلع ایک ہے۔

اس کی مزید وضاحت یوں کی جا سکتی ہے کہ ایک مقام (ا) لاہور سے پورے 180 درجے مغرب میں واقع ہے۔ یعنی اگر لاہور کا درجہ طول بلد 75 درجے مشرق ہے تو مقام (ا) 105 درجے مغرب ہے۔ تو 23 مارچ یا 23 ستمبر کو جس وقت لاہور میں سورج طلوع ہوگا مقام (ا) پر غروب ہو رہا ہوگا اور رات شروع ہو جائے گی۔ گویا مقام (ا) اور لاہور کے مطالع بالکل ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔

معیاری اور مقامی اوقات:

عیسوی تقویم میں دن (دن رات کا مجموعہ) آدھی رات یعنی رات کے بارہ بجے سے شروع ہو کر دوسرے دن آدھی رات کو 12 بجے ختم ہوتا ہے اور یہ کوشش کی گئی ہے کہ دنیا کے تقریباً ہر مقام پر نصف النہار یا زوال آفتاب کے وقت دوپہر کے 12 بج رہے ہوں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے ساری دنیا کو 24 منطقوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ یہ منطقہ 15 درجے طول بلد پر مشتمل ہوتا ہے جیسا کہ پہلے بتلایا گیا ہے' گرینچ (لندن) کے قریب واقع طول بلد کو صفر درجہ یا نصف النہار اولی تسلیم کیا گیا ہے۔ لہٰذا گرینچ کا وقت ہی اصل معیاری وقت (Standard Time) قرار دیا گیا ہے۔ اب ایک مقام جو گرینچ سے ایک منطقہ وقت یعنی 15 درجے طول بلد مشرق میں واقع ہے' وہاں زوال کے وقت گھڑی کو 12 بجانے کے لئے گرینچ کے وقت سے ایک گھنٹہ گھڑی آگے رکھنا پڑے گی اور دوسرا مقام جو گرینچ سے 15 درجے طول بلد غربی میں واقع ہے' وہاں گھڑی پیچھے رکھنا ہوگی۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ لاہور کا درجہ طول بلد 75 درجے شرقی یا گرینچ سے وقت کے پانچ منطقوں کی دوری پر مشرق میں واقع ہے۔ تو جس وقت گرینچ میں دوپہر کے بارہ بج رہے ہوں گے لاہور میں 5 بجے شام کا وقت ہوگا۔

وقت میں اس مطابقت کے لئے کہ ہر مقام پر دن (نئی تاریخ) آدھی رات سے شروع ہو یہ طریق اختیار کیا گیا ہے کہ مشرق کی سمت جاتے وقت ہر 15 درجے کی مسافت کے بعد گھڑی ایک گھنٹہ آگے کر لی جائے اور مغرب کو سفر کرتے وقت ہر 15 درجے طے کرنے کے بعد گھڑی کو ایک گھنٹہ پیچھے کر لیا جائے۔ اس طریق کار

سے ایک اور الجھن پیش آتی ہے جو درج ذیل ہے۔

فرض کیجئے کہ گرینچ سے دو ہوائی جہاز' یکم جولائی بروز منگل 12 بجے دوپہر اوسطاً 500 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اڑتے ہیں۔ ایک بالکل مشرق کو اڑتا ہے اور دوسرا مغرب کو اور دونوں 180 درجے طول بلد یا نصف محیط زمین یا تقریباً $12\frac{1}{2}$ ہزار میل کا فاصلہ 25 گھنٹے میں طے کر کے ۱۸۰ درجے شرقی اور غربی طول بلد پر آملتے ہیں تو جو جہاز مشرق کی طرف سفر کرے گا' وہ 12 گھنٹے اپنی گھڑی کو آگے کرے گا تو اس کی گھڑی 25 گھنٹے گزرنے کے بعد 2 جولائی ایک بجے دوپہر کے بجائے 3 جولائی بروز جمعرات ایک بجے رات کا وقت ظاہر کرے گی۔ (یعنی 25 گھنٹے میں 12 گھنٹے جمع کرنے سے 37 گھنٹے کا وقفہ ظاہر کرے گی) اور جو جہاز مغرب کی طرف سفر کر رہا ہوگا' اس کی گھڑی 25 گھنٹے کی بجائے 25-12=13 گھنٹے ظاہر کرے گی۔ اس کی گھڑی پر 2 جولائی بروز بدھ رات کا ایک بج رہا ہوگا۔ گویا پورے ایک دن کا فرق پڑ جائے گا۔

بین الاقوامی تاریخی خط:

اس الجھن کا حل یہ تجویز کیا گیا ہے کہ جو ہوائی جہاز یا بحری جہاز سفر کرتے ہوئے اس 180 درجے کے طول بلد کو (جو کہ شرقی اور غربی ایک ہی خط ہے) پار کرتے ہوئے مغرب سے مشرق کی طرف جاتے ہیں' وہ اپنی گھڑیوں میں تاریخ ایک دن آگے کر لیتے ہیں اور جو جہاز مشرق سے مغرب کی طرف جاتے ہیں' وہ ایک دن پیچھے کر لیتے ہیں کیونکہ ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ ایک ہی طول بلد پر واقع مقامات پر 2 جولائی بدھ بھی ہو اور 3 جولائی جمعرات بھی۔ اس 180 درجے طول بلد کو جہاں ایک دن اور تاریخ زیادہ یا کم کر لیتے ہیں' بین الاقوامی خط تاریخ (International Date Line) کہتے ہیں۔ یہ خط زیادہ تر سمندر میں واقع ہے۔ کہیں کہیں اسے بعض جزیروں کے ایک طرف سے گزارنے کے لئے یا سمندر میں رکھنے کے لئے کچھ ٹیڑھا کر دیا گیا ہے تاکہ ایک ہی آباد مقام پر بیک وقت دو تاریخیں نہ ہوں۔ یہ خط شمالی امریکہ کے مغرب اور روس سے مشرق کی طرف ان دونوں کے درمیان سے گزرتا ہے۔ گویا گرینچ سے لے کر اس تاریخی خط تک کے مشرقی ممالک مشرق کہلاتے ہیں۔ بعض یورپی ممالک اور افریقہ وغیرہ مشرق قریب ہے۔ حجاز' عراق' ایران وغیرہ مشرق وسطیٰ ہے۔ برما' ہند چینی' جاپان اور چین وغیرہ مشرق بعید ہے اور یہ سب مشرقی طول بلد کے ممالک ہیں۔ اسی طرح سکنڈے نیویا' شمالی امریکہ' جنوبی امریکہ' مغربی طول بلد والے ممالک ہیں اور اس تاریخی خط پر مشرق اور مغرب دونوں کی انتہا ہوتی ہے۔

تاریخ کا اختلاف:

رویت ہلال میں تاریخ کا اختلاف عموماً مشاہدہ میں آتا رہتا ہے۔ یہ عین ممکن ہے کہ کسی مقام پر ایک مخصوص دن مثلاً 10 فروری 1978ء کو یکم ربیع الاول ہو' دوسرے مقام پر اسی تاریخ کو 2 ربیع الاول ہو اور کسی اور مقام پر 3 ربیع الاول بھی ہو۔ پچھلے باب میں درج شدہ تفاصیل سے اس کی وجہ کسی حد تک سمجھ میں آسکتی ہے۔ اب ہم اس کی مزید وضاحت کریں گے۔

اس اختلاف کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ جیسا سنا جاتا ہے بعض اسلامی ممالک نے رویت ہلال کے شرعی طریقہ کو چھوڑ کر قران ہی کو نئے چاند کی بنیاد قرار دے دیا ہے۔ یہ ایک غیر شرعی فعل ہے جس کا شریعت اسلامیہ میں کوئی جواز نہیں ہے۔ اگرچہ اس طرح بھی قمری سال کے ایام کی تعداد میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تاہم تاریخوں میں فرق واقع ہونا ایک ناگزیر بات ہے۔

۲۔ اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ عصر حاضر میں معیاری اوقات مقرر کر کے ایک دن کا فرق' جو سورج کو دنیا کے تمام مقامات پر طلوع ہونے میں لگتا ہے' نکال دیا گیا ہے۔ اگر یہ اختراعی طریقہ استعمال نہ کیا جائے تو شمسی اور قمری تاریخوں میں پورے ایک دن کا فرق کم ہو سکتا ہے۔ اگر ہم یہ چاہیں کہ ہم بھی اسی طریقہ سے رویت ہلال میں سے ایک دن کا فرق کم کر دیں تو ہمارے لئے اس کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ یہ بھی کبیسہ یا نسئی کی ایک شکل ہے جس سے مسلمانوں کو روک دیا گیا ہے۔ اگر شمسی اوقات کو علیٰ حالہ رہنے دیا جاتا تو دنیا بھر میں چاند کی تاریخ میں صرف ایک دن کا فرق ہو سکتا تھا۔ اور اس ایک دن کے فرق کو دور کرنے کا حل سوچنا ناممکنات سے ہے۔ وجہ یہ ہے کہ سورج تو دنیا بھر کے تمام مقامات پر 24 گھنٹے کے دوران طلوع ہوتا ہے۔ لیکن چاند کو تمام دنیا کے مقامات پر طلوع ہونے کے لئے 24 گھنٹے 49 منٹ کی مدت درکار ہے۔ چاند 24 گھنٹے میں' زمین کے $347\frac{3}{4}$ درجات طول بلد پر تو طلوع ہو سکتا ہے باقی $12\frac{1}{4}$ درجات طول بلد یعنی خط استوا کے لحاظ سے تقریباً 350 میل کے رقبہ میں دوسرے دن نظر آئے گا۔

3۔ ان دو وجوہ کے علاوہ تیسری وجہ وقت کے شمار کا طریق کار ہے۔ عیسوی تقویم میں رات کے بارہ بجے کے بعد نئی تاریخ شروع ہوتی ہے جبکہ قمری تقویم میں غروب آفتاب کے بعد نئی تاریخ شروع ہو جاتی ہے۔ ہندی تقویم میں نئی تاریخ طلوع آفتاب سے شروع ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں بھی دن رات کا ذکر فرمایا ہے تو پہلے رات کا ذکر آتا ہے۔ وقت کا یہ جداگانہ دستور بھی رویت ہلال میں فرق پیدا کرنے کا سبب بن جاتا ہے جیسا کہ نقشہ بالا سے ظاہر ہے۔

اب ہم اس بات کا جائزہ لیں گے کہ آیا کوئی ایسی تدبیر اختیار کی جا سکتی ہے جس سے یہ فرق ختم ہو سکے یا کم ہو سکے۔ ہم نہ تو موجودہ معیاری وقت کے نظام کو بدل سکتے ہیں اور نہ ہی قمری تقویم کو شمسی کے مطابق کر کے خود چاند کے لئے معیاری وقت مقرر کر کے ایک دن کا فرق نکال سکتے ہیں لہٰذا شمسی اور قمری تقویم میں اس وجہ سے ایک دن کا فرق موجود رہے گا۔

چاند دنیا کے تقریباً ستائیسویں حصہ پر بہرحال دوسرے دن نظر آئے گا۔ یہ فرق بھی ایسا فرق ہے جسے ہم رویت کی شرعی قیود میں رہ کر کسی صورت بھی رفع نہیں کر سکتے۔

ہم زیادہ سے زیادہ یہی کچھ کر سکتے ہیں کہ ابر یا فضا کی کثافت کی وجہ سے اگر چاند نظر نہیں آ رہا تو شہادت کی بناء پر مطلع کا لحاظ رکھتے ہوئے اس اختلاف کو دور کر دیں۔ اس طرح قریبی علاقوں میں ایک دن کا فرق دور کیا جا سکتا ہے لیکن کچھ مقامات' دنیا کے ستائیسویں حصہ میں' دو دن کا فرق بھی ہو سکتا ہے۔

رویت ہلال یعنی چاند نظر آنے یا نہ آنے کا تعلق مطلع سے ہے۔ ہر علاقے کا مطلع مختلف ہوتا ہے۔ اسی اختلاف مطالع کا مولانا عبدالرحمٰن کیلانی نے 25 سال قبل اپنی کتاب ''الشمس والقمر بحسبان'' میں بھرپور تحقیقی جائزہ لیا تھا اور شرعی' عقلی اور سائنسی دلائل سے ثابت کیا تھا کہ اختلاف مطالع کی وجہ سے دنیا بھر کے تمام مسلمانوں کا ایک ہی دن عید وغیرہ منانا ممکن نہیں۔ دیگر علمی و تاریخی پیچیدگیاں کھڑی ہو جائیں گی۔ رمضان میں چاند کے نظر آنے کا بارے میں اگر وقتی طور پر کوئی اختلاف پیدا ہو جائے تو مسلمانوں کو اس پر جھگڑنے کی ضرورت نہیں۔ احادیث کے مطابق اگلے ماہ کا چاند دیکھ کر یہ اختلاف خود بخود رفع ہو جاتا ہے اور اگر پچھلے ماہ کے چاند کی غلطی لگی ہو گی تو اگلے ماہ قضا روزہ رکھنے کی شریعت میں سہولت موجود ہے۔ اس مسئلہ کو تفصیلی طور پر سمجھنے کے لئے ہم مولانا عبدالرحمٰن کیلانی کی پرمغز تحقیقی کتاب سے کچھ منتخب اقتباسات قارئین کے استفادے کیلئے پیش کر رہے ہیں۔ اس مسئلے کو زیادہ بہتر طور پر سمجھنے کے قارئین ان کی کتاب ''الشمس والقمر بحسبان'' کا مکمل مطالعہ فرمائیں۔

ابر کی وجہ سے رویئت ہلال میں اختلاف ایک اضافی چیز ہے جو قمری تقویم پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس اختلاف کو شہادت کے ذریعہ بہر حال دور کر دینا چاہئے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ:

کسی دن ہلال کسی مقام پر مغربی افق سے 18 درجے بلندی پر ہے تو اسے ضرور نظر آنا چاہئے مگر ابر کی وجہ سے نظر نہیں آ سکتا تو شریعت نے اس کا نہایت آسان حل بتا دیا کہ اگر چاند دیکھنے کی آس پاس کے علاقہ سے کوئی معتبر شہادت میسر آ سکتی ہے تو اس پر اعتبار کیا جائے گا ورنہ پچھلا مہینہ 30 کا شمار کرنا ہوگا۔

مطلع کی حدود:

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ علم ہیئت کی رو سے آس پاس کے علاقہ کی حدود کیا ہیں؟

اگر چاند بالکل ہمارے سر پر چمک رہا ہو تو اسے ہم 90 درجہ کے زاویہ کی بلندی قرار دیتے ہیں۔ یہ چاند سات دنوں میں مغربی افق سے نصف آسمان تک پہنچا ہے گویا یہ سات دن میں 90 درجے کا فاصلہ طے کر کے آیا ہے۔ چونکہ ہر گول چیز کے 360 درجے قرار دیئے گئے ہیں لہٰذا چاند کا آسمان پر درجوں کے حساب سے فاصلہ اور ہمارا زاویہ نگاہ ایک ہی بات ہے۔

بالکل ایسے ہی صورت حال زمین کے درجات طول بلد کی ہے۔ ایک ہی طول بلد پر واقع تمام شہروں یا ملکوں کا چاند و سورج دونوں کے حساب سے مطلع ایک ہی ہوتا ہے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ مقام الف پر ہلال 81 درجے زاویہ بلندی پر مشاہدہ کیا گیا تو اس سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ کئے جا سکتے ہیں۔

1۔ یہ ہلال سورج غروب ہونے کے ایک گھنٹہ 15 منٹ بعد غروب ہوگا اور شفق کی وجہ سے نماز مغرب کے بعد ہی نظر آ سکتا ہے۔

2۔ مغرب میں اس چاند کا مطلع غیر محدود ہے اور مغربی مقامات میں اس کا نظر آنا بہر حال یقینی ہے۔

3۔ مشرق میں اس کا مطلع کی حد 5 درجے مزید طول بلد مشرقی کا فاصلہ ہوگا کیونکہ 13 درجے کا چاند نظر نہیں آتا۔

5 درجے مشرق میں واقع مقام ب پر یہ چاند نظر آئے گا اور 5 درجے طول بلد کا سیدھا شرقاً غرباً فاصلہ:

(الف) خط استوا پر $5 \times 69\frac{1}{2}$ میل ہوگا = 346 میل سیدھا مشرق کو۔

(ب) خط جدی یا سرطان پر 5×67 = 335 میل سیدھا مشرق کو ہوگا۔

(ج) $66\frac{1}{2}$ درجے جدی یا خط سرطان پر تقریباً $46 \times 5 = 230$ میل سیدھا مشرق کو ہوگا۔

(د) $66\frac{1}{2}$ درجے کے اوپر کے مقامات پر رویت ہلال پر ایک دم بہت زیادہ اثر پڑ جاتا ہے۔

یہی وہ فاصلہ ہے جسے ایک مطلع کی حد شمار کیا جا سکتا ہے۔ اس میں وہ فاصلہ بھی شامل ہے جن لوگوں نے یہ نیا چاند دیکھ لیا ہے اور وہ فاصلہ بھی جہاں کے لوگ اسے دیکھ سکتے ہیں۔

مطلع کی حد کے متعلق آئمہ سلف کے اقوال میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے لیکن آج کل طول بلد کے تعین اور اس کے مطابق معیاری وقت کے تعین نے اس مسئلہ کو کافی حد تک حل کر دیا ہے۔ کئی اسلامی ممالک میں سارے ملک میں معیاری وقت ایک ہی ہوتا ہے خواہ اس کا فاصلہ 15 ڈگری طول بلد سے زیادہ ہو مثلاً سعودی عرب 35 درجے سے 56 درجے طول بلد شرقی یعنی 21 درجے پر پھیلا ہوا ہے لیکن ملک بھر میں ان کا معیاری وقت ایک ہی ہے یعنی گرینچ ٹائم سے 3 گھنٹے پہلے۔ رؤیت ہلال کے لئے حکومت کمیٹی مقرر کر دیتی ہے جو شہادات کی توثیق کے بعد رؤیت ہلال کا اعلان کر دیتی ہے۔ اور اس کو پورے ملک کی رؤیت قرار دے دیا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس حکومت نے ملک بھر کے لئے ایک ہی مطلع قرار دے کر اختلاف کو ختم کر دیا ہے۔

ایسی ہی صورت حال بھارت میں ہے جس کا طول بلد 70 تا 89 یعنی 19 درجے ہے۔ وہاں بھی ایک ہی معیاری وقت ہے اور وہاں کی رویت بھی ملک بھر کے لئے ایک ہی رؤیت ہے البتہ چند ممالک ایسے بھی ہیں جو بہت زیادہ درجوں پر پھیلے ہوئے ہیں مثلاً چین، روس اور کینیڈا۔ ان کے مختلف علاقوں میں معیاری وقت بھی الگ ہے اور اسی طرح مطالع بھی۔

ایک مسلمان یا حکومت کے اختیار میں یہی کچھ تھا کہ مطالع

غیر مسلموں کی دلچسپی کی انتہا مذہبی تہوار منانے تک محدود ہے۔ ہم بھی ان کی دیکھا دیکھی اتحاد کیلئے ایک ہی دن تہوار منانے پر زور دیتے ہیں حالانکہ اتحاد بین المسلمین کیلئے شریعت مطہرہ نے جن امور کی تاکید فرمائی ہے، ان میں فرقہ پرستی سے اجتناب، فرض نمازوں کی باجماعت ادائیگی، نظام زکوٰۃ کا قیام، حج کا اجتماع اور ایسے دوسرے بہت سے امور زیادہ اہم ہیں

کے اختلاف کو حتی الامکان ختم کر دے۔ لیکن اس کے باوجود ایک طبقہ اسلامی تاریخوں کے اختلاف میں سخت مضطرب ہے۔ آج کل جدید ذہن کے طبقہ میں یہ خیال ابھر رہا ہے کہ مسلمانوں کے تہواروں میں وحدت بہت ضروری ہے۔ لہٰذا چاند کی رؤیت کی تعیین آلات رصد کے ذریعہ کر کے پورے عالم اسلام میں ایک ہی دن روزے رکھنے اور عید منانے کا فیصلہ کیا جانا چاہئے۔ ایک صاحب تو اس جوش اتحاد میں یہاں تک کہہ گئے کہ:

"ہمارے نبی امی تھے، صحابہ کرام بھی ان پڑھ تھے۔ انہیں چاند کا حساب معلوم نہ تھا۔ لہٰذا اس وقت کی مصلحت یہی تھی کہ رؤیت ہلال کو احکام دین کی بنیاد قرار دیا جائے۔ (ایسے خیالات غالباً نبی اکرم ﷺ کے اس ارشاد سے ماخوذ ہیں۔ "انا امة امية لانكتب ولانحسب" (متفق علیہ) ہم ان پڑھ امت ہیں، ہم لکھنا اور حساب کرنا نہیں جانتے! پھر آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کو کھول کر بلند کر کے بتلایا کہ: "مہینہ اتنا بھی (یعنی 30 دن کا) ہوتا ہے اور اتنا یعنی 29 دن کا) بھی ہوتا ہے۔" حالانکہ اس ارشاد سے آپ کا مقصد امت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کو علم ہیئت اور قمری حساب کے گورکھ دھندے سے نجات دلا کر سیدھے اور فطری طریق رؤیت پر عمل پیرا کرنا تھا۔ جیسا کہ شریعت نے ہر معاملہ میں اس امر کو ملحوظ رکھا ہے۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ اس دور میں علم ہیئت اور نجوم پرستی (علم جوتش) لازم و ملزوم چیزیں متصور ہوتی تھیں جس کا اثر آج تک موجود ہے۔ لہٰذا اس قسم کے علم نجوم سے عوام کا ذہن پاک رکھنا مقصود تھا۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ اگر رؤیت ہلال کی بجائے قمری حساب یا قران کے وقت کو بنیاد قرار دیا جائے تو بھی تمام دنیا میں وقت کی یکسانیت محال ہے جس کی تفصیل آگے آئے گی) لیکن اب مسلمان لوگ چاند کا حساب خوب جانتے ہیں اور بہت پہلے معلوم کر لیتے ہیں کہ نیا چاند کب ہوگا۔ آلات رسل و رسائل کے ذریعہ دنیا بھر کے کونہ کونہ میں خبر بھی کی جا سکتی ہے تو اب مسلمانوں کو رؤیت ہلال کی بناء پر مختلف دنوں میں تیوہار بنانے کی ریت ترک کر دینا چاہئے اور ایک مقررہ اعلان کے تحت تمام دنیا میں روزہ رکھنے، عیدین وغیرہ کا ایک ہی دن اہتمام کرنا چاہئے۔"

اس سب سے بڑھ کر یہ کہ رابطۂ عالم اسلامی کی تاسیسی مجلس نے اپنے تیرھویں اجلاس میں، جو شعبان 1391ھ کو مکہ مکرمہ میں ہوا، چند قرار دادیں پاس کیں جن میں سے ایک یہ بھی تھی کہ "اسلامی ممالک میں رؤیت ہلال" (غنیمت ہے کہ اس قرار داد میں "نئے چاند" کی بجائے رؤیت ہلال کو بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ لیکن مشکل مسئلہ یہ ہے کہ چاند 24 گھنٹوں میں دنیا کے تمام مقامات پر طلوع نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اگر اس "وحدت" پر زور دیا جائے تو یہ عملاً "رؤیت ہلال" کی شرعی بنیاد کی نفی ہوگی) کا ایک ایسا نظام بنایا جائے کہ اگر مغرب یا ایران میں چاند نظر آئے تو دنیا کے تمام مسلمانوں کیلئے ضروری ہو کہ "اسی رؤیت" کی بنا پر روزے رکھیں اور افطار کریں۔ قرار داد میں یہ بھی طے پایا کہ رابطہ کا سیکرٹریٹ تمام سربراہان ممالک اسلامیہ سے رابطہ قائم کرے اور ان سے اس پر عمل درآمد کیلئے کہے۔

وحدت تاریخ واوقات نئے چاند کی رو سے

ہم ایسے سب حضرات کی اس "نیک تمنا" کی قدر ضرور

کرتے ہیں لیکن ہمیں افسوس ہے کہ ان ''علم دوست حضرات'' کے اتحاد وحدت کی یہ آرزو علم ہیئت کی رو سے بھی پوری ہوتی نظر نہیں آتی۔ رویت ہلال پر تو کئی چیزیں اثر انداز ہوتی ہیں۔ اس کی بجائے اگر ''نئے چاند'' یا قران کو ہی بنیاد قرار دیا جائے تو بھی پوری دنیا میں ایسا اتحاد ممکن نہیں ہوگا۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ

اس سال 1978ء میں شوال کا ''نیا چاند'' لندن میں شام کے 4 بج کر 9 منٹ پر وقوع پذیر ہوگا اور تاریخ 2 ستمبر ہوگی۔ اسی لمحہ حجاز مقدس میں شام کے 7 بج کر 9 منٹ' پاکستان میں 9 بج کر 9 منٹ رات' مشرقی پاکستان میں دس بج کر 9 منٹ رات اور جزائر فجی اور سائبیریا میں چار بج کر 9 منٹ سحری کا وقت ہوگا اور تاریخ 2 ستمبر ہی ہوگی۔ کیونکہ یہ مقامات بین الاقوامی تاریخی خط کے مشرق میں واقع ہیں۔

حکومت حجاز اسی قران کے لمحہ یعنی 2 ستمبر 7 بج کر 9 منٹ رات کو دوسرے دن عید منانے کا اعلان کرتی ہے تو جزائر فجی اور سائبیریا کا مسلمان اس وقت کیا طریق اختیار کرے گا۔ اگر اس دن یعنی 2 ستمبر کو عید کرے تو اتحاد ممکن نہیں کہ حجاز میں عید 3 ستمبر کو ہوگی اور اگر روزہ رکھے تو کیوں رکھے' ''نیا چاند'' تو ہو چکا! یہی صورت حال روزے شروع کرنے یا دوسرے امور میں بھی پیش آسکتی ہے۔

وحدت تاریخ رویت ہلال کی رو سے:

یہ تو تھا نئے چاند یا قران کا مسئلہ۔ اب ہم دیکھیں گے کہ اگر نئے چاند کے بجائے رویت ہلال کو ہی بنیاد قرار دیا جائے تو آیا یہ وحدت واتحاد ممکن ہے؟ یہ بات پہلے واضح کی جا چکی ہے کہ قران اور رویت ہلال دو الگ الگ چیزیں ہیں اور ان دونوں میں ایک ہی مقام پر 24 سے لے کر 30 گھنٹے تک کا وقفہ ہو سکتا ہے اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ علم ہیئت کی رو سے چاند کی رویت کے لئے دنیا بھر کے تمام مقامات پر 24 گھنٹے کی بجائے 24 گھنٹے 49 منٹ کا عرصہ درکار ہے تو اگر دنیا بھر کیلئے رویت ہلال کا اعلان کر دیا جائے تو اس سے مثال بالا سے بھی زیادہ الجھن پیش آسکتی ہے مثلاً اوپر والی مثال میں 3 ستمبر 1978ء کو مکہ مکرمہ میں رویت کی شہادت مل جاتی ہے اور ساڑھے سات بجے شام اگلے دن کے لئے عید کا اعلان کر دیا جاتا ہے تو میکسیکو (شمالی امریکہ) میں اس وقت ساڑھے نو بجے دن کا وقت ہوگا۔ کیا لوگ اس دن روزہ پورا کر کے دوسرے دن عید منائیں گے یا فوراً افطار کر کے اسی دن اور اسی وقت عید ادا کریں گے۔ ان دونوں صورتوں میں سے مکہ معظمہ سے وحدت کی کونسی صورت ممکن ہے؟

میں کہتا ہوں کہ اگر شرعی احکام کو بالکل پس پشت ڈال دیا جائے تو بھی جس وحدت واتحاد کی تمنا کی جاتی ہے' پوری ہوتی نظر نہیں آتی۔ وضعی طریق سے عیسوی کیلنڈر میں گھڑیوں کو آگے پیچھے کرنے سے خط تاریخ پر ایک دن کی کمی بیشی کرنے سے یعنی ایک ہی دن میں دو طرح کی پیوند کاری سے جو عیسوی تاریخ میں یکسانیت پیدا کی گئی ہے' اس سے حقیقی صورت حال میں تو کچھ فرق نہیں پڑ سکتا۔

رویت ہلال کی بناء پر کسی مقررہ تاریخ میں دو دن کا فرق پڑ سکتا ہے لیکن بہت ہی کم مقامات پر یعنی دنیا کے ستائیسویں حصے میں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ دو دن کا فرق بسا اوقات مشاہدہ میں آ رہا ہے' جس کی وجہ وہی اختراعی طریق ہے جس کی بناء پر عیسوی تقویم میں ایک دن کے فرق کو جو سیارگان کی چال کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے' ختم کر دیا گیا ہے۔ یہ فرق بھی قمری تاریخ پر جا پڑتا ہے۔ اگر یہ وضعی طریق کار ختم کر دیا جائے تو قمری تاریخوں میں اختلاف خود بخود کم ہو جائے گا۔

وحدت عیدین کے علمبرداروں کے دلائل کی شرعی حیثیت کچھ نہیں ہے کیونکہ اسلام نے ہر علاقے کے لئے ان کی اپنی رویت کو بنیاد قرار دیا ہے۔ ابر یا فضا کی کثافت کی وجہ سے اختلاف ہو سکتا تھا۔ اسے شہادت (گواہی) سے دور کر دیا ہے البتہ اختلاف مطالع کا لحاظ ضرور رکھا ہے

اب یہ حضرات چاہتے ہیں کہ اسی طرح وضعی طریق کار سے قمری تاریخوں کا اختلاف ختم کیا جائے۔ ہماری گزارش یہ ہے کہ یہ وضعیت کبیسہ یا نسئ سے پوری پوری مشابہت رکھتی ہے۔ جس کی قمری تقویم میں گنجائش نہیں ہے اور جس سے مسلمانوں کو سختی سے منع کر دیا گیا ہے۔

بادل' بارش یا فضا کی کثافت کی بنا پر چاند کا نظر نہ آنا تقویم پر کچھ اثر نہیں ڈالتا۔ یہ اختلاف محض مقامی قسم کا ہوتا ہے اور ایسا اختلاف رویت ہلال کمیٹیاں یا مقامی حکومتیں شہادت کی بنا پر اعلان کے ذریعے دور کر سکتی ہیں بشرطیکہ مطلع ایک ہی ہو' مختلف نہ ہو۔ اختلاف مطالع کی حقیقت ہم پچھلے باب میں تفصیل سے بیان کر چکے ہیں اور قمری تاریخ میں اختلاف کی یہی ایک قسم ہے جسے ہم حسن تدبیر سے دور کر سکتے ہیں۔

اعلانات کے ذریعہ دنیا بھر میں قمری تاریخ کو ایک بنانے کا مسئلہ بہت ٹیڑھا ہے اور کسی مخصوص دن میں مخصوص وقت پر شعائر کی ادائیگی میں اتحاد اس سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ اگر ہم چاہیں کہ حج کے دن حجاج کرام کی دعاؤں کے وقت ہم بھی ان کے ساتھ شریک ہو کر یہ عبادت بجا لائیں تو یہ مشکل سی بات ہوگی۔ کیونکہ 9 ذی الحجہ کو زوال آفتاب کے بعد سے کر شام تک حجاج کرام میدان عرفات میں دعائیں کرتے ہیں۔ یہی حج کا رکن اعظم اور اصل حج ہے۔ غروب آفتاب کے بعد وہاں سے روانہ ہو کر انہیں مشعر الحرام پہنچنا ہوتا ہے۔ اس وقت ہند اور چین کے مسلمان گہری نیند سو رہے ہوتے ہیں اور آسٹریلیا میں سحری کا وقت ہوتا ہے۔ کیا وقت کی اس مطابقت کے لئے مسلمانوں کو مکلف بنایا جا سکتا ہے؟

یہی حال یوم النحر یعنی قربانی کے دن کا ہے۔ 10 ذی الحجہ کو حجاج دن طلوع ہونے کے بعد مزدلفہ سے منیٰ آتے ہیں' پھر جمرے مارتے ہیں۔ اسکے بعد قربانی کا وقت آتا ہے۔ گویا طلوع آفتاب سے تقریباً 3 گھنٹہ بعد قربانی کا وقت آتا ہے۔ اور ہم اس وقت قربانی کا گوشت پکا کھا کر ہضم بھی کر چکے ہوتے ہیں۔ تو کیا یہ حجاج کے کام سے مطابقت ہوگی یا سابقت؟ پھر ایسے علاقے بھی ہیں جہاں کے مسلمان یہ قربانی کا دن گزار کر رات کو سونے کی تیاری کر رہے ہوں گے اور ادھر یہ کیفیت ہوگی کہ حجاج کرام ابھی مزدلفہ سے روانہ بھی نہ ہوئے ہوں گے۔ علیٰ ہذا القیاس ہماری نمازوں کا بھی یہی حال ہے کہ ان میں اوقات کی وحدت محال ہے۔ اہل حجاز جس وقت ظہر کی نماز ادا کرتے ہیں تو ہم عصر کی نماز کی تیاری میں مصروف ہوتے ہیں اور جب فجر ادا کرتے ہیں تو یہاں سورج خاصا بلند ہو چکا ہوتا ہے۔

اختلاف مطالع ادلہ شرعیہ کی روشنی میں

میں نے اب تک جو کچھ لکھا ہے' علم ہیئت کے مطابق لکھا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ شریعت مطہرہ کا مسلمانوں پر یہ عظیم احسان ہے کہ اس نے مسلمانوں کو قمری حساب کی بھول بھلیوں سے نکال کر رویت ہلال کے فطری اور سادہ مشاہدہ پر احکام کی بجا آوری کی تلقین فرمائی ہے۔ اور ہر علاقے کے لئے ان کی اپنی رویت کو بنیاد قرار دیا ہے۔ جہاں تک ابر یا فضا کی کثافت کی وجہ سے اختلاف ہو سکتا تھا' اسے شہادت سے دور کر دیا ہے۔ البتہ اختلاف مطالع کا لحاظ ضرور رکھا ہے۔

بعض حضرات متاخرین نے مطالع کے اختلاف کو غیر معتبر قرار دیا ہے۔ لیکن احادیث صحیحہ اور قرون اولیٰ کے آثار اتنے معتبر ہیں کہ ان کے مقابلہ میں ان حضرات کے اقوال کی کچھ حیثیت نہیں رہ جاتی۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ رویت ہلال اور اختلاف مطالع کو ادلہ شرعیہ کی روشنی میں ثابت کرنے کے لئے قلم اٹھاؤں کیونکہ اس میدان میں بہت حد تک تسلی بخش کام ہو چکا ہے (ملاحظہ ہو رسالہ ''تبیان الادلہ فی اثبات الاھلہ'' از شیخ عبداللہ بن حمید الرئیس العام للاشراف الدینی (مکہ مکرمہ) اس رسالہ کا ترجمہ محمد رفیق صاحب اثری نے اردو میں کیا جو ''الاعتصام'' میں قسط وار اور رسالہ ''محدث'' محرم صفر 1395ھ میں یکجا شائع ہوا۔ اس رسالہ میں مصنف نے اس مسئلہ کے جملہ پہلوؤں پر عقلی ونقلی دلائل سے سیر حاصل بحث کی ہے۔ اب یہ رسالہ علیحدہ بھی شائع ہو چکا ہے) مگر انہی دنوں ایک اور رسالہ ''راحۃ العوام'' نظر سے گزرا جس کے مولف اس اتحاد کیلئے

''تڑپ'' رکھتے ہیں۔ لہٰذا ضروری معلوم ہوا کہ اس رسالے کے چیدہ چیدہ اقتباسات قارئین کے سامنے پیش کیے جائیں اور مختصراً ان دلائل کا جائزہ بھی پیش کیا جائے۔

مخالفین کے دلائل کا جائزہ

رسالہ راحۃ العوام سے چند اقتباسات:

اس وقت رسالہ مذکورہ مسمّٰی بہ ''راحۃ العوام باتحاد العلماء والحکام فی مسئلۃ العید والصیام'' سامنے پڑا ہے۔ اس کے مصنف رئیس المفکرین بھی ہیں۔ رئیس المتکلمین بھی' اور فقیہ الزمان بھی' اور وہ الحاج حضرت مولانا محمد بلال صاحب خطیب نشاط سٹی تربیلہ ڈیم ہیں۔ جیسا کہ رسالہ کے نام سے ظاہر ہے' آپ روزہ اور عید کے لئے اتحاد بین المسلمین کے لئے بڑے مضطرب ہیں' رؤیت ہلال کی حقیقت لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

1۔ رؤیت ہلال کی حقیقت یہ ہے کہ اس میں دراصل کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ متقدمین' متاخرین' فقہاء کرام' علمائے سائنس' علمائے شریعت حنفی' مالکی' حنبلی سب کا اس پر اتفاق ہے کہ دنیا کے کسی کونے میں بھی نیا چاند نظر آ جائے تو اس پر عمل کرنا سب پر لازم و واجب ہے اور اسکی حقیقت یہ ہے کہ جب چاند سورج سے پیچھے ہو گیا تو نیا چاند ہو گیا ۔ اب یہ سب دنیا کے لئے نیا چاند ہے۔ یہی پاکستان کے لئے نیا چاند ہے' بھارت کے لئے نیا چاند ہے' عرب و عراق' ایران' انڈونیشیا غرضیکہ تمام دنیا کے لئے نیا چاند ہے''(صفحہ 13 صفحہ مذکورہ)

2۔ آگے چل کر لکھتے ہیں

اب جو انکار کرے گا کہ شرعی حجت میں کوئی کمی ہے تو وہ صرف اپنی معتبری میں کمی دیکھنے کی وجہ سے کرے گا کہ یہ فیصلہ اس کے پاس کیوں نہیں آیا' کسی دوسرے کے پاس یہ فیصلہ کیوں گیا؟ اس لئے وہ معتبر صاحب فیصلہ کو تسلیم نہیں کرتے۔ کہتے ہیں کہ ہمارا مطلع اور ہے' ان کا مطلع اور ہے' انکار کیلئے یہ بہانے تلاش کرے گا حالانکہ تمام کتابوں کے حوالہ جات سے یہ ثابت ہو گیا کہ شریعت محمدی نے اس میں اور دوسری کوئی گنجائش نہیں رکھی۔ کیونکہ رؤیت ثابت ہو گئی''(صفحہ ایضاً)

3۔ آگے چل کر ''مشرق و مغرب کی رؤیت میں فرق'' کے تحت لکھتے ہیں:

''مشرق و مغرب میں رؤیت ہلال کا اتنا فرق ضرور ہے کہ جس دن مغربی دنیا میں چاند نظر آئے گا' اس تاریخ کو مشرق میں چاند نظر نہیں آئے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس وقت مشرق والوں کے مطلع سے چاند گزر رہا تھا' اس وقت چاند سورج کی شعاعوں میں تھا۔ پھر چند گھنٹے بعد جب مغرب والوں کے مطلع سے گزرا تو سورج کی شعاعوں سے الگ ہو چکا تھا۔ لہٰذا مغرب والوں کو نظر آ گیا۔ یہ ایک معلوم مسئلہ ہے کہ چاند کی رفتار سورج سے کم ہوتی ہے۔ اس رفتار کی کمی کی وجہ سے چند گھنٹوں کے بعد یہی چاند سورج سے کافی پیچھے رہ جاتا ہے۔ مثلاً پاکستان میں غروب آفتاب کا وقت 5 بجے تھا اور یہی وقت حجاز مقدس میں ظہر کا ہوتا ہے۔

اس لحاظ سے جب سرزمین حجاز میں سورج غروب ہو رہا ہوتا ہے تو یہاں دس بج چکے ہوتے ہیں۔ تو اب اس وقت میں چاند سورج کی شعاعوں سے پیچھے رہ کر وہاں نظر آ سکتا ہے۔ اب اس وقت وہاں اگر نظر آ گیا تو انتظار ختم ہو گیا۔ یہی ساری دنیا کا چاند ہے۔ اب صرف صحیح اطلاع ملنے تک کا انتظار ہے۔ وہاں کے ذرائع ریڈیو ٹیلویژن وغیرہ نے نشر کر دیا تو پھر انتظار کا کیا مطلب ہوا؟ اب صرف اتحاد کو ختم کرنا' اختلاف کا نعرہ بلند کرنا' اپنی معتبری ثابت کرنا' فتنہ و فساد برپا کرنا' مسلمانوں کو دکھ دینا' غیر مسلموں کو تمسخر کا موقع دینا اور اسلام پر بدنما داغ لگانا مقصود ہوتا ہے۔ غیر مسلم دنیا جتنی بھی ہے' اس معاملے میں ان کا مکمل اتفاق ہے۔ ان کے مذہبی تہوار تمام دنیا میں ایک ہی تاریخ کو منائے جاتے ہیں۔ ویسے بھی جس دن کسی ماہ کی یکم تاریخ ہوتی ہے' اس دن پاکستان میں

> **اگر رویت ہلال کے شرعی طریقے کی بجائے ماہرین فلکیات و موسمیات آلات رصد کے ذریعے چاند دیکھ کر فیصلہ کریں' تب بھی پوری دنیا کے مسلمان عملاً ایک دن عید نہیں منا سکتے**

بھی یکم ہی ہوتی ہے۔ کوئی جگہ ایسی نہیں ملے گی جہاں دوسری تاریخ ہو۔ امریکہ و انگلستان میں بھی' فرانس' جرمنی' روس' چین' یوگوسلاویہ اور سوئٹزرلینڈ میں یکم ہی ہوتی ہے''(صفحہ 17)

4۔ آگے چل کر اس مشکل کا حل پیش کرتے ہیں:

''اس سلسلہ میں ہماری مشکلات یہ ہیں کہ رات کے ابتدائی حصہ میں نماز مغرب یا نماز عشاء کے متصلاً بعد نہ اعلان کر سکیں گے۔ رات کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد اعلان کریں گے۔ دیر سے پیدا ہونے والی مشکلات کے قلع قمع کے لئے عوام کو یہ بتائیں کہ اعلان حکومت خود کرے گی۔ اس پر ہم اور آپ سب عمل کریں گے۔

یہاں خود ساختہ معتبریوں پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اور عصری رقابتیں آڑے نہیں آ سکیں گی۔ اگر اعلان میں کچھ تاخیر ہو گئی تو کوئی حرج نہیں کیونکہ مشرق سے مغرب تک رات کی گردش زیادہ سے زیادہ 12 گھنٹوں میں ختم ہو جاتی ہے۔ تمام زمین اتنی ہی ہے۔ دن کی گردش بھی بارہ گھنٹوں میں پوری ہوتی ہے۔ چوبیس گھنٹوں میں دونوں گردشیں ختم ہو جاتی ہیں۔ اس لئے رات کے کسی حصہ میں دنیا کو مطلع کیا جا سکتا ہے۔ دن نکلنے اور تاریخ بدلنے سے پہلے ہم اپنی تاریخ ایک بنا سکتے ہیں' تمام خوشیوں کو اپنا سکتے ہیں۔ نیک نامیوں' اتحاد و محبت اور ایک مسلکی کو زندہ کر سکتے ہیں(صفحہ 19 رسالہ مذکورہ)

مذکورہ بالا اقتباسات رسالہ مذکورہ کا نچوڑ ہیں۔ ان اقتباسات میں خط کشیدہ الفاظ خصوصی توجہ کے مستحق ہیں' انہی پر ہم تبصرہ کریں گے۔

راحۃ العوام کے اقتباسات پر تبصرہ:

اقتباس نمبر ایک میں آپ نے دونوں باتوں کا اکٹھا ذکر کر دیا ہے۔ حالانکہ ''نیا چاند'' اور نئے چاند کا نظر آنا'' دو الگ الگ امور ہیں اور ان کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ اس لئے ہم نئے چاند کی بات چھوڑ کر نئے چاند کے نظر آنے کے متعلق احادیث پیش کرتے ہیں کیونکہ ''نئے چاند'' کی شرعی حیثیت کچھ نہیں ہے۔ (جو لوگ'' چاند دیکھنے سے پہلے روزے شروع کریں یا عید منائیں' وہ آپ کے نافرمان ہیں۔ ارشاد نبوی ہے۔

وعن عمار بن یاسر ؓ قال من صام الیوم الذی یشك فیه فقد عصی ابا القاسم ﷺ (ابوداؤد' ترمذی' نسائی' دارمی' ابن ماجه)

عمار ؓ بن یاسر فرماتے ہیں ''جس شخص نے شک کے دن روزہ رکھا' اس نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی'' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اختلاف مطالع کے اعتبار پر شرعی دلائل

۱۔ عن عبدالله بن عمر قال قال رسول الله تعالی علیه وسلم ولاتصوموا حتی تروا الهلال ولاتفطروا حتی تروا فان غم علیکم فاقدروا له و قال الشهر تسع وعشرون لیلة فلاتصوموا حتی تروه فان غم علیکم فاکملوا العدة ثلاثین (بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تک نیا چاند نہ دیکھ لو' روزے مت رکھنا شروع کرو اور جب تک نیا چاند دیکھ نہ لو' روزے مت چھوڑو' اگر ابر محیط ہو جائے تو اس مہینہ کو پورا ہونے دو'' اور فرمایا ''مہینہ انتیس رات کا بھی ہوتا ہے۔ سو جب تک نیا چاند دیکھ نہ لو' روزے رکھنا مت شروع کرو۔ پھر اگر ابر محیط ہو تو تیس 30 کی گنتی پوری کرو۔

2۔ عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ صوموا لرؤیته وافطروا لرؤیته فان غم علیکم فاکملوا عدة شعبان ثلاثین۔ (بخاری' مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نئے چاند کو دیکھ کر روزے رکھو اور نیا چاند دیکھ کر ہی افطار کرو۔ اگر کسی وجہ سے چاند نظر نہ آ سکے تو شعبان کے 30 دن پورے کرو۔''

3۔ اختلاف مطالع کو سب ائمہ محدثین معتبر سمجھتے تھے۔ امام

ترمذی، ابوداؤد اور امام نووی شارح مسلم سب نے اس موضوع پر الگ الگ باب قائم کئے ہیں۔ درج ذیل حدیث ان سب کتب احادیث میں موجود ہے۔

عن كريب ان ام الفضل بنت الحارث بعثته الى معاوية بالشام قال فقدمت الشام فقضيت حاجتها واستهل على رمضان وانا بالشام فرايت الهلال ليلة الجمعة ثم قدمت الى المدينه فى آخر الشهر فسالنى عبدالله بن عباس رضى الله عنهما ثم ذكر الهلال فقال متى رأيتم الهلال؟ فقلت رايناه ليلة الجمعة فقال انت رايته ؟ قلت نعم! راه الناس وصاموا وصام معاوية. فقال لكنا رأيناه ليلة السبت فلاتزال نصوم حتى تكمل ثلاثين او نراه " فقلت اولا تكتفى برؤيت معاوية و صيامه؟ فقال لاهكذا امرنا رسول الله ﷺ"

کریب کہتے ہیں کہ ام الفضل بنت الحارث نے مجھے شام میں حضرت معاویہ ؓ کے پاس بھیجا۔ میں وہاں گیا اور اس کا کام پورا کیا۔ وہیں رمضان کا چاند نظر آیا۔ جبکہ میں شام میں تھا۔ میں نے خود بھی جمعہ کی رات کو چاند دیکھا۔ پھر آخر ماہ (رمضان) میں مدینہ آیا تو حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے چاند کب دیکھا تھا؟ میں نے کہا، ہم نے جمعہ کی رات کو دیکھا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا۔ "کیا تم نے خود بھی دیکھا تھا؟" میں نے کہا "ہاں اور بہت سے لوگوں نے بھی دیکھا اور اس کے مطابق روزے رکھے۔ خود حضرت امیر معاویہ ؓ نے روزہ رکھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا۔ ہم نے تو ہفتہ کی رات چاند دیکھا، ہم تیس 30 روزے مکمل کریں گے الا یہ کہ خود چاند دیکھ لیں۔ میں نے کہا، آپ حضرت معاویہ ؓ کی رویت کا اعتبار نہیں کرتے؟ انہوں نے فرمایا، نہیں یہ بات نہیں (بلکہ) ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی حکم فرمایا ہے"

ظاہر ہے کہ یہاں حضرت ابن عباس ؓ نے رویت کی شہادت کو غیر معتبر قرار نہیں دیا۔ بلکہ مطلع کے اختلاف کی بنا پر اہل شام کی رویت کو اپنے علاقہ کے لئے معتبر نہیں سمجھا۔ اور ساتھ ہی یہ وضاحت بھی فرمادی کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی حکم دیا ہے۔ یہ حدیث اختلاف مطالع پر ایک صریح دلیل ہے۔ دمشق (شام) مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ دونوں سے 5 درجے طول بلد مغرب کو ہے۔ یہ دونوں مقامات مقدسہ تقریبا 40 درجے طول بلد شرقی پر واقع ہیں جبکہ دمشق 35 درجے طول بلد شرقی پر واقع ہے۔ اگر مشرق میں واقع ہوتا تو مطلع کے اختلاف کی گنجائش نہ تھی۔

4۔ مطلع کے اختلاف سے متعلق امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں یہ حدیث درج فرمائی ہے:

حدثنا ابن ادريس عبدالله بن سعيد قال ذكروا بالمدينة رؤية الهلال وقالوا اهل استاوه قد رأوه فقال القاسم والسالم: مالنا ولاهل استاوه

عبداللہ بن سعید فرماتے ہیں، مدینہ میں رویت ہلال کی بات چھڑی۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ اہل استاوہ نے چاند دیکھ لیا ہے۔ قاسم اور سالم دونوں نے فرمایا۔ ہمارا اہل استاوہ سے کیا تعلق اور واسطہ؟

ان احادیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ اپنے علاقہ کی شہادت کو معتبر سمجھتے تھے۔ دوسرے علاقہ کی شہادت سے انہیں کچھ دلچسپی نہ تھی۔ ان احادیث کی روشنی میں اب رسالہ مذکورہ کے اقتباس کی عبارت دوبارہ ملاحظہ فرمایئے کہ

رویت ہلال کی حقیقت یہ ہے کہ اس میں دراصل کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ متقدمین، متاخرین فقہائے کرامؒ، علمائے سائنس، علمائے شریعت حنفی مالکی، حنبلی سب کا اس پر اتفاق ہے کہ دنیا کے کسی کونے میں بھی نیا چاند نظر آ جائے تو اس پر عمل کرنا سب پر لازم وواجب ہے۔

ہم بوجہ طوالت ائمہ کے اقوال سے صرف نظر کرتے ہیں کیونکہ ہمارے نزدیک اقوال کے مقابلہ میں احادیث بہت زیادہ معتبر ہیں۔ دوسرے اس وجہ سے بھی کہ اگر تمام ائمہ کے اقوال کا احاطہ کیا جائے تو یہ اقوال فتاویٰ بھی 80 فیصد کے لگ بھگ صاحب رسالہ کے نظریہ کے خلاف وارد ہیں۔

اب ہم یہ دیکھیں گے کہ صاحب موصوف نے تمام کتابوں کے حوالہ جات سے جو مطلع کے اختلاف کو غیر معتبر قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ "یہ مسئلہ عربی، فارسی، اردو کی سب کتابوں میں موجود ہے تو یہ سب کتب کون کون سی ہیں اور ان حوالہ جات کی حقیقت کیا ہے؟

اتفاق سے ان حوالہ جات میں حدیث کے ایک ٹکڑے کے اردو ترجمہ سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ لہٰذا پہلے وہی ملاحظہ فرمایئے۔ فرماتے ہیں:

مثلا مغربی دنیا میں چاند دیکھا گیا، مشرق میں نظر نہیں آیا۔ اور پھر مشرق والوں کو مغرب والوں کے دیکھنے کی خبر معتبر ذرائع سے پہنچ جائے تو اس پر عمل کرنا لازم ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان جو کتب احادیث میں موجود ہے" کہ روزہ رکھو چاند دیکھنے سے اور افطار کرو چاند دیکھنے سے" تو چاند دیکھنا عام ہے کہ دنیا کے کسی حصے میں چاند دیکھا جائے تو اس پر عمل کرنا لازم ہے۔ اسی پر فتویٰ ہے اور حنفی، مالکی، حنبلی مذاہب کا اس پر اتفاق ہے اور یہی حقیقت ہے۔ (صفحہ 7 رسالہ مذکور)

حدیث کا ترجمہ تو صرف یہ ہے کہ "روزہ رکھو چاند دیکھنے سے اور افطار کرو چاند دیکھنے سے" اس مفہوم سے تو کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے۔ اختلاف ہے تو صرف اس مشرق اور مغرب سب کو ایک کردینے پر ہے۔ یہ مشرق ومغرب اور پوری دنیا کے الفاظ کون سی دلیل کے تحت درمیان میں آ گئے؟......... اگر یہی طرز استدلال ہو تو پھر آخر کیا کچھ قرآن وحدیث سے ثابت نہیں کیا جاسکتا؟

آپ نے ائمہ کے فتاویٰ کے جو حوالہ جات پیش کئے ہیں جو تمام عربی، فارسی اردو کی کتابوں کو محیط ہیں، صرف چھ ہیں:

فتاویٰ عربی درمختار، فتاویٰ شامی رد المختار، خلاصۃ الفتاویٰ، فتاویٰ عالمگیری، عزیز الفتاویٰ اور امداد الفتاویٰ...... ان میں سے آپ نے وہ عبارات نقل فرمائی ہیں جو مفید مطلب ہیں۔ پھر ان عبارتوں سے جس طرح مطلب براری کی گئی ہے، اس کا نمونہ آپ اوپر ملاحظہ کرچکے ہیں۔

دیانت کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ ایک مذہب یا ایک مصنف کے تمام اقوال بیان کردیئے جائیں ہیں اور پھر نتیجہ اخذ کیا جائے۔ یہ طریق پسندیدہ نہیں کہ جہاں سے کوئی بات مفید مطلب ملے، ان سب کو اکٹھا کر کے اپنے مخصوص نظریہ کی حمایت میں پیش کردیا جائے۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ائمہ کی ایک قلیل تعداد نے اختلاف مطالع کو غیر معتبر سمجھا ہے لیکن بیشتر ائمہ کے اقوال احادیث اور علم ہیئت کے اصول چونکہ اختلاف مطالع کی تائید کرتے ہیں لہٰذا ان چند اقوال کو کچھ اہمیت نہیں دی جاسکتی۔

مشرق ومغرب کی رویت میں فرق

اس عنوان کے تحت صاحب موصوف نے مطلع کے اختلاف

باقی صفحہ 10 پر

تازہ صورتحال میں اہل پاکستان حدیث کے مطابق عید کا چاند دیکھ کر اختلاف دور کرلیں۔ حافظ عبدالسلام بن محمد مدیر جامعۃ الدعوۃ الاسلامیہ مریدکے

رمضان کے چاند کے بارے میں ملک بھر میں پھیلے ہوئے شکوک وشبہات کے بارے میں محترم حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی صورتحال کا صحیح حل ہمیں پیش کیا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اور اگر بادل ہوجائے تو شعبان کی گنتی یعنی 30 دن پورے کرلو۔ اس کے علاوہ نبی ﷺ نے شک کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ جب تک چاند دیکھنے کا یقین نہ ہو روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔ ان احادیث کے مطابق ہم نے شعبان کے تیس دن پورے کرنے کے بعد رویت ہلال کمیٹی کے اعلان کی رو سے روزے شروع کئے اور اب چاند دیکھ کر عید کریں گے اور اگر اس سلسلے میں کوئی غلطی ہوگی تو نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق چاند دیکھ کر دور ہوجائے گی۔ اگر 28 رمضان کے بعد چاند نظر آتا ہے تو عید کے بعد ایک روزے کی قضا دے دی جائے گی جبکہ عید چاند دیکھ کر ہی ادا کی جائے گی۔ علاوہ ازیں تمام مسلمانوں سے خصوصی درخواست ہے کہ وہ عید کا چاند دیکھنے کا خاص اہتمام کریں اور کسی ممکنہ غلطی کا ازالہ کرنے کے لئے رویت ہلال کمیٹی کے ذمہ داران کو اپنی شہادتوں سے بروقت مطلع کر کے اپنا شرعی فریضہ ادا کردیں۔

آپ کے دینی مسائل
قرآن وسنت کی روشنی میں

مبشر احمد ربانی

عقیقہ کیلئے اونٹ یا گائے کا حکم؟

س: کیا عقیقہ کے لئے اونٹ' گائے ذبح کر سکتے ہیں اس کے متعلق نیل الاوطار میں طبرانی کے حوالے سے جو روایت درج ہے کیا وہ صحیح ہے؟ (حبیب الرحمٰن' فتح پور گجرات)

ج: عقیقہ کے بارے مسنون یہ ہے کہ بکرے' چھترے ذبح کئے جائیں اونٹ یا گائے ذبح نہ کئے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ کے مبارک دور میں گائے اور اونٹ کثیر تعداد میں موجود تھے نبی ﷺ نے نہ ہی اونٹ اور گائے کا عقیقہ کیا اور نہ ہی اس میں عقیقہ کے لئے حصہ ڈالا۔ اگر یہ چیز مشروع ہوتی تو نبی ﷺ سے اس کی رخصت ضرور مل جاتی۔ آپ نے عقیقہ میں مینڈھے ذبح کئے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنْ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ كَبْشًا كَبْشًا

(ابوداؤد کتاب الضحایا فی العقیقہ (۲۸۴۱)

بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے ایک ایک مینڈھا عقیقہ کیا اور نسائی کتاب العقیقہ کم یعق عن الجاریہ (۴۲۳۰) میں الفاظ یوں ہیں۔"

عَقَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِكَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ

رسول اللہ ﷺ نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے دو دو مینڈھے عقیقہ کئے۔

ام کرز الکعبیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا" عَنْ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنْ الْجَارِيَةِ شَاةٌ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ایک جیسی اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری عقیقہ کی جائے۔ (ابوداؤد کتاب الضحایا باب فی العقیقہ (۲۸۳۴) سنن النسائی کتاب العقیقہ عن الجاریہ (۴۲۲۷)

اس مفہوم کی کئی ایک احادیث صحیحہ موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا قول وفعل یہی ہے کہ عقیقہ میں بکرے' چھترے ہی ذبح کئے جائیں۔ رہی نیل الاوطار میں طبرانی کی روایت تو وہ موضوع ومن گھڑت ہے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے

امام طبرانی فرماتے ہیں حدثنا ابراہیم بن احمد بن مروان الواسطی حدثنا عبدالملك بن معروف الخياط الواسطى حدثنا مسعدة بن اليسع عن حريث بن السائب عن الحسن عن انس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ من ولد له غلام فليعق من الابل او البقر أو الغنم (طبرانی صغیر رقم (۲۲۹) ص ۱۰۲ ط جدید مجمع الزوائد کتاب الصید والذبائح باب العقیقہ (۶۱۹۵)

اس روایت کی سند میں درج ذیل علل ہیں۔

۱۔ امام طبرانی کے استاذ ابراہیم بن احمد بن مروان الواسطی کے بارے میں امام دارقطنی فرماتے ہیں لیس بالقوی یہ پختہ راوی نہیں ہے۔ (لسان المیزان ۱/۴۱ میزان الاعتدال ۱/۱۳۳ ط جدید المغنی فی الضعفاء ۱/۱۵ تاریخ بغداد ۶/۵ تاریخ اسلام للذہبی وفیات ۲۸۱/۲۹۰ ص ۱۰۰ رقم الترجمہ ۱۰۸)

عبدالملک بن معروف الخیاط الواسطی غیر معروف ہے اور کتب رجال میں اس کا ترجمہ موجود نہیں شیخ البانی فرماتے ہیں "وهو غير معروف ليس له ترجمة فی شیء من كتب الرجال" (ارواء الغلیل ۴/۳۹۴)

مسعدہ بن الیسع الباہلی کذاب راوی ہے علامہ ہیثمی مجمع الزوائد میں اس روایت کے بعد فرماتے ہیں "فيه مسعدة بن اليسع وهو كذاب" اس کی سند میں مسعدہ بن الیسع ہے اور وہ کذاب راوی ہے۔ علامہ ذہبی فرماتے ہیں "هالك" کذبہ ابوداؤد' امام ابوداؤد نے اس کی تکذیب کی ہے۔ احمد بن حنبل فرماتے ہیں ہم نے لمبے عرصے سے اس کی روایت کو پھاڑ دیا ہے۔ (میزان الاعتدال ۴/۹۸ لسان المیزان ۶/۶۹۱) اسے امام احمد' یحییٰ بن معین ابوخیثمہ نے ساقط قرار دیا ہے۔ یحییٰ بن ایوب سے سوال کیا گیا مسعدہ کی روایت کیوں چھوڑ دی گئی؟ انہوں نے کہا یہ ایسی روایت بیان کرتا ہے جس کا محدثین نے انکار کیا ہے اس نے کہا ہمیں جعفر بن محمد نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا" میں نے چگادڑ دیکھی جس کا ختنہ کیا ہوا تھا" (لسان المیزان ۲/۱۶۹۲ اس کے مزید حالات کے لئے ملاحظہ ہو الجامع فی العلل للامام احمد ۲/۱۸۶ تاریخ کبیر رقم (۲۲۹)

۴: حریث بن سائب التمیمی الصلالی البصری مختلف فیہ ہے۔ اسے ابوحاتم رازی نے ضعیف الحدیث کہا۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں لیس بشئی اور ساجی نے کہا ضعیف ہے جبکہ ابن حجر فرماتے ہیں "صدوق یخطی" یحییٰ نے ثقہ' یعقوب بن سفیان نے کہا" شیخ ثبت لا باس بہ" اور ابن حبان نے کتاب الثقات میں درج کیا ہے ملاحظہ ہو (تحریر تقریب التہذیب ۱/۲۶۲)

۵۔ حسن بصری مدلس ہیں اور ان کی روایت معنعن ہے اور مدلس راوی کے بارے یہ قاعدہ اصول حدیث میں موجود ہے کہ جب تک وہ اپنے استاد سے حدیث سننے کی وضاحت نہ کرے اتنی دیر تک اس کی روایت صحیح نہیں ہوتی۔ امام شافعی فرماتے ہیں

لانقبل من مدلس حديثا حتى يقول فيه "حدثنى" او "سمعت" (الرسالۃ ص: ۳۸۰ رقم الفقرہ: ۱۰۳۵) ہم مدلس راوی سے حدیث قبول نہیں کرتے یہاں تک کہ وہ اپنی حدیث میں حدثنی یا سمعت کہے۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ سند ساقط ہے اور اول سے آخر تک اس میں علل قادحہ ہیں اور سب سے قوی علت مسعدۃ بن الیسع کا کذاب ہونا ہے اور کذاب راوی کی روایت موضوع قرار دی جاتی ہے لہذا یہ روایت جعلی اور من گھڑت ہے اس سے استدلال کرنا درست نہیں اور اس روایت کی تغلیط سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ جس میں ہے کہ نفس لعبد الرحمن بن ابی بكر غلام فقيل لعائشه رضی الله عنها عقی عنه جزورا فقالت معاذ الله ولكن ما قال رسول الله شاتان مكافئتان " (بیہقی کتاب الضحایا ۹/۳۰۱ ارواء الغلیل ۴/۳۹۰)

عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا اس کی طرف سے ایک اونٹ عقیقہ کروانہوں نے کہا معاذ اللہ لیکن جو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا (وہ ہے) دو بکریاں ایک جیسی علامہ البانی فرماتے ہیں: اسنادہ حسن (ارواء الغلیل ۴/۳۹۰)

اس کی سند حسن ہے۔ مذکورہ بالا دلائل سے واضح ہو گیا کہ گائے اور اونٹ عقیقہ میں ذبح نہیں کئے جائیں گے۔ عقیقہ میں مسنون

بھیڑ بکریاں ہی ہیں اور ان کی قلت بھی نہیں ہے۔

عقیقہ کے موقع پر رسوم ورواج؟

س: آج کل عقیقہ کے موقع پر لوگ مہندی وغیرہ کے رسم ورواج کرتے ہیں ان کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ (عبدالکبیر وادی سون سکیسر خوشاب)

ج: اللہ تبارک وتعالی نے ہمیں عبادات ومعاملات میں رسول اکرم ﷺ کے اسوہ کا پابند بنایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حسن وحسین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ کیا لیکن اس موقعہ پر آپ کی خواتین اور دیگر صحابیات کے بارے میں کہیں بھی یہ بات ثابت نہیں کہ انہوں نے مہندی گانا بجانا، طبلے سارنگیاں وغیرہ جیسی محرمات کا ارتکاب کیا ہو اور سائل کے سوال سے یہ بات عیاں اور واضح ہے کہ یہ رسم ہے اور رسومات کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں رسومات اغیار قوموں کے طور طریقوں کو کہا جاتا ہے۔ عقیقہ کا صحیح ثواب تب ملے گا جب اسے سنت رسول کے مطابق کیا جائے گا۔

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ

(صحیح مسلم عن عائشہ رضی اللہ عنہا کتاب الاقضیہ ۱۸/۱۷۱۸)

جس نے ایسا عمل کیا جس پر ہمارا امر نہیں ہے۔ وہ مردود ہے، لہذا ایسا عمل کبھی بھی اللہ کے ہاں درجہ قبولیت تک نہیں پہنچتا جو شرع کے خلاف ہو اور رسول اللہ ﷺ کی سنت سے بعید ہو۔

خلع طلاق نہیں فسخ نکاح ہے

س: میری بھتیجی کا نکاح عمران اعجاز جو امریکہ میں مقیم ہے سے مورخہ ۱۰ جنوری ۲۰۰۰ کو ہوا تھا اور پھر پاکستان سے رخصتی ۲ مئی ۲۰۰۲ء کو ہوئی مگر امریکہ میں لڑکی سے اچھا سلوک نہ کیا گیا لہذا تقریبا ۵ ماہ بعد یعنی ۲۰۰۲/۹/۲۸ کو بذریعہ پولیس لڑکی برآمد کرلی گئی اور واپس پاکستان آگئی دونوں میاں بیوی کے گھریلو حالات کچھ اس حد تک بگڑ گئے کہ صلح کی کوشش کامیاب نہ ہوئی لہذا مورخہ ۲۰۰۳/۲/۲۰ کو عدالت فیملی کورٹ جج صاحب اوکاڑہ میں خلع کی درخواست دی گئی جس نے مناسب کارروائی کرتے ہوئے مورخہ ۲۰۰۳ء/۷/۱۹ کو خلع کی درخواست منظور کرتے ہوئے لڑکی کے حق میں فیصلہ دے دیا اور نکاح کو فسخ قرار دے دیا آپ سے سوال یہ ہے کہ اس ڈگری کے جاری ہونے کے بعد آگے لڑکی کا نکاہ کرنا چاہتے ہیں اس کا شرعی طریقہ کیا ہے؟ (بشیر احمد ضیاء سبزہ زار لاہور)

ج: کتاب وسنت کی نصوص صحیحہ صریحہ کی رو سے خلع فسخ نکاح شمار ہوتا ہے اور عورت ایک ماہواری کی عدت گزارنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کروانے کی مجاز ٹھہرتی ہے کیونکہ خلع طلاق نہیں فسخ نکاح ہے اور اس کی عدت ایک حیض ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص نے سوال کیا

"رجل طلق امراته تطليقتين ثم اختلف منه ايتزوجها؟ قال نعم ليس الخلع بطلاق ذكر الله الطلاق فى اول الاية وآخرها والخلع فيما بين ذلك فليس الخلع شيئى ثم قرأ "الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسريح باحسان" ثم قرأ "فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره"

(تفسیر ابن کثیر تحقیق عبدالرزاق مہدی ۱/۵۵۳)

ایک شخص نے اپنی بیوی کو دو طلاقیں دے دیں اور پھر عورت نے اس سے خلع لے لیا کیا اب وہ اس عورت سے شادی کرسکتا ہے؟ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں خلع طلاق نہیں اللہ تعالی نے آیت کے شروع اور آخر میں طلاق کا ذکر کیا ہے اور خلع اس کے درمیان ہے۔ خلع کوئی چیز نہیں پھر انہوں نے تلاوت کی "طلاق (رجعی) دوبار ہے پھر اچھے طریقے سے روک لینا ہے یا شائستگی سے چھوڑ دینا ہے" پھر انہوں نے پڑھا۔ اگر (تیسری) طلاق دے دے تو اس کے بعد عورت اس کے لئے حلال نہیں یہاں تک کہ وہ کسی دوسرے شوہر سے نکاح کرلے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بات کا مطلب یہ ہے کہ طلاق والی آیت کریمہ کی شروع میں اللہ نے دو طلاقوں کا ذکر کیا ہے پھر آگے تیسری طلاق کا ذکر ہے اور خلع ان کے درمیان میں بیان کیا ہے اگر خلع کو طلاق شمار کیا جائے تو تین کی بجائے چار طلاقیں بن جاتی ہیں جس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے لہذا ثابت ہوا کہ خلع طلاق نہیں بلکہ فسخ نکاح ہے اور اگر کوئی آدمی اپنی منکوحہ کو دو طلاقیں دے چکا ہے پھر اس کے بعد عورت خلع کی ڈگری حاصل کرلیتی ہے اس کے بعد ان کا نکاح آپس میں ہوسکتا ہے کیونکہ خلع کو تیسری طلاق شمار نہیں بلکہ اس کو فسخ نکاح قرار دیا جائے گا۔

امام ابن کثیر اس کے بعد فرماتے ہیں

"هذا الذى ذهب اليه ابن عباس رضى الله عنهما من ان الخلع ليس بطلاق وانما هو فسخ هو رواية عن امير المومنين عثمان بن عفان وابن عمر وهو قول طاؤس وعكرمه وبه يقول احمد بن حنبل واسحاق بن راهويه وابوثور وداؤد بن على الظاهرى وهو مذهب الشافعى فى القديم وهو ظاهر الآية الكريمه" (ابن کثیر ۱/۵۵۳)

یہی وہ بات ہے کہ جس کی طرف عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما گئے ہیں کہ خلع طلاق نہیں فسخ نکاح ہے اور یہی روایت امیر المومنین عثمان بن عفان اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے ہے۔

اور امام طاؤس اور عکرمہ کا بھی یہ قول ہے اور یہی بات امام احمد، امام اسحاق بن راھویہ، امام ابوثور، امام داؤد ظاہری کہتے ہیں اور امام شافعی کا قدیم مذہب بھی یہی ہے اور یہی بات آیت کریمہ سے ظاہر ہے۔ بعض ائمہ کے نزدیک خلع طلاق بائن ہے لیکن اس کی کوئی پختہ دلیل موجود نہیں۔ قرآنی آیت کے ظاہر سے یہی معنی متبادر ہوتا ہے۔

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ خلع والی عورت کی عدت ایک حیض ہے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةَ اخْتَلَعَتْ مِنْهُ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَّتَهَا حَيْضَةً

(ابوداؤد کتاب الطلاق باب فی الخلع (۲۲۲۹) ترمذی کتاب الطلاق باب ما جاء فی الخلع (۱۱۸۵) المستدرک علی الصحیحین ۲/۲۰۶ (۲۸۷۹) اس حدیث کو امام حاکم نے صحیح کہا اور امام ذھبی نے ان کی موافقت کی ہے اور امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: بلاشبہ ثابت بن قیس کی بیوی نے ان سے خلع لیا تو نبی ﷺ نے اس کی عدت ایک حیض قرار دی۔

امام خطابی فرماتے ہیں "هذا ادل شئى على ان الخلع فسخ وليس بطلاق لان الله تعالى قال "وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ (البقرہ:۲۲۸) فلوكانت هذه مطلقة لم يقتصر لها على قرء واحد" انتهى

(معالم السنن ۳/۶۵۶ تحفۃ الاحوذی ۴/۴۰۷)

یہ سب سے بڑی دلیل ہے اس بات پر کہ خلع فسخ نکاح ہے طلاق نہیں اس لئے کہ اللہ تعالی نے فرمایا "طلاق یافتہ عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں اگر خلع لینے والی عورت مطلقہ شمار ہوتی تو نبی ﷺ اس کے لئے ایک حیض عدت گزارنے پر اقتصار نہ کرتے۔

مذکورہ روایت کو بعض راویوں نے مرسل بھی بیان کیا ہے لیکن جب کوئی روایت ایک طریق سے مرسل اور دوسرے طریق سے موصول مروی ہو تو روایت موصول ہی سمجھی جاتی ہے اور یہ کوئی علت قادحہ نہیں ہوتی جیسا کہ اصول حدیث کی کتب میں واضح ہے۔

امام ترمذی اس مسئلہ میں اہل علم صحابہ کا اختلاف نقل کرنے کے ساتھ امام اسحاق بن راھویہ کا قول کہ مختلعہ کی عدت ایک حیض ہے کے بارے نقل کرتے ہیں

"وان ذهب ذاهب الى هذا فهو مذهب قوى" (ترمذی مع تحفہ ۴/۴۰۸)

اگر کوئی شخص اس پر عمل کرے تو یہ مذہب قوی ہے۔

ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

"انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے دور میں اپنے شوہر سے خلع لیا تو نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ایک حیض تک عدت گزاریں۔"

یہ حدیث بھی صحیح ہے امام ترمذی فرماتے ہیں "حديث الربيع بنت معوذ الصحيح انها امرت ان تعتد بحيضة" ربیع بنت معوذ کی حدیث صحیح ہے کہ انہیں حکم دیا گیا کہ وہ ایک حیض عدت گزارے۔ (ترمذی مع تحفۃ الاحوذی ۷/۴۰۶ ابن ماجہ باب عدۃ المختلعہ

مذکورہ بالا دلائل صحیحہ صریحہ سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ جس عورت نے اپنے شوہر سے خلع لے لیا ہو اس کی عدت ایک حیض ہے تین نہیں اور وہ ایک حیض عدت گزارنے کے بعد اگر کسی دوسرے آدمی سے شادی کرنے کی خواہش مند ہو تو کرا سکتی ہے۔ اس میں شرعی طور پر کوئی قباحت نہیں۔ دلائل کی رو سے یہی موقف قوی و درست ہے۔ جو لوگ خلع کو طلاق شمار کرتے ہیں ان کے پاس کوئی واضح اور پختہ دلیل نہیں ہے۔ ان کے نزدیک تین حیض عدت گزار کر اس کا عقد ثانی ہو سکتا ہے۔

واللہ اعلم

واقعہ وفات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

سوال: اھل سنت کی کتاب تاریخ حبیب السیر جزء سوم جلد اول ص ۵۸ میں لکھا ہے کہ ربیع الابرار اور کامل السفینہ میں ہے کہ ۵۷ھ میں معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ آئے یزید کی بیعت لینے کی خاطر امام حسین علیہ السلام' عبداللہ بن عمر' عبدالرحمن بن ابی بکر اور عبداللہ بن الزبیر کو یزید کی بیعت کے بارے دکھ پہنچایا۔ بی بی عائشہ نے یزید کی بیعت لینے کے بارے معاویہ کو برا بھلا کہا معاویہ نے کسی عزیز کے گھر کنواں کھدوایا اور گھاس سے اس کا منہ بند کر دیا اور اس پر آبنوس کی کرسی رکھدی تو بی بی عائشہ کو دعوت دی اور مہمان بنا کر اس کرسی پر بٹھایا بس بیٹھنے کی دیر تھی کہ اماں جی اس کنویں میں گر گئیں معاویہ نے کنواں بند کروادیا اور مدینہ سے مکہ چلا گیا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ بی بی عائشہ کی وفات واقعی اس طرح ہوئی یا کہ اصل طبعی موت واقع ہوئی صحیح بات کیا ہے۔

ج: اولاً یہ بات یاد رہے کہ ربیع الابراء کامل السفینہ کتابوں کی کوئی حیثیت نہیں ان کے مؤلفین نامعلوم ہیں اور اہل سنت کے ہاں ان کتب کا کوئی مقام نہیں اور ان کے مؤلفین کا مذہب کیا تھا' سنی' شیعہ' خارجی' معتزلی اور یہ کس صدی اور سن میں پیدا ہوئے کہاں کے رہنے والے تھے' ان کی علمی حیثیت کیا تھی' محدثین کے ہاں ان کی توثیق و تعدیل یا تجریح و تقدیح معلوم نہیں۔ تو ایسے مجہول مصنفین کی بات کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ محدثین کے ہاں تو روایت کی درستگی کے لئے سند و متن کا صحیح ہونا ضروری ہے اور جس بات کی کوئی پختہ سند ہی نہ ہو اسے قابل حجت کیسے مان لیا جائے۔ اھل سنت کے ثقہ امام عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں۔

"الاسناد عندي من الدين ولو لا الاسناد لقال من شاء ما شاء ولكن اذا قيل له من حدثك ؟ بقي" میرے نزدیک سند دین میں سے ہے اگر سند نہ ہوتی تو جو شخص جو کچھ چاہتا کہہ دیتا لیکن جب اسے کہا جائے تجھے کس نے بیان کیا ہے؟ تو وہ خاموش ہو جائے گا۔ (الاسناد من الدین ص:۱۷)

عتبہ بن ابی حکیم بیان کرتے ہیں کہ وہ اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروہ متروک کے پاس تھے۔ اور اس ضعیف و متروک راوی کے پاس امام زھری بھی موجود تھے۔ اسحٰق بن عبداللہ بن ابی فروہ کہنے لگا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ...... امام زھری نے اسے کہا: قاتلك الله يا ابن ابی فروه ما اجرأك على الله ؟ لا تسند حديثك تحدثنا بأحاديث ليس لها خطم ولا أزمة (الاسناد ص:۱۸)

اللہ تجھے ہلاک کرے اے ابن ابی فروہ تو اللہ پر کتنا دلیر واقع ہوا ہے؟ اپنی روایت کی سند بیان نہیں کرتا تو ہمیں ایسی روایات بیان کرتا ہے جن کو کوئی لگامیں اور مہاریں نہیں ہیں خطام و زمام اس لگام کو کہتے ہیں جس کے ساتھ اونٹ کو چلایا جاتا ہے۔

یعنی جیسے اونٹ کو مہار و لگام کے ساتھ باندھ دیا جاتا ہے اور اس کی حرکت سے اونٹ کا چلنا معلوم ہو جاتا ہے اسی طرح احادیث کی پہچان و ضبط اس کی اسانید و رجال سے ہوتی ہے۔ اور جس اونٹ کی لگام نہ ہو وہ انسان کے قابو میں نہیں رہتا اور بھاگ جاتا ہے۔ لہٰذا اسانید کے بغیر روایات قابل اعتبار نہیں۔ اور دشمنان صحابہ کرام کا یہی وطیرہ ہے کہ وہ جعلی اور من گھڑت روایات کو بنیاد بنا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن و تشنیع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت نصیب کرے۔ آمین

ثانیاً: یہ واقعہ تاریخی اعتبار سے بھی درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ یزید کی ولی عہدی کی بیعت ۵۶ھ میں لی گئی تھی اور عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم صحیح قول کے مطابق ۵۳ھ میں فوت ہو گئے تھے۔ ملاحظہ ہو ولی الدین خطیب تبریزی کی کتاب اکمال فی اسماء الرجال" ص ۶۳ تقریب ص ۱۹۹ الکاشف للذھبی ۱/ ۶۲۲ خلاصہ خزرجی ۲/ ۱۲۶)

لہٰذا یہ واقعہ درست نہیں کیونکہ ۵۳ھ میں فوت ہونے والے صحابی دوبارہ زندہ ہو کر ۵۷ھ میں اس دار فانی میں آ گئے تھے۔

ثالثاً:

واقعہ وفات سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یوں ہے کہ امیر معاویہ کی خلافت کا آخری زمانہ ہے اس وقت ان کی عمر ۶۷ برس تھی ۵۷ھ ہجری میں ماہ رمضان میں بیمار ہوئیں چند روز تک علیل رہیں کوئی خیریت دریافت کرتا تو فرما دیتیں اچھی ہوں جو لوگ عیادت کو آتے بشارت دیتے۔ فرماتیں کاش میں پتھر ہوتی کاش میں کسی جنگل کی جڑی بوٹی ہوتی۔ اور پھر حکم دیا کہ مجھے بقیع غرقد میں رات کو دفن کیا جائے۔ ان پر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جنازہ پڑھا اور ان کی قبر میں عبداللہ اور عروہ دونوں بھائی جو زبیر کے بیٹے تھے اور قاسم بن محمد بن ابی بکر' عبداللہ بن محمد بن ابی بکر اور عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی بکر اترے رضی اللہ عنہم اجمعین

ملاحظہ ہو سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا ص ۱۵۲-۱۵۵: اسد الغابہ ۷/۱۸۹ اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۱۲ الصابہ ۸/۲۳۵ الاستیعاب ۴/۴۳۸-۴۳۹ وغیرھا

اس سے معلوم ہوا کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا اپنی طبعی موت سے اس دار فانی سے رخصت ہوئیں اور عشاء کی نماز کے بعد رات کو ان کا جنازہ پڑھا گیا ان کے بھتیجوں اور بھانجوں نے انہیں قبر میں اتارا اور بقیع غرقد میں دفن کی گئیں سوال میں ذکر کردہ افسانے کی کوئی صحیح سند موجود نہیں یہ دشمنان صحابہ کرام کی وضع کردہ کہانی ہے حقیقت سے کوسوں دور ہے۔ کوئی بھی صاحب عقل و خرد اس واقعہ کو تسلیم نہیں کر سکتا۔

زمزم کے فوائد

س: کیا کسی صحیح حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ زمزم جس مقصد کے لئے پیا جائے اللہ تعالیٰ اسے پورا کر دیتا ہے اور اس کی فضیلت میں محدثین کے ہاں کوئی صحیح حدیث موجود ہے۔ دلائل سے واضح کریں۔ (رابعہ لاہور)

ج: بلاشبہ آب زمزم کے فضائل بہت زیادہ ہیں اور یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی آیات بینات میں سے ایک واضح نشانی ہے اور کثیر البرکات ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" خير ماء على وجه الارض ماء زمزم فيه طعام الطعم وشفاء السقم"

(المعجم الکبیر للطبرانی ۱۱/۸۱ (۱۱۱۶۷) الترغیب والترہیب (۱۷۵۳) الجامع الصغیر مع فیض القدیر ۳/۶۵۱ سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ ۳/۴۴-۴۶ احادیث مختارہ للضیاء المقدسی) مجمع الزوائد ۳/۲۸۶ علامہ ہیثمی اور امام منذری نے اس کے راویوں کو ثقہ قرار دیا ابن حبان نے صحیح اور سیوطی نے حسن قرار دیا ہے۔ اسی طرح ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" زمزم طعام طعم وشفاء سقم" زمزم پینے والے کو سیراب کرنے والا اور بیماری سے شفاء ہے۔

الترغیب والترہیب (۱۷۵۴) مسند بزار (کشف الأستار ۱۱۷۱)

باقی صفحہ 31 پر

کیا یہ نکاح درست ہے؟

س: میرے والد نے میری والدہ کو تقریباً ۳ سال قبل طلاق دی تھی اور انہوں نے اسی ہفتے کے اندر اندر دوسرا نکاح کر لیا تھا۔ میری چھوٹی بہن کچھ ماہ تک ہمارے ساتھ رہی لیکن پھر وہ بھی والدہ کے پاس چلی گئی اور وہیں رہنا شروع کر دیا۔ میری والدہ نے ان کی بھی شادی کر دی لیکن اس میں نہ میرے والد، نہ میں اور نہ ہی میرا بھائی جو کہ مجھ سے چھوٹا ہے شریک تھا اسی لئے میں نے اور والد نے چھوٹی بہن سے ملنا بند کر دیا اور آنا جانا بھی ختم کر دیا (غصے میں) لیکن اب اس بات کو تقریباً ڈیڑھ یا دو سال گزر چکے ہیں میرے والد صاحب کبھی کبھی چھوٹی بہن کے گھر جاتے ہیں میرے چھوٹے بھائی بھی وہاں آتے جاتے رہتے ہیں۔

سوال ۱: کیا میری والدہ کا نکاح اس طرح درست ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے۔

سوال ۲: کیا میرے والد اور والدہ (مطلقہ جو کہ دوسرا نکاح کر چکی ہیں) ایک دوسرے سے ملاقات کر سکتے ہیں؟

سوال ۳: میری بہن کا نکاح ہو چکا ہے یا نہیں؟ کوئی دلیل کہ دوسرے والد ولی ہو سکتے ہیں؟

سوال ۴: ہمارا بہن کے گھر آنا جانا ان سے ملنا صحیح ہے یا نہیں کیونکہ میں ابھی تک نہیں جاتا اور نہ ہی بات کرتا ہوں۔

(ایک سائل شاگرد ڈاکٹر عبدالرشید۔ کراچی)

الجواب بعون الوہاب وھو ملہم الصواب والیہ المرجع والمآب

آپ کے سوالات کے جوابات بالترتیب درج ذیل ہیں۔

۱۔ آپ کی والدہ نے طلاق کے بعد جو اسی ہفتے آگے نکاح کر لیا یہ بالکل حرام اور ناجائز ہے کیونکہ طلاق کے بعد عدت کے اندر اندر نکاح کر لینا منع ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ۔ (البقرۃ: ۲۳۵)

اور عقد نکاح پختہ نہ کرو جب تک کہ عدت ختم نہ ہو جائے۔

امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ "حرم الله تعالیٰ عقدة النكاح فى العدة"

اللہ تعالیٰ نے عدت کے دوران عقد نکاح حرام کیا ہے۔ (تفسیر قرطبی ۳/۲۷)

پھر مذکورہ بالا آیت لکھ کر لکھتے ہیں۔

"وھذا من المحکم المجمع على تاويله ان بلوغ اجله انقضاء العدة"

یہ بات محکم پختہ اور اتفاقی ہے کہ بلوغ اجل سے مراد عدت کا پورا ہونا ہے جب تک عدت پوری نہیں ہوتی عورت آگے نکاح نہیں کر سکتی۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ مطلقہ رجعیہ کو دوران عدت تعریض و کنائے میں بھی نکاح کی بات نہیں کر سکتے وہ بیوی کی طرح ہوتی ہے یہ بات اجماعی اور اتفاقی ہے۔ (ملخصاً از تفسیر قرطبی ۳/۱۲۴)

جب مطلقہ رجعیہ کے ساتھ اشارے اور کنائے میں بھی نکاح کی بات جائز نہیں تو اس کے ساتھ نکاح کرنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں۔

فاما المطلقه الرجعيه فلا خلاف فى انه لايجوز لغير زوجها التصريح بخطبتها ولا التعريض لها والله اعلم (تفسیر ابن کثیر ۱/۵۷۳ بتحقیق عبدالرزاق المہدی)

مطلقہ رجعیہ کے بارے اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ اس کے شوہر کے علاوہ دوسرے آدمی کے لئے صراحتاً اشارۃً بھی نکاح کا پیغام دینا جائز نہیں۔

امام ابن کثیرؒ مزید لکھتے ہیں۔

وقد اجمع العلماء على انه لايصح العقد فى مدة العدة (تفسیر ابن کثیر ۱/۵۷۴)

اگر کسی شخص نے دوران عدت نکاح کر لیا تو ان کے درمیان تفریق اور جدائی کرائی جائے گی لہٰذا آپ کی والدہ کا نکاح درست نہیں ہے شرعاً ان دونوں میں تفریق اور جدائی کرائی جائے گی۔

۲۔ آپ کے والد نے اگر طلاق دینے کے بعد دوران عدت رجوع کیا تھا پھر تو ان سے مل سکتے ہیں اور وہ ان کی بیوی ہیں اور قانونی چارہ جوئی کر کے اسے دوسرے شوہر سے علیحدہ کرایا جائے اور اگر عدت کا اختتام ہو گیا تھا صلح و رجوع نہیں ہوا تو وہ آپ کے باپ کے نکاح سے خارج ہے اس سے ملنا جائز نہیں ہے خاوند کو دوران عدت رجوع کا حق ہوتا ہے اور عدت گزرنے پر نکاح ختم ہو جاتا ہے۔

۳۔ آپ کی بہن کا نکاح ولی کے بغیر ہوا ہے ماں کا کیا ہوا نکاح منعقد نہیں ہوتا کیونکہ عورت کسی عورت کی ولی نہیں بن سکتی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

لَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ وَلَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا فَإِنَّ الزَّانِيَةَ هِيَ الَّتِي تُزَوِّجُ نَفْسَهَا

کوئی عورت کسی عورت کی شادی نہ کرے اور نہ ہی عورت بذات خود اپنی شادی کرے اس لئے کہ جو عورت بذات خود اپنی شادی کرتی ہے وہ زانیہ ہے۔ (ابن ماجہ، دار قطنی، بیہقی، تحفۃ الاحوذی ۴/۲۳۵)

یہ حدیث اپنے شواہد کی بنا پر صحیح ہے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے "لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ" "ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں ہوتا۔ (ترمذی مع تحفۃ ۴/۲۳۵)

علامہ سیوطی کہتے ہیں جمہور نے اس حدیث کو نفی صحت پر محمول کیا ہے اور امام ابوحنیفہ نے نفی کمال پر۔ علامہ مبارکپوری لکھتے ہیں۔

والراجح انه محمول علی نفی الصحة بل هو المتعین کما یدل علیه حدیث عائشة الآتی وغیره (تحفۃ الاحوذی ۴/۲۳۵)

راجح بات یہ ہے کہ یہ نفی صحت پر محمول ہے بلکہ یہی بات متعین ہے جیسا کہ اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے جو کہ آگے آنے والی ہے۔

حدیث عائشہ یہ ہے کہ

"أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ"

جس بھی عورت کا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر کیا گیا اس کا نکاح باطل ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی میں موجود ہے اور اسے ترمذی نے حسن اور ابوعوانہ، ابن خزیمہ ابن حبان اور حاکم نے صحیح کہا ہے جیسا کہ فتح الباری میں ہے۔ (تحفۃ الاحوذی ۴/۲۳۵)

امام ابن قدامہ مقدسی لکھتے ہیں۔

"ان النکاح لایصح الا بولی ولاتملک المراة تزوج نفسها وغیر ها ولا توکیل غیر ولیها فی تزویجها فان فعلت لم یصح النکاح روی هذا عن عمرو علی وابن مسعود وابن عباس وابی هریرة وعائشه رضی الله عنهم والیه ذهب سعید المسیب والحسن وعمر بن عبدالعزیز و جابر بن زید والثوری وابن ابی لیلی وابن شبرمة وابن المبارک وعبید الله والعنبری والشافعی واسحاق وابوعبید......)" (المغنی ۹/۳۴۵)

ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں ہے اور عورت اپنا نکاح خود کر سکتی ہے نہ کسی دوسری کا اور اپنی شادی کے لئے اپنے ولی کے بغیر کسی کو وکیل نہیں بنا سکتی اگر ایسا کرے گی تو نکاح صحیح نہیں ہوگا یہ بات عمر، علی، ابن مسعود، ابن عباس، ابوہریرۃ، عائشہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور اسی طرف سعید بن المسیب، حسن بصری، عمر بن عبدالعزیز، جابر بن زید، سفیان ثوری، ابن ابی لیلی، ابن شبرمۃ، عبداللہ بن المبارک، عبیداللہ العنبری، شافعی، اسحاق بن راہویہ اور ابوعبید رحمہم اللہ گئے ہیں۔

لہذا آپ کی ہمشیرہ کا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر منعقد ہونے کی وجہ سے صحیح نہیں ہے۔ یہی جمہور علماء امت محمدیہ اور فقہائے ملت اسلامیہ اور ماہرین علوم حدیثیہ کا مذہب ہے۔

۴۔ آپ اپنی بہن کے گھر جایا کریں اور اسے دینی مسائل کی دعوت دیں اور سمجھائیں اور اس نکاح کے مفاسد سے آگاہ کریں ہو سکتا ہے کہ آپ کے ملنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے ہدایت سے نواز دے۔ هذا ما عندی والله اعلم بالصواب

مردہ جانور کا گوشت بیچنا

س: کیا مردہ جانوروں کی خرید و فروخت جائز ہے بعض اوقات کچھ جانور مردار ہو جاتے ہیں تو لوگ ان کا گوشت بیچ دیتے ہیں اور کچھ لوگ فقہی فتاویٰ جات کا سہارا لے کر یہ کام کرتے ہیں کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

ج: جو جانور مردار ہو جاتے ہیں شریعت اسلامیہ کی رو سے ان کی خرید و فروخت ناجائز اور حرام ہے۔ سید الفقہاء والمحدثین امام بخاری رحمہ اللہ الباری اپنی صحیح میں کتاب البیوع کے اندر باب بیع المیتۃ والاصنام قائم کر کے مردار کی بیع کی حرمت پر جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث لائے ہیں کہ انہوں نے فتح مکہ والے سال رسول اللہ ﷺ سے سنا۔

"إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ شُحُومَ الْمَيْتَةِ فَإِنَّهَا يُطْلَى بِهَا السُّفُنُ وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُودُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ فَقَالَ لَا هُوَ حَرَامٌ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ إِنَّ اللَّهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُومَهَا جَمَلُوهُ ثُمَّ بَاعُوهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ

(صحیح البخاری مع فتح الباری ۵/۱۶۷ مطبوعہ دار طیبہ)

بلاشبہ اللہ اور اس کے رسول نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی بیع کو حرام قرار دیتے ہیں تو کہا گیا اے اللہ کے رسول مردار کی چربی کے بارے بتائیں اس کے ساتھ کشتیوں کو طلا کیا جاتا، کھالوں کو تیل لگایا جاتا ہے اور لوگ اس کے ساتھ روشنی حاصل کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا نہیں وہ حرام ہے پھر آپ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ یہود کو تباہ کرے بے شک اللہ تعالیٰ نے جب چربی کو حرام کیا انہوں نے اس کو پگھلایا پھر اس کو بیچا اور اس کی قیمت کھا گئے۔

علماء کرام کا مردار کی بیع کی حرمت پر اجماع ہے۔ (فتح الباری ۵/۱۸۷)

البتہ حلال جانور اگر مردار ہو جائے تو اس کے چمڑے سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے قریش کے کچھ لوگ گزرے جو اپنی ایک بکری کو گدھے کی طرح گھسیٹ کر لے جا رہے تھے تو ان کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

لَوْ أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا قَالُوا إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطَهِّرُهَا الْمَاءُ وَالْقَرَظُ

اگر تم اس کا چمڑا اتار لیتے۔ انہوں نے کہا یہ تو مردار ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے پانی اور کیکر کی چھال پاک کر دیتی ہے۔ (ابوداؤد/۴۱۲۶) نسائی (۴۲۵۹)

علامہ عبیداللہ رحمانی محدث مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں

فیه دلیل علی ان جلود المیتة لایجوز الانتفاع بها ای انتفاع کان الا بعد الدباغ واما قبل الدباغ فلا یجوز الانتفاع کالبیع وغیره وهوالقول الراجح المعول علیه ولم یقع فی روایة البخاری والنسائی ذکر الدباغ وهی محموله علی الروایة المقیدة بالدباغ" (مرعاۃ المفاتیح ۲/۱۹۸)

اس حدیث میں دلیل ہے کہ مردار کی کھال سے دباغت کے بغیر کسی قسم کا نفع حاصل کرنا جائز نہیں دباغت اور چمڑے کو رنگنے سے پہلے اس سے نفع اٹھانا جائز نہیں جیسے اس کی بیع

وغیرہ جائز نہیں۔ یہ راجح اور قابل اعتماد قول ہے۔
بخاری اور نسائی کی روایت میں دباغت کا ذکر نہیں ہے یہ اس مقید روایت پر محمول ہے جس میں دباغت کا ذکر ہے۔

لہٰذا حلال جانور مردار ہو جائے تو اس کا چمڑا اتار کر پہلے اسے پکایا جائے' دباغت اور رنگائی کے بعد اس سے نفع حاصل کیا جائے۔ رہی بعض فقہی کتب میں حرام جانوروں کو ذبح کر کے ان کا گوشت بیچنے کا فتویٰ ہے تو یہ بالکل درست نہیں ہے اور نہ ہی اس مسئلہ کی پشت پر کوئی مضبوط دلیل موجود ہے۔ لہٰذا جو لوگ مردار کی ہڈیاں فروخت کرتے' ان کا گوشت بیچتے اور قیمتیں وصول کرتے ہیں وہ بالکل فعل حرام کا ارتکاب کر رہے ہیں ان کا کاروبار ناجائز ہے۔ اس پر شراکت بھی جائز نہیں ہے۔

تہجد کے لئے کچھ دیر سو کر اٹھنا

س: کیا نماز تہجد کے لئے کچھ دیر سو کر اٹھنا ضروری ہے یا نیند کئے بغیر بھی نماز تہجد ادا ہو جاتی ہے۔ (ایک سائل جامع مسجد مدینہ اہل حدیث تیزاب احاطہ لاہور)

ج: احادیث صحیحہ محکمہ اور لغت عرب سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز تہجد کے لئے سو کر اٹھنا ضروری نہیں بلکہ تہجد کا وقت نماز عشاء سے فراغت کے بعد سے لے کر فجر تک ہے۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

" كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً " الحدیث (مشکوۃ المصابیح باب صلوۃ اللیل الفصل الاول (۱۱۸۸)

نبی کریم ﷺ نماز عشاء سے فراغت کے بعد سے لے کر فجر تک گیارہ رکعات پڑھا کرتے تھے۔ یہ صحیح حدیث بتاتی ہے کہ تہجد نماز عشاء سے فراغت کے بعد شروع ہو جاتی ہے اور اس کا وقت فجر تک رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں سورۃ مزمل میں " قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا"

فرمایا کہ رات قیام کرو مگر تھوڑا۔

اور فرمایا

أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِنْ ثُلُثَيِ اللَّيْلِ

آپ دو تہائی رات سے کم قیام کرتے ہیں

ان آیات میں کچھ دیر سونے کے بعد بیدار ہو کر نماز ادا کرنے کا ذکر نہیں ہے اور لفظ قیام سے یہ بات نہیں نکلتی کہ سو کر اٹھنے کے بعد قیام کرتے ہوں۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ

سب نمازوں کی حفاظت کرو اور درمیانی نماز کی اور اس کیلئے فرماں بردار ہو کر قیام کرو۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو سورۃ بنی اسرائیل میں فرمایا

وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَكَ

اور رات کے کچھ حصے میں اس کے ساتھ بیدار رہ اس حالت میں کہ آپ کے لئے زائد ہے۔

اس آیت کریمہ میں جو لفظ تہجد وارد ہوا ہے یہ دو متضاد معنوں کے لئے استعمال ہوتا ہے اس کا معنی سونا بھی ہے اور بیدار ہونا بھی ہے۔

لغت عرب کی معتبر اور مشہور کتاب "لسان العرب ۱۵/۳۱ میں علامہ ابن منظور لکھتے ہیں۔ هجد و تهجد ای نام ليلا وهجد و تهجدا ای سهر وهو من الاضداد

تہجد و تہجد کا معنی وہ رات کو سویا اس طرح ہجد و تہجد کا مطلب وہ بیدار رہا یہ الفاظ متضادہ میں سے ہیں نیز دیکھیں النہایہ فی غریب الحدیث والاثر ۲/۸۹۲ رقم ۴۱۸۲/ الغریبین فی القرآن والحدیث ۶/۱۹۱۲ تاج العروس ۵/۳۲۱) مجمع بحار الانوار ۵/۴۴۴ الصحاح للجوہری ۲/۱۷۶

مفتی محمد شفیع صاحب اپنی تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں۔

لفظ تہجد ہجود سے مشتق ہے اور یہ لفظ دو متضاد معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے بیدار ہونے کے بھی اس جگہ ومن اللیل فتہجد بہ کے معنی یہ ہیں کہ رات کے کچھ حصہ میں قرآن کے ساتھ بیدار رہا کرو کیونکہ بہ کی ضمیر قرآن کی طرف راجع ہے (مظہری) قرآن میں اس کے معنی سونے کے بھی آتے ہیں اور جاگنے بیدار رہنے کا مطلب نماز ادا کرنا ہے اسی رات کی نماز کو اصطلاح شرع میں نماز تہجد کہا جاتا ہے اور عموماً اس کا یہ مفہوم لیا گیا ہے کہ کچھ دیر سو کر اٹھنے کے بعد جو نماز پڑھی جائے وہ نماز تہجد ہے لیکن تفسیر مظہری میں ہے کہ مفہوم اس آیت کا اتنا ہے کہ رات کے کچھ حصے میں نماز کے لئے سونے کو ترک کر دو اور یہ مفہوم جس طرح کچھ دیر سونے کے بعد جاگ کر نماز پڑھنے پر صادق آتا ہے اسی طرح شروع ہی میں نماز کے لئے نیند کو موخر کر کے نماز پڑھنے پر بھی صادق ہے اس لئے نماز تہجد کے لئے پہلے نیند ہونے کی شرط قرآن کا مدلول نہیں پھر بعض روایات حدیث سے بھی تہجد کے اسی عام معنی پر استدلال کیا ہے۔

اور امام ابن کثیرؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے نماز تہجد کی جو تعریف نقل کی ہے اور وہ بھی اسی عموم پر شاہد ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

قال الحسن البصری هو ماكان بعد العشاء ويحمل على ما كان بعد النوم۔ (ابن کثیر)

حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ نماز تہجد ہر اس نماز پر صادق ہے جو عشاء کے بعد پڑھی جائے البتہ تعامل کی وجہ سے اس کو کچھ نیند کے بعد پر محمول کیا جائے گا۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ نماز تہجد کے اصل مفہوم میں بعد النوم ہونا شرط نہیں اور الفاظ قرآن میں بھی یہ شرط موجود نہیں لیکن عموماً رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کا تعامل یہی رہا ہے کہ نماز آخر رات میں بیدار ہو کر پڑھتے تھے اس لئے اس کی افضل صورت یہی ہوگی۔ (تفسیر معارف القرآن ۵/۵۱۵، ۵۱۶)

قیام اللیل کے عشاء کے متصل بعد شروع ہونے کی دلیل حدیث عائشہ بھی ہے جو کہ مسند ابی یعلی (۴۷۸۸) ۸/۲۲۱ میں موجود ہے۔ اس کے الفاظ ہیں "ان رسول اللہ ﷺ خرج ليلة من رمضان إلى المسجد بعد العشاء فصلى

بلا شبہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں ایک رات عشاء کے بعد مسجد کی طرف نکلے پھر نماز پڑھی۔ یہ حدیث بھی واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز عشاء کے بعد قیام اللیل کیا ہے لہٰذا صحیح بلکہ خالص حق بات یہی ہے کہ تہجد کے لئے سونا شرط نہیں سونے کی شرط کی تائید نہ قرآن و سنت سے ہوتی ہے اور نہ ہی لغت عرب سے۔ واللہ اعلم

وفات

عبید اللہ لطیف نمائندہ' غزوہ مجلہ الدعوۃ اور بیورو چیف ماہنامہ الصدیق کے خالو اور سسر سعید احمد فاروق قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔ متوفی کی نماز جنازہ شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ مولانا عبدالعزیز علوی نے پڑھائی۔ اس موقعہ پر پروفیسر یاسین ظفر پرنسپل جامعہ سلفیہ' مولانا محمد یونس مدیر وفاق المدارس السلفیہ' حافظ حبیب الرحمٰن مدنپوری صدر اہل حدیث یوتھ فورس فیصل آباد سٹی' اور جماعۃ الدعوۃ کے قائدین نے بھی شرکت کی۔ متوفی نے اپنے لواحقین میں 4 بیٹیاں اور دو بیٹے چھوڑے اللہ تعالیٰ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور متوفی کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

میں جنت کی خوشبو پا رہا ہوں

غزوہ احد کے آخر میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جاؤ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کو کہیں زخمیوں میں تلاش کرو۔ اگر وہ دکھائی دیں تو ان کو میرا اسلام کہنا اور ساتھ ہی یہ کہنا کہ میں نے ان کی خبر پوچھی ہے؟ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان کی تلاش شروع کر دی اور ان کو ڈھونڈ لیا۔ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے جسم پر ستر کے قریب زخم تھے اور وہ سفرِ آخرت کی تیاریوں میں تھے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کا سلام اور پیغام ان کو پہنچایا۔

سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ پر اور تم پر سلام۔ آپ ﷺ سے میرا یہ پیغام عرض کرنا کہ میں جنت کی خوشبو پا رہا ہوں اور یہ بھی عرض کرنا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری اور تمام امت کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے اور میری قوم انصار سے یہ کہنا کہ جب تک تمہارے بدن میں جان ہے' اگر تمہاری زندگی اور موجودگی میں رسول اللہ ﷺ کو کوئی تکلیف پہنچی تو اللہ کے ہاں تمہارا کوئی عذر قبول نہ ہوگا۔ ابھی یہ فرما ہی رہے تھے کہ روح جسم سے پرواز کر گئی۔ (بحوالہ مستدرک حاکم' زاد المجاہد)

(امۃ الصمد عرف سندس)

''اے اللہ''

☆...... میرے شہید بھائیوں کو جنتوں میں اکٹھا کر دے جن کا لہو کہساروں کا غازہ بن گیا۔

☆...... اے مالک! جموں و کشمیر کو آزادی کا نور عطا کر کہ اسی آزادی کی خاطر میرے شہیدوں کے لہو نے اسے سیراب کیا۔

☆...... کمانڈر ابو شعیب شبیر بٹ شہیدؒ جو بانہال کی فلک بوس چٹانوں میں لڑتے لڑتے ابدی نیند سو گیا۔

☆...... کمانڈر ابو القاسم عرفان ڈار شہیدؒ جو آخری دم تک لڑتے ہوئے ڈوڈہ کے کوہ و دمن میں خاک اوڑھ کر محوِ خواب ہوا۔

☆...... ابو منذر حافظ سعود شہیدؒ جو اودھم پور میں شجاعت کے جوہر دکھاتا وہیں ہمیشہ کے لئے سو گیا۔

☆...... ابو عبد المالک یاسر بٹ شہیدؒ جو وفا کی داستان لکھتے لکھتے بانڈی پورہ میں اپنے لہو سے نہا کر آفتاب ہوا۔

☆...... اے اللہ! ہمیں بھی ان شہداء کے نقش قدم پہ چلا جو جنتوں کے سفر پہ رواں دواں و جاوداں ہو گئے۔ ان شاء اللہ

(سحاب میر سلفی)

ایک سوال......؟

محشر میں رب کو کیا حساب دو گے
منصف اعلیٰ کو کیا جواب دو گے
شاتم رسول کو ''سر'' کہنے والو!
ابلیس کو کیا خطاب دو گے
چمکے گا جب اسلام کا سورج
گناہوں کو اپنے پھر حجاب دو گے
اگر کوئی ہو گستاخ تمہارے بتوں کا
اسے بھی تم ''سر کا خطاب'' دو گے؟

(رابعہ بصری' لاہور)

میرا اللہ بچائے گا

مقبوضہ جموں و کشمیر میں مجاہدین نے ایک جگہ ایمبش لگایا لیکن اس دن آرمی نہیں آئی۔ دوسرے دن جس جگہ مجاہدین نے ایمبش لگایا' اسی جگہ پر آرمی والوں نے ایمبش لگایا تھا۔ دو بھائی ان کے نرغے میں آ گئے۔ ایک بھائی نکلنے میں کامیاب ہو گیا اور دوسرا بھائی پھنس گیا۔ دو فائر کرنے کے بعد گن بند ہو گئی۔ اب بھائی نے کافی کوشش کی کہ گن ٹھیک ہو جائے مگر گن ٹھیک نہ ہوئی تو آرمی والے کہنے لگے ''مجاہد صاحب! اب تم

میٹھی باتیں

پیارے بچو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ سب خیریت سے ہوں گے۔

پچھلے مجلہ الدعوۃ میں بزم اطفال کے سلسلہ میں اخت عبد الواجد کی تین تجاویز شائع کی گئی تھیں۔ ان میں سے ایک تجویز یہ تھی ''خطوط بھیجنے والے افراد کے نام شائع نہ کئے جائیں'' یہ تجویز بزم اطفال کے تمام قارئین نے مسترد کر دی ہے جبکہ دیگر دو تجاویز سے اکثر نے اتفاق کیا ہے اور اب گجرات سے سحاب میر سلفی کا نامہ۔

محترم عرفی چاچو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ آپ کو حفظ و امان میں رکھے۔ آمین۔ چند تجاویز ہیں اخت عبد الواجد کی تجاویز کے جواب میں: کہ

1- ''میرا پسندیدہ شعر'' کا سلسلہ ختم کر دیا جائے۔ ایک جیسے شعر بار بار چھپتے ہیں۔ اب تو ہمیں حفظ بھی ہو چکے ہیں۔ اس کی جگہ ''سلسلۂ مصوری'' شروع کیا جائے۔ جیسے ''ننھے مجاہد'' میں تھا۔ صرف تین تصویروں کو انعام دیا جائے۔ جو اس قابل ہوں اور اس کا عنوان بھی آپ خود رکھیں۔ (قدرتی مناظر کی تصاویر کیمرے سے لی گئی بھی آپ شامل کریں تو بہتر ہے)

2- ''انعامی کہانی'' دوبارہ شروع کریں۔ اس طرح بچے خود سے لکھنا شروع کر دیں گے۔

3- ''سائنسی معلومات'' شائع کی جائیں۔ امید ہے ان گزارشات پر غور و فکر ضرور کریں گے۔

والسلام

سحاب میر سلفی' گجرات

کیا خیال ہے آپ سب کا ان تجاویز کے بارے میں؟ اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔

دوسری بات سکولوں میں گرمی کی چھٹیاں شروع ہو چکی ہیں۔ زیر تعلیم طلباء و طالبات یقیناً چھٹیوں کا کام کرنے میں مصروف ہوں گے لیکن اس کے ساتھ آپ ان باتوں کا ضرور خیال رکھیں گے جن کی طرف ہم نے پچھلے مجلہ الدعوۃ میں توجہ دلائی تھی۔

پیارے بچو!

چھٹیوں میں آپ کی جو مصروفیات رہیں' اس کے متعلق ہمیں تحریر بھیجنا ہرگز نہ بھولیں اور اپنی تجاویز کا سلسلہ جاری رکھیں۔

والسلام

آپ کا عرفی چاچو

کیسے بچ سکو گے؟" مجھے میرا اللہ بچائے گا" یہ کہہ کر اس مجاہد بھائی نے اللہ سے مدد مانگی اور انگلی ٹریگر پر رکھی۔ ٹریگر دبایا اور چھ گولیاں یکدم نکلیں! اس کے بعد گن چلنا شروع ہوگئی تو ہندو فوجی بھاگ اٹھے اور کچھ موت کی آغوش میں چلے گئے۔

(بحوالہ: غازیان صف شکن)

(اخت حافظ عثمان غنی شیخ' شام کوٹ)

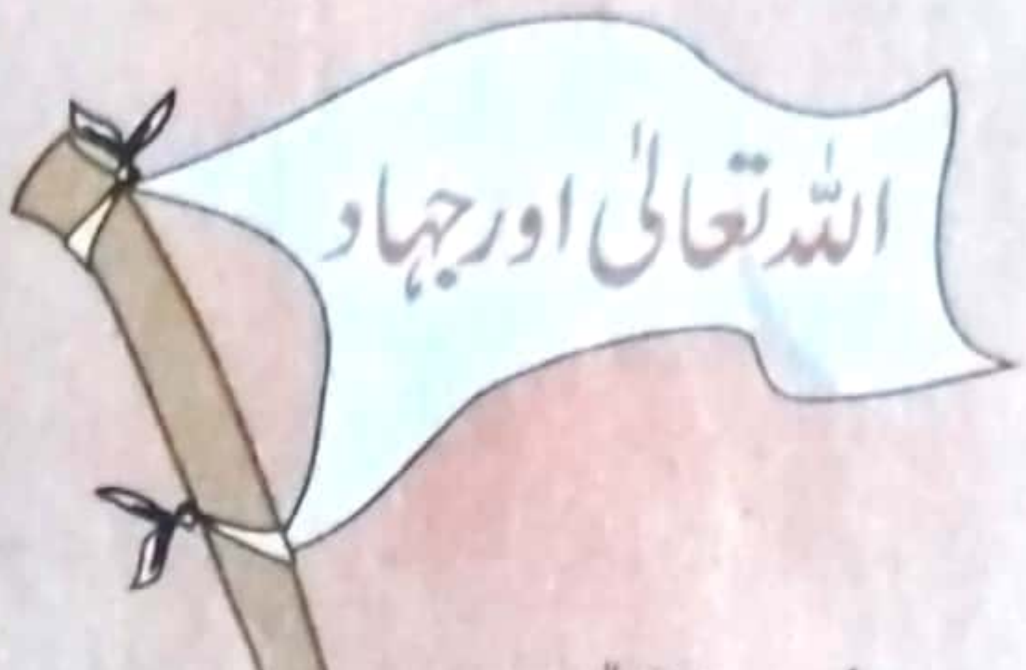

فرمان باری تعالیٰ ہے۔

1- "اے ایمان والو! کیا تم کو ایسی تجارت نہ بتاؤں جو تم کو دردناک عذاب سے بچائے؟ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے اموال اور جانوں سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔" (سورہ صف۔ 10)

2- اور "اے یمان والو! سب مل کر مشرکوں کو قتل کرو جس طرح وہ تم کو قتل کرتے ہیں اور جان لو کہ بلاشبہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ (سورہ توبہ۔ 36)

3- "بے شک اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف باندھ کر اس طرح لڑتے ہیں جیسے سیسہ پلائی دیوار۔" (سورہ صف۔ 4)

4- "اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کرو بے شک اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔" (سورہ بقرہ۔ 195)

5- "اے ایمان والو! جب تمہیں کسی جماعت سے (جہاد میں) مقابلہ کا اتفاق ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔" (سورہ الانفال۔ 45)

6- جس نے اللہ کی راہ میں (دشمن) پر تیر پھینکا' وہ نشانے پہ جا لگا تو اس کے لئے جنت میں ایک درجہ ہے۔ (ابوداؤد' ترمذی)

7- اللہ کے راستے میں جہاد اسلام کی چوٹی ہے۔ (مسند احمد)

8- سب لوگوں میں اس آدمی کی زندگی بہترین ہے جو اللہ کے راستے میں (جہاد کرتا ہے) اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہے۔ (مسلم)

9- اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن کا پہرہ دینا ہزار دن کی عبادت سے بہتر ہے۔ (نسائی)...... (ماخوذ: نداء الجہاد)

(عابد علی' واہ کینٹ)

قیامت کے روز تین عدالتیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن تین عدالتیں ہوں گی۔

① ایک عدالت میں تو معافی ہے ہی نہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بنانے کی ہوگی یعنی اس عدالت میں صرف ایمان اور کفر کا مقدمہ پیش ہوگا۔

② دوسری عدالت میں اللہ تعالیٰ صاحب حق کو اس کا حق ضرور دلائیں گے خواہ اپنے پاس سے عطا فرمائیں یا جس کے ذمہ کسی کا حق ہے اس سے وصول کر کے دیا جائے اور یہ عدالت بندوں کے آپس کے معاملات کی ہوگی۔ اس میں مظلوم کو ظالم سے بدلہ دلوایا جائے گا۔

③ تیسری عدالت اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ہوگی۔ اس میں اللہ تعالیٰ زیادہ پروا نہیں کریں گے۔ یہ اللہ کریم کے اپنے حقوق کی عدالت ہوگی۔ چاہیں گے تو مواخذہ فرمائیں گے چاہیں گے تو معاف فرما دیں گے۔ (مشکوٰۃ)

(اخت ابوصارم۔ چھپیانوالہ)

جواب قرض ہے

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد یہ سوال پیدا ہوا کہ آپ ﷺ کو کہاں دفن کیا جائے اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اللہ کسی نبی کی روح اسی جگہ قبض کرتا ہے جہاں وہ دفن ہونا پسند کرتا ہے۔ لہٰذا تم بھی آنحضرت ﷺ کو یہیں دفن کرو۔"

نبی ﷺ کی وفات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک

میرا پسندیدہ شعر

اگر کچھ کام کرنا ہے تو اٹھ کر لے جوانی میں
پلٹ کر پھر نہیں آتا یہ موسم زندگانی میں

(میمونہ فردوس' لدھڑ سیالکوٹ)

کبھی بھول کر کسی سے نہ کرو سلوک ایسا
جو کوئی ہم سے کرے تو ہمیں برا لگے

(اخت ابودانیال سعید احمد سعدی' ٹیکسلا)

بھاگتے ہو کیوں فرنگی کے چراغوں کی طرف
مصطفیٰ کے نقش پا دل میں جلاتے کیوں نہیں

(اخت ابوصارم' چھپیانوالہ)

شوق شہادت لے کر نکل میدان میں
اپنے رب کی جنتوں کا بن مہمان ذرا

(عائشہ یونس)

زندان بولتے ہیں لیکن صیاد کا ہے انداز وہی
ہے نقش ارم میں تبدیلی شداد کا ہے انداز وہی

(اخت حافظ عثمان غنی)

ہم دیمک سے بچاتے رہے گھر اپنا
کچھ کیڑے کرسیوں کے سارا ملک کھا گئے

(سمیرا منظور' ثمن آباد لاہور)

جس میں کچھ انسان کی توقیر کے احکام تھے
وہ شریعت معبدوں کے زیر سایہ سو گئی

(اخت ابومعاویہ عبدالمالک شہید" حویلیاں ایبٹ آباد)

میرے آقا میرے ہادیؐ یوں جہاں میں آئے
رہبرؐ میرے ظلمت کو مٹانے آئے
آقاؐ ہمیں اخلاق سکھانے آئے

(ابوشہید محمد عمر فاروق)

کیوں بھٹک رہے ہیں ادھر ادھر کیا اضطراب ہے
سب مسئلوں کا حل تو خدا کی کتاب ہے

(اخت ندیم خان' شکرگڑھ)

کانٹے ہی ملے تجھے پھولوں کو مسل کے
تو ایک تماشا بنی پردے سے نکل کے

(صائمہ بنت سرور خان' شکرگڑھ)

میں ہوئی تھی لہٰذا قبر مبارک وہیں ہے۔

اگر قادیانی مرزا کو نبی مانتے ہیں تو اس روایت کی رو سے انہیں مرزا کو وہیں دفن کرنا چاہئے تھا جہاں اس کی وفات ہوئی تھی یعنی بیت الخلاء میں۔ مرزا کو نبی جانتے ہوئے بھی قادیانیوں نے اسے بیت الخلاء میں دفن کیوں نہ کیا؟ یہ سوال ایک صدی سے قادیانیوں کا منہ چڑا رہا ہے اور اس کا جواب ان پر قرض ہے۔

(اخت عثمان یعقوب' وہاڑی)

گلدستہ احادیث

جب تم بیمار یا میت کے پاس جاؤ تو بھلائی کی بات کہو کیونکہ تم جو کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔ (مسلم)

موت کی آرزو نہ کرو اگر تم نیک ہو تو شاید زیادہ نیکی کر سکو۔ اگر بدکار ہو تو توبہ کر کے اللہ کو راضی کر سکو۔ (بخاری)

جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور جو شخص جنازے کے ساتھ جائے' اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک جنازہ نہ رکھا جائے۔ (بخاری)

بخار ہو جائے تو اس کو برا نہ کہو کیونکہ بخار آدمی کے گناہ اس طرح دور کرتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کی میل کو دور کرتی ہے۔ (مسلم)

اللہ تعالیٰ مسافر اور مریض کو ان اعمال کے برابر اجر دیتا ہے جو وہ گھر میں اور تندرستی کی حالت میں کیا کرتا تھا۔ (بخاری)

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ لوگ مسجدوں پر فخر کریں گے۔ (ابوداؤد)

(عبدالرشید' بیت المکرم ظفروال)

خیال

اس دنیا میں جب سے انسان نے قدم رکھا ہے' اسے مختلف قسم کے حالات کا سامنا ہے۔ کبھی تو اتنی خوشیاں ملیں کہ اپنی قسمت پہ نازاں ہوا اور کبھی اتنی افتاد پڑی کہ جینے کی خواہش ختم ہو گئی۔ کبھی سکون کے انبار ملے اور کبھی دکھوں کی یلغار ہوئی۔ کبھی آنسوؤں میں جیون گزرا تو کبھی مسکراہٹوں میں زندگی بسر ہوئی۔ کبھی اتنی تنگدستی کہ جینا محال ٹھہرا اور کبھی اتنی نوازشیں کہ جینا کمال ٹھہرا۔ کبھی خوشیوں کی آرزو میں غموں کی جھولی بھر گئی۔ تو کبھی تمام زندگی ایک عمل سے سنور گئی۔ کہیں موت کا انتظار رہا تو کہیں زندگی نے وفا نہ کی۔ کبھی بن مانگے عطا ہوا تو کہیں جھولی خالی رہی۔ کبھی دعا ہونٹوں پر اور منزل مل گئی تو کبھی انتظار میں زندگی گزر گئی۔ یہ سب خدا کی دین ہے۔ جسے چاہے نواز دے اور جسے چاہے دین و دنیا کے خزانے عطا کرے۔ کسی کو شہنشاہ بنا دے تو کسی کو گدائے مصطفیٰ ﷺ بنا دے۔

(اخت ابومعاویہ عبدالمالک شہیدؒ' حویلیاں)

اقوال زریں

☆...... برے لوگوں کے ساتھ بیٹھنے سے تنہائی بہتر ہے۔

☆...... کم بولنا عقلمندی ہے۔

☆...... حقیر سے حقیر پیشہ بھیک مانگنے سے بہتر ہے۔

☆...... شرافت' افعال و اعمال کی عمدگی سے ظاہر ہوتی ہے۔

☆...... غرور سے آدمی کا دین ضائع ہو جاتا ہے۔

☆...... بخیل ہمیشہ ذلیل ہوتا ہے۔

☆...... توبہ کرنا آسان اور گناہ چھوڑنا مشکل ہے۔

☆...... مصیبت کی شکایت نہ کرو۔ اس سے خدا ناراض اور دشمن خوش ہوتا ہے۔

☆...... علم ایسا بادل ہے جس سے رحمت برستی ہے۔

☆...... جو تیرے سامنے دوسروں کی برائی کرتا ہے' وہ دوسروں کے سامنے تیری برائی کرے گا۔

☆...... محنت نہ کرنا محتاجی کا باعث ہے۔

☆...... جہالت ساری مصیبتوں کی جڑ ہے۔

(عائشہ سیف الرحمٰن' فرزانہ سحر' بھوانہ جھنگ)

پیاز کاٹنے سے آنسو کیوں نکلتے ہیں؟

پیاز کاٹنے سے آنکھوں سے بے اختیار پانی قطروں کی صورت میں گرنا شروع ہو جاتا ہے۔ کبھی آپ نے سوچا ہے کہ آخر پیاز میں ایسی کیا بات ہے کہ آنکھوں سے آنسو آنے لگتے ہیں۔ دراصل پیاز بہت سے اُڑنے والے گندھک کے مرکبات کا مجموعہ ہے۔ مثال کے طور پر میتھائل ڈائی سلفائیڈ' میتھائل ٹرائی سلفائیڈ' پروپائل ٹرائی سلفائیڈ وغیرہ یہ تمام مرکبات جو کہ گندھکی مرکبات کہلاتے ہیں' بے انتہا بدبودار اور حساس جلد کو لگنے والے ہوتے ہیں اور چونکہ آنکھ اعضائے جسمانی میں سب سے حساس حصہ ہے' اس لئے جب پیاز کاٹا جاتا ہے تو یہ مرکبات آنکھ کی سطح پر داخل ہو کر جلن پیدا کرنے کا موجب بنتے ہیں۔ جب یہ تیز بدبودار مرکبات آنکھ کی سطح پر آتے ہیں تو اس کی جھلی میں سوزش پیدا کرتے ہیں لہٰذا آنکھ کو صاف کرنے کے لئے آنسو نمودار ہوتے ہیں۔ آنسو لیکریمل گلینڈ میں بنتے ہیں اور بے حد رقیق مائع جات ہیں جو آنکھوں کو گیلا اور صاف رکھنے کا موجب ہیں۔ جب آنسوؤں کی مقدار جلد میں کثیر ہو جاتی ہے تو یہ آنکھ سے باہر بہہ جاتے ہیں۔ آنسوؤں میں گندھکی مرکبات کی وجہ سے نمکین ذائقہ پایا جاتا ہے۔ اب سمجھ آئی کہ پیاز کاٹنے سے آنسو کیوں نکلتے ہیں۔

(اخت میر طلال فاروق' پنڈ شہیداں گوندلانوالہ)

گذشتہ ماہ کے درست جوابات

1- قرآن مجید میں آپ ﷺ کا دوسرا نام ہے احمد ﷺ

2- ہاں عیسیٰ علیہ السلام نے آخری رسول کی بشارت دی تھی۔

3- وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ

4- شاھدً' مبشرً' نذیرً' سراجاً منیراً' داعیًا الی اللہ

5- سوال نمبر 5 کا جملہ صفحہ 48 پر ہے اور مضمون نگار ہیں ابومصطفیٰ۔

ذہن ساز انعامی کوئز

1- محمد ﷺ کو جب نبوت ملی تو آپ ﷺ کی عمر کتنی تھی؟

2- پہلی وحی کون سی ہے؟ (خوشخط اعراب سمیت قرآنی الفاظ لکھیں۔)

3- مردوں میں سب سے پہلے کس نے اسلام قبول کیا؟

4- عورتوں میں سے کون پہلے اسلام لائی؟

5- ''آزاد جموں و کشمیر کے وزیر جنگلات نے اور ڈی سی او مظفر آباد نے جماعۃ الدعوۃ کے آئی سر جیکل کیمپ سے متاثر ہو کر ایک ایک لاکھ کا عطیہ دیا۔'' یہ جملہ مجلہ الدعوۃ کے کس صفحے پر ہے نیز مضمون نگار کا نام لکھیں۔

بذریعہ قرعہ اندازی انعام یافتگان:

1- عبدالرحمٰن' عبدالمعید' مریم بدیعہ' مرکز طیبہ مریدکے

2- فیصل شہزادہ' گجرات

3- میاں محمد حسان خالد' لاہور

خطوط بھیجنے والے دیگر قارئین

آصف حفیظ' لاہور۔ حمزہ عرفان' بہاولپور۔ اقراء ریاض' چکوال۔ کومل سلیم' اسد لیاقت' عینو آنہ۔ ابوشہید محمد عمر فاروق' ابورضوان جاوید' ملتان۔ عائشہ رمضان' سرگودھا۔ حافظ محمد شہزاد' سرگودھا۔ سمعیہ' رخسانہ نعیم احمد ناصر' پھولنگر۔ حافظ ثاقب بلال' ننگل ساہداں مریدکے۔ اخت آفتاب' حویلیاں۔ عرفان احمد' سعید احمد' ایبٹ آباد۔ ام عبداللہ' خالد وحید' راولپنڈی۔ جاوید اشرف' اکرام اللہ' صدیق اکبر' احمد اللہ' لاہور۔ اکرم خان' عادل سلیم' روبینہ سعدیہ' فیصل آباد۔ عبدالغفار' عبدالغنی' ندیم سرور' عبدالشکور' گوجرانوالہ

بتعاون

دارالاندلس 4-لیک روڈ چوبرجی لاہور
Ph:7230549 Fax:7242639

بقیہ راج کٹاس

گنبد پر ایک نظر ڈالی تو اچانک ہی مسجد کے میناروں سے اللہ اکبر کی صدا بلند ہونے لگی۔ موذن نے جب اذان ختم کی تو اچانک ہی تاریخ نے اپنے اوراق پلٹے تو میں نے دیکھا کہ یہ 1206ء کا دور ہے' چند ہزار سربکف اور شمشیر زن مسلمان گنگا اور جمنا کے پانی سے وضو کر کے بتکدہ ہند میں نعرہ ہائے تکبیر بلند کر رہے ہیں۔ ان کی ہیبت سے سرزمین ہند اور صنم خانوں کے بت لرز رہے ہیں۔

میرا سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے' میں مسجد کے میناروں کی طرف دیکھتا ہوں تو وہ سرگوشی کرتے ہوئے مجھے کہتے ہیں۔

اے نادان!

جن کی ہیبت سے بت صنم خانوں میں سہمے ہوئے رہتے
منہ کے بل گر کے اللہ احد کہتے

اس بات کو صدیاں گزر چکی ہیں' وہ لوگ آئے' اپنا صلہ پایا اور چلے گئے۔ آج کے مسلمان کی حالت تو یہ ہے کہ

رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی

اس سلسلہ کی سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس وقت ہندو پورے پاکستان میں صرف دو فیصد ہیں۔ لاکھوں مسلمانوں کی آبادی والے ضلع چکوال میں ہندوؤں کے کل 6 خاندان آباد ہیں جن کے کل افراد خانہ کی تعداد 45 ہے۔ یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ

ہم راج کٹاس کی گم گشتہ تاریخ کی بازیابی اور اوراس کی عظمت رفتہ کی بحالی چاہتے ہیں۔ سیوادار راج کٹاس کی گفتگو

حکومت پاکستان ضلع چکوال کے ہندوؤں کی خوشنودی کے لئے کٹاس کے صنم کدے کو آباد کر رہی ہے یا بھارت کے ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے۔ اگر دونوں میں سے کوئی ایک بات بھی صحیح ہو تو پھر سوال یہ ہے کہ کیا بھارت کی حکومت نے بھی اپنے ہاں بسنے والے کروڑوں مسلمانوں یا پاکستان کے مسلمانوں کی خوشنودی کی خاطر آج تک اس طرح کا کوئی قدم اٹھایا ہے؟ وہاں حالت یہ ہے کہ ہندوؤں نے بابری مسجد کو شہید کیا' پھر عین اس جگہ جہاں مسجد کا منبر تھا' وہاں رام مندر تعمیر کیا۔ مسلمانوں نے جب مسجد کی شہادت پر احتجاج کیا تو آناً فاناً دو ہزار مسلمان تہہ تیغ کر دیے۔

کیا یہ حقیقت نہیں کہ

بھارتی حکمرانوں کو بھارت میں بسنے والے مسلمانوں کی پرواہ ہے اور نہ ہی حکومت پاکستان یا پاکستان کے 16 کروڑ مسلمانوں کی۔ ہندو بھارت میں بسنے والے مسلمانوں کا صفایا کر کے اپنے دیش کو پوتر کرنا چاہتے ہیں اور پاکستان کا خاتمہ کر کے اکھنڈ بھارت بنانے کے درپے ہیں۔ کلکتہ ہائی کورٹ قرآن پاک پر پابندی لگا دینے کا فیصلہ دے چکا ہے۔ یہ کہنا کہ راج کٹاس ہندوؤں کی مذہبی یادگار ہے' اس لئے اس کی تعمیر ضروری ہے' ایسی صورت میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ بھارت میں مساجد و مدارس کی صورت میں مسلمانوں کی کتنی ہی یادگاریں ہیں جو 47ء سے آج تک ہندوؤں نے گرا دیں' تباہ و برباد کریں یا انہیں مندروں میں تبدیل کر دیا۔ اس وقت بھی بھارت میں درجنوں کی تعداد میں بڑی بڑی تاریخی' عظیم الشان اور جامع مساجد ہیں' جن پر ہندو نظریں جمائے بیٹھے ہیں اور انہیں ہر صورت مندروں میں تبدیل کر دینے کے درپے ہیں۔

پاکستانی عوام اپنے فوجی حکمرانوں اور مسلم لیگ کے ذمہ داران سے یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ بھارت میں ہندوؤں نے کتنی مساجد یا مدارس کی تعمیر و تزئین کا اعلان کیا ہے؟ اگر ایسا نہیں......اور یقیناً ایسا نہیں تو پھر ہمارے حکمران بھارتیوں کے راستے میں کیوں بچھے جا رہے ہیں کیوں دیدہ دل فرش راہ کئے ہوئے ہیں؟ ہمارے حکمرانوں کو یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ مندروں کی تعمیر محض سنگ و خشت سے بنی چند عمارتیں ہی نہیں بلکہ یہ عقیدہ و ایمان اور پاکستان کے ملی و اسلامی تشخص کی بقا و احیاء کا سوال ہے۔ جو قومیں اپنے عقیدہ و ایمان اور تشخص و وجود پر دشمنوں سے سمجھوتہ کر لیں وہ اپنا وجود کھو بیٹھتی ہیں۔

بقیہ کشتی نوح

جگہ گار کی دبازت مختلف نکلی۔ اس سے انہوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ گار شہری ٹیلے کے فقط شمالی ڈھلوان کے پاس جمع تھی کیونکہ دھارے کا پانی اسی جگہ ڈھلوان سے ٹکراتا تھا۔"

محترم قارئین اور بالخصوص ننھے مجاہد بھائیو! آرکیالوجی کے ماہرین کی تحقیق نے حقیقت آپ کے سامنے کھول کر رکھ دی ہے۔ مغرب کے سائنسدانوں' دانشوروں اور مفکرین نے قرآن میں غور و فکر اور تحقیق کر کے بے پناہ ترقی کی۔ اللہ کی قسم ان کی ترقی کی بنیاد ہماری کتاب "قرآن مجید" ہے جو اللہ نے نبی ﷺ پر اتاری اور آج بھی ہمارے پاس محفوظ ہے۔ ہم روز اس کی تلاوت کرتے ہیں مگر ہم نے کبھی اس کی ایک آیت پر بھی غور نہیں کیا جن کے اندر نجانے کتنے علوم چھپے ہوئے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم قرآنی تعلیمات حاصل کرنے کے بعد دنیوی علوم و فنون بالخصوص سائنس کے میدان میں مہارت حاصل کریں۔ جب ہم دنیوی تعلیم سے آراستہ ہو کر وحی کے تابع رہتے ہوئے تحقیق کریں گے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم ان مغربی سائنسدانوں سے پیچھے رہیں۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم جدید علوم و فنون حاصل کر کے مغرب تک اسلام کی سچی تعلیمات پہنچائیں نہ کہ ان کی سائنسی ترقی سے مرعوب ہو کر ہاتھ پر ہاتھ دھرے کسی آسمانی معجزے کا انتظار کرتے رہیں۔

بقیہ سبق نمبر 2

حصہ نحو

لفظ کی دوسری قسم مرکب: یعنی کلام جو دو یا دو سے زیادہ الفاظ سے مل کر اپنے معانی پر دلالت کرے۔ مرکب کا معنی بھی جوڑا گیا ہوتا ہے تو جو لفظ دو کلمات یا زیادہ سے جوڑ کر بنائے گئے ہوں انہیں مرکب کہا جاتا ہے۔ اس میں بنیادی اور اہم چیز معنی و مفہوم سمجھنا ہے کیونکہ کلام سمجھنے سمجھانے کا فائدہ دینے کے لئے ہوتے ہیں تو مرکب کو بھی اسی بنیاد پر دیکھا جائے گا۔

اگر مرکب سے سننے والے کو کوئی بات' خبر یا طلب معلوم ہو اور وہ سن کر معنی معلوم ہونے پر مطمئن ہو جائے تو اسے مرکب مفید کہتے ہیں۔ اس مرکب مفید کو ہی کلام اور جملہ بھی کہا جاتا ہے اور اگر مرکب کو سننے پڑھنے سے کسی بات کی خبر یا طلب کا اطمینان بخش علم نہ ہو سکے بلکہ تشنگی رہے تو اسے مرکب غیر مفید کہتے ہیں۔

مثلاً اَللّٰہُ اَحَدٌ یہ ایک مرکب ہے جو دو کلمات سے مل کر بنا ہے۔ اس کا معنی ہے' اللہ ایک ہے' اس سے ہمیں ایک بات کی سمجھ آ گئی کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ اسے مرکب مفید یا جملہ کہیں گے اور غُلَامُ زَیْدٍ یہ بھی دو کلمات سے مل کر بنا ہوا ہے۔ اس کا معنی دیکھیں گے تو وہ ہے زید کا غلام۔ اب اس بات میں تشنگی ہے کہ زید کے غلام کو کیا ہے۔ اس کے بارے میں کیا کہنا چاہتا ہے۔ یہ اطمینان بخش بات نہیں۔ اس لئے یہ مرکب غیر مفید ہے۔

بس اس سبق میں اتنا ہی ذہن میں رکھیں کہ ترجمے کی بنیاد پر مرکب مفید اور غیر مفید سمجھ آ جائے۔ (بات کو سمجھنے کے لئے طلبہ بازار سے عربی اردو بول چال یا گرامر کی کوئی امدادی کتاب ضرور سامنے رکھ لیں)

نذرانہ عقیدت

ابو العاص محمد اسحاق شہید

از: محمد جمیل ملغانی آف سوکڑ تحصیل تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان

تو زندہ باد تیرا نام زندہ باد
شہادت کا اعلیٰ مقام زندہ باد
اپنے لہو سے ارض کشمیر پہ لکھ دیا
کفر مردہ باد تا ابد اسلام زندہ باد
جونہی گرا خاک کشمیر پر لہو میرا
عمر بھر کی خطاؤں پر لگی کراس میں بہت خوش ہوں
کھل گئے بہشت کے تمام باب میرے لئے
دار فانی سے اگر چہ چلا تھا پیاسا میں
آب کوثر سے بجھی پیاس میں بہت خوش ہوں
عنایات خدا وندی پہ نازاں ہوں میں
لگائی تھی رب سے یہی آس میں بہت خوش ہوں
اور اعزاز دیں گے مجھے رب ذوالجلال
جنت میں آپ دونوں کا کروں گا استقبال

قسط نمبر 75

درس القرآن

الکلام المونس فی تفسیر سورہ یونس

سورۂ یونس کی تشریح و تفسیر

ابو عمر عبد الغفار المدنی حفظہ اللہ

توبہ کی قبولیت اللہ کی پکڑ سے پہلے ہے

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا آمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
وَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَى حِينٍ (98) وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّى يَكُونُوا
مُؤْمِنِينَ (99) وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تُؤْمِنَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ (100) قُلِ
انْظُرُوا مَاذَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا تُغْنِي الْآيَاتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ (101) فَهَلْ يَنْتَظِرُونَ إِلَّا
مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ قُلْ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ (102) ثُمَّ نُنَجِّي رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا
كَذَلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِينَ (103) (یونس 98-103)

چنانچہ کوئی بستی ایمان نہ لائی کہ ایمان لانا اس کو نافع ہوتا سوائے یونس کی قوم کے۔ جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے رسوائی کے عذاب کو دنیوی زندگی میں ان پر سے ٹال دیا اور ان کو ایک وقت خاص تک عیش دیا اور اگر آپ کا رب چاہتا تو تمام روئے زمین کے لوگ سب کے سب ایمان لے آتے۔ تو کیا آپ لوگوں پر زبردستی کر سکتے ہیں کہ وہ ایمان ہی لے آئیں حالانکہ کسی شخص کا ایمان لانا اللہ کے حکم کے بغیر ممکن نہیں اور اللہ تعالیٰ بے عقل لوگوں پر (کفر و ذلت کی) گندگی واقع کر دیتا ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ تم غور کرو کہ کیا کیا چیزیں آسمانوں میں اور زمین میں ہیں اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کو دلائل اور دھمکیاں کچھ فائدہ نہیں پہنچاتیں۔ سو وہ لوگ صرف ان لوگوں کے سے واقعات کا انتظار کر رہے ہیں جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔ آپ ﷺ فرما دیجئے کہ اچھا تو تم انتظار میں رہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔ پھر ہم اپنے پیغمبروں کو اور ایمان والوں کو بچا لیتے تھے۔ ہم اسی طرح سب ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں۔

تفسیر:

گزشتہ آیت میں ان لوگوں کا بیان تھا جو کفر و انکار اور تکذیب و معصیت میں اتنے غرق و مگن ہو جاتے ہیں کہ ان پر دلائل و براہین اثر نہیں کرتے۔ ایسے لوگ اس وقت تک ایمان نہیں لاتے جب تک عذاب اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں اور ایسے وقت کا ایمان نفع نہیں دیتا۔ اس آیت میں یہ بیان ہے کہ کسی بھی قوم کو عذاب آتے دیکھ کر ایمان لانے کا فائدہ نہیں ہوا سوائے سیدنا یونس علیہ السلام کی قوم کے۔ اس میں مشرکین مکہ اور دوسرے مکذبین کو عذاب آنے سے پہلے ایمان لانے کی ترغیب دلائی جا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب آنے سے پہلے اور اس کے آثار کے معائنہ سے پہلے پہلے ایمان لے آؤ کیونکہ عذاب آنے اور اس کے معائنہ کے بعد کا لایا ہوا ایمان نفع نہیں دیتا ایسے وقت میں ایمان لانے والوں کو ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ فرعونیوں کے ساتھ ہوا وہ عذاب کے وقت جب ڈوبنے لگے تو ایمان لائے۔ ایسے وقت میں ایمان ان کے کام نہ آیا اگر وہ اس عذاب سے پہلے ایمان لے آتے تو ان کا ایمان ان کے کام آتا۔ البتہ سیدنا یونس علہ السلام کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے اس سے مستثنیٰ قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ جن بستیوں کو ہم نے ہلاک کیا ان میں سے کوئی ایک بستی بھی ایسی نہیں تھی جو ایسا ایمان لاتی جو اس کے لئے نفع مند ہوتا سوائے سیدنا یونس کی قوم کے کہ جب وہ ایمان لے آئی تو اللہ تعالیٰ نے اس سے عذاب دور کر دیا۔ اس کا مختصر اقصہ یوں ہے کہ سیدنا یونس علیہ السلام عراق کے شہر موجل کے رہنے والے تھے (یہ شہر اب بھی موجود ہے) اللہ تعالیٰ نے ان کو عراق کے ایک اور شہر نینوی (یہ شہر اب موجود

نہیں سوائے کھنڈرات کے) والوں کی ہدایت کے لئے نبی بنا کر مبعوث کیا لیکن جب وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے اور سرکشی پر قائم رہے تو یونس علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اب تم لوگ اللہ کے عذاب کا انتظار کرو اور خود وہاں سے چلے گئے۔ جب اس قوم پر عذاب کے آثار ظاہر ہونے لگے اور وہ ان پر بادل کی طرح اُمڈ آیا تو وہ بچوں عورتوں اور جانوروں کو لے کر ایک میدان میں جمع ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں توبہ و استغفار کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم کرتے ہوئے ان سے عذاب ٹال دیا اور ان کو ایک وقت تک دنیوی تمتع و فائدہ سے مالا مال کیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی ہے کہ اگر تیرا رب چاہتا تو مشرکین مکہ سمیت روئے زمین کے تمام مشرک ایمان لے آتے لیکن اس جبر و اکراہ والے ایمان کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت و طریقہ اور اس کی حکمت و مصلحت کے خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے کہ اس نے کفر و شرک اور خیر و شر کا راستہ واضح کر دیا ہے اور ہر انسان (مرد و زن) کو عقل و خرد عطا فرما دی ہے۔ اب اس کی مرضی ہے کہ خیر و بھلائی کی راہ اختیار کرے یا شر و گمراہی کی راہ اختیار کرلے کسی بھی راہ پر گامزن ہونے کے لحاظ سے اس پر جبر و اکراہ نہیں۔ اس کا حساب و کتاب کل قیامت کے دن ہوگا اور اس کے اعمال کے مطابق اس کے بارے میں جنت و جہنم کا فیصلہ ہوگا۔ یہ بات قدرے تفصیل کے ساتھ گزشتہ آیات میں گزر چکی ہے' جیسا کہ سورہ ہود میں ارشاد باری تعالیٰ ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر آپ کا پروردگار چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی راہ پر ایک گروہ کر دیتا وہ تو برابر اختلاف کرنے والے ہی رہیں گے۔ بجز ان کے جن پر آپ کا رب رحم فرمائے۔ (ہود۔118-119)

اس آیت سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ اختلاف باعث رحمت نہیں بلکہ موجب زحمت اور رحمت سے محرومی ہے۔ اور جو یہ مشہور ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اختلاف امتی رحمة کہ میری امت کا اختلاف باعث رحمت ہے۔ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

اور فرمایا: تو کیا ایمان والوں کو اس بات پر دلجمعی نہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تمام لوگوں کو ہدایت دے دے۔ (الرعد 31)

لیکن از راہ شفقت و محبت رسول اللہ ﷺ کی زبردست چاہت اور خواہش تھی کہ مشرکین مکہ سمیت سب لوگ ایمان لے آئیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی و تشفی دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ بات ناممکن ہے۔ اور آپ لوگوں کو ایمان پر مجبور نہیں کر سکتے۔ لہٰذا آپ رنج و کرب میں مبتلا نہ ہوں۔ اسی طرح اور مقام پر ارشاد فرمایا اور انہیں ہدایت پر لا کھڑا کرنا تیرے ذمہ نہیں بلکہ ہدایت اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے۔ (البقرہ۔272)

اور فرمایا:

ان کے ایمان نہ لانے پر شاید آپ تو اپنی جان کھو دیں گے۔ (الشعراء3)

اور فرمایا۔

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ (القصص56)

آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور ہدایت یافتہ لوگوں کو خوب جانتا ہے۔

اور فرمایا

فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ (الرعد40)

آپ پر تو صرف پہنچا دینا ہی ہے حساب تو ہمارے ذمہ ہی ہے۔

اور فرمایا

فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ {21} لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ (الغاشیہ 21-22)

پس آپ نصیحت کر دیا کریں کیونکہ آپ صرف نصیحت کرنے والے ہیں آپ کچھ ان پر داروغہ نہیں۔

چونکہ ایمان دینا اور ایمان سے متصف و مزین کرنا اللہ تعالیٰ کی شان اور اس کا وصف ہے۔ رسول اللہ ﷺ یا اور کسی کے بس و اختیار میں نہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کسی شخص کا ایمان لانا اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر ممکن نہیں اور اللہ تعالیٰ بے عقل لوگوں پر گندگی واقع کر دیتا ہے۔ یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات اور اس کی نشانیوں میں غور و فکر نہیں کرتے اور کفر و گمراہی میں مبتلا رہتے ہیں وہی لوگ اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی گرفت میں آتے ہیں۔ اس آیت کا مفہوم بھی گزشتہ آیات کی طرح ہے کہ جب بندے اپنی دسترس میں ہونے کے باوجود ہدایت کی پروا نہیں کرتے اور اس سے روگردانی کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کو بطور سزا اپنی ہدایت سے محروم کر دیتے ہیں۔ یہی مطلب ہے اس آیت کا اور دوسری ان آیات کا جن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے ہدایت دے اور جس کو چاہے گمراہ کر دے۔ مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو خیر و شر کے دونوں راستے دکھا دیئے اور اس کو عقل و خرد دے کر غور و فکر کرنے کی صلاحیت سے نواز دیا اور دونوں راستوں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے کا ملکہ اور اختیار دے دیا اور دونوں راہوں میں کسی میں بھی جبر و اکراہ نہیں کیا تو اس کا مطلب ہے کہ ابتداء اور پہل انسان کی طرف سے ہے۔ نیت اور ارادہ اس کا ہے' فعل اور عمل کا فاعل اور عامل وہ ہے۔ اگر چہ خلق و تقدیر اللہ تعالیٰ کی ہے۔ جیسا کہ فرمایا

فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ (الصف5)

پس جب وہ لوگ ٹیڑھے ہی رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا اور اللہ تعالیٰ نافرمان قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

یعنی یہ لوگ اپنے آباء و اجداد کی تقلید میں لگے رہے اور انہوں نے یہ بات نہ سوچی کہ جب ہدا[illegible] تعالیٰ کے پاس ہے تو ہمیں اس کی اطاعت کرنی [illegible] کی نافرمانی سے بچنا چاہئے۔ اور گریہ زاری کے سا[illegible] ہدایت طلب کرنی چاہئے تا کہ وہ ہدایت عطا فرمائے [illegible] اپنے اس غلط اور نامناسب رویہ کی وجہ سے ہدایت [illegible]۔

اوپر کی آیات میں منکرین و ملحدین کی [illegible] کا ذکر تھا کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی [illegible] سے کام نہیں لیتے تو ان آیات میں اللہ تعالیٰ [illegible] کو حکم دیا کہ آپ ان مکہ کے مشرکین و ملحدین اور [illegible] تمام لوگوں سے کہیں کہ اگر آپ ضد و ہٹ دھرمی چھوڑ کر اللہ کی دی ہوئی نعمت عقل و تدبر سے کام لیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے زمین و آسمان کی مخلوقات و مصنوعات میں غور و فکر کرو تو یقیناً اس نتیجہ پر پہنچ جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان سب مخلوقات اور اس کے بہترین اور لطیف انتظام میں تمہارے معبودان باطلہ میں سے کوئی بھی شریک نہیں اور صرف ایک اللہ ہی الوہیت اور وحدانیت کے لائق ہے۔ کیا چاند و سورج کے آنے جانے اور ان کے چھوٹے بڑے ہونے اور مقررہ اوقات میں مقررہ راستوں سے گزرنے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کی مخلوق کو روشنی اور گرمی و سردی پہنچانے میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے وعظ و نصیحت نہیں ہے؟ یقیناً ہے۔ اسی طرح ستاروں کے بڑے چھوٹے ہونے اور ان کے چلنے اور ٹھہرنے اور سیدھا چلنے اور واپس چلنے اور اندھیری راتوں میں روشنی بکھیرنے اور شیاطین کو شعلہ پڑنے اور پانیوں و صحراؤں اور بیابانوں کے سفروں میں ان سے راہ پانے میں بھی بڑی عبرت ہے۔ اسی طرح رات اور دن میں اور ان کے ایک دوسرے کے بعد آنے جانے میں اور ان کے ایک دوسرے میں داخل ہونے اور ان کے چھوٹے بڑے ہونے میں بھی عقلمندوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں۔ اسی طرح آسمانوں کے ایک دوسرے کے اوپر

باقی صفحہ 21 پر

سلسلہ تدریس الحدیث — قسط نمبر 56

آئیے حدیث پڑھیں

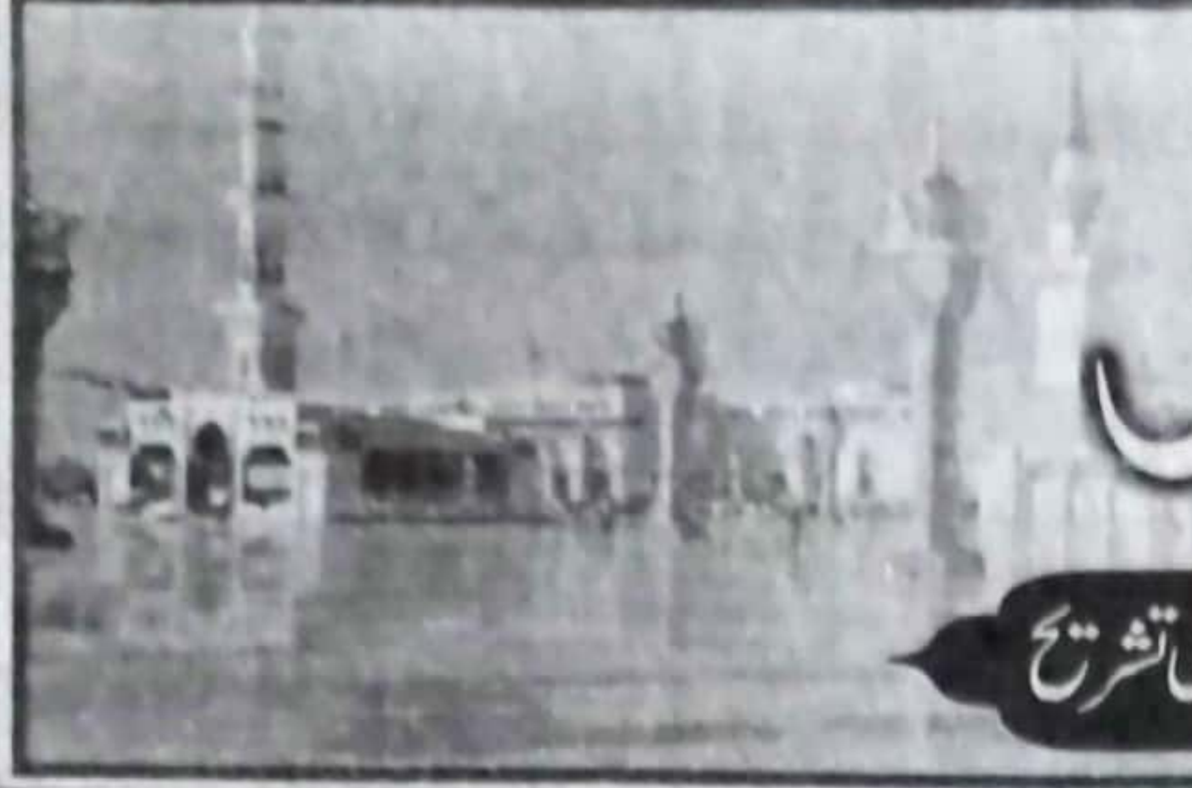

بلوغ المرام کی کتاب الطہارۃ کی تشریح

حافظ
عبدالسلام بن محمد
حفظہ اللہ

شیطان کا وضو ٹوٹنے کا وسوسہ ڈالنا

١٦/٧٦ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَاتِي اَحَدَكُمُ الشَّيْطَانُ فِي صَلٰوتِهِ 'فَيَنْفُخُ فِي مَقْعَدَتِهِ فَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهُ اَحْدَثَ وَلَمْ يُحْدِثْ فَاِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ فَلَا يَنْصَرِفْ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ يَجِدَ رِيْحًا اَخْرَجَهُ الْبَزَّارُ وَاَصْلُهُ فِي الصَّحِيْحَيْنِ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ وَلِمُسْلِمٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ نَحْوُهُ

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تم میں سے ایک کے پاس شیطان اس کی نماز میں آتا ہے اور اس کی سرین میں پھونک مارتا ہے تو اسے خیال پیدا ہوتا ہے کہ اس کا وضو ٹوٹ گیا ہے حالانکہ وہ ٹوٹا نہیں ہوتا کہ جب یہ چیز محسوس کرے تو (نماز سے) نہ پھرے یہاں تک کہ کچھ آواز سنے یا کچھ بو محسوس کرے۔"

اسے بزار نے روایت کیا ہے اور اس کا اصل صحیحین میں عبداللہ بن زید کی حدیث سے مروی ہے۔ اور مسلم کے ہاں ابوہریرہ سے اس کی ہم معنی حدیث موجود ہے۔

تخریج: (اس کی سند میں کچھ ضعف ہے مگر شواہد کی وجہ سے صحیح ہے) مسند بزار کشف الاستار (١/١٢٨)

حدیث کا اصل بخاری کتاب الوضوء (١٣٧) اور مسلم (کتاب الحیض/٩٨) میں عبداللہ بن زید سے ہے۔

بزار کی سند میں ابواویس ہے لیکن بیہقی میں اس کی متابعت دراوردی نے کی ہے دیکھئے تلخیص (١/١٢٨)

مفردات: فَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ۔ باب تفعیل میں سے یا کے کسرہ کے ساتھ مضارع معروف ہو تو فاعل شیطان ہوگا یعنی شیطان اسے یہ خیال دلاتا ہے۔ یاء کے فتحہ کے ساتھ مضارع مجہول بھی ہو سکتا ہے اس صورت میں نائب فاعل انه احدث ہوگا۔ یعنی اسے بے وضوء ہونے کا خیال دلایا جاتا ہے۔

فوائد:۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ شیطان انسان کا کتنا بڑا دشمن ہے کہ کسی وقت اور کسی حال میں نقصان پہنچانے سے غافل نہیں رہتا۔ وہ خواہشات کے ذریعے گمراہ کرتا ہے اگر نہ کر سکے تو شبہات وساوس کے ذریعے گمراہ کرتا ہے۔

٢۔ مسلمان پر لازم ہے کہ شیطان کے پیدا کئے ہوئے وساوس و خیالات سے پریشان نہ ہو بلکہ اپنا یقین مستحکم رکھے۔ ہاں یقینی طور پر کوئی بات واقع ہو جائے تو اس کے تقاضے کے مطابق عمل کرے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے حدیث (٦٥) کے فوائد

١٧/٧٧ وَلِلْحَاكِمِ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ مَرْفُوْعًا: اِذَا جَاءَ اَحَدَكُمُ الشَّيْطَانُ فَقَالَ: اِنَّكَ اَحْدَثْتَ فَلْيَقُلْ كَذَبْتَ وَاَخْرَجَهُ ابْنُ حِبَّانَ بِلَفْظِ فَلْيَقُلْ فِي نَفْسِهِ

اور حاکم کے لئے ابوسعید سے مرفوع روایت ہے: جب تم میں سے کسی کے پاس شیطان آکر کہے کہ تیرا وضوء ٹوٹ گیا ہے تو پس تو کہہ تو نے غلط کہا ہے" اور ابن حبان نے اسے ان لفظوں میں روایت کیا ہے کہ "اپنے دل میں کہے (کہ تو جھوٹا ہے)

تخریج (اسنادہ صحیح) مسند احمد (١١٠٢٤-١١٤٥١) حاکم (١/١٣٤) ابن حبان مع الموارد ٥٣٣ حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔ حاکم میں اس کے بعد یہ لفظ ہیں "اِلَّا مَنْ وَجَدَ رِيْحًا اَوْ سَمِعَ صَوْتًا بِاُذُنِهِ" مگر جو شخص کچھ بو محسوس کرے یا اپنے کان سے آواز سنے۔

فائدہ۔ شیطان بے وضوء ہونے کا خیال پیدا کرے تو اس کی مزاحمت کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وسوسہ کی وجہ سے جو لوگ بار بار وضوء کرتے ہیں یا پاک نہ ہونے کے شک سے وضو کے اعضاء تین مرتبہ سے بھی زیادہ دھوتے ہی چلے جاتے ہیں' یہ شیطان کے ہاتھ میں کھلونا بنے ہوئے ہیں۔

باب آداب قضاء الحاجة

قضاءحاجت کے آداب

ادب کی تشریح کے لئے دیکھئے بلوغ کے آخر میں کتاب الجامع کا باب الادب قضاء حاجت، حاجت پوری کرنا۔ مراد پیشاب پاخانہ ہے۔ یہ مفہوم تقریباً ہر زبان میں کنائے سے ادا کیا جاتا ہے کیونکہ اس کا صریح ذکر معیوب سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً التبریز۔ الذهاب الى البراز (باہر جانا) التخلى الذهاب الى الخلاء (خالی جگہ میں جانا۔ (التغوط الذهاب الى الغائط) نیچی جگہ میں جانا' جنگل میں جانا وغیرہ۔

۱/۷۸ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ وَضَعَ خَاتَمَهُ اخرجه الاربعة وهو معلول

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب خالی جگہ (بیت الخلاء) میں داخل ہوتے اپنی انگوٹھی اتار لیتے۔

اسے چاروں نے روایت کیا ہے اور یہ معلول ہے۔

تخریج: (معلول) سنن ابوداؤد (الطہارۃ ۱/۱۹) سنن الترمذی (اللباس ۴/۱۷۴۶) نسائی (۱/۱۷۸) ابن ماجہ (۱/۳۰۳) بیہقی (۱/۹۵)

یہ حدیث معلول ہے یعنی بظاہر اس کے راوی ثقہ ہیں مگر اس سے ایک خفیہ خرابی ہے۔ کیونکہ اس کی سند یوں ہے همام عن ابن جريج عن الزهرى عن انس۔ یہ تمام راوی ثقہ ہیں مگر خرابی یہ ہے کہ ابن جریج نے زہری سے یہ روایت عن کے لفظ سے بیان کی ہے۔ زہری سے سننے کی تصریح نہیں کی اور وہ ہیں بھی مدلس اور مدلس سماع کی تصریح نہ کرے تو روایت صحیح نہیں ہوتی۔ ابن جریج کے زہری سے یہ روایت نہ سننے کی ایک دلیل یہ ہے کہ ابن جریج سے روایت کرنے والے دوسرے راوی ابن جریج اور زہری کے درمیان زیاد بن سعد کا واسطہ بیان کرتے ہیں اور حدیث کے الفاظ بھی اس حدیث سے مختلف بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ ابوداؤد فرماتے۔ هذا حديث منكر وانما يعرف عن ابن جريج عن زياد بن سعد عن الزهرى عن انس ان النبى ﷺ اتخذ خاتما من ورق لم القاه والوهم فيه من همام لم يروه الا همام

یہ حدیث منکر ہے معروف یہی ہے کہ ابن جریج نے زیاد بن سعد سے انہوں نے زہری سے انہوں نے انس سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی پھر اسے پھینک دیا اس میں وہم ہمام کو ہوا ہے۔ (کیونکہ) اسے ہمام کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا

توضیح الاحکام میں ہے نسائی نے فرمایا یہ حدیث غیر محفوظ ہے۔ ابن حجر نے اسے معلول قرار دیا ہے۔ ابن القیم نے فرمایا یہ شاذ، منکر اور غریب ہے۔ شیخ البانی نے بھی اسے منکر قرار دیا ہے۔ (ضعیف ابی داؤد /۴ ضعیف الابن ماجہ نمبر ۶۱ دار قطنی نے بھی اس میں اختلاف کا ذکر کر کے اس کے شذوذ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ البتہ ترمذی نے اسے حسن صحیح غریب قرار دیا ہے۔ منذری نے صحیح کہنے میں ان کی موافقت کی ہے اور کہا ہے اس کے راوی ثقہ ہیں اور ثبت ہیں۔ ابوالفتح القشیری نے الاقتراح کے آخر میں یہی کہا ہے۔ موسیٰ بن ہارون کا میلان بھی اسے صحیح قرار دینے کی طرف ہے۔ ابن حبان نے بھی اسے صحیح کہا ہے مگر نووی نے الخلاصہ میں فرمایا: ترمذی کا صحیح کہنا ان پر رد کیا گیا ہے۔ (مرعاۃ (۱/۵۴)

علاوہ ازیں ابن جریج سے صرف ہمام نے یہ روایت بیان نہیں کی بلکہ یحییٰ بن الضریس البجلی کی اور یحییٰ بن متوکل بصری نے بھی ابن جریج سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ اس لئے ہمام اکیلا نہیں رہا۔

اس روایت کو صحیح کہنے والے حضرات کا کہنا ہے کہ ضروری نہیں ہمام کو غلطی ہی لگی ہو یہ دو الگ الگ سندیں ہیں اور الگ الگ متن ہیں دونوں کے راوی ثقہ ہیں اور دونوں روایتیں صحیح ہیں۔ التلخیص الحبیر میں حافظ ابن حجر نے ابوداؤد کے اس حدیث کو منکر قرار دینے اور یحییٰ بن متوکل وغیرہ کی متابعت کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ نظر کے لئے ہمام کی حدیث کو صحیح کہنے کی گنجائش ہے کیونکہ اسے منکر کہنے کی بنیاد یہ ہے کہ انس سے زہری کی اصل حدیث وہ ہے کہ نبی ﷺ نے انگوٹھی بنوائی۔ (قضائے حاجت کے وقت انگوٹھی اتارنے کی حدیث وہم ہے) حالانکہ کوئی مانع نہیں ہے کہ وہ متن اور ہو اور یہ متن اس کے علاوہ دوسرا ہو۔ ابن حبان کا میلان اسی طرف ہے اس لئے انہوں نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ میرے نزدیک ابن جریج کی تدلیس کے علاوہ اس میں کوئی علت نہیں اگر ان سے خود سننے کی صراحت مل جائے تو اس حدیث کو صحیح کہنے سے کوئی چیز مانع نہیں۔ تلخیص (۱/ص۳۹)

خلاصہ یہ ہے کہ اگر یہ دوسرا متن اور دوسری سند ہو تب بھی صحیح نہیں کیونکہ اس میں ابن جریج کی تدلیس ہے اور جب تک ان کے سماع کی صراحت نہ ملے حدیث صحیح ثابت نہیں ہوتی۔ اس لئے ابوداؤد نسائی، دار قطنی، نووی، ابن حجر، ابن قیم اور شیخ البانی جیسے ائمہ فن کی بات ہی راجح ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں۔

فوائد: ۱۔ رسول اللہ کی انگوٹھی کے نگینے پر تین سطروں میں محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ صحیح البخاری (فرض الخمس ۳۱۰۶)

۲۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ قضائے حاجت کے وقت اسے اتار لیتے تھے یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے مگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی توقیر و تعظیم کا تقاضا یہی ہے کہ ان کے اسماء مبارکہ کو نجاست و آلودگی سے بچایا جائے۔

ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب۔ (الحج ۳۲)

اور جو شخص اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دل کے تقویٰ سے ہے اور فرمایا: لتومنوا بالله ورسوله وتعزروه وتوقروه الخ (الفتح ۹)

تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کی عزت کرو۔ اور ظاہر ہے کہ انگوٹھی پہن کر استنجا کیا جائے تو اس کی آلودگی سے بچنا ممکن نہیں۔ اس لئے قضائے صحاجت کے وقت اور استنجا کے وقت انگوٹھی اتار لینی چاہئے۔

۳۔ اکثر اہل علم فرماتے ہیں کہ انگوٹھی کی طرح کوئی بھی چیز جس پر اللہ یا اس کے رسول ﷺ کا نام لکھا ہے۔ بیت الخلاء میں لے جانا جائز نہیں ہے۔ مگر ظاہر ہے انگوٹھی انگلی میں پہنی ہوئی ہوتی ہے جس سے استنجاء کیا جاتا ہے جب کہ جیب میں پڑے ہوئے کاغذ کے پرزے کا نجاست سے کوئی ربط نہیں ہوتا۔ اور حدیث میں یہ بھی واضح نہیں کہ آپ ﷺ انگوٹھی اتار کر کہاں رکھتے تھے' باہر رکھ جاتے تھے یا جیب میں رکھ لیتے تھے دونوں باتوں کا امکان ہے' حدیث میں بیت الخلاء سے باہر رکھ کر جانے کی تصریح نہیں ہے۔ علاوہ ازیں پڑھے لکھے مسلم کی جیب میں عموماً کوئی نہ کوئی کاغذ ضرور ہوتا ہے جس پر اللہ کا یا اس کے رسول ﷺ کا نام یا کوئی آیت یا حدیث یا دعا لکھی ہوتی ہے۔ اس طرح شناختی کارڈ پر لکھے

باقی صفحہ 47 پر

بقیہ درس القرآن

ہونے اور بغیر ستونوں کے قائم ہونے میں اور ان کے بلند اور وسیع ہونے میں اور ان کے حسین و مزین ہونے میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے عبرت و نصیحت ہے۔ اسی طرح زمینوں کی وسعت اور اس کے مختلف ٹکڑے اور اس کے قائم رکھنے کے لئے اس میں پہاڑ اور ان کے مختلف چھوٹے بڑے سلسلے اور ان کے مختلف رنگ اور ان کے خشک و چٹیل ہونے اور ان میں سے بعض کے سرسبز و شاداب ہو کر خوشنما اور دلفریب مناظر پیش کرنے میں اور ان کے معدنیات سے بھرپور ہونے میں بڑی نشانیاں ہیں اگر کوئی غور و فکر کرے۔ اسی طرح بادلوں کے اٹھنے اور ان کی گرج و چمک اور ایک ہی جگہ میں پانی و بجلی جمع ہونے اور ایک ہی جگہ سے بارش کی امید اور عذاب کے ڈر و خوف ہونے اور اس بارش کے پانی سے بنجر و بے آباد زمینوں کی آبادی میں وعظ و نصیحت کی بڑی نشانیاں ہیں اور ان زمینوں میں مختلف اجناس و غلہ جات کا اگنا اور مختلف اقسام و ذائقے والے پھل اور سبزیاں اور مختلف انواع و اثرات والے درخت و جڑی بوٹیاں اور پھول حالانکہ زمین اور پانی ایک ہے۔ اس میں بھی وعظ و نصیحت کا سامان ہے۔ ماننے اور یقین کرنے والوں کے لئے اسی طرح دریاؤں اور سمندروں میں بڑے بڑے عجائب ہیں۔ ان کے پانیوں کی وسعتیں اور ان کی موجیں و لہریں ان میں پائی جانے والی زمینی مخلوق کی طرح مخلوقات اور زمینی سبزیوں کی طرح پائی جانے والی سبزیاں اور زمینی معدنیات کی طرح معدنیات اور زمینی چوپاؤں اور جانوروں کی طرح چوپائے اور جانور اور اس میں چلنے والے بڑے بڑے بحری بیڑے اور جہاز اور کشتیاں اور ان کے ذریعہ تجارت اور دوسرے منافع وغیرہ ان سب میں بڑی عبرتیں اور نشانیاں ہیں۔ غور و فکر کرنے والوں کے لئے اس آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ سب نشانیاں اور دلائل اور دھمکیاں ان لوگوں کو فائدہ نہیں دیتیں جو ایمان نہیں لانا چاہتے جیسے دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا کہ

یقیناً جن لوگوں کے حق میں آپ کے رب کی بات ثابت ہو چکی ہے وہ ایمان نہ لائیں گے گو ان کے پاس دلائل پہنچ جائیں جب تک کہ وہ دردناک عذاب کو نہ دیکھ لیں۔ (یونس۔97,96)

اگلی آیت میں ارشاد فرمایا کہ ایسے لوگ جن پر دلائل و براہین کوئی اثر نہیں کرتے اور جو دھمکیوں اور وعیدوں کو خاطر میں نہیں لاتے دراصل یہ لوگ بھی پہلے انبیاء و رسل علیہم السلام کو جھٹلانے والوں کی طرح اس سخت اور عذاب والے دن کا انتظار کر رہے ہیں جس میں ان کی تباہی و بربادی ہوئی تھی تاکہ یہ بھی ایسے ہی عذاب سے دوچار ہوں اور ان کی بھی ایسے ہی ہلاکت و تباہی ہو جیسے ان کی ہوئی تھی ورنہ رسول اللہ ﷺ کی صداقت اور قرآن کی حقانیت اسلام کی سچائی کے دلائل کسی بھی حق کے متلاشی اور غور و فکر کرنے والے کے لئے واضح اور ظاہر ہیں۔

جیسا کہ کفار مکہ کا رویہ تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ ان کو حق قبول کرنے کی تلقین کرتے تھے اور اس سے روگردانی کی صورت میں عذاب الٰہی کی وعید سناتے تھے تو وہ اس کا مذاق اڑاتے۔ لہٰذا اس آیت میں ان کو وعید سنائی گئی کہ تم کیسے لوگ ہو خود ہی ایسے عذاب کے طلب گار ہو جو تم سے پہلے کسی قوم پر نازل ہوا' جیسا کہ ابوجہل وغیرہ نے اپنی سرداری کے غرور و زعم میں یہ دعا مانگی تھی کہ اے اللہ اگر یہ قرآن سچ ہے اور تیری طرف سے ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچ کہہ رہے ہیں اور وہ واقعی تیرے رسول ہیں تو ہم پر پتھروں کی بارش برسا یا کسی اور عذاب میں مبتلا کر' ہمیں یہ حق قبول اور گوارا نہیں جو محمد ﷺ کی طرف سے آئے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِن كَانَ هَـٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِندِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ

اور جب انہوں نے کہا اے اللہ اگر یہ قرآن تیری برحق کتاب ہے تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسا دے یا ہم پر کوئی دردناک عذاب بھیج دے۔ (الانفال۔32)

اور جب مشرکین مکہ کی یہ کیفیت ہوگئی کہ وہ اپنے مونہوں عذاب مانگنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ٹھیک ہے اے رسول ﷺ! آپ ان سے کہیں کہ تم بھی انتظار کرو اور میں بھی انتظار کرتا ہوں۔ اب جب مشرکین مکہ اپنی خواہش اور طلب کے مطابق بدر کے دن عذاب میں گرفتار ہوئے اور ایک ہزار کی تعداد اور اس وقت کے لحاظ سے جدید ترین اسلحہ اور بے پناہ وسائل رکھنے کے باوجود اپنے سے تین گنا کم نہتے لشکر سے پٹ گئے اور اپنے نامی گرامی سرداروں کی لاشیں میدان میں چھوڑ کر' اپنے ستر آدمی مدینہ کے کاشتکاروں سے گرفتار کروا کر' بھگوڑے ہو کر مکہ مکرمہ میں جا کر سانس لیا تو ان کی ساری عزت و شوکت اور سرداری خاک میں مل گئی اور کفر و عناد کی وجہ سے عذاب مانگنے والی سرکشی اور تکبر و غرور ختم ہو گئے۔ اور اس کے بعد جب قحط سالی کے عذاب میں مبتلا ہوئے اور بھوک و افلاس کی وجہ سے بدبودار مردار اور ریشی ہوئی ہڈیوں کا چورہ کھانے پر مجبور ہوئے...... اور ان کو آسمان گھومتا ہوا نظر آنے لگا...... اور چکرا چکرا کر گرنے لگے تو تکبر و گھمنڈ اور اپنی ساری اکڑفوں ختم کر کے اور اپنی ضد و انا کو بالائے طاق رکھتے ہوئے رسول اللہ کے سامنے غلاموں اور نوکروں کی طرح حاضر ہوئے اور بڑی لجاجت و انکساری کے ساتھ التجا کرنے لگے اور رشتہ داری کے تعلق کی بنا پر درخواست کی کہ آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ یہ خشک سالی اور بھوک والا عذاب ہم سے دور کر دے۔ ہم کہیں بھوکے تڑپتے تڑپتے نہ مر جائیں تو پھر آپ نے ان کے لئے عذاب دور ہونے کی دعا کی تھی۔ اگلی آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی سنت و طریقہ بیان کر رہے ہیں کہ جب ہم اپنے انبیاء و رسل علیہم السلام کے منکرین و مخالفین پر عذاب بھیجتے ہیں تو اپنے انبیاء و رسل اور ان پر ایمان لانے والوں کو نجات دے دیتے ہیں کیونکہ [illegible] اہل ایمان کو ان عذابات سے نجات دینا ہمارے ذمہ ہے [illegible] اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے اپنے ذمہ یہ بات [illegible] اور اپنے اوپر ضروری قرار دیا ہے کہ میں رسولوں اور [illegible] ایمان لانے والوں کی ضرور مدد کروں گا اور ان کو [illegible] جیسا کہ فرمایا:

كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ

تمہارے رب نے مہربانی [illegible] اوپر مقرر کر لیا ہے۔ (الانعام 54)

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا [illegible] پر ایمان لانے والوں کو ان کی قوم پر آنے والے عذاب طوفان سے نجات دی اور جیسے کہ قوم عاد پر آنے والے عذاب سے سیدنا ہود اور ان پر ایمان لانے والوں کو محفوظ رکھا اور جیسا کہ قوم ثمود پر آنے والے عذاب سے سیدنا صالح علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کو نجات دے دی اور جیسے کہ اہل مدین پر آنے والے عذاب سے سیدنا شعیب علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کو بچایا اور جیسا کہ فرعونیوں کو بحر قلزم میں غرق کر کے سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کو نجات دی اور جیسا کہ اہل مکہ پر آنے والے مختلف عذابات سے جناب محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ پر ایمان والوں کو محفوظ رکھا

فوائد

1۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اقوام پر آنے والے عذابات میں سے صرف قوم یونس علیہ السلام ہی بچی۔

2۔ ایمان اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہی نصیب ہوتا ہے۔

3۔ رسول اللہ یا کوئی اور مقدس ہستی کسی کو ایمان سے مالامال نہیں کر سکتی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بندوں کو زمین و آسمان کی نشانیوں میں غور و فکر کی دعوت دی ہے۔

5۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے عذابات میں سے صرف پیغمبر اور ان کے پیروکار ہی نجات پایا کرتے ہیں۔

روزہ
اسلامی ڈائٹنگ

آج کے جدید دور میں ہر انسان جدید بننے کی کوششوں میں لگا ہوا ہے۔ کوئی لباس زیب تن کرنے کی جدت میں' کوئی چہرہ خوب صورت کرنے کی جدت میں' کوئی رنگ گورا کرنے کی جدت میں' کوئی اپنے جسم کی فٹنس کی جدت میں' کوئی تھریڈنگ' کوئی بلیچنگ' کوئی سکن پالش' کوئی کمر پتلی کرنے' کوئی پیٹ چھوٹا کرنے' کوئی قد لمبا کرنے کی جدت میں مغربی تہذیب کو اپنا رہا ہے۔ بس ہر انسان اپنا ظاہر خوبصورت بنانے میں کوشاں ہے۔ اسی طرح کافر بھی ظاہر میں خوبصورت ہیں مگر ان کا باطن شرعی وفطری خوبصورتی سے معطر نہیں غرضیکہ ہر انسان کو اپنے ظاہر کی فکر ہے' باطن کی کسی کو کوئی فکر نہیں ہے۔ آج مسلم وکافر میں کوئی تمیز [illegible] رہی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فتبارک [illegible] احسن الخالقین ۝

کہ اللہ تعالیٰ ہی [illegible] زیادہ خوبصورت پیدا کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات تو وہ ذات ہے جو کامل واکمل ہے۔ اس کی ذات میں کسی قسم کا کوئی نقص نہیں۔ ہمیں اس کی تخلیق پر بھروسہ نہیں تو کیا اس انسان کی بناوٹی خوبصورتی پر ہمیں اعتماد حاصل ہوسکتا ہے جو ہ[illegible]وں غلطیوں اور خامیوں کا مرکز

تحریر: حمیرا بنت عبدالرؤف

ہے تو اسی طرح جدید دور کی جدتوں میں سے ایک جدت سمارٹ بننے کی ہے۔ ہر عورت' مرد' لڑکی کو موٹاپے کی ٹینشن چڑھی ہوئی ہے۔ اسی موٹاپے کے لئے وہ کئی کئی دوائیاں کھاتے رہتے ہیں جو بے اثر ہوتی ہیں اور مہنگی ترین دوائی وہ وسعت نہ ہونے کے باوجود بھی خریدنے کے لئے ہر وقت مستعد ہوتے ہیں۔ اگر ہم نبی ﷺ کی طرح سادہ کھانا تناول کرتے تو یہ موٹاپے جنم نہ لیتے اور ہم فٹ وتوانا رہتے۔ کبھی آپ نے غور کیا کہ موٹاپا کب وجود میں آیا؟ جب سے ہم نے مغربی تہذیب کے مطابق ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ کر امریکن کھانے' چائینز کھانے' اٹالین کھانے' بنا بنا کر کھانا شروع کیے۔ اگر ہم سنت نبوی ﷺ کے مطابق سادہ کھانا کھاتے اور سادگی سے زمین پر بیٹھ کر کھاتے تو یہ بیماریاں جنم نہ لیتیں۔ پہلے ہمیں مغربی لوگوں نے کھانے پکانے میں اور اس کے بعد سمارٹ بننے میں مصروف کردیا۔ انٹرنیشنل لوگوں نے ہمیں انٹرنیشنل مصروفیات فراہم کردیں اور ہم بھولے بھالے لوگ روزانہ یہ اشتہار پڑھ کر باغ باغ ہوجاتے ہیں کہ آہا...... ہمارے موٹاپے کی ٹینشن تو حل ہوگئی۔ روز کی اخبارات میں شائع کردہ خبریں کہ...... اب امریکہ میں کامیابی کے بعد...... یورپ میں کامیابی کے بعد...... غرضیکہ فلاں فلاں انٹرنیشنل ممالک میں کامیابی کے بعد آپ کے پاکستان میں پہلی مرتبہ یقینی نتائج کے ساتھ قیمت صرف 1000 روپے...... لیکن اصل بات یہ ہے کہ وہاں ان دوائیوں کو کسی نے گھاس تک نہیں ڈالی ہوتی...... پھر یہ پاکستان بھیج دی جاتی ہیں اور اسی میں بھولے بھالے مسلمانوں کا وقت برباد' روپیہ برباد' صحت برباد' دین برباد' مسلمان نہ دین کا نہ آخرت کا خالصتاً دنیاداری ہی دنیاداری پر رہ جاتا ہے اور جو دوائیاں دبلا کرنے کے لئے ہوتی ہیں' وہ 100% نقصان دہ' انسانی جسم میں کمزوری پیدا کرنے کے سوا کچھ نہیں اور یہ بھی ہمیں معلوم نہیں کہ یہ دوائی حلال ہے یا حرام۔ اگرچہ ان کے کھانے سے انسان دبلا ہوجائے تو پہلے جیسی نہ تو قوت رہتی ہے اور نہ صحت۔ اگر دیکھا جائے اور اس بات پر غور کیا جائے کہ ہم آئے دن یہ سنتے بھی اور پڑھتے بھی ہیں کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے تو کیا اس میں دبلے ہونے کے طریقے بھی ہیں۔ ان شاء اللہ ضرور ہوں گے۔ اگر غور کریں تو زندگی کا کوئی ایسا پہلو نہیں جو ہمیں شریعت محمدی سے نہ ملتا ہو' جس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے کتاب وسنت کو تھامیں' اس کا حل بڑا واضح اور روشن دلائل کے ساتھ موجود ہے۔ ہم اپنے دبلا ہونے کے مختلف طریقے اپنائے ہوئے ہیں۔ مثلاً صبح سویرے جوگنگ کے لئے نکلنا' اگرچہ نماز فجر ادا نہیں کی' جوگنگ کے لئے تو ضرور ہی نکلنا ہے اور اسی طرح شام کے کھانے کے بعد سڑکوں پر ٹہلنا تو لازم ہے۔ گھر آکر نماز عشاء ادا نہیں کی اور سو گئے۔ اگر ہمارا گھر سے نکلنا دین کے مطابق ہو تو دو چیزیں حاصل ہوسکتی ہیں۔ ثواب بھی...... ڈائٹنگ بھی...... (ایک تیر سے دو شکار) ڈائٹنگ کے شوق میں ہم کھانا بالکل چھوڑ دیتے ہیں یا پھر اتنا کھاتے ہیں کہ جی بس ہی ہوجاتی ہے۔ اگر ہم کھانا بھی دین کے مطابق کھائیں تو ہماری فٹنس بھی برقرار رہ سکتی ہے۔ تناسب سے کھائیں اور متناسب مقدار میں پکائیں تو کسی بھی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا اور دبلا ہونے کے شوق میں بلاوجہ گھر سے عورتوں کا نکلنا بھی اللہ کی نافرمانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے کہ ''اے عورتو! تم اپنے گھروں میں ٹک کر رہو مگر ہم صبح وشام دبلا ہونے کے اشتیاق

> اگر غور کریں تو زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو ہمیں شریعت محمدی ﷺ سے نہ ملتا ہو۔ ہم صبح سویرے جوگنگ اور شام کو چہل قدمی کے لئے ضرور نکلتے ہیں تو اس کی بجائے اگر ہم نماز پنجگانہ' تہجد اور نفلی روزہ اور مسجدوں میں جا کر نماز کا شوق اختیار کریں تو ہمارا یہ مسئلہ بھی حل ہوسکتا ہے

میں گھر سے نکل جاتی ہیں۔اسلام میں عورت کے لئے ضروری کام کے تحت پردہ میں نکلنے کی اجازت ہے۔تو دیکھئے کہ ڈائنگ کے شرعی طریقے کیسے اور کہاں کہاں ہیں؟

آپ ﷺ نے عورتوں کو اندھیرے کی نمازوں میں مسجد جانے کی اجازت دی ہے۔الحدیث

عن ابن عمران رسول الله ﷺ قال لاتمنعوا اماء الله مساجدالله.(رواہ مسلم)

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں میں جانے سے نہ روکو۔

عن ابن عمریقول سمعت رسول الله يقول اذاستاذنكم نسائكم الى المسجدفاذنوالهن.(مسلم)

''ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا' جب تم سے تمہاری عورتیں مسجد جانے کی اجازت طلب کریں تو تم ان کو اجازت دے دو۔''

اگر ان احادیث کے تحت فجر وعشاء کی نماز ادا کرنے جایا کریں تو ثواب کے ساتھ ڈائنگ بھی ہو جائے گی۔ہاں مسجد جاتے ہوئے ایک بات ضرور یاد رکھئے گا کہ عورتوں کا خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلنا حرام ہے بلکہ زنا کے مترادف ہے اور مردوں کا مسجد خوشبو لگا کر جانا مسنون ہے۔

عن زينب امراة عبدالله قالت قال لنا رسول الله اذا اشهدت احداكن المسجد فلا تمس طيبا.(رواہ مسلم)

''عبداللہ کی بیوی زینب روایت کرتی ہیں' کہتی ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب تم میں سے کوئی عورت مسجد حاضر ہو تو وہ خوشبو نہ لگائے۔''

عن ابی هريره قال قال رسول الله ﷺ ايما امراةاصابت بخوراً فلا تشهد معنا العشاء الاخرة. (رواہ مسلم)

''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو عورت خوشبو لگالے تو وہ ہماری عشاء کی نماز میں حاضر نہ ہو۔''

تو اسی طرح اگر عورتیں نماز فجر وعشاء مسجد میں ادا کریں تو ثواب کے ساتھ ساتھ ڈائنگ بھی ہو جائے گی کیونکہ حدیث میں آتا ہے۔

عن ابی هريره قال قال رسول الله.فلم يخط خطوة الا رفع له بهادرجة وحط عند بهاخطيئة حتى يدخل المسجد.(مسلم)

''پس نہیں کوئی ایک قدم اٹھاتا (مسجد کی طرف باوضو ہوکر) مگر بلند کیا جاتا ہے اس کے ذریعے ایک درجہ اور دور کر دیا جاتا ہے اس سے ایک گناہ یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہو جائے۔''

غیر ملکی طرز کے کھانے اور مغربی تہذیب کے مطابق ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ کر کھانا کھانے سے ہی موٹاپا وجود میں آیا۔اگر ہم مسنون سادہ کھانا کھاتے اور سادگی سے زمین پر بیٹھ کر کھاتے تو یہ بیماریاں جنم نہ لیتیں

سمارٹنیس کا دوسرا شرعی طریقہ:

والذين كفروا ويتمتعون وياكلون كماتاكل الانعام والنا رمثوى لهم○(سورة محمد)

''اور کافر لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں اور وہ جانوروں کی طرح کھاتے ہیں اور انہی لوگوں کا ٹھکانہ آگ ہے۔''

الحدیث: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص بہت کھانا کھایا کرتا تھا۔پھر وہ مسلمان ہو گیا اور کم کھانے لگا۔پس اس کا ذکر نبی ﷺ سے کیا گیا۔آپ ﷺ نے فرمایا' بے شک مومن ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے۔(بخاری ومسلم)

اگر اس حدیث پر عمل کریں تو کم کھایا جائے گا۔مسلم میں یہی روایت قصہ کے ساتھ روایت کی گئی ہے۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور وہ کافر تھا۔پس آپ ﷺ نے بکری دوھنے کا حکم فرمایا۔پس بکری دوھی گئی اور وہ بکری کا دودھ پی گیا۔پھر دوسری...... یہاں تک کہ آپ ﷺ نے سات بکریوں کا دودھ دوھنے کا حکم دیا اور وہ ساتوں بکریوں کا دودھ پی گیا۔پھر وہ صبح کو مسلمان ہو گیا تو اس وقت آپ ﷺ نے بکری دوھنے کا حکم دیا۔اس نے پی لیا دوسری بکری دوھنے کا حکم دیا...... دوسری بکری کا سارا دودھ وہ نہ پی سکا۔اس پر آپ ﷺ نے فرمایا مومن ایک انتڑی میں پیتا ہے اور کافر سات انتڑیوں میں پیتا ہے۔''(المختصر' رواہ مسلم)

اگر اسی طرح ہم کم کھاتے رہے اور صبح وشام نماز ادا کرنے کے لئے نکلیں گی تو شرعی ڈائنگ ہو جائے گی۔اسی طرح اگر سنت طریقہ کے مطابق پیر اور جمعرات کا روزہ رکھیں اور نوافل ادا کرتی رہیں گی تو ہم موٹی نہ ہوں گی' سمارٹ ہی رہیں گی اور کافروں کی صف سے بھی نکلیں گی۔ان شاءاللہ

اکثر اوقات صبح سویرے ورزش کی جاتی ہے۔اگر اس کی جگہ نماز فجر سے پہلے یعنی تہجد کے وقت اٹھ کر نوافل ادا کریں اور اللہ کے حضور اپنے مجاہدین اسلام کے لئے اور اپنے لئے دنیا وآخرت کی بھلائیوں کی دعائیں کریں اور گھر کے کام کاج خود انجام دیں اور جو رقم گھر کے نوکروں کو دی جاتی ہے' وہ اللہ کی راہ میں دے دی جائے تو سب کے لئے بھلائیاں ہی بھلائیاں ہوں گی۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین پر عمل کی توفیق دے۔آمین

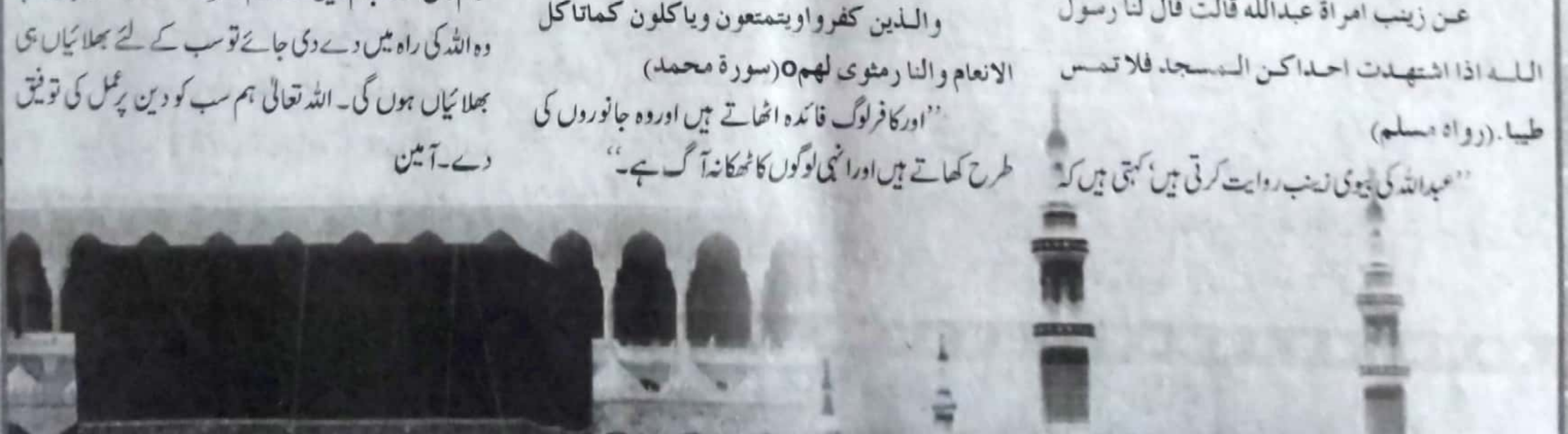

رمضان المبارک سے عید الفطر تک کے دینی مسائل

کتبہ : ابومرجان حافظ انس مدنی
ایم اے عربی، فاضل مدینہ یونیورسٹی

گلستان پہ پھر وہی دور بہاراں آ گیا:

رمضان المبارک ایک فصل بہار ہے۔ جس میں برائیوں اور فواحش ومنکرات کے بہت سے کانٹے ختم ہو جاتے ہیں۔ تقویٰ کے پھول کھلتے ہیں، نیکیوں کے غنچے چٹکتے ہیں۔ عبادات کی کلیاں مسکراتی ہیں۔ قلب ونگاہ میں ہر طرف بہار ہی بہار نظر آتی ہے۔ اہل ایمان میں عمل پر آمادگی کا ایک نادر منظر دیکھنے میں آتا ہے۔ ہر کس وناکس کے دل میں ایک نیا جوش، نیا ولولہ، نئی نشاط اور نئی امنگ چٹکیاں لینے لگتی ہے۔ معاشرے میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ لوگ مساجد کی طرف یوں کھنچ کھنچ کر چلے آتے ہیں جیسے لوہا مقناطیس کی طرف اور پروانے شمع کی طرف آ جاتے ہیں۔ ہر شخص دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ رمضان کے ہر لمحے کو رمضان ہی کا نہیں بلکہ اپنی زندگی کی قیمتی متاع سمجھتے ہیں۔

رمضان کی وجہ تسمیہ:

رمضان، لفظِ رَمْضَا سے مشتق ہے اور رَمْضَا اس بارش کو کہتے ہیں جو موسم خریف سے پہلے برس کر زمین کو غبار سے پاک کر دیتی ہے۔ چونکہ رمضان کا مہینہ بھی اس امت کے جسموں کو رحمت سے روشن اور گناہوں سے پاک صاف کرتا ہے۔ اس لئے اسے رَمْضَا سے اخذ کیا گیا ہے۔

فضائل رمضان المبارک:

رمضان المبارک فضیلت وعظمت اور خیر وبرکات کے لحاظ سے اپنی منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ یہ اپنے اندر پروردگار عالم کی خاص رحمتیں اور بیکراں برکتیں لے کر آتا ہے۔ یہ انوار وتجلیات ربانی، فیوض وبرکات سبحانی اور حسناتِ یزدانی کی ضاء پاشیوں سے بھرپور اور رحمان کی رحمت بیکراں سے معمور ہوتا ہے۔

شہر القرآن:

اس ماہِ صیام کی عظمت اور شان وشوکت اس بات سے مزید عیاں ہو جاتی ہے کہ تمام آسمانی کتابیں اور صحیفے اسی مہینے میں نازل ہوئے۔ (ابن کثیر، ۲۱۶/۱ غنیة الطالبین، ص ۳۷۲) قرآن مجید کے متعلق اللہ سبحانہ وتعالیٰ خود یہ گواہی دے رہا ہے۔

انا انزلنه فی لیلة القدر

''ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا۔''

سرکش شیاطین کا جکڑ دیا جانا:

یہ وہ ماہ مقدس ہے جس میں زمین پر برائی کم ہو جاتی ہے کیونکہ (سرکش شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں، ترمذی، ۶۸۲) اور جس طرح وہ غیر رمضان میں فساد پھیلاتے ہیں اس طرح اس ماہ میں نہیں پھیلا سکتے۔ نیز اس ماہ مبارک میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ، ۱۶٤۲)

جہنم سے آزادی:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اور منادی کرنے والا منادی کرتا ہے، اے نیکیوں کے طالب! خوب پیش قدمی کر اور اے برائیوں کے طالب باز آ جا۔''

اور اللہ تعالیٰ کے لئے جہنم سے آزاد کردہ لوگ ہوتے ہیں اور ہر رات کو ایسا ہوتا ہے۔ (یعنی رمضان کی ہر رات کو اللہ تعالیٰ جہنم سے لوگوں کو آزاد فرماتا ہے)۔ (ترمذی۔ ۶۸۲)

رمضان میں عمرہ کرنا:

نبی کریم ﷺ نے ام سنان انصاریہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''جب رمضان آئے تو اس میں عمرہ کرنا، اس لئے کہ رمضان میں عمرہ کرنا حج کے یا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔'' (صحیح بخاری، ۱۸٦۳)

رمضان کا چاند:

رمضان المبارک کا روزہ چاند دیکھ کر رکھنا چاہئے۔ شک کی صورت میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی افطار کرو۔ اگر تم پر مطلع ابر آلود ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کر لو۔ (رواہ بخاری ومسلم)

نیز فرمایا ''جس نے مشکوک دن کا روزہ رکھا، اس نے ابو القاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔'' (رواہ بخاری وابوداؤد)

رؤیت ہلال:

ہلال رمضان کی رؤیت کے لئے ایک معتبر گواہ اور ہلال شوال کے لئے دو معتبر گواہوں کی گواہی کافی ہے۔

روزے کی اہمیت:

اسی سے واضح ہے کہ یہ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ (صحیح بخاری ومسلم)

چاند دیکھنے کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ، وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ، رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ

''اے اللہ! اس کو ہم پر امن وایمان اور سلامتی و اسلام کے ساتھ نکال۔ اے چاند! میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ اے اللہ! یہ چاند ہدایت اور بھلائی کا چاند ہو۔''

(جامع ترمذی ومسند احمد)

روزے کا وجوب:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یاایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون. (البقرہ-183)

''اے ایمان والو!تم پر (رمضان المبارک کے) روزے فرض کیے گئے ہیں۔ جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے۔ تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ اور فرض کا انکار کفر وارتداد ہے۔اس سے بھی روزے کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

روزے کا لغوی وشرعی معنی:

صوم کے لغوی معنی ''رک'' جانے کے ہیں۔ (سبل السلام۔ 150/2)

اور شرعی اصطلاح میں یہ اللہ تعالیٰ کی ایک عبادت ہے جس میں ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام مفطرات سے' طلوع فجر سے غروب شمس تک' رُکا رہتا ہے۔ (الھدایۃ)

مفطرات کے معنی ہیں ''روزے کو توڑ دینے والی چیزیں' جیسے کھانا پینا' بیوی سے ہمبستری کرنا۔''

روزے کا مقصد:

حصول تقویٰ ہے۔ روزے سے یہ تقویٰ اس طرح حاصل ہوتا ہے کہ جب ایک مسلمان گھر کی چاردیواری کے اندر ہو جہاں اس کو کوئی دیکھنے والا ہوتا ہے نہ اس کا کوئی مؤاخذہ کرنے والا۔ وہاں بھی کھاتا ہے نہ پیتا ہے اور نہ بیوی سے اپنی جنسی خواہش پوری کرتا ہے۔ محض اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے روزے کی حالت میں ان چیزوں سے روک دیا ہے تو پورے ایک مہینے کی تربیت سے بشرطیکہ انسان خلوص دل اور کامل توجہ اور شعور سے کوشش کرے۔ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف راسخ ہو جاتا ہے اور یہ بات اس کے ذہن میں نقش ہو جاتی ہے کہ جب روزے کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے حلال چیزوں سے بھی میں اجتناب کرتا رہا ہوں تو جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے حرام قرار دی ہوئی ہیں ان کا ارتکاب میرے لئے کس طرح جائز ہوگا؟ یا اگر مجھے اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہے تو میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی والے کام کیوں کروں؟

روزے کی فضیلت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: انسان جو بھی نیک عمل کرتا ہے' اس کا اجر اسے دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ملتا ہے لیکن روزے کی بابت اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ یہ عمل (چونکہ) خالص میرے لئے ہے اس لئے میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ (کیونکہ) روزے دار صرف میری خاطر اپنی جنسی خواہش' کھانا اور پینا چھوڑتا ہے۔ روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی اسے روزہ افطار کرتے وقت حاصل ہوتی ہے اور دوسری خوشی اسے اس وقت حاصل ہوگی جب وہ اپنے ربّ سے ملاقات کرے گا۔ روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ (بخاری ومسلم)

روزے دار کی فضیلت:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنت (کے آٹھ دروازوں میں سے) ایک دروازے کا نام 'ریان' ہے' جس سے قیامت کے دن صرف روزے دار داخل ہوں گے۔ ان کے علاوہ اس دروازے سے کوئی داخل نہیں ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

نیز فرمایا: ''جس نے رمضان کے روزے رکھے' ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے (یعنی دکھلاوے اور ریاکاری کے لئے نہیں) تو اس کے گذشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

روزے کے ضروری احکام ومسائل

وجوبِ نیت:

فرض روزوں کے لئے رات کو طلوع فجر سے پہلے پہلے روزے کی نیت کرنا ضروری ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من لم یجمع الصیام قبل الفجر فلاصیام لہ

''جس نے فجر سے پہلے پہلے رات کو روزے کی نیت نہ کی اس کا روزہ نہیں۔'' (سنن ابی داود۔ ۲۴۵۴)

اور نیت کا تعلق دل کے ارادے اور عزم سے ہے۔

جو لوگ زبان سے ''وبصوم غد نویت من شہر رمضان'' کے الفاظ کہتے ہیں' یہ الفاظ حدیث سے ثابت نہیں۔ اس لئے اس سے اجتناب ضروری ہے اور پھر ذرا اس کے معانی پر غور کریں تو عقلاً بھی یہ لفظ کہنا درست نہیں کیونکہ ان الفاظ کے معانی ہیں ''میں نے کل کے روزے کی نیت کی اور یہ الفاظ سحری کے کھانے کے بعد کہے جاتے ہیں۔ جیسا کہ ٹی وی اور ریڈیو پہ بھی سنائے جاتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر تو یہ الفاظ کہنے والا شخص اسی دن کے روزے کی نیت کر رہا ہے تو کل کے روزے کی نیت کہہ کر غلط بیانی کر رہا ہے اور اگر آئندہ آنے والے دن کی نیت کر رہا ہے تو پھر جس دن کا یہ روزہ رکھ رہا ہے' اس کی نیت کہاں گئی؟ اس لئے ان الفاظ کا پڑھنا صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ نبی ﷺ سے ثابت ہی نہیں ہیں۔

سحری ضرور کھائی جائے:

بعض لوگ سحری کھانا ضروری نہیں سمجھتے اور رات کو ہی کھاپی کر سو جاتے ہیں یا آدھی رات کو کھالیتے ہیں۔ یہ دونوں باتیں ہی غلط ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' فصل ما بین صیامنا وصیام اهل الکتاب' اکلة السحر '''' ہمارے اور اہل کتاب کے روزے کے درمیان فرق کرنے والی چیز سحری کا کھانا ہے۔'' (صحیح مسلم)

اس میں برکت بھی ہے اور جسمانی قوت کا ذریعہ بھی اور یہ دونوں چیزیں روزہ نبھانے کے لئے ضروری ہیں۔ فرمایا: ان فی السحور برکة ''بے شک سحری کھانے میں برکت ہے۔''

سحری کا وقت:

نبی اکرم ﷺ کا معمول اور طریقہ مبارک یہ تھا کہ سحری فجر سے تھوڑی دیر پہلے بالکل آخری وقت میں کھایا کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

روزے داروں کے لئے اس طریقۂ نبوی کو اپنانے میں بڑے فائدے ہیں۔ مثلاً: فجر کی نماز میں سستی نہیں ہوتی۔ سحری سے فراغت کے فوراً بعد نماز فجر کا وقت ہو جاتا ہے۔ انسان آسانی سے جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لیتا ہے اور روزے کی ابتداء اور انتہا کے درمیان وقفہ کم ہو جاتا ہے جس سے روزے دار کو سہولت مل جاتی ہے۔ نیز مومن کی بہترین سحری کھجور کھانا ہے۔ (ابن حبان والبیہقی)

افطاری میں جلدی کرنا:

جلدی کا مطلب' سورج کے غروب ہونے سے قبل روزہ کھولنا نہیں ہے' بلکہ سورج کے غروب ہونے کے بعد بلا تاخیر روزہ کھولنا ہے۔ جیسے بعض لوگ سورج غروب ہونے کے بعد اتنا اندھیرا چھانے کو ضروری سمجھتے ہیں کہ تارے نظر آنے لگ جائیں۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں یہود ونصاریٰ کا معمول یہی تھا۔ (ابوداود' ابن حبان)

اس لئے آپ ﷺ نے مسلمانوں کو یہود ونصاریٰ کی مخالفت کرتے ہوئے سورج کے غروب ہوتے ہی فوراً روزہ

کھولنے کا حکم دیا اور فرمایا ''لوگ اس وقت تک ہمیشہ بھلائی میں رہیں گے جب تک روزہ کھولنے میں جلدی کریں گے۔'' (بخاری و مسلم)

روزہ کس چیز سے افطار کیا جائے؟

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ نماز مغرب سے پہلے تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کرتے، اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو چھواروں سے روزہ کھولتے، اگر چھوہارے بھی نہ ہوتے تو پانی کے چند گھونٹ نوش فرمالیتے۔ (سنن ابی داؤد، ۲۳۵۶)

قبولیت دعا کا سنہری موقعہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''ان للصائم عند فطرہ لدعوۃ ماترد'' افطاری کے وقت روزے دار کی دعا رد نہیں کی جاتی۔ (سنن ابن ماجہ، ۱۷۵۳)

روزہ افطار کرنے کی دعا:

نبی اکرم ﷺ افطاری کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔

ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللهُ

''پیاس دور ہوگئی، رگیں تر ہوگئیں اور اگر اللہ ربّ العزت نے چاہا تو اجر ثابت ہوگیا۔'' (سنن ابی داود ۲۳۵۷)

روزہ کھلوانے کا ثواب:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی روزے دار کا روزہ کھلوایا یا کسی غازی کو تیار کیا تو اس کے لئے بھی اس کے برابر اجر ہے اور اللہ تعالیٰ روزے دار کے اجر سے کچھ بھی کمی نہیں کرتا۔ (شعب الایمان (۳۹۵۳) و عبدالرزاق ۴/۳۱۱)

روزہ کھلوانے والے کے لئے دعا:

أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ

''تمہارے پاس روزے دار افطار کرتے رہیں اور تمہارا کھانا نیک لوگ کھائیں اور فرشتے تمہارے لئے دعا کرتے رہیں۔'' (سنن ابی داؤد، ۳/۳۶۸)

روزے دار حسب ذیل چیزوں سے اجتناب کرے:

1- جھوٹ اور برے اعمال سے۔ (صحیح بخاری ۱۹۰۳)

2- لڑائی جھگڑے اور گالم گلوچ سے۔ (ابن خزیمہ، ۱۹۹۶)

3- ہر بے فائدہ اور بے ہودہ کام سے۔

4- جنسی خواہشات پر مبنی باتوں اور حرکتوں سے۔

یہ حرکتیں ہر وقت ہی ممنوع ہیں لیکن روزہ رکھ کر ان حرکتوں کا ارتکاب تو بہت بڑی جسارت اور غفلت شعاری کا عجیب مظاہرہ ہے۔ ایسے ہی لوگوں کی بابت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''کتنے ہی روزے دار ہیں جن کو سوائے پیاس کے، روزہ رکھنے سے کچھ نہیں ملتا اور کتنے ہی شب بیدار ہیں، جن کو بے خوابی کے سوا شب بیداری سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔'' (سنن الدارمی۔ ۲۷۱۶)

روزے دار کے لئے جائز امور:

1- حالت جنابت میں سحری کھا کر روزہ رکھنا اور بعد میں نماز کے لئے غسل کرنا۔ (بخاری، ۱۹۲۶، مسلم ۱۱۰۹)

2- مسواک کرنا۔ (بخاری ۸۸۷، مسلم ۲۵۲)

3- کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا تاہم مبالغہ نہ کیا جائے۔ (سنن ابی داؤد، ۲۳۶۶)

4- بیوی کا بوسہ لینا اور اس سے بغل گیر ہونا بشرطیکہ اپنے آپ پر کنٹرول ہو۔ (بخاری، ۱۹۲۷، مسلم ۱۱۰۶)

5- سر کے بالوں کو اور داڑھی پر مہندی لگانا۔

6- ضرورت کے تحت کھانا چکھنا بشرطیکہ حلق میں نہ جائے۔ (بخاری۔ ۱۲۰۹)

7- سرمہ لگانا اور کان یا آنکھ میں دوائی ڈالنا۔ (بخاری ۴/۱۵۳)

8- گوشت یا رگ میں بغیر طاقت والا ٹیکہ لگوانا۔

9- غسل کرنا۔ (سنن ابی داؤد۔ ۱۸۱۰)

10- سینگی لگوانا۔ (بخاری، ۱۹۳۷)

11- گرد و غبار یا مکھی وغیرہ کا حلق میں چلے جانا۔ (فتح الباری، ۱/۱۵۵)

12- بھول چوک سے کھانا پینا اور جماع کرنا۔ (بخاری و مسلم)

13- طبیعت کی خرابی سے خود بخود قے کا آجانا۔ (ترمذی، ۱/۹۰)

14- احتلام (خواب میں منی خارج ہوجانا) کیونکہ یہ غیر اختیاری فعل ہے۔

کن امور سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

1- جان بوجھ کر کھانے پینے سے۔ (صحیح بخاری، ۴/۱۳۵)

2- جان بوجھ کر قے کرنے سے۔ (سنن ابی داؤد، ۲۳۸۰)

3- حیض و نفاس کا خون شروع ہوجانے سے، چاہے کسی وقت بھی ہو۔ (بخاری، ۴/۲۹۴، مسلم ۳۳۵)

4- جان بوجھ کر جماع کرنے سے۔ (بخاری، ۱۹۳۶)

5- گلوکوز یا خون یا کوئی اور غذائی مواد کسی ذریعے سے اندر داخل کرنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ اس کا مقصد پیٹ کے اندر چیز کا پہنچانا ہے جو مفطر صوم ہے۔

6- حالت بیداری میں استمناء بالید (مشت زنی) یعنی ہاتھ سے منی خارج کرنے یا بیوی کے ساتھ بوس و کنار کرنے سے منی کا انزال ہوجائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

روزہ کی رخصت کن کے لئے؟

1- مسافر۔ (البقرۃ، ۲/۱۸۵)

2- مریض۔ (البقرۃ، ۲/۱۸۵)

3- حائضہ اور نفاس والی۔ (بخاری و مسلم)

4- حاملہ اور دودھ پلانے والی۔ (ترمذی، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

5- بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت۔ (بخاری، شرح السنۃ، ارواء الغلیل)

روزوں کی قضاء کے مسائل:

1- جو روزے بیماری، سفر یا حیض و نفاس کی وجہ سے رہ جائیں، رمضان کے بعد بلا تاخیر ان کی قضاء ضروری ہے۔ تاہم ان کے لئے تواتر ضروری نہیں یعنی وقفے وقفے سے بھی روزے رکھے جاسکتے ہیں۔ (بخاری، ۴/۱۸۹، و مسلم ۱۱۴۶)

2- جو شخص اپنی زندگی میں روزہ رکھنے کی قوت سے محروم ہو جائے تو اس کی طرف سے زندگی ہی میں ایک روزے کے بدلے ایک مسکین کو دو وقت کا کھانا کھلانا ضروری ہے۔ تاہم اس کی طرف سے روزوں کی قضاء ضروری نہیں۔

30 روزوں کے بدلے 30 مسکینوں کو ایک جگہ جمع کرلیں۔ دو وقت کا کھانا کھلایا جاسکتا ہے۔ اس طرح ایک مسکین کو 30 مسکینوں کا اکٹھا کھانا یا اس کے برابر رقم دی جاسکتی ہے۔ یہ رقم اپنے کھانے کی اوسط کے حساب سے ہونی چاہئے۔

3- جو شخص فوت ہوجائے اور اس کے ذمے روزے ہوں تو وارث اس کی طرف سے روزے رکھے۔ (صحیح بخاری)

کفارہ:

اگر کوئی آدمی اپنی بیوی سے حالت روزہ میں ہمبستری کرے، اس پر روزے کی قضاء اور کفارہ لازم ہوتا ہے اور وہ کفارہ ہے ایک گردن آزاد کرنا...... یا بلا ناغہ متواتر دو مہینے کے روزے رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔

اگر کوئی شخص کفارہ ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو، اس کی ادائیگی سے عاجز ہو تو اس سے کفارہ ساقط ہوجاتا ہے۔ (صحیح بخاری۔ ۱۹۳۶)

قیام اللیل یعنی نماز تراویح

قیام اللیل یعنی نماز تراویح:

یعنی راتوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی بارگاہ میں عجز و نیاز کا اظہار کرنا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان کی راتوں میں قیام کیا' ایمان کی حالت میں' ثواب کی نیت (اخلاص) سے' تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (رواہ البخاری و مسلم)

راتوں کا قیام نبی کریم ﷺ کا بھی مستقل معمول تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

نبی اکرم ﷺ نے تین راتیں جو باجماعت قیام اللیل فرمایا' ان میں بھی آپ ﷺ نے آٹھ رکعات اور تین وتر ہی پڑھے تھے۔ (قیام اللیل للمروزی' اول کتاب قیام رمضان' صفحہ: ۱۵۵)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جناب تمیم داری اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو باجماعت تراویح پڑھانے کا جو حکم دیا وہ بھی گیارہ رکعتوں کا ہی تھا جو صحیح سند سے ثابت ہے۔ (مؤطا امام مالک' ۱/۱۱۵)

اگرچہ بعض روایات میں وتر کو رات کی آخری نماز قرار دیا گیا ہے جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اجعلوا آخر صلاتکم باللیل وترا

''تم اپنی رات کی آخری نماز وتر کو بناؤ۔'' (بخاری و مسلم)

لیکن درج ذیل صحیح حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم محض استحباب کے لئے ہے اور آپ ﷺ وتر کے بعد بھی دو رکعت ادا فرما لیا کرتے تھے۔

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ''ان النبی ﷺ کان یرکع رکعتین بعد الوتر''

نبی ﷺ وتر کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ (جامع ترمذی' ۴۷۲)

اس لئے اگر کوئی شخص وتر پڑھ کے سو جائے پھر رات کے پچھلے پہر اٹھ کر نوافل ادا کرے تو وہ آخر میں دوبارہ وتر نہیں پڑھے گا کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا۔

لا وتران فی لیلة ''ایک رات میں دو وتر نہیں ہیں۔'' (جامع ترمذی' ۴۷۱)

لیلۃ القدر کے قیام کا ثواب

وتر کے بعد نوافل:

لیلۃ القدر' جس کی یہ فضیلت ہے کہ ایک رات ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے' یہ بھی رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے ایک رات ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی فضیلت میں بیان فرمایا ہے: جس نے شب قدر میں قیام کیا (یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کی) اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (صحیح بخاری' ۲۰۱۴)

لیلۃ القدر کی تلاش:

لیلۃ القدر کو مخفی رکھنے میں بھی یہی حکمت معلوم ہوتی ہے کہ ایک مؤمن اس کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے پانچوں راتوں میں اللہ تعالیٰ کی خوب عبادت کرے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

فالتمسوها فی العشر الاواخر من کل وتر

''پس تم اسے رمضان کے آخری دنوں کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔'' (صحیح مسلم۔ ۱۱۶۷)

اس لئے آدمی خود بھی مستعد رہے اور اپنے گھر والوں کو بھی تیار کرے جس طرح کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

کان رسول اللہ ﷺ إذا دخل العشر احیا اللیل وأیقظ أهله وجد وشد المئزر.

رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو آپ ﷺ رات کا بیشتر حصہ جاگ کر گزارتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے اور (عبادت میں) خوب محنت کرتے اور کمر کس لیتے۔ (صحیح مسلم' ۱۱۷٤)

لیلۃ القدر کی چند ایک نشانیاں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''شب قدر بڑی آسانی سے گزرنے والی رات ہے' نہ اس میں گرمی زیادہ ہوتی ہے اور نہ ہی ٹھنڈک' اس کی صبح کو جب سورج طلوع ہوتا ہے تو وہ مدہم سرخی والا ہوتا ہے۔'' (مسند الطیالسی' ۳۴۹' صحیح ابن خزیمہ' ۳/۲۳۱' مسند البزار ۱/۴۸۶)

نیز فرمایا:

صبیحة لیلة القدر تطلع الشمس لاشعاع لها کانها طست حتی ترتفع.

''لیلۃ القدر کی صبح سورج طلوع ہوتا ہے' تو وہ بلند ہونے تک ایک تھال کی طرح ہوتا ہے' اس کی شعاع نہیں ہوتی۔'' (صحیح مسلم' ۷٦۲)

اعتکاف:

رمضان کی ایک خصوصی عبادت اعتکاف ہے۔ نبی اکرم ﷺ اس کا بھی خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ رمضان کے آخری دس دن' رات دن مسجد کے ایک گوشے میں گزارتے اور دنیوی معمولات اور تعلقات ختم فرما دیتے۔

نبی اکرم ﷺ اتنی پابندی سے اعتکاف فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ اعتکاف نہ بیٹھ سکے تو آپ ﷺ نے شوال کے آخری دس دن اعتکاف فرمایا۔ (صحیح البخاری' ۲۰٤۱)

اعتکاف کے معنی ہیں جھک کر یک سوئی سے بیٹھنا۔ (لسان العرب' ۹/۲۵۲)

اس عبادت میں انسان صحیح معنوں میں سب سے کٹ کر اللہ تعالیٰ کے گھر میں یکسو ہو کر بیٹھ جاتا ہے۔ اس کی ساری توجہ اس امر پر مرکوز رہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جائے۔ چنانچہ وہ اس گوشۂ خلوت میں بیٹھ کر توبہ و استغفار کرتا ہے' نوافل پڑھتا ہے' ذکر و تلاوت کرتا اور دعا و التجا کرتا ہے اور یہ سارے ہی کام عبادت ہیں۔ اس اعتبار سے اعتکاف گویا مجموعۂ عبادات ہے۔

لیلۃ القدر کی خصوصی دعا:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ لیلۃ القدر ہے۔ تو میں کیا پڑھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

اے اللہ! آپ بہت معاف کرنے والے ہیں' معاف کرنا آپ کو پسند ہے' پس آپ مجھے معاف فرما دیجئے۔ (جامع الترمذی' ۳۵۱۳)

اعتکاف کے اہم مسائل:

1- اعتکاف کا آغاز 20 رمضان المبارک کی شام سے ہوتا ہے' معتکف مغرب سے پہلے مسجد میں آ جائے اور صبح فجر کی نماز پڑھ کر معتکف (جائے اعتکاف) میں داخل ہو۔ (ابوداود)

2- اس میں بلا ضرورت مسجد سے باہر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ (سنن ابی داود)

3- بیمار کی عیادت' جنازے میں شرکت اور اس قسم کے دیگر رفاہی اور معاشرتی امور میں حصہ لینے کی اجازت نہیں ہے۔

4- البتہ بیوی آ کر مل سکتی ہے۔ خاوند کے بالوں میں کنگھی وغیرہ کر سکتی ہے۔ خاوند بھی اسے چھوڑنے کے لئے گھر تک جا سکتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی انتظام نہ ہو اور گھر بھی قریب ہو تو اپنی ضروریات زندگی لینے کے لئے گھر جا سکتا ہے۔ (صحیح بخاری' ابوداود)

5- غسل کرنے اور چارپائی استعمال کرنے کی بھی اجازت ہے۔ (ابن ماجہ)

6- اعتکاف جامع مسجد میں کیا جائے' یعنی جہاں جمعہ کی نماز ہوتی ہو۔ (ابوداود ۱/۳۴۲)

7- عورتیں بھی (خاوند کی اجازت سے) اعتکاف بیٹھ سکتی ہیں۔ (صحیح البخاری)

لیکن ان کے لئے اعتکاف بیٹھنے کی جگہ مساجد ہی ہیں نہ کہ گھر۔۔۔۔۔ جیسا کہ بعض مذہبی حلقوں میں گھروں میں اعتکاف بیٹھنے کا سلسلہ ہے۔ نبی e کی ازواج مطہرات بھی اعتکاف بیٹھتی رہی ہیں اور ان کے خیمے مسجد نبوی میں ہی لگتے تھے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں وضاحت موجود ہے اور قرآن حکیم کی آیت وانتم عاکفون فی المسجد (البقرۃ' ۱۸۷) سے بھی واضح ہے۔ اس لئے عورتوں کا گھروں میں اعتکاف بیٹھنے کا رواج بے اصل اور قرآن وحدیث کی تصریحات کے خلاف ہے۔ تاہم چونکہ یہ نفلی عبادت ہے۔ بنا بریں جب تک کسی مسجد میں عورتوں کے لئے الگ مستقل جگہ نہ ہو' جہاں مردوں کی آمد ورفت کا سلسلہ بالکل نہ ہو' اس وقت تک عورتوں کو مسجد میں اعتکاف نہیں بیٹھنا چاہئے۔

صدقۃ الفطر (فطرانہ)

رمضان کے آخر میں صدقۃ الفطر بھی ضروری ہے

مقصد فطرانہ:

روزے دار کے روزے کو بے ہودہ گوئی اور فحش کلامی سے پاک کرنا اور غرباء ومساکین کی خوراک (ودیگر ضروریات) کا انتظام کرنا۔ (سنن ابی داود۔ ۱۶۰۹)

فرضیت صدقۃ الفطر:

رسول اللہ ﷺ نے آزاد' غلام' مرد' عورت اور ہر چھوٹے بڑے مسلمان پر صدقۃ الفطر ادا کرنا فرض کیا ہے۔ (صحیح بخاری' ۱۵۰۳)

صدقۃ الفطر کس پر فرض ہے؟

صدقۃ الفطر کی ادائیگی ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے' چاہے امیر ہو یا غریب' کیونکہ ایک تو نبی ﷺ نے صدقۃ الفطر کو روزوں کی تطہیر کا باعث بتلایا ہے اور روزوں کی تطہیر امیر اور غریب دونوں کے لئے ضروری ہے۔ دوسرے آپ نے جن الفاظ میں اس کی ادائیگی کا حکم دیا ہے' ان میں کوئی چیز ایسی نہیں جن سے امیر وغریب کے درمیان اس مسئلے میں فرق کا کوئی پہلو نکلتا ہو۔ اس لئے غرباء کو بھی صدقۃ الفطر ادا کرنا چاہئے' چاہے وہ صاحب نصاب نہ ہوں۔

فطرانہ کا وقت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے نماز عید کے لئے جانے سے قبل اسے ادا کر دیا' اس کی زکوۃ مقبول ہے اور جو شخص (عید کی) نماز کے بعد ادا کرے گا تو اس طرح زکوۃ الفطر نہ ہوگی بلکہ یہ عام صدقات کی طرح ایک صدقہ ہوگا۔ (سنن ابی داود۔ ۱۶۰۹)

بعض لوگ عیدگاہ پہنچ کر وہاں ادا کرتے ہیں' ایسا کرنا صحیح نہیں ہے۔ (صحیح بخاری)

صحابہ کرام علیھم الرضوان فطرانہ عید سے ایک یا دو دن پہلے ادا کر دیتے تھے۔ (بخاری' ۱/۲۰۵)

صدقہ فطر کس جنس سے ادا کیا جائے؟

صدقۃ الفطر ہر اس جنس سے دیا جا سکتا ہے جو انسان بطور خوراک استعمال کرتا ہے' (جیسے گیہوں' چنے' جو' مکئ' باجرہ' جوار' چاول وغیرہ اجناس خوردنی ہیں' لہٰذا ان میں سے جو جنس زیادہ استعمال کرتا ہے' اس سے وہ صدقۃ الفطر ادا کر سکتا ہے۔

مقدار صدقۃ الفطر:

اس کی مقدار ایک صاع حجازی ہے جو ڈھائی کلو کا ہوتا ہے۔ ہر شخص کی طرف سے ڈھائی کلو غلہ ادا کیا جائے۔ (صحیح مسلم' ۹۸۵)

اگر قیمت دی جائے تو کتنی:

اگر کسی کے پاس صدقۃ الفطر ادا کرنے کے لئے غلہ موجود نہ ہو یا جو شخص اس کے سامنے ہو' وہ غلے کی بجائے دیگر ضروریات کا حاجت مند ہو تو دونوں صورتوں میں غلے کے بجائے اس کی قیمت دی جا سکتی ہے۔ (فتاویٰ علماء حدیث ۷/۲۰۴) لیکن یہ قیمت اس غلے کے اعتبار سے دی جائے جو انسان استعمال کرتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص دیسی گندم زیادہ استعمال کرتا ہے تو وہ ڈھائی کلو گندم یا اس کی قیمت ادا کرے۔ چاول زیادہ استعمال کرنے والا ڈھائی کلو چاول یا اس کی قیمت ادا کرے۔ اسی طرح دیگر اجناس علیٰ ہذا القیاس۔

صدقہ فطر کن لوگوں کا حق ہے؟

حافظ ابن قیمؒ لکھتے ہیں۔ صدقہ فطر کی تقسیم میں رسول اللہ ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ ﷺ نے اسے صرف مساکین کے ساتھ ہی خاص رکھا اور (قرآن میں مذکور) آٹھ قسموں پر اسے مٹھی مٹھی کر کے تقسیم نہیں کیا اور نہ اس کا حکم ہی دیا اور نہ آپ ﷺ کے بعد صحابہؓ وتابعین نے ایسا کیا۔ (زاد المعاد' ۱/۱۵۱)

(اور یہ سب کو معلوم ہے کہ مجاہدین میں مساکین بھی شامل ہوتے ہیں۔ اگر یہ صدقہ فطر مجاہدین پر لگایا جائے تو گویا سونے پہ سہاگہ ہے۔)

عید الفطر کے مسائل

غسل کرنا:

عید کے دن غسل کرنا' عمدہ لباس پہننا اور خوشبو کا استعمال کرنا مستحب ہے۔ (مؤطا امام مالک۔ ۱/۱۷۷)

عید اور جمعہ:

اگر عید کے دن جمعہ آ جائے تو جمعہ کی رخصت ہے۔ (ابوداود' نسائی)

عید کے دن روزہ:

نبی اکرم ﷺ نے عیدین کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

عید کے دن کھجوریں کھانا:

رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے دن کھجوریں کھائے بغیر عیدگاہ کی طرف نہیں جاتے تھے اور آپ ﷺ کھجوریں طاق عدد میں (5,3,1) کھاتے تھے۔ (بخاری۔ ۱/۱۳۰)

نمازِ عید، عیدگاہ میں ادا کرنا:

عید کی نماز باہر کھلے میدان ''عیدگاہ'' میں ادا کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت (طریقہ) ہے۔ (مجمع الزوائد۔۱/۲۲۳)

حافظ ابن حجرؒ نے کتاب (اخبار المدینہ) سے نقل کیا ہے ''المصلی'' عیدگاہ مدینہ میں ایک معروف جگہ ہے' اس کے اور مسجد نبوی کے دروازے کے درمیان ایک ہزار ہاتھ کی مسافت ہے۔ (فتح الباری۔۲/ ۴۴۸)

بشرط ثبوت روایت آپ نے ایک دفعہ بسبب بارش مسجد میں نماز عید ادا کی۔ (سنن ابی داود۔۱/۱۶۴)

ورنہ دائمی سنت آپ کی یہی تھی کہ آپ عیدین کی نماز عیدگاہ میں ادا فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری۔۹۵۶)

مستورات عیدگاہ میں ضرور جائیں:

حتی کہ ایام ماہواری والی عورتیں بھی عیدگاہ جائیں۔ وہ جائے نماز سے علیحدہ رہیں لیکن مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔ (بخاری ومسلم)

لیکن یہ ضروری ہے کہ عورتیں مکمل باپردہ ہو کر عیدگاہ جائیں۔ خوشبو نہ لگائیں اور ظاہری زیب وزینت سے گریز کریں ورنہ نیکی برباد اور گناہ لازم کے مترادف ہوگا۔

عیدگاہ کو پیدل آنا جانا:

عیدگاہ کو پیدل جانا' پیدل ہی واپس آنا اور راستہ تبدیل کرنا سنت ہے۔ (صحیح بخاری وجامع الترمذی)

عید کا وقت:

عید کی نماز کا وقت وہی ہے جو نماز چاشت (ضحیٰ) کا ہے۔ (مستدرک حاکم۔۱/۲۴۹)

تکبیرات عید:

عیدگاہ کو جاتے ہوئے بلند آواز سے تکبیریں کہنی چاہئیں۔ (الدار قطنی وابن شیبہ)

تکبیر کے الفاظ یہ ہیں۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ' اَللّٰہُ اَکْبَرُ' لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ' وَاللّٰہُ اَکْبَرُ' اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ. (طبرانی' ابن ابی شیبہ وء ارواء الغلیل. ۱۲۵/۳)

اللہ اکبر' اللہ اکبر' اللہ اکبر کبیرا. (فتح الباری' ۴۶۲/۲)

طریقہ نمازِ عید:

1- عید کی نماز کے لئے نہ ہی اذان ہے اور نہ تکبیر۔ (مسلم ۔۶/۱۷۶)

2- نبی ﷺ خطبہ سے پہلے عید کی نماز پڑھاتے تھے۔ (صحیح البخاری ومسلم)

3- نماز عیدین کا طریقہ وہی ہے جو عام نماز کا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ عیدین کی نماز کی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ سے پہلے اور تکبیر اولیٰ کے بعد 7 اور دوسری رکعت میں 5 تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ (ابوداؤد ۱۱۵۰)

4- امام کو چاہئے کہ وہ سنت پر عمل کرتے ہوئے پہلی رکعت میں (سبح اسم ربك الأعلىٰ) اور دوسری میں (هل اتاك حديث الغاشيه) پڑھے یا (ق ۝ والقرآن المجيد ۝) اور (اقتربت الساعة وانشق القمر) پڑھے۔ (مسلم' ابوداؤد' ترمذی' نسائی وابن ماجہ)

5- نماز کے بعد لوگوں کو خطبہ میں وعظ ونصیحت کی جائے۔ (بخاری ومسلم)

6- نماز عید کے لئے دو خطبوں کا ثبوت کسی صحیح حدیث میں موجود نہیں۔ صرف یہ جمعہ پر قیاس ہے۔ صحیح احادیث میں ایک ہی خطبے کا ذکر ہے۔

مبارکباد کا طریقہ:

نماز عید کے بعد مسلمان آپس میں ملاقات کریں تو ایک دوسرے کو عید کی مبارکباد ان الفاظ میں دیں۔

''تَقَبَّلَ اللّٰہُ مِنَّا وَمِنْكَ'' اللہ تعالیٰ ہم سب کی عید اور دیگر اعمال صالحہ قبول فرمائے۔ (فتح الباری)

شش عیدی روزے:

ہم رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف بہت زیادہ راغب تھے۔ اب اس کے جانے پہ مؤمنین اداس تھے۔ عید کی خوشی کے بعد رمضان کی سحری اور افطاری کے خوبصورت مناظر نگاہوں کے سامنے آتے تو لوگ آبدیدہ ہو جاتے' لہٰذا اللہ ربّ العزت کی طرف سے شوال کے روزے بطور تحفہ میسر آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے رمضان کے روزے رکھے' اس کے بعد شوال کے چھ (نفلی) روزے رکھے' تو یہ پورے زمانے کے روزے رکھنے کی مانند ہے۔ (صحیح مسلم)

''ایک نیکی کا اجر کم از کم دس گنا ہے'' کے مطابق ایک مہینے (رمضان) کے روزے دس مہینوں کے برابر ہیں اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے بھی رکھ لئے جائیں تو یہ دو مہینوں کے برابر ہو گئے۔ یوں گویا اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔ یہ چھ (نفلی) روزے متواتر رکھ لئے جائیں یا ناغہ کر کے' دونوں طرح جائز ہیں۔ تاہم شوال کے مہینے میں رکھنے ضروری ہیں۔

اسی طرح جن کے رمضان کے فرض روزے بیماری یا سفر وغیرہ کی وجہ سے رہ گئے ہوں' ان کے لئے ضروری ہے کہ پہلے وہ فرضی روزوں کی قضاء دیں اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھیں۔

بقیہ | زلزلہ متاثرین

8 اکتوبر کا زلزلہ پاکستانی تاریخ کا ایک ہولناک اور المناک باب ہے۔ جس میں آزاد کشمیر کے 5 اور سرحد کے 4 اضلاع کلی یا جزوی طور پر تباہ ہوئے۔ 2 لاکھ سے زیادہ اموات واقع ہوئیں جن میں زیادہ تعداد خواتین اور بچوں کی تھی۔ 7 لاکھ افراد زخمی ہوئے۔ 35 لاکھ لوگ بے گھر' 500 مساجد اور مدارس شہید ہوئے' 5000 سکول زمین بوس ہو گئے' ہزاروں افراد زندگی بھر کے لئے معذور اور اپاہج ہو گئے۔

زلزلہ کی شدید ترین تباہی سے حکومت آزاد کشمیر اور حکومت پاکستان بھی وقتی طور پر بوکھلا گئی تھی۔ کسی کو کوئی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کرے۔ ایسے موقعہ پر الحمدللہ جماعۃ الدعوۃ کے ساتھی آدھے گھنٹے کے اندر اندر اپنے بھائیوں کی مدد کے لئے پہنچ چکے تھے۔ آزاد کشمیر اور سرحد میں جماعۃ الدعوۃ کے اپنے لوگ بھی زخمی تھے اور جاں بحق بھی ہوئے لیکن اپنے زخموں اور زخمیوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دیگر مصیبت زدہ لوگوں کی مدد میں جت گئے اور دن رات ایک کر دیئے۔ شعبہ خدمت خلق کی ایمبولینسیں' جماعۃ الدعوۃ کے 90 ڈاکٹر اور 18 آرتھوپیڈک سرجن ڈاکٹر عامر عزیز کے ساتھ تھے...... یہ سب پہلے دن ہی زخمیوں کی مدد کے لئے میدان میں اتر چکے تھے۔ پہلے ہی دن ہزاروں زخمیوں کو ملبے سے نکالا گیا۔ اب تک زلزلہ زدگان کی مد' علاج معالجہ' بحالی اور تعمیر نو پر ڈیڑھ ارب روپے خرچ ہو چکے ہیں اور یہ سلسلہ تا حال جاری ہے۔

اسی طرح شعبہ خدمت خلق نے زلزلہ متاثرین کے لئے سحر' افطار الصائم اور عید پیکج کا اہتمام کیا ہے۔ تاکہ متاثرین کو سحری وافطاری اور عید کی خوشیوں میں شامل کیا جا سکے۔ سحری وافطار الصائم کے لئے 1500 اور عید پیکج 3100 روپے کی رقم مقرر کی گئی ہے۔

زلزلہ میں بیوہ ہونے والی خواتین اور یتیم ہونے والے بچوں کے لئے ماہانہ اعانت کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ ایک سو یتیم بچوں کو ماہانہ 1800 روپے دیئے جائیں گے اور 18 سال کی عمر تک وظیفہ کی ادائیگی کا سلسلہ جاری رہے گا جبکہ بیوہ خواتین کو ماہانہ 3100 روپے دیئے جائیں گے۔

اب جبکہ رمضان کی آمد آمد ہے۔ خیر وبرکت کے اس مہینہ میں ہمارے متاثرہ بھائی ہماری مدد اور تعاون کے طلبگار ہیں۔ ابھی ہمارے یہ بھائی ہماری کافی مدد کے مستحق ہیں لیکن افسوس ہم دوبارہ حال مست ہو گئے ہیں۔ لہٰذا اہل پاکستان کو چاہئے کہ وہ دل کھول کر اپنے ان بھائیوں کے ساتھ تعاون کریں۔

ہیں ایسے صوبہ میں؛ جس طرح اکبر بگٹی کے معاملے کو ڈیل کیا گیا ہرگز درست نہیں ہے۔

جہاں تک پنجاب کے خلاف اٹھنے والی آواز کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ استعماری طاقتوں کی پاکستان کے خلاف سازش ہے جو پاکستان سے اس کی قومی شناخت چھین لینا چاہتے ہیں۔ ان طاقتوں نے پہلے پنجاب میں پنجابی ازم کو پروان چڑھانا چاہا جب یہاں ناکامی ہوئی تو پھر سندھ' سرحد اور بلوچستان کا رخ کیا۔ ان لوگوں نے پنجاب کو قابل نفرت بنانے کے لئے جو دلائل گھڑے وہ سب بودے اور کمزور ہیں۔ ان میں کوئی حقیقت اور جان نہیں ہے۔ پنجاب کے وسائل دوسرے صوبوں کے وسائل پر قبضہ کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کے جغرافیہ کی وجہ سے ہیں۔ اس کا علاقہ میدانی ہے اور ہر چیز کی کثرت ہے۔ البتہ وفاق کے محکموں میں پنجابیوں کی کثرت ہے' اسے کم ہونا چاہئے۔ آخری بات یہ ہے کہ بلوچستان کو اس کا حصہ آبادی کے تناسب سے نہیں بلکہ جغرافیہ کے تناسب سے ملنا چاہئے۔ اس لئے کہ حصہ اور وسائل انسانوں کے سروں پر نہیں لگتے بلکہ زمین پر صرف ہوتے ہیں۔

اتباع قرآن وسنت ورد تقلید پر مبنی دینی لٹریچر حاصل کیجئے

1- حرمت تقلید قرآن وسنت اور آئمہ اربعہ کی نظر میں: قرآن وسنت' امام ابوحنیفہؒ اور دیگر آئمہ کرام کے فرامین سے حرمت تقلید پر دلائل سے بھرپور لٹریچر جو خصوصی طور پر آپ کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ **2- طلاق ثلاثہ اور حلالہ پر ایک نظر:** ایک وقت میں دی ہوئی تین طلاقیں تین نہیں بلکہ ایک ہی شمار ہوتی ہے۔ اس پر قرآن وحدیث سے قطعی دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ علمائے احناف (دیوبندی' بریلوی) کے فتاویٰ جات بھی درج کئے گئے ہیں۔ نیز مروجہ حلالہ ناجائز' حرام اور شیعوں کا متعہ ہے۔ اس پر بھی دلائل دیئے گئے ہیں۔ **3- التحقیق فی رکعات تراویح:** مسنون رکعات تراویح صرف آٹھ رکعات ہی ہیں۔ احادیث' عمل صحابہؓ کے علاوہ خود علماء دیوبند کی تحریروں سے بھی ناقابل تردید ثبوت پیش کئے گئے ہیں۔ **4- میں کیوں اور کیسے اہلحدیث ہوا؟** ایک ایسے جید حنفی عالم دین کی کہانی جو دارالعلوم دیوبند (ہند) کے پڑھے ہوئے تھے مگر اپنے مسلک سے مطمئن نہیں تھے۔ تلاش حق کی جستجو کی تو تقلید کا پٹہ گلے سے اتار کر اہلحدیث ہوگئے۔ ان کی کہانی ان کی خود نوشت میں پڑھیے جو یقیناً دوسرے مقلدین کے لئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ تمام اشتہار اور پمفلٹ /60 روپے نقد یا اس کی ڈاک ٹکٹیں بھیج کر طلب کیجئے۔ اپنا نام و پتہ صاف اور مکمل لکھیے۔ اگر ڈاک نہ ملے تو دوبارہ خط لکھئے یا فون پر رابطہ کیجئے۔ نوٹ ادارہ کا مکمل لٹریچر بمعہ ڈاک خرچ /350 روپے بھیج کر طلب کیجئے۔

منجانب: حافظ عبدالغنی آل حسن (پوسٹ بکس نمبر 45 ڈیرہ غازیخان پاکستان' فون: 064-2466650
0334-6739912

بقیہ: غازی

ناس کیا۔ اس سے قبل کہ انہیں کمک مہیا ہوتی' سب ساتھیوں کو نکلنے کا حکم ہوگیا۔ اس نئی جنگی حکمت عملی نے دشمن کو حیران و پریشان کر دیا۔ ہم وہاں سے نکل کر اپنی ملن گاہ کی طرف چلے گئے۔ جب وہاں پہنچے تو اس وقت روشنی ہو چکی تھی۔ ہم نے بلندی پر جا کر جب کیمپ کی حالت دیکھی تو وہ بالکل تباہ ہو چکا تھا۔ اس کیمپ اٹیک میں آرمی کے 20 فوجی ہلاک اور کئی ایک زخمی ہو کر ہمیشہ کے لئے معذور ہوگئے۔ الحمدللہ اس حملے میں آرمی کو جو زک پہنچی۔ اس سے علاقے میں مجاہدین کے حوصلے بلند ہوگئے۔

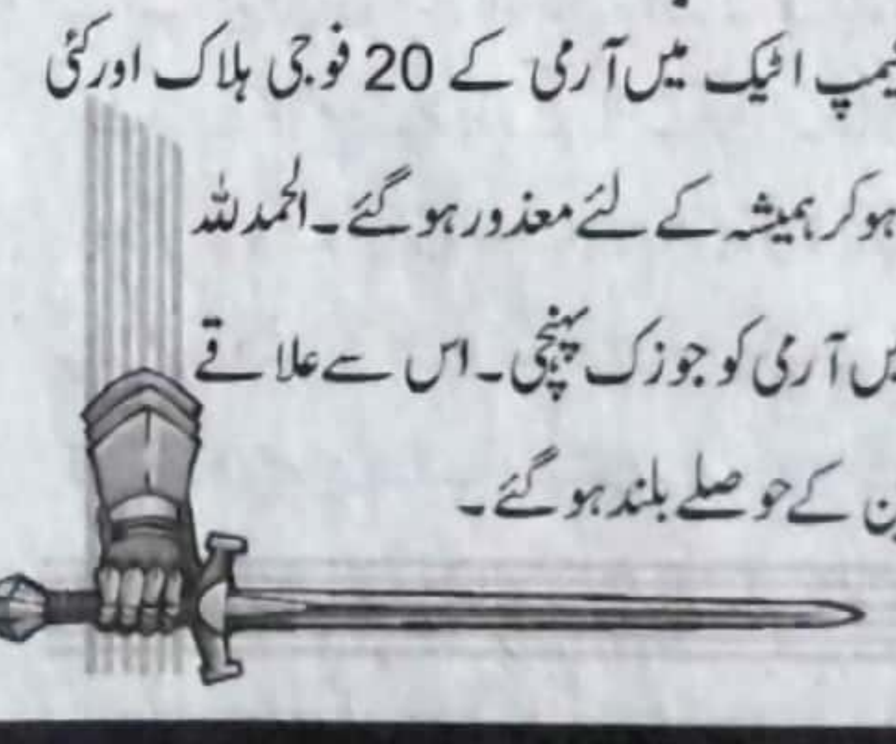

بقیہ: فہم حدیث

ہوئے ناموں میں سے اکثر میں اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ کا نام بطور جزء شامل ہوتا ہے۔ اگر اسے باہر نکالنا ضروری ہو تو اسے کہاں رکھا جائے؟ یہ بات بہت ہی بڑی مشقت میں مبتلا کرنے والی ہے۔ اگر باہر رکھ کر چلا جائے تو واپسی پر بہت کم امکان ہے کہ دوبارہ ملے۔ اس لئے اگر ایسا کوئی کاغذ جیب میں چھپا ہوا ہو تو اسے بیت الخلاء میں لے جانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر۔ جیب میں چھپی ہوئی چیز کو انگلی میں پہنی ہوئی انگوٹھی پر قیاس کرنا درست نہیں ہے خصوصاً جب انگلی والی حدیث بھی صحیح نہیں۔

توضیح الاحکام میں ہے "فقہاء کہتے ہیں کہ اگر ضرورت کی وجہ سے ایسی چیز بیت الخلاء میں لے جائے (جس پر اللہ کا ذکر یا اس کے اسماء وصفات لکھے ہوں) تو ممنوع نہیں۔ اس استثناء کی بنیاد اس قاعدے پر ہے کہ ضرورت کے وقت کراہت ختم ہو جاتی ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے فرمایا کہ دراہم (کرنسی نوٹ یا سکے) پر اگر لا اله الا الله لکھا ہوا اور وہ کسی رومال یا تھیلی میں ہو تو انہیں لے کر بیت الخلاء میں جانا جائز ہے۔ (۳۰۰/۱)

۴۔ اللہ اور اس کے رسول کے نام پر مشتمل انگوٹھی پہن کر حاجت کیلئے جانا یا جو چیزیں اس پر قیاس کی گئی ہیں' اس حدیث کی رو سے مکروہ ٹھہریں گی۔ حرام نہیں (خصوصاً اگر وہ دائیں ہاتھ میں ہو اور آلودگی کا خطرہ نہ ہو) کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا بلکہ آپ ﷺ نے یہ فعل ترک فرمایا ہے۔ اوپر ترک سے حرمت ثابت نہیں ہوتی اور یہ ترک بھی کسی پختہ حدیث میں نہیں آیا بلکہ ایک ضعیف حدیث میں آیا ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

الدعوۃ ماڈل سکول گوجرانوالہ کے وائس پرنسپل عابد حسین کے فرزند پیدائش کے بعد 12 گھنٹے زندہ رہنے کے بعد وفات پا گئے۔

مجلہ الدعوۃ کے بھائی محمد امین الرحمٰن کا بیٹا دوران پیدائش ہی دار فانی سے کوچ کر گیا۔

عبداللہ لطیف نمائندہ خصوصی مجلہ الدعوۃ' ہفت روزہ غزوہ اور بیورو چیف ماہنامہ الصدیق کی خالہ حاجی عبدالمجید عزیز صدر انتظامیہ جامع مسجد توحید اہلحدیث جمیل آباد فیصل آباد کی والدہ گزشتہ دنوں انتقال کر گئیں۔

ادارہ وقارئین لواحقین کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کو جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے۔ آمین

اور جس نے ایک انسان کی جان بچائی گویا اس نے ساری انسانیت کی جان بچائی (المائدہ:32)

ادارہ خدمت خلق جماعۃ الدعوۃ پاکستان
فی سبیل اللہ

ایمبولینس عطیہ کیجئے

www.dawakhidmat.org

الدعوۃ ایمبولینس

کسی بھی مریض کی سب سے اہم ضرورت ...... بروقت طبی امداد! اس کی فوری فراہمی کی صورت ایمبولینس ..... الدعوۃ میڈیکل مشن کے تحت مریضوں، زخمیوں اور میتوں کی منتقلی کے لیے "الدعوۃ ایمبولینس" کے نام سے شعبہ قائم کیا گیا ہے۔ ناگہانی آفات، ایمرجنسی اور حادثات میں یہ سروس مفت مہیا کی جاتی ہے۔

الدعوۃ ایمبولینس

ملک کے 42 شہروں میں اپنی خدمات کا آغاز کر چکی ہے۔ اس سروس کے ذریعے اب تک 31,854 افراد کو یہ سہولت مہیا کی جا چکی ہے۔ 8 اکتوبر 2005ء کے زلزلے میں بھی "الدعوۃ ایمبولینس" کا کردار نمایاں رہا۔

آپ کے تعاون سے ان شاء اللہ عنقریب اس کارِ خیر کو ملک بھر میں پھیلا دیا جائے گا۔

ایمبولینس یا اس کی قیمت

عطیہ کر کے اپنے اور مرحومین کے لئے صدقہ جاریہ کا اہتمام کیجئے

ایک HI-ACE ایمبولینس کی قیمت مع ضروری سامان 6,00,000 روپے Duty Free

برائے رابطہ وتعاون ادارہ خدمتِ خلق جماعۃ الدعوۃ پاکستان

4-لیک روڈ چوبرجی لاہور

092-42-7231106-7230550

0300-8444992

اکاؤنٹ الدعوۃ واٹر پروجیکٹ۔ UBL-2498-2 ماڈل ٹاؤن لاہور

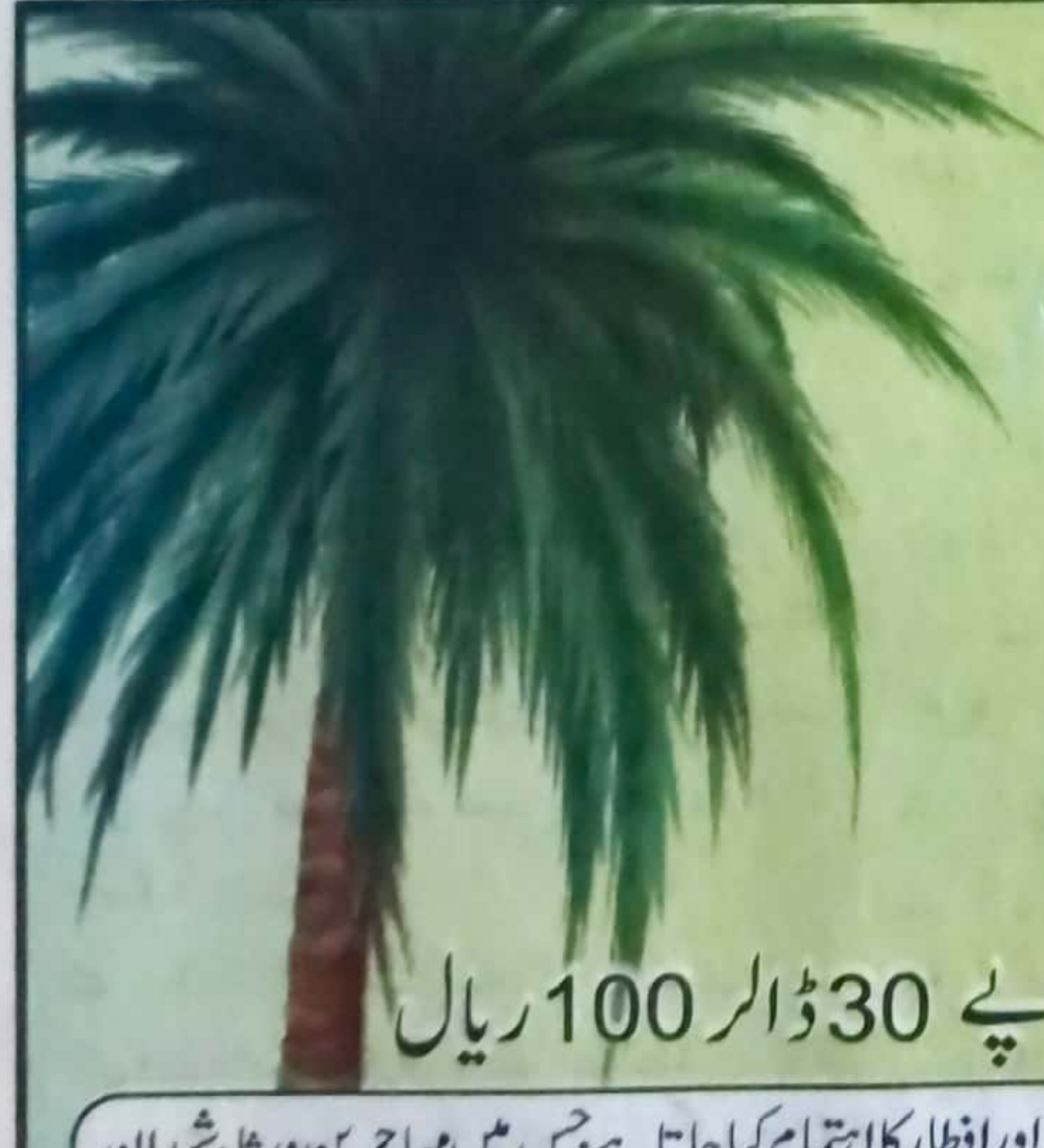

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے روزہ دار کو روزہ افطار کرایا اسے بھی اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اجر روزہ دار کے لئے ہوگا اور روزہ دار کے اجر سے کوئی چیز کم نہ ہوگی (ترمذی)

آیئے اس ماہ مقدس میں ان مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو بھی یاد رکھیں جو غربت و مفلسی کی بناء پر مناسب سحر و افطار کرنے سے قاصر ہیں

افطار الصّائم

رمضان المبارک میں سحر و افطار کے لئے فی کس تعاون

1500 روپے 30 ڈالر 100 ریال

ہر سال رمضان المبارک میں سحر اور افطار کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں مہاجرین ورثاء شہداء اور قحط زدہ افراد و سیلاب زدگان۔ دینی مدارس کے طلباء، غرباء، قیدی اور یتامیٰ شامل ہیں۔

ادارہ خدمت خلق

جماعۃ الدعوۃ پاکستان 4 لیک روڈ چوبرجی لاہور

Ph:042-7230550-7231106-e-mail:info@dawakhidmat.org

a/cNo-702-000-0 The Bank of Punjab Chuburji Lahore Pakistan

Iftar-us-saim ڈرافٹ بنام

کیا طلاق رجعی کے فوراً بعد سالی سے نکاح کرنا جائز ہے؟

س: اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق رجعی دے پھر دوسرے ہی دن اپنی سالی سے نکاح کرلے کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ کتاب وسنت کی روشنی میں جواب مطلوب ہے؟

ج: اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن حکیم میں جہاں پر محرمات کا ذکر فرمایا ہے وہاں فرمایا ہے'' وان تجمعوا بین الاختین '' دو بہنوں کو ایک شخص کے نکاح میں رکھنا حرام ہے خواہ وہ بہنیں نسبی ہوں یا رضاعی۔ دونوں ایک ماں باپ سے ہوں یا فقط باپ کی طرف سے ہوں یا فقط ماں کی طرف سے ہوں اس پر امت کا اجماع واتفاق ہے۔ جب عورت کو اس کا شوہر طلاق رجعی دیتا ہے تو عدت کے اندر اندر وہ اس کی بیوی شمار ہوتی ہے اس لئے عورت کا نان ونفقہ اور رہائش وسکنی مرد کے ذمہ ہوتا ہے۔ امام حسن بصری، امام عطاء بن ابی رباح، امام شعبی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ کا یہ قول ہے کہ مطلقہ ثلاثہ کے لئے سکنی اور نفقہ نہیں ہے جب خاوند رجوع کا حق نہ رکھتا ہو یہی قول عمرو بن دینار، طاؤس، عکرمہ اور ایک روایت کے مطابق ابراہیم نخعی اور اہل الظاہر کا ہے۔ (تحفۃ الاحوذی شرح الترمذی 393/4)

ان کی دلیل فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا والی حدیث ہے جنہیں ان کے شوہر نے آخری طلاق بھی دے ڈالی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا''لاسکنی لك ولا نفقه'' تیرے لئے سکنی اور نفقہ نہیں ہے (صحیح مسلم 1480/36 ابوداؤد (2288) ترمذی (1180) ابن ماجہ (2036) نسائی (3405)

علامہ عبدالرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں'' واحتج الاولون بحدیث فاطمه بنت قیس المذکور فی الباب وهو نص صحیح صریح فی هذه المسئلة قال العینی فی شرح البخاری قصه فاطمه بنت قیس رویت من وجوه صحاح متواتره '' (تحفۃ الاحوذی 394/4)

پہلے گروہ (مطلقہ ثلاثہ کے لئے نفقہ اور سکنی جن کے ہاں درست نہیں) نے فاطمہ بنت قیس کی حدیث حجت سے پکڑی ہے جو اس باب میں ذکر ہوئی ہے اور اس مسئلہ میں یہ صحیح اور صریح نص ہے۔ علامہ عینی نے شرح صحیح بخاری میں کہا ہے فاطمہ بنت قیس کا قصہ صحیح متواتر احادیث میں روایت ہوا ہے۔ لہذا طلاق رجعی میں شوہر کو رجوع کا مکمل حق حاصل ہوتا ہے اس لئے عدت کے اندر وہ اس کی زوجیت سے خارج نہیں ہوئی اس لئے وہ اپنی سالی کے ساتھ یا چوتھا نکاح نہیں کر سکتا جب تک عدت مکمل نہ نہیں ہوتی۔

امام قرطبی لکھتے ہیں۔

واجمع العلماء علی ان الرجل اذا طلق زوجته طلاقا یملك رجعتها انه لیس له ان ینكح اختها او اربعا سواها حتی تنقضی عدة المطلقة۔ (مختصر تفسیر القرطبی 484/1)

علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ آدمی جب اپنی بیوی کو ایسی طلاق دے، جس میں وہ اس کے ساتھ رجوع کا حق رکھتا ہو تو اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اس کی بہن یا اس کے علاوہ چوتھی عورت کے ساتھ نکاح کرے یہاں تک کہ مطلقہ کی عدت پوری ہوجائے۔ نیز دیکھیں تفسیر البحر المحیط لابی حیان الاندلسی 298/3 التفسیر الکبیر للرازی 37/10 تفسیر آیات الاحکام 296/1 تفسیر الخازن 360/1 تفسیر فتح القدیر 448/1 تفسیر فتح البیان 49/2 تفسیر مواہب الرحمان 209/2

معلوم ہوا کہ طلاق رجعی میں اپنی مطلقہ زوجہ کی بہن کے ساتھ نکاح جمع بین الاختین کے زمرے میں آتا ہے اس لئے یہ نکاح حرام ہے واللہ اعلم۔

شوہر کی جائیداد اس کی مرضی کے بغیر بیچنے کا کیا حکم ہے؟

س: کیا ایک عورت اپنے شوہر کی جائیداد شوہر کی مرضی کے اور اس سے پوچھے بغیر فروخت کرسکتی ہے اور کیا والدین جب اپنی زندگی میں اپنی اولاد کے درمیان کچھ مال تقسیم کریں تو وہ پوری اولاد میں بانٹیں گے یا بعض کو حصہ دے دیں اور بعض کو موخر کردیں یہ درست ہے (کاشف باری مون مارکیٹ اقبال ٹاؤن لاہور)

ج: عورت پر اللہ تعالیٰ نے مرد کو قوام حاکم اور نگران بنایا نہ کہ اس کے برعکس ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

الرجال قوامون علی النساء بما فضل الله بعضهم علی بعض وبما انفقوا من اموالهم الآیة (النساء: 34)

مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے جو اللہ نے ان کے بعض کو بعض پر فضیلت عطا کی ہے اور اس وجہ سے جو مردوں نے اپنے اموال خرچ کئے۔ مرد کو اللہ نے عورت پر جو فضیلت عطا کی ہے وہ دو قسموں پر مشتمل ہے۔ 1۔ وہبی اللہ تعالیٰ نے مرد کو قوت نفس، ڈیل ڈول وغیرہ میں عورت کے مقابلہ میں مضبوط بنایا ہے۔ 2۔ کسبی کمانے اور خرچ کرنے کا بوجھ اللہ نے مرد کے کندھوں پر ڈالا ہے اور عورتوں کو مردوں کے ہاں قیدی رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا تھا'' الا واستوصوا بالنساء خیرا فانما هن عوان عندکم''

خبردار! عورتوں کو بھلائی کی وصیت کرتے رہو یہ تو تمہارے ہاں قیدی ہیں۔ (ارواء الغلیل 96/7)

امام ابن کثیر فرماتے ہیں

'' فان الله قد اوجب حق الزوج علیها وطاعته وحرم علیها معصیته لما له علیها من الفضل والافضال۔ (تفسیر ابن کثیر 262/2)

یقیناً اللہ تعالیٰ نے خاوند کا حق اور اس کی اطاعت کرنا عورت پر واجب کیا ہے اور اس پر مرد کی نافرمانی حرام قرار دی ہے اس لئے کہ مرد کو عورت پر فضیلت حاصل ہے اور مرد عورت پر خرچ کر کے بھلائی کرتا ہے۔ پھر امام ابن کثیر نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ذکر کیا ہے۔

لوکنت آمرا احدا ان یسجد لأحد لامرت المراة ان تسجد لزوجها من عظم حقه علیها''

اگر میں کسی کو حکم دینے والا ہوتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے اس لئے کہ مرد کا عورت پر بہت بڑا حق ہے۔ (ابن کثیر 262/2)

عورت کو اس بات کی شرعی طور پر اجازت نہیں ہے کہ وہ شوہر کی اجازت کے بغیر مال خرچ کرے۔ ابوامامہ الباھلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

سمعت رسول الله فی خطبته عام حجة الوداع یقول لاتنفق امراة شیئا من بیت زوجها الا باذن زوجها قیل یا رسول الله لا والطعام ؟ قال ذالك افضل اموالنا (ترمذی مع تحفۃ الاحوذی 388/3(670) ابن ماجہ (2295) شرح السنۃ 204/6(1696)

میں نے رسول اللہ ﷺ سے حجۃ الوداع کے سال آپ کے خطبہ میں سنا آپ فرما رہے تھے کوئی عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے کچھ بھی خرچ نہ کرے۔ ابوامامہ نے پوچھا' کیا اے اللہ کے رسول غلہ بھی نہیں؟ فرمایا یہ تو ہمارے افضل مالوں سے ہے۔

امام بغوی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں

العمل علی هذا عند عامة اهل العلم ان المراة لیس لها ان تتصدق بشی من مال الزوج دون اذنه وکذلك الخادم ویاثمان ان فعلا ذلك ۔ (شرح السنة 205/6)

اس حدیث پر عام اہل علم کے ہاں عمل ہے بلاشبہ عورت کو شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال سے کسی بھی چیز کا صدقہ کرنا جائز نہیں اسی طرح خادم کا حکم ہے اور اگر بیوی اور خادم دونوں ایسا کام کریں گے تو گناہ گار ہوں گے۔

ایک حدیث میں ہے

لاتصدق بشی من بیته الا باذنه قال فان فعلت کان له الاجر وعلیها الوزر قالت یا رسول الله ما حق الزوج علی زوجته قال لاتخرج من بیتها الا باذنه فان فعلت لعنتها ملائکة الله وملائکة الرحمة وملائکة الغضب حتی تتوب او تراجع قلت یا رسول الله وان کان لها ظالما قال وان کان لها ظالما...... الحدیث (التمہید 231/1 ابن ابی شیبہ کتاب النکاح باب ماحق الزوج علی امراتہ 304,303)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت شوہر کے گھر سے کسی بھی چیز کا صدقہ اس کی اجازت کے بغیر نہ کرے۔ اگر عورت نے شوہر کی اجازت کے بغیر صدقہ کیا شوہر کو تو اجر ملے گا اور عورت پر بوجھ اور گناہ ہوگا عورت کہنے لگی اے اللہ کے رسول شوہر کا اپنی بیوی پر کیا حق ہے؟ فرمایا اس کی اجازت کے بغیر اپنے گھر سے نہ نکلے اگر ایسا کرے گی تو اس پر اللہ کے رحمت اور غضب والے فرشتے لعنت کرتے ہیں حتی کہ وہ توبہ کر لے یا واپس آ جائے۔ ابن عمر کہتے ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ اگر شوہر عورت پر ظلم کرنے والا ہو تو؟ فرمایا اگر چہ وہ اس پر ظلم کرنے والا ہو۔ یہ اور اس معنی کی احادیث واضح کرتی ہیں کہ عورت مرد کی اجازت کے بغیر صدقہ وخیرات بھی نہیں کر سکتی اور گھریلو اشیاء وغیرہ کیسے خرچ کر سکتی ہے۔ گھر کا غلہ اور اناج شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو نہیں دے سکتی تو شوہر کی پراپرٹی اس کی اجازت حاصل کئے بغیر کیسے بیچ سکتی ہے۔ اگر ایسے کرے گی تو گناہ گار ہوگی اور فرشتوں کی لعنت کی حق دار بن جائے گی۔

رہی اس سوال کی دوسری شق کہ جب والدین اپنی اولاد میں کوئی چیز تقسیم کریں تو ان پر اولاد کے درمیان عدل فرض ہے اگر بعض اولاد کو دے دیں اور بعض کو نہ دیں تو جن کو دیا ہے ان سے بھی واپس لے لیں۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے برسرمنبر بتایا کہ مجھے میرے باپ نے ایک غلام عطیہ دیا تو عمرہ بنت رواحہ ان کی والدہ کہنے لگیں میں اس پر راضی نہیں حتی کہ تم رسول اللہ ﷺ کو اس پر گواہ بنالو تو وہ رسول اللہ کے پاس آئے اور کہا میں نے اپنے بیٹے کو جو عمرہ بنت رواحہ سے ہے ایک غلام عطیہ دیا ہے اور عمرہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو گواہ بنالوں تو آپ نے پوچھا تو نے اپنی ساری اولاد کو اس جیسا عطیہ دیا ہے تو انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا

''فاتقوا الله واعدلوا بین اولادکم''

اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو اور فرمایا وہ غلام واپس لے لو تو انہوں نے غلام واپس لے لیا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ''لااشهد علی جور'' میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔ یہ حدیث صحیح بخاری کتاب الھبۃ میں (2650,2587,2586) مروی ہے۔

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے۔

واذا اعطی بعض ولده شیئا لم یجز حتی یعدل بینهم ویعطی الاخر مثله ولا یشهد علیه

اور جب اپنی بعض اولاد کو کوئی چیز دے تو اتنی دیر تک جائز نہیں جب تک ان کے درمیان عدل نہیں کرتا اور دوسرے کو بھی اس جیسی چیز نہیں دیتا اور اس پر گواہی بھی نہیں دی جائیگی۔ یہ صحیح حدیث واضح کرتی ہے کہ اولاد کے حق میں عدل فرض ہے۔ جب عطیات دینے لگے تو سب کو برابر عدل وانصاف سے دے ورنہ جس کو دیا ہے اس سے واپس لے لے۔ والد کو حق حاصل ہے وہ اپنی اولاد سے عطیہ واپس لے سکتا ہے۔

اور طحاوی کے ہاں اس حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ سووا بین اولادکم فی العطیه کما تحبون ان یسووا بینکم فی البر'' اپنی اولاد کے درمیان برابری کرو عطیہ دینے میں جیسا کہ تم پسند کرتے ہو وہ تمہارے درمیان نیکی میں برابری کریں۔ (فتح الباری 211/5 تحفۃ الاخیار بترتیب شرح مشکل الآثار (493)174/6)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں

وقد تمسك به من اوجب التسوية فی عطية الاولاد وبه صرح البخاری وهو قول طاؤس والثوری واحمد واسحاق (فتح الباری 214/5)

اور جس شخص نے اولاد کے درمیان عطیہ کی برابری کو واجب قرار دیا اس نے اس حدیث سے تمسک کیا ہے۔ اس بات کی صراحت امام بخاری نے کی ہے اور طاؤس' سفیان ثوری' احمد واسحٰق رحمۃ اللہ علیہم کا بھی یہی قول ہے۔ عطیہ دینے میں مذکر و مونث برابر ہیں یہی راجح قول ہے اور اس پر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث دلالت کرتی ہے جس میں ہے

''سووا بین اولادکم فی العطیه فلوکنت مفضلا احدا لفضلت النساء''

عطیہ دینے میں اپنی اولاد کے درمیان مساوات سے کام لو اگر میں کسی کو زیادہ دینے والا ہوتا تو عورتوں کو زیادہ دیتا۔

یہ حدیث سعید بن منصور اور بیہقی نے نکالی ہے اور اس کی سند حسن ہے۔ (فتح الباری 214/5)

امام بیہقی نے اس حدیث پر باب باندھا ہے'' عطیه الرجل ولده ...... السنة فی التسوية بین الاولاد فی العطیه'' (السنن الکبری بیہقی 186/6)

آدمی کا اپنی اولاد کو عطیہ دینا۔ عطیہ دینے میں اولاد کے درمیان برابری سنت ہے۔

لہٰذا پوری اولاد کے درمیان تقسیم کرتے وقت انصاف سے کام لے ان کے درمیان چیز برابر تقسیم کرے ورنہ ظلم ہوگا اور عدل وانصاف کے تقاضوں سے متضاد اور متصادم فیصلہ ہوگا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ عورت شوہر کی پراپرٹی اور جائیداد خود فروخت نہیں کر سکتی اس کو شوہر سے اجازت لینا ہوگی خواہ وہ صراحتاً ہو یا دلالۃً۔ بہرصورت اجازت ضروری ہے پھر اولاد میں تقسیم کرتے ہوئے عدل وانصاف سے کام لینا ہوگا یا پھر ایسے کام سے باز رہیں۔ مرنے کے بعد وراثت کے احکام جاری ہوں گے ان کے مطابق جائیداد بانٹ لی جائے گی۔ واللہ اعلم

3 بجے گھات لگا کر حملہ کر دیا۔ مجاہدین نے 10 منٹ کے دورانیہ میں بھارتی ٹاؤٹوں کی ٹھکائی کرتے ہوئے ایک فوجی کو ہلاک جبکہ دوسرے زخمی کو خون میں لت پت چھوڑ کر دونوں سرفروش بحفاظت بچ نکلنے میں کامیاب رہے۔ الحمدللہ

2 برہمن چیلے قتل، متعدد زخمی

1 3 اگست: ضلع گاندربل، تحصیل کنگن میں کشمیری مجاہدین کا ایک پانچ رکنی دستہ خصوصی مشن پر محوسفر تھا کہ اثنائے سفر مجاہدین رات 12:30 بجے پال پورہ نامی علاقہ میں پہنچے تو انہیں ایک پل کراس کرنا تھا اور اس پل پر کبھی کبھار بھارتی فوجی بھی آ کر بیٹھا کرتے تھے۔ چنانچہ مجاہدین نے حفظ ماتقدم کے تحت پل کے قرب وجوار کا جائزہ لیا اور سب سے پہلے ایک مستعد چھاپہ مار اپنی گن کو تیاری حالت میں لے کر دفاعی پوزیشن میں پل کے پار پہنچا اور ایک محفوظ جگہ پر اپنے ساتھیوں کی کورنگ کے لئے براجمان ہوا۔

دوسرے مجاہد ابھی پل کے قریب پہنچے ہی تھے کہ ایک سمت سے آنے والی بھارتی فوج نے فائر کھول دیا۔ جواباً مجاہدین نے بھی ملٹری پر فائرنگ شروع کر دی۔ یوں قابض انڈین آرمی اور فرزندان توحید کے مابین کم وبیش آدھ گھنٹہ تک فائرنگ کا تبادلہ جاری رہا۔ جس میں مجاہدین نے 2 بھارتی فوجی ہلاک اور متعدد زخمی کر دیئے۔ الحمدللہ علی ذلک

تاہم اس معرکہ آرائی میں مجاہدین ایک دوسرے کو کور فائر دے کر نکلتے رہے اور آخر میں قرعہ شہادت درج ذیل خوش نصیبوں کے نام نکلا۔ ان شاءاللہ

1- ابوعمر جرار عامر شکور بن عبدالشکور

2- ابومصعب محمد نواز بن غلام رسول

کشمیری مجاہد کا ظالموں کو تحفہ'3 ہلاک'8 زخمی

4 ستمبر: ضلع اودھم پور، تحصیل مہورسٹی میں ایک کشمیری جانباز اپنے ہاتھ میں دستی بم کی پن نکال کر سڑک پر کنولی موڑ کے قریب غیر محسوس انداز میں کھڑا ہو گیا۔ صبح 9 بجے بھارتی فوجیوں کی گاڑی جونہی موڑ کاٹنے کی غرض سے آہستہ ہوئی تو اس جانباز نے گرنیڈ گاڑی میں پھینکا اور دھماکے سے تین بھارتی فوجی موقع پر واصل جہنم ہوئے جبکہ دیگر 8 اہلکار شدید زخمی ہو گئے جبکہ حملہ آور چھلاوے کی مانند موقع واردات سے محفوظ مامون بچ نکلنے میں کامیاب رہا۔ فللہ الحمد

4 ظالم سینک مردار

6 ستمبر: ضلع کپواڑہ، تحصیل سوگام کے علاقہ پت شاہی میں مجاہدین کی جنگل میں موجودگی پر بھارتی فوج نے اپنے لاؤ لشکر سمیت صبح 8:45 پر مجاہدین کی قیام گاہ پر چھاپہ مارا۔ مجاہدین نے دہلی سرکار کے ان دہشت گردوں پر ایک زوردار حملہ کر دیا۔ مسلم جانبازوں نے پندرہ منٹ کے دورانیے میں 117 گولیاں کلاشن کوف کی استعمال کرتے ہوئے اپنے سامنے 4 بھارتی فوجیوں کو مار گرایا اور باقی فوجیوں کو پچھاڑتے ہوئے تمام چھاپہ مار بحفاظت ملٹری کے گھیرے کو پاؤں تلے روندتے ہوئے علاقے سے نکل گئے جبکہ بھارتی فوج اپنے 4 سورموں کی لاشوں کا تحفہ لے کر ناکام ونامراد واپس پلٹی۔ الحمدللہ

5 دہشت گردوں کا صفایا، دو زخمی، باقی کو بھگایا

9 ستمبر: ضلع پونچھ، تحصیل مینڈھر کے علاقہ کس بلاڑی میں فدائیان کتاب وسنت کے دو جانباز ایک ضروری کام کی غرض سے موجود تھے کہ اس علاقہ میں آنے والی قابض بھارتی فوج سے 6 بجے صبح ان کا خونریز تصادم ہوا۔ کراس فائرنگ کے نتیجہ میں بھارتی فوجیوں اور سربکف مجاہدین کے مابین گھمسان کی لڑائی شروع ہوگئی۔ چھاپہ مار کارروائیوں کے ماہر اور گوریلا صفت مجاہدین دوران معرکہ فائرنگ بند کر کے روپوش ہو گئے جبکہ جوابی فائر نہ پاکر بھارتی فوجیوں نے یہ سمجھا کہ دونوں حریت پسند شہید ہو چکے ہیں۔ چنانچہ بھارتی فوجی سرچنگ کرتے ہوئے جونہی آگے بڑھے تو گھات میں بیٹھے مجاہدین نے دستی بموں او رآٹومیٹک گنوں سے ان پر شدید حملہ کر دیا۔ بھارتی فوج نے ان دو سرفروشوں کو زیر کرنے کے لئے بھرپور وسائل اور بے پناہ نفری کو اس جنگ کی بھٹی میں جھونک دیا اور یوں کس بلاڑی کا یہ علاقہ شام 7 بجے تک گولہ بارود کے پے درپے فلک شگاف دھماکوں اور تڑتڑاتی گولیوں سے گونجتا رہا اور چشم فلک نے دیکھا کہ توحید کا نور سینوں میں لئے صرف دو جانبازوں نے نصرت الٰہی سے 5 درندہ صفت انڈین فوجی خاک وخون میں تڑپا دیئے جبکہ دو اہلکار شدید زخموں سے چور ہو کر عمر بھر کی معذوری کا رونا روتے ہوئے ہسپتال جا پہنچے۔ الحمدللہ علی ذلک

بھارت کی مذہبی جنونی جماعتیں کھلے بندوں، ترشولوں، کلہاڑیوں، برچھیوں، لاٹھیوں اور چاقوؤں سے مسجدوں، مدرسوں، مسلمانوں اور عیسائیوں پر حملے کر رہی ہیں

تاہم کم وبیش 13 گھنٹے کے اس حق وباطل کے مابین فیصلہ کن معرکہ میں درج ذیل بھائی اپنی متاع عزیز کو اپنے رب کی رضا پر نچھاور کر کے شہادت کے شیریں جام کو نوش جان فرما کر اللہ کی جنتوں کے ابدی مہمان بنے۔ ان شاءاللہ

1- ابومصعب محمد ابراہیم بن محمد صدیق

2- ابومسلم جانباز ناصر محمود بن عبدالمالک

1 مشرک بنیاد پرست مردار، تین زخمی

9 ستمبر: ضلع ڈوڈہ کے علاقہ پرائم نگر میں فدائیان کتاب وسنت کے دو جانباز مجاہد غاصب بھارتی فوج پر چھاپہ مار کارروائیوں کے سلسلہ میں ایک اہم مشن پر محوسفر تھے کہ مٹھوری کے علاقہ میں ان کا انڈین آرمی سے اچانک آمنا سامنا ہو گیا۔ مجاہدین نے رات 9:45 پر بھارتی فوج کی نقل وحرکت کو محسوس کرتے ہی ان ہندو بدمعاشوں پر کلاشنکوفوں سے فائرنگ شروع کر دی۔ جوابی طور پر بھارتی فوج نے بھی فائر کھولا تو کراس فائرنگ کے نتیجہ میں ایک خونریز جھڑپ چھڑ گئی۔ اس معرکہ آرائی میں ابودرداء بھائی نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔ مقام معرکہ کے خدوخال، علاقائی صورتحال اور نشیب وفراز کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے ساتھی کو اپنی پشت پر رکھتے ہوئے کور فائر دیا اور خود جارحانہ انداز سے دشمن پر جھپٹتے ہوئے ایک بھارتی فوجی کو موت کے گھاٹ اتار دیا جبکہ اس صف شکن کی کاری ضربوں سے ایک میجر سمیت 3 بھارتی گھس بیٹھیے فوجی شدید زخمی ہو کر بھارتی سینا کے لئے نشان عبرت بنے۔ الحمدللہ

تاہم اس برق رفتار اور خونریز معرکہ آرائی میں جو کہ تقریباً 10 منٹ تک جاری رہی۔ درج ذیل بھائی اپنے بھائی سے سبقت کر کے منصب شہادت پر براجمان ہوئے اور چوکڑیاں بھرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی جنتوں کا مہمان بنا۔ ان شاءاللہ

ابودرداء بابر خالد بن خالد مصطفیٰ

4 انسانیت دشمن قتل، چار زخمی

10 ستمبر: ضلع کپواڑہ، تحصیل سوگام کے علاقہ دیور میں کشمیری حریت پسندوں کا ایک سہ رکنی دستہ بھارتی قابض افواج کی بیخ کنی کے لئے محوسفر تھا کہ شام 7:05 بجے پران کا ایک

فلسفہ قربانی

جذبہ قربانی مسلمانوں کو احساس جاودانی بخشتا ہے۔ اسلام نے اپنے پیروکاروں سے حسب حال ہر قسم کی قربانی طلب کی۔ حق و باطل کی آویزش جب انتہا کو پہنچ جائے تو اللہ تعالیٰ خالق کل، مالک الملک، زندگی عطا کرنے والے اور موت دینے والے رب نے مسلمانوں کو قتال کا حکم دے کر ان سے جان کی قربانی طلب کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان اللہ اشتری من المومنین انفسم و اموالھم بان لھم الجنۃ (التوبہ 112)

"یقیناً اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے اموال جنت کے عوض خرید لئے ہیں۔"

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون (النساء:92)

"تم نیکی تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے جب تک تم اس (اللہ) کی راہ میں اپنی محبوب چیزیں نہ خرچ کرو۔"

قربانی: جود و سخا کا درس

اسلام نے اپنے پیروکاروں کو جود و سخا کی ترغیب دلائی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیشتر فرامین کے ذریعے بخل کی سخت مذمت فرمائی ہے۔

آپ ﷺ نے کبھی ایک دنبہ (مسلم) کبھی دو دنبے (متفق علیہ) کبھی ایک بکری (متفق علیہ) کبھی ایک گائے (مسلم)

اور حجۃ الوداع کے موقع پر سو سے زائد اونٹوں کی قربانی دی۔ (بخاری و مسلم) آپ اکثر اپنی طرف سے (متفق علیہ) کبھی اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے (مسلم) اور کبھی کبھی اپنی امت کے ان افراد کی طرف سے بھی قربانی کرتے جو خود استطاعت نہ رکھتے ہوں۔ (مسلم)

رسول اللہ ﷺ کو کبھی یہ فکر لاحق نہ ہوئی کہ اتنے جانور ذبح کرنے سے مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ برباد ہوگا۔ عرب کے گرم موسم کی وجہ سے گوشت بھی ضائع ہوگا۔ دولت کا ضیاع، غیر ترقیاتی اخراجات نقصان ہی نقصان۔ فلاح و بہبود کے مقاصد ناپید۔ یہ طرز تفکر خالصتاً ہندوانہ اور بیگانہ ہے ہر قسم کے حالات، تنگدستی و خوشحالی میں اسلام نے میانہ روی درس دیا۔ اسراف تبذیر کو حرام قرار دیا۔ لیکن ہر قسم کے چھچھورے پن کی بھی شدید مذمت کی ہے۔ ہاں قربانی جب ریاکاری، نمود و نمائش اور جھوٹے تفاخر و مباہات کے لئے ہو تو ضرور قابل مذمت و نفرین ہے۔

قربانی کا وقت اور دن

سیدنا جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز عید سے فارغ ہوئے تو قربانی کا گوشت دیکھا جو عید کی نماز سے پہلے کی گئی تھی۔ آپ نے فرمایا جس نے نماز سے پہلے قربانی کی تو اسکے بدلے اور قربانی کرے۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ آپ نے فرمایا: نماز سے پہلے جو جانور ذبح کئے گئے وہ گوشت کے لئے تھے۔ وہ قربانی کے ثواب سے محروم ہو گئے۔ (متفق علیہ)

لہذا نماز عید اور خطبہ سے فراغت کے بعد ہی قربانی کرنا سنت صحیحہ ہے۔ لیکن حجاج منیٰ میں دس ذی الحجہ کا سورج طلوع ہونے کے بعد ہی قربانی کر سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ نو ذوالحجہ کو میدان عرفات میں عید کو بدلے حج ادا کر چکے ہوتے ہیں۔

اقوال علماء کے مطابق دس ذوالحجہ نماز عید کے بعد سے لے کر تیرہ تاریخ تک قربانی کی جا سکتی ہے۔ (فتح الباری ج 10 ص 8 فتاوی اہلحدیث 2/1132 تفسیر اضواء البیان 5/496 و تفسیر ابن کثیر وغیرہ)

قربان گاہ

حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ساری وادی منیٰ منحر ہے (قربان گاہ ہے) (مسلم بحوالہ مشکوۃ باب الوقوف بعرفۃ)

قربانی کا مقصد اللہ کی قربت اور محبت کا حصول ہے۔ اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت اور خون کا حصول مقصود نہیں بلکہ قربانی کرنیوالے کے تقویٰ کا امتحان مقصود ہوتا ہے۔

لن ینال اللہ لحومھا ولا دماء ھا ولکن ینالہ التقوی منکم (الحج۔ 37)

"اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت اور خون ہرگز نہیں پہنچتے لیکن اسے صرف تمہارا تقوی پہنچتا ہے۔"

اور تقوی کا حصول اسی طریقہ سے ممکن ہے جو طریقہ رسول اللہ ﷺ نے بتایا ہے کہ قربانی کا زیادہ سے زیادہ گوشت صدقہ کیا جائے۔ آپ نے فرمایا۔ ابن آدم کہتا ہے میرا مال۔ میرا مال۔ اور اس کے مال کی تین قسمیں ہیں۔ جو کھایا وہ فنا کر دیا۔ جو پہنا وہ بوسیدہ کر دیا اور جو صدقہ دیا وہ آخرت کے لئے ذخیرہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں ارشاد فرمایا

واطعموا القانع والمعتر"

کہ "مانگنے والے اور نہ مانگنے والے کو کھلاؤ۔"

لہذا قربانیاں وہیں کرنی چاہئیں جہاں محتاج و فقراء آسانی سے گوشت حاصل کر سکیں۔

قربانی کے جانور کی عمر

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لاتذبحوا الا مسنۃ الا ان یعسر علیکم فتذبحوا جذعۃ من الضأن۔ (مسلم)

دوندے (جس جانور کے سامنے کے دو دانت گر کر نئے اگ آئے ہوں) جانور کے علاوہ تم ذبح نہ کرو۔ اگر تمہیں مشکل پیش آئے تو بھیڑ میں سے کھیرا (جس نے ابھی ایک دانت بھی نہ گرایا ہو) ذبح کر لو۔

عموماً بھیڑ بکری دو سال اور گائے تین سال کے بعد اور اونٹ چھٹے سال میں دوندے ہو جاتے ہیں۔ بھیڑ کے جذعہ (کھیرا) میں سال یا چھ ماہ کی کوئی شرط نہیں ہے بلکہ جب تک جانور کے دودھ والا دانت نہ گرے چاہے دو سال سے اوپر ہی ہو جائے وہ کھیرا ہی کہلاتا ہے۔

قربانی کا طریقہ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سینگوں والے چتکبرے دو دنبے بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر خود ذبح فرمائے۔ آپ نے اپنا پاؤں مبارک ان کے پہلو پر رکھا۔ (متفق علیہ)

> جذبہ قربانی مسلمانوں کو احساس جاودانی بخشتا ہے۔ حق و باطل کی آویزش جب انتہا کو پہنچ جائے تو رب العالمین نے مسلمانوں کو قتال کا حکم دے کر ان سے جان کی قربانی طلب کی ہے

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سینگوں والا ایک دنبہ منگوایا جس کے پاؤں، پیٹ اور آنکھیں سیاہ تھیں۔ (ایک روایت میں دنبے کا منہ بھی سیاہ تھا) آپ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا چھری تیز کر کے مجھے دے دو۔ آپ نے دنبا لٹایا اور یوں دعا کی، اللھم تقبل من محمد و من آل محمد و من امۃ محمد (مسلم)

''اے اللہ تو محمد ﷺ آل محمد اور امت محمد سے قبول فرما'' قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت ایک سے زیادہ دعائیں حدیث میں ملتی ہیں۔

درج ذیل امور ذبح کے وقت مسنون ہیں

1۔ جانور کو قبلہ رخ بائیں پہلو پر لٹانا۔

2۔ ذابح اپنا دایاں پاؤں جانور کے دائیں پہلو پر رکھے تا کہ اسے ذبح کرنے میں آسانی ہو۔

3۔ اونٹ کو نحر کرنا ہی افضل ہے اور نحر کا طریقہ یوں ہے کہ اونٹ کو قبلہ رخ کھڑا کر کے اس کا بایاں گھٹنا باندھ دیا جائے۔ پھر نیزہ یا خنجر وغیرہ اس کی گردن کے آخر میں سینے کی طرف گڑھے میں مارا جائے۔ جب خون بہہ جائے گا تو اونٹ گر پڑے گا۔

تسمیہ و تکبیر میں حکمت

ذبح کرتے ہوئے جب بسم اللہ اللہ اکبر اور کھاتے وقت بسم اللہ کہا جاتا ہے تو درحقیقت یہ بندوں کی طرف سے ان کی عاجزی اور درماندگی اور اپنے خالق و مالک کی کبریائی و عظمت کا اعتراف ہوتا ہے کہ جس مالک الملک ذوالجلال والاکرام نے ہمارے لئے یہ جانور مسخر کیے ہیں۔ اسی کا نام لیکر ہم ذبح کر رہے ہیں اور اسی کا نام لے کر ہی گوشت کھائیں گے تا کہ مذبوحہ کے محاسن ہی ہمارے خون کا حصہ بنیں اور ہم اس کے عیوب و حیوانی نقائص سے محفوظ رہیں۔

قربانی میں حصہ داری

بکرے اور دنبے کی قربانی صرف ایک آدمی کی طرف سے ہوتی ہے گائے میں سات حصہ دار شریک ہو سکتے ہیں۔ اونٹ میں سات حصہ دار بھی اور دس حصہ دار بھی شریک ہو سکتے ہیں۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ اونٹ اور گائے میں سات سات حصے ڈالے۔ (مسلم)

اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محو سفر تھے کہ عید الاضحیٰ آ گئی۔ ہم نے گائے میں سات اور اونٹ میں دس حصے ڈالے۔ (صحیح ترمذی۔ صحیح ابن ماجہ للالبانی)

جب قربانی کے جانور کم ہوں اور متمنی شرکت زیادہ ہوں تو اونٹ میں دس آدمی بھی شریک ہو سکتے ہیں۔ اور جب قربانی کے جانور وافر ہوں تو مسلم والی حدیث پر عمل کرتے ہوئے اونٹ میں بھی سات آدمی شرکت کر لیں۔ (وباللہ التوفیق)

عبداللہ بن عباس والی روایت سے یہ مسئلہ بھی مستنبط ہوتا ہے کہ مسافر اگر طاقت رکھتا ہو اس کے لئے قربانی کرنا ہی افضل ہے۔ ایک آدمی بھی گائے ذبح کر سکتا ہے۔ بلکہ مخیّر حضرات متعدد قربانیاں کر سکتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر سو سے زیادہ اونٹوں کی قربانی دی اور ایک بار آپ ﷺ نے ازواج مطہرات کی طرف سے ایک گائے ذبح کی۔

ہر مسلمان کو چاہئے کہ قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت سب مسلمانوں کی شرکت کی نیت کرے تا کہ سب مسلمانوں کو ثواب ملے۔

جن عیوب کی وجہ سے قربانی جائز نہیں

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا۔ قربانی لیتے وقت کن جانوروں سے بچا جائے آپ ﷺ نے فرمایا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو

جس کا کانا پن ظاہر ہو

جس کی بیماری واضح ہو

ایسا کمزور جانور جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو

(مسند احمد 284/2' ترمذی 283/1)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم آنکھیں اور کان اچھی طرح دیکھ لیں۔ (مسند احمد 80/1 ترمذی۔ 283/1)

نیز آپ ﷺ نے سینگ ٹوٹی اور کان کٹی قربانی سے منع کیا۔ (ابن ماجہ)

کھالوں کا مصرف اور احیائے سنت

سیدنا علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب سے راویت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کی قربانیوں کی نگرانی کروں اور ان کے گوشت کھالیں اور ان کی جل' پالان' نکیل مہار یعنی ان کی حفاظت اور زینت وغیرہ کی) تمام چیزیں صدقہ کروں۔ (متفق علیہ)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ نے ابو جہل کا وہ اونٹ (جو غزوہ بدر کے غنیمت میں حاصل ہوا تھا) بھی قربانیوں میں شامل کیا اور اس نکیل سونے یا چاندی کی تھی۔ آپ ﷺ اس کے ذریعے مشرکین جلانا چاہتے تھے۔ (ابوداؤد)

مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنی قربانی کے جانوروں کے گلے میں چمڑے وغیرہ کے پٹے اور گھنگھرو یا گھنٹیاں نہ ڈالیں بلکہ انہیں سونے اور چاندی سے سجائیں تا کہ جب مجاہدین کو قربانی کے گوشت اور کھالیں دیں تو ساتھ یہ اشیاء بھی دے کر احیاء سنت کا ثواب حاصل کریں اور کفار کو جلانے کا سبب بنیں۔

عشر ذوالحجہ کے مسنون اعمال

ہر مسلمان کو چاہئے کہ ماہ ذوالحج شروع ہوتے اعمال صالحہ میں شدت پیدا کرے۔ شروع سے ہی تکبیرات شروع کردے اور تیرہ ذوالحجہ کی شام تک کہتا رہے۔ تکبیرات کے الفاظ یہ ہونے چاہئیں۔ جنہیں عبدالرزاق نے صحیح سند کے ساتھ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

الله اكبر الله اكبر الله اكبر كبيرا۔ (فتح الباری 462/2)

درج ذیل الفاظ اکثر سلف کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ اللہ اکبر الله اكبر لا اله الا الله والله اكبر الله اكبر ولله الحمد (المغنی لابن قدامہ 290/3)

لیکن اس سند میں یزید بن ابی زیاد ضعیف ہے۔ (بحوالہ ہفت روزہ الاعتصام ج 7 ش 53)

سیدنا عبداللہ ابن عمرو سے راویت ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے ایک آدمی نے پوچھا کیا' میں دودھ والی بکری کی قربانی کردوں کہ میرے پاس اور کوئی جانور نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا تو اپنے ناخن' مونچھیں' زیر ناف بال کاٹ۔ یہی تیری قربانی ہے۔ (ابوداؤد۔ نسائی)

قربانی صرف جانور کی نہیں ہوتی بلکہ قربانی کا مقصد اولین اللہ تعالی کا قرب ہوتا ہے نیز سب شیطانی اور نفسانی خواہشات سے باز آ جانا ہوتا ہے۔ مسلمان یوں تو تمام عبادات کرتے ہیں لیکن ان کو ان کی عبادات نفسانی خواہشات کی تکمیل سے نہیں روکتیں۔ جب تک کوئی دل ودماغ سے مسلمان نہیں ہوگا جب تک اس کا عقیدہ شرک سے پاک نہیں ہوگا' اس کی قربانیاں اسے کچھ فائدہ نہیں دے سکتیں۔

عید کے دنوں میں مجاہدین کے جہادی مظاہرے میں شرکت کرنا مسنون ہے نیز عید کے دنوں میں جہادی ترانے سننا سنانا بھی مستحب ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اسوہ ابراہیمی سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

قربانی کے جانور کو چمڑے کے پٹے اور گھنگھرو مت پہنائیں۔ سوتی اونی یا پلاسٹک وغیرہ کی رسیاں پہنائیں۔ اگر توفیق ہو تو سونے یا چاندی کی نکیل ڈالیں تا کہ مجاہدین کو کھال دیتے وقت سونے یا چاندی کی نکیل صدقہ کر کے احیاء سنت کا ثواب حاصل کریں اور کفار کو بھی جلائیں

قاضی کاشف نیاز

قبرستانوں کا ایک سنگین مسئلہ

ایک فکر انگیز مشاہداتی رپورٹ

بوڑھی عورت کو قبرستان میں دفن کرنے سے انکار

یہ شعر تو ہم عام طور پر پڑھتے رہتے ہیں

کتنے بدنصیب ہیں ظفر دفن کے لئے
دو گز زمیں بھی نہ ملی کوئے یار میں

لیکن یہ کسے معلوم تھا کہ فی الحقیقت اس دنیا میں ایسا بھی ہونے لگے گا کہ کسی انسان کو زمین میں دفن کرنے کے لئے واقعی دو گز جگہ بھی نہیں دی جائے گی۔ جی ہاں' ایسا ہونے لگا ہے' اسی زمین میں' اسی دنیا میں' اسی عالم رنگ و بو میں اور اسی جہان ناپائیدار میں۔ یہ کسی خواب و خیال کی باتیں نہیں' کسی افسانے' ڈرامے' فلم یا ناول کا ذکر نہیں' ایک حقیقت اور بالکل سچی اور ننگی بلکہ بڑی ڈراونی حقیقت کا ذکر ہے۔ یہ 12 جنوری جمعۃ المبارک کا یخ بستہ دن تھا' جب مکہ کالونی لاہور کی ایک 90 سالہ بزرگ خاتون سائرہ بی بی اللہ کو پیاری ہوگئیں۔ شدید دھند سے لپٹے ہوئے موسم میں اس بوڑھی غریب خاتون کی میت کندھوں پر اٹھائے اس کے بیٹے' عزیز و اقارب اور محلے دار جب علاقے کے قریبی قبرستان گورو مانگٹ پہنچے تو صدمے سے نڈھال جنازہ والوں کو اس وقت ایک نئے قسم کے صدمے کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کی حیرانی و پریشانی کی انتہا نہ رہی جب قبرستان کمیٹی والوں نے میت کو قبرستان میں دفن کرنے سے انکار کر دیا اور جنازہ لوٹا دیا۔ بارات واپس لوٹنے کی خبریں تو لوگوں نے بہت سنی ہوں گی اور اس کا صدمہ بھی لوگوں کو معلوم ہے کہ کس قدر ہوتا ہے۔ کتنے ہی والدین اس بے عزتی اور توہین سے دل برداشتہ ہو کر اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ اگر دولہا والے کسی بات پر ناراض ہو کر چلے جائیں تو دلہن زندہ درگور ہو جاتی ہے اور اگر دلہن والے ڈولی دینے پر تیار نہ ہوں تو دولہا کا صدمے سے برا حال ہوتا ہے۔ لیکن جنازہ والوں کو جب قبرستان والے واپس کر دیں' میت قبول کرنے سے انکار کر دیں' اس کو دفن کرنے کی ہی اجازت نہ دیں تو اس عالم میں مردہ بے چارہ کیا کر سکتا ہے۔ وہ کہاں جائے۔'' اب وہ اس صدمے سے دوبارہ جی گے تو مرنے سے رہا۔ شاید اسی قسم کی المناک کیفیت کیلئے کسی شاعر نے کہا تھا۔

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

اس غیر متوقع نئی پریشانی اور مصیبت میں مبتلا جنازہ والوں نے جب اپنا اصل صدمہ تھوڑی دیر کے لئے بھلا کر اپنی تمام تر ہمت کو مجتمع کر کے قبرستان کمیٹی کے کارپردازان سے پوچھنے کی جسارت کی کہ آخر اس میت کا کیا قصور ہے' وہ کون سا اس سے یا ہم سے جرم

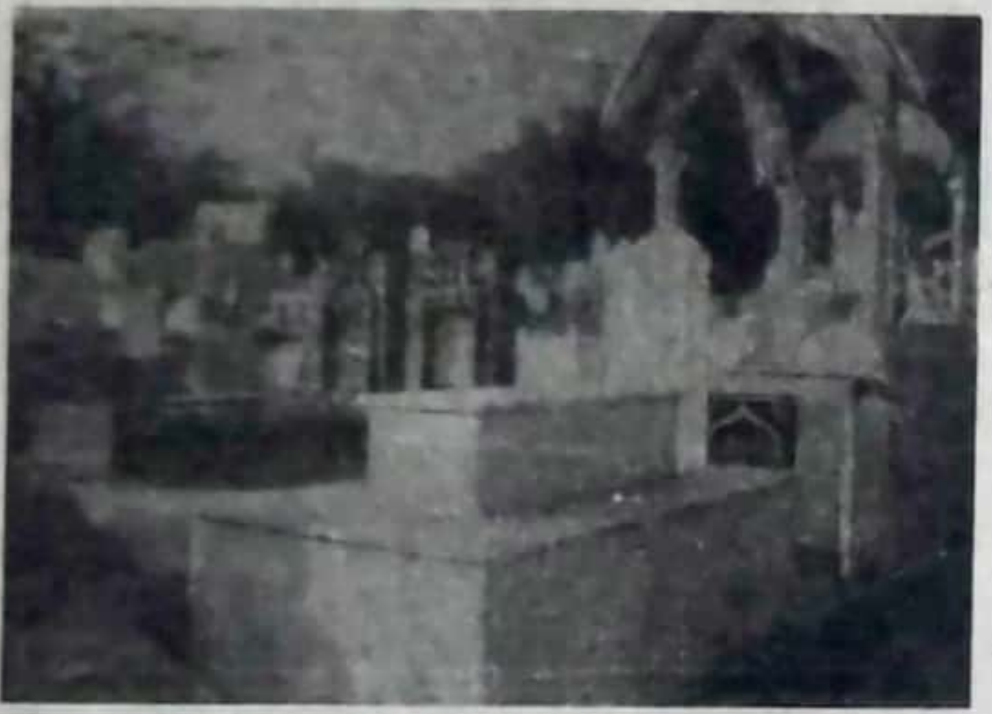

مسلمانوں اور عیسائیوں کے قبرستان میں صلیب کے سوا کوئی فرق نہیں۔ دونوں طرف قبریں سنگ مرمر سے پختہ

سرزد ہوا ہے جو اس قدر ناقابل معافی ہے کہ دفن کرنے کے لئے قبرستان میں دو گز زمین دینا بھی آپ کو گوارا نہیں۔ تو اس جرأت واستفسار پر اہل جنازہ کو بتایا گیا کہ تمہیں خوب اچھی طرح علم ہونا چاہئے کہ تمہاری کالونی کے مردوں کو یہ قبرستان نہیں لگتا۔ یہاں صرف گورو مانگٹ اور کبوتر پورہ کے مردے دفن ہو سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ کسی اور کالونی کے مردوں کو یہاں دفن کرنے کی نہ گنجائش ہے نہ اجازت۔ قبرستان کمیٹی والوں اور اہل جنازہ کے درمیان پھر کیا طے ہوا' کس طرح طے ہوا اور کس قدر ہنگامہ ہوا' اس کا ذکر بڑا ہی دلدوز ہے۔ مرنے والی کا بیٹا محمد اقبال جو پہلے ہی قبرستان پہنچ کر والدہ کی قبر کھودنے کی کوشش کر رہا تھا تو قبرستان والوں نے اس پر اور اس کے ساتھیوں پر لاٹھیوں سے حملہ کر دیا جس سے محمد اقبال اور اس کا ساتھی ملک طارق وغیرہ زخمی ہو گئے۔ اس دوران علاقہ کبوتر پورہ اور گورو مانگٹ کے تقریباً سو افراد وہاں پہنچ گئے۔ جب مکہ کالونی کے لوگوں کو پتہ چلا تو ڈیڑھ سو کے قریب افراد لاٹھیوں کے ہمراہ قبرستان کی طرف روانہ ہو گئے۔ تاہم تھانہ غالب کالونی گلبرگ اور فردوس مارکیٹ چوک پولیس کی بھاری نفری نے موقع پر پہنچ کر امن و امان کی صورتحال کو خراب ہونے سے بمشکل بچایا اور مداخلت کر کے سائرہ بی بی کو پولیس کی نگرانی میں اسی قبرستان کبوتر پورہ میں سپرد خاک کر دیا۔ اس افسوس ناک واقعہ میں ایک طرف سائرہ بی بی کے لواحقین کا موقف تھا کہ یہ قبرستان قیام پاکستان سے قبل کا بنا ہوا ہے۔ کل ماضی قریب تک تمام کالونیوں بہار کالونی' مدینہ کالونی' مکہ کالونی اور دیگر قریبی کالونیوں کے افراد کو اسی قبرستان میں دفن کیا جاتا تھا۔ اس دوران کوئی روک ٹوک نہیں تھی مگر اب قبرستان میں ایک کمیٹی بنا دی گئی ہے جو کہتی ہے کہ کبوتر پورہ اور گورو مانگٹ کے افراد ہی یہاں دفن کئے جائیں گے۔ ان کا کہنا تھا کہ کمیٹی نے ہم سے دفن کرنے کے 5 ہزار روپے بھی طلب کئے۔ جبکہ قبرستان کمیٹی والوں کا موقف تھا کہ قبرستان میں جگہ بہت کم پڑ گئی ہے۔ اس لئے مکہ کالونی والوں کو یہاں مردہ دفن کرنے سے روکا گیا ہے۔ آئندہ یہاں صرف کبوتر پورہ اور گورو مانگٹ کے افراد ہی دفن کئے جائیں گے۔

قارئین کرام! دونوں فریقوں میں سے کون زیادہ درست تھا یا غلط' کبوتر پورہ قبرستان میں مردے دفن کرنے کا حق کیا دونوں کو ہے یا صرف ایک فریق کو۔ اس بحث سے قطع نظر ایک بات بہرحال اس

بیٹا ماں کی قبر کھودنے کی کوشش کرنے لگا تو قبرستان والوں نے اس پر اور اس کے ساتھیوں پر لاٹھیوں سے حملہ کر دیا

تنازعہ سے متفقہ طور پر ابھر کر سامنے آتی ہے کہ قبرستان میں جگہ کی کمی کا شدید مسئلہ ہے۔

قبرستانوں میں ہاؤس فل کیوں؟

قارئین کرام! قبرستان میں مُردوں کے لئے جگہ کا مسئلہ صرف ایک قبرستان تک محدود نہیں بلکہ آج کل ہر جگہ یہی مسئلہ ہے خاص طور پر بڑے بڑے شہروں میں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ [illegible] ہے اور ان کے دفن کرنے کا مسئلہ اس قدر شدید اور گھمبیر کیوں ہوگیا ہے؟

راقم نے صورتحال کا جائزہ لینے کیلئے کبوتر پورہ کے اس قبرستان کا خود دورہ کیا۔ وہاں واقعی یہ حالت تھی کہ قبرستان میں تقریباً ہاؤس فل تھا۔ شاید ہی کہیں کوئی جگہ ہو جہاں کسی مردے کو دفنانے کی جگہ بچی ہو۔ ایک طرح سے دیکھا جائے تو قبرستان کمیٹی والے حق بجانب نظر آتے تھے کہ جب قبرستان سے بالکل ملحق آبادی کے لئے بھی بمشکل جگہ ہے تو پھر اس سے ذرا پرے کی آبادیوں کے مردوں کو

اتحاد کالونی لاہور کے قریب قبرستان پر پکی قبر کی ممانعت کا نوٹس لیکن شاہ مشائخ جیسے بابوں کی قبروں کے لئے بڑے بڑے احاطے مختص ہیں

کس طرح کھپایا جاسکتا ہے؟ اس موقع پر محکمہ منصوبہ بندی والے بھی خوب پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ یہ سارے مسائل زیادہ آبادی کی وجہ سے پیدا ہورہے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آبادی کو چاہے جس قدر بھی کنٹرول کیا جائے' کیا پھر یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ آج چین میں صرف ایک بچہ پیدا کرنے کی اجازت ہے لیکن پھر بھی وہاں آبادی سوا ارب سے زائد ہے تو کیا سوا ارب آبادی کے لئے قبرستانوں کا

کہا جاتا ہے کہ یہ مسئلہ بھی زیادہ آبادی کی وجہ سے ہے حالانکہ آبادی کو جس قدر بھی کنٹرول کیا جائے پھر بھی اربوں انسانوں کی پکی قبریں بننے سے قبرستان کس قدر وسیع ہو جائیں گے'اس کا خیال ہی ہولناک ہے

کوئی کم مسئلہ ہوگا۔ اگر ان سب کی پختہ قبریں بنتی جائیں تو قبرستان کتنے وسیع ہو جائیں گے' اس کا خیال ہی ہولناک ہے۔ آبادی کو کنٹرول کرنے سے دیگر بہت سی قباحتوں کے علاوہ یہ مسئلہ پھر بھی اپنی جگہ موجود رہے گا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس مسئلہ کا حل کیا ہے؟

نبی اکرم ﷺ کے ارشادات اور ہمارا طرز عمل

راقم نے جب کبوتر پورہ قبرستان کا دورہ کیا تو وہاں یہ حقیقت سامنے آئی کہ قبرستان کی آدھی سے زائد قبریں پکی تھیں اور ان

ب قبرستانوں پر مجبوراً یہ نوٹس لگنے لگے ہیں کہ "پکی قبر بنانا منع ہے"

میں بھی زیادہ ایسی تھیں کہ جو ماربل اور سنگ مرمر وغیرہ سے پختہ کی گئی تھیں۔ اپنے بزرگوں سے محبت وعقیدت اپنی جگہ لیکن ہماری عقیدت ومحبت کا سب سے بڑا مظہر خود ہمارے نبی آخرالزمان ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ اب دیکھئے آپ ﷺ نے ہمیں اس سلسلے میں کیا پر حکمت تعلیم دی ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے قبریں پکی بنانے اور ان پر عمارتیں کھڑی کرنے اور ان پر مجاور بن کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم)

اسی طرح جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے قبروں کو پکا کرنے اور ان پر (کتبہ) لکھنے اور ان کو روندنے (ان پر چڑھنے بیٹھنے تکیہ لگانے وغیرہ) سے منع فرمایا ہے۔ (ترمذی)

ایک اور حدیث میں ابوالہیاج اسدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے علی رضی اللہ عنہ نے کہا...... کیا میں تجھے اس مشن پر روانہ کروں جس پر مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے روانہ فرمایا تھا۔ وہ مشن یہ ہے کہ کسی تصویر کو نہ چھوڑ مگر اسے مٹا ڈالا ور نہ ہی کسی اونچی قبر کو چھوڑ مگر اسے (تقریباً ایک بالشت تک) برابر کردے۔ (مسلم)

قبروں کو کچا رکھنے اور ان پر کوئی عمارت' قبہ وغیرہ تعمیر نہ کرنے سے آپ ﷺ کے دو بڑے مقاصد اور حکمتیں واضح ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ سابقہ امم میں شرک زیادہ تر قبروں سے ہی پھیلا۔ شرک کے پھیلاؤ میں آپ ﷺ قبروں کو کس قدر بنیادی وجہ سمجھتے تھے' اس کا اندازہ اس سے لگائیں کہ شروع اسلام میں آپ ﷺ نے قبروں کی زیارت سے ہی مطلقاً منع کیا ہوا تھا (مسلم) لیکن بعد میں آپ ﷺ نے اجازت دی تو صرف اس لئے کہ وہاں جاکر آخرت کی یاد آئے اور مُردوں کے لئے دعائے مغفرت کی جائے (اس سے متعلقہ احادیث آگے آرہی ہیں) اگر قبریں پختہ اور بڑی شاندار بنائی جائیں گی تو ان سے نہ تو انسان کوئی عبرت پکڑے گا نہ اپنی عاقبت اور آخرت کی فکر پیدا ہوگی البتہ شاندار عمارت سے مزین قبر دیکھ کر صاحب قبر سے عقیدت اس قدر بڑھے گی کہ انسان کو بالآخر شرک تک پہنچا کر چھوڑے گی۔

قبروں کو کچا رکھنے کی آپ ﷺ کی تعلیم کی دوسری بڑی حکمت یہ تھی کہ اگر قبر کچی ہوگی تو کچھ عرصے بعد ایسی قبر کا نشان مٹ جائے گا اور پھر کسی دوسرے مردے کو دفن کرنا آسان ہو جائے گا۔ لیکن یہاں تو حالت یہ ہے کہ قبرستانوں میں قبروں کی اکثریت پختہ قبروں پر مشتمل ہوتی ہے۔ بڑی بڑی' سنگ مرمر سے اور ارد گرد بیل بوٹوں سے مزین۔ کبوتر پورہ قبرستان میں کئی قبریں ایسی دیکھیں جو نہ صرف سنگ مرمر سے بنی ہوئی تھیں بلکہ انہیں زمین سے اتنا اونچا بنایا گیا تھا کہ ان کی دو تین منزلیں بنا کر لنٹر ڈالے گئے تھے۔ پھر قبرستان میں جس بزرگ کو ذرا زیادہ نیک سمجھا جاتا ہے تو اس کے لئے وہاں ایک پورا دربار تعمیر ہو جاتا ہے اور آج کل ہر قبرستان میں ایسے بیسیوں دربار الگ بنے ہوتے ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں کم وبیش 30 ہزار دربار بن چکے ہیں اور ان کی تعداد روز افزوں ہے۔ ایک عام پکی قبر بھی تین کچی قبروں کے برابر جگہ گھیرتی ہے تو یہ دربار کس قدر جگہ گھیرتے ہوں گے' اس کا خود اندازہ لگالیں جبکہ شریعت

شاہ عبدالعزیز آل سعود نے پختہ اور بلند قبروں کو سنت کے مطابق کچا کیا تو برصغیر کے قبر پرست طبقے نے بہت احتجاج کیا۔ اس پر شاہ عبدالعزیز نے تاریخی جواب دیا

"اگر کسی ایک صحیح حدیث سے بھی قبروں کو پختہ کرنا ثابت ہو جائے تو میں ان قبروں کو سونے سے بنانے کو تیار ہوں۔"

قبر پرست اس کا جواب آج تک نہیں دے سکے

> بہت سی جگھوں پر بعض بابوں کی نونو گز لمبی قبریں بنی ہوئی ہیں۔ کراچی کے ساحل پر 50 فٹی قبر بھی بنائی گئی ہے جس پر بے نظیر نے قومی خزانے سے 80 لاکھ روپے لگا دیئے

میں دربار بنانے کی اجازت ہی نہیں۔ یہ دربار ایک طرف تو بہت سی مستقل جگہ گھیرتے ہیں' دوسری طرف شرک کا مرکز بن جاتے ہیں۔ کئی جگھوں پر بعض بابوں کی نونو گز لمبی قبریں بنی ہوئی ہیں۔ ان بابوں کو 9 گزہ پیر کے نام سے مشہور کیا گیا ہے۔ لاہور میں پانی والا تالاب اور ملتان میں اندرون بوہڑ گیٹ بازار میں ایسی نوگزی قبریں موجود ہیں۔ انہیں دیکھ کر حیرانی ہوتی ہے کہ کیا ان بابوں کا قد ہی اتنا لمبا تھا یا قبر میں جاتے ہی ان کا قد اتنا لمبا ہو جاتا تھا کہ 9 گز سے کم قبر میں سماتا ہی نہیں تھا۔ اور تو اور کراچی کے ساحل پر ایک ایسی قبر بھی موجود ہے جو 50 فٹ لمبی ہے اور جس تک پہنچنے' سڑک بنانے اور چادر چڑھانے کیلئے بے نظیر صاحبہ نے فروری 96ء میں حکومتی خزانے سے قوم کے 80 لاکھ روپے لگا دیئے تھے۔ سوچئے جب ہر کوئی اپنے بزرگوں اور عزیزوں کی قبروں کو اس قدر پختہ اور بڑا بناتا جائے گا تو پھر آبادی چاہے کس قدر بھی کنٹرول کرنے کی کوشش کرلیں' قبرستانوں کے لئے جگہ نہیں بچے گی۔ اگر دنیا کا ہر فرد اپنے عزیزوں کی قبروں کو اس قدر تحفظ دینے لگے تو دنیا کی آبادی کے برابر چار پانچ ارب قبروں کے لئے جگہ کی ضرورت ہوگی۔ اگر دو تین نسلیں اسی طرح اپنے عزیزوں کی قبروں کو پختہ بنا کر انہیں دائمی تحفظ دیتی رہیں تو پھر خود ہی اندازہ لگالیں کہ قبرستان دنیا کے رقبے کا کس قدر حصہ گھیر لیں گے۔ یقیناً اس طرح یہ قبرستان ہمارے بڑے بڑے شہروں کو بھی مات کر جائیں گے۔ اور پھر قبر کے لئے جگہ کا حصول اور دفنانے کا کام بھی مہنگا سے مہنگا ہوتا جائے گا۔

کیا جلانا بہتر ہے؟

بعض لوگ کہہ سکتے ہیں کہ اس مسئلے کو حل ہی کرنا ہے تو پھر ہندو دھرم کے مطابق مردہ جلانا بہتر ہے حالانکہ یہ ہے وہ طریقہ جس میں انسان کی کوئی عزت و تکریم نہیں رہتی جبکہ رشتے داروں کو اپنے عزیز کو بے دردی سے خود آگ لگانا پڑتی ہے۔ اسلام رحمت وفطرت والا دین ہے۔ وہ مردے کی ایسی بے حرمتی کی اجازت نہیں دیتا۔ مردہ جلانے کا عمل بھی بہت مہنگا ہوتا ہے۔ اس کے لئے لکڑی کے بھاری اخراجات برداشت کرنا پڑتے ہیں۔ آلودگی کا مسئلہ الگ پیدا ہوتا ہے۔ جنگلات کی بھی تباہی ہوتی ہے۔ اور اگر بڑی تعداد میں اچانک ہلاکتیں ہو جائیں تو پھر ایک مسئلہ عظیم کھڑا ہو جاتا ہے۔ بھارت کے حالیہ زلزلے میں ہزاروں مردہ ہندوؤں کو جلانے کے لئے پہلے اس قدر لکڑی کا ملنا محال ہو گیا اور پھر اس قدر ہندوؤں کو اکٹھا جلانے سے آلودگی اور دیگر بیماریوں کا خطرہ بھی کھڑا ہو گیا۔ پھر ہندو سادھو مردے کو جلانے کے بعد ان کی کھوپڑیوں کو مقدس پیالہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ اب آپ خود سوچئے کہ مردے کو جلانا کس قدر وحشیانہ اور غیر انسانی عمل ہے جبکہ مردے کو اسلامی طریقے کے مطابق نہلا دھلا کر اجلا سفید کفن پہنا کر خوشبو لگا کر باعزت طریقے سے لحد میں اس طرح دفن کرنا کہ مردے پر براہ راست مٹی بھی نہ پڑے' اس کی اس قدر تکریم کی جائے کہ نبی ﷺ کے ارشاد کے مطابق نہ اس کی ہڈی کو توڑا جائے۔ (ابوداؤد' ابن ماجہ) نہ اسے کوئی اور معمولی تکلیف پہنچنے دی جائے۔ غرض اس کی عزت واحترام کا پورا خیال رکھا جائے تو بتایئے یہ کس قدر تکریم والا طریقہ ہے جو آسان اور سستا بھی ہے اور اس سے کوئی اور مسئلہ بھی کھڑا نہیں ہوتا۔ بس شرط صرف اتنی ہے کہ قبروں کو کچا رکھا جائے اور وہاں شرکیہ کاموں کے لئے کوئی دربار نہ بنائے جائیں۔

ایک ملاقات میں محترم بھائی مولانا مبشر احمد ربانی حفظ اللہ

(بائیں) پختہ قبروں اور بڑے بڑے درباروں سے گھرا ہوا قبرستان (دائیں) غازی علم دین شہیدؒ کی وصیت کے باوجود ان کی قبر کو بھی نہ بخشا گیا

بتا رہے تھے کہ کسی نے کچی قبروں کی افادیت دیکھنی ہو تو وہ ذرا دیہاتوں میں جا کر دیکھے۔ وہاں لوگ زیادہ تر کچی قبریں بناتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے وہاں قبرستان بڑے مختصر رہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے بچپن میں ہیلاں (گجرات) میں اپنے قریبی قصبوں میں اور گاؤں میں جتنے بڑے قبرستان دیکھے تھے' آج 25,30 سال بعد بھی انہیں تقریباً اتنا ہی پاتے ہیں۔ یہ ہے کچی قبروں کا فائدہ حالانکہ آبادی بے شک کئی گنا بڑھ چکی ہوگی لیکن کچی قبروں کی وجہ سے قبرستان پھر بھی تقریباً اتنے کے اتنے ہی ہیں۔ اور پھر مردے کی عزت و تکریم بھی پوری طرح برقرار رہتی ہے۔ گویا افراط وتفریط کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ نہ تو ہندو دھرم کی طرح اپنے عزیز مردے کو خود اپنے ہاتھوں سے جلانا پڑتا ہے' نہ کچی قبروں کی وجہ سے قبرستان کوئی خاص بڑے ہوتے ہیں۔

کچی قبریں گستاخی نہیں

آج سے کچھ عرصہ پہلے جب کتاب وسنت کے حاملین لوگوں کو بتاتے کہ بے شمار صحیح احادیث میں نبی ﷺ نے پکی قبریں بنانے سے منع کیا ہے تو انہیں اہلحدیث' وہابی اور بزرگوں کا گستاخ کہہ کر ان کا مذاق اڑایا جاتا۔ لیکن آج لوگوں میں پکی قبروں کے نقصان کا احساس عام ہو رہا ہے۔ آج کل کئی قبرستانوں میں یہ نوٹس لگا ہوتا ہے کہ یہاں پکی قبریں بنانا منع ہے۔ لیکن اس بات کا اطلاق بھی ابھی سب پر نہیں ہوتا۔ صاحب حیثیت لوگ گورکنوں کو دے دلا کر پکی قبریں بنوا لیتے ہیں یا جن کو لوگ بڑا نیک اور ولی سمجھتے ہیں' اس کی بھی ہر صورت پکی قبر بلکہ دربار تک بنا دیتے ہیں۔ حالانکہ اسلام میں کچی قبر کے سلسلے میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔ کوئی ولی ہو یا عام مسلمان سب کی قبریں کچی بنانے کا حکم ہے۔ جس طرح نماز میں سب امیر غریب' نیک بد ایک صف میں ہوتے ہیں' اسی طرح قبرستان میں بھی یہی حکم ہے۔ کسی کے نیک اور اعلیٰ درجات ہونے کا علم صرف اللہ کو ہے۔ جب انبیاءؑ اور صحابہؓ نے بھی اپنے لئے پکی قبر بنانے کی اجازت نہیں دی تو ہمیں ان سے آگے بڑھنے کی جرأت آخر کیوں؟ آخرت میں تو اس کا نقصان ہوگا ہی' دنیا میں بھی اب اس کا ہر طرح سے نقصان ہمارے سامنے ہے۔ لاہور کا سب سے بڑا قبرستان میانی صاحب ہے۔ یہاں بھی ہاؤس فل ہے۔ چنانچہ یہاں پکی قبر بنانا ابھی منع تو نہیں کیا گیا لیکن پکی قبر بنانے والوں سے 3000 روپے لئے جاتے ہیں۔ اور یہ فیس بھی صرف جگہ کی ہوتی ہے۔ باقی تعمیر' میٹیریل وغیرہ کے تمام اخراجات بھی لواحقین کو ہی برداشت کرنا ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں جب یہاں کی قبرستان کمیٹی کے ایک بزرگ رفیق صاحب سے ہماری ملاقات ہوئی اور ہم نے ان سے یہ فیس لینے کی وجہ پوچھی تو ان کا کہنا تھا کہ جب ہم یہ فیس نہیں

> 10 محرم کو خاص طور پر قبرستان جانا اور وہاں قبریں پکی کرنا وغیرہ نبی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں

لیتے تھے تو قبرستان میں روزانہ 15 کے قریب پختہ قبریں بنتی تھیں۔ یہ فیس لینے سے تعداد کچھ کم ہوئی ہے اور اب روزانہ 5 کے قریب پختہ قبریں بنتی ہیں۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک قبرستان میں جب روزانہ بے شک پانچ ہی پختہ قبریں بن رہی ہوں تو مہینوں سالوں بعد قبرستان کی کیا کیفیت بنتی چلی جائے گی جبکہ اس کے ساتھ ساتھ کچی قبریں بھی کافی تعداد میں بن رہی ہوں گی۔ حیرانی کی بات ہے کہ ایک طرف تو ہم رونا روتے ہیں کہ مہنگائی نے غریبوں کا جینا دوبھر کر دیا ہے اور اب تو غریب کے لئے کفن دفن کے اخراجات بھی اتنے زیادہ ہوگئے ہیں کہ مرنا بھی مہنگا پڑتا ہے لیکن اس سب کے باوجود قبریں پختہ کرنے سے نہ ہم شریعت کے حکم پر رکتے ہیں نہ ہی مہنگائی ہمیں روکتی ہے اور نہ ہی قبرستانوں کے وسیع سے وسیع تر ہونے کا ہمیں خدشہ نظر آتا ہے۔ جبکہ قل، چہلم وغیرہ کی ہندوانہ رسومات پر بھی بے پناہ اسراف کرتے ہیں۔ ان رسموں کا دینی فائدہ ہے نہ دنیوی بلکہ دینی و دنیوی ہر لحاظ سے نقصان ہی نقصان ہے۔ صحابہ کرامؓ کی حالت تو یہ تھی کہ اپنے کفن و دفن کو بھی انتہائی ممکن حد تک سادہ اور معمولی رکھتے تھے۔ سیدنا ابوبکر صدیق ؓ جب فوت ہونے لگے تو انہوں نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بطور خاص کہا کہ جب میں مروں تو میرے پرانے کپڑے دھونا اور انہی کو میرا کفن بنا دینا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد کو کہا۔ اللہ نے دیا اور احسان کیا۔ ہم آپ ؓ کو نئے کپڑے کا کفن دینگے۔ تو آپ ؓ نے فرمایا۔ زندہ مردہ سے زیادہ محتاج ہے جو اپنی جان کی حفاظت کرتا ہے اور اسے ڈھانپتا ہے۔ (طبقات ابن سعد جلد 3 ص 45)

ابوبکر صدیق ؓ ایک وسیع اسلامی مملکت کے عظیم سربراہ ہوکر بھی اپنے کفن دفن کو اتنا معمولی بنا رہے تھے اور صحابہ کرام ؓ کی قبریں تو پہلے ہی کچی ہوتی تھیں لیکن آج کوئی ولی تو ولی، کوئی بھنگی اور میراثی ملنگ بھی مرجائے تو اس کا عالیشان دربار کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ اس پر لاکھوں کروڑوں روپے خرچ کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر ولیوں کی قبروں کو ہر سال منوں عرق گلاب سے دھویا جاتا ہے۔ ان کو رنگا رنگ قمقموں اور فانوسوں سے سجایا جاتا ہے۔ زندہ آدمی اپنے گھر میں ایک بلب اور پنکھا چلانے کی سکت بھی نہیں رکھتا لیکن مردہ پیروں فقیروں کی قبریں کسی زندہ سیٹھ کے بنگلے سے بھی زیادہ پرشوکت ہوتی ہیں۔ علامہ اقبال نے سچ کہا تھا

مجھ کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی
گھر پیر کا ہے بجلی کے چراغوں سے روشن

سعودی عرب کے بادشاہ عبدالعزیز آل سعود نے جب تمام پختہ قبروں کو کچا کیا اور بلند قبروں کو نبی ﷺ کی قبر کے مطابق ایک بالشت تک کیا، صحابہ کرامؓ اور مختلف اولیاء کی قبروں پر جو شرکیہ امور سرانجام دیئے جاتے تھے ان کا قلع قمع کیا تو برصغیر کے قبر پرست طبقے نے بہت احتجاج اٹھایا اور شاہ عبدالعزیز تک بڑی سفارتیں پہنچائیں۔ اس پر شاہ عبدالعزیز نے بڑا تاریخی جواب دیا۔ انہوں نے کہا کہ

''اگر کسی ایک صحیح حدیث سے بھی قبروں کو پختہ کرنا ثابت ہو جائے تو میں ان قبروں کو سونے سے بنانے کو تیار ہوں۔''

قبر پرست طبقہ اس کا جواب تو آج تک نہ دے سکا لیکن برصغیر میں انہوں نے اپنی روش نہ چھوڑی۔ آپ ﷺ نے تو فرمایا کہ تین مسجدوں کے علاوہ کسی بھی جگہ کی طرف (ثواب کے لئے) سفر نہ کیا جائے (بخاری و مسلم) لیکن ہم پہلے پختہ قبریں اور دربار بناتے ہیں اور پھر ان کی زیارت اور ثواب کیلئے دور دراز سے سفر کرکے آتے ہیں۔ قبریں پختہ کرنے اور اپنے ہر بزرگ کا دربار بنانے کا ہمیں کس قدر جنون ہے، اس کا اندازہ اس سے لگائیں کہ غازی علم دین شہید جو خود ایک موحد اور محبت رسول ﷺ میں ڈوبے ہوئے عظیم انسان تھے، ان کی وصیت تھی کہ میری قبر کو کچا رکھا جائے لیکن زبانی عشق رسول ﷺ کا دعویٰ کرنے والوں کو یہ بات بھی گوارا نہ ہوئی۔ وہ یہ تو نہ کرسکے کہ غازی علم دین شہید کے راستے پر چلتے ہوئے نبی ﷺ کی تعلیمات پر چلتے۔ ملک میں آپ ﷺ کی تعلیمات کے برعکس چلنے والے نظام کے خاتمے کی کوشش کرتے۔ سوء شرک اور شریعت محمدی ﷺ کا مذاق اڑانے والے آج کے راج پالوں کی گوشمالی کرتے لیکن انہیں اپنے عشق رسول ﷺ کے اظہار کا کوئی طریقہ نظر آیا تو وہ صرف یہی کہ کسی طرح غازی علم دین شہید کی قبر بھی جو ابھی تک مجاوروں کی دسترس سے بچی ہوئی ہے، وہاں ایک عالیشان دربار بنا دیا جائے تاکہ اس دربار پر بیٹھنے والے گدی نشینوں اور مجاوروں کا کارخانہ زندگی چل پڑے۔ پہلے ان کی اور ان کے خاندان والوں کی سنگ مرمر سے پختہ قبریں بنائی گئیں اور پھر احاطہ بنا کر اندر ایک مسجد بھی بنا دی گئی۔ اب قبر پرست کی کوشش ہے کہ کسی طرح گنبد وغیرہ بنا کر اسے مستقل دربار میں بدل دیا جائے لیکن غازی علم دین شہید کے ورثاء گزشتہ 50 سال سے زائد عرصے سے اس کوشش کو ناکام بناتے آرہے ہیں۔ غازی علم دین شہید کے بھتیجے جناب رفیق احمد، جناب رشید احمد اور ان کے بیٹے جناب انجینئر عبدالباسط صاحب جو اہلحدیث یوتھ فورس ٹیکسلا کیمپس کے صدر بھی رہے ہیں، مسلسل قانونی کارروائی کرکے قبر پرستوں کی یلغار سے اس قبر کو بچاتے آرہے ہیں۔ جناب رفیق احمد نے اس قبر کو دربار بننے اور قبر پرستوں کے کاروبار کا ذریعہ بننے سے بچانے کے لئے قبرستان میانی صاحب میں غازی علم دین کی قبر پر باقاعدہ نوٹس لگایا ہوا ہے کہ کسی شخص کو یہاں بیٹھ کر غازی علم دین کے نام پر تعویذ وغیرہ دینے کی اجازت نہیں ہے۔ گزشتہ کئی حکومتوں کے وزراء اور گورنر وغیرہ نے بھی یہاں ایسا کرنے کی کوشش کی لیکن بحمد اللہ غازی علم دین کے ورثاء نے قانونی کارروائی کرکے ایسا نہ ہونے دیا۔

غازی علم دین شہید کی وصیت تھی کہ ان کی قبر کو کچا رکھا جائے لیکن قبر پرست طبقے نے ان کی قبر کو بھی نہ بخشا اور اب وہاں دربار بنانے کے درپے ہیں جسے ان کے خاندان والے قانونی کارروائی کرکے گزشتہ 53 سال سے بمشکل بچاتے آرہے ہیں

دیہاتوں میں کچی قبروں کی وجہ سے قبرستان کم ہی بڑے ہوتے ہیں

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ غازی علم دین کے ورثاء پر قبر پرستوں کا کس قدر دباؤ ہے جو وہاں دربار بنا کر غازی علم دین کی قبر پر اپنا کاروبار چلانا چاہتے ہیں۔ انہی نام نہاد قبر پرست مسلمانوں کے بارے میں علامہ اقبال نے فرمایا تھا۔

جن کو آتا نہیں دنیا میں کوئی فن تم ہو
نہیں جس قوم کو پروائے نشیمن تم ہو
بجلیاں جن میں ہوں آسودہ، وہ خرمن تم ہو
بیچ کھاتے ہیں جو اسلاف کے مدفن، تم ہو
ہو نکو نام جو قبروں کی تجارت کرکے
کیا نہ بیچو گے جو مل جائیں صنم پتھر کے

قبر پرستی کا یہی وہ مرض تھا جس کے بارے میں نبی ﷺ اپنے مرض الموت تک سب سے زیادہ فکر مند رہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب آپ ﷺ پر جان کنی کا عالم طاری ہوا تو آپ ﷺ نے اپنے چہرہ پر ایک چادر اوڑھی، جب دم گھٹتا، چادر کو ہٹا دیتے۔ اس حال میں آپ ﷺ نے فرمایا:

لعن اللہ الیھود والنصاری اتخذوا قبور انبیائھم

ایک پکی قبر تین کچی قبروں کی جگہ گھیرتی ہے جبکہ قبرستانوں میں بڑے بڑے دربار الگ کھڑے ہیں جو 30 ہزار سے زائد ہو چکے ہیں چنانچہ سب قبرستانوں میں ہاؤس فل ہے اور نئی قبر کے لئے کہیں جگہ نہیں ملتی

''یہود ونصاری پر اللہ کی لعنت ہو۔ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد (عبادت گاہ) بنالیا''۔

اس کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ''اس کام سے آپ ﷺ امت کو ڈرار ہے تھے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی (آپ ﷺ کی قبر پر شرکیہ امور کا ڈر نہ ہوتا) تو آپ ﷺ کی قبر بھی کھلی ہوتی لیکن اس خوف سے کہ سجدہ نہ کیا جائے' بند رکھا گیا۔'' (بخاری ومسلم) آپ ﷺ کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں جہاں آپ ﷺ فوت ہوئے' وہیں دفن کر دیا گیا۔ یہ صرف نبی ﷺ کا خاصہ تھا کہ وہ جہاں فوت ہوئے انہیں وہیں دفن کیا گیا۔ اور پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مطابق اس خوف سے کہ آپ ﷺ کی قبر کو سجدہ نہ کیا جائے' اسے بند رکھا گیا۔ یہ اللہ کی طرف سے بندوبست تھا کہ آپ ﷺ کی قبر کے گرد حجرہ کی صورت میں چار دیواری پہلے سے موجود تھی۔ بعد میں غیر مسلموں کی سازشوں اور قبر نبوی ﷺ کو مٹانے کی کوشش کی وجہ سے اس چار دیواری کو مضبوط کیا جاتا رہا۔ تاہم آپ ﷺ کی قبر پر گنبد کی تعمیر 5 سو سال بعد کی گئی لیکن نبی ﷺ کی قبر اندر آج بھی کچی ہے اور وہاں کسی کو کوئی غیر شرعی رسم ادا نہیں کرنے دی جاتی نہ وہاں ہمارے درباروں کی طرح کوئی میلہ ٹھیلہ یا عرس لگتا ہے۔ یہ سب کچھ آپ ﷺ کی دعا کے مطابق ہے جس میں آپ ﷺ نے کہا تھا ''اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی پرستش کی جائے۔ (مؤطا مالک) اور ایک حدیث میں مسلمانوں کو سختی سے ہدایت کی کہ ''میری قبر کو میلہ گاہ نہ بناؤ۔ (ابوداؤد) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے حبشہ کے ایک گرجا گھر کا ذکر کیا جو نہایت خوبصورت بنایا گیا تھا اور اس میں تصویریں بھی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''یہ لوگ ایسے ہیں کہ جب کوئی نیک آدمی مرجاتا' اس کی قبر پر عبادت گاہ بناتے ہیں اور اس میں تصویریں بناتے ہیں۔ یہ لوگ اللہ عزوجل کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں'' (بخاری ومسلم) گویا عیسائیوں نے دو فتنے جمع کئے۔ قبروں پر عبادت کے لئے تعمیرات کرنا' انہیں پختہ کرنا' اور صاحب قبر وغیرہ کی تصویریں لگانا۔

آج ہم اپنے اردگرد کہیں بھی عیسائیوں کا قبرستان دیکھ لیں۔ انہوں نے بھی اپنی قبریں اسی طرح پختہ اور سنگ مرمر وغیرہ سے بنائی ہوتی ہیں۔ ہمارے اور ان کے قبرستان میں سوائے صلیب کے کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ وہ بھی قبروں پر جا کر اسی طرح چڑھاوے چڑھاتے اور عبادتیں کرتے ہیں' ہم بھی یہی کچھ کرتے ہیں۔ بلکہ ہم اپنی قبروں پر نمازیں بھی ادا کرتے ہیں اور دیگر وہ تمام عبادتیں جو مسجدوں میں ہوتی ہیں' وہ قبروں پر کرتے ہیں۔ گویا قبروں کو ہم نے بھی عبادت گاہوں اور مساجد میں تبدیل کر دیا ہے۔ قبرستان میانی صاحب میں راقم نے دیکھا کہ قبروں کے عین درمیان میں بڑی بڑی مسجدیں بنادی گئی ہیں۔ آپ ﷺ تو قبروں کو مسجدیں بنانے سے روکتے رہے یعنی وہاں نمازیں پڑھنے اور دیگر عبادات سرانجام دینے سے روکتے رہے لیکن ہم نے ان قبروں پر یہ سارے امور ادا کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ قبروں کو مساجد بنالیا' قبرستان کے اندر ہی مسجدیں بنالیں اور مسجدوں کے اندر قبریں بنالیں۔

آپ ﷺ تو کہتے رہے کہ اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ (ابوداؤد) یعنی گھروں میں نماز وغیرہ کا اہتمام کرو لیکن ہم گھروں اور مسجدوں کو چھوڑ کر یہ امور بھی اب قبرستانوں اور درباروں پر جا کر کرتے ہیں۔ اور ہر سال محرم کی 10 تاریخ کو بالخصوص یہ امور جا کر وہاں کرتے ہیں اور اس دن قبروں کو بھی خوب پختہ کر کے ان کی تجدید کرواتے ہیں۔ اور وہاں کھجور کی شاخیں' چادریں اور پھول' دالیں وغیرہ ڈالتے اور چراغاں کرتے ہیں۔ جبکہ 10 محرم کو خاص طور پر قبرستان جانا آپ ﷺ سے ثابت نہیں۔ اور نہ ہی یہ امور کرنا ثابت ہیں۔ بلکہ آپ ﷺ نے قبروں پر چراغ جلانے والوں پر بھی لعنت کی۔ (ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ' نسائی)

سنت پر عمل نہ کرنے اور قبریں پکی کرنے کی وجہ سے ایک طرف تو قبرستان وسیع تر ہوتے جارہے ہیں' دوسری طرف یہ شرک اور گمراہی کا مرکز بن جاتے ہیں

اسلاف کے فرامین

عوام الناس میں پھیلی ہوئی انہی جہالتوں کی مذمت کرتے ہوئے شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں۔

''بڑی بدعتوں میں سے یہ بھی ہے کہ قبروں کے متعلق بہت سی باتیں از خود گھڑلی ہیں اور قبروں کو میلے کی حیثیت دے دی ہے۔ (تفہیمات الہیہ ص 64 جلد 2)

قبر پرست طبقہ اپنے حنفی ہونے پر فخر کرتا ہے لیکن دیکھئے امام ابوحنیفہ بھی قبروں پر ان بدعات کے سخت خلاف ہیں۔

امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ قبر کسی قسم کی عمارت یا کمرہ یا قبہ وغیرہ بنانا مکروہ ہے کیونکہ حدیث جابر میں رسول اللہ ﷺ نے قبر کو پختہ کرنے اور اس پر عمارت بنانے سے منع فرمایا ہے۔ (درالمختار ج 2 ص 237)

زیارۃ قبور کے اصل مقاصد

آئیے! اب دیکھتے ہیں' قبروں پر جانے کے اصل مقاصد کیا ہیں۔

بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ان کو قبرستان میں جا کر پڑھنے کے لئے دعا سکھلایا کرتے تھے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ

اے مومنوں اور مسلمانوں کے گھر' تم پر سلامتی ہو' ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔ ہم اپنے لئے بھی اور تمہارے لئے بھی اللہ تعالی سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ (مسلم)

ایک دعا کے الفاظ یہ منقول ہیں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ قَوْمَ مُؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ يَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاخِرِيْنَ نَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُمْ

ایماندار لوگوں پر سلام ہو۔ ہم بھی ان شاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ اللہ تعالی ہمارے پہلوں اور پچھلوں پر رحم فرمائے۔ ہم اپنے اور تمہارے لئے اللہ پاک سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ اے اللہ تو ہم کو ان کے ثواب سے محروم نہ فرما اور ہمیں ان کے بعد فتنے میں مبتلا نہ کر۔

یعنی فوت شدہ لوگوں کے لئے قبر میں امن وسلامتی کی دعا کرنی ہے۔ اللہ کے ہاں ان کی اور اپنی مغفرت وعافیت اور رحمت کی دعا کرنی ہے۔ خود بھی عبرت پکڑنا ہے اور ان کے بعد ان کی بزرگی یا نیکی کی وجہ سے ان کے مزار وغیرہ بنا کر فتنے میں پڑنے سے پناہ طلب کرنی ہے یا ان کے برے اعمال یا مال وغیرہ کی وجہ سے اگر ان کے بعد کوئی فتنہ پیدا ہو تو اس سے اللہ کی پناہ مانگنی ہے۔ ایک اور حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا۔ فزوروا القبور فانها تذكر

باقی صفحہ 37 پر

ذبح کا اسلامی طریقہ اور اس کی طبی حکمتیں

ڈاکٹر حافظ شفیق الرحمٰن کیلانی

آج عید الاضحیٰ ہے۔ 10 / ذی الحجہ کا دن اور صبح کوئی 8 بجے کا عمل ہے۔ جگہ جگہ جانور ذبح ہو رہے ہیں۔ سامنے بہت سے لوگ ایک بہت بڑے دائرے کی صورت میں جمع ہیں۔ آئیں، ہم بھی چلتے ہیں۔ ایک گائے کو ایک دو آدمیوں نے رسوں کے ذریعے جکڑ کر، لٹا کر قابو کر رکھا ہے۔ قصاب نے اپنا بایاں پاؤں گائے کی گردن پر رکھا ہے، اب وہ گائے کے سر پر کھڑا، ہوا میں چھری کو ایک دوسری چھری سے باہم رگڑ کر تیز کر رہا ہے اور بعد میں اسے ہوا میں لہرا رہا ہے۔ لیجئے! اس نے آناً فاناً شہ رگ کاٹی، ساتھ ہی اس کی گردن کو پیچھے کی طرف موڑ / مروڑ کر جھٹکا دے کر اس کا منکا توڑا۔ اسی چھری کی نوک سے اس کی بقایا سامنے موجود نسیں (Ligaments) کاٹیں اور ساتھ ہی سامنے نظر آنے والے حرام مغز کی بتی (Spinal Cord) کو بھی مکمل طور پر کاٹ دیا۔ دماغ اور جسم کا جو رابطہ / ناطہ حرام مغز کی بتی کے ذریعہ بحال تھا، جس کے ذریعے سے جسم کے دور دراز حصوں (کھر، دم، سر وغیرہ) سے خون کی نجاست نے جسم سے نکل کر اسے اپنی آلودگیوں سے پاک کرنا تھا۔ وہ خون ابھی شہ رگ کے قریب قریب سے معمولی سا (کم و بیش نصف مقدار میں) خارج ہوا ہی تھا کہ بتی کاٹنے کے اس عمل کے ساتھ ہی گائے کے پورے بدن کو ایک جھٹکا سا لگا اور وہیں گائے ساکت ہو گئی۔ خون بھی زیادہ تر اندر ہی رہ گیا اور قصاب نے پچھلی کونچوں سے کھال کاٹ کر اُدھیڑنا شروع کر دی۔

(ا) اُسوۂ حسنہ

آیئے! دیکھیں اس سلسلے میں ہمیں پیارے نبی ﷺ سے کیا راہنمائی ملتی ہے؟

(i) دعائیں، نیت اور تکبیر پڑھنا

عن جابر بن عبد الله قال ذبح النبی ﷺ یوم الذبح کبشین أقرنین أملحین موجئین فلمّا وجههما قال: "إِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ عَلیٰ مِلَّةِ إِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ، إِنَّ صَلَاتِی وَنُسُکِی وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِی لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ وَعَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهٖ بِاسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَکْبَرُ" ثم ذبح (سنن ابوداود، کتاب الضحایا، باب ما یستحب من الضحایا)

''سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قربانی کے دن یعنی عید الاضحیٰ کو دو سینگوں والے مینڈھے ذبح کیے جن میں سفیدی غالب تھی اور وہ خصی تھے۔ جب آپ ﷺ نے انہیں قبلہ رخ کیا تو یہ دعا پڑھی: میں اپنا چہرہ اس اللہ رب العزت کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمان و زمین کو پیدا فرمایا، میں ملت ابراہیمی پر قائم ہوں اور مشرکین سے نہیں ہوں۔ میری نماز، قربانی، جینا، مرنا سب اللہ رب العٰلمین کے لئے ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، میں اسی کا حکم دیا گیا ہوں اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں، اللہ تعالیٰ تیرے نام سے، تیرے لئے محمد (ﷺ) کی اور ان کی امت کی طرف سے...... اللہ کے مبارک نام کے ساتھ اور اللہ بہت بڑا ہے۔ پھر آپ نے ذبح کیا''

(ii) (الف) احسان کے ساتھ راحت پہنچاتے ہوئے ذبح کرنا

عن رسول الله ﷺ قال: إن الله کتب الاحسان علی کل شیئ فإذا قتلتم فأحسنوا القِتلة وإذا ذبحتم فأحسنوا الذبحة. ولیحدّ أحدکم شفرته ولیُرح ذبیحته (مسلم، نسائی، احمد، ابن ماجہ، عن ابی یعلی، شداد بن اوس)

''رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کا رویہ اختیار کرنا فرض قرار دیا ہے۔ چنانچہ جب تمہیں کسی کو (قصاص یا میدانِ جنگ وغیرہ میں بھی) قتل بھی کرنا ہو تو اسے بھی اچھی طرح سے (جلد از جلد) انجام دو اور اگر (جانور) ذبح کرنے لگو تو بھی اچھے انداز میں (چابک دستی سے) کرو اور چھری کو اچھی طرح تیز کر و اور ذبیحہ کو آرام پہنچاؤ''

> قربانی کے جانور کو مسنون طریقے کے مطابق ہم خود ذبح کریں تو ہم قصائیوں کے خلاف شرع اور مضر صحت طریقوں سے بچ سکتے ہیں

اچھی طرح سے اور اچھے انداز میں، کا مطلب جلد از جلد اور چابک دستی سے ہی ہے جیسا کہ ذیل کی حدیث شریف سے واضح ہوتا ہے:

(ب) چھریوں کو جانوروں سے چھپاؤ

عن عبد الله بن عمر قال أمر رسول الله بحد الشفار وأن تُواری عن البهائم وقال إذا ذبح أحدکم فلیُجْهِز (احمد، ابن ماجہ، کتاب الذبائح، باب إذا ذبحتم فأحسنوا الذبح)

''نبی کریم ﷺ نے چھریوں کو تیز کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ اسے جانوروں سے چھپایا جائے اور کہا کہ جب تم کسی جانور کو ذبح کرو تو (چھری پھیرنے میں) جلدی کرو''

نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بکری کے سامنے چھری تیز کر رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم تو اسے جیتے جی ہی مار رہے ہو۔

(ج) کھال اتارنے میں جلد بازی نہ کریں

جانور کو ذبح ہو جانے، حتی الوسع تمام خون نکل جانے، طبعاً ٹھنڈا ہو کر بے حس و حرکت اور ساکت ہو جانے تک اس کی کھال اُتارنے میں جلد بازی نہ کی جائے جیسا کہ سیدنا عمرؓ اور عبد اللہ بن عباسؓ سے فرماتے ہیں: لا تعجلوا الأنفس أن تزهق "جانور کی روح نکالنے میں جلدی نہ کرو حتیٰ کہ خود نکل جائے'' (سنن دار قطنی و اِرواء الغلیل ۲۵۴۲)

ان تعلیمات نبوی ﷺ کا تقاضا یہ ہے کہ جانور کو پہلے کھلا پلا کر، خوش کر کے، آرام و اطمینان سے اسے کسی بھی طرح سے دہشت زدہ، خوفزدہ کئے بغیر نرم زمین پر لٹایا جائے۔ چھری کو کسی اوٹ مثلاً دیوار یا کسی پردہ سے یک دم نکالا جائے اس سے پہلے جانور کی آنکھوں پر ترجیحاً کپڑا ڈال لیں۔

(iii) تقرب إلى الله

اگر سارے کا مسنون طریقے پر کر لئے جائیں لیکن اسے کسی شرکیہ آستانے پر ذبح کر دیا جائے اور نیت ذبح لغیر اللہ کی ہو تو صرف اسی وجہ سے وہ حرام ہو جائے گا۔ جیسے قرآن کریم میں ہے

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ﴾ (المائدۃ:۳)

''تم پر مردار، خون اور خنزیر کا گوشت حرام کیا گیا اور جس پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا گیا ہو اور جو گلا گھٹنے سے مرا ہو اور جو کسی ضرب سے مر گیا ہو اور جو اونچی جگہ سے گر کر مرا ہو اور جو کسی کے سینگ مارنے سے مرا ہو اور جسے درندوں نے پھاڑ کھایا ہو لیکن تم اسے ذبح کر ڈالو تو حرام نہیں اور جو آستانوں پر ذبح کیا گیا اور یہ بھی کہ قرعہ کے تیروں کے ذریعے فال گیری کرو، یہ سب بدترین گناہ ہیں''

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ذَكَّيْتُمْ ارشاد فرما کر اسے شرعی ذبح اور کھانے کے لئے حلال قرار دیا جبکہ آگے ذُبِحَ کا لفظ ارشاد فرما کر آگے مذکور شرکیہ عمل کی نجاست کی وجہ سے جانور ہی کو حرام قرار دے دیا۔ اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ محض ذبح کر دینا حتیٰ کہ تکبیر بھی پڑھ دینا، اسے شرعی معنوں میں حلال نہیں کر دیتا جب تک کہ اس کا مقصود تقرب الی اللہ اور رضوان من اللہ حاصل کرنا نہ ہو۔

(۲) جدید طبی تحقیقات / شرعی بصائر

(i) شرعی ذبح کا سائنسی جائزہ...... اچانک زخم:

جب بھی کوئی بھرپور جوانی والا (مُسِنَّة : دوندا) حلال جانور اس کیفیت کے ساتھ اچانک ذبح کیا جاتا ہے کہ اسے اس سے پہلے، دوران یا بعد میں خوفزدہ نہ کیا گیا ہو، خصوصاً ذبح کے بعد حرام مغز کی بتی نہ کاٹی گئی ہو۔

(الف) اس کا خون زیادہ آسانی اور تیزی سے بکثرت نکلتا ہے اور اکثر تقریباً سارا نکل آتا ہے اور دل کی دھڑکن کافی دیر تک تیز رہتی ہے۔

(ب) زخم لگتے ہی، خصوصاً خون کی مقدار جسم میں کم ہوتے ہی دل و دماغ کے باہمی ہنگامی رابطے ہوتے ہیں، دل دماغ کو حکم دیتا ہے کہ (حکماء کی زبان میں) ''اب 'قوت مدبرہ' کو جگاؤ، تمام اعصاب کو ہنگامی حالات کی خبر دے کر جان بچانے کے لئے جو ہو سکتا ہے کرو''۔ دماغ جواباً ایک طرف دل کے لئے تیز تیز دھڑکنا تجویز کرتا ہے تاکہ خون کو کم مقدار کے باوجود اسے جلدی جلدی پمپ کر کے جسم کے تمام حصوں تک پہنچا کر اس کے ذریعے آکسیجن (حیاتی گیس Life Gas) دل و دماغ کو پہنچائی جا سکے۔ دوسری طرف خودکار اعصابی نظام (Autonomous Nervous System) کو حکم ملتا ہے کہ وہ یہ خون جسم کے ہر ہر حصے تک جلدی جلدی پہنچانے اور گندا خون واپس لانے کے لئے متحرک و مستعد ہو جائے۔ اس سے بدن میں خون کی مقدار کم ہو جانے کے باوجود دھڑکن نبض چلتی رہتی ہے، دوران خون تیز ہو جانے کی وجہ سے بلڈ پریشر کافی دیر تک اور کافی حد تک قائم رہتا ہے اور یکدم نہیں ختم ہو جاتا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حتی الوسع تمام خون بدن کے کونے کونے سے نکل جانے تک دماغ اور خودکار اعصابی نظام کام کرتا رہتا ہے۔

(چنانچہ اڑتے ہوئے پرندے کو اگر گولی سے شکار کیا جائے اور پھر وہ زخمی اور زندہ حالت میں مل جائے تو تب بھی اسے ذبح کر دینا بہتر ہے تاکہ خون اچھی طرح نکل جائے۔)

یہ رحمۃ لانہ، آسان ترین اور بہترین طریقہ موت ہے جو شرعی ذبیحہ والے جانور کو اسلام کی طرف سے رحمت للعالمین ﷺ کے بتائے ہوئے اسوۂ حسنہ کے مطابق تجویز ہوا ہے۔ اسی طریقہ میں موت کی تکلیف بھی سب سے کم ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ تقریباً تقریباً اسی کیفیت سے جان آفرین کے سپرد کرنے (شہادت) پر شہید اللہ کی طرف سے بار بار ''کچھ مانگو'' کی پیشکش رحکم پر یہ جواب

باقاعدہ تکبیر پڑھ کر ذبح کئے جانے والے جانور کا ECG معائنہ بہتر تھا جبکہ بغیر تکبیر کئے جانور کا ECG بہت منتشر تھا

دیتا ہے کہ ''مجھے دوبارہ شہادت کی موت عطا فرما'' اور آپ فرماتے ہیں کہ ''واللہ! میں چاہتا ہوں کہ اللہ کے راستے میں شہید ہوں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں'' (صحیح بخاری، کتاب الایمان)

(ii) خون...... مادّی (طبی) و شرعی حقائق

(الف) مینڈھے، بھیڑ میں کل خون اسکے زندہ وزن کا اوسطاً تقریباً بارہواں حصہ (8.01%) ہوتا ہے اور بیل میں اوسطاً تقریباً تیرھواں حصہ (7.71%) ہوتا ہے۔ (Blacks Veterinary Dictionary p. 93) مثلاً اگر کسی مینڈھے، بھیڑ کا زندہ وزن ۶۰ کلو ہے تو اس کے اندر تقریباً ۵ کلو تک خون ہوگا اور ۳۲۵ کلو وزنی گائے میں ۲۵ کلو تک خون ہوگا، وعلیٰ ہذا القیاس...... انسانی معدہ خون ہضم نہیں کر سکتا کیونکہ انسانی معدہ میں خون کی لحمیات (ہیموگلوبن وغیرہ) کو ہضم کرنے والے خامرے (Enzymes) نہیں پائے جاتے بلکہ خون پینے کی کوشش پر قولنج تک ہو سکتا ہے۔

(ب) خون جراثیم کی بڑھوتری کا بہترین ذریعہ (Growth & Culture Medium) ہے۔ لیبارٹریوں میں جب کسی مریض کی پیپ ٹسٹ کرتے ہیں تو اسے خون سے تیار کردہ ایک مرکب میں ڈال دیتے ہیں۔ پیپ کے جراثیم ایک ہی دن میں کروڑوں کی تعداد میں بڑھ جاتے ہیں۔ جب ان کی تعداد بہت ہی زیادہ ہو جاتی ہے تو ان کی نہ صرف شناخت آسان ہو جاتی ہے بلکہ ان پر مختلف دوائیاں (Antibiotic) ڈال کر دیکھا بھی جا سکتا ہے کہ وہ کس دوائی سے مرتے ہیں۔ اس طرح بیماری کے باعث کا پتہ لگنے کے ساتھ ساتھ (بلکہ اس سے پہلے ہی) علاج بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ اس عمل میں پتے کی بات یہ ہے کہ جراثیم خون پر ہی پھلتے پھولتے ہیں۔ اس لئے خون کا استعمال متعدد خطرات کا باعث ہو سکتا ہے۔ (طب نبویؐ اور جدید سائنس از ڈاکٹر خالد غزنوی: جلد۲، صفحہ ۴۷۹)

غالباً اسی لئے انسان کے لئے خون حرام ہے۔ قرآن کریم میں اس کی حرمت کے بارے میں کم از کم چار دفعہ ذکر ہوا ہے۔ ہر جگہ پہلے مردار بعد میں خون۔ مردار بھی غالباً اسی لئے حرام ٹھہرایا گیا ہے کہ اس کے اندر عموماً سارا خون رہ جاتا ہے۔ صاحب تیسیر القرآن مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں ''خون چونکہ حرام ہے، اس لئے موت کی ہر وہ صورت جس میں خون جسم سے نکل نہ سکے، وہ بدرجہ اولی حرام ہوئی'' (سورۃ المائدۃ: ۳، حاشیہ ۱۳)

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مردار اور جھٹکا اگر مکمل حرام ہے تو آدھا یا کم و بیش خون نکلنے دینا اور باقی اندر رہنے دینا نیم حرام ہونے کے زمرے میں آتا ہے۔

قرآنی لفظ ﴿ذکیتم﴾ ''جسے تم مرنے سے پہلے ذبح کر لو'' میں ایک دلچسپ لغوی نکتہ ہے کہ ﴿ذَكَّیتم﴾ ذ سے ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جانور کو اس طریقے سے ذبح کرنا کہ اس کی جان جلد از جلد اور بسہولت نکل جائے۔ اس میں جانور کی سہولت کا خیال رکھنا (مقاییس اللغة بحوالہ مترادفات القرآن از مولانا عبدالرحمٰن کیلانی ص ۵۲۷)

دوبارہ واضح رہے کہ اس میں جلد از جلد کا تعلق چھری کی تیزی اور استعمال میں چابکدستی سے ہے۔ جیسا کہ پیچھے حدیث لا تعجلوا الأنفس أن تزهق کی تشریح میں واضح کیا گیا ہے۔ نہ کہ منکا توڑ کر تکلیف در تکلیف اور نیم جھٹکا کرنے سے۔ جیسا کہ آگے بھی تفصیل آ رہی ہے۔

اس بارے میں حدیث میں الذکوۃ، أُذَكِّيهِمَا، فذكّيتُهُمَا (ذ سے، بمعنی ذبح کرنا) کے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں: جیساً ألا إن الذكوة فى الحلق واللَّبة ''ذبح حلق اور حنجرہ پر ہے'' (دارقطنی، عن ابی ہریرۃ / ابن ماجہ عن محمد بن صفوان، کتاب الصید) ذبح کے لئے اس مادہ کا استعمال بڑا ذومعنی ہے۔

(ج) جب جانور کے جسم میں ابھی کافی جان باقی ہوتی ہے کہ اس کے حرام مغز کو کاٹ کر دل و دماغ کو صدمہ اور پورے جسم کو ایک جھٹکا لگا دیا جاتا ہے۔ اس سے جسم میں کیا ہلاکت آفرینیاں ہوتی

ہیں، ان میں سے بیشتر کا تعلق ہسٹامین، ایڈرینالین سے بڑھ کر Cerebro-Spinal Fluid (CSF) (دماغی نخاعی سیال) کے خارج ہونے سے ہے۔ یہی دماغی موت (Brain Death) ہے یعنی وہ حالات جن میں دماغ کے کلیدی اَجزا بالخصوص (Brain Stem) کام کرنا چھوڑ دیں۔ تعین موت کا یہی سب سے زیادہ با اعتماد اور جدید طریقہ ہے جبکہ سابقہ معیارِ تعین موت (سانس، نبض اور حرکت قلب وغیرہ کا بند ہو جانا) اب حتمی نہیں رہے''

(The Penguin Dictionary of Psychology, by Arthur S. Reber, Ed.1985, P. 101)

جب بھی مندرجہ بالا CSF خارج ہوتا ہے تو دماغی موت واقع ہو جاتی ہے۔ گردن مروڑنے سے، پھر منکا توڑنے سے، پھر CSF خارج ہونے سے سخت صدمات سے، ہسٹامین کا اخراج ہوتا ہے اور جھٹکے کے ساتھ دماغی موت کا پہلا مرحلہ واقع ہو جاتا ہے جبکہ حرام مغز کی بتی کاٹنے سے آخری جھٹکا اور دماغی موت مکمل ہو جاتی ہے۔

سائنسی پس منظر: سائنسی طور پر جب بھی کوئی شخص یا جانور کسی دہشت ناک منظر کو دیکھ کر خوف زدہ ہو جائے یا دل و دماغ کو کسی بھی طرح سے کوئی دہشت پہنچائی جائے، کوئی ضرب، چوٹ (پنجابی میں ''گجھی سٹ'') (Blunt Injury or Contused wound) لگائی جائے، صدمہ پہنچایا جائے تو ان صورتوں میں کم و بیش کیفیات یہ ہوتی ہیں کہ دہشت اور درد کے مارے اس کا خون خشک ہو جاتا ہے...... نبض کمزور اور سست پڑ جاتی ہے اور مدہوشی طاری ہو جاتی ہے، پتلیاں پھیل جاتی ہیں۔ (طب نبویؐ: خلاصہ ص ۴۸۵)

پھیپھڑوں، جگر، جلد میں موجود مادہ ہسٹامین فوراً خارج ہو کر خون میں شامل ہو جاتا ہے۔ اس زہریلے مادّے سے خون کی نالیوں کا قطر بڑھ جاتا ہے اور یہ پھیل جاتی ہیں (Vasodilation) جس سے خون کا دباؤ کم اور اخراجِ خون بہت ہی کم ہو جاتا ہے۔

(Blacks Veterinary Dictionary p 364, Geoffrey P. West, 12th Ed. ELBS London)

ہسٹامین، ہیموگلوبن میں موجود ایک کیمیائی مادہ ہے جو کم مقدار میں بھی عضلات (گوشت) اور خون کی نالیوں پر گوناگوں برے اَثرات ڈالتا ہے (A Pocket Medical Dictionary, Lois Oaks, London, P 206) ...... یہ ہسٹامین جسم کے رگ و ریشہ میں کس حد تک پیدا ہوتی ہے اور اس کی مہک (Smell) سے بدن کا گوشت کس حد تک متاثر بلکہ زہر آلود ہو جاتا ہے، اس کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب جنگل میں کوئی شخص کسی درندے کو دیکھ کر دہشت کا شکار ہو جاتا ہے تو اس عمل سے پیدا ہونے والی ہسٹامین کو وہ درندہ شیر وغیرہ، بہت دور ہی سے سونگھ کر جان لیتا ہے کہ قریب ہی ایسا کوئی شکار (حیوان یا انسان) موجود ہے جو میری موجودگی سے دہشت زدہ ہو گیا ہے۔ وہ ہسٹامین کی 'خوشبو' کی سمت سفر کرتا ہوا شکار کو دبوچ لیتا ہے۔ حالانکہ ابتدا میں وہ شکار اس کے دائرۂ نگاہ میں نہیں ہوتا (طب نبوی: ص ۴۸۶، ۴۸۷)۔ اسلام نے ان تمام کیفیات کا اِحاطہ کر دیا ہے جن میں ہسٹامین پیدا ہوتی اور جسم کو متاثر کرتی ہے۔ وہ تمام حالات جن میں مجروح ہونے کے بعد ہسٹامین پیدا ہوتی ہے گوشت کو بدذائقہ، بدرنگ اور مضرِ صحت بنا دیتے ہیں۔

جانوروں میں چوٹ کھانے یا خاص طور پر کند آلے سے مجروح ہونے کے بعد ہسٹامین کی پیدائش کی وجہ سے بلڈ پریشر گر جاتا ہے۔ گوشت کا رنگ گہرا سرخ ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید نے طبی زبان میں (Blunt Injuries) میں، زخمی ہونے والے جانوروں کا گوشت حرام قرار دے کر اپنے ماننے والوں کے لئے بیماریوں سے بچاؤ کا ایک اہم منصوبہ پیش کیا ہے۔ حرام جانوروں کی فہرست میں ان کیفیات کو دیکھ کر ہم کو بہت پہلے ہی احساس ہو جانا چاہئے تھا کہ ان تمام حالات میں ایک ایسی قدرِ مشترک ہے جو اس طرح زخمی ہونے والے جانوروں کے گوشت کو کھانے والوں کے لئے مضر صحت بنا دیتی ہے۔ ان جانوروں کو انسانی استعمال کے لئے ناقابل (Unfit) قرار دینا اسلام کا ایک اہم احسان ہے جو ٹھوس سائنسی حقیقت پر مبنی ہے۔ (طبِ نبوی اور جدید سائنس از ڈاکٹر خالد غزنوی، خلاصہ ص ۴۸۷)

> **اگر جانور کو بری طرح خوف زدہ کر کے یا جھٹکا کر کے یا خون پوری طرح نکلنے سے پہلے فوری طور پر گردن کا منکا توڑ کر ذبح کیا جائے تو اس سے جانور کے جسم میں ہسٹامین نامی زہر پیدا ہو جاتا ہے**

چھری پھیرنے کے فوراً بعد گردن موڑنے / مروڑنے کے اس صدمہ و انقطاع حرام مغز سے خون کا ایک زہر (ہسٹامین) پورے بدن میں پھیل جانے، خون کی نالیاں پھیلنے سے خون کا دباؤ کم ہو جانے اور دماغ کا باقی سارے بدن سے رابطہ ختم ہو جانے سے فوراً ہی جانور کے ساکت و صامت ہو جانے پر بیشتر خون بہت زہریلا ہو کر اندر ہی رہ جاتا ہے۔ متذکرہ بالا گائے کے قریباً ۲۵ کلو خون میں سے خارج ہو سکنے والے تقریباً ۲۰ کلو خون کی بجائے قریباً ۱۰ کلو ہی نکلتا ہے۔ باقی خون اور اس کا زہر پورے بدن کے گوشت میں پھیل جاتا ہے۔ یہ گوشت شروع میں گہرا سرخ ہوتا ہے۔ موسم کے مطابق تین چار گھنٹوں میں سیاہی مائل ہو جاتا ہے، مخصوص بدبو دینے لگتا ہے، اچھی طرح گلتا ہے، نہ پورے طور پہ ہضم ہوتا ہے۔ پکاتے وقت عجیب قسم کی (خون جلنے کی) بدبو اور سڑانڈ بھی آتی ہے۔ یہ ساری سزا ﴿ذَكَّيْتُمْ﴾ کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے ہے۔

(iii) شرعی و روحانی حقائق / بصائر

ایک سائنسی تجربہ میں ایک جانور کا جھٹکا کیا گیا جبکہ دوسرے کو شرعی طریقہ سے ذبح کیا گیا (اور جانور کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کے حرام مغز کی بتی نہیں کاٹی گئی)

ساتھ ہی دونوں جانوروں کا خون لے کر اور ان دونوں نمونوں کا کیمیاوی تجزیہ کیا گیا۔ جھٹکے والے جانور کے معمولی بہنے والے خون میں کافی ہسٹامین (زہر) پائی گئی، نیز اس جانور کے بدن میں بھی کافی ہسٹامین والا خون پایا گیا جبکہ ذبیحہ والے جانور کا خون بہت زیادہ مقدار میں خارج ہوا جو کیمیاوی معائنہ میں تقریباً طبعی (نارمل) پایا گیا۔ جانور کے بدن میں برائے نام خون تھا جو کہ نارمل تھا۔

اسی طرح ایک دوسرے تجربے میں دو جانوروں کو ذبح کیا گیا ایک پر بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھی گئی اور دوسرے پر نہیں پڑھی گئی۔ دونوں کے دل کا برقی معائنہ (ECG) ذبح کے وقت کیا گیا۔ تکبیر والے جانور کے دل کا معائنہ بتاتا تھا کہ وہ پوری شد و مد کے ساتھ حرکت کرتا رہا جبکہ دوسرے جانور کا ریکارڈ بے انتہا منتشر انداز کا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی مخلوق جانور بھی ذبح کے وقت اللہ کا نام لئے جانے سے اطمینان سے جان دیتے ہیں کہ وہ اپنے خالق کے طے کردہ نظام کے مطابق جان دے رہے ہیں جبکہ اس کے برعکس ان کی موت بھی بہت دکھ اور کرب کی موت ہوتی ہے۔

(۳) مذبح منیٰ کا واقعہ

منیٰ (سعودی عرب) کا ذبیحہ خانہ پوری دنیا کا سب سے بڑا ذبیحہ خانہ ہے جس کا رقبہ پانچ لاکھ مربع فٹ ہے۔ (شہری لحاظ سے تقریباً ۱۴/۱ ایکڑ اور دیہی و زرعی لحاظ سے تقریباً ساڑھے گیارہ ایکڑ) جس میں روزانہ دو لاکھ مویشی ذبح کیا جا سکتے ہیں۔ ایک خبر کے مطابق ''بارہ کروڑ ڈالر کی لاگت آنے والے اس ذبیحہ خانے میں دس ہزار کارکن کام کریں گے''۔ (روزنامہ ''نوائے وقت'' ۱۲/ مارچ ۲۰۰۰ء)

۱۹۹۰ء میں راقم کو اللہ تعالیٰ نے حج بیت اللہ کی سعادت بخشی تو منیٰ میں قربانیوں کی صورتِ حال کے معائنہ کا موقع بھی عطا فرمایا۔ گروپ کے باقی تمام افراد (جو بیشتر اَعزہ و اَقارب ہی تھے) نے راقم کو اس کی پیشہ ورانہ تعلیم و تجربہ کے پیش نظر گروپ کا متفقہ نمائندہ بنا کر مذبح منیٰ میں بھیجا۔ وہاں جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہاں بھی متعدد قصاب حضرات پاکستانی ہیں اور ان میں بھی ابتدا میں ذکر کی گئی تکلیف دہ عادات ہی پائی جاتی ہیں کہ اسی طرح ہی فوراً گردن کاٹ

کر اور منکا (Ligaments of Atlanto-axial Joint) توڑ کر جانور کا خون پورا نکلنے سے کافی دیر پہلے ہی اسے ساکت کر دیتے ہیں جس سے پاک کرنے کے حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہے اور یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے بلکہ اس کا اثر قربانی کی حلت وحرمت تک جا پہنچتا ہے۔ چنانچہ راقم نے وہیں بیٹھے بیٹھے تین چار اوراق میں منصوبہ گوشت قربانی (Sacrificial Meat Project) کے منتظم اعلیٰ جناب صدر اسلامی ترقیاتی بنک جدہ کے نام انگریزی میں ایک خط لکھ کر اس تکلیف دہ صورت حال کو شرعی اور طبی بنیادوں پر واضح کر کے یہ تحریر ان کے مقامی دفتر میں وصول کرائی جس کا جواب بھی انہوں نے جلد ہی شکریہ ادا کرتے ہوئے بھیجا۔ جس میں بیان کیا کہ ''اس سلسلے میں آپ کی مشاہداتی رپورٹ ڈاکٹروں تک پہنچا دی جائے گی اور مجھے یقین ہے کہ وہ اس معاملے میں اس کے مطابق خیال رکھیں گے''۔

باوجود اس بات کے کہ وزارتِ حج، وزارتِ انصاف اور افتاء و دعوۃ کے علماء پر مشتمل کمیٹی اور ان کے ساتھ سعودی عرب کی جامعات میں شریعت کے کم وبیش سو (١٠٠) طلباء یہاں کے تین ذبیحہ خانوں میں ذبح کے عمل کی نگرانی کرنے اور اس سلسلے میں شریعت کے تمام اصول وقوانین پر عملدر آمد کی یقین دہانی مؤثر بنانے کے لئے پہلے ہی سے تعینات ہیں، اس بارے میں مطلوبہ اہتمام نہیں کیا جاتا۔ راقم الحروف اس امر پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے کہ انہوں نے میری سفارشات کو نہ صرف سنجیدگی سے لیا بلکہ اس کے مطابق آئندہ توجہ کرنے کی یقین دہانی بھی اپنے باضابطہ خط میں کرائی جس کی اصل راقم کے پاس محفوظ ہے۔

اس امر کے نظر انداز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ قربانی کو ذبح کرنے میں میں دو مختلف میدانوں کا معاملہ درپیش ہے۔ جب تک کوئی شخص شریعت کا ماہر اور خوف الٰہی رکھنے کے ساتھ ساتھ طب او رطب حیوانی کا ماہر نہ ہو، اسے یہ سمجھنے میں مشکل پیش آ سکتی ہے کہ قصابوں کے کون کون سے داؤ پیچ ہیں۔ کس عمل میں وہ کس حد تک حق بجانب ہیں یا صرف پیشہ ورانہ مہارت کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ ان کے کس کس لاشعوری عمل سے طبی وشرعی لحاظ سے قربانی کے جانور پر کیا کیا آفات بیت جاتی ہیں۔ اسی طرح قصاب حضرات اور ان کے نگران وٹرنری ڈاکٹروں کو بھی جب تک اللہ کا خوف نہ ہوگا، وہ یہ بات علماءِ شریعت سے آخر کیوں پوچھیں گے کہ اس اس عمل سے قربانی کا عمل شرعاً کیا غلط تو نہیں ہو جاتا؟

(۴) ذبح کرنے کے اسلامی طریقے کی اصل روح

(i) ذبح کرنے والے کو بوقت ذبح دراصل اس جذبہ قربانی کو یاد کرنا چاہئے جو قربانی کے سارے فلسفہ میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے اپنا سب کچھ حتی کہ اپنی جان بھی اللہ کے راستے میں مسنون طریقہ کے مطابق لٹا دینے کا جذبہ ہی اس کی اصل روح ہے۔ جس کے بغیر قربانی ایک کارِ عبث ہے۔ اسی طرح جانور کو ذبح کرتے وقت اپنی موت کو بھی یاد کرنا چاہئے نیز یہ کہ یہ جانور بھی جاندار ہونے کے لحاظ سے بالکل ہماری طرح ہیں، اور تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ حیاتیاتی عوارض / مراحل ہماری طرح ان پر بھی بیتتے ہیں۔

اے اللہ! ہم تیرے بندے ہیں۔ ہمارا اور اس قربانی کے جانور کا مالک، خالق ورب تو ہی ہے۔ تیرے ہی حکم پر تیری رضا جوئی کے لئے، تیرے راستے میں مسنون طریقہ سے اور تیرے نام سے اپنی عزیز چیز کی قربانی پیش کر رہے ہیں۔ (جہاد وقتال کا) وقت آنے پر ہم اپنی اور اپنے اہل خانہ کی بھی قربانی دینے کو تیار ہیں۔ اے رب! تو ہی قبول فرمانے والا اور ہمیں اجر وثواب سے نوازنے والا ہے۔

ہمارے قصاب بھائی جنہیں پیشہ ورانہ فرائض کے طور پر بہت زیادہ ذبیحے کرتے رہنا پڑتا ہے۔ مرغی ہو چاہے گائے اونٹ اگر وہ بھی

> **نبی ﷺ نے جانور کے سامنے چھری نکال کر تیز کرنے سے منع فرمایا**

اسی جذبے سے ذبح کرتے رہیں تو نہ صرف انہیں ہر درجہ ثواب ملتا رہے گا، تقرب الی اللہ حاصل ہوتا رہے گا بلکہ موت یاد رہنے کی وجہ سے بھی ان کا دل بہت نرم رہے گا اور انسانی معاملات میں شقاوت کے سے افعال سے بچنا ان کے لئے بہت ہی آسان ہو جائے گا:

﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلاَ طَائِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْهِ اِلاَّ اُمَمٌ اَمْثَالُکُمْ﴾

''اور زمین میں کوئی چوپایہ نہیں اور کوئی پرندہ اپنے پروں سے نہیں اڑتا مگر یہ تمہارے جیسے ہی مخلوق (اُمتیں) ہیں'' (سورۃ الانعام: ۳۸)

یہ تو اللہ کی بے پایاں رحمت ہے کہ اس نے ہمیں اشرف المخلوقات بنایا اور ان حلال جانوروں کو ہمارے قبضہ وکنٹرول میں دے دیا ہے تاکہ ہم بحکم الٰہی / بوقتِ ضرورت مسنون طریقہ سے ذبح کر کے انہیں اپنی خوراک بنا سکیں اور ہم انہیں اپنی خوراک بناتے بھی رہتے ہیں۔ ایک دن تو بہرحال ہمیں بھی مرنا ہے ﴿کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾ بلکہ بسترِ مرگ پر موت تو بہرحال اس سے زیادہ تکلیف دہ ہی ہوگی کیونکہ سب سے کم تکلیف والی موت انسان کے لئے میدانِ جنگ میں شہادت ہی کی موت ہے جب وہ اپنی عزیز جان کو اپنے خالق حقیقی کے حضور پیش کر دیتا ہے۔

(۵) چند اعتراضات اور ان کے جوابات

سوال: قصاب بھائیوں سے جب یہ پوچھا جاتا ہے کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں تو وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ جی، اس طرح جانور جلدی ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ اس سے تو جانور کو زیادہ رحمدلانہ طریقے سے ذبح کرنے کا تاثر ملتا ہے...... ان کی بات میں بڑا وزن معلوم ہوتا ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ انہیں ہم عید قربان کے موقع پر اپنے جانور ذبح نہ کرنے دیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ سے زیادہ اپنی مخلوق سے رحم کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے۔ وہ تو سگی ماں سے بھی زیادہ رحیم ہے۔ شروع میں بیان کردہ حدیث کے مطابق وَلْیُحِدَّ اَحَدُکُمْ شَفْرَتَهُ وَلْیُرِحْ ذَبِیْحَتَهُ ''چھری کو اچھی طرح تیز کرو اور ذبیحہ کو آرام پہنچاؤ'' کے مطابق اصل رحم تو یہ ہے کہ جانور کو چابک دستی کے ساتھ، آناً فاناً، اچانک جرأت مندی کی کاٹ کے ساتھ (with a Single Bold Incision) ذبح کیا جائے۔ رہی بات ان کی منطق کی تو وہ محض لاعلمی میں یا عادتاً ایسا کرتے ہیں۔ اس کی ساری خرابیاں ہسٹامین کے حوالے سے پہلے واضح کی جا چکی ہیں۔ نیز یہ کہ بدن میں رکا ہوا یہ خون بھی گوشت کے بھاؤ بک جائے اور عید الاضحیٰ کے موقع پر کم وقت میں زیادہ جانور 'ذبح' کر کے زیادہ 'اچھی' دیہاڑی بنانے کا معاملہ بھی ہوتا ہے۔

قصاب حضرات (اور گجر بھائی) ہمارے معاشرے کی بڑی اہم برادری ہیں، ذبح کے بعد کھال اتارنے اور گوشت بنانے میں ان کی خدمات حاصل کی جا سکتی ہیں جبکہ ہمارا دین ہم سے جانور کو اپنے ہاتھوں ذبح کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔ قربانی کے جانور کو ذبح خود ہی کرنا ہمارا اہم دینی فریضہ ہے۔ قرآن کریم کی سب سے چھوٹی سورہ کے سب سے کم الفاظ کے باوجود اس میں بھی اللہ تعالیٰ کا حکم 'وَانْحَرْ' (قربانی کرو) موجود ہے۔ نبی ﷺ نے اس کی تعمیل میں ۶۲ سال کی کبرسنی میں بھی ۶۳ اونٹ خود اپنے دست مبارک سے ذبح کیے، بقایا ۳۷ کے نحر کے لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ کتنا بڑا اسلامی فریضہ ہے۔ 10/ذی الحجہ کو اللہ کے راستے میں قربانی کے جانور کا خون بہانے سے زیادہ ثواب کسی بھی اور کام کا نہیں ہے۔ بڑے بڑے دین دار لوگ اسے خالصتاً دنیادارانہ، بے رحمانہ کام سمجھتے ہوئے یا عید کے کپڑوں کی شان وشوکت خراب ہونے کے اندیشے سے ذبح کرنے سے اجتناب کرتے رہتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب یہ کام دینی ہدایات سے واقف اہل علم کی بجائے اَن پڑھ لوگوں کے ہاتھ میں چلا گیا ہے۔ راقم کا اپنا ایک چشم دید واقعہ ہے کہ لاہور کے مضافاتی ایک سلفی مدرسے کے زیر انتظام قصاب حضرات کافی انتظار کے بعد،

دوپہر کو آئے،ان کے انچارج صاحب ایک بنیان پہنے جس پر کارٹون سے بنے تھے، گلے میں لاکٹ لٹکائے، فلمی ہیرو کی شکل بنائے ہوئے نحر کرنے آگے بڑھے۔ایک ساتھی نے اونٹ کی رسی سے اس کا سر تانے رکھا،اگلی دونوں ٹانگیں پہلے ہی باندھی ہوئی تھیں پھرانہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ،ایک ہی ہلے میں گردن کے آغاز درمیان اوراوپر تین زخم لگائے اورواپس آکر اپنے ساتھیوں کے ساتھ رقص کرنے لگے کہ میں نے اکیلے ہی اورایک ہی ہلے میں اونٹ نحر کرلیا ہے...... قربانی ایسا دینی عمل صرف ایک دنیاوی تماشا بن کر رہ گیا ہے۔پس اپنی قربانی کوحتیٰ الوسع خود ذبح کرنا چاہیے۔ لیکن مسنون طریقے کے مطابق۔

سوال: ذبیحہ کا معاملہ تو واقعی بہت اہم ہے۔حلال اورصحت مند گوشت کی فراہمی شریعت کے علاوہ روزمرہ صحت انسانی کا مسئلہ بھی ہے۔مگر ذبیحہ خانے میں ہم تو نہیں جاسکتے۔یہ معاملہ ہم کیسے کنٹرول کریں۔تکبیر کے ساتھ صحیح ذبیحہ حاصل کرنے کے لئے ہم یہ احتیاط کیسے کریں؟

جواب: اپنا دنیاوی ودینی اثر ورسوخ استعمال کریں۔اچھے ذہن کے وٹرنری ڈاکٹروں سے رابطہ رکھیں۔ان کی تنظیم میں شامل ہوں یا انہیں کسی تنظیم میں انتظامی عہدے کی سطح پر شامل رکھیں۔ان کے ذریعے صحیح مسنون شکل میں ذبیحہ کا گوشت استعمال کریں۔

گوشت کو بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کریں، یہ نیت کرتے ہوئے کہ ''اے اللہ تعالیٰ! اس کھائی جانے والی چیز مثلاً گوشت میں جو جو طبی آفات (جراثیمی، طفیلیاتی، مرضاتی، گردوغبار کی آلودگیاں یا کیمیاوی زہر، تابکاری وغیرہ) یا روحانی آفات (جیسے جادو، ذبح لغیر اللہ وغیرہ) پوشیدہ ہیں' تو ہی ان کو جاننے والا ہے، میں تیری ہی پناہ میں آتا/آتی ہوں۔تو ہی مجھے ان سے محفوظ رکھ سکتا ہے اس لئے کہ کسی مخلوق کا علم ان سب کا اس انداز میں احاطہ کر ہی نہیں سکتا۔تو مجھے ان سب سے محفوظ رکھ۔'' اور جو بات اپنے بس اور طاقت سے باہر ہے، اللہ تعالیٰ اسے وہ معاف فرمائے گا، اس پر کوئی پکڑ نہیں ہوگی...... ان شاء اللہ ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾

سوال: ہم مسلمانوں کے ذبیحہ کی مندرجہ بالا صورتحال تو واقعتاً ہوش ربا ہے مگر قرآن کریم کے مطابق تو یہودیوں کا بھی ذبیحہ ہمارے لئے حلال ہے ﴿وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ﴾ پھر آخر اس حد تک تفاوت کی کیا وجہ ہے؟

جواب: ''یہودیوں کو سنت ابراہیمؑ کے مطابق جو تعلیمات دی گئی ہیں، وہ ہماری شریعت سے زیادہ سخت ہیں۔کئی باتیں ایسی ہیں کہ جو ہم اپنے لئے مستحب اورافضل سمجھتے ہیں ان کیلئے وہ فرض تھیں۔ کرائی ہو، جان سکتے ہیں۔ڈاکٹری میں نشتر پیچھے کی طرف نہیں چلایا جاتا۔

قصائی حضرات پورا خون اس لئے نہیں نکلنے دیتے کیونکہ اس طرح گوشت کا وزن زیادہ رہتا ہے لیکن ایسا گوشت مضر صحت ہوتا ہے

ماحصل:

(i) تقرب الی اللہ کے جذبہ سے مسنون طریقے سے تکبیر پڑھتے ہوئے چھری پھیرنے کے فوراً بعد جانور کے طبعاً ٹھنڈا ہو جانے تک اس کی گردن موڑ مروڑ کر منکا ہرگز نہیں توڑنا چاہیے اور (چھری کی نوک وغیرہ سے) حرام مغز کی بتی ہرگز ہرگز نہیں کاٹنی چاہیے۔اس کے لئے مینڈھے،بکرے،گائے کے طبعاً ٹھنڈا ہونے میں اندازاً ۲ سے ۵ منٹ تک صبر سے انتظار کرنا نہایت ضروری ہے۔

(ii) انتظار کے ان چند منٹوں میں اپنی موت کو بھی یاد کرنا چاہیے۔تقرب الی اللہ کے جذبہ کو خالص سے خالص تر اورلوجہ اللہ تازہ کرنا اور رکھنا چاہیے جیسا کہ مضمون کے چوتھے حصے (اصل روح) میں ذکر ہوا ہے۔

(iii) جانور کے جسم سے حتیٰ الوسع تمام خون نکل جانے' اس کے بے حس وحرکت ہو جانے سے جان مکمل طور پر نکل جانے (جسے پاؤں کی ٹھوکر یا جانور کے بدن کو جھنجھوڑنے سے چیک کیا جاسکتا ہے) کے بعد ہی کھال اُتارنا شروع کرنا چاہیے۔اس عمل کے آخر میں گردن کو موڑا بلکہ الگ بھی کیا جائے گا...... یہی اس مضمون کی بڑی وجہ تالیف ہے۔

ہم سبھی کو چاہئے کہ ہم تقوی اورخوف الٰہی کو اپنا مستقل شعار بنائیں۔اس خصوصی التزام کے ساتھ علمائے شریعت اور علمائے طب حیوانی اورصحت انسانی سے اس بارے میں خصوصاً رہنمائی اورمخلصانہ مشورہ ہمیں انتظار ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اُسوۂ حسنہ کے مطابق ذبح کا عمل انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

یعنی ان کو ملحوظ نہ رکھنے پر ان کا ذبیحہ حرام ہو جاتا تھا،مثلاً:

(i) ذبح کرنے والا شخص عالم دین ہو، اس نے ذبح کرنے کی باقاعدہ تربیت حاصل کی ہو۔ایسے عالم کو وہ (Sohet) کہتے ہیں۔

(ii) ذبح کرنے والی چھری کی دھار اُسترے کی مانند تیز ہو، اس پر دندانے نہ ہوں۔اتنی تیز ہو کہ ایک ہی مرتبہ ایک ہی سمت میں چلائی جائے (اور ذبح کا عمل مکمل ہو جائے)۔اس عمل میں نہ تو زیادہ زور لگایا جائے اور نہ چھری کو بار بار چلایا جائے۔اگر جانور کی رگیں ایک ہی حرکت (Only One Bold Incision) سے نہ کٹ سکیں تو گوشت حرام ہو جائے گا۔

(iii) جانور کے ذبح کے بعد معائنہ کرکے دیکھا جائے کہ وہ صحیح طریقے سے ذبح کیا گیا ہے۔اس کی ٹانگ کے ساتھ ایک سرٹیفکیٹ بصورت ٹیگ لگایا جائے۔جس پر عبرانی زبان میں ''کھانے کے لئے پاک کردیا گیا'' کے علاوہ ڈرائنگ کی شکل میں ایک مارکہ اور ذبح کرنے والا کا نام، تاریخ اور جگہ مرقوم ہوتی ہے......ایسٹ اینڈ (لندن) میں وسیع کاروبار والے عبداللہ نامی یہودی قصاب سے ایک مرتبہ مرغی خریدنے کا اتفاق ہوا تو اس کی ٹانگ کے ساتھ ذبیحہ کی درستی کے متعلق ذبح کرنے والے کی تصدیق کا ٹیگ منسلک تھا۔

(iv) ذبح کرنے کے بعد جانور کو نمک لگایا جائے تاکہ جانور کے جسم سے باقی کا بھی رہا سہا سارا خون باہر نکل آئے۔(طب نبوی مذکورہ بالا، باب: یہودیوں میں جانوروں کا ذبیحہ، خلاصہ صفحہ ۴۹۶)

ہمارے ہاں علماء کرام اوّل تو جانور خود ذبح ہی نہیں کرتے ہیں۔قصاب پر ہی سارا معاملہ چھوڑ دیتے ہیں۔دوم جو کرتے ہیں تو صحیح مقام اورصحیح انداز سے ذبح کرنے کے تربیت یافتہ نہیں ہوتے۔چھری کے استعمال کے بارے میں بھی عوام میں انتہا پائی جاتی ہے، کبھی تو اتنی تیز ہوتی ہے کہ ایک ہی جھٹکے میں مرغی کی گردن تلوار کی طرح ساتھ ہی کاٹ کر پھینک دی اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ عید قربان کے موقع پر کند چھری سے ہی ذبح کرنا شروع کردیتے ہیں۔

راقم ایک دفعہ قریبی دکان سے مرغی کا گوشت لینے گیا، دکاندار نے مرغی ذبح کرکے ڈرم میں پھینک دی، ڈرم میں کچھ دیر تک مرغی کے پھڑ پھڑانے/ پھڑکنے کی آواز نہ آئی تو راقم نے آگے ہوکر ڈرم میں جھانکا، اف میرے اللہ! وہاں یہ تکلیف دہ منظر دکھائی دیا کہ مرغی ڈرم میں کھڑی تھی، اس کی گردن سے قطرہ قطرہ خون نکل رہا تھا، اگر ڈرم نہ ہوتا تو وہ بھاگ جاتی، گویا کہ اسے مرغ بسمل کی طرح صرف تکلیف سہنے کے لئے چھوڑ دیا گیا تھا۔توجہ دلانے پر دکاندار نے مرغی کو ڈرم سے نکالا، دوبارہ چھری پھیری، تو وہ معصوم بے زبان جان دے سکی۔ إنا للہ وإنا إلیہ راجعون!

چھری، چاقو اور نشتر ایک ہی سمت میں چلانے سے تکلیف کم ہونے کی حقیقت سرجن اور وہ مریض جنہوں نے کبھی جراحت صغیرہ

بقیہ آپ کے دینی مسائل

تعین کے ساتھ ثابت ہیں جن کی تفصیل کے لئے آپ راقم کی کتب ''باغیچہ جنت''،''حصن المجاہد'' اور ''پریشانیوں سے نجات'' ملاحظہ کریں جن میں احادیث صحیحہ وحسنہ سے اذکار وادعیہ درج کئے گئے ہیں اور جن کی تعداد رسول کریم ﷺ نے مقرر فرمائی ہے 'وہ بھی واضح کی گئی ہے اور جو مطلق طور پر دعائیں مذکور ہوئی ہیں 'انہیں بغیر تعداد کے ہی تحریر کیا گیا ہے۔ وباللہ التوفیق

سلسلہ نمبر 4

حقوق زوجین

محمد یوسف طیبی

خاوند کے حقوق

بارھواں حق ایک سے زیادہ شادیاں کرنا/ تعدد زواج

اللہ تعالی کمال علم اور حکمت والی ذات ہے۔ اسی نے اس انسان کو پیدا فرمایا اور وہ اس کی ابتداء وانجام سے بخوبی واقف ہے۔ اسی نے اس کی دنیاوی اور اخروی زندگی کی بہتری کے لئے قوانین وضع کیے۔ بعض دفعہ اپنی شریعت کی حکمتیں بیان کر دیتا ہے۔ یا کسی عالم پر خود ہی واضح ہو جاتی ہیں۔ اور کبھی اس کی شریعت کی حکمتیں واضح نہیں ہوتیں لیکن مؤمن پر ہر حال میں اطاعت واجب ہے۔ ایک سے زیادہ شادیاں یعنی تعدد زواج بھی اللہ کی کمال حکمتوں کا ایک مظہر ہے اور ہر مومن مرد چار یاں شادیاں کرسکتا ہے اس کی کئی ایک دلیلیں ہیں۔

قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے۔ ''فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنیٰ وثلاث ورباع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم ذلك ادنیٰ الا تعولوا (النساء۔3)

پس تم شادیاں کرو اپنی من پسند عورتوں سے دو دو سے تین تین سے اور چار چار سے اور اگر تمہیں یہ ڈر ہو کہ عدل نہ کر پاؤ گے تو ایک آزاد عورت سے شادی کرو یا اپنے ہاتھوں کی ملکیت لونڈیاں رکھو یہ زیادہ قریب ہے کہ تم ظلم نہ کرو۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے دو سے بات شروع کی ہے اور ظلم کے خطرے کے پیش نظر ایک کی اجازت دی ہے۔ یعنی شادیوں میں تعدد اصل ہے اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تعدد زواج بہت عظیم مصلحت انسانیت ہے۔ جبکہ ظلم کرنا فساد ہے۔ لہذا اگر ظلم کا خطرہ ہو تو اتنی بڑی مصلحت کو چھوڑنا جائز ہے

سیدنا قیس بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں مسلمان ہوا تو میرے عقد میں آٹھ بیویاں تھیں تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اختر منھن اربعا'' کہ ان میں چار کو اختیار کر لو۔ (سنن ابی داؤد تحقیق الالبانی 422/2 حدیث نمبر 1941) (ارواء الغلیل 1885)

یعنی باقی چار کو طلاق دو' یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ اس بات پر علماء امت کا اجماع ہے کہ مرد شادیاں ایک سے زیادہ کرسکتا ہے۔

عقلی دلیل:

اللہ تعالی نے تخلیقی اعتبار سے عورت کو مرد سے ناقص بنایا ہے۔ اس لئے کہ حکمرانی مرد کی ہے۔ اگر عورت بھی ویسی خصوصیت والی ہوتی تو محکوم کون ہوتا۔ پھر دونوں کے اعمال اور میدان الگ الگ ہیں۔ ایک کا کام جنگ وجدال میں شرکت کرنا سخت موسم میں محنت ومشقت کرنا جبکہ عورت کا کام گھر کی رکھوالی اور بچوں کی تربیت کرنا ہے۔ اس لئے عورت کو نسبتاً کمزور مگر شفقت ومحبت کی پیکر بنایا ہے۔ جبکہ خاوند نسبتاً مضبوط مگر رحم وکرم کا خوگر ہوتا ہے۔ یہ سب باتیں عمومی تجزیہ کے مطابق ہیں۔ جبکہ کوئی خاص عورت کسی خاص مرد سے طاقت ور ہوسکتی ہے۔ لیکن عموماً ایسا نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ یہ تو پڑھتے رہتے ہیں کہ فلاں عورت پر زیادتی کی گئی لیکن آپ نے کبھی نہیں دیکھا کہ کسی عورت نے مرد سے زیادتی کی ہو۔

علامہ عطیہ محمد سالم کہتے ہیں۔ عورت کی ذمہ داریوں کے حساب سے ہم دیکھتے ہیں' عورت کے تخلیقی مسائل اس کی آدھی عمومی زندگی پر حاوی ہو جاتے ہیں۔ مثلا ہر ماہ میں ایک ہفتہ تقریباً ہر ماہ کا اور سال کے تین ماہ بنتے ہیں اور زچگی کے بعد تقریبا ایک ماہ یہ مبتلا رہتی ہے اور اگر زچگی سے ماقبل کی حالت کا ابتلا شمار کیا جائے یہ کل سال کا تین ماہ بنتا ہے۔ تو گویا آدھا سال یا آدھی زندگی اس کی ابتلاء میں گزرتی ہے۔ اس کے علاوہ بیماریاں اور پریشانیاں اضافی ہیں۔ پھر بچہ جننے کی عمر زیادہ سے زیادہ پچاس سال کی عمر ہے۔ تو اس سے آدھا دور ابتلاء نکال دیا جائے تو عورت کے پاس عمر صرف پچیس سال رہ جاتی ہے۔

جبکہ سو سال میں بھی اللہ تعالی مرد کو اولاد عنایت فرما دیتا ہے۔ اس کے شواہد موجود ہیں تو ثابت ہوا کہ مرد چار شادیوں کے قابل ہے۔ جبکہ عورت ایک شادی کے قابل ہے۔ کیونکہ اس کے تعدد سے نسل کی تباہی لازم آتی ہے۔ البتہ اگر وہ سمجھتی ہو کہ خاوند اس کا حق دے نہیں سکتا تو اس کا حل عورتوں کے حقوق میں آئے گا۔ ان شاء اللہ

تعدد زواج میں پنہاں حکمتیں۔ مصلحتیں

جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ بعض دفعہ اللہ تعالی کے احکام شرعیہ کی حکمتیں واضح ہو جاتی ہیں تو دل کو اضافی اطمینان ملتا ہے۔ لیکن اگر حکمت سمجھ میں نہ آئے تو عمل کرنا بہر حال واجب ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے گیارہ شادیاں کیں غور کیا جائے تو ان شادیوں میں ذاتی کی بجائے اجتماعی مصلحتیں نظر آتی ہیں۔ حتی کہ آپ نے ایک دفعہ ام ہانی بنت ابی طالب کو بھی شادی کے لئے کہا تو وہ فرمانے لگیں کہ میں تو اب عمر رسیدہ ہو چکی ہوں۔ (صحیح مسلم)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی اپنی خواہشات کی سیرابی کی بجائے دوسروں کی بہتری مقصود ہوتی تھی۔ دیکھئے اس دق میں آپ ایک بوڑھی ام ہانی کو ''ام المومنین'' کا تمغہ سجانے کے لئے شادی کی پیشکش کر رہے ہیں' نہ کہ ذاتی خواہش کے لئے۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں تک اللہ کا پیغام پہنچایا۔ لیکن عورتوں کو دین کے ایسے مسائل سمجھانے کیلئے جو عورت ہی سمجھا سکتی ہے آپ نے زیادہ شادیاں کیں۔ تا کہ دعاۃ الخیر میں اضافہ ہو اور مسلمانوں کی تربیتی ضرورت کو پورا کیا جا سکے۔ اسی طرح ام المومنین صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا کی شادی سے تمام صحابہ کرام نے ان کے قبیلے کے غلام آزاد کر دیے۔ ابوبکر صدیق کی بیٹی سے شادی کر کے باپ کو احسان مند بنایا اور خوش کیا۔ جبکہ زینب رضی اللہ عنہا سے شادی خود اللہ نے کر دی تا کہ منہ بولے بیٹے کی بیوی سے شادی میں حرج باقی نہ رہے۔ (الاحزاب 37)

تعدد زواج کے فوائد:

تعدد زواج سے خاوند کو بہت فوائد حاصل ہوتے ہیں' جو پہلی شادی سے فوائد حاصل ہوتے ہیں دوسری تیسری سے تقریبا وہی فوائد دوگنا چار گنا ہو جاتے ہیں۔

کتنے ہی لوگ پہلی شادی میں اولاد سے محروم ہوتے ہیں مگر رشتہ دار اہل قبیلہ کے ہاتھوں مجبور ہو کر دوسری شادی نہیں کرتے کروڑ پتی ہونے کے باوجود لاولد ہی مرجاتے ہیں کتنے ہی لوگ فقیر

ہیں مگر صاحب اولاد ہیں مگر جاہل و لاعلم ہیں تو بچوں کی صحیح تربیت نہیں کر پاتے لیکن دوسری طرف ارب پتی لوگ لاولد مرتے ہیں۔ حالانکہ اگر یہ لوگ چار شادیاں کریں تو پھر بھی بچوں کی صحیح تربیت کر سکتے ہیں اور معاشرہ میں نکھار آسکتا ہے۔

2۔ بسا اوقات خاوند ایک عورت پر صابر نہیں رہ سکتا۔ جیسا کہ امام سیوطی نے لکھا ہے کہ ایک شادی والے کی بیوی کے دن ہوں تو خاوند کے بھی دن آجاتے ہیں۔"

تو اب دو ہی صورتیں ہیں کہ یا تو وہ دوسری تیسری شادی کرے یا پھر خفیہ طریقے سے حرام کاری کا ارتکاب کرے۔

صالح و شریف لوگوں کے لئے تعدد تو اور بھی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ عورت تو بچے جنے گی۔ اگر وہ شریر مرد کے ہوئے تو معاشرہ بگڑے گا اور اس نیک و پارسا کے ہوئے تو معاشرہ سنورے گا۔ لہذا صالح اولاد میں اضافہ باعث برکت ہے۔

کافر کی چال ہے مسلمان کم پیدا ہوں اور کافر زیادہ اور یہی سوچ فرعون کی تھی جو وہ بنی اسرائیل کے بچے مرواتا تھا۔ آج اربوں روپیہ منصوبہ بندی کے نام پر خرچ کیا جاتا ہے اور نرسیں، دایا وغیرہ پیسہ کے لالچ میں کفر کی سازش کا حصہ بن چکی ہیں، ہر نارمل کیس کا آپریشن کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تاکہ مسلمان کم ہوں جبکہ فرانس وغیرہ میں زیادہ بچے جننے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ ہر بچے کا وظیفہ مقرر ہوجاتا ہے، پانچ چھ بچے ہوجائیں تو والد کو کمانے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ مسلمان کو چاہیے کہ اس سازش کو پاش پاش کرنے کیلئے زیادہ شادیاں کرے تاکہ جہاد کرنا آسان ہو۔ اور یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تزوجوا الولود الودود فانی مکاثربکم الامم" (سنن ابی داؤد دیکھئے الارواء 1784)

زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے کی صلاحیت رکھنے والی عورت سے شادی کرو۔ میں تمہاری کثرت کے ساتھ دوسری امت کا مقابلہ کروں گا۔

5۔ تعدد زواج ایک فطری تقاضا بھی ہے کہ جنگوں میں عموماً مرد کام آجاتے ہیں تو پھر معاشرے کے لئے تعدد کے علاوہ کوئی چارہ ہی نہیں ہوتا۔ مسلمان عورتوں کو یہ سوچنا چاہئے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں ہی خیر ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے تعدد کا حکم دیا ہے تو اسی میں خیر ہے۔ ذاتی و عارضی مصلحت کو قربان کرکے اجتماعی مصلحتوں کو ترجیح دینی چاہئے کیونکہ نئی بیوی پہلی کا حق نہیں لیتی بلکہ اپنا حق واپس لیتی ہے کہ اس سے پہلی، وہ فائدہ اٹھا رہی تھی۔ اور تقدیر پر شاکر رہنا چاہئے۔

امریکہ جیسے معاشرہ میں کہ جہاں عورت کو آزادی کے نام پر ذلیل کردیا گیا مرد مردوں سے شادیاں کرنے لگ گئے۔ اور عورت ردی کی ٹوکری میں چلی گئی وہاں پر تعدد کو پسند کیا جاتا ہے۔ حافظ عبدالمنان صاحب بتا رہے تھے امریکہ میں ایک خطبہ جمعہ کے بعد ایک عورت نے خطیب صاحب کو پیغام بھیجا کہ میرے خاوند کے لئے رشتہ درکار ہے۔ اگر کوئی رشتہ ہو تو ہمیں بتایا جائے۔

نیویارک میں ہی ہمارے ایک ملنے والے کی چار بیویاں ہیں، وہ بھی انگریز عورتیں، ان کا وظیفہ بھی محدود سا ہے۔ بتاتے ہیں کہ سارا مہینہ کھانا چلاتا رہتا ہوں مہینہ کے آخر میں اگر کچھ ڈالر بچ جائیں تو پوچھتا ہوں کہ کچھ اور حاجت ہے؟ تو اسی قدر پونجی سے اگر کوئی خدمت ہو سکے تو کر دیتا ہوں اس کے باوجود کبھی لڑائی نہیں ہوئی۔ اصل میں وہ خاوند جیسی نعمت کی قدر جانتی ہیں۔ اور وہ انہیں بہر صورت قبول ہے۔

اگر کوئی عورت بانجھ یا معذور ہوجائے تو خاوند کے پاس یہی راستہ ہے کہ یا تو طلاق دے دے اور وہ بیچاری والدین یا معاشرہ پر بوجھ بن کر ٹھوکریں کھاتی پھرے۔ یا پھر یہ کہ وہ اس کی خدمت بھی کرے اور دوسری شادی بھی کرے۔

تعدد کے فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ مرد کے مشاغل کم ہوجاتے ہیں۔ سب بیویاں اپنا گھر سنبھالتی ہیں اور خاوند چونکہ سب کے لئے برابر ہوتا ہے لہذا راتوں کو تقسیم کے بعد سارا دن دین و دنیا کے کام کرسکتا ہے۔

8۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر صاحب اولاد ماتھا تھامے کھڑا ہے۔ ابھی لڑکیاں جوان ہیں رشتہ نہیں ملتا۔ فلاں شہر میں اچھا رشتہ ملا تھا۔ گئے تو پتہ چلا کہ اس کی شادی ہوچکی ہے۔ اب اگر تعدد کو رواج دیا جائے تو کوئی حرج نہیں کہ اس کی دوسری تیسری شادی کردی جائے تو رشتہ نہ ملنے کی بہت بڑی آزمائش سے بچا جاسکتا ہے۔ یہ کام کہنا آسان اور کرنا قدرے مشکل ہے۔ لیکن یہ اللہ کی شریعت اور حالات کے تقاضے کے عین مطابق ہے۔ اور لڑکیوں کی شرح پیدائش بھی اسی طرف اشارہ کررہی ہے۔

اسلام میں بیوی کے حقوق

خاوند کو اللہ تعالیٰ نے حاکم بنایا ہے۔ اس کی حکومت ہے لہذا شریعت اسلامیہ نے اس کو زیادہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ وہ بیوی سے اتنا اچھا سلوک کرے کہ حقوق و فرائض کی وضاحت کی نوبت ہی نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

"وعاشروهن بالمعروف" (النساء 19)

کہ ان کے ساتھ حسن معاشرت کا برتاؤ کرو۔ غیر معروف مار دھاڑ والا سلوک نہ کرو اور فرمایا۔ "ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف" (البقرہ 228)

کہ ان کے (قریب قریب) اتنے ہی حقوق ہیں کہ جتنے ان کے فرائض ہیں اور مردوں کو ان پر فضیلت حاصل ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے اچھے مسلمان کی پہچان کے لئے معیار ہی اس بات کو بنایا کہ اس کا معاملہ بیوی کے ساتھ اچھا ہو فرمایا۔ خیرکم خیرکم لاهله وانا خیرکم لاهلی ۔ (سنن ترمذی تحقیق الالبانی 245/3) تم میں اچھا وہ ہے جو اہل خانہ کے لئے اچھا ہو اور میں اپنے اہل خانہ کے لئے اچھا ہوں۔

آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر وصیت فرمائی اور کہا الا استوصوا بالنساء خیرا فانهن عوان عندکم لیس تملکون منهن شیئا الا ان یاتین بفاحشة مبینة (سنن ترمذی تحقیق الالبانی 341/1 نمبر 929)

لوگو خبردار! میں تمہیں عورتوں سے اچھا سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں وہ صرف تمہارے پاس بندھی ہوئی ہیں۔ تمہاری ملکیتی غلام نہیں ہیں مگر یہ کہ وہ واضح فحاشی کا ارتکاب کرلیں۔

اسی خطبہ میں مزید فرمایا: فاتقوا الله فی النساء فانکم اخذتموهن بأمانة الله۔ (صحیح مسلم 182/8)

اے لوگو! عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرتے رہو تم ان کو اللہ کی امانت پر حاصل کرتے ہو۔

ایک مقام پر مثال دیتے ہوئے آپ نے سمجھایا کہ

استوصوا بالنساء خیرا فان المرأة خلقت من ضلع وان اعوج ما فی الضلع اعلاه فان ذهبت تقیمه کسرته او ترکته لم یزل اعوج فاستوصوا بالنساء (صحیح مسلم 58/10)

عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا ہوئی اور سب سے ٹیڑھی پسلی اوپر والی ہوتی ہے۔ اگر تو اس کو سیدھا کرنے جائے گا تو توڑ بیٹھے گا اور اگر چھوڑے رکھے گا تو ٹیڑھی ہی رہے گی۔ بس عورتوں سے حسن سلوک کی وصیت کر۔

عموماً لڑکی کسی معاشرے اور حالات میں پرورش پاتی ہے، لڑکا دوسرے ڈھب سے بڑا ہوتا ہے۔ اب اس کے خاوند کی طبیعت کے سو فیصد موافق ہونا ممکن نہیں ہے۔ لہذا دونوں کو چاہئے کہ ایک دوسرے کے قریب ہونے کی کوشش کریں۔ بعض خاوند چاہتے ہیں کہ اس کی بیوی سو فیصد اس کی طبع کے موافق ہوجائے اور اس کا کوئی قول و فعل بھی اس کے خلاف طبع نہ ہو۔ یہ خلاف فطرت سوچ ہے کیونکہ خاوند کی سوچ ہمیشہ عالی معیار تو نہیں ہوتی۔ تو بیوی کا موافق ہونا کیسے ممکن ہے؟ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

لایضر مومن مؤمنة ان کره منها خلقا رضی منها آخر (مسلم شریف 58/10)

مومن مرد مومنہ عورت سے دل برداشتہ نہ ہو۔ اگر اس کو عورت کا ایک کام اچھا نہیں لگتا تو دوسرا کام اچھا بھی تو لگتا ہے۔

سبحان اللہ ماں باپ قربان ہوں صاحب شریعت پر کیسی کیسی گتھیاں سلجھا گئے۔ لیکن اس کا مطلب قطعاً یہ نہیں کہ بیوی کو خاوند کے بعض معاملات میں جان بوجھ کر مخالفت کرنے کی اجازت ہے۔ بلکہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ عورت پوری تنگ و دو کے باوجود سو فیصد خاوند کی

چاہت پر پورا نہیں اتر سکتی تو اس کو صبر کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں بھی اپنی بیوی کے لئے زینت لگانے کو پسند کرتا ہوں' جیسا کہ مجھے بیوی کی سج دھج پسند ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف۔ حوالہ اور ترجمہ گزر چکا ہے

بیوی کا پہلا حق: حق زوجیت

خاوند پر جہاں دوسرے واجبات ہیں وہاں عورت کی نسوانی تشنگی کی سیرابی بھی اس پر فرض ہے۔ اور شادی کا یہی اہم فائدہ بھی ہے اور کائنات کے تسلسل کا حصہ بھی۔ یہ فطرت کا تقاضا بھی ہے اور باعث اجر وثواب بھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ وفی بضع احدکم صدقة کہ تمہارا بیوی سے شب باشی کرنا بھی صدقہ ہے

سیدنا ابودرداء اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہما کو بھائی بھائی بنا دیا گیا ایک دن سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ اپنے بھائی کے گھر جاتے ہیں۔ اور دیکھتے ہیں کہ وہ اپنی بیوی سے الگ تھلگ ہے۔ بیوی بھی پراگندہ حال ہے۔ پوچھا تو ان کی بیوی نے بتایا کہ تیرے بھائی کو میری ضرورت نہیں ہے۔ دن کو روزہ رکھتا ہے رات کو قیام کرتا ہے۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ بہت ناراض ہوئے۔ اور بھائی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا روزہ جبراً کھلوا دیا۔ اور جب رات ہوئی تو حکماً انہیں سلا دیا پھر رات کے آخری حصہ میں ان کو تہجد کے لئے جگایا اور فرمایا کہ تیرے جسم کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے تیرے رب کا بھی تجھ پہ حق ہے' تو ہر حقدار کو اس کا حق دو۔ پھر قصہ رسول اللہ ﷺ کے روبرو لایا گیا تو آپ نے فرمایا ''صدق سلمان'' کہ سلمان رضی اللہ عنہ نے سچ کہا' (صحیح البخاری مع فتح الباری 246/4 حدیث نمبر 1968)

چونکہ عورت کا یہ حق انسانی فطرت کا تقاضا بھی ہے اس لئے شریعت اسلامی نے اس پر شدومد سے زور نہیں دیا بلکہ اجازت کے انداز میں حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ فاذا تطھرن فاتوھن من حیث امرکم الله۔ (البقرۃ 222) کہ جب وہ پاک ہو جائیں تو تم ان کے پاس وہاں آؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے اس لئے علماء کرام کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ کیا یہ حق خاوند پر واجب ہے یا نہیں۔

حقیقت یہی ہے کہ یہ حق خاوند کے ذمہ واجب ہے کیونکہ جب یہ حق عورت کے ذمہ واجب ہے تو خاوند کے ذمہ بھی واجب ہونا چاہئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف وللرجال علیھن درجة

ان کے حقوق ان کے فرائض کے مثل ہیں اور مردوں کو ان پر فضیلت حاصل ہے۔

لہٰذا یہ بہت بڑا ظلم ہے کہ خاوند شادی کر کے دنیا کی چند کوڑیوں کے لئے بیرون ملک چلا جائے اور عورت بیچاری معلق ہو کر رہ جائے۔ نہ تو اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے سے شادی کرے اور نہ ہی خود آئے۔ بلکہ اگر طلاق بھی اسے دے دیتا ہے کہ وہ بیرون ملک جانا چاہتا ہے تو یہ بھی زیادتی ہے۔ لیکن پہلی سے قدرے کم۔ بہر حال عورت کا حق ہے کہ اس کا خاوند اس کے پاس رہے۔

خاوند کے غائب رہنے کی مدت

اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ کتنی مدت تک خاوند غائب رہ سکتا ہے' سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس یہ مسئلہ پیش ہوا تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ہر چوتھے دن خاوند کا گھر آنا ضروری ہے (مصنف عبدالرزاق 87/7 125 صححہ الالبانی الارواء الغلیل: 2016)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت نے شکایت کی کہ میرا خاوند حق ادا نہیں کرتا' انہوں نے خاوند سے پوچھا کہ ہر ماہ ایک بار حق ادا کرتے ہو اس نے کہا بلکہ اس سے بھی زیادہ' میں ہر طہر میں ایک بار آتا ہوں۔ تو سیدنا عمر نے فرمایا: اے عورت چلی جا یہ کافی ہے۔ (مصنف عبدالرزاق 12590/7)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فتوحات کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا۔ حتی کہ چھاؤنیوں کا قیام بھی عمل میں لایا گیا۔ اب دور دراز کے مجاہد ان چھاؤنیوں میں رہتے تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ کیا کہ ہر چار ماہ بعد چھٹی ملے گی۔ ایک ماہ آنے اور دوسرا جانے کا تو گویا کل چھ ماہ تک خاوند عورت سے دور رہے گا۔

احکام الزواج لابن تیمیہ ص 220' التبیان فیما یحتاج الیہ الزوجان: 48)

اسی کتاب میں حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس سلسلہ میں کوئی قاعدہ قائم کرنا مشکل ہے۔ بلکہ عورت کی طلب اور خاوند کی طاقت کو ملحوظ رکھ کر فیصلہ کیا جائے گا۔

اگر غور کیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے خاوند کے غائب ہونے کی مدت بھی چار ماہ ہی تصور کی ہے۔ قرآن حکیم میں ہے۔ وللذین یؤلون من نسائھم تربص اربعة اشھر...... (البقرۃ 226)

کہ وہ لوگ جو عورتوں سے بائیکاٹ کی قسم اٹھا لیتے ہیں۔ ان کے لئے چار ماہ کا انتظار ہے یعنی چار ماہ کے بعد یا رجوع کریں اور قسم کا کفارہ دیں یا پھر طلاق دے دیں۔ گویا اللہ تعالیٰ نے چار ماہ سے زیادہ دوری کو قابل برداشت نہیں سمجھا۔ واللہ اعلم

جہاں تک مجاہدین کا تعلق ہے تو ان کی بیویاں اللہ تعالیٰ کے لئے صبر کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب لینے کے لئے لیکن اگر کوئی عورت فتنے میں پڑ جانے سے ڈرتی ہو تو اس کو بجا طور پر علیحدگی کا مطالبہ کرنا جائز ہے۔

بقیہ قبرستان......

الموت پس تم قبروں کی زیارت کیا کرو کہ اس سے موت یاد آتی ہے (مسلم) یہ ہیں قبروں پر جانے کے اصل مقاصد جو دیگر احادیث میں بھی بکثرت موجود ہیں۔ لیکن افسوس ہم یہ اصل مقصد چھوڑ کر کتنے ہی فتنوں میں پڑ گئے۔ کہیں سنگ مرمر سے مزین پختہ قبریں بنا رہے ہیں تو کہیں ان کے عالیشان دربار اور قبے کھڑے کر رکھے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ ایک طرف گمراہی کا شکار ہو رہے ہیں اور ساتھ ہی ان پکی قبروں اور بڑے بڑے درباروں کی وجہ سے نئے مردوں کو دفن کرنا بھی محال ہو گیا ہے۔ یہ درست ہے کہ اب بامر مجبوری بعض قبرستانوں میں پکی قبریں بنانے کی حوصلہ شکنی کی جانے لگی ہے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت خود اس معاملے کا نوٹس لے۔ جب تک بلا امتیاز تمام قبروں کو کچا نہیں کیا جائے گا اور تمام قبرستانوں پر یہ حکم نافذ نہیں کیا جائے گا جو عین شریعت کے مطابق بھی ہے' اس وقت تک لوگ مردے دفنانے کے لئے پریشان پھرتے رہیں گے' اور پھر قبر کی جگہ کے مسئلے پر بھی سائرہ بی بی کے واقعہ کی طرح کے افسوسناک تصادم اور لڑائی جھگڑے بڑھتے چلے جائیں گے۔ پکی قبروں کی وجہ سے جو بھیانک نتائج سامنے آرہے ہیں یعنی شرک وگمراہی' جگہ کی کمی اور پھر اس وجہ سے فوتگی کے صدمے کے ساتھ باہمی جھگڑے کا مزید افسوسناک اضافہ اور پھر پیسے کا ضیاع خاص طور پر امیروں کی ریس میں غریبوں کے لئے ان غیر شرعی رسوم پر رقم کا حصول کس قدر مشکل ہوتا ہے' یہ سب لوگ جانتے ہیں تو ان تمام بھیانک نتائج سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم نبی ﷺ کے حکم کے مطابق چلیں۔ بلا امتیاز سب قبروں کو کچا رکھیں۔ اسی میں ہماری دنیا وآخرت کی بہتری ہے۔ کاش ہم یہ بات سمجھ جائیں۔

طیبہ فیبرکس ہول سیل ڈیلر

ہمارے ہاں موسم گرما اور سرما کے مردانہ کپڑوں کے لئے تشریف لائیں

نوٹ: سلفی بھائیوں کو سوٹ بھی مل سکتے ہیں

منجانب: محمد ایوب محمد بلال دکان نمبر 70 اوپر والی منزل' بالمقابل مدینہ مسجد پرانی کوتوالی چوک پاکستان کلاتھ مارکیٹ

لاہور فون نمبر 7640201 PP-7651160

البراق ماڈل سکول فار گرلز 35 اے گلشن راوی لاہور

طالبات کی تعلیم وتربیت کا مثالی ادارہ

الدعوۃ سسٹم آف سکولز کا جدید اور منفرد نصاب تعلیم

نزد رحمن سٹور عقب بجلی گھر فون نمبر 7461099

داخلہ جاری ہے

آپ کے دینی مسائل

قرآن وسنت کی روشنی میں

مبشر احمد ربانی

نمازوں کے اوقات معلوم کرنے کا طریقہ

س3: اوقات نماز کے بارے میں قرآن و احادیث میں کیا احکامات ہیں اول اوقات کب اور کیسے معلوم ہو سکتے ہیں ظہر کی نماز کے لئے کچھ لوگ سایہ زوال شامل کرتے ہیں کچھ مغرب کی سمت میں پیدا ہونے والے سایہ ہی کو معیار سمجھتے ہیں اس صورت میں نماز کا وقت بہت پہلے ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید اور صحیح احادیث سے وضاحت فرمائیں۔؟

(ڈاکٹر عبدالتواب۔ ملتان 589089-061 گھر)

ج: اللہ تبارک وتعالیٰ نے نماز اپنے اپنے وقت میں فرض کی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتاباً موقوتاً۔ بلاشبہ نماز مومنین پر وقت مقررہ میں فرض کی گئی ہے۔ (النساء:103)

اس آیت کریمہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نماز کو اس کے مقرر کردہ وقت میں پڑھنے کی تاکید ہے اور اجمالی طور پر اوقات نماز کو اس آیت میں ذکر کر دیا گیا ہے اور قرآن حکیم میں دیگر مقامات پر اول و آخر وقت کی تعیین کے بغیر اللہ تعالیٰ نے اوقات نماز کو بیان کیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: واقم الصلاۃ طرفی النہا روزلفامن اللیل (ہود 114:11) دن کے دونوں سروں میں نماز قائم کرو اور رات کی گھڑیوں میں بھی۔

اس آیت کریمہ میں ''طرفی النہار'' سے مراد صبح اور ظہر و عصر کی نماز اور ''زلفا من اللیل'' سے مغرب اور عشاء کی نماز مراد ہے۔ (مرعاۃ المفاتیح ۲/۲۷۱)

ایک مقام پر فرمایا ''اقم الصلوۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل وقرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشھوداً'' (بنی اسرائیل ۷۸:۱۷)

نماز قائم کریں سورج ڈھلنے سے لے کر رات کی تاریکی تک اور فجر کا قرآن پڑھنا بھی۔ یقیناً فجر کے وقت کا قرآن پڑھنا حاضر کیا گیا ہے۔ اس آیت میں ''لدلوک'' کے معنی زوال آفتاب اور ''غسق'' کے معنی تاریکی کے ہیں زوال آفتاب کے بعد ظہر و عصر کی نماز اور رات کی تاریکی تک سے مراد مغرب اور عشاء کی نمازیں ہیں اور ''قرآن الفجر'' سے مراد فجر کی نماز ہے۔ یہاں قرآن نماز کے معنی میں ہے اس کو قرآن سے اس لئے تعبیر کیا گیا ہے کہ فجر کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ۔ ''فسبحن اللہ حین تمسون و حین تصبحون ٥ ولہ الحمد فی السموات والارض وعشیا و حین تظھرون'' (الروم ۱۷:۳۰، ۱۸)

پس تم صبح وشام اللہ کی تسبیح کیا کرو آسمانوں اور زمین میں تعریف اسی کی ہے تیسرے پہر اور ظہر کے وقت بھی (اس کی پاکیزگی بیان کرو) اس آیت کریمہ میں بھی بعض مفسرین نے تسبیح سے مراد نماز لی ہے اور ''تمسون'' میں مغرب وعشاء ''تصبحون'' میں نماز فجر ''عشیا'' میں سہ پہر یعنی عصر اور ''تظھرون'' میں نماز ظہر مراد ہے (فتح القدیر)

ایک اور مقام پر فرمایا ''وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبھا ومن انائ اللیل فسبح و اطراف النہار لعلک ترضی'' (طہ ۲۰: ۱۳۰)

سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرو اور رات کے مختلف وقتوں میں بھی اور ان کے حصوں میں بھی تسبیح کرتے رہیں بہت ممکن ہے کہ آپ راضی ہو جائیں۔

اس آیت میں بھی بعض مفسرین نے تسبیح سے مراد نماز لی ہے طلوع شمس سے قبل فجر، غروب سے قبل عصر، رات کی گھڑیوں سے مراد مغرب وعشاء اور ''اطراف النہار'' سے مراد ظہر کی نماز لی ہے کیونکہ ظہر کا وقت نہار اول کا آخری طرف اور نہار آخر کا اول طرف ہے۔ مزید دیکھیں (مرعاۃ المفاتیح ۲/۲۸۴)

ان آیات بینات میں اجمالی طور پر اوقات صلوۃ کو بیان کر دیا گیا ہے جبکہ رسول مکرم ﷺ کی کئی ایک احادیث صحیحہ صریحہ میں پانچوں نمازوں کے اوقات کی ابتداء وانتہاء کو متعین کر دیا گیا ہے۔

فجر کی نماز کا وقت طلوع فجر سے لے کر طلوع شمس تک ہے۔ ظہر کا وقت زوال شمس سے لے کر ہر چیز کا سایہ اس کی ایک مثل ہونے تک ہے اور عصر کا وقت مثل اول سے لے کر دو مثل تک اور مغرب غروب شمس سے لے کر شفق کے غائب ہونے تک ہے اور عشاء شفق کے غائب ہونے سے لے کر نصف رات تک ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وقت الظھر اذا زالت الشمس وکان ظل الرجل کطولہ مالم یحضر العصر، ووقت العصر مالم تصفر الشمس ووقت صلاۃ المغرب مالم یغب الشفق ووقت صلاۃ العشاء الی نصف اللیل الأوسط، ووقت صلاۃ الصبح من طلوع الفجر مالم تطلع الشمس فاذا طلعت الشمس فامسک عن الصلاۃ فانھا تطلع بین قرنی الشیطان (رواہ مسلم ۲۱۲/۱۷۳ بحوالہ مشکوۃ المصابیح ۵۸۱)

ظہر کا وقت زوال شمس سے (اس وقت تک ہوگا) جب ایک آدمی کا سایہ اس کی مثل ہو جائے اور عصر کی نماز کا وقت نہ ہو اور عصر کا (آخری) وقت جب تک سورج زرد نہ ہو جائے اور مغرب کی نماز کا وقت جب تک سرخی غائب نہ ہو اور عشاء کا وقت رات کے درمیانی نصف تک اور صبح کی نماز کا وقت طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہے جب آفتاب نکلنا شروع ہو جائے تو نماز سے رک جا کیونکہ وہ شیطان کے سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال: قال رسول اللہ ﷺ ''ان للصلاۃ اولاً وآخرا و ان اول وقت صلاۃ الظھر حین تزول الشمس وآخر وقتھا حین یدخل وقت العصر وان اول وقت صلاۃ العصر حین یدخل وقتھا وان آخر وقتھا حین تصفر الشمس وان اول وقت المغرب حین تغرب الشمس وان آخر وقتھا حین یغیب الافق وان اول وقت

العشاء الآخرة حين يغيب الأفق وان آخر وقتها حين ينتصف الليل وان اول وقت الفجر حين يطلع الفجر وان آخر وقتها حين تطلع الشمس (صحيح الترمذی ابواب الصلاة باب مواقيت الصلاة)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک ہر نماز کے لئے ایک ابتدائی وقت ہے اور ایک انتہائی وقت ہے۔ نماز ظہر کا ابتدائی وقت جب سورج ڈھل جائے اور آخری وقت جب نماز عصر کا وقت شروع ہو۔ نماز عصر کا ابتدائی وقت وہی ہے جب یہ وقت شروع ہوجائے اور آخری وقت جب سورج (دھوپ) زرد ہوجائے۔

مغرب کا ابتدائی وقت جب سورج غروب ہوجائے اور آخری وقت جب شفق غائب ہوجائے۔ عشاء کا ابتدائی وقت جب شفق غائب ہوجائے اور آخری وقت جب آدھی رات گزر جائے۔ فجر کا ابتدائی وقت جب فجر طلوع ہوجائے اور آخری وقت جب سورج طلوع ہوجائے۔ اس کے علاوہ بھی کئی ایک احادیث صحیحہ صریحہ موجود ہیں جن سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ فجر کا اول وقت فجر صادق کے طلوع ہونے سے لے کر سورج طلوع ہونے تک ہے اور ظہر کا اول وقت سورج ڈھلنے سے لے کر جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہوجائے اور عصر کا اول وقت ایک مثل سے لے کر دو مثل تک ہے جب سورج زرد پڑ جاتا ہے اور مغرب کا اول وقت سورج غروب ہونے سے لے کر شفق یعنی شام کی سرخی غائب ہونے تک ہے اور عشاء کا اول وقت سرخی کے غائب ہونے سے لے کر آدھی رات تک ہے۔

اب رہا یہ مسئلہ کہ ظہر کی نماز کے لئے مثل اول کی پہچان کا طریقہ کہ اس میں زوال کا سایہ شامل ہے یا اسے منہا کیا جائے گا۔ تو اس کے بارے امام ابن حزم رحمتہ اللہ فرماتے ہیں ''جب آفتاب ڈھلنا شروع ہوجائے تو نماز ظہر کا اول وقت شروع ہوجاتا ہے قبل ازیں نماز ظہر کی ابتداء بالکل جائز نہیں نہ ہی وہ نماز کفایت کرتی ہے۔ پھر نماز ظہر کا وقت ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہونے تک باقی رہتا ہے اس میں وہ اصلی سایہ شمار نہ ہوگا جو زوال آفتاب کے وقت اس چیز کا تھا البتہ اس سے جو زیادہ ہوگا وہ شمار ہوگا'' (المحلی لابن حزم اردو ۲/۳۴۶)

مولانا اسماعیل سلفیؒ فرماتے ہیں ''سورج بعض علاقوں میں سیدھا سر کے اوپر سے گزرتا ہے اور بعض علاقوں میں خم کھا کر گزرتا ہے اور موسم کے لحاظ سے بھی اس کی رفتار میں یہ فرق ظاہر ہوتا ہے۔ گرمی میں وہ سر کے قریب سے گزرتا ہے اور سردیوں میں ایک طرف زیادہ خم کھا کر گزرتا ہے۔ ان دونوں موسموں میں سایہ کا حساب الگ الگ ہوتا ہے۔ جن ممالک سے سورج خم کے بغیر گزرتا ہے وہاں دوپہر کے وقت جب سورج سر پر ہو تو ہر چیز کا سایہ اس کے قدموں میں ہوتا ہے۔ ظاہر نہیں ہوتا اسی طرح گرمی کے موسم میں چونکہ سورج سر کے قریب ہوتا ہے اس لئے سایہ کم ہوتا ہے کیونکہ سورج کی رفتار میں خم اور انحراف کی وجہ سے کچھ نہ کچھ سایہ عین دوپہر کے وقت بھی ہوتا ہے۔ سردیوں میں جیسے جیسے خم بڑھتا ہے سایہ بھی زیادہ ہوتا جاتا ہے اسے سایہ اصلی کہا جاتا ہے زوال کے بعد اس میں اور اضافہ ہوتا ہے اس لئے مثل کا حساب کرنے کے وقت یہ سایہ منہا کردیا جائے گا اسے علیحدہ کرنے کے بعد جو سایہ ہوگا مثل یا دو مثل اسی سے شمار ہوگا۔ (حاشیہ مشکوۃ المصابیح ۱/۴۱۴۔۴۱۵)

زوال کا سایہ مثل میں شمار نہیں ہوگا یہی بات امام ابن تیمیہ کے فتاوی ۲۲/۷۴ فقہ حنفی کی کتاب ''الھدایۃ'' ۱/۴۰ فقہ شافعی کی المجموع ۳/۸۱ فقہ حنبلی کی الروض المربع ۱/۴۲ وغیرہ میں موجود ہے الغرض یہ بات اتفاقی ہے کہ زوال کا سایہ نکال کر مثل کی پیمائش ہوگی۔

مثل معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کسی کھلی اور ہموار زمین میں زوال سے پہلے ایک لکڑی گاڑ دی جائے اس لکڑی کا سایہ آہستہ آہستہ کم ہونا شروع ہوجائے گا یہاں تک کہ زوال کے وقت کم سے کم رہ جائے گا۔ اس سائے کو ناپ لیا جائے جب یہ سایہ بڑھنا شروع ہو تو وہ اس بات کی علامت ہوگا کہ زوال ہوگیا۔ پھر جب یہ سایہ اس قدر بڑھ جائے کہ لکڑی کے برابر ہوجائے (زوال کے وقت لکڑی کا اپنا سایہ اس سے وضع کرنے کے بعد) تو ایک مثل وقت ہوجائے گا اور جب دوگنا ہوجائے تو دو مثل ہوجائے گا۔

(فقہ السنۃ للشیخ عاصم حداد ۱/۱۱۵) ایک طریقہ یہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ دوپہر کے وقت سے پہلے ایک یا دو بالشت زمین کی سطح ہموار کرکے اس پر شمالاً جنوباً ایک سیدھا خط کھینچ دیا جائے۔ قطب نما سے اس خط کی راہنمائی لی جاسکتی ہے۔ پھر اس خط کے جنوبی نقطہ پر ایک سیدھی سی لکڑی گاڑ دیں چونکہ دوپہر سے پہلے کا وقت ہوگا اس لکڑی کا سایہ عین اس خط پر نہیں ہوگا بلکہ اس سے قدرے مغرب کی جانب مائل ہوگا پھر آہستہ آہستہ سایہ اس خط پر آنا شروع ہوجائے گا حتیٰ کہ بالکل اسی خط پر منطبق ہوجائے گا اس وقت اس سایہ کے انتہاء پر نشان لگادیں اور اس سایہ کو کسی اور لکڑی سے ماپ لیں اور یہ پیمانہ محفوظ کرلیں یہ وقت عین دوپہر کا ہوگا اس کے بعد وہ سایہ مشرق کی طرف مائل ہونے لگے گا یہ ظہر کا اول وقت ہوگا پھر اس کے بعد جب سایہ بڑھتا جائے گا تو جس لکڑی کے ساتھ اصل سائے کی پیمائش کی تھی اس کے ساتھ اس کے اصل سائے کے نشان سے آگے ایک مثل جب سایہ ہوجائے گا تو وہ ظہر کا آخری وقت ہوگا اور عصر کا اول وقت۔

یہ طریقہ مثل معلوم کرنے کا ہے اس کے لئے کچھ وقت نکال کر آپ تجربہ کریں اور شمسی مہینہ کے حساب سے ہر ماہ اگر آپ تجربہ کرتے رہیں گے تو آپ کے پاس ایک سالانہ جنتری مرتب ہوجائے گی۔ عصر حاضر میں تو محکمہ موسمیات کی جانب سے بھی کافی سہولت ہے اور مرتب شدہ جنتریاں بھی مل سکتی ہیں جن میں ٹائم کی صحیح نشاندہی کی ہوتی ہے۔ اگر اطمینان نہ ہو تو آدمی خود تجربہ کرکے مثل اول و مثل ثانی معلوم کرسکتا ہے۔ واللہ اعلم

وظائف کی تعداد مقرر کرنے کا حکم

س: وظائف کرنا مثلاً 100 دفعہ درود شریف پڑھنا' یا مقسط 700 مرتبہ پڑھنا' بتایئے ان وظائف یا ان کے علاوہ کے لئے تعداد خود نبی مکرم ﷺ نے مقرر کی ہے یا کسی اور نے جیسے 72 مرتبہ سورہ یاسین پڑھنا وغیرہ؟ (ذوالفقار احمد۔ راہوالی)

جواب:۔ کتب احادیث میں کچھ وظائف ایسے ہیں جن کی تعداد مقرر ہے اور کچھ ایسے ہیں جن کی تعداد رسول کریم ﷺ نے مقرر نہیں کی۔ 100 مرتبہ درود شریف کے متعلق کوئی صحیح حدیث مجھے معلوم نہیں۔ مولانا عطاء اللہ حنیف رحمۃ اللہ علیہ نے ''پیارے رسول ﷺ کی پیاری دعائیں'' ص:45 میں سو بار درود شریف پڑھنے کی سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح اور مغرب کی نمازوں کے بعد کلام کرنے سے پہلے سو بار درود پڑھ لے تو اللہ تعالی اس کی سو ضرورتیں پوری فرماتا ہے۔ تیس دنیا میں اور ستر آخرت میں۔ لیکن یہ روایت موضوع ہے اس کو احمد بن موسی نے روایت کیا ہے جیسا کہ امام ابن القیم نے ''جلاء الافہام'' فصل الموطن الثالث والثلاثون من مواطن الصلوۃ علیہ (ص:245 رقم (298) میں باسند ذکر کیا ہے اور اسی طرح علامہ سخاوی نے ''القول البدیع'' ص: 174 میں ذکر کیا ہے اور اس کی سند پر ضعف کا حکم بھی لگایا ہے۔

امام حاکم' احمد بن موسیٰ کے بارے میں فرماتے ہیں ''یہ روایات گھڑتا تھا اور اسانید کو متون سے ملادیتا تھا'' حمزہ السہمی فرماتے ہیں ''اس نے مجاہیل مشائخ سے منکر روایات بیان کی ہیں جن کو کسی دوسرے نے بیان نہیں کیا۔ اس لئے محدثین نے اسے کذاب کہا ہے (میزان الاعتدال 159/1 المغنی فی الضعفاء 96/1 لسان المیزان 235/1 تنزیہ الشریعۃ المرفوعہ 31/1) امام ذہبی فرماتے ہیں ''احد الوضاعین'' روایات گھڑنے والوں میں سے ایک ہے۔ (دیوان الضعفاء والمتروکین (110) ص:10)

اور اس کے دیگر رواۃ بھی مجاہیل قسم کے ہیں علم رجال کی معروف کتب میں ان کا ذکر نہیں ملتا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت موضوع و من گھڑت ہے۔

حافظ ابن مندہ نے اس روایت کو ایک اور سند سے بھی بیان کیا ہے جسے امام ابن القیم نے جلاء الافہام ص 242 رقم (300) میں ذکر کیا ہے۔ اس میں فجر اور مغرب کی نماز کی قید نہیں بلکہ مطلق طور پر دن میں 100 بار پڑھنے کا ذکر ہے۔ امام ابن القیم

اور علامہ سخاوی نے "القول البدیع" ص:128 میں لکھا کہ حافظ ابو موسیٰ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے اور دونوں بزرگوں نے اس کی تحسین نقل کر کے سکوت کیا ہے۔ حالانکہ یہ روایت بھی من گھڑت ہے۔ حافظ ابو موسیٰ بذات خود وضاع اور روایت گھڑنے والا ہے۔ اس کی تحسین کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے؟

اس کی سند میں عباس بن بکار الضبی ہے جس کے بارے میں امام دار قطنی فرماتے ہیں: کذاب (المغنی فی الضعفاء 519/1 الضعفاء والمتروکین للدار قطنی 138/424)

علامہ ہیثمی فرماتے ہیں "ضعیف" ہے (مجمع الزوائد 140/10)

امام عقیلی فرماتے ہیں "الغالب علی حدیثه الوهم والمناكير" اس کی اکثر روایات میں وہم اور نکارت ہے (الضعفاء الکبیر 363/3)

امام ابن حبان فرماتے ہیں: لایجوز الاحتجاج به بحال ولاکتابة حدیثه الا علی سبیل الاعتبار للخواص (المجروحین 190/2) اس سے کسی حال میں بھی حجت پکڑنا جائز نہیں اور نہ ہی اس کی روایت کو لکھنا جائز ہے سوائے خواص کے لئے 'اعتبار کے سبیل پر۔ امام ابن عدی اسے منکر الحدیث قرار دیتے ہیں (الکامل 1665/5)

اس طرح اس کا استاد ابو بکر الھذلی جو اس کا ماموں بھی ہے، قابل حجت نہیں اور باتفاق محدثین متروک ہے۔ امام یحییٰ بن سعید، امام یحییٰ بن معین، امام ابوزرعہ رازی، امام ابوحاتم رازی، امام نسائی، امام جوزجانی، امام یعقوب بن سفیان، امام ابواحمد الحاکم وغیرھم نے اسے ضعیف، متروک اور غیر ثقہ قرار دیا ہے۔ (تہذیب 316/6، المغنی فی الضعفاء 572/2 میزان الاعتدال 734/4) لہذا یہ بھی موضوع و من گھڑت ہے۔

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "من صلی علی مائة غفرله" جس نے مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھا اس کی بخشش کر دی گئی۔ (تاریخ اصفہان 95/1)

اس کی روایت کی سند میں سفیان اور اعمش دو مدلس راوی ہیں جن کی تصریح بالسماع موجود نہیں اور احمد بن عبدالرحمٰن بن بحر السعدی کا فی الحال مجھے ترجمہ نہیں ملا۔

انس بن مالک ﷺ سے راویت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من صلی علی صلوة واحدة صلی الله علیه عشرا ومن صلی علی عشرا صلی الله علیه مائة ومن صلی علی مائة کتب الله بین عینیه براء ة من النفاق وبراء ة من النار واسکنه الله یوم القیامة مع الشهداء" طبرانی اوسط (7231) 115/8 طبرانی صغیر جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے اور جس نے مجھ پر دس مرتبہ درود پڑھا اللہ اس پر سو رحمتیں نازل کرتا ہے اور جس نے مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں کے درمیان نفاق اور جہنم سے براءت لکھ دیتا ہے اور قیامت والے دن اسے شہداء کے ساتھ جگہ دے گا۔ امام منذری فرماتے ہیں "وفی اسناده ابراهیم بن سالم بن شبل الهجمی لا أعرفه بجرح ولا عدالة" (الترغیب والترھیب 495/2)

اس کی سند میں ابراہیم بن سالم کے بارے میں جرح اور تعدیل میں نہیں جانتا۔

اس طرح اس کی سند میں عبدالعزیز بن قیس بن عبدالرحمٰن مجہول ہے۔ (تقریب ص215)

4۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ صَلَّى يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِائَةَ مِرَّةً جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَعَهُ نُوْرٌ لَوْ قُسِمَ ذٰلِكَ النُّوْرُ بَيْنَ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ لَوُسِعَهُمْ جس نے جمعہ والے دن مجھ پر سو دفعہ درود پڑھا' وہ قیامت والے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے ساتھ ایک نور ہوگا اور اگر وہ نور ساری مخلوق پر تقسیم کر دیا جائے تو انہیں کافی ہوگا۔ (حلیۃ الاولیاء 47/8 ترتیب البغیه للهیثمی 327/2)

یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ اس کی سند میں محمد بن عجلان مدلس ہے اور روایت معنعن ہے۔ اس میں سماع کی تصریح نہیں۔ اور اس میں کچھ مجہول راوی ہیں۔

الغرض مجھے ایسی کوئی صحیح روایت نہیں ملی جن میں درود شریف کے متعلق 100 کے عدد کی تعیین ہو البتہ رسول کریم ﷺ کی ذات گرامی پر کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھنے کا حکم احادیث صحیحہ میں موجود ہے۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اَكْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا" (صحیح الجامع الصغیر 263/1)

جمعہ والے دن اور جمعہ والی رات مجھ پر کثرت سے درود بھیجو۔ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرے گا۔

مزید احادیث صحیح الجامع اور سلسلہ صحیحہ میں ملاحظہ کریں۔

البتہ صبح وشام دس دس بار درود پڑھنے کی حدیث حسن سند سے مروی ہے۔

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "من صلی علی حین یصبح عشرا وحین یمسی عشرا ادرکته شفاعتی یوم القیامة" جس نے مجھ پر صبح وشام دس دس بار درود شریف پڑھا' قیامت والے دن اسے میری شفاعت نصیب ہوگی۔

امام منذریؒ فرماتے ہیں: رواہ الطبرانی باسنادین احدهما جید

اسے امام طبرانی نے دو سندوں سے روایت کیا ان میں سے ایک جید ہے اور علامہ البانی بھی اسے حسن قرار دیتے ہیں۔ (صحیح الترغیب والترھیب 245/1`246)

علامہ ہیثمی بھی اس کی ایک سند کو جید قرار دیتے ہیں۔ (مجمع الزوائد 123/10` 163/10 طبع جدید)

لہذا صبح وشام کے اذکار میں 10 بار درود شریف کا عدد صحیح ثابت ہے۔ اسے معمول بنائیں اور پھر چلتے پھرتے' اٹھتے بیٹھتے درود شریف پڑھتے رہیں بلکہ اگر آپ اپنی ساری دعاؤں کی جگہ درود ہی پڑھتے رہیں تو یہ بھی درست ہے۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رات کا دو تہائی حصہ گزر جاتا تو رسول کریم ﷺ کھڑے ہو جاتے اور فرماتے: لوگو اللہ کو یاد کرو' اللہ کو یاد کرو۔ آگیا زلزلے کا جھٹکا' اس کے پیچھے ایک اور جھٹکا۔ موت آگئی اپنی ہولناکیوں کے ساتھ' موت آگئی اپنی ہولناکیوں کے ساتھ۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول "إِنِّي أُكْثِرُ الصَّلَاةَ عَلَيْكَ فَكَمْ أَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِي فَقَلَ مَا شِئْتَ قَلَ قُلْتُ الرُّبُعَ قَلَ مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ النِّصْفَ قَلَ مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قَلَ قُلْتُ فَالثُّلُثَيْنِ قَلَ مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ أَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِي كُلَّهَا قَلَ إِذًا تُكْفَى هَمَّكَ وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ

میں آپ پر کثرت سے درود پڑھا کرتا ہوں۔ میں درود کی آپ کے لئے کیا مقدار رکھوں (یعنی اور دعاؤں کے مقابلے میں) آپ ﷺ نے فرمایا جس قدر تو چاہے۔ عرض کیا' کیا ایک چوتھائی۔ فرمایا جتنا تو چاہے۔ اگر زیادہ کرے تو بہتر ہے۔ عرض کیا' نصف فرمایا: جتنا تو چاہے۔ اگر زیادہ کرے تو بہتر ہے۔ عرض کیا۔ دو تہائی۔ فرمایا۔ جتنا تو چاہے۔ اگر زیادہ کرے تو بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا' میں تمام (وقت) آپ کے درود کے لئے وقف کر دوں' آپ ﷺ نے فرمایا: ایسی حالت میں تیرے مقاصد کی کفایت کی جائے گی اور تیرے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

(سنن الترمذی کتاب صفة القیامة (2457) مستدرک حاکم 513/2 مسند احمد 136/5 مسند عبد بن حمید بحوالہ جلاء الافہام ص 40' رقم (59)

یا مقسط 700 بار اور سورہ یاسین 72 مرتبہ پڑھنا یہ تعداد کہیں ثابت نہیں۔ لوگوں کے اپنے مقرر کردہ اعداد ہیں۔ رسول کریم ﷺ سے بعض اذکار عدد کے تعیین کے بغیر اور بعض عدد کے

باقی صفحہ 34 پر

خطاب: الاستاذ حافظ عبدالسلام بن محمد

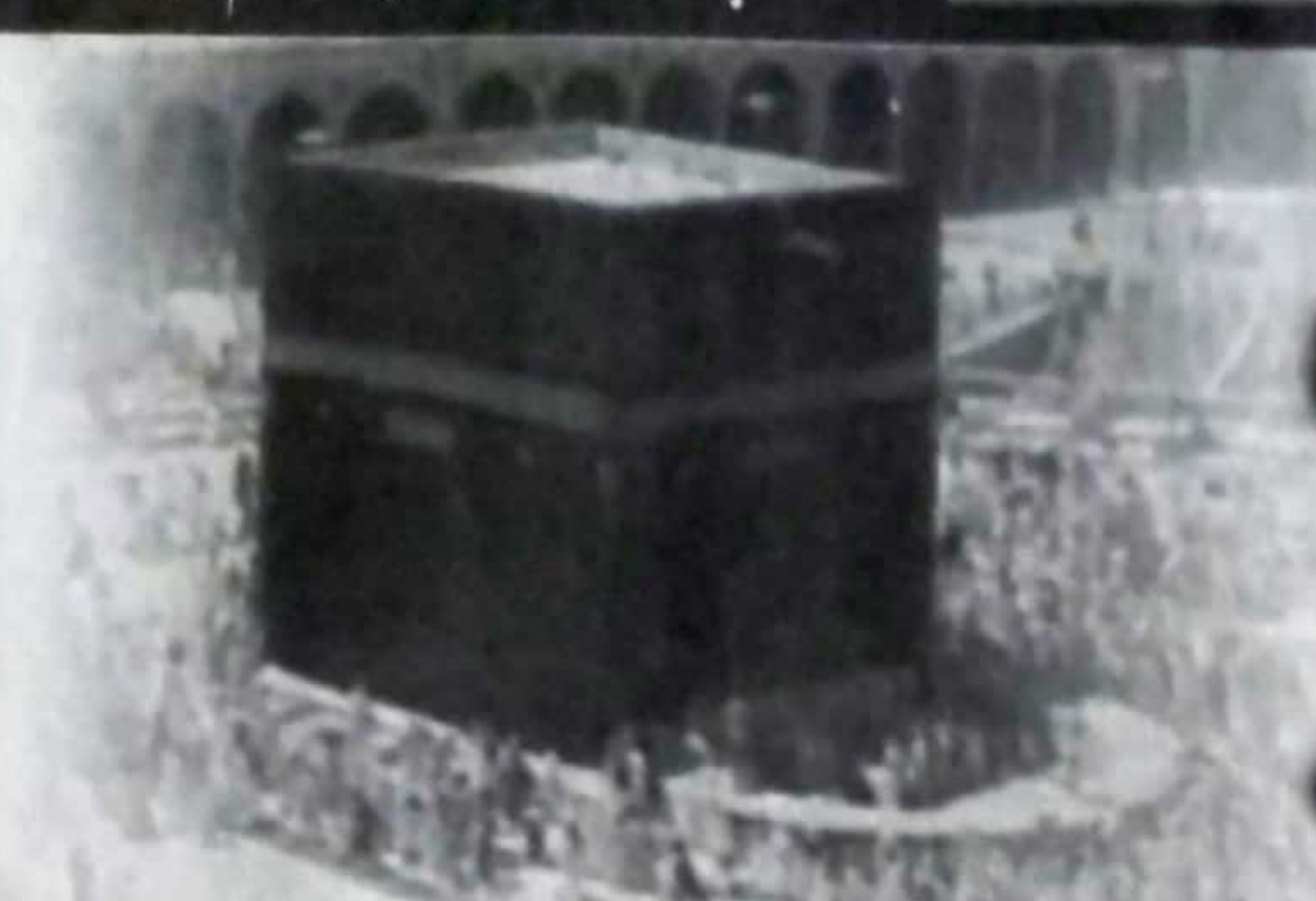

اللہ و رسول ﷺ کی محبت اور اس کے تقاضے

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهَاتُهُمْ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِی کِتَابِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُهَاجِرِیْنَ اِلَّا اَنْ تَفْعَلُوْا اِلٰی اَوْلِیَائِکُم مَّعْرُوفًا کَانَ ذٰلِکَ فِی الْکِتَابِ مَسْطُوْرًا (احزاب:6)

ترجمہ: نبی مومنوں پر ان کی ذات سے زیادہ حق رکھتا ہے اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں اور رشتہ دار اللہ کی کتاب کے مطابق ایک دوسرے کے لئے مومنوں اور مہاجروں سے زیادہ حقدار ہیں سوائے اس کے کہ تم اپنے دوستوں کے لئے پسندیدہ طور پر کچھ کرو۔ یہ کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

اسلام اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے کا نام ہے اور اس ایمان کی سب سے بنیادی بات یہ ہے کہ انسان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ باقی تمام چیزوں سے زیادہ محبت ہو۔ اللہ کی محبت ایک ایسی محبت ہے کہ اس کے ساتھ کوئی بڑے سے بڑا انسان بھی اس محبت میں شریک نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن یَّتَّخِذُ مِن دُونِ اللّٰهِ أَندَادًا یُّحِبُّونَهُمْ کَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِینَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ

کچھ لوگوں نے ایسے شریک بنا رکھے ہیں جن کے ساتھ وہ ایسی محبت کرتے ہیں جو کہ اللہ کے ساتھ کرنی چاہئے۔ ایمان والوں کی محبت تو اللہ کے ساتھ سب سے زیادہ ہوتی ہے۔

انبیاء کی توہین کرنا مسلمان کی شان نہیں۔ اگر کوئی رسول اللہ ﷺ کو گالی دے تو اس کے جواب میں ہم عیسیٰ علیہ السلام کو گالی نہیں دے سکتے کیونکہ یہ بھی پیغمبر ہیں

اللہ سے بڑھ کر کسی کے ساتھ بھی ایمان والوں کی محبت نہیں ہوتی کیونکہ عبادت محبت ہی کا نام ہے۔ عبادت کی تعریف تمام کتابوں میں یوں لکھی ہے۔

غَایَة الحب مع غایة الذل

انتہائی درجے کی محبت جس سے آگے کوئی محبت نہیں ہو سکتی۔ اس کے ساتھ ساتھ آخری درجے کی عاجزی بھی ہو حتی کہ اللہ کے سامنے اپنا سر زمین پر رکھ دے۔ اپنے آپ کو پامال کرے۔ دل کے ساتھ بھی اس کے سامنے جھکے اور جسم کے ساتھ بھی جھکے' اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جائے۔ یہ مقام صرف اور صرف اللہ وحدہ لاشریک کا ہے اور اس میں کسی قسم کا شرک کرنا' اللہ تعالیٰ کو کسی صورت قبول نہیں حتی کہ کسی پیغمبر اور نیک آدمی کو بھی ہم اس کے ساتھ شریک کریں تو اللہ کو گوارا نہیں۔ جب محبت اس درجے کو پہنچ جاتی ہے' ہر وقت اللہ کا خوف' اس سے محبت اور اسی کا طمع ہو' اسی سے سب کچھ مانگا جائے تو اسی کو عبادت کہتے ہیں۔ یہ عبادت صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔

اس کے بعد پھر رسول کریم ﷺ کی محبت ہے۔ وہ اس طرح ہے کہ ایک طرف اللہ کے رسول ﷺ ہوں اور دوسری طرف کائنات کی کوئی بھی چیز ہو' جب تک انسان رسول اللہ کی محبت پر کسی دوسرے کو ترجیح دیتا ہے' وہ سمجھ لے کہ اس کا ایمان مکمل نہیں ہوا۔ جتنی اس محبت میں کمی ہوگی' اتنی ہی ایمان میں کمی ہوگی چنانچہ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں:

وَالَّذِی نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

مرتبہ: ابوعقاب الایمان

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' جب تک میں تم میں سے اپنے بیٹے اور والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں اس وقت تک کوئی شخص صاحب ایمان اور مسلمان نہیں ہو سکتا۔

اللہ نے ہمیں پیدا فرمایا ہے۔ ہماری خواہشیں' ہماری دلچسپیاں اور ہماری محبتیں اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی نہیں جانتا۔ اللہ نے فرمایا:

قُلْ اِنْ کَانَ آبَاؤُکُمْ وَاَبْنَاؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَهَا وَمَسَاکِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَیْکُم مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِی سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفَاسِقِیْنَ

کہہ دیجئے اگر تمہیں اپنے والدین اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور رشتہ دار اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور تجارت جس میں گھاٹے سے ڈرتے ہو اور تمہارے مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو' تمہیں اللہ اور اس کے رسولؐ اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا عذاب لے آئے اور اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتے۔

یعنی اللہ تعالیٰ انہیں رستہ دکھاتے ہی نہیں لہذا ایمان کا

آج رسول کریم ﷺ کی توہین میں ہمارے حکمرانوں کی بے حمیتی کا بھی بڑا دخل ہے

تقاضا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول سے سب سے بڑھ کر محبت ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تین چیزیں جس شخص میں آ جاتی ہیں' وہ ایمان کی لذت پالیتا ہے اور ایمان کا ذائقہ چکھ لیتا ہے۔ اس حدیث کو ایک مثال سے سمجھنا چاہئے۔

شہد میٹھا ہے لیکن جو شخص بیمار ہو جاتا ہے جب وہ شہد کو منہ میں ڈالتا ہے تو اسے کڑوا سا محسوس ہوتا ہے حالانکہ شہد کڑوا نہیں بلکہ بیمار کے منہ کا ذائقہ خراب ہے اور اس کا مزاج بگڑ چکا ہے۔ بیماری کی وجہ سے اس کا احساس درست نہیں رہا۔ شہد میٹھا اسے ہی محسوس ہوگا جو تندرست ہوگا۔ بیمار کو تو شہد کڑوا ہی محسوس ہوگا۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانا بڑی ہی عزیز چیز ہے۔ خبیبؓ نے بدر میں قریش کا ایک سردار قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد ایک اور موقعہ پر وہ ایک جنگی مہم میں شامل ہوئے تو اس میں گرفتار ہو گئے۔ جس آدمی کو قتل کیا تھا' اس کے وارثوں نے انہیں خرید لیا اور اعلان کر دیا کہ ہم انہیں قتل کر کے اپنا بدلہ لیں گے۔ مکہ میں ایک دن مقرر ہو گیا کہ فلاں دن خبیبؓ کو سولی چڑھایا جائے گا۔

یہاں ایک بات سمجھنے کی ہے' وہ یہ کہ پھانسی اور چیز ہے' سولی اور چیز ہے۔ پھانسی یہ ہے کہ گلے میں ایک رسا ڈال کر نیچے تختہ رکھا جاتا ہے۔ اس کے نیچے ایک گڑھا ہوتا ہے۔ وہ تختہ ہٹا لیا جاتا ہے تو وہ شخص پھندے کے ساتھ جھولتا رہتا ہے۔ اس کا گلا گھٹتا ہے اور یوں وہ مر جاتا ہے۔ لمحے کی بات ہوتی ہے یا چند

لمحوں کی۔ سولی والی موت بہت المناک سزا ہوتی ہے۔ سولی کے لئے ایک اونچا لمبا کھمبا گاڑ دیا جاتا۔ اس کے اوپر ایک آڑی ترچھی لکڑی رکھی جاتی جیسے صلیب ہوتی ہے۔ پھر جس شخص کو سولی دینا ہوتی ہے اس کے جسم کو سیدھی لکڑی کے ساتھ اور ہاتھ ترچھی لکڑی کے ساتھ باندھ دیئے جاتے ہیں۔ پھر اس کو نیزوں اور تلواروں کے کچوکے دے دے کر مارا جاتا یا بعض کو اسی طرح چھوڑ دیا جاتا کہ وہ دھوپ میں پڑا رہتا اور پرندے اور درندے اسے آ کر نوچتے رہتے۔ یہ بڑی ہی خوفناک سزا ہے۔ اب خبیبؓ کو سولی چڑھا دیا گیا۔ انہیں ایک ظالم کافر نے نیزے سے کچوکہ مارا اور کہنے لگا' آج تو پسند کرتا ہوگا کہ تیری جگہ محمد ﷺ ہوتے اور تو ان کے بدلہ میں چھوڑ دیا جاتا۔ تیرا کیا خیال ہے؟ وہ کہنے لگے' میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ محمد ﷺ کو کانٹا بھی چبھے اور میری جان بچ جائے۔

میراتھن میں ننگے بدن دوڑنے والے مرد و خواتین کی حفاظت کیلئے لاہور میں فوجی دستے لائے جاسکتے تھے تو تاجروں کی دکانوں اور ان کے کاروبار کی بھی حفاظت کی جا سکتی تھی۔ کیا مسلمانوں کے جان و مال کی حفاظت حکومت کی ذمہ داری نہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ مسلمان کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ تعلق اتنا مضبوط ہوتا ہے کہ اتنا کسی اور کے ساتھ ایسا مضبوط تعلق نہیں ہوسکتا۔ اگر ہو تو پھر سمجھ لو کہ اس کے ایمان میں کمی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا' ایمان کا ذائقہ وہ شخص چکھتا ہے جس میں تین چیزیں ہوں۔ پہلی چیز یہ کہ اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ باقی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوں۔ دوسری یہ کہ کسی شخص سے محبت رکھے تو صرف اللہ کے لئے محبت رکھے یہاں یہ بات بھی سمجھنے کی ہے کہ جس سے مسلمان محبت رکھے' اللہ کی خاطر رکھے۔ جو شخص دنیا کی طمع رکھتا ہے' وہ ایمان کی لذت سے کسی صورت آشنا نہیں ہوسکتا۔ ایسا آدمی طامع اور لالچی ہے۔ جہاں لالچ نظر آتا ہے' اس طرف بڑھ جاتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور ایمان سے اس کا کیا واسطہ؟ اس قسم کا شخص بھی ایمان کی لذت سے کبھی آشنا نہیں ہوسکتا۔ یہاں ایک بات سمجھنے کی ہے ایک حب طبعی ہوتی ہے اور ایک حب عقلی و ایمانی۔ حب طبعی کا معنی طبیعت کے تقاضے کی وجہ سے محبت ہے۔ جس طرح آدمی کو اولاد' سونے چاندی' خویش و اقارب اور دوستوں کے ساتھ محبت ہوتی ہے۔ یہ محبت فطری اور طبعی ہوتی ہے۔ حب عقلی و ایمانی کا مطلب یہ ہے کہ عقل کا تقاضا ہے کہ اس سے محبت کی جائے جیسا کہ ہمیں بے شمار دلائل سے معلوم ہوا ہے کہ اللہ کا ہم پر یہ سب سے بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں پیدا کیا۔ اس لئے اس کا حق ہے کہ اس سے محبت رکھیں اور اس کی عبادت کریں۔ اس کے بعد رسول اللہ اور یہ اس کا ہم پر احسان ہے کہ ان کے ذریعے ہمیں سیدھا راستہ معلوم ہوا۔ ان کا حق ہے کہ ہم ان سے محبت کریں اور ان کی اطاعت کریں چونکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہمارے تمام دوستوں اور عام لوگوں سے زیادہ ہمارے خیر خواہ ہیں اس لئے جب ہماری طبیعت کی محبوب چیزوں اور اللہ اور اس کے رسول کی محبت کے درمیان مقابلہ ہو تو ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مقابلے میں کسی چیز کو ترجیح نہ دیں۔ وہ ہمارے ان تمام رشتوں' لوگوں اور چیزوں سے زیادہ خیر خواہ ہیں کہ ایک طرف بیٹے' بیوی کی محبت کا تقاضا ہے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی محبت کا تقاضا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے' ایسی حالت میں پتہ چلتا ہے کہ بندہ کس طرف جاتا ہے؟ تیسری چیز یہ ہے کہ ایمان لانے کے بعد مومن کو کفر کی طرف لوٹنا آگ میں گرائے جانے سے برا معلوم ہو۔

☆ ترمذی میں ایک حدیث ہے' نبی ﷺ کے ایک صحابی مرثد رضی اللہ عنہ بہادر اور دلیر تھے۔ جب یہ مسلمان ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کی ذمہ داری ایک نہایت مشکل کام پر لگادی۔ مکے میں کافروں نے اپنے کچھ عزیزوں کو ہجرت سے روک کر ان کو زنجیروں سے باندھ رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے مرثد! تم نے پہلے ان کا پتہ کرنا ہے کہ قیدی کہاں ہیں۔ پھر ان کے نکالنے کی سبیل کرنی ہے۔ پھر وہاں سے انہیں نکال کر مدینہ لانا ہے۔ بھائیو! دشمنوں کے گھر میں جا کر جہاں کوئی مونس و مددگار نہیں ہے' وہاں اکیلے شخص کا ایسی ڈیوٹی کرنا کتنا مشکل کام تھا۔ وہ زمانۂ جاہلیت میں نقب زنی کرتے رہے تھے' ڈاکے مارتے رہے تھے۔ قدرت نے وہ ساری تربیت ایک سیدھے کام کی طرف لگادی۔ یہ مکہ میں ایک دیوار کی اوٹ میں چھپ کر کھڑے تھے تو عناق نامی ایک عورت نے انہیں دیکھ لیا (یہ کبھی زمانہ جاہلیت میں ایک دوسرے سے عشق و محبت کرتے تھے) اس نے کہا مرثد ہو؟ فرمایا ''ہاں مرثد ہوں۔ کہتی ہے مرحبا۔ آؤ پھر آج رات ہمارے پاس گزار لو' اب دیکھئے خواہش نفس پوری کرنے کا مکمل موقع ہے۔ مرثد نے کیا ایمان افروز جواب دیا۔ فرمایا اے عناق! اسلام میرے اور تیرے درمیان رکاوٹ بن کر کھڑا ہوگیا ہے۔ **ان الله قد حرم زنى**۔ اللہ تعالیٰ نے زنا حرام قرار دے دیا ہے''۔ حالانکہ مرثد کو خوب معلوم تھا کہ اگر اس کی خواہش پوری نہ کروں گا تو یہ شور مچائے گی۔ ایک طرف رسول ﷺ کے فرامین ہیں کہ زنا حرام ہے تو دوسری طرف پرانی محبت۔ عشق کا معاملہ ایسا ہے کہ انگلینڈ کے بڑے بڑے شہزادوں نے عشق و محبت کو نہیں چھوڑا لیکن بادشاہت چھوڑ دی۔ بھائیو! یاد رکھو ایسی محبت مصیبت ہوتی ہے۔ مرثد کی اللہ اور اس کے رسول سے ایمانی محبت تھی۔ اس لئے انہوں نے کافرہ عورت سے تعلقات توڑ ڈالے اور بھاگ کر ایک جگہ چھپ گئے۔ فرماتے ہیں' میں جس جگہ چھپا ہوا تھا' وہاں ایک کافر نے پیشاب کیا تو اس کی دھار مجھ پر پڑی لیکن اللہ نے کافر کو اندھا کر دیا اور وہ مجھے دیکھ نہ سکا۔ اس کے بعد میں اس جگہ پہنچا جہاں وہ قیدی تھا جسے نکالنا تھا۔ اس کی زنجیریں کھولیں اور اپنے ساتھ مدینہ لے آیا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں عناق سے نکاح کرلوں؟ آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔

الزَّانِي لَا يَنكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذَٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ

زانی نکاح نہیں کرتا مگر کسی زانیہ یا مشرکہ سے اور زانیہ کے ساتھ نکاح نہیں کرتا مگر کوئی زانی یا مشرک اور یہ چیز مومنوں پر حرام کردی گئی ہے۔

یہ آیت پڑھ کر آپ ﷺ نے فرمایا' اس سے نکاح مت کرو اس آیت میں زانی اور مشرک کو اکٹھا ذکر کیا کیونکہ مشرک بے غیرت ہوتا ہے' اللہ کے ساتھ غیروں کو شریک کرتا ہے اور زانی بھی بے غیرت ہوتا ہے جو اپنی محبوبہ میں غیر کی شرکت کو برداشت کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نجد کے بادشاہ ثمامہ بن اثالؓ کو گرفتار کر کے لے آئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا' اسے مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دو۔ نبی ﷺ مسجد میں تشریف لائے پوچھا' ثمامہ کیا حال ہے؟ کہا ٹھیک ہے۔ اگر آپ قتل کریں گے تو اس شخص کو قتل کریں گے جس کے خون کا بدلہ لینے والے موجود ہیں اور اگر احسان کردو تو ایک قدر دان شکر گزار پر احسان کرو گے۔ اگر دولت چاہتے ہو تو میں دولت منگوا کر دے دیتا ہوں''۔ نبی ﷺ نے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا' مقصد یہ تھا کہ یہ مسجد میں مسلمانوں کی عبادات' باہمی محبت اور اخلاق دیکھے کیونکہ سنا سنایا تو بہت کچھ ہوتا ہے جو خلاف اسلام ہوتا ہے لیکن دیکھنے میں فرق ہوتا ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ دوسرے دن پھر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے پھر اس سے حال احوال دریافت فرمائے۔ اس نے پھر یہی تینوں باتیں دہرائیں۔ تیسرے دن پھر آپ ﷺ تشریف لائے تو اس نے پھر یہی الفاظ دہرائے۔ نبی ﷺ نے فرمایا **اطلقوا ثمامة**۔ ثمامہ کو آزاد کردو۔ اس کے بعد ثمامہ ایک آدمی سے پوچھتا ہے' بھائی

جس دعوت کے ساتھ جہاد نہ ہو' وہ دعوت موثر نہیں ہوسکتی اور ایسا جہاد جس کے ساتھ دعوت نہ ہو' وہ بھی نرا فساد ہے۔ وہ جہاد نہیں ہوسکتا

جان! بتاؤ مسلمان ہونے کا طریقہ کیا ہے؟ اس نے کہا غسل کرو' کلمہ پڑھو تو مسلمان ہو جاؤ گے۔ اس آدمی نے قریب کے چشمہ کی طرف رہنمائی کی۔ وہ وہاں گیا۔ غسل کیا اور آ کر کلمہ پڑھا اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً عبده ورسوله۔ اب جو میں بات کرنا چاہتا ہوں' وہ اس سے آگے ہے۔ ثمامہ کہتے ہیں' یا رسول اللہ! ایمان لانے سے پہلے اس

روئے زمین پر کوئی چہرہ آپ ﷺ سے زیادہ برا نظر نہیں آتا تھا۔ مجھے سب سے زیادہ نفرت آپ ﷺ سے تھی۔ اب یہ حال ہے کہ اس دنیا میں آپ کے چہرے سے زیادہ پیارا چہرہ میری نظر میں کوئی نہیں۔ ذرا غور کرنا کہ اسلام قبول کئے ثمامہ کو کتنی مدت ہوئی ہے؟ لیکن آپ کی شکل وصورت سے کس حد تک پیار ہے۔ ایک ہم بھی مسلمان ہیں۔ 40، 50، 60 اور 70 سال عمر گزار چکے، جانتے بھی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی شکل وصورت کیسی تھی؟ آپ نے داڑھی پوری رکھی تھی۔ آپ سیدھی مانگ نکالتے تھے؟ آپ کا لباس کیسا تھا؟ مگر عمر کا طویل عرصہ گزارنے کے باوجود ہم میں نبی ﷺ کے ساتھ اتنی محبت بھی پیدا نہیں ہو سکی کہ ہم اپنی شکل ہی نبی ﷺ کی شکل مبارک کے مطابق بنالیں۔

کچھ لوگ کہتے ہیں "لو جی داڑھی کی بھی کوئی بات ہے۔ بھلا داڑھی میں اسلام رکھا ہوا ہے؟" اللہ اکبر! بھائیو! یہ محبت کی بات ہے، دیکھو نا کئی لوگوں کو بعض اداکار اچھے لگتے ہیں، وہ ٹی وی یا کسی میگزین میں ان کی شکل دیکھ لیتے ہیں جو اتنی قبیح ہوتی ہے کہ قلمیں آدھی داڑھی تک ہوتی ہیں۔ شکل نہایت مکروہ دکھائی دیتی ہے۔ پھر بھی وہ اپنی شکل ان جیسی بنالیتے ہیں۔ وجہ یہ ہوتی ہے کہ انہیں وہ آدمی اچھا لگتا ہے۔

اسی طرح بعض لڑکیاں ٹی وی میں کسی اداکارہ کو دیکھتی ہیں، اس کا لباس کتنا نامعقول ہی کیوں نہ ہو، اپنا لباس اس جیسا بنا لیتی ہیں۔

بات تو محبت کی ہے۔ محبت بندے کو کھینچ کر لے جاتی ہے۔ محبت میں ایسی کشش اللہ نے رکھی ہے۔ دور صحابہ میں ایران میں ایک صحابی تھے۔ وہ مجاہدین کے امیر بن گئے۔ کھانا کھاتے وقت ان کا لقمہ زمین پر گر گیا۔ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے کہ اگر لقمہ گر جائے تو اس کو شیطان کے لئے مت چھوڑو۔ اس کو اٹھاؤ۔ اسے صاف کرکے بسم اللہ پڑھ کر کھا جاؤ۔ اب انہوں نے وہ لقمہ اٹھایا اور اٹھا کر کھانے لگے۔ ایک صاحب کہنے لگے، یہ لوگ کیا

امریکہ اب ہر میدان میں شکست کھا رہا ہے اور اسلام کی مقبولیت سے گھبرا کر اب گھٹیا حرکتوں پہ اتر آیا ہے تاہم اللہ کا شکر ہے کہ حُبِ رسول ﷺ کی بات آتی ہے تو مسلمان کا سویا ہوا ایمان بھی بیدار ہوجاتا ہے

کہیں گے کہ یہ مسلمانوں کا امیر لشکر ہے۔ اس نے کیا حرکت کی ہے کہ زمین سے لقمہ اٹھا کر کھا رہا ہے۔ اس نے کہا "ان ناپاک اور پلید لوگوں کی خاطر کیا ہم نبی ﷺ کا طریقہ چھوڑ دیں گے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟"

مسلمان کی خودداری اور عزت نفس اتنی زبردست ہوتی ہے کہ وہ صرف رسول اللہ ﷺ کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگنا چاہتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں اسے کوئی رنگ پسند ہی نہیں آتا۔ پھر اس محبت کا اس سے اگلا تقاضا یہ ہے کہ جسے اللہ سے محبت ہو جائے، اس کا اللہ کے دشمنوں سے ظاہری وقلبی تعلق ختم ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ ایک دل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت بھی ہو اور اس کے دشمنوں کی محبت بھی ہو، یہ بات ممکن نہیں۔ اللہ قرآن میں فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ (الممتحنه 1)

اے ایمان والو میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بنانا۔ یہ اللہ تعالیٰ کو گوارا ہی نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا:

"قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ"

تمہارے لئے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے۔ (الممتحنہ 4)

إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ (الممتحنه 4)

جب انہوں نے برملا اور صاف صاف اپنی قوم سے کہہ دیا کہ ہم تم سے بالکل بری ہیں، تم سے بھی اور جن کی تم عبادت کرتے ہو ان سے بھی۔ فرمایا کفرنا بکم ہم تمہیں نہیں مانتے تمہارے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ تمہیں کسی صورت نہیں مانتے

كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ

ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان کھلم کھلا دشمنی واضح اور صاف ہو چکی ہے۔ حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہیں لاؤ گے، تب تک ہماری تمہاری دوستی ختم۔

بھائیو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات دیکھ لو۔ سعد بن ابی وقاص جب مسلمان ہوئے تو وہ والدہ کے بڑے ہی خدمت گار تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ والدین سے اچھا سلوک کرو خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں۔

والدہ کہنے لگیں، قسم اللہ کی میں نہ کچھ کھاؤں گی نہ پیوں گی نہ سر دھوؤں گی اور نہ سائے میں بیٹھوں گی جب تک تم محمد (ﷺ) کی پیروی نہ چھوڑو گے۔ بیٹے نے بہت منایا مگر ماں نہ مانی۔ آخر بیٹے نے تنگ آ کر کہا "ماں! تیری ایک جان ہے۔ اگر تیری سو جانیں ہوں، ایک ایک کر کے سب نکل جائیں، پھر بھی میں محمد ﷺ کے ساتھ کفر نہیں کرسکتا۔"

ایک دن ابوبکر صدیق ؓ کے بیٹے عبدالرحمن کہنے لگے، ابا جان! غزوہ بدر میں آپ ایک دفعہ میری تلوار کی زد میں آئے لیکن میں نے باپ سمجھ کر چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا اے جان پدر! یاد رکھ، اگر تو میری تلوار کی زد میں آجاتا تو میں تیری گردن تن سے جدا کر دیتا۔

کفار نے جب خبیب ؓ کو سولی پر چڑھا کر اذیتیں دیں اور پھر پوچھا کہ اب تم چاہو گے کہ تمہیں محمد ﷺ کے بدلے رہا کر دیا جائے تو انہوں نے کہا...... میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ محمد کو کانٹا بھی چبھے اور میری جان بچ جائے

اللہ تعالیٰ سورۃ الحج میں فرماتے ہیں۔ هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ

یہ دو جماعتیں اپنے رب کے بارے میں لڑ رہی ہیں۔

کسی کی لڑائی زمین کیلئے، کسی کی مال ومنال کی خاطر، کسی کی عورت کی خاطر ہوتی ہے لیکن ان کی لڑائی صرف اللہ کی خاطر ہے۔ ایک اللہ سے دوستی رکھنے والا، ایک اللہ سے دشمنی رکھنے والا جو اس کے ساتھ شریک بناتا ہے، عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا بناتا ہے، کوئی مریم کو اللہ کی بیوی ٹھہراتا ہے، کوئی عزیر کو اللہ کا بیٹا قرار دیتا ہے، کوئی کروڑوں خداؤں کو پوجتا ہے، مسلمانوں کی ان کے ساتھ لڑائی زمین کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ شرک کی وجہ سے ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی دشمنی کی وجہ سے ہے۔

گستاخانِ رسول واسلام کے لئے نبی ﷺ کے احکامات

جو لوگ مسلمانوں اور ان کے پیغمبر سے دشمنی رکھتے ہیں، میرے بھائیو! وہ کبھی بھی ہمارے دوست نہیں ہو سکتے۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم کے مطابق ان سے جہاد کیا۔ جو زیادہ موذی تھے، رسول اللہ، اسلام اور مسلمانوں کے متعلق سب وشتم اور بدزبانی کرتے تھے، ان کے لئے جان فدائی دستے مقرر فرما کر انہیں جہنم رسید کیا۔ اس سلسلے میں دو واقعات صحیح بخاری میں آتے ہیں۔

ان میں سے ایک تو کعب بن اشرف یہودی کا ہے۔ بدر میں جب مسلمانوں کو اللہ نے عزت بخشی تو یہ حسد کا شکار ہو گیا۔ مکہ گیا۔ انہیں اکسایا اور ساتھ ہی مسلمان خواتین کی توہین شروع کردی۔ ان کے بارے میں عشقیہ اشعار کہنے شروع کردیئے۔ اسلام اور مسلمانوں کو سب وشتم شروع کردیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: کون ہے جو کعب بن اشرف کا کچھ کرے، اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا پہنچائی ہے۔ محمد بن مسلمہؓ نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ ہم اسے مار ڈالیں؟ فرمایا۔ مار ڈالو۔ انہوں نے کہا، پھر تھوڑی سی اجازت دے دیں ایسے الفاظ کہنے کی جس سے اسے پتہ نہ چل سکے کہ ہمارا مشن کیا ہے! آپ ﷺ نے فرمایا، اجازت ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ

نے خود رخصت کیا اور پھر دعاؤں میں مشغول ہو گئے۔ یا اللہ انہیں کامیاب فرما۔ یہ اوران کے ساتھی گئے اور کعب بن اشرف کو کامیابی سے مار آئے۔

خیبر کا ایک یہودی ابورافع تھا۔ وہ بھی ایسی بدزبانی کرتا تھا۔ قبیلہ خزرج کے نوجوان کہنے لگے' یارسول اللہ کعب کو مارنے کا کارنامہ اوس والوں نے کیا ہے تو اب ابورافع کا کام ہم تمام کریں گے۔ یہ کام ذرا مشکل تھا۔ ان کے قلعوں میں آبادی کے اندر جا کر فدائی کارروائی کرنا مشکل ترین کام تھا مگر عبداللہ بن عتیکؓ اوران کے ساتھیوں نے اس کا ذمہ اٹھالیا اور وہ کامیابی سے واپس آئے۔ واپسی پر ان کی ٹانگ البتہ زخمی ہوگئی۔ نبی ﷺ نے ان کی ٹانگ پر ہاتھ پھیرا تو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت شفا دے دی اور وہ ایسے ہو گئے جیسے کبھی کچھ ہوا ہی نہیں۔

بھائیو یاد رکھو! مسلمان مرد میدان اور مرد مجاہد ہوتا ہے۔ وہ گالیوں کے جواب میں گالیاں نہیں دیتا۔ انبیاء کی توہین کرنا مسلمان کی شان نہیں۔ اگر کوئی رسول اللہ ﷺ کو گالی دے تو اس کے جواب میں ہم عیسیٰ علیہ السلام کو گالی نہیں دے سکتے۔ ہم موسیٰ علیہ اللہ السلام کو گالی نہیں دے سکتے کیونکہ یہ پیغمبر ہیں۔ پھر طریقہ کیا ہے؟ اس کا طریقہ یہ نہیں ہے کہ ہم بھی گالیاں دینا شروع کر دیں۔ گالیاں دینا ہمارا مشن نہیں۔ ہمارے پروردگار نے تو فرمایا ہے

''وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ''

جو لوگ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں' انہیں گالیاں مت دو ورنہ پھر وہ اللہ کو اپنی جہالت کی وجہ سے گالیاں دینے لگ جائیں گے۔ اس لئے یہ رستہ ہی غلط ہے۔ مسلمان یہ حرکت نہیں کرتا۔ اس کی زبان نہایت شائستہ ہوتی ہے جب حد سے معاملہ بڑھتا ہے تو پھر جہاد کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اللہ نے قرآن مجید میں فرمایا۔

وَإِن نَّكَثُوا أَيْمَانَهُم مِّن بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنتَهُونَ (توبہ۔12)

اگر کوئی قوم جس کے ساتھ تمہارا عہد ہے' تمہارے دین میں طعن کرتی ہے تو اس کا مطلب ہے' اس نے عہد کو توڑ لیا ہے اور اگر وہ عہد کو توڑ دے اور تمہارے دین پر طعن کرے تو ان کا علاج کیا ہے۔ فقاتلوا ائمة الكفر کفر کے اماموں کے ساتھ لڑائی کرو' جہاد کرو۔ تو بھائی لڑائی کس طرح ہوتی ہے۔ کیا لڑائی اس طرح ہوتی ہے کہ دشمن ملک کے ساتھ سفارتی تعلقات بھی قائم رہیں' تجارت بھی جاری رہے۔ ان کو اپنے ملک میں آنے کی بھی اجازت ہو' خود اپنے سفیر بھی ان کے ملک میں رکھے جائیں' ساری محبتیں اور پروٹوکول اسی طرح جاری رہیں؟ اور کہتے ہیں کہ جی ہماری ان کے ساتھ لڑائی ہے کیونکہ ہمارے نبی ﷺ کی ان لوگوں نے توہین کی ہے۔ تمہاری نبی ﷺ سے کس قسم کی دوستی ہے؟ بھائیو! اب تو کافر بالکل کھلم کھلا سامنے آ گیا ہے آج جو گالیاں رسول اللہ ﷺ کو دی جا رہی ہیں' اس میں مسلمان حکمرانوں کی بے حمیتی کا بھی دخل ہے۔ بلاشبہ آج 56 سے زائد مسلمان ممالک امریکہ سے مرعوب اور خوف زدہ ہو چکے ہیں لیکن کچھ سر پھرے لوگ اب بھی موجود ہیں جو جہاں چاہتے ہیں اور جب چاہتے ہیں' ایسے بدطینت لوگوں کو جہنم رسید کرتے رہتے ہیں۔ بھائیو! اللہ نے چاہا تو امریکہ اور مغرب ایسے سر پھرے مجاہدوں کے ہاتھوں ہی ذلیل و خوار اور رسوا ہو گا۔ ان شاء اللہ

آپ کو علم ہے کہ جماعۃ الدعوۃ اللہ کے دین اور جہاد کا مشن رکھتی ہے۔ جس دعوت کے ساتھ جہاد نہ ہو' وہ دعوت مؤثر نہیں ہو سکتی اور ایسا جہاد جس کے ساتھ دعوت نہ ہو' وہ بھی نرا فساد ہے وہ جہاد نہیں ہو سکتا یعنی دونوں چیزیں ضروری ہیں۔ ہمارا مشن جس کو ہم نے کبھی نہیں چھپایا' وہ یہ ہے کہ ہمارے ہاتھ سے کبھی کسی مسلمان کا نقصان نہیں ہو گا۔ ان شاء اللہ۔ خواہ کوئی بریلوی ہو' دیوبندی ہو' شیعہ ہو۔ اس مملکت خداداد پاکستان میں ہمارے ہاتھوں سے کسی کو بھی نقصان نہیں ہو گا۔ ہمارا اسلحہ' ہماری قوت بازو اللہ کے دشمنوں کے لئے وقف ہے۔ مسلمانوں کا نقصان ہم کسی صورت گوارا نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک ہم جلسے تو کرتے ہیں لیکن ایسے جلوس جن سے مریض ہسپتال نہ جا سکیں' دکانوں اور مکانوں کو آگ لگا دی جائے' لوگوں کا کاروبار خراب ہو جائے' ہمارا یہ مشن نہیں ہے۔ جو گھیراؤ جلاؤ ہوا ہے' میرے گمان کے مطابق کسی بھی فرقے اور پارٹی کا قطعاً یہ مشن نہیں ہے۔ یہ جان بوجھ کر حکومت نے یا اس کے ساتھیوں نے کیا ہے۔ اس کی دلیل واضح ہے۔ میراتھن دوڑ کے سلسلے میں علماء کی طرف سے دھمکی تھی کہ ہم نہیں ہونے دیں گے۔ پورے ملک سے ہزاروں کی تعداد میں فوج لا کر ان خبیثوں کی حفاظت کی گئی۔

سوال یہ ہے کہ میراتھن والوں کی حفاظت زیادہ ضروری تھی یا تاجروں کے کاروبار کی حفاظت زیادہ ضروری ہے۔ ان کی ملکیتوں' دکانوں کی حفاظت بھی ضروری ہے۔ کیا حکومت کی ساری تگ و دو ننگے ہو کر دوڑنے والے مردوں اور عورتوں کی حفاظت تک ہی ہے۔ کیا مسلمانوں کے جان و مال کی حفاظت ان کی ذمہ داری نہیں ہے؟ اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ خود چاہتے تھے کہ کچھ لوگ مارے جائیں' کچھ دکانوں اور مکانوں کو آگ لگا دی جائے تاکہ ہم اس کو بہانہ بنا سکیں اور مسلمان اپنے جذبات کا اظہار اجتماع کی شکل میں کریں تو ہم اجتماع پر بھی پابندی لگا دیں۔ اب حکومت نے دفعہ 144 لگا دی ہے مگر یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ اپنے مقاصد کو حاصل کر پائے اور عوام کے جذبات کو ختم کر سکے۔ اس قسم کے غلط اقدامات کا نتیجہ کیا ہو گا؟ اگر پریشر ککر کی بھاپ نہ نکلے گی تو وہ پھٹے گا۔ حکومت کو چاہئے کہ لوگوں کو جذبات کے اظہار کا موقعہ دے۔ جب حکومت بدکار عورتوں کی حفاظت کر سکتی ہے تو لوگوں کے جان و مال کی حفاظت کیوں نہیں کر سکتی؟

اللہ کے دین کی دعوت اور جہاد فی سبیل اللہ کو کوئی نہیں روک سکتا۔ ان شاء اللہ۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ حکومت ملک میں امن و امان قائم رکھنے کے لئے لوگوں کو اجتماعات کرنے دے تاکہ وہ اپنے جذبات کا اظہار کر سکیں۔ اجتماعات کے شرکاء میں کوئی بھی شرارتی نہیں ہوتا۔ یہ لوگ نقصان کرتے ہی نہیں۔ وہ چند خبیث یا تو ایجنسیوں کے لوگ ہیں یا پھر ''را'' کے ایجنٹ ہیں یا امریکہ کے تنخواہ دار لوگ ہیں۔ ہاں مسلمان جلوس نکالنے کی بجائے پرامن اجتماعات کریں۔ مغربی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں اور جہاد کی تیاری کریں۔ یہ ان کا اصل علاج ہے۔

امریکہ اب ہر میدان میں شکست کھا رہا ہے اور اسلام کی مقبولیت سے گھبرا کر اب گھٹیا حرکتوں پر اتر آیا ہے۔ تاہم یہ اللہ کا شکر ہے کہ اس گئے گزرے دور میں جب حُبِ رسول ﷺ کی بات آتی ہے تو بدعمل مسلمان کا بھی سویا ہوا ایمان بیدار ہو جاتا ہے۔

مسلماں کو مسلماں کر دیا طوفانِ مغرب نے
تلاطم ہائے دریا سے ہی ہے گوہر کی سیرابی

یہ جب تھپیڑے لگتے ہیں تو تب پتہ چلتا ہے اور اسلام سمجھ آتا ہے۔ میرے بھائیو! اپنے گھروں کو بھی دیکھو' اپنی حجامت کو بھی دیکھو' اپنے معاملات' اپنے بچوں کی تربیت رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر کرو۔ ضروری ہے کہ ہمارا سبھی کچھ کفار کے طریقے کے خلاف ہو اور محمد ﷺ کے طریقے کے مطابق ہو۔ یہی اصل حُبِ رسول ﷺ کا تقاضا ہے۔ اللہ اسی پر ہمیں زندہ رکھے اور اسی پر موت دے۔ آمین

مسلمانوں کا نقصان ہم کسی صورت گوارا نہیں کرتے۔ ایسے جلوس جن سے مریض ہسپتال نہ جا سکے' دکانوں اور مکانوں کو آگ لگا دی جائے' کاروبار خراب ہو جائے' یہ ہمارا مشن نہیں

یہ نبی ﷺ سے محبت کا کیسا انداز ہے کہ گستاخ ملکوں کے ساتھ تجارتی و سفارتی تعلقات بھی قائم رہیں' ان کو اپنے ملکوں میں آنے کی اجازت ہو اور ساری محبتیں اور پروٹوکول اسی طرح ہوں تو بے حمیتی اور بے غیرتی کسے کہا جاتا ہے؟

اس طرح سے ہے کہ یہاں اسلام کے بارے میں ایک تعصب انگیز کتاب لکھی گئی جس کے سرورق پر اور اندر پیغمبر انسانیت ﷺ کی تصاویر شائع کرنا تھیں مگر کئی آرٹسٹوں نے اس نفرت انگیز کام سے معذوری ظاہر کردی۔ اخبار جیلینڈ پوسٹن کے ایڈیٹر جان ہینس کو اس بات نے ہی برانگیختہ کردیا اور اس نے چالیس مصوروں کو خاکے بنانے کے مقابلے کے لئے پیش کش کی جس میں سے اکثر نے انکار کردیا۔ بارہ آرٹسٹوں نے یہ توہین آمیز خاکے تیار کیے جو 30 ستمبر 2005ء کے شمارے میں شائع کردیئے گئے۔ ان خاکوں کے ساتھ ایڈیٹر نے یہ نوٹ لکھا جس کا معنی کچھ اس طرح ہے کہ ''دوسروں کی طرح مسلمانوں کو بھی اس طنز کو قبول کرنا چاہئے کیونکہ یہ جمہوری اقدار کے لئے لازم ہے اور جمہوریت آزادئ گفتار کی ضمانت ہے''۔ صورتحال خراب ہونے پر مسلمانوں کی اکثر تنظیموں اور اداروں نے دو اکتوبر کو ایک اجلاس طلب کرلیا اور اس میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی اور شیخ رئیس شراحبیل کو اس کا صدر نامزد کردیا۔ اس کے بعد خاکوں کے جواب میں ایک بیان جاری کیا گیا مگر اسے بھی ڈینش اخبار نے انتہائی مختصر کر کے شائع کیا جس پر چند اقدامات کرنے پر غور کیا گیا جو اس طرح ہیں:

1۔ دیگر مسلمانوں کو کہا گیا کہ وہ اپنے طور پر ڈینش اخبار کی اس ہرزہ سرائی پر احتجاج کریں تا کہ یہ ثابت کیا جاسکے کہ یہ تمام مسلمانوں کا اجتماعی مسئلہ ہے نہ کہ صرف چند مسلمان اس کو محسوس کررہے ہیں۔

2۔ مسلمان یہ مطالبہ کریں کہ اخبار اس سلسلے میں معذرت کرے اور آئندہ ایسی حرکت نہ کرنے کا یقین دلائے اور ان چیزوں کا خیال رکھا جائے جو مسلمانوں کے نزدیک مقدس ہوں۔ اس صورتحال کی سنگینی کا اندازہ کرتے ہوئے سیاسی شخصیات اور سیاسی جماعتوں کو خطوط ارسال کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ مسلمان تنظیموں کا تعاون بھی حاصل کریں۔

3۔ مقامی اور بین الاقوامی میڈیا سے رابطہ کریں تا کہ اس مسئلے کو نظرانداز نہ ہونے دیا جائے۔

جب ہمیں اخبار کی جانب سے مطلوبہ ردعمل نہ مل سکا اور ڈینش وزیراعظم اندرے رسمان نے بھی مسلمان سفیروں سے ملاقات کرنے سے انکار کردیا تو نو اکتوبر کو ایک اور اجلاس بلایا گیا جس کے بعد میڈیا کے لئے ایک بیان جاری کیا گیا۔ جب یہ بیان الجزیرہ چینل سے نشر کیا گیا تو گستاخ اخبار نے ایک اور حرکت کی جس کے مطابق اس نے اخبارات کے صفحات میں اضافہ کردیا اور ان اضافی صفحات کا عنوان ''پیغمبر کے خاکے'' رکھا گیا۔ اس کے بعد خلاف معمول اخبار نے ایک عربی مقالہ شائع کردیا جس کا عنوان تھا ''الفاظ کی آزادی''۔ ان صفحات پر صرف ان افراد کے مضامین شائع کیے گئے جو اخبار کی حمایت کررہے تھے۔ جس وقت ڈینش وزیراعظم نے مسلمان سفیروں سے ملنے سے انکار کیا تو یورپی یونین نے فوراً اس کے اس اقدام کی حمایت کا اعلان کردیا۔ ڈینش وزیراعظم کا موقف تھا کہ آئین انہیں اس قسم کی مداخلت کی اجازت نہیں دیتا۔ اس صورتحال میں اسلامی تنظیموں نے ایک نیا بیان جاری کیا جس میں عالم اسلام کو مخاطب کیا گیا تھا کیونکہ یہ مسئلہ اب بین الاقوامی صورت اختیار کرچکا تھا۔ یہ اب صرف ڈنمارک کے مسلمانوں کا نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ کا مسئلہ بن چکا تھا۔

• اس کے بعد کئی محرکات نے اس آگ کو مزید بھڑکا دیا مثلاً:

اسلام اور مسلمانوں کو تضحیک کا نشانہ بنایا جانے لگا۔ ایک اور اخبار weekendavisen نے جو تقریباً بند ہونے لگا تھا' نے گیارہ نومبر کو توہین آمیز خاکے شائع کردیئے تا کہ اخبار کی گرتی ہوئی ساکھ کو سنبھالا دیا جاسکے۔

اس کے بعد مسلمانوں کو اس قسم کے خطوط ارسال کیے گئے جس میں قرآن کریم کو خودساختہ کتاب قرار دیا گیا (نعوذ باللہ) اس کے علاوہ پیغمبر اسلام ﷺ کے مزید خاکے بھیجے جانے لگے جو ظاہر ہے نفرت کے اظہار کے لئے تھے۔

ڈنمارک نے ہالینڈ کی اس صومالی نژاد خاتون کی خوب آؤ بھگت کی جو اسلام کے خلاف بننے والی فلم کی مصنفہ ہے اور اس فلم کا پروڈیوسر قتل کیا جاچکا ہے۔ اس خاتون کا انٹرویو ڈینش ٹی وی نے جاری کردیا۔ اس انٹرویو میں اس خاتون نے اسلام پر بہت حملے کئے، ڈینش وزیراعظم نے مسلمان سفیروں سے تو ملنے سے انکار کردیا تھا مگر اس گستاخ اسلام صومالی خاتون سے باقاعدہ ملاقات کی اور اسے ایوارڈ سے نوازا اور اس کے خیالات کی حمایت کا اعلان کیا۔

اس صورتحال میں اسلامی تنظیم نے ایک اور اجلاس طلب کیا جس میں فیصلہ کیا گیا تھا کہ اسلامی ممالک میں وفود بھیجے جائیں۔ آخر میں ہم ہر مسلمان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ میدان عمل میں اترے۔ ہم ایک ایسے قانون کا بھی مطالبہ کرتے ہیں جو مسلمانوں کی مذہبی تقدیس کو یقینی بنائے۔''

جب حالات مسلم حکومتوں کے ہاتھ سے نکل کر عوام تک پہنچ گئے تو ڈینش وزیر اعظم اندرے رسمان کو معاملے کی نزاکت کا علم ہوا اور اس نے مسلم سفیروں کو طلب کرلیا مگر ڈینش وزیراعظم کو بتایا گیا کہ پانی سر سے گذر چکا ہے۔ اگر ان

توہین رسالت ﷺ کے خلاف عرب ممالک میں جگہ جگہ کلمہ والے بینر لہرائے گئے۔

سعودی عرب میں ڈنمارک کی مصنوعات کا سب سے زیادہ بائیکاٹ کیا گیا

جدہ میں ایک سٹور والوں کا جذبہ حب رسول ﷺ

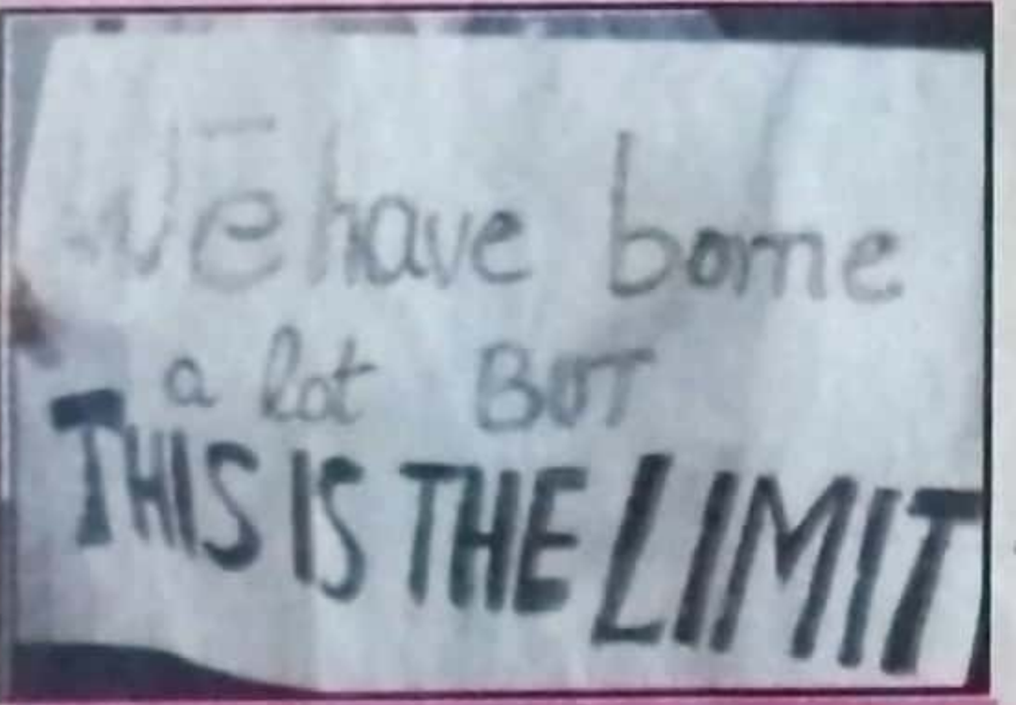

”بہت برداشت کرلیا لیکن یہ انتہا ہے“ لاہور میں خواتین کے جذبات کا انداز

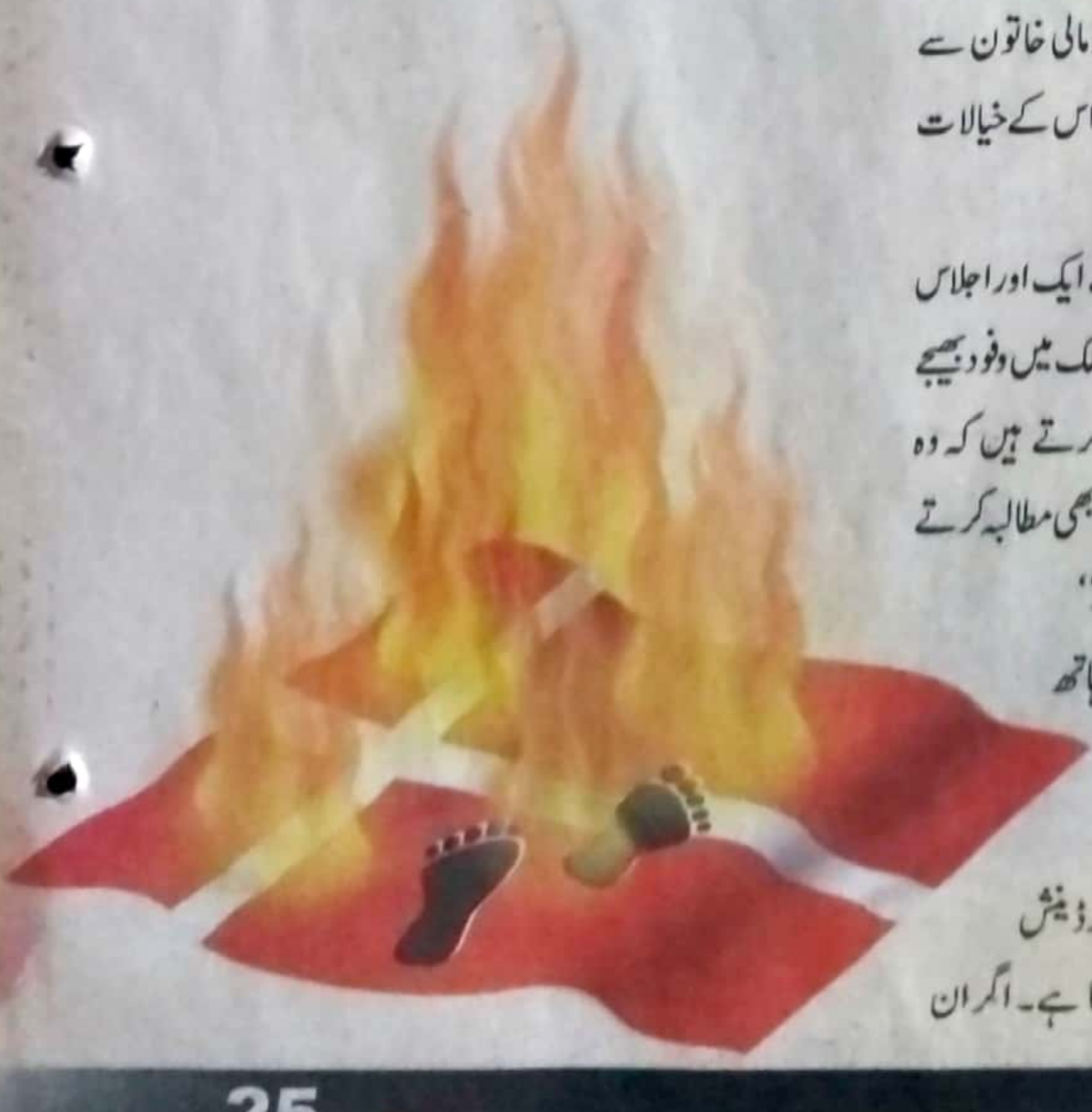

واقعات کی ترتیب کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ مسلمانوں نے انتہائی شائستہ اور مہذب انداز میں اس مسئلے کو ختم کرنے کے لئے سفارتی سطح پر سرگرمیوں کا آغاز کیا تھا مگر ان کو دھتکارا گیا اور ان کے جذبات جان بوجھ کر بھڑکائے گئے اور یہ سلسلہ ابھی تک اسی طرح جاری ہے یہ ایک فطری ردعمل تھا اور ہے اس مذموم حرکت کا کسی کو کوئی فائدہ نہیں مگر پھر بھی یورپی پارلیمنٹ اور یورپی کمیشن نے جہالت کا ثبوت دیا اور اس کی حمایت جاری رکھی۔ جرمنی میں اگر کوئی ہٹلر کے نظریات سے ملتی جلتی چیز بھی شائع کروے تو یہ جرم ہے مگر مسلمانوں کی دل آزاری کی جائے تو یہ آزادی رائے ہے۔۔۔!

مغرب کی جانب سے آپ ﷺ کے توہین آمیز خاکوں کی اشاعت نے اسلامی دنیا کو بھی بظاہر ایک نئے امتحان سے دوچار کر دیا ہے مگر مغرب کی فکری روش کو جاننے والے اس بات سے اچھی طرح آگاہ ہیں کہ اسلام اور ہادی اسلام ﷺ کی ذات مبارک پر اس قسم کے سوقیانہ حملے کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اس کے تاریخی پس منظر میں جانے سے پہلے ان توہین آمیز خاکوں کی اشاعت پر بعض مسلم ملکوں کے عجیب وغریب موقف کی جانب رخ کرنا بھی ضروری ہے۔ مصر نے اس سلسلے میں سب سے عجیب رویہ اختیار کیا، ڈنمارک کے دارالحکومت کوپن ہیگن میں تعینات مصری خاتون سفیر نے جب ان توہین آمیز کارٹونوں کی اشاعت کے خلاف دینی حمیت کا مظاہرہ کیا اور دیگر مسلم سفارتی حلقوں میں ایسی سرگرمیاں دکھائیں جس سے دیگر مسلم ممالک کے سفارتکاروں کو اس منکر فعل کے خلاف متحرک کرنا تھا تو اس ''جرم'' کی پاداش میں مصری وزارت خارجہ نے اس خاتون سفیر کا تبادلہ فوراً ایک دوردراز افریقی ملک میں کردیا۔۔!!

اس سے بھی زیادہ افسوس ناک امر یہ ہے کہ جس وقت ڈنمارک کے اخبار کی جانب سے توہین رسالت کے اس قبیح فعل کے جواب میں تمام عالم اسلام سراپا احتجاج بنا ہوا تھا تو عین اسی وقت قاہرہ میں وزارت ثقافت کے زیراہتمام ڈنمارک کے اوپیرا کا رقص پیش کیا جارہا تھا۔ اس محفل کی صدارت صدر حسنی مبارک کی اہلیہ اور مصر کی خاتون اول سوزان مبارک کررہی تھیں۔۔۔!

اسلام اور ہادی اسلام ﷺ کے ساتھ مغرب کا یہ رویہ نیا نہیں ہے بلکہ اس کی ابتداء اس وقت ہوئی تھی جب شام سے رومی عیسائی حکومت کو واپس یورپ کی جانب دھکیلا گیا تھا، مسلمانوں نے رومی عیسائیوں کا پیچھا یورپ کے دروازوں تک کیا جس کی وجہ سے عیسائیت آج تک عاجلانہ فرار کی اس بدحواسی میں مبتلا ہے واپس بھاگتے ہوئے عیسائی لشکر اپنے ساتھ اسلام اور رسول اکرم ﷺ کے متعلق تعصب پر مبنی داستانیں بھی ساتھ لائے۔ یوں تقریباً گذشتہ ایک ہزار برس سے مغرب اسلام فوبیا میں مبتلا ہے۔ اسلام، قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے یورپ کے طول وعرض میں یونیورسٹی لیول کے ایسے ادارے تشکیل دیئے گئے جہاں پر تحقیق کی آڑ میں اسلام اور اس کے دیگر شعبوں کے علاوہ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ پر رقیق حملے کئے جاتے ہیں اور تعصب سے اٹی ہوئی یہ تحریریں یورپی عوام کے دماغوں میں ڈالی جاتی ہیں۔ مغرب کی اس جاہلانہ روش کو نائن الیون کے واقعے نے نئی جلابخش دی اور اب یونیورسٹیوں کے علاوہ اس شیطانی فعل میں وہاں کا میڈیا بھی شامل ہوگیا۔

نائن الیون کے بعد مسلم ممالک کی حکومتوں نے جس انداز میں پسپائی دکھائی ہے۔ اس نے مغرب کے حوصلوں کو بڑھاوا دیا ہے۔ ڈنمارک اور اس کے بعد دیگر یورپی ممالک کے اخبارات میں توہین آمیز کارٹون کی اشاعت نہ تو آزادی رائے کے حوالے سے صحیح تسلیم کی جاسکتی ہے اور نہ ہی اسے کسی صحافتی پہلو سے تشبیہ دی جاسکتی ہے بلکہ یہ تمام کام ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت کیا جارہا ہے۔ مغرب میں بیٹھ کر دنیا کے وسائل کو قابو میں رکھنے والے چند دولت مند پراسرار افراد اپنے تابع فرمان مغربی حکومتوں اور ان کے ذیلی اداروں کی معاونت سے دنیا کو ایک ایسی شیطانی ثقافت کے تابع لانا چاہتے ہیں جس میں حمیت اور غیرت نام کی کوئی چیز نہیں پائی جاتی۔ امریکہ اور یورپ کی حکومتیں، ان کے عسکری ادارے اور میڈیا اسلام کے خلاف ون یونٹ کی طرح ہوچکے ہیں۔ میڈیا باقاعدہ مغرب کی عسکری کمان کا جزو بن چکا ہے جس کا مشاہدہ افغانستان اور اس کے بعد عراق کی جنگ میں دیکھا جاسکتا ہے، جہاں پر مغربی فوجوں کی نسبت مغربی نشریاتی اداروں کے صحافی زیادہ پرجوش دکھائی دیتے تھے۔ ان صحافیوں کو باقاعدہ طور پر فوجی وردیوں میں ملبوس کر کے ان علاقوں میں فوج کے ساتھ بھیجا گیا تھا۔ ان کا مقابلہ اسلامی دنیا کے نام پر ایسے بکھرے ہوئے معاشرے سے ہے جن کی نہ حکومتیں اپنی ہیں اور نہ فوجیں۔ سیاست سے لے کر اقتصادیات، معاشرت اور صحافت تک میں نقب لگ چکی ہے، اگر یہی مغرب کے کاسہ لیس مسلم حکمران افغانستان اور عراق پر کمزوری نہ دکھاتے تو آج معاملات اس حد تک آگے نہ جاچکے ہوتے۔ ایسے میں اسلام کے حوالے سے درد دل رکھنے والے حلقوں کو چاہئے کہ وہ مسلم دنیا میں ایسے ادارے تشکیل دیں جو مغرب کی شیطنت کا فکری سطح پر مقابلہ کرسکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ روایتی قسم کی مذہبی جماعتوں کے ہاتھوں میں یرغمال بننے کی بجائے اس قسم کی سوچ کو پروان چڑھانا چاہئے جس کے تحت مغرب کی اقتصادی بالادستی کو ختم نہیں تو بہت کم کیا جاسکے کیونکہ مغرب کی شیطنت کے ''جن'' کی جان اقتصادیت کے طوطے میں ہے۔ جس دن مسلمانوں نے مغربی اقتصادیات کے طوطے کی گردن مروڑ دی' اس دن مغرب اپنی تمام تر ٹیکنالوجی کے ساتھ زندہ دفن ہوجائے گا۔

یہ توہین آمیز کارٹون مسلمانوں کے ردعمل کا اندازہ لگانے کے لئے جان بوجھ کر شائع کئے گئے ہیں تاکہ آئندہ کے مغربی منصوبوں کی تکمیل کا پلان مکمل کیا جاسکے اور یہ دیکھا جاسکے کہ (خاکم بدہن) جب عالمی صہیونی منصوبے کے تحت مسجد

> **مغرب کی اقتصادی بالادستی ختم کردینی چاہئے کیونکہ مغرب کی شیطنت کے جن کی جان اقتصادیات کے طوطے میں ہے۔ جس دن مسلمانوں نے مغربی اقتصادیات کے طوطے کی گردن مروڑ دی' اس دن مغرب تمام تر ٹیکنالوجی سمیت زندہ دفن ہوجائے گا**

خوشخبری

ناموس رسالت کے حوالے سے
مجلہ الدعوۃ کے خصوصی نمبر کے ساتھ
خوبصورت کیلنڈر حاصل کیجئے

ناموس رسالت ﷺ کے حوالے سے مسلمانان عالم کے جذبات کا آئینہ دار...... خوبصورت قرآنی آیت کی کتابت سے مزین ...... سالانہ ہجری شمسی کیلنڈر ......
حرمت رسول ﷺ پر مجلہ الدعوۃ کے یادگار نمبر کے ساتھ صرف پندرہ روپے ہدیہ کے ساتھ حاصل کیجئے۔ الگ کیلنڈر صرف 5 روپے میں دستیاب ہے۔

رابطہ: دفتر مجلہ الدعوۃ و دارالاندلس 4 لیک روڈ لاہور
042-7240945-7230549

اقصیٰ کو شہید کیا جائے، یا ایران پر بڑا حملہ کر کے وہاں بھی نام نہاد مغربی ''جمہوریت'' کو نافذ کیا جا سکے۔۔۔ تو اس کے جواب میں مسلمانوں کا ردعمل کس حد تک شدید ہو سکتا ہے۔ اس لئے مغرب کی جانب سے ایسی حرکات کوئی عجیب بات نہیں ہے بلکہ یہ ان کے معمولات کا حصہ رہا ہے۔

سعودی حکومت نے سب سے زیادہ حب رسول کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہ صرف ڈنمارک سے سب سے پہلے سفارتی تعلقات ختم کئے بلکہ ڈینش زبان میں سیرت رسول ﷺ بھی ترجمہ کرانے کا اعلان کر دیا

اس کے ساتھ ساتھ اب ڈینش اخبار کے یہودی ایڈیٹر جان ہینسن کے پس منظر کے بارے میں تفصیلات عرب صحافتی ذرائع میں آنا شروع ہو گئی ہیں۔ اب ذرا میڈیا سے پہلے یعنی یونیورسٹی لیول پر ہونے والے اسلام دشمن کام کی جانب مختصر توجہ کر لی جائے۔

تاریخی تحقیقات اس بات پر شاہد ہیں کہ اسلامی ملکوں پر مسیحی اقوام اور صلیبی جنگوں کے دو محرکات تھے۔

1۔ پہلا سبب دینی بغض و عناد تھا جس نے اہل کلیسا اور یہودیوں کو اس بات پر مشتعل کر دیا کہ وہ اہل یورپ کو مسلمانوں کے خلاف بدترین نفرت و بیزاری کی بنیاد پر ان کے جذبات بھڑکا دیں۔ بے بنیاد قسم کے الزامات و اتہامات کے ذریعے مغربی اقوام کو اس بات پر قائل کریں کہ مسلمانوں کے قبضے سے عیسیٰ علیہ السلام کے آبائی وطن فلسطین کو آزاد کرانا ہے چنانچہ ان صلیبی لشکروں میں اکثر و بیشتر وہ مذہبی دیوانے تھے جنہوں نے محض دینی تعصب کی بنیاد پر اپنے آپ کو ان ''مقدس جنگوں'' کا ایندھن بنا دیا۔

2۔ دوسرا سبب سیاسی و استعماری تھا۔ یورپ کے بادشاہوں نے بلاد اسلامیہ اور خاص کر شام اور اس کے گرد و نواح میں موجود علاقوں کے بارے میں وہاں کی تمدنی اور معاشی ترقی کا حال سن رکھا تھا جس سے مغرب اس وقت بالکل محروم تھا اس لئے انہوں نے مسیحیت کے نام پر اپنی فوجوں کے ساتھ ان ممالک پر چڑھائی کر دی لیکن سوائے خسارے کے انہیں کچھ حاصل نہ ہوا اور وہ دو سو سال تک بلاد اسلامیہ میں سر کھپانے کے بعد دنیاوی طور پر بالکل ناکام و نامراد واپس لوٹے لیکن ان تمام باتوں کے باوجود وہ واپس جاتے ہوئے اپنے دماغوں میں تعلیمات اسلام کی روشنی اور اپنے ہاتھوں میں ایسی تہذیب و تمدن کے ثمرات لئے ہوئے لوٹے جس سے مغرب بالکل ناآشنا تھا۔ اسلام سے متعلق اس آگاہی کے بعد ہی انہوں نے اپنی سیاسی اور جنگی شکست کے بعد دینی محاذ کھول دیا اور اپنے آئندہ کے استعماری منصوبوں کے لئے انہوں نے مستشرقین پر بے بہا وسائل صرف کئے۔ ان مستشرقین نے سب سے پہلے مسلمانوں کو کمزور کرنے کے لئے ان کی طاقت کے سب سے بڑے سرچشمے اسلام پر ضرب لگانی شروع کی۔ اس سلسلے میں انہوں نے اسلام کی بنیادی اساس قرآن کریم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کو تختہ مشق بنا لیا۔ قرآن کریم جو دین اسلام کی اولین اساس ہے' اپنے اندر انتہائی معجزانہ رموز و نکات لئے ہوئے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے سے بڑا غیر مسلم نقاد قرآن سے اس معاملے میں منہ کی کھائے بغیر نہیں رہتا کیونکہ اس لافانی کتاب کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لے رکھا ہے۔ اس لئے مخلوقات کے بس کی بات نہیں کہ وہ اسے جھٹلائے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں سقم کی تلاش کے سلسلے میں مستشرقین ہمیشہ سے ذلیل و خوار ہوتے رہے ہیں۔

اسلام کی اس مضبوط ترین اولین اساس یعنی قرآن کریم پر حملے میں ناکامی کے بعد اسلام کی دوسری بڑی اساس یعنی حدیث و سنت پر حملوں کے لئے انہوں نے فکری صف بندیاں کیں اس میدان میں بھی وہ انتہا او چھے انداز میں حملہ آور ہوئے جس کے نتیجہ میں امت مسلمہ کے ثقہ علماء نے ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جو مستشر انسانوں کے ساتھ ایک پیشہ ور فوج کرتی ہے۔

مستشرقین کا انداز تحقیق۔

مستشرقین کی تحقیقات میں مندرجہ ذیل عوامل نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔

۱۔ ہر اس چیز سے بدگمانی اور غلط فہمی کو اجاگر کرنا جس کا تعلق اسلام کی اساس اور اس کے جوہری اغراض سے ہو۔

۲۔ مسلمان علمائے دین اور اکابرین ملت کے بارے میں بدگمانی اور بے اعتمادی پیدا کرنا۔

۳۔ اسلام کے بالعموم مختلف اور بالخصوص ابتدائی دور کی ایسی تصویر کشی کرنا جس میں انتشار اور تخریب دینی کا عنصر شامل ہو۔

۴۔ اسلامی معاشرے اور اس کی اصل روح سے ناواقفیت کی بنیاد پر اسے مغرب کی فکری کسوٹی پر پرکھنا۔

۶۔ نصوص (واضح عبارتوں) کو اپنے قیاسات کے تابع کرنا اور ان کے معاملے میں ہٹ دھرمی کا ثبوت دینا۔

۷۔ واضح عبارتوں میں تحریف کرنا اور جہاں تحریف ممکن نہ ہو' اس کے لغوی بیان میں غلط فہمی سے کام لینا۔

۸۔ جن کتابوں سے مراجعت کرنا مقصود ہو ان کے انتخاب میں ہٹ دھرمی کا ثبوت دینا۔ مثلاً تاریخ کی کتابوں سے فقہ میں استدلال کرنا' ادب کی کتابوں سے تاریخ حدیث پر بحث کرنا۔ یہ سب کچھ حق سے انحراف کرتے ہوئے صرف خواہش نفس کی اتباع کے لئے ہوتا ہے۔

مستشرقین کا نظریہ حدیث و سنت:

مستشرقین میں مسلمانوں کے لئے اس میدان میں سب سے خطرناک نام ''گولڈ زیہر'' کا ہے۔ ہنگری کا یہ یہودی مستشرق انتہائی متعصب اور فساد پھیلانے میں ید طولیٰ رکھتا تھا۔ جیسا کہ اس کے ''ادبی کارناموں'' سے ظاہر ہے کہ اسے عرب کے قدیم ماخذوں سے بڑی حد تک واقفیت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ گذشتہ صدی سے لے کر بعد کے مستشرقین کے لئے اس کی حیثیت اہم ماخذ و مرجع کی بنی رہی۔ اس سم قاتل کا اثر صرف بعد کے مستشرقین پر ہی نہیں بلکہ بہت سے مسلمان مصنفین پر بھی ہوا جن میں مصر کے مشہور ادیب و عالم ڈاکٹر طٰہٰ حسین' استاد احمد امین مصری وغیرہ شامل ہیں۔

یورپی مستشرقین کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی کہ اسلام اور ہادی اسلام ﷺ کے حوالے سے ان کی تحقیقات کو خود

ڈنمارک کے اخبار کی جانب سے توہین رسالت کے اس قبیح فعل کے جواب میں تمام عالم اسلام سراپا احتجاج بنا ہوا تھا تو عین اسی وقت قاہرہ میں ڈنمارک کے اوپیرا کا رقص پیش کیا جا رہا تھا جس کی صدارت مصری صدر حسنی مبارک کی اہلیہ کر رہی تھی

مسلمانوں کے لئے مرجع بنا دیا جائے اور مسلمان اپنی تاریخ کو بھی ان کی آنکھ سے دیکھیں۔ بہر حال یہ موضوع خاصا طویل ہے جو کئی جلدوں کی کتاب میں ہی سمیٹا جا سکتا ہے۔ اس معاندانہ حرکت کے خلاف ایک ہی طریقے سے احتجاج کیا جا سکتا ہے کہ علمی سطح پر اس کا جواب دیا جائے۔ اس سلسلے میں سب سے بہترین جواب سعودی عرب کی ایک تنظیم نے دیا ہے۔ اس نے اعلان کیا ہے کہ سیرت رسول مقبول ﷺ کو ڈینش زبان میں ترجمہ کروا کر اسے ڈنمارک میں پھیلایا جائے گا۔

علم و تحقیق

قسط نمبر 1

گستاخ رسولؐ کی شرعی سزا

حافظ طلحہ سعید

میرے ماں باپ فدا ہو جائیں' میری ہزاروں نہیں' لاکھوں بلکہ کروڑوں جانیں ہوں تو قربان کر دوں۔ کائنات کے اعلیٰ اور اکمل ترین انسان اور کائنات کے اعلیٰ ترین منصب پر فائز سید الاولین والآخرین امام الانبیاء وخاتم المرسلین جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر کہ جن کی قدر و منزلت کو دنیا کا کوئی بد قسمت انسان جتنا بھی کم کرنا چاہے کم نہیں کر سکتا۔ وہ سچے اور حق ہیں کوئی ان کو مانے وہ تب بھی حق ہیں اور کوئی اگر انکار کرے تو وہ پھر بھی حق ہیں۔ آج ان کی بابرکت ذات پوری دنیا کے اطراف واکناف میں زیر بحث ہے۔ نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر ...... دنیا کے ساتوں براعظموں میں...... تمام اسلامی' غیر اسلامی ممالک کی اسمبلیوں ایوانوں میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی اور سلامتی کونسل میں توہین رسالت کے حوالے سے ایک زبردست بحث چھڑی ہوئی ہے۔ دنیا کے تمام مسلم وغیر مسلم ممالک میں مسلمان زبردست مظاہرے کر رہے ہیں۔ ہر شخص نبی ﷺ کی اطاعت ومحبت اور اپنی دینی سمجھ بوجھ کے مطابق اپنے جذبات کا اظہار کر رہا ہے۔

یورپی ممالک بالخصوص ڈنمارک' ناروے اور اٹلی سے سفارتی تعلقات کو منقطع کرنے' ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنے اور نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کے مرتکب اخبارات کے ذمہ داران کے قتل یا ان کی حوالگی کے مطالبات کیے جا رہے ہیں اور حقیقت بات بھی یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کے مرتکب شخص کو ایک لمحے سے بھی پہلے قتل کرنا نہ صرف ضروری بلکہ واجب اور لازم ہے اور ایسے شخص کی توبہ اور معافی کسی بھی صورت میں قبول نہیں کی جائے گی اور اگر وہ توبہ کرتا بھی ہے تب بھی اس کے قتل کو روکا نہیں جائے گا۔ جہاں تک اس کی توبہ اور مسلمان ہونے کا تعلق ہے تو یہ معاملہ اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے توبہ کی وجہ سے اس کا قتل روکا نہیں جائے گا۔

بعض لبرل ذہن کے لادین لوگ اسے جذباتی مسئلہ سمجھتے ہیں اور اسے شدت پسندی بھی کہتے ہیں بلکہ دنیا کے کافر اس مسئلے پر پریشان ہیں کہ مسلمان اپنے نبی ﷺ سے اتنی محبت اور عقیدت رکھتے ہیں۔ ٹھیک تھا ایک یا دو ملکوں میں مظاہرے ہو جاتے اور اپنے احتجاج کو دنیا کے سامنے ریکارڈ کروا دیا جاتا تو کافی تھا اور محبت تو عقیدت ہی ہوتی ہے۔ ایسا تو نہیں کہ اس کے لئے اتنا کچھ کیا جائے آخر اپنے مفادات ہیں زندگی کے اور بھی بہت سے مسائل ہیں ایک یا دو دن اور ایک یا دو ملک ...... مگر یہاں تو پوری دنیا کے مسلمان جاگ اٹھے ہیں اور ہر ملک میں زبردست مظاہرے کئے جا رہے ہیں۔ پوری دنیا میں کاروبار زندگی فیل ہو کر رہ گیا ہے۔ آخر کیا وجہ ہے؟

یاد رکھئے! شاتم رسول کو قتل کرنے کا مسئلہ کوئی جذباتی نہیں بلکہ یہ خالصتاً شرعی اور علمی مسئلہ ہے۔ کیونکہ اسلام کے مزاج میں کسی باطل پر چلنے والے شخص کو بھی گالی دینے سے منع کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ رب العالمین فرماتے ہیں۔

لاتسبوا الذين يدعون من دون الله فيسبوا الله عدواً بغير علم. (سورة انعام-108)

''کہ تم ان لوگوں کو گالی نہ دو جو اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کرتے ہیں (اگر تم نے ایسا کیا) تو وہ پھر دشمنی میں لاعلمی کے ساتھ اللہ کو گالی دیں گے''

یعنی فرمایا کہ تم نے اگر کسی کو غیر اللہ کی عبادت سے روکنا ہے تو اس کا ہرگز طریقہ یہ نہیں کہ تم اس کو یا اس کے دین کو گالیاں دینے لگ پڑو۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ دلیل کے ساتھ بات کی جائے اور ثابت کیا جائے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام اور اپنے نبی ﷺ کو دنیا میں اسی لئے تو بھیجا کہ کائنات کے سامنے حق واضح ہو جائے اور لوگ باطل سے بچ جائیں۔ گویا کہ اخلاق کے دائرے میں رہ کر اسلام کی دعوت دی جائے۔ اسلام یہ تربیت کرتا ہے اور اپنا مزاج یہ پیش کرتا ہے تو جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ کسی اور کو گالی دینے سے روکتے ہیں تو وہ یہ کیسے پسند کریں گے کہ کوئی اور انہیں گالی دے۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جو لوگ گستاخی کے مرتکب شخص کے قتل کرنے کو شدت پسندی سمجھتے ہیں حقیقت میں وہ دین کی نعمت سے بے بہرہ ہیں۔ اگر ان کو دین کی سمجھ حاصل ہو جائے اور نبی ﷺ کی نبوت آپ کی اطاعت واتباع کو دنیا وآخرت میں کامیابی

> **عثمان رضی اللہ عنہ کے بار بار اصرار پر نبی ﷺ نے عبداللہ بن ابی سرح کا اسلام منظور فرمایا لیکن بعد میں صحابہ سے آپ ﷺ نے پوچھا کہ اس وقفہ کے دوران اسے قتل کیوں نہ کیا گیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ گستاخ رسول کو قتل کرنے کی کوشش ضرور کی جائے گی**

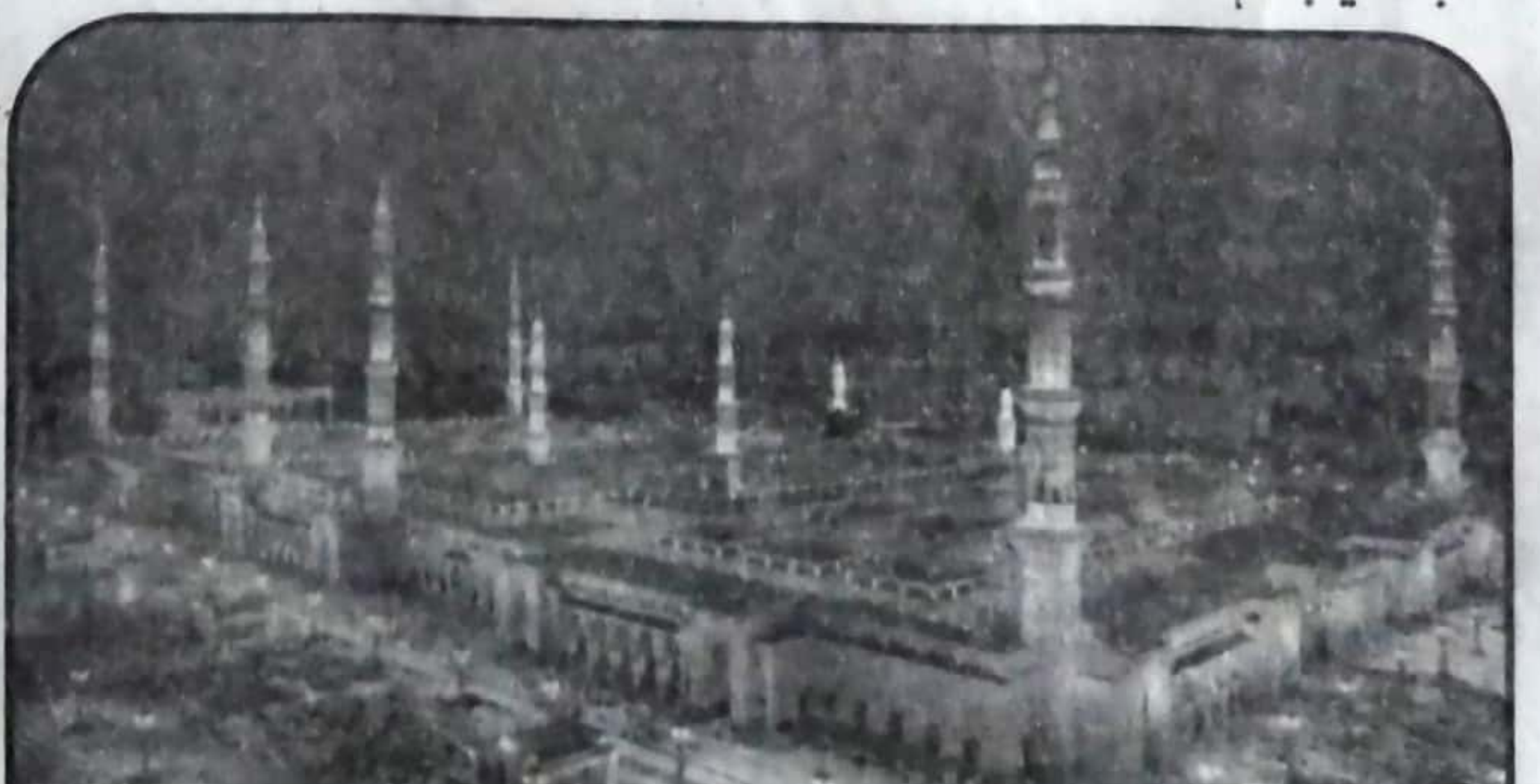

کی ضمانت سمجھنا' آپ کی عظمت اور آپ کے تخصصات ومعجزات کی سچائی معلوم ہوجائے تو وہ ایسا ہرگز نہ سوچیں کیونکہ یہ مؤقف کسی خاص طبقے یا کسی خاص گروہ یا فرقے کا نہیں بلکہ تمام متقدم ومتاخر اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو شخص بھی (کافر ہو یا مسلمان) اگر رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ ﷺ پر ہنسی اڑاتا ہے یا ان کی سیرت کے کسی گوشے کے بارے میں استہزائیہ انداز اختیار کرتا ہے یا ان کی توہین وتنقیص کرتا ہے یا ان کی شان میں گستاخی کرتا ہے یا ان کو گالی دیتا ہے یا ان کی طرف بری باتوں کو منسوب کرتا ہے یا آپ کی ازواج مطہرات امہات المؤمنین کو (نعوذ باللہ) بازاری عورت اور طوائفوں کے ساتھ تشبیہ دیتا ہے۔ یا قرآن مجید کو ایک دیوانہ اور مجنون آدمی کا خواب بتاتا ہے یا ایک ناول اور کہانی سے تعبیر کرتا ہے تو وہ آدمی سراسر کافر' مرتد' زندیق اور ملحد ہے۔ اس کو قتل کرنا مسلمانوں کی حکومت پر واجب ہے اور مشہور قول یہی ہے کہ اس کی توبہ بھی قبول نہیں کی جائے گی اور جو اس کے کفر میں شک کرتا ہے وہ بھی کافر ہے اور اس پر تمام امت کا اجماع ہے۔ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے پر ایک عظیم الشان کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام الصارم المسلول علی شاتم الرسول ہے وہ فرماتے ہیں:

ان من سب النبی ﷺ من مسلم او کافر فانه یجب قتله هذا مذهب علیه عامة اهل العلم. (الصارم المسلول ص **13** جلد دوم مطبوع رمادی للنشر والتوزیع)

عام اہل علم کا یہ مذہب ہے کہ جو آدمی چاہے مسلمان ہو یا کافر اگر نبی ﷺ کو گالی دیتا ہے اس کو قتل کرنا واجب ہے۔

محمد بن سحنون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اجمع العلماء علی ان شاتم النبی ﷺ والمتنقص له کافر والوعید جاء علیه بعذاب الله له وحکمه عند الامة القتل ومن شک فی کفره وعذابه کفر. (الصارم المسلول. ایضاً)

ترجمہ: علماء کا اجماع ہے کہ شاتم رسول ﷺ اور آپ ﷺ کی شان میں تنقیص کرنے والا کافر ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت سزا کی وعید آئی ہے اور امت مسلمہ کے نزدیک اس کا شرعی حکم قتل ہے اور جو آدمی اس شخص کے کفر اور عذاب کے بارے میں شک وشبہ کرے گا وہ بھی کافر ہوجائے گا۔''

ابن المنذر فرماتے ہیں:

اجمع عوام اهل العلم علی ان حد من سب النبی ﷺ القتل وممن قاله مالک واللیث واحمد واسحاق وهو مذهب الشافعی وحکی ابوبکر الفارسی من اصحاب الشافعی اجماع المسلمین علی ان حد من سب النبی ﷺ القتل. (الصارم المسلول ایضاً)

ابن منذر کہتے ہیں کہ عام اہل علم کا اجماع ہے کہ جو آدمی نبی کریم ﷺ کو گالی دیتا ہے اس کی حد قتل کرنا ہے اور اسی بات کو امام مالک' امام لیث' امام احمد اور امام اسحاق نے بھی اختیار کیا ہے اور امام شافعی کا بھی یہی مذہب ہے اور ابوبکر فارسی نے اصحاب امام شافعی سے مسلمانوں کا اجماع نقل کیا ہے کہ شاتم رسول ﷺ کی حد قتل ہے۔

یہ بات نبی ﷺ کے تخصصات میں شامل ہے کہ آپ ﷺ کی اہانت کے مرتکب شخص کو قتل کیا جائے گا اس لئے اس کی معافی کا اختیار بھی نبی ﷺ کے علاوہ کسی اور کے پاس نہیں

امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لا اعلم خلافاً فی وجوب قتله اذا کان مسلماً

میرے علم کی حد تک کسی مسلمان نے بھی اس کے واجب القتل ہونے میں اختلاف نہیں۔ (معالم السنن مطبوع مع مختصر ابی داؤد۔ ص **199/5**)

معزز قارئین! یاد رکھئے یہ نبی ﷺ کے تخصصات میں سے ایک اہم ترین خصوصیت ہے کہ آپ کی شان میں اہانت کے مرتکب شخص کو قتل کیا جائے گا۔ اوپر ہم نے مختلف مکاتب فکر کے ائمہ دین کی آراء اور فتاویٰ کو نقل کیا اور اب ذیل میں ہم اللہ رب العالمین کے کلام اور پھر نبی ﷺ اور صحابہ کرام کی سیرت سے اس موقف کی تائید میں بہت سے دلائل پیش کریں گے۔ ان شاءاللہ

اولاً: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ان الذین یؤذون الله ورسوله لعنهم الله فی الدنیا والاخر واعدلهم عذاباً مهیناً. (احزاب. 57)

''بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو تکلیف دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی اور ان کے لئے رسوا کن عذاب تیار کیا ہے۔''

یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دینے والا واجب القتل ہے اور آپ ﷺ کی گستاخی کرنا ہی حقیقت میں آپ کو اذیت پہنچانا ہے۔ اس بات کی مزید وضاحت کعب بن اشرف کے قتل سے ہوتی ہے۔

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ مندرجہ بالا آیت میں بھی اللہ رب العالمین نے لفظ ''اذیت'' بولا ہے اور نبی ﷺ نے بھی جب کعب بن اشرف کے قتل کا حکم دیا تو یہی لفظ استعمال کیا۔ فرمایا:

من لکعب ابن لاشرف فانه قد آذی الله ورسوله فقام محمد بن مسلمة فقال انا یا رسول الله ﷺ اتحب ان اقتله قال نعم. (بخاری)

ترجمہ: ''کعب بن اشرف کو کون قتل کرے گا کیونکہ اس نے رسول ﷺ کو ایذاء پہنچائی ہے تو محمد بن مسلمہ کھڑے ہوئے کہنے لگے میں (اسے قتل کروں گا) اے اللہ کے رسول ﷺ (اور کہا) کیا آپ چاہتے ہیں میں اسے قتل کردوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

کعب بن اشرف کے قتل کو اچھی طرح سمجھنے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ یہودی شخص مدینہ میں رہتا تھا اور مدینہ میں اس وقت نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے علاوہ صرف وہ لوگ رہتے تھے جو آپ ﷺ سے معاہدہ کرچکے تھے۔ مگر اسے ذمی یا معاہد ہونے کے باوجود قتل کیا گیا کیونکہ اس کے ساتھ معاہدے کا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا کہ وہ نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کرے۔ سنن نسائی کے حاشیہ میں امام سندھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ان الذی اذا لم یکف لسانه عن الله ورسوله فلا ذمة له فیحل قتله. (ص 109' جلد 4' مطبوع بیروت)

کہ ذمی آدمی جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف زبان درازی سے باز نہ آئے تو اس کا معاہدہ ختم اور اس کا قتل جائز ہے۔

معالم السنن میں امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قال مالک من شتم النبی ﷺ من الیهود والنصاریٰ قتل الا ان یسلم وکذلک قال احمد بن حنبل وقال الشافعی یقتل الذی اذا سب النبی ﷺ وتبرأ منه الذمة واحتج فی ذلک بخبر کعب بن الاشرف. (معالم السنن مطبوع مع مختصر سنن ابی داؤد **199/6**)

امام مالک فرماتے ہیں کہ یہود ونصاریٰ میں سے کوئی بھی آپ کو گالیاں دے تو اسے قتل کیا جائے گا الا یہ کہ وہ مسلمان ہوجائے امام شافعی فرماتے ہیں کہ ذمی آدمی اگر نبی ﷺ کو گالی دے تو اسے قتل کیا جائے گا اور اس کا ذمہ اٹھ جائے گا وہ اس سلسلہ میں کعب بن اشرف کے قتل والی حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔

ثانیاً: (گستاخ رسول اگر مسلمان ہو)

سورہ احزاب کے مندرجہ بالا آیت (**ان الذین یؤذون الله ورسوله ......**) کے عموم پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے عموم میں تمام انسان شامل ہیں۔ خواہ وہ کافر ہوں ذمی یا معاہد یا پھر اپنے آپ کو مسلمان کہلواتے ہوں جو کوئی بھی نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کرے گا اس کی سزا قتل کے علاوہ اور کوئی نہیں۔ ہمیں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ جب کوئی مسلمان شخص نبی ﷺ کی شان میں (نعوذ باللہ) گستاخی کا

ارتکاب کرتا ہے تو پھر وہ مسلمان نہیں رہتا بلکہ مرتد ہو جاتا ہے کیونکہ آپ ﷺ کی شان میں کبھی مسلمان گستاخی کر ہی نہیں سکتا اور اگر وہ گستاخی کرتا ہے تو اس کا گستاخی کرنا ہی اس کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ اس کی اہم ترین دلیل سورۃ توبہ کی آیات ہیں۔ جن میں اللہ رب العالمین منافقین کے احوال بیان کر رہے ہیں کہ جب وہ اللہ، اس کے رسول ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مذاق اڑا رہے تھے۔ فرمایا

قل اباللہ و آیاتہ و رسولہ کنتم تستھزء ون ٥لاتعتذروا قد کفر تم بعدایمانکم

''کہہ دو کہ کیا تم اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول ﷺ کا مذاق اڑا رہے تھے۔ تمہارا کوئی عذر قبول نہیں تم تحقیق کافر ہو چکے ہو۔''

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وھذا نص فی ان الاستھزاء باللہ وبایاتہ وبرسولہ کفر فالسب المقصود بطریق الاولی وقد دلت ھذہ الایۃ علی ان کل من تنقص رسول اللہ ﷺ جاداً اوھازلاً فقد کفر. (الصارم المسلول)

یہ آیت اس بارے میں نص ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی آیات اور اس کے رسول ﷺ کا مذاق اڑانا کفر ہے پس گالی دینا تو بالاولیٰ کفر ہوگا۔ یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ جو شخص رسول کریم ﷺ کی توہین کرے خواہ سنجیدگی سے ہو یا از راہ مذاق وہ کافر ہو جاتا ہے۔

''یہ موقف کسی ایک یا دو ائمہ کا نہیں بلکہ اس پر تمام ائمہ محدثین وفقہاء کا اجماع ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ان الساب ان کان مسلماً فانہ یکفر و یقتل بغیر خلاف وھومذھب الائمۃ الاربعہ وغیرھم وقد تقدم ممن حکی الاجماع علی ذلک من الائمۃ مثل اسحاق بن راھویہ وغیرہ وان کان ذمیا فانہ یقتل ایضاً فی مذھب مالک واھل المدینۃ وسیاتی حکایۃ الفاظھم وھومذھب احمد وفقھاء الحدیث وقدنص احمد علی ذلک فی مواضع متعددۃ. (الصارم المسلول ص 16 جلد 2 مطبوع رمادی للنشر)

امام ابوبکر جصاص فرماتے ہیں:

ولاخلاف بین المسلمین ان من قصد النبی ﷺ بذلک فھو ممن ینتحل الاسلام انہ مرتد یستحق القتل

ترجمہ: ''کسی مسلمان کو اس میں اختلاف نہیں کہ جس شخص نے رسول اللہ ﷺ کی اہانت اور ایذاء رسائی کا قصد کیا اور وہ مسلمان کہلاتا ہو تو وہ مرتد اور واجب القتل ہے۔'' (احکام القرآن ص 86 جلد 3)

تو اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کی آیات کے ساتھ مذاق اڑانے اور ایذاء پہنچانے سے ارتداد واقع ہو جاتا ہے اور مرتد شخص کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کیا فیصلہ ہے۔ اللہ رب العالمین فرماتے ہیں۔

ومن یرتدد منکم عن دینہ فیمت وھو کافر ٥فأولئک حبطت اعمالھم فی الدنیا والاخرۃ٥وأولئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون. (البقرہ-127)

اور جو پھر گیا اپنے دین سے پس وہ مرا اس حال میں کہ وہ کافر تھا تو اس کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو جائیں گے اور وہ جہنمیوں میں سے ہوں گے اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

اور اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے جیسا کہ روایات حدیث میں موجود ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

من بدل دینہ فاقتلوہ. (بخاری، کتاب استتاب المرتدین)

اور دوسری عبداللہ بن مسعود کی روایت ہے۔ فرمایا:

قال رسول اللہ ﷺ لایحل دم امری مسلم یشھدان لاالہ الااللہ وانی رسول اللہ ﷺ الاباحدی ثلاث :الثیب الزانی، والنفس بالنفس والتارک لدینہ 'المفارق للجماعۃ. (متفق علیہ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی بھی مسلمان شخص کا خون حلال نہیں جو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں اور بے شک میں اللہ کا رسول ہوں مگر سوائے تین لوگوں کے (کہ جن کا خون حلال ہے) شادی شدہ زانی، قتل کے بدلے میں قتل اور وہ شخص جو مرتد ہو گیا اور جماعت سے نکل گیا۔''

ثالثاً:

وان نکثوا ایمانھم من بعد عھدھم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمۃ الکفر. '' انھم لاایمان لھم لعلھم ینتھون (توبہ-12)

اور اگر عہد کر کے یہ لوگ اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین کی توہین کرنے لگیں تو کفر کے سرداروں سے جنگ کرو ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہ کرو (ان سے قتال کرو) تاکہ یہ باز آ جائیں۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ دین میں طعن کرنے سے ایسے لوگوں کا قتل بھی واجب ہو جاتا ہے جن سے کسی قسم کا عہد ہی کیوں نہ ہوا ہو اور یہ بات بھی ہمیں سمجھ لینی چاہیے کہ نبی ﷺ کو گالی دینے سے بڑھ کر دین میں کوئی طعن نہیں کیونکہ اس سے اللہ رب العالمین کی شریعت کی اہانت اور اسلام کی تذلیل ہوتی ہے۔ بعض لوگ گالی دینے اور ایذاء میں فرق سمجھتے ہیں کہ گالی اور چیز ہے اور ایذاء اور...... ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بات درست ہو سکتی ہے مگر عام لوگوں کے لئے ...... جبکہ ...... اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا معاملہ یکسر مختلف ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذاء اور گالی دینا ایک برابر ہے۔ مندرجہ بالا آیت مبارکہ کو سمجھنے سے یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ فرمایا: وطعنوا فی دینکم ۔ اگر وہ تمہارے دین میں طعن کرنے لگیں۔ اب طعن میں ایذاء گالی اور توہین بھی یہ سب باتیں آ جاتی ہیں.

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ ای عابوہ وانتقصوہ ومن ھھنا اخذقتل من سب الرسول صلوات اللہ وسلامہ علیہ اومن طعن فی دین الاسلام اوذکرہ بنقص (تفسیر ابن کثیر ص 447، جلد دوم)

جو شخص نبی ﷺ یا آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کا مذاق اڑائے یا قرآن وحدیث کو ناول یا کہانی سے تعبیر کرتا ہے تو ایسا شخص کافر، مرتد، زندیق وملحد ہے اور مسلمان حکومتوں پر اسے قتل کرنا واجب ہے اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی

رابعاً: (معافی یا توبہ کا قبول نہ ہونا)

نبی ﷺ کی شان میں اگر کوئی شخص گستاخی کرتا ہے وہ کافر ہو یا مسلمان، عام حکم یہی ہے کہ اس کی توبہ معافی قبول نہیں کی جائے گی۔ یعنی دونوں (مسلمان وکافر) کا حکم ایک ہی ہوگا۔ کیونکہ ایک مسلمان جب نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو پھر وہ مسلمان نہیں رہتا بلکہ مرتد ہو جاتا ہے اس لئے کافر اور مرتد کا حکم ایک ہی ہوگا۔ اوپر ہم اس پر ساری بحث کر چکے ہیں۔ اس کے لئے سورۃ توبہ کی ہی مندرجہ بالا آیت جو اوپر ہم بیان کر چکے ہیں اس پر دوبارہ غور کرنے کی ضرورت ہے۔ فرمایا ہے

قل اباللہ و آیاتہ و رسولہ کنتم تستھزء ون ٥لاتعتذروا قد کفرتم بعدایمانکم

کہ اے نبی ﷺ کہہ دو کہ کیا تم اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ مذاق اڑا رہے تھے۔ تمہارا کوئی عذر قبول نہیں۔ تم پکے کافر ہو چکے ہو ایمان لانے کے بعد۔''

اس آیت مبارکہ میں (لاتعتذروا) وجہ استدلال ہے کہ ان کا کوئی عذر، معذرت یا توبہ اور معافی قبول نہیں کی جائے گی۔

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں

اس موقف کی امام احمد بن حنبل کی تصریح سے بھی تائید ملتی ہے کہ: **کل من شتم النبی ﷺ اوتنقصه مسلماً کان اوکافراً فعلیه القتل واری ان یقتل ولا یستتاب. (الصارم المسلول)**

جو آدمی بھی خواہ مسلمان ہو یا کافر اگر رسول اللہ ﷺ کو گالی دیتا ہے یا ان کی توہین وتنقیص کرتا ہے۔ اس کو قتل کرنا واجب ہے اور میری رائے یہ ہے کہ اس کو توبہ کرنے کی مہلت نہ دی جائے بلکہ فوراً قتل کر دیا جائے۔

سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

کیف یهدی الله قوماً کفروا بعد ایمانهم وشهدوا ان الرسول حق وجاء هم البینات والله لایهدی القوم الظلمین. (ال عمران-86)

کیسے ہدایت دے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اپنے ایمان لانے اور رسول کی حقانیت کی گواہی دینے اور اپنے پاس روشن دلیلیں آ جانے کے بعد کافر ہو جائیں اللہ تعالیٰ ایسے بے انصاف لوگوں کو راہ راست پر نہیں لاتا۔ اور فرمایا:

ان الذین کفروا بعد ایمانهم ثم ازدادوا کفراً لن تقبل توبتهم واولائک هم الضالون. (ال عمران-90) بے شک جن لوگوں نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا پھر کفر میں آگے بڑھ گئے ان کی توبہ ہرگز ہرگز قبول نہیں کی جائے گی۔ یہی گمراہ لوگ ہیں۔

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ونقل ابوبکر الفارسی احدائمة الشافعیة فی کتاب الاجماع ان من سب النبی ﷺ بماهو اقذف صریح کفر باتفاق العلماء فلوتاب لم یسقط عنه القتل لان حدقذفه القتل وحدالقذف لایسقط بالتوبة. (نیل الاوطار ج7 ص214)

امام ابوبکر فارسی جن کا تعلق علماء شافعیہ سے ہے اپنی کتاب الاجماع میں شاتم رسول کو واجب القتل قرار دیتے ہیں اور اگر وہ توبہ بھی کر لے تب بھی قتل ساقط نہیں ہوگا کیونکہ آپ ﷺ پر قذف کی سزا قتل ہے اور حد قذف توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔

درِّ مختار میں ہے:

وفی الاشباه لاتصح ردة السکران الاالردة بسب النبی ﷺ فانه یقتل ولا یعفی عنه. (فتاوی شامی جلد 4، ص224)

اشباہ میں ہے کہ مست آدمی کی ردّت کا اعتبار نہیں ہے البتہ کوئی آدمی نبی کریم ﷺ کو گالی دینے کی وجہ سے مرتد ہو جاتا ہے تو اس کو قتل کر دیا جائے گا اور اس گناہ کو معاف نہیں کیا جائے گا۔

یہاں پر دو تین سوال اٹھتے ہیں۔ جن کا جواب سمجھنے سے یہ مسئلہ صحیح سمجھ آ سکتا ہے۔ پہلا سوال یہ ہے کہ جو شخص توبہ کرتا ہے اس کی توبہ کس قسم کی ہوگی۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ اس کی توبہ یا معافی کو قبول کرنے کا اختیار کس کے پاس ہے؟

پہلا سوال کہ جو شخص توبہ کرتا ہے وہ توبہ کس قسم کی ہوگی۔ یاد رکھئے یہ معاملہ سراسر اللہ اور اس کے بندے کے درمیان ہے۔ جس قسم کی وہ توبہ کرے گا اللہ تعالیٰ بھی اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کریں گے۔ اگر اس کی توبہ واقعتاً حقیقی توبہ ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے راہ راست کی طرف آنے کی کوئی نہ کوئی سبیل ضرور پیدا فرمائیں گے لیکن اگر اس کی توبہ محض دکھلاوے اور دھوکے کی توبہ ہے تو وہ اللہ کی پکڑ سے ہرگز نہیں بچ سکتا۔ اس بات کی دلیل کے لئے نبی ﷺ کی سیرت میں بے شمار واقعات موجود ہیں۔ فتح مکہ کے موقع پر نبی ﷺ نے جن لوگوں کے قتل کا حکم دیا ان میں عبداللہ بن خطل، عکرمہ بن ابی جہل اور عبداللہ بن ابی سرح شامل تھے۔ ان میں سے عبداللہ بن خطل پہلے مسلمان تھا، رسول اللہ ﷺ نے اسے عامل بھی بنایا تھا مگر اس نے نبی ﷺ کی شان میں گستاخی بھی کی، اپنے غلام کو قتل کیا اور مرتد ہو گیا تھا۔ نبی ﷺ نے جب خانہ کعبہ کو دارالامان قرار دیا تو یہ خانہ کعبہ کے پردوں سے جا کر لپٹ گیا۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ ابن خطل بیت اللہ کے پردے کو پکڑے ہوئے ہے آپ ﷺ نے فرمایا اسے وہیں قتل کر دو چنانچہ ابوبرزہ اسلمیؓ اور سعد بن حریثؓ نے وہیں جا کر قتل کیا۔ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کی گردن اڑا دی گئی۔ یعنی اس کے دارالامان میں جانے اور بیت اللہ کی چادر پکڑنے سے بھی اس کا قتل روکا نہیں گیا جبکہ انہی لوگوں میں سے عکرمہ بن ابی جہل اور عبداللہ بن ابی سرح بھی تھے جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی سبیل لازماً پیدا فرما دی اور وہ مثالی مسلمان بن گئے۔ عکرمہ بن ابی جہل کو جب نبی ﷺ کی مکہ آمد کا پتہ چلا تو بھاگ کھڑے ہوئے مگر چونکہ ان کی قسمت میں توفیق تھی اس لئے نبی ﷺ کے پاس آ کر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ اسی طرح عبداللہ بن ابی سرح کے اسلام لانے کا واقع نہایت غور کے ساتھ سمجھنے کی ضرورت ہے کیونکہ اس واقعہ سے بہت سے مسائل سمجھ آتے ہیں۔ نہایت اختصار کے ساتھ ہم اسے یہاں ذکر کریں گے۔

> اے نبی ﷺ کہہ دو کہ تم اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ مذاق کر رہے ہو تمہارا کوئی عذر قابل قبول نہیں تم ایمان لانے کے بعد پکے کافر ہو چکے ہو۔ (سورۃ توبہ)

عبداللہ بن ابی سرح پہلے رسول اللہ ﷺ کے کاتب وحی تھے۔ مرتد ہو کر کفار سے جا ملے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی بھی تھے۔ فتح مکہ کے دن جان بچانے کی خاطر چھپ گئے۔ حضرت عثمانؓ ان کو لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ اس وقت بیعت لے رہے تھے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ عبداللہ حاضر ہے۔ اس سے بھی بیعت لیجئے۔ آپ ﷺ نے کچھ دیر سکوت فرمایا بالآخر حضرت عثمانؓ آپ سے بار بار درخواست کرنے لگے تو نبی ﷺ نے عبداللہ بن ابی سرح سے بیعت لے لی اور ان کا اسلام قبول فرما لیا اس طرح ان کی جان بخشی ہوگئی۔ بعد میں نبی ﷺ صحابہ سے فرمانے لگے کہ کیا تم میں کوئی بھی سمجھ دار نہ تھا کہ جب میں نے عبداللہ کی بیعت سے ہاتھ روک لیا تھا اور خاموش تھا تو تم میں سے کوئی اٹھ کر اس کو قتل کر ڈالتا۔ جواب میں کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اس وقت کوئی اشارہ کیوں نہ فرمایا تو نبی ﷺ فرمانے لگے: نبی کے لئے اشارہ زیبا نہیں۔ (الاصابہ ص316، ج دوم)

اس واقعے سے جہاں بہت سے دیگر مسائل سمجھ آتے ہیں وہاں یہ بات بھی سمجھ آتی ہے کہ نبی ﷺ کی شان میں اہانت کے مرتکب شخص کو قتل کرنے کی کوشش ضرور کی جائے گی الا یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کی جان بخشی کی کوئی صورت نکال دیں۔ وہ روپوشی کی صورت ہو یا کوئی اور صورت جیسا کہ عکرمہ بن ابی جہل اور عبداللہ بن ابی سرح کے واقعات سے سمجھ آتی ہے۔

جہاں تک دوسرے سوال کا تعلق ہے کہ معافی یا توبہ کو قبول کرنے کا اختیار کس کے پاس ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا اختیار اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے علاوہ کسی اور کے پاس نہیں اور چونکہ یہ نبی ﷺ کی تخصصات میں شامل ہے کہ آپ ﷺ کی اہانت کے مرتکب شخص کو قتل کیا جائے گا۔ اس لئے اس کی معافی کا اختیار بھی نبی ﷺ کے علاوہ اور کسی کے پاس نہیں۔ چنانچہ آج اگرچہ نبی ﷺ ہمارے درمیان نہیں ہیں مگر چونکہ آپ ﷺ کا دین آپ ﷺ کی تعلیمات، احادیث اور سیرت بدستور قائم ہیں اس لئے اس کا حکم بھی بدستور برقرار رہے گا اور آپ کی اہانت کے مرتکب شخص کو قتل کیا جائے گا یا اس کی کوشش ضرور کی جائے گی لیکن یہ بات بھی یاد رکھی جائے کہ نبی ﷺ نے تو اپنی زندگی میں ہی ایسے لوگوں کے قتل کا حکم دے دیا تھا اور کعب بن اشرف کے قتل کے بعد فرمایا تھا کہ تم جہاں کہیں بھی ایسا شخص پاؤ اسے قتل کر دو، اسی لئے محیصہ بن مسعودؓ نے ابن سنینہ یہودی کو قتل کر دیا تھا۔

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ان النبی ﷺ کان له ان یعفو عمن شتمه وسبه فی حیاته ولیس لامة ان یعفو عن ذلک (الصارم المسلول)

”کہ رسول اللہ ﷺ اس شخص کو معاف کر سکتے تھے جو آپ ﷺ کی زندگی میں آپ ﷺ کو گالی دیتا مگر آپ ﷺ کی امت اس کی امر کی مجاز نہیں ہے۔“

(جاری ہے)

تصویر کہانی

حکومتی شہ پر گردنیں کٹتی رہیں

کئی ماہ کی پابندی کے بعد بالآخر سپریم کورٹ نے 25 فروری سے 10 مارچ تک ملک بھر میں پتنگ بازی اور بسنت منانے کی اجازت دے دی۔ پابندی اگرچہ 25 فروری تک تھی لیکن ملک بھر خصوصاً لاہور میں لوگوں نے پہلے ہی پتنگ بازی شروع کردی جس کے نتیجے میں عوام کے گلے کٹنے' الیکٹرونکس جلنے اور واپڈا کی تباہی کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ 25 فروری کے بعد تو لاہور میں ہر روز کتنے ہی لوگوں کی گردنیں پتنگ کی ڈور سے کٹتی رہیں اور 4 سالہ معصوم ماہ نور سمیت کئی لوگ اگلے جہان سدھار گئے۔ صورتحال سے پریشان عوام نے اب موٹر سائیکلوں پر تاریں باندھ لی ہیں تاکہ اندھی ڈور سے بچا جاسکے۔ پتنگ بازی جیسے مہلک اور شیطانی کھیل کو حلال بنانے کے لئے اس کا کاروبار کرنے والے حلقے بے شمار لوگوں کے روزی رزق جبکہ حکومت تفریح کو بہانہ بناتی ہے لیکن ہم یہ بات سمجھنے سے قاصر ہیں کہ وہ کاروبار اور تفریح کیسے درست' حلال اور جائز ہوسکتی ہے جو لوگوں کی موت اور تباہی کا سبب بنتی ہو۔ اگر حکومت لاہور میں 14 فروری کی ہڑتال اور جلوس کے موقع پر ہونے والے نقصان کو بنیاد بنا کر ناموس رسالت ﷺ کے دفاع کے لئے اٹھنے والی آواز کو دباتی اور لاہور ہی نہیں بلکہ صوبے بھر میں دفعہ 144 نافذ کرتی ہے تو کیا پتنگ بازی سے مرنے والوں کی جانیں اس نقصان سے بھی کم اہمیت کی حامل ہیں جو مال روڈ لاہور پر ہوا۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ سپریم کورٹ نہیں بلکہ حکومت خود پتنگ بازی جیسے مہلک اور قاتل کھیل پر فوری پابندی عائد کرے اور عوام کو ایسے مثبت تفریحی مواقع اور سہولتیں فراہم کرے جو ان کے وقت کا ضیاع کا باعث بھی نہ بنیں اور انہیں ایک صحت مند سرگرمی بھی میسر آسکے۔

گوانٹانامو۔ ظلم کی داستان

کیوبا کے جزیرے گوانٹانامو میں واقع بدنام زمانہ قید خانہ جہاں سینکڑوں کی تعداد میں ایسے ''جاندار'' قید ہیں جنہیں امریکہ انسان بھی تسلیم کرنے پر تیار نہیں اور انہیں محض اس لئے جنگی قیدیوں کے حقوق اور سلوک بھی حاصل نہیں کہ وہ فوجیوں کی طرح وردی نہیں بلکہ شلوار قمیض پہنتے تھے۔ اس قید خانے میں نہ تو صحافیوں کو جانے کی اجازت ہے اور نہ ان نام نہاد انسانی حقوق کی تنظیموں کو جو امریکہ اور یورپ کے پیداوار ہیں لیکن پھر بھی یہاں ہونے والے بے پناہ مظالم کی کچھ داستانیں دنیا تک پہنچ ہی جاتی ہیں جن سے باہر کی دنیا تھرتھر کانپ جاتی ہے۔ اس لئے چندروز بیشتر اقوام متحدہ اور یورپی ممالک کو بھی یہ مطالبہ کرنا پڑا کہ اس قید خانے کو بند کر دیا جائے۔ اگرچہ ایسا کہنے والے بھی امریکی پالیسی یا کارروائی میں اس سے پیچھے نہیں لیکن امریکہ نے ان کی یہ بات بھی سننے ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ امریکہ اپنے ان مخالفین جنہیں اس نے خود ہی دشمن گردانا اور بنایا ہے' پر صرف یہیں نہیں بلکہ عراق کے ابوغریب جیل اور باگرام کے قید خانے میں بھی ایسے ہی مظالم ڈھا رہا ہے۔ لیکن کیا ظلم سے کبھی دنیا میں امن قائم ہوا ہے.....؟ یہ امریکہ ہی نہیں بلکہ دنیا کی ان ساری طاقتوں کو سوچنا ہوگا جو آج مسلمانوں پر ظلم ڈھانے میں باقاعدہ شریک ہیں۔ انہیں یہ بھی سوچنا اور غور کرنا ہوگا کہ کیا اس طرز عمل سے وہ مکمل محفوظ ہوگئے ہیں یا ان کی جانوں کو پہلے سے زیادہ خطرات لاحق ہیں۔ یہ سارے اس ظلم کا نتیجہ ہے جو مسلمانوں پر روا رکھا جاتا ہے اور اس کی بالواسطہ سزا بھی اس کے مرتکبین کو مل رہی ہے لیکن اے کاش! کہ وہ سمجھ جائیں۔

ابو غزوان علی

زلزلہ زدگان اور عالمی امداد

8اکتوبر کو آنے والے زلزلے سے متاثر ہونے والے 35لاکھ لوگ آج کس حال سے دوچار ہیں۔ وہ زیر نظر تازہ ترین تصویر سے بخوبی عیاں ہو رہا ہے۔ حکومت پاکستان نے اگرچہ اپنے تئیں امدادی کام میں کوئی کسر نہیں چھوڑی لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ اتنا بڑا کام تھا اور ہے کہ جو محض ایک حکومت یا چند اداروں کے بس کی بات نہیں۔ اس لئے پاکستان نے ساری دنیا سے مدد مانگی اور پھر ڈونرز کانفرنس بھی منعقد کی گئی جہاں امداد اور قرضوں کو ملا کر 6ارب ڈالر کے وعدے ہوئے جبکہ پاکستان کی ڈیمانڈ محض 5.2ارب ڈالر تھی۔ اس پر پاکستانی حکومت نے خوشی سے خوب بغلیں بجائیں لیکن ان وعدوں کی حقیقت اب کھل چکی ہے اور چار ماہ سے زائد کا عرصہ گزرنے کے باوجود وعدہ کی گئی امداد اور قرضوں سے بمشکل 3 کروڑ ڈالر حاصل ہو پائے ہیں اور پاکستان نہیں بلکہ پرویز مشرف کے یار خاص امریکہ جس نے 51 کروڑ ڈالر امداد کا وعدہ کیا تھا' اس نے پہلے 20 کروڑ ڈالر بھی 4سال میں دینے کی حامی بھری ہے اور پہلی قسط کے طور پر صرف ڈیڑھ کروڑ ڈالر اس وقت دیئے گئے جب شوکت عزیز امریکہ کے دورے پر تھے۔ یہی حال پرویز مشرف کے دوسرے دوستوں کا ہے۔ عالمی طاقتیں پاکستان کی دل سے کس قدر عزت و توقیر کرتی ہیں' اس سے بخوبی عیاں ہے۔ اس لمحے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے متاثرہ بھائیوں کے لئے پھر سے اسی جذبہ ایثار و قربانی کے ساتھ میدان میں آجائیں کہ جسے دیکھ کر دنیا رشک کرنے پر مجبور ہوگئی تھی اور اپنے متاثرہ ہم وطنوں کی خوشیاں پھر سے لٹا دیں۔

پل چرخی جیل اور صدر بش

یہ کابل کی مشہور زمانہ پل چرخی جیل ہے جس پر کئی دن تک وہاں قید مجاہدین نے قبضہ کئے رکھا اور پھر حکومت سے اپنے مطالبات بھی منوائے۔ اس جیل سے ماہ جنوری کے اواخر میں طالبان کے 7اہم کمانڈر بھی فرار ہوگئے تھے جس کے باعث امریکی فوج اور افغانستان حکومت شدید پریشانی سے دوچار تھی۔ اس جیل کی حفاظت پر افغان فوجیوں کے علاوہ امریکی جنگی گاڑیاں متعین ہیں اور جدید ترین سکیورٹی آلات بھی نصب ہیں لیکن جہاد کرنے والوں کی اللہ ایسے ایسے مدد کرتا ہے کہ آج کے فرعون وقت حیران و پریشان رہ جاتے ہیں۔ ایسی ہی صورتحال سے آج امریکہ افغانستان اور عراق دونوں مقامات پر دوچار ہے۔ امریکی صدر پر افغانستان کا خوف تو اس قدر سوار ہے کہ اس نے بھارت اور پاکستان کے اعلان کردہ دورے سے قبل غیر اعلانیہ طور پر اچانک افغانستان کا سب سے پہلے دورہ کیا اور بگرام ایئر بیس جہاں ہر طرف امریکیوں کا انتہائی سخت سکیورٹی سسٹم ہے'' قدم رنجہ'' فرمایا اور پھر تھوڑی دیر ہی وہاں اپنے فوجیوں اور افسروں کے دل بہلانے کے بعد دہلی جا پہنچے' وہاں سکیورٹی کے لئے بھارت کی تاریخ کے سخت ترین انتظامات کئے گئے ہیں۔ پل چرخی جیل کے واقعات اور امریکی صدر کا چوروں کی طرح دورہ اس بات کی غمازی کر رہے ہیں کہ طاقت کے نشے میں چور ظلم و جبر سے بے گناہوں کو کچلنے والوں کے دن گنے جا چکے ہیں اور جلد ان کی فرعونیت خاک میں مل جائے گی اور ماضی کے لاتعداد ظالموں اور جابروں کی طرح وہ بھی تاریخ کی ایک داستان بن جائیں گے۔ ان شاءاللہ

قسط نمبر 1

رحمۃ للعالمین ﷺ

100 غیر مسلم دانشوروں کا خراجِ عقیدت

یوں تو ہزاروں غیر مسلم پیغمبر اسلام ﷺ کی سیادت وقیادت اور عظمت کا اعتراف کرتے آئے ہیں اور غیروں کی طرف سے ایسا خراج عقیدت دنیا کی کسی دوسری ہستی کو پیش کرنے کی کہیں نظیر نہیں ملتی مگر ہم ذیل میں مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر غیر مسلموں کی صرف ایک صد اہم منتخب شخصیات' دانشوروں اور حکمرانوں کا نذرانۂ عقیدت پیش کر رہے ہیں جو انہوں نے نبی آخر الزماں ﷺ کے حضور پیش کیا۔

1- نامور برطانوی ادیب تھامس کارلائل:

یورپ کے شمالی علاقوں سویڈن' ڈنمارک اور ناروے وغیرہ میں (جنہیں ہم سکینڈے نیوین ممالک کہتے ہیں) جب جہالت' ناشائستگی' بت پرستی وشرک اور لامذہبیت کا دور دورہ تھا اور انسان' بے سمت و بے لگام زندگی بسر کر رہے تھے' عرب ممالک میں اسی دور میں مذہب کی روشنی پھوٹ رہی تھی۔ اس سے میری مراد مسلمانوں کے پیغمبر برحق ﷺ کی بعثت ہے۔ یورپ کی اس بے خدا تہذیب کے پس منظر میں دنیائے عرب میں ظہور اسلام کے زمانہ کے حالات پر نظر ڈالیں تو آپ کو ایک بہت بڑی تبدیلی وتغیر کا احساس ہوگا۔ یہ کوئی معمولی واقعہ نہ تھا بلکہ ایک نئے دور کا آغاز تھا جس نے بنی نوع انسان کے حالات وخیالات میں ایک انقلاب عظیم برپا کر دیا تھا اور جس کی بدولت انسان' سوچ کی نئی رفعتوں سے روشناس ہو گیا تھا۔

اس انقلاب کو برپا کرنے والی شخصیت (حضرت محمد ﷺ) تھے جو ایک مذہبی ہیرو کی حیثیت سے ظہور پذیر ہوئے۔ ان کا یہ دعویٰ نہ تھا کہ وہ خدا ہیں اور نہ ہی ان کے پیروکاروں نے انہیں خدائی کا درجہ دیا تھا۔ مذہبی ہیرو کو خدا ماننے کا زمانہ گزر چکا ہے' اب یہ دور کبھی واپس نہ آئے گا۔ تاریخی حالات اور واقعات نے انسانوں کو یہ سبق دے دیا ہے کہ کوئی انسان خواہ جتنی بھی ترقی کرے' خدا نہیں بن سکتا۔ اب تمام نابغہ ہستیوں

قاضی کاشف نیاز

(Heroes) کو انسان ہی سمجھنا پڑے گا۔ مشاہیر کو پسند ضرور کیا جائے گا' انہیں عزت واحترام ملے گا لیکن ان کی پرستش (Worship) کی کبھی نوبت نہ آسکے گی۔ جس زمانے میں انہیں خدا قرار دے دیا جاتا تھا' وہ بڑا جاہلانہ دور تھا۔

آپ کہتے ہیں کہ اس مذہب (اسلام) کی عمارت جھوٹ پر کھڑی کی گئی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جھوٹا آدمی اینٹوں کی معمولی سی عمارت بھی تیار نہیں کر سکتا چہ جائیکہ وہ ایک مذہب کا بانی ہو اور جس نے ایک تہذیب کی بنیاد رکھی ہو۔ معمولی عقل کا آدمی بھی یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ اینٹوں اور چونے کا مکان اس وقت تک نہیں بن سکتا جب تک تعمیر کرنے والے شخص کو مٹی چونے اور اس کام میں استعمال ہونے والی اشیاء کے خواص کا علم نہ ہو۔ ایسے شخص کا بنایا ہوا مکان' مکان نہیں بلکہ مٹی کا ایک ڈھیر ہوگا جو دھڑام سے نیچے آگرے گا۔ ایسا مکان بارہ صدیوں تک قائم نہیں رہ سکتا تھا۔

حضرت محمد ﷺ کے متعلق آپ کچھ بھی کہیں لیکن آپ یہ بات قطعاً نہیں کہہ سکتے کہ وہ نفسانی خواہشات رکھتے تھے۔ اگر کوئی شخص ایسا کہتا ہے تو وہ سخت غلطی پر ہے۔ آپ نفسانی خواہشات کہتے ہیں' میں کہتا ہوں کہ دنیاوی خواہشات نام کی کوئی چیز ان میں نہیں پائی جاتی تھی۔ ان کے گھر کا ماحول نہایت سادہ تھا' کھانے میں جو کی روٹی اور صرف پانی تھا۔ بعض اوقات مہینوں ان کے چولہے میں آگ تک نہیں جلتی تھی۔ مسلمانوں کو بجا طور پر فخر ہے کہ ان کے پیغمبر ﷺ اپنے جوتے گانٹھ لیا کرتے اور کپڑوں کو خود پیوند لگا لیتے تھے۔ اگر محمد ﷺ کا کردار بلند نہ ہوتا تو ان کی قوم ان کو اس طرح دل وجان سے نہ چاہتی۔ تیئیس سال قوم سے ان کا واسطہ رہا۔ اس دوران فاقہ مستی اور مار پیٹ سے لے کر شدید جنگوں تک کی نوبت آئی۔ ان کی قوم نے قریب سے ان کا مشاہدہ کیا۔ کوئی بات چھپی ہوئی نہ تھی۔ محمد ﷺ انہی میں رہتے تھے اور انہی کے سامنے روزمرہ کے کاروبار' جوتے گانٹھنے سے لے کر سیاست دانی اور جنگ وجدال تک' ہر رنگ میں لوگوں نے ان کو دیکھا۔ کسی شہنشاہ کی اتنی عزت نہیں ہوئی جتنی گدڑی میں لپٹی ہوئی اس عظیم ہستی کو حاصل تھی۔ ان کا تیئیس سالہ دور نبوت ایک ''ہیرو'' کی تمام صفات اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔

''ایک گال پر تھپڑ لگے تو دوسرا گال آگے کر دو'' والا اصول ہر دور میں نہیں چل سکتا تھا لیکن اسلام کا ''آنکھ کے بدلے آنکھ' ناک کے بدلے ناک'' والا اصول ہر دور میں چل سکتا ہے۔ (Hero and Hero worship by thomas Carlyle)

2- مائیکل ہارٹ:

ممتاز امریکی ادیب ومصنف مائیکل ہارٹ نے عالمی عہد ساز شخصیات پر ایک کتاب The Most Infuluential Persons The 100 in History لکھی جس میں تاریخ عالم کو متاثر کرنے والی 100 ممتاز ترین شخصیات کے کارنامہ ہائے زندگی کو یکجا کیا گیا ہے۔

> آپ محمد ﷺ کے متعلق قطعاً یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ نفسانی خواہشات رکھتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ دنیاوی خواہشات نام کی کوئی چیز ان میں نہیں پائی جاتی تھی۔ ان کے گھر کا ماحول انتہائی سادہ تھا۔ ان کا دورِ نبوت ایک ہیرو کی تمام صفات اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ **تھامس کارلائل**

فاضل مصنف نے ان عہد ساز شخصیتوں میں حضرت محمد ﷺ کا ذکر سب سے پہلے کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔

''دنیا میں جتنے لوگوں نے انقلابی کارنامے انجام دیئے وہ کارنامے ان کے بغیر بھی رونما ہو سکتے تھے مگر حضرت محمد ﷺ نہ ہوتے تو اتنا عظیم کارنامہ کبھی انجام نہیں پا سکتا تھا۔''

> **اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا بلکہ اس کی اشاعت کے ذمہ دار محمد ﷺ کا ایمان، ایقان اور اوصاف حمیدہ تھے۔ اسلام دین باطل نہیں۔ ہندوؤں کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ وہ میری طرح اس کی تعظیم کرنا سیکھ جائیں۔**
>
> مہاتما گاندھی

3- بادشاہِ فرانس نپولین کا خراج عقیدت:

''وہ دن دور نہیں جب میں دنیا کے صاحبان علم و دانش کو متحد کر کے ایک ایسا دور قائم کردوں گا جو یک رنگ و ہم آہنگ ہو اور اصول قرآن اس کی بنیاد ہو نہ کہ بائبل کیونکہ وہ آج کے دور کے تقاضے پورے کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ (بونا پارٹ اور اسلام از شیفلر (پیرس)

4- رومانیہ کے ممتاز مستشرق کونسٹن ورجیل جارجیو:

> **اچھے دنوں میں بھی محمد ﷺ نے وہی انداز زندگی رکھا جو غریبی کے دنوں میں تھا۔ انہیں شاہی شان و شوکت پسند نہ تھی۔ اپنے لئے کسی اہتمام کو پسند نہ کرتے۔ ان میں دکھاوا قطعاً نہیں تھا۔**
>
> واشنگٹن ارونگ

اسلامی انقلاب نہ صرف اس دور میں حقیقی کامیابی سے ہمکنار ہو گیا تھا بلکہ صدیوں بعد بھی اس کے اثرات محسوس ہو رہے ہیں جبکہ علمبرداران انقلاب فرانس اپنے مقصد میں عشر عشیر بھی کامیاب نہیں ہو سکے تھے۔ انسانوں کے مابین مکمل انصاف اور مساوات جو ان کا اصل اور بنیادی نعرہ تھا' کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکا جبکہ غلامی سے آزاد کرائے گئے بلال حبشیؓ کو مسلمانوں نے سیدنا بلالؓ کہنا شروع کر دیا۔ ایک اور آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا اسامہ رضی اللہ عنہ اسلامی لشکر کا سپہ سالار بنا جو حضور ﷺ کی رحلت کے بعد روم پر حملہ آور ہوا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے ماتحت اس معرکے میں شریک تھے۔ بانی انقلاب اسلام حضرت محمد ﷺ عام مسلمانوں کی طرح فاقوں میں مبتلا ہوئے اور پیٹ پر پتھر باندھ کر فاقے کا مقابلہ کرتے رہے۔ حضور ﷺ نے مسجد نبوی کی ابتدائی تعمیر اور خندقیں کھودنے میں نہ صرف عملی شرکت کی بلکہ عام لوگوں سے بڑھ کر حصہ لیا۔ انسانی مساوات کی ایسی مثال کوئی دوسرا انقلاب پیش نہیں کر سکا۔ دنیا کو بوریا نشیں حکمران کے تصور سے اسلام ہی نے روشناس کرایا ہے۔

5- ہٹلر:

جرمنی کا ہٹلر جب فتوحات کرتا ہوا روس پہنچا اور اس کے کمانڈر فان لیب (Van Leib) نے لینن گراڈ کا محاصرہ کر لیا تو اس دوران وہاں درجۂ حرارت منفی 30°C تک پہنچ گیا۔ اس پر کمانڈر نے ہٹلر کو لکھا کہ یہاں سردی بہت ہے۔ مجھے پیچھے ہٹنا پڑے گا۔ اس پر ہٹلر نے مزید کمک بھیجنے کا وعدہ کیا اور پیچھے نہ ہٹنے کو کہا مگر کمانڈر نے پھر لکھا کہ اس کے جوان مر رہے ہیں اور اسے پیچھے ہٹنا پڑے گا۔ اس طرح تین دفعہ اس نے یہی پیغام ہٹلر کو بھیجا تو پھر ہٹلر نے بے ساختہ یہ تاریخی الفاظ ادا کئے' اس نے کہا۔

I wish I would have the "Power" like Muhmmed.

''کاش میرے پاس ''محمد ﷺ'' جیسی قوت ہوتی۔''

(یعنی محمد ﷺ کا لشکر جس طرح ان کی ہر حالت میں جانثارانہ اطاعت کرتا تھا' کاش میری فوج بھی ایسی ہوتی)

6- لارڈ ڈیون پورٹ

(Lord Devonport)

اپنی کتاب **Islam & Modem Hist ory** میں لکھتا ہے

Not to believe in Muhmmed (P.B.U.H)as a Prophet will create more Problems than it solves.

محمد ﷺ کو نبی نہ ماننے سے مسائل حل نہیں ہوں گے' بلکہ مزید پیدا ہو جائیں گے۔

7- مسٹر آر وی سی بوڈلے:

اپنی کتاب ''The Messenger'' کے تعارف میں لکھا ہے۔

''یہ بات باعث حیرت ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے بارے میں بغیر کسی ٹھوس ثبوت کے یا کسی دلیل کے' بے شمار گمراہ کن اور بے حقیقت قسم کی غلط فہمیاں رائج ہیں۔ ایسی بے تکی غلط فہمیاں کسی اور مذہب کے کسی بانی کے بارے میں نہیں ہیں۔ اب جبکہ ہمارے پاس حضرت موسیٰ' کنفیوشس یا گوتم بدھ کے بارے میں کوئی ہم عصری ریکارڈ موجود نہیں ہے اور جب کہ ہم حضرت عیسیٰ کے بارے میں بھی بہت کم جانتے ہیں' اس صورتحال میں حضرت محمد ﷺ کی زندگی کے حقائق تو بہت ہی واضح ہیں۔ ان کی زندگی کے بارے میں کچھ بھی کم واضح یا مبہم نہیں ہے بلکہ تاریخی گواہیاں موجود ہیں۔ ہم حضرت محمد ﷺ کے بارے میں اتنا ہی جانتے ہیں جتنا کہ ہم اپنے ہم عصر لوگوں کے بارے میں جانتے ہیں۔ ان کے معاملات' ان کی جوانی' ان کے رشتے دار' ان کی عادات نہ تو قصہ ہیں' نہ ہی کوئی افواہ۔ اعلان نبوت کر دینے کے بعد ان کے اندرونی معاملات بھی کسی مبہم اور پریشان حال مبلغ کی طرح کوئی دھندلی روایت نہیں ہیں۔ ہمارے پاس معاصرانہ کتاب ہے جو کہ اپنی حقیقت اور اپنی حفاظت کی وجہ سے بالکل منفرد ہے اور جس کی سچائی پر کسی کو بھی سنجیدگی سے شک کرنے کی ہمت نہیں۔ کتاب جس کا نام قرآن مجید ہے' آج بھی اسی صورت میں دستیاب ہے جیسے جب یہ حضرت محمد ﷺ کی نگرانی میں لکھی گئی تھی۔

> **میرا ایمان ہے کہ اگر دنیا میں الہام کوئی شے ہے اور الہام کا وجود مکمل ہے تو قرآن شریف ضرور الہامی کتاب ہے۔**
>
> ریورنڈ آر بکسوئل کنگ

یہی تدبیر حدیثوں کے سلسلے میں اختیار کی گئی۔ احادیث اپنی اصل شکل میں موجود ہیں' جس طرح کہ حضرت محمد ﷺ نے ان کو وقت بہ وقت لکھوایا۔ یہ احادیث ان کی

بصیرت کی عکاسی ہیں۔

حضرت محمد ﷺ جانوروں کو بہت پسند کرتے تھے۔ انہوں نے یہ اصول وضع کر دیا تھا کہ جانوروں پر ظلم نہ کیا جائے۔ آپ ﷺ نے اونٹ کو اس کی بھوک اور پیاس سے مرجانے تک مالک کی قبر پر باندھے رکھنے کی رسم کا خاتمہ کیا۔ نشانہ بازی کے مقابلوں میں پرندوں کو ہدف بنانے کے کھیل کو بھی ختم کیا۔ آپ ﷺ نے گھوڑوں کی گردن اور دم کے بالوں کو کاٹنے اور تراشنے سے منع فرمایا تاکہ کھیاں تنگ نہ کر پائیں۔ جب کبھی بھی آپ کسی کو گدھوں اور خچروں پر زیادہ سامان لادتے دیکھتے تو آپ ﷺ ان کو ایسا کرنے سے باز رکھتے۔ آپ ﷺ نے ایک دفعہ ایک زانیہ کی کہانی سنائی جس نے ایک کنویں کے پاس سے گزرتے ہوئے ایک کتے کو پیاس سے مرتے دیکھا۔ اس عورت نے اپنا جوتا اپنے کمر بند کے ساتھ باندھ کر کنویں سے پانی نکال کر کتے کی پیاس بجھائی۔ اس بھلائی کی وجہ سے اس عورت کے سارے گناہ معاف کر دیئے گئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اسے سچ سمجھئے کہ ہمارے جانوروں کے ساتھ نرمی سے برتاؤ کرنے پر اور ان کی خوراک اور پیاس کا خیال رکھنے پر ہمارے لئے انعامات ہیں۔ ہر جاندار کے ساتھ بھلائی کرنے پر بھی بدلے میں انعامات ہیں۔'' قرآن کہتا ہے کہ اللہ کے نزدیک جانوروں کی زندگیوں کی بھی اتنی ہی اہمیت ہے جتنی کہ انسانی زندگی کی۔

روئے زمین سے اگر اسلام مٹ گیا، مسلمان نیست و نابود ہو گئے، قرآن کی حکومت جاتی رہی تو کیا دنیا میں امن قائم رہ سکے گا؟ ہر گز نہیں۔

موسیو گاسٹن کار

8- ہونارڈ:

ایسا ہی تبصرہ عظیم دانشور ہونارڈ کرتا ہے:

''تاریخ ایسے کسی اور انسان کی شاہد نہیں ہے (سوائے آپ ﷺ کے) جس نے اتنے تھوڑے عرصے میں معجزانہ اور حیران کن اصلاحات کر ڈالی ہوں۔''

9- ولیم مور:

''اصلاحات کبھی بھی اتنی بے امید نہ تھیں جتنی یہ حضرت محمد ﷺ کے آنے سے پہلے تھیں اور نہ کبھی اتنی مکمل تھیں جب آپ ﷺ نے دنیا سے منہ موڑا۔''

10- جرمن ادیب گوئٹے:

''میں ارادہ رکھتا ہوں کہ وہ رات عقیدت واحترام کے ساتھ مناؤں جس رات میں حضرت محمد ﷺ پر قرآن نازل ہونے کی تکمیل ہوئی۔''

عیسائی اس بات کو یاد رکھیں تو اچھا ہو کہ محمد ﷺ کے مسائل نے اس درجہ نشہ دینی ان کے پیروؤں میں پیدا کیا کہ جس کو عیسیٰ علیہ السلام کے ابتدائی پیروؤں میں تلاش کرنا بے فائدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے حواری انہیں آزمائش کے وقت چھوڑ گئے اور اصحاب محمد نے قربانیاں پیش کیں۔

مؤرخ گبن

گوئٹے، حضرت عیسیٰ کو پیغمبر کا درجہ دیتے ہوئے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا ماننے کی گمراہ کن روایات کو رد کرتا ہے اور اسے ''چرچ کی طرف سے پھیلائی گئی جاہلیت'' سے تعبیر کرتا ہے۔ اسی طرح گوئٹے عیسائیت کے علامتی نشان ''صلیب کے بارے میں ایک نظم میں لکھتا ہے'' میں دوسرے نشانوں کی طرح اس سے بھی نفرت کرتا ہوں اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں لکڑی کے ٹکڑوں کے قصیدے گاؤں''

11- رینالڈ اے نکلسن:

اپنی کتاب کے ''عربوں کی ادبی تاریخ'' کے صفحہ 179 پر نکلسن لکھتا ہے۔

''دنیا میں شاید ہی کوئی بندہ آیا ہو سوائے حضرت محمد ﷺ کے جس نے اتنی نفاست سے اپنے لوگوں کی تقدیر سنوار دی ہو۔''

12- یہاں پر مسٹر نکلسن ڈی کوجے کی کتاب ''Die Berufung Muhammad'' سے ایک پیرا نقل کرتا ہے اور وہ یہ ہے۔

''حضرت محمد ﷺ کی سنجیدگی، عظمت، دانائی اور میانہ روی ہی وہ خصوصیات ہیں جو انہیں دوسرے ہم عصروں سے ممتاز کرتی ہیں اور جو عرب کے تندخو لوگوں میں بہت کم پائی جاتی ہیں۔''

13- گولڈزیئر کہتا ہے کہ:

اسلام کی انفرادیت اس کے اصولوں میں نہیں ہے جو کہ بڑی حد تک یہودیت اور عیسائیت سے ملتے جلتے ہیں بلکہ حضرت محمد ﷺ کی جدوجہد مسلسل اور ثابت قدمی میں ہے جس کے ساتھ انہوں نے اسلام کی تبلیغ کی۔''

14- مسٹر نکلسن اپنی کتاب میں **جی ٹی بٹانی** کا حوالہ بھی دیتا ہے جس نے 1892ء میں ''محمد ﷺ ازم'' کے نام سے کتاب لکھی تھی۔ اس نے لکھا تھا ''حضرت محمد ﷺ کی طرف سے بت پرستی کی مخالفت، ایک خدا کی عبادت کا درس اور تمام انسانوں کی برابری کی تبلیغ نے انہیں عظیم مذہبی راہنما ثابت کر دیا ہے۔''

15- مسٹر اے آر گب:

اپنی کتاب ''محمد ﷺ ازم'' جو 1953ء میں شائع ہوئی کے صفحہ 33 پر لکھا:

''حضرت محمد ﷺ کی تبلیغ نے عورتوں کا جو مقام بلند کیا ہے، اسے پوری دنیا نے سراہا ہے۔''

16- واشنگٹن ارونگ:

مسٹر ارونگ ان بغض پرور مصنفین میں سے ایک ہے جنہوں نے حضرت محمد ﷺ کی ذات اور کردار پر کیچڑ اچھالنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے مگر جیسا کہ قرآن نے کہا ہے کہ سچائی اور حق ابدی ہے جبکہ جھوٹ مٹ جانے کے لئے ہے، اسی لئے مسٹر ارونگ کی تمام ناپاک کوششیں جن کا مقصد حضرت محمد ﷺ کے کردار کو مسخ شدہ حالت میں پیش کرنا تھا، ناکارہ گئیں اور اس کی اپنی ہی کتاب میں اس کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ جو کچھ اس نے حضرت محمد ﷺ کے کردار کے بارے میں منفی کہا ہے، وہ غلط اور لغو ہے۔ وہ لکھتا ہے۔

''حضرت محمد ﷺ کا انداز زندگی اپنے پیروکاروں سے برتر نہ تھا۔ حضرت عائشہؓ نے کئی سال بعد ان دنوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا ''پورا مہینہ ہمارے گھر کھانا پکانے کے لئے آگ نہ جلائی گئی، ہماری خوراک میں کھجوروں اور پانی کے سوا کچھ نہ ہوتا سوائے اس کے کہ کبھی کبھار کوئی گوشت بھیج دیتا۔ حضرت محمد ﷺ کے گھر والوں کو کبھی مسلسل دو دنوں تک آٹے کی روٹی کھانا نصیب نہ ہوتی۔''

صفحہ نمبر 199 پر مسٹر ارونگ لکھتا ہے کہ محمد ﷺ کی عسکری کامیابیوں نے ان میں کسی قسم کا گھمنڈ یا تکبر پیدا نہ ہونے

دیا کیونکہ یہ فتوحات اسلام کے لئے تھیں نہ کہ حضرت محمد ﷺ کی ذات کے لئے ۔ اچھے دنوں میں بھی حضرت محمد ﷺ نے وہی انداز زندگی رکھا جو غریبی کے دنوں میں تھا۔ انہیں شاہی شان وشوکت مرغوب نہ تھی۔ اگر کسی کمرے میں ان کے مقام کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی اہتمام کردیا جاتا تو وہ اسے پسند نہ کرتے۔ اگرانہوں نے دنیا پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کی تو اس کا محرک اسلام کی سربلندی تھی نہ کہ اپنی ذات کی بڑائی' ان کی دنیاوی حکمرانی میں جو کہ انہی کی کوششوں کا نتیجہ تھا' دکھاوا نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ انہوں نے اس حکمرانی کو اپنے خاندان میں دوام دینے کی کوئی کوشش نہ کی۔ وہ دولت جو خراج کے طور پر آتی یا مال غنیمت کے طور پر' یہ دولت اسلام کی سربلندی پر خرچ کی جاتی یا غریبوں میں بانٹ دی جاتی' یہاں تک کہ خزانے میں ایک سکہ بھی نہ رہتا۔

17- تاریخ دان ایچ ڈی جیکسن:

''حضرت محمد ﷺ ایک نہایت ہی زیرک اور مدبر سیاستدان اور ایک زبردست حکمت عملی والے سپہ سالار تھے۔ ان کی سیاسی وعسکری بصیرت کا اندازہ صلح حدیبیہ اور بعد میں مکے کی فتح سے کیا جاسکتا ہے۔''

حضرت محمد ﷺ کی حکمت عملی اور عسکری دانش مندی سے جس طرح خون خرابہ کیے بغیر مسلمانوں نے مکے کو فتح کیا' اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔

18- جیمز میکنز:

جو کہ ایک اعلیٰ پائے کا مصنف ہے اور بے شمار کتابوں کا لکھاری ہے' اس نے اسلام پر 79 صفحات پر مشتمل مضمون لکھا۔ ''اسلام آج کی دنیا کی سب سے بڑی حقیقت ہے جو کہ بہت حوالوں سے یہودیت اور عیسائیت سے مشابہ ہے مگر اسے یورپ اور امریکہ میں بہت کم اور غلط انداز میں سمجھا گیا ہے۔

''کوئی مقدس کتاب قرآن کا کسی طور پر بھی مقابلہ نہیں کر سکتی کیونکہ انقلابی انداز میں لوگوں کی زندگیاں بدلنے کا اعجاز کسی دوسری کتاب کے پاس نہیں۔''

19- امریکی صدر مسٹر آئزن ہاور:

اپنی تقریر جو اس نے 28 جون 1957ء کو کی' اس میں اسلام کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔

''دنیا کا تہذیبی ارتقاء اسلامی دنیا کا بڑی حد تک ممنون ہے' ان کمالات اور کامیابیوں کے سلسلے میں جو اسلام نے طب' سائنس' کیمسٹری اور فلکیات کے میدان میں حاصل کیں۔''

20- پروفیسر ڈبلیو' ایم تھامسن:

اپنی کتاب '' Democratic Readings'' میں لکھتا ہے۔

میری اس رائے میں ایک ذرہ برابر بھی احمقانہ دیدہ دلیری نہیں ہے اگر میں کہوں کہ ہمیں اس بات کے لئے حضرت محمد ﷺ کا مشکور ہونا چاہئے کہ انہوں نے عیسائیت کو مٹ جانے والے مذاہب کی صف میں شامل ہونے سے بچالیا ہے۔''

21 - مشہور فرانسیسی مصنف ایم' ڈی سینٹ ہیلارے:

''اسلام میں کچھ بھی پراسرار یا مافوق الفطرت نہیں ہے۔ کسی چیز کا کسی پردے میں چھپایا جانا' اسلام کی روح کے خلاف ہے۔ اگر کچھ ابہام اسلام کے اندر ہمیں ملتے ہیں تو ان کے لئے اسلام کو مورد الزام ٹھہرانا ٹھیک نہیں ہے کیونکہ اسلام تو اپنی ابتدا ہی سے واضح اور عیاں ہے۔''

22- فلاسفر ٹالسٹائی:

''اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت محمد ﷺ ان جلیل القدر اصلاح کاروں میں سے ہیں جنہوں نے عالم انسانیت کی بہت بڑی خدمات سرانجام دی ہیں۔''

23- ایک عیسائی فاضل گاڈ طفری ہیگنس:

اپنی کتاب موسوم اپالوجی فرام محمد ﷺ میں لکھتا ہے۔ کہ ''باوجود یہ کہ محمد ﷺ اور عیسیٰ علیہ السلام کی ابتدائی سوانح عمریوں میں ایسے حالات ہیں جن میں عجیب مشابہت پائی جاتی ہے لیکن بہت سے ایسے ہیں جن میں بالکل اختلاف

ہندو شعراء کا ہدیہ عقیدت

1- لالہ رام سروپ شیدا:

ہیں احادیث آپؐ کی دنیا میں بہرِ انتظام
ہے زبانوں پر رواں وہ آپؐ کا شیریں کلام
آپؐ کے الطاف کے شیدا یہاں ہیں خاص وعام
آپؐ ہی کا نام دنیا میں ہوا خیرالانام
ہے زمانہ میں رواں یہ آپؐ کا سکہ' سلام

2- جگن ناتھ آزاد:

سلام اسؐ ذات اقدس پر' سلام اسؐ فخرِ دوراں پر
ہزاروں جسؐ کے احسانات ہیں دنیائے امکاں پر
سلام اسؐ پر جو حامی بن کر آیا غم نصیبوں کا
رہا جو بے کسوں کا آسرا' مشفق غریبوں کا

3- لالہ چھنومل نافذ دہلوی تلمیذ' بیخود دہلوی:

ہجرِ احمدؐ میں ہوا ہوں اس قدر گریہ کناں
نوحؑ کے طوفان کا عالم ہر اک آنسو میں ہے

4- لالہ چندی پرشاد شیدا' دہلوی

وہ لطف رنگ سحاب بھی ہے نسیم رحمت مآب بھی ہے
رسولوں میں انتخاب بھی ہے زمین پہ گردوں کاب بھی ہے

5- لالہ لال چند فلک:

کیوں نہ قربان مسلمان ترے نام پہ ہوں
حق پرستی کا جنہیں طور بتایا تو نے
گنبد و سقفِ فلک گوشِ زمیں گونج اٹھے
نعرہ توحید الٰہ کا جو لگایا تو نے

6- منشی پیارے لال رونق دہلوی:

دیکھ کر بزم جہاں میں رنگ حسن انتخاب
شرم سے خورشید محشر ہے لئے منہ پر نقاب
تم وہ ہو ظلمت مٹا دی دم میں کفر و شرک کی
مشعل توحید کی' سب کو دیکھا کر روشنی

7- شیام سندر' سندر ایڈیٹر پارس لاہور:

سندر سے کیا رقم ہو وہ شان ہے تمہاریؐ
جس نے گدا گروں کو فغفور کر دیا ہے

8- ہری چند اختر:

شوکت مغرور کا کس شخص نے توڑا طلسم
منہدم کس نے الٰہی قصرِ کسریٰ کر دیا
کس کی حکمت نے یتیموں کا کیا دُرِ یتیمؐ
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا

9- ادب سیتاپوری:

محمد ﷺ ایک فرقے کے نہیں ہیں
محمد ﷺ سب کے ہیں اور بالیقیں ہیں
ادب لائے نہ کیوں ایمان انؐ پر
محمد ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں

ہے۔ مثلاً عیسیٰ علیہ السلام کے اول بارہ مریدوں کو نا تربیت یافتہ وکم رتبہ مانا گیا ہے بخلاف محمد ﷺ کے اول مریدوں کے سوائے ان کے غلام کے جو کچھ انہوں نے کام کیے' ان سے ثابت ہوتا ہے کہ ان میں اول درجہ کی لیاقتیں تھیں اور غالبًا ایسے نہ تھے کہ با آسانی دھوکہ کھا جاتے۔''

24- مورّخ گبن:

عیسائی اس بات کو یاد رکھیں تو اچھا ہو کہ محمد ﷺ کے مسائل نے اس درجہ نشۂ دینی ان کے پیروؤں میں پیدا کیا کہ جس کو عیسیٰ علیہ السلام کے ابتدائی پیروؤں میں تلاش کرنا بے فائدہ ہے اور ان کا مذہب اس تیزی کے ساتھ پھیلا جس کی نظیر دین عیسوی میں نہیں چنانچہ نصف صدی سے کم میں اسلام بہت سی عالی شان اور سرسبز سلطنتوں پر غالب آ گیا۔ جب عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لے گئے تو اس کے پیرو بھاگ گئے اور اپنے مقتدیٰ کو موت کے پنجے میں چھوڑ کر چل دیئے اگر بالفرض ان کی حفاظت کرنے کی ان کو ممانعت نہ تھی تو ان کی تشفی کے لئے تو موجود رہتے اور صبر سے ان کے اوپر اپنے ایذا رسانوں کو دھمکاتے۔ برعکس اس کے محمد ﷺ کے پیرو کار اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد و پیش رہے اور ان کے بچاؤ میں اپنی جانیں خطرے میں ڈال کر کل دشمنوں پر ان کو غالب کر دیا۔

25- جارج ریواری:

اسلام اس دنیا کے لئے پیغام نجات وسعادت تھا جو جسمانی اور ذہنی مصائب میں مبتلا تھی اور دوسروں کی غلامی نے جسے چکنا چور کر رکھا تھا۔ اس نے عدل وانصاف کے عصر جدید کا اعلان کیا۔ جس عالمگیر حکومت کی بنیاد اسلام نے رکھی' اس میں نسلی امتیاز کا کوئی دخل نہ تھا۔

26- گاندھی کا ہدیہ عقیدت:

اسلام اپنے انتہائی عروج کے زمانہ میں تعصب اور ہٹ دھرمی سے پاک تھا۔ اسلام نے تمام دنیا سے خراج تحسین وصول کیا۔ جب مغرب پر تاریکی اور جہالت کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں' اس وقت مشرق سے ایک ستارہ نمودار ہوا۔ ایک روشن ستارہ' جس کی روشنی سے ظلمت کدے منور ہو گئے۔ اسلام دین باطل نہیں ہے۔ ہندوؤں کو اس کا مطالعہ کرنا چاہئے تا کہ وہ بھی میری طرح اس کی تعظیم کرنا سیکھ جائیں۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا بلکہ اس کی اشاعت کے ذمہ دار حضرت محمد ﷺ کا ایمان' ایقان' ایثار اور اوصاف حمیدہ تھے۔ ان صفات نے لوگوں کے دلوں کو مسخر کر لیا تھا۔ یورپی اقوام جنوبی افریقہ میں اسلام کو سرعت کے ساتھ پھیلتا دیکھ کر خوفزدہ ہیں۔ اسلام جس نے اندلس کو مہذب بنایا' اسلام جو مشعل ہدایت کو مراکو تک لے گیا' اسلام جس نے اخوت کا درس دیا' جنوبی افریقہ میں یورپی اقوام محض اس لئے ہراساں ہیں کہ وہ جانتی ہیں کہ اگر اصلی باشندوں نے اسلام قبول کر لیا' تب وہ مساوات وبرابری کے حقوق کا مطالبہ کریں گے اور لڑا کریں گے۔ اگر اخوت گناہ ہے' تب ان کا خوف راستی پر مبنی ہے۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ زولو عیسائیت قبول کرنے پر بھی عیسائی حقوق حاصل نہیں کر سکا لیکن جونہی وہ حلقہ بگوش اسلام ہوا' مسلمانوں کے ساتھ اس کا رابطۂ اتحاد پیدا ہو گیا۔ یورپ اس اتحاد اسلام سے خائف ہے۔

> **اسلام نے جو کامیابیاں طب' سائنس' کیمسٹری اور فلکیات کے میدان میں حاصل کیں۔ اس سلسلے میں دنیا کا تہذیبی ارتقاء بڑی حد تک اسلامی دنیا کا ممنون ہے۔ سابق امریکی صدر آئزن ہاور**

27- ڈاکٹر سر رابندر ناتھ ٹیگور:

اسلام دنیا کے مذہبوں میں سب سے بڑا مذہب ہے۔ اسلام کا پیغام ساری دنیا کے لئے ہے۔ دنیا میں امن وسکون اسی پیغام ربانی سے حاصل ہو سکتا ہے۔

28- سادھوٹی' ایل وسوانی:

میں حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں آداب بجالاتا ہوں۔ وہ دنیا کی ایک عظیم الشان ہستی ہیں۔ وہ ایک قوت تھی جو انسان کی بہتری کے لئے صرف ہوئی۔

اسلام نے دنیا میں رہبانیت کا خاتمہ کر دیا۔ اسلام نے دختر کشی کی رسم کو بند کر دیا۔ اسلام نے اپنے شیدائیوں پر ام الخبائث (شراب) کو حرام کر دیا۔ اسلام نے ہمت' شجاعت اور بردباری کی تعلیم دی۔ اس زمانے میں جب کہ یورپ علم وحکمت سے بے بہرہ تھا' اسپین کے مسلمان علم وادب کی مشعل کو ہاتھ میں لے کر گمراہ لوگوں کو راہ راست دکھلا رہے تھے' ہندوستان کی گردن اسلام کے احسانوں سے دبی ہوئی ہے۔ ہندوستانی فلسفہ' شعر وسخن اور فن تعمیر کو اسلام نے چار چاند لگا دیئے۔

29- سروجنی نائیڈو کا حجازی نغمہ:

میرا تعلق ایک ایسے مذہب سے ہے جسے عام طور پر الہامی مذاہب کے دائرہ سے خارج سمجھا جاتا ہے یعنی اس کی بنیاد الہامی کتاب پر نہیں' تاہم میں اپنے آپ کو اس قابل پاتی ہوں کہ اسلام کی اس عالمگیر اخوت کا آپ کے سامنے اعتراف کروں جس کے نقش میرے دل پر موجود ہیں۔

30- فرنچ پروفیسر سیڈیو لکھتے ہیں:

حضرت محمد ﷺ خندہ رو' ملنسار' اکثر خاموش رہنے والے' بکثرت ذکر خدا کرنے والے' لغویات سے دور' بیہودہ پن سے نفور' بہترین رائے اور بہترین عقل والے تھے۔ انصاف کے معاملے میں قریب وبعید حضرت محمد ﷺ کے نزدیک برابر تھا۔ مساکین سے محبت فرمایا کرتے۔ غرباء میں رہ کر خوش ہوتے۔ کسی فقیر کو اس کی تنگدستی کی وجہ سے حقیر نہ سمجھا کرتے اور کسی بادشاہ کو بادشاہی کی وجہ سے بڑا نہ جانتے۔ کسی شخص سے خود وعلیحدہ نہ ہوتے' جب تک کہ وہی نہ چلا جائے۔

31- جارج سیل کا اعتراف:

حضرت محمد ﷺ کامل طور پر فطری قابلیتوں سے آراستہ تھے۔

Compton Pictured-32 Encyclopedia:

میں آپ ﷺ کی حربی صلاحیتوں کی گواہی ان الفاظ میں رقم ہے۔

''آپ ﷺ ہجرت کے بعد مدینے کے حکمران اور فوجی کمانڈر بن گئے۔ ہجرت کے آٹھویں سال مکہ معمولی مزاحمت کے بعد آپ ﷺ کے قبضہ میں آ گیا۔ آپ ﷺ نے بتوں کو توڑ کر کعبہ کی عظمت بحال کی۔ آپ ﷺ کی وفات کے وقت سارا عرب آپ کے جھنڈے تلے متحد تھا اور ایک پرجوش فوج ساری دنیا میں آپ کا پیغام پہنچانے کے لئے کھڑی تھی۔

> **محمد ﷺ کو نبی نہ ماننے سے مسائل حل نہیں ہوں گے بلکہ مزید مسائل پیدا ہو جائیں گے۔ (لارڈ ڈیون پورٹ)**

پر لکیریں کھینچنے لگا اور اپنی تھوک کو اپنی داڑھی پر بہانے لگا۔ (نمبر 1 سیموئیل 10:21 تا 15)

داؤد علیہ السلام نے اپنے ملازموں کی لونڈیوں کے سامنے اپنے آپ کو برہنہ کیا۔ جیسے کوئی بانکا بے حیائی سے برہنہ ہو جاتا ہے اور خداوند کے صندوق کے سامنے اپنے سارے زور سے ناچنے اور اچھلنے لگا۔ اسرائیل کے سارے مردوں اور عورتوں کے علاوہ "ساؤل کی بیٹی میکل" نے خاص طور پر کھڑکی سے جھانک کر ننگا ناچ دیکھا۔ (نمبر 2 سیموئیل 12:6 تا 23)

اور یہ "میکل" وہی ہے جس کو اس کے خاوند سے چھین کر داؤد علیہ السلام نے اپنی بیوی بنایا تھا۔ (نمبر 2 سموئیل 14:3 تا 16)

بیٹی اور اجنبی عورتوں کی محبت میں گرفتار ہوئے اور ان ہی کے عشق کا دم بھرنے لگے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ان بیویوں نے سلیمان علیہ السلام کا دل غیر معبودوں کی طرف مائل کر دیا۔ اس بات پر خداوند سلیمان علیہ السلام سے ناراض ہوا کیونکہ اس (سلیمان علیہ السلام) کا دل خداوند اسرائیل کے خدا سے پھر گیا تھا جس (خدا) نے اسے دوبارہ دکھائی دے کر اس (سلیمان علیہ السلام) کو اس بات کا حکم کیا تھا کہ وہ غیر معبودوں کی پیروی نہ کرے ..... مگر اس نے وہ بات نہ مانی جس کا حکم خداوند نے دیا تھا۔ (نمبر 1 سلاطین 11:1 تا 11)

یسعیاہ نبی نے خداوند کے حکم سے تین برس تک ننگا مارچ کیا۔ (یسعیاہ 20:2 تا 3)

مسیح علیہ السلام مریم سلام اللہ علیہا کے بطن سے پیدا ہوئے مگر بائبل ہی یہ کہتی ہے کہ وہ جو عورت سے پیدا ہوا ہے کیونکر پاک ہو سکتا ہے۔ (بحوالہ ایوب 4:25) تو پھر مسیح بھی بائبل کے مطابق (معاذ اللہ) ناپاک ٹھہرتے ہیں کیونکہ وہ بھی عورت سے پیدا ہوئے ہیں

داؤد علیہ السلام نے اپنے ہمسائے اوریاہ کی بیوی کو اپنے محل کی چھت پر سے برہنہ نہاتے ہوئے دیکھ کر اپنے پاس بلوایا اور اس سے بدکاری کی۔ (نمبر 2 سموئیل 2:11 تا 27)

پھر اس کے خاوند "حتی اوریاہ" کو قتل کرا کر اس عورت کو اپنی بیوی بنایا۔ (نمبر 2 سموئیل 9:12 تا 10)

اسی عورت سے جس کا نام "بنت سبع" تھا داؤد علیہ السلام کا بیٹا سلیمان علیہ السلام پیدا ہوا۔ (نمبر 2 سموئیل 24:12 انجیل متی 6:1)

خداوند کی ناراضگی کی وجہ سے داؤد علیہ السلام کو سزا (نمبر 2 سموئیل 11:12 تا 12)

جس کے نتیجہ میں داؤد علیہ السلام کا بیٹا ابی سلوم (شالوم) تمام بنی اسرائیل کے سامنے دن دیہاڑے اپنے باپ کی بیویوں سے بدکاری کرتا ہے۔ (نمبر 2 سموئیل 16:21 تا 22)

داؤد علیہ السلام کے بیٹے "امنون" نے بیماری کے بہانے سوتیلی بہن "تمر" کو بلا کر اس سے بدکاری کی پھر اسے گھر سے دھکے دے کر نکلوا دیا (نمبر 2 سموئیل 1:13 تا 22)

داؤد علیہ السلام کا بڑھاپے میں پہلو گرم کرنے کے لئے ڈھونڈ ڈھونڈ کر ملک سے جوان کنواری لڑکی لائی گئی۔ (نمبر 1 سلاطین 1:1 تا 4)

سلیمان علیہ السلام جب بوڑھے ہو گئے تو سات سو بیویاں اور تین سو لونڈیاں اپنے پاس ہونے کے باوجود فرعون کی

یرمیاہ نبی نے بادشاہ کے کہنے پر امراء کے سامنے جھوٹ بولا۔ (یرمیاہ 24:38 تا 27)

مسیح ابن مریم علیہ السلام کو سینٹ پال مسیحی خدا کا بیٹا، سچا خدا، سچا آدمی، منجی، عالمین اور الٰہی عزت کے لائق تسلیم کرتے ہیں مگر دوسری طرف بائبل مسیح علیہ السلام کو بدکار، ناپاک، گناہگار اور ملعون قرار دیتی ہے۔ مثلاً کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ یہ جو لکھا ہے کہ وہ بدکاروں میں گنا گیا اس کا میرے حق میں پورا ہونا ضروری ہے اس لئے کہ جو کچھ مجھ سے نسبت رکھتا ہے وہ پورا ہونا ہے۔ (انجیل لوقا 37:22)

قارئین غور کریں کہ جب مسیح علیہ السلام بدکاروں میں لکھے گئے تو وہ منجی عالمین (تمام جہانوں کے نجات دہندہ) کیسے بن سکتے ہیں؟ مندرجہ بالا حوالہ میں مسیح علیہ السلام کو "بدکار" لکھا گیا ہے۔ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ مسیح علیہ السلام مریم سلام اللہ علیہا کے بطن سے پیدا ہوئے مگر بائبل ہی یہ کہتی ہے کہ "وہ جو عورت سے پیدا ہوا ہے کیوں کر پاک ہو سکتا ہے۔" (ایوب 4:25)

تو پھر مسیح ابن مریم علیہ السلام بھی بائبل کے فتویٰ کے مطابق "ناپاک" ٹھہرتے ہیں کیونکہ وہ بھی عورت سے پیدا ہوئے ہیں۔

چاروں انجیلوں نے اعتراف کیا ہے کہ مسیح علیہ السلام نے سولی پر جان دی تو سینٹ پال پولس رسول نے کہا کہ "اور مسیح علیہ السلام جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے کہ "جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔" (گلتیوں 13:3)

جسے پھانسی ملتی ہے وہ خدا کی طرف سے ملعون ہے۔ (استثناء 23:21)

اس لئے بائبل کے مطابق مسیح علیہ السلام ملعون ٹھہرتے ہیں پھر سینٹ پال پولس رسول نے ہی کہا کہ "اس (خدا) نے اپنے بیٹے کو گناہ آلودہ جسم کی صورت میں اور گناہ کی قربانی کے لئے بھیج کر جسم میں گناہ کی سزا کا حکم دیا۔" (رومیوں 3:8)

اس لحاظ سے مسیح علیہ السلام گناہ گار ٹھہرتے ہیں بلکہ یہاں تک مسیح علیہ السلام سے منسوب کر دیا کہ "جتنے مجھ سے پہلے آئے سب چور اور ڈاکو ہیں" (یوحنا 8:10)

بلکہ اپنے بارے میں بھی مسیح علیہ السلام نے نیک ہونے کا انکار کیا۔ (متی 16:19 تا 17، مرقس 18:10، لوقا 18:18 تا 19)

انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح علیہ السلام کے ماں باپ عید منا کر یروشلم سے واپس ہو گئے مگر مسیح علیہ السلام ان کے ساتھ نہ گئے ایک منزل فاصلہ طے کر کے پتہ چلا تو وہ بیچارے سخت پریشانی کے عالم میں جلتے کڑھتے اسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے واپس یروشلم پہنچے تو وہاں بیٹے کو موجود دیکھ کر ماں نے کہا بیٹا تو نے کیوں ہم سے ایسا کیا مسیح علیہ السلام نے جواب دیا تم مجھے کیوں ڈھونڈتے تھے کیا تم کو معلوم نہ تھا کہ مجھے اپنے باپ کے ہاں ہونا ضروری ہے۔ (انجیل لوقا 41:2 تا 51)

اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ مسیح علیہ السلام اپنے والدین کو ستایا کرتے تھے۔

انجیل میں ہی لکھا ہے کہ مسیح علیہ السلام جب مجمع سے خطاب کر رہے تھے تو انہیں اطلاع ملی کہ مجمع میں موجود آپ کی ماں اور بھائی آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں لیکن مسیح علیہ السلام نے اطلاع دینے والے سے کہا کون ہے میری ماں اور کون ہیں میرے بھائی؟ اور اپنے شاگردوں کی طرف ہاتھ بڑھا کر کہا دیکھو میری ماں اور میرے بھائی یہ ہیں کیونکہ جو کوئی میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلے وہی میرا بھائی اور میری بہن اور ماں ہے۔ (انجیل متی 46:12 تا 50)

قارئین اس حوالہ سے جہاں مسیح علیہ السلام کی اپنی ماں کی شان میں گستاخی ظاہر ہوتی ہے وہاں پر یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ مسیح علیہ السلام نے اپنی ماں اور بھائی کو آسمانی باپ کی مرضی پر نہ چلنے والا تسلیم کیا ہے۔ تبھی تو ان کی بات سننا بھی گوارا نہیں کیا۔ (لوقا 19:8 تا 21، مرقس 31:3 تا 35)

انجیل میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک شادی کی دعوت میں شراب ختم ہو گئی تو مسیح علیہ السلام کی ماں نے اسے بتایا مگر مسیح علیہ السلام نے اپنی ماں سے کہا اے عورت! مجھے تجھ سے کیا کام ہے؟ ابھی میرا وقت نہیں آیا (انجیل یوحنا 1:2 تا 11)

اس حوالہ کے مطابق مسیح علیہ السلام کا اپنی ماں سے بدتمیزی کے ساتھ پیش آنا ظاہر ہوتا ہے۔

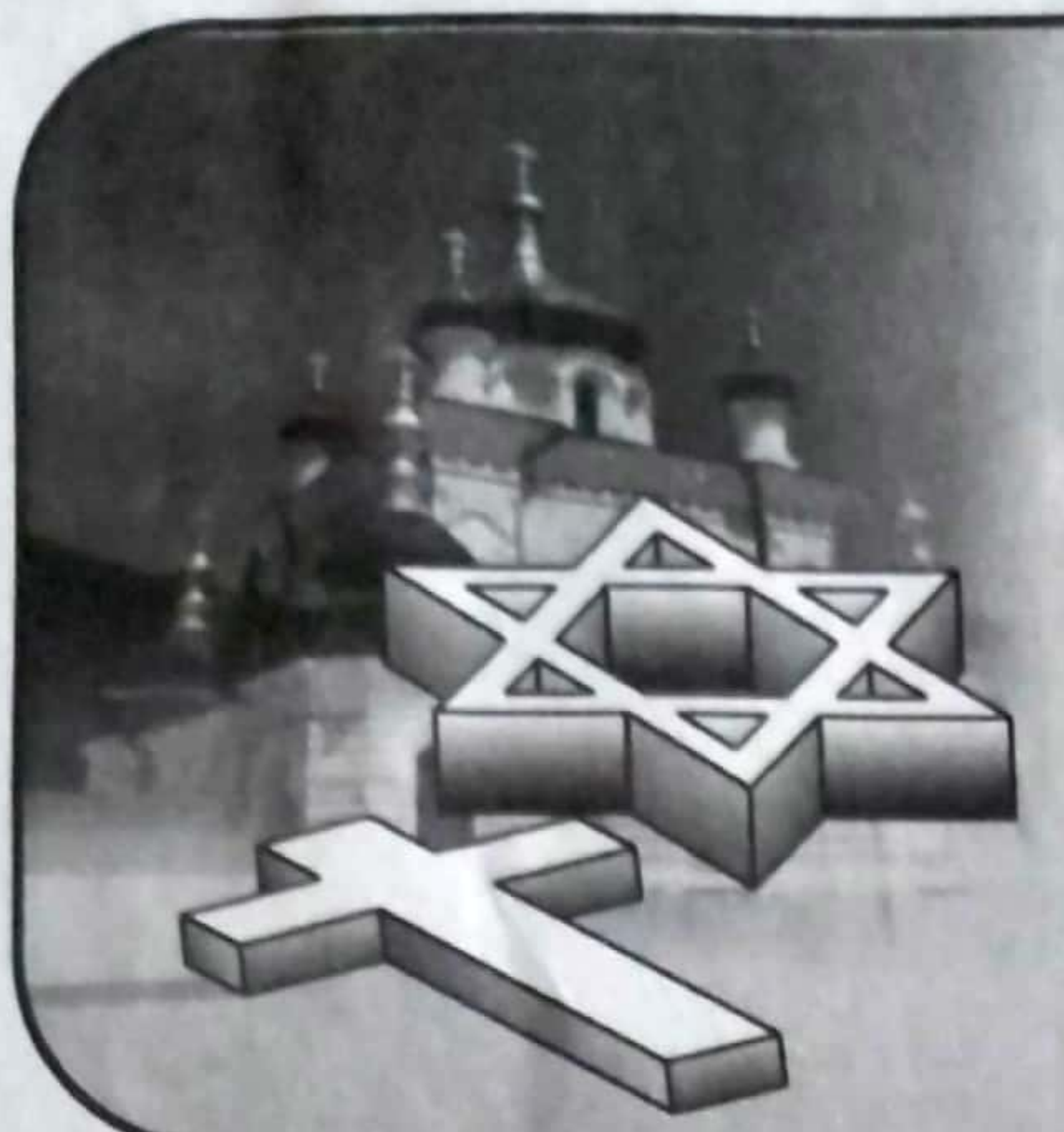

انبیاء کا مقام اور یہود ونصاریٰ کے عقائد

یورپ کی طرف سے توہین رسالت ﷺ کے حالیہ مکروہ واقعہ کے بعد بہت سے عذر لنگ تراشے جا رہے ہیں۔ ان میں سرفہرست تو آزادیٔ اظہار کی بات ہے لیکن ہمارے نزدیک اصل وجوہات صرف دو ہیں۔ نمبر ایک اسلام دشمنی اور دوسرے نمبر پر لادینیت یا تمام مذاہب اور ان کے پیغمبروں کو مقدس شخصیت ماننے سے انکار کرنا ہے۔ یہ دونوں وجوہات آپس میں مربوط بھی ہیں اور پہلی وجہ دوسری کا نتیجہ بھی قرار دی جاسکتی ہے۔ دراصل مسئلہ یہ تھا کہ عیسائیوں کے اولین طبقے نے پہلے تو اپنے نبی عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں اس قدر غلو کیا کہ انہیں اللہ کا بیٹا قرار دیا اور گویا خدا کے درجے پر بٹھا دیا یعنی

بشیر نیاز

تثلیث کے عقیدے کے تحت خدا کو تین میں ایک یا ایک میں تین قرار دیا۔ یعنی خدا، عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام یا جبریل علیہ السلام کو ایک قرار دیا گیا لیکن اس کے ساتھ یہ بھی کہا گیا کہ خدا ایک ہی ہے البتہ ایک میں تین ہیں اور تین میں ایک ہیں۔ یعنی نہ سمجھ آنے والا ایک گورکھ دھندا ایجاد کیا گیا۔ وقت کے ساتھ ساتھ تورات اور بائبل میں بھی تبدیلیاں ہوتی رہیں۔ پھر جوں جوں عیسائیوں میں کچھ شعور بڑھتا گیا انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام سمیت کسی بھی نبی میں اس قدر ماورائی قوتیں سرے سے ہی تسلیم کرنے سے انکار کرنا شروع کر دیا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام انبیاء انسان ہی تھے اور یقیناً نہ تو وہ خدا تھے اور نہ وہ خدائی صفات اور خدائی طاقتوں کے مالک تھے لیکن اس سلسلے میں مغرب اگر انبیاء کے بارے میں اسلام کا دیا ہوا معتدل عقیدہ تسلیم کر لیتا تو ہر قسم کی افراط

> **اہل مغرب کی اسلام سے جہالت کا یہ عالم ہے کہ وہ ہمارے نبی محمد ﷺ کو ہمارا خدا قرار دیتے ہیں جیسا کہ ایک مغربی اخبار میں انہوں نے بدھ مت' یہودی' مسلم اور مسیحی خداؤں کا خاکہ بنایا اور اس میں محمد ﷺ کو مسلمانوں کا خدا ظاہر کیا اور پھر لکھا کہ ہم تو سبھی خداؤں کا مذاق اڑا سکتے ہیں اور یہ ہماری آزادیٔ اظہار ہے**

وتفریط سے بچ جاتا۔ اسلام نے یہ تعلیم دی کہ تمام انبیاء اصولی طور پر بشر ہیں۔ وہ بھی اسی طرح مٹی سے بنے ہوئے اور گوشت پوست کے انسان ہیں جس طرح کہ باقی انسان ہیں۔ تخلیق کے اعتبار سے وہ دوسرے انسانوں سے قطعاً مختلف نہیں۔ وہ بھی دوسرے انسانوں کی طرح اپنے والدین کے ذریعے پیدا ہوئے تھے۔ انہیں بھی بھوک پیاس لگتی تھی۔ جسمانی وروحانی حاجات

> **یہود ونصاریٰ پیغمبروں کے بارے میں ہمیشہ افراط وتفریط کا شکار رہے۔ پہلے انہیں خدا بنایا۔ جب کچھ شعور کا دور آیا تو بجائے تسلیم وقبول کے انہیں عام انسانوں سے بھی پست درجے کا انسان ثابت کر دیا**

اور تکلیفیں ہوتی تھیں۔ اگر انہیں یہ تکلیفیں نہ ہوں تو وہ عام انسانوں کے لئے نمونہ ہی نہیں بن سکتے تھے۔ ہاں ان میں اور عام انسانوں میں اتنا فرق تسلیم کر لیا جائے کہ اگرچہ وہ تخلیق کے لحاظ سے عام انسانوں کی طرح ہی ہیں اور وہ ذاتی طور پر عام حالات میں کوئی خصوصی ماورائی طاقتیں نہیں رکھتے لیکن اگر ان کا رب انہیں کسی وقت کسی خصوصی طاقت اور نعمت وہدایت (وحی) سے نوازدے تو انبیاء پر رب کی طرف سے عطا کردہ اس نعمت وطاقت کو بھی تسلیم کرنا چاہئے اور یہ کہ بحیثیت بشر غلطیاں ان سے بھی ممکن ہوتی ہیں لیکن اللہ کی خصوصی رحمت غلطیوں سے انہیں بچالیتی ہے۔ قرآن میں اللہ نے فرمایا

قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی انما الٰھکم الٰہ واحد۔ (الکھف-110)

(اے محمد ﷺ) آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہاری طرح بشر ہی ہوں (البتہ) میری جانب وحی کی جاتی ہے کہ سب کا معبود صرف ایک معبود ہے۔ (الکھف۔110)

نبی اکرم ﷺ آخر وقت تک یہ نصیحت کرتے رہے کہ میری تعریف میں غلو نہ کرنا کہ جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف میں حد سے تجاوز کیا (انہیں اللہ کا شریک اور بیٹا بنالیا تھا) میں صرف اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ (بخاری)

انبیاء کے بارے میں اسلام کے اس معتدل عقیدہ کو چھوڑ کر یہود ونصاریٰ ہمیشہ افراط وتفریط کا شکار رہے' پہلے تو انہوں نے اپنے انبیاء کو خدا کے درجے تک پہنچایا اور پھر اگر کچھ شعور آیا تو اس کا بھی غلط استعمال کیا اور انہیں عام انسان سے بھی پست درجے کا انسان ثابت کر دیا۔ اپنے انبیاء سے ایسے ایسے غیر اخلاقی واقعات منسوب کر دیئے کہ جن کی عام شریف انسان سے بھی توقع نہیں کی جاتی۔ انہیں چور' ڈاکو' زانی' قاتل اور وہ سب کچھ ثابت کر دیا جو کسی بد سے بد انسان سے توقع کی

جاسکتی ہے۔۔۔۔۔اور ایسے سارے من گھڑت یا غلط فہمی پر مبنی واقعات انہوں نے اپنی تحریف شدہ آسمانی کتابوں میں بھی داخل کر دیئے۔ اب صدیوں سے ان کا انبیاء کے بارے میں ایک عقیدہ قائم ہوگیا کہ وہ بھی معاذ اللہ ہماری طرح ہی ہر قسم کی برائیاں کرتے رہے۔ پھر جب مغرب میں لادینیت حد سے زیادہ بڑھی تو وہ انبیاء کی ہر قسم کی تضحیک بھی انبیاء کے بارے میں بائبل میں درج من گھڑت واقعات کی وجہ سے بآسانی کرنے لگے۔ اسی طرح باقی مذاہب کے پیغمبروں کے بارے میں بھی وہ یہی تصور کرنے لگے کہ وہ بھی معاذ اللہ ایسے ہی کردار کے حامل انسان ہوں گے۔

البتہ جو لادین نہیں تھے اور کٹر مذہبی ٹائپ لوگ تھے' ان کا اپنے انبیاء کے بارے میں یہی تصور رہا کہ وہ گویا خدا ہیں تو یہی نظریہ وہ دوسرے مذاہب کے پیغمبروں کے بارے میں بھی رکھتے ہیں کہ وہ بھی گویا ان مذاہب کے پیغمبر ہی نہیں بلکہ خدا سمجھے جاتے ہوں گے۔ یعنی مغرب کے مذہبی اور لادین لوگ جیسا نظریہ اپنے پیغمبروں کے بارے میں رکھتے ہیں' ویسا ہی نظریہ وہ دوسرے مذاہب کے پیغمبروں کے بارے میں بھی رکھتے ہیں۔ صرف ناموں کی تبدیلی کا احسان فرماتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہر مذہب میں پیغمبروں کے بارے میں ویسے ہی عقائد و تصورات ہوں گے اور ہونے چاہئیں جیسے ان کے اپنے ہیں اور پھر بغیر تحقیق کے وہ اس پر اصرار بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ توہین رسالت ﷺ کے حالیہ واقعہ میں بھی

> **مغرب کا سیکولر طبقہ یہ نظریہ رکھتا ہے کہ انبیاء ہماری طرح ہی ہر قسم کی غلطیاں کرنے والے انسان تھے اور محمد ﷺ بھی معاذ اللہ اسی طرح تھے**

مغرب کے ان دونوں طبقوں کا یہ اصرار پوری شدت کے ساتھ کھل کر سامنے آیا ہے۔ ایک طرف لادین لوگوں کا نظریہ ہے کہ انبیاء ہماری طرح ہر قسم کی غلطیاں کرنے والے انسان تھے اور محمد ﷺ بھی معاذ اللہ اسی طرح تھے۔ اس لئے انہیں کوئی خصوصی تقدس نہیں دیا جاسکتا تو دوسری طرف ان کا مذہبی طبقہ اپنے انبیاء کی طرح ہمارے نبی محمد ﷺ کو بھی ہمارا خدا قرار دیتا ہے چنانچہ فرانس کے اخبار نے ڈنمارک کے اخبار کی حمایت میں ایک اور خاکہ شائع کیا جس میں بدھ مت' یہودی' مسلم اور مسیحی خداؤں کا خاکہ بنا کر ان کا مذاق اڑایا گیا اور لکھا کہ ہم تو سب خداؤں کا مذاق اڑا سکتے ہیں۔ یہ ہمارا آزادئ اظہار ہے۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ ان خاکوں میں محمد ﷺ سمیت سب مذاہب کے بانیوں کو ہی ان مذاہب کے خدا کے طور پر دکھایا گیا۔ گویا وہ آج بھی سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کے پیغمبر بھی شاید یہود و نصاریٰ کے پیغمبروں کی طرح ان کے خدا ہی ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل مغرب کی بہت بڑی اکثریت دین اسلام کے بنیادی عقائد سے ہی ناآشنا ہے۔ اگر وہ اسلام کا صحیح مطالعہ کر لیتے تو آج وہ یہ سب کچھ نہ کہتے جو وہ اسلام سے منسوب کر رہے ہیں۔ ہاں ایک بہت تھوڑی اقلیت ہے جس نے اسلام کا کسی حد تک مطالعہ کیا اور جس نے بھی تعصب سے ہٹ کر اسلام کو پڑھا' وہ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی تعریف میں رطب اللسان ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

تحریف شدہ بائبل میں توہین انبیاء

از: ابوعبداللہ ریحانی

نوح علیہ السلام کے بارے میں بائبل کے اندر لکھا ہوا موجود ہے کہ "نوح علیہ السلام شراب کے نشے میں اپنے ڈیرے پر ننگے ہوگئے" (پیدائش 20:9 تا 21)

"ابراہیم علیہ السلام نے اپنی سوتیلی بہن سارہ سے شادی کی۔" (پیدائش 12:20)

"لوط علیہ السلام کو ان کی دو بیٹیوں نے شراب پلا کر باپ کی نسل برقرار رکھنے کے لئے ایک رات ایک بیٹی اور دوسری رات دوسری بیٹی نے نشے میں مدہوش باپ سے زنا کرایا۔" (پیدائش 30:19 تا 38)

"اسحاق علیہ السلام شرابی تھے" (پیدائش 25:27)

یعقوب (اسرائیل) علیہ السلام نے "راخل اور لیاہ" (جو آپس میں سگی بہنیں تھیں) کو ایک ہی وقت میں اپنے نکاح میں رکھا اور ان دو سگی بہنوں سے اولاد پیدا کی۔" (پیدائش 16:29 تا 30)

یعقوب علیہ السلام نے ساری رات خدا سے کشتی کی اور انعام میں اسے یعقوب علیہ السلام کی بجائے "اسرائیل" نام عطا کیا گیا۔ (پیدائش 24:32 تا 30)

یعقوب علیہ السلام نے غیر محرم کنواری لڑکی راخل کو چوما (پیدائش 29)

اپنی ماں راقبہ کے کہنے پر یعقوب علیہ السلام نے دغابازی سے کام لیا' فریب' جھوٹ اور مکاری کے ساتھ اپنے ضعیف العمر باپ اسحاق علیہ السلام کو دھوکا دے کر اپنے بڑے بھائی "عیسو" کی برکت ہتھیالی۔ (پیدائش' باب نمبر 27)

یعقوب علیہ السلام کے چوتھے بیٹے "یہوداہ" نے اپنی بہو "تمر" سے بدکاری کر کے اولاد پیدا کی۔ (پیدائش' باب نمبر 38 مکمل)

موسیٰ علیہ السلام کے باپ "عمرام" نے اپنی پھوپھی سے نکاح کیا جس سے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام پیدا ہوئے۔ (خروج 20:6)

موسیٰ علیہ السلام کو صحرا نوردی کے دوران خدا نے حکم دیا کہ چٹان سے کہو کہ وہ پانی دے لیکن موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور دوبارہ چٹان پر لاٹھی ماری کثرت سے پانی بہہ نکلا اس پر خدا موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام دونوں بھائیوں سے ناراض ہوا اور انہیں بتایا کہ وہ بطور سزا قوم کے ساتھ فلسطین یعنی وعدہ کی سرزمین میں نہیں پہنچ پائیں گے بلکہ راستہ میں ہی وفات پا جائیں گے۔ (گنتی 1:20 تا 13)

ہارون علیہ السلام نے سونے کا بت بچھڑے کی شکل میں بنا کر اس کی پوجا پاٹ کرائی اور شرک جیسے گھناؤنے جرم کے مرتکب ہوئے۔ (خروج 1:32 تا 6)

ہوسیع نبی نے خدا کے حکم سے ایک بدکار عورت کو بیوی بنا کر بدکاری کی اور اولاد پیدا کی۔ (ہوسیع' باب نمبر 1 مکمل)

سیمون نبی نے ایک (بدکار) عورت کے پاس آدھی رات گزاری پھر اسے دلیلہ (دلائلہ) نامی عورت سے عشق ہوگیا جس سے خداوند اس سے الگ ہوگیا اور وہ معشوقہ سیمون نبی کی ہلاکت کا سبب بنی۔ (قضاۃ' باب نمبر 16 مکمل)

داؤد علیہ السلام بربط نواز (موسیقار) تھے۔ (نمبر 1 سموئیل 14:16 تا 23)

داؤد علیہ السلام نے بت پرست بادشاہ کے ڈر سے اپنے آپ کو دیوانہ سا بنا لیا وہ اس طرح کہ پھاٹک کے کواڑوں

باقی صفحہ 39 پر

بزم اطفال

عرفی چاچو

سب سے افضل واعلیٰ انسان محمد ﷺ

پیارے بچو! جس طرح ہمارے نبی ﷺ سارے نبیوں اور رسولوں سے افضل ہیں' اسی طرح آپ ﷺ کی امت کا مقام بھی ساری امتوں سے اونچا ہے۔

ننھے ساتھیو! حرمت رسول ﷺ کا تحفظ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ڈنمارک اور دیگر یورپی ممالک میں ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کے (نعوذ باللہ) توہین آمیز خاکے شائع کیے گئے۔ اس مذموم فعل سے جہاں امت مسلمہ کے ہر فرد کا سینہ چھلنی ہے' وہاں ننھے ساتھیوں میں بھی غم وغصے کا اظہار دیکھنے میں آیا۔

پیارے بچو! اب ہمیں اپنے سکولز' مدارس اور گلی محلے

کے سب بچوں کو سیرت رسول ﷺ پر عمل کی دعوت دینی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ سے ہماری محبت کا یہی حقیقی تقاضہ ہے کیونکہ انسان کو جب کسی سے جس قدر زیادہ محبت ہوگی' اتنا ہی زیادہ اس کا کہا مانے گا اور اس کی باتوں پر عمل کرے گا۔ چونکہ ہم مسلمانوں کو سب سے بڑھ کر نبی اکرم ﷺ کی ذات پاک سے پیار اور عقیدت ہے لہٰذا ہمیں چاہیے کہ آپ ﷺ کی ہر بات اور سنت پر عمل کریں اور آپ ﷺ کا ہر حکم مانیں۔ ہمارا ہر قدم اسلام کی سربلندی کے لئے اٹھنا چاہئے' ہمیں ہر وقت حضور ﷺ کی سیرت کو پیش نظر رکھنا چاہیے تاکہ ہمارے دلوں میں آپ ﷺ کی محبت کا چراغ روشن رہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی محبت دل میں بسانے اور اپنا ہر کام آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق کرنے کی توفیق دے۔ آمین

(حافظ عبدالودود عاصم' لاہور)

صلاح الدین ایوبی کا خطاب

"قرآن کا حکم بڑا واضح ہے کہ کفار کو دوست مت سمجھو ان کی باتوں میں نہ آؤ۔ ان کے دل ہمارے خلاف کدورتوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ہماری قوم نے ہمیشہ ایسے سربراہوں کے ہاتھوں دھوکہ کھایا ہے جن کے ہاتھ میں قرآن اور دل میں صلیب ہے۔ یہ لوگ اذان کی آواز پر خاموش ہوجاتے ہیں مگر ان کے دلوں میں گرجوں کے گھنٹے بجتے ہیں۔"

فلسطین خون سے لال ہوتا رہے گا۔ ہمارا قبلۂ اوّل اُمت رسول اللہ ﷺ کو پکارتا رہے گا اور اس کی پکار کو کوئی مسلمان نہیں سنے گا۔ اگر کوئی فلسطین کی سرزمین کو آزاد کرانے اٹھے گا تو وہ کوئی ہم جیسا دیوانہ ہوگا۔ ہمارے مرنے کے بعد یہ طوفان پھر اٹھے گا۔ پھر ایک اور صلاح الدین ایوبی ایک اور نورالدین زنگی پیدا ہوگا۔ (بحوالہ: داستان ایمان فروشوں کی)

(انتخاب: ام مصعب' چوبرجی لاہور)

اللہ کی مدد

فاتح سوڈان سیدنا عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ اپنے جہادی لشکر کے ساتھ ایک لق ودق صحرا میں سے گزر رہے تھے کہ لشکر کے پاس پانی کا ذخیرہ ختم ہوگیا۔ دور دور تک پانی یا کسی آبادی کا نام ونشان تک نہ تھا۔ لوگ پانی کی تلاش میں اِدھر اُدھر بہت دوڑے لیکن ناکام واپس آئے۔

اس وقت سیدنا عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ نے دو رکعت نماز پڑھ کر ایک طویل دعا کی۔ اللہ کی مدد اسی وقت نازل ہوئی۔ سیدنا عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ کے گھوڑے نے اپنے سم سے زمین کو کریدنا شروع کر دیا۔ جب تھوڑی سی ریت ہٹ گئی تو ایک بڑا پتھر دکھائی دیا۔ سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے اس پتھر کو ہٹایا گیا تو اس کے نیچے سے ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا ایک چشمہ نکل آیا۔ عقبہ رضی اللہ عنہ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور بلند آواز سے پکارنے لگے" اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے پانی بھیج دیا۔"

(شاہد بشیر' ڈسکہ)

جنت میں لے جانے والے اعمال

جب بات کرو تو جھوٹ نہ بولو...... جب وعدہ کرو تو اس کے خلاف نہ کرو...... جب کوئی امانت رکھے تو خیانت نہ کرو...... اپنی نگاہوں کو ہمیشہ نیچا رکھو...... اپنے ہاتھ پاؤں وغیرہ کو حرام سے بچائے رکھو...... تو اپنے رب کی جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہوجاؤ گے۔

(رقیہ بانو' ثمینہ یاسمین' لیہ)

شہید کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں چھ انعام ہیں

1- شہید ہوتے ہی اس کے سارے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔

2- جنت میں اسے اس کا مقام دکھا دیا جاتا ہے۔

3- عذاب قبر سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔

4- قیامت کے دن اسے بڑی گھبراہٹ سے محفوظ رکھا جائے گا۔

5- اس کے سر پر عزت کا ایسا تاج رکھا جائے گا جس میں لگا ہوا ایک یاقوت دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے زیادہ قیمتی ہوگا۔

6- جنت میں موٹی آنکھوں والی 72 حوروں سے اس کا نکاح کیا جائے گا اور وہ اپنے ستر (70) عزیز واقارب کی سفارش کر سکے گا۔ (نسائی للالبانی۔ 1358/2)

(انتخاب: عابد علی' واہ کینٹ)

فکر آخرت

ایک بار حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اپنے عم زاد خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کے ساتھ سفر پر نکلے۔ سب نے سامان اور خیمے وغیرہ پہلے سے آگے بھجوا دیئے تھے۔ منزل پر پہنچے تو ہر شخص اپنے خیمے میں چلا گیا۔ اتفاق سے حضرت عمر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خیمہ پہلے سے نہیں بھیجا تھا۔ خلیفہ نے حضرت عمر رحمۃ اللہ علیہ کو اِدھر اُدھر تلاش کیا مگر وہ کہیں نظر نہ آئے چنانچہ انہیں تلاش کرنے کا حکم صادر ہوا۔ ڈھونڈنے پر دیکھا کہ وہ ایک درخت کے نیچے بیٹھے رو رہے ہیں۔ خلیفہ کو اطلاع دی گئی۔ انہوں نے

بلا کر آپ سے پوچھا: "ابن عم! روکیوں رہے ہو؟" حضرت عمرؓ نے فرمایا: "امیر المومنین مجھے قیامت کا دن یاد آ گیا۔ دیکھئے میں نے گھر سے کوئی چیز نہیں بھیجی تھی۔ مجھے یہاں بھی کچھ نہیں ملا۔ اسی طرح روز قیامت بھی جس نے جو چیز آگے بھیجی ہوگی وہی اسے ملے گی۔"

(راشدہ نسیم محمد الدین نارووال)

ہے نا عجیب

1- صرف زمینڈک ہی تر سکتے ہیں۔
2- مکڑی کا جال صرف مکڑا بناتا ہے۔
3- صرف زلال بیگ (کاکروچ) ہی اڑ سکتے ہیں۔
4- مچھر کے بائیس دانت ہوتے ہیں۔
5- پرندوں میں سب سے زیادہ عمر گدھ کی ہوتی ہے۔

(محمد ابتکار فاروق صدیقی، مستر اللہ وسایا، دولہ آنہ)

مسکراہٹ

ایک شخص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دربان کے پاس آیا اور کہا "امیر کو پیغام دو کہ دروازے پر تمہارا حقیقی بھائی آیا ہے" دربان نے جا کر پیغام دیا تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میں اس کو نہیں جانتا اچھا اسے اجازت دے دو"

جب وہ اندر آیا تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا "تو میرا کون سا بھائی ہے؟"

اس نے کہا "آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام کا بیٹا"

آپ رضی اللہ عنہ نے غلام سے فرمایا "اسے ایک درہم دے دو"

اس نے کہا "آپ اپنے برادر حقیقی کو ایک درہم دیتے ہیں۔"

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "چپکے سے درہم لے کر چلے جاؤ۔ اگر دوسرے بھائیوں کو خبر ہو گئی تو تمہیں یہ ایک درہم بھی حصے میں نہ آئے گا۔" (ماخوذ: مخزن اخلاق)

(مدیحہ داؤد، بادامی باغ)

آپ کی رائے..؟

پیارے بچو اور بہن بھائیو!

☆ ذہن ساز انعامی کوئز کے سلسلہ میں تمام پوزیشن ہولڈرز کو انعامات بذریعہ رجسٹری بھیج دیئے گئے ہیں۔ امید ہے سب کو انعامات مل چکے ہوں گے۔

☆ یہ بتایئے بزم اطفال کا سلسلہ آپ کو کیسا لگ رہا ہے کیا یہ سلسلہ جاری رہنا چاہیے؟ اگر ایسی بات ہے تو اپنی رائے سے ہمیں ضرور آگاہ کریں۔

☆ اب آپ کے لئے ایک خوشخبری

بزم اطفال کو مزید بہتر با مقصد اور خوبصورت بنانے کے لئے ہمیں اپنی تجاویز ارسال کریں۔ بہترین تجاویز ارسال کرنے والے کو ہر ماہ انعام دیا جائے گا۔

چراغ

☆ ...... آخرت اندھیرا ہے...... اس کا چراغ نیک اعمال ہیں۔
☆ ...... دنیا کی محبت اندھیرا ہے...... اس کا چراغ تقویٰ ہے۔
☆ ...... گناہ اندھیرا ہے...... اس کا چراغ توبہ ہے۔
☆ ...... قبر اندھیرا ہے...... اس کا چراغ کلمہ طیبہ ہے۔

(راشدہ احسان اللہ جہانیاں)

گذشتہ ماہ کے درست جوابات

1- حکم تکوینی یہ ہے کہ جس میں انسان کے ارادے کا کوئی دخل نہیں مثلاً بیماری آ جانا پیدائش وغیرہ

2- حکم تشریعی وہ ہے جس کی اطاعت کے لئے اللہ نے شریعتیں نازل کی ہیں۔

3- مکمل جملہ: "شریعت کے احکام بنانے کا اختیار انسانوں کو حاصل نہیں ہوتا۔"

4- مکمل جملہ: "اللہ کی نازل کردہ شریعتوں اور انبیاء و رسل نے ہمیشہ یہ وضاحت کی کہ حاکمیت یعنی فرمانروائی کا حق صرف رب العالمین کا ہے۔"

5- "قرآن مجید یہودیوں کی چھوٹی سی اقلیت کو چھوڑ کر باقی یہودیو"...... یہ جملہ مجلۃ الدعوۃ کے صفحہ نمبر 29 پر ہے اور مضمون نگار کا نام ہے۔" (طارق مجید (د) کموڈور)

بذریعہ قرعہ اندازی انعام یافتگان

1- ایمن سعیدہ، مریم، سارہ، عائشہ، بصیرت، عفیفہ، بھلوال ضلع سرگودھا

2- حافظ محمد عاصم وہلہ، تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان

3- اخت ابی مرصد شہید، تحصیل فورٹ عباس ضلع بہاولنگر

خطوط بھیجنے والے دیگر قارئین

محمد زبیر ستار، چشتیاں۔ ارم قریشی، قصور۔ ثمینہ ظفر، پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین۔ اخت ابو عبدالرحمٰن، ضلع سرگودھا۔ اخت ابوحذیفہ، اوکاڑہ۔ شازیہ خان، ملتان۔ سمیرا عزیز، شیخوپورہ۔ منیبہ مختار، طیبہ مختار، تحصیل سانگلہ ضلع ننکانہ۔ عنایت اللہ بن حاجی بشیر، بھلوال۔ ابوحیدر عطاء الرحمٰن، منڈیالہ باغوالہ۔ طوبیٰ رافعہ بنت عبدالرحمٰن الداخل، مرکز طیبہ مریدکے۔ سعدیہ عتیق، صفدر آباد۔ حافظ عبدالرشید، چنیوٹ۔ مریم ارشد، چشتیاں۔ لائبہ ظفر بٹ، منڈی بہاؤالدین۔ ساجدہ اسماعیل، اوکاڑہ۔ حبیب الرحمٰن ثانی، گوجرانوالہ۔ عشرت الیاس، بھمبھ کلاں قصور۔ فرحان یٰسین، پسرور۔ عبدالقدوس، چونیاں۔ مدیحہ داؤد، لاہور۔ اخت عبدالواجد، گجرات۔ جویریہ داؤد، لاہور۔ اشتیاق احمد، چک نمبر 203 فیصل آباد۔ حافظ طاہر ممتاز، سرگودھا۔ مدیحہ انجم، پسرور۔ محمد عدنان طلحہ، پشاور۔ صائمہ، لدھیوالہ چیمہ۔ اخت ابو عبدالرحمٰن مدثر، سرگودھا۔ افشاں اسلم، مریدکے۔ عظمیٰ رفیع، لاہور۔ تسنیم کوثر، سعدیہ نور، ثمینہ یاسمین، لیہ۔ ابوحیدر عطاء الرحمٰن حیدر، جنڈیالہ باغوالہ۔ ابوعبیدہ محمد عارف یوسف، کراچی۔ بنت منیر احمد، لیہ۔ فوزیہ گلزار، حویلی بہادر شاہ۔ نجمہ پروین، اسلام آباد۔ محمد معاذ، اسلام آباد۔ راشدہ احسان اللہ، جہانیاں۔ مغیرہ طاہر شیخ، شاہکوٹ نو۔ محمد عادل فاروق، تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد۔ حافظ عمر حیات، چنیوٹ۔

ذہن ساز انعامی کوئز

1- توحید کے کوئی سے دو فوائد بیان کریں۔

2- "توحید سے دوری شخصیت پرستی کو جنم دیتی ہے۔" چند لائنوں میں وضاحت کریں۔

3- "کائنات میں اگر...... مان لئے جائیں تو کبھی نظام نہیں چل سکتا۔" جملہ مکمل کریں۔

4- "حقیقت یہ ہے کہ حاکمیت یعنی...... کا حق اللہ کے سوا کسی کو سونپا...... اور...... ہے" جملہ مکمل کریں۔

5- "ایریل شیرون کے 5 سالہ دور اقتدار میں 4 ہزار سے زائد فلسطینیوں کو شہید کیا گیا۔" یہ جملہ مجلۃ الدعوۃ کے کس صفحہ پر ہے۔ نیز مضمون نگار کا نام لکھیں۔

نوٹ: پہلے چار سوال امیر محترم پروفیسر حافظ محمد سعید حفظ اللہ تعالیٰ کی کتاب عقیدہ و منہج سے لئے گئے ہیں۔

بتعاون
دارالاندلس
اسلام کی نشر و اشاعت کا عالمی مرکز۔ فون 042 7230549

دو قطرے... دو نشان

رحمت للعالمین ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کو دو قطرے پسند ہیں...... ایک وہ آنسو کا قطرہ جو رات کی تنہائی میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے آنکھ سے بہہ نکلے اور دوسرا خون کا وہ قطرہ جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے وقت زمین پر گرے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کو دو نشان بہت پسند ہیں۔ ایک وہ نشان جو اللہ کی راہ میں سفر کرنے والے انسان کے کپڑوں پر دھول وغیرہ کی شکل میں پڑ جائے اور دوسرا وہ نشان جو اللہ کی عبادت کرتے کرتے پیشانی، گھٹنوں یا پاؤں پر پڑ جائیں۔

(عذرا بلوچ، بونگہ بلوچاں منچن آباد)

روشنی کی باتیں

☆...... جب رشوت دروازوں سے داخل ہوتی ہے تو امانت کھڑکی کی راہ سے نکل جاتی ہے۔

☆...... جو لوگ زندگی کو مقدس فرض سمجھ کر بسر کرتے ہیں، وہ کبھی ناکام نہیں ہوتے۔

☆...... علم دل کو اس طرح زندہ کرتا ہے جیسے کہ بارش خشک زمین کو۔

☆...... گناہ کسی نہ کسی صورت دل کو بے چین رکھتا ہے۔

☆...... وفا کے پھول برساتے رہو تاکہ تمہیں کوئی نفرت کے شعلوں میں نہ جلا سکے۔

(مرسلہ: راشدہ احسان اللہ، چک نمبر 106/10/R جہانیاں)

کچھ باتیں کہنے اور سننے کی

☆...... زندگی میں اچھے کام کرو۔ موت کے بعد یاد رکھے جاؤ گے۔

☆...... عظیم انسان وہ ہے جس کے عزائم جلیل مگر خواہشات قلیل ہوں۔

☆...... سیکھو! حوصلہ اس ستارے سے جو گرتے ہوئے بھی شان سے چمکتا ہے۔

☆...... رزق بندے کو اس طرح ڈھونڈتا ہے جیسے موت انسان کو ڈھونڈتی ہے۔

(سنیہا سسٹرز، کراچی)

اخلاق و کردار

انسان کی پہچان، اس کی خوبصورتی یا بدصورتی سے نہیں بلکہ اس کے کردار سے ہوتی ہے۔

دل میں اترنے کے لئے سیڑھیوں کی نہیں بلکہ اچھے اخلاق کی ضرورت ہوتی ہے۔

زندگی کی تصویر آپ خود نہیں بناتے بلکہ آپ کا اخلاق و کردار بناتا ہے۔

ہر مشکل دراصل انسان کے کردار کا امتحان ہوتی ہے۔

انسان کے کردار اور اخلاق کی صحیح پہچان اس کے غصے کے وقت ہوتی ہے۔

(ظفر احمد معاویہ، عذرا بلوچ، بونگہ بلوچاں منچن آباد)

عظیم باتیں

☆...... تین چیزیں نکل کر واپس نہیں آتیں، تیر کمان سے...... روح جسم سے...... بات زبان سے۔

☆...... تین چیزیں زندگی میں صرف ایک بار ملتی ہیں۔ جوانی...... حسن...... والدین

☆...... تین چیزوں کے لئے ہمیشہ تیار رہو۔ موت...... زوال...... غم یا تکلیف

☆...... تین چیزوں کو پاک رکھو...... جسم...... لباس...... خیال

(سعدیہ آصف، لاہور)

اقوال زریں

☆...... علم حاصل کرنے کے لئے مطالعہ اتنا ہی ضروری ہے جتنا پھول کے لئے پانی۔

☆...... کسی سے ملو تو اس طرح ملو کہ دوسرا شخص دوبارہ ملنے کی خواہش کرے۔

☆...... جو شخص اپنے آپ کو دوسروں پر فضیلت دے، وہ متکبر ہے۔

☆...... خوبصورت ہونا اہم نہیں بلکہ اہم ہونا خوبصورت ہے۔

☆...... زندگی کی مصیبت ہلکی کرنا چاہتے ہو تو گناہ نہ کرو۔

(سمعیہ اخت ابوعثمان فدا شہید، لدھیوالہ چیمہ)

خوشبودار باتیں

☆...... اگر پنجرہ سونے کا ہو تو بھی آزادی کا بدل نہیں ہو سکتا۔ (مولانا محمد علی جوہرؒ)

☆...... عقل مند وہ ہے جو ہر کام میں درمیانی راہ اختیار کرے۔ (بو علی سینا)

☆...... آدمی کی قابلیت زبان کے نیچے پوشیدہ ہے۔ (علیؓ)

☆...... ظالم مظلوم کی دنیا بگاڑتا ہے اور اپنی آخرت۔ (عبدالقادر جیلانیؒ)

☆...... خاموشی کا نتیجہ سلامتی، تقویٰ کا ثمرہ عظمت اور خدمت کا صلہ سیادت و غلبہ ہے۔ (نظام الملک طوسی)

(مرسلہ: مغیرہ طاہر شیخ، شاہ کوٹ نو)

میرا پسندیدہ شعر

جہاں چوٹ کھانا وہیں مسکرانا
مگر اس ادا سے کہ رو دے زمانہ

(بنت حافظ احسان اللہ، جہانیاں)

وہ دن آنے کو ہے آزاد جب جموں کشمیر ہو گا
مبارک باد اس کو دے رہا سارا جہاں ہو گا

(تہمینہ اینڈ نازش بنت زین محمد خان آف منگلا ڈیم)

اے گردش دوراں ذرا تھم!
چھائے ہوئے ہیں امت مسلمہ پہ غم
ہماری جھولی ہے خالی اور آنکھ نم
ہو سکتا ہے کہ آ ہی جائے کوئی ابن قاسم

(بنت امین چیمہ، رحیم یار خان)

یہی تو ہیں یہ جانثار، وفا شعار، سرفروش
باطل سے ٹکرانے کی جو تاب رکھتے ہیں
آئے بہت سے زمانے میں رستم وسکندر
شہداء طیبہ سب سے منفرد شباب رکھتے ہیں

(محمد ناصر عبداللہ، موضع پرناواں بھائی پھیرو)

اپنا اخلاق رکھو مثل شجر بنا کر
جو تجھے مارے اسے شجر عطا کر

(کلثوم نذیر، میاں چنوں)

اے گلستان اندلس وہ دن ہیں یاد تجھ کو
تھا تیری ڈالیوں میں جب آشیاں ہمارا
اے موج دجلہ تو بھی پہچانتی ہے ہم کو
اب تلک ہے تیرا دریا افسانہ خواں ہمارا

(صائمہ، لدھیوالہ چیمہ)

وہ دن، وہ محفلیں، وہ شگفتہ مزاج لوگ
موج زمانہ لے گئی نہ جانے کہاں کہاں

(زرغونہ خان، ربیعہ خان، ثانیہ خان)

یہ قفس مجھ کو عزیز ہے کچھ جی تو لوں گا قرار سے
اب نہ لے چلو مجھے چمن میں، ڈرا ہوا ہوں بہار سے

(سمعیہ اخت سعید احمد شہیدؒ، لدھیوالہ چیمہ)

تھے ہمیں اک ترے معرکہ آراؤں میں
خشکیوں میں کبھی لڑتے کبھی دریاؤں میں
دیں آذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں
کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں

(عائکہ بنت انعام الحق)

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

(ابوذ والکفل، عارف والا)

"مار نہیں پیار" کے مثبت نتائج

اساتذہ کو سزائیں تعلیمی معیار تباہ

ایک مشاہداتی رپورٹ اور سروے

قوم اگر جسم ہے تو اساتذہ اس کی روح ہیں۔ جسم سے روح کا ناطہ ٹوٹ جائے تو جسم مردہ لاش بن جاتا ہے جس کی آخری منزل قبر ہوتی ہے۔ قوموں کی تعمیر و ترقی میں استاد بنیادی کردار ادا کرتا ہے لیکن جب سے ہماری حکومت اور محکمہ تعلیم نے تعلیمی میدان میں نت نئے تجربات کرنا شروع کئے ہیں' اس کا نتیجہ تعلیمی ابتری کی صورت میں قوم کے سامنے ہے۔ پہلے یہ پالیسی بنائی گئی کہ کوئی پڑھے یا نہ پڑھے' سب پاس ہوں گے۔ اس سے جہاں پڑھنے والے طلباء کا استحقاق مجروح ہوا' وہیں تعلیم کا معیار زبوں حالی کا شکار ہوا۔ اس کے بعد اب تعلیمی نصاب سے نظریۂ پاکستان اور اسلام کو کھرچ کر تمام صوبے کا ایک بورڈ بنا کر اسے آغا خان یونیورسٹی کو دینے کے منصوبوں پہ عملاً آغاز ہو چکا ہے۔ اس سے طلباء مسائل کا شکار ہوں گے۔ تعلیمی سیشن لیٹ ہوں گے۔ اب موجودہ نظام تعلیم کا جنازہ نکالنے کے لئے حکومت اور این جی اوز نے سکولز کے باہر بورڈ لگوا دیئے ہیں جس کا ماٹو ہے "مار نہیں پیار"۔ اس کے نیچے سیکرٹری تعلیم اور E D O کے فون نمبر درج ہیں جس کا مطلب یہی ہے کہ جو استاد بھی کسی طالبعلم کو مارے وہ فوراً ان نمبروں میں سے کسی ایک پر رابطہ کرے۔

اس وقت صورتحال یہ ہے کہ طلباء اپنا سبق یاد کریں یا نہ کریں لیکن انہیں یہ دونوں نمبر حفظ ہیں۔ اور آئے روز طلباء اپنے اساتذہ کو ان نمبروں کے استعمال کی دھمکیاں دیتے رہتے ہیں۔ لاہور کے ایک سکول میں ایک استاد اپنی کلاس میں طلباء کو

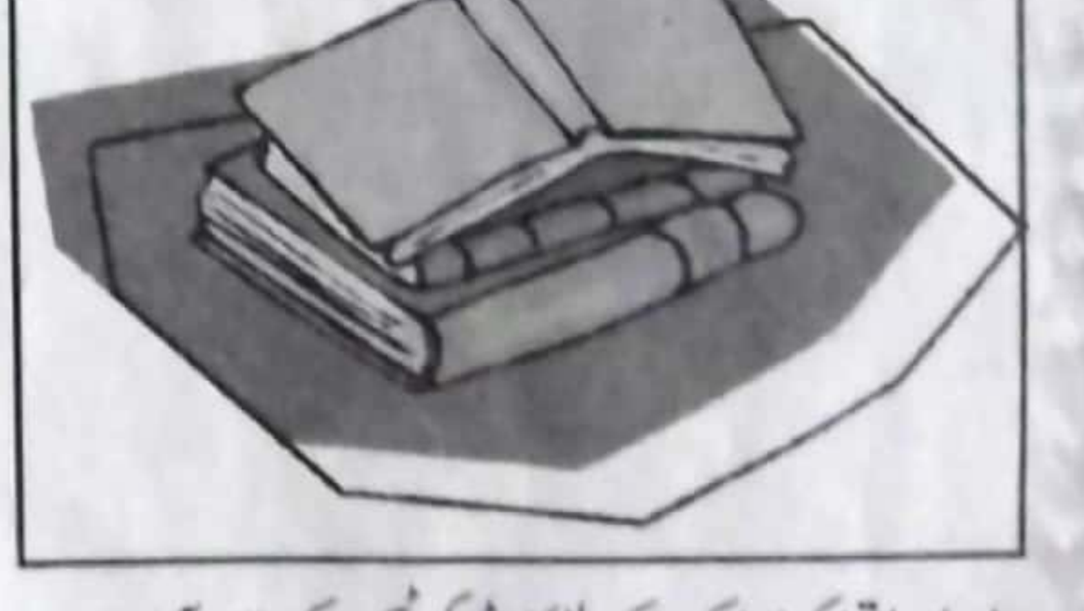

پڑھا رہا تھا کہ اچانک ایک لڑکا اٹھ کر ٹیچر کے پاس آیا۔ استاد سمجھا شاید طالب علم کچھ پوچھنا چاہتا ہے لیکن طالب علم نے روتے ہوئے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے لڑکے کی شکایت کی کہ سر اس نے مجھے Kiss کیا ہے۔ یہ سن کے ٹیچر کو غصہ آ گیا کہ لڑکے نے دوران سبق کیسی گھٹیا حرکت کر دی ہے۔ ایسے لڑکے کو ضرور سزا ملنی چاہئے۔ استاد نے الماری سے ڈنڈا نکالا اور اس کو قریب بلا کر اس بدتمیزی کی سزا دینا چاہی تو لڑکے نے اپنے فعل پہ نادم ہونے کی بجائے اپنے استاد کو دھمکی لگا دی۔ "جناب! آپ مجھے ماریں گے تو آپ کو ہی لینے کے دینے پڑ جائیں گے مجھے تو دونوں نمبر یاد ہیں۔ استاد کا یہ سن کر رنگ فق ہو گیا اور اس کا اٹھا ہوا ہاتھ نیچے ہو گیا۔ اب استاد صاحب شکایت لے کر ہیڈ ماسٹر صاحب کے پاس گئے تو وہ بھی تمام واقعہ سن کر غصے میں آ گئے اور فوراً اس لڑکے کو دفتر میں طلب کیا تاکہ اس لڑکے کے گھٹیا فعل کی اسے خود سزا دیں۔ لڑکے نے ادب و احترام کو ملحوظ خاطر رکھے بغیر ہیڈ ماسٹر صاحب کو وہی ٹکا سا جواب دیا جس نے ان کے غصے کو بھی کافور کر دیا۔ اسی طرح ایک اور سکول کے اساتذہ نے ہمیں بتایا کہ ایک کلاس میں استاد نے طالب علم کو ہوم ورک نہ کرنے پر سرزنش کرنا چاہی تو طالب علم نے دیدہ دلیری کے ساتھ اکڑتے ہوئے کہا" سر! مجھے دونوں نمبر اچھی طرح یاد ہیں۔ یہ سن کر استاد صاحب کے ماتھے پہ پسینہ آ گیا اور وہ

محمد قاسم حمدان

شرمسار ہو گئے جس پہ ساری کلاس کے طلباء نے ایک قہقہہ بلند کیا۔

ہم نے مار نہیں پیار کے اثرات کو دیکھتے ہوئے مجلّہ الدعوۃ کے لئے ایک سروے کا پروگرام بنایا' لاہور کے بڑے بڑے سکولوں میں جہاں طلباء کی تعداد 2000 سے لے کر آٹھ ہزار تک ہے' دورہ کیا۔

ہم ایک سکول کے اسٹاف روم میں جا کر بیٹھے تو اسی لمحے ایک استاد صاحب بے بسی کے آنسو بہاتے شکوہ و شکایت کرتے ہوئے اندر داخل ہوئے' وہ اپنے ہیڈ ماسٹر کو بتا رہے تھے کہ کل آٹھ طالب علم ٹیسٹ کی وجہ سے غائب تھے۔ آج وہ تو آ گئے' ان کی جگہ نو اور غائب ہیں۔ اب ہم تو ان سے پوچھ بھی نہیں سکتے کہ وہ کیوں حاضر نہیں ہوتے۔ اس کے بعد انہوں نے ہمیں دسمبر ٹیسٹ کا رزلٹ دکھایا۔ آٹھویں کلاس کے ایک سیکشن میں 34 طلباء میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا جس نے تمام مضامین پاس کئے ہوں۔ اسی طرح دسویں کلاس کے ایک سیکشن میں 60 طلباء میں سے صرف 4 طالب علم پاس ہوئے۔ رزلٹ کی صورتحال تقریباً تمام سرکاری سکولوں میں یکساں ہے۔ تعلیمی پالیسیاں بنانے والے احباب کو اس پہ سوچنا چاہئے۔ اس کے بعد ہم سنٹرل ماڈل ہائی سکول گئے تو وہاں پتہ چلا کہ یہاں استاد 'مار نہیں پیار' کی پالیسی کی بھینٹ چڑھے ہیں۔ ان میں سے ایک محمد حنیف صاحب ہیں' جب ہم ان کو ملنے ان کے کلاس روم میں گئے تو طلباء شور مچا رہے تھے اور وہ خاموش مجسمہ بنے بیٹھے تھے۔ ہمارے کلاس روم میں داخل ہونے پہ انہوں نے طلباء کے سامنے ہاتھ باندھ دیئے کہ اللہ کے لئے اب تو چپ کر جاؤ۔ محمد حنیف صاحب جو ششم کے انچارج ہیں' انہوں نے بتایا کہ ایک طالب علم جو بار بار شرارتیں کر رہا تھا' میں نے اسے دو تین بار پیار سے سمجھایا کہ وہ آرام سے بیٹھ کر اپنا سبق یاد کرے لیکن اسے میری کسی بات کا اثر نہ ہوا تو میں نے اسے ہلکی سی چپت رسید کر دی۔ میں نے اسے عام معمول کا واقعہ سمجھ کر بھلا دیا لیکن دو دن بعد پتہ چلا کہ میرے خلاف شکایت درج ہو گئی ہے۔ اس کا نتیجہ معطلی یا جبری ریٹائرمنٹ ہو سکتا ہے کیونکہ چند دن پہلے ہی ایک استاد عبدالرشید صاحب SST کو بچے کو تھپڑ مارنے کے جرم میں جبری ریٹائر کر دیا گیا تھا جنہیں پھر IEO نے بحال کیا۔ محمد حنیف صاحب نے بتایا کہ ہیڈ ماسٹر صاحب نے مجھ سے پوچھے بغیر ہی رپورٹ بھیجی جس کے نتیجے میں مجھے معطل کر دیا گیا۔ انکوائری آفیسر نے بچے کی والدہ جو اس کیس کی فریق تھی' اس سے اور بچے سے پوچھا کہ کیا بچے کو پیٹا گیا ہے اور انہوں نے فون کر کے اس کی شکایت کی ہے تو ماں بیٹے نے دونوں باتوں کا انکار کر دیا جس کے بعد محمد حنیف صاحب کو بحال کیا گیا۔ اسی طرح کا واقعہ باغبانپورہ میں پیش آیا جہاں ایک ٹیچر نے شور کرنے پہ ایک طالب علم کو تھپڑ مارا تو انہیں ایک ماہ تک معطل کر دیا گیا جس کے بعد اس ٹیچر نے وہاں سے تبادلہ کرا لیا۔ شمس الحق صاحب (مسئول شعبہ اساتذہ جماعۃ الدعوۃ لاہور) نے بتایا کہ ان کے دوست ٹیچر نے بتایا کہ اوکاڑہ میں ایک لیڈی ٹیچر نے ایک طالبہ کو سزا دی تو اس نے اپنی ٹیچر کے بال پکڑ کر اسے گھسیٹنے کی کوشش کی۔ اب تو طلباء نے اساتذہ کے بارے میں یہ نعرہ بنا رکھا ہے کہ

> میں بری سوسائٹی کا شکار ہونے والا تھا لیکن میرے بھائی کی پٹائی سے میں نے ان لڑکوں کو ملنے سے توبہ کر لی۔ عمیر

"مار نہیں پیار" ورنہ سکولوں باہر (ورنہ سکول سے باہر)

مار نہیں پیار کے حوالے سے چند ماہ قبل صوبائی وزیر (اور سابق ڈپٹی سپیکر) حسن اختر موکل نے مسلم ہائی سکول لوئر مال کا دورہ کیا اور ایک کلاس روم میں جا کر طلباء سے پوچھا کہ آپ کے اساتذہ آپ کو مارتے تو نہیں؟ طلباء نے یک زبان کہا' نہیں۔ اس کے بعد وزیر صاحب نے پوچھا کیا' اساتذہ آپ کو کام نہ کرنے اور نہ پڑھنے پہ ڈانٹتے بھی ہیں تو طلباء نے ہاں میں جواب دیا۔ اس پہ وزیر صاحب کہنے لگے' اللہ کا شکر ہے کہ ابھی اس سکول میں تعلیمی ماحول ہے۔ پھر انہوں نے طلباء کو بتایا کہ جب وہ اس سکول میں پڑھتے تھے تو استاد جب کسی طالب علم کو مولا بخش سے مارتا تو وہ سیدھا ہیڈ ماسٹر کے پاس پہنچ کر شکایت لگاتا۔ ہیڈ ماسٹر جی این بٹ صاحب پوچھتے' تمہیں استاد نے کتنے ڈنڈے مارے ہیں۔ اگر وہ کہتا کہ دس ڈنڈے مارے ہیں تو ہیڈ ماسٹر صاحب اپنے آفس میں اس لڑکے کو اپنے ہاتھ سے بارہ ڈنڈے مار کر کہتے کہ آئندہ تم نے اپنے ٹیچر کی شکایت نہیں لگانی۔ وہ تمہارے دشمن نہیں بلکہ تمہاری شخصیت کو نکھارنے والے معمار ہیں۔

قارئین محترم! اب ہم آپ کے سامنے اساتذہ اور طلباء کی 'مار نہیں پیار' کے بارے میں آراء رکھتے ہیں۔

عبدالرشید صاحب سائنس ٹیچر سرگودھا

ایک اچھے معاشرے کی تکمیل صرف درس و تدریس سے ہی نہیں کی جا سکتی۔ انسان کے اندر کے حیوان کو قابو رکھنے کے لئے کتاب کے ساتھ چھڑی بھی ضروری ہے۔ آج اگر حکومت سزا کا تصور ختم کرنا چاہتی ہے تو اس کا تجربہ ہر شعبہ زندگی میں کیا جائے۔ پولیس اور عدلیہ کو ختم کر دیا جائے اور لوگوں کو پیار سے سمجھایا جائے کہ برے کام نہیں کرنے' قتل و غارت غنڈہ گردی نہیں کرنی' ڈکیتی' چوری اور زنا نہیں کرنا۔ ہاں اگر کوئی کرے تو سزا نہیں صرف پیار سے سمجھایا جائے گا۔ نتیجہ 24 گھنٹے میں سامنے ہوگا۔ سزا پہ پابندی حکومت کا نہایت بھونڈا مذاق ہے۔ اس قسم کی احمقانہ پالیسیاں اس وقت بنائی جاتی ہیں جب کوئی سیدھا راستہ یا حل نہ ہو۔

محمد علی صاحب ٹیچر:

آج 'مار نہیں پیار' کا سلوگن اساتذہ کو دیا گیا ہے جس سے طلباء خود سر ہو گئے ہیں۔ کل طلباء کا مطالبہ ہوگا کہ ماں باپ پہ بھی پابندی لگائی جائے اور دو فون نمبر پولیس کے بھی طلباء کو یاد کروا دیئے جائیں تا کہ پولیس کو بلا کر ماں باپ کو سزا دینے پہ جیل کی راہ دکھائی جائے اور اس سے اگلے مرحلے میں طلباء ایسے ماحول کی ڈیمانڈ کریں گے جیسا کہ مغرب میں ہے کہ استاد پڑھا رہا ہو اور طالبعلم گرل فرینڈ کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف ہو۔

محمد فاروق اکبر۔ PTC ٹیچر

اسلام کا بنیادی ڈھانچہ سزا و جزا کا درس دیتا ہے۔ سزا نہ دینا بچے کو علم سے دور اور غلط اقدار کی طرف شہہ دینا ہے۔ کسی معاشرہ کی بنیاد کمزور کرنے اور اس کے وجود کو تباہ کرنے کے لئے اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں کہ اس کے تعلیمی نظام کو تباہ کر دیا جائے' اس کیلئے طلباء کو بے مہار چھوڑ دیا جائے۔

محمد سعید اصغر۔ طالبعلم

پیار سے ہر کسی کی عادت بگڑ جاتی ہے اور پھر وہ اصولوں کی خلاف ورزی شروع کر دیتا ہے۔ اساتذہ کی عزت بھی نہیں کرتا۔ سزا کے ہونے سے طالب علم کو اپنے متعلق خود احساس ہوتا ہے کہ اسے کام نہ کرنے پہ کیا سزا مل سکتی ہے۔ مار کی وجہ سے سکول کی تمام کلاسز کا رزلٹ پیار کی نسبت بہتر تھا۔ لہٰذا مار پیار کا لازمی جزو ہے۔

محمد طاہر۔ طالب علم

مار سے بے خوف طلباء نے آوارہ گردی شروع کر دی ہے۔ طلباء استاد کی موجودگی میں اجازت کے بغیر کلاس سے باہر چلے جاتے ہیں۔ اب نتیجہ کا معیار بہت نیچے گر گیا ہے۔ یہی رزلٹ مار کی بدولت 100% ہوتا تھا۔

> میں یہ کہوں گی کہ بچوں کی پٹائی شروع کی عمر تک محدود ہونی چاہیے میں بچوں کو مارنے کے حق میں نہیں لیکن بعض اوقات ایسا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اقراء پراچہ کینیڈا

حیدر علی کاظمی صاحب EST سرگودھا' اقبال باجوہ صاحب ٹیچرز

مار انتہائی بہتر چیز ہے لیکن مار ایک حد تک ہونی چاہیے۔ سزا سے رزلٹ ہمیشہ اچھا ہوتا ہے۔ بچوں کو آزاد چھوڑنا سراسر غلط ہے۔ اس سے بچوں کا مستقبل تباہ ہو کر رہ جاتا ہے۔

محمد احسن صاحب ٹیچر:

گورنمنٹ کی اہم پوسٹوں پہ متوسط اور نچلے طبقہ کے لوگ اپنی تعلیمی قابلیت کی بنیاد پہ چھا رہے تھے۔ انہیں روکنے کا طریقہ یہی ہے کہ سرکاری سکولوں میں سزا پہ پابندی لگا دو تا کہ طلباء نہ پڑھیں اور نہ ہی آگے آئیں۔

ابو حماد۔ مسلم ہائی سکول نمبر 2

آج کی نام نہاد "روشن خیال" اور اعتدال پسند حکومت کے ذمہ داران نے نئی نسل کی اصلاح کے لئے تعلیمی اداروں کو جو نئی پالیسی دی ہے کہ "مار نہیں پیار" یہ نعرہ خلاف فطرت اور خلاف شرع ہے۔ بحیثیت مسلمان ہم رب العالمین اور رحمۃ للعالمین کی اطاعت کے پابند ہیں۔ ہمارے رب نے جزا اور سزا کا تصور دیا ہے اور نبی کریم ﷺ نے بھی سزا اور حدود کے بارے میں رہنمائی فرمائی ہے۔ لہٰذا اس موجودہ نعرہ کا منطقی اثر یہ ہوا ہے کہ طلباء بے لگام ہوتے نظر آ رہے ہیں۔ پہلے یہ صورتحال صرف کالجز میں تھی۔ اب سکولوں میں بھی یہ کیفیت ہے کہ طلباء کا لیٹ آنا' کلاسز میں بے توجہی' ٹیسٹ سے بے خوف' ڈسپلن کی خلاف ورزی' رزلٹ سے غافل اور مستقبل سے بے پرواہیں اور اپنے حقیقی روحانی والدین کے احترام کو چھوڑتے جا رہے ہیں۔ اللہ ہمارے حکمرانوں کو سمجھ عطا فرمائے۔ آمین

ابو احمد۔ مسلم ہائی سکول نمبر 2

نام نہاد پیار سے معاشرے میں خصوصاً طلباء میں منفی رجحان پیدا ہوا ہے۔ بچے اپنے اساتذہ کی بالکل پرواہ نہیں کرتے۔ اسمبلی ہو رہی ہے یا کلاس میں پڑھایا جا رہا ہے' اساتذہ سے طلبہ بالکل تعاون نہیں کرتے۔ ہوم ورک نہیں کرتے اور وقت پر سکول نہیں آتے۔ بلکہ بعض طلبہ تو اساتذہ سے بدتمیزی والا رویہ اپناتے ہیں۔

ابو فرخ سائنس ٹیچر

سزا انسان کو اچھا بننے پر مجبور کرتی ہے۔ سزا سے بچہ برے کاموں سے بچتا ہے اور اچھے کاموں کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اگر سزا نہ دی جائے تو بچے برائی کی طرف جلد مائل ہو جائیں گے۔ لہٰذا بچے کی بہتر تربیت کیلئے سزا ناگزیر ہے۔ اس کے بغیر تعلیم کا معیار گرتا جائے گا اور ایک وقت وہ آئے گا جب بچے تعلیم حاصل کرنا ہی چھوڑ دیں گے۔

محمد رجب علی اعوان

Reformative اور Preventive سزا میں کوئی حرج نہیں۔ اول الذکر کا تعلق ایسی سزا سے ہے جس کا مقصد ہے کہ بچہ وہی غلطی دوبارہ نہ کرے اور موخر الذکر کا تعلق اس بات سے ہے کہ بچے کی اصلاح کی جائے۔ یہ دونوں سزائیں ہر لحاظ سے جائز ہیں لیکن اگر سزا Retributive ہو یعنی انتقام کا جذبہ رکھتی ہو تو یقینی بات ہے کہ ایسی سزا ہرگز نہیں ہونی چاہیے۔

رفاقت علی ٹیچر

سب طلباء چونکہ اپنے اچھے برے کی سوچ develop

نہیں کرتے' والدین اور اساتذہ انہیں صراط مستقیم پر لانے کے لئے اگر سزا دیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ رہی گورنمنٹ کے سلوگن کی بات تو گورنمنٹ تعلیم صرف کاغذوں میں لانا چاہتی ہے۔ Publically گورنمنٹ عوام سے دھوکہ کرتی ہے' افسران بالا کی سوچ اپنی اولاد کے لئے اور غریب عوام کیلئے ایک جیسی نہیں۔

شاہد خلیل' سلمان احمد۔ ٹیچرز

گورنمنٹ کے سلوگن کے مطابق ''مار نہیں پیار'' اسلام کے منافی ہے کیونکہ جس طرح خیر اور شر کی تلاش کو اسلام میں پیش کیا گیا ہے' اسی طرح سزا و جزا کا نظریہ بھی اسلام نے پیش کیا ہے۔ اس لئے اس کا ہونا نہایت ضروری ہے۔

نجم الدین صاحب SST

حکومت کی طرف سے سکولوں کے باہر جو بورڈز آویزاں ہیں جن پہ ''مار نہیں پیار'' تحریر کیا گیا ہے' وہ میری

تصور سے بچے احترام کرنا چھوڑ گئے ہیں اور پڑھائی میں دلچسپی لینا کم ہو گئے ہیں۔ حکومت کو نظر ثانی کرنی چاہئے۔

شاہد متین صاحب ٹیچر

اللہ تعالیٰ نے بھی جزا اور سزا کا عمل رکھا ہے اور انسان کو بتایا گیا ہے کہ اگر وہ برے کام کرے گا تو اسے سزا دی جائے گی اور اگر اچھے کام کرے گا تو جنت میں داخل ہوگا۔ سزا کی وجہ سے انسان کے اندر خوف ہوتا ہے اور وہ نیک کام کرتا ہے۔ یہی حال ایک کلاس روم کا ہے۔ اگر بچے کو خوف نہیں ہوگا تو وہ کام نہیں کرے گا اور کلاس کا نظم وضبط بھی خراب کرے گا جس کے نتیجے میں وہ آہستہ آہستہ تعلیم سے دور ہوتا جائے گا اور اس کا مستقبل ختم ہو جائے گا۔

ابو محمد۔ ٹیچر

صرف تعلیمی میدان میں ہی نہیں بلکہ ہر شعبہ زندگی میں سزا کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ الغرض طلباء پہ اس کے

> **ہیڈ ماسٹر نے میرے پوچھے بغیر ہی رپورٹ محکمہ تعلیم کو بھیج دی کہ اس نے طالب علم کو سزا (ہلکی سی چپت لگا) دی۔ اس پر مجھے معطل کروا دیا گیا۔ ماسٹر محمد حنیف**

رائے میں مناسب نہیں ہے کیونکہ سزا اور جزاء کا تصور تو کائنات کے وجود میں آنے سے ہی مقرر ہو چکا ہے۔ ہماری شریعت میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ اپنے بچے کو نماز کی طرف لاؤ۔ پیار سے اور سختی سے بھی کیونکہ 10 سال بعد اگر بچہ نماز کی طرف راغب نہیں ہوتا تو اسے سزا یعنی سختی سے راغب کرو۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ پیار کے ساتھ سزا بھی لازمی ہو۔ یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں اگر ان میں سے کسی ایک کو علیحدہ کر دیں تو بچے کی بہتری ناممکن ہے۔

کلیم صدیقی E.S.T

اللہ تعالیٰ نے جزا و سزا کا تصور پیش کیا ہے۔ اگر کسی انسان کو اللہ کا خوف نہ ہو تو وہ شتر بے مہار کی طرح طوفان بدتمیزی مچاتا رہے گا۔ ہر طرح کی برائی اس میں موجود ہوگی۔ وہ دین سے دور ہوگا۔ ہماری گورنمنٹ نے ''مار نہیں پیار'' کا جو تصور دیا ہے' یہ بچوں کے لئے نہایت ہی مضر ہے۔ کم عقل معصوم بچوں کو راہ راست پر لانا ماں باپ اور اساتذہ کا فرض ہے۔ یورپ کا نظریہ کہ ماں باپ اپنے بچوں کو پوچھ نہیں سکتے' اگر بچوں کو تنبیہ کریں تو وہ مجرم گردانے جاتے ہیں' یہ نظریہ سراسر غلط ہے۔

کسی استاد کو بچے سے دشمنی نہیں ہوتی بلکہ بچے کی اصلاح کرنا وہ اپنا فرض منصبی سمجھتا ہے۔ بچے کی اصلاح کے لئے استاد اور ماں باپ کا ڈر ضرور ہونا چاہئے۔ ''مار نہیں پیار'' کے

بہت برے اثرات مرتب ہو چکے ہیں۔ اس کی وجہ سے طلباء اپنا ہوم ورک بھی نہیں کرتے اور اس سے اساتذہ کی عزت نفس مجروح ہو چکی ہے۔ وہ محکمے کے سامنے صحیح طریق سے نتائج بھی نہیں پیش کر سکتے المختصر آج کا استاد بہت بے بس اور مجبور ہے۔

محمد صدیق SST

> **اوکاڑہ میں ایک لیڈی ٹیچر نے ایک طالبہ کو سزا دی تو اس نے اپنی ٹیچر کے بال پکڑ کر اسے گھسیٹنے کی کوشش کی اب تو طلبہ یہ نعرہ لگاتے ہیں۔ مار نہیں پیار و گرنہ سکولوں باہر**

میں سمجھتا ہوں کہ طلباء کو بالکل فری کرنا یعنی جزا وسزا کا عمل نہ ہونا طلباء کے مفاد میں نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اعمال کی بنیاد پر جنت دوزخ کا قیام کیا ہے۔ گورنمنٹ سکولوں میں زیادہ تر غریب والدین کے بچے زیر تعلیم ہیں یہ چیز مشاہدے میں آئی کہ سزا اور خوف کا عمل ختم ہونے سے بچے گھر کا کام (ہوم ورک) نہیں کرتے اور نہ ہی سبق یاد کرتے ہیں یعنی 92% طلباء گھر جا کر کتابوں کو کھولنا گوارا نہیں کرتے۔

والدین ان کی خوراک کے لئے محنت و مزدوری میں مصروف رہتے ہیں۔ وہ اپنے بچوں کی تعلیم کی طرف توجہ نہیں دے

> **اکثر سکولز میں گستاخانہ رویہ سامنے آ رہا ہے اور اس پالیسی کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت یہ ہے کہ ایک سکول میں ہم نے خود مشاہدہ کیا کہ 60 طلباء میں سے صرف 4 چار طالب علم ہی پاس تھے اور رزلٹ کی یہ صورتحال تمام سرکاری سکولوں میں ہے**

پاتے۔ سزا کے عمل کے نہ ہونے کا نقصان زیادہ تر غریب طلباء کو ہو رہا ہے۔

عبد الباسط

محکمہ تعلیم میں طلباء کو سزا دینے پر مکمل پابندی نسل نو کے ساتھ بہت بڑی غداری اور ناانصافی ہے کیونکہ سزا کے بغیر کوئی معاشرہ خصوصاً اسلامی معاشرہ اپنی اصل حقیقت اور ثمرات اجاگر نہیں کر سکتا لہٰذا اسلامی نقطہ نظر میں سزا اور جزا دونوں کا تصور موجود ہے کیونکہ پودے کو درست پروان چڑھانے کے لئے اس کی تراش خراش از حد ضروری ہے۔

ابو عبداللہ محمد حنیف

میں کھلم کھلا کہتا ہوں کہ یہ تصور جو محکمہ تعلیم نے دیا ہے کہ مار نہیں پیار' بالکل غلط ہے۔ لہٰذا بچوں کی ٹھیک اور درست تربیت کے لئے سزا کا ہونا لازمی بلکہ ضروری ہے۔ اگر حکومت اس پالیسی پہ کاربند رہنا چاہتی ہے تو پھر اسے یہ حق بھی نہیں پہنچتا کہ وہ اساتذہ سے اچھا رزلٹ مانگے۔ ایسی پالیسیوں سے پڑھا لکھا پنجاب کا خواب ادھورا ہی رہے گا۔

محمد نور الھدیٰ

اگر کسی غلطی پر استاد کچھ کہے گا تو وہ طالب علم فوراً سیکرٹری تعلیم کو فون کر کے استاد کی شکایت کرے گا جس پر استاد کے خلاف ''کارروائی'' ہوگی جبکہ غلطی کرنے والا طالب علم بڑے فخر سے سینہ پھلا کر اپنے استاد کی بے عزتی کا تماشا دیکھے گا اور وہ استاد آئندہ اپنے طلبہ کے سامنے سر نہیں اٹھا سکے گا۔ ایسے ہی رویوں سے دلبرداشتہ ہو کر استاد صاحبان تدریس کا عمل بھی چھوڑ سکتے ہیں جس سے نقصان معاشرے ہی کا ہوگا۔ معاشرے اور افراد معاشرہ کی درست خطوط پر رہنمائی نہ ہو سکے گی۔

احمد نسیم ڈوگر

مار نہیں پیار کا سرکاری نعرہ طلبہ کے مستقبل سے کھیلنے

کی ایک گھناؤنی سازش ہے۔ اس نعرے کو عملی جامہ پہنانے کے عمل کا ابھی آغاز ہے۔ اس سے ہونیوالے نقصانات کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر اسے ابھی سے لگام نہ دی گئی تو بہت تباہی ہوگی۔ بہت نقصان ہوگا۔

مدنظر رکھا جائے تو میرے خیال میں مار نہیں پیار کے نعرے کی کوئی وقعت نظر نہیں آتی مگر افسوس کی بات ہے کہ یہاں فقط اساتذہ ہی کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

طلبہ و طالبات وزڈم سکول

> **اگر حکومت ''مار نہیں پیار'' والی پالیسی پر ہی کاربند رہنا چاہتی ہے تو پھر اسے یہ حق بھی نہیں پہنچتا کہ وہ اساتذہ سے اچھا رزلٹ مانگے۔ ایسی پالیسیوں سے پڑھا لکھا پنجاب کا خواب ادھورا ہی رہے گا۔ ابوعبداللہ حنیف**

مظہر بیگ

حکمرانوں اور محکمہ تعلیم کی دو عملی ملاحظہ کیجئے کہ ایک طرف تو ''سلام ٹیچر ڈے'' منا کر معاشرے میں اساتذہ کی عزت اور وقار بڑھانے کی باتیں کی جاتی ہیں تو دوسری طرف ''مار نہیں پیار'' کے نعرے کی آڑ میں اسی عزت اور وقار کو ختم کرنے کی بھی سازشیں کی جا رہی ہیں۔ جب استاد ہی طلبہ کے رویوں سے مطمئن نہیں ہوگا تو وہ کیسے انہیں اچھی تعلیم دے سکے گا اور کیسے ان کی اچھی تربیت کر سکے گا۔

محمد قمر الھدیٰ

سزا کم سے کم ہو اور اس انداز سے ہو کہ بچے کے جسم پر کسی قسم کے تشدد کا نشان نہ پڑے لیکن معمولی سزا کی اجازت نہ دینا بھی طلبہ و اساتذہ دونوں ہی کے لئے خطرناک ہے۔ اور کیا شاگردوں کے سامنے سر جھکا کر چلنا ہی اساتذہ کا مقدر ٹھہرے گا ...... یہ اور ایسے بے شمار سوالات کا جواب استاد کس سے مانگیں کس کے سامنے اپنے بے وزن ہونے کا شکوہ کریں......؟

انعام شاہد

ہماری بدقسمتی ہے کہ پہلے وطن عزیز کے سائنسدانوں پر عرصہ حیات تنگ کیا گیا اور ایسا ماحول پیدا کیا گیا کہ کوئی مائی کا لعل حب الوطنی کے جذبے کے تحت آئندہ سائنسدان بننے کی کوشش نہ کرے اور اب مذکورہ نعرہ کی آڑ میں اساتذہ کو بھی یہ پیغام دیا جا رہا ہے کہ وہ بھی یا تو معلمی کے پیشے کو خیرباد کہہ دے یا پھر بے عزتی کے اس ماحول میں ہی جینے کا سلیقہ سوچے۔ ذرا فیصلہ تو کریں کہ جس ماحول میں انسان اپنی بے عزتی اور بے وقعتی محسوس کرے' ایسے ماحول میں کس طرح دلجمعی سے کام کرنے کو اس کا جی چاہے گا۔

محمد شاہد اقبال صاحب

ہمارے عقل کے اندھے حکمران اس امر سے شاید ناواقف ہیں کہ اگرچہ بچوں پر بے جا تشدد اور مار بلاشبہ قابل مذمت ہے مگر کسی قدر سرزنش کی اجازت تو اسلام بھی دیتا ہے' وہ سرزنش جس سے بچے کی عزت نفس مجروح نہ ہو۔ اگر اس امر کو

سزا اور جزاء زندگی کے دو دھارے ہیں۔ سزا کا مقصد طلبہ کو دہشت زدہ کرنا نہیں ہوتا بلکہ اس کے ذریعے سے طلبہ کی اصلاح مقصود ہوتی ہے۔ استاد اگر بچے کی سرزنش کرتا ہے تو اس میں اس کا کوئی لالچ یا مفاد نہیں ہوتا بلکہ وہ بچے کی اصلاح چاہتا ہے کیونکہ استاد کے فرائض صرف کتابی ہی نہیں بلکہ وہ طلبہ کی ہمہ گیر تربیت کا بھی ذمہ دار ہوتا ہے۔ لہٰذا صرف مار نہیں پیار سے بات نہیں بنتی۔

رمیض۔ دہم سی رول نمبر 58

مار نہیں پیار' ہر بچے کا بنیادی حق ہے' اگر پیار سے بچے کو پڑھایا جائے تو وہ بچہ بھی پڑھائی میں دلچسپی لیتا ہے اور اگر سختی یعنی

> **ایک طالب علم نے اپنے استاد کو اپنے ساتھی طالب علم کے بارے میں شکایت لگائی کہ اس نے مجھے سرعام Kiss کیا ہے تو اس دوسرے طالب علم نے استاد کو ''مار نہیں پیار'' کا درس دیا اور یہ دھمکی ہیڈ ماسٹر کو بھی لگا دی**

مار سے سمجھایا جائے تو بچہ کبھی سمجھ نہیں سکتا اور اپنے انچارج سے چھپ چھپ کر پیچھے جا کر بیٹھتا ہے۔ اس لئے تمام بچوں کو پہلے پیار سے سمجھایا جائے اور اگر بچہ پھر بھی نہ پڑھے تو پھر مار جائز ہے۔

شہروز احمد۔ جماعت دہم سی

جب کسی طالب علم کو سبق یاد نہیں ہوتا تو استاد طالب علم کو کھڑا کر دیتے ہیں اور چھڑی سے مارتے ہیں۔ اس طرح نہیں کرنا چاہئے بلکہ اس کو پیار سے سمجھائے کہ سبق یاد کیا کرو۔ جب تک وہ طالب علم سبق یاد نہیں کر سکتا' اس کو بٹھایا نہ جائے۔ پیار سے انسان میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ مار نہیں پیار سے بچے کو

پڑھائے تو وہ یقینی طور پر سبق یاد کرے گا۔ مار نے سے بچے کہتے ہیں کہ اگر سبق یاد نہیں کریں گے تو چھڑی پڑے گی۔ اس لئے وہ سبق یاد کر لیتے ہیں۔

عبدالرحمن صابر

انسان کو علم پیار سے دینا چاہئے۔ جو چیز پیار سے ملتی ہے' وہ کبھی نہیں بھولتی۔ مار کی وجہ سے نالائق طالب علم پڑھائی سے بھاگ جاتے ہیں اور وہ بعد میں ذلیل و خوار ہوتے رہتے ہیں۔ پیار سے انسان آرام سے تعلیم حاصل کرتا ہے۔

علی رضا کلاس دہم سی 49

تمام سرکاری اور پرائیویٹ سکولوں پر حکومت نے پابندی عائد کی ہے جو کہ کسی حد تک صحیح ہے اور کسی حد تک غلط ہے ہر سکول میں چند طلباء ایسے ہوتے ہیں جو کہ صرف پیار پر عمل کرتے ہیں اور چند ایسے طلباء ہیں جو مار کے بغیر نہیں چلتے۔

زاہد سردار دہم سی

حکومت کی طرف سے بنائے گئے اس قانون کے مطابق کچھ بچوں کا تو اعتماد بحال ہوا ہے جس کی وجہ سے وہ پہلے سے بہتر پڑھنا شروع ہو گئے۔ لیکن کچھ بچوں کا حال یہ ہے کہ پہلے تو وہ مار کے خوف سے کچھ نہ کچھ پڑھ لیتے تھے لیکن اب وہ بالکل Relex ہو گئے ہیں۔ میری اپنی رائے یہ ہے کہ مار ہونی چاہئے لیکن ایک حد کے مطابق جس سے بچہ خوف زدہ نہ ہو۔

سید وقار الحسن گیلانی۔ طالبعلم

جب استاد بچے کو کسی بات پر مارتا ہے تو وہ بچے کی اصلاح کرنا چاہتا ہے۔ استاد کا درجہ ماں باپ کے برابر ہے۔ جب ماں باپ مارتے ہیں تو ہم برا نہیں مناتے لیکن جب استاد مارتا ہے تو ہم برا مناتے ہیں۔ ہاں استاد کو بھی خیال رکھنا چاہئے کہ وہ بہت بری طرح نہ مارے۔

ماجد علی۔ نہم۔ سی

جب تک کسی شخص کو اس کی غلطی پر سرزنش نہ کی جائے تو اسے اپنی غلطی کا پتہ نہیں چلتا۔ پہلی مرتبہ اساتذہ کو چاہئے بچے کو غلطی کرنے پر اسے پیار سے سمجھائیں لیکن اگر بچہ حد سے بڑھ جائے تو ڈانٹ ڈپٹ بھی کرنی چاہئے۔ اس بات کی اجازت اسلام نے بھی دی ہے۔

محمد ارسلان رشید۔ نہم (سی) رول نمبر (2)

اگر کوئی طالب علم اپنے کام میں غفلت برت رہا ہو اور استاد کی کسی بھی بات پر عمل نہ کرے جو کہ استاد اس کی بہتری کے لئے اسے کہتے ہیں تو استاد طالب علم کو سزا دینے کا حق رکھتا ہے۔ اس لئے مار نہیں پیار کا تصور ختم کر کے ایسا قانون نافذ کیا جائے جس سے طلبہ کی اصلاح ہو سکے۔

فیصل الیاس (جماعت دہم سی)

پیار سے انسان کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور یہی حال اب ہمارے سکول کا ہے۔ اساتذہ کرام بچوں پر سختی نہیں کرتے جس کی وجہ سے کوئی بھی بچہ پڑھ نہیں رہا۔ اساتذہ کو چاہئے کہ جو بھی سبق پڑھاتے ہیں اس سبق کو ڈنڈے کے ساتھ سنیں۔ ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ اس وقت ہم سے بڑا ظلم ہو رہا ہے۔ لہٰذا مار ہونی چاہئے۔ اگر مار نہیں ہوگی تو کوئی بھی بچہ پڑھ نہیں سکے گا۔

سلمان خالد۔ کلاس نہم سی

بچوں کو کام نہ کرنے پر ان کو صرف اتنی سزا دینی چاہئے جتنی وہ برداشت کر سکیں مگر زیادہ تر بچوں کو پیار سے پڑھانا چاہئے کیونکہ بچے پیار سے پڑھتے ہیں، مار سے نہیں۔ اس لئے جو گورنمنٹ نے سکولوں کے باہر لکھا ہے یہ کافی حد تک صحیح ہے۔

محمد وقاص اکرم۔ طالب علم

بچوں کو مارنہیں چاہئے۔ اگر وہ بہت زیادہ تنگ کریں تو وہ ان کو ماریں نہیں بلکہ کوئی اور سزا دینی چاہئے۔ یہاں پر کچھ اساتذہ بہت مارتے ہیں جس سے بچوں کو نشان بن جاتے ہیں۔

محمد ظہیر استاد

جب سے یہ بورڈ (مارنہیں پیار) لگے ہیں، لڑکوں نے بالکل پڑھنا چھوڑ دیا۔ جیسا پہلے پڑھتے تھے وہ ایسا اب بالکل نہیں پڑھتے۔ ہر کلاس کی حاضری نامکمل ہے۔ جس دن ٹیسٹ ہوتا ہے اس دن زیادہ تر لڑکے چھٹی کر لیتے ہیں۔ ہم ان کا نام کاٹ سکتے ہیں نہ ڈانٹ ڈپٹ کر سکتے ہیں۔ والدین آ کر ہمیں کہتے ہیں کہ ان کو سزا دیں، یہ ہمارے قابو میں نہیں ہیں۔ اللہ کے لئے یہ بورڈ زاتار دیئے جائیں۔ اس قوم پر رحم کریں۔ یہ پہلے ذہنی طور پر غلام ہیں۔ جو اساتذہ اس کا غلط استعمال کرتے ہیں، انہیں ضرور سزا دیں۔

امین اللہ شاہ پاکستان

ایک حد تک والدین یا اساتذہ کو بچوں کی روک ٹوک ضرور کرنی چاہئے۔ مگر عام طور پر والدین اور اساتذہ بچوں کے ساتھ ظالمانہ رویہ اختیار کرتے ہیں۔ اس پر پابندی ہونی چاہئے تاکہ بچوں کا وقار مجروح نہ ہو اور وہ احساس کمتری کا شکار نہ ہوں۔

واصف علی خان خوشاب

بچوں کی پٹائی چونکہ اصلاح کی غرض سے ہوتی ہے اس لئے کوئی حرج نہیں۔

شاہ شفیق پرویز سید۔ اٹک

والدین سے زیادہ اپنے بچوں سے محبت اور کون سا ایسا رشتہ ہے جو کر سکتا ہے۔

محمد امین، بنوں

> **ہمارے ایٹمی سائنسدان کو عبرت کا نشان بنا کر رکھ دیا گیا ہے جس سے یہ پیغام ملا کہ آئندہ کوئی مسلمان ایٹمی سائنسدان بننے کی کوشش نہ کرے اور اب اس نعرے ''مار نہیں پیار'' سے اساتذہ بے عزتی و بے وقعتی محسوس کر رہے ہیں۔ انعام شاہد**

بچے کی پٹائی بلاوجہ کی جائے تو اس سے بچے کی شخصیت پر برا اثر پڑتا ہے لیکن اگر بچہ دانستہ طور پر غلط کام کرے تو اس کی اصلاح کے لئے مناسب پٹائی کی جائے تو بچہ آئندہ محتاط ہو جاتا ہے اور غلط کام کرے تو اس کی اصلاح کے لئے مناسب پٹائی کی جائے تو بچہ آئندہ محتاط ہو جاتا ہے اور غلط کام کرنے سے گریز کرتا ہے۔

انعام اللہ، لاہور پاکستان

والدین کو یہ حق ہونا چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کو اچھے مستقبل کے لئے ان کو سزا دے سکیں۔

عمر سلیم، لاہور

بچوں کی پٹائی کا بالکل حق ہونا چاہئے، والدین کا ہاتھ جب اٹھتا ہے تو اپنے بچوں کی بہتری کے لئے اٹھتا ہے۔ ہاں یہ صحیح نہیں کہ نشہ کرنے والا باپ نشے کی حالت میں اپنے بچوں کو مارتا رہے۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ بچوں کو صرف اس وقت مارا جائے جب وہ صحیح نہ ہوں یا کوئی بات پیار سے نہ سمجھ رہے ہوں۔

خالد سعید معاون منتظم الدعوۃ اوپن یونیورسٹی

اساتذہ اور حکومت دونوں کو معتدل پالیسی اختیار کرنی چاہئے۔ اگر پاکستانی سکولز، خاص طور پر سرکاری سکولز کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ بے جا مار پیٹ اور سزا دینے کے لئے تشدد نما مار کا چلن عام تھا۔ سکول کے اساتذہ سے ٹیوشن نہ پڑھنے والے طلبہ کو بھی اساتذہ کے عتاب کا محض اس وجہ سے نشانہ بننا پڑتا تھا کہ اس طالب علم نے استاذ صاحب کے پاس ٹیوشن نہ پڑھ کر چند سو روپے کی آمدن کا نقصان کیا۔ ان حالات میں مار بھی پیار بھی کا معتدل طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔

چند غیر ملکی پاکستانیوں کے تاثرات

یہاں ہم چند ایسے لوگوں کی آراء اپنے قارئین تک پہنچا رہے ہیں جو یورپ یا دیگر بیرونی دنیا میں رہتے ہیں۔ ان معاشروں میں نئی نسل کی آزادروی کو دیکھ کر وہ اس نتیجہ پہ پہنچے ہیں کہ تعلیم اور دیگر معاملات میں سزا برائے اصلاح ضرور ہونی چاہئے۔

سعید ابو ریحان۔ کینیڈا

بعض اوقات بچوں کی پٹائی کا فائدہ بھی ہوتا ہے۔ اگر والدین ان کی کسی بات پر پٹائی کریں تو وہ اس غلطی کو دوبارہ کرنے سے پہلے سو مرتبہ سوچیں گے۔

نوید مشتاق، لندن

اپنے بچوں کو سونے کا نوالہ دو اور ان کو شیر کی نظر سے دیکھو۔ یہ سب تربیت اور ماحول پر منحصر ہے۔

شاہد خٹک، کرک

والدین اور اساتذہ کو بچوں کی بہتری کے لئے بچوں کی پٹائی کا حق ہونا چاہئے۔ اگر بچوں کو برے کام پر منع نہیں کریں گے، ان کو ڈرائیں گے نہیں تو ان کے اندر برائی کی جڑ مضبوط سے مضبوط تر ہوگی۔

ثاقب جمال، انگلینڈ

جی ہاں والدین کو پورا حق ہے۔ اس سے بچوں کی تربیت ہوتی ہے اور استاد کو ایک حد تک یہ حق پہنچتا ہے۔ میری بھی پٹائی ہوئی ہے۔ بچپن میں اس سے میری ذات پر یہ فرق پڑا ہے کہ میں نے آج تک اپنے والدین کے سامنے غلط حرکت کرنے کی جرات نہیں کی اور نہ ہی کوئی ایسا کام کیا ہے جس سے ان کے ناراض ہونے کا اندیشہ ہو۔

اقراء پراچہ، کینیڈا

> مار نہیں پیار سے طلبہ خودسر ہو گئے ہیں کل طلبہ کا یہ مطالبہ ہوگا کہ ماں باپ پر بھی پابندی لگا دی جائے اور پولیس کے بھی دو نمبر انہیں یاد کروا دیئے جائیں اور اگلا مرحلہ کلاس روم میں گرل فرینڈز کے ساتھ خوش گپیوں کا ہوگا

بچوں کی پٹائی سے وہ ہٹ دھرم ہو جاتے ہیں۔ میں یہ کہوں گی، بچوں کی پٹائی شروع کی عمر تک محدود ہونی چاہئے۔ میں بچوں کو مارنے کے حق میں نہیں لیکن بعض اوقات ایسا کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

عمیر ڈار۔ سپین

میں اس سے متفق نہیں ہوں کیونکہ میں چھوٹا تھا تو میرے ابو سپین میں تھے، میں بری سوسائٹی کا شکار ہونے والا تھا لیکن میرے بھائی نے ایسی پٹائی کی کہ میں نے ان لڑکوں سے ملنے سے توبہ کر لی۔

ابوبکر، دبئی

بچوں کی پٹائی کا کوئی خاص فائدہ نہیں، بچہ جس بات پر مار کھاتا ہے، وہ کام دوبارہ ضرور کرتا ہے۔ ہم نے بچپن میں جس کام پر مار کھائی، وہ آج بھی کرتے ہیں۔

الدعوۃ اوپن یونیورسٹی کے زیراہتمام آیئے قرآن سیکھیں

فہم قرآن سبق نمبر 6

15 مئی 2006 تک حل شدہ مشق نمبر 6 ضرور بھیج دیں

یونٹ نمبر 1

معلم: احسان الحق شہباز

حصہ صرف

ثلاثی مجرد کے چھ ابواب پہچان لینے کے بعد اب ایک باب کی پوری تفصیل سمجھیں گے۔ اس کے ذریعے باقی پانچ باب بھی مکمل طور پر سمجھ آ جائیں گے۔ ان شاءاللہ۔ سبق نمبر دو میں آپ یاد کر چکے ہیں کہ بامعنی لفظ کی دو قسمیں ہیں۔ 1۔ مفرد۔ 2۔ مرکب۔ اور مفرد کو کلمہ کہتے ہیں جس کی تین قسمیں ہیں۔ اسم، فعل اور حرف۔ پھر ان کی تعریفات اور وجہ تسمیہ بھی ہم نے پڑھیں۔ یہ بھی پڑھا کہ فعل کی بنیادی طور پر تین قسمیں ہیں۔ ماضی، مضارع اور امر۔ اب فعل کی ذرا دوسرے انداز سے تفصیل پڑھتے ہیں۔

فعل کی تعریف آپ نے یہ پڑھی ہوئی ہے کہ جس کلمہ میں کسی کام کا کرنا یا ہونا پایا جائے۔ اس سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ فعل کو ضرور کوئی کرنے والا اور معرض وجود میں لانے والا ہوتا ہے۔ کبھی فعل خود بخود نہیں ہوا۔ مثلاً قَرَءَ جس کا معنیٰ پڑھنا ہے تو کوئی پڑھنے والا ہوگا تو یہ عمل ہوگا۔ پڑھنے والے کے بغیر تو ایسا نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح کوئی بھی فعل لے لیں، اس کے لئے اسے کرنے والے کی ضرورت ہوگی۔ اب فعل کرنے والے کو اصطلاح میں فاعل کہا جاتا ہے۔ مثلاً "خَلَقَ اللّٰہُ" اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔ اس میں خَلَقَ، فعل ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔ جس کا معنی ہے پیدا کرنا تو یہاں دیکھیں گے اس کا فاعل یعنی پیدا کرنے والا کون بیان کیا گیا ہے؟ غور کیا تو آگے لفظ اللہ لکھا ہے۔ جس سے سمجھ آ گئی کہ پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے تو لفظ اللہ خَلَقَ کا فاعل کہلائے گا۔ ترکیب میں اس طرح بیان کریں گے کہ خَلَقَ فعل ہے اور لفظ اَللّٰہُ اس کا فاعل ہے۔ اس طرح جہاں بھی کوئی فعل آپ پڑھیں، اس کا ترجمہ کر کے غور کریں کہ اس فعل کو کرنے والا کون ہے؟ اور اسے فاعل قرار دے دیں (فاعل ہمیشہ مرفوع ہوتا ہے) اب عربی زبان میں بعض دفعہ فاعل کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ جس سے فاعل کا پتہ چل جاتا ہے۔ مثلاً آمَنَ الرَّسُوْلُ۔ ایمان لائے رسول۔ کَتَبَ اللّٰہُ۔ اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے یعنی فرض کیا ہے۔ یَقُوْلُ الرَّسُوْلُ۔ رسول نے کہا۔ یَعْلَمُ اللّٰہُ۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور بعض دفعہ فعل کا ذکر کر دیا جاتا ہے مگر کرنے والے کا تذکرہ و علم نہیں ہوتا مثلاً کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ، کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ۔ یعنی تم پر قتال لکھ دیا گیا یا فرض کر دیا گیا۔ تم پر روزے لکھ دیئے گئے۔ یعنی فرض کر دیئے گئے۔ اب ان الفاظ میں قتال اور روزے کے فرض کئے جانے والے کام کا تذکرہ واضح ہے مگر یہ وضاحت نہیں کہ لکھنے والا اور فرض کرنے والا کون ہے؟ اسی طرح ضُرِبَ مارا گیا، شُرِبَ پیا گیا۔ بُعِثَ بھیجا گیا۔ ان الفاظ میں کام کئے جانے کا تذکرہ ہے مگر فاعل کا ذکر و علم نہیں۔ اس طرح فاعل کے ذکر ہونے اور ذکر نہ ہونے سے فعل کی دو قسمیں بن جاتی ہیں۔ پہلی قسم کو فعل معروف یا معلوم کہتے ہیں اور دوسری صورت میں اسے فعل مجہول کہتے ہیں۔ تعریفات اس طرح ہوں گی۔

فعل معروف:

وہ فعل جس میں فعل ذکر کر کے اس کی نسبت فاعل کی طرف کی گئی ہو۔

فعل مجہول:

فعل جس میں کام کا کرنا یا ہونا تو ذکر کیا جائے مگر اس کی نسبت فاعل کی طرف نہ کی گئی ہو۔ آسانی کے لئے اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ جس فعل کا فاعل مذکور ہو، وہ معروف اور جس کا فاعل مذکور نہ ہو، وہ مجہول ہوتا ہے۔

نوٹ: جملے میں فاعل چاہے مجہول، یعنی پوشیدہ ہو لیکن عربی زبان کا فہم رکھنے والے کو فاعل کا علم ہو جاتا ہے کہ وہ کون ہے جیسا کہ خُلِقَ پیدا کیا گیا، جاننے والے جانتے ہیں کہ یہاں فاعل اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر جملے میں معروف و مجہول کا تعلق پڑھنے والے کے محض علم اور اندازے سے نہیں ہوتا، تحریر میں ذکر ہونے یا نہ ہونے سے ہوتا ہے۔ اگر جملے میں فاعل کا ذکر ہوگا تو وہ معروف کہلائے گا ورنہ مجہول کہلائے گا۔

نوٹ نمبر 2:۔ بعض دفعہ فاعل ظاہری طور پر ذکر ہوتا ہے جیسے خَلَقَ اللّٰہُ، نَصَرَ عَبْدُ اللّٰہِ، یَضْرِبُ زَیْدٌ اور بعض دفعہ کلام میں پہلے فاعل کا تذکرہ ہو چکا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ معلوم ہوتا ہے اور فعل کے بعد اسے اسم ظاہر کے طور پر ذکر نہیں کرتے بلکہ وہ ضمیر کی شکل میں پوشیدہ ہوتا ہے جیسے سورۃ الرحمٰن کے شروع میں رحمٰن کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ اس کے اوصاف و کمالات کا ذکر بھی کیا گیا۔ پھر فرمایا "خَلَقَ الْاِنْسَانَ اس نے انسان کو پیدا کیا۔ اب یہاں خَلَقَ فعل معروف ہے اور معنی کر کے غور کریں، پیدا کرنے والا کون ہے؟ تو آگے اس کا ذکر نہیں بلکہ سابق کلام سے واضح ہے تو اس کی طرف اشارہ کے لئے خلق کے اندر ضمیر ھو کو فاعل قرار دیں گے۔ (ضمیر کی بحث آگے آئے گی۔ ان شاءاللہ) اور یہ ضمیر فعل کے صیغے کے مطابق ہوگی۔

گردانیں

پہلے ماضی اور مضارع کی گردانیں جو آپ نے یاد کیں، وہ ان کی معروف قسم کی گردانیں ہیں۔ اب فعل ماضی مجہول کی گردان یاد کر لیں۔

اس کا طریقہ صرف ایک ہے کہ فعل معروف کے حرف فاء پر ضمہ لگا دیں، عین کو کسرہ دے دیں گے۔

مثلا فُعِلَ (ایک آدمی پر) کیا گیا کام جیسے ضُرِبَ ایک آدمی مارا گیا،

فُعِلَا دو آدمیوں پر کیا گیا کام) جیسے ضُرِبَا دو آدمی مارے گئے وغیرہ

نوٹ: سب ابواب ثلاثی کی ماضی مجہول ایک طرح کی ہی ہوتی ہے۔

	واحد	تثنیہ	جمع
مذکر غائب	فُعِلَ	فُعِلَا	فُعِلُوْا
مؤنث غائب	فُعِلَتْ	فُعِلَتَا	فُعِلْنَ
مذکر حاضر	فُعِلْتَ	فُعِلْتُمَا	فُعِلْتُمْ
مؤنث حاضر	فُعِلْتِ	فُعِلْتُمَا	فُعِلْتُنَّ
متکلم	فُعِلْتُ		فُعِلْنَا

ضُرِبَ عُلِمَ نُصِرَ مُنِعَ حُسِبَ وغیرہ کی گردانیں اسی طرح بنائیں۔

حصہ نحو

جملہ اسمیہ کے دونوں جزو کبھی مفرد ہوتے ہیں جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ۔ زید کھڑا ہے۔

اور کبھی اس طرح ہوتا ہے کہ ایک جزو (مرکب غیر مفید) یعنی مرکب توصیفی کی شکل میں ہو جیسا کہ اَلرَّجُلُ الصَّالِحُ حَاضِرٌ نیک آدمی حاضر ہے۔

اس میں پہلا جزو مبتدا مرکب توصیفی ہے یعنی اَلرَّجُلُ

موصوف الصَّالِحُ صفت۔ یہ صفت اور موصوف مل کر مرکب توصیفی ہو کر مبتدا یعنی جملے کا ابتدائیہ بنے جبکہ حَاضِرٌ خبر ہے۔ مبتدا اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ بنا۔ اسی طرح زَیْدٌ رَجُلٌ صَالِحٌ 'زید نیک آدمی ہے۔ اس میں پہلا جز 'زید' مبتدا مفرد ہے مگر دوسرا جز و مرکب توصیفی ہے۔ کبھی دونوں جز و مرکب توصیفی پر مشتمل ہوتے ہیں جیسے زَیْدُ نِ الْعَالِمُ رَجُلٌ صَالِحٌ علم والا زید نیک آدمی ہے۔ یہاں مبتدا زید ن العالم مرکب توصیفی ہے اور خبر بھی۔ اور دوسرا جز و رجل صالح بھی مرکب توصیفی ہے۔ ایسے ہی مرکب اضافی ہے یعنی جس مرکب میں پہلی چیز کی دوسری کی طرف نسبت کی گئی ہو مثلاً غُلَامُ زَیْدٍ 'زید کا غلام۔ اس مرکب میں غلام کی زید کی طرف نسبت کی گئی ہے۔ مرکب اضافی کے پہلے جز و کو مضاف اور دوسرے کو مضاف الیہ کہا جاتا ہے اور مضاف الیہ ہمیشہ مجرور (زیر والا) ہوتا ہے۔ مضاف پر الف لام نہیں ہوتا۔ یہ مرکب اضافی بھی جملہ کا جز و ہوتا ہے جیسا کہ عَبْدُاللّٰہِ حَاضِرٌ اللہ کا بندہ حاضر ہے۔ زَیْدٌ عَبْدُاللّٰہ 'زید اللہ کا بندہ ہے۔

ایسے ہی جملہ فعلیہ کا پہلا جز و تو فعل ہوتا ہے اور دوسرا جز و فاعل' جو مفرد بھی ہو سکتا ہے اور مرکب بھی' علاوہ ازیں یہ مرکب توصیفی بھی ہو سکتا ہے اور مرکب اضافی بھی۔

مشق

س نمبر 1:۔ فعل معروف اور مجہول کی تعریفات مع امثلہ لکھیں

س نمبر 2:۔ مرکب اضافی کسے کہتے ہیں اور کیا مرکب غیر مفید جملہ ہوتا ہے یا اس کا جز و؟ پانچ مثالیں دیں۔

س نمبر 3:۔ حُفِظَ سے ماضی مجہول کی گردان لکھیں۔ نیز معنی اور صیغے بھی لکھیں۔

س نمبر 4:۔ عبدالله حاضرٌ محمد رسول الله' القرآن الکریم کلام الله'

وضاحت کریں کہ ان جملوں کے اجزاء کون کون سے مرکبات پر مشتمل ہیں۔ نیز ان کا ترجمہ کریں اور ان پر حرکات بھی لگائیں۔

جامعة الدعوة المفتوحة

یونٹ نمبر 1 مشق نمبر 6

حل شدہ مشق کے شروع میں یہ مونوگرام ضرور لگائیں

گزارشات

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

☆ بارہا یاد دہانی کے باوجود بعض طلبہ تاحال بغیر مونوگرام کے مشق ارسال کر رہے ہیں۔ اس بار تمام طلبہ کو آخری تنبیہ کی جاتی ہے کہ بغیر مونوگرام مشق آئندہ مت ارسال کریں۔ بہ صورت دیگر ایسی مشقیں منسوخ کر دی جائیں گی۔ درج ذیل طلبہ نے اپنی مشقیں بغیر مونوگرام ارسال کی ہیں۔

نمبر شمار	رول نمبر	نام/ ولدیت	مشق نمبر بغیر مونوگرام
1	921	مقصود عابد بن محمد اسحاق	3 اور 4
2	1988	شہناز بانو بنت محمد اسماعیل	4
3	1268	سعدیہ صدف بنت نور نبی	4
4	1377	رابعہ محمد علی بنت محمد علی	4
5	1376	نبیلہ نواب الدین بنت چوہدری نواب الدین	4
6	775	عفیفہ حسان	4

☆ کئی طلباء نے بارہا یہ دریافت کیا ہے کہ عربی گرائمر سیکھنے کے لئے مفید اور معاون کتب کے نام بتا دیں۔ آپ کی راہنمائی کے لئے چند کتب کے نام درج ذیل ہیں۔

1- علم الصرف اور علم النحو...... مصنف مشتاق احمد چرتھاولی صاحب

2- تعلیم القرآن مرتب صابر قرنی۔ الگ الگ پاروں کی شکل میں دستیاب ہے۔

پتہ: ادارہ تعلیم القرآن 19-C منصورہ۔ ملتان روڈ لاہور۔ فون نمبر 042-5412949

3- مفتاح القرآن۔ مرتب: پروفیسر عبدالرحمٰن طاہر۔

پتہ: قرآن کلب (رجسٹرڈ) 7 عزیز ایونیو' کینال بنک روڈ گلبرگ V لاہور۔ فون نمبر 042-5762999-5761333

4- الم پارہ اوّل۔ مرتب عبدالحفیظ ثاقب۔

پتہ: فہم دین انسٹیٹیوٹ دکان نمبر 11 حمید پلازہ مون مارکیٹ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔ 042-6314643

یہ کتب عموماً کسی بھی اسلامی کتب خانے سے مل سکتی ہیں۔

☆ درج ذیل طلباء نے مشقیں تو ارسال کی ہیں مگر ان کے ساتھ مونوگرام نہیں بھیجا' اس لئے تاحال ان کا رول نمبر جاری نہیں کیا جا سکا۔

1- حافظ شمیم اختر شریف بنت محمد شریف' بھمبر کلاں قصور' مشق نمبر 1,2,3

2- بشریٰ فردوس بنت اصغر علی وارث پورہ فیصل آباد' مشق نمبر 1,2,3

☆ تمام طلبہ سے گزارش ہے کہ گزشتہ اور موجودہ گزارشات وضابطوں کو پیش نظر رکھا کریں اور ان پر پورا پورا عمل کیا کریں۔

☆ طلباء کو پہلے بھی یہ ہدایت کی گئی تھی کہ اگر کوئی سوال یا مراسلہ بھیجنا ہو تو اسے الگ کاغذ پر تحریر کر کے ارسال کریں۔ مشق والے صفحے پر قطعاً کوئی دوسری چیز تحریر نہ کی جائے۔

الدعوۃ سکولز کے لئے خوشخبری:

الدعوۃ ماڈل سکولز کے پرنسپلز صاحبان اپنے سکولز کے حوالے سے تعارفی مواد اور اہم سرگرمیاں' اعلانات اور دیگر قابل ذکر خبریں درج ذیل Email ایڈریس پر ارسال کریں۔

dawahopenuniversty@yahoo.com

آپ کا ارسال کردہ مواد جماعۃ الدعوۃ کی تعلیمی ویب سائٹ www.dawahnews.com پر خوبصورت انداز میں پیش کیا جائے گا اور انہیں مجلہ الدعوۃ کی زینت بھی بنایا جا سکتا ہے۔ ان شاء اللہ

خوشخبری: نتائج کا اعلان

☆ عزیز طلبہ انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں۔ مشق نمبر 2,1 کے نتائج الدعوۃ اوپن یونیورسٹی کی ویب سائٹ پر پیش کر دیئے گئے ہیں۔ اگر آپ کے پاس کمپیوٹر نہیں' تب بھی آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔

آپ صرف اتنا کیجئے کہ کسی بھی کمپیوٹر اور انٹرنیٹ جاننے والے کو اپنا رول نمبر' نام اور درج ذیل ویب سائٹ کا ایڈریس لکھ کر دیجئے۔ www.dawahnews.com انٹرنیٹ جاننے والا اس ویب سائٹ کو جوں ہی کھولے گا' اس کے مین صفحے پر الدعوۃ اوپن یونیورسٹی کے نتائج کے کچھ خانے (بٹن) نظر آئیں گے۔ ہر خانہ چند سو رول نمبرز پر مشتمل ہے۔ متعلقہ رول نمبر والے خانے کو کھولنے سے نتائج کا ایک صفحہ نکلے گا جہاں متعلقہ رول نمبر اور نام کے ساتھ مشق نمبر 1 اور مشق نمبر 2 کا نتیجہ درج ہو گا جو انٹرنیٹ جاننے والا بھائی نوٹ کر کے آپ کو دے دے گا۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خالد سعید۔ معاون منتظم الدعوۃ اوپن یونیورسٹی

4 لیک روڈ چوبرجی لاہور

"مجلّات کے قارئین کے لئے سہولت"

مجلّات کے قارئین ایڈیٹر کے نام پیغام' مجلّات کے لئے مضامین' تجاویز' شکایات اور آرٹیکلز وغیرہ ارسال کرنے لئے درج ذیل ای میل ایڈریس نوٹ فرمالیں۔

dawahmagazines@yahoo.com

درس قرآن

قسط نمبر 48

ابو عمر عبد الغفار المدنی حفظہ اللہ

سورۃ الانعام کی تشریح وتفسیر

دین میں گروہ بندی اور فرقہ پرستی حرام ہے

هَلْ يَنْظُرُوْنَ إِلاَّ أَن تَأْتِيَهُمُ الْمَلاَئِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ
آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا قُلِ
انتَظِرُواْ إِنَّا مُنتَظِرُونَ ﴿158﴾ إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُواْ دِينَهُمْ وَكَانُواْ شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا
أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُواْ يَفْعَلُونَ ﴿159﴾ مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَن جَاءَ
بِالسَّيِّئَةِ فَلاَ يُجْزَى إِلاَّ مِثْلَهَا وَهُمْ لاَ يُظْلَمُونَ ﴿160﴾ (الانعام)

ترجمہ: کیا یہ لوگ صرف اس امر کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا ان کے پاس آپ کا رب آئے یا آپ کے رب کی کوئی بڑی نشانی آئے؟ جس روز آپ کے رب کی کوئی بڑی نشانی آپہنچے گی، کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو آپ فرمادیجئے کہ تم منتظر رہو، ہم بھی منتظر ہیں۔ بے شک جن لوگوں نے اپنے دین کو جدا جدا کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے اور آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں پس ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔ پھر ان کو ان کا کیا ہوا جتلادیں گے۔ جو شخص نیک کام کرے گا اس کو اس کے دس گنا ملیں گے اور جو شخص برا کام کرے گا اس کو اس کے برابر ہی سزا ملے گی اور ان لوگوں پر ظلم نہ ہوگا۔

مفردات

۱۔فَرَّقُوْا۔ کا مادہ۔ ف۔ ر۔ ق ہے اور الفرق کا معنی۔ جدا کرنا اور تقسیم کرنا ہے اور یہ فرق یفرق کا فعل ماضی معلوم ہے اور اس کا معنی۔ انہوں نے اپنے دین کو جدا جدا کر دیا۔

۲۔شِيَعًا کا مادہ ش۔ ی۔ ع ہے اور یہ شِيْعَةٌ (گروہ) کی جمع ہے اور اس کا معنی گروہ اور دھڑے ہے۔

۳۔يُنَبِّئُهُمْ کا مادہ = ن۔ ب۔ ء ہے اور النباء کا معنی خبر دینا اور اطلاع کرنا ہے اور یہ نبا ینبی (باب تفعیل) کا فعل مضارع معلوم۔ واحد مذکر غائب ہے اور اس کا معنی پھر وہ (اللہ) ان کو خبر دے گا' اطلاع کرے گا۔

تفسیر:۔

گزشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ اپنی توحید کے اثبات اور شرک کے بطلان و رد پر واضح دلائل و براہین اور ٹھوس حجتیں بیان کرنے کے بعد اس آیت میں یہ بیان فرمارہے ہیں کہ اگر کفار و مشرکین اور مجرمین حق اور ہدایت واضح ہونے اور اللہ کی توحید کے دلائل بیان ہونے اور قرآن مجید کے نزول اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے ذریعے ان پر حجت قائم ہو جانے کے باوجود گمراہی و نافرمانی کی راہ پر لگے اور جمے ہوئے ہیں تو کیا یہ اپنی موت کا انتظار کر رہے ہیں کہ جب فرشتے ان کی روحیں

قبض کرنے کے لئے آئیں گے تو اس وقت ایمان لائیں گے یا یہ اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ قیامت برپا ہو جائے اور آپ کا رب ان کے پاس آئے اور وہ اس کے روبرو کھڑے کئے جائیں تو اس وقت یہ ایمان لائیں گے (رب کا آنا اللہ کے دوسرے افعال اختیاریہ۔ استواء علی العرش اور نزول وغیرہ کی طرح ہے جن کو ہم بغیر تشبیہ و تمثیل کے مانتے ہیں) یا وہ اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ جیسے قیامت کے قریب سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہو گا تو اس قسم کی بڑی نشانی دیکھ کر یہ ایمان لائیں گے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر یہ اس انتظار میں ہیں تو یہ ان کی بہت بڑی غلطی اور نادانی ہے کیونکہ بڑی نشانی کے ظاہر ہونے کے بعد اور موت کے وقت اور قیامت برپا ہونے کے وقت کافر کا ایمان اور فاسق و فاجر کی توبہ قابل قبول نہیں ہو گی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہیں ہو گی یہاں تک کہ سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہو پس اس وقت سورج کو مغرب سے طلوع ہوتا دیکھ کر سب لوگ ایمان لائیں گے پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔

لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِن قَبْلُ

یعنی اس وقت ایمان لانا کسی کو نفع نہیں دے گا جو اس سے قبل ایمان نہ لایا ہو گا (صحیح بخاری تفسیر سورۃ الانعام)

لہذا کفار و مشرکین اور عقائد و عبادات اور معاملات وغیرہ میں کتاب و سنت کی مخالفت کرنے والوں کو شیطان دھوکے باز کی اس چال اور مکر و فریب میں نہیں آنا چاہئے کہ ابھی تو میں جوان ہوں بہت وقت پڑا ہے۔ بس میں توبہ کر لوں گا کیونکہ موت کے وقت اور قیامت اور اس کی نشانیوں کے ظہور کے وقت کافر کا ایمان اور نہ ہی مجرم و باغی کی توبہ قبول ہو گی کیونکہ یہ ایمان اجباری ہے جو عذاب دیکھ کر لایا گیا ہے ایمان مطلوب وہ ہے جو اپنے اختیار اور برضاء و رغبت سے ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(ترجمہ) ہمارا عذاب دیکھتے ہی کہنے لگے کہ اللہ واحد پر ہم ایمان لائے اور جن جن کو ہم اس کا شریک بنا رہے تھے ہم نے ان سب سے انکار کیا۔ لیکن عذاب کے دیکھ لینے کے بعد کے ایمان نے انہیں نفع نہ دیا۔ اللہ نے اپنا معمول یہی مقرر کر رکھا ہے جو اس کے بندوں میں برابر چلا آ رہا ہے اور اس جگہ کافر خراب و خستہ ہوئے۔ (المومن ۸۴۔۸۵)

ترجمہ: تو کیا یہ قیامت کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ ان کے پاس آ جائے یقیناً اس کی علامتیں تو آ چکی ہیں پھر جبکہ ان کے پاس قیامت آ جائے تو انہیں نصیحت کرنا کہاں ہو گا؟ (محمد۔۱۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تین چیزوں کا ظہور ہو گا تو اس وقت ایمان لانا کسی کو نفع نہیں دے گا جو اس سے قبل ایمان نہیں لایا ہو گا یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو (یعنی اس وقت گناہ گار مومن کی توبہ قبول نہیں ہو گا۔

۱۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا

۲۔ دجال کا ظہور۔

۳۔ دابۃ الارض (زمین سے عجیب و غریب جانور کا خروج (نکلنا)) (ابن جریر ۱۲/۲۶۵)

یہ روایت مسند احمد میں بھی ہے لیکن اس میں دھوئیں کے نکلنے کا ذکر ہے۔ (مسند احمد ۲/۴۴۵)

آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے شرک و کفر کرنے والو اور قرآن مجید کو جھٹلانے والو! اگر تم انتظار کر رہے ہو ان چیزوں کا تو کرو ہم بھی تمہاری ہلاکت و تباہی کا انتظار کرنے والے ہیں کیونکہ یہ گھڑی ضرور بالضرور آ کر رہے گی۔ اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرقہ پرستی اور گروہ بندی کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ اے رسول ﷺ جن لوگوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور جدا جدا ہو گئے اور گروہ بندی اور دھڑے بندی کا شکار ہو گئے اپنی خواہشات اور احوال و ظروف کے مطابق دین کے بعض حصوں کو مانا اور بعض کو چھوڑ دیا آپ کا ان لوگوں سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں وہ آپ سے دور اور جدا اور آپ ان سے بیزار اور دور ہیں۔ ان گروہوں سے مراد یہود و نصاریٰ بھی ہیں جو مختلف گروہوں اور فرقوں میں بٹے ہوئے تھے اور مشرکین کے گروہ اور دھڑے بھی مراد ہیں جن میں سے بعض فرشتوں اور بعض بتوں کی پوجا کرتے تھے اور ستارہ پرست تھے اور امت مسلمہ کے وہ گروہ اور طوائف و مذاہب بھی مراد ہیں جنہوں نے دین میں نئے مسائل اور نئی باتیں ایجاد کیں پھر اس ایجاد شدہ کام اور بات کی وجہ سے مختلف فرقے اور جماعتیں بنیں الغرض آیت میں بیان کردہ وعید اور تہدید میں کفار و مشرکین سمیت وہ سب لوگ داخل ہیں جو اللہ اور اس کے رسول اور کتاب و سنت کے راستے کو چھوڑ کر کسی اور دین یا طریقے کو اپنا کر تفرق و اختلاف کا شکار ہیں اور ان لوگوں کی بھی اس آیت میں مذمت و تردید ہے جو دین میں مجتمع اور متفق تھے پھر دین کی سیدھی راہ کو چھوڑ کر اپنے کسی بڑے کے قول و فتویٰ اور قیاس و رائے کو مستند اور حرف آخر جان کر اپنا راستہ الگ کر لیا چاہے وہ رائے اور فتویٰ کتاب و سنت کے صریحاً خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

فرقہ پرستی و اختلاف اللہ کی رحمت سے دوری اور اس کے عذاب کی ایک شکل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ولا یزالون (۱۱۸) الا من رحم ربك (۱۱۹)

ترجمہ: اور وہ برابر اختلاف کرنے والے ہی رہیں گے سوائے ان کے جن پر آپ کا رب رحم فرمائے۔ (ھود ۱۱۸۔۱۱۹)

اس سے معلوم ہوا کہ اختلاف رحمت نہیں جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے اور اس سلسلہ میں پیش کی جانے والی روایت اختلاف امتی رحمۃ = میری امت کا اختلاف رحمت ہے' نہایت ضعیف ہے اگر اختلاف باعث رحمت ہوتا تو رسول اللہ ﷺ امت مسلمہ میں پیدا ہونے والے تہتر ۷۳ فرقوں میں سے بہتر ۷۲ کو جہنمی اور صرف ایک کو جنتی قرار نہ دیتے اور اللہ تعالیٰ اس آیت میں صرف اختلاف سے بچنے والوں کو اپنی رحمت کا مستحق اور دوسروں کو اس سے محروم قرار نہ دیتے۔

اہل تفرق و اختلاف اور فرقہ پرست مشرک ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اور نماز کو قائم رکھو اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود بھی گروہ گروہ ہو گئے۔ ہر گروہ اس چیز پر جو اس کے پاس ہے مگن ہے۔ (الروم۔۳۱۔۳۲)

آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے رسول اللہ ﷺ آپ کا ان فرقہ بازوں اور فرقہ پرستوں سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہئے اور آپ ان سے کنارہ کش اور دور رہیں۔ ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے وہی ان کو قیامت کے دن ان کا کیا ہوا جتلائیں گے اور ان سے باز پرس کریں گے اور ان کو ان کے اعمال کی سزا دیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا

ترجمہ: ایمان دار اور یہودی' صابی' نصرانی' مجوسی اور مشرکین ان سب کے درمیان قیامت کے دن خود اللہ تعالیٰ فیصلے کر دے گا اور اللہ تعالیٰ ہر ہر چیز پر گواہ ہے۔ (الحج۔۱۷)

اس سے بعد والی آیت میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن ملنے والی جزاء و سزا اور حکم و فیصلے میں اپنی مہربانی اور لطف و کرم کا ذکر فرمایا کہ: صالح اور نیک آدمی کو اس کی ایک نیکی قولی ہو یا فعلی' حقوق اللہ سے متعلق ہو یا حقوق العباد سے کم از کم دس گنا بدلہ ملے گا بعض کو اس سے زیادہ سات سو گنا تک بھی ملے گا اور بعض کو اس سے بھی زیادہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے ثواب کا تذکرہ فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: جو لوگ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانے جیسی ہے جس میں سے سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں' اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے بڑھا چڑھا کر دے اور اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے۔ (البقرہ

باقی صفحہ 5 پر

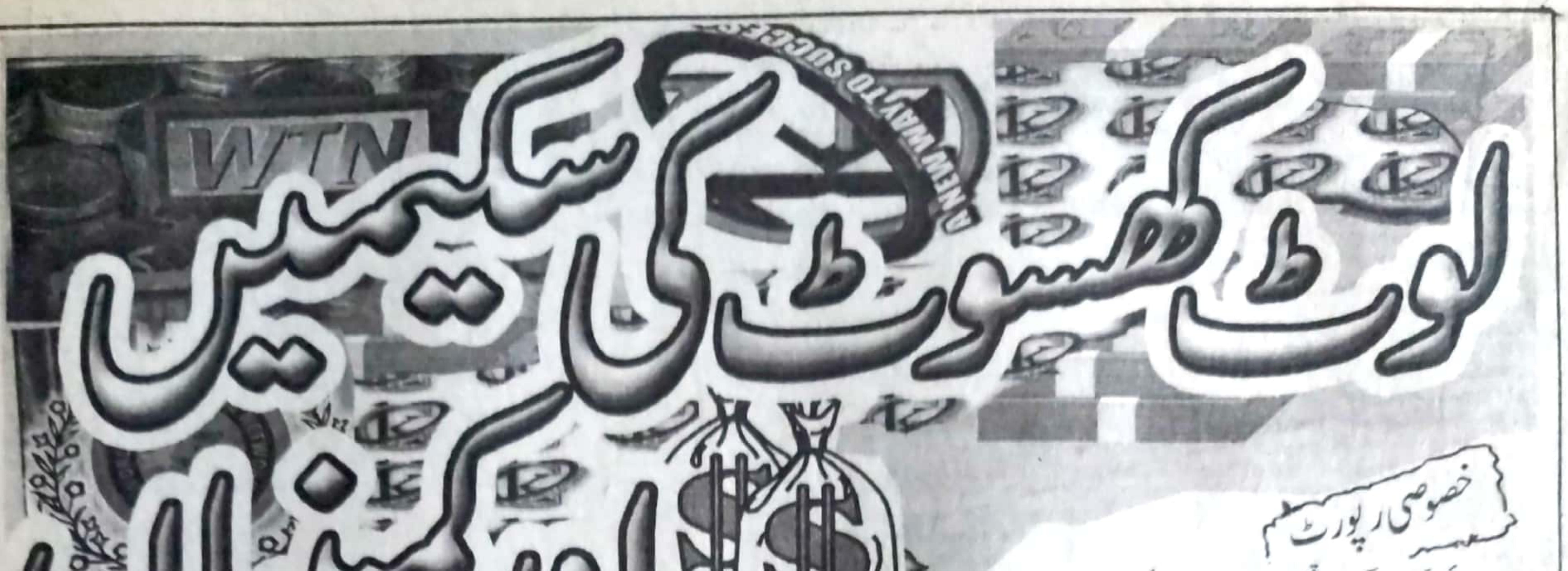

لوٹ کھسوٹ کی سکیمیں اور کمپنیاں

خصوصی رپورٹ

ابو شمس محمد سعد

قارئین کرام! کچھ عرصہ قبل انعامی بانڈز اور ان کی پرچیوں کا ملک میں بڑا شہرہ ہوا۔ لوگوں کو اس کاروبار میں اس قدر چسکا نظر آیا کہ نہ صرف غریب مزدور اپنی تمام پونجی اس کاروبار کی نذر کرنے لگے بلکہ اچھے بھلے کاروبار کرنے والوں نے بھی یہی کاروبار اپنا لیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے کپڑے، میڈیسن، جنرل سٹورز اور ہوٹل وغیرہ انعامی بانڈز کی دکانوں میں بدل گئے اور ہر بازار میں آدھی دکانیں یہی نظر آنے لگیں۔ یہ کاروبار اگرچہ اب بھی جاری ہے لیکن حکومت کی طرف سے کچھ نوٹس لینے پر اب کافی کمی آچکی ہے۔ اس کے عروج پر حالت یہ ہوگئی تھی کہ 42 ارب کے بانڈز ڈیلرز کے پاس تھے اور حکومت اس قدر ریغمال ہوگئی تھی کہ کم از کم پرچی کے کاروبار کی بدعنوانیاں اور لوٹ کھسوٹ روکنے سے بھی قاصر ہوگئی تھی اور عوام کی ایک بڑی رقم محض بانڈوں کے بے کار و بے مصرف کاروبار میں بلاک ہوگئی تھی۔ معاشرے کیلئے اصل فائدہ مند کاروبار کارخانے اور صنعتیں بند ہونا شروع ہوگئے۔ سود اور جوئے وغیرہ کے کاروبار میں ہوتا ہی یہ ہے کہ معاشرے کا ایک کثیر سرمایہ بے کار کام کی نذر ہو جاتا ہے اور لوگ محنت کرکے اور اس معاشرے کے لئے مفید چیزیں بنا کر پیسہ کمانے کی بجائے بیٹھے بٹھائے ہی کھانا چاہتے ہیں جس سے ملک کی اصل ترقی رک جاتی ہے۔ اس میں چند لوگوں کی تو چاندی ہو جاتی ہے۔ چند لوگ سرمایہ دار بن جاتے ہیں اور باقی اپنی قسمت کو روتے پیٹتے رہتے ہیں۔ انعامی بانڈ کی ان سکیموں میں ابھی کچھ کمی ہوئی تھی کہ یہ صیاد لوگوں کی رقوم بے کار کاموں میں لگانے کیلئے نئی سکیموں کا جال لے کر آگئے۔

تین ماہ قبل دولتمند بننے کی ایک ایسی ہی شارٹ کٹ سکیم کا علم ہوا تو ہم نے اس سکیم کے پس پردہ مسلم نوجوانوں کو لوٹنے کھسوٹنے کے مقاصد کو بھانپ کر فوری طور پر مجلہ الدعوۃ میں قارئین کو عموماً اور وابستگان کتاب و سنت کو خصوصاً اس شیطانی دھوکے سے خبردار کردیا۔ اس سلسلے میں جماعت کے بہت سے جید علماء نے بھی اس سکیم کی مذمت کی جن کی ناپسندیدگی اور مذمت کے بارے میں بھی ہم نے آگاہ کردیا۔ ہمارا خیال تھا کہ اتنا کچھ اس سکیم کے سد باب کے لئے کافی رہے گا لیکن وقت کے ساتھ ساتھ کچھ ایسے حالات بنتے گئے کہ جن کی وجہ سے علماء کی آراء کی روشنی میں اس سکیم کا تفصیلی جائزہ لینے پر مجبور ہونا پڑا۔ ایک طرف بہت سے احباب اور دردمندان ملت و جماعت کا اصرار تھا کہ اس سکیم کا مفصل و مدلل جائزہ پیش کیا جائے تاکہ لوگوں کو اس طرف جانے سے مکمل شرح صدر کے ساتھ روکا جا سکے، دوسری طرف یہ معتبر اطلاعات تھیں کہ لوگوں کی بہت بڑی تعداد اس سکیم میں شامل ہو رہی ہے اور ان کی تعداد تیس ہزار سے متجاوز ہو رہی ہے، اسی اثناء میں یہ بھی معلوم ہوا کہ آج کل ملک میں صرف یہی ایک سکیم نہیں بلکہ اس سے ملتی جلتی کتنی ہی سودی و قماری سکیمیں خودرو جھاڑیوں کی طرح ملک میں پھیل چکی ہیں اور ڈائن کی طرح ملک کے نوجوانوں کا مال و خون چوس رہی ہیں۔ کہیں تو کوئی سکیم بغیر کوئی چیز فروخت کئے محض پیسوں کے ادل بدل سے چند ہزار لگا کر لاکھوں روپے حاصل کرنے کا لالچ دیتی ہیں، کہیں علماء کے براہ راست فتوے سے بچنے کے لئے چند اشیاء کی سیل کا جھانسہ بھی درمیان میں رکھ دیا گیا ہے اور وہ بھی بہت مہنگی لیکن باقی سارا طریقہ اور مقصد تقریباً وہی ہے یعنی معمولی پیسے لگا کر زیادہ سے زیادہ دولت اکٹھی کرنا۔ اگر اشیاء فروخت کرنا ان کا مقصد ہوتا تو یہ تجارت کے معروف شفاف طریقے اختیار کرتے لیکن چونکہ ان کا اصل مقصد یہ نہیں تھا بلکہ اصل مقصد ہیر پھیر کا وہ طریقہ تھا کہ جس کے ذریعے چند سو یا چند ہزار روپے لاکھوں کروڑوں میں بدل جائیں، اس لئے ان سکیموں میں اشیاء کی فروخت کا وجود یا عدم وجود تو ہو سکتا ہے لیکن تمام سکیموں میں تھوڑی ہیر پھیر کے ساتھ مارکیٹنگ کا وہ گورکھ اور پیچیدہ طریقہ لازمی اور مشترک ہے کہ جس کے بغیر کمپنی اور ممبران اپنے اصل مقصد یعنی معمولی رقم اور برائے نام محنت سے بے پناہ دولت کے مالک نہیں بن سکتے۔ چنانچہ انہی سب وجوہات کی بناء پر ان سکیموں کا ہم مفصل و مدلل جائزہ لینے پر مجبور ہوگئے۔

> **ان کمپنیوں کا مقصد اگر اشیاء فروخت کرنا ہوتا تو وہ تجارت کے معروف شفاف طریقے اختیار کرتیں لیکن چونکہ انکا اصل مقصد یہ نہیں تھا بلکہ ہیر پھیر کا وہ طریقہ تھا جس کے ذریعے وہ لاکھوں کروڑوں کما سکیں، اس لئے ایسے گورکھ اور پیچیدہ طریقے ان سب نے اختیار کرلئے**

ان کمپنیوں میں سے ایک ورلڈ ٹریڈنگ نیٹ ہے جس میں صرف 3050 روپے جمع کروا کر ممبر کو بالآخر بارہ لاکھ مل جاتے ہیں۔ اس میں کوئی چیز بیچنا نہیں پڑتی۔ صرف رقم کا لوگوں میں ہیر پھیر ہے۔ اس کی تفصیل آگے علماء کے شرعی جائزہ میں آجائے گی۔ دوسری سکیم بزناس (Biznas) کے نام سے انٹرنیٹ پر کچھ پیکج دے کر ممبر سازی کرتی ہے جس کے نتیجے میں اصل رقم سے کافی زائد رقم کا لالچ دیا جاتا ہے۔ اس کی تفصیل بھی علماء کے شرعی جائزے میں ملاحظہ فرمائیں۔

گولڈن کی انٹرنیشنل۔ تعارف واحوال کلاس

تیسری کمپنی گولڈن کی انٹرنیشنل ہے۔ سب سے پہلے ہمیں اسی سکیم سے تعارف حاصل ہوا۔

اس کے جس ممبر نے ہمیں تعارف کرایا، وہ بڑا ہی خوبصورت

پیکنگ والا ڈبہ اور ایک چمکتی دمکتی فائل لئے کھڑا تھا۔ معلوم ہوا کہ یہ اس کمپنی کی طرف سے ایک خاص قسم کا فوڈ سپلیمنٹ ہے جو ایک سفوف کی صورت میں ڈبے میں موجود ہے۔ یہ کمپنی سے 19 ہزار روپے میں ملتا ہے۔ موصوف نے کہا کہ آپ بھی کمپنی جا کر اسے خریدیں تو نہ صرف اس سے آپ کی بہت سی بیماریوں کا علاج ہوگا بلکہ اس طرح آپ کمپنی کے ممبر بن کر ایسے کاروبار میں شریک ہو جائیں گے کہ آپ تھوڑے ہی عرصے میں معمولی وقت لگا کر لاکھوں روپے حاصل کر لیں گے۔ یہ سب سن کر ہمارے چودہ طبق روشن ہو گئے۔ ہم نے جب سوال کیا کہ یہ آخر کون سی بیماریوں کا علاج ہے تو فرمایا کہ یہ شوگر' بلڈ پریشر' ہیپاٹائٹس' دل اور کینسر سمیت بہت سی بیماریوں کا علاج ہے اور کئی لوگوں کو اس سے فائدہ ہوا ہے جس کے شواہد موجود ہیں۔ ہم نے کہا' اگر کمپنی نے اتنی بڑی ایجاد کی ہے تو اسے تو پھر اخبارات میں فوراً اشتہار دینا چاہئے۔ اس سے تو طب و سائنس کے میدان میں ہلچل مچ جائے گی اور جو منافع کمپنی نے لمبے عرصے بعد حاصل کرنا ہے' وہ اخبارات میں اشتہار دے کر بہت تھوڑے عرصے میں حاصل کر لے گی۔ اس پر موصوف بھی تو جواب دیتے کہ کمپنی دراصل غریب عوام کی بھی بھلائی چاہتی ہے کہ نہ صرف انہیں صحت ملے بلکہ ہمارے مخصوص طریقہ کاروبار میں شامل ہو کر ایسا کاروبار بھی ملے کہ جس میں انہیں اپنی اصل رقم سے بھی کئی گنا زیادہ رقم واپس مل جائے۔ اور کبھی وہ کمپنی کی اشیاء اور طریقہ کاروبار پر ہمارے سوالات و اعتراضات پر کہتے کہ دراصل ہم آپ کو قائل نہیں کر سکتے۔ کمپنی کے دفتر میں نئے لوگوں کے لئے روزانہ لیکچر ہوتا ہے۔ آپ وہاں ایک دفعہ آئیں۔ آپ کو ہر بات کلیئر ہو جائے گی۔

بعد کی ملاقاتوں میں آخر یہ عقدہ بھی کھل گیا کہ انہیں دراصل زیادہ اعتراضات کا جواب نہ دینے کی ہی کمپنی سے ہدایت ہے کہ آپ خود قائل نہیں کر سکتے۔ لوگوں کو کلاس میں لے کر آئیں۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔ ہم حیران تھے کہ یہ خود بھی جب لیکچر سن چکے ہیں تو پھر اس لیکچر کا خلاصہ ہمیں یہیں کیوں نہیں بتا دیتے۔ بہر حال چار و ناچار حقیقت پانے کیلئے کمپنی ممبر کے ذریعے لاہور میں کمپنی کے دفتر پہنچے جو گلبرگ میں دو کنال کے قریب عالی شان کوٹھی میں قائم ہے۔ وہاں ہم یہ دیکھ کر حیران تھے کہ مخلوط ماحول اور فیشن ایبل نوجوانوں کے ساتھ بڑی بڑی داڑھیوں والے بھی کافی تعداد میں موجود تھے۔ کلاس میں جانے سے پہلے یہ بھی ہدایت تھی کہ بند جوتیوں یعنی بوٹ وغیرہ کے بغیر داخلہ ممکن نہیں۔ معلوم ہوا یہ پابندی پہلے نہ تھی۔ ابھی کچھ دنوں سے لگی ہے۔ شاید کمپنی والوں کو ڈر تھا کہ داڑھی والے عام سی جوتیوں میں کہیں کمپنی کے ماڈرن ازم کے تاثر کو خراب نہ کر دیں اور اس کی ویلیو ڈاؤن نہ ہو جائے۔ کلاس میں جوں ہی داخل ہوئے تو چھوٹا سا ہال زبردست موسیقی سے تھرا رہا تھا۔ لیکچر میں پہلے ایک ڈائریکٹر صاحب نے کمپنی کی اشیاء یعنی Products کی منفرد انقلابی و طبی خصوصیات بتائیں۔ دوسرے لیکچر میں کمپنی کی مارکیٹنگ کا طریقہ سمجھایا گیا۔ یہ طریقہ جسے ملٹی لیول مارکیٹنگ MLM سسٹم کہتے ہیں' اس قدر پیچیدہ اور گنجلک تھا کہ خود کمپنی کے ذمہ داران کا کہنا تھا کہ پہلی دفعہ تو اس لیکچر کی بہت کم لوگوں کو پوری سمجھ آتی ہے چنانچہ کم پڑھے لکھے سادہ لوگ تو کیا' اچھے بھلے تعلیم یافتہ لوگ بھی اس کو فوری نہیں سمجھ پاتے۔ جبکہ دینی علم پڑھے ہوئے لوگ بھی چکرا کر رہ جاتے ہیں اور کوئی بھی اس سکیم کے جائز و ناجائز کا فیصلہ نہیں کر پاتا۔ اب ہمیں بھی سمجھ آئی کہ ہمارے واقف ممبر ہمیں کیوں ہمارے سوالوں کے جواب دینے سے گریزاں تھے۔ وجہ صاف ظاہر تھی کہ ابتداء میں عام ممبر کسی کو سمجھا کر قائل نہیں کر سکتا اور پھر کمپنی کی ہدایت تھی کہ آپ ایسے لوگوں پر زیادہ وقت بھی ضائع نہ کریں جو زیادہ اعتراضات کریں۔ کلاس میں بھی صرف انہی لوگوں کو لائیں جو اس میں "مثبت" دلچسپی رکھتے ہوں۔ اس پر اس قدر سختی ہے کہ لیکچر کے دوران ایک شخص کو تھوڑی سی اونگھ آ گئی تو اسے بھی دلچسپی نہ رکھنے والا مشکوک آدمی سمجھ کر نکال دیا گیا۔

لیکچر کے دوران بھی وقفے وقفے سے موسیقی جاری رہی۔ یہ سب کچھ ہمیں برداشت کرنا پڑا۔ درمیان میں ہم نے سوال کرنے کی کوشش کی تو کہا گیا کہ سوال آخر میں کیجئے گا۔ لیکن آخر آتے ہی سوالوں کا موقع دیئے بغیر کلاس ختم کر دی گئی۔

لیکچر میں بتایا گیا کہ اشیاء کی مارکیٹنگ کا یہ طریقہ 62 سال پہلے امریکہ کے ہاورڈ بزنس سکول نے دوسری جنگ عظیم کے بعد متعارف کروایا۔ اس وقت امریکہ دیوالیہ ہونے کے قریب تھا۔ اس سسٹم کی وجہ سے آج امریکہ امریکہ بنا ہوا ہے۔ یہ اس کی معاشی و اقتصادی مضبوطی کا راز ہے۔ بہت سے مغربی ملکوں میں کامیاب کاروبار کے بعد اب یہ سسٹم پاکستان میں آیا ہے جسے گولڈن کی انٹرنیشنل کے صدر جناب جاوید مجید نے دو سال قبل متعارف کروایا۔ انہوں نے یہ سسٹم تھائی لینڈ میں اپنے آٹھ سالہ قیام کے دوران سیکھا۔ کراچی' حیدر آباد سے ہوتا ہوا اب یہ لاہور آیا ہے اور جلد ہی ملتان' فیصل آباد اور ملک کے دوسرے اہم شہروں میں بھی کمپنی کی برانچز کھلنے والی ہیں۔ کمپنی کا ماٹو صحت اور معاشی خوشحالی یعنی **Health and Wealth** رکھا گیا ہے۔ بہت سے لوگ سٹی بینک اور ایسے بڑے بڑے اداروں کی اعلیٰ ترین پوسٹیں چھوڑ کر یہی کاروبار کر رہے ہیں۔

کمپنی کے لٹریچر اور لیکچر دونوں سے یہ معلوم ہوا کہ دنیا میں جائز ذرائع سے کمانے کے طریقے بہت کم ہیں اور وہ صرف دو ہیں۔ 1۔ ملازمت۔ 2۔ کاروبار۔

ملازمت میں اہلیت' تعلیم' تجربہ اور وقت کی پابندی لازمی ہوتی ہے۔ تنخواہ بھی محدود سی مقرر ہوتی ہے چاہے محنت کم ہو یا زیادہ۔ کاروبار میں سرمایہ' تجربہ اور وقت تو بیش بہا دینا ضروری ہوتا ہے۔ جبکہ اس سسٹم میں نہ تجربے کی ضرورت ہے' نہ زیادہ تعلیم' سرمایہ اور اہلیت کی اور نہ ہی بہت زیادہ وقت دینا پڑتا ہے' بس معمولی سرمایہ اور معمولی وقت دے کر آپ اپنے سب خواب پورے کر سکتے ہیں۔ اس میں نوکری' کاروبار کی طرح کوئی رسک بھی نہیں۔ کیونکہ کمپنی میں کوئی کسی کا باس نہیں' سپروائزر' منیجر' ڈائریکٹر وغیرہ کے عہدے محض اعزازی سے ہیں۔ (ویسے حال ہی میں گولڈن کی والوں نے اخبارات میں اپنے ایک اعزازی ڈائریکٹر برہان بصری کو کمپنی کے مفاد کے منافی سرگرمیوں کی بناء پر برطرف کرنے کا اشتہار دیا۔ ڈان 11 اگست 2002ء۔ حیرانگی ہے کہ کمپنی میں جب کوئی باس نہیں تو انہیں کس نے برطرف کر دیا۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ زیادہ سرمایہ جمع کر لینے والوں کو یا کمپنی کے اصل حقائق تک رسائی پا جانے والوں کو کمپنی فوراً اپنے کاروبار سے الگ کر دیتی ہے۔ اس طرح تو کسی کے سرمائے اور منافع کی کوئی گارنٹی نہیں رہتی۔ ویسے کمپنی آئے دن اپنے دفاتر کی جگہ بھی بدلتی رہتی ہے۔ اس صورت میں کبھی بھی کچھ ہو سکتا ہے اور ایسی کمپنیاں کئی بار پیسے لے کر بھاگ چکی ہیں۔ جیسا کہ ابھی حال ہی میں یہ مضمون تیار ہونے تک گولڈن کی انٹرنیشنل کے ملتے جلتے طریقے پر کام کرنے والی انٹرنیٹ کی کمپنی بزناس کو حکومت نے غیر قانونی قرار دیا ہے اور اس کے نمائندے غائب ہو گئے ہیں۔ ڈان۔ 30-8-2002)

اب سوال یہ ہے کہ جب یہ نوکری بھی نہیں' کاروبار بھی نہیں تو پھر آخر کیا ہے۔ ہم ایسے کتنے سوالات کا جواب چاہتے تھے اور پھر خاص طور پر انہوں نے مارکیٹنگ کا جو طریقہ بیان کیا (جس کا ذکر آگے علماء کی آراء میں آئے گا) اس پر تو کتنے ہی سوالات جواب طلب تھے لیکن وہ سب تشنہ ہی رہے۔ کلاس ختم کر دی گئی۔

بعد ازاں ہم ان کے سرگرم ممبران سے بھی رابطہ کرتے رہے لیکن کوئی بھی ہم سے زیادہ بات کرنے کو تیار نہ تھا کیونکہ اس سے انہیں اپنے کاروبار کے وقت کا ضیاع محسوس ہوتا اور یہ ڈر بھی کہ بحث سے کوئی کمزور بات ہمارے ہاتھ نہ آ جائے۔ ایسے بندوں کے

"گولڈن کی" والوں کو چاہئے تھا کہ اگر ان کی چیزیں اس قدر انقلابی' شفا بخش اور سائنسی ہیں تو انہیں فوراً اخبارات میں مشتہر کرنا چاہئے تھا۔ اس سے طب و سائنس کے میدان میں ہلچل مچ جاتی اور وہ سالوں کا منافع چند ہفتوں میں کما لیتے لیکن گولڈن کی والے اس سے کیوں گریزاں ہیں؟

بارے میں کمپنی سے چونکہ پہلے ہی ہدایت ہے کہ آپ دلچسپی نہ لینے والوں پر یا معترضین پر قیمتی وقت ضائع نہ کریں' اس پر سب ہی عموماً سختی سے عمل کرتے ہیں۔ یہ ہدایت صرف گولڈن کی والوں کی طرف سے نہیں بلکہ دوسری سکیموں کی طرف سے بھی اپنے ممبران کو یہی بات سختی سے بتائی گئی ہے۔ مثلاً ورلڈ ٹریڈنگ نیٹ ورک نامی سکیم کے کوپن میں بتایا گیا ہے ۔

''آپ کوپن ہمیشہ ان لوگوں کو ہی دیں جو اس میں خود دلچسپی لیں اور اس کو آگے چلانے کی اہلیت رکھتے ہوں۔ آپ ہرگز ہرگز یہ کوپن کسی بھی شخص کو زبردستی نہ دیں......

پھر ''گولڈن کی'' کے لیکچر میں اور دوسری سکیموں میں بھی یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ آپ زیادہ مخیر لوگوں کے پاس نہ جائیں۔ انہیں چونکہ دولت کی زیادہ ضرورت نہیں' اس لیے وہ بھی اعتراض کرکے وقت ضائع کریں گے۔ ایسے لوگوں کے پاس جائیں جو غریب یا متوسط ہوں البتہ کمپنی کی ڈیمانڈ کی حد تک رقم رکھتے ہوں اور اپنا فیصلہ خود کر سکتے ہوں تا کہ آسانی سے کمپنی کو اپنی ساری جمع پونجی حوالے کر سکیں۔

صورتحال یہاں تک ہے کہ ہمارے ماڈل ٹاؤن دفتر کے مسئول بھائی محمد رمضان نے ایک دفعہ کلاس میں ان کا لیکچر ٹیپ کرنے کی کوشش کی تا کہ علماء کو بطور ثبوت براہ راست کمپنی کے ذمہ داران کی زبانی کمپنی کا طریقہ پیش کرکے ان کی رائے لی جاسکے تو کمپنی والوں نے ان کو پکڑ لیا اور ان سے کہا کہ وہ کیسٹ ہمیں دے دیں ورنہ ہم ٹیپ بھی واپس نہیں کریں گے اور تمہارے خلاف بھی اقدام کریں گے۔ کمپنی کے کافی لوگ جمع ہوگئے اور بالآخر انہیں دھمکیاں دے کر اور زدوکوب کرکے ان سے کیسٹ لے لی۔ مقصد یہ ہے کہ کسی کو کمپنی کے کام کی تفصیلات پورے ثبوت کے ساتھ نہ مل سکیں۔ یہ اپنے کاروبار کی مکمل تفصیلات تحریری صورت میں بھی پیش نہیں کرتے۔ مقصد یہ ہے کہ ایک تو علماء کو پوری حقیقت پتہ نہ چل سکے اور دوسرے ضرورت پڑنے پر وہ کسی ممبر کے ساتھ جو چاہے سلوک کریں اور جو چاہے قانون بنا کر پیش کر دیں۔

کچھ ڈسے ہوئے ممبران کی حالت

ایسے ہی ایک ممبر سے ہماری ملاقات ہوئی جو ایک بڑے غیر ملکی دینی ادارے کے فارغ ہیں تو انہوں نے ہمارے سامنے اقرار کیا کہ یہ سکیم سراسر دھوکہ اور فراڈ ہے لیکن انہوں نے اپنا نام مخفی رکھنے کی استدعا کی کہ ایسا نہ ہو کہ گھر والے کہیں تمہارے پاس تو رقم ہی نہیں تھی تو تم نے یہ 4500 روپے کہاں سے لے کر کہاں جا کر خرچ کر دیئے۔ ان صاحب کے پاس ایک کین اوپنر یعنی ڈبے کا ڈھکن کاٹنے والا آلہ تھا اور کچھ شیمپو تھے۔ وہ خود بتا رہے تھے کہ ان کی مجھے کوئی ضرورت نہیں تھی خاص طور پر کین اوپنر کی جو انہوں نے کمپنی سے 1300 روپے میں خریدا تھا حالانکہ اگر ضرورت بھی ہو تو بازار سے سادہ سا ایسا آلہ بھی لیا جا سکتا ہے جو پچاس سو روپے سے زیادہ نہیں آتا۔ لیکن بقول اس بھائی کے اسے ممبر بننے اور کمپنی کا کم از کم مطلوبہ بزنس حجم پورا کرنے کے لئے یہ چیزیں خریدنا پڑیں۔

ایک اور ممبر اشرف صاحب سے ملاقات ہوئی جو ایک بزرگ ہیں۔ انہوں نے بھی اس سکیم کو دھوکہ اور فراڈ قرار دیتے ہوئے کہا کہ میں تو کمپنی کے ان ممبران کے کہنے پر ممبر بن گیا جن کو میں دینی و دنیاوی طور پر بڑا پڑھا لکھا سمجھتا تھا۔ لیکن انہوں نے مجھے باتوں میں لا کر اس کاروبار میں پھنسا دیا۔ اور پھر خود ہی ممبر بننے اور کمپنی کا کم از کم مطلوبہ بزنس حجم پورا کرنے کے لئے مجھے 3000 روپے کی 4 ٹوتھ پیسٹیں (500 روپے فی ٹوتھ پیسٹ) تھما ڈالیں۔ میں ان کا یہ طریقہ کار دیکھتے ہی اس سکیم کے مقاصد کو سمجھ گیا اور تائب ہو گیا۔ بزرگ محمد اشرف کا کہنا تھا کہ 4500 روپے ضرور ضائع ہو گئے لیکن میں مزید اپنی آخرت خراب نہیں کر سکتا تھا۔ اور دوسروں کو اسی طرح پھنسانا میرے ضمیر نے گوارا نہیں کیا۔ میں نے ان ٹوتھ پیسٹوں کو تو ہاتھ تک لگانا گوارا نہیں کیا۔ اب یہ بزرگ دوسرے ممبران کو اس سکیم سے نکلنے کے لئے سمجھاتے رہتے ہیں۔

گولڈن کی کے لیکچر میں بتایا گیا کہ آج امریکہ بھی اس طریقہ کاروبار کی وجہ سے امریکہ بنا ہوا ہے

اسی طرح کئی اور ممبر جو اس سکیم کو حقیقتاً فراڈ سمجھتے ہیں لیکن کچھ تو دولت کی لالچ کی بناء پر خاموش ہیں اور کچھ کو یہ خوف بھی آج کل ہے کہ کہیں کمپنی ان کے خلاف کوئی اقدام نہ کردے خصوصاً کمپنی کی طرف سے ایک اعزازی ایگزیکٹو ڈائریکٹر کی برطرفی کے بعد یہ ممبر زیادہ محتاط ہو گئے ہیں۔

ایک اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ کمپنی نے اپنے فوڈ سپلیمنٹ کے بارے میں لکھا ہے کہ اس سے بہت سے لوگوں کو شفا ہوئی ہے۔ اپنی بزنس کٹ میں شفا پانے والے کچھ لوگوں کے نام پتے بھی دیئے گئے ہیں۔ اب پہلی بات تو یہ تھی کہ جن کے نام دیئے گئے تھے' ان پر کسی کا پتہ نہیں تو کسی کا فون نمبر نہیں' اگر ہے تو ساتھ کوڈ نہیں' پھر اکثر کے نیچے یہ لکھا ہے کہ ان کو 50%' 60% یا 70% فیصد تک شفا ہوئی ہے۔ صرف ایک مریض کا پورا نام پتہ اور فون نمبر بمع کوڈ تھا۔ ان کا نام سید ناظم شاہ ہے۔ ان سے جب پوچھا گیا کہ آپ نے جن بیماریوں کے لئے یہ دوا استعمال کی تو کیا آپ کو مکمل شفا ہوگئی ہے تو ان کا فرمانا تھا کہ دیکھیں شوگر مکمل طور پر تو کبھی ختم نہیں ہو سکتی لیکن حالت پہلے سے بہت بہتر ہے۔ باقی بلڈ پریشر وغیرہ بھی اب ٹھیک ہے۔ ان سے بالآخر یہ معلوم ہوا کہ موصوف کمپنی کے ڈائریکٹر ہیں۔

ایک اور ممبر نے اپنے والد کے دل کے مسئلہ کے لئے کمپنی کا فوڈ سپلیمنٹ yu-yuan- Zu لیا۔ جو 12000 سے 19000 میں ملتا ہے۔ محترم پروفیسر حافظ ثناء اللہ خان بتا رہے تھے کہ اس کے استعمال کے کچھ عرصے بعد جب انہوں نے مریض کو دیکھا تو ان کی حالت پہلے سے بھی خراب تھی۔

کمپنی کی بظاہر ان شفا بخش ادویات کے بارے میں سمجھنے والی بات یہ ہے کہ ایسی دوائیاں اور فوڈ سپلیمنٹ وقتی طور پر جسم کی قوت مدافعت Internal resistance بڑھا دیتی ہیں اور کئی بیماریاں عارضی طور پر دب جاتی ہیں اور انسان سمجھتا ہے کہ وہ شفایاب ہو رہا ہے۔ کھلاڑی باڈی بلڈرز وغیرہ بھی ایسی دوائیاں اور خوراکیں استعمال کرکے سپرمین بن جاتے ہیں لیکن انہیں چھوڑتے ہی وہ مزید کئی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ باقی 60,50 فیصد تک تو لوگ کوئی بھی دوائی استعمال کرکے وقتی طور پر ٹھیک ہو جاتے ہیں اور دوبارہ حالت وہی ہو جاتی ہے اور یہ بھی کمپنی کا اپنا دعویٰ ہے کہ فلاں مریض کو اتنے فیصد شفا مل گئی ہے۔ کیا ان کے پاس کوئی ایسا آلہ ہے جو یہ فیصد نکال سکے۔ ان کی دوائیں مشکوک ہونے کا ایک یہ بھی ثبوت ہے کہ ایک طرف تو یہ عام لوگوں کو اپنا فوڈ سپلیمنٹ بے شمار بیماریوں کا کامیاب علاج بتاتے ہیں لیکن ساتھ ہی اپنے لٹریچر میں اس کے تعارف کے آخر میں چھوٹا سا لکھا ہے۔

No need to discontinue your regular medicines already in use, After getting good results from yu-yuan-zu you may discontinue your regular medicines gradually.

Results of Yu-Yuan-zu may vary from person to person because of different body factors

''جب تک آپ yu-yuan-zu سے اچھے نتائج حاصل نہ کر لیں' معمول کی ادویات لینا ترک نہ کریں۔ آپ ان کو آہستہ آہستہ چھوڑ سکتے ہیں...... یویوآن زو کے نتائج مختلف لوگوں میں مختلف باڈی فیکٹرز کی بناء پر مختلف ہو سکتے ہیں۔''

غرض جس کو شفا نہ ہو تو وہ آسانی سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ بات تو ہم نے پہلے ہی لکھ دی تھی کہ مختلف لوگوں میں مختلف اثر بھی ہو سکتا ہے۔

قارئین کرام! یہ تو حال ہے گولڈن کی انٹرنیشنل کی ادویات نما اشیاء کی حقیقت کا جس کی کچھ مزید تفصیل آپ جناب ریاض الحسن نوری سابق مشیر وفاقی شرعی عدالت کے تبصرے میں پڑھیں گے۔ اب ان کی مارکیٹنگ کے طریقہ کی شرعی طور پر کیا حیثیت ہے تو اس بارے میں اور دیگر کمپنیوں کی مارکیٹنگ کا تفصیلی شرعی جائزہ اب آپ علماء کے درج ذیل تفصیلی شرعی جائزے میں ملاحظہ فرمائیں۔

فراڈ کمپنیوں کے بارے مرکزی نائب مفتی جماعۃ الدعوۃ حافظ عبدالرحمن عابد کا فتویٰ

نظر ثانی و تصدیق۔ حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ قائم مقام امیر جماعۃ الدعوۃ

اسلام وہ دین ہے جو اللہ تعالیٰ نے جبریل امین علیہ السلام کے ذریعہ امام الانبیاء محمد ﷺ پر نازل کیا اور آپ کی زندگی میں اس کو مکمل کر کے قرآن مجید کے اندر اس کا اعلان فرمادیا۔ اب مسلمانوں پر قیامت تک کے لئے زندگی کے تمام شعبوں میں اس سے رہنمائی لینی ہی کافی ہے۔ اب ان کو نہ کسی دوسرے دین کی ضرورت ہے اور نہ ہی محمد ﷺ کے علاوہ کسی نبی کی ضرورت ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں خاتم النبیین بنادیا۔

اب حلال صرف وہی ہے جسے اللہ رب العالمین نے اپنے نبی محمد ﷺ کے ذریعے حلال کردیا اور حرام صرف وہی ہے جسے حرام کردیا۔ اسی دین اسلام میں ہمارے لئے عقائد' اعمال' اخلاق کے علاوہ ہمارے انفرادی' اجتماعی' سیاسی' اقتصادی' معاشی تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے' رسول کریم ﷺ نے فرمایا

ما بقی شیئی یقرب من الجنۃ ویباعد من النار الا وقد بین لکم

(المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر 1647)

کوئی چیز (اسلام میں) ایسی نہیں بچی جو جنت کے قریب کردینے والی ہو اور جہنم سے دور کرنے والی ہو مگر وہ تمہارے لئے بیان کردی گئی ہے

لیکن امت مسلمہ کا المیہ ہے کہ اسلام دشمنوں کی مسلسل فکری یلغار کی وجہ سے اسلام اجنبی اور غریب بن گیا۔ غیر مسلم قوموں خصوصاً یہود و نصاریٰ اور اہل مغرب کی مادی ترقی سے مرعوب ہو کر باقی تمام اشیاء کے ساتھ معاشی اور اقتصادی طریقے بھی انہی کے اختیار کر لئے گئے جس کی بنیاد ہی سود پر ہے۔ یہ سودی سلسلہ زمانہ کے تطور کے ساتھ ساتھ اپنی شکلیں گرگٹ کی طرح بدلتا رہا۔ جب ایک سودی سکیم لوگوں میں فیل ہو جاتی ہے تو نئے نام سے دوسری کوئی سکیم ایجاد کر لی جاتی ہے جیسے آج کل کئی سودی سکیمیں شروع کی گئی ہیں۔

ورلڈ ٹریڈنگ نیٹ سکیم:

ایک سکیم راولپنڈی سے شروع کی گئی ہے جس کا نام ورلڈ ٹریڈنگ نیٹ (WTN) ہے۔ ان کی سکیم یہ ہے کہ آپ 3050 روپے ادا کر کے بارہ لاکھ حاصل کر سکتے ہیں۔ طریقہ کار یہ ہے کہ یہ لوگ ایک فارم دیتے ہیں جس پر پانچ خانوں میں پانچ ممبرز کے نام و پتہ درج ہوتے ہیں۔ ان سب کو درج کردہ مخصوص رقم منی آرڈر کرنا ہوتی ہے۔ جبکہ کمپنی کو 800 روپے منی آرڈر کرنا ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ 50 روپے چیرٹی باکس والے ایک خانے میں درج ممبر کو بھیجنے ہوتے ہیں۔ یہ کل رقم ملا کر 3050 روپے بنتی ہے۔ ان سب کے منی آرڈرز کی رسیدیں کمپنی کو بھیجنے پر کمپنی آپ کو ایسے پانچ فارم بھیج دیتی ہے۔ اب ان فارموں میں پانچویں نمبر پر خود آپ کا نام آجائے گا۔ یہ فارم جب آپ آگے تقسیم کریں گے تو نئے ممبر بھی آپ کو اسی طرح منی آرڈر بھیجیں گے۔ جوں جوں یہ فارم آگے چلتا ہے' ممبرز بڑھتے رہتے ہیں تو آپ کا نام ترقی کرتا ہوا چوتھے نمبر پر' پھر تیسرے' دوسرے اور پہلے نمبر پر آجائے گا۔ یہاں تک پہنچ کر آپ کے پاس بارہ لاکھ جمع ہو جائیں گے۔ اس کے بعد آپ کا نام فارم سے ختم ہو جائے گا۔ پھر دوسرے آپ کی جگہ لیتے جائیں گے۔ علاوہ ازیں کمپنی کی طرف سے یہ بھی گارنٹی ہے کہ کسی ممبر سے فارم آگے نہ چل سکے تو وہ ہمیں درخواست لکھ دے۔ چیرٹی بکس والے خانے سے جمع ہونے والی رقم میں سے نمبر آنے پر اسے 3500 روپے مل

> ورلڈ ٹریڈنگ نیٹ کا طریق کار سود کی ظالم ترین قسم ہے۔ سود میں تو نقد قرضہ دے کر مقروض سے ناجائز فائدہ اٹھایا جاتا ہے لیکن یہاں اس شخص سے ناجائز فائدہ اٹھایا جارہا ہے جسے کچھ دیا ہی نہیں

جائیں گے یعنی 450 روپے پھر بھی زیادہ ملیں گے۔ اور خسارے کا کوئی امکان نہیں۔

یہ سکیم کئی وجوہات کی بنا پر غیر شرعی ہے۔

ا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا احل اللہ البیع وحرم الربوا اللہ نے بیع (خرید و فروخت) کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے (البقرہ) جبکہ یہ سکیم تجارت کی صورت سے خارج ہے۔ تجارت میں لین دین کرنے والوں کے درمیان کوئی چیز ہوتی ہے جس سے مال اور اشیاء کا تبادلہ ہوتا ہے جبکہ یہاں کوئی چیز نہیں ہے۔ صرف لوگوں کو قائل کر کے اور کاغذ آگے بانٹ کر اس کمپنی کے چنگل میں پھنسانا ہوتا ہے۔ اگر اسے دلالی کی قیمت سمجھیں تو پھر بازار حسن کی طوائفوں کی دلالی کرنے والے اور اس پر وقت اور محنت صرف کرنے والے کے کاروبار کو بھی حلال اور تجارت ماننا پڑے گا۔ کیونکہ دونوں میں صورت ایک سی ہے۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام کیا ہے اور ادھر بدکاری ایک حرام فعل ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ سود سے بھی خوفناک ظلم کی صورت ہے کہ اس نے تو اپنی رقم کمپنی کے کھاتہ میں اور کچھ دوسرے افراد میں تقسیم کی ہے جبکہ اسے جو کچھ ملتا ہے' وہ نہ کمپنی کی طرف سے ہوتا ہے اور نہ ہی ان افراد کی طرف سے جن کو اس نے رقم منی آرڈر وغیرہ کی ہے۔ جو کچھ ملتا ہے' وہ ان نئے افراد کی طرف سے ملتا ہے جن کو صرف ایک کاغذ دے کر پیسے لئے جاتے ہیں۔ سود میں تو یہ ظلم ہے کہ قرضہ وغیرہ دے کر مقروض سے ناجائز فائدہ اٹھایا جاتا ہے لیکن یہاں اس شخص سے فائدہ اٹھایا جارہا ہے جس کو کچھ دیا ہی نہیں۔

اور سود اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف اعلان جنگ ہے اور سودی کاروبار میں ملوث لینے' دینے والے اور لکھنے' گواہی دینے والے سب برابر کے لعنتی ہیں۔ (مسلم)

اور نبی مکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا دِرْهَمُ رِبًا يَأْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَشَدُّ عِنْدَ اللهِ مِنْ سِتَّةٍ وَّثَلَاثِيْنَ زَنْيَةً

ترجمہ: سود کا ایک درہم جسے آدمی کھاتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ یہ سود ہے' اللہ تعالیٰ کے ہاں چھتیس (36) مرتبہ زنا سے بھی زیادہ سخت ہے (یعنی برا ہے) (صحیح الجامع الصغیر۔ 3375)

اور یہ بھی فرمایا اَلرِّبَا سَبْعُوْنَ بَابٌ اَيْسَرُهَا اَنْ يَّنْكِحَ الرَّجُلُ اُمَّهٗ۔ (صحیح الجامع الصغیر ۳۵۴۱)

سود کے ستر دروازے ہیں۔ سب سے معمولی دروازہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص اپنی والدہ سے نکاح کرلے۔

تیسری وجہ: اس سکیم کو بیع تسلیم بھی کرلیں تب بھی سود ہے کہ اس میں زیادہ پیسوں کی کم پیسوں کے ساتھ بیع کی جاتی ہے۔ اور وہ بھی ادھار۔ صحیح بخاری اور مسلم میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

لَاتَبِيْعُوْا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ اِلَّا مَثَلًا بِمَثَلٍ وَلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَاتَبِيْعُوْا الْوَرَقَ بِالْوَرَقِ اِلَّا مَثَلًا بِمَثَلٍ وَلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَاتَبِيْعُوْا مِنْهَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ

سونا سونے کے بدلے نہ بیچو مگر برابر برابر اور زیادہ کم مت بیچو اور چاندی کو چاندی کے بدلے نہ بیچو مگر برابر برابر۔ ایک طرف زیادہ اور دوسری طرف کم نہ ہو اور نہ ایک طرف ادھار' دوسری طرف نقد۔

صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ ...... فَمَنْ زَادَ اَوِ

اِسْتَزَادَ فَقَدْ أَرْبٰى اَلْاٰخِذُ وَالْمُعْطِي فِيْهِ سَوَآءٌ.

سونے کے بدلے سونا اور چاندی کے بدلے چاندی......

اس حدیث کے آخر میں ہے'جس نے زیادہ دیا یا زیادہ کا مطالبہ کیا'وہ سود میں پڑ گیا۔ لینے والا اور دینے والا برابر ہے۔

اس مذکورہ سکیم میں بھی آدمی کم رقم دے کر بغیر کوئی چیز فروخت کرنے کی محنت کے زیادہ رقم لے لیتا ہے جو سراسر سود اور غیر شرعی ہے۔

گولڈن کی انٹرنیشنل:

مغربی سودی اور قماری سکیموں کو زیادہ مقبول شکل میں پیش کرنے کے لئے ایک بہت بڑا حیلہ اختیار کیا گیا ہے جسے گولڈن کی سکیم کا نام دیا گیا ہے۔ اس میں بظاہر ممبرز کو کمپنی ایک چیز فروخت کرتی ہے لیکن کمپنی اور ممبرز محض چیزوں کی عام مروجہ اور شفاف طریقہ فروخت سے زیادہ دولت اکٹھی نہ کر سکتے تھے چنانچہ اس سکیم میں فروخت کا بھی ایسا طریقہ اختیار کیا گیا کہ ممبرز تھوڑی رقم لگا کر بہت زیادہ دولت اکٹھی کر سکیں جبکہ کمپنی بھی آسانی سے کروڑوں اربوں روپیہ سمیٹ سکتی ہے۔ کمپنی کی طرف سے ممبران کو بہت مہنگی اشیاء بیچی جاتی ہیں۔ مثلاً ایک ٹوتھ پیسٹ کی قیمت بھی کم از کم 750 روپے ہے۔ ایک شیونگ کریم (جیل) کی قیمت 900 روپے ہے۔ سب سے زیادہ ممبران کو جو چیز خریدنے کی رغبت دی جاتی ہے'وہ ایک فوڈ سپلیمنٹ ہے جسے کینسر'شوگر'ہیپاٹائٹس سمیت بہت سی بیماریوں کا جادوئی علاج بتایا جاتا ہے۔ اس کی قیمت 19000 روپے ہے۔ یہ تقریباً انر جائل کے ڈبے سے کچھ بڑے سائز میں ایک سفوف سا

> محض دوسروں کو ترغیب دینے کا نام دلالی نہیں ہوتا الا یہ کہ کسی کو اس کام پر بطور ملازم رکھ لیا جائے۔ مفتی عبدالواحد

ہوتا ہے۔ ایک کین کنڑ یا ڈبہ کنڑ کی قیمت 1300 روپے ہے۔ بے بی لوشن 750 روپے کا ہے۔ اسی طرح باقی چیزوں کی قیمتوں کا حال ہے۔ کمپنی کے مطابق اس کی سب اشیاء بڑے خاص سائنسی طریقوں سے تیار کی جاتی ہیں۔ اور بہت سی اشیاء ناقابل علاج بیماریوں کا علاج بھی ہیں لیکن کمپنی یہ اشیاء عام مارکیٹ میں نہیں رکھتی بلکہ صرف کمپنی کے جاری کردہ ایک خاص طریقہ کاروبار میں شامل ہونے والے ممبران کو ملتی ہیں یا ان ممبران کے ذریعے کمپنی سے ملتی ہیں' ممبران خود کوئی چیز نہیں بیچتے۔ ان کے طریقہ کاروبار میں بھی کم از کم صرف/4500 روپے خرچ کرنے سے ممبر کو بلا آخر لاکھوں روپے ملتے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ بتایا جاتا ہے کہ کمپنی کو 1500 روپے ممبر شپ فیس ادا کرنا ہوتی ہے جس کے عوض بڑے بڑے فائیو سٹار

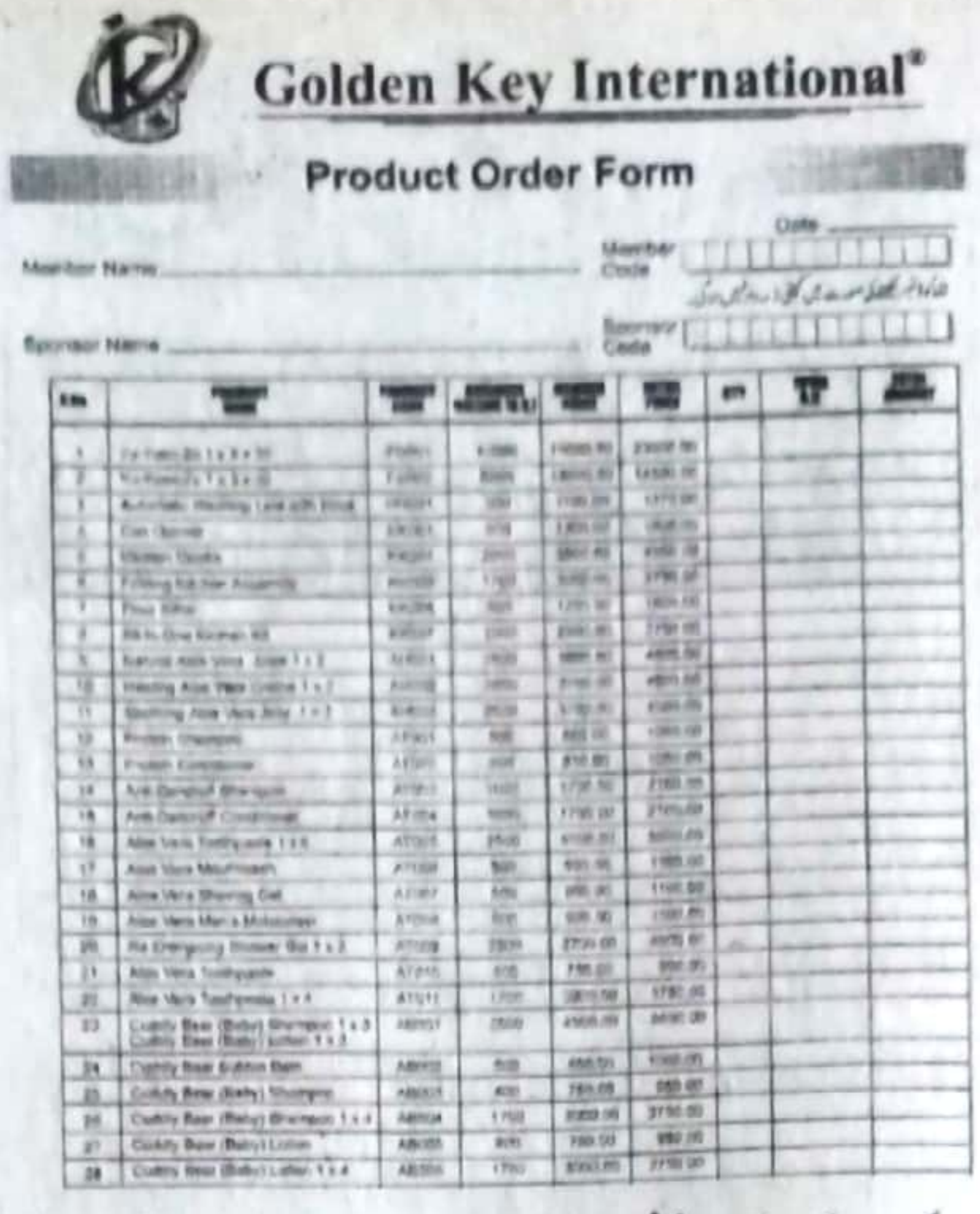
Golden Key International®

Product Order Form

Date

Member Name — Member Code

Sponsor Name — Sponsor Code

"گولڈن کی" کی انٹرنیشنل کی مہنگی ترین اشیاء کی فہرست اور قیمتیں

ہوٹلوں' اعلیٰ تجارتی اداروں اور فضائی سفر میں ان کا کارڈ دکھانے پر کچھ رعایت ملتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کارڈ کا کوئی فائدہ نہیں۔ ظاہر ہے اس سہولت سے عام غریب لوگ کم ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ تاہم کمپنی کے کاروبار میں شمولیت کے لئے کمپنی سے کم از کم مزید 3000 روپے کی کوئی چیز خریدنا ہوتی ہے۔ اس طرح ممبر کا 3000 بزنس حجم ہو جاتا ہے اور اسے 5% کمیشن یا ڈسکاؤنٹ دیا جاتا ہے۔ اب اگر یہ پہلا ممبر (A) دو مزید ایسے ممبر بنائے کہ بزنس حجم ملا کر 10,000 ہو جائے تو اس کے بعد ممبر A کو 15% ملے گا۔ اس پہلے ممبر A کو اب سپروائزر کا نام دیا جائے گا۔ جب اگلے دو ممبر مزید آگے ممبر بنائیں اور وہ 60 ہزار کا بزنس حجم بنالیں تو اس کے بعد پہلے ممبر A کو 25% ملے گا اور وہ منیجر کہلائے گا۔ اس طرح ہر نیا ممبر مزید آگے ممبر بناتا رہے گا اور جب بزنس حجم دو لاکھ چالیس ہزار کا ہو جائے گا تو پہلا ممبر A ڈائریکٹر بن جائے گا اور اسے 40% ملے گا۔ پھر 20 لاکھ کا بزنس حجم ہونے پر پہلا ممبر ایگزیکٹو ڈائریکٹر بن جائے گا۔ اسے 43% ملے گا۔ کمپنی کی طرف سے گاڑی بنگلہ' غیر ملکی ٹورز اور بونس وغیرہ بھی ملیں گے۔ یہ تمام طریقہ کمپنی کے لٹریچر پر چھپا ہوا موجود ہے البتہ تفصیلات وہ صرف کمپنی کے دفتر میں ہونے والی روزانہ کلاس میں بتاتے ہیں۔ یہ عہدیدار اپنے نیچے بننے والے عہدیداروں کو بھی اپنے کمیشن سے اتنا دے گا جو ہر ایک کے لئے مقرر ہے۔ مثلاً ڈائریکٹر 40% لے گا تو 25% اپنے نیچے منیجر کو بھی دے گا اور منیجر 25% لے گا تو اپنے نیچے بننے والے سپروائزر کو بھی 15% فیصد دے گا۔

یہ سکیم بھی سراسر حرام ہے اور اس کی حرمت کی کئی وجوہات ہیں۔

☆ گولڈن کی والوں نے اپنے لٹریچر میں یہ وضاحت کی ہے کہ ہماری اس کمپنی کا ممبر بننے میں خسارے کا کوئی امکان نہیں۔ No Risk کے الفاظ ان کے لٹریچر پر لکھے ہیں۔ اور یہ سراسر سود ہے جس کو اللہ رب العالمین نے حرام کیا ہے۔ اس کو تجارت اور منافع قرار دینا سود کے مفہوم سے جہالت یا تجاہل کا نتیجہ ہے (جس سے ان کی حیلہ سازی کا ثبوت بھی مل رہا ہے)

کیونکہ انسان کے لئے منافع کے حصول کی عموماً تین صورتیں بنتی ہیں۔

ا۔ اپنا مال کسی دوسرے شخص کے سپرد کر دیتا ہے کہ آپ اس مال سے تجارت کریں اور جو فائدہ ہو گا'اسے ہم آپس میں ایک متعین مقدار پر تقسیم کر لیں گے۔ یہ صورت صرف مال سے منافع حاصل کرنے کی ہے۔ اس میں مال اور محنت دونوں کے ضائع چلے جانے کا امکان بھی رہتا ہے۔

اس صورت میں منافع اور سود میں فرق بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ سودی کاروبار میں پہلے سے منافع کی شرح متعین ہوتی ہے اور وہ یقینی ہوتا ہے جیسا کہ یہ کمپنی والے خود اقرار اور اعلان کر رہے ہیں کہ آپ کا منافع بے حساب اور یقینی ہے جبکہ تجارت میں منافع یقینی بھی نہیں ہوتا اور اس کی شرح متعین بھی نہیں ہو سکتی۔

۲۔ انسان خود اپنے مال کے ساتھ تجارت کرے اور اسے اس سے جو نفع حاصل ہو یا اپنا مال کسی دوسرے کو دے اور اس کے ساتھ خود بھی کام کرے۔ اس صورت میں بھی سود تجارت سے مختلف ہے۔ کیونکہ تجارت میں مال والا اپنی محنت صرف کرتا ہے۔ جبکہ سودی کاروبار میں مال والا کوئی محنت نہیں کرتا جیسا کہ گولڈن کی والوں کی سکیم میں بھی واضح ہے کہ جب پہلا ممبر A بن جاتا ہے تو وہ کم از کم پہلی دفعہ دو ممبرز (B,C) بلاواسطہ بناتا ہے۔ اس کے بعد (B,C)

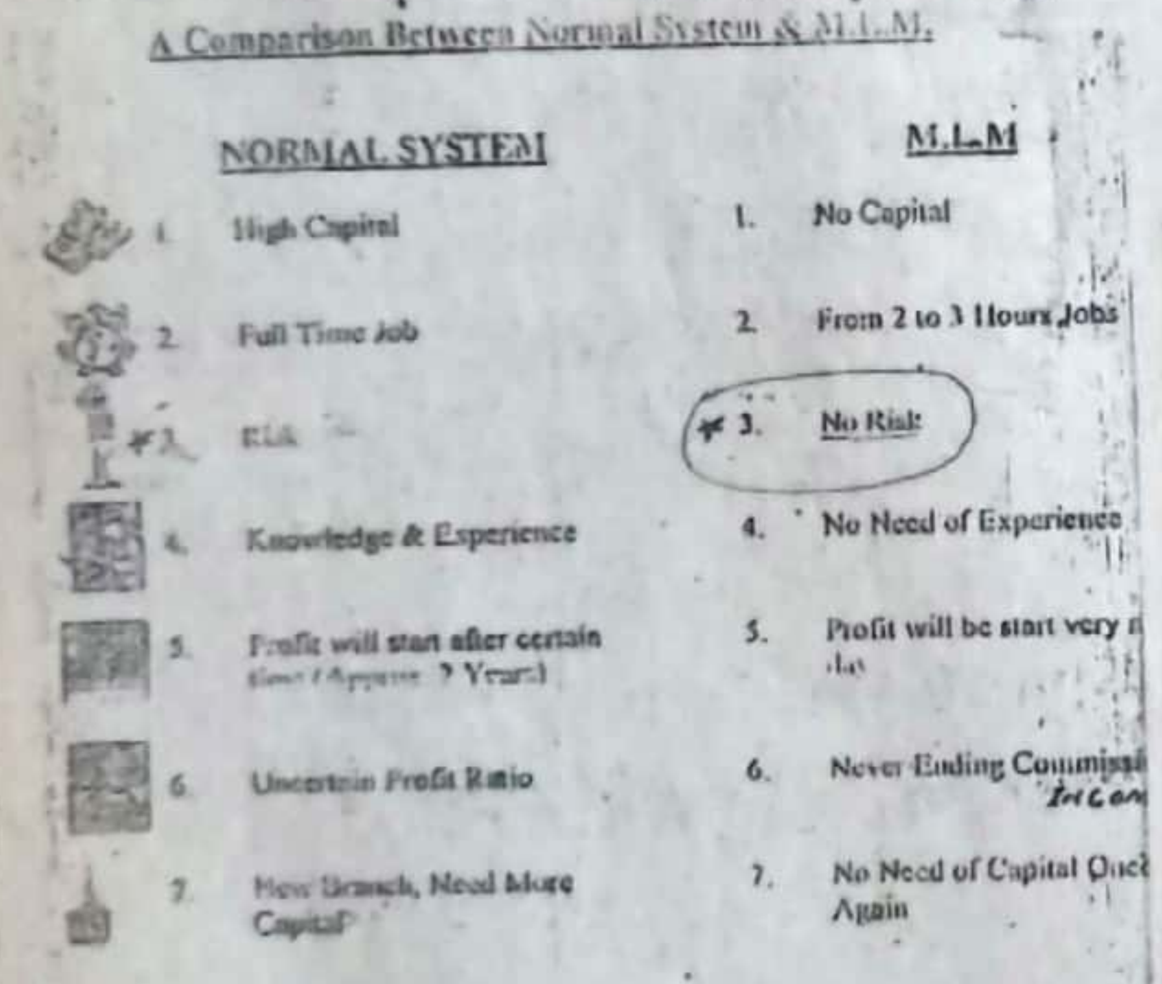
A Comparison Between Normal System & M.L.M.

NORMAL SYSTEM	M.L.M
1. High Capital	1. No Capital
2. Full Time Job	2. From 2 to 3 Hours Jobs
3. Risk	3. No Risk
4. Knowledge & Experience	4. No Need of Experience
5. Profit will start after certain time (Approx. 2 Years)	5. Profit will be start very [illegible] day
6. Uncertain Profit Ratio	6. Never Ending Commission Income
7. New Branch, Need More Capital	7. No Need of Capital Once Again

"گولڈن کی" کے لٹریچر پر عام کاروبار سے موازنہ کرتے ہوئے ان کے MLM سسٹم میں No Risk کے الفاظ واضح لکھے ہیں

آگے اسی طرح ممبرز بناتے ہیں۔ اسی طرح آگے جتنے بھی ممبر بنیں گے'ان سب کے کمیشن میں بھی ممبر A شریک ہو گا حالانکہ اگلے ممبرز (B,C) نے بناتے ہوئے اور ان سے اگلے دوسروں نے کیونکہ آگے بنیادی ذمہ داری بھی B,C اور پھر ان کے بعد کے ممبران کی ہوتی ہے نہ کہ A کی لیکن ممبر A' ممبرز B,C کے بعد آخر تک بننے والے ممبرز کے منافع/کمیشن میں بھی شریک ہو جاتا ہے جبکہ ان سب پر ممبر A کی عمومی طور پر محنت نہیں ہوتی اور نہ ہی انہیں کوئی مال دیا ہوتا ہے۔

یہ سب اس لئے ہے کہ کام کو زیادہ پر مشقت بنانا ایسی قماری

''گولڈن کی'' انٹرنیشنل کے لٹریچر پر دیا گیا مارکیٹنگ کا طریقہ

کمپنیوں کے فلسفے کے ہی خلاف ہے۔ وہ تو بار بار اپنے لٹریچر اور طریقہ کار میں یہ بات ذکر کرتے ہیں کہ اس طریقہ کاروبار کی خصوصیت ہی یہ ہے کہ آپ برائے نام وقت اور بہت معمولی محنت سے بہت زیادہ دولت کما سکتے ہیں۔

گولڈن کی والوں کے مطابق ممبر A پہلے دو ممبر B,C بنانے کے بعد بھی آخری ممبر تک کچھ نہ کچھ محنت ضرور کرتا ہے اگرچہ اگلے ممبرز بنانے کی بنیادی ذمہ داری B,C اور ان کے بعد کے ممبران کی ہوتی ہے لیکن ممبر A اگلے تمام ممبران کو ممبرز بنانے کے لئے ضرورت پڑنے پر ترغیب و رہنمائی تو دیتا ہے حالانکہ عملی حقیقت یہ ہے کہ ممبر A پہلے دو ممبران (B,C) بنائے اور اگلے ممبران پر محنت نہ بھی کرے اور صرف اگلے ممبران ہی محنت کرتے رہیں کیونکہ آگے بنیادی ذمہ داری اگلے ممبران ہی کی ہوتی ہے تو ممبر سازی کا سارا نیٹ ورک بھی مکمل ہو جائے گا اور نیچے اسی طرح کے مطلوبہ ممبرز اور منیجرز وغیرہ پیدا ہو جائیں گے اور یوں ممبر A کو پورا مقررہ کمیشن مل جائے گا۔

۳۔ ایک تیسری صورت ہے کہ بندہ صرف کام ہی کر لے اس کا اپنا کوئی مال اس میں لگا ہوا نہ ہو۔ جیسے کوئی شخص مضاربت پر محنت کر رہا ہے یا کسی اور شخص کے کام میں شریک ہے کہ نفع آپس میں تقسیم کر لیں گے۔ اس صورت میں بھی آدمی اپنی محنت کے نتیجہ میں نفع حاصل کر رہا ہے۔ جبکہ کمپنی کا ممبر دوسروں کی محنت کے نفع میں شریک ہوتا ہے۔ لہٰذا ان وجوہات کی بناء پر اس کمپنی کا تمام کاروبار سود کے زمرہ میں آتا ہے۔

☆ پھر شریعت اسلامیہ کا یہ مسلمہ ضابطہ ہے کہ کسی بھی کام اور معاملے پر حکم اس کے مقصد کے اعتبار سے لگایا جاتا ہے۔ اگر کام حلال ہے مگر جس مقصد کے لئے کیا جا رہا ہے وہ خلاف شریعت ہے اور حرام ہے تو اس کا حکم اور ہوگا اور اگر وہ حلال موافق شریعت مقصد کے لئے کیا جا رہا ہے تو اس کا حکم اور ہوگا۔ انگور کی تجارت کرنا اور اسے فروخت کرنا حلال ہے لیکن جب اس کے بارے میں یقین ہوگا کہ وہ شراب کشید کرنے کے لئے خریدنا چاہتا ہے تو اس کا حکم اور ہوگا۔ مکلف کے تمام قولی اور فعلی معاملات میں یہی اصول ہے۔ اس اصول کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو

''گولڈن کی'' کمپنی والوں کے کاروبار کا ایک حصہ وہ ہے جسے وہ اپنی مصنوعات کہتے ہیں جن میں اشیاء کی قیمتیں بہت زیادہ رکھی ہوئی ہیں۔

گولڈن کی وغیرہ کے طریقہ کار میں پہلا ممبر ایسے ممبران کی محنت کے کمیشن میں بھی شریک ہو جاتا ہے جن پر نہ اس نے عموماً کوئی محنت کی ہوتی ہے نہ انہیں کوئی مال دیا ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ کاروبار سراسر غیر شرعی ہے۔ حافظ عبدالرحمٰن عابد

دوسرا حصہ ممبر بنانا اور اپنے بننے والے ممبروں کو اپنی آمدن میں شریک کرنا۔

ان دونوں میں سے کمپنی کا اصل مقصد ممبر بنانا ہے۔ مصنوعات تو صرف بطور حیلہ اور لوگوں کو دکھانے کے لئے ہیں کہ وہ صحیح اسلامی حلال تجارت کر رہے ہیں۔ اس بات کی واضح دلیل یہ ہے کہ کمپنی اپنی مصنوعات کو کھلی مارکیٹ میں نہیں لاتی۔ صرف اپنے بننے والے ممبروں کو دیتی ہے۔ اگر کوئی ممبر بننے کے بغیر لینا چاہے تو بھی بلاواسطہ نہیں بلکہ ممبر کے واسطہ سے مل سکتی ہیں حتیٰ کہ مشاہدہ میں یہ بات آئی ہے کہ ان کے کمپنی دفتر میں بھی کوئی شخص ممبر شپ کارڈ دکھا کر ہی جا سکتا ہے یا اسے ممبرز کے ذریعے جانا پڑتا ہے۔ اگر ان کا اصل مقصد اپنی مصنوعات کو فروغ دینا ہوتا تو لازماً وہ اس کو مارکیٹ میں پیش کرتے اور ممبروں کے علاوہ جو بھی خریدنا چاہتا' اس کو فروخت کرتے اور مال کماتے۔ یہ تجارت کا شفاف طریقہ تھا لیکن اس کو چھوڑ کر ایسا گورکھ اور غیر شرعی طریقہ اسی لئے اختیار کیا گیا تا کہ کمپنی زیادہ سے زیادہ مال کمائے' ممبران کو بھی زیادہ دولت کمانے کا لالچ ملے چاہے عوام کا اس میں عملی طور پر کتنا ہی بیڑہ غرق ہو جائے اور انہیں عام سستی اشیاء کی بجائے مہنگی ترین اشیاء خریدنے پر مجبور کیا جائے چاہے انہیں اس کی ضرورت ہی نہ ہو لیکن وہ زیادہ دولت کمانے کے لالچ میں انہیں خریدنے پر مجبور ہوں گے۔ اس کے پورے معاشرے پر بالآخر کیا تباہ کن نتائج مرتب ہوں گے۔ اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ مسلمانوں کو معاشی طور پر تباہ کرنے والے ایسے حیلے اسلام کے اندر جائز نہیں۔ بنی اسرائیل کو اللہ نے ہفتہ کے دن مچھلی کے شکار سے منع کیا تھا لیکن انہوں نے حیلہ کے ذریعہ اس کو جاری رکھا۔ انہی حیلوں کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل بندر بنا دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات سے جان چھڑانے کیلئے حیلوں کو اختیار کرنا' اللہ تعالیٰ کی لعنت کا باعث ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قاتل الله اليهود لما حرم عليهم شحومها جملوها ثم باعوها فاكلوها (صحیح بخاری کتاب التفسیر حدیث 4633)

اللہ تعالیٰ یہودیوں کو ہلاک کرے جب ان پر گائے وغیرہ کی چربی حرام کی گئی تو انہوں نے (حیلے سے) اسے پگھلا کر فروخت کیا اور اس کی قیمت کھا گئے۔

☆ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ان کمپنیوں کے دعوے کے مطابق اگر برائے نام وقت صرف کر کے آپ لاکھوں کروڑوں میں کھیل سکتے ہیں تو پھر مسلم نوجوان اپنے زیادہ تر فارغ وقت کا کیا کریں گے۔ یقیناً پھر وہ سارا وقت بے کار رہنے کی وجہ سے زمین پر دنگا فساد اور اخلاقی جرائم کا باعث بنیں گے جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔

☆ سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر تمام لوگ سکیم کے ممبر بن جائیں تو یقیناً سارا نظام زندگی مفلوج ہو کر رہ جائے گا۔ پھر جب کوئی ممبر بننے والا ہی نہ رہے گا (یعنی سب ممبر بن چکے ہوں گے) تو سینکڑوں نئے ممبرز کی رقوم کا کیا بنے گا۔ کیونکہ جب تک بڑی تعداد میں ممبر نہ بنتے رہیں تو زیادہ کمیشن مل نہیں سکتا۔ اس لئے کمپنی والے کہتے ہیں کہ فائدہ میں وہی رہے گا جو پہلے ممبر بنے گا۔ زیادہ عرصے کے بعد ممبر بننے والے زیادہ فائدہ نہ اٹھا سکیں گے کیونکہ پھر مزید ممبر بننے کے لئے بہت کم لوگ رہ جائیں گے۔ اب سوال یہ ہے کہ کافی دیر بعد ممبر بننے والوں کا کیا قصور ہے۔ وہ کمپنی کی محض پروڈکٹ خریدنے کے لئے تو ممبر نہیں بنے ہوئے۔ ممبر تو ان کے کمیشن در کمیشن کے چکر میں شریک ہونے کے لئے ہی بنا جاتا ہے اور یہ کئی بھائیوں کے مشاہدے کی بات بھی ہے کہ لوگوں کی اکثریت کمپنی کی اشیاء خریدنے کے لئے نہیں

Men Shaving Gel | Men Shower Gel | Men Moisturiser

بلکہ لامحدود کمیشن حاصل کرنے کے لئے ممبر بنتی ہے۔ دوسری طرف اگلے ممبرز نہ بننے کے باوجود کمپنی اپنے پیسے برابر وصول کرنے میں کامیاب ہوگی۔ اسے کافی عرصہ بعد ممبر کم بننے سے بھی کوئی خاص فرق نہیں پڑے گا۔

☆ اس سکیم میں زیادہ پیسوں کی کم پیسوں کے ساتھ بیع ہے کیونکہ ممبر (A) اپنی کچھ رقم خرچ کر کے کمپنی کی بنائی ہوئی چیز خریدتا ہے۔ (اب یہ شخص آگے دو ممبر (B,C) بنا کر انہیں کمپنی سے خریداری کی ترغیب دیتا ہے لیکن اس کے بعد اگلے ممبرز بنانا B,C کا کام ہوتا ہے کہ وہ آگے ممبرز بنائیں۔ ہر ممبر کیلئے پہلے دو ممبرز بنانا ضروری ہوتا ہے۔ اس طرح یہ ممبرز کا سلسلہ بڑھتا ہے۔ (B,C) کے بعد A نے باقی ممبرز پر عموماً کوئی محنت نہیں کی ہوتی اور نہ ہی انہیں کوئی مال دیا ہوتا ہے لیکن ممبر A آخر تک بننے والے ایسے ممبرز کی محنت کے منافع میں بھی شریک ہوتا ہے اور اس طرح تھوڑی رقم لگا کر اصل رقم سے بہت زیادہ رقم بغیر محنت کے حاصل کرتا ہے حالانکہ زیادہ تر رقم جن کے ذریعے ملتی ہے انہیں ممبر A نے کچھ دیا بھی نہیں ہوتا۔ یہ تھوڑے مال کی زیادہ مال کے ساتھ بیع کی واضح صورت ہے۔

☆ اس میں جوئے کی بھی صورت ہے کہ ممبر پہلے اپنا بینک اکاؤنٹ کھلواتا ہے اور پھر کمپنی اس میں ممبر کا بننے والا منافع منتقل کرتی رہتی ہے لیکن کمپنی جب چاہے اپنا کاروبار سمیٹ کر غائب ہو جائے یا ممبر بننے کے لئے کوئی رہ نہ جائے تو آخر نئے ممبرز منہ دیکھتے رہ جائیں گے۔

☆ کمپنی کے اپنے لٹریچر کے مطابق یہ سکیم امریکہ کے ہاورڈ بزنس سکول سے لی گئی ہے۔ جب ان سے بات کی جاتی ہے کہ آپ کی اشیاء اگر اتنی سائنسی انقلابی اور شفا بخش ہیں تو انہیں عام مارکیٹ میں پیش کیوں نہیں کرتے تو ان کا جواب ہوتا ہے کہ وہ عام غریب لوگوں کا بھلا چاہتے ہیں۔ پہلے امریکہ اور کئی یورپی و ایشیائی ممالک میں یہ کاروبار ہو چکا ہے۔ اب وہ پاکستانی مسلمانوں کی صحت اور معاشی خوشحالی چاہتے ہیں۔ کیا غیر مسلموں کی بنائی گئی سکیمیں اور منصوبے مسلمانوں کی خوشحالی کے لئے بنائے جاتے ہیں؟ اگر کسی کو اس بارے میں کوئی خوش فہمی ہے تو وہ ان پروگراموں کا حشر دیکھ لیں جو مغربی اداروں نے ہماری خوشحالی کے لئے بنائے۔ ان کے نتیجے میں آج پاکستان 38 ارب ڈالر کا مقروض ہے۔ قرآن کا واضح ارشاد ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ

اے ایمان والو! تم اپنا خیر خواہ ایمان والوں کے سوا کسی اور کو نہ بناؤ۔ (تم تو) نہیں دیکھتے۔ دوسرے لوگ تمہاری تباہی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ وہ چاہتے ہیں کہ تم مصیبت میں پڑو۔ (آل عمران ۱۱۸)

☆ انٹرنیٹ پر کچھ پیکیج دینے والی بزناس (Biznas) کمپنی بھی "گولڈن کی" کے ہی ملتے جلتے طریقے پر کام کر رہی ہے۔ یہ کاروبار

"گولڈن کی" انٹرنیشنل کی مہنگی کریمیں، شیمپوز، ٹوتھ پیسٹس وغیرہ کی ایک جھلک

بھی تقریباً انہی وجوہات کی بناء پر حرام ہے۔ علاوہ ازیں ☆ فیوچر اسٹریٹجین نامی سکیم ☆ بیسٹ فیوچر پلان نامی انعامی سکیم ☆ فیوچر کنگ نامی انعامی سکیم اور پینٹا گونو نامی انعامی سکیمیں بھی انہی سے ملتے جلتے طریقہ کاروبار کی وجہ سے ناجائز ہیں۔

گولڈن کی انٹرنیشنل کے مرکزی دفتر اور کلاس کی جھلکیاں

کراچی سے مجلّہ الدعوۃ کے نمائندے محمد ندیم بھائی کی رپورٹ

☆ دفتر میں ہر داخل ہونے والے کا کارڈ چیک کیا جاتا ہے اور بغیر ممبر کے اندر داخل ہونے کی ممانعت ہے۔ (اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کا اصل مقصد اشیاء کی فروخت نہیں بلکہ اپنے مخصوص طریقہ کار کے تحت ممبر سازی کرنا ہے)

☆ مرد حضرات کا بغیر بوٹ داخلہ منع ہے اور گولڈن کی انٹرنیشنل کے منیجر حضرات کے لئے کالا کوٹ زیب تن کرنا ضروری ہے۔ (آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا)

ایک بھائی نے لیکچر ٹیپ کرنے کی کوشش کی تاکہ علماء کو کمپنی کے ذمہ داران کی زبانی طریقہ کار بتا کر ان کی رائے لی جائے تو انہیں زدوکوب کر کے کیسٹ چھین لی گئی۔ اس سے کمپنی کے مذموم طریقہ کار کی حقیقت کھل کر سامنے آ گئی

☆ مین دروازے کے بالکل سامنے ایک وسیع ہال ہے جس میں ٹیبل اور کرسیاں موجود ہیں جن میں 500 افراد کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ اس ہال میں مخلوط گپ شپ کا ماحول دیا گیا ہے جس میں نوجوان لڑکیاں اور لڑکے ایک دوسرے سے خوش گپیوں میں مصروف رہتے ہیں۔

☆ ہال میں تقریباً ہر وقت انگلش میوزک چلتا رہتا ہے۔

☆ آڈیٹوریم کھلتے ہی لوگ اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھنا شروع ہو گئے۔ ایکو ساؤنڈ پر کانوں کے پردے پھاڑ دینے والا تیز انگلش میوزک چل رہا تھا۔

☆ یو یو آن فوڈ سپلیمنٹ کے فوائد ثابت کرنے کے لئے دوران لیکچر دو کپوں میں انڈے توڑے گئے اور ہال میں دو افراد ایک عورت اور ایک مرد کو اسٹیج پر بلایا گیا۔ انہوں نے کہا کہ خواتین کو شکوہ ہے کہ انہیں موقع نہیں ملتا۔ گولڈن کی انہیں مردوں کے برابر حق دیتی ہے

☆ اسٹیج پر عروج سلطانہ اور فرحان اللہ خان آئے اور انہوں نے انڈا پھینٹا مگر اس کا ریشہ ختم نہیں ہوا۔ ڈاکٹر مسعود نے گولڈن کی کے پروڈکٹ کا 4 گرام والا ساشہ ایک کپ میں ڈال کر بتایا کہ اس نے انڈے کا ریشہ ختم کر دیا ہے۔

☆ محمد وسیع نے جب ہال میں موجود 200 سے زائد افراد سے سوال کیا کہ کون صرف اپنی صحت کیلئے ہماری اشیاء خریدنے آیا ہے تو تقریباً 6 ہاتھ بلند ہوئے اور جب کاروبار کی نیت سے آنے والوں کا پوچھا تو پورے ہال نے ہاتھ بلند کر دیئے۔

☆ محمد وسیع نے بتایا کہ ملک میں حلال رزق کمانے کے صرف دو طریقے ہیں۔ کاروبار یا نوکری۔ دونوں کے نقصانات گنوائے۔ اس کے بعد گولڈن کی کو کاروبار یا نوکری کے ساتھ ملا کر کرنے کا طریقہ اور فائدہ بتایا۔ اپنی گفتگو کے دوران وہ بہت بازاری قسم کی زبان استعمال کرتا رہا۔ اور سامنے بیٹھی خواتین کو مخاطب کر کے محلے کے آوارہ لڑکوں کے بارے میں جو ان کے کہنے پر سودا سلف لا کر محلے والوں کی خدمت کرتے ہیں، کے بارے میں تصدیق کرواتا رہا۔

☆ نمائندہ مجلّہ الدعوۃ باہر ایک ٹیبل پر موجود منیجر لیاقت کے پاس گیا جہاں کچھ لوگ اس سے یو یو آن زو کے فائدہ مند ہونے کی

کراچی کے دیوبندی علماء کے فتاوے

قارئین کرام! گولڈن کی کے بارے ذیل میں کراچی کے دیوبند علماء کے فتاوی کافی عرصہ پہلے کے ہیں۔ مولانا تقی عثمانی والا فتوئی آج سے دو سال پہلے کا ہے جیسا کہ اس فتوی پر درج تاریخ (۱۴۲۱ھ-۵-۲۲) سے ظاہر ہے۔ دوسرا فتوئی جامعہ فاروقیہ کا ہے جو چھ ماہ قبل (۱۴۲۳ھ-۴-۲۵) کا ہے۔ ان علماء نے کراچی کے مقامی افراد سے ملنے والی اور اپنی معلومات شواہد اور ثبوتوں کی روشنی میں یہ فتاوے دیئے تھے۔ گولڈن کی انٹرنیشنل نے سب سے پہلے کراچی سے ہی تین سال قبل اپنے کاروبار کا آغاز کیا تھا۔ اس لئے ان کے فتاوی پہلے ہی آ چکے تھے جو قارئین کے استفادے کے لئے شائع کئے جا رہے ہیں۔ مزید برآں اس وقت کمپنی زیادہ تر صرف اپنا فوڈ سپلیمنٹ 19000 روپے والا بیچتی تھی اور لوگوں کو براہ راست سپروائزر بنا دیتی تھی۔ اس لئے فتاوی میں زیادہ تر اسی کا ذکر ہے۔ ادارہ۔

یقین دھانی کروانا چاہتے تھے جس پر لیاقت انہیں مطمئن نہ کر سکا۔ آخر اس نے کہا کہ اس دوائی نے میرے والد اور ماموں کو تو فائدہ دیا مگر بھائی کو فائدہ نہیں ہوا۔

☆ نمائندہ مجلّہ الدعوۃ نے جب اس طریقے کے اسلامی ہونے کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے ادارہ منہاج القرآن لاہور کا دو لائنوں پر مختصر فتوئی دکھایا۔ جس کے بعد لیاقت نے کہا کہ اگر میں بھی مولویوں کی باتوں میں آ کر فتووں کے چکر میں پڑ جاتا تو آج اس کرسی پر بیٹھا 50 ہزار ماہانہ نہ کماتا۔

گولڈن کی انٹرنیشنل کے تائبین کیا کہتے ہیں

☆ نرسری فرنیچر مارکیٹ کراچی کے دوکاندار منیب احمد جو شیشے کا کاروبار کرتے ہیں' نے نمائندہ مجلّہ الدعوۃ کو بتایا کہ گولڈن کی انٹرنیشنل نے خاندانوں میں جدائیاں ڈال دی ہیں۔ اس کی وجہ سے رشتہ داریاں خراب ہو رہی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ جب مجھے کمپنی کا علم ہوا تو میں نے کلاس لی جس میں انہوں نے مالی فائدے کو بہت بڑھا چڑھا کر پیش کیا۔ پیسے کے لالچ اور گھر کی بیماریوں کو دیکھتے ہوئے میں نے 19,000 روپے والی دو ممبر شپ یعنی 38000 روپے ضائع کر کے میں ''گولڈن کی'' کی دوائی گھر لایا جو میں نے اپنے والد کو جوڑوں کے درد اور والدہ کو معدے کی بیماری کے لئے استعمال کرائی مگر انہیں کچھ افاقہ نہ ہوا۔ میں نے 4 ممبر بنائے' سب متنفر ہو گئے۔ ان کی وجہ سے مجھے ساڑھے چار ہزار کی کچھ رقم تو واپس مل گئی مگر جب ان کے کسی مریض کو افاقہ نہ ہوا تو اب وہ مجھے برا بھلا کہتے رہتے ہیں۔ اب میں ان سے ملنے سے بھی گریز کرتا ہوں۔ اس کام میں محنت اور جھوٹ بہت ہے مگر آؤٹ پٹ کچھ نہیں۔

گولڈن کی انٹرنیشنل کی روزانہ کلاس کے مخلوط ماحول میں اتنا زبردست انگلش میوزک ہوتا ہے کہ پورا ہال تھرا جاتا ہے

☆ بیکن لائٹ گرامر ہائی اسکول گرین ٹاؤن کراچی کے پرنسپل ایڈووکیٹ ملک نعیم اختر نے نمائندہ مجلّہ الدعوۃ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ گولڈن کی پیسہ کمانے کا ذریعہ ہے بشرطیکہ بندہ سامنے والے کو اپنی چرب زبانی سے شیشے میں اتار لے۔ ان کی پروڈکٹ خریدی تو تھی مگر استعمال نہیں کی لہٰذا نتائج کا علم نہیں۔ اس کمپنی کے منیجر شہزاد نے میرے سامنے 10 ہزار روپے کا فراڈ کیا۔ جب میں نے کمپنی سے شکایت کی تو انہوں نے اس کی تصویر دفتر میں آویزاں کر کے مجھے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی۔ میں ایک ایڈووکیٹ ہونے کے ناطے اسے عدالت میں گھسیٹ سکتا تھا مگر محلے داری کی وجہ سے خاموش ہو گیا۔ اس گیم میں آپ کو شامل کرنے والے محلے دار' دوست یا رشتہ دار ہوتے ہیں جن کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جا سکتی۔ انہوں نے بتایا کہ ایک عورت جو کرایہ کے مکان میں رہتی تھی' ادھار رقم لے کر آئی کہ میں ممبر بننا چاہتی ہوں مگر میں نے اسے سمجھایا کہ یہ فراڈ ہے۔ میرے کہنے پر وہ باز آ گئی۔ مجھے بددعا سے بہت ڈر لگتا ہے۔

اس گیم میں آپ کو شامل کرنے والے محلے دار' رشتے دار یا دوست ہوتے ہیں جن سے بالآخر تعلقات خراب ہو جاتے ہیں۔ تائب ممبر ایڈووکیٹ ملک نعیم اختر

3۔ محمد یوسف جو محمود آباد میں ایک ٹریول ایجنسی چلاتے ہیں' نے نمائندہ مجلّہ الدعوۃ کو بتایا کہ میرے ماموں کا لڑکا گولڈن کی کا ممبر بنا اور اس کی دعوت پر میں نے بھی 19,000 دے کر ممبر شپ حاصل کی' مجھے بتایا گیا تھا کہ آپ کو ممبر بننے کے بعد ہر ماہ 1250 روپے کا چیک ملے گا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ مجھے بیوقوف بنایا گیا ہے۔ 19,000 روپے خرچ کر کے حاصل کرنے والا سفوف زیادہ سے زیادہ 1000/1200 روپے کا ہے اور 1250 روپے کا چیک بھی ایک ممبر لانے پر ایک مرتبہ ملے گا۔

نئے لوگ مشکل سے بنتے ہیں مگر کمپنی کے مالکان لاکھوں کروڑوں روپے ہضم کر چکے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ میں ہماری ٹریننگ کے دوران ایک ڈائریکٹر نے بتایا کہ میں کسی کمپنی میں منیجر تھا اور میری تنخواہ 23000 علاوہ بونس تھی' میں وہ چھوڑ کر یہاں آیا ہوں اور لاکھوں روپے ماہانہ کما رہا ہوں مگر اگلے ہی روز مجھے معلوم ہوا کہ وہ گولڈن کی کا ملازم ہے اور پرانے ماڈل کی سی ڈی 70 کا مالک ہے۔

اس کمپنی نے عوام کو ایسا بیوقوف بنایا ہے کہ کوئی ان کے خلاف قانونی کارروائی کرنا بھی چاہے تو نہیں کر سکتا۔

گولڈن کی انٹرنیشنل کمپنی کا کاروبار شرعاً جائز نہیں

مولانا تقی عثمانی کی تصدیق سے دارالعلوم کراچی کا فتوئی

الجواب حامداً ومصلیاً

سوال میں ذکر کردہ کمپنی کے کاروبار پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کاروبار کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔

1۔ کمپنی اپنی جو اشیاء فروخت کرتی ہے' واقعتاً کمپنی کا مقصد یہی اشیاء فروخت کرنا ہو' اور ان چیزوں کی بازاری قیمت بھی واقعی وہی ہو جس پر وہ فروخت کر رہے ہیں تو اس مذکورہ کاروبار کی صورت یہ ہو گی کہ کمپنی اپنے کاروبار کو وسعت دینے کے لئے اپنے گاہک مہیا کرنے والوں کو ایک خاص انداز سے کمیشن دیتی ہے اور اس طرح گاہک مہیا کر کے کمیشن لینا شرعاً جائز ہے۔

2۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کمپنی کا مقصد اشیاء فروخت کرنا نہ ہو بلکہ لوگوں کو کمیشن کے حصول کی اس مخصوص صورت میں جوڑنا مقصود ہو اور بظاہر اس سوال کی تفصیلات سے اور سائل نے زبانی جو صورت حال بتائی تھی' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کمپنی کا اصل مقصد وہ چیز فروخت کرنا نہیں' کیونکہ اتنی معمولی چیز جس کی مقدار بقول سائل کے 600 گرام ہے اور چند فروٹوں کے پوڈر پر مشتمل دوائی نما چیز ہے جو 17200 روپے کی نہیں ہو سکتی' اور صرف اس چیز کو استعمال کرنے کے لئے کوئی بھی 17200 خرچ نہیں کرے گا بلکہ اصل مقصد اس کمپنی کا ممبر بن کر نفع کمانا ہے۔ اگر صورتحال یہی ہے تو یہ سارا کاروبار درحقیقت قمار (جوا) ہے اور ناجائز ہے کیونکہ اصل قیمت کی حد تک تو اس شئی کی خرید فروخت درست ہو گئی اور خریدنے والا اس چیز کا مالک ہو گیا مگر اس سے زائد رقم جو ادا کی گئی ہے' وہ داؤ پر لگی ہوئی ہے' اگر خریدار کوئی گاہک مہیا نہ کر سکا تو اس کو رقم واپس نہیں ملے گی' اور اگر گاہک مہیا کر لے تو اس جمع کردہ رقم پر نفع ملے گا اور یہی جوا اور قمار ہے۔ لہٰذا اس صورت کے پیش نظر اس سسٹم میں شامل ہونا اور اس طرح نفع حاصل کرنا شرعاً جائز نہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

محمد افتخار بیگ عفی عنہ دارالافتاء دارالعلوم کراچی 14

الجواب الصحیح	الجواب صحیح	الجواب الصحیح
احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ	احقر محمود اشرف غفرلہ	اصغر علی ربانی
۱۴۲۲ھ-۵-۲۲	۱۴۲۲ھ-۲-۲۰	۱۴۲۱ھ-۲-۲۰
مفتی	نائب مفتی	

گولڈن کی کا کاروبار سود اور جوئے پر مشتمل ہے

جامعہ فاروقیہ کراچی کا اعلان

الجواب حامداً مصلیا

اصل جواب لکھنے سے قبل بطور تمہید کمپنی کا طریقہ کار لکھا جاتا ہے۔اس کے بعد شرعی حکم۔

کمپنی (گولڈن کی انٹرنیشنل) کا طریقہ کار یہ ہے کہ جب کوئی شخص کمپنی سے دوائی خریدتا ہے تو اسے کمپنی اپنا مستقل ممبر بناتی ہے اور اسے کمپنی کی اصطلاح میں ''سپروائزر'' کہا جاتا ہے' جب سپروائزر پانچ ممبر کمپنی کو فراہم کرتا ہے تو وہ ''مینجر'' بن جاتا ہے۔مینجر جب چوبیس ممبر بناتا ہے تو اسے ''ڈائریکٹر'' کہا جاتا ہے۔

اب یہ ایک جماعت بن گئی' اگر مذکورہ جماعت اور دیگر ممبروں کے تعاون وکوشش سے بننے والوں کی تعداد دوسو تک پہنچ جاتی ہے تو مذکورہ جماعت کا ڈائریکٹر''ایگزیکٹو ڈائریکٹر'' بن جاتا ہے۔

کمپنی کی طرف سے ممبر مہیا کرنے پر سپروائزر کو دس ہزار روپے کا پندرہ فیصد یعنی پندرہ سو روپے'مینجر کو 25 فیصد یعنی دو ہزار پانچ سو روپے اور ڈائریکٹر کو چالیس فیصد یعنی چار ہزار روپے اور ایگزیکٹو ڈائریکٹر کو تینتالیس فیصد یعنی چار ہزار تین سو روپے بطور کمیشن دیا جاتا ہے۔

مندرجہ بالا ممبران میں سے کوئی بھی اگر مہینہ بھر ممبر فراہم نہ کر سکے تو ان میں سے کسی کو بھی کمیشن نہیں ملتا (کمیشن اسی ماہ ملے گا جب ممبران کوئی ممبر فراہم کریں گے) کمپنی کے مذکورہ بالا طریقہ کار میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شرعی نقطہ نگاہ سے اس کاروبار کی دو صورتیں ہیں۔

پہلی صورت تو یہ ہے کہ کمپنی کا مقصد دوائی ہی بازاری قیمت کے مطابق فروخت کرنا ہے۔محض کاروبار کو وسعت دینے کی غرض سے اپنے ممبر کو گاہک فراہم کرنے پر کمیشن دیتی ہے اور کمیشن بھی طے شدہ ومتعین ہے تو یہ صورت جائز اور درست ہے جیسا کہ ہمارے سابقہ فتوی میں تحریر ہے۔

دوسری صورت یہ کہ کمپنی کا مقصد دوائی فروخت کرنا نہیں بلکہ کمیشن کے حصول کے لئے لوگوں کو اس مخصوص طریقہ کار میں جوڑنا اور نفع کمانا مقصد ہو تو یہ کاروبار جائز نہیں' نہ تو کمپنی کیلئے جائز ہے کہ وہ یہ کاروبار کرے اور نہ ہی کسی دوسرے کے لئے کمیشن لینا جائز ہے۔

بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ کمپنی کا مقصد دوسری ہی صورت ہے اور اس پر قرینہ درج ذیل چند باتیں ہیں۔

1۔دوائی اتنی اعلیٰ اور معیاری نہیں کہ صرف دوائی کے لئے کوئی شخص کسی ڈاکٹر یا طبیب کی تجویز کے بغیر اتنی بڑی رقم خرچ کرے بلکہ گاہک کا مقصد اصلی کمپنی کا ممبر بن کر نفع کمانا ہے۔

2۔نفع حاصل کرنے کے لئے کچھ رقم داؤ پر لگائی جاتی ہے اگر ممبر نے مزید گاہک فراہم کرلیا تو کمپنی یہ رقم مخصوص کمیشن کے ساتھ واپس کرے گی اور اگر گاہک فراہم نہ کرسکا تو داؤ پر لگائی گئی رقم ڈوب جائیگی۔شریعت مطہرہ نے اسی کو سود اور جوا قرار دیا ہے

لہٰذا مذکورہ کاروبار سود اور جوئے پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے اور اس مخصوص طریقہ کار میں شامل ہو کر نفع کمانا نہ تو کمپنی کے لئے جائز ہے نہ ہی کسی ممبر کے لئے۔اس لئے ہمارے سابقہ فتوی کا سہارا لے کر مذکورہ کمپنی کے ممبر بننے کی ترغیب دینے سے اجتناب کیا جائے۔فقط

واللہ تعالی اعلم بالصواب کتبہ عبدالباری غفرلہ

دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی (۱۴۲۳ھ۔۴۔۲۵)

گولڈن کی انٹرنیشنل نے لوگوں کو لوٹنے کے لئے پراسرار طریقہ اختیار کیا ہے

شیخ الحدیث مولانا محمود الحسن حفظہ اللہ جامعہ ستاریہ اہلحدیث کراچی

صورت مسئولہ میں واضح ہو کہ دستیاب معلومات اور قرائن وشواہد کی روشنی میں درج بالا کاروبار کے تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ کتاب وسنت کی رو سے یہ کاروبار درج ذیل وجوہ کی بناء پر ناجائز اور حرام ہے۔

1۔یہ کہ یہ سودی لین دین ہی کی ایک شکل ہے جسے بعض اشیاء خصوصاً ایک دوائی نما سفوف بیچنے کے پردے میں چھپایا گیا ہے۔سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس دوائی میں ایسی کونسی خوبی اور خصوصیت ہے کہ اسے اتنے بڑے پیمانے پر سپلائی کرنے اور عوام میں مشتہر کرنے کے لئے عام کاروباری طریقہ سے ہٹ کر یہ پراسرار وپرپیچ طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔لگتا ہے اس کے پیچھے اصل کاروبار کچھ اور ہے جس کے لئے سرمایہ فراہم کرنے کیلئے کمیشن کی ترغیب دیگر لوگوں سے پیسہ بٹورا جارہا ہے۔یہ دراصل کمیشن نہیں ہے بلکہ ربوٰ (سود) ہے جو مختلف لوگوں کو ان کے فراہم کردہ سرمایہ کے تناسب سے ادا کیا جارہا ہے اور کل قرض جر منفعة فهو ربا کے تحت یہ سود ہے۔یہ وہی روش ہے جو نبی اکرم ﷺ کے دور کے سود خوروں نے اختیار کی تھی اور کہا تھا کہ انما البيع مثل الربوا کہ انہوں نے اپنے سودی لین دین کو اسلامی طرز تجارت سے تشبیہ دینے کی کوشش کی تھی جس کے جواب میں قرآن نے کہا واحل الله البيع وحرم الربوا کہ اللہ نے اسلامی طریقہ پر تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔مزید برآں اپنے پراسرار طریقہ کار کی بناپر اگر یہ کاروبار صراحتاً سودی نظر نہ بھی آئے تو اس میں سود کا شائبہ ضرور ہے۔اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ فدعوا الربوا والريبة۔ترجمہ سود اور شک والی چیز کو چھوڑ دو۔

2۔کاروبار کی یہ شکل شرعی اصطلاح میں بیع النجش کہلاتی ہے جس سے اللہ کے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے۔عن ابن عمر قال نهى النبى ﷺ عن النجش (صحیح بخاری جلد اول ص 287)

ترجمہ:نجش کی بیع سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

نجش کی تعریف یہ ہے کہ هو ان يزيد فى الثمن لا رغبة بل ليخدع غيره (مجمع البحار) یعنی اس میں گاہک کسی چیز کی قیمت اس لئے بڑھ چڑھ کر نہیں لگاتا کہ اسے اس چیز کے خریدنے میں دلچسپی ہے بلکہ محض اس لئے کہ اس طرح دوسروں کو دھوکہ دے اور اس کاروبار کے جال میں پھنسائے۔امام بخاری نے اس پر باب منعقد کیا ہے کہ باب النجش ومن قال لايجوز ذالك البيع پھر صحابی رسول سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے۔فرماتے ہیں وقال ابن ابى اوفى الناجش اكل الربوا خائن وهو خداع باطل لايحل قال النبى ﷺ الخديعة فى النار ومن عمل عملا ليس عليه امرنا فهو رد (ملاحظہ ہو۔صحیح بخاری جلد اول ص ۲۸۷) ترجمہ:عبداللہ بن ابی اوفی فرماتے ہیں' بیع نجش کرنے والا' سود کھانے والا خائن ہے اور وہ دھوکہ دینے والا باطل ہے۔حلال نہیں۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا' دھوکہ دینے والا جہنم میں ہوگا اور جس نے ایسا عمل کیا جس پر ہمارا امر نہیں' وہ عمل مردود ہے۔

3۔قرآن کا ارشاد ہے۔يا ايها الذين امنوا لاتاكلوا اموالكم بينكم بالباطل (بقرہ)

ترجمہ۔اے ایمان والو' تم اپنے اموال باطل وحرام طریقہ سے نہ کھاؤ۔

يايها الذين آمنوا لاتخونوا الله والرسول

میں نے 4 ممبر بنائے' سب متنفر ہوگئے۔ان کی وجہ سے مجھے ساڑھے چار ہزار کی کچھ رقم تو واپس مل گئی مگر جب ان کے کسی مریض کو افاقہ نہ ہوا تو اب وہ مجھے برا بھلا کہتے رہتے ہیں۔دکاندار منیب احمد

وتخونوا امانتکم وانتم تعلمون (الانفال 27)

اے ایمان والو نہ تم خیانت کرو اللہ اور رسول ﷺ سے اور نہ تم خیانت کرو امانتوں میں اور تمہیں اس کا علم ہے۔

مندرجہ بالا کاروبار میں خیانت در امانت بھی ہے اور اکل المال بالباطل (ناجائز طریقہ سے مال کھانا) بھی ہے کہ اگر دوائی کا خریدار مقررہ مدت میں مطلوبہ ممبر فراہم نہ کر سکا تو اس کی رقم ڈوب جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے پھلوں کے پکنے اور تیار ہونے سے پہلے پھل دار درخت کا سودا کرنے سے منع فرمایا ہے اور اس کی وجہ یہ بیان کی کہ ارایت ان منع الله الثمرة بم یاخذ احدکم مال اخیه.

ترجمہ: ذرا بتاؤ اگر اللہ نے پھل کو روک لیا یعنی اس پر کوئی آفت آ گئی یا کیڑا وغیرہ لگ گیا اور وہ پکنے سے پہلے ہی ضائع ہو گیا تو تم میں سے کوئی اپنے بھائی کا مال کس بنیاد پر لے رہا ہے۔ (بخاری ج ا ص ۲۹۳) صحیح مسلم میں ہے لو بعت من اخیك ثمرا فاصابته جائحة فلا یحل لك ان تاخذ منه شیئا بم تاخذ مال اخیك بغیر حق۔ (مشکوۃ بحوالہ 247)

علاوہ ازیں یہ دھوکہ اور مجبوری کا سودا ہے اور نبی اکرم ﷺ نے اس قسم کے سودے سے منع فرمایا ہے عن علی قال نهی رسول الله عن بیع المضطر وعن بیع الغرر (مشکوۃ بحوالہ ابوداؤد ج 1 ص 248)

ترجمہ: آپ ﷺ نے مجبوری کی بیع سے منع فرمایا اور دھوکہ کی بیع سے بھی منع فرمایا

عبداللہ بن عمر رضی الله عنه قال نهی رسول الله عن بیع الحصاة وبیع الغرر (مشکوۃ بحوالہ صحیح مسلم ج 1 / ص 247) امام بخاری نے باب منعقد کیا ہے باب بیع الغرر وحبل الحبله (ملاحظہ ہو صحیح البخاری ج 1 / ص 287)

آپ ﷺ نے کنکری (پانسے) کی بیع سے اور دھوکہ کی بیع سے منع فرمایا

4۔ اسی طرح یہ اسراف اور اضاعۃ المال بھی ہے جو کہ شرعاً ناجائز ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد ہے۔ ولا تسرفوا انه لایحب المسرفین

ترجمہ: اور اسراف مت کرو۔ بے شک وہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اسراف یہی ہے کہ عام استعمال کی چیزیں مارکیٹ میں سستی موجود ہونے کے باوجود مذکورہ کمپنی سے محض کمیشن کے لالچ میں مہنگی خریدی جائیں جبکہ ان کی دوائی نما چیزوں کی اعلیٰ کوالٹی کی تصدیق کوئی مستند ماہر طبیب بھی نہ کرتا ہو۔

5۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے لا تظلمون ولا تظلمون (التوبہ) نہ ظالم بنو اور نہ مظلوم۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام (مشکوۃ)

اسلام میں کسی کو نقصان پہنچانا بھی جائز نہیں اور جان بوجھ کر خود نقصان اٹھانا بھی جائز نہیں۔ اس کاروبار میں دونوں صورتیں موجود ہیں۔ ایک تو خود بلا ضرورت مہنگی چیزیں خریدی جاتی ہیں، دوسرے ممبر در ممبر کے طریقے میں پہلا ممبر آخر تک ایسے ممبر کی محنت کے منافع میں بھی شریک ہوتا ہے جن پر اس نے عموماً کوئی محنت نہیں کی ہوتی اور نہ ہی اسے کوئی مال دیا ہوتا ہے جو سراسر ناجائز ہے۔

6۔ یہ کاروبار قمار و میسر (جوئے) کی ایک شکل ہے کہ جس میں ایک فریق کی رقم کمیشن کے لالچ اور ممبر سازی کی ترغیب میں داؤ پر لگی ہوئی ہے۔ بنا بریں یہ ناجائز ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

یا ایها الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو بے شک شراب اور جوئے اور بتوں کے نام پر چڑھاوے چڑھانا اور قسمت آزمائی کرنا یہ پلیدی

> یہ ممنوعہ بیع نجش ہے جس میں گاہک کوئی چیز اس لئے مہنگی نہیں خریدتا کہ اسے اس چیز کے خریدنے میں دلچسپی ہے بلکہ محض اس لئے کہ اس طرح دوسروں کو دھوکہ دے۔ شیخ الحدیث محمود الحسن

ہے۔ شیطان کے کاموں میں سے ہے۔ پس اس سے بچ جاؤ تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوة والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر الله وعن الصلوة فهل انتم منتهون (المائدہ)

بے شک شیطان چاہتا ہے کہ ڈال دے تمہارے درمیان عداوت و دشمنی اور بغض کو شراب اور جوئے میں ڈال دے اور روکے تمہیں اللہ کے یاد کرنے سے اور نماز سے۔ پس کیا تم باز نہیں آتے؟

محمود الحسن 21-6-1423

گولڈن کی والوں کا طریقہ "بیع الغرر" ہے

ابو حمزہ ظفر اقبال فاضل مدینہ یونیورسٹی سعودی عرب

کمپنی کی مارکیٹنگ کا طریقہ اگرچہ بجائے خود غیر شرعی ہے لیکن اس بحث سے قطع نظر کمپنی کی طرف سے ایک بڑا مغالطہ یہ بھی دیا جاتا ہے کہ عام کمپنیوں کی مارکیٹنگ کے طریقے میں کمپنی کی مصنوعات پہلے ایڈورٹائزر، ڈسٹری بیوٹر، ڈیلر اور ریٹیلر سے ہو کر پھر صارف تک پہنچتی ہیں۔ اگر کسی چیز کی لاگت 2 روپے ہے تو صارف تک پہنچتے پہنچتے یہ 9,8 روپے کی ہو جاتی ہے کیونکہ درمیان میں ان سب کو بھی کمیشن / خرچ دینا پڑتا ہے جبکہ گولڈن کی انٹرنیشنل کی مصنوعات کمپنی سے براہ راست صارف تک پہنچتی ہیں۔ درمیان میں کوئی خرچ / کمیشن نہیں کیونکہ ہر صارف ممبر براہ راست کمپنی سے خریداری کرتا ہے۔ اور ممبر وغیرہ کو کمپنی اپنی چیزیں بیچنے کے لئے نہیں دیتی چنانچہ ان کی مصنوعات کی قیمت زیادہ نہیں بڑھ سکتی حالانکہ عملی حقیقت یہ ہے کہ اتنا خرچ بچانے کے باوجود کمپنی لوگوں کو ان کی روز مرہ استعمال کی چیزیں پھر بھی مارکیٹ سے کئی گنا مہنگی دے رہی ہے مثلاً ایک ٹوتھ پیسٹ کی قیمت بھی 750 روپے ہے۔ یہ بھی ممبر کے لئے قیمت ہے ورنہ یہ قیمت 950 روپے ہے۔ اس قیمت میں بھی یہ چیز ممبر کے ذریعے ہی مل سکتی ہے۔ اب اگر کمپنی یہ کہے کہ اس کی چیزیں خاص سائنسی طریقوں سے تیار ہوتی ہیں اور ایسی چیزیں عام مارکیٹ میں کہیں نہیں ہیں تو یہ دعوی تو ہر کمپنی کرتی ہے کہ اس کی چیزیں باقی سب سے بہتر ہیں لیکن پھر بھی ان کی قیمتوں میں کئی سو گنا کا فرق نہیں ہوتا۔ پھر یہ بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کمپنی کے دعوی کے مطابق وہ اپنی اشیاء براہ راست صارف تک پہنچا کر اور ڈیلر وغیرہ کے کمیشن سے بچا کر صارف تک کم قیمت میں چیز پہنچانا چاہتی ہے تو اس کا کوئی عملی ثبوت بھی اسے فراہم کرنا چاہئے تھا۔ مثلاً اپنی اشیاء کی فہرست میں چند ایسی اشیاء بھی رکھتی جن کی کوالٹی بے شک عام مارکیٹ کی اشیاء کے برابر ہوتی لیکن انہیں صارف تک براہ راست کم قیمت میں پہنچا کر دنیا پر ثابت کیا جاتا کہ دیکھیں یہ ہے مارکیٹنگ کا کامیاب جدید طریقہ جس کے نتیجے میں غریبوں کو سستی اشیاء ملنا ممکن ہو گئی ہیں۔ اس سے ان کی غریب پروری کا تو کم از کم ظاہر ہو جاتی لیکن کمپنی نے ایسی غلطی کی کوشش نہیں کی جس سے ان کے اصل پس پردہ مقاصد کو سمجھنا مشکل نہیں رہ گیا کہ وہ صارف کو اپنی اشیاء کی خصوصیات بڑھا چڑھا کر بیان کر کے اور اپنی مارکیٹنگ کی طریقے کو غریب پرور طریقہ ثابت کر کے محض فراڈ کر رہے ہیں اور در اصل اس طرح وہ دھوکے سے عام استعمال کی اشیاء پہلے سے بھی کئی سو گنا زیادہ قیمت پر فروخت کر کے اربوں سمیٹ رہے ہیں۔ ایسی ہی بیع کے متعلق صحیح مسلم کی مستند حدیث میں آتا ہے۔

نهی رسول الله عن بیع الحصاة وبیع الغرر.

رسول اللہ ﷺ نے کنکری (پانسے مارنے) کی بیع سے اور دھوکے کی خرید و فروخت سے منع فرمایا۔

یعنی جس بیع میں سودا بظاہر بہت اعلیٰ دکھایا جا رہا ہو لیکن حقیقت میں وہ ایسا نہ ہو یا طریقہ فروخت ایسا بتایا جا رہا ہو کہ اس سے قیمت بہت کم پڑنے کا دعوی ہو لیکن عملاً کئی سو گنا سے بھی زیادہ قیمت وصول کی جا رہی ہو تو یہ صاف بیع الغرر ہے۔ پھر مسلمانوں خصوصاً اس

باقی صفحہ 47 پر

ان ملٹی نیشنل کمپنیوں سے بھی جہاں تک ہو سکے بچیں......
اپنی سستی قومی مصنوعات کی حوصلہ افزائی کریں

بازار سے چیزیں خریدتے وقت صابن کی جگہ 'لکس' واشنگ پاؤڈر کی جگہ 'سرف' گھی کی جگہ ڈالڈا اور دودھ کی جگہ ملک پیک کا منہ سے خود بخود نکل جانا تو شاید ہم میں سے اکثر کے ساتھ پیش آیا ہوگا۔ دراصل ملٹی نیشنل کمپنیاں جس چیز پر خوبصورت اشتہار کے علاوہ سب سے زیادہ توجہ دیتی ہیں' وہ ہے خریدار کو انعامی کوپن' ڈھکے چھپے تحفے' لاٹری اور جوئے کا لالچ اور ٹی وی شو وغیرہ کے ذریعے ترغیب دلانا اور اپنی مصنوعات کے ناموں سے توجہ نہ ہٹنے دینا۔ لیکن اگر باریک بینی سے جائزہ لیا جاتے تو ان کی اس تمام تر فراخ دلی سمیت مہنگے ترین اشتہاروں اور خوبصورت پروگراموں کی قیمت دراصل خریدار ہی کو ادا کرنی پڑتی ہے کیونکہ انہیں آخر کار یہ تمام اخراجات اپنی مصنوعات کی منافع بخش فروخت سے ہی پورا کرنے ہوتے ہیں اور عام طور پر ان میں زیادہ تر ملٹی نیشنل یعنی غیر قومی کمپنیاں ہوتی ہیں۔

ہمارے ملک میں سرگرم عمل ان کمپنیوں میں سب سے نمایاں لیور برادرز' نیسلے' کولگیٹ پامولو' ریکٹ بینکائزر' جانسنز اینڈ جانسنز' دی جلٹ کمپنی' پیپسی' کولا کمپنی' کوکا کولا کمپنی' لینکنیز' پراکٹر اینڈ گیمبل' کیڈبری' ڈابر' الیڈا گیز' کیونے' ویلا' نیوبا' نیوترو جنا' پونڈز انسٹی ٹیوٹ' ریولون' شوارز کوف اینڈ ہینکل' سمتھ کلائین بیچم' سوئس فارمولا وغیرہ جیسے نام ہیں۔ مزید براں یہ کمپنیاں معروف قومی کمپنیوں کو خرید خرید کر اپنی میراث بھی بنارہی ہیں۔ جیسے رفحان کو یونی لیور نے خریدا' فنس کو جانسنز اینڈ جانسنز نے خریدا' پولکا کو والز نے خریدا' پونڈز کو لیور نے خریدا اور اعلیٰ شہرت یافتہ قومی کمپنیوں کو اپنی بے تحاشہ عالمی دولت سے ڈبونے کا یہ سلسلہ جاری ہے اور شاید تمام اہم قومی کمپنیوں کے خاتمے تک جاری رکھا جائے گا۔ حتیٰ کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی یاد تازہ کردی جائے! (یاد رہے کہ ان کمپنیوں کے مزید کئی کئی سو برانڈ ہیں مثلاً لیور برادرز کے برانڈز میں سے ڈالڈا' لکس' سرف وغیرہ زیادہ مشہور ہیں یا نیسلے کے نیڈو' ملک پیک' سیریلیک' فراسٹ وغیرہ مشہور ہیں۔ اسی طرح پیپسی کولا کمپنی کے مشہور برانڈ میم اور مرنڈا وغیرہ ہیں)

سراسر انسان دشمنی پر مبنی مندرجہ بالا طریقہ واردات کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اس سے کافی حد تک بچنے کے لئے ہم نے اپنے پاکستانی بھائیوں اور بہنوں کے لئے اللہ کو گواہ جانتے ہوئے اس کے پیغمبر ﷺ کی امت کو اس فتنے سے بچانے کی خاطر ایک مارکیٹ ریسرچ کی اور یہ دریافت کرنے کی کوشش کی کہ آیا مہنگائی کے اس دور میں کچھ ایسی اشیاء بھی ہیں جنہیں ان عام استعمال ہونے والی اشیاء کے مقابلے میں لایا جاسکے جو سستی ہونے کے ساتھ ساتھ معیار پر بھی ان کے مقابلے کی یا قریب تر ہوں۔ چنانچہ اس بنیاد پر ہی ہم نے گھریلو اخراجات میں کمی کا قومی نسخہ دریافت کرنے کی کوشش کی ہے۔ جس کے نتائج اگلے صفحات پر پیش کئے جارہے ہیں۔ (اگرچہ موازنہ کے لئے چیزیں گنی چنی ہیں)

پیارے بھائیو اور بہنو! یہ تمام تر مواد سرتوڑ تحقیق اور سچ کے سنہری اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے اکٹھا کیا گیا ہے۔ غلطی کی گنجائش نہ رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔ ممکن ہے کہ کچھ مصنوعات آپ کے قرب وجوار میں دستیاب نہ ہوں اور اس طرح سے آپ کے لئے حقیقت جاننا ممکن نہ رہے یا پھر آپ ہماری کسی غلطی کی نشاندہی کرنا چاہیں یا پھر بہتر مشورے سے نوازنا چاہیں تو ان تمام امور کے لئے آپ بلاتکلف مندرجہ ذیل پتے پر لکھ سکتے ہیں۔

apnafaida @ hotmail.com

تقابل کے لئے وزن اور تعداد میں کمی بیشی کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے۔ ہر قسم کی گیس بھری بوتلوں اور ڈبہ جوسوں سے بچنا صحت مند رہنے کے لئے لازمی ہے۔

نوٹ: مندرجہ بالا قومی مصنوعات کے علاوہ ان کی مزید اقسام کے لئے بھی دوکاندار سے اصرار کریں۔

مشروبات کا مسئلہ

موسم گرما میں مشروبات بنانے والے انواع واقسام کے ہتھیاروں اور اشتہاروں سے لیس اپنا فائدہ اٹھانے کی فکر میں نظر آتے ہیں۔ اس قسم کی اشیاء کی فہرست تو بہت طویل ہے لیکن گرمیوں اور مشروبات کے حوالے سے جن مشروبات کے مضر صحت ہونے کے باوجود انہیں ہر حیلے بہانے سے ہم پر مسلط کیا جاتا ہے' ان میں سرفہرست گیس بھری بوتلیں اور ڈبہ بند جوس ہیں جنہیں جوس لکھنے کی ممانعت کے باوجود انہیں جوس ہی کہا جاتا ہے۔

جن گیس بھری بوتلوں کو پلانے کے لئے سب سے زیادہ زور لگایا جاتا ہے۔ ان میں پیپسی کولا اور کوکا کولا سرفہرست ہیں اور پھر انہی کمپنیوں کی تیار کردہ میم' سپرائٹ' مرنڈا اور فانٹا وغیرہ پر بھی کم زور نہیں ہوتا بلکہ انہیں ایک Status Symbol کے طور پر ذہن نشین کرانے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے۔ چنانچہ مہمان نوازی میں خدانخواستہ اگر بوتل کی کمی رہ جائے تو گویا قیامت ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ جن بوتلوں کو ہم اندھادھند خود بھی پینے والے ہیں اور مہمانوں کو بھی پلانا چاہتے ہیں۔ وہ کن اشیاء سے مل کر بنتی ہیں۔

1- کاربن ڈائی آکسائیڈ (CO_2) ایک زہریلی گیس سے گزرا ہوا عام سادہ پانی (جس کے صاف ہونے کی گارنٹی نہیں)

2- فاسفورک ایسڈ (Phosphoric Acid) جو کہ دانتوں اور ہڈیوں کی کمزوری کا باعث بنتا ہے اور قبل از وقت شکستہ کرتا ہے۔

3- سوڈیم بینزوئیٹ ایک زہریلا کیمیائی مادہ جو بوتل کو خراب ہونے سے بچانے کے لئے استعمال ہوتا ہے چاہے معدہ خراب ہوتا جائے۔

4- چینی جسے عام طور پر کم استعمال کرنے کا مشورہ ہر جگہ عام ہے بلکہ بعض ڈاکٹرز اسے سفید زہر کا نام بھی دیتے ہیں (بہر حال اسے بوتلوں کا کم سے کم مضر یا تھوڑا بہت مفید عنصر کہا جاسکتا ہے)

5- کیمیائی رنگ' کینسر کی ایک قوی وجہ ثابت ہو چکے ہیں۔ تفصیلات کے لئے شوکت خانم میموریل ہسپتال رجوع کریں۔

6- کیفین۔ نشہ آور مرکب جس سے ان مشروبات کو پینے کی لت پڑ جاتی ہے۔

7- ایملسی فائیر۔ اجزاء کو یکجا رکھنے والا کیمیائی مادہ چاہے جسم کے بخیئے ادھڑ جائیں۔

8- اور کچھ نامعلوم قدرتی ذائقے جنہیں شاید دانستہ چھپایا جاتا ہے۔

تو یوں مندرجہ بالا اجزاء سے مرکب مشروبات ہمارے جسموں میں جاکر کیا طوفان بدصحتی برپا کرنے والے ہیں؟ اس کا جواب کچھ اتنا مشکل بھی نہیں۔ رہی یہ بات کہ ان کی جگہ استعمال کیا کیا جائے کہ صحت کو خطرہ کم ہو تو Lesser Evil کے طور پر نام نہاد جوس اور مکمل بچاؤ کے لئے ہمیں اپنی بنیادوں پر پلٹتے ہوئے سکنجبین' سکوائش (گھر میں بنا ہوا بہتر ہے) 'دیسی شربتوں' تازہ جوس اور دودھ' دہی سے بنی اشیاء پر ہی بھروسا کرنا ہوگا۔ ہمیں اپنے اوپر بھروسا کرنے کا دوہرا فائدہ ہوگا کہ ایک طرف تو ہم اپنی صحت بہتر رکھ سکیں گے اور دوائیوں کے بے پناہ خرچ سے محفوظ رہیں گے اور دوسری طرف اغیار کو جو منافع ہم مسلسل باہر بھیج رہے ہیں بلکہ ان کمپنیوں کے اپنے اعتراف کے مطابق ان کی زیادہ تر بچت اسرائیل کو مدد کے لئے بھیجی جاتی ہے تو پھر کیوں نہ ہم ان کی جہاں تک ہو سکے' بھرپور حوصلہ شکنی کریں' اور پھر اپنی قومی چیزیں خرید کر یہ منافع اپنے ہاں رکھتے ہوئے بہتری کی جانب سفر بھی تیز تر ہو سکے گا۔

آیئے آگے بڑھیں اور مضر صحت اشیاء کو اپنی زندگی سے خارج کرتے ہوئے زندگی کو صحت مند اور پر لطف گزارنا سیکھیں اور ساتھ ہی ساتھ اپنی مدد آپ کرنا بھی۔

بقیہ گولڈن کی

کمپنی میں شامل دینداروں کو تو ایسی ٹوتھ پیسٹیں وغیرہ خریدنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ انہیں تو سنت نبوی ﷺ کے مطابق عام مسواک کو ہی کافی سمجھنا چاہئے جسے طبی طور پر سب ڈاکٹروں نے ٹوتھ پیسٹ سے بہتر چیز قرار دیا ہے چہ جائیکہ وہ اتنی مہنگی ٹوتھ پیسٹیں خرید کر ان کمپنیوں کے ہاتھوں لٹتے پھریں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے پھریں العیاذ باللہ۔

جماعت اسلامی کے شیخ الحدیث مولانا عبدالمالک کا بزناس بارے استفسار کا جواب

محترمی و مکرمی جناب عاشق علی خان صاحب قیم جماعت اسلامی ضلع بن قاسم کراچی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

فیکس کے ذریعے جناب کا استفسار ملا جواب درج ذیل ہے۔

BISNAS کے نام سے ملٹی لیول مارکیٹنگ کمپنی یا نیٹ ورک مارکیٹنگ کمپنی کے کاروبار کے بارے میں آپ نے جو سوال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ لوگوں سے 4500 روپے فیس لے کر انہیں ممبر بنانا اور پھر 9 ممبرز بنانے پر 50 امریکی ڈالر کا چیک بطور کمیشن پیش کرنے اور پھر بنائے ہوئے ممبران کے بنائے جانے والے ممبران میں سے ہر 9 ممبرز کی تعداد پر 50 ڈالر کا چیک پیش کئے جانے کا لالچ سب کاغذی کارروائی ہے۔ ہر شخص کو لالچ دے کر 4500 روپے وصول کئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد وہ آدمی اپنے ادا کردہ 4500 روپے کے عوض ان لوگوں کو ممبر بنا کر حاصل کرتا ہے۔ جن کو اس نے کچھ نہیں دیا۔ وہ ان میں سے ہر ایک سے 4500 روپے کاغذی کمپنی کو دلاتا ہے۔ اس طرح کاغذی کمپنی لالچ کے ذریعہ بہت سے لوگوں کو اپنے لئے کمائی پر لگا دیتی ہے اور جو کمائی حاصل کرتی ہے شاید ان میں سے چند آدمیوں کو کچھ ادا بھی کر دیتی ہو۔ شاید اکا دکا آدمیوں کو کچھ مل بھی جاتا ہو فی الحقیقت اسے فراڈ اور چالبازی سے رقمیں جمع کرنے کے سوا اور کوئی نام نہیں دیا جاسکتا۔ ایک کاغذی ادارے کے ممبر بننے کے لئے 4500 روپے دینے ہیں اور 9 ممبرز بنا کر کل رقم 45,000 روپے دیں گے اور اس کے عوض اتنی رقم میں سے 50 ڈالر یعنی 3000 روپے ممبر بنانے والے کو ملتے ہیں۔ باقی رقم کمپنی کے بانی عمران خان اور شارجی صاحب ہڑپ کر لیتے ہیں۔ اس طرح لوٹ کھسوٹ کا ایک جال ہے جو بنا جاتا ہے۔ ایک آدمی دھوکہ سے ایک شخص کی رقم ہتھیا کر دوسرے کو دینے میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ کام عرصہ سے مختلف کاغذی کمپنیاں کر رہی ہیں لیکن ان نوسربازوں کو پوچھنے والا کوئی نہیں۔ یہ اس طرح سے چند ماہ میں لاکھوں کروڑوں روپے کما کر غائب ہو جاتے ہیں۔ ابھی تک کسی کو بھی گرفتار نہیں کیا گیا اور اس لوٹ کھسوٹ کا حساب نہیں لیا گیا۔ حکومت اپنے سیاسی مخالفین یا مجاہدین کو گرفتار کرنے اور انہیں ڈالروں کے عوض امریکہ کے حوالے کرنے میں لگی ہوئی ہے۔ تنخواہ پاکستان سے اور اضافی الاؤنسز امریکہ سے ملتے ہیں اور کام امریکہ کا کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کو لوٹنے والوں کا احتساب کرنے کے لئے کوئی اہتمام نہیں ہے۔

والسلام

مولانا عبدالمالک مدیر شعبہ استفسارات ادارہ معارف اسلامی منصورہ لاہور و جامعہ مرکز علوم اسلامیہ منصورہ

بزناس یا دین و دنیا کا ناس

مولانا مفتی ڈاکٹر عبدالواحد جامعہ مدنیہ لاہور

(انٹرنیٹ پر کچھ پیکج فروخت کر کے ممبر بنانے والی بزناس کمپنی کا طریقہ کار بھی "گولڈن کی" سے بنیادی طور پر ملتا جلتا ہے۔ اس میں بھی ایک دفعہ پہلے ممبر A کو کچھ پیکج فروخت کر کے آگے مزید ممبر در ممبر بنانے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ "گولڈن کی" کی طرح اس میں بھی زیادہ ممبر بننے پر پہلا ممبر ترقی کرتا ہے اور اسے کمیشن زیادہ ملتا ہے۔ حالانکہ پہلے دو ممبرز کے سوا اس میں بھی اگلے ممبران پر ممبر A نے عموماً کوئی محنت نہیں کی ہوتی۔ اور نہ ہی انہیں کوئی مال دیا ہوتا ہے لیکن وہ اگلے ممبران کے نفع میں شریک ہوتا ہے۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ "گولڈن کی" میں پہلے دو ممبران سے ہی کمیشن ملنا شروع ہو جاتا ہے۔ جبکہ بزناس میں اس سے زیادہ مطلوبہ تعداد میں ممبرز ملنے کے بعد ہی کمیشن ملنا شروع ہوتا ہے۔ بزناس کو الحمد للہ سیکیورٹی ایکسچینج کمیشن آف پاکستان نے غیر قانونی قرار دے دیا ہے۔ (ڈان 30-8-2002)

اگرچہ مفتی عبدالواحد صاحب کا فتویٰ بزناس سے متعلق ہے لیکن اس سے ملتی جلتی تمام قماری سکیموں کے متعلق بھی یہ فتویٰ قابل استفادہ ہے)

کچھ عرصہ سے بزناس (Biznas) کے نام سے ایک کمپنی کام کر رہی ہے۔ کراچی اور اسلام آباد کے بعد اس نے لاہور میں زور پکڑا ہے اور یہ کمپنی انٹرنیٹ (Internet) پر کام کرتی ہے اور ستر ڈالر کی فیس کے عوض ممبر کو کمپیوٹر کے کچھ کورس اور ویب سائٹ کی پیش کش کی جاتی ہے۔ اس حد تک تو معاملہ بظاہر ٹھیک نظر آتا ہے کیونکہ جس کو پیش کش سے فائدہ اٹھانے میں دلچسپی ہوگی وہ فیس دے تو معاملہ جائز ہے۔

> گولڈن کی انٹرنیشنل کے منیجر لیاقت نے کہا کہ اگر میں بھی مولویوں کی باتوں میں آ کر فتووں کے چکر میں پڑ جاتا تو آج اس کرسی پر بیٹھا 50 ہزار ماہانہ نہ کماتا

لیکن اس کمپنی کے کام کے پھیلاؤ کا راز اس کے کام کے دوسرے رخ کی وجہ سے ہے۔ وہ رخ یہ ہے کہ ستر ڈالر کی فیس دے کر بننے والے ممبر کو کمپنی آگے کمائی کرنے کی پیش کش کرتی ہے۔ جس کے مطابق اگر یہ ممبر براہ راست اور بلاواسطہ دو مزید ممبر بنائے اور ان دونوں میں سے ہر ایک آگے مزید دو دو ممبر بنائے یہاں تک کہ بالآخر کم از کم نو ممبر بن جائیں تو کمپنی پہلے ممبر کو اپنی کمائی میں حصہ دار بنا لیتی ہے۔

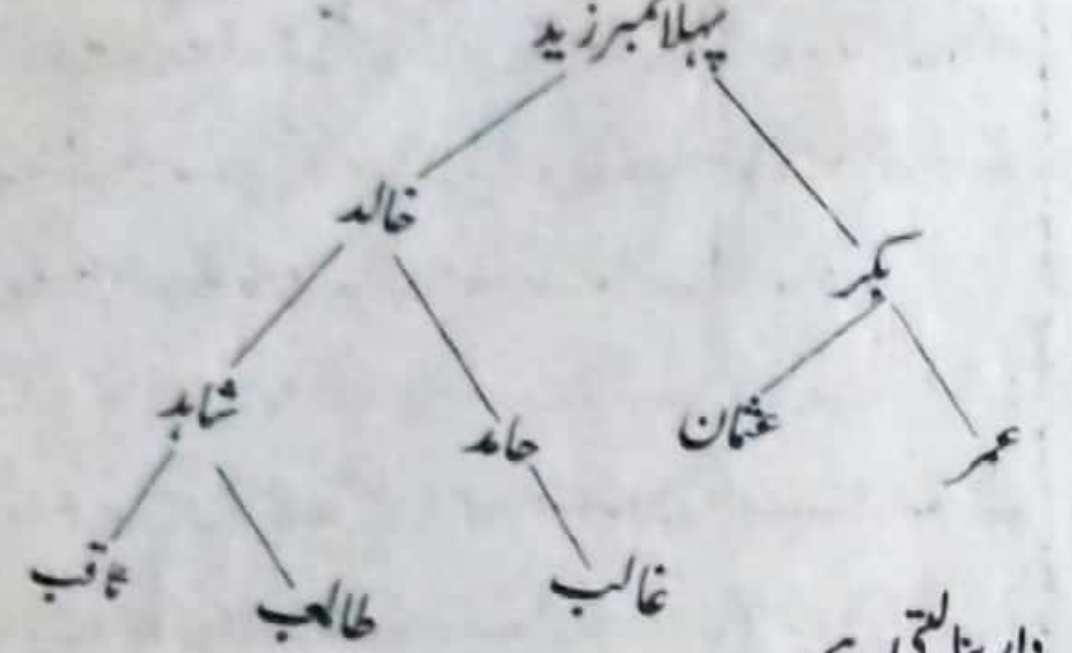

دائیں طرف تین ممبر اور بائیں طرف چھ ممبر ہوئے

کمپنی والے کہتے ہیں کہ کل ممبر جب مثلاً چودہ ہو جائیں گے تو کمپنی آپ کو پچاس ڈالر دے گی اور جب کل تیس ہو جائیں تو وہ آپ کو سو ڈالر دے گی (اسی طرح ممبران بڑھنے کے ساتھ لاکھوں کے حساب سے کمیشن بن جاتا ہے) اور بلاواسطہ مزید ممبر بنانے پر وہ آپ کو پانچ ڈالر فی کس دے گی۔

حکم: یہ کاروبار مکمل طور پر ناجائز ہے۔ جس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ یہ دلالی کی صورت ہے لیکن اس میں دلالی کی شرائط مفقود ہیں۔ دلال (Broker) کو اپنی محنت پر دلالی ملتی ہے لیکن بزناس کے گورکھ دھندے میں اپنی محنت پر اولاً کوئی اجرت نہیں ملتی۔ اگر اجرت ملتی ہے تو دوسرے کی محنت کی شرط پر۔ مثلاً اوپر دیئے گئے نقشے کے مطابق زید نے اپنی محنت سے دو ممبر بنائے یعنی بکر اور خالد لیکن فقط اس محنت پر جو کہ زید کی اپنی محنت ہے زید کو کوئی اجرت و کمیشن نہیں ملتی۔ اگر زید آگے مزید محنت نہ کرے اور صرف بکر اور خالد محنت کریں اور ممبر بنائیں اور وہ بھی آگے ممبر بنائیں یہاں تک کہ دیئے گئے نقشہ کی مطابق کم از کم نو نمبر بن جائیں تب زید کو کمیشن ملے گا جو کہ تمام ممبران کے عدد کے تناسب سے ہوگا اور اگر بکر اور خالد بھی آگے محنت نہ کریں اور ممبرز سازی کا سلسلہ آگے نہ چلے تو زید کو اپنی محنت پر بھی کچھ نہ ملے گا۔ حاصل یہ ہے کہ معاملہ میں مندرجہ ذیل خرابیاں ہیں:

(۱) زید کی اپنی محنت کی اجرت اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ آگے سات ممبر اور بنیں اور وہ بھی وہ سات ممبر خود دوسروں نے

بنائے ہوں۔ اجرت کو اس طرح کی شرط کے ساتھ مشروط کرنے سے خود معاملہ فاسد اور ناجائز ہو جاتا ہے۔

(۲) زید دو ممبر بنانے کے بعد بالکل محنت نہ کرے' بنائے

چلائے بھی جا رہے ہیں۔ یہ سب در حقیقت لوٹ کھسوٹ کے طریقے ہیں البتہ حکمت یہ اختیار کی ہے کہ لوٹ کھسوٹ میں دوسروں کو شریک کر لیا تا کہ اصل جرم لوگوں کی نظروں میں نہ آئے بلکہ وہ خود مال کے

ہیں۔ انہیں Pyramid sales یعنی مخروطی طریقہ فروخت کہا جاتا ہے جس میں ممبران کی بیس (Base) یعنی قاعدہ جس قدر بڑھتا ہے' اوپر اتنا ہی اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ ان سکیموں

BizNas representatives disappear as SEC probe begins

By Asif Shahzad

LAHORE, Aug 29: Tens of thousands of members of the BizNas.com across the country may be deprived of their 'investment' because the company's operations have been declared as unlawful by the Security and Exchange Commission of Pakistan (SEC).

Terming the BizNas.com activity "dubious" and aimed at minting money from the general public, the [illegible]

other packages that failed to invoke members' interest, a member of the BizNas told Dawn on Wednesday.

During the last two months, this reporter found representatives of the company campaigning vigorously for membership at various places of the city. Similar reports were received from the other parts of the country as well.

Be it a computer college, a bank, a private firm, government [illegible]

"Be a millionaire in days" would be the opening remarks of a representative or a member to convince someone to become a BizNas member.

"Become a member just for US $99 or an equivalent amount in Pakistani currency and make your dreams fulfilled," they were told.

Each new member was told to make [illegible] members. For this, he would get [illegible]

members is called a 'bonus' package and the one dollar for indirect members is a 'U-level' package.

Besides, a new member is offered free learning of e-commerce through audio and visual services on the BizNas web site.

A 50MB space divided into five spaces of 10MB each on the site for each member with a free web-builder software and [illegible] card for five to [illegible]

member would be told.

However, a majority of the people opting for the membership were found to be interested in becoming millionaire in days.

Soon, thousands of people joined the BizNas, a majority of them youngsters. Carrying bags full of company literature, they were found marketing the business all over the province.

Evidence was also found that hundreds [illegible]

net cafe on Queens Road who is also a member of the BizNas, was a worried man when he learnt about the suspension of the BizNas operations. "What will be the fate of thousands of people," he asked.

Supporting the BizNas, he said most of the people campaigning as members of the company were either illiterate or jobless. "It is an activity," he said and claimed it had increased interest [illegible]

روزنامہ ڈان (30 اگست 2002ء) کی خبر جس کے مطابق سیکورٹی اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان نے بزناس کے طریقہ کاروبار کو غیر قانونی قرار دے کر ایکشن شروع کر دیا جس کے بعد کمپنی کے نمائندے غائب ہو گئے اور ان کے دس ہزار ممبران کا سرمایہ ڈوبنے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ اب حکومت کو چاہئے کہ اس طرح کے ملتے جلتے طریقہ پر لوگوں کی رقوم لوٹنے والی ایسی دوسری کمپنیوں کا بھی فوری نوٹس لے اور عوام کو ان سے نجات دلائے۔

ہوئے ممبر آگے محنت کریں اور یہ سلسلہ دراز ہوتا چلا جائے تو دوسروں کی محنت کے معاوضہ میں زید بھی شریک ہوتا ہے۔ اس لئے کمپنی چودہ ممبر پورے ہونے پر زید کو پچاس ڈالر دیتی ہے اور تیس ممبر مکمل ہونے پر زید کو سو ڈالر دیتی ہے۔ یہ بھی ناجائز اور حرام ہے۔

عام طور پر یہ مغالطہ دیا جاتا ہے کہ آگے جو ممبر بنے' آخر اس کی بنیاد زید ہی کی تو محنت تھی۔ اگر وہ بکر اور خالد کو ممبر نہ بناتا تو آگے سلسلہ کیسے چلتا۔ علاوہ ازیں زید اب بھی دوسروں کو محنت کی ترغیب تو دیتا ہے۔ اس مغالطہ کا جواب یہ ہے کہ محض محنت کی ترغیب دینا تو خود محنت نہیں ہے جس کا عوض ہو۔ الا یہ کہ کسی کو اس کام پر ملازم رکھ لیا جائے۔ دوسروں کو کام کرنے کی ترغیب دینے کو دلالی نہیں کہتے۔ اس لئے زید صرف اپنی محنت پر عوض کا حقدار ہو سکتا ہے۔ اس کی بنیاد پر آگے جو دوسرے لوگ کام کریں' ان کی محنت میں شریک نہیں ہو سکتا۔

تنبیہ: شریعت کا ضابطہ ہے کہ الامور بمقاصدھا یعنی کاموں اور معاملات کا دارمدار مقاصد پر ہوتا ہے۔ جب ہم بزناس (Biznas) کمپنی کے کام کی نوعیت کو دیکھتے ہیں تو اس کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ جس کو وہ اپنی products کہتے ہیں یعنی کمپیوٹر کے ٹریننگ کورس اور ویب سائٹ کی فراہمی۔ دوسرا وہ حصہ جس کو وہ Marketing کہتے ہیں۔ یعنی آگے ممبر بنانا اور اس پر اپنے ممبروں کو اپنی آمدنی میں شریک کرنا۔ ان دو حصوں میں سے کمپنی کا جو اصل مقصود ہے' وہ اس کی Marketing یعنی ممبر سازی کا حصہ ہے اور Producsts کا حصہ تو محض یہ دکھانے کے لئے ہے کہ وہ فی الواقع تجارتی بنیادوں پر کام کر رہی ہے۔ ہمارے اس دعوے پر یہ مشاہدہ کافی دلیل ہے کہ اس کمپنی کے جو لوگ ممبر بن رہے ہیں' ان میں سے اکثریت کے پاس تو اپنے کمپیوٹر ہی نہیں ہیں اور ان کو کمپیوٹر کی الف ب سے بھی کوئی واقفیت نہیں ہے اور نہ ہی کسی کمپیوٹر کورس یا ویب سائٹ سے ان کو کوئی دلچسپی ہے یا اس سے ان کا کوئی بھی مفاد وابستہ ہے۔ غرض کمپنی کا اصل مقصد تو مارکیٹنگ (Marketing) ہے اور اس کے طریقہ کار کے بارے میں ہم وضاحت سے بتا چکے ہیں کہ وہ ناجائز اور حرام ہے اور اصل بات یہ ہے کہ یہ کوئی انوکھی چیز نہیں ہے۔ اس سے ملتے جلتے طریقے پہلے بھی چلائے گئے اور

لالچ میں زیادہ سے زیادہ لوٹ کھسوٹ کروائیں۔

عام کاروبار سے مشابہت کا مغالطہ

گولڈن کی انٹرنیشنل والے یہ کہتے ہیں کہ جس طرح عام کمپنیاں اپنے ڈسٹری بیوٹر' ہول سیلر ریٹیلر کو کمیشن/منافع دیتی ہیں اسی طرح وہ بھی اپنے ممبر' سپر وائزر' منیجر' ڈائریکٹر وغیرہ کو کمیشن دیتے ہیں البتہ یہ سب صارف ہی ہوتے ہیں جنہیں یہ کمیشن ملتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ عام کمیشن کے کاروبار سے ملتا جلتا ہے اور اس میں کوئی غیر شرعی بات نہیں حالانکہ وہ محض مغالطہ ڈال رہے ہیں۔ عام کمپنیوں کے کاروبار میں ایک بار کمپنی ہول سیلر کو جب اپنا مال دیتی ہے تو اس کو اصل قیمت پر جتنا کمیشن دینا ہوتا ہے' دے دیتی ہے۔ اس کے بعد ہول سیلر بھی ریٹیلر سے اصل قیمت پر جتنا کمیشن چاہتا ہے لے لیتا ہے لیکن پھر ایسا نہیں ہوتا کہ ریٹیلر جس قیمت پر چیز بیچے تو اس کو ملنے والے منافع/کمیشن میں اس کے اوپر ہول سیلر' ڈسٹری بیوٹر یا کوئی اور شریک ہو جن کے توسط سے اسے نیچے تک مال ملا ہو جبکہ گولڈن کی انٹرنیشنل کے طریقہ کاروبار میں پہلا ممبر آخری ممبر کے منافع/کمیشن میں بھی شریک ہوتا ہے حالانکہ پہلے ممبر نے آخری ممبر پر عموماً محنت نہیں کی ہوتی ہے۔ وہ دوسروں کی محنت کے منافع میں شریک ہوتا ہے۔ اس لئے ''گولڈن کی'' کا طریقہ کاروبار کسی طرح بھی عام شرعی تجارتی طریقہ نہیں:

پیرامڈ سیل کا طریقہ پہلے بھی کئی غریب ملکوں کو نشانہ بنا چکا ہے

ماہر معاشیات منظور احمد

جناب منظور احمد یورپ میں مختلف کمپنیوں کے ڈائریکٹر رہ چکے ہیں اور معاشی و اقتصادی معاملات اور باریکیوں پر ان کی گہری نظر ہے۔ ایک ملاقات میں گولڈن کی اور ایسی دوسری کمپنیوں کے طریقہ' کاروبار پر گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ یہ سراسر سود اور جوئے کی شکلیں ہیں جو دنیا کے کئی ملکوں میں بھی بروئے کار رہی

کا زیادہ تر نشانہ ترقی پذیر اور غریب ممالک ہوتے ہیں۔ البانیہ انہی کی وجہ سے دیوالیہ ہو گیا تھا کیونکہ ان سکیموں میں لوگوں کی بہت زیادہ رقوم غیر ضروری چیزوں کی فروخت کے نام پر ان کمپنیوں کے پاس جمع ہو جاتی ہیں۔ لوگ زیادہ کمیشن کے لالچ میں یہ غیر ضروری چیزیں کافی مقدار میں خرید لیتے ہیں اور اس آس میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے ہیں اور ملک کی اصل ترقی و تجارت بری طرح متاثر ہوتی ہے۔ ان سے مسلمانوں کو ہر صورت ہوشیار رہنا چاہئے اور بچنا چاہئے۔

الدعوۃ فری ڈسپنسری راجووال

جماعۃ الدعوۃ پاکستان کی زیر نگرانی الدعوۃ فری ڈسپنسری کا آغاز کیا گیا ہے۔ جس میں محترم ڈاکٹر نصیر احمد صاحب D.H.M.S/R.H.M.P (پنجاب) مائنر سرجن لاہور مستقل خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ جہاں الحمدللہ روزانہ بڑی تعداد میں مریضوں کا علاج بمعہ چیک اپ فری کیا جا رہا ہے۔

القدس اسلامک ماڈل سکول۔ الدعوۃ فری میڈیکل ڈسپنسری مدنی چوک 2/D راجووال اوکاڑہ

سیرت النبی ﷺ کانفرنس

23 ستمبر بروز سوموار

بعد نماز عشاء

بمقام

کوڑے کوٹ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں منعقد ہو رہی ہے۔

مقررین: مولانا یسین بلوچ حفظہ' مولانا ابراہیم سلفی حفظہ' ابوالحسن بھائی مسئول جماعۃ الدعوۃ سرگودھا زون

نوٹ: بیرونی احباب کے لئے طعام کا اہتمام ہوگا۔

منجانب: جماعت اہلحدیث کوڑے کوٹ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا

یہ سکیمیں راتوں رات کروڑ پتی بننے کے شیطانی جذبے کا نتیجہ ہیں

ان کی ادویات نما اشیاء اور فروخت کا طریقہ سب فراڈ اور غیر شرعی ہے

ریاض الحسن نوری مشیر وفاقی شرعی عدالت پاکستان۔ ریسرچ سکالر رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ

سابق پروڈکشن منیجر امریکی میڈیسن کمپنی ''وائتھ''

ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس (الروم: 41)

یعنی خشکی اور تری میں فساد پھیل گیا' لوگوں کے اعمال کی وجہ سے۔

واعلموا انما اموالکم واولادکم فتنة

اور جان لو کہ تمہارے اموال اور اولاد فتنہ یعنی آزمائش ہیں۔

اس آیت میں اولاد سے پہلے اموال کو فتنہ قرار دیا گیا ہے۔ قرآنی آیات کے علاوہ بہت سی احادیث میں بھی اس بات کا ذکر ہے۔ اموال یعنی دولت تمہارے لئے فتنہ ہے اور فتنہ سے ہوشیار رہنے اور مال حرام سے بچنے کی سخت تاکید کی گئی۔ حتیٰ کہ علماء کہتے ہیں کہ مشکوک مال کے ایک درہم کو چھوڑ دینا لاکھ درہم خیرات کرنے سے بہتر ہے۔ امام احمدؒ کے لئے سرکاری آگ سے پانی گرم کیا گیا تو آپ نے اسے استعمال کرنے سے انکار کر دیا۔ آخری دور میں امام غزالی کو بادشاہ نے بغداد میں آکر مدرسہ کے بڑے شیخ کے طور پر پڑھانے کی دعوت دی تو آپ نے جانے سے انکار کر دیا کہ وہاں میری کوئی جائیداد نہیں اور حکومت کی آمدنی مشکوک ہے۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ کے پاس جو آتا' خیرات کر دیتے اور آپ ﷺ پر کبھی زکوۃ فرض نہیں ہوئی۔ مہینہ مہینہ گھر میں آگ نہ جلتی تھی۔ کھجوریں اور پانی یا کبھی دودھ مل جاتا تو اس پر گزارہ ہوتا تھا۔ بہت سے علماء نے اپنے مدرسوں کیلئے سرکاری جاگیر لینے سے انکار کر دیا۔ پس نہ صرف حرام مال بلکہ جس مال میں شبہ بھی ہو اس کو ترک کر دینا ہی صالحین کا دستور رہا ہے۔

دولت کی پوجا:

عربوں کا آئیڈیل جاہلیت کے دور میں بھی ... تھا۔ صالحین دولت جمع نہ کرتے تھے بلکہ خیرات کر دیتے تھے۔ صحابہ ... کا دستور یہی رہا ہے کہ خود چاہے بھوکے رہو مگر اپنا کھانا دوسروں کو کھلا دو۔ ان کے دستور کا قرآن میں یوں ذکر آیا ہے۔

یوثرون ... انفسهم ولو کان بهم خصاصه

یعنی یہ لوگ اپنے نفس پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں گو خود وہ تنگی کی حالت میں ہوں۔

شان نزول کا واقعہ مشہور ہے کہ ایک خاندان نے بچوں کو بہلا کر سلا دیا اور میاں بیوی مہمان کے ساتھ کھانے بیٹھ گئے۔ چراغ بجھا دیا۔ خود ہاتھ منہ چلاتے رہے کہ کھا رہے ہیں مگر کچھ نہ کھایا۔ جو تھا' سب مہمان کو کھلا دیا۔

مگر آج کے زمانے میں صالحین بھی دولت کی پوجا میں مصروف ہیں۔ دولت کی پوجا کے بارے برٹرینڈ رسل نوبل انعام یافتہ مصنف نے ایک مضمون لکھا ہے اور دولت کی جدید دور میں پوجا کے نقصان گنوائے ہیں اور اس کی خوب برائی کی ہے۔ اسکا گرینڈ فادر انگلینڈ کا وزیر تھا اور بطور لارڈ جو جائیداد اس کو ملی' وہ اس نے خیراتی اداروں کو دیدی اور اور خود اپنی روزی کما کر تمام عمر گزارہ کرتا رہا۔ وہ لکھتا ہے

Through the fear of losing money, forethought and anxiety eat away mens, power of hapiness and dread of misfortune becomes greater misfortune than the one which is dreaded. The happiest men and women, as we can all testify from our own experience, are these who are indifferent to money because they have some positive purposes which shuts it out......

یعنی مالداروں کو خوف لگا رہتا ہے کہ کہیں ان کی دولت ان سے چھن نہ جائے۔ اس کی فکر اور پریشانی ان کی خوشی کو کھا جاتی ہے۔ یوں کسی ناگہانی حادثہ یا بدقسمتی کا خوف اس ممکنہ بدقسمتی سے بڑھ جاتا ہے جس کا خطرہ وہ محسوس کرتے ہیں۔ ہم سب اپنے تجربات کی بناء پر اس حقیقت کی گواہی دے سکتے ہیں کہ سب سے خوش وہ عورتیں اور مرد ہوتے ہیں جن کی توجہ دولت کی طرف نہیں ہوتی اور وہ دولت کو اہمیت نہیں دیتے۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کی زندگی کا کوئی بلند مقصد ہوتا ہے جو دولت کی محبت کو ختم کر دیتا ہے۔ ان باتوں کے باوجود ہم دیکھتے ہیں' ہمارے تمام سیاسی نظریات چاہے وہ امپیریلسٹ ہوں' انقلابی ہوں یا سوشلسٹ ہوں' سب کے سب لوگوں کی دولت کی خواہش کو ملحوظ نظر رکھتے ہیں جیسے کہ حقیقی اہمیت صرف اسی چیز کی ہے۔ (محولہ بالا صفحہ 83)

مزید وہ لکھتے ہیں:

The world has need of a philosophy, or relegion, which will promote life.But in order to promote life it is necessary to value somthing other than life. Life devoted only to life is animal, without any real human value , incapable of preserving men from weariness and the feeling that all is vanity. If life is to be fully human it must serve some and which is impersonal and above mankind, such as God or truth or beauty, (page 168,169 ibid)

یعنی اس دنیا کو ایسے فلسفے یا مذہب کی ضرورت ہے جو زندگی کو ترقی دے۔ لیکن زندگی کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہے کہ زندگی کے علاوہ کسی دوسری چیز کو اہمیت دی جائے۔ جس زندگی کا مقصد محض زندہ رہنا ہو' یہ جانوروں کی زندگی ہے جس کا کوئی انسانی مقام نہیں ہے۔ یہ چیز انسان کو ہمیشہ کیلئے تھکاوٹ' بیزاری و پریشانی سے نہیں بچا سکتی اور نہ اس احساس سے بچا سکتی ہے کہ سب کچھ اپنی بڑائی بیان کرنے میں مضمر ہے۔ اگر زندگی نے مکمل طور پر انسانی زندگی بننا ہے تو اسے ایسے کام کرنے چاہئیں جو ذاتی نہ ہوں اور انسانوں سے بالاتر ہوں۔ مثلاً خدا یا سچائی یا حقیقی خوش کن چیزیں۔ (صفحات 168,169)

مذکورہ بالا باتوں کو قرآن کی مندرجہ ذیل آیت ملخصا بہت خوبی سے بیان کرتی ہے۔

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم (التین.5)

یعنی انسان کو جسمانی' روحانی اور ذہنی طور پر بہت عمدگی میں پیدا کیا گیا

برٹرینڈ رسل نے اس مسئلہ پر مفصل لکھا ہے۔ ہم نے چند اقتباسات پیش کئے۔ ناظرین اصل کتاب کی طرف رجوع فرمائیں۔ رسل خود مذہبی آدمی نہ تھا۔ وہ Agnostic تھا یعنی کہتا

تھا کہ میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ خدا موجود ہے اور نہ ہی یہ کہہ سکتا ہوں کہ نہیں ہے۔ اس نے مغربی فلسفہ کی تاریخ بھی لکھی ہے۔ اس کے مذکورہ بالا نظریات سیکولر لوگوں کے منہ پر طمانچہ ہیں جو ظاہر کرتے ہیں کہ خدا اور اخروی زندگی پر نظریں مرکوز رکھنے سے ہی دنیا فلاح کی راہ پا سکتی ہے۔

یہ کسی مذہبی دانشور کا بیان نہیں ہے مگر مذہب کی تعریف اور فائدے بیان کرنے سے مفر اس کو بھی نہیں ہے۔

کسی چیز کی محبت انسان کو اندھا اور بہرہ بنا دیتی ہے

عربی مقولہ ہے حبك الشئی یعمی ویعصم

یعنی تیری کسی چیز سے محبت تجھے اندھا اور بہرہ بنا دیتی ہے

البقرہ کی آیت نمبر 171 یوں ہے۔

صم بکم عمی فهم لایعقلون (البقرہ۔ 171)

یعنی یہ لوگ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں اور عقل سے کام نہیں لیتے۔ آج کل دنیا میں دولت سے محبت اور اس کی پوجا چھائی ہوئی ہے۔ اس وجہ سے ہم ترقی یافتہ دور میں بھی اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ ایک شخص نے لوگوں کو نوٹ دوگنا کرنے کا جھانسا دے کر لوٹ لیا۔ اسی طرح لوگ عاملوں اور نجومیوں کی باتوں میں آ کر لٹ جاتے ہیں اور دھوکہ کھاتے ہیں حالانکہ نجوم کو نہ سائنس تسلیم کرتی ہے نہ اسلام بلکہ اسلام اس کو شرک قرار دیتا ہے مگر ہمارے وزراء اعظم تک عاملوں اور نجومیوں کے پاس جاتے رہے ہیں اور بے وقوف بنتے رہے ہیں۔

دولت سے محبت کا یہ حال ہے کہ ہمارے ملک کے ایک بہت ہی مشہور مذہبی جج جو ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں جج رہے ہیں' انہوں نے اور ایک عالم دین نے مل کر سوچنا شروع کیا کہ اگر جو غیر ملکی شراب حکومت ضبط کرتی ہے' عیسائیوں کو فروخت کر کے سرکاری خزانہ میں داخل کیا جائے تو کیا حرج ہے؟ خیر میرے سمجھانے اور کتابوں کے دکھانے سے دونوں راہ راست پر آ گئے۔ جج صاحب میرے جاننے والے اور عالم دین میرے 25 سال پرانے دوست ہیں۔

ایک جدید فراڈ کاروبار

لوگوں کی دولت کی پوجا کی خواہش کے پیش نظر جہاں نوٹوں کو دوگنا کرنے کا لالچ دیا جاتا ہے' وہاں ''گولڈن کی'' انٹرنیشنل نامی ایک کمپنی نکلی ہے۔ ہر ممبر سے شروع میں 1500 روپے ممبر شپ فیس لینے کے علاوہ ان کو کم از کم 3000 روپے کی کمپنی کی چند اشیاء یا ادویات نما چیزیں فروخت کی جاتی ہیں۔ مثلاً ایک فوڈ سپلیمنٹ جسے یویوآن زو Yu-Yuan Zu کا نام دیا جاتا ہے اور تائیوان کا بتایا جاتا ہے' اس کی قیمت 19 ہزار ہے جو حد سے زیادہ ہے اور ساتھ یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ یہ دوا نما فوڈ کینسر' بلڈ پریشر' شوگر' ہیپاٹائٹس اور کئی دیگر بیماریوں کا علاج ہے۔ اسی وجہ سے اس کی قیمت بہت زیادہ ہے۔ پھر جو ممبر بنایا جاتا ہے' وہ جب مزید دو ممبر بناتا ہے جو کمپنی سے کچھ مطلوبہ سیل کریں تو پہلے ممبر کو سپر وائزر کا عہدہ دیا جاتا ہے اور کمیشن بڑھا دی جاتی ہے۔ اگلے ممبرز مزید مطلوبہ ممبر بنائیں تو پہلا ممبر مینیجر پھر ڈائریکٹر اور پھر Executive Director بن جاتا ہے۔ اور ان کی کمیشن وغیرہ بھی بڑھتی رہتی ہے۔ بس صرف پہلی دفعہ دو ممبر بنانے پڑتے ہیں۔ باقی کام اگلے ممبرز کرتے رہتے ہیں کیونکہ انہیں بھی اسی طرح کمیشن کا لالچ ہوتا ہے۔

اس سکیم کی ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ Self treatment کا سبق سکھایا جاتا ہے۔ جس کو سیدھے سادھے لوگ یہ سمجھ کر باور کر لیتے ہیں کہ اشیاء اور ادویات نما چیزوں کی اتنی زیادہ قیمت ہے تو اس میں واقعی کمال ہو گا حالانکہ تمام دنیا کے معالج خود اپنا علاج کرنے کے سخت خلاف ہیں۔ انگریزی دواؤں کی ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ادویات کے اوپر واضح لکھا ہوتا ہے کہ بغیر ڈاکٹری نسخے کے دوا فروخت نہ کی جائیں۔ اسی وجہ سے مغربی ممالک میں بغیر ڈاکٹر کے نسخہ کے دوا فروخت نہیں کی جا سکتی۔ ملٹی نیشنل کمپنیاں بھی لالچی ہوتی ہیں مگر اس قدر نہیں کہ مریض کی جان کو ہی خطرہ لاحق ہو جائے۔ عمدہ ترین ادویات میں Antibiotics مشہور ہیں۔ ان کی تعداد بیسیوں ہے مگر ان کے استعمال کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ مریض کے بلغم' خون' پیشاب یا زخم کی پیپ کو پہلے کلچر کیا جاتا ہے۔ پھر جب بیماری کے جرثومہ کی نشوونما ہو جاتی ہے تو مختلف Antibiotics کی ٹکیاں آتی ہیں جن پر ان کے نام لکھے ہوتے ہیں۔ یہ ٹکیاں کلچر پلیٹ میں لگائی جاتی ہیں۔ جن Antibiotics سے یہ جراثیم زیادہ تعداد میں مر جاتے ہیں' ان کے نام نوٹ کر لئے جاتے ہیں' پھر جو اینٹی بائیکس زیادہ اثر دکھاتی ہے' اسے مریض کو بطور خوراک یا بطور انجکشن جیسی دوا ہو' استعمال کرایا جاتا ہے یعنی مختلف دواؤں کا تجربہ مریض پر کرنے کی بجائے لیبارٹری کی پلیٹ پر کیا جاتا ہے۔ اگرچہ اس ٹسٹ میں چند دن لگ جاتے ہیں مگر مریض کی بہتری کے لئے عقلمند ڈاکٹر ایسا ہی کرتے ہیں۔ جب تجربہ کار ڈاکٹر بھی اس لیبارٹری کے طریقہ کو بہتر سمجھتے ہیں تو بھلا مریض کا خود ہی اشتہاری دوا کے ذریعے علاج کرنا پرلے درجے کی جہالت اور حماقت ہے۔ ایک ایسی حماقت کہ نوٹوں کو دوگنا کرنے کے لئے کسی کے سپرد کر دیا جائے۔ مزید ڈاکٹر لوگ بھی خون' بلغم' پیشاب' براز کے مختلف ٹسٹ کر کے مرض کی صحیح نوعیت معلوم کر کے علاج کرتے ہیں۔ ایکسرے لئے جاتے ہیں۔ Ultra sound اور دیگر قسم کے ٹسٹوں کی مدد سے ہی بڑے بڑے ڈاکٹر علاج کرتے ہیں۔ مگر یہ دولت کی پجاری کمپنیاں عوام کو دھوکہ دے کر اور قیمتیں بہت زیادہ رکھ کر بیوقوف بنا رہی ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ میں کافی عرصہ پہلے ایک امریکن دواساز کمپنی میں کام کرتا تھا کہ انہوں ایک نئی دوا بنائی جس کی ایک چھوٹی شیشی کی قیمت 10 روپے بنتی تھی۔ سیل کے محکمہ نے کہا کہ قیمت زیادہ ہے' فروخت میں مشکل ہو گی۔ امریکن جنرل مینیجر نے کہا کہ اس کی قیمت 12 روپے مقرر کر دو۔ لوگ کہیں گے اس کی قیمت بہت زیادہ ہے تو ضرور اس میں خاص خوبی ہو گی اور یوں اس کی قیمت 12 روپے کے قریب مقرر کر دی گئی۔ یہ (25,30 سال پہلے کی بات ہے۔ اس وقت یہ قیمت کافی زیادہ تھی۔ یہ پیٹ کی دوا تھی جو ویسے بھی کافی سستی ہوتی ہے) سیل کا یہی اصول ''گولڈن کی انٹرنیشنل کمپنی استعمال کر رہی ہے۔ کوئی اس کمپنی سے پوچھے کہ خود انٹرنیشنل کہلوانے والی کمپنی مغرب کے کون کون سے ملکوں میں کتنی مقدار میں ایسی ادویات فروخت کر رہی ہے جہاں کہ ڈاکٹر کے نسخے کے بغیر دوائی فروخت نہیں کی جا سکتی۔

ایک مکسچر دوائی مختلف انواع کے امراض میں کارگر نہیں ہو سکتی

راقم الحروف پروفیشنل فارماسسٹ ہے اور امریکن کمپنی وائتھ لاہور میں پروڈکشن مینیجر اور چاس۔ اے مینڈوزا کراچی میں فیکٹری مینیجر کے طور پر کام کر چکا ہے۔ خاکسار اپنے پروفیشنل علم اور 35 سالہ تجربے کی بنا پر کہہ سکتا ہے کہ ایک دوائی مختلف انواع کے امراض میں مثلاً کینسر' بلڈ پریشر' ہیپاٹائٹس وغیرہ میں ہرگز کارگر نہیں ہو سکتی بلکہ اگر ایک مرض کو کچھ فائدہ دے گی تو دوسرے امراض میں اضافہ کرے گی کیونکہ ان بیان کردہ امراض کی نوعیت مختلف ہے۔ ایسا دعویٰ تو کوئی دغاباز عطائی ہی کر سکتا ہے جس کو انسانی صحت یا جان کی کوئی پرواہ ہی نہ ہو۔ سادہ لوح لوگوں کو دھوکہ دینے کا یہ طریقہ بالکل ایسا ہی عجیب و غریب ہے جیسا کہ نوٹوں کو دوگنا کرنے کا مضحکہ خیز دعویٰ۔ لوگوں کو ایسے احمق لوگ بھی مل جاتے ہیں جو نوٹوں کو دوگنا کرنے کے دعوی پر اعتبار کر لیتے ہیں اور ایسے احمق بھی ملتے ہیں جو یہ یقین کر لیتے ہیں کہ نجوم وغیرہ سے مستقبل کے واقعات کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ حالانکہ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ غیب کا علم یا مستقبل کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

اسلامی دور کے قوانین

گزشتہ اسلامی دور کی حسبہ کی کتب سے پتہ چلتا ہے کہ اس دور میں علاج معالجہ کی مستند سند کے بغیر مریضوں کا علاج کرنا جرم تھا۔ اور عطائیوں کو سخت سزا دی جاتی تھی بلکہ یہ بھی کتب میں موجود ہے کہ مستند معالج کے لئے بھی یہ طریقہ تھا کہ معالج جو نسخہ دے گا اور تجویز کرے گا' اس کی ایک نقل مریض کو بھی دی جاتی تھی۔ اگر مریض کو نقصان پہنچتا یا وہ مر جاتا تو تمام نسخے جمع کر کے مریض کے لواحقین حکومت کے مقرر کردہ اعلیٰ معالج کے پاس لے جاتے۔ اگر تحقیق سے پتہ چلتا کہ معالج کی غلطی سے مریض کو نقصان پہنچا ہے یا اس کی موت واقع ہوئی ہے تو علاج کرنے والے معالج کو قرار واقعی سزا دی جاتی۔ غرضیکہ اسلامی دور میں کسی عطائی یا الٹی پٹی علاج کرنے والے کی کوئی گنجائش ہی نہ تھی۔ بازاروں میں محتسب پھرتے تھے دوسرے

معاملات کی طرح علاج معالجہ اور ادویات کے کاروبار کی بھی نگرانی کرتے تھے۔

فوڈ سپلیمنٹ

ماں کا دودھ بچوں کی بہترین متوازن خوراک ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہیا کی جاتی ہے۔ اس میں انسانی ضروریات کی تمام اقسام کی خوراک پائی جاتی ہے۔ یہ مکمل خوراک ہے۔ البتہ اس میں لوہے کی مقدار کم ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی کمی اس طرح پوری کی ہے کہ بچہ کے جگر میں پیدائش کے وقت فالتو لوہے کی مقدار رکھ دی ہے جو دو سال کے شیر خواری کے دورانیہ کیلئے اس کو کافی ہوتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دودھ کا کمال یہ ہے کہ ان دو سالوں میں بچہ بہت تیزی سے بڑھتا ہے اور نشوونما پاتا ہے۔ دودھ بہترین فوڈ بھی ہے اور فوڈ سپلیمنٹ بھی۔

ایک اور بہترین فوڈ سپلیمنٹ شہد ہے جس کی تعریف قرآن کریم میں کی گئی ہے اور جس کی تیاری کی ذمہ داری شہد کی مکھیوں کو سونپ دی گئی ہے۔ یہ مکھیاں ایک ایک پھول پر جاتی ہیں اور نیکٹر اکٹھا کرتی ہیں۔ قرآن میں آتا ہے۔ اوحی الی النحل الخ اللہ نے شہد کی مکھیوں کو وحی کی۔ اس وحی کے مطابق وہ ایسے طریقے استعمال کرتی ہیں کہ ان کے چھتے ایئر کنڈیشنڈ رہتے ہیں۔ درجہ حرارت بڑھنے نہیں پاتا۔ کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس اور نمی وغیرہ بھی کنٹرول میں رہتی ہے۔ شہد کی مکھی کے عجائبات بیالوجی کی کتب میں واضح طور پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ غرض قرآن کی رو سے یہ بہترین فوڈ سپلیمنٹ ہے۔ اسی طرح بادام بہترین فوڈ سپلیمنٹ ہے۔ امام ابن جوزی نے ایک واقعہ لکھا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ محض بادام اور پانی پر تکیہ کرکے انسان مہینوں صحت مند رہ سکتا ہے۔ عرب کھجور اور پانی پر لمبی مدت تک گزارہ کرلیا کرتے تھے۔ وٹامنز اور منرلز۔ Inositol۔ Choline وغیرہ کی اشیاء انگریزی ادویات میں فوڈ سپلیمنٹ کے طور پر استعمال ہوتی ہیں لیکن ان میں سے کوئی اتنی گراں نہیں کہ جس کی ایک بوتل کی قیمت انیس ہزار ہو۔

مذکورہ بالا کمپنی نے اپنے فوڈ سپلیمنٹ کی قیمت انیس ہزار رکھی ہے تاکہ اس رقم سے ممبرز کو کمیشن دیا جاسکے اور خود بھی مالدار بنا جاسکے۔ لوگوں کی دولت کی حرص اور دولت کی پوجا کے جذبہ کا اس پوری سکیم میں اسی طرح فائدہ اٹھایا گیا ہے جس طرح نوٹوں کو دوگنا کرنے کے دعویدار اٹھاتے ہیں۔

ہائی کورٹ کو اس کمپنی کی دھوکہ بازی کی سکیم کا پورا مطالعہ کرکے خود اس کمپنی کے خلاف ایکشن لینا چاہئے۔

لیبارٹری رپورٹوں کا دھوکہ

اس کمپنی نے دھوکہ دینے کے لئے بعض لیبارٹریوں کی رپورٹ بھی رکھی ہوئی ہے۔ مگر لیبارٹری تو یہی بتاسکتی ہے کہ اس میں فلاں فلاں اجزاء اتنی اتنی مقدار میں موجود ہیں۔ یہ لیبارٹریاں تو صرف اجزاء ٹسٹ کرتی ہیں اور بتاتی ہیں کہ ان میں کوئی مضر صحت چیز تو نہیں۔ یہ تو نہیں بتاتیں کہ یہ دوا کینسر، ہائی بلڈ پریشر اور ہیپاٹائٹس اور دیگر فلاں فلاں بیماریوں کے لئے تیر بہدف ہے۔ نہ یہ کام ان کے کرنے کا ہے۔ لوگوں کو یہ بھی نہیں بتایا جاتا کہ ان کے تریاق نسخہ کا موجد کون ہے اور وہ کس یونیورسٹی کا فارغ التحصیل ہے اور علاج معالجہ کی دنیا میں اس کا کیا مقام ہے اور کیسی شہرت ہے۔ ہمارے ہاں رائج یونانی حکمت میں ایک دوا ہے جو دل کے اختلاج اور تقویت دل کے لئے عام طور پر استعمال ہوتی ہے۔ اس کا نام خمیرہ ابریشم حکیم ارشد والا ہے۔ یہ اپنے موجد کے نام سے مشہور ہے اور اجملی دواخانہ اور ہمدرد وغیرہ سب مشہور ادویات کے بنانے والے اسے اسی نام سے فروخت کرتے ہیں۔ گولڈن انٹرنیشنل کمپنی کی ادویات نما چیزوں کے موجد کا نام بھی راز میں رکھا جاتا ہے۔ پھر اس شیطانی چکر میں شیطان کی آنت کی طرح سسٹم میں لوگوں کو عہدوں اور کمیشن کا لالچ دے کر ممبر بنا کر شروع ہی میں ہر ممبر سے فیس کے طور پر 1500 روپے اور چیز کی قیمت کے طور پر کم از کم 3000 روپے وصول کرلئے جاتے ہیں۔ پھر ہر ممبر دی ہوئی رقم کی واپسی بلکہ اسے لاکھوں میں بدلنے کی کوشش میں دوسروں کو ممبر بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ پہلے دو ممبرز کے سوا ایسے ممبرز کے منافع میں بھی شریک ہوتا ہے جن پر اس نے عموماً کوئی محنت نہیں کی ہوتی اور نہ ہی انہیں کوئی مال دیا ہوتا ہے۔ اس طرح کا طریقہ سراسر فراڈ، دھوکہ اور غیر شرعی ہے۔ پھر قیمتیں زیادہ رکھ کر دوسروں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتا ہے کہ جب دوا اتنی زیادہ قیمتی ہے تو ضرور کوئی بات ہوگی۔ یوں سادہ مزاج لوگ اس چکر میں پھنس جاتے ہیں

سابقہ ہندوستان میں جو عظیم حکماء گزرے ہیں، وہ غریبوں کا مفت علاج کرتے تھے۔ فیس نہیں لیتے تھے اور ادویات بھی سستی دیتے تھے۔ البتہ نوابوں اور امیروں سے بھاری فیس وصول کرتے تھے۔ ہمارے ملک میں غریبوں کی اکثریت ہے۔۔ بھوک وافلاس سے خودکشی کی خبریں بھی اخبارات میں چھپتی رہتی ہیں۔ بہت سے مریض علاج کا خرچہ برداشت نہ کرسکنے کی بناء پر موت کی آغوش میں چلے جاتے ہیں۔ ان میں کینسر اور اسی طرح کے دیگر مریض بھی ہوتے ہیں۔ اس گولڈن کمپنی نے غریبوں کے لئے کیا کیا؟ ان کی ادویات کی قیمت اتنی ہے کہ خوشحال گھرانے بھی نہیں خرید سکتے اور جو خرید لیں تو وہ سراسر پھنسنے والی بات ہوتی ہے۔

ادویات کی فروخت کا صحیح طریقہ:

نصف درجن سے زیادہ امراض کے لئے تیر بہدف نسخہ کا تو کیا ذکر، اگر ان کے پاس صرف کینسر ہی کا کوئی کارآمد نسخہ موجود ہے تو وہ شوکت خانم ہسپتال میں اپنی دوا مفت پیش کرتے اور ڈاکٹروں کو اس کے فائدہ مند ہونے کا ثبوت (جو وہ اپنے ممبروں اور عوام کو پیش کرتے ہیں) پیش کرکے درخواست کرتے کہ مریضوں پر اس کا تجربہ کیا جائے۔ اس کے ساتھ کچھ ایسے مریض بھی پیش کرتے جن کو پہلے کینسر تھا اور اب وہ شفایاب ہوچکے ہیں۔ ڈاکٹروں کے لئے ان کے اس دعوے کو چیک کرنا آسان ہے۔ اسی طرح دوسرے ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کو اسی طریق پر پیش کرتے۔ پھر اگر ان کا نسخہ اور دوا واقعی کینسر کے لئے کارآمد ہوتی ہے تو رفتہ رفتہ چار دانگ میں اس کا شہرہ پھیل جاتا۔ آج کل دنیا چھوٹی ہوکر رہ گئی ہے۔ اور یوں یہ بات بھی یقینی تھی کہ اس کے موجد کو نوبل پرائز بھی مل جاتا۔

پاکستان میں بہت سے عظیم لوگ کینسر کے مریض ہیں۔ ان کو گولڈن کمپنی اپنی دوا پیش کرتی۔ اگر وہ تندرست ہوجاتے تو پاکستان کے کینسر کے بہت سے مریض فوراً ان کی دوا خرید لیتے۔ مگر گولڈن کمپنی میں اتنی ہمت کہاں کہ وہ اپنی اشیاء ڈاکٹروں، سائنسی ماہرین اور معالجوں کو پیش کرے۔ وہ تو بھولے بھالے عوام کو بے وقوف بنا کر دولت کی پوجا میں مصروف لوگوں کو ساتھ لے کر سیدھے طریقے سے چیزیں بیچنے کی بجائے ایک مخصوص شیطانی چکر چلا رہی ہے۔ اور یہی اس کا اصل مقصود ہے ورنہ اچھی چیزیں بیچنا ان کا مقصد ہوتا تو وہ سیدھے طریقے سے انہیں عام مارکیٹ میں پیش کرتے۔

پھر دیکھئے کہ اگر کوئی مریض جو کینسر یا ہیپاٹائٹس کی بیماری میں مبتلا ہو اور ان کی دوا سے فائدہ نہ ہو اور مرض بڑھ جائے، اس پر دوسری ادویات بھی کارگر نہ ہوں اور وہ مریض مرجائے تو اس کی موت کا کون ذمہ دار ہوگا؟ ایسا ہونا بالکل ممکن ہے کیونکہ کینسر اور ہیپاٹائٹس مختلف اقسام کا ہوتا ہے۔ ہر قسم کے لئے دوا بھی مختلف ہوتی ہے۔ علاج معالجہ کے علاوہ پرہیز کی بھی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ ان کے پاس تو ہر قسم کے کینسر اور ہیپاٹائٹس کے لئے ایک ہی دوا ہے۔ پرہیز کا تو کوئی تذکرہ ہی نہیں۔

عزم

مسلم بھائیو عزم کرو کہ جہاد سے رشتہ ٹوٹے نہ
مظلومو تم صبر کرو کہ صبر کا دامن چھوٹے نہ
غیرت دینی زندہ کرو اور غیرت پہ مرجاؤ تم
اللہ سے تعلق ایسا جوڑو پھر یہ تعلق ٹوٹے نہ
ماؤں بہنوں کی عصمت پھر مسلم سے تحفظ مانگتی ہیں
ظالم کو ایسا سبق سکھا کہ پھر کوئی عزت لوٹے نہ
بدر کے سے قافلے نکلیں پھر، احزاب کا منظر پھر سے ہو
علم جہاد بلند کرو کہ رب بھی ہم سے روٹھے نہ
ہندو، یہودی، عیسائی نے مل کے بنایا منصوبہ
کچل کے رکھ دو مسلموں کو کہ پھر کوئی غنچہ پھوٹے نہ
اللہ کے لئے تم جاگ اٹھو بیداری اشد ضروری ہے
پاسبان حرم تو تم ہی ہو اقصیٰ کی امامت چھوٹے نہ
مسلم بھائیو عزم کرو کہ جہاد سے رشتہ ٹوٹے نہ
مظلوموں تم صبر کرو کہ صبر کا دامن چھوٹے نہ

ابو عثمان عبدالشکور، اوکاڑہ

"وحدۃ الوجود"

کے صوفیانہ عقیدے پر کتاب و سنت کی روشنی میں مدلل گفتگو

لا الٰہ الا اللہ ——— عوام کی توحید ہے

لا موجود الا اللہ ——— خواص کی توحید ہے

میرے پرانے پیارے قارئین کو یاد ہو گا کہ مارچ ۱۹۸۹ء میں جب "مجلہ الدعوۃ" کا پہلا شمارہ نکلا تو اس میں ہم نے ایک پیر کی داستان رقم کی تھی۔ جو غلاظت سے اس درجہ بھرپور تھی کہ دل متلانا شروع کر دیتا تھا۔ اس داستان کا لب لباب "وحدت الوجود" کا عقیدہ تھا۔ تب سے اب تک "مجلہ الدعوۃ کے صفحات پر ایسے پیروں کی داستانیں' درباروں اور مزاروں کے مشاہدات' مجاوروں کے انٹرویوز------- پھر وہ صوفی جو شاعر بھی ہوئے ہیں۔ ہم نے ان کا کلام بھی مجلہ الدعوۃ کے صفحات میں کتاب و سنت کی کسوٹی پر پرکھا۔ تو ان سب کا خلاصہ یہی تھا کہ یہ سب لوگ "وحدت الوجود" کے علمبردار تھے۔ ہم نے بلھے شاہ کا کلام بھی پیش کیا اور مولانا جلال الدین رومی کی مثنوی کے اشعار بھی پیش کئے۔ مگر ان سب میں جو بات مشترک تھی تو وہ "وحدت الوجود" کا عقیدہ تھا۔ آخر میں ہم نے نصرت فتح علی خاں قوال کی قوالیاں پیش کیں تو ان میں بھی یہی "وحدت الوجود" تھا۔ اسی طرح سندھ کے علاقے "تھر" میں جب میں نے ہندو پنڈتوں اور بھگتوں سے ملاقاتیں کیں۔ ان کے انٹرویوز کئے۔ ان کے مندروں اور ان کی زیارتوں پہ جا کر ان کے بزرگوں کی باتیں سنیں۔ پھر ان کے مذہب کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ ان کے مذہب اور عقیدے کی بنیاد بھی "وحدت الوجود" ہے۔ بدھ مذہب کو ملاحظہ کیا تو وہاں بھی "وحدت الوجود" ہی دکھائی دیا۔ حتیٰ کہ عیسائیت کی طرف نظر کی تو وہاں بھی یہی "وحدت الوجود" کا عقیدہ دکھائی دیا۔

ایسی صورتحال میں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہندو صوفی' عیسائی صوفی اور مسلمان صوفی کے بیانات کو ذہن میں از سر نو تازہ کیا جائے اور پھر آگے کا سفر اختیار کیا جائے۔ تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ صوفی بظاہر کسی مذہب سے بھی تعلق رکھے بنیادی طور پر وہ "وحدت الوجود" کے عقیدے کا علمبردار ہوتا ہے جو سب صوفیوں میں مشترک عقیدہ ہے۔ میں جب "تھر" کا لمبا چوڑا ریگستان گھومنے کے بعد "تھر" کے شہر "عمر کوٹ" میں پہنچا تو یہاں میرا ہندو ہمسفر "پربیت" مجھے ایک بھگت (ہندو صوفی) کے پاس لے گیا۔ بھگت صاحب سے تفصیلی ملاقات ہوئی۔ اپنی گفتگو میں وہ کہنے لگا۔ حمزہ صاحب! آپ نے جو مجھ سے بتوں کی پوجا کا سوال کیا تو میں ان کی پوجا نہیں کرتا۔ پتھر کو نہیں مانتا۔ باقی جو لوگ پوجا کرتے ہیں ان کو غلط بھی نہیں سمجھتا کیونکہ یہ بڑے بڑے خوبصورت بت جو تراشے گئے ہیں۔ یہ آرٹ ہے' ایک فن ہے اور فن کی تعریف کرنی چاہئے۔ میں نے کہا بھگت صاحب! جس فن سے عقیدہ ہی خراب ہو جائے اس کی تعریف کا مطلب تو یہی ہے کہ تعریف کر کے لوگوں کا عقیدہ خراب کیا جائے۔ پتھر بھی تو انسان کا بت ہے۔ انسان اللہ کا ایسا شاہکار ہے جو بولتا ہے اور خوبصورت بھی کمال درجے کا ہے۔ تو کیا------ اب انسان' انسان کی پوجا شروع کر دے؟ یہ تو غیر عقلی بات ہے۔ اس پر بھگت صاحب کہنے لگے! انسان میں بھی وہی (خدا ہی) دکھائی دیتا ہے' یہی وجہ ہے ہم کہتے ہیں کہ انسان تو کیا جانور کو بھی دکھ نہ دیا جائے اور یہ چیز تصوف میں ملتی ہے۔ تصوف اور روحانیت کہ جسے آپ کے

امیر حمزہ

صوفیوں نے بھی خوب پھیلایا اور بڑھایا ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ خدا ہر چیز میں سماتا ہے۔ لہٰذا ہم تو اسی عقیدہ کے حامل ہیں۔ گرنتھ صاحب جو سکھوں کی مقدس کتاب ہے۔ اس میں بھی یہی رنگ ہے اور میں تو جب شاہ عبداللطیف بھٹائی کا کلام دیکھتا ہوں تو وہاں بھی یہی رنگ نظر آتا ہے اور مجھے تو وہاں جا کر سکون محسوس ہوتا ہے۔ حمزہ صاحب! آپ جو جنت کی باتیں کرتے ہیں تو ہمیں اس جنت میں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم وہاں چلے بھی گئے تو جا کر کریں گے کیا؟ ہمارا مقصد تو نروان حاصل کرنا ہے؟ کہ یہ جو ہمارا بار بار جنموں کا چکر چل رہا ہے اس سے جلد جان چھوٹ جائے۔ ہم خدا کے اندر شامل ہو جائیں اور بس۔ اب بھی ہر سو وہی سمایا ہوا ہے بس ہمیں ہی الگ الگ چیزیں نظر آتی ہیں اور آخر میں پھر وہی رہ جائے گا۔ ہم اس کے اندر جا کر اسی میں شامل ہو جائیں گے۔ اسی سے نکلے ہیں' اسی میں جائیں گے۔

قارئین کرام! آپ ہندو ازم کا جس قدر چاہیں مطالعہ کر لیں۔ اس مذہب کا آخر خلاصہ یہی ہے جو بھگت صاحب نے بتلایا ہے اور وہ ہے "وحدت الوجود"۔ اسی طرح عیسائیوں کے سب سے بڑے ولی "سینٹ پال" کہتے ہیں' ہم ذات باری میں مسلسل تحلیل ہوتے رہتے ہیں جب ایک شے دوسرے میں مدغم ہو جائے تو ان دونوں کے درمیان کوئی امتیاز باقی نہیں رہتا۔ میں بھی خدا میں تحلیل ہو رہا ہوں اور وہ ذات برحق مجھ سے ہم آہنگ ہو رہی ہے۔ قسم ہے اس زندہ جاوید خدا کی! اب مجھ میں اور خالق کائنات میں کوئی امتیاز باقی نہیں رہا۔ ہم اب دونوں ایک ہیں۔ (بحوالہ مذہب و تجدید مذہب)

عیسائیوں کا ایک اور بڑا ولی سینٹ آگسٹائن "وحدت الوجود" کے عقیدہ کو اور زیادہ وضاحت کے ساتھ یوں بیان کرتا ہے۔

"I O my Lord went wandering like
a stranged sheep. Seeking thee
with anxious reasoning without
whilst thou within me...
Isent round the street and squares
of the city of this world seeking thee
and I found thee not. Because in vein
I sought without for him who was
within myself"

میں اے میرے خدا! ایک گم شدہ بھیڑ کی طرح تیری تلاش و جستجو میں مضطرب دلائل کے ساتھ آوارہ گردی کرتا رہا لیکن تو نہ ملا حالانکہ تو خود میرے اندر موجود تھا۔ میں نے اس دنیا کے شہروں کے تمام گلی کوچوں میں تجھ کو ڈھونڈا مگر تو نہ ملا۔ میں نے ناحق تیری تلاش اپنے گردو پیش میں کی جب کہ تو خود میرے اندر موجود تھا۔ (معارف النفس) "بحوالہ وحدت الوجود ایک غیر اسلامی نظریہ"۔

پچھلے دنوں مدر ٹریسا فوت ہو گئی وہ ایک عیسائی صوفی عورت تھی۔ کیتھولک لوگوں نے اسے ولی (سینٹ "Saint") کا درجہ دیا ہے۔ اس نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا "مجھے ہر انسان میں خدا نظر آتا ہے جب میں بے کس کوڑھی کے زخم صاف کر رہی ہوتی ہوں تو مجھے لگتا ہے جیسے میں خدا کی خدمت کر رہی ہوں۔ کیا یہ خوبصورت تجربہ نہیں ہے؟" (خبریں۔ ۱۳/۹/۹۷)

اسی طرح لاطینی امریکہ کے ملک کیوبا میں کہ جہاں ابھی تک

کیونسٹ لیڈر فیڈرل کاسترو کی حکومت ہے وہاں کا ایک نوجوان چی گویَوارا (Che Guevara) جو کہ تیس سال پہلے قتل کردیا گیا تھا- اس کی قبر اب دریافت ہوئی ہے- اس کے ڈھانچے کو پورے ملک میں گھمایا گیا اور کیوبا کے لوگوں نے اسے "PatronSaint" (نگران ولی) کا نام دیا- اس کی تصویروں کی پوجا کی جارہی ہے-

۲۷ اکتوبر کے امریکی ہفت روزہ نیوز ویک نے اس کے بارے میں لکھا ہے!

Last year's winning painting done by a 17 year-old santa clara resident is a dreamy iedealistic image of the atheist Che that looks exactly like the traditional image of Jesus Christ. Its title:

"You in me
me in you"

یعنی پچھلے سال "سانتا کلارا شہر" کے رہنے والے ایک سترہ سالہ نوجوان نے چی کی تصویر بناکر انعام جیتا- اللہ کے منکر "چی" کا یہ پورٹریٹ تصوراتی اور مثالی تھا وہ واقعی عیسیٰ علیہ السلام کے روایتی تصور کے مطابق دکھائی دیتا ہے اس پورٹریٹ کا عنوان یعنی اس پر لکھا ہوا ہے-

"You in me me in you"

یعنی "چی" عیسیٰ علیہ السلام کو کہہ رہا ہے -- کہ ہم دونوں ایک دوسرے میں حلول کر گئے ہیں- ہم میں کوئی فرق نہیں- تو یوں کیوبا کے عیسائی بھی "وحدۃ الوجود" کے نظریئے کے تحت ایک ولی بناکر --- پھر اس کے بت بناکر اسے پوج رہے ہیں-

قارئین کرام! ہندوؤں ' عیسائیوں اور دوسرے مذاہب کے لوگوں کا یہ جو وجودی عقیدہ ہے- اللہ نے اپنی آخری کتاب میں اس کا رد کیا اور فرمایا!

قل ھو اللہ احدO اللہ الصمدO لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احدO (سورۃ الاخلاص)

میرے نبی اعلان کردو! وہ اللہ ایک ہے- اللہ بے نیاز ہے- نہ اس سے کوئی چیز نکلی اور نہ وہ کسی سے نکلا ہے اور نہ ہی کوئی اس کا ہمسر ہے-

افسوس کہ وہ مسلمان جو صوفیت کی راہ پہ چلے- انہوں نے قرآن کے مندرجہ بالا صاف عقیدے کو بھلا دیا اور "وحدت الوجود" کی اسی راہ پہ چل کھڑے ہوئے- جس پہ پہلے مذاہب کے صوفیاء چلے تھے- یہ "وحدۃ الوجود" ہی کا عقیدہ تھا جسے اپنا کر منصور حلاج نے "انا الحق" (میں خدا ہوں) کا نعرہ لگایا- جناب علی ہجویری کہ جنہیں داتا صاحب کہا جاتا ہے- انہوں نے منصور حلاج کے اس نظریئے کی تائید کی اور کہا! "میں اور منصور حلاج ایک ہی طریق پر ہیں" (کشف المحجوب بحوالہ وحدۃ الوجود ایک غیر اسلامی نظریہ)

"واقعہ معراج" کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک صوفی نے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کو اپنے وجودی نظریے میں پروتے ہوئے ایک کردیا--- ملاحظہ ہو فارسی میں صوفیانہ وجودی سوچ!

من تو شدم
تو من شدی
من تن شدم
تو جان شدی
تاکس نہ گوید دیگرے
من دیگرم تو دیگری
میں تو ہوگیا
تو میں ہوگیا
میں جسم ہوگیا
تو جان ہوگئی
تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے
میں کچھ اور ہوں تو کچھ اور ہے

مولانا روم نے اپنی مثنوی میں حلاج کی تعریف کی اور مثنوی کی حکایتوں میں "وحدت الوجود" کے عقیدے کا بار بار کھل کر اظہار کیا- غرض آپ "وحدت الوجود" پہ مشتمل سینٹ آگسٹائن کا بیان بھی ملاحظہ کریں اور بلھے شاہ کا یہ شعر بھی

بلھا شو اندروں ملیا بھلی پھرے لوکائی

یعنی میں اللہ ڈھونڈ ڈھونڈ مرگیا مگر یہ تو میرے اندر سے ہی مل گیا- جب کہ لوگ بھول کر نہ جانے کہاں کہاں سے اسے ڈھونڈ رہے ہیں-

ظلم پہ ظلم

مسلمان صوفیاء کہ جن کے نام آج بڑے بڑے اور بہت مشہور ہیں ' سب وحدۃ الوجود کے علمبردار تھے- ان کی نثر اور

ایک بہن کا خط

محترم جناب بھائی جان امیر حمزہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بھائی مجھے چند مسائل درپیش ہیں- جن کے جواب کے لئے بڑی مشکل ہو رہی ہے- مجھے بچپن سے ہی قبر پرستی اچھی نہیں لگتی تھی لیکن میرے پاس کوئی ایسی کتاب نہیں تھی جس سے میں کچھ حاصل کر سکتی- میرے ابو جان ایک سنی عالم ہیں- لیکن قبر پرستی وہ بھی نہیں کرتے- میں کبھی پوچھا کرتی تو ابو کہتے یہ اصلی پیر نہیں ہیں- جو اصلی پیر ہوتے ہیں' وہ ایسے نہیں ہوتے- ایک دفعہ گولڑہ شریف گئی- جب میں نے وہ پیر صاحب دیکھے تو بڑی حیران ہوئی کیونکہ وہ ایک داڑھی منڈھے پیر تھے- میں نے ابو سے پوچھا کہ اتنے شہرت یافتہ پیر اور ایسے چال چلن؟ پھر میں نے ادھر کا کبھی بھی رخ نہیں کیا- کبھی سوچتی اگر یہ سب کچھ ٹھیک ہے تو پھر قرآن اور حدیث میں مجھے کیوں کوئی ثبوت نہیں ملتا' اسی تجسس میں میں نے تمام سنی علماء کی کتابیں جن میں سرفہرست "جاء الحق" ہے پڑھیں- لیکن مجھے کوئی تسلی بخش جواب نہیں ملا- پھر ہماری پھوپھو کی بہو جو الیاس قادری کی مرید ہے' میں نے اس کی کتاب "فیضان سنت" پڑھی' اس کا اکثر حصہ بھی مجھے من گھڑت باتوں کا پلندہ ہی لگی- اسی تجسس میں آپکا مجلّہ میرے ہاتھ آیا وہ میں نے پڑھا تو مجھے تمام سوالوں کے جواب مل گئے- پھر آپ کی دیگر کتب پڑھیں- جن میں "طورخم سے لے کر کوہ قاف تک روس کے تعاقب میں" بھی پڑھی- اس دوران ایک دو سوالات پر ابو سے بات کی تو وہ غصے سے لال پیلے ہوگئے اور کہنے لگے میں سنی ہوں تم وہابی کیسے ہو گئی؟ بڑی ڈانٹ پڑی- لیکن پھر بھی میں نے مطالعہ نہیں چھوڑا- مجھے جہاد سے بڑی محبت ہے- ہمارا گاؤں تقریباً سارا ہی سنی ہے- لیکن بہت سے نوجوان ایسے ہیں جو وہابی ہیں- میں نے اپنی سہیلیوں کو ساری باتیں دلائل کے ساتھ سنانی شروع کیں- جس کے نتیجے میں وہ ساری میری ہم خیال ہو گئی ہیں- اور مجلّہ بڑے شوق سے پڑھتی ہیں- ایک ماہنامہ "دعوت تنظیم الاسلام" میں ایک فلسفہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود شائع ہوا- میں نے پڑھا' مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آیا- دماغ ہی ماؤف ہو گیا- آپ اس کا ستمبر ۱۹۹۷ء کا شمارہ پڑھیں اور مجلّہ الدعوۃ میں وحدت الوجود کے سارے ڈھونگ کا پوسٹ مارٹم شائع کریں- جو ڈھونگ انہوں نے رچایا ہوا ہے- میں آپ کی بڑی مشکور ہوں گی- جب مجھے میرے سوالوں کے جواب ملیں گے-

اور بھائی جان! مجاہد بھائیوں کے لئے چند اشعار ہیں جو ان کی نذر کردیں- مجلّہ میں ضرور شائع کریں-

بڑھے چلو' بڑھے چلو — سپوت ہو جو دین کے تو بے گماں بڑھے چلو
رکے نہ اپنا کارواں بڑھے چلو' بڑھے چلو — یہ ہر قدم پہ آندھیاں' یہ خوفناک گھاٹیاں
یہ بجلیاں' یہ بجلیاں' یہ رات کی سیاہیاں — سیاہیوں کے درمیاں بڑھے چلو' بڑھے چلو
یہ دو قدم پہ آسماں بڑھے چلو' بڑھے چلو — سپوت ہو جو دین کے تو بے گماں بڑھے چلو

اللہ حافظ ایک بہن ، گوجرانوالہ

نظم کی کتابیں اس عقیدے کے اظہار سے بھری پڑی ہیں۔ ہم نہ تو اس تفصیل میں جانا چاہتے ہیں کہ ان اقتباسات کو درج کریں اور نہ اس تفصیل میں کہ ہندوؤں' عیسائیوں' یہودیوں' بدھ متوں اور سکھوں وغیرہ کے ہاں جو یہ عقیدہ پایا جاتا ہے تو ان کے ولیوں اور بزرگوں کی کتابوں میں "وحدت الوجود" کی کیا تفصیلات ہیں۔ ہمارا اس وقت موضوع صرف یہ ہے کہ مسلمان صوفیاء جب "وحدۃ الوجود کے راستے پہ چل کھڑے ہوئے تو انہوں نے سب سے بڑا ظلم یہ ڈھایا کہ قرآن کی آیات اور احادیث سے "وحدت الوجود" کو ثابت کرنا شروع کر دیا۔ اگلے صفحات میں ہم پہلے اس بات کا جائزہ لیں گے کہ "وحدت الوجود" ہے کیا اور پھر اس بات کا کہ صوفیاء حضرات نے جو آیات قرآنی اور احادیث سے استدلال کیا ہے اس کی کیا حیثیت ہے؟

وحدۃ الوجود کی جڑ

"وحدت الوجود" کے عقیدہ کی بنیاد یہ ہے کہ ایک صوفی اللہ کو دیکھنا چاہتا ہے۔ اس دید اور دیدار کے لئے اب وہ کوشش شروع کر دیتا ہے۔ ان کوششوں کو ریاضت' مشاہدہ' اور مجاہدہ وغیرہ کہا جاتا ہے۔ اس دید کے لئے وہ گھربار چھوڑتا ہے' جنگل میں رہتا ہے' دنیا سے الگ تھلگ ہو جاتا ہے اور کبھی دنیا بھی ساتھ رکھتا ہے مگر ریاضتیں بھی کرتا رہتا ہے۔ یہ ریاضتیں کر کر کے وہ کہہ اٹھتا ہے کہ ہر چیز ہی اللہ ہے۔ اسے "وحدۃ الوجود" کہتے ہیں۔ اس کے برعکس قرآن اپنے ماننے والوں کو آغاز سے ہی یہ بات سمجھاتا ہے۔ دیکھو! میں ایسی کتاب ہوں کہ جس میں "لاریب فیہ" کوئی شک نہیں۔ اور دوسری بات یہ نوٹ کر لو! کہ۔ "ھدی المتقین"○ یہ پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے۔

اور پرہیزگار وہی ہے جو ہر اس بات سے پرہیز کر جائے جس سے اس کتاب نے پرہیز کرنے کا کہا۔ اگر وہ پرہیز نہیں کرتا تو اس کی بیماری بڑھتی چلی جائے گی۔ قرآن نے پرہیزگاروں کی پہلی خوبی یہ بیان کی کہ:۔

الذین یومنون بالغیب○

وہ (اللہ) کو بن دیکھے مانتے ہیں۔

یاد رکھئے! اللہ نے اپنی کتاب کے آغاز میں یہ پرہیز اس وجہ سے بتایا کہ چونکہ پہلی قومیں بھی بدپرہیزی کی وجہ سے بیمار ہو کر شرک کے مرض پر مر گئیں۔ یہ آخری امت ہے یہ بھی اسی بدپرہیزی کا کہیں شکار نہ ہو جائے۔ چنانچہ اللہ نے آغاز میں ہی پرہیز بتا دیا کہ مجھے بن دیکھے ماننا۔ میرے دیدار کی تمنا ضرور کرنا مگر اس دنیا میں اس کی کوشش مت کرنا۔ پھر اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کا واقعہ بیان کر کے بھی سمجھا دیا کہ دیکھو! ہمارا ایک بڑا اولوالعزم پیغمبر موسی علیہ السلام تھا:۔

"ولما جاء موسی لمیقاتنا وکلمہ ربہ"

وہ موسی جب ہمارے مقرر کردہ مقام (کوہ طور) پر آیا اور اس سے اسکے رب نے گفتگو کی۔ تو وہ مطالبہ کر بیٹھا:۔

"رب ارنی انظر الیک"

میرے رب مجھے دکھلا کہ میں تیری طرف دیکھوں۔

اللہ نے فرمایا! لن ترانی ------- موسی تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا۔

یاد رکھئے! یہاں ہر طرح کی نفی ہے۔ نہ کوئی ظاہری آنکھ سے دیکھ سکتا ہے اور نہ کوئی باطنی آنکھ سے دیکھ سکتا ہے۔ اللہ نے یہ نہیں کہا کہ اے موسی! ظاہری آنکھ سے تو ------ تو مجھے نہیں دیکھ سکتا البتہ باطنی آنکھ سے دیکھ سکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کسی آنکھ سے بھی نہیں دیکھ سکتا۔ پھر جو اگلا واقعہ ہے اس نے تو مہر لگا دی کہ اللہ کا دیدار تو دور کی بات ہے اس کے انوار کی تجلی کی تاب موسی علیہ السلام جیسا پیغمبر بھی نہیں لا سکتا۔ اب اللہ نے یوں کیا کہ موسی علیہ السلام سے کہا ذرا پہاڑ کی طرف دیکھ اگر وہ اپنی جگہ قائم رہا تو' تو مجھے دیکھ لے گا۔ اب اللہ نے پہاڑ پر تجلی کی تو اس تجلی نے پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسی علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ یعنی وہ اس تجلی کی تاب نہ لا سکے' حالانکہ یہ تجلی ان پہ نہ پڑی تھی۔ نہ ان کے دل پہ پڑی تھی۔ یہ تجلی صرف پہاڑ پر پڑی تھی وہ بھی ریزہ ریزہ ہو گیا اور اس کا عکس جو موسی علیہ السلام پر پڑا تو وہ بھی بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ یعنی پہاڑ پہ پڑنے والی تجلی کا عکس بھی موسی علیہ السلام کا دل برداشت نہ کر سکا۔ حالانکہ ان کے دل سے صاف شفاف کس کا دل ہو سکتا تھا۔ کہ یہ تو وہ دل تھا جو حضرت جبریل کا سامنا کرتا تھا یہ تو وہ دل تھا جو وحی الہی کی تجلیات کو اپنے اندر سموتا تھا ------ مگر اس کے باوجود یہ دل بھی برداشت نہ کر سکا اور ہوش کھو بیٹھا۔

جب موسیٰ علیہ السلام جیسے عظیم نبی بھی اللہ کے نور کی معمولی سی تجلی کو برداشت نہ کر سکے تو ایک صوفی کس طرح ہر چیز کو اللہ سمجھ کر اس کی تجلیات کو سمیٹ سکتا ہے

"صحیح مسلم" کی حدیث ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا!

حجابہ النور لو کشفھا لاحرقت سبحات وجھہ ما انتھی الیہ بصرہ من خلقہ

اللہ کا پردہ نور ہے اگر وہ اس پردے کو ہٹا دے تو اس کے چہرہ کی تجلیات اس جگہ تک اس کی مخلوق کو جلا (کر راکھ بنا) ڈالیں کہ جہاں تک اس کی نظر جاتی ہے۔

اس کے برعکس آج کے صوفی دعوے کرتے پھرتے ہیں کہ ان کا دل نہ صرف تجلیات کو سموتا ہے۔ بلکہ وہ تو اللہ ہی کو اپنے اندر سمیٹ لیتا ہے۔ اس پر یہی کہا جا سکتا ہے۔

"یہ پدی اور پدی کا شوربہ"

آگے اللہ نے آگاہ کیا:۔

فلما افاق قال سبحانک تبت الیک وانا اول المومنین○ (الاعراف۔۱۴۳)

پھر جب ہوش آیا تو موسی عرض کرنے لگے:

آپ پاک ہیں میں جناب کی درگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں۔

سبحان اللہ! اللہ کی قسم! ایک ایک لفظ قابل غور ہے موسی علیہ السلام نے "سبحان" کا لفظ بول کر یہ بتلایا کہ اے اللہ! ہمارے تصورات سے بھی آپ کہیں اونچے' بالا اور بلند ہیں اور اس قدر پرجلال ہستی ہیں کہ ہم دیکھنے سے رہے لہٰذا ہم اسے دیکھنے کے سوال سے توبہ کرتے ہیں اور یہ کہ میں ایمان لاتا ہوں ------ وہی بن دیکھے ایمان ------ اور میں پہلا مومن بنتا ہوں۔ اس بات پر کہ جناب کو کوئی نہیں دیکھ سکتا ---------- مگر صوفیوں نے نہ تو قرآن کا بتلایا ہوا ابتدائی پرہیز سامنے رکھا۔ نہ موسی علیہ السلام کا واقعہ' نہ ان کا بے ہوش ہو کر گرنا ---- پھر ان کی توبہ ------- غرض کچھ بھی تو صوفیوں کو دیدار الہی کی کوششیں کرنے سے باز نہ رکھ سکا۔ ایک تیسرے مقام پر اللہ نے بات مزید واضح کر دی:۔

لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر○ (الانعام۔۱۰۳)

اس اللہ کو نظریں نہیں پا سکتیں جب کہ وہ سب نظروں کو پاتا ہے اور وہ انتہائی باریک بین خبردار ہے۔

یاد رکھئے! ادراک کے معنی کسی چیز کی حقیقت کو پالینے کے ہیں۔ اسی طرح ظاہری آنکھ کو بصارت کہا جاتا ہے تو باطنی یا اندرونی آنکھ کو بصیرت کہا جاتا ہے۔ یعنی ظاہری اور باطنی کوئی بھی آنکھ اللہ کا ادراک ہی نہیں کر سکتی۔ نہ اسے دیکھ سکتی ہے نہ اس کی قوتوں کا احاطہ کر سکتی ہے۔ جب کہ وہ ظاہری اور باطنی ہر طرح کی نگاہوں پہ نظر رکھتا ہے اس لئے کہ وہ لطیف ہے۔

اس قدر واضح آیت آجانے کے باوجود افسوس ہے کہ قرآن کے ماننے والے صوفی پھر بھی ایک ناممکن کام میں سر دھنتے رہے۔ بدپرہیزی کرتے رہے۔ چنانچہ نتیجہ وہی نکلا جو بدپرہیزی کا نکلتا ہے وہ ظاہری آنکھوں سے بھی اندھے ہو گئے اور ذائقے کی باطنی آنکھ سے بھی نابینے ہو گئے۔ اب ان کے لئے روسٹ کئے ہوئے تیتر بٹیر' حلوہ' کھیر' فروٹ' دودھ' مٹی' پاخانہ' سڑاند زدہ گوبر ------ غرض سب کچھ ایک جیسا ہو گیا۔ وہ کہیں گے کہ یہ سب ایک ہے۔ وہ اس لئے کہتے ہیں کہ ان کی ظاہری آنکھ بھی خراب ہے۔ باطنی آنکھ جو سونگھنے اور ذائقہ رکھنے کی صلاحیت رکھتی ہے وہ بھی خراب ہے۔ چنانچہ انہیں تو یہ سب کچھ ایک جیسا ہی دکھائی دے گا اور یہ ہوا اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے اپنی بیماریوں کا علاج نہیں کیا۔ پرہیز

نہیں کیا- چنانچہ وہ اس حال کو پہنچ گئے- اسی طرح صوفیوں نے قرآن کے بتلائے ہوئے پرہیز کو مد نظر نہ رکھا- بیماری بڑھتی گئی اور پھر وہ کہہ اٹھے کہ!

لا الہ الا اللہ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں-

یہ تو رہی عوام کی توحید- ہم چونکہ خواص لوگ ہیں اس لئے ہماری توحید یہ ہے:

لا موجود الا اللہ

اللہ کے سوا کوئی موجود ہی نہیں-

چنانچہ ---------- یہ زمین' یہ آسمان' یہ انسان' یہ کتے' یہ خنزیر' یہ درخت' غرض کائنات کی ہر شئے خدا ہی تو ہے لہٰذا ہم صوفیوں کو ہر سو کسی شئے کا وجود نظر نہیں آتا- آتا ہے تو وہ یہی کہ یہ سب کچھ خدا ہے- لہٰذا ہمارا کلمہ اور توحید یہی ہے- "لا موجود الا اللہ"

چنانچہ "تذکرۃ الاولیاء" میں ہے کہ جب معروف صوفی بزرگ ابو بکر شبلی فوت ہونے لگے تو ان سے "لا الہ الا اللہ" پڑھنے کو کہا گیا تو وہ فرمانے لگے-

"جب غیر کا وجود ہی نہیں تو نفی کس کی کروں"

یعنی نفی کس کی کروں------ ہندوؤں کے بت بھی خدا ہیں' ان کے اوتار بھی خدا ہیں' ابلیس بھی خدا ہے- ہر چیز خدا ہے- خدا کے سوا کچھ موجود ہی نہیں- چنانچہ نفی کس کی کروں؟ اسی بات کو ہندوستان کے صوفی حاجی سید وارث علی شاہ نے یوں بیان کیا ہے-

ہمارے یہاں مجوسی اور عیسائی سب برابر ہیں' کوئی برا نہیں جب خدا آسمان پر نہیں ہے بلکہ ہم میں تم میں چھپ کر سب کو دھوکہ میں ڈال دیا ہے تو بس ایک صورت پکڑ لے خدا مل جائے گا- آسمان پر کیا ہے (مشکواۃ حقانیت المعروف معارف وارثیہ)

جی ہاں!---------- آسمان پر کیا ہے؟ یہ ایک صوفی کی بات ہے- جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں-

الرحمان علی العرش استوی ○ (سورۃ طہ)

رحمان عرش پر براجمان ہے-

اللہ بتاتے ہیں کہ میں عرش پر ہوں اور صوفی بے چارہ اس قدر بیمار ہو چکا ہے کہ کہتا ہے آسمان پر کیا ہے؟

اللہ کی قسم! ان سارے صوفیوں کی عقلیں بھیڑیں چرانے والی اس کالے رنگ کی لونڈی کے قدموں تلے آنے والے جوتے کی ٹھوکر پر------ کہ جس کے بارے میں صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ

معاویہ بن حکم سلمی کہتے ہیں- کہ احد (پہاڑ) اور جوانیہ (بستی) کے درمیان میری بھیڑوں کا ریوڑ تھا- وہاں میری ایک لونڈی بھی تھی (جو ان کو چرایا کرتی تھی) ایک دن مجھے معلوم ہوا کہ اس کے یہاں سے بھیڑیا ایک بھیڑ کو اٹھا کر لے گیا- یہ سن کر مجھے سخت رنج اور افسوس ہوا جیسا کہ ایک انسان کو ہوتا ہے- اس پر میں نے لونڈی کو ایک تھپڑ رسید کر دیا- پھر میں اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کا ذکر کیا- اللہ کے رسول ﷺ ناراض ہوئے- (کہ تھپڑ کیوں مارا ہے) میں نے (اللہ کے رسول ﷺ کی ناراضگی دیکھ کر) کہا! اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اسے آزاد نہ کر دوں؟ فرمایا! اسے بلاؤ- میں نے بلا لیا- آپؐ نے اس سے پوچھا! "این اللہ" "اللہ کہاں ہے؟" اس نے جواب دیا- آسمان پر- پھر پوچھا "من انا" میں کون ہوں؟ اس نے کہا! آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں- اس پر آپؐ نے فرمایا! اسے آزاد کر دو- "فانھا مؤمنۃ" کیونکہ یہ مومنہ ہے-

اللہ کے رسول ﷺ نے اس عظیم لونڈی کو مؤمنہ کا سرٹیفکیٹ دے دیا جس نے اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق یہ کہا کہ وہ آسمان پر ہیں مگر آج کا صوفی پھر بھی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ کو ہر شے میں موجود مانتا ہے-

وحدت الوجود کے علمبردارو! صوفیو! اور وجودی قوالیوں پہ سر دھننے والو! اس عورت نے اللہ کو اللہ کہا اور رسولؐ کو رسولؐ کہا- اللہ کو آسمان پر مانا اور رسول ﷺ کو زمین پر تسلیم کیا- اس نے وحدت الوجود کے نظریئے کا بھرکس نکال دیا- اس کے تارو پود کو بکھیر کے رکھ دیا- اور قربان جاؤں- اس لونڈی کے ایمان اور عقیدے پر--- کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس کے ایمان کی گواہی دی- اسے مومنہ کا سرٹیفکیٹ دیا-

اللہ کے لئے مثالیں

وجودی صوفیاء اپنے عقیدے "وحدت الوجود" کو ثابت کرنے کے لئے اللہ کے لئے طرح طرح کی دنیاوی مثالوں اور تمثیلوں سے کام لیتے ہیں- وہ کہتے ہیں! پانی نمی کی صورت میں فضا میں بھی موجود ہے- یہی رات کو شبنم کے قطرات بن جاتے ہیں- دن کو پھر یہ سورج کی تپش سے تحلیل ہو جاتے ہیں- اس طرح یہ بادل بن کر برستے ہیں تو ندی نالوں سے ہو کر دریا میں اور پھر سمندر میں جا کر گرتے ہیں اور سمندر سے ہی یہ بھاپ بن کر اٹھے تھے- غرض جہاں سے اٹھے تھے- وہیں جا ملے- اسی طرح انسان اللہ ہی سے نکلے اور زندہ رہ کر اپنا اپنا کردار ادا کر کے پھر اللہ میں ہی جا ملتے ہیں- پانی ٹھنڈا ہوتا ہے تو برف بن جاتا ہے- پگھلتا ہے تو پھر پانی بن جاتا ہے اصلا وہ ہوتا پانی ہی ہے- غرض اس طرح کی وہ بہت سی مثالیں دیتے ہیں- مگر اللہ ان کو ہدایت دے- یہ لوگ اللہ کے لئے ایسی مثالیں گھڑتے ہوئے قرآن کو بھول جاتے ہیں- کہ اللہ نے ایسی مثالوں سے منع کر دیا ہے- فرمایا!

فلا تضربوا للہ الامثال ان اللہ یعلم وانتم لا تعلمون ○ (النحل ۷۴)

اللہ کے لئے مثالیں مت بیان کرو کیونکہ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے-

اسی طرح سورہ روم میں فرمایا!

ولہ المثل الاعلی فی السموات والارض (روم-۲۷)

اور اسی کے لئے آسمانوں اور زمین میں "بلند صفت" ہے-

شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ نے "مثل الاعلی" کا ترجمہ "صفت بلند" کیا ہے اور اس آیت کی شرح میں شاہ ولی اللہ رقمطراز ہوتے ہیں-

"آسمان کے فرشتے نہ کھائیں نہ پیئیں' نہ حاجت بشری رکھیں- انہیں سوائے بندگی کے کچھ کام نہیں اور زمین کے لوگ سب چیز میں آلودہ- مگر اللہ کی صفت (مثل) نہ ان سے ملے نہ ان سے- وہ ذات پاک (سبحان) ہے-"

غور فرمائیں! اللہ تعالیٰ بندوں کو منع فرما رہے ہیں کہ میرے لئے مثالیں مت بیان کرو- منع اس لئے کیا کہ انسان کا ذہن محدود ہے اور پھر وہ کائنات کے ایک انتہائی چھوٹے سے ذرے زمین پر رہتا ہے وہ زمینی ماحول کے مطابق ہی مثالیں دے گا اور وہ لا محالہ اس کی محدودیت کو لئے ہوں گی- اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا- مگر یہ صوفی بارش کا قطرہ اور موج و سمندر کو لے بیٹھتا ہے اور اللہ کے لئے مثالیں گھڑ گھڑ کر ہر شے کو خدا بناتا ہے- "اللہ ہی اسے ہدایت دے"-

فلسفی اور صوفی

قارئین کرام! آپ سارا قرآن پڑھ جائیں- احادیث کا مطالعہ کریں- صحابہؓ کی زندگیوں کو دیکھیں- کہیں آپ کو یہ نہیں ملے گا کہ اللہ نے کہا ہو- میری ذات میں غور و فکر کرو- یا اللہ کے رسولؐ نے اللہ کی ذات میں غور و فکر کیا ہو- پھر اپنے باطنی مشاہدات سے آگاہ کیا ہو یا صحابہؓ کو حکم دیا ہو یا کسی صحابی نے ایسا کیا ہو- غرض اللہ کا دین اس چیز سے نہ صرف یہ کہ خالی ہے بلکہ وہ تو اس کا مخالف ہے- وہ تو یہی کہتا ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور بن دیکھے ایمان لاؤ- ہاں غور و فکر بھی کرو اور ضرور کرو مگر اللہ کی مخلوق میں کرو- اسی سے تم کو اللہ کی عظمت و جلال کا احساس ہو گا- "پیدا کرنا" اس کی جو صفت ہے اور اس کا عملی اظہار مخلوق کی شکل میں موجود ہے اس پر تفکر و تدبر کرو- ایسا کرنے کی قرآن خود دعوت دیتا ہے- فرمایا!

قل سیروا فی الارض فانظروا کیف بدا الخلق (العنکبوت-۲۰)

میرے نبیؐ انہیں کہو! زمین میں چلو پھرو- پھر دیکھو کہ اللہ نے مخلوق کو پہلی بار کس طرح پیدا کیا- اسی طرح فرمایا!

قل انظر واماذافی السموات والارض (یونس-۱۰۱)

کہو! دیکھو- آسمانوں اور زمین میں کیا کیا (پیدا کیا گیا) ہے-

انظر والی ثمرہ اذااثمر وینعه (الانعام-۱۰۰)

ہر ایک (درخت) کے پھل کو جب وہ پھلتا ہے- اور اس وقت جب وہ پکتا ہے- غور سے دیکھو!

قارئین کرام! ان آیات پر غور فرمائیں کہ بیالوجی' اناٹومی' فزیالوجی' جیالوجی وغیرہ سب علوم اس میں آجاتے ہیں ان سارے علوم کو حاصل کرنے کی قرآن دعوت دیتا ہے- ایک مسلمان جب ان علوم کی گہرائی میں جاتا جائے گا وہ نئی نئی ایجادات کرتا چلا جائے گا تو ساتھ ساتھ اللہ کی عظمت اور جلال اس کے ذہن پر نقش ہوتا چلا جائے گا- اسی طرح دوسرے مقام پر فرمایا!

وفی الارض آیات للمؤقنین○ وفی انفسهم افلا تبصرون○ (ذاریات: ۲۰'۲۱)

اور زمین میں بھی یقین کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں اور خود ان (انسانوں) کے وجود میں بھی- کیا تم دیکھتے نہیں؟

اب انسان کا جو جسم ہے اس میں ساری میڈیکل سائنس آجاتی ہے- اس پر غور کیا جائے تو انسان کے ایک ایک عضو کے اسپیشلسٹ پیدا ہوتے ہیں- انسانیت کی بھلائی ہوتی ہے اور ساتھ ساتھ اللہ کی عظمت کا احساس ہوتا ہے کہ اس مالک نے کیسا شاہکار بنایا ہے جسے انسان کہا جاتا ہے- مگر افسوس قرآن کی یہ راہنمائی چھوڑ کر صوفی حضرات باطنی مشاہدات میں لگے رہے- وہ اللہ ہی کو ڈھونڈتے رہے- اس کام میں زندگیاں کھپاتے رہے' خانقاہیں بناتے رہے' کرامات کی کتابیں لکھتے رہے- چنانچہ نہ انہیں رب ہی ملا اور نہ اس دنیا میں انہوں نے کوئی قابل قدر کام کیا کہ جو انسانیت کی بھلائی میں ہوں- بلکہ یہ لوگ بوجھ کر گئے- اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ آج امت مسلمہ کا ایک بڑا حصہ ان کی قبروں کی پوجا پہ لگا ہوا ہے- ظاہر ہے اللہ نے جس کام سے روکا تھا جب ان لوگوں نے وہی کیا تو اس کا انجام یہی ہونا تھا- سو وہ آج ہمارے سامنے ہے کہ صوفی حضرات کی قبریں- بقول علامہ اقبال:

مانند بتاں پجتے ہیں کعبے کے برہمن

اور رہے فلسفی- تو جو نرے فلسفی تھے وہ اللہ میں غور کر کے ملحد ہو گئے زندیق بن گئے' گمراہ ہو کر نامراد مر گئے- یوں فلسفیوں اور صوفیوں نے الحاد بھی پھیلایا اور شرک کو بھی خوب رواج دیا-

قرآن وحدیث سے "وحدت الوجود" کو ثابت کرنے کی جسارتیں

"وحدت الوجود" کے عقیدہ کے مطابق ہر چیز خدا ہے- چنانچہ جب ہر چیز خدا ٹھہری تو مومن اور کافر' جنت اور جنہم' نیکی اور بدی' پاک اور ناپاک' ظالم اور مظلوم' انسان اور حیوان کے درمیان کوئی فرق نہ رہا کہ یہ تو سب کچھ خدا ہے- تصوف کا یہ عقیدہ رکھ کر اس باطل عقیدے کو صوفیوں کا قرآن سے ثابت کرنا بہت بڑی بے عقلی ہے- کیونکہ قرآن تو ان ساری چیزوں میں فرق اور امتیاز کرتا ہے- وہ تو ابلیس کو راندہ درگاہ قرار دیتا ہے- کافروں کو جنہم اور مومنوں کو جنت کی نوید سناتا ہے- بہرحال---- چونکہ صوفیوں نے یہ غیر عقلی کام کیا ہے- ایک دنیا اسے اپنا عقیدہ بنائے ہوئے ہے اس لئے ہم صوفیوں کے دلائل کا جائزہ لیتے ہیں- صوفی حضرات "وحدۃ الوجود" کو ثابت کرنے کے لئے یہ آیت پیش کرتے ہیں:

و اذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان فلیستجیبوالی والیؤمنوابی لعلهم یرشدون○ (البقرہ-۱۸۶)

(میرے رسولؐ) جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں (تو انہیں آگاہ کر دو) کہ میں قریب ہوں- ہر پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا (قبول کرتا) ہوں- لہٰذا ان کو چاہئے کہ وہ میری بات مانیں اور میرے ساتھ ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں-

صوفی حضرات اس آیت میں "قریب" کے لفظ سے اپنا عقیدہ ثابت کرتے ہیں- جب وہ ایسا کرتے ہیں تو وہ دراصل وحدت الوجود کی ہی ایک قسم "حلول" کو ثابت کرنا چاہ رہے ہوتے ہیں- "حلول" بھی صوفیوں کی اصطلاح ہے جس کا مطلب ہے اللہ کا کسی بندے میں حلول کر جانا- اب ان سے کوئی پوچھے کہ قریب کے لفظ سے حلول کا مطلب کہاں سے نکل آیا- قریب کا تو مطلب یہی ہے کہ ایک وجود دوسرے کے قریب ہو مگر دونوں الگ الگ ہیں- پھر کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ مشرکین قریش نے جو مورتیاں بنائی ہوئی تھیں وہ ان کے بزرگوں کی تھیں اور وہ ان کے بارے میں عقیدہ رکھا کرتے تھے-

هو لآء شفعاء نا عند الله (یونس:۱۸)

یہ (بزرگ) اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں-

اب چونکہ عقیدے کا یہ چلن عام تھا کہ اللہ ان بزرگوں کے واسطے سے ہی ہماری فریادیں سنتا ہے لیکن جب اللہ کے رسولؐ نے انہیں یہ بتلایا کہ واسطے' وسیلوں اور سفارشیوں کی کوئی ضرورت نہیں- تو لوگوں کو ذرا تعجب ہوا اور انہوں نے اللہ کے رسولؐ سے پوچھا کہ کیا واقعی اللہ براہ راست ہماری فریادوں کو سن لیتا ہے؟ تو اللہ نے یہ آیات نازل فرما کر لوگوں کا عقیدہ درست کیا- مگر افسوس کہ صوفیوں نے اس توحیدی آیت سے وجودی اور حلولی عقیدے کو "ثابت" کر کے شرک پھیلانے کی کوشش کر ڈالی-

یاد رہے! یہ لفظ قرآن میں تقریباً ۹۶ مقام پر آیا ہے مگر وہ معنی کہیں بھی نہیں نکلتا جو وجودی صوفیاء نکالنا چاہتے ہیں- اس سے ملتی جلتی ایک اور آیت صوفی حضرات پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے بھی "وحدت الوجود" کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے- وہ آیت یہ ہے-

ولقد خلقنا الانسان و نعلم ماتوسوس به نفسه و نحن اقرب الیه من حبل الورید○ (ق: ۱۶)

بلاشبہ ہم نے انسان کو پیدا کیا اور اس کے دل میں جو خیال آتے ہیں ان تک کو جانتے ہیں اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں-

یاد رکھئے! قرآنی آیات خود ایک دوسرے کی تفسیر بیان کرتی ہیں اور اگر قرآن ایسی کوئی تفسیر کر دے تو پھر اللہ کی بیان کی ہوئی تفسیر پر کسی دوسری تشریح کیسے تسلیم کی جا سکتی ہے-

اب اللہ نے خود "سورۃ طہٰ" میں فرما دیا کہ میں عرش پر مستوی ہوں اور جب رحمان عرش پر براجمان ہے تو ظاہر ہے یہاں جو معنی لیا جائے گا وہ یہی کہ وہ رحمان اپنے علم کے اعتبار سے اپنے بندوں کے قریب ہے اور "رگ" جو گوشت میں لپٹی ہوتی ہے- اللہ اس گوشت سے بھی زیادہ اپنے بندے کے قریب ہوتا ہے- اور اس بات کو آیت کا سیاق و سباق بھی واضح کر رہا ہے- اللہ تعالیٰ بتلا رہے ہیں کہ انسان کو ہم ہی نے تو بنایا ہے اور ہم تو اس کے دل کے خیال تک کو جانتے ہیں- اب یہ جو جاننے اور علم کی بات ہے اسے مزید واضح کرنے کے لئے اللہ فرماتے ہیں کہ ہم تو اس کی شہ رگ سے بھی قریب ہیں- اب بتلائیے! اس سے صوفیوں کا گندہ اور غلیظ عقیدہ "وحدت الوجود" کیسے ثابت ہو گیا جب کہ تمام مفسرین نے بھی قرب کے لفظ سے یہی مراد لیا ہے کہ اللہ اپنے علم کی وجہ سے قریب ہے- مزید برآں "نعلم" کا لفظ بھی واضح کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ علم کے اعتبار سے شہ رگ سے بھی قریب ہے- اسی طرح صوفی حضرات قرآن کی ایک دوسری آیت کا ٹکڑا

وهو الله فی السماوات وفی الارض-

اور وہی اللہ ہے آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی

لے کر دعویٰ کرتے ہیں کہ اللہ آسمانوں اور زمین میں حلول کیے ہوئے ہے- حالانکہ اسی آیت کا اگلا حصہ یہ صوفی حضرات چھوڑ

اللہ کے دیدار کی خاطر صوفی دنیاوی معاملات سے بالکل بیگانہ ہو کر جنگلوں' بیابانوں اور ویرانوں میں سرگرداں رہتا ہے اور آخر کار یہ کہہ دیتا ہے کہ ہر چیز خدا ہے۔

دیتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

یعلم سرکم و جھرکم و یعلم ما تکسبون (الانعام-۳)

یعنی وہ اللہ اپنے علم کے اعتبار سے آسمانوں اور زمین میں ہے۔ تمہاری پوشیدہ اور کھلی باتوں کا علم رکھتا ہے اور جو تم کرتے پھر رہے ہو اس کا بھی علم رکھتا ہے۔

یعنی پوری آیت پڑھی جائے تو صوفیوں کے عقیدے "وحدت الوجود" کا تارو پود بکھر جاتا ہے اور اس آیت کے آخری حصے میں دو بار "یعلم" کا لفظ لا کر اللہ نے یہ بات طے کر دی کہ وہ اپنے علم کی صفت سے آسمانوں اور زمین میں ہے یعنی سب کچھ جانتا ہے۔ تم زمین سے اڑ کر چاند پر........ یا مستقبل میں مریخ یا کسی اور آسمانی سیارے پر بھی پہنچ جاؤ۔ اللہ سب جانتا ہے۔ زمین میں بھی اور آسمان میں بھی کہ کون کہاں کیا کر رہا ہے۔ اس میں جنات بھی شامل ہیں اور فرشتے بھی۔ غرض اللہ کی جو بھی مخلوق جہاں بھی ہے سب اس کے احاطہ علم و قدرت میں ہے۔

اٹھائیسویں پارے کی آیت جس سے صوفی حضرات "وحدت الوجود" ثابت کرنے کی ناکام اور مذموم کوششیں کرتے ہیں اس طرح ہے۔

الم تر ان اللہ یعلم ما فی السموات وما فی الارض ما یکون من نجوی ثلاثۃ الا ھو رابعھم ولا خمسۃ الا ھو سادسھم ولا ادنی من ذلک ولا اکثر الا ھو معھم این ما کانوا ثم ینبئھم بما عملوا یوم القیامۃ ○ ان اللہ بکل شئی علیم ○ (المجادلہ:۷)

کیا تم نے دیکھا نہیں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ علم رکھتا ہے، جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے۔ نہیں ہوتی سرگوشی تین (آدمیوں) میں مگر وہ (اللہ) ان میں چوتھا ہوتا ہے اور نہ پانچ (میں سرگوشی ہوتی ہے) مگر وہ (اللہ) ان میں چھٹا ہوتا ہے۔ غرض وہ اس سے کم ہوں یا زیادہ۔ جہاں کہیں بھی وہ ہوں۔ اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر وہ انہیں قیامت کے دن بتلا دے گا کہ جو جو کام انہوں نے کئے ہیں بلاشبہ اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

قارئین کرام! اس آیت میں صرف "مع" کا لفظ لے کر صوفیوں نے "وحدت الوجود" کو ثابت کرنا چاہا۔ لیکن آیت میں جو بات ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ لوگوں کو قیامت کے دن ان کے اچھے اور برے اعمال بتلا دے گا کیوں کہ دنیا میں وہ جتنی بھی چھپ کر بات کر لیں۔ سرگوشیاں کر لیں۔ اللہ سب جانتا ہے اور شروع میں "یعلم" کا لفظ لا کر اور آخر میں "علیم" کا لفظ لا کر اللہ نے بات واضح کر دی کہ وہ علم کی صفت کے ذریعے اپنے بندوں کے ساتھ ہے۔ یاد رہے اسی طرح کی بات اللہ کے رسول ﷺ نے بھی اس وقت کہی تھی جب آپ کافروں سے چھپ کر ہجرت کر رہے تھے۔ غار ثور میں جب دشمن قریب آگئے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ذرا گھبرائے اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں یہ کہہ کر تسلی دی۔

لا تحزن ان اللہ معنا

غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

یعنی اللہ کی نصرت اور مدد ہمارے ساتھ ہے........ تو یہاں "مع" کا معنی مدد اور نصرت کے معنوں میں ہے اور اس معنی کو اللہ کے رسول ﷺ کا جملہ خود متعین کر رہا ہے۔

اسی طرح ایک اور آیت جسے صوفیاء حضرات "وحدت الوجود" کے اثبات کے لئے پیش کرتے ہیں۔ یہ ہے!

وللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ ان اللہ واسع علیم (البقرہ:۱۱۵)

مشرق اور مغرب اللہ ہی کے لئے ہیں لہٰذا تم جس طرف بھی رخ کرو ادھر ہی اللہ کی ذات ہے۔ بلاشبہ اللہ وسعت والا جاننے والا ہے۔

اگر وجودی صوفیاء اس آیت سے وحدت الوجود کو ثابت کرتے ہیں تو پھر کسی سمت کی جانب بھی منہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کہہ دیتے کہ میں تو تمہارے اندر ہوں لہٰذا سمت کیسی؟ اور پھر آیت کا آخری حصہ جو آیت کے مضمون کا خلاصہ ہوتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے واسع علیم اپنی وسعت اور علم کا تذکرہ کر کے پھر بتلا دیا کہ اللہ ہر جانب ہے، ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے، غیر محدود ہے مگر اپنی صفت علم کے ذریعہ۔

ایک اور آیت جسے وجودی صوفیاء بہت زیادہ دھڑلے کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے!

وحدت الوجود کے غلیظ عقیدے کو ماننے والے ذرا اس حقیقت پر تو دھیان دیں کہ اس کی رو سے زمین آسمان، چرند پرند، درخت، کتے، خنزیر، انسان اور حیوان غرض کہ کائنات کی ہر چیز (نعوذ باللہ) خدا بن جاتی ہے

ھو الاول والاخر والظاھر والباطن، وھو بکل شئی علیم ○ (الحدید-۳)

وہ اول ہے اور آخر ہے۔ ظاہر ہے اور باطن ہے اور وہ ہر شے کو جاننے والا ہے۔

قارئین کرام! اول کا معنی تو واضح ہے کہ جب کوئی اور کچھ نہ تھا تو سب سے اول اللہ تھا اور جب سب ہلاک ہو جائیں گے، فنا ہو جائیں گے۔ تو آخر میں اللہ ہی ہو گا اور جہاں تک لفظ ظاہر کا تعلق ہے۔ تو ظاہر کی تفسیر خود اللہ کے رسول ﷺ کی زبان سے منقول ہے کہ جن پر یہ قرآن نازل ہوا تھا۔

صحیح مسلم کی حدیث ہے۔ آپ اللہ سے دعا کرتے ہوئے اپنے اللہ کی شان یوں بیان کرتے ہیں!

وانت الظاھر فلیس فوقک شئی

اور تو ہی غالب ہے لہٰذا تیرے اوپر کوئی شے نہیں۔

ظاہر---- غالب کے معنوں میں قرآن و حدیث میں اور بھی کئی جگہ پر استعمال ہوا ہے۔ ظاہر کا دوسرا معنی یہ بھی ہے کہ جو چیز نظروں کے سامنے ہے غرض اللہ اپنی صفات کے ذریعہ بندوں کے سامنے ہے۔ اس کی صفت خلق ہر انسان کو دکھائی دیتی ہے۔ رہا باطن کا مطلب تو وہ بھی واضح ہے کہ اے انسانو! اللہ تمہاری نظروں سے اوجھل ہے، تمہیں نظر نہیں آتا، نہ تم اسے دیکھ سکتے ہو۔ لہٰذا بن دیکھے ہی ایمان لاؤ۔ اور اس آیت کے آخری ٹکڑے میں بات پھر واضح کر دی کہ وہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے یعنی وہ اپنی صفت "علم" کے سبب سب کچھ جانتا ہے اور پھر اس سے اگلی آیت میں آسمانوں اور زمین کو بنانے کا تذکرہ کر کے فرمایا------

ثم استوی علی العرش۔

پھر وہ عرش پر براجمان ہوا۔

قارئین کرام! غور فرمائیں وجودیوں کا وجودی نظریہ تو اس آیت سے باطل ہو رہا ہے نہ کہ ثابت ہو رہا ہے۔

وجودی صوفیا ایک یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں۔

فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم، وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی (الانفال-۱۷)

تم نے ان کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کو قتل کیا اور تم نے (کنکریاں) نہیں ماریں بلکہ اللہ نے ماری تھیں۔

ہم یہاں وجودی صوفیوں سے سوال کرتے ہیں کہ تمہارے عقیدے کے مطابق تو قتل کرنے والا بھی خدا ہے اور قتل ہونے والا بھی خدا ہے جیسا کہ مولانا جلال الدین رومی نے اپنی مثنوی میں ایک حکایت بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔ مختصر یوں ہے کہ ایک صوفی بھی مجاہدوں کے ساتھ چلا گیا۔ مجاہد قتال کر کے آگئے مگر یہ خیموں میں ہی بیٹھا رہا۔ آخر کار مجاہدوں نے اسے ایک کافر قیدی دیا کہ جاؤ اور اسے ہی قتل کر کے آجا۔ مگر کافی دیر بعد صوفی نہ آیا۔ اب مجاہدین وہاں گئے تو کیا دیکھتے ہیں صوفی نیچے ہے اور کافر اس کے اوپر چڑھ کے اسے زدو کوب کر رہا ہے۔ مجاہدین نے صوفی کو چھڑوایا اور سبب پوچھا تو صوفی کہنے لگا۔ میں نے جب کافر کی طرف دیکھا تو مجھے اس میں خدا نظر آیا۔

تو جناب! صوفیوں کا یہ ہے عقیدہ کہ بزعم خود یہ خود بھی خدا ہیں اور یہ خداؤں کو کیا قتل کریں گے؟ اور اس آیت میں تو قتل ہو رہا ہے چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ کافر کا قتل کرنا جو ان کے مذہب "وحدت الوجود" کے خلاف ہے۔ وہ اس قتل والی آیت سے دلیل کیوں پکڑتے ہیں---------؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ اللہ کا ایک انداز ہے کہ مجاہدو! ٹھیک ہے تم لڑائی کر

رہے تھے- جہاد کر رہے تھے- قتال کر رہے تھے------- مگر نشانے درست لگانا- کافروں کی موت کا فیصلہ کرنا یہ تو میرا ہی کام ہے- چنانچہ اللہ نے اس کی نسبت اپنی طرف کر دی- اور یہ مجاہدین کے ساتھ محبت بھی ہے کہ ان کے کام کی نسبت اللہ تعالیٰ اپنی طرف کر رہے ہیں اور مدد کی نوید بھی ہے کہ یہ محض میری نصرت کے ساتھ ایسا ہوا- فرشتے اترے اور انہوں نے بدر میں مشرک اڑا ڈالے- اب یہ ایک انداز اور اسلوب ہے مگر اس سے بد ذوق لوگوں نے وحدت الوجود ثابت کرنا شروع کر دیا-

قارئین کرام! طوالت کے ڈر سے ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں وگرنہ صوفی حضرات جن دیگر آیات سے اپنا عقیدہ ثابت کرتے ہیں ان پر ان کے دلائل مندرجہ بالا دلائل سے بھی کہیں زیادہ مضحکہ خیز ہیں-

احادیث

صحیح بخاری کی حدیث ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا!

جو کوئی میرے ولی (دوست) کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے' میری طرف سے اس کے خلاف اعلان جنگ ہے اور میں نے جو احکام بندے پر فرض کئے ہیں وہی میرے تقرب کے لئے مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں- میرا بندہ نوافل کے ذریعہ مجھ سے برابر قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں- لہٰذا میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے پکڑتا ہے اور پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے-

اسی مفہوم کی ایک اور حدیث صحیح بخاری و مسلم میں یوں ہے- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میرا بندہ میرے متعلق جیسا گمان رکھتا ہے اسی کے مطابق میں اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں- جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو اگر دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا ذکر جماعت میں کرتا ہے تو میں ان سے بہتر جماعت میں اس کا ذکر کرتا ہوں اگر وہ ایک بالشت میری جانب بڑھتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کی طرف بڑھتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور جو شخص میرے پاس چل کر آتا ہے میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں-

تیسری حدیث "صحیح مسلم" میں ہے کہ جو قیامت کے دن ایک منظر کے بارے میں ہے جو یوں بپا ہو گا- اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندے سے کہے گا اے آدم کے بیٹے! میں بیمار تھا تو نے میری بیمار پرسی نہ کی- بندہ عرض کرے گا- میں جناب کی بیمار پرسی کیسے کر سکتا ہوں کہ آپ تو رب العالمین ہیں- اللہ فرمائے گا میرا فلاں بندہ بیمار تھا تو نے اس کی عیادت نہ کی- اگر تو اس کی عیادت کو جاتا تو مجھے اس کے پاس پاتا- اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا مگر تو نے نہ کھلایا- بندہ عرض کرے گا- میرے رب! میں تجھے کیسے کھانا کھلا سکتا ہوں کہ آپ سارے جہانوں کو پالنے والے ہیں- اللہ فرمائے گا! کیا تو نہیں جانتا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا مگر تو نے نہیں کھلایا- کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اسے میرے پاس پاتا- اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا مگر تو نے نہ پلایا- بندہ کہے گا اے میرے رب! میں تجھے کیسے پانی پلاتا کہ آپ رب العالمین ہیں؟ اللہ فرمائے گا! میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا مگر تو نے اسے نہ پلایا- کیا تجھے معلوم نہیں کہ اگر تو اسے پانی پلا دیتا تو اسے میرے پاس پاتا-

قارئین کرام! ان تینوں احادیث میں بڑا سادہ اور آسان سا تمثیلی انداز اختیار کیا گیا ہے جو ہر ایک کی سمجھ میں آتا ہے- پہلی حدیث کا مطلب واضح ہے کہ بندہ اللہ کے قریب انہی احکامات کے ذریعہ ہوتا ہے جو اللہ نے اپنے بندے پر فرض کئے ہیں اور جب بندہ ایسے کام کرتا ہے تو اللہ اس کا کان بن جاتا ہے- یعنی وہ بندہ وہی چیز سنتا ہے جو جائز ہے- وہ گانے نہیں سنتا' چغلی نہیں سنتا- اسی طرح آنکھ بننے کا مطلب ہے کہ وہ اپنی آنکھ سے وہی چیزیں دیکھتا ہے جو اللہ نے دیکھنا جائز قرار دی ہیں اور پاؤں بن جانے کا مطلب بھی یہی ہے......... یہ ایک تمثیلی انداز ہے- اسی طرح دوسری حدیث میں اللہ کے آگے بڑھنے اور دوڑنے کا جو ذکر ہے- اس سے یہ بات تو ثابت ہوتی ہے کہ اللہ اپنے بندے سے الگ ہے تبھی تو دوڑ رہا ہے- یعنی وحدت الوجود کا تو بطلان ہے- رہا یہ انداز......... تو یہ انداز اسی طرح کا ہے جس طرح کہ صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا!

"جنت تلواروں کے سائے تلے ہے"

اب اگر کوئی تلواروں کا سایہ کر کے نیچے سے جنت ڈھونڈنا شروع کر دے' زمین کھودنا شروع کر دے' تو سب لوگ اسے بیوقوف کہیں گے- مطلب یہی ہے کہ تلواریں چلاؤ- خون پیش کر کے شہید ہو جاؤ---------- اور پھر جنت پا جاؤ- تو اللہ کا کان بننا' آنکھ بننا اور دوڑنا یہ سب اسی طرح کا تمثیلی انداز ہے جو بندوں کو سمجھانے کے لئے ہے- اور تیسری حدیث بھی اسی طرح کی ہے مطلب واضح ہے کہ انسان دوستی کے کام کئے جائیں- مہمان نوازی کی صفت پیدا کی جائے اور اگر یہ صفات پیدا ہو جائیں تو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندے! تو اگر عبادت کرتا- اپنے بھائی کی مہمان نوازی کرتا' تو مجھے تو اپنے پاس پاتا- مطلب یہ کہ میں تجھے اور زیادہ دیتا- میں تیری مدد کرتا- تیرے رزق میں اضافہ کرتا- مگر افسوس! کس قدر کور چشمی اور بد ذوقی کی انتہا ہے کہ ان صوفیوں نے اللہ کی اپنے بندے کے ساتھ محبت و شفقت کے ان عظیم شاہکار شہ پاروں میں سے "وحدت الوجود" کا گند برآمد کرنے کی کوشش کر ڈالی- جس میں بندے اور خالق کے درمیان امتیاز ہی نہیں بلکہ ہر شے خدا ہے- تو جناب----- کہاں! رب اور بندے کا محبت بھرا باہمی تعلق----- اور کہاں "وحدت الوجود" کے گندے نظریے کا گند کہ جس میں ہر شے خدا ہے؟

صحیح بخاری و مسلم میں مروی ایک اور حدیث- جس کی بنیاد پر صوفی حضرات "وحدت الوجود" کو ثابت کرنا چاہتے ہیں' اس طرح ہے!

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اس کی صورت پر ساٹھ ہاتھ پیدا کیا- جب انہیں پیدا کیا تو فرمایا! جاؤ اور اس جماعت کو سلام کرو اور وہ فرشتوں کی ایک جماعت تھی جو بیٹھی ہوئی تھی- جس طرح وہ تمہیں سلام کریں اسے غور سے سنو- وہ تیرے لئے اور تیری اولاد کے لئے "سلام" (Greeting) ہے- آدم علیہ السلام گئے اور کہا! السلام علیکم! فرشتوں نے جواب دیا- السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ- انہوں نے جواب میں "ورحمۃ اللہ" کا اضافہ کر دیا- آپؐ نے فرمایا کہ جنت میں داخل ہونے والے سب کے سب آدم علیہ السلام کی صورت پر ساٹھ ہاتھ کے ہوں گے- پھر آدم علیہ السلام کے بعد آج تک لوگوں کے قد کم ہوتے چلے گئے-

قارئین کرام! اس حدیث کے آغاز میں جو الفاظ ہیں "خلق اللہ آدم علی صورتہ" اس کا ترجمہ صوفی حضرات یہ کرتے ہیں کہ اللہ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا- حالانکہ اس کا سیدھا سادہ ترجمہ وہی ہے جو ہم نے کیا- کتاب و سنت کی تعلیمات کے مطابق یہی ترجمہ ہے اور سلف نے اسے ہی روا رکھا- مگر صوفیوں نے "ہ" کی ضمیر کو آدم علیہ السلام کی طرف لوٹانے کی بجائے اللہ کی طرف لوٹا دیا- قابل غور تو بات یہ ہے کہ قرآن تو اللہ کے لئے مثالیں بیان کرنے سے بھی منع کرتا ہے- کجا یہ کہ انسان کی صورت کو ہی اللہ کی صورت قرار دے دیا جائے؟ یہ تو اللہ کے لئے مثال بیان کرنے کے گناہ سے کہیں زیادہ بڑا گناہ ہے- اللہ تعالیٰ امت کو ان گناہوں سے بچائے اور درست عقیدہ کی توفیق عطا فرمائے- ظالم وجودی صوفیوں نے تو یہاں تک ظلم ڈھایا کہ انسان کی صورت کو اللہ کی صورت قرار دے کر--------- پھر قرآن کی یہ آیت پیش کی!

فاذا سويته و نفخت فيه من روحى فقعوا له سجدين ○ (الحجر-۲۹)

(اللہ نے فرشتوں سے مخاطب ہو کر کہا) پھر جب میں آدم کو پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی روح (جان) پھونک دوں (وہ زندہ ہو جائے) تو تم سب اس کی (تعظیم کے) لئے سجدے میں گر پڑنا- اور پھر قارئین کرام! انہوں نے روح کو اللہ کی روح قرار دے کر یہ ثابت کیا کہ انسان میں اللہ داخل ہو گیا- حالانکہ اللہ نے جیسا کہ فرمایا!

ولقد كرمنا بنى آدم

اور ہم نے بنی آدم کو عزت عطا فرمائی-

تو محض حضرت انسان کی عزت و تکریم کے لئے فرشتوں سے سجدہ بھی کرایا اور اس میں جو روح (جان) ڈالی تو اسے تکریما "روحی" یعنی اپنی روح قرار دیا- یاد رہے اس جیسی نسبت کو اصطلاح میں "اضافت تشریفی کہا جاتا ہے" یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح کعبہ کو اللہ تعالیٰ نے "بیت اللہ" کہا' اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ اس گھر میں آ رہتا ہے- اسی طرح اللہ نے

حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو "ناقۃ اللہ" کہا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ اس اونٹنی پر سوار ہوتے ہیں یا اس کا دودھ پیتے ہیں۔ (نعوذ باللہ) یہ محض عزت و تکریم دینے کے لئے کہا۔ بالکل اسی طرح آدم علیہ السلام میں اللہ نے جو جان ڈالی تو اس کی روح کو اپنی روح قرار دیا۔ یہ بطور تکریم اور عزت کے ہے۔ اللہ تعالی صوفیوں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ان ظالموں نے ------ ایک تو ظلم یہ کیا کہ قرآن وحدیث سے وحدت الوجود ایسے گندے عقیدے کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی دوسرا پھر انہوں نے یہ ظلم کیا کہ من گھڑت حدیثوں کا سہارا لیا۔ جیسا کہ ------- یہ من گھڑت روایت کہ "میں آسمان اور زمین میں نہ سما سکا مگر مومن کے دل میں سما گیا۔"

ارے ظالم! محض اللہ کی تجلی سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور تیرے دل کی بوٹی میں اللہ آ گیا اور وہ ابھی تک سلامت ہے-----------؟ حقیقت یہ ہے کہ تب تو تیری بھاری لاش کو پھٹنا چاہئے تھا اور اس کو ایٹموں میں تبدیل ہونا چاہئے تھا جب کہ تو ابھی تک پانچ من کی لاش----- "وحدت الوجود" کا گند پھیلاتا ہی چلا جا رہا ہے۔

ایک اور من گھڑت روایت کو جسے ان صوفیوں نے حدیث قرار دیا۔

یوں ہے کہ "میں ایک مخفی خزانہ تھا جسے کوئی نہ جانتا تھا۔ میں نے پسند کیا کہ جانا جاؤں چنانچہ میں نے مخلوق کو خلق کیا اور ان کو اپنی پہچان دی پھر انہوں نے مجھے پہچان لیا۔

قارئین کرام! یہ من گھڑت روایت ہے۔۔ جس میں اللہ کی شان بے نیازی کہ "اللہ الصمد" (اللہ بے نیاز ہے) پر صوفیوں نے کلہاڑا مار دیا ہے۔ ظالمو! کیا میرا اللہ اس بات کا محتاج ہے کہ اسے کوئی جانے؟ یقیناً نہیں----- بالکل نہیں----- میں مزید کوئی تبصرہ کرنے کی بجائے بس اپنے اللہ ہی کی بات پر اس موضوع کو ختم کروں گا۔

سبحان اللہ عما تصفون○

"میرا اللہ بہت بالا و بلند اور پاک و منزہ ہے"۔

تمہارے ان عقائد و نظریات اور باتوں سے کہ جو تم میرے مولا کے بارے میں بیان کرتے ہو۔

نوٹ۔ "وحدۃ الوجود" کے گند اور غلاظت کے پیش نظر سرہند کے ایک بزرگ جناب مجدد الف ثانی نے "وحدۃ الوجود" کے مقابلے میں ایک نیا صوفیانہ فلسفہ "وحدۃ الشہود" ایجاد کیا---- تو یہ بھی ایک بزرگ کی ایجاد ہے کتاب وسنت سے اس کا کوئی تعلق نہیں چنانچہ "وحدۃ الوجود" "وحدۃ الشہود" اور "حلول" وغیرہ سب غیر اسلامی اور صوفیانہ فلسفے ہیں۔ اللہ تعالی ان سب سے بچائے اور توحید وسنت پہ گامزن فرمائے۔

(آمین)

اللہ کا دیدار

جو لوگ یہاں بن دیکھے اللہ کو مانتے ہیں، پکے مومن و موحد ہیں۔ انہیں اللہ تعالی اپنا دیدار کروائیں گے مگر قیامت کے دن۔ جیسا کہ فرمایا!

وجوہ یومئذ ناضرہ○ الی ربہا ناظرہ○ (القیامۃ ۲۲۔۔۲۳)

بعض چہرے اس روز (قیامت کے دن) تر و تازہ ہوں گے۔ اپنے۔ رب کی طرف دیکھتے ہوں گے۔ اسی طرح جنت میں بھی یہ لوگ اپنے رب کا دیدار کریں گے۔ جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا!

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا! کہ اہل جنت اپنی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے کہ ناگہاں ان پر ایک نور چھا جائے گا وہ اپنے سروں کو اوپر اٹھائیں گے تو کیا دیکھیں گے کہ اللہ ان پر تجلی فرمائے ہوئے ہیں پھر اللہ تعالی فرمائیں گے۔ اے اہل جنت! تم پر سلام ہو۔ سیدنا جابر ؓ کہتے ہیں اور وہ اللہ کا فرمان یہ ہے۔

سلام قولا من رب الرحیم○

مہربان پروردگار کی طرف سے سلام کہا گیا ہے۔

پھر اللہ تعالی جنتیوں کی طرف دیکھیں گے اور اہل بہشت اللہ کی طرف دیکھیں گے اور اس جنت کی نعمتوں میں سے کسی کی طرف بھی توجہ نہ کریں گے، جب تک وہ اپنے مالک کا دیدار کرتے رہیں گے، حتی کہ وہ ان سے پردے میں ہو جائے گا اور اللہ کا نور باقی رہے گا۔ (مسند احمد)

اسی طرح صحیح بخاری کی حدیث کے مطابق اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے صحابہ ؓ کو آگاہ کیا کہ جس طرح چودھویں کا چاند دیکھنے میں تمہیں کوئی دقت نہیں ہوتی اسی طرح تم اللہ کا دیدار کرو گے اور کوئی دقت پیش نہ آئے گی۔

اے اللہ! قیامت کے دن جنت میں اپنا دیدار نصیب فرمانا۔ ہم دنیا میں تیرا دیدار کرنے کی کوشش سے تیری پناہ مانگتے ہیں کہ جو بالآخر "وحدت الوجود" کے گٹر میں جا پھینکتی ہے۔

عظیم خوشخبری

ارشاد القاری الی نقد فیض الباری

چھپ کر منظر عام پر آ گئی ہے۔ ارشاد القاری میں شیخ الحدیث الحافظ محمد گوندلوی ؒ کے وہ ارشادات اور فوائد جمع کر دیئے گئے ہیں جو کہ حضرت استاد بخاری شریف کو پڑھاتے وقت ارشاد فرمایا کرتے تھے اور ساتھ ساتھ فیض الباری شرح بخاری شریف جس کے مصنف مولانا انور شاہ صاحب ہیں۔ اس پر تنقید بھی اس میں جمع کر دی گئی ہے۔ اس کے جامع حافظ عبدالمنان ہیں جنہوں نے مزید اضافات اور زیادات بڑھا کر اس پر چار چاند لگا دیئے ہیں اور اس کو زیادہ مفید بنا دیا ہے۔

ملنے کا پتہ = مدینہ کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ

اساتذہ کرام توجہ فرمائیں

الحمد للہ! مرکز الدعوۃ والارشاد زندگی کے ہر شعبے میں دعوت و اصلاح کا کام جاری رکھے ہوئے ہے۔ شعبہ اساتذہ مرکز الدعوۃ والارشاد بھی اپنی استطاعت کے مطابق سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں دعوت و اصلاح کا کام نبوی منہج پر کر رہا ہے۔ اس شعبہ کے تحت ذمہ داران پاکستان بھر میں اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ آپ بھی اگر تحریک دعوت و جہاد کے اس مشن کو پوری دنیا پر پھیلانا چاہتے ہیں تو اپنی مصروفیات میں سے وقت نکال کر فی الفور مرکز سے رابطہ کریں تاکہ آپ بھی اعلائے کلمۃ اللہ کا فریضہ سرانجام دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اساتذہ کرام اپنے کوائف مثلاً نام، عہدہ، ادارے کا نام، تعلیمی قابلیت اور پیشہ وارانہ قابلیت وغیرہ لکھ کر مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں۔

شعبہ اساتذہ و تعلیم

مرکز الدعوۃ والارشاد ۵۔ چیمبرلین روڈ لاہور

پاکیزہ جیولرز

فینسی، دلکش اور حسین زیورات کا مرکز۔ ہمارے ہاں سونے چاندی کے گارنٹی شدہ زیورات کیڈیم سے تیار کئے جاتے ہیں۔ واپسی زیورات پر مزدوری پالش کے علاوہ کسی قسم کی کوئی کاٹ نہ ہو گی۔

نوٹ = مرکز کے مجاہد بھائیوں کے لئے خاص رعایت ہو گی۔

پروپرائٹرز = حاجی محمد یونس، آفتاب احمد دوکان نمبر ۱۳ گولڈ سنٹر چوک رنگ محل لاہور فون نمبر

PP.7657576----7631423

قسط نمبر ۳

درس القرآن

سورۃ الحجرات کی تشریح وتفسیر

حافظ عبدالغفار اعوان حفظہ اللہ

بسم الله الرحمن الرحيم.

وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِىْ تَبْغِىْ حَتّٰى تَفِىْٓءَ اِلٰى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۝ (۹،۱۰)

اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں میل ملاپ کرادیا کرو۔ پھر اگر ان دونوں میں سے ایک دوسری جماعت پر زیادتی کرے تو تم سب اس گروہ سے جو زیادتی کرتا ہے لڑو' یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ اگر لوٹ آئے تو پھر انصاف کے ساتھ صلح کرادو اور عدل کرو۔ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ یاد رکھو سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرادیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

مفردات:

فَاِنْ بَغَتْ۔ "بَغَىٌ"
سے مراد حد سے تجاوز کرنا یعنی اگر ایک جماعت اللہ تعالیٰ کے حکم پر راضی ہونے کی بجائے بغاوت کرے۔

فَاِنْ فَآءَتْ: "اَلْفَىْءُ"
معنی رجوع کرنا' لوٹنا کے ہیں یعنی اگر وہ ایک جماعت سرکشی ترک کردے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف رجوع کرے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ:
تقویٰ سے مراد اللہ تعالیٰ کے اوامر کو تسلیم کرنا اور نواہی سے اجتناب کرنا یعنی کتاب وسنت پر عمل کرنا۔

سبب نزول:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو رائے دی کہ اگر آپ عبداللہ بن اُبی کے پاس تشریف لے چلیں تو بہتر ہے۔ یہ سن کر آپ ایک گدھے پر سوار ہوکر اس کے پاس گئے۔ مسلمان بھی آپ کے ساتھ چلے۔ وہاں کی زمین کھاری تھی۔ جب آپ ﷺ اس مردود کے پاس پہنچے تو کہنے لگا کہ آپ پیچھے ہٹیں' تمہارے گدھے کی بو نے میرا دماغ پریشان کردیا۔ یہ سن کر ایک انصاری (عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ) بولے "اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کا گدھا تجھ سے زیادہ خوشبودار ہے"۔ اس پر عبداللہ بن ابی کی قوم کا ایک شخص غصے ہوا۔ دونوں میں گالی گلوچ ہوئی اور دونوں طرف کے لوگوں کو غصہ آیا۔ چھڑی' ہاتھ اور جوتا چلنے لگا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم کو یہ بات پہنچی کہ سورۂ حجرات کی یہ آیت ـــــ

وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا

اسی بارے میں اتری۔

تفسیر:

گزشتہ آیات کی طرح ان آیات میں بھی اللہ تعالیٰ اپنے مسلم ومومن بندوں کی لازوال تعلیمات وارشادات کے ذریعہ دینی واخلاقی تربیت فرمارہے ہیں کہ جس سے انہیں دینی ودنیوی کمالات وسعادتیں نصیب ہوں گی اور اسلامی معاشرہ مضبوط بنیاد پر استوار ہوگا۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ایک دوسرے پر چڑھائی کرنے اور باہمی قتل وغارت سے منع فرمایا ہے۔ لیکن

اگر فاسق کی خبر کے معاملہ میں گزشتہ تعلیم ربانی کو نظرانداز کرنے یا انسانی ضروریات کے حصول کے لئے یا کسی اور انسانی کمزوری کی وجہ سے مومنوں کے دو گروہوں یا دو آدمیوں کے درمیان لڑائی چھڑ جائے تو باقی مسلمانوں پر ضروری ہے کہ وہ ان دونوں گروہوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم کی دعوت دیں اور کتاب وسنت کے مطابق اسباب اختلاف ختم کراتے ہوئے ان کے درمیان صلح کرادیں۔

حق وخیر کے متلاشی اور نور ہدایت سے مزین قلوب و نفوسِ بشریہ کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے کہ وہ اخوتِ ایمانیہ کی بنا پر ایثار وہمدردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دلوں سے بغض وعداوت ختم کرکے اخلاقِ عالیہ اور وسعتِ ظرفی کا ثبوت دیں۔ اگر اس کے بعد دونوں گروہوں میں سے ایک دوسرے گروہ پر زیادتی کرے اور اس سے لڑائی کرکے اللہ تعالیٰ کے صلح کے حکم کو پس پشت ڈال دے اور غیر شرعی امور کا تقاضا کرے جن کا وہ استحقاق نہیں رکھتا تو اس صورت میں بقیہ تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ سرکش وباغی گروہ سے جنگ کریں۔ یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے اور کتاب وسنت کے مطابق اپنے معاملات حل کرانے پر آمادہ ہوجائے، خیروفلاح کی راہ اختیار کرے اور شروفساد یعنی مسلمانوں سے قتال سے اجتناب کرے۔ اگر وہ بغاوت ترک کرکے حق کی طرف لوٹ آئیں اور اس کو صحیح معنوں میں قبول کرلیں اور آئندہ کے لئے سرکشی وہٹ دھرمی کی راہ سے اجتناب کا یقین دلائیں تو عدل وانصاف کے ساتھ دونوں گروہوں میں صلح کرادی جائے۔ قرابت، وطن اور دوسرے مقاصد واغراض کی بنا پر کسی کی رعایت نہ کی جائے اور نہ ہی باغی گروہ کی سابقہ غلطی کی وجہ سے حق تلفی کی جائے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے عدل وانصاف کا حکم دیا کہ دونوں گروہوں میں صلح کروانے اور دوسرے ہر قسم کے فیصلہ جات میں نیز گھریلو وبیرونی جملہ امور ومعاملات میں عدل وانصاف اختیار کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ عدل وانصاف کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے قیامت کے دن ان کو اپنے پاس نورانی منبروں پر بٹھائیں گے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

إِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ عَنْ يَمِيْنِ الرَّحْمٰنِ -- وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِيْنٌ -- اَلَّذِيْنَ يَعْدِلُوْنَ فِيْ حُكْمِهِمْ وَ اَهْلِيْهِمْ وَمَا وُلُّوا. (رواه المسلم)

ترجمہ = انصاف کرنے والے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس اس کے دائیں ہاتھ کی طرف نور کے منبروں پر ہوں گے (اور اس کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں) کہ انہوں نے اپنے احکام ورعایا کے حقوق اور اہل وعیال میں انصاف کیا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اخوتِ دینیہ اور اسلامی بھائی چارے کا بیان فرمایا کہ تمام اہلِ ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اگر ان میں تنازع وتخاصم کی صورت پیدا ہوجائے تو اپنے بھائیوں میں صلح کرادیا کرو اور جملہ امور میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ خاص طور پر اہلِ ایمان میں پیش آمدہ معاملات میں کہ ان کی فوری اصلاح کرو تاکہ ان میں صلح واتفاق پیدا ہوجائے اور اسلامی معاشرہ اختلاف وتشتت کا شکار ہونے سے بچ جائے۔ جس سے سب اہل ایمان دنیا وآخرت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق ہوجائیں گے۔ احادیثِ صحیحہ میں بھی اخوتِ ایمانیہ کا حکم دیا گیا ہے۔ جن میں سے کچھ ذکر کی جاتی ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا -- وَفِي رِوَايَةٍ وَلَا تَنَافَسُوْا- (بخاري برواية ابي هريرة حديث: ٦٠٦٤)

ترجمہ = سیدنا ابوہریرۃ ؓ سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بدگمانی سے بچے رہو۔ بدگمانی سخت جھوٹ ہے اور ٹوہ نہ لگاؤ، کسی کا عیب نہ ٹٹولو اور صرف قیمت بڑھانے کے لئے سودا میں دخل اندازی نہ کرو، جبکہ خریدنے کا ارادہ نہیں۔ حسد اور بغض اور ترکِ ملاقات نہ کرو۔ اللہ کے بندو سب بھائیوں کی طرح (ملاپ اور محبت سے) رہو۔

اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ. اَلتَّقْوٰى هَاهُنَا وَيُشِيْرُ اِلٰى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ وَبِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ اَنْ يَحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَ مَالُهُ وَعِرْضُهُ. (بخاري برواية ابي هريرة حديث: ١٧٧٥)

ترجمہ= سیدنا ابوہریرۃ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اس کو بے یار ومددگار چھوڑے اور نہ اس کو حقیر جانے۔ آپ نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرکے ارشاد فرمایا: تقویٰ کی جگہ یہ ہے اور آدمی کے لئے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلم بھائی کو حقیر جانے۔ تمام مسلمانوں پر تمام مسلمانوں کا خون ومال اور ان کی عزت حرام ہے۔

اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَ شَبَّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَصَابِعِهِ- (بخاري برواية ابي موسى حديث: ٦٠٢٦)

سیدنا ابوموسیٰ ؓ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن (دوسرے) مومن کے لئے دیوار کی مانند ہے کہ بعض بعض کے لئے تقویت کا باعث ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں ڈال کر ارشاد فرمایا کہ اس طرح۔

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ. (مسلم برواية انس حديث: ٢٤)

سیدنا انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی کچھ پسند نہ کرے، جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

اَلْمُؤْمِنُوْنَ كَرَجُلٍ وَاحِدٍ اِنِ اشْتَكٰى عَيْنُهُ اِشْتَكٰى كُلُّهُ وَاِنِ اشْتَكٰى رَاْسُهُ اشْتَكٰى كُلُّهُ. (مسلم برواية النعمان بن بشير)

ترجمہ = سیدنا نعمان بن بشیر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمام مومن ایک آدمی کی مانند ہیں کہ اگر اس کی آنکھ یا سر کو تکلیف ہو تو اس کی وجہ سے اس کے سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے۔

جب کوئی شخص نعمتِ ایمان سے متصف ہوجائے تو وہ اہلِ ایمان کی برادری کا ایک فرد ہوجاتا ہے اور تمام اہل ایمان پر لازم ہوجاتا ہے کہ اس سے دلی محبت کریں۔ جو اپنے لئے پسند کریں، وہی اس کے لئے پسند کریں اور جو اپنے لئے ناپسند کریں، وہی اس کے لئے ناپسند کریں۔ یعنی اس کی مکمل خیر خواہی کریں۔ چونکہ اہل ایمان کے باہمی تعلق کی بنیاد صرف اور صرف ایمان وعقیدہ ہے لہٰذا وطن، زبان، قرابت یا کسی اور سبب سے ان میں تفریق نہیں ہونی چاہئے۔ ایک مشرق میں ہو، دوسرا مغرب میں ہو لیکن اخوتِ ایمانیہ کی بنا پر وہ دونوں بھائی ہیں اور اگر کسی مومن کا سگا بھائی بھی کافر ومشرک ہو تو ان کے درمیان دین ومذہب کے طور پر کوئی رشتہ وتعلق نہیں۔ کیونکہ عقیدۂ توحید کا تقاضا یہ ہے کہ ـــــ

اَلْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ

محبت وبغض کی بنیاد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہو کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں یعنی اہل ایمان سے محبت ودوستی ہو اور اللہ کے دشمنوں یعنی اہلِ کفر وشرک سے نفرت وعداوت ہو۔

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق وباطل ہو تو فولاد ہے مومن

صحابہ اکرام رضوانُ اللہ علیہم اجمعین اخوتِ ایمانیہ کا بہترین مظہرونمونہ تھے کیونکہ انہوں نے اس میں وہ مثالیں پیش کیں جس کی نظیر نہیں پیش کی جاسکتی۔ جیسا کہ ہجرت کے موقع پر اخوت ایمانی کی وجہ سے اسلامی مؤاخات وبھائی چارے کی فضا قائم ہوئی۔ مہاجرین وانصار ایمانی تعلق کی وجہ سے رنگ ونسل اور وطن، قبیلہ وبرادری کے بتوں کو مٹا کر باہمی طور پر ایسے شیروشکر ہوئے کہ ایک دوسرے کے گھر، زمین، جائیداد میں شریک ہوگئے۔ سیدنا سعد بن ربیع ؓ نے تو اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کو مال میں حصہ دار بنانے کے ساتھ یہ

پیش کش بھی کی کہ میری دو بیویاں ہیں۔ آپ دیکھ لیں کہ جو زیادہ پسند ہو' مجھے بتادیں۔ میں اسے طلاق دے دوں گا اور عدت گزارنے کے بعد آپ اس سے شادی کرلیں۔ یہ اور بات ہے کہ انہوں نے یہ پیش کش قبول نہیں کی۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کے اہل اور مال میں برکت دے۔

اسی طرح جن لوگوں نے طاغوت اور کفرو شرک کے پرچم اٹھا کر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جنگ وقتال کیا اور جانی ومالی نقصان پہنچایا تو جب وہ دائرہ ایمان میں داخل ہوئے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان سے نہایت ہی محبت ومودّت سے پیش آئے اور ان سے حسن سلوک کی اعلیٰ مثالیں پیش کیں۔ یہ اخوتِ ایمانی ہی تھی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو سردار کہہ کر پکارتے تھے اور اپنے دورِ خلافت میں جب بلال رضی اللہ عنہ ان کو ملنے کے لئے آتے تو ان کی آواز سنتے ہی دروازہ پر ایسے حاضر ہوتے جیسے غلام مالک کے پاس حاضر ہوتا ہے نیز فرماتے کہ اے بلال! (رضی اللہ عنہ) بتائیے! میں عمر آپ کی کیا خدمت کروں؟

معرکہ بدر میں بھی اخوتِ ایمانیہ ومودّت دینیہ کی نادر مثالیں سامنے آئیں کہ جب عقیدہ وایمان کی بنیاد پر برادری نے برادری کو کاٹا اور قریبی خونی رشتوں کی پروا نہ کی گئی۔

کیونکہ وہ اہلِ شرک وکفر تھے۔ جنگ کے ختم ہونے کے بعد سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے مشرک بھائی ابو عزیز بن عمیر کو جب گرفتار ہوتے دیکھا تو باندھنے والے دینی بھائی سے فرمایا: اے میرے بھائی! اس کو اچھی طرح قید کرو کیونکہ اس کی ماں بڑی مالدار ہے' اچھا فدیہ ملے گا۔ اس پر ابوعزیز بن عمیر نے اپنے بھائی مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ سے کہا' کیا بھائی میرے بارے میں آپ کی یہی وصیت ہے؟ تو جناب مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اخوتِ ایمانیہ اور استقامت کا اعلیٰ مظاہرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "ہاں تمہاری بجائے یہ انصاری میرا بھائی ہے"۔

ہم سب کو اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرنی چاہئے اور کوشش بھی کہ ہم بھی عقیدہ وایمان کی بنیاد پر اخوت ومودّت سے متصف ہوں اور ذاتی وگروہی مفادات سے بالاتر ہو کر اہل توحید وسنت اور کتاب وسنت کے متمسّکین سے دلی محبت والفت رکھیں اور ہر اس شخص سے نفرت وعداوت رکھیں جو شرک وبدعت کے عقیدہ میں ملوث ہو یا اس کی دعوت دے یا اس عقیدہ کے حاملین سے محبت ومودت رکھے اور اہلِ توحید وسنت سے بغض وعداوت رکھے۔

فوائد:

۱۔ مومنوں کی باہمی مخالفت ولڑائی اخوتِ ایمانیہ کے خلاف ہے۔ اس لئے اس گناہ کا شمارہ کبائر میں ہے۔

۲۔ شرک کے علاوہ دوسرے گناہوں کی طرح اس گناہ کے ارتکاب سے بھی انسان ایمان سے نہیں نکلتا کیونکہ باوجود لڑائی کے اللہ تعالیٰ نے دونوں گروہوں کو مومن کہا۔ اس سے ہر قسم کے گناہ کی وجہ سے تکفیر کرنے والوں کا رد ہے۔ اگرچہ قتا جیسے کبیرہ گناہ کے مرتکب ہونے کی وجہ سے ایمان ناقص ہوجاتا ہے۔

۳۔ ایمان میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ گناہوں سے اجتناب کرنے والوں کا ایمان کامل جبکہ گناہوں میں ملوث ہونے والوں کا ایمان گناہوں کی کیفیت کے مطابق کم ہوجاتا ہے۔

۴۔ مومنوں کے درمیان عدل وانصاف کے ساتھ صلح کرانی واجب ہے۔ حتی کہ بوقت ضرورت اس کے لئے جھوٹ بولنا بھی جائز ہے۔ جیساکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُولُ خَيْرًا وَيَنْمِي خَيْرًا. (بخاری بروایة ام کلثوم بنت عقبه حدیث:۲٦۹۲)

ترجمہ = ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے کہ وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں میں میل کرائے اور (ملاپ کی نیت سے) اچھی بات پہنچائے یا کہے۔

۵۔ تقویٰ کی اہمیت کہ وہ دنیا وآخرت میں رحمتِ الٰہیہ کے مستحق ہونے کا ذریعہ ہے۔

روسی دشمن بھگا کے ہیں اب سوئے کشمیر بڑھے

کلام: قاضی عبدالحکیم مظفر آباد

مجاہد لشکرطیبہ کے ہیں شہادت کو تیار کھڑے
اور غازی معرکے کر کے نیا عزم لئے ہیں آگے بڑھے
ہے بھول تری پسپا ہوں گے دشمن! وہ صدا ہمت سے لڑے
مجاہد لشکرطیبہ کے ہیں شہادت کو تیار کھڑے
ہم فکر معاش کے دھندوں میں
وہ شمشیرو سناں کے سایوں میں
ہم دنیا میں ہیں سرگرداں اور
ہے شہادت ان کی آہوں میں
یوں اسوہ کامل تھامے ہوئے وہ دشمن پہ ہیں دوڑ چڑھے
مجاہد لشکرطیبہ کے ہیں شوق شہادت کو تیار کھڑے
لے تو بھی اب جہاد کی راہ
ہے یہی اصل فلاح کی راہ
کوئی جس قدر تنقید کرے
ہے فقط یہی نجات کی راہ
روسی دشمن بھگا کے ہیں اب سوئے کشمیر بڑھے
مجاہد لشکرطیبہ کے ہیں شہادت کو تیار کھڑے
امریکہ کو ہے خوف ہوا
کہ ذکی ہے دہشت گرد بڑا
مگر قرآن کے حکم پہ ہر دم
وہ رہتا ہے عمل پیرا
یہی حکم الہ بنا کہ مشعل راہ مجاہد آگے بڑھے
مجاہد لشکرطیبہ کے ہیں شوق شہادت کو تیار کھڑے
سن تو اک بات ذرا
کہ ہے تیرا اب وقت فنا
روس ٹوٹا تو نے دیکھا
ہند بھی ٹوٹے اسی طرح
ہو رتبہ شہادت کا عطا' کر کے یہ دعا لڑے
مجاہد لشکرطیبہ کے ہیں شوق شہادت کو تیار کھڑے
اپنا لے اب صراط مستقیم
ہے وہ ذات غفور الرحیم
چھوڑ دنیا' جہاد اپنا
لے حکمت سے کام اے حکیم
ہر کوئی لشکر میں شامل ہو تو جو اچھے کام کرے
مجاہد لشکرطیبہ کے ہیں شوق شہادت کو تیار کھڑے

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد

میں نئے آنے والے طلباء درج ذیل پتہ پر رابطہ کریں
=۱۔ دلشاد علی کمرہ نمبر ۱۸ ڈی لیاقت ہال زرعی یونیورسٹی فیصل آباد
۲۔ دفتر طلباء مرکز الدعوۃ والارشاد B-167 گلستان کالونی ملت چوک فیصل آباد

تبدیلی مرکزی دفتر صوبہ سرحد

مکان نمبر ۸۳ بالمقابل چلڈرن ری ہائیڈریشن سنٹر نشتر آباد پشاور شہر

رابطہ وایجنسی مجلّہ الدعوۃ

بیت المجاہدین لشکرطیبہ' مرکز الدعوۃ والارشاد سیکٹر ابو جعفر شہید بھوماں باٹھ گوجرانوالہ محلّہ مجاہد آباد

ضلعی دفتر مرکز الدعوۃ والارشاد کا قیام
نزد تھانہ جنگل خیل پشاور روڈ ضلع کوہاٹ فون۔ ۵۱۲۳٦٦

سلسلہ تدریس الحدیث

آیئے حدیث پڑھیں

قسط نمبر ۵

بلوغ المرام کی کتاب الجامع کی تشریح

حافظ عبدالسلام بھٹوی

حدیث نمبر ۷/ ۱۳۶۰

سلام کے آداب

وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ لِیُسَلِّمَ الصَّغِیْرُ عَلَی الْکَبِیْرِ وَالْمَارُّ عَلَی الْقَاعِدِ وَ الْقَلِیْلُ عَلَی الْکَثِیْرِ (متفق علیه) وفی روایة مسلم وَالرَّاکِبُ عَلَی الْمَاشِی.

ترجمہ= ابوہریرۃ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چھوٹا بڑے کو سلام کہے، گزرنے والا بیٹھے کو اور تھوڑے زیادہ کو۔ (متفق علیہ) مسلم کی ایک روایت میں ہے "اور سوار پیدل چلنے والے کو"

تخریج= بخاری (۶۲۳۱، ۶۲۳۲، ۶۲۳۳، ۶۲۳۴) مسلم (السلام/ ۲۱۶۰) دیکھئے تحفۃ الاشراف (۱۰/ ۲۷۵، ۳۹۴) "لِیُسَلِّمُ الصَّغِیرُ عَلَی الْکَبِیرِ" یہ جملہ صحیح مسلم میں نہیں ہے، اس لئے پوری حدیث کو متفق علیہ کہنا مشکل ہے۔ "وَالرَّاکِبُ عَلَی الْمَاشِی" یہ جملہ مسلم کے علاوہ صحیح بخاری میں بھی ہے۔ (الاستیذان: ۶، ۵)

فوائد= ۱۔ سلام میں ابتداء کی اس ترتیب میں جو حکمتیں ہیں اہل علم نے اپنی اپنی دانست کے مطابق بیان فرمائی ہیں۔ اصل حکمت اللہ ہی کے پاس ہے اور اسی کا علم کامل ہے۔

۱۔ چھوٹے کو سلام میں پہل کرنے کا حکم اس لئے ہے کہ بڑے کا حق چھوٹے پر زیادہ ہے۔ کیونکہ چھوٹے کو حکم ہے کہ بڑے کی توقیر کرے اور اس کے ساتھ باادب رہے۔

۲۔ تھوڑے لوگوں کو سلام میں پہل کرنے کا حکم اس لئے ہے کہ زیادہ لوگوں کا تھوڑے لوگوں پر زیادہ حق ہے اور اس لئے بھی کہ زیادہ لوگ تھوڑے لوگوں کو یا اکیلے کو پہلے سلام کہیں تو اس میں خود بینی اور کبر نہ پیدا ہو جائے۔

۳۔ گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو اس لئے پہلے سلام کہے کہ وہ داخل ہونے والے کی طرح ہے جسے سلام کرنے کا حکم ہے اور اس لئے بھی کہ بیٹھے ہوئے شخص کا ہر گزرنے والے کی طرف بار بار از خود متوجہ ہو کر سلام کہنا مشکل ہے۔ جب کہ گزرنے والے کو ایسی کوئی مشکل نہیں۔

۴۔ سوار پیدل چلنے والے کو اس لئے پہلے سلام کہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسے سواری کی نعمت عطا فرمائی ہے تو اس کا حق ہے کہ وہ تواضع اختیار کرے۔ اگر پیدل کو حکم ہوتا کہ سوار کو پہلے سلام کہے تو خطرہ تھا کہ سوار میں تکبر نہ پیدا ہو جائے۔

۵۔ جب دونوں ملنے والے برابر ہوں تو دونوں کو ابتداء کا حکم ہے۔ اَفْشُوا السَّلَامَ ان میں سے جو پہل کرے گا وہ افضل ہے جیسا کہ دو قطع تعلق کرنے والوں کے متعلق فرمایا "وَخَیْرُهُمَا الَّذِی یَبْدَءُ بِالسَّلَامِ" ان میں سے بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔ (متفق علیہ)

سیدنا جابر ؓ فرماتے ہیں: وَالْمَاشِیَانِ اَیُّهُمَا یَبْدَأُ بِالسَّلَامِ فَهُوَ اَفْضَلُ "دو پیدل چلنے والوں میں سے جو پہلے سلام کہے وہ افضل ہے۔ (صحیح الادب المفرد: ۷۵۴/ ۹۸۳) یہ حدیث مرفوعاً بھی صحیح ہے۔ (الصحیحۃ: ۱۱۴۶)

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ دو آدمی ملتے ہیں تو پہلے کون سلام کہے؟ فرمایا: اَوْلٰهُمَا بِاللّٰهِ۔ جو دونوں میں سے اللہ کے زیادہ قریب ہے۔ (ترمذی۔ عن ابی امامہ وقال حسن اور دیکھئے صحیح الترمذی: ۲۱۶۷)

۶۔ اگر وہ شخص جسے پہلے سلام کہنے کا حکم ہے سلام نہیں کہتا تو دوسرے کو سلام کہہ دینا چاہئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیلانے کی بہت تاکید کی ہے۔ (بخاری: ۶۲۳۵)

حدیث نمبر:۸/۱۳۶۱

سلام کے آداب

وَعَنْ عَلِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُجْزِئُ عَنِ الْجَمَاعَۃِ اِذَا مَرُّوْا اَنْ یُّسَلِّمَ اَحَدُھُمْ وَ یُجْزِئُ عَنِ الْجَمَاعَۃِ اَنْ یَّرُدَّ اَحَدُھُمْ. (رواہ احمد والبیھقی)

سیدنا علی ﷛ سے روایت ہے کہ جماعت کی طرف سے جب وہ (کہیں سے) گزریں یہی کافی ہے کہ ان میں سے ایک آدمی سلام کہہ دے اور جماعت کی طرف سے یہی کافی ہے کہ ان میں سے ایک آدمی جواب دے دے۔

تخریج: حدیث صحیح تحفۃ الاشراف (۷/۴۲۹) اور دیکھئے صحیح ابی داؤد (۴۳۴۲)

فوائد= ۱- اگر جماعت کی طرف سے ایک آدمی سلام کہہ دے تو سب کا فرض ادا ہوگیا ورنہ سب گنہ گار ہوں گے، جواب کا بھی یہی حکم ہے۔
۲- ایک آدمی کا سلام کہہ دینا کافی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر سب سلام کہیں تو بہتر ہے۔ اسی طرح اگر سب لوگ جواب دیں تو افضل ہے۔

حدیث نمبر:۹/ ۱۳۶۲

سلام کے آداب

و عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ لاَ تَبْدَأُ وا الْیَھُوْدَ وَلاَ النَّصَارٰی بِالسَّلَامِ وَاِذَا لَقِیْتُمُوْھُمْ فِی طَرِیْقٍ فَاضْطَرُّوْھُمْ اِلیٰ اَضْیَقِہٖ. (اخرجہ مسلم)

سیدنا ابوھریرہ ﷛ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ یہودیوں کو پہلے سلام کہو نہ عیسائیوں کو اور جب انہیں کسی راستے میں ملو تو انہیں اس (راستے) کی طرف (سے گزرنے پر) مجبور کرو جو زیادہ تنگ ہے۔ (مسلم)

تخریج= مسلم (السلام / ۱۳ وغیرہ دیکھئے تحفۃ الاشراف و مسند ابی ہریرۃ (۹/۴۱۱)

فوائد= ۱- یہود ونصاریٰ کو پہلے سلام کہنے، میں ان کی تعظیم وتکریم پائی جاتی ہے۔ حالانکہ عزت کے حق دار صرف اہل ایمان ہیں۔ وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ○ (سورۃ المنافقون:۸)

یہود ونصاریٰ سے جنگ فرض ہے یہاں تک کہ وہ ذلیل ہوکر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں۔ حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَۃَ عَنْ یَّدٍ وَّھُمْ صَاغِرُوْنَ--- اسی ذلت کا احساس دلانے کے لئے اور اسے مستقل قائم رکھنے کے لئے مسلمانوں کو حکم دیا کہ اگر راستے میں تمہاری ملاقات ان سے ہو تو ان کے لئے کھلا راستہ مت چھوڑو بلکہ انہیں مجبور کرو کہ تنگ تر راستے سے گزریں۔ افسوس مسلمانوں نے جہاد چھوڑا تو عزت بھی قصہ پارینہ بن گئی۔ بھلا محکوم قوم اپنی حاکم قوم کے لوگوں کو تنگ راستے پر چلنے پر کیسے مجبور کر سکتی ہے؟ یا انہیں پہلے سلام کرنے اور سلیوٹ مارنے سے انکار کر سکتی ہے؟ اگر تھوڑا سا غور کریں تو یہ حدیث صرف سلام میں ابتداء نہ کرنے اور تنگ راستے کی طرف مجبور کرنے کا حکم ہی نہیں دے رہی بلکہ قدم قدم پر مسلمانوں کو باعزت ثابت کرنے، کفار کو ذلیل کرنے اور ان کے ساتھ مسلسل بر سرپیکار رہنے کا حکم دے رہی ہے۔

۲- سلام کی ایک حکمت رسول اللہ ﷺ نے یہ بیان فرمائی۔ اَوَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْہُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ (مسلم۔ عن ابی ھریرہ / الایمان۔ ۹۳) کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس کے کرنے سے تمہارے درمیان محبت پیدا ہوجائے۔ آپس میں سلام عام کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ سلام کا نتیجہ باہمی محبت ہے۔ جب کہ کفار کے متعلق حکم ہے کہ انہیں اپنا دوست مت بناؤ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّی وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَاءَ (الممتحنۃ:۱)

"میرے اور اپنے دشمن کو دوست مت بناؤ"

۳- نبی ﷺ نے فرمایا: جب یہودی تمہیں سلام کہتے ہیں تو وہ کہتے ہیں۔ "اَلسَّامُ عَلَیْکُمْ" (تم پر موت وارد ہو) تم جواب میں کہو "وَعَلَیْکَ" (بخاری۔ عن ابن عمر:۶۲۵۷)

معلوم ہوا اگر اہل کتاب سلام کا لفظ کہیں اور ہمیں صاف سنائی دے تو انہیں وعلیکم السلام کہنا چاہئے خصوصاً اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْھَا اَوْ رُدُّوْھَا (النساء:۸۶)

۴- اگر مسلمان اور کافر ملے جلے بیٹھے ہوں تو انہیں سلام کہنا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ ایک مجلس کے پاس سے گزرے جس میں مسلمان، بت پرست مشرک اور یہودی ملے جلے موجود تھے) آپ ﷺ نے انہیں سلام کہا۔ (بخاری:۶۲۵۴)

۵- یہود ونصاریٰ سے سلام میں پہل منع ہے۔ لیکن اگر وہ مسلمانوں کے ساتھ اچھے طریقے سے رہ رہے ہوں تو مزاج پرسی میں اگر پہل کرلے تو اس کی گنجائش ہے کیونکہ آپ نے سلام میں پہل سے منع کیا کلام میں نہیں۔

شہید ابو سراقہ کی بہن کے جذبات

میرا ابو سراقہ بھائی، وہ راہ جہاد کا راہی
جس چیز کی طلب تھی اسکو مراد اسکی بھر آئی
وہ اس لشکر کا شاہین تھا جس کا ایک ایک سپاہی
کفار کے دل دہلاتا ہے اور کرتا ہے انکی تباہی
کس خوش قسمت ماں کا لال تھا اور بہنوں کا تھا بھائی
جو چھوڑ کے خون کے رشتوں کو کرنے گیا دشمن کی تباہی
جب مل کے دلاور کمانڈر سے انہوں نے گھات لگائی
دشمن کو خوب سبق سکھایا اور خود شہادت پائی
یارب انہیں تو جنت دے جنھوں نے تیری راہ میں جان لٹائی
ہم کو بھی تو ہمت دے ہم بھی کریں دشمن کی پٹائی

اخت ابو سعد الرحمن عادل

عید الاضحیٰ اور قربانی کے مسائل

9 ذوالحجہ کی فضیلت

ذوالحجہ کا مہینہ حرمت کے چار مہینوں میں سے ایک ہے۔ مہینے کے پہلے دس دنوں کی بڑی فضیلت ہے۔ ان دس دنوں میں نیک اعمال دوسرے دنوں کی نسبت اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں۔ اس مہینے میں حج جیسا اہم فریضہ ادا کیا جاتا ہے' اسی مہینے کی نو تاریخ کا روزہ دو سال (ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ) کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

صیام یوم عرفة احتسب علی اللہ ان یکفر السنة التی قبله والسنة التی بعده (دیکھئے مسلم شریف ۵۰/۸ عن ابو قتادہ)

کہ عرفہ (۹ ذو الحجہ) کے دن کے روزہ کے بارے میں مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ پچھلے ایک سال اور آئندہ ایک سال کے گناہ مٹا دیتا ہے۔

طریقہ نماز

اسی مہینہ کی دس تاریخ کو ساری دنیا کے مسلمان عید الاضحیٰ مناتے ہیں۔ صاف ستھرے کپڑے پہن کر تکبیریں بلند کرتے ہوئے عید گاہ میں جمع ہوتے ہیں اور اپنے رب کے سامنے سربسجود ہوتے ہیں۔

عید الاضحیٰ کی دو رکعتیں ہیں۔ ان کی ادائیگی کا وہی طریقہ ہے جو عید الفطر کی نماز کا ہے یعنی پہلی رکعت میں قرات سے پہلے سات زائد تکبیریں اور دوسری رکعت میں قرات سے پہلے پانچ زائد تکبیریں کہی جاتی ہیں اور نماز کے بعد خطبہ ہوتا ہے۔

نماز عید سے پہلے کچھ نہ کھانا

نماز عید الاضحیٰ کی ادائیگی سے پہلے کچھ نہ کھانا مستحب ہے لیکن اس کو نصف دن کا روزہ کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ کے زمانہ میں آپ کے ایک صحابی ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے عید سے پہلے قربانی کرلی تھی اور گوشت کھالیا تھا۔ آپ ﷺ نے اسے قربانی دوبارہ کرنے کا حکم دیا لیکن کھانے پر نہیں ڈانٹا (دیکھئے بخاری ۵۱۹/۲)

نماز کے لئے آتے جاتے ہوئے **راستہ بدل لینا** بھی سنت ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

"**کان النبی صلی اللہ علیه وسلم اذا کان یوم عید خالف الطریق**" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن راستہ بدل لیتے تھے۔ (دیکھئے بخاری مع الفتح الباری ۵۴۶/۱)

۹ ذوالحجہ کی نماز فجر سے لے کر ۱۳ ذوالحجہ کی نماز عصر تک بلند آواز سے **تکبیریں کہنا چاہئیں** اور خاص طور پر فرض نمازوں کے بعد اہتمام سے کہنا چاہئیں۔ (دیکھئے فتح الباری ۵۳۶/۲ و نیل الاوطار ۳۱۵/۳)

ابو سعد محمد افضل

امام بخاری نے ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے ذوالحجہ کی کیم تاریخ سے تکبیریں کہنا **تعلیقاً** ذکر کیا ہے۔ (دیکھئے بخاری مع فتح الباری ۵۳۰/۲)

عید کی نماز کے بعد قربانی کی جاتی ہے۔ اللہ کے راستے میں جانور قربان کرنا ایک عبادت ہے۔ دوسری عبادات کی طرح قربانی کی قبولیت کے لئے دو شرطیں ہیں۔

۱۔ اخلاص نیت ۔ ۲۔ سنت کی موافقت

ذیل میں ہم چند ایک آداب و شرائط بیان کرتے ہیں جن کا ذکر قرآن و سنت میں آیا ہے تاکہ ہر مسلمان ان کا خیال رکھتے ہوئے قربانی کرے۔

قربانی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اسی کے نام پر کی جائے

قربانی اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے کی جائے نہ کہ ریاکاری یا کسی غیر کا قرب حاصل کرنے کے لئے کی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ انسان کے دل کے تقویٰ' پرہیز گاری' اخلاص اور جذبہ اطاعت کو دیکھ کر بدلہ دیتے ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"**لن ینال اللہ لحومها ولا دماءها ولکن یناله التقوی منکم**" (الحج ۳۷)

ترجمہ اللہ تعالیٰ کو ان جانوروں کا گوشت اور خون ہرگز نہیں پہنچتا بلکہ اس کو تو تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

جانوروں کو غیر اللہ کے تقرب کے لئے ذبح کرنا' غیر اللہ کے نام پر چھوڑ دینا' ایسی جگہ ذبح کرنا جہاں غیر اللہ کی عبادت اور شرک ہوتا ہو' سب حرام ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لعن اللہ من لعن والده ولعن اللہ من ذبح لغیر اللہ ولعن اللہ من آوی محدثا ولعن اللہ من غیر منار الارض

کہ اللہ تعالیٰ اس آدمی پر لعنت کرے جو اپنے والد پر لعنت کرے' اللہ تعالیٰ اس آدمی پر لعنت کرے جو غیر اللہ کے لئے ذبح کرے' اللہ تعالیٰ اس آدمی پر لعنت کرے جو کسی بدعتی کو پناہ دے' اللہ تعالیٰ اس آدمی پر لعنت کرے جو زمین کی علامات کو بدلے (دیکھئے مسلم ۱۴۱/۱۳)

بعض ناسمجھ لوگ قربانی جیسی عظیم عبادت میں گیارھویں کی نیت کر لیتے ہیں اور اپنے عمل کو ضائع کر لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈر جانا چاہئے اور بزرگوں کی محبت میں آکر اپنے رب کی عظمت و بڑائی اور کبریائی کو بھول نہیں جانا چاہئے۔

قربانی کرنے والا ذوالحجہ کا چاند دیکھنے کے بعد بال اور ناخن نہ کاٹے

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"**اذا رایتم هلال ذی الحجة واراد احدکم ان یضحی فلیمسک عن شعره واظفاره**

کہ جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھ لو اور تم میں سے کوئی قربانی کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اپنے بالوں اور ناخنوں کو کاٹنے سے رک جائے۔ دیکھئے مسلم (۱۳۹/۱۳)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ بال اور ناخن نہ کاٹنے کی پابندی اس پر ہے جس نے قربانی کرنا ہو اور جس نے قربانی نہ کرنی ہو' اس کے لئے بالوں اور ناخنوں کو کاٹنے کی پابندی کا ذکر نہیں ہے۔

اور وہ حدیث جس میں قربانی کی طاقت نہ رکھنے والے کو عید کے دن بال اور ناخن کاٹنے کا حکم دیا ہے تاکہ اس طرح وہ بھی قربانی کے ثواب میں شامل ہو جائے' صحیح نہیں ہے۔ (دیکھئے ضعیف نسائی للالبانی ص ۱۷۶)

یہاں پر میں اپنے ان بھائیوں سے درخواست کروں گا جو ان دس دنوں میں ناخن یا بال نہ کاٹنے کی پابندی تو کرتے ہیں۔ لیکن داڑھی نہ منڈانے کی پابندی نہیں کر سکتے اور اگر کرتے ہیں تو صرف ان دس دنوں میں اور بعد میں داڑھی منڈا دیتے ہیں۔ وہ اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ داڑھی رکھنے کا حکم دیا ہے اور اسے منڈانے سے منع کیا

ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

انہکو الشوارب واعفو اللحی کہ مونچھوں کی صفائی کرو اور داڑھیوں کو چھوڑ دو۔ (کچھ نہ کہو) (دیکھئے بخاری ۱۰/ ۳۶۳)

اللہ تعالی نے فرمایا

یا یہا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافة ولا تتبعوا خطوات الشیطان انه لکم عدو مبین (سورۃ البقرہ ۲۰۸)

ترجمہ اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کے پیچھے نہ چلو کیونکہ وہ تمہارا واضح دشمن ہے۔

قربانی کا جانور کیسا ہو؟

قربانی کا جانور موٹا تازہ، خوبصورت اور ہر قسم کے عیب سے پاک ہونا چاہئے اور اس سلسلہ میں اس کی عمر کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"لاتذبحوا الا مسنة الا ان یعسر علیکم فتذبحوا جذعة من الضان"

کہ مسنہ (دو دانت والے) کے سوا کوئی جانور ذبح نہ کرو۔ اگر اس کا ملنا دشوار ہو جائے تو بھیڑ کا جذعہ (کھیرا) ذبح کر لو (مسلم ۱۳/ ۱۱۷)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اونٹ گائے اور بکری کی قربانی اس وقت تک جائز نہیں جب تک وہ مسنہ (دو دانت والے) (یعنی جس کے سامنے کے دودھ والے دانت گر کر نئے نکل آئے ہوں) والے نہ ہوں۔ البتہ اگر بھیڑ مسنہ نہ ملے تو جذعہ (کھیرا) کی قربانی جائز ہے۔ اس حدیث سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ جب بھیڑ مسنہ نہ ملے تو پھر جذعہ کی قربانی کی جائے لیکن ابوداؤد اور ابن ماجہ کی ایک صحیح روایت سے پتہ چلتا ہے کہ بھیڑ مسنہ کے ہوتے ہوئے بھی جذعہ کی قربانی کی جاسکتی ہے۔

سیدنا مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔

"ان الجذع یوفی مما توفی منه الثنیة" کہ جذعہ کفایت کرتا ہے جس طرح دو دانت والا کفایت کرتا ہے۔ (دیکھئے صحیح ابوداؤد ۲/ ۵۳۶ و صحیح ابن ماجہ ۲/ ۲۰۲ حدیث نمبر ۳۱۴۰)

جس جانور کی قربانی جائز نہیں

احادیث میں جانوروں کے بعض ایسے اوصاف بیان کئے گئے ہیں جن کے ہوتے ہوئے ایسے جانور کی قربانی کرنا صحیح نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا **"ان نتشرف العین والاذن"** کہ ہم آنکھ اور کان اچھی طرح دیکھ لیں۔ (ابوداؤد و ترمذی دیکھئے صحیح ابی داؤد للالبانی ۲/ ۵۳۹ و صحیح الترمذی للالبانی ۲/ ۹۰)

عن البراء بن عازب رضی اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم سئل عنه ماذا یتقی من الضحایا فاشار بیده فقال اربعا العرجاء البین ظلعها والعوراء البین عورها والمریضة البین مرضها والعجفاء التی تنقی (صحیح ابی داؤد ۲/ ۵۳۹ و صحیح الترمذی ۲/ ۸۸)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کس جانور کی قربانی سے بچنا چاہئے؟ آپ نے ہاتھ سے اشارہ کرکے فرمایا۔ چار قسم کے جانوروں سے بچنا چاہئے۔

۱۔ لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو۔
۲۔ بھینگا جس کا بھینگا پن ظاہر ہو۔
۳۔ بیمار جس کی بیماری واضح ہو۔
۴۔ کمزور ولاغر جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو۔

قربانی کا وقت

قربانی کا وقت نماز عید کے بعد شروع ہوتا ہے اور اس کے تین دن بعد تک یعنی ۱۳ ذوالحجہ کے غروب آفتاب تک رہتا ہے۔

جو آدمی نماز سے پہلے ذبح کرلے خواہ وہ دیہات میں رہتا ہو یا شہر میں، اس کی قربانی نہیں ہوئی۔ وہ دوبارہ قربانی کرے۔

سیدنا جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"من کان ذبح قبل ان یصلی او نصلی فلیذبح مکانها اخری" (متفق علیہ بحوالہ مشکوۃ ص ۱۲۹)

جس نے خود نماز پڑھنے سے پہلے یا ہمارے نماز پڑھنے سے پہلے ذبح کیا، وہ اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرے۔

۱۳ ذوالحجہ کی شام تک قربانی کرنے کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ کو ایام تشریق کہتے ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ ایام تشریق قربانی کے دن ہیں۔

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **"کل ایام تشریق ذبح"** فتح الباری ۱۰/ ۱۱، نیل الاوطار ۵/ ۱۲۵، زاد المعاد ۲/ ۳۱۸) کہ سارے ایام تشریق ذبح کے دن ہیں۔

قربانی کیسے ذبح کی جائے؟

بہتر ہے کہ آدمی اپنے ہاتھ سے ذبح کرے۔ اگر کوئی اس کی جگہ پر ذبح کرلے تو بھی جائز ہے۔

اونٹ کو کھڑا کرکے اس کا ایک گھٹنا باندھ کر نحر کیا جائے یعنی اس کی گردن کے گڑھے میں نیزہ وغیرہ مارا جائے حتی کہ سارا خون نکل جائے۔

دوسرے جانوروں کو لٹا کر پہلو پر قدم رکھو اور تیز چھری کے ساتھ "بسم اللہ واللہ اکبر" پڑھ کر ذبح کردو۔ (مسلم ۱۳/ ۱۲۰)

قربانی میں حصہ

ایک بکرے یا بھیڑ وغیرہ میں ایک سے زیادہ آدمی حصہ دار نہیں ہو سکتے البتہ گائے میں سات آدمی اور اونٹ میں دس آدمی حصہ دار ہو سکتے ہیں۔ اگر کوئی ایک سے زائد حصے رکھنا چاہے یا اکیلا ہی قربانی کرنا چاہے تو اس کی مرضی ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنه قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی سفر فحضر الاضحی فاشترکنا فی الجزور عن عشرة والبقره عن سبعة (صحیح ابن ماجہ ۲/ ۲۰۰ و صحیح الترمذی ۲/ ۸۹)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں تھے کہ عید الاضحی آگئی۔ ہم نے اونٹ میں دس اور گائے میں سات آدمیوں نے شرکت کی۔

قربانی کی کھالوں کا مصرف

قربانی کی کھال کا وہی مصرف ہے جو قربانی کے گوشت کا ہے یعنی انسان اگر چاہے تو خود اپنے استعمال میں لے آئے یا کسی کو تحفہ دے یا کسی مسکین وفقیر پر صدقہ کردے یا کسی دینی ادارے کو دے دے اور اگر اللہ کے راستے میں لڑنے اور مرنے والے مجاہدین کا تعاون کردے تو یہ سب سے اچھا ہے۔ اس لئے کہ وہ اللہ کے راستے میں نکلے ہوئے ہیں اور ہمارے اموال کے ضرورتمند ہیں اور پھر شہداء کے یتیم بچے اور بیوگان کا حق تو فائق تر ہوجاتا ہے۔

سیدنا زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"من جهز غازیا فی سبیل اللہ فقد غزا ومن خلف غازیا فی اهله بخیر فقد غزا" (متفق علیہ)

جس نے اللہ کی راہ میں کسی جہاد کرنے والے کو تیار کیا، اس نے بھی جہاد کیا اور جس نے کسی غازی کے بعد اس کے گھر والوں کی اچھے طریقے سے خبرگیری کی، اس نے بھی جہاد کیا۔

رخصتیں

۱۔ سب گھر والوں کی طرف سے ایک جانور کفایت کرجاتا ہے۔ ہر فرد خانہ کی طرف سے علیحدہ علیحدہ قربانی کرنا ضروری نہیں ہے۔ (صحیح الترمذی ۲/ ۹۰)

۲۔ قربانی کا گوشت غرباء ومساکین پر صدقہ کرسکتا ہے۔ دوست واحباب اور عزیز واقارب کو تحفہ دے سکتا ہے اور خود بھی جتنی ضرورت ہو کھا سکتا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے۔

فکلوا منها واطعموا القانع والمعتر ترجمہ پس ان (کے گوشت) سے کھاؤ اور نہ مانگنے والے اور مانگنے والے (دونوں) کو کھلاؤ۔ (سورۃ الحج ۳۶)

۳۔ اور اگر کوئی کچھ دنوں کے لئے بچا کر رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

باقی صفحہ ۹ پر

دیومالائی داستانوں کے ہیرو

امام صاحب کے دربار پر

میرا تعلق سوہدرہ تحصیل وزیر آباد سے ہے۔ خوش قسمتی سے مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی ہمارے ہمسائے تھے۔ ان کے بعد آج کل مولانا اوریس فاروقی صاحب کتاب و سنت کی ترویج و ترقی کے لئے کوشاں ہیں۔ دربار امام چونکہ یہاں سے چند کوس کے فاصلہ پر تھا' لہٰذا میں پروگرام کے مطابق دربار امام صاحب پہنچا۔ میرے ساتھ ایک موحد ساتھی امانت علی بھی تھے۔ دربار کے دو بیرونی دروازے ہیں۔ دربار کے مغربی جانب جو گیٹ ہے' اس کے اوپر موٹے حروف میں لکھا ہوا ہے۔

"آستانہ عالیہ سیدنا حضرت امام علی الحق شہید"

دروازے کے اوپر دونوں سائیڈوں پر شیروں کے دو بت رکھے ہوئے ہیں۔ جن کے متعلق مشہور ہے کہ امام صاحب وقتاً فوقتاً ان شیروں پر سوار ہو کر شہر کا گشت کرتے ہیں۔ دروازے پر جہاں امام صاحب کا نام لکھا ہوا ہے' اس کے ساتھ ہی دائیں طرف اوپر یہ شعر لکھا ہوا ہے۔

اللہ کا نور' احمد' احمد کا نور علی
حسنؓ و حسینؓ پھول ہیں اور فاطمہؓ کلی

ایسے مشرکانہ شعر پڑھ کر نبی ﷺ کا یہ فرمان سامنے آجاتا ہے کہ

عن ثوبان قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لاتقوم الساعة حتی تلحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتی تعبد قبائل من امتی الاوثان

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت نہیں آئے گی جب تک میری امت کے قبیلے مشرکوں میں نہ جا ملیں اور بت پرستی اختیار نہ کرلیں۔ (ترمذی)

دربار کے دروازہ پر ایک طرف لکھا تھا

علی لجپال اے رکھدا خیال اے
جیڑا لڑ پھڑ لیندا ہوندا مالا مال اے

ایک طرف لکھا تھا

یا علی جی' اٹھے ہاتھوں کی لاج رکھ لینا

ایک جگہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا اس طرح مذاق اڑایا گیا تھا۔

اس در کے سب گدا ہیں کیا غوث کیا ولی
مشکل میں سب کے ساتھ ہیں مشکل کشا علی

ایک جگہ لکھا تھا۔

امام علی جب بھرتے ہیں شاہان زمان کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے' مختار کا عالم کیا ہوگا

ایک اور جگہ حضرت علی کے بارے میں لکھا ہے کہ

میں ہوں دیوانی مولا علی جی کی دیوانی

گویا عورتوں کو یاد دہانی کے لئے لکھ دیا گیا ہے کہ تم نے بھی

تحریر:۔ انجنیئر طارق اقبال سوہدروی

حضرت علی کی دیوانی ہی بننا ہے۔ کیسی دیوانی جو درباروں پر بے پردہ ہو کر بے ہودہ دھمال ڈالنے اور ناچنے گانے کے لئے آئے۔ غرض جب ہم نے یہ شرکیہ اشعار پڑھے تو ہمیں بار بار اللہ تعالیٰ کا پاک کلام یاد آرہا تھا کہ

ولا تدع من دون اللّٰہ ما لا ینفعک ولا یضرک فان فعلت فانک اذا من الظالمین (یونس)

اللہ کو چھوڑ کر اس کو مت پکاریئے جو آپ کو نہ نفع پہنچا سکے اور نہ نقصان۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ ظالم بن جائیں گے۔

بہرحال دروازے کے اندر جیسے ہی ہم داخل ہوئے تو جیسا کہ عموماً درباروں کے باہر بازار لگے ہوتے ہیں۔ یہاں بھی کچھ ایسے مناظر دیکھنے کو ملے۔ رنگ برنگے کپڑے پہنے کئی ملنگ حضرات قبروں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کسی نے صرف شلوار پہنی تھی اور قمیص غائب۔ کسی نے بالوں کو خاص طرح سے گندا کیا ہوا تھا اور کسی نے سر میں چونا ڈالا ہوا تھا۔ غرض ہر ایک کی یہی کوشش نظر آتی تھی کہ ایک دوسرے سے بڑھ کر گندے ہونے کا مظاہرہ کریں۔ تاکہ سادہ لوح عوام یہی سمجھیں کہ یہ ملنگ حضرات یاد الٰہی میں اتنا مصروف رہتے ہیں کہ ان کو اپنے آپ کو صاف کرنے کی بھی فرصت نہیں ملتی۔ بہرحال مزار پر چڑھانے کے لئے چادریں پھول وغیرہ بھی شالوں پر رکھے ہوئے تھے۔ عورتوں کا اتنا ہجوم تھا کہ دربار تک پہنچنا مشکل تھا۔ امام صاحب کے باہر سینکڑوں قبریں ہیں جن کے متعلق مشہور ہے کہ یہ امام صاحب کے ساتھی تھے جنہوں نے راجہ ساہپال کے خلاف لڑتے ہوئے شہادت پائی تھی۔ بہرحال انہی قبروں میں علامہ اقبال کے والدین کی بھی قبریں ہیں۔ ہم متعدد سیڑھیاں طے کرنے کے بعد جب دربار کے اصل دروازے پر پہنچے تو کمرے کے اندر ہم داخل ہوئے تو یہاں دو قبریں تھیں۔ معلوم ہوا کہ یہ امام علی الحق کے استاد تھے۔ یہاں عورتوں کی اکثریت قبروں کو سجدے کرتی' چومتی' ہاتھ لگا لگا کر اپنے جسم اور چہرے پر ملتیں۔ ایک ۵' ۶ سال کا بچہ اپنی ماں کے ساتھ آیا ہوا تھا۔ جس جگہ ماں سجدہ کرتی یا چومتی یا ہاتھ لگاتی اور اپنی آنکھوں پر لگاتی۔ اسی طرح بچہ بھی سارے عوامل کرتا۔ اسی طرح ایک نئی نویلی دلہن بھی اپنی ساس کی تقلید میں یہی کچھ کر رہی تھی۔ جبکہ باقی لوگ بھی ایسی ہی دیدہ دلیری سے مشرکانہ افعال سرانجام دے رہے تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ ایسا نہ کرنے والا گویا مسلمان ہی نہیں رہتا۔ بہرحال ہم استغفار پڑھتے ہوئے کمرے سے باہر نکلے تو کمرے کے بائیں طرف ایک برآمدہ میں شیعہ حضرات نے تعزیئے (امام حسین کے دربار کی نقلیں) رکھے ہوئے تھے۔ لوگ ان کو بھی عقیدت سے ہاتھ لگاتے اور اپنے جسم پر مل رہے تھے۔ مجھ سے یہ ضبط نہ ہوسکا تو سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ادا کرتے ہوئے کہا کہ "افسوس ہے ان لوگوں پر جو کفار مکہ کی طرح یہ امام باڑے اپنے ہاتھ سے بناتے ہیں اور پھر ان کی عزت و تکریم کرتے ہیں"

جب ہم اصلی قبر (درباری زبان میں روضہ مبارک) کی طرف مڑے تو راستے میں راہداری تھی۔ جس کے ایک طرف لوگ بیٹھے تبرک تقسیم کر رہے تھے اور ایک بزرگ نے نمک کی پڑیاں

جہادی میدان کے نظارے

لشکر طیبہ کے ۷ مجاہدوں کی شہادت کے عوض ۱۱۴ بھارتی فوجی ڈھیر ہو گئے-

قاضی کاشف نیاز

قارئین کرام! ایک ماہ قبل آپ نے کرکٹ کا میدان دیکھا جہاں قدم قدم پر ہمیں رسوائیاں ہی رسوائیاں ملیں، دنیا میں ہی نہیں بلکہ آخرت میں اپنے اللہ کی نظروں میں بھی بری طرح گر گئے، خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق بن گئے- اس لئے کہ یہ میدان کوڑا کرکٹ کا میدان تھا، یہاں گندگی اور رسوائی کے سوا اور مل بھی کیا سکتا تھا------ لیکن آج ہم اہل پاکستان کو ایک ایسی پچ سے روشناس کراتے ہیں جو نہ تو کبھی ٹرن لیتی ہے، نہ بیٹسمین کے لئے کسی پریشانی اور رسوائی کا باعث بنتی ہے- بلکہ اس کے ہر ٹرن میں کسی رسوائی کی بجائے کامیابی ہی کامیابی کا روشن چہرہ نظر آتا ہے- ناکامی کا یہاں کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا------- جہاں نہ صرف آخرت کی کامیابی ملتی ہے بلکہ دنیا میں بھی کامیابی اس پچ پر کھیلنے والے کھلاڑیوں کے قدم چومتی ہے------ جی ہاں آپ اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے---

یہ جہادی پچ ہے- یہ جہادی میدان ہے

یہاں کھیلنے والا کھلاڑی چاہے ریڈ اور ایمبش کی صورت میں دشمن پر تباہ کن باؤلنگ کرا رہا ہو یا بیٹنگ کی صورت میں دشمن کے حملوں کا سامنا کر رہا ہو، ناکامی اور رسوائی صرف دشمن کے ہی نصیب میں آتی ہے--- جب ورلڈ کپ میں پاکستان ہار گیا اور وہ بھی اپنے ازلی دشمن بھارت سے تو پوری قوم کا غم وغصے میں آجانا ایک فطری بات تھی- دکھ ہمیں بھی بہت ہوا لیکن.... کرکٹ میچ ہارنے کا نہیں بلکہ دکھ اس بات پر تھا کہ بھیڑ چال کے اس پورے ماحول میں اہل پاکستان کو کوئی بھی یہ بتانے والا نہ تھا کہ کرکٹ یا اس طرح کے دوسرے کھیل جو ایک مسلمان کو اس قدر مصروف اور مجنون کردیں کہ وہ نماز روزہ اور دیگر دینی شعائر سے مکمل طور پر غافل ہو جائے، یہی نہیں بلکہ الٹا عالمی سطح پر اپنی یہ کیفیت دکھا کر ہم خود اپنے دینی شعائر کا مذاق اڑانے کا باعث بن جائیں تو ایسے کھیل کس طرح مسلمانوں کی ہار جیت کا میدان ہو سکتے ہیں- بڑے بڑے علمائے دین، اسلامی جمہوریت کے قائدین اور اقامت دین کے داعی بھی اس موقع پر مجرمانہ طور پر خاموش رہے، اگر کسی نے کوئی تنقید کی بھی تو صرف ٹی وی پروگراموں کے حوالے سے، کسی داعی دین نے قوم کو یہ بتانا گوارا نہ کیا کہ ایسے لہو ولعب پر مبنی کھیل اسلامی کھیل نہیں ہو سکتے-

ہمارے کھیل اگر ہیں تو وہ جہادی کھیل ہیں- وہ کھیل جن کے ذریعے دشمن میدان جہاد میں ناک آؤٹ ہو جائے- آیئے آج ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ جہادی پچ پر کھیلنے والے، دشمنوں کو کس طرح روند رہے ہیں- کوڑا کرکٹ کھیلنے والے چھکے لگاتے ہیں جبکہ یہ مجاہد جہادی کھیل کھیل کر دشمن کے چھکے چھڑا رہے ہیں-

اس سے پہلے کہ ہم آپ کو ان معرکہ آرائیوں کی رزم گاہ میں لے چلیں، آیئے ذرا ایک سرسری نظر سکور بورڈ پر ڈالتے چلیں اور دیکھیں کہ مجموعی طور پر مجاہدین اور دشمن نے ایک دوسرے کے خلاف کس قدر سکور کیا ہے-- اس دفعہ بھارتی فوج کے خلاف ۹ بڑے جہادی میچوں کا رن پڑا- ان معرکوں میں مجاہدین نے ۱۱۴ بھارتی فوجیوں کو کلین بولڈ کردیا جبکہ مقابلے میں لشکر طیبہ کے صرف ۷ مجاہد شہید ہوئے-- یہ دلچسپ بات بھی ہمیں یاد رہنی چاہئے کہ ہر میچ میں مجاہدین تو مٹھی بھر تھے لیکن مقابلے میں بھارتی فوجی کم از کم سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں تھے-

آیئے اب باری باری ان یادگار جہادی میدانوں میں چلیں جہاں یہ **معرکۃ الآراء** میچ کھیلے گئے-

ڈوڈہ---۹ بھارتی فوجی ہلاک

یہ ڈوڈہ کا جہادی میدان ہے- لشکر طیبہ کے نہ جھکنے والے، نہ بکنے والے سرفروش مجاہد دشمن کے خلاف تباہ کن باؤلنگ کرنے کے لئے تیار ہیں- ہدف ڈوڈہ میں واقع بھارتی فوج کا ایک کیمپ بنایا گیا- مجاہدین کے دستے کی کپتانی بھائی ابو موسیٰ نے سنبھالی اور پھر مقررہ وقت پر مجاہدوں نے اس فوجی کیمپ پر دھاوا بول دیا- گولیوں کی تڑتڑاہٹ اور بھارتی فوجیوں کی چیخوں سے علاقہ گونج اٹھا- مجاہدین کی اس کامیاب یلغار میں بھارتی فوج کی ۹ وکٹیں اڑ گئیں اور بہت سے فوجی زخموں سے چور خون میں لت پت کراہتے رہے- مقابلے میں بحمد اللہ لشکر طیبہ کا کوئی بھی نقصان نہ ہوا- اور مجاہدین بحفاظت "بیک ٹو پویلین" یعنی اپنے مخصوص ٹھکانوں میں پہنچ گئے-

چاہ ڈورہ---۷ بھارتی فوجی ہلاک

یہ ضلع بڈگام تحصیل چاہ ڈورہ کی جہادی پچ ہے- یہاں بھارتی فوج نے مجاہدین کے خلاف کریک ڈاؤن کی صورت میں باؤلنگ کا ناپاک پروگرام بنایا--- یہ دراصل ان کا پرانا فاؤل ہے کہ جب بھی وہ مجاہدین کی مسلسل یلغاروں سے تنگ آجاتے ہیں تو پھر میدان میں سامنے آکر مقابلہ کرنے کی بجائے بے گناہ سول آبادی پر دھاوا بول دیتے ہیں- وہ سمجھتے ہیں کہ ان سول لوگوں کو ذرا دھمکا کر بالآخر مجاہدوں کو پکڑنے میں کامیاب ہو جائیں گے- لیکن آفرین ہے کشمیری مسلمان مردوں، عورتوں، بوڑھوں اور بچوں پر کہ انہوں نے ہر ظلم وستم سہنے کے باوجود بھارتی فوج کو مکمل طور پر مایوس کیا- کشمیری مسلمان جس طرح اپنی جانوں کو خطرے میں ڈال کر مجاہدوں کی حفاظت کرتے ہیں، اس سے بھارتی فوج کے ناپاک عزائم کبھی بھی پورے نہ ہو سکے-

آج بھی بھارتی فوج نے تنگ آکر اپنا یہی حربہ استعمال کرنے کی کوشش کی---- لیکن اس وقت اسے بری طرح منہ کی کھانی پڑی جب لشکر طیبہ کے شیر سینکڑوں بھارتی فوجیوں کا گھیرا توڑ کر نکلنے میں کامیاب ہو گئے- بھارتی فوج نہ صرف انہیں یوں نکلتا دیکھ کر منہ دیکھتی رہ گئی بلکہ مجاہدوں کی گولیوں کا نشانہ بن کر ۷ بھارتی فوجی بھی مردار ہو گئے اور لشکر طیبہ کے شیر آرام سے اپنی کچھار میں پہنچ گئے-

نتنوسہ اور پامپور کا میدان کارزار- دو میجر سمیت ۱۸ فوجی ہلاک- ابو ثمامہ اور ابو وقاص شہید

یہ ۱۷- رمضان المبارک کا دن ہے- رحمتوں اور برکتوں کی برکھا چھائی ہوئی ہے- اسی عالم میں مجاہدین لشکر طیبہ ڈسٹرکٹ کپواڑہ کے گاؤں **نتنوسہ** پہنچتے ہیں- یہاں بھارتی فوج کی ایک گشتی پارٹی کے خلاف مجاہدوں نے گھات لگائی- دونوں طرف سے گنوں نے خوب آگ اگلی- فائرنگ کا زبردست تبادلہ ہوا- گھمسان کے اس رن میں بھارتی فوج کے ایک میجر سمیت ۱۰ بھارتی سورمے کیفر کردار تک پہنچ گئے- کئی بھارتی فوجی زخمی ہوئے جبکہ لشکر طیبہ کے دو مجاہد ابو وقاص اور ابو ثمامہ داد شجاعت دیتے ہوئے شہید ہو گئے- ابو وقاص عبدالمنان کا تعلق اوکاڑہ سے جبکہ ابو ثمامہ عبدالشکور کا تعلق چونیاں سے تھا-

پامپور سری نگر میں لشکر طیبہ کے مجاہدین نے بھارتی فوج کے ایک راستے میں دستر خوان بچھایا- سفاک ہندو فوجیوں نے جوں ہی اپنے قدم اس دستر خوان پر رکھے، ایک زبردست

زخمی ہوئی تھیں- معلوم ہوا کہ یہ نذر ماننے اور چڑھاوے کے لئے مشہور آئٹم ہے- مختصرا امام صاحب کے مزار کے اندر جانا بہت مشکل نظر آ رہا تھا کیونکہ عورتوں کا اتنا رش تھا کہ پاؤں رکھنے کی بھی جگہ نہ تھی- کچھ مرد جو بمشکل اندر پہنچے ہوئے تھے' وہ عورتوں کے درمیان اس طرح پھنس کر رہ گئے تھے کہ ان کا باہر نکلنا ناممکن تھا- ایک آدمی ہاتھ میں چھڑی لئے کمرے یعنی مزار کے دروازے میں کھڑا لوگوں کو راستہ بنانے کی تلقین کر رہا تھا- اس کے پاس ہی قبر کے پیروں کی جانب ایک بڑا سا غلہ یا صندوقچہ تھا- جس میں لوگ دھڑا دھڑ پیسے ڈالتے جاتے تھے- ایک چیز جو یہاں دیکھنے میں آئی' وہ دربار کی سجاوٹ تھی- متعدد پنکھے' فانوس' لائٹیں رنگ برنگی جھنڈیاں وغیرہ اپنے اپنے جلوے دکھا رہی تھیں-

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم مزارات پر صرف دعا کے لئے جاتے ہیں- مانگنے کچھ نہیں جاتے تو ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ قبر کا تختہ بنانا' اس پر چادر چڑھانا' دیئے کا جلانا' کتبے کا لگانا اور میلے کا منایا جانا سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنت کے خلاف ہے- اب اگر ان کو روکنے اور یہاں آنے والوں کو صحیح اسلامی تبلیغ کرنے کا حوصلہ آپ میں ہے تو شوق سے جائیے اور اگر آپ ان برائیوں کو دیکھنے کے بعد واپس آجائیں اور خاموش رہیں تو آپ کی دینی غیرت کی موت ہے اور آپ منکرات میں حصہ دار بن کر آئے ہیں- باقی جہاں تک قبروں پر دعا کرنے کا تعلق ہے تو یاد رکھئے وہاں جانے اور دعا کرنے کا ایک مقصد جو اللہ کے رسول ؐ نے بتلایا ہے- اگر وہ مقصد پورا ہو تو جانا ٹھیک ہے ورنہ نہیں- چنانچہ قبروں پر جانے کا جو مقصد رسول ﷺ نے بیان فرمایا ہے- توجہ سے سنیں-

قال رسول اللہ زوروا القبور فانها تذکرکم الاخرہ (مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبروں کی زیارت کیا کرو اس لئے کہ یہ آخرت کی یاد تازہ کرتی ہے-

اب بچی بات تو یہ ہے کہ قبرستان میں اللہ کے رسول ؐ کے فرمان کے مطابق کچی قبریں ہوں' کچھ زمین بوس اور کچھ خستہ حال ہوں' وہاں اپنے پیاروں عزیزوں کی قبریں بھی موجود ہوں تو آخرت کی یاد دہانی کا مقصد دوچند ہو جاتا ہے- اب اس کا باقی حال ملاحظہ فرمائیں-

امام صاحب کے دربار کے شرقی جانب واقع دروازے کے ساتھ ایک چھوٹی سی راہداری ہے جس کے اختتام پر دو انتہائی جیل نما بیرکیں (کمرے) تھیں- ایک کمرہ میں دو اور دوسرے کمرہ میں چار قبریں تھی- یہ حصہ شاید عورتوں کے لئے مخصوص تھا کیونکہ یہاں صرف عورتیں ہی تھیں اور ایک بوڑھی مگر توانا قسم کی عورت سب کو بیٹھ کر دعائیں مانگنے کا کہہ رہی تھی- شاید یہ ان قبروں کی مجاورہ تھی- کیونکہ جیسے ہی اس نے ہمیں دیکھا تو ہمیں نفرت سے گھورنے لگی- یہاں ہم نے ایک بالکل ضعیف عمر کی بوڑھی عورت سے پوچھا کہ اماں جان! آپ کس لئے یہاں آتی ہیں؟ تو اس نے جو جواب دیا' اس سے اللہ تعالی کا عرش بھی کانپ اٹھا ہوگا- کہنے لگیں' بیٹا "سجدہ کرنے آئی ہوں' سب لوگ سجدہ کرنے آتے ہیں" ہم بوڑھی کے خیالات سن کر استغفار کرتے اور شیطان کو کوستے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے- اب ہم نے ایسا آدمی تلاش کیا جو بقول دربار کے چند آدمیوں کے اس دربار کا پرانا خادم تھا اور ہمیں صحیح معلومات فراہم کر سکتا تھا- اس شخص کا نام محمد امین ولد اللہ دتہ ہے- یہ یہاں ملنگ مشہور ہے- اس کے علاوہ سیالکوٹ محلہ چراغ پورہ کے رہنے والے ایک بزرگ جن کی عمر ۸۵ سال تھی' سے بھی امام صاحب کی شہادت کے متعلق گفتگو ہوئی- آپ بھی ملاحظہ کریں

ملنگ امین نے کہا کہ ۶۵ء کی جنگ میں لوگوں نے مجھے شہید سمجھ کر دربار صابر شہید لاہور میں دفن کردیا- جب مجھے ہوش آیا تو میں قبر توڑ کر باہر نکل آیا- اب میں سیالکوٹ میں دربار امام صاحب پر ہوں اور میری قبر آج بھی لاہور میں ہے

امام علی الحق کی شہادت اور من گھڑت قصے

ملنگ امین کے مطابق جس کی حالت ایسی تھی کہ دوران گفتگو اس نے خود ہمیں کہا کہ میں اگر بھارت چلا جاؤں تو سب مجھے سکھ کہیں گے- بہرحال اس نے بتایا کہ امام علی الحق کی کہانی "پیر مرادیہ" سے شروع ہوتی ہے- (پیر مرادیہ کا مزار بھی سیالکوٹ میں واقع قلعہ پر ہے) ہم نے پوچھا! جناب یہ پیر مرادیہ کون تھے تو اس نے ہمیں پیر مرادیہ کی پیدائش کا واقعہ سنایا- آپ بھی سنیں اور ان کی مشرکانہ سوچ پر افسوس کریں-

پیر مرادیہ کی پیدائش کا من گھڑت قصہ

امین ملنگ کے مطابق ملک شاہ ولی (جن کا اگوکی میں مزار ہے) سمبڑیال آئے- تو یہاں انہوں نے ڈیرہ لگالیا- یہاں ان دنوں ایک شمو گجری تھی جو راجہ سلوان کے لئے دودھ لے کر جاتی تھی- راجہ سلوان اس وقت سیالکوٹ کا حکمران تھا- ایک دفعہ ملک شاہ ولی نے شمو گجری سے کہا کہ مجھے چائے بنانے کے لئے دودھ دو- مگر شمو گجری نے انکار کردیا- جس پر ملک شاہ ولی نے کہا کہ بے شک تم مجھے دودھ نہ دو مگر صرف اس کی ایک جھلک ہی کرادو- چنانچہ ملک شاہ ولی نے دودھ دیکھ کر واپس گجری کو دے دیا اور کہا کہ اب اسے راجہ کے پاس لے جاؤ- چنانچہ گجری یہی دودھ کا پیالہ راجہ کے پاس لے آئی- جب راجہ نے دودھ پینے کے لئے منہ سے لگایا تو خون بن گیا- راجہ بہت پریشان ہوا- اس نے گجری سے کہا' اسے کہیں پھینک دو- گجری خون (دودھ) کا پیالہ لے کر راحلائی میں واقع تالاب پر لے آئی- یہ تالاب راجہ نے اپنی ملکہ اور رانیوں کے لئے بنایا ہوا تھا- شمو گجری نے جیسے ہی یہ خون تالاب کے پانی میں پھینکا تو وہ گلاب کا پھول بن گیا- اب رانیاں اسے پکڑتیں تو وہ کسی کے بھی ہاتھ نہ آیا- اب راجہ کی بہن نے کہا کہ ہٹو اب میں اسے پکڑتی ہوں- حیرت انگیز طور پر وہ پھول راجہ کی بہن نے پکڑ لیا- ابھی کچھ دن ہی گزرے تھے کہ اس پھول کی وجہ سے راجہ کی بہن حاملہ ہوگئی (حالانکہ وہ کنواری تھی) جب راجہ کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے بہن کو گھر سے نکال دیا کہ تیرا چال چلن ٹھیک نہیں ہے- چنانچہ راجہ کی بہن قلعے کے پاس ہی ایک جھونپڑی میں رہنے لگی- وہیں اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا- جو بڑا ہو کر "پیر مرادیہ" مشہور ہوا- پیر مرادیہ جب ۱۴' ۱۵ سال کا ہوا تو اس نے ماتھے پر بندیا اور کانوں میں جنجو ڈال لئے-

راجہ سلوان کا پیر مرادیہ کو قتل کرنا

اب کچھ مدت بعد راجہ کو قلعہ بنانے کا خیال آیا- وہ قلعہ تعمیر کرتا تو تعمیر ہونے کے بعد گر جاتا- آخر اس نے تنگ آکر جوتشی سے اس کا حل مانگا تو اس نے کہا کہ جب تک کسی مسلمان کا خون ان دیواروں کی بنیادوں میں نہیں ڈالا جائے گا- یہ قلعہ تعمیر نہیں ہو سکے گا- چنانچہ مسلمان کی تلاش شروع ہوئی مگر سمندر تک کوئی بھی مسلمان اس علاقہ میں نہیں پایا جاتا تھا- آخر راجہ نے جوتشی سے مسلمان شخص کی نشانیاں پوچھیں تو اس نے کہا کہ وہ پہلے دائیں ہاتھ اور پھر بائیں ہاتھ دھوتا ہے- پھر منہ اور پھر دائیں پاؤں اور پھر بائیں پاؤں کو دھوتا ہے اور نماز پڑھتا ہے- چنانچہ ان نشانیوں والا آدمی پیر مرادیہ نکلا تو سپاہیوں نے اسے راجہ کے دربار میں پیش کردیا- (اسی دوران میں نے بابا صاحب سے پوچھا کہ آپ کہتے ہیں کہ اس وقت کوئی مسلمان نہ تھا تو ملک شاہ ولی کدھر تھے- اس پر کہنے لگا بس اللہ کو ایسے ہی منظور تھا) راجہ نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا تو پیر مرادیہ کہنے لگا کہ تمہارا مقصد تو دیوار کھڑی کرنا ہے- لو میں کردیتا ہوں- مجھے قتل نہ کرنا- چنانچہ پیر مرادیہ نے انگلی کاٹ کر اس کا خون دیوار پر گرایا تو وہ لوہے کی طرح مضبوط ہوگئی- یہ دیکھ کر جوتشی نے شور مچادیا کہ جس کے ہاتھ میں اتنی طاقت ہے' اس کے سر میں کتنی

طاقت ہو گی- چنانچہ راجہ نے "پیر مرادیہ" کو قتل کروا دیا- جب پیر مرادیہ کی ماں کو پتہ چلا تو وہ روتی ہوئی راجہ کے پاس آئی اور بولی 'پہلے مجھے گھر سے نکالا اور اب میرے بچے کو قتل کر دیا ہے- چنانچہ پیر مرادیہ کی ماں ملک شاہ ولی کے پاس پہنچی اور اس سے فریاد کی تو ملک شاہ ولی نے کہا کہ تم مدینہ جاؤ وہاں امام علی الحق ہوں گے- نبی کریم ﷺ سے فریاد کرنا وہ تمہاری مدد کریں گے- پیر مرادیہ کی ماں نے کہا 'میں مدینہ کیسے جاؤں تو ملک شاہ ولی نے کہا تم آنکھیں بند کرو- جب تمہارے پاؤں زمین کو چھونے لگیں تو آنکھیں کھول دینا- چنانچہ جب پیر مرادیہ کی ماں نے آنکھیں کھولیں تو وہ مدینہ پہنچ چکی تھی- یہاں پہنچ کر اس نے نبی کریم ﷺ کے روضہ پر حاضری دی اور فریاد کی- جس پر نبی کریم ﷺ نے امام علی الحق کو حکم دیا کہ جاؤ اور اس "مائی" کی مدد کرو- چنانچہ امام علی الحق اپنے ساتھ تین امام اور پانچ پیر لے کر راجہ سلوان کے مقابلہ پر نکل آئے- جب پیر مرادیہ کی ماں نے یہ دیکھا تو امام علی الحق سے کہا کہ اتنے تھوڑے آدمی راجہ کا مقابلہ کیسے کریں گے- جس پر امام علی الحق نے کہا اچھا... اب اپنے چاروں طرف دیکھو! جب اس نے ارد گرد دیکھا تو بہت بڑا لشکر تھا- چنانچہ امام علی الحق سیالکوٹ پہنچے اور راجہ سے جنگ کی- راجہ نے امام علی الحق کا سر کاٹ دیا- سر کٹنے کے باوجود امام علی الحق دھڑ کے ساتھ لڑتے رہے- جب عورتوں نے بغیر سر کے امام علی الحق کو لڑتے ہوئے دیکھا تو حیرت سے کہنے لگیں 'یہ کیسے ہو سکتا ہے- یہ بات سن کر امام علی الحق کا دھڑ زمین میں پیوست ہو گیا اور آج اسی جگہ ان کا مزار ہے- نیز جو پانچ پیر امام علی الحق کے ساتھ تھے' وہ کئی بار قتل ہوئے اور کئی بار زندہ ہوئے اور راجہ کی فوجوں کا جراءت مندانہ مقابلہ کیا اور اس کو شکست دے دی-

۸۵ سالہ بزرگ غلام رسول (جن کا ذکر اس واقعہ کے شروع میں کیا گیا ہے) جن کا دعوی تھا کہ میں نے بخاری و مسلم شریف کا بھی مطالعہ کیا ہوا ہے- اس واقعہ کی مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا کہ امام علی الحق کے ساتھ جو امام آئے تھے' ان میں ایک امام کلک پیر بھی تھے- جب یہ لڑتے ہوئے قلعے کے دروازے پر پہنچے تو دروازے کو توڑنے کی کوشش کی مگر وہ نہ ٹوٹا- چنانچہ امام کلک نے طیش میں آکر اپنا سر کاٹ کر جب قلعے پر مارا تو دروازہ ٹوٹ گیا-

یہ تو تھی کہانی امام علی الحق اور پیر مرادیہ کی نام نہاد شہادت کی- اب ہم "پیر مرادیہ" کے مزار پر بھی پہنچے- پیر مرادیہ کی ماں کی قبر بھی یہاں ہے- یہاں پر پیر مرادیہ کی شہادت کی داستان لکھ کر ایک فریم میں لگائی گئی ہے- بہتر معلوم یہی ہوتا ہے کہ یہاں لکھی جانے والی داستان بھی قارئین کرام کے سامنے لائی جائے تاکہ ان کو کچھ اندازہ ہو کہ عوام کے ذہنوں میں امام علی الحق اور پیر مرادیہ کے متعلق جو دیومالائی قصے مشہور ہیں- ان کی اصل حیثیت کیا ہے- اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اصل بات کا کسی کو بھی علم نہیں اور اگر بتائیں تو یقین نہیں کرتا- وہابی کہہ کر بات ٹال جاتے ہیں- اب مزار پر لکھی جانے والی داستان کچھ اس طرح کے عنوان سے شروع ہوتی ہے-

سیالکوٹ کا شہید اول پیر مراد علی شاہ چشتی اور والدہ ماجدہ مائی راستیؒ

۴ ہزار سال قبل سیالکوٹ کی بنیاد راجہ سل نے رکھی تھی جبکہ قلعہ سیالکوٹ کی تعمیر راجہ بکرما جیت نے رکھی- فیروز شاہ تغلق کے دور میں سیالکوٹ پر راجہ ساہپال کی حکومت تھی- اس نے قلعہ کی دیوار کو از سر نو تعمیر کرنے کا آغاز کیا دیواریں جب مکمل ہوتیں تو زمین بوس ہو جاتیں- چنانچہ راجہ نے تمام جوتشیوں کو جمع کیا اور معمہ کا حل پوچھا تو جوتشیوں نے کہا کہ جب تک ان دیواروں کی بنیادوں میں کسی مسلمان کا خون نہ چھڑکا جائے گا' یہ کھڑی نہ ہوں گی- چنانچہ سپاہیوں نے راجہ کے

سر کٹنے کے باوجود امام علی الحق دھڑ کے ساتھ لڑتے رہے-

حکم پر ایک "مراد نامی" شخص کو گرفتار کرلیا اور اس کا سر قلم کر کے اس کا خون قلعہ کی دیواروں کی بنیادوں میں ڈالا گیا- اس واقعہ کا علم جب مائی راستی کو ہوا تو وہ اس ظلم و ستم کا بدلہ لینے کے لئے امام علی الحق کے پاس پہنچی جو کہ اس وقت دہلی کے شیخ الاسلام کے عہدہ جلیلہ پر متمکن تھے اور سلسلہ عالیہ چشتیہ کی خلافت بابا فرید الدین گنج شکر پاک پتنی سے ان کو ملی تھی- فیروز شاہ تغلق سے امام علی الحق نے داد رسی کے لئے کہا- چنانچہ فیروز شاہ تغلق نے امام علی الحق کے ساتھ ایک مجاہدین کی جماعت روانہ کردی- امام علی الحق کے ساتھ ان کے بھائی بھی تھے- یہ

امام کلک نے طیش میں آکر اپنا سر کاٹ کر جب قلعے پر مارا تو دروازہ ٹوٹ گیا

واقعہ ۶۸۶ھ کا کہا جاتا ہے- جب یہ قافلہ جالندھر پہنچا تو یہاں امام علی الحق کے بھائی امام ناصر الدین چشتی بیمار ہو کر انتقال کر گئے- جن کا مزار جالندھر میں ہے- اس کے بعد پسرور کے قریب امام علی الحق کا مقابلہ راجہ ساہپال کے بھائی راجہ جگت پال سے ہوا- یہاں امام علی الحق کے دوسرے بھائی سید میرباز خان چشتی المعروف سید میراں برخوردار شہید ہو گئے- ان کا مزار پسرور ضلع سیالکوٹ میں ہے- اس کے بعد سیالکوٹ کے جنوب کی طرف نالہ کے کنارے دو دن خون ریز جھڑپ میں امام علی الحق شہید ہو گئے- تیسرے دن مجاہدوں نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا اور کمند لگانے کے بعد امام علی الحق کے بھانجے حضرت فتح محمد المعروف سید سرخ رو شہید ہو گئے- (اقتباس - تاریخ بندوبست سیالکوٹ ۱۸۶۷ء تاریخ سیالکوٹ محمد دین فوق ۱۹۰۴ء)

قارئین کرام! یہ دونوں داستانیں آپ کے سامنے ہیں- خدارا ان کو غور سے پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ بزرگوں کی عقیدت بڑھانے کی خاطر درباری لوگ کیا کیا قصے کہانیاں اور حربے استعمال کرتے ہیں- ملنگ امین نے پیر مرادیہ کے متعلق کہا کہ جس جگہ مزار ہے' وہاں اس کا صرف "سر" دفن ہے جبکہ دھڑ کہیں اور دفن ہے- اسی طرح امام علی الحق کے متعلق مشہور ہے کہ جس کو بخار ہو' وہ دربار امام صاحب میں لگے درخت کی ٹہنی توڑ کر گھر لے جائے تو بخار اتر جاتا ہے-

آخر میں امین ملنگ نے اپنی کراماتیں بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں ۶۵ء کی جنگ میں زخمی ہو گیا تھا- چنانچہ لوگوں نے مجھے شہید سمجھ کر دربار صابر شہید (نزد بادشاہی مسجد لاہور) میں دفن کردیا- جب مجھے ہوش آیا تو میں قبر توڑ کر باہر نکل آیا اور اس وقت سے میں سیالکوٹ میں دربار امام صاحب پر ہوں- اور میری قبر آج بھی لاہور میں ہے- جبکہ ملنگ کے پاس ایک سیٹی (وسل) کے متعلق اس نے کہا کہ ۶۵ء کی جنگ میں پسرور کے قریب میں نے سیٹی بجا کر جہاز کو گرا دیا تھا- جب ہم نے قریب بیٹھے چند لوگوں سے پوچھا کہ کیا تمہیں ملنگ کی ان باتوں پر یقین ہے تو وہ بولے کہ ہم کیا کہہ سکتے ہیں یہ بزرگ آدمی ہیں- شاید ٹھیک کہتے ہوں- ہم نے ملنگ سے پوچھا کہ کیا آپ نماز پڑھتے ہیں تو کہنے لگا کہ مجھے تو نماز آتی ہی نہیں ..... ہم نے پوچھا کہ پھر آپ بزرگ کیسے بنے بیٹھے ہیں؟.... اور جب ہم نے نماز کی پابندی کی احادیث سنائیں اور نبی کریم "کا فعل بتایا تو لاجواب ہو کر بولا' آپ وہابی ہیں؟ بہر حال ہم نے کچھ دیر ملنگ اور دوسرے لوگوں کو وعظ و تلقین کی اور انہیں شرک کے متعلق سمجھایا- اسی طرح ایک نوجوان سے ملاقات ہوئی جو امام صاحب کی قبر کے بالکل سامنے ساتھ والے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا- بظاہر دیکھنے میں تو یہی معلوم ہوتا تھا کہ کوئی تعلیم یافتہ ہستی ہو گی- اجلا ہوا لباس پہنے ۱۰۰۰۰ ہزار دانوں والی تسبیح لے کر کچھ پڑھتے جاتے تھے- ہم نے جب ان سے انٹرویو کیا تو انہوں نے بتایا کہ میرا نام شعیب ہے اور میں سیالکوٹ کے محلہ کشمیری میں رہتا ہوں- اور میں ۱۱- ۱۲ سال سے روزانہ صبح سے لے کر عشاء تک اسی جگہ بیٹھ کر وظیفہ پڑھتا رہتا ہوں- ہم نے کہا شعیب صاحب آپ کیا پڑھتے ہیں؟ تو اس نے کہا کہ میرے پیر و مرشد نے ایک وظیفہ بتایا ہے' وہ پڑھتا ہوں- اور جب تک وہ عمل پورا نہیں ہو جاتا' یہ پڑھتا رہوں گا- نیز یہ

باقی صفحہ ۵۰ پر

ان ائر کمپنیوں میں
۱- ائر امریکہ ۲- ائر ایشیا ۳- انٹر ماؤنٹین ایوی ایشن ۴- جنوبی ائر ٹرانسپورٹ ۵- سول ائر ٹرانسپورٹ .... کے علاوہ دیگر کئی ممالک میں سی آئی اے کی چارٹرڈ کمپنیاں بھی کام کر رہی ہیں جو وقت کی معروف کمپنیاں شمار کی جاتی تھیں- اس کے علاوہ سی آئی اے کے مزید ادارے جن میں
۱- ڈبل چیک کارپوریشن ۲- ریڈیو لبرٹی ۳- ریڈیو سوان ۴- ریڈیو فری یورپ ۵- انٹر نیشنل آرمامنٹ کارپوریشن ۶- میرین ائرو کارپوریشن شامل ہیں- انتہائی اہم اور معروف ادارے سمجھے جاتے رہے ہیں- ان میں سے دو کا نام اب تبدیل کر دیا گیا ہے- ریڈیو سوان کا نام تبدیل کر کے ریڈیو امریکہ اور جنرل اسٹیم کارپوریشن کا نام وین گارڈ سروس کارپوریشن رکھ دیا گیا ہے- دراصل یہ کمپنیاں ۱۹۶۰ء میں کیوبن صدر فیڈرل کاسترو کے خلاف پراپیگنڈہ اور فوجی احکامات وہدایات کے طور پر استعمال ہوتی رہی ہیں- چونکہ ان پر ایک خاص لیبل تھا اور ویسے بھی سی آئی اے ان کے ذریعے اپنے مقاصد حاصل کر چکی تھی لہٰذا بعد میں ان کے نام تبدیل کر دیے گئے- ان اداروں میں انٹر نیشنل آرمامنٹ کارپوریشن جسے (انٹر آرم کو) کہا جاتا ہے' امریکی اسلحہ کا سب سے بڑا گودام ہے- یہ کمپنی عام طور پر جنگی ہتھیار اور دوسرا فوجی سازو سامان جو کسی آپریشن کے لئے استعمال میں لانا ہوتا ہے' مہیا کرتی ہے- یہ کمپنی جدید ترین اسلحہ کی فراہمی کے سبب اپنی ایک اہمیت رکھتی ہے- اس کمپنی کی بنیاد سموئیل کومنگ نے جو کہ کوریا کی جنگ میں سی آئی اے کا ایک اعلیٰ آفیسر تھا' ۱۹۵۳ء میں رکھی تھی-

بہرحال یہ ہیں وہ تمام اسباب جن کے باعث یا ذریعے سے سی آئی اے اپنے ہر جائز و ناجائز کام کے لئے دولت اکٹھی کرتی ہے اور پھر اسے بے دریغ انسانیت کا دامن تار تار کرنے میں صرف کر دیتی ہے-

یقیناً آپ ایک باشعور اور دور اندیش ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اعلیٰ ادراک کے مالک بھی ہیں اور تمام حقائق بھی آپ کے سامنے ہیں لہٰذا ان کی روشنی میں اب آپ نے اس پردے کو ذرا سرکا کے اس کے اندر جھانک کر یہ دیکھنا ہوگا کہ

"اس پردے کے پیچھے انسانی حقوق کی پاسداری میں کہیں انسانی لہو تو نہیں ٹپک رہا"

وضاحت

الدعوۃ ماہ فروری میں تبصرہ کتب میں ذیل کی تین کتابوں کی قیمتیں صحیح طور پر بیان نہیں ہو سکیں- شائقین ذیل کی ترتیب سے طلب فرمائیں-

۱- امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں حصے یکجا- ڈاک خرچ سمیت ۱۶۰ روپے

۲- ۱۲ مسائل- ایک کتاب ڈاک خرچ سمیت - ۹۰ روپے اور حنفی بھائیوں میں تقسیم کرنے والوں کو آدھی قیمت پر کم از کم ۵ کتابوں کے لئے ۲۲۵ روپے بھیجئے

۳- الجماعہ - ایک کتاب کے لئے ڈاک خرچ سمیت ۳۵ روپے اور تقسیم کرنے والے ۱۰ کتابوں کے عوض ۲۰۰ روپے ارسال کریں

ازراہ نوازش رقم بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں- وی پی طلب نہ کریں-

ناظم دار الکتب رحمانیہ بدو ملہی ضلع نارووال

نیز ماہ فروری ۹۶ کے مجلہ میں مولانا عبدالرحمن خلیق بدو ملہی حفظہ اللہ کا ایک شعر کچھ غلط طبع ہوگیا تھا- اصل شعر یوں ہے- نوٹ فرمالیں-

اے طیبہ کے جانباز و بے باک شیرو
جری نوجوانو! بہادر دلیرو

رابطہ
دفتر مرکز الدعوۃ والارشاد
مدینہ مارکیٹ مین بازار وزیر آباد- فون پی پی ۶۰۳۴۸۱

TALIAMOND ASSOCIATES
* Architects
* Civil Engineers
* Contractors

مکانات' مساجد' مدارس اور ہر قسم کی تعمیرات کے لیے طالعمند ایسوسی ایٹس سے رجوع کریں.
سلفی حضرات کیلئے خصوصی رعایت
عبدالباسط شیخ سول انجینئر وماہر تعمیرات
126-1-C-II. ٹاؤن شپ لاہور

ڈاکٹرز مرکز الدعوۃ والارشاد پاکستان کے زیر اہتمام پروگرامات الدعوۃ میڈیکل مشن ۱۹۹۶ء

- ۴ اپریل ۹۶ تا ۱۰ اپریل ۹۶..... معسکر طیبہ' معسکر اقصیٰ افغانستان اور معسکر ام القریٰ آزاد کشمیر کا مطالعاتی دورہ برائے ڈاکٹرز
- ۱۹ مئی تا ۲۸ مئی ۹۶ء ..... الدعوۃ میڈیکل مشن ..... کنڑ (افغانستان) آزاد کشمیر
- ۲۰ جون تا ۲۸ جون ۹۶ء ..... الدعوۃ میڈیکل مشن ..... نورستان
- ۲۵ جولائی تا ۱۲ اگست ۹۶ء ..... الدعوۃ میڈیکل مشن ..... گلیات' سوات' سکردو
- ۵ ستمبر تا ۱۱ ستمبر ۹۶ء ..... الدعوۃ میڈیکل مشن ..... بلوچستان
- ۱۹ دسمبر تا ۲۵ دسمبر ۹۶ء ..... الدعوۃ میڈیکل مشن ..... سندھ

مجاہد ڈاکٹروں سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنی مصروفیات میں سے وقت نکال کر ان پروگرامات میں شامل ہوں تاکہ دعوت وجہاد کا کام اچھے طریقے سے کیا جاسکے- جو بھی ڈاکٹر یا پیرا میڈیکل حضرات ان پروگرامات میں شامل ہونا چاہتے ہیں' وہ براہ کرم مندرجہ ذیل ہدایات کو مدنظر رکھیں-

۱- مرکز کے پروگرام کا مکمل علم ہو- ۲- جذبہ جہاد کے تحت اپنا کرایہ خود برداشت کرنا ہوگا- ۳- ہر مجاہد ڈاکٹر ادویات خود اکٹھی کرکے لائے گا تاکہ وہ مشن میں استعمال ہو سکیں- یہ کام ہم نے اپنی مدد آپ کے تحت ہی کرنا ہے- تاکہ مریضوں کو علاج معالجہ کی مفت سہولت فراہم کی جاسکے---

۴- ہر مجاہد ڈاکٹر اپنی استطاعت کے مطابق دینی اور اصلاحی کتابیں وغیرہ بھی اکٹھی کرکے ساتھ لائے-

۵- میڈیکل مشن کے ان پروگراموں میں جہادی جذبہ کے ساتھ حصہ لینے کے خواہش مند دس سے پندرہ دن پہلے مرکز کو اطلاع دیں تاکہ ان کا نام لسٹ میں شامل کیا جاسکے-

نوٹ: ہر مسئول سے گذارش ہے کہ وہ اس پروگرام کو کامیاب کرنے کے لئے پوری طرح کوشش کریں-

ڈاکٹر احمد داؤد مسئول ڈاکٹرز مرکز الدعوۃ والارشاد پاکستان ۵- چیمبرلین روڈ لاہور فون ۷۳۲۰۰۶

پاسبان کا شادی بازار؟

نیاز بن بشیر

جماعت اسلامی کی کوکھ سے نکلنے والی پاسبان نے جہاں جماعت اسلامی کو کہیں کا نہ چھوڑا' وہاں خود اس کا بھی ڈراپ سین اب یہ ہوا ہے کہ بالآخر پی پی پی کے ساتھ اس کی شادی وقوع پذیر ہوگئی ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ پاسبان کے زیر اہتمام ۳۰ مارچ کو قذافی سٹیڈیم میں ۱۳۰ کے قریب جوڑوں کو ازدواجی بندھن میں باندھنے کا اعلان کیا گیا۔ اس موقع پر فلڈ لائٹس کی چکا چوند روشنیوں اور باراتیوں کے جھرمٹ میں بے نظیر کو بھی مہمان خصوصی کے طور پر بلایا گیا۔ ایک طرف ان جوڑوں نے اپنے ازدواجی سفر کا آغاز کیا تو دوسری طرف پاسبان اور پی پی پی نے بھی اس حسین موقع پر اپنے مشترکہ سفر کا آغاز کردیا۔ اور پھر یہ سفر اس وقت اپنے عروج پر پہنچ گیا جب پاسبان نے اپنے صدر محمد علی درانی کی قیادت میں ۴ اپریل کو ذوالفقار علی بھٹو کے مزار پر حاضری دی---- یہ گویا اس سفر کا کلائمیکس تھا۔ یوں پی پی پی اور پاسبان کے درمیان ایک مضبوط تعلق استوار ہوگیا۔ آج پاسبان نے بالآخر اپنی جو منزل حاصل کی ہے' اس کی نشاندہی مجلہ الدعوۃ نے الیکشن ۹۳ کے دوران ہی کردی تھی کہ ایک اسلامی جماعت کی ذیلی تنظیم کی ان حرکتوں سے سیکولر سیاسی جماعتوں اور جماعت اسلامی کے درمیان فرق ختم ہو رہا ہے۔ لیکن اس وقت ہماری باتوں کو درخور اعتناء نہ سمجھا گیا۔ ان باتوں کو غیر ترقی پسندانہ اور فرقہ وارانہ قرار دیا گیا۔ جوں ہی الیکشن کا خمار اترا اور نتائج سامنے آئے تو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوگیا۔ اور یہ نتائج ابھی تک آ رہے ہیں۔ اور نجانے کب تک آتے رہیں گے۔ پاسبان سے جان چھڑانے کے باوجود عوام کی اکثریت اب بھی بے نظیر کو اقتدار میں لانے کا ذمہ دار جماعت اسلامی کو قرار دیتی ہے۔ پاسبان کے تعاون سے جو ہونا تھا' وہ تو اب ہوگیا۔ قوم کو بے نظیر کا تحفہ مل گیا اور یہ مقصد پورا ہونے کے بعد پاسبان اور جماعت اسلامی والے یوں الگ الگ ہوگئے' جیسے ایک دوسرے کو پہچانتے بھی نہ ہوں۔

ظلم ختم کرنے والا جنّ شادیاں کروانے لگ گیا

جماعت اسلامی کہتی ہے کہ بے نظیر کو لانے کے ذمہ دار ہم نہیں' لیکن دوسری طرف جماعت اسلامی کا روٹھا ہوا بچہ پیپلز پارٹی نے گود میں لیا ہوا ہے اور یہ بچہ بھی بڑی خوشی خوشی سے اب سیاسی مراعات کا دودھ پی رہا ہے۔ ظلم کے خلاف تحریک چلانے والے ظالموں کے پاسبان بن گئے ہیں۔ لگتا ہے پی پی پی کو برسر اقتدار لاتے ہی ملک سے ظلم کا مکمل خاتمہ ہوگیا تھا۔ اس لئے اب ظلم کو چھوڑ کر ملک بھر میں شادیاں ہی شادیاں کروانے کے پروگرام بنائے گئے ہیں۔ شادیوں کے علاوہ اب ملک میں کوئی مسئلہ رہا ہی نہیں ہے۔ جب کوئی مسئلہ نہ رہے تو مصروف رہنے کے لئے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑتا ہے۔ خواجہ حسن نظامی کے جنّ کے بارے میں پڑھتے تھے کہ خواجہ صاحب اسے جو حکم دیتے' وہ فوراً بجا لاتا۔ خواجہ صاحب نے حکم دے دے کر دنیا جہان کی آسائشیں اور نعمتیں اکٹھی کرلیں۔ دولت کے انبار جمع ہوگئے۔ عالیشان محل تعمیر ہوگئے۔ جن کی کوئی نظیر نہ ملتی تھی۔ ہر نعمت مل گئی۔ بلکہ خواہش سے بھی بہت زیادہ مل گئی لیکن جن کے آگے تو یہ سب کچھ معمولی تھا--- وہ پھر بار بار حاضر ہوتا اور خواجہ صاحب سے کہتا "حکم میرے آقا-- حکم میرے آقا...." خواجہ صاحب کہتے بھائی اب کوئی حکم نہیں۔ دنیا میں جو چاہتا تھا اکٹھا کرلیا------ اب اور کیا حکم دوں۔ لیکن جن کو تو ہر صورت کام چاہئے تھا۔ بے کار وہ بیٹھ نہیں سکتا تھا۔ وہ پھر کہتا "حکم میرے آقا" آخر جن کی یہ بار بار کی تکرار سے تنگ آکر خواجہ صاحب کو جان چھڑانے کی ایک تجویز سوجھی۔ انہوں نے جن کو حکم دیا کہ وہ جو سامنے درخت ہے' اس پر تم چڑھتے اترتے رہو--- اور جب تک میں کوئی دوسرا حکم نہ دوں' یہ کام کرتے رہو۔ چنانچہ پاسبان بھی آج اسی طرح مصروف ہے۔ ملک میں ظلم کوئی رہا نہیں اور کام تو کوئی نہ کوئی کرنا ہی ہے۔ سو اب شادیوں کا کام جاری ہے۔ گلی گلی شہر شہر یہ کام شروع کردیا گیا ہے۔ ہر جگہ شادی کروالو' شادی کروالو کی آوازیں لگ رہی ہیں۔ پی پی پی نے ظلم ختم کرنے والے اس جن کو صحیح کام دیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ خواجہ صاحب کے جن نے درخت پر سے اترنے چڑھنے کا فضول کام جوں ہی شروع کیا' چند ہی دنوں میں وہ تھکن سے چور ہو کر بیٹھ گیا اور معافیاں مانگنے لگا کہ میری توبہ' آئندہ اگر آپ سے کوئی حکم لوں۔ اب دیکھئے پی پی پی کا یہ جن کب تھکتا ہے-- ابھی تو کام کی ابتداء ہے--- اور اب تک شادیوں کی صرف دو ہی تقریبات منعقد ہو سکی ہیں۔ پہلی کراچی میں ہوئی اور اب دوسری لاہور کے قذافی سٹیڈیم میں-----

قارئین کرام سوچتے ہوں گے' کیا ہمیں اب ان شادیوں کی بے ضرر تقریبات پر بھی اعتراض ہے تو عرض ہے یہ شادیاں بھی اگر صرف شادیاں ہی رہتیں اور اسی طرح رہتیں جس طرح اسلام میں اس کا تصور ہے تو بھلا اتنے اچھے کام پر ہم کیوں اعتراض کرتے۔ مسئلہ تو یہ ہوا کہ ان شادیوں کو بھی ایک بازار بنا دیا گیا۔ بے حیائی کا بازار اور سیاست کا بازار۔ لوگ کہہ سکتے ہیں کہ اس میں بے حیائی نام کی کم از کم کوئی چیز نہ تھی۔ درست کہتے ہوں گے کیونکہ موجودہ دور میں بے حیائی کا معیار جس قدر بلند ہوگیا ہے' اس کے مقابلے میں عورتوں کی محض بے حجابی تو کوئی برائی نظر ہی نہیں آتی--- جس معاشرے میں گھر گھر ٹی وی پر لڑکے لڑکیاں اکٹھے ڈانس کرتے ہوں' بانہوں میں بانہیں ڈال کر ناچتے ہوں۔ وہاں یہ برائی بھلا کس قطار شمار میں----- لیکن ہم ان تقریبات پر چند اور باتوں کی وجہ سے بھی کچھ لکھنے پر مجبور ہوگئے۔

"امام کعبہ" بھی پاکستانی نکلا

پہلی بات تو یہ تھی کہ پاسبان کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ اجتماعی شادیوں کی اس تقریب میں امام کعبہ عبداللہ ابن السبیل آئیں گے اور وہ خود تمام جوڑوں کا اجتماعی خطبہ نکاح دیں گے۔ اس طرح کے اجتماعی نکاح کا تصور غیر مسلموں خصوصاً یورپ کے عیسائیوں میں ملتا ہے۔ وہاں تمام جوڑے اور ان کے باراتی ایک ہی چرچ میں اکٹھے ہوجاتے ہیں اور پھر مرد وزن کی اس مخلوط محفل میں سب کا اکٹھے نکاح کردیا جاتا ہے۔ یہی نقل پاسبان نے اپنے شادی دربار میں اتارنے کی کوشش کی۔ تمام مرد وزن ایک ہی سٹیڈیم میں ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ عورتیں اور دلہنیں اپنے تمام تر بناؤ سنگھار اور بھڑکیلے لباسوں کے ساتھ بے حجابانہ پھرتی تھیں۔ باراتیوں میں شامل مردوں کے علاوہ صحافی' پاسبان کے ذمہ داران اور خصوصی دعوت پر بلائے گئے مرد بھی آزادانہ تقریب میں شریک تھے۔ عورتوں کے آگے پیچھے جس کرسی پر وہ چاہتے' جاکر بیٹھ سکتے تھے۔ خصوصاً دلہنیں ہر غیر مرد کی نگاہوں کا مرکز تھیں۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے دلہنوں کا بازار سجا ہو۔ اسی بے حجابانہ' غیر اسلامی اور مغرب زدہ ماحول میں امام کعبہ کی آمد کا اعلان کسی حیرت سے کم نہ تھا---- اگرچہ یقین نہیں آتا تھا کہ امام کعبہ ایسے ماحول میں آسکتے ہیں لیکن آخری دنوں تک پاسبان کی طرف سے یہی پروپیگنڈہ جاری رہا کہ امام کعبہ تشریف لائیں گے۔ صرف امام کعبہ ہی نہ کہا گیا بلکہ نام لے کہا گیا کہ عبداللہ ابن السبیل آئیں گے۔ لیکن آخر وہی ہوا جس کا یقین تھا۔ امام کعبہ کی جگہ نائب امام کعبہ کی آمد کا اعلان کیا گیا۔ اسی طرح کا اعلان کراچی میں بھی کیا گیا تھا۔ لیکن وہاں بھی کوئی نائب ہی بنا کر پیش کئے گئے تھے۔ اور پھر یہ نائب تھے بھی کیسے۔ شیخ عبدالکریم مراد علی ان کا نام تھا۔ قارئین ان کے نام سے خود ہی اندازہ کرسکتے ہیں کہ یہ پاکستانی ہیں یا عربی۔ نوائے وقت نے ۳۱ مارچ ۹۶ء کے اخبار میں معتبر ذرائع کے حوالے سے یہ رپورٹ دی کہ شیخ عبدالکریم مراد علی جنہیں "شادی دربار"

"امام کعبہ" کی آمد سے پہلے اور بعد میں ایک سپیشل آرکسٹرا میوزک پر دھنیں بکھیرتا رہا

کی تقریب کے لئے امام کعبہ ظاہر کیا گیا تھا' ان کا تعلق پاکستان سے ہے اور وہ بلوچستان کے رہائشی ہیں۔ رپورٹ میں بتایا گیا کہ مراد علی کچھ عرصہ سعودی عرب کی مدینہ یونیورسٹی میں پڑھاتے رہے۔ بعد ازاں وہ ریٹائر ہو گئے۔ شاید پاسبان والوں نے ان کی اسی حیثیت کو غنیمت سمجھا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جناب مراد علی نے کعبہ میں کبھی امامت بھی کروادی ہو۔ کیونکہ وہاں جماعتیں تو اکثر ہوتی ہی رہتی ہیں۔ ہر ملک سے آنے والے بوقت ضرورت اپنی اپنی جماعتیں بھی کرواتے ہیں۔ انہی میں سے جناب مراد علی نے بھی شاید ایک آدھ دفعہ جماعت کرادی ہو۔ اس طرح وہ امام کعبہ تو بن گئے اور پاسبان والے چاہتے تو انہیں مکمل امام کعبہ بھی ظاہر کر سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے بڑی احتیاط کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں صرف نائب امام کعبہ ظاہر کیا۔ گویا وہ ہر صورت میں تاثر یہی دینا چاہتے تھے کہ وہ مستقل امام کعبہ کے نائب ہیں۔ شاید انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ مستقل امام کعبہ جناب عبداللہ ابن السبیل کی نگرانی میں حکومت سعودی عرب نے ایک ادارہ شئون الحرمین الشریفین کے نام سے بنایا ہوا ہے۔ یہ ادارہ مکہ

ومدینہ دونوں حرمین کے امور کو چلانے کا ذمہ دار ہے۔ اس ادارے کے ارکان میں سے ہی کوئی شخصیت امام کعبہ کی نیابت کر سکتی ہے۔۔۔ اور جناب مراد علی صاحب کا اس ادارے سے کبھی دور کا بھی تعلق نہیں رہا۔۔۔۔ بہر حال پاسبان والوں کے لئے تو یہی بات کافی ہے کہ جناب مراد علی نہ صرف سعودیہ میں پڑھاتے رہے ہیں بلکہ کبھی نہ کبھی انہوں نے کعبہ میں نماز بھی ضرور پڑھائی ہو گی۔۔۔ اور ہماری پاکستانی قوم کو اتنی فرصت کہاں کہ وہ یہ تحقیق کرتے پھریں کہ اصل امام کعبہ کون ہے۔۔۔۔۔ اور انہیں کیا معلوم کہ اس طرح کے امام کعبہ تو دنیا میں ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔

مزے کی بات یہ ہے کہ یہ نائب امام کعبہ مراد علی صاحب جب سٹیج پر تشریف لائے تو حاضرین نے تالیوں سے ان کا استقبال کیا۔ لیکن سٹیج سیکرٹری کو یہ استقبال بھی ابھی کم محسوس ہوا اور پھر امام کعبہ کے استقبال کے لئے یہ درمندانہ اعلان کیا گیا کہ اگر ایک عظیم شخصیت آپ کے لئے شادی کی تقریب میں شرکت کے لئے اتنی دور سے سعودی عرب سے تشریف لا سکتی ہے تو کیا آپ ان کے لئے زوردار تالیاں بھی نہیں بجا سکتے۔ چنانچہ پورا سٹیڈیم تالیوں سے گونج اٹھا اور پھر رنگ ونور کے اسی اختلاط زدہ ماحول میں نائب امام کعبہ سٹیج پر تشریف لائے۔۔۔

افسوس کہ اگر ایک پاکستانی کو نائب امام کعبہ کے طور پر پیش کر ہی دیا گیا تھا تو کم از کم اس مقدس نسبت کے مطابق ان کا استقبال کیا جاتا۔ نہ کہ اس پروٹوکول کا مظاہرہ کیا جاتا جو قرآن نے نافرمان لوگوں کا شعار بتایا ہے۔۔۔ سب سے زیادہ حیرت اور افسوس اس بات پر ہوا کہ نائب امام کعبہ سٹیج پر دوبار تشریف لائے۔ پہلے انہوں نے عربی میں عام خطاب کیا اور پھر عربی میں ہی خطبہ نکاح دیا۔ لیکن دونوں خطابات میں شادی دربار کی ان خرافات پر انہوں نے حاضرین کو نصیحت کا ایک لفظ تک نہ کہا۔۔۔ کیا مسلمانوں کی سب سے بڑی مسجد کا امام کہلانے والا قرآن کی آیات سے اس قدر بے خبر ہو سکتا ہے۔ نہ تو انہوں نے اس نمود ونمائش کی مذمت کی' نہ اس مخلوط اجتماع کے خلاف کچھ کہا اور نہ ہی سٹیڈیم میں پاسبان کے صدر محمد علی درانی کی تصویروں کی طرف اشارہ کیا جو کپڑے پر چھاپ کر سینکڑوں کی تعداد میں لٹکائی گئی تھیں۔۔۔ اسی امام کعبہ کے آنے سے پہلے اور بعد میں ایک سپیشل آرکسٹرا میوزک پر مختلف دھنیں بکھیرتا رہا۔ کاش پاسبان والے امام کعبہ کے نام کو اگر اس طرح (Exploit) نہ کرتے تو ہم اس قدر تبصرہ بھی نہ کرتے۔۔ بعد میں معلوم ہوا کہ ان جوڑوں کو خوش کرنے کے لئے ان کے نکاح ناموں پر امام کعبہ کے دستخط بھی کرائے گئے۔ اور اخبارات نے اس بات کی تصدیق بھی کی کہ اول تو تمام جوڑوں کے نکاح پہلے سے ہوئے تھے' کئیوں نے اسے ولیمہ کی تقریب بنایا اور کئی ایسے تھے جن کی شادی کافی عرصہ پہلے ہوئی تھی اور وہ محض بطور شغل یا خانہ پری کے لئے تشریف لائے تھے۔

سب سے سادہ ترین تقریب کی حقیقت

پاسبان نے اپنی تقریب کی انفرادیت کے لئے دوسری بڑی وجہ یہ ظاہر کی کہ یہ سب سے کم خرچ اور سادہ ترین تقریب تھی۔۔۔۔ ان کے دعووں کے مطابق فریقین سے صرف ۷۵۰۰ روپے بمع رجسٹریشن فیس لئے گئے۔ ان روپوں سے ایک سو افراد کا کھانا' شادی کا جوڑا' شادی کارڈ کچھ جیولری اور تھوڑا بہت جہیز بھی شامل تھا۔ یہ بھی یاد رہے کہ کھانے میں مرغ' بریانی' زردہ' دہی اور سلاد شامل تھا۔۔۔۔ ہزاروں افراد نے یہ کھانا کھایا۔ قارئین خود اندازہ لگائیں کہ کیا ۷۵۰۰ روپے میں یہ سب کچھ ممکن ہے۔ خصوصاً اس صورت میں کہ ان کے دعووں کے مطابق بیشتر جوڑوں کا تعلق اس طبقے سے تھا جو رجسٹریشن فیس ادا کرنے کی پوزیشن میں بھی نہ تھے۔ معلوم یہی ہوتا ہے کہ کوئی الہ دین کا چراغ ڈھونڈا گیا تھا تاکہ یہ سارے اخراجات پورے ہو سکیں۔ اسی الہ دین کے چراغ کی وجہ سے ہی پورا سٹیڈیم فلڈ لائٹس کی روشنی میں نہایا ہوا تھا۔ ورنہ پاسبان والے صرف اسی کا بل ادا کر دیتے تو پوری تنظیم واپڈا کے ہاتھوں دیوالیہ ہو جاتی۔

مزہ تو تب تھا کہ کم سے کم خرچ کر کے شادی کی یہ تقریب منعقد کی جاتی اور دنیا والوں کو یہ مثال دکھا کر بتایا جاتا کہ آپ بھی اسی طرح کم خرچ کر کے آسانی سے شادیاں کر سکتے ہیں۔ لیکن خود پاسبان والوں کے مطابق انہوں نے سپانسر ڈھونڈ کر یہ اخراجات پورے کئے اور یقیناً پاسبان کی سب سے بڑی سپانسر پیپلز پارٹی ثابت ہوئی گویا "ہم پاسباں تمہارے تو پاسباں ہمارا" کے مصداق دونوں ہی پارٹیاں شیر و شکر ہو گئیں۔ جماعت اسلامی کی تربیت یافتہ پاسبان اب کن کن منزلوں کو چھو رہی ہے' یہ خود جماعت اسلامی خصوصاً قاضی صاحب کے لئے درس عبرت ہے۔ انہوں نے پاسبان سے تو جان چھڑا لی لیکن اس کی جگہ انہوں نے اب شباب ملی بنائی ہوئی ہے۔ ہم تو اب یہی عرض کر سکیں گے کہ قاضی صاحب شباب ملی کو کم از کم ان حرکتوں سے بچا کر رکھیں۔ یہ بات ہمیں اس لئے بھی کرنا پڑی کہ ورلڈ کپ ہارنے کے بعد شباب ملی نے پاکستانی کرکٹ پر ۲۰ مارچ کو ایک عوامی عدالت لگائی۔ اس میں ورلڈ کپ کمیٹی کو بڑا مجرم قرار دیا گیا۔ (خبریں ۲۱ مارچ ۹۶)

اس عدالت میں بے حیائی کے کلچرل پروگراموں کو ہارنے کی ثانوی وجہ کے طور پر ذکر کیا گیا۔ یہ بھی غنیمت تھا ورنہ جس عدالت میں وکیل صفائی مصطفیٰ قریشی اور غلام محی الدین جیسے لوگ ہوں' جو اس معاشرے میں فحاشی اور بدمعاشی پھیلانے کے سب سے زیادہ ذمہ دار ہیں' ایسی عدالت میں کلچرل پروگراموں پر اتنی تنقید بھی غنیمت تھی۔ اور پھر مزے کی بات یہ ہے کہ وکیل استغاثہ جماعت اسلامی کے اعجاز چودھری عدالت میں کہہ رہے تھے کہ ٹیم کی شکست کی وجہ راگ رنگ کی محفلیں بنیں۔

انہوں نے کہا کہ کھلاڑی انڈیا جا کر ایسی محفلوں میں کیوں گئے۔ اس پر جماعت اسلامی ہی کے حافظ سلمان بٹ نے ان کے الزامات کو یہ کہہ کر رد کیا کہ استغاثہ کھلاڑیوں پر الزامات ثابت نہیں کر سکا۔ اور کھلاڑی اس شکست کے ذمہ دار نہیں۔ دوسرے وکیل صفائی مصطفیٰ قریشی نے بھی یہی کہا کہ استغاثہ کوئی ثبوت نہیں دے سکا۔ چنانچہ عدالت نے شکست کا بڑا ذمہ دار ورلڈ کپ کمیٹی کو قرار دیا کہ اس کے ارکان نا اہل تھے۔ یہ لوٹ مار میں مصروف رہے اور اسی وجہ سے شکست ہوئی۔ (خبریں ۲۱۔ مارچ ۱۹۹۶ء)

اس سے معلوم ہوا کہ کرکٹ ایسا فضول کھیل جس میں نہ نماز روزے کی فرصت ہے اور نہ اسلامی شعائر کا احترام رہتا ہے' جماعت اسلامی کی نظر میں ایسا کھیل بہر حال پھر بھی درست ہے۔ شباب ملی کی ایسی کارگزاریوں کی رفتار اگرچہ پاسبان کے مقابلے میں بہت دھیمی ہے اور معمولی ہے لیکن پھر بھی جماعت اسلامی کو سابقہ تجربے کی روشنی میں شباب ملی کو کم از کم پھونک پھونک کر چلانا چاہئے۔ تاکہ دوبارہ ایسا وقت نہ آئے کہ پیپلز پارٹی مستقبل میں شباب ملی کی بھی سپانسر بن جائے۔ اگر ایسا ہوا تو پھر جماعت اسلامی بھی نہ بچے گی۔ لوگ جو پہلے ہی بے نظیر کو اقتدار میں لانے کا ذمہ دار جماعت اسلامی کو سمجھتے ہیں' پھر وہ پورے وثوق سے جماعت اسلامی کو ہی ذمہ دار قرار دیں گے۔۔۔۔ ہم تو جماعت والوں کو برادرانہ طور پر سمجھاتے ہیں اور سمجھاتے رہیں گے۔ باقی مانیں نہ مانیں' انہیں اختیار ہے۔

APR-6

سیف اللہ قصوری

ملک بھر کے جید علماء اہلحدیث کا کنونشن
جمہوریت مسترد
جہادِ کشمیر کو تیز تر کرنیکا اعلان

ملک میں روز بروز حالات جس طرح کروٹ بدل رہے ہیں- ہر روز ایک نیا مسئلہ کھڑا ہو رہا ہے- کہیں ثقافت کے نام پر فحاشی و عریانی کی یلغار ہے- کہیں کفرو الحاد کے ایجنٹ دینی قوتوں خصوصاً مجاہدین کو بد نام کرنے کے لئے سازشوں کے جال بن رہے ہیں- مسلم عوام کو کھیل کود اور میڈیا کے ذریعے ہندو ثقافت کا دلدادہ بنایا جا رہا ہے- اور ان کے درمیان آہستہ آہستہ حق وباطل کے درمیان تمیز کو ختم کیا جا رہا ہے- مسلمانوں کے ملک میں مسلمانوں پر غیر مسلموں کو مسلط کیا جا رہا ہے اور جمہوریت کے پردے میں ملک وملت کی پوری بساط لپیٹی جا رہی ہے- دوسری طرف یہود وہنود اور صلیبی طاقتیں مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے ہر حربہ استعمال کر رہی ہیں- کشمیر' چیچنیا' برما اور فلسطین وغیرہ میں مسلمانوں پر وحشیانہ مظالم ڈھائے جا رہے ہیں- پھر اس دو طرفہ صورت حال میں مسلمانوں میں سے ہی اسلام کے ایسے نادان ہمدرد پیدا ہو گئے ہیں کہ جب بھی اللہ کے بندے کافروں اور ان کے ایجنٹوں کی عسکری و نظریاتی یلغار کو روکنے کے لئے دعوت وجہاد کی منظم تحریک کھڑی کرنا چاہتے ہیں- اپنوں کا یہ طبقہ غیروں سے زیادہ ان کے لئے سد راہ بن جاتا ہے- اگر نوجوان وادی کشمیر میں جانوں کے نذرانے پیش کرنے جاتے ہیں تو یہ ہندو کی زبان بن کر ان مجاہدین اور ان کے معرکوں کے متعلق پروپیگنڈہ کرتے ہیں ..... ان المناک اور تشویشناک حالات کے تناظر میں ضروری ہوتا ہے کہ اللہ کے یہ بندے علماء کرام کی صحیح رہنمائی حاصل کریں- جید علماء کا وسیع اجلاس بلائیں تاکہ ان تمام مسائل پر شرح و بسط کے ساتھ غور کیا جائے- اپنی راہ عمل کو واضح کیا جائے- جاری پالیسیوں پر ناقدانہ نظر ڈالی جائے اور نئے مسائل اور نئی رکاوٹوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے' نئے اقدامات اور پالیسیوں کا اجراء کیا جائے- مرکز الدعوۃ والارشاد کی ہمیشہ یہ پالیسی رہی ہے کہ جب بھی ملک وملت اور جماعت کو نئے مسائل اور مشکلات درپیش ہوں- جماعت کے مقتدر اور جید علماء کو اکٹھا کر کے ان کی قیمتی آراء اور مشوروں سے متمتع ہوا جاتا ہے-

حسب سابق اس بار بھی ۳ - ۴ اپریل ۱۹۹۶ء کو مرکز طیبہ مریدکے میں علماء کنونشن منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا- اس کے لئے ماہ مارچ [redacted] میں رابطہ علماء مہم شروع کی گئی- گروپ بندی سے قطع نظر ہزاروں علماء کو خطوط کے ذریعے کنونشن میں شرکت کے دعوت نامے ارسال کئے گئے- مرکزی ذمہ داران پر مشتمل رابطہ کی چار ٹیمیں تشکیل دی گئیں- پروفیسر حافظ محمد سعید نے لاہور' شیخوپورہ' قصور' ساہیوال' وہاڑی' گوجرانوالہ' بہاولنگر' بھکر' مظفر گڑھ' راجن پور میں پہنچ کر بالمشافہ علماء سے ملاقاتیں کیں اور ان کو کنونشن میں شرکت کی خصوصی دعوت پیش کی- اس کے علاوہ ٹیلی فون کے ذریعے بہت سے علماء سے رابطہ کیا گیا-

حافظ عبد السلام بھٹوی اور پروفیسر ظفر اقبال نے گوجرانوالہ' فیصل آباد کے اکثر اہلحدیث مدارس کا دورہ کیا- وہاں کے شیوخ الحدیث اور مدرسین کو کنونشن کی دعوت پیش کی- ان کے علاوہ مساجد کے خطباء اور معروف جماعتی علماء سے رابطہ کیا- حافظ عبد الرحمن مکی نے بہاولپور' ملتان اور ساہیوال زون کے علماء سے رابطہ کرنا تھا- مسلسل دس دن انہوں نے دن رات ایک کر کے علماء سے ملاقاتیں کیں جس کے نتیجے میں ان علاقوں سے علماء کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی- راقم الحروف نے ملک کے تمام مسئولین سے رابطہ کیا- علماء کنونشن کے دعوت نامے ان تک پہنچائے اور گزارش کی کہ وہ اہلحدیث علماء سے وفود کی شکل میں ملاقاتیں کریں اور انہیں اپنے ہمراہ مرکز طیبہ لے کر آئیں-

۳ اپریل بروز بدھ بعد عصر جب کنونشن شروع ہوا تو اللہ کی توفیق سے ملک کے ہر کونے سے علماء' اساتذہ اور شیوخ الحدیث کنونشن میں تشریف فرما تھے- بلوچستان' بلتستان اور کراچی سے چترال تک کے جید علماء کرام تشریف فرما تھے- وللہ الحمد

کنونشن کا انتظام جامع مسجد ام القری کے وسیع صحن میں کیا گیا تھا- علماء کرام کے لئے استقبالیہ کیمپ لگایا گیا جہاں معہد العالی کے اساتذہ اور مرکز کے ذمہ دار احباب علماء کرام کے استقبال کے لئے موجود تھے- جامعہ' الدعوۃ الاسلامیہ الدعوۃ ماڈل سکول اور جامع مسجد ام القری کے علاوہ ایک بڑے میدان میں خیمے لگا کر مہمانوں کے قیام کا بندوبست کیا گیا تھا-

پہلی نشست

مولانا عبد العزیز نورستانی- پشاور

نماز عصر کے بعد پہلی نشست کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے کیا گیا- نظم کے بعد ممتاز عالم دین مولانا عبد العزیز نورستانی کو گفتگو کی دعوت دی گئی- انہوں نے عصر حاضر میں علماء کرام کی ذمہ داریوں پر بحث کی اور کہا کہ ہمیں لومۃ لائم کی پرواہ کئے بغیر دعوت دین کا کام کرنا چاہئے- انہوں نے کہا کہ بعض علماء سمجھتے ہیں کہ رزق خطابت میں ہی ہے- اگر حق بیان کرتے ہوئے خطابت چلی جائے تو کاروبار کیسے چلے گا- علماء کرام کو دنیا کی پرواہ کئے بغیر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنا چاہئے-

> **مفسر قرآن مولانا مفتی محمد عبدہ نے فرمایا----**
> **جماعت جہاد سے زندہ ہوتی ہے- جہاد کشمیر سے انڈیا ٹکڑے ٹکڑے ہوگا- ان شاء اللہ**

مولانا عبد العزیز علوی آف مظفر آباد

نے ملکی صورتحال میں علماء کے مجاہدانہ کردار پر روشنی ڈالی اور کہا کہ عریانی وفحاشی کی موجودہ لہر میں ہمیں بہت متحرک ہو کر دعوت الی اللہ کا کام کرنا چاہئے- انہوں نے کہا کہ ہندو کی ثقافت کا جواب جہاد کی تلوار ہے- جب آپ ملک میں پوری قوت سے دعوت

حافظ عبدالسلام بھٹوی

تعلیم کس لیے؟

اگر دنیا ہی کمانی ہے تو تعلیم کا اتنا لمبا اور غیر یقینی ذریعہ کیوں؟

غلام نسلیں تیار کرنے والے نظام تعلیم پر ایک بصیرت افروز گفتگو......

محترم حافظ عبدالسلام بھٹوی نے کچھ عرصہ قبل مریدکے میں ایک طلباء اجتماع سے خطاب کیا تھا اور تعلیم کی نوعیت اور مقاصد پر قرآن وحدیث کی روشنی میں ایک سیر حاصل گفتگو کی تھی۔ اس گفتگو میں طلباء کے سامنے مروجہ مقاصد سے ہٹ کر ایک نئی لائن سامنے آگئی۔ اب اس خطاب کو انہوں نے بحمد اللہ تحریری صورت میں مرتب کردیا ہے۔ امید ہے کہ یہ تحریر ہمارے دینی ودنیاوی دونوں اداروں کے طلبہ کے لئے مشعل راہ ثابت ہوگی۔ (ادارہ)

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم○ قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون انما یتذکر اولوا الالباب (الزمر-۹)

محترم بھائیو اور عزیزو! حقیقت یہ ہے کہ ہم سب لوگ طالب علم ہیں کیونکہ جس دن کوئی شخص یہ سمجھ لیتا ہے کہ میں عالم بن گیا ہوں' وہ اس کے علم کی موت کا دن ہوتا ہے۔ لہٰذا ہمیں اچھی طرح جان لینا چاہئے کہ ہم طالب علم ہیں۔ خواہ بچے ہیں یا جوان یا بوڑھے۔

بات یہ ہے کہ جب ہم علم حاصل کرتے ہیں تو کس مقصد کے لئے حاصل کرتے ہیں۔ ہم سولہ پڑھتے ہیں' ایم اے کرتے ہیں' ڈاکٹر بنتے ہیں' انجنیئر بن جاتے ہیں یا ہم کسی دینی مدرسے سے فارغ ہوکر عالم بن جاتے ہیں۔ ہماری اس جدوجہد کا مقصد کیا ہے۔ کس مقصد کے لئے ہم نے سولہ یا بیس برس صرف کئے۔ کئی بھائی پی ایچ ڈی کرتے ہیں۔ ان کے برس اس سے بھی زیادہ لگتے ہیں۔

اگر ہم نے یہ وقت اس لئے صرف کیا ہے کہ ہم دنیا میں اچھی زندگی گزاریں' خوشحال زندگی بسر کریں' ہمیں آمدنی کے ذرائع آسانی سے مہیا ہو سکیں۔ اگر یہ بات ہے تو پھر یہ نہایت ہی نادانی کی بات ہے اس لئے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے اسباب بنائے ہیں اور ہر کام کے لئے جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ پھر بھی اصل حقیقت یہ ہے کہ رزق کا معاملہ اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے اور وہی بہتر جانتا ہے کہ رزق کسے دینا ہے اور کتنا دینا ہے۔ آج پڑھے لکھوں کا یہ حال ہے کہ اگر کلرک کے لئے ایک اسامی خالی ہوتی ہے تو کتنے بی اے پاس درخواستیں دیتے ہیں۔ اگر ایک ٹیچر کی جگہ نکلتی ہے تو چھ چھ ہزار درخواستیں بھی آجاتی ہیں کہ ہمیں ٹیچر رکھ لو۔ قاصد جسے پہلے چپڑاسی کہا جاتا تھا' کے لئے آسامی نکلتی ہے تو ہزار ہزار دو ہزار میٹرک اور ایف اے حتی کہ بی اے۔ ایم اے پاس لوگوں کی درخواستیں آجاتی ہیں اور اخبارات میں آپ نے پڑھا ہوگا کہ ڈاکٹر لوگ پکوڑے لگا کر لوگوں کو متوجہ کرتے ہیں کہ حکومت ہمیں روزگار مہیا کرے۔ ہم نے خود اخبار میں پڑھا ہے کہ جاپان میں کتنے ہی پی ایچ ڈی کرنے والے بے روزگار ہیں۔ ایف اے' بی اے یا ایم اے کی تو بات ہی دور کی ہے۔

پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں

کئی بے وقوف کہتے ہیں' مجاہد پیسے کے لئے جان دیتے ہیں..... انہیں کہیں کہ آپ سارا پاکستان لے کر جان قربان کردیں تو پتہ چل جائے گا۔

معلوم ہوا اس مقصد کے لئے اگر کوئی شخص دنیاوی علم حاصل کرتا ہے تو ضروری نہیں یہ مقصد حاصل ہو ہی جائے تو ایک غیر یقینی چیز کے حصول کے لئے عمر عزیز کو صرف کرنا کوئی دانائی کی بات نہیں اور اگر کوئی شخص دینی علم اس مقصد کے لئے حاصل کرتا ہے تو خسر الدنیا والاخرہ کا مصداق ہے۔ دنیا کا بھی خسارا اور آخرت کا بھی خسارا۔

میں نے ایک رسالے میں ایک حکایت پڑھی تھی۔ وہ آپ کو سناتا ہوں' انگلینڈ میں اونچی سوسائٹی کے کسی علاقے میں ایک چرچ واقع تھا۔ وہاں بڑے بڑے امیر کبیر وزیر اور تاجر قسم کے لوگ رہتے تھے۔ چرچ میں ایک پادری اور ایک خادم متعین تھا۔ خادم کے پادری کے ساتھ بہت اچھے تعلقات تھے' رشتہ داری تھی یا ویسے ہی دوستی تھی۔ وقت گزرتا رہا۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ پادری فوت ہوگیا۔ اس کی جگہ کوئی نیا پادری مقرر کیا گیا۔ نئے پادری نے سوچا' جس طرح مسجد کا نیا خطیب سوچتا ہے کہ خادم میری مرضی کا ہونا چاہئے' وہ کوشش کرتا ہے کہ پہلا خادم کسی طرح کھسک جائے تو اچھا ہے۔ اس کے لئے اس نے سوچنا شروع کیا کہ اس خادم سے کس طرح جان چھڑاؤں۔ چونکہ اس خادم کے کئی برس وہاں رہنے کی وجہ سے لوگوں کے ساتھ اچھے تعلقات تھے۔ ایک ایک گھر سے اس کی واقفیت تھی۔ وہ لوگوں کی خدمت کرتا تو لوگ بھی اس کی خدمت کرتے۔ اسے وہاں سے ہٹانا پادری کے بس کی بات نہیں تھی۔ وہ سوچتا رہا کہ کون سا بہانہ بناؤں۔ آخر کار اسے کسی طرح یہ معلوم ہوا کہ یہ خادم ان

پڑھ ہے۔ اس نے چرچ کی مجلس انتظامیہ کو بلایا۔ سب اراکین آگئے تو کہنے لگا' یہ علاقہ اتنا معزز ہے اور یہ چرچ اتنے اونچے مقام کا ہے مگر افسوس کہ اس کا خادم پڑھا ہوا نہیں۔ بالکل جاہل ہے اور اس چرچ کے کسی طرح بھی لائق نہیں۔ انہوں نے کہا' پھر کیا کریں۔ اس نے کہا اب یہی ہو سکتا ہے کہ ہم اسے نوٹس دیں کہ آپ تعلیم حاصل کرلیں۔ اسے پتہ تھا کہ بوڑھا آدمی ہے' علم کیا حاصل کرے گا۔ بہر حال ان لوگوں میں کچھ رکھ رکھاؤ کا سلسلہ موجود ہے۔ ہماری طرح فوراً" نکال باہر نہیں پھینکتے۔ خیر پادری کے کہنے پر وہ لوگ مجبوراً مان گئے اور ایک نوٹس تیار کیا کہ جناب آپ کو مہلت دی جاتی ہے کہ چھ ماہ میں لکھنا پڑھنا سیکھ لیں ورنہ ہم مجبور ہوں گے کہ آپ کو اس گرجے کی خدمت سے سبکدوش کر دیا جائے۔

وہ بے چارا پریشان ہو گیا کہ اب بوڑھا ہو گیا ہوں۔ اب کیا پڑھوں گا' زبان موٹی ہو گئی' دماغ بٹ گیا۔ وہ گرجے سے نکلا۔ جدھر کو منہ آیا' چل پڑا۔ انگلینڈ کا معاشرہ تھا۔ چلتے چلتے اسے سگریٹ کی طلب ہوئی۔ جیب میں سگریٹ نہیں تھا۔ اس نے سگریٹ خریدنے کا ارادہ کیا۔ دائیں بائیں دیکھا' کوئی دکان نظر نہ آئی۔ یکلخت اس کے ذہن میں خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ میں یہاں چھوٹا سا سگریٹ کا کھوکھا لگا لوں۔ اتنے لمبے بازار میں سگریٹ کی کوئی دکان نہیں' ہو سکتا ہے میرا کھوکھا چل جائے۔ اس نے سگریٹ کا ایک کھوکھا لگا لیا۔ ایک سال کے اندر اسے اتنی کمائی ہوئی کہ دوسرے سال ایسی ہی دکان کے لئے کوئی اور موزوں سڑک تلاش کرنے لگ گیا۔ چند سالوں کے اندر ہی وہ اس قسم کی کئی دکانوں کا مالک بن گیا۔ اس دوران وہ روپیہ بنک میں جمع کرواتا رہا۔ ایک دن بنک کے مینجر نے اسے بلایا اور کہا آپ کی اتنی رقم ہمارے پاس جمع ہے۔ اگر آپ ہمارے ساتھ معاملہ کرلیں تو بہت زیادہ رقم مل سکتی ہے۔ اس نے کہا مجھے کیا کرنا پڑے گا۔ اس نے کہا آپ کو صرف دستخط کرنے پڑیں گے۔ اس نے کہا' مجھے تو دستخط کرنے ہی نہیں آتے۔ بیچارہ انگوٹھا لگاتا ہوگا۔ مینجر کرسی سے اچھل پڑا اور کہنے لگا اچھا تو تمہیں دستخط کرنا بھی نہیں آتے اور اتنی دولت ہے۔ اگر پڑھے ہوتے تو پھر پتہ نہیں کیا ہوتا۔ اس نے کہا پھر میں اس گرجے کا خادم ہی ہوتا۔

ڈاکٹر' انجینئر بن کر نوکر ہی بننا ہے تو فائدہ؟

اب آپ دیکھیں' کتنے ہی ڈاکٹر ہیں جو جاہلوں کے پاس جا کر کہتے ہیں کہ آپ ہمیں ملازمت دے دیں۔ ڈاکٹری کو بہت اعلیٰ چیز سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح انجینئر بھی بہت مقام رکھتا ہے مگر کئی لوگوں نے جو کچھ بھی پڑھے ہوئے نہیں ہیں' کئی انجینئر اور ڈاکٹر ملازم رکھے ہوئے ہیں۔ نواز شریف صاحب کوئی ڈاکٹر ہیں یا انجینئر ہیں؟ کچھ بھی نہیں۔ صرف ایک مستری ہیں۔ میں توہین کے لئے مستری نہیں کہہ رہا۔ آدمی کوئی بھی پیشہ اختیار کر سکتا ہے مگر یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر مستری نواز شریف ہو جائے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس مقصد کے لئے علم حاصل کرتا ہے تو یہ دانائی کی بات نہیں۔ دنیا کمانے کے لئے اور بہت سے طریقے ہیں۔ سب سے زیادہ عزت چاہتے ہو' دنیا اور آخرت دونوں میں تو اللہ کی راہ میں جہاد کرو' کیونکہ یہ راہ دنیا اور آخرت کی آسائشوں راحتوں اور بے حد و حساب عزت و وقار کی راہ ہے۔ تمام دنیا مجاہد کے جوتے کی نوک پر ہوتی ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ تو خیر بہت ہی بلند و بالا چیز ہے۔ اگر کوئی دنیا کے لئے ہی لڑنے مرنے پر تل جائے تو لوگ اس کے تابع ہو جاتے ہیں۔ سندھ میں ڈاکو ایک ڈاکٹر کو اٹھا کر لے گئے۔ اس سے کہا' یہ ہمارا مریض ہے۔ اس کا علاج کرو۔ آپریشن کرو۔ ہم تمہیں صحیح سلامت واپس پہنچا دیں گے۔ اب اگر وہ علاج نہیں کرے گا تو کیا کرے گا۔

کئی لوگ کہتے ہیں ابھی آخر دنیا بھی تو کمانی ہے۔ اس کی بھی تو ضرورت ہے۔ ہمیں اپنے کاروبار چلانے کے لئے انجینیرُوں کی ضرورت ہے' ڈاکٹروں کی بھی ضرورت ہے۔ فلاں کی بھی اور فلاں کی بھی۔ اللہ کے بندو! تم جہاد کرو یہ سب بنے بنائے تمہارے نوکر بن جائیں گے۔ ایران اس وقت دنیا کا سب سے زیادہ متمدن ملک تھا اور روم بھی جیسا کہ آج کل امریکہ' فرانس اور جرمنی ہے۔ مسلمان جو اس قسم کے تمدن اور ترقی سے بالکل ناواقف تھے' جب جہاد کے لئے نکلے تو یہی لوگ ان کے غلام بن گئے۔ تہذیب و تمدن اپنے ساتھ آسائشیں لاتا ہے اور بزدلی اور دنیا کی محبت بھی لاتا ہے۔ اس وقت یہ قومیں اتنی ترقی یافتہ تھیں

سید بدیع الدین شاہ صاحب رحمہ اللہ کہتے تھے کہ پہلے ہم مدرسے کے لئے زکوۃ لیتے تھے۔ لیکن جوں ہی اصل صورت حال کا پتہ چلا' زکوۃ لینی چھوڑ دی

کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قاتل ابو لولو اتنا کاریگر تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا' میں نے سنا ہے تم ایسی چکی بنا سکتے ہو جو ہوا سے چلتی ہے۔ کیا یہ کم درجے کی کاریگری ہے۔ اتنے بڑے ماہر سائنسدان جہاد فی سبیل اللہ کی وجہ سے مسلمان کے تابع ہو گئے۔

کئی لوگ کہتے ہیں' ایٹمی قوت بننا ضروری ہے اور اس کے لئے سائنس پڑھنا ضروری ہے۔ ٹھیک ہے۔ مگر جب تم جہاد کرو گے' ایٹم بم بنانے والے تمہارے تابع ہو جائیں گے۔ افغانستان کے جہاد کی بدولت روس ذلیل ہوا جو ایٹمی قوت ہے۔ اب روسی سائنسدان بالکل تیار ہیں' تم ان سے خدمت لو۔ انہیں زندگی بہت عزیز ہے۔ اگر انہیں یرغمال بنا لیا جائے تو وہ اپنی جان بچانے کے لئے تمہیں ایٹم بم بنا کر دیں گے۔

صرف دنیا کے لئے علم حاصل کرنا کوئی مقصد نہیں۔ میں اس کی قدر گھٹانے کے لئے نہیں کہہ رہا۔ میں تو صرف اس لئے کہہ رہا ہوں کہ یہ زندگی بہت ہی مختصر ہے۔ یہ ساری زندگی ایسے علوم حاصل کرنے پر ہی صرف کر دینا جن کا مقصد صرف روزگار حاصل کرنا ہے' کوئی نفع کا سودا نہیں۔ مجھے کئی ایسے ڈاکٹروں کا علم ہے جنہوں نے پورا کورس کیا۔ اس کے بعد جس دن ملازمت ملی' اسی دن ان کی موت آگئی۔ والدین نے جو کچھ ان پر خرچ کیا تھا' سب حسرت و افسوس کی نذر ہو گیا' بتاؤ کیا فائدہ ہوا۔

میں یہ نہیں کہتا آپ نہ پڑھیں۔ ضرور پڑھیں۔ آخر دنیا بھی کمانی ہے۔ روزگار آپ کوئی بھی اختیار کر سکتے ہیں۔ یہ سب فنون ہیں۔ آپ انجینئرنگ پڑھیں' ڈاکٹری پڑھیں' کوئی اور سائنس پڑھیں' جائز ہے۔ لیکن ضروری نہیں کہ روزگار صرف تعلیم سے ہی ملتا ہے۔ آپ تجارت کرکے اس سے بھی بہتر کما سکتے ہیں۔ سیٹھ عابد کیا ایٹمی سائنسدان ہے؟ ہمارے شیخ ابو عبدالعزیز نے بتایا کہ ہمارے مجاہدین کے پاس سٹنگر میزائل بھی اللہ کے فضل سے پہنچ چکا ہے اور کیا ایٹم بم نہیں پہنچ سکتا؟

مقصد یہ ہے کہ تاجر کا معاملہ ان سب سے بڑھ کر ہے۔ اور سب سے اونچا معاملہ مجاہد فی سبیل اللہ کا ہے۔ مسلمانوں نے جب جہاد چھوڑ دیا اور ان ادنیٰ کاموں میں الجھ کر رہ گئے جو ان کی جہادی سرگرمیوں کی راہ میں رکاوٹ تھے تو ان قوموں نے انہیں اپنا غلام بنا لیا جو میدان جنگ میں مضبوط تعلق رکھتی تھیں۔ سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اذا تبایعتم بالعینة واخذتم باذناب البقر ورضیتم بالزرع وترکتم الجهاد سلط الله علیکم ذلا لاینزعه شئی حتی ترجعوا الی دینکم (بلوغ المرام)

جب تم عینہ (کاروبار کی ایک سودی شکل) کے ساتھ خرید و فروخت کرو گے اور بیلوں کی دمیں پکڑ لو گے اور کھیتی باڑی پر راضی ہو جاؤ گے اور جہاد کو چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر وہ ذلت مسلط کر دے گا جسے کوئی چیز اس وقت تک ختم نہیں کر سکے گی جب تک تم دوبارہ اپنے دین (جہاد) کی طرف نہیں پلٹ آؤ گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جب تم سبز انقلاب کے پیچھے چل نکلو گے۔ ٹریکٹر لوگوں کو سود پر دو گے۔ کھاد سود پر دو گے۔ سود پر زرعی مشینیں خریدو گے۔ ملک کو مشینی اور زرعی طور پر خود کفیل بنانے کی کوشش کرو گے اور جہاد کے میدان سے نکل جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ذلیل کر دیں گے۔ اور اگر تم جہاد کے ذریعے وہ قوت اور شوکت حاصل کرنے کی کوشش کرو گے کہ تم خیبر کے یہودیوں کی طرح دنیا بھر کے یہود و نصاریٰ سے ان کی زمینیں' ان کے باغات چھین کر ان کو اپنا ماتحت بنا کر انہی کو حکم دو گے کہ کاشت تم کرو' اپنی تمام زرعی سائنس اور تجربہ تم استعمال کرو' پانی تم دو' ہل تم چلاؤ' تلوار کے زور سے زمین کے مالک ہم ہوں گے اور جتنی پیداوار تم حاصل کرو گے' آدھی ہم لیں گے' آدھی تمہیں ملے گی۔ پھر اللہ تمہیں عزت عطا فرمائے گا۔

اس حدیث کا یہی مطلب ہے۔

اس وقت دنیا میں امریکہ معزز ہے اس لئے کہ وہ ہر وقت لڑنے کے لئے تیار ہے۔ صومالیہ میں دو گروپ آپس میں لڑے' امریکی فوج وہاں پہنچ گئی۔ کویت اور عراق کا معاملہ پیش آیا' امریکہ وہاں پہنچ گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لو۔ علم بھی حاصل کرنا

ہے تو ڈنڈے کے زور سے۔ بدر میں قیدی آئے' فرمایا پیسے دے کے جان چھڑاؤ۔ انہوں نے کہا پیسے نہیں ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا پھر ہمارے بچے پڑھاؤ' جب کفار قیدی ہو کر آپ کے بچوں کو علم اور سائنس پڑھائیں گے تو اپنی کافرانہ تہذیب اور بے حیائی ان میں داخل نہیں کر سکیں گے۔ آپ اپنے بچوں کو یہاں سے امریکہ بھیجتے ہیں جو سائنس کی تعلیم تو حاصل کریں یا نہ کریں' کفر اور بے حیائی کی تعلیم ضرور حاصل کر کے آتے ہیں۔

اپنے بچے کفار کے سپرد کرنے کی بجائے اگر آپ جہاد کریں تو اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں۔ آپ ان **سائنسدانوں** کو گرفتار کریں گے' وہ آکر آپ کے بچوں کو سب کچھ پڑھائیں گے۔ میں کوئی غلط بات کہہ رہا ہوں؟ یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ صرف قوت حاصل کرنے کی ضرورت ہے' تیاری کی ضرورت ہے' جہاد فی سبیل اللہ کی ضرورت ہے۔ اگر آپ جہاد کی تیاری نہ کریں' نہ میدان جنگ میں نکلیں۔ بلکہ اسی ذہن میں رہیں کہ ہم بڑے بڑے زرعی **سائنسدان** پیدا کر لیں۔ بڑے بڑے ڈاکٹر اور انجینئر بنا لیں تو یاد رکھیں جب ہندو آپ پر مسلط ہو جائے گا۔ آپ کے وہ **سائنسدان**' ڈاکٹر اور انجینئر ہندوؤں کے اداروں میں تنخواہ پر کام کریں گے جس طرح وہ اس سے پہلے انگریز کی فوج اور کارخانوں میں کرتے رہے اور اب بھی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہ دن نہ لائے۔ اس وقت انڈیا کا میزائل پروگرام ایک نام نہاد مسلمان عبدالکلام ہی چلا رہا ہے۔ یہ ہوتی ہے غلامی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہندو کی غلامی سے بچائے۔

علم کی دو قسمیں

میرے بھائیو! یہ سائنس وغیرہ کا علم صرف ظاہری چیزوں کا علم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے علم کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں سورہ روم کے شروع میں فرمایا۔

الم غلبت الروم فی ادنی الارض وهم من بعد غلبهم سیغلبون ○ فی بضع سنین ○ لله الامر من قبل ومن بعد ویومئذ یفرح المومنون ○ بنصر الله ینصر من یشاء وهو العزیز الرحیم ○ وعد الله لا یخلف الله وعده ولکن اکثر الناس لا یعلمون ○ یعلمون ظاهرا من الحیوة الدنیا وهم عن الآخرة هم غافلون

ال م... رومی قریب ترین زمین میں مغلوب ہو گئے اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے چند سال بعد غالب آجائیں گے۔ اللہ ہی کے لئے ہے تمام معاملہ پہلے اور پیچھے اور اس دن مومن خوش ہوں گے اللہ کی مدد کے ساتھ۔ وہ مدد کرتا ہے جس کی چاہتا ہے اور وہ غالب رحم کرنے والا ہے۔ وعدہ اللہ کا۔ نہیں خلاف ورزی کرتا اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کی لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ وہ دنیا کی زندگی میں سے ظاہر کو جانتے ہیں اور آخرت سے وہ بالکل بے خبر ہیں۔

آیات کے آخری حصے پر غور فرمائیں۔ فرمایا اکثر لوگ علم نہیں رکھتے۔ وہ بے علم ہیں۔ کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ علم کیوں نہیں رکھتے۔ یورپ والے سائنس میں کمال کو پہنچ چکے ہیں۔ لوہے کو ہوا میں اڑا رہے ہیں اور پانی پر تیرا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **یعلمون ظاهرا من الحیوة الدنیا وهم عن الآخرة هم غافلون**

وہ دنیا کی زندگی میں سے ظاہر کو جانتے ہیں اور آخرت سے وہ بالکل بے خبر ہیں .... ان میں سے کچھ لوگ سائنس میں زبردست مہارت کے باوجود اس بات کا ادراک نہیں کر سکے کہ اس کائنات کو بنانے والا اور چلانے والا بھی کوئی ہے۔ اور کئی لوگ حساب میں اتنے ماہر ہونے کے باوجود کہ انہوں نے کمپیوٹر تک ایجاد کر لیا ہے' اتنا معمولی حساب نہیں جانتے کہ تین مساوی ہیں ایک کے۔ بالکل غلط کلیہ ہے۔ وہ اسی بات کی رٹ لگائے جا رہے ہیں کہ باپ' بیٹا' روح القدس تینوں خدا ہیں' مگر اس کے باوجود وہ تین نہیں بلکہ ایک اللہ ہیں۔ جب کہا جاتا ہے کہ یہ بات تو صاف عقل کے خلاف ہے تو کہتے ہیں یہ بات ہماری عقل سے بالا ہے۔ نہیں میرے بھائیو۔ دو جمع دو کو اگر کوئی شخص پانچ قرار دے تو یہ عقل سے بالا نہیں' عقل کے خلاف ہے۔ اور صریحا جہالت ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص ایک + ایک + ایک کو تین کی بجائے ایک قرار دے تو یہ صاف جہالت ہے۔

معلوم ہوا کہ سائنس اور دنیا کی ظاہری چیزوں کا علم رکھنے والا زبردست جاہل ہو سکتا ہے۔ اصل علم آخرت کا علم ہے اور قرآن وحدیث کا علم ہے۔ باقی دنیاوی ضرورتوں کے لئے علم حاصل کرنا بھی جائز ہے۔ روزی کمانے کے طریقے سیکھنا کوئی گناہ کی بات نہیں۔ لیکن علم کا حصول صرف دنیا ہی کمانے کے لئے مسلمان کا مقصد نہیں۔ مسلمان کا مقصد یہ ہے کہ روزی کمانا زندگی بسر کرنے کے لئے ہے' زندگی روزی کمانے کے لئے نہیں۔ اس کی جان اس کا مال سب اللہ کی راہ میں وقف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صاف فرمایا

ان الله اشتری من المومنین انفسهم واموالهم بان لهم الجنة (توبہ۔ ۱۱۱)

اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لئے ہیں۔ اس کے عوض کہ ان کے لئے جنت ہے۔

گویا نہ مومن کی جان اپنی نہ مال اپنا۔ اس کا تو سودا ہو چکا ہے۔ قیمت کے طور پر جنت کا وعدہ ہو چکا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کا احسان دیکھو' فرماتا ہے۔ مومنوں کی جانیں اور ان کے مال اللہ تعالیٰ نے خرید لئے۔ سبحان اللہ۔ جان بھی اللہ کی' مال بھی اسی کا' اللہ نے پہلے خود ہی مفت بغیر کسی کی سفارش کے دیا اور پھر خود ہی گاہک بن کر خرید رہا ہے اور بدلے میں جنت عطا فرما رہا ہے۔ یہ ہے احسان پر احسان۔ الحمد للہ

دنیا کمائیں مگر۔۔ کس حد تک

میرے بھائیو! ہمیں دنیا کے لئے اتنا وقت صرف کرنا چاہئے کہ ہم زندہ رہ سکیں۔ کہتے ہیں۔ اجی آخر دنیا تو کمانی ہے۔ اس کے بغیر بھی تو چارہ نہیں۔ ٹھیک ہے۔ مگر اس کی مثال ہم نے علماء سے سنی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ اس کی مثال یوں ہے کہ زندگی گزارنے کے لئے بیت الخلا میں جانا ضروری ہے۔ کوئی شخص ایسا نہیں جو بیت الخلاء میں جانے کے بغیر زندہ رہ سکے۔ اللہ کے پیغمبر بھی اس چیز سے مستثنیٰ نہیں کیونکہ وہ کھانا کھاتے تھے۔

ما المسیح بن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل وامه صدیقه کانا یاکلان الطعام (مائدہ۔ ۷۵)

نہیں ہیں مسیح ابن مریم مگر رسول (یعنی الہ نہیں ہیں) یقیناً ان سے پہلے کئی رسول گزر چکے اور ان کی ماں صدیقہ ہے۔ وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔

مسیح بن مریم علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ رب نہیں تھے۔ دلیل اللہ نے یہ دی کہ وہ کھانا کھاتے تھے اور کھانا کھانے سے دنیا میں جو عوارض لاحق ہوتے ہیں۔ سب انہیں لاحق تھے۔ قربان جائیں قرآن کی بلاغت پر۔ یہ لفظ نہیں فرمائے کہ جو قضائے حاجت کے ہاتھوں مجبور ہو' خدا کیسے بن گیا۔ بلکہ ایسے شستہ الفاظ ارشاد فرمائے کہ بات بھی سمجھ آگئی اور کلام کی متانت بھی باقی رہی۔ لن کے انسان ہونے کی صرف یہی دلیل دی کہ "وہ دونوں کھانا کھاتے تھے" بہرحال اگر کوئی شخص کہے کہ زندہ رہنے کے لئے بیت الخلا جانا ضروری ہے تو یہ بات درست ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اس دلیل کو سامنے رکھ کر بیٹھا ہی بیت الخلا میں رہے تو اس سے بڑا بے وقوف کوئی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح دنیا کمانا بلاشبہ ضروری ہے۔ مگر کوئی شخص اگر ہر وقت دنیا کمانے میں ہی لگا رہے تو کیا اس کی عقل قائم سمجھی جائے گی؟

میرے بھائیو! آپ وقت نکالیں۔ جو ٹیچر بھائی ہیں' بے شک چھ گھنٹے پڑھائیں۔ پروفیسر صاحبان کو دو یا تین گھنٹے پڑھانا ہوتا ہے' وہ اتنی دیر پڑھائیں۔ باقی وقت اللہ کی راہ میں صرف کریں۔ تاجر حضرات اگر غور کریں تو عین ممکن ہے کہ ان کی آمدنی کے دسویں حصے سے ان کا وقت اچھا گزر سکتا ہو مگر وہ اپنا معیار بلند کرنے کے لئے صبح جاتے ہیں' عشاء کے بعد گھر آتے ہیں۔

انہیں خبر ہی نہیں' بچے کہاں پھر رہے ہیں۔ بیوی کس حال میں ہے حتیٰ کہ انہیں کھانا کھانے کی بھی ہوش نہیں۔ کھانا آیا ہے' ٹھنڈا ہو رہا ہے' لیکن انہیں گاہک کی فکر ہے۔ گاہک بڑا موٹا ہے' کھانا بعد میں کھا لوں گا۔ یارو ایسی بھی کیا زندگی ہے۔ دنیاداری کے لحاظ سے بھی اس زندگی پر لعنت بھیجو۔ اللہ کے کاموں کے لئے فرصت ہی نہیں۔ اگر ایسے بھائیوں سے کہا جائے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے ٹریننگ حاصل کرو تو کہتے ہیں۔ ہمارے پاس فرصت نہیں۔ اگر ایکسیڈنٹ ہو جائے' ٹانگ ٹوٹ جائے تو چھ چھ ماہ تک ہسپتال میں چارپائی پر پڑے رہنے کی فرصت مل جاتی ہے اور آخر اللہ تعالیٰ سب کاموں سے فرصت دلا دیتا ہے۔ کسی فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

جاں بجاناں دہ وگرنہ از تو بستاند اجل
خود تو منصف باش اے دل ایں نکو یا آں نکو

تم اپنی جان خود ہی اللہ کے سپرد کر دو ورنہ موت اسے تم سے

جب جہاد کے ذریعے کفار قیدی ہو کر اپنے علوم پڑھاتے تھے تو اپنی کافرانہ تہذیب اور بے حیائی کو ان میں داخل نہ کر سکتے تھے۔

لے جائے گی۔ اے دل تو خود ہی انصاف کر کہ وہ بہتر ہے یا یہ۔ میں کہتا ہوں جو شخص سولہ سال پڑھا۔ دنیا جہان کے سارے ہنر سیکھ لئے لیکن قرآن کا ترجمہ نہیں پڑھا۔ اسے سوچنا چاہئے میری زندگی کس کام میں صرف ہو رہی ہے۔ آپ بے شک دنیاوی علوم محنت سے پڑھیں' ڈاکٹر بنیں' کچھ بنیں' ہاں سودی کاروبار کے ماہر نہ بنیں' بینکوں کے منیجر نہ بنیں' ایسا کام نہ کریں جو اللہ سے بغاوت پر مبنی ہو۔ آپ شوق سے تجارت کریں' زراعت کریں' صنعت کار بنیں' ملازمت کریں۔ مگر اللہ کے لئے بھی وقت نکالیں۔ اصل تو یہ ہے کہ کام کرتے وقت بھی نیت یہی رکھیں کہ اللہ کے حکم سے حلال روزی کے لئے یہ کام کر رہا ہوں۔ کام سے فارغ ہو کر آخرت میں کام آنے والے علم پر وقت لگائیں۔

کم از کم ترجمہ قرآن کے لئے وقت نکالیں

طلبہ سے بھی گزارش ہے اور اساتذہ کرام سے بھی کہ روزانہ کم از کم ایک گھنٹہ نکالیں۔ کسی عالم سے وقت لے کر ترجمہ کلاس شروع کریں۔ سب لوگوں کو اس کی ترغیب دیں۔ بریلوی ہو یا دیوبندی یا شیعہ یا اہلحدیث سب کو شامل کریں۔ قرآن مجید سب کی مشترکہ میراث ہے۔ جب قرآن کا مطلب سمجھیں گے تو خود بخود درست ہو جائیں گے۔ آپ انہیں بے شک یہ بات نہ کہیں کہ سلفی ہنو یا اہلحدیث۔ صرف قرآن مجید کا ترجمہ پڑھوا دیں اور نتیجہ خود دیکھ لیں۔

ہمارے استاد حافظ محمد صاحب گوندلوی رحمہ اللہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ قصور کے ایک شخص کو خواب آیا۔ کوئی شخص اس کے پاس قرآن کریم لے کر آیا اور کھول کر سورہ کہف کی آخری آیت اس کے سامنے رکھ دی۔ وہ شخص بریلوی تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی کے نور کا ٹکڑا سمجھتا تھا۔ قرآن مجید لانے والے نے کہا۔ یہ آیت پڑھو۔ لیکن وہ عالم تو نہ تھا کہ پڑھ سکتا۔ البتہ اس نے وہ مقام یاد رکھا۔ صبح وہ ایک مولوی صاحب کے پاس گیا۔ پوچھا' مولانا اس آیت کا مطلب کیا ہے۔ وہ دیوبندی عقیدہ کے تھے۔ انہوں ترجمہ بتایا کہ "اے نبی ان سے کہہ دو میں تمہارے جیسا بشر ہوں (فرق صرف اتنا ہے کہ) میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا الہ ایک ہے" الخ
آیت کا مطلب اور توحید کا مفہوم خوب سمجھایا' اس اللہ کے بندے کو بات سمجھ آگئی کہ ہمارے مولوی جو نور من نور اللہ کہتے ہیں' غلط کہتے ہیں۔ اس کا عقیدہ درست ہو گیا اور اس نے انہی مولانا کے پیچھے نماز پڑھنی شروع کر دی۔ کچھ دنوں کے بعد اسے خواب میں وہی شخص ملا۔ اس نے قرآن کھولا اور یہ آیت اس کے سامنے رکھ دی۔

یا یہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئی فرد وہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الآخر ذلک خیر واحسن تاویلا

اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو' اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور ان کی جو تم میں سے (حکم دینے) والے ہوں۔ اگر تم کسی چیز کے بارے میں آپس میں جھگڑ پڑو تو اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹا دو۔ اگر تم اللہ تعالی اور آخری دن پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے سب سے اچھا ہے۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جب امت کے علماء یا آئمہ میں کسی بات کے بارے میں اختلاف ہو جائے تو کسی کی بات بھی ماننی جائز نہیں۔ پھر قرآن وحدیث کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ نہ یہ کہ ہر شخص اپنے اپنے امام کی بات پر ڈٹ جائے اور امت میں ان کے نام کے حنفی شافعی وغیرہ فرقے بنانے شروع کر دے۔
صبح ہوئی انہی مولانا صاحب کے پاس گیا اور کہا رات مجھے خواب میں کسی نے بتایا کہ یہ آیت پڑھو۔ اس آیت کا مطلب کیا ہے۔ مولوی صاحب آیت دیکھ کر فرمانے لگے۔ اچھا اب وہابی بننا چاہتے ہو؟

قرآن فہمی کے لئے پہلے چودہ علوم پڑھنا؟

میرا مقصد یہ ہے کہ قرآن مجید خود بخود راہ راست پر لے آتا ہے۔ آپ قرآن مجید پڑھوائیں۔ ترجمہ خواہ کسی کا ہو۔ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بے شک حاشیہ چھوڑ دیں۔ آپ دیکھیں گے' ان شاء اللہ کایا پلٹ جائے گی۔

یہی وجہ ہے کہ وہ تمام لوگ جو اپنا اپنا مذہبی دھڑا بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں' کبھی نہیں چاہتے کہ لوگ قرآن مجید کا ترجمہ پڑھیں۔ ایک مذہبی جماعت تو سختی سے اس بات پر پابند ہے کہ ان کا تعلیمی حلقوں میں صرف فضائل واعمال کا درس ہو' قرآن مجید کا مسلسل ترجمہ اور درس ہرگز نہ ہو اور کئی لوگ صاف ہی کہہ دیتے ہیں کہ قرآن مجید کا ترجمہ ہرگز نہ پڑھنا۔ قرآن سمجھنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔ جب تک آدمی چودہ علوم پڑھا ہوا نہ ہو تو قرآن کا ترجمہ پڑھنے سے گمراہ ہو جاتا ہے۔ نعوذ باللہ۔

میرے بھائیو صحابہ کرامؓ نے کون سے مدرسہ میں دس' دس سال لگا کر چودہ یا اکیس علوم مکمل کئے تھے؟ اس کے باوجود وہ قرآن سمجھتے تھے۔ بلکہ یہ قرآن آیا ہی اس لئے ہے کہ ہر شخص اسے سمجھنے کی کوشش کرے۔

میں آپ کو اپنا ایک واقعہ سناتا ہوں۔ ہم نے گوجرانوالہ میں لڑکیوں کا ایک مدرسہ بنایا ہوا تھا جس میں استانیاں قرآن مجید' بلوغ المرام' مشکوۃ' ریاض الصالحین اور صحیح بخاری کا ترجمہ پڑھاتی تھیں۔ چونکہ عورتیں صرف ونحو کم ہی جانتی ہیں اور جس نے صرف ونحو نہ پڑھی ہو' اس کے لئے اعراب (زیر زبر پیش وغیرہ) کے بغیر کتاب پڑھنا مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے ان کے لئے ایسی کتاب کی ضرورت ہوتی ہے جس پر اعراب تو ہوں مگر اردو ترجمہ ساتھ نہ ہو۔ اگر ساتھ اردو بھی ہو تو ذہن عربی لفظ کا معنی اخذ نہیں کرتا۔ اس لئے سبق کے وقت شاگرد یا استاد کے پاس ترجمے والی کتاب کا ہونا مناسب نہیں ہوتا۔ ترجمہ سے خالی اعراب والی صحیح بخاری تلاش کرنے کے لئے میں لاہور گیا۔ کافی دکانوں سے پوچھا' مگر وہ نہ ملی۔ ایک مکتبہ پر گیا تو تین چار علماء بیٹھے تھے۔ دیوبندی وضع قطع کے ساتھ۔ خاصے پابند شرع' پوری اور خوبصورت داڑھیوں کے ساتھ۔ میں نے پوچھا آپ کے پاس اعراب والی صحیح بخاری ہے۔ انہوں نے کہا جو شخص اعراب کے بغیر عبارت نہیں پڑھ سکتا' وہ بخاری کیا سمجھے گا۔ ان کے خیال کے مطابق بخاری صرف وہی سمجھ سکتا ہے جو صرف ونحو میں اتنا ماہر ہو کہ اعراب کے بغیر عبارت پڑھ سکتا ہو۔ جس میں یہ اہلیت نہ ہو' اسے بخاری نہیں پڑھنی چاہئے۔ حالانکہ ہمارے یہ بھائی فقہ کی کتابوں میں مہارت حاصل ہونے کے بغیر ہی پڑھاتے ہیں۔ میں نے کہا جو شخص اعراب زیر زبر کے بغیر قرآن نہیں پڑھ سکتا' آیا وہ قرآن سمجھ سکتا ہے۔ ایسے لوگوں کو تو پھر ہرگز ترجمہ نہیں پڑھانا چاہئے؟ وہ فوراً ہی کہنے لگے۔ کیا آپ اہلحدیث ہیں۔ میں نے کہا ہاں الحمد للہ۔ کہنے لگے آپ کی بات درست ہے مگر ہمارے پاس اس وقت کتاب نہیں۔ آپ فلاں دکان سے پتہ کر لیں۔ ہمارے ان بھائیوں نے قرآن وحدیث کو ہوا بنا رکھا ہے۔ کہتے ہیں قرآن کا ترجمہ وہ پڑھ سکتا ہے جو اکیس علم پڑھا ہوا ہو۔ صحیح بخاری وہ پڑھ سکتا ہے جو پہلے نو سال تک منطق' فلسفہ' فقہ اور اصول فقہ پڑھا ہوا ہو۔ فلسفے' منطق اور فقہ سے اس کا ذہن پہلے ہی ایک خاص سانچے سے ڈھل چکا ہو۔ قرآن اس کے سامنے آئے تو وہ قرآن کی تاویل کرے۔ حدیث سامنے آئے تو اس کی تاویل کرے۔ قرآن وحدیث کو ہر صورت میں فلسفے' منطق' فقہ اور اصول فقہ کے مطابق بنائے۔ یہ علم ہے؟ ہرگز نہیں۔

اس کی مثال یہ ہے کہ کسی شخص کی آنکھوں پر سیاہ چشمہ چڑھا دو۔ اس کے سامنے کوئی سفید چیز آئے تو وہ بھی اسے سیاہ نظر آئے گی۔ اگر سبز چشمہ ہو تو سبز اور سرخ ہو تو ہر چیز سرخ نظر آئے گی۔ جب تک اس خاص رنگ کے شیشے کو ہٹایا نہیں جائے گا' وہ کسی چیز کو اس کے اصل رنگ میں نہیں دیکھ سکے گا۔ یہی حال ان لوگوں کا ہے جو کسی خاص امام کے تعصب اور فلسفے' منطق اور علم الکلام کی موشگافیوں کے شیشے چڑھائے ہوئے ہیں۔ ان شیشوں کے ہوتے ہوئے قرآن کا اصل مفہوم کبھی ان کے دماغوں میں نہیں آ سکتا۔

کہتے ہیں ایک باغ کا بھنورا جو ہر وقت پھولوں پر پھرتا اور ان کی خوشبو سے خوشدل رہتا تھا۔ کسی گندگی کے کیڑے کا دوست بن گیا۔ اس سے کہنے لگا یار تم کیا گندگی میں پھرتے ہو۔

آپ بے شک ڈاکٹر بنیں' انجینئر بنیں لیکن دینی علم کو ترجیح دیں۔ تاکہ آپ سودی کاروبار کے ماہر اور سودی بینکوں کے منیجر نہ بن سکیں۔

آؤ میں تمہیں باغ کی سیر کرواتا ہوں- گندگی کے کیڑے نے کہا' ٹھیک ہے' چلیں باغ کی سیر کرتے ہیں- وہ اسے گلاب کے پھول کے پاس لے گیا- کیڑے نے اسے سونگھا تو کہا یار' اس سے تو پاخانے کی بدبو آرہی ہے- موتیے کے پاس لے گیا- چنبیلی کے پاس لے گیا- غرض جس پھول کے پاس بھی لے کر گیا' وہ سونگھ کر یہی کہتا پاخانے کی بدبو آرہی ہے- آخر بھنورے نے کہا' ادھر آؤ ذرا ناک دکھاؤ- اس نے ناک دکھائی تو اس پر پاخانہ لگا ہوا تھا- جب تک ناک سے پاخانہ صاف نہ ہوگا' پھول کی خوشبو نہیں آئے گی- پاخانے کی بدبو ہی آتی رہے گی-

میرے بھائیو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ قرآن کریم کا ترجمہ پڑھائیں' بلوغ المرام پڑھائیں' صحیح بخاری پڑھائیں' حدیث کی دوسری کتابیں پڑھائیں- اگر نوجوانوں کے پاس زیادہ وقت نہ ہو تو بے شک انہیں ترجمے والی کتاب دیں اور وہ خود مطالعہ کریں-

ویسے حق یہ ہے کہ جس طرح ایف اے' بی اے' ایم اے وغیرہ کے لئے وقت نکالا تھا' کچھ وقت نکال کر باقاعدہ دینی علم پڑھا جائے مگر بعض بھائیوں کے والدین اجازت نہیں دیتے- ایسے والدین کو سوچنا چاہئے' اس ختم ہوجانے والی دنیا کے لئے تو اس نے اپنے بچے کی عمر عزیز کا اتنا بڑا حصہ لگادیا- آخرت کے بلند مقصد کے لئے بھی اسے وقت دینا چاہئے- انجینئر' ڈاکٹر' ریاضی دان' سائنسدان وغیرہ بننے کا مقصد تو یہی ہے کہ نوکری مل جائے- بھائیو نوکری تو نوکری ہی ہے- اپنا وقت دنیا کے ہر لالچ سے آزاد ہوکر صرف اللہ تعالیٰ کے لئے بھی لگائیں- اس کی لذت وہی جانتے ہیں جو اس کام میں لگے ہوئے ہیں- اب جو نوجوان جہاد کے لئے جاتے ہیں- اپنا وقت' مال' جان سب کچھ قربان کرتے ہیں- کئی بے وقوف کہتے ہیں- یہ لوگ پیسے کے لئے جاتے ہیں- میرے بھائیو پیسے کے لئے جان کون دیتا ہے؟ جان شیریں میٹھی جان کے لئے تو انسان سب کچھ قربان کردیتا ہے- بلند مقصد کے بغیر آدمی خوشی سے جان نہیں دیتا- کوئی شخص مجھے کہے سارا پاکستان لے لو' اپنی جان دے دو- مجھے کیا فائدہ جب زندگی ہی نہ رہی' ساری دنیا بھی مل جائے تو کس کام کی- جوانوں کی قربانیاں اور شہادتیں دنیا کے ہر قسم کے لالچ سے خالی ہوکر ہی ہوسکتی ہیں- اگر کوئی شخص شہادت بھی دنیاوی لالچ کی وجہ سے دیتا ہے تو اس سے بڑا نامراد کوئی نہیں ہوسکتا- اسی طرح ایسے جوانوں کی بھی ضرورت ہے جو اپنا وقت ہر قسم کے طمع سے خالی ہوکر صرف اس لئے لگائیں کہ انہیں دین معلوم ہوجائے- اصل خوش قسمتی یہی ہے اور دینی مدارس کا اصل مشن بھی یہی ہے-

علم پھیلانے والے مدارس پر بھی حکومتی پھندے

دین انہی لوگوں کی وجہ سے زندہ ہے جو صرف اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے پڑھتے ہیں- اس لئے حکومتوں کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ ان آزاد لوگوں کو کسی نہ کسی پھندے میں پھنسایا جائے- اس کے لئے انہوں نے ایک سے بڑھ کر ایک خوبصورت سے خوبصورت جال پھینکے ہیں-

ایک پھندا انہوں نے یہ پھینکا کہ مدارس سے کہا' ہم تمہیں زکاۃ دیں گے اور وہ زکاۃ کہاں سے دیتے ہیں' بینکوں میں لوگ اپنی رقم مختلف کھاتوں میں جمع کرواتے ہیں- ان میں وہ کھاتہ جس پر بینک سود دیتے ہیں- سیونگ اکاؤنٹ کہلاتا ہے- اس کھاتے میں سود سمیت جو رقم جمع ہوتی ہے' حکومت اس میں سے زکاۃ وصول کرتی ہے-

مثلاً ایک شخص نے ایک ہزار روپیہ جمع کروایا- اس پر سالانہ دس فیصد سود کے حساب سے سال کے بعد یہ رقم گیارہ سو روپے ہوگئی- اس میں سود کی رقم ایک سو روپے شامل ہے- حکومت نے اس میں سے اڑھائی فیصد یعنی ساڑھے ستائیس روپے زکاۃ کہہ کر وصول کرلیے- دس سو بہتر روپے پچاس پیسے مالک کے کھاتے میں محفوظ رہے- بتاؤ حکومت نے یہ زکاۃ وصول کی ہے یا سود میں سے ایک حصہ وصول کیا ہے- اس مالک کا ایک ہزار روپیہ تو جوں کا توں موجود ہے- بلکہ ساڑھے بہتر روپے سود بھی شامل ہوگیا ہے- حکومت نے زکاۃ کے نام پر جو کچھ لیا ہے' خالص سود ہے اور حرام ہے- اب یہ سودی رقم دینی مدارس میں تقسیم کی جارہی ہے- اتنے روپے فلاں جامعہ کو' اتنے روپے فلاں جامعہ کو اور اتنے روپے فلاں جامعہ کو دے دیجئے- اور کئی مدارس والے درخواستیں دے دے کر یہ رقم حاصل کر رہے ہیں- آپ دیکھئے دینی مدارس کتنے خوفناک جال میں پھنسا لئے گئے- حکومت کو امداد دینے کی وجہ سے مداخلت کا حق بھی مل گیا اور حرام کھانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی مدد سے بھی محروم ہوگئے- رسول اللہ نے فرمایا جو شخص ایک درھم سود کھائے اور اسے معلوم ہو کہ یہ سود کا ہے تو چھتیس دفعہ زنا سے بدتر ہے-

> **دنیاوی علوم پڑھنے والے' بڑے بڑے سائنسدان بن کر بھی نہیں جانتے کہ اس کائنات کو چلانے والا کون ہے؟**

میرے بھائیو! یہ بات نہیں کہ دینی مدارس کے ذمہ دار حضرات کو معلوم نہیں- سب جانتے ہیں- مگر دانہ ڈالا جائے تو کوئی زیرک پرندہ ہی بچتا ہے- طمع چیز ہی ایسی ہے کہ جب وہ آتا ہے تو عقل اور دین دونوں رخصت ہوجاتے ہیں- اللہ کا شکر ہے- اب بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو رقم نہیں لیتے- سید بدیع الدین شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے میں نے پوچھا' آپ اپنے مدرسہ کے لئے حکومت سے زکاۃ لیتے ہیں یا نہیں تو انہوں نے فرمایا جب سے ہمیں اصل صورت حال کا پتہ چلا ہے- ہم نے یہ رقم لینا چھوڑ دیا ہے اور آئندہ بھی یہی ارادہ ہے کہ اپنے مدرسہ کے لئے ایسی کوئی رقم نہیں لیں گے-

دوسرا پھندا وفاق المدارس کا ہے جس کے ساتھ سرکاری نوکری ملتی ہے- ایک ہے علم دین حاصل کرنا' صرف اللہ کی رضا کے لئے' آخرت درست کرنے کے لئے' اپنے اور امت کے اعمال کی اصلاح کے لئے... اور ایک ہے امتحانات کے لئے' نوکری کے لئے علم حاصل کرنا- کیا صحابہ کرام نے یا تابعین نے امتحان دے کر کوئی ڈگری حاصل کی تھی- ان کی ڈگریاں تو تاریخ میں اس طرح مذکور ہوتی ہیں- فلاں صحابی تمام جنگوں میں شریک ہوا- فلاں بدری ہے- فلاں بیعت رضوان میں شامل تھا- پہلے صرف فاضل عربی کا پھندا تھا- لڑکوں سے کہا جاتا' فاضل عربی کرلو- ملازمت مل جائے گی- وہ کہتے' اس کی کیا ضرورت ہے- ہم تو علم پڑھ رہے ہیں- علم میں جو محنت کرے آگے بڑھ جائے گا- دوسرا ڈگری کو چاٹتا پھرے- اگر آتا ہی کچھ نہیں تو کیا فائدہ-

کہتے ہیں پانچ سات ملنگ ایک جگہ جمع ہوگئے- آپس میں گفتگو ہونے لگی- آپ کس کے مرید ہیں- کس مرشد نے تھپکی دی ہے- ایک نے بتایا' میں بیس برس تک سلطان باھو کے مزار پر فلاں گدی نشین کی خدمت کرتا رہا- آخر انہوں نے مجھے تھپکی دے کر کہا' جا بیٹا تم کامیاب ہو- دوسرے نے کہا مجھے فلاں حضرت صاحب نے تھپکی دی' سب اپنی اپنی کہہ چکے- ایک بے چارہ رہ گیا- اس کو کہیں سے تھپکی نہیں ملی تھی- اس نے اپنا تھیلا سامنے رکھتے ہوئے کہا کہ سب تھپکیوں کا نتیجہ یہی ہے کہ آپ آٹا مانگ رہے ہیں- میں بھی آٹا مانگ رہا ہوں- آٹا تول کر دیکھ لو- کس کے پاس زیادہ ہے- تھپکی شپکی میں نہیں جانتا-

اب کئی بھائی یہاں سے وفاق المدارس' فاضل عربی وغیرہ کرنے کے بعد مدینہ یونیورسٹی پڑھ کر آتے ہیں لیکن خود انہیں جب کوئی مشکل پیش آتی ہے تو وہ یہاں کے ان لوگوں سے مسئلہ پوچھتے ہیں جنہوں نے مدینہ یونیورسٹی کے بارہ میں کبھی سوچا بھی نہیں- بتائیے ان ڈگریوں کو کیا کیا جائے- یہاں تو جو اخلاص کے ساتھ محنت کرے گا- اللہ تعالیٰ اسے اس کا پھل عطا فرمائے گا چاہے جہاں بھی بیٹھا ہو- اس کا صلہ اسے ضرور بالضرور ملے گا-

APR-2

بقیہ: علماء کنونشن

نکلنا ہوگا- اور مجاہد داعی کا کردار ادا کرکے فحاشی وعریانی کے سیلاب کا مقابلہ کرنا ہوگا- انہوں نے کہا کہ جہاد کشمیر ہمارے لئے سب سے بہترین دروازہ ہے- ہم اس دروازے سے ہندوستان پر یلغار کرسکتے ہیں اور سومنات کے بت پاش پاش کرکے اٹھارہ کروڑ مسلمانوں کو آزادی دلا سکتے ہیں- انہوں نے کہا کہ جہاد کشمیر کامیابی کی سمت تیزی سے بڑھ رہا ہے- جب ہندو کشمیر سے بھاگے گا پھر کہیں بھی اس کے قدم نہیں جم سکیں گے- اس لئے علماء کرام' شیوخ الحدیث اور خطباء کو اس مسئلہ کی اہمیت کا اندازہ کرکے اپنی ساری صلاحیتیں کھپا دینی چاہئیں اور ہر لحاظ سے جہاد کے لئے خود بھی تیار ہونا چاہئے اور ترغیب جہاد کا فریضہ بھی ادا کرنا چاہئے-

مسائل واحکام

قرآن وسنّت کی روشنی میں

مبشر احمد ربانی

آپ کے سوال

عہد نبوی میں کون سا فرقہ تھا؟

س- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کون سا مسلک تھا اور لوگ کس مسلک کے پابند تھے؟ اس کی وضاحت کریں-

(مشتاق مجاہد- مانسہرہ)

ج- دور حاضر میں امت مسلمہ میں جو کھینچا تانی اور تفرقہ بازی' ضد وہٹ دھرمی اور شخصی نسبتیں اور تصوف کے مختلف سلسلے جیسے قادری' سہروردی' نقشبندی' سیفی مجددی وغیرہ اور مختلف دھڑے بندیاں اور فقہی مسالک جیسے حنفی' شافعی' مالکی' حنبلی' ظاہری وغیرہ موجود ہیں- یہ سلسلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک اور عہد مسعود میں نہیں تھے- ان کا نام ونشان تک نہ تھا- آج امت میں دو طرح کی گروپ بندیاں ہیں- ایک وہ فرقے جن میں الحاد گھسا ہوا ہے- یہ زیادہ تر منکرین حدیث ہیں اور قرآنی آیات کی بھی اپنی من پسند تاویل کرتے ہیں- دوسرے وہ جو اپنے اپنے امام کی تقلید پر قائم ہیں- حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک انسانیت کی راہنمائی کے لئے مبعوث کئے گئے تھے اور لوگوں کو صرف کتاب وسنت کی تعلیم دیتے تھے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے-

هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین

(۲:۶۲ سورہ جمعہ)

اللہ تعالیٰ وہی ذات ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول انہی میں سے مبعوث فرمایا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت سکھاتا ہے اور وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے-

اسی طرح کی کئی ایک آیات قرآن مجید میں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت کے لئے رہبر اور امام اعظم بنا کر بھیجے گئے تاکہ انسانیت کو ضلالت وگمراہی اور کفرو شرک سے نکال کر نورانیت اور رشد وحدایت کی طرف لائیں- بدعات اور رسوم ورواج سے ان کا تزکیہ کریں- اللہ تعالیٰ کے پیارے اور آخری رسول ﷺ نے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے نصاب تعلیم کتاب وسنت رکھا- حکمت سے مراد تقریباً تمام مفسرین نے سنت نبوی لی ہے- صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین کا طریق کار اور منہج دو چیزیں ہی تھیں- وہ قرآن مجید کے ساتھ ساتھ حدیث نبوی کو مدار عمل سمجھتے تھے- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ترک کرنا گمراہی وضلالت سمجھتے تھے- صحابہ کرامؓ کے زمانے میں کوئی بھی شخص کسی دوسرے شخص کا مقلد نہیں تھا بلکہ وہ براہ راست کتاب وسنت پر عمل پیرا تھے- اور تقلید سے منع کیا کرتے تھے- سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

اما العالم فان اهتدی فلا تقلدوه دینکم

عالم اگر راہ راست پر بھی ہو تو اس کی اپنے دین میں (ذاتی آراء کی) تقلید نہ کرو- ملاحظہ ہو (جامع بیان العلم ۲/۱۱۱)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ملت پر ہیں تو انہوں نے جواب دیا- نہیں تو

ولا علی ملة عثمان انا علی ملة رسول الله صلی الله علیه وسلم

اور نہ ہی سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی ملت پر ہوں' میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت پر ہوں- (حلیۃ الاولیاء ۱/۳۲۹ مصنف عبدالرزاق ۱۱/۴۵۳)

معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ مقلد نہ تھے بلکہ وہ سنت نبوی ﷺ کو اپنے لئے مشعل راہ سمجھتے تھے- اسی طرح تابعین' تبع تابعین' ائمہ' مجتہدین' محدثین' تقلید سے منع کیا کرتے تھے اور کتاب وسنت کی پیروی کا حکم کیا کرتے تھے- تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو فتاوی ابن تیمیہ ۲۰/۱۰'۲۱۱ وغیرہ

شاہ ولی اللہ کی تحقیق کے مطابق چوتھی صدی ہجری سے پہلے لوگ

کسی خاص مذہب کے مقلد نہ تھے۔ فرماتے ہیں

اعلم ان الناس کانوا قبل المائة الرابعه غیر مجمعین علی التقلید الخالص لمذهب واحد بعینه

واضح رہے کہ چوتھی صدی ہجری سے پہلے کسی ایک خاص مذہب کی تقلید پر لوگوں کا اجماع نہیں تھا۔ حجۃ اللہ البالغہ مترجم ۱/۲۷۳

معلوم ہوا کہ فرقہ بندیاں، مخصی نسبتیں اور مختلف مکاتب فکر جس طرح آج امت مسلمہ میں پائے جاتے ہیں، عہد نبویؐ اور عہد صحابہؓ میں اس کا وجود نہیں تھا۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنے تمام مسائل میں کتاب و سنت کی طرف رجوع کرے اور کسی بھی فرقے کا پابند نہ ہو۔ صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے کو ہی اپنے لئے کامیابی کی راہ تصور کرے۔ ہاں البتہ کوئی گروہ اگر اسی بیان کردہ مسلک یعنی صرف کتاب و سنت پر چل رہا ہے، اور امتیاز کے لئے کوئی بھی اچھا نام ان کا مشہور ہو گیا ہے، چاہے وہ اہلسنت کہلاتے ہوں، اہلحدیث، سلفی یا انصار السنة تو ایسے گروہ کو نہ تو فرقہ کہا جائے گا اور نہ ان کے ساتھ وابستگی غلط ہوگی کیونکہ فرقہ وہ ہوتا ہے جو اپنے اصل سے ہٹ جائے۔ اور جو اصل پر قائم ہو، وہ فرقہ نہیں ہوتا اور اگر کسی گروہ کی نسبت ہی غلط ہو، وہ کسی شخصیت اور اما ا کی طرف منسوب ہو جیسے حنفی، شافعی، مالکی، قادری، چشتی وغیرہ تو یہ مخصی نسبتیں اسلام میں جائز نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی گروہ علاقے کی طرف منسوب ہو تو علاقائی نسبتیں اختیار کرنا بھی اسلام میں جائز نہیں جیسے بریلوی، دیوبندی وغیرہ۔ امتیازی نسبت بھی صرف وہی ہونی چاہئے جو اسلام کے صحیح مسلک کو ظاہر کرتی ہو۔ اول تو بات یہ ہے کہ ہماری بڑی نسبت مسلمان کہلانا ہے۔ اور یہ امتیازی نسبتیں وہاں اختیار کرنے کی مجبوری ہوتی ہے جہاں اسلام کا نام لینے والے بہت سے فرقے موجود ہوں۔ یہ کسی طرح ممکن نہیں کہ سب فرقے صرف مسلمان کہلائیں اور ان کی کوئی اضافی نسبت نہ ہو۔ اگر کوئی گروہ اپنی اضافی نسبت نہیں اختیار کرے گا تو لوگ خود ہی پہچان کے لئے الگ الگ عقائد و نظریات کے لوگوں کو کوئی نہ کوئی نام دے دیں گے۔ اور عملاً بھی یہی صورت حال ہے کہ جو لوگ صرف مسلمان کہلانے کے مدعی تھے، لوگوں نے پہچان کے لئے ان کے نام بھی رکھ دیئے۔ کوئی پرویزی کہلاتا ہے اور کوئی مسعودی۔ اسلام کا نام لینے والی دنیا میں ایک بھی ایسی جماعت نہیں جس کا مخصوص امتیازی نام نہ ہو۔ اس لئے ہمارے لئے حق یہ ہے کہ صرف کتاب و سنت پر چلیں اور ایسے گروہ کے ساتھ چلیں جو اسی مسلک کا حامل ہو۔

رفع الیدین کا مسئلہ

س۔ میں حنفی مسلک سے تعلق رکھتا تھا۔ اب الحمد للہ میں اہل حدیث ہو گیا ہوں۔ میرا سوال رفع الیدین کے بارے میں ہے۔ آپ اس کی حقیقت قرآن و سنت کی روشنی میں واضح کریں اور میرے لئے کوئی ایسی کتاب تجویز کریں جس میں نماز اور اس سے متعلق مسائل موجود ہوں۔ (علی رضا۔ ۱۸۸ سی شاہ رکن عالم کالونی۔ ملتان)

ج۔ نماز کے افتتاح کے وقت رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور دو رکعت پڑھ کر اٹھتے وقت رفع یدین کرنا سنت متواترہ ہے۔ تقریباً وہ تمام کتب حدیث جن میں باب صفتہ صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے۔ ان میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یرفع یدیه حذو منکبیه اذا افتتح الصلاة واذ اکبر للرکوع واذا رفع راسه من الرکوع رفعهما کذ لک وقال سمع الله لمن حمده ربنا لک الحمد وکان لا یفعل ذ لک فی السجود(متفق علیہ مشکوۃ ۷۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے اور جب رکوع کے لئے تکبیر کہتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتے اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد کہتے اور سجدوں میں رفع الیدین نہ کرتے تھے۔ (بخاری ۱/۱۰۲ مسلم ۱/۱۶۸)

علاوہ ازیں اس کے متعلق بے شمار احادیث ہیں اور آئمہ محدثین نے اسی مسئلہ کو متواتر احادیث میں شمار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

قطف الازهار المتناثره للسیوطی نظم المتناثر من الحدیث المتواتر وغیره

اور شروع سے لے کر آج تک اہل حدیث کی یہ علامت رہی ہے جیسا کہ امام ابو احمد الحاکم محمد بن محمد بن احمد بن اسحاق نے اپنی کتاب شعار اصحاب الحدیث ص ۴۷ پر رفع یدین کا باب باندھ کر بتایا ہے۔ اسی طرح امام حاکم، امام بخاری کے ساتھیوں کے بارے میں فرماتے ہیں۔

یظهرون شعار اهل الحدیث من افراد الاقامة ورفع الایدی فی الصلوات وغیر ذلک

(سیر اعلام النبلاء ۱۲/۴۶۵ یعنی امام بخاری کے ساتھی اہل حدیث کے شعار (علامتیں) اکہری اقامت اور رفع یدین وغیرہ کا علی الاعلان اظہار کرتے تھے۔ لہٰذا رفع یدین سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور شروع سے لے کر آج تک کتاب و سنت کے متوالوں کا عمل ہے۔ مسئلہ رفع یدین کی تفصیل کے لئے محدث العصر امام محمد گوندلوی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب التحقیق الراسخ فی ان احادیث رفع الدین لیس لها ناسخ اور استاذ الاساتذہ حافظ عبدالمنان نور پوری حفظہ اللہ کی کتاب "مسئلہ رفع الیدین۔ تحریری مناظرہ" وغیرہ ملاحظہ کریں۔ یا نماز کے عام فہم مسائل کے لئے صلوۃ الرسول (مخرج) حکیم صادق سیالکوٹی، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز" از مولانا اسماعیل سلفی ملاحظہ کریں۔ ان شاء اللہ العزیز کافی معلومات حدیث نبوی کے مطابق ملیں گی۔

س۔ رفع الیدین کی روایت کرنے والے سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بتائیں۔ ○ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی روایت عدم رفع الیدین کے بارے میں بتائیں کہاں تک صحیح ہے؟ فقہ حنفی اور حدیث کا تقابل بھی چند مسائل میں بتائیں۔ (حافظ ارشد عزیز سلفی۔ ساہیوال)

ج۔ سیدنا وائل بن حجر یمن کے عظیم شہزادے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے آنے سے تین دن قبل ان کے متعلق بشارت دی جیسا کہ کتاب الثقات لابن حبان ۳/۴۲۴، ۴۲۵ اور کتاب مشاہیر علماء الامصار لابن حبان کے ص ۴۴ رقم ۲۷۶ پر مرقوم ہے۔

آپ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کی خدمت پر مامور فرمایا تھا۔ مسند احمد البدایہ والنہایہ ۵/۷۰ اور امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے البدایہ والنہایہ ۵/۷۰ پر وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ ان وفود میں کیا ہے جو ۹ھ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے تھے۔

علامہ عینی نے عمدۃ القاری شرح بخاری ۵/۲۷۴ طبع ... میں فرمایا ہے کہ

و وائل بن حجر اسلم فی المدینة سنة تسع من الهجرة

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں سے ۹ھ میں مسلمان ہوئے یہ صحابی رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع یدین ذکر کرتے ہیں جیسا کہ صحیح مسلم مع الشرح النووی ۱/۱۷۳ ابن خزیمہ ۱/۳۴۶ ابن حبان ۳/۱۶۷ اور ابی عوانہ ۲/۹۷ وغیرہ پر مروی ہے۔

پھر آپ دوبارہ آئندہ سال (یعنی ۱۰ھ میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ تو پھر رفع یدین کا مشاہدہ کیا جیسا کہ ابن حبان ۳/۱۶۸ اور سنن ابوداؤد وغیرہ میں ہے۔ علامہ سندھی حنفی حاشیہ نسائی ص ۱۴۰ پر راقم ہیں۔

مالک بن الحویرث ووائل بن حجر ممن صلی مع النبی صلی الله علیه وسلم آخر عمره فروایتهما الرفع عند الرکوع والرفع منه دلیل علی بقائه وبطلان بعوی نسخه

مالک بن الحویرث اور وائل بن حجر ان صحابہؓ میں سے ہیں جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی عمر کے آخری حصہ میں نماز پڑھی اور ان دونوں کی روایت میں رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کا تذکرہ ہے جو رفع یدین کے باقی رہنے اور اس کے منسوخ ہونے کے دعوے کو باطل کرنے کی دلیل ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب ۶/۲۷ رقم ۷۵۵ جدید میں راقم ہیں۔ **مات فی ولایة معاویه بن ابی سفیان** کہ وائل رضی اللہ عنہ، امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے ایام حکومت میں فوت ہوئے۔

۲۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی شدہ روایت عدم رفع الدین کے متعلق ضعیف اور ناقابل حجت ہے۔ امام عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ یہ ثابت نہیں ترمذی ۱/۵۹ امام احمد نے کہا ضعیف ہے۔ العلل و معرفۃ الرجال ۱/۱۱۶، ۱۱۷ امام ابوحاتم رازی نے کہا **هذا خطاء علل الحدیث** ۱/۹۶ امام ابن حبان نے کہا

ھو فی الحقیقه اضعف لشئی / التلخیص ۱/۲۲۲ کہ یہ حقیقت میں سب سے زیادہ ضعیف ہے- امام ابن قیم نے المنار المنیف میں کہا باطل ہے- لہٰذا یہ روایت قابل حجت نہیں' تفصیل کے لئے استاذ الاساتذہ حافظ عبدالمنان حفظہ اللہ کی کتاب "مسئلہ رفع الیدین تحریری مناظرہ" ملاحظہ کریں- ان شاء اللہ تشفی ہو جائے گی-

۳- فقہ حنفی اور احادیث نبویہ کے تقابل کے لئے مولانا محمد جونا گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کی سیف محمدی' شمع محمدی وغیرہ کا مطالعہ کریں-

جی پی فنڈ کی شرعی حیثیت

س- ایک آدمی گورنمنٹ کا ملازم ہے- اس کی تنخواہ سے گورنمنٹ ہر مہینہ کٹوتی کرتی ہے جسے جی پی فنڈ کہتے ہیں- پھر ریٹائرمنٹ پر اصل رقم جو اس کی تنخواہ سے کاٹی جاتی ہے- اس سے کافی زائد رقم ملازم کو دی جاتی ہے- کیا یہ رقم لینا جائز ہے؟
(محمد احمد مسئول طلباء چونیاں)

ج- سرکاری ملازمین کی ہر ماہ تنخواہ سے جو رقم کاٹ لی جاتی ہے اور پھر اس کی ریٹائرمنٹ پر بمع اضافہ اس کو رقم دی جاتی ہے' اسے جی پی فنڈ کہا جاتا ہے- قرآن وسنت کی رو سے زائد وصول شدہ رقم سود ہے- جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

یا ایها الذین آمنوا اتقو الله وذروا مابقی من الربا ان کنتم مومنین فان لم تفعلوا فاذ نوا بحرب من الله ورسوله وان تبتم فلکم رؤوس اموالکم لاتظلمون ولا تظلمون (البقرہ:۲۷۸'۲۷۹)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور جو کچھ سود سے باقی رہ گیا ہے' اسے چھوڑ دو اگر تم ایمان دار ہو- اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ اور اگر تم نے توبہ کر لی تو تمہارے لئے تمہارا اصل مال ہے' نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے-

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اصل مال لینے کا حکم فرمایا ہے اور زائد رقم کی وصولی سے روک دیا ہے اور یہ بھی بتایا کہ سودی رقم لینا ایمان کے منافی ہے اور اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کے مترادف ہے- اسی طرح احادیث میں سود لینے دینے والوں پر لعنت مذکور ہوئی ہے- لہٰذا ملازم آدمی صرف اپنی اصل رقم جو اس کی کاٹی جاتی ہے وہی وصول کر سکتا ہے- زائد رقم اگر لیتا ہے تو وہ اس کا مالک نہیں- وہ یقیناً سود کھا کر لعنت کا مستحق بنتا ہے اور یہ بات حکومتی طبقہ جانتا ہے کہ جی پی فنڈ میں جو زائد رقم دی جاتی ہے وہ سود ہے جیسا کہ گورنمنٹ اکاؤنٹ میں جو فارم ملتا ہے' اس کے خانہ نمبر ۱۴ میں یہ بات درج ہے کہ

کیا ملازم اپنی جمع شدہ رقم پر سود کا خواہش مند ہے یا نہیں؟
اگر ملازم لکھ دے کہ میں سود وصول نہیں کروں گا تو اس کی جمع شدہ رقم کو سود کی آلائش و آمیزش سے صاف رکھا جاتا ہے- اس لئے تمام ملازمین کو اس رقم کی وصولی سے اجتناب کرنا چاہئے- اس مسئلہ کی تفصیل مجلہ الدعوۃ فروری ۱۹۹۳ء کے صفحہ ۳۸'۳۹ پر بھی درج ہو چکی ہے-

غیر شعوری عمر کا نکاح

س- کیا فرماتے ہیں علماء دین اس فیصلہ کے بارے میں کہ میرے والد نے میری بہن کا نکاح اپنے کسی عزیز سے کر دیا تھا جبکہ میری بہن اتنی کمسن تھی کہ اس کو اپنے نکاح کا ہونا بالکل یاد نہیں- تقریباً دو ماہ کی عمر تھی- بالغ ہونے کے بعد میری بہن کو جب معلوم ہوا کہ اس کا نکاح اس کے والد صاحب نے فلاں آدمی سے کیا ہوا ہے تو اس نے نکاح کو قائم رکھنے سے انکار کر دیا- اب وہ اس آدمی سے نکاح نہیں رکھنا چاہتی- لہٰذا کتاب وسنت کی رو سے وضاحت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں-
(رب نواز ولد عاشق محمد- میلسی ضلع وہاڑی)

ج- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا-

لاتنکح الایم حتی تستامر ولاتنکح البکر حتی تستاذن قیل وما اذنها یارسول الله؟ قال ان تسکت (المنتقی لابن جارود (۷۰۷) واللفظ له بخاری مع فتح ۹/۱۹۱' ۱۲/۳۳۹' ۳۴۰ مسلم مع نووی ۹/۲۰۲ ابوداؤد ۲۰۹۲ نسائی ۶/۸۵ ترمذی مع تحفہ ۴/۲۴۰ ابن ماجہ (۱۸۷۱)

بیوہ کا نکاح اس کا امر حاصل کئے بغیر نہ کیا جائے اور کنواری لڑکی کا نکاح اس کا اذن (اجازت) حاصل کئے بغیر نہ کیا جائے- کہا گیا اس کا اذن کیا ہے- اے اللہ کے رسول ﷺ؟ آپ نے فرمایا چپ رہنا اس کا اذن ہے- (کیونکہ وہ شرم کے مارے بولتی نہیں)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بالغہ لڑکی سے اس کے نکاح کی اجازت لی جاتی ہے اور جب وہ نابالغہ ہوتی ہے تو بچپن میں اس سے اجازت نہیں لی جاتی- اس کا ولی نکاح کر سکتا ہے- بعد از بلوغت اس لڑکی کو اختیار ہوتا ہے کیونکہ اس کا حق ہے وہ اپنا نکاح اگر منسوخ کرانا چاہے تو کرا سکتی ہے

عن ابن عباس قال ان جارية بكرا اتت رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكرت ان اباها زوجها وهى كارهة فخيرها النبى صلى الله عليه وسلم ابوداؤد' احمد (۱/ ۲۷۳-۲۳۶۵) ابن ماجہ (۱۸۷۵) ۲/۶۰۳

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک کنواری لڑکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور بیان کیا کہ اس کے باپ نے اس کا نکاح کیا ہے اور وہ ناپسند کرتی ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اختیار دے دیا-

علامہ احمد حسن دہلوی راقم ہیں-

الحديث يدل على تحريم اجبار الاب لابنته البكر على النكاح وغيره من الاولياء بالاولى (تنقيح الرواة ۳/۱۰)

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ باپ کے لئے ممانعت ہے کہ وہ اپنی کنواری بیٹی کو نکاح پر مجبور کرے تو باپ کے علاوہ لڑکی کے اولیاء (دیگر رشتہ داروں) کے لئے بالاولیٰ جبر کی ممانعت ہے---

مذکورہ بالا حدیث صحیح سے معلوم ہوا کہ لڑکی کو بالغ ہو جانے کے بعد اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنا بچپن کا کیا ہوا نکاح فسخ کرا سکتی ہے- فسخ کے لئے چاہیں تو ثالثی شرعی عدالت کی طرف رجوع کر لیں تاکہ مزاحمت وغیرہ کا اندیشہ نہ ہو- ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

بقیہ: امام صاحب کے دربار پر

وظیفہ بتانے کا مجھے حکم نہیں ہے- ہم نے پوچھا کیا آپ نماز ساتھ والی مسجد میں پڑھتے ہیں تو فرمایا کہ میں ادھر ہی پڑھ لیتا ہوں- تو ہم نے کہا کہ ادھر تو چاروں طرف قبریں ہیں- ادھر نماز نہیں ہو سکتی اور جب ہم نے احادیث مصطفیٰ ﷺ سنائیں تو کھسیانا ہو کر بولا کہ بس میری نماز ہو جاتی ہے- ہم نے پوچھا کہ کیا آپ کو ساری نماز آتی ہے تو جواب ملا کہ ۱۰' ۱۱ سال قبل میں بھی عام آوارہ لڑکوں کی طرح تھا- اب دن پھرے ہیں تو ادھر بیٹھا ہوں- نیز مجھے تھوڑی بہت نماز آتی ہے- مکمل نہیں...... ہم نے اسے بھی وعظ و تلقین کی اور پھر واپس گھر لوٹ آئے- ہم سوچتے رہے کہ لوگ کس طرح اندھا دھند شرک و بدعت میں گرفتار ہیں- اب یہ کتاب وسنت کے داعیوں کا فرض ہے کہ وہ انہیں اور لوگوں میں توحید و سنت کا شعور اجاگر کریں- کیونکہ شرک وہ جرم ہے جو کہ اللہ کے ہاں توبہ کے بغیر ناقابل معافی ہے-

سنا ہے کشمیر میں مسلمان کی عزت ہے تار تار
سنا ہے لوگ پاکستان میں عید کرتے ہیں

سنا ہے اظہار بزدلی کا شدید کرتے ہیں
سنا ہے لوگ جہاد پہ تنقید کرتے ہیں

سنا ہے کشمیر میں مسلمان کی عزت ہے تار تار
سنا ہے لوگ پاکستان میں عید کرتے ہیں

سنا ہے لشکر طیبہ کے شیر دل مجاہد
ظالم کافروں کو اب جہنم رسید کرتے ہیں

سنا ہے دائم موجود رہے گا سلسلہ جہاد
سنا ہے مجاہد ہی طلوع آزادی کا خورشید کرتے ہیں

سنا ہے ماں باپ اور قرابت داروں کی حیات
سنا ہے شفاعت بھی شہید کرتے ہیں

حیات عبداللہ- کہروڑپکا

اسلام، بت شکنی اور طالبان!

حسن مدنی

جب سے طالبان نے افغانستان میں بتوں کو منہدم کرنے کا اعلان کیا ہے، دنیا بھر میں اس کے خلاف شدید ردِ عمل سامنے آرہا ہے بلکہ بعض لوگوں نے ان بتوں کی خریداری کی پیشکش بھی کی ہے اور بعض نے ان کی حفاظت پر اُٹھنے والے اِخراجات ادا کرنے کی یقین دہانی بھی کرائی ہے۔ کچھ ممالک اگر سفارتی دباؤ سے کام لے رہے ہیں تو بعض دیگر ڈرانے دھمکانے سے بھی نہیں چوک رہے۔ غرور و تکبر میں مبتلا بعض صہیونی عالمی اِداروں نے افغانستان کے ساتھ پاکستان کو بھی مطعون کرنا شروع کر رکھا ہے۔ الغرض مارچ کے پہلے عشرے سے جنوبی ایشیا کے اَخبارات میں بالخصوص اور دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ میں بالعموم اس مسئلہ کے بارے میں اپنے اپنے مفادات اور نظریات کے پیش نظر بہت کچھ لکھا جارہا ہے۔

افغانستان کے ساتھ پاکستان میں بھی سفیروں اور عالمی نمائندوں کی آمد و رفت زوروں پر ہے۔ اسلام کے بہی خواہ اور طالبان کے بارے میں نرم گوشہ رکھنے والے بھی اپنی اپنی استعداد کے مطابق تجاویز و ہدایات پیش کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس مسئلہ پر بعض علمی مباحث نے بھی جنم لیا ہے کہ آیا اسلام میں مجسموں اور بتوں کو باقی رکھنے کی گنجائش ہے یا نہیں؟۔ دورِ نبویؐ اور خلافتِ راشدہ میں اس بارے میں طرزِ عمل کیا رہا ہے اور اب مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے؟ صہیونی لابی کے آلہ کار عالمی ذرائع ابلاغ کی اسلام کے خلاف شروع کی گئی اس علمی بحث میں مسلمان بھی کود پڑے ہیں۔ یکم مارچ کو بی بی سی کے مکتوبِ پاکستان نامی پروگرام میں بھی اس موضوع پر تشکیک پیدا کرنے اور اسلامی موقف کو مسخ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ روزنامہ نوائے وقت میں شائع ہونے والی خبر کے مطابق اس رپورٹ میں یہ دعویٰ کیا گیا کہ مجسمہ وہ ہوتا ہے جس کی پرستش ہو اور اسلام میں صرف وہ بت حرام ہیں جن کی پوجا کی جائے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ

"مجسمہ اس وقت بنتا ہے جب اس کی پرستش کی جائے، اگر اس کی پرستش نہ کی جائے تو انسانی مجسمہ اور پتھر کے بنے ہوئے گھوڑے اور انگوٹھی پر کڑھے ہوئے پھول میں کوئی فرق نہیں۔ کسی بھی شے کی ٹھوس نقل مجسمہ ہے۔ اگر بت اور مجسمہ میں یہ بنیادی فرق نہ ہوتا تو آج سے ۱۴۰۰ سال قبل نئے عالمی نظام کے قیام کے لئے کعبہ کو بتوں سے پاک کرنے والے پیغمبر اکرم ﷺ کے وارث سیدنا عمر بن خطابؓ مصر کی فتح کے بعد سب سے پہلے ابوالہول کے مجسمے کو گراتے جو دریائے نیل کی سرزمین پر اسلام کی آمد سے بھی دو ہزار سال قبل سے ایستادہ تھا۔ ابوالہول ساڑھے تین ہزار سال سے اب بھی سینہ تانے کھڑا ہے۔

مجسمہ اور بت کا جو فرق سیدنا عمرؓ بن خطاب کو معلوم تھا وہ افغانستان میں ملا عمر کے برسر اقتدار آتے آتے غالباً معدوم ہوگیا ہے۔ اسی لئے گذشتہ دنوں قندھار سے یہ فرمان جاری ہوا کہ تمام بت گرا دیے جائیں۔ ان میں قبل از اسلام کا مہاتما بدھ کا بامیان میں ایستادہ ۵۰ میٹر طویل پہاڑی مجسمہ بھی شامل ہے جو نہ صرف افغانستان کا بلکہ عالمی ورثہ ہے۔" (نوائے وقت: ۳ مارچ، صفحہ آخر)

اسی رپورٹ میں بیسویں صدی کے چند شواہد کے ذریعے یہ ثابت کرنے کی کوشش بھی کی گئی ہے کہ طالبان کی بت شکن مہم کو اسلام کی حمایت حاصل نہیں بلکہ یہ محض طالبان کی انتہا پسندی کا اِعجاز ہے۔ ان مثالوں میں ۱۹۷۹ء کے انقلابِ ایران کے بعد تختِ جمشید کے پرانے آثار کو جوں کا توں باقی رہنے دینے اور پاکستان میں موہنجوداڑو اور ہڑپہ تہذیب کے نشانات کی حفاظت وغیرہ کے اقدامات شامل ہیں۔ مزید برآں ۱۹۴۹ء میں چین کے کمیونسٹ انقلاب کے دوران ایک مسجد کے تحفظ کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے جس کی تعمیر کی نسبت ایک صحابی رسولؐ کی طرف کی جاتی ہے کہ غیر مسلم چینیوں نے اس مسجد کو آج تک باقی رکھا ہوا ہے۔

تھائی لینڈ کی وزارتِ خارجہ نے بت شکنی کی اس مہم کا رخ موڑنے کی کوشش اس انداز میں کی ہے کہ اگر کل افغانستان میں امن قائم ہو جائے تو یہ تاریخی نوادرات غیر ملکی سیاحوں کی توجہ کا مرکز بن کر ملکی آمدنی میں اضافے کا سبب بن سکتے ہیں (نوائے وقت: ۲۸ فروری) بعض نے افغانستان میں قحط کے خاتمے کے لئے ان بتوں کی فروخت کو افغان قوم کے لئے موزوں قرار دیا ہے۔ اب تک جاپان، ایران، بھارت، نیویارک کی کوآپریٹو کونسل اور متعدد عجائب گھروں کی طرف سے ان بتوں کو خریدنے کی آفرز کی جاچکی ہیں۔ اخبارات کے مطابق مولانا سمیع الحق نے بھی طالبان کو ان بتوں کو فروخت کرنے، عجائب گھروں کے حوالے کر دینے یا مصر کی مثال سامنے رکھتے ہوئے بطورِ عبرت رکھ چھوڑنے اور ان کی عبادت روک دینے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ (نوائے وقت: ۲۸ فروری)

افغانستان میں یہ بت طلوعِ اسلام سے قبل کے ہیں جن میں کابل میوزیم میں ۶۰۰ کے قریب بت اور بامیان میں گوتم بدھ کے ۶۵ اور ۳۴ میٹر اونچے دو مجسموں کے بارے میں دنیا میں زیادہ تشویش پائی جاتی ہے۔

عالمی صورتحال اور سیاسی حکمت عملی سے قطع نظر پہلے ہم ان صفحات میں ان مغالطوں کا جائزہ پیش کریں گے جو اسلام کے تصورِ اصنام کے بارے میں پھیلائے جا رہے ہیں۔ کیونکہ کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ اسلام کی من مانی تعبیر کرتا پھرے اور مسلمانوں کے اَذہان میں تشکیک پیدا کرے۔

پوجے اور نہ پوجے جانے والی بتوں

بی بی سی کا یہ دعویٰ مغالطہ آمیز ہے کہ اسلام میں پوجے اور نہ پوجے جانے والے بتوں میں فرق ہے جسے اس نے بت اور مجسمے کے فرق سے تعبیر کیا ہے۔ اسلام میں اس طرح کی کوئی تقسیم نہیں ملتی۔ بلکہ اسلام میں نہ صرف مجسموں کی مخالفت کی گئی ہے بلکہ ایسے نشانات

یا علامات کو بھی جائز نہیں سمجھا گیا جو مقدس سمجھی جا سکتی ہیں۔ اسلام کی رو سے تصویر جائز نہ ہونے کی اہم بنیاد یہی ہے کہ کل کلاں اس سے عقیدت کا تصور وابستہ ہو کر اس کی پوجا شروع ہو سکتی ہے۔ چنانچہ آج بھی محتاط علماء تصویر کو جائز قرار نہیں دیتے۔ گو کہ اوّلین مرحلہ میں تصویر کو بھی عبادت کے مقصد کے لئے کبھی نہیں رکھا جاتا بلکہ بتدریج اس سے مشرکانہ عقائد وابستہ ہوتے ہیں جیسا کہ بت پرستی بھی اسی طرح تدریجاً عمل میں آئی ہے۔ اس لئے یہ کہنا بالکل بے جا ہے کہ جس بت کی عبادت نہیں ہوتی، اس کو باقی رکھنے کا جواز ہے۔ بالفرض آج اس کی عبادت نہیں ہوتی لیکن کل کلاں اس کی عبادت شروع ہو جانے کے امکان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ بہت سی بزرگ ہستیاں ایسی ہیں جو اپنی زندگی میں اپنے جیسے انسانوں سے مرادیں مانگنے اور حاجت روائی سے لوگوں کو روکتی رہیں لیکن وقت گزرنے کے ساتھ لوگوں نے ان سے بھی اس طرح کی عقیدت قائم کر لی اور چند صدیوں کے بعد ان کی عبادت شروع کر دی۔

یہی وجہ ہے کہ قرآنِ کریم نے اس بارے میں 'صنم' سے بھی ایک وسیع تر اصطلاح استعمال کی ہے، اور اس میں صنم سے ملتے جلتے الفاظ تماثیل اور اَوثان کے بھی آئے ہیں۔ صنم تو خود تراشیدہ بت اور مورتیوں کو کہتے ہیں جبکہ 'تمثال' کا ترجمہ مورت یا کسی کی مشابہت میں تیار کی جانے والی شے کے ہیں۔ لیکن وَثن کا لفظ اس سے بھی وسیع تر ہے۔ ہر وہ شے جو کسی نیک شخصیت سے منسوب ہو کر احترام

لاکھوں مسلمانوں کے قتل اور قرآن جلانے پر خاموش رہنے والے......

بتوں کو بچانے کے لئے چیخ پڑے

اور معبودیت کا مرتبہ پا جائے، اسے وَثن کہا جاتا ہے۔

طبریؒ نے مجاہدؒ سے ذکر کیا ہے کہ 'صنم' اسے کہتے ہیں جو کسی کی صورت پر بنایا جائے جبکہ وثن ان اشیا پر بھی بولا جاتا ہے جو (چاہے ... کے بغیر (ہوں لیکن) احترام کے لائق سمجھی جائیں۔ یعنی وثن کا لفظ صنم سے بھی عام ہے۔ (کتاب التوحید: ص ۶۴) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: لسان العرب: ج ۱۳ / ص ۴۴۲

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ہونے والی قبر کے بارے اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد ...... اشتد غضب الله علی قوم اتخذوا قبور أنبیائھم مساجد (موطأ: ۱/ ۱۸۲)

"اے اللہ! میری قبر کو ایسی محترم شے نہ بنا دینا جس کی عبادت کی جائے...... اللہ تعالیٰ ان قوموں پر بہت ناراض ہوا جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا"

نبی کریم ﷺ کی قبر نعوذ باللہ آپ کا مجسمہ نہیں ہے لیکن یہ چونکہ رحمت للعالمین سے منسوب زمین کا ایک حصہ ہے لہٰذا اہل اسلام

> عیسائی نہ صلیب نمایاں کریں، نہ خنزیر کو ظاہر کریں، نہ آگ کو بلند کریں اور نہ شراب کھلے عام پئیں اور حاکم وقت کو چاہئے کہ وہ انہیں ان کاموں سے روک کر رکھے۔
>
> (حدیث رسول اللہ ﷺ امام احمد)

کو اسے وَثن بنانے سے منع کر دیا گیا۔ اسی طرح قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾ (۳۰/۲۲)

"تو 'اَوثان' کی پلیدی سے بچو اور جھوٹی بات سے پرہیز کرو"

یہاں بھی صنم کی بجائے وثن کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے اسلامی شریعت مجسموں اور بتوں سے بھی پہلے غیر اللہ کی عبادت کی طرف لے جانے والی ہر چیز کو حرام قرار دیتی ہے یہی شریعتِ اسلامیہ کا امتیاز ہے کہ وہ نہ صرف برائی بلکہ برائی کے رستوں کا بھی سدباب کرتی ہے۔ علاوہ ازیں قرآنِ کریم میں ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾ (النحل: ۳۶)

"اور ہم نے ہر امت میں رسول بھیجے کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو"

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ﴾

"کیا آپ نے ان لوگوں پر غور نہیں کیا جنہیں کتاب اللہ سے حصہ ملا ہے پھر بھی وہ جِبْت اور طاغوت پر ایمان رکھتے ہیں" (النساء: ۵۱)

طاغوت ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو اللہ کے ماسوا کی عبادت کی طرف لے جانے والی ہو جبکہ جبت اَوہام و خرافات، ٹونے ٹوٹکے وغیرہ پر اعتقاد کے لئے بولا جاتا ہے۔ (مترادفات القرآن: ص ۱۸۳)

ان تمام آیات میں ایسی اشیاء کی عبادت ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں فرق نہیں کیا گیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بی بی سی کا دعویٰ فکری ضلالت کا آئینہ دار ہے جو اسلام سے چور دروازے کھول کر بت پرستی اور طاغوت کی پرستش کی راہ ہموار کرنا چاہتا ہے۔

اہرامِ مصر اور ابوالہول کا مجسمہ

بی بی سی کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ "سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فتح مصر کے بعد مصر کے بتوں اور مجسموں کو باقی رکھا۔ مجسمہ اور بت کا جو فرق سیدنا عمرؓ بن خطاب کو معلوم تھا' وہ افغانستان میں ملا عمر کے برسر اقتدار آتے آتے غالباً معدوم ہو گیا ہے۔"

لیکن حقیقت یوں نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ مصر معاہدۂ جنگ کی صورت میں خلافتِ اسلامی میں شامل ہوا اور اس معاہدۂ جنگ میں یہ بات شامل تھی کہ مصر کے عبادت خانوں کی حفاظت کی جائے گی۔ جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خلافت راشدہ میں ان عبادت خانوں کو توڑا نہیں گیا۔ اُموی خلیفہ مامون الرشید کے دور میں اہرامِ مصر کو منہدم کرنے کا منصوبہ پیش کیا گیا، جس کا ذکر تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے۔ سب سے پہلے تو اہرامِ مصر کے بارے میں پڑھئے:

وقد ذکر أن بعض ملوك الاسلام شرع یهدم بعضها فإذا خراج مصر لا یفی بقلعها وهی من الحجر والرخام وأنها قبور لملوك وكان الملك منهم إذا مات وضع فی حوض من حجارة ویسمی بمصر والشام الجرون وأطبق علیه ثم بنی من الهرم علی مقدار ما

يرون من ارتفاع الأساس ثم يحمل الحوض ويوضع وسط الحرم ثم يقنطر عليه البنيان ثم يرفعون البناء على المقدار الذى يرونه ويجعل باب الهرم تحت الهرم ثم يحفرله طريق فى الأرض ويعقد أزج طوله تحت الأرض مائة ذراع أو أكثر ...... الخ

''بعض مسلمان بادشاہوں نے اہرامِ مصر کو منہدم کرنا شروع کیا لیکن اس انہدام کے مصارف مصر سے حاصل ہونے والے کل خراج سے بھی زیادہ تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اہرامِ مصر پتھروں اور عظیم چٹانوں سے تعمیر کئے گئے۔ دراصل یہ شاہانِ مصر کی قبریں ہیں۔ بادشاہ جب مرجاتا تو اسے پتھروں کے ایک حوض کے درمیان رکھ کر اوپر سے ڈھانپ دیا جاتا (مصر اور شام میں اسے 'جرون' کہا جاتا ہے)۔ پھر وہ جتنا بلند چاہتے، ایک مضبوط حصار تعمیر کرتے، پھر اس حوض کو اٹھا کر اس ہرم کے درمیان رکھا جاتا۔ پھر اس کی بنیادوں پر پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جاتا۔ اس کی بنیادیں وہ اس قدر اونچی کرتے جتنا وہ چاہتے۔ ہرم کا دروازہ ہرم کے نیچے کی سمت بنایا جاتا، اس کا راستہ زیرِ زمین اس قدر طویل کھدوایا جاتا کہ وہ زمین کے اندر ۱۰۰ ہاتھ یا اس سے زیادہ گہرا ہوتا۔ ہر ہرم کا دروازہ اسی انداز پر تعمیر ہوتا۔ اور یہ لوگ اس تک پہنچنے کے پرپیچ راستے تعمیر کرتے جب اس سے فارغ ہوتے تو اوپر سے نیچے کی طرف کھدائی کرتے۔ یہ مصری بادشاہوں کی عادت تھی اور اس سے ان کی قوم کی اطاعت پسندی، صبر اور قوت کا پتہ بھی چلتا ہے'' (کتاب المواعظ والاعتبار للمقریزی: ۱/۱۱۵)

اس کے اِخراجات اور اس بارے میں کی جانے والی کوششوں کا تذکرہ ابوالحسن مسعودی نے بھی اپنی کتاب 'اَخبار الزمان' میں کیا ہے :

> **ہر وہ آلہ جو شرک کے لئے معاون ثابت ہو چاہے جیسا بھی ہو صنم ہو یا وثن یا صلیب' یا شرک پر مشتمل کتب ہوں' ان سب کی خرید وفروخت ممنوع ہے۔ ان سب کو ضائع کر دینا اور ختم کر دینا واجب ہے**

''خلیفہ مامون الرشید جب مصر آیا اور اس نے اَہرام مصر دیکھے تو انہیں منہدم کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اسے کہا گیا کہ ایسا کرنا بہت مشکل ہے لیکن خلیفہ اپنے عزم پر قائم رہا۔ چنانچہ آگ کے بڑے الاؤ جلائے گئے، سیسہ اور تانبا پگھلایا گیا، لوہاروں اور معماروں کی ایک بڑی جماعت کو اس کام میں لگایا گیا حتیٰ کہ اس پر بہت سا مال صرف ہوا۔ انہوں نے ۲۰ ہاتھ کے قریب دیواروں کی چوڑائی پیمائش کی۔ حتیٰ کہ جب وہ دیوار کے آخر تک پہنچے تو وہاں انہیں بڑی تعداد میں سونے کے سکے ملے، ایک ہزار دینار کے قریب جن میں ہر ایک کا وزن ایک اوقیہ تھا۔ مامون ان سکوں کی صفائی اور سونے کا معیار دیکھ کر بہت حیران ہوا۔ تب اس نے اس مہم پر صرف ہونے والے اخراجات کا اندازہ لگایا تو وہ اخراجات متوقع سونے کی مالیت سے بھی کہیں زیادہ تھے۔ مامون شاہانِ مصر کے یہ انتظامات دیکھ کر حیران وششدر رہ گیا اور اس نے یہ سونا ملکی خزانے میں جمع کرا کے اس مہم کو بند کروا دیا'' (بحوالہ المواعظ والا اعتبار للمقریزی: ص ۱۱۳)

''یہی کوشش بعد ازاں سلطان صلاح الدین ایوبی کی بیٹے عثمان نے بھی کی۔ اس نے پتھر توڑنے والوں کی جمعیت اکٹھی کی، اور فوج کو بھی اس میں شریک کیا۔ ۸ ماہ یہ لوگ اس مہم میں لگے رہے

> **خلیفہ مامون الرشید نے عظیم الجثہ زنانہ مجسمہ جو دریائے نیل کے دوسرے کنارے فسطاط میں تھا' منہدم کروادیا اور اس بت کو توڑ کر اس کے پتھر مسجد کی تعمیر میں لگا دیئے تھے**

لیکن مال اور تدبیر کے بیش بہا نقصان کے پیش نظر آخر کار اس کو ترک کر دیا''۔ (ص ۱۱۵، ۱۲۱)

ان میں سے ایسے بت جو توڑے جا سکتے تھے، انہیں خلیفہ مامون نے طویل محنت ومشقت کے بعد منہدم کروادیا۔ منہدم ہونے والے ان بتوں میں وہ عظیم الجثہ زنانہ مجسمہ بھی شامل تھا جو دریائے نیل کے دوسرے کنارے فسطاط میں نصب تھا۔ کتبِ تاریخ میں اس کے بارے میں جو حالات بیان کیے گئے ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مجسمہ غالباً ایسس (Isis) دیوی اور اس کے بچے ہورس (Horus) کا تھا۔ اس بت کی پشت دریائے نیل کی طرف تھی۔ اسے دریائے نیل کی طغیانی سے بچانے والا بت تصور کیا جاتا تھا۔ اس بت کو توڑ کر اس کے پتھر مسجد کی تعمیر میں لگا دیے گئے'' (ایضاً: ص ۱۱۸)

کتبِ تاریخ کے ان اقتباسات سے اہرامِ مصر کے بارے میں پتہ چلتا ہے کہ مصر کے بت اور مجسمے گرانے کی کوششیں تو کئی بار کی گئیں لیکن انہیں کامیابی حاصل نہ ہوسکی۔ اب بیسویں صدی میں جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے اَہرام مصر کو توڑا پھوڑا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اہرامِ مصر کی مکمل دریافت بھی بیسویں صدی کے اوائل میں ہوئی، جس کے بعد اس میں دفن خزانوں کو لوٹنے کے لئے حرص کے مارے لوگوں میں ایک مقابلہ شروع ہوگیا۔ ان اَہرام نے بہت افراد کی جانیں بھی لیں اور بہت لوگ اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہوئے۔ جدید ٹیکنالوجی کو بروئے کار لاتے ہوئے یہاں سے بڑی تعداد میں مجسمے نکال کر مصری عجائب گھر اور دنیا کے بڑے میوزیم میں بھی سجائے گئے۔ اب جبکہ وہ مسائل باقی نہیں رہے جن کی بنا پر اہرامِ مصر کے مجسموں کو توڑا نہ جاسکا تھا تو مسلم حکمرانوں میں اطاعت اور اسلام کی پیروی کا وہ جذبہ ہی سرد پڑ چکا ہے اور تمام مسلم دنیا مغرب کے سیاسی یا فکری استعمار کا شکار ہے لہٰذا آج مصر میں یہ مجسمے بڑی تعداد میں عجائب گھروں کی زینت بنے نظر آتے ہیں۔

ابو الهول : بی بی سی کی رپورٹ میں ابوالہول (Sphinx) کے مجسمے کی بات کی گئی ہے کہ مسلمانوں نے جب مصر فتح کیا تو اس عظیم بت کو منہدم نہیں کیا گیا اور وہ بت آج تک باقی چلا آرہا ہے۔

ابوالہول کا مجسمہ ۳۹ میٹر اونچا اور ۲۰ میٹر چوڑا ہے، جس کا سر انسان کا اور دھڑ شیر کا سا ہے۔ اس کے بارے میں روایات یہ ہیں کہ یہ صرف ایک مجسمہ نہیں تھا بلکہ اس طرح ایک انسان کو سزا دی گئی تھی کہ شیر کے دھڑ میں اس کے جسم کو چنوا کر اسے قابل عبرت بنادیا گیا تھا۔ تاریخی لحاظ سے یہ مقامِ تعظیم (عبادت) نہیں بلکہ مقامِ عبرت ہے۔ کیونکہ یہ کسی بزرگ ہستی کی یاد میں پتھروں کی مورت نہیں بلکہ ایک جیتے جاگتے انسان کو سزا دینے کی یادگار ہے۔ چنانچہ اس سے تعظیم کے اثرات کی بجائے خوف وہیبت کے اَثرات مرتب ہوتے ہیں۔ چنانچہ 'اُردو دائرۂ معارف' میں ابوالہول کا ترجمہ 'خوف کا باپ' کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ ''عرب اسے وہم آمیز خوف کے ساتھ دیکھتے تھے''۔ (جلد ۱، ص ۹۳۱)

جیتے جاگتے انسانوں کے نقش اور مجسمے میں بڑا فرق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف ممیوں کو بتوں اور مجسموں کے حکم میں نہیں لایا جاتا۔ فرعونِ موسیٰ کی ممی آج تک بطورِ عبرت موجود ہے اور ابوالہول کے بارے میں کسی نے بت کا سا حکم اختیار کرنے کا خیال پیش نہیں کیا۔ بعض لوگوں کو اس کے باوجود یہ خیال گزرا کہ لوگ اس سے بت پرستی میں مبتلا ہوسکتے ہیں تو انہوں نے انفرادی طور پر اس کو منہدم کرنے کی کوششیں کیں۔ تاریخ نگار المقدسی کے بیان کے مطابق انہی کوششوں سے ۹۸۵ء میں اس کا چہرہ صحیح سالم نہ رہا۔ مقریزی نے بیان کیا ہے کہ ۷۸۰ھ/۱۳۷۸ء میں شیخ محمد صائم الدہر نے مجسموں کو ختم کرنے کی مہم میں اس کو بھی توڑنے کی بہت کوشش کی لیکن اس میں وہ پوری طرح کامیاب نہ ہوا۔ بعض مؤرخین کے نزدیک اس کی ناک کا بہت مختصر ہونا اور چہرے کا مسخ ایسی ہی کوششوں کی بنا پر ہے۔

مصر کی فتح ...... معاہدۂ صلح کے ذریعے

بعض لوگوں نے اپنی بات میں رنگ بھرنے کے لئے مصر کی فتح کو دورِ نبوی کا واقعہ بتلایا ہے لیکن یہ صریح تاریخی مغالطہ ہے کیونکہ مصر دورِ فاروقی میں سیدنا عمرو بن العاص ؓ کے ہاتھوں ۲۰ ہجری میں خلافتِ اسلامیہ میں داخل ہوا۔ یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ بی بی سی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ مصر فتح کیا گیا تھا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مصر فتح ہو کر اسلامی خلافت میں شامل نہیں ہوا جس طرح دوسرے علاقے مفتوح ہوتے ہیں بلکہ مصر معاہدہ صلح کی صورت میں خلافتِ اسلامیہ کا حصہ بنا۔ مفتوح ہونے والے اور معاہدے کی صورت میں اسلام لانے والے ہر دو سے غالب آنے والے کا برتاؤ مختلف ہوتا ہے۔ معاہدے کی صورت میں غلبہ پانے والے معاہدہ کی شرائط کے پابند ہوتے ہیں۔ اس بنا پر بالفرض اگر ابوالہول کا مجسمہ ایک بت بھی ہوتا تو ممکن تھا کہ معاہدہ کی شرائط کی پاسداری میں اسے باقی رہنے دیا جاتا۔ چنانچہ مستند کتبِ تاریخ میں ان شرائط معاہدہ کا تذکرہ یوں ملتا ہے

بسم الله الرحمن الرحيم ، هذا ما أعطى عمرو بن العاص أهل مصر من الأمان على أنفسهم وملّتهم وأموالهم وكنائسهم وصُلُبِهم وبرهم وبحرهم لا يدخل عليهم شيئ من ذلك ولا ينتقض (النجوم الزاهرة فى ملوك مصر والقاهرة : ۱/۲۵)

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، یہ وہ عہد نامہ ہے جس کی رو سے عمرو ؓ بن العاص نے اہل مصر کی جانوں، اَدیان، اَموال، کنیساؤں اور ان کی صلیبوں اور ان کے بحر و بر کو اَمان دی۔ ان چیزوں کے بارے میں کوئی دخل اندازی نہیں کی جائے گی اور اس عہد نامہ کو توڑا نہیں جائے گا...... الخ''

اس عہد نامہ سے پتہ چلتا ہے کہ مصر اسلامی قلمرو میں 'اہل ذمہ' کی حیثیت سے ۲۰ ھ میں داخل ہوا اور ان کے عبادت خانوں کی حفاظت کا معاہدہ کیا گیا۔ آہستہ آہستہ اسلام زور پکڑتا گیا اور ملکی داخلی تبدیلی کے نتیجے میں مصر میں چند صدیوں کے بعد اسلامی حکومت قائم ہوئی جیسا کہ آگے ذکر ہوگا۔

معاہدے کی صورت میں مغلوب ہونے والے اہل خیبر کی زمین کا معاملہ بھی اس بارے میں کافی دلیل ہے کہ خیبر جب فتح کیا گیا تو اہل خیبر سے ان کی زمینیں لے کر مالِ غنیمت کا حصہ نہیں بنائی گئیں بلکہ انہیں شرائط معاہدہ کے تحت ان کی ملکیت میں ہی رہنے دیا گیا جس میں وہ کاشتکاری کیا کرتے تھے۔ بعد ازاں سیدنا عمر ؓ نے اپنے دور میں حدیث نبوی کی پیروی کرتے ہوئے ان یہودیوں کو جلا وطن کیا۔

دراصل بی بی سی کے مبصرین اسلام کی درست ترجمانی کی بجائے اسلامی شریعت کو توڑ مروڑ کر اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں تاکہ سادہ مسلمانوں کو دھوکہ دیا جاسکے۔ اگر یہ لوگ واقعتا اسلام کی درست ترجمانی کرنا چاہیں تو اس کے لئے زیادہ واضح مثال دورِ عمرؓ کی بجائے خود دورِ نبویؐ میں موجود ہے اور وہ بھی ایسی صورت میں جب مقابلے میں آنے والے مفتوح ہوئے نہ کہ کسی معاہدے کی بنا پر

گوتم بدھ کا تباہ شدہ بت

انہوں نے اِطاعت اختیار کی۔ اس کی بہترین مثال فتح مکہ ہے۔ اگر بتوں کو محفوظ رکھنے اور ان کا اعزاز و اکرام برقرار رکھنے کے لئے اسلام آیا ہوتا تو نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے موقع پر ضرور بتوں کے بچاؤ اور ان کی حفاظت کی تدبیر/ رعایت فرماتے۔ کیونکہ فتح مکہ کے موقع پر مفتوحین سے، دیگر مفتوحین کے مقابلے میں مختلف سلوک والی کئی رعایتیں کی گئی تھی جن میں چند ایک یہ ہیں:

۱۔ مکہ کو جنگی یورش کے نتیجے میں فتح کیا گیا لیکن کسی کو لونڈی/ غلام نہ بنایا گیا۔ چنانچہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہونے والوں کو 'عتقاء' کی اصطلاح سے یاد کیا جاتا ہے۔

۲۔ مکہ کی زمین کو فاتحین میں تقسیم نہ کیا گیا۔

۳۔ اہل مکہ کے ساز و سامان کو مالِ غنیمت بنا کر اس کے حصے بھی تقسیم نہیں کیے گئے۔

۴۔ اہل مکہ کے سردار ابوسفیان کو سزا دینے کی بجائے ان کے گھر کو جائے امان قرار دیا گیا۔

۵۔ مکہ والوں کے ظلم و ستم اور متعدد جنگی تدابیر میں ملوث ہونے کے باوجود ان سب کے لئے عام معافی کا اعلان کیا گیا۔

فتح مکہ اور بت شکنی کی مہم

فتح مکہ میں دوسری جنگوں کے بالمقابل متعدد مخصوص اَحکام کی رعایت کی گئی۔ اگر اس بات کی کوئی گنجائش ہوتی کہ وہاں بتوں کو بچایا جاسکتا تو نبی کریم ﷺ ضرور اس کا بھی حکم فرماتے۔ لیکن آپؐ نے جنگ سے فارغ ہونے کے بعد پہلا کام یہ کیا کہ بیت اللہ کے اندر سیدنا علی ؓ کی معیت میں تشریف لے گئے اور خود اپنے دستِ مبارک سے ۳۶۰ بتوں سے بیت اللہ کو پاک کرنا شروع کیا۔ بیت اللہ میں بعض بت اس قدر اونچے تھے کہ آپ کی لاٹھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتی تھی چنانچہ سیدنا علیؓ نے آپ ﷺ کو پیش کش کی کہ آپؐ میرے کندھوں پر سوار ہو کر بلند ہو جائیں اور بت گرا دیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''علیؓ! تم نبوت کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے، آؤ میں تمہیں بلند کرتا ہوں اور تم انہیں گرا دو''

یاد رہے کہ ان بتوں میں آپ ﷺ کے جدِ امجد سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کے بت بھی تھے۔ (الرحیق المختوم اردو: ص ۲۵۲) اگر اسلام میں بتوں کا کوئی جواز ہوتا تو آپ کائنات کی مقبول ترین ہستی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا بت ضرور بچا لیتے، لیکن لمحے بھر کو بھی ایسا شائبہ وہاں پیدا نہ ہوا۔ اور آپ ﷺ کعبہ کو بتوں سے پاک صاف کر کے نکلے۔

اگر بتوں کی عبادت ہی ان کو گرانے کا سبب ہوتی تو مکہ میں غلبہ اسلام کے بعد صنم پرستی کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی تھی۔ اس امکان کے باوجود آپ ؐ کا بتوں کو گرا دینے کا مطلب اس کے علاوہ اور کیا ہے کہ اسلام میں بتوں کے لئے اس طرح کی کوئی تفریق نہیں کہ اس کی عبادت کی جاتی ہے یا نہیں؟

ممتاز سیرت نگار ابن ہشامؒ اپنی کتاب میں باسند بیان کرتے ہیں اور صحیح مسلم مین بھی موجود ہے کہ

''فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے تو آپ اُونٹنی پر سوار تھے، اس پر بیٹھے بیٹھے طواف کیا، بیت اللہ کے چاروں طرف سیسے سے جے ہوئے بت نصب تھے۔ آپؐ کے دستِ مبارک میں ایک لکڑی تھی، آپؐ بتوں کی طرف اشارہ کرتے جاتے اور فرماتے جاتے: جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ''حق آ گیا اور باطل چلا گیا، بے شک باطل زائل ہونے اور جانے والا ہی تھا'' چنانچہ ہر بت جس کی طرف آپ اشارہ کرتے جاتے وہ گدی کے بل اور جس کی گدی کی طرف اشارہ کرتے وہ چہرے کے بل خود بخود گرتا جاتا تھا، یہاں تک کہ کوئی بت بھی باقی نہ رہا جو گر نہ گیا ہو'' (صحیح مسلم،

باب إزالة الأصنام من حول الكعبة: حدیث ۴۶۰۱ اور سیرت ابن ہشام مترجم از مولانا غلام رسول مہر، ص ۴۸۴)

حافظ ابن کثیرؒ سیرت ابن ہشامؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

''فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے تو اس میں ملائکہ وغیرہ کی تصاویر دیکھیں، ابراہیم علیہ السلام کی تصویر دیکھی، ان کے ہاتھ میں فال کے تیر تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ انہیں غارت کرے، انہوں نے ہمارے جد امجد کو فال گر بنا دیا، ابراہیم کو فال گیری سے کیا نسبت؟ ابراہیم نہ یہودی تھے، نہ نصرانی لیکن سیدھے راستے والے مسلمان تھے اور مشرکوں سے نہ تھے پھر آپؐ کے حکم سے سب تصاویر مٹا دی گئیں'' (سیرت النبی ترجمہ مولانا ہدایت اللہ ندوی: ج ۲، ص ۳۹۶)

اس کے بعد امام احمدؒ کے حوالے سے سیدنا جابرؓ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ کعبہ کے اندر تصویریں منقش تھیں، رسول اللہ ﷺ نے ان کے مٹانے کا حکم دیا تو سیدنا عمرؓ نے کپڑا تر کر کے ان کو مٹا دیا، رسول اللہ ﷺ بعد میں اندر آئے تو اس میں کوئی تصویر نہ تھی۔''

فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کی اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہدایت کا تذکرہ امام نسائیؒ نے کیا ہے:

عن أبی الطفیل قال لما فتح رسول اللهؐ مكة بعث خالد بن الوليد إلى نخلة وكانت بها العزى فأتاها خالد وكانت على ثلاث سمرات فقطع السمرات و هدم البيت الذى كان عليها، ثم أتى النبیؐ فأخبره فقال "ارجع فانك لم تصنع شيئا" فرجع خالد، فلما أبصرته السدنة وهم حجبتها أمعنوا فى الحيل وهم يقولون: ياعزى، ياعزى فأتاها خالد فإذا امراة عريانة ناشرة شعرها تحثوا التراب على رأسها فغمسها بالسيف حتى قتلها، ثم رجع إلى رسول اللهؐ فأخبره فقال تلك العزى (تفسیر ابن کثیر: ج ۴، ص ۳۹۴)

''جب نبی کریم ﷺ نے مکہ فتح کیا تو خالد بن ولید ؓ کو نخلہ مقام پر بھیجا وہاں پر عزیٰ (نامی عورت تھی جس کی عبادت کی جاتی) تھی۔ خالد ؓ وہاں پہنچے تو وہاں ببول کے تین درخت تھے، آپ نے انہیں کاٹ دیا اور ان پر قائم عمارت کو ڈھا دیا۔ پھر آپ نے نبی کریم ﷺ کو آ کر اپنا کارنامہ ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا: دوبارہ جاؤ تم کچھ بھی کر کے نہیں آئے۔ تو سیدنا خالد ؓ دوبارہ لوٹے، جب ان کو مجاوروں نے دیکھا تو ان سے مکر و فریب کرنے لگے اور یا عزیٰ یا عزیٰ پکارنے لگے۔ سیدنا خالد ؓ نے قریب آ کر دیکھا تو ایک ننگی عورت اپنے اوپر مٹی ڈالے ہوئے تھی۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے (جس طرح ہمارے ہاں ملنگ زمین میں لیٹے ہوتے ہیں) آپؓ نے اس کو تلوار چبھوئی اور اپنی تلوار سے اس کو قتل کر دیا، واپس جا کر نبی کریم ﷺ کو بتایا تو آپؐ نے فرمایا: ''عزیٰ یہ تھی''۔

تفسیر ابن کثیر میں سورہ نجم کی آیات ﴿أَفَرَءَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ وَمَنَوٰةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ﴾ کے تحت نبی کریم ﷺ کی بت شکن مہم کا تذکرہ بالاختصار یوں ہے:

''قبیلہ ثقیف کے بت 'لات' کو ڈھانے کے لئے نبی کریم ﷺ نے مغیرہ بن شعبہ ؓ اور ابوسفیان ؓ صخر بن حرب کو طائف بھیجا جنہوں نے اس کو ڈھا کر اس جگہ مسجد تعمیر کر دی۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ بت سیدنا علی ؓ کے ہاتھوں تباہ ہوا۔ اسی طرح ذوالخلصۃ نامی بت جسے لوگ دوسرا کعبہ کہا کرتے تھے، کو نبی کریم ﷺ نے سیدنا جریرؓ بن عبداللہ کے ہاتھوں فنا کروایا۔ فلس نامی بت سیدنا علیؓ نے توڑا اور یہاں سے دو تلواریں رسوب اور مخزوم لے کر گئے جو نبی کریم ﷺ نے انہیں ہی عطا کر دیں۔ قبیلہ حمیر اور اہل یمن کا بت خانہ صنعاء میں ریام کے نام سے تھا جس میں ایک سیاہ کتا بھی تھا، اس بت خانہ کی بھی آپؐ نے اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ رضا نامی بنو ربیعہ بن سعد کا بت خانہ مستوغر بن ربیعہ بن کعب نے ڈھایا...... الخ (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر مترجم: ج ۵، ص ۲۱۰)

ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ بت شکنی کے لئے خود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو روانہ فرماتے رہے اور جزیرۂ عرب کے نامور بت خانوں کو آپ نے اپنی حیات طیبہ میں منہدم کرا دیا۔

سیدنا علی ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

كان رسول الله ﷺ فى جنازة، فقال: أيكم ينطلق إلى المدينة فلا يدع بها وثنا إلاكسره ولا قبرا إلاسواه ولا صورة إلا لطّخها؟ فقال رجل: أنا يارسول الله فانطلق فهاب أهل المدينة فرجع، فقال علي: أنا أنطلق يارسول الله، قال فَانطَلِقْ فَانطَلَقَ ثُمَّ رَجَعَ فقال: يارسول الله! لم أدع بها وثنا إلا كسرته ولا قبرا إلا سويته ولا صورة إلا لطختها، ثم قال الرسول ﷺ: من عاد إلى صَنعة شيئ من هذا فقد كفر بما أنزل على محمد رواه أحمد بإسناد حسن (مسند احمد: ج ۲، ص ۸۷...... مجمع الزوائد: ج ۵، ص ۱۷۳...... فقہ السنۃ: ۳/ ۴۹۹)

''نبی کریم ﷺ ایک جنازہ میں تھے تو آپؐ نے فرمایا کہ تم میں کون آدمی ہے جو مدینہ میں جائے وہاں کوئی بت (وثن) نہ چھوڑے مگر اس کو توڑ دے، کسی اونچی قبر کو نہ چھوڑے مگر اس کو زمین سے ملا دے، کوئی تصویر نہ دیکھے مگر اس کو مٹا ڈالے۔ ایک آدمی نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! میں یہ کام کروں گا۔ یہ آدمی چلا گیا لیکن اہل مدینہ نے اس کو اس کام سے ڈرایا تو وہ گھبرا کر واپس لوٹ آیا۔ تب سیدنا علی ؓ نے کہا کہ میں یہ کام کرتا ہوں۔ آپؐ نے کہا: جاؤ تو سیدنا علی ؓ گئے اور کچھ دیر بعد واپس لوٹ آئے اور کہا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے اس میں کوئی وثن نہیں چھوڑا اور نہ کوئی اونچی قبر مگر اسے زمین سے برابر کر دیا، کوئی تصویر نہ چھوڑی مگر اس کو مٹا ڈالا ہے۔ تب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے بھی ایسے برے کام پھر کئے تو گویا اس نے شریعت محمدیؐ سے کفر کیا''

سیدنا علی ؓ نے اپنے دور خلافت میں ابوالہیاج اسدی کو خود اس کام کے لئے مامور کیا اور فرمایا:

ألا أبعثك على ما بعثنى عليه رسول الله ﷺ؟ ألا تدع تمثالا إلا طمسته، ولا قبرا مشرفاً إلا سويته (صحیح مسلم، باب الأمر بتسوية القبر: حدیث ۹۶۹)

''کیا میں تجھے اس کام کے لئے نہ بھیجوں جس کے لئے نبی کریم ﷺ نے مجھے مامور فرمایا تھا، وہ یہ کہ تو کوئی تمثال (مجسمہ) نہ چھوڑ مگر اس کو مٹا ڈال اور کوئی عالیشان قبر نہ چھوڑ مگر اس کو برابر کر دے''

> نبی کریم ﷺ ایک جنازہ میں تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا ''تم میں کون سا آدمی ہے جو مدینہ میں جائے وہاں کوئی بت (وثن) نہ چھوڑے مگر اس کو توڑ دے، کسی اونچی قبر کو نہ چھوڑے مگر اسے زمین کے برابر کر دے، کوئی تصویر نہ دیکھے مگر اسے مٹا ڈالے

سرزمین اسلام میں بتوں کو باقی رکھنا اور نمایاں کرنا

اسلامی شریعت کی روشنی میں یہ بات تو بخوبی پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی کہ اسلام میں بتوں کا کوئی جواز نہیں ملتا اور مسلمانوں کو بتوں کے باقی رکھنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ جہاں تک اسلامی حکومت میں غیر مسلموں کا تعلق ہے کہ انہیں بت پرستی کی کس حد تک اجازت دی جا سکتی ہے یا غیر مذاہب کے عبادت خانوں کے بارے میں اسلام کیا نقطہ نظر رکھتا ہے۔ تو اس بارے میں چند نکات درج ذیل ہیں۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ سے قاہرہ کے کنیساؤں (گرجاؤں) کو عیسائیوں کے لئے عبادت گاہ کے طور پر کھولنے کے بارے میں پوچھا گیا، اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ کنیسے دور فاروقی اور خلافت راشدہ میں موجود تھے اور انہوں نے ان کو منہدم نہیں کیا تو علامہ ابن تیمیہؒ نے اس نکتے کی وضاحت میں فرمایا:

''اوّل تو یہ بات ہی غلط ہے کہ قاہرہ میں دور فاروقی میں یہ کنیسے موجود تھے۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ قاہرہ کا شہر سیدنا عمر ؓ کے تین سو سال بعد، بغداد، بصرہ، کوفہ اور واسط کے بعد بسایا گیا۔

مسلمانوں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جو شہر مسلمان تعمیر کریں تو اہل ذمہ اس میں اپنا معبد خانہ تعمیر نہیں کرسکتے، جن شہروں کو مسلمان معاہدۂ صلح کی صورت میں فتح کریں اور ان میں وہ سابقہ معبد خانوں کی حفاظت کا معاہدہ کریں اور مزید بنانے سے روک دیں تو اس مقام پر بھی مزید معبد خانے تعمیر نہیں کئے جاسکتے۔

اس طرح جن شہروں میں مسلمان رہتے ہوں اور ان میں مسلمانوں کی مساجد ہوں، اسلامی حکومت کے لئے ضروری ہے کہ وہ وہاں شعائر کفر کو ظاہر کرنے (۱) سے غیر مسلموں کو روکے، ہاں وہ اندرون معبد خانہ اپنے شعائر نمایاں کرسکتے ہیں۔

غیر مسلموں کے بعد مصر کے جو حکمران آئے وہ غالی رافضی (جو اپنے اماموں میں اللہ تعالیٰ کے حلول کا عقیدہ رکھتے) تھے جن کا دورِ حکومت دو سو سال سے زیادہ ہے، یہ لوگ بھی صرف ظاہراً اسلام کے نام لیوا تھے اور اندر سے کفر محض چھپائے ہوئے تھے۔ ان روافض کے بارے میں مسلمان عوام، بادشاہ اور فقہاءِ اسلام کا اتفاق رہا ہے کہ یہ اسلام سے خارج ہیں اور ان سے لڑائی کی جاسکتی ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے تاتار کو مسلمانوں سے جنگ پر اُکسایا۔ ان غالی بادشاہوں کے وزرا کبھی یہودی رہے ہیں کبھی عیسائی، جنہوں نے ارضِ مصر میں بہت سے کنیسے تعمیر کئے۔ ان کے دور میں مصر میں عیسائیوں کی قوت کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے ساحل شام اپنے قبضہ میں لے لیا تھا کہ نور الدین زنگیؒ نے اسے بازیاب کرایا۔ صلاح الدین کی جنگی کارروائیوں کے نتیجے میں آخر مصر ۱۲ ویں صدی عیسوی میں مسلمانوں کے زیرنگیں آیا''

(اقتباسات فتاویٰ ابن تیمیہ: ج ۲۸، ص ۶۳۲ تا ۶۳۹)

علامہ ابن تیمیہؒ کا یہ قول کہ دار الاسلام میں غیر مسلموں کے معبد خانے نہ ہوں، نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کی بنا پر ہے:

۱۔ لا خصاء فی الاسلام ولا كنيسة

''اسلام میں خصی ہونے کی اجازت ہے نہ کنیسا کی''

(کتاب الاموال از ابو عبید بن سلام، ص: ۱۳۷)

۲۔ اسی طرح طاؤسؒ فرماتے ہیں:

لا ينبغی بيت رحمة أن يكون عند بيت عذاب

(ایضاً، ص ۱۳۸)

''جائز نہیں کہ بیت رحمت (مسجد) کے ساتھ بیت عذاب (غیر مسلموں کے معبد خانے) ہوں''

یہی بات علامہ ابن قیم جوزی نے أحكام أهل الذمة میں کہی ہے، فرماتے ہیں:

''جب صلیب کفر کے نمایاں شعارات میں سے ایک ہے تو اس کو بلادِ اسلامیہ میں ظاہر کرنا بھی منع ہوا۔ جیسا کہ امام احمدؒ نے یہ روایت کیا ہے: '' ولا يرفعون صليبا ولا يظهروا خنزيرا ولا يرفعوا نارا ولا يظهروا خمرا وعلى الإمام منعهم من ذلك''

''نہ یہ صلیب نمایاں کریں، نہ خنزیر کو ظاہر کریں، نہ آگ کو بلند کریں اور نہ شراب کھلے عام پئیں اور حاکم وقت کو چاہئے کہ انہیں ان کاموں سے روک کر رکھے۔''

اسی طرح مصنف عبد الرزاقؒ میں روایت ہے کہ معمر نے میمون بن مہران سے روایت کیا: سیدنا عمر بن عبد العزیزؒ نے اپنے امراءِ حکومت کو لکھا کہ ''شام میں عیسائیوں کو ناقوس بجانے سے روک کے رکھیں، یہ لوگ اپنے کنیساؤں کے اوپر صلیب نمایاں نہ کریں۔ تنبیہ کے باوجود اگر کسی نے اس کا ارتکاب کیا تو اس کی رہائش گاہ بتانے والے کے قبضہ میں دے دی جائے گی۔''

علامہ ابن قیمؒ مزید فرماتے ہیں:

''صلیب کو ظاہر کرنا اور بتوں کو ظاہر کرنا برابر ہے کیونکہ صلیب عیسائیوں کا اسی طرح معبود ہے جیسے بت، اسی لئے عیسائیوں کو صلیب کے پجاری بھی کہا جاتا ہے۔ عیسائیوں کو کنیساؤں کے دروازوں اور بیرونی دیواروں پر صلیب بنانے کی اجازت نہیں دی جائے گی، لیکن اگر وہ درونِ خانہ اس کو لگائیں تو اس پر کوئی پکڑ نہیں'' (ص: ۷۱۹)

> سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ نبی ﷺ گھر میں کوئی ایسی چیز نہ چھوڑتے جس میں صلیب کی شبیہ ہوتی مگر اس کو توڑ ڈالتے۔ (بخاری باب نقض الصور حدیث 5952

اسی طرح صحیح بخاری میں نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے:

إن عائشة حدثته أن النبی لم يكن يترك فی بيته شيئا فيه تصاليب إلا نقضه

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ گھر میں کوئی ایسی شے نہ چھوڑتے جس میں صلیب کی شبیہ ہوتی مگر اس کو توڑ ڈالتے'' (باب نقض الصور: حدیث ۵۹۵۲)

اسلامی تعلیمات اس بارے میں بڑی واضح ہیں کہ دار الاسلام میں غیر مسلموں کو اپنے مذہب سے وابستگی کی اسی حد تک اجازت ہے جہاں تک وہ مسلمانوں کے عقائد پر اثر انداز نہ ہوں۔ اگر وہ اپنی تعلیمات کی مسلمانوں میں تبلیغ شروع کردیں تو ایسے غیر مسلموں کو دار الاسلام میں رہنے کا کوئی حق نہیں۔ اسلام کی تعلیمات اس بارے میں بھی واضح ہیں کہ کن مذاہب کے ساتھ مفاہمت (معاہدۂ صلح) ہوسکتی ہے۔ اس میں بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ مذاہب شرک کی لعنت سے پاک ہوں۔ چنانچہ جمہور ائمہ کے نزدیک اہل ذمہ صرف اہل کتاب ہی ہوسکتے ہیں جبکہ نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث کے مطابق اس میں مجوس کو اختلافی طور پر شامل کیا جاسکتا ہے۔ جو مذاہب ان تین کے ماسوا ہوں، ان سے جنگ کے بعد اسلام قبول کرنے یا ان کو مفتوح (قتل) کر لینے کے سوا اسلام میں کوئی دیگر صورت نہیں۔ یہ مذہب امام احمدؒ اور شافعیؒ کا ہے جبکہ امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کی رائے میں جزیرۂ عرب کے ماسوا تمام کفار سے جزیہ لے کر ان سے معاہدۂ صلح ہوسکتا ہے۔ (المغنی لابن قدامہ: ج ۱۳، ص ۲۰۸، ۲۰۲)

اسی طرح فقہاءِ اسلام نے دائمی جزیہ پر مبنی معاہدۂ صلح میں بھی دو شرطوں کی پابندی ضروری قرار دی ہے، اول یہ کہ وہ ہر سال جزیہ ادا کرتے رہیں گے، دوم اسلامی احکام کی بھی ظاہری رعایت و پاسداری کریں گے یعنی منکرات کے ارتکاب سے بھی دور رہیں گے۔ (ایضاً: ۲۰۷)

بتوں کی فروخت:

افغانستان میں پیش آنے والی حالیہ صورتحال سے پریشان ہو کر بعض لوگ طالبان کو ان بتوں کو فروخت کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں، جس پر طالبان نے درست موقف اپنایا ہے کہ مسلمان بت شکن ہوسکتا ہے، بت فروش نہیں۔ اسلام کی رو سے بتوں اور مجسموں کی فروخت ممنوع ہے کیونکہ اس طرح یہ بھی بدترین گناہ 'شرک' کی ترویج میں ہی ایک مدد ہے۔ ان بتوں کو اگر ان کے پجاریوں کے ہاتھ فروخت کردیا گیا تو ظاہر بات ہے کہ وہ اس کی پوجا ہی کریں گے چنانچہ صحیح مسلم میں سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ذکر کیا ہے:

إن الله و رسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام

''نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر فرمایا: بے شک اللہ اور اس کے رسول نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی خرید وفروخت سے منع فرمایا ہے'' (صحیح مسلم، باب تحریم بیع الخمر: حدیث ۱۵۸۱)

علامہ ابن قیمؒ اپنی کتاب 'زاد المعاد' میں اس حدیث کی شرح کے ضمن میں فرماتے ہیں:

''جہاں تک بتوں کی فروخت سے روکنے کا تعلق ہے تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہر وہ آلہ جو شرک کے لئے معاون ثابت ہو چاہے جیسا بھی ہو صنم ہو یا وثن یا صلیب، یا شرک پر مشتمل کتب ہیں، ان سب کی خرید وفروخت ممنوع ہے۔ ان سب کو ضائع کردینا اور ختم کردینا واجب ہے۔ ان کی فروخت گویا اس کام کی نشو ونما اور حفاظت کا ایک ذریعہ تصور ہوگی۔ چنانچہ اصنام کی فروخت دیگر اشیاء کی فروخت سے زیادہ سنگین ہے کیونکہ ہر شے کی ممانعت اس کے داخلی فساد کی بنا پر ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اصنام کا ذکر آخر میں اس کے کمتر گناہ ہونے کی بنا پر نہیں فرمایا بلکہ تدریجاً سنگین سے سنگین امر کو بیان کیا

باقی صفحہ 62 پر ملاحظہ فرمائیں

از سید۔ بی سہروردی
ترجمہ وحواشی: محمد امین الرحمٰن

نام نہاد انسانی حقوق کے پس پردہ کیا ہو رہا ہے؟

ایمنسٹی انٹرنیشنل، اقوام متحدہ کا انسانی حقوق کمیشن، بہت سی مغربی حکومتیں صیہونیت، صیہونیت نواز مغربی میڈیا اور عالم کفر کی آلہ کار این جی اوز اپنے آپ کو تمام دنیا کے انسانی حقوق کے محافظ کہتے نہیں تھکتیں یہ تنظیمیں اور حکومتیں اپنے مذموم مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے دنیا کے گرد ایک مضبوط اور بڑا پیچیدہ تکنیکی نیٹ ورک (Net Work) تیار کر چکی ہیں۔ جو کہ اس قدر متحرک اور مستعد ہے کہ ترقی پذیر دنیا میں کوئی معمولی سا واقعہ بھی ان کی نظروں سے اوجھل نہیں رہتا۔ یہ بڑی آسانی سے اسے اپنے حق میں کیش کر سکتے ہیں اور رائی کا پہاڑ بنانے کے ماہر فنکار ہیں۔ بہت سے ملکوں کی مقامی ہم خیال تنظیمیں بھی ان کے ساتھ کام کرتی ہیں، جو ان بڑے اداروں اور ایجنسیوں سے بھاری معاوضہ وصول کرتی ہیں۔ انسانی حقوق کی نام نہاد تنظیمیں مسلمان ملکوں میں سے اپنے سینکڑوں زرخرید مہروں کو بیرون ملک پہنچا چکی ہیں۔

مثلاً پاکستان سے بے شمار مرتدین مرزائیوں کو تو تمام مغربی ممالک نے ویزوں کا حصول ترجیحی بنیادوں پہ آسان بنا کر اپنے ہاں معقول روزگار اور رہائش کی سہولتیں فراہم کی ہیں تاکہ وہ کھل کر اسلام اور مسلم امہ کے خلاف اپنے خبث باطن کا اظہار کر سکیں۔ اسی طرح گھناؤنے جرائم میں ملوث مجرم مثلاً بڑے بڑے غبن کرنے والے اور شاتم رسول شیطان رشدی، تسلیمہ نسرین اور منظور مسیح جیسے اسلام دشمن مغرب کے اشاروں پہ اسلام پہ کیچڑ اچھال کر بہت سی مرعات حاصل کئے ہوئے ہیں۔

ان تنظیموں کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایمنسٹی انٹرنیشنل، اقوام متحدہ کا انسانی حقوق کمیشن، مغربی حکومتیں اور مغربی میڈیا اور این جی اوز واقعتاً تمام بنی نوع انسان کے حقوق کا دفاع کرتی ہیں؟

جب ہم احتیاط سے جائزہ لیتے ہیں تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ ایجنسیاں بلاتفریق قومیت اور رنگ ونسل تمام قسم کے انسانوں کے لئے چندہ جمع نہیں کرتیں بلکہ اپنے مفادات کے پیش نظر صرف منتخب قسم کے لوگوں کے حقوق کے دفاع میں سرگرم رہتی ہیں۔ یہ ایجنسیاں اسلامی دنیا کے روزانہ کے معمولات کو انتہائی گہری نظر سے دیکھتی ہیں اسلامی معاشرے کو گدلا کرنے کے لئے ہر لمحہ ایسے ایشوز کی تلاش میں سرگرداں رہتی ہیں کہ کہیں کوئی شکار ملے۔ کوئی گھر سے بھاگی ہوئی لڑکی ملے تو اس کو دستک جیسے رسوائے زمانہ ادارے میں پھنسایا جائے جہاں سے پھر عالمی غنڈوں، بدمعاشوں، این جی اوز کے پٹھوؤں کی حیوانی تسکین کا مستقل ذریعہ بن سکے اور پھر جب اس کو استعمال کر لیا جائے تو چوڑی ہوئی ہڈی کی طرح پرے پھینک دیا جائے یا پھر یورپ، امریکہ وغیرہ میں بھجوا دیا جائے۔ یہ تنظیمیں ہر لمحہ اسلامی دنیا میں نہ صرف مغربی کلچر اور پالیسیوں کو مسلط کرنے کی کوشش کرتی ہیں بلکہ انتہائی اشتعال انگیزی کو ہوا دینے میں مگن رہتی ہیں۔

چیچنیا میں روسی فوجی مسلمان عورتوں کو اجتماعی جنسی درندگی کا نشانہ بناتے ہیں حتیٰ کہ اپنے پیاروں کی نعشیں وصول کرنے کے لئے آنے والی عورتوں کو بھی نہیں چھوڑا جاتا

ان کا دعویٰ ہے کہ انسانی حقوق کا عالمی محافظ ان کے علاوہ کوئی اور ہے ہی نہیں، یہ ایجنسیاں انتہائی خاموشی سے اپنا کام کر رہی ہیں اور مسلسل قوم کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے میں مشغول ہیں۔ ان کا دوغلا پن اس وقت عیاں ہوجاتا ہے جب کوئی مغربی ملک مسلمانوں کے انسانی حقوق غصب کرتا ہے تو ان کے کانوں پہ جوں تک نہیں رینگتی۔ دوسری طرف اگر پوری مسلم دنیا میں سے کسی مسلمان کی طرف سے معمولی اشتعال انگیزی بھی سرزد ہوجائے یا محض الزام ہی ہو تو یہ ایجنسیاں فوراً حرکت میں آجاتی ہیں۔ مثلاً فرانس میں مسلمان طالبات کو پردہ کرنے سے روک دیا گیا بلکہ تعلیمی اداروں سے اس لئے نکال دیا گیا کہ کہیں فرانسیسی غیر مسلم لڑکیاں اسلامی تعلیمات پہ عمل پیرا نہ ہوجائیں۔ سیکولر ترکی میں بھی ایسی ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ امریکہ ایف 16 طیاروں کی رقم ڈکار گیا، اس پر کبھی آواز نہیں اٹھائی گئی۔ آیئے ہم جائزہ لیتے ہیں کہ انسانی حقوق کا کمشن (اقوام متحدہ) ایمنسٹی انٹرنیشنل اور بہت سی مغربی حکومتیں کیا واقعتاً مسلم ممالک میں انسانی حقوق کا تحفظ کرتی ہیں یا پھر ان کا مقصد اس سے ہٹ کر کچھ اور ہی ہے۔

منتخب انسانی حقوق:-

جنوری 2001ء کے دوران ایمنسٹی انٹرنیشنل کینیڈا اور ان کے علاوہ دیگر این جی اوز نائیجیرین عورت ماریہ ابراہیم میگازو کے معاملہ میں بہت ہی تحرک کے ساتھ ملوث رہیں اس فاحشہ عورت کو صوبہ زمفرا نائیجیریا کی شرعی عدالت نے جنسی آوارگی کا جرم ثابت ہونے پر 180 کوڑوں کی سزا سنائی۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کینیڈا اور دیگر بہت سی این جی اوز نے دستخط مہم چلائی اور میڈیا کے ذریعے حکومت پر پریشر ڈالنے اور اس عورت کو سزا سے بچانے کی ناپاک کوششیں شروع کر دیں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے مختلف لوگوں کی آراء اور انٹرویوز کرنا شروع کیے تاکہ وہ اس فاحشہ و بدکار عورت کو تحفظ دے سکیں۔ ان مہموں میں مغربی حکومتیں برابر کی شریک تھیں۔ اس مجرمانہ مقصد کے حصول کے لئے روزانہ ہزاروں کی تعداد میں ای میل تیار کر کے مختلف ممالک کے سرکردہ افراد اور عوام میں بھیجی گئیں۔ کوئی بھی ایسا فرد نہیں جو مبنی بر انصاف مہموں کی مخالفت کر سکے۔ لیکن کیا یہ حیرت ناک امر نہیں ہے کہ جب سینکڑوں مسلمان عورتیں اجتماعی زیادتی کے بعد قتل کر دی جاتی ہیں' بالخصوص چیچنیا میں روزانہ روسی فوجوں کے ہاتھوں ہزاروں کے حساب سے لوگ مارے جاتے رہے۔ ان روسیوں کے مظالم کے خلاف ان این جی اوز' کینیڈا ایمنسٹی انٹرنیشنل وغیرہ نے مہم کیوں نہیں چلائی؟ جنوری 2001ء میں جب این جی اوز اور ایمنسٹی انٹرنیشنل اس نائیجیرین عورت کے لئے مہمیں چلا رہی تھیں' بی بی سی لندن نے ایک فلم دکھائی جس میں دکھایا گیا کہ کس طرح روسی فوجی چیچن عورتوں سے زنا کر کے لوگوں کو مجبور کرتے کہ اپنے عزیزوں کی لاشیں لے جاؤ۔ جب لوگ لاش کے حصول کے لئے جاتے ہیں تو روسی فوجی لوگوں میں موجود عورتوں سے پھر زنا شروع کر دیتے ہیں۔ ذرا تصور کریں کہ ایک طرف تو خاندان کے تمام افراد کو سنگدلی سے قتل کر دیا جائے اور پھر جب وہ عورت اپنے بھائی بہن یا باپ کی نعش لینے آئے تو زبردستی پکڑ کر زنا جیسا بھیانک جرم کیا جائے۔ کس قدر شرمناک اور ننگ انسانیت حرکت ہے۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل اور مغربی این جی اوز جو اس عورت پہ جنگ لڑ رہی ہیں' کیا ان کے نزدیک نائیجیرین فاحشہ عورت کی زندگی زیادہ تحفظ کی مستحق ہے یا کہ یہ چیچنیا میں روسی درندگی کی شکار مسلمان عورتیں۔؟

کتوں اور بلیوں کے تحفظ کی خاطر حیران کن اقدامات کرنے والے اہل مغرب کو کیا مسلمان انسان کی حیثیت سے نظر نہیں آتے؟ اے بے جان مجسموں کی حمایت میں بولنے والو! تمہارے دل مظلوم مسلمانوں کے بارے میں کیوں اتنے پتھر ہو چکے ہیں؟

یہ لوگ ہمیشہ مسلمانوں کے سر انسانی حقوق کی پامالی کا الزام تھوپتے رہتے ہیں۔ بالخصوص اس وقت جب کہ مسلمان اپنے ملک میں اسلامی قوانین نافذ کرنے کے لئے تگ و دو کرتے ہیں۔ مثلاً سعودی عرب میں یہ قانون نافذ ہے کہ عورتیں پردہ کریں۔ ان تنظیموں کے نزدیک افغانستان اور سعودی عرب کی تمام باپردہ خواتین مظلوم ہیں۔ ان تنظیموں کی رائے ہے کہ سعودی عرب میں عورتوں کو حجاب نہیں کرنا چاہئے کیونکہ مغربی معیار یہ ہے کہ حکومت کو کسی فرد کی ذاتی زندگی میں دخل اندازی کا حق حاصل نہیں ہے۔ ہر فرد کو اپنی ذاتی زندگی کے انداز' اطوار' تہذیب و تمدن کے چناؤ کا حق حاصل ہے جیسا چاہے کرے' اسے آزادی حاصل ہے۔ جب مسلم خواتین باپردہ رہنے کو ترجیح دیں تو اس وقت مغربی این جی اوز اٹھ کھڑی ہوتی ہیں۔ اور ان خواتین کو جاہل اور دقیانوس جیسے خطابات سے نواز کر طعن و تشنیع کا نشانہ بناتی ہیں اور جب کسی عورت کو بے پردگی پر مجبور کیا جا رہا ہو اس سے پردہ اور حیاء کی متاع چھینی جا رہی ہو' اس وقت نوع انسانی کے یہ چیمپئن مادر پدر آزاد مغربی تہذیب کی دلدل میں اسے دھکیلنے کے لئے ہمنوا بن جاتے ہیں۔

جیسا کہ فرانس میں مسلم طالبات کو بے پردگی پر مجبور کیا جا رہا ہے اور یہ تنظیمیں سب اچھا کی رپورٹ دے رہی ہیں۔

چائنا:-

چائنا میں انسانی حقوق کے احترام کے سلسلہ میں تمام انسانی حقوق کی تنظیمیں مغرب میں مہمیں چلا رہی ہیں۔ تبت اور فالن گانگ تحریک کے متعلق ماحول بنا رہی ہیں۔ بالخصوص کینیڈین وزیراعظم

جمہوریت کا احترام صرف غیر مسلموں کے معاملہ میں کیا جاتا ہے جونہی آزادی کی بات مسلمانوں کے علاقہ میں ہو تو مغرب اس کے معنی ہی تبدیل کر دیتا ہے

کے دورہ چین کے دوران این جی اوز اور ایمنسٹی انٹرنیشنل کینیڈا نے تبت اور فالن گانگ تحریک کے متعلق سازگار ماحول بنانے کے لئے مہم چلائی۔

جبکہ کسی کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ چائنا میں 36 ملین مسلمانوں پہ جو قیامت ٹوٹ رہی ہے' اس کے متعلق مہم جوئی کر کے پوری دنیا کو آگاہ کیا جائے کہ انہیں حکومت وقت کے خوفناک مظالم کا کس قدر سامنا ہے جو کہ ماؤزے تنگ کے نظریات کی حامل ہے' جس نے کمیونسٹ استبدادی دور میں اسلامی اقدار کو سختی سے بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کی مہم چلائی۔ ان مسلمانوں کو غیر ملکی کے طور پر شناخت دی گئی۔ ایغور زبان جو کہ صدیوں سے عربی رسم الخط میں لکھی جا رہی تھی' چائنا نے زبردستی اسے لاطینی رسم الخط میں تبدیل کر دیا۔ ایغورین' جو کہ پختہ عقائد کے حامل مسلمان ہیں' انہیں مجبور کیا گیا کہ وہ چائنا میں موجود کمیونسٹوں کی تمیں ہزار کالونیوں میں غلاموں جیسے کام کریں۔

کمبوڈیا:-

کمبوڈیا میں جب عوامی تصادم شروع ہوا' پول پاٹ کے کھیمر وج دور میں لاکھوں کمبوڈین موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ ان لاکھوں لوگوں میں سے بیشتر مرنے والے مسلمان تھے۔ مساجد اور مدارس تباہ کر دیئے گئے۔ بہت سے اسلامی ادارے بند کر دیئے گئے۔ مسلمانوں کو قرآن مجید پاؤں تلے روندنے پہ مجبور کر دیا گیا اور انہیں خنزیر کا گوشت کھانے پر مجبور کیا جاتا رہا جو کہ سراسر دین اسلام کے سخت منافی ہے اور قطعاً حرام ہے۔ مغربی میڈیا اور تنظیموں کی خباثت نے اسے بہت ہی برائے نام حیثیت دی اور معمولی سی نشاندہی کی۔ جب کبھی بھی میڈیا نے زیادتیوں کی رپورٹ دی' اس کا انطباق تمام بدھوں' کمبوڈین اور دیگر ہمنوا مذاہب والے لوگوں پہ کرتے رہے اور کمبوڈین مسلمانوں پر جبر و تشدد کی ذرا بھی عکاسی نہیں کی۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل اور دیگر مغربی این جی اوز کبھی بھی کمبوڈین مسلمانوں کے حق میں آواز نہیں اٹھائیں گی کیونکہ وہ انہیں انسان ہی تسلیم نہیں کرتے

جمہوریت بمقابلہ منافقت:-

مغربی حکومتیں اور این جی اوز اپنے تئیں بہت فخر محسوس کرتی ہیں کہ انہوں نے اپنے آپ کو دنیا کے سامنے مہذب باور کروا رکھا ہے۔ انتہائی اہم اقدار مغربی تہذیب کے نزدیک جمہوریت اور آزادی ہیں لیکن آزادی اور جمہوریت کے معنی مسلم دنیا کے لئے استعمال کرتے وقت اہل مغرب کے پیمانے بدل جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر کینیڈا میں ایک نافذ شدہ قانون ہے کہ اگر 51% کیوبک لوگ کینیڈا سے علیحدگی کا فیصلہ کر لیں گے تو باقی لوگوں کو اس فیصلہ کا احترام کرنا ہوگا۔ اس طریقہ سے کینیڈا تقسیم ہو سکتا ہے۔ بعینہ جب چیکوسلواکیہ کے لوگوں نے ملک توڑنے کا فیصلہ کیا اور دو آزاد قومیں چیک اور سلواکیہ بن گئیں' تو تمام مغربی دنیا نے اس پہ فخر کیا اور دنیا

کو سب اچھا ہے ظاہر کیا۔ ایک ملک کو توڑنے کے لئے بشرطیکہ اس کی اکثریت ایسا کرنا پسند کرتی ہو اور جب اسٹونیا لتھوانیا اور سلووینیا کے لوگوں نے آزادی کا فیصلہ کیا تو انہیں بھی آزادی دے دی گئی۔

عیسائی اکثریت والے علاقے مشرقی تیمور کو چند روزہ تحریک کے بعد ہی آزادی دلوادی گئی جبکہ کشمیری اور فلسطینی مسلمانوں کو پچاس سال سے غلامی کی زنجیر میں جکڑا گیا ہے ان کے معاملہ میں یہ لوگ اندھے اور بہرے ہو چکے ہیں

کشمیر:۔

جب یہی آزادی والی صورت مسلمان دنیا میں ظاہر ہو تو تب جمہوریت کے معنی فوراً ہی تبدیل ہو جاتے ہیں اور لفظ جمہوریت منافقت کی جگہ لے لیتا ہے اور آزادی کا لفظ اذیت ناک موت کے معنی اختیار کر لیتا ہے۔ مثال کے طور پر جب کشمیر کے لوگوں نے انڈیا سے علیحدگی کا فیصلہ بالکل اہل مغرب کے طور طریقوں کے مطابق مروجہ جمہوری قوانین کے تحت کرلیا تو مغرب نے قانون ہی تبدیل کر دیا اور اس نے ان گروہوں کو کہا کہ وہ ڈپلومیسی کا استعمال کریں۔ جمہوری قوانین کو چھوڑیں۔ لوگوں کی پسند آزادی رائے کے احترام کی بجائے مغرب نے انڈین افواج کی لوگوں کو سختی سے کچلنے کی پالیسی کی حمایت کی۔ مغربی ملکوں میں سے کسی ایک کو تو کہنا چاہئے کہ مظلوم کشمیریوں کے مسئلہ کو پرامن طریقہ سے حل کیا جانا چاہئے۔ کشمیر کے معاملہ میں انڈیا کشمیریوں کی اکثریت کی آواز کو کسی طور پر پسند نہیں کرتا اور انہیں کچھ اہمیت دینے کو تیار نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مغرب اس مسئلہ کو حل کرنا چاہتا ہی نہیں ہے۔ ماضی میں مغربی حکومتیں جن کے پاس معاشی اور فوجی قوت بھی تھی ''مجرم حکومتوں کو جنہوں نے اپنی خواہش سے مغربی اقدار کو اپنایا' مضبوط کرتی رہیں۔

فلسطین:۔

مسئلہ فلسطین ابھی تک حل نہیں کیا جاسکا۔ وجہ صاف ظاہر ہے مغرب اپنے خود ساختہ جمہوری اصولوں کو فلسطین میں ہرگز لاگو نہیں کرنا چاہتا۔ کیوں.....؟ کیونکہ فلسطین کی اکثریت مسلمانوں پہ مشتمل ہے اور ان کا یہودیوں سے جھگڑا ہے جب کہ یہودی اہل مغرب کے لاڈلے ہیں۔ درحقیقت مغربی حکومتوں نے اپنے ہاں کی کثیر یہودی آبادی کو فلسطین بھیجا تا کہ علاقہ کی عمرانی حیثیت کو تبدیل کیا جاسکے اور یہودی ریاست کے قیام کو یقینی بنایا جاسکے۔ تمام مغربی حکومتیں' ایجنسیاں' این جی اوز یہ جانتی ہیں کہ تین ملین سے زائد فلسطینی آبادی ہمسایہ ملکوں میں پناہ گزینوں کی حیثیت سے گذشتہ پچاس برسوں سے اپنی مادر وطن کی آزادی کے بعد گھر واپسی کی منتظر ہے۔ یہ انسانی حقوق کی آزادی کے مکار دعویدار ان فلسطینیوں کی اپنے وطن واپسی کے لئے ان کی مدد کیوں نہیں کرتے۔؟ وہ جانتے ہیں کہ ان فلسطینیوں کی وطن واپسی خطے کی صورتحال اور اس کی عمرانی حیثیت کو پھر سے تبدیل کر ڈالے گی۔ اس لئے مغرب اپنے ہی جمہوری اصولوں کی مخالفت فلسطینیوں کے معاملہ میں روا رکھتا ہے اور منافقت کا کھیل کھیلنے میں مگن ہے۔ فلسطینیوں پہ ظلم وتشدد کو حال ہی میں قانونی طور پر درست تسلیم کر کے ننگ انسانیت اور وحشی یہودیوں نے ظلم کی انتہا کر دی ہے۔ یہ اعلان کیا گیا ہے کہ مظاہرین اور نہتے شہریوں کے احتجاج کو ختم کرنے کے لئے دہشت گردی بطور ہتھیار استعمال کرنا جائز ہے اور متشدد یہودی علماء نے باقاعدہ فتویٰ بھی جاری کر دیا ہے۔ اب یہاں پہ تو کسی نام نہاد انسانی حقوق کے مغربی چیمپئن نے

A Russian military helicopter flies over a Russian troops position on the outskirts of Grozny on January 2.

صدائے احتجاج بلند نہیں کی۔ یہ دوہرا معیار اور ظلم کی اندھیر نگری کب ختم ہوگی۔؟ کتوں' بلیوں کے لئے تحفظ حیوانات کے حیران کن اقدامات کرنے والے اہل مغرب کو مسلمان انسان کی حیثیت سے نظر کیوں نہیں آتے؟ اے بے جان بتوں کی حمایت میں بولنے والو! تمہارے دل مظلوم مسلمانوں کے بارے میں اتنے پتھر کیوں ہو چکے ہیں جواب دو۔؟

بوسنیا' ہرزیگووینا اور کسوو (قانصوہ):۔

(عربی میں کسووا کا اصل نام قانصوہ تھا) یہ بالکل واضح ہو چکا ہے کہ مغربی حکومتیں مسلم دنیا سے مخلص اور ہمدرد نہیں ہیں۔ یقیناً کئی مواقع پر مغربی حکومتیں اور این جی اوز مسلمانوں کی امداد کی کوشش بھی کرتی ہیں لیکن بہت سے لوگ اس معنی خیز امداد کے پیچھے چھپے ہوئے مفادات کو نہیں سمجھ پاتے۔ مثال کے طور پر امریکہ اور یورپ والوں نے بہت دکھانے کی کوششیں کی کہ وہ بوسنیا اور کسووا کے مسلمانوں کے بارے میں مخلص ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ امریکہ اور یورپی یونین نے بوسنیا اور کسووا کے مسلمانوں کے ذریعے اپنے مسائل حل کئے۔ بوسنیا کی تحریک آزادی بوسنیا کے مسلمانوں کے ذریعہ شروع ہوئی تا کہ بوسنیا میں ایسی مسلمان حکومت قائم ہو جس میں سرب اور کروٹ امن سے رہ سکیں لیکن یورپی یونین اور امریکہ ایک اسلامی حکومت کو یورپ کے دل میں برداشت نہ کر پائے۔ سول وار کی حوصلہ افزائی خود ان لوگوں نے کی۔ بعد ازاں خود اس کو روکنے کے لئے کود پڑے۔ جب فسادات پھوٹ پڑے اور ارد گرد کے ملکوں سے مسلمان بوسنیا آنا شروع ہوئے اور لڑاکا افواج کا مقابلہ کرنا شروع کر دیا تب مغرب اس میں کود پڑا لیکن کسووا کی تحریک آزادی تو بے شمار جانیں چاٹ گئی اور کیا اب کسووا آزاد بھی ہے؟ بے شک نہیں امریکہ اور یورپیوں نے اسی طرح کے داؤ پیچ کھیلے جس طرح کہ وہ بوسنیا ہرزیگووینا میں کھیل چکے تھے۔ یورپیوں اور امریکیوں نے صورتحال انتہائی زیادہ بگڑنے کا انتظار کیا' لاکھوں مسلمانوں کو در بدر کی ٹھوکریں کھانا پڑیں اپنے گھر بار کو چھوڑنا پڑا۔ ہزاروں مسلمان عورتوں سے اجتماعی زیادتی جیسے گھناؤنے ننگ انسانیت شرمناک جرم کا ارتکاب کیا گیا۔ ہزاروں نوجوانوں اور بچوں کو ذبح کر دیا گیا۔ جب مسلمان عوام مایوس ہوگئے' یورپی یونین اور امریکہ نے ان پہ اپنی مرضی کا حل ٹھونسا' یورپی یونین اور امریکہ کسووا کے نگران ومتولی بن بیٹھے اس لئے نہیں کہ وہ کسووا عوام کے بڑے ہمدرد تھے بلکہ وہ یہ چاہتے تھے کہ کسووا ایک آزاد مملکت کی حیثیت نہ اختیار کر سکے۔ وہ اس بات کو یقینی بنانا چاہتے تھے کہ دنیا کے کسی بھی حصہ سے مسلمان مجاہدین کسووا کی تحریک آزادی میں شامل نہ ہو سکیں۔

مغربی ممالک کا یہ دعویٰ ہے کہ کسی کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کرنی چاہئے مگر این جی اوز کے ذریعے اسلامی اقدار کا خاتمہ ان کا خصوصی مشن ہے تو کیا یہ مسلم ممالک میں کھلی مداخلت نہیں؟

صدام اور نوریگا کیس:۔

جب امریکہ نے پانامہ کی حزب اختلاف کی مدد کرنا چاہی اور اس نے فوجی چھاؤنیوں کو محفوظ رکھنا چاہا تو امریکی مسلح افواج نے پانامہ شہر کے چاروں طرف سے حملہ کر دیا اور وجہ تنازعہ یعنی صدر پانامہ نوریگا کو گرفتار کر لیا اور اسے امریکہ لایا گیا تاکہ وہ منشیات کی سمگلنگ کے مقدمہ کا سامنا کر سکے اور جرمانہ ادا کرے۔

سارا مسئلہ پانامہ اور امریکہ کے درمیان چند دنوں میں حل ہو گیا اور امریکہ کی خواہش تھی کہ یہ مسئلہ جیسے بھی ممکن ہو سکے' جلد از جلد حل ہو۔ امریکن فوج پانامہ میں پہلے سے موجود تھی اور پانامہ کے ساتھ تجارت بھی معمول کے مطابق جاری رہی۔ پانامہ کے پاس امریکہ کو دینے کے لئے اس کے سوا تھا ہی کیا۔ انہوں نے پانامہ چھوڑنے میں دیر ہی نہیں لگائی' کتنے ہی امریکیوں نے انہیں نکلنے کے لئے دباؤ ڈالا۔ چنانچہ جھگڑے جلد ہی ختم ہوئے۔ نوریگا کو بحال کر دیا۔ جھگڑوں کا اختتام ہو گیا۔

> **سعودی عرب اور دیگر عرب علاقوں کی دولت صدام اور امریکہ کی جیبوں میں جا رہی ہے یقیناً زیادہ دولت امریکہ کو مل رہی ہے اور صدام کا حصہ کم ہے۔ امریکہ اس نورا کشتی کا اصل ہیوی ویٹ چیمپین ہے**

لیکن امریکن مسلح افواج خلیج فارس کی طرف گئیں۔ بہترین ٹیکنالوجی کے ساتھ اور دوسری اتحادی افواج کا ساتھ بھی اسے حاصل تھا۔ امریکی دلچسپی کی بات یہ تھی کہ جھگڑے کو جتنا چاہے طول دیتا چلا جائے اسی میں اس کی بہتری تھی۔ وہ کیونکر بغداد میں صدام کو باقی رکھنا چاہتا ہے؟ اگر وہ عراق سے چلا جائے تو امریکہ کے پاس علاقہ پہ حملہ اور قبضہ کی کیا توجیہ رہ جاتی ہے۔؟

1980ء اور 1990 میں بہت سی امریکن چھاؤنیاں جو فلپائن جاپان حتیٰ کہ امریکہ میں تھیں' ختم کر دی گئی تھیں۔ امریکہ مارکیٹوں کو مایوسانہ انداز میں دیکھ رہا تھا جو کہ اس کے بڑے فوجی مشن کی خوراک کا مسئلہ حل کر دے اور اس مقصد کو پانے کے لئے خلیج فارس سے بڑھ کر آئیڈیل جگہ بھلا کہاں ہو سکتی تھی۔ علاقہ کے ممالک امیر ہیں۔ ساری دنیا میں سے سب سے زیادہ تیل ان علاقوں سے نکلتا ہے اور یہ علاقہ اس کے بغل بچے اسرائیل کے بھی قریب ہے۔ اسرائیل اگر مدد کے لئے چیخ و پکار کرے تو وہاں پہنچنا ایک منٹ کا مسئلہ ہے اور سونے پہ سہاگہ یہ کہ امریکہ کے بدترین دشمن عرب ممالک بھی اسی علاقہ میں ہیں۔ ان پر چڑھ دوڑنے میں بھی آسانی رہے گی۔ ان کی جاسوسی بھی آسان ہے۔ عراق کو کویت پر چڑھ دوڑنے کا مکمل موقع مہیا کیا گیا۔ امریکن فوج کی معاشی آمدنی برقرار رکھنے کے لئے امریکہ کے لئے ضروری ہو گیا ہے کہ صدام اور اس کی معذور انتظامیہ کو اپنی موجودگی کی وجہ جواز کے طور پر لمبے عرصہ کے لئے قائم رکھے اور اس پر معذوری اور مجبوری کو ظاہر کیا جاتا رہے۔

> **نام نہاد انسانی حقوق کا نعرہ لگانے والے ممالک اور ادارے اپنے طے شدہ مخصوص ایجنڈے پہ عمل پیرا ہیں اور یہ یک نکاتی ایجنڈا اسلامی اقدار کے خاتمے پہ مشتمل ہے**

امریکن افواج جب خلیج میں آئی تھیں تو ہاں پہ لمبا عرصہ گزارنے کا مکمل منصوبہ لے کے آئی تھیں۔ جس میں یہ بات بھی شامل تھی کہ امریکہ کے لئے زیادہ سے زیادہ ذرائع آمدنی تلاش کیے جائیں اور تیل کے بہاؤ پر بھی یہیں سے کنٹرول کیا جائے۔ امریکہ اپنا دباؤ ڈال رہا ہے اور اس وقت تک اسے جاری رکھے گا جب تک کہ گلف ممالک کو بالکل نچوڑ نہ لیا گیا یا پھر اتفاقاً امریکن افواج کو وہاں سے نکلنا نہ پڑ جائے اس وقت تک یہ صورتحال برقرار رکھے گا۔ یا پھر جیسے 1980ء میں امریکہ کو ایران سے بھاگنا پڑا تھا ایسے ہی حالات عرب ممالک میں ہو جائیں تب ہی جان چھوٹے گی۔ سعودیہ کی تاریخ میں پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ اس نے آئی ایم ایف سے اس خلیجی جنگ میں قرض لیا ہے اور یہ خلیجی جنگ کے اخراجات کی ادائیگی کے لئے ہی لیا اور اب سعودیہ آئی ایم ایف سے قرضے لینے کی علت میں جکڑا رہے گا۔ جب تک کہ جہاد کی راہ کو مکمل طور پر اپنا نہیں لیتا۔ اس کے بغیر نجات ممکن ہی نہیں ہے۔ جیسا کہ سنت نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے یہود کو خیبر سے نکالا تو انہوں نے قرض کا طعنہ دیا آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا اصل زر ہم ادا کریں گے رہا سود کا معاملہ تو یہ ناممکن ہے۔ چنانچہ ازلی سود خور یہودیوں کو تاریخ میں پہلی بار بغیر سود کے رقم کی ادائیگی امام الانبیاء ﷺ کے ذریعے ہوئی...... اس کے پیچھے صرف جہاد کی قوت ہی کارفرما تھی۔ قرض ہمیشہ آدمی کو غلامی کی طرف لے جاتا ہے۔ ہمیں غیر لوگوں کو اپنا مقروض بنانا چاہئے نہ کہ ان کے ہم مقروض بنے پھریں۔ بہر حال صورتحال کی تبدیلی جہاد کے بغیر ناممکن ہے۔ یہ قرضے یہ امداد ہی محض فراڈ ہیں۔ ان قرضوں سے کفار کے ایجنٹ اپنی تجوریاں بھر کر پھر ان کی گود میں جا کر پناہ لے لیتے ہیں۔ جیسا کہ پاکستان کی مثال ہے یہاں کا حکمران طبقہ ایسے ہی گندے انڈوں پہ مشتمل رہا ہے۔ یہ سب مجرم کڑا وقت آنے پر اپنے انہی آقاؤں کے پاس پہنچ جاتے ہیں اور پاکستانی قوم دیکھتی رہ جاتی ہے ہمارے ہاں سے رمزی یوسف اور ایمل کانسی کو تو امریکہ لے جاتا ہے اور ہمارے کھربوں روپے پہ ڈاکہ ڈالنے والے مجرم ان کی حفاظت میں ہیں۔ حتیٰ کہ ایمان کے ڈاکو بھی از قسم تسلیمہ نسرین اور شیطان رشدی جیسے خبیث لوگ اور مرتد اعظم مرزا طاہر بھی ان کی گود میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ انہیں واپس کیوں نہیں دیتے

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے

نُورا کُشتی:۔

امریکہ اور صدام نورا کشتی لڑنے والے دو پہلوانوں کی طرح ایک دوسرے سے مکمل طور پر ہم آہنگ و متفق ہیں اور انہیں معلوم ہوتا ہے کہ کب کون سا پینترا بدلنا ہے۔ کب میدان میں آنا اور کب واپس ہونا ہے؟ یہ سب ایک طے شدہ منصوبہ بندی کے مطابق کر رہے ہیں۔ واضح طور پر دکھاوے کے لئے دونوں پہلوان ایک دوسرے سے ناراض ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو شکست دینا چاہتے ہیں اور اندر کھاتے دونوں خوش ہو رہے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کی مدح وستائش میں مصروف ہوتے ہیں۔ بڑی بھاری رقم جو تماشائیوں کی جیب سے نکالی جاتی ہے یہ اخراجات پورے کرنے کے لئے استعمال ہو جاتی ہے اور انعام دونوں پہلوانوں کو مل جاتا ہے۔ قیمتی ٹکٹوں کے حصول کے لئے زیادہ سے زیادہ رقم خرچ کرو۔ دونوں پہلوان پوری کوشش میں ہیں کہ کشتی کے ذریعے تماشائیوں کو مکمل انہماک اور تجسس میں محور کھیں۔ امریکہ اور صدام کی جنگ میں تماشائی غریب عراقی عوام ہیں اور سعودی اور دیگر علاقوں کی دولت صدام اور امریکہ کی جیبوں میں جا رہی ہے۔ یقیناً زیادہ دولت امریکہ کو مل رہی ہے اور صدام کا حصہ کم ہے۔ امریکہ اس کشتی کا اصل ہیوی ویٹ چیمپئن ہے۔

نتیجہ:۔

ہم مغرب کی منافقت پر مبنی بہت سی مثالوں کو زیر بحث لا سکتے ہیں۔

1- سب سے اہم بات یہ ہے کہ مسلمان محتاط رہیں اگر وہ دنیا میں عزت و توقیر چاہتے ہیں تو انہیں طاقتور ہونا چاہئے۔

2- مسلم امہ اسی وقت سب سے زیادہ مضبوط قوم بن سکتی ہے جبکہ وہ متحد ہو

3- مسلم امہ کا اتحاد اسی وقت ممکن ہے جبکہ وہ اعلیٰ انسانی اقدار پہ عمل پیرا ہوں

4- بہترین انسان تو وہی ہیں جو اللہ قادر مطلق کے کلام قرآن پاک اور اللہ کے آخری نبی محمد ﷺ پر پختہ ایمان لائیں اور احادیث پر عمل کریں اور کروائیں۔

5- اور جب مسلمان مخلص ہوں گے اور مسلمان ملکوں میں اللہ

باقی صفحہ 21 پر ملاحظہ فرمائیں

عقیدہ و منہج

دروس: پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ تعالیٰ

قسط نمبر 7

توحید الوہیت

توحید الٰہ یا توحید الوہیت کو توحید العبادۃ بھی کہتے ہیں۔

توحید الوہیت کی تعریف ہم یوں کر سکتے ہیں کہ

''بندے کے تمام افعال اور عبادات صرف اور صرف اکیلے اللہ کے لئے خاص ہوں' اس میں کوئی اور شریک نہ ہو''

یا آسان لفظوں میں کہہ سکتے ہیں کہ

''عبادت کو اللہ کے لئے خالص کرنا اور کسی کو شریک نہ کرنا''

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کا ارشاد ہے۔

والهكم اله واحد لا اله الا هو الرحمن الرحيم

اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ اس رحمٰن و رحیم کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ (البقرہ۔163)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فليكن اول ما تدعوهم اليه شهادة ان لا اله الا الله

پہلی چیز جس کی طرف تو لوگوں کو دعوت دے' اس بات کی شہادت ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ (متفق علیہ)

بخاری کی ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں۔

الى ان يوحدوا الله

یعنی سب سے پہلے اللہ کے ایک ہونے کی دعوت دی جائے۔

اللہ کی عبادت میں زبانی' مالی اور جسمانی ہر طرح کی عبادات شامل ہیں۔ جیسا کہ اللہ نے اپنے نبی ﷺ سے کہلوایا۔

قل ان صلوتی ونسكی ومحیای ومماتی لله رب العالمین لا شریک له وبذلک امرت وانا اول المسلمین

کہو میری نماز' میرے تمام امور قربانی' میرا جینا' میرا مرنا سب کچھ اللہ تعالیٰ رب العالمین کیلئے ہے' جس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلے سر اطاعت جھکانے والا میں ہوں۔ (الانعام۔162)

توحید الوہیت ہمیں بتاتی ہے کہ تمام عبادات مثلاً دعا' ذبح نذر' نیاز' نماز' روزہ' حج اور قربانی صدقہ وغیرہ خالص اللہ کے لئے کی جائیں۔ کسی دوسرے کی رضا' عبادت یا خوشنودی اس میں شامل نہ ہو۔ دعا مانگی جائے تو صرف اللہ سے مانگی جائے۔ اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کیا جائے کہ اللہ سے بھی مانگے اور اس کے ساتھ کسی اور کے واسطے یا وسیلے کو بھی شامل کرے۔ دعا اور ذکر اہم ترین عبادات ہیں۔ تمام عبادات اللہ ہی کے لئے خالص ہونی چاہئیں۔ اللہ ہی کا ذکر کیا جائے۔ کسی اور کے نام کے وظیفے نہ کئے جائیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ اولیاء اللہ کو اسی طرح پکارا جاتا ہے جس طرح اللہ کو پکارنا چاہئے۔ تکلیف اور مشکل کے وقت بعض اللہ کے نیک بندوں سے مدد طلب کی جاتی ہے۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ یا غوث یا دستگیر ہماری مدد کیجئے۔ یا علی ہماری مشکل حل کیجئے۔ اسی طرح انبیاء کا نام لے کر انہیں پکارنا اور ان سے مدد طلب کرنا۔ بعض لوگ فرشتوں کا نام لے کر انہیں مدد کے لئے پکارتے ہیں۔ یہ چیزیں توحید الوہیت کے منافی ہیں۔ اسی طرح جسمانی عبادات میں نماز اور طواف وغیرہ اللہ کے لئے خالص ہو۔ قیام' رکوع اور سجدہ وغیرہ کی کوئی حالت غیر اللہ کے لئے جائز نہیں۔ بعض لوگ احتراماً بڑوں کے لئے قیام کی حالت اختیار کرتے ہیں۔ قومی ترانے کے لئے قیام کرتے ہیں اور بعض لوگ کسی بڑے کی موت کی خبر پر احتراماً قیام کی حالت بناتے ہیں۔ ایسی تمام کیفیات غلط ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم ایسے قیام نہ کرو جیسے عجمی لوگ قیام کرتے ہیں۔ دور جاہلیت میں بڑوں کے لئے قیام کیا جاتا تھا۔ اکثر لوگ یہ کہہ کر گنجائش نکالتے ہیں کہ ہم عبادت سمجھ کر تو نہیں کرتے۔ حالانکہ نبی ﷺ نے عجمیوں کی مشابہت سے منع کیا ہے۔ کیا ہم تصور کر سکتے ہیں کہ صحابہ کرام ؓ کسی کے لئے عبادات کا قیام کر سکتے تھے۔ ہرگز نہیں۔ صحابہ ؓ کے بارے میں ایسا گمان نہیں ہو سکتا۔ لیکن غور کرنے والی بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ ؓ کو عجمیوں کے قیام کی مشابہت سے روکا ہے۔ اس سے یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ عبادت کا نقطہ نظر نہ بھی ہو' پھر بھی کفار کی مشابہت سے بچنا چاہئے۔ بعض وکلاء اور قانون دان طبقے کے بارے میں دیکھا گیا ہے کہ وہ بڑے جج کے سامنے آتے وقت جھکتے ہیں' پھر کھڑے ہوتے ہیں اور بات کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں۔ یہ صریحاً انگریز کی مشابہت ہے۔ ان کے ہاں عدالت کی کرسی پر بیٹھے ہوئے جج کو قانون کی علامت سمجھ کر اس کے لئے قیام بھی کیا جاتا ہے اور رکوع بھی۔ جبکہ اسلام میں ایسا تصور ہرگز نہیں ہے۔ سب اللہ کے بندے ہیں' سب اللہ کے سامنے جھکنے والے ہیں' کوئی انسان اللہ کے حکم کی علامت بن کر اس حیثیت پر فائز نہیں ہوتا کہ اس کے سامنے جھکا جائے۔ ایسا کرنا باطل ہے۔ اسی طرح قبروں وغیرہ پر سجدہ کی کوئی شکل جائز نہیں۔ قبر پر سجدہ شرک ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم عبادت کا سجدہ نہیں کرتے۔ تعظیمی سجدہ کرتے ہیں۔ انہیں یہ سمجھانا چاہئے کہ امت محمد ﷺ میں تعظیمی سجدہ بھی غیر اللہ کے لئے جائز نہیں ہے۔ ذبح' قربانی اور نذر و نیاز وغیرہ بھی صرف اللہ کے لئے ہونے چاہئیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ ذبح کرتے وقت یا نذر نیاز دیتے وقت یہ نیت رکھی جائے کہ یہ اللہ کے لئے بھی ہے اور ہمارے فلاں بزرگ' پیر یا فقیر وغیرہ کے نام کی بھی ہے جیسے ہمارے معاشرے میں عموماً یہ کہا جاتا ہے نذر اللہ نیاز حسین ؓ۔ یعنی نذر تو اللہ کے لئے لیکن نیاز حسین ؓ کی ہے حالانکہ نذر اور نیاز دونوں کا مطلب ایک ہی ہے۔ گویا ہم اقرار کر رہے ہوتے ہیں کہ فلاں چیز اللہ کے نام کی نذر بھی ہے اور حسین ؓ کے نام کی بھی ہے۔ اسی طرح گیارہویں والے پیر کے نام کی نذر دی جاتی ہے اور دیگر پیروں ولیوں کے نام پر بھی نذر نیاز اور صدقے وغیرہ کئے جاتے ہیں۔ سیاہ رنگ کے بکرے چھترے خصوصی طور پر پیروں کے نام پر صدقہ کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے عقیدے کی اس غلطی کو بیان کرتے ہوئے شرک میں مبتلا لوگوں کا طرز عمل واضح فرمایا:۔

فقالوا هذا لله بزعمهم وهذا لشركاءنا

وہ بزعم خود کہتے ہیں کہ یہ تو اللہ کا ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا ہے۔ (الانعام۔136)

اللہ تعالیٰ نے ان کے ایسے مشرکانہ عمل کا انجام بیان کرتے ہوئے ان پر واضح کر دیا کہ جو کچھ بھی پیش کرنا ہے' نذر کرنی ہے' صدقہ کرنا ہے یا نیاز دینی ہے' سب کچھ صرف اور صرف خالص اللہ کے لئے پیش کرو۔ اگر کچھ اللہ کے لئے پیش کرنا ہے اور کچھ غیر اللہ کے لئے تو اللہ نے فرما دیا کہ پھر تم سب کچھ لے جاؤ۔ مجھے تمہاری کسی

چیز کی ضرورت نہیں اور نہ مجھے تمہاری ایسی کوئی چیز پہنچتی ہے۔ فرمایا

فما کان لشر کائھم فلا یصل الی اللہ وما کان للہ فھو یصل الی شر کائھم ساء ما یحکمون

پھر جو چیز ان کے شریکوں کی ہوتی ہے' وہ تو اللہ کی طرف نہیں پہنچتی اور جو چیز اللہ کی ہوتی ہے' وہ ان کے شریکوں کی طرف پہنچ جاتی ہے۔ کیا ہی برے فیصلے وہ کرتے ہیں۔ (الانعام 136)

گویا اللہ نے واضح کر دیا کہ جو بھی عبادت کرنی ہے' جو بھی عمل پیش کرنا ہے تو وہ خالص میرے لئے پیش کرو...... اگر دوسروں کے لئے بھی کرنا ہے اور میرے لئے بھی کرنا ہے تو پھر اللہ کہتے ہیں کہ سب کچھ دوسروں کے لئے ہی کرو۔ میرے لئے کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں تو صرف وہ عمل قبول کروں گا جو صرف اور صرف خالص میرے لئے کیا جائے۔ اسی چیز کا نام توحید الوہیت ہے۔

توحید ربوبیت توحید الوہیت کی دلیل ہے

چونکہ توحید ربوبیت میں افعال اللہ کے ہوتے ہیں اور ان میں اللہ کے شریک کی نفی کی جاتی ہے اور توحید الوہیت میں بندے کے تمام افعال کو اللہ کے لئے خالص کیا جاتا ہے' اس لئے توحید ربوبیت کو توحید الوہیت کے لئے بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے۔ قرآن حکیم میں بار بار یہی اسلوب دعوت اختیار کیا گیا ہے۔ پہلے اللہ کا خالق' مالک اور رازق ہونا پیش کیا جاتا ہے اور بار بار توجہ دلائی جاتی ہے کہ جب سب کچھ پیدا کرنے والا اللہ ہے تو پھر ساری عبادتیں خالص اللہ کے لئے کیوں نہ ہوں۔ جب خالق و مالک اور رازق اللہ ہے تو عبادت اللہ کے غیر کے لئے کیوں ہو۔ بیشتر مکی سورتوں میں یہ اسلوب دعوت اختیار کیا گیا ہے۔ جیسا کہ سورہ نمل میں متعدد آیات مسلسل اس موضوع پر ہیں۔ ملاحظہ کریں

''بھلا بتاؤ تو کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ کس نے آسمان سے بارش برسائی؟ پھر اس سے ہرے بھرے بارونق باغات اگا دیئے؟ ان باغوں کے درختوں کو تم ہرگز نہ اگا سکتے' کیا (ان کے بنانے میں) اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے؟ (نہیں نہیں) بلکہ یہ لوگ کج رو ہیں۔ کیا وہ جس نے زمین کو قرار گاہ بنایا اور اس کے درمیان نہریں جاری کر دیں اور اس کے لئے پہاڑ بنائے اور دو سمندروں کے درمیان روک بنا دی' کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے؟ بلکہ ان میں سے اکثر کچھ جانتے ہی نہیں۔ بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے' کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے؟ اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے' کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود ہے۔ تم بہت کم نصیحت و عبرت حاصل کرتے ہو۔ کیا وہ جو تمہیں خشکی اور تری کی تاریکیوں میں راہ دکھاتا ہے اور جو اپنی رحمت سے پہلے ہی خوشخبریاں دینے والی ہوائیں چلاتا ہے' کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے جنہیں یہ شریک کرتے ہیں' ان کے شرک سے اللہ بلند و بالاتر ہے۔ (النمل ۶۰۔۶۳)

مکہ کے مشرکین ربوبیت میں توحید کو مانتے تھے جبکہ الوہیت میں شرک کرتے تھے۔ اس لئے قرآن نے توحید الوہیت کو بہت وضاحت سے پیش کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ اصل مقصود توحید الوہیت ہے۔ تمام انبیاء اسی توحید کو واضح کرنے اور پیش کرنے آئے تھے اور قوموں نے نبیوں سے اختلاف الوہیت کے مسئلے پر کیا۔ چنانچہ شریعت اسلامیہ کی بنیاد توحید الوہیت پر ہے۔ یہی تمام انبیاء کا منہج ہے۔ دعوت کا اصل ہے اور اسی کے قیام کے لئے جہاد ہے۔

توحید...... سب سے زیادہ حساس مسئلہ

عبادت میں توحید اور شرک کا مسئلہ سب سے زیادہ حساس ہے۔ قرآن حکیم نے اس مسئلہ کو بہت زیادہ نکھارا ہے۔ دوسرے مسئلہ میں قرآن عموماً اصولی راہنمائی دیتا ہے اور تفصیلات احادیث میں ملتی ہیں لیکن توحید خصوصاً توحید عبادت کے مسئلے میں جزئیات بھی بیان کی گئی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مسئلہ توحید میں ذرا سی جھول بھی بڑی بڑی غلطیوں کی بنیاد بن جاتی ہے۔ جمیع مسائل و امور شریعت کا دارومدار توحید خصوصاً توحید الوہیت پر ہے اور تمام خرابیوں کی جڑ شرک ہے۔ اسی لئے تمام انبیاء کی دعوت میں پہلا اور بنیادی مسئلہ توحید کی دعوت تھی۔ جب قوموں کو توحید سمجھ آ جاتی تو انہیں پورا دین سمجھانا آسان ہوتا اور دین پر عمل دشوار نہ رہتا۔ توحید پر ہی لوگ متحد ہوتے ہیں اور قوت بنتے ہیں۔ ماضی میں قوموں میں بگاڑ اس مسئلے پر آیا اور توحید چھوڑ کر شرک اختیار کرنے کی وجہ سے قوموں پر عذاب آئے۔ آج بھی اصل مسئلہ توحید ہی ہے۔ قرآنی حکمتیں اختیار کر کے توحید کی دعوت پہنچائی جائے اور سمجھائی جائے۔ مسئلہ توحید سمجھنے اور سمجھانے میں بہت آسان ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قرآنی دلائل اور نبوی ﷺ اسلوب دعوت کو اختیار کیا جائے۔ مخاطب دعوت کا صحیح احاطہ کیا جائے۔ اس کے بارے میں صحیح معلومات ہوں۔ اسے کیا شکوک ہیں؟ ان کے جواب کے لئے کیا دلائل ہیں؟ دلیل کی قوت' اخلاق اور حکمت' اسلوب دعوت میں بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ اس وقت مسلم معاشرے میں توحید کا مسئلہ عام لوگوں کے ہاں واضح نہیں ہے۔ اکثر لوگ بے خبر ہیں۔ دعوت کی شدید کمی ہے۔ لوگ توحید کی بنیادی چیزوں کو ماننے کے باوجود بے خبر ہیں اور شرک کی بہت سی آمیزش بے خبری یا غلط فہمی کی وجہ سے پائی جاتی ہے۔ اس صورت حال میں داعی کی ذمہ داری ہے کہ وہ کلمہ گو لوگوں کو کافر و مشرک کے فتوے لگا کر بھگانے یا بدکانے کے بجائے انہیں دلائل کے ساتھ سمجھائے۔ لوگ توحید کو مانتے ہیں لیکن سمجھتے نہیں۔ جب دلائل اور اسلوب حکمت کے ساتھ سمجھایا جائے تو فوراً مان لیتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ

یہ تجربہ شدہ بات ہے کہ عام آدمی قرآن وحدیث کے دلائل سے بہت جلد قائل ہو جاتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اسی اسلوب کو اختیار کریں اور دعوت توحید کو عام کریں۔

شبہے کا ازالہ

عقیدہ توحید کو سمجھنے سمجھانے میں ایک بڑے شبہے کا ازالہ ضروری ہے۔ عام طور پر ''من دون اللہ'' کے قرآنی الفاظ کو خاص طریقے سے بیان کر کے یہ گنجائش نکالی جاتی ہے کہ انبیاء' صلحاء' فرشتے اور دیگر اللہ کے برگزیدہ بندے ''من دون اللہ'' کے ضمن میں نہیں آتے۔ مکہ کے مشرکین نے پتھروں کے جو بت تراش رکھے تھے وہی من دون اللہ ہیں۔ گویا کہ اگر کسی نبی یا نیک بندے کے نام کا ورد وظیفہ کیا جائے یا ان کے نام کا صدقہ دیا جائے تو اس میں ان کے مطابق حرج اس لئے نہیں کہ وہ نبی یا ولی غیر اللہ نہیں بلکہ وہ تو اللہ کے مقرب ہیں لہٰذا من دون اللہ میں نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف شبہ ہے۔ اگر جان بوجھ کر کوئی ایسا کہتا ہے تو اسے اللہ سے ڈرنا چاہئے۔ اپنے اور دوسروں کے عقیدے کی فکر کرنا چاہئے اور قرآن کے الفاظ اور اصطلاحات کو اپنی مرضی سے استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ اس پر بہت بڑی وعید ہے۔ قرآن حکیم کی متعدد آیات میں ''من دون اللہ'' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ ان پر غور کرنے سے اصلاح ہو سکتی ہے۔ سورہ التوبہ میں ہے:

اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم وما امروا الا لیعبدوا الھا واحدا لا الہ الا ھو سبحانہ عما یشر کون۔ (التوبہ۔31)

ترجمہ:۔ انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور مشائخ کو رب بنا رکھا ہے۔ اور مسیح ابن مریم کو بھی حالانکہ ان کو صرف اسی قدر حکم تھا کہ وہ صرف ایک اللہ کی عبادت کریں جبکہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ (اللہ) پاک ہے ان چیزوں سے جنہیں یہ لوگ اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔

آیت مذکورہ سے یہ بات واضح ہے کہ ''من دون اللہ'' سے مراد بت نہیں۔ قرآنی آیت میں اللہ تعالیٰ خود بیان کر رہے ہیں کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے علماء و مشائخ کو رب بنا رکھا تھا۔ اس آیت کی تفسیر میں مفسرین جو روایات لائے ہیں' ان سے واضح ہوتا ہے کہ اہل کتاب اپنے علماء و مشائخ کے حکم کو حلال و حرام میں دلیل مانتے تھے۔ یہ اختیار صرف اللہ کا ہے کہ جسے چاہے وہ حلال کہہ دے یا حرام قرار دے دے۔ انہوں نے بزرگوں اور علماء کو اس مقام پر فائز کر دیا تھا تو یہاں ''من دون اللہ'' کے الفاظ ان کے لئے استعمال ہو رہے ہیں۔ اسی طرح اس آیت میں مسیح علیہ السلام کو بھی ''من دون اللہ'' میں شامل کیا گیا ہے۔

اسی طرح سورہ المائدۃ میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھیں گے۔

اذ قال اللہ یعیسی ابن مریم ء انت قلت للناس اتخذونی وامی الھین من دون اللہ...... الی آخر الایۃ)

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ کہے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کو چھوڑ کر مجھے اور میری ماں کو معبود قرار دے لو تو وہ عرض کریں گے کہ اے اللہ تو پاک ہے۔ یہ میرے لئے روا نہیں کہ ایسی بات کہوں جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہیں۔ اگر میں نے ایسا کہا ہوگا تو تجھے ضرور معلوم ہوگا۔ تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے جی میں ہے۔ بلاشبہ تو ہی غیب کی باتیں جاننے والا ہے۔ (المائدہ۔116)

مذکورہ آیت میں ''من دون اللہ'' کے الفاظ عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کیلئے استعمال ہوئے ہیں۔ سورۃ آل عمران میں اس مسئلے کی اور بھی وضاحت ہو جاتی ہے۔ آیت 79 میں اللہ فرماتے ہیں۔

''کسی انسان کے لئے یہ زیبا نہیں کہ اللہ اسے کتاب وحکمت اور نبوت عطا کرے پھر وہ لوگوں سے کہنے لگے کہ لوگو! اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ بلکہ وہ تو یہی کہے گا کہ اللہ پرست بن جاؤ اس لئے کہ تم کتاب کی تعلیم دیتے ہو اور اس لئے کہ تم کتاب کو پڑھتے ہو۔ اور نہ وہ یہ کہے گا کہ تم فرشتوں اور انبیاء کو رب سمجھو۔ کیا وہ تمہیں کفر کی تلقین کرے گا بعد اس کے کہ تم اسلام قبول کر چکے ہو۔

آیت مبارکہ کی تفسیر میں جو روایات ثابت ہیں مطابق ان کے نجران سے ایک وفد خاتم النبیین محمد ﷺ کے پاس آیا تھا۔ انہوں نے بہت سی باتیں رسول اللہ ﷺ سے پوچھیں۔ کچھ لوگوں نے یہ سوال کیا کہ جس طرح نصاریٰ نے مسیح علیہ السلام کی پرستش کی تو کیا آپ کی پرستش بھی کی جائے تو نبی ﷺ نے فرمایا' معاذ اللہ ہم ایسا نہیں کرتے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یہاں بھی ''من دون اللہ'' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں گویا کہ کسی نبی کی بھی عبادت نہیں ہو سکتی۔ یہ حق صرف رب العالمین کا ہے۔ اگر کسی نبی کو عبادت کے لئے پکارا جائے گا تو وہ بھی ''من دون اللہ'' میں شامل ہوگا۔ اگلی آیت میں مزید وضاحت کے طور پر فرشتوں کا نبیوں کے ساتھ ذکر کیا گیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ انبیاء اولیاء اور فرشتوں میں سے کسی کی طرف کسی قسم کی عبادت کی نسبت نہیں کی جا سکتی۔ بزرگوں کی نیکی' تقویٰ اور درجات کی بلندی کی وجہ سے انہیں اللہ کے سوا عبادت کے لائق نہیں سمجھا جا سکتا۔ اگر کسی نبی' ولی' فرشتے کو سجدہ کیا جائے یا ان کے نام کا ورد وظیفہ کیا جائے یا ان کے نام کا صدقہ اور نذر و نیاز کی جائے تو اس کا کوئی جواز یہ کہہ کر پیش نہیں کیا جا سکتا کہ یہ بندے اللہ کے مقرب ہیں۔ اللہ نے قرآن میں بار بار یہ واضح کیا ہے کہ اللہ کے مقرب بندے اللہ کی عبادت میں شریک نہیں۔ سب کو من دون اللہ میں شامل کر کے اللہ نے حقیقت واضح کر دی ہے۔ جہاں تک اہل مکہ کے بتوں کا تعلق ہے جنہیں ''من دون اللہ'' سے مراد سمجھا گیا ہے وہ بھی بزرگوں اور نبیوں اور ولیوں سے منسوب تھے۔ پتھر کی مورتیاں کوئی چیز نہیں۔ ہمیشہ ان کے پیچھے اہم شخصیات رہی ہیں۔ آج بھی وہ قومیں جو مورتیوں کو پوجتی ہیں' وہ مورتیوں کو شخصیات سے وابستہ کر کے ان سے قصے کہانیاں منسوب کرتی ہیں۔

افغانستان میں بت ٹوٹے تو اہل کفر نے طوفان اٹھا دیا۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ بت گوتم بدھ کے تھے۔ صرف پتھر کی مورتی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ اصل اہمیت گوتم بدھ کی سمجھی جاتی ہے۔ جب اس کے نام کے بت ٹوٹے تو کافروں کے مشرکانہ جذبات بھڑکے' اس سے ساری حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔ نبی ﷺ نے بیت اللہ سے نکال کر جو بت توڑے تھے' وہ جد الانبیاء ابراہیم علیہ السلام اور دیگر صالحین عرب کے ناموں سے منسوب تھے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ من دون اللہ سے مراد ہر وہ شخص ہے جسے اللہ کا شریک بنایا جائے۔

بقیہ انسانی حقوق

سے ڈرنے والے حکمران ہوں گے وہ اتنے مضبوط ہو جائیں گے جیسے صدیوں پہلے تھے

جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے وعدہ کر رکھا ہے کہ اگر تم سچے مومن بن جاؤ گے تو تمہیں غالب کر دوں گا۔ لہٰذا اب مسلمان جہاد کے لئے دوبارہ مضبوطی سے کمربستہ ہو جائیں۔ تیاری کریں اور اپنے ایمانی جذبہ کو بھی مضبوط تر کریں۔

6۔ ہمیں اپنی شامت اعمال کا ذمہ دار مغرب اور امریکہ کو نہیں ٹھہرانا چاہئے۔ ایسا کرنا ہمارے لئے اچھا نہیں ہے۔ یہ حکومتیں اور ایجنسیاں کبھی بھی ہم مسلمانوں کے لئے اور اسلام کے لئے مخلص نہیں ہو سکتیں۔ ہمیں اپنے حالات خود سنوارنے ہوں گے اور اپنے گھروں' اپنے معاشرہ اور اپنے ملکوں میں تبدیلی لانا ہوگی اور تمام دنیا کے مسلمان اس وقت تک مضبوط نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ تمام کے تمام جدید علوم' دین اور جہاد سب کو ساتھ لے کر چلیں۔

آیئے! کامیابیوں کی راہ پر گامزن ہو جائیں جس طرح کے رسول اللہ ﷺ کا خاندان آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسلام پر عمل کیا تھا' ایسے ہی ہم عمل کرنا شروع کر دیں۔

بقیہ تربیتی کالم

دیکھوں اپنی شامیں دیکھوں دوپہریں اور راتیں دیکھوں، دنیا والوں کو تو میں بڑے دھوکے دے سکتا ہوں بڑی باتیں کہہ سکتا ہوں

اگر بندہ خود غور کرے کہ میں ہوں کیا؟ جہاد کرتا ہوں اور میرا عمل میرا کردار میرا ذہن اور میری مجبوریوں کے سلسلے' میری جکڑ بندیاں، اور وہ چیزیں جو میرے راستے کی دیوار بنتی ہیں وہ کون کون سی ہیں اتنا کمزور ہوں میں جہاد کرنے والا اور جہاد کا نام لینے والا؟

لیکن جو ایمان والے ہوتے ہیں انھوں نے دلوں میں بہت سے بت نہیں بسائے ہوتے۔ کہیں کوئی خاندانوں کا بت ہے۔ کہیں کوئی برادریوں کا بت موجود ہے۔ کہیں اولادوں کی محبتیں ہیں۔ کہیں بیویوں کی محبتیں ہیں۔ کہیں عارضی مفادات کے چکر ہیں۔ اس سینے میں ایک ہی دل دھڑکتا ہے جو کہ سارا کا سارا اس خالق کی رضا کیلئے دھڑکنا چاہیے۔

جہاد والے لوگ ہجرتوں والے ہوتے ہیں یہ کل کی شہادتوں والے ہوتے ہیں۔ انھوں نے باقی لوگوں کے لیے دعوت بننا ہوتا ہے چراغ راہ بننا ہوتا ہے' اگر یہ رخصتیں ڈھونڈنا شروع ہو جائیں تو ان کو دیکھنے والے لوگ کہاں کہاں گریں گے؟ کیسے اٹھیں گے؟ وہ لوگ جن کے لئے انھوں نے نمونہ بننا ہے۔

بھائیو! یاد رکھو اگر ہم جہاد کرنا چاہتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ جہاد سے پہلے کا مرحلہ ہجرت کا ہے۔ ہم سارے لوگ دیکھیں کہ ہم جہاد کے لئے کس حد تک مخلص ہیں۔ اپنی مصروفیات کو دیکھو اپنے مفادات اور دنیا کو دیکھو کہ ہم سارے لوگ جہاد اور ہجرتوں کے لئے تیار ہیں۔ کہیں کوئی چیز میرے پاؤں کی بیڑی تو نہیں۔ کہیں کوئی محبت میرے راستے کی دیوار تو نہیں بنی ہوئی۔ ہم جائزہ لیں کہ کیا ہم واقعی ہجرتیں کرنے والے ہیں۔ کہیں کوئی دکان، مجھے روک تو نہیں لے گی؟ میرا عہدہ' میری ڈگری' میرا اسٹیٹس' مجھے روک تو نہیں لے گا؟ کوئی یہاں کی محبت کوئی چیز جہاد کے راستے کی دیوار تو نہیں بن گئی؟ کہیں میں نے اتنی انوسٹمنٹ' اتنی محنت تو نہیں کر لی کہ کل کو یہ مجھے جہاد کے راستے سے روک دے۔

میری نیکیاں اللہ کے پاس پہنچتی رہیں میرے قافلہ رحمت کو سمیٹتی رہیں' کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے اکیلے کا گناہ پورے لشکر کو لے ڈوبے۔ ایک آدمی سارے سارے قافلوں' لشکروں کی منزلوں اور راستوں کو گما دیتا ہے۔ ایسا نہ ہو' اللہ نہ کرے کہ میں اپنے قافلے میں ایسا انسان بن جاؤں کہ جس کا گناہ پورے لشکر کو روک لے۔

بھائیو! ہم نے ایسے عمل کرنے ہیں جن سے اس لشکر کو بھی کوئی تکلیف نہ ہو بلکہ سکون اور ترقی کا باعث بنے۔ ہم نے تو اپنے رب سے مناجات اور دعائیں کریں گے اچھی اچھی۔ اور ہم کبھی وہ کام نہیں کریں گے جس سے اللہ ناراض ہو جائے اور اگر کوئی غلطی ہو گئی تو فوراً توبہ کریں گے اور عہد کریں گے کہ اے اللہ میں بھول گیا تھا اب کی بار نہیں بھولوں گا بھائیو اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں سچا پکا اور مخلص دین کا داعی بنائے تا کہ قربانیاں ہمارے لیے مشکل نہ رہیں۔

پلاٹس برائے فروخت
2 عدد پلاٹ کار نر رقبہ 42 مرلہ
تین اطراف کشادہ گلیاں بالمقابل جامع سہام القریٰ اہلحدیث
مرکز طیبہ مریدکے
فون نمبر 84766 - 254756 - موبائل 03020-4854928

برطانیہ میکڈونلڈ اور پاگل گائیں

قاضی کاشف نیاز

ایڈز کے بعد یورپ کو ایک اور پراسرار عفریت نے جکڑ لیا ہے۔ برطانیہ اس کا خصوصی شکار ہے۔ وہ برطانیہ جو آج لشکر طیبہ کو دہشت گرد قرار دے رہا ہے' گائے کے پجاری ہندو ظالموں کے پنجوں سے مظلوم کشمیری مسلمانوں کو چھڑانے والے مجاہدوں کو امن اور انسانیت کا دشمن کہہ رہا ہے' اسی برطانیہ پر آج ایسا عذاب مسلط ہو چکا ہے کہ وہ اس سے جان چھڑانے کے لئے اپنے ہندو لالہ کی گاؤ ماتا کو لاکھوں کی تعداد میں زندہ جلانے پر مجبور ہو چکا ہے اور خود ہندو لالہ بھی اپنی گاؤ ماتا کا یہ حشر بے بسی سے دیکھنے پر مجبور ہے۔ برطانیہ والوں کو خطرہ ہے کہ کہیں ان بیمار پاگل گائیوں کے گوشت کھانے سے وہ خود پاگل نہ ہو جائیں اور پاگل گائیوں کی طرح وہ بھی کہیں سر ٹکرا ٹکرا کر ہلاک نہ ہو جائیں۔ اس پراسرار بیماری جسے Mad Cow Disease کہا گیا ہے اور اسے Foot & Mouth Disease یعنی ''منہ کھر'' کی بیماری کا نام بھی دیا جا رہا ہے حالانکہ منہ کھر کی بیماری کوئی نئی نہیں ہے' یہ ایک پرانی بیماری ہے جو جانوروں میں ایک وائرس کے پھیلنے سے عموماً ہو جاتی ہے۔ اس میں پاؤں اور منہ پر چھالے سے بن جاتے ہیں' جن میں بعد میں زخم بن جاتے ہیں' دودھ بہت کم ہو جاتا ہے' اس کا تدارک ممکن ہوتا ہے۔ تاہم میڈ کاؤ ایک بالکل نئی قسم کی بیماری ہے۔ اس میں جانور ذہنی طور پر پاگل پن کا شکار ہو جاتا ہے۔ دیوار سے ٹکریں مارتا ہے۔ گول دائرے میں

> **اس مرض کے تحت ہونے والی 75 فیصلہ اموات کا تعلق برطانیہ سے ہے۔ 1995ء سے اب تک ان اموات میں چار گنا اضافہ ہو چکا ہے**

چکر لگانے لگ جاتا ہے۔ انسانوں اور جانوروں کو کاٹنے لگتا ہے۔ یہ دونوں بیماریاں اکٹھی بھی پائی جا سکتی ہیں۔ اور یہ انسانوں کے لئے بھی خطرناک ہے۔ اس بارے میں جب ہمارے ویٹرنری ڈاکٹر محترم گلریز صاحب نے انٹرنیٹ پر تحقیقی مواد دیکھا تو وہاں بھی اس بات کی تصدیق ہوئی کہ یہ ایک نئی بیماری ہے جس کا وجود پہلے کبھی نہیں پایا گیا۔ University of ILLinois at Urbana Champaign کے پیش کردہ مواد میں اس بیماری کو میڈیکل زبان میں Bovine Spongiform Encephalopathy (BSE) کا نام دیا گیا ہے۔ اس میں واضح طور پر لکھا ہے۔

Bovine spongiform encephalopathy (BSE) is a fatal brain disease of cattle. The disease is believed to be caused by a self -replicating" Protein (a Prion) rather than a bactarium or virus

''بوائن سپانجی فارم جانوروں کی ایک مہلک دماغی بیماری ہے۔ یہ بیماری نہ تو کسی بیکٹیریا سے پیدا ہوتی ہے نہ ہی وائرس سے بلکہ خود بخود پیدا ہونے والی ایک مضر قسم کی پروٹین (جسے پری اونز Prions کہتے ہیں) کے پیدا ہونے سے ہوتی ہے۔''

کہا جاتا ہے کہ اس بیماری کا سب سے پہلے انکشاف اپریل 1985ء میں ہوا تھا۔ 1990ء کے بعد سے برطانیہ میں BSE کے ایک لاکھ تہتر ہزار 173000 کیس جانوروں میں پائے گئے۔ یہ وبا 93-1992ء میں اپنے عروج پر پہنچ گئی جب ہر ہفتے ایسے کیسوں کی تعداد ایک ہزار تک پہنچ گئی اور اب بھی تمام تر احتیاطی تدابیر کے باوجود ہر ہفتے ایک سو کے قریب کیس رپورٹ ہوتے ہیں۔

یہ بیماری صرف برطانیہ ہی نہیں بلکہ یورپ کے بیشتر ممالک میں پھیل چکی ہے۔ آئرلینڈ میں 337 کیس' فرانس میں 51' پرتگال میں 195 اور سوئٹزرلینڈ میں 283 کیس پائے گئے ہیں۔ تاہم اس مرض سے ہونی والی 75 فیصد اموات کا تعلق برطانیہ سے ہے۔

جانوروں میں منہ کھر اور میڈ کاؤ کی بیماریاں اکٹھی بھی پائی جا سکتی ہیں۔ میڈ کاؤ کی بیماری خطرناک ہے جو انسانوں میں یہ بیماری پاگل گائے کا گوشت کھانے سے منتقل ہو رہی ہے جسے CJD (-Jakob disease Creuztfeldt) کا نام دیا گیا ہے۔ برطانیہ میں 1995ء سے اب تک گائے کے پاگل پن سے ہلاک ہونے والے انسانوں کی تعداد میں چار گنا اضافہ ہو چکا ہے۔ اس مرض کی وجہ سے برطانیہ کے ایک لاکھ 80 ہزار جانور متاثر ہوئے ہیں۔ جس سے اس ملک کی گوشت کی صنعت پر بڑے مضر اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ ایک تازہ رپورٹ کے مطابق ورم دماغ کے اس مرض میں برطانیہ میں 23 فیصد سالانہ کے حساب سے اضافہ ہو رہا ہے اور یہ مرض لڑکوں کے مقابلے میں لڑکیوں میں زیادہ پھیل رہا ہے۔

اس سلسلے میں سب سے بڑی مشکل یہ حائل ہے کہ ماہرین اس مرض کے دماغ میں حصانت (Incuibation) کی مدت کا تعین نہیں کر پا رہے۔ یہ مرض بعض صورتوں میں 20 سال تک دماغ میں پرورش پاتا رہتا ہے۔ اس لئے اس کی علامات کا کھوج لگانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اس مرض میں دماغ میں ورم ہو کر سوراخ ہو جاتے ہیں۔

میڈ کاؤ بیماری کی بڑی وجہ گائیوں کو پیش کی جانے والی وہ خوراک قرار دی جا رہی ہے جو متاثرہ بیمار جانوروں کی ہڈیوں اور گوشت سے تیار کی جاتی ہے۔

قارئین کرام! ایک قابل ذکر بات ہے کہ مغربی سائنسدان ایک عرصے سے جانوروں کو جلد بڑا اور صحت مند کرنے کے لئے بہت سے غیر فطری طریقوں پر عمل پیرا ہیں۔ جانوروں کو جان بوجھ کر ایسی گندی غذائیں دی جاتی ہیں کہ انہیں کھا کر وہ اپنی طبعی مدت سے پہلے بڑے ہو جائیں اور دودھ بھی جلد اور زیادہ دیں اور ان کا گوشت بھی سرخ اور خوشنما ہو۔ مغربی ممالک میں جانوروں کی فیڈ یا خوراک کی تیاری میں خنزیر کے کھر' کان' جسم کے اندرونی اعضاء اور دیگر باقیات سے بننے والی چیزیں (Hog Meal) شامل کی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں چار چیزوں کی حرمت کا تاکید کئی بار اکٹھے ذکر فرمایا ہے۔ سورۃ بقرہ میں ارشاد ہوا

انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل به لغیر الله

تم پر مردار' خون' سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جس پر اللہ کے سوا کسی دوسرے کا نام (کسی جن' دیوتا' نبی' صحابی' پیر' ولی مثلاً گیارہویں والے پیر وغیرہ کا نام) پکارا گیا ہو' حرام ہے۔ (البقرۃ-173)

اللہ عزوجل نے جو چیز حرام قرار دی ہے تو اس کے کھانے کا

یہ خوشنما میکڈونلڈ بیف برگر کھانے سے پہلے سوچ لیں' کہیں ان میں میڈ کاؤ کا گوشت تو نہیں

نقصان آخرت میں ملنے کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی یقیناً ہوتا ہے اور آج یہ حرام چیزیں استعمال کرنے کے بدترین نتائج دنیا میں بھی ہمارے سامنے ہیں۔ میڈ کاؤ بیماری کے سلسلے میں بہت سے شواہد ہیں کہ ان متاثرہ گائیوں کو سور کا گوشت بھی استعمال کرایا جاتا ہوگا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ غیر مسلموں میں سور کا گوشت عام استعمال ہوتا ہے۔ دوسرے ان کے ہاں سوروں اور دیگر جانوروں کے فارم اکٹھے ہی ہوتے ہیں۔ مغربی سائنسدان سوروں کے ساتھ دیگر جانوروں کے ملاپ کے تجربات بھی عام کرتے رہتے ہیں جبکہ طبی طور پر سور سب سے زیادہ جراثیم زدہ جانور ہوتا ہے اور بیمار سور تو جراثیم کا گھر ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسی غلیظ چیز کے غلیظ نقصان تو ہوتے ہی ہیں۔ میڈ کاؤ بیماری کے سلسلے میں انٹرنیٹ پر پیش کردہ مواد کو دیکھا

میکڈونلڈ کا مشن اور مطلب ہی یہودی ثقافت کو فروغ دینا ہے۔ اسی لئے ان ریستورانوں میں مغربی ماحول اور میڈ کاؤ کی بنی غذا مہیا کی جارہی ہے

جائے تو اس میں بھی سوروں پر خاص نظر رکھنے کی احتیاط ہر جگہ نظر آتی ہے۔

ہمارے ہاں برائلر مرغیوں میں بھی گندی غذا استعمال کی جاتی ہے۔ اگرچہ ان میں خنزیر تو شامل نہیں لیکن بیمار اور مردہ جانوروں کا گوشت' خون' ان کی ہڈیاں' پر' آنتیں اور گلی سڑی مچھلیاں استعمال کی جاتی ہیں۔ اور عموماً انہیں ٹریٹ بھی نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ اس وجہ سے مغربی ممالک کے ساتھ ساتھ یہاں بھی ہیپاٹائٹس' یرقان اور کینسر ایسی بیماریوں میں تشویشناک حد تک اضافہ ہو چکا ہے۔ اس خوراک میں بیماریوں کے 46 فیصد جراثیم ہوتے ہیں جو انسانی جسم میں منتقل ہو رہے ہیں۔

میڈ کاؤ کی ہلاکت خیز تباہی کی وجہ سے دنیا بھر کے ممالک نے برطانوی گوشت کی درآمد پر فوری پابندی لگادی ہے جس سے برطانیہ جو ''گریٹ بریٹین'' کہلاتا ہے' کی معیشت کو زبردست دھچکا لگا ہے۔ حالانکہ دنیا کے ایک تہائی سے زائد رقبہ پر حکومت کرنے والا برطانیہ اب صرف خاص برطانیہ تک محدود ہے لیکن اب بھی ''گریٹ'' شاید اس لئے وہ خود کو کہتے ہیں کیونکہ دنیا کے نئے سامراج امریکہ کے ساتھ برطانیہ ایک بڑا اور استاد پارٹنر ہے۔ گویا اب وہ بادشاہ سے زیادہ بادشاہ گر ہے۔ دنیا کے دو سب سے بڑے قضیئے مسئلہ فلسطین اور مسئلہ کشمیر پیدا کرنے والا برطانیہ تھا جو آج تک حل ہونے کو نہیں آ رہے اور اب یہ امریکہ کے ساتھ مل کر نہ صرف دنیا کو مزید نت نئے پیچیدہ مسائل میں گرفتار کر رہا ہے بلکہ خود امریکہ کو بھی دن بدن بری طرح پھنسا رہا ہے۔ آج برطانیہ دنیا کے بڑے بڑے دہشت گردوں کی سب سے محفوظ پناہ گاہ ہے۔ عالم اسلام کا جو بھی علیحدگی پسند لسانیت پرست اور اسلام دشمن لیڈر ہوتا ہے' اسے برطانیہ ہی پناہ دیتا ہے۔ شیطان رشدی کی حفاظت پر کروڑوں پونڈ لٹانے والا برطانیہ ہی ہے لیکن اگر کوئی اسلام اور جہاد کا نام لے تو یہ برطانیہ اس کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ یہ وہی برطانیہ ہے جس کے وزیراعظم جان میجر نے اپنے وزیر ڈگلس ہاگ کے نام خفیہ خط لکھا اور اس میں بوسنیا کے بارے میں برطانیہ کے عزائم بتاتے ہوئے لکھا تھا

''ہم اس بات کی ہر ممکن کوشش کریں گے کہ بوسنیا ہرزیگوینا کے حصے بخرے کریں' اس کو تباہ و برباد کریں اور ایک ''اسلامی ریاست'' جو یورپ کے اندر قائم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے' اس کے خاتمے تک اپنی جدوجہد جاری رکھیں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ ایک سخت پالیسی محسوس ہو لیکن خارجہ اور دولت مشترکہ کے دفتر میں پالیسی سازوں اور مسلح افواج سے بزور اصرار کہوں گا کہ یہی ''سچی سیاست'' ہے جو مستقبل میں ایک مستحکم یورپ کے لئے لازمی ہے۔ جس کا اخلاقی نظام ''عیسائی تہذیب اور اخلاقیات'' پر استوار کرنا ہے۔''

یہ برطانیہ کی اسی دہشت گردانہ پالیسی کا نتیجہ ہے کہ آج کئی برسوں کے بعد بھی بوسنیا اور کوسووا سے مسلمانوں کی بڑی بڑی اجتماعی قبریں دریافت ہو رہی ہیں۔ جان میجر کے ان مذموم صلیبی اور کریہہ عزائم پر مشتمل اس خفیہ خط سے اب پوری دنیا آگاہ ہے اور پھر اس کے مطابق بوسنیا کا جو حشر کیا گیا' وہ بھی پوری دنیا میں انسانی حقوق کے نام نہاد نام لیواؤں کے سامنے ہے۔ لیکن اس کھلی دہشت گردی پر امن اور انصاف کے کسی ٹھیکیدار نے کہیں چوں تک نہیں کی۔ البتہ جو مجاہد یہ دہشت گردی ختم کرنے کے لئے کمربستہ ہیں' انہیں آنکھیں بند کر کے کسی دلیل کے بغیر دہشت گرد قرار دیا جارہا ہے۔

عراق کے معاملے میں بھی برطانیہ نے یہی پالیسی اپنائی ہے اور امریکہ کے کندھے پر بندوق رکھ کر اس خطے میں اپنی چودھراہٹ دکھانے کی کوشش میں ہے۔ شاید وہ دنیا کے ہر قضیئے میں امریکہ کو آگے رکھ کر اور اس کا پورا ساتھ دے کر اپنی ''عظمت رفتہ'' کو بحال ہوتا دیکھتا ہے۔ چنانچہ اپنے اس جذبے کی تسکین کے لئے وہ امریکہ کی ہر دہشت گردی کی سب سے بڑھ کر حمایت کرتا ہے۔ لیکن جس قدر وہ اپنے برتری کی نمود کے لئے پاگل ہوتا جارہا ہے تو اللہ نے بھی اب اسے مکمل طور پر پاگل بلکہ اچھوت بنانے کا بندوبست کر دیا ہے۔ برطانوی گوشت اور اس کی اشیاء کی درآمد پر جو پوری دنیا میں پابندیاں لگ رہی ہیں تو یہ اس کے اچھوت بننے کا آغاز ہے۔ لیکن فی الحال اس کے پاگل پن کی انتہا دیکھئے کہ دن رات کتوں اور سوروں سے پیار کرنے اور انسانوں سے زیادہ جانوروں کو تحفظ دینے والے جب ان انگریزوں کو میڈ کاؤ کی خطرناک بیماری کا علم ہوا تو یہ اس قدر خوفزدہ ہوتے ہیں کہ پھر ان بے زبان جانوروں کے تمام حقوق بھول جاتے ہیں اور غصے میں آکر 2 لاکھ سے زائد گائیوں کو زندہ جلا کر دفن کر دیتے ہیں اور بھی مزید کئی لاکھ گائیوں کو اس طرح مارا جارہا ہے حالانکہ انہیں مار کر بھی جلایا جاسکتا تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جانوروں سے ہمدردی اور ان کے حقوق کے دعوے بھی یہ ویسے ہی کرتے ہیں جیسے انسانوں کے حقوق کی بات کرتے ہیں۔ جب انہیں اپنا مفاد عزیز ہو تو بوسنیا' کوسووا' عراق' فلسطین وغیرہ میں لاکھوں

انسانوں کا خون بہانے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ اسی طرح جانوروں سے کچھ خطرہ ہوا تو انہیں بھی بے دردی سے مارنے لگے۔

اب دیکھئے ہمارے دین نے جانوروں سے کس پیارے انداز سے ان کی صفات اور خدمات کا ذکر کر کے ان سے محبت و ہمدردی کی تعلیم دی ہے۔ سورۃ الانعام میں فرمایا

ومامن دآبة فی الارض ولا طائرٍ یطیر بجناحیہ الاامم امثالکم

اور جتنے قسم کے جاندار زمین پر چلتے ہیں اور جتنے پرندے اپنے دونوں بازوؤں سے اڑتے ہیں' وہ سب کے سب تمہاری طرح قومیں ہیں۔ (الانعام۔38)

اس نے تم سب کو ایک ہی جان سے پیدا کیا ہے۔ پھر اس سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور تمہارے لئے چوپایوں میں سے آٹھ نر و مادہ اتارے۔ (الزمر۔6)

برطانیہ بغیر دلیل کے لشکر طیبہ کو دہشت گرد قرار دے رہا ہے حالانکہ...... برطانیہ دنیا بھر کے علیحدگی پسند اور لسانیت پرست' اسلام دشمن دہشت گردوں کی بڑی پناہ گاہ ہے۔ شیطان رشدی کی حفاظت پر بھی اس نے کروڑوں پاؤنڈ خرچ کر دیئے...... لیکن اب میڈ کاؤ کی صورت میں اللہ کا عذاب برطانیہ پر نازل ہو چکا ہے۔

جانوروں کے حقوق کے علمبردار برطانیہ میں میڈ کاؤ بیماری سے متاثرہ لاکھوں گائیوں کو بے رحمی سے زندہ جلانے کے مناظر

اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے چوپائے بنائے۔ ان میں سے کسی پر تم سوار ہوتے ہو اور کسی کا گوشت کھاتے ہو اور تمہارے واسطے ان میں بہت سے فائدے ہیں اور تاکہ اپنے سینے میں چھپی ہوئی حاجتوں کو انہی پر سواری کر کے تم حاصل کر لو اور ان چوپایوں پر اور کشتیوں پر تم لدے پھرتے ہو۔ (المومن۔80-79)

اور تمہارے لئے چوپایوں میں بڑا سبق ہے کہ ان کے پیٹ میں سے گوبر اور خون کے درمیان سے خالص دودھ تم کو پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لئے خوشگوار ہے۔ (النحل۔66)

سورۃ الزمر میں فرمایا......

اور پھر اپنے ان احسانات کے ذکر کرنے کے بعد اللہ رب کریم نے فرمایا۔

ان تکفروا فان اللہ غنی عنکم

(پھر بھی) اگر تم ناشکری کرو تو (یاد رکھو کہ) اللہ تعالیٰ تو (سب) سے بے نیاز ہے (الزمر۔7)

جانوروں سے ہر ممکن حسن سلوک کی اسلام نے کس قدر تعلیم دی ہے' اس کا اندازہ اس سے لگائیں کہ نبی ﷺ کی ایک حدیث کے مطابق ایک عورت صرف اس وجہ سے جہنم میں چلی گئی کہ اس نے ایک بلی کو باندھ کر رکھا تھا اور اسے نہ تو کوئی خوراک دی اور نہ ہی چھوڑا۔ اور ہو اسی طرح بھوکی مرگئی۔ (بخاری)

غرض اسلام تو جانوروں سے بھی بہترین سلوک کی تعلیم دیتا ہے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے تعلیم دی کہ اگر ذبح بھی کرنا ہو تو تب بھی انہیں تیز چھری سے کرو تا کہ انہیں کم سے کم اذیت پہنچے۔ لیکن آج جانوروں کے حقوق کے علمبردار لاکھوں بے زبان گائیوں کو زندہ تڑپا تڑپا کر جلا رہے ہیں اور اس پر کسی طرف سے کوئی اف بھی نہیں ہوئی۔

میڈ کاؤ کی اس بیماری کی روک تھام کے لئے اقدامات ضرور کرنے چاہئیں لیکن جانوروں سے ہمدردی کے تمام تقاضے پورے کر کے اور اس کے ساتھ وہ اصل اسباب بھی دور کرنے چاہئیں جن کی وجہ سے نوبت یہاں تک پہنچی...... جانوروں کی افزائش کے غیر فطری طریقے اور حرام اور غلیظ غذائیں ترک کرنا ہوں گی۔

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اہل وطن بھی اس معاملے میں عبرت پکڑیں۔ حیرانی کی بات ہے کہ امریکہ نے تو اس بیماری کی خطرناک مضرت کے پیش نظر اپنے استاد پارٹنر برطانیہ کا بھی کوئی لحاظ نہیں کیا اور اس نے 1989ء سے برطانیہ سمیت اس مرض سے متاثرہ تمام ممالک گوشت کی درآمدات پر پابندی لگا دی ہے جبکہ چند سال پہلے امریکہ نے 1980ء کے بعد سے خون دینے والے ہر اس شخص پر تاحیات پابندی لگا دی جس نے برطانیہ اور آئرلینڈ میں چھ ماہ بھی گزارے ہوں۔ اب اس پابندی کا دائرہ دوسرے متاثرہ ممالک تک بھی وسیع کیا جا رہا ہے۔ یہ لوگ اس قدر احتیاطیں کر رہے ہیں جبکہ ہمارے ہاں محض سٹیٹس کو کے لئے یہ مضر صحت گوشت میکڈونلڈ اور دوسرے بڑے بڑے ہوٹلوں میں منگایا جا رہا ہے اور اس پر

ایک بچی میکڈونلڈ برگر کھانے لگی تو اس میں سے چوہے کا سر نکلا جو دانت' ناک' آنکھوں اور مونچھوں سمیت تھا

مستزاد یہ کہ میکڈونلڈ کے جنرل منیجر علی یوسف کا کہنا ہے کہ وہ یہ گوشت برطانیہ سے نہیں بلکہ جنوبی افریقہ سے منگوا رہے ہیں۔ حالانکہ جنوبی افریقہ خود ایک بڑا متاثرہ ملک ہے۔ عام طور پر جنوبی افریقہ کی بھی گوشت کی بیشتر پراڈکٹس پر پابندی لگ چکی ہے۔ جنوبی افریقہ کے ہائی کمشنر اس بات کا اعتراف کر چکے ہیں کہ جنوبی افریقہ

میکڈونلڈ برگرز کی انتہائی ناگوار بو کی وجہ سے اس خدشے کو تقویت ملتی ہے کہ اس میں سور یا میڈ کاؤ کی آمیزش ضرور ہے۔ اس بو کو آج بھی چیک کیا جاسکتا ہے

سے پاکستان گوشت درآمد کیا جارہا ہے تاہم انہوں نے میڈ کاؤ کے گوشت کی تردید کی ہے البتہ منہ کھر کے جراثیم کی اس میں تصدیق کی ہے حالانکہ گوشت ان میں سے کسی بھی بیماری کے جراثیم کا شکار ہو یہ انسان کے لئے سخت مضر ہوتا ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود پاکستان میں جنوبی افریقہ کے مضر صحت گوشت کی درآمد کا سلسلہ جاری ہے۔ ان پاگل گائیوں کو جنوبی افریقہ میں کیمیکل سے تیار شدہ مصنوعی غذا دے کر گوشت کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ مشکل یہ ہے کہ پاکستان میں ایسے مضر گوشت کے ٹیسٹ کے لئے اعلیٰ قسم کی مطلوبہ لیبارٹری نہیں ہے۔ ایسی لیبارٹریاں صرف لندن، نیویارک اور ملبورن آسٹریلیا میں ہیں اور ان کے ٹیسٹ کے لئے ایسا گوشت وہاں بھیجا جانا چاہئے۔

کچھ عرصہ پہلے بلدیہ لاہور نے میکڈونلڈ کو اس مضر صحت گوشت کی درآمد پر نوٹس بھی جاری کیا تھا۔ لیکن بالآخر یہ اقدام کسی نتیجے پر پہنچے بغیر ہمارے اداروں کی روایتی کرپشن کی نذر ہوگیا اور اب میکڈونلڈ برانچوں کا جال بڑی تیزی سے ملک میں پھیلایا جارہا ہے۔ لاہور میں ہر ماہ دو ماہ بعد ایک برانچ کا اضافہ ہو رہا ہے۔ اب تک

جانوروں کے حقوق کے علمبردار لاکھوں گائیوں کو زندہ جلا رہے ہیں حالانکہ انہیں مار کر بھی جلایا جاسکتا تھا

9 کے قریب برانچیں لاہور میں کھل چکی ہیں۔ کراچی میں بھی یہی صورتحال ہے اور اس انتہائی نفع بخش کاروبار کو خوب وسعت دی جارہی ہے۔

میکڈونلڈ برگر کی قیمت شروع میں کم سے کم 60 روپے تک تھی لیکن جب سے یہ انکشاف ہوا ہے کہ میکڈونلڈ جنوبی افریقہ سے میڈ کاؤ کا گوشت منگواتا ہے تو اس کے بعد سے گاہکوں کی تعداد کم ہونے کی وجہ سے میکڈونلڈ برگر کی کم سے کم قیمت 25 روپے تک کر دی گئی ہے جبکہ انارکلی شاپنگ فیسٹیول میں گاہکوں کو میکڈونلڈ برگر کے انعامی کوپن الگ دیئے جارہے ہیں۔ یہ سب کچھ اس بات کی غمازی ہے کہ دال میں ضرور کچھ کالا ہے بلکہ یقینی طور پر کالا ہے۔ میکڈونلڈ برگر کی ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس میں سے انتہائی ناگوار قسم کی بو آتی ہے۔ میکڈونلڈ برگر کے بارے میں ابھی جب یہ انکشاف نہیں ہوا تھا کہ اس میں پاگل گائیوں کا گوشت استعمال ہوتا ہے تو اس وقت بھی بہت سے لوگ اس کی اسی بو کی وجہ سے یہ برگر پسند نہیں کرتے تھے۔ لیکن ہماری ایلیٹ کلاس کا کیا کیجئے کہ وہ محض اپنے سٹیٹس کے اظہار کے لئے یہ انتہائی بو بھرے برگر بھی کھانا گوارا کرتی رہی۔ حالانکہ یہ وہ کلاس ہے جو بڑے گوشت کا کبھی نام لینا بھی پسند نہیں کرتی لیکن یہی گوشت اور وہ بھی مضر صحت، جب اسے اعلیٰ ریستورانوں اور فائیو سٹار ہوٹلوں میں سجا کر پیش کیا گیا تو اس نے چھوٹے گوشت سے بھی کئی گنا مہنگے نرخوں پر لے کر کھانا قبول کرلیا۔

مغربی ثقافت کی یوں اندھا دھند اور بے وقوفانہ تقلید کی اس

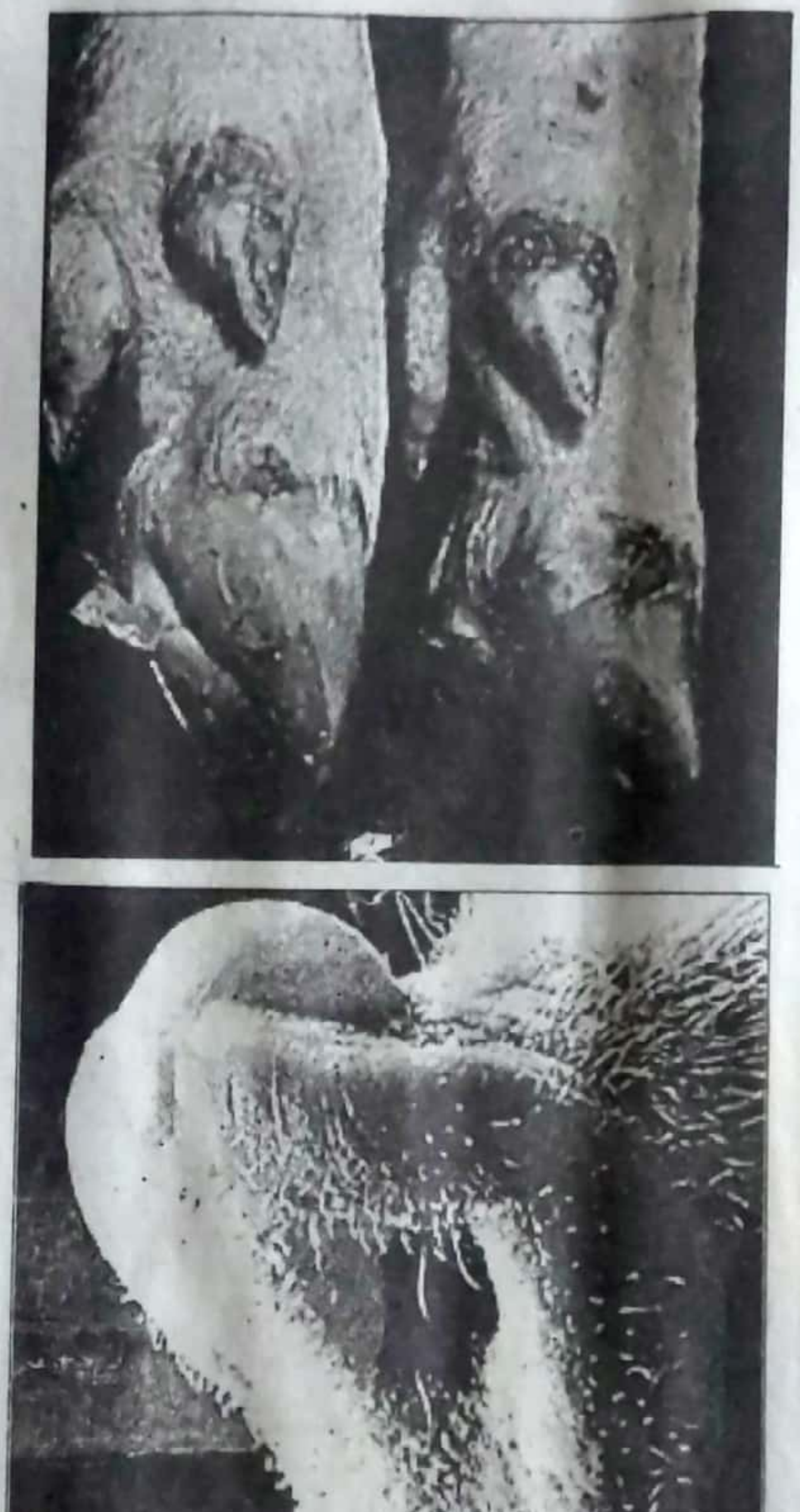

بیماری سے متاثرہ گائیوں کے کھر اور ناک

سے بڑی مثال اور کیا ہوگی...... میکڈونلڈ برگروں میں یہ بدبو اب بھی اسی طرح ہے اور اسے کسی وقت بھی چیک کیا جاسکتا ہے۔

میکڈونلڈ والے اپنی عام اشیاء کی تیاری میں بھی حد درجہ بے احتیاطی سے کام لیتے ہیں۔ اس سلسلے کا ایک دلچسپ اور عبرتناک واقعہ ملاحظہ کریں جو ہمیں ایک بھائی نے ای میل پر بھیجا ہے۔ اس کے مطابق چند ہفتے قبل امریکہ میں ایک خاتون اپنے 6 اور 8 سال کے دو بچوں کے ساتھ میکڈونلڈ ریستوران میں داخل ہوئی۔ اس نے بچوں کے لئے چکن میک نگٹز اور اپنے لئے ہیم برگر کا آرڈر دیا۔ اس کا چھ سالہ بچہ چکن نگٹز کھانے کی بجائے وہاں موجود کھلونوں میں دلچسپی لینے لگتا ہے چنانچہ ماں نے یہ چکن خود کھانے کا فیصلہ کرلیا...... مگر یہ کیا ہوا...... وہ حقیقتاً نہیں دیکھ رہی تھی کہ وہ کیا کرنے لگی ہے۔ وہ اپنے چھ سالہ بچے کو کھیلتے ہوئے دیکھنے میں حد درجہ محو تھی اور اسی محویت میں وہ جوں ہی کھانے لگتی ہے اچانک اس کا آٹھ سالہ بیٹا چلاتا ہے...... مم اسے مت کھاؤ!! وہ اپنے آپ سے کہتی ہے کیوں۔ پھر اس کی نظر چکن پر پڑتی ہے۔ وہ محسوس کرتی ہے کہ اگرچہ اسے فرائی کیا گیا ہے لیکن یہ چکن کے سر یعنی کلغی سمیت بغیر کوئی پر اتارے فرائی کیا گیا ہے۔ اسے اس قدر بے احتیاطی کی کچھ سمجھ نہیں آئی۔ میکڈونلڈ کا منیجر اسے اس کوتاہی کے بدلے دو ہفتے کے مفت کھانے کی پیشکش کرتا ہے۔ مگر خاتون نے حکام کو اس کی شکایت کرنے کا فیصلہ کرلیا اور بالآخر میکڈونلڈ والوں سے اس بے احتیاطی پر ایک لاکھ ڈالر حاصل کیے۔

دیکھئے امریکہ میں اتنی بے احتیاطی پر خاتون نے کس قدر جرمانہ وصول کیا ہے لیکن ہمارے ہاں میکڈونلڈز میں کھلے عام جنوبی افریقہ سے مضر گوشت منگوایا جارہا ہے اور اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا جارہا۔ اسی طرح حال ہی میں ٹورنٹو کے ایک مقامی خاندان نے

میکڈونلڈ کے منیجر کے مطابق وہ جنوبی افریقہ سے میڈ کاؤ سے پاک گوشت منگواتے ہیں حالانکہ جنوبی افریقہ میڈ کاؤ سے متاثرہ بڑا ملک ہے

مکڈونلڈ کے خلاف ایک کروڑ ڈالر کا قانونی دعویٰ دائر کیا ہے۔ دعویٰ میں الزام لگایا ہے کہ 9 سالہ بچی ایان عبدی عاما جون 1999ء میں مکڈونلڈ کا برگر کھانے لگی تو اس میں سے چوہے کا سر نکلا۔ اس چوہے کی آنکھیں، دانت، ناک اور مونچھیں بھی سالم تھیں۔ اس برگر کو کھانے سے بچی شدید بیمار رہنے لگی۔

قارئین کرام! اس واقع میں آپ بے یہ بی ملاحظہ کیا کہ خاتون نے ہیم برگر (Ham burger) بھی منگوایا تھا جو دراصل سور کی ران کے گوشت سے بنا ہوتا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ بیرون ملک میکڈونلڈ برگرز میں سور کا گوشت عام شامل ہوتا ہے اور

پاکستان میں ایسے برگرز کی ناگوار بو کی وجہ سے اس خدشے کو تقویت ملتی ہے کہ یہاں بھی سور کے گوشت کی یا کم از کم میڈ کاؤ کی آمیزش ضرور ہے۔ جیسی غذا ہوتی ہے' انسانی عادات پر بھی ویسے ہی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ غلیظ جانوروں کے گوشت کے یقیناً غلیظ اثرات مرتب ہوتے ہیں اور میکڈونلڈ کا مقصد بھی یہی ہے۔

میکڈونلڈ کا مشن اور مطلب ہی یہودی ثقافت کو فروغ

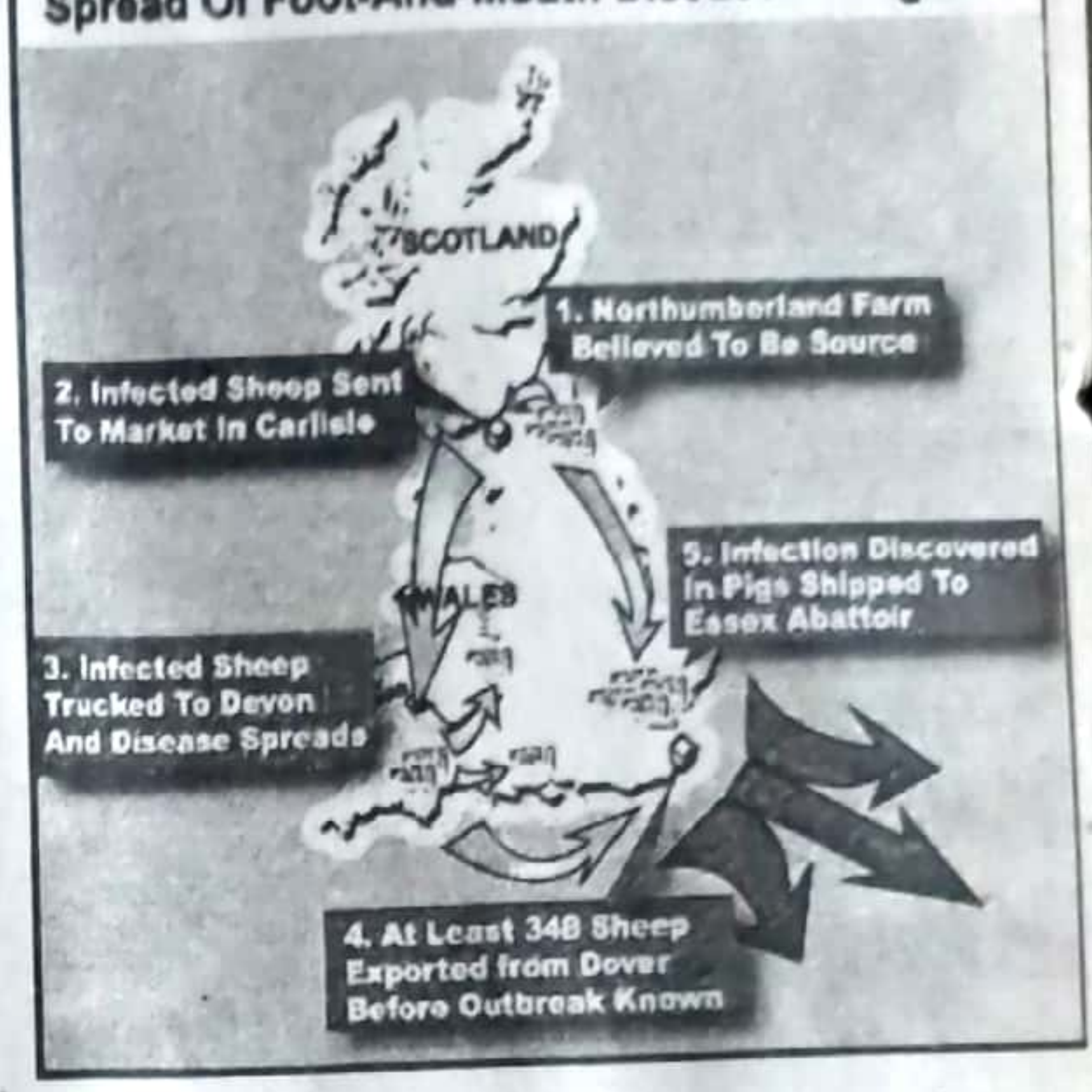

دینا ہے۔ کے ایف سی' ڈائیوو اور اس طرح کے ادارے اپنے انہی مقاصد کے تحت پاکستان میں وارد ہوئے ہیں۔ جب یہ ادارے نئے نئے کھلے تو پاکستان میں انہوں نے ہی سب سے پہلے لڑکوں اور لڑکیوں کو اکٹھے ویٹرز کے طور پر کھڑا کیا۔ لوگوں کے بے پناہ رش میں یہ میل اور فی میل ویٹرز بڑی تعداد میں اکٹھے ایک ہی کاؤنٹر پر بڑی تیزی سے ایک دوسرے سے ٹکراتے اور مس کرتے ہوئے لوگوں کی ''خدمت'' کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ بہت بڑی ٹی وی سکرین پر عریاں پاپ انگلش گانے الگ دکھائے جاتے ہیں۔ پروگرام یہ ہے کہ جب لوگ بڑی سکرین پر عریاں پاپ گانے دیکھنے کے عادی

BAN ON EXPORT OF SOUTH AFRICAN PRODUCTS BECAUSE OF FMD STATUS QUO ON 02/01/2001

BRASIL	Bovine, goat and ovine embryos from RSA
CZECH REPUBLIC	Wool from RSA
EU	Fresh meat from RSA. Exception of hides and skins and trophies (taxidermy finished)
FRENCH POLYNESIA	Cloven hoofed livestock and game, meat and meat products from RSA.
KENYA	Cloven hoofed livestock and game, meat and meat products from RSA.
KUWAIT	Fresh meat from RSA
MALAWI	Cloven hoofed livestock and game, meat and meat products from RSA.
MAURITIUS	Cloven hoofed livestock and game, meat and meat products from RSA.
MOZAMBIQUE	Cloven hoofed livestock, game and fresh meat from RSA
NAMIBIA	Cloven hoofed livestock and game, meat and meat products including meat [illegible] meat products for own consumption from RSA. Exception: Pork and pork products from certain approved farms in North-West Province and Western [illegible] subject to conditions mentioned in the health certificate for processed produ[illegible] OIE recommended
NEW ZEALAND	Pork from RSA
PAKISTAN	Cloven hoofed livestock and game, meat and meat products from RSA
	Boergoats and other cloven hoofed animals from RSA
SINGAPORE	Pork from KwaZulu-Natal
SLOVENIA	Skins and hides from RSA
SPAIN	Live game from RSA
SWAZILAND	Cloven hoofed livestock and game, meat and meat products, including meat [illegible] meat products for own consumption
TURKEY	Skins and hides from RSA
UNITED STATES OF AMERICA	Live ruminants and swine and fresh (chilled or frozen) meat and other produ[illegible] ruminants or swine from KwaZulu-Natal, except hide and skins and trophies (taxidermy finished)
ZAMBIA	Cloven hoofed livestock and game, meat and meat products from RSA
ZIMBABWE	Cloven hoofed livestock and game meat and meat products including meat [illegible] meat products for own consumption from RSA.

میکڈونلڈ والوں کا کہنا ہے کہ وہ جنوبی افریقہ سے میڈ کاؤ سے پاک گوشت منگواتے ہیں حالانکہ جنوبی افریقہ خود متاثرہ ملک ہے۔ انٹرنیٹ پر دی گئی لسٹ جس کے مطابق جنوبی افریقہ کے گوشت کی تمام پراڈکٹس پر پابندی ہے

ہو جائیں گے تو پھر ان ریستورانوں کو آہستہ آہستہ کلبوں اور ناچ گانوں میں بدل دیا جائے گا جہاں لڑکے لڑکیاں خود بھی مل کر یہ پاپ گانے گا سکیں گے۔ دوسری طرف ڈائیوو نے بس ''ہوسٹس'' کی صورت میں لڑکیاں فراہم کی ہیں حالانکہ مردوں کو بھی رکھا جا سکتا تھا جن کی بڑی تعداد پاکستان میں بے روزگار بیٹھی ہے۔ یوں غیر ملکی سرمایہ کاری کے نام پر ان غیر ملکی کمپنیوں نے مغربی ثقافت کو یہاں پروان چڑھانے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ ایک طرف لوگوں کو شرم و حیاء سے عاری کیا' دوسری طرف اب پاگل گائیوں کا گوشت کھلا کر انہیں ذہنی طور پر بھی ختم کر کے مارنا چاہتے ہیں۔ حیرانی کی بات ہے کہ اگر گائے کے گوشت کا برگر ہی کھلانا ہے تو جنوبی افریقہ سے منگوانے کی کیا ضرورت ہے۔ کیا یہاں گائیں کم ہیں یا جنوبی افریقہ کی گائیں زیادہ لذیذ ہوتی ہیں۔ عالمی طور پر یہ مسلمہ اصول ہے کہ کسی

بھی ادارے کے لئے مقامی طور پر خام مال زیادہ سستا پڑتا ہے لیکن یہ کیسی گائے ہے جو جنوبی افریقہ سے منگوا کر بھی سستی پڑتی ہے۔

ہماری حکومت سے گزارش ہے کہ اگر وہ اس معاملے کو دینی اعتبار سے نہیں دیکھنا چاہتی تو کم از کم انسانی لحاظ سے ہی دیکھ لے۔ یہ وباء اللہ نے برطانیہ ایسے ملکوں پر نازل کی ہے اور وہیں پر ہی یہ وباء رہنے دینی چاہئے...... اگر ہم نے ان سے عبرت نہ پکڑی تو یہاں بھی اس کا شکار زیادہ تر وہی لوگ ہی ہوں گے جو ان کے دوست' مغرب پسند اور دین سے بیزار ہیں اور اللہ کے دیئے ہوئے مال کو اللہ کی راہ میں لگانے کی بجائے ان کی راہ میں لگاتے ہیں جو مغرب میں ذہنی اور اخلاقی طور پر دیوالیہ اور پاگل ہو کر ٹکریں مار رہے ہیں اور ہمیں بھی

میکڈونلڈ کی بے احتیاطی کا نمونہ۔ برگر میں چکن کو کھال اور پر اتارے بغیر فرائی کر دیا گیا۔ بیسن میں لپٹے اور چھپے ہوئے چکن کے سر پر کلغی دیکھی جا سکتی ہے۔

اسی دیوالیہ پن کا شکار کرنا چاہتے ہیں...... اللہ ان کے فتنوں سے بچائے اور ان ظالموں کو ان کے اپنے ہاتھوں سے ہی تباہ و برباد کر دے۔ آمین

جہاد فنڈ

78/5R سیکٹر یوسف والا ماسٹر سعید الرحمن کی بہن نے مجاہدین کو چار عدد سونے کی چوڑیاں جہاد فنڈ میں دیں اور اسی گاؤں کی ایک اور بہن نے بھی چار طلائی چوڑیاں جہاد فنڈ میں دیں۔ اللہ تعالیٰ ان بہنوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

تحصیلی دفتر فقیر والی

مجاہدین لشکر طیبہ لاری اڈا فقیر والی فون نمبر: 069/540677

نیا دفتر بیرانی جام نواز علی

بیت المجاہدین لشکر طیبہ صوفی سینٹر مین بازار بیرانی تحصیل جام نواز علی

تبدیلی ایڈریس

مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد

معزز قارئین کو اطلاع دی جاتی ہے کہ مکتبہ اسلامیہ بھوانہ سے بیرون امین پور بازار بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ فیصل آباد شفٹ ہو گیا ہے۔ احباب نوٹ فرمالیں۔ فون: 631204

تبدیلی دفتر میاں چنوں

دفتر مرکز الدعوۃ والارشاد و مجاہدین لشکر طیبہ نزد شاہین چوک میاں چنوں فون نمبر۔ 661367

الرحمن جیولرز

ہمارے ہاں جدید ڈیزائنوں کے زیورات کیڈیم سے تیار کئے جاتے ہیں۔

نوٹ: سونے کی گارنٹی اور واپسی زیورات پر کوئی کاٹ نہیں لی جائے گی۔

مولوی یوسف گولڈ لیبارٹری صرافہ بازار لاہور فون: 7413787

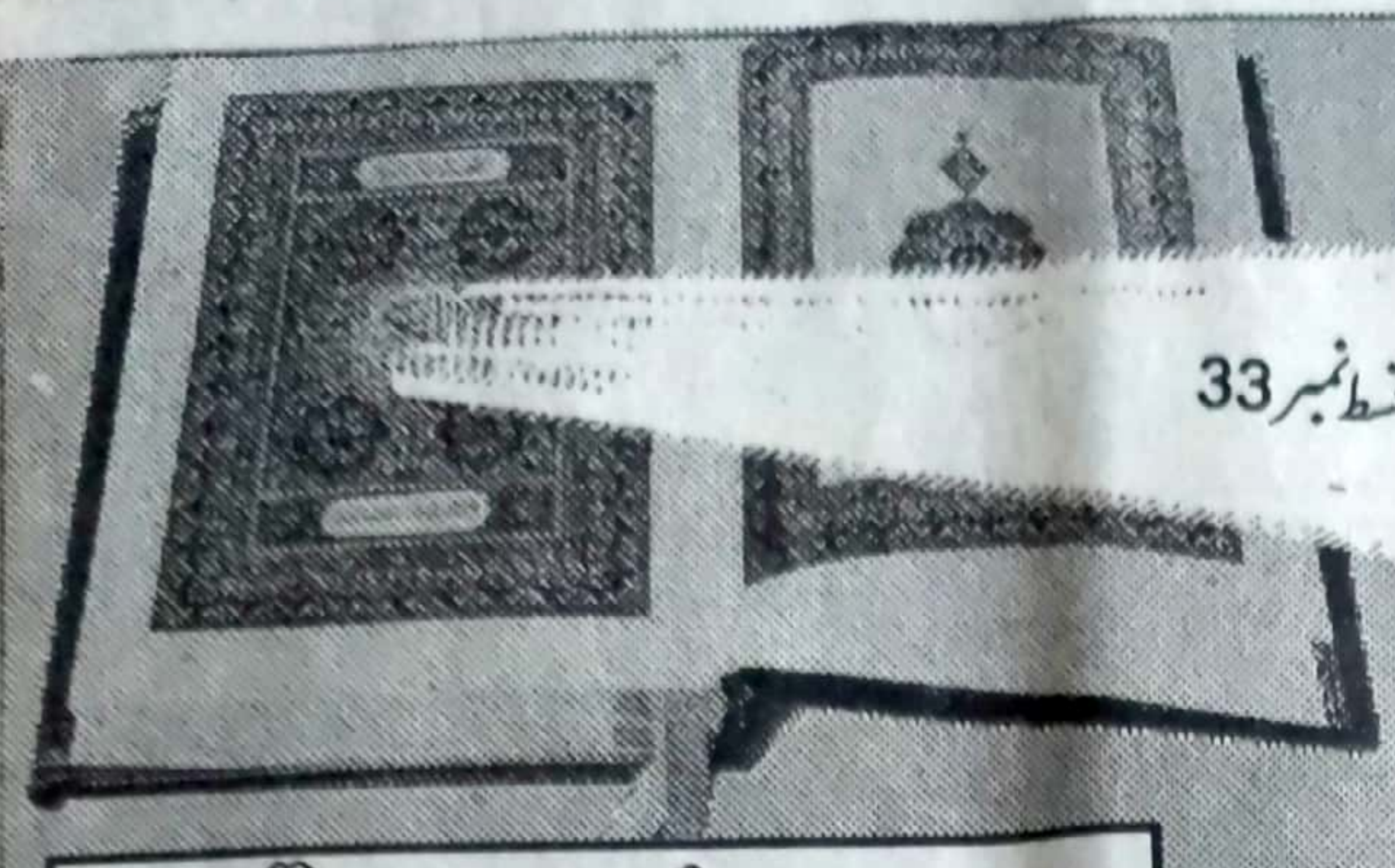

درس القرآن

قسط نمبر 33

سورہ الانعام کی تشریح و تفسیر

ابو عمر عبد الغفار المدنی حفظہ اللہ

جھوٹے خداؤں کو گالی مت دو

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوْا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذَلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُوْنَ ☆ وَأَقْسَمُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَاءَتْهُمْ آيَةٌ لَيُؤْمِنُنَّ بِهَا قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ أَنَّهَا إِذَا جَاءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ☆ وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (الانعام 108 تا 110)

اور دشنام مت دو ان کو جن کی یہ لوگ اللہ تعالی کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں کیونکہ پھر وہ جہالت کی وجہ سے حد سے گزر کر اللہ تعالی کی شان میں گستاخی کریں گے۔ ہم نے اسی طرح ہر طبقہ والوں کو ان کا عمل مرغوب بنا رکھا ہے۔ پھر اپنے رب ہی کے پاس ان کو جانا ہے سو وہ ان کو بتلا دے گا جو کچھ بھی وہ کیا کرتے تھے۔ اور ان لوگوں نے قسموں میں بڑا زور لگا کر اللہ تعالی کی قسم کھائی کہ اگر ان کے پاس کوئی نشانی آ جائے تو وہ ضرور ہی اس پر ایمان لے آئیں گے، آپ (ﷺ) کہہ دیجئے کہ نشانیاں جس وقت آ جائیں گی یہ لوگ تب بھی ایمان نہ لائیں گے اور ہم بھی ان کے دلوں کو اور ان کی نگاہوں کو پھیر دیں گے جیسا کہ یہ لوگ اس پر پہلی دفعہ ایمان نہیں لائے اور ہم ان کو ان کی سرکشی میں حیران رہنے دیں گے۔

مفردات:

1۔ وَلَا تَسُبُّوا = سَبَّ يَسُبُّ سَبًّا = مثل مَدَّ يَمُدُّ مَدًّا۔ (مضاعف از نَصَرَ يَنْصُرُ) السَّبُّ کا معنی گالی دینا

2۔ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ = مؤکد اور پختہ قسمیں

3۔ يَعْمَهُوْنَ = عَمِهَ يَعْمَهُ از باب منع یمنع۔ العَمَهُ کا معنی حیران ہونا اور تردد کرنا ہے۔

تفسیر:۔ اللہ تعالی اپنے مومن بندوں کی تعلیم و تربیت فرماتے ہوئے ارشاد فرما رہے ہیں کہ مشرکوں کے معبودوں کو گالی مت دو اور ان کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ وہ اپنے معبودوں کی محبت میں چڑ کر ظلم و زیادتی اور حق سے تجاوز کرتے ہوئے اور اللہ تعالی کے مقام اور اس کی شان سے جہالت و نادانی کی بناء پر اللہ تعالی کو گالی دیں گے، اگرچہ اصولی طور پر جھوٹے معبودوں کو گالی دینا اور ان کو برا بھلا کہنا جائز ہے، لیکن سد ذریعہ و سبب کی بناء پر منع ہے، کیونکہ مباح کام پر عمل کرنا اس وقت ناجائز ہے جب اس پر عمل کرنے سے اس سے بڑی خرابی کا ارتکاب ہو رہا ہو، کیونکہ مشرکین کے ان جھوٹے معبودوں کی تو کوئی حقیقت و عزت نہیں، لیکن ان کو برا بھلا کہنے سے مشرک لوگ اللہ تعالی کو جو گالی دیں گے تو یہ بہت بڑی گستاخی و بے ادبی ہو گی۔ یہ اسی طرح ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "تم کسی کے ماں باپ کو گالی مت دو کہ اس طرح تم خود اپنے والدین کے لئے گالی کا سبب بن جاؤ گے۔" (مسلم شریف۔ کتاب الایمان۔ باب بیان

(الکبائر واکبرھا)

اور ایک روایت میں اپنے والدین کو گالی دلانے والے کو ملعون قرار دیا گیا جب اپنے والدین کو گالی دلانے کا سبب بننے والا ملعون ہے تو جو مشرکوں کے معبودوں کو گالی نکال کر اللہ تعالیٰ کو گالی دلانے کا سبب بنے تو وہ کتنا بڑا ملعون ہوگا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں جاری وساری قانون کا ذکر فرمایا کہ جب انسان کسی عمل اور چیز کو پسند کرتا ہے اور اس میں رغبت رکھتا ہے تو وہ عمل اور چیز اس کی نظروں میں مزین وخوبصورت بن جاتی ہے اگرچہ حقیقت میں وہ نہایت قبیح ہو۔ مشرکین کو بھی اپنا شرک وکفر بڑا اچھا اور خوبصورت لگتا ہے۔ وہ اپنے جھوٹے معبودوں اور مشکل کشاؤں پر تنقید برداشت نہیں کر سکتے۔

کس قدر جہالت وبدبختی ہے کہ مشرک اپنے طاغوت اور پتھر کے معبود سے چڑ کر اللہ رب العالمین اور مالک الملک کو برا بھلا کہتے ہیں۔ العیاذ باللہ

آج کے اہل شرک وبدعت کا رویہ بھی اسی طرح ہے کہ شیطان کے گمراہ کرنے کی وجہ سے ان کو اپنی شرک وبدعت والی قبیح راہ حسین اور مزین نظر آتی ہے۔ جب فوت شدگان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ غوث وداتا اور دستگیر ومشکل کشا نہیں، یہ ساری صفات اور اختیارات اللہ رب العالمین کے ہیں، تو چونکہ وہ ان فوت شدگان کو اللہ تعالیٰ والی صفات کا حامل سمجھتے ہیں، اس لئے وہ چڑ کر کہتے ہیں کہ اس میں ان بزرگوں کی توہین ہے۔

اور پھر داعیان حق اور توحید وسنت کی دعوت دینے والوں کو برا بھلا کہتے ہیں اور کبھی کبھی اللہ کے متعلق بھی نامناسب اور گستاخی کی بات کر جاتے ہیں۔ العیاذ باللہ

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمام مخلوق بالآخر اللہ تعالیٰ کے پاس لوٹ کر جائے گی اور ان کے اعمال وہاں پیش ہوں گے اور اللہ تعالیٰ سب کو ان کے اعمال کی بابت بتائیں گے کہ کس کے عمل اچھے ہیں اور وہ انکے اچھے بدلے کا مستحق ہے اور کس کے عمل برے ہیں چاہے وہ ان کو اچھا ہی سمجھتا رہا، لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ ان کی سزا سے نہیں بچ سکے گا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کافروں کی روش بیان کر رہے ہیں کہ وہ مؤکد اور پختہ قسمیں اٹھاتے ہیں کہ اگر محمد ﷺ انہیں ان کی خواہش کے مطابق کوئی معجزہ دکھائیں جیسے صفا پہاڑ کا سونا بنانا یا عصاء موسیٰ اور صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی طرح تو وہ ضرور بالضرور ایمان لائیں گے۔ کافروں کا یہ معجزہ ونشانی کا سوال صرف تعنت اور ہٹ دھرمی کے طور پر تھا ورنہ رسول اللہ ﷺ کی صداقت پر بے شمار واضح دلائل وبراہین موجود تھے۔ ان کی موجودگی میں اور کسی معجزہ ونشانی کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

اور پھر نشانیوں ومعجزات پر اختیار صرف اللہ تعالیٰ کا ہے، نبی ورسول کا نہیں۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے رسول اللہ ﷺ آپ کہہ دیں کہ ہر قسم کی نشانیاں ومعجزات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ لہذا جو معجزہ ونشانی تم مانگ رہے ہو یا کوئی اور معجزہ ونشانی، میرے بس میں نہیں کہ میں تمہیں دکھا دوں، یہ اللہ تعالیٰ کے ملک واختیار میں ہے اور اس کی مشیت پر منحصر ہے۔ اگر وہ دکھانا چاہے گا دکھا دے گا اور اگر نہیں دکھانا چاہے گا تو نہیں دکھائے گا۔ لہذا تمہارا مجھ سے معجزہ ونشانی کا مطالبہ سراسر ظلم وزیادتی پر مبنی ہے کیونکہ ان پر میرا اختیار ہے اور نہ میرا یہ دعویٰ ہے۔ میری ذمہ داری حق کی وضاحت اور اس کا پہنچانا ہے اور وہ میں ادا کر چکا ہوں

اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی نبی ورسول سے معجزہ اپنی حکمت ومشیت کے مطابق دکھاتے ہیں۔ لوگوں کی خواہش ومطالبے پر نہیں کیونکہ اگر کسی قوم کے مطالبے وخواہش پر معجزہ دکھایا جائے، پھر وہ نہ مانیں اور انکار وہٹ دھرمی جاری رکھیں تو ایسے لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا قانون اور طریقہ یہ ہے کہ وہ فوراً عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جاتے ہیں لہذا ان کے لئے یہی بہتر ہے کہ ان کو نشانی نہ دکھائی جائے۔

بعض مسلمانوں کی خواہش تھی کہ ان کو کوئی نہ کوئی نشانی دکھا دی جائے تاکہ وہ کافر جو معجزہ دیکھنے کے بعد ایمان لانے پر بڑی مؤکد وپختہ قسمیں کھا رہے ہیں شائد ان میں سے ایمان لے آئیں مسلمانوں کی اس خواہش کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ باوجود نشانی دیکھنے کے بھی ایمان نہیں لائیں گے۔ کیونکہ یہ کافر اپنے تکبر وعناد میں بہت آگے جا چکے ہیں اور ایسے لوگوں کے ہدایت پر آنے کے مواقع بہت کم ہوتے ہیں۔

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان نہ لانے کی علت اور سبب بیان کیا کہ جب ان کے پاس پہلی دفعہ اسلام وایمان کی دعوت پہنچی اور انہوں نے اس سے تکبر وعناد کی بناء پر استغناء وبے پرواہی کی روش اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے بطور سزا وعتاب ان کو اپنی ہدایت ودین سے محروم کر دیا کہ ان کے دلوں کو دین حق سے پھیر دیا کہ وہ اب اس کو سمجھ ہی نہیں سکتے اور آنکھوں کو دین حق سے پھیر دیا کہ اب انہیں حق کو دیکھنے کی طاقت وصلاحیت ہی نہیں اور ان کو شرک وظلم کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ایسے حیران وسرگرداں چھوڑ دیا کہ وہ حق کو باطل سے، ہدایت کو گمراہی سے پہچان ہی نہیں سکتے جیسا کہ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ (الصف۔5)

ترجمہ: پس جب وہ لوگ ٹیڑھے ہی رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو (اور) ٹیڑھا کر دیا۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ (الانفال۔24)

ترجمہ: اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ آدمی اور اس کے قلب کے درمیان آڑ بن جایا کرتا ہے۔

اور یہودیوں کے متعلق فرمایا:

بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا (النساء۔155)

ترجمہ = حالانکہ دراصل ان کے کفر کی وجہ سے ان پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے۔ اس لئے یہ تھوڑے ہی ایمان لاتے ہیں۔

یعنی اللہ تعالیٰ ابتداء میں کسی کو گمراہ نہیں کرتے بلکہ اپنی سنت کے مطابق سب کے لئے ہدایت وگمراہی کے دونوں راستے واضح کرتے ہیں اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت دے کر دونوں راستوں کا اختیار دے دیتے ہیں۔ چاہے تو اس پر عمل کرے اور چاہے تو اس پر۔ کسی ایک راہ کو بھی اختیار کرنے پر بھی مجبور نہیں کیا گیا جیسا کہ فرمایا:

إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا (الدھر۔3)

ترجمہ = ہم نے اسے راہ دکھائی۔ اب خواہ وہ شکر گزار بنے خواہ ناشکرا۔

جیسا کہ فرمایا

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ (الکھف29)

ترجمہ = اعلان کر دے کہ یہ سراسر برحق قرآن تمہارے رب کی طرف سے ہے اور اب جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔

اس کے بعد اگر کوئی نیکی کی راہ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہدایت کی راہیں کھول دیتے ہیں۔

اور اگر کوئی گمراہی کی راہ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو کئی بار مہلت دیتے ہیں اور بعض اوقات اس کی روگردانی پر اس کو اپنی آزمائشوں کے ذریعہ تنبیہ وسرزنش کرتے ہیں۔ تاکہ وہ راہ راست پر آ کر آخرت کے عذاب سے بچ سکے۔

لیکن اگر وہ دعوت وتنبیہ کے باوجود ہدایت اور حق کی راہ سے مسلسل روگردانی کرے اور ضد وعناد کی روش اپنائے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہو کر اس کو سزا دیتے ہیں کہ اس کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اپنی ہدایت سے محروم کر دیتے ہیں۔ لہذا سوچ وفکر اور کسب واختیار بندے کا اپنا ہوتا ہے اور گمراہی کی راہ اس کی غلط سوچ وفکر اور غلط کسب واختیار کی بناء پر ملتی ہے۔ اس طرح تقدیری لحاظ سے مشیت الٰہی غالب ہو جاتی ہے اور یہی مطلب ہے ان آیات کا جن

باقی صفحہ 33 پر ملاحظہ فرمائیں

اخوت ایمانی کو نقصان پہنچانے والی اشیاء کی ممانعت

قسط نمبر 34

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَاتَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ : لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ التَّقْوَى هَاهُنَا وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ -(أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ)

"ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ایک دوسرے پر حسد نہ کرو' ایک دوسرے کے مقابلے میں ارادۂ خرید کے بغیر بولی نہ بڑھاؤ' ایک دوسرے سے دلی دشمنی نہ رکھو' ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو اور تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اس کی مدد چھوڑتا ہے اور نہ اسے حقیر جانتا ہے۔ تقویٰ یہاں ہے اور آپ ﷺ اپنے سینے کی طرف تین مرتبہ اشارہ فرماتے تھے۔ آدمی کے بُرا ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ اپنے مسلم بھائی کو حقیر جانے' مسلمان کی ہر چیز مسلمان پر حرام ہے اس کا خون' اس کا مال اور اس کی عزت۔" (اسے مسلم نے روایت کیا)

تخریج: مسلم (البر والصلۃ/32) وغیرہ دیکھئے تحفۃ الاشراف (486/10)

مفردات:

بِحَسْبِ امْرِئٍ میں باء زائدہ ہے اور حسب امری مبتداء ہے اور أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ جملہ بن کر مصدر کی تاویل میں ہو کر اس کی خبر ہے۔

فوائد: 1((لَا تَحَاسَدُوا)) یہ باب تفاعل ہے جو دو شخصوں کے درمیان ہوتا ہے۔ ایک دوسرے پر حسد مت کرو۔ کوئی حسد کرے تو اس کے جواب میں بھی اس پر حسد نہ کرو۔ حالانکہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے کی اجازت ہے:

﴿وَجَزَآؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا﴾ (الشوریٰ 40/42)

"برائی کا بدلہ اس جیسی برائی ہے۔"

مگر مسلمان پر حسد کے جواب میں بھی حسد جائز نہیں تو جو تم پر حسد نہیں کرتا' اس پر حسد تو بطریق اولیٰ حرام ہے۔ حسد کی تفصیل اور علاج کے لئے دیکھئے اسی باب کی پہلی حدیث۔

2۔((وَلَا تَنَاجَشُوا)) یہ بھی باب تفاعل ہے۔ لغت میں نجش کا معنی شکار کو اس کی جگہ سے اٹھانا اور نکالنا ہے تاکہ پھر

اسے شکار کیا جا سکے۔ یہاں مراد یہ ہے کہ جب کوئی سامان فروخت ہو رہا ہو' بولی میں اس کی قیمت لگائی جا رہی ہو تو کوئی شخص دوسرے سے بڑھ کر اس کی قیمت لگا دے جب کہ اس کا ارادہ اسے خریدنے کا نہ ہو تا کہ دھوکے میں آ کر کوئی دوسرا شخص اس سے بڑھ کر قیمت لگا کر پھنس جائے۔ یہ دھوکا ایک دوسرے کے مقابلے میں کرنا بھی حرام ہے۔ تو اس شخص کے ساتھ بدرجہ اولیٰ حرام ہے جو آپ سے یہ معاملہ نہیں کرتا۔

3۔ ((وَلَا تَبَاغَضُوا)) یہ بھی تحاسدوا کی طرح باب تفاعل ہے۔ اور اس میں بھی وہی نکتہ موجود ہے کہ جو مسلمان تم سے بغض رکھے تم مقابلے میں بھی اس سے بغض مت رکھو اور اگر کوئی تم سے بغض نہیں رکھتا' اس سے بغض رکھنا تو اور زیادہ برا ہے۔ اس حکم کی رو سے وہ کام بھی حرام ٹھہرے جن سے آپس میں دلی عداوت پیدا ہوتی ہے۔

4۔ ((لَا تَدَابَرُوا)) یہ دبر یعنی پیٹھ سے باب تفاعل ہے۔ ایک دوسرے کی طرف پیٹھ مت کرو۔ مراد یہ ہے کہ ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو۔ ایک دوسرے سے بول چال بند نہ کرو کیونکہ جب دو آدمی ایک دوسرے کو چھوڑ دیتے ہیں تو وہ ایک دوسرے سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ یہ حالت تین دن سے زیادہ رکھنا حرام ہے۔

5۔ ایک دوسرے کی بیع پر بیع مت کرو: جب دو مسلمانوں کی آپس میں بیع ہو چکے تو کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ بیچنے والے سے کہے کہ تم یہ چیز میرے ہاتھ میں فروخت کرو۔ میں تمہیں زیادہ قیمت دیتا ہوں۔ نہ خریدنے والے سے یہ کہنا جائز ہے کہ تم یہ چیز مجھ سے خریدو۔ میں تمہیں سستی دیتا ہوں۔ پہلی بیع فسخ کر دو۔ اس سے آپس میں شدید عداوت پیدا ہوتی ہے۔

اسی طرح اگر دو فریقوں میں نکاح کی بات طے ہو چکی ہے' صرف عقد باقی ہے تو کسی تیسرے کو ان کی بات ختم کروا کر اپنا پیغام بھیجنا جائز نہیں۔ ہاں اگر بیع طے نہیں ہوئی اور اسی طرح ابھی رشتہ طے نہیں ہوا تو ہر شخص خریدنے کے لئے کہہ سکتا ہے کہ میں اتنی قیمت پر خریدتا ہوں۔ اسی طرح ہر شخص نکاح کا پیغام دے سکتا ہے۔

6۔ اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ: یعنی اللہ کے بندے ہو تو اس کا حکم مانو۔ بندے کا کیا کام ہے کہ اپنی بات چلائے۔ پانچ چیزوں سے منع کرنے کے بعد حکم دیا کہ نسبی بھائیوں کی طرح آپس میں بھائی بن جاؤ۔ تمہارے درمیان سگے بھائیوں کی طرح باہمی شفقت' رحمت' محبت' غمخواری' معاونت اور خیر خواہی ہونا چاہئے۔

7۔ وہ چیزیں جن سے اسلامی اخوت کا اظہار ہوتا ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ پھر اس اخوت کو ظاہر کرنے والی تین چیزیں بیان فرمائیں۔ 1۔ وہ اس پر ظلم نہیں کرتا۔ نہ اس کی جان پر نہ مال پر نہ عزت پر۔ 2۔ وہ اس کی مدد نہیں چھوڑتا' اگر وہ مظلوم ہے تو اسے ظلم سے بچاتا ہے۔ اگر وہ ظالم ہے تو اس کی مدد اس طرح کرتا ہے کہ اسے ظلم سے روکتا ہے۔ 3۔ اسے حقیر نہیں جانتا۔ کیونکہ مسلمان کو حقیر جاننے کی ابتداء تکبر سے ہوتی ہے اور تکبر ایمان کے منافی ہے۔ صحیح مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ (صحیح مسلم ح: 91' الایمان 93)

تکبر حق کے انکار اور لوگوں کو حقیر جاننے کا نام ہے۔"

متکبر آدمی دوسرے کو حقیر جاننے کی وجہ سے انہیں اس لائق ہی نہیں سمجھتا کہ ان کے بھی کچھ حقوق ہیں جنہیں ادا کرنا اس پر فرض ہے۔

تقویٰ کیا ہے اور کہاں ہوتا ہے؟: تقویٰ کا لفظی معنی ڈرنا اور بچنا ہے۔ اللہ کا تقویٰ یہ ہے کہ اس کے ثواب کی امید کے ساتھ اس کے تمام احکام پر عمل کیا جائے اور اس کے عذاب سے بچنے کے لئے اس کی تمام منع کردہ چیزوں سے اجتناب کیا جائے۔ تقویٰ دل میں ہوتا ہے اور اس کا اثر تمام اعضاء پر ظاہر ہوتا ہے۔

مسلمان کو حقیر جاننے کا گناہ: فرمایا" آدمی کو برا ہونے کیلئے اتنا کافی ہے کہ اپنے مسلم بھائی کو حقیر جانے" کیونکہ اسے حقیر جاننے کی وجہ تکبر ہے اور تکبر اللہ تعالیٰ سے مقابلہ ہے۔ یہ صرف اللہ کو زیب دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي وَالْعَظَمَةُ إِزَارِي فَمَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا قَذَفْتُهُ فِي النَّارِ)) (صحیح ابی داؤد' ح: 3666' اللباس 28)

"کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میری ازار ہے۔ جس شخص نے ان دونوں میں سے کسی ایک پر مجھ سے مقابلہ کیا' میں اسے آگ میں پھینک دوں گا۔"

اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ)) (مسلم)

"وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہو گا جس کے دل میں ایک ذرہ کے برابر بھی تکبر ہو گا۔"

10۔ كُلُّ مُسْلِمٍ اور كُلُّ الْمُسْلِمِ میں فرق: کل مسلم کا معنی ہے ہر ایک مسلمان اور کل المسلم کا معنی ہے مسلمان کا کل' مسلمان کا ہر ہر حصہ' مسلمان کی ہر چیز' رسول اللہ ﷺ نے خود ہی وضاحت فرما دی کہ مسلمان کی ہر ایک چیز اس کا خون اس کا مال اور اس کی عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔

بقیہ درس قرآن

میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ۔ (الشوریٰ۔30)

ترجمہ = تمہیں جو کچھ مصیبتیں پہنچتی ہیں وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے کرتوت کا بدلہ ہے اور وہ تو بہت سی باتوں سے درگزر فرما لیتا ہے۔

فوائد:۔

1۔ ہر وہ قول و فعل حرام ہے جو اللہ تعالیٰ و رسول ﷺ کو گالی دلانے یا ان کی گستاخی کا سبب بنے۔

2۔ اللہ تعالیٰ کی سنت و طریقہ کا بیان کہ تمام لوگوں کو اپنے اعمال مزین اور خوبصورت نظر آتے ہیں چاہے اچھے ہوں یا برے۔

3۔ ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور معجزات کے مشاہدہ کے بعد ضروری نہیں کہ سب دیکھنے والے ہی ایمان لے آئیں بلکہ ایمان وہی لائیں گے جن کی قسمت میں ہو گا۔

جہاد اور مجاہدین سے محبت کرنیوالوں کیلئے عظیم خوشخبری
الجہاد ڈائری
ہند شکن نمبر
پاکستان بھر کے مراکز اور اجتماع 2001 کے موقع پر
الجہاد کمیونیکیشن کے سٹال سے حاصل کریں

نئے جہادی ترانے اور تقاریر کی کیسٹیں
خصوصاً استاد المجاہدین امیر معسکر ام القریٰ
ابوانس عبدالمالک شہیدؒ کی یادوں پر مشتمل
نئی کیسٹ "ایک عظیم استاد جو بچھڑ گئے"
منظر عام پر...... ان شاء اللہ

الجہاد کمیونیکیشن اینڈ کیسٹ لائبریری امین پور بازار فیصل آباد فون 632175

مبشر احمد ربانی

عقیقہ مسنون ہے

س:۔ عقیقہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا یہ دور جاہلیت کی رسم ہے اور اس کی ادائیگی نہیں کرنی چاہئے؟

ج: اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے اور ہماری دینی' دنیوی ہر طرح کی راہنمائی کرتا ہے۔ اہل اسلام کے ہاں جب بھی کوئی بچہ جنم لیتا ہے تو اسلام نے اس کے متعلق بھی کئی احکامات جاری کیے ہیں جن میں سے ایک اہم مسئلہ عقیقہ کا بھی ہے۔ عقیقے کی مشروعیت پر کئی ایک احادیث صحیحہ صریحہ دلالت کرتی ہیں۔

ا۔ سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا وَأَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذَى

(صحیح البخاری کتاب العقیقۃ باب اماطۃ الاذی عن الصبی فی العقیقۃ (۵۴۷۲) مسند احمد ۴/۱۸'۲۱۴'۲۱۵ بیہقی ۹/۲۹۸' ۲۹۹ کتاب الاضاحی (۱۵۱۵) ابوداؤد (۲۸۳۹) ابن ماجہ (۳۱۶۴) ابن خزیمہ (۲۰۶۷) مسند حمیدی (۸۲۳) دارمی ۲/۸۱)

ہر لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے پس اس کی طرف سے خون بہاؤ یعنی عقیقہ کرو اور اس سے گندگی دور کرو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کسی کے ہاں بچہ پیدا ہو تو اس کا عقیقہ کرنا چاہئے رسول اللہ ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے اور گندگی دور کرنے کا مطلب اس کا سر منڈایا جائے ابوداؤد اور مسند احمد وغیرہ میں ہے کہ امام محمد بن سیرین فرماتے ہیں گندگی دور کرنے سے اگر سر منڈانا مراد نہیں تو پھر میں نہیں جانتا کہ وہ کیا چیز ہے؟

۲۔ سیدنا سمرۃ بن جندب سے رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "كُلُّ غُلَامٍ رَهِينَةٌ بِعَقِيقَتِهِ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ

(ابوداؤد کتاب الضحایا باب فی العقیقۃ (۲۸۳۷) ترمذی کتاب الاضاحی باب من العقیقۃ (۱۵۲۲) (بخاری ۵۴۷۲) نسائی کتاب العقیقۃ باب متی یعق (۴۲۳۱) ابن ماجہ کتاب الذبائح (۳۱۶۵) مسند احمد ۵/۷'۱۲'۱۷'۲۲) دارمی ۲/۸۱)

ہر لڑکا اپنے عقیقے کے ساتھ گروی ہے اس کی طرف سے ساتویں دن ذبح کیا جائے اور اس کا سر منڈایا جائے۔ گروی کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس کی طرف سے عقیقہ نہ کیا جائے تو وہ قیامت والے دن سفارش نہیں کرے گا۔ (تحفۃ الاحوذی ۵/۹۷ مطبوعہ بیروت)

۳۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ " أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُمْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ (ترمذی کتاب الضحایا (۱۵۱۳) ابن ماجہ کتاب الذبائح ۳۱۶۳) مسند احمد ۶/۳۱' ۸۲'۱۵۸)

یقیناً رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں برابر ایک جیسی ذبح کی جائیں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔

۴۔ ام کرز کعبیہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا کہ "عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ"

ابوداؤد کتاب الضحایا باب فی العقیقۃ (۲۸۳۴) نسائی کتاب العقیقۃ باب العقیقۃ عن الجاریۃ (۴۲۲۷) ترمذی کتاب الاضاحی (۱۵۱۴) ابن ماجہ (۳۱۶۲) ابن حبان (۱۰۶۰) دارمی ۲/۸۱ مسند حمیدی (۳۴۵) مسند احمد ۶/۴۲۲)

لڑکے کی طرف سے دو برابر بکریاں ذبح کی جائیں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔

ترمذی کی روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا

"عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْأُنْثَى وَاحِدَةٌ وَلَا يَضُرُّكُمْ ذُكْرَانًا أَمْ إِنَاثًا"

لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک ایک بکری اور تمہیں کچھ نقصان نہیں ہوگا نر ذبح کرو یا مادہ۔

ابو بریدۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں " كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا وُلِدَ لِأَحَدِنَا غُلَامٌ ذَبَحَ شَاةً وَلَطَخَ رَأْسَهُ بِدَمِهَا فَلَمَّا جَاءَ اللّٰهُ بِالْإِسْلَامِ كُنَّا نَذْبَحُ شَاةً وَنَحْلِقُ رَأْسَهُ وَنُلَطِّخُهُ بِزَعْفَرَانٍ

(ابوداؤد کتاب الضحایا (۲۸۴۳) بیہقی ۹/۳۰۲'۳۰۳ تمہید ۴/۳۱۹

زمانہ جاہلیت میں جب ہمارے ہاں کسی کے گھر لڑکا پیدا ہوتا تو وہ ایک بکری ذبح کرتا اور اس کے خون سے بچے کا سر رنگتا جب اللہ تعالی نے اسلام کی نعمت دی تو ہم بکری ذبح کرتے اور اس کا سر مونڈتے اور اسے زعفران مل دیتے ہیں۔

۶۔ ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان الیھود تعق عن الغلام کبشا ولا تعق عن الجاریة فعقوا واذبحوا عن الغلام کبشین عن الجاریة کبشا (مسند بزار' بیہقی ۹/۳۰۲ (کشف الاستار (۱۲۳۳)

بے شک یہودی لڑکے کی طرف سے ایک مینڈھا ذبح کرتے اور لڑکی کا عقیقہ نہیں کرتے تھے۔ تم عقیقہ کرو اور لڑکے کی طرف سے دو مینڈھے اور لڑکی کی طرف سے ایک مینڈھا ذبح کرو علامہ ہیثمی فرماتے ہیں اس کی سند میں ابو حفص الشاعر اور اس کے باپ کا ترجمہ مجھے نہیں ملا (مجمع الزوائد ۳/۵۸)

ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے عقیقہ کے متعلق ایک صحیح حدیث بھی مروی ہے جس کے راویوں کو علامہ ہیثمی نے صحیح کے راوی قرار دیا ہے۔ ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا: مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا وَأَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذَى '(مسند بزار (۱۲۳۶ کشف الاستار)

ہر لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے اذیت دور کرو۔

۷۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں سوال کیا گیا آپ نے فرمایا: اللہ عقوق پسند نہیں کرتا گویا کہ آپ نے یہ نام ناپسند کیا اور فرمایا: مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَأَحَبَّ أَنْ يَنْسُكَ عَنْهُ فَلْيَنْسُكْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ....(الحدیث)

(ابوداؤد کتاب الضحایا (۲۸۴۲) نسائی کتاب العقیقۃ (۴۲۲۳) بیہقی ۹/۳۰۰)

جس کے ہاں بچہ پیدا ہو وہ اس کی طرف سے پسند کرے تو قربانی کرے لڑکے کی طرف سے دو برابر عمر کی بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔

امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لایحب الله العقوق "اللہ عقوق پسند نہیں کرتا۔ حدیث کے اس جملہ میں عقیقہ کی توہین نہیں ہے اور نہ ہی اس کے وجوب کو گرانا ہے صرف آپ نے نام کو ناپسند کیا ہے اور یہ پسند کیا ہے کہ اس کا اس سے کوئی بہتر نام ہو جیسے "نسیکہ" یا "ذبیحہ"۔

۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ "ان النبی ﷺ عق عن نفسه بعد ما بعث نبیا" (بزار (۱۲۳۷ کشف الاستار) عبدالرزاق (۷۹۶۰) طبرانی اوسط ۱/۵۲۹ (۹۹۸)

بے شک نبی ﷺ نے نبی مبعوث ہونے کے بعد اپنی طرف سے عقیقہ کیا۔

مسند بزار کی سند مین عبداللہ بن المحرر ہے جس کے بارے امام بزار فرماتے ہیں: یہ انتہائی کمزور ہے اس کی وہ روایت لکھی جاتی ہے جو اس کے علاوہ کسی کے پاس نہ پائی جائے۔

مجمع الزوائد ۴/۵۹) میں علامہ ہیثمی فرماتے ہیں: اسے امام بزار اور امام طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور طبرانی کے راوی صحیح کے راوی ہیں ہیثم بن جمیل کے علاوہ اور وہ ثقہ ہے اور طبرانی کے شیخ احمد بن مسعود الخیاط المقدسی کا ترجمہ میزان میں نہیں ہے۔

مجمع الزوائد کے محقق علامہ عبداللہ محمد الدرویش فرماتے ہیں: احمد بن مسعود کا ترجمہ مختصر طور پر ابن عساکر کی تاریخ دمشق ۲/۸۹ میں موجود ہے دیکھیں سیر الاعلام النبلاء ۱۳/۲۴۴) (بقیۃ الرائد فی تحقیق مجمع الزوائد ۴/۹۴)

علامہ ذہبی نے اسے المحدث الامام قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس نے عمرو بن ابی مسلمہ التنیسی، الہیثم بن جمیل الانطاکی اور کئی راویوں سے روایت بیان کی ہے اور اس سے ابو عوانہ الاسفرائینی اور ابوالقاسم الطبرانی اور دیگر لوگوں نے روایت لی ہے امام طبرانی نے اس سے بیت المقدس میں ملاقات کی ہے واللہ اعلم (تہذیب سیر الاعلام النبلاء ۱/۵۲۲)

۹۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راویت ہے کہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ كَبْشًا كَبْشًا (ابوداؤد کتاب الضحایا (۲۸۴۱) المنتقی لابن الجارود (۹۱۱، ۹۱۲) النسائی (۴۲۳۰) عبدالرزاق ۴/۳۳۰ مشکل الآثار ۱/۴۵۷ طبرانی کبیر (۱۱۸۳۸، ۱۱۸۵۶) جلد نمبر ۱۱ بیہقی ۹/۲۹۹، ۳۰۲ حلیۃ الاولیاء ۷/۱۱۶ اخبار اصبہان ۲/۱۵۱ تاریخ بغداد ۱۰/۱۵۱)

بے شک رسول اللہ ﷺ نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے عقیقے میں ایک ایک 'مینڈھا ذبح کیا۔

نسائی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حسن اور حسین رضی اللہ تعالی عنہما کی طرف سے دو دو مینڈھے ذبح کئے- علامہ البانی نے اسے صحیح سنن النسائی ۳/۸۸۵ (۳۹۳۵) اور ارواء الغلیل ۴/۳۷۹ میں صحیح قرار دیا ہے۔

۱۰۔ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "ان رسول الله ﷺ عق عن الحسن والحسین بکبشین " بے شک رسول اللہ ﷺ نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سے کی طرف سے دو مینڈھے عقیقہ کئے۔ (مجمع الزوائد (۶۱۸۸) البزار (۱۲۳۵ کشف) مسند ابی یعلی (۲۹۴۵) ۵/۳۲۴ بیہقی ۹/۲۹۹ المطالب العالیہ (۲۲۶۱) ابن حبان ((۱۰۶۱ موارد) طبرانی اوسط (۱۸۹۹) ارواء الغلیل ۴/۳۸۱) اس کی سند میں قتادہ مدلس ہیں۔

۱۱۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "ان رسول الله ﷺ عق عن الحسن والحسین" (مسند ابی یعلی (۱۹۳۳) المطالب العالیہ (۲۲۶۰) مجمع الزوائد (۶۱۸۷) علامہ ہیثمی فرماتے ہیں اس کے راوی ثقہ ہیں لیکن اس کی سند میں ابوالزبیر مدلس ہیں) بے شک رسول اللہ ﷺ نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے عقیقہ کیا۔

اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا العقیقة حق علی الغلام شاتان مکافئتان وعن الجاریة شاة (مجمع الزوائد ۶۱۸۶ مسند احمد ۶/۴۵۶ طبرانی کبیر ۲۴/۱۸۳۔ علامہ ہیثمی فرماتے ہیں اس کے راوی قابل حجت ہیں۔

عقیقہ حق ہے لڑکے کی طرف سے دو مساوی بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔

مندرجہ بالا احادیث صحیحہ وحسنہ سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ بچے کی ولادت پر عقیقہ کرنا اسلامی احکامات میں سے ہے اور اس کے متعلق اللہ کے نبی ﷺ نے امر فرمایا ہے عقیقے کی مشروعیت پر ائمہ محدثین رحمھم اللہ کا اتفاق ہے صرف اس کے مسنون یا واجب ہونے میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے۔ لہذا بعض جدید مفکرین اور نام نہاد دانشوروں نے جو اس کی مشروعیت کا انکار کیا ہے یہ اسلامی احکامات سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے یا پھر تجاہل عارفانہ ہے۔ بہر کیف احادیث رسول ﷺ اس کی مشروعیت پر بالکل واضح ہیں اور اسی پر امت مسلمہ کا مسلسل عمل چلا آرہا ہے۔

تنبیہ: حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے عقیقے کے متعلق آپ نے مذکورہ روایات میں ملاحظہ کیا ہے کہ بعض میں ہر ایک کی طرف سے ایک مینڈھا اور بعض میں دو مینڈھوں کا ذکر ہوا ہے۔

علامہ البانی فرماتے ہیں: کہ دو مینڈھوں والی بات قابل اخذ و اعتماد ہے اس کی دو وجہیں ہیں۔ ا۔ دو مینڈھوں والی زیادت ثقہ راویوں نے بیان کی ہے اور زیادت ثقہ مقبول ہے خصوصا جب وہ ایسے طرق سے آئے جن کے مخارج مختلف ہوں (یعنی کئی صحابہ سے مروی ہو)

۲۔ یہ اس مسئلہ میں مروی قولی احادیث کے موافق ہے جو لڑکے کی طرف سے دو بکریوں کو واجب کرتی ہیں۔ ارواء الغلیل ۴/۳۸۴)

عائشہ 'ام کرز رضی اللہ عنہما کی قولی احادیث تو اوپر ذکر ہو چکی ہیں۔ اس سلسلے میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایک قولی حدیث موجود ہے۔ جسے امام طحاوی ۱/۴۵۸ امام بزار اور امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "للغلام عقیقتان وللجاریة عقیقة" لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک عقیقہ ہے۔ علامہ ہیثمی فرماتے ہیں اس کی سند میں عمران بن عیینہ میں کمزوری ہے اسے ابن معین اور ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے علامہ البانی فرماتے ہیں۔ اس کی سند شواہد میں جید ہے اور طحاوی کی سند عمران بن عیینہ سے محفوظ و سالم ہے۔ (الارواء الغلیل ۴/۳۹۲)

حافظ ابن حجر عسقلانی عقیقے کے متعلق یہ روایات بیان کر کے فرماتے ہیں۔

یہ احادیث جمہور کے مذہب کی دلیل ہیں کہ لڑکے اور لڑکی کے عقیقے میں فرق ہے۔ امام مالک سے روایت ہے کہ اس میں لڑکا اور لڑکی برابر ہیں ہر ایک کی طرف سے ایک بکری عقیقہ کی جائے۔ انہوں نے ابوداؤد کی اس حدیث سے حجت لی ہے جس میں ہے کہ نبی ﷺ نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے ایک ایک مینڈھا ذبح کیا۔ اس میں حجت نہیں ہے اس لئے کہ ابوالشیخ نے ایک دوسری سند از عکرمہ از ابن عباس ذکر کی ہے جس میں الفاظ "کبشین کبشین" ہیں یعنی دو دو مینڈھے عقیقے میں ذبح کئے اسی طرح عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند

سے بھی اس نے روایت کی ہے۔ ابوداؤد کی روایت کو ثبوت فرض کر لیا جائے تو پھر بھی اس میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے جس کے ساتھ ان متواتر حدیثوں کو رد کیا جائے جو لڑکے کے لئے دو بکریوں پر منصوص ہیں۔ بلکہ اس کی غایت یہ ہے کہ ایک بکری کا عقیقہ جائز ہے۔ اور یہ بھی اسی طرح ہے اس لئے کہ تعداد شرط نہیں بلکہ مستحب ہے۔ (فتح الباری ۹/ ۵۹۲)

مولانا عبدالحی لکھنوی اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں کہ "لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے ذبح کرنے چاہئے تاہم استطاعت اور قدرت نہ ہونے کی صورت میں ایک پر بھی اکتفاء درست ہے" (فتاوی عبدالحیؒ ص ۳۹۸)

بہر کیف عقیقہ ایک اسلامی شعار ہے جس کی مشروعیت پر احادیث متواترہ دلالت کرتی ہیں۔ اس کا انکار کسی طرح بھی درست نہیں یہ زمانہ جاہلیت میں بھی تھا جسے اسلام نے بھی جاری رکھا ہے اور جاہلیت میں جو بکرے کے خون کے ساتھ بچے کا سر رنگتے تھے اسلام میں بچہ کا سر منڈانے کے بعد اس پر زعفران لگاتے ہیں۔ واللہ اعلم

امام ابن قیم ابن منذر سے نقل کرتے ہین کہ "عقیقے کی سنت کا اہل رائے نے انکار کیا ہے اور انہوں نے اس مسئلہ میں رسول اللہ ﷺ سے ثابت احادیث اور صحابہ تابعین کے آثار کی مخالفت کی ہے۔ (تحفۃ المودود ص ۲۷)

عورت کا ذاتی مال اور خاوند کی اجازت

س۔ کیا عورت اپنا ذاتی مال خاوند کی مرضی کے بغیر خرچ کر سکتی ہے۔ اگر عورت اپنا ذاتی مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہے تو کیا خاوند سے اجازت لے اسی طرح اگر عورت برائی کے کاموں میں مال صرف کرے تو کیا خاوند اسے منع کر سکتا ہے؟ (نیاز۔ ملتان)

ج۔ اللہ تبارک وتعالی نے مرد کو عورت پر حکمران بنایا ہے تاکہ اس کے معاملات کی صحیح نگرانی کرے اور اس کو پیش آنے والے مصائب میں اس کی حفاظت کا موجب بنے ارشاد باری تعالی ہے۔

الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ...... (النساء: ۳۴)

مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالی نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے۔ اس آیت کریمہ میں مرد کی حاکیت وقوامیت کی کئی وجوہات ہیں جن میں سے ایک فضیلت وہی ہے جو مردانہ قوت ودماغی صلاحیت پر مبنی ہے جس میں مرد کو عورت سے خلقی طور پر ممتاز بنایا گیا ہے۔

اسی طرح مجموعی لحاظ سے مرد کو عورت پر فضیلت دیتے ہوئے مرد کی گواہی مکمل اور عورت کی ادھوری رکھی گئی ہے ایک مرد کے مقابلے میں دو عورتیں گواہی دیتی ہیں اور رسول کریم ﷺ نے اسے عورت کے عقل کا نقصان قرار دیا ہے۔

بہر کیف شریعت نے مرد کو عورت پر حکمران بنایا ہے اور اس کی حکمرانی کا تقاضا ہے کہ وہ اپنی اہلیہ کو شرع کا پابند رکھے اور جو امور حکمت ومصالح پر مبنی ہوں ان پر عورت کی توجہ کو مرکوز رکھے مرد کو جو عورت پر حقوق عطا کئے گئے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عورت کے پاس اگر اپنا ذاتی مال ہو تو وہ اسے خرچ کرتے وقت خاوند سے مشورہ کرے اور اجازت لے کر نیکی کے کاموں میں مال خرچ کرے۔

۱۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" لَا يَجُوزُ لِامْرَأَةٍ امرٌ فِي مَالِهَا إِذَا مَلَكَ زَوْجُهَا عِصْمَتَهَا" (ابوداؤد کتاب الاجارۃ باب فی عطیة المرأة بغیر اذن زوجها (۳۵۴۶) سنن النسائی کتاب العمری باب عطیة المرأة بغیر اذن زوجها (۳۷۶۵) بیہقی ۶/ ۶۰ مستدرک حاکم ۲/ ۷۴ مسند احمد ۲/ ۲۲۱ ابن ماجہ (۲۳۸۸)

عورت کا کوئی اختیار اپنے مال میں جائز نہیں جب خاوند اس کی عصمت کا مالک بن گیا۔

۲۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ "لَمَّا فَتَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَامَ خَطِيبًا فَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ لَا يَجُوزُ لِامْرَأَةٍ عَطِيَّةٌ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا (سنن النسائی کتاب العمری باب عطیة المراة بغیر اذن زوجها (۳۷۶۶) وکتاب الزکاۃ باب عطیة المراة بغیر اذن زوجها (۲۵۳۹) ابوداؤد کتاب الاجارۃ باب فی عطیة المرأة بغیر اذن زوجها (۳۵۴۷) مسند احمد ۶/ ۲۰۷ بیہقی ۲/ ۶۰ شرح السنۃ ۴/ ۳۱۷ سلسلۃ الصحیحۃ (۸۲۵)

جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے آپ نے اپنے خطبے میں فرمایا عورت کے لئے خاوند کی اجازت کے بغیر عطیہ دینا جائز نہیں۔

خاوند کی اجازت کے متعلق امام نووی فرماتے ہیں:۔

اجازت کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ خرچہ اور صدقہ وخیرات میں صریح اجازت

۲۔ ایسی اجازت جو عرف سے سمجھی جائے جیسے سائل کو روٹی وغیرہ کا ٹکڑا دینا جیسا کہ عام طور پر گھروں میں معروف ہوتا ہے اور خاوند کی رضا اور روز مرہ کے معاملات کی وجہ سے معروف ہوتی ہے ایسے خرچ پر خاوند نہیں بولتا اور سمع ودر گزر میں وہ عام لوگوں کی طرح ہے تو اجازت صریح کی ضرورت نہیں اور اگر خاوند کی رضامندی مشکوک ہو یا اس کا بخل معلوم ہو تو عورت کے لئے خاوند کے مال سے اس کی رضامندی حاصل کئے بغیر صدقہ وغیرہ دینا جائز نہیں اس میں صریح اجازت کی ضرورت ہے۔ (ملخص از حاشیہ سندھی علی النسائی ۵/ ۶۹، ۷۰)

اھل علم کے ہاں یہ بات مختلف فیہ ہے کہ وہ عورت جو رشد وہدایت والی ہو اور سمجھ بوجھ رکھتی ہو کیا اسے اپنے جمیع مال میں تصرف کا حق حاصل ہے یا نہیں۔ امام ابو حنیفہ 'امام شافعی اور امام ابن منذر اور ایک روایت کے مطابق امام احمد کا یہ مذہب ہے کہ اسے اپنے مال میں تصرف کا حق حاصل ہے۔ اور امام احمد کی ایک روایت یہ ہے کہ اسے ثلث سے زائد مال خاوند کی اجازت کے بغیر خرچ نہیں کرنا چاہئے۔

اور بعض اہل علم جیسے امام طاؤس 'لیث اور علامہ البانی وغیرہ کا موقف یہ ہے کہ عورت کو اپنے خاص مال میں تصرف کرنے کے لئے خاوند کی اجازت حاصل کرنی چاہئے اس میں خاوند کی حاکیت جو اللہ تعالی نے اسے عورت پر عطا کی ہے پوری ہوتی ہے۔ لیکن خاوند کے لئے یہ جائز نہیں۔ جب وہ سچا مسلمان ہو کہ اس حکم میں خیانت کرے اور عورت پر جبر سے کام لے اور اسے اس کے ذاتی مال میں وہاں تصرف کرنے سے روکے جہاں ان دونوں کا کوئی نقصان نہیں اور یہ حق لڑکی کے ولی کے حق کے ساتھ کس قدر مشابہت رکھتا ہے کہ لڑکی کو جائز نہیں کہ وہ اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے جب ولی لڑکی کے لئے نکاح میں رکاوٹ ڈالے تو معاملہ شرعی قاضی کی طرف منتقل کیا جائے گا تاکہ وہ انصاف کرے اسی طرح عورت کے مال کا حکم ہے جب خاوند اس پر ظلم وجبر کرے اور اسے جائز تصرف سے روکے تو قاضی اس کے لئے انصاف مہیا کرے گا۔ (سلسلہ صحیحہ للشیخ البانی" ۲/ ۴۲۰)

جمہور ائمہ نے قرآن حکیم کی اس آیت سے دلیل لی ہے کہ عورت کے اندر اگر سوچ وسمجھ اور مال کے تصرف کرنے میں رشد وہدایت موجود ہو تو اسے اپنا مال صرف کرنے کا حق حاصل ہے

ارشاد باری تعالی ہے۔ فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ (النساء: ۶) اگر تم ان میں رشد پاؤ تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو۔

اس آیت میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ وہ یتیم بچے بچیاں جن کے کفیل تم بنائے گئے ہو جب وہ بلوغت کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان میں جب مال خرچ کرنے کے متعلق تم رشد وہدایت دیکھو تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو۔ اس آیت میں رشد کے بعد مطلق طور پر ان کے مال ان کے سپرد کرنے کا کہا جا رہا ہے لہذا عورت اصلاً اس بات کی مجاز ہے کہ وہ اپنا مال خرچ کر سکتی ہے۔ اس طرح انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا والی اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے کہ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے صدقہ کے متعلق سوال کیا کہ کیا ان کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے خاوند پر صدقہ کریں تو

باقی صفحہ 56 پر ملاحظہ فرمائیں

حقوق زوجین

قسط نمبر 5

بیوی کے حقوق

محمد یوسف طیبی

قارئین کرام عورت کے حق استمتاع کا ذکر پڑھ چکے ہیں مگر اس میں کچھ شرعی آداب قابل ذکر ہیں جن کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔

1۔ ایام مخصوصہ میں احتیاط

اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لئے کچھ بیماریاں مقدر کی ہیں۔ ان میں احتیاط کا حکم دیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے **یسئلونک عن المحیض قل ھواذی فاعتزلوا النساء فی المحیض ولاتقربوھن حتیٰ یطھرن.** (البقرۃ)

اے محمد ﷺ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں تو ان کو بتلایئے کہ یہ بیماری ہے اور ان دنوں عورتوں سے الگ رہو اور ان کے قریب نہ جاؤ حتیٰ کہ وہ پاک ہو جائیں۔

یہی حال نفاس کا بھی ہے۔ یہ دو بیماریاں ہیں اور ان دنوں میں احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے طرفین کو کئی مہلک بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں اور گناہ الگ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جتنی چیزیں حرام کی ہیں ان میں یا تو کوئی فائدہ نہیں ہے یا پھر فائدہ سے نقصان زیادہ ہے۔ انسان کے لئے مفید اشیاء اللہ نے بالکل حرام نہیں کیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

من أتی حائضا...... کہ جس شخص نے ایام مخصوصہ میں پرہیز نہ کیا یا 'قوم لوط والا فعل کیا۔ اس نے شریعت محمدی کا انکار کر دیا۔

(عشرت انساء۔ ص 135 حدیث نمبر 131)

ایک دفعہ عمر بن خطاب حاضر ہوئے اور کہا اے محمد رسول ﷺ "**ھلکت**" میں ہلاک ہو گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کس نے تجھے ہلاک کیا؟ کہا

"**حولت رحلی اللیلۃ**" کہ میں نے اپنا کجاوہ یا خیمہ تبدیل کر دیا۔ یہ کنایہ تھا کہ میں آج اپنی حاجت ایسے پوری کی جیسے جانور کرتے ہیں تو آپ ﷺ خاموش رہے حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

نساء کم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم "(البقرہ)

تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں پس اپنی کھیتی کو جہاں سے چاہو آؤ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انداز استمتاع سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بس مخصوص ایام اور فعل قوم لوط سے بچو۔

اقبل وادبر واتق الحیض والدبر' (عشرۃ النساء' ص 114' حدیث نمبر 91' آداب زفاف للالبانی ص 103)

مذکورہ بالا حدیث سے جہاں یہ ثابت ہوا کہ طریق کار سے حکم نہیں بدلتا وہاں یہ آداب شرعیۃ بھی ثابت ہوتے ہیں کہ مخصوص ایام اور فعل قوم لوط سے بچنا چاہئے۔

تاہم یہودیوں کی عادت تھی کہ ان دنوں عورت سے الگ تھلگ ہو جاتے' نہ مل کر کھانا کھاتے نہ مل بیٹھتے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت پر آسانی فرما دی اور فرمایا:

افعلوا کل شئی الا الجماع '(صحیح مسلم 711/3)

کہ جماع کے سوا دوسرا کوئی کام بھی ممنوع نہیں ہے۔

2- فعل قوم لوط!

اس کا جزوی طور پر تذکرہ ہو چکا ہے۔ یہ بہت شنیع اور غیر فطری عمل ہے کہ جسے کوئی جانور بھی نہیں کرتا' لوط علیہ السلام کی قوم میں جب یہ وبا پھیلی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر پتھروں کی بارش کر دی اور ان کو تباہ کر دیا۔ بعض لوگوں نے آیت کریمہ "**فاتوا حرثکم انی شئتم**" سے یہ سمجھ لیا کہ خاوند کے لئے ہر جگہ حلال ہے' حالانکہ ایسا نہیں ہے یہ قول سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے اس کی نسبت صحیح نہیں ہے اور یہ کام بھی درست نہیں...... اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

"**نساء کم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم**" اس آیت میں کھیتی والی جگہ کا ذکر اور اجازت ہے جو جگہ کھیتی نہیں وہاں اجازت نہیں ہے۔

سیدنا خزیمہ بن ثابت اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ **ان اللہ لا یستحیی من الحق**...... اللہ تعالیٰ حق (بات کرنے سے) نہیں شرماتا۔ اپنی بیویوں سے قوم لوط والا فعل نہ کیا کرو۔ (النساء ص 119 نمبر 96' آداب زفاف ص 103)

دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی مرد یا عورت سے ایسی حرکت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف دیکھے گا بھی نہیں۔

(عشرۃ النساء ص 78' حدیث نمبر 115) علامہ البانی رحمۃ اللہ نے اسے حسن کہا ہے' دیکھئے آداب زفاف۔ ص 105

لیکن افسوس کی بات ہے کہ معاشرہ میں بے حیائی عام ہے مگر ان مسائل کو پوچھنے یا بتانے کے لئے حیاء کو آڑ بنا لیا جاتا ہے۔

رمضان کے دنوں کا پرہیز:

ارشاد ربانی ہے۔ "**احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نساء کم**...... (البقرۃ 187)

کہ تمہارے لئے رمضان کی راتیں جماع کے لئے حلال کر دی گئی ہیں' اس سے ثابت ہوا کہ رمضان کے دن بدستور حرام ہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ ایک آدمی آیا کہا میں تو جل گیا' آپ ﷺ نے فرمایا تجھے کس نے جلا دیا۔؟ بولا میں رمضان میں بیوی سے ہم بستری کر لی' تو آپ ﷺ نے فرمایا دو ماہ کے روزے رکھو۔ اس نے کہا میں طاقت نہیں رکھتا' فرمایا 60 مساکین کو کھانا کھلاؤ' کہتا ہے مدینہ میں مجھ سے زیادہ فقیر کوئی نہیں ہے۔ آپ ﷺ خاموش ہوئے پھر کچھ کھجوریں آئیں تو فرمایا یہ لے جا اور صدقہ کر دے۔ (صحیح بخاری مع فتح 190/4 حدیث نمبر 1435)

بیوی کا دوسرا اور تیسرا حق...... نان ونفقہ' کپڑا

نان ونفقہ: اس سے مراد عورت کی ضروریات زندگی ہیں' کہ جن کے بغیر گزارہ نہ چلتا ہو۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ "**لینفق ذوسعۃ من سعتہ ومن قدر علیہ رزقہ فلینفق مما آتاہ اللہ لا یکلف اللہ نفسا الا ما آتاھا سیجعل اللہ بعد عسر یسرا** (الطلاق۔ 7)

صاحب حیثیت آدمی اپنی حیثیت سے خرچ کرے اور جس کا رزق تنگ کر دیا گیا ہو وہ اتنے سے ہی خرچ کرے جتنا اللہ نے اس کو دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ عنقریب تنگی کے بعد آسانی کر دے گا۔

دوسری آیت میں یوں ہے۔ "**وعلی المولود لہ رزقھن وکسوتھن بالمعروف.**" (233' البقرہ)

کہ بچوں کی ماں کا رزق اور کپڑے والد کے ذمہ ہیں۔ معروف طریقے سے۔ یعنی جس معیار کا کھانا اور کپڑے ان

کے یہاں متعارف ہوں ویسے کپڑے اور کھانا بچے کی ماں کو دیا جائے۔

صحیح مسلم میں ہے' سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں خطاب فرماتے ہوئے کہا۔ ان بیویوں کا تم پر یہ حق ہے کہ ان کو کھانا اور کپڑے معروف طریقے سے دو۔ (184/8) امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بیوی کا نفقہ اور کپڑے پورے کرنا خاوند پر واجب ہے۔

سیدنا معاویہ القشیری رضی اللہ عنہ نے یہی سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ''ماحق زوجة آحد ناعليه''؟ کہ ہم پر بیوی کا کیا حق ہے۔؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تو کھانا کھائے تو اس کو بھی کھلائے اور جب تو کپڑا پہنے تو اس کو بھی پہنائے اور یہ کہ تو اس کے چہرے پر نہ مارے' بدصورت ہونے کا طعنہ نہ دے اور نہ بددعا دے اور نہ ہی اس سے علیحدگی اختیار کر...... مگر گھر کے اندر۔ (سنن ابی داؤ' تحقیق الالبانی 402/2 حدیث نمبر 1875) حتیٰ کہ اگر خاوند کنجوس ہو تو بیوی بغیر اجازت بھی اپنا حق لے سکتی ہے۔

ہند بنت عتبہ شکایت لے کر آئیں اور کہا۔ ان أبا سفيان رجل شحيح و ليس يعطيني مايكفيني وولدي...... کہ میرا خاوند ابوسفیان ہاتھ تنگ رکھتا ہے اور مجھے اتنا نہیں دیتا جو میرے اور اولاد کے لئے کافی ہو پھر مجھے چپکے سے لینا پڑتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا صرف اتنا لے لیا کرو جتنا تجھے اور تیری اولاد کے لئے کافی ہو سکے۔ (صحیح بخاری مع الفتح 418/9 حدیث نمبر 5364)

رسول اللہ ﷺ نے نفقہ و کپڑے وغیرہ کا معیار ''معروف'' کو رکھا ہے۔ لہٰذا عورتوں کو چاہئے کہ اسراف و تبذیر سے بچتے ہوئے مطالبات کیا کریں۔ نہ تو اتنی کثرت سے کپڑے خریدیں کہ ہر ہر مناسبت' عید' رمضان' شادی بلکہ ہر رشتہ دار کے پاس جانے کے لئے الگ الگ سوٹ ہو جائیں اور نہ ہی مہنگے سے مہنگے کپڑے کا مطالبہ ہونا چاہئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اچھا کپڑا آیا میں نے پہن لیا آپ ﷺ ناراض ہو گئے...... تو میں نے اس کے ٹکڑے کر کے اپنی عورتوں میں بانٹ دیئے۔ (صحیح بخاری مع الفتح 422/9 حدیث نمبر 5366) یہاں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ نے ابن منیر کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ اگرچہ خاوند پر کپڑا مہیا کرنا واجب ہے۔ لیکن فاطمہ رضی اللہ عنہا کپڑے کے ٹکڑے پر راضی ہو گئیں۔ خاوند کی مالی حالت کا خیال کرتے ہوئے۔ ہاں واقعتاً خاوند بیوی کو اپنے حقوق و فرائض میں ایک دوسرے کا خیال کرنا چاہئے تب یہ گاڑی چلتی ہے۔

چوتھا' حق رہائش:

بیوی کا حق ہے کہ اسے رہائش دی جائے اگرچہ متواضع ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ''اسكنوهن من حيث سكنتم من وجدكم ولاتضاروهن لتضيقوا عليهن. (الطلاق-6)

ان کو وہیں رہائش دو جہاں تم رہتے ہو اپنی حیثیت کے مطابق اور ان کو نقصان نہ دو کہ ان کو تنگ کر سکو (تاکہ گھر سے نکل جانے پر مجبور ہو جائیں) اگرچہ یہ آیت اور نفقہ کی آیات طلاق شدہ عورت کے لئے نازل ہوئیں لیکن اگر طلاق والی عورت عدت میں نفقہ و سکنی کی مستحق ہے تو بیوی تو زیادہ اولیت رکھتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں...... اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بیوی کو نفقہ کپڑا وغیرہ دینا خاوند پر واجب ہے مگر یہ کہ وہ نافرمان ہو' (المغنی 230/9 و شرح صحیح مسلم للنووی 184/8)

پانچواں اہم حق' بیویوں میں عدل کرنا:

خاوند کا حق اگر تعدد زواج ہے تو بیویوں کا یہ حق ہے کہ ان کے درمیان عدل کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں زیادہ شادیوں کا ذکر کیا وہیں یہ بھی فرمایا کہ...... فان خفتم ألا تعدلوا فواحدة أوما ملكت ايمانكم. ذالک ادنی الا تعولوا (النساء -3)

اگر تمہیں خطرہ ہو کہ آپ عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی بیوی رکھو یا پھر لونڈی رکھو۔ یہ زیادہ بہتر ہے کہ تم ظلم سے بچ سکو۔

زیادہ شادیاں اس دور کی مصلحت کا تقاضا ہے لیکن ظلم فساد ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ فساد سے بچنا مصلحت کے حصول سے بہتر ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے عدل نہ کر پانے والے کو ایک سے زیادہ شادی کی اجازت نہیں دی۔

لیکن عدل کس حد تک واجب ہے بلکہ ممکن ہے۔

اس میں بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ گھڑی پر دیکھ کر برابر وقت دینا اور ترازو پر تول کر کھانا دینا عدل ہے حالانکہ شریعت نے مسلمان کو اس حد تک مکلف نہیں کیا بلکہ اس کو ناممکن کہا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے...... ولن تستطيعوا ان تعدلوا بين النساء ولوحرصتم فلا تميلوا كل الميل فتذروها كالمعلقة (نساء-129)

تم ہرگز بیویوں کے درمیان عدل نہیں کر سکتے اگرچہ پوری کوشش بھی کر لو مگر مکمل رجحان ایک کی طرف نہ کر لو کہ دوسری لٹکی ہوئی ہو کر رہ جائے۔

یعنی اس کو بالکل اہمیت ہی نہ دو اور نہ ہی طلاق دو کہ دوسری شادی کرے بلکہ وہ درمیان میں لٹک کر رہ جائے۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ مکمل انصاف تو ممکن ہی نہیں ہے۔ لیکن حتیٰ الوسع انصاف کرنا فرض ہے۔

امام قرطبی فرماتے ہیں' بے انصافی کے ڈر سے دوسری شادی ناجائز کر کے اللہ تعالیٰ نے ثابت کر دیا کہ انصاف کرنا فرض ہے۔ (تفسیر قرطبی 10/5)

خود رسول اللہ ﷺ کمال درج کا انصاف کرتے حتیٰ کہ مرض الموت میں بھی باریاں قائم تھیں' لیکن آپ ﷺ کی چاہت تھی کہ آپ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں قرار پائیں تو فرماتے:

أين أنا غدا أين أناغدا (صحیح البخاری مع الفتح 777/9 حدیث نمبر 5217) کل میری کہاں باری ہے؟ کل میری کہاں باری ہے؟ تو پھر دوسری بیویوں کی اجازت سے آپ ﷺ نے آخری دن اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر گزارے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

من كانت له امرأتان فمال الى آحد هما جاء يوم القيامة وشقه مائل (سنن ابی داؤد و تحقیق الالبانی 400/2 حدیث نمبر 1867)

جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ایک کی طرف مائل ہو جائے تو قیامت کے دن وہ آئے گا اور اس کی ایک طرف فالج زدہ ہوگی۔

صاحب عون المعبود فرماتے ہیں مائل کا مطلب فالج زدہ اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بیویوں کے درمیان عدل واجب اور بے انصافی حرام ہے۔ (181/5)

لہٰذا تمام بیویوں کے درمیان نفقہ و رہائش' کپڑے' اور رات گزارنے میں عدل واجب ہے۔ تاہم ہر بیوی کو اس کے تقاضے کے مطابق دیا جائے گا لیکن نوعیت ایک ہو۔ اس طرح کھانا دانہ ہے تو ہر ایک کی خوراک اپنی ہے۔ لیکن معیار ایک ہو۔ یہی حال گھر کا ہے۔ مثلاً اگر ایک عورت ٹیچر ہے تو خاوند اپنی طرف سے برابر سلوک کرے۔ لیکن اگر وہ اپنا معیار قائم کرنا چاہتی ہے تو خود کرے۔ اسی طرح اگر ایک بیوی کے بچے زیادہ ہوں اور دوسری کے اولاد کم یا بالکل نہ ہو تو بھی بحیثیت بیوی برابر سلوک ہوگا۔ لیکن بچوں کو الگ خرچہ دیا جائے گا۔ یعنی بیویوں کا بیویوں سے تقابل ہوگا اور اولاد کا اولاد کے ساتھ تقابل ہوگا اور ہر دو میدانوں میں عدل واجب ہے' جہاں تک اوقات کی تقسیم کا تعلق ہے۔

اس کا بقیہ بیان آئندہ قسط میں ہوگا۔ ان شاء اللہ

نئے دفاتر ضلع مردان اور صوابی

دفتر مرکز الدعوۃ والارشاد مجاہدین لشکر طیبہ سپر مارکیٹ تخت بھائی مردان فون: 551734-551393

دفتر لشکر طیبہ مردان...... مین چوک رستم بازار ضلع مردان

دفتر لشکر طیبہ صوابی...... ملک امان مارکیٹ ٹوپی بازار صوابی فون 72424

بیت المجاہدین اوباڑو

بیت المجاہدین لشکر طیبہ بالمقابل میاں افتخار احمد زرعی سروسز مین روڈ اوباڑو ضلع گھوٹکی فون: 07097-88470

کشمیریوں کی لشکر طیبہ سے محبت

جب سری انگر ائیر پورٹ پر فدائی حملہ میں لشکر طیبہ کے چھ مجاہد شہید ہوئے تو ان کی لاشوں کو حاصل کرنے کے لئے ہزاروں کشمیری بچے عورتیں، مائیں، بہنیں، ائیر پورٹ پہنچ گئیں اور جوانوں نے بھی اپنے سینے کھول دیئے بھارتی درندوں نے لاٹھی چارج کیا اور گولیاں بھی چلائیں۔ مشتاق زرگر کا خراج تحسین

O الحمدللہ وہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوش ہیں وہ اس بات پر خوش ہیں کہ ان کے بیٹے ان شاء اللہ جنت میں ہونگے۔ اب تو ہر کشمیری کی خواہش ہے کہ اس کا بیٹا جہاد میں شہید ہو۔ وہ حد سے زیادہ خوش ہیں۔

☆ بہت سے لوگ جو زیر حراست ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جن کے متعلق یہ بھی پتہ نہیں کہ وہ کہاں ہیں وہ لوگ موجودہ صورتحال اور بھارتی حکومت کے سیز فائر کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔؟

O جو لوگ جیل میں ہیں وہ بھی جہاد کر رہے ہیں اور جو گم ہو گئے وہ بھی اللہ کے فضل سے اللہ نے چاہا تو کامیاب ہوں گے۔ بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو مجاہد بھی نہیں تھے سول لوگ تھے۔ جنہیں زیر حراست شہید کر دیا گیا پھر ان کی لاش گھر والوں کو دے دی گئی یا واپس ہی نہیں کی گئیں وہ بھی اللہ کے فضل سے کامیاب ہو گئے۔ ان شاء اللہ

☆ اسیری کا تمام عرصہ کن کن جیلوں میں رہے اور وہاں بھارتی فوج مجاہدین پر کیا کیا ظلم وستم ڈھاتی ہے؟

O میں اینٹروگیشن سنٹرز جن میں پاپا ٹو، تہاڑ جیل، جودھ پور، تکو تالاب شامل ہیں، میں تشدد برداشت کرتا رہا پھر کوٹ بھلوال جیل اور پھر سرینگر سنٹرل جیل رہا جہاں سے ہمیں اللہ تعالیٰ نے رہائی نصیب فرمائی۔

جیلوں میں بھارتی فوج ہمارے اوپر بہت ظلم کرتی ہے کیونکہ وہ ہمارے دشمن ہیں ہم مسلمان ہیں اور وہ کافر ایسے ایسے مظالم کرتے ہیں کہ جن کا ذکر ممکن ہی نہیں، بہت سے مہمان مجاہدین بھی ان مظالم کا شکار ہوئے اور حرکت کے سجاد افغانی کو ہمارے سامنے تشدد سے شہید کیا گیا۔

بھارتی جیلوں میں مجاہدین پر ڈھائے جانے والے مظالم کا تصور کر کے ہی انسان کانپ جاتا ہے۔ جیلوں میں مجاہدین کے جسموں میں ڈرل مشین سے سوراخ کیے جاتے ہیں، مجاہدین اور بہت سے سول کشمیری جنہیں ناحق کسی وجہ کے بغیر گرفتار کر لیا جاتا ہے، اپنی حسب منشاء بیانات حاصل کرنے کے لئے جلتے STOVE پر بٹھا دیا جاتا ہے جس سے وہ جل جاتے ہیں۔ مرد بے کار ہو جاتے ہیں۔ نازک اعضاء میں پائپ ڈال کر اسے کرنٹ لگا دیا جاتا ہے۔

سرینگر نور باغ میں بھگوان پورہ میں ایک نوجوان طارق کو S.T.F والوں نے پکڑ لیا پھر سرف پاوڈر اور سرخ مرچ پانی میں حل کر کے اسے پلا دی گئی۔ پھر دستر خوان کا تین میٹر ٹکڑا ڈنڈے کے ساتھ اس کے منہ کے راستے سے اندر ٹھونس دیا گیا اور جب اسے قے آنے لگی تو پیاز کاٹ کر اس کے منہ میں ڈال دیا گیا۔ جس سے وہ پندرہ منٹ بعد ہی شہید ہو گیا۔

نور باغ کے ہی ایک دوسرے مجاہد کو برہنہ کر کے ہیٹر پر بٹھا کر باندھ دیا گیا جس سے وہ جل کر شہید ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ذہنی اذیت کا سب سے دردناک لمحہ وہ ہوتا ہے جب ایک مجاہد کو کسی کمرہ میں بند کر دیا جاتا ہے اور پھر اس کے دوسرے مجاہد بھائی کو اس کے ساتھ والے کمرے میں لا کر اس پر ظلم وستم کے وہ پہاڑ توڑے جاتے ہیں جن کا اظہار لفظوں میں ممکن نہیں یہ وہ کیفیت ہے جس کو صرف دل ہی محسوس کر سکتا ہے۔

جیلوں میں مجاہدین کے جسموں میں ڈرل مشین سے سوراخ کیے جاتے ہیں۔ بے گناہوں سے حسب منشا بیانات کے حصول کی خاطر جلتے ہوئے چولہے (STOVE) پر بٹھا کر جلا دیا جاتا ہے اور نازک اعضا میں لوہے کا پائپ ڈال کر کرنٹ لگا دیا جاتا ہے۔

☆ جہادی تنظیموں کے آپس میں تعلقات پر کچھ روشنی ڈالیں۔؟

O یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ اب تمام مجاہد تنظیمیں آپس میں بہت تعاون کر رہی ہیں اور حال ہی میں آپ نے دیکھا مجاہدین اکثر و بیشتر آپریشن مشترکہ کر رہے ہیں۔

☆ حال ہی میں لشکر طیبہ اور العمر مجاہدین نے کئی ایک کارروائیاں کی ہیں ان سے وادی کی عسکری صورت حال پر کیا اثرات مرتب ہوئے ہیں؟

O لشکر طیبہ اور العمر مجاہدین نے بڑی شاندار کارروائیاں کی ہیں جن میں فدائی مشن بھی شامل ہیں۔ اہل کشمیر اس سے بہت خوش ہوئے ہیں کیونکہ انڈیا پروپیگنڈہ کر رہا تھا کہ فدائی مشن لشکر طیبہ کر رہا ہے۔ اب اللہ کے فضل سے العمر مجاہدین بھی لشکر کے شانہ بشانہ یہ کام کر رہے ہیں تو اس بات سے انڈیا کو بڑی تکلیف ہوئی ہے۔ الحمدللہ

بقیہ آپ کے سوال

آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ (بخاری وغیرہ)

رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو اجازت دی اور یہ شرط ذکر نہیں کی۔ اس لئے کہ جس فرد کی طرف اس کا مال رشد کی وجہ سے لوٹانا واجب ہے۔ اس کے لئے اجازت کے بغیر تصرف کرنا جائز ہے۔ مزید دیکھیں۔ (المغنی لابن قدامہ ٦/ ٦٠٤)

بہر کیف یہ دلائل عام ہیں اور ان میں خاوند کی اجازت کا ذکر نہیں اور یہ بات معلوم ومعروف ہے کہ عدم ذکر سے نفی ثابت نہیں ہوتی اور ان عموم کی تخصیص اوپر ذکر کردہ احادیث سے ہو جاتی ہے کہ عورت کو مال صرف کرتے وقت عطیہ، صدقہ وخیرات کرتے وقت خاوند کی اجازت حاصل کر لینی چاہئے اور یہ اجازت ان کے حق میں بہتر ہے تاکہ خاوند اور بیوی کی زندگی بہتر طریقے سے گزرے اور اذن صریح کی وہاں اجازت لینی چاہئے جہاں خاوند رکاوٹ کا باعث ہو یا معلوم ہو کہ وہ اس بات پر ناراض ہے اور اگر عرف عام کے مطابق عورت صدقہ وخیرات کرتی ہے اور خاوند کو بھی معلوم ہے اور وہ منع نہیں کرتا تو یہ بھی اس کی طرف سے اجازت ہے۔ صحابیات کے صدقہ وخیرات کے جو واقعات ہیں جن میں اجازت کا ذکر نہیں شاید وہ اسی وجہ سے ہیں کہ صحابہ کرام بھی صدقہ وخیرات پسند کرتے تھے اور ان کی طرح ان کی ازواج بھی نیک اور دیندار تھیں وہ انہیں صدقہ وخیرات سے منع نہیں کرتے ہوں گے۔

اور عورت کو اگر خاوند نیکی کے کاموں میں اس کا ذاتی مال صرف کرنے سے منع کرے تو قاضی کی طرف معاملہ پہنچایا جائے تاکہ وہ انصاف کرے جیساکہ عورت کے نکاح کے معاملہ میں جب ولی جائز مقام پر نکاح میں رکاوٹ ہو تو عورت کی رضا حاصل کئے بغیر نکاح نہیں کرنا چاہئے اور مسلمان حکمران کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اور اگر عورت مال کو تباہ وبرباد کرتی ہو تو خاوند کو روکنے کا پورا پورا حق ہے کیونکہ وہ عورت کا حکمران اور راعی ہے اور راعی کا حق ہے کہ وہ اپنی رعایا میں شرعی امور کا نفاذ کرے جیساکہ حدیث کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ سے واضح ہے۔ ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

قسط نمبر 51

درس قرآن

ابو عمر عبد الغفار المدنی حفظہ اللہ

الکلام المونس فی تفسیر سورۃ یونس

سورۂ یونس کی تشریح وتفسیر

جو کچھ اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا فرمایا ہے ان میں ڈرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ
مَا مِنْ شَفِيعٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ إِذْنِهِ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿3﴾ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا
وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا إِنَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ بِالْقِسْطِ
وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿4﴾ هُوَ الَّذِي جَعَلَ
الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ مَا خَلَقَ اللَّهُ ذَٰلِكَ
إِلَّا بِالْحَقِّ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿5﴾ إِنَّ فِي اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ فِي
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَّقُونَ ﴿6﴾ (یونس)

ترجمہ: بلاشبہ تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کر دیا پھر عرش پر قائم ہوا وہ ہر کام کی تدبیر کرتا ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر کوئی اس کے پاس سفارش کرنے والا نہیں ایسا اللہ تمہارا ہے سو تم اس کی عبادت کرو کیا تم پھر بھی نصیحت نہیں پکڑتے۔ تم سب کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے' اللہ نے سچا وعدہ کر رکھا ہے۔ بے شک وہی پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ بھی پیدا کرے گا تاکہ ایسے لوگوں کو جو کہ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے انصاف کے ساتھ جزا دے اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے واسطے کھولتا ہوا پانی پینے کو ملے گا اور دردناک عذاب ہوگا ان کے کفر کی وجہ سے۔ وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو نورانی بنایا اور اس کے لئے منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کر لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بے فائدہ پیدا نہیں کی۔ وہ یہ دلائل ان کو صاف صاف بتلا رہا ہے جو دانش رکھتے ہیں۔ بلاشبہ رات اور دن کے یکے بعد دیگرے آنے میں اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے ان سب میں ان لوگوں کے واسطے دلائل ہیں جو اللہ کا ڈر رکھتے ہیں۔

مفردات:

ا۔یُدَبِّرُ ۔دَبَّرَ یُدَبِّرُ تَدْبِیْرًا کا مادہ۔د۔ب۔ر ہے اور یہ دبر یدبر باب تفعیل سے فعل مضارع ہے۔ تدبیر کا معنی کسی کام کو نظم وتدبیر کے ساتھ سرانجام دینا۔ یُدَبِّرُ کا معنی ومطلب ہے کہ اللہ ہر کام کی تدبیر وترتیب کرتا ہے اس کا ہر فعل منظم ومرتب ہے۔

۲۔ شفیع کا مادہ ۔ ش. ف. ع ہے اور یہ شَفَعَ یَشْفَعُ (باب مَنَعَ یَمْنَعُ) سے اسم فاعل ہے شفع کا معنی اس نے اس کو جوڑا بنایا یعنی پہلے وہ اکیلا تھا اب اس کے ملنے سے دو ہو گئے۔

اس لئے اس کو شفیع کہتے ہیں یعنی سفارش کرنے والا

۳۔ حمیم کا مادہ ح۔م۔م ہے اور یہ حَمَّ یَحُمُّ (باب نصر ینصر (مضاعف) کا مصدر ہے اس کا معنی "کھولتا ہوا گرم پانی" ہے۔

۴۔ منازل۔ منزل کی جمع اس سے مراد چاند کی مقرر کردہ جگہیں ہیں۔

تفسیر:

سورہ کی ابتدائی دو آیتوں میں وحی کے بیان اور اثبات کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی عبادت والوہیت کے استحقاق کے دلائل بیان فرما رہے ہیں جن میں سے پہلی دلیل یہ ہے کہ تمہارا ربّ و معبود وہ ہے جس نے زمین و آسمان کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا یعنی اس کائنات کا وجود خود بخود نہیں ہو گیا جیسا کہ دہریوں، کمیونسٹوں کا عقیدہ و نظریہ ہے۔ لہٰذا الٰہ و معبود خالق ہے نہ کہ مخلوق جیسا کہ مشرکوں کا خیال ہے کیونکہ خالق تو واجب الوجود ہے یعنی اپنے وجود میں مستقل اور وہ اپنے ہونے اور قائم رہنے میں کسی کا محتاج نہیں اس کے علاوہ ہر شے مخلوق ہے جو اپنے ہونے اور باقی رہنے میں اس کی محتاج ہے لہٰذا معبود، خالق، قائم غیر محتاج ہے اور مخلوق مجبور اور محتاج ہے۔

ربّ اور عبادت میں بڑا گہرا اور مضبوط تعلق ہے کیونکہ اللہ ہی کو ربّ ماننے کا مطلب یہی نکلتا ہے کہ معبود بھی صرف اور صرف وہی ہے اور عبادت کی تمام اقسام صرف اسی کے لئے خاص ہیں اسی لئے قرآن مجید کے متعدد مقامات میں اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کو اس کی الوہیت و عبادت کے لئے بطور دلیل وسند کے پیش کیا گیا ہے۔ مثلاً سورہ فاتحہ اور قرآن کی آخری سورۃ۔ الناس

اور آیت نمبر ۲۱۔ البقرہ، ۱۶۳، ۱۶۴، البقرہ، ۱۹۰ تا ۱۹۴ آل عمران، ۱۵۴ تا ۱۵۸ الاعراف

اس کے علاوہ سورہ الانعام، سورہ یونس، سورہ رعد، سورہ زمر تقریباً مکمل وغیرہ

باقی اللہ تعالیٰ نے جو زمین و آسمان کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا حالانکہ وہ ایک لحظہ میں بھی پیدا کر سکتا تھا اس میں یہ حکمت ہے کہ بندے بھی اپنے امور سہولت اور آہستگی سے سر انجام دیں کیونکہ جلد بازی شیطان کی عادت ہے۔

اللہ کی صفات میں نمایاں صفت اس کا عرش پر مستوی ہونا ہے۔ استواء کا معنی علو اور استقرار ہے یعنی اللہ تعالیٰ عرش پر بلند اور مستقر ہے لیکن اس کی حقیقت و کیفیت معلوم نہیں اور نہ ہی اس کی مثال و تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ وہ عرش پر مستوی ہے جیسا کہ اس کی ذات اور شان کے لائق اور واجب ہے لہٰذا بغیر کسی تاویل و تحریف اور مثال و تشبیہ اور حقیقت و کیفیت بیان کئے عقیدہ رکھنا فرض ہے کہ اللہ عرش پر مستوی ہے جیسا کہ اس کی شان اور مقام کے لائق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے مستوی علی العرش ہونے کا ذکر قرآن میں متعدد مقامات پر موجود ہے۔ دیکھئے الاعراف ۵۴، الرعد ۲، الفرقان ۵۹، طٰہٰ ۱۵، السجدہ ۴، الحدید ۴، اسی طرح قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے فوق (اوپر) ہونے کا تذکرہ بھی کئی مقامات پر ہے۔ (مثلاً الانعام ۶۱، النحل ۵)

اسی طرح متعدد احادیث میں بھی اللہ تعالیٰ کے عرش پر ہونے اور اس کی صفت علو کا بیان ہے

۱۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو ایک کتاب لکھی جو اس کے پاس عرش کے اوپر موجود ہے کہ میری رحمت میرے غصہ پر سبقت لے گئی ہے۔ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب قولہ تعالیٰ ولقد سبقت کلمتنا")

۲۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی بیویوں پر فخر کرتے ہوئے کہا کرتی تھیں کہ تمہارے نکاح تو گھر والوں نے کئے لیکن میری شادی (رسول اللہ ﷺ کے ساتھ) اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر کی۔ (صحیح بخاری کتاب التوحید۔ وکان عرشہ علی الماء")

۳۔ رسول اللہ ﷺ نے لونڈی سے پوچھا کہ اللہ کہاں ہے تو اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں ہے۔ (صحیح مسلم۔ کتاب المساجد۔ باب جواز الاقعاء علی العقبین)

اس کے علاوہ قرآن کا نزول (اوپر سے نیچے) اعمال کا چڑھنا (نیچے سے اوپر) اور واقعہ معراج (نیچے سے اوپر چڑھنے کی سیڑھی) وغیرہ بیشمار دلائل ہیں۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ ہر جگہ ہونے کا اعتقاد رکھنا کتاب و سنت اور عقل و فطرت کے خلاف ہے کیونکہ ہر ایک کا فطرتی طور پر نظریہ اور دعا مانگتے وقت کا تصور یہی ہے کہ اللہ اوپر ہے ہاں وہ اپنے علم سمع و بصر و حفاظت کے ساتھ ہر جگہ ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان وغیرہ یعنی ساری کائنات کو پیدا فرما کر یونہی نہیں چھوڑ دیا بلکہ وہ اس کا پورا انتظام چلا رہا ہے۔

چاند، سورج اور ستارے سب اسی کے حکم کے مطابق گردش کر رہے ہیں۔ اور اس کا نظم و ضبط بے مثال ہے کہ کبھی کسی چیز کا آپس میں تصادم نہیں ہوا ہر چیز اس کے حکم کے موافق و مطابق اپنے کام میں مصروف ہے۔

اسی طرح کائنات میں موت و حیات، رزق و معیشت اور گردش دوران وغیرہ اس کی تدبیر و انتظام سے ہے۔

اس کے بعد اللہ نے بیان فرمایا کہ اس کا رعب و تصرف اور اختیار بہت زیادہ ہے اس کی اجازت کے بغیر اس کی جناب میں کسی کو سفارش کرنے کی بھی اجازت نہیں اس میں کفار و مشرکین کا ردّ ہے جو یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ یہ بت وغیرہ (جن کی وہ پوجا کرتے تھے) اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی سفارش کریں گے اسی طرح اس میں ان لوگوں کا بھی ردّ ہے جو اصحاب قبور و مزارات سے سفارش کی امید اور آس لگائے ہوئے ہیں اور اسی امید کی وجہ سے قبر پرستی و مزار پرستی و قبہ پرستی کا فروغ ہے اور ان جگہوں پر نذر و نیاز اور چڑھاوے چڑھانے اور زندہ و مردہ بزرگوں و مشائخ کو دیئے جانے والے نذرانوں، ماہانوں، سالانوں کے پیچھے ان سے شفاعت و سفارش کی امید اور آس کا عقیدہ کار فرما ہے اور اللہ فرماتے ہیں ہر قسم کی سفارش کا مالک و مختار اللہ ہی ہے۔

قُلْ لِلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا لَهُ مُلْكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ۝ (الزمر ۴۴)

ترجمہ کہہ دیجئے! کہ تمام سفارش کا مختار اللہ ہی ہے۔ تمام آسمانوں اور زمین کا راج اسی کے لئے ہے تم سب اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے۔

یعنی شفاعت کی تمام اقسام کا مالک و مختار صرف اللہ ہی ہے اس کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کر سکے گا۔ اسلئے صرف ایک اللہ کی عبادت کی جائے تاکہ وہ راضی ہو جائے اور شفاعت کے سہارے کی ضرورت ہی نہ رہے۔ ہاں اگر شفاعت مانگنی ہی ہے تو اللہ سے مانگنی چاہئے کہ اے اللہ! آپ جن کو سفارش کی اجازت دیں گے مجھے بھی ان کی شفاعت نصیب کیجئے گا کیونکہ جب اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت کر ہی نہیں سکے گا اور بول ہی نہیں سکے گا تو کسی سے شفاعت کا سوال عبث اور بے فائدہ ہے۔

آیت الکرسی اور دوسرے مقامات میں اس سفارش کی نفی کی گئی ہے جس کا اعتقاد قدیم و جدید مشرکین رکھتے ہیں جیسا کہ دنیا میں ہوتا ہے کہ سفارش کرنے والا بغیر اجازت کے سفارش کرتا ہے اور جس کے پاس سفارش کی جائے وہ مان جاتا ہے۔ سفارش کرنے والے کی طاقت و قوت یا محبت کے تعلق کی خاطر مجبور ہو جاتا ہے۔ اللہ کے ہاں اس قسم کی شفاعت و سفارش کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

باقی صفحہ 23 پر

سعودی عرب کے 56 جید علماء کرام کا عراق اور دیگر اسلامی ممالک پر امریکی قبضے کے خلاف فتویٰ

تمام تعریفات اللہ رب العالمین کے لئے ہیں اور نیک انجام متقیوں کے لئے ہے اور ظالموں کے علاوہ کسی پر زیادتی جائز نہیں۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ واحد کے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس نے محمد ﷺ کو اپنا رسول بنا کر ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ تمام ادیان کو منسوخ کردے اور اللہ کی گواہی کافی ہے اور ہم گواہی دیتے ہیں کے محمد ﷺ اللہ کا بندے اور اس کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نبی رحمت ﷺ و جہاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک مہینے کی مسافت سے آپ کے دشمن کو مرعوب کر کے آپ کی مدد کی اور اللہ نے اپنے نبی کا رزق اس کے نیزے کے سائے کے نیچے رکھ دیا، جو بھی اس نبی ﷺ کی مخالفت کرے گا، اللہ تعالیٰ اس پر ذلت اور رسوائی مسلط کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ کی بے حساب رحمتیں اور سلامتیاں محمد ﷺ پر ہوں۔

امابعد! عالمی میڈیا مسلسل خبریں نشر کر رہا ہے کہ امریکہ عراق کے بعثی نظام کو ختم کرنے میں پرعزم ہے اور وہاں ایسا نظام قائم کرنا چاہتا ہے جو امریکی پالیسیوں کو لاگو کرے گا۔ لیکن میڈیا کی خبروں کے بین السطور جو حقیقت مستور ہے وہ یہ ہے کہ امریکہ نئے نظام کی تنفیذ اور عراقی بعثی نظام کے خاتمے کی آڑ میں صحیح اسلامی عقیدہ کے خاتمے کے لئے کوشاں ہے اور جزیرۂ عرب کا نیا نقشہ بنانا چاہتا ہے چونکہ متعدد امریکی ذمہ داران نے اس حقیقت کا اظہار واشگاف الفاظ میں کر دیا ہے۔ لہٰذا یہ معاملہ نہ تو سیکرٹ ہے اور نہ ہی مبہم ہے کہ جس کی تشریح کی جائے۔ ہم یہاں من مانی کے معاملے کی حقیقت کو اس لئے آشکار کر رہے ہیں تاکہ امت کے لئے نصیحت بن جائے نیز ہم امت کو پیشگی آگاہ کرنے کی ذمہ داری سے بھی سبکدوش ہو سکیں۔

i- کافروں کی مسلمانوں کے ساتھ دشمنی:

کافروں کی مسلمانوں کے ساتھ دشمنی ابتدائے آفرینش سے چلی آ رہی ہے اور تاقیامت جاری رہے گی۔ اس کی وضاحت اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کر دی ہے۔

"وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوا" (البقرہ. 217)

"وہ (کفار) تم سے اس وقت تک لڑتے رہیں گے جب تک تمہیں تمہارے دین سے نہ ہٹا دیں اگر ان میں طاقت ہوئی۔"

اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضا ہے کہ وہ اپنے مؤمن بندوں کی آزمائش کافروں کے ساتھ اور کافروں کی آزمائش مؤمنوں کے ذریعے کرتا ہے تاکہ وہ دیکھے کہ کون اللہ سبحانہ کی اطاعت کرتا ہے۔ اس کے رستے میں جہاد کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھرتا ہے اور کافروں کو دوست بناتا ہے اور کون مؤمنوں کے رستے کو چھوڑ کر غیروں کا رستہ اپناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

"ذَالِكَ وَلَوْيَشَاءُ اللّٰهُ لَا نْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ" (محمد: 4)

یہی طریقہ ہے اور اگر اللہ چاہتا تو ان کافروں سے انتقام لیتا لیکن اللہ تعالیٰ تم میں سے بعض کو بعض کے ساتھ آزمانا چاہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِيْنَ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ. (محمد: 31)

اور ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے تاکہ تم میں سے جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو جان لیں اور تاکہ ہم تمہاری خبریں آزمائیں۔

اسی لئے ہمیں اسلام کے خاتمے کے لئے کفار کے ایجنڈے پر کوئی تعجب نہیں کیونکہ یہی ان کی دلی تمنا ہے۔ اگرچہ یہ مستحیل ہے اور دین اسلام قیامت تک باقی رہے گا اور تمام ادیان پر غالب رہے گا ان شاء اللہ۔ جو شخص بھی تاریخ اور سیرت رسول اللہ ﷺ کا مطالعہ کرتا رہتا ہے، اسے بالکل اچنبھا نہیں ہوتا جب وہ مسلمانوں کے خلاف کفار کی دشمنی دیکھتا ہے اور کفار کی تدبیروں اور مسلمانوں کے خلاف مکر وفریب اور حالیہ بغض وعناد پر وہ بالکل حیران نہیں ہوتا۔

ii- صلیبی امریکہ نے اپنی کچلیوں کو ننگا کر دیا:

امریکہ ماضی میں جو اغراض ومقاصد مخفی رکھتا تھا ان میں سے اس نے بیشتر کا برملا اظہار کر دیا ہے۔ موجودہ عالمی حالات وواقعات میں امریکہ ہی اسلام اور مسلمانوں کا دشمن نمبر ایک بن چکا ہے۔ نہ صرف مسلمان ملکوں مثلاً افغانستان، فلسطین وغیرہ بلکہ امریکہ کے اندر بسنے والے مسلمانوں کے ساتھ جو وہاں کے باشندوں کی طرف سے ظلم وستم اور ہٹ دھرمی برتی جا رہی ہے جو بھی انصاف پسند اسے دیکھے گا وہ امریکہ کو مسلمانوں کا دشمن اکبر ضرور کہہ اٹھے گا۔

iii- امریکہ مسلمان ممالک مثلاً عراق وغیرہ پر جو مظالم دن دیہاڑے ڈھا رہا ہے۔ سب مسلمانوں پر واجب ہے کہ اس کا انکار کریں اور اس کا ردعمل وکردار سے کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی محکم کتاب میں ظلم وبغاوت کے برے نتائج وعواقب سے آگاہ کر دیا ہے۔ کہ ظلم کا نتیجہ ہلاکت و بربادی ہے "وَتِلْكَ الْقُرٰى اَهْلَكْنَاهُمْ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَوْعِدًا۔" (کہف-59)

اور ان بستیوں کو ان کے ظلم کی وجہ سے ہم نے برباد کر دیا اور ان کی مستقل بربادی کے منصوبے کا وقت مقرر ہے۔

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے اور پھر جب مؤاخذہ کرتا ہے تو کسی کو فرار نہیں ہونے دیتا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت قرآنی پڑھی۔"

وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ (ھود-102)

iv- عراقی مسلم عوام کی حمایت کرنا ہر مسلمان کا فریضہ ہے جو کہ شریعت اسلامیہ کی طرف سے عائد کردہ ہے۔ لیکن وہاں کے گمراہ فرقوں اور نظاموں سے برأت کرنا بھی واجب اور تقاضائے اسلام ہے۔ خصوصاً خبیث بعثی طرز حکومت کا انکار نہایت ضروری ہے۔ جو وہاں کی مسلم رعایا کی گردنوں پر مسلط ہے۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ عراق میں اپنے سنی بھائیوں سے کھل کر اظہار یکجہتی کریں اور

غذا اور دوا کی شکل میں ان تک اپنا دست تعاون دراز کریں۔ بلکہ جس طرح بھی ہو سکے ان کی نصرت کریں اور بعث پارٹی کے نظام جاہلیت کو قبول کیے بغیر صلیبی یہودی دشمنوں کے خلاف عراقی عوام کی نصرت کی جائے۔

-v ہر علاقے میں بسنے والے مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ عقیدہ الولاء والبراء کی نشرو اشاعت میں حصہ لیں۔ یعنی اللہ کے ساتھ اس کے رسول اور اہل ایمان کے ساتھ دوستی' محبت اور نصرت اور کافروں ومنافقوں سے عداوت اور ان کے ظلم سے مکمل برات کا اعلان کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ دین اسلام کا یہ عظیم اصول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کا حکم دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اہل ایمان کو اس کی ترغیب دی ہے۔ مسلمانوں پر کافروں کی طرف سے بیشتر مظالم اسی وقت ڈھائے جاتے ہیں جب مسلمان اس عظیم اصول سے روگردانی کرتے ہیں۔ نیز جب مسلمان کفار کے کفریہ اعمال سے انکار کرنا چھوڑ دیتے ہیں اور امم متحدہ کے دھوکہ میں آکر مداہنت کا ارتکاب کرتے ہیں حالانکہ اقوام متحدہ پر کنٹرول ان کافر ممالک کا ہے جو اللہ اس کے رسول ﷺ اور اہل ایمان کے پکے دشمن ہیں۔

-vi سب مسلمانوں پر واجب ہے وہ چاہے مرد ہوں یا خواتین بچے ہوں یا بوڑھے پورے عزم کے ساتھ اپنے دین پر کاربند ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں اور لغزشوں کی مغفرت طلب کریں۔ خلوص دل سے توبہ کریں۔ یہ دین سے دوری کا نتیجہ ہے کہ تمام کفار نے اسلام اور اہل اسلام کو دینی و دنیوی پہلو سے اپنا ہدف بنایا ہوا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے اللہ کی طرف رجوع کریں۔ عبادات میں شدت پیدا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرتے ہوئے ان کے مصائب وآلام دور کردے اور ظالم دشمنوں کے ہاتھ مظلوم مسلمانوں سے روک دے۔ نیز مسلمانوں کو چاہئے کہ اللہ پر کامل توکل واعتماد کریں اور نصرت وقوت کے حصول کے لئے ظاہری ومعنوی اسباب کا سہارا لیں۔ مثلاً

(الف) مسلمانوں کو یقین کامل ہو کہ عزت صرف اللہ' اس کے رسول اور اہل ایمان کے لئے ہے۔ لہٰذا وہ مسلمان جو اپنے دین پر اخلاص کے ساتھ کاربند ہے وہ اللہ کے ہاں نہایت معزز اور ہر غیر مسلم اللہ کے ہاں ذلیل ہے۔ اگرچہ ظاہری و مادی حالات اس کے برعکس ہوں۔ انجام کار نصرت الٰہی اللہ ہمیشہ صبر کے ساتھ ہی ملتی ہے۔ دین پر تمسک اور ثابت قدمی اور اس کا دفاع کرنا وہ اسباب ہیں کہ مؤمن پر جتنی تکالیف آجائیں حقیقی نصرت کا مستحق وہی ہوتا ہے۔ دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کے درج بالا اسباب وہ معنوی طاقتیں ہیں کہ جب یہ لوگوں کے دلوں میں راسخ ہوں اور اہل اسلام کے اذہان ان حقائق کو قبول کرچکے ہوں تو دشمنوں پر غلبہ اور عزت کا حصول اور نصرت الٰہی کی وصولی میں دیر نہیں لگتی۔

(ب) جب مسلمان دشمنوں کے باؤلے پن کا نشانہ بن رہے ہوں تو اس وقت مسلمانوں کی پر مقصد تربیت کی ضرورت ہوتی ہے جو قوی ایمان' عمل صالح' مکارم اخلاق اور روحانی وبدنی تزکیہ پر استوار ہو تاکہ باطل کا مقابلہ کرکے دین کی نصرت کی جاسکے۔

(ج) نیکی کی نشرواشاعت اور برائی کے قلع قمع اور دین میں مضبوطی پیدا کی جائے کیونکہ مسلمانوں پر مصائب وآفات ان کے گناہوں کی وجہ سے آتے ہیں جو صرف توبہ خالص کے ذریعے ہی ختم ہوتی ہیں۔

(د) نصرت الٰہی کے حصول کا اہم سبب حسب استطاعت دشمن کے مقابلے کی تیاری کرنا ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل ہو۔

اور (اے مسلمانو) تم اللہ اور اپنے دشمن اور ان لوگوں کے خلاف قوت تیار کرو اور جہاد کی تیاری کرو کہ جن کو تم نہیں جانتے۔ صرف اللہ جانتا ہے اور تم جو کچھ جہاد کے لئے خرچ کرو گے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں پورا پورا اجر دے گا اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

مسلمانوں کو چاہئے کہ مصنوعی زیب وزینت اور عیش و عشرت کو الوداع کہہ دیں اور لہو ولعب سے توبہ کریں اور یقین کرلیں کہ ان طور طریقوں کا وقت گزر چکا ہے اور ان اشیاء کا انجام ذلت اور رسوائی کے علاوہ کچھ نہیں اور انہیں علم ہونا چاہئے کہ اللہ کے دین پر استقامت اور اللہ کی راہ میں جہاد ہی وہ رستہ ہے جس کے ذریعے دشمنوں کے بڑھتے ہوئے قدم روکے جاسکتے ہیں اور غصب شدہ علاقے لوٹائے جاسکتے ہیں اور عزت وشرف کی زندگی واپس آسکتی ہے اور ذلت وضلالت سے جان چھڑائی جاسکتی ہے۔

علماء' دعاۃ' خطباء اور واعظین وغیرہ اپنی ذمہ داریوں کو کماحقہ نبھائیں وہ حق کی حمایت کریں اور مسلمانوں کی رہنمائی کریں کہ کن طریقوں' تدبیروں اور مکروں کے ذریعے ان کے دین' عقیدہ اور ملکوں کو غصب کیا جارہا ہے اور علماء ودعاۃ وغیرہ پر ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن کو ان کے اوپر حکمران بنایا ہے۔ ان کو نصیحت کریں تاکہ وہ اپنے اپنے ملکوں میں اللہ کے دین اور اس کی حدود کو قائم کریں اور جہاد فی سبیل اللہ کے جھنڈے بلند کریں۔ کیونکہ جونہی امت مسلمہ اپنے دین کی طرف رجوع کرتی ہے اور اپنے کافر دشمنوں کے مقابلے کے لئے میدانوں کا رخ کرتی ہے اور اس کے نوجوانوں میں جہادی روح بیدار ہو جاتی ہے اور وہ اللہ کی راہ میں شہادتوں کے طلب گار بن جاتے ہیں تو تبھی امت مسلمہ کے قدم عزت وسیادت کے رستے پر چل پڑتے ہیں اور ماضی میں دشمنوں نے اس کے جو حقوق غصب کرلئے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل واحسان سے غصب شدہ حقوق کی واگزاری کردیتا ہے۔

ہم مسلم عوام کو عموماً اور دعوت وتبلیغ کے میدانوں میں کام کرنے والے دعاۃ کو خصوصاً دعوت دیتے ہیں کہ وہ اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں۔ اپنی کاوشوں کو یکجا ویکسو کریں۔ قومیت مذہبی تعصب اور تفرقہ بازی کے بتوں کو پاش پاش کردیں اور اپنے تمام جھگڑوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی روشنی میں حل کریں۔ تاکہ امریکی ایجنڈے کے مقابلے کے لئے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں کہ جس ایجنڈے کے ذریعے وہ ہر اس ذی روح کو فنا کرنے پر کمربستہ ہے جو اس کی تہذیب وثقافت اور بے رہروی اور لادینیت کو ٹھکرانا چاہتا ہو۔ کل اس کا مشن افغانستان کی تباہی تھا اور آج وہ اسرائیل کے ذریعے ارض مقدس فلسطین کو روند رہا ہے اور مستقبل میں عراق پر اپنی خونخوار نگاہیں گاڑے ہوئے ہے اس کے بعد ان سب کی باری ہوگی جو امریکی لادینیت اور مادر پدر نام نہاد آزادی کو خوش آمدید کہنے پر آمادہ نہ ہوں۔

ہم اپنے مفکروں' دانشوروں اور قلمکار بھائیوں اور بہنوں کو نصیحت کرنا چاہتے ہیں کہ وہ عراق اور دیگر مظلوم اسلامی ممالک کے عوام کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر ان کے ساتھ اظہار یکجہتی کریں اور انہیں چاہئے کہ وہ مسلمانوں کو ذلت ورسوائی والے موقف اختیار کرنے سے ڈرائیں اور وہ خود بھی شکست خوردہ اور یاس وناامیدی پھیلانے والی ثقافت کو ترویج دینے کا ذریعہ نہ بنیں اور موجودہ خود ساختہ عارضی حالات کو کبھی تسلیم نہ کریں کہ جس کی وجہ سے مسلمان حوصلہ شکنی اور پست ہمتی کا شکار ہو جائیں اور پھر ان کے دشمن ان پر چڑھ دوڑیں جو اس موقع کی تاک میں بیٹھے ہیں۔ ادباء مفکرین کو بذات خود یورپی ثقافت سے شکست خوردہ عناصر سے دور رکھنا چاہے کہ جو عناصر انسانیت واسلامیت کے بنیادی اصولوں سے ہی پیچھے ہٹ چکے ہیں اور ناپسندیدہ اور ٹھکرائی ہوئی آراء سے چپنے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ. (القلم-68)

''وہ (کفار) چاہتے ہیں کہ آپ ﷺ مداہنت سے کام لیں تو وہ بھی مداہنت اختیار کریں گے۔''

حجاز مقدس میں بسنے والوں کی دینداری اور وہاں کی دینی فضاؤں کی حفاظت اور دینی اقدار سے منحرف طبقات کا خاتمہ ہر مسلمان کا شرعی فریضہ اور اس کی گردن پر لٹکتی ہوئی تلوار کی مانند ہے اور اس فریضے کے سب سے زیادہ مکلف اسلامی ادارے' مدارس' جامعات اور رضاکار تنظیمیں ہیں۔ نیز مذکورہ بالا اداروں پر یہ بھی واجب ہے کہ ان آوازوں کا مقابلہ کریں جو اسلامی ممالک پر دہشت گردی' غلو اور تشدد کی تہمت لگا کر طعنہ وتشنیع کرتی ہیں۔

کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں خواہ وہ کتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو کہ وہ دین داری کی آڑ میں کافروں کے آگے جھک جائے اور ان کی شرائط اور معاہدوں کو قبول کرلے۔ چاہے وہ معاہدے اور شرائط تعلیم وتربیت کے ساتھ متعلق ہوں یا عورت ان کا نشانہ ہو۔ دینی ادارے اور مراکز پرزد آتی ہو۔ اس کے باوجود جو اس برائی کا ارتکاب کرے تو حقیقت میں وہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہے کیونکہ عزت اور بہادری کی زندگی ذلت اور رسوائی کی زندگی اور کفار کے آگے سرنگوں ہونے سے ہزار درجہ بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

''لَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصَارٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ

باقی صفحہ 16 پر

بقیہ آپ کے مسائل

گیارہ رکعات ہیں جیسا کہ پیچھے حدیث گزر چکی ہے۔ اور کبھی ۱۳ رکعات بھی ادا کی جاسکتی ہیں جیسا کہ صحیح مسلم میں موجود ہے۔ نیت دل کا فعل ہے اس کیلئے زبان سے ادائیگی نہیں کی جاتی۔ نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زبان کے ساتھ نیت کرنا قطعاً ثابت نہیں۔ ائمہ دین میں سے صرف امام شافعی کے متعلق آتا ہے کہ وہ جب نماز میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے تو کہتے ہیں بِسْمِ اللّٰہِ مُوَجِّهًا لِبَيْتِ اللّٰهِ مُؤَدِّيًا لفرض الله (عزوجل) اللہ اکبر اللہ کے نام کے ساتھ بیت اللہ کی طرف منہ کرتے ہوئے اللہ کے فرض کی ادائیگی کے لئے شروع کرتا ہوں پھر اللہ اکبر کہتے ہیں۔ یہ بات ابو بکر محمد بن ابراہیم المعروف بابن المقری المتوفی ۳۸۱ھ نے از ربیع از شافعی کی سند سے بیان کی ہے (المعجم لابن المقری ص ۱۲۱ رقم (۳۳۶) باقی کسی امام کے متعلق راقم کو معلوم نہیں کہ کسی صحیح سند کے ساتھ ان سے نماز کے لئے لفظی نیت کرنا کہیں ثابت ہو۔ کئی ایک ائمہ دین نے اسے بدعت سے تعبیر کیا ہے۔ واللہ اعلم

نماز وتر شروع میں بھی پڑھے جاسکتے ہیں۔ یعنی عشاء کی نماز کے ساتھ ہی اور اگر پچھلی رات بیدار ہونے کا معمول ہو تو رات کی آخری نماز وتر بنانا بہتر و افضل ہے۔ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے میرے خلیل ﷺ نے وصیت کی ہے کہ میں مرتے دم تک تین چیزیں نہ چھوڑوں۔ ۱۔ سونے سے قبل وتر ادا کرنا۔ ۲۔ ہر ماہ کے تین روزے۔ ۳۔ اور جمعہ والے دن غسل کرنا (مسند احمد ۱۲/۴۱ (۷۱۳۸)) دوسری حدیث میں ہے کہ "اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا" (صحیح مسلم عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ۱۵۱/۷۵۱) اپنی رات کی آخری نماز کو وتر بناؤ

اس بات کی تفصیل پہلے ہم نے الدعوۃ میں لکھ دی ہے کہ یہاں امر وجوب کے لئے نہیں استحباب کیلئے۔ لہٰذا درست دونوں طرح ہے افضلیت پچھلی رات میں ہے۔ سورۃ فاتحہ ہر رکعت میں ضروری ہے اس کے علاوہ قرأت اختیاری ہے جتنی چاہے پڑھ لے کسی سورت کا تعین نہیں ہے۔

نماز میں خیالات کا علاج

س: نماز پڑھتے وقت مختلف قسم کے خیالات آتے ہیں ان سے کیسے نجات حاصل کی جائے میں بے حد کوشش کرتی ہوں کہ نہ آئیں لیکن یہ اس قدر تنگ کرتے ہیں کہ میں نماز بھول جاتی ہوں کہ آیا کس رکعت پر ہوں کس سجدے پر ہوں پہلے کیا پڑھا تھا۔ (نصرت منہاس۔ ضلع شیخوپورہ)

ج: عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول بلاشبہ شیطان میرے اور میری نماز اور قرات کے درمیان حائل ہو جاتا ہے وہ مجھ پر میری نماز و قرأت خلط ملط کر دیتا ہے تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا۔ ذَاكَ شَيْطَانٌ يُقَالُ لَهُ خَنْزَبٌ فَإِذَا أَحْسَسْتَهُ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَاتْفِلْ عَلَى يَسَارِكَ ثَلَاثًا قَالَ فَفَعَلْتُ ذَلِكَ فَأَذْهَبَهُ اللّٰهُ عَنِّي وہ شیطان ہے جسے خنزب کہتے ہیں جب تم اسے محسوس کرو تو اس سے اللہ کی پناہ طلب کرو اور اپنی بائیں جانب تین بار تھوک دو۔ عثمان فرماتے ہیں میں نے ایسا کیا تو اللہ نے اس کو مجھ سے دور کر دیا۔ (صحیح مسلم مشکوۃ مع مرعاۃ ۱/۱۵۶ مسند احمد ۴/۲۱۶) لہٰذا اپنے وساوس دور کرنے کے لئے مذکورہ صورت پر عمل کرو اللہ تعالیٰ تمہارا حامی و ناصر ہو۔

اذان کا جواب کیسے دیا جائے؟

س: جب اذان سنی جائے اور موذن اشھد ان محمد رسول اللہ پر آئے تو انگوٹھوں اور انگلیوں کو چوم کر آنکھوں پر لگانا ضروری ہے اور جب ساتھ ساتھ آہستگی سے سننے والا خود بھی کلمات دھراتا جائے اور حی علی الفلاح پر سامع لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھتا ہے اور اذان ختم ہونے کے بعد درود ابراہیمی پڑھتا ہے یہی طریقہ ٹھیک ہے یا جو دعا ٹی وی میں دکھاتے ہیں وہ بھی پڑھنی ضروری ہے۔ (نصرت منہاس۔ شیخوپورہ)

ج: رسول کریم ﷺ کی حدیث وسنت سے صرف یہ بات ثابت ہے کہ مؤذن جس طرح کلمات کہتا ہے اسی طرح کہے جائیں اور حی علی الفلاح کے جواب میں لاحو ولا قوۃ الا باللہ کہا جائے اور آخر میں درود اور اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ پڑھا جائے۔

رسول اللہ نے فرمایا: يَقُولُ إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ (صحیح مسلم)

جب تم مؤذن کو سنو تو وہی کہو جو وہ کہتا ہے پھر مجھ پر درود پڑھو جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اور اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس پر ۱۰ بار رحمت نازل کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ مانگو وہ جنت میں ایک مقام ہے وہ اللہ کے بندوں میں سے کسی بندے کے لئے ہی مناسب ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں جس نے میرے لئے وسیلہ طلب کیا اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگئی۔ (صحیح مسلم ۱۲/۳۸۵ میں عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کا جواب لاحول ولا قوۃ الا باللہ ہی بتایا گیا ہے۔ اور بخاری میں وسیلے والی دعا بھی موجود ہے لیکن اس میں الدرجۃ الرفیعہ جیسے خود ساختہ الفاظ نہیں مذکورہ دلائل سے معلوم ہوا کہ اذان کا جواب سن کر وہی کلمات دہرانے ثابت ہیں کسی بھی حدیث صحیح میں اذان میں اشھد ان محمد رسول اللہ سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا ثابت نہیں لوگوں نے اس کے لئے جعلی روایات پر اعتماد کیا ہوا ہے جو سراسر غلط اور ناجائز ہے۔

موجودہ دور میں بیعت کا کیا حکم ہے؟

س: کیا کسی بھی پیر کی بیعت ہونا ضروری ہے میں نے خود قرآن میں پڑھا ہے نبی اکرم ﷺ نے عورتوں سے بیعت لی۔ (واضح رہے کہ میرے پاس وہ قرآن ہے جو شاہ فہد نے خصوصی چھپوا کر بطور ہدیہ لوگوں میں تقسیم کیا ہے) تو کہنے کی بات یہ ہے کہ بیعت کیا ضروری ہے ہم لوگ تو کسی کی بیعت نہیں کرتے۔ (نصرت منہاس شیخوپورہ)

ج: کتاب و سنت سے نبی ﷺ اور نبی ﷺ کے خلیفہ و امیر کی بیعت ہی ثابت ہے لوگوں نے اب جو مختلف بیعت کے سلسلے شروع کئے ہوئے ہیں اور اپنی پیری اور مریدی کا سکہ چمکایا ہوا ہے یہ سب فرقہ وارانہ بیعتیں ہیں ہر کسی نے لوگوں کو اپنے جال میں پھنسا رکھا ہے ہر گدی نشین کا اپنا سلسلہ اور دین ہے ایسے لوگوں کی بیعت سے قطعاً منسلک نہیں ہونا چاہئے۔ یہ امت مسلمہ کی تفریق کا ایک بہت بڑا سبب و ذریعہ ہے۔ پھر آج کل تو مردوں کی نسبت عورتیں زیادہ اس چکر میں پھنس کر اپنی عزت و عصمت اور شرف و عفت کو پامال کر لیتی ہیں اپنے پیروں کے پاس بے حجاب و بے پردہ بیٹھتی اور ان کی ٹانگیں دباتی ہیں اور جب ایسے پیر شیطانی حرکتیں کرتے ہوئے پکڑے جاتے ہیں تو انہیں جعلی پیر بنا کر اخبارات کی زینت بنا دیا جاتا ہے یہ لوگوں کا مال بھی لوٹتے ہیں اور ایمان بھی برباد کر دیتے ہیں۔ لہٰذا اس پیری مریدی کے چکر سے الگ تھلگ رہ کر کتاب و سنت کی پیاری تعلیمات پر عمل پیرا رہیں۔

ریاض میں داعی خاندان المناک حادثے سے دوچار

ریاض (سعودی عرب) میں جماعۃ الدعوۃ شعبۂ خواتین کی مسئولہ اور دعوت و جہاد کی سرگرم ذمہ دار ام عدنان اپنے بیٹی، بیٹے، نواسی اور داماد کے ہمراہ حرم شریف میں اعتکاف کے لئے جا رہی تھیں کہ دوران سفر گاڑی کا ٹائر پھٹنے سے حادثہ پیش آ گیا جس میں ام عدنان، ان کی بیٹی، نواسی وفات پا گئیں جبکہ ان کے بیٹے اور داماد کو شدید چوٹیں آئیں ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قارئین سے استدعا ہے کہ فوت شدگان کے لئے خصوصی طور پر مغفرت اور زخمیوں کے لئے صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔ ادارہ مجلۃ الدعوۃ، جماعۃ الدعوۃ سعودی عرب کے غم میں برابر کا شریک ہے اور صبر کی تلقین کرتا ہے۔

پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ

پہلی آسمانی کتابوں اور قرآن پر ایمان

اللہ تعالیٰ نے رشد وہدایت کے لئے اپنے رسولوں کو کتابوں اور صحیفوں کے ساتھ مبعوث کیا۔ چار کتابوں اور دو صحیفوں کا ذکر قرآن میں ہے اور ان کے علاوہ کتابوں کے ناموں کا ذکر نہیں کیا البتہ یہ فرمایا کہ رسولوں کو کتابیں دی گئیں چنانچہ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ نے حق کے ساتھ کتابیں نازل کیں جن کے ناموں کا ذکر ہے ان کے ناموں کے ساتھ ہم ان کتابوں کو مانتے ہیں اور جن کے ناموں کا ذکر نہیں' انہیں اللہ کے بیان کردہ حکم کے تحت مانتے ہیں قرآن میں ارشاد ہے۔"

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ

ہم نے یقیناً رسولوں کو روشن دلائل کے ساتھ بھیجا اور ہم نے ان کے ساتھ کتابوں کو نازل کیا اور انہیں عدل کا ترازو دیا تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں" (سورہ الحدید ۲۵)

اسی طرح فرمایا

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ

یعنی پہلے تو لوگ ایک ہی امت تھے پھر اللہ نے خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے نبیوں کو مبعوث کیا اور ان کے ساتھ کتابوں کو نازل کیا تاکہ وہ لوگوں کے درمیان ان چیزوں میں فیصلہ کردے جن میں وہ اختلاف کرتے تھے۔ (البقرہ ۲۱۳)

ان آیات سے دو چیزیں واضح ہوتی ہیں' ایک یہ کہ اللہ نے رسولوں کے ساتھ کتابیں نازل کی ہیں اور دوسرے یہ کہ کتابوں کا مقصد انسانوں کو حق پر قائم کرنا اور جن چیزوں میں انسانوں اور قوموں نے اختلاف کیا ان کا فیصلہ کر کے حقیقت کو واضح کرنا ہے۔ گویا کہ دونوں چیزوں پر ایمان ہونا چاہئے کتابوں کے منزل من اللہ ہونے پر اور اس بات پر کہ وحی کے ذریعے نازل ہونے والی کتابیں انسانی ذہن اور ان کے علم و تجربہ سے پیدا ہونے والے اختلاف کا فیصلہ کرنے والی ہیں۔ ان کے فیصلے کو مان کر ہی لوگ حق پر قائم ہو سکتے ہیں اور مومن بن سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کائنات کے ظاہری اور غیبی حقائق کے بارے میں انسانوں نے اپنے علوم اور تجربات سے بہت سے نظریات قائم کئے۔ یہ اختلاف قدیم ادوار سے چلا آرہا ہے۔ اللہ کی ذات اس کی صفات اور اس کے افعال کے بارے میں اور کائنات کا اللہ سے کیا رشتہ ہے وغیرہ کے سلسلہ میں لوگوں نے مختلف آراء قائم کیں۔ کائنات کے اندر سورج چاند اور زمین و آسمان ہر چیز کے بارے میں اختلافی نقطہ ہائے نظر رکھے اور ان کو بیان کیا۔ قوموں نے مذہبی پیشواؤں اور ماہرین علم فن سے متاثر ہو کر عقیدے رکھے کہ سورج' چاند خدا ہیں۔ حجر و شجر اور

> قرآن کے کلمات' آیات سورتیں اور ترتیب سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے اور محفوظ ہے اس کا ایک ایک لفظ اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا بعد میں کسی نے کوئی اضافہ یا کمی نہیں کی

زندہ و مردہ بہت سی مخلوقات کو خدا کہہ دیا۔ ہر دور میں الگ الگ خدا بنالئے اور ان کی پرستش پر دین قائم کئے۔

کچھ لوگوں نے شرکیہ نظریات کے لئے اس بات کو دلیل بنایا کہ ہمارے بڑے مانتے ہیں اس لئے ہم بھی مانتے ہیں۔ انہوں نے مشرکانہ عقائد کے قدیم ہونے کو دلیل مان لیا۔ حالانکہ قرآن بیان کر رہا ہے کہ انسانی تاریخ کی ابتداء میں توحید کے مسئلے پر اختلاف نہیں تھا۔ سب لوگ ایک اللہ کو رب اور معبود مانتے تھے۔ شرک نہیں تھا۔ سب انسان توحید پر ایک امت تھے بعد میں شرکیہ نظریات آئے جن کی وجہ سے ایک امت کا وجود باقی نہیں رہا۔ انسانوں کے گروہ اور فرقے بن گئے اور ہر کسی نے اپنا اپنا معبود بنالیا۔ پیش کردہ قرآنی آیت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ توحید سے انسان ایک امت بنتے ہیں اور شرک سے قوموں اور قومیتوں میں بکھر جاتے ہیں۔ اور یہ بھی واضح ہوا کہ اللہ کو ایک ماننا سب سے بڑا عدل ہے اور اسی سے دنیا میں عدل قائم ہوتا ہے۔ شرک سب سے بڑا ظلم ہے اسی سے دنیا میں ظلم جاری ہوتا ہے اور فساد برپا ہوتا ہے۔

اللہ نے اپنے رسولوں اور کتابوں کو بھیج کر ہر قسم کے شرک کی نفی کی اور واضح کیا کہ اللہ ایک ہے وہی سب کا خالق رب ہے اسی کی عبادت ہونی چاہئے۔ اللہ اور کائنات کا رشتہ خالق و مخلوق کا ہے۔ تمام رسولوں اور کتابوں نے بنیادی اختلاف کو ختم کر کے انسانوں کو اللہ کی توحید پر جمع کیا اور سب کو اللہ کی عبادت پر قائم کیا۔ اور اسی دعوت سے تمام انسانی مسائل کو حل کیا اگر آج دنیا کے ہر خطے میں ایک اللہ کو معبود مانا جاتا ہے' سورج' چاند' ستاروں اور زمین و آسمان اور جمادات و حیوانات کو اللہ کی مخلوق تسلیم کیا جاتا ہے تو یہ اللہ کی نازل کردہ کتابوں کا پھیلایا ہوا علم ہے اور اللہ کے رسولوں کی دعوت کی محنت ہے۔ اس کے برعکس اگر بہت سے نظریات و عقائد دنیا میں مانے جاتے ہیں اور مظاہر پرستی اور شرک والحاد قوموں اور علاقوں میں موجود ہیں تو یہ رسولوں کی مخالفت اور اللہ کی کتابوں سے انحراف کا نتیجہ ہیں۔

قرآن نے دو صحیفوں اور چار آسمانی کتابوں کا تذکرہ کیا ہے۔

تورات: یہ کتاب موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ سورہ الفرقان میں فرمایا "وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ هَارُونَ وَزِيرًا

یعنی "ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی اور ہارون علیہ السلام جو ان کے بھائی تھے' کو ان کا ساتھی بنادیا"

سورہ المائدہ میں فرمایا کہ "بے شک ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور نور ہے۔ انبیاء بنی سرائیل جو اللہ کے فرمانبردار تھے اس کے مطابق یہودیوں کو حکم دیتے اور مشائخ اور علماء بھی کیونکہ انہیں اللہ کی کتاب کا نگہبان مقرر کیا گیا تھا اور وہ اس کی صداقت پر گواہ تھے۔" (المائدہ ۴۴)

سورہ اعراف میں فرمایا "اور ہم نے موسیٰ کیلئے تورات کی تختیوں میں ہر قسم کی نصیحت اور تفصیل لکھ دی تھی تو ہم نے موسیٰ سے کہا کہ ان تختیوں کو قوت سے تھام لیجئے اور اپنی قوم کو حکم دیجئے کہ اس کی اچھی چیزوں کو لے لیں" (الاعراف (۱۴۵)

(۲) زبور: داؤد علیہ السلام کو زبور دی گئی۔ فرمایا

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى بَعْضٍ وَآتَيْنَا [داو]ُدَ زَبُورًا

یقیناً ہم نے بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت دی ہے اور ہم نے داؤد کو زبور عنایت کی" (اسراء ۵۵)

۳۔ انجیل: عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب کا نام انجیل ہے سورہ الحدید میں ہے "پھر ان کے پہلے انہی کے قدموں پر اور پیغمبر بھیجے اور ان کے پیچھے عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا اور انہیں انجیل عنایت کی" (الحدید۔ ۲۷)

(۴) سب سے آخر میں قرآن نازل ہوا۔ جیسے محمد رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کی آمد کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا ایسے ہی قرآن آخری آسمانی کتاب ہے۔

(۵) صحیفے: قرآن نے دو صحیفوں کا ذکر کیا۔ سورہ الاعلیٰ میں ہے "یقیناً یہ مضمون اگلے صحیفوں میں بھی ہے یعنی ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں" (الاعلی ۱۹)

> پہلی کتابیں مخصوص امتوں اور محدود وقت تک کے لئے تھیں جیسا کہ تورات اور انجیل بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے تھیں جبکہ قرآن کو ھدی للناس یعنی تمام انسانوں کے لئے ہدایت کہا گیا ہے۔ اور یہ ہر دور کے ہر مسئلہ کا احاطہ کرنے والا' رحمت' شفاء اور نور ہے

پہلی آسمانی کتابوں پر ایمان کی حقیقت

جن کتابوں کا ذکر اللہ نے قرآن میں کر دیا ہے ہم ان پر اسی طرح ایمان لاتے ہیں اور مطلقاً یہ بھی مانتے ہیں کہ رسولوں کے ساتھ کتابیں نازل ہوئیں لیکن جن کے نام کا ذکر نہیں کیا۔ بھی نہیں کرتے۔ یہ ایمان کا مسئلہ ہے۔ محض تاریخی معلومات اور قیاسی چیزوں سے کسی کتاب کو آسمانی یا الہامی نہیں مانا جا سکتا۔ دعوے اگرچہ بہت ہیں ہندوؤں کی مذہبی کتب کو الہامی کہا گیا اور تورات اور انجیل کے بارے میں مختلف نسخوں کو

> ہمارا یہ ایمان ہے کہ ہر دور میں اللہ نے انسانوں کی رہنمائی کے لئے ہدایت نامے بھیجے لیکن جب اللہ نے چاہا انہیں بدل دیا اور ان کی جگہ نئی ہدایات جاری کر دیں۔ اس میں بندوں کا امتحان ہے کہ وہ ہر حال میں اللہ کے مطیع ہیں یا اپنے نفس کے پیچھے چلنے والے ہیں

آسمانی الہامی بنانے کی کوشش کی گئی لیکن مسلمان اللہ اور اس کے رسول کے بیان کردہ احکام کو تسلیم کرتے ہیں۔ یہی ایمان کی بنیاد ہے۔

قرآن نے پہلی کتابوں کے بارے میں دو چیزیں صراحت کے ساتھ بیان کی ہیں۔ ایک یہ کہ تورات اور انجیل اور زبور اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہیں اور انبیاء کا بھی تعین کر دیا کہ موسیٰ، عیسیٰ اور داؤد علیہ السلام پر یہ کتابیں نازل کی گئیں اور دوسرے یہ بھی واضح کیا کہ یہود و نصاریٰ نے ان کتابوں میں تحریف کی اور بہت کچھ اپنی طرف سے ان میں شامل کر دیا۔ ہم ان دونوں چیزوں کو تسلیم کرتے ہیں ان کتابوں کے منزل من اللہ ہونے پر ایمان لاتے ہیں اور یہ بھی ایمان رکھتے ہیں کہ یہ کتابیں تحریف شدہ ہیں اور منسوخ ہیں۔

آسمانی کتابوں کے موضوعات اور ان کے درمیان ہم آہنگی

تمام آسمانی کتابوں کا موضوع انسانوں کو ہدایت کی طرف دعوت دینا ہے۔ انہیں سمجھانا ہے کہ اللہ ہی خالق و مالک ہے، وہی کائنات کی تدبیر کرتا ہے۔ نظام چلاتا ہے۔ اللہ کی ذات اس کی صفات اور افعال میں کوئی اللہ کا شریک نہیں ہے۔ انسانوں کو چاہئے کہ وہ ایک اللہ کی عبادت کریں اور عبادت میں کسی کو اللہ کا شریک نہ بنائیں گویا کہ توحید تمام کتب کا موضوع ہے۔ اسی طرح امور شریعت بھی کتابوں کے اندر بیان ہوئے ہیں۔ مثلاً تورات میں قصاص کا قانون بیان ہوا ہے۔ سورہ المائدہ میں ہے۔

"وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ المائدہ ۴۵)

یہ قانون قرآن میں بھی ہے اور تورات میں بھی' قصاص کے قانون کو اسی طرح بیان کیا گیا اور حکم دیا گیا کہ جان کے بدلے جان لی جائے گی اور عضو کے بدلے عضو کو کاٹا جائے گا۔ دیگر موضوعات میں بھی ہم آہنگی ہے مثلاً اصحاب محمد ﷺ کے اوصاف تورات اور انجیل میں بھی بیان ہوئے تھے۔ فرمایا

"ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ

یعنی ان کے (صحابہ کے) یہی اوصاف تورات میں بھی ہیں اور انجیل میں بھی۔ (الفتح ۲۹)

جس طرح قرآن میں صحابہ کی خوبیاں بیان کی گئیں اسی طرح تورات وانجیل میں اصحاب محمد ﷺ کی وہی خوبیاں بیان کی گئیں۔ ایک اور موضوع کہ ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہوگا اور اس سے حساب لیا جائے گا۔ اس کے مطابق جزا و سزا ہوگی۔ یہ الہامی کتابوں کا اہم موضوع ہے۔ قرآن میں صحف ابراہیم و موسیٰ کے حوالے سے فرمایا:

أَمْ لَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَىٰ (۳۶) وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّىٰ (۳۷) أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ (۳۸) وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ (۳۹) وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَىٰ (۴۰) ثُمَّ يُجْزَاهُ الْجَزَاءَ الْأَوْفَىٰ

کیا اسے ان مضامین کی خبر نہیں پہنچی جو موسیٰ کے صحیفوں میں ہیں اور جو اللہ کے وفادار بندے ابراہیم کے صحیفوں میں ہیں کہ کوئی شخص دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور انسان کو وہی ملے گا جس کی اس نے کوشش کی۔ اس کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی پھر اس کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ (النجم ۳۶ تا ۴۱)

آسمانی کتابیں ایک دوسرے کی تصدیق کرنے والی ہیں۔ انجیل کے بارے میں فرمایا

"وَقَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَآتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ (المائدہ ۴۷)

یعنی ان پیغمبروں کے بعد انہی کی قوموں پر ہم نے عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کو بھیجا جو اپنے سے پہلے کی کتاب تورات کی تصدیق کرتے تھے اور انہیں انجیل عنایت کی جس میں ہدایت اور نور ہے۔ یہ انجیل تصدیق کرنے والی تھی تورات کی جو اس سے پہلے تھی اور ہدایت اور نصیحت تھی متقین کیلئے۔

قرآن کے بارے میں بھی فرمایا کہ وہ تمام پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے۔

"وَأنزَلْنَا إلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أنزَلَ اللّٰهُ"

یعنی (اے پیغمبر) ہم نے آپ پر سچائی کے ساتھ کتاب نازل کی جو اپنی سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان کی محافظ ہے۔ (المائدہ ۴۸)

گویا کہ تمام آسمانی کتابوں میں توحید' رسالت اور آخرت کے عقائد ایک ہی طرح بیان ہوئے ہیں۔ اخلاقیات میں بھی ہم آہنگ اور بعد میں آنے والی کتاب پہلی کی تصدیق کرنے والی تھی جیسے کہ انجیل نے توراۃ کی تصدیق کی اور قرآن نے توراۃ' انجیل' زبور اور صحیفوں کی تصدیق کی۔ لیکن یہ سمجھنا ضروری ہے کہ جہاں قرآن نے ان کتابوں کی تصدیق کی وہاں یہ بھی واضح کیا ہے کہ پہلی کتابوں میں تحریف ہوئی ہے اور تحریفات کے ساتھ کلمات اور مفاہیم بدل دیئے گئے ہیں۔ قرآن کتابوں کی تصدیق تو کرتا ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے نازل ہوئی تھیں لیکن تحریفات کی خبر دے کر ان کی حیثیت کو بھی متعین کر دیتا ہے جیسا کہ یہود نے عزیر علیہ السلام اور نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیا تو قرآن نے ان کے جرم کو نمایاں طور پر بیان کیا اور اصلاح کی۔

قرآن حکیم کے امتیازات

۱۔ قرآن آخری الہامی کتاب ہے جو تمام الہامی کتب سابقہ کی تعلیمات کو محفوظ کرنے والی ہے۔ جن چیزوں کو قرآن نے پہلی امتوں اور کتابوں کے حوالے سے بیان کر دیا انہیں تسلیم کرنا چاہئے کہ وہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہیں کیونکہ انسانوں کے پاس کوئی دوسرا ذریعہ نہیں جسے قطعیت کے ساتھ مانا جائے بجز قرآن کے۔ قرآن نے جن چیزوں کی تصدیق کر دی انہیں درست مانا جائے گا اور جن کی تردید کر دی ان کا انکار کیا جائے گا۔ سورہ المائدہ میں فرمایا کہ "(اے پیغمبر) ہم نے آپ پر سچائی کے ساتھ کتاب نازل کی جو اپنے سے پہلے کی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان کی محافظ ہے تو (اے پیغمبر) جو حکم اللہ نے نازل کر دیا اس کے مطابق آپ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیجئے اور جو حق بات آپ کے پاس آچکی ہے اسے چھوڑ کر لوگوں کی خواہشوں کی پیروی نہ کیجئے۔" (المائدہ ۴۸)

۲۔ قرآن ناسخ ہے جبکہ پہلی تمام کتابیں منسوخ ہیں۔

ہمارا ایمان ہے کہ ہر دور میں اللہ نے انسانوں کی راہنمائی کے لئے ہدایت نامے بھیجے لیکن اللہ نے جب چاہا انہیں بدل دیا اور ان کی جگہ نئی ہدایات نازل کر دیں۔ تورات کے بعض احکام کو انجیل میں منسوخ کر دیا گیا۔ یہود نے عیسیٰ علیہ السلام کی مخالفت اس وجہ سے بھی کی کہ ہمارے مذہب کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ بدل رہے ہیں۔ اب یہی مخالفت یہود و نصاریٰ مسلمانوں کی کر رہے ہیں جبکہ اللہ کا قاعدہ یہ ہے کہ وہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے اور جب چاہتا ہے بدل دیتا ہے۔ اس میں بندوں کا امتحان ہے کہ وہ ہر حال میں اللہ کی اطاعت کرنے والے ہیں یا اپنی پسند کے پیچھے چلنے والے ہیں۔ ایک شریعت میں احکام کو منسوخ کرنے اور پوری شریعت کی جگہ دوسری شریعت کو لانے میں اللہ کی یہ بڑی حکمت نظر آتی ہے۔ اس اعتبار سے ہمارا ایمان ہے کہ قرآن اللہ کی آخری ناسخ کتاب ہے اور پہلی تمام کتابیں منسوخ ہیں۔ ان پر ہمارا ایمان ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے نازل ہوئی تھیں لیکن قرآن پر ایمان و عمل کے ساتھ قرآن کا ہی اتباع کریں گے اور قرآن کو ہی معیار حق مانیں گے۔

پہلی کتابوں میں کافی عرصہ کے بعد حالات وواقعات اور احبار کے قصوں کو ان میں شامل کر دیا گیا ہے جبکہ قرآن میں ایسی چیز نہیں ملے گی۔ تورات وانجیل کے نسخوں میں باہمی اختلاف ہے اور ان کی زبانیں تک ختم ہو چکی ہیں جبکہ قرآن مجید نازل ہونے سے لے کر اب تک ایک ہی نسخے کی نقل ہے

۳۔ قرآن کے کلمات' آیات' سورتیں اور ترتیب سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے اور محفوظ ہے اس کا ایک ایک لفظ اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ پورا اللہ کا کلام ہے اس میں رسول اللہ ﷺ یا بعد میں کسی نے اپنی طرف سے کوئی اضافہ یا کمی نہیں کی اللہ نے جبریل امین کے ذریعے خاتم النبیین محمد ﷺ پر نازل کیا ہے۔ سورہ الشعراء میں ہے "یہ قرآن ربّ العالمین کی جانب سے نازل کردہ ہے۔ اسے روح الامین (جبریل) نے اتارا ہے آپ کے دل پر تاکہ آپ، لوگوں کو اللہ سے ڈرانے والوں میں شامل ہو جائیں۔" (الشعراء ۱۹۲' ۱۹۴)

پہلی کتابوں کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے نازل کردہ حالت میں موجود ہیں جبکہ قرآن آج بھی اسی حالت میں ہے جس میں نازل ہوا تھا۔ پہلی کتابوں کے اصل نسخے ضائع ہو چکے ہیں جو کچھ موجود ہے وہ تراجم ہیں۔ یہ قرآن کا کمال ہے کہ اس نے عربی زبان کو بھی محفوظ رکھا ہے جبکہ تورات وانجیل کی اصلی زبانیں بھی باقی نہیں رہیں۔ قرآن کے الفاظ کے ساتھ اس کا وہ مفہوم جو رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا تھا۔ قرآن کی زبان قرآن کے کلمات اور قرآن کی دلالت سب کچھ محفوظ ہے جبکہ پہلی کتابوں میں بہت کچھ بعد میں شامل ہو گیا۔ ان پر اعتماد کی کوئی بنیاد باقی نہیں رہ گئی۔

پہلی کتابوں میں اللہ کا کلام اور بندوں کا کلام خلط ہو گیا ہے۔ ان میں تفسیر و تاریخ اور انبیاء کے شاگردوں کی سیرتیں بھی شامل کر دی گئی ہیں۔ ان امتوں کے فقہاء کے علمی استدلال بھی پہلی کتابوں میں ملیں گے جبکہ قرآن میں ایسا نہیں ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ تمام چیزیں کتاب میں کتاب سے منسوب نبی پر نازل ہوئی تھیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تورات کے نازل ہونے کے کافی عرصہ بعد کے حالات وواقعات اور احبار کے قصوں کو اس میں شامل کر دیا گیا۔ اسی طرح انجیل میں بھی بعد کی چیزیں شامل کر دی گئی ہیں۔ قرآن میں ایسی کوئی چیز نہیں ملے گی۔ معروف انجیلیں چار ہیں اور چاروں مختلف ہیں۔ اسی طرح تورات کے نسخے متعدد ہیں ان نسخوں میں فرق ہے جبکہ قرآن نازل ہونے سے لے کر اب تک ایک ہی نسخے کی نقل ہے' اس میں تحریف کا کوئی نشان نہیں ملے گا۔

(۴) قرآن کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ یہ بنی نوع انسان کے لئے ہدایت ہے۔ پہلی کتابیں مخصوص امتوں اور محدود وقتوں کے لئے آئی تھیں جیسا کہ تورات اور انجیل بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے تھیں جبکہ قرآن کو "هدًى للناس" یعنی تمام انسانوں کیلئے ہدایت کہا گیا ہے۔

قرآن کا یہ امتیاز بھی ہے کہ یہ رشد وہدایت کی جامع کتاب ہے۔ ہر دور میں پیش آمدہ مسائل کا احاطہ کرتی ہے۔ یہ نور ہے باعث خیر وبرکت ہے اور رحمت وشفاء ہے۔ اس میں ترغیب بھی ہے اور ترہیب بھی۔ انبیاء وامم کے قصے بھی ہیں اور آخرت کا بیان بھی۔

مرکز طیبہ مرید کے میں پلاٹ خریدنے کے خواہش مند حضرات متوجہ ہوں

طیبہ کالونی فیز i,ii میں 5,10 مرلہ اور ایک کنال کے رہائشی پلاٹس دستیاب ہیں۔ نیز ری سیل رہائش و کمرشل پلاٹ خریدنے کے لئے رابطہ کریں۔ مسجد ام القریٰ کے نزدیک پلاٹس اور تعمیر شدہ رہائشی مکان فروخت کے لئے موجود ہیں۔ خواہش مند حضرات فوری رابطہ کریں۔ کم آمدنی والے حضرات کے لئے آسان اقساط میں پلاٹ خریدنے کی سہولت موجود ہے۔

رابطہ: محمد خالد' عبدالمجید مرکز طیبہ مرید کے

Ph:042-7990779-0303-6432247

7910897-7922393

بچپن کے نکاح کا مسئلہ

س: میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں نے اپنی بیٹی کنیز فاطمہ ولد ملک مہر خان کا نکاح اس کی ۹ سا کی عمر میں شیر محمد ولد رمضان سے کردیا تھا۔ جس کا اس وقت تو کوئی عملی اندراج نہیں ہوا تھا۔ نکاح کے ۶ ماہ بعد شیر محمد ولد رمضان نے دوسری شادی کرلی جس وقت کہ میری بچی کی عمر ابھی ساڑھے ۹ سال تھی۔ اب میری بچی کی عمر تقریبا ۱۸ سال ہوچکی ہے اور میری بیٹی شیر محمد سے شادی کرنے پر ہرگز رضامند نہیں ہے۔ میں پریشانی کی حالت میں ہوں۔ میں نے کافی علماء سے رجوع کیا تو انہوں نے بتایا کہ بچی اپنی مرضی سے نکاح کرسکتی ہے اور پہلا نکاح ختم ہوگیا ہے براہ مہربانی اس بارے میں مجھے آپ کا فتوی درکار ہے تاکہ میں اپنی بچی کی شادی کرسکوں۔ آپ کی عین نوازش ہوگی

ملک مہر خان

ج: الجواب بعون الوہاب ومنہ الصدق والصواب والیہ المرجع والماب ہے

صورت مسئولہ میں لڑکی کو نکاح رڈ کرنے کا اختیار ہے کیونکہ شریعت اسلامیہ میں بچی کا نکاح کیا جاسکتا ہے اور بچپن کا کیا ہوا نکاح اگر لڑکی رد کردے تو اسے اختیار دیا جائے گا جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راویت ہے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ جَارِيَةً بِكْرًا أَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بلاشبہ ایک کنواری لڑکی نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اس نے بیان کیا کہ اس کے باپ نے اس کی شادی کردی ہے اور وہ اس کو ناپسند کرتی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے لڑکی کو اختیار دے دیا۔ یعنی چاہے تو اس نکاح کو بحال رکھے یا رد کردے۔

(مسند احمد ۱/۲۷۵ رقم (۲۴۶۹) طبع جدید ابوداؤد رقم (۲۰۹۶) ابن ماجہ رقم (۱۸۷۵) السنن الکبری للنسائی (۵۳۸۷) مسند ابی یعلی (۲۵۲۶) طحاوی ۴/۵/۳۶۵ سنن الدار قطنی ۳/۲۳۴، ۲۳۵ بیہقی ۷/۱۱۷) یہ حدیث مرفوعا اور مرسلا ہر دو طرح مروی ہے اور صحیح ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو فتح الباری شرح صحیح البخاری ۹/۱۹۶ "الجوہر النقی" لابن الترکمانی ۷/۱۱۷ نصب الرایہ ۳/۱۹۰

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر لڑکی اپنے کئے ہوئے نکاح کو رد کردے تو یہ اس کو شرعا حق حاصل ہے اس کو نکاح پر مجبور نہیں کیا جاسکتا شارحین حدیث نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ لڑکی کو اس کا ولی زبردستی نکاح پر مجبور نہیں کرسکتا جب ولی جبر نہیں کرسکتا تو دوسرے کسی شخص کو یہ حق کیسے دیا جاسکتا ہے۔

لہٰذا ملک مہر خان کی صاحب زادی کو یہ شرعی طور پر حق حاصل ہے کہ وہ اگر اس نکاح کو رد کرنا چاہتی ہے تو رد کردے اس میں کوئی شرعی طور پر پیچیدگی نہیں اور قانونی مشکل پہلے سے ہی موجود نہیں۔ ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم واکمل

قرآن وسنت کی روشنی میں

آپ کے دینی مسائل

مبشر احمد ربانی

خلع کے بعد نکاح یا رجوع؟

س: تقریبا گیارہ ماہ قبل میرے شوہر نے مجھے پہلی طلاق دی۔ پھر اس کے ایک ہفتہ کے بعد میرے مطالبے پر دوسری طلاق دی اس کے بعد میرے شوہر نے رجوع کرنے کی بہت کوشش کی لیکن میں نے شوہر کے تیسری بار طلاق دینے سے انکار پر عدالت میں خلع کا دعوی دائر کردیا۔ جس کے جواب میں ۱۵ مئی کو عدالت نے خلع کروادیا جس کے بدلے میں نان نفقے سے دستبردار ہوگئی۔ اب میرے شوہر پھر رجوع کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ لہذا اس میں شرعی رہنمائی درکار ہے جزاکم اللہ

(ایک سائلہ)

ج: الجواب باسم ملھم الصواب والیہ والمرجع والمآب

صورت مسئولہ میں دو طلاقیں تو وقفہ بعد وقفہ واقع ہوچکی ہیں جن میں مرد کو دوران عدت رجوع کا حق حاصل ہوتا ہے اور عدت گزر جانے پر از سر نو نکاح کرکے اپنا گھر آباد کرسکتے ہیں دو طلاقوں کے بعد اگر عورت خلع کی ڈگری حاصل کرلے تو راجح موقف کی رو سے چونکہ خلع فسخ نکاح ہے جیسا کہ راقم کی کتاب "آپ کے مسائل اور ان کا حل قرآن وسنت کی روشنی میں جلد اول میں مفصل فتوی موجود ہے۔ اسی طرح کا مسئلہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا تو انہوں نے بھی کہا کہ خلع طلاق نہیں ہے۔ تفسیر ابن کثیر ۱/۴۶۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت میں ہے کہ "عن عبدالله بن عباس ان ابراهيم بن سعد بن ابی وقاص ساله قال: رجل طلق امراته تطليقتين ثم اختلعت منه ايتزوجها؟ قال نعم ليس الخلع بطلاق ذكر الله الطلاق فی اول الآية واخرها والخلع فيما بين ذلك فليس الخلع بشئ ثم قرأ الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ وقرأ (فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ"

ابراہیم بن سعد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا ایک آدمی نے اپنی اہلیہ کو دو طلاقیں دیں پھر عورت نے مرد سے خلع لے لیا کیا اب مرد اس عورت سے شادی کرسکتا ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں خلع طلاق نہیں اللہ تعالی نے آیت کی ابتداء اور آخر میں طلاق کا ذکر کیا ہے اور خلع ان کے درمیان بیان کیا خلع کوئی ایسی چیز نہیں جو اب نکاح سے مانع ہو پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ الطلاق مرتان اس کے بعد فان طلقھا تلاوت کی ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بیان سے واضح ہوجاتا ہے کہ اللہ نے پہلی دو طلاقوں کا ذکر کیا پھر آگے جاکر تیسری طلاق کے بعد حرمت کا ذکر کیا اور خلع ان کے درمیان میں بیان کیا اگر خلع طلاق ہوتی تو تین کی بجائے چار طلاقیں بن جاتیں جس کا کوئی بھی قائل نہیں۔ لہذا خلع فسخ نکاح ہے طلاق نہیں۔ اس کے بعد امام ابن کثیر فرماتے ہیں " هو رواية عن امير المومنين عثمان بن عفان رضی الله عنه وابن عمر وهو قول طاؤس وعكرمة وبه يقول احمد بن حنبل واسحاق بن راهويه وابوثور وداود بن علی الظاهری وهو مذهب الشافعی فی القديم وهو ظاهر الآية الكريمه

یہی روایت امیر المومنین عثمان بن عفان اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے ہے اور طاؤس، عکرمہ، احمد بن حنبل، اسحاق بن راھویہ، ابوثور، داؤد ظاہری کا بھی یہی قول ہے اور امام شافعی کا قدیم مذہب بھی یہی ہے اور قرآن حکیم کی آیت کریمہ سے بھی یہی بات ظاہر ہے۔

مذکورہ بالا تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ صورت مسئولہ میں از

سر نو نکاح کر کے گھر آباد کیا جا سکتا ہے اور ابن عباس، ابن عمر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم اور فقہاء محدثین اور محققین اسلام کا یہی فتویٰ و تحقیق ہے۔ واللہ اعلم بالصواب وعلمہ واتم واکمل

بری اور پراگندہ خوابوں کا مسئلہ

س: مجھے بری اور گندی خوابیں آتی ہیں جن کی وجہ سے میں بہت زیادہ پریشان ہوں آپ اچھے طریقے سے میرے مسئلے کا حل پیش کر دیں شکریہ۔ (جہانگیر۔ ہارون آباد)

ج: برے اور گندے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں اس سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے اور ایسا خواب کسی سے بیان نہ کریں اس سے کسی قسم کا نقصان نہیں ہوتا۔

ابو سلمہ کہتے ہیں "كُنْتُ أَرَى الرُّؤْيَا أُعْرَى مِنْهَا غَيْرَ أَنِّي لَا أُزَمَّلُ حَتَّى لَقِيتُ أَبَا قَتَادَةَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرُّؤْيَا مِنْ اللَّهِ وَالْحُلْمُ مِنْ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمْ حُلْمًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهَا فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ

(صحیح مسلم کتاب الرؤیا (۲۲۶۱) صحیح البخاری ۳۲۹۲)

میں خواب دیکھتا تو مجھے بخار جیسی کیفیت ہو جاتی مگر میں کپڑا نہیں اوڑھتا یہاں تک کہ میری ملاقات ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی میں نے ان سے یہ بات ذکر کی انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے۔ جب بھی تم میں سے کسی کو برا خواب آئے جسے وہ ناپسند کرتا ہو تو اپنی بائیں طرف تین مرتبہ تھوک ڈالے اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے یہ خواب اسے ہرگز نقصان نہیں دے گا۔

ولا یخبر بہا احداً فان رأی رُؤیاً حسنۃ فلیبشر ولا یخبر الا من یحب (صحیح مسلم (۲۲۶۱) یہ خواب کسی سے بیان نہ کرے اگر اچھا خواب دیکھے تو خوش ہو جائے اور صرف اسے بتائے جس کے ساتھ محبت ہو۔

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:
إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنْ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ (صحیح مسلم ۵/۲۲۶۲)

جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہو تو اپنی بائیں جانب تین مرتبہ تھوک ڈالے اور شیطان مردود سے اللہ کی تین مرتبہ پناہ طلب کرے اور جس پہلے پر لیٹا ہوا تھا اسے بدل ڈالے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ "فَإِنْ رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا النَّاسَ

(صحیح مسلم ۶/ ۲۲۶۳ صحیح البخاری (۷۰۱۷)

اگر تم میں سے کوئی آدمی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اٹھ جائے اور نماز پڑھے اور لوگوں سے یہ خواب بیان نہ کرے۔

اور سوتے وقت یہ دعا پڑھ لیا کریں۔

"أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ"

(مسند احمد ۴/۵۷،۶ ۶/ الموطا للمالک ۷۲۴)

میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں اس کے غضب سے اور اس کی سزا سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیاطین کے وسوسوں سے اور اس بات سے کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں۔

مذکورہ بالا احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ پراگندہ اور گندے خیالات و وساوس اور خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں جس کو ایسے خواب آئیں وہ پہلو بدلے اور تین بار تھوک دے اور اعوذ باللہ تین مرتبہ پڑھے۔ اٹھ کر نماز ادا کرے اور کسی کو ایسا خواب نہ بتائے۔ جو شخص اس نبوی نسخہ پر عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی ایسی پریشانی دور کر دے گا۔

نماز تہجد کا وقت اور رکعات

س: نماز تہجد ہاٹ لائن ہے کہا جاتا ہے یہ کس وقت پڑھی جاتی ہے اس کا صحیح وقت کیا ہے؟ کیا اندھیرے میں بیٹھ کر پڑھنا ضروری ہے اس میں کتنے نوافل ہوتے ہیں، نیت کیسے کہتے ہیں وتر شروع میں پڑھتے ہیں یا آخر میں اور ہر رکعت میں کتنی دفعہ سورۃ اخلاص پڑھنی ہے۔ (نصرت منہاس مقام رسالہ چک نمبر ۴ ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع شیخوپورہ)

ج: نماز تہجد انسان کے نفس کو سنوارنے کا مضبوط طریقہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْئًا وَأَقْوَمُ قِيلًا (المزمل:۶) بے شک رات کا اٹھنا نفس کو کچلنے میں بہت مضبوط اور بات کیلئے بہت درست ہے۔ لہٰذا اسے ہاٹ لائن نہیں بلکہ سٹریٹ لائن کہا جائے یعنی اللہ تعالیٰ سے بات کرنے کا سیدھا راستہ ہے۔ اور اس کی ادائیگی کا وقت نماز عشاء کے بعد سے لے کر صبح تک ہے صحیح مسلم (۱/۲۵۴) میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا س ے روایت ہے کہ "كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَهِيَ الَّتِي يَدْعُو النَّاسُ الْعَتَمَةَ إِلَى الْفَجْرِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ

رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد فجر تک گیارہ رکعات پڑھتے تھے اور ہر دو رکعتوں کے درمیان سلام پھیرتے اور ایک وتر ادا کر لیتے۔ عشاء کی نماز کو لوگ عتمہ بھی کہتے ہیں۔

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ تہجد کا وقت عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد شروع ہو جاتا ہے اور صبح کی نماز سے پہلے تک رہتا ہے آدمی رات کے جس حصے میں اٹھے تہجد پڑھ لے۔ عام طور پر نبی ﷺ گیارہ رکعات ہی پڑھتے بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ تہجد کے لئے سو کر اٹھنا ضروری ہے لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ "تہجد" الفاظ اضداد میں سے ہے جس میں سونے اور جاگنے دونوں کے معنی پائے جاتے ہیں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رقمطراز ہیں "صاحب قاموس نے لکھا ہے ھجد ھجودا (ثلاثی مجرد) اور تہجد (باب تفعل) سو گیا اور بیدار ہو گیا دونوں معنی کیلئے مستعمل ہے لغات اضداد میں سے ہے ھجد تھجیدا (باب تفعیل) بیدار کر دیا اور سلا دیا یہ بھی اضداد میں سے ہے اھجد (باب افعال) ھجد کی طرح سو گیا اور سلا دیا (لازم بھی ہے اور متعدی بھی) حاصل بیان یہ ہے کہ جیم کی تشدید اگر (سلب ماخذ اور) ازالہ کیلئے قرار دی جائے تو نیند کو زائد کرنا اور بیدار ہونا مراد ہوگا اور اگر متعدی بنانے کیلئے قرار دی جائے تو سلا دینے کا معنی ہوگا۔ بغوی نے لکھا ہے تہجد جب بیدار ہو جانے کو کہتے ہیں تو یہ سونے کے بعد ہی ہوگا رات بھر جاگتے رہنے اور نمازیں پڑھنے کو تہجد نہیں کہا جائے گا میں کہتا ہوں (قاضی ثناء اللہ پانی پتی) جب تہجد سے مراد ہے نماز کے لئے نیند کو ترک کرنا تو اس کی تینوں صورتیں ہو سکتی ہیں بالکل رات کو نہ سونا اور نماز پڑھتے رہنا۔ شروع رات میں بیدار رہ کر نماز پڑھنا، سو جانا اور پھر بیدار ہو کر نماز پڑھنا مؤخر الذکر صورت کی کوئی تخصیص نہیں۔ (تفسیر مظہری اردو ۷/ ۱۱۳)

نیز دیکھیں انوار البیان فی حل لغات القرآن ۲/ ۱۶۱ مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید لاہور معارف القرآن از مفتی محمد شفیع صاحب ۵/ ۵۱۵، ۵۱۶) الغریبین فی القرآن الحدیث از علامہ ابو عبید احمد بن محمد الھروی ۶/ ۱۹۱۲ مجمع بحار الانوار از علامہ محمد طاہر پٹنی ۵/ ۱۴۴ مختار الصحاح از محمد بن ابی بکر الرازی ۶۹۰/ ۳۹۷ الصحاح از ابو نصر اسماعیل بن حماد الجوھری ۲/ ۱۷۶

مذکورہ بالا توضیح سے معلوم ہوا کہ تہجد کے لئے سونا شرط نہیں بلکہ اس نماز کے لئے مطلقاً ترک نوم کو کہتے ہیں۔ خواہ نماز کی خاطر نیند رات کے ابتدائی حصہ میں ترک کرے یا رات کے پچھلے حصے میں نیز نماز کی ادائیگی کے لئے اندھیرا یا روشنی کوئی شرط نہیں چاہے تو لائٹ جلا کر ادا کریں چاہے تو اندھیرے میں ہی پڑھ لیں کھڑے ہو کر نماز نفل ادا کریں گے تو پورا ثواب ملے گا بیٹھ کر پڑھیں گے تو آدھا ثواب ملے گا۔ عام طور پر اس کی

باقی صفحہ 31 پر

عید... لیکن یہ مبارک کیسے ہوگی؟

عید کا چاند نظر آیا اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھ گئے۔

اللھم اھلہ علینا بالامن والایمان والسلامۃ والاسلام ربی و ربک اللہ. (ترمذی)

''اے اللہ اس (چاند) کو ہم پر امن' ایمان' سلامتی اور اسلام کے ساتھ نکال میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔''

ہم ہر سال رمضان اور عید کے موقع پر خصوصی اہتمام سے چاند دیکھتے ہیں اور پھر اللہ سے یہ مسنون دعا مانگتے ہیں۔ اس مختصر دعا میں اللہ سے چار نعمتوں کا سوال کرتے ہیں کہ یا اللہ ہمیں امن' ایمان' سلامتی اور اسلام عطا فرما لیکن ہر سال امن کی بجائے پہلے سے زیادہ بدامنی' ایمان کے بجائے بے ایمانی سلامتی کی بجائے ظلم و تشدد اور اسلام کی بجائے کفر بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ دنیا کے بیشتر ممالک میں مسلمانوں کو امن و سلامتی نصیب نہیں۔ آسمان پر تو چاند طلوع ہوتا ہے۔ لیکن ان کے گھروں پر' ان کے جسموں پر' ان کی مساجد پر ظالم کافر قوتوں کی طرف سے بمباری' آگ اور بارود کے حملے ہوتے ہیں۔ ان کے گھر کے آنگنوں میں چاند کی روشنی کی بجائے بارود کی بو اور دھوئیں کے سیاہ حلقے ان کی زندگی کی شاموں کو مزید تاریک کر رہے ہوتے ہیں۔ گولیوں کی سنسناہٹ ان کی سماعت اور دل کی دھڑکنوں کو قتل کر رہی ہوتی ہے۔ ان کے لئے رمضان' غیر رمضان' عید یا غیر عید سب برابر ہے۔ ان کے لئے سب دن ایک جیسے ہیں۔ وہی ذلت و رسوائی جو گیارہ ماہ تھی رمضان میں پہلے سے کہیں شدید تھی۔ غلام' مقہور' مجبور اور بے بس قوموں کے لئے نہ کوئی تہوار ہوتا ہے نہ ہی کوئی خوشی کا دن۔ ان کے لئے دن کے اجالے اور رات کی تاریکی میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ بس ان کا کام تو صرف دہشت گردی اور ظالموں کی حیوانی خواہشات کا نشانہ بننا ہوتا ہے۔

اور جو مسلمان نسبتاً امن کے خطوں میں رہ رہے ہیں ان کے لئے بھی یہ چاند ایمان اور اسلام کے ساتھ طلوع نہیں ہوتا۔ وہاں تو اس کی آمد کے ساتھ ہی ایمان اور اسلام کی روح کا جنازہ نکل جاتا ہے۔ کچھ دینداری اور اسلامی وقار اگر ہو بھی تو چاند نظر آتے ہی وہ منہ چھپا کر بھاگ جاتی ہے اور ہر طرف کفر ہی کفر کا غلبہ نظر آتا ہے...... اس کی وجہ کیا ہے؟

دونوں خطوں میں قصور چاند کا نہیں بلکہ اس چاند کے رب کے سامنے سجدہ ریز ہونے والوں کا ہے۔ ایمان کے دعویداروں اور اسلام کے نعرے بازوں کا ہے۔ ظلم کے خطوں میں تو اس لئے کہ انہوں نے جہاد فی سبیل اللہ ایسی عبادت کو ترک کیا تو اللہ نے کافروں

نوید قمر

کو مسلمانوں پر مسلط کر دیا اور یہ تذلیل اس وقت جاری تک رہے گی جب تک مسلمان دوبارہ رب کی عبادت کی طرف نہیں آجاتے اور جہاد جاری نہیں کر دیتے۔

اور امن کے خطوں میں اس لئے کہ آج مسلمان کی زندگی کا ہر عمل آسمان سے اترنے والی شریعت مطہرہ کے خلاف ہے۔

ہمارا حال تو یہ ہے کہ غم و الم کی خبر پہنچی تو جاہلوں کی طرح منہ پیٹا' رخسار لال کئے' سر میں مٹی ڈالی اور زبان سے وہ کلمے اور جملے ادا کئے کہ ایسا کفر تو عام کافر بھی نہ کرتے ہوں گے۔ یوں روئے پیٹے اور دھاڑے کہ بے عقلوں اور پاگلوں کو بھی مات دے دی اور خوشی کا موقع آیا تو یوں شتر بے مہار ہوئے کہ تن کے کپڑے اتار کر' شرم و حیاء کے لبادے تار تار کر کے ننگے ناچنے لگے۔ شریعت کی دھجیاں ایسے بکھیریں کہ یوں محسوس ہوا کہ شاید خوشی نام ہی اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی بغاوت کا ہے۔ سارا رمضان تقویٰ اور نیکی پر دروس' قرآن مجید کی تلاوت' قیام اللیل' توبہ و استغفار' روزہ کی حالت' علماء کی مجالس' صدقہ و خیرات' مساجد کی طرف رغبت...... اور ادھر عید کا چاند نظر آیا تو اعتکاف کرنے والوں کے سمیت سب دوڑے ہوئے بے حیائی' فحاشی' لہو و لعب اور منکرات کی طرف ایسے جاتے ہیں کہ جیسے کسی جانور کا رسہ کافی دیر بعد کھولا جائے تو وہ لپک کر اپنے چارے کی طرف ٹوٹ پڑتا ہے۔ ویڈیو کی دکانوں پر چار دن پہلے ہی وی سی آر بک ہو گئے۔ فلمی کیسٹوں کی زیادہ مانگ سے قلت پڑی تو چار گنا رقم زائد ادا کر کے عید کے تمام دنوں میں خوب منہ کالا کیا۔ شیطان کو خوش کیا۔ سینما گھروں پر ٹوٹ پڑے کہ ہر کوئی اللہ کی لعنت کو زیادہ سے زیادہ وصول کرنے کے لئے بے تاب ہے۔ کیونکہ اکثر نئی فلموں کا افتتاح عیدین کے ''مبارک'' موقع پر ہوتا ہے۔ بہنوں اور بیٹیوں کے سروں سے آنچل تو پہلے ہی غائب تھے اب بقایا کپڑے بھی اتنے مختصر' شوخ' بھڑکیلے اور تنگ ہوئے کہ دعوت عام ہے جو چاہے اس ''منڈی'' میں منہ مارے۔ جن کی بہنیں انہیں لے جانا پسند نہیں کرتیں وہ دوسروں کی بہنوں کو چھیڑنے کے لئے بازاروں میں پہنچ جاتے ہیں وہ بازار جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

اس زمین پر سب سے بدترین جگہیں بازار ہیں اور اس زمین کی سب سے بہترین جگہیں اللہ کی مساجد ہیں جہاں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

اور آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو طاقت رکھے تو بازار میں سب سے پہلے داخل ہونے والا مت بن' اور نہ سب سے آخر میں نکلنے والا۔ کیونکہ وہ شیطان کا میدان جنگ ہے اور وہ اپنا جھنڈا وہیں گاڑتا ہے۔ (مسلم)

ان شیطانوں کے اڈوں یعنی بازاروں میں بلا ضرورت نہیں جانا چاہئے اور صرف ضرورت پوری کر کے آدمی فوراً یہاں سے نکل آئے۔ بازار میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے تا کہ اس کا دھیان شیطانی کاموں کی بجائے اللہ کی طرف ہو اور وہ گناہوں سے بچا

ذرا سوچئے کوئی مزدور گھر پہنچنے سے پہلے ہی اپنی مزدوری کو برباد کر دے تو اس سے بڑھ کر بدنصیب اور بیوقوف کون ہوگا؟

رہے۔

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ' لہ الملک ولہ الحمدیحیی ویمیت وھوحی لا یموت بیدہ الخیر و ھو علی کل شیء قیر ...... (ترمذی' ابن ماجہ)

لیکن عید کا چاند دیکھتے ہی یہ بازار مسلمانوں کے نہیں بلکہ شیطان کے چیلے چانٹوں کے نظر آتے ہیں۔ دکانوں سے سجے ہوئے تنگ بازاروں کی جگہوں میں کھوے سے کھوا چلتا ہے۔ جوان لڑکے اور لڑکیاں یوں ایک دوسرے میں گھس کر رستہ بنا رہے ہوتے ہیں کہ باحیاء مسلمان تو یہ منظر صرف دیکھ کر یا سن کر ہی شرم سے پانی پانی ہو جائے ۔ حاجیوں' نمازیوں اور روزہ داروں کی بیویاں' بہنیں اور بیٹیاں سر عام غیرت کا جنازہ نکالتی ہیں کہ شیطان بھی سوچتا ہوگا کہ رمضان کے بعد بھی اگر میں اللہ کے ہاں جکڑا رہتا تو تب بھی اس کے حصے کا کام بخوبی کرنے کے لئے یہ نام نہاد مسلمان کافی تھے۔ سوائے ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے محفوظ فرمایا ہے۔

کوئی دکاندار کسی عورت کے ہاتھ کو تھامے چوڑیاں پہنا رہا ہے' کوئی دکاندار کسی جوان لڑکی کے ہاتھ پر مہندی کے ٹھپے لگا رہا ہے' کوئی آپا جی اور باجی جی کے لفظوں سے' کوئی کسی کے حسن و خوبصورتی

خوشی کا موقع آیا تو یوں شتر بے مہار ہوئے کہ تن کے کپڑے اتار کر' شرم وحیا کے لبادے تار تار کر کے ننگے ناچنے لگے۔ شریعت کی دھجیاں یوں بکھیریں کہ یوں محسوس ہوا کہ شاید خوشی نام ہی اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغاوت کا ہے۔

کی تعریف کر کے چاندی کما رہا ہے۔ بھانت بھانت کی بولیوں میں کوئی آوازیں کس کر' کوئی چھیڑ خانی سے' کوئی گنگنا کر اور کوئی خاموشی سے نظروں کے ساتھ زنا کے عمل کی طرف بڑھ رہا ہے۔ عام گلیاں اور سڑکیں بھی ٹولیوں کی شکل میں نکلنے والے مردوں اور عورتوں کے پُر فریب فیشن اور نمائش سے بھری بھری نظر آنے لگتی ہیں۔ پورے سال کی کمائی فقراء' مساجد اور مہاجرین و مجاہدین سے بچا بچا کر اب اس خوشی کے موقع پر تفریح کے نام پر برباد کر دی جاتی ہے۔ اس موقع پر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ ڈالروں کے قرضے لے کر زندہ رہنے والی غریب اور ترقی پذیر مملکت کی عوام ہے۔

محترم قارئین! اللہ رب العزت نے عید کا یہ مبارک دن مسلمانوں کو رمضان بھر کی محنت و مشقت کے صلے میں انعام کے طور پر دیا ہے۔ مسلمانوں سے روزوں اور دیگر عبادات کی ادائیگی میں جو کمیاں کوتاہیاں ہوتی ہیں یا منکرات سے بچنے میں جو غفلتیں ہوئی ہیں' اب اس کی تلافی اور آئندہ زندگی صحیح عقیدہ و منہج کے مطابق گزارنے کے عہد و پیمان کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ طریقہ ارشاد فرمایا کہ مسلمان رمضان ختم ہوتے ہی اگلے روز طہارت و نظافت کے تقاضوں کو پورا

عید کے مسائل

عیدالفطر کے لئے جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا سنت ہے

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن کھجوریں کھائے بغیر عیدگاہ کی طرف نہیں جاتے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھجوریں طاق کھاتے تھے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

نماز عید کے لئے پیدل جانا سنت ہے

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عیدگاہ کی طرف پیدل جانا سنت ہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور حدیث کو حسن کہا ہے۔

نماز عید کے لئے خواتین کو بھی عیدگاہ میں جانا چاہئے

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ دونوں عیدوں کے دن ہم حیض والی اور پردہ نشین (یعنی تمام) عورتوں کو عیدگاہ میں لائیں تاکہ وہ مسلمانوں کے ساتھ نماز اور دعا میں شرکت کریں۔ البتہ حیض والی عورتیں نماز نہ پڑھیں۔ اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

عیدالفطر کی نماز کا وقت اشراق کی نماز کا وقت ہے۔

سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ خود عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ کی نماز کے لئے لوگوں کے ساتھ عیدگاہ روانہ ہوئے تو امام کے دیر کرنے پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور فرمایا ہم تو اس وقت نماز پڑھ کر فارغ بھی ہو جایا کرتے تھے اور وہ اشراق کا وقت تھا۔ اسے ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

عیدالاضحیٰ کی نماز نسبتاً جلدی اور عیدالفطر کی نماز دیر سے پڑھنا مسنون ہے

سیدنا ابوالحویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے گورنر عمرو بن حزم کو تحریری طور پر یہ ہدایت فرمائی: عیدالاضحیٰ کی نماز جلدی پڑھو اور عیدالفطر کی نماز تاخیر سے پڑھو اور لوگوں کو خطبہ میں نیکی کی نصیحت کرو۔ اسے شافعی نے روایت کیا ہے۔

عیدگاہ آتے جاتے بکثرت تکبیریں پڑھنا سنت ہے

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما عید کے دن صبح صبح سورج نکلتے ہی عیدگاہ تشریف لے جاتے اور عیدگاہ تک تکبیریں کہتے جاتے۔ پھر عیدگاہ میں بھی تکبیریں کہتے رہتے یہاں تک کہ جب امام (خطبہ کے لئے) منبر پر بیٹھ جاتا تو تکبیریں پڑھنا چھوڑ دیتے۔ اسے شافعی نے روایت کیا ہے۔

مسنون تکبیر کے الفاظ درج ذیل ہیں

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایام تشریق (11`12`13) ذی الحجہ میں یہ تکبیر پڑھا کرتے تھے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ اسے ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے

عیدالفطر کی نماز کے لئے جانے سے قبل اور عیدالاضحیٰ کی نماز پڑھنے کے بعد کوئی چیز کھانا سنت ہے

سیدنا عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر کے موقع پر نماز کیلئے جانے سے پہلے ضرور کچھ کھالیا کرتے اور عیدالاضحیٰ کے موقع پر نماز عید پڑھنے سے پہلے کوئی چیز نہیں کھایا کرتے تھے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

اگر جمعہ کے روز عید آ جائے تو دونوں پڑھنے بہتر ہیں لیکن عید پڑھنے کے بعد اگر جمعہ کی بجائے صرف نماز ظہر ادا کی جائے تو بھی درست ہے

سیدنا ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے آج کے دن میں دو عیدیں (ایک عید دوسرا جمعہ) اکٹھی ہو گئی ہیں جو چاہے اس کیلئے جمعہ کے بدلے عید ہی کافی ہے لیکن ہم دونوں (یعنی جمعہ اور عید) ادا کریں گے اسے ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

اگر چاند کی اطلاع زوال سے قبل ملے تو نماز عید اسی روز ادا کر لینی چاہئے اگر زوال کے بعد اطلاع ملے تو نماز عید دوسرے روز ادا کی جائے گی

سیدنا ابوعمیر بن انس رضی اللہ نے اپنے انصاری چچاؤں سے روایت کی ہے انہوں نے کہا ہمیں شوال کا چاند ابر کی وجہ سے دکھائی نہیں دیا اور ہم نے روزہ رکھ لیا۔ پھر دن کے آخر میں ایک قافلہ آیا قافلے والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گواہی دی کہ انہوں نے رات چاند دیکھا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو اس دن کا روزہ افطار کرنے کا حکم دیا اور یہ بھی فرمایا کہ لوگ کل صبح نماز عید کے لئے (گھروں سے) نکلیں اسے احمد' ابوداؤد' نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

کرتے ہوئے کھلے میدان میں جمع ہو کر اجتماعی طور پر دو رکعتیں ادا کر کے وعظ و نصیحت کا خطبہ سن کر اپنے دلوں کو نرم کر کے اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ اس سے مغفرت طلب کریں۔ عاجزی و انکساری اختیار کریں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی ہے کہ جو لوگ اس دن مجھ سے مغفرت طلب کریں گے میں ان کے گناہ معاف کر دوں گا......

جب ایک مزدور کو مزدوری مل جائے۔ اس کی محنت کا صلہ موصول ہو جائے اور اس کی دلی مراد پوری ہو جائے تو یہ اس کے لئے انتہائی خوشی اور مسرت کا موقع ہوتا ہے۔ لہٰذا عید مسلمانوں کی اس خوشی کا موقع ہے کہ مسلمان اپنے رب کے احکامات میں پورا اتر کر خوش ہوتا ہے اور اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ مسلمانوں کے مسائل حل ہوتے ہیں۔ ذلتیں عزتوں میں بدلتی ہیں۔ گناہوں کے عادی توبہ کر کے نیکوکار بن جاتے ہیں تو یہی عید...... عید مبارک...... یعنی اللہ کی طرف سے برکتوں والوں عید بنتی ہے۔

جب مسلمان عید کے دن عسکری میدانوں کو گرمائیں گے تو پھر یاد رکھیے! کافر کبھی مسلمانوں کو مبارکبادی کا پیغام نہیں دیں گے بلکہ وہ تو خوفزدہ ہونگے کہ مسلمانوں کے رمضان اور عید کا چاند نظر آ گیا ہے اب ان کے ظلم کے نظام نہیں چل سکیں گے۔ مجاہدین کی یلغاریں ہونگی اور ان کی گردنیں!

ذرا سوچئے! اگر کوئی مزدور دن بھر پسینہ بہا کر شام کو سو روپیہ مزدوری وصول کرے...... لیکن گھر پہنچنے سے پہلے پہلے اس رقم کو برباد کر دے اور خالی ہاتھ اپنے بیوی بچوں میں واپس پلٹے تو بتائیے اس سے بڑھ کر بدنصیب اور بیوقوف کون ہوگا جو بہت کچھ کر کے بھی خالی دامن رہا۔ اللہ نے قرآن مجید میں ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمایا

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ﴿١٠٤﴾

"اے نبی ﷺ آپ فرما دیں میں تمہیں ایسے لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں کہ جو گھاٹے والے عمل کرتے ہیں۔ یہ وہ ہیں کہ جن کی کوششیں دنیا کی ہی زندگی میں برباد ہو گئیں اور وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔

ہم اپنی عیدوں کو مبارک اس طرح بنا سکتے ہیں کہ اپنے نیک اعمال کو اپنے ہاتھوں سے ضائع کرنے کی کوشش نہ کریں۔ برے اعمال سے بچیں گے تو نیک اعمال محفوظ رہیں گے۔ عید کے دن کی سنتوں کا خیال کریں۔ اپنی زبان، کان، دل، دماغ، جسم، دولت، اولاد غرض ہر چیز کو شیطانی کاموں سے بچا کر اللہ کے دین میں صرف کرنے کی کوشش کریں۔ ایک دوسرے کو محبت کے ساتھ جائز تحفے تحائف پیش کریں۔ عیسائیوں کی نقالی میں کرسمس کارڈ کی طرح عید کارڈ بھیجنے سے پرہیز کریں۔ عیسائی خوشی کے موقع پر کیک کھاتے ہیں لہٰذا کافروں کی مخالفت کرنے اور ان کی مشابہت سے بچنے کے لئے کیک کی بجائے دیگر کھانوں کا اہتمام کریں۔ ایک دوسرے کی اللہ کے لئے دعوتیں کریں۔ مسنون لباس زیب تن کریں۔ بعض بھائی رمضان میں داڑھی رکھتے ہیں اور عید والے دن شیو کروا دیتے ہیں یہ نہایت قبیح فعل ہے۔ اس مبارک دن کے موقع پر تو جن بھائیوں نے داڑھی نہیں رکھی انہیں رکھنے کا ارادہ کرنا چاہئے۔ زیادہ سے زیادہ استغفار کریں۔ جن عبادات کی کوشش رمضان میں کی اس کو دوام بخشیں بلکہ مزید بہتر بنائیں۔ ایک دوسرے کو وعظ و نصیحت کریں۔ فضول خرچی سے اجتناب کریں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے زیادہ سے زیادہ صدقہ و خیرات کریں۔ دوستوں کی مجلس میں فضول گپیں ہانکنے، گندے اور فحش لطیفے سنا کر ہنسانے اور ٹھٹھہ مذاق کرنے سے پرہیز کریں البتہ شائستہ مزاح کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔ اللہ کے دین کی بات کریں۔ امت مسلمہ کے مسائل کو حل کرنے کے لئے گفتگو کریں کیونکہ جس مجلس میں اللہ کا ذکر نہ ہو اس پر اللہ لعنت کرتے ہیں۔ گھر میں مہمان مرد و خواتین تشریف لاتے ہیں تو عورتوں کو غیر محرم مردوں سے بلا شرعی پردہ کے سامنے نہیں آنا چاہئے اور مردوں کو بھی اپنی نظروں کی حفاظت کرنی چاہئے۔ گھر میں گانوں کی بجائے تلاوت یا مجاہدین کے ترانوں کی کیسٹوں کا بندوبست کریں اور ان تمام باتوں سے بڑھ کر اہم بات یہ ہے کہ ہم وہ کام کریں کہ جو رسول اللہ ﷺ عید کے دن کیا کرتے تھے۔ احادیث میں کئی روایات موجود ہیں کہ عید کے دن رسول اللہ ﷺ تیر اور نیزہ بازی کے مقابلے کروایا کرتے تھے۔ صحابہ کرام اسلحہ سے مشقیں کیا کرتے تھے۔ اس مبارک دن میں نبی ﷺ کفار کے غرور و گھمنڈ کو توڑنے کے لئے جہاد کے لشکر روانہ فرمایا کرتے تھے۔ اس سنت کو زندہ کرنا اس دور میں بہت ضروری ہو گیا ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ عید کی نماز کے بعد اسی کھلے میدان میں جہادی مشقیں کریں۔ نوجوان کافروں کی کھیلیں اختیار کرنے کی بجائے اس دن جہاد کی سنت کو زندہ کریں۔

ہر سال عید کے موقع پر کافروں کے لیڈروں کی طرف سے مسلمانوں کو عید مبارک کے پیغامات آتے ہیں اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ ان کی عید تو خود ہماری ہی تیار کردہ سازش کے تحت منائی جاتی ہے۔ لیکن جب مسلمان اللہ کے فضل و کرم سے عید کے دن جہاد کی سنت زندہ کریں گے اور عسکری میدانوں کو گرمائیں گے تو پھر یاد رکھیے! کافر کبھی مسلمانوں کو مبارکبادی کا پیغام نہیں دیں گے بلکہ وہ تو خوفزدہ ہونگے کہ مسلمانوں کے رمضان اور عید کا چاند نظر آ گیا ہے لہٰذا اب ان کے ظلم کے نظام نہیں چل سکیں گے۔ مسلمانوں کی یلغاریں ہوں گی اور ان کی گردنیں ہونگی۔ بدر اور فتح مکہ کی تاریخ دہرائی جائے گی۔ ایسی عیدوں کے ساتھ غلامی کی زنجیریں کٹ جاتی ہیں اور آزادی کے سورج طلوع ہوتے ہیں۔

ایسی عیدیں فتح و نصرت کے عظیم پیغام لاتی ہیں۔ جس میں اللہ کے فرشتے قطار اندر قطار آسمانوں سے نازل ہو کر مسلمان مجاہدوں کے شانہ بشانہ چلتے ہیں۔ اللہ کی عبادت کر کے سنت رسول ﷺ پر عمل کر کے ہی عید کی خوشیوں کا مزہ دوبالا ہو سکتا ہے۔ پھر نئے کپڑے بھی اچھے لگتے ہیں نئے جوتے اور میٹھی سویاں بھی۔

آخری گذارش یہ ہے کہ اس مرتبہ عیسائیوں کی عید یعنی کرسمس، اور عیسائیوں کے نئے سال کی آمد پر ہیپی نیو ائر اور مسلمانوں کی عید ایک ہی ہفتے میں آ رہی ہے۔ اب اس موقع پر ایمان والوں کو اپنے طرز عمل سے ثابت کرنا ہے کہ ان کی عید اور ہماری عید میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ جو طریقے عیسائی اپنی کرسمس کے لئے اختیار کرتے ہیں ہمیں ان کی بجائے شریعت کو اختیار کرنا ہے اسی طرح "ہیپی نیو ائیر" بھی خالصتاً کافروں کا تہوار ہے۔ مسلمانوں کا سال تو محرم سے شروع ہوتا ہے اور ذوالحجہ پر ختم ہوتا ہے۔ کافروں کی خوشیاں ہماری خوشیاں نہیں اور کافروں کے غم ہمارے غم نہیں۔ کیونکہ وہ اللہ کے دین کے باغی ہیں اور مسلمانوں کو ہمیشہ نقصان پہنچاتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں ان کی تہذیب و ثقافت میں بھی مخالفت کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق نصیب فرمائے اور استقامت عطا فرمائے۔ آمین

ضرورت کتب لائبریری

علاقہ میں قرآن و حدیث کی تبلیغ کے لئے محمدی لائبریری کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ جس کے لئے ہمیں درج ذیل کتب، احادیث کے علاوہ دیگر لٹریچر کی اشد ضرورت ہے۔ صحیح بخاری مکمل، ابی داؤد مکمل، ابن ماجہ، موطا امام مالک، بلوغ المرام، تفسیر احسن البیان، مولانا صادق سیالکوٹی کا مکمل سیٹ۔ مخیر حضرات سے اپیل ہے کہ درج بالا کتب بھیج کر صدقہ جاریہ میں حصہ لیں۔

برائے رابطہ: ابوطلحہ محمد نواز سلفی۔ محمدی لائبریری جامع مسجد اہلحدیث شاہ جیونہ روڈ تحصیل و ضلع جھنگ

صدر مملکت کا اختیار معافی شریعت اسلامی کی نظر میں

مفتی عبدالرحمٰن الرحمانی حفظہ اللہ

اس بحث سے قطع نظر کہ نواز شریف مجرم تھے یا نہیں' ذیل کی تحریر میں صرف اس بات کا کتاب وسنت کی روشنی میں ایک علمی جائزہ پیش کیا جارہا ہے کہ کیا کسی سربراہ مملکت کو یہ اختیار دیا جاسکتا ہے کہ وہ کسی مجرم کی پھانسی اور عمر قید سمیت کوئی بھی سزا بیک جنبش قلم معاف کردے۔ امید ہے قارئین اس سے علمی طور پر استفادہ کریں گے۔ ادارہ

پاکستان اور دنیا کے بیشتر ممالک میں سربراہ مملکت کو آئینی طور پر یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی بڑے سے بڑے شخصی یا قومی مجرم کو اس کی طرف سے رحم کی اپیل پر معاف کرسکتا ہے. جس کے بعد وہ مجرم قانون وعدالت کی نظر میں قصوروار ثابت ہونے کے باوجود ہر قسم کی سزا سے مستثنیٰ تصور ہوگا۔ انسانی حقوق کے تحفظ کے دعویدار جدید معاشرہ میں اس اختیار کے ذریعہ سے نامعلوم کتنے خطرناک مجرموں کو اجتماعی تخریب وتفسید کے لئے بے لگام چھوڑا گیا ہوگا۔ اور کتنی زیادہ تعداد میں جرائم کے ارتکاب پر آمادہ کیا ہوگا۔ عقلی اور شرعی دونوں اعتبار سے یہ اختیار صرف اور صرف خالق کائنات کے پاس ہونا چاہئے جس کی حیثیت پوری مخلوق کیلئے یکساں ہے معزز ومعظم ہے لیکن وہ بھی عدل وانصاف اور شخصی حقوق کے احترام کو اپنے لئے لازم قرار دیتا ہے اور تمام انسانوں کو اسی کا حکم فرماتا ہے۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان

اللہ تعالی عدل وانصاف قائم کرنے اور احسان کا حکم فرماتا ہے۔

ولقد ارسلنا رسلنا بالبینت وانزلنا معھم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط

یقیناً ہم نے اپنے رسولوں کو دلائل وبینات کے ساتھ بھیجا ہے اور ان کے ساتھ کتاب اور المیزان (میزان عدل) اتارے ہیں تاکہ لوگ عدل وانصاف قائم کریں۔

عدل وانصاف کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ قومی اور حقوق العباد کے مجرموں کو صرف اہل حقوق ہی معاف کرسکتے ہیں۔ کسی بادشاہ یا سربراہ کو یہ اختیار دینا کہ وہ جب چاہے دوسرے انسانوں کے حقوق تلف کرنے والوں یا قومی مجرموں کو اہل حقوق اور قوم کی مرضی کے بغیر معاف کردے۔ یہ اہل حق اور قوم کے ساتھ بدترین ظلم اور سخت ناانصافی ہے۔

معاف کرنے کا اختیار صرف اہل حق کے پاس ہے

اسلامی شریعت کی نظر میں معاف کرنے کا اختیار صرف اہل حق کو حاصل ہے۔ جن کو قصاص اور بدلہ لینے کا اختیار ہے' وہی مجرم کو معاف بھی کرسکتے ہیں۔ یہ کونسا انصاف ہے کہ قصاص اور بدلہ کسی کا حق ہو اور اس کو معاف کرنے کا اختیار کسی دوسرے انسان کو سونپ دیا جائے۔

اسلام میں قصاص وبدلے کے انسانی حق کو مقدم رکھا گیا ہے اور اس کی اہمیت وافادیت پر بہت زور دیا گیا ہے۔ سورۃ البقرہ میں اللہ تعالی قصاص کو انسانی معاشرے کی زندگی قرار دیتے ہیں اور اس کی وصولی کا حق دار صرف اہل حق کو تسلیم کرتے ہیں ارشاد باری تعالی ہے۔ ولکم فی القصاص حیوۃ یا اولی الالباب لعلکم تتقون۔ (التوبہ 179)

اور تمہارے لئے قصاص لینے میں زندگی ہے اے عقل والو! تاکہ تم متقی پرہیزگار بن جاؤ (مظالم سے باز آجاؤ) مظالم کے معاف کرنے کا استحقاق واختیار اہل حقوق اور صاحب قصاص کے لئے مختلف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: فمن عفی لہ من اخیہ شیء فاتباع بالمعروف واداء الیہ باحسان ذالک تخفیف من ربکم ورحمۃ فمن اعتدیٰ بعد ذالک فلہ عذاب الیم۔ (البقرہ 178)

چنانچہ جس شخص کو اس کے بھائی کی طرف سے کوئی چیز معاف کردی جائے تو معروف طریقہ سے اس کا پیچھا کیا جائے (وصولی کے لئے) اور نہایت احسان واچھائی کے ساتھ (طے شدہ معاوضہ) اس کو (صاحب حق کو) ادا کردیا جائے (صاحب حق کی طرف سے معافی کی یہ صورت) تمہارے رب کی طرف سے ایک آسانی اور سہولت ہے اور خاص رحمت ہے چنانچہ (معافی) کے بعد جو شخص زیادتی کرے گا تو اس کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔

غور فرمایئے اللہ تعالی نے صرف صاحب حق کو ہی معاف کرنے کا مجاز قرار دیا ہے اور قاتل وظالم کو اپنا معاملہ اسی کے ساتھ طے کرنے کی ہدایت دی ہے۔ کیونکہ غیر صاحب حق کو یہ اختیار دینا خواہ وہ معاشرے کی کتنی ہی بڑی شخصیت کیوں نہ ہو' عدل وانصاف کے فطری اور منطقی تقاضوں کے منافی ہونے کے علاوہ صاحب حق کے لئے کسی طرح قابل قبول نہیں ہوسکتا۔ یہ اختیار ظالم وقاتل اور کسی بھی مجرم کیلئے بظاہر عفو واحسان اور رحمت ورافت ہے لیکن مظلومین اور ان کے ورثاء کے ساتھ ظلم وعدوان ہے۔ اور درحقیقت یہ ظالمین کیلئے بھی ان کو ظلم سے باز رکھنے کی بجائے اس پر آمادہ کرنے کا موجب ہے۔ یہ مظلومیت کی کھلی حق تلفی اور معاشرے میں جرائم کے ارتکاب کی حوصلہ افزائی کا بہت بڑا وسیلہ ثابت ہوتا ہے۔ ایسے اختیار کو حق وانصاف کی نظر میں کیسے جائز اور درست قرار دیا جاسکتا ہے۔

حقوق العباد کی اہمیت

اسلام میں شخصی اور ذاتی حقوق کی کس قدر اہمیت ہے اور حقوق الناس میں ظلم وزیادتی کو کس قدر زیادہ سنگین جرم قرار دیا گیا ہے اس کا اندازہ مظالم سے متعلقہ آیات واحادیث کے مطالعہ سے کیا جاسکتا ہے۔ نمونہ کے طور پر چند نصوص پیش کی جاتی ہیں۔

الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الامن وھم مھتدون. (انعام)

جو لوگ ایمان لائے اور پھر اپنے ایمان کو کسی طرح کے ظلم کے ساتھ مخلوط نہیں کیا' انہی کے لئے امن وسلامتی ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔

صحیح بخاری کتاب التفسیر میں مروی ایک مرفوع حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ ظلم کی تفسیر شرک کے ساتھ بیان فرمائی ہے کیونکہ شرک بھی حقوق اللہ میں ظلم وتقصیر ہی ہے۔ لہذا سب سے بڑا ظلم وہ ہے جو رب کائنات کے حق میں کیا جائے۔

قیامت کے روز جب نفسا نفسی کا عالم ہوگا' سب سے پہلے حقوق ومظالم کے فیصلے کئے جائیں گے۔ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی منقول ہے اول ما یقضی بین

الناس یوم القیامة فی الدماء۔ (بخاری ومسلم کتاب المظالم)

قیامت کے روز لوگوں کے درمیان سب سے پہلے حقوق ومظالم اور خون کے فیصلے کئے جائیں گے۔ حدیث بالا سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالی کی شریعت میں حقوق الناس کی کس قدر زیادہ اہمیت ہے اور یہ کہ دوسروں کے حقوق میں بڑی سے بڑی شخصیت کے لئے مداخلت کا کوئی جواز نہیں ہے۔

اسی مضمون کی ایک دوسری مفصل حدیث کا مطالعہ موضوع کی تفصیلات فراہم کرتا ہے۔

قال النبی ﷺ من كانت له مظلمة لاخيه من عرضه او شیء فليتحلله منه اليوم قبل ان لايكون دينار ولا درهم ان كان له عمل صالح اخذ منه بقدر مظلمته وان لم يكن له حسنات اخذ من سيئات صاحبه فحمل عليه . (صحیح بخاری کتاب المظالم)

جس نے اپنے کسی بھائی کی عزت وآبرو یا کسی اور چیز میں کوئی زیادتی کی ہو وہ آج اس سے معاف کرالے اس سے قبل کہ کوئی درہم و دینار کام نہ آئے گا۔ اگر زیادتی کرنے والے کے کچھ نیک اعمال ہوں گے تو مظلوم کے حق میں ضبط کرلئے جائیں گے ورنہ مظلوم کے گناہ اس کے حساب میں داخل کردیئے جائیں گے۔

حدیث مذکور سے صراحت کے ساتھ معلوم ہوا کہ حقوق مظالم کا استیفاء اور ان میں عدل وانصاف کا قیام یوم حساب کا اہم ترین عمل ہوگا اور یہ کہ مظلوم کے سوا کوئی دوسرا شخص ظالم کو معاف کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتا چاہے وہ حقوق ومظالم مالی ہوں یا جانی یا عزت وآبرو سے متعلق ہوں۔

حقوق کی ادائیگی صرف اہل حقوق کے لئے

قال النبی ﷺ لتودن الحقوق الى اهلها يوم القيمة حتى يقال للشاة الحلجاء من الشاة القرنآء۔ (رواہ مسلم)

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: قیامت کے دن حقداروں کو ان کے تمام حقوق ادا کئے جائیں گے اور سب کی حق رسی کی جائے گی حتی کہ غیر سینگ دار بکری کے لئے سینگ دار بکری کی طرف سے کی گئی زیادتیوں کا قصاص لیا جائے گا۔ حالانکہ حشر ونشر کے بعد دائمی زندگی اور جنت وجہنم صرف انسانوں اور جنوں کیلئے ہے لیکن حق تعالی بتقاضائے عدل تمام مخلوق کی حق رسی فرمائیں گے۔

وقال النبی ﷺ المفلس من امتی من ياتی يوم القيمة بصلوة وصيام وزكوة وياتی قد شتم هذا وقذف هذا واكل مال هذا وسفك دم هذا وضرب هذا فيعطى هذا من حسناته وهذا من حسناته فان فنيت حسناته قبل ان يقضى ما عليه اخذ من خطياتهم فطرحت عليه ثم طرح فی النار۔ (رواہ البخاری ومسلم کتاب المظالم)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: قیامت کے روز میری امت میں سے مفلس ونادار شخص وہ ہوگا جس کے پاس نماز، روزہ اور زکوۃ جیسے نیک اعمال موجود ہوں گے لیکن کسی کو اس نے گالی دی ہوگی۔ کسی پر بہتان تراشا ہوگا، کسی کا ناحق مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو ناجائز زدوکوب کیا ہوگا چنانچہ مذکورہ بالا تمام مظلومین کو اس کی نیکیوں میں سے نیکیاں تقسیم کردی جائیں گی حتی کہ اگر اس کی تمام نیکیاں ختم ہوجائیں گی اور ابھی تک مظلوموں کی حق رسی نہ ہوگی تو ان (مظلوموں) کی خطائیں اس ظالم کے حساب میں ڈال دی جائیں گی، اور پھر اس کو جہنم کی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

حدیث بالا سے معلوم ہوا کہ حقوق العباد کے مجرم کو اللہ تعالی بھی معاف نہیں فرمائیں گے جب تک خود حقدار اس پر راضی نہ ہوجائیں۔

حقوق العباد کے مجرم کو اللہ تعالی بھی معاف نہیں فرمائیں گے جب تک خود حقدار یا متعلقہ متاثرین اس پر راضی نہ ہوں

من اصيب بدم او خبل فهو بالخيار بين احدى ثلث فان اراد الرابعة فخذوا على يديه بين ان يقتص او يعفو او ياخذ العقل فان اخذ من ذلك شيئا ثم عدا بعد ذلك فله النار خالدا فيها مخلدا ابدا (رواہ ابوداؤد والدارمی) (مشکوۃ کتاب القصاص والدیات فصل ثانی)

جس شخص کا کوئی خون کیا گیا یا اسے زخمی کردیا گیا تو اسے تین باتوں میں سے ایک کے اختیار کرنے کا حق حاصل ہے۔ 1۔ قصاص لے۔ 2۔ یا معاف کردے۔ 3۔ یا دیت وصول کرلے، اگر کوئی چوتھی صورت اختیار کرنا چاہے تو اس کے ہاتھ پکڑ لو۔ اور اگر تین اختیارات میں سے کوئی استعمال کرکے پھر اس کے بعد کسی طرح کی زیادتی کرے تو اس کیلئے ہمیشہ کی جہنم ہے

غور فرمایئے شریعت اسلامیہ میں ہر ظلم وزیادتی جانی ہو یا مالی کی صورت میں بدلہ لینے یا معاف کرنے کا حق صرف اور صرف اہل حقوق (متعلقہ متاثرین) کے لئے تسلیم کیا گیا اور عقل ونظر کے اعتبار سے یہی بات قرین انصاف بھی ہے۔ کسی بادشاہ یا سربراہ مملکت کو مجرم کے لئے معافی کا حق سونپنا مظلوموں اور ظلم سے متاثر ہونے والے جملہ انسانوں کے لئے کھلی بے انصافی ہے۔

بقیہ آپ کے سوال

ابو مرحوم عبدالرحمن بن میمون اور سہل بن معاذ دو راوی قابل حجت نہیں۔

اس میں دو باتوں کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ 1۔ اس کی سند میں ابو مرحوم عبدالرحمن بن میمون نہیں بلکہ ابو مرحوم بن میمون ہے یہ تساہل صاحب عون کا ہے جس کی متابعت میں حافظ صاحب نے عبدالرحمن بن میمون ذکر کردیا ہے۔ امام منذری نے خود اس کی وضاحت کی ہے چنانچہ "الترغیب والترھیب" ص 429 ج 3 میں فرماتے ہیں "ورواه ابوداؤد ايضا من طريق ابی مرحوم واسمه عبدالرحيم بن ميمون عن سهل بن معاذ عن ابيه مرفوعا بنحوه"

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرح ابوداؤد رحمہ اللہ نے ابو مرحوم جس کا نام عبدالرحیم بن میمون ہے کے طریق سے از سھل بن معاذ از معاذ بن انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے سہل بن معاذ بن انس الجھنی کے ترجمہ میں تہذیب التھذیب 2\447 کے اندر بھی ابو مرحوم کا نام عبدالرحیم بن میمون ہی ذکر کیا ہے۔ عبدالرحمن بن میمون المدنی کے بارے میں لکھا ہے کہ "صدوق زاھد" یہ راوی سچا اور زاہد تھا۔ اور سہل بن معاذ کے بارے میں تقریب ص:139 میں لکھا ہے "لا بأس به الا فی روايات زبان عنه" اس کے بارے میں کوئی حرج نہیں سوائے ان روایات کے جنہیں اس سے زبان بن فائد نے روایت کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ دونوں راوی حسن درجے کے ہیں۔ سھل کی وہ روایت بالخصوص ضعیف ہوگی جو اس سے زبان بن فائد نے ذکر کی ہو جبکہ ابوداؤد میں مروی یہ روایت اس سے نافع بن یزید نے بیان کی ہے۔

بعض اہل علم نے اس سند پر یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ سعید بن ابی مریم نے اس روایت کو نافع بن زید سے شک کے ساتھ بیان کیا سماع کی پختگی ذکر نہیں کی حالانکہ امام طبرانی نے المعجم الکبیر 142/20 میں سعید بن ابی مریم سے اسے شک کے بغیر ہی ذکر کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سند حسن درجے کی ہے پھر تاریخ کبیر بخاری والی زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث اس کا قوی شاہد بھی ہے۔ لہذا اسلام کے کلمات میں "مغفرته" کا اضافہ صحیح ودرست ہے اللہ تبارک وتعالی منہج اسلاف پر قائم ودائم رکھے اور ضد وتعصب سے بالا رہ کر صحیح بات کو قبول کرنے کی توفیق بخشے لغزشوں اور خطاؤں سے محفوظ فرمائے۔ آمین

تبدیلی دفتر شجاع آباد

بیت المجاہدین لشکر طیبہ مرکز الدعوۃ والارشاد بودلہ کالونی نزد پل نہر چھوٹی نہر شجاع آباد

تبدیلی دفتر جڑانوالہ

دفتر مجاہدین لشکر طیبہ بالائی منزل حبیب بنک غلہ منڈی
جڑانوالہ مرکز الدعوۃ والارشاد PH-311139

ہندو راہنما کوتلیہ چانکیہ کی کتاب "ارتھ شاستر" اور بھارت پر اس کے بدترین اثرات

بھارت کی حکومت ۱۹۴۷ء سے لے کر موجودہ اکیسویں صدی کے آغاز تک متواتر کوتلیہ چانکیہ کی کتاب کو شائع کر رہی ہے اور ہندوستان ہی نہیں بلکہ دنیا بھر میں عام کر رہی ہے۔۔ دوسرے لفظوں میں ہندوستان کی حکومت کے مذہبی اور سیاسی رجحان کی بنیاد کوتلیہ چانکیہ کی کتاب بن چکی ہے۔ چنانچہ یہ ضروری ہو گیا ہے کہ ہم موجودہ ہندوستان کو سمجھنے کے لئے۔۔ اس کے فکری ماخذ اور سرچشمے ''ارتھ شاستر'' پر ایک نظر ڈالیں اور پھر بھارت کے موجودہ حالات اور اقدامات کو سامنے رکھتے ہوئے اس کے مستقبل کے ارادوں اور عزائم سے واقف ہوں کہ وہ کیا ہو سکتے ہیں۔

معروف ترین ہندو مفکر ''کوتلیہ چانکیہ'' عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے ساڑھے تین یا چار سو سال قبل پیدا ہوا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ جنوبی ہند میں پیدا ہوا۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ شمالی ہند میں پیدا ہوا۔۔ تاہم اس بات پر مؤرخین متفق ہیں کہ اس نے شمالی ہند کا علاقہ جو اس وقت پاکستان ہے 'کے شہر' ٹیکسلا'' میں تعلیم حاصل کی اور یہیں اپنے دور کی ٹیکسلا یونیورسٹی میں استاد مقرر ہوا۔ وہ بڑا معروف اور مایہ ناز استاد تھا۔ یاد رہے! ٹیکسلا' پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد سے آدھے گھنٹے کی مسافت پر پشاور روڈ پر واقع ہے۔ یہ پاکستان کا تاریخی شہر ہے جہاں برصغیر کی قدیم تاریخ کا عجائب گھر بھی ہے۔

کوتلیہ چانکیہ 'ٹیڑھی میڑھی ٹانگوں والا غریب اور بدصورت انسان تھا۔ ذات کا برہمن تھا۔ وہ کسی نہ کسی طرح شمالی ہند کے علاقے ''پاٹلی پتر'' کے بادشاہ ''نندا'' کے دربار میں پہنچ گیا۔ وہ ویدوں اور منتروں پر عبور رکھنے کے ساتھ ساتھ دنیاوی علوم اور چالبازیوں کا بھی ماہر تھا۔۔ بہرحال اس کی یہ مہارت نندا بادشاہ کی بربادی کا باعث بنی کیونکہ کوتلیہ چانکیہ ہندوستان کے بادشاہ چندر گپت موریہ کا ساتھی بن گیا تھا۔ نندا اس قدر طاقتور بادشاہ تھا کہ سکندر اعظم بھی اسے پوری طرح شکست نہ دے سکا تھا لیکن نندا کو چندر گپت موریہ نے شکست دے کر صفحہ ہستی سے ہٹا ڈالا اور خود ہندوستان کا تاریخ ساز بادشاہ بنا۔ اس ساری تبدیلی میں کوتلیہ چانکیہ ہی کا ہاتھ تھا۔

کوتلیہ چانکیہ نے اپنی زندگی کے تجربات پر مبنی ایک کتاب لکھی جس کا نام ''ارتھ شاستر'' ہے ''ارتھ'' کا معنی دولت ہے۔ یعنی یہ ایسا شاستر ''علمی کتاب'' ہے جس پر عمل پیرا ہونے سے ہر طرح کی دولت میسر آتی ہے۔ مال کی دولت 'علم کی دولت اور اقتدار وغیرہ کی دولت۔

مؤرخ اس بات پر متفق ہیں کہ مذکورہ کتاب ۳۱۱ سے ۳۰۰ قبل مسیح کے دوران تصنیف ہوئی۔ اس کتاب کا اصل سنسکرت متن ۱۹۰۴ء میں دریافت ہوا۔ شام شاستری نے اسے مرتب کیا اور ۱۹۰۵ء میں اور دوسری بار ۱۹۰۹ء میں اسے شائع کیا گیا۔ بعدازاں حکومت ہند ۱۹۴۷ء سے لے کر اب تک اس کتاب کو سنسکرت متن اور انگریزی ترجمہ کے ساتھ بار ہا شائع کر چکی ہے اور شائع کر رہی ہے۔ پاکستان میں اس کتاب کا ترجمہ جناب سلیم اختر نے کیا ہے۔ ادارہ نگارشات کی جانب سے شائع ہونے والی چھ صد بائیس صفحات پر مشتمل اس

امیر حمزہ

کتاب کے چند مقامات ہم قارئین کے سامنے رکھتے ہیں تاکہ بھارتی حکومت کے ذہن کا پتہ چل سکے کہ وہ جو کچھ کر رہی ہے اور کرنے والی ہے وہ ایک ایسی کتاب سے اخذ کردہ ہے جو چانکیہ کی جھوٹ اور چالباز سیاست کی آئینہ دار ہے۔

ملک سے سرمایہ لے جانے والے تاجر کا قتل

جو شخص اچھی خاصی جائداد کا مالک ہونے کے باوجود دولت کے حصول میں لگا رہے۔ اس دولت کو کہیں لگائے یا اس میں اضافہ کرے یا دیہاتیوں یا شہریوں کو قرض دے۔ بیرونی ممالک میں سرمایہ منتقل کرے تو سراغرسانی کی مدد سے معلوم کرنا چاہئے کہ (کیا) اس کو مشورہ دینے والے (اس کے) ملازم 'رشتہ دار وغیرہ ہیں؟ اس کی آمد و خرچ کیا ہے؟ دوسرے ملکوں میں اس کے کارندوں سے حقیقت اگلوائی جائے۔ جب راز معلوم ہو جائے تو اسے قتل کرا دیا جائے اور ظاہر یوں کیا جائے کہ اس کے کسی دشمن کا کام ہے۔ (ارتھ شاستر صفحہ ۹۵)

مزدور عورت کا انگوٹھا کاٹ دیا جائے

جو عورت کام مکمل نہ کرے حالانکہ اس نے معاوضہ وصول کیا ہو تو اس کا انگوٹھا قطع کر دیا جائے۔ (صفحہ ۱۴۲)

نوچندی پر گھوڑوں اور ہاتھیوں کی ''آرتی''

چاند کی نو تاریخ کو ''نوچندی'' کہا جاتا ہے یہ تاریخ ہندوؤں کے ہاں بڑی متبرک تاریخ ہے۔ لہٰذا اس موقع پر ان کے میلے بھی ہوتے ہیں اور متبرک رسومات بھی۔ اسی بناء پر کوتلیہ چانکیہ رقمطراز ہوتا ہے:

''نوچندی پر ''بھوتس دیوتا'' کو قربانی پیش کی جائے گی۔ چاندرات کو خیر و برکت کے اثرات کے حامل بھجن بھی گائے جائیں گے۔ اسوج کی نویں تاریخ کے علاوہ سفر پر روانہ ہونے اور لوٹ کر آنے کے موقع پر پجاری لوگ گھوڑوں کی صحت و سلامتی کے لئے آرتی اتارا کرے گا۔'' (صفحہ ۱۶۸)

''نوچندی اور چاندرات کے موقع پر کماندار ہاتھیوں کی صحت و سلامتی کے لئے قربانیاں دیں گے۔'' (صفحہ ۱۷۴)

نوٹ: برصغیر میں ہندوؤں سے مسلمان ہونے والے لوگوں میں سے کئی مسلمان ایسے ہیں جو آج بھی نوچندی کو متبرک جانتے ہیں۔ اس روز میلے منعقد کرتے ہیں اور مزاروں پر جا کر رسومات ادا کرتے ہیں۔

بدکرداری جائز

اپنی نسل بڑھانے کی غرض سے اپنے شوہر ہی کی ذات کے کسی مرد سے جنسی ملاپ کرنے والی عورت بے گناہ تصور ہو گی۔ (صفحہ ۲۰۶)

عورت وراثت کی حقدار نہیں

وراثت میں لڑکیوں کا کوئی حصہ نہیں ہو گا۔ وہ اپنی ماں کے انتقال کے بعد اس کے کانسی کے برتن اور زیور ہی لینے کی حقدار ہوں گی۔ (صفحہ ۲۱۱)

نوٹ: ہم برصغیر کے مسلمانوں کا آج بھی وطیرہ یہی ہے کہ بچیوں کو جائیداد میں خاص طور پر زرعی زمین میں حصہ نہیں دیا جاتا حالانکہ اسلام نے وراثت میں بیٹے کے مقابلے میں بیٹی کو آدھا حصہ کا حقدار بنایا ہے۔ جی ہاں! وطیرہ یہی ہے کہ جہیز پر ٹرخا دیا جاتا ہے۔ جہیز کی خوب نمائش کی جاتی ہے اور یہ رسم اس قدر قبیح شکل اختیار کر چکی ہے کہ جہیز کم لانے والی دلہن کو طعنے دیئے جاتے ہیں حتیٰ کہ بعض اوقات حیلوں بہانوں سے قتل کر دیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں ہندو لڑکیوں کو آج بھی اس لعنت کی بھینٹ چڑھا کر مارا جاتا ہے اور جو زندہ رہتی ہیں تو ایک عرصہ تک ان کی زندگی جہنم بنی رہتی ہے۔

ماؤں کی ذاتوں کی بنیاد پر بیٹوں کے حصے

اگر کسی برہمن کی چار بیویاں چاروں ذاتوں سے ہوں تو اس کے ترکے میں سے برہمنی کا بیٹا چار حصے ' کھترانی کا تین حصے 'ویش کا دو حصے اور شودر عورت کا بیٹا ایک حصے کا حقدار قرار پائے گا۔ (صفحہ ۲۱۲)

دو باپوں کی جائداد کا وارث

اپنی ذات یا کسی غیر ذات کے مرد سے اپنی بیوی کو حاملہ کروا کر اولاد پیدا کرائی جائے تو اس کو "کھشے تراج" کہتے ہیں۔ کھشے تراج کے عمل سے پیدا ہونے والا لڑکا اپنے دونوں باپوں کی جائداد کا وارث تصور کیا جائے گا اور دونوں ہی ذاتوں سے متعلقہ ہوگا۔ چنانچہ وہ دونوں ذاتوں کے رسوم و رواج کا پابند اور وراثت کا حقدار ہو گا۔ (صفحہ ۲۱۴)

برہمن بچے کی فروخت ناجائز شودر کی جائز

کسی آریہ (برہمن) کو ہرگز غلام نہیں بنایا جائے گا لیکن ملیچھ لوگ اگر اپنے بچوں کو فروخت کریں یا گروی رکھیں تو مجرم تصور نہیں ہوں گے۔ (صفحہ ۲۴۰)

ذاتوں کے اعتبار سے سزا

اگر برہمن ' کھتری ' ویش ' شودر اور ادھرمیوں میں سے کوئی اپنے سے برتر ذات کے فرد کی عادات واطوار کا مذاق اڑائے تو جرمانہ تین پن (اس دور میں رائج الوقت سکہ) سے شروع ہوگا اور بتدریج بڑھتا چلا جائے گا۔ اگر برتر ذات والا کم تر ذات والے کو گالی دے تو جرمانہ دو پن کے حساب سے فی درجہ گھٹتا چلا جائے گا۔ (صفحہ ۲۵۷)

برہمن کو تھپڑ یا ٹانگ مارنے کی سزا

کوئی شودر جس ہاتھ یا پاؤں سے برہمن کو مارے وہ قطع (کاٹ) دیا جائے۔ (صفحہ ۲۵۸)

قدرتی آفات سے بچنے کے لئے پوجا کے طریقے

آگ کی عبادت

موسم گرما میں آگ سے بچاؤ کے لئے عام دنوں کے علاوہ چاند کی پہلی تاریخ اور چاندرات کو خصوصاً آگ کی عبادت کی جائے اور چڑھاوے چڑھائے جائیں۔ (صفحہ ۲۷۳)

دریا کی عبادت

سیلاب سے بچنے کے لئے نوچندی اور چاندرات کو دریا کی عبادت کی جائے۔ خشک موسم میں نوچندی اور "پورن ماشی" یعنی چودھویں کے چاند کی رات کے موقع پر پربتوں (پہاڑوں) اور سمندر کی عبادت کی جائے۔ (صفحہ ۲۷۳)

چوہے کی پوجا

چوہوں کو مارنے کے لئے تھوہر میں دانے بھگو کر بکھیر دیئے جائیں۔ نوچندی اور پورے چاند (چودھویں رات کے چاند) کی رات کو "چوہا پوجا" کی جائے۔ اسی طرح کے طریقے ' ٹڈیوں ' پرندوں اور کیڑوں مکوڑوں سے بچنے کی غرض سے اختیار کیے جائیں۔ (صفحہ ۲۷۵)

ہندو دوستو! ایک طرف چوہے کے نقصانات سے بچنے کے لئے اسے مارا جا رہا ہے دوسری طرف اس کی پوجا کی جاری ہے۔ جو چاہے تیرا حسن کرشمہ ساز کرے۔

شیاطین سے بچاؤ کے لئے

راکھشسوں (شیاطین) سے بچنے کے لئے اتھروید کے گیانی ' جادو اور روحانیات کے ماہرین اہم رسمیں ادا کریں۔ نوچندی اور چاند رات کو "چیتیہ پوجا" کی جائے جس میں چبوترے پر چھتری ' ایک بازو کی تصویر ' ایک جھنڈی اور تھوڑا سا بکری کا گوشت رکھا جاتا ہے۔

چانکیہ کی تعلیمات کے مطابق 1947ء میں ہندوستان کی چھ صوبائی حکومتوں نے پولیس کی مدد سے مسلم کش فسادات برپا کئے۔ مسلمانوں کا قتل عام ہوا۔ دکانیں اور گھر جلا دیئے گئے لاکھوں مسلمان عورتوں کی عصمت دری کی گئی۔ معصوم بچوں کو نیزوں پر پرو دیا گیا

راکھشسوں سے خطرے کی صورت میں یہ جملہ مسلسل پڑھا جائے۔ "ہم تمہارے لئے چاول پکاتے ہیں" (صفحہ ۲۷۵)

جنات کے بارے میں قرآن کا بیان

ہندو دوستو! جن کو تم لوگ راکھشس کہتے ہو انہیں ہی شیاطین کہا جاتا ہے جو جنوں میں سے ہیں۔ ان جنوں نے اللہ کے رسول سے قرآن سن کر اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس طرح کہ: جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغی پروگرام کے لئے "سوق عکاظ" کی طرف جا رہے تھے۔ راستے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وادی میں پڑاؤ کیا۔ اس کا نام "بطن نخلہ" ہے۔ وہاں آپ ﷺ نے صحابہ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی۔ آپ ﷺ قرآن تلاوت کر رہے تھے۔ اس دوران جنوں کا ایک گروہ اس طرف آ نکلا اور قرآن سننے لگ گیا۔ یہ گروہ مسلمان ہو گیا اور واپس جا کر اپنے جنوں کو اسلام کی دعوت دینے لگ گیا۔ مسلمان ہونے والے اس گروہ کے جنات نے اپنے جن بھائیوں کو جو وعظ کیا۔ اللہ نے وہ وعظ اپنے نبی ﷺ کو بتلا دیا۔ آیئے! یہ وعظ سنیئے اور دیکھیئے کہ جنات کس طرح انسانوں کو اپنا عبادت گذار بنا کر بے وقوف بناتے ہیں اور شرک میں مبتلا کرتے ہیں: (جن: ۱تا ۶)

کہیئے! مجھے وحی ہوئی کہ جنوں کے گروہ نے (قرآن) غور سے سنا پھر کہا کہ: ہم نے عجیب قرآن سنا ہے۔ جو بھلائی کی راہ بتلاتا ہے۔ سو ہم تو اس پر ایمان لے آئے اور ہم کبھی کسی کو اپنے رب کا شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ اور ہمارے رب کی شان بڑی بلند ہے' اس نے کبھی کسی کو بیوی یا بیٹا نہیں بنایا۔ اور یہ کہ ہمارے نادان۔۔ اللہ کے ذمے بہت سی جھوٹی باتیں لگاتے رہے ہیں۔ اور یہ کہ ہم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ انسان اور جن اللہ کے بارے میں کبھی جھوٹ نہیں بول سکتے۔ اور یہ کہ انسانوں میں سے بعض لوگ جنوں کے کچھ لوگوں کی پناہ مانگا کرتے تھے چنانچہ انہوں نے جنوں کے غرور کو بڑھا دیا تھا۔

جی ہاں! اے ہندو دوستو! جنات کے کہنے کے مطابق تم بھی جنوں کے نام کی نذر اور چڑھاوے دے کر' چاول پکا کر' ان کو اپنے سر پر چڑھائے ہوئے ہو۔ حالانکہ انسانوں اور جنوں سب کو اللہ ہی کی پناہ میں آنا چاہئے اور اے ہندو دوستو! اگر تم راکھشسوں یعنی شیطانی جنات کے ہاتھوں پریشان ہو تو ہم تم کو نسخہ بتلائے دیتے ہیں۔

"اللہ کے رسول ﷺ کے صحابی حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورہ بقرہ (کثرت) سے پڑھا کرو۔ اس لئے کہ اسے پڑھنا باعث برکت اور نہ پڑھنا باعث حسرت ہے اور (بڑے بڑے) جادوگر اس کی تاب نہیں لا سکتے۔ (صحیح مسلم: ۱: ۵۵۳)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جائے اس گھر میں شیطان (راکھشس) داخل نہیں ہوتا۔ (صحیح سنن ترمذی)

سورۃ المومنون کے الفاظ میں اللہ نے اپنے بندوں کو ایک دعا بتلائی

ہے جو جنوں کے شر سے حفاظت کے لئے ہے:

ترجمہ: اے میرے پروردگار! میں شیطانوں کے وساوس سے تیری پناہ مانگتا ہوں ------- اور اے میرے پروردگار! میں اس بات سے بھی تیری پناہ طلب کرتا ہوں کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں (اور مجھے تنگ کریں)۔

دونوں آنکھیں نکال دی جائیں

شودر ہو کر خود کو برہمن کہلانے والے کی دونوں آنکھیں نکالی جائیں یا اس سے ۸۰۰ پن جرمانہ وصول کیا جائے۔ (ارتھ شاستر صفحہ ۲۹۷)

زبان کاٹ دینی چاہئے

اگر کوئی برہمن کے باورچی خانہ کو ناپاک کرے، راجہ سے گستاخی کرے، راجہ کے راز فاش کرے اور اس کے خلاف سازش کرے تو اس کی زبان کاٹ دینی چاہئے۔ (صفحہ ۳۰۰)

سزاؤں میں امتیاز

کوئی کھتری کسی برہمن عورت کو تنہا پا کر اس کی عزت لوٹے تو اس کو انتہائی درجہ کی سزا ملنی چاہئے۔ اگر کوئی ''ویش'' ایسا کرتا ہے تو اس کی ساری جائیداد ضبط کر لی جائے اور کوئی شودر ایسا کرے تو اسے چٹائیوں میں لپیٹ کر زندہ نذر آتش کر دیا جائے۔ اگر کوئی بادشاہ کی بیوی کے ساتھ بدکاری کرے تو اس کو مٹکے میں بند کر کے جلا دیا جائے۔ (صفحہ ۳۰۸)

خفیہ چالوں سے دشمنوں کو مروانا

کوئی جاسوس باغی وزیر کے مہذب بیٹے سے چاپلوسی کے ساتھ کہے کہ تم بادشاہ کے بیٹے ہو اور تم کو یہاں دشمنوں کے خوف سے رکھا گیا ہے۔ بادشاہ خفیہ طور پر اس لڑکے کی عزت افزائی بھی کرے اور کہے کہ اگرچہ تم اب جوان ہو گئے ہو لیکن میں وزیر کے خوف سے تمہاری ولی عہدی کا اعلان نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد جاسوس اس کو اکسائے کہ وہ وزیر کو قتل کر دے۔ جب یہ کام ہو چکے تو لڑکے کو بھی باپ کے قتل کے جرم میں مروا دیا جائے۔ کوئی درویش باغی وزیر کی بیگم کو قوت باہ بڑھانے کی دوائیں دے اور پھر دوائی کی جگہ شوہر کو زہر دلوا دے۔

یہ طریقے کامیاب نہ ہوں تو بادشاہ باغی وزیر کو ناکافی تعداد کے ساتھ کسی مہم پر روانہ کرے۔ مثلاً کسی وحشی قبیلے یا بستی کی بغاوت کو دبانے یا ویران علاقے میں سرحدوں کا نگران مقرر کرے یا غیر ملک سے بادشاہ کے لئے خراج لے کر آنے والے قافلے کی حفاظت کے لئے بھیجے۔ پھر دن یا رات کے وقت چالاک جاسوس ڈاکوؤں کے بھیس میں وزیر کو مار ڈالیں۔ اسی طرح یہ تاثر دیا جائے کہ وزیر لڑائی میں کام آ گیا۔ جاسوس (حضرات) باغی فریقوں کو ایک دوسرے کی دعوت کرنے کی تجویز دیں۔ اس دعوت میں ایک فریق کو زہر دلوا دیا جائے جبکہ دوسرے کو اس جرم کی سزا میں دھر لیا جائے۔ (صفحہ ۳۱۴۔۳۱۶)

خزانہ بھرنے کے طریقے اور چالیں

مندروں کا منتظم تمام مندروں کی آمدنی ایک جگہ جمع کرائے اور اسے بحفاظت بادشاہ کے خزانے میں جمع کرا دے۔ کسی علاقے میں کسی دیوتا کا بت کھڑا کر کے قربان گاہ بنوائے۔ کوئی آشرم (آستانہ) کھول کر یا کسی بدشگونی کے ازالے کی خاطر میلہ منعقد کرانے کے بہانے بادشاہ رقم اکٹھی کر سکتا ہے۔

بادشاہ کے باغ کے کسی ایک پیڑ کے متعلق جس پر بے موسم پھل پھول لگے ہوں۔ یہ افواہ اڑائی جائے کہ یہ دیوتا کا معجزہ ہے یا لوگوں میں اس طرح خوف و ہراس پیدا کیا جائے کہ فلاں درخت پر بھوت کا بسیرا ہے۔ اس درخت پر ایک آدمی چھپ چھپ کر مختلف آوازیں

> چانکیہ کے ہاں شیطان کے خطرے سے بچنے کے لئے جو منتر ہے وہ یوں ہے ''ہم تمہارے لئے چاول پکاتے ہیں''

نکالتا رہے بادشاہ کے کارندے مہنت بن کر روپیہ بٹورتے رہیں۔ یا کسی کنوئیں میں کئی سروں والے ناگ کو دکھا کر لوگوں سے پیسے لئے جائیں یا کسی مندر کے کسی کونے میں سانپ کو بند کر کے اسے دواؤں کی مدد سے قابو میں کرنے کے بعد لوگوں سے پیسے جمع کئے جائیں۔

> چانکیہ کے نزدیک خفیہ چالوں سے دشمنوں کو مروایا جائے۔ اور یہی طریقہ اب مسلمانوں پر آزمایا جا رہا ہے

جو لوگ شکی مزاج ہوں ان پر ایسا پانی چھڑکا جائے یا پینے کو دیا جائے جس میں بے ہوش کرنے والی دوا ملی ہو اور کہا جائے کہ یہ دیوتاؤں کا عذاب ہے یا کسی ادھرمی (بے دین) کو سانپ سے کٹوا کر رد بلا کے لئے چندہ جمع کیا جائے۔

بادشاہ کا ایجنٹ کسی کاروباری کے ساتھ مل کر کاروبار کرے۔ جب اچھی خاصی دولت جمع ہو جائے تو خود کو (اپنے خود ساختہ) ڈاکوؤں سے لٹ جانے دے۔

بیوائیں نیک عورتوں کے بھیس میں امیروں کو متوجہ کریں اور جب امراء ان کے گھروں میں جائیں تو پکڑ لئے جائیں اور ان کی ساری جائیداد ضبط کر لی جائے۔ جب کوئی جھگڑا دو باغیوں کے درمیان شروع ہو تو ان میں سے ایک کو مروا دیا جائے اور دوسرے کی املاک اسی جرم میں ضبط کر لی جائیں۔ (صفحہ ۳۱۹)

عوام میں دھاک بٹھانے کے لئے حکمران کو شعبدہ بازیوں کے مشورے

حکمران -- دیوتاؤں سے اپنے تعلق کو یوں ظاہر کرے -- کہ خفیہ راستے سے مندر کی مورتی میں چھپے جاسوس سے گفتگو کرے۔ لوگ خیال کریں گے کہ (بادشاہ) مورتی سے ہمکلام ہے۔ ندی سے ''ورونا'' یعنی سمندروں کے دیوتا کے بھیس میں ظاہر ہونے والے کو بادشاہ مذہبی عقیدت سے سلام پیش کرے۔ یہ ظاہر ہونے والے اصل میں بادشاہ کے غوطہ خور جاسوس ہوں گے -- اسی طرح سمندر جھاگ کو ایندھن میں ملا کر پانی میں رکھنے کے بعد پانی کے نیچے آگ جلا کر دکھلا دے۔ پانی پر ڈوبے بغیر چلنے کا مظاہرہ کرے۔ لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ جائیں گے لیکن اصل حقیقت یہ ہو گی کہ ایک لمبا چوڑا تختہ پانی کی سطح کے کچھ نیچے موجود ہو گا جس پر حکمران کھڑا ہو کر چند قدم ادھر ادھر چلے گا۔ وہ تختہ مضبوط رسیوں سے کسی نزدیکی چٹان کے ساتھ بندھا ہو گا۔

غرض پانی کے کچھ ایسے ہی مزید شعبدے حکمران اپنی رعایا کو دکھائے جیسا کہ جادوگر دکھاتے ہیں۔ مثلاً حکمران آبی جانداروں کے پیٹ کی جھلی کو سر اور منہ چھپانے کے لئے استعمال کرے جبکہ ناک پر چیتل ہرن کی آنتوں۔ کیکڑے اور مگرمچھ اور اودبلاؤں کی چربی سے تیار کیا ہوا انتہائی چکنا تیل لگالیں پھر ورون یعنی ناگ دیوتا کی کنیائیں (دوشیزائیں) دریا کے پانی میں تیرتی اور حکمران سے باتیں کرتی ہوئی پیش کی جائیں۔ جب بادشاہ ان کنیاؤں سے انتہائی غضبناک ہو کر بولے گا تو اس کے منہ سے دھواں نکلتا دکھلائی دے گا۔ جس کا سبب کوئی خاص دوا ہو گی جو حکمران نے پہلے سے منہ کے اندر لگا رکھی ہو گی۔

ہاتھ کی لکیریں دیکھنے والے، ستارہ شناس زائچہ نویس، قصے سنانے والے، شگون لینے والے، جاسوس، ان سب لوگوں کے معاونین اور خصوصاً وہ لوگ جو بادشاہ کے مندرجہ بالا حیرت انگیز کمالات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہوں وہ بادشاہ کی ان غیر معمولی قوتوں کے ہر جانب تذکرے چھیڑ دیں۔ اس کے علاوہ وہ دیوتاؤں سے حکمران کی گفتگو اور تعلق کو بھی خوب بڑھا چڑھا کر بیان کریں۔ دیگر ملکوں میں یہ بات اچھی طرح پھیلا دیں کہ حکمران کے سامنے دیوتا ظاہر ہوتے ہیں اور آسمان سے اس پر ہتھیاروں کے علاوہ دولت بھی نازل ہوتی

ہے۔وہ یہ بھی مشہور کریں کہ حکمران جانوروں کی زبان بھی خوب سمجھتا ہے۔ان تمام باتوں کی خوب تشہیر کی جائے۔ (صفحہ ۵۳۶،۵۳۵)

غور کا مقام

ہندو دوستو! یہ ہیں وہ چالبازیاں اور فریب کاریاں کہ جن کے حامل حکمران کی حاکیت کے لئے۔۔ ارتھ شاستر کا مصنف چانکیہ۔۔ تم ہندوؤں کو لڑنے کی ترغیب دیتا ہے۔ جانیں قربان کرنے کا مشورہ دیتا ہے۔ وہ رقمطراز ہوتا ہے:

''وہ اعلیٰ وارفع مقام جو برہمن کو لاتعداد قربانیوں اور انتہائی عبادت و ریاضت کے بعد ملتا ہے۔ بھلائی کی جنگ میں مرنے والا دلیر اس سے بھی اونچا مقام اچانک حاصل کر لیتا ہے۔ مقدس پانی سے لبریز

چانکیہ کی لغت میں
ظلم کا نام رحم ہے
بدی کا نام بھلائی ہے
جھوٹ کا نام سچ ہے
بے انصافی کا نام عدل وانصاف ہے

اور ''دربھا گھاس'' سے ڈھکے کٹورے سے پیاس بجھانا اس آدمی کے مقدر میں نہ ہوگا اور وہ دوزخ کا ہی ایندھن بنے گا جو اپنے بھگوان کی خاطر لڑنے سے فرار چاہے۔(صفحہ ۴۹۰)

ہندو دوستو! ذرا عقل کو کام میں لاکر اور انسانیت کے ناطے سے غور کرو کہ ارتھ شاستر میں سے یہ چند چالیں جو ہم نے بیان کیں۔ روئے زمین پر ان چالوں کے نفاذ کے لئے لڑنے والا تو بقول چانکیہ جنت کا مقدس مشروب بھی پیئے گا۔ وہ مشروب کہ جو ''دربھا گھاس'' سے ڈھکے کٹورے میں ہوگا اور جو نہیں لڑے گا تو وہ دوزخ کا ایندھن بنے گا۔۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ادھرمی چالوں کے لئے لڑنے والا جنت میں جائے گا اور ان چالوں کے لئے نہ لڑنے والا جہنم میں جائے گا۔ چنانچہ ہم پوچھتے ہیں کہ یہ ساری چالیں دھرم ہیں یا ادھرم؟۔۔ لامحالہ' یہ چالیں ''ادھرم'' ہیں تو پھر ادھرمی چالوں کو اپنانا اور ان کے لئے جان لڑانا بھی بلاشک ''ادھرم'' ہی ہے۔

اور وہ ضابطے جو رعایا کے لئے چانکیہ نے بیان کئے۔ ذرا غور تو کیجئے! کس قدر ظالمانہ اور انسانیت کے لئے ستمگرانہ ہیں؟ مگر ان ضابطوں کا نفاذ کرنے والے بادشاہ کے بارے میں چانکیہ یوں رقمطراز ہوتا ہے:

''اپنی رعایا سے مذکورہ بالا قواعد وضوابط کی پابندی کروانے والا حکمران جنت کا اہل ہے اور جو حاکم عوام سے ان اصولوں کی پاسداری یا پیروی نہ کروا سکے جہنم کی آگ ہی اس کا مقدر بنے گی۔'' (صفحہ ۲۱۶)

ہندو دوستو! اگر مندرجہ بالا ضابطوں پر عمل کرانے والا جنت میں جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ:

(۱) ظلم کا نام رحم ہے۔

(۲) بدی کا نام بھلائی ہے۔

(۳) جھوٹ کا نام سچ ہے۔

(۴) فریب اور دغابازی کا نام حقیقت پسندی ہے۔

(۵) بے انصافی کا نام عدل وانصاف ہے۔

جی ہاں۔۔ اے ہندو دوستو! اگر اسی کا نام ''دھرم'' یعنی سچا مذہب ہے تو بتلاؤ ادھرم یعنی بے دینی اور جھوٹا دھرم کون سا ہے؟ اور ذرا بتلاؤ کہ

چانکیہ کے نزدیک خزانہ بھرنے کا ایک یہ بھی طریقہ ہے کہ دیوتا کے متعلق جھوٹے افسانے لوگوں کو سنا کر ان سے رقم بٹوری جائے

اگر ارتھ شاستر کے قوانین زمین پر چلنے شروع ہو جائیں تو اس زمین پر بسنے والی انسانیت کا کیا حال ہوگا؟۔۔ آیئے! اب ہم آپ کو ایک ہلکا سا منظر ہندوستان کی سرزمین پر بسنے والوں کا دکھلاتے ہیں کہ جو ارتھ شاستر میں دیئے ہوئے چانکیہ کے ضابطوں کا شکار ہیں۔ وہ تباہ حال ہیں اور کس قدر تباہ حال ہیں۔ آیئے جگر تھام کر یہ نظارے کیجئے۔

مسلمانوں کا رویہ
اوم پرکاش کی تحقیق

کون بے خبر ہے کہ مسلمان جب محمد بن قاسم کی قیادت میں

چانکیہ کے ہاں جھوٹ موٹ کی کہانیاں سنا کر عوام پر دیوتا کا رعب ڈالا جاتا ہے

ہندوستان آئے تو یتیم بچوں اور بیوہ عورتوں کی مدد کے لئے اس وقت آئے کہ جب سندھ کے ڈاکوؤں نے ان کا مال لوٹ لیا تھا۔ عزتوں کو برباد کر دیا تھا۔ وہاں کے راجہ داہر نے ان ڈاکوؤں کی سرکوبی اور مظلوموں کی دادرسی کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ تب مسلمانوں نے ظالموں کا اقتدار ختم کیا اور انسانی حقوق کا تحفظ کیا۔ پھر برصغیر میں مسلمانوں کے ہزار سالہ دور اقتدار میں ہندوؤں کے حقوق کا پورا پورا خیال کیا گیا۔ ان کی عزت' جان اور مال محفوظ تھا۔۔ بلکہ یہاں تک کہ ہندو۔۔ اپنے ہندوؤں پر جب ظلم کرتے تھے تو مسلمان حکمران اس ظلم کو بھی روکنے اور ختم کرنے والے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب محمد بن قاسم ہندوستان سے واپس جانے لگے تو ہندو نہ صرف روتے تھے بلکہ محمد بن قاسم کے جانے کے بعد ان کی مورتی بنا کر بطور ''امن کا دیوتا'' پوجنے لگے۔۔ یہ پہلا حکمران تھا جبکہ مسلمانوں کے ہزار سالہ دور کا آخری پرحشمت حکمران اورنگ زیب عالمگیر تھا۔ جن کی زندگی پر پروفیسر اوم پرکاش پرشاد نے تحقیقی کام کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ جس حکمران کو متعصب اور ظالم بنا کر ہندو لوگ پیش کرتے ہیں وہ انتہائی رحم دل اور سب کے حقوق کا خیال رکھنے والا' انصاف پرور

عوام میں دھاک بٹھانے کے لئے حکمرانوں کو شعبدہ بازیوں کے مشورے بھی چانکیہ نے دیئے

حکمران تھا۔ پروفیسر اوم پرکاش جو شعبہ تاریخ سے وابستہ ہیں انہوں نے اورنگ زیب عالمگیر کے دور کا ایک واقعہ بطور خاص تحریر کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

علاقہ کچھ کی آٹھ مہارانیاں کاشی وشوناتھ میں ورشن کرنے گئیں۔ ان میں سے ایک حسین رانی کو مہنتوں نے اغوا کر لیا۔ کچھ کے راجہ کے اصرار پر عالمگیر نے چھان بین کروائی اور باقاعدہ وہاں فوج بھیجی۔ بڑے دیوتا کے پیچھے ایک سرنگ کا پتہ چلا جس سے انتہائی ناگوار بدبو نکل رہی تھی۔ دو دن تک دوا چھڑک کر اس بدبو کو ختم کیا گیا اور فوجی برابر پہرہ دیتے رہے۔ تیسرے دن فوجیوں نے سرنگ میں گھس کر کئی عورتوں کی گلی سڑی لاشیں برآمد کیں۔ لاپتہ رانی کی لاش بھی ملی جو برہنہ تھی۔ بڑا پجاری گرفتار کیا گیا اور اسے سخت سزا دی گئی۔ (مجلّہ)

ہندو دوستو! یہ تھیں مسلم حکمرانوں کی رزم آرائیاں اور فوج کشیاں جو اکثر مظلوم ہندوؤں ہی کی درخواستوں پر ہوتی تھیں اور ہندوؤں ہی کے حقوق کے لئے تھیں۔۔ ہم نے مسلمانوں کی تاریخ کے پہلے حکمران اور حشمت وقوت کے اعتبار سے آخری بڑے حکمران کا تذکرہ کیا اور اب آیئے دیکھتے ہیں آپ کی تاریخ کو کہ جب جناب کو اقتدار کا موقع ملا تو کیا ہوا؟

باقی صفحہ 55 پر ملاحظہ فرمائیں

جاھدھم بہ جہاداً کبیرا کا معنی و مفہوم

کیا قرآنی تبلیغ جہاد اکبر ہے؟

ابوسعد احسان اللہ شہباز

قرآن مجید کی آیت کے الفاظ

''وجاھدھم بہ جہاد ا کبیراً''

اوران سے جہاد کرو ساتھ اس کے بڑا جہاد (الفرقان۔52)

سے بعض لوگ یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہ سورت چونکہ مکی ہے اور اس میں جہاد کبیر کا حکم ہے جب کہ مکہ میں صرف تبلیغ تھی تو ثابت ہوا کہ تبلیغ جہاد اکبر ہے ورنہ یہ لازم آئے گا کہ آپ ﷺ نے اس آیت پر عمل نہیں کیا۔

کئی علماء کرام‘ شیوخ اپنے خطبات‘ دروس وتقاریر میں بڑی شدّ ومدّ سے اس نکتہ کو بیان کرتے اور شہروں‘ دیہاتوں میں اپنے تبلیغی سفروں کو جہاد کبیر قرار دیتے ہیں۔ قتال و جہاد کی سرگرمیوں کو جہاد اصغر بلکہ مزید کمتر ظاہر کر کے لوگوں کو متنفر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس مسئلہ کے سلسلہ میں چند گذارشات پیش کی جارہی ہیں۔ امید ہے بغور ان کا مطالعہ کر کے ٹھنڈے دل اور خلوص سے توجہ فرمائی جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ''حنفاء'' بنا کر دین کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ دین کے معاملہ میں ڈنڈی مارنا‘ کسی گروہ اور شخصیت کے تعصب میں یا کسی کی محبت میں حق کو ٹھکرانا مومن کو زیب نہیں دیتا۔

مندرجہ بالا آیت کے ٹکڑے سے یہ مفہوم اخذ کرنے کی بنیاد اس اصول پر رکھی گئی ہے کہ یہ آیت مکی ہے اور مکہ میں آپ ﷺ نے قرآن کے ساتھ تبلیغ کی لہٰذا زبان سے قرآنی تبلیغ جہاد کبیر ہے۔ اسی اصول کو سامنے رکھتے ہوئے ہم قرآن مجید کی چند اور آیات کو دیکھتے ہیں اور ان کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ توجہ اور اخلاص ضروری ہے۔

1- قرآن مجید میں سورت مزمّل اوائل اسلام میں نازل ہوئی ہے۔ مکہ میں آپ ﷺ تیرہ برس رہے ہیں۔ شروع میں یہ سورت نازل ہوئی اور اس کا آخری رکوع پہلے رکوع سے ایک سال بعد نازل ہوا جیسا کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے۔ اس طرح یہ مکمل سورت مکی ہے مگر اس میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

عَلِمَ أَن سَيَكُونُ مِنكُم مَّرْضَىٰ ۙ وَءَاخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِى ٱلْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِن فَضْلِ ٱللَّهِ ۙ وَءَاخَرُونَ يُقَـٰتِلُونَ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ ۖ

یعنی اللہ کو معلوم ہے کہ تم میں سے کچھ لوگ بیمار ہوں گے اور کچھ اللہ کا فضل تلاش کرتے ہوئے سفر کر رہے ہوں گے اور کچھ دوسرے اللہ کی راہ میں لڑائی (قتال) کر رہے ہوں گے۔ (سورہ المزمل۔20)

اب اسی اصول کے مطابق اس مقام کو سمجھیں تو بتائیں وہ کون لوگ تھے جو مکہ میں قتال کیا کرتے تھے اور اللہ کے راستے میں لڑا کرتے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ قیام اللیل کے متعلق آسانیاں دے رہے ہیں۔ یا تو مکہ میں قتال کرنے والے ثابت کرنا پڑیں گے یا پھر اللہ کے اس فرمان کے متعلق اسی اصول کے مطابق یہ کہا جائے گا کہ نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے معاذ اللہ اس پر عمل نہیں کیا؟

2- اسی آیت میں ''واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ'' یعنی نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا ذکر ہے۔ حالانکہ مکہ مکرمہ میں اقامت صلوٰۃ کا باجماعت اہتمام نہیں تھا اور نہ ہی مقررہ نصاب کے مطابق زکوٰۃ فرض ہوئی تھی۔ اس آیت کو بھی اگر اسی اصول پر پرکھا جائے تو یہاں بھی دو باتوں میں سے ایک لازم آئے گی۔ یا تو نماز باجماعت کا اہتمام اور زکوٰۃ کی ادائیگی اور وصولی کا نظام مکہ میں دکھائیں یا پھر ماننا پڑے گا کہ آپ ﷺ اور صحابہ نے معاذ اللہ اس پر عمل نہیں کیا جب کہ یہ حقیقت ہے کہ سورت مکی ہے۔

3- ''لا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد'' یعنی (اے پیغمبر) میں اس شہر (مکہ) کی قسم کھاتا ہوں اور (ایک دن) یہی شہر تیرے لئے حلال ہوگا۔

یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی۔ اگر وہی اصول سامنے رکھا جائے تو کب آپ ﷺ نے مکہ کو حلال کیا تھا اور اس میں کفار و مشرکین کو قتل کیا تھا؟

4- آیت ''سیھزم الجمع و یولوّن الدبر'' عنقریب یہ جماعتیں شکست کھائیں گی اور پیٹھ دے کر بھاگ جائیں گی۔ (القمر 45) مکہ میں نازل ہوئی۔

5- ''جند ما ھنالک مھذوم من الاحزاب'' لشکر بڑے بڑے اس جگہ شکست کھا گئے فرقوں میں سے۔ (ص۔11) یہ آیت بھی مکہ میں نازل ہوئی۔ بتایئے مکہ میں کونسی جماعت نے شکست کھائی اور پشت پھیر کر بھاگی؟ اور کس لشکر نے منہ کی کھائی تھی؟

6-7- ''قل جاء الحق وما یبدئ الباطل وما یعید'' کہہ دو کہ حق آ گیا اور باطل نہ تو پہلی بار پیدا کرسکتا ہے اور نہ دوبارہ پیدا کرے گا۔ (سبا49) اور ''قل جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا'' کہہ دیجئے حق آ گیا اور باطل مٹ گیا یقیناً باطل مٹنے والا ہے۔ (بنی اسرائیل۔81)

مکی سورتیں ہیں اور مکی آیات ہیں بتائیں مکہ میں کہاں حق غالب آیا اور کہاں باطل دم دبا کر بھاگ گیا تھا؟

8- ''کلوا من ثمرہ اذا اثمر واتوا حقہ یوم حصادہ'' ان (باغوں اور کھیتوں) کے پھلوں سے کھاؤ جب وہ پھل دیں۔ اور انکی کٹائی کے دن ان کا حق ادا کرو۔ (الانعام۔142)

مکی آیت ہے اور مکہ میں کہاں پیداوار ہوتی تھی۔ کون کھیتی باڑی کرتا تھا اور کہاں عشر یا نصف العشر وصول کیا گیا؟

9- ''ومن احسن قولا ممن دعاالی اللہ وعمل صالحاً'' اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے۔ (حم السجدہ۔33)

بقول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یہ آیت مؤذنین کے متعلق ہے۔ آیت مکی اور اذان کی فرضیت مدینہ میں ہوئی۔ مکہ میں کہاں اذان تھی اور کہاں مؤذن تھے؟

10- ''قدافلح من تزکی وذکر اسم ربہ فصلّی'' (اعلیٰ 14-15) بحوالہ بیہقی ابن عمرؓ کہتے ہیں۔ یہ زکوٰۃ الفطر کے متعلق ہے۔ اب سورت مکی ہے جب کہ مکہ میں روزے تھے نہ عید اور نہ ہی فطرانہ؟

اب جس طرح وہ آیت مکی ہے اور اس میں جہاد کبیر کا تذکرہ ہے اسی طرح یہ آیات بھی مکی ہیں اور ان میں قتال اور قتال کرنے

والوں کا تذکرہ ہے' کافر جماعتوں کے شکست کھانے اور پشت پھیر کر بھاگنے کا تذکرہ ہے' حق کے غالب آنے اور باطل کے ختم ہونے کا تذکرہ ہے۔ اذانوں' باجماعت نمازوں' زکوۃ و عشر اور فطرانہ کی ادائیگیوں کا تذکرہ ہے...... اس آیت کی تاویل میں تو تبلیغ و دعوت کو جہاد کبیر کہہ لیا' اب ان آیات کی تاویل میں کیا فرمائیں گے؟

تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہماری تشریحات و تاویلات اور فہم میں غلطی ہے۔ جہاد کبیر کا وہ مفہوم نہیں ہے جو ہم بیان کر رہے ہیں ورنہ اسی مکی اصول پر ان آیات کا جواب دینا پڑے گا اور یہ اٹل حقیقت ہے کہ یہ ساری مکی ہیں اور ان میں محکم الفاظ ہیں جو تاویل کا احتمال ہی نہیں رکھتے۔ لفظ جہاد کی تو لغوی معنی کے ساتھ کوشش' محنت کر کے تاویل کر لی گئی۔ کیا کوئی لفظ قتال کی تاویل کرے گا؟ اور صرف لفظ قتال ہی نہیں بلکہ "یقاتلو ن فی سبیل اللہ" کہہ کر صوفیانہ تاویل کی گنجائش بھی ختم کر دی گئی...... حل من مذکر

حقیقت یہ ہے کہ مکی مدنی کی تقسیم کر کے قتال فی سبیل اللہ کی فرضیت سے انکار کرنا قرآن کی تحریف ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ فرمائے۔

اب آیئے اصل مفہوم کی طرف!

علوم قرآن کے متعلق کتب اور کتب تفسیر میں بھی وضاحت کی گئی ہے کہ دین اسلام میں کچھ اہم کام ایسے بھی ہیں جن کی اہمیت اور لوگوں کو ذہنی طور پر تیار کرنے نیز بشارتیں دینے کے لئے ان کی فرضیت تو بعد میں ہوئی مگر ان کے تذکرے بہت پہلے کئے گئے۔ یہاں بھی جہاد' قتال' کفر کے شکست کھانے اور بھاگنے کے معاملات' اذانیں' اقامت صلوٰۃ' زکوٰۃ و عشر کی وصولیاں' حق کا غلبہ' باطل کی تذلیل یہ سارے معاملات بعد میں ہونا تھے اور ہوئے مگر ان کے متعلقہ یہ ساری باتیں مکہ مکرمہ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائیں تاکہ اہل ایمان اپنے ایمان میں پختہ بھی رہیں۔ خوش و مطمئن بھی ہو جائیں اور ذہنی طور پر تیار بھی ہو جائیں۔

☆ دیکھیں سیدنا عمر ؓ جیسے جلیل القدر صحابی فرماتے ہیں کہ "سیھزم الجمع ویولون الدبر" سن کر میں بھی پریشان ہوا اور سوچنے لگا' "ای جمع" کون سی جماعتیں شکست کھائیں گی اور پشت پھیر کر بھاگیں گی تو جب جنگ بدر ہوئی' "کفار قریش شکست کھا کر بھاگے"۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تلوار سونتے ان کے تعاقب میں دیکھا اور یہ پڑھتے ہوئے سنا "سیھزم الجمع ویولون الدبر" تو اصل معاملہ کھل کر سامنے آیا کہ یہ وہ حقیقت تھی جسے اللہ تعالیٰ نے بہت پہلے ہمارے سامنے بیان کیا تھا۔

اسی طرح "جند ما ھنالک مھزوم من الاحزاب" کی تفسیر میں سیدنا قتادہ ؓ بیان کرتے ہیں "وعدہ اللہ وھو بمکۃ انہ سیھزم جندا من المشرکین فجاء تاویلھا یوم بدر" کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ میں آپ ﷺ سے وعدہ کیا کہ مشرکین کا گروہ شکست کھائے گا تو یہ حقیقت جنگ بدر کے وقت ثابت ہو گئی۔

☆ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آیت "قل جاء الحق" کے متعلق فرماتے ہیں "قال السیف والآیۃ مکیۃ متقدمۃ علی فرض القتال" کہ آیت تلوار کے متعلقہ ہے حالانکہ مکہ میں نازل ہوئی اور فرضیت قتال سے پہلے نازل ہوئی اور بخاری و مسلم کی روایت کے مطابق نبی اکرم ﷺ فتح مکہ کے وقت مکہ میں داخل ہوئے۔ کعبہ کے آس پاس اور اندر تین سو ساٹھ بت تھے۔ آپ ﷺ اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی لکڑی سے انہیں مار رہے تھے اور ساتھ پڑھ رہے تھے "جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا"

☆ "لااقسم بھذا البلدوانت حل بھذا البلد" میں بیان کی گئی حقیقت بھی فتح مکہ کے وقت کھلی جب آپ ﷺ نے کعبہ کے پردوں میں چھپے ہوئے کافروں کو بھی قتل کرنے کا حکم دیا اور بعد میں خطبہ دیا کہ "احلت لی ساعۃ من نھار" دن کا تھوڑا سا وقت میرے لئے مکہ حلال کیا گیا ہے اور اب پھر اس کی حرمت پہلے کی طرح لوٹ آئی ہے۔

گویا یہ قرآن مجید کے معجزانہ حقائق اور بہت پہلے پیش کی گئی صداقتیں ہیں جن کے اثبات پر ایمان بڑھ جاتا ہے مگر افسوس ہم نے ان صداقتوں اور حقیقتوں سے ایمان کو پختہ کرنے کی بجائے دوسرا راستہ اختیار کیا اور جہاں سے ایمان بڑھنا چاہئے تھا وہاں سے تاویلوں اور تعصبات کے ذریعے ایمان کا بیڑا غرق کر لیا۔ سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ "یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا و ما یضل بہ الا الفاسقین" اس (قرآن) سے بہت سے گمراہ ہوتے ہیں اور بہت سے ہدایت حاصل کرتے ہیں اور گمراہ وہی ہوتے ہیں جو فاسق ہوں۔ (بقرہ۔26)

اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

مندرجہ بالا آیات اور ان کے حقائق کی روشنی میں ہمیں جہاد کبیر سے تبلیغ کی تاویل کرنے کی بجائے اس جہاد کو سمجھنا چاہئے جس کا حکم مدینہ میں آ کر ہوا اور جس طرح ان آیات میں "اقیموا الصلوۃ' اتوا الذکوۃ. اور و اتوا حقہ یوم حصادہ" میں امر کے صیغوں کو اور دوسرے ماضی کے صیغوں کو زمانہ نزول کے اعتبار سے مستقبل کے معنی میں کریں گے۔ اسی طرح جاھدھم کو بھی مستقبل کے انداز میں بیان کرنا چاہئے کہ اے نبی ﷺ آپ تو ان سے جہاد کریں گے اور تلوار سے انہیں سیدھا کریں گے۔ جہاد و قتال کے میدان گرم ہوں گے۔ اللہ کی طرف سے رحمتیں نازل ہوں گی۔ یہ پشت پھیر کر بھاگیں گے۔ حق غالب آئے گا اور اسلام قائم ہو گا۔ ان شاءاللہ

افسوس کی بات ہے کہ بعض علماء کرام جہاد کے متعلقہ اس آیت کی تاویل کے ساتھ ساتھ جہادی راہوں میں اترنے والی اللہ کی نصرت و مدد کو بھی تبلیغ کے میدان میں نصرت کے رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ بڑا دکھ ہوتا ہے کہ جہاد اور جہادی لشکروں کے کارناموں اور ان پر اللہ کی نصرت و مدد کے مناظر کو کیوں تحریف کا شکار کر کے جہاد کو چھپایا جاتا ہے اور عوام الناس کو جہاد سے متنفر کیا جاتا ہے۔ کیا اس طریقے سے یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں سے مشابہت نہیں ہو جاتی۔ وہ بھی تو امت مسلمہ کو جہاد سے دور رکھنے کی سعی لاحاصل میں پیہم مصروف ہیں۔ ایسے لوگ عوام الناس کی اصلاح اور قرآن و سنت پر عمل کروانے کی کوشش میں بھی اگر مخلص ہیں تو انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جہاد کا راستہ اصلاح کا بھی یقینی اور شارٹ کٹ راستہ ہے۔ یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جہادی ٹریننگ سے بہت جلد اور بڑی خالص اصلاح ہوتی ہے۔ ایمان بڑھ جاتے ہیں۔ قرآن و سنت پر عمل پختہ ہو جاتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ کی مشابہتیں ختم ہو جاتی ہیں تو ایسے لوگ اگر مشن تبلیغ و اصلاح میں بھی مخلص ہوں تو کیا یہ جہاد والا شارٹ کٹ اور یقینی راستہ نہ اختیار کریں؟

ہمیں چاہئے کہ شخصیات کی وجہ سے اپنے عقیدے نہ بدلیں بلکہ حق کو حق تسلیم کر کے اس پر تعاون کریں اور باطل سے کنارہ کشی کر کے خود بھی مخلص بنیں اور لوگوں کو بھی اخلاص کی تلقین کریں۔

جزاکم اللہ خیرا

بڑا دکھ ہوتا ہے کہ جہاد اور جہادی لشکروں کے کارناموں اور ان پر اللہ کی نصرت و مدد کے مناظر کو کیوں تحریف کا شکار کر کے جہاد چھپایا جاتا ہے۔ کیا اس طریقے سے یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں سے مشابہت نہیں ہو جاتی وہ بھی تو امت کو جہاد سے دور رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں

نیا پتہ دفتر کہروڑ پکا
دفتر مرکز الدعوۃ والارشاد و مجاہدین لشکر طیبہ مین بازار کہروڑ پکا
فون 32468-PP

اللہ تعالیٰ کے وجود اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے حق میں ناقابلِ تردید دلائل

محمد انس

تمہید: راقم پنجاب یونیورسٹی میں ایم ایس سی۔ (ریاضی) کی کلاس میں زیر تعلیم تھا کہ ایک دفعہ اپنے ایک کلاس فیلو سے نبی ﷺ کی ایک حدیث کا ذکر کیا تو اس نے مجھے کہا ''انس یار چھوڑو پرے' حقیقت صرف یہ ہے کہ محمد ﷺ ایک ذہین وفطین انسان تھے' عرب کے ایک اعلیٰ گھرانے میں پیدا ہوئے' لوگوں کا لیڈر بننا چاہتے تھے۔ انہوں نے خود کتاب (قرآن مجید) لکھی اور کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ راقم اسے تو صرف یہی کہہ سکا کہ تو یہ کیا فضول بات کرتا ہے۔

بہر حال اس واقعہ نے راقم کی سوچ کے دھارے کو ایک اور رخ پر ڈال دیا۔ لہٰذا راقم نے بجا طور پر یہ محسوس کیا کہ ایسے دہریہ نظریات رکھنے والے افراد کو راہ راست پر لانے کے لئے ان کے سامنے ''اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے برحق ہونے پر عقلی دلائل'' رکھنے چاہئیں۔

اس کے بعد راقم نے اللہ تعالیٰ اور رسول کے برحق ہونے پر عقلی دلائل نوٹ کرنا شروع کئے۔ الحمدللہ اب تک بغیر کسی خاص محنت کے تقریباً دو اڑھائی صد دلائل نوٹ کئے جا چکے ہیں۔

قارئین کرام! اگر کوئی باشعور انسان اس کائنات' اس دنیا اور اس کی تمام قسم کی تخلیق پر بلکہ انسان خود اپنی تخلیق پر غور کرے اور اس کے ساتھ ساتھ قرآن وحدیث پر بھی غور وفکر اور تدبر کرے تو پھر عقل سلیم کو ان تمام چیزوں میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے برحق ہونے پر اتنے بین دلائل ملیں گے جن کا شمار نہیں کیا جا سکے گا۔ ان میں سے چند ایک ملاحظہ فرمائیے۔ ان شاء اللہ العزیز یہ دلائل جہاں دہریت کی بیماری پر نسخہ کیمیا کا کام کریں گے' وہاں عام مسلمانوں کے ضعف ایمانی کے لئے اکسیر خاص ثابت ہوں گے۔

1۔ قارئین کرام! آپ کو معلوم ہے کہ اس دنیا میں بے شمار سائنسدان پیدا ہوئے ہیں۔ ایک آیا۔ اس نے اپنے نظریات پیش کئے۔ لوگوں نے اسے تسلیم کیا۔ پھر دوسرا آیا اس نے پہلے کے بعض نظریات کی تردید کی اور اپنے نظریات اور فارمولے پیش کئے۔ لوگوں نے اسے تسلیم کر لیا۔ پھر تیسرا آیا۔ اس نے پہلوں سے ہٹ کر اپنے منفرد نظریات پیش کئے۔

لیکن اس کے برخلاف اس دنیا میں کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام مختلف قوموں کی طرف مختلف زمانوں میں آئے لیکن سب کا ایک ہی نظریہ اور ایک ہی منشور تھا کہ ''اس دنیا بلکہ پوری کائنات کا خالق ومالک صرف اکیلا اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔''

قارئین کرام! اس بات پر ذرا غور فرمائیے کہ انبیاء کرام کی اتنی بڑی جماعت کا ایک ہی بات (مسئلہ توحید) پر متفق ہو جانا' کیا اس کو محض اتفاق کہا جا سکتا ہے؟ اور پھر یہ حقیقت بھی سامنے رکھیں کہ یہ تمام انبیاء علیہم السلام ایک ہی زمانہ میں اور ایک ہی علاقہ میں پیدا نہیں ہوئے کہ ایک دوسرے سے متاثر ہوئے ہوں بلکہ یہ برگزیدہ ہستیاں ایک دوسرے سے ہزارہا میل دور مختلف علاقوں میں پیدا ہوئیں۔ ان کی زبانیں مختلف' ماحول اور ثقافت مختلف' اکثریت کی نبوت کے زمانوں میں صدیوں کی دوری' ایک دوسرے کی تعلیم اور تعارف سے بھی بالکل ناآشنا تھے۔ لیکن اس کے باوجود سب کی تعلیمات کا ایک جیسا ہونا' مسئلہ توحید میں سو فیصد اتفاق ہونا یہ اس بات کی ایک بڑی روشن دلیل ہے کہ یہ محض اتفاق نہیں بلکہ ایک ایسی ہستی موجود ہے جس نے ان پیغمبروں کو مبعوث کیا ہے۔ اور انہیں ایک جیسی تعلیم دی ہے۔ اور پھر ان پیغمبروں نے انتہائی مشکل حالات' سخت ترین تکالیف میں بھی' ہر قسم کی قربانی دے کر بھی اپنے رب تعالیٰ کے احکامات بنی نوع انسان تک پہنچائے ہیں۔

2۔ سید الانبیاء محمد ﷺ مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے آپ نے اپنا بچپن لڑکپن اور جوانی وہاں گزاری۔ آپ کی بچپن سے لے کر جوانی تک بالکل بے داغ زندگی' خوش اخلاقی' سچائی اور امانت داری سے متاثر ہو کر مکہ کے لوگ آپ ﷺ کو صادق اور امین کے القاب سے پکارنے لگے۔

قارئین کرام! کیا چالیس سال کے بعد یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ ایسا برگزیدہ شخص جس نے چالیس سال تک انسانوں پر جھوٹ نہ بولا ہو۔ لیکن چالیس سال کے بعد عمر کے بہترین نیک اخلاق اور شعوری عرصہ میں اللہ پر اتنے بڑے بڑے جھوٹ در جھوٹ باندھے کہ کتاب خود لکھے اور کہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ یہ بات اتنی ناممکن ہے جتنا اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گزرنا ناممکن ہے۔

یہی وجہ تھی کہ جب علامہ اقبال فلسفہ میں پی ایچ ڈی کر کے آئے اور اورنٹیل کالج لاہور میں پروفیسر تعینات ہوئے تو ان سے ان کے شاگردوں نے یہ سوال کیا کہ علامہ صاحب آپ عقلی طور پر یہ ثابت کریں کہ ہمارا کوئی رب ہے؟ تو علامہ اقبال نے یہی جواب دیا کہ ہمیں اپنے رب تعالیٰ کا اس لئے پتہ چلا ہے کہ ہمیں محمد عربی ﷺ نے بتلایا ہے کہ ہمارا رب اللہ ہے۔'' یہاں علامہ اقبال کا اشارہ اسی طرف تھا کہ اس دنیا کا سچا ترین انسان جس کے متعلق اس کے دوست اور دشمن سب متفق ہیں کہ اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تو پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ برگزیدہ ہستی ہمیں اللہ تعالیٰ کے متعلق جھوٹ بتلائے۔

3۔ بنی نوع انسان کی یہ فطرت ہے کہ جس کسی کے اندر کوئی برائی ہوتی ہے تو وہ اس برائی کو برائی نہیں سمجھتا یا پھر اسے معمولی سی برائی سمجھتا ہے۔ اگر برائیوں اور گناہوں کے مرتکب افراد ان برائیوں کو بہت بڑی برائیاں خیال کرتے تو پھر ان کے قریب ہرگز ہرگز نہ جاتے۔

قارئین کرام! اگر محمد رسول اللہ ﷺ (نعوذ باللہ من ذالک) خود جھوٹ بولتے ہوتے پھر جھوٹ کے متعلق قرآن مجید اور احادیث میں اتنی سخت وعیدیں نہ ہوتیں۔ جھوٹ کے متعلق قرآن وحدیث کی چند ایک وعیدیں ملاحظہ ہوں۔

الف۔ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ

بآياته إنه لا يفلح الظالمون (الانعام۔21)

''اور اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے'' بے شک وہ ظالموں کو کامیاب نہیں کرتا۔

(ب) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شخص کے لئے ہلاکت ہے جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولتا ہے۔ اس کے لئے ہلاکت اور ہلاکت ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

(ج) ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی بندہ جھوٹ بولتا ہے (تو) فرشتہ اس کی بدبو کی وجہ سے ایک میل دور ہوجاتا ہے۔ (مشکوۃ، ترمذی)

د۔ سفیان بن اسید حضرمی سے روایت ہے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تو اپنے بھائی کو ایک بات سنائے وہ تجھے اس بات میں سچا سمجھے اور تو اس میں جھوٹا ہے۔ (مشکوۃ بحوالہ ابوداؤد)

4۔ غزوہ بدر میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور کفار کو شکست ہوئی' ستر کافر مارے گئے اور ستر کو گرفتار کرلیا گیا۔

متعدد روایات میں ہے کہ جب جنگ بندی کے قیدی رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے گئے تو آپ نے ان کے بارے میں مشورہ طلب فرمایا۔ سیدنا ابوبکر ؓ نے رائے دی کہ انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے اور سیدنا عمر ؓ نے یہ رائے دی کہ انہیں اپنے اپنے مسلمان رشتہ دار کے حوالے کیا جائے اور یہ مسلمان اپنے ان رشتہ دار قیدیوں کو قتل کردیں تاکہ یہ ثابت ہوجائے کہ مسلمانوں کے ہاں اصل محبت' تعلق اور رشتہ داری کی بنیاد اسلام ہے اس کے علاوہ کسی اور رشتہ کی کوئی حیثیت نہیں۔ اس طرح صحابہ کرام ؓ کی دو رائیں ہوئیں۔ بعض نے سیدنا ابوبکر ؓ کی رائے کو پسند کیا اور کچھ نے سیدنا عمر ؓ کی رائے کی حمایت کی۔ لیکن اکثریت نے سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کی رائے کی حمایت کی۔ لہذا رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر ؓ کی رائے کے مطابق فیصلہ فرمایا یعنی ان قیدیوں سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا جائے۔ ان جنگی قیدیوں میں سے بہت سے قیدی رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام ؓ کے حسن اخلاق سے متاثر ہوکر مسلمان ہوگئے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ ان قیدیوں میں سے رسول اللہ ﷺ کے چچا سیدنا عباس بھی مسلمان ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس سے بہت خوشی ہوئی اور سارے صحابہ کرام ؓ بھی بہت خوش تھے۔

قارئین کرام! اب ذرا اس بات پر غور فرمائیے کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے غیر مسلموں کے خیال کے مطابق' قرآن مجید خود لکھا ہوتا اور اس میں مذکورہ بالا جنگی قیدیوں کی رہائی کا واقعہ بیان کرنا ضروری ہوتا تو پھر اس واقعہ کی بہت تعریف کی گئی ہوتی کہ دیکھو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کتنا اچھا فیصلہ کیا' کمزور اور نومولود اسلامی ریاست کو بہت سا مال بھی مل گیا اور رسول اللہ ﷺ کے چچا سمیت بہت سے لوگ مسلمان بھی ہوگئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جو کہ سب سے زیادہ حکیم اور علیم وخبیر ہے' اس ہستی کو رسول اللہ ﷺ کا یہ فیصلہ پسند نہ آیا۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر بڑے سخت لہجہ میں عتاب فرمایا

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ(٦٧) لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (انفال . 67`68)

''پیغمبر کو نہیں چاہئے تھا کہ ان کے پاس قیدی رہیں جب تک ملک میں (کافروں) کو خوب قتل نہ کرے' تم دنیا کا سامان چاہتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ (تم کو) آخرت (کا ثواب دینا) چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ زبردست ہے' حکمت والا۔ اگر اللہ تعالیٰ پہلے سے ایک بات نہ لکھ چکا ہوتا تو تم نے جو (مال قیدیوں سے) لیا تھا۔ اس (قصور) میں تم پر بڑا عذاب اترتا۔''

مکہ کے کٹھن حالات کے باوجود سورہ روم میں پیش کی گئی پیشین گوئیاں جب بدر کے میدان میں سچ ثابت ہوئیں تو دنیا کو یقین ہوگیا کہ قرآن کسی انسان کی فکری کاوش نہیں بلکہ منزل من اللہ وحی الٰہی ہے

قارئین کرام! ان آیات میں ''قرآن مجید'' کا منزل من اللہ ہونے پر کتنی بڑی دلیل ہے۔ یعنی جو واقعہ دنیاوی عقل کے مطابق قابل ستائش تھا۔ اسی واقعہ پر ساوی عقل نے مواخذہ فرمایا ہے۔ نیز ان آیات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو الفاظ بھی آپ پر نازل ہوئے آپ نے بغیر کسی کمی بیشی کے وہی الفاظ آگے پہنچائے ہیں۔

اسی جیسا ایک اور مقام بھی ملاحظہ فرمائیے۔

عَبَسَ وَتَوَلَّىٰ ☆ أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمَىٰ ☆ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ يَزَّكَّىٰ ☆ أَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرَىٰ ☆ أَمَّا مَنِ اسْتَغْنَىٰ ☆ فَأَنْتَ لَهُ تَصَدَّىٰ ☆ وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَزَّكَّىٰ ☆ وَأَمَّا مَنْ جَاءَكَ يَسْعَىٰ ☆ وَهُوَ يَخْشَىٰ ☆ فَأَنْتَ عَنْهُ تَلَهَّىٰ ☆ كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ☆ فَمَنْ شَاءَ ذَكَرَهُ ☆

(عبس 1-12)

''(پیغمبر نے) تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا اس بات پر کہ (عبداللہ بن ام مکتوم) اندھا ان کے پاس (دین کی بات پوچھنے) آیا اور تجھ کو کیا معلوم شاید وہ پاک ہوجاتا یا نصیحت مان لیتا اور نصیحت اسے فائدہ دیتی لیکن تو تو جو امیر ہے اس کی طرف مخاطب ہوتا ہے حالانکہ تم پر کوئی الزام نہیں کہ اگر وہ نہ سنورے اور جو کوئی (بیچارہ اللہ سے) ڈر کر تیرے پاس دوڑ کر آتا ہے پس تو اس کی طرف خیال ہی نہیں کرتا۔ ہرگز یوں نہیں تحقیق قرآن تو ایک نصیحت ہے، جس کا جی چاہے اس سے نصیحت لے۔''

قارئین کرام! ان آیات کا شان نزول صرف یہ ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مشرکین مکہ کے سردار بیٹھے ہوئے تھے آپ چاہتے تھے کہ اگر یہ مسلمان ہوجائیں تو اسلام کو بہت قوت نصیب ہوجائے گی۔ اس لئے آپ انہیں بڑی توجہ سے سمجھا رہے تھے۔ اتنے میں سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم ؓ جو نابینا تھے' آپہنچے اور دین کو سمجھنے کیلئے کچھ سوالات کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ پر ان کا قطع کلامی کرنا ناگوار گزرا اس لئے آپ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا' اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔'' (شوکانی بذریعہ اشرف الحواشی)

آپ میری اس رائے سے اتفاق کریں گے کہ ہماری دنیاوی عقل کے مطابق دینی مفاد کے پیش نظر بڑے بڑے سرداروں کے مقابلہ میں وقتی طور پر ایک نابینا آدمی کی بات کی طرف توجہ نہ دینا کوئی غلطی یا گناہ نہیں ہے۔ لہذا اگر رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی نہ ہوتے تو پھر اپنی اس معمولی سی لغزش کو محسوس بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اور اگر محسوس کر بھی لیتے تو پھر (بقول غیر مسلم) اپنی لکھی ہوئی کتاب قرآن حکیم' میں اس کا ذکر نہ کرتے اور اگر اس کا ذکر کرنا ضروری ہی سمجھا جاتا تو پھر آپ اپنے متعلق مذکورہ بالا انتہائی سخت اور عتاب آمیز لہجہ قطعاً اختیار نہیں کر سکتے تھے۔ لہذا معلوم ہوا کہ یہ کلام رسول اللہ ﷺ کا کلام نہیں بلکہ یہ کسی ایسی ہستی کا کلام ہے جس کے ہاں امیر اور غریب' آنکھوں والا اور نابینا سب برابر ہیں اس کے ہاں زیادہ عزت والا ہے وہ جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

قارئین کرام! آپ اس بات کو بھی نوٹ کیجئے کہ اس واقعہ کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنے اس نابینا صحابی کی بہت زیادہ عزت وتکریم فرمایا کرتے تھے۔ لہذا اس میں بھی عقل والوں کے لئے بہت بڑی دلیل ہے۔

5۔ قارئین کرام! یہ حقیقت ہے کہ اگر ایک عامی آدمی بھی تھوڑا سا غور وفکر کرے تو اسے بھی بڑی آسانی سے معلوم ہونے لگے گا کہ قرآن حکیم کا ایک ایک لفظ اور اس کائنات کی ایک ایک چیز اللہ تعالیٰ کی عظیم ہستی اور اس کی لامحدود صفات کا پتہ دے رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں ہم قرآن حکیم کی سورۃ روم کی چند آیات کی روشنی میں غور کرتے ہیں۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُونَ ☆ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ

فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ☆ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْعَالِمِينَ ☆ وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُم مِّن فَضْلِهِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ☆ وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيُحْيِي بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (سورۃ الروم 20 تا 24)

''اور اس کی نشانیوں میں سے یہ کہ پیدا کیا تم کو مٹی سے پھر تم انسان ہو گئے چلتے پھرتے۔ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تمہاری بیویاں تم ہی میں سے بنائیں اس لئے کہ تم ان کے پاس چین حاصل کرو۔ اور تم (میاں بیوی) میں الفت اور محبت رکھی۔ بے شک ان باتوں میں ان لوگوں کے لئے جو سوچتے ہیں اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے جو رات اور دن کو تم سو جاتے ہو۔ اور (جاگ کر) اس کا فضل تلاش کرتے ہو۔ بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے جو (کان لگا کر) سنتے ہیں اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ اور اس کی (قدرت) کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ تم کو ڈرانے اور (بارش کی) امید دلانے کے لئے بجلی دکھاتا ہے اور آسمان سے پانی برساتا ہے۔ پھر اس پانی سے مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے۔ بے شک ان باتوں میں ان لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں۔ اس کی (قدرت) کی نشانیاں ہیں۔''

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہل علم وعقل کیلئے اپنی مختلف تخلیق پر غور وفکر کرنے کا حکم دیا ہے۔ سب سے پہلے انسان کو اس کی اپنی تخلیق پر غور کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔

قارئین کرام! کیا یہ انسان دہریوں کے کہنے کے مطابق خود بخود محض اتفاقاً بن گیا ہے۔ کیا عقل اس کو تسلیم کر سکتی ہے؟ ہرگز نہیں ایسا کہنے والوں کو اتفاق کی حقیقت سمجھنے کیلئے ایک تجربہ کرنا چاہئے۔ وہ پانی کا ایک گلاس لیکر زمین پر پھینکیں۔ اس پانی سے زمین پر ایک نقشہ سا بن جائے گا۔ پھر دوسرا پانی کا گلاس زمین پر پھینکیں۔ اس سے زمین پر ایک اور نقشہ سا بن جائے گا۔ جو پہلے نقشے سے مختلف ہوگا۔ اب یہ عمل بے شک ہزار بار کریں اور بننے والے سب نقشوں کو دیکھیں۔ ایک نقشہ بھی دوسرے سے نہیں ملے گا۔ اس لئے کہ یہ سب نقشے اتفاقاً بنے ہیں۔ اور اتفاقاً بننے والی چیزیں کبھی ایک دوسری کے مشابہ نہیں ہو سکتیں جیسا کہ ہل چلاتے وقت زمین سے اتفاقاً پیدا ہونے والے سب ڈھیلے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ اسی طرح اگر انسان بھی پانی کی ایک ایک بوند سے محض اتفاقاً پیدا ہو رہے ہوتے تو پھر یہ سب کے سب ایک دوسرے سے اتنے مختلف ہوتے جتنے یہ نقشے یا ڈھیلے مختلف ہوتے ہیں۔ یعنی کسی کا ایک ہاتھ ہوتا تو دوسرے کسی کے چار ہاتھ ہوتے۔ کسی کی آنکھیں چار ہوتی، کسی کی آنکھیں سر کے اوپر تو کسی کی پچھلی طرف۔ کیا یہ محض اتفاق ہے کہ سب کے سب انسان ایک جیسے پیدا ہو رہے ہیں۔ پھر اس مشابہت کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے سے پہچان کے لئے کچھ فرق کی ضرورت تھی تو خالق نے وہ فرق بھی رکھ دیا ہے۔ اگر تمام انسانوں کے درمیان یہ فرق اور امتیاز نہ ہوتا اور سب انسان ایک جیسے ہوتے تو پھر چوری کوئی کرتا اور پکڑا کوئی اور جاتا۔ قتل کوئی کرتا پھانسی کوئی اور چڑھا دیا جاتا اس بگاڑ کو دور کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے سب انسانوں کو ایک جیسا بنا کر بھی پہچان کیلئے ایک واضح فرق رکھ دیا ہے۔ جس بنا پر گھر والے اور دوسرے ملنے والے سب واضح طور پر پہچان لیتے ہیں۔

> **کیا یہ محض اتفاق ہے کہ بچہ پیدا ہوتے ہی ماں کی چھاتیوں میں دودھ اتر آتا ہے۔ اور وہ بچہ اسے پینے کا طریقہ بھی فوراً جان جاتا ہے۔ اسی طرح ایک آدھ گھنٹہ کا چوزا صرف اپنے مطلب کی خوراک فوراً ڈھونڈ لیتا ہے۔ یہ سب کچھ ایک خالق اور قادر مطلق ذات کی گواہی دینے کے لئے کافی ہے**

قارئین کرام! اگر محض اتفاق کی بات ہوتی تو پھر زیادہ اتفاق تو اس بات کا تھا کہ نر اور مادہ نہ ہوتے بلکہ سب انسان ایک ہی جنس ہوتے اور انسانی نسل بھی درختوں کی طرح ہر ایک فرد سے پیدا ہوتی جاتی اور بڑھتی جاتی۔ لیکن خالق نے اپنے کمال علم سے بنی نوع انسان کو مرد اور عورت کی شکل میں پیدا فرما کر اس دنیا میں رونق اور حسن بخش دیا ہے مزید یہ کہ مرد اور عورت کے درمیان جنسی جذبات ومحبت ڈال دی۔ والدین کے دلوں میں بچوں کی محبت پیدا فرما دی۔ اگر یہ محبت ہی نہ ہوتی تو پھر کون شادی کرتا اور کون بچے پیدا کرتا اور ان کی پرورش وغیرہ کے مشکل کام کو اپنے ذمے لیتا۔ نتیجتاً انسانی نسل اور دوسرے حیوانات وغیرہ سب کے سب کب کے ختم ہو چکے ہوتے۔

قارئین کرام! اس زندگی کو ایک حادثہ یا اتفاق سمجھنے والوں کو اتنی سی بات پر ہی غور کر لینا چاہئے کہ جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو پھر یہ کیسا اتفاق ہے کہ عین اسی وقت اس کی ماں کی چھاتی سے دودھ بھی پیدا ہو جائے حالانکہ مسلمہ ضرب المثل ہے کہ جس وقت آگ لگتی ہے، اس وقت مینہ نہیں برستا اور یہ کیسا اتفاق ہے کہ ادھر بچہ پیدا ہوا اور اس بچے کی بہترین غذا دودھ اس کی ماں کی چھاتی سے پیدا ہو جائے اور یہ کیسا اتفاق ہے کہ خون اور فضلہ وغیرہ کے درمیان سے آنے والا دودھ بالکل خالص ہو اور کوئی باریک سی شریان بھی ٹوٹ کر دودھ کو زہریلا نہ کر سکے۔ اور یہ کیسا اتفاق ہے کہ اس بچے کو دنیا وجہان کی کچھ خبر نہ ہو لیکن اپنی ماں کی چھاتی سے دودھ چوسنے کا علم اور طریقہ وہ ہم سے زیادہ جانتا اور پہچانتا ہو۔

اور یہ کیسا اتفاق ہے کہ اگر وہ نومولود بچہ کسی ممیمل حیوان کی بجائے کسی پرندے یا مرغی وغیرہ کا ہو تو پھر پیدا ہونے کے بعد وہ اپنی ماں کی چھاتی سے چمٹنے کی بجائے بذات خود اپنی چونچ سے اپنی خوراک تلاش کرنے لگ جائے۔ ایک آدھ گھنٹے کا چوزہ ایک چیز اپنی چونچ میں اٹھاتا ہے اور اپنی زبان کی نوک سے جان لیتا ہے کہ میرے کھانے کی ہے یا کہ نہیں، مفید چیز کھاتا ہے اور نقصان دہ چیز چھوڑ دیتا ہے۔ کیا یہ علم ہر چوزے کو خود بخود محض اتفاقاً حاصل ہو رہا ہے؟

قارئین کرام! سب کچھ ہونے کے باوجود اگر مرغی، تیتر بٹیر وغیرہ کے چوزوں میں مفید اور نقصان دہ چیز میں امتیاز کرنے کی صلاحیت نہ ہوتی اور پیدا ہونے کے بعد انہیں جو کچھ ملتا' وہ کھاتے جاتے اور مرتے جاتے تو ہم کہہ سکتے تھے۔ اس کائنات کا کوئی خالق نہیں ہے۔ یا اگر خالق ہے بھی تو پھر اس کا علم کامل نہیں ہے۔

لیکن ہمارا خالق تو ایسا خالق ہے کہ اس نے جو چیز بھی پیدا کی، اس میں کمال کر دی ہے کہ کوئی نقص اور عیب چھوڑا ہی نہیں ہے۔ اس کے برخلاف انسانوں نے بلکہ بڑے بڑے سائنسدانوں نے جو کچھ ایجاد کیا ہے اور جو کچھ ہمیں نظر آ رہا ہے، یہ سب کچھ پہلی دفعہ کسی کاریگر نے اس موجودہ حالت میں تیار نہیں کیا۔ بلکہ سب سے پہلے کسی نے کسی چیز کا ایک ادھورا سا خاکہ بنایا۔ پھر بعد میں آنے والوں نے اس کی کمی پوری کی اور جو جو نقائص تھے وہ دور کئے اور ماڈل پر ماڈل بدلتے رہے۔ آج ہمیں جو خوبصورت سائنسی ایجادات نظر آ رہی ہیں وہ ہزار ہا انسانوں کی سال ہا سال کی محنتوں کا نتیجہ ہیں۔ اس کے باوجود ابھی تک ان ایجادات میں مثلاً گاڑیوں، ہوائی جہازوں، بحری جہازوں اور کمپیوٹروں وغیرہ میں بے شمار نقائص موجود ہیں جن کو دور کرنے کے لئے بڑے بڑے سائنسدان جتے ہوئے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی کسی بھی تخلیق میں کوئی کمی یا نقص نظر نہیں آئے گی۔ اس سلسلہ میں اس خالق نے خود چیلنج کیا ہے، فرمایا

الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا مَّا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَٰنِ مِن تَفَاوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِن فُطُورٍ ☆ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ ☆ (الملک 3-4)

''(اللہ وہ ذات) جس نے پیدا کیا سات آسمانوں کو اوپر نیچے۔ تو

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ایک مجلس میں نابینا صحابی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں مکہ کے

اللہ تعالی کی پیدائش میں بھول چوک یا (کوئی خلل) نہیں دیکھے گا۔ پھر پھیر لے جا نظر کو۔ کیا تمہیں کوئی شگاف نظر آتا ہے؟ پھر پھیر لے جا نظر کو (یہ) نظر ذلیل ہو کر اور تھک ہار کر دوبارہ تیری طرف لوٹ آئے گی۔

یعنی اللہ تعالی کی تخلیق میں کوئی نقص نہیں دیکھ سکے گی۔

قارئین کرام! سائنسدانوں کی تحقیق بے شمار پہلوؤں میں ہزار ہا سال سے جاری ہے لیکن اللہ تعالی کی تخلیق میں کوئی ایک دہریہ سائنسدان بھی آج تک نقص یا تضاد نہیں نکال سکا اور نہ ہی اسلام کے فطرتی اصولوں اور قوانین میں سے کسی ایک کو بھی غیر فطری ثابت کر سکا ہے بلکہ آئے دن اللہ تعالی کے فضل سے ان سب قوانین کی تصدیق پر تصدیق ہی ہوتی جا رہی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيُحْيِي بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ☆ (روم۔ 24)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالی نے بارش کا اور پھر بارش سے پیدا ہونے والے نباتات کا ذکر کیا ہے کہ عقل والوں کو ان کے اندر بڑی بڑی قدرت کی نشانیاں نظر آئیں گی۔

قارئین کرام! بارش پر غور کریں کہ ہواؤں کا پانی کو جنوبی سمندروں سے بخارات کی شکل میں اٹھانا......اور پھر شمال میں لا کر پہاڑوں سے ٹکرانا جس کے نتیجہ میں بارشوں کا برسنا اور میدانی علاقوں تک برستے جانا بلند پہاڑوں پر برف پڑنا اور پھر اس پانی کا چشموں اور چھوٹی چھوٹی نالیوں کی صورت میں بڑے بڑے نالوں اور دریاؤں میں جمع ہونا اور ان کے بہاؤ کے لئے شمالی علاقوں کا جنوب کی نسبت اونچا ہونا۔ کیا یہ سب کے سب محض اتفاق ہیں یا پھر کسی کی پلاننگ کے تحت یہ کچھ تیار کیا گیا ہے۔ اتفاق تو یہ بھی ہو سکتا تھا کہ پہاڑ سمندر کے ارد گرد ہوتے اور وہاں ہی بارش برستی رہتی اور یہ میدان اور شمالی علاقے سب خشک رہ جاتے نتیجتاً زندگی قحط سے مرتی رہتی۔ تو پھر بارشوں کا پانی یہاں پہاڑوں کے ارد گرد ہی جمع ہوتا رہتا اور پہاڑوں کے ارد گرد بھی ایک سمندر بن جاتا اور میدانی علاقے خشک کے خشک ہی رہ جاتے۔ اگر ایسی صورت ہوتی تو پھر یہ کہہ سکتے تھے کہ یہ دنیا کسی حادثے کے نتیجہ میں پیدا ہوئی ہے یا پھر اس کائنات کے خالق سے کچھ کمی اور نقائص باقی رہ گئے ہیں اور وہ ان کو دور نہیں کر سکا۔ لیکن ہمارا خالق تو ایسا خالق ہے کہ اس نے جو چیز بھی پیدا کی ہے کامل اور مکمل پیدا کی ہے۔ اس خالق نے اپنی کسی تخلیق کے اندر کوئی عیب چھوڑا ہی نہیں کہ جسے آج کوئی ڈھونڈ سکے۔

قارئین کرام! آخر میں قران حکیم کی ایک پیشین گوئی بھی ملاحظہ فرمائیے۔

یہ پیشین گوئی سورۃ روم کے شروع میں بیان ہوئی ہے۔

الم ☆ غُلِبَتِ الرُّومُ ☆ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ ☆ فِي بِضْعِ سِنِينَ لِلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ ☆ بِنَصْرِ اللَّهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ☆ وَعْدَ اللَّهِ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ☆ (الروم 1۔6)

رومی مغلوب ہو گئے بیچ قریبی زمین میں (یعنی شام میں) اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد چند سالوں (یعنی پانچ سے نو سالوں) میں غالب آ جائیں گے اللہ تعالی ہی کا اختیار تھا پہلے بھی (جب وہ مغلوب ہوئے) اور بعد بھی اور اس دن (جب رومی غالب ہوں گے) مسلمان اللہ تعالی کی مدد پر خوش ہو جائیں گے۔ وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے۔ وہ زبردست ہے رحم کرنے والا۔ یہ اللہ تعالی کا وعدہ ہے (یعنی رومیوں کا غالب آنا اور مسلمانوں کا فتح یاب ہونا) اللہ تعالی اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا مگر اکثر لوگ یہ بات نہیں جانتے۔''

ان آیات کا شان نزول یہ ہے کہ کئی برس سے ایران اور روم کے درمیان جنگوں کا سلسلہ جاری تھا۔ روم کے اہل کتاب ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کی ہمدردیاں ان کے ساتھ تھیں اور ان کی فتح سے خوش تھے۔ اور ایرانی آتش پرست تھے اس لئے مشرک ان کے غلبہ اور فتح سے خوش ہوتے تھے۔ آخر کار نبی ﷺ کی بعثت کے تقریباً پانچ سال بعد ایران اور روم کے درمیان ایک زبردست معرکہ ہوا جس میں ایرانی غالب رہے۔ جس پر مشرکین مکہ نے خوشیاں منائیں اور مسلمانوں سے ازراہ فخر و غرور کہنے لگے کہ دیکھا غیر کتاب والے (ایرانی) کتاب والوں یعنی رومیوں پر غالب آ گئے اسی طرح ہم بھی تم پر غالب رہیں گے۔ ان باتوں سے مسلمانوں کو سخت صدمہ ہوا۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں جن میں قرآن نے ایک نہیں بلکہ دو پیشین گوئیاں ایسی کر دیں جن کے وقوع پذیر ہونے میں ظاہری حالات و اسباب سراسر مخالف تھے۔

نبی ﷺ نے جب ایک مجلس میں نابینا صحابی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں مکہ کے سرداروں کو اس خیال سے زیادہ اہمیت دی کہ شاید یہ اسلام قبول کرلیں تو اللہ نے قرآن میں نبیؐ کی سرزنش کی۔ کوئی جھوٹا نبی اپنی کتاب میں اپنی معمولی سی لغزش کو یوں آشکار نہیں کرتا

ایک پیشین گوئی یہ تھی کہ چند سالوں میں یعنی پانچ سے نو سالوں میں رومیوں کو ایرانیوں پر غلبہ حاصل ہو جائے گا۔ اور دوسری پیشین گوئی یہ تھی کہ اسی روز مسلمان بھی ایک فتح کی خوشی منائیں گے۔ قارئین کرام! غور فرمائیے۔ کیا یہ پیشین گوئیاں دنیاوی عقل کے سراسر مخالف نہ تھیں؟ یقیناً دنیاوی شعور سے یہ دونوں باتیں بالاتر تھیں یعنی ایک قوم کا دوسری قوم سے شکست کھا کر دوبارہ اٹھنا اور پھر غالب قوم پر فتح حاصل کرنا۔ اس کام کے لئے عام طور پر صدیاں درکار ہوتی ہیں۔

اور دوسری پیشین گوئی یعنی مسلمانوں کو بھی چند سالوں میں مشرکین پر فتح ہو جائے گی یہ بھی ناممکن اور مضحکہ خیز تھی۔ کیونکہ اس وقت مسلمانوں کی حالت بے حد کمزور تھی۔ انہیں ماریں پڑ رہی تھیں......انہیں قتل کیا جا رہا تھا۔ وہ بیچارے اپنے اسلام اور اپنے ایمان کو چھپاتے پھرتے تھے چھپ چھپ کر عبادت کرتے تھے۔

قارئین کرام! غور فرمائیے اور فیصلہ دیجئے کہ ان حالات میں اگر رسول اللہ ﷺ کا اللہ تعالی سے کوئی تعلق نہ ہوتا تو پھر کیا رسول اللہ ﷺ اپنے پاس سے مذکورہ بالا پیشین گوئیاں کر سکتے تھے۔؟ ہرگز نہیں۔ قارئین کرام! مذکورہ بالا آیات پر پھر غور فرمائیے۔ یہ صرف گول مول الفاظ میں پیشین گوئیاں ہی نہیں کی گئیں بلکہ صاف صاف الفاظ میں پیشین گوئیاں کرنے کے بعد فرمایا:

وعد اللہ لایخلف وعدہ ولکن اکثر الناس لایعلمون

یہ اللہ تعالی کا وعدہ ہے اللہ تعالی اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا مگر اکثر لوگ یہ بات نہیں جانتے۔

قارئین کرام! اللہ کے نبی ﷺ اور صحابہ کرام کا اس کتاب پر سچا ایمان تھا۔ لہذا اس پیشین گوئی کے پیش نظر سیدنا ابوبکر ؓ نے ایک مشرک سے ایک سو اونٹ کی شرط کرلی (جو اس وقت حرام نہ تھی) کہ اگر پانچ سال میں رومی ایرانیوں پر غالب نہ آئے تو پھر ابوبکر ؓ سو اونٹ دیں گے۔ اور اگر پانچ سال کے عرصہ میں رومی ایرانیوں پر غالب آ گئے تو پھر ایک سو اونٹ ابوبکر ؓ اس مشرک سے لیں گے۔ سیدنا ابوبکر ؓ نے جب اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا۔ اس شرط میں مدت بڑھا کر نو سال کر دو بضع کا لفظ عربی زبان میں پانچ سے نو تک کے لئے بولا جاتا ہے۔ اس پر ابوبکر صدیق ؓ نے شرط کی مدت بڑھا کر نو سال کروا لی۔

قارئین کرام! تاریخ گواہ ہے کہ ہجرت کے دوسرے سال جنگ بدر کے موقع پر یعنی نو سال کی مدت کے اندر ہی رومی ایرانیوں پر غالب آ گئے اور انہوں نے اپنا کھویا ہوا مال واپس لے لیا اور مدائن تک کا علاقہ فتح کر لیا۔ عین اسی روز مسلمانوں کو بھی جنگ بدر میں فتح ہوئی۔ لہذا مسلمانوں کو دوہری خوشی اور مشرکین کو دوہرا غم ہوا۔ جب ایک ہی دن میں اللہ تعالی نے یہ دونوں پیشین گوئیاں سچی ثابت کر دیں تو اس پر بہت سے لوگ حلقہ اسلام میں داخل ہوئے۔

قارئین کرام! اللہ تعالی کے فضل سے یہ واقعہ اور اس جیسے دوسرے

باقی صفحہ 44 پر ملاحظہ فرمائیں

امام مہدی اور اسلامی تحریکیں

محمد یوسف طیبی

ہمیشہ سے حزب اللہ اور حزب الشیطان کا مقابلہ جاری ہے۔ خطہ عرب میں جب سینکڑوں بتوں کی پوجا ہونے لگی اور معاشرہ جاہلیت کی تمام حدود پھلانگ گیا تو اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کیلئے آخری نبی محمد رسول اللہ ﷺ کا ظہور ہوا۔ گویا اسلام کی نئی تحریک اٹھ کھڑی ہوئی۔ جو ابتداء میں بہت کمزور تھی حتیٰ کہ تیرہ سال کا طویل اور پر مشقت دور گزرنے کے باوجود آپ ﷺ پر دائرہ حیات تنگ کر دیا گیا۔ اور آپ ﷺ کو رات کی تاریکی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنا آبائی شہر مکہ چھوڑنا پڑا۔ لیکن جونہی آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے اللہ تعالیٰ نے قتال کی اجازت دے دی۔ اعلان جہاد کر دیا گیا۔ دعوت وجہاد کی تحریک ایسی چلی کہ 8 سال کے مختصر ترین عرصہ میں رسول اللہ ﷺ اسی مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے کہ جس سے نکلنے پر مجبور ہوئے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کا وہ ہدف بھی پورا ہو گیا کہ جس کے لئے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون۔ (التوبہ۔33)

کہ اللہ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر اس مقصد کے لئے مبعوث فرمایا تاکہ وہ اس دین کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کر دکھائے۔ اور مشرکوں کو یہ بات اچھی بھی نہ لگتی ہو۔

قارئین کرام! غلبہ دین کی یہ کیفیت تقریباً بارہ سو سال تک باقی رہی پھر انحطاط کا دور آیا۔ مسلمان جہاد فی سبیل اللہ اور خالص دعوت کو چھوڑ گئے۔ ان کی خلافت کے بیسیوں ٹکڑے کر دیئے گئے۔ اور دعوت دین کا کام کئی ایک تحریکوں کی شکل اختیار کر گیا۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ اس امت کے آخری حصہ کی اصلاح ویسے ہی ہو گی جیسے کہ اس کے ابتدائی حصہ کی ہوئی تھی۔

لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ بعض تحریکیں تو غلبہ دین کو اپنا مقصد ہی نہیں سمجھتیں۔ بس نماز وروزہ اذکار وفضائل ہی ان کا ہدف ہے۔ دوسری تحریکیں اگر غلبہ دین چاہتی ہیں تو مغربی جمہوریت کے راستے سے جبکہ ''ایں خیال است ومحال است وجنوں''

کیونکہ عقل مند وہ ہوتا ہے جو دوسروں سے عبرت پکڑے۔ الجزائر اور ترکی میں مسلمانوں نے 90 فیصد سے زیادہ سیٹیں حاصل کیں لیکن قوت نہ ہونے کی وجہ سے اور طریقہ کار محمدی ﷺ نہ ہونے کی وجہ سے ان کو تہہ تیغ کر دیا گیا یا جیل میں بند کر دیا گیا۔ اور جن جماعتوں کو اکا دکا سیٹیں ملتی ہیں اس سے اسلام تو نہیں مل سکتا۔ البتہ اسلام آباد ضرور حاصل ہو سکتا ہے۔ وہ لاکھ دعوے کریں کہ چند دن حکومت ملے تو یہ کر دیں گے ظالموں کو الٹ پلٹ دیں گے۔ مگر حقیقت یہی ہے کہ ان کا نظام وقت گزارو اور معروف رکھو اور کام نکالو کے گرد ہی گھومتا ہے۔

دوسری تحریکیں ہیں جو غلبہ دین بھی چاہتی ہیں اور منہاج نبوت پر چلتے ہوئے یہ کام کرنا چاہتی ہیں۔ جیسا کہ سید اسماعیل اور احمد بریلوی رحمہما اللہ کی تحریک شہیدین تھی۔ لوگوں کی اصلاح عقیدہ کی ستھرائی کے ساتھ ساتھ تربیت، تدریب اور عملی جہاد کا مظاہرہ، یہی وہ کام ہیں کہ جن کے ذریعے رسول اللہ ﷺ نے چند سالوں میں علاقے کے یہود ونصاریٰ اور مشرکوں پر غلبہ حاصل کر لیا تھا۔ تحریک شہیدین فیل نہیں ہوئی بلکہ میں سمجھتا ہوں پاکستان کی آزادی اس تحریک کے ثمرات میں سے ایک ہے۔ وہ کونسی طاقت تھی جس نے انگریز کو علاقہ چھوڑنے پر سوچنے کے لئے مجبور کر دیا۔ اس نے ایسی

> **پاکستان میں ظہورِ مہدی کا شور شرابا کرنے والے تسبیح خوانوں کو کوئی نیا چاند چڑھانے سے پہلے احادیث صحیحہ کی روشنی میں غور کرنا چاہئے کہ مہدی علیہ الرحمہ کی علامات کیا ہیں؟**

تحریک کو بظاہر ختم تو کر دیا لیکن اس بات پر کام شروع کر دیا کہ شہیدین نے مسلمانوں میں پورا ہندوستان لینے کی سوچ پیدا کی ہے تو کوئی ایسی تدبیر کی جائے کہ ان کو چند علاقوں پر ٹرخا دیا جائے بلکہ ایسے علاقے دے دیئے جائیں کہ جن کی سرحدیں افغانستان سے ملتی ہیں تاکہ ہندوستان کے ہندوؤں کو سلطان محمود اور غوری کی اولاد سے ہمیشہ کیلئے محفوظ کر دیا جائے چنانچہ پھر اس نے ایسا ہی کیا اور واقعات سب جانتے ہیں۔

اس کے بعد ایسی تحریکیں برصغیر میں جو پیدا ہوئیں ان میں سرفہرست مرکز الدعوۃ والارشاد کی تحریک ہے کہ جس نے نبوی منہج پر چلتے ہوئے دعوت وجہاد فی سبیل اللہ، صحافت اور تعلیم وتربیت کے میدان میں اتنی ترقی کی' رجال سازی کی ادارے کھولے کہ شاید ہی کسی تحریک کے حصے میں آتے ہوں۔

غلبہ دین کی تمنا رکھنے والی کئی تحریکیں ایسی بھی ہیں جو چاہتی ہیں کہ لاٹھی بھی بچ جائے اور سانپ بھی مرجائے۔ سال ہا سال سے اپنے کارکنان کو جس تعصب کی ڈگر پر چلایا ہے۔ حق واضح ہو جانے کے باوجود اس سے ہٹنے کو تیار نہیں' اور جہاد وقتال فی سبیل اللہ جیسی مہمات جو نفس پر گراں ہوں وہ چاہتی ہیں کہ یہ بھی سر نہ کرنی پڑیں۔ اپنے من کے مطابق طریقہ کار اپنا کر خلافت عظمیٰ کو واپس لوٹایا جائے۔ یہ لوگ خالی جلسے جلوسوں پر بھی گزارا کرتے ہیں جبکہ ان کو اس بات کا بھی احساس رہتا ہے کہ کارکنان اپنے آپ کو فارغ نہ سمجھیں' یا مایوسی کا شکار نہ ہو جائیں لہٰذا وہ ان کے دل بہلاوے کے لئے کسی نہ کسی مہدی موعود کے ظہور کو پیش کرتے رہتے ہیں۔ اور نت نئے انداز سے اس کے قریب تر ہونے کے دعوے جتاتے رہتے ہیں۔

بعض جماعتوں کا مہدی تو سامرا کے غار میں گم ہو گیا ہے اور وہ اس کے نکلنے کے لئے التجائیں کرتے رہتے ہیں' ان کے مہدی کا نام محمد بن حسن العسکری ہے جبکہ بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام محمد بن حنفیہ ہے۔ کچھ لوگوں نے مکہ مکرمہ میں حرم شریف پر قبضہ بھی کر لیا تھا اور مہدی بن کر لوگوں کی بیعت لینا شروع کر دی تھی اور مخالفین کو قتل کرنا شروع کر دیا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ مہدی مہدی کرتے رہتے ہیں' اس واویلے کا ردعمل عموماً ایسے حوادث کی شکل میں ہی نکلا کرتا ہے۔

مہدی حقیقت اور خیال

قبل اس کے کہ پاکستان میں بھی مہدی کے تسبیح خواں کوئی چاند چڑھائیں' آیئے احادیث کی روشنی میں دیکھیں کہ مہدی علیہ

الرحمۃ کی کیا علامات ہیں؟ رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق مہدی رحمہ اللہ کے ظہور کی سب سے بڑی دلیل یہ ہوگی کہ وہ دنیا پر حکومت قائم کریں گے۔

مہدی رحمہ اللہ کی علامات

جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ وہ دنیا پر عدل کے ساتھ حکومت کریں گے۔ حدیث شریف میں ہے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

"المهدی منی اجلی الجبهة اقنی الانف يملا الارض قسطا وعدلا كما ملئت ظلما وجورا يملك سبع سنين" (سنن ابی داؤد 375/11)

کہ مہدی میری اولاد سے ہوگا۔ چوڑی پیشانی والا (جس کی پیشانی کے بال کم ہوں گے) اور باریک مگر لمبی ناک والا ہوگا' زمین کو عدل کے ساتھ بھر دے گا جیسا کہ وہ ظلم کے ساتھ بھر دی گئی تھی۔ وہ سات سال حکومت کرے گا۔

دوسری حدیث میں ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مہدی ہم میں سے اہل بیت سے ہوگا۔ اللہ تعالی اس کی ایک رات میں اصلاح فرمائے گا۔ "يصلحه الله فی ليلة" (مسند احمد 58/2 وسنن ابن ماجہ 1367/2)

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں۔ يصلحه الله کا معنی ہے کہ اللہ اس کی طرف رجوع کرے گا۔ اس کو توفیق دے گا' اس کو الہام کرے گا اور راہ دکھائے گا کہ پہلے وہ ایسے نہیں ہوگا۔ (النہایہ فی الفتن 29/1)

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ حقیقی مہدی رحمہ اللہ کی نشانی یہ ہے کہ اس کو اچانک اللہ تعالی راہ راست پر لائے گا اور پھر وہ خلیفہ بن کر دنیا پر چھا جائے گا اور اس کو عدل کے ساتھ بھر دے گا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اس کا پہلے سے ہی چرچا نہیں ہوگا۔ اور نہ ہی وہ مسلمانوں کے معروف لیڈروں میں سے ہوگا۔ بلکہ اچانک اس کی اصلاح کر کے اللہ تعالی اس کو غالب فرما دے گا۔

ایک اور حدیث میں ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ لاتذهب اولا تنقضی الدنيا حتى يملك العرب رجل من اهل بيتی يواطئ اسمه اسمی وفی رواية ويواطئ اسم ابيه اسم ابی۔ (سنن ابی داؤد 380/11)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک عرب لوگوں کا حاکم میرے اہل بیت سے نہ ہو۔ اس کا نام میرے نام جیسا اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام جیسا ہوگا۔ (صحیح الجامع الصغیر نمبر 5180)

اس کی اگلی نشانی یہ ہوگی کہ اس کے دور میں فراوانی ہوگی۔ کسی کو کوئی شکایت نہ ہوگی۔

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: يخرج فی آخر امتی المهدی يسقيه الله الغيث' وتخرج الارض نباتها' ويعطی المال صحاحا وتكثر الماشية ويعيش سبعا او ثمانيا' يعنی حججا. (مستدرک حاکم 557/4' 558)

کہ میری آخری امت میں مہدی کا ظہور ہوگا۔ اللہ اس کو بارش سے پانی پلائے گا۔ زمین نباتات نکالے گی اور وہ مال کو صحیح تقسیم کرے گا۔ مواشی عام ہو جائیں گے اور وہ سات یا آٹھ سال رہے گا۔

غلبہ دین کی تمنا رکھنے والی کئی تحریکیں ایسی ہیں جو چاہتی ہیں کہ "سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے" وہ سال ہا سال سے اپنے کارکنان کو تعصب کی جس ڈگر پہ چلا رہی ہیں حق واضح ہو جانے کے باوجود اس سے ہٹنے کو تیار نہیں اور جہاد وقتال فی سبیل اللہ جیسی مہمات جو نفس پہ گراں ہیں سر کرنے کے لئے تیار نہیں

☆ مہدی علیہ الرحمۃ کی اگلی نشانی یہ ہے کہ وہ اس وقت آئے گا کہ لوگوں میں اختلافات عام ہوں گے اور زلزلے بہت آرہے ہوں گے۔

مہدی موعود رحمۃ اللہ

کوئی نبی ورسول اور تابناک ماضی والا شخص نہیں ہوگا بلکہ اچانک تائب ہوگا اہل مشرق سب سے پہلے اس کی نصرت کریں گے۔ قبلہ کے قریب اس کی بیعت ہوگی پھر وہ جہاد سے اسلام کو دنیا پہ غالب کردے گا

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں تمہیں مہدی کی خوشخبری دیتا ہوں جو اس وقت آئے گا جب لوگوں میں اختلافات اور زلزلے عام ہوں گے۔ وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسے کہ وہ ظلم سے بھر دی گئی تھی۔ مخلوق اور خالق دونوں اس پر راضی ہوں گے۔ مال کی صحیح تقسیم کرے گا۔ اللہ تعالی امت محمد ﷺ کے دل غنی کر دے گا۔ اور اس کا عدل لوگوں کو کافی ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ اعلان کرنے والے کو بھیجا کرے گا کہ اگر کسی کو مال چاہئے تو لے لو تو کوئی بھی مال لینے نہیں آئے گا۔ سوائے ایک آدمی کے۔ وہ اس کو کہے گا کہ میرے خزانچی کے پاس جاؤ اور بولو کہ مجھے مال دے دے۔ یہ مہدی کا حکم ہے' تو خزانچی کہے گا ڈالتا جا' حتی کہ خوب ڈال لے گا تو پشیمان اور نادم ہو جائے گا اور کہے گا کہ افسوس میں تو امت محمد کا سب سے زیادہ بہادر ہوتا تھا۔ اب ان کا اپنا مال اگر ان کے لئے کافی ہے تو مجھے کیوں نہیں؟ لہذا مال واپس کردے گا مگر خزانچی کہے گا کہ ہم جو مال دے دیں' واپس نہیں لیا کرتے۔ اسی طرح پر وہ سات' آٹھ یا نو سال رہے گا اس کے بعد پھر زندگی میں خیر نہیں ہوگی۔ (مسند احمد 37/3)

☆ اگلی نشانی اس کی یہ ہوگی کہ نیک صالح اور امام مسجد بھی ہوگا۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ينزل عيسىٰ بن مريم فيقول اميرهم المهدی تعال صل بنا فيقول لا ان بعضهم امير بعض تكرمة الله هذه الامة. (مسند حارث بن ابی اسامة' ذکرہ ابن القيم فی المنار المنيف (ص 147-148 وقال حذا اسند جید)

کہ جب عیسی بن مریم زمین پر نازل ہونگے تو اہل زمین کا امیر مہدی ان کو کہے گا کہ آیئے نماز پڑھائیں۔ تو وہ فرمائیں گے کہ نہیں امیر تم میں سے ہی ہوگا یہ اللہ تعالی نے اس امت کو شرف عزت بخشی ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ یہ سیدنا مہدی علیہ الرحمہ سیدنا عیسی علیہ السلام کے نزول سے پہلے حکومت قائم کر چکے ہوں گے۔ اسی بات کا تذکرہ صحیح البخاری کتاب الاحادیث الانبیاء میں بھی ہے۔ جبکہ صحیح مسلم میں تھوڑی تفصیل ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ لاتزال طائفة من امتی يقاتلون على الحق ظاهرين الى يوم القيامة. قال فينزل عيسى بن مريم عليه الصلوة والسلام فيقول اميرهم صل لنا فيقول لا ان بعضكم على بعض امراء.

باقی صفحہ 57 پر ملاحظہ فرمائیں

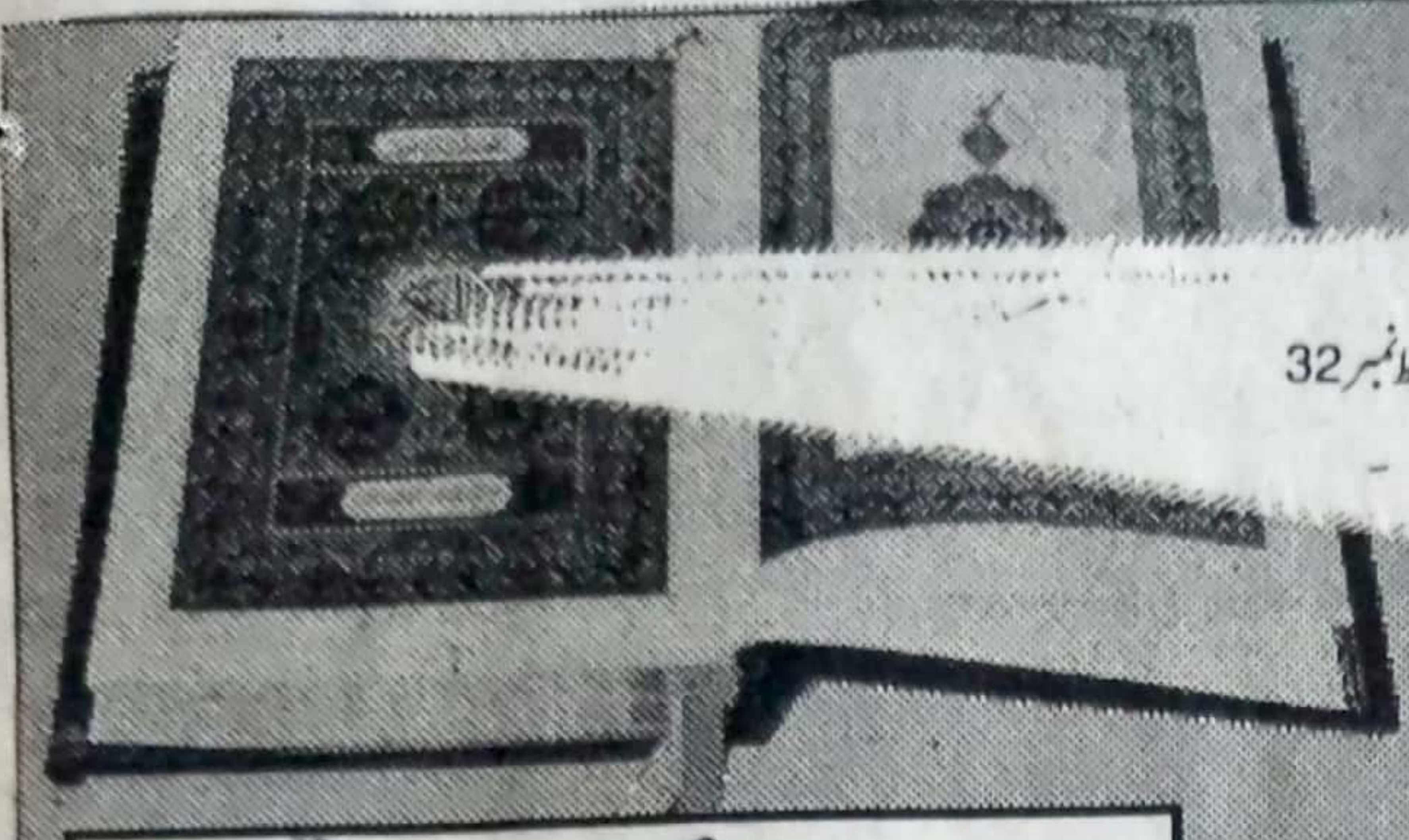

درس القرآن

قسط نمبر 32

سورہ الانعام کی تشریح و تفسیر

ابو عمر عبد الغفار المدنی حفظہ اللہ

حجت ہو چکی۔ اب آپ ان پر نگران نہیں

قَدْ جَاءَكُمْ بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ ☆ وَكَذَلِكَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ وَلِيَقُولُوا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهُ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ☆ اتَّبِعْ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ☆ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكُوا وَمَا جَعَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ☆ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ (الانعام 104 تا 107)

ترجمہ : اب بلاشبہ تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے حق بینی کے ذرائع پہنچ چکے ہیں۔ سو جو شخص دیکھ لے گا' وہ اپنا فائدہ کرے گا اور جو شخص اندھا رہے گا' وہ اپنا نقصان کرے گا اور میں تمہارا نگران نہیں ہوں۔ اور ہم اس طور پر دلائل کو مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں تاکہ یہ یوں کہیں کہ آپ نے کس سے پڑھ لیا ہے اور تاکہ ہم اس کو دانشمندوں کے لئے خوب ظاہر کر دیں۔ آپ خود اس طریق پر چلتے رہیئے جس کی وحی آپ کے رب تعالی کی طرف سے آپ کے پاس آئی ہے۔ اللہ تعالی کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور مشرکین کی طرف خیال نہ کیجئے اور اگر اللہ تعالی کو منظور ہوتا تو یہ شرک نہ کرتے اور ہم نے آپ کو ان کا نگران نہیں بنایا اور نہ آپ ان پر مختار ہیں......

مفردات :

1۔ بصائر۔ جمع بصیرۃ = اس سے مراد عقلی دلائل سے حق کو واضح وثابت کرنے والی نشانیاں ہیں گویا کہ انسان حق کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔

2۔ نصرف الایات : صرف یصرف۔ باب تفعیل سے جمع متکلم مع الغیر۔ فعل مضارع معلوم۔
یعنی ہم حق کے بیان اور ہدایت کی وضاحت کے لئے مختلف انداز سے دلائل پیش کرتے ہیں۔

3۔ واعرض عن المشرکین = اَعرَضَ یُعرِضُ باب افعال سے واحد مخاطب فعل امر معلوم یعنی آپ مشرکین سے منہ پھیر لیں اور ان سے قطع تعلق کر لیں۔

تفسیر :

اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں کہ شروع سورہ سے لے کر یہاں تک یا دوسری سورتوں میں جو اللہ تعالی نے اپنی توحید وقدرت کے دلائل بیان فرمائے ہیں ان سے ہدایت و رہنمائی لینے میں لوگوں کا اپنا فائدہ ہے اور اس سے اندھا پن اختیار کرنے اور روگردانی کرنے میں لوگوں کا اپنا نقصان ہے کیونکہ اللہ تعالی تمام مخلوق سے غنی ہے اس کو نہ کسی کی طاقت کا خوف ہے اور نہ کسی کی محبت کی پرواہ ہے۔

اس لئے فرمایا کہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس ایسے ٹھوس اور واضح عقلی و نقلی دلائل پہنچ چکے ہیں جو سورج کی طرح روشن اور فصاحت و وضاحت اور عظیم معانی و حقائق پر دلالت میں اپنی مثال آپ ہیں۔

اگر تم ان کو دل کی قوت یعنی بصیرت سے سمجھنے کی کوشش کرو تو حق تم پر ایسے واضح اور آشکارا ہو جائے گا گویا تم اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔ پس جو کوئی ان دلائل و براہین کو

سمجھ کر ان میں غور و فکر کرے گا اور نصیحت حاصل کرتے ہوئے ان پر عمل کرے گا تو اس کا فائدہ اس کو پہنچے گا اور اس کی آخرت سنورے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے بے پرواہ اور ہر حال میں قابل تعریف ہے وہ قابل تعریف ہونے میں کسی کی تعریف کا محتاج نہیں۔ لہذا قرآن وحدیث کے دلائل سے بصیرت حاصل کر کے ہدایت کی راہ پانے والا اپنے نفس کا ہی فائدہ کرتا ہے۔ اور جو کوئی ان دلائل سے اندھاپن اختیار کرتے ہوئے ان میں غور و فکر نہیں کرے گا اور ان سے عبرت ونصیحت حاصل نہیں کرے گا۔ اس کے اندھاپن اختیار کرنے اور گمراہی کی راہ پر چلنے کا نقصان صرف اور صرف اسی کو ہوگا کیونکہ اس کی اس روش سے اس کا نفس ہلاک ہوگا اور خائب وخاسر ہوگا۔ کسی اور کا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ جیسے دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

مَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا (15 بنی اسرائیل)

ترجمہ = جو راہ راست حاصل کرلے وہ خود اپنے ہی بھلے کے لئے راہ یافتہ ہوتا ہے اور جو بھٹک جائے اس کا بوجھ اسی کے اوپر ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی زبان سے کہلوایا گیا کہ آپ لوگوں کو کہیں کہ میں تمہارے اعمال کا محافظ ونگران نہیں ہوں۔ کہ میں تمہارے تعاقب میں رہوں کہ تم کیا کر رہے ہو۔ اور کونسی راہ اختیار کئے ہوئے ہو۔ بلکہ میرا فرض اور وظیفہ صرف اتنا ہے کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کا پیغام پہنچادوں۔ کیونکہ میں مبلغ اور بشیر ونذیر ہوں۔ میرا کام صرف راہ دکھانا ہے ہدایت کی راہ پر چلانا اس پر استقامت بخشنا اللہ مالک الملک کا کام ہے۔ اگر کوئی سیدھی راہ اختیار نہیں کرتا۔ تو اس کا محاسبہ کرنا اور اس کو اپنے عذاب میں گرفتار کرنا بھی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ قادر مطلق کا کام ہے۔ لہذا تم یہ بات نہ کہو کہ ہم قرآن کو جھٹلاتے ہیں۔ اگر یہ حق ہے تو ہمارے اس کو جھٹلانے کی وجہ سے ہم پر اللہ تعالیٰ عذاب کیوں نہیں نازل کرتے کیونکہ کسی کو ہدایت دینا اور ہدایت سے دور رہنے والے کو عذاب میں مبتلا کرنا۔ یہ اللہ احکم الحاکمین کے ملک (اختیار) میں ہے میرے یا کسی اور کے اختیار وتصرف میں نہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ہم توحید و رسالت 'وعدہ و وعید اور وعظ وتنبیہ کے دلائل کو اس طرح کھول کھول کر اور مختلف انداز سے بیان کرتے ہیں کہ ہدایت کے متلاشی اور اس میں رغبت رکھنے والے ان سے رہنمائی حاصل کریں کہ یہ آیات ودلائل ایک امی شخص اللہ تعالیٰ کی تائید ومدد کے بغیر نہیں پیش کر سکتا۔ لہذا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں لیکن مشرکین ومعاندین اپنی جہالت اور ازلی بدبختی کی وجہ سے کہتے ہیں کہ جو آپ پیش کرتے ہیں۔ اے محمد ﷺ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں بلکہ آپ نے اہل کتاب سے یہ پڑھا اور سیکھا ہے اور یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔

ان لوگوں کی اس روش کا دوسرے مقام پر اس طرح ذکر ہے۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا (٤) وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا (الفرقان 4-5)

ترجمہ = اور کافروں نے کہا یہ تو بس خود اسی کا گھڑا گھڑایا جھوٹ ہے جس پر اور لوگوں نے بھی اس کی مدد کی ہے دراصل یہ کافر بڑے ہی ظلم اور سرتاسر جھوٹ کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اور یہ بھی کہا کہ یہ تو اگلوں کے افسانے ہیں جو اس نے لکھ رکھے ہیں بس وہی صبح وشام اس کے سامنے پڑھے جاتے ہیں۔

اور ہم اس قرآن اور اس کے دلائل کو حق جاننے والوں کے لئے بیان کرتے ہیں یعنی فائدہ وہ اٹھاتے ہیں۔ ورنہ اصل میں بیان تو سب کے لئے ہے۔ لیکن چونکہ فائدہ صرف وہ اٹھاتے ہیں تو گویا یہ بیان صرف ان کے لئے ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ارشاد فرمایا کہ آپ صرف اس حق وہدایت کی پیروی کریں جو آپ کی طرف آپ کے رب مالک ومختار کی طرف سے وحی کیا جا رہا ہے۔ جس کے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں۔ پس آپ اسی معبود برحق کی اطاعت کریں اور اس کی طرف سے آنے والی وحی کی اتباع کریں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے کلام اور اس کی آیات ودلائل کا انکار کرنے والے معاندین کی اتباع نہ کریں۔ اور ان مشرکین سے اعراض کریں اور ان سے منہ پھیرلیں، قطع تعلق کریں۔ کیونکہ آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن مشرکین سے اعراض اور ان سے کوئی سروکار نہ رکھنے کا یہ حکم جہاد وقتال کی آیات سے منسوخ ہے۔

اب مشرکین کو ان کے حال پر چھوڑنے کی بجائے ان کو جہاد وقتال کے ذریعے راہ راست پر لانے کا حکم ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کو تسلی وتشفی دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ مشرکین کے ہدایت سے دور رہنے کی وجہ سے پریشان نہ ہوں۔ کیونکہ اللہ قادر اگر چاہتے تو ان میں سے کوئی بھی شرک نہ کرتا۔ بلکہ سارے کے سارے مؤمن وموحد ہوتے لیکن اللہ تعالیٰ کا طریقہ وسنت جبر واکراہ والا نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ ہدایت وگمراہی اور توحید وشرک کی دونوں راہیں واضح کر کے اور انسان کو اختیار دے کر آزماتے ہیں کہ وہ کونسی راہ اختیار کرتا ہے۔ پھر اس کے بعد اس کے ساتھ اس کے عمل کے مطابق جزاء وسزا کے معاملہ وسلوک کرتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا

ترجمہ: ہم نے اسے راہ دکھائی اب خواہ وہ شکر گزار بنے خواہ ناشکرا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمارے رسول ہم نے آپ کو ان لوگوں پر نگران مقرر نہیں فرمایا:۔ کہ آپ ان کے اعمال کے نگران ہوں۔ اور نہ ہم نے آپ کو ان کا مختار بنایا ہے کہ ہم آپ کو آپ کی طاقت سے زیادہ مکلف بنائیں۔ کہ آپ ان کو نفع وہدایت دیں بلکہ آپ کا کام صرف تبلیغ کرنا' ہمارا پیغام پہنچانا ہے۔ آپ ان کے مالک ومختار نہیں اس لئے آپ باوجود شدید خواہش وچاہت کے اپنے محسن ومربی اور مشفق چچا ابو طالب کو راہ راست پر نہ لا سکے۔ لہذا آپ پریشان نہ ہوں۔ تسلی رکھیں اور اپنا داعیانہ ومبلغانہ کردار ادا کرتے رہیں۔ اس کے بعد لوگوں کے معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کریں۔ وہ سب کے احوال واعمال کو خوب جانتا ہے وہ ان سے اس کے مطابق سلوک کرے گا۔

فوائد۔

1۔ قرآنی آیات ودلائل روشنی کا معیار ہیں۔ ان سے رہنمائی لینے والا ہدایت ونجات اور سعادت کی راہ پالیتا ہے۔

2۔ توحید ورسالت کے مختلف انداز کے دلائل وبراہین سے صرف عالم ہی فائدہ اٹھاتے ہیں جاہل محروم رہتے ہیں۔

3۔ وحی الٰہی یعنی کتاب وسنت کی اتباع فرض ہے۔

بقیہ عقلی دلائل

بہت سے واقعات ہمیں حق الیقین بخشنے کے لئے اپنی پوری صحت کے ساتھ موجود ہیں۔ لیکن ہم بدقسمت دنیا کے پجاری ان کی طرف نظر التفات ہی نہیں کرتے۔ قرآن وسنت اور کائنات کے حقائق کا بغور مطالعہ نہیں کرتے۔ پس آخر میں دعا ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان پر غور وفکر کر کے اپنا ایمان بڑھانے اور پھر اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

NSC خوشخبری NSC
ہر قسم کے کمپیوٹر ہوم سروس
ہارڈ ویئر سافٹ ویئر نیٹ ورکنگ
ریپئرنگ ویب پیج ڈیزائننگ سیل اینڈ سروس
وغیرہ کیلئے ہم سے رجوع کریں
CALL NOW
042-5715262
E-mail: shahzad125@hotmail.com
NORTH STAR COMPUTERS 78, 3rd Floor, Hafeez Center, Gulberg III, Lahore, Pakistan.

سلسلہ تدریس الحدیث

حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ تعالیٰ

آیئے حدیث پڑھیں

بلوغ المرام کی کتاب الجامع کی تشریح

1408/ 14

غیبت کیا ہے

قسط نمبر 33

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أَتَدْرُونَ؟ مَا الْغِيبَةُ قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ: قَالَ ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قَالَ أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ ؟ قَالَ: إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ)) (اخرجه مسلم)

ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے ؟انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تمہارا اپنے بھائی کا ذکر ایسی چیز کے ساتھ کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہے عرض کیا گیا آپ یہ بتائیں کہ اگر میرے بھائی میں یہ چیز موجود ہو جو میں کہہ رہا ہوں (تو کیا پھر بھی غیبت ہے ؟) آپ نے فرمایا اگر اس میں وہ چیز موجود ہے جو تم کہہ رہے تو یقیناً تم نے اس کی غیبت کی اور اگر وہ چیز اس میں موجود نہیں تو تم نے اس پر بہتان لگایا۔" (اسے مسلم نے روایت کیا ہے)

تخریج: مسلم (البر والصلۃ/70 دیکھئے تحفۃ الاشراف۔ (223/10)

فوائد :

غیبت مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے :۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ﴾ (الحجرات 12/49)

"تم میں سے کوئی شخص دوسرے کی غیبت نہ کرے کیا تم میں سے کوئی شخص پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے سو تم اسے برا جانتے ہو۔"

مطلب یہ ہے کہ جس طرح مردہ کا گوشت کھایا جائے تو وہ اپنا دفاع نہیں کر سکتا اسی طرح وہ شخص جس کی غیبت کی جارہی ہو پاس موجود نہ ہونے کی وجہ سے اپنی عزت کا دفاع نہیں کر سکتا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالی نے مردار کھانے کو حرام قرار دیا ہے اور اگر وہ مردہ انسان کا گوشت ہو اور انسان بھی وہ جو بھائی ہے تو اس کی حرمت کس قدر زیادہ ہو گی ؟

2۔ رسول اللہ ﷺ نے غیبت کا مفہوم خود بتانے کی بجائے صحابہ سے کیوں پوچھا؟ رسول اللہ ﷺ نہایت دانا اور حکیم معلم تھے اس لئے آپ تعلیم دیتے وقت صحابہ کو کسی نہ کسی طرح متوجہ کر کے ان میں علم کی طلب پیدا کر لیتے تھے تاکہ بات اچھی طرح ان کے ذہن میں بیٹھ جائے اور اگر ان کے ذہن میں کوئی اشکال ہے تو وہ بھی صاف ہو جائے۔

ابو سعید بن معلیٰ رضی اللہ عنہ سے آپ نے فرمایا کہ میں مسجد سے نکلنے سے پہلے تمہیں قرآن مجید کی سب سے بڑی سورۃ بتاؤں گا۔ جب آپ مسجد سے نکلنے لگے تو صحابی نے ہاتھ پکڑ کر وعدہ یاد دلایا تو آپ نے فرمایا وہ سورہ فاتحہ ہے۔ (بخاری :4474` 4647)

معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا یقیناً اے معاذ ! مجھے تم سے محبت ہے۔ یہ تعلق جتانے کے بعد فرمایا کہ کسی نماز میں یہ دعا مت چھوڑنا :

رَبِّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ (صحیح النسائی 1236۔ السھو 60)

اگر غور کریں تو طریق تعلیم پر جدید ماہرین کے لکھے ہوئے ہزاروں صفحات اس ایک نکتے کی معمولی سی تشریح ہیں جو

رسول ﷺ ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھتے تھے۔

3۔ غیبت کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے غیبت کی ایسی واضح اور جامع تعریف فرمائی ہے کہ اس میں کوئی ابہام باقی نہیں چھوڑا۔ ((ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ)) "تمہارا اپنے بھائی کو اس چیز کے ساتھ ذکر کرنا جس (کے ساتھ ذکر کیے جانے) کو وہ ناپسند کرتا ہے۔"

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے الاذکار میں اس کی کچھ تفصیل فرمائی ہے خلاصہ یہ ہے کہ:

"خواہ وہ چیز اس کے بدن سے تعلق رکھتی ہو یا دین سے یا دنیا سے' اس کی شکل وصورت کے بارے میں ہو یا اخلاق کے' اس کے مال' اولاد' والدین' بیوی بچوں کے متعلق ہو یا اس کے لباس' چال ڈھال' بول چال' خندہ پیشانی یا ترش روئی کے متعلق' غرض اس سے تعلق رکھنے والی کسی بھی چیز کا ذکر جو اسے ناپسند ہو غیبت ہے۔ پھر خواہ یہ ذکر زبان سے کیا جائے یا تحریر سے' اشارے سے ہو یا کنائے سے' تمام صورتوں میں غیبت ہے۔ اشارہ خواہ آنکھ سے ہو' یا ہاتھ سے' سر کے ساتھ ہو یا جسم کے کسی حصے کے ساتھ غیبت میں شامل ہے"

بدن کی غیبت مثلاً: اس کی تنقیص کے لئے اندھا' لنگڑا' کانا' گنجا' ٹھگنا' لمبوترا' کالا' کبڑا یا اس قسم کا کوئی اور لفظ استعمال کرے۔ دین کے بارے میں غیبت یہ ہے کہ: اسے فاسق' چور' خائن' ظالم' نماز میں سست' پلید' ماں باپ کا نافرمان' بد معاش وغیرہ کہے۔ دنیا کے بارے میں مثلاً: اسے نکما' باتونی' پیٹو وغیرہ کہے۔ اخلاق کے متعلق مثلاً: اسے بد خلق' متکبر' ریاکار' جلدباز' بزدل' سڑیل قرار دے۔ اس کے والد کے متعلق مثلاً: جولاہا' موچی' کالا حبشی وغیرہ کہہ کر اس کی تنقیص کرے۔ پھر زبان ہاتھ' جسم کے ساتھ غیبت کی ایک صورت اس کی نقل اتارنا ہے۔ مثلاً: اس کے اٹک اٹک کر بات کرنے یا ناک میں بولنے کی' لنگڑا کر چلنے کی' کبڑا ہونے کی یا چھوٹے قد کا ہونے کی نقل اتارے۔ غرض قاعدہ یہ ہے کہ کوئی بھی حرکت جس کا مقصد کسی مسلم بھائی کی تنقیص ہو غیبت ہے اور حرام ہے۔

کیا غیبت کسی صورت میں جائز بھی ہوتی ہے:

بعض اوقات مسلم بھائی کی غیبت جائز بھی ہو جاتی ہے اور اس کی عدم موجودگی میں اس کا عیب بیان کیا جا سکتا ہے۔ قاعدہ اس کا یہ ہے کہ جب دین کا کوئی ضروری مقصد اس کے بغیر حاصل نہ ہو سکتا ہو تو اس وقت یہ جائز ہے۔ نوویؒ نے اور ان سے پہلے غزالی نے غیبت کے جواز کے چھ موقعے گنوائے ہیں:

ظلم پر فریاد: مظلوم کو حق ہے کہ ظالم کے خلاف بات کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا...... (النساء 148/4)

اللہ تعالیٰ بری بات کے ساتھ آواز بلند کرنا پسند نہیں کرتا سوائے اس کے جس پر ظلم کیا جائے۔"

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا)) "حق والے کو بات کرنے کی گنجائش ہے" (بخاری' ح: 2390-)

بہتر یہ ہے کہ بادشاہ یا قاضی یا ایسے شخص کے پاس اپنی مظلومیت کا تذکرہ کرے جو اس کی مدد کر سکتا ہو۔

2۔ کسی گناہ یا برے کام کو روکنے کے لئے ایسے لوگوں کو اطلاع دینا جو اس کے ساتھ مل کر یا خود اسے روک سکیں۔ اگر مقصد صرف اس کام کرنے والے کی تذلیل ہو تو یہ جائز نہیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی آیات واحادیث اس کی دلیل ہیں۔

3۔ فتوی لینے کے لئے مفتی کے سامنے کسی کے نقص کا ذکر کرے تو یہ جائز ہے۔ مثلاً ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا کہ ابو سفیان بخیل آدمی ہے مجھے اتنا خرچ نہیں دیتا جو میرے اور میرے بچوں کے لئے کافی ہو کیا میں اس کے علم کے بغیر اس کے مال میں سے لے لیا کروں؟ آپ نے فرمایا تمہارے اور تمہارے بچوں کے لئے جتنا کافی ہو معروف طریقے کے ساتھ لے لیا کرو۔

(بخاری: 2211' البیوع/94)

رسول اللہ ﷺ نے ہند رضی عنہا کو اپنے خاوند کا عیب بیان کرنے سے منع نہیں فرمایا کیونکہ اس کا مقصد مسئلہ پوچھنا تھا۔

4۔ مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے اور انہیں شر سے بچانے کیلئے کسی کی برائی سے آگاہ کرے تو یہ جائز ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا آپ نے فرمایا:

((ائْذَنُوا لَهُ بِئْسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ)) (البخاری۔6054)

"اسے اجازت دے دو یہ خاندان کا بہت برا آدمی ہے"

رسول اللہ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس شخص کی برائی سے آگاہ کرنا ضروری خیال فرمایا:

مسلمانوں کی خیر خواہی میں اور انہیں شر سے بچانے میں بہت سی چیزیں آجاتی ہیں:

(الف) حدیث کے راویوں پر اور مقدمے کے گواہوں پر جرح جائز بلکہ واجب ہے اور اس پر امت کا اتفاق ہے۔

(ب) جب کوئی شخص کسی کے ساتھ رشتہ کرنے یا امانت رکھنے یا مشارکت کرنے' یا ہمسائیگی اختیار کرنے کاروبار یا کوئی اور معاملہ کرنے کے متعلق مشورہ پوچھے تو صحیح صحیح بات بتا دے۔ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے معاویہ رضی اللہ عنہ اور ابو جہم رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ "معاویہ تو کنگال ہے اس کے پاس کچھ نہیں' ابو جہم عورتوں کو بہت مارتا ہے تم اسامہ سے نکاح کر لو۔" (صحیح مسلم: 1480' الطلاق/6)

اور یہ مومن کا حق ہے ((وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ)) "جب وہ تجھ سے مشورہ مانگے تو تو اس کی خیر خواہی کر۔" (صحیح مسلم: 2162' الادب/3)

5۔ جو شخص کھلم کھلا اللہ کی نافرمانی کرتا ہو' لوگوں کو لوٹتا ہو' علانیہ شراب پیتا ہو تو اس کے ان گناہوں کا ذکر جائز ہے جن کو چھپانے کی وہ ضرورت ہی محسوس نہیں کرتا اور جن کا ذکر کیا جائے تو اسے برا محسوس ہی نہیں ہوتا۔ کیونکہ غیبت ان چیزوں کا ذکر ہے جسے وہ ناپسند کرے۔

6۔ کوئی شخص کسی لقب کے ساتھ مشہور ہو اس کے بغیر اس کی پہچان نہ ہوتی ہو اور وہ اسے برا بھی نہ جانتا ہو تو اسے اس لقب سے ذکر کرنا جائز ہے خواہ اس میں اس کا کوئی نقص ہی بیان ہو رہا ہو۔ مثلاً: اعمش (جس کی آنکھیں چندھیائی ہوئی ہوں) اعرج (لنگڑا) اصم (بہرا) اعمی (نابینا) وغیرہ شرط یہ ہے کہ مقصد اس کی تنقیص نہ ہو۔

5۔ کیا غیر مسلم کی غیبت جائز ہے: قرآن مجید میں اللہ تعالی نے فرمایا: وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا مسلمان ایک دوسرے کی غیبت نہ کریں۔ اسی طرح "ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ" سے بھی ظاہر ہے کہ صرف مسلمان کی غیبت ناجائز ہے۔ کیونکہ کافر ہمارا دینی بھائی نہیں۔

(BLOOM) کنزیومر پراڈکٹ کمپنی کو اپنی کامیاب ٹیسٹ مارکیٹنگ کے بعد اپنی آئٹمز لیکوئیڈ واش سوپ' لیکوئیڈ ڈش واشنگ' بلیچ اور ٹوائلٹ کلینرز کے لئے تمام اہم شہروں سے فوری ڈسٹری بیوٹرز درکار ہیں۔ خواہشمند فوراً ضروری معلومات کے لئے درخواستیں ارسال کریں کمپنی معقول کمیشن اور مارکیٹنگ سپورٹ فراہم کرے گی۔

Bloom consumer products, Suite # 9, 3rd Floor, Gulshan Plaza, Moon Market Allamalqbal Town, Lahore.Ph # (042) 5411700, Fax # (042) 5412700 Mobile # 0300-474565

رابطے کے لئے

دفتر مجاہدین لشکر طیبہ محمدی چوک بالائی منزل بلال احمد خانزادہ

پبلک کال آفس محمدی پور دیوان PH-0303-7941311

گری پڑی چیز اٹھانے کا حکم

مبشر احمد ربانی

س: لقطہ یعنی گری پڑی چیز کے بارے میں کیا حکم ہے؟ یعنی سب سے پہلے تو یہ کہ اٹھا لینی چاہئے کہ نہیں۔ اگر سر راہ پڑی ہوئی ہو تو؟ دوسرا یہ کہ اگر بالفرض آدمی پکڑ لیتا ہے اور اعلان وغیرہ کرنے کے باوجود اس چیز کا اصل مالک نہیں ملتا تو پھر کیا حکم ہے؟ بعض اوقات یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ چیز شہر میں کسی بارونق بازار میں پڑی ہوئی ملے تو اس صورت میں اعلان کرنے سے اس چیز کے کئی جعلی دعویدار بھی اٹھ کھڑے ہو سکتے ہیں جس سے فتنے کا خدشہ ہو سکتا ہے۔

ان تمام باتوں کے بعد مسئلہ یہ ہے کہ وہ گری پڑی چیز ایک آدمی اٹھا لیتا ہے اور وہ اپنے گھر آجاتا ہے تو اب اسے کیا کرنا چاہئے۔ وہ چیز بھی ہو سکتی ہے اور نقدی وغیرہ بھی ہو سکتی ہے۔ آیا وہ چیز بیت المال میں جمع کروا دے یا صدقہ کر دے یا اپنے مصرف میں لے آئے یا کسی مسجد مدرسہ کی تعمیر میں لگا دے یا مجاہدین کے فنڈ میں جمع کروا دے یعنی کونسی راہ اختیار کی جائے۔ کتاب وسنت کی روشنی میں اس مسئلہ کا تفصیلی جواب ارسال فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ (ماسٹر محمد اشفاق مالو مہے ڈسکہ سیالکوٹ)

ج: لقطہ زمین پر گری ہوئی چیز پکڑنے کو کہتے ہیں۔ اس کی تین صورتیں ہیں

1۔ وہ چیز بالکل معمولی سی ہو اور کھانے کے کام آنے والی ہو۔ اس کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ اسے اٹھا کر صاف کر کے تناول کر لیا جائے جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ((مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرَةٍ مَسْقُوطَةٍ فَقَالَ لَوْلَا أَنْ تَكُونَ مِنْ صَدَقَةٍ لَأَكَلْتُهَا)) نبی کریم ﷺ ایک گری ہوئی کھجور کے پاس سے گزرے تو فرمایا: اگر یہ صدقہ کی نہ ہوتی تو میں اسے کھا لیتا۔

(صحیح البخاری کتاب البیوع باب ما یتنزہ من الشبہات (2055)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي لَأَنْقَلِبُ إِلَى أَهْلِي فَأَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلَى فِرَاشِي فَأَرْفَعُهَا لِآكُلَهَا ثُمَّ أَخْشَى أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً فَأُلْقِيهَا

(صحیح البخاری کتاب فی اللقطۃ باب اذا وجد تمرۃ فی الطریق (2432)

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: (کبھی) جب میں اپنے گھر پلٹتا ہوں تو اپنے بستر پر پڑی ہوئی کھجور دیکھتا ہوں اور کھانے کے لئے اس کو اٹھا لیتا ہوں لیکن پھر خوف ہوتا ہے کہ کہیں یہ صدقہ کی نہ ہو اس لئے اسے پھینک دیتا ہوں۔

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر راستے میں کوئی ایسی گری پڑی چیز مل جائے جو معمولی ہو اور کھانے کے قابل ہو تو اٹھا کر کھا سکتے ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "ظاهر فی جواز أكل ما يوجد من المحقرات ملقى فى الطرقات لأنه ﷺ ذكر انه لم يمتنع من اكلها الا تورعا لخشية ان تكون من الصدقة التى حرمت عليه لالكونها مرمية فى الطريق فقط" (فتح الباری 86/5)

یہ حدیث راستے میں پڑی ہوئی حقیر چیزوں کو اٹھا کر کھا لینے کے جواز میں ظاہر ہے اس لئے کہ نبی ﷺ نے ذکر کیا ہے کہ انہیں اس کھجور کے کھانے میں صرف یہ چیز مانع ہوئی کہ کہیں یہ صدقہ کی نہ ہو جو آپ پر حرام کیا گیا ہے نہ کہ اس کا راستہ میں فقط گرا پڑا ہونا۔ لہذا معمولی سی کھانے والی چیز گری پڑی مل جائے تو اسے اٹھا کر کھا سکتے ہیں۔ اس کا اعلان کرنے کی حاجت نہیں۔

2۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وہ چیز ہو تو معمولی نوعیت کی مگر کھانے کے کام آنے والی نہ ہو جیسے چھڑی 'کوڑا' رسی چاقو وغیرہ اس کے بارے میں متعدد اقوال ہیں کہ تین دن تک لوگوں کے اجتماع میں اعلان کرتا رہے یا اتنی دیر اعلان کرے کہ اسے یقین ہو جائے کہ اس کا مالک اس کے بعد اسے تلاش نہیں کرے گا۔

سید سابق رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

الشئ الحقير لا يعرف سنة بل يعرف زمنا يظن ان صاحبه لايطلبه بعده وللملتقط أن ينتفع به إذا لم يعرف صاحبه" (فقہ السنۃ 233/3)

حقیر سی چیز کا سال بھر اعلان نہ کیا جائے بلکہ اتنی دیر اعلان کیا جائے کہ یقین ہو جائے کہ اس کا مالک اس کے بعد اسے تلاش نہیں کرے گا۔ ایسی چیز کو اٹھانے والا اس سے نفع حاصل کر سکتا ہے جب اس کا مالک معلوم نہ ہو۔

اس کی دلیل بعض روایات و آثار سے ملتی ہے۔ جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "رَخَّصَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَصَا وَالسَّوْطِ وَالْحَبْلِ وَأَشْبَاهِهِ يَلْتَقِطُهُ الرَّجُلُ يَنْتَفِعُ بِهِ" (ابو داؤد کتاب اللقطۃ (1717) بیہقی 195/6)

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں لاٹھی 'کوڑا' رسی اور اس جیسی اشیاء میں رخصت دی ہے کہ اگر کوئی آدمی ایسی چیز گری پڑی اٹھا لے تو وہ اس سے نفع حاصل کر سکتا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "وفی اسنادہ ضعف" اس کی سند میں کمزوری ہے۔ (فتح الباری 85/5)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں " فی رفع هذا الحديث شك و فى اسناده ضعف" (بیہقی 195/6) اس حدیث کے مرفوع ہونے میں شک ہے اور اس کی سند میں کمزوری ہے۔ امام ابو داؤد نے بھی اس بات کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ راجح بات یہ ہے کہ حدیث موقوف ہے' مرفوع نہیں۔ اور مرفوع و موقوف دونوں صورتوں میں علت یہ ہے کہ اس کی سند میں ابو الزبیر مدلس راوی ہیں اور انہوں نے اپنے استاذ سے سننے کی وضاحت نہیں کی۔ (ارواء الغلیل 15/6)

علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حدیث ہے کہ انہیں بازار سے ایک دینار ملا تو نبی کریم ﷺ نے انہیں کہا تین دن تک اس کا اعلان کر۔ انہوں نے ایسا ہی کیا تو کوئی شخص ایسا نہ ملا جو اس دینار کو پہچاننے والا ہو۔ تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کی طرف رجوع کر کے آپ کو خبر دی۔ آپ نے انہیں کہا' اسے کھالو' نبی ﷺ نے اس ایک دینار کو 12 درہم میں توڑا اس میں سے 3 درہم کے جَو' 3 درہم کی کھجوریں' ایک درہم کا زیتون خریدا..... الغرض ان کے پاس 3 درہم باقی بچ گئے۔ جب انہوں نے ان اشیاء میں سے کچھ حصہ استعمال کر لیا تو اس دینار کا مالک آ گیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے اسے کہا مجھے نبی کریم ﷺ نے اس کو کھا لینے کا حکم دیا تھا وہ اسے لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے اور یہ بات بیان کی۔ آپ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا' اس کا دینار اسے ادا کر دو۔ انہوں نے کہا ہمارے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا! جب ہمارے پاس کوئی چیز آئے گی تو ہم اسے ادا کر دیں گے۔ (عبد الرزاق باب احلت اللقطۃ الیسیرۃ 142/10' 143 رقم (18637) نصب الرایۃ 470/3 کشف الاستار 131/2' 132 (1368) مسند ابی یعلی 332/2 (1073)

امام بزار فرماتے ہیں' اس کی سند میں ابو بکر۔ ابن ابی سبرۃ ہے۔ وہ لین الحدیث ہے۔ علامہ ہیثمی فرماتے ہیں ابو بکر بن ابی سبرۃ وضاع ہے۔ (مجمع الزوائد 169/4) رقم (6849)

لیکن حافظ ضیاء مقدسی فرماتے ہیں کہ یہ ابو بکر بن ابی سبرۃ کے علاوہ ہے اور اس حدیث کو انہوں نے احادیث مختارہ میں ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم

یعلی بن مرہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول نے فرمایا: مَنِ الْتَقَطَ لُقَطَةً يَسِيرَةً دِرْهَمًا أَوْ حَبْلًا أَوْ شِبْهَ ذَلِكَ فَلْيُعَرِّفْهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ كَانَ فَوْقَ ذَلِكَ فَلْيُعَرِّفْهُ سَنَةً (مسند احمد 173/4)

جو شخص کوئی ہلکی سی چیز گری پڑی اٹھالے جیسے درہم یا رسی یا اس جیسی کوئی اور چیز تو وہ تین دن تک اس کا اعلان کرے۔ اگر اس سے اوپر ہو تو ایک سال تک اس کا اعلان کرے۔ مسند احمد کے مطبوعہ نسخے میں اس حدیث کے آخر میں ایک سال کا ذکر ہے جبکہ مجمع الزوائد 169/4 میں "فليعرفه ستة ايام" کے الفاظ ہیں یعنی چھ دن تک اس کا اعلان کرے اور مسند احمد کے اطراف 470/5 میں بھی اسی طرح ان الفاظ کو ضبط کیا گیا ہے اور محقق نے مسند احمد کے ترکی اور ہندی مخطوطے سے بھی اسی طرح ثبت کیا ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے یعنی ایسی چیز کا اعلان تین یا چھ دن تک کرے۔ اگر مالک نہ آئے تو استعمال کر لے۔ لیکن اس کی سند میں عمر بن عبد اللہ بن یعلی کمزور راوی ہے۔

مذکورہ بالا روایات میں اگرچہ ضعف ہے لیکن ان کی تائید میں آثار صحیحہ موجود ہیں جیسا کہ اسماعیل بن امیہ سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا "إذا وجدت لقطة فعرفها على باب المسجد ثلاثة ايام فان جاء من يعترفها وإلا فشأنك بها" (مصنف عبدالرزاق 136/10)

جب تو کوئی گری پڑی چیز پائے تو مسجد کے دروازے پر تین دن تک اس کا اعلان کر۔ اگر تو اس کو پہچاننے والا آجائے تو اس کے حوالے کر اور اگر نہ آئے تو اسے استعمال کر لے۔ اس لقطہ کو معمولی سی چیز پر ہی محمول کیا جائے گا جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور اثر میں ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا جس کو ایک تھیلی ستو ملی تو عمر رضی اللہ عنہ نے اسے حکم دیا کہ وہ تین دن تک اس کا اعلان کرے۔ پھر وہ تین دن کے بعد آیا اس نے کہا اس کو پہچاننے والا کوئی نہیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' اے غلام اسے پکڑ لے۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ اسے درندے لے جائیں یا ہوائیں اڑا دیں۔ (عبدالرزاق 143/10)

لہذا جب کوئی معمولی سی چیز ملے جو کھانے کے کام نہ آنے والی ہو تو اس کا تین دن تک یا اتنے دن تک اعلان کرے کہ یقین ہو جائے کہ اس کا مالک اسے تلاش نہ کرے گا۔ اس کے بعد استعمال کر سکتا ہے۔

3۔ تیسری صورت یہ ہے کہ وہ چیز قیمتی ہو۔ اس کا سال بھر اعلان کرتا رہے۔ عصر حاضر میں اخبارات' ریڈیو' بڑے بڑے جلسوں میں اعلان کرایا جا سکتا ہے اور اگر سال تک مالک نہ آئے تو اسے اپنے تصرف میں لا سکتا ہے۔ اگر مالک آجائے تو اسے وہ چیز واپس کرنی پڑے گی۔ اگر وہ استعمال کر چکا ہو اور اصل چیز موجود نہ ہو تو اتنی قیمت ادا کر دے۔ اور چیز جب ملے تو اس کی علامات اور نشانیاں اچھی طرح ذہن نشین کر لے یا نوٹ کر لے۔

لقطہ اگر حیوان ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ یا تو ایسا ہو گا جو اپنا دفاع خود کر سکتا ہو گا جیسے اونٹ' بیل وغیرہ تو ایسے حیوان کو نہ پکڑا جائے اور اگر ایسا حیوان ہو کہ وہ اپنا دفاع خود نہ کر سکتا ہو تو اسے پکڑ لیا جائے جیسے بکری وغیرہ۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے گری پڑی چیز کے بارے میں پوچھا' آپ ﷺ نے فرمایا "اعرف عفاصها ووكائها ثم عرفها سنة فان جاء صاحبها والا فشأنك بها" اس کا ڈاٹ اور تسمہ خوب پہچان لے پھر سال بھر اس کا اعلان کرتا رہ۔ پھر اگر اس کا اصل مالک آجائے تو اس کے سپرد کر دو ورنہ جو چاہو کرو۔ پھر اس نے گم شدہ بکریوں کے بارے میں پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا' هي لك او لاخيك او للذئب" وہ تیرے لئے ہے یا تیرے بھائی کے لئے یا بھیڑیے کے لئے۔ پھر اس نے گم شدہ اونٹ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

"مَا لَكَ وَلَهَا ؟ وَمَعَهَا حِذَاؤُهَا وَسِقَاؤُهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتَّى يَجِدَهَا رَبُّهَا"

تجھے اس سے کیا سروکار اس کا پانی' اس کے جوتے اس کے پاس ہیں گھاٹ پر آکر پانی پی لے گا۔ درختوں کے پتے کھالے گا یہاں تک کہ اس کا مالک اس کے پاس پہنچ جائے گا۔ (صحیح البخاری کتاب اللقطۃ (2429) صحیح مسلم کتاب اللقطۃ (1722) المؤطا للمالک باب فی اللقطۃ)

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ لقطہ اگر قیمتی چیز ہو یا جانور بکری وغیرہ کی مثل ہو تو اس کو پکڑ لے۔ اسکی علامات ونشانیاں اچھی طرح ذہن نشین کر لے۔ سال بھر اس کا اعلان کرتا رہے اگر اس کا مالک سال بھر اعلان تک نہ آئے تو اسے اپنے استعمال میں ضمانت وذمہ داری کے ساتھ لے آئے اور اگر اس کا مالک بعد میں آجائے تو اس کی ملکیت باقی رہتی ہے اور اسے وہ چیز واپس کرنی پڑے گی۔ اور اگر ایسا حیوان ہو جو اپنا دفاع کر سکتا ہو تو اسے نہیں پکڑنا چاہئے۔ گری پڑی چیز جس شخص کو مل جائے اسے وہ چیز غائب یا چھپانی نہیں چاہئے۔

ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے لقطہ کے بارے میں سوال کیا گیا آپ نے فرمایا "تعرف ولاتغيب ولاتكتم فان جاء صاحبها وإلا فهو مال الله يؤتيه من يشاء" (مجمع الزوائد 297/4 رقم (6839) طبع جدید مسند بزار (1367 کشف الاستار)

اس کی شناخت کی جائے اور اسے غائب نہ کیا جائے اور نہ چھپایا جائے۔ اگر اس کا مالک آجائے تو اس کے حوالے کر دو اور اگر نہ آئے تو وہ اللہ کا مال ہے جسے چاہتا ہے دے دیتا ہے شناخت وپہچان کا حکم اس لئے ہے کہ اس کے جعلی دعویدار پیدا نہ ہوں بلکہ جو شخص صحیح علامات بیان کر دے اس کے حوالے کی جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

نماز عید کی تکبیرات

س: نماز عیدین میں دو رکعتوں کے اندر کتنی زائد تکبیرات کہنی چاہئیں۔ صحیح دلائل سے راہنمائی فرمائیں۔ (ابو زید گوجرانوالہ)

ج: دلائل صحیحہ کی رو سے راجح اور قوی بات یہ ہے کہ عیدین کی نماز میں پہلی رکعت میں قراۃ سے پہلے سات اور دوسری رکعت میں قراۃ سے پہلے پانچ تکبیریں ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ " أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

كَبَّرَ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى سَبْعًا وَخَمْسًا سِوَى تَكْبِيرَتَي الرُّكُوعِ "

بے شک رسول اللہ ﷺ نے نماز عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں سات اور پانچ تکبیریں کہیں۔ رکوع کی دو تکبیروں کے علاوہ

(ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوۃ والسنۃ فیھا (1280) ابو داؤد کتاب الصلوۃ باب التکبیر فی العیدین (1150) کتاب العیدین للفریابی (107)

یہ روایت عبداللہ بن لھیعہ کی وجہ سے حسن ہے۔ ابن مبارک اور ابن وھب کی اس سے روایت دوسروں کی نسبت زیادہ انصاف پر مبنی ہے جیسا کہ تقریب ص :186 میں مرقوم ہے اور مذکورہ روایت عبداللہ بن وھب نے ہی ابن لھیعہ سے بیان کی ہے۔ امام ذھلی نے بھی اس سند کو محفوظ قرار دیا ہے جیسا کہ معرفۃ السنن والآثار للبیھقی میں موجود ہے۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "ان النبی ﷺ کبر فی صلوۃ العید سبعا وخمسا" بے شک نبی کریم ﷺ نے عید کی نماز میں سات اور پانچ تکبیریں کہی ہیں (ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوۃ والسنۃ فیھا (1278) المنتقی لابن الجارود (262) احکام العیدین للفریابی (135) اس حدیث کو امام احمد، امام علی بن مدینی، امام بخاری، امام نووی، حافظ عراقی، اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیھم نے صحیح قرار دیا ہے

(ملاحظہ ہو التلخیص الحبیر 84/2 المجموع للنووی 20/5 الفتوحات الربانیہ 241/4 مختصر الخلافیات للبیھقی 219/2)

نافع مولی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا، میں نماز عید الاضحیٰ اور نماز عید الفطر میں ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر تھا۔ انہوں نے پہلی رکعت میں سات تکبیریں قرأت سے پہلے اور پچھلی رکعت میں پانچ تکبیریں قرأۃ سے پہلی کہیں۔ بیہقی کی ایک روایت میں ہے کہ "وھی السنۃ" یہ سنت طریقہ ہے۔ اس اثر کی سند بالکل صحیح بلکہ اصح الاسانید میں سے ہے۔ دیکھیں۔

(المؤطا للمالک کتاب العیدین، کتاب الام للشافعی، بیہقی 288/3 مختصر الخلافیات للبیھقی 220/2)

مذکورہ بالا دلائل صحیحہ سے معلوم ہوا کہ نماز عیدین میں سنت یہ ہے کہ پہلی رکعت میں قرات سے پہلے سات اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہی جائیں۔

صدقۃ الفطر کا حکم

س : کیا صدقۃ الفطر نماز عید سے کچھ ایام پہلے نکالا جا سکتا ہے۔

ج : نبی کریم ﷺ نے صدقۃ فطر عید کی نماز سے پہلے نکالنے کا حکم دیا ہے

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ :

فرض رسول الله ﷺ زكوٰة الفطر صاعا من تمر او صاعا من شعير على العبد والحر والذكر والانثى والصغير والكبير من المسلمين وأمر بها ان تؤدى قبل خروج الناس الى الصلوة"

بخاری کتاب الزکوۃ (1503) مسلم کتاب الزکوۃ (984) بحوالہ مشکوۃ المصابیح (1815)

رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو مسلمانوں کے غلام، آزاد، مرد، عورت چھوٹے اور بڑے پر فرض کیا ہے اور لوگوں کو نماز عید کی طرف نکلنے سے پہلے اس کی ادائیگی کا حکم فرمایا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ فطر عید کی نماز سے پہلے نکالنا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام عید سے ایک یا دو دن پہلے صدقہ فطر نکال دیتے تھے۔ صحیح البخاری کتاب الزکوۃ باب صدقۃ الفطر علی الحر والمملوک میں ہے۔

وكانوا يعطون قبل الفطر بيوم او يومين "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عید فطر سے ایک یا دو دن پہلے صدقہ فطر دے دیتے تھے۔

نافع سے روایت ہے کہ "ان ابن عمر كان يبعث زكوة الفطر الى الذى يجمع عنده قبل الفطر بيومين او ثلاثه (المؤطا للمالک فتح الباری 376/3) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عید الفطر سے دو یا تین دن پہلے صدقہ فطر اس آدمی کی طرف بھیج دیتے تھے جو صدقہ جمع کرتا تھا۔

اسی طرح ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ان کی رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر جمع کرنے کی ذمہ داری لگائی۔ اور شیطان تین راتیں مسلسل اس ڈھیر سے چوری کے لئے آتا رہا بلآخر اس نے تیسری بار آیۃ الکرسی بتا کر جان چھڑائی جیسا کہ تفصیل کے ساتھ صحیح البخاری کتاب الوکالۃ (2311) میں موجود ہے۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں۔ "ويدل على ذلك ايضاً ما أخرجه البخارى فى الوكالة وغيرها عن ابى هريرة قال "وكلنى رسول الله ﷺ بحفظ زكاة رمضان" الحديث وفيه انه امسك الشيطان ثلاث ليال وهو ياخذ من التمر فدل على انهم كانوا يعجلونها" (فتح الباری 376/3، 377)

نماز عید سے دو تین دن پہلے صدقہ فطر نکالنے پر وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے جسے امام بخاری نے کتاب الوکالہ وغیرہا میں ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے صدقۃ فطر کی حفاظت پر مامور فرمایا۔ الحدیث۔ اس حدیث میں ہے کہ انہوں نے تین راتیں شیطان کو کھجوریں چوری کرتے ہوئے پکڑ لیا۔ اس حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ صحابہ کرام صدقہ فطر نکالنے میں جلدی کرتے تھے۔ لہٰذا نماز عید سے دو تین دن پہلے صدقہ فطر ادا کرنا صحیح و درست ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

سلام میں "مغفرتہ" کے الفاظ کہنا

س : کیا سلام میں "ومغفرتہ" کا اضافہ کسی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ حافظ عبدالسلام بھٹوی حفظہ اللہ کی "شرح کتاب الجامع من بلوغ المرام" ص 21 میں سلام کے الفاظ "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کے بارے میں لکھا ہے "اسلام کے کامل الفاظ اتنے ہی ہیں اس سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں اور "مغفرتہ" کے اضافے کی روایت ابو داؤد میں ہے جس کے متعلق منذری نے فرمایا اس میں ابو مرحوم عبدالرحمٰن بن میمون اور سھل بن معاذ دو راوی ہیں "لایحتج بھما" ان کے ساتھ دلیل نہیں پکڑی جاتی (عون :باب کیف السلام) کیا واقعی سلام کے کلمات اتنے ہی ہیں۔ مکمل راہنمائی فرمائیں۔ (ابو عبداللہ۔ گجرات)

ج : سلام کے کلمات کے متعلق پہلے ہماری تحقیق یہی تھی کہ اس کے کلمات "السلام عليكم ورحمة الله وبركاته" تک ہیں اور مجلہ الدعوۃ اکتوبر 2000ء کے شمارہ نمبر 10 ص 52 پر یہی بات لکھی تھی لیکن اس کے بارے میں ایک صحیح حدیث مل گئی ہے میرے ایک انتہائی قابل احترام بزرگ و مولانا عبدالجبار جلالپوری حفظہ اللہ نے علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ" رقم (1449) ص 433 ج 5 سے یہ روایت مجھے دکھلائی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں "كنّا اذا سلم النبى ﷺ علينا قلنا: وعليك السلام ورحمة الله وبركاته ومغفرته" جب نبی کریم ﷺ ہمیں سلام کہتے تو ہم کہا کرتے تھے...... وعليك السلام ورحمة الله وبركاته ومغفرته" آپ پر اللہ کی سلامتی، رحمت، برکات اور مغفرت ہو۔ اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "التاریخ الکبیر" (330/1/1) میں ذکر کیا ہے علامہ البانی "اس حدیث کی سند کے بارے میں فرماتے ہیں" یہ سند جید و عمدہ ہے اس کے تمام راوی ثقہ و قابل اعتماد ہیں اور تہذیب التہذیب کے راویوں میں سے ہیں۔ حافظ صاحب نے "شرح کتاب الجامع من بلوغ المرام" میں ابو داؤد کی جس حدیث کے ضعیف ہونے کا ذکر کیا ہے۔ یہ ابو داؤد کتاب الادب باب کیف السلام رقم الحدیث (5196) میں مروی ہے۔ حافظ صاحب نے امام منذری کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اس کی سند میں

باقی صفحہ 11 پر ملاحظہ فرمائیں

تاریخ کے آئینے میں

جنگ قادسیہ

تحریر: ابو یحییٰ محمد زکریا زاہد

اسباب

قرآن حکیم، احادیث مبارکہ کی ثقہ کتب اور معتبر تاریخی مصادر کے مطالعہ سے یہ بات ایک اصول کے طور پر سامنے آئی ہے کہ قوموں کو عروج ان کے اوصاف عالیہ کی وجہ سے اور ان پر زوال صفات رذیلہ کی بنا پر آیا کرتا ہے۔ یہی کچھ اہل فارس کے ساتھ بھی ہوا۔ کبھی کسی دور میں پوری دنیا پر ان کا طوطی بولتا تھا۔ بخت نصر اور نوشیرواں کے زمانے میں ان کے مقابل کوئی دوسری قوم نہ تھی۔ مگر جن ایام کا ہم ذکر کر رہے ہیں، ان دنوں دنیا کی یہ سپر پاور اندرونی طور پر مکمل طریقے سے تباہ ہو چکی تھی۔ جب سے کسریٰ پرویز نے رسول اللہ ﷺ کا نامۂ مبارک تکبر میں آ کر، گستاخانہ طریقے سے پھاڑا تھا تب سے ایرانی سلطنت عظمیٰ کے ساسانی حکمرانوں میں پھوٹ پڑ گئی تھی۔ ان میں آپس کے اختلاف نے اس شدت اور تیزی سے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف حسد، بغض، عناد اور کینہ پیدا کر دیا کہ جاہ وحشمت اور حکومت و دولت کیلئے ایک دوسرے کو بے دریغ قتل کرنے لگے۔ مرد تو مرد، عورتیں بھی اس گھناؤنے جرم میں شریک ہونے لگیں۔

ایک ساسانی چشم وچراغ اردشیر کے بیٹے شیرویہ (شیری) نے اپنے مقتولین کا بدلہ اس انداز میں لیا کہ جب اس کا بس چلا، آل کسریٰ کو قصر ابیض (وائٹ ہاؤس) میں جمع کر کے تمام مردوں اور لڑکوں کو قتل کروا دیا، صرف عورتیں اور لڑکیاں زندہ رہنے دیں، اس قاتلانہ ہنگامہ میں کسریٰ پرویز کے بیٹے شہریار کی بیوی نے اپنے اخوال کو فوراً بلوایا اور اپنے لخت جگر یزدگرد کو جو ابھی بالکل بچہ تھا، محل سے نکلوایا اور خدام کی ایک جماعت ساتھ دے کر اپنے خاندان کے پاس ''بادوریا'' بھیج دیا۔

جب اللہ کے صالح بندوں کی عرب قوم، حکم ربی کے مطابق فریضۂ جہاد ادا کرتے ہوئے ایرانی سلطنت پر چڑھ دوڑی اور ابوعبید الثقفی، جریر بن عبداللہ البجلی، خالد بن ولید اور مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے تجربہ کار، بہادر اور فہم وفراست کے مالک جرنیلوں کی قیادت میں عراق کا بیشتر قیمتی علاقہ ان کے قبضے میں آ گیا تو ایرانی سرداروں کو ہوش آیا اور وہ صلاح مشورہ کیلئے قصر ابیض میں جمع ہو گئے۔ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے، ساسانی خاندان کی آپس میں عداوت نے رستم اور فیروز جیسے عیار وزیرک سپہ سالاروں کو موقع فراہم کیا اور انہوں نے کسریٰ کی بیٹی پوران دخت کو تخت پر لا بٹھایا۔ پھر اپنے مفادات کے حصول میں اسے وہ بطور ڈھال استعمال کرنے لگے۔

رمضان المبارک 13ھ کو بویب کے مقام پر لڑی جانے والی جنگ کے نتیجے میں ایرانیوں کی شکست فاش سے پورے ایران کے

> **سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ عورت کی حکومت میں آپس کے اختلافات کا یہی نتیجہ نکلنا تھا۔ ایسے میں ہماری فوج کا فتح مند ہونا دشوار ہے**

اندر صف ماتم بچھ گئی اور مجوسیوں کے دلوں پر عرب مسلمانوں کی بہادری کا سکہ بیٹھ گیا۔ جہاں اب بغداد آباد ہے، اس کے گردونواح میں اس زمانے میں یہاں خنافس نامی ایک بستی میں بہت بڑا بازار لگتا تھا۔ حیرہ کے رہنے والے کچھ لوگ سیدنا مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: کیا آپ کو ایک ایسی بستی کے متعلق نہ بتائیں جہاں مدائن کسریٰ (اس دور میں اہل فارس کا دارالحکومت) اور سواد کے علاقے سے بڑے بڑے تاجر ڈھیروں مال لے کر آتے ہیں اور تجارت کرتے ہیں؟ یہی ان کے بازار لگانے کے دن ہیں۔ اگر آپ ان پر اچانک حملہ کر دیں تو وہ سنبھل بھی نہ پائیں گے۔ اس منڈی سے آپ کو اتنا مال ملے گا کہ سب مسلمانوں کو کافی ہوگا۔ سیدنا مثنیٰ نے پوچھا: اس بستی اور مدائن کے درمیان فاصلہ کتنا ہوگا؟ کہنے لگے: ایک دن کے کچھ حصے کی مسافت پر۔ مثنیٰ رضی اللہ عنہ نے تیاری کی اور عین بازار کے دن حملہ کر دیا۔ بازاری جان بچا کر ادھر ادھر بھاگ گئے۔ یہاں سے بے بہا سونا، چاندی اور قیمتی سامان مسلم سپاہ کے ہاتھ لگا اور وہ مال غنیمت کے ساتھ وہاں سے واپس پلٹے۔ سیدنا مثنیٰ رضی اللہ عنہ فاتح فوج کے ہمراہ چلتے ہوئے دریائے ''سَلْحِیں'' پر آن پہنچے اور یہاں پڑاؤ کا حکم دیا۔ اپنے جانبازوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''لوگو! اللہ کا شکر کرو کہ جس نے تمہیں سلامت بھی رکھا اور غنیمت کا مال بھی دیا۔ اپنے گھوڑوں کو چارہ کھلاؤ، خود کھانا کھاؤ اور آرام کرو'' ایک وقفہ آرام کرنے کے بعد وہاں سے روانہ ہوئے اور ''انبار'' آ گئے۔

اس کارروائی نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور جب کسروی پایۂ تخت میں یہ خبر پہنچی تو سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ عورت کی سلطنت میں آپس کے اختلافات کا یہی نتیجہ نکلنا تھا۔ ایسے حالات میں ہماری فوج کا فتح مند ہونا دشوار ہے۔ تمام رؤسائے مملکت رستم اور فیروز سے کہنے لگے: ''تم دونوں کی ریشہ دوانیوں اور آپس کے اختلاف نے اہل فارس کو بزدل بنا کر رکھ دیا ہے۔ ہر طرف ہماری سپاہ پٹتی چلی جا رہی ہے۔ بغداد، سواد، ساباط، بویب وتکریت کے بعد اب مدائن ہی بچا ہے، وہ بھی تم ہاتھ سے گنوا بیٹھو گے۔ تم نے تو ہمیں تباہی کے کنارے لا کھڑا کیا ہے۔ اگر تم آپس میں صلح نہیں کرتے اور دشمن کے خلاف متحد نہیں ہوتے تو ہم تمہارے خلاف جنگ کریں گے اور تم دونوں کو قتل کر دیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ پوران کو تخت سے اتارو اور کسی مرد کو یہاں بٹھاؤ۔''

رستم نے سرداران فارس کا جوش وجذبہ دیکھا تو اس نے بھی پینترا بدلا: ''ٹھیک ہے اگر آپ لوگ دشمن کے مقابلے میں متحد ہونا چاہتے ہیں تو میں اپنے رقیب فیروز سے صلح کرنے کو تیار ہوں۔ البتہ ملکہ عالیہ پوران شہزادی کا جہاں تک تعلق ہے تو ہم ان سے اس ضمن میں یہ گزارش کریں گے کہ زرتشتی دستور کے مطابق آل ساسان میں سے کسی مرد کو سلطنت ایران کی تخت نشینی سونپتے ہوئے کسروی مرتبہ

ومقام سے دستبردار ہوجائیں''۔

پوران دخت کافی ردو کد کے بعد اس مطالبے کو ماننے پر تیار ہوئی مگر سلطنت ایران کی تخت نشینی کے لئے آل ساسان کا مرد کہاں سے لائیں؟ وہ تو شیری (شیرویہ) نے قتل کروا دیئے تھے۔ پھر سب لوگ اس بات پر متفق ہوئے کہ ملک ایران کے کونے کونے میں آدمی دوڑاؤ' جہاں کہیں کسریٰ کی بیویوں میں سے کوئی مل جائے اسے یہاں لے آؤ۔ سب کو قصر ابیض میں جمع کرو۔ پوران نے کسریٰ کی تمام بیویوں اور لونڈیوں کے پتے لکھ کر دیئے' اسی طرح آل ساسان کی سب عورتوں اور لونڈیوں کے نام بھی۔

پارلیمنٹ نے ان سب کو قصر ابیض میں جمع کرنے کے لئے آدمی بھیج دیئے۔ جب تمام مطلوبہ عورتیں جمع ہوگئیں تو ان سے کسریٰ کے بیٹوں اور پوتوں سے متعلق پوچھ گچھ کی گئی۔ اکثر کی نرینہ اولاد تو بچی ہی نہ تھی۔ البتہ جنہوں نے اپنے بیٹوں کو چھپا چھپا کر پال رکھا تھا۔ انہوں نے اس خوف سے کہ کہیں انہیں قتل نہ کر دیا جائے صاف جھوٹ بول دیا۔ البتہ یزدگرد کا معاملہ چھپا نہ رہ سکا۔ بعض بی بیوں نے اس کی خبر دے دی۔ تب اسے اس کے ننھیال بادوریا سے مدائن بلوالیا گیا۔ اس وقت تک وہ اکیس 21 برس کا ہو چکا تھا۔

> یزدگرد کی تخت نشینی کے ساتھ ہی حالات مسلمانوں کے خلاف اس قدر مخدوش ہوگئے کہ اگر وہ فوراً اس طرف توجہ نہ دیتے تو نہ صرف عراق بلکہ کسریٰ انہیں روئے زمین سے کچل کر حرف غلط کی طرح مٹا دیتے

حالات

خلعت فاخرہ اور عظیم الشان تاج سلطانی پہنا کر اس نوخیز کو تخت ایرانی پر بٹھا دیا گیا۔ پوران دخت سمیت سب نے اسے تعظیمی سجدہ کیا اور اس کی اطاعت وفرمانبرداری وفرمانروائی کا عہد باندھا۔ سلطنت فارسیہ کے جابر وقاہر حاکم کسریٰ پرویز کے پوتے اور شہریار کے جواں سال بیٹے یزدگرد کے تخت نشین ہوتے ہی پورے ایران میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور مفتوحہ علاقوں کے لوگ عرب سپاہ کے خلاف بغاوت کرنے لگے۔ تمام امراء وروسائے مملکت نے اپنی مخالفتوں کو فراموش کر کے ملک وسلطنت کی حفاظت وخدمت کے لئے کمر ہمت باندھی' وہ تمام صوبے دار جو دربار ایران کی بدانتظامیوں کے سبب سے بددل ہو رہے تھے' یک لخت چستی اور مستعدی کا اظہار کرنے لگے۔ سلطنت ایران میں ایک تازہ روح عربوں کے مقابلے کی پیدا ہوگئی۔ جن صوبوں اور شہروں پر مسلمانوں کا قبضہ ہو چکا تھا' ان میں بغاوت اور سرکشی کے طوفان برپا ہونے لگے۔ ایرانی چھاؤنیاں فوجوں سے پر ہوگئیں اور سب ایرانی قلعے مضبوط کر دیئے گئے۔ حیرہ' ابلہ اور انبار جیسے اہم ترین مقامات کو پھر سے ساسانی سلطنت میں شامل کرنے کیلئے یزدگرد نے ہتھیار بند فوج کے دستے مدائن سے روانہ کر دیئے۔ اور ان کے پیچھے ایک بڑا لشکر بھیجنے کا وعدہ کیا۔ ملک عراق کے ان علاقوں اور ان کے علاوہ دوسرے مناطق کے عرب قبائل بھی ایرانیوں کا سہارا پا کر بغاوت پر اتر آئے اور دولت فارسیہ کا دم بھرنے لگے۔ ذی القعدہ 13ھ کے آخر تک مسلمانوں کے خلاف حالات اس قدر مخدوش ہوگئے کہ اگر انہوں نے اس طرف فوری توجہ نہ کی ہوتی تو صرف ایک عراق ہی ہاتھ سے نہ جاتا بلکہ اس دور کی سپر پاور انہیں ہر جگہ پر کچل کر رکھ دیتی اور وہ دنیا سے حرف غلط کی طرح مٹا دیئے جاتے۔

مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اللہ رب العالمین نے بہت ساری قائدانہ صلاحیتوں سے نواز رکھا تھا۔ بنو شیبان کے یہ بطل جلیل انتہائی زیرک' نڈر سپاہی' معاملہ فہم' صاحب عقل وشعور اور حالات کی نبض پر ہاتھ رکھنے والے جہاندیدہ سپہ سالار تھے۔ جیسے ہی انہیں ایران کی تازہ ترین صورت حال کی اطلاع ملی' فوری طور پر امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے نام تفصیل لکھی اور ایک تیز گھڑسوار کو خط دے کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ کر دیا۔ جواب کے انتظار ہی میں تھے کہ پتہ چلا' اہل سواد نے بغاوت کر دی ہے اور وہ پھر سے کافر ہوگئے ہیں۔ سیدنا مثنیٰ رضی اللہ عنہ مقام ذی قار کی طرف نکلے اور اس علاقے کی اسلامی افواج کو ایک مقام پر جمع کر لیا۔

مرکز خلافت مدینہ منورہ سے جلد ہی جواب آن پہنچا۔ خلیفۃ المسلمین نے لکھا کہ ربیعہ اور مضر کے قبائل جو عراق اور مدینہ کے درمیان نصف راستے سے اس طرف آباد ہیں' انہیں خود اپنے پاس طلب کرو اور اپنی جمعیت کو اس طرح سے طاقتور بناؤ۔ مخدوش علاقے خالی کر کے سرحد عرب کی طرف سمٹ آؤ اور ہمارے اگلے حکم کا انتظار کرو۔

امیر المومنین نے اس سال سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو حج کا امیر مقرر فرمایا اور خود بڑے کروفر سے جنگ کی تیاری شروع کر دی۔ خلیفۃ المسلمین نے قسم کھائی کہ وہ عجمیوں (ایرانیوں) کے بادشاہوں' امیروں اور رئیسوں سے عرب کے بادشاہ' امیر اور جری لوگ لڑا دیں گے۔ اللہ کے دشمنوں کی قوت کو پاش پاش کر کے رکھ دیں گے۔ آپ کی طرف سے ان دنوں مکہ مکرمہ پر عتاب بن اسید' طائف پر عثمان بن ابی العاص' یمن پر یعلی بن امیہ' عمان اور یمن پر حذیفہ بن محصن' بحرین پر اعلاء بن الحضرمی' شام پر ابوعبیدہ بن الجراح اور کوفہ کے صوبوں میں سیدنا مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہم گورنر مقرر تھے جبکہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس عدل وقضا کی وزارت تھی۔

آپ نے سب امراء کی طرف خط لکھے اور ہرکارے دوڑا دیئے کہ اضلاع عرب میں جہاں جہاں کوئی بہادر' عالم' رئیس' صاحب تدبیر' شاعر' خطیب' اہل الرائے یا امیر ہو فوراً مرکز خلافت پہنچ جائے۔ خود حج کے لئے تشریف لے گئے۔ حج سے فارغ ہوتے ہی فوراً واپس مدینہ پلٹ آئے۔ نصف ذوالحجہ تک ملک کے کونے کونے سے لوگوں کے گروہوں کے گروہ آنے شروع ہوگئے۔ ہر طرف سے قبائل عرب کا طوفان امڈ آیا اور دیکھتے ہی دیکھتے تمام میدان مدینہ آدمیوں سے پر نظر آنے لگے۔

رسول اللہ ﷺ کے ماموں سیدنا سعد بن ابی وقاص مالک الزہری (کہ جنہیں خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نجد میں قبیلہ ہوازن سے زکوۃ وصدقات کا مال جمع کرنے پر عامل مقرر کر رکھا تھا) نے ایک ہزار نجدی بہادر بھیجے۔ جن میں سے ایک ایک شخص تیغ وعلم کا مالک تھا۔ طائف اور یمن کے درمیان پھیلے ہوئے اونچے پہاڑی سلسلے سراوات اور یمن کے بعض علاقوں پر معین عامل زکوۃ وصدقات حمیضہ بن النعمان بن حمیضہ البارقی نے تین ہزار دلیروں کا ایک بریگیڈ' شداد بن ضمضم' عمرو بن معدیکرب' ابوسبرہ بن ذویب' یزید بن الحارث اور بشر بن عبداللہ الہلالی رضی اللہ عنہم کی قیادت میں روانہ فرمایا۔ اسی طرح باقی صوبوں سے بھی اللہ کے شیر پہنچ گئے۔ امیر المومنین نے ایرانیوں کو ان کی بغاوت کا مزہ چکھانے اور عراق پر بنفس نفیس لشکر کشی کا ارادہ فرمایا۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا طلحہ کو ہراول کا سردار' زبیر بن العوام کو میمنہ پر اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم کو میسرہ پر مقرر فرما کر' خود سپہ سالار اعلیٰ بن کے' سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام متعین کرتے ہوئے لشکر اسلام لے کر مدینہ منورہ سے یکم محرم 14ھ کو روانہ ہوئے۔ مدینہ سے تین میل دور اس سفر کی پہلی منزل چشمہ صرار پر آ کر قیام کیا۔ خلیفہ وقت کی سپہ سالاری کا سن کر تمام فوج میں لڑائی کیلئے بڑا جوش اور ولولہ پیدا ہوگیا۔ سب نے اللہ کی راہ میں کٹ مرنے کا عہد کیا۔ مگر بعض اہل الرائے کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خلیفۃ المسلمین کے مرکز خلافت کو چھوڑنے پر راضی نہ تھے۔ اس بات کی خبر فاروق اعظم کو ہوئی تو دانشور صحابہ کرام کی ایک مجلس مشاورت بلوائی۔ پھر تمام سرداران فوج اور سب لشکریوں سے اس بارے میں عام خطاب کے ذریعے بھی مشورہ طلب کیا۔ کثرت رائے خلیفہ وقت کے ارادے کے موافق ظاہر ہوئی۔ یعنی اکثریت نے خلیفۃ المسلمین کے بحیثیت سپہ سالار' ملک ایران کی طرف جانے کو مناسب سمجھا۔ کیونکہ سلطنت روم کی طرف سے (اجنادین کے مقام پر اس کی بہت بڑی ہزیمت وتباہی

کے بعد کہ جہاں اہل اسلام نے اسے کچل کے رکھ دیا تھا) اب کوئی خطرہ نہ تھا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھی مشاورت کیلئے مدینہ منورہ سے بلوایا گیا۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے رائے دی کہ: آپ کا خود ایران جانا مناسب معلوم نہیں ہوتا کیونکہ کسی دوسرے سردار کو میدان جنگ میں اگر ہزیمت اٹھانا پڑی تو خلیفہ وقت بآسانی اس کا تدارک کرسکتا ہے مگر اللہ نہ کرے خلیفۃ المسلمین کو اگر میدان جنگ میں خود کو شکست ہوجائے تو پھر مسلمانوں کے کام کا سنبھلنا دشوار ہوجائے گا۔ اس رائے کی تائید سیدنا علی، زبیر بن العوام، طلحہ اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم نے بھرپور طریقے سے کردی۔ تب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سارے لشکر کے سامنے ایک پر اثر تقریر کی اور فرمایا:

''لوگو! میں تمہارے ساتھ نکلنے کا پختہ ارادہ رکھتا تھا، مگر اصحاب عقل ودانش اور اہل الرائے کبار صحابہ کرام نے مجھے اپنی مضبوط رائے کے ساتھ اس بات سے روک دیا ہے۔ وہ میرا مرکز خلافت کو چھوڑنا مناسب نہیں جانتے۔ لہذا میں مجبور ہوں اور کوئی دوسرا شخص تمہارا سپہ سالار بن کر تمہارے ساتھ جائے گا۔''

اب ایک مخصوص مجلس مشاورت بلوائی گئی اور اس میں یہ مسئلہ پیش کیا گیا کہ کس کو سپہ سالار عراق بنا کر بھیجا جائے؟ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے متعلق رائے آئی کہ انہیں اس لشکر کی قیادت دی جائے مگر انہوں نے انکار کردیا۔ جبکہ ابوعبیدہ بن الجراح اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہما ملک شام میں برسرپیکار تھے۔ نئی نئی فتوحات ہوئی تھیں، خدشہ تھا کہ اگر انہیں وہاں سے ہٹالیا گیا تو وہاں بھی کہیں بغاوت کھڑی نہ ہوجائے۔ اسی غور وفکر کی حالت میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہنے لگے: میں ایک شخص کا نام بتاتا ہوں کہ اس وقت اس سے بڑھ کر کسی اور کا نام نہیں بتایا جا سکتا۔'' یہ کہہ کر انہوں نے کچھار میں تاک لگائے، پوری شوکت وقوت والے کسی شیر کی مانند سعد بن ابی وقاص مالک الزہری رضی اللہ عنہ کا نام لیا۔ سب نے ان کی رائے کو پسند کیا اور بھرپور تائید کی۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اس رائے کو پسند کیا اور سیدنا سعد کی تعریف کی۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص مالک الزہری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ماموں، عشرہ مبشرہ میں سے ایک بڑے جلیل القدر صحابی تھے۔ ان کی بہادری اور شجاعت بھی مسلمہ تھی۔ سیدنا عمر نے ایک ماہر اور تیز گھڑ سوار کو بھیج کر انہیں نجد سے بلوالیا۔ جب اللہ کا یہ شیر صرار کے مقام پر مقیم لشکر میں پہنچ گیا تو خلیفۃ المسلمین نے انہیں لشکر عراق اور پورے ملک عراق کی ذمہ داری سونپتے ہوئے نصیحت فرمائی:

''اے سعد! جب یہ کہا جائے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے ماموں، اعلی حسب ونسب والے اور بڑے عالی مرتبت صحابی ہیں تو کہیں غرور میں نہ آجانا۔ (یہ برائی کی بات ہے) اور اللہ تعالی کسی بھی برائی (ایرانیوں کی رب ذوالجلال سے بغاوت والی) کو کسی دوسری برائی سے نہیں مٹایا کرتے بلکہ وہ تو برائی کو اچھائی (نیکی) سے مٹاتے ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ ذوالجلال والاکرام کے اور کسی بھی دوسرے کے درمیان کوئی حسب ونسب نہیں۔ وہ اپنی اطاعت کو پسند کرتا ہے۔ اس کے نزدیک معزز اور غیر معزز سب لوگ برابر ہیں۔ اللہ سب کا رب ہے اور وہ اس کے بندے ہیں۔ ہاں البتہ! اس کی بخشش اور تقویٰ کے ذریعے وہ ایک دوسرے پر فضیلت ضرور حاصل کرتے ہیں۔ جو اس کے پاس نعمتیں ہیں انہیں وہ اطاعت کے ذریعے ہی حاصل کر پاتے ہیں۔ اپنے ہر معاملے میں ہر اس امر کو اختیار کرنا جسے رسول اللہ ﷺ نے اختیار کیا، اسی کو لازم پکڑنا۔ آپ ایک انتہائی صبر آزما اور کٹھن مرحلے سے گزرنے والے ہیں، ہر موقع پر صبر واستقامت سے کام لینا، کامیابی وکامرانی ضرور

> **خلیفۃ المسلمین نے قسم کھائی کہ وہ عجمیوں کے بادشاہوں، امیروں اور رئیسوں سے عرب کے بوریا نشینوں اور جری بہادروں کو لڑا کر دشمنان دین کی قوت کو پاش پاش کردیں گے**

تمہارے قدم چومے گی۔ یہ میری آپ کو نصیحت ہے۔ اگر آپ نے اسے چھوڑ دیا اور اس سے بے رغبتی اختیار کی تو خدشہ ہے کہ آپ کہیں خسارہ پانے والوں میں نہ ہوجائیں۔ (کیونکہ اللہ ذوالجلال نے اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کے ساتھ ولی الامر کی اطاعت کو بھی لازم کردیا ہے) یہ بات بھی جان لو کہ اللہ کا ڈر دو باتوں سے پیدا ہوتا ہے۔

۱۔ اللہ کی اطاعت میں اور

۲۔ اس کی معصیت سے اجتناب میں۔

لوگ بھی اسی کی اطاعت کرتے ہیں جو دنیا سے بغض اور آخرت کی محبت میں اللہ کریم کی اطاعت کرے اور اس شخص کی نافرمانی کرنے لگتے ہیں جو دنیا کی محبت اور آخرت سے نفرت میں اپنے رب کی نافرمانی کرنے لگے۔ جب اللہ تعالی کسی سے محبت کرنے لگتا ہے تو اس کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے۔ اور جب کسی بندے سے ناراض ہوجاتا ہے تو لوگوں کے دلوں میں اس کے خلاف نفرت پیدا کردیتا ہے۔ اللہ کے ہاں اپنی قدر ومنزلت کو اس کے بندوں کے نزدیک اپنی عزت کے ساتھ پرکھ لینا۔''

دل ہلا دینے والی اس نصیحت کو سن کر رسول اللہ ﷺ کے ماموں، شیر دل سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی آنکھیں آبدیدہ ہوگئیں۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ خلیفۃ المسلمین کی اطاعت پر عہد کیا اور پھر چودھویں ہجری سال کے یہ سب عظیم انسان (عمر وعثمان، علی وطلحہ، سعد، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف اور دیگر کبار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) چلتے ہوئے اس لشکر کے مجمع میں آپہنچے کہ جسے خیر البشر کی زبان مقدس سے خیر القرون کے ساتھ ملقب کیا گیا تھا۔

تمام جانبازوں کو ایک میدان میں جمع کیا گیا اور پھر آہنی ارادوں کے مالک، مجوسی ونصاریٰ اور یہود ومشرکین کی موت کے پروانے جاری کرنے والے، اپنے دور کے مضبوط ترین حاکم، خلیفۃ المسلمین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے خطاب عام فرمایا:

لوگو! بلاشبہ اللہ ذوالجلال نے تمہارے لئے نصیحت کے طور پر پہلے لوگوں کی مثالیں بیان فرمائی ہیں اور تمہیں اپنی بات پہنچادی ہے تاکہ اس (کتاب اللہ) کے ساتھ اللہ تعالی اپنے بندوں کے سینوں میں مردہ دلوں کو زندہ کردے۔ حیاء، سخاوت، نرمی اور دوسروں کو آسائش بہم پہنچانا، عدل وانصاف اور تقویٰ کی علامتیں ہیں۔ دوسروں کی اموات کا تذکرہ اپنی موت کو یاد دلائے رکھتا ہے اور اس کے لئے تیاری، اعمال صالحہ کے ساتھ کی جاتی ہے۔ زہد وتقویٰ حق بات کو قبول کرنے اور حقدار کا حق ادا کردینے سے بھی پیدا ہوتا ہے۔ گزارہ لائق رزق کے ساتھ وقت گزارو اس لئے کہ جو شخص کفایت شعاری سے کام نہیں لیتا اسے کوئی چیز غنی نہیں کرسکتی۔ اپنے امراء کی پوری پوری اطاعت کرنا اور اپنی شکایات کو ہم سے روک کر رکھنا۔ بھائیو! اپنے رب کو راضی کرنے کیلئے لڑنا۔ دنیا حاصل کرنے اور لوگوں کو خوش کرنے کیلئے نہیں۔ جائیے! میں آپ سب کو اللہ رب العالمین کے سپرد کرتا ہوں۔ دنیا میں ہوگئی تو ٹھیک، ورنہ اللہ کی جنتوں میں ضرور ملاقات ہوگی۔'' (ان شاء اللہ)

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو ہر ایک چھوٹے بڑے واقعہ سے خبردار رکھنے کی تاکید کرکے، مدینے اور عراق کے درمیان راستے کا تعین، برید سریع (تیز ڈاک) کا انتظام وانصرام کرکے، ساری مسافت کی منازل طے کرتے ہوئے سپہ سالار افواج بنا کر عراق کی طرف روانہ کیا۔ ساتھ میں جریر بن عبداللہ البجلی اور مثنی بن حارثہ رضی اللہ عنہما کے نام خطوط لکھ کردیئے کہ جیسے ہی سعد رضی اللہ عنہ ان کے پاس پہنچیں وہ اپنے لشکروں کو ان کے تابع کردیں اور ان کی مکمل اطاعت کریں۔ لشکر اسلام کو روانہ کرکے فاروق اعظم، عثمان غنی اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مدینہ منورہ کی طرف واپس پلٹ آئے۔

واقعات

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ چار ہزار کا لشکر جرار لے کر مقام صرار سے روانہ ہوئے۔ ابھی تھوڑا ہی سفر طے کیا تھا کہ خلیفۃ المسلمین نے 2 ہزار نجدی بہادروں کے دستے بھیج کر ساتھ ملادیئے۔

باقی صفحہ 56 پر ملاحظہ فرمائیں

خانگی مسائل ——— قسط نمبر 3

خاوند کے حقوق

محمد یوسف طیبی

خاوند کا چھٹا حق: بیوی خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ جائے

خاوند کا حق ہے کہ اس کی بیوی بغیر اجازت گھر سے باہر نہ جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے "وقرن فی بیوتکن" کہ تم اپنے گھروں میں ہی ٹکی رہا کرو۔ (الاحزاب۔ 33)

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں، اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اے عورتو تم گھروں کو ہی لازم پکڑو، اور سوائے حاجت کے باہر نہ نکلو اور شرعی حاجت میں سے یہ بھی ہے کہ وہ نماز پڑھنے کے لئے جائے جیسے کہ حدیث میں ہے، اللہ کی بندیوں کو مسجدوں سے نہ روکو۔ وہ خوشبو کے بغیر گھر سے نکلیں۔ (تفسیر ابن کثیر 482/30 وسنن ابی داؤد 113/1)

حدیث شریف میں ہے، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا، ایک عورت آئی اور رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا، خاوند کا عورت پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "حقہ علیھا ان لا تخرج من بیتھا الا باذنہ فان فعلت لعنھا اللہ وملائکۃ الرحمۃ وملائکۃ الغضب حتی تتوب او ترجع قالت یا رسول اللہ ان کان لھا ظالما؟ قال: ان کان لھا ظالما: (ابوداؤد الطیالسی ایضا ص262 نمبر 1951، ابن عساکر فی تاریخ دمشق 268/7)

اس کا حق عورت پر یہ ہے کہ وہ اپنے گھر سے بغیر اجازت نہ نکلے۔ اگر ایسا کرے گی تو اللہ تعالیٰ اور رحمت کے فرشتے اور غضب والے فرشتے اس پر لعنت کریں گے۔ یہاں تک کہ وہ توبہ کرے یا کہا وہ واپس آ جائے۔ اس نے کہا کہ اگر خاوند ظالم ہو، آپ نے فرمایا بھلے ظالم ہی ہو۔

قارئین: یہ الگ موضوع ہے کہ خاوند کو ظالم نہیں ہونا چاہئے اس بات کو ہم عورتوں کے حقوق میں بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ، لیکن عورت کو شتر بے مہار نہیں ہونا چاہئے۔ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عورت والدین کو ملنے بھی خاوند کی اجازت کے بغیر نہیں جا سکتی۔ (احکام الزواج ص 211 المغنی لابن قدامہ 128/8)

مذکورہ حدیث میں عورت خود خاوند کے حقوق دریافت کر رہی ہے، مومن کا یہی شیوہ ہوتا ہے کہ وہ حقوق مانگنے، مطالبے کرنے کی بجائے حقوق دینے کی بات کرتا ہے اور اگر زندگی باہمی تعاون سے گزر رہی ہو، بیوی نے خدمت سے خاوند کا دل جیت لیا ہو تو وہ اس کو والدین کی زیارت سے کیوں منع کرے گا الا یہ کہ وہاں بے دینی کا ماحول ہو یا کوئی شرعی قباحت ہو۔

ساتواں حق بغیر اجازت بیوی نفلی روزہ نہ رکھے

خاوند کے حقوق سے یہ بھی ہے کہ عورت اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے تا کہ وہ حقوق زوجیت کما حقہ ادا کر سکے۔

> **جب خاوند عورت کی عصمت کا مالک بن جائے تو پھر وہ اپنے خاص مال میں سے بھی اس کی اجازت کے بغیر خرچ نہیں کر سکتی۔ یہ خاوند کی حاکمیت کا حصہ ہے**

لیکن اگر عورت کو یقین ہو کہ اس کا خاوند اس کو منع نہیں کرے گا تو روزہ رکھ سکتی ہے اور اگر دوران روزہ اس کو بلائے تو روزہ توڑنے میں کوئی قباحت نہیں ہے کیونکہ نفلی روزہ بلاوجہ بھی کھولا جا سکتا ہے۔ یہاں تو مضبوط وجہ موجود ہے، وہ ہے خاوند کی اطاعت۔ اس کی دلیل صحیح بخاری میں ہے۔ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"لاتصوم المراۃ وبعلھا شاھد الا باذنہ وفی روایۃ لا یحل للمرأۃ ان تصوم وزوجھا شاھد الا باذنہ" الباری 204/9 نمبر 5192)

خاوند موجود ہو تو عورت اس کے اذن کے بغیر روزہ نہ رکھے۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس کے لئے روزہ رکھنا حلال نہیں۔ (فتح الباری 204/9 حدیث نمبر 5192)

اس حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خاوند کا حق نفلی عبادت سے زیادہ تاکید والا ہے۔ کیونکہ خاوند کا حق واجب ہے اور واجب نفل پر مقدم ہوتا ہے۔ (فتح الباری 207/9)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیث میں نہی تحریم کا فائدہ دیتی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ خاوند کے لئے "زوجیت" کا حق سارے دن میں ہے اور یہ حق عورت پر فی الفور واجب ہے۔ لہذا کسی نفلی عبادت یا ایسے واجب عمل کی وجہ سے خاوند کے اس حق کو مؤخر نہیں کیا جا سکتا کہ جس عمل کو مؤخر کرنا ممکن ہو۔ (شرح صحیح مسلم 115/7)

دوسری دلیل: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی، ہم بھی وہیں تھے۔ کہتی ہے کہ میرا خاوند صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ جب میں نفلی نماز پڑھتی ہوں تو مجھے مارتا ہے۔ اگر میں روزہ نفلی رکھ لوں تو افطار کروا دیتا ہے۔ اور خود فجر کی نماز بھی سورج چڑھے پڑھتا ہے!!

آپ ﷺ نے صفوان رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو وہ بولے، جہاں تک مارنے کا تعلق ہے تو یہ نماز میں لمبی لمبی دو سورتیں پڑھتی ہے تو آپ نے فرمایا۔ اگر قرآن میں ایک سورت ہی نازل ہوتی تو لوگوں کے لئے کافی ہو جاتی۔

پھر صفوان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ روزے اسے اس لئے افطار کرواتا ہوں کہ یہ روزے مسلسل رکھتے ہی چلی جاتی ہے اور میں نوجوان ہوں، زیادہ صبر نہیں کر سکتا۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی عورت بھی خاوند کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے۔ (سنن ابی داؤد

تحقیق الالبانی 466/2 نمبر 2147)

دوسری روایات میں وضاحت ہے کہ نماز میری اس لئے فوت ہو جاتی ہے کہ میری آنکھ ہی نہیں کھلتی اور یہ مسئلہ میرا خاندانی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' جب بیدار ہو تو نماز پڑھ لیا کرو۔ یعنی پھر جان بوجھ کر تاخیر نہ کرو۔

آٹھواں حق

خاوند کا مال بغیر اجازت خرچ نہ کرے:

عورت گھر کی تمام جائیداد کی حفاظت کرتی ہے کیونکہ یہ اس کے خاوند کا مال ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا تھا۔"لاتنفق المرأة من بيت زوجها الا باذن زوجها قيل يا رسول الله ولا الطعام ؟؟ قال: " ذالك افضل اموالنا ۔"(سنن الترمذی تحقیق الالبانی ۔ 218/1 نمبر 1721)

کوئی عورت بھی اپنے خاوند کا مال بغیر اجازت خرچ نہ کرے' پوچھا گیا کہ کھانا بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا' کھانا تو ہمارے بہترین مال میں سے ہے۔

علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب عام مال بغیر اجازت کے خرچ کرنا جائز نہیں ہے تو کھانا (آٹا' روٹی' سالن) بالاولی جائز نہیں (تحفۃ الاحوذی پ 342)

لیکن اگر دیکھا جائے تو عورتوں کو صدقہ خیرات کرنے کی شریعت نے بہت تلقین کی ہے اور شادی کے بعد بڑا ذریعہ تو خاوند ہی ہوتا ہے اس لئے عورت کو چاہئے کہ وہ اپنے خاوند کو راضی کر کے اللہ تعالی کی راہ میں زیادہ سے زیادہ خرچ کرے۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس تو وہی مال ہوتا ہے جو میرا خاوند زبیر لاتا ہے تو کیا میں صدقہ کر دیا کروں؟ آپ نے فرمایا تصدقی ولا توعی فيوعى عليك"(صحیح البخاری نمبر 2590)

کہ صدقہ کر دیا کرو اور گن گن کر نہ صدقہ کر۔ پھر اللہ بھی گن گن کر اجر دے گا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا"اذا تصدقت المرأة من طعام زوجها غير مفسدة كان لها اجرها ولزوجها بما كسب وللخازن مثل ذلك ۔"(صحیح البخاری نمبر 1437)

اگر عورت خاوند کے کھانے سے خرچ کرے اور وہ فساد مچانے والی نہ ہو (حد سے بڑھ کر) تو اس کو بھی اجر ملے گا اور خاوند کو بھی کمانے کا اجر ملے گا اور خزانچی کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا۔

یہ تمام حدیثیں خاوند کی اجازت پر محمول ہیں۔ جیسا کہ پہلی حدیث سے واضح ہو چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث پر امام بخاری نے یوں باب باندھا ہے۔"باب اجر الخادم اذا تصدق بامر صاحبه غير مفسد "باب خادم کے اجر کے بارے میں کہ جب وہ اپنے صاحب کے حکم سے خرچ کرے اور وہ فساد مچانے والا نہ ہو۔ امام نووی فرماتے ہیں۔ یہ بات جان لے کہ بیوی اور خادم کے لئے از حد ضروری ہے کہ وہ مالک کی اجازت سے خرچ کریں ورنہ ان کو کوئی اجر نہیں ملے گا۔ اور یہ انفاق ان پر قیامت کے دن بوجھ ہوگا۔ (شرح صحیح مسلم 113/7)

البتہ یہ بات یاد رہے کہ اگر عورت کا غالب گمان یہ ہو کہ اس کے خاوند کی طبیعت ایسی ہے کہ وہ اس طرح کے تصرفات سے خوش ہوتا ہے یا ناراض نہیں ہوتا تو تحریری یا تقریری اجازت نامہ کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اس کے رویئے کو ہی اجازت سمجھ لیا جائے گا۔ لیکن جونہی خاوند کی طرف سے عدم خوشی کا اشارہ پائے تو انفاق سے ہاتھ روک لے۔

حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی ثابت ہوا کہ خزانچی (کیشیر) کو اللہ تعالی اتنا ہی اجر دیتا ہے جتنا کما کر خرچ کرنے والے کو ملتا ہے۔ لہذا مسؤلین مالیات کو لوگوں کے رویئے پر صبر کرنا چاہئے اور فراخ دلی سے مال خرچ کرنا چاہئے کیونکہ ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ"ولا ينقص بعضهم اجر بعض"(سنن ابی داؤد تحقیق الالبانی حدیث نمبر 1477) کہ ان تینوں میں سے کوئی بھی دوسرے کا اجر کم نہیں کرتا

خاوند کی موجودگی میں عورت کے لئے اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا جائز نہیں۔ تاکہ اسے حقوق زوجیت کما حقہ ادا کرنے میں کوئی دشواری نہ ہو

نواں حق: عورت اپنا ذاتی مال بھی خاوند کے مشورے سے خرچ کرے

عورت اپنا ذاتی مال بھی خاوند کے مشورے سے خرچ کرے۔ امام ابن قدامہ فرماتے ہیں۔ خاوند کا حق بیوی کے مال سے بھی تعلق رکھتا ہے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"تنكح المرأة لاربع لمالها......"(صحیح مسلم 51/10) کہ عورت کے ساتھ چار چیزوں کی وجہ سے شادی کی جاتی ہے' اس میں مال اور جمال بھی شامل ہے اور عادۃً لوگ عورت کی جائیداد کی وجہ سے زیادہ مہر پر بھی راضی ہو جاتے ہیں کہ اس کے مال سے فائدہ اٹھائے گا اور اگر جلدی ادا نہ کر سکا تو بیوی اس کو مہلت بھی دے دے گی تو گویا خاوند کا حق بیوی کے مال سے یوں متعلق ہو گیا جیسا کہ ورثاء کا حق مریض سے متعلق ہوتا ہے۔ (المغنی 519/4)

کتاب وسنت نے طلاق کا حق مرد کو دیا ہے کیونکہ وہ متحمل مزاج ہوتا ہے جبکہ عورت سریع الغضب ہے۔ طلاق کا حق اگر عورت کے پاس ہوتا تو مغربی معاشرے کی طرح طلاقوں کی شرح بہت زیادہ ہوتی

اس مسئلہ میں کئی ایک احادیث نبویہ وارد ہیں۔

دلیل نمبر 1: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا"لايجوز لامرأة امر في مالها اذ ملك زوجها عصمتها ۔"(سنن ابی داؤد تحقیق الالبانی 678/2 نمبر 3030) عورت کا اپنے مال میں کوئی اختیار جائز نہیں۔ جب اس کا خاوند اس کی عصمت کا بھی مالک بن گیا۔ یعنی جب اس کی عزت وآبرو کا مالک خاوند ہے تو پھر اس کے مال کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔

دلیل نمبر 2: سنن ابی داؤد میں ہی اگلی حدیث کے لفظ یوں ہیں۔

"لايجوز لامرأة عطية في مالها الا باذن زوجها" کہ عورت کے لئے اپنے مال میں عطیہ دینا جائز نہیں مگر خاوند کی اجازت سے۔

دلیل نمبر 3: عبداللہ بن یحییٰ الانصاری کی روایت ہے کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنا زیور لے کر آئی اور کہا کہ میں یہ زیور صدقہ کرنا چاہتی ہوں تو آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ کیا تو نے خاوند سے اجازت لے لی ہے۔ کیونکہ لا يجوز لامرأة عطية حتى ياذن لها زوجها کہ عورت خاوند کی اجازت کے بغیر عطیہ نہیں دے سکتی تو اس نے کہا کہ میں نے اجازت لے لی ہے۔ پھر بھی آپ ﷺ نے آدمی بھیج کر سیدنا کعب ؓ سے تحقیق کروائی۔ پھر صدقہ قبول فرمایا۔ (شرح المعانی الآثار 35/4' السلسلۃ الصحیحۃ 293/2 نمبر 825)

مذکورہ احادیث سے یہ بات صراحت کے ساتھ واضح ہو گئی کہ عورت کو شادی کے بعد ذاتی مال بھی خاوند کے مشورے سے ہی خرچ کرنا چاہئے۔ اس سے خاوند کی حاکمیت واضح ہو گی۔ البتہ اگر وہ نیکی کے کاموں میں خرچ کرنا چاہتی ہے اور اس میں کوئی قباحت نہیں ہے تو خاوند کو منع کرنے کا اختیار نہیں دیا جائے گا اور اگر وہ آڑے آئے تو عدالت اس کو باز رکھے گی' جرگہ اور پنچایت سے بھی

ایسے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

یاد رہے کہ امام طاؤس، لیث، شیخ الالبانی رحمھم اللہ کا یہی موقف ہے جبکہ دیگر علماء کرام وائمہ عظام ان احادیث کو استحباب پر محمول کرتے ہیں کہ بیوی پر خاوند کا اذن واجب نہیں ہے صرف بہتر ہے کہ اذن لے لے۔ اس سلسلہ میں وہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ ایک دفعہ عید کی نماز کے بعد آپ ﷺ نے عورتوں کو الگ سے وعظ کیا اور فرمایا: ''تصدقن فان اکثرکن حطب جھنم'' کہ اے بیبیو! صدقہ کیا کرو کیونکہ اکثر عورتیں جہنم جائیں گی۔ تو انہوں نے اپنے گلے کے ہار اور بالیاں اتار کر بلال کے کپڑے میں ڈالنا شروع کر دیں۔ (سنن النسائی تحقیق الالبانی 345/1 نمبر 1484)

مذکورہ حدیث سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ اس میں عورتوں نے اجازت کے بغیر خرچ کیا۔ حالانکہ اس حدیث میں ایسا مذکور نہیں ہے اگر اس احتمال کو مان لیا جائے تو یہ احتمال بھی ہوگا کہ وہ زیورات بھی ان کے خاوندوں کے تھے اور بغیر اجازت خرچ کر دیئے گئے۔

اس لئے یہ احتمال زیادہ قوی ہے کہ ان صحابیات نے اپنے خاوندوں کی عادات کریمہ سے یہ سمجھ لیا تھا کہ اگر ہم یہ خرچ کر دیں گی تو وہ ہمیں نہیں روکیں گے۔ واللہ اعلم۔

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ عبداللہ بن یحیٰی کی حدیث اور دوسری احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عورت اپنا خاص مال بھی خاوند کی اجازت سے ہی خرچ کرے اور یہ خاوند کی حاکمیت کا حصہ ہے۔ لیکن خاوند کو قطعاً لائق نہیں ہے کہ عورت کو بلیک میل کرے اور بلاوجہ بیوی پر تشدد کا رویہ اپنائے۔ (السلسلۃ الصحیحۃ 320/2 نمبر 775)

تحفۃ العروس کا مؤلف استنبولی کہتا ہے کہ یہ مسئلہ اکثر لوگوں حتی کہ علماء سے بھی اوجھل ہے اس لئے وہ عورت کو اپنا مال بلا روک ٹوک خرچ کرنے کا فتویٰ دیتے ہیں۔ (صفحہ 234 حاشہ)

دسواں حق: اگر خاوند کسی جگہ منتقل ہو جائے تو بیوی بھی ساتھ جائے۔

اگر نقل مکانی میں دینی یا دنیاوی مصلحت ہو تو بیوی کو خاوند کے ساتھ جانا ہوگا۔ لیکن اگر تنگ کرنا مقصود ہو تو پھر طاعت واجب نہیں ہے۔ (الدر المختار 147/3، المحلی 110/10 فقہ السنۃ 177/2)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اسکنوھن من حیث سکنتم من وجدکم ولاتضاروھن لتضیقوا علیھن۔ (الطلاق 6)

ان (بیویوں) کو وہیں رہائش دو جہاں تم رہ رہے ہو جو تمہاری طاقت کے مطابق ہو اور ان کو نقصان دینے کی کوشش نہ کرو کہ تم ان پر تنگی کرنے لگو۔

سید سابق صاحب فرماتے ہیں۔ تکلیف دینے سے منع کر کے اللہ تعالیٰ نے اشارہ دیا ہے کہ نقل مکانی کا مقصد دینی یا دنیاوی مصلحت ہو۔ علماء کرام نے اس نقل مکانی کی چند شرائط بیان کی ہیں۔

1۔ خاوند با اعتماد ہو۔

2۔ سارا مہر ادا ہو چکا ہو۔

3 نئے گھر کے علاقے تک کا راستہ پر امن ہو۔

4 دوری زیادہ نہ ہو کہ وہ عورت والدین سے بالکل کٹ جائے۔

5۔ نقل مکانی کی مصلحت بڑی اہم ہو۔

6۔ خاوند کے پاس اتنا مال ہو کہ سفر کی تکلیف کے باوجود وہ کوئی کاروبار چلا سکتا ہو۔

7۔ عورت سفر کے قابل ہو۔

8۔ نئے مکان کے علاقے میں وبائیں نہ ہوں۔

9 موسم و آب و ہوا بہت مختلف نہ ہو کہ نا قابل برداشت ہو۔

10۔ نئے مکان میں عزت محفوظ ہو اور دین بھی محفوظ رہ سکے۔ (فقہ السنۃ 178/2)

گیارھواں حق۔ طلاق

اللہ رب العزت نے جب خاوند کو حاکم بنایا تو طلاق کا حق بھی اسی کو دیا۔ کتاب وسنت کی تمام دلیلیں اسی بات پر دلالت کرتی ہیں اور اس لئے بھی کہ خاوند متحمل مزاج ہوتا ہے جبکہ عورت سریع الغضب۔ طلاق کا حق عورت کے پاس ہوتا تو طلاقوں کی شرح بہت زیادہ ہوتی۔ اور یہ بات مغربی معاشرہ میں بالکل عیاں ہو چکی ہے۔

اگر خاوند اپنی بیوی پر زیادتی کرتا ہو اور طلاق بھی نہ دیتا ہو تو اس کا نکاح قاضی فسخ کر سکتا ہے۔ اس کا مکمل بیان عورتوں کے حقوق میں بیان ہوگا۔ ان شاءاللہ

بقیہ چانکیہ ارتھ شاستر

تقسیم سے قبل مسلم کش فسادات

انگریز جو برصغیر کا حکمران تھا۔ اس سے آزادی حاصل کرنے کے لئے مسلمان اور ہندو جدوجہد کر رہے تھے۔ ان حالات میں انگریز نے ۱۹۳۵ء کے ایکٹ کے تحت ہندوستان کے چھ صوبوں میں جہاں ہندوؤں کی اکثریت تھی۔ انتخابات کرائے چنانچہ وہاں ہندوؤں کی صوبائی حکومتیں بن گئیں۔ حکومتیں بنتے ہی ان چھ صوبوں میں ہندو صوبائی حکمرانوں نے مسلم کش فسادات کرا دیئے۔ جس میں پولیس نے کھلے عام ہندوؤں کا ساتھ دیا۔ مسلمانوں کا قتل عام ہوا' ان کے خلاف مقدمے بنائے گئے۔ ان کی جائیدادوں یعنی دکانوں اور مکانوں کو آگ لگائی گئی۔ سب سے بڑی بات یہ کہ سکولوں اور کالجوں میں مسلم کش گیت ''بندے ماترم'' کو اسمبلی میں پڑھا جانا لازم قرار دیا۔ تعلیم کے نظام میں تبدیلی لا کر اسے بظاہر لادینی (سیکولر) اور بباطن مسلم کش نصاب پڑھایا جانے لگا۔

برصغیر کی تقسیم کے وقت فسادات

برصغیر کی تقسیم پر یہ فارمولا طے پایا تھا کہ جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہ پاکستان بنے گا اور جن علاقوں میں ہندوؤں کی اکثریت ہے وہ ہندوستان بنے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مگر مشرقی پنجاب کے مسلم اکثریتی علاقے امرتسر' گورداسپور پٹھانکوٹ وغیرہ کو انگریز اور ہندو کی سازش سے ہندوستان میں شامل کر لیا گیا۔ چنانچہ یہاں کے مسلمانوں کو بے دریغ قتل کیا گیا۔ ان علاقوں کے علاوہ ہندوستان کے ان علاقوں میں جہاں مسلمان تھوڑی تعداد میں تھے وہاں بھی مسلم کش فسادات شروع ہو گئے حتی کہ مسلمان قافلوں کی صورت میں پاکستان کی طرف ہجرت کرنے لگے۔ ظلم اس قدر ڈھایا گیا کہ ان قافلوں پر بھی مسلح ہندو دستوں نے حملے کئے اور نہتے مسلمانوں کو بشمول عورتوں' بچوں اور بوڑھوں کو قتل کیا گیا۔ ان کے اسباب لوٹ لئے گئے اور دوشیزاؤں کو جبراً چھین لیا گیا۔

(جاری ہے)

صدیقی جیولرز
ہمارے ہاں جدید ڈیزائنوں میں زیورات کیڈیم سے تیار کئے جاتے ہیں۔
22 قراط کی ان شاءاللہ مکمل گارنٹی۔ مجاہد بھائیوں کے لئے خصوصی رعایت۔
24-D بیرون صرافہ بازار چوک کہ بزاز ہٹہ رنگ محل لاہور۔ PH-7630349-7659765

بقیہ المعہد العالی

سالانہ امتحان میں تدریب کے 100 نمبر شامل کئے گئے ہیں۔ جو طالب علم کے کل امتحانی نمبروں میں شمار ہوتے ہیں۔ یوں جسمانی تربیت باقاعدہ جامعہ کا ایک مضمون ہے۔ اس کے لئے ہر شام مغرب سے پہلے کا ایک گھنٹہ مخصوص ہے اور صرف اسی وقت میں مذکورہ تمام اسباق کی تعلیم دی جاتی ہے۔

الرمایہ:۔ (نشانہ بازی)

ائیرگنوں کے ساتھ نشانہ اور شست بنانے کی تربیت ماہر اساتذہ کی نگرانی میں ہوتی ہے۔ اس مقصد کے لئے 18 ائیرگنیں دستیاب ہیں اور اس سال دونوں کھلی آنکھوں سے شست لے کر نشانہ لگانے کی تربیت بھی ہوئی۔ جس میں بھائیوں نے اپنے فن کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ سالانہ امتحان میں اس کے مخصوص نمبر رکھے گئے ہیں۔

الفروسیہ:۔ (گھڑسواری)

مرکز طیبہ مرید کے میں گھوڑ سواری کی کلاس کے لئے ایک بڑا اصطبل موجود ہے...... جہاں 30 اچھے گھوڑے ہر وقت تیار رہتے ہیں ماہر نگرانوں کی موجودگی میں 25 مربع ایکڑ پر محیط قطعہ زمین پر بیک وقت تین سو سے زائد افراد کو گھڑسواری سکھانے کا بہترین بندوبست موجود ہے۔ گھڑسواری کے لئے یہ الگ خطہ مختص کیا گیا ہے۔

جامعہ میں پڑھنے والا ہر طالب علم گھڑسواری سیکھتا ہے یہ سبق سالانہ امتحان میں خصوصی طور پر شامل ہے۔

السباحہ:۔ (تیراکی)

تیراکی سکھانے کے لئے باقاعدہ فنی بنیادوں پر بندوبست کیا گیا ہے۔ سادہ تیراکی سے لے کر ڈوبتے کو بچانا اور گیس سلنڈر کے استعمال تک تمام امور کی تربیت کا سامان مہیا کیا گیا ہے۔ 2500 مربع میٹر پر ایک بڑا تالاب موجود ہے جس کی تمام دیواریں پکی ہیں۔ ماہر اساتذہ کی نگرانی میں تیراکی ہوتی ہے۔ الحمدللہ

4- کوہ پیمائی:۔

پہاڑوں میں مشکل جگہیں اور دریا وغیرہ عبور کرنے کے لئے کوہ پیمائی سیکھنا اہل اسلام کے لئے بہت ضروری ہے۔ اسی طرح امن و جنگ دونوں حالتوں میں بلڈنگوں اور عمارتوں میں پھنسے ہوئے لوگوں کو نکالنے میں بھی یہ معاون ہے۔ کوہ پیمائی سکھانے کے لئے تمام سامان مہیا کیا گیا ہے۔ بیک وقت ایک سو طلباء کی کلاس چلانے کا انتظام موجود ہے۔ عمارت پر چڑھنا' اترنا' مریض اتارنا' دریا عبور کرنا جیسے اسباق پڑھائے جاتے ہیں۔ ہر سال باقاعدہ مظاہرے اور امتحان ہوتے ہیں۔

5- جسمانی ورزش و دوڑ:۔

ورزشوں اور دوڑ کا باقاعدہ ایک شعبہ اور سبق ہے۔ یوں تو ہر صبح نماز فجر کے فوراً بعد دس منٹ کی ہلکی پھلکی ورزش ہوتی ہے تاکہ حفظ القرآن کے سبق کے لئے طلباء ہوشیار اور چست ہو جائیں۔ لیکن ورزش و دوڑ کی حقیقی تربیت کے لئے شام کے ایک گھنٹہ کے چند پیریڈ مختص کئے جاتے ہیں اور جامعہ کے ہر طالب علم کو ایک سال کے اندر دیگر ورزشوں کے ساتھ ساتھ چھ کلومیٹر دوڑ لگانے کا عادی بنا دیا جاتا ہے۔ الحمدللہ

6- خالی ہاتھ لڑائی: (کراٹے)

خالی ہاتھ لڑائی میں کراٹے اور دیگر مہارات سکھانے کا بندوبست ہے۔ سب طلباء کو یہ فنون سکھائے جاتے ہیں۔

تربیتی و انتظامی تدبیرات:۔ طلباء کے اخلاق و عادات کو بگڑنے سے بچانے کے لئے جامعہ میں مندرجہ ذیل باتوں کی احتیاط طلباء پر لازم ہوتی ہے۔

1- ، تمام طلباء کے لئے ضروری ہے کہ وہ مرکز سے باہر جانے' پڑھائی' ورزش' تا حفظ القرآن و مطالعہ سے غیر حاضر ہونے فارغ وقت میں تیراکی وغیرہ کرنے کے لئے اجازت لیں۔

2- رہائش میں چھوٹوں اور بڑوں کو عمروں کے حساب سے الگ رکھا جاتا ہے۔ بڑوں اور چھوٹوں کو آپس میں میل ملاپ سے منع کیا جاتا ہے۔

3- مقررہ اوقات کار کے علاوہ کسی دوسرے کام کے لئے اجازت لینا ضروری ہے۔

4- عصر کے بعد کے درس اور انتظامی مجلس سے کسی کو غیر حاضر رہنے کی اجازت نہیں۔

5- تمام بھائیوں کو اپنی چیزیں سنبھالنے اور کمرے سے باہر جاتے وقت تالہ لگانے کی تلقین کی جاتی ہے۔

6- جھگڑا اور لڑائی کرنے والوں کو سزا دی جاتی ہے۔ تاکہ زبانی یا جسمانی کسی قسم کے جھگڑے میں ملوث نہ ہوں اور ہر شکایت استاد کے سامنے پیش کریں۔

7- قیمتی اشیاء اور نقدی وغیرہ پاس رکھنے کی بجائے امانت خانہ میں جمع کروانے کی تاکید کی جاتی ہے۔

شہداء جامعۃ الدعوۃ الاسلامیۃ:۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ فضل ہے کہ یہ جامعہ اسی (80) سے زائد شہداء کی امین ہے۔

دوران سال چھٹیوں میں طلباء معسکرات کا چکر لگاتے رہتے ہیں اور اپنے جہادی دورے مکمل کرتے ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ دنیا میں وہی قومیں سربلند ہوتی ہیں جو خون کی قربانی دینا جانتی ہیں جبکہ جان و مال سے محبت کرنے والے لوگ ذلیل ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کے بچے بچے کو قرآن و حدیث کا شعور عطا فرمائے اور امت کا ہر نوجوان اللہ کی راہ میں کٹ مرنے کا عہد کرلے اور اس آیت کا مصداق بن جائے۔

فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر وما بدلوا تبديلا

بقیہ جنگ قادسیہ

لشکر طیبہ (مدنی لشکر) نے اٹھارہ منزلیں طے کر کے ثعلبہ کے مقام پر قیام کیا۔ ادھر مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ موضع ذی قار میں آٹھ ہزار مسلم سپاہ کا لشکر لئے بڑی شدت سے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کا انتظار کر رہے تھے کہ مدنی جیش کے ساتھ مل کر فرات کی طرف بڑھیں۔ سیدنا مثنیٰ کے پاس بکر بن وائل کے چھ ہزار وہ جری جوان تھے جن کا مجوسیوں کے پاس کوئی توڑ نہ تھا۔ جنگ جسر میں (کہ جس وقت مسلم سپاہ کا بہت نقصان ہوا) اور کمانڈر ابوعبید الثقفی شہید ہو گئے تھے' سیدنا مثنیٰ کو گہرے زخم آئے تھے۔ ان کے زخموں کی حالت روز بروز یہاں بگڑتی چلی گئی حتی کہ مرکزی لشکر' مقام ثعلبہ پر آ کر ابھی فروکش بھی نہیں ہوا تھا کہ سیدنا سعد کو ان کے انتقال کی خبر نہر زرود پر ہی مل گئی۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے فوت ہوتے وقت اپنی جگہ بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ کو اپنی فوج کا سردار بنا دیا تھا۔

امیر لشکر سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مقام ثعلبہ سے مقام سیراف کی طرف اپنی عساکر کو کوچ کا حکم دیا۔ راستے میں قبیلہ بنی اسد کے تین ہزار جوان (کہ جو خلیفہ وقت کے حکم سے سر راہ گزر لشکر سعد کے منتظر تھے) بھی ساتھ مل گئے۔ سیراف کے مقام پر پہنچے تو یہاں اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ حکم فاروقی کے مطابق اپنے قبیلے کے 2 ہزار غازیوں کو لے کر حاضر ہوئے اور مدنی لشکر میں شامل ہو گئے۔ اسی جگہ سیدنا مثنیٰ کے بھائی معنیٰ بن حارثہ الشیبانی رضی اللہ عنہ سیدنا سعد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ تمام ضروری ہدایات جو سیدنا مثنیٰ نے فوت ہوتے وقت فوج اور دشمن کی جنگ کے متعلق دی تھیں' بیان کیں۔ اسی جگہ وہ آٹھ ہزار کا لشکر جو سیدنا مثنیٰ کے بعد بشیر بن خصاصیہ کی قیادت میں تھا' لشکر سعد میں آ کر شامل ہو گیا۔ اسی مقام پر سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے سیدنا مثنیٰ رضی اللہ عنہ کی بیوہ سیدہ سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔

لشکر کا جائزہ لیا تو تیس ہزار سے زیادہ کی تعداد تھی۔ یہیں پر خلفیۃ المسلمین کے بھیجے ہوئے شیر دل کمانڈر مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بھی پانچ سو دلیروں کے ساتھ اس عراقی لشکر اسلام کے ساتھ آن ملے۔ اللہ رب العالمین کی اس جماعت میں تین سو سے اوپر ایسے صحابہ کرام تھے جو بیعت رضوان میں شامل تھے۔ ستر سے زیادہ ایسے صحابی تھے جو غزوہ بدر میں شریک تھے۔ تین سو وہ صحابہ تھے جنہوں نے فتح مکہ میں حصہ لیا تھا اور سات سو صحابہ کرام کے بیٹے تھے۔ (رضی اللہ عنہم) سیدنا سعد نے مقام سیراف (یا شراف) کا نقشہ' لشکر کا پھیلاؤ' رسد کی کیفیت اور فرودگاہ کی حالت سے متعلق ساری تفصیل لکھ کر مرکز خلافت کی طرف خلیفۃ المسلمین کے نام برید سریع کے ذریعے روانہ کی اور امیر المومنین کے حکم کا انتظار کرنے لگے۔

(جاری ہے)

بقیہ امام مہدی

تکرمة اللہ هذه الامة. (صحیح مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ)

حدیث جابر پہلے بھی گزر گئی ہے لیکن اس میں اضافہ ہے کہ قیامت تک ایک جماعت حق پر قائم ہوگی۔ قتال کرتی رہے گی۔ اس سے ثابت ہوا کہ طائفہ منصورہ اور اللہ کی جماعت جو قیامت تک رہے گی اس کی ایک اہم علامت قتال فی سبیل اللہ بھی ہے۔ صحیح مسلم میں ہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ایک ایسا خلیفہ ہوگا جو چلو بھر بھر کر مال تقسیم کرے گا نہ کہ گن گن کر۔

اس روایت کے راوی جریری کہتے ہیں کہ میں نے ابوالعلاء (تابعی) سے پوچھا کہ وہ عمر بن عبدالعزیز تو نہیں ہے۔ بولے نہیں۔ (صحیح مسلم کتاب الفتن)

مہدی رحمہ اللہ کی علامات میں یہ بھی ہے کہ مشرق سے ظاہر ہو کر عربوں پر حکومت کرے گا۔

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تمہارے خزانے (کعبہ کے خزانے) پر خلیفہ کے تین بیٹے قتال کریں گے اور وہ کسی ایک کو بھی نہیں ملے گا۔ پھر مشرق کی طرف سے سیاہ جھنڈے آئیں گے۔ پھر وہ تمہیں ایسے قتل کریں گے جیسے کسی نے قتل نہ کیا ہو۔ پھر کچھ اور بیان کیا جو مجھے یاد نہیں رہا۔ پھر فرمایا۔ جب تم اس کو دیکھو تو اس کی بیعت کر لینا اگرچہ تم کو برف پر لڑھک کر ہی جانا پڑے کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الفتن 1367/2) ومستدرک حاکم 463/4)

البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے البتہ آخری جملہ کہ وہ اللہ کا خلیفہ ہوگا' یہ بات صحیح سند سے مروی نہیں۔ السلسلة الضعیفة 1/119-121 نمبر 85) اس سے ثابت ہوا کہ مہدی رحمہ اللہ مشرق سے ظاہر ہوگا نہ کہ سامرا یا رضوی پہاڑ سے۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ مہدی رحمہ اللہ مشرق سے ظاہر ہوں گے اور مشرق والے پہلے اس کی نصرت کریں گے۔ اور قبلہ کے قریب اس کی بیعت ہوگی۔ جیسے کہ بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ (النہایة فی الفتن 29/1)

مذکورہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ مہدی رحمہ اللہ (رحمہ اللہ وہ نہیں جو مرنے والے کے لئے کہا جاتا ہے بلکہ یہ مطلق رحمت کی دعا ہے) کوئی تابناک ماضی والا شخص نہیں ہوگا بلکہ اچانک وہ تائب ہوگا۔ جہاد کرے گا اور اسلام نافذ کر دے گا۔

''کما ملئت جورا'' اور سونے پر لڑائی والی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بدترین حالات میں ظاہر ہوگا۔ اس میں مجاہدین کے لئے بشارت ہے کہ حالات کتنے ہی نامساعد ہوں' جہالت کتنی ہی کیوں نہ پھیل چکی ہو' کامیابی کا رستہ دعوت و جہاد ہی ہے۔ حالات کو دیکھ کر ناامید ہونے کی بجائے ہمیں چاہئے کہ یہ دیکھیں کہ ہمارا راستہ سیدھا ہے یا نہیں۔ اگر منہج صحیح ہے تو پھر اخلاص و لگن کے ساتھ کام کرتے چلے جائیں۔ تمام اندھیرے چھٹ جائینگے۔ اللہ تعالیٰ راہ کھولتا چلا جائے گا اور مدد بھی کرے گا۔ ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم

مہدی موعود کوئی نبی و رسول نہیں بلکہ ایک صالح مجاہد حکمران ہوگا جو منہج رسول ﷺ پر چل کر دنیا کے تمام مسائل بھی حل کرے گا اور اسلام کو غالب بھی کرے گا۔

حدیث میں مذکورہ مشرق سے مراد ضروری نہیں کہ پاک وھند اور افغانستان یا مشرق بعید کے علاقے ہی ہوں' اس سے مراد عرب دنیا بھی ہو سکتی ہے کیونکہ دنیا کے اعتبار سے وہ مشرق میں شامل ہے۔ واللہ اعلم۔

دفتر لشکر طیبہ گوجرہ
بانسانوالہ بازار تحصیل گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

اسلامی وعصری علوم کی عظیم وقدیم درسگاہ

کلیة دار القرآن والحدیث

کلیہ دار القرآن اقدار اسلاف کا داعی اور ترجمان ہے جسے کتاب وسنت کی خدمت کرتے ہوئے نصف صدی سے زائد عرصہ بیت چکا ہے۔ اس کے فیض یافتگان اندرون وبیرون ملک دین متین کی تبلیغ کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

امتیازات وخصوصیات

☆ کلیہ دار القرآن شعبہ درس نظامی حفظ وتجوید قراءت' دار الافتاء اور شعبہ نشر واشاعت پر مشتمل ہے
☆ طلباء کے لئے میٹرک' ایف اے' بی اے کا شاندار انتظام
☆ مدینہ یونیورسٹی کے الحاق کی بنیاد پر کلیہ کے طلبہ مذکورہ یونیورسٹی میں زیر تعلیم ہیں
☆ ذہین ومحنتی طلبہ کے لئے مدینہ یونیورسٹی میں داخلے کا امکان
☆ اسلاف کے نہج پر طلبہ کی تربیت
☆ تقریر وتحریر اور تعلیم کے لئے پرکشش اور پرسکون ماحول
☆ ماہر اساتذہ کی زیر نگرانی اعلیٰ تعلیمی وتربیتی معیار
☆ عربی بول چال کے لئے سازگار ماحول

یاد رہے طلبہ کے لئے تمام سہولیات رہائش' طعام اور علاج معالجہ کا ادارہ کفیل ہے۔

تشنگان علم کے لئے
عظیم خوشخبری
جدید تقاضوں کے عین مطابق
1۔ طلبہ کے لئے وسیع عالیشان مسجد
2۔ وسیع کلاس روم
3۔ جدید ہاسٹلز
4۔ کمپیوٹر کی تعلیم کا معیاری انتظام
5۔ تقریبات کے لئے وسیع ہال
6۔ وسیع لائبریری

تاریخ داخلہ
10 شوال تا 20 شوال
درس نظامی کے لئے صرف (کم از کم) مڈل یا میٹرک پاس طلبہ رجوع کریں

اپیل
کلیہ کی جدید (زیر تعمیر) عمارت کیلئے مخیر حضرات سے تعاون کی خصوصی اپیل ہے

بینک اکاؤنٹ نمبر 1-706
مسلم کمرشل بینک
جناح کالونی فیصل آباد

منجانب: محمد انس مدنی مدیر التعلیم وانتظامیہ کلیہ دار القرآن والحدیث۔ 433 جناح کالونی فیصل آباد۔ فون: 645531

پیر شاہ جیونا، پاٹے سیونا

حافظ ابو عمر رحمانی
علی پور

جھنگ میں فیصل صالح حیات اور ——— عابدہ حسین کی معروف خاندانی گدی کا آنکھوں دیکھا حال

برصغیر پاک و ہند میں اسلام دو طرف سے آیا ہے۔ ایک حجاز سندھ کی طرف سے۔ اس گروہ میں صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، محدثین کرامؒ، عرب تاجر اور محمد بن قاسمؒ شامل ہیں۔ ان مبلغین اسلام نے یہاں خالص قرآن و سنت پر مبنی اسلامی تعلیمات کی تبلیغ کی اور توحید و سنت کا پرچار کیا۔ بعد ازاں دوسرا گروہ شمال مغربی جانب افغانستان اور ایران کی طرف سے آیا۔ اس دوسرے گروہ میں اکثر اہل الرائے اور صوفیاء کا طبقہ شامل ہے۔ اس وقت ہندوستان کی اکثریت ہندو مذہب کے ذات پات کے نظام اور نچلی ذاتوں کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک کی وجہ سے بیزار اور تنگ تھی۔ اس لئے انہوں نے اسلام کو قبول کرلیا۔ ان مبلغین کی دعوت زیادہ تر اخلاقیات اور ضرورت سے زیادہ رواداری پر مبنی تھی۔ لیکن افسوس کہ اسلام کے آفاقی نظریہ حیات عقیدہ توحید و سنت کی تعلیم، نومسلموں کی فکری اور نظریاتی تربیت کی طرف توجہ نہ دی گئی۔ جس کی وجہ سے نومسلموں نے اپنے سابقہ عقائد اور رسوم و رواج اور اسلامی تعلیمات کو خلط ملط کرکے اپنا لیا۔ پہلے وہ ہندو رہ کر اپنے دیوتاؤں کے بت بنا کر پوجا کرتے تھے۔ اب اپنے محسن بزرگوں کے ساتھ عقیدت میں سرشار غلو کا شکار ہو کر ان کی قبروں سے وابستہ ہوگئے۔ بعد ازاں بتدریج قرآن و سنت کی اساسی تعلیمات سے ناشناسی، جہالت اور ہندو مسلم رواداری کے تحت بہت سے غیر اسلامی نظریات فاسدہ اور عقائد باطلہ اور ہندوانہ رسوم و رواج داخل دین ہوئے۔ ان میں ولی اللہ کا غیر اسلامی اور غیر قرآنی تصور بھی سرفہرست ہے۔ جس کے محور پر دین حق کو گھما گھما کر چیستاں بنا دیا گیا۔ حتی کہ اکبر کے دربار میں یہ رواداری بڑھتے بڑھتے ایک الگ دین الٰہی کی شکل اختیار کرگیا۔ اسلام کا لیبل اپنے پر چسپاں کئے ایک نیا دین "دین خانقاہی" جس کی اسلام نے بیخ کنی کی تھی۔ پورے کروفر اور آب و تاب کے ساتھ وجود میں آگیا۔ جو اگرچہ بہت پرکشش، دلفریب، رنگین اور جاذب نظر ہے لیکن اسلام نہیں۔ ایک مدت دراز گزرنے پر فن دینداری کے ماہروں نے ہندوؤں کی طرح خدا کے مثیل، مظہر اور اس کے ہاں سفارشی بنا کر کھڑے کئے۔ بزرگوں کو لافانی، مافوق البشر، ہر جگہ موجود، عالم الغیب اور مختار کل ٹھہرا کر ان کے گرد ایک عظیم الشان دیومالا کا تانا بن دیا گیا۔ ان کو زندہ کرنے، مارنے، نفع و نقصان اور مخلوق کی تقدیریں بدلنے کے اختیار سونپ دیئے گئے۔ قبروں کو پختہ اور میناکاری کردی گئی۔ بارعب اور فلک بوس گنبد تعمیر کردیئے گئے۔ زریں چادریں اور قیمتی غلاف چڑھا دیئے گئے۔ قبروں کو مسجد اور عبادت گاہ کا درجہ دے دیا گیا۔ اپنی زندگی کی بقا اور جان و مال کے تحفظ، حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے دور و نزدیک زندوں اور قبروں کے مکینوں مردوں کو پکارنا شروع کردیا گیا۔ سرفروشوں اور جوشیلے جانبازوں کی نسلوں کو جہاد زندگی کی مردانہ وار شمشیروں سے محروم کرکے حجرہ نشین، گدی نشین اور سجادہ نشین بنا دیا گیا۔

آج اگر ہندوستان کا مشاہداتی جائزہ لیا جائے تو ہر شہر اور گاؤں میں جگہ جگہ پر مزارات اور دربار نظر آتے ہیں۔ اسی طرح جھنگ کی سرزمین پر اس قسم کے بے شمار مزارات ہیں۔ جن میں دربار باہو سلطان، میاں ہیر رانجھا، میاں بکھا، پیر ولائت شاہ، دربار شاہ جیونا خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

دربار پیر شاہ جیونہ کروڑیہ جھنگ لالیاں روڈ پر جھنگ سے تقریباً ۳۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ جھنگ میں اس کی شہرت دور دور تک ہے۔ اس کے موجودہ سجادہ نشین پیپلز پارٹی کے مخدوم سید فیصل صالح حیات سابقہ ایم این اے ہیں۔

عورتوں کا "نوراتہ"

عام درباروں کی طرح شاہ جیونہ کے دربار پر بھی ایک بہت بڑا میلہ لگتا ہے۔ میلہ کے باقاعدہ آغاز سے قبل لوگ جمعراتوں پر دربار پر حاضری دیتے ہیں۔ جنہیں "خمیس" کہتے ہیں۔ مرد و عورت، بوڑھے اور جوان سبھی طبقے کے لوگ حاضر ہوتے ہیں۔ بعض لوگ جن میں زیادہ تر عورتیں ہوتی ہیں، دربار پر نوراتہ "اعتکاف" لگاتے ہیں۔ ان نوراتوں میں تماش بین عورتوں کے آگے پیچھے جس طرح رہتے ہیں، وہ ایک الگ داستان ہے۔

میلہ کی عجیب و غریب رسمیں

میلہ کے شروع ہونے سے قبل سجادہ نشین (گڑی) چٹائی پر بیٹھتا ہے۔ مشہور ہے کہ وہ سات روز میں صرف سات روٹیاں کھاتا ہے۔ لوگ سجادہ نشین کی زیارت کرنے آتے ہیں۔ انہیں سلام کرتے، ان کے ہاتھ پاؤں چومتے ہیں، گھٹنوں کو ہاتھ لگاتے ہیں، سجدہ ریز ہوجاتے ہیں اور نذرانے اور چڑھاوے پیش خدمت کئے جاتے ہیں۔ شہر کے اندر غلام محمد پارل کے گھر میں گوندنی کا درخت ہے جسے سجادہ نشین سلام کرنے آتا ہے (افسوس کہ یہ امت قبر پرستی کے ساتھ شجر پرستی بھی زور و شور سے کر رہی ہے) "چکی چنگ" کی رسم ادا ہوتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ رسمیں امام لدھن کی شادی کی رسمیں ہیں۔ کیونکہ وہ کنوارے مر گئے تھے۔ بعض کے نزدیک یہ شاہ جیونہ کے عرس "شادی" کی رسمیں ہیں۔ میلہ کا باقاعدہ آغاز ۲۷ بیساکھ کو دیا چڑھانے کی رسم (رسم چراغ کشائی) سے ہوتا ہے۔ ایک لمبا لکڑی کا بانس نما مینار ہے۔ اس پر دیا چڑھایا جاتا ہے۔ اس روز بہت سے لوگ دیا کو چڑھتا ہوا دیکھنے آتے ہیں۔ تل دھرنے کو جگہ نہیں ملتی۔ سب کی نظریں دیئے پر لگی ہوتی ہیں۔ اس کے بارے میں مشہور ہے کہ اگر دیا بجھ جائے تو گدی نشین بھی مرجاتا ہے اور میلہ بھی نہیں لگتا۔ ۱۹۸۹ء میں دیا بجھ گیا یا بجھا دیا گیا اور گدی نشین سید غوث علی شاہ مرگیا۔ عام لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر دیا بجھ جائے تو گدی نشین فوری مرتا تو نہیں بلکہ مرنے کے بالکل قریب ہوجاتا ہے۔ وہ زندگی اور موت کی درمیانی کشمکش میں رہتا ہے جب تک اسے زہر نہ دیا جائے، وہ مرتا نہیں کیونکہ لدھن امام کی بد دعا ہے۔ شاہ جیونا کی اولاد سے کوئی شخص زہر کے بغیر نہ مرے گا۔ اس لئے گدی نشین سخت بیمار تھا اور اسے زہر دی گئی اور وہ مرگیا۔ اس طرح شاہ جیونا کی کرامت کی دلیل مہیا کردی گئی لیکن قریبی ذرائع کا

ہنا ہے کہ زہر دینے کی بات غلط ہے اور یہ لوگوں میں ایسے ہی شہور ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ گدی نشین کافی عرصہ سے سخت ار تھا۔ اس لئے جب دیا بجھ گیا تو جیسا کہ مشہور ہے بجھنے سے گدی نشین مرجاتا ہے تو گدی نشین کو یقین ہو گیا' اب میں یں بچ سکتا۔ لہٰذا وہ نفسیاتی خوف اور گھبراہٹ کی وجہ سے مر گیا اور مجاوروں اور عوام نے اسے شاہ جیونا کی کرامت ثابت کردیا کہ دیا بجھنے سے گدی نشین مرجاتا ہے۔ غرض جتنے منہ تنی باتیں ہیں۔ اگر تعصب کی عینک اتار کر حقیقت کی نگاہ سے یکھا جائے تو درباری دنیا کی تمام کراماتیں مجاوروں اور لوگوں کی گھڑی ہوئی خرافات کا پلندہ ہیں۔ محض نذرانے کھرے کرنے کے لئے جاہل لوگوں میں کرامتوں کے نام سے مشہور کر رکھا پر ہے۔ راقم الحروف اور بھائی ابو علی قمر سے پہر بذریعہ بس شاہ جیونہ پہنچے۔ دربار کو ذیلی پختہ سڑک جاتی ہے۔ دربار کے ارد گرد کے علاقہ میں قبرستان اور پیلو کثرت سے ہیں۔ دربار کی حدود شروع ہونے پر ایک بہت بڑا گیٹ بنایا گیا ہے۔ اس کے بعد دربار شروع ہو جاتا ہے۔ فیصل صالح حیات کے سجادہ نشین ہونے سے قبل یہ تمام جگہ کچی خستہ حالت میں تھی۔ اب تو عالیشان عمارتیں اور بے شمار کمرے تعمیر کئے گئے ہیں۔ سنگ مرمر کی چنائی کی گئی ہے۔ دربار کے اندر فرش پر چپس لگائی گئی ہے۔ مجاوروں اور زائرین کے لئے کمرے اور لیٹرینیں بھی تعمیر کی گئی ہیں۔ ایک بڑا ہال نما کمرہ تعمیر کیا گیا ہے بعض ذرائع کا کہنا ہے یہ رقم پیپلز پروگرام کی لگائی گئی ہے۔ اس پر نواز شریف کے

شاہ جیونہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کا نام حضرت پیر محبوب عالم شاہ بخاری المعروف پیر شاہ جیونا کروڑیہ ہے۔

اصلا بخارا کے رہنے والے تھے۔ پھر ہجرت کر کے ہندوستان آئے۔ مختلف علاقوں میں پھرتے ہوئے اس موجودہ جگہ پر ڈیرہ لگایا۔ اس لئے یہ جگہ ان کے نام سے "بستی جیونہ" مشہور ہو گئی۔ انہوں نے یہاں اسلام کی تبلیغ کی۔ بے شمار ہندو اور سکھ مشرف بہ اسلام کئے۔ وہ سنی مسلک رکھتے تھے لیکن ان کی موجودہ اولاد اہل تشیع ہے۔ انہوں نے سلوک ولایت کی منزلیں طے کرنے کے لئے بڑی ریاضتیں اور وظیفے کئے۔ وہ صاحب کرامت ولی تھے۔

کچھ باتیں دربار شاہ جیونہ کے گدی نشین فیصل صالح حیات کے بارے میں

دربار شاہ جیونہ جھنگ کے علاقے کی معروف گدی ہے' پیپلز پارٹی کے سابق ایم این اے فیصل صالح حیات اس دربار کے گدی نشین ہیں۔ پیپلز پارٹی کے دور میں وہ پنجاب کے سینئر منسٹر رہے ہیں۔ عوامی بہبود کے لئے جو پیسہ انہیں ملا۔ اس پیسے کو انہوں نے اپنی گدی پر خرچ کر دیا' اس پر ان دنوں اخبارات میں کافی واویلا ہوا تھا۔ بہر حال اس واویلے کو کون سنتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے اگر یہ گدی نشین حضرات اپنے کردار اور گفتار سے خود بھی واویلا کریں کہ لوگ جو انہیں پہنچا ہوا بزرگ خیال کرتے ہیں' وہ ان کی خیام خیالی ہے تو لوگ تب بھی یقین نہیں کرتے اور اندھی عقیدت کا حال یہ ہے کہ ان کی پوجا پہلے سے بڑھ رہی ہے۔ مثال کے طور پر فیصل صالح حیات گدی نشین شاہ جیونہ دربار' پینٹ کوٹ زیب تن کرتے ہیں' کلین شیو ہیں' بے نظیر صاحبہ کی پارٹی کے لیڈر ہیں جو اسلام کے قوانین کو وحشیانہ کہہ چکی ہے۔ اسی طرح فیصل صالح کی ایک گفتار جو ۱۲ نومبر ۹۳ کے جنگ میگزین میں شائع ہوئی' اس میں وہ ایک سوال کے جواب میں کہتے ہیں ------ کالج کے زمانے میں زیادہ تر انگریزی فلمیں دیکھا کرتا تھا' اب فرصت نہیں ملتی۔ اس دور میں گریگوری میرے پسندیدہ اداکار تھے --------- قارئین کرام! اندازہ لگائیں گدی نشین صاحب اگر صرف کالج کے دور کی بات کرتے تو تب بھی کوئی بات ہوتی مگر وہ کہتے ہیں اب فرصت نہیں ملتی یعنی اگر فرصت ملے تو اب بھی وہ یہ فلمیں نہ چھوڑیں--- اسی طرح کتابوں کے بارے میں وہ کہتے ہیں مجھے وہ تاریخی کتابیں پسند ہیں جن میں فکشن یعنی طلسماتی اور تخیلاتی موضوعات ہوں۔ نیز سڈنی شیلڈن' رابرٹ شیلڈن میرے فیورٹ مصنف ہیں۔ اسی طرح شعراء میں کہتے ہیں احمد فراز اچھے لگتے ہیں اور یہ کہ حبیب جالب کی انقلابی شاعری کا بھی بہت مداح ہوں۔ اب فیصل صالح صاحب جن ادیبوں' شعراء کے مداح ہیں۔ وہ غیر مسلم یا سیکولر اور اسلام دشمن ہیں---- تو جناب اس کردار اور گفتار کا حامل شخص' مغربی تہذیب کے رنگ میں رنگا ہوا اپنی روحانیت کے بارے میں کہتا ہے کہ روزانہ سینکڑوں افراد اپنے دکھ تکلیفیں اور آرزوئیں لے کر دعا کے لئے آتے ہیں۔ ان میں سے بہت سے لوگ منتیں اتارنے والے بھی ہوتے ہیں کہ آپ نے دعا کی تو اللہ نے ہم پر مہربانی کی ہے۔

قارئین کرام! اب ہمارا جرم یہ ہے کہ ہم اللہ کے بندوں کو بتلاتے ہیں کہ اللہ سے براہ راست دعائیں کیجئے۔ نیک لوگوں سے بھی دعائیں کروائیے مگر وہ نیک تو ہوں اور نیک وہ ہے جو قرآن و حدیث کے مطابق کردار اور گفتار کا حامل ہے۔ جب کہ گدی نشینوں کے جو لچھن ہیں' وہ بتلا رہے ہیں کہ یہ کاروبار ہے اور قبر کی مجاوری تو صریحا" اسلام کے خلاف ہے۔ چنانچہ جب ہم پیارے رسولؐ کا راستہ دکھلاتے ہیں تو بعض احباب برا مناتے ہیں۔ ہم ان سے گزارش کرتے ہیں کہ زیر نظر مضمون میں مؤلف نے کتاب و سنت کے جو دلائل دیئے ہیں اور چشم دید حالات وواقعات کا جائزہ پیش کیا ہے۔ ان کا مطالعہ کریں اللہ ہمیں حق کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین (ادارہ)

ہے۔ میلہ پر ہر قسم کی بے حیائی اور فحاشی پر مبنی میجک شو' تھیٹر' کلی ایرانی سرکس' حیا سوز فلمیں' عریانی اور بے حیائی پر مبنی تصاویر' بے ہودہ رقص و سرود' فحش گانے' مجرے' اغوا' قتل' زنا کاری' شراب خوری جیسے اخلاقی جرائم سرانجام پاتے ہیں۔ ستم یہ کہ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ یہ میلہ شاہ جیونہ کی سرپرستی میں ہوتا ہے۔ حضرت شاہ جیونہ بلکہ تمام اولیاء میلہ پر حاضر ہوتے ہیں اور یہ سب کچھ دیکھتے ہیں۔ جو شخص ان کے میلہ پر آئے اس سے خوش ہوتے ہیں۔ حیرانی ہے کہ وہ میلہ پر ہونے والی بے حیائی وفحاشی اور حیاز سوز جرائم اور زیادتیاں اپنی آنکھوں سے دیکھنے سے کیسے برداشت کر لیتے ہیں۔

دربار شاہ جیونا ہمارے قصبہ سے تقریبا ۱۰ کلو میٹر کے فاصلے پہلے دور حکومت میں بیگم عابدہ حسین نے دربار پر لگائے گئے پنکھے وغیرہ اتروا لئے تھے۔ اس کے کہنے کے مطابق وہ رقم عوام کی بہبود پر لگنی چاہئے۔ دربار پر ذاتی اور محکمہ اوقاف کی گرانٹ سے اخراجات کئے جائیں۔ اس کا عوام کالانعام نے کافی برا تاثر لیا کہ یہ اپنے دادا کا دربار نہیں بننے دے رہی اور اگلے انتخابات پر الیکشن ہار گئی۔ لیکن اب وہ دوبارہ منتخب ہو گئی ہے۔ شاہ جیونہ کی قبر کے ارد گرد کافی بڑا جنگلہ لگایا گیا ہے۔ درمیان میں شاہ جیونہ کی بہت بڑی کچی قبر ہے۔ جس پر غلاف چڑھایا گیا ہے۔ جنگلے کا دروازہ بھی بہت بڑا ہے۔ اس پر بڑے بڑے ٹل لگائے گئے ہیں۔ لوگ انہیں ہلاتے ہیں تاکہ شاہ جیونہ جاگ جائے کہ ہم حاضر خدمت ہیں' ہماری مراد پوری کی جائے۔

کروڑیہ پیر کیوں؟

پیر جیونا کے بارے میں مجاوروں اور لوگوں نے بے شمار کراماتیں گھڑ رکھی ہیں۔ ان کے بارے میں مشہور ہے کہ انہوں نے دریائے چناب میں کھڑے ہو کر ایک کروڑ بار سورہ مزمل کا وظیفہ کیا۔ یہ وظیفہ ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر کیا اور ان کا نچلا حصہ دریائی جانور کھا گئے۔ ایک کروڑ بار وظیفہ کرنے کی وجہ سے ان کو کروڑیہ پیر کہا جاتا ہے۔

درباری دنیا کا یہ عجیب گورکھ دھندہ اور مریدوں کی عجیب عقیدت مندی ہے کہ کبھی تو پیر بابا فرید کو کنویں میں کچے دھاگہ

سے الٹا لٹکا ہوا دکھاتے ہیں اور کبھی شاہ جیونہ کو ایک ٹانگ پر کھڑا ہوا وظیفہ کرتے ہوئے ثابت کرتے ہیں۔ پتہ نہیں ان بزرگوں سے کونسی غلطی اور جرم سرزد ہوا ہے جس کی پاداش میں انہیں الٹا لٹکا ہوا اور ایک ٹانگ پر کھڑا کیا گیا ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ بھئی دریا میں کھڑے ہو کر سورہ مزمل پڑھنے کا حکم اور یہ وظیفہ قرآن کی کس آیت یا رسول اللہ ﷺ کی کس سنت سے ثابت ہے۔ جب عقیدت مند یہ کہتے ہیں کہ شاہ جیونا صرف مسلمان ہی نہیں ولی کامل بھی تھے تو پھر وہ نماز کہاں پڑھتے ہوں گے۔ نماز تو حالت جنگ میں بھی معاف نہیں۔ آپ کو کیسے معاف ہو گئی۔ خدانخواستہ اگر آپ بے نماز تھے پھر تو آپ ولی نہیں ہیں۔ ایک کروڑ بار سورہ مزمل پڑھنے پر چند ماہ تو لگتے ہوں گے' تو پھر آپ کھاتے پیتے کیا ہوں گے۔ پیشاب پاخانہ کیسے کرتے ہوں گے۔ کھائے پیے بغیر انسان اتنا عرصہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس کے علاوہ آندھی طوفان طغیانی' سیلاب' گرمی و سردی بھی آتے ہیں تو اس وقت آپ کیا کرتے ہوں گے۔ اگر آپ کا نچلا حصہ دریائی جانور کھا گئے تھے تو اوپر والا حصہ بغیر کسی سہارے کے کیسے کھڑا رہا یا آپ پانی پر تیرتے رہے تھے۔ ان سب سوالوں کے جواب میں کہا جاتا ہے بھئی تم صاحب شریعت ہو اور وہ صاحب حقیقت و طریقت تھے۔

تمہاری سمجھ میں یہ باتیں نہیں آسکتیں۔ حقیقت میں شریعت ہی حقیقت ہے اور شریعت ہی اسلام ہے۔ اگر شریعت حقیقت نہیں تو کیا لوگ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اسلام ناحق اور باطل مذہب ہے۔ شریعت قرآن میں ہے اور قرآن کے بارے میں اللہ کا فرمان ہے۔

وبالحق انزلنہ وبالحق نزل (بنی اسرائیل ۱۰۵)

اور ہم نے اس (قرآن) کو حق کے ساتھ نازل کیا ہے اور حق کے ساتھ ہی نازل ہوا ہے۔ دوسری جگہ پر فرمایا

والذین آمنوا وعملوا الصالحات وامنوا بما نزل علی محمد وھو الحق من ربھم

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور ایمان لائے اس چیز (قرآن) پر بھی جو محمد ﷺ پر نازل کی گئی ہے اور وہی (قرآن) حق ہے ان کے پروردگار کی طرف سے۔ (سورہ محمد۔ ۲)

ہر پیغمبر کی امت کے لئے اللہ نے شریعت اور منہاج مقرر فرمایا ہے۔ فرمان الہی ہے لکل جعلنا منکم شرعة ومنھاجا تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے ایک شریعت اور منہاج ٹھہرا دی ہے۔ (سورۃ المائدہ ۴۸) شریعت سے مراد مذہبی دستور العمل نماز' روزہ' حج' زکوۃ وغیرہ جبکہ منہاج سے مراد طریقہ اور سنت رسول ﷺ ہے۔ دوسری جگہ پر فرمایا

شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ کبر علی المشرکین ماتدعوھم الیہ

اللہ نے تمہارے لئے وہی دین شریعت بنایا ہے جس کا حکم اس نے نوح کو دیا تھا اور جس کو ہم نے تمہاری طرف بھی (بذریعہ قرآن) وحی کیا ہے جس کا حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو بھی دیا تھا کہ اس دین (شریعت) کو قائم کرنا اور اس میں اختلاف نہ کرنا۔ یہی بات مشرکوں پر بھاری گزرتی جس کی طرف تم انہیں بلاتے ہو۔ (شوریٰ ۱۳)

اس سے معلوم ہوا کہ تمام انبیاء شریعت پر عامل تھے۔ جو شریعت کا منکر ہے' وہ اسلام کا باغی ہے۔ اسلام میں الٹا لٹک کر یا دریا میں ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر وظیفہ پڑھنے جیسا طریقہ عبادت کہیں نہیں ہے۔ یہ چلے' الٹے سیدھے لٹکنا اور مکروہ حالتوں میں عبادت کرنے کے طریقے یہود و نصاریٰ کے پادریوں' راہبوں' ہندوؤں کے پنڈتوں اور سادھوؤں کے تو ہو سکتے ہیں۔ اسلام کے پیروکاروں کے نہیں۔ اسلام ایک دین فطرت ہے۔ جس میں حقوق اللہ' حقوق العباد بھی شامل ہیں۔ نبی اکرم کا فرمان ہے۔ لارھبانیة فی الاسلام اسلام میں دنیا ترک کرنا (درویشی) نہیں ہے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کثرت سے عبادت کرتی تھیں جب تھک جاتیں تو اپنے آپ کو رسے سے باندھ کر کھڑی رہتیں۔ جب نبی اکرم ﷺ کو پتہ چلا تو آپ نے وہ رسہ کٹوا ڈالا اور فرمایا اتنی عبادت کرو جتنی برداشت کر سکو جب تھک جاؤ تو آرام کرو۔ اسی طرح انس ؓ سے روایت ہے کہ تین آدمیوں نے رسول اللہ ﷺ کی عبادت کی تفصیل سنی تو انہوں نے اس عبادت کو اپنے حق میں کم سمجھا اور رسول اللہ ﷺ سے زیادہ عبادت کرنے کا ارادہ کیا۔ ایک نے کہا "میں ہمیشہ تمام رات نماز پڑھا کروں گا" دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا۔ کبھی افطار نہیں کروں گا" تیسرے نے کہا "عورتوں سے علیحدہ رہوں گا کبھی نکاح نہیں کروں گا" ان لوگوں کی باتیں رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوئیں' آپ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا "تم ہی لوگ ہو جنہوں نے اس طرح کہا' اللہ کی قسم میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور تم سب سے زیادہ متقی ہوں لیکن میں روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔ میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ لہٰذا جو شخص میری سنت سے بے رغبتی کرے گا' وہ مجھ سے نہیں" (یعنی اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں) (صحیح بخاری و مسلم کتاب النکاح)

مشہور ہے کہ پیر جیونا نے دریائے چناب میں کھڑے ہو کر ایک کروڑ بار سورہ مزمل کا وظیفہ ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر کیا اور ان کا نچلا حصہ دریائی جانور کھا گئے........ لیکن وہ پھر کھڑے کیسے رہے؟ اس کا کسی کے پاس جواب نہیں تھا

اب پیر شاہ جیونا کا بیوی بچوں' رشتہ داروں کو چھوڑ کر نماز' روزہ کو ترک کر کے' کھانا پینا اور سونے کو چھوڑ کر محض ایک وظیفہ کے لئے آبادی سے دور دریا میں کھڑے رہنے کی جو روایتیں منسوب کی جاتی ہیں۔ ان کا جائزہ قارئین خود مذکورہ احادیث کی روشنی میں لے لیں۔

بچہ زندہ ہو گیا

ایک اور روایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک دفعہ ایک عورت پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئی اور پیر صاحب کے چند مرید بھی آئے ہوئے تھے۔ ان کے پاس بکرا تھا جس کے سینگ بڑے بڑے اور نوکیلے تھے۔ بکرے نے عورت کے بچے کے پیٹ میں سینگ مارے اور بچے کا پیٹ پھٹ گیا اور وہ مر گیا' عورت بڑی پریشان اور غمزدہ ہوئی تو اس نے پیر صاحب کی منت سماجت کی۔ پیر صاحب بچے کو آپ کے در پر زندہ لائی تھی اور زندہ ہی لے کر جاؤں گی تو پھر پیر صاحب نے فرمایا اس بچے پر کپڑا ڈال دیا جائے۔ پیر کروڑیہ نے بچے کو حکم دیا کہ قم باذن اللہ' اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا۔ پیر صاحب نے دو تین بار حکم دیا اور بچہ زندہ نہ ہوا تو پھر پیر صاحب نے فرمایا قم باذنی میرے حکم سے زندہ ہو جا تو بچہ یہ سنتے ہی زندہ ہو گیا۔ سبحان اللہ پیر صاحب تو اللہ سے بھی بڑھ گئے۔ اب اللہ کا حکم اور اختیار نہیں چلتا بلکہ اس نے تمام اختیارات ان ہستیوں ہی کو سونپ دیئے ہیں۔ یہ مختار کل ہیں جسے چاہیں عطا کریں جسے چاہیں محروم رکھیں۔ زندہ کرنے اور مارنے کی قدرت و اختیار بھی انہیں حاصل ہے۔ نعوذ باللہ گویا اللہ تعالیٰ بے بس اور اپنے اختیارات سے معزول ہو گیا ہے۔

مردوں کو زندہ کرنے کا اختیار تو نبی ﷺ کو بھی نہیں تھا۔ دو جہاں کے سردار نبی ﷺ نے اپنے بیٹے کو ہاتھوں میں اٹھایا ہوا ہے۔ بچہ موت و حیات کی کشمکش میں ہے سرور دو عالم ﷺ کی آنکھوں سے بیٹے کی محبت کی وجہ سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ لیکن بچہ باپ کے ہاتھوں میں فوت ہو جاتا ہے۔ یہاں نبی اکرم ﷺ بھی اپنے بیٹے کو قم باذنی کہہ کر زندہ نہ کر سکے۔ کیونکہ اللہ کے حکم کے سامنے کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔

"پاٹے سیونا" کیوں؟

پیر شاہ جیونا کو پانے سیونا بھی کہتے ہیں اس کی وجہ یہ بیان ں جاتی ہے کہ پیر شیخ علی کی بہن مادر زاد ننگی تھیں۔ وہ کوئی کپڑا یں پہنتی تھیں' اگر کوئی پہناتا تو اسے پھاڑ کر اتار دیتی۔ اسے ذوب ولیہ کہتے ہیں۔ وہ شاہ جیونا کی خدمت میں آئی تو آپ نے اسے چمڑے کے کپڑے پہنائے۔ اس لئے شاہ جیونا کو پانے ونا کہتے ہیں۔ پتہ نہیں یہ مجذوب ولی کتنے پہنچے ہوئے ہوتے ں۔ ولایت کا ایسا درجہ دین اسلام میں تو کہیں نظر نہیں آتا ہاں ہتہ نام نہاد طریقت کے ہاں اس کو بڑا مقام اور عزت حاصل ہے۔ اگر کوئی کپڑے پھاڑ ڈالے' خیا کی چادر اتار پھینکے' الف ا ہو کر بے حیا بن جائے' گلے میں منکے ڈال لے' گالیاں تک ینے لگے' اسے ولی اور پہنچا ہوا سمجھا جانے لگتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص جھنگ میں میاں مودا رہتا تھا۔ اس نے ایک لمبا یض پہنا ہوا ہوتا تھا۔ چادر یا شلوار نہیں پہنتا تھا۔ لوگ اسے ی پہنچا ہوا مانتے تھے۔ جب اسے کہیں عورتیں نظر آتیں' الیاں دینا شروع کر دیتا۔ عورتیں اس سے اولاد مانگتیں اور وہ گے سے کپڑا اٹھا کر ننگا ہو جاتا اور انہیں غلیظ گالیاں دیتا۔ اس رح عورتیں خیال کرتیں کہ اب ہماری مراد پوری ہو جائے ی۔ لوگ اس کی گالیوں کو دعا سمجھتے تھے۔ وہ لوگوں کو اینٹوں ور پتھروں سے مارتا لیکن پھر بھی لوگوں کی ایک بھیڑ اس کے یچھے فریادیں لئے پھرتی ہوتی۔ اللہ جانے اس جاہل قوم کو کب قل آئے گی۔ کب جہالت کے اندھیروں سے نکل کر علم عقل کی روشنی میں آئے گی۔ اسلام میں ایسی ولایت کی کوئی نجائش نہیں۔ ایسی ولایت سے ہزار بار توبہ۔ اللہ سب کو اس سے بچائے۔

"مقدس" درختوں کا خوف

شاہ جیونا میں پیلو کے درخت کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ ے پرانے اور قدیم درخت بھی ہیں لیکن کوئی شخص انہیں اٹنے کی جرات نہیں کرتا۔ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اگر ہم نے رخت کاٹا تو ہم اندھے ہو جائیں گے یا اس قسم کا کوئی نقصان و جائے گا۔ ہمارے ایک مسلکی بھائی شاہ جیونا میں رہتے ہیں۔ ن کے کھیتوں میں اس قسم کا درخت تھا۔ وہ درخت کو کاٹنا پاہتے تھے۔ انہوں نے درخت کو گرانے کے لئے دھکا لگوانے کے لئے لوگوں سے کہا تو کوئی شخص ڈر کے مارے نزدیک نہ یا۔ ہمارے ساتھی نے کہا بھئی! تم ہمارے ساتھ دھکا لگواؤ جو ہمارا نقصان ہو گا ہم پورا کر دیں گے لیکن پھر بھی وہ لوگ اس کے لئے تیار نہ ہوئے۔

اسی طرح کا ایک واقعہ قریبی قصبہ میں بابا میاں حسن کی ست بڑی قبر پر ہوا۔ اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کہ یہ کہاں کا رہنے والا تھا اور کیسے یہاں آیا اور کب فوت ہوا۔ یہ حض قبر ہے یا حقیقتاً بابا میاں حسن یہاں دفن ہے۔ حقیقت حال کسی کو معلوم نہیں۔ اتنا کہا جاتا ہے کہ یہ بہت پرانا ہے اور س قبر پر ہندو بھی آتے تھے۔ اس قبر کے پاس برگد کا درخت ہے اور ارد گرد پیلو اور گوندنی کے درخت بھی ہیں۔ ان کی کڑی استعمال کرنے سے بھی لوگ خوف کھاتے ہیں۔ اس قبر کے مجاور کے گھر میں ایک درخت تھا۔ وہ اسے کاٹنا چاہتا تھا لیکن ڈرتا تھا کہ کہیں بابا میاں حسن اس کی ٹانگ نہ توڑ دے۔ اس نے ہمارے کچھ ساتھیوں کو چیلنج کیا کہ آپ لوگ کہتے ہیں بابا میاں کچھ نہیں کر سکتے۔ اس لئے آپ ہمارا گوندنی کا درخت کاٹ کر دکھائیں۔ ہمارے ساتھی نے کہا۔ آپ ہمیں اجازت دیں۔ ہم اسے کاٹتے ہیں۔ بعد میں اس نے کہا کہ میں نہ تو آپ کو اجازت دیتا ہوں اور نہ رد کرتا ہوں۔ آپ اپنی ذمہ داری پر درخت کو کاٹیں۔ افسوس کہ ذمہ داری پر بھی اسے نقصان کا ڈر لگا ہوا تھا۔ خیر چند شرائط طے ہوئیں اور صبح ساتھیوں نے سنت نبوی ﷺ پر عمل کرتے ہوئے اس درخت (بت) کو جاء الحق وزھق الباطل پڑھتے ہوئے کاٹ ڈالا۔ الحمد للہ

افسوس مسجدیں خالی پڑی ہیں اور ان نقلی کعبوں کی دھوم مچی ہے

ہمارے ساتھیوں کا کچھ نقصان نہ ہوا۔ بلکہ ہمارا ایک ساتھی سخت بیمار رہتا تھا اس کے بعد بالکل تندرست ہو گیا۔ غرض آج یہ نام نہاد مسلمان قوم مردوں' سنگ مرمر کی تراشیدہ قبروں' درختوں سے ڈرتی اور ان کی پرستش کر رہی ہے۔ ایام جہالت کے جاہلوں کی طرح مسلمان قوم بھی ہر قسم کے شرک اور برائی میں مبتلا نظر آتی ہے۔

ہو نکو نام کو جو قبروں کی تجارت کر کے
کیا نہ بیچو گے جو مل جائیں پتھر صنم کے

"ولی" نے اپنے ہی پوتے "ولی" کو مار ڈالا

شاہ جیونا کی قبر کے جنگلے کے باہر شاہ جیونا کے پوتے لدھن امام کی قبر ہے یہ بہت بڑی کچی قبر ہے۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ ابھی بچپن میں تھے کہ انہوں نے دیوار کو حکم دیا کہ چل تو دیوار بھاگ اٹھی۔ ایک سانپ نکلا اور چھانٹا بنا لیا اور دیوار کو گھوڑا بنا کر دوڑانا شروع کر دیا۔ پیر جیونا نے اپنے پوتے کو دیوار کو دوڑاتے دیکھا تو انہوں نے پریشان ہو کر کہا تو ہم سے چھوٹا ہے اور ہم سے آگے بڑھا جا رہا ہے۔ پیر صاحب نے بد دعا دی اور لدھن وہیں مر گئے۔

حیرت کی بات ہے کہ اگر کسی شخص کا بیٹا ترقی کرے تو باپ خوش ہوتا ہے لیکن شاہ جیونا نے اپنے پوتے کو آگے بڑھتا دیکھا تو اسے بد دعا دے دی۔ حقیقت یہ ہے کہ جو شخص ولی بن جائے تو اس سے محبت کرنی چاہئے کیونکہ جو شخص اللہ کا دوست بن جائے' اس سے بڑھ کر مقام و مرتبہ کیا ہو سکتا ہے۔ انبیاء کرام' صحابہ کرام اور تمام صالح لوگ اللہ کے ولی ہی تھے۔ لیکن یہاں پیر حضرات تو ایک دوسرے سے حسد کرتے نظر آتے ہیں۔ یہ کیسے ولی ہیں؟ اگر ان سے منسوب روایات درست ہیں جیسا لوگ کہتے ہیں تو یہ ولایت وغیرہ کچھ نہیں بلکہ یہ تو کرشمے اور شعبدہ بازی کا میدان ہے جو کسی کو اپنے سے آگے بڑھتا دیکھتا ہے' اسے اپنے فن اور شعبدہ بازی سے مات دینے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر ایسا نہ کر سکے تو اسے راستے کا روڑہ سمجھ کر اپنے راستے سے ہٹا دیا جاتا ہے۔ چاہے وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو شاہ جیونا کی قبر کے جنگلے کے اندر اور باہر بے شمار قبریں ہیں۔ قبریں تو کچی ہیں لیکن ان پر کتبے ضرور لگائے ہیں شاہ جیونا کی قبر پر عام مزاروں کے برعکس کوئی عمارت ہے نہ ہی کوئی گنبد ہے۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ حضرت شاہ جیونا نے یہ وصیت فرمائی ہے کہ قبروں کو پختہ نہ بنایا جائے۔ یہ بات قابل تحسین ہے لیکن اگر نبی ﷺ کے قبروں کے بارے میں دیگر احکامات و فرامین پر بھی سختی سے عمل کیا جائے تو مزاروں پر ہونے والے شرک اور اخلاقی جرائم سے کافی حد تک چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو شرک سے باز رکھنے کے لئے ایسے اسباب جن سے قبر پرستی کا امکان پیدا ہو سکتا تھا' ان کے سد باب کے لئے بہت سے احکامات فرمائے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يجصص القبر وان يبنى عليه ان يقعد عليه وفى رواية و ان يكتب عليه (مسلم مشکوۃ ص ۱۴۸)

رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو پختہ کرنے سے منع فرمایا اور اس سے بھی کہ قبر کے اوپر کوئی عمارت (مزار گنبد) بنایا جائے یا قبر پر مجاور بن کر بیٹھا جائے یا قبر پر کتبہ لگانے سے بھی منع فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لا تجلسوا على القبور ولا تصلوا اليها

قبر پر مجاور بن کر مت بیٹھو اور نہ ہی قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو (صحیح مسلم عن ابی مرثد غنوی) رسول اللہ ﷺ نے مزید فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص کسی انگارہ پر بیٹھے اور وہ انگارا اس کے کپڑوں کو جلا دے پھر اس کے بدن کو جا لگے تو یہ انگارا اس بات سے کہیں بہتر ہے کہ وہ کسی قبر کا مجاور بن کر بیٹھے (صحیح مسلم) ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ قبر کو چونا گچ کرنا' پختہ بنانا اس پر گنبد بنانا منع ہے اور اس پر بے ادبی کے طور پر بیٹھنا یا حاجت روائی کے لئے وہاں اعتکاف کرنا' مراقبہ کرنا' مجاور و ملنگ یا سجادہ نشین بن کر بیٹھنا قطعاً حرام ہے۔ مزید قبروں پر آیتیں' شعر نام اور تاریخ کتبوں پر لکھ کر لگانا بھی خلاف سنت ہے۔ قبروں کو پامال کرنا جتنا برا ہے' قبروں کو پختہ کرنا اور ان پر کچھ لکھنا بھی اتنا ہی برا ہے۔ جس کام سے رسول اللہ ﷺ منع کریں مسلمانوں کو اس سے رک جانا چاہئے کہ نبی ﷺ کے حکم کی تعمیل کرنا ہی مسلمانی ہے۔

اگلی امتوں کے لوگ یہود و نصاریٰ کوہ طور مرقع عیسیٰ اور یوحنا کی قبر اور دیگر مقدس مقامات کی زیارت کے لئے دور دراز سے سفر کر کے جاتے تھے اور پھر شرک میں مبتلا ہو کر گمراہ ہو جاتے' اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

لاتشد الرحال الا ثلاثة مساجد مسجد الحرام والمسجد الاقصی ومسجدی ھذا

یعنی کسی متبرک مقام کی طرف زیارت کے لئے سفر نہ کیا جائے سوائے تین مسجدوں کے۔ مسجد الحرام (خانہ کعبہ) مسجد اقصیٰ اور میری مسجد (مسجد نبوی ﷺ) (بخاری و مسلم) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خانہ کعبہ، مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی ﷺ کے علاوہ نجف، کربلا، مزار علی ہجویری، پاک پتن شریف، سیال شریف، گولڑہ شریف، پیر شاہ جیونا یا باہو سلطان وغیرہ تک دور دراز سے ثواب کی غرض سے سفر کر کے جانا منع ہے۔ قبر پرستی کی مذمت اور روک تھام کے لئے نبی ﷺ کے بے شمار فرامین ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

ان اللہ لم یامرنا ان نکسوا الحجارۃ والطین

اللہ نے ہم کو پتھر اور مٹی کو کپڑا اوڑھانے کی اجازت نہیں دی۔ (مسلم) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قبروں پر چادریں غلاف اور اچھاڑ چڑھانے ناجائز ہیں۔ کیونکہ قبر اینٹ، پتھر اور مٹی وغیرہ ہی سے بنائی جاتی ہے اور ویسے بھی قبر پر چادر چڑھانا اور چراغ جلانا بے سود ہے۔

مخلوق خدا کو شرک، گمراہی اور بے حیائی سے بچانے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے ان اڈوں، پختہ قبروں اور قبوں کو توڑ دینے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ملاحظہ فرمائیں۔ ایک جنازہ میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کو ارشاد فرمایا۔ ہے کوئی تم میں سے ایسا جو مدینہ میں جاکر ہر بت کو توڑ دے اور ہر اونچی قبر کو برابر کردے اور ہر تصویر کو مٹا دے۔ حضرت علی مدینہ گئے اور کام پورا کر کے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول لم ادع بھا وثنا الا کسرتہ ولا قبرا الا سویتہ ولا صورۃ الا بطختھا۔ میں نے سب بت توڑ دیئے۔ تمام اونچی پختہ قبریں برابر کردیں اور سب تصویریں پھاڑ دیں یہ سن کر نبی ﷺ نے فرمایا۔

من عاد الی صنعۃ شئی من ھذا فقد کفر بما انزل علی محمد

ان کاموں میں سے جو کوئی آئندہ کرے گا وہ محمد ﷺ پر نازل شدہ قرآن کا انکار اور کفر کرے گا۔۔ (مسند احمد، ترغیب)

محمد ﷺ کے اس حکم سے بت، اونچی پختہ گنبد والی قبر اور تصویریں، تینوں کا توڑ دینا، مٹا دینا لازم آتا ہے۔ سیدنا علی کے ہاتھوں ان تینوں چیزوں کو مٹوا کر نبی ﷺ نے جو یہ ارشاد فرمایا کہ جو کوئی آئندہ اسلام میں ان کاموں کو کرے گا، اس نے محمد ﷺ پر نازل شدہ قرآن کا کفر کیا۔ اسے پڑھ کر مسلمانوں کو لرزہ براندام ہو جانا چاہئے جو قبروں پہ جانداروں کی تصویر لگاتے اور قبریں پختہ بناتے ہیں۔

جو کام رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کروایا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے وہی کام پختہ یعنی قبروں کو گرانا، اپنی خلافت میں سیدنا ابی الھیاج اسدی سے کروایا۔ چونکہ بزرگوں کی پختہ قبریں شرک کے اڈے بن جاتے ہیں۔ لوگ وہاں میلے لگا کر گمراہ ہو جاتے ہیں اور بعض صورتوں میں سجدہ، طواف اعتکاف اور نذر و نیاز فریاد رسی کرنے کی وجہ سے شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس لئے نبی اکرم ﷺ نے اونچی اور پختہ قبر کو گرانے کا حکم دیا اور صحابہؓ نے اس پر عمل کیا۔ سیدنا ابی الھیاج اسدی فرماتے ہیں کہ مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں تجھے اس کام پر بھیجتا ہوں۔۔ جس پر مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا کہ ان لا تدع تمثالا الا طمستہ ولا قبرا مشرفا الا سویتہ جہاں بھی کوئی جاندار کی تصویر دیکھو اسے مٹا دو اور

لوگوں کا عقیدہ ہے کہ رسم چراغ کشائی کے وقت دیا بجھ جائے تو گدی نشین مر جاتا ہے

جہاں اونچی پختہ قبر نظر آئے اسے برابر کردو۔ (مسلم، مشکوۃ شریف باب دفن المیت)

رسول اللہ ﷺ نے قبر پرستی کے خوگر یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائی اور امت مسلمہ کو سختی سے منع فرمایا۔ سیدنا جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

الا وان من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیائھم وصالحیھم مساجدا الا فلا تتخذوا القبور مساجد انی انھاکم عن ذالک

خبردار! تم سے پہلے جو لوگ (یہود و نصاریٰ) تھے، وہ اپنے انبیاء اور نیک لوگوں کی قبروں کو مسجد بنا لیتے تھے۔ خبردار رہو تم قبروں کو سجدہ گاہ مت بناؤ۔ میں اس سے تمہیں منع کرتا ہوں۔ (مسلم مشکوۃ)

یہودی اور عیسائی اپنے نبیوں اور بزرگوں کی قبروں پر سال ہا سال عرس کرتے تھے۔ ان کی تاریخ وفات پر وہاں ہر سال میلہ لگاتے تھے۔ دور دراز مقامات سے سفر کر کے ہر سال اکٹھے ہوتے اور پھر محبت اور عقیدت میں غلو کر کے قبروں پر سجدے کرتے۔ ان کے نام کی نذریں نیازیں دیتے اور مرادیں مانگتے۔ جو کام مسجدوں میں اللہ کے لئے کئے جاتے ہیں، وہ کام قبروں پر کرتے تھے۔ جیسے رکوع، سجود قیام، اعتکاف، نذر و نیاز، طواف، چڑھاوا، حاجتوں اور مصیبتوں کے لئے رونا پکارنا وغیرہ۔ اس طرح قبروں کو مسجد بنالیا گیا۔ رسول اللہ نے ایام وفات کے دوران فرمایا لعن اللہ الیھود والنصاری اتخذوا قبور انبیائھم مساجد یحذر مثل ما صنعوا

یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو۔ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ آپ ﷺ ان کے اس عمل سے امت کو ڈرا رہے تھے۔ (صحیح بخاری و مسلم کتاب المساجد)

نبی ﷺ نے قبر پرستوں کو بدترین مخلوق قرار دیا۔ آپ ﷺ نے عیسائی قبر پرستوں کے بارے میں فرمایا۔

اولئک اذا مات فیھم الرجل الصالح او عبد صالح بنوا علی قبرہ مسجدا وصور فیہ تلک الصور اولئک شرار الخلق عند اللہ

ان میں اگر کوئی نیک شخص (ولی اللہ) فوت ہو جاتا تو یہ لوگ اس کی قبر کے پاس مسجد بنا لیتے اور پھر اس مسجد میں فوت شدہ شخص کی تصویر بنا کر لٹکاتے۔ فرمایا اس قسم کے لوگ اللہ کے ہاں بدترین مخلوق ہیں۔ (بخاری و مسلم)

نبی ﷺ نے دعا فرمائی۔

اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد اشتد غضب اللہ علی قوم اتخذوا قبور انبیائھم مساجد

(اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پوجا کی جائے (یہودیوں اور عیسائیوں) پر اللہ کا سخت غضب نازل ہوا جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ (موطا امام مالک)

نبی ﷺ کا اپنی قبر کو بت بنانے سے مراد ہے کہ میری قبر پر کسی قسم کی عبادت نہ ہو۔ قبر پر قیام، طواف اعتکاف، رکوع، سجدہ، نذر و نیاز، دور دراز سے سفر کر کے قبر پر عرس اور میلہ نہ ہو۔ یہ دعائے نبوت کا شرف قبولیت ہے کہ آج بھی قبر پر پہرے دار کسی کو قبر کی عبادت اور پرستش نہیں کرنے دیتے۔ اور قبر نبوی ﷺ پرستش سے محفوظ ہے۔

ایک طرف تو نبی اکرم ﷺ اپنی امت کو شرک اور بت پرستی سے بچنے کے لئے احکامات فرما رہے ہیں جبکہ دوسری طرف آج امت کا حال یہ ہے کہ قبروں کو پختہ اور سنگ مرمر لگا کر قیمتی غلافوں اور برقی قمقموں سے روشن اور مزین کردیا گیا ہے۔ کہیں کوئی قبر مسجود خلائق ہے، کہیں کوئی آستانہ ہے جس پر جبیں جھکائی کی جا رہی ہے کہیں کوئی مزار اور دربار ہے جس کی طرف لوگ کھچے چلے جا رہے ہیں۔ صاحب قبر کو زندہ کر دکھایا گیا ہے، کسی کو دستگیر، کسی کو غوث، کسی کو داتا گنج بخش اور کسی کو حاجت روا مشکل کشا پکارا جا رہا ہے۔ کہیں کوئی درگاہ ہے جس پر فریادیں اور آہ و زاریاں کی جا رہی ہیں۔ کہیں اعتکاف اور طواف کئے جا رہے ہیں۔ رونا اور دھونا ہے۔ شیرنی اور چادر ۔ں ہیں۔ کہیں مجاورت اور قلندری ہے۔ منتیں اور مرادیں پیش کی جا رہی ہیں۔ تبرک اور چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں۔ جب کبھی کسی قبر کے پاس سے گزر ہوتا ہے تو قبر کے پاس جھکے جا رہے ہوتے ہیں۔ کبھی قبر کو ہاتھ لگا کر اس کی خاک کو شفا سمجھ کر بدن پر ملتے ہیں۔ کبھی اس کا طواف کرتے ہیں۔ ہاتھ باندھ کر اس کے پاس اپنی بپتائیں بیان کرتے ہیں۔ کبھی صاحب قبر کی دہائی دیتے ہیں۔ کبھی نذر و نیاز کرتے ہیں۔ جانور ذبح کرتے ہیں۔ قربانیاں چڑھاتے ہیں۔ کبھی منتیں مانتے ہیں کہ اولاد ہو جائے تو یہ نذر کروں گا۔ بیماری چلی جائے تو وہ خدمت بجالاؤں گا۔ واپس ہونے لگتے ہیں تو الٹے پیروں چلتے ہیں۔ ایسا نہ کرنے پر نقصان اور سخت مشکل کا دھڑکا لگا رہتا ہے۔ شادی بیاہ اور خوشی کا موقع ہو اور دلہا کو نکاح کے واسطے لے جا رہے ہوں، پہلے صاحب قبر کے آستانے پر حاضری دیتے ہیں۔ اولاد ہو تو نہلا دھلا کر لاتے ہیں اور قبر کے فرش پر

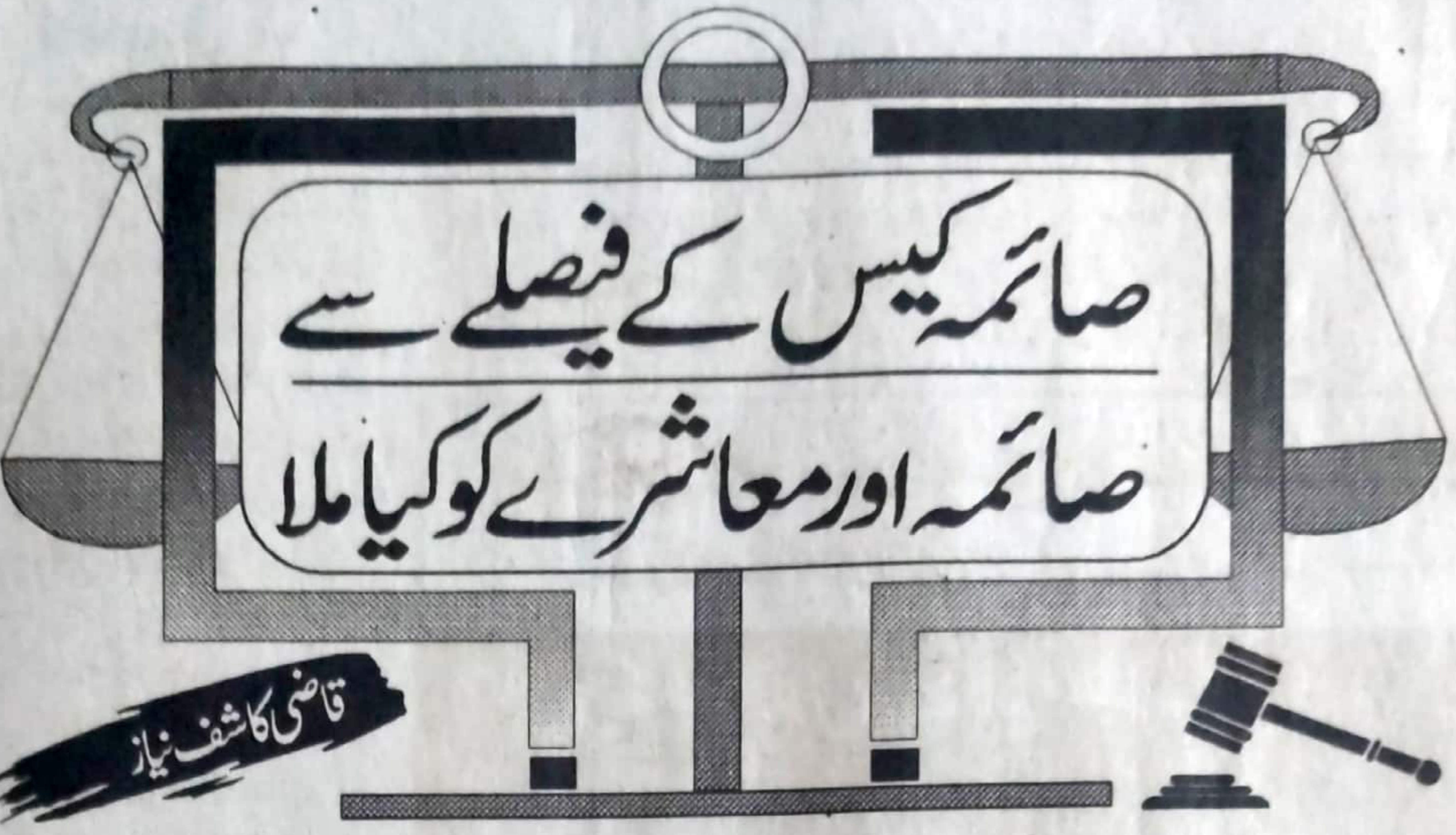

مشہور صائمہ کیس میں دو ججوں نے صائمہ کے حق میں اور ایک نے اختلافی فیصلہ دیا۔ لیکن اگر تینوں جج صاحبان کے تفصیلی فیصلے پر نظر ڈالی جائے تو ایک حیران کن بات سامنے آتی ہے۔ اور وہ یہ کہ تینوں جج صاحبان اس مسئلے پر جو بحث کرتے ہیں اور جو دلائل اختیار کرتے ہیں' وہ سراسر صائمہ کے خلاف اور ولی کے حق میں ہیں۔ جبکہ نتیجہ اس کے بالکل برعکس نکالا جاتا ہے۔ جسٹس خلیل الرحمن رمدے اور جسٹس ملک محمد قیوم نے ولی کے خلاف فیصلہ دیا۔ جسٹس ملک محمد قیوم نے اپنے ۳ صفحے کے فیصلے میں لکھا۔

"یہ درست ہے کہ گھر سے بھاگ کر لڑکیوں کا شادی کرنا ناپسندیدہ اور اسلامی اصولوں کے خلاف ہے۔ اس لئے اس کی مذمت ہی کی جانی چاہئے۔" (۱۱مارچ ۹۷ء پاکستان)

جسٹس خلیل الرحمن رمدے نے ۵۳ صفحوں کا فیصلہ دیا۔ انہوں نے اس سے زیادہ کھلے الفاظ میں ایسی شادیوں کی مذمت کرتے ہوئے لکھا۔

"اسلام مرد اور عورت کے درمیان شادی سے قبل خفیہ تعلقات کی سختی سے مخالفت کرتا ہے۔ دوستیوں اور خفیہ شادیوں اور ہسبنڈ شاپنگ (دکاندارانہ انداز میں خاوند ڈھونڈنے) سے منع کرتا ہے۔ .... شادی سے قبل عورت اور مرد کے درمیان تعلقات' خفیہ شادیاں نہ صرف اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کے زمرے میں آتی ہیں بلکہ یہ معاشرے میں سنگین جرائم پھیلانے کا ایک سبب بھی بنتی ہیں۔ اس لئے میں سفارش کرتا ہوں کہ ایگزیکٹو اور قانون ساز اداروں کو اس سلسلے میں قانون سازی کرنی چاہئے۔ میں یہ بھی سفارش کرتا ہوں کہ اس قسم کے غیر اخلاقی تعلقات کی حوصلہ شکنی کے لئے انہیں ایک قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے۔" (پاکستان ۱۱مارچ ۹۷)

ایسی شادیوں کے خلاف مذکورہ بالا دونوں جج صاحبان کے سخت ریمارکس کے باوجود انہوں نے صائمہ ارشد کی شادی کو بالآخر کس بنیاد پر جائز قرار دے دیا۔ آیئے وہ بنیاد بھی ملاحظہ کریں۔

جسٹس ملک قیوم نے یہ جواز اختیار کیا کہ

"میں اپنی تمام کوششوں کے باوجود کوئی ایسی چیز دریافت کرنے کے قابل نہیں ہو سکا کہ جس کے تحت ایک عاقل بالغ مسلمان لڑکی کے اس کے ولی کے بغیر کئے گئے نکاح کو ناجائز قرار دیا جا سکے"۔ --- حالانکہ یہ سراسر خلاف حقیقت بات ہے' بالغ لڑکی کے لئے ولی کی رضامندی لازمی ہونے کے بارے میں بے شمار دلائل قرآن اور صحیح احادیث میں موجود ہیں۔ اہل سنت کے چار میں سے تین ائمہ کی اکثریت بھی ولی کی رضامندی کو لازمی قرار دیتی ہے اور اس کا اعتراف جج صاحبان بھی اپنے فیصلے میں کر چکے ہیں۔ ولی کے حق میں دلائل کا مفصل تذکرہ ہمارے ادارے کے کچھ اساتذہ مجلہ الدعوۃ کے گزشتہ شمارے میں کر چکے ہیں جس سے جسٹس عبدالقیوم کی اس بات کا بطلان ہو گیا کہ لڑکی کے لئے ولی کی رضامندی لازمی قرار دینے کے لئے کوئی چیز موجود نہیں۔ اگرچہ ان دلائل کا یہ مطلب نہیں کہ صرف ولی کی رضامندی لازمی ہے بلکہ لڑکی کی رضامندی بھی اسی طرح لازمی ہے۔ اسلام نے دونوں کی رضامندی لازم رکھ کر دونوں کو کسی غلط فیصلے سے بچالیا ہے اور اس طرح اسلام واحد مذہب ہے جس نے عورت کی پسند کا بھی پوری طرح احترام کیا ہے۔

اب ہم جسٹس خلیل الرحمن رمدے کا جواز ملاحظہ کرتے ہیں۔ انہوں نے اس حقیقت کے اعتراف کے باوجود کہ ایسی شادیاں ہمارے معاشرے اور اسلام میں ناپسندیدہ ہیں' صرف اس بنیاد پر اس نکاح کو ناجائز قرار دینے سے انکار کیا کہ اس سے میاں بیوی اور اولاد کی زندگی پر سنگین نتائج مرتب ہوتے۔ تاہم انہوں نے ایسے نکاح کو صرف اس شرط پر جائز قرار دینے کی حمایت کی کہ اگر اس سے معاشرے پر برے اثرات مرتب نہ ہوں۔

تو آیئے آج ہم عدالت کے اس جواز کا بھی جائزہ لیتے ہیں کہ آیا ایسی خفیہ شادیاں تسلیم کرلینے سے معاشرے پر اس کے کوئی برے اثرات مرتب ہوتے ہیں یا نہیں۔ نہ صرف معاشرے پر بلکہ اس سے پہلے ہم بینہ طور پر میاں بیوی قرار دیئے جانے والے صائمہ' ارشد کے تازہ حالات کا بھی جائزہ لیتے ہیں کہ جنہیں سنگین نتائج سے بچانے کے لئے ان پر رحم کھاتے ہوئے ان کے حق میں فیصلہ صادر فرمایا گیا۔ فیصلے کے بعد انہیں جن سنگین حالات کا سامنا کرنا پڑا' اس سے معلوم ہو گا کہ یہ فیصلہ نہ صرف غیر شرعی تھا بلکہ نتائج کے لحاظ سے بھی غلط ثابت ہوا ہے۔ عدالت کے جج صاحبان کو ان نتائج کی روشنی میں نیا فیصلہ کرنا چاہیے۔

کیونکہ انہوں نے نتائج ہی کو ایسی شادی کے حق میں بڑی دلیل بنایا ہے۔ تو آیئے صائمہ اور معاشرے پر پڑنے والے اس فیصلے کے منفی نتائج ملاحظہ کریں۔

کیا عدالتی فیصلہ صائمہ کے حق میں مفید ثابت ہوا؟

عدالت نے صائمہ اور ارشد کے خفیہ نکاح کو ان کی زندگی پر پڑنے والے سنگین نتائج سے بچانے کے لئے تسلیم کیا لیکن جب سے یہ فیصلہ ہوا ہے' ان کی زندگی پہلے سے زیادہ سنگین نتائج کا شکار ہو گئی ہے۔ خصوصاً صائمہ کی حالت تو یہ ہو گئی

ہے کہ

"مجھے دیکھو جو دیدہ عبرت نگاہ ہو"

۱۰ اپریل کو لاہور ہائیکورٹ نے صائمہ کے حق میں فیصلہ دیا کہ ولی کی رضامندی کے بغیر نکاح جائز ہے- اس لئے صائمہ جہاں چاہے رہ سکتی ہے- فیصلے کے تین دن بعد تک سمجھا جاتا رہا کہ صائمہ ابھی دستک میں موجود ہے اور یہیں سے وہ ارشد کے ساتھ اس کے گھر روانہ ہوگی- لیکن ان تین دنوں کے دوران والدین اور اخبار نویس صائمہ کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک گئے۔ لیکن صائمہ کہیں نہ مل سکی- یہیں سے صائمہ کی لو میرج کے نتیجے میں عبرتناک زندگی کا آغاز ہوگیا- کیونکہ صائمہ جہاں تک والدین کی رسوائی کر سکتی تھی' وہ عدالتی فیصلہ کی حد تک تھی- اور اب اصل فیصلہ اس کی باقی زندگی میں ہونا تھا کہ یہ عدالتی فیصلہ اس کے حق میں مفید تھا یا نہیں چنانچہ اخبارات چیخ چیخ کر یہ سرخیاں لگانے لگے-

"صائمہ کو زمین نگل گئی یا آسمان کھا گیا- گمشدگی معمہ بن گئی" محبت کی داستان کا المناک انجام یا ٹوپی ڈرامہ-

لو سٹوری ۹۷ء جاسوسی کی داستان بن گئی" تینوں فریق ایک دوسرے پر الزامات لگاتے رہے-" (پاکستان ۹۷-۳-۱۵)

یہاں نہ وہاں ○○○ تو پھر صائمہ کہاں لو سٹوری جاسوسی کہانی بن گئی- (جنگ ۹۷-۳-۱۵)

۱۴ مارچ کو روزنامہ پاکستان نے یہ تہلکہ خیز خبر دی-

○ محبوب بدل گیا' صائمہ ارشد کی بجائے عابد ساقی کے ساتھ چلی گئی-

○ صائمہ نے اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل کے دفتر میں بیان دیا کہ وہ مرضی سے دستک چھوڑ رہی ہے اور جہاں چاہے جا سکتی ہے جس کے بعد وہ ارشد کے وکیل عابد ساقی کے ساتھ چلی گئی-

○ اسی دن روزنامہ جنگ نے بھی اس اچانک تبدیلی کی خبر یوں دی-

الوداع ارشد ○ تمہارے وکیل سے پیار ہوگیا

ارشد دیکھتا رہ گیا' چیختا رہ گیا- اس کی محبت اسی کے وکیل کی کار میں جا بیٹھی- ماں باپ کے خلاف عدالتی جنگ جیتنے والی صائمہ کی محبت "دستک" کے دروازے پر دم توڑ گئی-

ارشد نے جنگ کو بتایا کہ میں صائمہ کو لینے کے لئے گیا تو وہاں میرا وکیل عابد ساقی موجود تھا- میں نے ان سے پوچھا کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو- اس نے کہا کہ میں صائمہ کو لینے آیا ہوں جس پر میں بہت حیران ہوا- اس پر صائمہ آئی اور اس نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ نہیں بلکہ عابد ساقی کے ساتھ جاؤں گی- میں اسی سے محبت کرتی ہوں- ارشد کے مطابق صائمہ یہ کہہ کر عابد ساقی کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر نکل گئی--- اب ارشد بے چارے کو کیا معلوم کہ صائمہ عدالت کے اس حکم کے مطابق اپنا صحیح حق استعمال کر رہی تھی کہ وہ جہاں چاہے جا سکتی ہے- چاہے وہ اپنے پہلے محبوب کے ساتھ جائے' چاہے پہلے کو بھی چھوڑ کر نیا محبوب بنا لے' ارشد کو اس پر اعتراض کا حق نہیں تھا-

۱۵ مارچ کو روزنامہ جنگ میں عابد ساقی کا یہ بیان چھپا کہ اس کے صائمہ وحید کے ساتھ کسی قسم کے تعلقات نہیں تھے اور اس نے صائمہ کو چار افراد کی موجودگی میں اس کے خاوند کے حوالے کردیا تھا- اس نے کہا کہ بدنیتی کی بنیاد پر صائمہ کا رخ میری طرف موڑ گیا- صائمہ میرے پاس نہیں ہے-

۱۶- مارچ کو صائمہ کی گمشدگی کا معمہ حل ہوگیا- اور معلوم ہوا کہ وہ اب دارالامان راولپنڈی پہنچ چکی ہے- وہ دارالامان جس کے بارے میں ایک اخبار نے یہ رپورٹ شائع کی کہ

صائمہ کیس کے بعد لو میرج کے اتنے کیس آئے کہ صائمہ کے حق میں فیصلہ دینے والے جسٹس خلیل الرحمن رمدے کو یہ کہنا پڑا------

"لڑکیوں کو خود مختاری دینے کا یہ مطلب نہیں کہ پورے ملک کی لڑکیاں گھروں سے بھاگ کر شادی کر لیں"

"وہاں لڑکیاں سگریٹ پیتی ہیں- برائیاں عام ہیں- انتظامیہ کی سرپرستی میں لڑکیوں کا رات کو باہر آنا جانا معمول ہے- اس ادارے میں کچن کی طرف سے ایک کھڑکی کی جالی بھی کٹی ہوئی ہے جہاں سے آدمی سمیت کوئی بھی چیز بآسانی آ جا سکتی ہے- یہاں لڑکیوں کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ تم ایسی جگہ آ گئی ہو جہاں عزت و عصمت نام کی کوئی چیز تمہارے پاس نہیں رہی- چنانچہ وہ آزادی سے مہنگے مہنگے سگریٹ پیتی ہیں- اور بہت سی برائیوں کا شکار ہو جاتی ہیں-" (خبریں ۹۷/۳/۲۳)

اسلام نے ولی اور لڑکی دونوں کی رضامندی لازمی رکھ کر دونوں کو افراط و تفریط سے بچالیا ہے

صائمہ بھی دستک جیسے بدنام ادارے کے بعد اب اس دوسری بدنام پناہ گاہ میں آ جاتی ہے- یہاں تک وہ کس طرح پہنچی اور کیسے پہنچی' اس عبرتناک داستان کا یہ عبرت ناک صفحہ بھی صائمہ ہی کی زبانی ملاحظہ کریں-

"اخبارات کو اپنے دستخطوں سے بھیجی گئی پریس ریلیز میں صائمہ نے کہا کہ "میرا عابد ساقی سے کوئی تعلق نہیں- اسے ارشد کے وکیل کی حیثیت سے جانتی ہوں- ارشد کے لئے گھر سے نکلی تھی- ساری جنگ اس کے لئے لڑی- میں ۱۳ مارچ ۱۹۹۷ء کو تقریباً تین بجے اپنے شوہر اور اس کے دوستوں کے ساتھ اس کے دفتر کے نیچے سے روانہ ہوئی- وہاں سے ارشد مجھے اپنے کسی دوست کے گھر لے گیا- تھوڑی دیر کے بعد اسے شک ہوا کہ روپڑیوں کو ہمارے نکلنے کا پتہ چل گیا ہے- وہ وہاں سے چلا گیا اور کہا کہ میں کہیں اور بندوبست کرتا ہوں اور دو گھنٹے تک واپس نہیں آیا- میں وہاں سے خوفزدہ ہو کر چھپتی چھپاتی یہاں کس طرح پہنچی ہوں- یہ نہیں بتا سکتی- اب راولپنڈی دارالامان میں ہوں- بہت تھک چکی ہوں' والدین سے مصالحت چاہتی ہوں- ارشد کو چاہئے کہ میرے والدین سے مصالحت کی کوشش کرے تاکہ ہم دونوں سکون سے زندہ رہ سکیں" (جنگ ۹۷-۳-۱۶)

"میں بہت تھک چکی ہوں" میں کس طرح یہاں پہنچی ہوں؟ نہیں بتا سکتی" صائمہ کے ان الفاظ پر غور کیجئے اور یہیں سے اس کے عبرتناک سفر کا اندازہ لگائیے- اگرچہ عابد ساقی اور صائمہ ایک دوسرے سے اپنے کسی خاص تعلق کی تردید کر رہے تھے لیکن عابد ساقی تردید کے ساتھ ساتھ یہ بیان بھی دے رہے تھے-

ارشد میں سماجی کمزوریاں ہیں- وہ صائمہ کو خود سنبھال نہیں سکتا- اس لئے وہ مجھ پر گھٹیا اور بے بنیاد الزامات عاید کر رہا ہے- (جنگ ۹۷-۳-۱۵)

یعنی صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں-

دوسری طرف ارشد نے ایک پریس کانفرنس میں عابد ساقی پر کھل کر الزامات لگائے اور کہا کہ عابد ساقی پہلے صائمہ کو بہن کہتا رہا- پھر اسے بلیک میل کرنا شروع کر دیا- ارشد نے کہا کہ میرے پاس عابد کے خلاف ثبوت ہیں- جب میں جیل میں تھا' وہ صائمہ کو تنگ کیا کرتا تھا جس کی شکایت صائمہ نے دستک انتظامیہ کو بھی کی- ایک سوال کے جواب میں ارشد نے کہا کہ صائمہ دودھ پیتی بچی نہیں تھی کہ عابد ساقی اسے گود میں اٹھا کر لے گیا- اس میں صائمہ کا بھی تھوڑا بہت قصور تھا- (جنگ ۹۷-۳-۱۵)

دریں اثناء دارالامان راولپنڈی میں روزنامہ پاکستان سے انٹرویو میں ارشد نے کہا کہ میری بیوی کو آسٹریلیا سمگل کرنے کی سازش تیار کر لی گئی ہے- اگر وہ آسٹریلیا بھجوائی گئی تو ذمہ داری عاصمہ جہانگیر اور عابد ساقی پر عائد ہوگی کیونکہ میری بیوی کا پاسپورٹ عاصمہ جہانگیر کے قبضہ میں ہے- ارشد نے کہا کہ عابد ساقی اور عاصمہ جہانگیر نے صائمہ کو روپڑی خاندان سے ڈرایا اور کہا کہ ارشد تمہیں تحفظ نہیں دے سکتا لہٰذا تم ارشد کے پاس نہ رہو- ارشد نے کہا کہ میں عاصمہ جہانگیر کو نجات دہندہ

تا تھا لیکن اس نے مجھے دھوکہ دیا۔(پاکستان ۹۷-۳-۱۹)
سوال کے جواب میں ارشد نے کہا کہ صائمہ دودھ پیتی بچی
تھی کہ عابد ساقی اسے گود میں اٹھا کر لے گیا۔ اس میں
کا بھی تھوڑا بہت قصور تھا۔(جنگ ۹۷-۳-۱۵)
یاد رہے کہ ارشد نے عابد ساقی پر جو الزامات لگائے' وہ
تحریر ان پر قائم ہے۔ صرف صائمہ نے عابد ساقی سے اپنے
خاص تعلق کی تردید کی۔ یہ تردید بھی شاید اس سے کرائی
تھی تاکہ عابد ساقی کی درخواست ضمانت منظور ہو سکے کیونکہ
کے بھائی نے عابد ساقی پر حدود آرڈیننس کے تحت مقدمہ
کروایا تھا کہ اس نے خود صائمہ کو عابد ساقی کے ساتھ گاڑی
جاتے دیکھا اور عابد ساقی گناہ کی نیت سے اسے لے گیا تھا۔
غور بات یہ ہے کہ صائمہ کے تردیدی بیان میں یہ کہیں ذکر
تھا کہ پھر وہ راولپنڈی تک کس کے ساتھ اور کیسے پہنچی
۔ کچھ عرصہ بعد صائمہ نے ایک انٹرویو میں بتایا کہ وہ پہلے
کے تک عابد ساقی کے ساتھ گئی اور پھر راولپنڈی تک ساقی
بھائی کے ساتھ (پاکستان۔ ۱۲ اپریل ۹۷ء)
بہرحال کیس عابد ساقی کے خلاف پیش ہوا۔ عدالت میں
کے والد حافظ عبدالوحید روپڑی کے وکیل ملک محمد نواز
موقف اختیار کیا کہ عابد صائمہ کو اپنے گھر کرشن نگر لے
۔ وہاں مرید کے لے جا کر اپنے ایک دوست ملک جاوید کے
ٹھہرایا۔ پھر کامونکی لے جایا گیا۔ اور بعد ازاں جب ملزم کو
ہوا کہ ہم رٹ دائر کرنے والے ہیں تو وہ اسے دارالامان
پنڈی چھوڑ آیا۔ علاوہ ازیں ارشد نے خود بھی صائمہ کے
کا الزام عابد ساقی پر لگایا ہے۔ عابد نے صائمہ کو ایک رات
پاس رکھا۔ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ عابد ساقی نے
کہا کہ ہائیکورٹ نے صائمہ کو عاقل بالغ قرار دے کر اسے
مرضی سے کہیں بھی جانے کی اجازت دی ہے۔ اسے آزاد
قرار دیا گیا ہے۔ یہ ان لوگوں کی ذہنی خباثت ہے کہ جو یہ
ہیں کہ اگر ایک مرد اور ایک عورت ساتھ ہوں تو وہ
ری کریں گے۔(پاکستان ۹۷-۳-۱۸)
ساقی کے اس خلاف شرع بیان کے باوجود عدالت نے عابد
کی درخواست ضمانت منظور کرلی اور اسے رہا کر دیا گیا۔ اس
ران عاصمہ جہانگیر کی درپردہ کوششوں سے صائمہ کو بیرون
بھیجنے کا کام تیز ہو گیا تاکہ صائمہ عابد ساقی کے خلاف کچھ نہ
سکے۔ صائمہ کو ظاہر یہ کیا گیا کہ یہاں تمہاری جان خطرے
ہے۔ اس لئے تمہارا باہر جانا ضروری ہے۔ ایک یورپی سفیر
صائمہ کی خفیہ ملاقات کرانے کی خبر بھی آئی۔ اس پر
بارات میں عاصمہ جہانگیر کے خلاف اسلام پسند حلقوں کی
رف سے شدید رد عمل سامنے آیا۔ کیونکہ عاصمہ اس معاملے
پہلے ہی بدنام تھی۔ وہ اپنے مغربی آقاؤں کی سرپرستی سے
ین رسالت' کیس میں یہی ڈرامہ رچا چکی تھی۔ اس کیس میں
صمہ اور اس کی بہن حنا جیلانی نے عیسائیوں کا بھرپور ساتھ دیا
۔ اور جوں ہی کیس کا فیصلہ عیسائیوں کے حق میں کرا لیا' فورا
ان ملزموں کو جرمنی بھجوا دیا گیا۔ چنانچہ عاصمہ کے ایسے

شخصی آزادیوں کا اعجاز

پاکستانی قانون بھی ہم جنسیت پر اعتراض نہیں کر سکتا

قرآن حکیم کا ایک انداز ہے کہ وہ گزشتہ قوموں کی بداعمالیوں کی وجہ سے ان کا انجام دکھا کر بار بار کہتا ہے۔۔۔۔ فاعتبروا یا اولی الابصار کہ اے نئے زمانے کے لوگو گزشتہ قوموں کا انجام دیکھ کر ہی کم از کم ان سے عبرت پکڑ لو۔ اور اپنی راہیں درست کر لو۔ کہا جاتا ہے کہ ہمارا قانون اگرچہ انگریزی دور کا قانون ہے لیکن اس میں کئی اسلامی ترامیم کر لی گئی ہیں۔ اس لئے اب یہ ویسا انگریزی قانون نہیں رہا۔ چنانچہ ہم یورپ و برطانیہ کے ایسے قانون اور اس کے نتائج سے کوئی سبق حاصل کئے بغیر محض چند نام نہاد اسلامی ترامیم کر کے ہی خوش ہیں حالانکہ اگر یہ کوئی اسلامی قانون ہوتا تو اس کے وہ نتائج نہ نکلتے جو مغرب کی طرح ہمارے معاشرے میں بھی آہستہ آہستہ رونما ہو رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ہم اس سے بڑی دلیل اور نظیر اور کیا دے سکتے ہیں کہ جب صائمہ کیس ابھی ابتدا میں تھا تو عدالت میں ایک دفعہ ارشد کے پہلے وکیل ڈاکٹر عبدالباسط نے شخصی آزادیوں کے حق میں دلائل دیئے۔ اس پر عدالت نے استفسار کیا کہ اگر کوئی لڑکی کہے کہ وہ آزاد ہے' مرضی کی مالک ہے اور کسی لڑکی سے ہی شادی کرنا چاہتی ہے یا کوئی مرد کہے کہ وہ مرد سے شادی کرے گا تو ڈاکٹر عبدالباسط نے کہا کہ "اس کی مکمل آزادی ہے۔ کونسا قانون انہیں روک سکتا ہے۔ اس مسئلہ میں قانون واضح ہے اور اسے صرف اسمبلی ہی بدل سکتی ہے۔(خبریں ۹۶-۱۰-۱۰)

یعنی اگر کوئی ہم جنسیت کرنا چاہے تو ہمارے قانون کو اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں۔ بتایئے اب کوئی شک رہ گیا اس قانون کے بارے میں جو ہمیں ہمارا آقا انگریز عطا کر گیا اور ہم محض چند ترامیم کر کے ہی خوش ہیں کہ ہمیں اس قانون کے ذریعے اسلام کے مطابق کوئی انصاف مل سکتا ہے۔ پھر یہ جو ترامیم کر لیتے ہیں' اس کے لئے بھی ہمارا آقا ہمیں سختی سے پابند بنا کر گیا کہ اسمبلی کی اکثریت کے بغیر کوئی ترمیم نہ کرنا۔ پھر اسمبلی کے انتخاب کے لئے وہ ایسا جمہوری نظام دے کر گیا جس کے تحت یہ کبھی ممکن ہی نہیں کہ اس میں دیندار' متقی اور صاحب علم لوگ پہنچ سکیں۔ جو پہنچتے ہیں' ان کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے۔ شیطان کے چیلے انگریز استاد کو معلوم تھا کہ جمہوریت کے ذریعے ایسے لوگ نہ کبھی اکثریت میں پہنچ سکیں گے اور نہ ان کے عطا کردہ مادر پدر آزاد قانون کو بدلا جا سکے گا۔

مسلمانوں کا قانون صرف کتاب و سنت ہے۔ لیکن انگریز نے اللہ کا بنایا ہوا سیدھا سادا فطری قانون ہم سے چھڑوا کر اپنا خود ساختہ انسانی قانون ہم پر مسلط کر دیا۔ بلکہ ہمیں پابند کر دیا اور بتا دیا کہ ہم آئندہ بھی جو قانون بنائیں' وہ اسمبلیوں کے ذریعے انسانوں کا وضع کردہ قانون ہی بنائیں۔ کتاب و سنت کو قانون قرار دینے کا سوچنا بھی نہیں۔ بس ہمارے ہی قانون میں تھوڑی بہت ترمیمیں کرتے رہنا۔ اور پھر کبھی اسے ۵۶ء کے آئین کا نام دے دینا' کبھی ۶۲ء کے آئین کا اور کبھی ۷۳ء کے آئین کا۔ اور پھر ان کے تحفظ کے لئے ساری عمر سیاسی جدوجہد کرتے رہنا۔ اسلام کا نام بھی بے شک لیتے رہنا لیکن اسے انسانوں کے بنائے ہوئے قانون اور جمہوریت کے تابع رکھنا۔ اگر تم اس طرح چلتے رہے تو جس طرح آج ہم اتنے آزاد ہیں کہ زنا اور ہم جنسیت بھی ہمارے ہاں کوئی برائی نہیں رہی' اسی طرح تم بھی یہ منزل ضرور حاصل کرو گے۔ یہ منزل اب نظر آ رہی ہے۔ صائمہ کیس میں ارشد کے وکیل واضح کر چکے ہیں کہ ہمارے اس قانون کے تحت ہم جنسیت پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ یہ تو ہمارا معاشرہ ہی ایسی سخت اسلامی اقدار کا پابند چلا آ رہا ہے کہ اس طرف سے بہت سستی سے ہو رہا ہے ورنہ اگر ہم موجودہ قانون کی بات کریں تو ہر قسم کی برائی کے دروازے کھلے ہیں۔ یہ اس انسانی قانون کا اعجاز ہے اگر اس کی ایک شق ایک کام کو جرم قرار دیتی ہے تو کئی اور شقیں اس کام کو جائز بھی قرار دے دیتی ہیں۔ چنانچہ شطرنج کی طرح یہ گیم کھیلنے کے لئے وکلاء کی فوج ظفر موج بھرتی ہو گئی۔ ایک ہی قانون سے دونوں طرف کے وکیل دلائل لاتے ہیں۔ اور پھر فیصلہ اسی وکیل کے حق میں ہوتا ہے جو اپنے زور بیان سے قانون کو اپنے حق میں زیادہ ثابت کرتا ہے۔ ایسے زور بیان کے حامل قابل وکیل بہت نایاب ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی فیسیں آسمانوں سے باتیں کر رہی ہوتی ہیں۔ چنانچہ غریب آدمی ان عدالتوں میں جانے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اور انصاف صرف اسے مل سکتا ہے جو پیسہ زیادہ خرچ کر سکے۔ اس کے نتیجے میں معاشرے سے انصاف ختم ہو جاتا ہے اور جب انصاف ختم ہو جائے تو پھر وہ معاشرہ قعر مذلت میں جا گرتا ہے۔ وہاں کوئی برائی برائی نہیں رہتی۔۔۔۔ وہاں پھر ہر صائمہ اسی طرح دربدر رلتی ہے۔ ہر باپ اسی طرح چیختا چلاتا ہے۔ سیاست سے لے کر گھر تک ہر جگہ کرپشن عام ہوتی ہے۔ مجرم سامنے ہوتے ہیں لیکن کوئی انہیں پکڑ نہیں سکتا۔ تباہی نظر آ رہی ہوتی ہے لیکن کوئی اسے روک نہیں سکتا۔ بلکہ بول بھی نہیں سکتا۔ اس لئے کہ انسانوں کے بنائے ہوئے قانون میں اس کی اجازت نہیں ہوتی۔ یہاں ہر شخص ہر کام کے لئے آزاد ہوتا ہے۔ وہ آزاد شہری ہوتے ہیں۔ آزاد شہری جو چاہیں اودھم مچائیں' کسی کو اعتراض کا حق نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ ان کے نام نہاد انسانی حقوق کے خلاف ہے۔

عزائم کے خلاف عوام اور اخبارات نے شدید رد عمل کا اظہار کرنا شروع کردیا- یہ دیکھ کر صائمہ کو بیرون ملک بھجوانے کا کام ملتوی ہوگیا-- اور پھر اچانک ارشد کی ملاقات روزنامہ پاکستان کے کالم نگار حامد میر سے ہوتی ہے- ارشد جب حامد میر کو عابد ساقی اور عاصمہ جہانگیر کی ملی بھگت کے بارے میں بتاتا ہے تو حامد میر عاصمہ جہانگیر کو فون کرکے ارشد کے الزامات کے بارے میں پوچھتا ہے- اس پر عاصمہ جہانگیر کا صرف اتنا جواب سامنے آتا ہے کہ ارشد کی سب باتیں بکواس ہیں- یہ تمام گفتگو حامد میر نے روزنامہ پاکستان (۹۷-۳-۱۹) میں اپنے کالم میں نقل کی- اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ ارشد اگر عاصمہ کے بھی خلاف ہوگیا ہے تو عاصمہ نے ضرور ارشد کو بھی کوئی چکر دینے کی کوشش کی ہے- عاصمہ پہلے صائمہ کے والدین کو برا بھلا کہنے اور جھوٹا قرار دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑتی تھی- اب وہ ارشد کے بارے میں بھی ایسی ہی باتیں کرنے لگی- بہرحال عاصمہ سے کوئی معقول جواب نہ ملنے پر حامد میر ارشد کو وزیر داخلہ چودھری شجاعت حسین کے پاس لے جاتے ہیں-

چودھری شجاعت صائمہ کے والدین سے صائمہ اور ارشد کی صلح کرانے کا عندیہ ظاہر کرتے ہیں- لیکن صلح کرانے سے پہلے ہی صائمہ کو ارشد کے ساتھ دارالامان راولپنڈی سے رخصت کردیا جاتا ہے- صائمہ پراسرار طور پر پھر کہاں چلی گئی اور کہاں رہ رہی ہے' اس کی اب کہیں کوئی خبر نہیں-

البتہ ۲ اپریل کو روزنامہ پاکستان میں حامد میر نے صائمہ اور ارشد کا ایک تازہ انٹرویو شائع کیا- اس انٹرویو سے پتہ چلا کہ صائمہ اور ارشد کچھ دن لاہور میں روپوش رہنے کے بعد اب مری میں ہیں اور ہنی مون منا رہے ہیں- لیکن مستقل اب کہاں رہ رہے ہیں- انہیں ان عیاشیوں کے لئے کون سرمایہ فراہم کر رہا ہے- اور کون انہیں استعمال کر رہا ہے- ان سب باتوں کی اب بھی کہیں کوئی خبر نہیں-

یہاں تک کی تمام کہانی سے اندازہ لگایئے کہ صائمہ اپنے حق میں فیصلہ کرانے کے بعد جگہ جگہ کس طرح اپنی عزت کو خود ہی رسوا کر رہی ہے- فیصلے سے پہلے وہ خاندان سے کٹ کر ذہنی اذیت اور پریشانی میں ایک سال تک دستک جیسے بدنام ادارے میں بند رہی- فیصلے کے بعد اس کا محبوب بدلنے کی خبریں آئیں- یہ محبوب اس نے خود بدلا یا اسے بدلنے پر مجبور کیا گیا' بہرحال یہ حقیقت ہے کہ کچھ دیر کے لئے محبوب بدلا ضرور ورنہ ارشد اب تک عابد ساقی کے خلاف اپنے بیانات کی تردید کرتا اور پھر اسے باقاعدہ پریس کانفرنس میں یہ نہ کہنا پڑتا کہ "صائمہ دودھ پیتی بچی نہیں کہ عابد اسے ساتھ لے گیا- کچھ قصور میری بیوی کا بھی تھا- (جنگ ۹۷-۳-۱۵)

حامد میر کے ساتھ انٹرویو میں بھی ارشد عابد ساقی اور عاصمہ جہانگیر کے خلاف اپنے پہلے موقف پر قائم تھا- لیکن عاصمہ جہانگیر کے بارے میں صائمہ کی خاموشی پر کہا کہ یہ مروت اور رواداری دکھا رہی ہے- اس کے دل میں بڑے راز ہیں- ارشد نے کہا کہ میں صائمہ کے والدین سے صلح چاہتا تھا- پاکستان میں رہنا چاہتا تھا لیکن عاصمہ میری بیوی کو ناروے بھیجنا

گھر سے بھاگ کر ولی کے بغیر نکاح کرنا تو فقہ حنفی میں بھی جائز نہیں-- (بحوالہ مولانا انور شاہ کشمیری حنفی فیض الباری جلد ۴)

"دستک" اور عاصمہ جہانگیر کا بھیانک کردار ایک نظر میں

دستک اور اس کی ذمہ دار عاصمہ جہانگیر کے ماضی اور کردار پر نظر ڈالی جائے تو تمام معاملات مشکوک نظر آتے ہیں- نہ صرف ان کی سرگرمیاں اسلام اور اسلامی روایات کے منافی ہوتی ہیں بلکہ انہوں نے ملکی مفادات کو بھی ہمیشہ نقصان پہنچایا ہے-

آیئے مختلف پہلوؤں سے اس گروپ کے نظریات اور سرگرمیوں کا جائزہ لیں-

جہاد کشمیر عاصمہ جہانگیر انسانی حقوق اور آزادیوں کی بڑی علمبردار بنتی ہے لیکن آج تک اس کی تنظیم ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان (HRCP) اور اس کے ترجمان رسالے جہد حق نے کشمیر' بوسنیا' فلسطین وغیرہ کے مظلوم مسلمانوں کے حق میں ایک دفعہ بھی آواز نہیں اٹھائی- ان علاقوں میں لاکھوں مسلمانوں کو قتل کیا گیا' ہزاروں عورتوں کی عصمت دری کی گئی' بے شمار بچوں کو ان کے والدین کے سامنے ذبح کیا گیا' کیا یہ مسلمان انسان نہیں- کیا انہیں انسان وہی نظر آتے ہیں جو غیر مسلم ہو یا مسلمان ہو کر اسلامی روایات کا باغی ہو- آخر ان کی ساری سرگرمیاں ایسے انسانوں کے لئے کیوں وقف ہیں- کشمیر کے بارے میں ان کا اگر کوئی بیان سامنے آیا تو وہ بھی جہاد کشمیر کے خلاف' کہا گیا کہ جہاد کشمیر میں غریبوں کے بچوں کو مروایا جا رہا ہے- یعنی بھارتی فوج کے ہاتھوں کٹنے والے ہزاروں کشمیری مسلمان تو یاد نہ آئے نہ بھارت کی کبھی مذمت کی' ہمدردی پیدا ہوئی تو ان سے جو جہاد کشمیر میں ظالم بھارتی فوج کو دندان شکن جواب دے رہے ہیں- ایسے بیان کا مقصد یہی تھا کہ اس طرح جو نئے لوگ جہاد کے لئے جانا چاہتے ہیں' ان میں جہاد کے خلاف شکوک پیدا ہوں- حالانکہ جو مجاہدین عملاً برسرپیکار ہیں' انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ اس جہاد میں بڑے بڑے امراء کے لڑکے نہ صرف شامل ہیں بلکہ بڑی تعداد میں شہید بھی ہو چکے ہیں- مرکز الدعوۃ والارشاد کا عسکری ونگ لشکر طیبہ کم از کم اس کی بڑی فہرست مہیا کر سکتا ہے-

توہین رسالت کیس میں ان کا کردار ملاحظہ کریں تو وہ بھی بڑا بھیانک ہے- اس کیس میں عاصمہ جہانگیر کے علاوہ اس کی بہن حنا جیلانی کا بھی مرکزی کردار تھا- جس نے توہین رسالت کے مرتکب ملزموں سلامت مسیح وغیرہ کو بیرون ملک بھجوا دیا تھا اور پھر کیس کو انہوں نے اس انداز میں اچھالا اور انسانی حقوق کی دہائی دے کر پوری مغربی دنیا میں پاکستان کو ایسا بدنام کیا کہ ان دنوں ۷۰ ارب ڈالر کا قالین مغربی ممالک سے واپس آگیا- پاکستان اس وقت دنیا میں قالین برآمد کرنے والے ممالک میں سب سے آگے یعنی ایران کو بھی پیچھے چھوڑ رہا تھا- لیکن عاصمہ اور حنا گروپ نے اپنی مذموم مہم کے ذریعے قالین بافی کی اس پاکستانی صنعت کو تباہ کردیا-

آج کل یہ گروپ چائلڈ لیبر کے نام پر کھیلوں کے سامان اور اس طرح کی دوسری اہم پاکستانی صنعتوں کو ہدف پر رکھے ہوئے ہے- چنانچہ حال ہی میں انہی غیر ملکی سنڈیوں (این جی اوز) کی وجہ سے پاکستان کو ایک معاہدے پر مجبور کیا گیا جس کے تحت پاکستان کو عالمی غنڈہ گرد اداروں کی اس ضمن میں تمام شرائط کو ماننا پڑا-------- چنانچہ اب جب بھی کوئی ایسا کیس کھڑا ہوتا ہے تو یہ گروپ اپنے مخالفوں کو یہ دھمکی دے کر خاموش کرادیتا ہے کہ ہماری مخالفت سے پاکستان دنیا بھر میں بدنام ہوگا-

یہ این جی اوز عام طور پر کہتی ہیں کہ ہم صرف اپنے ملک کے مسائل اور زیادتیوں کو اجاگر کرتے ہیں- اگر ان کی یہ بات درست بھی مان لی جائے تو ابھی اسی ملک میں تھر کے علاقے میں ہندوؤں نے مسلمانوں کی مساجد اور ۲۵ سے زائد گھروں کو جلا دیا- جب خانیوال میں سانحہ شانتی نگر ہوا تو عاصمہ جہانگیر عیسائیوں کے ساتھ مسلمانوں کی ظلم و زیادتی کو ثابت کرنے کے لئے اپنے پورے لاؤ لشکر کے ساتھ وہاں پہنچ گئی- اپنے رسالے میں پوری تفصیلی رپورٹ شائع کی تاکہ عالمی دنیا میں پاکستان کو بدنام کیا جاسکے لیکن تھر کے مظلوم مسلمانوں کے لئے ان کے پاس ہمدردی کا کوئی لفظ بھی نہ تھا- کیا یہ مسلمان اس ملک کے نہیں تھے جس کے مسائل کے وہ ٹھیکیدار بنتے ہیں-

چاہتی تھی۔ ہمارے مقدمے میں عاصمہ نے بین الاقوامی شہرت حاصل کی ہے۔ لاتعداد فنڈز حاصل کئے ہیں۔ وہ صائمہ کو مذہبی جماعتوں کے خلاف استعمال کرنے کے لئے باہر لے جانا چاہتی تھی۔ اس نے مجھے کمزور سمجھا۔ اس کے باوجود میں بہت کچھ جاننے کے باوجود خاموش رہوں گا۔

اخلاقی حدوں اور شوہر کے قادیانی ہونے کی پرواہ بھی نہ رہی

صائمہ اور ارشد کا مذکورہ انٹرویو جو روزنامہ پاکستان کے رنگین ایڈیشن پر شائع کیا گیا۔ اس انٹرویو میں صائمہ اور ارشد کی بے حجابانہ تصویروں کے علاوہ دو قابل اعتراض تصویریں بھی شائع کی گئیں۔ ایک خیالی تصویر میں عورت کا پاؤں دکھایا گیا اور اس کے ارد گرد کٹی ہوئی زنجیر دکھائی گئی جس کا مطلب یہ تھا کہ گویا عورت نے غلامی کی زنجیر توڑ دی ہے یعنی اسلام کی پابندیوں کو غلامی سے تعبیر کیا گیا اگرچہ اخبارات کا مجموعی کردار اس کیس کے سلسلے میں نہایت غلط رہا لیکن اس اخبار میں تو گویا حد کر دی گئی۔ دوسری تصویر جو کہ زیادہ ہی حیا سوز تھی، اس میں صائمہ کو ارشد کی گود میں بیٹھے دکھایا گیا۔ تصویر کی شرعی حیثیت سے قطع نظر صائمہ اور ارشد اگر میاں بیوی بھی ہوں تب بھی انہیں ایسے غیر اخلاقی انداز میں اپنی تصویر اخبار کے لئے نہیں دینی چاہئے تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جس راہ پر چل پڑے ہیں، اب انہیں کسی اخلاقی حد کی پرواہ بھی نہیں رہی۔ شاید اس راہ پر چلنے کا نتیجہ ہی یہی ہے حالانکہ ان کا تو نکاح ہی عدالت میں متنازعہ ہے۔ عدالت نے صائمہ کے حق میں فیصلہ ضرور دیا تھا کہ وہ جہاں چاہے رہ سکتی ہے لیکن صائمہ اور ارشد کے نکاح کے بارے میں عدالت کو ابھی فیصلہ کرنا ہے کہ آیا یہ نکاح درست بھی ہے یا نہیں۔ کیونکہ نکاح نامہ میں

> **ہمارے مقدمے میں عاصمہ نے بین الاقوامی شہرت حاصل کی۔ لاتعداد فنڈز حاصل کئے۔ وہ صائمہ کو مذہبی جماعتوں کے خلاف استعمال کرنے کے لئے باہر لے جانا چاہتی تھی ——— ارشد**

کئی کوائف غلط درج کئے گئے تھے۔ اس کے علاوہ ارشد کے قادیانی ہونے کے بارے میں بھی ابھی معاملہ کلیر نہیں ہوا۔ اس انٹرویو میں کالم نگار نے جب ارشد سے سوال کیا کہ آپ نے اپنا نام محمد ارشد سے ارشد احمد کیوں کروایا تو ارشد نے کہا کہ "۱۹۸۰ء میں میرے والد نے تمام بیٹوں کے نام بدلے تھے۔ میرا نام ارشد احمد سے محمد ارشد کرانا چاہتے تھے۔ لیکن میٹرک کی سند میں ارشد احمد آگیا۔ اس لئے یہی نام رہا۔ تبدیلی نام تو اکثر گھرانوں میں ہوتی ہے۔

ارشد کی یہ وضاحت یقیناً ناکافی اور غیر تسلی بخش ہے۔ نجانے صائمہ کو کونسا قانون اجازت دیتا ہے کہ وہ بغیر کسی مضبوط نکاح نامے کے کبھی کسی کے ساتھ جاتی ہے اور کبھی کسی کے ساتھ۔

فیصلے کے بعد اب تک صائمہ کے بارے میں بے حیائی کی بھی ایسی ایسی خبریں آ رہی ہیں کہ جن کا ہم ذکر بھی یہاں نہیں کر سکتے۔ صائمہ کے والد کہہ چکے ہیں کہ عاصمہ جہانگیر اس کی خاص تصویریں خفیہ طریقے سے بنوا چکی ہے جس کی وجہ سے وہ اب تک مسلسل بلیک میل ہو رہی ہے۔ (خبریں۔ ۲۵ مارچ ۹۷ء)

یہ ہے گھر سے بھاگنے کا انجام۔

اس سے ان کی حب الوطنی کا خوب اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

یہ تو ان کے طرز عمل کی حد تک بات ہے ورنہ پاکستان کے بارے میں ان کے ریکارڈ پر موجود بیانات کا مطالعہ کیا جائے تو معاملہ اور کلیئر ہو جاتا ہے۔

نظریہ پاکستان کا مذاق ایک سال قبل توہین رسالت کیس میں عیسائی ملزموں کی وکیل حنا جیلانی نے لبرٹی فورم میں خبریں کو ایک انٹرویو دیا۔ اس انٹرویو میں اس نے نظریہ پاکستان کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ ایک سوال کے جواب میں حنا جیلانی نے کہا کہ میں نظریہ پاکستان کو نہیں جانتی۔ پاکستان بننے سے پہلے تو نظریہ پاکستان آیا نہیں تھا۔ اگر قیام پاکستان کے وقت یہ نظریہ موجود ہوتا تو میں مان لیتی۔ یہ نظریہ بعد میں مفاد پرستوں نے بنایا۔ اور اس کا نعرہ لگانے والے مفاد پرست ہیں۔ (خبریں ۹۶/ ۳/ ۲۲)

قادیانی پس منظر اور مذاہب کا مذاق نظریہ پاکستان کا یوں مذاق اڑانے کی وجہ شاید یہ بھی ہے کہ اس گروپ کا تعلق قادیانی پس منظر سے ہے۔ اس بات کی تصدیق خود صائمہ نے اپنے ایک انٹرویو میں بھی کی ہے جس میں اس نے کہا ہے کہ عاصمہ جہانگیر کا شوہر لاہوری احمدی ہے۔ (پاکستان، ۲ اپریل ۹۷ء) اب خود سوچئے جسے قادیانی غیر مسلم کے ساتھ اپنے غیر اسلامی نکاح کی پرواہ نہیں، اسے ملک اور اسلام کی کسی قدر کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے۔ اسی طرح حنا جیلانی نے ایک بار صائمہ کے والد کو کہا کہ ہمیں اسلامی درس نہ دیں۔ ہم نکاح پر یقین نہیں رکھتے۔ (خبریں ۹۷-۳-۲۵) صائمہ کیس کے فیصلے کے بعد عاصمہ یہاں تک کہہ چکی ہے کہ ہر عورت کو مذہب سے بالاتر ہو کر زندگی گزارنے کا حق ہے۔ (پاکستان ۹۷-۳-۲۰) اس سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ گروپ صرف مولویوں یا مذہبی جماعتوں کے خلاف نہیں بلکہ سرے سے مذہب، اخلاقیات اور اسلام کسی چیز کا قائل نہیں۔

کرپشن دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ گروپ نہ صرف نظریہ پاکستان، اسلام اور جہاد کے خلاف خبث باطن رکھتا ہے بلکہ ملکی قرضوں کی کرپشن میں بھی بری طرح ملوث ہوا ہے۔ بے نظیر حکومت کے آخری دور میں جب ہر طرف حکومتی کرپشن کے بے شمار کیس منظر عام پر آ رہے تھے، انہی دنوں ایک مالیاتی ادارے کی طرف سے عاصمہ جہانگیر اور ان کے چھ رشتہ داروں کے خلاف ایک کروڑ ۸۲ لاکھ روپے کے قرضے لے کر واپس نہ کرنے کا کیس سامنے آیا۔ (روزنامہ نوائے وقت۔ ۱۷ ستمبر ۹۶ء)

یاد رہے کہ عاصمہ جہانگیر بے نظیر کی خاص سہیلیوں میں سے ایک ہے۔ دونوں نے ہر موقع پر ایک دوسرے کی ہر طرح سے مدد کی ہے۔ بے نظیر حکومت جب اس بار برطرف ہوئی اور بے نظیر کو نگران حکومت نے احتیاطی طور پر نظر بند کیا تو اس نظر بندی کو عاصمہ جہانگیر نے ہی چیلنج کیا۔ لیکن کسی مسلم لیگی یا اسلام پسند رہنما اور کارکن کی نظر بندی کو آج تک اس گروپ کی طرف سے چیلنج نہیں کیا گیا۔ حیرت ہے کہ ایسے لوگ جو غیر ملکی امدادیں بھی وصول کریں، ملکی قرضے بھی ڈکاریں اور پھر اسی ملک کے نظریہ اور مفادات پر کاری ضربیں بھی لگائیں، ایسے لوگوں کو حکومت نے آخر کس بنیاد پر اس ملک میں کام کرنے کی اجازت دے رکھی ہے ------

دستک کا کردار

کہا جاتا ہے کہ یہ ادارہ مظلوم لڑکیوں کی پناہ گاہ کے طور پر بنایا گیا ہے۔ اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ غور طلب ہے کہ آیا اسلام نجی طور پر ایسے ادارے بنانے کی اجازت دے سکتا ہے جس کی نگران کوئی مرد یا خاتون ہو اور وہ جس لڑکی کو چاہیں، اپنی مرضی سے اپنے ادارے میں داخل کر لیں۔ اس بارے میں ہم نے جب مختلف علماء سے رابطہ کیا تو ان کا موقف یہی تھا کہ ایسے ادارے نجی طور پر ہرگز بنانے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔ کیونکہ نوجوان لڑکیوں کو کسی کے نجی اور ذاتی ادارے میں رکھنا خطرے سے خالی نہیں۔ چاہے اس کی نگران خاتون ہی کیوں نہ ہو۔ یہ بات ثابت ہے کہ اکثر خواتین ہی بد قماشی کے کاموں میں آسان وسیلہ بنتی ہیں۔ اس لئے ایسے ادارے حکومت کو اپنی نگرانی میں خود بنانے چاہئیں۔ اگر ایسا ادارہ سرکاری نگرانی میں نہ ہو تو اس کے مالک جیسے چاہتے ہیں اپنے مخصوص مقاصد اور نظریات کے لئے لڑکیوں کو استعمال کرتے ہیں۔

ولی کے خلاف فیصلے کا نتیجہ

عورت کا غیر محرم کے ساتھ رات گزارنا بھی جرم نہ رہا

سخت مذہبی لوگوں کی بات چھوڑیئے۔ کیا کوئی عام شریف آدمی بھی یہ بات پسند کر سکتا ہے کہ اس کی بیٹی صائمہ کی طرح غیر مردوں میں دربدر بھٹکتی پھرے۔ اور ان کے ساتھ راتیں گزارے۔ کیا کوئی تھوڑا سا بھی غیرت مند مسلمان خاندان ایسا عدالتی فیصلہ پسند کرے گا جس کے نتیجے میں ان کی بیٹی اور ان کی عزت کو اپنے والدین سے جدا ہو کر ایسے شرمناک حالات کا سامنا کرنا پڑے۔ کیا ایک عورت کے لئے آزاد شہری ہونے کی یہی تعبیر ہے جس پر تمام عدالتیں اور بڑے بڑے دانشور خاموش ہیں بلکہ ایسے علماء بھی خاموش ہیں جو قرآن و سنت اور اکثریتی آئمہ کے صریح فیصلے کو چھوڑ کر صرف فقہ حنفی کی مبہم آراء کا سہارا لیتے ہیں۔ حالانکہ گھر سے بھاگ کر لڑکی کا نکاح کرنا تو فقہ حنفی میں بھی جائز نہیں۔

اس فیصلے کا جو خوفناک نتیجہ سامنے آیا ہے' کیا اب بھی ہمارے یہ منصفین وقت اور مقلدین ملت اپنی اس رائے کو تبدیل کرنا پسند نہیں فرمائیں گے۔ بالخصوص ہم لاہور ہائی کورٹ کے جج صاحبان سے پوچھنا چاہیں گے کہ اگر صائمہ اور ارشد کے نکاح کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو پھر صائمہ ارشد کے علاوہ دیگر مردوں کے ساتھ کیوں پھرتی رہی۔ آخر وہ کون سی شریعت ہے جو ایک لڑکی کو ایک غیر محرم کے ساتھ جانے کو جرم نہیں سمجھتی۔ صائمہ عابد ساقی کے ساتھ گئی یا اس کے بھائی کے ساتھ' بہر حال وہ ایک غیر مرد کے ساتھ راولپنڈی تک گئی جس کے ساتھ وہ ایک رات بھی رہی۔ جبکہ اس بارے میں نبی ﷺ کی متفق علیہ حدیث ہے کہ

لایحل لامراة تومن باللہ والیوم الآخر تسافر مسیرة یوم ولیلة الا مع ذی محرم علیها

اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ محرم کو ساتھ لئے بغیر ایک دن اور ایک رات کی مسافت تنہا سفر کرے۔ (بخاری و مسلم)

اسی طرح ایک متفق علیہ حدیث میں نبی ﷺ کا یہ واضح حکم ہے۔ کوئی مرد کسی ایسی عورت سے خلوت میں نہ ملے جس کا محرم اس کے ساتھ نہ ہو اور کوئی عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے۔ ایک شخص نے کہا۔ یا رسول اللہ ' میری بیوی حج کو جا رہی ہے اور میں نے فلاں فلاں غزوہ میں شرکت کا ارادہ کر لیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو اپنی بیوی کے ساتھ حج کے لئے جا۔ (مسلم

والدین کو اپنے گھروں کا ماحول بھی درست کرنا ہو گا۔ اولاد کو ٹی وی' ڈش سے بچانا ہو گا جو بے راہروی کا اصل سبب ہے۔

صائمہ کیس اس کی بڑی مثال ہے۔ ایک ایسی لڑکی جس کا تعلق ایک بڑے دیندار گھرانے سے تھا' مکمل اسلامی پردہ اس کا ہمیشہ شعار رہا' لیکن جب وہ دستک جاتی ہے تو ایک سال کے اندر اندر اس کی ایسی ذہنی تربیت کر دی جاتی ہے کہ وہ برقع اتار پھینکتی ہے۔ بال کٹوا دیتی ہے۔ سر سے دوپٹہ تک اتر جاتا ہے اور شلوار کی بجائے وہ جین پہن لیتی ہے۔ لڑکی کو اس کی پسند کی شادی میں مدد دینا اپنی جگہ لیکن اس کی یوں ذہنی تربیت کر دینا اس بات کی غمازی ہے کہ اس ادارے کے اصل مقاصد کیا ہیں۔

دستک میں پناہ گزین شگفتہ کا قتل اسی طرح چند ماہ قبل ایک حساس ادارے کے اعلیٰ افسر کی بیوی شگفتہ نے معمولی ناراضگی پر گھر سے بھاگ کر دستک میں پناہ لے لی۔ شگفتہ کے والدین' خاوند اور سسرال سب اسے منانے کی کوشش کرتے رہے لیکن وہ واپس نہ آئی اور بالآخر اس کے بھائی نے ہی ویگن میں جاتے ہوئے اسے قتل کر دیا (پاکستان ۲۸/۱۰/۹۶) اگر دستک چاہتا تو طرفین میں صلح کرا سکتا تھا۔ دونوں میاں بیوی کے والدین بھی صلح چاہتے تھے لیکن اس کے باوجود ان کی کوئی صلح نہ ہونے دی گئی جس کی وجہ سے شگفتہ دستک کے گھناؤنے کردار کی بھینٹ چڑھ گئی۔

دستک میں بھارتی خاتون ایجنٹ برآمد

۱۷ جنوری کو اخبارات میں دستک کا ایک اور خوفناک کیس سامنے آیا۔ ایف آئی اے کو خفیہ ذرائع سے اطلاع ملی کہ دستک میں ماریہ برنادین نامی ایک بھارتی خاتون پناہ گزین ہے۔ جو ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہے۔ اس نے جعلی پاسپورٹ اور شناختی کارڈ بنایا ہوا تھا۔ اور مبینہ طور پر اس کے بعض لوگوں سے جنسی تعلقات بھی تھے۔ وہ دوبئی میں ایک پاکستانی کو اسلام قبول کرنے کا جھانسہ دے کر اس سے شادی کر چکی تھی لیکن بعد میں پاکستان آ کر وہ اس سے الگ ہو گئی اور اپنی مذموم سرگرمیوں میں مشغول ہو گئی۔ ایف آئی اے نے اسے گرفتار کرنے کی کوشش کی تو اس نے دستک میں پناہ لے لی۔ انتظامیہ نے دستک کی تلاشی لینا چاہی تو دستک انتظامیہ نے واویلا مچا دیا کہ اس طرح عورتوں کی سخت بے پردگی کی گئی ہے۔ اور یوں انہیں تلاشی دینے کی سخت مزاحمت کی۔ جس پر اگلے دن لیڈیز پولیس کے ہمراہ چھاپہ مار کر اس بھارتی خاتون ایجنٹ کو گرفتار کر لیا گیا۔ (۱۷ جنوری ۹۷ء پاکستان)

یعنی ایک تو ملک دشمنوں کو دستک میں پناہ دی اور پھر جب انتظامیہ نے تلاشی لینا چاہی تو بے پردگی کا واویلا مچا دیا حالانکہ بے پردگی ہی ان کا سب سے بڑا مشن اور نظریہ ہے۔ گویا چور مچائے شور والی بات ہے۔ اس سے دستک کا مشکوک' مجرمانہ' ملک دشمن اور اسلام دشمن کردار واضح ہو جاتا ہے جہاں نہ صرف خاندانوں کو اجاڑا جاتا ہے بلکہ ملک کو اجاڑنے کی سازشیں بھی ہو رہی ہیں۔ اور مظلوم خواتین کے نام پر ایسے اداروں کی آڑ میں ملک دشمن بھارتی ایجنٹوں کو بھی پالا جا رہا ہے۔ یقیناً ایسے ادارے ملک و ملت کی بساط لپیٹ کر رکھ دیں گے۔ مغربی آقا ان کی بھرپور مدد کر رہے ہیں ورنہ ایسے ادارے چلانے کے لئے ان کے پاس کروڑوں کے فنڈز کہاں سے آ جاتے ہیں۔

عاصمہ کے خلاف صائمہ اور ارشد کی شہادت

آج صائمہ بھی اپنی وکیل عاصمہ کا یہ کردار دیکھ کر کہہ رہی ہے کہ "دستک کو انسانی حقوق کے نام پر جو امداد ملتی ہے' اسے بہت کم خرچ کیا جاتا ہے جبکہ ارشد تو عاصمہ کے خلاف کھل کر اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ عاصمہ نے ہمارے مقدمے میں بین الاقوامی شہرت حاصل کی۔ لاتعداد فنڈز حاصل کئے۔ وہ صائمہ کو مذہبی جماعتوں کے خلاف استعمال کرنا چاہتی تھی۔ (پاکستان - ۲- اپریل ۹۷ء) لیجئے گھر کے بھیدی لنکا ڈھا رہے ہیں۔ ابھی ارشد کا یہ بھی کہنا ہے کہ صائمہ عاصمہ کے بارے میں مروت برت رہی ہے ورنہ اس کے دل میں بڑے راز ہیں۔

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

حقیقت یہ ہے کہ ایسے اداروں کی حکومت صحیح طرح چھان بین کرائے تو ان کی خفیہ سرگرمیوں کے بارے میں مزید خوفناک انکشافات ہو سکتے ہیں۔ اسی سلسلے میں سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر اکرم شیخ کا یہ سوال بالکل درست ہے کہ "دستک" جیسے اداروں میں گھر سے بھاگی ہوئی لڑکیوں کو تو پناہ دی جاتی ہے لیکن بیواؤں' مطلقہ اور دیگر بے سہارا مستحق غریب خواتین کو پناہ کیوں نہیں دی جاتی؟ (نوائے وقت ۹۷/۳/۲۶)

حکومت کو چاہئے کہ ایسے ادارے صرف سخت سرکاری نگرانی میں قائم ہونے چاہئیں۔ اگرچہ سرکاری اداروں کا بھی ریکارڈ کوئی زیادہ اچھا نہیں' اس لئے ضروری ہے کہ ان کی بھی سختی سے نگرانی کی جائے لیکن نجی سطح پر تو ایسے ادارے اسلام کی نظر میں بالکل جائز نہیں۔ یہاں کرپشن اور بے راہ روی کے کھلے مواقع ہوتے ہیں۔ ان کا کردار اب تک ہر طرح سے مشکوک ثابت ہو چکا ہے۔ اس لئے حکومت ان کو بند کر کے ان کے خلاف فوراً ایکشن لے۔ اس سے پہلے کہ یہ ادارے ملک کو تباہی کے آخری کنارے پر پہنچا دیں۔

بخاری)
یعنی سفر حج جیسے نیک اور افضل کام کے لئے بھی نبیؐ کو گوارا نہیں کہ عورت اکیلے سفر کرے اور وہ اس مقصد کے لئے اس کے شوہر کو غزوہ چھوڑ کر بیوی کے ساتھ جانے کا کہہ رہے ہیں۔

اس بارے میں آپؐ کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ اپنی زوجہ محترمہ صفیہؓ کے ساتھ رات کو جا رہے تھے' تو راستے میں دو صحابیؓ ملے آپ نے ان کو وضاحت کرنا ضروری سمجھا کہ ان کے ساتھ جو عورت ہے' وہ ان کی بیوی ہے۔ تاکہ کوئی شک میں نہ رہے کیونکہ شیطان کسی وقت بھی وسوسہ ڈال سکتا ہے۔۔ لیکن ہمارے انگریزی عدالتی نظام میں اس بات کی سرے سے کوئی اہمیت ہی نہیں۔ اب حال ہی میں جڑانوالہ کے ایک کیس میں لاہور ہائیکورٹ نے یہ باقاعدہ فیصلہ دے دیا کہ گھر کے اندر کسی عورت کی غیر محرم کے ساتھ موجودگی جرم نہیں۔ عدالت نے کہا کہ یہ افسوسناک بات ہے کہ جب بھی کسی لڑکے اور لڑکی کو اکٹھا دیکھا جائے تو یہ تصور کر لیا جاتا ہے کہ وہ بدکاری کے مرتکب ہوئے ہوں گے۔ (پاکستان ۷۔۹۷۔۳۔۱۶)

صائمہ کیس میں بھی عدالت نے یہی رویہ اختیار کیا۔ عدالت کے سامنے جب صائمہ کے والد کے وکیل ثابت کرتے ہیں کہ صائمہ نے عابد کے ساتھ ایک رات گزاری تو عابد ساقی جواب دیتے ہیں کہ ہائیکورٹ نے صائمہ کو عاقل بالغ قرار دے کر اسے اپنی مرضی سے کہیں بھی جانے کی اجازت دی ہے۔ اسے آزاد شہری قرار دیا گیا ہے۔ یہ ان لوگوں کی ذہنی خباثت ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ایک مرد اور ایک عورت ساتھ ہوں تو وہ بدکاری کریں گے۔ (پاکستان ۷۔۹۷۔۳۔۱۸) چنانچہ عابد ساقی کی اس غیر شرعی دلیل پر عدالت نے عابد ساقی کی اس حرکت کے خلاف کوئی ایکشن لئے بغیر اسے رہا کر دیا۔ اب کوئی بھی اسلام پسند اور شریف و معزز خاندان خود فیصلہ کر لے کہ کیا ایک غیر محرم مرد اور عورت کا ایک رات اکٹھے رہنے پر اعتراض کرنا ذہنی خباثت ہے یا یہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے جن کے ہر حکم پر ایک مسلمان اپنی جان و مال سب کچھ قربان کر سکتا ہے۔ لیکن آپ ﷺ کے حکم کی سرتابی نہیں کر سکتا۔ اور اس پر اعتراض کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ یہ درست ہے کہ شرعی عینی شہادتوں کے بغیر عورت مرد پر بدکاری کا الزام نہیں لگایا جا سکتا۔ لیکن خدارا غیر محرم عورت مرد کا یوں تنہا ملنے کی اس انداز میں تو حوصلہ افزائی نہ فرمایئے کہ اسے سرے سے کسی حالت میں جرم ہی نہ سمجھا جائے۔ اس سے تو بے دھڑک بے راہ روی کے قانونی راستے کھلیں گے۔ غیر محرم عورت مرد کا یوں اکٹھے رہنا نہ صرف اسلام بلکہ دنیا کے کسی مذہب اور اخلاقیات کے کسی مسلمہ دائرے میں بھی اس کی اجازت نہیں۔

کہا جاتا ہے کہ یہ پابندیاں عورت پر ظلم ہیں حالانکہ یہ پابندیاں اسلام نے صرف عورتوں پر نہیں بلکہ مردوں پر بھی اسی طرح لگائی ہیں۔ یہ پابندیاں انسانی فطرت کے مطابق ہیں۔ اس سے انسان میں حیا قائم رہتا ہے جو انسان کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ حیا نہ ہو تو معاشرہ جانوروں کا بن جاتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا جب حیا اٹھ جائے تو پھر جو جی میں آئے کرو۔ (بخاری)

مغربی معاشرے نے پردہ ختم کیا تو حیا گویا ختم ہو گئی۔ چنانچہ اب وہ مکمل ننگے ہونے کو بھی برائی نہیں سمجھتے۔ پردہ ختم ہونے کے بعد یہی سفر ہمارے ہاں بھی جاری ہے۔ بات یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ غیر محرم عورت مرد کا اکٹھے دن رات تنہا رہنا بھی جرم نہیں رہا۔ اور جو اس پر اعتراض کرے۔ اسے ان کی ذہنی خباثت قرار دیا جا رہا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔

ایسے کیسوں کے عبرتناک نتائج اب سامنے آرہے ہیں۔ بات

"عاصمہ جہانگیر کو ثالث کا کردار ادا کرنا چاہئے تھا باپ بیٹی میں نفرت پیدا کی گئی"
بغاوت کے ذمہ دار والدین ہیں' بعض حقیتوں کے ساتھ بیجا آزادیاں بھی بغاوت کا سبب بنتی ہیں' بچوں کو اپنی ضد اور انا کی بھینٹ نہیں چڑھانا چاہئے' 160 افراد
آشناؤں کے ساتھ بھاگ کر نئے جوڑے عدالتوں میں لوٹنے لگے' روزانہ درجنوں عورتیں طلاق مانگتی ہیں
1996ء میں اٹھارہ سو خواتین نے طلاق کا مطالبہ کیا' اوسطاً ہر روز آٹھ مقدمات عدالت میں پیش ہوئے' دو ہزار مقدمات پہلے سے زیر التوا ہیں

صرف اتنی ہے کہ ہم قرآن کے مطابق ولکن لاتشعرون سمجھتے نہیں۔ صائمہ کو جن نتائج سے بچانے کے لئے عدالت نے اس کے حق میں فیصلہ دیا' یہ فیصلہ اسے ایک گھر سے نکال کر سو گھروں میں در بدر بھٹکنے کا سبب بن گیا۔ وہ خود تو برے نتائج سے پھر بھی نہ بچ سکی بلکہ پہلے سے زیادہ ان نتائج کا شکار ہوئی۔ اس کے بعد اگر اولاد ہوگی تو کیا وہ ایسے نتائج سے بچ سکے گی۔ جب وہ بڑے ہوں گے اور انہیں اپنے ماں باپ کی شادی کا حال

کیا عاصمہ جہانگیر خود اپنی بیٹی کو گھر سے بھاگنے اور آشناؤں کے ساتھ راتیں گزارنے کی اجازت دے گی؟

بہرحال علم ہوگا تو جس راہ پر ان کے ماں باپ چلے تھے' وہ بھی بے دھڑک اسی راہ پر چلیں گے۔ ماں باپ کس منہ سے انہیں روک سکیں گے۔ ان کی لڑکیاں جس سے چاہیں گی' آشنائی رکھیں گی۔۔ جس کے ساتھ چاہیں گی' رات دن گھومیں' پھریں گی۔ وہ جب چاہیں گی' کسی کے ساتھ بھاگ جائیں گی اور ان کے لڑکے بھی جب چاہیں گے' کسی کی عزت کو گھر سے بھگا کر ایک ایک گھر لئے پھریں گے۔ یہ لو میرج کے منطقی نتائج ہیں۔ اسی وجہ سے یہ شادیاں عموماً ناکام ہوتی ہیں۔ شوہر کو شک رہتا ہے کہ جو عورت میرے ساتھ بھاگ سکتی ہے' وہ کسی اور کے ساتھ بھی آنکھ مٹکا کر سکتی ہے اور بیوی کو شک ہوتا ہے کہ میرا شوہر میری طرح کسی اور پر بھی نظر رکھ سکتا ہے۔ حیرانی ہے کہ نتائج کے لحاظ سے عموماً یہ شادیاں بار بار ناکام ثابت ہونے کے باوجود عدالت نے کیسے انہیں جائز قرار دے دیا۔ عورت اپنی معصوم اور جذباتی فطرت کی وجہ سے نام نہاد آزادیوں کے جھانسے میں آکر مشرق و مغرب میں جس طرح نمونہ عبرت بنی ہوئی ہے' اسے دیکھ کر بقول اقبال یہ ماننا پڑے گا۔

نسوانیت زن کا نگہبان ہے فقط مرد۔۔

صائمہ کیس
معاشرے کو کیا ملا؟

صائمہ کو اپنے حق میں فیصلے سے جو کچھ ملا' وہ آپ ملاحظہ کر چکے۔ آیئے اب یہ دیکھیں کہ اس کیس کے فیصلے سے معاشرے پر کیا اثرات مرتب ہوئے۔ جسٹس خلیل الرحمن رمدے نے صائمہ کے حق میں فیصلے کی وجوہات کا ذکر کرتے ہوئے کہا تھا۔

"ایک شادی کو ناجائز قرار دینے سے نہ صرف خاوند اور بیوی کے لئے ہی بڑے سنگین اور قانونی نتائج نکل سکتے ہیں بلکہ اس بندھن سے پیدا ہونے والے معصوم بچوں کو بھی ان کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ اس لئے اس قسم کا اعلان ہرگز نہیں ہونا چاہئے تاآنکہ اس سے معاشرے کے پر امن حالات میں انتشار کا خطرہ موجود نہ ہو"

یعنی صائمہ ارشد لو میرج دو وجہ سے جائز قرار پائی۔ ایک میاں بیوی اور اولاد کو سنگین نتائج سے بچانے کے لئے اور

دوسرے اس وجہ سے کہ اس فیصلے سے معاشرے کے پر امن حالات میں انتشار کا خطرہ نہیں۔ پہلی وجہ کا حال ہم دیکھ چکے۔

اب ہم دوسری وجہ کی طرف آتے ہیں یعنی عدالت کے اس جواز کی طرف کہ اگر ایسی شادی سے معاشرے کے پر امن حالات میں انتشار کا خطرہ موجود نہ ہو تو ایسی شادی جائز قرار دی جا سکتی ہے۔ ہم یہ انتشار دو طرح سے پیش کرتے ہیں۔ ایک اس صورت میں کہ اس کیس کے فیصلے کے فوراً بعد لڑکیوں کے گھروں سے بھاگنے کی وارداتوں میں مزید اضافہ ہوگیا اور دوسرا اس صورت میں کہ پورے معاشرے میں والدین' شرفاء' اسلامی' فلاحی' سماجی حتی کہ خواتین کی تنظیموں کی بڑی اکثریت نے بھی اس فیصلے پر اپنی زبردست بے چینی اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا

لڑکیاں گھروں سے بھاگنا شروع ہوگئیں

۱۱ اپریل کو صائمہ کیس کا فیصلہ منظر عام پر آیا۔ دو دنوں بعد ہی لاہور ہائیکورٹ میں گھر سے بھاگی ہوئی ایک لڑکی کا کیس آگیا۔ یہ ٹانڈلیانوالہ کی ۱۹ سالہ خورشید اختر کا کیس تھا۔ عدالت نے یہاں بھی باپ کے خلاف فیصلہ دیتے ہوئے لڑکی کو خاوند کے ساتھ بھیج دیا۔ (جنگ ۱۴ اپریل ۹۷ء)

اگلے ہی دن سینئر سول جج لاہور کی عدالت میں ایک اور لڑکی (ک) کا کیس آیا جس نے گھر سے بھاگ کر ایک عیسائی نوجوان سے شادی کرلی تھی۔ والدین نے جب مقدمہ درج کرایا تو لڑکی نے کئی ماہ دارالامان میں بھٹکنے کے بعد عدالت میں اپنی غلطی تسلیم کرتے ہوئے کہا کہ اس پر ایک عیسائی نوجوان سے عشق کا بھوت سوار ہوگیا۔ اس نے کہا کہ وہ یہ جانتے ہوئے کہ طاہر کا مذہب اس کے مذہب سے نہیں ملتا' اپنا سب کچھ اس کے حوالے کر بیٹھی اور زندگی برباد کر بیٹھی۔ اب اسے طلاق دلوائی جائے۔ عدالت نے لڑکی کی خواہش پر اسے والدین کے ساتھ بھیج دیا۔ (پاکستان ۱۵-۳-۹۷)

یہ تو بھلا ہوا کہ لڑکی نے خود ہی اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے والدین کے پاس واپس جانے کی خواہش ظاہر کردی ورنہ ہمارا قانون کسی مسلمان لڑکی کو نہ تو گھر سے بھاگنے سے روک سکتا ہے نہ کسی غیر مسلم مرد سے شادی سے روکتا ہے جبکہ شریعت میں ان دونوں باتوں کی ممانعت ہے۔

۱۷ مارچ کو خبریں اخبار میں زارا نامی ایک لڑکی کا عبرتناک کیس سامنے آیا۔ اس نے خبریں کو اپنے دردناک خط میں لکھا کہ وہ ایک باعزت گھرانے سے تعلق رکھنے والی ایک تعلیم یافتہ

اگر صرف اتنا کہا جاتا رہے گا کہ ولی کے بغیر شادی ناپسندیدہ ہے...... لیکن ناجائز نہیں.......... تو پھر لڑکیوں کو اپنے آشناؤں اور بوائے فرینڈز کے ساتھ بھاگنے سے کون روک سکے گا

لڑکی ہے۔ اس کی بربادی کا آغاز اس وقت ہوا جب وہ گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ میں تھرڈ ایئر کی طالبہ تھی کہ ایک نوجوان خرم نے اسے جھوٹی محبت کے پھندے میں پھانس لیا۔ اور شادی کرنے کا جھانسہ دے کر اس کی عزت سے کھیلتا رہا۔ لیکن بعد ازاں اسے ٹھکرا دیا۔ جب زارا کے عشق کے بارے میں اس کے والدین کو علم ہوا تو انہوں نے اس کی نسبت ایک ڈاکٹر سے طے کردی۔ زارا کے ڈاکٹر سردار احمد سے دو بچے بھی ہوئے لیکن اپنے عاشق سے رابطہ رکھنے پر اس کا ہنستا بستا گھر اجڑ گیا اور اسکے خاوند نے ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھین کر اسے گھر سے نکال دیا۔ دوسری طرف اس کے عاشق خرم نے بھی اسے قبول کرنے سے انکار کردیا۔ والدین نے دوسری جگہ شادی کی تو اس عاشق نے پھر خطوط لکھنے شروع کردیئے جس سے یہاں بھی اسے طلاق ہوگئی۔ مسلسل بے وفائی پر وہ حواس کھو بیٹھی' والدین نے پاگل خانے میں داخل کرادیا جہاں سے دارالامان بھجوادیا گیا۔ زارا نے اپنے پیغام میں کہا کہ اسے دارالامان سے رہائی دلائی جائے اور اسے کسی دینی مدرسہ میں داخل کرادیا جائے تاکہ وہ اپنی دینی تعلیم حاصل کرکے اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کرسکے------

صائمہ کیس کے چند دن بعد ہی لاہور ہائی کورٹ میں خورشید مائی کا لو میرج کیس آیا۔ جو موضع کوٹلہ ڈیرہ غازی خان کی رہائشی تھی۔ اس نے ولی کی موجودگی کے بغیر اپنی مرضی سے شادی کرلی تھی۔ مقدمہ کی سماعت کے دوران خورشید مائی کی والدہ مبارک بیگم کمرہ عدالت میں صدمے سے بے ہوش ہوگئی جس کو بڑی مشکل سے ہوش میں لایا گیا۔ اس موقع پر صائمہ کے حق میں فیصلہ دینے والے جسٹس خلیل الرحمن رمدے کو ہی یہ ریمارکس دینے پڑے۔

• "لڑکیوں کو خود مختاری دینے کا یہ مطلب نہیں کہ پورے ملک کی لڑکیاں گھروں سے بھاگ کر شادی کرلیں۔ انہوں نے کہا کہ والدین بیٹیوں کو پیدا کرکے ان کی پرورش اس لئے نہیں کرتے کہ وہ جوان ہو کر ان کی عزت کا جنازہ نکال دیں۔ عدالت نے خورشید مائی کے مبینہ شوہر کو عدالت سے باہر نکال دیا اور پولیس کو ہدایت کی کہ خورشید مائی کے نکاح نامے کی تصدیق کرے۔ جبکہ خورشید کو دارالامان بھیج دیا گیا۔" (خبریں ۱۸-۳-۹۷)

لڑکی اور لڑکا اپنے ہم جنس سے شادی کر سکتے ہیں: ڈاکٹر باسط

[illegible]

کسی نے بھی اسلام کا ٹھیکہ نہیں لے رکھا' ہر بالغ لڑکی کو پسند کی شادی کرنے کی اجازت ہے

اس فیصلہ پر قانون واضح ہے [illegible] صرف اسمبلی ہی بدل سکتی ہے: صائمہ کیس میں وکیل کے دلائل

اگر معاشرے پر منفی اثرات مرتب ہوں تو؟ عدالت کا استفسار' شادی کا معاشرہ سے کوئی تعلق نہیں: باسط

[illegible] بعض لوگ فیصلوں پر "چمک" کا الزام بھی لگاتے ہیں: عدالت

لاہور (خبر نگار سے) عدالت عالیہ لاہور کے فل بنچ نے صائمہ ارشد لو میرج کیس کی مزید سماعت 13 اکتوبر تک ملتوی کردی ہے۔ گزشتہ روز صائمہ کے والد کے وکیل کے بعد مبینہ شوہر ارشد کے وکیل ڈاکٹر عبدالباسط نے دلائل کا آغاز کیا۔ انہوں نے یہ امر تسلیم کرنے

اسی طرح ۲۶ مارچ کی نوائے وقت میں گھر سے بھاگنے والی لبنیٰ کا کیس سامنے آیا اور ۲۷ مارچ کی خبریں میں جہلم کی عاصمہ کا کیس آیا جسے ہائی کورٹ نے اس کے خاوند کے ساتھ بھیج دیا۔

یہ وہ کیس ہیں جو صائمہ کیس کے محض چند دنوں بعد ہی لاہور کی عدالتوں میں پیش ہوئے ورنہ ملک کے دیگر حصوں اور عدالتوں کے سارے کیس اکٹھے کئے جائیں تو تعداد بہت زیادہ بڑھ جائے گی۔ جبکہ یہ ابھی ابتدا ہے۔ صائمہ کیس کے اصل اثرات ابھی کچھ عرصہ بعد بڑی تعداد میں سامنے آنے ہیں۔ علاوہ ازیں ہم نے یہاں صرف عدالت میں جانے والے کیسوں کا ذکر کیا۔ لو میرج کے ایسے بے شمار کیسوں کا ذکر نہیں کیا جو عدالت میں جانے سے پہلے ہی عبرتناک انجام کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ان جوڑوں کو ان کا کوئی نہ کوئی عزیز غیرت میں آکر قتل کردیتا ہے۔ روزانہ اخبارات ایسے واقعات سے بھرے ہوتے ہیں۔ ملتان کے عامر کا اپنی محبوبہ کے باپ کے ہاتھوں قتل اس سلسلے کا تازہ اہم واقعہ ہے۔ کیا یہ انتشار نہیں جو معاشرے میں پہلے سے موجود ہے۔ افسوس ان سے نہ عوام عبرت پکڑتے ہیں نہ ہمارے حکام اور نہ منصف۔ شاید قوم کو ایسے واقعات برداشت کرنے کی عادت ڈالی جارہی ہے اور قوم کے مکمل طور پر بے غیرت ہونے کا انتظار کیا جارہا ہے۔ تاکہ کہا جاسکے کہ اب معاشرے میں انتشار مکمل ختم ہوگیا ہے۔ اب جو کوئی جو چاہے کرے۔

والدین اور معاشرے میں زبردست بے چینی

صائمہ کیس کے فیصلے پر ملک کے اکثریتی طبقے میں زبردست ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا۔ مجموعی طور پر سب کے تاثرات یہی تھے کہ اس فیصلے سے بے راہروی کو فروغ ملے گا۔ خاندانی نظام ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوگا اور ہمارا معاشرہ بھی یورپ کا نقشہ پیش کرنے لگے گا۔ آیئے اس سلسلے میں والدین، مرد و خواتین اور معاشرے کی مختلف، مذہبی فلاحی اور سماجی تنظیموں کے رد عمل کا مختصر جائزہ لیں۔

۱۳ مارچ کو روزنامہ جنگ نے معاشرے کا ایک عام سروے کیا۔ اس میں ۷۰ فیصد مرد و خواتین نے اس بات کا اظہار کیا کہ اس فیصلے سے لڑکیوں کو مزید شہ ملے گی۔ ایسی شادیوں کا انجام طلاق ہے۔

گورنمنٹ ایجوکیشن کالج کی اسسٹنٹ پروفیسر مسز عذرا سعید نے کہا کہ اس فیصلہ کے معاشرہ پر منفی اثرات مرتب ہوں گے۔ کوئی مذہب، کوئی معاشرہ والدین کی اہمیت اور مقام سے انکار نہیں کرتا۔

خدا کسی کو ایسی بیٹی نہ دے جو گھر سے سرخ جوڑا پہن کر نہ جا سکے

صائمہ کے والد کی روتے ہوئے تصویر دیکھ کر ترس آتا ہے ... والدین کا بیٹیوں پر استحقاق ختم کر دیا

عاصمہ کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے' ہر بڑے کام کو شہرت رنگ دیکر شہرت اور دولت کما رہی ہے' صائمہ کو اسی نے بھگایا' جو لوگ اپنی اقدار سے کٹ جاتے ہیں تنزلی ان کا مقدر رہتی ہے

ہر عورت کو مذہب سے بالاتر ہو کر زندگی گزارنے کا حق ہے، عاصمہ

لاہور (نمائندہ خصوصی) انسانی حقوق کی علمبردار عاصمہ جہانگیر نے کہا ہے کہ عبدالوحید روپڑی نے ایک بار پھر یہ الزام دوہرایا ہے کہ وہ ان کی بچی کی برین واشنگ کر رہی ہیں حالانکہ دار الامان راولپنڈی میں ان کی بچی سے میرا کسی بھی طرح کا رابطہ نہیں۔۔ میرے نزدیک ہر خاتون مذہب اور اپنے معاشی مقام سے بالاتر ہو کر باعزت زندگی گزارنے کی حقدار ہے۔

لیکچرر عذرا یاسمین نے کہا کہ فیصلہ درست ہے لیکن وہ لڑکیاں جو فلموں سے متاثر ہو کر غلط راستوں پر چل پڑتی ہیں' ان کی حوصلہ افزائی ہوگی۔ انہوں نے کہا "ہسبنڈ شاپنگ" کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔

سوشل ورکر مسز مجید نے کہا کہ ایسی شادیوں کا انجام طلاق ہے۔

عائشہ لقمان پنجاب یونیورسٹی کی طالبہ نے کہا اب جو معاشرتی بے راہروی پھیلے گی' اس کا ذمہ دار کون ہوگا۔

سوشل ایڈ آرگنائزیشن ساؤ کی خواتین رنگ کی صدر غزالہ سجاد نے کہا کہ کمزور ذہن کی لڑکیوں کے بھٹک جانے کا خطرہ ہے۔ اس سے معاشرے میں مزید برائیاں جنم لیں گی۔ رائیونڈ سے اسماء یونس نے کہا کہ اس فیصلہ سے پوری نسل تباہ ہوگی۔

شاہدہ عارف طالبہ پنجاب یونیورسٹی نے کہا کہ ان کا بائیس لڑکیوں پر مشتمل گروپ روپڑی خاندان کو یہ پیغام دیتا ہے کہ وہ اس فیصلہ سے حوصلہ نہ ہاریں۔ وہ حق پر ہیں۔

مسز فوزیہ سجاد لیکچرار شاد باغ کالج نے کہا کہ بچوں کو تو لباس بھی ماں باپ کی مرضی کا پہننا چاہئے۔ شازیہ نے ٹاؤن

صائمہ انگریزی قانون کی عدالت میں جیت گئی لیکن حیا کی جنگ ہار گئی ....

شپ سے کہ والدین کو دکھی کر کے یہ لڑکی کہیں خوش نہ رہے گی۔ لاہور سے نائمہ نے کہا کہ اخبارات نے خواہ مخواہ اس فیصلے کو اچھالا ہے اور لڑکیوں کو بھاگنے کی ترغیب دی ہے۔

لاہور سے **نوشابہ احسن** نے کہا کہ اگر لڑکیاں خود ہی اپنے نکاح پڑھنے لگیں تو پھر والدین کی کیا ضرورت ہے۔

۱۷ مارچ کو روزنامہ جنگ نے "صائمہ کی بغاوت کا ذمہ دار کون؟" کے موضوع پر ایک **ٹیلیفونک سروے** شائع کیا۔

اس سروے میں ۲۲۸ افراد نے عاصمہ کے خلاف جبکہ ۱۶۰ افراد نے والدین کے خلاف رائے دی۔ اکثریت نے عاصمہ جہانگیر کو ذمہ دار قرار دیتے ہوئے کہا کہ اسے ثالث کا کردار ادا کرنا چاہئے تھا لیکن اس نے ایک منصوبے کے تحت باپ بیٹی میں نفرت پیدا کی تاکہ اپنے مغربی آقاؤں سے خراج تحسین حاصل کیا جا سکے۔ اگر عاصمہ کو عورت کی عزت کا کچھ بھی خیال ہوتا تو وہ صائمہ کو سمجھا بجھا کر والدین کے پاس بھیجنے کی کوشش کرتی لیکن ایسی کوئی کوشش نہ کرنے سے صاف سمجھا جا سکتا ہے کہ یہ ایک سوچا سمجھا پلان تھا تاکہ دنیاداروں کی طرح اب دیندار گھرانے بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائیں۔ لوگوں نے کہا کہ تعلیمی اداروں اور گھروں کے ماحول کو مغربیت سے پاک کرنا بھی ضروری ہے۔ ٹی وی' وی سی آر' ڈش انٹینا وغیرہ لڑکیوں کو ایسے کاموں کی ترغیب دیتے ہیں اور نام نہاد آزادیوں کا جھانسہ دے کر انہیں گھروں سے بھگایا جاتا ہے-----

۲۶ مارچ کو جنگ کے ایک اور سروے میں ۶۲ فیصد افراد نے والدین کی رضامندی سے شادی کرنے کی حمایت کی۔

انہوں نے لکھا کہ والدین اولاد کا برا نہیں چاہتے۔ یورپ نے اپنی معاشرتی تباہی کے بعد خاندانی نظام کی اہمیت کو تسلیم کر لیا ہے لیکن ہم اس کی اندھی تقلید کرتے ہوئے اپنے مسائل میں اضافہ کر رہے ہیں۔ لڑکا شادی سے پہلے سبز باغ دکھاتا ہے۔ بعد میں لڑکی کو نظر انداز کر دیتا ہے۔

معروف سماجی تنظیم "خوشبو" کے ایک سروے میں جنرل (ر) **حمید گل** نے کہا کہ جہاں بھی اسلامی روایات سے بغاوت ہو تو مغربی لابی سرگرم ہو جاتی ہے۔

معروف قانون دان **حبیب وہاب الخیری** نے مذکورہ واقعہ کو یہودی اور قادیانی لابی کی منظم سازش قرار دیتے ہوئے کہا کہ بنیادی حقوق کے نام پر اسلام کو بدنام کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔

وزیر اعظم کے پریس سیکرٹری کی اہلیہ نے کہا کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ لڑکیوں کو ماں باپ کے خلاف اکسانے کی سازش کی گئی ہے۔

معروف افسانہ نگار **پروفیسر ڈاکٹر رشید امجد** نے کہا کہ بعض عناصر ایک ہی چھلانگ میں پاکستانی معاشرہ کو یورپی مادر پدر آزاد معاشرہ میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔

ملی یکجہتی کونسل پنجاب کے ڈپٹی سپیکر مولانا عبدالجلیل نقشبندی نے مذکورہ واقعہ کو ایک منظم سازش قرار دیا۔ (خبریں ۹۷-۳-۲۰)

صائمہ کیس کے دوران حکومت کی طرف سے "دستک" کے مقرر کردہ نگران **خالد رانجھا ایڈووکیٹ کی بیگم** نے ایک انٹرویو میں کہا کہ عورت کی مادر پدر آزادی معاشرہ کی تباہی کا باعث بن سکتی ہے۔ خوشگوار ازدواجی زندگی ہی عورت کے لئے سب سے بڑا تحفہ ہیں۔ (جنگ ۹۷-۲-۲۶)

"مسلم فیملی سسٹم کے خلاف لادین عناصر کی سازش اور ہماری ذمہ داریوں" کے موضوع پر ایک مذاکرہ سے خطاب کرتے ہوئے **جماعت اسلامی کے اعجاز چودھری** نے فیصلے پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ اس سلسلے میں مجھے توہین عدالت بھی قبول ہے۔

صائمہ کے چچا **مولانا حافظ عبدالرحمٰن مدنی** نے کہا کہ صائمہ والے معاملے کا ڈراپ سین وزارت داخلہ کے ہاتھوں میں ہوا ہے جس کی نگرانی میں صائمہ اور ارشد کو فرار ہونے کا موقع دیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ لڑکی کی شادی میں ولی کی رضامندی مسئلہ

نہیں بلکہ مسئلہ یہ تھا کہ کیا گھر سے فرار ہو کر معاشقے کے ذریعے شادی کی جا سکتی ہے۔

مولانا عبدالمالک نے کہا کہ ایک منظم سازش کے تحت پیار و محبت کا باعث بننے والے ہمارے فیملی سسٹم کو تباہ کیا جا رہا ہے۔

لیاقت بلوچ نے کہا کہ معاشرے میں کنواری لڑکی کے لئے عارضی طور پر گھر سے باہر جانے پر پابندی ہے۔ اور اس کے لئے والدین کی اجازت ضروری ہے تو پھر شادی کے وقت جب کسی لڑکی نے مستقل طور پر اپنے گھر کو چھوڑنا ہوتا ہے تو والدین کی مرضی کا کیوں خیال نہ رکھا جائے۔

صاحبزادہ خورشید گیلانی نے کہا کہ مغربی معاشرہ میں کورٹ میرج کی جاتی ہے جس کو ہمارے ہاں بھی بطور فیشن لانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جسٹس ریٹائرڈ خضر حیات نے کہا کہ بھاگ کر نکاح کرنے والوں کو عیسائی، سکھ، پادری اور ہندو سمیت دنیا کے کسی مذہب میں قبول نہیں کیا جاتا لیکن ہمارے ہاں اس کو جائز قرار دے دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر ریاض الحسن گیلانی نے کہا کہ قوموں کو محکوم بنانے کے لئے خاندانی نظام کو توڑا جا رہا ہے۔ (نوائے وقت ۹۷-۳-۲۲)

اسلامک ویلفیئر ٹرسٹ کی جنرل سیکرٹری رضیہ آپا نے کہا کہ صائمہ کو گھر سے بے گھر کر کے اس پر کوئی احسان نہیں کیا گیا بلکہ اس کی زندگی تباہ کی گئی ہے۔

پاک انجمن خواتین اسلام کی جنرل سیکرٹری محمودہ شفیق نے کہا کہ عاصمہ کا خواتین کے لئے لڑنے کا دعویٰ غلط ہے۔

حلقہ خواتین جماعت اسلامی کی فاطمہ گل فرین نے کہا کہ ہمارے ملک میں بعض تنظیمیں انسانی حقوق کے نام پر اسلام کے خلاف جنگ لڑ رہی ہیں اور ان کا کوئی ہاتھ پکڑنے والا نہیں۔

تنظیم اساتذہ کی عالیہ میمونہ نے کہا کہ صائمہ کو خطرناک دوستی نے تباہ کیا۔ والدین کو اپنی بچیوں کی سرگرمیوں پر نظر رکھنی چاہئے۔

ویمن ایڈ ٹرسٹ کی عافیہ غنی نے کہا کہ حقوق نسواں کے پرفریب نعرے کی آڑ میں ہمارا خاندانی نظام تباہ کیا جا رہا ہے۔

اسلامک ہیومن رائٹس فورم کی جنرل سیکرٹری عصمت راحت، ویمن ورکنگ آرگنائزیشن کی ڈاکٹر فائقہ اسلم اور ناظمہ جامعہ پنجاب ثروت جمیلہ نے کہا کہ ہمارے ملک میں عورت کی آزادی کوئی مسئلہ نہیں۔ یہاں عورت آزاد نہیں اور نہ ہی ہمیں ایسی انسانی حقوق کی نام نہاد تنظیموں کے تعاون کی ضرورت ہے۔ اس کے تعاون کی مغرب کی عورت کو ضرورت ہے۔ یہ وہاں جائیں اور ان سے تعاون کریں۔ (جنگ ۹۷-۳-۲۲)

شادی کی ایک تقریب میں خطاب کرتے ہوئے **قاضی حسین احمد** نے کہا کہ چھپ کر شادی کرنے والوں کو ہیرو بنانا خاندانی نظام توڑنے کی سازش ہے۔ ولی کی رضامندی کے بغیر رشتے پائیدار نہیں ہوتے۔ (خبریں ۹۷-۳-۲۵)

سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر محمد اکرم شیخ نے ایوان وقت میں کہا کہ صائمہ کے سامنے ابھی لمبی زندگی ہے۔ یہ فیصلہ آنے کے آٹھ دس دن کے اندر اندر صائمہ پر جو کچھ بیتی، اس میں عبرت کا سامان موجود ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے وہ کٹی ہوئی پتنگ ہے اور ہر کوئی اس کی طرف لپک رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ "دستک" جیسے اداروں میں گھر سے بھاگی ہوئی لڑکیوں کو تو پناہ دی جاتی ہے لیکن بیواؤں، مطلقہ اور دیگر بے سہارا مستحق غریب خواتین کو پناہ کیوں نہیں دی جاتی۔

صائمہ والدین کا گھر سرخ جوڑے میں.........تو نہ چھوڑ سکی لیکن مظلوم والدین کی ایسی آہ پڑی کہ وہ کفن پہن کر سسرال کا گھر چھوڑنے کے قابل بھی نہیں۔

شعبہ خواتین جماعت اسلامی کی **عافیہ غنی** نے کہا کہ صائمہ اپنے ایک حق کی جنگ جیت گئی لیکن حیا کی جنگ ہار گئی۔ صائمہ کے یہ الفاظ کہ میں "تھک گئی ہوں" اس حقیقت کے غماز ہیں کہ اس جنگ نے اسے کہاں لا کھڑا کیا ہے۔ یہ اب ساری زندگی ڈر اور خوف میں مبتلا رہے گی۔ **پروفیسر ڈاکٹر مغیث الدین** نے کہا کہ مغرب کا مادر پدر آزاد معاشرہ بھی اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کر رہا ہے۔ کینیڈا کی ایک کمپنی نے پورنوگرافی (بلیو پرنٹ) چلانے کی کوشش کی تو امریکہ نے مزاحمت کی۔

توہین رسالت کیس میں عاصمہ گروپ کی مذموم مہم کے نتیجے میں ۷۰۔ ارب ڈالر کا پاکستانی قالین واپس آگیا

چانسلر شمٹ نے کہا کہ بہت ہو چکی۔ جبکہ ہمارے پڑوس میں (سابق) وزیر اعظم نرسیما راؤ نے بھارت کے مختلف صوبوں کے وزراء اعلیٰ سے ۸ فلمی گیتوں پر نظر ثانی کرنے کے لئے کہا۔ انہوں نے کہا کہ میڈیا کو "محبت جیت گئی" جیسی سرخیاں لگاتے ہوئے سو بار سوچنا چاہئے۔ (نوائے وقت ۹۷-۳-۲۶)

اسلامک ہیومن رائٹس کے ترجمان نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ عاصمہ کا تصور انسانی حقوق محدود ہے۔ وہ بھاگی ہوئی لڑ[کی] کے "انسانی حقوق" کے لئے جان لڑا دیتی ہے لیکن والدین [کو] ذلیل کرنے کے لئے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتی۔ کیونکہ والدی[ن] اس کے نزدیک "انسانوں" کی اس تعریف پر پورا نہیں اتر[تے] جو اسے مغرب نے پڑھائی ہے۔ (پاکستان ۹۷-۳-۲۵)

روزنامہ صحافت نے بھی اس سلسلے میں ایک سرو[ے] کیا۔ اخبار کی رپورٹ میں بتایا گیا کہ زیادہ تر خواتین نے صائم[ہ] ارشد کی اس حرکت کو ناپسند کیا اور اسے اسلامی ضابطے کی پا[مالی] کا ذمہ دار ٹھہرایا۔

ایک خاتون نے صائمہ کے اس فعل کی مذمت کرتے ہوئے ک[ہا] کہ صائمہ نے جو کچھ کیا، یہ اس کے والدین کی عزت برباد کرنے کے لئے کافی ہے۔ اللہ کسی دشمن کو بھی صائمہ جیسی بیٹی نہ دے۔ خاتون نے کہا کہ صائمہ اپنے باپ کا گھر سرخ جوڑے میں تو نہ چھوڑ سکی، مظلوم والدین کی آہ ایسی پڑی کہ وہ کفن پہن کر سسرال کا گھر چھوڑنے کے قابل بھی نہیں۔ اس نے اپنے بوڑھے والدین کے آنسوؤں کا بھی خیال نہیں کیا اور کس ڈھٹائی سے اخباروں میں بیانات دے رہی ہے حالانکہ اخباروں میں چھپنے والی والد کی تصاویر جن میں وہ رو رہے ہیں دیکھ کر ان کی مظلومیت پر ترس آتا ہے۔ نرگس خاتون نے کہا میرے خیال میں صائمہ کے لئے دل میں کوئی ہمدردی نہیں رکھنی چاہئے نہ ہی وہ اس کی مستحق ہے اصل ہمدردی کے مستحق اس کے بوڑھے والدین ہیں جنہیں اس نے کہیں کا نہیں چھوڑا۔ کیا عاصمہ جہانگیر خود اپنی بیٹی کو گھر سے بھاگنے اور عدالتوں میں شادی کرنے کی اجازت دے گی اگر وہ ایسا نہیں کر سکتی تو دوسروں کی بیٹیوں کو کیوں بگاڑ رہی ہے۔ خاتون نے مطالبہ کیا کہ عاصمہ جہانگیر کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جانی چاہئے۔ شہلا گل نے کہا کہ عاصمہ جہانگیر کی عادت ہے کہ وہ ہر برے کام کو مثبت رنگ دے کر پیش کرتی ہے وہ ہر اس کام میں حصہ لیتی ہے جو پاکستانی معاشرے اور اس کی اقدار کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔ سمجھ نہیں آتی کہ اس کے والدین اور بھائی بہن اس معاشرے کا کیسے سامنا کریں گے اس نے چھوٹی بہنوں کا مستقبل بھی خطرے میں ڈال دیا ہے۔ مسز علی نے کہا کہ جو لوگ اپنی جڑوں سے کٹ جاتے ہیں، ان کے لئے ہر جگہ بے عزتی اور تنزلی ہے۔ مجھے تو صائمہ کے والدین پر ترس آتا ہے نہ جانے کیوں اس کے دل میں والدین کے لئے رحم کیوں نہیں آ رہا۔ عنبرین نے کہا کہ اس سارے کھیل کی ذمہ دار عاصمہ

جہانگیر ہے اگر وہ پہلے دن سے مصالحت کی کوشش کرتی تو بات اس حد تک نہ پہنچتی۔ (صحافت ۹۷-۳-۲۱)

مذہبی اور تاجر تنظیموں کا عاصمہ جہانگیر کے خلاف سخت ایکشن لینے کا اعلان

یہ اس قدر بڑھتے ہوئے رد عمل کا نتیجہ تھا کہ معاشرے کی مختلف تنظیموں نے "دستک" اور عاصمہ جہانگیر کے خلاف ایکشن لینے کا فیصلہ کرلیا۔ اس ایکشن میں جماعت اسلامی' شباب ملی' جمعیت علمائے اسلام' جمعیت علمائے پاکستان' خاکسار تنظیم' پاسبان اور دوسری مذہبی جماعتوں نے حصہ لینے کا پروگرام بنایا۔ جو بعد میں ڈی سی اور وزیر اعلی شہباز شریف کی اس یقین دہانی پر ملتوی کیا گیا کہ دستک اور عاصمہ جہانگیر کے مشکوک معاملات کی مکمل چھان بین ہوگی۔ (خبریں ۹۷-۳-۲۱) اسی طرح مسلم لیگ کے مقامی عہدیداروں اور تاجروں نے عاصمہ جہانگیر کے خلاف احتجاجی مظاہروں اور مارکیٹوں میں ہڑتال پر غور کرنے کے لئے ہنگامی اجلاس طلب کرلئے۔ فیصل ٹاؤن مسلم لیگ کے سربراہ اور کیمیکلز مارکیٹ' اکبری منڈی کے صدر شیخ مشتاق نے کہا کہ "ہم بہت جلد عاصمہ جہانگیر گروپ کے خلاف باقاعدہ تحریک چلانے کا اعلان کریں گے۔ (خبریں ۹۷-۳-۲۵)

معاشرے کے رد عمل کا تقاضا

یہ ہے معاشرے میں پھیلی ہوئی زبردست بے چینی جو صائمہ کیس کے فیصلے کے بعد مسلسل بڑھ رہی ہے۔ فلمی کہانیوں اور ڈراموں کی غیر حقیقی دنیا سے متاثر ہو کر گھر سے بھاگنے والی لڑکیوں کو صائمہ کیس کے فیصلے سے اب قانونی طور پر جو شہ ملے گی' اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ لڑکیوں کے بھاگنے کے واقعات میں جو اضافہ ہو رہا ہے اور معاشرے کے مختلف طبقوں کی اکثریت نے اس کے خلاف جس شدید رد عمل کا اظہار کیا ہے' اس کے پیش نظر ضروری ہے کہ مسند انصاف پر متمکن حضرات اپنی رائے میں فوری تبدیلی پیدا کریں۔ حنفی بھائیوں کو بھی غور کرنا چاہئے کہ وہ محض تقلید کے جوش میں ولی کی رضامندی کو غیر ضروری قرار دے کر مغرب کو اپنی یلغار کرنے کا موقع نہ دیں۔ اس سلسلے میں انہیں کتاب وسنت کے مطابق ولی کے حق میں ائمہ کی اکثریت کے فیصلے کو تسلیم کرنا چاہئے۔

جب کہ گھر سے بھاگ کر ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرنا تو فقہ حنفی میں بھی جائز نہیں۔ (بحوالہ مولانا انور شاہ کشمیری حنفی۔ فیض الباری جلد ۴)

ایسے کیسوں کے تباہ کن نتائج سامنے آنے کے باوجود اگر ہمارے علماء اور جج صاحبان لڑکی کے لئے ولی کی رضامندی لازمی قرار نہیں دیتے تو پھر یہ نظر آنے والی تباہی سے آنکھیں بند کرنے والی بات ہوگی۔ اگر صرف اتنا کہا جاتا رہے گا کہ ولی کے بغیر شادی ناپسندیدہ ہے لیکن ناجائز نہیں تو پھر لڑکیوں کو اپنے آشناؤں اور بوائے فرینڈز کے ساتھ جانے سے کون روک سکے گا۔

آج ان مادر پدر آزادیوں کے نتیجے میں روزانہ درجنوں عورتیں گھروں سے بھاگ رہی ہیں اور درجنوں طلاق مانگ رہی ہیں۔ کسی زمانے میں ہمارے معاشرے میں طلاقوں کے کیس نہ ہونے کے برابر ہوتے تھے اور جہاں کوئی ایسا واقعہ ہوتا' وہ بڑا عجیب واقعہ سمجھا جاتا۔ اس معاملے میں صرف مغرب ہی بدنام تھا۔ لیکن ان آزادیوں کی وجہ سے ہم مغرب کے دوش بدوش

صائمہ اتنا ہی سوچ لیتی کہ اس کی وجہ سے اس کی چھوٹی بہنوں کا مستقبل بھی خطرے میں پڑ جائے گا۔

ہو رہے ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق گزشتہ سال ۱۹۹۶ء میں اٹھارہ سو خواتین نے طلاق کا مطالبہ کیا۔ اوسطا ہر روز آٹھ مقدمات عدالت میں پیش ہوتے ہیں۔ دو ہزار مقدمات پہلے سے زیر التوا ہیں۔ (خبریں ۹۷-۱-۲۲)

ان واقعات کی وجہ یہی ہے یعنی لو میرج کی راہ دکھانے والے ٹی وی ڈرامے اور مغرب کے زیر اثر خواتین تنظیمیں جو عورتوں کو معمولی معمولی بات پر گھروں سے بھگانے میں پیش

صائمہ کیس کا ڈراپ سین وزارت داخلہ کے ہاتھوں ہوا جس کی نگرانی میں صائمہ اور ارشد کو فرار ہونے کا موقع دیا گیا۔

پیش ہیں۔ عورت جذبات میں جلد بہہ جانے والی صنف ہے۔ چنانچہ کبھی وہ والدین کے گھر اور ان کی عزت کو پورے معاشرے میں رسوا کر کے عبرت کدہ بنا دیتی ہے اور کبھی اپنے ہی گھر کو آگ لگا کر بھاگ کھڑی ہوتی ہے۔ اللہ نے اس کو فطری طور پر جو جذبات ایک گھر اور ایک نسل کی تعمیر کے لئے ودیعت کئے تھے۔ ان کا رخ دوسری طرف موڑ دیا گیا۔ مردوں اور عورتوں کو افراط و تفریط سے روکنے کی بجائے ایک منظم سازش کے تحت ان کے درمیان نفرت کی دیواریں کھڑی کردی گئیں۔ اب بھی وقت ہے کہ ہم مکمل تباہی کا نمونہ بننے سے پہلے پہلے اپنی اصلاح کرلیں۔

۱ والدین کو بھی اپنے گھروں کے ماحول کو درست کرنے پر توجہ دینا ہوگی۔ اولاد کو ٹی وی' وی سی آر' ڈش اور ایسے مخلوط ماحول سے ہر صورت

بچانا ہوگا جو انہیں بہکانے کا اصل سبب ہے۔

جج صاحبان کا موقف ہے کہ انہوں نے یہ فیصلہ معاشرے میں انتشار متوقع نہ ہونے کی وجہ سے کیا ہے' تو معاشرے کا یہ زبردست انتشار آپ کے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ لڑکیوں میں اس کا منفی رد عمل ہوا اور معاشرے کی اکثریت نے اسے ناپسند کیا۔ اور اپنی زبردست بے چینی اور خدشات کا اظہار کیا۔ ہمارے کہنے کا یہ مقصد نہیں کہ اگر اکثریت ایسے جذبات کا اظہار نہ کرے تو آپ جو چاہے فیصلے کریں۔ جو مسلمان ہے' وہ صرف کتاب وسنت کا پابند ہے۔ اکثریت واقلیت اس کے لئے کوئی پیمانہ نہیں۔ انسانوں کی اکثریت کو اگر اللہ اور رسول ﷺ کے احکام اپنی عقل کے خلاف نظر آتے ہیں تو یہ ان کی محدود عقل کا قصور ہے ورنہ وقت اور حالات بالآخر اس حکم کی حکمت کو صحیح ثابت کرتے ہیں۔ یہ ہم نے اکثریت کے جذبات اور معاشرے کے حالات صرف اس لئے آپ کے سامنے رکھے تاکہ آپ نے ولی کے خلاف فیصلے کا جو جواز بتایا تھا کہ اس سے معاشرے میں انتشار پیدا نہ ہوگا تو آپ کو اس جواز کی حقیقت دکھا دی ہے۔ آپ کا یہ جواز بھی غلط ثابت ہوگیا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ آپ چاہتے ہوئے بھی کتاب وسنت کے مطابق آزادانہ فیصلے نہیں کر سکتے۔ آپ صرف انگریزی قانون کے پابند ہیں۔ خفیہ شادیوں اور ہسبنڈ شاپنگ کو ناپسند کرنے کے باوجود آپ اس لئے اس سے کسی کو منع نہیں کر سکتے کہ بقول آپ کے قانون میں کوئی ایسی ممانعت موجود نہیں۔ اور اس سلسلے میں قانون سازی کی ضرورت ہے۔ تو آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ کتاب وسنت کی صورت میں ہمارے پاس مکمل قانون موجود ہے۔ قانون سازی کا اختیار صرف اللہ تعالی کو ہے۔ یہ نہ کسی فرد واحد اور آمر کا حق ہے نہ کسی جمہوری پارلیمنٹ کا۔ براہ کرم آپ صرف کتاب وسنت کے مطابق فیصلے کیجئے اور حکام اور ارکان اسمبلی کو بھی اسی راہ پر چلایئے۔ اسی میں ہماری دنیا و آخرت کی فلاح و کامیابی ہے۔

طاہر القادری صاحب
لفظ "باطل" کا بطلان کیوں؟

روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۹۷-۳-۱۱ کے مطابق پروفیسر طاہر القادری صاحب نے کہا کہ "شریعت اسلامی کے مطابق مسلمان لڑکی کے ولی کے بغیر نکاح کو فاسد تو قرار دیا جا سکتا ہے۔ مگر باطل نہیں۔ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ولی کے بغیر فاسد کا ہے' باطل کا نہیں۔

باقی صفحہ ۵۶ پر

"وید" میں جس آخری کلکی اوتار (رسول) کے آنے کا ہندوؤں کو انتظار ہے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی صداقت ہندوؤں کی "مقدس کتابوں" کے آئینہ میں

عبدالقدیر کاجوں

مترجم: محمد خان السندھی
مدرس مدرسہ دارالھدیٰ
احمد آباد تھر سندھ

ہندو پروفیسر پنڈت وید پرکاش کی تحقیق

پچھلے دنوں سندھ کے ریگستانی علاقے تھر میں جانے کا اتفاق ہوا۔ دورہ کے دوران تھر کے گاؤں احمد آباد گیا تو وہاں مدرسہ دارالھدیٰ کے استاد مولانا محمد خان سندھی نے مجھے زیرِ نظر مضمون دیا۔ میں نے اس کا مطالعہ کیا تو فوراً مجلّہ میں قارئین کی نذر کرنے کا فیصلہ کیا۔ بے جا نہ ہوگا اگر میں یہاں اسی سلسلہ میں وہ تحقیق بھی درج کردوں جو پیرس میں عالمی ریسرچ اسکالر ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے کی ہے۔ بہاولپور یونیورسٹی میں انہوں نے لیکچر دیئے، جسے یونیورسٹی کی جانب سے ۲۱ مارچ ۱۹۸۱ میں شائع کئے گئے۔ اپنے ایک لیکچر میں ڈاکٹر صاحب ہندوؤں کے دس مذہبی پرانوں میں سے ایک پران (مذہبی کتاب) کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"آخری زمانے میں ایک شخص ریگستان کے علاقے میں پیدا ہوگا، اس کی ماں کا نام "قابل اعتماد" اور باپ کا نام "اللہ کا غلام" ہوگا۔ وہ اپنے وطن سے شمال کی طرف جاکر بسنے پر مجبور ہوگا اور پھر وہ اپنے وطن کو دس ہزار آدمیوں کی مدد سے فتح کرے گا۔ جنگ میں اس کی رتھ کو اونٹ کھینچیں گے اور وہ اونٹ اس قدر تیز رفتار ہوں گے کہ آسمان تک پہنچ جائیں گے۔

قارئین کرام! ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے اپنی تحقیق میں "پران" کا حوالہ دیا اور اب اس سے کہیں بڑھ کر تازہ تحقیق ایک ہندو پنڈت کی طرف سے منظرِ عام پہ آئی ہے اور وہ بھی "وید" کے حوالے سے جو ہندو مذہب کی سب سے معتبر اور نمبرون کتاب ہے۔ "تھر" کے دور دراز پسماندہ ریگستانی علاقے سے یہ علمی موتی مدرسہ دارالھدیٰ سے مجھے ملا۔ اسے مجلّہ الدعوہ کے صفحات پر اب پیش کردیا ہے۔ اللہ کے حضور دعا ہے کہ وہ اس سچے موتی کو ہر اس ہندو کے ماتھے کا جھومر بنائے جو حق کا متلاشی ہو۔ یہ موتی تھر کی جس جگہ سے مجھے ملا، وہ سندھ کے ریگستان کا سب سے بڑا مدرسہ اور مسجد ہے جسے محدث عصر سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ نے بنوایا۔ مولانا محمد احمد جیسے بزرگ عالم اس کے مہتمم ہیں۔ بچیاں اور بچے مشکوٰۃ تک یہاں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ یہ مدرسہ تھر کا ایک لعل ہے۔ اللہ اسے چار چاند لگائے اور ہندوؤں کی ہدایت کا باعث بنائے (آمین۔ مدیر مجلّہ الدعوۃ)

کچھ دن پہلے ہندوستان میں ایک تحقیقی کتاب شائع ہوئی ہے۔ جس سے سارے ہندوستان میں ایک شور بپا ہو چکا ہے۔ ہندی زبان میں شائع ہونے والی کتاب "کلکی اوتار" (یعنی اس ساری کائنات کا رہبر یا پیغمبر) کا لکھنے والا اگر کوئی مسلمان ہوتا تو نہ صرف اسے جیل بھیجا جاتا بلکہ اس کتاب کے شائع کرنے اور اسے تقسیم کرنے پر بھی سخت قسم کی پابندی عائد کی جاتی۔ اس اہم تحقیقی کتاب کے مصنف جو کہ بنگالی نسل سے تعلق رکھتے ہیں اور الہ آباد یونیورسٹی میں اہم عہدے پر فائز ہیں۔ یعنی سنسکرت کے اسکالر اور بہت بڑے محقق پنڈت وید پرکاش اپاد ۔ھ برہمن ہندو ہیں۔ بڑی محنت اور تحقیق کے بعد اپنی اس علمی کلوش کو پنڈت وید پرکاش نے آٹھ بہت بڑے پنڈتوں کے سامنے پیش کیا جو تحقیق کے میدان میں اپنا نام پیدا کر چکے ہیں۔ جن کا شمار اپنے وقت کے بڑے مذہبی دانشوروں میں کیا جاتا ہے انہوں نے اس تحقیقی کتاب کو پڑھنے کے بعد اس کتاب کو صحیح تسلیم کیا ہے۔

ہندو مت اور ہندوؤں کی جن اہم اور بڑی کتابوں میں رہبر اور راہنما کا ذکر "کلکی اوتار" کے نام سے کیا گیا ہے، وہ درحقیقت عربستان کے محمد ﷺ کی ذات مبارکہ پر ہی صادق ہوتا ہے۔ اس لئے ساری دنیا کے ہندوؤں کو چاہئے کہ وہ مزید کسی انتظار کی تکلیف نہ کریں۔ بلکہ اس ہستی "کلکی اوتار" یعنی پیغمبرؐ اسلام پر ایمان لے آئیں۔ اسی کتاب کے مصنف اور ان آٹھ پنڈتوں نے واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ "ہندو مت کے سمجھنے والے ابھی تک "کلکی اوتار" کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ ان کا یہ انتظار ایسا ہے جو کہ قیامت تک ختم ہونے والا نہیں ہے کیونکہ یہ جس اعلیٰ ہستی کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس مقدس ہستی کا ظہور اس دنیا میں ہو چکا ہے (یعنی وہ تشریف لا چکے ہیں) اور وہ اپنا کام مکمل کر کے چودہ سو سال قبل اس دنیا سے رحلت فرما گئے ہیں۔ پنڈت وید پرکاش اپنی اس تحریر کے ثبوت کے لئے ہندوؤں کی مقدس کتاب "وید" سے دلیل نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

۱۔ "وید" (ہندوؤں کی اہم اور مذہبی کتاب) میں مذکور ہے کہ "کلکی اوتار" اس دنیا میں بھگوان (اللہ تعالیٰ) کے آخری پیغمبر ہوں گے جو ساری دنیا کی راہنمائی کرنے کے لئے بھیجے جائیں گے" اس حوالہ کو نقل کرنے کے بعد پنڈت صاحب لکھتے ہیں کہ یہ بات صرف نبی علیہ السلام پر ہی صادق آتی ہے۔

۲۔ ہندو مت کی ایک پیشین گوئی کے مطابق "کلکی اوتار" (پیغمبر عالم) ایک دیپ یعنی جزیرہ میں پیدا ہوں گے۔ ہندو مت کے کہنے کے مطابق یہ عرب کا علاقہ ہے جو کہ "جزیرۃ العرب" کے نام سے مشہور ہے۔

۳۔ ہندوؤں کی مقدس مذہبی کتاب میں "کلکی اوتار" کے والد کا نام "وشنو بھگت" اور والدہ کا نام "سومانب" بتایا گیا ہے۔ سنسکرت میں "وشنو" کے لفظی معنی (اللہ) ہے اور بھگت کے

لفظی معنی "بندہ" ہے۔ اس لئے عربی میں "وشنو بھگت" کے معنی عبداللہ ہو گا اور اسی طرح سنسکرت میں "سومانی" کا لفظی معنی ہو گا "امن و سلامتی" جس کو عربی میں (آمنہ) کہا جاتا ہے۔ جب کہ آپ ﷺ کے والد ماجد کا نام بھی عبداللہ اور والدہ ماجدہ کا نام آمنہ ہے۔

۴۔ ہندوؤں کی بڑی کتابوں میں مذکور ہے کہ "کلکی اوتار" کا معاش زندگی کھجور اور زیتون پر ہو گا نیز وہ سب سے بڑھ کر قول کے سچے ہوں گے اور ایماندار ہوں گے۔ اس کے متعلق بھی پنڈت وید پرکاش لکھتے ہیں۔

"یہ بات بھی محمد ﷺ کے علاوہ کسی اور پر ثابت نہیں ہوتی"

۵۔ "وید" میں لکھا ہوا ہے کہ کلکی اوتار" اپنے علاقہ کے معزز گھرانہ میں پیدا ہوں گے۔ جب کہ یہ بھی عیاں ہے کہ محمد ﷺ قریش کے معزز گھرانے میں پیدا ہوئے اور اسی قبیلہ کو مکہ میں مکمل عزت حاصل تھی۔

۶۔ "کلکی اوتار" کو "بھگوان" (اللہ تعالی) اپنے "قاصد" فرشتہ کے ذریعہ غار میں تعلیم دیں گے جب کہ مکہ کے محمد ﷺ ہی وہ شخص تھے کہ جن کو فرشتہ (جبرائیل علیہ السلام) نے غار حرا میں تعلیم دی۔

۷۔ ہندوؤں کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ "بھگوان" کلکی اوتار کو ایک تیز گھوڑا دیں گے جس پر سوار ہو کر وہ ساری دنیا اور ساتوں آسمانوں کا چکر لگائیں گے۔ نبی اکرم ﷺ کا براق پر سوار ہونا اور معراج والے واقعہ کی اس سے صداقت ہوتی ہے۔

۸۔ "کلکی اوتار" (نبی ﷺ) کو بھگوان (اللہ تعالی) آسمانی مدد پہنچاتے رہیں گے۔ جب کہ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ جنگ بدر میں اللہ تعالی نے محمد ﷺ کی مدد اپنے فرشتوں کے ذریعہ کی تھی

۹۔ مزید لکھا ہوا ہے کہ "کلکی اوتار" بہت گھڑ سوار، تیر انداز اور تلوار چلانے کے بھی ماہر ہوں گے۔ اس کے متعلق پنڈت صاحب نے جو کچھ لکھا ہے، وہ بڑا اہم اور غور کرنے کے لائق ہے۔ لکھتے ہیں کہ نیزوں، تلواروں اور گھوڑوں کا زمانہ کب کا ہی ختم ہو چکا ہے جب کہ اب جدید ہتھیار ٹینک، بندوقوں اور میزائلوں کا زمانہ ہے اس لئے اب کسی تیر یا تلوار والے "کلکی اوتار" کا انتظار کرنا بڑی بے وقوفی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آسمانی کتاب "قرآن مجید" والے محمد ﷺ ہی اصل "کلکی اوتار (پیغمبر عالم ﷺ) ہیں، جن کا تذکرہ ہماری مقدس اور اہم کتابوں میں موجود ہے۔

بشکریہ

مارچ ۱۹۹۷

ماہنامہ "بیداری" حیدر آباد

بقیہ: ڈش

۲۵ ہزار کا تھا اور آجکل یہ ۳، سے ۷ ہزار تک مل رہا ہے بلکہ اب تو وی سی پی آگیا ہے جو ۴ یا ۵ ہزار میں مل جاتا ہے۔ ڈش انٹینا شروع میں دو لاکھ سے ڈیڑھ لاکھ اور پھر ڈیڑھ سے ایک لاکھ اور پھر ستر ہزار تک آگیا، پھر ۳۵ سے ۵۰ ہزار تک میں ملتا تھا اور اب ۳۵۰۰ سو میں بھی مل جاتا ہے اور صرف ۵ سو روپے کی قسطوں پر بھی مل رہا ہے اور ہماری حکومت نے بجٹ کے موقع پر ڈش انٹینا، وی سی آر وغیرہ مزید سستے کر دیئے ہیں آخر یہ سب کیا ہے؟ یہ سب مسلمانوں کو دینی اور اخلاقی طور پر مکمل طور پر تباہ کرنے کی ایک بین الاقوامی سازش ہے۔ جس کا ہمارے مسلمان بھائی بغیر سوچے سمجھے شکار ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ میرے بھائیو! اس سازش کو پہچانو اور اپنے گھروں کو ٹی وی، وی سی آر، اور ڈش انٹینا جیسی بے حیائی سے پاک کرو۔ ورنہ ایک وقت آئے گا جب تمہاری نسل اپنے استاد ڈش کی تربیت کے زیر اثر پل کر جوان ہو گی۔ تو وہ ماں، باپ، بہن، بھائی اور مسلمانوں کے بنیادی عقائد کو بھول چکی ہو گی۔ اس وقت پچھتانے کا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔

یہ ہے آجکل لوگوں کی فطرت اور اسلام دشمن قوتوں کی سازش۔ اللہ کے بندو اللہ کے عذاب سے ڈرو۔ اپنے آپ کو پہچانو، اپنے دشمنوں اور اپنے خلاف ہونے والی سازشوں کو پہچانو۔ ورنہ میرے بھائیو! سورہ غاشیہ میں اللہ کا یہ فرمان ہے کہ "پھر ان کو آنا تو ہماری طرف ہے۔ اور پھر ان کا حساب بھی ہم نے لینا ہے" تو سوچو میرے بھائیو کیا حساب دو گے، اللہ تعالی کو؟ اب بھی وقت ہے شیطان کے پنجے سے نکل آؤ اور برائی کو اچھائی سمجھنا چھوڑ دو۔

بقیہ: عہد ساز کمانڈر

جرات نہیں کہ وہ ہمارا مقابلہ کر سکیں۔ دنیا کی کوئی طاقت ان شاء اللہ مجاہدین کا مقابلہ نہیں کر سکتی...... یہ انڈیا کیا ہے اس کا بڑا باپ "روس" وہ جہاد کا مقابلہ ...... ایمانی قوت کا مقابلہ، نہیں کر سکا........ تو ان شاء اللہ، ان شاء اللہ ہم نے ان سے ان شاء اللہ جموں لینا ہے۔ پورا ہندوستان لینا ہے اور یہ ہمارا حق ہے۔ جہاد کشمیر پورے انڈیا کو ان شاء اللہ کھا جائے گا اور مجاہدین کی قوت بڑھ رہی ہے"

آگے چل کر کہتے ہیں "انہوں نے ہم پہ جتنے ظلم کیے ہیں۔ اس کا بدلہ ہم ان شاء اللہ ان سے ضرور لیں گے۔ ضرور لیں گے۔ کفر حق نہیں رکھتا کہ اللہ کی زمین کے اوپر بدمعاشی کر سکے، حکومت کر سکے" تو آپ یہ ذہن سے نکال دیں کہ ادھر تحریک کمزور ہے۔ الحمد للہ ہم موجود ہیں"

یہ تھے کچھ الفاظ جو ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے محفوظ کیے گئے اور من و عن آپ کی خدمت میں پیش کیے ہیں۔

قاری صاحب نے راجواڑ، لولاب، ہندواڑہ، بارہ مولا، سرینگر اور کشمیر کے علاقوں میں جگہ جگہ اپنی شجاعت و بہادری اور ہر دلعزیزی کا سکہ جمایا۔ آج کشمیر کے آبشار اور سبزہ زار منتظر ہیں کسی اور قاری ابوذر کے۔ قاری صاحب کی زندگی میں نئی نسل کے لئے ایک عزم صمیم اور جہد مسلسل کا پیغام ہے۔

یقیناً قاری صاحب کی زندگی کا لفظوں کے ذریعے احاطہ کرنا بہت مشکل ہے ورنہ مجھے یقین ہے کہ کشمیر کے کوہسار و دریا، سبزہ زار و گلزار، آبشار و اشجار ہر چیز قاری صاحب کو یاد کر رہی ہو گی۔ جبکہ قاری صاحب کے اپنے معرکوں کی تفصیل بھی اتنی طویل ہے کہ اس مضمون جیسے کئی مضامین ضبط تحریر میں آسکتے ہیں۔

بقیہ: پانچ کوہ گراں

عزم... ان کا مشن ان کی سوچ عظیم تھی.... ان شاء اللہ۔ جہاں جہاں ان کا خون ٹپکا... جہاں جہاں سے ان کے جنازے گزرے، جن جن لوگوں نے ان کے چہرہ کا دیدار کیا۔ ان شاء اللہ وہاں وہاں تحریک بیدار ہو گی اور بھارت تباہ و برباد ہو گا... ہزاروں شہداء کا وارث "پونچھ" آزاد ہو گا۔ لاکھوں شہیدوں کا جانشین "جموں" آزادی کا سانس لے گا۔ ان شاء اللہ

اطلاع

حج رسول ﷺ کی دوسری قسط مجلہ تاخیر سے شائع ہونے کی وجہ سے شامل نہیں ہو سکی۔ استاد فاروق اصغر صارم کی یہ کاوش کتابی صورت میں موجود ہے جو دفتر مرکز الدعوۃ والارشاد ۵ چیمبرلین روڈ لاہور یا فاروقی کتب خانہ اردو بازار لاہور سے حاصل کریں۔

میٹھی میٹھی سنتیں یا میٹھی میٹھی بدعتیں

مجلہ میں گذشتہ سال ابن لعل دین صاحب کا قسط وار شائع ہونے والے مضمون کو کتابی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔ اشاعت فنڈ ۱۲ روپے ہے، خواہش مند حضرات مندرجہ ذیل جگہوں سے طلب کریں۔

1- خالد سینٹری سٹور سرکلر روڈ بہاولپور

2- دفتر مرکز الدعوۃ والارشاد ۵ چیمبرلین روڈ لاہور

3- B- 17 سلیمان ٹیرس بالمقابل بھٹائی (رینجرز) حسن سکوائر کراچی

نوٹ= مضمون میں دیئے جانے والے تمام حوالہ جات فیضان سنت کے پرانے ایڈیشن کے ہیں۔

معذرت - بھائی حیات عبداللہ امیر پور سادات کہروڑ پکا کی دو نظمیں گذشتہ شماروں میں کمپیوٹر کی غلطی کی وجہ سے صحیح ترتیب سے شائع نہ ہو سکیں۔ جس پر ہم معذرت خواہ ہیں۔ انہیں آئندہ شماروں میں شائع کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ ان شاء اللہ۔ "ادارہ"

عید قربان فضائل و مسائل

ابو سعد محمد افضل

9 ذوالحجہ کی فضیلت

ذوالحجہ کا مہینہ حرمت کے چار مہینوں میں سے ایک ہے۔ مہینے کے پہلے دس دنوں کی بڑی فضیلت ہے۔ ان دس دنوں میں نیک اعمال دوسرے دنوں کی نسبت اللہ تعالی کو زیادہ محبوب ہیں۔ اسی مہینے میں حج جیسا اہم فریضہ ادا کیا جاتا ہے' اسی مہینے کی 9 ذوالحجہ کا روزہ دو سال (ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ) کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

صیام یوم عرفة احتسب علی اللہ ان یکفر السنة التی قبلہ والسنة التی بعدہ (دیکھئے مسلم شریف ۸/ ۵۰ عن ابو قتادہ)

کہ عرفہ (9 ذوالحجہ) کے دن کے روزہ کے بارے میں مجھے اللہ تعالی سے امید ہے کہ پچھلے ایک سال اور آئندہ ایک سال کے گناہ مٹا دیتا ہے۔

طریقہ نماز

اسی مہینہ کی ۱۰ تاریخ کو ساری دنیا کے مسلمان عید الاضحیٰ مناتے ہیں۔ صاف ستھرے کپڑے پہن کر تکبیریں بلند کرتے ہوئے عید گاہ میں جمع ہوتے ہیں اور اپنے رب کے سامنے سر بسجود ہوتے ہیں۔

عید الاضحیٰ کی دو رکعتیں ہیں۔ ان کی ادائیگی کا وہی طریقہ ہے جو عید الفطر کی نماز کا ہے یعنی پہلی رکعت میں قرات سے پہلے سات زائد تکبیریں اور دوسری رکعت میں قرات سے پہلے پانچ زائد تکبیریں کہی جاتی ہیں اور نماز کے بعد خطبہ ہوتا ہے۔

نماز عید سے پہلے کچھ نہ کھانا

نماز عید الاضحیٰ کی ادائیگی سے پہلے کچھ نہ کھانا مستحب ہے لیکن اس کو نصف دن کا روزہ کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ نبی ﷺ کے زمانہ میں آپ کے ایک صحابی ابو بردہ ؓ نے عید سے پہلے قربانی کر لی تھی اور گوشت کھالیا تھا۔ آپ نے اسے قربانی دوبارہ کرنے کا حکم دیا لیکن کھانے پر نہیں ڈانٹا۔ (دیکھئے بخاری ۲/ ۵۱۹)

نماز کے لئے آتے جاتے ہوئے **راستہ بدل لینا بھی** سنت ہے۔ سیدنا جابر ؓ روایت کرتے ہیں۔

"کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم عید خالف الطریق رسول اللہ ﷺ عید کے دن راستہ بدل لیتے تھے۔ (دیکھئے بخاری مع فتح الباری ۱/ ۵۴۶)

9 ذوالحجہ نماز فجر سے لے کر ۱۳ ذوالحجہ کی نماز عصر تک بلند آواز سے **تکبیریں کہنا چاہئیں** اور خاص طور پر فرض نمازوں کے بعد اہتمام سے کہنا چاہئیں۔ (دیکھئے فتح الباری ۲/ ۵۳۶) و نیل الاوطار ۳/ ۳۱۵)

امام بخاری نے ابن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے ذوالحجہ یکم تاریخ سے تکبیریں کہنا تعلیقاً" ذکر کیا ہے۔ (دیکھئے بخاری مع فتح الباری ۲/ ۵۳۰)

آداب قربانی

عید کی نماز کے بعد قربانی کی جاتی ہے۔ اللہ کے راستے میں جانور قربان کرنا ایک عبادت ہے۔ دوسری عبادات کی طرح قربانی کی قبولیت کے لئے دو شرطیں ہیں۔

۱۔ اخلاص نیت ۲۔ سنت کی موافقت

ذیل میں ہم چند ایک آداب و شرائط بیان کرتے ہیں جن کا ذکر قرآن و سنت میں آیا ہے تاکہ ہر مسلمان ان کا خیال رکھتے ہوئے قربانی کرے۔

قربانی اللہ تعالی کے لئے ہے اور اسی کے نام پر کی جائے

قربانی اللہ تعالی کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے کی جائے نہ کہ ریاکاری یا کسی غیر کا قرب حاصل کرنے کے لئے کی جائے کیونکہ اللہ تعالی انسان کے دل کے تقویٰ' پرہیزگاری' اخلاص اور جذبہ اطاعت کو دیکھ کر بدلہ دیتے ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

"لن ینال اللہ لحومها ولا دماءها ولکن ینالہ التقوی منکم (الحج ۳۷)

ترجمہ۔ اللہ تعالی کو ان جانوروں کا گوشت اور خون ہرگز نہیں پہنچتا بلکہ اس کو تو تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

جانوروں کو غیر اللہ کے تقرب کے لئے ذبح کرنا' غیر اللہ کے نام پر چھوڑ دینا' ایسی جگہ ذبح کرنا جہاں غیر اللہ کی عبادت اور شرک ہوتا ہو' سب حرام ہے۔

سیدنا علی ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

لعن اللہ من لعن والدہ ولعن اللہ من ذبح لغیر اللہ ولعن اللہ من آوی محدثا ولعن اللہ من غیر هنا الارض

کہ اللہ تعالی اس آدمی پر لعنت کرے جو اپنے والد پر لعنت کرے۔ اللہ تعالی اس آدمی پر لعنت کرے جو غیر اللہ کے لئے ذبح کرے۔ اللہ تعالی اس آدمی پر لعنت کرے جو کسی بدعتی کو پناہ دے۔ اللہ تعالی اس آدمی پر لعنت کرے جو زمین کی علامات کو بدلے۔ (دیکھئے مسلم ۱۳/ ۱۴۱)

بعض ناسمجھ لوگ قربانی جیسی عظیم عبادت میں گیارہویں کی نیت کر لیتے ہیں اور اپنے عمل کو ضائع کر لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالی سے ڈر جانا چاہئے اور بزرگوں کی محبت میں آکر اپنے رب کی عظمت و بڑائی اور کبریائی کو بھول نہیں جانا چاہئے۔

قربانی کا جانور کیسا ہو؟

قربانی کا جانور موٹا' تازہ' خوبصورت اور ہر قسم کے عیب سے پاک ہونا چاہئے اور اس سلسلہ میں اس کی عمر کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے۔ سیدنا جابر ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

لاتنبحوا الا مسنة الا ان یعسر علیکم فتنبحوا جذعة من الضان

کہ مسنہ (دو دانت والے) کے سوا کوئی جانور ذبح نہ کرو۔ اگر اس کا ملنا دشوار ہو جائے تو بھیڑ کا جذعہ (کھیرا) ذبح کر لو۔ (مسلم ۱۳/ ۱۱۷)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اونٹ' گائے اور بکری کی

قربانی اس وقت تک جائز نہیں جب تک وہ مسنہ (دو دانت والے) (یعنی جس کے سامنے کے دودھ کے دانت گر کر نئے نکل آئے ہوں) والے نہ ہوں۔ البتہ اگر بھیڑ مسنہ نہ ملے تو جذعہ (کھیرا) کی قربانی جائز ہے۔ اس حدیث سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ جب بھیڑ مسنہ نہ ملے تو پھر جذعہ کی قربانی کی جائے لیکن ابوداؤد اور ابن ماجہ کی ایک صحیح روایت سے پتہ چلتا ہے کہ بھیڑ مسنہ کے ہوتے ہوئے بھی جذعہ کی قربانی کی جاسکتی ہے۔

سیدنا مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔

"ان الجذع یوفی مما توفی منہ الثنیۃ" کہ جذعہ کفایت کرتا ہے جس طرح دو دانت والا کفایت کرتا ہے۔ (دیکھئے صحیح ابوداؤد ۲/۵۳۶ و صحیح ابن ماجہ ۲/۲۰۲ حدیث نمبر ۳۱۴۰)

جس جانور کی قربانی جائز نہیں

احادیث میں جانوروں کے بعض ایسے اوصاف بیان کئے گئے ہیں جن کے ہوتے ہوئے ایسے جانور کی قربانی کرنا صحیح نہیں ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا "ان نستشرف العین والاذن" کہ ہم آنکھ اور کان اچھی طرح دیکھ لیں۔ (ابوداؤد و ترمذی دیکھئے صحیح ابوداؤد للالبانی ۲/۵۳۹ و صحیح الترمذی للالبانی ۲/۹۰)

عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سئل عنہ ماذا یتقی من الضحایا فاشار بیدہ فقال اربعا العرجاء البین ظلعھا والعوراء البین عورھا و المریضۃ البین مرضھا والعجفاء التی تنقی (صحیح ابی داؤد ۲/۵۳۹ و صحیح الترمذی ۲/۸۸)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کس جانور کی قربانی سے بچنا چاہیے؟ آپ ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا۔ چار قسم کے جانوروں سے بچنا ہے۔

۱۔ لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو۔
۲۔ بھینگا جس کا بھینگا پن ظاہر ہو۔
۳۔ بیمار جس کی بیماری واضح ہو۔
۴۔ کمزور ولاغر جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو۔

قربانی کا وقت

قربانی کا وقت نماز عید کے بعد شروع ہوتا ہے اور اس کے تین دن بعد تک یعنی ۱۳ ذوالحجہ کو غروب آفتاب تک رہتا ہے۔ جو آدمی نماز سے پہلے ذبح کر لے خواہ وہ دیہات میں رہتا ہو یا شہر میں' اس کی قربانی نہیں ہوتی۔ وہ دوبارہ قربانی کرے۔

سیدنا جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

"من کان ذبح قبل ان یصلی او نصلی فلیذبح مکانھا اخری (متفق علیہ بحوالہ مشکوۃ ص ۱۲۹)

جس نے خود نماز پڑھنے سے پہلے یا ہمارے نماز پڑھنے سے پہلے ذبح کیا' وہ اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرے۔

۱۳ ذوالحجہ کی شام تک قربانی کرنے کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ ۱۱' ۱۲' ۱۳ ذوالحجہ کو ایام تشریق کہتے ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ ایام تشریق قربانی کے دن ہیں۔

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "کل ایام تشریق ذبح" (فتح الباری ۱۰/۸' نیل الاوطار ۵/۱۲۵' زاد المعاد ۲/۳۱۸) کہ سارے ایام تشریق ذبح کے دن ہیں۔

قربانی کیسے ذبح کی جائے؟

بہتر ہے کہ آدمی اپنے ہاتھ سے ذبح کرے۔ اگر کوئی اس کی جگہ پر ذبح کر لے تو بھی جائز ہے۔

اونٹ کو کھڑا کر کے اس کا ایک گھٹنا باندھ کر نحر کیا جائے یعنی اس کی گردن کے گڑھے میں نیزہ وغیرہ مارا جائے حتی کہ سارا خون نکل جائے۔

دوسرے جانوروں کو لٹا کر پہلو پر قدم رکھو اور تیز چھری کے ساتھ "بسم اللہ واللہ اکبر پڑھ کر ذبح کردو۔ (مسلم ۱۳/۱۲۰)

قربانی میں حصہ

ایک بکرے یا بھیڑ وغیرہ میں ایک سے زیادہ آدمی حصہ دار نہیں ہو سکتے البتہ گائے میں سات آدمی اور اونٹ میں دس آدمی حصہ دار ہو سکتے ہیں۔ اگر کوئی ایک سے زائد حصے رکھنا چاہے یا اکیلا ہی قربانی کرنا چاہے تو اس کی مرضی ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فحضر الاضحی فاشترکنا فی الجزور عن عشرۃ والبقرہ عن سبعۃ (صحیح ابن ماجہ ۲/۲۰۰ و صحیح الترمذی ۲/۸۹)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھے کہ عید الاضحی آگئی۔ ہم نے اونٹ میں دس اور گائے میں سات آدمیوں نے شرکت کی۔

قربانی کی کھالوں کا مصرف

قربانی کی کھال کا وہی مصرف ہے جو قربانی کے گوشت کا ہے یعنی انسان اگر چاہے تو خود اپنے استعمال میں لے آئے یا کسی کو تحفہ دے یا کسی مسکین وفقیر پر صدقہ کردے یا کسی دینی ادارے کو دے دے اور اگر اللہ کے راستے میں لڑنے اور شہید ہونے والے مجاہدین کا تعاون کردے تو یہ سب سے اچھا ہے۔ اس لئے کہ وہ اللہ کے راستے میں نکلے ہوئے ہیں اور ہمارے اموال کے ضرورت مند بھی ہیں اور پھر شہداء کے یتیم بچے اور بیوگان کا حق تو فائق تر ہو جاتا ہے۔

سیدنا زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

"من جھز غازیا فی سبیل اللہ فقد غزا ومن خلف غازیا فی اھلہ بخیر فقد غزا (متفق علیہ)

جس نے اللہ کی راہ میں کسی جہاد کرنے والے کو تیار کیا' اس نے بھی جہاد کیا اور جس نے کسی غازی کے بعد اس کے گھر والوں کی اچھے طریقے سے خبر گیری کی' اس نے بھی جہاد کیا۔

رخصتیں

۱۔ سب گھر والوں کی طرف سے ایک جانور کفایت کرجاتا ہے۔ ہر فرد خانہ کی طرف سے علیحدہ علیحدہ قربانی کرنا ضروری نہیں ہے۔ (صحیح الترمذی ۲/۹۰)

۲۔ قربانی کا گوشت غرباء ومساکین پر صدقہ کر سکتا ہے۔ دوست واحباب اور عزیز واقارب کو تحفہ دے سکتا ہے اور خود بھی جتنی ضرورت ہو کھا سکتا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے۔

فکلوا منھا واطعموا القانع والمعتر

ترجمہ۔ پس ان (کے گوشت) سے کھاؤ اور نہ مانگنے والے اور مانگنے والے (دونوں) کو کھلاؤ۔ (سورۃ الحج ۳۶)

۳۔ اور اگر کوئی کچھ دنوں کے لئے بچا کر رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

کلوا وادخروا وتصدقوا کہ کھاؤ' ذخیرہ کرو اور صدقہ کرو۔ (مسلم ۱۳/۱۳۱)

۴۔ عورت ذبح کر سکتی ہے۔ بخاری مع فتح الباری تعلیقا"

۵۔ چھوٹی بچیاں عید کے دن جہادی گیت یا اچھے اشعار جن میں فحاشی وبے حیائی کی باتیں نہ ہوں' دف کے بغیر یا دف کے ساتھ گا سکتی ہیں۔ (متفق علیہ بحوالہ مشکوۃ ۱۲۶)

۶۔ عید کے دن جنگی کھیلوں کا مظاہرہ کرنا اور دیکھنا سنت سے ثابت ہے۔ (بخاری مع الفتح الباری ۲/۵۱۰)

رابطہ مجلہ الدعوۃ

۱۔ نیا صوبائی دفتر صوبہ سرحد
مرکز الدعوۃ والارشاد
اشرف پلازہ چوتھی منزل نزد المرسلین پلازہ نیو رامپورہ گیٹ پشاور فون نمبر 2563584

۲۔ محبوب صاحب المنیب ٹریڈرز سوک سنٹر میلوڈی مارکیٹ نزد ہالی ڈے ان اسلام آباد ہوٹل

مسائل و احکام

قرآن و سنت کی روشنی میں

مبشر احمد ربانی

آپ کے سوال

کیا پاکستانیوں کو قربانی نہیں کرنی چاہیئے؟

س- کہا جا رہا ہے کہ اس وقت پاکستانی قوم پر قربانی نہیں کیونکہ پوری قوم مقروض ہے- اس لئے ہم پہلے "قرض اتارو ملک سنوارو" سکیم میں بھرپور حصہ لیں- جب یہ قرض ادا ہو جائے تو پھر ہم قربانی کریں- قرآن و سنت کی رو سے اس مسئلہ کو واضح کریں- جزاک اللہ خیرا

ج- دین اسلام کے خلاف مختلف یہودی' عیسائی اور بے دین قومیں مختلف اوقات میں سازشوں کے جال بنتے رہتے ہیں- یہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی معلوم ہوتی ہے- قربانی جیسی اہم سنت کو ایک سودی قرضے کے ذریعے ختم کرنا جرم عظیم ہے-
یہ بات درست ہے کہ انسان اپنی ضروریات زندگی کے تحت قرض لے سکتا ہے- قرآن و سنت میں اس کی کئی ایک واضح نصوص موجود ہیں- اور اس قرض کی ادائیگی کا بھی شریعت ہمیں حکم کرتی ہے' لیکن سود پر قرض لینا یعنی قرض کے ساتھ زائد رقم کی ادائیگی حرام ہے جیسا کہ کئی ایک آثار صحیحہ میں وارد ہے کہ

کل قرض جر منفعة فهو ربا

جو قرض نفع لائے' وہ سود ہے- زمانہ جاہلیت میں قرض کی ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں سود در سود کی بنا پر اصل رقم میں اضافہ ہوتا چلا جاتا حتی کہ تھوڑی سی رقم بھی پہاڑ بن جاتی جس کی ادائیگی انتہائی گراں ہوتی تو اللہ تعالیٰ نے اس نظام کے خاتمے کے لئے کئی ایک آیات نازل کیں جن میں اسے بالکل حرام قرار دے دیا گیا-

اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا اگر کوئی شخص تنگ دست و ضرورت مند ہے اور وہ قرض لیتا ہے تو اسے آسانی تک مہلت دے دو- اگر قرض معاف کر دیا جائے تو اسے بہتر قرار دیا گیا- اس کی فضیلت میں بھی کئی ایک احادیث صحیحہ صریحہ موجود ہیں- سودی نظام اور اسلامی نظام میں بہت زیادہ فرق ہے سودی نظام سراسر ظلم و زیادتی' سنگ دلی اور خود غرضی پر مبنی ہے کیونکہ سود لینے والا یہ نہیں دیکھتا کہ جسے رقم بطور قرض دی ہے' اس کی کیا پوزیشن ہے- اس کو اپنے متعین نفع سے غرض ہوتی ہے جب کہ دین اسلام دوستی' ہمدردی' تعاون اور ایک دوسرے کو سہارا دینے والا نظام ہے- مسلمان اس پر رحمت نظام کو نہ اپنائیں تو اس میں اسلام کا کیا قصور ہے-

نواز شریف کی "قرض اتارو ملک سنوارو" سکیم خالصتاً اسی سودی نظام پر مشتمل ہے کیونکہ اصل رقم جس کی ادائیگی کرنی ہے' بہت تھوڑی ہے جبکہ اس پر سود در سود کی شکل میں کئی گنا زیادتی ہو چکی ہے- لہٰذا نواز شریف صاحب کو بحیثیت مسلم یہ اعلان کرنا چاہئے کہ ہم صرف اصل رقم واپس کریں گے- باقی سودی رقم ہم ادا نہیں کریں گے کیونکہ سود کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اور سود خور کو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنے والا قرار دیا ہے- سود کی حرمت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے-

يا ايها الذين آمنوا لا تاكلوا الربا اضعافا مضاعفة واتقوا الله لعلكم تفلحون (آل عمران ۱۳۰-۳)

اے ایمان والو یہ بڑھتا اور چڑھتا سود کھانا چھوڑ دو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو- امید ہے کہ فلاح پا جاؤ گے-

نبی مکرم ﷺ نے سود کی مذمت کرتے ہوئے اس پر لعنت کی ہے-

جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن آکل الربا وموکلہ وشاھدیہ وکاتبہ وقال ھم سواء

مسلم (۱۵۹۸) مسند احمد ۳/ ۳۰۴ ابو یعلی ۳/ ۳۷۷ بیہقی ۵/ ۲۷۵ شرح السنۃ ۸/ ۵۴

رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے' کھلانے والے' اس کے دونوں گواہوں اور لکھنے والے پر لعنت کی اور فرمایا یہ گناہ میں برابر ہیں۔

سیدنا ابو جحیفہ ؓ سے مروی ہے کہ

رایت ابی اشتری عبدا حجاما فامر بمحاجمہ فکسرت فسألتہ فقال نہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ثمن الکلب وثمن الدم ونہی عن الواشمہ والموشوم وآکل الربا وموکلہ ولعن المصور"

بخاری مع فتح الباری (۲۰۸۶) ۴/ ۳۱۴ مسند احمد ۴/ ۳۰۸، ۳۰۹ مسند طیالسی (۱۱۴۳) طبرانی کبیر ۲۲/ ۲۰، ۲۹۵ بیہقی ۹/ ۲

میں نے اپنے باپ کو دیکھا انہوں نے ایک غلام خریدا جو حجام تھا۔ اس کی حجامت کے ہتھیار توڑ ڈالے گئے۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا نبی ﷺ نے کتے کی قیمت' خون کی قیمت' گودنے والی' گدوانے والی' سود کھانے اور کھلانے سے منع کیا اور تصویر بنانے والے پر لعنت کی۔

اس طرح یہی حدیث سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ سے سنن ابوداؤد (۳۳۳۳) ترمذی (۱۲۰۶) (مسلم ۲۲۷۷) مسند احمد ۱/ ۳۹۳، ۳۹۴، ۴۰۲، ۴۵۳ مسند طیالسی (۳۴۳) ابن حبان (۱۱۱۲) بیہقی ۵/ ۲۷۵ میں مروی ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے

الذین یاکلون الربا لایقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس' ذالک بانھم قالوا انما البیع مثل الربا واحل اللہ البیع وحرم الربا (البقرہ ۔ ۲۷۵)

جو لوگ سود کھاتے ہیں' ان کا حال اس شخص کا سا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھو کر باؤلا کر دیا ہوتا ہے۔ اور اس حالت میں ان کے جتلا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں تجارت بھی تو آخر سود ہی جیسی چیز ہے' حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔

دوسرے مقام پر فرمایا۔ یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وذروا مابقی من الربا ان کنتم مومنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ وان تبتم فلکم رؤس اموالکم لاتظلمون ولاتظلمون (البقرہ ۲۷۸، ۲۷۹)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو کچھ تمہارا سود لوگوں پر باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو۔ اگر واقعی تم ایمان لائے ہو۔ لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا تو آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے۔ اب بھی توبہ کرلو۔ (اور سود چھوڑ دو) تو اپنا اصل سرمایہ لینے کے تم حق دار ہو' نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے۔

اس آیت کریمہ میں ایسی سخت وعید ہے جو کسی اور معصیت ونافرمانی کے ارتکاب پر وارد نہیں ہوئی۔ اسی لئے سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا کہ جو شخص اسلامی مملکت میں سود چھوڑنے پر تیار نہ ہو تو خلیفہ وقت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس سے توبہ کرائے اور باز نہ آنے کی صورت میں اس کی گردن اڑا دے۔ ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر وغیرہ

لیکن ہمارے ملک کی حالت اس سے بھی ابتر ہے' یہاں ایک فرد نہیں بلکہ مسلمانوں کے حکمران خود سودی نظام کو برقرار رکھنے پر تلے ہوئے ہیں اور اسی سودی نظام میں اس طرح جکڑے ہوئے ہیں کہ نکلنے کا نام بھی نہیں لیتے۔ حالانکہ نبی مکرم ﷺ جو ایک حکمران بھی تھے۔ انہوں نے سود کی حرمت کے ساتھ ہی سارا سودی نظام جو زمانہ جاہلیت سے تھا یکسر ختم کر ڈالا جیسا کہ سیدنا جابر ؓ کی ایک طویل حدیث جو آپ ﷺ کے خطبہ حجۃ الوداع کے متعلق ہے۔ اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے اس آخری خطبے میں ارشاد فرمایا۔

ان کل ربا من ربا الجاھلیۃ موضوع واول ربا اضعہ ابانا ربا العباس بن عبدالمطلب

یقیناً جاہلیت کا تمام سود چھوڑ دیا گیا ہے پہلا سود جو میں چھوڑتا ہوں' وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے۔

یہ حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ صحیح مسلم کتاب الحج حدیث نمبر ۱۴۷ مسند احمد ۵/ ۷۳ منتقی لابن جارود (۴۶۸) موطا کتاب البیوع (۸۳) ابن ماجہ (۳۰۷۴) ۲/ ۱۰۲۵ ابوداؤد مع عون ۲/ ۱۲۸ وغیرہ میں مروی ہے۔

بلکہ مسند احمد ۵/ ۷۳ (۲۰۱۷۲) میں ہے کہ آپ ﷺ نے ساتھ فرمایا

لکم رؤس اموالکم لاتظلمون ولاتظلمون

تمہارے لئے تمہارا اصل سرمایہ ہے' نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ یعنی اگر اصل زر سے زیادہ وصول کرو گے تو یہ تمہاری طرف سے ظلم ہوگا اور اگر تمہیں اصل زر بھی نہ دیا جائے تو یہ تم پر ظلم ہوگا۔

مذکورہ بالا حدیث صحیح سے معلوم ہوا کہ اگر کسی آدمی نے سود پر لین دین کیا ہو تو اسے سود کی حرمت معلوم ہونے پر سارا معاملہ ختم کر دینا چاہئے' صرف اپنا اصل سرمایہ لینا چاہئے۔

لہٰذا ہماری حکومت کو جہاد کا علم تھامتے ہوئے ان یہودی بنکوں کو صرف اصل رقم جو قرض لی ہے۔ اسے واپس کرنا چاہئے نہ کہ اس پر سود در سود کیونکہ کسی مسلم حکمران کو ایسے سودی نظام کی حمایت نہیں کرنی چاہئے بلکہ اسے ختم کرنے کے لئے جہاد کرنا چاہئے۔ پوری قوم کو جو اسی سودی نظام میں جکڑنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ انتہائی افسوس ناک ہے اور قوم کا بھی اتنی خطیر رقم سود اتارنے کے لئے جمع کروانا سود پر تعاون ہے جو شرعاً حرام ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب (مائدہ۔ ۲)

نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں آپس میں تعاون کرو۔ گناہ اور زیادتی کے کاموں میں تعاون نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ یقیناً اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔

معلوم ہوا کہ اس سودی کام میں تعاون کرنا گناہ ہے اور اللہ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ علاوہ ازیں یہودی بنکوں سے قرض جن سرمایہ داروں اور وڈیروں نے لیا ہے حکومت کو چاہئے کہ ان خاندانوں کو پکڑے اور ان سے اصل رقم وصول کرے۔ غریب عوام کو اس کام میں ملوث کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔

لہٰذا پوری قوم کو خواہ مخواہ مقروض قرار دے کر قربانی جیسی سنت جلیلہ سے محروم کرنا بھی دین اسلام کے خلاف سازش اور یہودیت کی حمایت ہے۔ ہر مسلم کو جو قربانی کرنا چاہتا ہے' اس سازش سے بچنا چاہئے اور سنت ابراہیمی کو ترک نہیں کرنا چاہئے۔

نوٹ: بعض افراد کا یہ کہنا ہے کہ ہم نے ان سے معاہدہ کرلیا ہے جس کا پورا کرنا ضروری ہے کیونکہ اسلام ایفائے عہد پر زور دیتا ہے تو گزارش یہ ہے کہ اسلام وہی وعدہ پورا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ جو اسلام کے مطابق ہو اور خلاف شرع وعدوں کے ایفاء کا حکم اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے نہیں دیا۔ مثلاً ایک آدمی کسی سے وعدہ لیتا ہے کہ میں تیرے ساتھ مل کر فلاں وزیر یا مشیر کے گھر ڈاکہ ڈالوں گا تو کوئی بھی ذی عقل آدمی نہیں کہتا کہ اسے یہ وعدہ پورا کرنا چاہئے بلکہ سب یہی کہیں گے کہ یہ وعدہ خلاف شرع ہے اس سے توبہ کرنی چاہئے۔ ایسے ہی اگر ہمارے حکمرانوں نے یہودی بنکوں سے سود کا معاہدہ کیا ہے تو وہ اس کے توڑنے کا اعلان کریں اور اس کے خلاف جہاد کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ خالق بھی راضی ہوگا اور مسلم برادری بالخصوص مجاہدین بھی اس مسئلہ پر یہودیوں کی مخالفت کا ساتھ دیں گے۔

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے بچے مسلمان ڈاکٹر' انجینئر' صحافی اور آفیسرز بنیں تو آیئے

الدعوۃ ماڈل سکول شہداد پور

کا انتخاب کیجئے۔ جدید عصری اور شرعی علوم ایک ساتھ

رابطہ دفتر= الدعوۃ ماڈل سکول ابدالی نگر شہداد پور ضلع سانگھڑ سندھ فون 42523

ماں باپ اور بیٹے کا لافانی کردار

واقعہ حج و قربانی کے حوالے سے

قربانیوں کا سیزن ماہ ذوالحجہ ہمارے اوپر سایہ فگن ہے۔وہ ماہ ذوالحجہ جس کے پہلے دس دنوں یعنی عشرۂ ذوالحجہ کی فضیلت اس قدر ہے کہ جب نبی ﷺ نے فرمایا:

"ذوالحجہ کے ان دس دنوں میں سے بہتر کوئی دن ایسا نہیں جس میں نیک عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ہوں تو لوگوں نے کہا...... جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا...... جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں۔ہاں اس شخص کا جہاد افضل ہوگا جو اپنی جان و مال لے کر اللہ کی راہ میں نکلا اور سب کچھ قربان کر دیا اور کوئی چیز واپس لے کر نہ لوٹا۔(ابن کثیر۔540/4)

یہی وہ دس دن ہیں جن کے بارے میں اللہ نے بھی قسم کھا کر کہا والفجر ولیال عشر قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی (فجر 1'2) گویا ماہ ذوالحجہ کے ابتدائی دس دنوں کی فضیلت کسی بھی اور ماہ کے عشرہ سے زیادہ ہے۔

اور انہی دس دنوں میں 9 ذوالحجہ کی یہ فضیلت ہے کہ اس دن کا روزہ دو سال (ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ) کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔(مسلم)

لیکن سوچنے والی بات یہ ہے کہ عشرہ ذوالحجہ کو آخر اس قدر فضیلت کیوں دی گئی...... باقی ایام پر اس کی یہ برتری اور بزرگی آخر کس لئے کہ جہاد جیسا افضل ترین عمل بھی عام حالات میں ان ایام کی نیکیوں کے آگے ماند پڑ جاتا ہے۔جی ہاں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایام قربانیوں کے ایام ہیں۔ایسی قربانیوں کے ایام جن کی نظیر تاریخ انسانی پیش کرنے سے قاصر ہے۔ذرا اندازہ لگائیے ایک ایسا اونچا سا ٹیلہ جو سینکڑوں مربع میل تک سنسان بیابان ہو۔جہاں کبھی کوئی رہنے سہنے والا نہ پہنچا ہو' جہاں کوئی مونس و غم خوار تو دور کی بات ہے' خورد و نوش اور استعمال کی کوئی بنیادی ضرورت بھی موجود نہ ہو یہاں تک کہ دور دور تک پانی کا نشان بھی نہ ہو' ایسے سناٹے اور ہو کے عالم میں ایک چھوٹا سا خاندان یہاں پہنچتا ہے۔پاس ان کے ایک ننھا سا پیارا سا لخت جگر اور نور نظر ہے۔اتنا چھوٹا کہ ابھی دودھ پیتا ہے۔اور پھر بچہ بھی ایسا کہ جو انہیں بڑی دعاؤں کے بعد بڑھاپے کی عمر میں ملا ہو۔جب کہ اب انہیں کوئی امید بھی نہ رہی تھی۔باپ اپنے اس پیارے سے اکلوتے بچے اور اس کی ماں کو یہاں جنگل بیابان میں اکیلا چھوڑتا ہے۔ساتھ تھوڑی سی کھجوریں اور ایک مشکیزہ پانی رکھ دیتا ہے اور پھر پیٹھ موڑ کر سینکڑوں میل لمبے واپسی کے سفر پر روانہ ہونے لگتا ہے۔جی ہاں مکہ کی سرزمین سے فلسطین کی طرف۔بچے کی ماں ہاجرہ' باپ ابراہیم کو روک کر پوچھتی ہے۔اے خلیل اللہ' ہمیں اس دہشت و وحشت والے بیابان میں یکہ و تنہا چھوڑ کر کہاں تشریف لے جا رہے ہیں لیکن ابراہیمؑ کوئی جواب نہیں دیتے۔آپ بار بار پوچھتی ہیں۔لیکن آپ توجہ تک نہیں کرتے۔آخر مائی ہاجرہ فرمانے لگیں۔اللہ کے خلیل آپ ہمیں کسے سونپ چلے؟ آپ نے کہا'

قاضی کاشف نیاز

اللہ تعالیٰ کے سپرد۔کہا' کیا آپ کو اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے؟ فرمایا' ہاں مجھے اللہ کا یہی حکم ہے۔یہ سن کر سیدہ ہاجرہ کو جیسے تسکین ہو گئی اور فرمانے لگیں' پھر تشریف لے جائیے۔ ہمارا رب ہماری حفاظت کرے گا۔ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔(بحوالہ بخاری کتاب الانبیاء باب نمبر 9 حدیث نمبر 3364)

سیدہ ہاجرہ اب صبر شکر کر کے اپنے بچے کو لے کر اس سنسان بیابان میں لاچار و مجبور ہو کر بیٹھ رہیں۔دوسری طرف باپ بھی جب ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئے تو ادھر دیکھا جہاں ہاجرہ اور اسماعیل کو چھوڑ کر آئے تھے اور پھر یہ دعا فرمائی۔

ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتك المحرم ربنا لیقیموا الصلوة فاجعل افئدة من الناس تهوی الیهم وارزقهم من الثمرات لعلهم یشكرون

اے پروردگار میں نے اپنی اولاد کو بے آب و گیاہ میدان میں بسایا ہے جو تیری عزت والے گھر کے پاس ہے۔(تاکہ) اے میرے رب یہ نماز قائم کریں۔پس تو کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف جھکا دے اور پھلوں کی پیداوار سے ان کو روزی دیجیو کہ وہ شکر گزاری کریں۔(ابراہیم۔37)

باپ تو یہ دعا کر کے چلے گئے لیکن آپ اندازہ کیجئے کہ ایسے لق و دق صحرا میں ماں بیٹے کو اکیلا چھوڑ جانا کیا معنی رکھتا ہے۔ایک ماں اور ایک بیوی کس قدر صبر اور ہمت کا مظاہرہ کرتی ہے۔قربانی کی کیسی مثال قائم کرتی ہے اور شوہر کی اطاعت کا کیسا نمونہ بن جاتی ہے' صرف یہ جان کر کہ یہ اللہ کا حکم ہے تو اس بھیانک جنگل کی تمام خوفناکی اور تمام مشکلات کا ڈر ان کے دل سے دور ہو جاتا ہے۔

دوسری طرف باپ بھی اللہ کی اطاعت اور اس کی رضا کے آگے سر تسلیم خم کرنے کا ایک عظیم نمونہ قائم کرتا ہے۔بے حد دعاؤں کے بعد آخری عمر میں بیٹا حاصل ہو اور پھر اسے اللہ کے حکم پر یوں جنگل میں اکیلا چھوڑ دیا جائے' ایسا کام اور ایسی قربانی کس قدر پر عزیمت ہے' یہ کسی باپ کے دل سے ہی پوچھا جا سکتا ہے۔

بہر حال ابراہیمؑ اپنے اہل و عیال کو اللہ کے سپرد کر کے چلے گئے۔ادھر ہاجرہ صبر و شکر کے ساتھ بچے سے دل بہلانے لگیں۔تھوڑی سی کھجوریں اور ذرا سا پانی جلد ختم ہو گیا۔اب اناج کا ایک دانہ پاس ہے نہ پانی کا گھونٹ۔خود بھی بھوکی پیاسی ہے اور بچہ بھی بھوک پیاس سے بیتاب ہے۔یہاں تک کہ اس معصوم نبی زادے کا پھول سا چہرہ کملانے لگا اور وہ تڑپنے اور بلکنے لگا۔جب بچے کا یہ حال نہ دیکھا گیا تو پانی کی تلاش میں قریبی صفا پہاڑ پر چڑھ گئیں کہ شاید کوئی آتا جاتا نظر آ جائے اور اس سے پانی مانگیں لیکن نگاہیں چاروں طرف سے مایوس لوٹ آتی ہیں۔پھر اتر کر وادی میں پہنچ کر دامن اٹھا کر دوڑتی ہوئی مروہ پہاڑ کی طرف جاتی ہے۔وہاں بھی

نگاہیں خالی واپس لوٹ آتی ہیں۔
ر صفا پر چڑھ جاتی ہیں اور اس طرح سات
تبہ چکر لگاتی ہیں اور ہر بار آ کر بچہ کو دیکھ
تی ہیں کہ اس کی حالت لحمہ بہ لحمہ بگڑتی
تی ہے۔ ساتویں چکر کے بعد اللہ نے ان
خصوصی مدد کی اور بچے کے قریب ہی پانی
یک چشمہ ابل پڑا جسے آج ہم آب زم زم
ے نام سے جانتے ہیں۔ سیدہ ہاجرہ نے پانی
ے ارد گرد باڑ لگانی شروع کی تا کہ پانی ادھر
ھر نکل کر بہہ نہ جائے۔ اب سیدہ ہاجرہ
ے پانی پیا اور بچے کو بھی پلایا۔ رسول اللہ
ﷺ فرماتے ہیں۔

اگر وہ اس طرح پانی کو نہ روکتیں تو
زم زم کنویں کی مثل نہ ہوتا۔ بلکہ وہ ایک
ی نہر کی صورت ہوتا۔ بعد ازاں جرہم
ہ اس راستے سے اتفاقاً گزرا تو پانی دیکھ کر
ں رہ پڑا اور پھر یہیں اسماعیلؑ کی پرورش
نے لگی...... (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

سیدہ ہاجرہ نے صبر و ہمت کا پیکر بن
جس طرح بچے کی خاطر پانی کی تلاش کے
ے سات چکر لگائے تو اللہ نے ان سات
وں کو بھی تا ابد یادگار بنا دیا اور صفا و مروہ
س سعی کو حج کا حصہ بنا دیا گیا تا کہ قیامت
ک آنے والے لوگوں کو اللہ کی رضا کی
ر ایک عظیم خاتون کی عظیم قربانی کی یاد
رہے۔ اسلام نے ایک عورت کے عمل
یسا مقام دیا کہ جس کی نظیر کوئی بھی دوسرا
ب پیش کرنے سے قاصر ہے۔

تو میاں بیوی یا ماں باپ کا اللہ کے لئے
نی دینے کا نہ بھلا دینے والا منظر تھا۔ اس
بعد ماں باپ کے ساتھ ساتھ بچے کا بھی

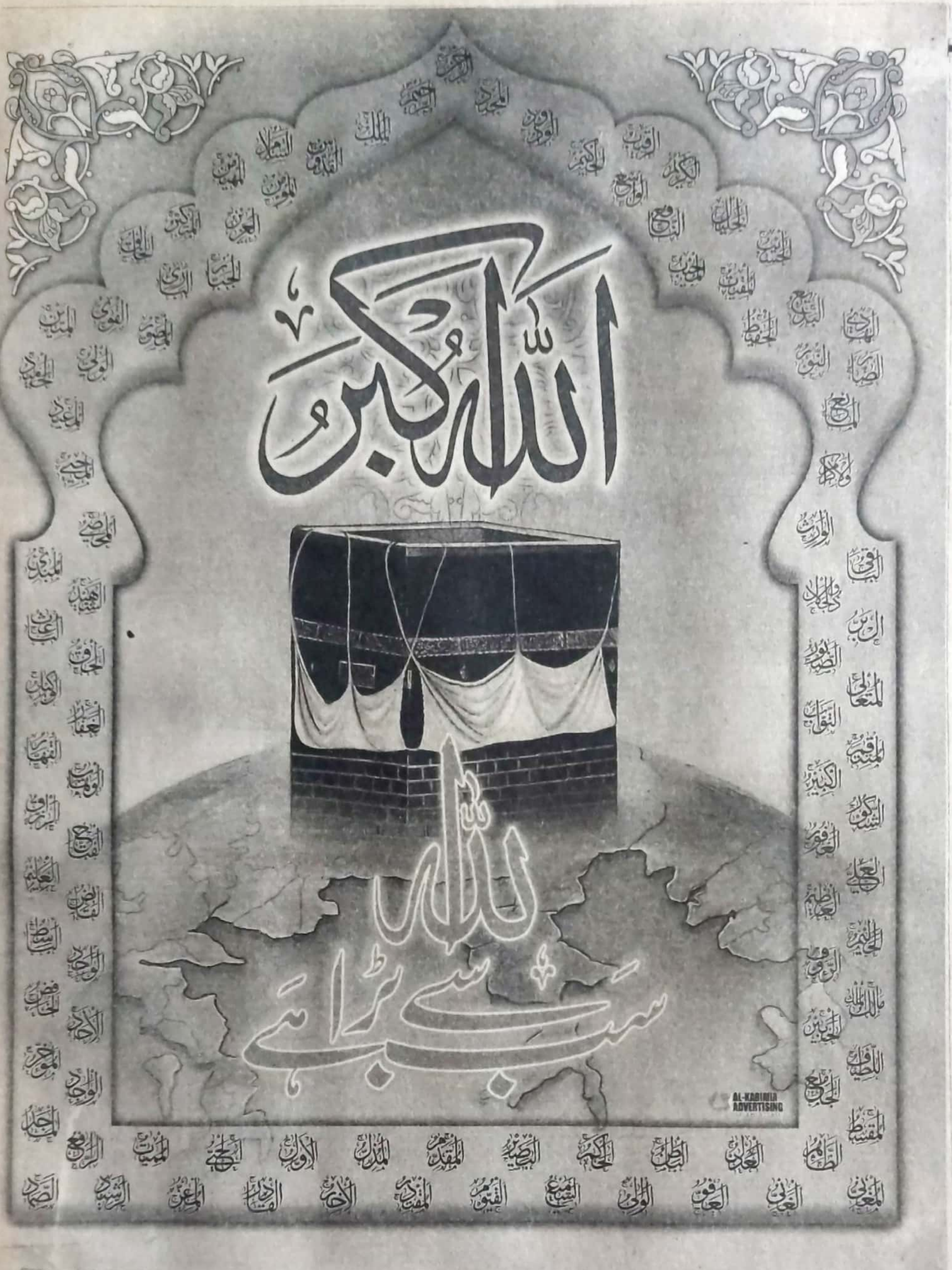

امتحان ہوتا ہے اور اس کی قربانی کا بھی وقت آتا ہے۔ اسماعیلؑ
ب کچھ بڑے ہوئے تو اس دوران ابراہیمؑ گاہے بگاہے ان کے
چکر لگاتے رہے۔ اب وہ اس عمر میں تھے جب بیٹا اپنے باپ کی
پکڑے میٹھی میٹھی پیاری پیاری باتیں کرتا ہے۔ ابراہیمؑ ایک
سو کر اٹھے تو اپنے اکلوتے بیٹے سے مخاطب ہوئے۔

میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تجھے ذبح کر
وں۔ بتلا تیرا کیا خیال ہے۔ (الصافات-102)

اب بیٹا بھی عظیم ماں باپ کا عظیم بیٹا تھا۔ سعادتمندی، حلم و حوصلہ، صبر و ایثار اور اللہ کی رضا پر راضی ہونے کی اعلی خصوصیات اور جواہر اسے اپنے ماں باپ کی تربیت اور وراثت میں ملے تھے۔ چنانچہ اسماعیلؑ بلا تامل جواب دیتے ہیں

یابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء الله من الصابرین

ابا جان! جو آپ کو حکم دیا گیا ہے، وہ کر ڈالئے۔ اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھ کو صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ (الصافات : 102)

چنانچہ پھر ایسا ہی ہوا۔ ابراہیمؑ بیٹے کو قربانی کے لئے لے چلے۔ شیطان نے ابراہیمؑ کو وسوسہ ڈالنے کی کوشش کی لیکن آپؑ نے کنکر مار کر اسے بھگا دیا۔ والدہ ہاجرہ کو خاص طور پر ورغلانے کی کوشش کی۔ انسانی شکل میں آ کر انہیں کہنے لگا، بڑی بی تم کو خبر بھی ہے کہ ابراہیم بیٹے کو کہاں لے گئے ہیں۔ وہ انہیں ذبح کرنے

کیلئے گئے ہیں۔ اللہ کے راستے میں ان کی قربانی کریں گے۔

سیدہ ہاجرہ نے فرمایا بڈھے تیری عقل ماری گئی ہے۔ کہیں باپ بھی بیٹے کو ذبح کرتا ہے۔ شیطان نے کہا۔ ابراہیم کو اللہ نے اس طرح حکم دیا ہے کہ اسماعیل کو ہمارے راستے میں ذبح کرو۔ اس پر ہاجرہ نے فرمایا۔ پھر تو کوئی ہرج نہیں۔ اور ہمیں کوئی عذر نہیں۔ چنانچہ ماں بیٹے کو ذبح ہونے کے لئے خود تیار کر کے بھیج

مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا جن پر نبوت نہ صرف ختم ہو گئی بلکہ آپ ﷺ کی شخصیت میں تمام انبیاء کی خصوصیات جامعیت اور کمال کی حد کو پہنچ گئیں۔

حسن یوسفؑ ' دم عیسیٰؑ ' ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

ابراہیمؑ اور آپ کی آل نے دین کے لئے قربانیوں کی جو

عظیم قربانیوں والا جو کردار ابراہیمؑ ' ہاجرہؑ اور اسماعیلؑ نے ادا کیا......

وہی کردار آج کے باپ ' شوہر ' ماں ' بیوی اور بیٹے بھی ادا کریں تو ...... ہم پر بھی اللہ کے انعامات کی بارش ہوجائے گی - ان شاء اللہ

دیتی ہے۔ دوسری طرف باپ بھی اپنے دل پر پتھر رکھے' اللہ کے حکم کی تعمیل میں بیٹے کو لٹا دیتا ہے۔ ماں کا کلیجہ یہ منظر سوچ کر یقیناً ہلا ہوگا۔ باپ بھی اپنے ہاتھوں سے اکلوتے بیٹے کو خود ذبح کرنے کے امتحان عظیم سے گزر رہا تھا' بیٹے کا بھی سر تسلیم خم تھا۔ کسی طرف شکوہ' شکایت' ڈر اور تامل نہ تھا۔ اس موقع پر ان تینوں کے علاوہ کوئی بھی ہم جیسا ہوتا تو ہزار قسم کی عقلی بحثیں کرتا' ذہنی اشکال کی موجیں سر مار رہی ہوتیں لیکن یہاں شک' شبہ اور تشکیک سے تو جیسے ان میں سے کوئی آشنا ہی نہ تھا۔ سب ہی حق الیقین کے درجۂ بلند پر فائز تھے۔ لیکن عین ذبح کے موقع پر ابراہیمؑ نے دیکھا کہ بیٹے کی جگہ دنبہ ذبح ہو چکا تھا۔ تینوں امتحان میں سرخرو ہو چکے تھے۔ اور چاند سا بیٹا بھی صحیح سلامت تھا۔ یہ انہی قربانیوں کا نتیجہ تھا کہ پھر ابراہیمؑ اور آپ کی اولاد پر اللہ کے انعامات کی بارش ہو گئی۔ ابراہیمؑ نے شیطان کو کنکر مارے تو حج کے موقع پر اسے سب کے لئے لازم کر دیا۔ مکہ کے لئے پھلوں کی فراوانی کی دعا کی تو ایسے ناقابل زراعت علاقے میں یہ نعمت آج بھی حاصل ہے۔ جہاں پر آپؑ نے اسماعیلؑ کے ساتھ کھڑے ہو کر اللہ کے گھر کو بنایا' اسے مقام ابراہیم کا نام دے کر یہاں طواف کے بعد دو رکعت پڑھنا بھی فرض قرار دے دیا (مسلم)

ابراہیمؑ کو اللہ نے اپنا خلیل اور دوست بنا لیا۔ تمام انبیاء پھر آپ کی نسل ہی سے ہوئے۔ آپ کے دوسرے بیٹے اسحاق سے انبیاء بنی اسرائیل کا ایک طویل سلسلہ چلا تو اس سلسلہ پر ختم نبوت کی مہر لگانے کیلئے اسماعیلؑ کی نسل سے خاتم الانبیاء محمد

نظیر قائم کی تھی' آپ ﷺ نے اس جذبہ کو زندہ رکھنے کیلئے جانوروں کی قربانی اور اس سنت ابراہیمی کو اپنی امت میں ہمیشہ کیلئے جاری کر دیا اور صرف جانوروں کی قربانی ہی نہیں بلکہ ضرورت پڑنے پر اللہ کے دین کے لئے' مظلوموں کی مدد کے لئے اور اللہ کے کلمے کو سربلند کرنے کے لئے اپنی جان بھی قربان کرنے کا حکم دے دیا تو جس طرح ابراہیمؑ کی مکہ کے لئے پھلوں کی فراوانی کی دعا قبول ہوئی تو اسی طرح نبی ﷺ کی دعا اور آپؐ اور آپؐ کے اصحابؓ کی قربانیوں سے مدینہ کو بھی یہی خصوصیت حاصل ہو گئی۔ (مسلم) اور آج عرب کی اس ناقابل زراعت صحرائی زمین سے گندم بھی برآمد ہو رہی ہے۔ اس طرح آپ کی دعاؤں اور قربانیوں کی بدولت اللہ نے آپ ﷺ کی امت کو آخری امت اور سب امتوں پر گواہ بنا کر عظیم فضیلت عطا کر دی۔ قربانی کی یہی فضیلت ہے کہ سورہ حج میں جہاں جانوروں کی قربانیوں کا ذکر آیا' وہاں اس کی اصل غرض و غایت بھی واضح طور پر بتا دی گئی کہ اصل مقصد تقویٰ پیدا کرنا ہے۔ ایسا تقویٰ کہ جس کے نتیجے میں تم جہاد و قتال اور شہادت و قربانی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ فرمایا

لن ينال الله لحومها ولا دماؤها ولكن يناله التقوى منكم كذلك سخرها لكم لتكبروا الله على ما هدكم وبشر المحسنين ان الله يرفع عن الذين آمنوا ان الله لا يحب كل خوان كفور اذن للذين يقتلون بانهم ظلموا وان الله على نصرهم لقدير

اللہ کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے نہ ان کے خون بلکہ اسے تو تمہارے دل کی پرہیزگاری پہنچتی ہے۔ اسی طرح ا[...] نے ان جانوروں کو تمہارا مطیع کر دیا ہے کہ تم اس کی رہنمائی [...] شکریے میں اس کی بڑائیاں بیان کرو اور نیک لوگوں کو خوشخبر[ی] سنا دیجئے۔ سن رکھو۔ یقیناً اللہ مومنوں کے دشمنوں سے ان [کا] دفاع کرے گا۔ کوئی خیانت کرنے والا ناشکر اللہ تعالیٰ کو ہرگز پ[سند] نہیں۔ جن (مسلمانوں) سے (کافر) جنگ کر رہے ہیں' ان کو [...] قتال (لڑنے) کی اجازت ہے کیونکہ وہ مظلوم ہیں۔ بے شک [...] ان کی مدد پر قادر ہے۔ (الحج 37-39)

آج بھی وہی حالات درپیش ہیں۔ کشمیر سے لے کر بو[سنیا] چیچنیا' کوسووا' برما' فلسطین' عراق' فلپائن غرض ہر جگہ مظ[لوم] مسلمانوں کو ستایا جا رہا ہے۔ جگہ جگہ ان کا قتل عام کیا جا رہا ہے [...] ایسے حالات میں اگر ہم صرف جانوروں کی قربانیاں ہی کر کے [...] گئے اور ان قربانیوں کا اصل مقصد اور مدعا و پس منظر نہ سمجھا [...] تقویٰ والی' خالص دعوت و جہاد والی راہ اختیار نہ کی تو پھر اللہ کا وا[ضح] اعلان ہے کہ ایسا گوشت اور ایسی قربانی اسے نہیں پہنچتی ...... تو [...] آیئے قربانیوں کے اس سیزن میں قربانی کا اور جہاد کا اصل ج[ذبہ] تازہ کریں۔ اگر آپ مرد ہیں' باپ ہیں' شوہر ہیں تو ابرا[ہیم] جیسا عظیم توحید جذبۂ توحید و قربانی پیدا کریں' اللہ ایسی صا[لح] اولاد دے گا کہ جس پر اللہ کی نعمتوں کی بارش ہو گی اور ایک [...] اس پر رشک کرے گی...... عورت ہیں' ماں ہیں' بیوی ہیں [...] سیدہ ہاجرہ کے نقش پاء پر چلیں اور اطاعت الٰہی اور شوہر [کی] فرمانبرداری کی عظیم مثالیں قائم کریں۔ جو عورتیں گھر [...] چھوٹی چھوٹی چیز پر شکوہ شکایت کرتی ہیں تو وہ دیکھیں گی کہ [...] راہ پر چل کر اللہ دشت و بیابان کو بھی گل و گلزار بنا دے گا تو جہ[اں] پانی کی بھی امید نہ ہو' وہاں سب نعمتیں خود پہنچا دیتا ہے۔ لیکن [...] کے لئے اللہ کی رضا اور صبر و قناعت کا دامن تھامنا ضرور[ی] ہے...... اور اگر آپ لڑکے ہیں اور بیٹے ہیں تو میدان ج[ہاد] و قتال میں سرفروش بن کر نکل کھڑے ہوں۔ کسی بڑی سے بڑ[ی] مشکل اور رکاوٹ سے نہ گھبرائیں۔ اللہ کے حکم کے آگے [...] تسلیم خم کر دیں۔ صبر و رضا کے پیکر میں ڈھل جائیں تو ان ش[اء] اللہ دنیا و آخرت میں عزت و سربلندی کا تاج پر وقار آپ کو پہ[نا دیا] جائے گا۔

یہ سارے جذبے ہم بیدار کریں' جگائیں اور انہیں جو[...] لگائیں تو پھر ہم پر بھی اللہ کے انعامات کی بارش ہو گی۔ یہ جو آ[...] بے کسی' بے بسی' غلامی' ذلت اور مسکینی کے دن ہیں' سارے [...] ہو جائیں گے۔ ان شاء اللہ۔ پھر کسی اسرائیل کو فلسطین پر' ک[...] واجپائی کو یہ کہنے کی جرأت نہ ہو گی کہ ہم تمہیں خود پہل کر [کے] ایٹمی حملے سے تباہ کر دیں گے۔ پھر اسے آزاد کشمیر لینے کی با[ت] کرنے کی جرأت نہ ہو گی۔ پھر کسی روس کو چیچنیا پر' کسی سربی[...]

باقی صفحہ 51 پر

پردہ عورت کیلئے بلٹ پروف جیکٹ ہے

نامور ہندو ادیبہ کملاداس (ثریا) کا قبولِ اسلام

اسلام کی حقانیت کا ایک اور اعلان...... بت کدہ ہند میں ایک اور نعرہ تکبیر کی گونج...... شرک و ظلم اور جہالت کے ایوانوں پر ایک نئی کاری ضرب...... حوا کی ایک بیٹی کا جھوٹے معبودوں کی دیوداسی بننے سے ہبانگ دہل انکار...... اور کملاداس سے ثریا بننے کا اعلان...... جی ہاں اب وہ ذلت اور توہم پرستی کی زنجیروں میں جکڑنے والے پنڈتوں اور عزت کے لٹیرے پروہتوں کی دیوداسی' خادمہ اور غلام نہیں رہے گی- اب وہ اسلام میں آکر خادمہ سے ثریا بن گئی ہے اور اوج ثریا تک پہنچ گئی ہے-

کملاداس عرف مادھوی کٹی وہ ۲۷ سال سے اسلام کا گہرا مطالعہ کر رہی تھی- اس کا شوہر مادھوداس ریزرو بینک آف انڈیا کا گورنر تھا...... ہندو دھرم اور ہندو معاشرے کے غیر انسانی اور دقیانوسی رویئے سے وہ پہلے ہی بیزار تھی لیکن جب وہ بیوہ ہوئی تو اس دھرم اور اس کے ماننے والوں کے چہروں سے جیسے ایک ایک کر کے سارے نقاب اتر گئے- وہ کئی اردو کتابوں کی مصنفہ اور نامور ادیبہ تھی- انگریزی میں لکھی ہوئی کتابوں پر اسے متعدد ایوارڈ بھی ملے تھے- اس کی پینٹنگز کا تو پورے ملک میں شہرہ تھا- لیکن اس کے باوجود اس کی ہندو معاشرے میں کیا عزت تھی- وہ خود بتاتی ہے کہ

"ایک بیوہ کی حیثیت سے اس کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا گیا- یہاں تک کہ اس کے آبائی گاؤں میں بھی لوگوں نے اسے ذلیل کیا جس کے بعد اسے احساس ہوا کہ عورت کو سب سے زیادہ تحفظ اسلام نے ہی دیا ہے اور اس وقت اسے تحفظ کی ضرورت ہے"

وہ بڑے جذباتی انداز میں کہتی ہے-

"میں ہندوؤں کی طرح چتا میں جلنا نہیں چاہتی- میں ایک بیوی ہوں- میرے بچے میرے ساتھ نہیں- میں محبت کرنا چاہتی ہوں اور محبت چاہتی ہوں- اسلام محبت دینے والا مذہب ہے- اس لئے میں نے اسلام قبول کر لیا ہے-"

وہ کملاداس جسے بچپن ہی میں اس کی دادی نے بتادیا تھا کہ تمہاری شادی (ہندوؤں کے معبود) کرشنا سے کر دی گئی ہے یعنی اب اس نے اس جھوٹے معبود کی دیوداسی' باندی اور کنیز بن کر زندگی گزارنی ہے لیکن اتفاق سے وہ کچھ پڑھ لکھ گئی اور اس کی ایک معقول گھرانے میں شادی بھی ہو گئی...... وہ سمجھتی تھی کہ شاید اب معاشرے میں اس کا کچھ مقام بن گیا ہے...... اب عزت اور تحفظ سے اسے نوازا جائے گا...... لیکن یہ اس کی بھول تھی- اسے اگر عزت اور تحفظ نامی کوئی چیز کسی حد تک ملی بھی تو صرف شوہر کی زندگی تک- بیوہ ہوتے ہی وہ کسی عزت کی مستحق نہ رہی- اس کا وجود اس کے معاشرے اور اس کے خاندان کے لئے منحوس بن گیا- وہ ان کے لئے شودر اور ملیچھ بن گئی- وہ سمجھتی تھی کہ شاید آج کا ہندو پڑھ لکھ کر کچھ بدل گیا ہو گا لیکن اسے کیا معلوم تھا کہ ہندو چاہے جتنا بھی جدید سے جدید تعلیم یافتہ ہو جائے' وہ اندر سے پکا ٹھکا ہندو ہی رہتا ہے- پرانے زمانے میں شوہر کے مرنے پر ہندو

قاضی کاشف نیاز

عورت کو اس کے ساتھ ہی زندہ آگ میں جلا کر راکھ کر دیا جاتا تھا- جس پہلی عورت کو زندہ جلایا گیا' اس کا نام ستی تھا- اس لئے وہ اس رسم کو ستی کہتے- ایسی عورت کو جلانے کے بعد وہ اسے بڑی کرنی والی اور پہنچی ہوئی مشہور کرتے- اس طرح مذہبی تقدس کا لبادہ اوڑھا کر وہ بیوہ عورتوں کو زندہ ہی مرنے پر مجبور کر دیتے ہیں ان کے نزدیک زندہ بیوہ عورت بھرشٹ اور ناپاک ہی رہتی- اب جدید اور پڑھی لکھی دنیا کو منہ دکھانے کی خاطر ہندوؤں نے اپنے مذہب کی یہ کھلی اور ننگی وحشیانہ رسم تو بند کر دی' اگرچہ اس کا مظاہرہ اب بھی آج کے جدید دور میں ہندو معاشرے میں کہیں نہ کہیں دیکھنے میں آجاتا ہے لیکن کملاداس کو کیا پتہ تھا کہ یہ رسم ابھی بھی مکمل طور پر اور حقیقی طور پر ختم نہیں ہوئی- پہلے وہ بیوہ عورت کو جسمانی طور پر زندہ جلا دیتے تھے تو اب بھی وہ اسے ذہنی اور روحانی طور پر اس قدر جلاتے ہیں کہ ایسی عورت کو زندہ لاش بننے پر مجبور کر دیتے ہیں- اب بھی وہ زندہ رہ جانے والی بیوہ عورت کو اسی طرح بھرشٹ' سبز قدم اور منسوخ سمجھتے ہیں جس طرح کہ پہلے سمجھتے تھے- ان کی سوچ' ان کا مذہب اور ان کا عقیدہ اب بھی وہی ہے جو آج سے سینکڑوں سال پہلے تھا-

برسبیل تذکرہ اور جملہ معترضہ کے طور پر یہ بات کرنا بے محل نہ ہو گی کہ صرف مذہبی ہی نہیں' سیاسی میدان میں بھی آج ہندو لالے کی وہی سوچ ہے جو قیام پاکستان کے وقت تھی- ہمارے بعض "پڑھے لکھے" اور اپنے تئیں "روشن خیال دانشور" سمجھتے ہیں کہ آج کے ہندو اور کل کے ہندو میں بڑا فرق ہے- اب وہ بات نہیں رہی- اس لئے ہمیں کھلے دل سے ان سے تعلقات رکھنے چاہئیں- لیکن ایک طرف قرآن نے ہمیں 1400 سال پہلے ہی ایک ابدی حقیقت کے طور پر یہ بات بتادی تھی کہ

لتجدن اشد الناس عداوة للذين آمنوا اليهود والذين اشركوا

مسلمانو! تم دشمنی میں سب سے زیادہ یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے (المائدہ-82)

اب یہ بات کس کو معلوم نہیں کہ آج کا ہندو دنیا کا سب سے بڑا مشرک ہے جو 35 کروڑ سے زائد خداؤں کا پجاری ہے- کوئی چیز نقصان دے تو اسے بھی معبود بنا لیتا ہے اور کوئی چیز فائدہ دے تو اسے بھی- سانپ سے لیکر بندر' حجر' شجر' سورج' چاند' گائے حتیٰ کہ پتنگ تک اس کے دیوی دیوتا اور معبود ہیں- اب دنیا کے اس بدترین ہندو مشرک کا مسلمانوں سے حد درجہ تعصب اور منافقت ملاحظہ فرمائیں کہ گزشتہ نواز شریف دور میں جب واجپائی صاحب پاکستان آئے تو آں جناب مینار پاکستان پر بھی تشریف لے گئے اور کہا کہ میرے مینار پاکستان پر آنے سے بھارت میں تنقید ہو گی کہ اس طرح تم نے پاکستان کو تسلیم کرنے کی مہر لگادی ہے یعنی آج تک تو ہم نے پاکستان کو بھی تسلیم نہیں کیا تھا لیکن آج میں

پاکستان پر اسے تسلیم کرنے کا احسان کر رہا ہوں لیکن افسوس واجپائی اپنی اس بات پر ایک سال بھی قائم نہ رہ سکا- بالآخر اس کا ہندو خبث باطن پھر عود کر آیا- وہ مسلمانوں سے اپنے ازلی تعصب کی پھر تے کرنے لگا اور غلاظت بکھیرتے ہوئے کہنے لگا......

"کشمیر کی آزادی کی صورت میں ہم بھارت کی مزید تقسیم کی اجازت نہیں دیں گے- بھارت تو 1947ء میں برصغیر کی تقسیم کو تسلیم نہیں کرتا- ہم آزاد کشمیر حاصل کرنے تک لڑتے رہیں گے اور بھارت پاکستان سے ایٹمی جنگ لڑنے کے لئے تیار

کملا جیسی اعلیٰ اور امیر خاندان کی انتہائی پڑھی لکھی عورت کے قبول اسلام سے ہندوؤں کے اس پروپیگنڈا کی پھر قلعی کھل گئی کہ اسلام پیسے' لالچ یا جبر کی وجہ سے پھیلا ہے

ہے-(جنگ 7 فروری 99ء)

واجپائی نے یہ بیان دے کر ثابت کر دیا کہ آج کا ہندو قیام پاکستان کے 52 سال بعد بھی وہیں کا وہیں کھڑا ہے- اس کی مسلم دشمنی' دقیانوسی سوچ' تعصب اور توہم پرستانہ عقائد میں سر مو فرق نہیں آیا- ہندو ذہن اور ہندو سوچ جہاں صدیوں پہلے تھی' آج بھی وہیں کی وہیں ہے-

زمیں جنبد نہ جنبد ہندو برہمن

یعنی زمین اپنی جگہ سے ہل جائے تو ہل جائے' ہندو برہمن وہیں کا وہیں رہے گا چاہے سیاسی معاملہ ہو چاہے مذہبی اور معاشرتی مسئلہ ہو-

یہی معاملہ کملا داس کے ساتھ تھا- پہلے تو وہ سمجھتی تھی کہ ہر دھرم اور ہر مذہب ہی ایسا متعصب' غیر انسانی اور دقیانوسی سوچ کا حامل ہے- وہ سمجھتی تھی کہ عورت کو شاید اس کا کہیں بھی اصل مقام اور احترام نہیں ملے گا- بات کسی حد تک درست بھی تھی- اکثر مذاہب میں صورتحال ایسی ہی ہے کہ عورت کو مرد کے پاؤں کی جوتی سے زیادہ نہیں سمجھا جاتا مثلاً دنیا میں آبادی کے لحاظ سے سب سے زیادہ تعداد عیسائیوں کی ہے- لیکن عیسائیوں نے جو مذہب اپنایا ہوا ہے' اس میں بھی عورت کے بارے میں شرمناک حد تک تصورات پائے جاتے ہیں- اسے گناہ کی ماں' بدی کی جڑ اور جہنم کا دروازہ کہا جاتا ہے- ترتولیاں (Tertullian) جو عیسائیوں کے آئمہ مسیحت میں سے ہے' عورت کے متعلق مسیحی تصور کی ترجمانی ان الفاظ میں کرتا ہے کہ وہ شیطان کے آنے کا دروازہ ہے- کرائی سوسٹم (-Chrysos tum) جس کا مسیحت کے اولیائے کبار میں شمار ہوتا ہے' عورت کے بارے میں کہتا ہے-

"ایک ناگزیر برائی' ایک پیدائشی وسوسہ' ایک مرغوب آفت' ایک خانگی خطرہ' ایک غارت گر دلربائی' ایک آراستہ مصیبت-(پردہ از مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ)

ان آئمہ مسیحت کے ہاں عورت اور مرد کا ازدواجی تعلق بھی جائے خود ایک نجاست اور قابل اعتراض چیز ہے- مسیحیت میں تجرد' کنوارگی اور دوشیزگی اخلاق کا سب سے اچھا معیار ہے چنانچہ اس کا نتیجہ ہے کہ عیسائی پادری' راہب اور راہبائیں شادی نہیں کرتے لیکن اس کے نتیجے میں وہ بے شمار اخلاقی برائیوں یا ذہنی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں- دوسری طرف جو عیسائی شادی کر لیتے ہیں تو ان میں طلاق کو بھی ہر صورت حرام قرار دے دیا گیا سوائے اس کے کہ عورت بدکاری کی مرتکب ہو جائے-(متی باب 5:31-32) حالانکہ مرد و عورت میں بدکاری کے علاوہ بھی ہزار ہا سنگین ترین شکایتیں پیدا ہو سکتی ہیں کہ جن کی وجہ سے دونوں کا اکٹھا رہنا ایک دوسرے کے لئے عذاب بن جاتا ہے- لیکن

کملا داس نے ثریا بن کر جھوٹے معبودوں کی مورتیاں اور پوسٹر نکال کر پھینک دیئے

تو ہندو تنظیموں پر دیوانگی طاری ہو گئی

عیسائیت میں اس قید سے نکلنے کی کوئی دوسری صورت نہیں- اس کا نتیجہ ہے کہ آج عیسائیوں کی اکثریت شادی کے بغیر ہی تعلقات قائم کرنے کو ترجیح دے رہی ہے- دیگر مذاہب میں عورت کے لئے اس سے بھی بدتر صورتحال ہے- جبکہ اسلام کا مطالعہ کرنے کا کملا کو ابھی موقعہ نہیں ملا تھا- دوسری طرف حقوق نسواں کی جدید تحریکیں بھی عدم توازن کا شکار تھیں جہاں عورت پر حقوق کے نام پر دوہری ذمہ داریاں ڈال دی جاتی ہیں- باہر دو مردوں کی جنسی لذت کا ایک ذریعہ' شوپیس اور ایک کھلونا ہوتی ہے تو گھر

میں شوہر کی نظر میں وہ اس کے کسی کام کی نہیں ہوتی- نہ وہ شوہر کو صحیح وقت دے سکتی ہے اور نہ بچوں کی کی مناسب دیکھ بھال کر سکتی ہے- چنانچہ معاشرہ کا سارا انتظام درہم برہم ہو جاتا ہے- اور غیر فطری ذمہ داریاں انجام دینے کی وجہ سے عورت کی یہاں بھی کوئی عزت نہیں رہ جاتی......

یہ ساری صورتحال کملا داس کے لئے انتہائی مایوس کن تھی- اس کا اب کسی مذہب پر ایمان رہا تھا نہ کسی جدید تحریک سے وہ مطمئن تھی- تاہم اس دوران اسے کچھ مسلم دوستوں نے اسلام کا مطالعہ کرنے کا مشورہ دیا- کملا داس جوں جوں اسلام کا مطالعہ کرتی گئی' اسے احساس ہوا کہ جیسے ظلمت اور مایوسی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں امید اور مسرت کی کرنیں جھلملا رہی ہیں- جیسے اس کی گمشدہ منزل اس کے قریب آ رہی ہو- بالآخر اسے اسلام کے روپ میں ہر سوال کا جواب مل گیا- آخر وہ ایسے دین سے کیوں نہ متاثر ہوتی جس نے ہر لحاظ سے جامع و اکمل اور عین فطری نظام دیا تھا- جس میں عورت اور مرد دونوں سے ان کی جنس کے مطابق عادلانہ سلوک کیا گیا ہے اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ اس دین کے پیغمبر محمد ﷺ نے اپنی پہلی شادی بھی بیوہ سے کی اور ان کی وفات کے بعد باقی شادیاں بھی زیادہ تر بیوگان اور مطلقہ عورتوں سے کیں- کہاں یہ ہندو معاشرہ جس میں آج کے جدید ترین دور میں بھی بیوہ عورت کی کوئی عزت نہیں اور کہاں وہ پیغمبر رحمت ﷺ جنہوں نے آج سے زیادہ جاہلانہ معاشرے میں عورت کی عزت کو اس قدر سربلند کیا کہ اسے اوج ثریا تک پہنچا دیا اور جس کا اس وقت تصور بھی نہ کیا جا سکتا تھا- نہ اس وقت انسا

حقوق کی کیس تنظیمیں تھیں نہ کسی طرف سے عورت کی حیثیت بلند کرنے کے لئے ایسا دباؤ تھا لیکن چونکہ آپ انسانوں کے خالق کی طرف سے سچے پیغمبر تھے' اس لئے کسی مظلوم کو کوئی مطالبہ کرنے کی ضرورت نہ تھی- سب کو از خود انصاف مل گیا- آپ نے عورت کو نہ صرف زندہ درگور ہونے سے بچایا بلکہ عورت کو مرد کے حقوق کے اپنے اپنے دائرہ کار میں برابر قرار دیئے- عورت کو جائیداد اور وراثت تک میں اس کا حصہ دلوایا جس پر آج کے دور میں بھی عمل نہیں کیا جاتا- ہندو معاشرے میں تو ا

تصور بھی نہیں کیا جا سکتا-نہ جائیداد میں عورت کو حصہ دینے کا تصور ہے نہ بیوہ عورت کی کوئی عزت-برصغیر میں جب مجاہدین کی تحریک بالاکوٹ شروع ہوئی تو اس کے امیر نے جہاد کے ساتھ ساتھ معاشرے میں ان ہندووانہ رسوم کی اصلاح کی کوششیں بھی کیں جو مسلمانوں میں بھی در آئی تھیں-انہوں نے بہت سی بیوہ عورتوں کی شادیاں کرائیں جو اس وقت مسلمانوں میں بھی متروک ہو چکی تھیں-اس وقت ہندوؤں پر اس کے گہرے اثرات مرتب ہوئے-محبت و رحمت والے اسی فطری دین نے کملا کو بھی اپنی طرف کھینچ لیا-گہرے اور طویل مطالعہ کے بعد بالآخر اس نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا-11 دسمبر 99ء کو اس نے ایک ادبی سیمینار میں جب خطاب کرتے ہوئے کہا

بیوہ کملاداس ایسا دین کیوں نہ قبول کرتی جس کے پیغمبر ﷺ نے اپنی بیشتر شادیاں بیوہ اور مطلقہ عورتوں سے کیں

"مجھے ہندو دیوتاؤں پر بھروسہ نہیں رہا-میں نے اسلام کے روپ میں ایک ایسا مذہب دریافت کیا ہے جو محبت کا مذہب ہے اور خدا گناہوں کو معاف کرنے والا ہے-وہ رحیم ہے-اس لئے میں اسلام قبول کر رہی ہوں"

ہفت روزہ نئی دنیا-نئی دہلی (28 دسمبر 1999ء تا 3 جنوری 2000ء) کے مطابق کملاداس نے جب یہ الفاظ ادا کئے تو پوری محفل کو سانپ سونگھ گیا-کسی کو یقین نہیں آرہا تھا کہ 67 سالہ کملاداس کے یہ الفاظ ان کی کسی کتاب کا اقتباس نہیں بلکہ اپنی ذاتی زندگی کے تجربات اور مطالعہ کی عکاسی کر رہی ہیں-اس اعلان کے بعد کملا سے ثریا بننے والی نے اپنا گھر بھی بدل دیا-اس نے اپنے گھر سے جھوٹے معبودوں کی تمام مورتیاں اور پوسٹر نکال کر پھینک دیئے جس نے نہ صرف کیرالہ بلکہ پورے ہندوستان میں انتہا پسند ہندو تنظیموں پر دیوانگی طاری کر دی-انڈین ایکسپریس' ہندوستان ٹائمز اور میڈیا کی بڑی ٹیمیں اس سے انٹرویو کے لئے آنے لگیں-ثریا نے واضح طور پر کہہ دیا کہ بھگوان مورتیوں میں نہیں ہوتے-اس سے سنگھ پریوار میں خوب کھلبلی پھیلی-ثریا کو موت کی دھمکیاں بھی خوب دی گئیں لیکن اس کے ایمان میں کوئی لغزش نہ آئی-عام طور پر یہ لوگ پروپیگنڈہ کرتے تھے کہ ہندوؤں میں اسلام پیسہ' لالچ یا جبر کی وجہ سے پھیلا ہے-لیکن کملاداس ایسی شخصیات کے قبول اسلام میں اس طرح کا کوئی عنصر نہیں دکھایا جا سکتا-ایک انتہائی پڑھی لکھی اور مالی طور پر آسودہ خاندان کی کملا کے لئے ایسی کوئی مجبوری نہ تھی-

کملانے نہ صرف اسلام قبول کیا ہے بلکہ حقیقی معنوں میں اسلام کو اپنا لیا ہے-اس نے اسلامی پردے کو بھی مکمل طور پر اختیار کیا ہے-آج کل کی "مسلمان" عورتیں بھی جو پردے سے جان چھڑاتی ہیں اور آنکھ کے پردے کو ہی اصل پردہ قرار دے کر فرار کی راہ اختیار کرتی ہیں لیکن ثریا کو پردے کی ضرورت اور افادیت کے بارے میں مکمل شرح صدر ہے-اس نے ایک انٹرویو

کملانے نہ صرف اسلام قبول کیا ہے بلکہ حقیقی معنوں میں اسلام کو اپنا لیا ہے-اس نے اسلامی پردے کو بھی مکمل طور پر اختیار کیا ہے-آج کل کی "مسلمان" عورتیں بھی جو پردے سے جان چھڑاتی ہیں اور آنکھ کے پردے کو ہی اصل پردہ قرار دے کر فرار کی راہ اختیار کرتی ہیں لیکن ثریا کو پردے کی ضرورت اور

افادیت کے بارے میں مکمل شرح صدر ہے-اس نے ایک انٹرویو میں اس سوال پر کہ اسلام میں آپ کو سب سے زیادہ پرکشش بات کیا لگی' کہا-

"مجھے مسلمان عورتوں کا برقعہ بہت پسند ہے-میں پچھلے 24 برسوں سے پردے کو ترجیح دے رہی ہوں-جب کوئی عورت پردے میں ہوتی ہے تو اس کو احترام ملتا ہے-کوئی اس کو چھونے اور چھیڑنے کی ہمت نہیں کر سکتا-اس سے عورت کو مکمل تحفظ ملتا ہے"(ہفت روزہ نئی دنیا-نئی دہلی 28 دسمبر 99ء)

ثریا نے اب برقعہ کا استعمال بھی شروع کر دیا ہے- وہ پردے کے بغیر زندگی کو آزادی نہیں سمجھتی بلکہ ایسی آزادی کو عورت کیلئے زہر قاتل سمجھتی ہے-اس نے اس سوال پر کہ کیا برقعہ آپ کی آزادی کو متاثر نہیں کرتا کہا

"مجھے آزادی نہیں چاہئے-اب تو آزادی میرے لئے ایک بوجھ بن گئی ہے-مجھے اپنی زندگی کو باضابطہ اور باقاعدہ بنانے کے لئے گائیڈ لائن کی ضرورت تھی-ایک خدا کی تلاش تھی جو تحفظ دے...... پردے سے عورت کو مکمل تحفظ ملتا ہے-پردہ تو عورت کے لئے بلٹ پروف جیکٹ ہے"

ثریا نے اب اپنی پینٹنگ کے تصور کو بھی بدل دیا ہے اور کہا ہے کہ وہ اب اللہ کے رحم و کرم کو مختلف روپ میں ابھاریں گی-یقیناً اللہ نے دین اسلام کے ذریعے عورتوں پر جو رحمت کی برکھا برسائی ہے' ثریا اللہ کی اس رحمت و محبت کو کیوں نہ اجاگر کرے گی-یہی تو اس کا اب اثاثہ اور خزانہ ہے-ایسا خزانہ جو گمشدہ تھا-وہ ساری زندگی اسے پانے کے لئے جدوجہد کرتی رہی-بالآخر اس رحیم و کریم نے اس پر اپنا کرم کر دیا-اس نے وہ خزانہ' وہ نعمت اور وہ سب سے بڑی بھلائی پالی جس کے بارے میں رحمت للعالمین ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالی جس کے ساتھ کوئی بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے"

اللہ سے دعا ہے کہ ثریا کو قرآن و حدیث پر استقامت کے ساتھ چلنے کی پوری توفیق عطا فرمائے اور اس کا قبول اسلام راہ سے بھٹکے ہوئے سب مردوں اور عورتوں کے لئے باعث ہدایت بنائے-آمین-

بھگوان کے کہنے پر عورت کا سر قلم کر دیا۔

گوہاٹی (اے ایف پی) بھارتی ریاست تری پورہ نے قربانی کی خاطر ایک عورت کو سر قلم کر کے موت کے گھاٹ اتارنے کے الزام میں دو ہندوؤں کو گرفتار کیا ہے جنہوں نے اپنے جرم کا اقبال کر لیا ہے ایک مجرم نے اپنے بیان میں کہا کہ اسے بھگوان نے خواب میں یہ بتایا تھا کہ اگر وہ تین نوجوان عورتوں کی قربانی دے گا

یہ ہے ہندو دھرم میں عورت کی حیثیت

ان للہ وانا الیہ راجعون

بھائی ظہیر بابر' منیر شاکر آف 53 گ ب منصور پور (جڑانوالہ) کی والدہ محترمہ دل کے اٹیک کے باعث قضائے الہی سے انتقال کر گئی ہیں بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں-اللہ تعالی ان کی بشری لغزشوں سے درگزر فرما کر ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے-(آمین)

الدعوۃ فری ENT سرجیکل کیمپ

طیبہ ہسپتال نیلم روڈ چہلہ بانڈی مظفر آباد (آزاد کشمیر) میں مورخہ 3 اور 4 مارچ 2000ء کو آؤٹ ڈور چیک اپ اور مریض داخل کیئے جائیں گے 5 اور 6 مارچ 2000ء کو داخل مریضوں کے آپریشنز ہونگے-لہذا ناک کان اور گلہ کی امراض میں مبتلا مریض اس سہولت سے بروقت استفادہ کریں-مجاہدین اور مہاجرین کشمیر کو خصوصی ترجیح دی جائے گی-

منجانب: ڈاکٹرز مرکز الدعوۃ والارشاد پاکستان

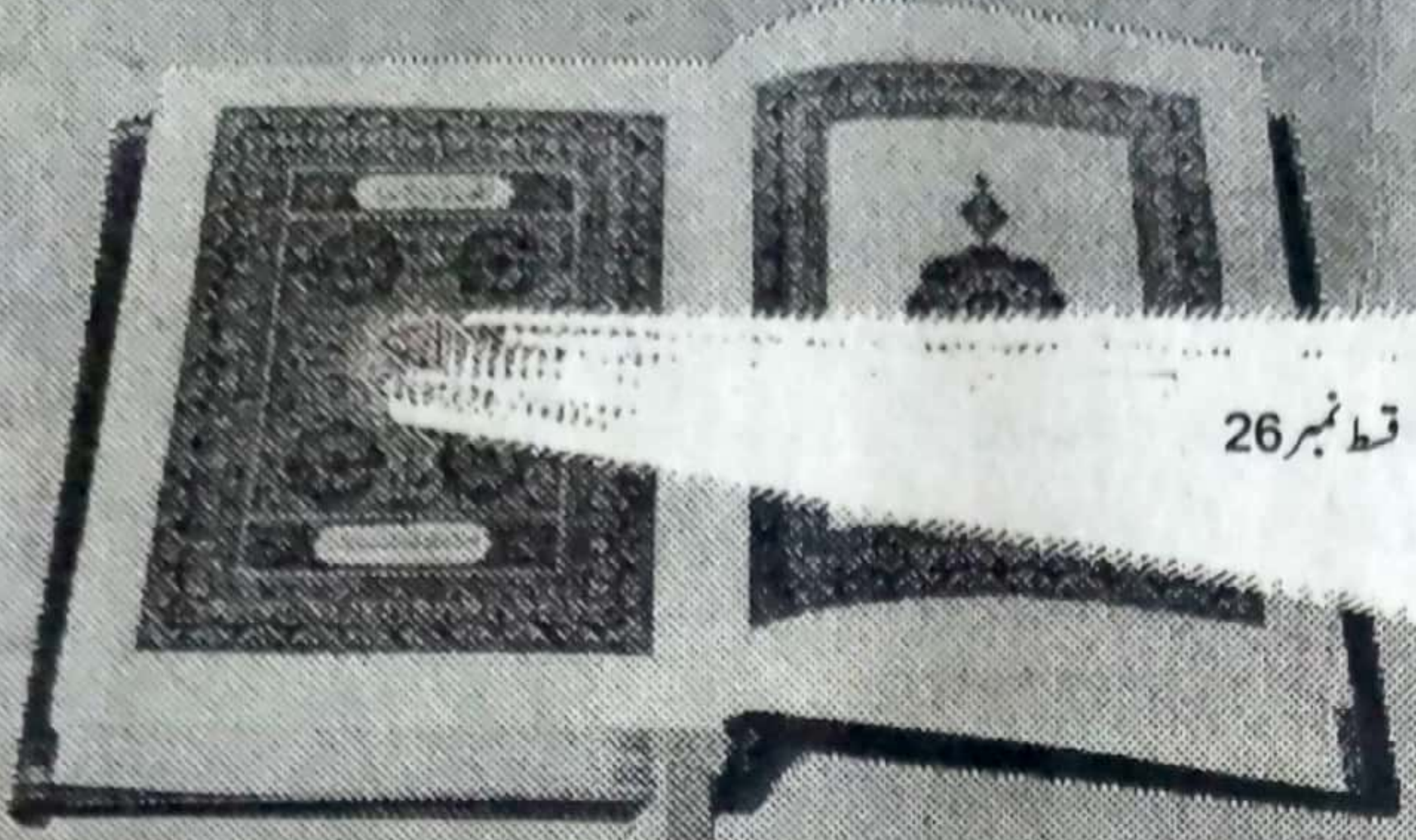

قسط نمبر 26

درس القرآن

سورہ الانعام کی تشریح و تفسیر

ابو عمر عبد الغفار المدنی حفظہ اللہ

ابراہیمؑ سے عیسیٰؑ تک سب ہی ہدایت یافتہ تھے - آپ ان کی پیروی کیجئے

وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَ نُوحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَ اَيُّوبَ وَ يُوسُفَ وَ مُوسٰى وَ هٰرُوْنَ ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۞ وَ زَكَرِيَّا وَ يَحْيٰى وَ عِيسٰى وَ اِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۞ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ الْيَسَعَ وَ يُوْنُسَ وَ لُوْطًا ؕ وَ كُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۞ وَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَ اِخْوَانِهِمْ وَ اجْتَبَيْنٰهُمْ وَ هَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۞ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۞ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ۞ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ۞ (انعام= 6: 84تا91)

”ہم نے ان (ابراہیم) کو اسحٰق دیا اور یعقوب - ہر ایک کو ہم نے ہدایت دی اور پہلے زمانہ میں ہم نے نوح کو ہدایت کی اور ان کی اولاد میں سے داؤد کو اور سلیمان اور ایوب کو اور یوسف کو اور موسیٰ کو اور ہارون کو اور اسی طرح ہم نیک کام کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں - اور (نیز) زکریا کو اور یحییٰ کو اور عیسیٰ کو اور الیاس کو یہ سب لوگ ہی نیکوں میں سے تھے - اور اسماعیل کو اور یسع کو اور یونس کو اور لوط کو اور ہر ایک کو تمام جہان والوں پر ہم نے فضیلت دی - اور (نیز) ان کے کچھ باپ دادوں کو اور کچھ اولاد کو اور کچھ بھائیوں کو اور ہم نے ان کو مقبول بنایا اور ہم نے ان کو راہ راست کی ہدایت کی - اللہ کی ہدایت وہ یہی ہے 'اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے 'اس کی ہدایت کرتا ہے اور اگر (بالفرض) یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے 'ان کے یہ سب اکارت ہو جاتے - یہ لوگ ایسے تھے کہ ہم نے ان کو کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کی تھی - سو اگر یہ لوگ نبوت کا انکار کریں گے تو ہم نے ان کے لئے ایسے بہت سے لوگ مقرر کر دیئے ہیں جو اس کے منکر نہیں ہیں - یہ ہی لوگ ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی تھی - سو آپ بھی ان کے ہی طریق پر چلئے - آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس پر کوئی معاوضہ نہیں چاہتا - یہ تو صرف تمام جہان والوں کے لئے ایک نصیحت ہے -

مفردات:

1- وَوَهَبْنَا لَهٗ إِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ= ہم نے اپنے فضل و کرم سے ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق و یعقوب عطا فرمائے۔

2- اِجْتَبَیْنَاهُمْ= ہم نے ان کو نبوت و رسالت کے لئے چن لیا۔

3- حَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ= ان کے اعمال ضائع اور باطل ہوئے۔ ان کو بالکل ثواب نہیں ملے گا۔

4- الحکم= کتاب میں فہم و فراست اور جملہ امور میں اصابت و درستگی۔

5- اقتدہ= اقتداء کا معنی اتباع ہے۔ یعنی آپ توحید میں گذشتہ انبیاء کی اقتداء و اتباع کریں۔ اقتدہ میں ھاء سکتہ کے لئے ہے۔

تفسیر:

گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان پر اپنے انعامات کا تذکرہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے مخالفین و مشرکین پر حجت و دلیل کے ساتھ غلبہ اور قوت عطا فرمائی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام پر ایک اور یہ احسان فرمایا کہ ان کو صالح اولاد عطا فرمائی جو پوری دنیا میں اہم و ممتاز مقام رکھتی ہے۔ ہم نے ان کو اپنے فضل و کرم سے اسحٰق اور اس کے بیٹے یعقوب علیہ السلام عطا فرمائے۔ آپ کو اپنے بیٹے اسحٰق کی خوشخبری بڑھاپے میں ملی جیسا کہ سورۂ ہود آیت نمبر 72·73 میں ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو پوتے یعقوب علیہ السلام کی خوشخبری بھی دی۔ یہ دونوں باپ بیٹا (اسحٰق و یعقوب) اللہ تعالیٰ کے نبی تھے۔ یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل ہے۔ یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے۔ جس کا معنی عبداللہ ہے یعنی اللہ کا بندہ۔ ان کی اولاد کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے۔ آگے فرمایا کہ ہر ایک کو ہم نے ہدایت دی۔ والد، بیٹے، پوتے سب کو نبی بنایا۔ سیدنا ابراہیم اور انکے بیٹے اسحٰق اور ان کے بیٹے یعقوب سب اللہ تعالیٰ کے نبی تھے۔

اس سے پہلے ہم نے نوح علیہ السلام کو ہدایت دی یعنی ان کو بھی نبی بنایا۔ ان کا ذکر خاص طور پر اس لئے کیا کہ وہ اولو العزم رسل علیہم السلام میں سے ایک ہیں۔ ان کی اولاد میں سے داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ و ہارون علیہم السلام کو ہدایت دی یعنی ان سب کو ہم نے نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا اور ہم نیک کام کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں کہ ان کو اپنی طرف سے رشد و ہدایت سے نوازتے ہیں۔

(وَ مِن ذُرِّيَّتِهٖ) ضمیر کا مرجع نوح علیہ السلام بھی ہو سکتے ہیں کہ قریب مذکور وہی ہیں اور اس لئے بھی کہ اولاد کے ذکر میں آگے لوط علیہ السلام کا ذکر بھی موجود ہے۔ اور وہ نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے نہیں کیونکہ وہ ان کے بھتیجے ہیں (برادر زادے) آیت کا مفہوم اس طرح ہوگا کہ جناب نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان علیہما السلام اور دوسرے پیغمبروں کو ہدایت دی اور مِن ذُرِّيَّتِهٖ میں ضمیر کا مرجع جناب ابراہیم علیہ السلام بھی ہو سکتے ہیں کیونکہ ساری گفتگو اور تذکرہ ان کے بارے ہے۔ پھر انکی اولاد کے ضمن میں لوط علیہ السلام کا ذکر اس لئے ہوگا کہ وہ ان پر ایمان لائے تھے یا ان کا ذکر تغلیباً ہے جیسے سورۂ بقرہ آیت نمبر 133 میں جناب اسماعیل علیہ السلام کو یعقوب علیہ السلام کی اولاد کے آباء میں ذکر کیا گیا ہے۔ حالانکہ وہ ان کے چچا ہیں۔ اس صورت میں معنی اس طرح ہوگا کہ جناب ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے جناب داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ اور ہارون علیہم السلام کو ہدایت دی اور ان کو نبی بنایا اور ہم احسان کی راہ اور نیکی کی راہ اختیار کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔

اور زکریا، یحیٰی، عیسیٰ اور الیاس علیہم السلام کو ہدایت دی۔ یہ سب اپنے اخلاق و اعمال میں صالح اور نیک تھے۔ بلکہ صالحین کے امام و مقتداء تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کامل طور پر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ مخلوق کے حقوق کا بھی پورا پورا خیال رکھنے والے تھے۔ ان کو صالح اور صفت صلاح سے اس لئے متصف فرمایا گیا کہ سب زاھد اور دنیا سے اعراض کرنے والے تھے۔

اسماعیل (جو اولاد آدم کے سردار محمد ﷺ اور تمام عرب کے باپ ہیں)، یسع، یونس اور لوط علیہم السلام کو ہدایت دی۔ یعنی ان سب کو نبوت سے سرفراز فرمایا اور ہر ایک کو ہم نے جہان والوں پر فضیلت و فوقیت دی کیونکہ انبیاء و رسل علیہم السلام تمام انسانوں میں افضل و اعلیٰ ہیں۔ یہ فضیلت اپنے اپنے زمانہ اور وقت کے لحاظ سے ہے ورنہ مطلق طور پر ساری دنیا اور ہر زمانہ کے لحاظ سے سب سے افضل و اعلیٰ اور برتر صرف محمد ﷺ ہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر جناب نوح یا جناب ابراہیم علیہما السلام کی اولاد میں اس لئے کیا گیا ہے۔ (اگرچہ ان کا باپ نہیں تھا) کہ لڑکی کی اولاد بھی ذریت رجال میں ہی شمار ہوتی ہے۔ جیسے رسول اللہ ﷺ نے اپنے نواسے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو اپنا بیٹا قرار دیا کہ یہ میرا بیٹا سردار ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کروائے گا= (صحیح بخاری - کتاب العلم :باب قول النبی للحسن بن علی ابنی هذا سید)۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مذکورہ انبیاء و رسل علیہم السلام کے اصول (آباء) اور فروع (انبیاء) اور اخوان میں سے بھی بعض کو ہم نے رشد و ہدایت سے نوازا اور ان کو چن کر اپنے خاص بندوں میں شمار فرمایا اور ان کو صراط مستقیم یعنی دین اسلام عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی ہدایت وہ یہی ہے، اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے ہدایت کرتا ہے۔ اور اگر بفرض محال یہ حضرات بھی شرک کرتے تو انکے بھی سب اعمال ضائع و برباد ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ انبیاء و رسل علیہم السلام کا ذکر کر کے ارشاد فرمایا کہ اگر مقام نبوت و رسالت سے سرفراز اور دنیا میں نمایاں مقام رکھنے والے یہ حضرات بھی شرک کرتے تو ان کے اعمال بھی ضائع و برباد ہو جاتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ کو خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ - (الزمر :65)

"اے پیغمبر! اگر تو نے بھی شرک کیا تو تیرے سارے عمل برباد ہو جائیں گے۔"

اگرچہ پیغمبروں سے شرک کا وقوع و صدور ناممکن ہے لیکن مقصد ان کی امتوں کو شرک کی ہلاکت و تباہی سے آگاہ کرنا ہے۔ قرآن مجید میں 25 پیغمبروں کا ذکر ہے۔ جن میں سے اٹھارہ ان آیات میں مذکور ہیں۔ باقی ادریس، ھود، صالح، شعیب، ذوالکفل، عزیر اور آدم علیہم السلام دوسری سورتوں میں مذکور ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ مذکورہ انبیاء و رسل علیہم السلام ایسے لوگ تھے کہ ہم نے ان کو کتاب اور کتاب کی فہم و فراست اور نبوت عطا کی تھی۔ آپ بھی ان کی طرح نبی ہیں۔ اگر اہل کفر و شرک آپ کی نبوت و رسالت کا انکار کرتے رہیں تو کرتے رہیں۔ ہم نے بہت سارے ایسے لوگ مقرر کر دیئے ہیں جو منکر نہیں بلکہ ایمان لانے والے اور تسلیم کرنے والے ہیں۔ وہ مذکورہ انبیاء و رسل اور موجودہ قوم مہاجرین و انصار ہیں۔

آگے فرمایا کہ مذکورہ انبیاء و رسل ایسے لوگ تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی تھی۔ پس آپ بھی ان کی اقتداء کریں۔ توحید اور ان احکام میں جو منسوخ نہیں ہوئے کیونکہ اصول دین تمام شریعتوں میں ایک ہی رہے ہیں گو شرائع اور مناہج میں اختلاف تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْ أَوْحَيْنَا اِلَيْكَ وَ مَا وَصَّيْنَا بِهٖ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۞ (الشوریٰ:13)

"اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا ہے جس کے قائم کرنے کا اس نے نوح علیہ السلام کو حکم دیا تھا اور ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں

باقی صفحہ 51 پر

قسط نمبر :27

مسلمان کو گالی دینے اور اس سے لڑنے پر وعید

1401/7

وَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ:((سِبَابُ المُسلِمِ فُسُوقٌ وَ قِتَالُہٗ کُفرٌ))(متفق علیه)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان کو گالی دینا فسوق (نافرمانی) ہے اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔“

تخریج:بخاری:6044۔مسلم (الایمان) وغیرھما.دیکھئے تحفه الاشراف:7/35،7/55،7/39،7/130،7/153،7/129 ،7/314،7/349)

مفردات :

سباب۔ سَبَّ یَسُبُّ (نصر ینصر) کا مصدر سَبٌّ اور سِبَابٌ دونوں طرح آتا ہے جس کا معنی گالی دینا ہے ۔ بعض نے کہا ہے یہاں سباب باب مفاعلہ میں سے ہے۔ یعنی دونوں جانب سے گالی گلوچ کرنا۔ اَلسُّبَّۃ ۔ جسے گالی دی جائے، دبر کو بھی سُبَّۃ کہا جاتا ہے کیونکہ گالی دیتے وقت اسی کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ ابراہیم حربی نے فرمایا :سِبَابٌ ، سَبٌّ سے زیادہ سخت اور تکلیف دہ گالی کو کہتے ہیں۔ کیونکہ سباب کا مطلب ہے کہ کسی آدمی کے ان عیوب کا ذکر کیا جائے، جو اس میں ہیں اور ان کا بھی جو اس میں نہیں ہیں۔

قِتَالٌ:باب مفاعلہ کا مصدر ہے ایک دوسرے سے لڑنا۔

فسوق:نصر ینصر کا مصدر ہے ۔فسق یفسق فسقا و فسوقا۔ لغت میں اس کا معنی ”نکلنا“ ہے۔ شرع میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم سے نکلنا مراد ہے۔ شرع میں یہ عصیان سے سخت ہے۔ وَکَرَّہَ اِلَیکُمُ الکُفرَ وَ الفُسُوقَ وَالعِصیَانَ (الحجرات :7) اور اس نے کفر ،فسوق اور عصیان کو تمہارے لئے ناپسند بنادیا۔(فتح الباری)

فوائد :1۔ مسلمان کو گالی دینا اللہ کے حکم کی نافرمانی ہے ۔ یہ مقابلے میں بھی جائز نہیں کیونکہ مقابلے میں بھی زیادتی سے بچنا مشکل ہے۔

2۔ اگر کوئی ابتداء میں گالی دے تو اس سے بدلہ لے لینا جائز ہے اگرچہ بہتر صبر ہے۔ ” وَلَمَنِ انتَصَرَ بَعدَ ظُلمِہٖ فَاُولٰئِکَ مَاعَلَیہِمْ مِنْ سَبِیلٍ (الشوریٰ:41)

”جو شخص ظلم کئے جانے کے بعد بدلہ لے لے تو ان لوگوں پر کوئی گرفت نہیں۔“

وَلَمَنْ صَبَرَ وَ غَفَرَ اِنَّ ذٰلِکَ لَمِنْ عَزْمِ الأُمُورِ (الشوریٰ 43:)

”اور جو شخص صبر کرے اور معاف کردے تو یقینا یہ ہمت کا کام ہے۔“

3۔بدلہ لینے میں شرط یہ ہے کہ صرف اتنی گالی دے جتنی اسے دی گئی ہے زیادتی نہ کرے اور نہ وہ بات کرے جو جھوٹ ہو۔ اس صورت میں دونوں کا گناہ گالی کی ابتداء کرنے والے پر ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

اَلْمُستَبَّانِ مَاقَالاَ فَعَلَی البَادِیِ مَالَمْ یَعتَدِ المَظلُومُ مسلم عن ابی ہریرۃ:2587)

” دو گالی گلوچ کرنے والے جو کچھ بھی کہیں اس کا گناہ پہل کرنے والے پر ہے جب تک مظلوم زیادتی نہ کرے۔“

اگر دونوں ہی ایک دوسرے پر جھوٹ باندھیں دونوں گناہ گار ہیں ۔ اگرچہ پہل کرنے والا پہل کا مجرم ہے۔ عیاض بن حمار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

اَلْمُستَبَّانِ شَیطَانَانِ یَتَہَاتَرَانِ وَ یَتَکَاذَبَانِ (صحیح ابن حبان :5696)

” آپس میں گالی گلوچ کرنے والے دونوں شیطان ہیں کہ ایک دوسرے کے مقابلے میں بدزبانی کرتے ہیں اور ایک دوسرے پر جھوٹ باندھتے ہیں۔“

4۔” مسلمان کو گالی دینا فسق ہے “اس سے معلوم ہوا کافر کو گالی دے سکتا ہے خصوصاً جب وہ محارب (حالت جنگ میں) ہو۔ اس وقت اسے ذلیل کرنے کے لئے ا

الفاظ استعمال کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ عروہ بن مسعود نے حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ سے کہا تھا کہ آپ کے ارد گرد ادھر ادھر کے لوگ جمع ہیں جب جنگ ہوئی تو یہ بھاگ جائیں گے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسے مخاطب کر کے فرمایا تھا:

اِمصَص بَظرَ اللاّتِ الخَسِنُ نَضیرُ عَنہ (بخاری: الشروط/15)

"جاؤ جا کر لات کی شرم گاہ کو چوسو کیا ہم آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے؟"

5۔ اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے "لڑائی کرنا گالی دینے سے سخت ہے" اس لئے اس پر حکم بھی سخت ہے۔

6۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے: "کہ کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے انسان مؤمن نہیں رہتا بلکہ ملت اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمان سے لڑائی کو کفر قرار دیا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا:

لَا تَرجِعُوا بَعدِیْ کُفَّارًا یَضرِبُ بَعضُکُم رِقَابَ بَعضٍ (بخاری=کتاب العلم:43)

"میرے بعد دوبارہ کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔"

خارجی لوگوں کا یہی مؤقف ہے۔ اسی بنا پر انہوں نے علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے کئی لوگوں کو بزعم خویش کبیرہ کا مرتکب ہونے کی بنا پر کافر قرار دیا۔

مگر ان احادیث سے یہ مطلب نکالنا درست نہیں۔ بلکہ یہ شریعت کے قواعد اور قرآن و حدیث کی صریح نصوص کے خلاف ہے۔

7۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں کفر کا لفظ دو معنوں میں استعمال ہوا ہے: ایک وہ کفر جس سے مراد خروج عن الاسلام ہے، جس کا مرتکب اسلام سے خارج اور ابدی جہنمی ہے یہ کفر جحود اور بڑا کفر ہے۔ یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی کوئی بات ماننے سے انکار کر دینا۔ یہ جانتے ہوئے کہ یہ بات واقعی اللہ تعالیٰ نے یا اس کے رسول ﷺ نے فرمائی ہے اور اس انکار کو درست سمجھنا۔

کفر کی دوسری قسم کو امام بخاری رحمہ اللہ اور دوسرے ائمہ نے "کفر دون کفر" (بڑے کفر سے کم تر کفر) یعنی اسلام میں رہ کر کفر کے کسی کام کا ارتکاب کرنا۔ اس کفر کے ارتکاب سے آدمی ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق ایمان کی ساٹھ (60) یا ستر (70) سے زیادہ شاخیں ہیں جن میں سب سے چھوٹی شاخ راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا ہے اور حیاء ایمان کی ایک شاخ ہے۔ (صحیح مسلم=کتاب الایمان:12)

ایمان کی ان تمام شاخوں کی ضد جتنے کام ہیں سب کفر کے کام ہیں۔ مثلاً زنا، چوری، قتل، بہتان، بے حیائی، وغیرہ سب کفر کے کام ہیں۔ مگر کفر کے ہر کام کے ارتکاب سے آدمی ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔ مثلاً اگر کوئی شخص اسلام قبول کر لینے، توحید و رسالت کی شہادت ادا کرنے، نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور عملی طور پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے تابع فرمان ہو جانے کے بعد کسی گناہ مثلاً قتل، زنا، چوری وغیرہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ مگر ان کاموں کو جائز نہیں سمجھتا نہ ہی اللہ اور اس کے رسول کی کسی بات کا انکار کرتا ہے، تو یہ شخص گناہ گار مسلم ہے۔ یہ نہ اسلام سے خارج ہے نہ ابدی جہنمی۔ ہاں اس نے جو گناہ کیا ہے وہ کفر اور جاہلیت کا کام ہے۔ اس لئے اس کے متعلق اگر کہیں کافر کا لفظ استعمال ہوا ہے تو اس کا معنی بھی کفر کے کام کا ارتکاب کرنے والا ہے۔ یہ نہیں کہ وہ ملت اسلام سے خارج ہے اور نہ یہ کہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور اس کی بخشش کی کوئی صورت نہیں۔

اس تفصیل کی دلیل کے لئے چند آیات و احادیث پر غور کریں۔

(۱)۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغفِرُ اَن یُّشرَكَ بِہٖ وَ یَغفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَن یَّشَاءُ (النساء:48،116)

"یقیناً اللہ تعالیٰ اس بات کو معاف نہیں فرمائے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے اور اس کے علاوہ چیزیں جسے چاہے گا بخش دے گا۔"

اس سے معلوم ہوا کہ مشرک جو شرک پر فوت ہو اس کی بخشش کی کوئی صورت نہیں ہاں مؤمن کے گناہ اللہ چاہے گا تو بخش دے گا۔ چاہے تو سزا دے کر جہنم سے نکال لے گا۔

(۲)۔ شفاعت کی تمام احادیث اس بات کی دلیل ہیں کہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنے والا مومن ملت اسلام کا فرد ہے اور اسے اللہ چاہے گا تو شفاعت کے ذریعے جہنم سے نکال دے گا اور چاہے گا تو محض اپنے فضل و کرم سے بغیر کسی کی شفاعت کے جہنم سے نکال دے گا۔

(۳)۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِن طَائِفَتَانِ مِنَ المُؤمِنِینَ اقتَتَلُوا فَاَصلِحُوا بَینَھُمَا (الحجرات:۹)

"اگر مومنوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان دونوں کے درمیان صلح کروا دو۔"

اس کے بعد والی آیت میں فرمایا:

اِنَّمَا المُؤمِنُونَ اِخوَۃٌ فَاَصلِحُوا بَینَ اَخَوَیکُم۔

"مؤمن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کروا دو۔"

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان آپس میں لڑائی کے باوجود مؤمن ہیں ان کی ایمانی اخوت ختم نہیں ہوتی کہ وہ ملت اسلام سے خارج ہو جائیں۔

اسی طرح قصاص کی آیات میں قاتل کو اور مقتول کے ورثاء کو بھائی قرار دیا، فرمایا:

فَمَن عُفِیَ لَہٗ مِن اَخِیہِ شَیءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالمَعرُوفِ وَاَدَاءٌ اِلَیہِ بِاِحسَانٍ (البقرۃ:178)

"تو جس شخص کو اپنے بھائی کی طرف سے کوئی چیز معاف کر دی جائے تو پیچھا کرنا ہے اچھے طریقے سے اور اس کی طرف ادا کرنا ہے احسان کے ساتھ۔"

معلوم ہوا کہ قتل کے باوجود قاتل مسلمان ہے اور مقتول کے وارثوں کا دینی اور ایمانی بھائی۔

یہی وجہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان یا طلحہ و زبیر و عائشہ رضی اللہ عنھم اور علی رضی اللہ عنہ اور خوارج کے درمیان جو جنگیں ہوئیں، اپنے بالمقابل لڑنے والے کسی شخص کو صحابہ کرام نے کافر قرار نہیں دیا نہ ان کی عورتیں اور بچوں کو لونڈی اور غلام بنایا نہ ان کے مال کو مال غنیمت بنایا۔ اگر وہ انہیں کافر قرار دیتے تو مسیلمہ کذاب کے پیروکاروں کی طرح ان کے اموال کو مال غنیمت بناتے اور ان کے بچوں اور عورتوں کو غلام لونڈی بناتے۔

ان آیات اور صحابہ کرام کے اجماع سے ثابت ہوا کہ حدیث میں مسلمان سے لڑنے کو جو کفر قرار دیا گیا ہے اور آپس میں لڑنے والوں کو کافر قرار دیا گیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ مسلمان سے لڑنا کفر کا کام ہے ایمان کا نہیں اور اس کا ارتکاب کرنے والا کفر کے کام کا ارتکاب کرنے والا ہے۔ یہ نہیں کہ مسلمان سے لڑنا اسلام سے خارج ہونا ہے اور نہ یہ کہ مسلمان سے لڑنے والا ملت اسلام سے خارج ہے۔

4۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کئی صحابہ سے قتل، زنا، چوری، بہتان، شراب نوشی اور دوسرے گناہوں کا صدور ہوا آپ نے ان پر اللہ کی مقرر کردہ حدیں لگائیں۔ مگر نہ کسی کو کافر قرار دیا نہ ملت اسلام سے خارج قرار دیا نہ ہی کسی کو مرتد قرار دے کر اس پر ارتداد کی حد (قتل) لگائی۔

8۔ مسلمان کو گالی دینے کو فسق اور اس سے لڑنے کو کفر قرار دینے سے ان گناہوں کی قباحت اور شناعت صاف ظاہر ہے، اہل ایمان کو فسق اور کفر کا ارتکاب کسی طور پر زیب نہیں دیتا۔

باقی صفحہ 51 پر

احکام قربانی

جانوروں کو اللہ کی رضا کے لئے ذبح کرنا

جانوروں کو خالص اللہ کی رضا و خوشنودی اور اسی کے نام پر ذبح کرنا چاہئے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ☆ (انعام:162)

" آپ کہہ دیں یقیناً میری نماز' میری قربانی' میری زندگی اور میری موت اللہ رب العالمین کے لئے ہے"

جانوروں کو غیر اللہ کے تقرب کے لئے ذبح کرنا یا ایسی جگہ ذبح کرنا جہاں غیر اللہ کی عبادت و پرستش ہوتی ہو' ناجائز و حرام ہے۔

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَہُ وَ لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ وَ لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ آوٰی مُحْدِثًا وَ لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ غَیَّرَ ھٰذَا الْأَرْضَ (مسلم: 141/13)

"اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس آدمی پر جو اپنے والد پر لعنت کرے۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس آدمی پر جو غیر اللہ کے لئے ذبح کرے' اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ایسے آدمی پر جو کسی بدعتی کو پناہ دے اور اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ایسے آدمی پر جو زمین کی علامات کو بدلے۔"

معلوم ہوا کہ مسلمان آدمی جانوروں کو اللہ کی رضا و خوشنودی کی خاطر ذبح کرتا ہے اور غیر اللہ کے تقرب کیلئے جانوروں کے ذبح کرنے سے اجتناب کرتا ہے اور اللہ کی لعنت سے ڈرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا معمول نیز قربانی کا جانور کیسا ہو؟

نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ میں قربانی کیا کرتے تھے۔

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

«أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَحَرَ سَبْعَ بَدَنَاتٍ بِیَدِہِ قِیَامًا وَ ضَحّٰی بِالْمَدِیْنَۃِ بِکَبْشَیْنِ أَقْرَنَیْنِ أَمْلَحَیْنِ» (ابو داؤد = کتاب الضحایا باب ما یستحب من الضحایا: 2793)

"بلاشبہ نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ سے کھڑے کھڑے سات اونٹ نحر کئے اور مدینہ میں دو سینگوں والے چتکبرے (سفید و سیاہ) مینڈھے ذبح کئے۔"

اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا:

" کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُضَحِّیْ بِکَبْشٍ أَقْرَنَ فَحِیْلٍ یَنْظُرُ فِیْ سَوَادٍ وَ یَأْکُلُ فِیْ سَوَادٍ وَ یَمْشِیْ فِیْ سَوَادٍ۔ (ابو داؤد = کتاب الضحایا: 2796- ابن ماجہ - ترمذی)

" رسول اللہ ﷺ موٹا تازہ سینگوں والا مینڈھا ذبح کرتے تھے جس کی آنکھیں' منہ اور ٹانگیں سفید ہوتیں۔"

مبشر احمد ربانی

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَذْبَحُوْا إِلَّا مُسِنَّۃً إِلَّا أَنْ یَّعْسُرَ عَلَیْکُمْ فَتَذْبَحُوْا جَذَعَۃً مِّنَ الضَّأْنِ (مسلم: 117/13)

" دو دانتوں والے کے سوا ذبح نہ کرو' ہاں اگر تمہارے اوپر تنگی ہو تو بھیڑ کا کھیرا ذبح کر لو۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اونٹ' گائے اور بکری کی قربانی کے لئے دو دانتا ہونا ضروری ہے اور دو دانتا نہ ملے تو کھیرا مینڈھا ذبح کر سکتے ہیں۔ عسرت اور تنگی کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں۔

1- دو دانتا ملنا دشوار ہو۔

2- دو دانتا ملتا ہو لیکن قربانی کرنے والے پر تنگی ایسی ہو کہ اسے خریدنے کی ہمت نہ ہو۔

ان ہر دو صورتوں کی وجہ سے بھیڑ کا کھیرا قربانی دیا جا سکتا ہے۔

جن جانوروں کی قربانی جائز نہیں

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَیْنَ وَ الْأُذُنَیْنِ وَ لَا نُضَحِّیْ بِعَوْرَاءَ وَ لَا مُقَابَلَۃٍ وَ لَا مُدَابَرَۃٍ وَ لَا خَرْقَاءَ وَ لَا شَرْقَاءَ۔

(ابو داؤد = باب ما یکرہ من الضحایا: 2804- نسائی: 216/7- ابن ماجہ: 3142'3143- مستدرک حاکم: 224/4- مسند احمد: 80/1'90'101'105'108)

" علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم جانوروں کی آنکھیں اور کان اچھی طرح دیکھیں اور بھینگا' یا جس کا کان اوپر یا نیچے سے کٹا ہو یا جس کے کان لمبائی میں چرے ہوئے ہوں یا جس کے کان میں گول سوراخ ہو قربانی نہ کریں۔"

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أَرْبَعٌ لَا تَجُوْزُ فِی الْأَضَاحِیْ: الْعَوْرَاءُ بَیِّنٌ عَوَرُھَا وَالْمَرِیْضَۃُ بَیِّنٌ مَرَضُھَا وَ الْعَرْجَاءُ بَیِّنٌ ظَلْعُھَا وَالْکَسِیْرُ الَّتِیْ لَا تُنْقِیْ (ابو داؤد: 2-28- ابن خزیمہ: 2912- ابن حبان: 1046'1047- المنتقی لابن الجارود: 481'907- مستدرک حاکم: 468/1)

"چار جانوروں کی قربانی جائز نہیں- بھینگا' جس کا بھینگا پن ظاہر ہو- بیمار' جس کی بیماری واضح ہو- لنگڑا' جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو- ایسا لاغر جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو-

قربانی کرنے والا ذوالحجہ کا چاند دیکھنے کے بعد ناخن وغیرہ نہ اتروائے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ " إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَأَرَادَ بَعْضُکُمْ أَ

يُضحّي فلا يمسّ منْ شعرِه وبشره شيئًا و فيْ روايةٍ فلا يأخذ منْ شعْرِه و لا أظفارِه - رواه مسلم' مشكوة المصابيح:1459)

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب عشرہ ذوالحجہ داخل ہو اور تم میں سے کسی کا قربانی کا ارادہ ہو' وہ اپنے بالوں اور کھال سے کوئی چیز نہ پکڑے اور ایک روایت میں وہ بال نہ کاٹے' ناخن نہ تراشے - ایک اور روایت میں ہے' جو ذی الحجہ کا چاند دیکھے اور قربانی کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اپنے بال اور ناخن نہ تراشے -

قربانی کا وقت

قربانی کا وقت نماز عید کے بعد شروع ہوتا ہے - جو آدمی نماز سے پہلے ذبح کرے خواہ وہ دیہاتی ہو یا شہری' اس کی قربانی نہیں ہوتی - جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" منْ كانَ ذبحَ قبْلَ أنْ يُصلّيَ أو نُصلّيَ فليَذبح مكانَها أخرىٰ " متفق عليه (مشكوة المصابيح :1472)

"جس شخص نے خود نماز پڑھنے سے پہلے یا ہمارے نماز پڑھنے سے پہلے ذبح کیا' وہ اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرے -"

قربانی کیسے ذبح کی جائے

بہتر ہے کہ آدمی اپنے ہاتھ سے ذبح کرے - اگر کوئی دوسرا مسلمان اس کی جگہ پر ذبح کر دے تو بھی جائز و درست ہے - اونٹ کا ایک گھٹنا باندھ کر کھڑا کر کے نحر کیا جائے یعنی اس کی گردن کے گڑھے میں نیزہ وغیرہ مارا جائے حتی کہ سارا خون بہہ جائے - دوسرے جانوروں کو لٹا کر پہلو پر قدم رکھیں اور تیز چھری کے ساتھ "بسم اللہ واللہ اکبر" کہہ کر ذبح کریں - (مسلم : 120/13)

قربانی میں حصہ

اونٹ کی قربانی میں دس اور گائے کی قربانی میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں - عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

كُنّا معَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فيْ سَفرٍ فحضرَ النّحرُ فاشْترَكْنا فيْ البَعيرِ عنْ عشرةٍ والبَقرةِ عنْ سَبعةٍ "(نسائى = كتاب الضحايا : باب ما تجزى عنه البَدَنَةُ فى الضحايا :4404- ترمذی= کتاب الحج :باب ما جاء فى الاشتراك فى البدنة والبقرة:905- ابن ماجہ = كتاب الأضاحى باب عن كم تجزى البدنة والبقرة : 3131- مسند احمد :275/1- متدرک حاکم :230/4)

"ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے تو قربانی آگئی - ہم اونٹ میں دس اور گائے میں سات آدمی شریک ہوئے -"

متفرق مسائل :

1- سب گھر والوں کی طرف سے ایک جانور کفایت کر جاتا ہے -(صحیح الترمذی :90/2)

2- قربانی کا گوشت غرباء و مساکین پر صدقہ کر سکتا ہے' دوست واحباب عزیز و اقارب کو تحفہ دے سکتا ہے اور خود بھی جتنی ضرورت ہو کھا سکتا ہے -"

ارشاد باری تعالی ہے :

﴿ فكُلُوا منْها و اطْعمُوا القانعَ والمُعترّ ﴾ (الحج:36)

" پس ان (کے گوشت) سے کھاؤ اور نہ مانگنے والے اور مانگنے والے دونوں کو کھلاؤ -"

3- اگر کچھ دنوں کے لئے بچا کر رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے - رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

كُلُوا وَ ادّخِرُوا وَ تَصدّقُوا "(مسلم:131/13)

" کھاؤ' ذخیرہ کرو اور صدقہ کرو -"

4- قربانی کی کھالیں فقراء و مساکین جو اللہ کی راہ میں روک دیئے گئے ہیں انہیں دے دے - قربانی کے جانوروں کی جلیں (کھالیں) تقسیم کر دے اور قصاب کو قربانی کی کھال وغیرہ اجرت میں نہ دے -(بخاری :1716` 1717)

5- عورت بھی ذبح کر سکتی ہے :(بخاری مع فتح الباری تعلیقاً)

یاد رہے قربانی کی کھال کا وہی مصرف ہے جو قربانی کے گوشت کا ہے یعنی گوشت کی طرح چاہے تو خود اپنے استعمال میں لے آئے یا کسی کو تحفہ دے دے یا کسی مسکین و فقیر پر صدقہ کر دے یا کسی دینی ادارے یا مجاہد فی سبیل اللہ کو دے دے - اگر اللہ کی راہ میں لڑنے والے مجاہد کیلئے دے تو بہتر ہے اور بہت سے مجاہدین ایسے ہیں جو فقراء و مساکین کے زمرے میں بھی شامل ہیں بلکہ اللہ کی راہ میں لڑنے کے لئے بے تاب ہیں اور اسباب جہاد و قتال سے محروم ہیں - پھر بہت سے شہداء کے ورثاء 'یتیم بچے' بیوگان کا حق تو فائق تر ہو جاتا ہے اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے :

"جس نے کسی غازی کے بعد اس کے گھر والوں کی اچھے طریقے سے خبر گیری کی' اس نے بھی جہاد کیا -"(مشکوۃ = کتاب الجہاد :3797- متفق علیہ)

مجاہدین کو قربانی کی کھالیں دینے کے بارے راقم الحروف کی کتاب " آپ کے مسائل اور ان کا حل" جلد دوم' ص :319 تا 323 ملاحظہ ہو -

الدعوۃ ماڈل سکول کے طلباء کا دعوتی کردار

الدعوۃ ماڈل کے طلباء علم و عمل کے پیکر اور دین اسلام کے سچے داعی ہوتے ہیں چھوٹے چھوٹے بچے دعوت دین کے جذبہ سے سرشار حیران کن کارنامے سرانجام دیتے رہتے ہیں - ایسے ہی ایک ننھے طالب علم کا دعوتی انداز قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے -

الدعوۃ ماڈل سکول مرکز طیبہ کے طلباء اپنے استاد کے ہمراہ روزانہ سادھوکی سے بس پر اپنے سکول جاتے - بس پر سوار ہوتے ہی استاد ریکارڈنگ بند کروا دیتا - ایک روز ڈرائیور نے تھوڑی دیر ریکارڈنگ بند کرنے کے بعد دوبارہ چلا دی - طلباء نے فوراً اپنے کانوں میں انگلیاں لے لیں - بس میں موجود مسافر حیران تھے کہ آخر ان طلباء کو کس چیز نے ایسا کرنے پر مجبور کیا ہے - اور سب سے زیادہ حیرانگی کی بات یہ تھی کہ یہ طلباء بہت چھوٹے تھے - سکول میں ان کا پہلا سال تھا - چار پانچ سال کی عمر میں ان کو سنت رسول ﷺ کا درس کیسے یاد ہو گیا؟ درحقیقت یہ اسلام ہی ہے جو چھوٹی عمر میں ہی بچوں میں فہم و ادراک کی عظیم صلاحیت پیدا کر دیتا ہے - انہیں بچوں میں سے ایک طالب علم (عثمان افضل) ایک روز سکول میں اپنے استاد کے پاس آکر ہچکیاں لے لے کر رونے لگا - استاد نے بچے کو حوصلہ دیا اور پوچھا اس قدر پریشانی کا سبب کیا ہے - اس قدر چھوٹی عمر کا بچہ کہ جس عمر میں عام بچے کھانے پینے' مار کٹائی یا پیسوں کے لئے روتے ہیں کہنے لگا -" میں اپنے بڑے بھائی کو بار بار سمجھاتا ہوں کہ گانے نہ سنو وہ ٹیپ ریکارڈر پر گانے سننے سے باز نہیں آتا بلکہ مجھ سے جھگڑتا ہے -" استاد صاحب نے ثابت قدمی' نرمی اور خوش اخلاقی اختیار کرنے پر زور دیا - بھائی کے سدھر جانے (اسلامی مستقبل) کی امید دلائی - طالب علم مسکراتا ہوا خوش و خرم لوٹ گیا - اس نے دعوت جاری رکھی بالآخر اگلے ہی سال اس کا بڑا بھائی نہ صرف موسیقی اور ایسی دیگر خرافات ترک کر چکا تھا بلکہ وہ بھی الدعوۃ ماڈل سکول مرکز طیبہ میں داخلہ لے چکا تھا -

الدعوۃ ماڈل سکول فار بوائز سلامت پورہ بس سٹاپ جی ٹی روڈ لاہور -PH:6545508

سکول اور ہوسٹل میں داخلہ جاری ہے

عام دنوں میں کیئے ہوئے اعمال کے عشرہ ذی الحجہ سے افضل نہ ہونے سے کیا مراد ہے؟

عام دنوں میں کئے ہوئے اعمال کے عشرہ ذی الحجہ سے افضل نہ ہونے سے کیا مراد ہے؟۔

ذوالحجہ کا مہینہ حرمت والے چار مہینوں میں سے ایک ہے۔ اس مہینے میں اسلام کا ایک بنیادی رکن حج ادا کیا جاتا ہے جو بذات خود بہت سی مالی اور بدنی عبادات کا مجموعہ ہے۔ اس مہینے کے پہلے دس دنوں کی فضیلت خاص طور پر احادیث میں ذکر ہوئی ہے۔ اکثر مفسرین نے "وَالفَجرِ وَلَيَالٍ عَشرٍ" سے ذوالحجہ ہی کی دس راتیں مراد لی ہیں۔

عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت میں وارد ہونے والی مشہور حدیث، اس کا ترجمہ، اس کا مفہوم اور دیگر فوائد لکھے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ صحیح بات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا مِنْ أَيَّامِ العَمَلُ الصَّالِحُ فِيهِنَّ أَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنْ هٰذِهِ الأَيَّامِ العَشرِ فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! وَلَا الجِهَادُ فِی سَبِيلِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: وَلَا الجِهَادُ فِی سَبِيلِ اللهِ اِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفسِهٖ وَ مَالِهٖ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَالِكَ بِشَيْئٍ

"عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی دن ایسے نہیں ہیں جن میں نیک عمل ان دس دنوں (کے عمل) سے زیادہ محبوب ہوں۔ صحابہ نے کہا: "اے اللہ کے رسول! اللہ کے رستے میں جہاد بھی نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے راستے میں جہاد بھی نہیں سوائے اس آدمی کے (جہاد کے) جو اپنے نفس اور مال کے ساتھ نکلا اور کچھ بھی واپس لے کر نہیں پلٹا۔ (یعنی شہید ہو گیا)

(بخاری: 969، ابو داؤد: 2438، ترمذی: 754 اور الفاظ ترمذی کے ہیں)

فوائد:

1۔ بعض افراد کو بعض افراد پر فضیلت حاصل ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ

"تم میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ تقویٰ والا ہے" (الحجرات: 13)

بعض اعمال کو بعض اعمال پر فضیلت حاصل ہے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا "کونسا عمل افضل ہے؟" آپ نے فرمایا "الصلوة علی ميقاتها"

"نماز کو اس کے وقت پر پڑھنا۔" (بخاری: 2782)

بعض جگہوں کو بعض جگہوں پر فضیلت حاصل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" أحب البلاد الی اللہ مساجدها و أبغض البلاد إلى الله أسواقها" (مسلم)

اللہ تعالیٰ کے ہاں جگہوں میں سب سے پسندیدہ جگہ مسجدیں ہیں اور سب سے ناپسندیدہ جگہ بازار ہیں اسی طرح بعض دنوں کو بعض دنوں پر فضیلت حاصل ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث میں بیان ہوا ہے اور جیسا کہ جمعہ کے دن کو ہفتے کے باقی دنوں پر فضیلت حاصل ہے۔

2۔ دنوں اور جگہوں میں پائی جانے والی فضیلت سے وہی شخص مستفید ہو گا جو ان کے متعلقہ اعمال کر کے فضیلت و ثواب حاصل کرنے کی کوشش کرے گا ورنہ کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو رمضان المبارک میں بھی محروم رہے ہیں۔

3۔ العمل الصالح میں تمام قسم کی فرضی و نفلی عبادات اور نیک اعمال شامل ہیں مثلاً نماز، روزہ، صدقہ، ذکر، جہاد وغیرہ)

4۔ صرف اسی دن، جگہ، فرد یا عمل کو فضیلت حاصل ہو گی

محمد افضل فاضل مدینہ یونیورسٹی

جس کی فضیلت قرآن و سنت سے ثابت ہو جیسا کہ اوپر والی حدیث میں عشرہ ذی الحجہ میں اعمال کی فضیلت ثابت ہو رہی ہے۔ خود ساختہ دنوں، جگہوں، افراد یا اعمال کی فضیلت لوگوں کے سمجھ لینے سے حاصل نہیں ہو سکتی۔

5۔ عام دنوں کے نیک اعمال عشرہ ذی الحجہ کے نیک اعمال سے اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ محبوب نہیں ہیں۔ یعنی عام دنوں کا کوئی نیک کام ان دس دنوں کے اسی نیک کام سے افضل نہیں ہے چنانچہ عام دنوں کا ذکر ان دنوں کے ذکر سے افضل نہیں ہے اسی طرح عام دنوں کا نفلی روزہ ان دنوں کے نفلی روزے سے، فرضی نماز فرضی نماز سے، نفلی نماز نفلی نماز سے، جہاد جہاد سے، صدقہ صدقے سے اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ محبوب، پسندیدہ اور افضل نہیں ہے۔

اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان دس دنوں کا کوئی بھی معمولی سے معمولی اور تھوڑے سے تھوڑا عمل عام دنوں کے کسی بھی بڑے سے بڑے اور زیادہ سے زیادہ عمل سے افضل ہے یا عام دنوں کا کوئی بھی بڑے سے بڑا اور زیادہ سے زیادہ عمل ان دس دنوں کے معمولی سے معمولی اور تھوڑے سے تھوڑے عمل سے افضل نہیں ہے کیونکہ اس سے یہ نتیجہ نکلے گا کہ عام دنوں کی فرضی نماز ان دنوں کی نفلی نماز سے افضل نہیں ہے، رمضان المبارک کا روزہ ان دنوں کے نفلی روزے سے افضل نہیں ہے، عام دنوں میں کسی مسلمان کو قتل ہونے سے بچانا ان دنوں میں سلام کہنے سے افضل نہیں ہے، عام دنوں میں عمرہ کرنا ان دنوں میں چھینک کا جواب دینے سے افضل نہیں ہے، عام دنوں میں مکمل قرآن پڑھنا ان دنوں میں ایک حرف پڑھنے سے افضل نہیں ہے، عام دنوں میں بیت اللہ، مسجد نبوی یا مسجد اقصیٰ میں فرضی یا نفلی نماز پڑھنا ان دنوں میں گھر میں دو رکعت ادا کرنے سے افضل نہیں ہے، عام دنوں میں سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ کہنا ان دنوں میں مسجد سے ایک تنکا اٹھا دینے سے افضل نہیں ہے۔ عام دنوں میں اسلام کی سربلندی کے لئے جہاد کرنا، پہرہ دینا، زخم کھانا، سفر جہاد میں غبار آلود ہونا ان دس دنوں میں ایک روزہ رکھ لینے یا دو رکعت ادا کر لینے یا راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینے یا کسی کی دعوت قبول کر لینے سے افضل نہیں ہے۔

جبکہ بخاری ہی کی ایک روایت ہے کہ "ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ مجھے کوئی عمل بتائیے جو جہاد کے برابر ہو؟ آپ نے فرمایا: میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا۔ پھر فرمایا یا تو اس بات کی استطاعت رکھتا ہے کہ جب مجاہد نکلے تو تو اپنی نماز والی جگہ میں داخل ہو جائے قیام کرتا رہے اور وقفہ نہ کرے روزے رکھتا رہے اور افطار (ناغہ) نہ کرے؟ اس نے کہا: اس کی کون استطاعت رکھ سکتا ہے؟ (بخاری: 2785)

اصل میں یہاں ایک جنس کے اعمال کا مقابلہ نفل سے ہے اور فرض کا فرض سے، ذکر کا ذکر سے، نماز کا نماز سے، روزے کا روزے سے، جہاد کا جہاد سے، صدقے کا صدقے سے وعلی ہذا القیاس

مولانا عبید اللہ رحمانی مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح میں مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں"

لَا رَيْبَ اَنَّ صِيَامَ رَمَضَانَ اَفْضَلُ مِنْ صَوْمِ العَشْرِ لِأَنَّ فِعْلَ الفَرْضِ أَفْضَلُ مِنَ النَّفْلِ مِنْ

غير تردُّد. على هذا فكلّ ما فعل من فرض في العشر فهو أفضل من فرض فعل في غيره و كذا التّنفل""

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ رمضان کا روزہ عشرہ ذی الحجہ کے روزے سے افضل ہے کیونکہ فرض بغیر کسی تردد کے نفل سے افضل ہے۔ پس ہر فرض جو عشرہ ذی الحجہ میں ادا کیا جائے وہ دوسرے دنوں کے فرض سے افضل ہے اور اسی طرح نفل ہے (دیکھئے :کتاب الصلاۃ باب في الأضحية الفصل الاول)

6۔ اس حدیث سے صحابہ کرام کا شوق جہاد ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ انہوں نے جہاد کے بارے میں سوال کیا کسی اور عمل کے بارے میں نہیں۔ گویا وہ یہ پوچھنا چاہتے تھے کہ قرآنی آیات اور احادیث نبویہ میں جہاد کا جو مقام و مرتبہ اور فضل و شرف بیان ہوا ہے اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ عام دنوں کا جہاد بھی ان دس دنوں کے جہاد سے اجر و ثواب میں کم نہ ہو تو آپ نے وضاحت فرمادی کہ عام دنوں کا جہاد کا ثواب میں عظیم ہونے کے باوجود ان دس دنوں کے جہاد سے افضل نہیں ہے۔ گویا یہ ترغیب دی جا رہی ہے کہ دوسرے نیک اعمال کے ساتھ ساتھ جہاد کے کام کو بھی ان دس دنوں میں مزید تیز کر دیا جائے تاکہ زیادہ ثواب حاصل کر سکو۔

7۔ اس حدیث سے شہادت کی فضیلت بھی ثابت ہو رہی ہے کہ عام دنوں میں شہادت پاجانا درجے میں ان دس دنوں کی شہادت سے کم نہیں ہے بلکہ عام دنوں میں شہید ہونے والے کو اتنا ہی اجر و ثواب ملے گا جتنا ان دنوں میں شہید ہونے والے کو ملے گا گویا یہ خوشخبری دی جا رہی ہے کہ ان دس دنوں میں افضلیت حاصل کرنے کے لئے شہادت کی تمنا اگر پوری نہ بھی ہو سکے تو غم نہیں۔ شہادت ایسا عظیم عمل ہے کہ عام دنوں میں بھی حاصل ہو جائے تو کم نہیں۔ اسی لئے تو رسول اللہ ﷺ اللہ کے راستے میں باربار شہید ہونے کی تمنا کیا کرتے تھے (دیکھئے بخاری :2797)

8۔ انہی دنوں میں ایک دن 9 ذوالحجہ کا ہے جسے یوم عرفہ کہتے ہیں۔ اس دن کا روزہ رکھنا ایک سال گذشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کا کفارہ بنتا ہے (دیکھئے مسلم = کتاب الصیام :باب 48)

9۔ انہی دس دنوں میں ایک دن عید الاضحیٰ کا ہے جو اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ عید کے دو دنوں میں سے ایک ہے۔ اس دن مسلمانوں پر خوشی کی کیفیت طاری ہوتی ہے اور وہ اپنے رب کے حکم پر دو رکعت ادا کرنے کے بعد جانوروں کی قربانی پیش کر کے اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا دم بھرتے ہیں۔

10۔ انہی دس دنوں میں حج جیسا عظیم عمل ادا کیا جاتا ہے۔ جس میں لاکھوں مسلمان عاجزی و سادگی کا لباس پہنے ہوئے بیت اللہ کا طواف 'صفا و مروہ کی سعی' عرفہ کا وقوف 'مزدلفہ میں رات کا قیام 'منیٰ میں رمی جمرات اور قربانیاں کرتے ہیں۔ یہ سب اعمال حج کا حصہ ہیں اور حج ساری عمر کے گناہوں کا کفارہ ہے اور اس کا بدلہ سوائے جنت کے کچھ نہیں۔

اس لئے سب مسلمان بھائیوں کو چاہئے کہ ذوالحجہ کے ان دس دنوں کو غنیمت جانیں اور ان میں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کریں۔ تسبیح 'تحمید 'تہلیل 'تلاوت قرآن 'نوافل 'صدقہ 'روزہ 'حج و عمرہ 'جہاد و قتال 'امر بالمعروف اور نہی عن المنکر 'مسلمانوں کی خیر خواہی کے کام الغرض جو بھی استطاعت میں ہو کریں۔ جو کوئی جتنے زیادہ عمل کرے گا اتنا ہی اجر پائے گا۔

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ زیادہ اور بہتر کی توفیق دے آخر میں ایک متفق علیہ روایت ذکر کر کے بات ختم کرتے ہیں۔

غریب مہاجرین رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے ۔ مالدار لوگ بلند درجے اور دائمی نعمتیں حاصل کرنے میں ہم سے آگے بڑھ گئے ہیں۔ آپ نے پوچھا! وہ کیسے ؟ کہنے لگے :وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے کہ ہم نماز پڑھتے ہیں 'وہ روزے رکھتے ہیں جیسے ہم روزے رکھتے ہیں 'وہ صدقہ کرتے ہیں لیکن ہم صدقہ نہیں کر سکتے 'وہ غلام آزاد کرتے ہیں۔ ہم نہیں کر سکتے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ سکھاؤں جس سے تم سبقت لے جانے والوں کو پالو گے اور بعد والوں سے بڑھ جاؤ گے 'اور کوئی تم سے افضل نہیں ہو گا سوائے اس کے جو یہ عمل کرے۔

انہوں نے عرض کیا! کیوں نہیں! آپ نے فرمایا:" ہر نماز کے بعد 33'33 مرتبہ سبحان اللہ 'الحمد للہ 'اللہ اکبر کہا کرو۔ وہ چلے گئے ۔ کچھ دنوں کے بعد دوبارہ واپس آئے ۔ کہنے لگے :" ہمارے مالدار بھائیوں کو ہمارے اس کام کا پتہ چل گیا اور انہوں نے بھی ایسا کرنا شروع کر دیا۔ رسول اللہ نے فرمایا :"

ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء"

" یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے دے دے۔"

یہ غریبوں کا نسخہ ہے اگر امیر بھی اس سے فائدہ اٹھالیں یا مجاہدین بھی اس سے مستفید ہوں تو امیر کے لئے مال خرچ کرنے کے ساتھ ساتھ اور مجاہد کے لئے جہاد کرنے کے ساتھ ساتھ ذکر کا ثواب بھی لکھا جائے گا اور اگر کوئی مال خرچ کرنے 'جہاد کرنے اور ذکر کو جمع کرلے تو فرمان رسول ﷺ کے مطابق ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء " ہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے دے دے۔ اسی طرح عشرہ ذی الحجہ کے اعمال کے بارے میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ جو ذکر بھی کرے اور جہاد بھی کرے یا ذکر بھی کرے 'مال بھی خرچ کرے اور جہاد کرے یا ذکر بھی کرے 'مال بھی خرچ کرے 'روزہ بھی رکھے اور جہاد بھی کرے تو ذالك فضل الله يؤتيه من يشا "۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے دے۔

بقیہ احوال العالم

کرنے کے لئے فلپائن امریکہ سمیت دیگر ملکوں سے اسلحہ منگوار ہے۔ چند سال پہلے روس نے مگ 29 اور سکوئی (Suchoi-27) طیارے فلپائن کو دیئے۔ فلپائی فضائیہ کے سربراہ کے دورہ اسرائیل کے بعد انہیں 18-kfir لڑاکا طیارہ دینے کی پیش کش کی گئی۔

مذکورہ جزیرہ منڈاناؤ میں حکومتی تشدد کے بے شمار واقعات ہیں یہاں 1991 میں لومبا بیاباؤ (Lumba Baya-bao) کے قصبہ پر گن شپ ہیلی کاپٹروں اور بحری جنگی جہازوں سے حملہ کر کے چھ دن میں سینکڑوں مسلمانوں کو شہید اور زخمی کر دیا گیا تھا۔

ایک اور شیطان واصل جہنم

یوگوسلاویہ کے وزیر دفاع فیلو ملاتوچ کو ایک ریسٹورنٹ میں گولی مار کر واصل جہنم کر دیا گیا ہے۔ یہ یوگوسلاویہ کے چنگیز ثانی صدر ملاسوچ کے قریبی دوستوں میں سے تھے۔ حکومت کا خیال ہے کہ اسے بوسنیا کی لبریشن آرمی کے کسی مسلمان گوریلے نے ہلاک کیا ہے۔ الحمد للہ۔ نہایت مسرت کی بات ہے کہ ایک شیطان صفت آدمی سے یہ دنیا پاک ہو گئی ہے۔ (خس کم جہاں پاک) ملاسوچ کی فوج نے بوسنیا ہرزگونیا میں جس طرح مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ اڑھائی لاکھ کے قریب عورتوں کی عصمتوں کو لوٹا۔ ہزاروں مسلمانوں کو بے سروسامانی کے عالم میں ہجرت پر مجبور کیا 'اسے کبھی بھی بھلایا نہیں جاسکتا۔ امید ہے کہ جلد ہی کوئی اللہ کا شیر ,صدر میلاسوچ کی لاش کے بھی ٹکڑے کر کے مسلمانوں کے دلوں کو ٹھنڈا کرے گا۔ سربی افواج پر ابھی قرض باقی ہے اور اللہ کے حکم کے مطابق جب تک بوسنیا پر ہونے والے مظالم کا بدلہ نہیں لیا جائے گا۔ انتقام کی آگ ٹھنڈی نہیں ہو سکتی۔

الدعوۃ ماڈل سکول مرکز طیبہ مرید کے میں داخلہ

مرکز طیبہ کے پرسکون ماحول میں تعلیم و تربیت کے لئے روضہ (نرسری' پریپ) تا دھم داخلہ جاری ہے۔ ہاسٹل کی سہولت موجود ہے۔ انٹر کلاسز کے لئے عمارت تعمیر کی جارہی ہے۔

نصرة الودود فی تفسیر سورة الهود

قسط نمبر 17

ابو عمر حافظ عبد الغفار المدنی حفظہ اللہ

قوم ہود و عاد پر خوفناک عذاب کیوں آیا؟

وَلَمَّا جَاءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿58﴾ وَتِلْكَ
عَادٌ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿59﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا
لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۭ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿60﴾ (ہود 58 تا 60)

ترجمہ:۔اور جب ہمارا حکم آ پہنچا تو ہم نے ہود کو اور اس کے مسلمان ساتھیوں کو اپنی خاص رحمت سے نجات عطا فرمائی اور ہم نے ان سب کو سخت عذاب سے بچالیا۔ یہ تھی قوم عاد، جنہوں نے اپنے رب کی آیتوں کا انکار کیا اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور ہر ایک سرکش نافرمان کے حکم کی تابعداری کی۔ دنیا میں بھی ان کے پیچھے لعنت لگادی گئی اور قیامت کے دن بھی، دیکھ لو! قوم عاد نے اپنے رب سے کفر کیا، ہود کی قوم عاد پر دوری ہو۔

تفسیر:

گزشتہ آیات کی طرح ان آیات میں بھی سیدنا ہود علیہ السلام اور ان کی قوم کا تذکرہ ہے۔ گزشتہ متعلقہ آیات میں سیدنا ہود علیہ السلام کی قوم کے حق سے انکار و اعراض اور اللہ تعالیٰ کی توحید سے بغاوت اور اپنے نبیؐ کی نبوت سے انکار اور ان کو دھمکیاں دینے کا تذکرہ اور قوم ہود کی ضد و تکبر اور ہٹ دھرمی کا بیان تھا۔ اب ان آیات میں قوم ہود پر آنے والے عذاب اور دنیا و آخرت میں ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنتوں اور پھٹکار کا تذکرہ اور سیدنا ہود علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کی نجات کا بیان ہے چنانچہ پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جب ہمارا عذاب آیا تو ہم نے اپنی رحمت اور فضل و کرم سے ہود علیہ السلام اور ان کے اہل ایمان ساتھیوں کو نجات عطا فرمائی اور ان سب کو سخت اور شدید عذاب سے بچالیا۔ قوم ہود پر اللہ تعالیٰ کا یہ عذاب شدید اور خوفناک آندھی اور طوفان کی شکل میں آیا جس میں کوئی خیر اور بھلائی نہیں تھی۔ (الذاریات۔ 41)

اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس آندھی اور طوفان نے ہر چیز کو چورا چورا اور تہس نہس کر دیا۔ یہ آندھی سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل چلتی رہی۔ (الحاقہ۔ 7)

اور یہ شدید سخت اور ٹھنڈی تھی اور یہ نہایت ہی تیز رفتار تھی جس سے انسان اور درخت اڑتے اور اکھڑتے گئے اور ایک دوسرے سے ٹکرا ٹکرا کر پارہ پارہ ہو کر اکھڑے ہوئے کھجور کے درختوں اور کھوکھلے تنوں کا منظر پیش کرنے لگے۔ (القمر 20، الحاقہ۔ 7)

اس عذاب سے ہر طرف تباہی و بربادی پھیل گئی جس سے تمام کفار اور مشرکین ہلاک ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی جڑ کاٹ کر رکھ دی صرف ان کی رہائش گاہیں ہی نظر آ رہی تھیں اور ان میں رہنے والے سب برباد ہو گئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ہود علیہ السلام اور ان کے اہل ایمان ساتھیوں کو بچالیا اور قیامت کے دن بھی ان کو جہنم کے عذاب سے بچائے گا۔

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تھی قوم عاد جنہوں نے اپنے رب کی آیات کا انکار کیا اور اس کی وحدانیت پر دلائل کو جھٹلایا اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی۔ (ایک رسول کی تکذیب و نافرمانی گویا کہ تمام رسولوں کی تکذیب و نافرمانی ہے) جبکہ انہوں نے ہر ایک سرکش نافرمان کے حکم کی اطاعت و تابعداری کی یعنی اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کی تکذیب کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکموں سے سرکشی کرنے والوں اور

درس القرآن

نافرمانوں کی پیروی کی جس کی پاداش میں دنیا سے اس قد آور' زور آور اور ترقی یافتہ قوم کا نام ونشان مٹ گیا اور ان کا طمطراق اور وقار خاک میں مل گیا۔ لوگو! اس قوم سے عبرت پکڑو اور نصیحت حاصل کرو اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی سے باز رہو اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے سرکشی کرنے والے اور نافرمان حکمرانوں کی اطاعت و پیروی مت کرو کہ کہیں تمہارا انجام بھی ان جیسا نہ ہو جائے۔

اس کے بعد والی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قوم عاد پر دنیا و آخرت میں لعنت و پھٹکار ڈال دی گئی کیونکہ انہوں نے اپنے رب سے کفر کیا۔ ہلاکت و تباہی ہو قوم عاد کے لئے'

لعنت و پھٹکار کا مطلب اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری اور خیر و بھلائی سے محرومی اور لوگوں کی طرف سے ملامت و بیزاری ہے اور دنیا میں ان پر لعنت و پھٹکار کا مطلب یہ ہے کہ اہل ایمان ان کا ذکر ہمیشہ لعنت و ملامت کے انداز میں کریں گے اور قیامت میں اس طرح ان پر لعنت و پھٹکار ہوگی کہ تمام لوگوں کے سامنے ان کی ذلت و رسوائی ہوگی اور اللہ تعالیٰ ان کو رسوا کن عذاب سے دوچار کرے گا۔

لھذا قوم عاد دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم اور لعنت و ملامت اور ہلاکت کے مستحق ہیں اور یہ لوگ اس لعنت و ملامت کے اس لئے مستحق ہوئے کہ انہوں نے اپنے متکبر و مغرور سرداروں کی پیروی میں کفر و شرک کی راہ اختیار کی۔

فوائد:

1۔ توحید کا اثبات

2۔ انبیاء و رسل علیہم السلام اور ان کی اقوام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی سنت و طریقہ کا بیان کہ ان پر ایمان لانے والوں کو نجات دینا اور ان کے مخالفین و معاندین کو عذاب و ہلاکت سے دوچار کرنا۔

3۔ تکبر و عناد ذو ایسے بدترین انسانی عیوب ہیں جو کفر و شرک اور فساد و معصیت کا سبب و محرک بنتے ہیں۔

4۔ کفار و مشرکین اور سرکش و ظالم لوگ دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت و پھٹکار کے مستحق ہوتے ہیں۔

بقیہ سربجیت

ماؤں سے ہوئی ہے۔ کیا آپ سوچ سکتی ہیں کہ ان بچوں کی ماؤں پر کیا گزر رہی ہے۔ یہ عورتیں کہتی ہیں ہم اپنے بچوں کے قاتل کو اپنی آنکھوں سے پھانسی کے پھندے پر لٹکتا دیکھنا چاہتی ہیں۔ آپ سربجیت کے لئے اس لئے تڑپ رہی ہیں کہ وہ آپ کا بھائی ہے۔ پ اسے اس لئے پھانسی کے پھندے سے بچانا چاہتی ہیں کہ وہ آپ کا بھائی ہے۔ بہن ہو کر بھائی کے لئے آپ کے یہ جذبات ہیں۔ آپ کے بھائی کے بم دھماکوں کے نتیجہ میں جن ماؤں کے جگر گوشے کٹے' ان ماؤں کے جذبات کا آپ کو کوئی احساس نہیں؟

ج: مجھے آپ کی بات کے جواب میں کچھ نہیں کہنا۔ سوائے اس کے کہ ہمیں نفرت کو مٹانا' پیار کو بڑھانا ہوگا۔ مجھے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہنا بس!

س: کشمیر سنگھ کی رہائی کو آپ کس نقطۂ نظر سے دیکھتی ہیں؟

ج: پاکستان نے کشمیر سنگھ کو رہا کر کے بہت اچھا قدم اٹھایا ہے۔ باقی میں کشمیر سنگھ کو جھوٹا اور شہرت کا بھوکا انسان سمجھتی ہوں۔

س: جھوٹی شہرت سے آپ کا کیا مطلب ہے؟

ج: اس کا یہ کہنا کہ ''میں پاکستان میں اپنے دیش کے لئے گیا اور میں نے اپنے دیش کے لئے پاکستان میں جا جا کر یہ کیا اور وہ کیا۔''

س: آپ کا مطلب ہے کہ یہ جو کچھ اس نے کیا سب جھوٹ ہے۔ آپ کی یہ بات بالکل بے ربط ہے۔ کشمیر سنگھ نے چندی گڑھ میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا ''ہاں! میں جاسوس تھا'' آپ کہتی ہیں وہ جھوٹ بولتا ہے؟

ج: مجھے نہیں معلوم۔ آپ جو چاہیں میری بات کا مطلب سمجھ لیں۔

بقیہ قسطنطنیہ

لئے اللہ تعالیٰ کے حضور میں گریہ وزاری کرنے والوں کو بھی خوشخبری سنا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاؤں کی برکات سے ہمیں بہرہ یاب کیا اور ان کے درجات بلند کیے۔ ہم اپنے نمائندے کے ہاتھ آپ کے لئے مال غنیمت میں سے خالص و معیاری سونے کے دو ہزار فلورے تحفتاً بھیج رہے ہیں اور سات ہزار فلورے فقراء میں تقسیم کرنے کے لئے ہیں جن میں سے دو ہزار سادات اور نقیبوں کے لئے اور ایک ہزار خدام حرمین کے لئے مخصوص ہیں اور باقی مکہ اور مدینہ میں مسکینوں اور محتاجوں میں تقسیم کر دیئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں شہروں کے شرف میں اضافہ کرے۔ آپ سے امید ہے کہ یہ مال ان لوگوں میں ان کی احتیاج اور ضرورت کے مطابق تقسیم کریں گے۔ ہماری طرف سے آنے والی سفارت کی کیفیت ہمیں لکھ بھیجنا۔ ان شاء اللہ' ہمارے لطف و احسان سے ان لوگوں کی دائمی دعائیں ہمارے شامل حال رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت کرے اور آپ کی سعادت و سیادت کو روزِ قیامت تک دوام بخشے۔'' شریف مکہ نے سلطان محمد فاتح کے خط کا جواب یوں دیا: ''ہم نے آپ کا مکتوب کمال ادب کے ساتھ کھولا اور کعبہ شریف کے سامنے اہل حجاز اور اہل عرب کو پڑھ کر سنایا۔ ہم نے اس میں قرآن کے احکامِ جہاد دیکھے جن میں مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور اس کے متن سے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کا ایک معجزہ ظاہر ہوتے دیکھا اور وہ معجزہ قسطنطنیہ اور اس کے گرد و نواح کی فتح کا معجزہ ہے جس کا قلعہ بہت مضبوط اور خواص و عوام میں مشہور و معروف تھا اور اس کی فصیل بہت مستحکم تھی۔ اس مشکل اور خطرناک کام کے آسان ہونے پر ہم اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے ہیں۔ اس پر ہمیں انتہائی خوشی ہوئی ہے۔ آپ نے ارضِ مقدس کے باشندوں سے محبت کا اظہار کر کے اپنے آبائے کرام اور اجداد عظام کے جس طریقے اور مسلک کا احیاء کیا ہے' اس پر ہمیں بے پناہ مسرت ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی روحوں کو راحت بخشے اور انہیں جنت کے اعلیٰ مقامات سے نوازے۔''

اس فتح عظیم کے ساتھ جو سلطان محمد فاتح کو 25 برس کی عمر میں عطا ہوئی' اللہ تعالیٰ کا نور اور اسلام مشرقی یورپ میں پھیلنے لگا چنانچہ اس کے بعد سلطان موصوف بلاد بلقان کے جہاد میں مصروف ہو گئے۔

پروپرائیٹرز:
حافظ رمضان ثاقب
حافظ برہان ثاقب' فرقان ادیب

☆...... زیورات کی دنیا میں 21 سالہ آزمودہ نام۔
☆...... سونے کے جدید زیورات کا مرکز۔
☆...... نئے و پرانے زیورات کی گارنٹی کے ساتھ خرید و فروخت۔
☆...... زیورات کی تحریری گارنٹی دی جاتی ہے۔
☆...... سیکنڈ ہینڈ زیورات بھی دستیاب ہیں۔

سلسلہ تدریس الحدیث

آیئے حدیث پڑھیں

قسط نمبر 75

بلوغ المرام کی کتاب الطہارۃ کی تشریح

حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ

درس حدیث

تیمّم کتنی مدت تک کر سکتا ہے

۱۱۹/۶ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الصَّعِیْدُ وَضُوْءُ الْمُسْلِمِ وَاِنْ لَمْ یَجِدِ الْمَاءَ عَشْرَ سِنِیْنَ فَاِذَا وَجَدَ الْمَاءَ فَلْیَتَّقِ اللّٰهَ وَلْیُمِسَّهُ بَشَرَتَهُ ...... رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَصَحَّحَهُ ابْنُ الْقَطَّانِ لٰکِنْ صَوَّبَ الدَّارُقُطْنِیُّ اِرْسَالَهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روئے زمین (زمین کے اوپر والا حصہ) مسلمان کا وضوء ہے اگرچہ اسے دس سال پانی نہ ملے پس جس وقت اسے پانی مل جائے تو اللہ سے ڈرے اور اسے اپنے جسم پر لگائے۔ اسے بزار نے روایت کیا اور ابن القطان نے صحیح کہا ہے لیکن دار قطنی نے اس کے مرسل ہونے کو صحیح قرار دیا ہے۔

تخریج: (مرسل ہے شواہد کی وجہ سے صحیح ہے) بزار (کشف الاستار: ۱/۳۱۰) بیہقی (۱/۷، ۸/۲۲۰) دار قطنی (۱/۱۸۶) ابن ابی شیبہ (۱/۱۵۷) نسائی نے اس کا پہلا حصہ جید سند سے روایت کیا ہے۔

۱۲۰/۷ وَلِلتِّرْمِذِیِّ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ نَحْوَهُ وَصَحَّحَهُ

اور ترمذی نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے اور اسے صحیح کہا ہے۔

تخریج: (صحیح) ترمذی (۱/۱۲۴)

راوی حدیث۔ ابوذر جندب (جیم اور دال کے ضمہ کے ساتھ) بن جُنادہ (بضمہ جیم) مشہور زاہد صحابی، کبار صحابہ سے ہیں۔ مکہ میں شروع میں ہی ایمان لے آئے پھر اپنی قوم میں چلے گئے۔ خندق کے بعد مدینہ میں نبی ﷺ کے پاس آگئے۔ مدینہ کے قریب ربذہ میں ۳۲ھ میں عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے۔

فوائد: ۱۔ پانی نہ ملے تو تیمم ہی وضوء ہے۔

۲۔ تیمم سے آدمی پاک ہو جاتا ہے خواہ اس پر وضوء فرض ہو یا غسل اور اس کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں۔ دس سال بھی

وضوء یا غسل کے لئے پانی نہ مل سکے یا پانی کے استعمال کی قدرت نہ ہو تو تیمّم کر سکتا ہے۔ دس سال بھی مدت مقررہ نہیں صرف لمبی مدت کی ایک مثال ہے۔

۳۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ تیمّم صرف ایک نماز کے وقت کے لئے کر سکتا ہے دوسرے وقت کے لئے دوبارہ کرے مگر یہ بات غلط ہے۔ اصل یہی ہے کہ جس طرح وضوء جب تک

قائم رہے نماز پڑھ سکتا ہے اسی طرح تیمم بھی وضوء ہے جب تک وضوء توڑنے والی کوئی چیز سر زد نہ ہو وہ قائم رہتا ہے۔

۴۔ پانی ملنے اور پانی استعمال کرنے کی قدرت حاصل ہونے پر تیمم ختم ہو جائے گا۔ اب اس پر غسل یا وضوء کرنا لازم ہے اس سے پہلے جو نمازیں پڑھیں وہ دہرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کا حکم وضوء کے ساتھ پڑھی جانے والی نمازوں کا ہے۔

تیمّم سے نماز پڑھنے کے بعد پانی مل جائے تو کیا کرے؟

۱۲۱/۸ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ رَجُلَانِ فِي سَفَرٍ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسَ مَعَهُمَا مَاءٌ فَتَيَمَّمَا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَصَلَّيَا ثُمَّ وَجَدَا الْمَاءَ فِي الْوَقْتِ فَأَعَادَ أَحَدُهُمَا الصَّلَاةَ وَالْوُضُوءَ وَلَمْ يُعِدِ الْآخَرُ ثُمَّ أَتَيَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَا ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ لِلَّذِي لَمْ يُعِدْ "أَصَبْتَ السُّنَّةَ وَأَجْزَأَتْكَ صَلَاتُكَ" وَقَالَ لِلاٰخَرِ لَكَ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ (رواہ ابوداود والنسائی)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دو آدمی ایک سفر میں نکلے نماز کا وقت ہو گیا۔ اور ان کے پاس پانی نہیں تھا۔ تو انہوں نے پاک مٹی سے تیمّم کر کے نماز پڑھ لی، پھر انہیں وقت میں ہی پانی مل گیا تو ان میں سے ایک نے نماز اور وضوء کو دہرالیا اور دوسرے نے نہیں دہرایا پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا، آپ نے اس شخص سے فرمایا جس نے نہیں دہرایا تھا: تم نے سنت حاصل کر لی اور تمہاری نماز تمہارے لئے کافی ہو گئی، اور دوسرے سے فرمایا: تمہارے لئے دو مرتبہ اجر ہے۔" اسے ابوداوٗد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

تخریج۔ (صحیح) ابوداوٗد (۱/۳۳۸، ۳۳۹) نسائی (۱/۲۱۳) البانی نے اسے صحیح کہا ہے، تحفۃ الاشراف (۸/۹)

فوائد۔ ا۔ اگر نماز کا وقت ہو جائے اور پانی موجود نہ ہو تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لینی چاہئے پانی کے انتظار میں نماز کو آخر وقت تک موخر نہیں کرنا چاہئے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص باوضوء رہنا چاہتا ہو یا باوضوء ہو کر ذکر کرنا چاہتا ہو، وہ پانی تک پہنچنے کا انتظار کرنے کی بجائے فوری طور پر تیمّم کر لے۔ جیسا کہ ابوالجہیم بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بئر جمل کی طرف آئے تو آپ کو ایک آدمی ملا اور اس نے آپ کو سلام کیا نبی نے اسے جواب نہیں دیا یہاں تک کہ دیوار کی طرف رخ کر کے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا پھر اسے سلام کا جواب دیا۔ (بخاری التیمم ۳۳۷) ظاہر ہے کہ مدینہ میں پانی مل سکتا تھا مگر آپ نے پانی تک پہنچنے کا انتظار نہیں فرمایا۔

۲۔ اگر کسی شخص کو تیمّم کر کے نماز پڑھنے کے بعد پانی مل جائے تو سنت طریقہ یہی ہے کہ پہلی نماز کو کافی سمجھے اور دوبارہ وہ نماز نہ پڑھے۔

۳۔ ان دونوں صحابیوں کو چونکہ مسئلہ معلوم نہیں تھا اس لئے دونوں نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق عمل کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک کے اجتہاد کو سنت کے مطابق قرار دیا دوسرے کو اجتہاد کر کے دو دفعہ نماز پڑھنے کی وجہ سے دو مرتبہ اجر کی نوید سنائی۔

اس سے معلوم ہوا کہ پیش آمدہ صورت میں اگر کوئی عالم مل جائے جو قرآن وسنت سے مسئلہ بتادے تو اس پر عمل کرنا چاہئے اگر قرآن وسنت کا حکم معلوم نہ ہو تو ہر شخص اپنی فہم کے مطابق عمل کر سکتا ہے۔ کوئی شخص کسی کے اجتہاد کا پابند نہیں اور نہ ہی اجتہاد کے لئے چودہ یا اکیس علوم کا عالم ہونا یا پورے قرآن وحدیث کا عالم ہونا ضروری ہے۔

بقیہ امریکہ میں مسلمان

مخبروں کے ذریعے نشانہ بنایا جاتا ہے جو انہیں اکسا کر پھانستے ہیں۔ مغربی حکام نے صاف طور پر تسلیم کیا ہے کہ مذہب کی آزادی کے تمام تر دعووں کے باوجود مغرب میں تمام مساجد کی نگرانی کی جاتی ہے۔ اگرچہ مسلمانوں کے لئے خوفزدہ ہونے کی کوئی بات نہیں کیونکہ مسجدیں کسی غیر قانونی سرگرمی کے لئے استعمال نہیں ہوتیں مگر اس سے مغرب کی عدم رواداری اور مسلمانوں کو برابر کے شہری تسلیم کرنے سے انکار کی عکاسی ضرور ہوتی ہے۔ مسلمانوں اور اسلام کے خلاف مغرب کی گندی جنگ میں مسلمانوں کو نشانہ بنانے کے لئے وہ لوگ کس حد تک گر سکتے ہیں اس کی کوئی انتہا نہیں۔ مغرب مسلمانوں کو Barbarian (وحشی) کہہ کر پکارنے کا حوصلہ رکھتا ہے جبکہ دراصل اس کا اپنا کردار اسے وحشی بنائے ہوئے ہے۔

یہ بھی مغربی ستم ظریفی ہے کہ اہل یورپ نے خود کو مہذب قرار دیتے ہوئے شمالی افریقہ کے بربروں کو وحشی (Barbarian) مشہور کر دیا کیونکہ شمالی افریقہ سے اسپین (یورپ) میں داخل ہونے والے مسلم فاتحین طارق بن زیاد، یوسف بن تاشفین اور سلطان ابو یوسف یعقوب المنصور بربر ہی تھے۔ یوں یورپی عیسائیوں نے بربر مسلمانوں کی نسبت سے Barbarian بمعنی "وحشی" اور Barbarianism بمعنی "وحشت یا درندگی" کی اصطلاحات گھڑ لیں جن سے مستعار لے کر مسلمان بھی نادانستگی میں "بربریت" (Barbarianism) کی اصطلاح استعمال کرنے لگے حالانکہ اہل یورپ نے صلیبی جنگوں اور دیگر محاربات میں مسلمانوں پر وحشیانہ مظالم ڈھائے اور بوسنوی مسلمانوں پر درندہ صفت مسیحی سربوں نے جو رونگٹے کھڑے کر دینے والے مظالم کیے وہ تو حال کی بات ہے۔ لہٰذا "بربریت" جیسی مسلم دشمن مغربی اصطلاح استعمال کرنے کے بجائے ہمیں "سربریت" بمعنی "وحشت اور درندگی" کو بطور اصطلاح استعمال کرنا چاہئے۔

قاضی کاشف نیاز

غلبۂ اسلام کے مغربی خاکے:

اسلام مخالف مغربی ویب سائٹوں پر آج کل اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی توہین پر مبنی خاکوں کے ساتھ ساتھ ایک اور خاکہ (image) بھی دکھایا جا رہا ہے۔ اس خاکے میں ایک بڑا کلاک دکھایا گیا ہے جس کی ساری زمین سبز ہے۔ اس زمین پر یورپ کا نقشہ ہے۔ کلاک کے ہر گھنٹے پر ہلال اور ستارہ کا نشان بنایا گیا ہے۔ گھڑی کا وقت دکھایا گیا ہے کہ بارہ بجنے میں 5 منٹ باقی ہیں۔

قارئین کرام! اس خاکے کی تصویر آپ کی سہولت کے لئے آپ کے سامنے ہے۔ آپ اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے کہ اس خاکے کے ذریعے کیا اشارہ دیا جا رہا ہے۔ آج کل سبز رنگ اسلام کا نمائندہ رنگ سمجھا جاتا ہے۔ ہلال اور ستارہ سے بھی اسلام کی نمائندگی مراد لی جاتی ہے۔ گویا اس خاکے کے ذریعے اہل یورپ کو یہ پیغام دیا گیا ہے کہ پورا یورپ سبز یعنی مسلمان ہو رہا ہے۔ بارہ بجنے میں صرف 5 منٹ باقی ہیں۔ یعنی

مغربی ویب سائٹ کے مطابق کانفرنس میں دعوت سے لے کر جہاد تک اسلام کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا

آفتاب اسلام کے نصف النہار پر پہنچنے میں محض پانچ منٹ باقی ہیں۔ اہل یورپ اسلام کو روکنے کے لئے اگر کچھ کر سکتے ہیں تو کر لیں۔ وقت ہاتھ سے نکل رہا ہے۔

اور قارئین کرام! بات صرف یہیں تک محدود نہیں' ان ویب سائٹوں پر 2008ء کے ایک خوبصورت کیلنڈر کی صورت میں دنیا کے مستقبل کی تصویریں بھی دکھائی گئی ہیں۔ امریکہ و یورپ کی بڑی بڑی مشہور عمارتوں پر ہلال آویزاں دکھایا گیا ہے۔ امریکہ کے مجسمۂ آزادی سے لے کر فرانس کے ایفل ٹاور حتیٰ کہ بھارت کے مندروں پر بھی ہلال آویزاں دکھایا گیا ہے۔ گویا پوری دنیا پر اسلام کا غلبہ ظاہر کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ویب سائٹوں پر یہ بھی دکھایا گیا کہ مستقبل قریب میں امریکہ کے مجسمۂ آزادی نے ٹوپی برقعہ پہنا ہوگا۔ ایک تصویر میں ساحل پر ایک عریاں عورت کو بیٹھے دکھایا جاتا ہے جبکہ اس کے ساتھ مستقبل قریب کی دوسری تصویر میں اسی عورت کو ساحل پر برقعہ پہن کر بیٹھے دکھایا گیا ہے۔

قارئین کرام! یہ نقشے' تصویریں اور خاکے ہمارے بنائے ہوئے نہیں۔ یہ Gates of Viana اور Atlus Shrugs جیسی اسلام مخالف مغربی ویب سائٹوں کے بنائے ہوئے نقشے ہیں۔

مسلمان علماء' مجاہدین اور دانشور جب کبھی بات کرتے تھے کہ یورپ عنقریب اسلام کی پرکشش تہذیب کے ہاتھوں مغلوب ہو کر مسلمان ہو جائے گا تو ان کی باتوں کو بڑھکیں سمجھا جاتا تھا لیکن آج یورپ پر اسلام کے غلبے کی شہادت خود یورپ دے رہا ہے۔

وہ جو محسنِ انسانیت ﷺ اور آفتابِ ہدایت کی اٹھتے بیٹھتے تضحیک کرتے تھے' ٹھٹھا اور مذاق کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے' آج وہ اس یوسفِ اسلام کے دین کو نصف

النہار پر پہنچتا دیکھ کر اپنے ہاتھ کاٹنے پر مجبور ہیں۔ آج وہ خود اعتراف کر رہے ہیں کہ ہماری تہذیب کا خاتمہ ہو چکا ہے اور یہ شکست کھانے کے قریب ہے۔

صلیبیوں کو آج گر اپنے کفر کے ایوان زمین بوس ہوتے نظر آ رہے ہیں' انہیں اپنے بڑے بڑے بُرج گرتے نظر آ رہے ہیں' اپنی شیطانی اور ننگی تہذیب کی صفیں لپٹتی نظر آ رہی ہیں تو یہ نتیجہ انہیں یکا یک یوں ہی نہیں مل گیا...... ہمارا ایمان ہے کہ ان کا یہ انجام صرف اور صرف توہین رسالت ﷺ اور جہاد کی بڑھتی ہوئی اشاعت کی وجہ سے ہوا ہے۔ یہ تاریخ کی اٹل حقیقت ہے کہ جو بھی توہین رسالت ﷺ کا مرتکب ہوا' اس پر زمین تنگ ہو گئی...... کعب بن اشرف سے لے کر راج پال اور آج کے شیطان رُشدی اور تسلیمہ نسرین بھی عبرت کا نمونہ بن گئے۔ آج کے رُشدی اور نسرینیں سکون کا ایک سانس بھی دنیا میں نہیں لے سکتے۔ وہ دنیا بھر میں در بدر بھٹکتے اور چھپتے پھرتے ہیں۔ یہی حال آج توہین رسالت ﷺ کے مرتکب مغرب کا ہو چکا ہے۔ انہیں آج اپنے اوپر زمین تنگ محسوس ہو رہی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ فرمان عالیشان سچ ثابت ہو رہا ہے۔

إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ

''بے شک ہم آپ ﷺ کا استہزاء کرنے والوں کی سزا کے لئے کافی ہیں۔'' (سورۃ الحجر۔95)

دوسری طرف قرآن کا یہ فرمان ذیشان بھی اپنے برحق ہونے کی تابناکیاں دکھا رہا ہے جس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دیتے ہوئے اس کے شاندار نتائج و ثمرات سے یوں آگاہ فرمایا:

قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ.

''(مسلمانو!) ان (گستاخ کافروں) سے جنگ کرو۔ اللہ تعالیٰ انہیں تمہارے (مجاہدین کے) ہاتھوں عذاب دے گا۔ انہیں ذلیل و رسوا کرے گا۔ تمہیں ان پر مدد دے گا اور مسلمانوں کے سینے ٹھنڈے کرے گا۔'' (التوبہ۔14)

جی ہاں! مسلمانوں کو اب خوشخبری ہو کہ ان کے کلیجے ٹھنڈے ہونے والے ہیں۔ توہین رسالت ﷺ و اہانت اسلام

واپس لے لی گئی جبکہ عیسائیوں کے مذہبی شعائر عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ والی گلے میں لٹکی ہوئی صلیب (Crucifixes) اور یہودیوں کی ٹوپی پر پابندی پراسرار طور پر برقرار رکھی گئی۔

اب یہ بات ہم پر واضح ہوجانی چاہئے کہ ہمارے دبنے کی پالیسی ناکام ہوچکی ہے۔ جتنا ہم مسلمانوں کی بات مانتے ہیں، وہ پھر اس کے بعد مزید مطالبہ کرنے لگ جاتے ہیں۔ وہ ہمارے ساتھ مل کر رہنا ہی نہیں چاہتے۔ وہ اگر چاہتے ہیں تو صرف اسلامی قوانین کے مطابق ہمارے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔

ہنڈ فریجی (Hind Fraihi) ایک فلیمش (بلجیم) اخبار کا رپورٹر ہے۔ وہ برسلز کے نواح میں مسلم تارکین کی اکثریت والے علاقے مولنبیک (Molenbeek) میں دو ماہ تک رہا۔ مولنبیک کے تمام مسلمان ایک ہی مٹی کے بنے نظر آتے ہیں۔ ان کی زندگیوں کا اوڑھنا بچھونا صرف اور صرف اسلام ہے۔ وہ صیہونیوں کو دنیا کی بدترین چیز سمجھتے ہیں اور فلسطینی ایشو اور مسلمان شہداء کو عزیز تر سمجھتے ہیں۔

فریجی نے مشاہدہ کیا کہ مولنبیک میں فٹنس سنٹرز میں عورتوں، مردوں کے الگ الگ اوقات ہیں۔ بک سٹور انتہا پسندانہ اسلام پر مبنی لٹریچر بیچتے ہیں۔ سور کا گوشت یہاں دور و نزدیک سے نہیں مل سکتا۔ میرا یقین ہے کہ ایک ماسٹر پلان بنایا گیا ہے جس کے تحت پہلے ہمارے شہروں کو اسلام کے ہاتھوں مغلوب کیا جائے گا اور پھر پورے یورپ کو۔ اسلامی تنظیمیں ہمارے بعض قریبی شہروں کو گھیٹوز Ghettos (غلیظ و پسماندہ علاقوں) میں بدلنا چاہتی ہیں (یاد رہے کہ ہٹلر نے یہودیوں پر اپنی مخصوص ٹوپیاں پہن کر مخصوص پسماندہ علاقوں میں رہنے کی پابندی لگائی تھی۔ جرمنی میں ان علاقوں کو گھیٹوز کہا جاتا تھا۔ ہٹلر نے یہودیوں کو یہاں اکٹھا کر کے ان کا قتل عام کیا تھا۔ راقم)

یہ مسلمانوں کو ہم سے الگ تھلگ علاقوں میں رکھتے ہیں۔ جہاں یہ مسجدوں، قرآنی سکولوں اور حلال چیزیں بیچنے والی عرب دکانوں پر جاتے ہیں۔ یہ اسلامی تنظیموں سے وابستہ ہوتے ہیں جو بہت تھوڑے عرصے میں ان کے تمام سماجی مسائل کو کنٹرول کرنے لگتی ہیں۔ ان علاقوں میں غیر مسلموں کا آنا اچھا نہیں سمجھا جاتا۔

اس لحاظ سے ہمارے معاشرے میں مسلمانوں کی ہمارے ساتھ ہم آہنگی واتحاد قطعی ناممکن ہے۔ ان علاقوں میں مرحلہ وار شریعت نافذ کی جارہی ہے۔ پردہ نہ کرنے والی عورتوں کی اہانت کی جاتی ہے۔ انہیں دھمکایا جاتا ہے یہاں تک کہ ان پر جسمانی حملہ بھی کیا جاتا ہے۔ بعض مسلم علاقوں میں مذہبی پولیس فورس لباس پر خصوصی نظر رکھتی ہے۔

اینٹ ورپ کا نواحی علاقہ بورگرہاؤٹ (Borger hout) جہاں آدھی آبادی مسلمان ہے، وہاں گزشتہ سال ایک میوزک فنکشن کو الٹا دیا گیا۔ تماشائیوں کو ہراساں کیا گیا۔ ان

باقی صفحہ 63

آپ کے علمی ذوق کی آبیاری کے لیے معیاری اور خوبصورت اسلامی کتب کا ادارہ

دار القدس
DAR-UL-QUDAS

صحیح بخاری

صحاح ستہ کے اوراق سے تخریج شدہ

8 جلدوں پر مشتمل

حضرت مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے فرامین نبوی کی لاجواب تشریح

تدوین حدیث، اصول حدیث، مقام حدیث اور حجیت حدیث کی وضاحت اور منکرین حدیث کے اشکالات کے رد میں جامع مقدمہ، اختلافی مسائل فریقین کے دلائل کا انصاف پسندانہ تجزیہ، فتح الباری، عون المعبود، تحفۃ الاحوذی اور مرعاۃ المفاتیح وغیرہ جیسی معتبر شروحات سے منتخب علمی فوائد، مسلک سلف صالحین کی روشنی میں بہترین تشریح، عوام اور خواص کیلئے یکساں مفید۔

اس ایڈیشن کی امتیازی خصوصیات
- صحاح ستہ کے اوراق سے تخریج شدہ ایڈیشن
- الشیخ حافظ عبدالمنان نورپوری کی بیان کردہ سند حدیث
- الشیخ حافظ عبدالمنان نورپوری کا مختصر مگر انتہائی جامع مقدمہ
- عربی متن کی مستند نسخوں اور مخطوطوں کے مطابق تصحیح
- تشریحات میں موجود عربی عبارات کی اصل کتب سے مراجعت کر کے درستگی

تحفۃ النساء

المعروف

خواتین کا انسائیکلوپیڈیا

مؤلف
محمد عظیم حاصلپوری حفظہ اللہ
نظر ثانی
الشیخ عبدالسمیع اثم برکات

مکتبہ نعمانیہ اردو بازار گوجرانوالہ 0321-7475072 055-4235072

نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور 042-7321865

محمدی کتب خانہ اردو بازار لاہور 0300-7452885

طب اسلامی کا پہلا عالمی ایوارڈ یافتہ ادارہ

اشرف ®

گیسٹول ®

250 سے زائد قدرتی ادویات کے ساتھ صحت مند پاکستان

- تبخیر (گیس)
- سینے کی جلن
- نفخ شکم
- بدہضمی کے لیے

اشرف لیبارٹریز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

Tel: 041-8847601-2 Fax: 041-8847607
URL: www.ashraflabs.com E-mail: ashraflabs@cyber.net.pk

محمد قاسم حمدان

حرمت رسول ﷺ کے لئے کروڑوں پاکستانی اُمڈ پڑے

جماعۃ الدعوۃ کے زیر اہتمام ملک بھر میں ہزاروں یادگار جلسے

مغرب کے پس منظر اور پیش منظر میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اس کا پیش منظر آزادی فکر اور حریت تحریر کا داعی ہے۔ یہ اپنی مہذب و شائستہ قدروں اور اخلاقی ضابطوں کے اتنے پابند ہیں کہ کسی شخص کی ذات میں معمولی سی گستاخی یا توہین پر تڑپ اٹھتے ہیں۔ انسان تو بہت دور رہا ان کے ہاں جانوروں تک کے حقوق کے لیے کئی ایک تنظیمیں سرگرم ہیں۔ اگر نادانستہ طور پر بھی کسی کی توہین ہو جائے تو فوراً معافی مانگنے میں قطعاً کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ ان کا پیش منظر جتنا قابل ستائش اور تابناک ہے، ان کا پس منظر اتنا ہی کریہہ اور بھیانک ہے۔ حقوق انسانی کا راگ الاپنے والے احترام آدمیت کے علمبردار، نرم خو، حلیم و بردبار اور انسانی اقدار کا درس دینے والوں کے سامنے جب پیغمبر اسلام کا نام نامی آتا ہے تو ان کی آنکھوں میں خون اتر آتا ہے۔ ان کے چہرے بغض، حسد و کینہ اور تعصب کی بنا پر سیاہ ہو جاتے ہیں۔ ہوش و حواس قائم نہیں رہتے، درندگی وسفاکی غالب آ جاتی ہے۔ الغرض مغرب کی تمام عالی اقدار کا جنازہ نکل جاتا ہے۔ ان کے دامن میں اگر کچھ بچتا ہے تو وہ ایسی آزادی ہے جس میں انہیں مسلمانوں کے جان و مال، اولاد اور ماں باپ سے زیادہ محبوب نبی ﷺ کی گستاخی کا حق حاصل ہو۔ ورفعنا لک ذکرک کی شان والے محمد ﷺ کو گالیاں دینے کا حق حاصل ہو اور رحمۃ للعالمین کے مرتبہ پر فائز خاتم المرسلین پر افترئ و بہتان اور اہانت کا حق حاصل ہو۔

یہود و نصاریٰ کی شان رسالت میں ہرزہ سرائی کوئی نئی بات نہیں بلکہ ایک تسلسل ہے جو چودہ سو سال سے چلا آ رہا ہے۔ وہ ہمیشہ مضبوط قلعوں کی فصیلوں سے طعن و تشنیع کے زہر میں بجھے تیروں کی بارش کر کے مسلمانوں کے جذبات سے کھیلتے رہے۔ انہوں نے صلیبی جنگوں کے ذریعے مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کی کوشش کی لیکن صلاح الدین ایوبی جیسے مرد مجاہد اپنی تلوار سے گستاخ رسول کی گردن اڑا کر ان کے راستے کی دیوار بن گئے۔

وہی مغرب جو عیسائیت کے تیزی سے اضافے پر کامیابی کے شادیانے بجا رہا تھا، جب اسلام زندہ ہوا تو وہ زندہ درگور ہو گیا۔ اسلام کی کامیاب پیش قدمی پر پورا مغرب کومے میں چلا گیا۔ اٹلی کی ایک مصنفہ ماریانہ فلالی نے اپنی پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ''مسلمانوں کی شرح پیدائش میں اضافہ سے یورپ مسلمان ریاست میں تبدیل ہو رہا ہے۔'' یہی لاریب حقیقت ہے جس نے انہیں گستاخی رسول پر مجبور کر دیا۔ نیوجرسی (امریکہ) کے میئر نے 2003ء میں رسول اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے کہا کہ ''محمد ﷺ (نعوذ باللہ) قاتل تھے اور قرآن قتل و غارت سکھاتا ہے۔'' امریکی پادری جیری فال نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں ہرزہ سرائی کرتے ہوئے کہا ''میرے خیال میں محمد ﷺ دہشت گرد تھے۔'' میں نے مسلمانوں کا لکھا بہت کچھ پڑھا ہے۔ وہ ایک پرتشدد اور جنگ جو انسان تھے۔ میری رائے میں مسیح نے محبت کی مثال قائم کی اور موسیٰ علیہ السلام نے بھی ایسا ہی کیا لیکن محمد ﷺ اس کے بالکل برعکس تھے۔''

دہشت گردی کے لیبل اور سید الکونین کی ذات اقدس پر زبان طعن دراز کرنے سے ان کی منشا یہ تھی کہ اسلام قبول کرنا تو کجا اس کو پڑھنے اور سمجھنے کی بھی کوئی ہمت نہیں کرے گا۔ لیکن الٹی ہو گئیں سب تدبیریں دوا نے کچھ نہ کام کیا۔ لوگوں میں نہ صرف اسلام کو سمجھنے کا تجسس دو چند ہوا بلکہ اسلام مغرب سمیت امریکہ میں تیزی سے پھیلنے والا مذہب اور قرآن حکیم مقبول ترین کتاب بن گئی۔ مغرب نے اسلام کے سدباب کے لئے ڈنمارک کو شہ دی اور یہاں سے نبی مکرم ﷺ کے توہین آمیز خاکے چھپوائے گئے۔ پوری دنیا کے مسلمان اس پر سراپا احتجاج بن گئے۔ اب انہوں نے نہ صرف یہ حرکت دوبارہ کی بلکہ ہالینڈ کے ایک فتنہ گر نے ''فتنہ'' نامی فلم بنا کر مسلمانوں کے دلوں پر نشتر زنی کی ہے۔ مومن سب کچھ برداشت کر سکتا ہے لیکن اپنے نبی ﷺ کی شان میں نازیبا حرکات کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اس وقت پوری دنیا کے مسلمان گستاخان رسول ﷺ کو سزا دینے کے لئے بے تاب ہیں۔

جامع مسجد القادسیہ لاہور میں تاریخی مرکزی کنونشن

جماعۃ الدعوۃ نے اسلامیان پاکستان کو بیدار کرنے اور انہیں وحدت و یگانگت کی لڑی میں پرو کر تحریر و شمشیر کے میدان میں بنیان مرصوص بنانے کے لئے گزشتہ دو ماہ سے ملک بھر میں حرمت رسول ﷺ پروگرام منعقد کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔ اس سلسلے کا ایک مرکزی کنونشن جامع مسجد القادسیہ لاہور میں 31 مارچ کو منعقد ہوا۔ اس عظیم الشان کنونشن کے لئے ملک کے گوشے گوشے سے علماء اور سیاسی زعما جمع ہوئے۔ کنونشن کا آغاز ہوا تو مسجد کا وسیع ہال سامعین سے بھر چکا تھا۔ سٹیج اور کنونشن ہال کو ''حرمت رسول ﷺ پر جان بھی قربان ہے'' کے بینرز سے سجایا گیا تھا۔ کنونشن کا پہلا سیشن صبح نو بجے سے نماز ظہر تک رہا۔ جس میں سینئر پروفیسر ساجد میر امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث اور مولانا سمیع الحق امیر جمعیت علماء اسلام (JUI) کا خطاب ہوا۔

نماز ظہر کے بعد کنونشن کا اس لحاظ سے اہم سیشن تھا کہ اس سے معزول صدر پاکستان محمد رفیق تارڑ، شیخ الحدیث مولانا

پاکستان کا ایٹم بم حرمتِ رسول ﷺ کیلئے ضرور چلے

امیر محترم پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ کا ایمان افروز خطاب

کونشن کا اہم خطاب امیر جماعۃ الدعوۃ پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ کا تھا۔انہوں نے سب سے پہلے زعماء؛ قائدین اور معزول صدر پاکستان محمد رفیق تارڑ کا اس پروگرام میں آمد پر دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کیا۔

حافظ صاحب نے علماء کرام کو مخاطب کر کے کہا کہ اس وقت ملک کے کونے کونے میں علماء کے خطبات جمعہ کو لاکھوں لوگ سنتے ہیں۔علماء کرام امت کو بیدار کریں۔امیر محترم نے 1095ء میں اس وقت کے پوپ اربن دوم کا ذکر کرتے ہوئے کہا یہ وہ شخص تھا جس نے مسلمانوں کے خلاف صلیبی معرکہ کھڑا کیا۔اس نے اپنی تحریروں اور تقریروں سے نفرت اور حسد وبغض کی آگ کو بھڑکایا۔اربن دوم نے عیسائیوں سے کہا' مسلمانوں کا نبی ﷺ عیسائیت کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہے۔ اس کے خلاف اٹھو۔پوپ کی لگائی ہوئی آگ سے جو صلیبی جنگیں شروع ہوئیں' آج بھی ان کا تسلسل قائم ہے۔ نبی ﷺ کے خاکے بنانا اور فتنہ انگیزی اس صلیبی جنگ کا حصہ ہے۔

حافظ صاحب نے نبی مکرم ﷺ کی حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ اہل یورپ مسلمانوں کے خلاف مسلسل جنگیں لڑیں گے۔ان کا ایک سینگ ٹوٹے گا تو دوسرا نکل آئے گا' دوسرا ٹوٹے گا تو تیسرا سینگ نکل آئے گا۔اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد انہوں نے کہا' خوشخبری کی بات یہ ہے کہ ہر بار ان کا سینگ ٹوٹے گا لیکن اگر صلیب اور امریکہ کی جنگ اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف لڑو گے تو پھر یہ سینگ کیسے ٹوٹے گا۔اس وقت یہ جنگ کلچر' تعلیمی اصلاحات' روشن خیالی کے نظریات کے محاذ پر اور میدان جہاد میں جاری ہے۔ اس جنگ کے لڑنے کے لئے علماء؛ زعما اور قائدین نے درددل لے کر اٹھنا ہے اور پوری امت کو تیار کرنا ہے' یہ اصل مشن ہے۔ دنیائے کفر کے سینگ پر سینگ نکل رہے ہیں لیکن توڑنے والے ہاتھ بندھے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے واعدوا لھم مااستطعتم کی صورت میں ان کے سینگ توڑنے کا قیامت تک کے لئے امت کو باعزت حل بتایا ہے۔حافظ صاحب نے کہا' پاکستان کا ایٹم بم اور کہیں چلے نہ چلے' حرمت رسول ﷺ کے مسئلے پر اگر ضرورت پڑے تو ضرور چلنا چاہئے۔

امیر محترم نے کنونشن میں موجود علماء سے کہا کہ تحریک حرمت رسول ﷺ کو ہر سطح پر منظم کریں۔اس مسئلہ کو نہ صرف عامۃ الناس میں اٹھایا جائے بلکہ اقوام متحدہ اور او آئی سی میں بھی اس ایشو کو اٹھایا جائے۔اسی طرح امت مسلمہ میں ہر سطح پر نہ صرف اتحاد کی ضرورت ہے بلکہ اتحاد کو متحرک کرنے کی بھی ضرورت ہے۔

عبدالمالک' حافظ عبدالرحمٰن مکی اور امیر محترم حافظ محمد سعید حفظہ اللہ کا خطاب ہوا۔

ذیل میں ہم اس کنونشن کے اہم اور دلوں کو گرما دینے والے خطابات پیش کر رہے ہیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق امیر جمعیت علمائے اسلام پاکستان

مولانا سمیع الحق نے کہا کہ توہین رسالت اور توہین آمیز خاکوں کے خلاف جلسے جلوسوں اور مظاہروں سے کام نہیں چلے گا۔مغرب نے صلیبی جنگوں سے زیادہ خطرناک جنگ مسلط کر رکھی ہے۔پوری امت کو اس جنگ کا مقابلہ کرنے کے لئے خود کو تیار کرنا ہوگا۔مولانا سمیع الحق نے کہا' یورپ توہین رسالت کا ارتکاب کر کے درحقیقت مسلمانوں کو جگا رہا ہے۔یہ توہین آمیز خاکے اور فلمیں مسلمانوں کے لئے یورپ کی فتح کا سبب بن جائیں گی۔انہوں نے اسمبلیوں اور سینٹ میں بیٹھے ارکان سے کہا کہ وہ ان مقتدر اداروں میں قانون سازی کریں کہ جو ملک بھی توہین رسالت کی جسارت کرے' پاکستان اس کے ساتھ سفارتی تعلقات منقطع کر دے۔ یہ وقت محض مذمتی قراردادوں اور کھوکھلے نعروں کا نہیں بلکہ ٹھوس اقدامات کا ہے۔انہوں نے کہا پاک فوج کو امریکی جنگ کی آگ میں نہ جلایا جائے۔قبائلی علاقہ جات سے فوج کی واپسی بھی وزیراعظم کے سو دنوں کے پروگرام کا حصہ ہونا چاہئے اور پرویز مشرف کی امریکہ نواز پالیسیوں پر فوری طور پر یوٹرن لیا جائے۔

محمد رفیق تارڑ معزول صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان:

محمد رفیق تارڑ نے کہا حضور اکرم ﷺ کے ناموس کی خاطر کمزور سے کمزور ایمان والا مسلمان بھی اپنی جان ہتھیلی پر لئے پھرتا ہے۔ہماری تاریخ شہیدوں' غازیوں اور مجاہدوں کے ناموں سے جگمگا رہی ہے۔حضور ﷺ کی محبت ہی دین ہے۔انہوں نے ظفر علی خان کو یاد کرتے ہوئے ان کے درج ذیل اشعار پڑھے۔

نماز اچھی روزہ اچھا حج اچھا زکوۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

سابق صدر پاکستان ناموس رسالت ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اور اس سانحۂ عظیم پر آنسو بہاتے ہوئے یوں گویا ہوئے کہ حضور ﷺ کی ذات گرامی ہمارا سب کچھ ہے۔جبکہ غیر انہیں گالیاں دے رہے ہیں اور ہمارے حکمران انہی غیروں کے حکم پر فرزندان توحید پر گولیاں برسا رہے ہیں۔انہوں نے شرکائے مجلس سے کہا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں جب بھی تحریک برپا ہوئی تو میں ہراول دستے میں ہوں گا۔ان کا خطاب مختصر مگر فکر انگیز تھا۔

سینیٹر پروفیسر ساجد میر' امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان

پروفیسر ساجد میر نے اپنے خطاب میں کہا کہ مغرب میں بار بار گستاخی رسول کا ارتکاب اس لئے کیا جا رہا ہے کہ رفتہ رفتہ مسلمان ان گستاخیوں کے عادی ہو جائیں اور ان کے دلوں سے محبت رسول ﷺ کا جذبہ ختم ہو جائے حالانکہ یہ ان کی بھول ہے کیونکہ کوئی شخص اس وقت تک مسلمان ہی نہیں ہو سکتا جب تک وہ نبی رحمت ﷺ کو اپنی جان' مال' اولاد غرض ہر چیز سے زیادہ عزیز نہ سمجھے۔پروفیسر صاحب نے کہا جب بھی گستاخی رسول کا معاملہ ہوا' مسلمان عوام نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا لیکن مسلم حکمرانوں نے ہمیشہ بے حسی اور بے غیرتی کا مظاہرہ کیا ماسوائے ایک دو حکمرانوں کے۔ انہوں نے کہا کہ ججوں کی بحالی' ملک سے دہشت گردی کا خاتمہ سب انتہائی اہم معاملات اور ترجیحات ہیں لیکن ان میں اہم ترین مسئلہ حرمت رسول ﷺ کا ہے جو نئی حکومت کی ترجیحات میں کہیں نظر نہیں آتا' کسی قسم کی توقعات وابستہ کئے بغیر ہم واضح کرتے ہیں کہ وہ کوئی حکمران ہو یا کوئی بھی سیاسی شخصیت' اگر اس کی ترجیحات میں حرمت رسول ﷺ کا مسئلہ شامل نہیں تو وہ ہماری ترجیحات میں شامل نہیں۔ہم اس کے ساتھ چلنے کو تیار نہیں۔امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث نے کہا کہ مسلم حکمران کم از کم اتنی غیرت کا مظاہرہ ہی کر دیں کہ امریکہ اور مغرب سے کہہ دیں کہ جب تک توہین رسالت کا سلسلہ بند نہیں ہو جاتا' دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ سمیت کسی بھی ایشو پر مغرب کا ساتھ نہیں دیں گے۔

گستاخانہ خاکے نبی ﷺ کے ہرگز نہیں ہو سکتے:

علامہ سید ضیاء اللہ شاہ بخاری مرکزی رہنما متحدہ جمعیت اہلحدیث:

اس وقت پوری ملت اسلامیہ صدمے سے دوچار ہے کیونکہ صلیب کے چند پجاریوں نے اٹھ کر نبی اکرم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کی ناپاک جسارت کر ڈالی۔

پوری دنیا محسن انسانیت رحمۃ للعالمین ﷺ کی عزت و توقیر کرتی ہے۔ پورے وثوق سے کہتا ہوں عیسائیوں کی اکثریت نبی ﷺ کی عظمت و حرمت کو مانتی ہے' ماسوا چند گندے انڈوں کے جنہوں نے یہودیوں کے اکسانے پر ایسی غلیظ حرکت کی ہے۔ قرآن میں ہے۔

نصاریٰ مسلمانوں سے محبت کرنے والے ہوتے ہیں۔ ہم قرآن کی روشنی میں کہتے ہیں' یہ سب کا موقف ہے۔

کفار مکہ نبی ﷺ کو محمد ﷺ کہنے کی بجائے مذمم کہہ کر پکارتے۔

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہا' اللہ نے قریش کی گالیاں اور ان کی بے ہودگی مجھ سے دور کر دی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کیسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' یہ تو مذمم کو گالیاں دیتے ہیں اور میں محمد ﷺ ہوں۔ یہ محمد ﷺ کو گالیاں نہیں دیتے۔

یہ خاکے کسی صدر' وزیر اور پادری کے ہو سکتے ہیں لیکن محمد ﷺ کے خاکے نہیں بن سکتے۔

آپ ﷺ نے فرمایا' میرا جو امتی مجھے خواب میں دیکھے گا' اسے یقین کرنا چاہئے کہ اس نے مجھے دیکھا ہے۔ شیطان کسی اور کا روپ دھار کر آ سکتا ہے لیکن اللہ نے شیطان کو بھی یہ طاقت نہیں دی کہ وہ میری شبیہ اور تصویر بنے۔ رب تعالیٰ نے جو طاقت شیطان کو نہ دی' وہ شیطان کے چیلوں کو کیسے مل گئی۔ لہٰذا یہ خاکے کسی اور کے ہو سکتے ہیں نبی ﷺ کے نہیں۔

انہوں نے کہا' یہ گستاخانہ خاکے ہمارے نبی ﷺ کے ہرگز نہیں ہو سکتے۔

پروفیسر حافظ عبدالرحمٰن مکی مسئول سیاسی امور جماعۃ الدعوۃ پاکستان:

پروفیسر حافظ عبدالرحمٰن مکی حفظہ اللہ نے کہا کہ حرمت رسول ﷺ کے مسئلہ پر مسلمان حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا کردار ادا کریں۔ اسلام کے مقابل دشمنوں کے وضع کردہ نظام گر رہے ہیں' جنرل اسمبلی اور سلامتی کونسل جیسے ادارے تباہی سے دوچار ہیں۔ گستاخانہ خاکے اسی بغض و عنا میں شائع کیے گئے۔ انہوں نے کہا توہین آمیز خاکوں کی اشاعت مسلمانوں کے ایمان اور غیرت کا مسئلہ ہے۔ مسلمان اپنی علیحدہ کرنسی' دفاعی و معاشی نظام ترتیب دیں۔ ڈنمارک کی طرح پوری یورپی یونین کا بائیکاٹ کیا جائے یہ سب ایک تھالی کے چٹے بٹے ہیں۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالمالک صدر جمعیت اتحاد العلماء پاکستان:

شیخ الحدیث مولانا عبدالمالک نے کہا' گستاخانہ خاکے شائع کرنے والوں کو مسلمانوں کے حوالے کیا جائے۔ اگر ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کو گوانتانامو بے بھجوایا جا سکتا ہے تو نئی حکومت کو مطالبہ کرنا چاہئے کہ اگر مغرب ہمارے ساتھ تعلقات قائم رکھنا چاہتا ہے تو ہمارے اس مطالبہ پر عمل کیا جائے۔ مولانا نے اس عزم کا اظہار کیا کہ حرمت رسول ﷺ کے مجرموں کو سزا دلوانے تک مسلمان چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

مولانا محمد اسلم سلیمی نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان:

ایمان کا تقاضا ہے کہ نبی ﷺ پر درود بھیجے بغیر کوئی نماز قبول نہیں ہوتی۔ مسلمان ہی نہیں' انصاف پسند عیسائیوں نے بھی نبی ﷺ کی شان کو تسلیم کیا ہے۔ آج یہود و نصاریٰ کے بغض و حسد اور حواس باختگی کی وجہ سے یورپ میں اسلام کی روز افزوں ترقی ہے۔ سوڈان کے صدر نے ڈنمارک اور ہالینڈ کے سفراء کو سوڈان سے نکلنے کا حکم دیا اور اقتصادی بائیکاٹ کا جرائتمندانہ فیصلہ کیا۔ پاکستان کی طرف سے ہالینڈ کے سفیر کو دفتر خارجہ بلا کر احتجاج کرنا ناکافی ہے۔ انہوں نے کہا کہ سرحد اسمبلی کی طرح قومی و دیگر صوبائی اسمبلیاں تحفظ حرمت رسول ﷺ کے حوالے سے اہم فیصلے کریں۔

> **حرمت رسول ﷺ کا تحفظ ہمارا قیمتی اثاثہ ہے۔ میرے بیٹے عامر چیمہ شہیدؒ نے عظیم کارنامہ انجام دیا۔ پروفیسر نذیر احمد چیمہ والد عامر چیمہ شہیدؒ**

مولانا محمد امجد خان JUI (ف):

جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی رہنما مولانا محمد امجد نے عظیم الشان کنونشن کے انعقاد پر جماعۃ الدعوۃ کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کی۔ انہوں نے کہا' صرف اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کی طرف سے مذمت پر بات نہیں بنے گی بلکہ تمام انبیاء کی شان میں گستاخی پر موت کا قانون بنایا جائے۔ انہوں نے کہا یہودی و قادیانی خاکوں کی اشاعت میں ملوث ہیں۔ وہ مسلمانوں کا ایمان چیک کرنا چاہتے ہیں لیکن مسلمان اپنے نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کسی صورت برداشت نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا' حکومت پاکستانی سفیروں کو ڈنمارک اور ہالینڈ سے واپس بلا کر ان کے سفیروں کو ملک بدر کرے۔ حکمران امریکہ کی غلامی کی بجائے صلاح الدین ایوبیؒ اور نور الدین زنگی کا راستہ اختیار کریں۔

علامہ حمید الدین المشرقی سربراہ تحریک خاکسار پاکستان:

انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ مسلم حکمران متحد ہو جائیں تو ڈنمارک اور ہالینڈ جیسے ملکوں کو گستاخی کی جرأت نہ ہو۔ مسلمان معاشی بائیکاٹ کی منظم مہم چلائیں۔ مسلمان ممالک تیل کے ہتھیار کو استعمال کر کے گستاخان رسول کو معافی مانگنے پر مجبور کر دیں۔

مولانا فضل الرحمٰن اشرفی نائب مہتمم جامع اشرفیہ لاہور

مولانا نے کہا' حرمت رسول ﷺ کنونشن پر جماعۃ الدعوۃ مبارکباد کی مستحق ہے۔ حرمت رسول ﷺ کے تحفظ کے مسئلہ پر ہم سب جماعۃ الدعوۃ کے ساتھ ہیں۔

مولانا اللہ وسایا' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ قادیانی گستاخان رسول ﷺ کی چلتی پھرتی تصویر ہیں۔ قادیانیت کا محاسبہ انتہائی ضروری ہے۔ انہوں نے کہا ہر آدمی سے رعایت ہو سکتی ہے لیکن محمد عربی ﷺ کے دشمن اور گستاخ سے رعایت نہیں برتی جا سکتی۔

مولانا خورشید احمد گنگوہی

انہوں نے کہا' دشمن کی حرکت اگر آج بھی ہمیں متحد

محمد رفیق تارڑ معزول صدر پاکستان ناموس رسالت ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے آبدیدہ ہو گئے۔ انہوں نے کہا جب بھی تحریک برپا ہوگی تو وہ ہراول دستے میں شامل ہوں گے

نہیں کرسکتی تو پھر ہم اپنے عبرت ناک انجام کا انتظار کریں۔

1924ء میں والٹیر کے ناول پر نبی ﷺ کی گستاخی پر مبنی فلم بنی تو خلیفہ عبدالحمید ثانی نے فرانس، برطانیہ کے سفراء کو استنبول اپنے دفتر میں طلب کیا۔ خلیفہ جہادی لباس زیب تن کیے اور برہنہ شمشیر لئے ان کے سامنے آیا۔ اس نے کہا اگر شام کا سورج غروب ہونے سے پہلے اس فلم پر پابندی نہ لگی تو میں امت کو جہاد کی تیاری کا حکم دے دوں گا۔ اسی وقت پابندی لگ گئی لیکن آج کوئی حکمران ایسی جرأت نہیں کرسکتا۔

مولانا شمشاد سلفی مرکزی رہنما

مولانا سلفی صاحب نے کہا، ہم تمام مسالک کے علماء اور رہنماؤں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ مل کر ڈنمارک اور ہالینڈ کے خلاف اعلان جہاد کریں۔ انہوں نے کہا کہ معاشی بائیکاٹ سے بات نہیں بنے گی۔ گستاخ رسول ممالک کے خلاف جہاد کا اعلان کیا جائے۔ اگر اعلان جہاد نہیں ہوتا تو پھر سب بے سود باتیں ہیں۔ جب تک آپ کفار کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن کر نہیں آتے، گستاخوں کو سزا دینے کے لئے بدری اور مکی نہیں بنتے تو گستاخی سے کوئی نہیں رکے گا۔

حرمت رسول ﷺ کنونشن کے اختتام پر کنونشن کی متفقہ قرارداد تحریک حرمت رسول ﷺ و قرآن کے کنوینئر مولانا امیر حمزہ نے پڑھی اور تمام شرکاء نے یک زبان اس کی حمایت کی۔ قرارداد کے اہم نکات درج ذیل تھے۔

مسلمان ممالک یو این او کی بے حسی اور مثبت اقدامات نہ کرنے پر یونائیٹڈ سٹیٹس آف اسلام قائم کریں۔

قرارداد میں سوڈان اور سعودی عرب کے کردار کو سراہا گیا۔

ججوں کی مکمل رہائی اور محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر کی رہائی بھی قرارداد کے اہم نکات تھے۔

ملک بھر میں ہونے والی حرمت رسول ﷺ کانفرنسز:

حرمت رسول ﷺ کنونشن میں علماء کرام کی موجودگی میں جماعۃ الدعوۃ کے قائدین نے ملک بھر میں حرمت رسول ﷺ کانفرنسز منعقد کرانے کا اعلان کیا۔ اس اعلان کے بعد مظفر آباد سے کراچی اور گوادر سے پشاور تک کانفرنسز منعقد کی گئیں جس میں لوگوں کا جم غفیر اُمڈ آیا۔ ان کانفرنسز کا سلسلہ تاحال جاری ہے اور اس وقت تک یہ مہم ہر محاذ پر جاری رہے گی، جب تک اہانت رسول ﷺ کے مرتکب اپنے انجام کو پہنچ نہیں جاتے۔

مظفر آباد:

اس سلسلے کی پہلی کانفرنس مظفر آباد شہر میں ہوئی۔ اس کانفرنس سے جماعت اسلامی مظفر آباد کے امیر قاضی شاہد امین، جموں وکشمیر لبریشن فرنٹ کے مرکزی رہنما بشارت نوری، چیئرمین اتحاد بین المسلمین نصیر شیرازی، جماعت اہلسنت مظفر آباد کے ناظم اعلیٰ ظہور قریشی، قاری ضیا المصطفیٰ، جماعۃ الدعوۃ کے مرکزی رہنما حافظ سیف اللہ منصور اور خالد سیف الاسلام نے خطاب کیا۔

ان رہنماؤں نے کہا کہ حکومت پاکستان قانون سازی کرے کہ جہاں بھی کسی نبیؑ کی شان میں گستاخی ہوگی، اسے شریعت کے مطابق سزا دی جائے اور ان دشمنان اسلام سے دوستی اور معاہدات نہیں بلکہ جہاد کرنے کی ضرورت ہے۔

اس کانفرنس کا اہم خطاب امیر جماعۃ الدعوۃ پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ کا تھا۔ انہوں نے کہا، خاکوں کی مہم اور فتنہ نامی فلم کسی شخص کی ذاتی سوچ کا نتیجہ نہیں بلکہ کفار نے مسلمانوں کے خلاف ایک بلاک بنالیا ہے۔ صلیبیوں، یہودیوں کے مذہبی پیشوا ان گماشتوں کے پشتبان ہیں۔ امیر محترم نے خوابیدہ مسلمانوں کو جگاتے ہوئے کہا چند سال قبل تک یہ خبریں سننے کو ملتی تھیں کہ اسلام دشمنوں کی قائم کردہ مشنری این جی اوز کے ہاتھوں غریب اور لاچار لوگ عیسائی بن رہے ہیں لیکن اب یورپ سمیت دنیا کے ہر خطے سے عیسائیوں اور دیگر مذاہب کے لوگوں کی اسلام قبول کرنے کی خبریں آرہی ہیں۔

مغربی ذرائع ابلاغ اور ان کے تھنک ٹینکس خود اس بات کی دہائی دے رہے ہیں کہ اگر اسلام اس رفتار سے پھیلتا رہا تو آئندہ چند سالوں میں یورپ میں بھی اسلام ہی سب سے بڑا مذہب ہوگا۔ اسی حسد اور بغض کے نتیجہ میں توہین آمیز خاکے اور توہین قرآن پر مبنی فلمیں بنائی جارہی ہیں۔ امیر محترم نے کہا کہ گستاخانہ خاکوں کی اشاعت آزادی اظہار رائے نہیں، مذہبی و صحافتی دہشت گردی اور کفار کی طرف سے شروع کی گئی صلیبی جنگوں کا حصہ ہے۔

اس کانفرنس میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔ ہر طرف لوگوں کی زبان پر ایک ہی نعرہ تھا کہ حرمت رسول ﷺ پر جان بھی قربان ہے۔ اس کے علاوہ لوگوں کا اتنی بڑی تعداد میں آنا اس بات کا ثبوت ہے کہ مصائب نے لوگوں کو تباہ حال کیا، ان کے سروں سے چھت چھین لی، بیٹوں اور پیاروں کو ہمیشہ کے لئے جدا کردیا لیکن غم واندوہ کی اس فضا میں اپنے آقا کی محبت میں سب کچھ بھلا کر لوگ پروانہ وار قائدین کا پیغام سننے کے لئے آئے۔

راولاکوٹ:

حرمت رسول ﷺ کا کارروان محوسفر ہوا۔ اب اگلی منزل راولاکوٹ تھی۔ یہاں بھی جماعۃ الدعوۃ کے زیر اہتمام شمع اسلام کے پروانوں کا اجتماع ہوا۔ اس عظیم الشان کانفرنس کے لئے صابر شہید اسٹیڈیم میں انتظامات کئے گئے۔ جانثاران اسلام راولاکوٹ کے گردونواح اور دور دراز سے سفر کر کے اس پروگرام میں شریک ہوئے۔ راولاکوٹ کی کانفرنس کی ایک خاص بات یہ بھی تھی کہ اس میں حرمت رسول ﷺ پہ قربان ہونے والے عامر چیمہ شہیدؒ کے والد محترم پروفیسر نذیر احمد چیمہ نے بھی خطاب کیا۔ خصوصی خطابات امیر محترم حافظ محمد سعید حفظہ اللہ اور سردار اعجاز افضل امیر جماعت اسلامی آزاد کشمیر کے تھے۔ ان کے علاوہ مولانا عبدالعزیز علوی امیر جماعۃ الدعوۃ آزاد کشمیر، مفتی عبدالخالق خطیب مرکزی مسجد راولاکوٹ، پروفیسر ایم ظفر جماعت اہلسنت شامل تھے۔

پروفیسر نذیر احمد چیمہ نے اپنے خطاب میں کہا، حرمت رسول ﷺ کا تحفظ ہمارا سب سے قیمتی اثاثہ ہے۔ میرا بیٹا عامر چیمہ شہیدؒ تعلیم حاصل کرنے یورپ گیا لیکن وہاں اس نے عظیم کارنامہ انجام دیا۔ اس کے دل میں نبی اکرم ﷺ کی حرمت کا جذبہ تھا۔

امیر محترم حافظ محمد سعید حفظہ اللہ نے کہا، اس وقت اسلام اور کفر کے درمیان صلیبی جنگوں کا سلسلہ جاری ہے۔ آٹھ صلیبی جنگیں ہوچکیں۔ اس وقت نویں صلیبی جنگ برپا ہے۔ علمائے کرام مسلمانوں کو اس جنگ کے لئے تیار کریں۔ مسلم حکمران غلامیوں کے طوق اتار پھینکیں اور مسلمانوں کو شہادتوں کا راستہ اختیار کرنے کی ترغیب دیں۔

لاہور میں جماعۃ الدعوۃ کے زیر اہتمام باسٹھ بڑی کانفرنسیں جبکہ خطبات جمعہ‘دروس‘طلباء اور خواتین کے 1378 پروگرام ہوئے جن میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی

باغ میں عظیم الشان حرمت رسول ﷺ کانفرنس کے بعد ناموس رسالت ﷺ کے پاسبانوں کا یہ قافلہ دریائے نیلم کے صاف وشفاف پانی کی رواں دواں لہروں کے ہمراہ پنجاب میں داخل ہوا۔اس کا پہلا پڑاؤ گجرات میں ہوا جہاں عظیم الشان کانفرنس ہوئی۔ اس کانفرنس سے امیر جماعۃ الدعوۃ پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ کے علاوہ مولانا امیر حمزہ کنوینئر تحریک حرمت رسول ﷺ‘ جاوید بٹ صدر مسلم لیگ (ن) گجرات‘امیر جماعت اسلامی طاہر سلیم‘ چوہدری رضوان صدر پیپلز پارٹی اور مفتی جمیل الرحمٰن نے خطاب کیا۔

گجرات کے بعد لاہور میں کئی ایک مقامات پر بڑی بڑی باسٹھ کانفرنسز منعقد ہوئیں۔ بڑی کانفرنسوں کے علاوہ مساجد کانفرنسیں‘ٹرک پروگرام‘ خطبات جمعہ‘دروس قرآن اور طلباء وخواتین کے 1378 پروگرام ہوئے۔سب سے بڑی کانفرنس شالامار چوک باغبانپورہ میں ہوئی۔جس سے مرکزی قیادت کے علاوہ دیگر مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے قائدین نے بھی حرمت رسول ﷺ کے حوالے سے اپنے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔

لاہور کے بعد ساہیوال‘ قصور‘اوکاڑہ‘ملتان‘ فیصل آباد‘ شیخوپورہ‘ بوریوالہ‘ ڈی جی خان‘پشاور‘ گوجرانوالہ‘ سکھر اور اس کے بعد حیدرآباد میں 21 اپریل کو گاڑی کھاتہ حیدرآباد میں حرمت رسول ﷺ کانفرنس منعقد ہوئی۔اس عظیم الشان کانفرنس سے امیر محترم پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ‘نوید قمر مسئول جماعۃ الدعوۃ کراچی‘ جماعت اسلامی صوبہ سندھ کے نائب امیر ڈاکٹر ممتاز‘مسلم لیگ (ن) حیدر آباد کے صدر‘جماعت غرباء اہلحدیث کے رہنما مولانا فاضل اور مرکزی جمعیت اہلحدیث کے رہنما افضل سردار نے خطاب کیا۔ حیدرآباد زون کی یہ مرکزی کانفرنس تھی‘ اس میں قرب وجوار سے ہزاروں افراد شریک ہوئے۔مرکزی کانفرنس کے علاوہ شہداد پور‘ ٹنڈو الہ یار‘ قاضی احمد ‘ہالا‘ نیوسعید آباد‘ سکرنڈ‘ دولت پور‘ نواب شاہ اور کوٹری میں بھی بڑی بڑی کانفرنسز ہوئیں۔

اندرون سندھ:

کاررواں حرمت رسول ﷺ نے اندرون سندھ کے دورہ میں جہاں پروگرام کیے‘ ان میں بدین بھی شامل ہے۔ بدین کا پریس کلب چوک جو شہر کا اہم اور مصروف چوک ہے یہاں حرمت رسول ﷺ کانفرنس ہوئی۔ ضلع بدین کے دیہاتوں‘ بستیوں اور گوٹھوں سے قافلے جوق در جوق پہنچے۔اس کانفرنس سے حافظ عبدالرحمٰن مکی‘ عبداللہ سندھی‘ جماعت اسلامی کے رہنما اور حافظ انور نے خطاب کیا۔

میر پور زون نے حرمت رسول ﷺ کانفرنس کا انعقاد پوسٹ آفس چوک میں کیا۔ ہزاروں کے مجمع سے سیف اللہ منصور‘ مولانا غلام قادر سبحانی اور مولانا بشیر الٰہی محمدی نے خطاب کیا۔

کراچی جو ملک کی آبادی اور رقبہ کے لحاظ سے بڑا شہر ہے یہاں کے لوگ اپنے رہبر ورہنما اور امام محمد مصطفیٰ ﷺ سے والہانہ محبت رکھتے ہیں۔اس محبت کا ثبوت جماعۃ الدعوۃ کی حرمت رسول ﷺ کانفرنس میں ہزاروں کی تعداد میں شرکاء کی حاضری تھی۔ یہ کانفرنس شاہراہ قائد پر ہوئی اور حرمت رسول ﷺ پر ہونی والی کسی بھی جماعت کے جلسے یا اجتماع سے کہیں زیادہ بڑی تھی۔ جماعۃ الدعوۃ کراچی کے مسئولین وکارکنان نے کراچی کے شورش زدہ حالات میں ہر گھر تک حرمت رسول ﷺ کانفرنس کا پیغام پہنچایا۔اس عظیم الشان کانفرنس کے خصوصی مہمان محترم پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ تھے۔

دوسرے اہم مقرر جسٹس (ر) وجیہہ الدین نے نبی ﷺ کی شان میں ہونے والی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے ہاں مغرب کی طرف سے جب بھی سفیر بھیجنے کی بات آتی ہے تو ایسا شخص ڈھونڈا جاتا ہے جس نے قرآن کی بے حرمتی کی ہو۔انسانیت کی معراج عظیم المرتبت نبی ﷺ کی شان میں کفار روز وشب اس لئے طعن وتشنیع کے تیر وتفنگ چلاتے ہیں کہ ہم کمزور ہیں۔ امت گروہوں اور فرقوں میں بٹ کر اجتماعیت کھو چکی ہے۔ جسٹس وجیہہ الدین نے کہا مسلمان اس وقت تک جنگ کی بات نہیں کرتے جب تک انہیں للکارا نہ جائے مگر اب تو للکار کی حد ہو چکی ہے۔ اب وقت ہے ان گستاخوں کو ایسا جواب دیا جائے کہ ان کے دانت کھٹے ہو جائیں۔ جماعت اسلامی کے نائب امیر پروفیسر عبدالغفور نے کہا‘ حرمت رسول ﷺ کانفرنس میں لوگوں کا جم غفیر دیکھ کر یہ محسوس ہوتا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں حب رسول ﷺ زندہ ہے۔ مسلم لیگ (ن) سندھ کے صدر سلیم ضیاء نے کہا کہ وہ تمام ممالک اور شیطانی عناصر جو پچھلے کئی سالوں سے خاکے اور فلمیں بنا رہے ہیں‘ ہم انہیں برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ کراچی پریس کلب کے صدر محمد نجیب نے کہا کہ طاغوت نے اسلام خصوصاً پاکستان پر یلغار کی ہے۔ یہاں پر اتنا بڑا اجتماع دیکھ کر میں یہی کہوں گا کہ آپ کی قربانیاں جلد اور ضرور رنگ لائیں گی۔اس کانفرنس سے مفتی عثمان یار خان‘ مولانا محمد یونس صدیقی ‘ حافظ سیف اللہ منصور اور مولانا محمد عمر صادق نے بھی خطاب کیا۔

ملتان: جماعۃ الدعوۃ ملتان کے زیر اہتمام حرمت رسول ﷺ کانفرنس تاریخی مقام قلعہ کہنہ قاسم باغ میں ہوئی۔ کارکنان نے اس کانفرنس کی کامیابی کے لئے بھرپور طریقے سے تیاری کی۔ 50 ہزار سٹکر ”حرمت رسول ﷺ پر جان بھی قربان ہے۔“ چھپوا کر ملتان شہر اور تمام تحصیلوں میں تقسیم کیے گئے۔اسی طرح تحصیل کی سطح پر شجاع آباد‘ مخدوم رشید‘ جلال پور پیر والا میں بھی کانفرنسیں ہوئیں‘ جن میں ہزاروں لوگ شریک ہوئے۔شمع رسالت کے ان جانثاروں کو مرکزی قائدین کا پیغام سننے کی دعوت دی گئی۔ تحصیلی کانفرنسز کے علاوہ تعلیمی اداروں میں طلباء تک کانفرنس کی دعوت پہنچائی گئی۔ ذکریا یونیورسٹی اور نشتر میڈیکل میں بڑے بڑے پروگرام ہوئے۔شہر میں عام لوگوں تک کانفرنس میں شرکت کی دعوت دینے کے لئے ہینڈ بل تقسیم کیے گئے۔اہم مقامات پر بینرز لگائے گئے۔قلعہ کہنہ قاسم باغ جیسے تاریخی مقام پر جماعۃ الدعوۃ کی تاریخی کانفرنس میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کر کے یہ ثابت کر دیا کہ وہ اپنے نبی ﷺ کی عفت وعصمت کی خاطر اپنی جانوں کی قربانی سے بھی گریز نہیں

باقی صفحہ 31 پر

> **ہمارے ہاں مغرب کی طرف سے جب بھی سفیر بھیجنے کی بات آتی ہے تو ایسا شخص ڈھونڈا جاتا ہے جس نے قرآن کی بے حرمتی کی ہو۔**
>
> **جسٹس (ر) وجیہہ الدین**

محسن فارانی

آخری قسط نمبر 2

امریکہ میں مسلمانوں پر کیا بیت رہی ہے......؟

مبین شیخ کا ماضی بھی داغدار ہے۔ چند سال پہلے اس پر الزام لگا کہ اس نے اپنے باپ اور بھائی کے ساتھ مل کر اپنی چچی پر حملہ کیا تھا۔ یہ معاملہ عدالت کے باہر طے پا گیا جبکہ چچی پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ الزام واپس لے لے۔ مبین شیخ کے بارے میں یہ اطلاع بھی ہے کہ وہ منشیات کا عادی رہا ہے اور اگست 2007ء میں اس پر ایک بارہ سالہ لڑکی پر حملہ کرنے کا الزام بھی لگایا گیا۔ پولیس نے اس کے خلاف حملے کے الزامات عائد کیے۔ کئی دوسرے لوگوں نے بتایا ہے کہ مبین شیخ نے انہیں بھی ''تربیتی کیمپ'' کے پھندے میں شرکت کی ترغیب دینے کی کوشش کی تھی جبکہ اس نے انہیں اپنا بیج دکھایا تھا جو یہ ثابت کرتا تھا کہ اس کے پاس اسلحہ رکھنے کا لائسنس ہے اور یہ کہ ایک طالب علم کے طور پر اس نے کینیڈین آرمڈ فورسز کے ساتھ فوجی تربیت حاصل کی تھی۔

''ٹورنٹو 18'' کی ابتدائی سماعت کے دوران ان میں سے چار کے خلاف الزامات پہلے ہی واپس لے لئے گئے جبکہ دو اور ضمانت پر رہا ہو چکے ہیں۔ ستمبر 2007ء میں جب مبین شیخ گواہی دے رہا تھا تو یہ واضح ہو گیا کہ کم از کم چھ تا آٹھ دوسرے افراد کے خلاف الزامات بھی وکلائے صفائی کی ماہرانہ جرح اور ملزمان کے خلاف شہادت کی کمزوری کے باعث مسترد کر دیئے جائیں گے۔ تب وکلائے استغاثہ نے ڈرامائی طور پر یہ اعلان کیا کہ وہ سب الزامات واپس لے رہے ہیں۔ تاہم انہوں نے فوراً ہی ان پر دوسرے الزامات عائد کر دیئے۔ کینیڈا کے قانون کے تحت اس کی اجازت ہے اور یوں مدعا علیہان کو نئی ضمانتوں کے لئے دوبارہ درخواستیں دینا پڑیں۔

غالب امکان یہ ہے کہ ان مسلم نوجوانوں کے خلاف الزامات قانون کی عدالت میں ثابت ہوں گے نہیں، تاہم استغاثہ دانستہ مقدمے کو لٹکا رہا ہے تاکہ جیل میں بند نوجوان پلی بارگیننگ کرنے پر مجبور ہو جائیں یعنی کسی کمتر جرم کا اعتراف کر کے رعایت کی درخواست کریں۔ اگر وہ دو تین سال جیل میں رہے اور اس عرصے کے بعد استغاثہ نے انہیں معمولی الزام تسلیم کرنے کے عوض رہائی کی پیشکش کی تو وہ اسے قبول کرنے میں کشش محسوس کریں گے۔ اگر انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کیا تو مقدمہ برسوں جاری رہ سکتا ہے اور وہ جیل میں اکثر قید تنہائی میں رہیں گے اور اس کے بعد بھی انہیں کسی نہ کسی الزام میں سزا سنائی جا سکتی ہے۔ یوں جیل سے نکلنے کے لئے کمتر جرم کا اعتراف کرنے کی ترغیب ان کے لئے خاصی پُرکشش ہو گی۔ اب تک جیل میں بند نوجوان اپنے موقف پر قائم رہے ہیں مگر اب اس نظام پر ان کا یقین کمزور پڑنے لگا ہے جبکہ وسیع تر مسلم کمیونٹی بھی ان کے کاز کے لئے اٹھ کھڑی ہونے میں ناکام رہی ہے۔

افسوسناک بات یہ ہے کہ بعض ایسے مسلم لیڈر بھی ہیں جو دنیا میں کہیں بھی مسلمانوں کے خلاف لگائے جانے والے ہر الزام کی اس طرح مذمت کرنے پر خود کو مجبور پاتے ہیں جیسے وہ الزام جرم کا ثبوت ہو۔ پھر جنرل (ر) مشرف جیسے بھی ہیں، جو خود کو ''اعتدال پسند'' مسلمان کہتے ہیں وہ مغرب کے گندے کھیل یا مسلمانوں کے خلاف جنگ کی حقیقت تسلیم کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے آپ کو ''روشن خیال اور اعتدال پسند'' کے طور پر پیش کرنا پسند کرتے ہیں تاکہ مغرب انہیں قبول کر لے، تاہم وہ اصل انتہا پسند ہیں جو بات سمجھنے میں وہ ناکام

> **اسپین میں داخل ہونے والے مسلم فاتحین طارق بن زیاد اور یوسف بن تاشفین بربر تھے۔ یورپ نے ان سے نفرت اور تعصب برتتے ہوئے Barbarian بمعنی بربریت کی اصطلاح گھڑی۔ ہمیں بربریت کی بجائے سربریت کی اصطلاح استعمال کرنی چاہئے**

رہتے ہیں، یہ ہے کہ مغرب بھوری کھال والے لوگوں کو برداشت نہیں کرتا۔ امریکہ میں افریقی نژاد امریکی کمیونٹی کو جس نسلی امتیاز کا نشانہ بنایا جاتا ہے، صدیوں تک انہیں غلام بنا کر ان سے توہین آمیز برتاؤ کیا جاتا رہا ہے کیونکہ وہ غیر سفید فام اور بیشتر مسلمان تھے۔ جب وہ غلامی کی زنجیریں توڑنے کی کوشش کرتے تو سفید فام حکمران ان پر کتے چھوڑ دیتے تھے، انہیں پیٹتے اور ان پر تشدد کرتے تھے۔ ان کے بعض لیڈروں کو جیسے الحاج مالک الشہباز (جو زیادہ تر میلکم ایکس کے طور پر جانے جاتے ہیں)، ان کی زندگی کے شباب میں انہیں وحشیانہ طور پر قتل کر دیا گیا۔

مغرب نے کسی نوع کے قوانین کی کبھی پروا نہیں کی، خواہ اس کے اپنے قوانین ہوں یا دوسروں کے۔ اگر وہ محسوس کرے کہ ان سے اس کے مفادات کسی طرح متاثر ہوتے ہیں تو وہ انہیں بالائے طاق رکھ دیتا ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جنگ ایک بڑے کھیل کا حصہ ہے جس میں مغرب کو ایک متعین دشمن کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اپنی ان اسلحہ ساز صنعتوں کی طرف بے پایاں عالمی وسائل کا رخ موڑنے کا جواز پیدا کیا جا سکے جو کہ کارپوریٹ اشرافیہ کی ملکیت ہیں جو اپنے اپنے ملکوں میں حکمران بھی ہیں۔ ان کی شیطانی سوچ کا تقاضا ہے کہ یہ ہتھیار استعمال بھی ہونے چاہئیں تاکہ مزید تیار کیے جا سکیں۔ اگر مغرب کے کوئی حقیقی دشمن نہ ہوں تو وہ تخلیق کر لیے جاتے ہیں تاکہ ان کے خلاف لڑائی کی جا سکے۔ یوں دنیا بھر کے مسلمان مغرب کے دشمن ٹھہرتے ہیں۔ سوویت یونین کے اختتام سے مغرب کو ایک نئے دشمن کی ضرورت رہی ہے، چنانچہ مسلمان اس کے لئے کمزور نشانہ ثابت ہوئے ہیں اور اس حقیقت کے باعث بھی وہ زیادہ پُرکشش نشانہ ہیں کہ عالم اسلام پر ظالموں کی حکمرانی ہے جو مغرب نے مسلمانوں کے خلاف جنگ میں بھرتی کیے ہیں۔ لہٰذا مغرب نہ صرف ان مسلمانوں کو نشانہ بناتا ہے جو اپنے ملکوں میں اکثریت میں ہیں بلکہ ان کو بھی جو مغرب میں رہ رہے ہیں۔

مغرب کے عراق، افغانستان اور فلسطین پر حملے اور مغربی معاشروں میں مقیم مسلمانوں کو نشانہ بنانا ایک ہی گیم پلان کا حصہ ہے۔ مغرب میں قانون کے پابند اور شائستہ مسلمانوں کو

باقی صفحہ 7 پر

ارشاد احمد ارشد

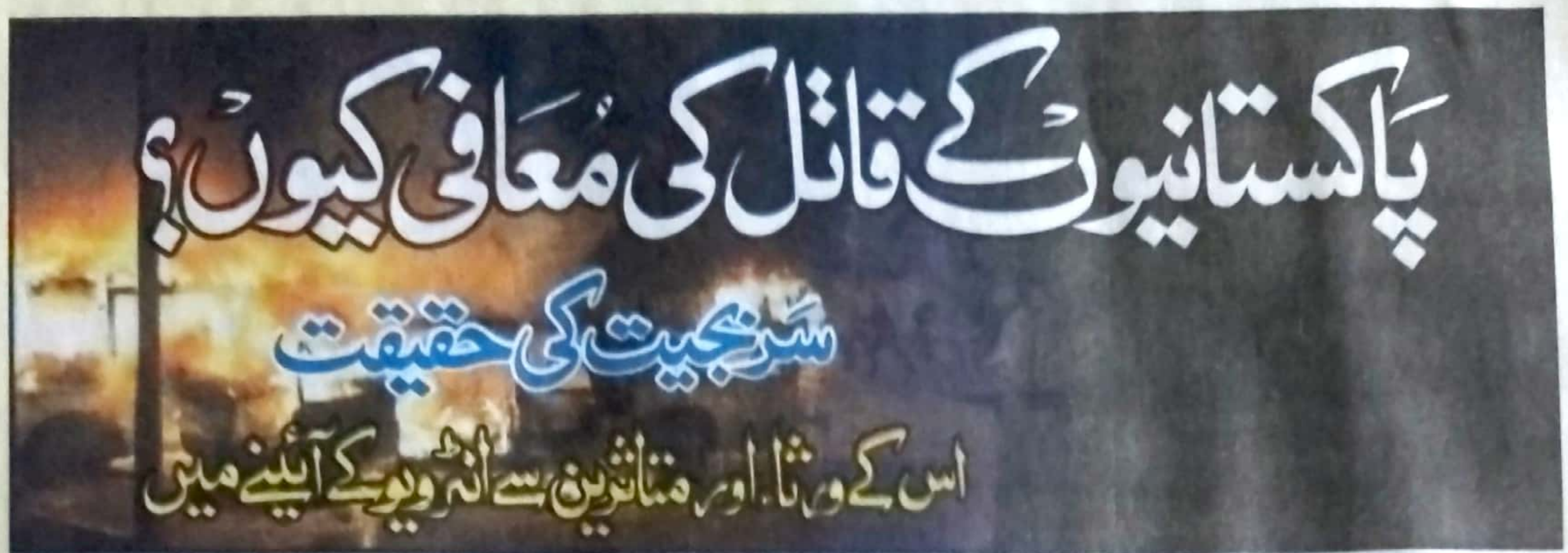

پاکستانیوں کے قاتل کی معافی کیوں؟

سربجیت کی حقیقت

اس کے ورثا اور متاثرین سے انٹرویو کے آئینے میں

انٹرویو

بھارتی دہشت گرد اور تخریب کار سربجیت سنگھ کا خاندان 23 اپریل کو 7 دن کے ویزے پر پاکستان پہنچا اور 29 اپریل کو بھارت واپس چلا گیا۔ سربجیت سنگھ کا خاندان 5 افراد پر مشتمل تھا جس میں اس کی دو بیٹیاں، بہن، بہنوئی اور سربجیت کی بیوی تھی۔ 5 افراد کے اس خاندان میں سے وہ واحد فرد جس نے میڈیا کے ساتھ گفتگو کی، وہ سربجیت سنگھ کی بہن دلبیر کور ہے۔

24 اپریل کو اس خاندان کی سربجیت سے ملاقات ہوئی۔ اسی تاریخ کو رات تقریباً 8 بجے راقم کی اس خاندان سے ملاقات ہوئی۔ ملاقات کا مقصد خاندان کے کسی فرد کا انٹرویو لینا تھا۔ ملاقات میں سربجیت کی بہن دلبیر کور، بیٹیاں اور بہنوئی موجود تھا۔ راقم نے ان سے پوچھا کہ آپ میں سے گفتگو کون کرے گا تو دلبیر کور نے کہا ''گفتگو میں کروں گی'' یہ گفتگو تقریباً پون گھنٹہ رہی۔ اس میں جو موضوعات زیر بحث آئے، وہ انٹرویو کی شکل میں نذر قارئین ہیں۔

دلبیر کور کہتی ہے کہ ''میں کافی عرصہ تدریسی زندگی سے منسلک رہی ہوں۔ بحیثیت ٹیچر اور بحیثیت پرنسپل میں نے طویل عرصہ کام کیا ہے۔'' وہ کہتی ہے کہ میرے پرائیویٹ تعلیمی ادارے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ کہتی ہے کہ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ (خواتین کے لئے سلائی کڑھائی) کے ادارے کی سربراہ کے طور پر کام کیا ہے۔ تاہم دلبیر کور کا معاملہ اتنا سیدھا نہیں۔ ممکن ہے یہ عورت ٹیچر رہی ہو لیکن اس کی گفتگو، لب ولہجہ اور سوچ وفکر یہ بتانے کے لئے کافی ہے کہ دلبیر کور اور ''بھی بہت کچھ ہے'' وہ انتہائی تربیت یافتہ عورت ہے۔ وہ گھریلو خاتون یا سیدھی سادھی ٹیچر ہرگز نہیں بلکہ وہ چانکیائی سیاست کی پکی پیروکار اور پختہ کار عورت ہے۔ وہ ہر جملے کے ساتھ کہتی ہے کہ ''میں صرف اپنے بھائی کی رہائی کے لئے کوشاں ہوں، اس کے علاوہ مجھے سیاست یا پاکستان وبھارت کے باہمی تعلقات کی نوعیت سے کوئی غرض نہیں ہے۔'' لیکن جب اس سے گفتگو کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان کے ساتھ نفرت اس کی رگ رگ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔

دلبیر کور کے ساتھ ہونے والی گفتگو خوشگوار ہرگز نہیں تھی بلکہ یہ گفتگو کافی تند وتیز رہی۔ سربجیت سنگھ اور اس کا خاندان خود کو سکھ کہتا ہے۔ راقم نے بھی بطور خاص دلبیر کور سے دھرم کے بارے میں سوال کیا اس کا کہنا تھا ''ہمارا تعلق سکھ دھرم سے ہے۔'' حیرت کی بات ہے کہ پون گھنٹے کی تند وتیز گفتگو میں ایک دفعہ بھی دلبیر کی زبان سے واہگورو کا لفظ نہیں نکلا۔ اس کی زبان سے ایشور اور بھگوان کے الفاظ ہی ادا ہوتے رہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ خاندان سکھ نہیں بلکہ ہندو ہے۔

مجلّہ الدعوۃ کو دستیاب معلومات کے مطابق دلبیر، سربجیت کی بہن نہیں بلکہ اس کو بھارت کے کسی ادارے نے بہن بنا کر اس کے ساتھ نتھی کر دیا ہے۔

بھارت میں کسی پاکستانی قیدی کو وکیل کرنے اور میڈیا کے ساتھ گفتگو کرنے کی اجازت نہیں۔ یہاں حالت یہ ہے کہ دلبیر سرعام پریس کانفرنسیں کرتی رہی۔ اسے بہترین پروٹوکول ملا۔ جیل میں سرعام سربجیت سے ملاقات کی۔ مختلف چینلز نے اس ملاقات کی لائیو کوریج کی اور اس سے بڑھ کر ستم کی انتہا یہ ہے کہ ''را'' کے دہشت گرد سربجیت اور دلبیر کور نے 15 منٹ تک ایک دوسرے کے کان سے منہ لگا کر سرگوشیاں کیں۔ راز ونیاز ہوئے اس دوران خدا جانے دونوں کے دوران معلومات کے کون سے تبادلے ہوئے۔ سوال یہ ہے کہ ایک دہشت گرد اور اس کے خاندان کے لئے پاکستانی جیلوں میں اتنی رعایتیں کیوں؟ حالانکہ قواعد وضوابط کی رو سے کسی ملک دشمن، غدار، تخریب کار اور دہشت گرد کو اس طرح تنہائی اور راز ونیاز کی صورت میں ملاقات کی اجازت نہیں ہوتی۔ پاکستانی اداروں کو تحقیق کرنی چاہئے کہ کس کی ہدایت پر جیل کے

عدلیہ کے بحران پر ہمیں بھی انی سو

سیاسی رہنما ذاتی مفادات کی خاطر عدلیہ کے بحران کو مزید

لاہور (خصوصی رپورٹر) مسلم
چودھری شجاعت حسین نے

سلسلہ 8 پر بقیہ نمبر 25

حکومت نے سربجیت سنگھ کی پھانسی غیر معینہ مدت کیلئے مؤخر کر دی

بھارتی دہشت گرد کو 30 اپریل کو پھانسی ملنا تھی وزارت داخلہ نے عملدرآمد رکوا دیا سپرنٹنڈنٹ کوٹ لکھپت جیل کی اے ایف پی سے گفتگو

لاہور (اے ایف پی) حکومت نے بھارتی دہشت گرد سربجیت سنگھ کی پھانسی غیر معینہ مدت کے لئے موخر کر دی ہے کوٹ لکھپت جیل کے سپرنٹنڈنٹ ملک مشتاق احمد خان نے اے ایف پی کو وزارت داخلہ کا حکم نامہ پڑھ کر سناتے ہوئے کہا کہ حکومتی احکامات ہمیں موصول ہوئے ہیں۔ قبل ازیں سربجیت سنگھ کو یکم اپریل کو تختہ دار پر چڑھایا جانا تھا تاہم صدر مشرف رحم کی اپیل مسترد کرتے ہوئے پھانسی 30 اپریل تک ملتوی کر دی اس

سلسلہ 8 پر بقیہ نمبر 22

ججوں کی بحالی کے حتمی نتائج کے منتظر

واشنگٹن (نمائندہ خصوصی) امریکہ نے پاکستان میں اعلیٰ ججوں کی بحالی کے اقدام کے منتظر ہے۔ عدلیہ کی 12 مئی کو قرارداد

بولی والی کمیٹی

سودی نظام کی ایک شاخ

(جسکی قباحت سے لوگ نابلد ہیں)

عاطف مجید اطہر

آیئے آج میں آپکو سودی نظام کے ایک اور زاویے سے متعارف کرواؤں جس کو عام لوگ شرعی طور پر بالکل جائز سمجھتے ہیں اور اس کو اپنانے میں کوئی حرج اپنے تئیں نہیں سمجھتے جبکہ بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ بھی سود ہی کی ایک قسم ہے بلکہ اس کی کئی ایک اور بھی قباحتیں ہیں۔

سب سے پہلے ہم بات کرتے ہیں عام کمیٹی کی جس کے بارے میں میرے تقریباً تمام بہن بھائی اور بزرگ جانتے ہوں گے۔ ہر گھر میں بالعموم اور میرے تنخواہ دار بہن بھائیوں کے گھروں میں بالخصوص اس چیز کا انتظام کیا جاتا ہے کہ ماہانہ خرچ میں سے کچھ نہ کچھ بچا کر کمیٹی ڈال لی جائے تاکہ کچھ اضافی اکٹھی رقم جمع ہو سکے جسے کسی بھی مصرف میں استعمال کیا جا سکے جو عام طور پر ماہانہ گھریلو بجٹ میں سے پورا کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ کمیٹی دراصل آپ ہی کے جمع کیے ہوئے پیسے ہوتے ہیں جو کہ مختلف ممبران کے اکٹھ کی وجہ سے اکٹھے ہو کر کسی بھی ممبر کو ایک ماہ میں مل جاتے ہیں جس سے وہ اپنی ضرورت پوری کرنے کے قابل ہو جاتا یا ہو جاتی ہے۔ رقم قسطوں کی صورت میں ادا کرنا ہوتی ہے جو کہ کمیٹی کی ماہانہ قسط ہوتی ہے۔ یہ تو شرعی طور پر جائز ہے کیونکہ یہ آپ کی اپنی جمع کی ہوئی رقم ہوتی ہے جو کسی کو جلدی مل جاتی ہے تو کسی کو دیر سے ملتی ہے۔ فائدہ صرف یہ ہوتا ہے کہ سب ممبران کے پُول سے اکٹھی ہونے والی رقم کافی زیادہ ہوتی ہے جس سے کسی بھی بھائی بہن کی ضرورت آرام سے پوری ہو جاتی ہے۔

اب ہم آتے ہیں کمیٹی کی ایک اور قسم کی طرف جس کے بارے میں آج ہم نے گفتگو کرنی ہے اور وہ ہے بولی والی کمیٹی۔ سب سے پہلے تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہ بولی والی کمیٹی آخر ہے کیا اس میں اور عام کمیٹی میں فرق کیا ہے؟ اس کے بعد ہم اس کی قباحتوں اور شرعی طور پر ناجائز ہونے پر بات کریں گے۔ پیارے بھائیو بہنو! بولی والی کمیٹی بھی بالکل اسی طرح کمیٹی ہوتی ہے جس طرح عام کمیٹی ہوتی ہے لیکن اس میں جو فرق ہے وہ یہ ہے کہ عام کمیٹی میں تو پرچی ڈال کر جیتنے والے ممبر کا فیصلہ کیا جاتا ہے مثلاً اگر دس ممبروں نے مل کر کمیٹی ڈالی ہے تو پرچیوں پر سب کے نام لکھ کر باری باری پرچیاں نکالی جاتی ہیں اور جس جس طرح پرچیاں نکلتی ہیں وہ وہ نمبران ممبروں کو بتا دیا جاتا ہے جیسے اگر پہلی پرچی میری نکلی تو پہلی کمیٹی میری ہو گی اور اسی طرح باقی ممبروں کو پتہ چل جاتا ہے کہ انہیں کس ماہ کمیٹی کی رقم ملے گی اور وہ اسی حساب سے اپنا مصرف متعین کر لیتے ہیں۔ ایک اور طریقہ جو اس سے بھی بہتر ہے وہ یہ ہے کہ سب ممبر مل کر اتفاق رائے سے طے کر لیتے ہیں کہ کس نے کس ماہ کی کمیٹی لینی ہے اس طرح سب اپنی اپنی ضرورت کے مطابق اپنی کمیٹی کا وقت مقرر کر لیتے ہیں اور سب کے مسائل باہمی اتفاق سے حل ہو جاتے ہیں جو کہ بہت ہی احسن طریقہ ہے۔

بولی والی کمیٹی کا طریقہ کار یہ ہے کہ جب سب ممبروں سے کمیٹی کی رقم اکٹھی ہو جاتی ہے تو کمیٹی ڈالنے والا سب ممبروں کو ایک مخصوص وقت پر بلاتا ہے کہ اس وقت آ جائیں' کمیٹی کی بولی ہو گی۔ چنانچہ سب ممبران اکٹھے ہو جاتے ہیں اور کمیٹی کا ایک سرکاری ریٹ مقرر کر دیا جاتا ہے اس کے بعد سب ممبران کو کہا جاتا ہے کہ بولی لگائیں جو کہ سرکاری طور پر طے کیئے ہوئے ریٹ سے اوپر شروع ہونی چاہیئے۔ جو ممبر سب سے زیادہ بولی لگاتا ہے کمیٹی اس کو مل جاتی ہے لیکن اسے اتنی رقم کم ملتی ہے جتنی اس نے بولی لگائی ہوتی ہے اور وہ رقم جو اس کو کم ملتی ہے' وہ باقی تمام ممبران میں تقسیم ہو جاتی ہے یعنی انہیں کمیٹی کی قسط میں سے بولی کی رقم میں سے اپنے حصے میں آئی ہوئی رقم کم ادا کرنا پڑتی ہے۔ اس کو میں مثال سے واضح کرتا ہوں تاکہ سب کی سمجھ میں بات آ جائے۔ مثال کے طور پر بیس ممبران نے کمیٹی ڈالی جو کہ پانچ ہزار روپے ماہانہ کے حساب

> اپنی ضرورت کیلئے ایسی کمیٹی لینا بے شک رضامندی کے ساتھ ہے لیکن یہ بھی سود ہے کیونکہ ہمارے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا' ایک ہی جنس کو ادل بدل کر اس صورت میں لینا کہ ایک کم یا زیادہ ہو' یہ سود ہے اور قطعی حرام ہے

سے تھی اب کل ایک لاکھ روپے کی کمیٹی اکٹھی ہو گئی جو کہ کمیٹی ڈالنے والا پہلی کمیٹی کی صورت میں پوری کی پوری رقم خود رکھتا ہے اسکے بعد اگلے ماہ کمیٹی کے لئے بولی لگائی جاتی ہے اور

سرکاری ریٹ فرض کریں کہ دو ہزار روپے متعین کیا جاتا ہے اب ممبران نے بولی اس رقم سے اوپر شروع کرنا ہوتی ہے۔ اب ہر ممبر اپنی اپنی ضرورت کے مطابق بولی لگاتا ہے کوئی تین ہزار کہتا ہے تو کوئی پانچ ہزار کہتا ہے۔ اب بولی مکمل ہوگئی اور بارہ ہزار بولی لگانے والا ممبر جیت گیا کیونکہ اسے سخت ضرورت تھی

دین ہمیں آپس میں تعاون سکھاتا ہے بولی والی کمیٹی کے اس طریق میں مجبور کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اس سے رقم حیلہ بازی سے چھینی جاتی ہے لہٰذا یہ ناجائز اور سود ہے

رقم کی لہذا اس نے ہر قیمت پر کمیٹی حاصل کرنے کے لئے بولی لگائی اور بارہ ہزار میں کمیٹی کا حقدار بن گیا اب اسے اس ماہ کی کمیٹی ملے گی لیکن پورا ایک لاکھ نہیں بلکہ صرف اٹھاسی ہزار روپے یعنی بارہ ہزار روپے اس کل کمیٹی کی رقم میں سے منہا ہو جائیں گے اور یہ بارہ ہزار روپے باقی تمام ممبران پر بشمول بولی لگانے والے ممبر کے تقسیم ہو جائیں گے۔ یعنی ہر ایک کے حصے میں گیارہ سو روپے آئیں گے جو کہ انہیں اس ماہ کی کمیٹی کی قسط جو کہ پانچ ہزار تھی' میں سے کم دینا پڑیں گے اور سب ممبر اس ماہ کمیٹی کی قسط انتالیس سو روپے ادا کریں گے۔ اسی طرح اگلے ماہ پھر بولی لگے گی اور بولی کی رقم سب ممبران پر تقسیم ہو جائے گی لیکن آخری ممبر کو پہلے ممبر کی طرح پوری کمیٹی ملے گی جبکہ وہ ہر ماہ بولی کی رقم سے فائدہ بھی اٹھائے گا بالکل اسی طرح کمیٹی ڈالنے والا یعنی پہلا ممبر بھی بولی کی رقم سے تو ہر ماہ فائدہ اٹھائے گا لیکن کمیٹی پوری کی پوری لے گا۔ اگر آخری چند ماہ میں کوئی بولی لگانے والا نہیں ہوگا تو پھر بھی سرکاری ریٹ کمیٹی کی کل رقم سے منہا ہو کر ہی کمیٹی اس ممبر کو ملے گی جو کمیٹی لینا چاہے گا۔

اس ساری وضاحت کے بعد میرے بہت سے بھائی بہن یقیناً یہ سوچ رہے ہوں گے کہ لو جی اس میں کون سی قباحت ہے اور کیا شرعی عذر ہے جو میں انہیں بتانا چاہ رہا ہوں۔ یہ تو سیدھی سی بات ہے کہ ہر ممبر کی رضا مندی سے سب کچھ ہو رہا ہے' جس کو ضرورت ہے' وہ بولی لگا رہا ہے اور اس میں سود کہاں سے گھس آیا۔ میرے پیارے بھائیو بہنو!! جہاں تک بات ہے رضا مندی کی تو بینک سے جب کوئی شخص اپنی مجبوری یا ضرورت کے لئے قرض لیتا ہے تو کیا اسے گن پوائنٹ پر قرض لینے پر مجبور کیا جاتا ہے اور اس سے سود کی رقم جبراً وصول کی جاتی ہے؟ بالکل نہیں بلکہ وہ اپنی رضا مندی سے ہی اس سودی لعنت میں پھنس رہا ہوتا ہے صرف اپنی وقتی ضرورت پوری کرنے کے لئے حالانکہ اگر وہ اپنے اللہ سے اس وقت رجوع کر لے تو وہ مالک الملک لازماً اس کے لئے کوئی بہتر سبیل پیدا کر دے۔

بعینہ یہ بولی لگا کر اپنی ضرورت کے لئے کمیٹی اٹھانا بھی بے شک رضا مندی کے ساتھ ہے لیکن ہے یہ بھی سود ہی سے کیونکہ ہمارے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ایک ہی جنس کو ادل بدل کر اس صورت میں لینا کہ ایک کم یا زیادہ ہو' یہ سود ہے اور قطعی حرام ہے۔ یعنی آپ جو رقم کمیٹی کی صورت میں جمع کروا رہے ہیں' آپ صرف وہی رقم لینے کے حقدار ہیں' اس سے زیادہ یا کم لینے کی ہر دو صورت میں آپ سود کھانے والے یا کھلانے والے بن رہے ہیں جس کا آپ کو ادراک ہی نہیں ہو رہا۔ اس سودی چکر کی کچھ مزید قباحتوں کی نشاندہی کرنے سے قبل میں ضروری سمجھتا ہوں کہ چند ایک احادیث آپ بہنوں اور بھائیوں کے سامنے پیش کر دوں تاکہ آپکو فیصلہ کرنے میں مشکل پیش نہ آئے۔

امیر المومنین عمر بن خطابؓ نبی ﷺ سے خبر دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سونا، سونے کے عوض' گندم، گندم کے عوض' کھجور، کھجور کے عوض اور جَو، جَو کے عوض فروخت کرنا سود ہے مگر برابر برابر اور ہاتھوں ہاتھ ہو تو درست ہے۔ (صحیح بخاری: کتاب البیوع، حدیث نمبر ۱۰۱۹)

سیدنا ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سونے کو سونے کے بدلے فروخت نہ کرو مگر ہم وزن، ایک طرف زیادہ اور دوسری طرف کم نہ ہو اور چاندی کو بھی چاندی کے بدلے فروخت نہ کرو مگر ہم وزن، ایک طرف زیادہ اور دوسری طرف کم نہ ہو اور ایک طرف نقد اور دوسری طرف ادھار ہو تو بھی (سونا، چاندی) فروخت نہ کرو۔ (صحیح بخاری: کتاب البیوع، حدیث نمبر ۱۰۳۱)

بولی والی کمیٹی میں جو کوئی اپنی کمیٹی کی رقم میں سے زیادہ سے زیادہ رقم چھوڑتا ہے' اسے ہی کمیٹی دی جاتی ہے اور جو رقم بچتی ہے اسے سب اراکین آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں

سیدنا ابو سعید خدری ؓ اور سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو خیبر پر عامل بنایا تو وہ کچھ 'جنیب' (عمدہ قسم کی) کھجوریں آپ ﷺ کے پاس لایا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا خیبر کی سب کھجوریں ایسی ہی (عمدہ) ہوتی ہیں؟ اس نے عرض کی نہیں واللہ! یا رسول اللہ ﷺ! ہم ان کھجوروں کا ایک صاع دوسری کھجوروں کے دو صاع کے عوض میں اور پھر ان کھجوروں کے دو صاع دوسری کھجوروں کے تین صاع کے عوض خریدتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس طرح نہ کیا کرو، تم ان ردی کھجوروں کو درہم کے عوض فروخت کر دو اور پھر درہموں سے عمدہ کھجور خرید لیا کرو۔ (صحیح بخاری: کتاب البیوع، حدیث نمبر ۱۰۳۹)

سیدنا ابو سعید خدری ؓ اور سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی عدی میں سے ایک شخص کو خیبر پر عامل بنایا تو وہ کچھ 'جنیب' (عمدہ قسم کی) کھجوریں آپ ﷺ کے پاس لایا تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا خیبر کی سب کھجوریں ایسی ہی ہوتی ہیں؟ اس نے عرض کی نہیں واللہ! یا رسول اللہ ﷺ! ہم یہ کھجور (ملی جلی) کھجور کے دو صاع دے کر ایک صاع خریدتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس طرح نہ کیا کرو بلکہ برابر برابر لو یا ایک کو بیچ کر اس کی قیمت کے بدلے دوسری خرید لو اور ایسے ہی اگر تول کر بیچو تو بھی برابر برابر فروخت کرو۔ (صحیح مسلم: کتاب البیوع، حدیث نمبر ۹۱۳)

سیدنا عبادہ بن صامت ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سونے کو سونے کے بدلے میں، چاندی کو چاندی کے بدلے میں، گندم کو گندم کے بدلے میں، جَو کو جَو کے بدلے میں، کھجور کو کھجور کے بدلے میں اور نمک کو نمک کے بدلے میں برابر برابر ٹھیک ٹھیک دست بدست (بیچنا ہو تو جائز ہے)۔ پھر جب قسم بدل جائے (مثلاً گندم کے بدلے جَو) تو جس طرح چاہے (کم و بیش) بیچو مگر دست بدست ہونا (پھر بھی) ضروری ہے۔ (صحیح مسلم: کتاب البیوع، حدیث نمبر ۹۳۹)

سیدنا عثمان بن عفان ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک دینار کو دو دینار کے بدلے مت بیچو، اور نہ ایک درہم کو دو درہم کے بدلے بیچو۔ (صحیح مسلم: کتاب البیوع، حدیث نمبر ۹۵۱)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے پر لعنت کی اور سود کھلانے والے، سود لکھنے والے اور سود کے گواہوں سب پر لعنت فرمائی اور فرمایا: وہ سب برابر ہیں۔ (صحیح مسلم: کتاب البیوع، حدیث نمبر ۹۵۵)

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور ان کے درمیان شبہ کی چیزیں ہیں تو جس شخص نے اس چیز کو ترک کر دیا جس میں اسے گناہ کا شبہ ہو تو وہ اسے بھی چھوڑ دے گا جو صاف، صریح اور کھلا ہوا گناہ ہو اور جو شخص اس بات پر جرات کرے گا جس کے گناہ ہونے میں شک ہو تو عنقریب وہ صریح گناہ میں بھی مبتلا ہو جائے گا اور معاصی (یعنی گناہ) اللہ تعالیٰ کی چراگاہیں ہیں جو اس چراگاہ (یعنی گناہ) کے گرد چرے گا تو عنقریب وہ اس چراگاہ میں بھی پہنچ جائے گا۔ (صحیح بخاری: کتاب البیوع، حدیث نمبر ۹۸۵)

پیارے بھائیو اور بہنو! اوپر درج کی گئی تمام احادیث اس بات کو واضح کرتی ہیں کہ جب دو ایک ہی جیسی اجناس کا لین دین ہو رہا ہو تو یہ لازم ہے کہ دونوں کی مقدار بھی برابر ہو اور وہ دست بدست ہوں اور اگر ادھار یعنی دیر بعد بھی واپسی ہو تو اتنی ہی ہو جتنی کہ دی گئی تھی۔ اسکے باوجود بھی اگر کسی بھائی بہن کو شک ہو تو وہ اوپر درج آخری حدیث پر ہی غور کرلے تو بھی معاملہ کافی حد تک درست ہو جائے گا۔

اب آتے ہیں اگلی دوسری قباحتوں کی طرف تو سب سے بڑی اس کمیٹی کی قباحت یہ ہے کہ اس کے ذریعے مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے استحصال کا سبب بنتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ ایک بھائی کو تو کوئی اشد ضرورت ہے اور وہ کمیٹی کی رقم حاصل کرنا چاہتا ہے جبکہ دوسرے بھائی اس کی اس مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے بولی لگانے پر مجبور کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ ممبران جن کو رقم کی ضرورت نہیں ہوتی، وہ خوامخواہ میں بڑھ چڑھ کر بولی لگاتے ہیں تاکہ ان کا فائدہ چاہے تھوڑا، بہت ہی سہی' ہو جائے اور دوسرا بھائی جتنا بھی نقصان اٹھائے' انہیں اس کی کوئی پروا نہیں ہوتی یہ خودغرضی کی ایک بدترین مثال ہے جو کہ مسلمانوں کو زیب نہیں دیتی بلکہ یہ ایک الگ گناہ ہے۔ اس کے علاوہ اس طرح مال کی قیمت بڑھانے کے لئے خوامخواہ بولی لگانے سے بھی نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو درج ذیل حدیث مبارکہ:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجش (یعنی بغیر لینے کے ارادے کے صرف بھاؤ بڑھانے کے لئے زیادہ قیمت لگانا) اس سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح مسلم: کتاب البیوع، حدیث نمبر ۹۴۰)

درج بالا حدیث سے ایک اور بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ ہمارے بعض بھائی اپنا سودا بیچنے کے لئے جو کہ بولی کے ذریعے ہوتا ہے' اپنے کچھ جاننے والوں کو اپنے اردگرد کھڑا کر لیتے ہیں جو کہ خوامخواہ بولی دیتے رہتے ہیں جبکہ انہوں نے کچھ خریدنا نہیں ہوتا اور مقصد صرف مال کی قیمت بڑھانا ہوتا ہے تو بھائیوں کو اس سے بھی بچنا چاہئے' کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تھوڑے سے منافع کی خاطر اپنا تمام مال ہی حرام کرلیں۔

مجھے یقین ہے کہ یہ تمام تفصیل پڑھ کر میرے پیارے بھائی بہنوں کو بات اچھی طرح سمجھ آ گئی ہوگی لیکن اگر ابھی بھی کوئی نہ سمجھنا چاہے تو ہمارا کام تو صرف حقائق کو واضح کرنا ہے' صحیح اور غلط اپنے بہن بھائیوں کو بتلانا ہے آگے عمل کرنا نہ کرنا ان کا اپنا فعل ہے۔ ایک اور بات بھی واضح کرتا چلوں کہ میرے کچھ بہن بھائی اس کمیٹی میں یہ کہہ کر حصہ ڈال لیتے ہیں کہ ہم بولی نہیں لگائیں گے اور جب بولی لگنا ختم ہو جائے گی تو پھر ہم کمیٹی لے لیں گے اس سے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں اپنے ان بہن بھائیوں سے عرض کروں کہ گندگی میں داخل ہو کر یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ کا لباس صاف رہے اور چھینٹیں بھی نہ پڑیں اس کے علاوہ گناہ کے کاموں میں تعاون بھی دراصل گناہ ہی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے تو سود کھانے والے کھلانے والے' لکھنے والے اور اس پر گواہوں سب کو برابر کہا ہے اب آپ سوچ لیں کہ آپ کس کیٹیگری میں شامل ہوتے ہیں۔ میری اپنے تمام محترم قارئین سے التماس ہے کہ وہ اس طرح کی خرافات سے حتی الامکان گریز کریں اور قرآن وحدیث کے مقابلے میں دنیوی فائدے کو ترجیح نہ دیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن وحدیث کو صحیح طریقے سے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر میرے کسی بہن بھائی کی اس تحریر سے رہنمائی ہوئی ہو تو بندے کو دعاؤں میں ضرور یاد رکھئے گا۔

(کمیٹی یا منڈی میں) خوامخواہ ریٹ بڑھانے کے لئے بولی لگانے سے اللہ کے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے "نجش" یعنی خریدنے کے ارادے کے بغیر صرف بھاؤ بڑھانے کے لئے زیادہ قیمت لگانے سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح مسلم)

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆...... علی عمران شاہین ایڈیٹر ہفت روزہ غزوہ کے چچا عبدالعزیز آف قصور وفات پا گئے۔ کافی عرصہ سے دل کے مریض تھے مجاہدین اور مسلک اہلحدیث کے بڑے والہ وشیدا تھے۔

☆...... جماعۃ الدعوۃ کے مرکزی ناظم اطلاعات یحییٰ مجاہد کے سسر اور ڈاکٹر ملک ذوالفقار کے والد محترم حاجی محمد آصف مغلپورہ لاہور وفات پا گئے ہیں۔

☆...... جماعۃ الدعوۃ کے دیرینہ مخلص ساتھی ابوداؤد نصر اللہ کی اہلیہ محترمہ وفات پا گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین قارئین سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

☆ حضرت مولانا محمد حسین شیخوپوری کے فرزند جناب حافظ محمد خالد صاحب بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ ان کی نماز جنازہ میں ہزاروں افراد شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

بزرگ مجاہد مولوی یونس کی وفات

مولوی محمد یونس جو کہ جماعۃ الدعوۃ کے بانی اراکین میں سے تھے۔ گزشتہ ہفتے وفات پا گئے۔ مرحوم بہترین مربی قسم کے انسان تھے۔ نوجوانوں کی دینی تربیت اور عقائد کی صحیح کے لئے ہروقت کوشاں رہتے تھے۔ گزشتہ تین سال سے بیمار تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر بکثرت کرتے اور اس بیماری کو اپنے گناہوں کے لئے باعث کفارہ خیال کرتے اور ہروقت اللہ کا شکر وسپاس کرتے۔ ان کی خدمات کا احاطہ ناممکن ہے۔ مرکز میں بہت عرصہ تک مطبخ اور حراسہ میں ڈیوٹی کرتے رہے۔ ان کے بے شمار تربیت یافتہ ساتھی شہید ہو چکے ہیں۔ وہ کثیر العیال تھے۔ دوستوں کے ساتھ نہایت خوش اخلاقی سے پیش آتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بہترین تربیتی اوصاف سے متصف کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ اللھم اغفر لہ و ارحمہ

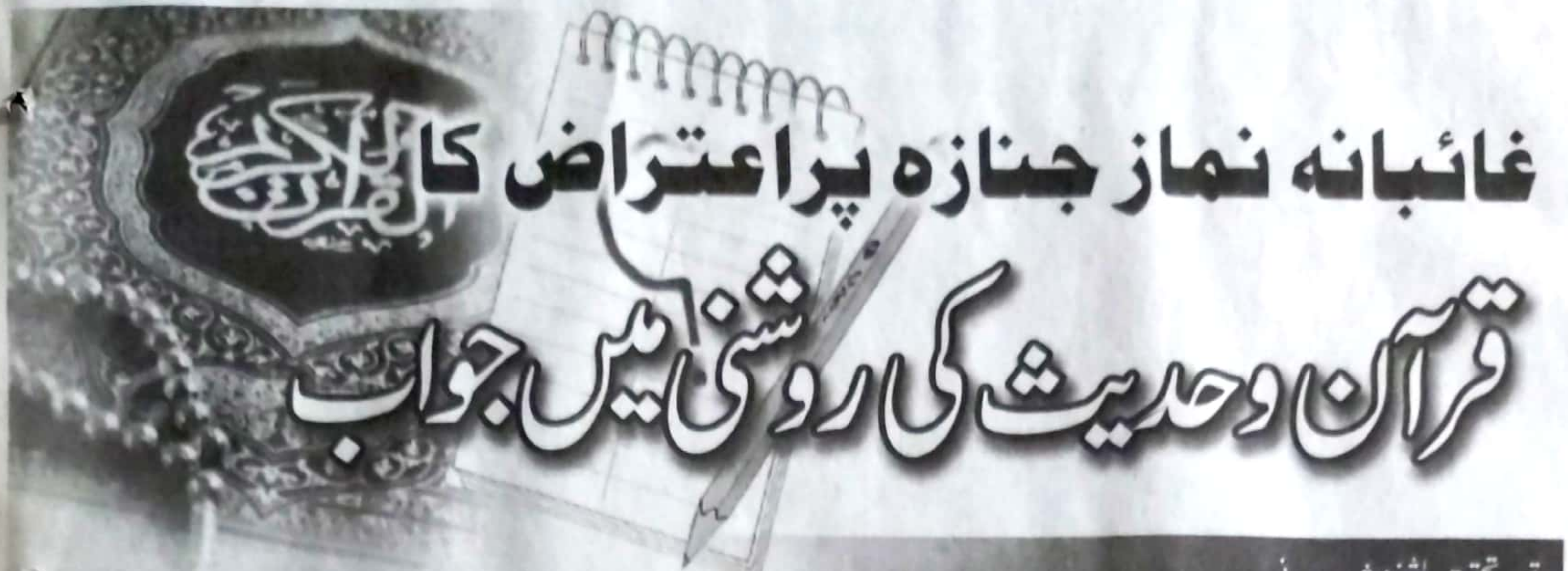

غائبانہ نماز جنازہ پر اعتراض کا

قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب

تحریر وتحقیق: الشیخ مبشر احمد ربانی

احکام ومسائل

28 مارچ 2008ء کو روزنامہ نوائے وقت کے ملی ایڈیشن میں غائبانہ نماز جنازہ کے موضوع پر محمد اشرف آصف جلالی صاحب کا ایک مضمون طبع ہوا جس کا پس منظر یہ ہے کہ ان کے ادارہ صراط مستقیم کے زیر اہتمام 8 مارچ 2008ء بروز ہفتہ کو حضرت علی ہجویریؒ کے دربار پر سماع ہال میں ''غائبانہ نماز جنازہ'' کے عنوان سے سیمینار منعقد کیا گیا جس پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ چودھری اصغر علی کوثر وڑائچ صاحب نے اپنے کالم ''لاھوریات'' میں خوب توضیح کی اور انکے علمی قد کاٹھ سے بھی عوام الناس کو خوب متعارف کروایا جس پر ہمیں تبصرے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ ان کے ہم مسلک وہم مشرب ہیں......

علامہ صاحب کے تبصرے کا جواب جلالی صاحب نے دینے کی سعی لاحاصل کی ہے ہمیں انتظار تھا کہ علامہ صاحب خود اس کا جواب اپنے مخصوص انداز میں تحریر کرتے بہر کیف ہم اس مختصر سے مضمون میں جلالی صاحب کے مضمون کا علمی محاکمہ پیش کر رہے ہیں جس کی مکمل تفصیل تو ان کے مقالے کے جواب میں عرض کرینگے ان شاء اللہ۔ البتہ بعض ضروری توضیحات پیش خدمت ہیں۔

جلالی صاحب لکھتے ہیں ''نماز جنازہ کی ادائیگی کے لئے میت کا موجود ہونا ضروری ہے اور غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں ہے''

لیکن اس کے ضروری اور لازمی ہونے کی کوئی شرعی دلیل انہوں نے پیش نہیں کی اور نہ ہی یہ بتایا ہے کہ ضروری اور لازمی ہونے کے لئے کس قسم کی دلیل درکار ہوتی ہے۔

نماز جنازہ غائبانہ کے سلسلہ میں حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو صحیح حدیث مروی ہے' پھر اس پر جلالی صاحب نے اپنے اعتذارات اور توہمات پیش کئے ہیں۔ حالانکہ حدیث نجاشی سے بڑے بڑے آئمہ حدیث نے نماز جنازہ غائبانہ پر استدلال کیا ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دھلوی رحمہ اللہ نے امام دار الھجرۃ امام مالک رحمہ اللہ کی الموطا کی شرح مصفیٰ میں اس حدیث پر یوں باب ذکر کیا ہے۔

''باب تقدم الامام ویصف الناس خلفہ ویکبرون اربع تکبیرات ولو علی القبر او الغائب'' یعنی نماز جنازہ میں امام آگے ہوگا اور لوگ اس کے پیچھے صفیں باندھیں گے اور چار تکبیریں کہیں گے۔ اگرچہ یہ جنازہ قبر پر ہو یا غائب پر (مصفیٰ شرح الموطا امام مالک رحمہ اللہ 198/1، 199 مطبوعہ محمد علی کارخانہ اسلامی کتب خانہ دستگیر کالونی کراچی)

امام شافعی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ''اس امر میں کوئی حرج نہیں کہ کسی میت پر صرف نیت ہی سے جنازہ پڑھ لیا جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کے جنازے پر اسی طرح کیا تھا آپ نے صرف نیت ہی سے جنازہ پڑھا تھا اور بعض لوگوں نے کہا کہ میت غائب پر نیت سے جنازہ نہ پڑھا جائے' یہ قول سنت رسول اللہ ﷺ کے خلاف ہے' جس کا خلاف کرنا کسی کے لئے حلال نہیں ہے۔ (کتاب الام 309/1)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ''اس حدیث سے اس میت پر نماز جنازہ کی مشروعیت پر استدلال کیا گیا ہے جو شہر سے غائب ہو۔ اور یہی بات امام شافعیؒ، امام احمد اور جمہور سلف نے کہی ہے حتیٰ کہ امام ابن حزم نے کہا ہے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کی ممانعت وارد نہیں ہوئی۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں' میت پر صلاۃ اس کے حق میں دعا ہے اور میت جب کپڑوں میں لپٹی ہوئی ہوتی ہے تو اس پر صلاۃ ادا کی جاتی ہے اور جب وہ غائب ہو تو اس کے لئے دعا کیسے نہ کی جائے'' (فتح الباری 86/4، 169/5 مطبوعہ دار طیبہ ریاض)

نیز ملاحظہ ہو المحلی لابن حزم رحمۃ اللہ 169/5، امام ذھبی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ''9ھ میں رجب کے مہینے میں غزوہ تبوک ہوا۔ (العبر فی خبر من غبر 20/1)

نیز اسی طرح امام نووی نے شرح صحیح مسلم 309/1 اور المھذب شرح المجموع 253/5 پر علامہ عماد الدین الصامری نے بھجۃ المحافل 68/2 پر علامہ ابو بکر ابن العربی نے عارضۃ الاحوذی شرح ترمذی 260/4 پر اور امام ابن دقیق العید نے احکام شرح عمدۃ الاحکام 230/3 علامہ قسطلانی نے ارشاد الساری شرح صحیح البخاری 422/2 قاضی شوکانی نے نیل الاوطار 53/4 علامہ محمد بن اسماعیل امیر یمانی نے سبل السلام 101/2 شیخ احمد عبد الرحمٰن الساعاتی نے بلوغ الامانی شرح مسند احمد 223/7 علامہ محمود محمد خطاب السبکی نے المنھل العذب المورود شرح سنن ابی داؤد 49/9 پر اس حدیث سے غائبانہ نماز جنازہ پر استدلال کیا ہے۔

جلالی صاحب لکھتے ہیں کہ یہ فعل رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص تھا'' جلالی صاحب کے اس دعویٰ پر کوئی دلیل و برہان موجود نہیں ہے اور دعویٰ بلا دلیل غیر مسموع ہے۔ امام ابو بکر ابن العربی فرماتے ہیں۔

''وما عمل محمد ﷺ تعمله امته'' (عارضۃ الاحوذی 759/4) جو عمل محمد ﷺ نے کیا آپ کی امت بھی اسے کرے گی اور پھر یہ بھی یاد رہے کہ نبی ﷺ کے ساتھ اگر یہ عمل خاص ہوتا تو آپ ﷺ اپنے صحابہ کو جنازہ پڑھنے کا حکم نہ دیتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا ''فهلم فصلوا عليه'' آؤ اس پر جنازہ پڑھو (صحیح البخاری 1320) ایک روایت میں ہے کہ ''اٹھو اپنے بھائی اصحمہ پر جنازہ پڑھو (صحیح البخاری 3877) حدیث جابر رضی اللہ عنہ میں ہے ''ہم نے آپکے پیچھے صفیں باندھیں (صحیح البخاری 3877) حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

احکام و مسائل

یہ کہنا کہ حبشہ میں کوئی دوسرا مسلمان موجود نہ تھا جو ان کی نماز جنازہ ادا کرتا' بالکل غلط اور تاریخی روایات کے خلاف ہے حبشہ میں نجاشی کے علاوہ رہبان و قسیسین کی ایک جماعت اسلام قبول کر چکی تھی' اس پر سر دست ایک حوالہ عرض خدمت ہے جلالی صاحب اپنے صدر الافاضل کی تفسیر ملاحظہ کریں کہ سورۃ مائدۃ آیت نمبر 83,82 میں اللہ نے قسیسین و رہبان اور ان کے ایمان کا تذکرہ کیا ہے

میں ہے' آپ ﷺ نے فرمایا ''اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو (صحیح البخاری 3880) ان احادیث کا تقاضا ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت نہیں ہے' اگر یہ آپ کا خاصہ ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دینے کا کوئی معنی و مطلب نہیں بنتا بلکہ آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو منع فرما دیتے اس لئے کہ جو آپ ﷺ کا خاصہ ہو' وہ امت کے لئے جائز نہیں جیسے صوم وصال (بلاناغہ روزے رکھنا) رسول اللہ ﷺ کا خاصہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شدید حرص کے باوجود آپ ﷺ نے انہیں اجازت نہیں دی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم وصال نہ کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: آپ تو وصال کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم جیسا نہیں ہوں مجھے تو کھلایا پلایا جاتا ہے۔ (صحیح البخاری 1961) عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے وصال کیا تو لوگوں نے بھی وصال کیا تو یہ ان پر گراں گزرا تو آپ نے انہیں منع کیا۔ وہ کہنے لگے آپ بھی تو وصال کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہاری ہیئت پر نہیں ہوں۔ مجھے تو کھلایا پلایا جاتا ہے۔ (صحیح البخاری 19922)۔

تمام شرعی امور میں اصل عدم خصوصیت ہے حتیٰ کہ اس پر کوئی دلیل قائم ہو جائے اور غائبانہ جنازے کے مسئلہ پر خصوصیت کی کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ عدم خصوصیت پر دلیل موجود ہے۔ نبی کریم ﷺ کا کسی فعل کو ایک بار انجام دینا اس کے جواز کی دلیل ہے۔ اس لئے کہ جواز یا استحباب کے لئے ایک بار کا عمل کافی ہے۔ لہٰذا اگر کسی کام کے جواز پر ایک صحیح حدیث موجود ہو خواہ قولی ہو یا فعلی یا سکوتی تو وہ ہی کافی ہے اس کے لئے صحابہ کی جماعت کا روایت کرنا اس پر بعد میں عمل کا جاری رہنا کوئی شرط نہیں ہے۔

جلالی صاحب اس کے بعد رقمطراز ہیں ''اگر شریعت مطہرہ میں جو رسول اللہ ﷺ کی خصوصیات ہیں' ان کا لحاظ نہ کرتے ہوئے صرف رسول اللہ ﷺ کا عمل مبارک موجود ہونے کی صورت میں اوروں کو اس عمل سے روکنا جائز نہیں تو بیک وقت چار سے زائد عورتوں کے ساتھ شادی سے بھی کسی کو نہیں روکنا چاہئے''۔

مذکورۃ الصدر عبارت میں جلالی صاحب کی ڈاکٹریٹ کا بھانڈا بیچ چوراہے میں پھوٹ گیا ہے۔ علامہ اصغر صاحب کا تبصرہ ان کے علمی قد کاٹھ پر بڑا جاندار تھا اور ہے۔ جلالی صاحب قرآن حکیم اور سنت مطہرہ کے دلائل قاہرہ اور براہین ساطعہ اس پر موجود ہیں کہ امت کو چار سے زائد بیویوں کی اجازت نہیں ہے۔ کاش آپ قرآن حکیم پر غور کر لیتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کرو گے تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش (پسند) آئیں دو دو اور تین تین اور چار چار'' (النساء:3 ترجمہ احمد رضا خان بریلوی)

پھر آپ کے صدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی اس پر رقمطراز ہیں: ''اس آیت میں فرمایا گیا کہ اپنی استطاعت دیکھ لو اور چار سے زیادہ نہ کرو تا کہ تمہیں یتیموں کا مال خرچ کرنے کی حاجت پیش نہ آئے۔ مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ آزاد مرد کے لئے ایک وقت میں چار عورتوں تک سے نکاح جائز ہے۔ خواہ وہ حرہ ہوں یا امہ یعنی باندی۔

مسئلہ' تمام امت کا اجماع ہے کہ ایک وقت میں چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں رکھنا کسی کے لئے جائز نہیں سوائے رسول کریم ﷺ کے۔ یہ آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔ ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص اسلام لائے۔ ان کی آٹھ بیبیاں تھیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا' ان میں سے چار رکھنا۔ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ غیلان بن سلمہ ثقفی اسلام لائے' ان کی دس بیبیاں تھیں' وہ ساتھ مسلمان ہوئیں۔ حضور ﷺ نے حکم دیا' ان میں سے چار رکھو۔ (کنزالایمان ص 114' مطبوعہ تاج کمپنی)

جلالی صاحب چار سے زائد بیویاں جب رسول اللہ ﷺ کا خاصہ ہے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے امت کو چار سے زائد کی اجازت نہیں دی۔ آپ پر لازم ہے آپ کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت کریں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جس طرح امت کو چار سے زائد بیویاں رکھنے کی اجازت نہیں دی' کیا اسی طرح غائبانہ جنازہ پڑھنے کی بھی اجازت نہیں دی کوئی ایک آیت یا ایک حدیث صحیح پیش فرما دیں یا امت کا اجماع پیش کر دیں کہ پوری امت مسلمہ کے علماء مجتہدین کا اکٹھ ہو چکا ہے کہ جنازہ غائبانہ جائز نہیں۔

علامہ اصغر صاحب نے جلالی صاحب کو صحیح مشورہ دیا تھا کہ دینی معاملات میں انہیں تحمل سے کام لینا چاہئے اور عجلت پسندی سے گریز..... اسی طرح ابھی وہ مفتی نہیں کہلاتے یا ابھی ان کو مفتی تسلیم نہیں کیا جاتا۔ اس لئے ابھی وہ فتویٰ دینے سے گریزاں رہیں تو ان کے اپنے متصورہ مقام مرتبت کے لئے محفوظ کناں ہوگا۔

کاش جلالی صاحب' علامہ صاحب کے مشورہ پر عمل کر لیتے اور فتویٰ دینے سے گریزاں رہتے۔ ویسے تو جلالی صاحب نے اپنے مضمون میں امام بخاری کی تبویب کو بڑا مدنظر رکھا ہے کاش اس حدیث پر بھی امام بخاری کی تبویب دیکھ لیتے کہ انہوں نے تو باب مَنْ حَمَلَ جَارِيَةً صَغِيرَةً عَلَى عُنُقِهِ فِي الصَّلَاةِ قائم کر کے اس کا جواز ثابت کیا ہے اور حضرت جی بعض مسالک کی پیروی میں اس فعل کو نبی کریم ﷺ کا خاصہ قرار دے رہے ہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ خصوصیت کے دعاوی باطلہ و مردودہ ہیں۔ بس اس پر نہ کوئی دلیل ہے اور نہ ہی اس کی کوئی ضرورت ہے بلکہ صحیح صریح حدیث اس کے جواز پر موجود ہے اور قواعد شرع کے خلاف اس میں کوئی بات بھی موجود نہیں ہے۔ دیکھیں عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری 303/4 مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت شرح صحیح مسلم للنووی 28/5 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت تحت حدیث نمبر (1043) شارحین حدیث نے تو نماز کی حالت میں بچے کو اٹھانے کا جواز اس حدیث سے ثابت کیا ہے اور جلالی صاحب اسے خاصہ پیغمبر بنانے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں اور بلا دلیل دعویٰ خصوصیت کئے جا رہے ہیں۔

جلالی صاحب کیا راقم یہ پوچھنے کی جسارت کر سکتا ہے کہ آپ کے مسلک میں حالت نماز میں کتے کے بچے کو اٹھا کر پڑھنے کا جو جواز دیا گیا ہے' اس کی دلیل کیا ہے؟ ملاحظہ ہو فتاوی شامی 139/1 مطبوعہ داراحیاء التراث الوبی فتاوی تجرید الشامی 89/1، 90 الدر المختار ص 34 مطبوعہ بیروت۔ بدائع الصنائع 111/1۔

احکام ومسائل

پھر جلالی صاحب حدیث نجاشی پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ امام بخاری نے اسے تیرہ بار ذکر کر کے صرف چھ مسائل اس سے ثابت کئے مگر ان میں غائبانہ نماز جنازہ نہیں۔

کیا یہ بات حتمی ہے کہ ایک محدث اگر کوئی حدیث اپنی کتاب میں لاکر اس پر جو باب باندھے' صرف وہی مسئلے اس حدیث سے اخذ ہوتے ہیں' اور کسی کو استدلال واستنباط کا حق نہیں ہے۔ اگر آپ اس قاعدے پر پختہ ہوتے تو امامہ بنت زینب والی حدیث پر امام بخاری کی تبویب مان لیتے لیکن آپ کو یا اس کا علم نہیں یا تجاہل برتا ہے۔ مختلف علماء وفقہاء ایک ہی حدیث سے کئی ایک مسائل کا استنباط کرتے رہتے ہیں۔ کوئی بھی اہل علم میں سے اس بات پر اعتراض نہیں کرتا کہ فلاں نے اس سے یہ مسئلہ اخذ نہیں کیا لہٰذا یہ جائز نہیں ہے۔ صحیح البخاری میں بیسیوں ایسے ابواب پیش کئے جا سکتے ہیں جن کو جلالی صاحب جیسے لوگ ماننے کو تیار نہیں ہوتے بلکہ امام بخاری علیہ الرحمۃ کی تبویب پر معترض ہوتے ہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے السنن الکبری 49/4 معرفۃ السنن والآثار 177/3 اور السنن الصغری 68/3 میں اس حدیث پر غائبانہ جنازہ کا باب باندھا ہے۔ اس طرح علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ نے مجمع الزوائد 149/3 اور مجمع البحرین 430/2 میں اس حدیث پر الصلاۃ علی الغائب کا باب باندھ کر غائبانہ جنازہ ثابت کر رہے ہیں اور امام عبدالحق الاشبیلی نے اپنی کتاب ''الاحکام الشرعیۃ الکبری'' 27/2 میں بھی اس پر اس مفہوم کا باب باندھا ہے۔ ثابت ہوا کہ آئمہ حدیث نے اس حدیث پر غائبانہ جنازہ کا باب بھی کتب احادیث وسنن میں قائم کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ یہ حدیث غائبانہ جنازہ کی اصل ہے۔

شیخ الاسلام زکریا انصاری رحمۃ اللہ نے تحفۃ الباری بشرح صحیح البخاری 185/7 میں لکھا ہے کہ ''یہ حدیث تو غائبانہ جنازے پر دلالت کرتی ہے۔ جلالی صاحب کہتے ہیں کہ امام بخاری رسول اللہ ﷺ کی طرف سے حضرت نجاشی کی نماز جنازہ کو غائبانہ کہہ بھی نہیں سکتے تھے کیونکہ ان کی بخاری ج 1 ص 179 پر یہ حدیث موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ شریف میں بیٹھے فرمایا: اور میں خدا کی قسم اپنے حوض کوثر کی طرف اب دیکھ رہا ہوں، کاش جلالی صاحب ان الفاظ پر غور کرتے جو صحیح البخاری میں ہیں تو یہ شگوفہ نہ چھوڑتے۔ صحیح البخاری میں ہے ''یہ الفاظ تو اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ وہ خاص حالت تھی جب آپ کو حوض کوثر دکھایا گیا نہ کہ ہمہ وقت آپ کی نظر حوض کوثر پر رہتی تھی۔ حدیث میں ''الآن'' کا لفظ اس کا بین ثبوت ہے جس کا ترجمہ جلالی صاحب نے ''اب'' کیا ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: آپ کے خطاب کے وقت آپ کے لئے کشف کیا گیا اور یہی بات ظاہر ہے (فتح الباری 123/4, 122/10)

اور دوسری بات یہ ہے کہ آپ کو حوض دکھایا جانا' یہ اعلام نبوت میں سے ہے اور جلالی صاحب نے نصب الرایہ کے حوالے سے معاویہ مزنی رضی اللہ عنہ کی جو روایت پیش کی ہے' اس کی سند ہی قابل اعتبار نہیں ہے' اس میں نوح بن عمرو سارق الحدیث اور بقیہ بن الولید مدلس ہے۔ اسی طرح صحیح مسند احمد اور التمہید لابن عبدالبر کے حوالے سے یہ روایت پیش کرنا کہ صحابہ بھی یہی سمجھ رہے تھے کہ حضرت نجاشی کا جنازہ ہمارے سامنے موجود ہے' انہیں مفید نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس کے الفاظ ہیں ''وہ گمان نہیں کرتے تھے مگر یہ کہ اس کا جنازہ سامنے ہے اور مسند احمد میں ہے ''مانحسب الجنازہ الاموضوعۃ بین یدیہ'' (209/33) اور ہم صرف گمان کرتے تھے کہ جنازہ آپ کے سامنے رکھا ہوا ہے۔

اس روایت میں یہ دلیل قطعاً نہیں ہے کہ جنازہ ان کے سامنے حاضر وموجود تھا بلکہ یہ حدیث تو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انہوں نے جنازے کی حاضری کا تصور اور گمان کیا تھا نہ کہ فی الواقع میت موجود تھی۔ اس پر وہ حدیث طبرانی دلیل ہے جسے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ نے بیان کیا ہے کہ مجمع بن جاریہ کی نجاشی پر جنازے والی حدیث میں ہے کہ ''ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے دو صفیں باندھیں اور ہم کچھ بھی نہیں دیکھ رہے تھے۔ (فتح الباری 88/4) لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حقیقت میں میت کو نہیں دیکھا تھا بلکہ حاضر کا تصور اور گمان کر کے جنازہ پڑھا اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی ہی حدیث میں ہے کہ ''ہم اٹھے۔ ہم نے اسی طرح صف بندی کی جیسے میت پر صف باندھی جاتی ہے اور ہم نے نجاشی پر اسی طرح نماز پڑھی جیسے میت پر نماز پڑھی جاتی ہے۔ (ترمذی 1039) یہ حدیث بھی دلیل ہے کہ میت سامنے موجود نہ تھی بلکہ جس طرح میت پر صف بندی کی جاتی ہے' اسی طریقے سے صف باندھ کر غائبانہ نماز جنازہ ادا کی۔ رہا یہ عذر کہ نجاشی کافر ملک میں فوت ہو گئے تھے اور وہاں کوئی ان کی نماز جنازہ ادا کرنے والا نہیں تھا' یہ بھی درست نہیں ہے۔

یہ کہنا کہ حبشہ میں کوئی دوسرا مسلمان موجود نہ تھا جو ان کی نماز جنازہ ادا کرتا' بالکل غلط اور تاریخی روایات کے خلاف ہے حبشہ میں نجاشی کے علاوہ رہبان وقسیسین کی ایک جماعت اسلام قبول کر چکی تھی' اس پر سردست ایک حوالہ عرض خدمت ہے جلالی صاحب اپنے صدر الافاضل کی تفسیر ملاحظہ کریں کہ سورۃ مائدۃ آیت نمبر 83,82 میں اللہ نے قیسین ورہبان اور ان کے ایمان کا تذکرہ کیا ہے۔ مولوی نعیم الدین نے لکھا ہے کہ نجاشی بادشاہ کی درخواست پر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے اس کے دربار میں سورۃ مریم اور سورۃ طہ کی آیات پڑھ کر سنائیں تو نجاشی بادشاہ اور اس کے درباری جن میں اس کی قوم کے علماء موجود تھے' سب زار وقطار رونے لگے' اسی طرح نجاشی کی قوم کے ستر آدمی جو سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے' حضور ﷺ سے سورۃ یٰسین سن کر بہت روئے۔

لہٰذا جب وہاں پر علماء پادری اور قوم کے مختلف افراد اسلام قبول کر چکے تھے تو یہ کہنا کہ وہاں ان کی نماز جنازہ ادا کرنے والا کوئی نہ تھا' دعویٰ بلا دلیل ہے اور اسی طرح اسے نجاشی کی خصوصیت قرار دینا بھی صحیح نہیں ہے۔

صحیح بخاری میں عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شہداء احد پر آٹھ سال بعد نماز پڑھی جیسے آپ زندوں اور مردوں کو الوداع کر رہے ہوں۔ پھر آپ منبر پر تشریف لے گئے اور ایک روایت میں ہے کہ ''آپ نے اہل احد پر اس طرح نماز ادا کی جیسے آپ میت پر نماز ادا کرتے تھے (صحیح البخاری 1344) اکابر حنفی علماء نے اس سے شرعی جنازہ ہی مراد لیا ہے ملاحظہ ہو الجوہر النقی 14/4، عمدہ القاری 156/8 حاشیہ سندھی علی النسائی 277/1 فیض الباری 478/2۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا جو سودۃ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھی' کا جنازہ غائبانہ پڑھا' وہ مکہ میں فوت ہوئیں تو آپ ﷺ نے بقیع میں ان کا جنازہ پڑھا اور اس پر چار تکبیریں کہیں۔ (عبدالرزاق 6409)

لہٰذا یہ دعویٰ بھی فاسد ہوا کہ غائبانہ جنازہ نجاشی رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے۔ اگر ان کی خصوصیت ہوتی تو آپ اپنے آخری ایام میں شہداء احد کا جنازہ نہ پڑھتے۔

جلالی صاحب کے تمام شبہات کا ازالہ ہم نے انتہائی اختصار سے کر دیا ہے ویسے حنفی علماء کو غائبانہ جنازہ پر اعتراض کا اصلاً حق نہیں ہے اس لئے کہ یہ لوگ نماز جنازہ میں سورت فاتحہ پڑھنے کے قائل نہیں ہیں اور اگر اجازت دیتے ہیں تو بطور دعا نہ کہ بطور قرأت اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ جنازہ اصلاً ان کے ہاں دعا واستغفار ہے۔

علامہ کبیر شمس الائمہ سرخسی حنفی اپنی معروف کتاب المبسوط 64/2 میں لکھتے ہیں کہ جنازے میں فاتحہ ثنا کے طور پر پڑھی جائے۔ قرات قرآن کے طور پر نہیں، اس لئے کہ جنازہ حقیقی صلاۃ نہیں۔ یہ تو محض میت کے لئے دعا واستغفار ہے۔ آپ

باقی صفحہ 44 پر

ماہر تاریخ وجغرافیہ محسن فارانی کے قلم سے

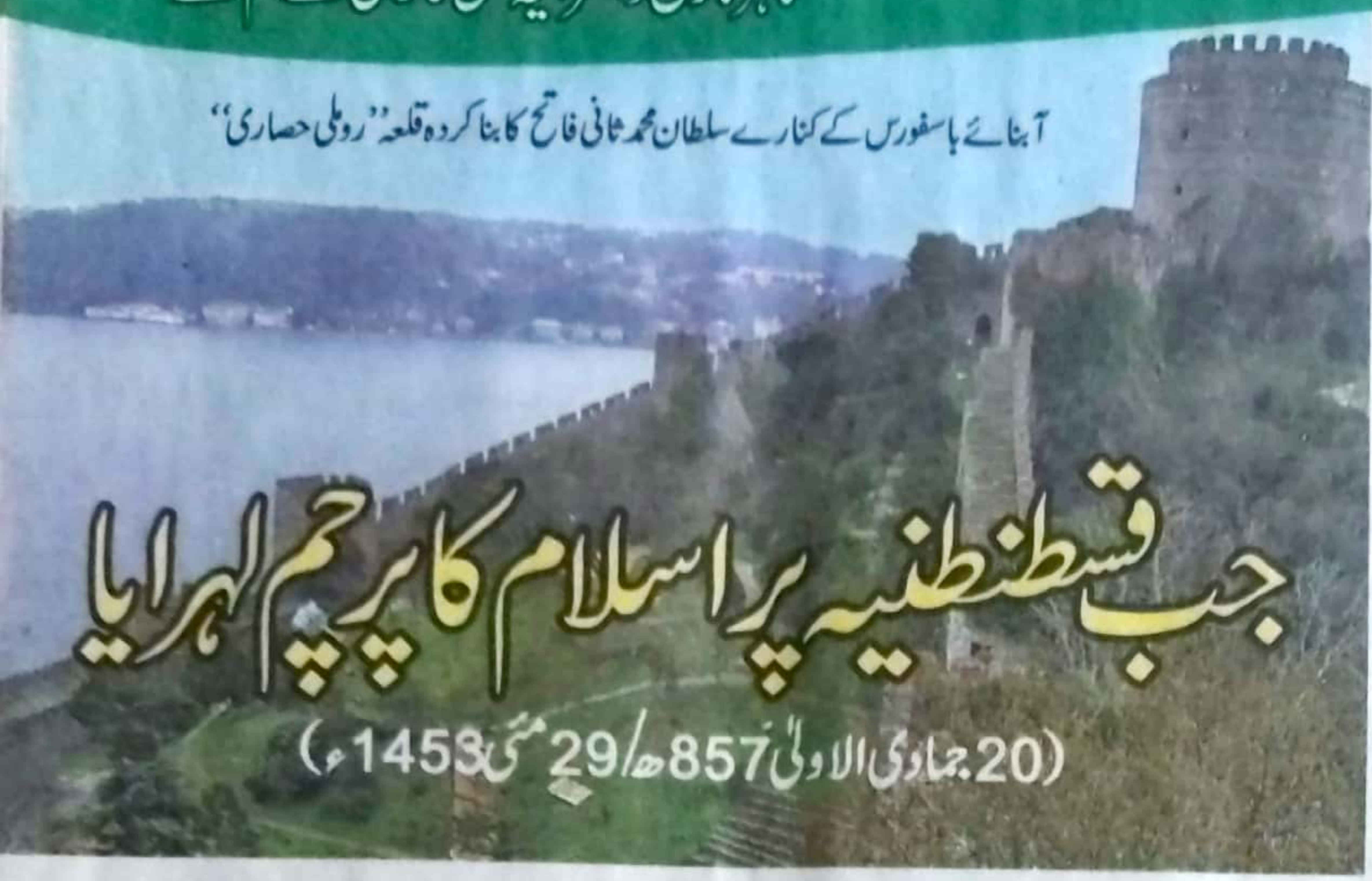

آبنائے باسفورس کے کنارے سلطان محمد ثانی فاتح کا بنا کردہ قلعہ ''رومِلی حصاری''

جب قسطنطنیہ پر اسلام کا پرچم لہرایا

(20 جمادی الاولیٰ 857ھ/ 29 مئی 1453ء)

تاریخ

سلطان مراد ثانی کی وفات کے بعد حکومت کی باگ ڈور دوسری بار اس کے بیٹے محمد عثمانی کے ہاتھ آئی۔ وہ اس وقت 23 برس کا ہو چکا تھا۔ وہ پہلا عثمانی سلطان تھا جس نے فتح قسطنطنیہ کا عزم کیا۔ نبی ﷺ نے بشارت دی تھی کہ ''جو لشکر اس شہر کو فتح کرے گا' وہ جنتی ہوگا۔''

سلطان محمد کا استدلال شاید اس حدیث سے تھا جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اول جیش من امتی یغزون مدینۃ قیصر مغفور لھم. (صحیح بخاری 'الجھاد والسیر' باب ماقیل فی قتال الروم: حدیث: 2924)

''میری امت کا سب سے پہلا لشکر جو قیصر کے شہر (قسطنطنیہ) پر چڑھائی کرے گا' ان کو بخش دیا گیا ہے''

سلطان محمد ثانی قسطنطنیہ فتح کر کے اس بشارت کا مصداق ٹھہرا۔

سلطان محمد ثانی نے دیکھا کہ اس کے پردادا بایزید اول نے اپنے لئے آبنائے باسفورس کے مشرقی کنارے پر ایک قلعے کی بنیاد رکھی تھی جسے اس نے ''اناضولو حصاری'' یعنی ''قلعہ اناطولیہ'' کا نام دیا تھا۔ یہ قلعہ آبنائے باسفورس کے تنگ ترین کنارے پر واقع تھا۔ محمد ثانی نے ایک اور قلعے کی بنیاد رکھی اور اسے ''رومیلی (روم ایلی) حصاری'' یعنی ''قلعہ روم'' کا نام دیا۔

اس کا مقصد یہ تھا کہ تمام آبنائے باسفورس اس کے تسلط میں آ جائے۔ سلطان محمد ثانی نے بنفس نفیس اس قلعے کا خاکہ بنایا اور مصلح الدین آغا کو اس کی تعمیر پر مامور کیا جبکہ سات ہزار کارکنوں نے پورے چار ماہ میں اسے پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔ قلعہ مثلث شکل میں تھا اور اس کی فصیل کی چوڑائی 20 قدم تھی۔ اس کے ہر کونے پر ایک ضخیم برج تھا جس میں سیسہ پلایا گیا تھا اور اس کی موٹائی 32 قدم تھی۔

چونکہ یہ قلعہ آبنائے باسفورس کے پار علاقہ ''رومیلی'' یا رومیلیا (تھریس ومقدونیہ) کے ساحل پر تعمیر کیا گیا' اس لئے اسے ''رومیلی حصاری'' یا ''حصار رومیلیا'' کہا جانے لگا۔

اس دوران جبکہ قسطنطنیہ کی فتح کے لئے عثمانیوں کی جنگی تیاریاں ان کے دار الحکومت میں جاری تھیں' شہر قیصر میں انتہائی اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ اس وقت قیصر قسطنطین دو از دہم (Constantine 12th) حکمران تھا جو 1449ء میں تخت نشین ہوا تھا۔ دولت قسطنطنیہ (بازنطینی سلطنت) کا پہلا حکمران قسطنطین اول یا قسطنطین اعظم (324ء تا 337ء) تھا جس کے نام پر قدیم بیزنطیم کو قسطنطنیہ کا نام دیا گیا۔ نبی ﷺ کے ہم عصر قیصر ہرقل کا جانشین قسطنطین سوم (641ء) تھا اور قسطنطین چہارم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہم عصر تھا۔ (المنجد فی الاعلام' ص: 160,159) قسطنطین دواز دہم نے جلدی میں پوپ نکولا پنجم سے مدد مطلب کی۔ پوپ نے اس کی درخواست قبول کر کے کارڈینل ایسوڈور کو قسطنطنیہ بھیجا۔ کیتھولک کارڈینل نے قسطنطنیہ پہنچ کر کلیسا ایا صوفیہ کا رخ کیا اور وہاں کیتھولک طریقے سے عبادت کے مراسم ادا کیے جو یونانی آرتھوڈکس عوام کے مراسم کے خلاف ہی نہیں بلکہ انہیں چیلنج کرنے والے تھے۔ لوگوں نے امداد کو پہنچنے والے کارڈینل کے طریق عبادت کو نہایت ناپسندیدگی سے دیکھا۔ ادھر قیصر' کیتھولک اور آرتھوڈکس دونوں مسیحی کلیساؤں کو متحد کرنے کی کوشش کر رہا تھا جبکہ وزیر اعظم لوکاس نوتاراس اور جنادیوس (جو فتح قسطنطنیہ کے بعد بطریق بنا) نے اس خوف سے اس اتحاد کی شدید مخالفت کی کہ اس طرح کہیں کیتھولک کلیسا کے ہاتھوں یونانی آرتھوڈکس کلیسا کا خاتمہ ہی نہ ہو جائے۔

نوتاراس نے اس وقت یہ تاریخی جملہ کہا: ''میں قسطنطنیہ میں لاطینی ٹوپ دیکھنے کی بجائے ترکی عمامے دیکھنا زیادہ پسند کرتا ہوں۔'' دراصل بازنطینیوں (اہل قسطنطنیہ) کو لاطینیوں (کیتھولک رومیوں) کے وہ وحشیانہ مظالم نہیں بھولے تھے جن کا ارتکاب انہوں نے 601ھ/ 1204ء کی صلیبی مہم کے دوران کیا تھا۔ تب لاطینی (رومن کیتھولک) کلیسا نے اس عذر پر مسیحی رضا کاروں کو پے بہ پے قسطنطنیہ بھیجنے کا سلسلہ جاری رکھا تھا کہ قیصر نے امداد طلب کی ہے' چنانچہ اب پاپائے روم کی طرف سے ایسوڈور کی آمد پر دونوں کلیساؤں کے اتحاد کی کوششیں بار آور نہ ہو سکیں۔

ربیع الاول و ربیع الآخر 857ھ/ اپریل 1453ء میں عثمانیوں نے خشکی اور سمندر کی طرف سے قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا۔ اس محاصرے میں عثمانیوں کی 400 جہازوں پر سوار 20 ہزار بحری فوج شریک تھی اور ان کی بری فوج کی تعداد 80 ہزار تھی۔ سلطان نے شہر کے اردگرد توپخانہ لگا دیا جس میں توپوں کی 14 بیڑیاں تھیں جو اربن نامی ہنگروی توپ ساز نے بنائی تھیں' وہ پتھر کے گولے ایک میل تک پھینکتی تھیں۔ بیرن کارڈیفو نے اپنی کتاب Thinkers of Islam (مفکرین اسلام) میں لکھا ہے کہ محمد فاتح نے توپوں میں جو گولے استعمال کیے' ان میں سے ہر ایک کا وزن 300 کلوگرام تھا اور ان کی مار ایک میل سے زیادہ تھی۔ ایک توپ چلانے کے لئے 700 افراد کی ضرورت پڑتی تھی' اس کی نال بھرنے میں دو گھنٹے لگتے تھے جبکہ توپخانہ 200 توپوں پر مشتمل تھا۔

عثمانی بحری فوج بلطہ اوغلو سلیمان بیگ کی قیادت میں خلیج زرّیں کے دہانے پر وارد ہوئی جہاں بازنطینی بحری بیڑے کا کمانڈر تھیوڈور دفاع پر مامور تھا۔ بازنطینیوں نے شہر کے محاصرے سے پہلے سمندر میں طویل آہنی زنجیر نصب کر کے خلیج کا دہانہ بند کر دیا تھا جس سے خلیج کے اندر کسی جہاز کا داخل ہونا مشکل ہو گیا تھا۔ یہ زنجیر عثمانیوں کے آگے سب سے بڑی رکاوٹ تھی' چنانچہ ان کے جہاز جو قسطنطنیہ پر حملے کے لئے فوج کو خلیج کے اندر لے جا کر اتارنے کے لئے مامور تھے' اس میں داخل ہونے سے قاصر تھے۔ اس خلیج کو شاخِ زریں (Golden Horn) بھی کہا جاتا ہے جو دراصل آبنائے باسفورس کی ایک سینگ نما شاخ (Horn) یا کھاڑی پر مشتمل ہے اور یہیں قسطنطنیہ (استنبول) کی بندرگاہ واقع تھی۔ ترکی زبان میں اسے آج کل صرف خلیج (Halic) لکھا جاتا ہے۔ (انسائیکلو پیڈیا تاریخ عالم جلد اول اور آکسفورڈ انگلش ریفرنس ڈکشنری)

اس دوران جنوا کے تین جہاز اور ایک رومی جہاز آن

جامع مسجد سلطان فاتح (استنبول)

مسجد ایاصوفیہ جو اب عجائب گھر بن چکی ہے

استنبول کی پرانی فصیل

پہنچے جن کی قیادت جسٹنیانی کر رہا تھا جسے پوپ نے قسطنطنیہ کے دفاع اور محصورین کو مدد پہنچانے کے لئے بھیجا تھا۔ ان جہازوں کی آمد پر عثمانی بحریہ انہیں روک نہ سکی۔ عثمانی بحریہ کی ان سے ایک جھڑپ ہوئی جس میں جسٹنیانی غالب رہا اور جب وہ اپنے جہازوں کے ہمراہ خلیج کی طرف بڑھا تو اہل قسطنطنیہ نے آہنی زنجیر کھول دی اور رومی جہاز خلیج میں داخل ہو گئے۔ اس اچانک پیش آمدہ واقعے سے سلطان محمد ایک ایسی جنگی ترکیب بروئے کار لانے پر مجبور ہو گیا جو اس کے سپہ سالاروں نے کمال مہارت سے پیش کی تھی۔

جنگی ترکیب یہ تھی کہ 67 ہلکے بحری جہاز آبی زنجیر کو چھوڑ کر غلطہ کی طرف سے خشکی پر چڑھا کر خلیج زریں میں اتار دیئے جائیں۔ اس کے لئے غلطہ کی زمین پر چوبی تختے بچھائے گئے اور ان پر چربی مل دی گئی تا کہ رات کے اندھیرے میں جہاز پھسلواں تختوں پر سے کھینچ کر خلیج تک لے جائے جائیں۔ دریں اثناء عثمانی توپخانے نے شہر پر شدید گولہ باری جاری رکھی تا کہ بازنطینیوں کی توجہ اس طرف مبذول نہ ہو اور ان کا کوئی اہلکار عثمانی جہازوں کی خلیج میں منتقلی پر دھیان نہ دے سکے۔ یوں عثمانی جہاز خلیج میں منتقل ہو گئے اور ایک دوسرے کے ساتھ آگے پیچھے اس طرح کھڑے ہو گئے کہ خلیج کے آر پار پل سا بن گیا۔ حتٰی کہ ان جہازوں کے ذریعے سے تمام لشکر قسطنطنیہ کی خشکی پر جا اترا اور جب صبح طلوع ہوئی تو عثمانیوں کو دیکھ کر اہل شہر پر دہشت طاری ہو گئی۔ ہم عصر بازنطینی مؤرخ کا دوکاس ترکوں کی اس دہشتناک جنگی کارروائی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''یہ ایک معجزہ تھا اور اس سے پہلے کسی نے ایسے معجزے کے بارے میں سنا نہ کبھی ایسا معجزہ دیکھا تھا۔''

عثمانی بحریہ جسٹنیانی کو خلیج (شاخ زریں) میں داخل ہونے سے روکنے میں ناکام رہی تھی' چنانچہ سلطان محمد کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا تھا کہ تمام عثمانی افواج اکٹھی کر کے یکبارگی ہلّہ بول دیا جائے۔ اس حملے سے پہلے سلطان نے اتمام حجت کے طور پر قیصر روم کو دوسری مرتبہ خط لکھ کر مطالبہ کیا کہ شہر پرامن طور پر حوالے کر دو گے تو خونریزی نہیں ہو گی اور بادشاہ کو اجازت ہو گی کہ اپنے اموال اور خزانوں سمیت جہاں جانا چاہے چلا جائے۔ سلطان نے اس صورت میں اہل قسطنطنیہ کو امان دیتے ہوئے یہ وعدہ کیا کہ ان کے اموال' ان کی جانیں اور جائیدادیں محفوظ رہیں گی لیکن قیصر نے اہل جنوا کے اکسانے پر سلطان کی پیشکش مسترد کر دی۔

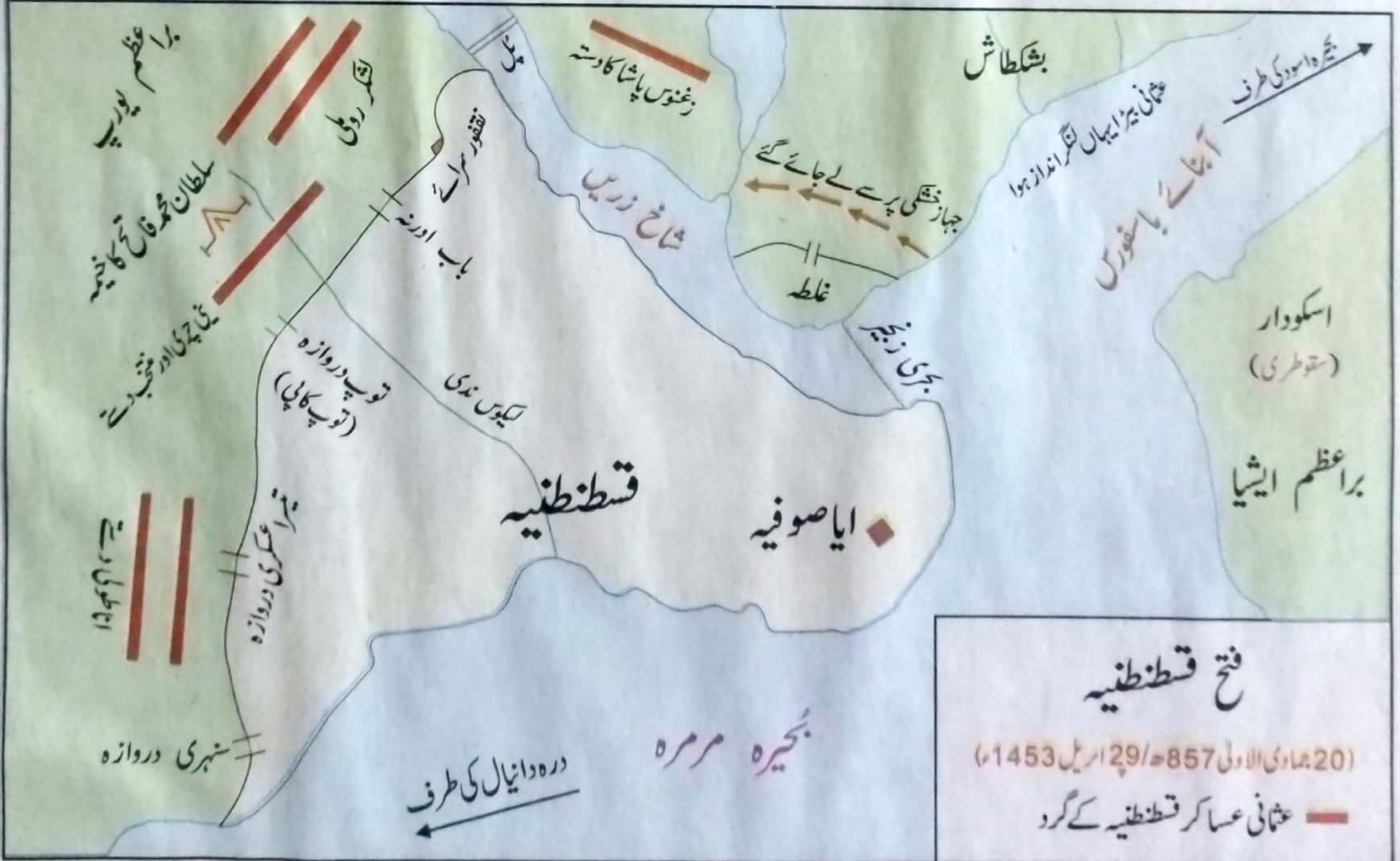

آبنائے باسفورس پر قبضہ کے لئے سلطان محمد ثانی نے اپنے پردادا بایزید اول کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ایک اور قلعہ بنوایا جسے قلعۂ روم کا نام دیا۔ اسے سات ہزار کارکنان نے چار ماہ میں مکمل کر ڈالا

ادھر عثمانیوں کے باجگزار ہنگری کے بادشاہ نے ایسے وقت سلطان محمد پر دباؤ ڈالنے کا ارادہ کیا جبکہ وہ مشکل میں تھا۔ اس نے قیصر روم کو خط لکھا کہ اس کا عثمانیوں سے کوئی رابطہ نہیں اور اسے شاہ قسطنطنیہ کی پالیسی سے مکمل اتفاق ہے۔ نیز اسے یقین دلایا کہ وہ یورپی دستوں کی قیادت کرتے ہوئے حملہ آور ہوگا تاکہ عثمانیوں کو کچل ڈالا جائے لیکن شاہ ہنگری کے زیر قیادت یورپی فوج کی آمد سے کوئی فرق نہ پڑا اور ترکوں نے ثابت قدمی سے محاصرہ جاری رکھا۔

28 مئی کا دن امن سے گزر گیا۔ اگلے دن فجر کے وقت اجتماعی نماز کے بعد سلطان محمد اس جگہ پہنچا جہاں سے حملے کا آغاز ہونا تھا۔ اتنے میں بڑی بڑی توپوں کی گھن گرج سنائی دی جنہوں نے پو پھٹتے ہی گولہ باری شروع کر دی تھی جبکہ سلطان کے حکم سے عثمانی پرچم لہرانے لگا تھا۔ ترکوں میں یہ روایت تھی کہ حملہ شروع کرتے وقت پرچم لہرایا جاتا تھا۔

اس دوران عثمانی توپوں نے شہر کی فصیل میں ایک شگاف پیدا کر دیا تو عثمانی لشکر شہر کے گرد کھودی ہوئی خندق پار کر گیا۔ انہوں نے فصیل کے ساتھ ساتھ سیڑھیاں لگائیں اور پوری فوج تین لہروں میں فصیل پر سے کود کود کر شہر میں داخل ہوگئی۔ آخری لہر میں ینی چری (Janissary) دستے بھی شامل تھے۔ (''ینی چری'' کے معنی ہیں ''نئی فوج''۔ سلطان اُورخان نے شاہی حفاظتی فوج کے طور پر اس کی بنیاد رکھی تھی۔ شروع میں اس میں نومسلم غلام زادے اور بعد میں سپاہیوں اور سالاروں کے بیٹے بھرتی کئے جاتے تھے۔ چودھویں صدی عیسوی کے بعد ''ینی چری'' ترک فوج کے بڑے لڑاکا دستوں پر مشتمل ہوتی تھی۔ (تاریخ ترکیہ ص:41' آکسفورڈ انگلش ریفرنس ڈکشنری' ص:754)۔ اس صورتحال میں قیصر قسطنطین اپنے محفوظ دستوں کو دفاع کے لئے آگے لانے پر مجبور ہو گیا جو کنیسۃ الحواریین کے آس پاس تعینات تھے (یہ کلیسا بعد میں جامع مسجد الفاتح قرار پایا)۔ ادھر عثمانی لشکر نے بلا تاخیر تیر اندازی شروع کر دی جس سے مسیحی سپہ سالار جستینیانی شدید زخمی ہوا اور اسی حالت میں اس نے میدان کارزار سے راہ فرار اختیار کی۔ قیصر قسطنطین اس کی منتیں کرتا رہا کیونکہ شہر کے دفاع میں اس کا بڑا کردار تھا مگر اس نے قیصر کی ایک نہ سنی اور بھاگ نکلا۔

اوّلین عثمانی شہداء میں امیر ولی الدین سلیمان بھی شامل تھے جنہوں نے قدیم بازنطینی شہر کی فصیل پر عثمانی پرچم لہرایا تھا۔ ان کی شہادت کے وقت 18 عثمانی سپاہی پرچم کو گرنے سے بچانے کے لئے تیزی سے وہاں پہنچ گئے اور انہوں نے پرچم کو بلند رکھا حتیٰ کہ باقی لشکری جو فصیل پر سے ان کا دفاع کر رہے تھے' وہاں آن پہنچے اور انہوں نے پرچم سنبھال لیا۔ اس وقت تک اٹھارہ کے اٹھارہ عثمانی مجاہد شہادت سے ہمکنار ہو چکے تھے۔ اس دوران عثمانی سپاہی فصیل کے ان شگافوں سے شہر میں داخل ہوتے چلے گئے جو توپوں نے اس میں ڈال دیئے تھے اور ان سیڑھیوں سے بھی اترتے رہے جو فصیل کے ساتھ لگائی گئی تھیں۔ پھر دوسرے حملہ آور عثمانی دستوں نے قسطنطنیہ کے بعض دروازے کھول دیئے۔ دوسری طرف بحری فوج نے خلیج کے دہانے پر غلبہ پاکر آہنی زنجیر کھول دی اور پھر عثمانی بیڑا خلیج میں داخل ہو کر شہر کی طرف بڑھا۔ ان حالات میں بازنطینیوں میں سراسیمگی پھیل گئی' بے شمار قتل ہوئے اور جو بھاگ سکے بھاگ نکلے۔

یوں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قسطنطنیہ مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہو گیا۔ سلطان محمد فاتح اپنے گھوڑے سے اُترا اور اُس نے زمین پر اللہ کے حضور سجدۂ شکر ادا کیا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ شہداء پر اپنی رحمت فرمائے۔ پھر اس نے خاص قسطنطنیہ کے بارے میں نبی ﷺ کی حدیث پڑھی اور شہر کو ''اسلامبول'' (استنبول) کا نام دیا یعنی ''اسلام کا شہر'' یا ''اسلام آباد''۔ سلطان نے اپنی فوج کو لوٹ کھسوٹ سے روک دیا۔ اس کے بعد وہ کلیسا ''ایا صوفیہ'' کی طرف متوجہ ہوا' وہاں نماز شکرانہ ادا کی اور اسے مسجد میں تبدیل کرنے کا حکم دیا۔ پھر اس میں نماز عصر ادا کی۔ اس وقت بعض رومیوں نے قبول اسلام کا اعلان کیا۔

سلطان محمد فاتح نے صوتی اور معنوی مناسبت کے باعث قسطنطنیہ کو ''اسلامبول'' کا نام دیا۔ یاقوت حموی متوفی 626ھ نے معجم البلدان (347/4) میں لکھا ہے کہ ''قسطنطین اعظم نے اسے دارالحکومت بنا کر اس کا نام قسطنطنیہ (عربی میں قسطنطينية) رکھا۔ جسے آج کل استنبول کہتے ہیں۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ شہر پہلے سے مسلمانوں کے ہاں اصطنبول یا استنبول کے طور پر معروف تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قسطنطین اعظم نے 330ء میں قدیم شہر بیزنطیم کو ''کان سٹین ٹینوپولس'' (Constantinopolis) یا قسطنطنیہ کا نام دیا تھا مگر عام طور پر اسے آئس ٹن پولن Eis Ten Polin (اندرونِ شہر) کہا جاتا تھا جسے مقامی لہجے میں شامبول (Stamboul) کہتے تھے جسے عرب معرب کر کے اصطنبول یا استنبول کہنے لگے۔'' (آکسفورڈ انگلش ریفرنس ڈکشنری' ص:748)

سلطان محمد فاتح رواداری میں بے مثال تھا۔ یہ اس کی رواداری ہی تھی کہ اس نے عیسائیوں کو بے روک ٹوک اپنی مذہبی رسوم ادا کرنے کی اجازت دی۔ اس نے ان کے کلیساؤں اور عبادت گاہوں کو امان دی اور انہیں اپنا بطریق خود چننے کا حق دیا' چنانچہ اس نے مسیحیوں کے سرکردہ افراد جمع کیے جنہوں نے جنادیوس کو بطریق منتخب کیا۔ سلطان نے اس کے انتخاب پر اعتماد کا اظہار کیا' اسے رومیوں کا رئیس مقرر کیا اور اسے ینی چری فوج کا ایک حفاظتی دستہ

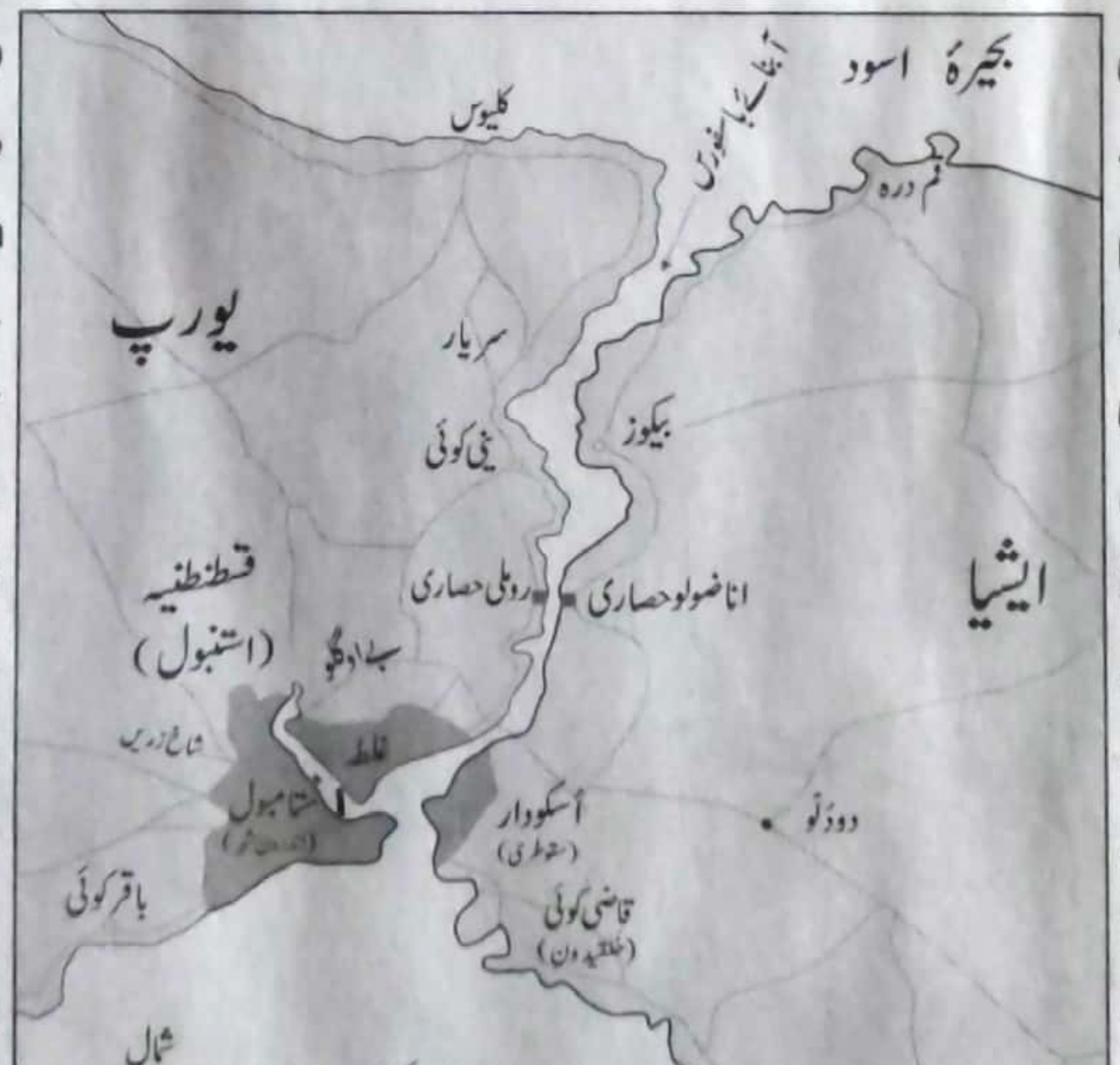

قسطنطنیہ اور آبنائے باسفورس

سلطان نے صرف کثیر کے ساتھ 200 دور مار توپیں تیار کروائیں جو پتھر کے 300 کلو وزنی گولے ایک میل دور پھینک سکتی تھیں اور ایک توپ چلانے کے لئے 700 افراد کی ضرورت پڑتی تھی

عطا کیا، نیز اسے رومیوں کے مخصوص دیوانی اور فوجداری مقدمات کے فیصلے کرنے کا اختیار دیا اور اس کے ساتھ ہی کلیسا کے بڑے عہدیداروں پر مشتمل ایک مجلس تشکیل دی گئی اور صوبوں میں مطران (اسقف اعظم) اور قسیس (اسقف) بھی اس اختیار کے حامل قرار دیئے گئے۔

جب سلطان محمد فاتح ان خوفزدہ عیسائیوں کو امان دے کر عدل قائم کر چکا جو شہر سے راہِ فرار اختیار کرنا چاہتے تھے تو اس نے استنبول (اسلامبول) کو اپنا مستقر بنالیا، پھر عالم اسلام کے سربراہوں کو خطوط لکھ کر انہیں فتح قسطنطنیہ کی بشارت دی۔

سلطانِ مصر سیف الدین اشرف اینال شاہ (857ھ تا865ھ/ 1453ء تا 1461ء) کے نام لکھے گئے خط کے بعض فقرات یہ تھے۔

”بے شک بہترین طریقہ ہمارے اسلاف کا ہے۔ وہ مجاہد فی سبیل اللہ تھے اور کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے۔ ہم ان کے طریقے پر قائم ہیں اور اس خواہش پر مسلسل کاربند ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کی مثال بن گئے ہیں:

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ. (التوبہ:29:9)

”ان لوگوں سے لڑو جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے۔“

اور ہم اپنے نبی محمد ﷺ کی ہدایت پر مضبوطی سے قائم ہیں جنہوں نے فرمایا:

مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ. (صحيح البخاری، الجمعة، باب المشی الی الجمعة، حدیث: 907)

”جس شخص کے پاؤں اللہ کی راہ میں گرد آلود ہو گئے اللہ نے اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دی۔“

جنوا اور جنیوا

جنوا (Genoa): اطالوی زبان میں اسے جنووا (Genova) کہتے ہیں۔ سوئٹزر لینڈ کا مشہور شہر جنیوا (Geneva) اس سے الگ ہے۔ جنوا اٹلی کے شمال مغربی ساحل کی بندرگاہ ہے اور علاقہ لیگوریا کا صدر مقام ہے۔ آبادی 7 لاکھ سے اوپر ہے۔ کرسٹافر کولمبس یہیں پیدا ہوا تھا (آکسفورڈ انگلش ریفرنس ڈکشنری، ص:580)۔ 1253ء سے 1299ء میں وینس نے ایشیائے کوچک پر قابض ترکوں سے معاہدہ کرلیا تو جنوا نے درۂ دانیال بند کر دیا۔ وینس نے بزور درۂ دانیال کی ناکہ بندی توڑی اور غلطہ (قسطنطنیہ کا ایک حصہ) کو لوٹا۔ سولہویں صدی کے شروع سے جنوا پر فرانس قابض رہا حتی کہ 3 اگست 1529ء کے معاہدے کی رو سے فرانس نے اٹلی پر تمام دعوے چھوڑ دیئے اور چارلس پنجم اٹلی کا بادشاہ بن گیا (اگست 1530ء)۔ یہ معاہدہ فرانس، فرانسس اول کی ماں اور چارلس پنجم (شاہ اسپین) کی پھوپھی کے درمیان ہوا (انسائیکلوپیڈیا تاریخ عالم، جلد 2)

اسی لئے ہم نے اس برس (فتح قسطنطنیہ کا) ارادہ کیا جس میں اللہ نے برکت اور انعام ارزانی کیا جبکہ ہم اللہ ذوالجلال والاکرام کی رسی کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس پر قائم ہیں، چنانچہ ہم نے فریضۂ جہاد کی ادائیگی کا عزم کیا جو اسلام نے ہم پر عائد کیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے:

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ. (التوبة 123)

”تم ان کفار سے لڑو جو تمہارے قرب وجوار میں ہیں۔“

اس مقصد کے لئے ہم نے غازیوں اور مجاہدین کے بری و بحری لشکر تیار کیے اس شہر کو فتح کرنے کی خاطر جو فسق و فجور اور کفر سے بھرا ہوا تھا اور جو طویل مدت سے ممالک اسلامیہ کے وسط میں ہونے کے باوجود کفر و شرک پر فخر کرنے والوں کا گڑھ تھا۔

جیسے کسی شاعر نے کہا ہے:

فكا نها حسن على الخد الاغر
و كانها كنف على وجه القمر

”یہ شہر گویا تابناک رخسار پر ایک حسن ہے اور اس کے ساتھ ہی جیسے چاند کے چہرے پر سایہ ہو۔“

سلطان محمد فاتح نے شہر قسطنطنیہ کی تعریف اور اس کے قلعے کی مضبوطی اور پچھلی مہمات میں اس کے ناقابل تسخیر ہونے کا ذکر کرنے کے بعد لکھا:

”ہم نے ان سے جنگ کی اور انہوں نے ہم سے جنگ کی، ہم نے ان سے لڑائی کی اور انہوں نے ہم سے لڑائی کی، ہماری لڑائی 54 دن رات جاری رہی حتی کہ صبح طلوع ہو گئی۔ اس روز منگل تھا اور جمادی الاولیٰ کی بیس تاریخ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مشرق سے سورج نکلنے سے پہلے ہمیں فتح سے نوازا۔“

اسی طرح سلطان محمد فاتح نے شریف مکہ مکرمہ کو فتح قسطنطنیہ کی خوشخبری دیتے ہوئے مال غنیمت میں سے تحائف ارسال کئے اور اس سے دعا کی درخواست کرتے ہوئے اپنے خط میں لکھا:

”اس برس اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو فتح عطا کی ایسی فتح آنکھ نے کبھی دیکھی نہ کان نے سنی اور یہ مشہور شہر قسطنطنیہ کی فتح ہے۔ ہم اس فتح کی خوشخبری دیتے ہوئے آپ کو یہ خط لکھ رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ اس عظیم کامیابی اور مسرت کی خوشخبری حرمین شریفین کے تمام باشندوں، علماء وسادات کرام، پرہیزگاروں اور عبادت گزاروں، صلحاء ومشائخ، ائمہ کرام، خدا رسیدہ متقین، سب چھوٹوں بڑوں اور بیت اللہ کے زائرین کو پہنچا دیں گے جو اہل اسلام کے لئے عروة الوثقیٰ (مضبوط رسی) کی مانند ہیں جو ٹوٹنے کی نہیں، نیز آب زمزم اور مقام ابراہیم کی عبادت سے بہرہ ور ہونے والوں، مرقد رسولؐ کے قرب وجوار میں عبادت کرنے والوں اور عرفات میں ہماری سلطنت کے دوام کی دعا کرنے والوں اور ہماری فتح کے

باقی صفحہ 5 پر

”میں قسطنطنیہ میں لاطینی ٹوپ دیکھنے کی بجائے ترکی عمامے دیکھنا زیادہ پسند کرتا ہوں۔“ قسطنطنیہ کے پادری نوتاراس نے یہ الفاظ ماضی میں قسطنطنیہ پر کیتھولک صلیبیوں کے مظالم کے پیش نظر کہے تھے

اللہ کی قسم میدان قتال میں جو مزہ نماز میں آیا' وہ سکون ولطافت ارض پاک کی مساجد میں نہ پا سکا

دریائے نیل کے پانیوں کی نیلاہٹ تھی۔ وضو کے بعد ایک بھائی پہرے پر کھڑا ہو گیا۔ جبکہ باقی بھائی صف بستہ رب کے حضور کھڑے تھے اور ان مجاہدین اسلام پر اس وقت مجھے یہ شعر یاد آ رہا تھا:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کا شغر

امام کے آگے گنجر والی کلاشنکوف بطور سترہ زمین میں گڑی ہوئی تھی۔ میں ایک طرف پہرے پر کھڑا سب بھائیوں کے چہرے پر ایک نظر ڈالتا اور پھر چاروں طرف سے سر اٹھاتے ہوئے پہاڑوں پر نظر دوڑاتا جو کہ درختوں اور جھاڑیوں سے اٹے ہوئے تھے۔ دوران قیام مجاہدین کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ کر ان کی داڑھی کے بالوں سے اٹھکیلیاں کرتے ہوئے ان کی کلائیوں پر گرتے۔ رکوع میں جاتے ہی یہ آنسو لڑیوں کی صورت اختیار کر کے خشک زمین کو تر کرنے لگتے اور اپنی پیشانیاں سجدہ میں رب کے حضور رکھتے ہی ایسے محسوس ہوتا کہ گویا چولہے پر رکھی ہوئی ہنڈیا میں یک لخت ابال آنے شروع ہو گئے ہیں۔ کچی زمین پر لمبے لمبے سجدوں کے دوران کئی بھائیوں کی چیخیں بلند ہو گئیں اور سلام پھیرنے تک کئی بھائیوں کی ہچکیاں بندھ چکی تھیں۔ مجاہدین کے راہ جہاد میں بہتے ہوئے آنسو دیکھ کر مجھے دوران تربیت اپنے اساتذہ کرام کی طرف سے پڑھائی گئی حدیث یاد آ گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دو قطروں پر جہنم کی آگ حرام کر دی ہے۔ ایک وہ قطرہ کہ جو اللہ کے خوف سے آنسو کی صورت میں آنکھ سے گرتا ہے اور دوسرا خون کا وہ قطرہ جو دوران معرکہ زخم لگنے پر مجاہد کے جسم سے گرتا ہے۔ اللہ اللہ مجاہدین کی شان دیکھئے کہ اللہ نے دونوں قطرے مجاہدین کے نصیب میں لکھ دیئے ہیں۔ آج اگر روئے زمین پر اللہ کی خشیت سے سب سے زیادہ رونے اور گڑگڑانے والا اگر کوئی ہے تو میرے طویل مشاہدے کے مطابق وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہے اور آج ہم سب اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ مجاہدین اسلام ہی شرق وغرب میں اسلام کی عزت وعظمت' محمد مصطفیٰ ﷺ کی ناموس اور غلبہ اسلام کے لئے اپنے جگر کا لہو پیش کر رہے ہیں۔

اللہ کی قسم! میدان مقتل میں رہ کر جو مزہ نماز میں آیا' وہ سکون ولطافت مساجد میں نہ پا سکا۔ پیٹھ پہ اسلحہ اور کاندھے پر کلاشن لٹکائے بے سروسامانی کے عالم میں کشمیر کی برف پوش چوٹیوں پر جو صبر روزے نے وہاں سکھایا' آج پھلوں' میووں کی بھرمار اور سجے بھرے دسترخوانوں کی سحری وافطاریاں وہ سرور نہ دے سکیں جو گھنے اور درندوں سے بھرے تاریک جنگلات' کئی دنوں کی بھوک پیاس' تنہائی میں صرف اپنے رب کی آس' دشمن کے کئی گھیرے اور بھارتی فوجی آس پاس' سخت سردی اور تن بدن پر باریک چادر کا ایک لحاف' چاند رات اور عیدالفطر کے روز اپنے رب سے ملاقات کا اشتیاق جو میدان کارزار میں نصیب ہوا' آج ہم دنیاداری میں پڑ کر اس صراط مستقیم سے کوسوں دور جا رہے ہیں۔ اس موقع پر میں عظیم مجاہد عبداللہ بن مبارک ؒ کے اشعار آپ کے گوش گزار کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

یا عابد الحرمین لو ابصرتنا
لعلمت انک فی العبادۃ تلعب
من کان یخضب خدہ بدموعہ
فنحورنا بدمائنا تتخضب
ریح العبیر لکم ونحن عبیرنا
رھج السنابک والغبار الاطیب

''اے حرم مکہ اور مدینہ میں بیٹھ کر عبادت کرنے والے اگر کبھی تو ہمارا حال دیکھ لے تو تجھے معلوم ہو جائے کہ تیری عبادت تو محض کھیل ہے۔ ایک وہ شخص کہ جس کے آنسو اس کے رخسار کو تر کرتے ہیں اور دوسرے ہم لوگ ہیں کہ اپنی ہی گردنیں اللہ کی راہ میں کٹوا کر اپنے ہی خون میں نہا لیتے ہیں۔ تمہارے لئے عنبر کی خوشبوئیں اور ہمارے لئے گھوڑوں کی ٹاپوں کی خاک اور پاکیزہ غبار ہی عنبر کی خوشبو ہے۔''

جب اللہ کے شیروں نے دائیں بائیں سلام پھیرا تو ان کے رخسار اور پوری داڑھیاں آنسوؤں سے تر جبکہ پیشانیوں پر چمکتی ہوئی راہ جہاد کی غبار گویا اپنی قسمت پر نازاں تھی۔ کئی دنوں کے مسلسل سفر کے باعث ہمیں نہانے کا موقع نہیں ملا تھا۔ چنانچہ پہاڑ کی شمال مشرقی جانب ایک چھوٹا سا چشمہ پھوٹ رہا تھا۔ وہاں سب بھائیوں نے باری باری غسل کیا۔ مجاہدین اپنی زلفوں کو چھانٹتے اور داڑھیوں کو سہلاتے ہوئے دوبارہ ٹاپ پر آ کر بیٹھ گئے۔ ایک بھائی نے اپنے پوچ سے کوشر (سرسوں) کا تیل نکالا اور اصرار کے ساتھ اپنے بھائیوں کے سر کی مالش شروع کر دی۔ بالکل اسی طرح کہ جیسے سخت سردیوں کے موسم میں مائیں اپنی ممتا اور اولاد سے حد درجہ محبت سے مغلوب ہو کر اپنے ننھے منے بچوں کو دھوپ میں بٹھا کر انہیں سرمہ لگاتی' تیل لگاتی اور کنگھی کرتی ہیں۔

ابو محمد بھائی کے پاس عربی رسم الخط کا ایک پاکٹ سائز قرآن مجید تھا جو انہوں نے اپنی سامنے والی جیب سے نکالا اور تلاوت شروع کر دی۔ جبکہ میرے پوچ کی پچھلی اور سب سے بڑی جیب میں رنگ برنگی مارکروں اور پنسلوں کا ایک ذخیرہ اور ایک چھوٹا سا پیمانہ ہمہ وقت موجود رہتا تھا۔ چونکہ مجھے پینٹنگ اور کتابت کا جنون کی حد تک شوق اور تجربہ تھا۔ لہٰذا میں نے ابو محمد بھائی کے قرآن مجید کے خالی صفحات پر کلمہ توحید اور تلوار سے مزین اسلامی پرچم تخلیق کیا اور اس کے نیچے خط نستعلیق میں ابو محمد بھائی کا خوبصورت اور بڑا سا نام تحریر کیا۔ جس پر میرے بڑے بھائی نے مجھے جزاک اللہ خیرا اور دیگر ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازا۔ باقی بھائیوں کو بھی لکھائی اور ڈیزائننگ کر کے دی اور نیت صرف یہ تھی کہ جب بھی یہ مجاہد میری اس کاوش کو دیکھیں گے تو میرے لئے دعائے مغفرت ضرور کریں گے کیونکہ جہاد کا رستہ ہی ایک دوسرے سے بچھڑنے اور بچھڑ کر ملنے والا ہے۔ ایک بھائی اگر ہمارے ساتھ صبح کا ناشتہ کرتا ہے تو دوپہر کو وہ حوروں کے جھرمٹ میں جنتی دسترخوان پر براجمان دکھائی دیتا ہے۔ کئی بھائیوں سے دوبارہ ملاقات تو درکنار سالہا سال تک وائرلیس سیٹ پر بھی رابطہ نہیں ہوتا۔ میدان مقتل میں اپنے ایمان کے ساتھیوں سے جو محبت کی چاشنی محسوس ہوتی ہے' وہ دنیاداری کے ماحول میں اپنے ماں جائے بھائیوں اور اقرباء سے تعلق داری اس محبت کا عشر عشیر بھی نہیں۔

ابو محمد' ابو طیب' ابو سیف اللہ' ابو فداء الرحمن' ابو ابرار بشارت' ابو مصدر رفیق' ابو عبداللہ تیمور سمیت دیگر بھائی اپنے گھروں سے کوسوں دور مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے کے باوجود اس پہاڑ پر اللہ کی خاطر جمع اور اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت والفت کا عظیم مظاہرہ پیش کر رہے تھے۔ اس موقع پر مجھے محمد عربی ﷺ کی ایک حدیث یاد آ گئی کہ جب دو مسلمان اللہ کی خاطر جمع ہوں اور اللہ ہی کے لئے آپس میں محبت رکھیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔

کچھ دنوں کے بعد ابو محمد سمیت دیگر چند بھائی ایک نواحی علاقہ میں موجود تھے کہ صبح تقریباً 10 بجے انڈین آرمی نے علاقے کا گھیراؤ شروع کر دیا۔ بھائیوں نے مل بیٹھ کر یہ طے کیا کہ ہماری تو خیر ہے لیکن سب سے پہلے ابو محمد بھائی کو

جب ابومحمد نے دیکھا کہ فرعون اور اس کے درباریوں کی ساری صفات بت پرست ہندو فوج میں بدرجہ اتم موجود ہیں تو اس نے زبان نبوت سے بشارت یافتہ غزوہ ہند کے مبارک جہاد میں اپنی عسکری صلاحیتوں کو آزمانے کا فیصلہ کرلیا۔

یہاں سے نکلنا چاہئے۔ جب اس کار خیر کا ذکر ابومحمد سے کیا تو وہ فوراً سیخ پا ہوگئے اور انہوں نے بحیثیت بڑا بھائی ہمیں ڈکٹیشن دینا شروع کردی۔ دیگر مجاہدین کو پوزیشنیں تفویض کرنے کے بعد یہ صف شکن بھارتی فوج پر حملہ آور ہوگیا۔ تڑاخ تڑاخ کرتی گولیوں سے دشت و جبل گونج رہے تھے اور ہندو فوجی حرام مال (اسلحہ بارود) کو بن سوچے سمجھے اندھا دھند پھونک رہے تھے۔ لڑائی کے آغاز میں مجاہدین سمجھ رہے تھے کہ ابومحمد بھائی جذباتی ہوگئے ہیں اور وہ دشمن کے بیچ گھس کر فدائی حملہ کریں گے۔ لیکن اس مسلم گوریلے کا جھپٹنا پلٹنا اور پلٹ کر جھپٹنا دیکھ کر ہمیں یقین ہوگیا کہ یہ اللہ کا بندہ تو ایک منجھا ہوا چھاپہ مار اور نہایت تجربہ کار سپاہی ہے۔ ابومحمد بھائی کی حیرت انگیز عسکری صلاحیتوں کو دیکھ کر ہم تمام بھائی مرعوب ہو چکے تھے۔ ابومحمد بھائی نے مجاہدین کو باری باری یہاں سے نکلنے کا سگنل دیا۔ اللہ کا یہ شیر جارحانہ انداز میں آگے بڑھ کر ایک آدھ بھارتی فوجی کا سر لے جاتا اور دشمن کی وقتی پسپائی کا فائدہ اٹھا کر باقی مجاہدین پے در پے یہاں سے نکلتے رہے۔ آخری مجاہد نے ابومحمد بھائی کو کہا کہ اب آپ نکل جائیں اور میں آپ کو کور فائر دیتا ہوں۔ مگر اللہ کا یہ شیر اس زور سے دھاڑا کہ یہ مجاہد بلا چون وچراں یہاں سے رفو چکر ہوگیا۔ دن بھر کی خونریز معرکہ آرائی میں کئی ہندو فوجی ہلاک و زخمی ہو چکے تھے جبکہ سوائے ابومحمد بھائی کے تمام مجاہد یہاں سے بحفاظت نکل چکے تھے۔ ابومحمد بھائی کو جب یہ اطمینان ہوگیا کہ میرے تمام ساتھی دشمن کے حصار سے نکل چکے ہیں تو یہ سرفروش جارحیت سے نکل کر جنگی چال بازیوں کو آزمانے لگا۔ ابومحمد بھائی کے بقول انہوں نے بھارتی فوجیوں پر کلاشن کوف کا ایک زناٹے دار برسٹ مارا اور فوراً جھاڑیوں سے ڈھکے ہوئے ایک نالے میں چھلانگ لگادی۔ یہ برساتی نالہ عمودی سمت میں پہاڑ کے پہلو میں نیچے اتر رہا تھا۔ ابومحمد بھائی نے کرالنگ کرتے ہوئے بالائی سمت کو سفر جاری رکھا۔ سورج مغربی جانب ایک بڑے پہاڑ کے پیچھے اوٹ لے چکا تھا اور ابومحمد بھائی بھی اب شام کا اندھیرا ہونے کا انتظار کر رہے تھے کہ یکا یک بھارتی فوج کی کورنگ پارٹی کی نظر ابومحمد بھائی پر پڑ گئی اور انہوں نے اپنے ہدف کو دیکھتے ہی مشین گنوں کے دھانے کھول دیئے۔ ابومحمد بھائی کو دیکھتے ہی ہندو فوجیوں نے چیخ چیخ کر دھائی مچادی۔ بالکل اس طرح کہ جیسے کسی جنگل میں شیر یا پھر کسی باغ میں کسی گوشت خور جانور کی موجودگی پر کوّے شور مچا مچا کر دوسرے پرندوں کو اکٹھا کر لیتے ہیں اور یہ گوشت خور ان پھدکتے ہوئے پرندوں کو ایک قہر آلود نظر سے گھور کر شانِ بے نیازی سے چل دیتا ہے۔

ابومحمد بھائی نے ایک دو فٹ کے پتھر کے پیچھے اوٹ لے لی۔ اس پتھر پر جنگلی جھاڑیوں اور نالے میں اگنے والی سخت اور لمبی لمبی گھاس نے اپنے پر پھیلا رکھے تھے۔ ابومحمد بھائی نے مشتعل ہونے کی بجائے دانائی سے کام لیا اور جوابی طور پر ایک بھی گولی فائر نہ کی۔ گویا کہ دشمن کی دانست میں ابومحمد بھائی شدید زخمی یا پھر شہید ہو چکے تھے۔ بھارتی فوج نے شدید فائرنگ کے ساتھ اپنی نظریں اپنے شکار پر مرکوز رکھیں اور نالے کو چاروں اطراف سے گھیر لیا۔ چند منٹوں کے بعد یہاں بیسیوں فوجیوں کا جم غفیر جمع ہو چکا تھا۔ مشین گنیں، راکٹ لانچر، ڈسپوزیبل راکٹ جو کہ کنکریٹ کی دیوار کو بھی پھاڑ کر گزر جاتا ہے اور مارٹر بیٹری بھی مذکورہ جگہ کو اپنے نشانے پر رکھ چکی تھی۔ اپنے ہلاک و زخمی ہونے والے فوجیوں کے جذبہ انتقام میں جلتے ہوئے رام کے چیلوں نے رام کی جے اور جے ہند کے نعرے بلند کئے اور نالے میں آتش و آہن کی بارش شروع کردی۔ 82 مارٹر کے خوفناک دھماکوں سے پہاڑ لرز اور جنگل تھرتھرا رہے تھے۔ یہاں سے بچ نکلنے والے مجاہدین معرکہ میں اچانک شدت آجانے سے یہ جان چکے تھے کہ اب ہمارا محسن ابومحمد جنتی سفر پر روانہ ہونے سے قبل اپنا آخری معرکہ لڑ رہا ہے۔

مقام معرکہ پر جمع ہونے والے سینکڑوں فوجیوں کی چیخم دھاڑ اور بارش کی طرح برستی ہوئی گولیوں میں اگر ابومحمد بھائی جوابی طور پر فائر کرتے بھی تو اس کی نسبت سمندر کے مقابلہ میں پانی کے ایک قطرے کی سی ہوتی۔ شام اپنی کالی زلفیں پھیلائے ہر چیز کو ڈھانپنا چاہتی تھی اور عین اس وقت جھاڑیوں کے مابین ابومحمد بھائی کی جیکٹ چیتھڑوں میں بٹی ہوئی، تھکے ماندے بھارتی فوجیوں کا حوصلہ بڑھا رہی تھی۔ بظاہر چیتھڑوں میں بٹی ہوئی مجاہد کی لاش دیکھنے کے باوجود بھی ہندو گماشتوں کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ وہ نیچے نالے میں اتر کر اسے اپنے قبضہ میں لے سکیں۔ البتہ بھارتی سورموں نے اپنے فوجی کیمپس اور ہائی کمان کو یہ پیغام پاس کر دیا کہ انہوں نے ایک انتہائی خطرناک ''ملی ٹینٹ'' کو ہلاک کر ڈالا ہے۔ اگلی صبح جب سورج مشرق سے طلوع ہو رہا تھا تو سینکڑوں بھارتی فوجی اپنے متعدد ساتھیوں کی ہلاکت کے باوجود بھی پر عزم تھے کہ اب اس مجاہد کی لاش کو جھاڑیوں سے کھینچ کر باہر نکالا جائے گا کہ جس نے پچھلا پورا دن انہیں تگنی کا ناچ نچایا اور جہادی کوڑے کی کاری ضربوں سے ان کی کھال ادھیڑ کر رکھ دی تھی۔

جب سورج اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ اپنی ضیا پاشیاں بکھیرنے لگا اور دن کے اجالے میں ہر چیز واضح نظر آنے لگی تو ہندو فوجیوں نے نالے میں اترنے کے لئے اپنے لنگوٹ کس لئے۔ مجاہد کی لاش نکالنے کے لئے تیار فوجیوں کی ہچکچاہٹ کو دیکھتے ہوئے کورنگ پارٹی نے مجاہد کی لاش پر ایک بار پھر شدید فائرنگ شروع کردی۔ تاکہ آگے بڑھنے والے فوجیوں کو اطمینان قلب ہو جائے کہ مجاہد واقعی شہید ہو چکا ہے۔ کانپتی ٹانگوں، تیزی سے دھڑکتے ہوئے سیاہ دلوں، موت کے خوف سے ڈبڈباتی آنکھوں اور گنوں کے ٹریگرز پر رکھے گئے کپکپاتے ہاتھوں سے بھارتی فوجی نالے میں اتر رہے تھے اور فوجیوں کی فوج ظفر موج نالے کے دونوں اطراف پوزیشن سنبھالے کسی بھی غیر متوقع انہونی سے نمٹنے کے لئے مستعد تھی اور ان سب بزدلوں کی حوصلہ افزائی کے لئے راکٹ لانچرز اور مشین گنوں سے مسلح دو کورنگ پارٹیاں بے جان پتھروں اور ہوا کے جھونکوں سے سرگوشیاں کرنے والے درختوں کو مرعوب کرنے کے لئے اپنی پھرتیاں اور چستیاں دکھا رہی تھیں۔

بھارتی فوجیوں کے الرٹ پوزیشن میں لاش کے عین اوپر پہنچنے پر ان کی توقع کے عین مطابق کوئی حرکت نہ ہوئی تو ایک بھارتی فوجی نے لپک کر اس کا بازو پکڑ کر اوپر اٹھایا تو اس کے ہاتھ میں گولیوں سے چھلنی اور بموں کے پارچوں سے کٹی پھٹی ایک جیکٹ تھی اور اس کے نیچے وہی پتھر تھا جہاں ابومحمد بھائی نے گزشتہ روز اوٹ لی تھی۔ پتھر کے اوپر سلیقے سے پھیلائی گئی جیکٹ کی ابتر حالت دور سے واقعی ایک بے جان انسان کی تصویر پیش کر رہی تھی۔ پتھر کے اردگرد کوئی انسانی لاش تو در کنار خون کا ایک دھبہ بھی موجود نہ تھا۔ بھارت کے قابل فخر سپوتوں نے جھلا کر جیکٹ ایک طرف پھینکی اور گالیاں بکتے ہوئے دیگر جھاڑیوں کو چیک کرنے لگے۔

''دلیران ہند'' کی ساری شیخیاں ہوا ہو چکی تھیں اور کورنگ پارٹیوں کے علاوہ تمام بھارتی فوجی نالے میں اگنے والی

یک ایک جھاڑی کو بار بار جھاڑ رہے تھے کہ شاید کوئی شہید ہونے والا مجاہد جھاڑی پر اٹکے ہوئے ''قتیلے'' (چیڑ کے درخت پر لگنے والا بیجوں کا گولہ کہ جس کی جسامت شلجم یا کھیرے کی مانند ہوتی ہے) کی طرح ان کی جھولی میں آ گرے اور ان کے اس ''عظیم کارنامے'' سے خوش ہو کر بھارتی سامراج ان کے کندھے پر 'بے مثل بہادری' کے اسٹار سجا دے۔ فوج کی سارے دن کی کئی بار سرچنگ کے باوجود انہیں ابو محمد بھائی کی لاش تو در کنار 'یک جنگلی چوہے اور پہاڑی گیدڑ کی لاش تک نہ مل سکی۔

یقیناً اللہ کے دشمنوں کی اس ناکامی و نامرادی اور شکست و ریخت پر عرش عظیم کا رب بھی مسکرا دیا ہوگا۔ کیونکہ درندہ صفت بھارتی فوجیوں کے ساتھ اللہ رب العالمین کا یہ ایک مذاق تھا اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کے ساتھ مذاق کرنے کا تذکرہ سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 18 میں یوں فرمایا ہے:

''اللہ ان (کافروں) کے ساتھ مذاق کرتا ہے اور انہیں ڈھیل دیتا ہے۔ (یہ) اپنی سرکشی میں حیران پھرتے ہیں۔'' (القرآن)

دوسرے دن کے سورج کے ڈوبنے کے ساتھ بھارتی فوجی پتھروں اور جنگلی درختوں سے دو دن کی خونریز معرکہ آرائی کے بعد اپنے کٹے پھٹے لاشے' چیختے چلاتے زخمی اور کانٹے دار جھاڑیوں سے چھلے ہوئے بلیک کیٹ کمانڈوز 'ڈوبتے دلوں' ٹوٹتے حوصلوں اور شکستہ ارادوں سے اپنی گردنیں جھکائے اور منہ لٹکائے فوجی کیمپوں کو واپس لوٹ رہے تھے جبکہ عین مغرب کے وقت ابو محمد بھائی ایک کشمیری مسلمان کی راہنمائی میں اپنے دیگر ساتھیوں سے بغلگیر تھے اور ان کی زبانوں پر ''فللہ العزۃ جمیعا' فللہ الحمد ''تکبیر کے نعرے اور تسبیح و تہلیل کے ترانے تھے۔ ابو محمد بھائی بتا رہے تھے کہ کس طرح انہوں نے دشمن کو دھوکا دینے کے لئے اپنی جیکٹ اتار کر پتھر کو پہنائی اور خود کرالنگ کرتے ہوئے نالے کی بالائی جانب تقریباً 50 میٹر کے فاصلہ پر ایک جھاڑی میں چھپ کر بے حس و حرکت بیٹھے رہے۔ تمام بھارتی فوجیوں کی توجہ جیکٹ پوش پتھر پر مرکوز تھی۔

چنانچہ شام کا اندھیرا چھاتے ہی ابو محمد بھائی نے قرآن کی یہ آیت

واذاقرات القرآن جعلنابینک وبین الذین لایؤمنون بالآخرۃ حجاب مستوراً

اور جب قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ہمارے مابین اور ان لوگوں کے مابین جو یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے' ایک پردہ ڈال دیتا ہے۔'' تلاوت کی' اپنے شام کے مسنون اذکار مکمل کئے اور اپنے رب پر بھروسہ اور توکل کرتے ہوئے دشمن کی دسترس سے کوسوں دور نکل گئے۔ فللہ الحمد

تمام مجاہدین اپنے اس مہمان مجاہد کی شجاعت و پامردی اور شاندار گوریلا حکمت عملی پر عش عش کر رہے تھے جبکہ ابو محمد بھائی کی زبان پر' وما توفیقی الا باللہ' ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشآ '' ایسے تشکرانہ کلمات رواں تھے...... اللھم اجعلنا منھم الشھداء۔ آمین

۞ ۞ ۞

بقیہ معرکے

ایک ٹاسکی کا ''خودکش'' حملہ

13 اپریل: سرینگر' گلمرگ میں قابض بھارتی فوج کے کیمپ میں تعینات سپاہی بنجے کم نے مجاہدین کے خوف' اپنے گھر بار سے دوری اور شدید ذہنی دباؤ سے دوچار ہو کر اپنی سروس رائفل سے اپنی دکھ بھری اور سفاکانہ زندگی کا خاتمہ کر لیا۔ بنجے نے اپنے آپ پر کئی گولیاں چلائیں جس کے نتیجے میں وہ خون میں لت پت ہو کر وہیں گر پڑا۔ فائرنگ کی آواز سن کر کیمپ میں موجود تمام بھارتی فوجی اس کی طرف دوڑ پڑے اور انہوں نے بنجے کو بے ہوشی کی حالت میں پایا۔ چنانچہ اسے فوری طور پر ہسپتال پہنچایا گیا۔ ڈاکٹروں اور اس کے ساتھیوں نے اس کی زندگی بچانے کے لئے لاکھ جتن کئے مگر بنجے اپنی زندگی گنوانے کی کوشش میں کامیاب رہا۔

یاد رہے بنجے کا تعلق BSF بارڈر سکیورٹی فورسز کی 68 بٹالین سے تھا۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

1 درانداز ظالم شمشان گھاٹ پر

14 اپریل: سرینگر تحصیل کنگن کے علاقہ ہارون میں فدائیان کتاب و سنت کا دور کنی دستہ ایک خفیہ مشن کی تکمیل کے بعد واپس آ رہا تھا کہ دن 1 بجے ایک چھوٹے سے غیر معروف پل کو کراس کرنے کے بعد اچانک بھارتی فوج سے ان کا ٹکراؤ ہو گیا۔ برلحظہ دشمن پر جھپٹنے کے لئے بے قرار مجاہدین اسلام نے ہندو فوجیوں پر شدید فائرنگ کی جس کی زد میں آ کر ایک درانداز بھارتی فوجی موقع پر واصل جہنم ہوا۔ یہاں بھارتی فوج زیادہ تعداد اور بہتر پوزیشن میں تھی مگر اس کے باوجود عزم و استقلال کے پیکر' جرأت و شجاعت اور شہادت کے خوگر ابوسیف اللہ بھائی واقعتاً اللہ کی تلوار بن کر بھارتی کرگسوں پر ٹوٹ پڑے اور کمال دلیری سے کور فائر دے کر اپنے ساتھی کو یہاں سے بحفاظت نکالا جبکہ خود فرزند خلیل اللہ' اسماعیل علیہ السلام کے نقش پا کی پیروی کرتے ہوئے اپنے رب کی رضا پر سر تسلیم خم کیا اور جام شہادت نوش کر کے مزین و مرصع جنات کے ابدی مہمان بنے۔ ان شاء اللہ

ابوسیف اللہ محمد اسماعیل بن محمد عبداللہ

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

کاکاپورہ میں ایک فوجی کا کا پریشان ہو گیا

15 اپریل: ضلع پلوامہ کے علاقہ کاکاپورہ میں بھارتی فوج کے ایک کیمپ میں ایک اہلکار نے اپنی سروس رائفل سے خود پر فائرنگ کر دی اور اُسے زخمی حالت میں ہسپتال داخل کرا دیا گیا۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

ضمیر خمیر سپر انداز کا فیصلہ ''خودکش حملہ''

سرینگر میں راشٹریہ رائفلز (RR) کے ایک کیمپ میں تعینات ایک حوالدار نے کشمیری مسلمانوں پر گولیاں چلانے کے لئے فراہم کی گئی سرکاری بندوق سے خود کو گولیاں مار کر اپنی سفاکانہ زندگی کا خاتمہ کر لیا۔ دریں اثناء ضلع بارہمولہ میں ایک اور بھارتی فوجی نے گن سے خودکشی کرنے کی بجائے زہر پھانک کر خودکشی کر لی۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

ساکن کریلہ' نائیر نے ہمیشہ کے لئے چھٹی کر لی

21 اپریل: بارہمولہ میں بھارتی فوج کی 19 انفنٹری ڈویژن میں تعینات 30 سالہ سپاہی نیوپی نائیر ساکن کریلہ نے گزشتہ شب 9:30 بجے زہر خورانی کی جس سے اس کی حالت غیر ہو گئی اور اس نے تڑپتے ہوئے جان دے دی۔ اس سپاہی کے ساتھیوں نے بتایا کہ نیوپی نے چھٹی جانے کے لئے اپنے افسران کو کئی بار عرضی دی مگر منظور نہ ہوئی۔ آخر گزشتہ روز اس نے ایک بار پھر قسمت آزمائی کی مگر اس بار بھی درخواست نامنظور ہونے پر اس نے انتہائی قدم اٹھایا اور بھارتی فوج سے زبردستی ہمیشہ کی چھٹی پا کر جہنم میں اپنی سیٹ پکی کروالی۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

5 ننگ انسانیت لاشوں کی تابوتوں میں واپسی...... خودکشیوں پر بھی تحقیق ہونی چاہیے

23 اپریل: ضلع پلوامہ میں قائم بھارتی فوج کے کیمپ 183 بٹالین ''CRPF'' میں سنٹرل ریزو پولیس فورس میں اسسٹنٹ کمانڈنٹ اجیت سنگھ کو اس کے بستر پر مردہ حالت میں پایا گیا۔ ابتدائی تحقیقات کے مطابق بھارتی فوج اجیت سنگھ کی موت کی وجوہات کو جاننے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔

علاوہ ازیں سرینگر میں ایک اور حوالدار کشمیر سنگھ سمیت دو ہندو فوجیوں نے خودکشی کر کے بھارتی فوج کی نوکری سے چھٹکارا پایا جبکہ ایک اہلکار دل کا دورہ پڑنے سے بھارتی سینا کو داغ مفارقت دے گیا۔

بزم اطفال

عرفی چاچو

میٹھی باتیں

پیارے، بہن بھائیو!

السلام علیکم۔امید ہے آپ سب خیریت سے ہوں گے۔اللہ نے زمین و آسمان کی تخلیق اور موسموں کی تبدیلی میں ایمان والوں کے لئے نشانیاں رکھی ہیں۔آپ نے دیکھا کہ اس وقت موسم بدل گیا ہے۔سردیاں رخصت ہوگئیں اور گرمیاں آچکی ہیں۔جیسے موسم بدلتے ہیں' ایسے ہی ایمان میں بھی کمی بیشی اور تغیر وتبدل ہوتا ہے۔آپ نے دیکھا ہوگا کہ گرمیوں میں ہر جاندار ہر انسان گرمی سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اس لئے کہ گرمی میں بلاوجہ اور بے احتیاطی سے پھرنا بیماری کا سبب بن سکتا ہے۔ایسے ہی ایمان کو بھی کفر' شرک بدعت اور گناہوں کی گرمی سے بچانا ضروری ہے۔

اللہ ہمیں سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق دے۔آمین

والسلام آپ کا عرفی چاچو

مجاہدین میدان جہاد میں

رات کا آدھے سے زیادہ حصہ گزر چکا تھا۔اندھیرا اس قدر شدید تھا کہ ہاتھ تک دکھائی نہ دیتا تھا۔سردی سے دانت بج رہے تھے۔پہاڑیوں پر مجاہدین کی بستی آباد تھی۔خیموں کے باہر میں (شعیب منیر) اور میرا ساتھی (خالد محمود ثانی) پہرا دے رہے تھے۔نیچے جنگل پھیلا ہوا تھا۔ہر طرف سناٹا تھا۔اچانک ہی ایک آواز رات کے سناٹے کو چیرتی ہوئی نکلی' میں جہاں تھا وہیں جم کر رہ گیا۔ان دنوں حالات کافی خراب تھے اور دشمن کے حملے کا خطرہ رہتا تھا میں نے محتاط نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھا لیکن اندھیرا گہرا ہونے کی وجہ سے کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔میں نے یہ کہہ کر اپنے آپ کو تسلی دی کہ یہ ضرور میرا وہم ہوگا اور اپنی جگہ پر ہوشیار ہو کر کھڑا ہوگیا۔تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وہی آواز دوبارہ آئی جیسے جنگل میں کوئی نپے تلے قدموں سے چل رہا ہو۔میں نے فوراً اپنی جگہ بدلی اور دور ہو کر کھڑا ہو گیا کیونکہ میرا ساتھی بھی مجھ سے کافی فاصلے پر تھا۔میں اسے آواز بھی نہ دے سکتا تھا۔پھر اچانک خیال آیا کیوں نہ اپنی گن لوڈ کروں۔لیکن وہ پہلے ہی لوڈ تھی۔میں گن اس لئے لوڈ کرنا چاہتا تھا کہ جو کوئی بھی ہے جان لے کہ مرد مجاہد بھی یہاں موجود ہیں اور میرا ساتھی بھی خبردار ہو جائے۔میں نے گن کو گود میں رکھ کر زوردار آواز سے لوڈ کیا پہلے لوڈ ہوئی گولی گود میں گر پڑی اور گن بھی دوبارہ لوڈ ہوگئی۔آواز سن کر میرا ساتھی میرے پاس چلا آیا اور سرگوشی کے انداز میں بولا کہ شعیب بھائی کیا بات ہے کوئی خطرہ ہے۔میں نے بھی اسی انداز میں جواب دیا کہ خالد ثانی بھائی میں نے ادھر جنگل میں کوئی آواز سنی ہے۔اتنے میں وہ آواز دوبارہ آئی' خالد نے کہا کہ ٹارچ روشن کر کے دیکھ لیتے ہیں آگے اللہ مالک ہے میں نے ٹارچ روشن کی اور اس کا منہ جنگل کی طرف موڑ دیا۔یہ کیا؟...... یہ تو...... یہ تو بندر ہیں ایک نہیں بلکہ کئی بندر جو نیچے جنگل میں چل پھر رہے ہیں۔ایک بندر ایک درخت سے دوسرے درخت پر جھول رہا ہے یہ دیکھ کر میری بے اختیار ہنسی نکل گئی یہ کوئی دشمن نہیں بلکہ بھارتی فوجیوں کے بھائی بندر ہیں جو ہمارے لئے بے ضرر ہیں۔ایک دفعہ بھائیوں نے رات کا کھانا کھایا اور چاولوں کی دیگ خیمے سے باہر ہی چھوڑ دی رات کو بندر کھانے کی تلاش میں پہاڑی پر آئے اور چاولوں کی دیگ کا صفایا کر گئے صبح کو مجاہدین نے دیکھا تو بندروں کا تماشا ذہن میں آیا۔سب بھائی مسکرانے لگے۔اگلے دن ہم نے خالی دیگ پہاڑی پر رکھ دی بندر رات کو آئے خالی دیگ دیکھ کر ان کو شاید بلکہ یقیناً غصہ آیا اور انہوں نے دیگ پہاڑی سے نیچے لڑھکا دی اگلے دن بھائی یہ سب دیکھ کر ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو گئے۔

(شعیب منیر)